بعونہ تعالےٰ

یہ قصہ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے واسطے عجب عطر بیز ہے
اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ مین فصاحت و بلاغت کا طرفہ دریا بہایا

الموسوم بہ

دوحۃ الابصار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد دوم

بوستان خیال

جو کہ

بخیال تفریح اہل عالم افصح الفصحا ابلغ البلغا سر آمد ماہران زمان صدر نشین بزم نکتہ سنجان دوران آنجہانی نواب مرزا محسن علیخان صاحب
عرف آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے فارسی سے اُردو زبان فصیح مین ترجمہ فرمایا

۱۹۱۱ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

باہتمام منوہر لال بھارگو بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ

بعونہ تعالےٰ

قصۂ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے واسطے عجیب عطر بیز ہے
اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ مین فصاحت و بلاغت کا طرفہ دریا بہایا

الموسوم بہ

دوحۃ الابصار

ترجمہ

معز الدین نامہ

بوستان خیال

جلد دوم

جوکہ

بخیال تفریح اہل عالم افصح الفصحا ابلغ البلغا سرآمد ماہران زمان صدر نشین بزم نکتہ سنجان دوران نواب مرزا محسن علیخان صاحب
عرف آغا مجو صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے فارسی سے اردو زبان فصیح مین ترجمہ فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۹۱۶ عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وافر اُس محمود برحق کے واسطے لایق اور ستایش بے پایان اُس معبود مطلق کے لیے صادق ہے کہ جس یکتا نے بہمتا خالق
ارض وسمانے کونین کو کلمحِ البصر او ھُوَ اَقرَب ایک لفظ کُن سے بنایا اور آدم خاکی بنیان کو بفحواے خَمَّرتُ طِینَۃَ
آدَمَ بِیَدَیَّ اَربَعِینَ صَبَاحاً کتم عدم سے نکال کر خلعت وجود سے مخلع فرمایا سبحان اللہ کیا اُسکی قدرت کاملہ کا جلوہ ہے کہ جسنے ایک
مشت خاک سے کیسی کیسی صورتین بہتر و برتر جنکے دیکھنے سے ساکنان فلک ششدر رہون خلق کین جنکے انوار کی برکت سے تمام
عالم موجودات روشن و منور ہو گیا اور کیسے کیسے بندگان خاص ذی اختصاص برگزیدۂ داور محبوب رب اکبر صاحب صحف و
کتاب کی مبارک ذاتین ظہور مین آئین جنکے وجود باجود کی سعادت سے عالم انواع علوم سے بہرہ ور ہو گیا پس انسان
ضعیف البنیان کی کیا مجال کہ جو اُس خالق بیمثال و صانع باکمال کی صنعت و قدرت کا ایک شمہ معرض بیان مین لاسکے اور
جسکے جمال کے ایک پرتو سے کبھی دیدۂ آرزو مند مشرف نہوا ہو اُسکی حقیقت کوئی کیونکر بتا سکے مَا عَرَفنَاکَ حَقَّ مَعرِفَتِکَ
جب حضرت خیر البشر کا ارشاد ہے تو ہم پا شکستگان میدان معرفت کی کیا بنیاد ہے اور کمیت خامۂ اعجاز رقم کی کیا قدرت کہ اُسکے
میدان وسعت نکات و حکمت و شاہراہ ہستی کے طرق دقائق مین قدم اٹھا سکے اور رہرو وہم و خیال بر سائی پر و بال عقل

وفہم و ادراک بشری اُس کے باغچۂ قدرت ہمیشہ بہار تک جا سکے ابیات

دل ز کجا دین پر و بال از کجا
پاے سخن را کہ دراز است دست

من کہ و تعظیم جلال از کجا
سنگ سراپردۂ اسرار شکست
گز اندیش علم دریاست این

وہم شکیبائے بسے رہ نوشت
پرورشش آموختگان از ازل
تا ابدش مالک چہ صحراست این

ہم ز دورش دست تہی بازگشت
مشکل این حرف نہ کردند حل

اور نعت متکاثر اُس سرور کائنات فخر تمامی موجودات کے واسطے زیبا ہے کہ جس کو مسبب الاسباب نے ایک سبب عظیم واسطے ہدایت عالم و عالمیان کے گردانا اور آیہ کریمہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اُسکی شان میں نازل فرمایا خلاصہ موجودات سلالہ کائنات دافع مکر و حیلہ سازی رواج بازار غدر و دغا بازی شیرازۂ جمعیت قلوب دوستان دین معیار حال دشمنان شرع متین ناظم ممالک عدل و انصاف ہادم مراسم جور و اعتساف مفتاح مشکلات جملہ بنی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم مطلوب ارباب شریعت مقصود اصحاب طریقت انیس العالمین شفیع المذنبین مصداق آیہ کریمہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بالانشین مسند بلند پایہ سدرۃ المنتہی ولی قبضۂ قاب قوسین او ادنی محل بہ محل الجواہر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی منبع ضلال صدق و صفا حضرت ابو القاسم محمد مصطفی صلوات علیہ من الملک الاعلی نظم

وصف او روح بر زبان دارد
وصف خلق کے کہ قرآن ست

باد او آب در دہان دارد
خلق را وصف او چہ امکان ست

با فنا دین حق بعد تعظیم
زلالی حمد و نعت او لیست برخاک افشین

خلق او را خداے خواندہ عظیم
بجز وے بتوان کردن رد ویے بتوان گفتن

اور منقبت اُس کے وصی اور جانشین کے لیے سزاوار ہے جو کہ قوت بازوے احمد مختار صاحب ذوالفقار ہے مظہر العجائب و مظہر الغرائب مطلوب کل طالب اشجع العرب و العجم اکرم الامم یعسوب الدین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الف الف تحیت و الثنا جنکی شان میں جناب رسالت مآب نے انا مدینۃ العلم و علی بابھا ارشاد فرمایا ہے اور لحمک لحمی و دمک دمی حدیث نبوی میں آیا ہے جیسا کہ اُس کے نبی کی تعریف میں زبان کلک دو زبان لال ہے اُسی طرح نائب کے اوصاف میں بھی منھ کھولنا محال ہے ابیات

ندیدہ و نہ بیند دگر روزگار
جوان چون علی تیغ چون ذوالفقار

فلک مرتبت بلکہ برتر از ین
ملقب باُستاد روح الامین

صلوٰۃ اللہ علیٰ رسولہ و آلہ الطیبین الطاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد حمد و نعت منقبت کے مخفی نہ رہے کہ کتاب بوستان خیال عجب داستان سحر بیان و قصہ دلچسپ ہے کہ منشیان عالی نسل و دقیقہ سنجان بافرہنگ و دانش جوہر شناسان اہل جوہر صاحب علم و ہنر اُس کی فصاحت و بلاغت و رنگینی عبارت کے معروف و مداح ہیں مگر بسبب زبان فارسی کے ہر ایک مشتاق اُس سے حظ وافی نہیں اُٹھا سکتا تھا چنانچہ امیر کبیر عالی منزلت والا مرتبت تاجر ذی وقار نامی و گرامی صاحب خلق و مروت مرتبہ شناس صاحب علم و ہنر قدردان اہل جوہر یعنی جناب منشی نولکشور صاحب بہادر سی آئی ای مرحوم مالک مطبع اودھ اخبار مشہور زمانہ باستدعاے کہ عرفی الحقیقت شہرۂ ہندوستان میں اپنا نظیر

نہین رکھتے تھے خلق و مروت ہمت و جرأت و بیدار مغزی و شریف نوازی مین مستغنی الاوصاف تھے اُنکی راے
کی طرف مقتضی ہوئی کہ کتاب بوستان خیال کا ترجمہ زبان فارسی سے اُردو مین کیا جاوے تاکہ ہرایک مشتاق کو لطف
اس قصہ دلفریب کا حاصل ہوا اور کہ وہ مہوس گلشن نوبہار و گلستان بیخزان نا سیر سے لطف بے اندازہ حاصل ہو چنانچہ جلداول
بوستان خیال مسمی بہ مہدی نامہ جسکا ترجمہ عالی خاندان والا دودمان فصیح البیان شیوا زبان مرزا محمد عسکری
عرف چھوٹے آغا صاحب رئیس لکھنؤ نے بزبان فصیح وعبارت دلچسپ تحریر فرمایا تھا منشی صاحب ممدوح نے اپنے مطبع مین
چھپوایا اور دیگر جلدون کے ترجمون کی تجویز پیش نظر تھی کہ حسن اتفاق سے نواب جعفر علی خان صاحب برادرزادہ
جناب آغا جو صاحب نے کچھ جلدین مختلف المقام اور ناتمام منشی صاحب کی خدمت مین ہدیۃً پیش کین جنکا ترجمہ افصح الفصحا
ابلغ البلغا سحر بیان شیرین زبان جناب نواب مرزا محسن علیخان صاحب عرف آغا جو صاحب متخلص بہ مہدی
نے فرمایا تھا مگر افسوس کہ ترجمہ پوری جلدون کا انہونے پایا تھا کہ مترجم صاحب ناتمام چھوڑکر اس دارنا پایدار سے راہی ملک بقا
ہوگئے اور اجزاے ترجمہ بھی ابتر بچا ہوے منشی صاحب ممدوح نے جب جلدون کو ملاحظہ فرمایا نہایت پسند کیا سبحان اللہ
کیا ترجمہ لکھا ہے کہ خامہ دوزبان اُسکے وصف سے قاصر ہے عبارت رنگین مقفی و مسجع فصاحت و بلاغت مین قلم توڑدیا ہین
اشعار برجستہ و حسب حال ایسے عمدہ طرز سے موقع و محل پر لکھے ہین کہ سبحان اللہ جہان حسن رنگ کا تلازمہ باندھا اُسکی تصویر
کھینچدی ہے باغ کی صفت معشوقون کا سراپا صبح و شام کا ہونا عجائبات طلسم کی نیرنگیان کوہ و صحرا بحر و بر کی کیفیت رزم و بزم کی
دلالت غرض کہ ہرایک مقام کو نہایت عمدگی سے بیان فرمایا ہے اور تسلسل داستان کا ہر جگہ ملحوظ رکھا ہے اگرچہ
خواجہ امان صاحب دہلوی نے بھی نہایت عمدہ ترجمہ فرمایا ہے اور ناظرین والا تمکین کی نظر انور سے گذرا ہے مگر جب اس
ترجمہ کو ملاحظہ فرمائین گے تو فصاحت و بلاغت لطف زبان نازک خیالون مین بدرجہا بڑھا ہوا پائین گے غرضکہ بمقتضاے
عالی ہمتی منشی صاحب ممدوح نے بمشورہ جناب چھوٹے آغا صاحب بعد اخذ تالیفات اُن ناتمام جلدون کی تکمیل کا حکم دیا
تاکہ ایک رئیس شہر کے نتیجہ طبع عالی فطرت و دماغ سوزی شب ہاے دراز کا یادگار صفحہ ہستی مین باقی رہے اور
ناظرین والا تمکین آخر کی دعا سے مترجم کی روح کو دعاے خیر سے یاد کرین الحاصل کئی برس کی منظمون کی محنت اور
مترجمون کی جانفشانی و عرق ریزی سے بصرف زر کثیر و مبالغ خطیر تکمیل جلدون کی ہوئی اور جن جلدون کا بالکل ترجمہ نہ تھا
تکمیل ہوا ترجمہ کیا اور یہ سب کام بصلاح و صوابدید بہ توجہ خاص فیض اختصاص جناب چھوٹے آغا صاحب انجام پایا
اور سب جلدین بترتیب معرض طبع مین آئین اور چونکہ ہر داستان اسکی ہر دل عزیز تھی شائقین و یاروا مصارف نے دست بدست
خرید فرمالین الحمد للہ کہ اب حسب الحکم معلی القاب راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع موصوف تیسری بار یہ شاہد طرار
زیور طبع سے آراستہ ہوکر بنور افروزی چشم اولو الابصار ہوئی کتاب کیا ہے ایک نگارخانہ چینی ہے کہ عرصہ تک مرقع دہر مین یادگار رہیگی بیت

غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے

سبب تصنیف قصۂ ہذا

میر تقی خیال متوطن گجرات گردش گردون دون سے پریشان حال ہو کے عہد سلطنت مین محمد شاہ بادشاہ کے شہر
دہلی مین وارد ہوئے انکی منظور نظر ایک زن مطربہ تھی شب کو اکثر وہ انسے قصص تازہ کی فرمایش کیا کرتی تھی یہ بپاس خاطر اپنی
محبوبہ کے روز ایک قصہ تازہ اپنی طبیعت سے ایجاد کرکے سُنا دیتے تھے انکے مکان کے عقب مین کچھ لوگ جمع ہوتے تھے اور
داستان امیر حمزہ کی بیان کی جاتی تھی میر تقی بھی کبھی کبھی تفریحاً شریک جلسہ ہوتے تھے ایک روز بعد ختم داستان اہالیان
جلسہ نے داستان امیر حمزہ کی نہایت تعریف کی لیکن داستان گو نے میر تقی کو سُنا کے کہا جی ہان داستان کے مرتب
کرنے کے واسطے خداوند عالم قابلیت پیدا کرے تو ممکن ہے ورنہ تحصیل علوم و فنون سے اگر کوئی شخص داستان مرتب کرنا چاہے
تو محال ہے یہ بات میر تقی کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی کہا کیا کہتے ہو صاحبان علم و فضل کیوجہ سے ایسے خیالات کی کیا حقیقت
ہے یہ کیونکہ انکو علوم کی کتابون کی تصنیف سے اسقدر فرصت کہان کہ وہ ان مزخرفات مین وقت اپنا ضایع کرین بعضون
نے انکے قول سے اتفاق کیا اور بعض نے اختلاف بعدہ جلسہ برخاست ہوا چونکہ ہر روز حسب فرمایش اپنی محبوبہ کے
قصص تازہ کی فکر تھی اسے زیادہ خیال کو وسعت دینے کی ضرورت ہوئی تا اینکہ تھوڑے ہی عرصہ مین چند اجزا اس
کتاب کے مرتب کرکے اُسی جلسہ مین گئے اور بعد ختم داستان امیر حمزہ اہالیان جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ چند اجزا
ایک قصہ تازہ کے دستیاب ہوئے ہین اجازت ہو تو سناؤن سب نے متفق اللفظ کہا بسم اللہ ضرور پڑھیے جسوقت پڑھا
تمام حاضرین جلسہ محو ہو گئے اور ہر طرف سے صداے تحسین بلند تھی اور آپس مین کہتے تھے واقعی اس طرح کا قصہ
آجتک سننے مین نہین آیا یہ قصہ مصنوعی نہین معلوم ہوتا بلکہ یہ کوئی واقعہ اصلی ہے تا اینکہ اسکی خبر بادشاہ وقت تک پہونچی
دربار مین طلب کیے گئے بادشاہ نے مراتب اعزاز و احترام مرعی رکھ کے خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا اور بعد تعین موجب
مناسب حکم طول اس قصہ عجیب کے واسطے دیا غرضکہ ایک مدت مدید کے بعد یہ قصہ تکمیل کو پہونچا

خلاصہ حال صاحب بوستان خیال

واضح ہو کہ مصنف بوستان خیال کا نام میر تقی متخلص بخیال ہے بعض اشخاص کی زبان سے ملقب بہ ملا بھی سُنا ہے
بہر حال یہ ایک آدمی نہایت ذی استعداد تھے اور طالب علمانہ رنگ سے بسر کرتے تھے چونکہ طالب علمی کے لوازم
سے آزادی بھی ضرور ہے لہذا انکا شریک جلسہ داستان گوئی ہونا اور داستان گو کے کنایۃً اور اشارۃً طعن پیش آنیکے
سبب ایک فعل عبث کے لیے مستعد ہو جانا مصنف کی آزادی کی دلیل ہے دیکھیے اگرچہ بادی النظر مین بیکار وقت
ضایع کیا مگر انکی قوت دماغی اور اکتساب علم و فضل حرف حرف سے پیدا ہے میرے خیال مین تو وسعت خیال الٰہی

میر تقی خیال کی خداداد طبیعت نے خلق کی ہے شاید اور بھی خلق کی ہو اتنی ترجمہ ہی تو داستان اور توارد مضامین کا کہین نام بھی نہین بل ہے میر تقی کے خیال طرفہ یہ کہ کوئی نام بلا وجہ تسمیہ نہین مستعد ہی اور دماغ سوزی ملاحظہ ہو کہ ایک مرتبہ بضرورت سفر دریا کا اتفاق ہوا جس کشتی پر سوار تھے اسی کشتی پر ایک دوست بھی انکے سوار تھے اس قصہ کی ترتیب کے لیے اس درجہ غریق بحر فکر تھے اور نیز قلم فرسائی مین مشغول تھے کہ جب ساحل مقصود پر نوبت اترنے کی آئی اس وقت ان آشنا سے ملاقی ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ بھی اس کشتی پر تھے باقی واللہ اعلم

آغاز داستان گلشن اول و بہار دوم کتاب بوستان خیال کہ جس کو گلستان اول معز الدین نامہ سے موسوم کرتے ہین اول احوال عاشق ہونے صاحبقران اکبر شاہزادہ معز الدین نامور کا اور جانا تلاش جانان مین اور پہونچنا منزل مقصود پر معرض بیان مین آتا ہے

کیون نہو یار حور کی صورت
پنجۂ یار شاخ مرجان ہے
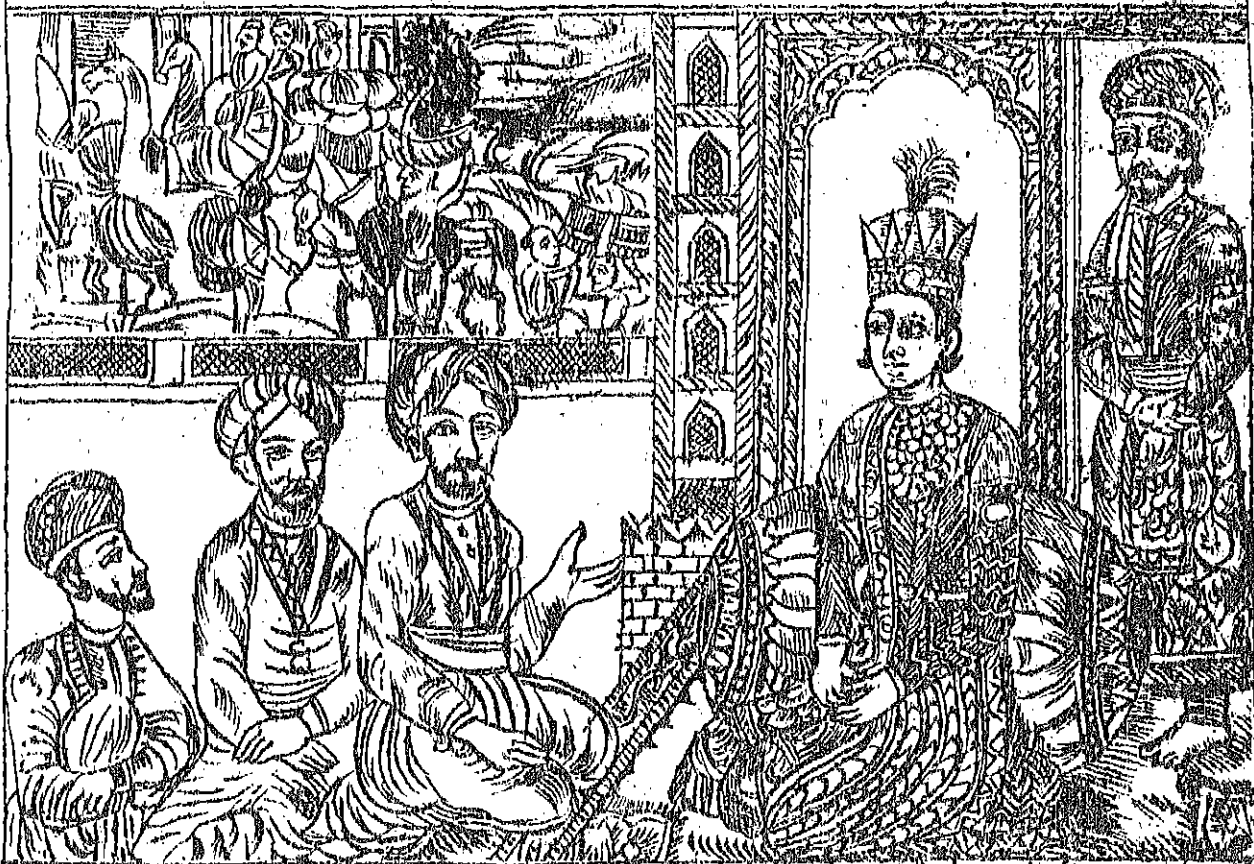
ہے سراپا وہ نور کی صورت
ہے کلائی بلور کی صورت

چہرہ پر دال زہرہ سے ہے امید
ماہ رو خواب مین نظر آیا

نظر آئے حضور کی صورت
پھری آنکھون مین نور کی صورت

شعلہ کشان چہرۂ عرائس معنی و بیان و نقش طرازان حالات گذشتہ دوران لوح دفتر سخن پر اس رنگ سے طرازی
کرتے ہین کہ بعد گذرنے تین سو برس حضرت خیر الوریٰ کی ہجرت باسعادت سے المنصور بقوت اللہ بن احمد بن محمد سلطان اسمٰعیل
ملک مغرب کے بادشاہ ہوئے اور دار الخلافت اپنا شہر افریقہ خاص مقرر فرمایا مورخان صادق البیان نے کتب تواریخ مین
زیب رقم کیا ہی کہ سلطان اسمٰعیل بادشاہ جلیل عدل و داد مین منصف تھا اور رعایا برایا اسکے عدل و داد سے نہایت
شکر گذار تھی اول عہدی نامہ کی عبارت مین یہ مضمون آیا ہی کہ عبد العزیز مغربی جب شاہزادہ معز الدین کے جد کلان
ابو القاسم اور جد ثانی قائم الملک سے ہزیمت خوردہ بحال خراب ملک فرنگ مین پہونچا اور وہان اسکا عقد کاردوس
فرنگی کی کنیز سے کہ جو نہایت حسن و جمال مین بے نظیر تھی واقع ہوا اور وہ خود بھی عیسائی ہوگیا اور اس کنیز سے ایک لڑکا
پیدا ہوا تھوڑے عرصہ مین عبد العزیز نے انتقال کیا اور کاردوس فرنگی نے اس بچہ کا نام بیکانوس رکھا جب وہ
بچہ جوان ہوا تو کاردوس اسکو ملک زرکلاہ شاہ فرنگ کی خدمت مین لیگیا اور تمام حال اسکا بیان کیا بادشاہ فرنگ
نے جو عبد العزیز بادشاہ کی حقیقت حال سنی اس لڑکے کو فرزند شاہزادہ مغرب سمجھ کے کسی سردار لشکر کو جسکا نام فلیسام
تھا واسطے تعلیم کے سپرد کیا اور جب فنون سپہ گری مین طاق بلکہ شہرۂ آفاق ہوا تو ایک روز بادشاہ فرنگ نے بیکانوس
سے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ تم با فوج جرار و لشکر قہار کے ملک مغرب کو جاؤ اور اسکو فتح کرو اور مذہب عیسائی کو رواج دو
اور جہان تک ہوسکے دین محمدی کو مٹاؤ بیکانوس نے عرض کی کہ ای بادشاہ اگر دین عیسوی حق اور دین محمدی باطل ہی
تو بیشک ملک مغرب باآسانی تمام ہمارے قبض و تصرف مین آئیگا اس عرصہ مین فلیسام قوی بازو اتالیق بیکانوس بھی
دربار مین آیا اور بعد دریافت کرنے اس حال کے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ فدوی کی راے یہ ہی کہ حضور ایک
نامہ بنام ملک مغرب اس مضمون کا ارقام فرماوین کہ بیکانوس بن عبد العزیز مورث و مستحق ملک مغرب کا مع فلیسام
قوی بازو سفیر تمھارے پاس پہونچتا ہی تمکو چاہیے کہ بیکانوس کو تخت شاہی پر بٹھا دو اور تم خود اسکی فرمانبرداری و
اطاعت مین حاضر رہو ورنہ در صورت عدول حکمی ہمکو وہان پہونچا سمجھا تو زیادہ والسلام جب مین یہ نامہ لیجاکر بادشاہ
مغرب کو دونگا اور وہ نامہ کے دیکھنے مین مصروف ہوگا مین ایک تلوار مین کام اسکا تمام کردونگا لیکن پشت پناہ میرا
بیکانوس موجود رہے کہ مجکو حربۂ دشمن سے بچاے اور اس امر مین فقط تین ہزار سوار کافی و وافی ہونگے باقی فوج علیحدہ
حکم کی منتظر رہے جب ہم اشارہ کرین تب موجود ہوجاوے بادشاہ کو یہ مشورہ فلیسام کا نہایت پسند آیا اور فرمایا کہ تیرا فہم و
ادراک لائق عہدۂ وزارت کے ہی بعد اس کار اہم کے ہم ضرور تجکو اپنا وزیر کرینگے آخرکار شاہ نے ایک خلعت گران بہا فلیسام
کو دیا اور با فوج قاہرہ روانہ ملک مغرب کیا جب فلیسام پہلوان اور بیکانوس نابکار بن عبد العزیز مغربی با جاہ و
حشمت خسروانہ افریقہ کے قریب پہونچا جاسوسون نے بادشاہ فلک بارگاہ سلطان اسمٰعیل کو انکے آنے کی اطلاع
دی کہ ایک ایلچی صاحب قوت و شوکت با جمعیت و کثرت فوج کے نامہ بادشاہ فرنگ لایا ہی سلطان عالیشان نے

خواجہ ابو الحبیار وزیر اعظم سے فرمایا کہ استقبال ایلچی کو کس شخص کو تجویز کیا جائے وزیر اعظم نے عرض کی کہ امیر مجاہد الدین
و یا امیر جلال الدین کو بھیجنا چاہیے آخر الامر سلطان نے جگردوس نصرانی کو چند القار و ارزال کی جمعیت سے اُسکے
استقبال کو روانہ کیا جگردوس فلیسام سے ملا اور فلیسام نے جگردوس کے قیافہ پر نظر کی اپنے ادراک سے سمجھا کہ
یہ کوئی مرد رذیل کوہی ہے کہا اے مرد شاید کوئی سردار شہر سے بادشاہ کی سرکار میں نہیں ہمارے استقبال کے لایق نہ تھا کہ جو
تجھے بھیجا ہے جگردوس نے کہا کہ ارکین سلطنت بہت ہیں الا تیرے استقبال کو بجز میرے اور کوئی آدمی نظر نہ آیا کہ جسکو بھیجے
مجھے بھیجا ہے اسواسطے کہ میں تمہارا ہم مذہب بھی ہوں اور مجھے اکل و شرب میں بھی تجھسے کسی طرح کا پرہیز نہیں ہے فلیسام
جواب معقول سے جگردوس کے خاموش ہو گیا مگر بیکانوس کو یہ کلمہ جگردوس کا کمال ناگوار و جگر سوز ہوا چاہتا تھا
کہ زبان تیغ آبدار سے جواب دے مگر فلیسام قوی بازو نے منع کیا اور بیکانوس سے کہا کہ اس مردک کے ہلاک کرنے
سے کوئی مطلب نہ نکلے گا بلکہ اور کام خراب ہوگا بالفعل خاموش رہو دیکھا جائیگا الغرض یہ دونوں جوان پہلوان باکر و فر
تمام بارگاہ سلطانی میں پہونچے بادشاہ نے انکو بیٹھنے کا حکم دیا اور نامہ طلب کیا فلیسام نے کہا اے بادشاہ ہمارا بیجا [illegible]
جیسا استقبال ہمارا فرمایا خیر ہمنے سکوت کیا مگر بشرط تصدیق نامہ کی حضور کو ادا کرنی ضرور ہے اگر حضور اسمیں فرق فرمائینگے
ہم نامہ نہ دینگے اور رخصت ہو جاوینگے سلطان نے فرمایا وہ شرط کیا ہے فلیسام نے کہا دستور قدیم سے یہ چلا آتا ہے کہ شاہوں
کے نامہ کے جواب خود شاہ ملاحظہ فرماکر بدستخط خاص ارقام فرماتے ہیں چنانچہ یہ نامہ بھی ہمارے بادشاہ نے خود بدستخط خاص
حضور کو لکھا ہے اس صورت میں حضور بھی نامہ خود ملاحظہ فرماکر جو جواب کہ مناسب ہو خود بدستخط خاص ارقام فرماویں سلطان
فلیسام سے نامہ لیکر ملاحظہ فرمانے لگے اور یہ برابر تخت کے دست بستہ کھڑا تھا اور تمام اراکین سلطنت حاضر تھے بلکہ شہزادہ
معز الدین بھی دست راست بادشاہ کے ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے تھے مگر ان ایام میں شاہزادہ کچھ علیل تھا شہزادے
نے دیکھا کہ فلیسام دست بقبضہ بادشاہ کو نگاہ کج سے بقصد فاسد دیکھ رہا ہے اس اثنا میں بیکانوس بھی کرسی سے
اُٹھکر پشت پر فلیسام کے آکھڑا ہوا شاہزادے معز الدین نے فرمایا اے شخص سچ بتا کہ اسطرح پشت بہ پشت تیرے کھڑے
ہونے کا کیا منشا ہے اور تعین کیا منظور ہے مجرد اس کلام کے بیکانوس نے بادشاہ پر حملہ کیا اور فلیسام نے بھی شمشیر شاہ پر
لگائی بادشاہ نے ایک عالم اضطراب میں ہاتھ سے شمشیر کے پناہ لی اور شاہزادہ معز الدین نے بچالاکی تمام و قوت تمام
بالا کلام تلوار بیکانوس سے چھین لی اور بزور بازو بیکانوس کو سر سے بلند کیا اور پھر چرخ دیکر اس زور سے فلیسام
پر مارا کہ دونوں نابکار ایک ہی ضرب میں جہنم واصل ہوئے لیکن شاہزادے کو بھی اس زور سے ایسا صدمہ پہونچا کہ
بیہوش ہو گیا سلطان نے لاشیں ان دونوں کی بارگاہ سے باہر پھکوا دیں اور ہمراہیوں سے اُنکے جو مقابل ہوا مارا گیا
باقی فرار ہو گئے یہاں شاہزادہ معز الدین کا حال ایسا ابتر ہو گیا کہ تین شب و روز شدت تپ سے آنکھ نہ کھولی سلطان کی
شاہزادہ معز الدین کے اس حال سے نوبت دیکھو نہ پہونچی روز چہارم جب شاہزادہ کو ہوش ہوا تب سلطان نے

اسقدر زر و مال فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کہ اکثر انمین سے تونگر ہو گئے اور شاہزادہ کا کثرت صنعت و نوادر سے جب دل گھبراتا تھا تب تواریخ ملاحظہ کرتا تھا اور یہ حکم قطعی دیا تھا کہ جو مسافر وارد و صادر ہمارے شہر مین آئے اُسے ہمارے پاس لا کر ہم اُس سے حال ہر ایک ملک و دیار کا دریافت کرین اور سلطان نے واسطے تفریح طبع شاہزادہ کے ایک مکان عالیشان لب دریاے افریقہ بنوایا تھا اور کہا تھا کہ تم اس قصر دلکشا و جاے فرحت افزا مین رہو تاکہ سبزہ و آب روان کے دیکھنے سے قلب کو تفریح حاصل ہو الحاصل شہزادہ مع مصاحبین و ہمنشین شب و روز حرف و حکایات شاہانہ و نوادرات زمانہ مین بسر اوقات کرتا تھا ایک روز شاہزادہ نے ایک مجلس فسانہ قرار دیکر مصاحبین سے فرمایا کہ آج تمام شب ہر شخص ایک فسانہ تازہ ہمکو سناے مصاحبین نے حال ہر ملک و دیار کا بیان کرنا شروع کیا ابیات

تا حدیث حسن آید در میان	در او تا ز خوبان جہان	شاہزادہ رو بیاران کرد و گفت	گوہر سفتے بایمن گفتہ سفت
کای عزیزان سیر عالم کردہ اید	نقل از ہر جا و دست آوردہ اید	پیش ہر یک عرض حالے میکنم	از ہمہ بایک سوالے میکنم
در کجا افزون بود حسن بتان	از ولایتہاے معمور جہان	آن یکے گفتہ ملیحان عرب	شب باشند از پے عیش و طرب
وان یکے حسن خطائی را ستود	دیگری وصف فرنگستان نمود	از عراق و فارس و ہندوستان	ہر یکے آورد نقلے در میان

راوی کہتا ہے کہ اس وقت ابو المکارم نامے ایک شخص ملازم قدیمی بھی حاضر تھا اور سب حکایات سن رہا تھا جب تمام دوستان مجلس اپنے قصے بخوشی بیان کر چکے شاہزادہ نے ابو المکارم کی طرف دیکھکر فرمایا ای ابو المکارم تو بھی مرد جہاندیدہ و سیاح نزدیک و دور مشہور ہے مجھکو بھی کوئی حکایت تازہ و دلچسپ بیان کر ناچار ہو کر ابو المکارم نے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ ای عالیجاہ فدوی کو ایک قصہ عجیب و حکایت غریب افسانہ ہوش ربا فسانہ فرحت افزا یاد ہے اگر حکم عالی ہو تو عرض کرون شاہزادہ نے فرمایا بیان بیت

سخن براے ہمین است ای جہان پیما	بخاطر آنچہ رسیدہ بیا بیان فرما

ابو المکارم دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادہ عالیجاہ و عالم پناہ اگرچہ نوع انسان کو علی قدر مراتب حسن جمال خالق ذو الجلال نے عطا فرمایا ہے الا جو حسن کہ قریۂ فردوس مین نظر احقر سے گذرا شاید ہی پردۂ دنیا مین کہین ہو جمیل جمال وہان کی عورتون کے آگے باعتبار حسن و تناسب اعضا کے حسینان ترک و چین کی کیا حقیقت اور مہوشان فرنگ انکے روبرو بے قدر ہین اگر حوران بہشتی کہیے تو سزاوار ہے بلکہ وہ قریہ حسن مین احسن البلاد ہے اور شہریار وہان کا پادشاہ ابو طاہر ایک دختر عالیوقار رشک بدر منیر ہلال ابرو خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہان سرو میان شعلہ رخسار آفتاب روزگار رعد کی چمک چہرہ کی صورت رکھتا ہے قطعہ

خدا نے اس پری کی کچھ صورت بنائی ہے	نہین جسکی نگہ اسیر ہے جسکے کی صفائی ہے
نہین ثانی ہے اسکی گل رخسار جانان ہے	تماشا گلستان مین گشا کھر رسوائی ہے

قصہ مختصر جو دیکھتا ہی کہتا ہی قدرت خدا کی ہی اسکے شوق وصال میں سیکڑوں شاہ و شہریار پریشان حال تخت سلطنت کو
چھوڑکر خاک مذلت و غربت میں سر بصحرا ہوگئے یعنی ایسے شہر دلا اسکے وصل میں ہیں کہ بشر کی کیا مجال جو ادراک سکے یا جن میں یہ
قدرت کہاں کہ اس وادی میں قدم رکھ سکے انتہا یہ ہی کہ قیاس بشر کام نہیں کر سکتا شاہزادہ نے یہ جو قصہ حیرت افزا
ابو المکارم سے سنا ایک ولولہ شوق میں فرمایا ای ابو المکارم تجھے قسم ہی ہمارے حق کی یہ نقل از سر نو مفصل بیان کر
کہ تو کس تقریب سے اس شہر مینو سواد میں پہونچا اور بادشاہ اس ملک کا کیا مذہب رکھتا ہی اور وہاں کی خلایق کس
قماش کی ہی ابو المکارم نے عرض کی کہ ای خورشید سپہر شوکت و اجلال و مہر سپہر کوکب و اقبال غلام کہاں سے وہ زبان لائے
جو تفصیل اس جمال کی زبان پر آئے ایک شمہ اس حال سے گذارش کرتا ہوں کہ فدوی سوداگرزادہ فریدون تاجر کا ہی باشندہ
شہر قسطنطنیہ کا ہی اتفاقاً ایک سفر میں فدوی بھی ہمراہ اپنے پدر کے روانہ ہوا بعد دو ہفتہ کے کشتیاں ہماری طوفانی ہو کر ایسی
ایسی ٹکرائیں کہ ایک ایک تختہ جدا ہوگیا اور جسقدر کہ ان کشتیوں میں مسافر ملک عدم تھے اپنی منزل مقصود کو پہونچے فقط
یہ بندۂ درگاہ تنہا ایک تختہ پر بیٹھا ہوا ساحل نجات پر پہونچا جب تختے پر سے اترا تو ایک کوہ بلند سبز نظر آیا کہ گویا از سرتا پا
وہ کوہ مخمل سبز زمردین سے منڈھا ہوا ہی جہانتک نظر کام کرتی تھی سوا گلہاے رنگا رنگ انواع و اقسام کے اور کچھ نہ دکھائی
دیتا تھا جو میں ایک درہ کوہ میں داخل ہوا وہاں عجیب و غریب تماشا دیکھا کہ صدہا خیمہ مخمل و بانات سبز و سرخ کے زردوزی
استادہ ہیں اور ہر خیمہ کے در پر ہزار در ہزار نازنین پری وش حور لقا مثل پاسبانوں کے بیٹھی تھیں اور ان خیموں میں ایک خیمہ
نہایت وسیع و رفیع ایسا تھا کہ جسکی شعاع قبہ مثل شعاع آفتاب آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی کہ ناگاہ اس خیمہ کلاں سے ایک نازنین
جبین تاج زرنگار مرصع سر پر رکھے بشوکت تمام مثل آفتاب صبح قیامت نکلی اور ہر ہر خیمہ سے گروہ گروہ نازنینان پری وش
حور لقا نے نکل کے باادب تمام اس ملکہ آفاق کو سلام کیا اور وہ ملکہ ایک مادیان اسپ عربی برق رفتار پر سوار ہو کر بالا سے کوہ
روانہ ہوئی اور پیچھے پیچھے وہ تمام نازنینان مہوشان بھی لطیفہ بازی کرتیں ہنستیں بولتیں آپس میں رمز و کنایہ کرتیں ہمراہ رکاب
فیض انتساب اس فتنہ محشر غارتگر دین و دلہا صاحب حسن و جمال کے چلی جاتی تھیں کہ جنکی صفت میں زبان غلام کی لال
ہی گویا میں نے حور مقصورات فی الجنان کو اس عالم میں دیکھا ہے کیا اور جہانتک نگاہ نے کام کیا ایک عالم محویت میں اُنکے
حسن رفتار جہان آرا کو دیکھتا رہا جب وہ نازنینیں میری نظر سے غائب ہوگئیں میں نے قصد آگے بڑھ کے دیکھنے کا کیا کہ
اصل و حقیقت انکی دریافت کروں کہ وہ کہاں جاتی ہیں پھر یہ خیال آیا کہ خدا جانے کیا اسرار ہی مبادا کسی آفت میں نہ مبتلا
ہو جاؤں لیکن دور سے ایک مکان عالیشان مطلا و مذہب عجائب الترکیب کہ ظاہر التعمیر اسکی زمانہ قدیم سے معلوم ہوتی تھی
نظر آیا جس وقت وہ گروہ نازنینان اُسمیں داخل ہوا تھا میں بھی در پردہ لب قصر گیا اور گرد قصر پھرا دیکھا تو ایک غرفہ مخمل سے پردہ
اٹھا کر اسی بلاے روزگار نے سر باہر نکالا کہ جو اسپ عربی پر سوار تھی پھر میں چند ساعت ایک عالم تحیر میں اُسکی صورت دیکھتا
کو دیکھتا رہا پھر وہ اندر چلی گئی میں بھی وہاں سے روانہ ہوا قریب شام ایک وادی میں پہونچا دیکھا کہ ایک درخت کے سایہ میں

چند آدمی بیٹھے باہم کچھ باتین کر رہے ہین مین نے باواز بلند سلام کیا اُنھون نے بعد جواب سلام مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا ای شخص تو مسافر معلوم ہوتا ہی مین نے اُنسے اپنی سرگذشت بیان کی اُن لوگون مین ایک جوان خوش رو و خوش خو خندہ پیشانی بھی تھا اُسنے مجھسے کہا ای عزیز اگر تو مسافر ہی تو ہمارے غریب خانہ کو سرفراز فرما اور جو نان و نمک موجود ہی اُسکو تناول فرما مین نے کہا بچشم وہ جوان مجھے اپنے ساتھ شہر مین لیگیا مین نے اثناء راہ مین شہر کا نام پوچھا اور کہا بادشاہ شہر کون ہی اُسنے کہا یہ جو پہاڑ نظر آتا ہی اسکو جبل اعلیٰ کہتے ہین اور شہر دامنہ کوہ مین واقع ہی قریہ فردوس نام ہی اور ابو حاکم و ابو عامر دو بھائی چچازاد اس شہر کے بادشاہ ہین فردوسی نے بھی کوچہ و بازار شہر کو نہایت مصفا و پاکیزہ دیکھا اور تمام شہرون سے آباد خوب اور دل کو مرغوب معلوم ہوا

وہ قریہ ہی کہ شہر دلکشا ہی	ہوا سے شہر گویا جان فزا ہی

وہ جوانمرد مجھے اپنے مکان مین لایا اور خادمون کو حکم دیا کہ جلد تر کھانا تیار کرو جب ہم کھانے سے فارغ ہوگئے اُس جوان نے میرے واسطے فرش خواب بچھوا دیا مین بھی ازبسکہ ماندہ و کسل مند تھا سو رہا صبح کو جو اُٹھا وہ جوان میرے پاس آیا کہا قہوہ پی لو تو شہر کی سیر کو چلین مین بعد قہوہ نوشی کے اُسکے ہمراہ ہوا بازار مین پہونچا ایک مکان عالیشان ایسا بلند دیکھا کہ ہمسر فلک ہفتمی تھا مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مکان شاہی ہی بعدہ اپنی فرودگاہ مین آئے پھر مین نے جوان کا نام پوچھا اُسنے کہا اس بندۂ ناچیز کو حمید زرافشان کہتے ہین مین نے کہا زرافشانی کی علت غائی کیا ہی اُسنے کہا بروز ولادت اس حقیر کے پدر محترم نے اسقدر زر کثیر فقرا و مساکین کو دیا تھا کہ خلائق نے مجھے بلقب زرافشانی ملقب کیا اور کہا کہ کل اس شہر مین ایک تماشاے عجیب ہونے والا ہی تمکو بھی وہ تماشا دیکھنا ضرور ہی جب صبح ہوئی حمید باہر آیا اور مجھے ہمراہ لیا اور ہم دونون واسطے دیکھنے تماشے کے روانہ ہوئے واقعی ہر طرف تماشائی جوق جوق گروہ گروہ باہر سے چلے آتے تھے جب ہم تماشاگاہ مین پہونچے حمید نے کہا یہان ہر سال جشن نوروز ہوتا ہی اور ہزارہا آدمی دور دور سے سوا ان شہری کے علاوہ جمع ہوتے ہین بعد ازان حمید مجھے ایک درۂ کوہ اعلیٰ مین لیگیا وہان ایک میدان وسیع نظر سے گذرا اور اس میدان مین تو عدہ صفہاے پست و بلند مرتب دیکھے اور آخر صفہ پر ایک تخت عاج سفید یعنے ہاتھی دانت کا مطلا زرنگار بچھا ہوا تھا اور آگے تخت کے ایک کرسی زرنگار رکھی تھی اور خلائق شہر موافق اپنے رتبے کے اُن صفون پر بیٹھتی جاتی تھی حمید نے مجھے بھی ایک جگہ اچھی معقول دیکھکے بٹھا دیا اور ایک ہی لمحہ مین درمیان خلق کے دہوم ہو پڑی ہوئی اور ایک مرد گندم گون با تاج شاہی اسپ عربی پر سوار اُس مجمع مین آیا سب نے اُسکی بہت تعظیم کی وہ مرد اُس تخت پر بیٹھ گیا بعد اُسکے دوسرا ایک اور مرد اُسی وضع کا آیا اور وہ بھی اُسی تخت پر بیٹھا لیکن بادشاہ دوم سیاہ پوش تھا اور اُسکے قیافہ سے رنج و ملال ظاہر تھا مین نے حمید سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہی اور بادشاہ ثانی کی سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہی اور یہ کرسی زرنگار کسکے واسطے بچھی ہی حمید نے کہا خاموش رہو دیکھو ابھی سب معلوم ہو جائیگا پھر حمید نے کہا تم پہاڑ کی طرف دیکھو کیا قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی مین جو

اُس خدا کی جسنے حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کو حضرت آدم صفی کے مانند بے پدر پیدا کیا ہی اگر یہ دونون میری نصیحت پر عمل کرین اور بموجب میرے حکم کے چلین تو خیر ہی ورنہ بلاشبہہ و شک خاک مذلت بجاے تاج عزت انکو نصیب ہوگی اور دنیا مین سنگ و شغال سے بدتر انکی اوقات گذریگی بلکہ عاقبت بھی خراب ہوگی کس واسطے کہ تعصب مذہبی و فساد نفسی انکا میرے قول کی پیروی نہ کرنے دیگا بقول

بیت

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	ز آب زمزم و کوثر سپید نتوان شد

ای شہریار وہ پیر مرد اُن بادشاہون کو ایسے کلمات سخت کہہ رہا تھا اور مین حیرت زدہ اپنے دل مین کہتا تھا یا الٰہی یہ مرد عجب بیباک اور زبان آور ہی کہ بادشاہون کی نسبت ایسے الفاظ سخت و درشت کہہ رہا ہی اور کسی طرح کا اُسکو خوف نہین ہی دوسرے بادشاہ بھی اسکو تاکید و تنبیہ نہین کرتے خدا جانے یہ کیا معاملہ ہی القصہ پادری نے یہ قصہ ختم کیا اور خود زار زار رویا اکثر حاضرین بھی روے لیکن وہ بادشاہ شدت غضب مین چین بجبین سر نگون بیٹھے تھے اور یارا دم زدن نتھا بعد ازان اُس نقابدار کرسی نشین کی طرف خطاب کر کے کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ قمر طلعت زہرہ خصلت آفتاب جمال حور تمثال ابو عامر کی دختر نیک اختر ہی اور کوکب اقبال اس برج شرف کا کسی مشتری سعادت سے ہم قران ہوا چاہتا ہی لیکن وہ نیر اوج اقبال ہنوز اس گھر مین جلوہ افروز نہین ہوا ہی ہم تمام مردمان شہر اور رعایا و برایا ہر وقت اُسی کے مقدم نیک شیم کے منتظر و امیدوار رہتے ہین آگاہ ہو کہ نوع انسان سے کوئی شاہزادہ و یا گدا جو اس نازنین مہ جبین سے عقد کیا چاہے اول مہر اسکا ادا کرے بعد اسکو تصرف مین لاے اور مہر اس حور تمثال کا نہ دُر شاہوار نہ جواہر بیشمار نہ اسپان راہوار صبا رفتار نہ شتر برق رفتار نہ غلامان ماہرو نہ کنیزان سنبل مو نہ بال عنقا نہ بیضہ ہما ہی فقط راز ہفت صد سالہ سے اس لوح کے ہمین آگاہ کر دے جو کہ اس کرسی پر رکھی ہی

بعد ازان یہ چند شعر پادری نے پڑھے

نہ کابینش غلامان پری روست
نہ خیل اسپ و اشتر نہ زر و سیم
بخواند آنچہ در لوح ہست مرقوم

نہ کابینش کنیزان سمن روست
نہ تخت سلطنت باشد نہ دیہیم
کند بر جملہ اہل شہر معلوم
نویسد نامہ عقد نکاحش

نہ کابینش بود لعل و نہ گوہر
بلے کابین این لوح است مکنون
درین لوح آنچہ مرقوم است خواند
وکیلم من کہ خواہد شد مباحش

نہ کابینش بود مشک و نہ عنبر
ہمین باشد کہ با تو گفتم اکنون
مسلم آنکہ بکام دل بماند

چند اشخاص ولایت ہاے مختلف سے محض واسطے دیکھنے لوح کے آے تھے اُس پیر مرد سے لوح لیکر عرصہ دراز تک دیکھا کیے اور ایک حرف سے آشنا نہ ہوے اتفاقًا مین بھی اُنمین سے ایک مرد کے پاس بیٹھا تھا جب وہ لوح اُسکے ہاتھ مین آئی مینے دیکھا الا ہرگز مجھے معلوم نہوا کہ کیا تھا اور کس زبان مین کیا لکھا تھا پھر وہ مجلس ختم ہوئی اور ملکہ بھی اپنے قصر مین تشریف فرما ہوئی اور سب اپنے گھر چلے گئے مین بھی حمید کے ساتھ اپنے مقام پر آیا مین نے حمید سے ملکہ کا نام پوچھا حمید نے کہا ملکہ شمس تاجور کا نام مہذب البیان نام ہی یعنے ایسی شیرین بیان اور شیرین زبان ہی کہ اسکو مہذب البیان سے خطاب کرتے ہین جیسا ابو المکارم

نے یہ داستان رنگین بیان تمام کی تو صبح صادق کا وقت تھا ارکان دولت نے شہزادہ سے عرض کی کہ حضور بھی ایک لحظہ آرام فرماوین کہ مبادا طبیعت دشمنان علیل ہو جاوے شہزادہ نے بلاچاری آرام فرمایا ابوالمکارم کو حکم دیا کہ خبردار یہان سے کہین نہ جانا ہم چند عرصہ مین باقی داستان سُنینگے راوی کہتا ہی کہ جب شاہزادے نے آرام فرمایا بمقتضا اس مصرعہ کے ع

چہ میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

شاہزادہ نے عالم خواب مین اپنے خیال کے مطابق جو قصہ ابوالمکارم کی زبان سے سُنا تھا بعینہ اُسی شکل وشمائل کا ایک کوہ اور ایک قصر دیکھا اور اندر اُس قصر کے ایک تخت مرصع نگار پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی دیکھی کہ گویا صانع قضا وقدر نے اپنے دست قدرت سے اُسکے سراپا کو بنایا ہی شاہزادہ ہزار جان سے اُس رشک قمر صورت دلپذیر پر عاشق و فریفتہ ہو گیا اور تا دیر بہ حسرت اُسکے جمال جہان آرا کو دیکھا کیا مگر تحمل طبع مانع سوال و خواہش دل طالب وصال پرسش حال تھا زبان پر یہ قطعہ جاری ہوا قطعہ

دکھلاے داغ دل نے گلستان نئے نئے	وحشت دکھا رہی ہی بیابان نئے نئے	دور بیابان مین کوئی نہین راہبر ملا	ہندو وہی نہ وہ ہین مسلمان نئے نئے

آخر الامر اُس حور وش نے خود سبقت کی اور کہا ای طالب قصہ وای بوالہوس نادان تو جو یہین اس نگاہ حیرت سے دیکھ رہا ہی اُسکا نتیجہ بجز حسرت و افسوس کے اور کیا ہی اور یہ اشعار پڑھے

ہوش رہا ستمگر اماہ لقا تو کون ہی	صبر و قرار لیگیا سچ تو بتا تو کون ہی بھید تو اپنا دے بتا محض بہ حسن اتصال کہ	دیکھتے ہی پھڑک گیا پہلو مین مرغ دل مرا پردہ مین دلربا مین سے بول پرا تو کون ہی	حور ہی یا پری ہی صنم مرد خدا تو کون ہی

اگر عشق تیرا صادق ہی تو سعی و تلاش مین کمر ہمت مضبوط باندھ اور ہماری راہ محبت مین قدم استوار رکھ ورنہ اس خیال محال سے درگذر کہ یہ عشق دریاے بے کنار ہی جب تک اس بحر مین غوطے نہ کھائیگا ساحل مراد پر کیونکر پہونچیگا اور جب تک رسوائی و محنت گوارا نہ کریگا صورت مراد آئینہ دل مین کیونکر دیکھیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جہان سے آیا ہی وہین پھر جا اسواسطے کہ مین ایسا لقمہ لطیف نہین ہون کہ ہر ایک کھا سکے حادہ خوردن را روے باید شاہزادہ نے جو کلمات طنز آمیز اُس نازنین کی زبان سے سُنے بے اختیار اشک آنکھون سے جاری ہوئے اور چاہتا تھا کہ ان کلمات کا جواب دے کہ یکایک موذن نے اذان کہی پس شاہزادہ کی اُس خواب ہوشربا سے آنکھ کھل گئی اُسوقت شاہزادہ کا جو حال تھا لائق گذارش نہین ہی الامصلحتاً اپنے کسی رفیق سے بھی مطلق یہ ذکر نہ کیا وضو کیا نماز ظہر ادا کی اور وظائف سے فارغ ہو کے خاصہ طلب کیا رکابدارون نے دسترخوان انواع و اقسام کے طعام و اوزیات وغیرہ سے آراستہ کیا شاہزادہ نے خاصہ نوش فرمایا بعدہ مسند استراحت پر اجلاس فرمایا ابوالمکارم کو بلایا اور فرمایا

باز گو از قریہ فردوس حسرت	باز گو آن داستانہاے شگرف از بیان آن مہ شیرین سخن	باز گو از گرہ اسے طلا باز گو از پئے تسکین من تو حرفے بزن	باز گو آن ماہ سیما باز گو

ابو المکارم نے اول دعا جاہ و حشمت دی اور کہا کہ ای شاہ آفاق جو ہر شناس سے

جہان تا بود در پناہ تو باد | زمین سپہر در نگاہ تو باد

بعد ازان عرض کی کہ ای شہریار والا تبار جب وہ محفل برخاست ہوئی مین حمید زر افشان کے ہمراہ مکان پر آیا حمید نے کہا کیون ابو المکارم ایسا تماشا کبھی تمھاری نظر سے گذرا ہی مین نے کہا دیکھنا کیسا بلکہ کبھی سنا بھی نہین اور پادری کی چند باتین ایسی ہین کہ وہ فہم مین بھی نہین آئین کہ اُنھون نے کیا بیان کیا اب اگر آپ سمجھا دین تو میرا خفقان رفع ہو جاوے آپکا نہایت احسانمند ہونگا حمید نے کہا وہ کیا ہی بیان کرو مین نے کہا اول یہ سوال ہی کہ دو شاہ ایک تخت پر جلوس کرین اور کسی نوع کی آپسمین عداوت و خصومت نہو یہ محالات سے ہی اور کلام سعدی اسکے مطابق ہی

دہ درویش در گلیمی بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند

چہ جاکہ ایک شہر اور ایک تخت پر حکمران ہون بسا تعجب ہی دوم سبب سیاہ پوشی ابو حاکم کا کیا ہی سوم کوئی شخص کسی اور آدمی سے ایسے مجمع کثیر مین ایسی سخت کلامی نہین کر سکتا اور پادری ایسا بے روس نے کیسے سخنان کریہ و سخت بادشاہون کی شان مین باعلان کہے کہ سب سے سُننے والے کو تاب ضبط نہ رہی لیکن دونون شاہون نے دم نہ مارا چہارم بعد اس گفتگو کے پادری رو دیا اور اکثر لوگون کو رُلایا اسکا کیا سبب ہی پنجم وہ نازنین کرسی نشین کہ ابو عامر کی بیٹی اور ابو حاکم کی بھتیجی ہی واجب التعظیم تو ہوئی پھر دونون شاہون نے سر وقد تعظیم کیون دی حمید زر افشان نے کہا ای ابو المکارم مین بھی یہان دس برس سے مسافرانہ بسر اوقات کرتا ہون اس امر فرمانروائی سے تو اسقدر البتہ واقف ہوا ہون کہ کسی طرح یہ دونون بھائی چچا زاد باہم حکمرانی کرتے ہین انکے باپ و دادا بھی دو بھائی ہی تھے اور اسی طرح اس شہر کی فرمانروائی کرتے تھے یہ امر آبائی ہی اور یہ جشن نوروز جو تمنے دیکھا ہی مین اسکو سات برس سے دیکھتا ہون کہ ہر سال بروز تحویل آفتاب یہی کیفیت جو تمنے دیکھی ہی ہوتی ہی مگر جو کہ مجھے اسکی تحقیقات سے کچھ سروکار نہ تھا لہذا اسے فائدہ محض سمجھ کر مین نے یہ حال دریافت نہین کیا اگر تمکو شوق دریافت حال ہو تو مین تمکو ایک تدبیر معقول بتا دون کیا عجب ہی کہ اس ترکیب سے بخوبی دریافت کرو مین نے کہا بھائی علم شی بہ از جہل شی ہوتی ہی دوسرے مجکو اسقدر قدرت کہان کہ اسباب تجارت جمع کرون اور پیشۂ تجارت کو فروغ دون اور ہاتھ سے اجل کے بھی نجات پاؤن بس میرے حق مین یہ کافی و وافی ہی کہ چند نفس حیات مستعار کسی بادشاہ با اسلام کی خدمت مین بذریعہ ملازمت گذر جائین تو انسب ہی کیونکہ ہمارا اس دنیا مین اسطرح حال ہی بقول کسی استاد کے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مریض ہو کے | جو بچ گئے جنون سے تو زہد کیا جب بوڑھے ہو گئے

ہان لیکن بادشاہ کی ملازمت کیواسطے بھی کوئی ذریعہ معقول چاہیے ہی اور اکثر بادشاہون کو طرف و حکایات تازہ و افسانہ ہای عجایب و غرائب کے سُننے کا شوق ہوتا ہی لہذا اگر اس جشن نوروز کی کیفیت سے واقف ہو تا عند الذکر یہ بھی کہ نیا معاملہ ہی کہین موقع پاتا تو بیان کر دیتا اور مجکو تو دلی ایک نوع کی حیرت ہی وہ بھی رفع ہو جاتی اور یہ امر ایسا ہی کہ تا دم مرگ

مین نہ بھولونگا بلکہ یہ شعر اس امر پر صادق آتا ہے

تمنا داشتم در دیدہ خاک آن کف پا را	بحسرت مُردم و در خاک بردم این تمنا را

حمید نے کہا اچھا کیا مضایقہ ہے اب بگوش ہوش شنو وہ تدبیر جس سے کہ بخوبی دریافت حال جشن نوروز مفصل ہوجائے وہ یہ ہے کہ تم کسی بادشاہ کا ایلچی اپنے کو مشہور کرو اور پادری ایپدروس کے پاس جاکے کہو کہ مین فلان بادشاہ کا مرسلہ آیا ہون ہمارے شاہ نے ہمکو تمھارے پاس اسواسطے بھیجا ہے کہ تم ایکسا ورق تصویر ملکہ شمسہ تاجدار کا مجھے دو بس اسی ضمن مین اپنے سوالات کا جواب بھی پادری سے حاصل کر لینا پادری تمکو بخوبی سمجھا دیگا اور تصویر ملکہ بھی دیگا چنانچہ ابھی چند روز کا یہ قصہ ہے کہ نجاشی بادشاہ زنگبار نے ایک ورق تصویر ملکہ کا طلب کیا اور وہ اسپر عاشق ہوا بعد ازان اسنے اس شہر پر فوج کشی کی مگر ایسی شکست فاش کھائی کہ بے حصول مطلب فرار ہوگیا اور سوا ے ذلت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا اے شہریار والا تبار رحمالی و قار فدوی موافق تعلیم حمید کے دوسرے روز کچھ تحایف تحفہ عجیبہ لیکر پادری ایپدروس کی خدمت مین پہونچا پادری مجھسے نہایت اعزاز سے پیش آیا مین نے پادری کا مکان نہایت پاک و صاف پایا تمام صحن مکان مین حصیر باریک بچھا تھا اور فرش و فروش و شیشہ آلات سے خوب سجا تھا لیکن ایپدروس ایک بوریہ کہنہ پر بیٹھا تھا اور چند نصرانی دست بستہ روبرو کھڑے تھے وہ کچھ باتین کر رہا تھا مین نے پادری کو سلام کیا اور وہ تحفہ پیش کیا پادری نے بعد جواب سلام نذر میری قبول کی تمام پوچھا مطلب دریافت کیا مین نے کہا کہ مین بادشاہ مصر کا ایلچی ہون واسطے تصویر ملکہ کے تمھارے پاس آیا ہون پادری نے کہا اسوقت مجھے معاف فرماؤ وقت عصر تشریف لانا مین بادشاہون سے اجازت لیکر تصویر تمکو دونگا مین رخصت ہوکر حمید کے پاس آیا یہ حقیقت بیان کی حمید نے کہا بروقت وعدہ کے ضرور جانا یقین ہے کہ آج کی شب وہ تمھاری مہمانی ضرور کریگا اور جو حال ہوگا وہ بھی ظاہر ہو جائیگا مین بعد نماز عصر پھر پادری کے پاس گیا پادری میرے انتظار مین تھا مین آگے پادری کے خاموش بیٹھا پادری نے اول کہا اے شخص بظاہر تو مسلمان معلوم ہوتا ہے مین نے کہا ہان پھر پادری مجھے دست گرفتہ مکان خلوت مین لیگیا اور بخندہ پیشانی و خوش مزاجی کہا خوش آمدی مین نے کہا چشم پھر مجھسے کہا اے جوان اسوقت میرے پاس چند عیسائی آئے تھے اس وجہ سے مین تجھسے بہ توجہ پیش نہ آیا اور نہ تمھارے سوال کا جواب دیا اب جو کہنا ہو بیان کرو مین نے جو پہلے بیان کیا تھا وہی پھر کہا اور یہ کہا کہ جشن نوروز کا ہنگامہ جو میری نظر سے گذرا اسکا استفسار چاہتا ہون پادری نے کہا مین امت حضرت خیر البشر کی تواضع و مدارات کو اپنا فخر بلکہ باعث نجات جانتا ہون بے تکلف بیان کرو مین بخوبی جواب اسکا دونگا مین نے وہی سوال جو کہ حمید نے راز افشان سے کیے تھے پادری سے کیے پادری ایپدروس نے کہا ان سوالات کا جواب قصہ طلب ہے اول طعام بعدہ کلام ہم کھانے سے فارغ ہوکر کہونگا جب کھانے سے فراغت پائی مین نے پھر تقاضا کیا ایپدروس بولا اے جوان آگاہ ہو کہ جد مفخم ان بادشاہون کا ہنگام تمنے ایک تخت پر پہلو بہ پہلو متمکن دیکھا تھا ذی اختیار و ذی اقتدار صاحبقران روزگار تھا کہ جس نے سات سو ساٹھ

بہرین دنیا مین کوس صاحبقرانی اس دبدبہ و شان و شوکت سے بجایا کہ نشان دولت و اقبال جسکا گنبد دوار فیروزہ رنگ سے بالا ہو گیا یعنی ملک مغرب سے تا ختا و ختن اُسکے دائرۂ دولت مین آگیا اور پردۂ قاف مین بزور شمشیر قلعہ گیر و بمدد اقبال فرخ بال ہزارہا جن و شیاطین کو قتل و مسخر کیا اس وجہ سے اسم گرامی اُس شاہ والا جاہ کا بزبان عرب سلطان الجیفا مشہور ہوا اور اہل فرس اُسکو خورشید تاج بخش کہتے تھے حالانکہ صاحبقران اعظم خلایق کے زبان زد ہی لیکن یہ اسم بزبان عجمی تاریخی ہی جسکو زبان ہندی مین راس کا نام کہتے ہین اس سے زیادہ تر شہرۂ آفاق ہوا الغرض اس شاہ نے عہد حکومت اپنے مین اکثر طلسم فتح کیے اور اکثر طلسم اپنی ذات خاص سے بنائے اور وہ کتاب کہ بروز جشن ملک کے روبرو رکھی تھی وہ شاہ نامہ اُسی بادشاہ کا خاندانی ہی اسی سے نام بھی اُس کتاب کا خورشید نامہ رکھا ہی جس وقت صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش نے تسخیر اقالیم سبعہ سے فراغت پائی تب اُس فلک قدر نے قصر ابیض مین کہ جو قصر قلۂ چہارم کوہ قاف پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے اجنہ نے تعمیر کیا تھا اُسمین جشن مقرر کیا اور تمام حکماے یونان و عرب و عجم و ہندوستان وغیرہ ممالک کو اُس جشن عالی مین طلب فرمایا اور اُس مجمع کو اجلاس الحکما خطاب دیا اُس زمانہ مین حکیم اسقلینوس الٰہی جسکے فیض صحبت سے صاحبقران اعظم کو یہ حشمت و ثروت میسر ہوئی اور حکیم بزرگ سب حکماے عصر کا سر دفتر تھا جب اُس جشن کا حکماے با فرہنگ و دقیقہ شناسان فلک فیروزہ رنگ کے روبرو انعقاد ہوا حکما مین باہم عقیدۂ مذہب و ملت مین بحث شروع ہوئی صاحبقران نے فرمایا ہمارے نزدیک اس امر خاص مین گفتگو لا حاصل ہی کہ خداوند کریم نے ہر طریق و ملت مین بڑی گنجایش عطا فرمائی ہی یہی وجہ ہی کہ ہر واحد اپنے اپنے طریق و ملت کو بدلیل و برہان نہایت مستحکم و راہ راست تصور کرتا ہی اور دوسری شریعت کو بے بنیاد و بجاے خود باطل جانتا ہی اور نفس الامر تو سب مذہبون کا ایک ہی یعنی بجز پروردگار عالم کے کوئی نجات دہندہ نہین ہی بقول کسی اُستاد کے ؎

گفتگوے کفر و دین آخر بیک جا میکشد	خواب یک خواب است باشد مختلف تعبیرہا

لیکن انسان کو مابین خدا و خود کے کوئی وسیلہ ضرور چاہیے تو وہ بجز انبیا علیہم السلام کی تقلید و ہدایت کے دوسرا امر نہین ہی کہ بشر ہدایت و تلقین سے ان بزرگان خاصان درگاہ کبریا کے جلد تر منزل مقصود کو پہونچتا ہی بعد ازان صاحبقران نے حکیم بزرگ اسقلینوس الٰہی سے فرمایا کہ حضرت سیر کواکب و حرکات فلکی کو بنظر غور ملاحظہ فرماوین اور اس حال سے آگاہ فرماوین کہ بعد میرے اس خاندان مین کب تک یہ سلطنت باقی رہیگی اور اولاد میری کیونکر ایام گذاری کریگی پس اُس ابوالمکارم اُسوقت اس بادشاہ جمجاہ کے بارہ فرزندان ارجمند رشید و لایق و فایق موجود تھے ازان جملہ دو فرزند صاحب جمال و کمال موصوف بہمہ صفت بلکہ زہرہ جبین ختائی کے بطن سے توام متولد ہوئے تھے اور وہی صاحبقران کے ولیعہد ہوئے تھے اُسمین ایک کا سلطان شمس الدین خورشید علم اور دوسرے کا سلطان ضیاء الدین قمر لوا نام تھا الغرض حکیم اکبر دقیقہ شناس افلاک نے اصطرلاب آفتاب سے مقابل کرکے زایچہ کیا اور طالع کو ملاحظہ فرمایا اور

صاحبقران اعظم سے کہا اے شہریار ہمین علم نجوم سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تخمیناً سات سو برس سلطنت تمھاری اولاد کے قبضے
اور تصرف مین رہیگی اُسمین دو سو برس تم اور پانچسو برس تمھاری اولاد کے نام سکہ و خطبہ جاری رہیگا اور اُسمین
پانچسو برس مین دو سو برس سواحل بحر اعظم اوقیانوس کے گرد و نواح کے ممالک تمھاری اولاد کے قبضہ مین رہینگے
باقی ملک موروثی نکل جائیگا بعد ازان حکیم صاحب نے پھر زائچہ کیا اور دیکھا اور خوب ہنسے صاحبقران نے سبب خندہ حکیم صاحب
سے پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے صاحبقران عالی قدر سبحان اللہ و بحمدہ ایزد تعالی نے تمھاری اولاد مین عجیب قاعدہ
و سلسلہ سے جہانداری و طریقۂ سلطنت کو مقرر فرمایا ہی کہ آج تک کسی نے سُنا نہوگا اور دیکھنا تو امر دشوار ہی یعنی تا اختتام
ایام سلطنت دو پادشاہ ایک تخت پر حکمرانی کرینگے اور کوئی خصومت و نزاع آپس مین نہوگی صاحبقران نے فرمایا یہ امر
تو شرح طلب ہی بہ تفصیل فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایسا کچھ معلوم ہوتا ہی کہ تم دس اولاد کو دس ملک متفرق دوگے
اور یہ دو بیٹے شمس الدین و ضیاء الدین ملک مغرب کے حاکم ہونگے اور اُنکے یہان ایک ایک پسر اور ایک ایک
دختر پیدا ہوگی اور وہ آپس مین اُنکا عقد و مناکحت کرینگے جب شمس الدین و ضیاء الدین کا عہد سلطنت آخر ہوگا
تمام بادشاہان اطراف اُن فرزندون سے ممالک موروثی بقوت بازو لیلینگے فقط ایک ملک مغرب اُن دونون کے
قبضہ مین رہجائیگا بعد ایک سو بیس برس کے وہ بھی انتقال کرینگے اور تخت سلطنت پر بدر الکمال و نجم الاقبال
دونون بیٹے اُنکے حکمران ہونگے اور اُن دونون بھائیون مین بھی بطور آبائی دو لڑکے اور دو لڑکیان پیدا ہونگی اور اُنکی
نسبت بھی آپسمین ہوجائیگی جب وہ قضا کرینگے تو ابو اسحاق و ابو جمشید اُنکے فرزندون کی نوبت آئیگی اور اُسی
زمانہ مین آفتاب ختم رسالت زمین بطحا مین افق ولادت سے طلوع کریگا اور وہی باعث ترقی اسلام ہوگا اور روز بروز
اسلام کو ترقی ہوتی جائیگی تا اینکہ تمام جہان غازیان اسلام کے تصرف مین آئیگا اور ابو اسحاق و ابو جمشید بخوف
اسلام سواحل بحر اعظم کو گریز کر جائینگے وہان اُنکی بسر معاش کو زمین کافی ہوگی بعد ازان ابو جمشید و ابو اسحاق
کے یہان ابو تمیم و ابو نصر دو لڑکے اور دو بیٹیان پیدا ہونگی اور اُسیطرح موافق دستور کے عقد دونون کا ہوجائیگا
جب یہ بھی اس دار فانی سے کوچ کرینگے تو اُنکے لڑکے ابو طاہر و ابو تمیم ملک مغرب کے بادشاہ ہونگے اسی طرح
اُنکے یہان بھی ابو عامر و ابو حاکم پیدا ہونگے پس اسی روز سے سلطنت کو آل بیضا کی تنزل ہوجائیگا تا اینکہ اُنکی سلطنت
کا نام و نشان تک باقی نرہیگا اور اخلاف اُنکو خاتم سلطنت آل بیضا کا خطاب دیگی جب یہ جملہ ختم ہوا تو حکیم صاحب نے
فرمایا کہ اب تفصیل زمانہ حکومت اپنی اولاد کی سنو ابو جمشید و ابو اسحاق اٹھارہ برس حکمرانی کرینگے اور ابو تمیم و
ابو نصر ڈیڑھ سو برس اور ابو طاہر و ابو منصور تیس برس تک اور جب ابو عامر کا زمانہ قریب آئیگا تب ایک دختر
رشک قمر پیدا ہوگی اور ابو حاکم لاولد رہیگا اور اُس دختر ابو عامر کا ایک شاہزادہ اسلام سے عقد ہوگا پھر اُسوقت
سے یہ سلطنت آل بیضا سے منتقل ہو کر خاندان سلاطین محمدیہ مین داخل ہوجائیگی ذالک تقدیر العزیز العلیم و ما شہدنا

الا ما علمتنا وما کنا للغیب حافظین ترجمہ اس آیہ کا یہ ہی کہ یہ اندازہ ہی زبردست حکمت والے کا اور ہمنے وہی کہا جو ہمکو خبر تھی
اور ہمکو غیب کی خبر یاد نہ تھی تمام ہوا ترجمہ جس وقت صاحبقران نے یہ حال سنا فرمایا ای حکیم صاحب مجھے حال خیر البشر
سے بھی آگاہ کرو حکیم صاحب نے توریت موسوی اور انجیل عیسوی سے چند فقرے نعت مین سرور کائنات کے صاحبقران
کے روبرو بیان کیے اور کہا کہ حضرت عیسی نے بھی آنحضرت کی پیدایش کی خبر دی ہی بعد اسکے حکیم صاحب نے آیہ انجیل
پڑھکے جو اس آیہ قرآنی کے مطابق ہی صاحبقران کو سنائی یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی
من التوریٰۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنے ای بنی اسرائیل مین بھیجا آیا ہون اللہ کا تمھاری طرف
سچا کرنے اسکو جس سے مجھے آگاہی ہی توریت سے اور خوش خبری سناتا ہون ایک رسول کی جو آئیگا مجھسے پیچھے اسکا نام
احمد ہی یعنی نام اس مقبول کونین کا اہل آسمان مین احمد ہوگا اور اہل زمین مین محمد صاحبقران نے بعد استماع اس
اخبار کے حکیم اور تمام اہل مجلس سے کہا کہ تم گواہ رہنا کہ مین غیبت مین اس سید المرسلین کا دین قبول کرتا ہون یہ کہکر
حکیم صاحب سے کہا کہ ای حکیم صاحب میری اولاد سے بھی کوئی اس دین پاک مین ہوگا حکیم صاحب نے فرمایا کہ بجز
شمس الدین اور ضیاء الدین کے اور سب اسی ضلالت مین گرفتار رہینگے اور دین عیسوی کو دین محمدی پہ ترجیح
دینگے اور ایک دختر ابو طاہر کی بھی جسکا شاہزادہ اسلام سے عقد ہوگا ضرور اپنے شوہر کے دین مین داخل
ہوگی اور سب اولاد تمھاری مذہب عیسوی مین ہلاک ہوگی صاحبقران نے فرمایا حکیم صاحب ایک وصیت نامہ
ہماری طرف سے لکھکر امانت رکھدو کہ جو کوئی ہماری اولاد مین طریقہ محمدی قبول نہ کریگا حشر مین ہم اسکے دامنگیر ہونگے
حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار مقدرات الٰہی اس تدبیر سے بدل نہ جاینگے یہ آیہ وافی ہی اسپر دال ہی انک لا تہدی
من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء ترجمہ اسکا یہ ہی کہ راہ پر نہین لاتا جسکو چاہے تو پر اللہ راہ پر لاتا ہی جسکو چاہتا
ہی صاحبقران نے فرمایا خیر مرضی خدا اب تم مجھے وہ قطعہ زمین سواحل بحر اعظم دکھاؤ وہان میری اولاد پناہ گزین
ہوگی حکیم نے بعلم رمل تقسیم کی بعد ازان وہ قطعہ زمین صاحبقران کو دکھادیا کہ وہ زمین اسی کوہ اطلس کے دامن مین واقع ہی
صاحبقران نے یہ شہر قریہ فردوس اسی جگہ پہ آباد کیا اور تمام سامان جلوس شاہانہ بطریق جہیز دختر ابو طاہر کیواسطے
یہان امانت رکھا اور اسپر ایک طلسم باندھا بعد ازان فرمایا کہ جو شخص اس لوح طلسم کو پڑھیگا اور اسکے راز سے بھی
آگاہ کرے وہی دختر ابو طاہر کا زوج ہوگا جب ان امورات سے بھی صاحبقران نے فرصت پائی تب احوال اپنا
از روز ولادت تا ایام وفات تمام وکمال ایک کتاب مین لکھا اور شاہنامہ خورشیدی اور تاریخ اعظم اسکا نام رکھا
اور اپنی اولاد کو سپرد کیا اور فرمایا یہ کتاب امانت رکھو اور پشت در پشت اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہو کہ یہ کتاب بھی
اسی سعادتمند کو دینا جو لوح طلسم کو پڑھے یقین ہی کہ بشارت اس کتاب کے دستور کشورستانی و قواعد جہانبانی تمام
اسکو حاصل ہونگے اور وہ ہماری اولاد کی عزت و آبرو مین ترقی کریگا جب یہ قصہ پادری نے تمام کیا شہزادہ نے لوسیا سے کہا ای

ابو المکارم یہ قصر جو بالاے کوہ تم دیکھتے ہو صاحبقران نے اسی ملکہ کے واسطے تعمیر کرایا ہی اور قصر اخضر اُسکا نام رکھا اور اسپر
یہ طلسم بندی کی کہ بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے اور کسی سے دروازہ اس قصر کا نہ کھلے یا جبتک ملکہ حکم دے اور نام ملکہ کا اپنے نام سے
استخراج فرماکر ملکہ شمسہ تاجدار مقرر کیا اس وجہ سے کہ زبان عرب مین خورشید کو شمس کہتے ہین اور اُن حکما سے حسب الحکم
صاحبقران یہ زیادہ تر طلسمات کیا کہ اعداد حروف سے ملکہ کے نام کی تکسیر کرکے ایک نقش مربع بنایا اور اُس نقش کو لوح مین
کندہ کیا صاحبقران نے وہ لوح اپنے فرزندون کو سپرد کی اور فرمایا کہ تم اُسکو امانت رکھو اور یہ وصیت اپنی اولاد کو درجہ بدرجہ
کرتے رہو کہ وہ حفاظت ونگہبانی مین اس لوح کی کوشش بلیغ کرین جب ابو جنید وابو اسحاق کی سلطنت کا زمانہ پہونچے
اور وہ سواحل بحر اعظم مین پناہ لیجائین اُسوقت یہ لوح بازو پر باندھکر تخت فرمانروا شہر فردوسیہ پر جلوس کیا کرین ورنہ
درصورت دیگر امورات سلطنت مین اُنکے خرابی واقع ہوگی ہرگاہ ابو عامر وابو حاکم بادشاہ ہون اور وہ دختر ابو عامر
کے یہان پیدا ہوا اور بعمر ہفت سالگی پہونچے یہ لوح اُسکی گردن مین ڈالدی جائے بعد ازان باپ اور چچا اسطرح اُسکی
تعظیم وتکریم کرین جسطرح کوئی اپنے آقا کی کرتا ہی اور اپنے کو مثل ملازمون کے جانئین کہ ہمنے اس ملک کی حکومت اُسکے نام
مقرر کی ہی اور ابو حاکم وابو عامر کو اُسکا نائب کیا القصہ جو حکما سے پیشین نے حال آیندہ اولاد صاحبقران کا لکھا تھا وہ
سب ظہور مین آیا چنانچہ ایک روز کی نقل ہی کہ ابو حاکم اور ابو عامر واسطے دیکھنے قلعہ اور قصر کے گئے ہرچند کوشش کی لیکن
دروازہ قصر کا نہ کھلا اور کوئی تدبیر پیش رفت نہ گئی ایک جانب سے مار سیاہ آتش فشان بالکفچہ زہر آلود پیدا ہوا کہ تمام لوگ
اُسکے خوف سے زیر کوہ چلے آئے پھر کسی کی جرأت نہوئی کہ بالاے کوہ جاتا اور جب ملکہ شمسہ تاجدار ابو عامر کے یہان
پیدا ہوئی اور بعمر ہفت سالگی پہونچی ابو عامر کو حسب وصیت صاحبقران لوح ملکہ کی گردن مین ڈالنا یاد نرہا خدا کی قدرت
سے شب سالگرہ ملکہ کے ابو عامر دو مرتبہ تخت پر سے زمین پر گرا اور اُسی حال مین ایک بزرگ نے فرمایا اے ابو عامر جلد
لوح ملکہ کو حوالہ کر اور خبردار کوئی مراتب اُسکی توقیر وتعظیم مین فروگذاشت نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا شاید تو
آگاہ نہین ہی کہ وہ اس شہر کی بادشاہ ہی اور تم دونون اُسکے نائب ہو صبح کو یہ قصہ ابو عامر نے ابو حاکم سے کہا ابو حاکم
بولا مین نے بھی وقت شب یہی خواب دیکھا ہی آخر اُسی روز ابو عامر نے وہ لوح ملکہ کو دی اور اُسکی تعظیم وتکریم حسب وصیت
کرنے لگے ملکہ بروز سالگرہ اس کوہ پر گئی باپ اور چچا بھی ساتھ تھے ملکہ کے سایۂ قامت سے دروازۂ قصر کھل گیا ملکہ اندر محل کے
داخل ہوئی اُس روز سے آج تک بدولت واقبال قصر مین موجود ہی الغرض جبل اعلی یہی کوہ ہی اور قریہ فردوسیہ شہر مشہور ہی
اور یہ نازنین وہی ابو عامر کی دختر بلند اختر اور صاحب لوح طلسم ہی اور اسی لوح کے پڑھنے والے کی تلاش صبح وشام
ہم سب کو رہتی ہی پھر مین نے کہا اے پادری صاحب اگر تمھارے نزدیک اسلام برحق ہی پھر تم مسلمان کیون نہین ہوتے
اور اپنے بادشاہون کو ضلالت مین کیون مبتلا کیے ہو پادری اپدروس نے کہا واللہ مین دین محمدی کو برحق جانتا ہون
اور اُن بادشاہون کو جو مین نے کلام سخت سے یاد کیا اُسکی یہی وجہ ہی کہ وہ شریعت محمدی کو قبول نہین کرتے ہرچند مین نے

سمجھایا کہ یہ دین عیسوی منسوخ ہوگیا تم ناحق اس ضلالت میں گرفتار ہو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ طریقۂ آبائی ہم ترک
نہ کرینگے ابو حاکم حسب قاعدۂ خاندان لاولد رہا اور کوئی فرزند پیدا نہوا اور اُسکی منکوحہ نے بھی قضا کی جب وہ اولاد کی
طرف سے مایوس مطلق ہوگیا اور ایام سلطنت بھی قریب اختتام پہونچے تب مجبور ہوکر براہ نا امیدی پوشاک سیاہ پہنی اور
دنیا کو ترک کیا اور میں جو ان دونوں بادشاہوں کو کلمات سخت کہتا ہوں اور یہ جواب نہیں دیتے تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ
میں کلمہ حق کہتا ہوں میرا کوئی نفع اسمیں نہیں ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ میں سو برس سے انکے خاندان کا معلم ہوں انکی
کیا مجال جو دم مار سکیں کہ تمام رعایا اور سپاہ میری امداد کو موجود ہے اور وہ جو چند شخص میرے رونے پر روتے تھے
وہ مسلمان ہیں لیکن بظاہر دین عیسوی رکھتے ہیں مصلحتاً ظاہر نہیں کرتے ہاں اُس روز کہ جب داماد ابو حاکم تشریف لائیگا
اُسوقت یہ بھی اپنا اسلام ظاہر کرینگے اور تمام شہر بھی اسلام آباد ہوگا پھر میں نے پادری سے پوچھا کہ اے بزرگ تم لوح کے
حال سے بخوبی واقف ہوگئے پادری نے کہا بخدا میں فقط بسم اللہ سے تو البتہ واقف ہوں باقی ایک حرف نہیں پڑھا جاتا
اے برادر راز لوح سے آگاہ ہونا شکنندۂ طلسم کا منصب ہے اور شکنندۂ طلسم کے ساتھ ملکہ کا عقد ہونا بھی ضرور ہے پھر میں نے کہا
کہ اے پادری صاحب میں خورشید نامہ کیونکر سنوں کہ کمال اُسکے سننے کا مشتاق ہوں پادری نے کہا اے ابو المکارم
جو حال لوح کا ہے وہی حال خورشید نامہ کا ہے وہ بھی اُسی شاہزادہ کے آنے پر موقوف ہے اور جب کتاب خوانی کا وقت
آئیگا تو چین بادشاہ بھی اطراف و جوانب کے واسطے سننے خورشید نامہ کے بشوق تمام یہاں جمع ہونگے اور جشن عروسی ملکہ
شمسہ تاجدار کا اس آرایش اور دھوم سے ہوگا کہ شاید اس چرخ پیر کی نظر سے نہ گذرا ہو میں نے پوچھا بھلا اب اُس زمانہ کو
کسقدر عرصہ باقی ہے پادری نے کہا اگرچہ تعین اسکا محال ہے مگر اسی اٹھارہ سو برس کے عرصہ میں یہ معاملہ واقع ہوگا پھر
میں نے کہا اس نازنین مہ جبین کا عقد ایسی شرطوں سے مشروط کیا ہے کہ جسکا ادا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اور اگر کوئی شاہ شہریار
اس نازنین زہرہ جبین پر عاشق ہوکر بقوت شمشیر لیجانے کا قصد کرے تو ان شرائط کا کیا لحاظ باقی رہیگا اور جسے ظاہر کوئی
ایسی جمعیت بھی تمہارے پاس نہیں ہے کہ جسے کسی زبردست سے مقابلہ ہو اور تم اُسکو دفع کرسکو پادری میری بات سنکر بہت
ہنسا اور کہا اے عزیز گرد و پیش شہر فردوس کے طلسم بنا کا ایسا حصار ہے کہ جسکے سبب سے کوئی مفسد بارادۂ فساد اس شہر
میں داخل ہو نہیں سکتا چنانچہ یہ نقل تمہارے رفع شک کیواسطے بیان کرتا ہوں کہ سال گذشتہ میں نجاشی بادشاہ حبش
نے جو ہنگامہ آرائی جشن نوروز اور حال ملکہ شمسہ تاجدار سُنا اُسنے ایک نامہ اپنے فرزند کی نسبت کا ملکہ کے ساتھ یہاں لکھا
بھیجا اصل حال تھا وہ جواب میں لکھ بھیجا نجاشی نے ایک پادری فاضل زمانہ کو واسطے دیکھنے لوح کے یہاں بھیجا اور
یہ حکم دیا کہ اگر لوح فہم میں آئیگی یا نہ آئیگی مگر تم جسطرح ممکن ہو اُس نازنین کو اپنے ہمراہ لیکے آؤ پادری ابو حاکم کے دربار میں
آیا لوح بسبب طلب کی انہنے لوح دیدی وہ عرصہ تک لوح کو دیکھتا کیا جب خط لوح مطلق سمجھ میں نہ آیا ناچار بے نیل مرام اپنا
چلا گیا اور نجاشی کو مطلع کیا کہ وہ لوح طلسم ہے اُسکے مضمون سے آگاہ ہونا شکنندۂ طلسم کا کام ہے نجاشی کی [illegible]

ہین آئی پادری کے کہنے پر خیال نہ کیا پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف روانہ ہوا اجا ابینکہ نہر المشحون پر کہ
یہان سے دس فرسخ ہی خیمہ زن ہوا اور وہان سے وہی پیغام سابق بھیجا ہمنے بھی وہی جواب بطور سابق کے دیا نجاشی
بولا مین شرط و شروط نہین جانتا اگر خیریت حال و مآل اپنا اور شہر کا منظور رہو تو بلا عذر اسی وقت اُس نازنین کو میرے پاس
بھیجدو کہ مین اپنے فرزند مسرور مرصع نگین سے نکاح کردون ورنہ تم جانو اور تمھارا کام ہمنے جو فوج قاہرہ دیکھی خوف
پیدا ہوا لہذا ہمنے کہلا بھیجا کہ ہمسے زر نقد لو اور شہر کے قتل اور غارت سے باز آؤ نجاشی نے کہا ہمین مال و زر سے کچھ کام نہین ہی
تمھارا زر و مال تمکو مبارک رہے مجکو فقط عقد اُس نازنین سے کرنا منظور رہی اسواسطے آیا ہون جب ہمنے یہ سُنا کہ اس بلا سے
بے درمان کا دفع ہونا دشوار ہی ناچار سپاہ اور رعایا نے عہد کیا کہ تا حیات اپنی ایسا ہم ہونے نہ دینگے مردم بعد از سر من کن فیکون
شدنیشدہ باشد پس آخر ہم سب نے کفن کو سر سے باندھا اور رب العزت کی درگاہ مین مناجات شروع کی ناگاہ قدرت قادر حقیقی
سے اُسی شب مسرور بن نجاشی کا دم بند ہو گیا اور قریب بہ ہلاکت پہونچا اور نجاشی نے خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ فرماتے ہین
کہ اے روسیاہ اگر تجھے حیات اپنے دلبند کی منظور ہی جلد یہان سے روانہ ہو خبردار کبھی اسطرف کا قصد نہ کرنا ورنہ ایک متنفس
تیرے لشکر کا زندہ نہ بچیگا اے بیوقوف کہین ہماسے بلند مرتبہ کا ناز ع روسیاہ سے پیوند ہوتے سُنا ہی اس اثنا مین ملازمون
نے مسرور کا حال بد نجاشی سے بیان کیا نجاشی سر و پا برہنہ مسرور کے پاس آیا فی الحقیقت مسرور کو حالت نزع مین
دیکھا فوراً حکم کوچ کا دیا جب نہر مشحون کے اُس پار گیا مسرور اچھا ہو گیا پھر اُسنے اسطرف کا قصد نہ کیا اے ابو المکارم
ملکہ شمسہ تاجدار ابو طاہر کے یہان جب پیدا ہوئی اور ابو حاکم دولت اولاد سے بے یاس ہوا سمجھ گیا کہ اب زمانہ
آخر ہو گیا وصیت نامہ صاحبقران کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ ایک بھائی کے یہان دختر پیدا ہو اور دوسرا لاولد ہو اور
جب وہ دختر بلند اختر سن تمیز کو پہونچے تم اُسکا لوح طلسم بیضا کا پڑھنا مقرر کرنا اور ہر سال بروز نوروز
اُس نازنین کو مجمع خلائق مین لانا یقین ہی کہ اس شکل سے کوئی خریدار اُسکا بہم پہونچ جائیگا جب وہ شخص موجود آئے تم
دین و مذہب بھی اُسکا اختیار کرنا لہذا ابو طاہر اور ابو حاکم نسبت حکم وصیت نامہ تو بجا لاتے ہین الا دین اسلام کے
قبول کرنے مین انکار ہی ابو طاہر کو تو کچھ میلان اُسطرف ہی مگر ابو حاکم کہ ایک شیطان مجسم ہی ابو طاہر کو بھی بہکاتا ہی
اسوجہ سے اُسکی طبیعت بھی اسلام کی طرف سے پھر جاتی ہی اے شہریار ذوی الاقتدار جب پادری نے یہ قصہ تمام کیا صبح
ہو گئی مین نے پادری کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور طالب رخصت ہوا پادری نے ایک ورق تصویر دلپذیر ملکہ آفاق
مجھے دیا اور نہایت اعزاز و اکرام سے مجھے رخصت کیا مین وہان سے حمید زرافشان کے پاس آیا اور تمام سرگذشت
بیان کی بعد ازان حمید سے بھی رخصت ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ اگر اجل نے مہلت دی اور حیات مستعار باقی رہی تو
پھر حاضر ہونگا غرض دوسرے روز ایک قافلہ کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوا بعد چند روز کے خدمت حضور مین پہونچا بعد اُسکا
ابو المکارم نے وہ تصویر ملکہ شمسہ تاجدار شہزادہ کو دی شہزادہ نے جو وہ تصویر بے نظیر بنظر ملاحظہ فرمائی کیفیت خواب

یاد آئی وہ جو صورت زیبا خواب مین دیکھی تھی بعینہ شاہد تصویر کے پائی سرمو فرق نہ تھا بلکہ پوشاک بھی وہی تھی جو خواب مین زیب جسم دیکھی تھی شہزادہ اس حال کو دیکھ کے غرق دریاے تحیر ہو گیا اور بمشاہدہ تصویر حیرت افزا اسکے رنگ چہرہ مبارک کا دگرگون ہو گیا بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا شعر

یہ تو ممکن ہی نہین دل پہ بنے جان بچے
صاحب خانہ پہ آفت ہو اور مہمان بچے

پس وہ انجمن جسمین کہ شاہزادہ عالیجاہ اس غم جانکاہ مین مبتلا ہو پھر کیونکر وہ گھر ماتم سرا نہو جائے رفیق و رفقا حاضرین محفل سب درہم و برہم ہو گئے چنانچہ یہ مسدس حسب حال زبان زد ہوا

مسدس

کیا بیان اس کافر بدکیش کا احوال کہون
یہی خونخوار ہوا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کردیتا ہے انسان کو بیمار زبون
رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت بجنون
یہی خون ریز تو خونخوار ہے انسانون کا
دین کھوتا ہے یہ کافر ہے مسلمانون کا

یہی کرتا ہے ہر اک شخص کو رسواے عالم
یہی کرتا ہے ہر اک چشم کو دریاے الم
کو بکو دکھلاتا ہے کیسے ستم ظالم
کیا بتاؤں مین جو کرتا ہے یہ کیا کیا ظالم
دربدر خاک بسر چاک گریبان کرکے
جان لیتا ہے یہ بے سروسامان کرکے

یہی باعث تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا
یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
یہی فرہاد کا حامی تھا شب بیداری کا
عشق کیسا ہی ستمگر ہے یہ بیماری کا
تلخ کامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل
کیسے پردہ در بیداد مزارون نکلا

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے
اسنے خود رفتگی مین اپنے کیے بیگانے
گو کہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہ ہی جانے
کبھی معشوق کے پردے مین نہان ہوتا ہے
کبھی سر چڑھ کے یہ عاشق کے عیان ہوتا ہے

ناقہ لیلی مضطر کا شتربان یہ تھا
نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
حسن بنجاتا ہے انداز کہین ناز کہین
درد دل ہے یہ کہین سوز کہین ساز کہین

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ حزین
دی ہے فقیرین کیطرح کتنون نے جان شیرین
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قرین
اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین
اس سے ملتا ہے جسے رنج و محن ملتا ہے
گور ملتی ہے کسی کو نہ کفن ملتا ہے

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اسنے
کبھی آتش کو ہے گلزار بنایا اسنے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اسنے
اور ہر رنگ جہان اپنا دکھایا اسنے
کام فردون سے لیا زندہ کو ناکام رکھا
درد کا نام کبھی بیدرد نے آرام رکھا

اسکے افسانے مین تینا مین بہت طول طویل
جسکا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
اسکا بیمار پڑا رہتا ہے بستر پہ علیل
وہ نفس دید کے بجا دیتا ہے یہ کوس رحیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہے

یہی اتقا ہے بصد زیب رگ ہر گل مین
سوز و نالہ یہ اسی کا ہے دل بلبل مین
یہی ہے جز و مینا اور دکھیے ہی ہر گل مین
گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اسکے چل مین
خون ہجر م زمانے کا بہانے دیکھا
میل چیتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

عشق گفتا جستجوے یار کن
عشق گفتا گر تو داری صبر پیش
دوستان فکرے بحال من کنید
ورن اگر خواب ست این تعبیر چیست

عقل گفت این غم بجز دیوار کن
ہیکشی دلدار خود را سوے خویش
یک نظر در ماہ و سال من کنید
ورنہ باشد خواب بس تا تعبیر چیست
در گرہ بیتم صبر آخر چہ بن کنم

عشق گفتا عاشقے از سر بنہ
گرمی آید صبا اندر جہان
کاین چہ ماہ است وچہ سال آید بمن
گر بیاید آنکہ شود از کار من
چون کشیش از جان و دل بیرون کنم

پا قدم در جستن دلبر بنہ
عشق سیر دل بردہ بود از کف عنان
دین چہ روز ست وچہ فال آید بمن
میشود اندر و ہمین زا اطوار من

القصہ اہل محفل کو یقین ہوا کہ شاہزادہ اس نازنین مہ جبین پر عاشق ہو گیا بقول جامی ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

ہر شخص نے ابو المکارم سے کہا تجھے ایسے حکایات شہزادہ کے حضور میں کہنا لازم نہ تھا دیکھیے اب اسکا انجام کیا ہوتا ہے کسواسطے کہ اول تو قصص پر اعتبار کرنا نہ چاہیے اور اگر یہ سچ ہے تو شرائط ایسے ہیں کہ قوت بشریہ سے خارج ہیں ان شرائط کا ادا ہونا بھی عقل گوارہ نہیں کرتی شہزادے نے سب کو منع کیا کہ اب اس گفتگو لغو لاطائل سے کیا فائدہ بلکہ اسکے عوض میں کوئی صورت ایسی پیدا کرو کہ جسمین حصول مطالب ہو رفقا نے کہا کہ ہم جان نثار حاضر ہیں حضور با فوج جرار و لشکر آتش بار قریۂ فرد وسیہ میں تشریف لے چلیں اگر باآشتی مطالب برآری ہو تو فہو المراد ورنہ بزور شمشیر اس ماہ منیر صاحب تصویر دلپذیر کو لے آئیں شاہزادہ بولا تمنے شاید قصہ نجاشی شاہ حبش کا نہیں سنا کہ جو جرأت کو کام فرماتے ہوا ایک نے کہا کہ ملک فرنگ میں بھی اکثر علم تسخیر کامل ہیں یقین ہے کہ وہ راز لوح سے حضور کو آگاہ کر دیں یہ بھی ایک صورت کاربرآری کی معلوم ہوتی ہے شہزادہ نے فرمایا اسکو عمر نوح چاہیے بقول سعدی تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود ایک نے کہا آخر اس امر کی اطلاع سبحانی کو اطلاع کرنا ضرور ہے شہزادہ نے کہا مجھے اندیشہ عتاب و خطاب سلطانی ہے علی الخصوص ان ایام میں کہ مہم مصر در پیش ہے مبادا میرے حال کی خبر ہوئی تو بادشاہ کو اس مہم کا ہوش نہ رہیگا کسواسطے کہ یہ مہم اس سے زیادہ سخت تر ہے اگر ہوش و حواس میں فرق آجائیگا تو پھر اسکا کیا مآل کار ہوگا کسواسطے کہ قطعہ

زخم ست زخم عشق کہ مرہم پذیر نیست	زخم محبت ست بلی زخم تیر نیست	ذوق بہار وصل نیابد تمام عمر	آن بلبلے کہ در غم ہجران اسیر نیست

ورنہ حال میرا ایسا ہے کہ اگر کہوں مشکل و گرنہ کہوں مشکل بقول اسکے کہ ؎

عجب درد یست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	و گر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

راوی گذارش کرتا ہے کہ ایک جوان برادر رضاعی شاہزادہ کا ابو الحسن جو مہر نامے ہمسن اور ہم مکتب بھی تھا اور پدر رضاعی اسکا ابو صالح علماء عصر باشندۂ مصر کا تھا اور ابو صالح مع قبائل مصر سے ملک مغرب کو روانہ ہوا جب قریب شہر افریقیہ پہونچا ایک شب قزاقون نے شبخون مارا ابو صالح شہید ہوا حبیبہ خاتون زوجۂ ابو صالح کہ حاملہ تھی چند مردمان باقی ماندہ قافلہ کے ساتھ بے سر و پا شہر افریقیہ کی طرف بھاگی ابھی شہر افریقیہ چار فرسخ باقی تھا کہ اس بیچاری درد رسیدہ و آفت کشیدہ

چہرے دید چون خورشید تابان دو عارض غیرت رخسار صد حور	بیرخ دلبری ماہ فروزان دو گیسو چون شب یلدا و دیجور کسے گردید چشم سے پرستش	رخش گل را گلشن رنگ و بو داد اگرچہ غمزہ اش جان در خلل داشت بیک نظارہ گردید پرستش	قدش از باغ خوبی سرو آزاد لبش اعجاز عیسی در بغل داشت

جوہر نے بمشکل دل کو تھاما اور یہ کہا خدایا مین تو شاہزادے کی مطلب برآری کو نکلا ہون یہان خود گرفتار پنجۂ اجل ہوا چاہتا ہون واہ ری تقدیر مین کہان اور یہ عشق ناگہانی کہان بقول حافظ مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا ۰ مشکل ہی کہ اس عالم غربت و مسافرت اور ملک غیر مین نہ یارے نہ مددگارے کس سے اپنا حال زار کہون اور کون مجھے مشورہ نیک و بد کا دے ہرچہ بادا باد مصرعہ بسے فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ۰ ایک بار ملکہ کو بھی اپنے حال زار سے مطلع کرنا چاہیے الغرض جوہر کو اسی چھپ بیٹھے مین اتنا عرصہ ہوا کہ ارباب طرب برخاست کر گئے اور ملکہ واسطے استراحت کے پلنگ پر گئی فقط چند خواصین جو کہ پہرے کی تھین رہگئین باقی سب اپنی اپنی خوابگاہ مین گئین اس عرصہ مین وہ جو خواصین پہرے والی تھین ایسا خواب غفلت انپر طاری ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جوہر تو اسی وقت کا منتظر تھا اول ملکہ کو اور بعد سب کو دارو بیہوشی سے بیہوش کیا بعدہ ملکہ کو چادر عیاری مین باندھکر باہر باغ کے لیچلا قریب باغ ایک درۂ کوہ تھا جوہر نے ملکہ کو اس درۂ کوہ مین لاکر رکھا اور خود لباس شاہانہ و تاج ملوکانہ سے آراستہ ہوا اور روغن عیاری سے رنگ چہرہ کو سجا کیا اور چند شمعدین کا فوری جا بجا روشن کین اور فتیلہ رفع بیہوشی قریب دماغ ملکہ رکھدیا اور آپ ایک طرف پوشیدہ ہوگیا بعد ایک لحظہ کے ملکہ ہوش مین آکر حیرت زدہ چار سو دیکھنے لگی نہ وہ مکان نہ کوئی صورت انسان نظر آئی بے اختیار یہ آیہ زبان پر لائی قل ربنا انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین پس جوہر ملکہ کا اضطراب دیکھکر آگے آیا اور سلام کیا ملکہ نے بعد جواب سلام جوہر کو از سرتا پا بغور دیکھا ہوش جاتے رہے عقل و دانش گم صم و بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی ملکہ کشتۂ محبت سے کاہ و کہربا اسی دم ہوگئی جوہر سے بولی ای مرد عجیبی یہ عالم خواب ہی یا بیداری یہ مکان کیا ہی اور تو کون ہی اور مین کس طرح یہان آئی جوہر نے کہا ای ملکہ تم پریشان نہو یہ خادم قصوروار آپ کو تکلیف دہ ہوا ہی اور جس قصد سے کہ مین آپ کو یہان لایا ہون اگر آپ منظور فرماوین اور ناگوار خاطر اقدس نہو تو بیان کرون ملکہ نے اجازت دی جوہر نے تمام حقیقت اپنی مفصل بیان کی ملکہ نے کہا اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو جوہر نے کہا کہ مین اصل مین تو سوداگر بچہ ہون لیکن اب مین برادر رضاعی صاحبقران شاہزادہ مغرب کا ہون نام میرا ابوالحسن جوہر ہی حسب اتفاق واسطے ایک کار ضروری کے جاتا تھا اثناء راہ مین یہ واقعہ ہوا کہ تمھارے باغ مین پہونچا یہان تمھارا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق زار ہوگیا عنان صبر و استقلال ہاتھ سے چھوٹ گئی دیوانہ وار سکتے کے عالم مین تا دیر تمھارے حسن بے مثال کو دیکھتا رہا جب محفل برخاست ہوئی موقع فرصت دیکھکر آپ کو اس درہ مین فقط اپنی گذارش حال کے واسطے لایا ہون آپ میرے حال زار پر رحم فرمائیے اس بندہ بے دام و درم کو اپنا حلقہ بگوش تصور کیجیے مسافر نوازی و غریب الوطنی کو لحاظ فرماکر نظر رحم کر کام فرمائیے اور مین تمکو جہان سے لایا ہون

وہین پہونچائے دیتا ہون اور یہ شعر حسب حال میرے ہے میر تقی

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا	کیا جانیے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا

اگر اتنا جانتا ہون کہ تمھاری مفارقت بدتر از موت ہوگی خلد اللہ نے جو یہ عبارت جوہر کی زبان سے سنی کہا اے جوہر
بلاشبہہ تو حسن و جمال اور اپنے فن مین صاحب کمال بلکہ یکتائے روزگار ہے لیکن اس امر مین مجبور ہون والدین کو اختیار
جوہر نے کہا شرعًا و عرفًا ایجاب و قبول تمھارا مقدم ہے اور رضامندی والدین ایک امر بزرگانہ ہے وہ تو خواہی نخواہی ہوجا
خلد اللہ نے کہا تمھارا قول درست ہے الا مجکو لازم نہین ہے کہ مین خود درخواست اپنے عقد کی کرون مصرعہ این خیال است
محال است و جنون ؛ تم ذرا اپنے ہوش درست کرو دوسرا غضب یہ ہے کہ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ مین مسعود بن نجاشی
نامزد ہوگئی ہون اور نجاشی آج کل ملک زنگبار کا فرمانروا ہے ہرچند کہ مین اور والدہ صاحبہ دونون اس نسبت سے
راضی نہین لیکن بخوف بادشاہ موقع دم زدن نہین ہے مگر والدہ گاہ بگاہ جہان پناہ سے کہتی ہین کہ اس نسبت سے بیٹی
میری ہمیشہ رنج و غم مین گرفتار رہیگی بادشاہ جواب دیتا ہے کہ مسعود کے رتبہ کا کوئی شاہزادہ عیسائی مذہب نہین
جوہر نے کہا تمھارا مذہب کیا عیسائی ہے خلد اللہ نے کہا ہان جوہر نے کہا اے ملکہ تمکو اسکا دین اختیار کرنا چاہیے جسکے دین
پیغمبر علیہ السلام کو بھی تمنا تھی خلد اللہ نے کہا مین نے دین اس خاتم پیغمبران کو اختیار کیا اور یقین ہے کہ خداوند کریم بحرمت
اس دین حق کے مجھے اس بلا سے نجات دے اور تمھارے ساتھ بیاہ پیوند ہو جوہر نے کہا انشاء اللہ تعالے ایک وقت
ایسا آئیگا کہ تمھارا باپ بخوشی دل اور باآرزوے تمام تمھارا عقد میرے ساتھ کردیگا خلد اللہ نے کہا خیر جب ہوگا دیکھا جائیگا
لیکن اب تم اپنا حال کہو کہ تم کیونکر یہان آئے اور کہان کا قصد رکھتے ہو جوہر نے کہا قصہ طول طویل ہے اور فرصت کم
اب تمکو باغ مین پہونچا دین پھر انشاء اللہ تعالے جو تمھارے پاس آنا ہوگا تو تمام حال بیان کرونگا خلد اللہ چپ ہو رہی
جوہر نے باغ مین پہونچا دیا خلد اللہ نے پوچھا اب تم کب آؤ گے جوہر نے کہا جب تک کہ مین اس شہر مین ہون جب
آپ یاد کرینگی اور مین فرصت پاؤنگا حاضر ہونگا ورنہ بدعاے خیر یاد کرنا خلد اللہ نے کہا یکشنبہ کو مین پھر باغ مین آؤنگی
تم ضرور آنا جوہر رخصت ہوکر باہر آیا صبح ہوئی نماز ادا کی شہر مین گیا جب در شہر پناہ پر پہونچا ایک مرد بزرگ نے جوہر کو
بادب سلام کیا اور کہا اے عزیز تم مسلمان ہو بتاؤ کہ اس شہر مین کیون آئے ہو جوہر نے کہا بندہ بیشک مسلمان ہے اور
ایک کام کو یہان آیا ہون اس مرد نے کہا تم مسلمان ہو تمھاری دعوت مجھپر واجب ہے تم قبول کرو کسواسطے کہ مین نے آج
کچھ کھانا نذر پیغمبر علیہ السلام پکوایا ہے اس وجہ سے بتلاش اہل اسلام یہان آیا تھا کہ جو کوئی مسلمان ملے اسکو شریک نذر کرون
شب کو مجھے عالم رویا مین یہ بشارت ہوئی کہ تو صبح کو در شہر پناہ پر جانا ایک مسلمان سے ملاقات ہوگی اسے نذر مین شریک
کرنا لہذا مین تمھارے انتظار مین تھا جوہر نے کہا اول تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو اسنے کہا میرا نام ابو زید ہے اور
تجارت کرتا ہون بعد ازان اسنے جوہر سے کہا کہ تمھارا کیا نام ہے جوہر نے کہا مجھے ابوالحسن کہتے ہین مین افریقیہ کا

باشندہ ہون کہ دار الخلافت ملک مغرب ہی دریبولا بنا بر کار ضروری قریہ فردوسیہ کو جاتا ہون ابو زید نے کہا قریہ فردوسیہ
یہان سے چالیس منزل ہی لیکن اسقدر کوہستان اور بیابان ویران راہ مین ہین کہ انسان کا گذر محال ہی دل مین جوہر نے کہا
کہ تحویل آفتاب کو تو ایک مہینہ باقی ہی اور چالیس منزل جانا ہی کیونکر جانا ہوگا القصہ ابو زید نے جوہر کی دعوت معقول کی
اور کمال خاطر و مدارات سے پیش آیا بعد فراغ کھانے کے آرام کیا صبح جوہر کو اس شدت سے تپ محرقہ عارض ہوئی کہ کسی
پہلو آرام نہ تھا جوہر اُس کرب و اضطراب مین یہ کہتا تھا کہ یا الٰہی ایک طرف یہ مرض جسمانی اور دوسری طرف درد الم روحانی
اور طرہ اُسپر یہ کہ جس کام کو افریقیہ سے نکلا تھا اُسکا بھی کچھ سامان نہوا اور یہان کس مصیبت سخت مین گرفتار ہو گیا بقول شاعر

یا من بیچارہ گردون طرفہ نقشی باختہ | ادلم از خدمت شہزادہ دور انداختہ
دام را در ہم ز زلف دلبری اندا ختہ | گر ز غم او بر فلک آہم علم افراختہ

صبح کو ابو زید جوہر کے پاس آیا حال پوچھا ابو الحسن نے کہا ای برادر تجھے کیا پوچھتے ہو کسی طبیب کے پاس ہمین لیچلو کہ
ہم رات سے عجیب حال مین مبتلا ہین ابو زید نے کہا یہان کے لوگ علاج نہین کرتے اسی سبب سے یہان کوئی حکیم بھی
نہین ہی جوہر نے کہا یہ وقت خوش طبعی کا نہین ہی کہ حال میرا نہایت سقیم ہی ابو زید بولا مین بخدا سچ کہتا ہون بلکہ عرصہ دو برس
کا ہوا کہ دختر شاہ ایسی بیمار ہوئی کہ اطبا شہر علاج سے ایسے عاجز ہوئے کہ سب نے جواب دیا بادشاہ نے ایک کشتی مین
سب کو سوار کرکے مع انکی ذریت کے دریا برد کرا دینے کا حکم دیا تھا وہ بیچارے فریاد و زاری کرنے لگے اس عرصہ مین ایک
جہاز آیا اہل جہاز نے جو یہ گریہ و زاری سُنی حال پوچھا لوگون نے حال بیان کیا اُسمین ایک مرد بزرگ تھا وہ بولا تمھارے
بادشاہ کو کیا ہو گیا ہی کوئی شخص ایسا ہی کہ بدون حکم خدا مریض کو اچھا کرے یہ بیچارے کسطرح اچھا کر سکتے ہین تم جاؤ بادشاہ
سے ریانین کے جسم کا پہنا کپڑا لاؤ ہم مرض بتا دینگے اُسکا علاج کرنا اور حکیمون کو رہا کرو ملاحون نے فوراً بادشاہ سے عرض کی
بادشاہ اُس دختر کا ملبوس لیکر قریب جہاز آیا اور دست بستہ حال ملکہ عرض کیا اس بزرگ نے بادشاہ سے بعد ملامت کے
فرمایا ای عمران شاہ تجھے کچھ خوف حاکم حقیقی کا نہین ہی کہ ان مظلومون کو دریا برد کرنے کا حکم دیا تھا عمران شاہ نے
کچھ جواب نہ دیا بعد ازان اُس مرد بزرگ نے لباس مریضہ کو سونگھا اور فرمایا کہ اس عورت کو تپ دق عارض ہی اور
تیسرا درجہ ہی اور بوجہ ایک غم سخت کے یہ عارضہ پیدا ہوا ہی اور ایک نسخہ لکھا اور کہا یہ دوا پلاؤ اور حال رنج طبیعت
دریافت کرکے اُسمین کوشش کرو ورنہ صحت اُسکی غیر ممکن ہی اور بعد ایک ہفتہ کے ہمکو اطلاع دو بادشاہ نے عرض کی
حضور غریب خانہ کو سرفراز فرمائین تو عین بندہ نوازی ہی حکیم نے کہا کہ مین تارک دنیا ہون کہین نہین جاتا فقط عبادت
پروردگار عالم ایک گوشہ مین کیا کرتا ہون بادشاہ نے کہا حضور کسی آدمی کو وہ آستانہ ہدایت کاشانہ کا نشان بتا دین
کہ وہ حاضر ہوا کرے اور حال حضور مین عرض کرے حکیم نے فرمایا میرے پاس کسی آدمی کا پہونچنا محال ہی بادشاہ نے کہا پھر
کیونکر مین بعد ایک ہفتہ کے حال مریضہ گذارش کرونگا حکیم نے کہا چہارشنبہ کو یہ میرا غلام کشتی پر یہان آویگا اسکو ملبوس
ملکہ دینا مین حال بذریعہ اُس پارچہ کے دریافت کر لونگا بادشاہ نے غلام سے حکیم صاحب کا نام پوچھا غلام نے کہا

حکیم قسطاس الحکمت اسکا نام ہی بادشاہ کو ایسے بیانات سے اعتقاد کامل ہوا الغرض تھوڑے عرصہ مین حکیم غائب ہو گیا بادشاہ
محل مین آیا وہ نسخہ پلایا ملکہ کو اس دوا سے افاقہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خالد بن علقمہ سے فرمایا کہ روز چہارشنبہ کو حکیم ضرور
تشریف لائینگے انکا منتظر رہنا چاہیے وزیر نے کہا حکیم صادق القول ہوتے ہین ضرور تشریف لائینگے مین بندوبست
کرتا ہون حضور کو تشریف آوری حکیم سے ضرور اطلاع دونگا کہ روز چہارشنبہ آیا بادشاہ مع ارکین سلطنت لب دریا حاضر
ہوا بعد ایک ساعت کے غلام اُس کشتی مین دور سے نظر آیا اُس روز دریا مین نہایت تلاطم تھا لیکن کشتی باسانی تمام
کنارہ دریا پر آئی اور غلام نے بادشاہ کو قریب کشتی بلا کر پوچھا پارچہ لباس ملکہ لائے بادشاہ نے فوراً پارچہ لباس
ملکہ حوالہ کیا غلام فوراً روانہ ہوا اور بعد زوال آفتاب پھر آیا اور ایک نسخہ مع پیرہن بادشاہ کو دیا اور کہا بروز چہارشنبہ کو
پھر آؤنگا بادشاہ نے مقدور بھر جواہر غلام کو دیا غلام نے کہا ہم اتنا سا جواہر ہمیشہ بے کام کا سمجھتے آقا کے پھر کیونکر لینگے
کرتے ہو الغرض ایک ہفتہ وہ نسخہ ملکہ کو پلایا بفضل خدا ہوا تپ کہنہ دفع ہوئی صحت ہوئی کچھ حرارت خفیف دست و پا
مین باقی رہی بادشاہ نے زر کثیر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا اور تمامی شہر کی دعوت کی چند امرا شہر نے ایک روز بادشاہ
سے عرض کی کہ تمام حکماء شہر بخوف حضور کے کسی کا علاج نہین کرتے حضور ہم سب غلامون کی طرف سے خدمت مین
جناب حکیم قسطاس الحکمت کے ایک عرضی اس مضمون کی ارسال فرماوین تاکہ ہم سب بھی اُس منبع حکمت کے فیض سے
بہرہ مند ہون بادشاہ نے ایک عرضی حسب ایما خلائق حکیم صاحب کی خدمت مین ارسال کی حکیم صاحب نے حکم دیا
کہ اچھا ہر چہارشنبہ کو یہ غلام آیا کریگا جو کہ مریض ہوا اپنے جسم کی پوشاک سے ایک پارچہ بھیجا کرے ہم نسخہ لکھا کرینگے
اُس مرتبہ بادشاہ نے غلام سے کہا نقد و جنس بے شمار لیکے اپنے آقا کی خدمت مین پیش کرنا اور میری طرف سے آداب و
تسلیمات عرض کرنا غلام نے کہا ایسے امر کا نہ مجھے حکم ہی اور نہ مین مجاز ہون ہان ایک فرد تفصیل اجناس کی لکھدو مین
وہ فرد پیش کردونگا اور جو جواب کہ وہ دینگے اُس سے اطلاع دونگا تب ان شاہ نے ایک فرد زر نقد و جنس کی لکھکر غلام
کے حوالہ کی غلام نے حکیم صاحب کو دی حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے یہ نقد و جنس اُن حکما کو جو کہ مورد عتاب
ہین دیدو بادشاہ نے حسب الارشاد حکیم صاحب تمام اطبائے شہر کو بلا کر وہ زر و جواہر بخشدیا جب حکیم اپنے اپنے گھر گئے
سبھون نے مشورہ کیا کہ اب اس شہر مین رہنا مناسب نہین ہی کہ اب کسی طرح کا یہان لطف باقی نہین رہا القصہ چند روز مین
کوئی از قسم طبیب کے اس شہر مین نہ رہا لیکن ہر چہارشنبہ کو حکیم صاحب کا غلام آتا ہی اور مریضون کے کپڑے لیجاتا ہی اور نسخہ جات
لے آتا ہی مگر جس مریض کو مرض موت ہوتا ہی حکیم صاحب اُسکے واسطے نہین لکھتے اور جس کا کہ علاج کرتے ہین وہ اچھا ہو جاتا ہی
مرتا نہین اور شاہ و گدا کا برابر علاج کرتے ہین جوہر نے جو یہ حال ابو زید کی زبان سے سُنا ایسا خوش ہوا کہ آدھا مرض
بلا دوا اچھا ہو گیا اور کہا کہ حکیم صاحب کی خدمت مین مجکو جانا ضرور ہی انکی توجہ سے سب مشکلین میری آسان ہو جاوینگی
حاصل کلام جوہر بروز چہارشنبہ دریا پر گیا دیکھا کہ ہجوم جمع ہین جو کوئی پارچہ جسمی اپنا دیتا ہی غلام لیجاتا ہی اور مع نسخہ لا دیتا ہی

جوہر نے دل مین کہا اگر مین غلام سے کہتا ہون کہ مجھے حکیم صاحب کے پاس پہونچا دو تو غلام کا ہمکو لیجائیگا اس سے کوئی
ایسی تدبیر کیجیے کہ حکیم صاحب کے پاس پہونچ جاؤن

آنا دوسرے ملکہ خلد آشیانہ کا ظلمات سے

کہ وہ بروز یکشنبہ اپنے باغ مین آئی اور تمام روز یاد ابوالحسن مین گذرا جب شام ہوئی ملکہ نے فرش صحن مین درست کرایا اور
دایہ سے کہا دیکھیے آج بھی وہ جوان آتا ہی یا نہین دایہ نے کہا ای ملکہ کچھ خیر ہی تم کس خیال خام مین ہو خدا جانے وہ کون تھا اور کس کام کو
آیا تھا مسافر کا کیا اعتبار یہ کس کے ہوتے ہین تمھین معلوم کہان کہان اور کس کس کی صحبت مین پھرے ہونگے اگر ایسے ہی ہوتے تو یہان کیون آتے

مسافر سے کرتا ہی کوئی بھی پیت	مثل ہی کہ جوگی ہوئے کس کے میت

دوسرے اگر خدا نخواستہ تمھارے باپ کو خبر ہوگی پھر کسی خواص کو زندہ نہ رکھیگا ملکہ نے کہا دایہ تمھارا کہنا راست ہی
کس واسطے کہ تم عشق و عاشقی کو کیا جانو اس مزے سے جو نا واقف ہو وہ نصیحت کیون نہ کرے اور ظاہر ا تم چاہتی ہو کہ
مین اس حرام زادے مسرور بن نجاشی سے ہم پہلو ہون اگر خدا نے چاہا اور وہ جوان تشریف لایا تو مین تجھے دکھا دونگی
کہ تیرے ہوش بجا نہ رہینگے دایہ طرز بیان ملکہ سے سمجھ گئی کہ ملکہ اس جوان پر والہ و شیدا ہوگئی ہی عشق کو نصیحت سے بیر ہی
کہ اتنے مین ابوالحسن جوہر بھی بلباس شب روی اسی راہ سے پہونچا دیکھا کہ خلد آشیانہ مسند زرنگار پر بیٹھی دایہ سے
بحث کر رہی ہی یہ تقریر سُن کے دل مین نہایت خوش ہوا اور یقین ہوا کہ ملکہ کو بھی میرا خیال ہی ملکہ نے جوہر کو دیکھا اُٹھی
اور سروقد تعظیم کرکے مسند پر پہلو مین بٹھا لیا ابوالحسن نے خلد آشیانہ کو اپنی بغل مین لیا اور بوسے لب و رخسار کے لیے
دایہ نے جو ابوالحسن کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور کہا انصاف تو یہ ہی کہ فی الواقع یہ جوان خوش رو لایق صحبت اور
واجب المحبت ہی بعد اسکے جوہر نے کہا کہ ای شہزادی ایک مطلب سخت و دشوار کیواسطے اپنا شہر چھوڑ کر یہان
آیا ہون راہ مین جو جو تکلیف و صعوبات سفر مجھ پر گذرے ہین میرا ہی دل جانتا ہی لیکن مین یہ کہتا ہون کہ اگر مین
حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت مین پہونچ گیا تو سب کام درست ہو جائینگے اور مطالب دلی بر آئینگے خلد آشیانہ نے کہا
شاید وہ مطلب ہمارے سُننے کا نہین ہی یا ہمکو ابھی تم بیگانہ جانتے ہو ابوالحسن بولا نہین آپ سُنین پھر جوہر نے از ابتدا
تا انتہا ابوالمکارم کا حال اور عاشق ہونا شہزادہ کا مفصل سب بیان کیا خلد آشیانہ نے جب سب حال سُنا جوہر کو نہایت
آفرین و تحسین کی اور کہا حق دوستی جو تھا وہ تمنے خوب ادا کیا بخدا اگر برادر حقیقی بھی ہوتا تو اتنا ہی کرتا اب ہمکو تمسے ایفاے وعدہ
کی امید ہوئی ای جوہر مین نے بھی حسن و جمال ملکہ شمسہ تاجدار کی بہت تعریف سُنی ہی اور جشن نوروز کا حال بھی مفصل
سُنا ہی اور نجاشی واسطے نسبت اپنے فرزند کے وہان گیا تھا سو بے نیل مرام پھر آیا اور اکثر شہزادگان اطراف و جوانب
سے گئے لیکن ایک حرف لوح طلسم سے پڑھا نہ گیا اسی وجہ سے ہنوز عقد ملکہ وقوع مین نہین آیا دیکھیے مآل کار اسکا کیا ہوتا ہی
جوہر نے کہا ای خلد آشیانہ حکیم قسطاس الحکمت نے جو تمکو موقوف فرمایا اور طرفہ یہ ہی کہ پیراہن کی بو سے اور اسکا حال فرماتے ہین

رنج بتاؤ کہ تمکو ایسا رنج و غم کیا ہو کہ جسمین سے تپ دق ثابت ہوتی ہو براے خدا تم کہو کہ مین اسکا علاج کر دون خلد انہ نے
کہا آگے مجھے ایک رنج تھا لیکن بالفعل خود بخود خداوند کریم نے ایسا سامان کر دیا کہ وہ رنج و ملال جاتا رہا ابو الحسن نے
کہا آخر وہ رنج کیا تھا اور کس طرح جاتا رہا بیان کرو خلد انہ نے کہا مجھے رنج مسرور کے ساتھ نسبت ہونے کا تھا کہ
نوبت بدق پہونچی تھی الغرض تمام شب اسی حرف و حکایات مین گذر گئی صبح کو جوہر رخصت ہوا لیکن بوقت رخصت
یہ کہا کہ ابھی چہار شنبہ کو حکیم فسطاس الحکمت کی خدمت مین ضرور جاؤنگا اگر زندہ رہا تو وہان سے پھر کے آؤنگا ورنہ
بر تو باد سے خیر یاد کرتا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا شعر

بسفر رفتنت مبارک باد	بسلامت روی و باز آئی

جوہر نے کہا مین بہ مجبوری تمہاری دوری گوارا کرتا ہون اور جاتا ہون ورنہ میرا خود ہی یہان سے جانے کو کب
دل چاہتا ہے یہ کہا اور روانہ ہوا اور بروز چہار شنبہ کنارہ دریا پر پہونچا دیکھا کہ بیمار جمع ہین اور غلام نسخہ تقسیم کر رہا ہے
اور بیمار اپنا اپنے لباس دے رہے ہین جوہر نے کیا کام کیا کہ ایک مشک مین خوب ہوا بھری اور دہانہ مشک کا باندھکر
دریا مین نظر خلائق سے بچا کر ڈالدیا اور آپ اسکے ذریعہ سے نصف دریا مین پہونچا جب غلام فراغت کرکے واپس چلا
اور اسکے قریب کشتی پہونچی جوہر نے اپنے کو مثل ڈوبتے آدمی کے بنایا اور فریاد کی کہ مین ڈوبتا ہون مجھے للہ کوئی بچالے
جب غلام نے سنا کشتی کو اسکے قریب لیگیا جوہر ایک جست کرکے کشتی مین پہونچا غلام اس حرکت سے سمجھا کہ یہ کوئی
مرد مفسد ہے جوہر سے کہا سچ بیان کر کہ تو کون ہے ابو الحسن نے کہا میرے ہوش و حواس درست ہولین تو بیان کرون
کہ مجھ مین طاقت گویائی ابھی نہین ہے کنارے چل کے کہونگا غلام اس قیل و قال مین کنارہ پر پہونچا اور کہا تم اسی کشتی مین
رہو کل مین تمھین شہر مین پہونچا دونگا جوہر نے اپنی تنہائی وغیرہ کا ہر چند عذر کیا اور چاہا کہ ساتھ لیجائے لیکن غلام نے
ایک نہ سنا آپ کشتی سے اترکر غائب ہو گیا یہ فریاد کرتا رہ گیا آخر مجبور ہو کر بالاے کوہ روانہ ہوا دیکھا کہ ایک جا پر درخت
گنجان ایسے ہین کہ انکے سبب سے تاریکی ہے اور ہوا سے جب برگ درخت ہلتے تھے ایک صداے ہولناک پیدا ہوتی تھی
اور ہر چہار طرف کوہ سے عجیب و غریب آواز خوفناک آتی تھی کہ دل خوف سے دھڑکتا تھا جگر شق ہوا جاتا تھا
جوہر دہشت سے اس صداے جگر شگاف و آواز خوفناک سے ایک درخت پر چڑھ گیا ایک جانور عجیب الخلقت
دور سے ایسا نظر آیا کہ قد اسکا شیر کا اور سر گاؤ کا اور ہاتھ پاؤن چھوٹے اور پشم مثل گھوڑے کے اور بدن خاردار
سفید و سیاہ منہ مثل خارکھوے قریب درخت آیا اور ابو الحسن کو بنظر قہر دیکھا جوہر نے جو اسکی شکل مہیب دیکھی
روح قالب سے نکل گئی دعا بدرگاہ مجیب الدعوات کی کہ بار الہی مجھے تو اس بلاے ناگہانی سے بچا اسی عرصہ مین اس
جانور نے سر اپنا اس زور سے اس درخت پر مارا کہ تمام برگ درخت گر گئے اور درخت کو لرزہ ہو گیا دیکھا کہ صدہا
جانوران درندہ مثل شیر و پلنگ و گرگ نالہ کنان درختون کی طرف چلے آتے ہین جوہر نے کہا یہ سب ہماری ایذا رسانی

کو آتے ہین دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر نجات ملتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون زندگی کے دن پورے ہوچکے اس اثنا
مین دیکھا کہ ایک مرد مشعل ہاتھ مین لیے اسی طرف چلا آتا ہی اور تمام جانور اسی کے خوف سے بھاگے آتے ہین جب
وہ مرد درخت کے پاس آیا سب جانور بھاگ گئے اُس مرد نے ابو الحسن کو آواز دی ابو الحسن حیران ہوا کہ یہ
مرد میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوا جو پکارتا ہے غرض خوف زدہ درخت سے اُترا اسلام کیا اب جو غور سے دیکھا تو وہی
غلام ہی جو کشتی مین چھوڑ گیا تھا ابو الحسن خوش ہوا اور کہا اگر تم میری مدد کو ایک لحظہ اور نہ پہونچتے تو مین ہلاک ہو جاتا
غلام نے کہا مین تمھاری تلاش مین حیران و سرگردان رہا جب میرے آقا نے یہان کا نشان بتایا تو مین آیا تجھے
یہان پایا جوہر نے کہا تمھارے آقا کو کیونکر میرے حال سے اطلاع ہوئی غلام نے کہا تم کشتی مین جو آئے مجھے تمھارے
استفسار حال مین کچھ دیر ہوئی مین آقا کے پاس جو گیا آقا نے وجہ دیر ہونے کی پوچھی مین نے حال بیان کیا پھر آقا نے
کہا وہ کہان ہی مین نے کہا کہ مین آپ کی بے اجازت اسے کیونکر لے آتا اُسے کشتی مین چھوڑ آیا اور وعدہ کر
آیا ہون کہ کل تجھے شہر مین پہونچا دونگا حکیم صاحب نے کہا اگر وہ شہر کو جانے والا ہوتا تو تمھارے ہمراہ کشتی مین کیون نہ
آتا اُس بیچارہ کو تو نے مفت ہلاکت مین چھوڑ دیا بڑے افسوس کی بات ہی اب جلد جا اور اُس مرد مند کو لے آ ورنہ
زرافہ اُس بیچارہ کو ہلاک کر ڈالے گا ابو الحسن نے کہا زرافہ کیا بلا ہی غلام نے کہا زرافہ وہی جانور ہی جسنے سر اپنا
درخت پر مارا تھا اگر ایکبار سر درخت پر مارتا تو تم ہلاک ہو جاتے جوہر بکمال حیرت غلام کے ہمراہ چلا راہ مین پوچھا
اے برادر نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا سہیل جوہر نے پوچھا کہ یہ جانور جو تمھین ایذا نہین دیسکتے بلکہ تمھاری بو سے بھاگتے
ہین اسکا کیا سبب ہی سہیل نے کہا میرے آقا نے ایک روغن ایسا بنا دیا ہی کہ بو اُسکی دماغ انسان کو معطر کرتی ہی اور
جانور کو بھگا دیتی ہی جانور اُسکی بو کے متحمل نہین ہوسکتے الغرض اسی حرف و حکایات مین ایک باغ مین پہونچے سہیل
نے کہا تم سیر باغ کرو مین آتا ہون ابو الحسن سیر باغ مین مصروف ہوا سہیل گیا اور بعد ایک ساعت کے آیا اور کہا
حکیم صاحب نے تمھین تین دن مہمان کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمھین بعد تین دن کے بخوبی تمام جہان کا تم قصد رکھتے ہو
پہونچا دینگے جوہر نے کہا جو مرضی حضرت کی سہیل نے دسترخوان بچھایا کھانا پر تکلف انواع اقسام کا اور میوہ جوہر کو کھلایا
بعد فراغ طعام جوہر نے آرام کیا صبح کو بعد از نماز دیکھا کہ ایک باغ نمونہ جنت ہی اور گرد اُس باغ کے مکانات متعدد
نقش و نگار سے آراستہ ہین اور ہر شاخ درخت پر ہجوم طائران غزل خوان و خوش الحان و نغمہ سرا ہی جوہر نے کہا
واہ کیا شان خدا ہی کہ اس جنگل و کوہستان مین حکیم صاحب نے فقط تفریح طبع کیواسطے کیسے کیسے عمارات و باغ
بے نظیر بنائے ہین جوہر سیر کرتا ہوا پشت پر اُن مکانات کے جو گیا دیکھا کہ جہان تک نگاہ کام کرتی ہی کوسون وہ
دشت پر بہار لالہ زار معلوم ہوتا ہی اور عجیب عجیب گلہاے رنگا رنگ سے اُس صحرا کو آراستہ کیا ہی کہ قدرت خدا نظر
آتی ہی غرض بعد سیر اپنے مقام پر آیا سہیل نے کھانا کھلایا بعد اسکے سہیل سے پوچھا حکیم صاحب کی خدمت سے کب پہین

مشرف ہونگا سہیل نے کہا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پروز رخصت حکیم صاحب تمکو یاد فرماینگے جوہر نے کہا میری تمنا تھی کہ مین ایک وقت زیارت سے جناب حکمت مآب کے مشرف اندوز ہوتا سہیل نے کہا ہم بدون حکم کوئی کام نہین کرسکتے اب چلو تمکو ایک تماشا دکھلائین جوہر سہیل کے ساتھ ہو لیا سہیل جوہر کو ایک محل کے دروازہ پر لیگیا جوہر نے ایسی عمارت دیکھی کہ کبھی خواب مین بھی ایسی عمارت کا دیکھنا نصیب نہوا تھا سکتا ہو گیا سہیل سے کہا کل مین تمام دن وان پھرا لیکن یہ محل نہ دیکھا اسکا کیا سبب ہی سہیل نے کہا اس محل کی خاصیت یہ ہی کہ دن کو دروازہ معلوم نہین ہوتا اور شب کو ظاہر ہوتا ہی جوہر اندر محل راحت افزا کے جو گیا تو کیا دیکھا تمام مکان سامان شاہانہ و اسباب ملوکانہ سے مثل عروس نو کے آراستہ تھا اور اسباب عیش و نشاط ایسا مہیا تھا کہ گویا ابھی آراستہ کیا ہی لیکن کوئی آدمی نظر نہین آیا جوہر نے متعجب ہوکے کہا کہ اسکی آراستگی کو خدام کثرت سے چاہیے یہان کوئی نہین اسکا کیا سبب ہی سہیل نے کہا تم ٹھہرو مین مہمان محل کو بلاتا ہون جوہر خاموش ہو رہا سہیل روانہ ہو گیا بعد ایک ساعت کے دروازہ پر کچھ روشنی اور غل معلوم ہوا دیکھا کہ کچھ لوگ فانوس و مشعل لیے آگے آگے آتے ہین پیچھے ایک جوان خرد سال ہو ر تمثال تاج مرصع بر سر لباس شاہانہ دربر تخت جواہر نگار پر سوار باہتمام دورباش چلا آتا ہی جوہر کو کمال حیرت ہوئی کہ اب مین کیا کرون غلام مجھے تنہا چھوڑ گیا اور یہ آیہ دافع بلا پڑھی صدق رسول اللہ لاخیر فی عبیدی اور یہ شعر اسوقت پڑھا

	اگرچہ بود زادہ شہریار	پرستار زادہ نیاید بکار	

جوہر غلام کے چھوڑ جانے پر نہایت فکرمند تھا دلمین کہتا تھا خدا جانے یہ شخص اپنے مکان مین مجھکو دیکھکے کیا سلوک کرے اسی عرصہ مین وہ شاہزادہ سامنے جوہر کے آیا اور سلام کیا جوہر نہایت متعجب ہوا اور جواب سلام دیا اس شہزادہ نے بکمال پاسداری اپنے پہلو مین تخت پر بیٹھایا اور کہا ای جوان مہمان تم کسی طرح کا اپنے دلمین خیال نہ کرنا تم ہمارے مہمان ہو ہم تمہاری ملاقات کے بہت مشتاق تھے جوہر کی خاطر جمع ہوئی دلمین کہا کہ غلام نے تو کوئی دقیقہ آبروریزی مین باقی نہ رکھا تھا مگر خدا نے فضل کیا شعر

	کار یکہ خدا کرد فلک را چہ مجال	من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال	

اس شہریار نے حکم تاج و رنگ کا دیا فوج زنان مہوشان و حسینان جہان حاضر ہوئین جوہر نے جو حسن و جمال ان محبوبان جہان کا دیکھا بیہوش جاتے رہے اور دلمین صدق اللہ العلی العظیم ان مع العسر یسرا اور مولاے دوجہان امیر مومنان فرماتے ہین

	فیا نتیک المسرۃ بالغداۃ شام آن آید مسرت در برت ای محتشم	وکم امر الذی یاویہ صباح ای بسا امری کہ آید بلا ز صبح غم	

بلا شبہہ یہ تلافی اس شب خوفناک کی ہی جو پہ بالاے کوہ گذری تھی الحمد للہ الذی بدل السیات بالحسنات

بعد شکر گذاری خداے بزرگ کے شہزادہ نے جوہر سے کہا اگر شراب ناب پر میلان طبع ہو تو حاضر ہو جوہر نے کہا مین خوگر اسکا نہین ہون شہزادہ نے کہا عوض اسکے معجون نشئی مین کیا مضایقہ ہی جوہر نے کہا کچھ نہین اسمین حاضر ہون شہزادہ نے معجون منگائی اول خود نوش فرمائی بعد ازان جوہر کو کھلائی اور کہا کہ مین نے خلاف تہذیب یہ امر کیا کہ پہلے خود معجون کھالی بعد آپ کو دی ہرچند کہ پہلے آپ کو کھلانا تھا مگر اسکی وجہ یہ تھی کہ مین نے فقط آپ کے رفع شک کے واسطے پہلے خود کھائی بعد آپ کو دی یہ گستاخی معاف ہو جوہر نے کہا یہ فقط آپکا حسن اخلاق ہی جو ایسے مراتب کا لحاظ فرمایا

شاہ گر لطف بے عدد داند	بندہ باید کہ حد خود داند

خداوند کریم تمہارا مرتبہ عالی کرے اور عمر کو دراز فرماوے آپنے ایسی شفقت و عنایت فرمائی کہ مین نہایت شکر گذار ہوا اب اپنے اسم گرامی اور حسب و نسب سے آگاہ فرماؤ اور حال اس سرزمین کا بیان فرماؤ شہزادہ نے فرمایا ای برادر اب تم تاج و رنگ کا تماشا دیکھو انشاء اللہ کل بشرط حیات بوقت ملاقات سب حالات بیان کرونگا پھر خاموش ہو رہا بعد فراغ طعام ایک مکان علیحدہ مین بستر استراحت بچھوا دیا اور ایک پریزاد جو کہ افسر سب نازنینون کی تھی جوہر کے سپرد کی اور کہا یہ آپکی خدمت مین حاضر ہی آپ آرام فرمائین جوہر نے شکر احسان شہزادہ کا کیا اور ساتھ اس مہ جبین کے خوابگاہ مین آیا ابھی جوہر بوس و کنار مین مشغول تھا کہ خواب نے ایسا غلبہ کیا کہ سو گیا اپنے حال و مآل کی مطلق خبر نہ رہی جب صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک میدان لق و دق مین پایا اور ایسی تمازت آفتاب تھی کہ جوہر کے پاؤن جلے جاتے تھے کہا سبحان اللہ کہان وہ عیش اور وہ باغ و بہار اور کہان یہ دشت پرخار کہان وہ سرد ہوا کہان یہ شدت گرما غرض نہایت عقل حیران نہایت پریشان دل مین کہتا تھا بیت

انچہ نصیبست بہم میرسد	گر نستانی بستم میرسد

کہ رات شب وہ شہزادہ کس خاطر و مدارات سے پیش آیا اور صبح کو اس صحرا مین ہو السا مین پہونچایا یہ تو حرکت غلام سے بھی سہوا شاہزادہ نے کی کیون نہو وہ غلام تھا اسنے اسیقدر حرکت کی یہ شاہزادہ موافق اپنے مرتبہ کے کیا چاہیے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی سمجھ مین نہین آتا اگر وہ لطف کیا تھا تو یہ ظلم کیا ضرور تھا اور جو ظلم ہی کرنا تھا تو اعزاز و اکرام کی کیا حاجت تھی مین تو حکیم صاحب کی زیارت کو آیا تھا کہ اپنا حال عرض کرونگا اب مین کہان ہون یہان نہ یار نہ مددگار ہے

نہ ہوں کیسے جنون سے نہ آشنا سے ہستی	عجیب ہے قصہ و طرفہ ماجراے ہستی	بقول میر	ہیولی یاد صبا کہ ہوئے یار دنگو	ارادہ تھی نہین اب وحشت کے آوارہ کو

اسی خیال مین ایک طرف چلا جاتا تھا کہ ایک چار دیواری نظر آئی جب آگے بڑھ کر دیکھا کہ عجب پر تکلف باغ ہی کہ باغ اول سے ہزار درجہ عمدہ اور بہتر ہی اس اثنا مین سہیل بھی ملا جوہر کو سلام کیا جوہر نے کہا واہ آفرین صد آفرین خوب خاطر ہوئے خوب مہمانی کی یہی چاہیے اس طریقہ مہمان نوازی سے ہم آگاہ نہ تھے یہ دعوت بمنزلہ عداوت تھی ہرچند کہ آپکی خوش طبعی تھی لیکن ہمارا کام تمام تھا تم نے خوب شہزادہ کو میرے حق مین افہام و تفہیم کیا تھا کہ جو اسنے موافق تعلیم

تمھارے کام فرمایا سہیل نے کہا مین نے اسے کیا حکم دیا تھا جوہر نے کہا یہی حکم دیا ہوگا کہ جب یہ سو جائے اسے دشت ہولناک
مین ڈال دینا بموجب حکم کے مجھے یہان اُسنے پھنکوا دیا سہیل خوب ہنسا اور کہا اے جوہر تمام شب تو کس عیش مین بسر کی اور
دو قدم چلکر تنے مین تکلیف ایسی ہوئی اگر مجھے تمھاری تکلیف گوارا ہوتی تو مین تمھین اس باغ جنت مین کیون لاتا جوہر بولا یہ
امر تو اتفاقی تھا سہیل نے کہا اتفاقی کیا تمام امور یہان کے ہمارے اختیاری ہین سب کارخانہ ہمارے آقا کا ذاتی ہی
بعده جوہر سہیل کے ہمراہ ہوا سہیل ایک باغ نمونہ ارم مین جوہر کو لیگیا اور کھانا کھلایا اور کہا آرام کیجیے جوہر نے آرام
کیا صبح کو بیدار ہوا سہیل نے کہا آج شب کو تمھین ایک تماشا عجیب دکھلاینگے بعد غروب آفتاب جوہر سہیل کے ہمراہ
ہوا اور کہا مجھے کچھ صدمہ تو نہوگا سہیل نے کہا خاطر جمع رکھو تمھین کسی نوع کی تکلیف نہوگی سہیل جوہر کو ایسے ایک باغ
رشک فردوس مین لایا کہ جہان دورویہ نہرین روشن تھین اور جابجا نازنینان ارباب نشاط رقص کنان بعجیب ادا و
ناز و انداز سے موجود تھین جہان تک نگاہ کام کرتی تھی بجز مہ جبین پریزادون کے اور کوئی قسم مرد سے نظر نہ آتا تھا جوہر
ایک مہ جبین کے رقص و سرود مین ایسا مصروف و خود رفتہ ہوا کہ مطلق اپنے حال و قال کی خبر نہ رہی اور سہیل وہان سے
غائب ہو گیا جب جوہر نے تماشے سے فرصت پائی سہیل کو نہ دیکھا ہر چند تلاش کیا جس مکان مین گیا بجز پریزادون کے
سہیل کو نہ پایا اتفاقاً ایک مکان مین جو بتلاش سہیل گیا دیکھا کہ پریزادین غول کے غول غٹ کے غٹ جمع ہین اور
ایک نازنین مہ جبین رشک قمر ماہ پیکر تخت پر جلوہ افروز ناچ دیکھ رہی ہی کہ ناگاہ نظر اُس پری پیکر کی جوہر پر پڑی
ایک خواص سے کہا کہ اس جوان سے دریافت کر کہ تو کون ہی وہ خواص بحکم اپنی مالکہ کے جوہر کے پاس آئی اور کہا
ہماری ملکہ تمھارا حال دریافت کرنا چاہتی ہین جوہر نے کہا مین مرد مسافر ہون حسب اتفاق اس باغ مین آنکلا کنیز نے
خدمت مین ملکہ کی یہ حال عرض کیا ملکہ بولی ہمارے پاس بلا لاؤ ہم دعوت اُسکی کرینگے خادمہ جوہر کو ہمراہ اپنے لائی ملکہ نے
جوہر کی سروقد تعظیم کی اور تخت پر پہلو مین بٹھا لیا اور معجون منشی بادہ جوہر کے پیش کش کی اور کہا تمھارے بشرے سے
نور اسلام مترشح ہی بیشک شراب ناب سے تمکو اجتناب ہوگا اس وجہ سے معجون مفرح سے تمھاری تواضع کی جوہر نے وہ
معجون کھائی جب دماغ گرم ہوا پردۂ شرم و حجاب طرفین سے اُٹھ گیا جوہر نے بیباکانہ دو چار بوسۂ شیرین اُس نازنین کے
لبون سے لیے وہ خاموش ہو رہی جب جوہر کو زیادہ ہوس ہوئی اُسنے کہا صبر کرو جلدی کیا ہی مین تو موجود ہون مین
چلی تھوڑے جاتی ہون القصہ جوہر کو ایسے ہی حیلہ و حوالہ مین بہلا کر سلا دیا جوہر اُسکے زانو پر سر رکھ کے سو گیا جب آنکھ
کھلی نہ وہ باغ تھا نہ وہ ماہرو فقط ایک دیوار کہنہ روبرو تھی جوہر اُس چہار دیواری کے اندر گیا وہان دیکھا کہ سوا
درخت انار کے اور کوئی درخت نہین ہی لیکن سہیل موجود ہی جوہر نے کہا اے نا انصاف شب بآن عشرت و روز بآین
فضیحت تمام روز بیابان گردی مین گذرتا ہی شب کو سامان عیش و نشاط موجود ہوتا ہی یہ کیا اسرار ہی انتہا حیرت ہی سہیل
نے کہا اب حکیم صاحب کی خدمت مین چلو سب عقدۂ سربستہ وہان حل ہو جائینگے جوہر سہیل کے ہمراہ ایک گنبد مین

گیا وہان ایک مرد خجستہ صورت ملائک سیرت کو دیکھا کہ بوریا بے ریا پر عبادت پروردگار عالم مین مشغول ہو اور تجلی
اور چہرہ پر ضیا سے تمام گنبد ایسا منور و روشن ہو کہ نظر کام نہین کرتی اور ایک غلام کم سن دست بستہ روبرو استادہ ہو
جوہر کو صورت غلام کی کچھ شناسا سا معلوم ہوئی بعد دیر کے بغور جو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ وہی غلام ہو جسکی عنایت سے مین
شہر عمرانیہ مین پہونچا تھا اور یہ بزرگ بھی وہی ہو جسنے فلان ریگستان سے میری جان بچائی تھی جوہر نے باادب سلام
کیا اور دست حق پرست کو آنکھون سے لگایا حکیم صاحب نے بکمال شفقت بزرگانہ جوہر کی پشت پر ہاتھ رکھا اور
فرمایا اے جوہر تونے معز الدین کے واسطے نہایت صعوبات سفر اٹھائے اور خود بھی ایک عارضۂ عشق مین مبتلا ہو گیا
جوہر نے ولین کہا خدا جانے میرے حال سے کس نے حضرت کو مطلع کیا حکیم صاحب نے جو جوہر کو متحیر دیکھا فرمایا مین تمھارے
وقت ولادت سے اب تک خوب آگاہ ہون متحیر نہو ورنہ تمکو ریگزار سے کیونکر نکالتا مجکو علم نجوم سے دریافت ہوا کہ
تمھارا باپ ابو صالح سفر مین قزاقون کے ہاتھ سے مارا گیا اور والدہ تمھاری حبیبہ خاتون اُسی صحرا مین بعد تمھاری
ولادت کے فوت ہوگئی قدرت خدا سے سلطان اسمٰعیل وہان آیا اور وہ تمھین لیگیا اور نام تمھارا جوہر رکھا تم
اُسکے فرزند معز الدین کے ساتھ پرورش ہوئے بلکہ تم برادر رضاعی بھی اُسکے ہو جب تم تحصیل علوم اور فنون سپہگری
سے فارغ ہوئے تو تمکو بادشاہ نے ابو الحسن کا خطاب دیا اب حال معز الدین کا سُنو کہ در پردہ ابو المکارم
نام ایک شخص سے شاہزادہ نے ملکہ شمسہ تاجدار کا نام سُنا اور تصویر بھی دیکھی اور عاشق ہوگئے تمکو اُسکی تلاش مین بھیجا
کہ تم شہر فردوسیہ مین جاکر یہ سفر کیا اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ اتفاقاً تم بھی راہ مین ایک حاکم کی دختر پر عاشق ہوئے غرض
جتنے میرے احوال سُنا اور تم کو یقین ہوا کہ حکیم صاحب سے سب میرے کام نکل جائینگے عجب نہین کہ کارساز عالم تمھارے گمان کو
پورا کرے کہ ذات اُسکی مسبب الاسباب ہو جوہر نے جو یہ حال واقعی سُنا سات بار حکیم صاحب کے تصدق ہوا اور کہا شعر

ای کہ از راز دلم آگاہ از روز ازل	یا الیقین اکنون گمان من شدہ بیشک بدل

حکیم صاحب نے فرمایا کہ تمھین پہلے بلایا تا لیکن اس تین دن مین تمھیں ازروے نجوم کے حال شہزادہ کا دریافت کرنا
منظور تھا اسواسطے مین نے دیر کی کہ انجام کار تمھارا اور شہزادہ کا دیکھ لون جب زائچہ تمھارا اور شہزادہ کا کیا تو
معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے مقاصد دلی تم دونون کے بر آئینگے جوہر نے عرض کی کہ اے عالم علم حال و ماضی و معدن
علوم اسرار کبریائی وہان تو قید لوح خوانی کی ہو اور لوح کا ایک حرف بھی نہین پڑھا جاتا پھر کیونکر یہ مرحلہ طے ہوگا حکیم صاحب
نے فرمایا واقعی امر دشوار معلوم ہوتا ہو جب تک ہم لوح نہ دیکھین اقرار نہین کرسکتے جوہر نے کہا لوح شہر فردوسیہ
مین اور حضور یہان بقول اسکے کہ ملاح در فرنگ و کشتی در چین است کس طرح ملاحظہ حضور مین گذریگی جب حضور
مطالعہ فرماوینگے سوا اسکے فدوی نے سُنا ہو کہ جشن نوروز تاریخ اول ماہ فروردین کو ہوتا ہو اُسکو کل پندرہ
روز کا عرصہ باقی ہو اور شہر فردوس نہین معلوم کہ یہان سے کسقدر فاصلہ پر ہو فدوی کیونکر پہونچ سکتا ہو حکیم صاحب

نے فرمایا شہر فردوسیہ یہان سے پچیس روز کی راہ پر ہی خداوند تعالی آسان کردیگا اسکی کچھ فکر نہین ہی لیکن اول
تم ایک امر کا اقرار واثق کرلو تو البتہ مین تمہاری شرکت کرونگا جوہر نے کہا اے مخزن فیض گنجینۂ اسرار الٰہی وہ کیا امر ہی جسکا
مین اقرار کرون کیونکہ مین آپکے ارشاد کو بمنزلہ وحی بالیقین جانتا ہون پھر اُسکا عہد کیا چیز ہی مین خلاف کر سکتا ہون
یہ بھی میری مجال ہی حکیم صاحب نے فرمایا ای جوہر بعد شہادت سبط پیغمبر بادشاہ بحر و بر برادر شبیر سلطان ذی نوا شہید کربلا
کے بنی امیہ نے نعت اہل بیت کو خطبہ سے خارج کیا تا اینکہ اب تک ملک عرب و عجم مین جہان کہ بادشاہ بنی عباس ہی
وہان نعت اہل بیت بیان نہین ہوتی لیکن تم بیشک حاکم مصر ہوگے تمہین لازم بلکہ واجب ہی کہ جامع مسجد مصر مین خود
منبر پر جاکر جس طرح مین تلقین کرون خطبہ باواز بلند پڑھنا اور خطیب کو ہمیشہ تاکید رہے کہ وہ ہر جمعہ کو اسی طرح خطبہ
پڑھا کرے اور وہ خطبہ یہ ہی اللہم صل علی النبی المصطفی و الولی المرتضی و الفاطمۃ الزہرہ و الحسن المجتبی و الحسین شہید کربلا
الذین اذہب اللہ عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا ابوالحسن نے بصدق دل ارشاد جناب حکمت مآب کو قبول کیا چنانچہ ترجمہ نگار تاریخ
روضۃ الصفا و حبیب السیر مین دیکھ چکا ہی کہ بعد فتح مصر جب کافور اخشیدی شکست کھا کے فرار ہوگیا جوہر نے اول
یہ خطبہ باعلان مسجد مین ادا کیا اور تا ہنگام سلطنت اسمعیلیہ ملک مصر و شام مین یہی طریقہ خطبہ کا جاری رہا بعد ازان
جوہر نے حکیم صاحب سے عرض کی کہ دو روز غلام نے وہ تماشے عجیب دیکھے کہ فہم مین نہین آیا شب کو ہنگامہ عیش و
نشاط ہوتا تھا اور صبح کو ایک مصیبت تازہ نازل ہوتی تھی شب اول مجھے ایک بادشاہ ملا وہ مجھسے ایسا بسلوک پیش آیا
کہ جسکی حد نہین اور دوسری شب کو ایک ملکہ نے نہایت سیرچشمی سے میری دعوت کی اور دن کو باغ بھی دیکھے کیا معلوم کہ وہ
تھے یا اصلی حکیم صاحب نے فرمایا ای جوہر تمنے دل مین یہ کہا تھا کہ یہ باغ کسی بادشاہ کے ہین اُسنے حکیم کو رہنے کو
دیے ہونگے جوہر یہ سُنکے نہایت متعجب ہوا اور شرم سے آنکھین نیچی کرلین سہیل نے کہا حضور سچ ہی انھون نے
صلواتین سنائی ہین بعد ازان حکیم صاحب نے کہا ای جوہر سواے اُس شاہزادہ اور اُس نازنین کے جو کچھ کہ تمنے دیکھا
وہ ترکیب طلسم سے تھا ورنہ اس سرزمین مین بجز جانوران موذیہ اور صحراے پرخار کے اور کچھ نہین تھا ہان یہ چند درخت
انار کے اصلی ہین خیر اب بیان کرو تمہارا کیا ارادہ ہی جوہر نے عرض کیا ای بزرگوار مجھکو عرض حاجت بر تو حاجت نیست
سیدانی کہ حاجت چیست یعنی میرا ارادہ اور حال آپ پر پوشیدہ نہین ہی پھر کیسے حاجت شرح کیا حکیم صاحب نے فرمایا مین تمھین
بعد تین روز کے رخصت کرونگا اور شہر فردوسیہ مین پہنچوا دونگا جوہر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد مین فقط جشن نوروز
دیکھنے جاتا ہون اگر وہ میسر نہوا مرا جانا بیکار ہی حکیم صاحب نے فرمایا اپنی نیت درست رکھو وہ قادر ہی تمہین اُسی روز
قریۂ فردوسیہ مین پہنچوا دیگا ابوالحسن نے کہا آصف بن برخیا نے تخت شاہزادی بلقیس کا طرفۃ العین مین
حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس مین منگا دیا تھا اگر آپ بھی روز نوروز مجھے شہر فردوس مین پہنچوا دینگے تو کیا بعید
ہی جناب عالی کو مین مثل آفتاب فلک دانش و حکمت جانتا ہون القصہ تین دن مین ابوالحسن نے اکثر دقیقے علم ریاضی کے

علم طب کے حکیم صاحب سے حاصل کیے جب عرصہ قریب دس برس مین پانچ روز باقی رہے حکیم صاحب نے جوہر کو بلا کر فرمایا کہ
اب مین تمھین جنگل اعلی کی طرف رخصت کرتا ہون پروین تمھارے ہمراہ جائیگا اور تمھین وہان پہونچا آئیگا القصہ حکیم صاحب نے
ایک کاغذ کہ اسمین موم اور کافور ملا ہوا تھا پروین کو دیا اور چند امور اُسکے کان مین کہدیے جوہر سے پروین نے کہا
بسم اللہ تشریف لے چلیے واضح ہو کہ پروین وہی غلام ہی جو حکیم صاحب کے روبرو استادہ تھا جوہر پروین کے ہمراہ چلا
پروین نے وہ روغن اپنے اور جوہر کے جسم پر ملا جس سے کہ جانوران موذی بھاگتے تھے بعد ازان دونون ایک کوہ مین داخل ہوئے

اب راوی یہ داستان معجز بیان یہان موقوف رکھکے چند کلمہ حال ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان کے گذارش کرتا ہی

مورخان شیرین تحریر وگویان حکایات دلپذیر اس قصۂ سحر بیان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ملکہ شمسہ تاجدار اپنے
مکان کی آرایش مین مصروف تھی اور تمام کنیزین خدمت مین حاضر تھین کہ ناگاہ ایک حجرہ نظر آیا ملکہ نے دایہ سمن بانو
اور عزالمہ سے پوچھا کہ اُس حجرے مین کیا شی ہی ان دونون عورتون نے عرض کیا ہمنے کبھی یہ حجرہ نہین دیکھا ملکہ کو کمال
حیرت ہوئی اور خود در حجرہ پر تشریف لائی دیکھا ایک قفل کلان حجرے مین لگا ہی اور اُسکو ایسا زنگ لگا ہی کہ کنجی کی جگہ نہین
ہی ملکہ نے عزالمہ سے کہا اے بیہوش تو کہتی ہی کہ مین نے یہ حجرہ نہین دیکھا اور اسمین قفل موجود ہی پس یہ دلیل ہی کہ کسی اہل قصر
نے کچھ اسمین رکھکے قفل دیا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ دیکھو کوئی کنجی اسمین لگے تو قفل کھولو الغرض کنیزین کچھا کنجیون کا لائین
اور سب کنجیان لگائین لیکن وہ قفل کسی تدبیر سے نہ کھلا ملکہ ناچار ہو کر خود بڑھی کہا ہم خود کھولینگے جیسے ہی ملکہ کا ہاتھ
لگا فوراً بلا کنجی قفل حجرے سے گر پڑا اور در حجرہ کھل گیا ملکہ نے نہایت پاک و صاف حجرے کو دیکھا مع خواصین حجرے کے اندر
داخل ہوئی وہان دیکھا ایک صندوقچہ طلائی مرصع کار جواہر نگار صندلی پر ایک گوشہ مین رکھا ہی لیکن قفل زرین سے بند ہی
ملکہ نے وہ قفل بھی اپنے دست نگارین سے کھولا دیکھا اسمین ایک صندوقچہ خرد ہی اُسکو بھی کھولا اُسمین سے ایک شی پارچہ مین
پیچیدہ برآمد ہوئی ملکہ نے قصد کیا کہ اُسے ملاحظہ کرے دایہ سمن بانو مانع ہوئی کہ حضور یہ حجرہ کہ آج تک کسی کی نگاہ مین
نگذرا تھا اور اسمین سے کوئی شی برآمد ہوئی ہمارے نزدیک حضور اس شی کو ملاحظہ نہ فرمائین پہلے اُسکی اصلیت معلوم ہولے
کچھ مضائقہ نہین ملکہ نے کچھ نہ سُنا وہ پارچہ سفید کھولا اسمین سے ایک ورق تصویر نکلا ملکہ نے جو تصویر کو بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا
ایک تختہ زرنگار پر دو تصویرین مقابل ایک مرد اور ایک عورت کی کھنچی ہین اور عورت کی تصویر بالکل مشابہ اپنی تصویر اُسکی
کے پائی ایک سر مو فرق نہ تھا اور وہ جوان عالی شان ایسا حسین و صاحب جمال تھا کہ شاید پردۂ دنیا پر اس شکل و شمائل کا
پیدا نہ ہوا ہوگا فرد

سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے	ایسا ہمشکل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا	

ملکہ نے جو وہ تصویر دلپذیر دیکھی بے اختیار دل ہاتھ سے جاتا رہا حال متغیر ہو گیا ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور
بیہوش ہو گئی یہ حال دیکھکے تمام خواصون مین ایک کہرام ہو گیا سمن بانو دایہ نے کہا مین اسی واسطے منع کرتی تھی

ملکہ

غرض الہ نے کہا بٹ جہاپے ہین میرا سر مونڈا جائیگا ہائے میرے آگے یہ کیا کارخانہ طلسم ہے کہ ملکہ کو غش آگیا کسی نے کہا جگہ پر اثر اسرار ہے کوئی بولی نہین ری اس امر کا کوئی نہین واقف کار ہے ایک نے کہا قرآن مجید کی ہوا دو کسی نے کہا تھوڑا کیوڑہ اور عرق بید مشک پلادو کوئی کہتی تھی لیشپ کی تختی لاؤ کسی نے کہا حرز ابی دجانہ لاؤ کوئی بولی ملا سیانے کو بلالو کسی نے بازو کو رومال سے باندھا کسی نے کف پا مین نمک ملا سمن بانو نے کہا ارے لوگو حکیم صاحب کو بلاؤ الغرض اسی اثنا مین ملکہ کو ہوش آیا کہا یہ تمنے کیا شور مچایا ہے چپ رہو اور پھر تصویر کو دیکھا اور یہ اشعار پڑھے

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے	ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے	والضحیٰ رخ کو لکھا والفجر پیشانی لکھی	زلف کو واللیل کی تفسیر اپنے ہاتھ سے

اور بے اختیار مانند ابر نوبہار رونے لگی اور ابیات چند اشعار کے پڑھنے لگی ابیات

بران صورت نظر چون کرد آن ماہ	تغیر یافت در احوال او راہ	لب او خشک گشتہ دیدہ شد تر	سرشک سرخ رنگ و رخ مزعفر
توان از جان ہوا ز تن تاب رفتہ	ز دیدہ تا بدامن آب رفتہ	شنیدہ ام کہ آن تصویر دیگر	چہ آرد بر سرم زین قصر اخضر
نگارم خود بخود آید بسویم	وگرنہ خود طریق وصل جویم	نشان ظاہر شود آخر زنامش	کمند زلف من آرد بدامش
من از نیرنگ سازیہای افلاک	چنان دریافتم از نور ادراک	کہ او را ہم بدام آوردہ باید	اسیر کاکل من بے سر آید
اگر بے وصل باشد گفتگویم	بیابان عدم را چارہ جویم	خدا سازد کہ کار من برآید	وگرنہ جان من از تن برآید
کہ خاموشی چون تصویر بود	بگفتہ سرگرم این تقریر بود	ز کلک قدرتست این نقش ایجاد	درو حیران چہ مانی و چہ بہزاد
اگر مانی کند در وی نگاہے	کشد بے اختیار از سینہ آہے	اگر بہزاد این تصویر بیند	چو کلک خشک بنشین درخون نشیند
کشادہ دست حاجت سوے گردون	چنین گفتے بآن سبحان بیچون	خداوندا بحق مریم پاک	بعیسیٰ آن فروغ بزم افلاک
باعز از زلیخا و فا کیشش	باستحکام او در مدعا پیشش	کہ در عشقش مرا ثابت قدم دار	بعشق من ہم او را دہ سر و کار
بکام جرعہ دہ از وصالش	بچشم روشنی بخش از جمالش	سمن بانو چو او را بود دایہ	فزون از دیگرانش بود پایہ
چو این حالت بآن خورشید رو دید	برنگ ماہ نو از بیم کاہید	بنا طب ساختہ آن ماہرو را	بیاد و در گریہ کرد این گفتگو را
شوم قربان حالت این چہ حالست	کہ دو مہر جمالت در زوال است	چرا جان و دلت بیتاب گشتہ	چگونہ گشت تو چون آب گشتہ
کہ اے شاہنشہ خوبان عالم	ہلاک غمزہ ات شاہان عالم	ز جوش گریہ چشم خود نگہ دار	کہ بیمار است و غسلش نیست در کار
چرا لعلت نباشد شکر افشان	کہ باشد چشم مستت گوہر افشان	تو ای بر جملہ سیمین بران طاق	بشیرین گفتگو مشہور آفاق
بود کار لبت شکر فشانے	بہ نطقت ختم شد شیرین بیانے	بمن کن ز حال خویش تقریر	چرا خاموش بنشینی چو تصویر

القصہ جب سمن بانو نے یہ نالہ و زاری ملکہ کی دیکھی کہا قربانت شوم حال دل مجھ سے تو کہو کیا ماجرا ہے تمھاری بیقراری و اضطرابی کی کیا وجہ ہے ایسا کیا سبب ہوا جو یہ صدمہ سخت طبع نازک پر پہونچا بخدا مجھ سے یہ تمھارا حال دیکھا نہین جاتا ملکہ نے کہا اے دایہ کیا پوچھتی ہو اس تصویر کو دیکھو اور بیان کرو کہ یہ کسکی تصویر ہے اور ایسا حسین صاحب جمال دیکھا ہے

شاید تمکو معلوم ہو دایہ نے جو تصویر دیکھی حواس جاتے رہے اور دیکھا ملکہ کی تصویر کے مقابل ایک جوان رعنا کی تصویر ہی
کہ جسکا ثانی جہان مین نہین دایہ نے کہا اے ملکہ جو آپ نے فرمایا حق ہی قسم ہی خداوند دو جہان کی ایسی صورت دلپذیر
تا بد فریب زاہد کش باین درازی سن میری نگاہ سے تو نہین گذری اور دوسری تصویر آپکی ہی اسمین کسی طرح کا شک
نہین ملکہ نے فرمایا اول تو ہم سات برس سے یہان ہین لیکن کبھی یہ حجرہ ہمنے نہین دیکھا اسکا کیا سبب ہی دوسرے سات سو
برس قبل میری پیدایش سے یہ تصویر مع لباس کے کیونکر کھینچی گئی جو آج مطابق ہی دایہ نے کہا قربانت شوم ہم اپنے
بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ یہ قصر اخضر آپکے جد اعلی نے آپکے واسطے تعمیر کرایا تھا اور حکماء متقدمین و منجمین کو جمع کرکے
بزور علم نجوم احوال اپنے خاندان کا جو جو کہ ہونے والا تھا اسکو ترتیب دیا اور خاص تمہاری ذات کیواسطے یہ انتظام
کیا گیا ہی جسکا ظہور اب ہوتا جاتا ہی یہ سب صاحبقران اعظم کے وقت کا ہی جسکو سات سو برس گذرے ہین اور
یہ تھا و یہ بھی اُسی زمانے مین اُنھین حکماے با فرہنگ کی کھینچی ہوئی ہین اسکا کیا عجب ہی اُس زمانہ کے لوگ ذی کمال و
بے ہمتا ہو گئے ہین چنانچہ مین آپ کی تشفی خاطر کیواسطے ایک نقل بچشم دیدہ بیان کرتی ہون اے ملکہ آفاق ملک یونان مین
ایک شہر نہایت آباد تھا اور اُس شہر مین اکثر حکماے عالی فہم اور دانشوران با فرہنگ رہتے تھے بادشاہ وقت نے
اُن سب کو بلا کر اپنی مدت حکومت کو دریافت کیا اور اپنے خاندان کا حال پوچھا اُن عقلاے زمانہ نے ایک مہینہ کی
مہلت بادشاہ سے لیکر ایک صندوقچہ فولادی جوہر دار تیار کیا اور کچھ خطوط طلسمی اُسکے گرد لکھے کہ وہ خط کسی کی سمجھ مین نہ آتے تھے
بروقت تمام ہونے مدت وعدہ کے شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا اے شہریار جب تک کہ یہ صندوقچہ سربمہر رہیگا
یہ سلطنت بھی تمہارے خاندان مین رہیگی لہذا یہ صندوقچہ اپنی اولاد کے سپرد کردو اور یہ وصیت کرو کہ کوئی اسکو نہ کھولے
اور جو شخص اس راز سربستہ کو کھولیگا سلطنت سے ہاتھ دھوئیگا الا یہ امورات تقدیری ہین اور تقدیر کسی کے روکے رک
نہین سکتی لہذا ہم خوب جانتے ہین کہ جب تمہارے خاندان سے سلطنت جانے کا زمانہ آئیگا اُس وقت اس وصیت کا
محافظ بھی جاتا رہیگا قصہ مختصر مدت دراز تک اُس بادشاہ کی اولاد مین سکہ و خطبہ جاری رہا جب اولو العزمان عرب
کی نوبت پہونچی اور کوکب طالع ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا یثرب و بطحے مین درخشان ہوا اور غازیان اسلام
نے ہر طرف کفر و ضلالت کو مٹانا شروع کیا اُسی زمانہ مین اُس خاندان کے ایک بادشاہ نے اُس صندوقچے کے
کھولنے کا قصد کیا ارکین سلطنت نے منع کیا اور سبب اُسکے سربمہر رہنے کا شاہ سے بیان کیا شاہ نے کچھ نہ سنا خود
صندوقچہ کو کھولا اُسمین ایک ورق تصویر نکلا بادشاہ نے خود دیکھا تو صد ہا مردان با عمامہ سبز اسپان عربی پر
سوار اور نیزہ خطائی ہاتھ مین شمشیر اصفہانی کمر مین اس ہیبت و جلادت کی صورتین نظر آئین کہ جنکی تصویر دیکھنے سے
انسان کا زہرہ آب ہو جائے اور حاشیہ پر بخط خفی لکھا تھا کہ ایسی صورت و شکل کے لوگ اس ملک کو تسخیر کرینگے
پس اُسی زمانہ مین غازیون نے اُس ملک کو لے لیا اور بادشاہ قتل ہوا ملکہ نے یہ نقل سنکے دایہ سے کہا کہ محمد علیہ السلام

کون بزرگ ہین کہ جنکا نام تفریح بخش دل و جان ہی دایہ نے کہا ہالون محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص مجسم نور خدا ہین کہ جنکے
سبب سے یہ زمین و آسمان بلکہ سارا جہان خلق ہوا ہی اگر یہ برگزیدہ داور پیدا نہوتے تو یہ عالم امکان وجود مین نہ آتا
ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اب یہ بیان کرو کہ اس صاحب تصویر کے عشق مین جسکے حال و قال سے کچھ خبر نہین ہی میرا
حال کیا ہوگا اور اسکا انجام کیا ہوگا دایہ نے کہا صدقے جاؤن تم بڑی دانا صاحب فہم و عقل ہو تمہارے سامنے مین نے
یہ نقل جو بیان کی اس سے مراد یہی ہی کہ خدا نے چاہا تو اب اس صاحب تصویر کا ظہور جلد ہونے والا ہی کسواسطے کہ سب
علامتین اسکے ظہور کی معلوم ہوتی ہین وراے ازین کوئی شخص زمانے مین مفرد نہین رہا گو پیدایش فرداً فرداً ہی لیکن
تم ایسی شاہزادی کہ جسکا آج عالم مین ثانی و نظیر نہین ہی کیونکر نا کتخدا رہ سکتی ہو علاوہ اسکے تمہارے شوہر کی تو
تصویر مع دلیل تمہارے پاس غیب سے پہنچی اور تم مجھ سے پوچھتی ہو یہ وہی مثل ہوئی کہ تمام زلیخا پڑھ گئے اور پوچھتے
ہین کہ زلیخا زن بود یا مرد صدقے ہو جاؤن یہ دو تین چیزین کہ مزیل عقل ہین انھین سے ایک عشق بھی ہی بلکہ حکما نے
عشق کو علامۂ جنون تصور کیا ہی بڑے بڑے شخص اس عارضہ مین سرشار ہوگئے ہین تم ابھی کچھ ہو تمہاری کیا بساط
جانے کہ عشق و عاشقی کیا بلا ہی اور محبت کسکو کہتے ہین یقین ہی کہ یہ صاحب تصویر شکنندۂ طلسم ہیبتا بلا شبہ و شک چند روز
مین یہان آکر موجود ہو جائیگا ملکہ نے دایہ سے کہا کہ اے دایہ تم تو کچھ ایسی باتین کرتی ہو کہ دل کو تسکین ہوتی ہی
لیکن سمجھ مین نہین آتین دایہ کی فہمایش سے ملکہ شمسہ تاجدار کی نہایت تشفی خاطر ہوئی اور تمام
خواصان محل کو تاکید کی کہ خبردار و زنہار کوئی تصویر کا ذکر نہ کرے ورنہ غضب سلطانی مین گرفتار ہوگا

اب راوی اس منتظر وصال کو اسی خیال مین مصروف رکھتا ہی اور بیان دگر حال پروین و جوہر کے روانہ ہونے کا گذارش کرتا ہی

القصہ جب جوہر و پروین درۂ کوہ مین داخل ہوئے تین روز و شب آنکو برابر راہ مین گذرے
تیسرے روز دور سے ایک قبۂ طلائی معلوم ہوا پروین نے کہا یہ وہی قصر ہی جہان ہم تم جائینگے جوہر
نے کہا کہان پروین نے کہا وہ سامنے بائین ہاتھ جوہر نے جو خیال کیا تو واقعی قبہ معلوم ہوتا ہی پروین نے کہا قصر جوہر
یہی ہی اور ملکہ شمسہ تاجدار اسی قصر مین ہی جوہر نے جو یہ مژدۂ جان فزا سنا کہا خدا تیرے آقا کی عمر دراز کرے
کس راہ سہل و نزدیک سے لائے حکیم صاحب تو فرماتے تھے کہ پندرہ روز کی راہ ہی پروین نے کہا راہ تو پندرہ
روز کی تھی لیکن یہ راہ درۂ کوہ سے واقع ہی اس راہ سے بشر کی مجال نہین جو چلا جائے یہ فیض حکیم صاحب کا ہی کہ جو ہم تم
چلے آئے جوہر نے کہا بیشک اب جو درۂ کوہ سے باہر آئے تو ایک پہاڑ سبز زمرد دیکھا سر بفلک کشیدہ دیکھا اور ہوا
اس کوہ کی قوت بخش دل و دماغ مفرح روح و جگر پائی گئی پروین جوہر کو اس مقام پر جہان جشن نوروزی
ہوتا ہی لایا جوہر نے اس میدان وسیع مین دیکھا کہ ہزارہا خیمہ استادہ ہین جوہر نے کہا یہ خیمہ کس کے ہین پروین نے
بولا یہ خیمے ان لوگون کے ہین جو جشن نوروز مین واسطے دیکھنے اور شرکت کے ولایت ہاے بعیدہ و بلاد ہاے دور و دراز

سے آئینگے پھر پروین جوہر کو صفون پر لیگیا اور کہا کہ صفہ بلند پر ابو عامر و ابو حاکم بادشاہ فرزدوسیہ کا تخت بچھیگا
اور باقی صفون پر خلائق شہر اپنے اپنے قاعدے اور مراتب کے موافق بیٹھین گے پروین نے جوہر سے کہا کہ ہم چاہتے
ہین کہ لوح کو قریب سے دیکھین لیکن کوئی صورت نظر نہین آتی بجز اسکے کہ پادری کی نوکری کرین تو البتہ ممکن ہی
اسواسطے کہ جہان تخت ہو وہین لوح ہوگی اور وہان بجز اسکے کہ جو طالب لوح ہو دوسرا جا نہین سکتا جوہر نے
کہا سچ ہی پروین نے کہا پادری بجز ایک خدمتگار کے دوسرا نہین لاتا لہذا اب مین تجھسے رخصت ہوتا ہون یہ
کہکے غائب ہوگیا ہرچند جوہر نے تلاش کیا پروین کو نہ پایا سمجھا کہ حکیم نے جو خفیہ پروین کو تعلیم کی ہی اسکی تعمیل کو
گیا ہوگا آخر جوہر شہر فرزدوسیہ مین آیا جیسا کہ ابوالمکارم سے سنا تھا ویسا ہی شہر کو پایا سیر و تماشا کرتا رہا بعد اسکے
باہر شہر کے جو چشمے تھے وہان گیا لیکن پروین کو نہ پایا اس عرصہ مین شام ہوگئی جوہر بالائے کوہ گیا عجب پر فضا جگہ
دیکھی کہ تمام میدان گلہائے رنگا رنگ سے معمور تھا اور چشمہ ہائے شیرین و پاکیزہ جابجا جاری تھے جوہر ہر جگہ کا تماشا
دیکھتا ہوا قصر اخضر کی پشت پر گیا اور دل مین خیال گذرا کہ چلو اندر محل کے ملکہ کو دیکھین کہ کس حسن و جمال کی صورت
ہی یا فقط شہرہ ہی شہرہ ہی یہ تصور کرکے ایک دیوار پر کہ جو کسیقدر پست تھی کمند پھینکی لیکن کمند نہ پہونچی تین بار کمند
لگائی مگر کارگر نہوئی بغور خیال جو کیا دیکھا کہ ہر وقت لگانے کمند کے دیوار بلند ہو جاتی ہی جوہر بولا سبحان اللہ
عجیب و غریب عمارت ہی کہ جسکی دیوار گھٹتی بڑھتی ہی اور یہ شعر پڑھا شعر

اینجا چہ جای بودن آن ماہ پیکرست ‏‏ ‏‏ ہر وضع او غریب تر از وضع دیگرست

الغرض جوہر اسی حیرت و استعجاب مین بیٹھا تھا کہ دو تین عورتون کی آواز آئی جوہر نے جو کان لگا کر سنا تو
معلوم ہوا کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا اے نسرین ملکہ ابکی جشن مین کرسی پر نہ بیٹھین گی نسرین نے کہا
اے بہن شگوفہ سچ ہی بلکہ اس سال ملکہ کو جشن نو روز مین جانا منظور نہین ہی ہان شاید دایہ سمن بانو کے کہنے سے
چلی جائے تو جائے ملکہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مبادا سواے صاحب تصویر کے کسی احمد و محمود نے اگر لوح کو پڑھا تو پادری اور بابا
اور چچا اسکے ساتھ میرا عقد کر دینگے اور مین بجز اس جوان کے اگر فرشتہ بھی فلک سے آئیگا تو عقد نکرونگی پھر کس واسطے
مین جشن مین جاؤن دایہ نے کہا کہ یہ رسم قدیم اور وصیت آبائی ہی اسکا ترک کرنا خوب نہین تم خاطر جمع رکھو سواے
اس جوان یعنی طلسم کشا کے اور کسی سے لوح پڑھی نہ جائیگی اس امر مین پادری اور ابو عامر و ابو حاکم سب عاجز
ہین کسی کو دخل نہین تم شوق سے جشن مین جاؤ اور کرسی پر جلوس فرماؤ ملکہ نے کہا خیر مین تمہارے کہنے کے بموجب
جاؤنگی ورنہ کوئی حیلہ کردونگی جوہر نے جو یہ باتین زبانی کنیزون کے سنین ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس ہزار
افسوس کہ شاہزادہ معزالدین تو سوداے عشق ملکہ مین ایسا خود رفتہ ہی کہ دنیا اور مافیہا کی خبر نہین اور یہان
کنیزون کی زبانی یہ سنا کہ ملکہ کسی دوسرے کے عشق مین مبتلا ہی خیر یہ بھی امور است تقدیری ہین اسمین کیا چارہ جوہر کو

ایسا رنج و ملال ہوا کہ اسی افسوس و تاسف مین تمام رات زیر دیوار بسر کی صبح کو جب زیر کوہ آیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک ناقہ سوار تیز رفتار خیز اخیز چلا آتا ہی جوہر بھی راہ مین کھڑا ہو رہا جب وہ شتر سوار قریب آیا دیکھا ایک مرد سیاہ فام کوتاہ قد حیران و پریشان ایک کتاب گلے مین حمائل کیے شتر پر سوار ہی جوہر نے سلام کیا اُسنے جوہر سے پوچھا تم کون ہو اور جشن نوروز یہان کہان ہوتا ہی جوہر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اور کہان سے آتا ہو اشتر سوار نے کہا میرا نام رہنمون راہب ہی اور دیار بکر کے بادشاہ کا ایلچی ہون بادشاہ نے لوح دیکھنے کو بھیجا ہی انشاء اللہ بعد دیکھنے لوح کے اُسکے مضمون سے خلائق کو آگاہ کرونگا لوح کا پڑھنا کیا مشکل بات ہی پھر ملکہ کو ہمراہ لیجاؤنگا یہ سُنکے جوہر کو بیحد غصہ آیا مگر دل مین کہا کہ اسکی بیہودہ گوئی سے مجھے کیا کام اپنے مطلب سے غرض رکھ بعد ازان جوہر نے کہا اے رہنمون اگرچہ تمھارا نام رہنمون ہی لیکن تم اس بندہ کو اپنا رہنمون کرو تو میرے نزدیک بہتر ہی رہنمون نے جوابدیا مجھکو تعجب ہی کہ جو دیار بکر سے یہان آئے اور وہ مجمع مین بغیر رہنمون نہ پہونچ سکے جوہر اس بات پر راہب کی خوب ہنسا اور کہا اے بزرگ تم تنہا ہو بدون آدمی کے کیونکر کام چلیگا راہب نے کہا آدمی میرے عقب مین ہین مجھے تا آنے اُنکے ضرور ایک آدمی کی ضرورت ہی جوہر نے کہا مین تمھاری خدمت کرنے کو موجود ہون راہب جوہر کو اپنے ہمراہ کاروان سرا مین لایا ایک حجرہ کرایہ کو لیا شتر کو باندھا جوہر واسطے تیاری کھانے کے آمادہ ہوا جب کھانا دسترخوان پر چُنا راہب نے کہا اے جوان تو بھی مرد عجیب معلوم ہوتا ہی ہمارے ہمراہ کھانا کھا غرضکہ دونون نے کھانا کھایا اور تمام رات حرف و حکایات مین گذاری صبح کو بعد فراغ امور ضروری کے دونون رفتہ رفتہ اُن صفہا سے پست و بلند پر پہونچے راہب صفہٴ ہشتم پر جانے لگا لیسا دل و چوبدار مانع ہوئے کہا یہ جگہ اُنکی ہی جو لوح کو دیکھنے آئینگے راہب بولا مین ایلچی بادشاہ دیار بکر کا ہون اسی واسطے آیا ہون پھر کوئی معترض حال نہوا راہب اُسی جگہ پر جا بیٹھا اتنے مین وہ دونون بادشاہ ابو عامر و ابو حاکم بھی آئے تخت پر متمکن ہوئے جوہر نے حسب بیان ابو المکارم دونون بادشاہون کو سیاہ پوش و سفید پوش دیکھا پھر مجمع خلائق مین ایک درہمی و برہمی ہوئی سب جانب کوہ نگران تھے کہ ملکہ شمسہ تاجدار بہ لباس سرخ نقاب افگندہ برق درخشان کے مانند مجمع مین آئی دونون بادشاہون نے سرو قد تعظیم دی وہ پری پیکر اپنی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئی خواصون نے بدستور کتاب و لوح راست و چپ رکھدی پھر پادری ایدروس آیا سب نے پادری کی تعظیم دی پادری نے اول میوہ و نقل اہل مجلس کو تقسیم کیے بعد ازان اہل مجلس سے مخاطب ہوا اور کلمات سخت و درشت ابو عامر و ابو حاکم کو کہے اور ملکہ شمسہ تاجدار کا مع شرط اظہار مطلب لوح خلائق پر عرض کیا چار شخصون نے لوح دیکھی جب رہنمون نے لوح لی تو جوہر نے بھی دیکھی ہر چند جوہر نے فکر کی لیکن ایک حرف سمجھ مین نہ آیا راہب نے بعد مطالعہ لوح باواز بلند کہا ایہا الناس بدانید و آگاہ باشید فی الجملہ حال لوح سے مین آگاہ ہوا ہون اگر اجازت دو تو مین بیان کرون سب حاضرین محفل نے بنظر استعجاب راہب کو دیکھا

پادری بولا ای شخص ہم مدت مدید سے اسی امر کے مشتاق ہین بیان کر راہب نے کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم پیہ
آیندہ حال لوح ضرور ظاہر ہوگا اور مالک ملک شمستاجدار ضرور یہان تشریف فرما ہوگا اس زیادہ اس سے
مجھے حکم بیان نہین ہی پادری ایدروس نے کہا بلاشک یہ بیان تیرا درست ہی پس مجمع متفرق ہوا سب اپنی اپنی
جگہ پر چلے گئے اور اس پر بھی خلائق مین راہب بھی غائب ہو گیا جوہر نے ہرچند تلاش کیا نہ پایا جوہر کو راہب
کی اس حرکت سے کمال حیرت ہوئی اس اثنا مین ایک ملازم شاہ جوہر کے پاس آیا اور پوچھا ای جوان وہ آقا تیرا کہان ہی
جوہر نے کہا مین نہین جانتا کہ کہان چلا گیا مین خود اُسکی تلاش مین ہون ملازم نے کہا ہمارے بادشاہ نے تمکو
بلایا ہی جو حال کہ مفصل ہو چکا بادشاہ سے بیان کرو آخر مجبور ہو کر جوہر اُسکے ہمراہ سرا مین آیا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ شتر بھی کرایہ کا تھا وہ کرایہ دیکر چلا گیا الغرض ملازم جوہر کو دیوان عام مین لایا بادشاہون نے جوہر کو طلب کیا جوہر
بدیہ بارگاہ سے گیا دیکھا دونون بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین اور پادری عالم سکوت مین ٹہل رہا ہی جوہر نے سلام کیا پادری
سمجھ گیا کہ یہ مسلمان ہی دلمین تو جواب سلام دیا مگر بظاہر کمال ترش روئی سے کہا وہ آقا تیرا زبان دراز کہان ہی جس نے
مجمع مین یہ عبارت بے اصل بیان کی اب ہمکو یہ دریافت کرنا منظور ہی کہ اُسنے کس سند و دلیل سے کہا تھا اگر وہ اس
کلام کی تصدیق کریگا تو خیر ورنہ اُسے ہم اس دروغ گوئی کی سزا دینگے جوہر نے کہا واہ کیا انصاف و عدالت ہی
اول تو حاکم کا مواخذہ محکوم سے یعنی وہ میرا حاکم تھا جہان اُسکا جی چاہا چلا گیا مین روک سکتا تھا یا مانع ہو سکتا تھا
دوسرے اتنے بڑے جلسے مین وہ ہم کلام ہوا اُسوقت آپکی حکومت کام نہ کر سکی جو آج مجھ غریب مسافر پریشان حکومت
ختم کرتے ہو اور اصل حقیقت یہ ہی کہ مین بھی مسافر لوح کے دیکھنے کا مشتاق تھا اور وہ بھی وارد ہوا مجھسے راہ مین ملاقات
ہو گئی اُسنے مجھے ملازم کیا مین بحیلہ ملازمی مجمع مین اُسکے ہمراہ آیا اور لوح اُسکی وجہ سے دیکھی لیکن وقت برخاستگی محفل
وہ غائب ہو گیا مین خود اُسکی تلاش مین ہون کہ اپنی تنخواہ ملازمی لون یہ دقیقہ خوب ملا ورنہ مجھ غریب کی کون سنتا
اب حضور حاکم ہین مین فریادی ہون حضور میری تنخواہ اُس سے دلوا دین جب جوہر نے یہ بادشاہون کے آگے
بیان کیا پادری بولا بلاشک یہ مرد راست گو ہی اسکا سوال درست و راست ہی یہ قید ہونے کے لائق نہین بلکہ لائق
دادرسی کے ہی بادشاہون نے کہا کہ وہ مرد مسافر تھا اُسکی کوئی جائداد نہین ہی نہ یہان کا ساکن ہی لہذا اسکا چارہ غیر ممکن ہی
اگر تم ہمکو اُسکی جایداد کا نشان دو تو ہم ضرور تمہاری امداد کرینگے یہ سنکے رخصت کیا جوہر وہان سے جمشید کے دروازہ پر
آیا جمشید کو آواز دی جمشید باہر آیا جوہر نے سلام کیا اور رسلام ابو المکارم کا پہونچایا جمشید بڑی عزت سے جوہر کو
مکان مین لیگیا اور ابو المکارم کا حال پوچھا ابو الحسن نے کہا فضل الٰہی سے اچھا ہی شب و روز عیش و آرام سے
گذرتا ہی لیکن ہم اُسکے سبب سے سخت عذاب مین پھنسے ہین جمشید نے پوچھا خدانخواستہ کیا عذاب ہی جوہر نے کہا
ای برادر ابو المکارم جو تمھارے پاس سے ملک مغرب کو گیا وہان شہر کارزین شاہزادہ معز الدین ابو تمیم کے ملازم ہوا

ایک روز عند الذکر حال شہر فردوس اور ملکہ شمسہ تاجدار کا مع جشن وغیرہ شہزادہ سے بیان کیا اور تصویر ملکہ
پیش کی شہزادہ تصویر دیکھتے ہی عاشق وشیدا ہوگیا یہان کے تحقیق حال کو مجھے بھیجا اور یقین ہی کہ سال آیندہ
بہ رخصت اپنے والد بزرگوار یعنی سلطان اسمعیل کے خود بھی یہان تشریف لاے اسواسطے ہمنے کہا کہ ہم غضب مین
گرفتار ہین کسواسطے اگر وہ ذکر یہان کا نہ کرتا تو مجھپر یہ مصیبت کیون پڑتی حمید نے کہا تم بھی جشن مین تھے ابوالحسن بولا
ہان حمید نے کہا تم شہر مین کب سے آئے ہو ابوالحسن نے کہا تیسرا روز ہی حمید نے کہا واہ آپ تین روز سے شہر مین
ہین اور آج ہم سے ملاقات کی اخلاق ومحبت اسی کو کہتے ہین جوہر نے کہا ایک میرا رفیق تھا اس وجہ سے مین معذور
رہا حمید نے پوچھا اب وہ رفیق کیا ہوا جوہر نے کہا بعد برخاست ہونے جشن کے خدا معلوم کہان گیا الا شاید بموجب
وعدہ کے میرے انتظار مین ہو اور وعدہ گاہ میرا اسکا فلان جا فلان درخت ہی حمید نے اپنے آدمی کو بھیجا کہ جہان کا
یہ نشان دیتے ہین تم جاؤ اور وہان سے اسے بلا لاؤ اور ابوالحسن سے کہا آپ کمر کھولین اور تشریف رکھین بعد
چند روز کے پھر چلے جانا جوہر نے کہا مین یہان نہین رہ سکتا کیونکہ شاہزادہ کو میرا انتظار ہوگا اور جانا وہی ہان
انشاء اللہ شاہزادہ کے ہمراہ اس سال جو مین آؤنگا تو بیشک رہونگا کسواسطے کہ جیسی تعریفین اوصاف حمیدہ کی
ابوالمکارم سے سنی تھی اُس سے دہ چند زیادہ پائی بلکہ باہر از قیاس ہی کہان تک عرض کرون حمید لاچار ہوا
اور خط طولانی جوہر کی شکایت مین ابوالمکارم کو لکھا جوہر نے مسافت ملک معروف پوچھی حمید نے کہا راہ معروف
چالیس روز کی ہی اور راہ کوہی قریب ہی الغرض جوہر حمید سے رخصت ہوکر باہر شہر کے آیا پھر خیال کیا کہ وعدہ گاہ پر
ضرور چلنا چاہیے جب درخت کے قریب آیا دیکھا پیر دین منتظر بیٹھا ہی جوہر نے کہا ای برادر ایسی بے مروتی کا کام فرمایا
کہ لائق عرض نہین ہی غرض کہ پیر دین نے وہی روغن اپنے اور جوہر کی چشم پر ملا اور وہان سے روانہ ہوا روز سوم
وہان جا پہونچے حکیم صاحب نے جوہر کو اندر گنبد کے بلایا اور فرمایا کیون جوہر وہ لوح کس شکل کی ہی اور خط کیا ہی
جوہر نے عرض کی پیر ومرشد لوح نقرئی ہی اور وسط لوح مین آب زر سے ایک عبارت لکھی ہی کہ ہرگز قیاس مین
نہین آتی حکیم صاحب نے فرمایا روز رخصت جو ہمنے تمکو سمجھا دیا تھا وہ بھی یاد رہا یا نہین ایک کاغذ موم و کافور کا
ملا ہوا پیر دین کو دیا تھا جوہر نے کہا مین حضور سے پوچھنے والا تھا مگر بسبب گستاخی کے عرض نہ کرسکا حضور نے
خود ہی ارشاد فرمایا حکیم صاحب نے وہ کاغذ جوہر کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا بغور اسکو دیکھو ابوالحسن نے جو
کاغذ کو دیکھا بعینہ تحریر لوح کی ہی ایک سرمو فرق نہین ہی جوہر نے قیاس کیا کہ یہ کاغذ مومی اسواسطے دیا گیا تھا
کہ حرف اسپر اُٹھ آوین حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ کاغذ اسواسطے کھینچا تھا کہ جب حرف لوح اسپر اُٹھ آوینگے اسوقت
معلوم ہوجاویگا کہ وہ خط لوح کیا ہی اسلیے کہ خط طلسم سات قسم کے ہین اول سریانی دوم عبرانی سوم رومی چہارم عربی
پنجم فارسی ششم یونانی ہفتم ہندی مگر بعض کا قول ہی کہ یونانی پنجم اور فارسی ششم لیکن اب معلوم ہوا کہ خط لوح یونانی ہی

اور اصل میں یہ خط صفر ادم نے استخراج کیا ہو اور رواج دہندہ ارسطو ہو ورنہ پیشتر اس خط سے کوئی حکیم آگاہ نہ تھا اور یہ امر بھی ظاہر ہو کہ اگر کاغذ پر ہو تو پڑھ سکتا ہو لیکن لوح ہرگز پڑھی نہیں جاتی کسواسطے کہ یہ لوح کوست طلسم ہو اور بانیان طلسم نے شکست طلسم محض لوح پڑھنے پر موقوف رکھی ہو اور پڑھنا لوح کا ایسے ایک عمل شاقہ و دشوار پر منحصر کیا ہو کہ انجام اسکا کسی طرح قیاس بشر میں نہیں آسکتا مگر بانیان طلسم نے جسکے نام پر فتح طلسم مقرر کی ہو بلاشبہ و شک اس منزل ہفت کو وہی طی کر سکتا ہو اور وہ بھی اس باعث سے کہ موکلان بالا اور انکی خادم پریزادین اور جنات صاحب اسلام بقوت اسمار الٰہی ہر وقت و ہر لحظہ ہر کام میں موید من اللہ کے شریک رہتے ہین لہذا شاہزادہ کو سمجھانا اور میری طرف سے کہنا کہ اس سفر کا عزم بعید القیاس ہو اس ارادہ سے باز آؤ کہ ایک امر ظنی کے لیے تمام جہان کی آفت و مصیبت گوارا کرنا دانشمندی سے بعید ہو اور اہل خرد ایسے امر کو جنون کہتے ہین ابیات

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن
کہ ای در طریق وفا مستقیم
بشہزادہ از من دعاے بگو
خداوندا این دولت بیقیاس

دل بدست دگران دادن و حیران بودن
مثال تو در امر خدمت عظیم
پس انگہ بگویش کہ این رہ مپو
نصیب کہ خواہد شد از رنج یاس
زسوداے آن مہر خویش گیر

حکیمے خردمند دانای راز
سے رنج بردے براہ وفا
درین رہ بود خار ہا بیشتر
براین امر ظنی بامید گنج
بجاے دگر عاشقی پیش گیر

بہر جوہر چنین گفت با صد نیاز
کشیدی ز ہر خار این رہ جفا
بود حکم ہر خار چون نیشتر
کشند کے خردمند زین گونہ رنج

جوہر نے کہا اے صدف گوہر بد عا و اے ہادی گم کردہ راہ سبحان اللہ اس روز تو حضور نے زبان معجز بیان سے یہ فرمایا تھا کہ ہم تیرے اور شاہزادہ کے مقاصد دلی مین کوشش کرینگے اور آج اسطرح فرماتے ہین کہ شاہزادہ کو اس قصد سے باز رکھو حکیم صاحب نے فرمایا اس روز تمنے فقط اپنا مطلب بیان کیا تھا کہ مین روز نوروز قریہ فردوس مین پہونچ جاؤن سو الحمد للہ وہ مطلب تمہارا بر آیا جوہر نے عرض کی حضرت نے فرمایا تھا کہ ہم تمہارے مطالب مین سعی کرینگے اور مطالب لفظ جمع ہو واحد ایک مطلب ہو آیندہ حضرت کو اختیار ہو حکیم صاحب جوہر کی اس گفتگو پر خوب ہنسے اور فرمایا بہر حال ہم سمجھے کہ تم بہ تجت طالب علمی شاہزادہ کو کسی بلا مین مبتلا کیا چاہتے خیر تو دانی و کار تو اب اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ عقد ملکہ شمسہ تاجدار کا فقط لوح خوانی پر موقوف ہو اور لوح پڑھنا بدون کھائے ثمرۃ الفہم کے ممکن نہین اور ثمرۃ الفہم بدون پہونچنے شجرۃ العقل تک کے مشکل ہو اور شجرۃ العقل تک جانے مین ہزارہا آفت اور بلا کا سامنا ہو جوہر نے کہا اے قبلہ و کعبہ اس جملہ کو بھی براے خدا ارشاد فرمادین کہ ثمرۃ الفہم کیا شی ہو اور شجرۃ العقل کیا ہو حکیم صاحب نے فرمایا اے ابو الحسن جب حکماے یونان کو حال غرق ہونے تختہ یونان کا معلوم ہوا تب سب حکما جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ کوئی ایسی چیز بنا کر چھوڑی جائے جس سے بقاے نام رہے اور ایک طرح کا فیض جاری رہے آخر الامر یہ راے قرار پائی کہ تخم درخت زیتون جو کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے زمانہ مین تھا اور اُنھون نے چند اسمار اعظم اور اعمال جفر اُس تخم پر دم کیے تھے بعد ازان وہ تخم بویا گیا
جب اُس سے درخت پیدا ہوا اُس درخت کا نام شجرۃ العقل رکھا گیا اور جب وہ درخت بار آور ہوا تو اُسکے
تخم کا نام ثمرۃ الفہم مقرر ہوا چنانچہ اُس ثمر کو خداوند عالم نے یہ تاثیر بخشی ہی کہ کھانے سے اُسکے صفائی ذہن و سرعت
فہم وجودت حافظہ و سلامتی نفس و استقامت مزاج اور متانت عقل جلے قدر ہر انسان کو حاصل ہوتی ہی اگر
کیسا ہی کودن ہوا انسان ذکی الفہم بلکہ حکیم ہو جائے لیکن ہاتھ آنا اُسکا دشوار ہی کس واسطے کہ وہ درخت ہمیشہ پانی
مین غرق رہتا ہی جب دریا کو جذر ہوتا ہی اُسوقت وہ درخت پانی سے ظاہر ہوتا ہی دوم چار رستہ بلیین بشکل مہیب
نگہبانی درخت پر متعین ہین اور ایک اژدہا درخت سے لپٹا رہتا ہی اُس جگہ کی تاثیر یہ ہی کہ اگر کوئی کشتی وہان
جا نکلے تو صاحب کشتی کی عقل آگے سے زیادہ ترقی کرتی ہی اور جب وہان سے چلا آئے تو پھر اپنا لکھا آپ پڑھا
نہین جاتا قصہ کوتاہ جب تک معز الدین اُس ثمر کو نہ کھائیگا لوح ہرگز نہ پڑھی جائیگی جوہر نے عرض کی کہ شاہزادہ
اپنے زعم مین اس امر سے باز آوے مجھے تو نہین معلوم ہوتا مگر مین حضور کی طرف سے ضرور سمجھاؤنگا آیندہ اُسے
اختیار ہی حکیم صاحب نے کہا خیر اگر مرضی چارہ ساز عالم یہی ہی کہ شاہزادہ معز الدین سودائے عشق مین اُس
نازنین کے خود رفتہ رہے ناچار اُسے پھر میرے پاس لے آنا جو مصلحت وقت ہوگا وہ کیا جائیگا جوہر نے حکیم صاحب
کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور یہ شعر پڑھا شعر

برین مژدہ گر جان فشانم رواست ۔ کہ این مژدہ آسایش جان ماست

پھر حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای جوہر اُس رہنمون کے حال سے تجھکو خبر ہی کہ وہ کون تھا جوہر بولا میرے نزدیک تو
وہ رہنمون نہ تھا کوئی بلاے آسمانی تھا مین اسی کے سبب سے ایک غضب مین گھر گیا تھا حکیم صاحب نے فرمایا
وہ تمہارا رفیق پروین تھا جسنے موافق حکم میرے تمھین دھوکا دیا جوہر بولا مجھے اُسکے طرز کلام سے کچھ کچھ شک گذرا
تھا مگر اس رہبر طریق نے ایسی بے اعتنائی کی کہ مجھے مطلق اُسکا خیال تک نہ آیا غرض دوسرے روز جوہر
حکیم صاحب سے رخصت ہوکر سہیل کے ہمراہ گھر اپنے مین آیا اور یکشنبہ کو باغ مین ملکہ خلد آرا کے پاس گیا یہان ملکہ خلد آرا
بامید آنے جوہر کے یکشنبہ ناغہ نکرتی تھی ہر یکشنبہ کو ضرور آتی تھی کہ شاید ایسا ہو کہ جوہر آوے اور پھر جاے غرض
حسب معمول ملکہ نے روشنی کا حکم دیا باغ آراستہ ہوا ملکہ خلد آرا روشنی باغ کا سیر و تماشا دیکھتی ہوئی اُس دیوار کے پاس آئی
جہان سے جوہر آتا تھا اور وہان فرش مکلف بچھوایا اور ابوالحسن کا ذکر شروع کیا یعنی آج اکیس روز کا
عرصہ ہوا ابوالحسن کو گئے ہوئے لیکن ای سمن سنا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آج ابوالحسن سے ضرور ملاقات ہوگی
کس واسطے کہ کل خواب مین مین نے اس راحت رسان قلب حزین اور سرور بخش خاطر اندوہگین کو دیکھا ہی کہ میرے
پاس آیا ہی اور رخصت مانگتا ہی ابھی یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہی دیوار پر نمایان ہوئی خواصین متوہم ہوئین لیکن ملکہ کو

وہ مسلمان ہوا اور اپنی رضامندی سے تمھارا عقد میرے ساتھ نہ کیا پھر مجھے پابندی اس آیہ کی کرنی ہوگی ترجعون الی الکفار پھر جس طرح سے کہ ممکن ہوگا تمھیں لونگا چونکہ تم پر خوب روشن ہے کہ جو امر شہزادے کا ردی بکار ہی بدون اسکے انجام دیے بعید از ہمت و انسانیت ہے کہ شہزادہ صدمۂ فراق میں ہوا و زمین اپنی بغل گرم کرون یہ محالات سے ہے اس بیان سے ابو الحسن کے ملکہ خلد اثر چپ ہو رہی اور دل مین سوچی کہ جو ہر سچ کہتا ہے مقتضائے انصاف بھی یہی ہے الغرض جو ہر ملکہ سے رخصت ہو کر روانہ ملک مغرب ہوا ادھر ملکہ بستر غم پر جا پڑا اور ادھر گر گری

اٹھتے ہی یار سے ہوئی کس دن ہم بغلگی کشش سے سر گردون ہاتھ سے بیتاب ہو گیا	کیا کیا گھمنڈ تھے ہمیں صبر و قرار پر خار حسرت کا ہوا پیدا گل امید کی جا	باغ الفت کا ہمارا گر گیا تر و تازگی نخل امید چو ہوا خراب ہوا کیا ہو گیا	رنج کی چلنے لگی گلشن راحت میں ہوا شجر خشک مصیبت سے ہرا ہوتا ہے

ادھر جوہر بہت تمام خبر اختیار ملک مغرب میں پہونچا اور در حجرہ مقفل کھول کے داخل حجرہ ہوا شب کو آرام کیا صبح کو ہر کار اور سے کو ہر کی شب کو قفل ٹوٹ گیا چوری ہو گئی گو ہر سمجھ گیا کہ بلاشبہ ابو الحسن تشریف لایا ہے گا گو ہر آیا جوہر کے اندر گیا جوہر کو دیکھا سلام کیا جوہر نے گو ہر کو گلے سے لگایا حال پوچھا گو ہر نے کہا اول آپ ارشاد فرماوین کہ کیا معاملات پیش آئے جوہر نے کہا قصہ طول و طویل ہے پھر کہونگا اب تو یہ حکم عام دے کہ آج آفتاب کے بعد دربار عام کرینگے گو ہر نے اس خبر کو تمام شہر مین مشتہر کیا امیدوار و خلیفہ دار تمام حاضر ہوئے جوہر دربار مین تشریف لایا مقدمات باقی ماندہ محالات فیصلہ کیے بعد ان سلطان اسمٰعیل نے شہزادہ سے پوچھا جوہر فیصلہ محالات کو گیا تھا یا عبادت کرنے کو مین نے سنا ہے کہ وہ ایک حجرہ مین مجاہدہ نشین ہے سمجھ مین نہین آتا کہ کیا سبب ہے شہزادہ نے عرض کیا جوہر کو آپ خوب جانتے ہین کہ وہ متقی و عبادت گذار ہے لہذا کوئی گوشہ عبادت کو علیحدہ مقرر کیا ہوگا جبکہ عوام نے اس طول سے بیان کیا سلطان نے حکم دیا کہ اب جوہر کو طلب کرو شہزادہ نے کہا بہت خوب اسی شہزادہ اسی فکر مین داخل محل ہوا اور بستر پر سکوت مین بیٹھا تھا کہ اب حکم شاہ کا کیا جواب دونگا کہ دارندۂ اخبار نے عرض کیا کہ ہرکارہ در دولت پر آیا اور عرضی جوہر ابو الحسن کی لایا ہے شاہزادہ نے خوش ہو کر ہرکارہ کو اندر بلایا اور عرضی ہرکارہ سے لیکر ملاحظہ فرمائی عرضی مین بعد آداب کے لکھا تھا کہ فدوی تین مہینہ سفر مین رہا جو جو کہ عجائبات مشاہدہ ہوئے بر وقت حضوری کے گذارش کیے جائینگے اور محالات کا بھی حضور کے اقبال سے بخوبی بندوبست کر چکا ہون شاہزادہ نے جواب لکھا کہ ای برادر بجان برابر دیکھتے تحریر ہذا کے جلد حاضر ہو ایک لحظہ وہان توقف نہ کرنا کہ مین تمھاری ملاقات کا کمال مشتاق ہون اور اس شعر پر ختم کیا شعر

اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دل من	دل من داند و من دانم و داند دل من

باقی والسلام جوہر کے پاس جب شہزادہ کا اشتیاق نامہ آیا تو جوہر نے ایک کار پردازہ معتمد کو وہ محالات سپرد کیے اور خود فوراً روانہ حضور سلطان ہوا شہزادہ نے چند سردار واسطے استقبال جوہر کے بھیجے اور نہایت اعزاز و اکرام سے بلایا

اور خود نہایت گرمجوشی سے ملا اور اسیوقت جوہر کو لیکے حضور مین بادشاہ کے حاضر ہوا جوہر نے مجراگاہ سے مجرا کیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور بادشاہ نے بھی بمرتبہ سابق مزید عنایت و پرورش فرمائی اور ملبوس خاص مرحمت فرمایا بعد ازان شہزادہ اور جوہر رخصت ہو کر محل سراے خاص مین رونق افروز ہوے شہزادہ نے حکم دیا کہ بجز ابو المکارم و جوہر کے تا ہنگام تخلیہ کوئی بار نپاے تھوڑی دیر جوہر سے حال دیار یار پوچھا الخ

اے ہدہد فرخندہ پے اے مایۂ آرام جان
زان ماہ سیما باز گو زان قد زیبا باز گو

اے گرد راہت توتیا در دیدۂ خونین دلان
زان شکر خط طوطی بازگو تا چند سیما نہان
بگو اے نور بخش چشم مشتاق

باری چہ آوردی خبر زان غیرت رشک قمر
بگو اے مایہ بخش جان افکار
کرشمہ در انتظار طائتم طاق

گر پیچ او خون شدہ جگر عالم بود انیچنان
چہ آوردی خبر از کوے دلدار

ابو الحسن نے ابتدا سے انتہا تک اپنا جانا راہ گم کرنا شہر عجائب مین پہونچنا اور ملکہ خلد آشیان سے ملاقات ہونا اور حکیم قسطاس الحکمت سے بحکمت عملی ملاقات کرنا اور عجائبات کا دیکھنا اور جشن نوروز کا حال دریافت کرنا اور دیوار قصر احمضر پر کمند پھینکنا اور وہان سے مایوس ہو کر پھر نا حکیم صاحب پاس آنا اور حال شجرۃ العقل اور ثمرۃ الفہم کا سب قصہ بیان کیا بعد ازان جو زیر دیوار کنیزون کی زبانی ملکہ شمسہ تاجدار کا عاشق ہونا کسی مرد کی تصویر پر سنا تھا وہ بھی بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شاہزادہ کو اس امر سے منع کرنا کہ اس راہ مین بجز جفا و تکلیف و پریشانی اور کچھ حاصل نہین زندگی غنیمت جانو شاہزادہ نے یہ حال سنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی جوہر چپ ہو گیا شہزادہ نے کہا اے برادر مین خود جانتا ہون بقول شخصے کہ شعر

قدم وہ محفل جانان مین بے خوف و خطر رکھے
ہتھیلی پر جو رکھ لے شمع کے مانند سر پہلے

کہ اس راہ محبت مین تمام جہان کی آفت ناگہانی و بلاے آسمانی اٹھانی ہوتی ہے یہ عشق وہ بلاے بد ہے کہ خدا اس سے بچائے نظم

یہ عشق ایسا بلاے بد ہے جسکے نام کی لذت
درختون کو سکھاتی ہے لپٹنا عشق پیچان کا

نہ کسی تیر لطافت پہ کرے چشم کو وا
دل پہ آنچ آتی ہے جھکتا ہے اس آنکھ مین زر
نقد جان تن مین بچا رکھنے کی تدبیر یہ ہے
آشنائی سے حسینون کے کنارہ اچھا
عشق بے موت سدا رکھتا ہے عاشق کو مار
چہرۂ یار کے نظارہ کے بدلے اکبار
حسرت دید مین پتھرا گئین آنکھین صدحا
موت نے آکے دبایا کہ ہوئی جان فنا

حلقہ گیسوے محبوب ہے گرداب بلا
دھیان مین رنگ طلائی کے دہکتا ہے جگر
خاک ڈالے رخ محبوب پہ اکسیر یہ ہے
جان دے گر کے کنوین مین نہ کبھی آہ کرے
اس ستمگر کی ادا مین ہے قضا آخر کار
ملک الموت کی شکل اسکو دکھاتا ہے عشق
لب پہ دم آیا جو بوسہ کی طرف دھیان کیا
وصل جانان کی ہوس مین یہ کاشانہ گیا

کیسا ہی سیمتنون کو کبھی سمجھے نہ بشر
کشتۂ حسن کو سونا نہین ملتا دم بھر
انکے چھینٹون پہ نہ لہراے طبیعت کو ذرا
نہ کسی غیرت یوسف کی مگر چاہ کرے
ہووے بیمار محبت کو جو شوق دیدار
روزن در سے عوض گور جھنکتا ہے عشق
ہم بغل ہونے کی خواہش مین ہوا یہ نقشا
بدلے سونے کے چھپر کھٹ سے جنازہ دیکھا

ای برادر مین یہ سب جانتا ہون مگر تمھین بتلاؤ کہ مین کیا کرون شعر

ابھی مرگ کا فرقت مین مزا چکھا ہی — اب پریزادنے دیوانہ بنا رکھا ہی

اب درجہ عشق میرا حد سے گذر گیا ہی اب مجھے پند و نصیحت کرنا فضول ہی بقول شعر

دست از طلب ندارم تا کام من برآید — یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

ای چچا صاحب للہ یہ بتاؤ کہ کوئی تشکل التیام زخم جگر کی سبیل نکالی یا نہین بقول اس نظم کے نظم

مرض عشق کی بھی کوئی دوا ہی کہ نہین — ای مسیحا مری قسمت مین شفا ہی کہ نہین — ای مسیحا مجھے اتنا تو بتا دے جلدی — درد دل کی بھی مرے کوئی دوا ہی کہ نہین

یا ای برادر فقط نصیحت ہی کو گرہ مین باندھ لائے ہو ابو الحسن نے کہا ای شہریار والا تبار کیمیا ہے صحبت معشوق بے محنت کہان میسر ہو یہ وہ شئی ہی زر سے کچھ ای اہل زر ملتی نہین شہ حضور تامل فرمائین یہ جگہ اضطراب کی نہین ہی خاطر جمع فرمائین اگر خواستہ خدا ہی تو وہ چارہ ساز عالم ہی ہمارا آپکا کام بھی درست ہو جائیگا جبتک حضور بدولت و اقبال اس آفتاب اوج کمال فرشتہ خصال حکیم سقراطاس الحکمت والامزلت کی خدمت بابرکت مین تشریف نہ لیجائینگے اور وہ مبداء فیض توجہ نہ فرمائینگا یہ عقدہ لاحل کبھی حل نہو گا شاہزادہ نے فرمایا یہ امر بھی بجز تمھاری عنایت کے نہو گا مجھ سے کہا میرے نزدیک یہ امر کرنا چاہیے کہ بادشاہ سے فرمان محکمات عالیات کی حکومت کا بنام نامی اپنے لکھوالو پھر انجام اس کام کا سہل ہو جائیگا اور دربار ہو لاسنا ہی کہ امیر مجاہد الدین محکمات عالیات کا حاکم ہی یہود و نصارا نے اسے از حد تنگ کیا ہی انواع انواع کے صدمات اُنکے ہاتھ سے مجاہد الدین کو پہونچتے ہین اور گرانی غلہ از حد ہی یقین ہی کہ لشکر اسلام تباہ ہوا اور شہر زیر باری لشکر بادشاہ کو پہونچے اور بادشاہ یہان سے کسی امیر کبیر عالی شان کو بھیجنے کا قصد کرے تو اسوقت آپ بادشاہ سے درخواست اس مہم کی کیجئے اول اُس مہم کو سر کرین بعد اُسکے حکیم صاحب کی خدمت مین چلین اور اسی طرف ملک عمرانیہ بھی ہی وہان بھی ہوتے چلینگے یہ مشورہ شاہزادہ کو پسند آیا قطعہ

ہمہ ستم نامداران آن انجمن — بہ تحسین فزودند بر بو الحسن — ز ہوشش تحیرت فرو ماندہ اند — بر ایش بسی آفرین خواندہ اند

اب گذرنا عرضی مجاہد الدین کا حضور شاہ مین اور روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا واسطے تادیب مخالفان گمراہ کے بیان ہوتا ہی

القصہ شاہزادہ معز الدین بہ مشورہ ابو الحسن عرضی مجاہد الدین کا منتظر رہا اور چچا صاحب جو تحفہ حمید کیطرف سے ابو المکارم کے واسطے لایا تھا اُسے دیدیا اب ناظرین افسانہ پر ظاہر ہو کہ محکمات عالیات سات قلعہ ہین اُنمین سے تین قلعہ نصارا کے تصرف مین ہین اور چار قلعہ کے یہودی مالک و حکمران ہین اور دونون فریق مین بوجہ اختلاف مذہبی جنگ و جدل کشت و خون رہتا ہی اور سلطان نے واسطے تنبیہ و تادیب دونون فریق کے

امیر مجاہد الدین کو مقرر فرمایا تھا جب امیر یہان پہونچے تو دونون فریق نے اتفاق کیا اور امیر سے بمقابلہ پیش آئے اور لشکر اسلام چونکہ قلیل تھا اُن دونون قومون نے چہار طرف سے گھیر لیا اور رسد بند کر دی جب امیر نے یہ حال دیکھا سلطان کو عرضی اطلاع حال کی روانہ کی بادشاہ نے باواز بلند دربار مین فرمایا کہ ہم واسطے مدد امیر مجاہد الدین کے فوج بھیجنا چاہتے ہین تم مین سے کون دلاور استمداد مجاہد الدین کیواسطے جائیگا ابو الحسن نے شہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار عالم مدار اگر فرمان عالیشان اس خدمت کا فدوی کو مرحمت ہو تو مین اپنا باعث افتخار سمجھون بادشاہ نے فرمایا کیا اور کوئی سردار نہین ہی کہ جو نوبت تمھاری پہونچی شاہزادہ نے عرض کی سایہ بندگان عالی تمام عالم و عالمیان کے سر پر دائم و قائم رہے شاید حضور کو مضمون اس آیہ وافی ہدایہ کا یاد نہین والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا تسخیر ممالک سلاطین کو واجب ہی چنانچہ خداے تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی فضل اللہ المجاہدین باموالہم علی القاعدین درجۃ انشاء اللہ تعالے اس دہن مین چند ملک اور بھی جو سواحل بحر اعظم سے ملحق ہین باسانی دائرۂ اسلام مین آجاوینگے دوم صید و شکار کا بھی غلام کو شوق ہی اور وہان شکار بہت ہی بادشاہ بیان شہزادہ کا سمجھ کے چپ ہو رہے ابو الحسن امیر جلال الدین فیروز کمی بھی متفق ہوکر بادشاہ سے عرض کرنے لگے کہ یہی مصلحت ہی اور کشورستانی اور ملک گیری کا ہی حضور شہزادہ کو بخوشی اجازت مہم مرحمت فرمائین بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو یہی عمر وقت ملک گیری کا ہی لیکن میرے خیال مین سوا اسکے اور کوئی کام بھی معز الدین کو لاحق ہی لیکن مصلحتاً اظہار اسکا ابھی نہین کرتا خیر ہم نے اسے خداوند کریم کے سپرد کیا بسم اللہ روانہ ہون بعدا سکے خلعت مع خنجر با قبضہ جواہر نگار اور شمشیر آبدار یا سازمرصع نگار شاہزادہ کو مرحمت فرمایا اور نصائح و پند بہت فرمائے شہزادہ نے ابو الحسن کے واسطے درخواست کی بادشاہ نے ابو الحسن جو میرے فرمایا کہ تیرا جانا شہزادہ کے ہمراہ مناسب ہی اور سلطان نے امیر جلال الدین فیروز کمی کو میمنہ لشکر اور امیر نجم الدین کیواسطے میسرہ لشکر تجویز فرمائی اور ہمراول لشکر فتح پیکر امیر مجاہد الدین کو بھی مقدمۃ الجیش کیا اور امیر خلیل جو امیر سلطان بھی ہمراہ رکاب فیض مآب شاہزادہ عالیقدر کے ہوئے مترجم اوسی کہتا ہی کہ یہ سب سردار شہزادے ہر ایک ملک کے تھے جبکہ سلطان اسمعیل شاہ ہفت اقلیم کے بادشاہ ہوئے یہ سب سلاطین حلقۂ اطاعت مین داخل ہوئے غرض بروقت رخصت سلطان نے شاہزادہ کو گلے سے لگایا اور بہت روئے

چه دانی او بود دلش سخت بود	که او نه بود از سر سخت بود	طلب کرد و بگرفت اندر برش	پس مهر بوسید چشم و سرش
رضیت با و گر دلش سود مند	اگر ده بود سنفدار قدرش بلند	وزان سو برون آمد از پیش شاه	چو شیر ژیان رو نهاده به راه

بعد ازان اپنی والدہ ملکہ عالمیہ خاتون کے پاس آیا اور طالب رخصت ہوا اور عرض کی کہ اب آپ بھی مجھے رخصت دیجیے اور دودھ بھی بخش دیجیے کہ مین مہم پر جاتا ہون یہ مقدمہ کار زار ہی خدا جانے کیا معرکہ پیش ہو اگر

زندہ رہا تو سعادت قدمبوسی سے بہرہ مند ہونگا ورنہ بدعائے خیر یاد فرمائیےگا ملکہ نے کہا اے معز الدین تو کیا فال بد
نکالتا ہے خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ جو مین تیرے غم مین بیٹھون سوائے تمہارے اور کوئی سردار و امیر سرکار مین
نہ تھا کہ تمکو مہم کے واسطے بھیجا جاتا ہے مین ہرگز تجھے جانے نہ دونگی ہان ایک شرط ہے کہ جو تم راز اپنا مجھسے بیان کردو
تو جانے دونگی شاہزادہ نے جو باپ سے کہا تھا وہی والدہ سے بھی کہا ملکہ عالیہ خاتون نے کہا تم غلط کہتے ہو
معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی پر عاشق ہوئے ہو اور مجھسے تم چھپاتے ہو جس سے تم کہوگے تمہاری شادی مین کردونگی کوئی
ہفت اقلیم مین ایسا ہے کہ ہمارے کہنے کو ٹال دے بلکہ اپنا فخر سمجھ کے قبول کرلیگا شاہزادہ نے کہا حضور طول
نہ فرمائین رخصت کرین غرض بناچاری ملکہ نے بچشم خونبار سینہ سے لگایا اور رخصت فرمایا لیکن سب سردارون کو
تاکید کہا خبردار شاہزادہ سے غافل نہ ہونا اور جوہر سے نہایت تاکید کی کہ خبردار کسی حال مین بھائی سے جدا
نہ ہونا اور روزانہ اپنے حال سے مطلع کرتے رہنا جوہر نے کہا حضور خاطر جمع فرمائین انشاء اللہ تعالی چند روز مین
شاہزادہ فتح کرکے جلد حاضر حضور ہوگا

اب روانہ ہونا شاہزادہ نامدار عالی وقار کا طرف محکمات عالیات کے بامداد امیر مجاہد الدین کے بیان ہوتا ہے

القصہ شاہزادہ والا تبار ساتھ بہیری مین محکمات عالیات کو روانہ ہوا ابیات

روان گشت شہزادہ بالشکری
دران شہر ہر کس کہ بد نامدار

بروز وغا ہر یکے صفدری
برفت از پے رخصت شہریار

امیران و سلطان ہمہ با سپاہ
ظفر ہم عنان نصرتش رہنما

دو منزل برفتند با او براہ
زگرد سپاہش ہوا مشک سا

خیام فلک احتشام لشکر فتح پیکر شاہزادہ کنارہ حوض زلال کہ شہر افریقیہ سے دس فرسخ تھا برپا ہوئے نظم

یکے خیمہ افراشت چون آفتاب
ز مشرق بمغرب کشیدہ طناب

گذشتہ زماہی رسیدہ بماہ
سراپردہ و خیمہ بارگاہ

شب کو آرام فرمایا صبح کو جانب مہم روانہ ہوا القصہ بعد چند روز کے ایک دوراہہ ملا ابوالحسن نے کہا اے شہریار
یہ دونون راہین ایک ہی ہین جدھر سے چاہیے تشریف لے چلیے الا ایک شارع عام ہے اور دوسری راہ کوہستان
واقع ہوئی ہے پس حضور شاہراہ عام سے نہضت فرمائین اور فدوی مع امیر جلال الدین کوہستان کی راہ سے جاتا
ہے شاہزادہ نے کہا تم راہبر ہو جیسا کہوگے کرینگے جوہر دہنہ کوہ سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا جہان سے دہنہ کوہ
دس فرسخ تھا امیر جلال الدین سے کہا تم یہان مقام کرو مین امیر مجاہد الدین کے لشکر ظفر پیکر کی خبر کو جاتا ہون
امیر جلال الدین موافق حکم جوہر وہین منزل گزین ہوئے اور جوہر وہان سے آگے بڑھا

اب دو کلمہ حال امیر مجاہد الدین کے گذارش کرتا ہون

امیر مجاہد الدین کو نصارا نے ایسا تنگ کیا کہ فرصت نہ لینے دی دوسرے گرانی غلہ سے نوبت فاقہ کشی پہونچی اور

اکثر امرا کو کفار شہید کرتے تھے اور یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ ایک روز ملیشم بن اخرجہ سپہ سالار لشکر شعبان بن افغان
بادشاہ یہود کی طرف سے میدان مین آتا تھا اور بعد قتل کرنے اور زخمی کرنے ایک دو سردار لشکر اسلام کے شام کو
چلا جاتا تھا اور دوسرے روز الواح بن التوم و شرقیل بن سماعیل بمیدان مین بادشاہ نصارا کی طرف سے
ایسا ہی حشر برپا کرتے تھے اور یہان لشکر اسلام مین کسی کو جرأت ایسی نہ تھی کہ جو اسکا مقابلہ کرتا مگر امیر مجاہد الدین
خود میدان مین جاتا تھا دو چار پہلوان نامی کو قتل کرکے چلا آتا تھا لیکن جب سے کہ امیر مجاہد الدین زخمی ہوا ہے
لشکر کا حال قریب تباہی پہونچ گیا تھا اس عرصہ مین جوہر لشکر اسلام مین داخل ہوا اور امیر مجاہد الدین سے
ملاقات کی اور کہا اے امیر تم ہراسان نہو شاہزادہ کو پروانہ محکمات عالیات بادشاہ سے ملگیا ہے بعد دو روز کے
شاہزادہ مع لشکر جرار پہونچتا ہے امیر نے اپنا حال بیان کیا جوہر پھر کر شاہزادہ کے پاس آیا اور شہزادہ سے
معرکہ جنگ و حال تباہی لشکر مجاہد الدین کا بیان کیا اسباب و سامان رسد وغیرہ روانہ کیا یہود و نصارا
خبر آمد شاہزادہ کی سنکے متوحش ہوئے مشورہ کیا آخر رائے یہ قرار پائی کہ جزیہ دینگے ایک نے کہا کہ جزیہ مسلمان
نہ لینگے کہ ہمیشہ انھین نہایت تنگ کیا ہے آخر ملیشم اور الواح دونون سپہ سالارون نے بادشاہون کی خدمت مین
عرض کیا کہ ہم دو جوان سرکوبی لشکر اسلام کو کافی ہین آپ خاطر جمع فرمائین فی الجملہ انکے کہنے سے خاطر جمع ہوئی
مشورہ کا کارزار پر قرار ہوا جب شاہزادہ قریب پہونچا امیر مجاہد الدین مع پسر استقبال کو گئے ملاقات ہوئی
رکاب فیض انتساب شاہزادہ کو بوسہ دیا شاہزادہ نے نوازش فرمائی جب شاہزادہ تخت حکومت پر بیٹھا سب
امیرون نے نذر گذرانی اور شہزادہ نے حسب مراتب خلعت مرحمت فرمائے انعام دیا اب لشکر اسلام کو از سر نو
رونق ہوئی لیکن اس کثرت لشکر سے بھی کفار کو غلبہ رہا کس وجہ سے کہ چار ہزار سوار کی جمعیت امیر مجاہد الدین کے ساتھ
تھی اسمین کچھ زخمی اور کچھ شہید ہوئے اور ہمراہ رکاب شہزادہ کے سات ہزار سوار تھے اور طرف ثانی سے
پچیس ہزار سوار و پیادہ شمار مین آئے تھے امیر لشکر اسلام کا ایسا خوف سب کے دلون پر غالب ہوا تھا کہ
ہر وقت فکر و تردد مین گذرتی تھی اور صورت مفر نظر آتی تھی اور زبان زد لشکر اسلام یہ آیہ تھی کم من فئة
قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ الغرض شاہزادہ نے جوہر سے کہا کہ فوج کفار زیادہ ہو جا سے خوف ہے مبادا
جنگ مین عرصہ زیادہ گذرے اور اصل مطلب مین دیر ہو جوہر نے عرض کی کہ اے شہریار مین امیر جلال الدین
کو درہ کوہ مین متعین کر آیا ہون اب مصلحت یہ ہے کہ صف آرائی ہوسکے اول پہلوان ایک ایک بلا کر لڑائی شروع
کی جائے بعدہ جنگ مغلوبہ کردینگے ادھر امیر جلال الدین کو خبر دینگے وہ پشت سے آگریگا معاملہ درست
ہوجائیگا شہزادہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ کوس حربی بجے وقت صبح بہادران لشکر اسلام میسرہ و میمنہ و
جناح سے میدان رزم مین صف آرا ہوئے ابیات

رسیدند در عرصهٔ کارزار	ظفر پیشگان تهور شعار	بهیجا چو آشفت پیلان مست	همه نیزه و گرز و خنجر بدست
گرفته سپرهای چرم نهنگ	پراگنده برگستوان پلنگ	نه از مرگ شان غم نه از تیغ تیز	نه از آب بیم و نه از آتش گریز
بمردی یگانه بکوشش گروه	برزم خم سندان و برحمله کوه	کم اندر عدو گرچه بود آن سپاه	چو رستم دل هر یکی کینه خواه

جب میدان جنگ خس و خاشاک سے پاک ہوا نقیبون نے مبارزان نامدار اور پہلوانان تہور شعار کو میدان نبرد
مین بلایا ہیشم بن اخر حیرو و ثعبان بن افقعان نے بادشاہ ہود سے اجازت طلب کی ثعبان نے دست نحس
سراپا شکست اپنا اُس شکست نصیب کی پشت پر رکھا اور جام شہد اسپ زہرمار کرایا اور رخصت دی ہیشم بتجمل تمام
وشوکت مالاکلام رزمگاہ مین آیا ادھر امیر مجاہد الدین نے شاہزادہ سے عرض کی کہ فدوی اسکے ہاتھ سے زخمی
ہوا تھا لہذا مجھے اجازت ملے شہزادے نے بعد کلمہ و کلام کے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجاؤ اور ایک تلوار خاص اپنی
کمر کی امیر کو عنایت فرمائی امیر مجاہد الدین سمند مشک فام پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا ہیشم نے کہا
ای جوان مرد اُس روز تم میری ضرب سے بچ گئے لیکن اب تمہاری قضا پھر لائی بعد ازان ایک گرز امیر کے سر پر
مارا امیر مجاہد الدین نے بمشکل تمام ضرب گرز کو روکا اور جواب مین وہی شمشیر جہانگیر عنایتی شاہ عالمگیر اس
ضربت سے لگائی کہ خود کو کاٹ کے تنگ اسپ کو دو کیا ابیات

چنان بر سرش تیغ زد آن دلیر	که یک لحظه در قتل ننمود دیر	سپر را قلم کرد و بشگافت خود	ز گردن بر سینه بیامد فرود
زلیس تیغ زد بر سرش بیدریغ	شد از تنگ مرکب عیان برق تیغ	هما نوقت آن سنگدل جان بداد	تو گفتی که هرگز ز مادر نزاد

لشکر عیسائیان نے جو دیکھا کہ ہیشم با این تنومندی و قوت پہلوانی مارا گیا حواس سب کے پراگندہ ہوگئے بیت

بهر دو نصارا از ان تیغ تیز	بهم فکر کردند راه گریز

الواح بن القوم نے کہا حیف ہی کہ تم باین کثرت سپاہ ایک پہلوان کے مارے جانے سے بدحواس و سراسیمہ
ہوئے جاتے ہو یہ امر آئین شجاعت و طریقۂ مردانگی سے بعید ہی کل میرے نام پر طبل جنگ بجوا دو دیکھو کہ مین
کیا عوض ہیشم کا لیتا ہون جب تک ایک پہلوان کے بدلے دس پہلوان لشکر اسلام کے نہ مارے تو کچھ کام نہ کیا
یہان شاہزادہ نے امیر مجاہد الدین کو ایک اسپ عربی بازین و لجام جواہر نگار اور ایک خنجر آبدار عنایت فرمایا
اور چند خوان زر سرخ نثار کیے لشکر حریف مین پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ نے بھی کوس حربی و قرناے رزمی کا
حکم دیا جب لشکر طرفین کے صف آرا ہو چکے جوہر نے شہزادہ سے کہا اب حضور امیر نجم الدین کو حکم دین کہ فردا جنگ
مغلوبہ واقع ہو آخر شہزادے نے اُسوقت امیر نجم الدین و امیر سیف الدین کو بلا کر سمجھا دیا کہ خبردار یہ
نصارا دو بعد جنگ مغلوبہ کے قلعہ بند نہونے پائین تم کمین گاہ مین رہو جب اُدھر کا قصد کرین تم پشت
مارنا اور ہم چپ و راست اور امیر جلال الدین کے اطلاع دینے کو کچھ سر گیا بعد اطلاع دینے کے پھرا

لشکر مین چلا آیا اور امیر جلال الدین طلوع آفتاب کا منتظر رہا کہ شعر

سپہ از دو جانب صف آراستند | زمین آسمان وار بر خاستند

شاہزادہ نے خود لشکر کے چار حصے کیے اور ہر حصہ ہر ایک دلاور صف شکن کو تفویض فرمایا اور لشکر ظفر قرین سے آراستہ ہو کر صف آرا ہوئے اول الواح بن التوام میدان مین آیا اور بآواز بلند کہا کہ ای مسلمانو آگاہ ہو کہ آج تمہارا روز استیصال ہی اگر سلامتی جان منظور ہی تو اس سرحد سے باہر نکل جاؤ ورنہ عوض مین ملتشم پہلوان کے ایسا تم پر صاعقہ تلوار پڑیگا کہ ایک پہلوان زندہ و سلامت نہ جاسکے گا قضارا لشکر شاہزادہ مین ایک مرد مسن حاجی بلال نام تھا اسنے جو کلمات سخت الواح کی زبان سے سُنے شاہزادہ کی خدمت مین عرض کی کہ حضور اس کبر پُر غرور کے مقابلے کی غلام کو اجازت ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ کام تمہارے دست قدرت کے لائق نہین ہی بلال نے نشہ جرأت سے فرمانا شہزادہ کا قبول نہ کیا اور بمنت رخصت لیکر میدان مین آیا ہنوز الواح ہوشیار بھی نہوا تھا کہ بلال نے ایک نیزہ الواح کو مارا الواح نے بعد رد کرنے نیزہ کے ایک ہی ضرب مین اس مرد پاکدین کو شہید کیا شاہزادہ نے جو بلال کو ہلاک دیکھا عنان صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی بدون آگاہ کرنے لشکر کے خود مرکب بادپیما پر سوار ہو کر میدان رزم گاہ مین پہونچا شعر

یکے مرکبے داشت آن پاکزاد | کہ سبقت نمودی بہ برق و بہ باد
نسیمے رسیدے اگر بر دمش | زمین سوختے از شرار سمش

امیر خلیل اور ابو الحسن وغیرہ سرداران لشکر نے بے اختیار شور و غل مچایا اور فریاد کی کہ برائے خدا حضور قصد میدان موقوف رکھین ہم غلام کس لیے ہین شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بے تکلف معرکہ رزم مین پہونچا الواح نے جو جمال باکمال شہزادہ کو نظر غور سے دیکھا ہوش و حواس بجا نہ رہے ایک عالم حیرت مین متحیر ہو گیا شعر

جہانے دید چون خورشید انور | نہان اندر لطافت پائے تا سر

شاہزادہ سے کہا ای تاجدار کشور حسن و جمال مین دو کلمہ بنظر خیر خواہی حضور مین گزارش کرتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون شاہزادہ نے فرمایا کہہ الواح بولا بس مصلحت وقت یہ ہی کہ میرے مقابلے سے دست بردار ہو جیے اور کسی دوسرے کو میرے مقابلہ کو بھیجیے کہ میرا دل نہین چاہتا ہی کہ تمکو قتل کرون بڑے تاسف کی بات ہی کہ تم ایسا جوان آفتاب صورت میرے ہاتھ سے قتل ہو شاہزادہ نے کہا ای گبر یہ معرکہ جنگ ہی مجلس نصیحت نہین ہی جو تو نصیحت کرتا ہی آگاہ ہو کہ جس ضعیف کو تو نے شہید کیا وہ سن طفولیت کا میرا پرورش کنندہ خادم تھا اب مین جب تک عوض خون اسکا نہ لونگا ہرگز قرار و آرام نہ لونگا الواح نے کہا خیر تمہاری مرضی لیکن اب بھی مین تمھین قتل کرنا نہین چاہتا البتہ گرفتار کر کے ساقی محفل اپنا بناؤنگا اسکے بعد الواح نے کمربند مین شاہزادہ کے ہاتھ ڈال دیا شہزادہ نے لنگر اپنا سنگین کیا اور اس چستی و چالاکی سے کمند کمر سے کھول کر حلقہ الواح کی گردن مین

مارا کہ جب تک وہ سنبھل سکے اور ہوشیار ہو بقوت بازو صاحبقرانی و تائید غیبی پشت زین سے جدا کر زمین پر مارا ابوالحسن نے کہ حاضر تھا دست و پا الواح کے خوب مستحکم رشتۂ کمند سے باندھکر لشکر مین لے گیا ادھر لشکر اسلام مین نقارۂ خوشی بجے اور فتح کی صدا بلند ہوئی اُس طرف یہود و نصارا کے بادشاہون نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا کہ الواح کو رہا کرین ادھر بھی بہادران دلاور مثل دریا موج زن ہوئے اور دونون لشکر مل گئے اور ایسا ہنگامہ پیکار گرم ہوا کہ چشم فلک دریچہ انجم سے نگران ہوا کسی کو کسی کی خبر نہ رہی نظامی

زبس قتل و زخم اندران دشت کین | تو گفتی کہ دریاے خون شد زمین
نفیر دلیران برآمد بر اوج | سپہ با سپہ دست بازی نمود
بہر گوشہ میرفت خون موج موج | اجل فتنہ را کار سازی نمود

ہنوز لشکر اسلام پر غلبہ کفار گران نہوا تھا کہ ناگاہ فوج ظفر موج امیر جلال الدین ہندی کی موج دریاے طوفان خیز کے مانند عقب پشت سے اُس لشکر نکبت اثر کے در آئی اور ہنگامۂ رزم و پیکار از سر نو گرم ہوا ؎

چنان ہم در آویختہ آن سپاہ | کہ از گرد شد روے گیتی سیاہ
ز بس قتل روی زمین چون گرفت | فلک یافت زان چہرہ دستی شگفت

آخر الامر بقوت بازوے افواج قاہرہ و دست زبردست دولت ناصرہ اُس گروہ پیشہ ضلالت کو ایسا زیر و زبر کیا کہ بجز فرار کے چارہ نہوا اپنے اپنے قلعون کی طرف بے سر و پا بھاگے ثعبان بن افغان بادشاہ یہود مانند اژدہاے دمان با شمشیر خون چکان ہمہ تن جنگ مین مشغول تھا اور ایک عالم بیخود ہی مین یہ اشعار پڑھتا تھا ؎

بتندی ہمین گفت ثعبان منم | ہژبرے چہ در جنگ با پیل افگنم
پلنگان درم بر سر کوہسار | نہنگان خورم بر لب جویبار

اسطرف شاہزادہ معز الدین بھی دریاے حرب مین غرق تھا اور اپنے لشکر کی بہادری و دلاوری کا تماشا بھی دیکھ رہا تھا فردوسی

بزور نبردان یل ارجمند | بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد | بریدو درید و شکست و ببست
یلان را سر و سینہ و پا و دست | یکے را دو کرد و دو را چار کرد

ناگاہ اس عرصہ مین بعد تلاش ثعبان بن افغان شاہزادہ کے مقابل آیا شاہزادہ نے بعد رد و بدل فنون سپہ گری شمشیر بے نظیر اس قوت و دلیری سے لگائی کہ مثل خیار تر اُسکو دو ٹکڑے کیا ؎

یکے تیغ زد بر کمر گاہ او | دو نیمہ در افتاد بدخواہ او

جس وقت ثعبان قتل ہوا ہر دو لشکر بیقرار ہو گئے اور قلعہ نصارا کہ شمال کی طرف میدان قتال سے واقع تھا اور قلعہ یہود جانب جنوب اور دونون قلعون مین فاصلہ نیم فرسخ کا واقع تھا اور میدان جنگ وسط مین دونون قلعون کے تھا اور دونون فریق مین ایک طرح کی خصومت بھی واقع تھی اس وجہ سے فتنہ و فساد رہتا تھا فقرہ

گہے جنگ با یک دگر داشتند | علم گاہ از صلح بفراشتند

اور اب یہ دونون باہم باتفاق لشکر اسلام سے لڑتے تھے جب میدان سے گریز کی اور قلعہ کی راہ مسدود پائی

اور بادشاہ مارا گیا تب نہایت سراسیمہ و بدحواس ہو کر امان طالب ہوے شاہزادہ نے امان دی اور قتل سے معاف کیا ۵

خداداد نصرت بشاہ جہان ‏ہزیمت بیفتاد در دشمنان
بسی خون ازان لشکران ریختند ‏گرفتند و کشتند و آویختند
پر از جوی خون گشت صحرا و دشت ‏سراسر زمین غیرت لعل گشت
برا بعد چو شہزادہ شد کامگار ‏شد از خرمن کار او چون نگار
فرود آمد از اشہب خوش خرام ‏کہ وی دید انچہ مقصود بودش بکام
بشکر خدا روی بر خاک سود ‏کہ فیروزی از داور پاک بود

شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ تمنے ایسی رائے صائب دی کہ جسکا نتیجہ یہ فتح ہوا اور یہ ممکن نہ تھا اسباب و مال و متاع قلعہ ہاے نصارا و یہود کا شاہزادہ کے روبرو جمع ہو گیا کہ جس کا شمار بیرون قیاس تھا ۵

کہ چندان غنیمت بخسرو رسید ‏کہ اندازہ آید ازان ناپدید
زسیم و زر و سندس و لعل و دُر ‏اسنازل گران تا گران گشتہ پر
کنیزان مہ طلعت و مشکبو ‏غلامان غلمان وش و خوبرو
مواشی انواع و حیوان بسی ‏شمار جہان را چہ داند کسی

شاہزادہ نے نقد و جنس ہر ایک امیر کو علی قدر مراتب تقسیم کیا اور امیر مجاہد الدین کو مال کثیر دیا کہ رتبہ اسکا فلک ہشتمی سے گذر گیا اور اسیطرح امیر جلال الدین فیروز کمینی اور امیر نجم الدین دلاور اور امیر سیف الدین کو بھی خلعتہاے فاخرہ و اجناس [illegible] سے ممتاز و سرفراز کیا بعد ازان شاہزادہ نے الواح بن القوم کو بلایا اور کہا جان بخشی تیری اسلام پر منحصر ہی الواح نے اسلام سے انکار کیا اور زندان مین محبوس ہوا شاہزادہ خیمہ فلک احتشام مین داخل ہوا سرداران لشکر نے بعد مبارکباد فتح کے عرض کیا کہ ہم حضور سے امیدوار ہین کہ بزم نشاط باچنگ و رباب آراستہ ہو کہ یوم فتح ہی اور یہ وقت خوشی کا ہی شاہزادہ نے فرمایا معاف رکھو سب لوگ اپنے مقام پر ناچ رنگ دیکھین ہم کسی کے مزاحم نہونگے افسران فوج جسوقت ناچ رنگ مین مشغول ہوے اُسوقت شاہزادہ نے جوہر اور ابوالمکارم کو تخلیہ مین طلب کیا اور تصویر یار یعنے ملکہ شمسہ تاجدار کو مشاہدہ فرمایا اور زار زار مانند ابر نو بہار رونے لگا اور کہا ای جوہر ۵

الاکھون طرح کا سیر و تماشا بہار ہو ‏دل اپنا دان لگے کہ جہان اپنا یار ہو

جوہر نے کہا ای شاہزادہ عالی وقار آپ اسقدر بیقراری کو کام نہ فرمائین بقول پادری ایدروس اب زمانہ وصال قریب آیا ہی چندے صبر فرمائیے انشاء اللہ تعالیٰ تدبیر ہو جاتی ہی بس یہ سنکے شاہزادہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ مطلع پڑھا مطلع

دوستو حال مرا قابل اظہار نہین ‏کیا کہون کسسے بھلا
دل ہی مجروح یہ ظاہر کوئی آزار نہین ‏کیا کرون اسکی دوا

ابوالمکارم نے کہا یہ غم تو سر ہو گئی اب کچھ عرصہ نہین ہی مگر جب سے پادری ایدروس کو مسلمان سنا ہی اسوقت سے ایک جمعیت دلی ہو گئی ہی آپ خاطر جمع فرمائین انشاء اللہ تعالیٰ حکیم فسطاس الحکمت سے ملاقات ہو گی اور عقدہ حضور کا حل ہوا حسب اتفاق شاہزادہ کے خیمہ کے قریب الواح قید تھا اُسنے جو یہ معرکہ سنا کہا مجھے شاہزادہ کے پاس لے چلو پاسبانان محبس نے عرض کیا کہ الواح حاضر ہونا چاہتا ہی شاہزادہ نے فرمایا آنے دو

الواح بارگاہ مین گیا مجرا کیا اور بعد دعا کے عرض کی ای شہریار مین نے حضور کی تقریر جو کہ رفقا سے ہوئی تھی تمام و
کمال سنی اگر پادری ایدر روس کہ تمام نصارا کا مقدمۃ الجیش ہی وہ رسالت حضرت خاتم الانبیا کا اقرار کریگا تو فدوی بھی
مسلمان ہوگا ابو المکارم نے کہا یہ میرا ذمہ ہی تجھے مین اُس سے اُسکا اقرار کرا دونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بند قید الواح
کے کھول دو اب ہم بروز جشن نوروز پادری سے اقرار کرا دینگے اب ہمارے اور الواح کے یہی اقرار قرار پایا ہی
چوبدار نے بحکم شاہزادہ الواح کو رہا کر دیا اور حضور شاہزادہ سے خلعت فاخرہ الواح کو عنایت ہوا اور خود مختار
کر دیا گیا اور کہا گیا کہ بروز نوروز جشن مین ضرور حاضر ہونا الواح نے اس درجہ مرحمت و اخلاق شاہ دیکھ کے
چند یہ شعر پڑھے

اشعار

که ای اختر برج شاهنشهی
فروزان ز درج شاهنشهی
ترا باد اقبال یاور مدام
یکی بنده باشم به پیمان شاه
که زیبا بود بر تو افسر مدام
نه پیچم دگر سر ز فرمان شاه

اب غلام دربارگاہ فلک احتشام سے جدا نہوگا

بهر جا که رو آوری بنده ایم
بحکم تو دایم سر افکنده ایم

شاہزادہ نے الواح کو ایک عہدہ جلیلہ عنایت فرمایا اور نہایت عزت افزائی کی الواح بصدق دل مسلمان ہوا
الغرض جب شاہزادہ نے سب امور ملکی و مالی سے فرصت پائی ایک عرضی اس حال کی امیر نجم الدین کے ہاتھ
خدمت مین سلطان کے روانہ کی اور یہ بھی لکھا کہ اب فدوی تسخیر سواحل بحر اعظم اور جزائر خالداد کو روانہ ہوا ہی
بادشاہ تو مشتاق حال شاہزادہ از حد تھا امیر نجم الدین کے آنے کی خبر سنکے امیر محمد بن امیر نجم الدین کو
استقبال کیواسطے بھیجا اور بعزت تمام دربار مین بلایا نجم الدین نے بعد حصول ملازمت عرضی شاہزادہ گذرانی
اور زر و مال غنیمت بھی حضور شاہ مین پیش کش کیا بادشاہ نے شکریہ خداوند کریم ادا کیا اور امیر نجم الدین کو
خلعت گرانبہا مع عہدہ جلیل مرحمت کیا اور فرمایا کہ بہتر تو یہ ہی کہ معز الدین اسیقدر فتوحات پر اکتفا کرے اور
حاضر ہو کہ ہمین اُسکی جدائی شاق ہی اتفاق سے امیر محمد فیروز بخت بن امیر جلال الدین بھی حاضر دربار تھا
اور مشتاق دیدار سعادت آثار اپنے والد کا تھا اور کوئی حیلہ وہان جانے کا نہ ہوتا تھا اُسوقت موقع پاکر عرض کیا
کہ حضور ایک فرمان اس مضمون کا مرحمت فرماوین کہ فدوی بحیلہ رسالت عالی ملازمت شاہزادہ والا تبار سے
بہرہ اندوز ہو اور نور قدم فیض شیم اُس فلک حشم سے یہ غلام خاص اپنی آنکھون کو منور کرے بادشاہ نے فرمایا ہم جانتے
ہین کہ تجھے شاہزادہ سے محبت دلی ہی ہم تجھے روانہ کرینگے امیر محمد آداب بجالایا بادشاہ محل مین داخل ہوا اور ملکہ
عالیہ خاتون کو وہ مال نقد و جنس دیا اور حال فتح پانے شاہزادہ کا بیان کیا اور کہا امیر محمد تمھارے فرزند ارجمند کے
پاس جائیگا جو تمکو کہنا ہو کہدو ملکہ عالیہ خاتون نے بھی ایک اشتیاق نامہ بیٹے کو لکھا اور دوسرے روز امیر محمد کو روانہ کیا

راوی حال امیر محمد کا جو راہ مین گذرا پہر بیان کریگا اب بار دگر قصہ شاہزادہ معز الدین دلاور کا پہر گذارش کرتا ہی

ایکروز شاہزادہ نے جوہر سے کہا ای بہائی اب کس طرف روانہ ہونا چاہیے جوہر نے کہا یہان سے قریب ملک عمرانیہ ہی اول وہان جانا چاہیے کہ وہان سے حکیم صاحب کے پاس پہونچنا سہل ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ای برادر ملکہ خلد آئینہ کو اول تجہسے ہم پہلو کر دونگا بعد اُسکے اپنے کام کی جستجو کرونگا ابو الحسن نے یہ سُنکے کہا ای عالی وقار فدوی نے پہلے ہی اس عہد کو مصمم کیا تہا کہ جب تک حضور قصر اخضر کو فتح نہ فرمالینگے کوئی کام مین نہ کرونگا بعد اسکے شاہزادہ نے تمام اکابر بارگاہ کو حکم دیا کہ جوہر کو بادشاہ مثل اپنے فرزند کے جانتا ہی اور مین جوہر کو اپنا برادر بلکہ قوت بازو جانتا ہون اور قطع نظر ان سب باتون کے شجاعت و فن سپہگری و فضل و کمال جوہر کا حد سے بڑہا ہوا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکہتا لہذا ہمارے لشکر مین سب جوہر کو سلطان ابو الحسن کہا کرین ورنہ باعث عتاب سلطانی ہوگا سب نے متفق اللفظ کہا ای شہریار نامدار

بہر چہ فرمان کنی بندہ ایم
چو خامہ بحکمت سر افگندہ ایم

القصہ بعد طی مراحل و قطع منازل کے جب ملک عمرانیہ تین منزل رہ گیا خیمہ ہاے افواج دامنہ کوہ مین برپا ہوئے اور عمران شاہ کو نامہ باین مضمون لکہا کہ سلطان ابو الحسن برادر عزیز ہمارا تمہاری دختر بلند اختر کا حسن و جمال سُنکے عاشق و فریفتہ ہوگیا ہی لہذا انکو لازم ہی کہ بہ جب اس تحریر کے بے عذر و حیلہ اس دختر کا ہمارے برادر عزیز القدر سلطان ابو الحسن جوہر سے عقد کر دو اور بہتر یہ ہی کہ دین عیسائی منسوخ شدہ سے پہر کر دائرۂ اسلام مین آؤ کہ باعث سعادت دارین تمہارا ہی ورنہ در صورت دیگر آمادہ جنگ ہو والسلام اور فرمایا کہ کوئی غازیان لشکر جرار سے جاکر جواب اس نامہ کا لائے اس عرصہ مین امیر سیف الدین بن امیر مجاہد الدین نے اول دعا و ثنا کی اور کہا مصرع

کہ ای آفتاب سپہر جلال
ترا نیست ہرگز بگیتی زوال
یکی بندہ ام من بفرمان شاہ
زحل کمترین از غلامان تو
کمربستہ ہر شام و ہر صبحگاہ
بود مشتری ہم بفرمان تو

بعد ازین عرض کیا کہ حضور غلام کو یہ خدمت عنایت فرمائین شاہزادہ نے امیر سیف الدین کو کمر بند خاص مرحمت فرمایا اور پانچسو سوار کی جمعیت سے بطریق رسالت شہر عمرانیہ کو روانہ کیا

اب وہ کلمۂ حال شہر عمرانیہ اور عمران شاہ کا بیان کرنا ضرور ہی

راوی کہتا ہی کہ قبل از ورود امیر سیف الدین کے ایلچی نجاشی شاہ حبش کا الہ تمر نام عمران بن جنید کے پا

آیا اور ایک نامہ نجاشی کا اس مضمون سے لایا کہ ای تاجدار کشور حشمت و اجلال ملک عمران بن جنید صاحب کلاہ
رفعت پناہ آگاہ ہو کہ اب تمکو عقد مین ملکہ خلد انہ ماہ رو کے توقف لازم نہین ہی کسواسطے کہ فرزند دلبند ہمارا
مسرور مہر صبح نگین عرصہ دراز سے اس انتظار مین ہی لہذا مین نے ارتقر فیل گوش کو کہ نہایت معتمد خاص اس
سرکار کا ہی با تحفہ و ہدایا تمہارے پاس بھیجا ہی تاکہ تم بمجرد دیکھنے نامہ ہذا کے اُس پردہ نشین عصمت و عفت کو موافق طریقہ
حضرت مسیح علیہ السلام ارتقر کے ہمراہ ہمارے پاس بھیجدو اور کسی ملازم معتمد اپنے کو بھی ہمراہ کردو کہ وہ یہان آکر
رسومات باقی ماندہ ادا کریگا عمران شاہ کی نظر سے جب وہ نامہ گذرا وہ خاموش ہو رہا اور ایلچی کی بکمال عزت
مہمانی کی اور ارتقر کو نجاشی نے یہ بھی تاکید کی تھی کہ اگر تیرے ہمراہ شاہ رخصت مین خلد انہ کے حیلہ و حوالہ کرے
تو تو ہرگز نہ ماننا اور جسطرح سے ممکن ہو اُسکو اپنے ہمراہ لیتے آنا غرض عمران شاہ دربار سے محل مین گیا اور اپنی
منکوحہ سے حال نامہ کا بیان کیا خالدہ بانو نے جو یہ حال سنا کچھ جواب نہ دیا اُسوقت عمران شاہ نے کہا یہ خاموشی
بہتر نہین ہی کسواسطے کہ مقدمہ تدبیر سے روبراہ نہین ہو سکتا بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر ایکی مرتبہ عذر کیا تو نوبت بفساد آئیگی
بلکہ مجھے اُسکے طرز کلام فساد آمیز سے شر معلوم ہوتا ہی اور فوج بھی کثرت سے کنارہ دریا پر منتظر حکم ارتقر کی ہی اس سے
تم جلد سامان عروسی ملکہ خلد انہ تیار کرو اور ارتقر کے ہمراہ کردو تاکہ نوبت کشت و خون کی نہ آوے اور دختر ناکتخدا کا
زیادہ باپ کے گھر مین رہنا اچھا نہین ہی اسی سبب سے یہ مال بیگانہ کہلاتا ہی خالدہ بانو نے کہا جو مرضی تمہاری بعدہ
عمران شاہ باہر آیا خالدہ بانو نے ملکہ خلد انہ کو بلایا اور یہ حقیقت بیان کی اور کہا ای فرزند قسم ہی تیری جان عزیز
کی جہان تک ممکن ہوا مین نے تیرے معاملہ مین عذر کیا لیکن اب مجبور ہون کہ بجز تیرے رخصت کر دینے کے اور کوئی
صورت نظر نہین آتی خیر مین بھی تیری محبت مین بے غیرت بنکے تیرے ہمراہ داماد کے پاس چلونگی ملکہ خلد انہ نے
لحاظ ناکتخدائی کو بالا سے طاق رکھا اور کہا کہ شاید تم مان باپ نا انصاف نے اسی واسطے مجھے پرورش کیا تھا
کہ ایک زاغ سیاہ کو حوالہ کر دینگے سبحان اللہ شعر حسب حال میرے ہی

صورت او زیر و بم یافتہ	جاے بجا کجلک و خم یافتہ

اور رونے لگی اور خیال و تصور ابو الحسن جوہر کا آیا دایہ نے حتی المقدور ملکہ خلد انہ کو فہمائش بلیغ کی مگر اسکو کسیطرح قرار نہ آیا شعر

بزم مین رونے لگے یارونکے سمجھانے سے	راز دل چھپ نہ سکا اشکونکے بہ آنے سے

اور دایہ کو یہ جواب دیا کہ ای دایہ مین تو نہ جاونگی مگر میرا تابوت ارتقر ملعون لیجائیگا یہ تم یاد رکھنا کبھی اسمین سرمو
فرق نہوگا مسرور فرمساق حبشی بچہ کی یہ طاقت ہی کہ خلد انہ سے پہلو گرم کرے خلد انہ کی کنیز اُس بدبخت
روسیاہ سے لوٹا چوکی پر نہ رکھوائیگی دایہ اس کلام سے خلد انہ کے بہت ناخوش ہوئی اب حال ابوالحسن جوہر کا
بیان ہوتا ہی جب شاہزادہ عالم پناہ نے امیرزادہ سیف الدین کو کوہ بوقلمون سے شہر عمرانیہ کو روانہ کیا

دوسرے روز ابو الحسن جوہر نے شہزادہ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی شہر عمرانیہ کو ایک نظر دیکھ آؤن شاہزادہ نے فرمایا اچھا معشوق کے دیکھنے کا اشتیاق دل مین پیدا ہوا بسم اللہ تشریف لے جائیے مگر اسکا لحاظ رہے کہ سامان عیاری مین جانا کوئی اہل شہر تمھارے حال سے واقف نہو ابو الحسن بولا حضور خاطر جمع فرمائین مین بعد دو روز کے پھر حاضر ہوتا ہون جب ابو الحسن شہر عمرانیہ مین پہونچا وہ روز یکشنبہ کا تھا اتفاقاً وہی روز خلد اللہ کے باغ مین آنے کا بھی تھا مگر چونکہ عمران شاہ نے ارتقر کو اُسی باغ مین اُتارا تھا اس وجہ سے ملکہ خلد اللہ نے آنا باغ کا ترک کر دیا تھا ابو الحسن اول شہر مین تبدیل وضع کر کے ہر کوچہ و بازار مین پھرا قضارا اہل شہر کی زبان سے یہ ماجرا بھی سُنا کہ نجاشی کی طرف سے اس مرتبہ ایک ایسا ایلچی ارتقر فیل گوش نام آیا ہے کہ وہ رستم و اسفندیار کو بھی اپنی بہادری و دلاوری کے آگے کچھ مال نہین سمجھتا اور باغ مین ملکہ خلد اللہ کے اُترا ہے جوہر کو اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے کمال رنج و ملال پیدا ہوا کہ مین اسقدر مسافت اُٹھا کر آیا اور دیدار یار سے محروم رہا شعر

رہے منتظر یار رستے	یہ دیدے نہ دیدے مین دیدار کے

پھر یہ خیال آیا کہ چلو ایک نظر باغ ہی کو دیکھ لین آخر الامر ابو الحسن شام کو ایک عالم وحشت مین شہر سے باہر آیا اور زیر دیوار باغ کے پہونچا اور نہایت اضطرار مین دل سے کہا تھا قفا نبک من ذکری حبیب و منزل جب جوہر نے اندر باغ کے نگاہ کی دیکھا شعر

ابر ست برجاے قمر زہر ست برجاے شکر	سنگ ست برجاے گہر خار ست برجاے ثمر

یعنی جہان ملکہ خلد اللہ ناز و ادا سے جلوس کرتی تھی وہان ارتقر فیل گوش اپنے رفقا کے ساتھ شراب خواری کر رہا ہے اور بجاے کنیزان عنبر مو حبشیان سیاہ رو بیٹھے ہین ابو الحسن نے باغ کو اس بلا کے داغ مین مبتلا دیکھا کہا افسوس ہزار افسوس یہ کیا ہوا اسی تردد مین طرف شہر کے آیا اور اس خیال مین تھا کہ ملکہ کے پاس کس طرح پہونچون کہ وہ اس آفت ناگہانی سے نہایت حیران و پریشان ہوگی اس حال مین اُسکے پاس جانا اور حال پرسی کرنا ضرور ہے ابو الحسن نصف شب کو با ساز و سامان سرہنگی و لباس شب روی زیر محل ملکہ آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک مرد پشتارہ پشت پر رکھے اس طرف آتا ہے اور دوسرا اُسکے پیچھے ہے جوہر پوشیدہ عقب مین اُنکے ہو لیا کہ حقیقت دریافت کرے کہ کیا بلا ہے اس اثنا مین اُن دونون کی خرابی آئی اور پشتارہ رکھدیا اب جوہر پوشیدہ کھڑا دیکھ رہا ہے اس عرصہ مین ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا جنس لایا ہے اُسنے کہا مین اسقدر مال لایا ہون کہ تیرے حوصلے سے زیادہ تجھے دون اور مین صرف کرون دوسرے نے کہا یہ تو بتا کہ کس طرح سے لایا ہے اُسنے کہا مین بذریعہ کمند کے محل ملکہ مین گیا تھا جب تک کہ خواصین سب غافل نہین ہوئین اُسوقت تک مین انتظار مین رہا بوقت خواب اُن کنیزون نے زیور اپنا اپنا اُتار کے رکھدیا مین نے بدل جمعی تمام وہ زیور اور صندوق

جس مین مروارید کی جھالر لگی تھی اور ایک صراحی طلائی وہان سے لایا ہون اب جسقدر تمکو مطلوب ہو سے لے لو اور زیادہ مجکو ایذا نہ دو کسواسطے کہ زندگی میری ہجر یار مین بدتر از مرگ ہی دوسرے نے اگر یہ سب تم مجھے دیدو تو مین تمھاری کتخدائی کا سامان درست کردون اُسنے کہا ای نا انصاف تو نے فقط دو ہزار مغربی طلائی مانگی تھین اور اب کل پر دانت لگاتا ہی مین ہرگز نہ دونگا کہ تو بڑا بے ایمان و بد قول ہی کہ مال کے واسطے ایمان چھوڑے دیتا ہی اب کسی اور مرد کو بلا لا کہ وہ اسمین سے موافق دو ہزار مغربی کے مال تجھکو نکال دے دوسرے نے کہا اگر غیر مرد آویگا تو میری اور تمھاری دونون کی رسوائی اور خرابی کا باعث ہوگا اتفاقاً ایک اُن دونون مین سے پیشاب کو گیا اُسوقت جوہر نے پس پشت سے ایک حلقہ کمند کا ایسا مارا کہ وہ زمین پر گرا جوہر نے بجلا لاکی تمام دوسرے کو بھی کمند مین باندھ لیا اور ایک جا دونون کو رکھدیا اور خنجر غلاف سے نکال کے چاہا کہ ایک کو قتل کرے اُسنے بآواز بلند فریاد کی کہ افسوس مین عشق مین ایک دختر ترسا کے دین اور ایمان سے بھی گیا اور جان سے بھی جاتا ہون ابو الحسن نے جو یہ سُنا کہا ای عزیز اگر راست راست تو حال بیان کریگا تو مین چھوڑ دونگا ورنہ قتل کرونگا اُس نے کہا ای جوان اگر تو مشتاق حال ہی تو فرصت دے تاکہ مین بیان کرون جوہر نے بند کمند سُست کر دیے اور آپ سینہ سے اُتر آیا جب ہوش و حواس اُسکے جمع ہوئے اُس نے کہا کہ میرا محمود خراسانی نام ہی اور عیار پیشہ ہون مین واسطے زیارت کعبہ کے گیا تھا جب حج سے فارغ ہوا اور اپنے وطن کو واپس آتا تھا اثنا ے راہ مین کشتی میری طوفانی ہوئی بعد چند روز کے جزیرۂ اندلس مین پہونچا اور وہان جاکر ریگستان مین پھنسا جب وہان سے نجات پائی شہر مین آیا وہان ایک روز بوقت دوپہر واسطے سیر باغ کے گیا حسب اتفاق اس مرد ترسا کی دختر بھی سیر باغ کو آئی تھی مین نے جو اُس حور لقا ماہ پارہ کو دیکھا بے اختیار ہو گیا جب ہوش و حواس درست ہوئے بحال خراب شہر مین آیا اثنا ے راہ مین ایک دوست سے ملاقات ہوئی اُسنے مجھے مضطرب دیکھ کے کہا آج کیا تیرا حال ہی مین نے سرگذشت بیان کی اُسنے کہا معشوقہ تیری بہمن ترسا کی بیٹی ہی اور وہ پاسبان شاہی کا سردار ہی لیکن طامع بہت ہی سوا اسکے تو مسلمان اور وہ ترسا ہی عقد کیونکر ہوگا مین نے کہا ای برادر (شعر)

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

اگر وہ مجھے اپنی بیٹی دیدے تو مین ابھی ترسا ہوتا ہون اُسکو میرے حال پر رحم آیا اور بہمن سے میری سفارش کی بہمن نے مجھے بُلایا کہ دیکھون وہ کیسا آدمی ہی اُسوقت وہ مجھے بہمن کے پاس لے گیا مین نے ملاقات کی بہمن نہایت بتواضع مجھسے پیش آیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا اور کہا فقط خالی دین کے عوض مین عقد نہوگا اگر تم مجھے دو ہزار مغربی طلائی بھی دو تو کیا مضائقہ ہی مین نے کہا کہ مین مرد مسافر ہون دو ہزار مغربی کہان سے لاؤن اگر

میرے ہمراہ تو شہر خراسان کو چل تو البتہ دونگا بہمن نے کہا مجھے ایسی غرض نہین ہی کہ مین تیرے ساتھ سرگردان رہون تو آپ جا اور لے آ ای جوان اس دل مضطر نے اتنا صبر گوارا نہ کیا کہ جو مین وہان جاتا اور زر مطلوبہ لاکر اپنی محبوبہ سے ملتا اُس روز سے بہمن مجھسے کمال بے مروتی سے پیش آتا تھا یہان تک کہ بات بھی نہین کرتا تھا اور مین ہر روز جاتا تھا اور منت وسماجت کرتا تھا القصہ ایک روز مین اپنے حال زار پر رو رہا تھا کہ ایک عورت ناآشنا آئی اور کہا ای محمود تو کیون روتا ہی مین بہمن کے گھر گئی تھی اُسکی بیٹی نے پوچھا کہ تو محمود سے واقف ہی مین نے کہا کہ نام سے نہین آگاہ مگر اتنا جانتی ہون کہ ایک شخص تیرے عشق مین خراب ہی بلکہ وہ ہر روز تیرے باپ کے پاس آتا ہی اور باپ تیرا دو ہزار مغربی طلائی مانگتا ہی اُس مہ جبین نے کہا اگر میرے پاس مغربی ہوتین تو مین دیدیتی جب یہ سُنا اور بھی آتش عشق کی شعلہ زن ہوئی آخر یہ سوچا کہ بدون زر دیے ہرگز بہمن سے کام دل نہ برآمد ہوگا اس فکر مین تھا کہ نظر میری دیوار محل شاہی پر گئی اور مین بذریعہ کمند کے مع بہمن اندر محل کے گیا اور یہ مال لایا اور اس خرابے مین رکھا تا کہ کوئی راز سے واقف نہو پس یہ حقیقت حال ہی جوہر نے کہا کہ واے ہو تجھپر کہ تو ایک عورت کے عشق مین دین سے دستبردار ہوا محمود نے کہا دین اسلام وہ دولت ہی کہ ہرگز جدا نہین ہوتی مین نے دفع الوقتی کی تھی مین تو اُس عورت کو بھی بعد عقد کے اپنے دین مین لاتا پھر جوہر نے پوچھا ای بہمن محمود کیا کہتا ہی بہمن بولا درست وراست کہا جو اسنے کہا ایک حرف غلط نہین ہی پھر جوہر نے پوچھا کہ اب تیرا کیا قصد ہی بہمن بولا کہ اگر تم امان دو تو مجھے منظور ہی بعدہ جوہر نے پوچھا کہ تمھارے شہر مین یہ لشکر کیسا ہی بہمن نے جوابدیا کہ ایک لشکر ارقم فیل گوش کے ہمراہ ملک حبش سے آیا ہی اور باغ ملکہ خلدانہ مین مقیم ہی اور دوسرے یہ بھی خبر ہی کہ ایک بادشاہ جہجاہ با فوج کثیر اس ملک مین تھوڑے عرصہ مین وارد ہوا چاہتا ہی بلکہ ایک سردار نامی وگرامی کو برسالت یہان بھیجا ہی لیکن وہ ابھی راہ مین ہی مگر اصل معرکہ کا حال معلوم نہین کہ کیا وجہ لشکر کشی کی ہی جوہر نے تمام حقیقت اپنے لشکر اور شاہزادہ کی بیان کی اور بہمن کو امیدوار عہدہ کوتوالی کا کیا بہمن فوراً مسلمان ہوا اور اپنے مکان پر آکر اپنی زوجہ سے یہ معرکہ بیان کیا زوجہ اُسکی کہ نہایت عقیلہ تھی اُسنے تصدیق صداقت بیانی اپنے شوہر کی کی لیکن کہا کہ وہ عہدہ کوتوالی کا تجھے کیونکر دیگا بہمن نے کہا بیان اُسکا یہ ہی کہ اگر بادشاہ تمھارا قتل ہوا تو ہم تمھین یہ عہدہ دینگے اور اگر بادشاہ نے تمھارے اطاعت ہمارے بادشاہ کی قبول کی تو ہم تمھاری سفارش کرکے بادشاہ سے عہدہ کوتوالی کا دلادینگے زوجہ نے کہا بیشک وہ راست گو ہی شب کو ابوالحسن دہین سو رہا اور صبح کو ایک رقعہ اپنے خادم گوہر کو لکھا کہ حامل رقعہ کی خاطر کرنا کہ یہ تازہ مسلمان ہی اور بہمن سے کہا کہ یہ رقعہ محنت کرکے میرے شاگرد کو پہونچاؤ وہ تمھین حسب لیاقت زر دیگا کہ تمکو سامان عروسی کی ضرورت ہوگی بہمن نے جو یہ سُنا تو منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا تھوڑی محنت مین اس مرد کا جھوٹ و سچ سب معلوم ہوجائیگا

آخر بہمن اُسی روز کوہ بوقلمون کو روانہ ہوا اور لشکر میں امیرزادہ سیف الدین کے پہونچا امیر کو خبر ہوئی بہمن کو روبرو بلایا اور حال پوچھا بہمن نے کہا مین گوہر کے پاس آیا ہون گوہر کے اُستاد نے بھیجا ہی امیر نے رقعہ لیلیا اور اُسکو پڑھا بعد پڑھنے کے دو ہزار مغربی دین اور کہا ای عزیز گوہر یہان نہین ہی تو دامنہ کوہ بوقلمون مین جا وہان گوہر ہی بہمن امیرزادہ کو دعائین دیتا ہوا طرف دامنہ کوہ بوقلمون کے روانہ ہوا ہنگام روانگی مین ایک لشکری سے پوچھا کہ جوہر کون شخص ہی اور کیا مرتبہ رکھتا ہی اسنے کہا کہ تو جوہر کے مرتبہ کو کیا پوچھتا ہی جوہر زبان ناطقہ بادشاہ کا ہی علاوہ اسکے اور کیا بیان کرون بہمن دو ہزار مغربی طلائی لیکر تیسیر ہو چکا تھا غم انہیں کو پھر آیا اور یہان جوہر اور محمود تمام دن بہمن کے مکان پر رہے اور محمود کو کہ عیار پیشہ مرد چالاک تھا اسوجہ سے جوہر نے اپنی رفاقت مین لیا اور اُسکو اپنے سے راضی کیا اور نشان محل ملکہ کا اُس سے بخوبی دریافت کیا بعدہ بذریعہ کمند کے محل ملکہ مین داخل ہوا اور سُنا کہ کوئی عورت یہ مناجات کر رہی تھی یا اکرم الاکرمین یا ارحم الراحمین و یا مجیب الدعوات المضطرین مین جس جوان کے سبب سے ضلالت کفر سے نکلی ہون اُسکی صورت مجھے ایکبار دکھلا دے کہ مجھے اُسکی یاد ایک دم نہین بھولتی یا بارالٰہی اگر دین محمدی برحق ہی تو مجھے صدقہ سے اپنی وحدانیت کے اُس روسیاہ کافر یعنے مسرور بن نجاشی کے عقد سے محفوظ رکھ چونکہ آواز ملکہ خلدانہ کی جوہر نے عرصہ دراز کے بعد سُنی تھی اس وجہ سے ابوالحسن نے آواز ملکہ خلدانہ کو عرصہ مین پہچانا اور جلدی سے پہونچکر خلدانہ کو سینہ سے لگایا اور عارض پر اوس کے دو چار بوسے لیے ادل ملکہ خلدانہ جھجک گئی بعدہ عاشق و معشوق بغلگیر ہوئے اور یہ اشعار پڑھے۔

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور	کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور	ای دل غمدیدہ حالت بہ شود دل بد مکن	وی سر شوریدہ باز آید بسامان غم مخور

بعد ازان ملکہ خلدانہ نے یہ شعر پڑھے۔

مرا اگر سوختی در نار ہجران	بسر وقتم رسیدی شکر یزدان	مرا آتش بجان کردی و رفتی	بچشم ناتوان افگندہ رفتی
درین گلشن کہ می‌بینی منم گل	خریدارم نباید غیر بلبل	وصالم را اثنا کرد زاغی	کزو دارم بدل پیوستہ داغی
بوصلم کی شود آن زاغ فیروز	کہ شب ہرگز نگردد جمع با روز	اگر یک ہفتہ دیگر دیر می‌شد	ترا در آمدن تاخیر می‌شد
ز دست غم ز بس آزردہ بودم	یقین میدان کز غم مردہ بودم	ہزاران شکر یزدان را کہ من	کہ چشمم از جمالت ساخت روشن
چو جوہر این سخن زان ماہ بشنید	ز شادی فرق بر گردون رسانید	بگفتش ای مہ برج تماشی	فدای یکپیت جان گرامی
مرا نگذاشت بی یاد تو روزی	چو شمع بود دایم از تو سوزی	تو شاہی ملک حسن و من غلامم	کہ با شمس من زیادہ آرمی نامم
رسول عشق آمد چون شنیدم	بہ باغ تو بچشم خویش دیدم	دران گلشن نشیمن کرد زاغی	روان کردہ بہر سوی کلاغی
مرا از رشک آتش در تن افروخت	ز غیرت پیکر من سر بسر سوخت	ولیکن این قدر دانم کہ یزدان	بفضل خویش بر من کرد آسان

کہ من چون توئی را مہربان ساختست	زہرت خاطرم را گلستان ساختست	بہ لطف قادر قیوم دانا	باقبال تو ہستم آن توانا
کہ چون از پا در آرم اژدہا را	گر و غیرت بود گل را و خر را	اگر سلطان حبش آید بجنگم	خلاصی نیست آنرا ہم ز چنگم
کہ چون نجاشی آید با سپاہش	نمایم در جہنم جایگاہش	تو زین رہ خاطر خود را جمعدار	ز غم ہرگز دل خود را میازار

پھر جوہر نے کہا ای جان جہان قسم ہی تیرے نقش پای کہ ایک لحظہ تجھے بے تمہارے قرار نہ تھا یعنی رات و دن تمہارے خیال مین از خود فراموش تھا اور یہ شعر ورد زبان تھا

بے تو غم تلخ و شادمانی ہم تلخ	مرگ ہم تلخ و زندگانی ہم تلخ

اور یہان آکے جوار القصر لعین و بیدین کو باغ دلدار مین دیکھا اور حبشیان روسیاہ و نابکاران کو تمہاری خواصون کی جا اُس باغ رشک فردوس مین پھرتے دیکھا اُسوقت کا حال تمہارے سامنے کیا بیان کرون کہ اُن زنگیون کے حرکات اور صورتین دیکھکر ایسا غصہ آیا کہ تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا مگر کیا کرتا کہ زمین سخت و آسمان دور تھا پیچ و تاب کھاتا اور خون جگر پیتا پھر اپنے دل مین یہ سوچا کہ اول تجسے ملاقات کرنا ضرور ہی ورنہ اژدہا سخرہ کیا چیز ہی اگر نجاشی مردود ازلی بھی ہوتا تو کیا تھا ایک دم واحد مین اسکا عدم وجود برابر ہو جاتا غرض کہ ابوالحسن نے پھر اپنی سرگذشت از اول تا آخر ملکہ سے مفصل بیان کی ملکہ خلد آشیانہ نے جو یہ حال جوہر کی زبان سے سُنا کہ امیرزادہ سیف الدین بہ عہدۂ رسالت یہان آیا چاہتا ہی اور شاہزادہ معز الدین نامدار بھی بہ جمعیت پچیس ہزار سوار جرار آتش بار کے دامنہ کوہ بوقلمون مین فروکش ہی ان اخبار فرحت آثار سے کمال خوش و مسرور ہوئی اور پھر دل مین کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا آخر اسی گفتگو مین دونون محب و محبوب طالب و مطلوب صبح تک گرم صحبت رہے چنانچہ اسی قصہ مین جوہر نے کیفیت اپنے آنے کی بھمن پاسبان کے مکان مین اور حال محمود خراسانی کے عشق و عاشقی کا اور چوری کرنا محل مین ملکہ کے روبرو بیان کیا ملکہ نے کہا ہان آج چار کنیزون نے اپنا زیور اور مسند زردوزی مغرق اور صراحی و پاندان وغیرہ مرصع کار خود بخود گم ہو جانا محل سے میرے روبرو بیان کیا تھا بلکہ بعض خواصان محل اس تہمت مین گرفتار بھی ہوئی ہین لیکن تمہاری زبان سے یہ حال عجیب و غریب سُنا واللہ عجب کام کیا اور مین نے بھی وہ مال اپنا محمود کو بخوشی دل بخشا کسواسطے کہ وہ تمہارے یہان آنے کا وسیلہ ہوا ہی تمکو بھی اُسکی رعایت و پرورش ضرور ہی بلکہ واجب اتنے مین صبح صادق ہوئی جوہر ملکہ سے رخصت ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ المستعان کل پھر اسی وقت خدمت مین حاضر ہونگا یہ کہکے جوہر جس راہ سے محل مین گیا تھا اُسی راہ سے چلا آیا اور پہر دن چڑھے تک آرام کیا پھر بیدار ہوا آنکھ کھلی حوائج ضروریہ سے فراغت کرکے بارادہ سیر باہر نکلا محمود نے کہا ای اُستاد تنہا تمہارا تشریف لیجانا بہتر و مناسب نہین ہی یہ فدوی بھی ہمراہ رکاب فیض مآب ضرور چلیگا جوہر نے کہا تمہاری کچھ ایسی ضرورت نہین ہی مین شام تک خود یہان آجاؤنگا محمود چپ ہو رہا

اب دو کلمہ حال بہمن ترسا کے سُنیے

کہ جب اُسنے شاہزادہ معز الدین کے لشکر مین جانا موقوف کیا اور دو ہزار مغربی طلائی امیرزادہ سیف الدین سے لیکر اپنے شہر کے سمت روانہ ہوا اثناے راہ مین اُسے یہ خیال آیا کہ مبادا کوئی ملازم عمران شاہ کا ملے اور اُسے اس زر نقد کا حال معلوم ہو جائے تو مین اُسوقت کیا تدبیر کرونگا پس یہ سوچ کے شارع عام کو چھوڑ کے کوہستان کی راہ لی قضاے کار و اتفاق روزگار اُس کوہ پر دس بارہ نفر حبشی خادمان اہل فقر واسطے سیر و تماشے کے آئے ہوئے تھے اور ایک سنگ کلان پر کہ وہ نہایت صاف تھا سایۂ درختان سبز مین بیٹھے ہوئے ہوا کھا رہے تھے اور باہم دورہ شراب انگوری کا چل رہا تھا کہ ناگاہ بہمن بیچارہ بھی قریب اُنھین زنگیان سیاہ رو کے آنکلا اور اُن حبشیون سے دوچار ہو گیا ناگاہ اُن حبشیون کے سردار نے ایک حبشی سے کہا کہ اس مرد مسافر کو ہمارے پاس بلا لا پس حسب الحکم ایک حبشی بہمن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارا سردار تجھے یاد کرتا ہی بہمن نے بخوف زر حبشی سے کہا کہ مین ملازم شاہ کا ہون اور میرے بادشاہ نے مجھے اسوقت ایک کار ضروری کیواسطے بھیجا تھا اب مین جواب لیے جاتا ہون مجھکو اسوقت معاف کیجیے کہ مجھے فرصت نہین ہی ورنہ مین حاضر تھا ضرور چلتا حبشی چونکہ نشہ شراب سے سرشار تھا بہمن کا عذر خیال مین نہ لایا اور کشان کشان بہمن کو لیچلا بہمن نے کہا میرا وہان جانے مین بڑا نقصان ہو جائیگا اور مطلب بھی فوت ہوگا حبشی نے جواب دیا کہ تم چل کے ہمارے افسر سے عذر کر لینا مین تجھے ہرگز نچھوڑونگا اور نہ کوئی عذر اور بہانہ سنونگا الغرض اس کشاکش مین وہ تھیلی زر کی بغل سے بہمن کے زمین پر گری حبشیون نے جو وہ تھیلی روپیہ کی دیکھی پس بہمن کو گرفتار کیا اور وہ تھیلی اُٹھالی بہمن بیچارہ اُسوقت اپنے حال زار و کجی چرخ بے مدار پر زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگا اور دیکھا کہ کوئی صورت ان زنگیون سے نجات کی معلوم نہین ہوتی آخر الامر اُن زنگیون سے کہا یارو مین چور نہین ہون یہ زر بیشک میرا مال ہی اگر تمکو باور نہو اور مجکو جھوٹا جانتے ہو تو میرے ساتھ کسی آدمی معتمد کو کردو کہ وہ میرے ساتھ شہر مین چلے مین اپنا جھوٹ اور سچ جو ہوگا تصدیق کر دونگا حبشیون نے جواب دیا کہ اس قدر زر کثیر تجھ فقیر کو کہان سے میسر آیا بلاشبہہ تو راہزن معلوم ہوتا ہی اور یہ مال بھی کسی مسافر بیچارہ کا ہی اور یقین ہی کہ سوا اسکے اور مال بھی تیرے پاس ضرور ہوگا اب جب تک وہ تمام مال ہمکو نہ دیگا تیری نجات غیر ممکن ہی بہمن نے اپنے دل مین کہا سبحان اللہ یہ عجیب عذاب سخت پیدا ہوا کہ کوئی صورت نجات بظاہر معلوم نہین ہوتی افسوس ہی کہ اس طمع مال مین جان مفت ضایع ہوئی غرض جب بہمن نے اُن حبشیان جانور طبع سے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکھی ناچار درگاہ پروردگار مین بصد عجز و انکسار باچشم و گریان یہ دعا کی کہ بار الٰہا بحق بندگان مقبول بارگاہ سید کونین حبیب رب المشرقین اس بلاے ناگہانی سے نجات دے ہنوز یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت ہو گیا یعنے ابوالحسن جو ہمزہ بھی سیر کرتا تماشا دیکھتا ہوا اُسی جا کہ جہان وہ حبشی

بیٹھے تھے آپہونچا حبشیون کے سردار نے جو ابو الحسن جوہر کو دیکھا اپنے رفقا کو حکم دیا کہ یہ مرد بھی ہمین اسی چور کا
شریک معلوم ہوتا ہی اسے قریب آنے دو اور اس مجرم کو درخت سے خوب مضبوط باندھ دو اس عرصہ مین ابو الحسن بھی
وہان آپہونچا اور دیکھا کہ ان ملعونون نے بہمن کو ایک درخت سے باندھا ہی اور ایذا رسانی کا قصد ہی جوہر کو اس
ظلم و جور اُن سیاہ کارون سے کمال غصہ آیا اتنے مین ایک حبشی نے جوہر سے پوچھا ای مرد تو کون ہی جوہر بولا مین
اسکا جواب پھر دونگا پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمنے اس مرد کو کس خطا پر باندھا ہی وہ حبشی بولے کہ یہ مرد بیچارہ نہین ہی یہ راہ زن
ہی ہم اس سے مال مسافرون کا دریافت کرتے ہین جوہر نے کہا بس بہتر یہ ہی کہ جلد اسے رہا کرو حبشیون نے کہا
معلوم ہوا کہ تو بھی اس چور راہ زن کا شریک ہی اگر یہ اس مال کا جو کہ اسکے پاس سے برآمد ہوا ہی ہمکو نشان دے
تو ہم ابھی اسکو چھوڑ دیتے ہین ابو الحسن نے کہا مین تمکو اسکے علاوہ اور مال جو جا بجا دفن ہی بتاتا ہون مگر یہ خوف ہی
کہ تم اس مال کو بھی لیلو اور اپنے اقرار پر قائم نرہو تو اُسوقت ہم تمھارا کیا کرینگے حبشیون نے قسم حضرت علیہ السلام کی قسم کھائی کہ
بعد پا جانے مال کے پھر ہمکو اس مرد سے کسی طرح کی غرض نہوگی ابو الحسن نے کہا خیر جو مال و زر ہمنے اپنی عمر مین پیدا کیا
ہی ہم کو اپنے بھائی کی جان سے عزیز نہین ہی اگر یہ زندہ رہیگا اور بہت مال پیدا ہو جائے گا اب تم کسی ملازم معتمد کو
ہمارے ساتھ کرو کہ وہ فلان درخت تک میرے ساتھ چلے اس سردار نے دو نفر مسلح جوہر کے ساتھ کیے جوہر اُنکو
ساتھ لیے ہوئے چلا اور راہ مین اُن دونون حبشیون سے پوچھا کہ تم محمدیون کے حق مین کیا کہتے ہو وہ یہ سُنکر
کلمات سخت کہنے لگے جوہر چپ ہو رہا اور چند قدم آگے بڑھا بعد اسکے اُنمین سے ایک کو اس چابکدستی سے قتل کیا
کہ دوسرے کو مطلق خبر نہولی جس وقت کہ وہ زمین پر گرا دوسرا حیران ہوا اور جھک کر دیکھنے لگا اس عرصہ مین جوہر
نے خنجر بران سے اُسکا کام بھی تمام کیا اور لاشین اُن دونون کی کنوین مین ڈال کر اوپر سے تھوڑی مٹی ڈالدی
اور اُن حبشیون کے پاس پھر آیا اور کہا واہ عجیب طرح کے تمنے معتمد رفیق ہمارے ساتھ کیے تھے جسقدر مال و اسباب
وہان دفن تھا سب لیکر وہ ایک طرف روانہ ہو گئے ہر چند مین نے شور و غل مچایا مگر اُنھون نے ایک نہ سُنا اور
سب کا سب روپیہ لیگئے سردار نے چار نفر واسطے بُلالانے اُن حبشیان اول کے بھیجے اب یہ چارون مثل جانور وحشی
کے موافق کہنے جوہر کے بے تحاشا دوڑے جوہر بھی پیچھے اُن حبشیون کے چلا اور اس دوڑ دھوپ مین دو کو اس
چالاکی سے تیر مارا کہ دونون کے پہلو توڑ کر باہر نکل آیا اور فوراً وہ زمین پر گر پڑے اور اُن دو نفر باقی ماندہ نے جو یہ کیفیت
دیکھی سمجھ گئے کہ اسی جوان قدر انداز نے ہمارے ساتھیون کو مارا ہی وہ دونون حبشی خنجر کھینچکر جوہر کے پیچھے دوڑے
جوہر نے اس اثنا مین ایک کو اُن دونون مین سے پھر قتل کیا ایک جو باقی رہا اُس نابکار کو ایک تیر مارا کہ دونون
شانے اُس حبشی کے چھد گئے لیکن یہ ملعون ایسا سخت جان تھا کہ گرتا پڑتا اپنے سردار کے پاس پہونچا اور فریاد
کرنے لگا اور کہا جلد اُٹھو کیا بیٹھے دیکھتے ہو اجل تم سب کی قریب آگئی بس یہ کہکے جہنم واصل ہوا اس عرصہ مین

جوہر بھی اُن ساتون نفر حبشیون کے پاس پہونچ گیا اور اُن ساتون نفر حبشیون نے بالاتفاق چار طرف سے جوہر کو گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے جوہر بھی مثل شیر غضبناک اُن حبشیون مین اسطرح در آیا کہ جیسے شیر گلۂ گوسفندون پر جاتا ہی اور حرب و ضرب مین گرم ہوا ٥

یکی را بخنجر یکی را بہ تیغ	ہمین کشت آن شیر دل بیدریغ

الغرض ایک آن واحد مین جوہر نے چھ نفر حبشیون کو قتل کیا فقط ایک زنگی وہ بھی زخمی نیمجان بھاگ گیا بعد اسکے ابوالحسن نے بہمن کو درخت سے کھولا بہمن بیچارہ قریب ہلاکت پہونچا تھا جس وقت بہمن نے نجات پائی اور ہوش و حواس جمع ہوئے جوہر کے ہاتھ آنکھون سے لگائے اور تصدق ہوا اور بصدق دل مسلمان بھی ہوا بعد اُسکے تمام حال گذشتہ مفصل جوہر سے بیان کیا جوہر سمجھ گیا کہ یہ دو ہزار اشرفی مغربی امیرزادہ سیف الدین نے بہمن کو دی ہونگی یہ بیچارہ لشکر تک نہین پہونچنے پایا راہ مین گرفتار کر لیا گیا جس وقت کہ جوہر نے بہمن کو اپنا دوست و مخلص و دیندار پایا تب اپنا تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک مع حال عاشقی اور شاہزادہ کی گمشدگی فرمائی کا بہمن سے بیان کیا بہمن نے کہا ای شہریار عالی وقار براے خدا قصور معاف فرمایئے مین حضور کے حال سے مطلق آگاہ نہ تھا بلکہ نہین معلوم کہ کیا کیا خیالات فاسدہ اور وسوسے باطلہ میرے دل مین گذرتے تھے شکر خدا کا کہ قسمت میری یاور اور طالع میرا قوی ہی جو مجکو تمھاری فیضان صحبت سے یہ دولت بیزوال ایمان کی حاصل ہوئی ابوالحسن جوہر بہمن کو ہمراہ لیکے شہر مین داخل ہوا یہان محمود خراسانی انتظار جوہر مین نہایت بیقرار تھا جسوقت جوہر مکان مین آیا محمود بولا ای اُستاد حضور کہان تشریف لے گئے تھے جوہر نے تمام سرگذشت اپنی محمود خراسانی سے بیان کی اس اثنا مین بہمن نے کہا ای محمود یہ اُستاد تمھارا ملک مغرب و شام کا بادشاہزادہ ہی پھر تو بہمن مع زوجہ اور فرزندون کے دائرۂ اسلام مین آیا اور عرض کی کہ اگر آپ حکم دین تو مین اپنی دختر رشک قمر کا نکاح محمود کے ساتھ کر دون ابوالحسن جوہر نے کہا مصرعہ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ محمود نے جب ابوالحسن کا ملکہ خلدانہ پر عاشق ہونے کا حال سُنا اُسوقت عرض کیا ای اُستاد جب تک تم اپنے مدعاے دلی اور مقصود اصلی پر کامیاب نہوگے مین ہرگز عقد نہ کرونگا حضور ہی غور فرمائین کہ یہ طریقۂ مروت سے نہایت بعید ہی جوہر نے کہا خیر جو تمھاری راے ہمکو تمھاری رضامندی سے غرض ہی جسوقت کہ شام ہوئی ابوالحسن کو خیال آیا کہ آج کی رات ملکہ باغ مین تشریف لائیگی چلکر اُسکو قفیل گوش سے کوئی ایسی حرکت خوش طبعی کی کیجیے کہ یہ بجا یاد تو کرے آخر جوہر نے محمود سے یہ حال بیان کیا محمود نے کہا یہ بات بھی مصلحت وقت ہی لیکن براے خدا مجھے بھی اپنے ساتھ ضرور لیے چلیے گا جوہر نے سامان عیاری درست کیا اور ایک پوشاک زنانی مع زیور جواہر نگار ہمراہ لی جس وقت پہر رات گذری جوہر محمود کو ساتھ لے کے مکان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین بہمن سے بھی ملاقات

ہوئی بہمن نے پوچھا ای اُستاد کہان کا ارادہ ہی اور ارتقش سے کیا حرکت خوش طبعی خیال مین آئی ہی جوہر
نے کہا مین بصورت نازنین نہایت شکیلہ وجمیلہ بنکے آتا ہون تمکو کچھ گانے بجانے مین بھی دخل ہی محمود نے کہا مین
خوب جانتا ہون بر وقت آپ ملاحظہ فرمالیجیے گا اب اسوقت بیان کرنا بیکار ہی جوہر نے کہا جس وقت کہ ہم
دروازۂ باغ پر پہونچین اور جو کوئی ہمکو پوچھے تو تم بیان کرنا کہ یہ نازنین وزیر اعظم خالد بن علقمہ کی معشوقہ ہی
او روزیر نے بخوف اپنی بی بی کے اسے فلان قصبہ مین پوشیدہ رکھا ہی اور مین اس رشک پری کا برادر حقیقی ہون
ای محمود آج مین نسخہ ہفت رنگ کا امتحان کرونگا جو کہ حکیم قسطاس الحکمت نے مجھے تعلیم کیا ہی اور وہ مجھے یاد بھی ہی
تم دیکھنا کہ اس ارتقش کا کیا حال بناتا ہون ایسا رُسوا کرون کہ تمام عمر یاد رہے بعد اسکے جوہر نے بفن عیاری
اسطرح اپنی صورت تبدیل کی کہ اگر مادر جوہر بھی دیکھتی تو نہ پہچانتی الغرض ابوالحسن جوہر اور محمود خراسانی
تھوڑی دیر مین باتین کرتے ہوئے دروازۂ باغ پر پہونچے دیکھا تو در باغ پر کچھ حبشی ملازم ارتقش فیل گوش کے
بیٹھے ہین اور آپس مین شراب چل رہی ہی جوہر بھی بناز معشوقانہ آہستہ آہستہ ایک انداز سے اُن حبشیون
کیطرف سے گذرا اُن حبشیون مین سے ایک حبشی نے دیکھا کہ ایک عورت حسین وخوش جمال حسن وانداز مین
بے مثال ایک مرد کے ساتھ چلی آتی ہی اُسنے اُسی حالت نشہ مین آواز دی کہ تم کون ہو اور اسوقت کہان سے
آتے ہو محمود اور ابوالحسن نے اُسکی بات کا جواب نہ دیا اُسنے پھر آواز دی اور کہا عجب طرح کے یہ مرد اور عورت
ہین کہ بات کا جواب نہین دیتے محمود نے کہا تجھے ہمارے حال دریافت کرنے سے کیا سروکار وہ حبشی یہ سُنکے
اُنکے پاس آیا محمود نے کہا خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تمہارے حق مین اچھا نہو گا حبشی محمود سے یہ کلام سُنکے
ٹھہر گیا اس اثنا مین وہ سردار حبشیون کا جوہر کے پاس آیا اور کہا اگر اصل کیفیت اپنی ہمسے بیان کرد و تو پھر
ہم تمہارے حال سے متعرض نہونگے محمود نے کہا او کیدی روسیاہ نہین جانتا کہ یہ نازنین ماہ جبین ایک نامی وکامی
طائفہ خالد بن علقمہ عمران شاہ بادشاہ کے وزیر اعظم کی معشوقۂ خاص ہی اور ہم اس حوروش کے برادر حقیقی ہین
حسب اتفاق ایک خدمتگار نہایت ممتاز ارتقش کا بھی اسوقت کسی کام کو وہان آیا اُسنے جو یہ حال سُنا فوراً جاکے
ارتقش کو اس حال سے اطلاع دی کہ اسوقت ایک معشوقہ آفتاب صورت نہایت حسین صاحب جمال وخوبصورت
دروازۂ باغ پر آئی ہی اُسکا بیان ہی کہ مین وزیر اعظم کی معشوقہ ہون اور ایک بھائی بھی اُسکا اُسکے ساتھ ہی نہین معلوم
کہ کہان کا قصد رکھتی ہی ای پہلوان مین نے اس حسن وجمال خورشید مثال کی کوئی عورت آج تک نہین دیکھی سبحان اللہ
اُسکی صورت ہی کہ قدرت خدا نظر آتی ہی موافق اس مصرعہ کے مصرعہ ایسے بھی بندے ہوتے ہین قدرت خدا کی ہی
کہ جسکے شعلۂ رخسار سے آنکھ خیرہ ہوئی جاتی ہی ارتقش نے اس خدمتگار سے کہا جس طرح سے ہو تو اُس معشوقہ کو
ہمارے پاس بلا لا مین تجکو اس خدمت کا حد سے زیادہ انعام دونگا خدمتگار بولا بہت خوب مین جاتا ہون

ادھر محمود کے بیان سے کہ یہ وزیر اعظم کی معشوقہ ہے وہ حبشی جتنے تھے چپ ہو رہے اور محمود خراسانی جوہر کو
لیے ہوئے آگے بڑھا اس عرصہ میں وہ خدمتگار ارتقر باہر باغ کے جو آیا اور حبشیوں سے پوچھا کہ وہ نازنین
کہاں گئی کہتر حبشیوں نے کہا وہ سامنے جاتی ہے خدمتگار بے تحاشا دوڑا اور آواز دی کہ ای جانے والو
ٹھہر جاؤ کہ ہمیں تمسے کچھ ضروری کہنا ہے محمود وغیرہ یہ سنکے ٹھہر گئے خدمتگار جوہر کے پاس گیا اور کہا ای شخص
ارتقر فیل گوش کو بھی تم جانتے ہو جو کہ بادشاہ حبش کی طرف سے بعہدۂ رسالت آیا ہے محمود بولا نام اسکا
ہمنے بھی سنا ہے پھر خدمتگار نے کہا ارتقر فیل گوش نے تمھیں سلام کہا ہے اور منت کہا ہے کہ واسطے ایک
لحظہ کے ہمکو بھی اپنے جمال بے مثال کی زیارت سے کامیاب کرو کہ تمھارے نور قدم سے ہماری محفل تاریک
روشن ہو جائیگی اور ہم تمھاری اس کرم بخشی و مہربانی کا شکریہ ادا کرینگے اور ممنون ہونگے دوسرے اس
امر سے بھی آپ خاطر جمع رکھیں کہ وزیر اعظم کو بھی تمھارے اس حال سے اطلاع نہو گی محمود نے کہا معاذ اللہ
اگر خدانخواستہ کسی دشمن نے وزیر اعظم سے خبر کر دی تو پھر ہمیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا خدمتگار نے
کہا تم خوف نہ کرو میں تمھیں بہت جلد ایک دو لحظہ میں رخصت کرا دونگا محمود نے اس نازنین نقلی سے کہا ای
جواہر نقش طراز ہرچند کہ تمھیں تکلیف ہو گی اور خوف جان بھی ہے لیکن اب یہ کہتے ہیں اور ایسا کہیں منت کرتا
ہے دو لحظہ کے واسطے ارتقر کے پاس ضرور چلنا مناسب ہے یقین ہے انعام و اکرام اسقدر دیگا کہ تمھیں اور ہمیں اُٹھائے نہ اُٹھیگا
جوہر نے کہا ای برادر تم وزیر اعظم کے مزاج سے بخوبی واقف ہو آیندہ تمکو اختیار ہے لیکن اس مصرعہ کے مطابق تو
مصرعہ بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند بلکہ ہم سب کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے محمود نے کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
ہرچہ بادا باد ایک دو لحظہ کی بات ہے کچھ خوف نہیں چلو ارتقر بھی کیا یاد کریگا کہ عمر بھر میں بھی ایک نازنین
اس حسن و جمال اور قدر و منزلت کی ہے بعد اسکے محمود نے خدمتگار سے کہا کہ ہم ایک شرط سے تمھارے ساتھ
چلتے ہیں کہ مجھکو دو لحظہ سے زیادہ وہاں توقف نکرنا پڑے کہ ہمنے محض تمھارے پاس و خاطر سے یہ امر
قبول کیا ہے ورنہ ہمکو کچھ غرض نہیں ہے ہم مال و زر کی پرواہ نہیں رکھتے خدمتگار بولا تم خاطر جمع رکھو میں تم کو
تمھارے حوصلہ سے زیادہ انعام دلواؤنگا اور بہت جلد رخصت بھی کرا دونگا محمود نے کہا کیا بکتا ہے انعام کیسا
یہ نازنین ایسی عالی منزلت ہے کہ تم ایسے نوکروں کو خود صدہا روپیہ انعام دے ڈالتی ہے انھیں کسی اور کی بخشش
کی کیا ضرورت ہے بعد اسکے ابوالحسن اور محمود ہمراہ خدمتگار کے باغ میں آئے خدمتگار نے ارتقر کے
کان میں کہا کہ غلام بہزار منت و خوشامد اُس پری پیکر زہرہ جبین کو لایا ہے ارتقر نے پچاس اشرفی طلا کی
خدمتگار کو انعام دیں اور خود مشک کُندہ آبنوس مسند زرنگار پر بیٹھا ابوالحسن بھی اس نادر انداز معشوقانہ
سے محفل میں آیا کہ اہل محفل کے ہوش جاتے رہے اور جسوقت کہ ابوالحسن نے پردۂ نقاب کو چہرہ سے دور کیا

یہ معلوم ہوا کہ ابر سے ماہتاب نکل آیا وہ تمام محفل کہ مثل شب تاریک کے تھی نور جمال سے اُسکے روشن و منور ہوگئی
ارتقش بھی دیکھکے دنگ ہوگیا اور مصاحبین سے کہا قسم ہی سم خر عیسیٰ کی مینے آج تک اس حسن و جمال بیمثال
کی کوئی صورت نہین دیکھی واقعی یہ نازنین ماہ جبین حضرت مریم علیہا السلام کی نظر کردہ ہی ابو الحسن نے چند اشعار
زبان حبشی مین اس لہجہ سے پڑھے کہ تمام حبشی ایسے محو ہوئے کہ جھومنے لگے اور ہر ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی
اس اثنا مین ابو الحسن نے محمود کے کان مین کچھ آہستہ سے کہا محمود بے اختیار ہنس پڑا ارتقش نے محمود سے
پوچھا ای شخص نقش طراز نے تمھارے کان مین کیا کہا جو تمکو ہنسی آگئی محمود نے کہا تمھارے حسن اخلاق کی تعریف
کی بعد ایک لمحہ کے جوہر نے پھر محمود کے کان مین کچھ کہا اب محمود نے اول ارتقش کو دیکھا اور پھر سر ہلایا اسیطرح
جب تیسری بار ابو الحسن نے محمود سے سرگوشی کی ارتقش کو گمان ہوا کہ شاید یہ نازنین میری صورت سیاہ دیکھکر
ہنستی ہی آخر محمود سے کہا تمھین قسم ہی اسی نازنین کے سر اقدس کی سچ بتاؤ کہ نقش طراز نے پہلے تمسے کیا کہا جو تم
ہنسے اور پھر دوبارہ کیا کہا جو تمنے سر ہلایا اور پھر سہ بارہ کیا کہا جو تم خفا ہوئے محمود نے کہا ای پہلوان نقش طراز کا
وزیر اعظم سے پہلے ایک آشنا حبشی بعینہ تمھاری صورت کا تھا اور وہ نقش طراز کو اسقدر پیار کرتا تھا کہ بغیر دیکھے
اسکے اُسکو ایکدم قرار و آرام نہ تھا اور نقش طراز کا یہ حال تھا کہ اُسکی صورت سے نفرت تھی بناچاری فہمایش اور
جبر سے ایک لحظہ کو اُسکے پاس جاتی تھی وہ بھی بکراہت دور بیٹھتی تھی اور کہتی تھی کہ اس روسیاہ کے دیکھنے سے
میری جان نکلی جاتی ہی جس قدر کہ مین اُسکی صحبت مین رہتی ہون مجھے وہ صحبت عذاب قبر سے بدتر معلوم ہوتی ہی
اور وہ حبشی ہزار ہا تدبیرین کرتا تھا کہ کسی طرح یہ مجھسے مانوس ہو لیکن ممکن نہ تھا آخر ایک حکیم نے ایک روغن
اُس حبشی کے چہرے پر مل دیا کہ فوراً وہ چہرہ کی سیاہی کافور ہوگئی اور اسقدر سرخ و سفید صاف و براق چہرے کا
رنگ ہوگیا کہ گویا خلقی رنگ تھا پھر جو نقش طراز نے اُسکی صورت دیکھی نفرت کیسی ایسی شیفتہ و فریفتہ ہوگئی کہ تمام
جہان سے ایک قلم ملاقات ترک کردی اور ہر وقت اُسی کی صورت دیکھا کرتی تھی دین و دنیا کا ہوش نہ رہا لیکن اُس
کمبخت کی عمر نے وفا نہ کی چند ہی روز مین جوانا مرگ ہوگیا نقش طراز اُسکے غم و رنج مین مبتلا ہوئی قصہ مختصر ایک
سال کامل اُسکے رنج و غم مین ایسی مبتلا رہی کہ دین و دنیا کا ہوش نہ رہا آخر حسب اتفاق ایک روز جو سواری
وزیر اعظم کی اُنکے مکان کی طرف سے نکلی وزیر اعظم نقش طراز کو دیکھ کے عاشق زار ہوگیا گھر تک جانا دشوار ہوا
راہ سے دو آدمی بھیجے اور نوکری کا پیام ہوا نقش طراز نے جواب صاف دیدیا اور کہا کہ ہم کسی رئیس و امیر کے
لایق صحبت نہین رہے جب سبنے بہت سمجھایا اور لعنت و ملامت کی اور کہا کب تک یہ غم رہیگا آخر ناچار ہوکر وزیر اعظم
کی نوکری اس شرط سے منظور کی کہ جس وقت میرا دل چاہیگا مین تمھارے پاس آؤنگی مین حکومت کی نوکری
نہین کرنے کی وزیر اعظم چونکہ از حد فریفتہ تھا اُس بیچارہ نے قبول کیا لیکن ناچ و مجرا ترک نہین کیا تھا چنانچہ

نقش طراز کے ایک دوست ہین اور آج اُنکے یہان تقریب شادی تھی اُسنے صبح کو ایک آدمی کے ہاتھ رقعہ شادی
بلانے کو بھیجا نقش طراز نے عذر کیا اور کہا اسوقت مین نہین آسکتی آخر آج رات کو نقش طراز نے مجھسے کہا بھائی
اسوقت ہم شادی مین چلین گے تم بھی چلو ورنہ وہ دوست آزردہ خاطر ہوگا مین نے کہا یہ کون وقت جانے کا ہی
صبح کو تشریف لیجائیے گا اُس نازنین تلون طبع نازک مزاج نے میرا کہنا نہ سُنا اور پیادہ پا روانہ ہوئی سواری کا بھی
انتظار نہ کیا آخر ناچار مجھکو بھی چلنا پڑا اتفاقاً راہ بھول گئی ادھر آنکلی یہان تمھارے ملازم نے ہماری اسقدر
منت وسماجت کی کہ ہمکو بجز اسکے کہ تمھارے پاس آئین چارہ نہوا یہان آکر جو تمھاری صورت نقش طراز نے
دیکھی اپنے یار مرحوم کی صورت یاد آئی پہلے میرے کان مین کہا اے بھائی یہ پہلوان ارتقر اُسکی شکل سے کسقدر
مشابہ ہی پس مین یہ سُنکے ہنسا اور کہا تم سچ کہتی ہو پھر اُنھون نے کہا اگر ارتقر تھوڑا روغن چہرہ پر ملے تو بعینہٖ اُسی
حبشی مرحوم کی صورت ہو جائے مین نے سر ہلایا اور تیسری بار یہ کہا کہ اتفاق سے اسوقت وہ روغن میرے پاس
موجود ہی مین تھوڑا پہلوان کو دیدون اور باقی عمر اسی کی صحبت مین بسر کرون مین یہ سُنکے ترش ہوا اور کہا او بیوقوف
اس حرکت نالائق سے تمھاری مان کا کیا حال ہوگا کیون اُس ضعیفہ بیچاری کو زندہ درگور کروگی ارتقر چونکہ
بیوقوف تھا عقل سے مطلق بہرہ نہ رکھتا تھا اس نقل بے اصل کو سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا تھوڑا سا وہ روغن
مجھے دو مین بھی اُسکو دیکھون کہ کس طرح کی وہ شی ہی ابوالحسن نے وہ روغن تھیلی سے نکال تھوڑا پشت دست
ارتقر پر چوپڑ دیا ایک لحظہ مین پشت دست کی سیاہی جاتی رہی اور ایک گندم گون رنگ ہوگیا اور نہایت شفافی
اور براقی پیدا ہوگئی ارتقر کو اس ترکیب عجائب وغرائب سے کمال حیرت ہوئی اور کہا اے نقش طراز مین نے
اپنی عمر مین ایسا سریع التاثیر روغن نہین دیکھا بلکہ سُنا بھی نہین اگر نجاشی بادشاہ حبش کو یہ نسخہ روغن دستیاب
ہو تو یقین ہی کہ تمام مملکت اپنی اسکی قیمت مین بخش دے نقش طراز نے کہا اے پہلوان نسخہ روغن تو ہمارے پاس
نہین ہی لیکن روغن البتہ میرے پاس موجود ہی ارتقر نے پوچھا وہ روغن اسوقت تمھارے پاس موجود ہی نقش طراز
نے کہا ہان ہمارے پاس روغن تو موجود ہی لیکن ہم جہان شادی مین جاتے ہین اُنکی ایک دختر نہایت سیہ فام
ہی اُس سے وعدہ تھا سو اُنکے واسطے لیے جاتی ہون کہ بدون اس روغن کے اُسکا شوہر اُسکو تکلیفین پہونچاتا ہی
یعنی اُس دختر کے شوہر کا رنگ سفید ہی اپنی جورو سیاہ فام کو ہر ایک طرح کی ایذائین دیتا ہی اور کبھی آئینہ مین
اپنی صورت سے اپنی زوجہ کی صورت ملاتا ہی اور کہتا ہی مجھکو تیری صورت سیاہ ہرگز پسند نہین کبھی رغبت نہ ہوگی
وہ بیچاری اس طعن وتشنیع کا کچھ جواب نہین دیتی اور پہرون رویا کرتی تھی حسب اتفاق ایک روز مین بھی اُسکے
گھر گئی اور اُس مظلومہ کا حال سُنا اور سبب آزردگی شوہر کا پوچھا اُسنے ساری کیفیت شوہر کی مجھسے بیان کی
یہ سُنکے مجھکو اُسکے حال پر نہایت افسوس ہوا اور مین نے وعدہ کیا کہ ابکی جو مین تمھارے گھر آؤنگی تو ایک شی ایسی

نادر الوجود تجھے دونگی کہ شوہر سے زیادہ تمھارا رنگ چہرے کا سفید و براق ہو جائیگا پس یہ وعدہ کرکے رخصت ہوئی
چلی آئی ہرچند کہ میرا قصد آج بھی وہان جانے کا نہ تھا لیکن شام کو مجھے اپنے وعدہ کا خیال آیا آخر یہ روغن لیکے
اب مین وہان جاتی تھی کہ اثنائے راہ سے تمھارا خدمتگار ہمکو یہان لے آیا ارتقر نے کہا ای نقش طراز ہمکو
معلوم ہوتا ہی کہ اس روغن کا خمیر شاید تمازت آفتاب سے ترتیب دیا ہی نقش طراز نے کہا اسوقت مین
چاہتی ہون جس ترکیب سے مین نے اس روغن کا امتحان کیا ہی اسی ترکیب سے تمھارے چہرے پر بھی
تھوڑا سا روغن ملون ارتقر کہ نشۂ شراب مین سرشار تھا کہا بسم اللہ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو اجازت کی
کیا حاجت ہی چہرہ پری نے فورًا تھیلی سے وہ روغن ہفت رنگ نکال ارتقر کو ایک مکان خلوت مین لیجا کر
جس طرح کہ منظور تھا روغن ارتقر کے چہرہ پر خوب ملدیا اور اسی مالش روغن مین داروے بیہوشی بھی دیدی
کہ وہ بیہوش ہوگیا جس وقت کہ ارتقر بیہوش مطلق ہوگیا چہرہ پری محفل مین آیا اور اہل محفل کے سامنے ایسی
فسانہ سرائی کی کہ وہ سب نہایت خوش ہوئے اور خدمت ساقی گری بھی ابوالحسن کو دی ابوالحسن نے بوقت
مینوشی داروے بیہوشی سے تمام محفل کو بیہوش مطلق کردیا بعد اسکے جس قدر جواہر اور زر سرخ و سفید ابوالحسن
اور اٹھسکا وہ سب لیا گیا پشتارہ باندھکر باغ کے باہر ہوئے اور اتفاق سے جس روز یہ روغن قاز ارتقر کے ملا گیا
اُسکے صبح کو امیر زادہ سیف الدین کی ملاقات عمران شاہ سے قرار پائی تھی

اب حال امیر زادہ سیف الدین کا معرض بیان مین آتا ہی

کہ جب وہ دلاور دس فرسخ شہر عمرانیہ سے قریب پہونچا ملک عمران شاہ کو اطلاع ہوئی کہ شاہزادہ ملک
مغرب بادشاہ یعنی سلطان معز الدین بن اسمعیل با لشکر جرار اس سرحد مین وارد ہوا ہی اور کوہ بوقلمون
پر خیمہ زن ہوا اور امیر زادہ سیف الدین نامے بعہدہ رسالت تمھارے پاس ایک سردار کو بھیجا ہی ملک
عمران شاہ اس خبر وحشت اثر سے ہوش و حواس باختہ ہوگیا آخر وزیر اعظم اپنے خالد بن علقمہ سے کہا
تجھے بھی کچھ خبر ہی کہ یہ شاہزادہ کس قصد سے ہمارے ملک مین وارد ہوا خالد نے کہا ای بادشاہ قریب
دو ماہ کے ہوا کہ ایک قاصد محکمات عالیات سے آیا تھا اُسکی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ فوج ظفر موج شاہزادہ
عالیجاہ نے محکمات عالیات کو فتح کیا اور شرفیل بن سمعیل اور لقمان بن افغان بادشاہان بہودہ
نفار کو شکست فاش دی بلکہ لقمان کو شاہزادہ نے قتل کیا اور شرفیل رزمگاہ سے نہین معلوم کس طرف
نکل گیا ہرچند کہ ملیشم بن اخرجہ اور الولج بن التوم اُن بادشاہون کے سپہ سالار تھے لیکن غازیان اسلام سے
مقابلہ نہ کرسکے اب مناسب وصلاح وقت یہ ہی کہ ایلچی شاہزادہ عالی منزلت کو بعزت تمام شہر مین طلب کرو

اور تجویز تمام دعوت کرو ملک عمران شاہ اس بیان سے وزیر اعظم کے نہایت ہراسان و پریشان ہوا اور
کہا اے دستور اعظم اُسکے استقبال کو کیسے بھیجوں خالد نے کہا فقط میرے سوا اور کوئی ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ
جو اس خدمت کو اچھی طرح سرانجام کر سکے ملک عمران شاہ نے کہا خیر اب تجھے اختیار ہے جو امر کہ مصلحت وقت دیکھنا
وہ عمل میں لانا کہ اُدھر سے امیر زادہ سیف الدین بھی بعد طے مراحل و قطع منازل شہر عمرانیہ سے پانچ فرسخ
قریب خیمہ زن ہوا اُسی روز خالد بن علقمہ وزیر امیر زادہ سیف الدین کے استقبال کے واسطے آیا اور
امیر زادہ کو شہر میں نہایت احترام سے لیگیا یہاں محمود خراسانی اور ابوالحسن تھے پھر بھی آخر شب باغ سے
باہر آئے اور بہمن کے مکان میں گئے اور ابوالحسن اُسی لباس زنانے اور تبدیل صورت و وضع سے ملکہ کے محل میں پہونچا حسب اتفاق
ملکہ خالدہ بانو اُسوقت چوکی پر واسطے رفع ضرورت کے گئی تھی اور کچھ عرصہ ہوا ابوالحسن بے تکلف ملکہ کے
پلنگ پر سو رہا جب ملکہ خوابگاہ میں آئی دیکھا کہ کوئی شخص غیر میرے پلنگ پر سوتا ہے وہ سمجھی شاید ابوالحسن
تشریف لائے ہونگے اور پلنگ پر سو رہے ہونگے جس وقت ملکہ نے چہرے کے اوپر سے چادر کو اُٹھایا شمع کی روشنی
میں بجائے ابوالحسن ایک عورت نہایت حسین و خوبصورت نازنین زہرہ جبین کو پلنگ پر سوتے پایا ہر چند کہ
ملکہ خود بھی ماشاءاللہ صاحب حسن و جمال نہایت شکیلہ تھی لیکن اس نازنین کو دیکھ کے ہوش جاتے رہے اور اُس
صورت زیبا پر بدل و جان عاشق و فریفتہ ہو گئی اور دل میں یہ خیال کیا کہ شاید ابوالحسن اس نازنین مہ جبین کو
اس نظر سے میرے مکان میں لے آیا ہے کہ اسے دیکھو اور اپنے حسن و جمال پر غرور نہ کرو اگر میں چاہوں تو تجھ سے
بہتر اور خوبصورت نازنین صاحب حسن و جمال لاسکتا ہوں ای خداوند جب یہ ابوالحسن کو خیال ہوا تو انجام
اسکا بجز جدائی کے نظر نہیں آتا ہر چند کہ ابوالحسن سلطان اسمٰعیل کا تعلیم یافتہ ہے لیکن تلون طبعی و نازک خیالی
کا کیا علاج ہو سکتا ہے ابھی مجھ سے عقد نہیں ہوا اور نہ نوبت وصال آئی اور اُسنے دوسرے سے دل لگی شروع
کر دی یقین تو یہی ہے کہ جس طرح مجھکو ایک مرتبہ غار میں لیگیا تھا اُسی طرح اس بیچاری کو بھی یہاں ضرور
لایا ہوگا اس عرصہ میں دایہ ملکہ کی آئی اور اُسنے جو ملکہ کو متحیر و متعجب دیکھا کہا قربانت شوم میں تمکو اسوقت
تشویش میں پاتی ہوں مزاج عالی کیسا ہے ملکہ نے کہا کیا بیان کروں میری تشویش کی یہ وجہ ہے پھر ساری
حقیقت حال دایہ سے بیان کی دایہ نے کہا اسی خود پسندی کا یہی نتیجہ ہوگا جو کہ پیش آیا بقول اس مصرعہ کے
مصرعہ گندم از گندم بروید جو ز جو حاصل شود۔ ملکہ نے کہا اے دایہ گمان تمہارا غلط ہے بلکہ ایسا جاننا چاہیے کہ
جو اُسنے مجھے نہایت معتمد سمجھا جو اس عورت کو براہ بے تکلفی میرے مکان میں لے آیا ورنہ کوئی ادنیٰ آدمی بھی
ایسی حرکت خلاف وضع نہیں کر سکتا پس جس حالت میں کہ وہ مجھے اپنا دوست صادق سمجھے پھر میں ایک
عورت ادنیٰ کیواسطے اس سے کبیدہ خاطر ہوں علاوہ اسکے میں اُسکی وجہ سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئی

ورنہ ہمیشہ جہنم مین جلتی یہ اُسکا احسان کیا کم ہی مگر معلوم نہین کہ وہ ظالم اس بیچاری کو بستر پلنگ پر ڈال کر
کہان غائب ہوگیا دایہ بولی شاید پاپخانہ مین گیا ہوگا ادھر ابو الحسن ملکہ اور دایہ کی گفتگو سن رہا تھا اور
دل مین ملکہ کے فہم و ادراک پر آفرین کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا بعد اسکے ملکہ خلد انہ کو سینہ سے لگا لیا خلد انہ
اس حرکت سے یہ سمجھی کہ شاید ابو الحسن نے اس عورت کو یہ سبق پڑھا دیا ہی کہ جو یہ اس طرح مجھ سے پیش آئی
مگر ملکہ خلد انہ نے بھی براہ انسانیت اتنا کیا کہ اپنا ہاتھ جوہر کی پشت پر رکھا اور کہا ای خواہر بیت

	بندۂ بارگاہ سلطانیم	من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم	

بس اب جوہر سے ضبط نہو سکا اور بے اختیار ہنس پڑا ملکہ خلد انہ جوہر کی آواز پہچان کے زیادہ متحیر ہوئی
اور کہا ای طاؤس بوقلمون ہر بصفت اس حرکت سے کیا مقصود تھا کہ ہمکو ناحق خیالات فاسد مین مبتلا کیا
اب سچ سچ کہو کہ اس بہروپیہ پن سے تمکو کیا حاصل تھا ابو الحسن نے ملکہ خلد انہ کے لب نازک کے بوسے لیے
اور کہا ای گوہر بحر حسن خوبی مجھے منظور تھا کہ تمھاری مردستا و ہمت کو دیکھون الحمد للہ کہ مین نے اپنے خیال
سے تمکو بدرجہ زیادہ اور صاحب فہم پایا دراہ کیا کہنا ہر مستقل مزاج اتنا تو ہو جس وقت کہ صحبت گرم ہوئی
ابو الحسن نے ارتقم کا حال ملکہ خلد انہ سے بیان کیا ملکہ خلد انہ اس واقعہ کو سنکر نہایت ہنسی اور پوچھا
کہ اس روغن ہفت رنگ کی کیا خاصیت ہی ابو الحسن نے کہا اس روغن کا نسخہ مجھ سا سب حکیم فیثاغورس الحکمت
نے عنایت فرمایا تھا کہ جس کو زبان عربی مین دہن الالوان کہتے ہین یہ نسخہ بزور عمل و افسون ساعت
کواکب مین تیار ہوتا ہی پھر سواے اس کام کے جس عورت یا مرد سے خوش طبعی منظور ہو فوراً ظاہر ہوتا ہی
دوسرے اور ایک لطف یہ ہی کہ بوقت مالش روغن کے جس رنگ کو چاہے وہی رنگ ہو جاتا ہی یعنی
فلان رنگ کا چہرہ ہو جائے و یا جس رنگ کا خط پیشانی پہ کھینچے وہ گویا نوشتۂ تقدیر ہو جائیگا اسواسطے
جس کواکب کی ساعت مین روغن ملا یا جائیگا اُسی کواکب کا رنگ ضرور پیدا ہوگا خلد انہ نے کہا کواکب کا
رنگ کیونکر معلوم ہوتا ہی جوہر نے یہ رباعی پڑھ کے سنا دی رباعی

زحل سیاہ بود و صندلی بود ترسیا	برنگ لعل بود گونہ سرخ رنگ بہرام	چو آفتاب بود زرد زہرہ ست سفید	کبود رنگ عطارد قمر زمرد فام

خلد انہ نے کہا خیر اب یہ بتاؤ کہ تمنے ارتقم کو کیونکر آراستہ کیا ابو الحسن نے کہا مین نے اُسکی پیشانی کا رنگ
سپید کیا ہی اور اُسمین اس مصرعہ کو جلی سیاہی سے لکھدیا مصرعہ ارتقم مسخرہ کیست با ین رسوائی ہا اور رنگ
داہنے رخسارے کا زرد ہی اور بائین رخسارے کا کبود اور زنخ تمام سبز ہی داڑھی آدھی زرد آدھی سرخ
اور سوا اسکے داہنے رخسارے پر تصویر زن حبشیہ رقص کنان بنائی ہی اور بائین رخسارے پر ایک جوڑا
کتے کا بنایا ہی خلد انہ نے کہا اگر وہ صبح کو آئینہ مین اپنی صورت دیکھ لیگا تو دربار مین بادشاہ کے کیونکر آئیگا

اور جب تک وہ یعنی ارتقر اُس ہیئت سے دربار مین نہ آئیگا تو تمھاری ساری کارستانی برباد ہو جائیگی
جوہر نے کہا یہ ممکن نہین کہ وہ نہ آوے اسواسطے کہ جب صبح کو وہ صورت اپنی آئینہ مین دیکھیگا تو ایسی خوشرنگ
اور براق صورت معلوم ہوگی کہ ہوش بجا نہ رہینگے اور حد سے زیادہ خوش ہوگا لیکن جس وقت کہ دربار مین
امیرزادہ سیف الدین سے ملاقات ہوگی اور امیر اُسکا خط پیشانی کا دیکھین گے اُسوقت البتہ نوشتۂ تقدیر
اُسکا ظاہر ہوگا خلد اللہ نے کہا یقین تو ہی کہ ارتقر کو نہایت ذلت و شرمندگی حاصل ہو اور عجب نہین کہ وہ
اپنے کو ہلاک کر ڈالے کہ مقتضاے غیرت یہی ہی ابوالحسن نے کہا اے راحت و آرام جان عجیب تکلف کی یہ بات
ہی کہ جب نوشتۂ پیشانی ارتقر ظاہر ہوگا اور مصاحب بھی اُسکے اُس تحریر کو دیکھینگے سب پر ایک حالت وجد کی
طاری ہوگی اور اُسی حالت وجد مین باواز بلند اُسی مصرعہ کو جو اُسکی پیشانی پر ہی باواز بلند پڑھینگے اور بار بار
وہی مصرعہ پڑھے جاینگے خلد اللہ نے کہا اس مدہوشی کی کیا وجہ ہی ابوالحسن نے کہا یہ اثر اُن چند شعرون کا ہی
کہ جو مین نے زبان حبشی مین زہرہ کی ساعت مین ارتقر کے مصاحبون کو سنائے ہین ملکہ نے کہا واقعی یہ روغن
عجیب و غریب خواص رکھتا ہی غرض صبح کو ابوالحسن ملکہ کے پاس سے بہمن کے مکان مین آیا وہ صحبت برخاست
ہوئی اور جوہر نے بعد اداے نماز صبح اُس روغن کو دھویا اور پوشاک تبدیل کرکے بہمن و محمود خراسانی کو
ساتھ لیکے دیوان شاہی مین گیا تاکہ امیرزادہ سیف الدین کی سفارت کا تماشا دیکھین ادھر ارتقر خواب مرگ
سے جاگا اور مصاحبین بھی ہوش مین آگئے ارتقر نے مصاحبون سے پوچھا وہ نازنین نقش طراز کہان ہی وہ سب
بولے وہ چلی گئی ارتقر بولا تم اُسے جلد تلاش کرو ملازمان ارتقر نے ہرچند اُس نازنین کو تلاش کیا جب کہین
نشان نقش طراز کا نہ پایا ارتقر سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ وہ نازنین بخوف وزیر اعظم اُسی وقت چلی گئی اس اثنا مین
اُس خدمتگار نے جو نقش طراز کو باغ مین لایا تھا ارتقر کی صورت کو نہایت سپید اور براق دیکھا اور آئینہ ارتقر
کے ہاتھ مین دیا اور کہا اے پہلوان آپ اس آئینہ مین صورت کو ملاحظہ فرمائیے کہ سواے اُس عیش کے جو کہ
نقش طراز کے ساتھ شب کو میسر آیا یہ دولت کیسی آپ نے پائی ہی یہ روغن نوادرات زمانہ سریع التاثیر جو تمھارے
چہرہ پر ملا گیا اُسکے آگے ملک دولت کی کیا حقیقت ہی پس اب مین حضور سے مستحق انعام کا ہون غلام کو غلام
کے حوصلہ سے زیادہ انعام ملنا چاہیے ارتقر نے آئینہ مین وہ حسن و جمال اور صفائی رنگ اپنے چہرہ کا دیکھا
نزدیک تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جائے آخر اُس ملازم کو بہت انعام دیا بعد اُسکے مصاحبون سے کہا
آج دربار مین جب یہ حسن میرا عمران شاہ دیکھیگا اور پوچھیگا کہ یہ تبدیل صورت تمھاری کس طرح ہوئی تو
مین کیا جواب دونگا مصاحب بولے کہ سوا تمھارے اور کون جواب اس سوال کا دے سکتا ہی ہم اس اسرار سے
کیا واقف کہ یہ کیا اسرار ہی ارتقر نے کہا مین نے بجاے خود ایک جواب سوچا ہی لیکن اس وقت بیان نہ کرونگا

کسواسطے کہ ابھی سے بیان کرتے ہین وہ لطف باقی نہ رہیگا جو کہ اسوقت ہوگا ہان عمران شاہ کے سامنے اظہار
کرونگا کہ اس عرصہ مین ایک مصاحب داد و فریاد کرتا ہوا آیا کہ شب کو میرا نقد و جنس سارا اسباب گم ہو گیا اور
اسی وقت ارتقر کا ملازم بھی آیا اور کہا جو اسپر جسقدر کہ ہمراہ آیا تھا وہ سب نہین معلوم کہ کون لیگیا ارتقر نے
کہا آخر کون لیگیا بتلاؤ سب ملازم تو بیہم قسم کھاتے ہین کہ ہمکو خبر نہین مگر قیاسا کہتے ہین کہ شاید نقش طراز لے گئی ارتقر
نے کہا اگر نقش طراز لے گئی تو مین نے اسکو بدل و جان بخشا کسواسطے کہ یہ دولت حسن کہ جو نقش طراز کی بدولت
مجھے حاصل ہوئی ہے اگر اسکے عوض ایک ملک کا خراج بھی دیتا تو ممکن نہوتی الغرض ارتقر نے تبدیل لباس کیا اور
سلاح پہلوانی جسم پر سجے اور مصاحبون کو ساتھ لیکے روانہ دربار ہوا اور راہ مین کہتا تھا یہ روغن خوب وقت پر
کام آیا یعنی آج اہل اسلام کے ایلچی سے مقابلہ ہوگا وہ بھی دربار مین آئیگا مگر اثنائے راہ مین ارتقر خود تماشا ہو گیا
کیا شہری اور کیا بازاری سب ارتقر کی صورت دیکھتے تھے مخبرون نے عمران شاہ کو بھی اس امر کی اطلاع دی کہ
آج ارتقر فیل گوش عجب حسن و جمال سے دربار مین آتا ہے اس عرصہ مین ارتقر دیوان عام مین پہونچا عمران شاہ
نے بھی صورت ارتقر کی دیکھی مطلق نہ پہچانا امرایان دربار نے کہا حضور یہ ارتقر فیل گوش پہلوان ہے بادشاہ
نے کہا اے پہلوان اس اپنے جمال تازہ کی کیفیت ہمارے روبرو بیان کرو ارتقر نے کہا اے شہنشاہ عالی وقار
کل شب کو ایک عورت طولانی میرے پاس آئی تھی اُسنے بوقت صحبت میری صورت سیاہ سے نفرت کی اور
اسکا نفرت کرنا مجھے نہایت ناگوار گذرا اسی رنج و صدمہ مین سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھا کہ ایک صحراے
لق و دق ہے وہان نہ انسان نہ حیوان پیدا ہے اس صحرا مین تن تنہا حیران و پریشان سرگردان ہون کہ ناگاہ
ایک خر نہایت زبردست و تیار میرے پاس آیا اور اُسنے مجھے زمین پر گرادیا اور میرے بدن کو از سرتا پا چاٹنا شروع
کیا مین اُسکی اس حرکت سے نہایت متحیر ہوا کہ یہ خر نا شخص عجب حرکت مجھسے کر رہا ہے دیکھیے اسکے ہاتھ سے نجات
کس طرح ملتی ہے اسی اثنا مین ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ارتقر خوش ہو کہ خر عیسے نے تیری حیثیت تبدیل
کردی جسوقت میری آنکھ کھلی اور آئینہ مین صورت دیکھی تو واقعی نہایت حسین مجھے اپنی صورت نظر آئی کہ مین خود بھی
اپنی صورت پر عاشق ہو گیا اہل دربار عمران شاہ نے جو یہ بیان بے سرو پا سنا تمام لباس ارتقر کا پرزے پرزے
کر ڈالا اور ہر ایک شخص نے بطور تبرک آپس مین تقسیم کر لیا مصاحبین ارتقر نے اسکو اس دروغ پر تحسین و آفرین
کی ارتقر نے عمران شاہ سے لباس نوپوشی کی اجازت لی اہل دربار نے کہا کچھ ضرورت نہین آپکا برہنہ تشریف رکھنا
انسب ہے اسواسطے کہ اب ایلچی اہل اسلام آتا ہے ہم اُسکے سامنے تمہارے اس معجزہ کا اظہار کرینگے شاید کہ اسی
حدیث سے وہ بھی ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائے اس بات کو سرداران ارتقر نے بھی پسند کیا اس عرصہ مین
الغرض وہ سیف الدین بھی قالدین علیہم کے ساتھ دربار مین تشریف لایا اور بطور اسلام سلام کیا لیکن

ابوالحسن اور محمود خراسانی اور بہمن کے کسی نے جواب نہ دیا عمران شاہ نے فوراً ایک کرسی زرنگار واسطے
بیٹھنے کے دی امیرزادہ کرسی پر بیٹھا امیرزادہ نے خود بغور ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ ایک شخص کوتاہ قد عجیب الخلقت
لباس پُرزیب ایک طرف کمال عزت سے کرسی پر بیٹھا ہے امیرزادہ کمال متحیر ہوا اور دل میں کہا یہ مرد
عجیب الخلقت کون شخص ہے بعد اسکے ملک عمران شاہ نے امیرزادہ سے کہا اے دلاور دوران و یکتا در زمانہ
آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس کاشانہ تاریک کو روشن و منور کیا لیکن اسقدر تکلیف کا کیا باعث ہے
اسکو بیان کرنا ضرور ہے امیرزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ شاہزادہ عالی جاہ سلطان ذی شان و عالم پناہ نور دیدہ روزگار
روشن کن چشم اولوالابصار طرہ دستار افسری و سروری درۃ التاج فلک نیلوفری شہریار گردون وقار صاحب
شوکت و حشمت زینت دہ تخت و دیہیم یعنی شاہزادہ معز الدین ابراہیم بن سلطان اسمٰعیل نے مجھکو ایک نامہ لکھا ہے
اور مجھے بطور ایلچی گری اسطرف روانہ کیا ہے امیرزادہ سیف الدین کے اس بیان فصاحت عنوان سے تمامی
اہل دربار امیرزادہ کی صورت دیکھنے لگے ملک عمران شاہ نے کہا اے دلاور اس نامہ عالی کو ہمارے منشی کے
حوالے کیجیے امیرزادہ نے کہا اس نامہ عظامی کی یہ قدر و منزلت نہیں کہ تمھارے منشی کو دیا جائے ملک عمران شاہ نے
کہا وزیر اعظم کو دیجیے امیرزادہ نے فرمایا جبکہ تمھاری سلطنت ہمارے بادشاہ کی وزارت سے ہم پلہ نہیں ہے پھر کس
صورت سے نامہ وزیر کو دیا جائے عمران شاہ نے کہا خیر مجھی کو مرحمت فرمایئے امیرزادہ نے فرمایا بادشاہوں کے
ناموں کا جو دستور ہے یعنی تصدق و نثار زر و جواہر لازم ہوتا ہے جب تک وہ رسم قدیم ادا نہوگی کیونکر نامہ دیا جائیگا الغرض
عمران شاہ نے چند خوان زر سرخ نامہ پر سے نثار کیے امیرزادہ نے فرمایا کہ اب تعظیم کے ساتھ نامہ لیجیے عمران شاہ
بمشورہ وزیر اعظم تعظیم نامہ بجالایا اور نامہ امیرزادہ سے لیکر پڑھا جس وقت مضامین نامہ سے آگاہ ہوا اسکے
دربارہ نسبت ملکہ جلیل القدر کے جو مرقوم تھا نظر سے گذرا ملک عمران شاہ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا بعد دیر کے وہ
نامہ وزیر اعظم کو دیا اور کہا اے فالید اب بلا پر بلا نازل ہوئی ان مضمون سے کسی طرح جان بر آبرو کو نجات معلوم
نہیں ہوتی عجیب و غریب بلائے ناگہانی میں مبتلا ہوا ہوں کہ صورت مفر نظر نہیں آتی اب ایک طرف ارقش ایلچی
نجاشی کا دوسرے شاہزادہ معز الدین نے بھی اپنے نامہ میں یہی مضمون لکھا ہے اب میں خود حیران ہوں کہ
طرفین کے ایلچیوں کو کیا جواب دوں ارقش نے جو ملک عمران شاہ کو متردد دیکھا وہ نامہ ہاتھ سے ملک عمران شاہ
کے لے لیا ہر چند کہ مرضی عمران شاہ کی نہ تھی کہ ارقش کو راز نامہ سے آگاہ کرے جب ارقش مضمون نامہ سے
بخوبی واقف ہوا امیرزادہ سیف الدین سے کہا اے نامہ آور مغرور کیا تمھارے طریق و ملت میں یہ طریقہ
جاری ہے کہ ایک شخص کے نامزد کو دوسرا پیام نسبت بھیجے شاید تمھارا بادشاہ اس نازنین کی نامزدی سے
آگاہ نہیں ہے آگاہ ہو کہ نجاشی ملک حبش کا بادشاہ ہے اسکے فرزند کی یہ نامزد ہے اسکا پیام نسبت بھیجنا گویا اپنی

ہاتھ سے اپنا خون کرتا ہوا امیرزادہ نے جو ارتقش کو دیکھا اسکی صورت بوالعجب نظر آئی یعنے پیشانی سفید ایک رخسارہ
نیلا دوسرا زرد اور بخط جلی اُس سفیدی پیشانی پر کچھ عبارت تحریر ہے جب امیرزادہ نے بغور ملاحظہ کیا تو یہ مصرعہ
لکھا تھا مصرعہ ارتقش مسخرہ کیست باین رسوائی ۔ اس عرصہ میں اسکے مصاحب خصوص بہروز قرین ارتقش نے بھی
ارتقش کی شکل دیکھی اور بے اختیار اپنی جا کھڑا ہوا اور غل مچا کر اس مصرعہ کو پڑھنا شروع کیا مصرعہ ارتقش مسخرہ کیست
باین رسوائی ۔ اس حرکت سے تمام حاضرین دربار کو بشدت ہنسی آئی کہ بعض تو ہنستے ہنستے غش کر گئے ہر چند امیر
کہ ارتقش اُن حبشیوں کو منع کرتا تھا اور پوچھتا تھا ای مردود بیان تو کرو کہ یک بیک تمکو کیا ہوگیا کہ تم دیوانے و
مجنون ہوگئے ہو وہ حبشی ارتقش کی بات کا کچھ جواب نہ دیتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے اور رقص کرتے تھے اور اُسی
مصرعہ کو تال و سر سے پڑھتے جاتے تھے لیکن یہ حرکت وہی کرتے تھے جو کہ اس شب کو شریک محفل تھے اور باقی سب
عالم سکوت میں خاموش کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے بلکہ اور جو خلقت اس شور و غل کو سنکے دیوان عام میں آگئی تھی
بیان حبشیوں کا سنکے مارے ہنسی کے بیتاب ہوئی جاتی تھی اور ادھر ابوالحسن اور محمود اور بہمن کا بھی مارے ہنسی
کے عجیب حال تھا جب عمران شاہ سے ہنسی ضبط نہو سکی ناچار اندر محل کے چلا گیا اور وزیر اعظم سے کہا جا کر جاؤ
خبردار ایلچی اہل اسلام کو کسی شے کی تکلیف نہونے پاوے اس عرصہ میں ارتقش بھی اسی کیفیت میں دیوان عام سے
باہر آیا اور وہ چودہ نفر حبشی باہم باتفاق اسی مصرعہ کو پڑھتے ہوئے اور ناچتے ہوئے ہمراہ تھے اور بازاری لوگ
ارتقش کی صورت دیکھ کے بے اختیار ہنستے تھے اس اثنا میں ارتقش نے اپنے ساتھیوں سے کہا ای خانہ خرابو آخر
مجھ سے بھی تو کہو کہ یہ کیا معاملہ ہے جو تمھارا یہ حال ہے آخر اُنھوں نے آئینہ ارتقش کے سامنے کیا اور کہا تم خود اپنی
صورت دیکھ لو ہم سے بار بار کیوں پوچھتے ہو ارتقش نے آئینہ میں جو صورت دیکھی فوراً گھوڑے سے اُتر کے خود بھی حبشیوں
کے ساتھ ناچنے لگا اور وہی مصرعہ پڑھنے لگا مصرعہ ارتقش مسخرہ کیست باین رسوائی ۔ وہ روز پنجشنبہ تھا اور ساعت
چہارم پنجشنبہ کہ وہ ساعت زہرہ سے تعلق رکھتی ہے جب تک کہ وہ ساعت رہی وہ حبشی مع ارتقش اسی حال وبال میں
گرفتار رہے بعد اسکے وہ تمام حبشی زمین پر گر کے بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے یہ حال ہوا کہ جسطرح کوئی شخص
بیہوش سوتا ہوا اور جاگ پڑا ہو ارتقش اُسی حال میں باغ کے اندر آیا اور بہروز قر اپنے فرزند رشید سے کہا او
بادر بخطا یہ تو نے کیا حرکت بیہودہ کی تھی کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی اور باقی تمام حبشیوں کو باندھکر مارے زیر بندوں
کے بیدم کر دیا وہ بیچارے قسمیں کھاتے تھے کہ حاشا ہم اس معرکہ سے آگاہ نہیں ہیں مگر وہ ایک نہ سنتا تھا آخر
ارتقش نے مصاحبوں کی منت و سماجت سے بہروز قر اپنے فرزند کی خطا کو معاف کر دیا لیکن اُن حبشیوں کو حکم دیا
کہ سبکو قتل کرو اتفاق سے ایک حبشی اُنمین صاحب فہم بھی تھا اُسنے ارتقش سے دست بستہ عرض کیا ای پہلوان تم ہی
اپنی جگہ پر غور فرماؤ کہ یہ بیچارے محض بے قصور ہیں اور قسمیں شدید کھاتے ہیں کہ ہمکو اس امر کی خبر بھی نہیں ہے

خدا جانے یہ اسرار کیا تھا دوسرے کوئی ملازم اپنے آقا کی ذلت چاہتا ہی یہ کہ فرزند باپ کی ذلت چاہے یہ سراسر
خلاف عقل ہی ہرگز قیاس قبول نہین کرتا ہمارے نزدیک یہ تمھاری دروغ گوئی کی سزا ملی جو ایسے پیغمبر کے مرکب
کی نسبت ایک داستان سراسر دروغ بیان کی اب اسکا علاج یہ ہی کہ تم اس اپنے فعل بد سے توبہ کرو ورنہ
یقین ہی کہ اور کوئی بلاے تازہ تم پر نازل ہو ارتقر فہمایش سے اس مرد فہمیدہ کی اُن بیگناہون کے قتل سے
درگذرا جب شام ہوئی افسران لشکر سے کہا کہ آج رات کو مین مسلمانان کے لشکر پر شبخون مارونگا کسواسطے کہ ایلچی
اہل اسلام کے روبرو مجکو بڑی ذلت ہوئی اب اسکی تلافی بجز قتل کرنے اُس ایلچی کے اور کچھ نہین ہی قضارا اُسوقت
شہود دختر اسمانی بہ تبدیل ہیئت اُس جگہ موجود تھا جو ہین یہ لفظ شبخون سنی فوراً اُسیوقت ابوالمحسن کو اس قصد سے
ارتقر کے اطلاع دی جو مہر منجم سنتے اس خبر کے امیرزادہ سیف الدین کے پاس آیا اور حبشیان روسیاہ کے
قصد سے امیرزادہ کو آگاہ کیا اور کہا ای برادر سیف الدین اب مصلحت وقت یہ ہی کہ تم اپنے لشکر کے خیمہ و خرگاہ
بالکل خالی کردو اور خود ایک سمت چلے جاؤ اور تمام چراغ لشکر کے بجھا دو پھر جس وقت کہ وہ روسیاہ وہان آکر
شبخون مارینگے تم چارطرف سے اُن پر حملہ کردینا انشاء اللہ الرحمن گھیر کر ان نابکارون کو مار لینگے اگرچہ
کہ لشکر فیروزی اثر یہان سے ایسا دور ہی کہ ناچار کردیا ہی امیرزادہ نے کہا افضال ذوالجلال شامل حال ہو
ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نہ فرماؤ جو کہ پیش آئیگا دیکھا جائیگا آخر امیرزادہ نے سرداران لشکر کو اُسی وقت طلب کیا اور
ابوالمحسن منجم مہر کے حکم سے سب کو آگاہ کردیا اور خوب سمجھا دیا جس وقت نصف شب گذری ارتقر نے ہزار سوار جرار
کی جمعیت سے امیرزادہ کے لشکر پر شبخون مارا ادھر تو خیمہ ہاے خالی پر بلا سے بیدردان وکالی آندھی کی طرح
وہ گرے اور اُدھر چارونطرف سے سرداران امیر باواز بلند مارنا اور پکڑنا کہتے ہوے دوڑ پڑے اور رفیقون نے
امیرزادہ کے یہ کار نمایان کیا تھا کہ خیمون کی طنابون کی رسیان اسطرح لگائی تھین کہ مثل دام کے ہو گیا تھا یعنی
فوج غنیم کے گھوڑے اُن طنابون مین ایسے اُلجھ اُلجھ کر گرے کہ سوار نیچے اور گھوڑے اوپر اور ایک طرف ایسا اہتمام
کیا تھا کہ جس قدر گھوڑے دنگی اور حرامزادے دندان گیر تھے انکو کھولدیا اور وہ دوڑے اور ایک ہنگامہ اور
شور و غل برپا ہوا اور غنیم کے گھوڑون پر جا پڑے سوارون کو گرادیا ادھر سائیس لاٹھیان لیے ہوے
اور جابجا بڑی بڑی میخین آہنی میدان مین گڑی ہوئی تھین اُنسے بھی گھوڑے اُلجھ کر گرے اور رسا کشیون کے
ساتھ عیار شاطر موجود تھے جو گرا اُسکو باندھ لیا غرض کہ اُسوقت عجیب و غریب معاملہ و معرکہ جنگ و پیکار گرم ہوا
کہ کسی کو اپنی جان و مال کی خبر نہ رہی اس عرصہ مین امیرزادہ سیف الدین نے بھی پانچ سو سوار جرار آتش بار
کی جمعیت سے لشکر حبشیون پر حملہ کیا اور تیرون کی بوچھار پر رکھ لیا بعد اسکے تلوار آبدار ارمغان انتقام سے
کھینچکر جس طرح کہ بجلی سیاہی شب مین گرتی ہی اُسی طرح ان حبشیان روسیاہ پر گرے معاذ اللہ اُسوقت معرکہ

دو پیدہ ندیر جانب یک دگر سیکے با دم تیغ گردن برید	بگرز و سنان و بہ تیغ و تبر یکے با سنان جسم جوشن درید یکے گفت بجروش و مردانہ باش	برون شد ز اندازہ بیدادہا یکے گفت گیر و یکے گفت ہان یکے گفت خاموش و فرزانہ باش	بعیوق پیچید فریادہا بگردون برآمد فغان یلان

القصہ دلاوران تہور شعار و جوانان دین و پہلوانان نصرت قرین نے اُن سیاہان سیہ قلب کو ایسا قتل کیا کہ تمام میدان کارزار خون سیاہ حبشیان سے لالہ زار ہوگیا علاوہ اسکے اُس تاریکی شب مین اپنے اور بیگانہ کا حال معلوم نہوتا تھا لہذا فوج دشمن آپسمین بہت تلف ہوئی

روز دیگر این جہان پر غرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور	ترک روز آمد بآئین زرین سپر	زنگی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو امیرزادہ سیف الدین نے دیکھا حریف یعنی ارتقر با شمشیر بران جس طرف حملہ کرتا ہی فوج کو پریشان کردیتا ہی امیرزادہ نے ایک نعرہ مردانہ اس زور سے مارا کہ تمام میدان رزم گونج گیا اور کہا او حبشی مردار خوار ہوشیار ہو کہ ہم آ پہونچے اب تیری مرگ سر پر کھیل رہی ہی ارتقر نے جو امیرزادہ کی آواز سُنی اور حسن چہرۂ مبارک پر نظر پڑی یہ بھی باواز مہیب للکارا کہ ای خیرہ سر تو ہی ایلچی مسلمانان ہی جسکی شومی قدم سے مجھے ایسی ذلت و خفت نصیب ہوئی یہ کہا اور وہاین تیغ خون ریز تول کر امیرزادہ کے سر پر لگائی ہرچند کہ امیرزادہ نے وہ ضرب سخت سپر فولادی پر روکی تاہم وہ تیغ بیدریغ خود کو کاٹکر چار انگشت کاسہ سر مین درآئی اور ایک چادر خون سر جاری ہوئی اُس دلاور دوران و بہادر زمان نے کچھ زخم سر کا خیال نہ کیا اور تلوار نیام انتقام سے لی اور کہا او کندۂ ناتراش ہوشیار باش یہ کہکے اس قوت سے اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ ارتقر کے دو ٹکڑے برابر ہوگئے ہمرد قرین ارتقر بحال پریشان ہزیمت خوردہ لاش پدر مقتول کو لیکے مع بقیہ لشکر کے بھاگا یہان غازیان دین نے تکبیرین کہین اور نقارۂ شادمانی بجنے لگے اور تمام مال و اسباب حبشیون کا جو کچھ کہ ابوالحسن حبشی کے ہاتھ سے باقی رہگیا تھا وہ سب اہل لشکر نے غارت کیا امیرزادہ نے گرد باغ ملکہ خلد آشیان کے لشکر ظفر پیکر کے اُترنے کا حکم دیا اور خود باغ مین فروکش ہوا جس وقت کہ خبر قتل ارتقر اور بھاگنا ہمرد قر کا مع لشکر ملک نجمران شاہ کے گوش زد ہوا خالد وزیر اعظم کو بلاکر کہا قیامت کی بات ہی بڑا غضب ہوا خدا جانے کہ انجام اس آغاز کا کیا ہوگا اگر نجاشی نے بانتقام خون اپنے ایلچی کے ہمارے ملک پر فوج کشی کی تو ہم اس قلیل فوج سے اُسکا مقابلہ کسطرح کرینگے خالد بن علقمہ نے کہا ای شہریار نجاشی کا یہان تک پہونچنا اور فوج کا فراہم کرنا کیا سہل ہی کم سے کم اس امر کو دو ماہ کا عرصہ ہوگا تم بالفعل اس دشمن بزرگ کا علاج کرو جو کہ تمہاری سرحد مین نازل ہی حالانکہ ای قرمساق ارتقر کی تقصیر تھی کہ اُسنے ناحق و بلا سبب لشکر اسلام پر شبخون مارا و گرنہ مسلمان پوشیدہ دستی نہین کرتے ملک نجمران شاہ نے کہا خیر جو گذر گیا اُسکو نہ پوچھو لیکن جو کہ اب ہونیوالا ہی اُسکی تدبیر بتاؤ یعنی اب شاہزادہ معتز الدین سے

جنگ و صلح کے باب مین کیا مشورہ دیتے ہو خالد نے کہا اے شہریار عالی وقار مقابلہ کرنا نجاشی سے آسان تر ہے لیکن ان مسلمانون سے لڑنا محض جان و مال و ملک و آبرو کا خاک مین ملانا ہے آپ بھی غور فرمائیے کہ کل پچیس ہزار سوار و پیادے شاہزادے عالیجاہ کے ہمراہ رکاب ہین اور لشکر تمھارا قریب دس ہزار سوار کے ہوگا سوائے اسکے وہ وہ بہادر لشکر اسلام مین ہین کہ جنکی شمشیر کشورگیر سے ہیثم بن اخزجہ اور شیبان بن افغان قتل ہوئے اور الواح بن التوام زندہ گرفتار ہے بلکہ وہ تو مسلمان بھی ہو گیا اور ایک انہین سے امیرزادہ اُسی لشکر ظفر پیکر کا بعہدۂ رسالت تمھارے پاس آیا ہے اور تنے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُس ایلچی نے کس فصاحت و بلاغت سے دربار مین گفتگو کی اور معرکہ جنگ مین ارتقر سے پہلوان کو ایک ضرب تیغ آبدار سے دو ٹکڑے کیا پس جس لشکر ظفر پیکر کے بچے کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایسی قوت و ضرب رکھتے ہون اُن سے مقابلہ کرنا کب سہل ہے محض اپنا خون کرنا ہے ملک عمران شاہ تا دیر دریاے فکر مین غوطہ زن رہا بعد اسکے کہا خیر ہم خوب سمجھے کہ تمھاری راے جنگ کی نہین ہے اچھا پھر کیا تدبیر ہے خالد نے کہا بجز اطاعت اور فرمانبرداری کے اور کوئی تدبیر غلام کی راے مین نہین آتی ملک عمران شاہ نے کہا اطاعت مین دو امر ہین اول مسلمان ہونا دوسرے ملکہ خلدانہ کا عقد کر دینا گو یا مذہب اجدادی ترک ہونا ہے اور عقد کر دینے مین ملکہ کے یہ البتہ صورت پیدا ہوگی کہ شاہزادہ معزالدین بعد ختم ہونے تقریب نکاح کے اپنے ملک کو روانہ ہو جاینگے پھر کیا معلوم کہ کس طرح نجاشی سے پیش آوے بلکہ ہماری یہ راے ہے کہ کچھ نقد و جنس بطور تحفہ کے شاہزادہ کو دو اور اس بلاے ناگہانی کو سر سے ٹالو خالد نے کہا اگر یہ بلا اسی طرح ٹل جاے تو اس سے بہتر کیا ہے آپ یہی مضمون نامہ کے جواب مین لکھیے آیندہ قبول کرنے نہ کرنے کا انھین اختیار ہے الغرض ملک عمران شاہ نے جواب نامہ یہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت رسول مقبول یزدان خصوص عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے شہریار ذوالاقتدار فلک شوکت مریخ صولت کیوان رفعت عطارد فطرت کوکب برج شہریاری گوہر بحر کامگاری رونق تاج افسری خاتم نگین سروری مسند آراے تخت شاہنشاہی شاہزادہ معزالدین کو واضح ہو کہ نامہ عطا نامہ آپکا مع امیرزادہ سیف الدین اس مضمون کا آیا کہ دین اسلام قبول کرو دوم نسبت ملکہ کی منظور کرو ان دونون امرون کا جواب جس طرح سے واقعی امر ہے بے کم و کاست لکھا جاتا ہے امید کہ بنظر انصاف ملاحظہ فرما کر جواب اس کا بھی عنایت فرمایا جاوے اور ہماری عاجزی اور مجبوری پر غور فرما کے جواب سے سرفراز فرمایا جاوے وہ جواب یہ ہے آگاہ ہو کہ یہ امر مذہبی اسقدر سخت و دشوار ہے کہ شرح اسکی نہین کیجاتی یعنے دین آبائی کہ پشت در پشت سے اسی طرح چلا آتا ہے کس طرح ترک کیا جاے دوسرے ملکہ کی نسبت مین یہ امر ظاہر ہے کہ پہلے قبل آنے اس نامہ کے ملکہ کو مصرور بن نجاشی بادشاہ حبش کے ساتھ منسوب کیا ہے اور جو شاید مین جبر اعقد مطابق اسکا تمھارے برادر خرد سے کر دون تو یقین ہے کہ نجاشی ہمارے ملک کو تاراج کر دے اسواسطے کہ ہمکو اُس سے کسی طرح قدرت مقابلہ نہین ہے

باقی والسلام الغرض عمران شاہ نے جواب نامہ طیفور نیزہ باز کے ہاتھ کردہ بھی ارکان سلطنت سے تھا
شاہزادہ کی خدمت مین روانہ کیا اور حال شرارت و نامردی ارتقر کا بھی اور قتل ہونا ارتقر کا امیرزادہ
سیف الدین کے ہاتھ سے نامہ مین بہ تفصیل لکھدیا جسوقت طیفور لشکر ظفر پیکر مین پہونچا شاہزادہ کو خبر ہوئی
کہ طیفور نیزہ باز ایلچی عمران شاہ کا جواب نامہ لایا ہی شاہزادہ نے اُسکو طلب کیا جسوقت کہ طیفور
حسب طلب بارگاہ معلی مین حاضر ہوا اور عظمت و شان و رعب و دبدبہ و جلال شاہزادہ کا دیکھا ہوش
بجا نرہے دل مین کہا عمران شاہ کی تو کیا حقیقت ہی نجاشی بادشاہ کی بھی یہ قدرت و مجال نہین ہی کہ جو انکے
مقابلہ کو آسکے و دیگر ہی الغرض جب وہ جواب نامہ شہزادہ کی نظر مبارک سے گذرا طیفور سے فرمایا کہ ایک
عمران شاہ کو ہماری طرف سے زبانی یہ جواب دینا کہ ہم فقط عقد بلکہ خدا اللہ کے واسطے ادھر آئے ہین اگر
تمکو اپنی سلامتی جان و تحفظ رعایا منظور ہی تو حسب نوشتہ ہمارے عمل مین لاؤ ورنہ مابدولت کو وہین پہونچا جانو
اور اُسی نامہ آور کے سامنے داروغہ فراشخانہ کو بلا کے حکم دیا کہ کل پیش خیمہ ہمارا ملک عمرانیہ کی طرف روانہ ہو
کہ ہم جمعہ آیندہ کو انشاء اللہ الرحمان روانہ ہونگے اور نماز جمعہ قریب ملک عمرانیہ کے ادا کرینگے بعد اُسکے
طیفور کو ایک خلعت پر زر مرحمت فرمایا اور باعزاز تمام رخصت کیا طیفور دعا و ثنا کرتا ہوا ملک عمرانیہ کو
روانہ ہوا اور پیغام شاہزادہ کا ملک عمران شاہ کو دیا عمران شاہ نے کہا خیر ہرچہ باداباد ہم بھی جہانتک
ہوسکیگا بجنگ و جدل پیش آوینگے آیندہ جو نوشتہ تقدیر ہوگا وہ عمل مین آویگا اور خیمہ اپنا بقصد جنگ
بیرون شہر نکلوایا خالد بن علقمہ وزیر نے پھر دوبارہ ارادہ جنگ سے ملک عمران شاہ کو منع کیا مگر عمران شاہ نے
کچھ نہ سنا اس عرصہ مین لشکر فیروزی اثر شاہزادہ فلک قدر کا بھی سرحد عمرانیہ مین پہونچ گیا اور خیام فلک
احتشام شاہزادہ عالی مقام مقابل لشکر عمرانیہ برپا ہوئے امیرزادہ سیف الدین کو شاہزادہ کی
تشریف آوری کی اطلاع ہوئی امیرزادہ واسطے ملازمت شاہزادہ کے حاضر ہوا شاہزادہ نے امیرزادہ
کو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا اور اُس کارنمایان پر نہایت تحسین و آفرین فرمائی شعر

سخن بسیار دان واندکے گو	یکے را صد مگو صد را یکے گو

راوی تازہ خیال اس اخبار کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب دوسرے دن لشکروں کی صفین آراستہ ہوئین
اور دریاے لشکر طرفین سے جوش مین آئے یعنی آمادہ جدال و قتال ہوئے ملک عمران شاہ کی طرف سے
طیفور نیزہ باز میدان کارزار مین آیا اور لشکر اسلام سے الواح بن القوم شاہزادہ عالی وقار سے
رخصت حرب لیکے مقابل ہوا طیفور نے الواح کو جوان قدآور و دلاور و تہور شعار دیکھا اور نام سے بھی
آگاہ ہوا اور الواح سے مخاطب ہوکے کہا اے الواح ہمنے تمھاری پہلوانی و شجاعت کی بہت تعریف سنی ہی

مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کیا ایسی مجبوری ہوئی کہ جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ کی اختیار کی الواح نے
جواب مین طیفور سے نہایت بزرگی اسلام اور خلق و مروت شاہزادہ عالیجاہ کا بیان کیا طیفور خاموش
ہورہا کچھ جواب ندیا بعد اسکے دونون پہلوانون مین حرب و ضرب شروع ہوئی جسوقت کہ دونون مین نوبت
زور و قوت پہونچی الواح نے طیفور کو صدر زین سے اُٹھا لیا اور بلند کیا پھر آہستہ سے زمین پر رکھدیا
ابوالحسن بھی اُسوقت اس معرکہ مین موجود تھا طیفور کو باندھکر اپنے لشکر مین لے آیا عمران شاہ نے
بعد گرفتاری طیفور جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر کو شکست کھا کر شہر مین داخل ہوگیا اور دروازہ شہر پناہ کا بند کروالیا
اور شہر مین بھی ایک تہلکہ عظیم ہوگیا خالدہ نے عمران شاہ سے کہا تمنے میرے کہنے پر خیال نہ کیا آخر اسکا
یہ نتیجہ ہوا کہ لشکر قتل و برباد ہوا اور تم اس روز بد مین گرفتار ہوگئے عمران شاہ نے کہا لکھا تقدیر کا تو
یونہین تھا کہ ہماری جان مفت جائے اسکا کیا چارہ اب مین تلوار سے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا کہ مجھے اب
بجز ہلاک ہونے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا خالدہ نے کہا میری راے ناقص مین جو کہ آیا تھا مین نے
عرض کردیا تھا آیندہ آپکو اختیار تھا عمران شاہ اسی فکر و تشویش مین متفکر محل سرا مین گیا دیکھا تو خالدہ بانو
زوجہ عمران شاہ اپنے شوہر سے زیادہ متردد مین ہے لیکن اُسکو بھی نکاح ملکہ خلدانہ کا مسرور بن نجاشی
سے منظور نہ تھا حسب الاتفاق ایک کنیز خاص ملکہ خلدانہ کہ سوداوہ اُسکا نام تھا اور وہی آمد و رفت
ابوالحسن سے بخوبی واقف تھی اُسنے جو ملکہ خالدہ بانو کو نہایت مشوش دیکھا کہا اے ملکہ آفاق مجھے حضور سے
کچھ باتین عرض کرنا ہین لیکن تخلیہ مین خالدہ بانو سوداوہ کو علیحدہ لیگئی سوداوہ نے عرض کی کنیز نے حضور کو
نہایت تشویش مین دیکھا لہذا ایک تدبیر نہایت معقول میرے خیال مین آئی ہے اگر میری جان بخشی ہو تو عرض
کرون خالدہ بانو نے کہا کہ وہ کیا تدبیر ہے سوداوہ نے کہا یہ بلا جو کہ شہر پر نازل ہے ایک تدبیر سے
دفع ہوسکتی ہے خالدہ بانو نے پوچھا کسطرح سوداوہ نے کہا اے ملکہ عالم شاہزادہ معز الدین سوداے
عشق ملکہ فردوسیہ مین اپنے وطن سے آئے ہین اور یقین کامل ہے کہ واسطے مطالعہ لوح کے شہر فردوسیہ کو
جائینگے لہذا تم شاہزادہ سے پیام کہلا بھیجو کہ جس وقت تم جبل اعلےٰ مین پہونچوگے اور عقد
ملکہ شمسہ تاجدار سے ہولیگا اُسیوقت ہم بھی بلا حجت و تکرار تمہارے بھائی جوہر سے عقد ملکہ خلدانہ کا
کردینگے اور جب شہر فردوسیہ کو اسلام آباد کروگے اُسوقت ہم بھی مسلمان ہونگے خالدہ بانو نے کہا یہ تدبیر
نہایت مناسب ہے لیکن سچ بتا تو اس حال سے کیونکر آگاہ ہوئی سوداوہ نے ملکہ کی اس بات کا کچھ جواب
نہ دیا خالدہ بانو نے جب خوب دھمکایا اور سمجھایا تب مجبورانہ اُسنے تمام حال ابوالحسن جوہر کی تشریف آوری
کا محل مین اور عشق و عاشقی ملکہ خلدانہ کا مفصل بیان کردیا خالدہ بانو اس خبر تازہ سے نہایت متحیر ہوئی

لیکن بوجہ رسوائی کے خاموش ہو رہی دوسرے روز خالدہ بانو نے خالد وزیر اعظم کو دروازہ پر محل کے
بلوا کر کہا ہی پر اور ہمنے سنا ہی کہ شاہزادہ معز الدین دختر ابو عامر بادشاہ فردوسیہ کے عشق مین جلا وطن
ہوا ہی اور شہر فردوسیہ کو واسطے پڑھنے لوح طلسم کے گیا ہی کہ جسپر عقد ملکہ منحصر ہی ضرور جائیگا اور اس امر مین
لامحالہ توقف بھی ہوگا لہذا تم اس امر کو کسی اہل لشکر سے دریافت کرو کہ یہ خبر سچ ہی یا غلط جس وقت کہ یہ خبر
صحیح ہو پھر تم بادشاہ کو اطلاع دو کہ وہ اس مضمون کا نامہ شاہزادہ کو لکھین کہ مسلمان ہونا ہمارا شہر فردوسیہ
کے مسلمان ہونے پر اور پادری ایلدروس کے کہ تمام قوم نصارا کا پیشوا ہی منحصر ہی پھر تمکو کوئی جائے عذر
نہوگی اور ملکہ خلیلہ اپنی ہمشیرہ کا عقد بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھارے بھائی سے منعقد کرینگے خالد بن علقمہ
نے اسی وقت مہتر شمشیر تنگ عیار کو اس حال کی تحقیقات کے لیے روانہ کیا مہتر شمشیر تنگ لشکر ظفر اثر مین گیا اور
ہر ایک لشکری سے کلمہ و کلام کو بغور سننا تھا اتفاقا ایک چوک مین ایک عورت اپنے فرزند سے کہ رہی تھی کہ مجھے شہر
افریقیہ مین پہونچا دے اور وہ کہتا تھا ای مادر گرامی مین نے تمھین وہین منع کیا تھا کہ تم میرے ساتھ نہ چلو کہ
ہمارا سفر دور و دراز ہی نہین معلوم کہ کب آنا ہو تمنے نہ مانا اور آج جب تمکو اپنی دختر کی یاد آئی تم روتی ہو اب
جس وقت تک کہ شاہزادہ کا عقد ملکہ فردوسیہ سے نہ ہوگا ہمکو شہر افریقیہ مین جانا غیر ممکن ہی خیر آج کل مین اگر
کوئی شخص لشکر سے افریقیہ کا جانے والا ہوگا تو مین تمکو اسکے ساتھ کر دونگا مہتر شمشیر تنگ یہ حال سنکے
خالد بن علقمہ کے پاس آیا اور اس کیفیت کو من و عن بیان کیا خالد دوسرے روز مہتر شمشیر تنگ کو ساتھ
لیے ہوئے عمران شاہ کی خدمت مین آیا اور کہا ای شہریار بالفعل بقدرت ایزدی یہ صورت خیال مین
آئی ہی اور تصدیق کلام کو مہتر شمشیر تنگ بھی حاضر ہی اب خدا نے چاہا تو خلایق کی بھی تباہی و بلا کی نہو اور رعایا و
مال بھی جمیع آفات سے محفوظ رہے ملک عمران شاہ نے کہا وہ کیا صورت ہی بیان کرو خالد بن علقمہ نے تمام و
کمال حال شاہزادہ معز الدین کا بیان کیا اور مہتر شمشیر تنگ عیار سے گواہی دلوائی ملک عمران شاہ نے کہا
صورت تو البتہ معقول تمنے پیدا کی لیکن ایام گذاری مین انجام اسکا پوشیدہ ہی مگر اب جسطرح سے تم کہو مین عمل مین
لاؤن خالد نے کہا بس آپ خود شاہزادہ معز الدین کی خدمت مین جائیے اور کہیے ہم بروز نوروز شہر فردوسیہ
مین حاضر ہونگے اور اسی جشن نوروز مین مسلمان بھی ہو نگے مگر اس شرط پر کہ پادری ایلدروس بھی مسلمان ہو
الغرض ملک عمران شاہ دوسرے روز صبح کو خالد بن علقمہ وزیر کو ہمراہ لیکے شاہزادہ معز الدین کی
ملازمت کو روانہ ہوا جس وقت کہ در شہر پناہ پر پہونچا اور شاہزادہ کو بھی خبر گذری کہ ملک عمران شاہ مع وزیر
کے خدمت مین حضور کے حاضر ہوا چاہتا ہی شاہزادہ عالی وقار نے ابو الحسن چوبچی سے فرمایا کہ تم آج تاج شاہی
سر پر رکھو اور ہمارے برابر تخت پر بیٹھو جس وقت عمران اور خالد وزیر آیا شاہزادہ نے امیر مجاہد الدین کو

واسطے استقبال کے بھیجا امیر مجاہد الدین نہایت اعزاز سے عمران شاہ کو بارگاہ فلک اقتدار مین لایا اور کرسی جواہر نگار داہنی طرف تخت کے بچھوادی ملک عمران شاہ اُس کرسی پر بعد اداے آداب شاہی کے مؤدب بیٹھا شاہزادہ نے عمران شاہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا تمنے تکلیف کی اسکی کیا وجہ ہوئی عمران شاہ نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار حسب حال اس خاکسار کے یہ رباعی ہی رباعی

سیمابی شد ہوا و زنگاری شد دشت
ای دوست بیا و بگذر از ہرچہ گذشت
گر میل وفاداری اینک دل وجان
ور قصد جفا داری اینک سر و طشت

اس خادم نے سُنا ہی حضور کو ایک مطلب بزرگ و مدعاے عظیم درپیش ہی یعنی حضور بدولت و اقبال واسطے عقد کرنے ملکہ شمسہ تاجدار کے شہر فردوسیہ کا عزم بالجزم رکھتے ہین اور یقین کامل ہی جناب ایزد تعالے مطالب و مقاصد دلی حضور کے بوجہ احسن برلائے کہ وہ چارہ ساز و رب العالمین ہی لہذا فدوی کی عرض یہ ہی کہ مین بھی مع عیال قریہ فردوسیہ مین ضرور بالضرور حاضر ہونگا اسقدر مہلت چاہتا ہون اور اُسی روز جشن نوروز مین داخل دائرۂ اسلام مین ہونگا اور قبول اسلام مین کبھی عذر نہوگا کہ اسواسطے پادری ایدرکا سردار قوم کا ہی جب وہ مسلمان ہوا تو کوئی شخص طعن و تشنیع نہین کرسکیگا ورنہ سب فدوی کو انگشت نما کردینگے دوسرے اُسوقت نجاشی کی طرف سے بھی ہماری خاطر جمع رہیگی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا یہ عذر تمہارا اگرچہ دیرپا ہی مگر قابل قبول ہی لیکن بعد ہمارے جانے کے اگر تمنے عقد ملکہ خلدا نکا و یا کوئی رسم تازہ کی تو تمہین بتاؤ کہ ہم اُسوقت تمہارا کیا علاج کرینگے خالد وزیر نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار ہم بقسم عہد کرتے ہین اور یہ اقرار شرعی ہی کہ خدا نخواستہ ایک سر مو بھی خلاف اسکے وقوع مین نہ آئے گا اور ہمکو اپنی جان و آبرو برباد کرنا قبول و منظور نہین ہی لیکن قبل جشن نوروز ملکہ کا عقد کرنا ہمکو منظور نہین ہی آئندہ ہم حاضر ہین حضور ہمکو قتل فرمائین ہمکو منظور ہی اور اس عرصہ تک اگر نجاشی کی طرف سے کسی طرح کی عجلت ہوئی تو ہم حیلہ و حوالہ کا لینگے اور جب دیکھین گے کہ اب ہمارے ٹالے نہین ٹلتا تو پھر بہ جنگ و جدل پیش آوینگے اور مقابلہ کرینگے جب تاب مقابلہ باقی نہ رہیگی قلعہ بند ہو جائینگے اور حضور مین اطلاعًا گذارش کرینگے اُس وقت جیسا ارشاد عالی ہین آوے کیجیےگا اور اس اقرار پر ملک عمران شاہ و خالد بن علقمہ وزیر دونون نے انجیل اُٹھائی اور قسم کھائی شاہزادہ معز الدین نے ابوالحسن جوہری سے فرمایا تمنے سُنا ملک عمران شاہ کیا اقرار کرتے ہین ابوالحسن نے کہا بہتر ہی کیا مضائقہ دیر آید درست آید یعنی التعجیل من الشیطان والتاخیر من الرحمٰن ہوا کرتی ہی شاہزادہ نے ملک عمران شاہ اور خالد بن علقمہ وزیر سے اس شرط پر اقرار نامہ لکھوالیا اور تمام ارکین سلطنت کی مُہرین ہوگئین بعد تکمیل اس اقرارنامہ کے ملک عمران شاہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی غرضکہ شام کو

ملک عمران شاہ نے شاہزادہ سے رخصت چاہی شاہزادہ نے ایک خلعت فاخرہ مع اسپ با ساز مرصع نگار
ملک عمران شاہ کو عنایت فرمایا ملک عمران شاہ نے بھی جواہر بیش بہا اور رمال و جواہرات شاہزادہ
کے نذر کیا اور عرض کیا کل حضور بھی ایک ساعت کیواسطے باغ ملکہ خلد انہ مین رونق افروز ہون کہ جو ماحضر
ہو غلام پیشکش کرے حضور قبول فرمائین کہ ذرہ یاد مرتبہ فدوی کا ہوگا فدوی نے یہ لفظ دعوت اسواسطے نہین
عرض کیا کہ حضور کی دعوت و مہمانی کرنے کی اس خاکسار کو قدرت کہان مگر بقول اس مصرعہ کے مصرعہ گر قبول افتد
زہی عز و شرف ۔ شاہزادہ نے فرمایا مین تمہارا اصل مطلب سمجھا خیر بہتر ہی ہم انشاء اللہ کل ضرور آوینگے
ملک عمران شاہ رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا غرض نہایت تکلفات شاہانہ سے شاہزادہ کی مہمانداری اور
دعوت کی اور خود تمام رات خدمت مین حاضر رہا ابوالحسن جو پہر بعد نصف شب کے ملکہ خلد انہ کے پاس
گیا اور صحبت عیش گرم کی اور کہا ای ملکہ اب یقین ہی کہ بفضل رب کریم بظاہر ہماری اور تمہاری صحبت اور
مواصلت حقیقی ہو لیکن ابھی توقف معلوم ہوتا ہی یعنی جو عہدنامہ و اقرارنامہ تمہارے عقد کے بارے مین
تمہارے باپ نے لکھا ہی یقین ہی کہ تمنے بھی ضرور سنا ہوگا ملکہ نے کہا مین نے مفصل سنا ہی ابوالحسن اصل یہ ہی
کہ امورات تقدیری مین کچھ چارہ نہین ہی اور نہ جای دم زدن ہی بقول اس شعر کے شعر

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست	سودی نکند یاری ہر یار کہ ہست

کل امر مرہون باوقاتہا فضل الٰہی شامل حال چاہیے اندیشہ کی بات نہین ہی یہ دن اسطرح گذر جائینگے کہ
معلوم بھی نہونگے کیدھر تمہارا دھیان ہی تم خاطر جمع رکھو مگر ہان جو نوبت صلح کی نہ آتی تو البتہ امر دشوار تھا صدہا
بندگان خدا کا خون ہوتا نہین معلوم شہر پر کیا آفت آتی ہم کہان کہان بھاگتے پھرتے اور یہ سارا فساد فقط ہمارے
اور تمہارے دم کے واسطے تھا مگر مصرعہ کار را آسان شود لیکن بہ صبر ۔ چھ مہینے کیا چھ مہینے اور تحویل آفتاب
مین باقی ہین انشاء اللہ الرحمن یہ بھی ایک چشم زدن مین تمام ہوئے جاتے ہین کیون گھبراتی ہو بقول شعر

مشکلی نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

جب وقت کہ صبح ہوئی پچھلے پہر ملکہ سے رخصت ہوا اور کہا کہ مین تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کرتا ہون بشرط صحت
اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر انشاء اللہ الرحمن آؤنگا اور آپ کے بفضل ایزدی حسب دلخواہ ملاقات کرونگا
ملکہ خلد انہ نے بھی بہ مجبوری آبدیدہ ہوکر ابوالحسن کو رخصت کیا ابوالحسن وہان سے بہمن پاسبان
کے مکان مین آیا اور بہمن سے کہا یہ مقدمہ اس شرط سے طی پایا ہی بہمن نے کہا غلام کو ان سب ایلا اور
اقرار سے کیا کام ہی حضور مین حاضر ہون ابوالحسن نے کہا مین تمہین شہر مین اسوجہ سے چھوڑ جاؤنگا کہ
شاید کوئی نامہ و پیام ملکہ کی نسبت کا نہ آوے ملک عمران شاہ کو بھیجے تو تم اسی وقت مین اطلاع دینا

بلکہ محمود خراسانی بھی نگران حال رہے تو بہتر ہی محمود بولا ای استاد والا جاہ یہان بہمن کا موجود ہونا کافی ہی میری کیا احتیاج ہی دوسرے مجھے آپکی مفارقت ایک لحظہ کی گوارہ نہین ہی اور کوئی جگہ بے تمہارے خوش نہین آتی پس آپ جہان تشریف لیجائینگے ممکن نہین کہ مین بھی ہمراہ حضور کے نہ جاؤن اور جس روز کہ کارساز حقیقی آپکے مقاصد دلی برلائیگا مین بھی بہ تصدق حضور اپنی مراد کو پہونچونگا ابوالحسن محمود خراسانی اور بہمن کو واسطے ملازمت شاہزادہ کے لایا شاہزادہ نے بہمن کو اسکے حوصلہ سے زیادہ انعام اور خلعت مرحمت فرمایا اور محمود خراسانی کو پیادہ باشی یعنے عہدہ کمیدانی جلوے خاص کی عنایت فرمائی جب عرصہ قریب ایک ہفتہ کے گذرا شاہزادہ نے ابوالحسن سے فرمایا کہ اب تمہارا کیا قصد ہی ابوالحسن نے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار مین نے ہرچند سہیل غلام حکیم صاحب کو تلاش کیا لیکن کہین اسکا نشان نہ پایا بلکہ خارجاً یہ سنا ہی کہ جسدن الیقر ایلچی نجاشی ہمران شاہ کے پاس آیا اس دن سے سہیل نے آمد و رفت شہر کی بالکل چھوڑ دی سوا اسکے وہ درہ کوہ بھی مطلق یاد نہین ہی مین نہین جانتا کہ وہ کس طرف ہی مگر اب یہ مناسب عرض کرتا ہون کہ لشکر فتح پیکر ہمراہ امیر مجاہد الدین کے کرکے قریہ فردوسیہ کو روانہ فرمائیے اور تھوڑی سی فوج انتخاب کرکے آپ براہ دریا تشریف لے چلیے کہ مصلحت وقت میرے نزدیک یہی ہی شعر

کشتی از فضل خدا و ناخدایش بوالحسن	راہ عشق آمد بہ پیش و رہنمایش بوالحسن

یہ راے ابوالحسن کی شاہزادہ کو پسند آئی فوراً تمام لشکر سے پہلوانان نامی و گرامی انتخاب کرکے باقی لشکر کو امیر مجاہد الدین کے ہمراہ روانہ فرمایا اور خود بہ جمعیت ایک ہزار پانچ سو سوار جرار آتش بار و آزمودہ کار کے براہ دریا کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے ابوالحسن جوہر اور امیر مجاہد الدین فیروز بخشی اور امیرزادہ سیف الدین اور امیر خلیل اور امیر سلطان اور محمود خراسانی اور الواح بن التوم اور طیفور نیزہ باز عمرانی تو ہمرکاب فیض انتساب مین موجود تھے

اس قافلۂ دریا کو سپرد خدا کیا جاتا ہی اور اب کچھ نجاشی کا حال بیان ہوتا ہی اور یہ اشعار حسب حال ہین

منزل یار کا سودا ابھی غضب ہوتا ہی
کبھی عشق حقیقی کا سبب ہوتا ہی
ہوئی تخت تو گھر کو رہین سب لیٹے لیٹے
غم تو پہلے ہی سے تھا درد بھی اب ہوتا ہی

ہر قدم راہ مین سرگرم طلب ہوتا ہی
شکوۂ جور و جفا کچھ نہین رہتا ہی یاد
حشر دیدار طلب دیکھیے کب ہوتا ہی
کیا رقیبون نے خدا جانے کیا ہی یا دو

معرفت قدر مجازی کی نہ تھی اب سمجھے
سامنا اس ستم ایجاد کا جب ہوتا ہی
دل کا اسد نگہبان تری فرقت مین صنم
خوف اس بت کے نہ آنے کا سبب ہوتا ہی

جوہر شناسان ذوالفقار زبان و عقدہ کشایان اسرار نہان بیان کرتے ہین کہ جب ہر وقت بن الیقر

حبشیان بقیۃ السیف کے ہمراہ دار الملک حبش مین پہونچا اور اُس نے عین دربار مین دونون پارچے اپنے
باپ کی لاش کے نجاشی کے سامنے رکھدیے اور حد سے زیادہ گریہ و زاری اور داد و بیداد کی نجاشی نے جو
ارلقر کی صورت دیکھی عجیب ایک شکل مزخرف و مضحک نظر آئی کہ بے اختیار ہنسا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی
کے لوٹ گئے آخر مہر دقر سے پوچھا کہ یہ کون جانور ہی اور تیرے ہاتھ کیونکر آیا مہر دقر جوش رنج اور گریہ و زاری
مین کچھ جواب نہ دے سکا لیکن اُس بڈھے نے کہ جسنے حبشیون کی جان ارلقر کے ہاتھ سے بچائی تھی تمام کیفیت
یعنی وقت شب نقش طراز کا وہان باغ مین آنا اور بوقت شر انجاری روغن کا چہرہ پر ارلقر کے ملنا اور
جواہر کا گم ہوجانا نجاشی کے روبرو مفصل بیان کیا اور کہا کہ ارلقر نے جو خبیث پر اتہام جواہر ابندسی کی تھی اُسی
وبال مین گرفتار ہوا یعنے بلا سبب اہل اسلام کے ایلچی کے لشکر پر شبخون مارا اور آخر اپنی حرکت بد کی سزا پائی
نجاشی نے سُنا کہ شہزادہ معز الدین نے فقط واسطے ملکہ خلد انہ کے شہر عکرانیہ پر لشکر کشی کی ہی یہ خبر سُنتے اُس
کلمہ کے رنگ چہرہ نجاشی کا متغیر ہوگیا اور حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور یہ بھی کہا کہ اہل اسلام اگر ملکہ خلد انہ کو شہر عکرانیہ
سے لیگئے تو اول تمام شہر کو مع عمران شاہ کے قتل کرونگا ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑونگا بعد اسکے اہل اسلام سے
انتقام قرار واقعی لونگا اور اس فرقہ سرکش کی جب تک گوش مالی قرار واقعی نہوگی یہ فرقہ متنبہ نہوگا الغرض نجاشی
بہ جمعیت دو ہزار سوار جرار اور پیادہ ہاے بیشمار آتش بار براہ دریا شہر عکرانیہ کو روانہ ہوا ناگاہ تھوڑے عرصہ مین
دور سے چند کشتیان نظر آئین نجاشی نے سودا سے تندرو عیار کو براے دریافت حال اُن کشتیون کے بھیجا سودا
ایک ہوڑی پر سوار ہو کشتیون کے قریب پہونچا اسطرف سے محمود خراسانی بھی کشتی خرد پر سوار ہو کے حسب الحکم
شاہزادہ گردون سریر کے واسطے دیکھنے حال کشتیون کے آتا تھا اثناے راہ مین سودا و محمود سے ملاقات ہوئی
سودا نے پوچھا اے دلاور یہ کشتیان کسکی ہین محمود نے کہا سوداگر ہین سودا نے کہا اگر سوداگر ہین تو پہلے اپنے مال کا
خراج سرکار بادشاہ حبش مین داخل کرین بعد اسکے جہان چاہین چلے جائین محمود نے فقط اسی قدر حال
معلوم کرکے شاہزادہ والا جاہ کی خدمت مین عرض کیا شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا تمنے سُنا محمود
کیا کہتا ہی جوہر نے عرض کیا اے شہریار گردون وقار ابھی نجاشی ہمارے حال سے آگاہ نہین ہی بہتر یہ ہی کہ
کچھ اُسکو دیکر اپنے سے اس بلا کو ٹالین شاہزادہ نے فرمایا اے برادر تم خوب جانتے ہو کہ مجھے سوداے عشق
ملکہ شمسہ تاجدار نے ایسا خود رفتہ کردیا ہی کہ اپنے حال کی خبر نہین ہی لیکن ہان بخوف ان چند روسیاہون کے
بہانہ تجارت سے نام دلاوری کے برباد کرنے کو دل گوارا نہین کرتا کہ حوصلۂ مردی اور طریقہ شجاعت سے
خلاف ہی ادھر سودا نے نجاشی سے جاکر کہا کہ اہل کشتی تجارت پیشہ ہین کسی طرف واسطے تجارت کے کچھ اسباب
لیے جاتے ہین یہ خبر سُنتے اس خبر کے نجاشی کی رگ طمع نے حرکت کی اور سودا کو حکم دیا کہ ان سوداگرون

کل مال سے نصف لے لو اور نصف واپس دو اور جو نصف مال دینے مین کچھ مضائقہ کرین تو کل مال و اسباب
ضبط کر لو شاہزادہ نے محمود سے فرمایا تم جا کر سوداسے کہو کہ دریا مین مال کا تقسیم ہونا دشوار ہی جبکہ ہم
خشکی مین پہونچین گے پھر جو تم کہو گے ہمین منظور و قبول ہوگا محمود نے سوداسے حسب الحکم شاہزادہ کے کہا
سودا نے نجاشی کو اطلاع دی قضارا دریا مین ایک پہاڑ واقع تھا اور پس پہاڑ تھوڑا سا میدان تھا وہان
دونون لشکر برابر خیمہ زن ہوئے دوسرے روز نجاشی نے غرارہ بن قراقوز سپہ سالار لشکر کو واسطے لینے
نصف مال کے بھیجا غرارہ اور سوداسے تندرو عیار لشکر مین شاہزادہ گیتی پناہ کے آئے جب بارگاہ سلطانی
مین پہونچے اور شاہزادہ معز الدین کو تخت پر جلوس فرما دیکھا اور گرد تخت کے پہلوانان صف شکن و بہادران
دیوافگن کی جمعیت دیکھی غرارہ سپہ سالار کو اس تجمل و شان سے شاہزادہ کی تخت نشینی نہایت ناگوار ہوئی
اور دل مین کہا کہ آجتک ہمنے کسی سوداگر کو تخت نشین نہین دیکھا غرض غرارہ نے تقاضا سے حصول کیا اور کہا کہ
سب مال و اسباب نقد و جنس اول ہمارے پاس لا کر دکھاؤ جوہر نے کہا تم ایک ساعت توقف کرو جسقدر ہمارے
پاس مال و اسباب موجود ہی تمھارے سامنے جمع کیے دیتے ہین آخر جوہر نے چالیس صندوق سر بمہر غرارہ کے
سامنے رکھدیے اور کہا یہ تم لے لو غرارہ کہا چاہتا تھا کہ نقد و جنس اپنا ہمکو دکھاؤ ہم خود دو حصہ کر دینگے کہ سودا
نے غرارہ کے کان مین کہا کہ اے نادان جو اسباب و مال یہ سوداگر دین اُسکو غنیمت جانو ورنہ جب تلک ہماری مدد پہنچے
یہ سب ہمکو ہلاک و خاک سیاہ کر دینگے تم دیکھتے ہو کہ کیسے یہ سوداگر ہین غرارہ حیرت زدہ وہ صندوق لیکر نجاشی کے
پاس آیا اور کہا اسطرح کے سوداگر آج تک ہمنے دیکھے نہ سُنے اور بلکہ یقین ہی کہ جہان مین نہوینگے یہ چالیس صندوق فقط
تمھارے اقبال سے ہاتھ لگے ہین ورنہ نہایت مشکل پڑتی بعد اسکے غرارہ نے تمام حقیقت نجاشی سے بیان کی نجاشی نے
حکم دیا کہ صندوق کھولو دیکھین کہ ان صندوقون مین کیا مال و جنس ہی بعد اسکے بجرم تخت نشینی قافلہ باشی کا کل مال و
اسباب ضبط کر لونگا تاکہ پھر کوئی سوداگر اپنے حد و حوصلہ سے تجاوز نکرے تاجر کو تخت و تاج سے کیا سروکار جس وقت
صندوق اجناس کے کھولے گئے تو عجیب قسم کی جنس برآمد ہوئی یعنے تمام صندوق گدھے کے پاؤن اور ہاتھی کے لینڈ
اور مُردے کی ہڈیان اور پُرانی جوتیان اور گھوڑے کے سم تراشے ہوئے اور پُرانے گودڑ وغیرہ سے پُر تھے نجاشی
نے جو یہ جنس نفیس گران قیمت و تحفہ پاکیزہ دیکھا اسقدر غضبناک ہوا کہ آنکھون مین تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اتفاق
سے ایک ملازم مہر و قمر کا بھی موجود تھا اور غرارہ کے ہمراہ گیا بھی تھا اور امیر زادہ سیف الدین سے بخوبی واقف
تھا اُسنے نجاشی سے کہا آپکو کیا حیرت و استعجاب ہوا یہ وہ سوداگر اجناس فروش نہین ہین یہ دلال بازار ملک الموت
ہین جو نقد جان کو درم اجل دیکے لیتے ہین اور ذلت و رسوائی اُسکے نفع مین مفت دلواتے ہین یہی شاہزادہ
معز الدین عالی وقار دشمن جان ابلیس و قاتل کفار و اشرار ہی جسکے ایلچی نے اُدقر سے پہلوان کو ایک ضرب

تیغ بیدریغ میں دو حصہ کر دیا اور اپنے برادر ابوالحسن سے ملکہ خلدآرائہ کا عقد کرنے کا قصد ہی تھا نجاشی نے جو یہ سُنا ایک شعلہ آتشناک اُس ناپاک کے سینہ سے اُٹھا کہ دماغ کے پار ہو گیا عزارہ سے کہا یہ بھی ہمارا اقبال تھا کہ جو شاہزادہ معزالدین اس قلیل فوج سے یہاں آ گیا گویا کہ اب دام اجل میں خود گرفتار ہو گیا بعد اسکے شاہزادہ کو نامہ لکھا شاہزادہ نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا نجاشی نے اُسی شب کو عزارہ بن قراقوز کے نام طبل جنگ بجوا دیا اُدھر شاہزادہ نے بھی لشکر میں کوس حربی کے بجانے کا حکم دیا تمام رات سامان جنگ میں گذری صبح کو نجاشی مع سپاہ زنگی میدان رزم میں آیا اور عزارہ کو حرب کی اجازت دی شاہزادہ نے بھی بعد آراستگی صفوف لشکر ظفر پیکر کے امیر خلیل کو واسطے مقابلہ عزارہ کے رخصت فرمایا امیر خلیل مثل شیر غضبناک میدان جنگ میں آئے اور بعد رد و بدل نیزہ و گرز کے امیر خلیل نے عزارہ کے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کیا لیکن خود بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا پس نجاشی نے فقط اسیقدر غلبہ کو غنیمت سمجھ کے طبل بازگشت بجوا دیا جب دونوں لشکر اپنے اپنے آرام گاہ پر آئے شاہزادہ نے جراحوں کو طلب فرما کر امیر خلیل کے علاج کا حکم دیا الغرض دوسرے روز پھر عزارہ میدان جنگ میں آیا اور اُسنے باواز بلند کہا اے سلیمان اسلام جسے اپنی زیست دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے تاکہ درجہ شہادت پر فیضیاب ہو راوی کہتا ہے کہ امیر خلیل کا ایک فرزند اسمٰعیل نام نہایت خوبصورت حسن و جمال میں بے مثال کمسن تھا کہ ہنوز صورت زیبا پر سبزۂ خط بھی آغاز نہوا تھا قطعہ

جوانی برخ غیرت آفتاب	بمیدان ہم آوردا فراسیاب	بجرأت چو رستم چو حاتم بجود	چہ رستم چہ حاتم نظیرش نبود

اور باوجود اس سن و سال اور حسن و جمال کے اخلاق ظاہری بھی حد سے زیادہ رکھتا تھا کہ جسکی تعریف قلم سے ممکن نہیں اور شاہزادہ معزالدین اُس صاحبزادہ کو کمال عزیز رکھتے تھے قضا کار جس روز کہ امیر خلیل عزارہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اُسی شب کو امیرزادہ نے خواب میں ایک صحراے لق و دق نہایت پُر بہار و لطف خیز دیکھا امیرزادہ سیر کرتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا ناگاہ دور سے ایک قصر عالیشان نظر آیا جس وقت اُس قصر کے قریب آیا دیکھا ایک غرفہ قصر میں ایک نازنین خورشید جبین مسند زرنگار پر بیٹھی اُس صحراے پر فضا کی سیر کر رہی ہے اور اُسکے بشرہ سے ثابت ہوتا تھا کہ گویا کسی کی منتظر ہے لیکن بمجرد دیکھنے امیرزادہ کے وہ اُٹھی اور بسر و قد تعظیم دی اور امیرزادہ کو باادب سلام کیا امیرزادہ بھی اُسکے حسن و جمال بیمثال کو دیکھ کے عاشق ہو گیا اور اُس نازنین سے راہ غرفہ کی دریافت کی اُس ماہ جبین نے راہ کا نشان بتایا امیرزادہ اُس راہ سے غرفہ میں آیا اُس نازنین نے امیرزادہ کو نہایت اعزاز سے مسند زرنگار پر بٹھایا اور خود ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑی ہوئی امیرزادہ نے فرمایا تمہارا کھڑا رہنا نہایت ہمکو ناگوار ہے آؤ ہمارے پہلو میں بیٹھ جاؤ وہ بولی میری کیا مجال کہ جو میں اپنے خداوند نعمت کے برابر پہلو میں بیٹھ سکوں اس اثنا میں امیرزادہ نے ایک پردہ

زر لٹکتی ایک دروازہ پر پڑا دیکھا اس پردہ کا حال پوچھا نازنین نے کہا وہ کنیز کے مکان سے نہایت بہتر و عمدہ ہی
اسمین بھی ایک کنیز حضور کی رہتی ہی اگر حضور چلین تو انسب ہی امیر زادہ وہان گیا فی الواقع اس مکان سے
زیادہ آراستہ پایا وہان بھی ایک نازنین ماہ جبین تخت پر جلوہ آرا دیکھی اُسنے بھی بعد تعظیم کے سلام کیا اور بجود
دست بستہ کھڑی ہو گئی امیر زادہ سمجھا کہ شاید یہ نازنین اول اُسکی کنیز ہی یہان بھی ایک پردہ زرنگار ویسا ہی
دیکھا پوچھا یہ پردہ کیسا ہی اُس نازنین نے کہا کہ یہ بھی مکان آپکی کنیز کا ہی بسم اللہ تشریف لے چلیے امیر زادہ
تشریف لیگیا اور اس قصر کو اُن دونون مکانون سے زیادہ تر آراستہ دیکھا امیر زادہ سیر کرتا ایک شاہ نشین
مین آیا وہان تخت زمرد نگار پر ایک پری رخسار حور وش نازک کمر بیٹھی تھی اُن نازنینون نے اُسے سلام کیا
اور دور تر دست بستہ کھڑی ہوئین قصہ کوتاہ اسی طرح امیر زادہ نے سات قصر ایک سے ایک برتر و بہتر دیکھے
اور سب سے سُنا کہ یہی جوان عالی شان ملکہ نور الابصار کا شوہر ہی امیر زادہ نے مالک خانۂ ششم سے پوچھا
کہ نور الابصار کون ہی اُسنے کہا کہ نور الابصار خانۂ ہفتم کی مالک ہی اور ہمارے بادشاہ بھی نور الابصار کے
نہایت مشتاق دید ہین وہ سب نازنینان باتفاق خانۂ ہفتم مین شاہزادہ کو لے گئین امیر زادہ نے تمام
در و دیوار قصر ہفتم مروارید و زمرد نگار دیکھے اور فرش و فروش شاہانہ سے آراستہ اور ایک نازنین نہایت
قمر صورت حور سیرت اُس حسن کی تخت جواہر نگار پر جلوہ افروز دیکھی کہ جسکی شان مین یہ شعر صادق آتا ہی شعر

کہ بعد از دید نش ہرگز نماند	وجود پارسایان را شکیبے

اور یہ آیۂ وافی ہدایہ گویا اسی کی شان مین صادق آتی ہی مالاعین رأت ولا اذن سمعت
امیر زادہ لاکھ جان سے اُس حور نژاد پر عاشق ہو گیا اور اُسنے باعزاز تمام امیر زادہ کو اپنے پہلو مین بٹھالیا
جب صحبت گرم ہوئی امیر زادہ نے بجوش محبت و بمقتضاے بشریت اختلاط کا قصد کیا وہ پری بولی اے جوان
میری بے تکلفی کے واسطے دوسرا مکان ہی تم گھبراؤ نہین مین چلتی ہون یہ کہکے وہ تو روانہ ہوئی اور سب دست بستہ
حاضر رہین بعد ایک لحظہ کے ایک خادمہ کم سن نے امیر زادہ سے کہا چلیے ملکہ نور الابصار نے بلایا ہی امیر زادہ
تو مشتاق بیٹھا ہی تھا اُس خادمہ کے ساتھ ہو وہ خادمہ امیر زادہ کو ایسے ایک دریاے خون کے کنارے
لے گئی کہ جسکی آواز مغز کو پریشان کرتی تھی امیر زادہ نے دیکھا کہ وسط دریاے خون مین ایک مکان یاقوت نگار
بنا ہی اور پشت مکان پر ایک تخت یاقوت نگار بچھا ہی اور اُسی تخت پر ملکہ نور الابصار بیٹھی ہی امیر زادہ کو دیکھ کے
نور الابصار نے اشارہ سے بلایا امیر زادہ بولا دریاے خون سے مین کیونکر آؤن وہ بولی جب تک یہ دریاے
خون تو طے نہ کریگا میرا وصل ممکن نہین ہی اس عرصہ مین امیر زادہ کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ تمام سردار لشکر
میدان کارزار مین جاتے ہین امیر زادہ بھی ہمراہ رکاب شہزادہ کے ہو گیا اور امیر زادہ نے اپنا خواب

شاہزادہ سے بیان کیا اور اُسوقت شیخ احمد فضلاے عصر سے بھی موجود تھا اُسنے بھی سُنا اور شاہزادہ سے کہا کہ اگر امیرزادہ رخصت میدان مانگے حضور کبھی نہ دین اُسطرف غزارہ نے وہی کلمہ سخت پھر دوبارہ کہا امیرزادہ نے شاہزادہ سے رخصت طلب کی شاہزادہ نے جواب نہ دیا امیرزادہ بے اختیار نعرہ مارتا بے اجازت میدان کو راہی ہوا اور کہا اے شہریار مین لاچار ہون کہ وہ نورالابصار غزارہ پر سوار رسبجھے پکارتی ہو ورنہ مین بدون اجازت حضور میدان جنگ مین نہ جاتا آخرکار غزارہ سے نیزہ بازی ہوئی اور نیزہ غزارہ کے ہاتھ سے امیرزادہ نے چھین لیا غزارہ نے مثل مار کے پیچ تاب کھایا اور دلمین کہا افسوس اور لعنت تیری اس زندگی اور پہلوانی پر کہ ایک طفل نے دونون لشکرون کے سامنے ایسی ذلت فاش دی پس حالت غضب مین ایک ضرب سخت تیغ بیدریغ سے ایسی لگائی کہ خود کو کاٹ کر سینہ تک اُتر آئی امیرزادہ خون آلودہ زمین پر گرا محمود وغیرہ بہزار خرابی لاش کو امیرزادہ کی لے آئے شاہزادہ امیرزادہ کے حال پر گریان ہوا اور کہا اے اسمٰعیل ہم تجھے میدان داری سے منع کرتے تھے مگر تو نے نہ مانا خیر تقدیر الٰہی مین یون ہی تھا اُسکا چارہ نہین امیرزادہ نے عالم احتضار مین بھی وہی کلمہ کہا کہ حضور نورالابصار ابھی تک مجھے بلارہی ہی بعد اسکے مرغ روح امیرزادہ پروازکنان داخل جنان ہوا ادھر غزارہ بدبخت اپنے کارنمایان پر لاف وگزاف مارتا تھا اور کہتا تھا کہ کوئی میرے مقابل پہلوان لشکر اسلام مین نہین ہی سپاہ گری تمام ہوگئی کہ جوہر رخصت حرب لیکر میدان مین آیا اتفاق سے ایک ملازم ارتقر بھی موجود تھا اُسنے نجاشی سے کہا کہ یہی شخص تمھارے پسر کا رقیب ہی سلطان ابوالحسن برادر شاہزادہ معزالدین یہی دلاور ہی نجاشی نے جو یہ سُنا غزارہ سے کہلا بھیجا خبردار اس جوان کو دم لینے کی فرصت نہ دینا کیونکہ تمامی مظلمہ و فساد کا بانی یہی جوان ہی غزارہ نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین اسے بھی شخص اول کے پاس بھیجتا ہون غرض کہ اول ابوالحسن سے کلام سخت ہوئے بعد اسکے غزارہ نے گرز پیہم جوہر کے سر پر لگائے جوہر نے ضربات گرز رد کرکے ایک ضرب شمشیر آبدار مین دو حصہ کیے شاہزادہ والاقدر نے باوجود رنج و ملال کے حکم دیا کہ شادیانے بجین اور لشکر دشمن مین آواز نوحہ و بکا بلند ہوئی وقت شب نجاشی نے سرداران لشکر سے کہا تمنے دیکھا یہ شوم بخت کسطرح کی ضرب سخت رکھتا ہی کہ ایک ہی ضرب مین غزارہ سے بہادر کو خاک مین ملادیا ارتوب مردار خوار و خرتوب کشیدہ دہن و قلتام فیل زور و سرسام فیل قوت و شیداسے گرگ پیشانی و ملکم اللمس مست و ترقاش سگ زبان و ہمیال شتردندان و سیدروس زردرو وغیرہ سرداران لشکر حبشی نے نجاشی سے یک زبان ہوکر کہا کہ ایک پہلوان کے گرنے سے اسقدر ہراسان ہونا نہ چاہیے کہ جنگ و سردار دکا معاملہ ہی اگر غزارہ مارا گیا بلا سے ہم اسکا عوض لینے کو کیا کم ہین نجاشی تین روز غزارہ کے رنج و الم مین رہا اور

اسطرف شاہزادۂ معزالدین امیر جلال الدین کے خیمہ مین واسطے تعزیت امیرزادہ اسمٰعیل کے تشریف لائے اور کہا اے امیر قضا و قدر مین بشر کو کیا اختیار ہے بہرنہج صبر کرنا چاہیے امیر خلیل نے کہا شعر

جان سپردن درر کابت از تن آسانی بود　|　جان اسمٰعیل بالخصوص قربانی بود

الغرض روز چہارم لشکرون مین طبل جنگ بجے اور صبح کو قلتام فیل زور نجاشی سے اور امیر جلال الدین فیروز بھی لشکر اسلام سے میدان جنگ مین آئے اور بعد چند ساعت کے قلتام کو قتل کیا الغرض اسی طرح شیدام گرگ پیشانی اور یلیم والملم بھی اسی نامدار کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہنگام غروب آفتاب جنگ موقوف ہوئی پھر صبح کو صف آرائی ہوئی اُس روز تو قاش سنگ زبان اور سر سالم فیل قوت کو امیرزادہ سیف الدین نے درک اسفل مین بھیجا نجاشی نے اپنی داڑھی نوچی اور طبل بازگشت کا حکم دیا اور وقت شب پہلوانان لشکر سے کہا کہ ایک ایک تم ان فرقہ اسلام سے پیش نیاؤگے مناسب ہے کہ کل بعد قتل ہونے ایک سردار کے جنگ مغلوبہ کردو اور چار طرف سے گھیر کے سب کو مارلو سب نے کہا کہ یہی تدبیر انسب ہے محمود خراسانی بھی بہ تبدیل ہیئت وہان موجود تھا اُسنے اُسی وقت جشنیون کے ارادہ سے شاہزادہ کو مطلع کیا شاہزادہ نے ابوالحسن سے کہا کہ اب تمھاری کیا راے ہے جوہر نے کہا کہ اے شہریار نامدار ایک ہزار پانچ سو سوار جرار اور دو ہزار پیادہ آتش بار کی جمعیت رکاب فیض مآب مین موجود ہے انکے چار حصہ فرمائیے اور ایک ایک حصہ ہمراہ ہر ایک کے تفویض کیجیے اور آپ خود بافوج قلیل مقابلہ پر تشریف لیجائین ان امرا کو ہر جا علیحدہ علیحدہ کھڑا کردونگا جس وقت جنگ مغلوبہ ہوویگا سب ہر چہار طرف سے آگرین مگر حضور اسی وقت اسکا بند و بست فرمائین ورنہ یہ خبر مشتہر ہوجائیگی تو اچھا نہوگا غرض شاہزادہ نے اُسی وقت نقیبون کو حکم دیا کہ فوج تیار ہوکر آئے نقیبون نے فوراً حسب الحکم شاہزادہ فوج کو در دولت پر مسلح و مکمل حاضر کیا جوہر نے اُن سردارون کو جابجا قائم کیا اور کہدیا کہ جسوقت تم تیغ یا محمود خراسانی کو دیکھنا فوراً یورش کردینا قصہ کوتاہ صبح کو لشکرون مین صف آرائی ہوئی ارتوب مردار خوار نجاشی سے اور امیر ناصر الدین برادر امیر جلال الدین لشکر اسلام سے میدان مین آئے شعر

تو گوئی کہ کوہ ستا پس استوار　|　نہ جنبد ز جا و نہ استد ز کار

جب حرب و ضرب کی نوبت آئی ناصر الدین نے نیزہ ارتوب کا چھین لیا اپنی ضرب شمشیر سے اسکی شمشیر زمین پر گرادی بعد ازان اُسکو قتل کیا شعر

یکے تیغ زد بر تہی گاہ او　|　کہ از مرکب افتاد بدخواہ او

لشکر اسلام نے علم کو جلوہ دیا خر توب مردار خوار برادر ارتوب بے اجازت نجاشی میدان مین آیا اور کلمات بیہودہ زبان پر لایا امیر ناصر الدین نے کہا او مردود زبان بہ بند و بازو بکشا

که در معرکه نیست جای زبان	بیا رانچه داری ز مردی نشان

خر توپ نے ایک وار گرز کا کیا امیر نے بعد رد ضرب گرز خر توپ کو ایک ہی ضرب شمشیر مین فی النار کیا
نجاشی نے موافق رائے سب کے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا اور وہ دیو صورت با ضربہاے خیر بیکر لشکر
اسلام پر حملہ آور ہوئے اس طرف سے غازیان لشکر با تیغ و تبر اور نیزہ و گرز حبشیون پر جا پڑے جوہر نے
امیرزادہ سیف الدین اور امیر جلال الدین اور سلطان کو خبر کی وہ سرداران دلاور ہر چہار طرف
سے مثل شہباز تیز پر اُن زاغان لشکر حبش پر آپڑے رباعی

بجسم پردلان افتاد و جان سوخت	سنانش شعلهٔ آتش برافروخت	ز جسم رزم جویان سرفشانی	نمود آغشته از شمشیر یمانی

الغرض غازیان لشکر اسلام نے اُن سیہ کارون کو ایسا قتل کیا کہ اُس دشت کو لالہ زار بنا دیا اور خون سیاہ سے
ایک نہر جاری ہو گئی نجاشی ایک فیل پر سوار دونون لشکرون کے جدال و قتال کا تماشا دیکھ رہا تھا قصہ کوتاہ
تمام روز بازار موت گرم رہا اور تمام رات حرب و ضرب رہی دوسرے روز صبح کو سوداے تنومند روسیاہ نے
نجاشی سے کہا کہ تمکو اپنے لشکر کی بھی کچھ خبر ہے آگاہ ہو کہ اب کم از نصف لشکر باقی رہا اور سب رخصت ہو گیا اب بھی
طبل بازگشت بجوا دو ورنہ ایک متنفس نہ زندہ رہیگا اس خبر سے نجاشی کے حواس جاتے رہے اور طبل بازگشت
بجوایا جب شمار ہوا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار لشکری مارے گئے اور مجروحون کا شمار نہین ہے اور لشکر اسلام مین
دو ہزار آدمی شہید ہوئے اور چار سو زخمی ہوئے نجاشی نے جو یہ کیفیت لشکر کی دیکھی سودا سے کہا خبر لا کہ لشکر اسلام
سے کتنے لوگ مارے گئے سودا بولا مجھے خوب معلوم ہے کہ دو سو قتل ہوئے اور اسی قدر مجروح ہین نجاشی نے
اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا کہ اگر مسرور بدبخت نہ پیدا ہوتا تو میرا یہ حال خراب ہوتا اب مجھے نہ طاقت ستیز ہے اور نہ یارا
گریز اب کس بلاے سخت مین گرفتار ہو گیا ہون راوی کہتا ہے کہ غنشاوہ خواہر نجاشی زوجہ شاہ مسقط سحر مین
کامل و استاد زمانہ تھی حسب اتفاق واسطے دیکھنے اپنے بھائی نجاشی کے باجازت شوہر بزور سحر پرواز کنان
آتی تھی راہ مین سنا کہ نجاشی صحرا نیہ کو گیا ہے صحرا نیہ مین بھی نہ پایا آخر بجستجو سے تمام اُسوقت لشکر نجاشی مین پہونچی
کہ نجاشی شکایت لشکر اسلام اپنے رفقا سے کرتا تھا کہ ایک بوے بد پیدا ہوئی ہر ایک نے دماغ بند کر لیا نجاشی
بہن کو دیکھ کر بغل گیر ہوا اور پیشانی ظلمانی پر بوسہ دیا بعد اسکے لشکر اسلام کا غلبہ اور اپنے لشکر کی خراب حالی بیان کی
غنشاوہ نے کہا یہ ذلت تمکو دختر ملک عمران شاہ کے باعث نصیب ہوئی اب مین ملکہ خلد اللہ کو لاکے تمکو دیتی ہون
بعد از ان لشکر اسلام سے سمجھ لونگی مسرور بن نجاشی اپنی پھوپھی کے آگے خوب رویا اور کہا اگر آپ یہ کام کر دین
کہ ملکہ خلد اللہ کو دے آوین تو گویا آپ نے دولت دو جہان کی مجھے دی غنشاوہ نے نجاشی سے کہا کہ تم اب
جنگ موقوف کرو مین چار روز مین ملکہ خلد اللہ کو صحرا نیہ سے لے آؤنگی یہ کہا اور صحرا نیہ کی طرف روانہ ہوئی

اب راوی کو حال شہر عمرانیہ کا بیان کرنا لازم ہی

کہ ملک عمران شاہ کا ایک ندیم صعفوق خوش خرام نامے ہی اُسنے ایک روز ملک عمران شاہ سے کہا اے
بادشاہ تمنے ملکہ خلد انہ کے عقد مین کیا مشورہ کیا عمران شاہ بولا کہ ہمنے معز الدین شاہ والا جاہ سے اقرار کیا
کہ ہم نوروز کو شہر فردوسیہ مین حاضر ہونگے یقین ہی کہ شاہ حبش اور شہزادہ کامگار ضرور وہان ہون صعفوق
نے کہا یہ بات غلط ہی نجاشی ایسا تمھین تنگ کریگا کہ زندگی دشوار ہوجائیگی جب تمنے اپنی دختر کو اُسکے بیٹے سے
نامزد کردیا تو اب تمکو کیا اختیار باقی ہی مناسب ہی کہ تم ملکہ کو مع سامان عروسی ملک حبش کو مخفی روانہ کردو کہ باہم
رسم محبت رہے اور نوبت کشت وخون کی نہ آوے آیندہ تمکو اختیار ہی گو کہ آج شاہزادہ معز الدین تمھاری
سرحد مین ہی کل بعد اسکے جانے کے تم کیا کروگے اور نجاشی کو کیا جواب دوگے اس سے یہ بہتر ہی کہ ملکہ کو اُدھر
روانہ کرو اور تم فردوسیہ مین جاکر شاہزادہ سے کہنا کہ ایک عیار نجاشی کا ملکہ خلد انہ کو جبرًا لیگیا اور مجھ کو
دوسرے روز خبر ہوئی اگر شاہزادہ معز الدین کو غرض ہوگی تو ملک حبش پر فوج کشی کریگا وگرنہ خیر تم اپنے عہدو
پیمان سے سبکدوش ہوگے دوم اگر شاہزادہ حبش پر خروج کرے اُدھر وہ اور ادھر تم دونون قرار واقعی شاہزادہ
کو گوشمالی دینا صعفوق کمسنی مین ملک عمران شاہ کا منظور نظر تھا اس وجہ سے یہ مصلحت تاثیر کرگئی عمران شاہ
محل مین آیا اور ملکہ خالدہ بانو سے کہا تم جلد تر سامان جہیز ملکہ خلد انہ کا تیار کرو مین اُسے ملک حبش کو روانہ
کرتا ہون ایسا نہو کہ نجاشی بسبب قتل ہونے اپنے ایلچی کے پھر فوج کشی کرے اور ہزارہا بندگان خدا کا خون
ہو خالدہ بانو نے شوہر کی بات کا جواب نہ دیا بلکہ تنہا خلد انہ کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا ملکہ خلد انہ
زار زار رونے لگی اور کہا اے والدہ تم لوگ بدعہد ضرور اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے خالدہ بانو نے کہا
اے نور چشم مین مجبور ہون بلکہ مین خدا سے چاہتی ہون کہ یہ نسبت چھوٹ جائے لیکن باپ تیرا سودائی اور
تلون مزاج ہی مین کیا کرون ملکہ خلد انہ خلوت خانہ مین آکر دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگی کہ خداوندا اپنے
حبیب کے صدقہ مین مجھے وصل سے ابو الحسن جوہر کے کامیاب فرما اور تا آنے اُسکے میری عفت وعصمت کا تو ہی
حافظ رہنا ناگاہ اثناے دعا مین ایک پنجہ بلا آسمان سے پیدا ہوا اور ملکہ خلد انہ کو وہان سے لے گیا خواصون نے
بعد گم ہوجانے ملکہ کے دونون ہاتھ سر پر مارے اور شور وغل مچایا اُنکی فریاد سے تمام خواصین محل کی جمع ہوگئین
اور سبب شور وغل پوچھا اُنھون نے کہا تم آسمان کی طرف خود دیکھ لو جب آسمان کیطرف دیکھا تو شب مہتاب مین
ایک سیاہی معلوم ہوئی اور غائب ہوگئی سب خواصین نوحہ کنان سینہ زنان چاک گریبان ملکہ خالدہ بانو کے پاس
آئین اور یہ حقیقت جان سوز بیان کی ایک شور محشر وہنگامہ قیامت محل مین برپا ہوا ملک عمران شاہ نے بھی سُنا
اور سر برہنہ محل سرا مین گیا سب کے ساتھ وہ بھی گریہ وزاری کرنے لگا تمامی شہر کو افسوس تھا خالد بن علقمہ وزیر نے

جو علم نجوم مین کامل تھا بعد دیکھنے زایچہ کے کہا کہ جان کی خیر ہی ماں باپ سے کو ہ آصلی کے دامنہ مین ملاقات ہو گی
خالدہ نے ملک عمران شاہ و ملکہ خالدہ بانو کی ازحد تسکین و دلجمعی کی

اب حال ملکہ خلدانہ اور غشاوہ جادوگرنی کا بیان ہوتا ہی

ملکہ خلدانہ نے اثناے پرواز مین دیکھا کہ ایک عورت حبشیہ بدہیئت کریہ منظر مجھے بغل مین دبا کے لیے جاتی ہی پس پوچھا خلدانہ نے کہ تو کون عورت بلاے ناگہانی ہی اور مجھے کہان لیجائیگی اُسنے کہا غشاوہ جادو میرا نام ہی اور مین حقیقی بہن نجاشی کی ہون میرے بھتیجے کا تیری مفارقت مین تباہ حال ہی تجھے اُسکے حوالہ کرکے رقیب بے سمجھونگی یہ سُنکے یقین تھا کہ روح ملکہ خلدانہ کی مفارقت کرجائے مگر اُسی حال مین یہ مناجات پڑھی مناجات

باشک جگر تفتہ صادقان	بآہ دل خستہ عاشقان	بسے مشکل افتادہ کار دلم	کہ ای واقف از حال زار دلم
	بحق محمد علیہ الصلواۃ	ازین ورطۂ غم مرا دہ نجات	

قدرت کاملۂ پروردگار سے غشاوہ جادو راہ لشکر نجاشی بھولی سرگردان و خراب حال وقت صبح قصر اختر پہ پہونچی اور خیال مین یہ آیا کہ دیکھون یہ کون مکان عالی شان ہی چونکہ وہ قصر طلسمی ملکہ شمسہ تاجدار کا تھا جیسے ہی اُس قصر کے مقابل ہوئی عمل سحر باطل ہو گیا ہر چند زور مارا کہ وہان سے نکل جائے مگر ممکن نہوا معلق ہوا سے زمین کی طرف متوجہ ہوئی راوی کہتا ہی کہ گلچین باغ ہر روز پھول جمع کرکے ملکہ شمسہ تاجدار کے پلنگ پر واسطے بچھانے پلنگ کے جمع کرتے تھے کہ ناگاہ غشاوہ جادو مع ملکہ خلدانہ اُن پھولون پر گری خواصان قصر نے جو دیکھا غشاوہ جادو کو دست بستہ حضور مین ملکہ شمسہ تاجدار کے لے گئین ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک عورت حبشیہ سیاہ رو بدہیئت ہی پوچھا تو کون ہی غشاوہ جادو تو خوف کے مارے چپ ہو رہی اور ملکہ خلدانہ نے کل قصہ اپنا بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ملکہ خلدانہ پر نہایت شفقت فرمائی اور کہا اس غشاوہ ملعونہ کو ایسی کفش کاری ہو کہ اُسکا مغز ناک سے بہ جائے غشاوہ بولی میرا قصور معاف ہو ملکہ نے فرمایا او قحبہ اس سے زیادہ اور کوئی قصور کیا ہوگا تو ایک کے ناموس کو ناحق برباد کرتی تھی دوسرے اُن بیچارون کے کلیجے کو نکال لائی غشاوہ نے کہا مین کسی مرد غیر کے واسطے تو نہین لائی اُسکا نامزد مسرور ہی اُسکے پاس لیے جاتی تھی کہ برادرزادہ میرا ہی اُسکے ساتھ عقد اسکا کرونگی باپ نے اسکے اپنی رضا سے یہ نسبت کی ہی ملکہ نے فرمایا کہ قطع ہونے نسبت کا کیا سبب ہی غشاوہ جادو نے کہا کہ کوئی شاہزادہ اسپر عاشق ہوا اور اسکے باپ نے بمجبوری وہ نسبت بھی قبول کرلی جب مجھکو یہ معلوم ہوا مین شہر شعرانیہ مین گئی اور اپنی بہو کو لیے جاتی تھی راہ مین یہ اتفاق ہوا ملکہ نے فرمایا جب عورت بالغہ ہوئی پھر ماں باپ کا کیا اختیار ہی اور جو یہ خود راضی ہو تو لیجا ملکہ خلدانہ بولی اے ملکہ آفاق جاناں کیسا مجھے اُسکے نام سے نفرت ہی

بلکہ جناب والدہ صاحبہ بھی راضی نہین ملکہ نے دایہ سمن بانو سے پوچھا یہ وہی نجاشی ہی جو یہان آیا تھا اور پھر بھاگ گیا دایہ بولی ہین صدقے یہ وہی کمبخت روسیاہ ہی ملکہ نے غشا وہ تحبہ کو زندان مین قید کیا اور خلدانہ سے فرمایا اصل حقیقت بیان کرو کہ وہ شاہزادہ جو کہ تمپر عاشق ہوا کون ہی اور تم بھی اُس سے رضامند ہو یا نہین ملکہ خلدانہ شرم سے چُپ ہو رہی اور کہا ای ملکہ آفاق ؎

ایک بت کا فریہ دل اپنا جو شیدا ہو گیا | دیر مسجد ہو گئی کعبہ کلیسا ہو گیا

بیٹھے بٹھلائے نہین معلوم یہ کیا ہو گیا | وہ اُٹھے پہلو سے دلمین درد پیدا ہو گیا

ای گوہر بحر خوبی وای جلوۂ حسن محبوبی شعر

بمطلب رساند ترا کردگار | ترا باد پیوستہ اقبال یار

معزالدین ابو ہیثم ملک مغرب و شام کا شاہزادہ حضور کا حسن و جمال اپنے ندیم ابوالمکارم کی زبانی سُنکے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور اُسنے اپنے برادر رضاعی ابوالحسن جوہر کو کہ فن عیاری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہی واسطے دریافت حال جشن نوروز کے روانہ کیا حسب اتفاق ابوالحسن جوہر شہر انیہ مین کہ وہ دارالخلافت کنیز کا ہی آیا اور مین اتفاقاً اُسی ایام مین سیر باغ کو گئی تھی معلوم نہین کس صورت سے وہ مجھپر عاشق ہو گیا بعد ازان بطور عیاری وہ مجھے اُٹھا کر عالم خواب مین ایک درۂ کوہ مین لے گیا اور اپنی صورت با آرایش و تکلف دکھائی اور مجھے مسلمان کیا اور تمام حال یعنے اپنا عاشق ہونا جوہر پر اور بہدایت اُسکے مسلمان ہونا بعد ازان وہان سے حکیم قسطاس الحکمت کے پاس جانا اور پھر قریۂ فردوسیہ کے جشن مین شریک ہونا پھر وہان سے میرے پاس آنا اور مجھسے عہد واثق کر کے اپنے بھائی کے پاس جانا وہان جا کر محکمات عالیات کو فتح کرنا اور ربیع شاہزادہ کے ملک شہر انیہ مین آنا اور میرے باپ کو پیام نسبت بھیجنا اور رارنقر ایلچی نجاشی کا امیرزادۂ سیف الدین کے ہاتھ سے قتل ہونا اور میرے والد سے اقرار لینا اور شاہزادہ کا راہ دریا سے قریۂ فردوسیہ کی طرف روانہ ہونا تمام و کمال بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار یہ افسانۂ عجیب و غریب ملکہ خلدانہ سے سُنکے متعجب ہوئی بعد ازان دایہ سے کہا تمنے سُنا یہ نازنین کیا بیان کرتی ہی دایہ بولی قربانت شوم مثل مشہور ہی شعر

ہر کجا چشمہ بود شیرین | مردم و مرغ و مور گرد آیند

ملکہ نے فرمایا تمنے شاہزادہ معزالدین کو دیکھا ہی خلدانہ نے کہا تعریف و توصیف تو از حد سُنی ہی مگر دیکھا نہین ملکہ شمسہ تاجدار نے وہ تصویر جو حجرہ سے برآمد ہوئی تھی منگا کر ملکہ خلدانہ کو دکھائی اور فرمایا دیکھ یہ کسکی تصویر ہی خلدانہ نے غور سے تصویر کو دیکھ کے خیال کیا کہ ملکہ صاحب تصویر پر عاشق ہی خلدانہ نے کہا ای ملکہ لباس تصویر تو بیشنہ فدویہ کے مطلوب کا ہی اس بات پر ملکہ کو شک گذرا کہ شاید مطلوب ملکہ خلدانہ کا شاہزادہ معزالدین نہو بعد ازان

حال نکلنے تصویر کا حجرے سے اور اظہار اپنے عاشق ہونے کا صاحب تصویر پر اور اپنے حسب و نسب اور قصر طلسمی کے
حال سے بھی آگاہ کیا اور فرمایا اگر تم کہو تو مین تمھین شہر عمرانیہ مین بحفاظت تمام بھجوا دون ملکہ خلد اللہ نے کہا میرا
عمرانیہ مین کیا کام ہی جشن نوروز تک وہ سب یعنی ابوالحسن جوہر و شاہزادہ معز الدین یہان ضرور تشریف لا وینگے
اُسوقت جو امر مصلحت وقت ہوگا عمل مین آویگا یہان غشاوہ نے روز و شب فریاد و زاری کی اور اپنے اعمال بد
سے توبہ کی ملکہ کو خبر ہوئی ملکہ نے اُسکا منفذ کالا کرا کے دروازہ قصر سے نکلوا دیا غشاوہ جادوہ وہان سے باہر آئی
اور حد طلسم سے جدا ہوکر بزور سحر پرواز کنان لشکر نکبت اثر نجاشی مین پہونچی نجاشی نے غیبت غشاوہ مین شاہزادہ
معز الدین سے چند روز کی مہلت لی تھی تاکہ زخمی صحت پائین اور مسرور انتظار پھوپھی مین تھا اس عرصہ مین غشاوہ
بحال خراب پہونچی اور تمام حقیقت نجاشی سے بیان کی نجاشی نے کہا تیرا قصور نہین یہ ہماری برگشتگی تقدیر ہی اس
اثنا مین محمود خراسانی نے شاہزادہ کی جانب سے نجاشی کے پاس جاکر کہا کہ وعدہ مہلت تمھارا گذر گیا اب
یا تم مقدمہ جنگ کو یکسو کردو یا ہمارے سد راہ نہو ہمکو کار ضروری لاحق ہین نجاشی نے بزور سحر غشاوہ دوسرے روز
بدستور صف آرائی کا حکم دیا پاشنگ بن صعفوق ایک پہلوان زبردست نجاشی کے لشکر سے آیا امیر سلطان
اُسکے مقابلہ کو لشکر اسلام سے گئے اور دو ساعت مین امیر سلطان نے پاشنگ بن صعفوق اور سادہ بن فولاد
آہنین تن اور آوہ کندہ دہن وغیرہ تین چار پہلوانون کو کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا قتل کیا غشاوہ کے ہوش جاتے رہے
نجاشی سے کہا ان مسلمانون سے ہرگز عہدہ برآ نہوگے مین اور فکر کرتی ہون اب تو اکیس روز مہلت مجھے دے
جنگ موقوف کر بعد ختم عمل پھر مقابلہ کرنا دیکھنا کہ ایسا صدمہ سخت لشکر اسلام کو پہونچاؤن کہ تمام لشکر کے دست
پا بیکار ہوجائین پھر تم بلا خوف و خطر ان سب کا کام تمام کرنا الغرض نجاشی نے بفہمایش غشاوہ شاہزادہ سے
چند روز کی مہلت طلب کی شاہزادہ نے مجبوری مہلت دی غشاوہ نے ایک گوشہ مین عمل شروع کیا ابھی تین روز
نہ گذرے تھے کہ تمام لشکر عارضہ مین مبتلا ہوگیا یہان تک کہ شاہزادہ کو بھی تپ محرقہ عارض ہوئی اور دو روز مین
یہ حال ہوا کہ امید زندگی کی قطع ہوگئی اور ہر سوار و پیادہ امراض مختلفہ مین گرفتار ہوگیا اور ابوالحسن کو اختلاج قلب
اور خفقان پیدا ہوا شاہزادہ نے یہ حال دیکھکر اُس حالت کرب و اضطرار مین ابوالحسن سے فرمایا ای برادر تمام
لشکر کا دفعتہً بیمار ہوجانا عقل مین نہین آتا کچھ نہ کچھ اس مین اسرار ہی آیا تمنے کچھ خبر لشکر نجاشی کی بھی لی یا نہین ابوالحسن
جوہر نے کہا ای شہریار ہر ایک ایسا اپنے حال مین مبتلا ہی کہ دوسرے کی مطلق خبر نہین شاہزادہ نے فرمایا اگر اس
حال مین حریف جنگ کو تیار ہو تو کیا ہوگا ابوالحسن بولا مین خود اسی فکر مین ہون یکایک ابوالحسن اُس جوش
خفقان مین سیر دریا کو چلا کہ ذرا قلب کو تفریح ہو جب لشکر سے چار فرسخ نکل گیا وہ خفقان بالکل جاتا رہا طبیعت خود بخود
اصلاح پر آگئی ابوالحسن جوہر اسی حیرت مین تھا کہ دور سے ایک مرد مسافر نظر آیا جب قریب آیا دیکھا کہ سہیل

غلام حکیم صاحب ہی جو ہر نے سہیل کو سینہ سے لگایا بعد ازان گلہ و شکوہ کیا کہ خوب ہماری خبر لی سہیل بولا مین
تمہاری فکر مین تھا ابوالحسن نے کہا مین شاہزادہ کو لاتا تھا درمیان مین یہ امر درپیش ہو گیا جوہر نے تمام قصہ
گذشتہ سہیل سے بیان کیا سہیل نے کہا یہان سے دس فرسخ پر مکان حکیم صاحب ہی تم کیون نہ آئے جوہر
نے کہا مین راہ بھول گیا تم شہر عمرانیہ مین کیون نہ آئے سہیل نے کہا جب ارتقر ایلچی نجاشی آیا مین نے حکیم صاحب
سے اطلاع کی حکیم صاحب نے فرمایا اب تیرا وہان جانا اچھا نہین ہی اس وجہ سے مین نے آنا ترک کیا جوہر نے
کہا ای سہیل ہمنے براہ معروف کشتیان مع لشکر روانہ کین اور مین بفوج قلیل ہمراہ شاہزادہ کے براہ دریا روانہ
ہوا اور اثنائے راہ مین لشکر نجاشی سے جنگ و جدل ہوئی ہرچند کہ ہمنے اسکو شکست دی لیکن ایک ماہ کامل
ہوا ہی کہ ہمکو نجات نہین ہی کہ ہم جائین اور اب تو یک بیک تمام لشکر انواع اقسام کے عوارضات مین مبتلا ہی
سہیل نے کہا آج صبح کو مین نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ خدا جانے ابوالحسن کا کیا حال ہی حکیم صاحب
نے زائچہ کیا اور فرمایا کہ دامنہ کوہ مین فلان درخت کے سایہ مین جوہر ملیگا تو بلا لا لہذا مین آیا ہون ابوالحسن
سہیل کے ہمراہ روانہ ہوا جب حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچا قدمبوس ہوا بعد اسکے تمام حال شاہزادہ
کا اور حال لشکر بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای جوہر آگاہ ہو کہ ایک عورت غشناوہ خواہر نجاشی کہ ساحرہ
ہی اُسنے تمام لشکر کو سحر مین گرفتار کر رکھا ہی اب جاؤ اور تمہارے لشکر کے شمال و مشرق کے ما بین ایک درخت
چنار ہی اُسکی بیخ دو گز کھود وگے تو ایک ظرف گلی سیاہ نکلے گا اور اُسمین ایک رسی گرہ دار ہوگی جب تم
گرہ اُسکی کھولوگے فوراً سب کا مرض جاتا رہیگا بعد اسکے اُسی رسی مین بنام نجاشی اور اُسکی خواہر اور تمام
لشکر کا نام لیکر گرہ لگا دینا اور جو درخت تمہارے لشکر کے جنوب و مشرق کے درمیان واقع ہی اُسے کھود کر
اور اُسی ظرف گلی مین رسی رکھکر دفن کر دینا پھر جو حال تمہارے لشکر کا ہی وہی حال اُسکے لشکر کا ہو جائے گا
ابوالحسن فوراً حکیم صاحب سے رخصت ہو کر شاہزادہ کے پاس آیا اور یہ مژدہ سُنایا شاہزادہ بمجرد سُننے
اس خبر کے تندرست ہو گیا پھر جوہر نے حسب ہدایت عمل کیا فوراً سب لشکر صحیح و تندرست ہو گیا اور حسب
حسب ہدایت حکیم صاحب اُس رسی پر ہر ہر نام کی گرہ لگا کر رسی کو مع ظرف دفن کیا فوراً مسرور تب سوداوی
مین گرفتار ہوا نجاشی کا بھی یہی حال ہوا اور اسی طرح تمام لشکر کفار آفت مین گرفتار ہوا سرداران لشکر نے
کہا غشناوہ تو فکر لشکر اسلام مین گئی تھی یہ کیا ہوا کہ برعکس ہو گیا مسرور بولا آج میرا درد دل سے عجب حال
ہو رہا ہی نجاشی نے سودا عیار سے کہا تو جا اور لشکر اسلام کا حال دریافت کر سودا لشکر اسلام مین آیا ہر ایک کو
بفضل رب العالمین بحال پایا یہ حال نجاشی سے کہا نجاشی نے غشناوہ کو آگاہ کیا غشناوہ سودا کو ہمراہ
لیکے جہان وہ ظرف گلی گڑا تھا آئی اور اُسے کھودا ظرف نہ پایا ہوش جاتے رہے تھوڑی دیر سکوت مین رہی

بعد اُسکے وہان گئی جہان ابوالحسن نے رسی گاڑی تھی غشاوہ نے کھود کر رسی کو نکالکر گرہین کھولین اور خود بحال خراب نجاشتی کے پاس آئی نجاشتی نے کہا واہ کیا عمل تھا جسنے اپنے ہی لشکر کو ایذا پہونچائی غشاوہ بولی مسلمان تو سحر کو حرام جانتے تھے اب یہان برعکس دیکھا مسلمان سحر خوب جانتے ہین خیر کیا پرواہ ہے دیکھون کس کس میرے عمل سحر کا جواب دیتے ہین یہان ابوالحسن حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچا اور بعد شکریہ جو کچھ کام کیا تھا عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے ابوالحسن ہمین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو تین روز یہ کافرہ بزور سحر تمہارے بمقابلہ پیش آویگی اور آخر اُسی میدان مین واصل جہنم ہوگی پھر نجاشتی اپنے وطن کو گریز کر جائیگا اور اکثر لشکری دایرہ اسلام مین داخل ہونگے اور ایک شیشہ روغن کا دیا کہ شام کو گرد لشکر تین فرسخ کے فاصلہ تک اس روغن کا دائرہ کھینچ دینا تاکہ لشکر تمہارا آفات سحر سے بچا رہے اور صبح کو تماشاے قدرت باری دیکھنا کہ پردۂ غیب سے غشاوہ پر کیا بلا نازل ہوتی ہے اور خبردار کوئی شخص لشکر کا دایرہ کے باہر قدم نہ رکھے ورنہ آفات سحر مین گرفتار ہو جائیگا اور اگر غشاوہ بلائے تو بھی کوئی باہر نہ آئے اور ایک اسم بتاتا ہون کہ شاہزادہ ہنگام تسویہ صفوف کارزار اس اسم کو تین مرتبہ پڑھکر طرف آسمان کے دم کرے اور قدرت قادر مطلق کا تماشا دیکھے ابوالحسن حکیم صاحب سے رخصت ہوکر شاہزادہ کے پاس آیا اور فرمان حکیم صاحب کا بخوبی سمجھایا ادھر غشاوہ نے نجاشتی سے اپنے نام طبل جنگ بجوایا

برآمد ز نقارہ اش این صدا　　کہ آمد محلی از فناے شما
بدوزخ رود جاے کافر مدام　　بدین محمد علیہ السلام

علی الصباح وہ کافرہ یعنے غشاوہ ملعونہ بعد آراستگی صفوف طرفین میدان رزم مین آئی یہان ابوالحسن نے حسب ہدایت و فہمایش حکیم صاحب اُس روغن سبز کا دائرہ چارون طرف لشکر فیروزی اثر کے کھینچ دیا تھا شاہزادہ بعد فراغ نماز صبح میدان حرب مین آیا دیکھا ایک بادفروش لشکر نجاشتی سے نکلا اور حسب نامہ غشاوہ کا زردشت و سامری تک پہونچا دیا اور غشاوہ بشکل مہیب میدان مین کھڑی تھی کہ دیکھ سکے جسکو زہرہ لشکر اسلام کا پانی پانی ہوا جاتا تھا یعنے تلوار کے عوض چوب تر کمر مین اور بجاے سپر برگ سبز دوش پر اور نے باریک کا نیزہ ہاتھ مین اور ریسمان طویل کمر مین اور خون تازہ پیشانی پر ملا ہوا اور روے زرد و با چشم کبود نہایت کروفر سے رزمگاہ مین کھڑی تھی اور یہ اشعار رجز پڑھتی تھی ابیات

کہ اینک منم در صف کارزار　　کہ نامم غشاوہ است در روزگار
چو مست عرکب سحر را زین کنم　　بخون یلان دست رنگین کنم
زبان برا کجا و چہ جنبش دہم　　زمین را گرفتہ بگردون نہم
اگر دیو باشد دگر اہرمن است

برآرم ز چشم کواکب حجاب　　زمین رو نہان میکند آفتاب
چو من نیست خونخوارہ در جہان　　بلاے زمین فتنہ آسمان
اگر سامری و دگر زردہشت　　کہ گردند سوے منم ہر دو پشت
کرا تاب جادوے من در تن است

بعد ازان چوب تر کو زمین پر پھینک دیا آنکھون مین غازیان اسلام کے میدان جنگ ایک دریاے موج خیز معلوم ہوا اور ایک نہنگ طویل خونخوار دہن مثل غار کشادہ فوج اسلام کی طرف متوجہ ہوا ایسی لہر دیکھنے اُس جانور دریائی کے

اسپان لشکر نے رم کیا اور اہل لشکر متوحش ہوئے لیکن وہ دریا سے سحر جب قریب لشکر آتا تھا بہ برکت روغن وہین
رہجاتا تھا جب غنشاوہ نے اثر سحر کو باطل دیکھا وہ رسی کمر سے کھولی اور میدان مین رکھدی فوراً وہ اژدہا ہوگیا اور
آتش فشان قریب دائرۂ لشکر اسلام پہونچا وہ بھی یہین رہ گیا غنشاوہ نے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھا کے ایک
افسون آسمان کی طرف دم کیا فوراً ابر سرخ آسمان پر محیط ہوگیا اور آگ برسنے لگی لیکن وہ بھی باہر دائرہ کے گرتی تھی جبکہ
سب سحر باطل ہوگئے اور لشکر اسلام کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا تب غنشاوہ نے کہا ای فرقۂ اسلام تم تو سحر کو کفر جانتے
تھے اب تو تم ہم سے زیادہ سحر جانتے ہو پس تمکو چاہیے کہ ظاہر ہو کیا پوشیدہ جواب سحر دیتے ہو

ببینم که نام بلندی کراست | مذلت کرا ارجمندی کراست

اس عرصہ مین بجانب دست راست ایک گرد نظر آئی دونون لشکر گرد کو دیکھنے لگے دامن گرد سے ایک جوان نقاب پوش
مرکب پری پیکر پر سوار مسلح و مکمل نیزۂ خطی ہاتھ مین لیے ہوئے نکلا اور غنشاوہ کے سامنے آیا اور ایک نعرہ مارا کہ
غنشاوہ کے حواس جاتے رہے غنشاوہ نے کہا ای دلاور اپنے حال سے آگاہ کر اُس سوار نے جواب دیا

مرا آنکه از قدرت کردگار
اگر ساحری زندہ گردد کنون

کند مرگ تو نام من روزگار
براہ جہیش منم رہنمون
بہ لب آنچہ داری بمن آزما

نظر کردہ بر طالع دون خویش
تو گر ساحری بندہ ساحرش است
ببین گر از تیغ بخشد خدا

بیار آنچہ داری ز افسون خویش
تو گر آتشی آب آن آتش است

اس گفتگو سے نقابدار کی لشکر دون کا یہ حال ہوا کہ دست و پا مین کسی کے حس و حرکت نہ رہی غنشاوہ نے ہر چند
سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا جب یہ دیکھا کہ میرا سحر اس جوان پر کچھ اثر نہین کرتا دل مین کہا کہ جان بچانی مرگ ناگہانی سے
ضرور ہے نجاشی جانے اور اُسکا کام جانے آخر میدان سے بزور سحر جانب آسمان پرواز کی اور ایک لحظہ مین نظرون سے
غائب ہوگئی اور وہ سوار نامدار میدان کارزار مین موجود رہا شاہزادہ نے کہا ای جوہر غنشاوہ مفت چلی گئی
جوہر نے کہا غلام اسی حیرت مین ہے ناگاہ بعد ایک ساعت کے صدا سے تراق تراق اوج ہوا سے آئی لشکرون نے
جو آسمان کی طرف دیکھا تو ایک جانور قوی الجثہ عجیب الخلقت منقار کو بازو سے غنشاوہ پر مارتا ہوا زمین پر لایا
اور جوان نقابدار کے سامنے ٹھکرا کر دیا غنشاوہ دست بستہ بحال تباہ سامنے کھڑی رہی اور سحر کو باطل دیکھا نجاشی
لشکر نجاشی کی طرف بھاگی جوان نقابدار نے فرصت نہ دی ایک ہی ضرب شمشیر جان ستان مین کام اُس ملعونہ کا
تمام کیا بمجرد اُسکے قتل ہونے کے ایک طوفان تیرہ و تار ایسا برپا ہوا کہ دن کو شب دیجور کا مزا آیا جب وہ تیرہ باری کی
تاریکی دفع ہوئی سوار نقابدار غائب ہوگیا اور لاش غنشاوہ پڑی تھی شاہزادہ نے کہا ای جوہر یہ سوار نہ تھا بلکہ بلا کا
تھا واہ کیا کار نمایان کیا وہان نجاشی نے حکم جنگ مغلوبہ دیا ادہر لشکر اسلام مین بھی ہر چار طرف سے بزن و بکش
کی صدا بلند ہوئی اسقدر حبشیون کو قتل و زخمی کیا کہ بدحواس جس طرف جسکے راہ پائی بھاگ نکلا اور نجاشی بھی

قلیل فوج سے اپنے ملک کو راہی ہوا شعر

خداداد نصرت بشاہ جہان	ہزیمت بیفتاد در کافران

اور شاہزادہ معز الدین نے با فتح و فیروزی داخل خیام فلک احتشام ہو کر تخت رفعت پر جلوس فرمایا غازیان اسلام ودلاوران نیک انجام کو انعام وخلعت حسب مراتب مرحمت فرمایا ابو الحسن نے عرض کی کہ سالم شیدی پہلوان لشکر نجاشی مع جمعیت ہزار سوار و پیادہ آرزوے قدمبوسی رکھتا ہی حکم ہوا کہ حاضر ہو ابو الحسن شیدی سالم کو بارگاہ مین لایا ملازمت سے ممتاز کرایا شیدی سالم نے اول پایۂ تخت کو بوسہ دیا بعد ازان مع ہزار سوار بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادہ نے شیدی کو مرتبہ اعلی بخشا جب سب امورات سے شاہزادہ کو فراغت ہوئی ابو الحسن سے فرمایا

تا بکی آخر ز سوداے سر گیسوے یار	بشکند در ہر قدم صد خار چون شانہ مرا
عمر من در سوختن چون شمع میگردد تمام	کی رسد آن دم کہ یابم من بہ بزم یار جا

اپنے خدمت مین حکیم صاحب کی مجھکو کب لیچلوگے ابو الحسن نے کہا پہلے حکیم صاحب کو اطلاع کرلون پھر آپکو تکلیف دون آخر ابو الحسن نے اسی وقت حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکے تمام حال گذارش کیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ لشکر وہین رہنے دو اور تم شاہزادہ کو مع چند امرا کے یہان لے آؤ ابو الحسن آیا اور شاہزادہ کو مع امیر زادہ سیف الدین اور امیر جلال الدین فیروز کیمنی اور امیر خلیل وامیر سلطان وامیر ہاشم وامیر یوسف وغیرہ کے لیکر روانہ ہوا بعد جانے چار فرسخ کے ایک چار دیواری دیکھی شاہزادہ نے جوہر سے پوچھا یہ کس کا مکان ہی جوہر نے کہا قبلۂ فیض یہی مکان ہی جہان حکیم صاحب رہتے ہین شاہزادہ نے کہا تمنے تو بیان کیا تھا کہ حکیم صاحب کے مکان مین چند باغ دلکشا و فرحت افزا ہین ابو الحسن نے کہا وہ باغ موہومی وطلسمی ہین اور یہ اصلی ہی القصہ جب شاہزادہ احاطہ مین داخل ہوا ایک ایسی بوے خوش دماغ مین آئی کہ اس شمیم رحمت یزدانی سے ایک توانائی تمام اعضاے رئیسہ مین محسوس ہوئی ادھر حکیم صاحب بھی چند قدم استقبال کو تشریف لائے شاہزادہ نے مودبانہ سلام کیا اور ایک تسبیح مع ایک جلد قرآن مجید خاص ابن مقلہ کے ہاتھ کا نذر گزرانا حکیم صاحب نے مصحف لیلیا اور شاہزادہ کو سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور اندر گنبد کے بٹھایا اور بکمال شفقت خطاب فرزند ارجمند عطا فرمایا اور استفسار حال فرمایا کہ کیا کیا سوانح پیش آئے شاہزادہ نے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا

گرچہ قطرہ بدریا چو رود باز نشود	لیکن کار چو افتاد خدا ساز شود

اے عالی جناب حکمت مآب فیض انتساب بہ برکت وشرف قدمبوسی سے یقین ہی کہ کوئی کام میرا بند نہ رہیگا حکیم صاحب نے فرمایا توکل بخدا و توسل برسول رکھو تو انشاء اللہ تعالی مشکلات سے شاہ سب سہل ہوجائینگی چنانچہ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ اس آیہ سے مراد یہ ہی کہ حق تعالے انجام ہر ایک کار کا بہتر کرتا ہی جیسا کہ ان اللہ بالغ امرہ نازل

ہوا ہی دوسرے یہ آیہ بھی دلیل کرتی ہی قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا لیکن ہر امر کو محنت و مشقت واجب ہی خیر خداوند کریم کی ایک یہ بھی کارسازی ہی کہ تم اس احقر کے پاس آئے اب اگر خواستہ خدا ہی تو کوئی مشکل بند نہ رہیگی اور فضل الٰہی شامل حال ہی عنقریب اپنے مقصد دلی کو پہونچوگے بقول کسی شخص کے شعر

مشکلی نیست کہ آسان نشود | مرد باید کہ ہراسان نشود

اور وہ جو کلام نصیحت آمیز ابوالحسن سے مین نے کہلا بھیجے تھے وہ محض تمھارے استقلال مزاج اور ثبات قدمی کا دریافت کرنا منظور تھا ورنہ مجھے اول ہی حرکات فلکی سے انجام کار بخوبی دریافت ہو گیا تھا شاہزادہ نے فرمایا مین حضور کو ہر امر مین اپنا ہادی اور رہنما جانتا ہون شعر

دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر | از سوے کینہ کینہ و زسوے مہر مہر

بعد اسکے شاہزادہ نے عرض کی کہ ای رازدار اسرار الٰہی وای خزینہ دار گنجینۂ ظاہری و باطنی ابوالحسن نے جو کیفیت دعوت و مہمانی بیان کی وہ خالی از قیاس بشر ہی فہم مین نہین آتی حکیم صاحب نے فرمایا کیا تمھارا ابھی دل سیر و تماشے کو چاہتا ہی خیر آج کی شب تمکو کسل راہ ہی آرام کرو صبح کو دروازے متعدد معلوم ہونگے اُنہین سے ایک دروازہ کے اندر خود جانا اور ہر دروازہ سے ہر رفیق کو حکم دینا کہ وہ جاوین وہان ہر ایک کو موافق مراتب اپنے کے سیر و تماشا نظر آویگا شاہزادہ نے بعد تشریف لیجانے حکیم صاحب کے آرام فرمایا اور صبح کو ہنگام طلوع آفتاب شاہزادہ مع رفقا احاطہ سے باہر آیا چند دروازہ مطلا و مذہب عالی شان ایسے نظر آئے کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھے تھے اُنکے بروج و کنگرے طلائی ایسے مجلے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی ابوالحسن کہ طلسمات عجائبات کا کمال مشتاق تھا اول ہی بلا اجازت شاہزادہ ایک دروازہ مین داخل ہو گیا بعد ازان امیر جلال الدین و امیر سیف الدین و امیر سلطان بھی آگے پیچھے ایک ایک دروازہ مین داخل ہوئے سب کے بعد شاہزادہ عالی وقار تنہا ایک دروازہ مین داخل ہوا اور باقی رفقا کو واپس کیا

اب راوی تازہ خیال اول حال ابوالحسن جوہر کا بیان کرتا ہی کہ وہ اول سب سے داخل دروازہ ہوا تھا

جب ابوالحسن دروازہ مین گیا ایک صحراے لق و دق جس سے رستم کا دل شق ہو نظر آیا کہ جسکی انتہا خیال مین نہ آتی تھی اور حرارت آفتاب اس شدت کی تھی کہ ہر ایک ذرہ دشت کرۂ آہن گرم کا مزہ دیتا تھا ابوالحسن بہت نہایت پریشان ہوا اور کہا حکیم صاحب نے اُس عیش اول کا عوض خوب لیا مین ناحق آیا خدا خیر کرے جسکی ابتدا ایسی ہی اُسکی انتہا کیسی ہوگی الغرض یہی کہتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا ہر ہر قدم پر کہتا تھا کہ واہ حکیم صاحب دور سے باغ سبز دکھا کر بلاے بید رمان مین پھنسا دینا تمھارا ہی کام ہی اس عرصہ مین بمشکل تمام ایک فرسخ راہ طی کی تھی کہ تشنگی کا ایسا غلبہ ہوا کہ قریب بہ ہلاکت پہونچا اور کہین پانی کا پتا نہ ملا کہ ناگاہ دور سے

کوئی سفید شے ظاہر ہوئی جوہر نے جانا کہ چشمہ آب ہی جب قریب گیا تو ریگ معلوم ہوئی دل مین کہا کہ ایک روز
حکیم صاحب نے ریگستان سے بچایا تھا آج اُسکا عوض لیا اتفاقاً دور سے کچھ درخت سرسبز معلوم ہوئے جوہر بہزار
خرابی وہان پہونچا دیکھا پانچ چار سبوے آب شیرین رکھے ہین اور ایک نازنین مہ جبین حالت رنج مین خاموش
بیٹھی ہی ابوالحسن اُسکو دیکھکے بے اختیار ہو گیا اور کہا ای سرمایۂ حیات جاودانی و ای جان جہان و تسکین دہ
دل ناتوان براے خدا ایک جام آب سرد اپنے دست نگارین سے مجھ تشنہ لب بلکہ جان بلب کو دے اُسنے
نہایت نازوادا سے ایک جام آب سرد کا دیا ابوالحسن نے پانی پیا اور شکر الٰہی بجا لایا جب حواس جمع ہوئے
پوچھا ای ساقی آب حیات و تسکین دہندہ دل بیتاب تو ملول و مکدر کیون ہی اُسنے کہا ای مسافر تونے پانی پیا ہوش و
حواس جمع ہوئے اب جا اپنا کام کر تجھے میرے رنج و خوشی سے کیا کام مین مصیبت زدہ ستم کشیدہ آفت رسیدہ اس
دشت ہولناک مین اپنی بسر کرتی ہون نہ یار ہے و نہ مددگار ہے جس سے اپنی کیفیت بیان کرون اور وہ بگوش دل
قصہ جگرسوز میرا سُنے جوہر نے کہا کہ تیرے مان باپ نے تیری شادی بھی کی تھی یا نہین اسنے مان باپ کا جو نام سُنا
بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور کہا اگر مان باپ میرے زندہ ہوتے تو یون دربدر خاک بسر کیون
پھرتی تُنے میرا حال پر ملال پوچھا تو مین سرگذشت اپنی بیان کرتی ہون سُنو میرا عشرۂ شیرین کار نام ہی اور صمصام بہادر
کی بیٹی ہون اور باپ میرا ایسا بہادر تھا کہ رستم و افراسیاب کی کچھ حقیقت نہ جانتا تھا اور مال و زر نقد و جنس اسقدر
تھا کہ سات پشت کو کافی ہوتا لیکن رہزنی کا پیشہ کرتا تھا ایک روز بادشاہ وقت نے ایک نامہ لکھا کہ اگر تو پیشہ رہزنی
چھوڑ دے تو مین تجھے منصب جلیل دونگا میرا باپ قول بادشاہ سچا جان کے فوراً حاضر ہوا بادشاہ نے میرے باپ کی
شجاعت سے خوفناک ہو کر دغا سے اُسکو قتل کیا جب میری مان نے یہ حال سُنا جس قدر طلا و جواہر لیا گیا وہ لیا باقی
وہین دفن کر دیا اور بھاگی الغرض افتان و خیزان پیادہ پا ایک دیہہ مین پہونچی وہان رہی ناگاہ زمیندار کو
اُس دیہہ کے اس حال کی اطلاع ہو گئی ہم یہ سمجھکر بخوف جان وہان سے بھی روانہ ہوئے بعد چند روز کے ایک
تکیہ مین فقیر کے پہونچے مادر چونکہ ضعیفہ از حد تھی تکلیف پیادہ پائی سے انتقال کر گئی اُس تکیہ دار نے مجھے اپنی
فرزندی مین لے لیا اور میرا قوت اپنے ذمہ لیا ای جوان عالیشان اگرچہ جواہرات میرے باپ کا اُس شاہ بدگہر کمین
نے بہت لیا لیکن ایک لعل بیبہا جسکی روشنی چراغ و شمع کو مات کرتی تھی اور سات مثقال مغربی وزن مین تھا
کاش اگر وہی ایک مجکو دیدیتا تو ہم تمام عمر محتاج نہوتے ابوالحسن نے کہا یہ تو قصہ گذشتہ ہی اب بتا کہ یہان کیونکر
بسر ہوتی ہی اُسنے کہا کہ فقیر صاحب کی مرید جمعیت ہی وہ مجھے ہر ماہ مین موافق ضرورت کے آذوقہ پہونچا دیتے ہین
ابوالحسن جوہر نے پوچھا نام اس مقام کا کیا ہی اور بادشاہ یہان کا کون ہی اُسنے کہا اس شہر کو قصوریہ کہتے ہین اور
نام شاہ کا قصور شاہ ہی پھر جوہر نے پوچھا کہ تو نکاح بھی کریگی یا نہین عشرۂ شیرین کار نے کہا کہ میرا ایک شرط ہی

شرط وہ ہی اگر کوئی اول شرط ادا کر دیگا تو مین اس سے عقد کرونگی بلکہ جتنا جواہر کہ میرے پاس موجود ہی وہ بھی
دونگی جوہر نے پوچھا بتلا کسقدر جواہر تیرے پاس ہوگا عمرہ بولی تو میرے ساتھ چل جسقدر جواہر ہی دیکھ لے
تب تجھے میرے قول پر یقین ہوگا ابو الحسن عمرہ کے ساتھ چلا تکیہ مین پہونچا عمرہ بولی تو ٹھہر مین جواہر
لاتی ہون ابو الحسن ایسا محو ہوا کہ اپنی جان و مال کی کچھ خبر نہ رہی اس اثنا مین عمرہ ایک طبق پر از جواہر
ہر اقسام کا لائی اور جوہر کے روبرو رکھدیا جوہر نے اس آب و تاب کا جواہر کبھی نہ دیکھا تھا حیرت مین آگیا
عمرہ نے کہا تجھے حیرت کیون ہوگئی میرے پاس اس سے زیادہ جواہر گران بہا موجود ہی جوہر نے دل مین کہا اگر
اس سے عقد ہو تو گویا دولت غیر مترقبہ ہاتھ لگے پھر عمرہ سے کہا تمھاری مہر کی کیا شرط ہی عمرہ نے کہا اول نام اپنا
بتا پھر مین شرط بتاؤن ابو الحسن بولا میرا نام جوہر ہی عمرہ نے کہا یہ تو تجھے ایک نجومی نے کہا تھا کہ تیرا عقد کسی
جوہر سے ہوگا سن لے اب سن میری یہ شرط ہی کہ جو مرد کہ تصور رنشاہ بادشاہ کو جو میرے باپ کا قاتل ہی قتل کرے
مین اس سے بلا عذر عقد کرونگی جوہر نے کہا مین ایک مسافر غریب الوطن نہ شہر تصور ریم سے آگاہ نہ تصور رنشاہ
بادشاہ کی صورت سے آشنا بھلا کس طرح قتل کر سکتا ہون اور جیسا یہان کے لوگون سے اور شہر سے واقف ہونگا
تو کچھ مشکل نہین عمرہ بولی ای جوان مین بھی فن عیاری مین دستگاہ رکھتی ہون اگر تو اس ارادے پر کمر ہمت
باندھے تو مین البتہ خوابگاہ شاہ مین تجھے پہونچا دون بقول شخصے کہ شعر

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد | اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرے تجھ سے تصور رنشاہ کو کہ مین ایسی ہمت مردانہ کرلی ہون تو تو مرد ہی شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را | پراگندگی آرد انبوہ را

ہر کام مین تجھکو مدد دونگی جوہر نے کہا فقط میرا وہان جانا یعنے بادشاہ تک پہونچنا مشکل ہی ورنہ مین ایک دم مین
اسکا کام تمام کر دونگا القصہ بعد اس عہد و اقرار کے عمرہ جوہر کو فقیر تکیہ دار کے پاس لیگئی اور کہا ای پدر بزرگوار
یہ مرد مسافر عہد کرتا ہی کہ مین تصور رنشاہ کو قتل کرونگا درویش نے کہا ہان قیافہ تو اس جوان کا دلالت کرتا ہی کہ یہ
جوان مرد وفادار ہوگا جوہر نے جو صورت فقیر کی دیکھی معلوم ہوا کہ پیر صد سالہ ہی غرض عمرہ و درویش و جوہر
شب کو تکیہ مین رہے جب صبح ہوئی جوہر نے کہا ای جان جان اب مجھے تاب توقف نہین ہی عمرہ بولی جلدی کیا ہی
ابھی راہ کی کسل تو دور ہولے جوہر نے کہا مجھے آسودگی تیرے وصال کی کافی ہی درویش نے بھی کہا کہ یہ درست
کہتا ہی عمرہ نے کہا خیر یہین کھانا کھا لے پھر میرے ہمراہ ہو عمرہ بعد فراغت طعام کے ایک حجرہ مین گئی اور از سر
تا پا پوشاک سیاہ پہنی اور تمام پیراق سرہنگی سے اپنے قامت سراپا قیامت کو آراستہ و پیراستہ کرکے مثل برق حجرے سے
باہر آئی اور جوہر سے کہا چل تجھے خوابگاہ بادشاہ مین پہونچا دون جوہر نے جو عمرہ کو ٹھاٹھ عیاری سے آراستہ دیکھا

مثل تصویر حیران و بصورت سکتہ نگران رہ گیا دل مین کہا بلاشبہہ یہ بڑی رخسار آفت روزگار ہی غرض جوہر اُسکے ہمراہ دو پہر کوچہ بکوچہ بازار در بازار شہر مین پھرا اور بعد نصف شب کے زیر قصر شاہ آئے اور اول عمزہ خود کمند کے ذریعہ سے محل پر گئی بعد اسکے ابوالحسن جوہر سے اشارہ کیا کہ آ جوہر بھی بالاے قصر گیا لیکن حیرت زدہ کہتا تھا کہ یہ عورت سو برس مجھکو سبق عیاری دے سکتی ہی پھر مجھے کسواسطے سے آئی ہی الغرض عمزہ جوہر کو خوابگاہ خاص بادشاہ مین لے گئی دیکھا تو بادشاہ سو رہا ہی عمزہ نے کہا اول وہ لعل بے بہا کہ بادشاہ کے بازو پر بندھا ہوا ہی مجھے دیدے بعد قتل کر اس وقت تیری خوش وقتی طالع سے سب خواصین خواب مرگ مین مبتلا ہین ایسا نہو کہ وقت ہاتھ سے جاتا رہے جوہر بولا اے عمزہ پہلے تو یہ بتا کہ تو فن سپہ گری و عیاری مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہی یکتاے زمانہ ہی پھر تو نے اس کام مین شرکت غیر کو کیون جائز رکھا عمزہ نے کہا تو سچ کہتا ہی یہ کام مجھے کچھ دشوار نہ تھا الا اُس منجم نے کہا تھا کہ خبردار تو بادشاہ کو قتل نہ کرنا کس واسطے کہ اجل اُسکی مرد کے ہاتھ سے ہی یہ وجہ تیرے لانے کی ہوئی ورنہ تو نے خود دیکھا کہ قتل بادشاہ کا کرنا گربہ و سگ سے بھی آسان تر ہی غرض کہ جوہر نے وہ لعل بازوے شاہ سے کھول کے عمزہ کو دیا اور چاہتا تھا کہ قتل کرے کہ بادشاہ بیدار ہو گیا اور ایسی ایک جست کی کہ پلنگ سے دور گیا حربہ جوہر کا خالی گیا پھر تو وہ شور و غل ہوا کہ تمام کنیزین حبشیہ و ترکیہ جمع ہو گئین اور ابوالحسن جوہر کو سب نے ملکے گرفتار کر لیا یہ قاعدہ کلیہ ہی کہ عیش و عشرت مین کچھ خیال نہین رہتا جب کسی مصیبت مین گرفتار ہوتا ہی تو وارد طلسم گذشتہ حال یاد کرتا ہی جیسا کہ خداوند جلیل نے قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ طالب دنیا ایک طلسم حقیقی مین گرفتار ہین

و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا الی ضر مسه الغرض جیسا ابوالحسن اس مصیبت سخت مین گرفتار ہوا اُسوقت شاہزادہ معز الدین اور تمام دوست آشنا یاد آئے اور اپنے حق مین کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ہماری قسمت مین مرگ طلسم تھی خیر جو مرضی الٰہی اس اثنا مین بادشاہ نے ابوالحسن کو بلایا اور پوچھا اے مکار چور سچ بتا کہ تو ہمارے نخل حیات کو کیون قطع کرنا چاہتا تھا ابوالحسن نے کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے قید کا حکم دیا اور کہا کل دربار عام مین اسکو قتل کرونگا ابوالحسن کو وہ رات مثل شب اول گور کے گذری جب صبح ہوئی بادشاہ دیوان عام مین گیا اور وزیر سے کہا کہ ہمنے شب کو ایک چور گرفتار کیا ہی کہ اُسنے میرے قتل کرنے مین کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا بعد ازان ماجراے شب بیان کیا وزیر نے کہا اے شہریار ایسے چور کو جلد سزا دینا چاہیے بادشاہ نے حکم قتل جوہر دیا جوہر نے دل مین دعا کی کہ خدایا مجھ بیگناہ کو بتصدق اپنی وحدانیت کے نجات دے کہ ناگاہ غیب سے پنجہ آیا اور جانب آسمان جوہر کو لے گیا لیکن جوہر خوف باد تند سے بیہوش ہو گیا جب ہوش درست ہوئے دیکھا کہ ایک باغ مین ہون کہ وہ باغ نمونہ بہشت ہی در وسط باغ مین ایک عمارت عالیشان ہی کہ قدرت خدا دکھائی دیتی ہی اور ایسی آراستہ بنی تھی کہ کبھی خواب

مین بھی نہ دیکھی تھی اور آگے صحن چبوترے پر ایک تخت مرصع نگار بچھا ہی اُسپر دو نازنینین نہایت حسین برابر بیٹھی ہین جوہر نے جو غور سے دیکھا تو ایک اُن دونون مین سے عشوہ شیرین کار بھی ہی عشوہ نے جو ابو الحسن جوہر کو دیکھا سرو قد تعظیم دی اور اپنے پاس تخت پر بٹھالیا اور کہا اے جوہر آفرین ہی تجھے کہ تو اپنے قول پر ثابت قدم رہا لیکن اُس ظالم کی اجل نہ تھی کہ زندہ بچ گیا خیر اب مین تیری فرمان بردار ہون بعد ازان دوسری نازنین سے کہا کہ اے بہن بستان افروز میری زبان اس جوان عالی مقام کی تعریف مین قاصر ہی تم جلد درویش وہمی کو بلاؤ تاکہ وہ میرا عقد اس جوان سے کردے بستان افروز نے کہا مین ابھی جاکے درویش کو لیے آتی ہون جوہر نے دل مین کہا سبحان اللہ کیا تیری شان ہی کہ بعد تکلیف کے راحت ضرور ہوتی ہی الحمد للہ علی کل حال الغرض درویش وہمی وہان آیا اور بعد ایجاب وقبول طرفین کے دونون زن ومرد کا باہم عقد کردیا عشوہ اور ابو الحسن نصف شب کے بعد خلوت خانہ مین آئے اور وصال یار سے خوشحال ہوئے تمام شب بوس وکنار مین گذری ابو الحسن نے پوچھا کہ جب مجھے بادشاہ نے حکم قتل دیا تھا پھر وہان سے یہان مجھے کون لایا اور یہ بستان افروز کون ہی عشوہ نے کہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی تھی مین وہان سے فوراً درویش کے پاس آئی اور سب حال بیان کیا درویش کی اکثر پریزادین مسخر ہین اُسنے بزور اسم اعظم اُسی وقت بستان پری کو بھیجا وہ تمکو لے آئی اور یہ مکان اُن فاروقیا کا ہی جو صفی بن آصف بن برخیا کا میر عمارت تھا اور بستان افروز اُسکی دختر ہی اور نام اس قصر کا قصر عجیب ہی جب دو روز ابو الحسن کو عیش وآرام مین گذرے روز سوم حوض کے کنارے شراب کا شغل ہو رہا تھا اور عشوہ شیرین کار موجود نہ تھی بستان افروز جوہر کے پاس آئی اور پہلو مین بیٹھ گئی جوہر نے اپنا اظہار مطلب کیا بستان افروز اول تو ترش ہوئی بعدہ کہا اے جوان مرد اگرچہ مین بھی تجھسے محبت رکھتی ہون الا خوف یہ ہی کہ عشوہ ناراض ہوگی جوہر نے کہا یہ خیال تمھارا بیجا ہی کس واسطے کہ تم آتشی اور وہ خاکی پھر تمھارا رادہ کیا کرسکتی ہی بستان افروز نے کہا یہ سچ ہی لیکن دوستی واتحاد سے یہ امر بعید ہی جوہر بولا میرا اور تمھارا رسم اتحاد عشوہ کی ترک دوستی کا باعث نہوگا دوسرے مرد ایک عورت کا پابند نہین ہوسکتا بستان افروز خاموش ہو رہی جوہر نے دل مین کہا الخاموشی نیم رضا اس جوش مستی مین بے تکلف دست وگریبان ہوگیا اتفاقاً اس کشمکش مین عشوہ بھی آپہونچی اور اُسنے جوہر کو بستان افروز سے خلط ملط دیکھا نہایت خفا ہوئی اور کہا او بیہودہ یہ کیا حرکت ہی شاید تو نے مجھے کچھ اور سمجھا تھا جوہر بستان افروز سے بلحاظ عشوہ کے جدا ہوگیا مگر چونکہ لب حوض بیٹھا تھا حوض مین گرا اور غوطہ کھایا جب پانی سے باہر آیا نہ وہ باغ معلوم ہوا نہ وہ مکان نہ عشوہ نہ بستان افروز سامنے قبۂ فیض حکیم صاحب نظر آیا ابو الحسن جوہر یہ شعر پڑھتا ہوا قبۂ فیض کے جانب روانہ ہوا شعر

شکر للہ کہ نمردیم رسیدیم بدوست	آفرین باد برین ہمت مردانۂ ما		

اب راوی امیر جلال الدین کا حال جو بعد داخل ہونے طلسم کے پیش آیا بیان کرتا ہی

راوی سحر بیان اس داستان معجز بیان کو اس عنوان سے بیان کرتا ہی کہ جب امیر جلال الدین نے دروازۂ عجائبات کے اندر قدم رکھا بعد چند قدم کے ایک شہر نظر آیا اور باہر شہر کے ایک باغ نہایت پُر فضا تھا امیر کو اُس وقت تمازت آفتاب و سوزش ہوا سے گرم سے خیال آیا کہ باغ میں چلیے اور کسی سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیجیے کہ جان بچے غرض باغ میں آیا اور ایک درخت کہ نہایت سایہ دار تھا وہاں سو رہا اور وہ باغ دختر سپہ سالار کا تھا حسب اتفاق وہ بھی اسی روز سیر باغ کو آئی تھی اور بوقت اہتمام تشریف آوری مالک باغ کسی ملازم نے امیر کو نہ دیکھا اور وہ نازنین مہ جبین سیر کرتی ہوئی اُس درخت کے پاس پہونچی کہ جہاں امیر آرام کر رہا تھا دیکھا کہ ایک جوان عالی شان سایہ درخت میں بے خبر سو رہا ہی ملکہ لاکھ جان سے اس سپہر شوکت و اجلال پر عاشق و شیدا ہو گئی کہ یکایک امیر بھی بیدار ہوا اور دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جبین رشک پری پیکر پائین پر کھڑی نظر حسرت سے دیکھ رہی ہی امیر کا بھی دل اُس صورت زیبا پر بسمل ہو گیا ملکہ نے پوچھا ای جوان تو کون ہی کہ بے اسکے مکان میں بے خوف و خطر چلا آیا کیا تو اپنی جان سے بیزار ہی امیر نے کہا میں مسافر خستہ حال طالب وصال عبد ذلیل ذو الجلال ہوں یہ سُنکے ملکہ امیر جلال الدین کو اپنے ہمراہ بارہ دری میں لائی امیر نے کہا ای آرام جان و قوت روح ناتوان آپ اپنے نام اور نام ملک و والی ملک سے آگاہ کیجیے ملکہ نے کہا اس شہر کو شالیم کہتے ہیں اور بادشاہ یہاں کا عمائل شاہ ہی اور میں مصورہ بانو تخیل قوی بازو سپہ سالار کی دختر ہوں امیر نے کہا معلوم ہوا اب علاج اپنے بیمار محبت کا کیا ضرور ہی کس واسطے کہ اب مجھے تاب صبر نہیں ہی شعر

کب تک سہوں الم میں ہجر کی آفت بتائیے | اب کوئی وصل کی صورت بتائیے

مصورہ بولی ای جوان میرے باپ کو میرا نکاح کرنا منظور نہیں تھا مگر جب اپنے بیگانوں نے طعن و تشنیع کی اور کہا کہ تو خلاف شریعت کرتا ہی تب بلا چاری ایک شرط مقرر کی کہ جو اس شرط کو بجا لاے میں اُسکے ساتھ عقد کر دونگا جب یہ شرط مشہور ہوئی تو اکثر سلاطین زادے اور امرا امیر ے اشتیاق میں آئے اور انھوں نے امتحان کیا لیکن شرط ادا نہ کی چلے گئے امیر نے کہا وہ شرط کیا ہی مصورہ نے کہا وہ شرط یہ ہی کہ کمان میرے باپ کی زہ کرے اور گرز و شمشیر کو کام میں لاوے امیر نے کہا بس یہی شرط ہی مصورہ نے کہا ہاں امیر جلال الدین نے کہا لاؤ کمان میں تو دیکھوں مصورہ بولی کہ تم یہیں رہو کل یا پرسوں کمان و گرز و تلوار سب یہاں موجود ہونگے غرض شب کو ملکہ محل سرا میں گئی امیر کو اوس وقت میں نیند کہاں یہ شعر ورد زبان تھا شعر

اسیری شب فراق بھی کیا ہولناک ہی | مرغ سحر اذان نہیں دیتا پکار کے

غرض روز دوم مصورہ بانو کمان لیکر باغ میں آئی امیر نے جو زور کیا کشش کمان پر قدرت خدا سے ہتا در ہوا

مصورہ بکمال خوشی بولی کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ تم شرط کو پورا کردوگے لیکن انجام اس کام کا کس طرح پر کروگے
امیر جلال الدین نے کہا اول سامان درست کرونگا بعد ازان دربار شاہ مین جاکر دیکھونگا یقین ہی کہ تخیل قوی بازو
تمہارا باپ بھی ہو اس سے درخواست عقد کرونگا دیکھون کہ وہ کیا جواب دیتا ہی مصورہ بانو نے ہزار اشرفی امیر کی
نذر کین اور کہا کہ اس تھوڑے سے مال مین تم سامان درست کرو اور ایک مکان کرایہ کا شہر مین لو بعد اسکے جیسا
مناسب جاننا کرنا مین تین روز تمہارے واسطے باغ مین رہونگی امیر نے فرمایا مجھے خداوند کریم نے بہت کچھ دیا ہی
اس مال کی مجھے کچھ حاجت نہین ہی مصورہ بانو نے کہا مین اگر تمھین مفلس جانتی تو لفظ نذر کیون کہتی فقط اسلیے یہ
روپیہ حاضر کیا کہ یہان سر دست روپیہ موجود نہین ہی اور بدون روپیہ کے کام نہین نکلیگا اور آپکو روپیہ منگانے مین
حرج ہوگا یہ وجہ تکلیف دہی کی ہی ورنہ کچھ ضرور نہ تھا امیر نے ناچار وہ اشرفیان لین لیکن بالعوض اُسکے ایک انگوٹھی
ہیرے کی کہ وہ قیمت مین پچاس ہزار کی تھی ملکہ کو بطور نشانی کے دی اور خود شہر کی طرف روانہ ہوا ملکہ اپنے محل مین
گئی غرض امیر نے اہل شہر سے پوچھا کہ ملک عمرانیم یہان سے کس طرف ہی اُنھون نے کہا کہ ہمنے عمرانیم کا نام بھی
نہین سُنا پھر امیر نے پوچھا کہ یہان کوئی مکان کرایہ کو مل سکتا ہی اُسنے کہا مکان کرایہ کا نہین ہی امیر لاچار
ہوکر کاروان سرا مین گیا اور چند خدمتگار ملازم رکھے اور ایک گھوڑا نہایت تحفہ خریدا اور عزمون نام ایک
آدمی کے معرفت ایک مکان بھی بدقت تمام کرایہ کو لیا بعد ازان دوسرے روز در دولت شاہی پر آیا دربانون
سے کہا شاہ کو اطلاع دو کہ ایک جوان ملک مغرب سے ملازمت کو آیا ہی دربان نے شاہ سے عرض کی کہ ایک
جوان عالیشان ملک مغرب سے آیا ہی اور ملازمت چاہتا ہی بادشاہ نے امیر کو بُلا لیا امیر جب بارگاہ مین
پہونچا بطریق اہل اسلام سلام کیا حاضرین نے جواب سلام دیا بادشاہ کے حضور سے امیر کو کرسی دست راست
تخت کے عنایت ہوئی بادشاہ نے پوچھا ای جوان رستم نشان تو کس قصد سے یہان آیا امیر جلال الدین نے
کہا کہ مین سفر دور و دراز سے باشتیاق عقد تخیل قوی بازو کی دختر کے یہان آیا ہون ای شہریار مین نے سُنا ہی
کہ تخیل قوی بازو مغرور کو چونکہ اپنی بیٹی کا عقد منظور نہین ہی اس واسطے ایک شرط مقرر کی ہی بقولے مصرعہ
دنے برخاستہ را عذر بسیار؛ اگر خدا کو اُسکا کتخدا کرنا منظور ہی تو اُسکا کیا اختیار رہی مصرعہ مرد باید کہ ہراسان نشود؛
بادشاہ کو طرز کلام نیک انجام اس عالی مقام کا پسند آیا اور ارکین سلطنت سے فرمایا کہ تخیل کو اس جوان سے
بہتر داماد اور کوئی میسر نہ آویگا تم بہ نظر غور دیکھو کہ علاوہ جوان مردی و دلاوری کے حسن و جمال مین بھی بے مثل
ہی اتفاق سے اُس روز تخیل دربار مین حاضر نہ تھا لیکن احساس سطبر گردن ایک شاگرد اُسکا موجود تھا
اُسکو گفتگو امیر کی بکمال ناگوار ہوئی اور کہا ای جوان یہ لاف تیرا بجز دیکھنے گرز و کمان کے کافور ہوجائیگا امیر
جلال الدین نے کہا خیر تخیل نہین ہی مجبور ہون اب تو تخیلات بیجا کیا کرتا ہی اگر تجھے دعوے پہلوانی ہو تو مین

موجود ہون احساس سطبر گردن نے کہا ایک ادنی شاگرد تخییل کا تو مین موجود ہون اگرچہ دعوے کشتی ہو تو
بسم اللہ ابھی تمھارا امتحان بحضور شاہ ہوا جاتا ہی کس واسطے کہ بہت شہ زور پہلوان دور دور سے آئے اور
بے حصول مراد چلے گئے تم کس شمار و قطار مین ہو امیر جلال الدین نے کہا تجھ ایسے لونڈے سے مقابلہ
کرنا جو مرد ہین انھین ننگ و عار ہی الا تو یہ نہ کہے کہ بخوف طرح دی بادشاہ نے حکم دیا کہ معرکہ کشتی جلد تیار ہو امیر
نے کہا حضور اسکے واسطے کشتی کیا ضرور ہی بچہ ہی اپنے بچپن کی وجہ سے کہتا ہی اسے گوش مالی کافی ہی مین اسکے
واسطے کیا سامان کشتی یا جسم برہنہ کرون احساس بولا جب حریف کو منظور نہین تو مین بھی نہین چاہتا کہ معرکہ آرا
ہو قصہ کوتاہ یہ دونون باہم مقابل ہوئے تھے کہ تخییل بھی آگیا اور اہل دربار سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہی منصب سے کہا
یہ جوان خواستگار تیری دختر کا ملک مغرب سے آیا ہی تخییل حیرت زدہ آکے زور کا تماشا دیکھنے لگا آخر امیر نے
احساس کو بزور سر سے بلند کرکے آہستہ زمین پر رکھدیا اور فرمایا بس اسی قوت پر تو نازان تھا آخر تخییل و
خمائل شاہ نے امیر کو تحسین و آفرین کی اور ایک خلعت مع اسپ عربی عنایت فرمایا تخییل قوی بازو نے
امیر سے کہا آج آرام کرو کل دربار مین ضرور حاضر ہونا مین سلاح لاؤنگا اگر تو نے شرط اپنی پوری کی تو مین بھی اپنا
اپنا وعدہ پورا کرونگا امیر جلال الدین دربار سے باغ مین آیا مصورہ بانو بارادہ شب باشی اُس روز باغ مین
آئی تھی امیر نے تمام سرگذشت اپنی مصورہ بانو سے بیان کی مصورہ بانو نے کہا خدا سے امید قوی ہی کہ
مراد تمھاری حسب دلخواہ حاصل ہو امیر نے کہا انشاء اللہ کل معرکہ مین خدا نے اپنا فضل کیا تو تم پہلو مین ہمارے
ہوگی ورنہ ہم پہلو مین قبر کے ہونگے آخر وہ شب بھی آخر ہوئی اور صبح امید ظاہر ہوئی امیر جلال الدین مصورہ بانو
سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا پھر وہان سے بارگاہ سلطانی مین گیا یہان تخییل نے شب کو اپنی زوجہ سے کہا
کہ ایک شخص تیری دختر نیک اختر پہ عاشق ہوکر آیا ہی اور یقین ہی کہ وہ شرط کو بھی ادا کرے کیونکہ مثل اور لوگون
کے نہین ہی بی بی نے کہا ہان صاحب دختر شریف کی کب تک خانہ نشین رہ سکتی ہی کوئی نہ کوئی خواہان ہوہی
جاتا ہی خدا نے کسی کو بلا جفت پیدا نہین کیا اسی واسطے لڑکی کو مال بیگانہ کہتے ہین تخییل نے سلاح منگوائے اور
صبح کو لیکر دیوان عام مین آیا یہان امیر جلال الدین صبح سے منتظر تھا بادشاہ نے بھی فرمایا کہ تخییل بڑی دیر
سے یہ دلاور تیرا منتظر ہی تخییل نے امیر سے کہا ای جوان اگرچہ تو نے احساس کو زیر کیا لیکن اب بھی اس ارادہ سے
باز آ اور چلا جا امیر نے کہا کمان مجھے دے اور نصیحت اور پند کو موقوف کر تخییل نے کمان امیر کو دی امیر نے
کمان کھینچکر گوشہ سے گوشہ ملا دیا اور گرز کو اس زور سے زمین پر مارا کہ تا دنبالہ غرق ہوگیا اور تلوار آبدار سے
شتر کو مع پالان دو کیا اور دو سے چار کر دیا خمائل شاہ نے جو یہ زور و قوت دیکھی اہل دربار سے کہا بخدا
ایسا اس قوت کا انسان آج تک نہین دیکھا اور اہل دربار نے تخییل کو دامادی کی مبارکباد دی تخییل معقول ہوکر

خاموش ہو رہا اور بی بی سے جاکر حال بیان کیا اور کہا مجھے مصورہ بانو کے عقد مین اب کوئی عذر نہین لیکن یہ
خیال ہی کہ خدا نے جس طرح کا مجکو پہلوان کیا ہی اُسی طرح کا کوئی ایسا میرے یہان نہ پیدا ہوا کہ میرے سلاح کو
کام مین لاتا بی بی نے کہا کہ یہ بھی چاہیے شکر ہی کہ خدا نے داماد ایسا لایق و دلاور دوران عنایت فرمایا اور یہ بھی
سنا ہی کہ حسن و جمال مین بھی بیمثال ہی تخییل نے کہا بلاشک ظاہرا ایسا ہی کہ اُسکی تعریف نہین کر سکتا لیکن دل چاہتا ہی
کہ ایک بار مین خود بھی اُس سے زور کر لون تو پھر عقد کرون تاکہ کوئی نہ کہے کہ دب کے عقد کر دیا زوجہ نے کہا
واہ اگر تم نے مقابلہ کیا اور وہ زیر ہو گیا تو تمھارا بجاے فرزند ہی کیا ہوگا اور جو اُسنے تمھین زیر کیا تو پھر آپ کسی کے
مُنھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے تخییل کو راے زوجہ کی پسند آئی اور سامان عروسی شاہانہ مین مصروف ہوا یعنی تمام
شہر آئینہ بند ہوا اور فقرا و مساکین کو مال و زر از حد تقسیم کیا جب شب عروسی ہوئی امیر جلال الدین کو عقد
کے واسطے محل مین بُلایا بعد ایک ساعت کے محل سرا کے اندر سے ایک شور قیامت برپا ہوا کہ دُلہن محل سے
غائب ہو گئی جب امیر کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی تمام لباس تار تار کیا اور زار زار رونے لگا ماں باپ مصورہ بانو
کے سمجھانے لگے کہ اس سے کیا حاصل تم انصاف کرو کہ ہم تم سے زیادہ مصیبت سخت مین گرفتار ہین کہ ایک لڑکی
ہمارے سارے گھر کا چراغ تھا وہ بھی دفعۃً گل ہو گیا پندرہ برس کا ریاض ایک آن واحد مین مٹ گیا بادشاہ نے
امیر جلال الدین کو اپنے پاس بُلایا اور کہا کہ تخییل کا کیا قصور مین نے بھی دریافت کیا اور تلاش کو اکثر آدمی
روانہ کیے ہین اگر کہین سراغ ملا تو فہو المراد ورنہ ہم تمھارا عقد اور کسی کے ساتھ کر دینگے آخر امیر جلال الدین
شورش عشق مصورہ بانو سے مجنون ہو کر فقیری لباس پہن روتا پیٹتا تلاش جانان مین مثالیہ سے باہر
نکلا اب یہ حال سُنو کہ مثالیہ کے قریب ایک شہر برزخیہ نام ہی وہان بادشاہ برزخ شاہ ہی قضارا ایکروز
مصاحبون نے مصورہ بانو کے حسن و جمال کی تعریف کی اور کہا مقابل مین اُس ماہ جبین کے آج پردۂ دنیا پر
دوسری عورت نہین ہی برزخ شاہ نے مصورہ کی تصویر مثالیہ سے منگوائی کہ ہم بھی دیکھین کہ کیسی حسین ہی
وسواس بن خناس عیار نے عرض کی کہ اے شہریار اگر مجھے حکم ہو تو مین عرصہ دو روز مین خود مصورہ بانو کو
حاضر کر دون تصویر کیا شی ہی بادشاہ نے انعام دیا اور اُسکو روانہ کیا وسواس عین جشن عروسی مصورہ بانو مین
مثالیہ پہونچا اور زن حبشیہ کی صورت بنکے کسی حیلہ سے محل مین داخل ہوا اُسوقت مصورہ بانو چوکی پر بیٹھی
وسواس آفتابہ لیکر گیا اور کہا اے ملکہ اس جگہ عطر یا گل خوشبو ضرور چاہیے تاکہ بو سے بد دماغ مین نہ جائے یہ
کہکے ایک گلدستہ بیہوشی آمیز مصورہ کے ہاتھ مین دے دیا مصورہ بانو نے جو سونگھا حال و قال کی کچھ خبر
نہ رہی بیہوش ہو گئی اُسی حالت بیہوشی مین وسواس نے مصورہ کو چادر عیاری مین باندھ عیارانہ
محل سرا سے نکل کر برزخیہ کی راہ لی اور دوسرے روز مصورہ بانو کو برزخ شاہ کے پاس پہونچا دیا برزخ شاہ

سے کہ مرد غیور تھا اپنے سرداران دربار سے کہا کہ حیف ہی اس ثروت اور قوت بازو اور کثرت لشکر مین بلا اجازت
دالدین مصورہ سے عقد کرون تم اسکو قلعۂ قلبیہ مین نظر بند کرو اور حکم تیاری لشکر کا دو کہ ہم مثالیہ پر فوج کشی
کرینگے اور بعد زیر کرنے مماثل شاہ و تخیل کے مصورہ بانو کو اپنے عقد مین لاوینگے امرا نے کہا حضور اول ایکبار نظر
ملاحظہ فرمالین پھر اختیار ہی بہرزخ شاہ نے کہا بلا اجازت عورت کا دیکھنا بھی حرام ہی اور نہ مین عاشق نہ عاجز
پھر کیا اس سے حاصل جو ہونا ہوگا جب ہی ہوگا الغرض مصورہ بانو کو قلعۂ قلبیہ مین نظر بند کیا اور ملک مقدم
ایک رئیس اعظم کو وہ قلعہ سپرد کیا اور خود دس ہزار فوج جرار آفت روزگار کی جمعیت سے روانہ ملک مثالیہ
کا ہوا جب سرحد مثالیہ مین پہونچا مماثل شاہ کو نامہ لکھا مماثل شاہ نے بعد دریافت حال جواب نامہ لکھا کہ
جس مطلب کو کہ آپ متکلف ہوئے ہین یہان سے وہ اصل مطلب ہی گم ہی اور ہم خود اُسکی تلاش مین حیران و پریشان
ہین اور جو خواہ مخواہ جنگ و جدل ہی منظور رہی تو ہم بھی حاضر ہین اور مماثل شاہ نے بھی خیمہ اور خرگاہ بیرون شہر
استادہ کرا دیے اور صبح کو دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی

اب راوی ان دونون لشکرون کو باہم حرب و ضرب مین رکھتا ہی اور چند کلمہ احوال سراپا انقلال آوارۂ دشت ادبار یعنے امیر جلال الدین نامدار کے بیان کرتا ہی

جب امیر جلال الدین ہجر یار و فراق دلدار مین باحال زار و دل بیقرار حیران و پریشان سرگردان نوحہ کنان
چاک گریبان کشان کشان افتان و خیزان چند روز کے بعد قریب ایک آبادی کے پہونچا اور وہان ایک تکیہ
فقیر کا تھا جہان چند فقرا جمع تھے یہ بھی جا کر ایک فقیر روشن ضمیر مہر منیر کے پاس کہ جو مرشد تمام فقرا کا تھا پہونچا
اور سلام کیا اُس درویش نے جو امیر کو بلباس فقیر دیکھا نہایت بے اعتنائی سے پیش آیا اور جواب سلام دیا اور
پوچھا ای فقیر تیرا مرشد کون ہی اور کس سلسلہ مین دست بیعت ہوا ہی امیر نے کہا سلسلہ میرا فقرا جیہ ہی اور نام مرشد کا
احمد ہی درویش نے کہا اب تجھے ہم سے دست بیعت ہونا چاہیے امیر نے کہا اس شرط سے کہ تم کوئی مسئلہ مشکلہ طریقہ
درویشی مین پوچھو اگر مین جواب نہ دیسکونگا تو فوراً مین تمھارا مرید ہونگا اور مین نے جو سوال کیا اور اسکا جواب
تمسے نہ دیا گیا تو مین تم سب کو مرید کر دونگا اس بات پر مرشد اور فقرا سب راضی ہوئے اور امیر سے فقیر روشن ضمیر نے
کہا ای جوان سلسلہ درویشی کی انتہا خدا تک ہی اب تو بتا کہ خدا کی کیسی صورت ہی امیر نے کہا کہ خدا کی وہ صورت ہی
جو ہمارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی درویش نے پوچھا حضرت کی کیا صورت تھی امیر نے کہا جیسے میرے
ہادی کی جسکا نام درویش احمد ہی درویش نے پوچھا احمد کی کیا شکل تھی امیر نے کہا بعینہ میرے ہم شکل تھا یہ سنکر
درویش روشن ضمیر چپ ہو رہا پھر سوال نہ کیا سب فقیر آفرین و تحسین کہنے لگے بعد اسکے امیر نے سوال کیا کہ عشق و فقر کی

بنا کیا ہی اور کہان سے ہی اور مکان ان دونون کا کہان ہی درویش نے تا دیر فکر کی جب کوئی جواب ذہن مین نہ آیا کہا ای جوان ہم جواب سے عاجز ہوئے اب تو ہی بتا کہ یہ کیا ہی امیر نے کہا کہ خالق موجودات نے سرور کائنات کو خلق کیا اور نام اُسکا حبیب قرار دیا اور آپ خود ہی عاشق ہوا اُس محبوب ذوالجلال و حدیث شیرین مقال گلستان بے خزان آخر الزمان نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا الفقر فخری پس جان کہ مکان فقر کا دماغ ہی اور فخر بمعنی حاجت ہی لیکن خلاق جہان کو بجز اپنی اطاعت و بندگی کے مخلوق سے کوئی حاجت نہین اور طالب یہ کہ خدا کو حی و قایم جانے اور خودبینی کو ناجایز اور فقر کو بجاے اُسکے سمجھین چونکہ یہ کلمہ حق تھا درویش روشن ضمیر مع تمامی فقرا کے امیر کا مرید ہوا امیر نے اُس روز سے اپنا نام درویش جلال رکھا اور مع اُن فقرا کے ایک طرف روانہ ہوا قضارا اثناء راہ مین ایک سوداگر درویش جلال کے پاس آیا اور چند اشرفیان نذر کین درویش نے پوچھا تو کہان سے آتا ہی سوداگر نے کہا مین شہر برزخیہ سے آتا ہون اور شہر شمالیہ کو جاؤنگا درویش جلال نے کہا برزخیہ سے کب چلے تھے سوداگر بولا کہ جب برزخ شاہ بادشاہ شمالیہ کی مہم پر گیا تھا درویش جلال نے پوچھا کہ تمکو ان دونون بادشاہون کے باہم فساد کا بھی کچھ حال معلوم ہی سوداگر نے تمام قصہ وسواس عیار کے لیجانے کا مصورہ بانو کو اور قید کرنا قلعۂ قلبیہ مین مفصل بیان کیا امیر نے جو یہ حال سُنا ایک نعرہ آہ کا مارا اور درویشون سے کہا یارو اب ہمارا قصد قلعۂ قلبیہ جانے کا ہی تم سب کا کیا ارادہ ہی سب نے کہا کہ ہم تمھارے تابع حکم ہین پھر امیر نے اپنی سرگذشت فقرا سے بیان کی اور کہا مین نے اپنی معشوقہ کا سراغ پایا ہی مین بلاشک وہان جاؤنگا سب نے کہا

وگر فتح باشد ما غازی ایم	شہید ار گر کشتہ خواہیم شد	بہر چیز فرمان کنی راضی ایم	بہر کار ما تابع ہادی ایم

جب امیر جلال الدین نے فقرا سے دلجمعی کر لی قلعۂ قلبیہ کو روانہ ہوا جب قریب قلعۂ قلبیہ کے پہونچا تو ایک جاے خوب نہایت مرغوب دیکھکر فقرا کا مقام کرا دیا چونکہ وہ مقام قریب قلعہ تھا چار پانچ روز کے بعد رئیس مقدم قلعہ دار نے کہلا بھیجا کہ اس قلعہ مین ناموس برزخ شاہ قید ہین تم لوگ یہان سے اور کسی طرف چلے جاؤ ورنہ ہم تمکو نکالدینگے امیر نے کہا کہ ہم کل چلے جائینگے دن تو گذر گیا اور شام ہوئی امیر جلال الدین نے کہا اب کسی طرح مصورہ بانو سے ملاقات کرنا ضرور ہی جب سب سو رہے امیر جلال الدین اُٹھا اور دعا کی کہ بارالہا ایک بار اور مصورہ کی شکل دکھلا دے اور جس درخت کے سایہ مین امیر جلال الدین نے دعا کی تھی وہ ایسا کہنہ تھا کہ گویا حضرت آدمؑ کے وقت کا نشان دیتا تھا کہ ناگاہ باد تند شروع ہوئی اور وہ درخت بڑ ور ہوا زمین پر گرا جب ہوا کم ہوئی دیکھا کہ ایک غار ہو گیا اور غور جو کیا تو غار مین نقب معلوم ہوئی اور اندر نقب کے ایک زینہ دیکھا امیر جلال الدین بلا وسواس اندر نقب کے داخل ہوا جبکہ انتہاے نقب تک پہونچا وہان حجرہ مقفل نظر آیا امیر نے جو درز دروازہ سے نگاہ کی تو ایک مکان نہایت وسیع اور تحفہ معلوم ہوا اور اُسمین عورتون کی آواز آتی تھی اور دیکھا ایک سمت مصورہ بانو نہایت غمگین نشست

بیٹھی ہو امیر جلال الدین نے ایک رقعہ لکھکر در زدرواز ہ سے جب مصورہ بانو اسطرف نگران ہوئی پھینک دیا مصورہ نے ایک خواص سے کہا وہ کاغذ اٹھالا خواص نے کاغذ لادیا مصورہ بانو نے جب وہ کاغذ پڑھا یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے الا مصلحتاً خاموش ہو رہی جب سب کنیزین سو رہین مصورہ بانو نے دروازہ حجرے کا کھول کے امیر جلال الدین کو بلا لیا پھر تو اپنی اپنی سرگذشت دونون نے بیان کی امیر جلال الدین نے کہا مین اسی وقت رئیس مقدم کو گرفتار کرتا ہون الغرض بعد نصف شب کے امیر جلال الدین اپنے بستر پر آیا اور فقرا سے کہا آج مین نے اپنے مرشد کو خواب مین دیکھا ہے کہ وہ فرماتے ہین تو اس ترکیب سے قلعہ کو فتح کرلے تم ابھی چلو تاکہ اس مقدمہ کو فیصل کرین یہ سُنکے سب فقرا امیر کے ہمراہ ہوئے امیر براہ نقب قلعہ مین آیا اور صبح کو خوابگاہ رئیس مقدم مین پہونچا اور رئیس مقدم کو گرفتار کیا پھر تمام قلعہ کا بندوبست کرلیا رئیس مقدم نے بھی اُسکی اطاعت قبول کی اور وہ بھی ہمراہ ہوا امیر نے کہا تم اپنی حکومت پر بدستور رہو جب ہم تمکو بلا وینگے تم فوراً چلے آنا بعد ازان مصورہ بانو کو ہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ملک مثالیہ کیا اور خود بھی چند مدت کے بعد مثالیہ کی سرحد مین پہونچا یہان برزخ شاہ اور مماثل شاہ مین ہر روز بازار رزم گرم رہتا تھا ایک روز برزخ شاہ خود میدان مین آیا اور مماثل شاہ کی طرف سے صیفور تیغ بازو واسطے مقابلہ کے آیا برزخ نے صیفور کو زخمی کیا اسیطرح تین چار پہلوان نامی کو لشکر مماثل شاہ سے قتل کیا آخر تخیل قوی بازو نے قصد میدان کا کیا اور معرکہ مین پہونچا جب نیزہ و گرز سے نوبت تلوار کی آئی برزخ شاہ نے ایسی ایک تیغ بیدریغ تخیل پر لگائی کہ اگر سپر کی پناہ نہ کرتا تا سینہ اُتر آتی اسپر بھی چار اُنگل سر مین درآئی عیاران لشکر بخرابی تمام تخیل کو لے گئے مماثل شاہ تخیل کے زخمی ہونے سے ایسا بدحواس ہوا کہ لشکر کو قلعہ بند ہونے کا حکم دیا اس عرصہ مین لشکر فیروزی اثر امیر جلال الدین کا بھی میدان معرکہ مین پہونچ گیا اور امیر نے برزخ شاہ کو مقابلہ کیواسطے طلب کیا قصہ مختصر بعد جنگ نیزہ و شمشیر امیر جلال الدین نے برزخ شاہ کو دام کمند مین اسیر کرکے حوالہ عیاران لشکر کردیا جب برزخ شاہ اسیر و دستگیر ہوا تمام ارکان سلطنت برزخ شاہ کے امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے پہلے تو امیر سمجھا کہ شاید یہ براے شفاعت اپنے شاہ کے آئے ہین جب چتر بردار شاہ نے سایہ چتر امیر کے سر پر کیا امیر نے اُن نمکحرامون کو بہت لعنت و ملامت کی اور فرمایا ابھی تمہارا بادشاہ زندہ ہے اور تم فرمانبرداری حریف مین آ گئے وہ ہزیمت خوردہ چپ ہو رہے امیر جلال الدین نے اپنے ہاتھ سے برزخ شاہ کو رہا کیا اور کہا جاؤ ہمنے تمہاری جان بخشی کی اور ملک و مال تمہارا تمکو مبارک رہے برزخ شاہ نے کہا اے شہریار دوکان ام العبد قدرًا و مقدورًا

نوبت ما گذشت نوبت تست
این زمان دور دور دولت تست
تاج بر فرق تو مبارک باد
زینت تخت ہم بشوکت تست

امیر جلال الدین برزخ شاہ کی یہ بات تو اضعاً سمجھا اور فرمایا برادر بخدا مین صلاح تمرقندی نہین کرتا مین نے

بخوشی یہ تاج و تخت تمکو بخشتا ہر زرخ شاہ نے عرض کی کہ شاید اس آیۂ کریمہ کو حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا موافق
اُن احکام خدا کے عمل مین لانا چاہیے سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا شارق دانا وزیر
برزخ شاہ نے عرض کی ای شہریار نامدار ملک برزخیہ کا قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہی کہ اگر کوئی شاہ بغیر حرب و
ضرب بادشاہ ملک برزخیہ پر لشکرکشی کرے اور برزخ شاہ عاجز ہو جائے تو تمام سپاہ و رعایا تا ممکن اپنے
بادشاہ کی مدد مین جانبازی کرین اور جو برزخ شاہ آپ کسی ملک پر فوج کشی کرے اور مغلوب ہو پھر سب
سپاہ اور رعایا نام اُسکا صفحۂ بادشاہت سے ندارد کردیگی اور تاج سر پر غالب کے رکھیگی پھر غالب کو قتل کا
اختیار ہی لیکن حتی الامکان قتل سے برزخ شاہ کو بازرکھیگی الا یہ ممکن نہین کہ وہ پھر فرمانروائی کرسکے اسواسطے
کہ جب شاہ مغلوب ہوا تو پھر داب شاہی کہان اور نظر خلائق مین حقیر ہو جاتا ہی اور حقیر کو تخت نشینی ہو نہین سکتی
اس عرصہ مین حمائل شاہ بھی وہان آیا اور امیر جلال الدین کو سلطنت برزخیہ کی مبارکباد دی برزخ شاہ
نے تاج فرمانروائی خود امیر جلال الدین کے سر پر رکھدیا امیر جلال الدین باشوکت و حشمت شہر مثالیہ مین
تشریف لائے تخیل قوی بازو اور اُسکی بی بی سے امیر کی ملاقات ہوئی اُن دونون نے شکر خداوند قدیر ادا کیا
پھر از سر نو بزم عروسی کا انتظام شروع کیا حمائل شاہ نے بھی ایک خلعت شاہانہ امیر جلال الدین کو دیا القصہ
عاشق و معشوق کا باہم وصال ہوا جب ایک ہفتہ عیش و عشرت مین گذرا روز ہشتم حمائل شاہ نے کہا اب تم
مع عروس ملک برزخیہ کو جاؤ امیر جلال الدین بجمعیت لشکر کثیر مع مصورہ بانو ملک برزخیہ کو روانہ ہوے
تخیل قوی بازو نے چار منزل داماد کی مشایعت کی امیر نے رخصت کیا جب امیر جلال الدین برزخیہ مین
پہونچا ارباب شہر استقبال کرکے بڑی دھوم سے امیر کو شہر مین لیگئے اور نذرین گذرانین امیر جلال الدین نے
حسب مراتب سب کو خلعت و انعام سے سرافراز فرمایا اور خدمت وزارت دست راست برزخ شاہ کو دی
اور شارق دانا وزیر کو بدستور عہدہ پر برقرار رکھا اور داروغگی شہر کی فقیر روشن ضمیر کو مرحمت فرمائی اور شب و روز
مصورہ بانو سے عیش کرتا تھا بقول فد شعر

خلوت ہی وصل یار ہی بوس و کنار ہی　تقدیر اوج پر ہی بخت رسا کی ہی
بہار عیش ایام جوانی　ازین خوشتر چہ باشد زندگانی

اتفاقاً ایک روز امیر جلال الدین شکار کو سوار ہوا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بیک چشم زدن نظر سے غائب
ہو گیا امیر نے اس صحرا کو ایسا پر فضا و لالہ زار دیکھا کہ باغ ارم کی ہوس باقی نہ رہی اور دور سے ایک چاردیواری
نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور اُس باغ مین ایک عمارت نہایت پر تکلف بنی ہی کہ بروج و
کنگرہ اُسکے سب سیم خام کے ہین اور ایسی لطیف و خوشگوار ہوا آتی ہی کہ فرحت بخش دل و قوت دہ جسم ناتوان ہوتی ہی
اس عرصہ مین برزخ شاہ و شارق دانا وزیر بھی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ای شہریار کامگار آپ کا اس باغ مین

وقیام بہتر نہین ہی بہت جلد یہان سے تشریف لے چلیے امیر نے سبب پوچھا شاروق نے کہا جناب عالی تمام
اس باغ کا گلشن پریزادان ہی اگر کوئی انسان یہان آتا ہی تو بے نشان ہو جاتا ہی پھر نشان اسکا نہین ملتا امیر
نے کہا یہ امر بعید از قیاس ہی گو یہی ہو الا اب تمھارے بیان سے مجھے نہایت شوق پیدا ہوا کہ دیکھون آئین
کیا اسرار ہی ہر چہ بادا باد مین باغ کو ضرور دیکھونگا ہر چند شاروق و برزخ شاہ دونون مانع ہوئے لیکن
امیر نے ایک نہ سُنا اور دروازہ کھول کے باغ مین داخل ہوئے اس شکل کا باغ نظر آیا کہ روضۂ رضوان کیا چیز ہی
مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ بہشت شہیر بدیدہ دار جا بجا طیوران نغمہ سنج و غزلخوان درختون پر چہچہہ زنان ہر طرف
نہر روان اور نہر حوض کے فوارے طلا و نقرہ کے بنے ہوئے ہزارے چھوٹتے ہر طرف گلکاری چبوترہ سنگ مرمر
کا سائبان زربرجدی کھنچا گنگا جمنی طنابین گسپوے نور کی سب عمارت بلور کی جا بجا یاقوت و زمرد کی پچی کاری
عجب تیاری اندر بارہ دری کے ایک چھپر کھٹ لگا مسہری کا مدانی کی پڑی آگے اسکے ایک مسند مغرق بچھی لیکن
کوئی ذی روح نظر نہ آیا امیر نے شاروق و برزخ شاہ سے کہا ایسے باغ کے دیکھنے سے تم مانع تھے شاروق
نے عرض کی بجا ارشاد ہوا خداوند کریم ہر بلاے ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی امیر
جلال الدین سیر کرتا ہوا ایک مکان عالی شان مین آیا کہ وہ مکان تمام مینا کار تھا اور ایک تخت زرنگار صحن
چبوترہ پر بچھا تھا امیر تخت پر اور یہ دونون زیر تخت بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے امیر جلال الدین نے وزیر دانا
سے کہا ای دستور اعظم و دانا ے روزگار یہ سیر و تماشا بے یار گلعذار محض بیکار معلوم ہوتا ہی ؎

بے روے یار جلوۂ باغ و بہار چیست ۔ گل خندہ زد بہ بیکسی ما ہزار حیف

افسوس ہزار افسوس ایسی سیر اور تماشا اور جاے فرح افزا مین ملکہ مصورہ بانو نہو ؎ شعر

مین وہ نہین جو کرون سیر بوستان تنہا ۔ بہشت ہو تو نہ سمجھے باغبان تنہا

تم جلد جاؤ اور ملکہ مصورہ بانو کو ہمارے پاس لے آؤ بعد اسکے ایک رقعہ شوقیہ بھی لکھا اور یہ شعر مندرج تھا ؎ شعر

مین جی جاؤن اجل سے آپ آجائین اگر پہلے ۔ یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
ہمچو آن خار کہ در پہلوے گل جائیست ۔ عزتے بے تو نباشد بگلستان ما را

شاروق دانا حسب الحکم شہر کو روانہ ہوا اور وہ رقعہ ملکہ مصورہ بانو کو پہونچایا ملکہ فورًا سوار ہو کر باغ مین پہونچی
مصورہ بانو سے امیر نے از حد باغ کی تعریف کی مصورہ بانو نے باغ کو دیکھا کہا ہان باغ رشک ارم ہی امیر نے
کہا میرے نزدیک اگر اسے بہشت شدادی سے مشابہت دیجیے تو بجا ہی اور طرفہ تماشا یہ ہی کہ جب ایک مکان
سے دوسرے مکان مین جاتے ہین تو وہ مکان جسمین سے آتے وہ غائب ہو جاتا ہی اور یہ مکان موجودہ اُس
مکان سے نقش و نگار مین بمرتبہ بہتر اور وضع مین علیحدہ معلوم ہوتا ہی خلاصہ یہ کہ ایک ہفتہ امیر جلال الدین اور

ملکہ باہم عیش و عشرت مین رہے آٹھوین روز امیر جلال الدین تخت پر سوار تھا اور مصورہ بانو گلچینی کر رہی تھی
کہ ایک باد تند اس غضب کی چلی کہ تمام باغ تیرہ و تار ہوگیا اور ایک آواز ہولناک پیدا ہوئی کہ او مرد تیرہ بخت و
برگشتہ روزگار تو باوجود منع کرنے کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا اور ہمارا کہنا خیال مین نہ لایا دیکھ کہ خلائق پر زخم
تیر سے ماتم سخت مین پٹکیگی بعد اس آواز کے ایک دیو مہیب بشکل عجیب سر اسکا آسمان پر اور پاؤن زمین پر منھ
پھاڑ منھ پہاڑ سا سامنے استادہ دیکھا امیر جلال الدین کی خوف سے آنکھین بند ہوگئین دیو امیر کو بغل مین دبا
ہواے آسمان ہوا اور کہا او آدمی شامت زدہ نام میرا انجر جاس کوہ افگن ہی شاید تو آگاہ نہ تھا کہ سیر کنندہ
اس باغ کا زندہ نہین رہتا امیر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اس بلاے آسمانی سے رہائی ہونا دشوار ہی یقین ہی
کہ یہ مجھے کھا جائے پس ایک مشت سخت اسی حالت پرواز مین دیو کے دل پر مارا کہ قوت پرواز دیو کی زائل
ہوگئی اور بے اختیار زمین کی طرف چلا اتفاق سے دیو اور امیر دونون نے ایک دریاے تھار مین گر کے غوطہ کھایا
جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا تو بقعہ فیض حکیم صاحب نظر آیا پس یہ عالم حیرت مین بقعہ فیض کی طرف چلا راہ مین
دیکھا کہ جوہر بھی حکیم صاحب کے پاس چلا جاتا ہی

اب داستان امیرزادہ سیف الدین بن امیر مجاہد الدین کی بیان ہوتی ہی

راویان اخبار عجائب نگار و ناقلان حکایات غریبہ اس داستان حیرت افزا کو صفحۂ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ
امیرزادہ اس عجائب خانہ مین داخل ہوا اور کوہستان مین پہونچا کہ ہر قطعہ جس کا گویا مخمل کا تھانی سبز کا تھا اور
جہانتک نگاہ کام کرتی تھی بجز گلہاے مختلف رنگ کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور ہر طرح کا شکار اس سبزہ زار پر بہار مین
موجود تھا امیرزادہ نے ایک ہرن کا شکار کیا اور کباب پزی کے شغل مین مشغول تھا کہ ایک اور ہرن بھاگا ہوا
امیرزادہ کے سامنے آیا امیرزادہ نے اسے کمند سے اسیر کیا تھوڑی دیر کے بعد ایک بادشاہ اسپ عربی پر سوار
وہان آیا اور اسنے امیرزادہ سے پوچھا ای جوان مرد اس ہرن کے پیچھے مین نہایت حیران و سرگردان پھرا میرا
گھوڑا ایسا خستہ ہوگیا کہ طاقت رفتار کی مطلق باقی نہین رہی خدا جانے تونے کس ترکیب سے اسے گرفتار کیا امیرزادہ
نے مؤدب سلام کیا اور کہا مین اپنے شکار کی کباب پزی مین مشغول تھا یہ ہرن خود بخود میرے پاس آیا مین نے کمند
سے اسے گرفتار کیا بادشاہ کو طرز کلام امیرزادہ کا نہایت پسند آیا مرکب سے اترا امیرزادہ نے زین پوش بچھا دیا
بادشاہ بیٹھ گیا بعد اسکے کہا ای جوان مین چاہتا ہون کہ تجھے اپنی فرزندی مین لون اگر تو راضی ہو امیرزادہ
تاثیر طلسمی سے اس امر کو غنیمت سمجھا اور کہا ای شہریار شعر

بہمہ کار ما تابع شہریار
بہر چیز فرمائی کنم اختیار

بادشاہ نے امیرزادہ کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا نام تمھارا کیا ہی امیرزادہ نے کہا فدوی کو سیف الدین کہتے ہین بادشاہ نے کہا میرا حال اس وقت موافق ایک نقل کے ہوگیا بیان کرتا ہون خداوند کریم نے مجھے فقط اولاد کہ جسے ثمر لطیف زندگانی کہتے ہین نہین دی اور سب نعمتین عنایت فرمائی ہین ایک روز مین غم اولاد مین سو گیا اسوقت عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگوار فرماتے ہین کہ خاطر جمع رکھ خداوند جل شانہ ایک فرزند صاحب عمر عنایت فرمائیگا مین نے عرض کی کہ میری قسمت ایسی کہان کہ جو خداوند کریم مجھے دولت فرزند سے کامگار کرے اسوقت اُس بزرگ نے تیری صورت دکھا کر فرمایا کہ یہ تیرا فرزند ہی پس بمجرد دیکھنے اُس سرو قامت و صورت زیبا کے اسکی محبت مین بیخود ہوگیا تا اینکہ آج تک مجھے وہی محبت باقی ہی آج جو مین نے تجھکو دیکھا تو یقین کامل ہوگیا کہ اُس جوان صاحب خواب کی بھی ایسی ہی صورت تھی اب مین سمجھا کہ وہ فرزند موعود میرا تو ہی ہی امیرزادہ بولا کہ حضور مجھے اپنا فرزند تصور فرمائین اور مین فرزندی حضور اپنا افتخار جانتا ہون اس اثنا مین لشکر بادشاہی بھی وہان آپہونچا اور بادشاہ نے اس حال کو وزیر سے بیان کیا وزیر نے عرض کی کہ حضور بہت مناسب ہی مین نے جو نام بادشاہ کا اور ملک کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک ختا عظیم ہی اور نام بادشاہ کا موحد خرشاہ ہی اور نام وزیر کا عقیب خردمند ہی اور کہا ای جوان آگاہ ہو کہ دار السلطنت اسکا نہایت وسیع ختا عظیم مشہور ہی اور پچاس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت رکاب سعادت انتساب مین رہتی ہی امیرزادہ موحد خرشاہ کے ہمراہ ختا عظیم مین آیا شہر کو نہایت آباد دیکھا بادشاہ نے ایک مکان نشاط محل امیرزادہ کے رہنے کو عنایت کیا اور وزیر سے فرمایا خبردار اسکو کسی طرح تکلیف ہونے پائے اور خود محل سرا مین تشریف لیگیا اور سنجیدہ بانو اپنی بی بی سے کہا ایک امیرزادہ کہ حسن خلق جوہر سے زیادہ رکھتا ہی مین نے اُسے فرزندی مین لیا ہی سنجیدہ بانو بولی حضور نے جو کچھ کیا خوب کیا پھر بادشاہ نے اپنے خواب کو سنجیدہ بانو سے نقل کیا سنجیدہ بانو کو بھی حیرت ہوئی اب اسقدر بادشاہ کو امیرزادہ سے محبت ہوئی کہ ایک دم بغیر امیرزادہ کے قرار نہ تھا راوی کہتا ہی کہ موحد خرشاہ کی ایک لڑکی عقیلہ سیم اندام گرم خو صاحب حسن و جمال تھی گویا خداوند قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا بقول شاعر شعر

عالم مین دھوم حسن بہت مہ لقائی ہی	کہتے ہین بت کبھی دیکھکے قدرت خدائی ہی

اور باوجود اس تناسب اعضا و قد و قامت زیبا کے نہایت صاحب فہم و ادراک ہی کہ حکیم افلاطون کو درس دے لیکن بوجہ تند خو و بدمزاج تھی اور یہ حکم ناطق تھا کہ کوئی عورت ہمارے دربار مین کسی مرد کا ذکر نہ کرے غرضکہ کسی تقریب مین امیرزادہ نے بھی تعریف حسن و جمال جہان آرا عقیلہ سیم اندام کی سنی اور اُسکی بدمزاجی سے بھی آگاہ ہوا ایکروز اپنے مصاحب سے کہا کہ قاعدہ جہان یون ہی کہ کوئی فرد بشر بیٹی کو تنہا نہین رکھتا جسکو لائق و فائق دیکھا اُسے عقد کردیا بخلاف اس شاہزادی کے کہ اسنے حکم دیا ہی کہ کوئی میری مجلس مین ذکر مرد کا

ذکر سے ہیں یہ طریقہ ارباب عقل وادراک اور صاحب عفت وعصمت کے خلاف معلوم ہوتا ہی نہین معلوم کہ وہ اپنے
دل مین کیا سمجھی ہر مصاحبات نے کہا ای امیر سواے مستورات محل اور کوئی اس راز سے ملکہ سے آگاہ نہین ہو جسنے
نے اپنی بی بی سے یہ ذکر کیا اُسکی بی بی نے اور عورتون سے کہا رفتہ رفتہ ملکہ کے کان تک یہ خبر پہونچی ملکہ کو یہ کلمہ
تمغز یہ امیرزادہ کا نہایت ناگوار ہوا اور وہ درپی تکلیف امیرزادہ کی ہوئی ایک روز دایہ سے کہا ای دایہ مینے
سُنا ہی کہ ایک مرد اجنبی کو بادشاہ نے خطاب فرزندی دیا ہی اور وہ نہایت زبان دراز ہی کہ ہماری غیبت مین ایسے
کلمات لغو اور گستاخانہ ہماری نسبت کہتا ہی فقط بغرور فرزندی حضرت کے یہ حوصلہ اور جرأت اُسکو ہوئی ورنہ
کیا مجال تھی کہ زبان ہلا سکتا اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ اُسے اس کلام کی سزا سے معقول دین تاکہ آیندہ کسی کو پھر
یہ جرأت نہو دایہ بولی ای ملکہ آفاق جو آپ فرماتی ہین بجا ہی لیکن مینے یہ سُنا ہی کہ وہ شخص نہایت وسیع الاخلاق
ونیک باطن ہی اول تو مجھے یقین نہین کہ بے سبب حضور کو کوئی کلمہ خلاف تہذیب کہہ سکے نہ اینکہ سخت گوئی اور اگر
کہا بھی ہو تو خدا جانے کس محل وموقع پر کہا ہو ملکہ عقیلہ دایہ کے کہنے سے خاموش ہو رہی الغرض ایک روز وقت صبح
ہوخرشاہ دربار عام مین بیٹھا تھا کہ چند زمیندار مضطرب وپریشان دیوان عام مین آئے اور عرض کی ای بادشاہ
ظل اللہ ہم سکنا سے آباد نگر ہین وہان چند روز سے ایک اژدہا آتش فشان ایسا پیدا ہوا ہی کہ ایسا ہی کشش نفس سے
مین تمام انسان وحیوان جو سامنے آیا کھینچ لیتا ہی اب وہ موضع کل ویران ہوگیا ہی اگر حضور اسکا کچھ تدارک نہ فرماوینگے
تو دس پانچ روز مین یہ آفت شہر مین پہونچ جائیگی ہم اطلاع کو حاضر ہوئے ہین آیندہ جو حکم ہو ہوخرشاہ نے
عصیب خرد پرور وزیر کو حکم دیا کہ ابھی اُسکا بند وبست کرو وزیر نے خرطوم گرگ پیشانی کو ہزار سوار کی جمعیت سے
انسداد وانتظام اژدہے کیواسطے روانہ کیا خرطوم اُس نواح مین پہونچا لیکن جانورون کے دماغ مین اژدہے
کی بو آئی تو کوئی جانور آگے نہ بڑھا اور جب اژدہے کے دماغ مین لشکر کی بو پہونچی وہ ایسا ہی کشش نفس سے
نصف لشکر کو نگل گیا اور باقی ماندہ ایسے بھاگے کہ شہر مین آکر دم لیا خرطوم ذلیل ورسوا بادشاہ کے پاس آیا اور حال
گذشتہ عرض کیا بادشاہ نے وزیر سے کہا واہ کیا معقول تدبیر کی وزیر چپ ہوا اُسوقت امیرزادہ سیف الدین
نے بادشاہ کو متردد دیکھکے عرض کیا حضور فدوی کو حکم دین مین دیکھون کہ وہ اژدہا کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا یہ خدمت
تمہارے لایق نہین ہی اور کسی سردار کو روانہ کرتا ہون امیرزادہ نے کہا فرزند سعادتمند وہی ہی کہ جو والدین کے
وقت پر کام آوے جس طرح ہو آپ مجھے اجازت دین اگر خدا نے چاہا تو اس بلاے ناگہانی کو نہایت آسانی سے
دفع کرونگا بادشاہ نے بمشکل امیرزادہ کو اجازت دی اور فوج کثیر ہمراہ کی امیرزادہ نے کہا فوج کی کچھ ضرورت
نہین ہی صرف بارود اور روغن نفت جس قدر ممکن ہو منگوا دیجیے بادشاہ نے فوراً یہ اسباب منگوا دیا امیرزادہ
نے حکم دیا کہ یہ سب وہان پہونچ جائے جہان پر وہ اژدہا نکلتا ہی بعد اسکے فرمایا کہ جسے جان عزیز نہو وہ ہمارے ساتھ

چلے مین یہ خبر نہین کرتا کہ کوئی چلے امیر زادہ مع چند پہلوانون کے روانہ ہوا بادشاہ نے بھی ایک فرح مشایعت کی لیکن جو اہل شہر امیر زادہ کو دیکھتا تھا کہتا تھا کہ افسوس ایسا حسین جوان اجل کے منھ مین چلا ہی ہر شخص کو ایک افسوس اور تاسف تھا رفتہ رفتہ یہ خبر عقیلہ کو بھی معلوم ہوئی کہ اب وہ جوان اژدہے کو مارنے جاتا ہی خوب ہنسی اور دایہ سے کہا ظاہر ایہ شخص عقل سے بہرا نہین رکھتا ہی اسواسطے کہ خرطوم کا حال دیکھ چکا ہی اور پھر اپنی جان دینے جاتا ہی یا تو یہ بھاگ آئیگا یا طعمۂ اجل ہوگا مگر مر جانا تو بہتر ہی الا بھاگنا بڑی شرم کی بات ہی بلکہ جو لوگ کہ صاحب غیرت ہین وہ بھاگنے کو بدتر از مرگ جانتے ہین الغرض امیر زادہ زمینداروں کو لیکر وہان پہونچا جہان اژدہے کا مسکن تھا زمینداروں نے دور سے نشان اژدہے کا بتایا امیر زادہ نے ایک غار عمیق قریب اُسکے کھدوایا اور بارود اور رال اُسمین بھر دی اور چند جانور گرد غار کے بندھوا دیے جب اژدہے نے اُن جانوروں کی بو پائی اور وہ ان جانوروں کی طرف چلا تو اُسکی آواز رفتار سے سب لوگ بھاگ گئے صرف امیر الجیوش و امیر البحود دیہ دو سردار امیر زادہ کے ساتھ رہے لیکن جب اُس اژدہے کی شکل دیکھی بیہوش ہوگئے امیر زادہ نے بہ چالاکی تمام ایک قارورہ آتشی بارود اور رال کے ڈھیر پر مارا کہ وہ سب جل اُٹھا اور اژدہے کو جلا کر خاک کر دیا یہ حال دیکھ کے سب زمیندار امیر زادہ کے تصدق ہوئے اور کہا کہ آپکی بدولت ہماری جانین بچین خبرداروں نے موحّر شاہ کو خبر پہونچائی کہ اژدہا ہلاک ہو گیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور عجب بخرد پرور سے فرمایا کہ اس بہادر نے ایسا کام کیا ہی کہ اگر مین اسکو اپنی حیات مین خلعت فرمانروائی اس ملک کا دیدون تو بجا ہی وزیر اعظم نے عرض کی غلام خود حضور سے عرض کرنے والا تھا حضور کو خود القا ہوا وہان امیر زادہ نے اُس اژدہے کی کھال کھنچوا کر خشک کرانے کا حکم دیا کہ خلائق شہر بھی دیکھے اور دوسرے روز وہان سے روانہ ہوا ادھر موحّر شاہ استقبال کو آیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا ای فرزند مبارک ہو کہ تمنے تمکو اپنا ولیعہد کیا امیر زادہ آداب و تسلیمات بجا لایا بادشاہ بڑی دھوم سے با جلوس و حشمت امیر زادہ کو شہر مین لایا اور زر سرخ و سفید نثار کیا حسب اتفاق ملکہ عقیلہ بھی ایک غرفہ مین واسطے دیکھنے سیر و تماشا اژدہے کے بیٹھی تھی جب سواری قریب غرفہ کے پہونچی ملکہ نے پہلے اژدہے کی وہ شکل مہیب دیکھی بعد ازان دیکھا کہ برابر بادشاہ کے ایک جوان آفتاب مثال رشک بدر غیرت ہلال تخت رواں پہ سوار ہی دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے اور تیر عشق امیر زادہ کا جگر سے اُس ماہ منیر کے دوسار ہوا حیرت سے سکتہ کا عالم تصویر کی صورت ہو گئی جہان تک کہ سامنا رہا دیکھا کی جب نظر سے وہ نہان ہوا ملکہ کی آنکھون مین جہان تاریک ہوا ایک آہ سرد دل پُر درد سے ایسی کھینچی کہ حالت غش پیدا ہوئی بقول میر

بستر خاک پہ گر کر ہی ہے زار دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا	درد کا گھر ہوا دل بیمار شوق نے کام دل خراب کیا	خاطر افگار خار خار ہوئی رفتہ رفتہ سخن ہوئے نالے	جان تمنا کش نگار ہوئی لگے اُڑنے جگر کے پرکالے

الغرض ملکہ کو اُسی عالم بیخودی مین عجیب تماشا نظر آیا یعنے ایک باغ رشک ارم عشرت افزودافع رنج و غم
اُسمین ایک عمارت عالیشان قصر طلا سے احمر ہی اور آگے صحن مین چبوترے پر ایک تخت جواہر نگار بچھا ہی اور اُسپر
ایک آفتاب محشر نازنین پری پیکر بیٹھی ہی کہ شعاع حسن اُسکی سے آنکھین خیرگی کرتی ہین عقیلہ سیم اندام اُس تخت نشین
مہ جبین کے پاس گئی وہ سرو سہی عقیلہ کی سرو قد تعظیم کو اُٹھی اور بعزت تمام تخت پر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا ای خواہر
عالی قدر ہمنے سُنا ہی کہ تم اسم بامسمے بلکہ فراست و ادراک مین یکتا اور فہم و دانش مین شہرۂ آفاق ہو لہذا مین تم سے
ایک سوال کرتی ہون اگر تم میرے سوال کا جواب معقول نہ دوگی تو مین تمہارا نام فرد حمقا مین درج کرونگی عقیلہ نے
بکمال حیرت پوچھا کہ ای ملکہ آفاق وہ کیا سوال ہی اُسنے کہا سوال یہ ہی کہ ایک مجلس مین سواے اہل مجلس کے دوسرا
نہ تھا اور اس محفل سے پہلے سات شخص باہر آئے اگرچہ وہ لوگ اُسی مجلس سے نکلے تھے مگر اُنکو ماہیت اور حقیقت
مجلس سے مطلق خبر نہ تھی اُنھین مردان ہفت گانہ نے چار عورتون سے کہ وہ بھی آپسمین ذی مرتبہ یعنے ایک دوسرے
سے زیادہ مرتبہ بلند رکھتی تھین عقد کیا اور اُن سے تین فرزند اس خصلت کے پیدا ہوئے ایک اُنمین سے سخت دل
اور شکست طبع تھا اور دوسرا سبز بخت و سرکش اور تیسرے فرزند مین علاوہ بھائیون کے یہ زیادتی تھی کہ کسی جگہ پر
اُسکو قرار نہ تھا پس اے خواہر فرزند اول جو کہ شکست طبع و سخت دل تھا وہ لاولد رہا اور فرزند دوم سے بہان
انواع اقسام کی وضع اور صورت کے لڑکے پیدا ہوئے اور فرزند سوم سے تو بیشمار لڑکے مختلف الصورت پیدا
ہوئے کہ جنکا حد و حساب نہین پس خداوند کریم نے برادر لاولد اور دوسرے بھائی کی اولاد کو تیسرے
بھائی کی اولاد مقرر کیا مگر بعض اولاد سے تیسرے بھائی کی ایک فرقہ کو ایسا بزرگ اور افضل کیا کہ کوئی فرقہ اُسکی
فضیلت کو نہین پہونچتا تھا بعد اسکے اُس فرقہ بزرگ مین ایک شمع غیب سے روشن ہوئی بعض اُنمین سے اُس
شمع کی روشنی مین جو اپنی مان کی گود مین رہے وہ پامال ہوئے اور مان باپ نے اپنی نوعیت سے خارج کردیا
اور بعض جو درمیان دو مادرون درمیانہ کے حفاظت مین رہے وہ مقبول دل ہوئے اور بعض جو مان کم رتبہ کی
تقلید مین رہے اُنکا انجام نہ معلوم ہوا پس سوال ختم ہوا اب جواب باصواب اسکا دو عقیلہ کے ذہن نے ایک
حرف اس سوال کا قبول نہ کیا جواب کیا دیتی چپ ہو رہی اتنے مین ایک جوان عالیشان مثل آفتاب کے ایک
گوشۂ باغ سے درخشان ہوا اور اُسنے بعوض عقیلہ کے جواب معقول دیا اور خود بیچ مین اُن دونون نازنینون کے
تخت پر بیٹھ گیا بعد ازان عقیلہ کو غش سے افاقہ ہوا لیکن ملکہ کو حقیقت سوال و جواب اور صورت اس جوان ماہ طلعت
کی یاد رہی مگر سوال کا جواب بالکل سہو ہوگیا اور ملکہ نے جو غور اور فکر کی تو اس جوان صاحب خواب کو امیرزادہ
سیف الدین کے مشابہ پایا سمجھی کہ میری فریفتگی کا یہی باعث ہوا کہ ظاہر وہ صورت دیکھی اور عالم بیہوشی مین
اس صورت سے دیکھا بہر حال امیرزادہ سے اس سوال کا جواب ضرور لینا چاہیے اگر اُسنے بھی وہی جواب دیا تو

سیر کیجئے باغ اور اُن نازنینون کا حال بھی بخوبی دریافت ہو جائیگا اور اگر یہ بھی مثل میرے ناواقف ہوا تو دفعۃً اپنا
حال ظاہر کرنا مصلحت وقت نہین ہی صبر کرو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی سعدی فرماتے ہین مصرع صبر تلخ ست
ولیکن بر شیرین دارد۔ اور یہان موخر شاہ کے دل مین یہ خیال ہوا کہ عقیلہ سیم اندام کا عقد امیرزادہ سیف الدین
سے کر دینا بہتر ہی لیکن عقیلہ کا بھی راضی ہونا شرط ہی بلکہ عصیب خرد پرور وزیر اعظم زیادہ تر اس مقدمہ مین مصر تھا
بادشاہ محل سرا مین آئے اور سنجیدہ بانو سے فرمایا کہ تم عقیلہ کو رضا مند کرو کیونکہ امیرزادہ سیف الدین سے
بہتر کوئی شخص دلاور میسر نہ آئیگا سنجیدہ بانو بولی کہ مین نے گل اندام کنیز خاص ملکہ عقیلہ سے سُنا ہی کہ عقیلہ نے
بجاے خود ایک سوال تجویز کیا ہی اور کہتی ہی ہرچہ باشد جو کوئی اس سوال کا جواب شافی دیگا مین اُس سے عقد
کرونگی بادشاہ نے پوچھا وہ کیا سوال ہی ملکہ سنجیدہ بانو نے کہا مین دریافت کرکے کہدونگی غرض سنجیدہ نے گل اندام
کو بُلا کر کہا کہ تو ملکہ سے حال سوال کا دریافت کرکے مجھسے بیان کر گل اندام عقیلہ کے پاس گئی اور کہا آپکی والدہ
نے پوچھا ہی کہ وہ سوال کیا ہی عقیلہ نے اس سوال کو نظم کرکے ملکہ سنجیدہ بانو کے پاس بھیجدیا ملکہ سنجیدہ بانو
نے حضور مین بادشاہ کے گذرانا بادشاہ اس سوال کو لیکے دربار عام مین تشریف لایا اُسوقت عصیب خرد پرور
وزیر اور اکثر عقلا حاضر تھے بادشاہ نے اول دانشوران روزگار کے آگے وہ سوال رکھدیا اور فرمایا کہ اس معمہ
لاحل کا ہمین جواب دو سب اراکین سلطنت و حاضرین دربار بہت دیر تک فکر اور غور مین رہے لیکن کوئی شخص
مغز سخن کو نہ پہونچا اور جسنے کوئی جواب طبعی دیا بھی تو وہ لایق پسند کے نہ تھا اس عرصہ مین امیرزادہ نے بھی سوال
کو ملاحظہ کیا اور دل مین کہا کہ عقیلہ نے یہ بندوبست خیالی باندھا ہی اتفاقاً ایک روز بادشاہ عقیلہ کے محل مین
گیا تھا اور کسی کام کے واسطے امیرزادہ کو بلایا تھا اُسوقت شراب کا نشہ ازحد تھا بادشاہ امیرزادہ کے زانو پہ
سر رکھکے سو گیا ملکہ نے جو سُنا کہ بادشاہ زانو پر امیرزادہ کے سر رکھے آرام کر رہا ہی دل مین آیا کہ چلکے نزدیک سے
امیرزادہ کو دیکھیے آخر چند خواص خاص کو جو کہ محرم راز تھین ہمراہ لیکے وہان آئی اور امیرزادہ کو دیکھکر چلی گئی
اتفاق سے امیرزادہ نے بھی عقیلہ کو دیکھ لیا اور ہزار جان سے عاشق و شیدا ہو گیا جب عقیلہ محل مین آئی اُسنے
گل اندام کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تمھین ہمارا کچھ بھی عشق ہی تو تم ہمارے سوال کا جواب دو ورنہ اس بوالہوسی کا سوا ے
بدنامی کے اور کوئی نتیجہ نہین ہی امیرزادہ نے گل اندام کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اس عرصہ مین بادشاہ بیدار ہوا
اور باہر آیا امیرزادہ بھی باہر آیا مگر اسی فکر مین تھا کہ کسی طرح سوال عقیلہ کا جواب دینا چاہیے کہ ایک دن امیرزادہ
نے سُنا کہ جبل سیاہ جو نزدیک ہی اُسپر ایک درویش زاہد خدا رسیدہ رہتا ہی اور اکثر حاجتمند وہان جاتے ہین
اور مراد وہان سے پاتے ہین امیرزادہ بھی دوسرے روز صبح کو سوار ہو کر درویش کے پاس پہونچا درویش نہایت
تواضع و تعظیم سے پیش آیا بعد ازان پوچھا کہ کس کام کو یہان آئے ہو امیرزادہ نے سب حال دستبستہ بیان کیا

اس خداشناس نے کہ بورق زاہد نام تھا کہا اے امیر مین تمھین ایک اسم بتاتا ہون تم ایک ہفتہ اسے پڑھو بروز
ہشتم ایک اجنبی پیدا ہوگا جیسا وہ کہے موافق اسکے حکم کے تعمیل کرنا یقین ہے کہ اپنے مطلب دلی کو پہونچو امیر زادہ
نے درویش کے حق مین دعاے خیر کی اور خود اوراد اسم مین مشغول ہوا روز ہشتم صبح کو ایک شخص حسین امیر زادہ
کے پاس آیا اور کہا چل مین تجکو منزل مقصود تک پہونچادون لیکن مو خر شاہ سے چھ ماہ کی رخصت لو بعد چھ سبب
کے سوال کا جواب دونگا امیر زادہ نے بادشاہ سے رخصت چھ ماہ طلب کی بادشاہ نے بخوشی اجازت دی امیر زادہ
نے محل مین جاکے بعد انفراغ طعام آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی دیکھا کہ صحراے لق ودق ہے اور وہ جوان بھی سلامت
موجود ہے امیر زادہ نے پوچھا اے عزیز اب تیرا کیا قصد ہے وہ جوان بولا کہ تمھین منزل مقصود تک پہونچاتا ہے امیر زادہ
نے کہا اول اپنے نام سے آگاہ کر بعد اسکے سوال ہے اسکا جواب دے پھر منزل مقصود کو پہونچا تا اُس جوان نے کہا
تمھین دلیل سے کیا حاصل خاموش میرے ہمراہ چلے آؤ جو ہوگا وہ خود نظر مین آویگا امیر زادہ متحیر اُسکے ہمراہ
چلا جاتا تھا لیکن وہ صحرا مثل صحراے دنیا کے نہ معلوم ہوتا تھا کہ ناگاہ ایک طرف زاغ اور کبوتر مین باہم جنگ
دیکھی اور قریب تھا کہ زاغ کبوتر کو ہلاک کرے پس اُس جوان نے کہا اے امیر زادہ تم خوب وقت پر پہونچے جلد ایک
تیر مارو کہ زاغ کا بازو چھید جائے یہی مقدمہ تمھارے فتح الباب کا ہے امیر زادہ نے فوراً ایک تیر مارا بمجرد
اس عمل کے ایک طوفان عظیم برپا ہوا کہ جہان تیرہ وتار ہوگیا بعد دفع ہونے اس طوفان کے امیر زادہ پھر اُسکے
ہمراہ چلا راہ مین دیکھا کہ ایک درخت کلان ہے کہ ہر برگ اور شاخ سے اُسکے پانی جاری ہے اور بیخ درخت سے ایک
آواز غمناک اس درد کی آتی ہے کہ دل کو بے اختیار کیے دیتی ہے اُس جوان نے امیر زادہ سے پوچھا وہ تیر جو تمنے
زاغ کو مارا تھا کہان ہے امیر زادہ نے کہا موجود ہے جوان نے کہا اُس تیر کو درخت کے قریب لیجا کے کہو کہ اے
سامون دانا پھر تم عنقریب اپنے مسکن پر جاؤگے خاطر جمع رکھو مین یہ تیر گواہی کو لایا ہون تاکہ تمکو میری بات
کا اعتقاد ہو یہ کہکے تیر کو درخت کی جڑ مین رکھدینا اور چلے آنا امیر زادہ نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ اے جوان نام
اپنا بتا اور کام کا انجام بیان کر جوان بولا نام میرا بشیرون ہے اور یہ بھی جلدی کیا ہے وہ بھی بتادونگا الغرض بعد
تھوڑی دیر کے ایک شہر نظر آیا بشیرون امیر زادہ کو بیرون شہر لیگیا اور وہان ایک شے یاقوت رنگ بغل سے
نکالکر آگ مین جلائی جب رنگ اُسکا کبود ہوگیا اُسکو پیسا اور سرمہ بناکر امیر زادہ کی آنکھ مین لگا دیا بمجرد لگانے سرمہ کے ایک عالم
دنیا سے علیحدہ یعنی اشکال عجیب وغریب مختلف رنگ مہیب صورت کی دیکھین کہ ہوش جاتے رہے بشیرون نے کہا خوف نہ کرو تمکو اسنے
صدمہ نہ پہونچیگا اب جو شہر مین آئے بازار صاف راہ بہت شفاف لیکن ساکنان شہر کے بصورت آدمی نہین بشیرون نے امیر زادہ کو
ایک بارگاہ کے دروازے پر لاکر ایک گوشہ مین کھڑا کردیا بعد ایک ساعت کے صاحبخانہ اندر سے باہر آیا اور ہوا بشیرون نے
امیر زادہ سے کہا اسکو سلام کرو کہ یہ تمھارے کسی وقت مین کام آویگا امیر زادہ نے کہ بشیرون کا تابع تھا مجبوری مودب سلام کیا اب جو بغور

دیکھا تو تمام بدن اسکا مثل دم طاوس داغدار ہی اور چہرہ نہایت سفید کہ نظر کام نہ کرتی تھی وہ مرد باشوق تمام امیرزادہ سے بغلگیر ہوا بعد اسکے ملازمون کو حکم دیا کہ مہمان ہدیہ خدا کو فلان مکان مین اُتارو اور خدمتگزاری مین کسی طرح کا قصور نہ کرنا مین بھی بعد فراغت دربار کے آتا ہون ملازمون نے حسب الحکم امیر کے اُسے خدمتگزاری کی امیرزادہ نے اس مکان کو نہایت آراستہ دیکھا بشیرون سے شہر اور صاحب مکان کا نام پوچھا بشیرون نے کہا یہ شہر سبطانیہ قوم اجنہ کا ہی اور شہریار یہان کا سبطل شاہ جنی ہی اور صاحب خانہ کہ نام اُسکا سرطون وجیہہ جنی ہی فرزند رشید بادشاہ کا ہی اے امیر سیف الدین وہ جو تمنے کبوتر اور زاغ کو جنگ کرتے دیکھا تھا وہ کبوتر یہی جوان سرطون وجیہہ تھا اور وہ زاغ سیاہ ایک جنیہ خبیثہ سکلوس ساحرہ نامے تھی امیرزادہ سیف الدین نے باعث نزاع کا پوچھا بشیرون نے کہا سکلوس ساحرہ مدت مدید عرصہ بعید سے شاہزادہ پر عاشق تھی لیکن قابو نہ پاتا تھا کہ شاہزادہ کو لیجاوے اتفاق سے ایک روز سرطون مکتب مین بیٹھا تھا کہ وہ مردار بزور سحر مکتب سے لیگئی اور یکعرصہ تک بجوف سبطل شاہ اسکو پوشیدہ رکھا بعد اسکے اپنا اظہار مطلب کیا سرطون نے عذر کیا کہ مین بدون مرضی والدین کے کوئی امر نہین کرسکتا جب وہ ساحرہ مایوس ہوئی تب اُسنے شاہزادے کو کبوتر بنایا اور آپ زاغ بنی اور چاہا کہ اپنا مقصد دلی حاصل کرے اس اثنا مین تم پہونچے اور تمنے اُسکو قتل کیا اور شاہزادہ کو چنگل موت سے نجات دی اور دوسرے وہ درخت کہ جسکی جڑ مین تمنے تیر رکھا تھا وہ قیدخانہ ساموں دانا معلم اور اتالیق شاہزادہ کا تھا جبکہ شاہزادہ مکتب سے غائب ہوا اس جرم مین بادشاہ نے معلم کو اُسی درخت کی جڑ مین قید کیا تھا کہ وہ مجلس اجنہ ذی آبرو کا ہی ساموس بیچارہ بے گناہ اس بلاے سخت مین گرفتار تھا شب و روز درگاہ خدا مین اپنی رہائی کے واسطے دعا کرتا تھا اور اس درد سے روتا تھا کہ سُنا نہ جاتا تھا اور وہ پانی جو درخت سے جاری تھا وہ پانی نہ تھا بلکہ آنسو اُسی معلم کے تھے اور جو مین نے وہ تیر درخت کی جڑ مین تمسے رکھوا دیا اُسکا یہی منشا تھا کہ معلم شاہزادہ کی رہائی سے آگاہ ہو اور اگر خدا نے چاہا تو یہ پیر دانا بھی تمہارے معاملہ مین ضرور کوشش کریگا اے امیرزادہ سیف الدین جب سرطون تمسے پوچھے کہ تم یہان کس مطلب کے واسطے آئے ہو تو تم کہنا کہ مین مطلب اپنا حضور مین بادشاہ کے عرض کرونگا ہرچند وہ کہیگا کہ جو تمکو زر و مال یا جس شی کی احتیاج ہو بیان کرو مین وہ سب مہیا کردونگا تو پھر بادشاہ سے کہنا کیا ضرور ہی مگر تم اپنی بات پر قائم رہنا پھر وہ تمکو بادشاہ کے پاس لیجائیگا اور جو تمنے احسان کیا ہی وہ بھی بادشاہ سے کہیگا جب بادشاہ یہ سنکر لیگا تو تمسے کہیگا کہ اے جوان ہماری یہ خوشی ہی کہ تم کچھ اپنا مطلب ہمسے بیان کرو تا کہ ہم بھی تمہارے بار احسان سے سبکدوش ہون پہلے بادشاہ سے اقرار اور عہد کرا لینا بعدہ کہنا کہ فرمان حضرت سلیمان علیہ السلام لعل شب افروز شاہی سے مرحمت ہو اسوقت سبطل شاہ پوچھیگا کہ سوا اسکے اور بھی کوئی غرض ہی تم کہنا کہ اور کوئی مطلب نہین ہی اسوقت تمہارا سب مطلب پورا ہو جائیگا لیکن امیرزادہ دل مین کہتا تھا کہ میرا کیا مطلب اس سے نکلیگا

کیونکہ بشیرون تو میرے مطلب دلی سے آگاہ بھی نہین ہی پھر کیا ہوگا غرض شاہزادہ اول امیرزادہ سیف الدین
کے پاس آیا اور خاصہ طلب کیا امیرزادہ کے ساتھ کھانا نوش فرمایا جب اکل و شرب سے فارغ ہوئے امیرزادہ
کو سیر و تماشا دکھایا امیرزادہ نے ایسے خوش قطع اور نئی نئی وضع کے مکان دیکھے کہ کبھی خواب مین نہ دیکھے تھے بعد
اسکے سرطون نے کہا ای جوان تیرا احسان ہمارے خاندان پر ایسا ہی کہ ہم مدت العمر اسکا شکریہ ادا نہین کر سکتے
خداوند کریم تیرے اس احسان سے ہمکو سبکدوش کرے جو مطلب کہ تو رکھتا ہی وہ بیان کر تاکہ وہ خدمت ہم بجا لاوین
امیرزادہ سیف الدین نے کہا ایک مطلب میرا ہی لیکن مین بادشاہ سے کہونگا سرطون نے کہا ایسا مطلب کیا ہی
کہ جو تجھسے نہین ہو سکتا امیرزادہ نے کہا جب مین بیان کرونگا اگر تجھسے ہو سکیگا تم ہی کر دینا یا بادشاہ مطلب میرا
پورا کر دیگا دوسرے روز سرطون امیرزادہ کو بادشاہ کے پاس لیگیا اور کہا ای شہریار یہ وہی جوان عالیشان ہی
جسنے میری جان اسوقت جنگل اجل سے بچائی کہ بجز خدا کے اور کوئی نہ تھا اور میری ہلاکت مین کچھ باقی نہ تھا سلطان شاہ
امیرزادہ سے باعزاز پیش آیا اور شکر و احسان ادا کیا اور تخت پر برابر بٹھانا چاہا مگر امیرزادہ خود ایک کرسی زرنگار
پر متمکن ہوا بعد ازان شاہ نے فرمایا ای جوان عالی مقام ہم تمہارے احسان سے کسی طرح باہر نہین ہو سکتے مگر تم بھی
جو کام کہ ہمارے لایق ہو ہمسے بیان کرو کہ ہم اسے بخوشی تمام انجام دین امیرزادہ نے کہا کہ خداوند کریم حضور کو
باین قدر دانی و رتبہ شناسی تا دیرگاہ سلامت با کرامت رکھے یہ تھوڑا ہی کہ آپ نے خلق و مروت کو کام فرمایا اس سے
زیادہ اور کیا ہوگا کہ حضور مجھ ایسے کم رتبہ سے باین خوش اخلاقی پیش آئے ورنہ من آنم کہ من دانم اس سے زیادہ
صلۂ احسان اور کیا ہوگا لیکن میرا ایک مطلب ہی اگر حکم ہو تو عرض کرون سنبل شاہ نے کہا ضرور اظہار کیجیے امیرزادہ
نے کہا مجھے اندیشہ ہی کہ مین جو عرض کرون آپ اسمین مضائقہ فرمائین بادشاہ نے بقسم حضرت سلیمان علیہ السلام کہا ہرگز ایسا
نہوگا جسقدر میرے قبضۂ قدرت مین ہی ہرگز دریغ نہ کرونگا امیرزادہ سیف الدین نے کہا مین ایک فرمان جداگانہ
کا دفتر شاہی سے چاہتا ہون بادشاہ اس سوال سے تا دیر فکر مین رہا اور کہا ای محسن تو نے وہ شے طلب کی کہ جو ہمارے
اختیار سے باہر ہی مگر آج معاف کر انشاء اللہ تعالی کل ضرور جواب دینگے غرض امیرزادہ رخصت ہو کر سرطون کے
ہمراہ مکان پر آیا سرطون نے کہا ای برادر عجب سخت سوال تو نے بادشاہ سے کیا امیرزادہ نے کہا مین اسیواسطے
آیا ہون ورنہ خداوند کریم نے مجھے سب کچھ دیا ہی غرض سرطون محل مین گیا اور آرام کیا امیرزادہ بھی سو رہا
صبح کو بشیرون نے کہا اب تمہارے مطلب کا وقت قریب آیا یعنی فرمان حکمت [illegible]
ہی امیرزادہ نے کہا سوال دیگر اور جواب دیگر اس فرمان سے میرا کیا کام [illegible] میرا ایسا مطلب ہی اور تم [illegible]
بیان کرتے ہو بشیرون نے کہا شاید مین تمہارے مطلب سے آگاہ نہین کہ بار بار تم حیران ہو کر مجھسے پوچھتے ہو
یہ سب اسباب تمہارے ہی مطلب کے ہین کہ بدون زینہ کے بام پر جانا محال ہی امیرزادہ نے کہا دوسرا مطلب

کیا ہی بشیرون بولا کہ دو مطلب تمھارے یہ ہین کہ ایک پہلو مین تمھارے مطلوب عقیلہ ہوگی اور دوسرے پہلو مین
دختر شاہ جن کی ہوگی امیرزادہ نے کہا کہ مجھسے صاف صاف کہو یہ معمہ اچھا نہین بشیرون نے کہا حسن حدیقۃ العجائب
سبطل شاہ کی بیٹی ملکہ قمراے حور پیکر کا باغ ہی اور اصطلاح اجنہ مین طالب باغ ہونا گویا خواستگاری اُسی
پری پیکر کی کرنا ہی اور جو سوال کہ تمسے عقیلہ بانو نے کیا وہ اصل مطلب نکاح قمراے حور پیکر سے ہی جب یہ مطلب
تمھارا سبطل شاہ نے کردیا پھر مین مفصل اُسکی تفصیل بیان کردونگا قصہ کوتاہ دوسرے روز جب امیرزادہ دربار
مین گیا بادشاہ نے امیرزادہ کی نہایت توقیر کی اور ساموں دانا وزیر کو بلا کے کہا تمنے اس مقدمہ مین کیا فکر کی
وزیر نے عرض کی کہ فدوی خدمت مین ملکہ کے گیا اور عرض کی اُس شخص نے تمھارے بھائی کو پنجۂ اجل سے بچایا ہی
اور بادشاہ نے اُسکی رواے حاجت مین قسم شدید کھائی ہی تمکو چاہیے کہ تم بھی اپنی فیض صحبت سے اُسے سرافراز کرو
ملکہ نے کہا آدمی خاکی ہم آتشی خاک اور آتش سے کیا مناسبت اگر آتشی ہوتا تو مضایقہ نہ تھا مین نے عرض کی خاک تو
آتش کو ضرر نہین پہونچا سکتی اور سواے اسکے آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت بلقیس علیہا السلام کہ خلقت اُنکی آتشی تھی
حضرت سلیمان علیہ السلام سے عقد ہوا ملکہ نے پھر اس جوان کا قیافہ پوچھا مین نے قیافہ بیان کیا ملکہ نے فرمایا
مین نے کتب سماوی مین ایک عبارت دیکھی ہی اور مین نے عقلا اُسکی شرح کی ہی اگر میرے موافق فہم کے اُس جوان
نے جواب دیا تو تمھارا کہنا منظور کرونگی ورنہ میرے وصال کی دوسری صورت نہوگی سبطل شاہ نے امیرزادہ [illegible]
سے کہا تمنے سنا ساموں نے کیا کہا اسی سے مین نے کہا تھا کہ یہ مطلب تمھارا میرے قبضۂ اختیار سے باہر ہی اب یقین ہی
کہ تمھاری سمجھ مین بھی آگیا ہوگا امیرزادہ نے کہا حضور خاطر جمع فرماوین ملکہ عالم کے سوال کا مین حسب دلخواہ
جواب دونگا جب ملکہ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ وہ جوان جواب دینے کا اقرار کرتا ہی تب ملکہ نے حدیقۃ العجائب کی
آراستگی کا حکم دیا سبطل شاہ امیرزادہ کو ہمراہ لیکے باغ مین گیا اور ایک کرسی زرنگار پر مقابل مسند کی ملکہ قمراے حور پیکر
کے امیرزادہ کو بٹھایا اور خود تخت پر جلوہ آرا ہوا جب صحبت گرم ہوئی ملکہ نے کہا اے جوان عالی شان سوال میرا یہ ہی
کہ ایک صحبت تھی جسمین فقط اہل صحبت تھے اور کوئی دوسرا نہ تھا اور اول اس صحبت سے سات شخص باہر آئے اور انھون نے
بالاتفاق چار عورتون سے نکاح کیا مگر وہ عورتین بھی باہم ذی مرتبہ تھین یعنی ایک دوسری سے درجۂ اعلیٰ رکھتی تھی
امیرزادہ نے کہا پہلے تم اسی کا جواب سنو پھر اور حال بیان کرنا ملکہ نے کہا بہتر فرمائیے امیرزادہ نے کہا وہ محفل
ممکنات سے عبارت ہی اور وہ ساتون شخص موافق ممکنات کی مجلس مین موجود تھے یعنے علم اور ارادہ مین واجب الوجود
کے داخل تھے جسکو بالاتفاق صورت کہتے ہین اور اس صورت مین موجود نہ تھے کہ وجود خاص مین کہ بالفعل مشہور ہی موجود ہونا
اُنکا شمار مین نہین آتا تھا بلکہ علم و ارادہ مین آفرینندۂ جہان کے داخل تھے اُسکی مشیت مین تھا کہ ہم پیدا کرینگے اور
اسیمین موجود ہونیکو حکما ماہیات کہتے ہین اور صوفیہ عالم اعیان ثابتہ کہتے ہین اور اُن سات شخصون سے افلاک ہفتگانہ مراد ہی

کہ بمجرد امرکن سکے تمام خلقت سے اول سات فلک وجود مین آئے ہین جنکو اہل حکمت آبا سے علوی کہتے ہین اور انکی بے علمی کی دلیل یہ ہی کہ قدرت قادر حقیقی سے کوئی ماہر نہین ہی کہ کیا ہوگا ہو عالم السر والخفیات اسکا شاہد ہی اور وہ چارون عورتین اربعہ عناصر ہین جنکو امہات سفلی سے خطاب دیتے ہین پس تفریق مرتبہ آپسمین جو ہی وہ ظاہر ہی کہ کرۂ آتش بالاتر کرۂ ہوا سے ہی اور کرۂ ہوا بالاتر کرۂ آب سے اور کرۂ آب بالاتر کرۂ خاک سے ہی ملکہ نے بنظر محبت امیرزادہ کو دیکھا اور کہا لِلّٰہ درک آفرین خوب جواب معقول دیا ای جوان ذیشان اُن عورتون سے بہیئت مجموعی تین فرزند پیدا ہوئے اُنمین ایک سخت دل اور سست طبع تھا دوسرا سبز بخت اور سرکش اور فرزند سوم مین علاوہ خواص مذکورہ بھائیون کے ایک روانی زیادہ تھی اس سبب سے وہ فرزند لاولد رہا اور دوسرے فرزند سے طرح طرح کی اولاد پیدا ہوئی اور تیسرے فرزند سے عجیب قسم اور صورت کی اولاد ہوئی بعد اسکے بھائی لاولد اور اولاد دوسرے بھائی کی تیسرے بھائی کی اولاد کی خدمت کو مقرر ہوئی امیرزادہ نے کہا ای ملکہ جب اُن عورتون یعنے اربعہ عناصر نے ترکیب پائی اور ہیئت مجموعی بہم پہونچائی اُن سے تین لڑکے پیدا ہوئے اور وہ لڑکے موالید ثلاثہ سے عبارت ہی اور نام اُنکے جمادات و نباتات و حیوانات ہین پتھر سخت و سست ہی کہ اپنی جگہ سے حرکت نہین کرسکتا اور سلسلہ توالد و تناسل بھی قطع ہی تو یہ وجہ لاولدی کی ہوئی اور نباتات بھی سخت ہین الا نمو اُسکا سرکش اور اُنمین سلسلہ تناسل کی جاری ہی یعنے تخم بوتے ہین اور اس سے درخت پیدا ہوتے ہین اور اُن درختون سے پھل پیدا ہوتے ہین وکذالک اجرا اور تیسرے بھائی کی اولاد سے حیوانات ہین کہ جو نمو اور سرکشی و حیات و سبزبختی مین نباتات کے شریک ہین اور سختی طبع اور سستی مزاج مین بھی شریک ہین اور جمادات کی نسبت ایک جز وروانی کی فضیلت رکھتے ہین دونون بھائیون پر یعنی حرکت بالارادہ کرتے ہین بخلاف نباتات اور جمادات کے کہ وہ اس مرتبہ سے بے نصیب محض ہین بعد اسکے خداوند کریم کی حکمت اور مشیت نے جمادات و نباتات کو حیوانات کا مطیع فرمایا تاکہ وہ اُنکے وسیلہ سے معاش پیدا کرین اور معاش سبب اطمینان و واسطے عبادت معبود کے ہی پس یہ وجہ جمادات و نباتات کے واسطے اطاعت حیوانات کی دلیل ہی ملکہ نے فرمایا ای جوان ذیشان تیسرے بھائی کی اولاد مین ایک قسم کی نہایت فضیلت ہی امیرزادے نے کہا وہ نوع انسان ہی جسکو اشرف المخلوقات خدا نے کیا ہی ملکہ قمر اُدھر پیکر نے کہا جس وقت اُس نوع فاضل کے درمیان ایک شمع روشن غیب سے آئی بعض روشنی مین شمع کے اپنی قدر بلند مرتبہ سے ہم آغوش ہوئے اور اُن باپ بیٹا نکو اپنی جنسیت سے خارج کردیا اور بعض دو مادر کے درمیان حنظل اور اوان مین رہے اور بعض نے جو مادر ادنی کی پیروی کی انکا حال کسی کو معلوم نہوا امیرزادے نے کہا ای ملکہ آفاق وہ شمع عقل ہی جو حق تعالی نے انسان کو عنایت فرمائی اور اسی عقل کی روشنی مین شناخت حیوانات کی ہوئی اگرچہ مراد اعضا افراد انسان سے ہی بقول سعدی شعر

بنی آدم اعضای یکدیگرند کہ در آفرینش ز یک جوہراند

لیکن انمین بعض احکام رسول کے مقلد نہوئے اور انھون نے ہم آغوشی مادر بلند مرتبہ یعنی آتش کی کی جنکی شان مین
یہ آیہ انک لا تہدی من احببت ولکن یہدی من یشاء نازل ہوئی اور وہ کافر ہوئے کہ جنکا اخترت النار بالعار
قول ہے کسواسطے کہ کافر کوئی دوست دار نہوگا جسطرح فما بکت علیہم السماء قرآن مجید مین خدا تعالی فرماتا ہے اور جو مقلد
رسول مقبول ہوئے وہ مرتبہ یقین کو پہونچے یعنی جو انھون نے دیکھا وہ کسی نے نہین دیکھا اور جو انھون نے پایا
وہ کسی کو نہین ملا اور وہ جو سمجھے کوئی نہین سمجھا اور نہ فہم مین آیا اور جو دو مادر درمیانہ کے یعنے آب اور ہوا سے
وصل ہوگئے وہ روح و ریحان بہشت مشہور ہین انکو مومنان حقیقی کہتے ہین جنکی شان مین جنت عدن تجری من تحتہا
الانہار نازل ہوا اور بعض نے انہین مادر ادنی یعنے خاک کی ہم آغوشی اختیار کی انکو مومنان حقیقی سے پست مرتبہ
ملا کسواسطے کہ وہ اہل شک سے ہین انکا ایمان لانا اور برخلاف ہونا یکسان ہے اسواسطے انکو مستضعفین خطاب دیا
پس انکے ثواب و عذاب کا خدا کو اختیار ہے اگر لائق جنت ہین انہین جنت ملیگی اور جو جہنم کا کام کریگا وہ داخل نار ہوگا
ملکہ نے جب یہ سنا خاموش ہو رہی پھر کچھ نہ پوچھا تمام حضار محفل نے امیرزادہ سیف الدین کو تحسین و آفرین
کی ملک سعطل شاہ نے اسیوقت امیرزادہ کی انگوٹھی ملکہ کو اور ملکہ کی خاتم امیرزادہ کو پہنادی اور سامان عروسی
کے تیار ہونے کا حکم دیا بشیر ولن نے ایک مصور ہوشیار ملازمان سرکار سے بلاکر کہا کہ ایک تصویر مع باغ
صدر [?] الدنیا کے ایسی کھینچ دو کہ امیرزادہ اور ملکہ ہمراز حور پیکر مقابل بیٹھے باہم سوال و جواب کرتے ہون مصور نے
دو روز مین وہ ورق تصویر دلپذیر تیار کر دیا بعد اسکے بشیر ولن نے امیرزادہ سے کہا اب تم بادشاہ سے چھ ماہ
کی رخصت لو امیرزادہ نے سعطل شاہ سے کہا امیدوار ہون کہ مجھے رخصت چھ مہینہ کی مرحمت ہو کہ مجھکو ایک
کار اہم درپیش ہے انشاء اللہ تعالی بعد انجام اس کام کے حاضر ہونگا ملک سعطل شاہ نے پوچھا ایسا کیا کام ہے کہ جسکے واسطے
ملکہ کو تم مفارقت گوارا کرتے ہو ادھر ملکہ کو بھی اس امر سے اطلاع ہوئی کہ امیرزادہ رخصت چاہتا ہے ملکہ نے کہلا بھیجا کہ بقول میر حسن

کہ ہین آدمی زاد کل بے وفا	ہمارے بزرگون نے سچ ہی کہا

ای جوان آدمزاد بیوفائی تمہاری خلقت مین ہے پس تجھ سے ایفاے وعدہ پہ کیا امید کیجیے اگر تم نہ آئے تو
انتظار مین تمہارے سوا مر جانے کے کیا چارہ ہے تا وقتیکہ جس کام کو تم جاتے ہو مفصل نہ بیان کروگے ہم تمکو اجازت
جانے کی نہ دینگے بشیر ولن نے کہا ای امیر شعر

کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست	راستی موجب رضاے خداست

اسواسطے کہ حال ملکہ عقیلہ بانو کا کسی طرح پوشیدہ رہ نہین سکتا لہذا مناسب ہے کہ خود ہی بیان کر دو کہ ہر فرد بشر کو
سچ پسند خاطر ہے علی الخصوص اس فرقہ اجنہ کو جھوٹ سے نفرت ہے آخر امیرزادہ نے کل احوال اپنا از اول تا آخر
بیان کیا اور یہ دو شعر [?] الخطم ملکہ عقیلہ بانو کے پڑھے رباعی

ہفت کس با چار زن کردہ نکاح	وان نکاح آمد بملت با مباح	آمد از ایشان سہ کس اندر وجود	صورت ہر یک جدا در وضع بود

ملکہ کو اول ایک نوع کا ملال ہوا آخر دل مین سوچی کہ انصاف شرط ہی امیرزادہ کا سیف الدین اور عقیلہ مرتبہ عاشقی و معشوقی کا رکھتے ہین اگر امیرزادہ کو سودائے عشق ملکہ عقیلہ بانو کا نہوتا تو ہمارے دام تزویر مین کیونکر آتا لہذا اس امر مین حارج ہونا مناسب نہین ہی بلکہ رخصت عنایت کرنا چاہیے یہ سوچکے چند نفر جن کار آزمودہ اور قوی ہیکل واسطے استحبار کے امیرزادہ کے ہمراہ کر دیے اور رخصت کیا بشیرون امیرزادہ کو سرحد ختا مین لایا اور موخرشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ اسیوقت مع ارکین سلطنت واسطے استقبال کے آیا اور امیرزادہ کو لیکے گیا بادشاہ امیرزادہ سے بغلگیر ہوا اور پوچھا اسقدر عرصہ کہان کیا کہ ہم تمھارے صدمۂ مفارقت مین گرفتار ہوئے اب یہ بیان کرو کہ جس مطلب کو تم گئے تھے اور اتنی صعوبت سفر اٹھائی وہ بھی مطلب حاصل ہوا امیرزادہ نے کہا ای شہریار ان ربی سبع الیہ کار آپ نے سنا ہوگا شعر

ہر کار کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

بعدہ موخرشاہ امیرزادہ کو دولت سرا مین لایا دایہ ملکہ عقیلہ سیم اندام امیرزادہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ ای جوان عالیشان ملکہ نے پوچھا ہی کہ اس سفر مین ذر مقصود ہاتھ آیا یا ناحق گرداب بلا مین اپنے کو پھنسایا امیرزادہ نے کہا ای دایہ صاحبہ تم ملکہ عقیلہ سے بعد سلام کے یہ کہنا کہ کوئی ذی روح جن و انسان مجھے ایسا ممکن نہوا کہ جو تمھارے معمے کو سمجھتا اور اس عقدۂ لاحل کو حل کرتا ہان ایک ورق تصویر آپکی نظر کو لایا ہون اگر گر قبول افتد زہی عز و شرف امید کہ بعد ملاحظہ کے میری عرق ریزی اور جانفشانی کی داد عنایت ہو یہ کہکے وہ ورق تصویر حیات نقش العجائب دایہ کو دیا دایہ نے پیغام زبانی ملکہ عقیلہ بانو سے کہا اور وہ ورق تصویر پیش کیا ملکہ عقیلہ بانو نے وہ نقشہ دیکھا ایسا صدمۂ جان گزا ہوا کہ بیہوش ہوگئی امیرزادہ کو بھی ایک جن نے اس حال کی خبر دی بشیرون نے حکم دیا کہ ایک جن فورًا امیرزادہ سیف الدین کو شہر عطیل شاہ کے ملک مین پہونچا دے اور چار جن اخبار ملکہ عقیلہ بانو پر مقرر رہیں کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ نگران رہین تاکہ ملکہ عقیلہ بانو ہلاک نہ ہوجائے جب عقیلہ بانو ہوش مین آئی دایہ سے کہا تو جا کر اس جوان غارتگر دین و ایمان و دشمن جان سے پوچھ کہ یہ تصویر کہانسے دستیاب ہوئی دایہ جو آئی امیرزادہ کو نپایا ملازمون سے دریافت کیا ملازمون نے کہا ابھی ایک ساعت ہوئی باہر تشریف لیگئے مگر یہ نہین معلوم کہ کہان گئے دایہ نے ملکہ عقیلہ سے اطلاع کی آخر موخرشاہ کو خبر ہوئی کہ امیرزادہ کہین چلا گیا بادشاہ نے ہر چہار طرف مخبر روانہ کیے جب کہین نشان نہ ملا تب عجب متحیر ہو کر وزیرون سے کہا مین خود حیرت مین ہون کہ امیرزادہ کہان گیا کہ یہ آنا اور بلا اطلاع چلے جانا عقل مین نہین آتا جب ملکہ عقیلہ بانو کو یقین ہوا کہ امیرزادہ غائب ہوگیا اور کہین پتہ و نشان بھی نہین ہی گریبان چاک کیا اور اس قدر نالہ و زاری کی کہ قریب

ہلاکت کو پہونچی اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ امیرزادہ سیف الدین نہ آیا تو کنیز کی زندگی نہوگی بادشاہ نے جواب
مین کہا کہ خاطر جمع رکھو مین نے ہر چہار طرف آدمی روانہ کیے ہین یقین ہے کہ خبر صحیح آجاوے آخرا ایک شب
ملکہ عقیلہ بانو سوداے خیال جانان مین سیر باغ کو گئی اور خواصون سے پوشیدہ یکہ و تنہا حالت بیخودی مین
ایک طرف روانہ ہوئی قضاے کار اتفاق روزگار سے صبح کو ایسے ایک صحراے پرخار مین پہونچی کہ کف پا آبلون سے
فگار ہوے اور تکلیف پیادہ پائی سے تھک کر زمین پر گر کے بیہوش ہوگئی اور جب کچھ ہوش آیا تو یہ اشعار پڑھے

بتپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہوئین
اجل کے منہ سے بھی غالب ہم تر مسار ہوئین
کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ
کہ سبکی آنکھوں مین کھٹکا کیا وہ خار ہوئین

اور زار زار مانند ابر نو بہار رونے لگی اور کہا افسوس ہزار افسوس بقول میان جرأت شعر

لگا یار دگ جدائی مین کیون میان جرأت
ابھی تو کھیل تماشہ کے تھے تمہارے دنا

اور یہان امیرزادہ سیف الدین اسوقت ملکہ قمر ارجو پیکر سے راز و نیاز کی باتین کر رہا تھا کہ ایک جن نے
اس حال پر اختلال ملکہ عقیلہ بانو سے امیرزادہ کو خبر کی پس سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے رنگ چہرہ کا متغیر
ہوگیا ملکہ قمر ارجو پیکر نے جو یہ حال دیکھا اول خوب ہنسی اور کہا تمہارا بشرا گواہی دیتا ہے کہ تمھین ملکہ عقیلہ بانو کا
نہایت صدمہ ہوا مگر اس حساب سے یہ صدمہ تمہارا بیجا ہے کس واسطے کہ اگر تم متحمل اسکے صدمہ جدائی کے نہوتے تو کیون
اسکا یہ حال ہوتا اور جو کبھی وجہ سے اسکے پہلو سے اٹھتے تھے پھر کرب اور اضطراب بیجا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ تمہاری
جدائی مین اس مصیبت اور شدائد مین گرفتار ہوا اور تمہارا یہ حال ہو ورنہ وہ کہان اور یہ آوارگی صحرا اور بیابان گردی
کہان امیرزادہ نے کہا ہان محبت اور عداوت دوسری شی ہے مگر بشر کو بشر کی تکلیف کا خیال ہوتا ہے جسوقت سنبل شاہ
نے عقیلہ کا حال سنا کہا اول ملکہ عقیلہ بانو کا حق ہے بعد ہمارے بیٹی کا اور اسیوقت اسی حالت بیہوشی مین ملکہ عقیلہ بانو
کو منگوا لیا اور اسی باغ حدیقۃ العجائب مین پہونچا دیا خواصون نے تلوے سہلاے اور عرق گلاب بید مشک سے
منہ دھلایا جب ہوش آیا ملکہ قمر ارنے ملکہ عقیلہ بانو کو برابر تخت پر بٹھا لیا اور کہا اے خواہر عالی قدر تو نہایت عالی فہم
اور دانشمند ہے مین نے تجھے یہان اسواسطے بلایا ہے کہ تو میرے ایک سوال کا جواب دے ملکہ عقیلہ بانو نے متحیر
ہو کے سوال پوچھا ملکہ قمر ار نے وہی سوال ورکوہ الصدر بیان کیا عقیلہ نے کچھ جواب نہ دیا اور مارے شرم کے سر نگون
ہوگئی اس عرصہ مین امیرزادہ سیف الدین موجود ہوا اور دونون کے بیچ مین بیٹھ گیا ملکہ عقیلہ بانو نے جو
ملکہ قمر ار اور امیرزادہ سیف الدین کو ایک جا دیکھا صاف خواب کی تعبیر آنکھون مین پھر گئی اور کہا صد شکر کہ
مین نے اسوقت تعبیر خواب آنکھ پائی امیرزادہ نے ملکہ عقیلہ کے سامنے سوال ملکہ قمر ار کا جواب دیا ملکہ قمر ار
نے دعوت کا سامان کیا اور بعد دعوت کے بشیرون نے ملکہ عقیلہ بانو کو شہر عظیم کی طرف روانہ کیا اور امیرزادہ

نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین جلد آتا ہون وہان موخر شاہ اور ملکہ سنجیدہ بانو کا ملکہ عقیلہ بانو کی مفارقت مین
عجیب حال ہو رہا تھا کہ یکایک پریزادون نے تخت ملکہ عقیلہ بانو کا صحن محل سرا مین رکھدیا اور رسید لیکر روانہ ہوئین
ایک کنیز نے ملکہ کو دیکھ کے بے اختیار غل مچایا کہ تمام اہل محل جمع ہوگئے ملکہ کی مان کو خبر ہوئی اور بادشاہ اسیوقت
داخل محل ہوا اور بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور بہت رویا پھر حال پوچھا ملکہ عقیلہ بانو نے سرگذشت اپنی بیان کی یہان
امیرزادہ نے بشیرون سے کہا کہ ای ہادی طریق جادۂ مشکل اب کیا قصد ہے بشیرون نے کہا اب ساز اور سامان
سفر مع فوج سبطل شاہ سے لو اور تجمل شاہانہ روانہ ہو اور نخاعیہ مین پہونچکر عقد ملکہ عقیلہ بانو سے فرصت کرو
بعد اسکے یہان آکر اس ملکہ سے عقد کرلو امیرزادہ نے یہ حال سبطل شاہ سے بیان کیا سبطل شاہ نے کہا یہان
سب سامان موجود ہے غرض ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے مع جن و پریزاد نخاعیہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت
قریب نخاعیہ کے پہونچے موخر شاہ استقبال خسروانہ کرکے امیرزادہ کو لے گیا اور دوسرے روز سامان کتخدائی
وجشن عروسی شروع ہوگیا اور اس شعر سے سامان جشن تصور کرنا چاہیے شعر

دران جشن از بذل اموالہا	گدا گشت سلطان و سلطان گدا

القصہ قاضی شہر نے دونون کا عقد پڑھا شعر

دو مشتاق بیدل پس از مدتے	گرفتند از وصل ہم لذتے

بعد ایک ہفتہ کے امیرزادہ سیف الدین موخر شاہ سے رخصت ہوکے مع ملکہ عقیلہ بانو کے ملک سبطل شاہ کی
واپس روانہ ہوئے جب قریب شہر پہونچے سبطل شاہ استقبال کرکے بعزت تمام امیرزادہ کو شہر مین لیگیا
امیرزادہ نے دوسرے روز معرفت بشیرون کے پیغام شادی کا سبطل شاہ کو دیا سبطل شاہ نے اسی روز
جشن عروسی کا حکم دیا کہ جلد تیار ہو جبکہ انکے مال و دولت کی انتہا نہین تو سامان بھی علی قدر مراتب ہونا چاہیے
لہذا حسب القصہ خوان کیا گیا القصہ جب امیرزادہ سیف الدین کا ملکہ قمر اور حور پیکر سے بھی عقد ہوچکا دونون
کو حجلۃ الحیا عجب مین لایا اور شب و روز عیش و عشرت مین مشغول ہوا بشیرون نے بعد عقد ملکہ قمر اور حور پیکر
کے امیرزادہ سیف الدین کو نصیحت کی کہ خبردار زنہار ایک غسل سے ملکہ قمر اور ملکہ عقیلہ بانو کو
تصرف مین نہ لانا نہین تو پشیمان ہوگے یعنی جب ایک نازنین کے پاس شب باش ہونا تو بغیر غسل دوسری سے صحبت نہ کرنا

صفت انچہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

امیرزادہ ایک مدت تک پابند نصائح بشیرون رہا لیکن بحکم اذا تم شی بدا نقصہ شعر

بہر او سے دل چو شد کاری تمام	ابتدای نقصانش بودی خود تمام

ایک شب ملکہ قمر و حور پیکر سے صحبت کرچکا تھا کہ سبطل شاہ نے کسی کار ضروری کو ملکہ قمر کو بلایا یہان امیرزادہ

تنہا پریشان ہوکر ملکہ عقیلہ گرم خو کے پاس پہونچا اور نصیحت بشیرون کا خیال نہ رہا ملکہ عقیلہ بانو کے پاس آرام کیا کہ فوراً ایک آتش سوزان دونون زن و مرد کے جسم مین روشن ہوگئی اسقدر بیقرار ہوئے کہ کسی پہلو آرام نہ تھا فریاد و الغیاث ایسا مچایا کہ آسمان ہفتم تک صدا پہونچی اس عرصہ مین بشیرون آیا اور کہا اے ظالم تونے میری نصیحت کو بھلا دیا اور بیہودہ سمجھا اور شکر اس نعمت کا نہ کیا خیر مرضی خدا یونہی تھی اب جلد تم دونون چشمۂ عین الشفا مین غسل کرو ورنہ زندگی نہوگی امیر زادہ نے گھبرا کے پوچھا عین الشفا کہان ہے بشیرون نے کہا عین الشفا ایک چشمہ اس کوہ پر ہے جہان بورق زاہد رہتا ہے سبطل شاہ نے چند نفر اجنہ کو حکم دیا کہ جلد امیر زادہ اور عقیلہ بانو کو کوہ سیاہ پر پہونچاؤ بشیرون بھی ہمراہ ہوا جب بورق زاہد کی خدمت مین پہونچے اس درویش نے کہا اے سیف الدین تم طلسم مین اسیر ہوئے خیر خدا تعالی حافظ ہے اب تم جلد جاکے اس گنبد کے عقب مین جو چشمہ ہے اسمین غسل کرو بشیرون اُن دونون کو چشمہ پر لایا اول عقیلہ بانو نے غسل کیا اور باہر نکل آئی امیر زادہ نے جو دیکھا تو اول سے زیادہ حسن و جمال مین پایا پھر خود چشمہ مین داخل ہوا ابھی غوطہ نہ کھایا تھا کہ بشیرون نے کہا اے سیف الدین بین تیرے برج اقبال کا ستارہ تھا کہ بصورت انسان عالم طلسم مین مددگار رہا امیر زادہ سیف الدین نے آواز بشیرون کی سُنی مگر جواب کی نوبت نہ آئی تھی کہ تحت الثری کو پہونچا جب زمین کو پاؤن لگے آنکھ کھولی تو دیکھا بقعۂ فیض مکان تقدس حکیم صاحب سامنے ہے اسوقت امیر زادہ سیف الدین نے بے اختیاری مین یہ رباعی جناب مرزا صاحب مرحوم کی پڑھی رباعی

دُنیا کا عجیب سا کارخانہ دیکھا	کس کس کا نشان ہمنے زمانہ دیکھا	برسون رہا جنکے سر پہ چتر زرین	تربت پہ نہ اُنکے شامیانہ دیکھا

اب داستان اعجاز بیان امیر خلیل و امیر سلطان دونون برادر حقیقی کی بیان ہوتی ہے کہ یہ دونون کس طرح داخل طلسم ہوئے

راوی کہتا ہی کہ ابھی امیر خلیل نے دروازہ کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ امیر سلطان بھی پہونچے ہرچند کہ یہ امر طلسم کے خلاف ہی کہ دو شخص باہم داخل طلسم ہوں الغرض جب یہ دروازہ طلسم مین گئے پھر دروازہ غائب ہو گیا بعد چند قدم کے شاہراہ عام پر پہونچے اور اُس جگہ کثرت سے سایہ دار درخت دیکھے اور وہان کے لوگ اپنے اپنے کام مین مصروف تھے امیر سلطان نے کہا اے برادر ہمنے جو حال جوہر کی زبانی سُنا تھا اُسکا تو کوئی اثر نہین دیکھا امیر خلیل نے کہا یہ جاے شکر ہی نہ جاے شکایت مصرعہ کار ہا آسان شود اما بصبر ہ رفتہ رفتہ دونون برادر باتین کرتے ہوے آگے بڑھے دیکھا ایک درخت عالیشان ہی اُسکے سایہ مین لوگ جمع ہین اور سامان خورد و نوش سب مہیا ہی امیر خلیل نے ایک مرد سے پوچھا اس شہر کا اور یہان کے بادشاہ کا کیا نام ہی اُسنے کہا نام اس ملک کا ارض الجدید ہی اور دو بادشاہ بنی عم یہان کے فرمانروا ہین اور ایک قطعہ اس زمین کا جو کہ قطب جنوب کی طرف واقع ہی وہ جنوبیہ مشہور ہی اور دارالسلطنت کا نام عشرت نگار ہی اور بادشاہ اُسکا عبدالمومن ملک الجنوب ہی اور قطب شمال کیطرف واقع ہی اُسکو شمالیہ کہتے ہین وہان کے دارالخلافت کا نام جمعیت حصار ہی اور والی وہان کا عبدالمہیمن ملک الشمال ہی اور تم جہان وارد ہو یہ ملک شمالیہ کی سرحد ہی اور شہر جمعیت حصار بھی یہان سے قریب ہی اس گفتگو کے بعد امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا ہمارے واسطے لفظ جمعیت فال نیک ہی وہان سے آگے چلے شام کو شہر جمعیت حصار کے دروازہ پر پہونچے وہ شب تو باہر شہر کے کاروانسرا مین بسر کی صبح کو شہر مین داخل ہوئے وہان امیر سلطان نے ایک شخص سے پوچھا اُسطرف کیا مقدمہ ہی جو لوگ رنجیدہ پھرتے ہین وہ بولا خود جا کر دیکھلو پوچھنے کی کیا حاجت ہی یہ دونون بھی اُس طرف گئے دیکھا کہ ایک دیوار پر تصویر کسی شاہزادہ کی نہایت حسین و شکیل ہی کہ آنکھ اُسپر نہین ٹھہرتی خلائق اُس تصویر کو دیکھکے روتی ہی امیرون کو یہ حال دیکھکے ایک حیرت ہوئی کہ یہ روتے کیون ہین بلاشک اسمین کوئی بھید ہی ناگاہ دوسری دیوار پر مقابل مین اُسکے ایک تصویر نازنین صاحب جمال بلکہ بیمثال نظر آئی امیر سلطان امیر خلیل سے کمسن تھا اُس تصویر پر عاشق ہو گیا امیر خلیل نے سمجھایا کہ اے برادر یہ وقت عشق و عاشقی کا نہین ہی کہ ملک بیگانہ ہی اور ہم مسافرانہ وارد ہین امیر سلطان نے کہا کہ عشق کے واسطے کوئی وقت معین نہین ہی اور عشق کسی کے اختیار مین نہین ہی امیر خلیل نے کہا سچ ہی لیکن تاممکن انسان کو خودداری بھی ضرور ہی جہانتک ہوسکے امیر سلطان نے کہا یہ بات آپ میری نسبت نہ فرمائیے کہ اب مین اُس درجہ سے گذر گیا آپکا سمجھانا کارگر نہ ہوگا شعر

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب | درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

پس اگر کسی تدبیر سے اس صاحب تصویر کا وصال ممکن ہو تو بہتر ہی کسواسطے کہ شعر

مجھسے مریض عشق کو جز شربت وصال | نسخہ کی احتیاج نہ حاجت دوائی ہی

امیر خلیل نے دیکھا کہ جنون امیر سلطان کا حد سے گذر گیا اب بجز وصال معشوق دوا محال ہی امیر خلیل نے
ایک مرد سے پوچھا یہ تصویرین کس کی ہین اُسنے اول کہا کہ تم مسافر تازہ وارد معلوم ہوتے ہو امیر خلیل نے کہا
ہان بعد اسکے اُسنے کہا کہ یہ بادشاہ کے بیٹے اور بیٹی کی تصویرین ہین امیر خلیل نے کہا پھر خلق کے رونے کی کیا وجہ
ہی اُسنے کہا اصل حال یہ ہی کہ ملک شاہ بن ملک شمال ایک روز شکار کو گیا وہان ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا
ہرن ایک غار مین شاہزادہ کو لے گیا پھر جب سے اب تک شاہزادہ شمال کا نشان نہین ملا بادشاہ کو کمال رنج و
صدمہ ہوا ایک منجم نے کہا کہ شاہزادہ ابھی زندہ و سلامت ہی اور حضور سے ملاقات کریگا بادشاہ کو یقین نہ آیا
منجم نے کہا کہ ایک طرف شہر کے دروازہ پر شاہزادہ کی تصویر اور دوسری جانب اُسکی خواہر کی تصویر لگائی جائے
اور حکم ہو کہ جو شاہزادہ کا پتا لگا دیگا ہم اُسکے ساتھ ملکہ روشن بدن کا نکاح کر دینگے خواہ کوئی ہو اگر خدا نے چاہا تو
اس صورت سے شاہزادہ ملک شاہ کا سراغ جلد پیدا ہو جائیگا امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا تم نے سُنا
یہ شخص کیا بیان کرتا ہی امیر سلطان نے کہا مین کیا جانون کہ کیا کہتا ہی مجھ مین اتنے حواس کہان کہ مین سمجھون غرض
امیر سلطان کو ہر روز صبح سے تا شام وہان جانا اور تصویر کو دیکھنا اور چلے آنا امیر خلیل نے جب امیر سلطان کو
زیادہ تر مبتلا دیکھا کہا بار خدایا جس سے ہم حال شہر عمرانیہ یا شہر افریقیہ کو پوچھتے ہین وہ کہتا ہی ہمنے نام بھی نہین
سُنا اور ہم یہان غریب الوطن ہین کیا کرین اور اس عرصہ مین عشق امیر سلطان ہر کوچہ و بازار مین مشہور ہو گیا
اتفاقاً ایک شخص چور سرا مین آیا اور بازوبند جواہر نگار اور انگوٹھی مرصع نگار طلائی اور اشرفیان وغیرہ نقد و جنس
امیر خلیل کا صاف چُرا لیگیا صبح کو امیر خلیل کو معلوم ہوا کمال رنج و ملال ہوا اور کہا خدایا میرا دست حاجت
کبھی کسی کے آگے نہین پھیلا ہی تو ہی میری شرم رکھیگا اب مین کیا کرون کہ میرے پاس ایک حبہ باقی نہین رہا اور
علاوہ اسکے امیر سلطان مجنون ہو گیا ہی اسے کچھ پرواہ نہین اُسکو صبح جانا اور شام کو آنا غرض امیر خلیل ایک
عالم پریشانی مین شہر سے باہر نکلا دیکھا کہ لب چشمہ ایک درخت ہی اُسکے سایہ مین ایک مرد بیٹھا ہی اور ایک تختی
اور قرعہ آگے رکھا ہی امیر خلیل نے بحکم الغریق یتشبث بکل حشیش رمال پاس جا کر اپنے حال کا احوال کہا رمال
نے زائچہ دیکھا اور کہا چور نے تمھارا مال ایک درخت ببول کے نیچے دفن کر دیا تم خاطر جمع رکھو عنقریب پیدا ہو جائیگا
امیر خلیل وہان سے شہر مین آیا اور شاہراہ عام سے کنارہ کنارہ چلا جاتا تھا ناگاہ ایک درخت کے نیچے
سنگ سیاہ رکھا ہوا دیکھا اُسوقت قلب کا حال موافق قلب المومن مراۃ کا ہوا امیر کی طبیعت مین خطرہ گذرا
کہ اکثر چور واسطے نشان کے کچھ نشانی رکھدیتے ہین کیا بعید ہی کہ یہان بھی چوری کا مال دفن ہو پھر کہا کہ وہ چور
کہان اور یہ جا کہان دفن کہان دو چار قدم آگے گیا تھا کہ پھر یہ خیال گذرا کہ لاؤ دیکھین تو یہ خیال کرکے چھُری سے
زمین جو کھودی تمام اسباب مع اور شی زائد کے ملا امیر نے شکر پروردگار کیا اور سرا مین آ گئے اب اس مال کو نہایت

اختیار سے رکھا اور کچھ زر نقد لیکر رمال کے پاس گیا اور اُسکو دیا رمال نے پوچھا تمھارا مال بھی ملا یا نہین امیر
نے کہا ہان ملا لیکن مین ایسی مصیبت مین مبتلا ہون کہ جسکا چارہ کار میرے اختیار سے باہر ہی رمال نے پوچھا وہ
کیا مصیبت ہی امیر خلیل نے حال امیر سلطان کا بیان کیا رمال نے پھر زائچہ دیکھا اور کہا تمھارے بھائی کا کام
تمھاری کوشش سے ہوگا امیر خلیل نے کہا مین کیا کوشش کرون رمال نے کہا تم ما بین غرب و شمال کے جاؤ تمھارا
مطلب بخوبی ہوجائیگا امیر خلیل سرا مین آیا اور دوسرے روز ایک گھوڑا برق رفتار خرید کیا اور سب سامان
درست کرکے بادشاہ کے در دولت پر آیا اور پہرہ چوکی والون سے کہا بادشاہ سے اطلاع کردو کہ ایک حاجتمند
حاضر ہوا ہی درگہ سالار نے حضور مین بادشاہ کے اطلاع کی سلطان عبد المہیمن ملک الشمال نے امیر خلیل کو
طلب کیا امیر خلیل نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام اراکین سلطنت نے جواب سلام دیا اور اس شان و شوکت
کا جوان پہلوان باشکوہ دیکھا کہ جسکی پیشانی نورانی سے آثار ریاست و شجاعت کے ظاہر تھے ایک کرسی زرنگار
مرحمت ہوئی اور پوچھا کہ کس مطلب کیواسطے آئے ہو امیر خلیل نے کہا ای شہریار حسب اتفاق ہم دو بھائی حقیقی
حضور کے ملک مین وارد ہوئے ہین بادشاہ نے براہ مہربانی فرمایا کہ جو تمھارا مطلب ہی اُسکو بیان کرو امیر خلیل
نے کہا ای شہریار نامدار میرے بھائی امیر سلطان نے ایک تصویر کسی نازنین ماہ جبین کی دیکھی اور اُسپر عاشق
ہو گیا ہی اور ایسا خود رفتہ ہی کہ اُسے دین و دنیا کا ہوش نہین ہی ہرچند مین نے سمجھایا لیکن اُسے موثر نہوا جب
مین نے حال اُس تصویر کا اہل شہر سے پوچھا اُنھون نے شاہزادہ کا شکار کے پیچھے جانا اور غائب ہوجانا اور
رمال کا حکم لگانا اور عہد اُس امر کا کہ جو اُسکا پتا لگا دیگا اُسکے ساتھ عقد شاہزادی کا ہوگا سب بیان کیا بعد بجا آوری
احکام شہروا کے اگر حضور ایفا کا وعدہ فرمائین تو فدوی کوشش کرے بادشاہ نے فرمایا جو تمنے سنا ہی سچ ہی اور وہ
تصویر اُسی کی ہمشیرہ کی ہی اور جہانتک کہ حق تلاش تھا کیا گیا لیکن شاہزادہ ملک شاہ کا کہین سراغ نہ ملا پھر ہم [illegible]
خراب و سرگردان ہوگئے امیر خلیل نے کہا مجھے بشارت ہوئی ہی خدا نے چاہا تو مین شاہزادہ کو لاؤنگا یہ گفتگو تھی کہ
وہ منجم دربار مین آیا بادشاہ نے منجم سے کہا ای ابو الماہر یہ جوان اقرار کرتا ہی کہ مین شاہزادہ ملک شاہ کو لاؤنگا
منجم نے اول امیر کا قیافہ دیکھا بعد اسکے زائچہ کیا اور کہا ای شہریار یقین ہی کہ اس جوان کی کوشش کارگر ہو بادشاہ نے
فرمایا ای جوان ذیشان بسم اللہ روانہ ہو اور اپنے بھائی کے کام سے مطمئن رہو بقول اس مصرعہ کے مصرعہ تمنا میری
برآئے تمھارا حوصلہ نکلے ؎ امیر خلیل بادشاہ سے رخصت ہوا اور بھائی کے پاس آیا اور کہا ای امیر سلطان تمھارا
خدا نگہبان ہی ہم تمھارے کام کو جاتے ہین مگر اس بات کا خیال رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہو کہ ہماری شرافت مین
دھبا لگے اور موجب نارضامندی بادشاہ ہو اور اگر ممکن ہو تو دونون وقت بادشاہ کو بھی سلام کرنا ضرور ہی امیر سلطان
نے باوجود دیوانگی کے کہا مجھے آپ کی مفارقت گوارا نہین ہی کسواسطے کہ مین تو مشغول شدا یہ کا ہو گیا پھر آپ کیون ایسے

سفر کو کہ جسکا انجام معلوم نہین اختیار فرماوین بلکہ اس سب سے یہ بہتر ہی کہ تصویر میری معشوقہ کی مجھے دلوا دو پھر مین بھی ہمراہ ہون امیر نے کہا کہ مقصود تو اس سفر کا یہی ہی پر تمھارا رہنا یہان مناسب ہی انشاء اللہ تعالی مین بہت جلد آتا ہون آخر الامر امیر خلیل اپنے بھائی امیر سلطان کو بادشاہ کی ملازمت کیواسطے لیگیا بادشاہ امیر خلیل کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور باعلان دربار مین کہا کہ اگر امیر خلیل شاہزادہ کی خبر لایا تو ہم بلاشبہہ ملکہ روشن بدن کا عقد امیر سلطان سے کر دینگے اہل دربار نے کہا حضور یہ جوان بھی بے مثل لایق اسی کے ہی بادشاہ نے خلعت شاہانہ امیر سلطان کو عنایت فرمایا اور ایک مکان پر تکلف رہنے کو دیا امیر وہان سے رخصت ہوکر روانہ ہوا بقول حسن شعر

نہ شعر	
نکل گھر سے بس راہ جنگل کی لی	نہ شہد ہم بدعہ کی لی اور نہ منگل کی لی

امیر خلیل بموجب نشان دہی رمال کے چلا جاتا تھا بعد پندرہ روز کے ایک شہر نہایت آباد ملا اہل شہر سے پوچھا کہ اس شہر کا نام اور والی شہر کا نام کیا ہی اُسنے کہا شہر کا نام بہاریہ ہی اور والی اسکا نعمان شاہ ہی امیر کاروان سرا مین آیا ہاتھ منھ دھویا دم لیا صبح کو وہان سے روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ شہر پناہ بند ہی امیر سمجھا کہ شاید یہان دروازہ دیر کو کھولا جاتا ہی کہ ناگاہ تمام خلایق شہر مضطر و پریشان مسلح شہر سے نکلی امیر نے ایک سے پوچھا کہ تم مسلح اور ایسے مضطرب کہان جاتے ہو اُسنے کہا ای جوان مسافر رخشید خان نامے ملازم بادشاہ حاکم ایک ملک کا تھا مخبر نے اُسکی خبر بادشاہ سے یہ بیان کی کہ رخشید خان نمکحرام و خائن ہی بادشاہ نے اُسکی تادیب و گوشمالی چاہی کسی نے اُس سے خبر کر دی وہ بھی ہوشیار ہو گیا اور اُسنے بھی مردمان بیرونی کے جمع کرنے مین کوشش کی مگر چند روز مثل سابق کے سلطان کی اطاعت بدستور کی جب اُسکے پاس سپاہ معقول فراہم ہو گئی تب اُسنے بادشاہ پر فوج کشی کی اور بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ رخشید خان قریب شہر آگیا آخر دروازہ شہر کا بند کرا دیا گیا اور ہمکو واسطے بند و بست شہر کے بھیجا ہی امیر خلیل نے کہا بھلا کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ ہم شہر سے باہر چلے جاوین اُسنے کہا ممکن نہین جب تک یہ مقدمہ یکسو نہ ہولے دروازہ شہر کا ہرگز نہین کھل سکتا امیر نے پوچھا رخشید خان برخلاف کیون ہو گیا اُسنے کہا کہ رخشید خان نے پیام بھیجا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کا عقد مجھسے کر دین اور رخصت ملک اپنا جہیز مین دین تو خیر ورنہ تمھارے شہر کا زن و بچہ ایک نہ چھوڑونگا سبکو قتل کرونگا امیر نے کہا رخشید خان بلاشک نمکحرام ہی اور ناچار ہوکے شہر مین واپس آیا اور یہان رخشید خان سے ہر روز بازار حرب و ضرب گرم رہتا تھا اب اہل شہر کو یقین ہوا کہ دو ایک روز مین شہر فتح ہو جائیگا اسواسطے کہ دروازہ شہر پناہ کا مستحکم نہ تھا قصہ مختصر تیسرے روز امیر خلیل نے اُسی مرد سے کہا کہ تمھارا کوئی آشنا ایسا ہی کہ جو ہمکو اس شہر سے باہر نکالدے اُسنے کہا کہ ایک مصاحب بادشاہ سے اور مجھسے ملاقات ہی الا اس ہنگامہ مین اُنکا بھی کوئی اختیار معلوم نہین ہوتا امیر نے کہا خیر ہماری ملاقات کرادو وہ مرد امیر کو لیے ہوئے اُس مصاحب شاہی کے پاس آیا ملاقات کرائی امیر خلیل نے کہا برائے خدا

کسی تدبیر سے مجھے آپ اس شہر سے باہر نکلوا دین مین کچھ زر نقد پیشکش کرونگا مصاحب شاہ نے بادشاہ سے ناچاری امیر کا حال بیان کیا بادشاہ نے امیر خلیل کو باہر شہر کے نکلوا دیا اتفاقاً وہان لوگ رخشید خان کے موجود تھے اُنھون نے امیر خلیل کو گرفتار کر لیا امیر نے کہا مجھے کیون ناحق گرفتار کرتے ہو مین ایک پیغام بادشاہ کا رخشید خان کے پاس لیے جاتا ہون وہ امیر خلیل کو رخشید خان کے پاس لیگئے اور کہا یہ پیغام شاہ لایا ہے رخشید خان نے امیر کو بلایا اور پوچھا تو باشندہ کہان کا ہے امیر نے کہا مین بادشاہ کا نوکر ملازم ہون اور فلان قصبہ کا رہنے والا ہون رخشید خان نے پوچھا پیغام کیا لایا ہے امیر نے کہا خانصاحب بادشاہ نے بعد دعا و سلام کے فرمایا ہے کہ تم جو ہمسے اس طرح مدعیانہ پیش آئے ہو تو شاید مقتضائے محبت و دوستی قدیمانہ کا یہی چاہیے کہ ہمسے جنگ و جدل کرو اور صدہا بندگان خدا کا ناحق خون کرو خیر الماضی لایذکر اگر تمکو یہی منظور ہے تو ہمکو چند روز کی مہلت دو کہ ہم بجاے خود نیک و بد کو بخوبی تمام دریافت کر لین اُسوقت جیسا مصلحت وقت ہوگا عمل مین آویگا رخشید خان خوب ہنسا اور کہا کہ ای جوان ہماری طرف سے بادشاہ کو یہ جواب دینا کہ الملک لمن غلب آپ نے نہین سُنا اور یہ شعر بادشاہ کے سامنے پڑھ دینا شعر

عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

یعنے ہمارے آپکے جو سلسلہ دوستی و محبت تھا وہ اب اس تیغ آبدار نے قطع کر دیا امور ملکی مین دوستی کام نہین کرتی محبت کو دخل نہین بعد اسکے امیر خلیل کو رخصت کیا امیر نے خیمہ سے نکل کے کہا کہ گوشمت خرد ندان سگ مین نے نجات پائی لیکن بعد رخصت کرنے امیر خلیل کے رخشید خان کو یہ خیال آیا کہ یہ جوان لائق رفاقت معلوم ہوتا ہے اسے اپنے پاس رکھنا چاہیے یہ سوچکے امیر خلیل کو پھر بلایا امیر کو رخشید خان کے دوبارہ بلانے سے خوف پیدا ہوا کہ اس حرامزادے کے دل مین کچھ فساد پیدا ہوا جب امیر رخشید خان کے سامنے گیا اُسنے کہا ای جوان ہم یہ چاہتے ہین کہ تم تا فیصلۂ جنگ ہمارے پاس رہو پھر ہم عہدۂ رفاقت تمھین دینگے امیر نے دل مین کہا یک شد دو شد این گل دیگر شگفت ہرچند حیلہ و حوالہ کیا جب کوئی عذر پیش رفت نہ گیا اُسوقت کہا کہ خانصاحب مین شاہزادی کیطرف سے بھی تمھارے واسطے ایک پیام لایا ہون الاخلوت مین کہونگا رخشید خان نے دل مین کہا شاید ڈکیہ سمجھکر اپنے خاوند سے پوشیدہ اپنی بیٹی کی نسبت کا پیام دیا ہوگا یہ تصور کرکے کہا تم کان مین کہدو امیر نے اول رخشید خان کا خنجر اپنے قبضہ مین کیا بعدہ کان مین کہا او نمکحرام ولدالزنا ملکہ عالم نے کہا ہے او نالائق یا حجی شاہزادیان تیرے لائق ہین بعد اسکے وہی خنجر اس زور سے مارا کہ پہلو توڑ کر نکل گیا ملازمان رخشید خان نے جو دیکھا سر و پا برہنہ چلاتے باہر خیمہ سے نکل آئے اتنے مین امیر کو سب نے گھیر لیا اور حملے ہونے لگے امیر نے کہ شجاع زمانہ بہادر یگانہ تھا تھوڑے عرصہ مین صدہا آدمی قتل کیے اور بہت زخمی ہوئے اس عرصہ مین ہواخواہان نعمان شاہ نے در شہر پناہ پر آکے کہا کہ دروازہ شہر کا جلد کھولو کہ اُس جوان رستم زمان نے کام رخشید خان کا تمام کیا در بانون نے بادشاہ کو

اطلاع دی بادشاہ فوراً با فوج جرار بیرون قلعہ آیا سرداران لشکر مخالف دست بستہ حاضر ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہوئے بادشاہ نے حسب ایما امیر کے قصور معاف کیا اور چند خوان زر سرخ تصدق کیے اور کہا کہ ای امیر تمہاری شجاعت مثل آفتاب زیر ابر ہمیں پوشیدہ تھی اب اپنے حال سے آگاہ کرو امیر نے کہا ای شہریار مین بھی ایک بندہ کم مرتبہ اُس خدا کے قہار کا ہون کہ جسنے ایک لفظ کُن مین اس عالم موجودات کو باین زیب و زینت مزین کیا اور جسکے دفتر حکومت سے فرمان بادشاہی بطغراے انتباہ الملک ظاہر و مزین ہوتا ہی شعر

سر بادشاہان گردن فراز ۔ بدرگاہ او بر زمین نیاز

نعمان شاہ اس بلاغت نظام سے سمجھا کہ یہ بلاشک کسی سلاطین یا امراے شرافت قرین کے خاندان سے ہی آخر نعمان شاہ نے محفل عیش و نشاط کی آراستگی کا حکم دیا اور باحترام تمام اس عالیمقام کی مہمانداری کی اور وزیر سے مشورہ کیا کہ ہماری راے مین یہ آیا ہی کہ شاہزادی کا اس جوان سے عقد کر دین وزیر نے کہا جو راے حضور ہی وہ بہت مناسب ہی راوی بیان کرتا ہی کہ ملک نعمان شاہ کی ایک بیٹی ایسی حسین قمر پیکر حور لقا تھی کہ شاید کوئی اور عورت اسکے مقابلہ مین خلق نہوئی ہوگی شعر

چو خورشید تابندہ بر اوج حسن ۔ ز رخسارہ اش جوش زن موج حسن

اور اُس ماہ لقا کا حال موافق اس آیہ کے الاسماء تنزل من السماء کے مہر افروز نام تھا نعمان شاہ نے روشن خرد وزیر سے کہا کہ تم جاکر امیر کا استمزاج لو روشن خرد وزیر امیر خلیل کے پاس آیا اور کہا کہ ای جوان عالیشان بادشاہ کا یہ قصد ہی امیر خلیل نے کہا میرا سن قریب پچاس برس کے پہونچ گیا ہی اب مین لائق کتخدائی کے نہین ہون لیکن فرمانا بادشاہ کا بسر و چشم قبول و منظور ہی وزیر نے عرض کی کہ شاید سن شریف قریب چالیس کے ہو امیر نے آئینہ مقابل کیا اب جو امیر نے آئینہ مین دیکھا تو ایک بال سفید ریش مین نہ تھا کمال حیرت ہوئی اور کہا خداوندا تو مین نے کوئی دوا کھائی اور نہ خضاب کیا پھر کیا وجہ ہوئی کہ جو بال ریش مین سفید تھے وہ سیاہ ہوگئے آخر الامر امیر نے کہا کہ بعد اس شرط کے کہ جب مین ایک کام اہم سے فراغت کر لونگا تب نکاح کرونگا روشن خرد وزیر نے پوچھا وہ کام کیا ہی امیر خلیل نے حال امیر سلطان کا بیان کیا وزیر نعمان شاہ نے بادشاہ سے اس امر کی اطلاع کی شاہ نے فرمایا کہ عذر امیر کا بجا ہی دیکھا جائیگا دوسرے روز امیر شہریار سے بموجب نشان دہی رمال روانہ ہوا بعد اکیس روز کے ایک پہاڑ عظیم الشان کے دامنہ مین پہونچا دیکھا کہ خلق چہار طرف سے چلی آتی ہی اور جمع ہوتی جاتی ہی امیر نے ایک مرد سے پوچھا اس کثرت خلائق کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ ای جوان تھوڑے دنون سے یہ جو غار ہی اسکے اندر ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہی کہ فیض اُسکا سُننے والے کو ہوتا ہی اور دیکھنے والے بے نصیب رہتے ہین امیر نے کہا یہ میری سمجھ مین نہین آیا مفصل بیان کرو اُسنے کہا ہر مہینہ مین اس غار سے بہت سازون کی ایسی

آواز آتی ہی کہ لوگ محو ہو جاتے ہین اور کسی ساز معروف کی آواز مفہوم نہین ہوتی اور نغمہ سرائی ایسی ہوتی ہی کہ
آدمی کیا جانوران صحرائی بھی جمع ہو جاتے ہین اور اکثر اُستادان علم موسیقی واسطے افادہ تعلیم کے یہان آتے ہین
اور اُنکو علم موافق اُنکے مرتبہ کے حاصل ہوتا ہی اور نغمہ اور سرود دو گھڑی رات گئے شروع ہوتا ہی اور تا طلوع
آفتاب جاری رہتا ہی امیر نے کہا کوئی اندر غار کے بھی کبھی گیا ہی اُسنے کہا دو برس ہوئے دو آدمی غار مین گئے تھے پھر
نہین معلوم کہ کیا ہوا جب سے کوئی نہین گیا امیر خلیل نے گھوڑے کو درخت سے باندھا اور آپ آرام کیا جب
دو گھڑی رات گئی آواز دف و قرنا و قانون و رباب و چنگ و بین و ارغنون و بربط وغیرہ کی غار سے آئی
بعد اسکے ایسا نغمہ دلکش شروع ہوا کہ جسکو گوش فلک نے باین سن و سالگی نہ سُنا ہوگا تا صبح یہی راگ رنگ رہا
جب گانا موقوف ہوا سب خلائق شہر اپنے گھرون کو چلی گئی امیر خلیل بھی شہر مین آیا شہر اور والی شہر کا نام پوچھا
معلوم ہوا کہ نام شہر کا وقاریہ اور بادشاہ کو موقر شاہ کہتے ہین جسطرح نعمان شاہ خراج گزار سلطان عبد المہیمن
ملک الشمال کا ہی اسیطرح موقر شاہ خراج گزار سلطان عبد المومن ملک جنوب کا ہی امیر خلیل نے پوچھا تجھے
شاہزادہ ملک شاہ بن ملک الشمال کی بھی خبر ہی اُسنے کہا ہمنے آجتک اُس ملک کا نام بھی نہین سُنا امیر نے کہا خیر
اب غار مین چلکے اول حال کو دریافت کرلین پھر دیکھا جائیگا کہ یہ نغمہ و ساز کی کیا ترکیب ہی امیر خلیل دوسرے
روز غار مین داخل ہوا وہان ایسی تاریکی کہ خود اپنی صورت آپ نہ دکھائی دیتی تھی امیر نے چقماق سے آگ
نکال کے فتیلہ روشن کیا قصہ کوتاہ چالیس روز کے بعد اس ظلمت سے باہر آیا دیکھا کہ ایسا وہ میدان پر بہار
سبزہ زار ہی کہ کوئی جگہ سبزہ و گل سے خالی نہین ہی اور ہر جا نہرین و چشمہ آب شیرین کے جاری ہین اور
صحرا مین ایک قصر وسیع نہایت پُر تکلف بنا ہی امیر اُس قصر مین گیا دیکھا کہ ایک باغ رشک فردوس غیرت ارم
ہی اور چبوترہ پر صحن مین ایک تخت زرنگار بچھا ہی اُسپر نازنین صاحب حسن و جمال آفت روزگار بیٹھی ہی کہ اُسکے
نور چہرہ سے تمام مکان روشن ہی امیر خلیل اُس نازنین قمر جبین پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُس نازنین
نے باواز بلند کہا کہ ای جوان تو بلا خوف و خطر مکان غیر مین چلا آیا نہین جانتا کہ یہ جگہ نہایت سخت و پر فساد ہی
یہان انسان کی مجال نہین کہ آسکے اور جو کوئی اجل رسیدہ آگیا تو زندہ و سلامت نہ رہا برای خدا تو جلد
یہان سے چلا جا کیون مفت جان شیرین کو تلف کرتا ہی تو بڑا خوش نصیب تھا جو ایسے وقت آیا کہ مالک مکان
نہین ہی امیر نے کہا ای ملکہ آفاق مین تمام جہان مین سرگشتہ و آوارہ ہوتا ہوا بہزار محنت و مشقت یہان پہونچا
اور تیرا جمال جہان آرا دیکھکر شیدا ہو گیا اب براے خدا تو ہی میرے حال زار کو بچشم انصاف ملاحظہ فرما کہ
مین مسافر غریب الوطن لائق رحم ہون کہان جاؤن اور کسی طرح یہ دل ناصبور تیری مفارقت گوارا نہین کرتا
اور دو چار شعر اس غزل کے پڑھے اشعار

لگی ہی آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہی ۔ خبر دیتا ہی بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہی
خدارا جلد لے آکر خبر ای عیسیٰ دوران ۔ ترے بیمار کا اب کوئی دم مین دم نکلتا ہی
ملین مہندی وہ خوش ہوکر انھین ہی کیا خبر سکی ۔ کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہی
بجز غمہاے بیتابی نہ مونس ہی نہ ہمدم ہی ۔ مگر ہان ای خیال یار تجھسے دل بہلتا ہی

ہرچہ باداباد اگر یون ہی نوشتہ تقدیر اور موت گلو گیر ہی رضینا بقضاے الٰہی مصرعہ پیش آئیگا وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی
اس نازنین زہرہ جبین نے کہا بخدا اے عزوجل مین نے بھی جسوقت سے تجھے دیکھا ہی تیری محبت میرے دل مین
اثر کرگئی ہی الا اس امر کا تاسف ہی کہ میری محبت کے سبب سے تو کسی آفت و بلا مین مبتلا ہوجائیگا کہ قبل اس سے
تین آدمی باغ مین آئے تھے انمین ایک نے سخت کلامی کی وہ قتل ہوا دوسرا نکالا گیا تیسرا شخص کہ وہ خوش آواز و
نغمہ سرا ہی اس وجہ سے قید ہوا امیر خلیل نے کہا کہ کل مین نے ایسا گانا اس غار مین سے سنا کہ دل بیتاب ہوگیا
زبان نہین جو تعریف کرون ملکہ نے کہا جو تو نے گانا سنا وہ پریزادون کا گانا تھا اور یہ مرد آدمزاد ہی امیر نے کہا
تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ تم کس وجہ سے یہان ہو اور یہ مقام کیا ہی اور مالک مکان کا کون ہی اسنے کہا کہ مین
سلطان عبد المومن ملک الجنوب کی بیٹی ہون اور باپ میرا ایک لاکھ فوج کا مالک ہی اور بجز میرے اور کوئی
فرزند نہین رکھتا اتفاقاً ایک روز مین نے خواب پریشان دیکھا صبح کو غسل کیا اور کوٹھے پر اپنے بال سکھلا رہی تھی
کہ ایک پنجہ غیب مجھے اوج ہوا پر لےگیا مین بیہوش ہوگئی جب ہوش ہوا دیکھا تو اس باغ مین ہون اور ایک
جوان خوبصورت میری بالین پر بیٹھا ہی ہرچند اسنے مجھسے راز و نیاز کی باتین کین لیکن مین نے شرم سے جواب
نہ دیا اور زار زار اپنی مصیبت و تنہائی پر رویا کی اسنے مجھسے کہا کہ ای نازنین تو اگر مفارقت والدین مین روتی
ہی خاطر جمع رکھ کہ تیری ملاقات ہوگا اب اسنے دشوار ہی مین نے پوچھا تو کون بلا ہی وہ بولا شتار رنگ مردم آزار جادو
میرا نام ہی اور میری بہن شر شگان جگر خوار ہی اور ہم اسکی نسل مین ہین جسنے گوسالہ طلا کو گویا کیا تھا یعنی وہ
سامری تھا اور یہ باغ و عمارت سحر کا ہی یہ سنکے مین نے کہا او شتار رنگ تو مجھسے کسی نوع کی امید نہ رکھنا شعر

گلہم ار خون بریزی الذین من ۔ نرسد دست تو بدامن من

میری یہ بات اس ساحر کو نہایت ناگوار گذری پھر مین نے کہا کہ اگر سحر سے توبہ کرا ور مسلمان ہو تو خیر ورنہ اللہ نہین
ورنہ میرا وصل ممکن نہین شتار رنگ بولا کہ مین ابھی توبہ کرتا ہون لیکن یہ قدرت و اقتدار کہان رہیگا اور بعد
توبہ کے میری صورت بھی تمکو دیکھنا گوارا ہو گی کیونکہ مین ایک مرد کریہ منظر ہون بسبب عمل سحر کے یہ شکل و شمایل
میری ہی مین نے کہا کہ بھلا مین صورت اصلی تو تیری دیکھون جادوگر حجرے مین گیا بعد ایک ساعت کے جو
دیکھا تو ایک مرد نہایت بدصورت کریہ منظر سیاہ رو شتر لب حجرے سے نکل کے میرے روبرو بیٹھ گیا پھر حجرے مین گیا

اب جو آیا تو پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوا پھر مین نے کہا اے ششتار رنگ جادو اگر مجکو میرا قتل کرنا منظور
ہو تو جلد قتل کر دے کیا ضرور ہے بلکہ مین تیری شکرگذار ہونگی وہ بولا تجھے ہلاک کرنے سے کیا فائدہ مین نے کہا
کہ تو مجھسے متوقع وصال ہوگا اور وہ محال ہے آخر تو دشمنی کریگا کہ وہ موجب ہلاکت کا ہوگا پس مین ہر روز کے
رنج و ملال سے بچونگی ایک مرتبہ مرجانا خوب ہے وہ بولا مین فقط تجھکو دیکھ لیا کرونگا اور تجھسے کچھ کام نہین ہے الغرض
تین روز تک برابر مین بے آب و دانہ روتی رہی روز چہارم ایک مرد بزرگ نے عالم رویا مین فرمایا اے جمیلہ
تو کیون ہلاک ہوتی ہے پروردگار چارہ ساز عالم ہے تجھے جلد عذاب سے نجات دیگا تو کھانا کھا اور خدا کو یاد کر
مین نے موافق فرمودہ اُس بزرگ کے کھانا کھایا اور توکل بخدا کیا اب وہی ششتار رنگ جادو ہر روز ہزار
طرح کی میری دلجوئی کرتا ہے اور مین چپ رہتی ہون جواب کیسا بات تک نہین کرتی اور ایک لطیفہ یہ ہوا کہ ایک روز
صبح کو جادوگر کہین موجود نہ تھا ناگاہ بدبو دماغ مین آئی کہ دل بیچین ہوگیا اتنے مین ایک عورت عفریتہ پیکر
تخت پر سوار آسمان سے صحن مکان مین آئی اور ایک جوان خوشرو تاج سر پر رکھے پہلو مین بیٹھا تھا مین نے
ششتار رنگ سے پوچھا یہ کون ہے اُسنے کہا شرنگان جگرخوار میری خواہر ہے جب دونون بھائی بہن نے
شراب زہر مار کی اور بدمست ہوئے تو بہن نے بھائی سے کہا اے بھائی دیکھ میرا معشوق کس شان و شوکت
کا ہے بھائی نے بھی اُسکی تعریف کی لیکن اُس جوان کو کمال نفرت اُس ساحرہ سے تھی کہ بات بھی اچھی طرح نہ کرتا تھا
شرنگان نے ششتار رنگ سے کہا کہ یہ شاہزادہ اپنے غرور حسن و جمال مین مجکو بدتر از سگ و خوک جانتا ہے اور
مین خون جگر پیتی ہون شاید یہ نہین جانتا کہ مین بادشاہان ہفت اقلیم کی کچھ حقیقت نہین جانتی اور وہ میری
صحبت کو اپنا فخر جانتے ہین غرض مین نے ابھی کوئی ایذا اسے نہین دی ہے لیکن اب بُری طرح سے پیش آؤنگی
ششتار رنگ نے میری شکایت بھی بہن سے کی تمام دن وہ باغ مین رہے شام کو روانہ ہوئے امیر خلیل
نے ملکہ سے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھے جمیلہ عالم افروز کہتے ہین امیر نے پوچھا کہ ششتار رنگ کیسا مزاج کا ہے
ملکہ نے کہا خوش آمد طلب ہے تعریف اُسکی جو کرے نہایت خوش ہوتا ہے پھر جمیلہ بولی اب اُس جادوگر کے آنے کا
وقت ہے امیر اور کچھ کہا چاہتا تھا کہ ایک آندھی آئی اور وہ سبزہ کہ پژمردہ تھا سرسبز ہوگیا اور صرفان جھین جھکنے
لگے ملکہ نے کہا جلد کسی گوشہ مین چھپ رہ کہ جادوگر آپہونچا امیر ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوگیا کہ ششتار رنگ
تخت پر سوار آسمان سے اُترا اور پہلو مین جمیلہ کے بیٹھ گیا جمیلہ کو جو چین بجبین دیکھا کہا اے ملکہ مجھے تیرا چپکا رہنا
کمال ناگوار ہے تو سست کیون ہے کہ مین تیرا پاس و لحاظ کیے جاتا ہون آخر تا کے ایک روز ایسی سزا سخت
دونگا کہ مدت العمر یاد کروگی کہ کوئی خاطر و مدارات تیرے خیال مین نہین آتی اور تیرا غرور نہین جاتا جمیلہ نے
یہ بھی نہ جانا کہ کیا بکتا ہے کہ یکایک امیر خلیل حجرے سے باہر نکل کے جادوگر کے سامنے آیا اور کمال ادب سے

سلام کیا ششتار نگ کو امیر خلیل کی اس جرأت پر کمال حیرت ہوئی اور نہایت غضب سے کہا ای بدبخت برگشتہ تقدیر
تو کون ہی اور کس طرح پہونچا تو نہین جانتا کہ جو انسان اس مکان وحشت نشان مین آتا ہی اُسے بجز گور کے
وطن نصیب نہین ہوتا امیر نے کہا ای سلطان جادوان جو انسان موت سے ڈرتا ہی اُسکا یہان کیا کام ہی شعر

قدم وہ محفل جانان مین بیخوف وخطر رکھے	ہتھیلی پر جو رکھے شمع کے مانند سر پہلے

مین ایک بزرگ کا فرستادہ آیا ہون ششتار نگ نے پوچھا تجھے کس نے بھیجا ہی امیر نے کہا خدا جانے وہ کون
تھا جادوگر خوب ہنسا امیر نے کہا اصل یہ بات ہی کہ مین نے ایک روز خواب مین دیکھا کہ ایک شخص گوسالہ
طلائی پر سوار مجھسے فرماتا ہی کہ تو شہر وقاریہ مین جا وہان ایک غار نشاط ہی تو اُس غار مین بیخوف چلا جا یقین ہی
کہ میرے فرزند ششتار نگ جادو کے پاس پہونچیگا پھر تجھکو کچھ فکر نہ رہیگی تمام عمر عیش مین رہیگا اور حکومت
سب پر کریگا مین بہزار مصیبت بموجب حکم اُس بزرگ کے شہر وقاریہ مین پہونچا اور وہان سے بدشواری تمام
جان بچاکر یہان آیا ہون ششتار نگ نے جو یہ نقل بے اصل سنی کہا ای جوان وہ سوار گوسالہ طلائی میرا جد کلان ہی
فے الواقع اب تیرے واسطے تمام دنیا کی نعمتین یہان موجود ہین اُس روز سے امیر بے خوف وخطر سیر وتماشہ
باغ کا کرتا تھا لیکن جادوگر بخوف حیلہ امیر کو زنجیر طلا مین باندھکر جاتا تھا الغرض ایک مہینہ کے عرصہ مین
حسب معمول وہ پریزادین ماہ وش ومہ جبین دلکش باغ مین جمع ہوئین اور اُنھون نے تمام شب ہنگامہ
نغمہ وسرود گرم کیا امیر نے بھی اُسی شب شرنگانہ جگرخوار بہن ششتار نگ جادوگر کو دیکھا اور اُس شاہزادہ
کو بھی دیکھا امیر نے کہا ای ششتار نگ اگر حکم دو تو مین اس آدم زاد سے کہ یہ میری جنس سے ہی کچھ کلمہ وکلام کرون
ششتار نگ نے شرنگانہ سے پوچھا کہ ای خواہر یہ جوان مرسلہ ساحری تیرے معشوق سے باتین کرنے کی اجازت
چاہتا ہی شرنگانہ نے کہا کیا مضائقہ امیر خلیل شاہزادہ کے پاس گیا پوچھا ای جوان نامدار تو کس ملک کا شاہزادہ
ہی اور کیا نام ہی اُس بیچارہ نے کہا مین ملک شاہ ہون اور باپ میرا سلطان عبدالمہیمن ملک الشمال ہی اور
جمعیت حضار کا رہنے والا ہون ای برادر ایک روز مین شہر سے شکار کو گیا آہوے تیرخوردہ کے پیچھے غار کوہ
مین چلا گیا ناگاہ ایک عورت کوژہ پشت سیاہ رو بدخو میرے پاس آئی اور مجھسے اپنا عشق بیان کیا مین نے کہا
اپنا حال بتا کہ تو کون بلا ہی اُسنے مجھے کچھ جواب نہ دیا اور مجھے بغل مین دباکر اپنے مکان مین لے آئی چنانچہ وہ یہی
شرنگانہ ملعونہ ہی اب ہر روز مجھے دھمکاتی ہی اور اپنا وصل چاہتی ہی اور وہ میری نظر مین ملک الموت معلوم
ہوتی ہی اب ایک سال کی مہلت دی ہی کہ اگر اس عرصہ مین تو مجھسے ہم صحبت نہوا تو اس عذاب سخت سے
ہلاک کرونگی کہ طائران ہوائی تیرے حال پر افسوس کرینگے امیر نے کہا کہ بجاے خود بھی تمنے اس امر مین کچھ مشورہ
کیا ہی شاہزادہ نے کہا مجبور ہون کہ مجھے ایک لمحہ کی صحبت اس قحبہ کی بدتر قید ہزار سالہ سے معلوم ہوتی ہی پھر

امیر خلیل نے تمام سرگذشت اپنی کہی یعنی آوارہ ہونے کی اور امیر سلطان کا عاشق ہونا ملکہ زہرہ روشن بدن پر بتفصیل ملک شاہ سے بیان کیا ملک شاہ نے کہا ظاہرا مجھے کوئی صورت نجات کی یہان سے معلوم نہین ہوتی بلکہ یقین ہے کہ یہ عمر میری اسی زندان خانہ ابدی مین تمام ہوگی اور قدمبوسی والدین سے بے نصیب رہونگا جو مرضی خدا کی الغرض دوسرے روز وہ پریزادین جو نغمہ و سرود مین سرگرم تھین اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوگئین لشکر نگانہ بھی مع شاہزادے کے روانہ ہوئی پھر شتارنگ جادو بھی حسب معمول ظلمات مین گیا امیر خلیل باوجودیکہ زنجیر سحر مین مسلسل تھا لیکن ملکہ جمیلہ سے ہم کلام ہوا کرتا تھا ایک روز امیر خلیل نے پوچھا جو پریزادین گانے ناچنے آتی ہین یہ کون ہین اور کہان سے آتی ہین ملکہ نے کہا یہ سب تابع شرر انگیز کی ہین اور شرر انگیز طراق جنی کی دختر ہے اور طراق جنی ایک شیطان زبردست موکل سحر شتارنگ کا ہے اسی کے حکم سے یہ سب پریزادین ہر ماہ مین ایک روز شام کو پردۂ قاف سے آکر باغ مین جمع ہوتی ہین اور تمام رات رقص و سرود مین مشغول رہتی ہین صبح کو چلی جاتی ہین امیر نے کہا ہان مین نے بھی سنا ہے کہ اجنہ کفار ساحرون کے تابع ہوتے ہین ایک روز جو شتارنگ ظلمات سے آیا ایک نازنین مہ جبین شعر

برس پندرہ ایک کا سن وسال
نہایت حسین اور صاحب جمال

اپنے ہمراہ لیے آیا اور امیر خلیل سے کہا اے جوان مین تیری فکر مین تھا کہ کوئی ہمجنس تیرے دل بہلانے کو لاؤن چنانچہ آج مین ایک سمت جاتا تھا کہ یہ مہ جبین اپنے باغ مین پھول چنتی تھی مجھے اسکی صورت اچھی معلوم ہوئی لہذا مین لیتا آیا ہون امیر نے بظاہر جادوگر کا شکریہ ادا کیا اور دل مین کہا خداوند دنیا مین منہ تیرا کالا کرے اور ناموس خلائق کو تجھسے محفوظ رکھے وہ نازنین شرم سے سکوت مین بیٹھی تھی اور زار زار روتی تھی ملکہ جمیلہ کو اسپر رحم آیا اور اسکو دیکھ کے اپنا رنج بھول گئی سر اسکا سینہ سے لگا کے کہا اے بہن ہم بھی تمھاری طرح قیدی ہین اور مدت سے اس بلا مین گرفتار ہین لیکن بجز شکر خدا کے کیا چارہ ہے تم شکر اس چارہ ساز کا کرو کہ تمکو اس خوش رو و خوش خو کیواسطے لایا ہے مجھکو تو وہ کمبخت اپنے واسطے لایا ہے اس نازنین نے ملکہ جمیلہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ اتنے مین شتارنگ جادو موافق معمول کے ملکہ جمیلہ کے پاس آیا اور پھر ظلمات کو روانہ ہوا گو کہ امیر کو شکل و صورت اس نازنین کی پسند آئی لیکن بخوف ملکہ جمیلہ کے بات نہ کرتا تھا جمیلہ بھی قیاس سے سمجھ گئی کہ امیر خلیل کو میرا لحاظ مانع ہے آخر امیر سے کہا اگر منظور الٰہی ہے تو ہم بھی تمھاری دولت وصل سے کامیاب ہونگے مگر اب ہم برضا و رغبت تمکو اجازت دیتے ہین کہ تم اس نازنین سے بمحبت و اخلاص پیش آؤ تاکہ تم دونون کا دل بہلے اور تمھارا خوش رہنا باعث ہماری خوشی کا ہے امیر جمیلہ کے کہنے سے اس نازنین کی طرف مخاطب ہوا اس نازنین نے کہا اے جوان اگر تو نے گستاخی کو کلام فرمایا تو مجھے

مین اپنے کو ہلاک کرونگی اور میرا خون تیری گردن پر ہوگا ملکہ جمیلہ نے کہا اے خواہر تونے اس جوان مین کیا عیب
دیکھا کہ اسقدر احتیاط کرتی ہے نازنین بولی کوئی عیب نہین ہے بلکہ اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ رکھتا ہے
جمیلہ نے کہا پھر کون امر مانع ہے مین بخوشی کہتی ہون صلاح سمر قندی نہین کرتی مگر اکثر عورات کا قاعدہ ہوتا ہے کہ
جب تک اقرار شدید نہ کروالین راضی نہون جب جمیلہ سے اس طعن و تشنیع کا کلام شنادہ نازنین ظلم رسیدہ
رونے لگی اور کہا اے ملکہ آپ ناحق یہ خطاب باعتاب فرماتی ہین میرے باپ نے مجھے ایک مرد سے نامزد کردیا
ہے اور وہ ابھی زندہ ہے پھر مجھے لائق ہے کہ مین لذت نفسانی کے واسطے غیر مرد سے اسطرح کی بے شرمی سے
پیش آؤن صاحبان عفت و عصمت کبھی اس امر کو گوارا نہ کرینگی اور میرے خاندان کے یہ امر نہایت خلاف ہے
لہذا مین مجبور ہون ملکہ جمیلہ نے کہا افسوس تمنے اب تک ہمکو اپنے نام اور خاندان سے واقف نہ کیا خیر اب
بیان کرو کہ نام تمہارا کیا ہے اور کون سے خاندان سے ہو اور تم کس سے نامزد ہوئی ہو وہ بولی کہ نام میرا
گوہر افروز بنت نعمان شاہ ہے اور ملک ہمارا بہار یہ ہے ہم خراج گزار عبید المہیمن ملک الشمال کے ہین
اور میرے باپ نے مجھکو ایسے ایک جوان رستم خصال سے نامزد کیا ہے کہ جو سام و نریمان کو مثل ایک
پیرزال کے جانتا ہے اور سوا اسکے اُس نامدار نے میرے باپ پر ایک ایسا احسان کیا ہے کہ تا دم زیست
اُسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا اور میری بھی یہی دعا ہے کہ خداوند کریم مجھے اُسکی کنیزون مین شمار کرے ملکہ جمیلہ نے
پوچھا کہ اُس جوان کا کیا نام ہے کہ جسکی مدح و ثنا مین ایسا مبالغہ کیا گیا گوہر افروز نے تمام قصہ خورشید خان کا
بیان کیا ملکہ جمیلہ چونکہ اس حال کو زبانی امیر کے سن چکی تھی اب گوہر افروز کے بیان سے زیادہ تر خوش ہوئی
جمیلہ نے کہا اے بہن اگر ہم اُس جوان سے تمھین ملوادین تو ہمکو تم رونمائی مین کیا دوگی گوہر افروز بولی میرے
پاس یہان بجز جان کے اور کیا ہے جمیلہ نے امیر خلیل کو مبارکباد دی اور کہا اے امیر یہ وہی نازنین ہے جس کے
باپ سے تم وعدہ کر آئے ہو مصرعہ بچھڑے ملجاتے ہین جب فضل خدا ہوتا ہے؛ شعر

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری | بامیدے رسد امیدواری

امیر خلیل کو اتفاقات زمانہ اور موافقت چرخ بیوفا سے کمال حیرت ہوئی اور گوہر افروز کو درجہ یقین کا ہوا کہ
یہ وہی امیرزادہ ہے پس سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات بجالائی اور کہا خدایا تونے اپنے کرم سے حق حقدار کو
پہونچایا غرض امیر خلیل شب و روز ملکہ گوہر افروز اور جمیلہ سے بوسہ و کنار مین مصروف رہتا تھا اور شتارنگ
کی جب امیر سے خاطر جمع ہوئی تو بند سے اُسکو رہا کردیا اس اثنا مین دو چار مرتبہ شترنگانہ اپنے بھائی کی
ملاقات کو آئی اور شاہزادہ ملک شاہ کو بھی اپنے ہمراہ لائی حسب اتفاق ایک روز شترنگانہ کو طرز کلام ملکہ
جمیلہ اور امیر خلیل کا دگرگون معلوم ہوا شتارنگ سے کہا اے برادر اس جوان کے تیور بد معلوم ہوتے ہین

شتار زنگ نے کہا مین گوہر افروز کو محض اسی واسطے لایا ہون کہ یہ جوان ملکہ جمیلہ کی طرف مائل نہو دوم جسکو
کہ خود سامری بھیجے پھر اُس سے کوئی حرکت بد سرزد ہو یہ امر خلاف اعتقاد و بعید از قیاس ہی لیکن شتر نگانہ
کے کہنے سے شک گذرا ایک روز مرغ بنکے ایک درخت پر بیٹھ رہا کیا دیکھتا ہی کہ ملکہ جمیلہ کو امیر خلیل نے
سینہ سے لگا کے بوسے لیے پس بمجرد دیکھنے اس حرکت کے جادوگر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور
غصے مین امیر کو پکڑ کے اوج آسمان پر لیگیا اور وہان سے چھوڑ دیا پھر ملکہ جمیلہ کے پاس آیا اور کہا
او عورت مغرور مین نے رقیب کو تو اس طرح ہلاک کیا اب تجھے دائم الحبس کرونگا اور گوہر افروز کہ وہ
بے گناہ ہی اُسے اُسکے باپ کے پاس پہونچا دونگا

اب حال پر ملال امیر خلیل کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ شتار زنگ جادو نے جو امیر کو آسمان سے پھینکا قدرت خدا سے امیر ایک دریا مین گرا اور دریا
اسوقت مد مین تھا جب جزر ہوا تو امیر خلیل خشکی مین کنارے پر آگیا اُسوقت امیر نے شاہزادہ
معز الدین وغیرہ کو یاد کیا اور مفارقت مین یہ شعر پڑھا شعر

شنیدہ بخت نرم یا بوفا داری دوستان
اگرچہ بر خویش لیکن یا بگرفتاری دل

اور یہ غزل ہندی کی پڑھی غزل

دشمن کبھی نہ دوست کسی کا یار جدا نہو
تا آشنا کو کبھی الم آشنا نہو
درد جگر ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ کوئی گناہ ہوا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اٹھا مرا غبار
ایسا کوئی کسی کی نظر سے گرا نہو
کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تری نگاہ
تسمہ کوئی گلے مین لگا رکھا نہو

رسوائی کا کبھی جا بیٹھے خیمہ مین [illegible]
دامن جو چاک ہو تو گریبان بچا نہو
بے جرم لیے گناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی کبھی تیغ [illegible]
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو
جو ہو سکے وہ مجھ سے کرو بیوفائیان
تا پھر کسی کو تجھ سے امید وفا نہو

غرض امیرزادہ ایک سمت کو روانہ ہوا سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا جو ہوا پہاڑ سے آتی تھی طراوت بخش دل و
دماغ ہوتی تھی جب امیر خلیل بالائے کوہ گیا ایک قلعہ درختون کا دیکھا کہ کبھی سنا بھی نہ تھا کہ برج و فصائل
قلعہ درخت ہی کے تھے امیر خلیل حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ عمارات سنگین و یا خشتی دیکھی تھین مگر درخت کا
قلعہ نہ دیکھا تھا جب اُس قلعہ مین گیا وہان بھی مکانات اسی ترکیب کے دیکھے اور در و دیوار مین گلہائے
مختلف رنگ دیکھے اور چشمہ ہائے شیرین ہر طرف جاری طرح طرح کے میوے کہ جسکی تعریف مین زبان
کلک دوزبان لال ہو بلکہ عاری اور وسط مین قلعہ کے ایک گنبد نہایت عالیشان نظر آیا امیر گنبد کے اندر
گیا وہان دیکھا کہ ایک بزرگ خدا رسیدہ خضر صورت الیاس سیرت سر بسجدہ عبادت پر ہمہ تن یاد الٰہی مین
مشغول ہی اور اُسکے شعلہ جمال سے تمام گنبد منور و روشن ہی امیر کا دل جسقدر کہ حوادث روزگار سے ملول

ہو رہا تھا زیارت سے اس بندۂ خاص کی مثل آئینہ کے روشن و مصفی ہو گیا امیر نے سلام کیا اور قدمبوس ہوا
فقیر نے جواب سلام دیا اور حال پرسی کی امیر خلیل نے دست بستہ تمام سرگذشت اپنی سنائی فقیر نے ابتدا سے
انتہا تک امیر کا قصہ سنا اور فرمایا کہ ای جوان خاطر جمع رکھ اب تم ایسی جا پہونچے ہو کہ بفضل خدا کوئی مشکل تمہاری
نہین رہنے کی امیر نے کہا حضور اپنا اسم مبارک اور اس عمارت کے بھید سے آگاہ فرمائین درویش نے کہا
معظم الدین سبز بخت تسخیری میرا نام ہی اور ابتدا سے مجھے باغات کا نہایت شوق تھا جب مین اسمار الٰہی
کی دعوت سے فارغ ہوا تو اکثر موکلان زبردست میرے مسخر ہوئے اور ہر موکل کے دس جن اور ہر جن کے
دس شیاطین محکوم ہین مین نے باوصف اس قدرت کے ایک گوشہ عبادت کردگار کیواسطے اختیار کیا اور
موکلون کو حکم دیا کہ ایک مقام تفریح اس ترکیب سے بناؤ موکلون نے عرصۂ قلیل مین یہ قلعہ اور مکان بنایا کہ جسکے
دیکھنے سے عقل بشر حیران ہوتی ہی امیر نے کہا بیشک بشر کی کیا طاقت جو سمجھ سکے بنانا تو شئ دیگر ہی درویش نے
امیر کی تکلف سے دعوت کی بعد ایک ہفتہ کے امیر نے کہا کہ اگرچہ رہنا یہان کا باعث افتخار کو نین ہی الا مجھے
امیر سلطان کا اسقدر خیال ہی کہ کسی وقت آرام نہین درویش نے کہا خیر جو تمھاری خوشی بعد ازان کہا کہ مین
تمکو ایک اسم بتاتا ہون یعنی تین روز اسم یا غالب کا باین ترکیب ورد کرو تا دشمن پر غلبہ نصیب ہو روز چہارم
بروز پنجشنبہ رخصت کرونگا امیر خلیل نے حسب ہدایت درویش اس اسم کا ورد کیا

اب حال شتار رنگ جادو کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ ایک شیطان جو اخبار عالم پر شتار رنگ کی جانب سے مقرر تھا اسنے خبر دی کہ جس جوان کو تونے
غرق کرنا چاہا تھا وہ بسلامت شیخ معظم الدین تسخیری کے پاس کوہ قائز پر پہونچا اور شیخ ہمہ تن اسکا کفیل حال
ہوا ہی کیا عجب ہی کہ وہ آدم زاد تیری غارتگری کو امروز فردا مین یہان آوے اس خبر وحشت اثر نے شتار رنگ
کے ہوش وحواس گم کر دیے اور چند نفر ساحر جو کہ اپنے کام مین یعنی فن سحر مین کامل بلکہ اکمل تھے ظلمات سے
مدد کے لیے بلائے اور بشر نگاہ کو بھی طلب کیا انمین سے ایک آتش باز جادو نام نے شتار رنگ سے کہا مین تمھارے
تمام ملک کو آتش سے روشن کر دونگا کہ پھر کسی جن و بشر کو مجال داخل ہونے کی نہو گی دوسرے بحرون
جادوگر نے کہا کہ مین تمام ملک کو دریا سے مواج کر دونگا اسی طرح شتار رنگ و بشر نگاہ نے بھی ایک دشت
باران سیاہ کا تیار کیا بعد ازان مستعد مقابلہ ہو کر باطمینان تمام بیٹھے پنجشنبہ کو شیخ معظم الدین نے ایک موکل کو واسطے
خبر شتار رنگ کے بھیجا موکل نے بعد دریافت شیخ کو شتار رنگ کے حال کی خبر کی شیخ معظم الدین نے تین موکل
چونتیس جن کہ جو تین سو شیاطین کے حاکم تھے امیر خلیل کے ہمراہ کیے اور شتار رنگ کی سرحد کو روانہ کیا اور کہا

کہ بعد فتح میرے پاس پھر آنا دوم جو جادوگر اپنے عمل پر نفرین کرے اور مسلمان ہو اسکو امان دینا امیر خلیل درویش سے رخصت ہوا اشتار رنگ کی سرحد مین پہونچا دیکھا کہ دشت مین ہر چہار طرف آتش مشتعل ہے اور شعلہ آتش کرہ اثیر تک پہونچتے ہین موکلون نے ایک اسم امیر کو بتایا اور گرد لشکر کے ایک حصار کھینچا اور نورائیل موکل امیر کے پاس سے غائب ہو گیا ایک ساعت کے بعد ایک آواز دہشتناک آسمان سے آئی اور ابر سرخ آسمان سے پیدا ہوا بعد ازان ایسی بارش ہوئی کہ آتش سحر بالکل سرد ہو گئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی موکلون نے کہا کہ اب آتش بار جادو جنگ کو ضرور آئیگا تم اپنے وظائف سے غافل نہ رہنا کہ آفات سحر سے محفوظ رہو گے اس عرصہ مین آتش بار جادو مثل دیو بلند قامت میدان مین آیا امیر خلیل اسم الٰہی کا ورد کرتا ہوا پہونچا جادوگر نے کوئی عمل سحر سے باقی نہ رکھا مگر کسی سحر نے اثر نہ کیا بلکہ خود جو بصورت خوفناک بنا تھا وہ بھی زائل ہو گئی الغرض وہ ساحر امیر کے ہاتھ سے مارا گیا بعد قتل آتش بار کے نورائیل موکل امیر کی خدمت مین حاضر ہوا امیر خلیل وہان سے پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا بعد چند قدم کے ایک دریاے زخار طوفان خیز معلوم ہوا امیر اسکے کنارہ پہونچا اسکے پانی مین اسقدر زور و شور تھا کہ دل پریشان ہوا جاتا تھا امیر نے وہان کوئی کشتی بھی نہ دیکھی ریحائیل موکل نے کہا اے امیر شاید کشتی تم تلاش کرتے ہو امیر نے کہا ہان ریحائیل نے ایک برگ سبز اُس دریاے متلاطم مین ڈالدیا اور کہا تم اس پتی کا حال دیکھو کہ پانی کے زور سے اسکی کیا شکل ہوتی ہے امیر نے دیکھا کہ وہ برگ پرزہ پرزہ ہو گیا ریحائیل نے کہا دیکھا تمنے کہ کشتی کا اس دریاے سحر مین سالم رہنا دشوار ہے پھر ریحائیل نے ایک اسم اور امیر خلیل کو بتایا اور اُسی طرح گرد لشکر کے دائرہ کشی کی بعد اُسکے غائب ہو گیا پھر وہی آواز مہیب و ہولناک آسمان سے آئی اور اس زور و شور سے ایک طوفان آیا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا باوجودیکہ امیر خلیل داخل دائرہ تھے لیکن اُس آواز سے جگر شق ہوا جاتا تھا الغرض چار ساعت کے بعد مطلع صاف ہوا دیکھا تو دریا خشک تھا جب یہ سحر بھی باطل ہوا تو بحرون با سلاح جنگ موجود ہوا امیر نے بقوت بازو و ببرکت اسم اعظم بحرون کو بھی جہنم واصل کیا پھر ریحائیل امیر کے پاس آیا اور کہا آپ اب دشت ماران مین چلیے موکلون کے ہمراہ امیر دشت ماران مین آئے وہ حد اشتار رنگ و شعر نگانہ کی تھی وہان چند اژدہے آتش فشان اس صورت کے نظر آئے کہ کبھی نہ دیکھے تھے فتحائیل بھی اُسی طرح ایک اسم امیر خلیل کو بتا کے غائب ہو گیا امیر نے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ فوج طاؤس آسمان سے زمین پر آئی اور ہر طاؤس نے ایک ایک سانپ چونچ مین دبا لیا اور طرفہ یہ امر تھا کہ جسقدر سانپ کلان ہوتا تھا طاؤس بھی اُسی قدر کلان ہو جاتا تھا کہ سانپ کو کھا جانے پر قادر ہو آخر ایک ساعت مین طاؤس وہ سب سانپ نگل گئے اور میدان صاف ہو گیا جب مرحلہ سوم کا بھی سحر باطل ہو گیا تب اشتار رنگ جادو میدان مین آیا اور بآواز بلند کہا کہ اے امیر ناحق شناس تو نے میری خدمت و مدارات کا یہی عوض دیا کہ میری معشوقہ سے بوس و کنار کیا اور مجھسے مقابلہ کو آیا

اب یاد رکھ کہ مین تجھے ایسی سزا سے سخت دونگا کہ تمام عمر یاد کریگا یہ کہا اور افسون سحر پڑھنا شروع کیا جب کوئی سحر کارگر نہوا تلوار میان سے لی اور امیر پر حملہ کیا امیر نے حربہ اسکا رد کرکے ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ مین اسکو فی النار کیا شعر

جہان از وجود چنین پاک بہ	تنی آنچنان در تہ خاک بہ

شترنگانہ ملعونہ نے جو یہ صفائی دیکھی دست بستہ امیر کے پاس حاضر ہوئی اور اپنے عمل بد سے توبہ کی امیر نے حسب ہدایت شیخ شترنگانہ کو امان دی پھر ملک شاہ اور ملکہ جمیلہ عالم افروز کو زندان سے بلوایا وہ باغ و مکان کہ محض بزور سحر بنا ہوا تھا فوراً معدوم ہوگیا اور جسقدر کہ اصلی مکان تھے باقی رہ گئے اور اسقدر جواہر بیشمار و بیش قرار وہان سے ہاتھ آیا کہ جسکا حساب نہوسکا پھر امیر خلیل اور شاہزادہ ملک شاہ اور ملکہ جمیلہ عالم افروز تخت پر سوار ہوکے درویش بزرگ کی خدمت مین پہونچے امیر خلیل اور ملک شاہ نے سعادت قدمبوسی حاصل کی درویش نے امیر سے پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی امیر نے کہا اول شاہزادہ کا پہونچنا ضرور ہی کہ اسکے والدین انکی مفارقت مین پریشان ہین دوسرے امیر سلطان کا مطلب شاہزادہ کے پہونچنے پر موقوف ہی زاہد نے موکلون کو حکم دیا کہ ملک شاہ کو جمعیت حصار مین پہونچا کر رسید لادو بعد اسکے جانے کے ملکہ جمیلہ عالم افروز سے پوچھا اب تمھاری کیا مرضی ہی وہ بولی کہ مجھے بھی میرے والدین کی خدمت مین پہونچا دو بعد ازان خود آکے مجھسے عقد کروا اسکے بعد شترنگانہ کو بلا کر پوچھا تیرا کیا قصد ہی شترنگانہ نے کہا مین فرمانبردار ہون شیخ نے کہا کہ علامت اسلام تیرے قیافہ سے معلوم نہین ہوتی لیکن ہمنے بحیلہ شرعی تجھے آزاد کیا خدا وند کریم تیرے شر و فساد سے امیر کو بچائے شترنگانہ آداب بجالا کر وہان سے روانہ ہوئی دیکھیے کہ بار دیگر یہ تحبہ کیا فساد برپا کرتی ہی بعد اسکے امیر خلیل سے فرمایا ای فرزند تجھے بعد ایک ہفتہ کے رخصت کرونگا کہ ایک کام میرا تجھسے متعلق ہی امیر نے بظاہر قبول کیا الا دلمین کہا الٰہی اب فقیر صاحب کیا فرمایش کرینگے

راوی یہان یہ قصہ موقوف رکھکے حال امیر سلطان کا بیان کرتا ہی

امیر سلطان بعد روانہ ہونے امیر خلیل کے ہفتہ مین دو بار عبید المہیمن ملک الشمال کے پاس جاتا تھا اور شب و روز اپنی معشوقہ کے تصور مین رہتا تھا اور ملک الشمال روز بروز عزت افزائی کرتا تھا اور وزیر سے کہتا تھا کہ یہ دونون بھائی بڑے عالی مرتبہ و عالی خاندان سے ہین اگر خدا نخواستہ امیر خلیل خالی پھرا اور ملک شاہ کا کہین پتہ نہ لگا تو مین امیر سلطان کو بجاے شاہزادہ سمجھونگا اور دختر ملکہ روشن بدن کا بلا عذر اسکے ساتھ کردونگا وزیر عالی تدبیر کہتا تھا کہ حضور سچ فرماتے ہین امیر سلطان سے بہتر کوئی شاہزادہ نہ ملیگا یہ خوش اقبالی حضور کی ہی کہ ایسا کا شاہزادہ عالی حسب و عالی النسب صاحب حسن و جمال رستم وقت نوشیروان شعار باین قدرت و اقتدار خود وارد شہر ہوا القول تجھے شعر

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے

غلام کے نزدیک اب عقد مین درنگ مناسب نہین ہی بادشاہ نے فرمایا مجھے امیر خلیل کا انتظار ہی اس عرصہ مین
امیر سلطان نے بادشاہ سے کہا آپکا اگر حکم ہو تو مین شکار کو جاؤن ذرا دل بہلاؤن بادشاہ نے فرمایا ای فرزند
ہمارے ملک مین یہان سے بارہ فرسخ ایک دشت لالہ زار ہی کہ وہ ہمیشہ فصل و غیر فصل مین شگفتہ رہتا ہی اور شکار
چرند و پرند بھی وہان بکثرت ہی وہان جاؤ سیر و تماشا دیکھو کوسون تک بجز گل و لالہ کے اور کچھ نظر نہین آتا غرضکہ
چند قراول امیر سلطان کے ہمراہ کیے امیر دوسرے تیسرے اُس دشت مین جاتا تھا اور تا شام شکار کھیل کر
پھر آتا تھا قصہ کوتاہ ایک ہفتہ اسی طرح صید و شکار مین گذرا روز ہشتم ایک آہو نظر آیا اُسکے عقب مین گھوڑا اڑا لا
آہو ایک درۂ کوہ مین فوراً چلا گیا امیر سلطان بھی پیچھے آہو کے ہو لیا

اب راوی نازک خیال امیر سلطان کو صید و شکار مین سرگرم رکھکے ملکہ زہرہ روشن بدن بنت ملک شاہ کا حال گزارش کرتا ہی

	شعر	
سخن سنج دانا ے شیرین کلام		چنین داد این داستان را نظام

کہ ملکہ زہرہ روشن بدن گاہ گاہ واسطے سیر و تماشہ کے باغ کو آتی تھی اور دو چار روز رہتی تھی پھر چلی جاتی تھی
حسب دستور انھین ایام مسرت تو امان مین ملکہ باغ مین آئی اور چار شب و روز رہی پانچوین دن صبح کو بیدار
ہوئی ایک شبدیز صبا رفتار پر سوار ہوکر چوگان بازی کرتی زیر دیوار باغ پہونچی وہان ایک برج بلند اور
وسیع مین کہ فرش وغیرہ سے آراستہ تھا تشریف لاکے خواصون کو حکم دیا کہ تم باغ سے میوے کھاؤ ہم تماشہ دیکھین
خواصین حسب الحکم ملکہ کے ایک دوسری پر سبقت کرتی آپسمین ہنستی بولتی چھینا جھپٹی کرتی میوہ توڑ تی کھاتی
پھرتی تھین ملکہ کبھی فضا ے صحرا اور کبھی باغ مین اُنکی ہنسی و سیر و تماشہ دیکھ رہی تھی ناگاہ ایک آہوے خوردہ
درہ کوہ سے باہر آیا اور پیچھے اُسکے ایک شہسوار سمند رفتار چلا آتا تھا وہ آہو سے زخمی زیر دیوار باغ آکر بیٹھ گیا
وہ سوار بھی زیر برج آیا ملکہ نے اس شکل و شمائل کا جوان ذیشان دیکھا کہ شعاع حسن کے آگے مہر درخشان بھی
بے نور تھا اُس جوان نے اُس آہو کو کمند سے باندھا اور لیگیا ملکہ زہرہ روشن بدن بمشاہدہ اُس ماجرا ے
حیرت افزا کے ششدر رہگئی اور تیر عشق اُس جوان رعنا ابرو کمان کا سینۂ بے کینہ ملکہ سے دو سار ہوا ملکہ نے
بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئی خواص جو پس پشت ملکہ کے مگس رانی کرتی تھی یہ حال ملکہ کا دیکھکر
حیران ہوئی اور بہرہ دربانو دایہ سے اطلاع کی دایہ افتان و خیزان ملکہ کے پاس آئی اور کہا بلا لون یہ کیا حال ہی
ملکہ نے دایہ کو جواب نہ دیا دایہ ملکہ کو دوسرے مکان مین لائی اور تعویذ وغیرہ باندھے ملکہ دایہ کی عقل پر ہنسی اور
نہ سمجھا یا تو دیوانی ہوئی ہو شعر

کیون عبث پھرتی ہی دایہ تو مری تدبیر مین | لکھ لے ہوتا ہی وہی لکھا ہی جو تقدیر مین

تو شاید اور کسی خیال مین ہی شعر

یقین میدان کہ این کارے پری پیکرست | عجب کار نیست کار سے سر سری نیست

یہ کہا اور تعویذ کھول کے زمین پر پھینکدیے دایہ بولی واری خدا اسکے لیے اپنی طبیعت کا حال مفصل بیان کرو کہ تمھارا حال بے طور معلوم ہوتا ہی ملکہ نے فرمایا اے دایہ کیا پوچھتی ہی مسدس

خدا جانے کہ مجھپر کیا بلا سے ناگہان آئی | کہ یکبارہی ہوئی ہون کھو کے عقل و ہوش سودائی
نہ مجھکو تاب و طاقت ہی نہ ہی صبر و شکیبائی | اگر مین چپ رہون تو موت ہی بولون تو رسوائی
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

دایہ نے کہا مین یہ شعر و سخن کیا سمجھون واری تمھارے بیہوش ہو جانے نے مجھے بے حواس کر دیا عقل کے طوطے اڑ گئے برائے خدا مجھسے دل کا حال بیان کرو کہ بیٹھے بٹھائے دفعتہً دلپر کیا صدمہ گزرا ہو یہ حالت ہو گئی ملکہ نے کہا اے دایہ ایک جوان سفاک شیر کیطرح درہ کوہ سے ہرن کے پیچھے میری دیوار کے نیچے آیا اور مجھے اسوقت اس آفت ناگہانی مین مبتلا کر گیا دایہ نے کہا کس وقت کا ذکر ہی وہ موا جادوگر آکے افسون سازی کر گیا اور کوئی اسوقت مرتا جیتا نہ تھا جو اس کمبخت بدنصیب کو گرفتار کرتا پھر ملکہ نے فرمایا کہ تم اور سب خواصین غارتگری باغ مین مصروف تھین جسوقت وہ میرے دل و جگر کو غارت و پامال کر گیا دایہ نے ملکہ کی تشفی کی اور کہا خاطر جمع رکھو مین اپنے فرزند محسن کو نہایت تاکید کرتی ہون وہ ضرور اس جوان کا سراغ لگا دیگا یہ کہکر ملکہ کو محل مین لے گئی لیکن ملکہ کو اس جوان ذیشان کے خیال مین کسی پہلو قرار و آرام نہ تھا ہر دم یہ شعر زبان زد تھا شعر

کس سے کہین ہم آہ برائی نصیب کی | دل لگتے ہی فلک نے جدائی نصیب کی

دایہ نے محسن اپنے بیٹے یعنی ملکہ کے کوکا سے یہ سرگزشت بیان کر کے کہا اگر تو اس جوان کا کہین سراغ لگا دیگا ملکہ مجھسے نہایت خوش ہوگی محسن امیر سلطان کی تلاش مین روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ شہید المہین ملک شاہ کا ایک حکیم دانا ابوالنجم ملازم تھا اور اسنے ملکہ زہرہ روشن بدن کو سات برس تک پرورش کیا تھا اسوجہ سے ملکہ کے مزاج مین نہایت دخیل تھا وہ بادشاہ سے رخصت ہو کے واسطے حج کے گیا تھا اور بعد سات برس کے سفر سے پھر آیا تھا بادشاہ نے کمال عزت و تکریم سے حکیم کو دربار مین بلایا بعد ملازمت شاہ کے حکیم محلسرا کے دروازے پر آیا ملکہ کو اطلاع ہوئی باوجودیکہ ملکہ زہرہ روشن بدن کو امیر سلطان کے سودائے عشق مین سر و پا کا ہوش نہ تھا لیکن حکیم ابوالنجم کے آنے سے بہت خوش ہوئی اندر بلایا حال سفر پوچھا حکیم نے سرگزشت اپنی بیان کی اور کہا سوا اسکے ثواب حج کے ایک چشمہ دولت بھی مجھکو خدا نے دیا ملکہ نے پوچھا وہ کیا ہو حکیم صاحب نے

کہا ایک کتاب تصنیفات سے حکیم بقراط کی جو حکیم افلاطون کا استاد تھا میرے ہاتھ آئی ہی اسمین عجیب ترکیب کے
نسخے مجرب لکھے ہین ملکہ نے حکیم کو خلعت دیا اور اپنی نبض دکھائی حکیم نے کہا اے ملکہ اسوقت کی نبض سے ایک یبوست و
حرارت تمھارے مزاج مین ایسی پائی جاتی ہی کہ عقل مین نہین آتی یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی یا تو سات برس
کے بعد مجھے نبض دیکھنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ مین مزاج آپکا بدل گیا یا کوئی اور باعث مخفی ہی جسکا اظہار آپ نہین
کر سکتین خیر آج زہر مہرہ خطائی اور عرق بید مشک یا شربت فواکہ نوش فرمائیے کل پھر نبض دیکھونگا حکیم یہ کہکے رخصت
ہوا ادھر ملکہ نے حسب راے حکیم وہ نسخہ استعمال کیا دوسرے روز پھر حکیم آیا اور نبض دیکھی اور کہا اے ملکہ عالم یہ کیا
یبوست اور خشکی مزاج کل سے آج نبض مین زیادہ ہی اگرچہ بوجہا ہتا چند خدا نخواستہ تپ دق نہین ہی لیکن کوئی مرض
روحانی ضرور ہی اس صورت مین حال مزاج بیان کرنا چاہیے ورنہ خوف جان ہی ملکہ نے ناچار حال دل بیقرار بذریعہ
دایہ محرم اسرار حکیم ابوالنجم سے بیان کیا حکیم نے کہا تم خاطر جمع رکھو آخر وہ شخص باشندہ اسی دیار کا ہوگا ہم تلاش
کرتے ہین الغرض حکیم نے امیر سلطان کا حال سنا کہ بادشاہ نے امیر سلطان کو اجازت شکار دشت لالہ زار کی
انہین ایام مین دی تھی دل مین خیال کیا کہ ہو نہو یہی جوان ہو اس عرصہ مین محسن فرزند دایہ بھی یہی خبر لایا پس
حکیم کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکے عشق نے ملکہ کی یہ صورت بنا دی امیر سلطان ہی اور کوئی نہین ملکہ نے محسن
سے کہا تو جا اور امیر سلطان سے ملاقات پیدا کر محسن گیا اور امیر سلطان سے ملاقات پیدا کی اور ہر روز
امیر کے اخلاق کی ملکہ سے تعریف کرتا تھا ایک روز ملکہ زہرہ روشن بدن نے ایک مطلع حسب حال اپنے
تصنیف کیا اور محسن سے فرمایا تو یہ مطلع امیر سلطان کے پاس لیجا اور کہنا کہ ہماری ملکہ نے موزون کیا ہی
اور جواب اس مطلع کا مانگا ہی امیر سلطان کہ نہایت فہیم اور صاحب عقل و فراست ہی ضرور سمجھ جائیگا ورنہ خیر
محسن امیر سلطان کے پاس گیا اور کہا اے امیر ہماری ملکہ نے ایک مطلع کہا ہی اور جواب مانگا ہی امیر سلطان
نے کہا وہ کیا مطلع ہی محسن نے یہ مطلع پڑھا شعر

شکار افگن ز دشت لالہ آمد برق جولانی	کہ در سوداے او دارم بدل داغ نمایانی

امیر سلطان مطلع سنتے ہی دلمین سمجھ گیا کہ اسدن جو زیر دیوار باغ آہو کو شکار کیا تھا شاید ملکہ نے مجھے دیکھا اور
اب دریافت کرتی ہی کہ یہ وہی ہی یا کوئی اور اب مجھے جواب معقول دینا چاہیے محسن سے کہا کہ ملکہ کو ہمارا اسلام کہنا اور یہ جواب دینا

نیم آنکہ ز راز حسن و عشق اما چنین دانم	شعر	کہ زلف او سرے دارد بحال من پریشانی

محسن نے جو یہ مطلع ملکہ کے روبرو پڑھا ملکہ کمال خوش ہوئی اور یقین ہوا کہ ہمارا کشور دل وجان یہی امیر سلطان
عالیشان ہی اور یہ بھی سنا تھا کہ امیر سلطان میری تصویر دیکھکے مجھپر عاشق ہوا ہی اور بھائی اسکا بیچارہ بوجہ
اپنے بھائی کے سیر سے بھائی کی تلاش مین گیا ہی اور بادشاہ بھی امیر کو مثل اپنے فرزندون کے چاہتا ہی جسے

محسن سے امیر سلطان کے خلق و محبت کی حد سے زیادہ تعریف سنی تو دل مین آیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ امیر سلطان سے ملاقات کرین اور کچھ اس دل مشتاق کی آرزو نکالین آخر یہ کیفیت ملکہ نے حکیم صاحب سے بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ وقت وصال تک تمھارے واسطے ایک ایسا نسخہ تجویز کرتا ہون کہ سوا مرض وصال کے کوئی اور شکایت تمکو نہ رہیگی مگر اے فرزند اس نسخہ مسکن قلب و جگر کو اسطرح استعمال مین لانا کہ کسی کو مطلق خبر نہو شعر

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو | اجل بجھے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

غرض حکیم ابو الفہم نے بپاس خاطر ملکہ اُس کتاب سے جو حکیم بقراط کی تصنیف سے تھی ایک نسخہ سفوف کا اور دو نسخہ روغن کے ملکہ کو دیے اور کہا کہ یہ روغن چہرہ کو مبدل کر دیتا ہی اور دوسرا روغن رخسارہ پر ملنا کہ اُس سے سبزہ آغاز ہوگا اور سفوف کے استعمال سے آواز مردانی ہو جائیگی کہ کسی کو مطلق تمیز نہوگی اور مین نقب زن کو بلاکر اپنے مکان کے حجرے سے تمھارے حجرہ خاص تک نقب تیار کراتا ہون پھر تم نقب کی راہ سے امیر سلطان کے پاس جانا اور بیخوف و خطر ملاقات کرنا ملکہ شکر احسان حکیم صاحب کا بجا لائی اور کہا شعر

برین مژدہ گر جان فشانم رواست | کہ این مژدہ آسایش جان ماست

غرض نقب تیار ہوئی حکیم صاحب نے ملکہ کو براہ نقب اپنے مکان پر بلایا اور کہا اے فرزند میرا کام تمام ہوا اب جو کچھ اختیار ہی تو دانی و کار تو ملکہ بعد استعمال سفوف و مالش روغن وضع کو تبدیل کرکے محسن کے ہمراہ امیر سلطان کے پاس پہونچی محسن سے کہدیا تھا کہ شاید امیر سلطان پوچھین تو کہدینا کہ یہ میرا بھائی نادر الجمال نام ہی جب کہ امیر سلطان نے نادر الجمال سے ملاقات کی اور بغور دیکھا تو تمام سراپا و ترکیب اعضا ملکہ زہرہ روشن بدن سے مشابہ پائی محسن سے کہا تم ملکہ کے بھائی ہو مین تمھین اپنا برادر عزیز جانتا ہون تم اپنے بھائی نادر الجمال کو تاکید کردو کہ ایک بار ہر روز ایک لحظہ کیواسطے میرے پاس ہو جایا کرے کہ اسکی صورت سے مجھے تسکین ہوتی ہی محسن نے کہا کہ یہ مرد سوداوی مزاج ہی کہ سوا ملکہ زہرہ روشن بدن کے بادشاہ کی بھی حقیقت نہین جانتا لیکن مین اسکے یہان روز آنے کے لیے بتاکید کہدونگا القصہ ملکہ نادر الجمال کے نام سے روز امیر سلطان کے پاس آنے لگی رفتہ رفتہ باہم یہ صحبت گرم ہوئی کہ ایک کو بغیر دوسرے کے آرام نہ آتا تھا اس عرصہ مین کئی پیغام مشتاقیہ امیر سلطان نے ملکہ کو نادر الجمال کی معرفت بھیجے چونکہ خود ملکہ پیامی تھی لہذا جواب شافی دیے ایک روز امیر سلطان نے ایک مطلع تصنیف کرکے نادر الجمال کو دیا اور کہا کہ ملکہ کو سنا دینا نادر الجمال نے کہا ملکہ کے سننے کی کچھ حاجت نہین ہی تم پڑھو ملکہ نے بھی ایک مطلع اسی قافیہ و بحر مین کہا ہی مطلع امیر

بکمند زلف شکستہ برد فکندہ چون دامم | اسیری پاے بند محکم بے صبر و آرامم

ملکہ زہرہ روشن بدن نے جواب مین کہا شعر

	خوشا روزے کہ مہر وصل تابد از لب بامم		شب ہجرت فلک بس دور سیدار درآزامم	

غرض اسی طرح صحبت شعر و سخن و لطائف و ظرائف مین گذرتی تھی لیکن امیر سلطان نادر الجمال کے خط و خال پر
نظر کرتا تھا اور حیران ہوتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ مرد بالکل ملکہ کی صورت ہی سر مو فرق نہین ہی اگر آغاز خط نہوتا
تو مین کہتا کہ ملکہ بلباس مردانہ میرے پاس آتی ہی اتفاقاً ایک روز ملکہ امیر سلطان کی صحبت مین موجود تھی کہ موکل
تخت شاہزادہ ملک شاہ دیوان عام مین لائے ملک شاہ نے بعد ملازمت قصہ اپنا بادشاہ سے بیان کیا اور
امیر سلطان کو پوچھا بادشاہ نے فرمایا فضل الٰہی سے اچھے ہین فلان مکان مین رہتے ہین ملک شاہ بنظر
حق شناسی و احسان امیر خلیل کے اول امیر سلطان کے پاس آیا یہان امیر سلطان اور نادر الجمال باہم
حرف و حکایات مین مشغول تھے ملک شاہ نے سلام مین سبقت کی امیر سلطان سرو قد تعظیم کو اٹھا اور بغلگیر ہوا
بھائی کو دیکھ کے نادر الجمال کے ہوش جاتے رہے کچھ دم نہ مارا ملک شاہ نے تمام سرگذشت اپنی اور حال
امیر خلیل کا اور احسانات امیر خلیل کے امیر سلطان سے بیان کیے ناگاہ اس گفتگو مین نظر شاہزادہ کی جو
نادر الجمال پر پڑی دیکھا کہ گویا بہن اسکی بلباس مردانہ بیٹھی ہی امیر سلطان سے پوچھا یہ کون ہی امیر سلطان نے
کہا آپ کی بہن کا برادر رضاعی نادر الجمال ہی ملک شاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی اور دلمین کہا ملکہ کا برادر
رضاعی بجز محسن کے اور کوئی نہ تھا یہ چند روز مین اور کہان سے پیدا ہوگیا پھر ملک شاہ نے پوچھا تم سے
اس سے کیونکر ملاقات ہوئی امیر سلطان نے کہا اسکا بھائی محسن اسکو میرے پاس لایا تھا ملک شاہ نے
کہا محسن کو بلاؤ جب محسن آیا ملک شاہ نے پوچھا ای محسن بعد وفات تیرے باپ کے یہ فرزند کس طرح پیدا
ہوا محسن نے کہا ای شہریار یہ میرا خالہ زاد بھائی ہی تھوڑے دن ہوئے کہ عشرت نگار سے آیا ہی مین اسکو بادشاہ
کی ملازمت کے لیے ابھی تک نہین لیگیا ملک شاہ یہ سنکے چپکا ہو رہا لیکن ہر بار نادر الجمال کی صورت دیکھکے دلمین
کہتا تھا کہ اگر اس شخص کے چہرہ پر خط نہوتا تو سمجھے کچھ اور گمان ہوتا بعد اسکے امیر سلطان سے رخصت ہوکر محل کو
روانہ ہوا ملکہ زہرہ روشن بدن بہ تعجیل تمام حکیم ابو النجم کے مکان مین آئی اور آب دوا سے خوب چہرہ کو صاف کیا
اور براہ نقب اپنے مکان مین آئی اتنے مین شاہزادہ بھی محل مین پہونچا اور والدہ سے قدمبوس ہوا زکیہ سیمتن
نے بھی بیٹے کی بلائین لین ملک شاہ نے بہن کا حال پوچھا کہ کہان ہی ملکہ زکیہ سیمتن نے کہا چند عرصہ سے ابھی علیل
ہی کہ آٹھ پہر مین ایک دو ساعت کو حجرے سے باہر نکلتی ہی شاہزادہ در حجرہ پر آیا بہن کو آواز دی ملکہ زہرہ روشن بدن
حجرے سے نکل کے بھائی کی قدمبوس ہوئی ملک شاہ نے پیشانی پر بوسہ دیا یہان امیر سلطان کو بیان سے
محسن کے شک گذرا کہ ہمیشہ تو محسن نادر الجمال کو اپنا حقیقی بھائی کہتا تھا آج برادر خالہ زاد بتایا اس امر مین
کچھ بھید ہی علاوہ اسکے شاہزادہ بھی نادر الجمال سے آگاہ نہین بہر حال اس امر کو محسن سے دریافت کرنا ضروری ہی

جب شب گذری صبح کو دایہ ملکہ کی گریان و نالان ملک شاہ کے پاس آئی اور کہا ای شاہزادہ عالیقدر آپنے
خدا جانے شب کو میرے خواہرزادہ کو کیا کہا کہ وہ اُسی وقت سے غائب ہی اب مین اُسکی مادر بیوہ کو کیا جواب دونگی
شاہزادہ نے کہا بخدا مین نے کوئی کلمہ سخت نہین کہا ہان حال البتہ پوچھا ای دایہ تم فکرمند نہو مین اُسے تلاش
کردونگا بعد اسکے شاہزادہ والدہ کے پاس آیا اور والدہ سے کہا کل شب کو عجب تماشا دیکھا کہ اُسوقت سے ابتک
مجکو حیرت ہی یعنے دایہ کا خواہرزادہ ملکہ زہرہ روشن بدن سے ایسا مشابہ ہی کہ سرمو فرق نہین ہی اگر وہ ملکیا
تو مین آپکو دکھادونگا کہ ایسا کبھی تشابہ ہوتے نہین دیکھا ملکہ زکیہ سیمتن نے کہا کیا ہوا یہ کچھ عجب نہین ہی بعد اسکے
دایہ سے کہا بھانجا تیرا کب آیا تھا تونے ہمسے تو کہا ہوتا دایہ نے جواب دیا مین اسی فکر مین تھی کہ حضور کی ملازمت
کراکے کوئی عہدہ سرکار شاہی سے اُسے دلواؤن لیکن وہ بچہ ایسا بدمزاج ہی کہ ذراسی بات پر اپنی مادر سے
بگڑ کے میرے پاس آیا اور اب یہان سے بھی غائب ہوگیا مین نے محسن کو تلاش کیواسطے بھیجا ہی خدا کرے وہ
ملجائے قصہ کوتاہ امیر خلیل نے ملک شاہ سے تاکید کردی تھی کہ نکاح مین امیر سلطان کے تم دیر نہ کرنا اور
میرے موجود ہونے پر منحصر نہ رکھنا اور ایک عرضی بھی بادشاہ کو لکھدی تھی ملک شاہ نے وہ عرضی امیر خلیل کی
حضور مین بادشاہ کے گذرانی بادشاہ کو خود منظور تھا اُسی روز سے سامان عروسی کا وزیر کو حکم دیا الغرض تمامی
شہر کو آئینہ بند کیا بادشاہ نے ایک ماہ تمام اہل شہر کی مہمانی کی ہر محلہ مین ایک ایک باورچی خانہ مقرر کیا اور حکم
عام ہوا کہ خلائق شہر تا اختتام ہنگامہ شادی بجز عیش و عشرت کے دوسرا کام نہ کرے غرضکہ ساعت سعید مین ملکہ
زہرہ روشن بدن کا امیر سلطان سے عقد ہوا اور فضل الٰہی سے دونون عاشق و معشوق مراد دلی سے کامیاب
ہوگئے ناگاہ شب چہارم امیر سلطان نے خواب مین دیکھا کہ امیر خلیل کسی بلاے سخت مین گرفتار ہو گیا ہی
بے اختیار آنکھ کھل گئی تمام شب اُسی تصور مین گذری آخر وقت صباح ملک الشمال سے عرض کیا کہ ای شہریار
فدوی کو رخصت مرحمت ہو کہ مین تلاش امیر خلیل مین جاؤنگا اسواسطے کہ مین نے شب گذشتہ کو ایک خواب
پریشان دیکھا ہی لہذا مجھے جانا واجب ہی اگر حضور رخصت نہ فرمائینگے مین بلا رخصت چلا جاؤنگا آخرالامر دوسرے
روز ایک مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر موافق نشاندہی ملک شاہ کے وقار یہ کیطرف روانہ ہوا

اب راوی معظم الدین زاہد اور امیر خلیل کا حال بیان کرتا ہی

واضح ہو کہ شیخ معظم الدین زاہد نے جو امیر خلیل کو ٹھہرا لیا تھا اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجشنبہ کو زاہد نے غسل کیا
اور لباس پاکیزہ پہنا پھر امیر خلیل سے فرمایا کہ ایک حق عظیم تمھارے ذمہ رکھتا ہون اب منظور الٰہی یہ ہی کہ تم
میرے بار احسان سے سبکدوش ہو امیر نے کہا وہ حق کیا ہی زاہد نے کہا تم ہمارے برادر ایمانی ہو آج شب کو

اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف ہمارا کوچ ہی لہذا ہم تمکو وصیت کرتے ہین کہ تم ہمکو بطہارت تمام غسل و کفن دینا اور فلان جگہ پر دفن کر دینا امیر نے جب یہ سُنا آبدیدہ ہوکے کہا مجھے بھی آپ کچھ تلقین فرمایئے جو میرے حق مین مفید ہو اور کام آئے زاہد بولا اگر مین تمھین کوئی اسم بتاتا ہون تو وہ تمھارے کام نہ آویگا کہ بعد اسکے تمھارا دوسرے عالم سے متعلق ہی مگر ایک نصیحت یہ ہی اسے یاد رکھنا کہ مدت العمر کو کافی و وافی ہوگی قطعہ

پرستیدن ایزدی پیشہ کن | ز روز گذر کردن اندیشہ کن
بترس از خدا و میازار کس | رہ رستگاری ہمین است و بس

امیر خلیل نے کہا کہ اب مین اپنے بھائی امیر سلطان کے پاس کیونکر جاؤن زاہد بولا جسنے یہان پہونچایا ہی وہ قادر ہی وہان بھی پہونچا دیگا مگر راہ مین ایک خطرہ عظیم ہی خدا حافظ ہی تو کیا غم ہی غرض شب جمعہ کو بعد فراغت اوراد کلمہ طیبہ پڑھا اور روح قابض ارواح کو سپرد کی امیر خلیل نے حسب وصیت تجہیز و تکفین سے فراغت پائی اور تمام موکل و شیاطین بعد وفات زاہد کے متفرق ہوگئے امیر بھی ناچار حیرت مین مبتلا زیر دامن کوہ ایکجانب کو روانہ ہوا

اب شمر نگانہ ملعونہ کا مآل کار گذارش ہوتا ہی

کہ جسوقت شیخ کی رحلت اُسنے سُنی پھر از سرنو عمل سحر شروع کیا اور یہ فکر کی کہ امیر خلیل قاتل شتار نگ کو تلاش کرنا چاہیے آخر ایک روز امیر کو کنارۂ دریا دیکھا پس بقوت سحر اُسکے ہاتھ پاؤن باندھکے باغ شتار نگ جادو مین لائی اور کہا اے خراب کن خاندان ساحران تو اُسوقت شیخ کے سبب سے بچ گیا تھا اب تجھے اس عذاب سخت سے ہلاک کرونگی کہ نشان تک کسی کو نہ ملیگا بعد اسکے قید کیا اور نان خشک اور ایک کوزہ پانی کا ایک وقت مقرر کیا امیر پر وہ شب اول گور کیطرح گذری دوسرے روز امیر خلیل کو بلا کے کہا اے جوان ایک صورت تیری زندگی کی ہی جو مین کہون وہ کر ورنہ تمام عمر اسی قید سخت مین رہیگا امیر نے کہا او قحبہ دیوانی ہوئی ہی جو مجھسے کسی فعل کی توقع رکھتی ہی شمر نگانہ بولی کہ شاید تو زندگی سے سیر ہو گیا ہی دیکھ اب بھی کہتی ہون کہ ایسا معشوق دلنواز کسیکے قبضہ قدرت مین ایک عالم ہی میسر نہین آنیکا امیر خلیل نے کہا دور ہو سامنے سے مجھے تیری صورت ملک الموت سے بدتر معلوم ہوتی ہی شمر نگانہ نے پھر امیر کو زندان خانہ مین بھیجدیا

اب راوی بار دگر حال امیر سلطان کا بیان کرتا ہی

جب امیر سلطان تلاش امیر خلیل مین جمعیت حصار سے تنہا روانہ ہوا تو بعد چند روز کے نواح ملک بہارستان مین پہونچا اُسوقت نعمان شاہ شکار مین مشغول تھا امیر سلطان نے بھی اُسی شکارگاہ سے ایک ہرن کا شکار کیا قراولون نے جو امیر کو ایک مرد غیر دیکھا چاہا کہ گرفتہ حضور شاہ مین لیجائین امیر نے چند قراولون کو جان سے

مارا اکثرون کو زخمی کیا جب نعمان شاہ نے سُنا تو سرداران لشکر کو حکم دیا کہ اُس جوان کو ہمارے پاس بُلا لاؤ سرداربمنت سماجت امیر کو بادشاہ کے پاس لیگئے نعمان شاہ نے جو امیر سلطان کو دیکھا امیر خلیل کی صورت آنکھون مین پھر گئی پوچھا ای جوان دلاور شیر اکیا نام ہی اُنھون نے کہا مجھے امیر سلطان کہتے ہین بادشاہ امیر خلیل کی زبانی حال امیر سلطان سُن چکا تھا کمال عزت و توقیر سے پیش آیا اور حال امیر خلیل کا مفصل بیان کیا پھر پوچھا اب تمھارا کیا قصد ہی امیر سلطان نے کہا کہ امیر خلیل کی تلاش مین آیا ہون نعمان شاہ نے امیر سلطان کی شاہانہ دعوت کی اور نہایت عزت و تکریم سے مہمان کیا گوہر افروز نے حال امیر سلطان کا سُنکے ایک آدم معتمد کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جب تم اپنے بھائی سے ملنا تو مجھ کشتۂ فراق و مشتاق دیدار کیطرف سے بھی بکمال اشتیاق سلام پہونچانا اور کہنا شعر

یادم نمیکنی وزیادم نمی روی	عمریست در ازبا د فراموش کارمن
دور جب سے ہوئی تجھ چمن سے مین	نہ مجھے باغ خوش آتا ہی نہ گلشن نہ چمن
ہر گھڑی آہ کی تونپی سے بجاتی ہون صدا	دیکھیے کون سے دن پھر ہمین دیگے درشن

اور ایک اشتیاق نامہ بھی امیر سلطان کو دیکے کہا ای برادر یہ بھی دیدینا امیر سلطان وہان سے وقار یہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک نہر آب محل شاہی کے مقابل مین جاری ہی امیر سلطان نے گھوڑے کو پانی پلایا اور بغور محل کو دیکھا راوی کہتا ہی کہ شکیلم گیتی آرا دختر ثانی موقر شاہ نہایت حسین مہ جبین صاحب جمال اور فہم و فراست مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھی اُسوقت محل سے دوربین لگائے سیر صحرا و دریا دیکھ رہی تھی ناگاہ نظر اُس زہرہ جبین کی امیر سلطان پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئی بجوشنداہیہ کہ وہ بھی موجود تھی دم نہ مارا بہزار دشواری خودداری کو کام فرمایا لیکن آنکھون مین دنیا اندھیر ہو گئی کسی محرم راز کو نہ پایا کہ احوال سُناتی ناچار قہر درویش برجان درویش خاموش ہو رہی لیکن یہ چند شعر اس غزل کے پڑھے اشعار

دل و جان دین و ایمان ہی جو لینا ہو تو تم لیلو	اگر دینگے عذر دینے مین نہ ہم انکی قسم لیلو
تم آئے عین گرمی مین نکلکر دل سے اے تسکو	کوئی دم نخل مژگان کے ذراسایہ مین دم لیلو
ہمارا منھ کہان لین بوسے بے اُنکی رضامندی	کہین جب تک نہ وہ مُنھ سے کہان راضی ہین ہم لیلو
نہین ہی حضرت دل عشق کی بازار مین سودا	اگر لینا ہو اپنے واسطے تم مول غم لیلو
نہین ہی اعتبار اُنکا وہ کہکر ہین مکر جاتے	نوشتہ اُنکے ہاتھون کا ظفر تم یک قلم لیلو

یہان امیر سلطان کا روانسرا مین فروکش ہوا اور حال امیر خلیل کا ہر ایک سے پوچھا مگر کسی نے جواب شافی نہ دیا لاعلمی بیان کی امیر سلطان سہ پہر کو جوگیا ایک مرد کی زبان سے سُنا کہ پہاڑ پر بابا اسحاق کوہستانی کا مزار ہی جو کوئی مراد مند جاتا ہی اور تین روز مزار پر بصدق دل شب بیداری کرتا ہی تو مشکل اُسکی حل ہو جاتی ہی لیکن وہان

پہونچنا دشوار ہے کہ دو شیر ببر شب و روز مزار کی نگہبانی کرتے ہین اور کوئی خادم و مجاور بھی نہین ہے لیکن عرس کے
روز کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہین شیر ہٹ جاتے ہین اُسوقت زیارت بخوبی ہوتی ہے امیر سلطان نے پوچھا وہ عرس
کب ہوتا ہے اُسنے کہا کہ کل عرس ہوگا امیر سلطان بھی دوسرے روز خلقت کے ہمراہ پہاڑ پر گیا دیکھا کہ اُس مرقد کے
دیکھنے سے روح کو تازگی ہوتی ہے اور دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور مطلب برآری ہوگی غرضکہ بعد ختم ہونے عرس کے امیر
تین شب بیدار رہا

آسیب حال شکیلہ گیتی آرا کا سنو

کہ شدت خفقان سے استقدر بیقرار ہوئی کہ کسی طرح قرار و آرام نہ آیا وحشت مین سیر باغ کو چلی اور دل سے کہا کہ مزار
بابا اسحاق کو چلو اور وہان سے وصال جانان مانگو دایہ سے کہا تمہارا بیٹا کسطرح اپنی مراد کو پہونچا بیان کرو دایہ نے
کہا چند سال ہوئے کہ فرزند میرا سفر مین ایک یہودیہ پر عاشق ہوا اور باپ اُسکا ملک ؟قار مین رہتا تھا
جب مین اس حال سے آگاہ ہوئی کہ میرا بچہ اُسکے عشق مین قریب بہلاکت پہونچا مین نے تمہارے والد یعنی شاہ کو
آگاہ کیا لیکن وہ یہودی ایسا مغرور تھا کہ بادشاہ کو بیٹی نسبت دینے مین تامل تھا اور فرزند میرا ناچار ہوا کوئی صورت
کاربرآری کی نہ ہوئی جان سے ہاتھ دہوکر بابا اسحاق کے مزار پر گیا اور تین شب وہان بیدار رہا تیسری شب
بشارت ہوئی کہ جا کام تیرا ہوگیا حسب اتفاق وہ یہودیہ ایسی بیمار ہوئی کہ حکماؤن نے جواب دیدیا یہودی نے منجم سے
رجوع کی منجم نے زائچہ دیکھکے کہا ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان تیری بیٹی پر عاشق ہوا ہے اور وہ بھی اُسکے فراق مین
قریب مرگ ہے اگر تو اُسکا عقد اُسکے ساتھ کردیگا تو اُسکی جان بچ جائیگی ورنہ موت دامنگیر ہے بس ہیچ گو وہ یہودی مع اپنے
اہل و عیال کے مسلمان ہوا اور میرے بیٹے سے عقد اپنی بیٹی کا کردیا اور اسی طرح اکثر لوگ اُسی مزار کے فیض سے
کامیاب ہوئے ہین ملکہ نے کہا اے دایہ تجھے یاد ہوگا کہ جب بادشاہ بہت علیل ہوگئے تھے تو مین نے اُنکی صحت کیلیے
نذرین مانی تھین از انجملہ یہ بھی کہا تھا کہ بابا اسحاق کے مزار پر بھی نذر چڑھاؤنگی مگر آجتک یہ نذر ادا نہوئی اسکا
بار میری گردن پر رہا اور مین بخوف والدین کے اظہار نکرسکی دایہ نے کہا بادشاہ سے اجازت لو وہ حفاظت کو
لشکر ساتھ کرینگے چلکے زیارت کرو تنہا بے سر و پا جانا مناسب نہین ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ فوج ہمراہ لیکر مزار پر
جانا اپنا اظہار مراتب کرنا ہے یا کہ محتاج مراد مندون کے مانند جانا بہتر ہے آج تو یوم عرس ہی پھر یہ وقت کب ہاتھ
آئیگا آخر ملکہ شکیلہ بلباس مردانہ گھوڑے پر سوار ہوئی ایک دایہ اور دو خواصین معتمد کو ہمراہ لیکے روانہ ہوئی جب
قریب مزار پہونچی دایہ نے خواصون کو حکم دیا کہ تم دونو یہین کھڑی رہو ملکہ مقبرہ مین داخل ہوئی یہان پہلوے مزار
مین امیر سلطان عبادت الہی مین مصروف تھا کہ ناگاہ آنکھ بند ہوئی اور دیدۂ باطن کھلا دیکھا مزار سے ایک
مرد مہذب نہایت بزرگ باہر آیا اور امیر سلطان سے کہا اے جوان جو درخت زیر دیوار ہمارے مزار کے ہی

تم اسکی جڑ کھودو وہان سے ایک صندوق مقفل برآمد ہوگا اسمین ایک کمان اور دو تیر ہین وہ لیکے غار نشاط مین جانا
تاریکی غار سے جب باہر نکلوگے ساحرون کے باغ مین پہونچوگے وہان شفرنگانہ خواہر شتارنگ جادو نے تمہارے
بھائی کو بامید وصال قید کیا ہے نہین تو ابتک مار ڈالتی وقت زوال روز بیخوف وخطر اُس باغ مین جانا وہ وقت
جادوگرون کے ظلمات جانے کا ہے باغ خالی ہوگا جب باغ کے بیچ مین پہونچنا تیر سبز کو ایک دیوار پر مارنا تیر ضرب دیوار
سے پھر تمھارے پاس آجائیگا پھر اُسی تیر کو دوسری طرف مارنا غرض اسیطرح چارون طرف تیر لگانا جب تیر سمت چہارم
سے پھر آئے باغ مین سیر کرنا امید ہے کہ بسبب تیر افشانی کے ساحرون کی نظر سے غائب ہوا اس عرصہ مین شفرنگانہ
ملعونہ بھی چالیس نفر ساحرون سے آئیگی اور امیر خلیل کو بلاکر اپنا اظہار مطلب کریگی جب امیر خلیل گالیان دیگا
پھر اُسے زندان بھیجیگی اور خود اُن چالیس نفر کے ساتھ شراب وکباب مین مصروف ہوگی جبکہ وہ سب جادوگر
نشہ مین مست وبیہوش ہونگے ہر ایک شفرنگانہ سے صحبت کریگا اُسوقت تم تیر دوم جسکا پر فاختہ سرخ ہے شفرنگانہ کو
اس قوت سے لگانا کہ حلق سے باہر نکلجائے اور وہ جہنم واصل ہو پھر وہ جادوگر خود بخوف جان بھاگ جائینگے اور
انکو مستی فراموش ہوگا کہین راہ فرار نہ ملیگی پھر تم تیغ بیدریغ سے سبکو قتل کرنا اور امیر خلیل کو زندان سے نکالکر
یہان لے آنا اور ایک عورت حاجتمند ہمارے مزار پر آئی ہے اور وہ تمھاری خواہش رکھتی ہے خبردار اُسکی خاطرداری
ودلجوئی مین کوئی مرتبہ فروگذاشت نہ کرنا کہ وہ ہمکو نہایت عزیز ہے جسوقت کہ امیر سلطان کی خواب سے آنکھ کھلی
دیکھا کہ چند عورتین گرد مزار موجود ہین امیر سلطان نے جانا کہ وہ عورت حاجتمند ان مین سے ہے کہ جسکا پتا امیر سلطان
کو شکیلہ نے بھی دیکھا اور مزار کے تصدق ہوئی دایہ سے کہا تو نے دیکھا کرامت اسے کہتے ہین کیا جلد ظہور مین آئی
اس کلمہ سے دایہ سمجھی کہ ملکہ اسی جوان کی خواہش مین یہان آئی ہے اب ملکہ نے دایہ سے حال مفصل بیان کیا اور کہا شعر

دل کی جو امید تھی بر آگئی	صورت محبوب نظر آگئی

دایہ چپ ہو رہی جب ملکہ و امیر سے صحبت گرم ہوئی ہر ایک نے حال اپنا بیان کیا اور تاریخ حروف وحکایات مین
گذرا امیر سلطان نے وقت رخصت ملکہ سے کہا کہ بھائی کی ملاقات کے بعد مین ضرور تجسے نکاح کرونگا ملکہ اس عہدو
پیمان کے بعد اپنے باغ مین گئی اور امیر سلطان تیر وکمان لیکر غار نشاط مین داخل ہوا قصہ مختصر حسب ہدایت بابا
اسحاق شفرنگانہ کو مع جادوگرون کے فی النار کرکے شکر خداوند دوجہان بجالایا اور امیر خلیل کو زندان سے نکالکر
گلے لگایا اور ہر ایک نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی امیر سلطان نے رقعہ گوہر افروز کا دیا اور حال رہائی بھی کہا
اور قصہ شکیلہ کا بھی بھائی سے کہدیا جب یہ دونون بھائی غار سے باہر نکلے خلائق وفاریہ نے پوچھا کہ اس غار سے
تو کوئی زندہ نہین نکلا تم کیونکر زندہ نکلے اُنھون نے کہا خداوند تعالی ہمارا مددگار ہے ہر بلا سے محفوظ رکھا اس عرصہ
مین مومن قر شاہ کو خبر ہوئی اُسنے نہایت انکساری سے امیر خلیل وامیر سلطان کو بلایا اور کہا نہایت حیرت کی جا ہے

نکلا اس آفت سے بچکر یہان آسکے اسکی کیفیت مفصل بیان کرو کہ اس غار سے ایک نغمہ کی ایسی آواز آتی تھی کہ دل کو
بیتاب کر دیتی تھی پھر موقوف ہو گئی پھر جاری ہوئی امیر خلیل نے کہا اے شاہ میرے بھائی امیر سلطان نے اب بالکل
وہ آواز بند کر دی پھر حقیقت اپنی اور غار کی موفر شاہ سے بیان کی موفر شاہ نے جو سنا کہ امیر سلطان ملک الشمال
کا داماد ہے اور بڑا بھائی امیر سلطان کا امیر خلیل ہے نہایت تواضع سے پیش آیا اور دعوت شاہانہ کی اتفاقاً اسی شب کو
عالم خواب مین موفر شاہ سے بابا اسحاق نے فرمایا کہ تیری بیٹی کا عقد امیر سلطان سے مقرر ہو چکا ہے لہذا مین بھی کہا
چاہتا ہون صبح کو بادشاہ نے حال خواب وزیر دانا سے بیان کیا وزیر بولا آپ اپنے حق مین یہ کلام بھی وحی سمجھیے
یہ امور غیبی ہین بادشاہ نے کہا مین شکیلہ کی بابت امیر سے کہون اور وہ بوجہ دامادی ملک الشمال کے قبول
نہ کرے تو مفت ندامت ہوگی وزیر نے کہا اسطرح کے خواب غلط نہین ہوتے ہین امیر سلطان کا استمزاج لیتا ہون
غرضیکہ وزیر نے امیر خلیل سے کہا اس معاملہ مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین امیر خلیل نے جواب دیا اگرچہ
امیر سلطان کو اس امر مین تامل ہوگا لیکن مین بپاس خاطر بادشاہ جسطرح ہوگا امیر سلطان کو راضی کر دونگا تم
سامان شادی تیار کرو وزیر نیک تدبیر خوش و خرم بادشاہ کے پاس آیا اور کہا امیر نے سامان شادی کا حکم
دیا ہے یہان امیر خلیل نے امیر سلطان کو عقد کی مبارکباد دی امیر سلطان نے کہا اول آپ ملکہ گوہر افروز
سے عقد کرین بعد اسکے مین عقد کرونگا امیر خلیل نے کہا تاوقتیکہ مقدمہ جمیلہ درست نہ ہوگا مین گوہر افروز سے نکاح
نہ کرونگا کہ جمیلہ سے مین شرمندہ ہونگا امیر نے کہا انشاء اللہ یہ بھی قریب ہے قصہ مختصر موفر شاہ نے جشن کرنا شروع
کر دیا تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا آخرکار بہ آئین شاہانہ و قواعد خسروانہ شکیلہ کا نکاح امیر سلطان سے ہوا
بعد چند روز کے امیر سلطان و امیر خلیل وقاریہ سے نعمان شاہ کے ملک مین آئے نعمان شاہ کو اطلاع ہوئی
استقبال کے لیے آیا اور بہت کر و فر سے شہر بہاریہ مین لیگیا اور اسی طرح نعمان شاہ نے بھی بڑے تزک و احتشام
سے گوہر افروز کی شادی امیر خلیل سے کر دی امیر جانی بہ تدبیر اسباب بہاریہ سے جمعیت حصار کی جانب روانہ ہوئے
لیکن گوہر افروز و ملکہ شکیلہ کو میکے مین چھوڑ گئے اور کہا کہ ہم جلد بلا لینگے جب جمعیت حصار کے قریب پہونچے ایک
قاصد ملک الشمال کو روانہ کیا ملک الشمال خبر وہ پہونچتے قاصد کے خود استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے
شہر مین لے گیا ملکہ روشن بدن امیر کے آنے سے اسقدر خوش ہوئی کہ جس کا بیان نہین ہو سکتا امیر سلطان نے
ایک روز ملک الشمال سے رخصت ملک جنوب کی طلب کی ملک الشمال نے کہا خیر تو ہے اب طبیعت مین جوش پیدا ہوا
امیر سلطان نے امیر خلیل اور جمیلہ عالم افروز کی باہم رسم کی کیفیت بیان کی ملک الشمال نے کہا اے فرزند
جبکہ حق عظیم امیر خلیل رکھتا ہے ملک الجنوب بھی یقین ہے کہ انکار نہ کرے

پس ملک الشمال نے اسیوقت ایک نامہ باین مضمون ملک الجنوب کو لکھا کہ ای نیر برج اوج و کمال و ای مہر سپہر
حشمت و اجلال آگاہ ہو کہ امیر خلیل کا احسان تمام عمر ہماری تمھاری گردنون پر رہیگا اور ہم شکریہ اسکا ادا
نہین کر سکتے چنانچہ حق السعی مین اس احسان کے تمھاری برادرزادی ملکہ روشن بدن سے امیر خلیل کے چھوٹے
بھائی امیر سلطان کا عقد کر دیا اور اپنا باعث شرف و افتخار سمجھا لہذا تمکو بھی لازم بلکہ الزم ہے کہ ملکہ جمیلہ عالم افروز
کا امیر خلیل سے بلا حجت و عذر نکاح کر دو اور اسکے احسان سے سبکدوش ہو یہ خیر خواہ بھی تمھارا ممنون و مشکور ہوگا
والسلام جب یہ نامہ ملک الجنوب کو پہونچا جواب مین لکھا کہ الحق احسان اسکا ہمارے اوپر ایسا ہے کہ اگر ہمارا
ہر موے تن زبان ہو تو تمام شکریہ ادا نہو سکے الا وہ خود اگر درخواست کرے تو ہمین بھی کوئی عذر نہین کہ ایسا ذی مرتبہ
محسن کہان ملیگا دوسرے ہم اسے بادشاہ کو براتب بہتر سمجھتے ہین بقول شخصے انچہ مرضی مولی از ہمہ اولی خلاصہ کلام
یہ ہے کہ جو جمیلہ کے حق مین بہتر و انسب ہوگا ہمین بھی منظور ہے ملک الشمال نے جواب نامہ امیر سلطان کو معائنہ
کرا دیا القصہ جمعیت حصار سے ملک عشرت نگار بیس منزل ہے حکم شاہ صادر ہوا کہ ہمارے ملک سے تا ملک الجنوب
دو رویہ روشنی کیجائے اور ملک الشمال نے بھی اپنے کارندون کو یہی حکم دیا حسب کار پردازان ممالک طرفین نے
اس روشنی و آرایش سے فرصت پائی امیر سلطان مع امیر خلیل ارض الجنوب کو روانہ ہوئے تمام روز تو آرام و عیش
کرتے تھے اور شب کو آرایش و روشنی کی سیر کرتے جاتے تھے جبکہ ملک عشرت نگار کے قریب پہونچے ملک الجنوب باستقبال شاہانہ
امراے ذی حشمت و اجلال کو مع ملک الشمال کے شہر مین لیگیا اور تین ماہ دعوت و مہمانی کی اور امیر کی تعریف مین یہ شعر پڑھا

توصیف کمال تو شنیدم	چون دیدم ازان زیادہ دیدم

تاریخ سعید برائے عقد تجویز ہوئی قاضی القضات نے ملکہ جمیلہ کا عقد پڑھا عاشق و معشوق مقاصد دلی کو پہونچے
ملک الشمال امیر خلیل سے رخصت ہوا امیر خلیل نے کہا حضور تشریف لیجائین لیکن امیر سلطان بعد چند روز کے
حاضر ہونگے ملک الشمال نے کہا بہتر ہے مگر ملکہ زہرہ روشن بدن البتہ ہمراہ جائیگی قصہ مختصر بعد رخصت ملک الشمال
کے امیر سلطان عشرت نگار مین ایک ماہ تک مقیم رہا بعد ازان جمعیت حصار کو روانہ ہوا اور دو منزل امیر خلیل
نے بھائی کی مشایعت کی اور یہ امر قرار پایا کہ تین ماہ بہار کے عشرت نگار اور جمعیت حصار مین بسیر و تماشا بسر کرین
راوی کہتا ہے کہ امیر سلطان جمعیت حصار کی طرف جاتا تھا کہ بعد چار منزل کے ایک دوراہا ملا امیر نے
پوچھا یہ راہ کہان کو گئی ہے انھون نے بالاتفاق کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یکایک ایک ہوا ایسی خوشگوار معنبر و معطر ایسی
دماغ مین آئی کہ تمام لشکر کا دماغ معطر ہو گیا اور ہزارون جانوران شکاری اس صحرا سے پر پہار مین نظر آئے
امیر سلطان نے مصاحبون سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی ملک گرد و پیش واقع ہے اور یہ راہ اسیطرف گئی ہے
ہم بھی صید و شکار کرتے ہوئے اسیطرف سے چلینگے آخر شاہ ہمراہ عام کو چھوڑ کر اسیطرف روانہ ہوئے در حقیقت

جسقدر آگے جاتے تھے ایسا صحرا ے پربہار نظر آتا تھا کہ باغات شہر کو کیا مناسبت ہے امیر سلطان سیر کرتا شکار
کھیلتا ایک ایسے دشت پربہار مین پہونچا کہ جسکی ہر نسیم خوشگوار تازہ کن دل و دماغ و قوت بخش روح تھی اور ایک
قطار درختان خرما کی ایسی گنجان تھی کہ اُن درختون سے کوئی جانور صغیر یعنی خرگوش تک باہر نہ جا سکتا تھا اور
جہانتک نظر کام کرتی تھی وہی درخت معلوم ہوتے تھے اور بلندی بھی اُن درختون کی حد سے زیادہ تھی اور ہزارہا
جانور ہر شاخ درخت پر ایسے نظر آئے کہ جنکا قد برابر طاؤس کے اور پر و بال سفید مثل نقرہ کے روشن و منور تھے
اور ثمر درخت مثل یاقوت سرخ کے چمکتے تھے جب اُن جانورون نے گروہ انسان کو دیکھا ایک قہقہہ مارا امیر متحیر
اُن درختون اور جانورون کو تا دیر دیکھا کیا اور مصاحبین سے کہا ایسا تماشا تو کہین نظر سے نہ گذرا ہوگا مصاحبین
بولے حضور دیکھنا کیسا کبھی سُنا بھی نہین اب سب کے سب حیران و پریشان کوئی انسان نہ حیوان کس سے پوچھین
کیا کرین آخر یہ تدبیر ہوئی کہ ایک شتر سوار روانہ کرین کہ وہ حد اشجار بھی دیکھ آئے اور جو کوئی آدمی ملے تو اُسے
لے آئے کہ اُس سے حال پوچھا جائے امیر نے ایک شتر سوار برق رفتار کو حکم دیا کہ تم جاکے دیکھ آؤ کہ حد ان
درختون کی کہان ختم ہوئی ہے اور جو کوئی آدمی ملے تو اُسے لیتے آنا کہ ہم اُس سے ملک وغیرہ کا حال پوچھین غرض
ایک شتر سوار دست راست اور دوسرا دست چپ کیطرف روانہ کیا اور آپ وہین خیمہ زن ہوئے شام کو وہ
جانوران درخت غائب ہو گئے جب ایک ساعت رات گذری اُن درختون سے آواز نغمہ و ساز جہانگداز آنے لگی
اور انواع اقسام کی آتشبازی ایسی چھوٹی کہ تمام صحرا روشن ہو گیا امیر سلطان اول ہی حیرت زدہ تھا اب زیادہ
حیران ہوا آخر تمام رات اسی حیرانی مین گذری صبح کیوقت شکار کو گیا جب واپس پھرا پھر جانور درخت پر
بدستور موجود ہو گئے اس عرصہ مین وہ شتر سوار بھی آئے اور کہا کہ ہم چالیس فرسخ گئے لیکن درخت تمام نہ ہوئے
نہین معلوم کہ یہ کہان ختم ہوئے ہین امیر نے کہا ہم بدون دریافت حال یہان سے آگے نہ جائینگے ایک ملازم
نے کہا حضور یہان سے قریب ایک گانون ہے اگر حکم ہو تو وہان سے ایک آدمی کو بلا لائین حضور دریافت فرمائین
امیر نے کہا ہان جلد جاؤ غرض وہ مرد گانون مین گیا ایک آدمی کو لے آیا امیر نے اُس مرد سے اُن درختون کا
حال پوچھا اُسنے کہا ہم نہین جانتے لیکن ایک شخص شیخ اکرم نام ہے کہ سن اُسکا سو برس کا ہے شاید وہ جانتا ہو
کہ ہم سب اُسی کی اولاد مین ہین لیکن بسبب ضعیفی کے اُسکا یہانتک آنا دشوار ہے امیر خود سوار ہو کر اُس گانون مین
گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت بلند ہے اُسمین وہ بڈھا مثل مضغہ گوشت کے پڑا ہے کسی وقت وہ کوئی بات کرتا ہے وہ بھی بمشکل [illegible]

پیری میں پلپرش مشیت کسب و پیدا	اروان اُدھر ہین موجود ہے شعر جنا

امیر جب اُسکے پاس گیا تو اُسکے لڑکون نے زور سے کہا بابا جان ایک بادشاہ تمہاری ملاقات کو تشریف لایا ہے
بڈھا اُنکی آواز سے ہوشیار ہوا اور معجون کی ڈبیا مانگی تھوڑی معجون کھائی دماغ گرم ہوا چارون طرف دیکھ کے

امیر سلطان کو سلام کیا اور اپنا عذر ضعیفی کرکے پوچھا کہ آپ نے کیون تکلیف فرمائی امیر نے کہا ان درختون اور
جانورون کا حال پوچھنا چاہتا ہون بڈھے نے کہا اسے آپ نہ پوچھین مجھے معاف فرمائین کسواسطے کہ جب آپکو
حال اس مکان حیرت نشان کا معلوم ہوگا پھر شوق دید بھی ہوگا اور دیکھنے مین ہزارون خرابیان ہونگی اور
جب تک اس عالم سے دوسرے عالم مین جانا نہو دیکھنا اسکا ممکن نہین ہی جب ہم اس عالم مین انتقال کرگئے تو
آپکے تابعین ہماری قوم کو ہلاک کرینگے اس سے بہتر یہی ہی کہ آپ تحقیق نخلستان نہ فرماوین اور جان کو غنیمت جانکر
خاموش ہو رہین امیر کو اس بیان سے زیادہ شوق ہوا اور کہا مجھے فقط دریافت کرنا منظور ہی بڈھا چپ ہو رہا
جواب نہ دیا امیر نے کہا مین تجھے عذاب سخت سے مارونگا ورنہ بتلا کیا حال ہی لڑکون نے بڈھے سے کہا تمکو
اس نصیحت سے کیا کام جو حال ہی بیان کردو پس بڈھے نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا خیر سنیئے جو مرضی خدا کی
مجھے معلوم ہوا کہ عمر میری آخر ہوئی اور گانون بھی ویران ہوا اور شہر یار بحالی وقار چہ فرسخ نخلستان کے آگے
ایک قلعہ نہایت بلند و وسیع عبرت نگار نام ہی پیشتر اسکو عشرت نگار کہتے تھے دو سو برس کا قصہ ہی کہ شاہزادہ
اس دیار کے بادشاہ کا نہایت حسین و جوان تماشا دیکھتا قلعہ مین داخل ہوا پھر نہ پھرا بادشاہ نے اسی روز سے
عشرت کو عبرت سے بدل دیا جب سے عبرت نگار نام ہو گیا اور یہان سے پانچ منزل پر ایک قلعہ شہرت نگار اور
آباد کیا اور ابتک اسی بادشاہ کے خاندان مین ریاست چلی آتی ہی اور یہ درخت خرما اسی وجہ سے اپنے گنجان
دریا سے شور کی حد تک اس بادشاہ نے لگائے تاکہ کوئی شخص مسافر ان درختون سے ادھر نہ جاسکے تاکہ بلائے
طلسم مین گرفتار نہو جائے امیر نے پوچھا یہ جانور عجیب الخلقت کیسے ہین بڈھے نے کہا کہ مین اپنی عمر سے یہی تماشا
دیکھتا ہون کہ صبح کو جانور آتے ہین اور شام کو قلعہ مین چلے جاتے ہین مگر ظاہرا وہ طلسم کے معلوم ہوتے ہین لیکن
بدون طلسم کے یہ راز نہین کرسکتے امیر نے کہا کہ اندر قلعہ کے کیا حال ہی بڈھے نے کہا کہ حال اندر قلعہ کا تو حضور
کی بدولت دیکھونگا مگر حال بیرون قلعہ کا بیان کرتا ہون کہ نخلستان کے آگے دو درخت چنار چالیس قدم کے
فاصلہ پر ہین قلعہ وہان سے نظر آتا ہی اور وہی گویا دروازہ قلعہ کا ہی جو انسان درختون سے اس طرف گذرتا
ہی پھر وہ نہین پھرتا اور جب کوئی درخت چنار سے گذرتا ہی تو دروازہ قلعہ خود بخود کھل جاتا ہی اور چند آدمی باساز و
سامان باہر آتے ہین اور اسکو اندر قلعہ کے لیجاتے ہین پھر نہین معلوم کہ وہ کس بلا مین گرفتار ہوتا ہی کہ پھر نہین پھرتا
چنانچہ اسیطرح بادشاہزادہ بھی جب آیا تو چند امیر تخت روان مرصع کار پر سوار مع نوبت و نقارہ سلطانی قلعہ
سے نکلے اور بہ توقیر تمام شاہزادہ کو قلعہ مین لیگئے اسی دن سے آجتک شاہزادہ کا نشان نہ ملا جانورون کا حال
معلوم نہین اسیوجہ سے درخت خرما کی دیوار بنوادی گئی تاکہ کوئی اسطرف کا قصد نہ کرے اور یہ گانون بھی خاص
اسی نگہبانی کے لیے ہی شاید مردان طلسمی ہین کہ اس شکل سے شکل ہین امیر نے کہا کہ ہم قلعہ کو دور سے دیکھین

بڈھے نے کہا جبتک کہ دو چار درخت خرما قطع نہون کوئی جا نہین سکتا اور درخت بدون حکم حاکم قطع ہو نہین سکتے
امیر نے اسیوقت تبردار کو حکم دیا کہ درخت گراکے بیلدار راہ درست کردین ہرچند بڈھا اور چند مصاحبین امیر کو
منع کرتے رہے لیکن امیر نے ایک کی نہ سنی پس بمجرد قطع ہونے درخت کے وہ جانور قہقہہ مارکے ہنسے اور پرواز کر گئے
امیر سلطان و پیر دہقان درخت چنار تک آئے امیر نے قلعہ کو دیکھا واقعی فصائل و بروج اسکے ہمسر فلک ہفتمی
تھے قلعہ کا کیا مذکور امیر نے ملازمون سے فرمایا کوئی ایسا بہادر ہی کہ اپنی جان فروشی کرکے ہمین راز قلعہ سے آگاہ
کرے ہم انعام معقول دینگے ایک دھوبی جدائی لشکر کا دو ہزار تومان امیر سے لیکر قلعہ کو روانہ ہوا جب حد چنار
سے گذرا تو دروازہ قلعہ کا کھلا اور اندر سے ایک غل اور شور بلند ہوا بعد اسکے چند دھوبی بلباس زعفرانی
پہنے ہوئے بجاتے گاتے قلعہ سے باہر آئے اور ایک بیل بھی ساتھ لائے انھون نے دھوبی کو بیل پر سوار کیا اور باساز و
سامان قلعہ مین لیگئے امیر نے باواز بلند کہا اے دھوبی چلا آ اپنا ہمین حال معلوم ہوگیا دھوبی نے مطلق خیال نہ کیا
جب دروازہ قلعہ کا بند ہوگیا امیر نے اسی جا مقام کیا بڈھے نے کہا ابھی تک خیر ہی اب آپ پھر چلیے ورنہ خدا جانے
انجام اسکا کیا ہو امیر نے کہا مین دیوانہ نہین ہون بڈھا چپ ہو رہا صبحکو امیر پھر ان درختون کے پاس آیا اور
ایک آدمی کو حکم دیا کہ تو قلعہ مین جاکر ہمین اسکے حال سے آگاہ کرے ایک مرد اور حد چنار سے آگے بڑھا بدستور
در قلعہ وا ہوا چند نفر سپاہی مسلح ایک گھوڑا باساز نقرہ ہمراہ لیے قلعہ سے باہر آئے اور اسیطرح نقارہ بجاتے
اس شخص کو اندر لیگئے امیر اس روز بھی وہین رہا صبح دہقان نے کہا آپ چلیے بس جو دیکھنا تھا دیکھ چکے امیر نے
کہا آج اور دیکھتا ہون کل چلونگا بڈھے نے کہا یہ قاعدہ طلسم ہی کہ آدمی خود اپنے کو گرفتار کرا دیتا ہی ضبط نہین
ہوسکتا امیر نے کہا سچ ہی خیر ہی کوئی اپنے کو دیدہ و دانستہ آفت مین پھنسا دیتا ہی شعر

آنکھین اللہ نے دی ہین دیکھکے چلنے کے لیے	کوئی خود آگ مین گرتا نہین جلنے کے لیے

بڈھے نے کہا اسوقت خیال نہین رہتا جو غلام عرض کرتا ہی وہی ظہور مین آئیگا غرض تیسرے روز پھر امیر نے
باواز بلند کہا کوئی ایسا مرد ہی جو ان دونون آدمیون کی خبر لادے بڈھے نے کہا معلوم ہوا کہ آج حضور جائینگے
تقدیر مین لکھے پیشتر جانا ہو نہ یا قسمت یا نصیب یہ کہکر شیخ دہر روانہ ہوا جب درخت چنار سے آگے گیا بدستور
در قلعہ کھلا چند نفر دہقانی ایک بڑا سا گدھا لیے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے اور شیخ کو سوار کر لیگئے اب بعد جانے شیخ
کے امیر سے ضبط نہو سکا اور خود چلا جب حد درخت چنار سے گذرا اہل لشکر نے ہرچند فریاد کی لیکن کون سنتا ہی
اور قلعہ سے شور و غل کی آواز آئی دروازہ قلعہ کا کھلا چند امرا اعظام مع سامان شاہی و جلوس ملوکانہ قلعہ سے
باہر آئے اور تخت زرنگار پر امیر کو سوار کیا اور داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بدستور بند ہوگیا یہان اہل لشکر
باحال پریشان گریان و نالان چاک گریبان امیر خلیل کے پاس پہونچے اور تمام سرگذشت بیان کی امیر خلیل نے

بجیر دستنے اس خبر وحشت کے خود بھی گریبان چاک کیا اور ایک نعرہ آہ کا مار کے غش ہو گیا بعد اسکے امیر خلیل ملک المحبوب کے پاس گیا اور امیر سلطان کا حال بیان کر کے کہا میں بھی وہاں جاکر درخت چھابہ دیکھونگا ملک المحبوب نے کہا کچھ خیر ہے تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ امیر سلطان سے ملاقات ہوگی یہ بجیر ہی اس بات کا کبھی دل میں خیال تک نہ لاتا اب تم کہاں اور امیر سلطان کہاں بس اب تم امیر سلطان سے دست بردار ہو اور اپنی جان کو غنیمت سمجھو امیر خلیل نے کہا مرحبا بادا باد اب بغیر دیکھے ان درختوں کے مجھے آرام کہاں الغرض امیر خلیل ملک المحبوب سے بخیر رخصت ہوکر نخلستان کی طرف روانہ ہوا اور حال شیخ دہریہ کا پوچھا شیخ کی اولاد نے سب حقیقت بیان کی امیر خلیل درختان چھابہ کے پاس گیا اور کہا ہم قلعہ کا حال دریافت کرینگے ایک علاج حسب الحکم بشیر روانہ ہوا موافق معمول اسکی سواری کو ایک پایہ اور چند لوگ اسی قوم کے قلعہ سے نکلے اور علاج کر لیگئے امیر خلیل نے ہمراہیوں سے فرمایا یارو دیکھا لیکن میرا بھائی امیر سلطان موجود نہو پھر عیش و عشرت میں زندگانی بسر کرنا مجھکو بدتر از مرگ ہے آخر گھوڑے سے اتر کے حد چھابہ سے آگے بڑھا اہل قلعہ جس جلوس و تزک سے امیر سلطان کو لیگئے تھے اسی جلوس سے امیر خلیل کو بھی قلعہ میں لیگئے سب رفقا و سپاہ گریان و پریشان ملک المحبوب کے پاس آئے اور حال امیر کا بیان کیا ملکہ جمیلہ عالم افروز نے جو گم ہونا امیر خلیل کا سنا اسیوقت لباس سیاہ پہنا اور سینہ و سر اسقدر پیٹا کہ بیہوش ہو گئی ماں باپ نے ملکہ جمیلہ کو ہر چند سمجھایا لیکن اس فراق دیدہ ہجر کشیدہ کو کسی طرح قرار و آرام نہ تھا اور یہ شعر ورد زبان تھا شعر

فراق یار میں کس طرح سے دل کو قرار آئے
کوئی بیٹھا ہوا سینہ میں دل ہاتھوں سے ملتا ہے

جب کسی طرح دل کو سکون نہوا تو باپ سے کہلا بھیجا کہ مجھے اجازت نخلستان جانے کی دیجیے ورنہ میں امیر خلیل کی مفارقت میں ہلاک ہو جاؤنگی ملک المحبوب نے ملکہ کو بمشکل اجازت دی جب یہ خبر جمعیت حصار میں پہونچی ملکہ زہرہ روشن بدن نے بھی گریبان چاک کیا اور ملکہ جمیلہ کو اس مضمون کا ایک رقعہ لکھا کہ اے خواہر عزیزہ ادجان سنا امیر خلیل کے پاس جانے کا قصد مصمم کیا ہے تو میرے آنے تک صبر کرو کہ میں بھی تمہاری ہمسفر ہونگی القصہ ملکہ زہرہ روشن بدن بھی ملک الشمال سے رخصت لیکر روانہ ملک عشرت نگار ہوئی رفتہ رفتہ یہ خبر بہار دورہ قالیہ میں پہونچی گوہر افروز اور ملکہ شکیلہ گیتی آرا نے سنا کہ امیر سلطان و امیر خلیل دونوں بھائی طلسم میں گئے اور ملکہ زہرہ روشن بدن اور جمیلہ عالم افروز بھی جایا چاہتی ہیں گوہر افروز نے ملکہ جمیلہ عالم افروز کو یہ رقعہ لکھوایا

من و تو بلبل یک گلزاریم
شانہ شیم یک بوستانیم

هر دو دلخستۂ جگر افگاریم
لطف کن رحم نما آخر کار

هر دو آلودۂ یک گل خندیم
همه خویشی مرا با هم بود ار

ملکہ جمیلہ عالم افروز نے اس رقعہ کو اول سے آخر تک پڑھ کے خود بھی ایک ویسا ہی رقعہ گوہر افروز کے نام لکھا اب سنیے چاروں مہ جبین غمگین و حزین یعنی ملکہ جمیلہ عالم افروز اور زہرہ روشن بدن اور گوہر افروز اور شکیلہ گیتی آرا اپنے اپنے والدین سے رخصت ہو کر نخلستان میں پہونچیں اور قریب درخت چنار کے استادہ ہوئے تمام شب فراق امیر میں اشعار عاشقانہ پڑھتی رہیں ایک کہتی تھی ؎

لگی ہے آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہے　　خبر دیتا ہے بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہے
خدارا جلد لے آ کر خبر اے عیسی دوران　　ترے بیمار کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہے

کوئی بیان کر رہی تھی شعر

غضب ہے شام سے تا صبح یاد روئے روشن میں　　ہر اک سینہ سے شعلہ آہ کا پیہم نکلتا ہے

اور کوئی یہ شعر پڑھ پڑھ کے بے اختیار روتی تھی ؎

ٹھہر جا اے اجل اور انکو دم بھر دیکھ لیں ہم　　ابھی باقی ہے دل میں حسرت دیدار تھوڑی سی
تمنا ہے کہ جیتے جی بنا لیتا میں قبر اپنی　　اگر ملتی زمین کوچۂ دلدار تھوڑی سی

القصہ اسی رنج و غم میں گریبان سحر چاک ہوا یہ چاروں چار و ناچار ان درختان چنار سے آگے بڑھیں پر شور و غل و شور کی آواز آئی اور در قلعہ کھلا چار خواجہ سرا نکلے مع چار محافہ جواہر نگار حاضر ہوئے جب یہ عزیزیں پہونچیں ان خواجہ سراؤں نے باادب سلام کیا اور کہا اے شاہزادیو اب محافوں میں سوار ہو یہ چاروں محافوں میں سوار ہوئیں اور وہ بعزت و حشم و خدم تمام انکو قلعہ میں لے گئے

اب راوی نازک خیال حال امیر سلطان گرفتار طلسم اول کا گذارش کرتا ہے

جس وقت امیر سلطان قلعہ عبرت نگار میں پہونچا ایک شہر آباد دیکھا جس کا طول و عرض حد قیاس سے باہر تھا اور اسی طرح قصور و مکانات وغیرہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے غرض تخت بردار امیر کا تخت ایک میدان وسیع میں لائے امیر سلطان نے دیکھا کہ ایک گنبد زمرد فام مینا کار ہے دروازے اسکے بند ہیں سرداروں نے تخت امیر کا در گنبد پر رکھ دیا کہ ایک پیر مرد با ریش سفید آیا اور اسنے آواز دی کہ اے مرشد عالم ایک جوان غریب الوطن بوضع سلاطین اس مکان میں آیا ہے اسکے باب میں کیا حکم ہوتا ہے گنبد سے آواز آئی کہ جب تک اسکا بھائی نہ آئے اسوقت تک اسکو نظر بند رکھو لیکن خبردار اسکی عزت و حرمت میں کسی طرح کا فرق نہ ہو اور جب وہ بھی آجائے تو تم ان دونوں کو تخت سلطنت پر بٹھا دینا اور جو لوازم عدل و داد و عیش و نشاط ہیں وہ تعلیم کر دینا وہ مرد پیر روشن ضمیر امیر کو ایک مکان شاہی میں لایا اور نازنینان مہ جبین و معشوقان حسین خدمت کو مقرر کیں

امیر سلطان صدمۂ سخت محبوب اور رنج فراق عزیز و رفیق مین ایسا غمگین تھا کہ کسی نازنین کو آنکھ اٹھا کر
نہ دیکھا اس عرصہ مین امیر خلیل بھی پہونچا اور پیر مرد نے حسب دستور جو آواز دی تو گنبد سے امیر سلطان کی
بھی طلبی ہوئی پیر مرد امیر سلطان کو بھی در گنبد پر لے گیا پہلے دونون بھائیون سے ملاقات ہوئی بعد پیر مرد
نے کہا یا مرشد دونون جوان حاضر ہین اندر سے آواز آئی کہ ای جوانان عدالت گستر سلطنت اس ملک کی
تمکو مبارک ہو مگر آئین عدل و انصاف ہاتھ سے نہ دینا اور طریقہ حکمرانی کا یہ ہی کہ ایک روز ایک شخص تخت حکومت
پر رہے دوسرا عیش و آرام کرے دوسرے روز دوسرا حکمرانی کرے اور وہ عیش و عشرت مین بسر کرے مگر
خلاف حکم اس پیر مرد کے کہ نائب ہمارا ہی کوئی کام نہو ورنہ پشیمان ہو گے بسم اللہ تشریف لیجاؤ پیر مرد نے اُن
دونون کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا ارکین سلطنت نے مبارکباد دی اور آواز نوبتخانہ و مبارکباد چہار طرف سے بلند
ہوئی شام کو پیر مرد دونون امیرون کو محل مین لے گیا اور رسم عدالت و انصاف بتائی خواتین محل حاضر
ہوئین اور امیر کو آداب بجا لائین پیر مرد نے ایک طرف کے مکان امیر سلطان کو اور دوسری طرف کے مکان
امیر خلیل کے رہنے کو دیے اور جو صحن مین مکان تھے وہ دونون کی سیر کیواسطے مقرر کیے امیرون نے وہ باغ
اسطرح کا دلکشا و فرحت افزا دیکھا کہ شاید دوسرا نہو گا ہر جگہ درختان میوہ دار کی قطار تھی جب اُس باغ مین
آئے تو ایک درخت کثیر الفرع دیکھا جسکی شاخین طلاے احمر کی اور برگ مثل زمرد سبز کے اور خوشہاے مروارید
ہر ایک شاخ مین آویزان تھے اور ثمر اُسکے سیب کے برابر مثل یاقوت رمانی خوشرنگ تھے دونون کو وہ درخت
دیکھکے کمال حیرت ہوئی پیر مرد سے نام اُسکا پوچھا اُسنے کہا اس درخت کو شجرۃ الممنوع کہتے ہین خبردار تم
اسکا میوہ نہ کھانا ورنہ قوت رجولیت بالکل جاتی رہیگی امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا ای برادر اس جگہ
فقط تمھاری وجہ سے مین آیا تھا مگر تمھارے آنے کی کیا وجہ ہوئی امیر سلطان نے کہا کہ جب مین نے درخت
گریان دیکھے مجھے دریافت حال کا شوق پیدا ہوا ہرچند سب نے منع کیا لیکن مین چلا آیا گو کہ سب طرح کا
عیش و آرام یہان موجود ہی لیکن ملکہ جمیلہ اور گوہر افروز کا خیال دل سے نہین جاتا خدا جانے اُن
عورتون کا کیا حال ہوا ہوگا امیر خلیل نے کہا سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی دیکھیے زندگی مین پھر بھی شکیلہ اور
زہرہ روشن بدن سے ملاقات ہوتی ہی یا اسی مقام حیرت مین عمر تمام ہوگی غرض بعد ایک ماہ کے زبانی
خواجہ سرا کے معلوم ہوا کہ چار شاہزادیان جلیل القدر اس شہر عجائب نگار مین وارد ہوئی ہین شاید
تمسے کچھ قرابت رکھتی ہین قاعدہ یہان کا یہ ہی کہ قرابت دار کو جدا نہین رکھتے لہذا حکم ہوا ہی کہ انکو تمھارے پاس
بھیجدین اس عرصہ مین وہ پیر مرد بھی آیا اور کہا کہ مرشد عالم نے بعد سلام کے فرمایا ہی ای دلاورو تم ان عورتون
کی حد سے زیادہ قدر و منزلت کرنا کہ یہ بیچاریان تمھارے اشتیاق مین یہان آئی ہین انصاف کرو کہ یہ

طریق وفا مین کیسی ثابت قدم ہین کسقدر محنت وکوشش سے تم تک پہونچین اتنے مین دونون امیر جو دیکھتے
ہین تو جمیلہ اور گوہر افروز وشکیلہ وزہرہ محافون مین سوار ہین انکو نہایت حیرت ہوئی اور بحالت خوشی
ہین ہاتھون ہاتھ انکو باغ مین لائے پھر عیش وعشرت مین ہمہ تن مشغول ہوئے اور یہ شعر پڑھنے لگے ؎

وہ نور قمر کب بھلا دیکھتے ہین | جو حسن رخ پر ضیا دیکھتے ہین
جسے تمنے توڑا تھا یہ دل وہی ہے | اسے غور سے آپ کیا دیکھتے ہین

لیکن قاعدۂ اول جاری رکھا کہ ایک دن امیر خلیل اور ایک دن امیر سلطان باری باری
حکمرانی و عیش وعشرت کرتے تھے قضارا ایک رات دونون امیر حسب تقدیر اپنی اپنی معشوقان مہ جبینان
سے مشغول عیش تھے کہ ایک ثمر پختہ شجرۃ الممنوعہ سے گرا اور اسکی بوے خوشگوار نے تمام باغ کو معطر
کردیا جمیلہ عالم افروز اور زہرہ روشن بدن نے امیرون سے دریافت کیا کہ ایسے ثمر لطیف کو
کیون نہین کھاتے ہو امیر نے کہا پیر مرد نے منع کردیا ہے گوہر افروز نے کہا نہین معلوم اس بڈھے
نے کیون منع کیا ہے جمیلہ نے کہا تم چپ رہو جب یہ باہر جائین تو تم وہ ثمر اٹھا لانا ہم تم کھائین گے
دیکھین کیا ہوتا ہے اور اس ثمر مین زمین پر گرنے سے ایک ساعت تو خوشبو رہتی تھی اور پھر جاتی
رہتی تھی ایک دن دونون امیر دیوان عام مین تھے کہ گوہر افروز ایک ثمر اٹھا لائی آپ کھایا اور
جمیلہ کو کھلایا انکو اس ثمر نے ایسا ذائقہ دیا کہ کبھی کوئی میوہ اس مزے کا نہ کھایا تھا اور عرصہ تک سوا
خوشنودی دل ودماغ کے کوئی نقصان ظہور مین نہ آیا پھر یہ ذکر ملکہ زہرہ روشن بدن وشکیلہ سے کیا
آخر زہرہ روشن بدن وشکیلہ نے بھی وہ ثمر کھایا اور ہر روز ایک ثمر کھاتی تھین لیکن کوئی نقصان
نہ پیدا ہوا آخر ایک روز جمیلہ وہ ثمر کھا کر امیر خلیل کے پاس گئی امیر نے پوچھا آج تمہارے
منھ سے یہ بوے خوش کیسی آتی ہے ملکہ نے کہا کہ ہم سب کئی روز سے وہ ثمر شجرۃ الممنوعہ کا کھاتے ہین
لیکن کوئی نقصان آجتک نہین ہوا یہ خوشبو اسی کی ہے اور امیر سلطان نے بھی یہی حال ملکہ زہرہ
روشن بدن سے سنا آخر دونون امیر بھی یہ ثمر کھانے کو موجود ہوئے اور کہا سچ ہے کہ
پیر مرد نے ہمین اس نعمت سے ناحق باز رکھا اب ہر چہ بادا باد ہم بھی یہ ثمر کھائین گے آخر ایک شب
سب عاشق ومعشوق جمع تھے کہ ایک پھل درخت ممنوعہ کا گرا زہرہ روشن بدن اسے اٹھا لائی
اور تراش کے امیرون کے سامنے رکھدیا چونکہ زمانہ عیش وعشرت امیرون کا تمام ہوچکا تھا
موافق اس آیت کے اذا جاء القضا عمی البصر انھون نے بھی وہ ثمر کھایا ابھی ایک قاش کھائی تھی
کہ ناگاہ ہواے تند اس زور وشور کی چلی کہ تمام شاخین اس درخت کی زلزلہ مین آگئین اور ہر پھل

درخت کا مثل شعلہ کے ہوا سے آسمان ہوگیا اور جڑ سے درخت کی آواز آئی الانسان حریص علی ما منع اس اثنا مین وہ پیرمرد بھی اُنکے پاس آیا اور کہا او نا انصاف آخر میرا کہنا نہ مانا اور مجھکو بیہودہ سمجھا اور اپنی معشوقون کے بہکانے سے وہ ثمر کھا لیا معلوم ہوا کہ عیش و آرام طلسم سے سیر ہوگئے خیر مصرع

انچہ نصیب ست بہم میرسد	اگر نستانی بستم میرسد

جب صبح ہوئی پیرمرد امیدون کو مع اُن نازنینون کے در گنبد پر لایا اور کہا کہ اُنھون نے عدول حکمی کی اور ثمر شجرۃ الممنوعہ کا کھا لیا آواز آئی کہ انکو ہمارے پاس روانہ کرو اور انکی بیبیون کو جانور کی صورت بنا دو پیرمرد نے ایک افسون پڑھکے عورتون پر دم کیا اُنکی صورت جانور سفید براق کی ہوگئی اور درخت خرما پر جا کر چہچہے کرنے لگین بعد اُسکے امیر خلیل اور امیر سلطان کو گنبد کے اندر داخل کیا گنبد مین ایسی تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا ایک روز و شب اُسی تاریکی مین چارون طرف حیران و سرگردان رہے لیکن دروازہ نہ ملا دوسرے روز ایک تختہ سرداب کا ہاتھ آگیا تختہ اُٹھایا تو دہنہ نقب معلوم ہوا یہ نقب مین داخل ہوئے جب نقب سے باہر نکلے اُسوقت حال شاہزادے معز الدین کا اور اپنا عجائبات عالیات مین داخل ہونا یاد آیا اور احوال طلسم بطور خواب فراموش ہوگیا وہان سے آگے چلے کہ بقعہ فیض حکیم صاحب کا معلوم ہوا امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا کہ اے بھائی کیا قدرت خدا ہے کہ شعر

سراسر ہیچ مہر و ماہ گردیدیم دنیا را	ندارد منزل آسایشی دیدیم دنیا را

یہ کہتے ہوئے چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ امیر سیف الدین کو دیکھا چلا آتا ہے

اب داستان فرحت بیان شاہزادہ معز الدین ابو تمیم بلند مکان عالیشان و واقعات افسانہ نادرات کا بیان ہوتا ہے

مورخان سحر بیان اور راویان خوش الحان اس داستان حیرت افزا و قصہ ہوشربا کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب صاحبقران عالیشان شاہزادہ گیتی ستان والا قدر معز الدین نامور بعد جانے اپنے ہمراہیون کے خود سیر و تماشا عجائبات کو روانہ ہوا چاہتا تھا کہ حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند تمنے خود درخواست سیر عجائبات کی ورنہ مین آپ تمہین واسطے سیر کے بھیجتا اسلیے کہ اب بمشاہدۂ لوح بیضا معلوم ہوا کہ عقد ملکہ شمسہ تاجدار بغیر فتح طلسم سبعہ سیارہ ممکن نہین اور فتح طلسم سبعہ سیارہ منحصر زحل و مرآۃ الغیب و ذریع صد مثقالی و نیچہ دلکش پر منحصر ہے اور یہ اشیا مذکورہ اس عجائبات مین
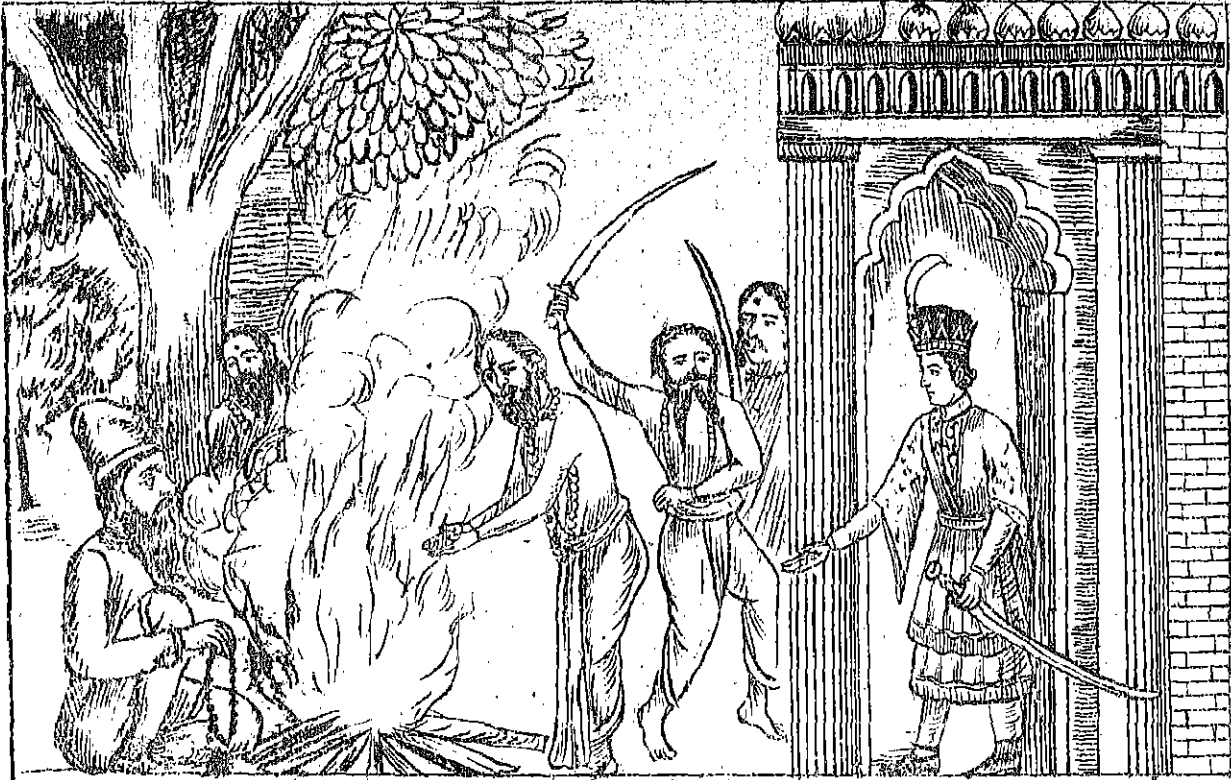
موجود ہین جہان تم سیر کو جاؤ گے اور ملکہ شمسہ تاجدار کے شوہر کو زنان پریزاد طلسمی سے بھی
نکاح کرنا ضرور ہی اور وہ ازواج اسی سیرگاہ مین ہین اور یہین نکاح بھی ہوگا ہرچند کہ قیافہ تمھارا
دلالت کرتا ہی کہ تم خوش اقبال و صاحب طالع ہو بلکہ جو صفتین سیار طلسم کو لازم ہین وہ سب تم مین موجود
ہین لیکن اس طلسم مین قسمت آزمائی بھی ضرور ہی انشاء اللہ جب طلسم سے کامیاب ہوکے آؤ گے
تم صاحبقران اکبر خطاب دینگے اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار مشہور ہوگے یہ طلسم رفیع البنیان
ایک عجائب کدہ ہی جسکا عدیل و نظیر دنیا مین نہین ہی اور مصر العجائب کے بعد پردۂ دنیا پر بنا
نہین ہوا اور نہ ہوگا اور طلسم مصر العجائب وہ طلسم ہی جسکا سیر و تماشا جد ہفتم ملکہ شمسہ تاجدار
صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش نے دیکھا اور یہ طلسم سراپا اسرار اجرام و اجسام دو حکیمون کی
مدد سے حکیم ارسطوے الٰہی نے ترتیب دیا ہی اور ایک نام اسکا امہات بھی رکھا ہی اگرچہ نیرنگی و
غرائب مین مرتبہ مصر العجائب کا برتر ہی کسواسطے کہ وہ طلسم بنا کیا ہوا دریاے اول حکیم آغازیمون
مصری کا ہی لیکن اس طلسم کی وسعت و کیفیت کو نہین پہونچتا جب تمام مرحلات طلسمی تمھاری نظر سے
گذرینگے اسوقت نیرنگی زمانہ و بوقلمونی روزگار سے بخوبی واقف ہوگے اور ہر ایک سے بطریق
افسانہ حال اس طلسم کا بیان کروگے یعنی کرۂ خاک سے تا فلک الافلاک علامت بجنا صراور گردش و

رجعت کواکب و معاملات عالم اسباب سب طلسم مین ظاہر ہونگے بعض کواکب اپنے رنگ معینہ سے ظاہر ہین اور بعض فقط بدلائل مفہوم ہوتے ہین اور بعض اسماے بروج دوازدہ گانہ سے متصل ہین لیکن سیار طلسم کو فہم و ادراک ضرور چاہیے بلکہ اسی طلسم مین سیر ہفت اقلیم بھی ہوگی حاصل کلام یہ طلسم نمونہ دارین ہی کیونکہ علم عجیبہ حکیمون نے اس طلسم مین ظاہر کیا ہی اور جو مشکل اثناے سیر مین پیش ہوگی مختصر اسی طلسم مین حل ہوگی اور جو کہ مددگار سیار طلسم کا ہوگا وہ بیرون طلسم اثناے طالزمون مین داخل ہوگا اور ای فرزند اثناے سیر مین ایک شاہزادہ جلیل القدر قبال نشان سے تم سے ملاقات ہوگی اور ہر امر مین وہ تمھارا شریک ہوگا تم بموجب راے اسکی عمل کرنا اور زیادہ ازین ایک اور امر ہی اُسے بھی سن لو کہ بعد پہونچنے طلسم کے ایک ذات مین بصورت ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھین ملے گی اور تم اُسپر عاشق ہوگے یہانتک کہ اُسی کی تلاش مین تمام مرحلہ طلسمی نظر سے گذرینگے بسم اللہ اب جاؤ اور طلسم کی سیر کرو شاہزادہ بعد دریافت ان حالات کے داخل طلسم ہوا القصہ جب شاہزادہ معز الدین نے دروازۂ طلسم مین قدم رکھا بعد چند قدم کے ایک میدان لق و دق مین پہونچا دیکھا ایک شخص مسن بہ لباس فاخرہ جام جواہر نگار ہاتھ مین لیے کسی کے انتظار مین بیٹھا ہی جب شاہزادہ قریب گیا اُسنے سلام کیا اور وہ جام شراب شاہزادہ کی نذر کیا شاہزادہ نے کہا مجھے معاف رکھو پیرمرد نے کہا واہ سبحان اللہ اس نعمت نشاط افزا سے انکار حضور ہی کا کام ہی شاید یہ اشعار غالب دہلوی کے ملاحظہ مین نہین آئے اشعار

عیدست و نشاط و طرب و زمزمہ عامست	می نوش گنہ نیست اگر بادہ حرامست
از روزہ اگر کوفتہ بادہ دو اگیر	این مسئلہ حل گشتہ ز ساقی کہ امامست
می نوش میندیش مکن شرم کہ در شہر	میخوار بود حاکم و واعظ ز عوامست
عیدست صلاے خور و نوش ست جہان را	آن روزہ نباشد کہ درین روز حرامست

اور یہ شراب وہ شراب حرام نہین جس سے حضور کو اسقدر انکار ہی شاہزادہ چپ ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اور وہ جرعہ نوش فرمایا بعد ایک لحظہ کے عجیب قوت تازہ و فرحت بے اندازہ دل و دماغ مین پائی گئی پیرمرد غائب ہوگیا شاہزادہ آگے بڑھا ایک باغ نظر آیا شاہزادہ باغ کے اندر گیا دیکھا کہ ایک نمونہ باغ ارم ہی عمارات نہایت صاف خوش قطع دلکشا زمین عنبرآگین اور باد نشاط انگیز شمیم زلف حوران بہشت کے دل و دماغ کو معطر کیے دیتی ہی شاہزادہ ہر چمن و

خیابان کی سیر کرتا ہوا ایک طرف کو روانہ ہوا رباعی

ناگہان دیدم تو شگفتہ گلی	کز شرم رخش گل آب شدہ
ریخت ہر قطرہ کہ از عرق رخش	رشک صد شیشۂ گلاب شدہ

ایک نازنین مہ جبین کہ شعلۂ حسن اُسکا مثل شعاع آفتاب کے روشن تھا بقول میر حسن

برس پندرہ ایک کا سن و سال　　نہایت حسین اور صاحب جمال

گوشۂ باغ سے شاہزادہ کے پاس آئی اور نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا حضور کو ملکہ نے سلام کہا ہی اور فرمایا ہی کہ ایک ساعت کے واسطے اگر حضور کو فرصت ہو تو اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس مخلص سراپا اشتیاق کی عزت افزائی فرمائیے بعید از عنایت شاہانہ نہوگا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ جس نازنین کی کنیز یہ آفت جان و بلاے ناگہان ہو وہ خود کس غضب کی ہوگی آخر شاہزادہ اُس خادمہ کے ہمراہ ہوا اور وہ ایک مکان عالیشان مین شاہزادہ کو لیگئی جہان صدہا معشوقان مہوش اور نازنینان حور وش پری تمثال صاحب حسن و جمال اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم تھین اور اُنکے حسن و جمال کے پرتو سے تمام باغ روشن و منور ہو رہا تھا از انجملہ ایک نازنین مہ جبین خورشید طلعت زہرہ خصلت تخت مرواریدپر رونق افروز تھی شاہزادہ کی نظر جو اُس نور مجسم پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور یہ غزل پڑھی غزل

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری	ہر چند وصفت میکنم لیکن از آن بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری
تا نقش را بستہ فلک کس را ندادہ این نمک	چہ صورت ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری
برتر نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر	شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری
تو از پری چابکتری و ز برگ گل نازکتری	و ز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

اور کہا کہ بیشک لائق افسری ایسی ہی پری پیکرون کے ایسی ہی پری چاہیے اور شاہزادہ کی فریفتگی کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار تھی سر مو فرق نہ تھا جب ملکہ نے اُس سرو سیمین تن دہ خوبی کو متحیر دیکھا بہ محبت و لطف کہا اے شہریار تاجدار تم کس حیرت سے ہمین دیکھ رہے ہو یہان آؤ شاہزادہ پہلو مین اُس ماہ پیکر کے بیٹھ گیا خواصون نے کشتیان بادۂ ارغوانی کی حاضر کین اور ناچ رنگ شروع ہوا ملکہ نے اول ایک گلاس شراب ارغوانی کا اپنے دست نگارین سے بھر کر شہزادہ کو دیا اور یہ شعر پڑھا شعر

بنوش بادہ کہ ایام وصل جانان ست ‖ درین سرور عجب حظ روح انسان ست

شاہزادہ نے بھی کہ کیفیت طلسمی سے سرشار و خود رفتہ ہو رہا تھا گلاس ملکہ کے ہاتھ سے لے لیا اور کہا شعر

گر یار پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ‖ زاہد نہیں مین شیخ نہیں کچھ ولی نہین

اور بے تکلف نوش کیا اور ایک جام خود ملکہ کے پیشکش کیا الغرض جب دو چار دور آپس مین بہم پہنچے تو پھر کچھ اور ہی طور ہو گیا شاہزادہ نے کہا اے جان جہان نام تمھارا کیا ہی اور اس مقام و باغ کی کیفیت سے مطلع کرو ملکہ نے کہا اس کنیز کو نوبہار گلشن افروز کہتے ہین اور ہم باشندے اقلیم چہارم کے ہین اور ہمارے ملک کو ارض الذہب مشہور کرتے ہین دار الخلافت مرصع نگار ہی شاہزادہ نے کہا یہ آپ کا تفریحگاہ ہی ملکہ بولی ہان ابھی دو ساعت ہوئے یہان آئی ہون ہر چند کہ طرز کلام ملکہ نوبہار سے بھی محبت مفہوم ہوتی تھی الا شاہزادہ نہایت دل دادہ ہو گیا کہ اپنے جان و مال کا ہوش نہ رہا ملکہ نے خودداری کو کام فرمایا نہایت استقلال مزاج سے بیٹھی رہی اور شاہزادہ کو افراط محبت سے ایسا رعب حسن غالب ہوا کہ حرف مطلب زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوئی جو بات شاہزادہ کرتا تھا ملکہ نہایت تمکین و وقار و عجب ناز و انداز سے جواب دیتی تھی جب شام ہوئی ہر طرف باغ مین ایسا چراغان کیا کہ رات کا دن کر دیا آخر کار نصف شب صحبت ناچ رنگ اور شراب و کباب مین گذری بعد ازان خاصہ نوش فرمایا ملکہ نے کہا اے شہریار اب آپ آرام فرمائین اور خواصین حاضر ہین ہر طرح کی خدمت بجا لائینگی مین بخوشی دل کہتی ہون کہ جو خدمت اپنے منظور ہو بے تکلف لیجیے شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ تمنے جو حق مہمانی و مسافر نوازی تھا ادا کیا لیکن مین مجبور ہون کہ مجھے بغیر تمھارے دیدار فرحت بخش کے اور کوئی ہوس نہین وگر نہ شعر

پریزادون کو ہم تسخیر کر لیتے ہین باتون مین ‖ ملا ہی نقش جب ہمکو بڑے استاد کامل سے

ملکہ نوبہار نے کہا خیر ہمکو مہمان کی خاطر و مدارات سے غرض تھی آگے مہمان کو اپنے فعل کا اختیار ہی بعد اس گفتگو کے ملکہ رخصت ہو گئی شاہزادہ نے خوابگاہ مین آرام فرمایا دوسرے روز کہ یکشنبہ تھا اور یہ دن آفتاب سے تعلق رکھتا ہی لہذا ملکہ نے تمام لباس و زیور طلائی زیب جسم کر کے تخت زرنگار پر جلوس فرمایا شاہزادہ بھی ہم پہلو ملکہ کا ہو گیا آخر الامر ایک ہفتہ تک ملکہ اور شاہزادہ سے صحبت رہی آٹھوین روز صبح کو شاہزادہ بیدار ہوا اُن پریزادون سے ایک کو نہ دیکھا سب غائب ہو گئے تھے وہ باغ جو کہ رشک ارم تھا شہر خموشان ہو گیا شاہزادہ اس حیرت سے ہر طرف باغ

باہر گیا لیکن کہین سراغ نہ لگا آخر سامنے باغ کے کچھ درخت گنجان پر فضا تھے شاہزادہ قریب اُن درختون کے
گیا وہان ایک نہر نظر آئی کہ جسکا طول معلوم نہین کہ کہان تک ہوگا اور کنارے نہر کے صدہا مکانات خوش قطع
نہایت عمدہ بنے تھے لیکن دروازے سب کے بند تھے اور ہر مکان کے آگے ایک ایک درخت سایہ دار تھا
اور اُسی پر جانور عجائب و غرائب خوش رنگ چہچہے کر رہے تھے لیکن ہر جانور کا رنگ علیحدہ علیحدہ یعنے کوئی زرد
کوئی سُرخ کوئی سبز کوئی کبود تھا لیکن ایک درخت پر کئی جانور جمع تھے اور ایک جانور سب سے بلند تر بیٹھا تھا
گویا وہ سب جانورون کا سردار تھا اور جانور سردار کا رنگ نہایت صاف و براق تھا شاہزادہ کو جانورون
کے دیکھنے سے زیادہ حیرت ہوئی پھر شاہزادہ نے چاہا کہ دروازہ کھولے ہرچند کوشش کی مگر کوئی دروازہ
نہ کھلا آخر مجبور ہو کے ایک دروازے کے سایہ مین آرام کیا اور جانور اُس درخت کے کہ رنگ اُنکا خاکی
تھا گرد و پیش شاہزادہ کے آکر جمع ہو گئے مگر وہ جانور ایسے خوش تھے کہ جیسے کوئی مہمان کے آنے سے
خوش ہوتا ہے چنانچہ اُن جانورون نے میوہ طرح طرح کا لا کر شاہزادہ کے آگے رکھا شاہزادہ اس بات
سے زیادہ حیرت زدہ تھا کہ یہ جانور آدمی سے مطلق وحشت نہین کرتے بلکہ دعوت کرتے ہین لیکن باوجود ان
امور کے ملکہ نوبہار کسی وقت نہ بھولتی تھی بعد اسکے شاہزادہ دوسرے درخت کے سایہ مین گیا جانور
درخت اول کے شور و غل مچاتے شاہزادہ کے پاس گئے اور چونچ سے دامن شاہزادہ کا پکڑ کے
کھینچ لائے شاہزادہ درخت اول کے سایہ مین بیٹھ گیا وہ جانور بھی خاموش ہو رہے قصہ کوتاہ چار مرتبہ
شاہزادہ دوسرے درخت کے سایہ مین گیا لیکن وہ جانور پکڑ پکڑ لائے اور ہرگز دوسرے درخت کیطرف
جانے نہ دیا جب عصر کا وقت آیا نہر نے جوش کھایا اور ایک موج بلند ہوئی تمام جانورون نے نہر مین غوطہ مارا
بعد اسکے ایک ستارہ روشن آسمان سے نازل ہو کر نہر مین غرق ہو گیا پس فوراً شاہزادہ کی آنکھین بند ہو گئین
اور ایک حالت مستی طاری ہوئی بعد اسکے صدائے نغمہ و ساز چارون طرف سے کان مین آنے لگی شاہزادہ
نے جو غور کیا تو جانور ایک بھی درخت پر نہ تھا اور ہر دروازہ مکان پر ایک نازنین کو تخت پہ بیٹھا دیکھا اور
گرد و پیش اُسکے اور نازنینین موجود تھین اکثر اُنمین سے اپنے دروازے پہ روشنی کر رہی تھین اور جس درخت
کے سایہ مین شاہزادہ بیٹھا تھا اُس مکان کی نازنین تخت نشین شاہزادہ کو نہایت اعزاز و اکرام سے
اپنے مکان مین لیگئی اور اپنے پہلو مین تخت پر بٹھایا بعد ازان ارباب نشاط کو حکم دیا کہ آج کوئی درجہ نغمہ سرائی مین
باقی نہ رکھنا اسواسطے کہ بعد مدت کے ایک مہمان کے نور جمال سے یہ وحشت تاریک روشن و منور ہوا ہے
پھر اُسکی تواضع و تکریم جہانتک ہو سکی بدل کرنا چاہیے شاہزادہ ایسا متحیر تھا کہ سوا دیکھنے عجائبات کے کچھ بات
نہ کرتا تھا اس اثنا مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کا خیال آیا بے اختیار مثل ابر نوبہار اشک آنکھون سے

جاری ہو گئے صاحب خانہ نے پوچھا کہ حضور کو کیا ملال گذرا شاہزادہ نے جواب نہ دیا بعد نصف شب کے
خاصہ نوش فرمایا بعد ازان وہ نازنین شاہزادہ کو بالاخانہ پر لیگئی اور عرض کی حضور پلنگ پر آرام فرمائین
مین حاضر ہوتی ہون شاہزادہ پلنگ پر لیٹا بعد ایک لحظہ کے وہ نازنین آئی اور پلنگ کے نیچے بیٹھ گئی
شاہزادہ کو کچھ خیال نہوا جب اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ ملتفت نہین ہوتا بولی کہ ای نا انصاف مین نے تمھاری
خاطر و مدارات مین کوئی درجہ باقی نہین رکھا اور تم ایسے مغرور و سنگدل ہو کہ جواب تک نہین دیتے اسکا
کیا سبب ہی شاہزادہ نے فرمایا اول تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہ مکان حیرت نشان کسکا ہی اور اصل حقیقت
اپنی بیان کرو کہ نام تمھارا کیا ہی اور خود مختار ہو یا کسی کی تابع ہو اور حاکم یہان کا کون ہی اور یہ جانور کسکے ہین
اور وہ ستارہ جو کہ آسمان سے نہر مین غرق ہوا کیا شی ہی اور بانی اس اسرار کا کون ہی ملکہ نے کہا ای جوان
بلند مکان مجھکو گلعذار کہتے ہین اور یہ مکان مشکوے حیرت ہی اور ہم چہ دہ نازنینین اپنے حاکم کے حسب الحکم
مشکوے حیرت کے ہر مکان مین مکین ہین اور ہم محض مہمان کی خاطر و مدارات کیواسطے معین ہین لیکن سوا
تمھارے اور کوئی مہمان آج تک وارد نہین ہوا اول جو آپ میرے سایہ درخت مین آئے گویا میرے مہمان
ہوئے اور جو مین آپکو دوسری جگہہ جانے دیتی تو اپنے مالک کی قصوروار ہوتی اور بنا عمارت و حال
ستارہ سے مین آگاہ نہین ہون شاہزادہ نے فرمایا اور کوئی نازنین اس راز سے آگاہ ہی گلعذار نے
کہا نادرہ رازدار میری بہن کہ چودھوین گھر کی مالک ہی وہ آگاہ ہی اور اُسکے آگاہ ہونے کی یہ وجہ ہی کہ
مرغ اسرار کہ لقب اُسکا نسر سپہر بھی ہی چالیسوین دن نادرہ کے مکان مین نازل ہوتا ہی اور نادرہ
اُس سے حال طلسم دریافت کرتی ہی شاہزادہ نے کہا مرغ اسرار کیا ہی گلعذار نے کہا مین نہین جانتی
اتنا معلوم ہی کہ ہم بسبب مرغ اسرار کے روز جانور ہو سکتے ہین اور پھر بہ شکل انسانی ہو جاتے ہین شاہزادہ
نے فرمایا اب میرا حال سُنو کہ مین پہلے ایک باغ رشک ارم مین آیا وہان ایک مہجبین نازنین پر عاشق
ہوا وہ ایک ہفتہ نہایت اخلاق سے پیش آئی آٹھوین روز نہین معلوم کہ وہ بے مروت کہان غائب ہو گئی
خدا جانے کہ اُسکا قاعدہ و رسم یہی تھا یا مجھسے ناراض ہو گئی گلعذار نے پوچھا نام اُسکا کیا تھا شاہزادہ
نے کہا ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ملک کا ارض الذہب اور دار السلطنت کا مرصع نگار نام ہی
اور اقلیم چہارم کی باشندہ ہی گلعذار نے کہا ہم واقف نہین ہین شاہزادہ نے کہا ہم ملکہ نادرہ رازدار
سے پوچھینگے گلعذار نے کہا اگر وہ بھی واقف نہو تو مرغ اسرار سے یہ عقدہ حل ہوگا شاہزادہ نے
کہا کہ وہان کیونکر جاؤن گلعذار نے کہا اسی طرح ہر مکان مین ہر روز مہمان رہیے جب چودھوین
مکان مین پہونچیگا تو وہان نادرہ سے اور مرغ اسرار سے سب حال دریافت ہو جائیگا لیکن یہ

وعدہ کیجیے کہ پھر بھی بعد ملاقات اپنی معشوقہ کے اس کنیز کو سرفراز فرمایئے گا شاہزادہ نے فرمایا ضرور آؤنگا بعد ازان شاہزادہ نے پوچھا کہ نہر کا پانی کہان سے آتا ہی اور چودھوین مکان کے بعد کیا ہی گلعذار نے کہا ایک دیوار بہت بلند ہی اور پانی نہر مین دیوار کے پیچھے سے آتا ہی دیوار اسطرف نہر کا حال معلوم نہین اسوجہ سے کہ ہمنے سنا ہی جو کوئی دیوار کے اسطرف جائیگا بال و پر اسکے جل جاینگے اس خوف سے کسی کو جرأت نہین ہوتی دوسرے جس کام پر کہ ہم مامور ہین اُس سے کب فرصت ہوتی ہی جو اور کو دیکھین شاہزادہ نے پوچھا مان باپ تمھارے زندہ ہین گلعذار نے کہا کیا معلوم کسواسطے کہ ہم جب سے ہوش مین آئے اپنی یہی حالت دیکھی نہ مان دیکھی نہ باپ شاہزادہ نے آرام کیا جب صبح ہوئی بیدار ہوئے تو اپنے کو خانۂ دوم منزل آبی مین دیکھا اول مکان غائب تھا مگر ہر امر و ہر مقام مثل مکان اول کے تھا لیکن وضع و قطع مکان دوم عمارت اول سے خلاف تھی اور رنگ جانورون کا آبی تھا قصہ مختصر یہان بھی مثل خانۂ اول کے مہمانداری وغیرہ کی گئی اور وہی حال نہر و ستارہ کا دیکھا لیکن یہان فرش وغیرہ سبز زر لبفتی تھا اور ایک نازنین مہ جبین تخت پر بیٹھی تھی اُس نے بہ تعظیم و تکریم شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا اور پوچھا کہ ای شہسوار پرشب مشکو سے حیرت مین کسطرح گذری شاہزادہ نے کہا کیا پوچھتی ہو مصرعہ ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ۞ اُس نازنین نے کہ جسکا گلرخسار نام تھا کہا ای تاجدار کشور حسن تم کسی نازنین مہ جبین پر عاشق معلوم ہوتے ہو مگر یہ کہو کہ کتنے مشکو سے حیرت مین اپنی معشوقہ کو دیکھا ہی کہ جو اسکی تلاش مین یہان آنا ہوا یا نہ شاہزادہ نے اپنا حال بیان کیا گلرخسار بولی مین تمھاری معشوقہ کا نام جانتی تو نشان دیتی لیکن فرخ اسرار سے سب عقدہ حل ہو جائیگا شاہزادہ نے کہا خدا جانے فرخ اسرار کیا شئے ہی کہ منزل اول مین بھی نام سنا اور معلوم نہوا کہ اصل اسکی کیا ہی گلرخسار بولی یہ وہی ستارہ ہی جسکو ہر روز دیکھتے ہو شاہزادہ نے کہا این گل دیگر شگفت جب کہ دیکھنے کی تاب نہین ہی پھر مطلب کیونکر حل ہوگا گلرخسار نے کہا نادرہ راز دار کے مکان پر جب جاؤگے اُس سے سب حال دریافت ہو جائیگا کہ چالیس دن مین ایک مرتبہ وہان آتا ہی اور ہم سب نازنینین بھی وہان جمع ہوتی ہین اور کلمات پند و نصائح زبان سے فرخ اسرار کی سنتی ہین اُس وقت تم بھی اپنا مطلب فرخ اسرار سے بیان کرنا وہ حسب دلخواہ جواب دیگا شاہزادہ نے کہا اگر تم مجھے نادرہ کے مکان مین پہونچا دیتین تو مین نہایت احسانمند ہوتا گلرخسار بولی یہ میرے امکان مین نہین ہی ورنہ مین بسر و چشم فرمانا آپ کا بجا لاتی آپ بدون ہر جگہ مہمان رہے ہرگز نہین جا سکتے پھر شاہزادہ کو حسب معمول کوٹھے پر لیگئی کھانا کھلایا شاہزادہ نے بعد کھانا کھانے کے آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا اُس مکان اور مکین کا نشان نہ ملا دیکھا کہ ایک

مکان و باغ دلکشا و فرحت افزا مین بیٹھا ہون لیکن کسی ذی روح کا نشان نہین ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک برج مین گیا دیکھا کہ ایک دریا زیر دیوار باغ زور شور سے بہ رہا ہی جب دوسرے برج آیا وہان نہ وہ باغ تھا
نہ دریا تیسرا درخت اور مکان موجود ہی یہ قصر ہوائی منزل سوم ہی شاہزادہ سایہ درخت سوم مین گیا دیکھا
جانور سبز جمع ہین اُنھون نے بھی موافق قاعدہ کے میوہ سے تواضع کی شاہزادہ نے بعد کھانے کے آرام کیا
جب عصر کے وقت بیدار ہوا اُسیطرح آب نہر موجزن ہوا اور وہ ستارہ پانی مین غرق ہوا شاہزادہ کی
آنکھ بند ہوگئی اور ایک حالت مستی پیدا ہوئی نغمہ و سرود کی آواز سے آنکھ کھلی دیکھا ہجوم نازنینان
ماہ رویان ہی اور ایک پری پیکر رشک بدر غیرت ہلال ملکہ نسیم عنبر ماہ پیکر نام نے نہایت اعزاز
سے شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا بعد ازان ناچ گانا شروع ہوا شاہزادہ نے حسب معمول اپنا حال
ملکہ نسیم عنبر ماہ پیکر سے کہا اس ملکہ نے بخلاف اُن لوگون کے یہ کہا کہ مرغ اسرار اکثر عنقا سے بزرگ
کی خدمت مین حاضر رہتا ہی اور حسب الحکم اُسکے ہر روز یہان آتا ہی شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا حال پوچھا وہ بولی مین واقف نہین پھر اُسیطرح کوٹھے پر گیا کھانا کھایا آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوئے
ایک کو نہ پایا ناچار باہر آئے دیکھا ایک گھوڑا عربی بازین و لگام جواہر نگار موجود ہی شاہزادہ اُس گھوڑے
پر سوار ہوا گھوڑا ہوا سے آسمان ہو گیا جو جو وہ گھوڑا بلند ہوتا تھا زمین بھی ساتھ گھوڑے کے بلند ہوتی جاتی
تھی اور ہزارہا باغ و مکانات عمدہ و تحفہ کہ کبھی روے زمین پر نظر سے نہ گذرے تھے معلوم ہوتے تھے
اور ہر ایک اُن مکانون کے کھلے تھے اُسمین سے نازنینین شاہزادہ کو بلاتی تھین اس عرصہ مین وہ گھوڑا
اوج آسمان سے زمین پر آیا جب شاہزادہ پشت زین سے اُترا دیکھا کہ درخت چہارم و مکان چہارم
کے پاس موجود ہون اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی یہ منزل آتشی ہی جانور یہان کے آتشی رنگ تھے
مکانات بھی اسیطرح کے قیاس کرنے چاہئین شاہزادہ دل مین کہتا تھا کہ ہر روز کے قصہ کو کس سے
دریافت کرون غرض سایہ درخت چہارم مین آرام کیا جب بوقت عصر آنکھ کھلی وہی سامان گذشتہ دیکھا
ملکہ آتشین رخسار سے ملاقات کی ملکہ سے حال اپنا کہا ملکہ نے کہا اتنا مین جانتی ہون کہ عنقا سے بزرگ
مدینۃ الحکمت مین رہتا ہی غرض شاہزادہ نے بعد کھانا کھانے کے آرام فرمایا بعد نصف شب کے جو
شاہزادہ کی آنکھ کھلی کیا دیکھا کہ ایک سڑک صاف و مصفا ہی اور دونون طرف اُس سڑک کے چبوترے
بنے ہین اور اُنپر پری رویان ماہ پارہ ناچ گا رہی ہین لیکن سب سُرخ پوش ہین شاہزادہ اُٹھا اور سیر
کرتا ہوا باہر گیا اس صفہ سے اُس صفہ تک نہ جا سکا تھک کے ایک جگہ آرام کیا صبح کو جب آنکھ کھلی اپنے کو
مکان پنجم مین درخت پنجم کے نیچے دیکھا یہ طلسم قمر تھا قصہ مختصر یہان کے جانور سبز رنگ تھے بعد غرق ہونے

ستارہ کے شاہزادہ نے قمر طلعت سے پوچھا قمر طلعت نے کہا کہ اس درخت کو جو آپ کے سامنے ہی
ملاحظہ فرمائیے شاہزادہ نے دیکھا ایک برگ مثل ستارہ کے چمکتا نظر آیا شاہزادہ نے کہا اس درخت
مین ایک برگ چمکتا نظر آتا ہی ملکہ بولی کہ یہ دلیل آپکے حصول مطلب کی ہی کسواسطے کہ جب ہمکو کوئی کام
اہم پیش آتا ہی تو ہم تفاول کرتے ہین اگر یہ علامت برگ کی معلوم ہوئی تو خوش ہوئے کہ اب مطلب ہو جائیگا
وگرنہ خیر شاہزادہ چپ ہو رہا پھر کوٹھے پر گیا کھانا کھایا آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا تو اپنے کو ایک
مکان عالیشان مین دیکھا کہ سب در و دیوار اُسکے مینا کار ہین شاہزادہ سیر کرتا کوٹھے پر گیا وہان دیکھا
کہ ایک دھوبی لادی سر پر رکھے چلا آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہی وہ بولا دھوبی ہون یہان کے
رہنے والون کے کپڑے دھونے والا ہون شاہزادہ نے کہا باشندہ یہان کا کون ہی اُسنے کہا ملکہ قمر طلعت
پھر پوچھا اب تو کہان جاتا ہی اُسنے کہا تم میرا حال کیون پوچھتے ہو اپنا مطلب کہو شاہزادہ نے کہا نادرہ رازدار
کے قصر کو جا سکینگے دھوبی نے کہا جب منزل ہشتم مین جائیے گا آپ معلوم ہو جائیگا اور جو راستہ پوچھتے ہو
تو اس زینہ پر جاؤ شاہزادہ زینہ پر گیا دیکھا ایک تره فروش چلا آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہی کہان
سے آتا ہی وہ بولا مین تره فروش قمر طلعت کا ہون شاہزادہ نے کہا نادرہ رازدار کے قصر کا پتا بتا تره فروش
نے ایک اور زینہ بتلا دیا شاہزادہ عشق مین مجنون تھا اُس زینہ پر چلا دیکھا ایک قاصد نامہ سر پر رکھے
آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا کہ قمر طلعت کا قاصد ہون مجھکو عطارد و فترتون کے پاس بھیجا ہی
شاہزادہ نے قاصد سے راہ پوچھی اُسنے بھی ایک زینہ بتا دیا آخر اسیطرح رفتہ رفتہ ایک حوض وسیع کے
کنارہ پہونچا وہان دیکھا گرد حوض ہزارون ماہ پیکر حورنژاد قمر صورت لُنگ باندھے بیٹھی ہین اور آپس مین
خوش فعلیان کر رہی ہین جسوقت شاہزادہ کو دیکھا ایک چیخ ماری اور حجرے مین چھپ گئین شاہزادہ
بھی حجرے مین چلا گیا وہان عورتون کا نشان نہ ملا اور وہی قصر و درخت سامنے موجود پایا شاہزادہ
دل مین کہتا تھا کہ مین عجب حیرت مین مبتلا ہو گیا نہ جسکا آغاز معلوم ہوتا ہی نہ انجام دیکھیے کیا ہوتا ہی القصہ
شاہزادہ چھٹے درخت کے سایہ مین آیا اور مثل سابق کے ستارہ وغیرہ دیکھا پھر شام کو ملکہ خرد آرا بانو
خاتون قصر ششم سے ملاقات کی خرد آرا بانو نے کہا ای شہریار نامدار حضور اپنے حال فرخ فال سے کنیز کو
مطلع فرمائین شاہزادہ نے فرمایا ای خرد آرا عجب اسرار مین گرفتار ہون جس قصر مین جاتا ہون وہان ایک
نئی کیفیت دکھلائی دیتی ہی اور ہر جگہ نیا تماشا نظر آتا ہی خدا جانے یہ کیا بھید ہی خرد آرا بولی یہان کی
مفصل خبر حضور کو برج اسرار سے معلوم ہوگی ہم نہین جانتے اب حضور ناچ ملاحظہ فرمائین شاہزادہ نے
بعد سیر و تماشے کے کھانا کھایا ملکہ خرد آرا نے شاہزادہ سے کہا وعدہ کیجیے کہ ایک بار پھر آئینگے شاہزادہ نے

وعدہ کیا اور آرام کیا اب جو صبح کو آنکھ کھلی تو ایک صحراے لق و دق مین اپنے کو دیکھا کہ کوسون تختہ نافرمان و
لالہ کے کھلے ہین اور سبزہ نہایت پر بہار ہی اور وسط مین اُس مرغزار کے ایک گنبد کبودی نظر آیا شاہزادہ
اندر گنبد کے جو گیا دیکھا گنبد اندر سے نہایت وسیع تھا اور تمام میدان گنبد کا روشنی کبودی سے منور تھا
اور چھت گنبد مین ایک ستارہ روشن نظر آیا کہ تمام گنبد اُسی کی روشنی مین منور تھا جب شاہزادہ زینہ سے
بالاے گنبد گیا تو اپنے کو ایک تہ خانہ مین دیکھا اور وہان ایسی تاریکی تھی کہ نظر نہ کام کرتی تھی شاہزادہ ایک سمت
روانہ ہوا الغرض بہزار مشکل ایک دروازہ معلوم ہوا جب دروازہ سے باہر آیا دیکھا اُسی صحن گنبد مین تھا
قصہ کوتاہ چند بار شاہزادہ زینہ ہاے مختلف کی راہ سے گنبد پر گیا اور پھر اُسی تہ خانہ تاریک مین جا پہونچا
قضارا اثناے تلاش مین ایک دروازہ تہ خانہ کا دیکھا شاہزادہ نے کہا خیر ذرا اسکو بھی دیکھ لین ابھی دروازہ
مین تہ خانہ کے قدم رکھا تھا کہ وہان روشنی معلوم ہوئی اور اپنے کو اوپر گنبد کے دیکھا کہا سبحان اللہ کیا تماشے
کی بات ہی کہ جب اوپر جاتے ہین تحت الثری کو جاتے ہین اور جب نیچے کا قصد کرین تو فلک پر پہونچتے ہین الغرض
درجۂ سوم مین گنبد کے گئے وہان دیکھا کہ ایک بزرگ بہ لباس کبودی تخت زبرجد پر بیٹھا ہوا ہی اور دوات و
قلم آگے رکھے لکھنے پڑھنے مین مصروف ہی اور دو آدمی عجیب الخلقت داہنے بائین کھڑے ہین شاہزادہ نے
جو بغور دیکھا تو نصف جسم عرض مین عورت کا اور نصف مرد کا تھا اور دوسرے مرد کے سر پر خوشۂ گندم تھے
شاہزادہ کو نہایت تعجب وحیرت ہوئی شاہزادہ نے اُس بزرگ کو سلام کیا اُس پیرمرد نے جواب سلام دیا
اور پوچھا تم کون ہو شاہزادہ نے اپنا حال بیان کیا پیرمرد نے کہا یہان آنے سے تمھارا کیا مطلب ہی شاہزادہ
نے کہا مین اپنی معشوقہ کا نشان تجھ سے پوچھتا ہون پیرمرد نے کہا جس وقت نادرہ کے مکان مین پہونچو گے
معلوم ہو جائیگا اور تمام مشکلین بھی مرغ اسرار سے حل ہو جائینگی شاہزادہ نے پوچھا کہ حضرت اس گنبد
مین کس کام پر مقرر ہین پیرمرد بولا مین مالک گنبد ہون اور تمام کارخانے یہان کے میری ذات پر منحصر ہین
شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ دونون مرد عجیب الخلقت کیسے ہین پیرمرد نے کہا یہ میرے نوکر ہین شاہزادہ
نے فرمایا کہ یہ کلمہ سمجھ مین نہ آیا پیرمرد نے کہا کہ انکی خلقت کی شرح وقت طلب ہی جب وہ وقت آئیگا خود بخود
آگاہ ہو جاؤگے شاہزادہ نے فرمایا تھوڑا آب سرد درکار ہی کہ مین اسوقت نہایت تشنہ لب ہون پیرمرد
نے دستک دی اور کہا اے قطرت اس مسافر پر حیرت کو پانی ٹھنڈا پلا دے یہ کہتے ہی ایک نازنین مہ جبین جام
آب کبودی دست نگارین مین لیے حاضر ہوئی اور شاہزادہ کو دیا شاہزادہ نے جو اُس آفت جان کے
قیافہ کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا عقل مجسم ہی الغرض آب سرد نوش فرمایا اور پیرمرد سے کہا براے خدا اپنے مرکبون
کے بھی راز سے آگاہ فرمائیے پیرمرد نے کہا اے شہریار ہم سات بھائی حقیقی ہین اور بارہ مرکب ہمارے

سواری مین ابتدا سے چلے آتے ہین اگرچہ ہم مین سے پانچ بھائیون کے دو دو مرکب ہین اور دو بھائی ایک ایک
مرکب کے مالک ہین لیکن بالاتفاق دفعۃً تمام مرکبون پر سوار ہوتے ہین اور ہر ایک بھائی کے سوار ہونیکی
تفصیل یہ ہی کہ برادر بزرگ ہمارا تیس برس مین سواری سے تمام مرکبون کی فارغ ہوجاتا ہی اور اُس سے چھوٹا
بارہ برس مین اور اُس سے چھوٹا دو برس اور چھ ماہ مین اور اُس سے چھوٹا جسکی ذات سے امور سلطنت
متعلق ہین دو سال اور اُس سے چھوٹا ایک سال اور ایک ماہ مین اور کبھی اس سے کمتر اور جو مین اُس سے
چھوٹا ہون نو ماہ مین اور جو یہان ہم سب بھائیون سے زیادہ چھوٹا ہی وہ وزیر ہی وہ بسبب جلد ہی مزاج کے
ایک ماہ مین اپنی مدت کو تمام کرتا ہی پس یہ کیفیت مرکبون کی ہی شاہزادہ نے کہا کہ جبتک صاف صاف
ہر تفصیل نہ بیان کروگے ہماری سمجھ مین نہ آئیگا پیرمرد نے کہا تفصیل ہر فرع اسرار بیان کریگا شاہزادہ
نے کہا اتنی مہربانی فرمائیے کہ مجھے نادرہ رازدار کے قصر تک پہونچا دیجیے پیرمرد نے کہا یہ ہو سکتا ہی پھر
پیرمرد نے اُسی نازنین کو آواز دی جب وہ فطرت نام نازنین آئی پیرمرد نے کہا کہ اس مسافر جلد باز کو
مہمانخانۂ ہفتم کی راہ بتا دے فطرت نے اشارہ سے کہا بسم اللہ تشریف لیچلو شاہزادہ اُسکے ہمراہ ہو لیا
فطرت ایک حجرہ مین لائی وہان شاہزادہ نے ایک دریچہ دیکھا اور دریچہ مین ایک کشتی بھی موجود تھی فطرت
نے کہا یہان ٹھہرئیے تمھاری نذر کو ایک تحفہ لاتی ہون ایک ساعت نہ گذری تھی کہ فطرت نے ایک قاب مین
سات پھول سات رنگ کے سامنے شاہزادہ کے رکھدیے اُسمین ایک گل نیلوفر تھا شاہزادہ نے کہا یہ گل
کس کام مین آتے ہین فطرت بولی کہ گل نیلوفر تمکو عنایت ہوا ہی اور باقی گل نذر جناب عالی کیواسطے لیے جاتی ہون
شاہزادہ نے کہا تو تمسخر کرتی ہی فطرت نے کہا تمسخر کیا معنی شاہزادہ نے کہا کہ مجھکو حکم راہ بتانے کا ہوا ہی یا
پھول لانے کا اور کہتی ہی کہ گل نیلوفر تمکو عنایت ہوا ہی فطرت نے اول پھولون سے ایک پھول شاہزادہ کو
دیکر کہا سونگھو شاہزادہ نے جو گل نیلوفر سونگھا بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک گلستان جنت نشان ہی
اور وہان بجز اُن پھولون کے اور کوئی پھول نظر نہین آتا اور وسط مین اُس گلستان کے ایک نہر ہی اور ایکطرف
کنارہ نہر کے صد ہا زنان گل رخسار اور دوسری جانب طفلان قمر صورت خوشگوار عجیب و غریب حرکات عشقانہ
کررہے ہین اُن زن و مرد نے شاہزادہ کو کشتی مین سوار کرکے تمام گلستان کی سیر کرائی اور پھر وہین پہونچا دیا
جہان فطرت تھی الحاصل شاہزادہ نے ایک ایک گل ہر قسم کا سونگھا اور پھر اُسی گلستان مین آیا اور باغ کو
اسیطرح کے گلون سے بھرا ہوا پایا بعد ازان فطرت کے مکان مین پہونچ گیا جسوقت گل نیلوفر کو سونگھا ایسا غافل
ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش مین آیا اپنے تئین درخت ہفتم کے مقابل پایا اور وہ سب کیفیت
سالہا لسر سے غائب ہوگئی طلسم زہرہ درخت ہفتم کے جانور سفید رنگ اسقدر براق تھے کہ ہیرے کے مانند

سب پر وبال معلوم ہوتے تھے شاہزادہ تمام روز زیر درخت رہا عصر کے وقت اُس موج و ستارہ کو دیکھا
جو مرغ اسرار اور نسر طائر طلسم بھی مشہور تھا جب ساز کی آواز سے آنکھ کھلی اُسیطرح ہر جانب نازنینان
زہرہ جبین جوق جوق پھرتی نظر آئین اور ہر ایک کار و خدمت مین سرگرم تھین ناہید طلعت ملکہ قصر ہفتم نے
شاہزادہ فلک مقام کو تخت پر بٹھایا اور زیر درخت آپ مؤدب بیٹھی شاہزادہ نے حسب عادت
ملکہ نوبہار کا حال پوچھا ناہید نے کہا کہ یہ عقدہ نادرہ راز دار اور مرغ اسرار کے سوا کسی سے نحل نہوگا
شاہزادہ نے کہا مین جس قصر مین جاتا ہون صبح کو غائب ہو جاتا ہے اور دوسرے مکان مین خود بخود پہونچ جاتا ہون
ناہید طلعت نے کہا اب حضور ناچ دیکھین کل انشاء اللہ تعالے آپ خانہ اُمید مین تشریف فرما ہونگے
اور فدویہ کو اس سوال بعید از قیاس سے معاف فرمائیے شاہزادہ نے جو نغمہ و سرود یہان کا سُنا
کسی مکان مین نہ سُنا تھا الغرض بعد ختم ہونے محفل رقص کے خاصہ نوش فرمایا اور بالاخانہ پر آرام فرمایا
جب صبح کو بیدار ہوا ایک دشت وسیع الفضا و پُر از کیفیت دیکھا کہ جسکے بیان مین زبان قاصر ہے رباعی

چون چمن چون یاسمین یا مثل نسرین سر بسر	بود صحرا سے پر از گل ہر سپیدے تا نظر
رنگ ہر گل بود براق وسگے سیہ بونہ بود	ہر یک روشنی در چشم ناظری فزودا

شاہزادہ نے تمام روز اُس صحرا سے مینو سواد مین بسر کی اور شام کو ایک میدان وسیع مین پہونچا کہ زمین
جسکی نقرہ خالص کی ایسی چمکتی تھی کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور چودہ مورچے اس تفصیل سے واقع تھے کہ چار موضع دست راست اور دست چپ
چار موضع اور تین تین پس و پیش تھے شاہزادہ وسط میدان مین منزل گزین ہوا کہ یکایک ایک نسیم خوشگوار ایسی
آئی کہ شاہزادہ بے اختیار سو گیا چند ساعت کے بعد جو آنکھ کھلی تو ایک گنبد بلور کا ایک ڈال ڈھلا ہوا
نظر آیا جسمین چودہ دروازہ سیمین گرداگرد تھے اتنے مین ہر موضع سے ارباب نشاط زن و مرد آکر گرد گنبد کے
جمع ہوئے شاہزادہ نے ایک پیر مرد سے پوچھا اس مقام کا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے لوگ ہو وہ پیر مرد بولا
یہ مقام استاد المقامات مشہور ہے اور ہم لوگ فقط تعلیم تربیت کے لیے جمع ہوتے ہین کہ یکایک گنبد مثل
مہتاب کے روشن و منور ہو گیا کہ عکس اُسکا ایک فرسخ تک جاتا تھا اور دروازے گنبد کے کھل گئے اور ہر دروازہ سے گروہ کی گروہ نازنین
پری وش باہر نکلین اور ایک نازنین زہرہ جبین تخت جواہر نگار پر سوار میدان مین آئی اور گنبد کے سامنے
رونق افروز ہوئی مگر نازنین تخت نشین کی پیشانی ایسی چمکتی تھی کہ گویا الماس جڑا ہے باقی کل نازنینین گرد و پیش
تخت کے دست بستہ استادہ ہو گئین استاد علم موسیقی نے علے قدر مراتب سب کو درس راگ و رنگ کا دیا
جب تعلیم سے فارغ ہوئین خود اس لہجہ و خوش الحانی سے گایا اور سرود بجایا کہ تمام وحوش و طیور میدان مین
جمع ہو گئے بعد ازان رقص شروع ہوا ملکہ کے ہمراہ تمام خواصین رقص مین مصروف ہوئین اُسوقت ملکہ نے فرمایا

عالم تھا کہ در و دیوار چرند و پرند سب مست ہو گئے تھے آخر شاہزادہ بھی ایسا محو ہوا کہ دین و دنیا کی خبر نہ رہی
جب صبح کو بیدار ہوا تو درخت ہشتم و مکان سیمین دیکھا اور ہنگامہ شب کا مطلق نشان نہ تھا یہ طلسم آفتاب تھا یہی
درخت کے جانور زردی مائل تھے شاہزادہ نے وقت عصر وہی فوج مخروطی دیکھی اور وہی ستارہ روشن
نہر میں غرق ہوا اور اسیطرح ضیائے ستارہ سے آنکھ بند ہو گئی جب ہوش بجا ہوئے ہر طرف نازنینان مہ جبین
بلباس زعفرانی ہر کام میں مصروف نظر آئیں اور انکی مالک تاج جواہر نگار پہنے تھی اور تاج میں ایک یاقوت
زرد ایسا نصب تھا کہ جسکی شعاع سے معلوم ہوتا تھا کہ روز روشن ہو گیا اس نازنین تخت نشین نے شاہزادہ
کو پہلو میں تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے کہا اے خورشید جبین میں نے ہر ایک سے ان حیرت انگیز باتوں کو دریافت
کیا لیکن کسی نے جواب شافی نہ دیا خورشید جبین چپ ہو رہی اور شاہزادہ کو بالاخانہ پر لائی یہاں عجیب تکلف کا
مکان آراستہ سب سے علیحدہ پایا شاہزادہ کو خاصہ نوش فرمانے کو کہا شاہزادہ بولا مجھے معاف رکھو خورشید جبین
بولی میرا قصور ہو حضور اس خاصہ سے انکار فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا تم سب کی افسر ہو اور حال مشکوۃ حیرت
سے ماہر ہو پس میری معشوقہ کا حال مجھسے بیان کرو کہ میں اس سے کیونکر ملاقات کروں ملکہ نے کہا اے شہریار
تم یقین جانو کہ ستیارہ مشکوۃ حیرت اپنے مقاصد دلی کو ضرور پہونچیگا لیکن ہر امر کی ایک مدت ہوتی ہے اور
اُس کو میں بیان نہیں کرسکتی شاہزادہ نے فرمایا یہ تو سب کہہ سکتی ہیں اور سب نے کہا لیکن تم میں خصوصیت
کیا ہے یہ سنکے خورشید جبین ناچار ہوئی اور ایک خواص کے کان میں کچھ کہا خواص نے ایک کاغذ طلائی لاکے
ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا مشکل ہے کہ آپ قبل از وقت حال دریافت فرماتے ہیں اور خاطر شکنی مہمان کسی حال میں
جائز نہیں ہے مجبور ہوں ورنہ جواب صاف دیدیتی یہ کہا اور اس کاغذ طلائی پر سوار ہو کر چھت کو دیکھا چھت
شق ہوئی خورشید جبین اس درز میں غائب ہو گئی شاہزادہ یہ حال دیکھ کے متحیر ہوا اور دل میں کہا جو کرشمہ
جہان دیکھا عجیب دیکھا کہ عقل کام نہیں کرتی غرض ملکہ خورشید جبین بعد ایک ساعت کے اُسی شگاف سے
آئی اور شاہزادہ سے کہا کہ قسم ہے حضور کے مراتب کی جسقدر مجھے دریافت ہوا ہے عرض کروں گی لیکن آپ زیادہ
اصرار و تکرار نہ فرمائیں بعد ازان کہا آگاہ ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز حضور کی معشوقہ ہے اور شمسون بن
قیصر نوس جنی کی بیٹی ہے کہ وہ قلعہ چہارم کوہ قاف میں پانچ لاکھ دیو و جن کی جمعیت سے حکمرانی کرتا ہے اور
ملک اُسکا ارض الذہب اور دار الخلافت مرصع نگار ہے اور والدہ اُسکی او قیمہ ماہ رخسار بنت سلطان
بکتانوس جنی کی بیٹی ہے اور بکتانوس جنی قلعہ پنجم قاف میں بادشاہی کرتا ہے لیکن وہانتک پہونچنا کسی انسان
کا بدون اعانت غیبی کے محال و دشوار ہے شاہزادہ نے کہا کہ یہاں بجز تمہارے کون اعانت کریگا تمکو لازم ہے
کہ جہانتک تمسے ممکن ہو دریغ نہ کرو خورشید جبین نے کہا اے شاہزادہ جب وقت کشود مہمات آئیگا سب سامان

درست ہو جائیگا مدد غیبی بھی موجود ہو گی ۔ع

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست	سود ے نکند یاری ہر یار کہ ہست

آخر شاہزادہ نے بہ منت سماجت خورشید جبین کے خاصہ نوش فرمایا اور تخت یاقوت نگار پر آرام فرمایا ملکہ خورشید جبین نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہزادہ کامگار کنیز کا حق خدمت حضور کے ذمہ جو ہے وہ بروقت رفع تشویش اور ظفر پانے کے گذارش کرونگی آپ وعدہ فرمائیے کہ ایک بار اور اس کاشانۂ تاریک کو نور جمال بیمثال سے روشن و منور فرمائیے گا شاہزادہ نے فرمایا یہ وعدہ سب نے لیا ہے نہین معلوم کہ اسمین کیا بھید ہے لیکن انشاء اللہ مین ضرور آؤنگا خورشید جبین رخصت ہو کے اپنے مقام پر چلی گئی شاہزادہ وقت پر بیدار ہوا دیکھا کہ ایک قصر عالیشان مرصع نگار ہے اسمین چار سو حجرہ ہاے طلا کار ہین اور درمیان مکان کے ایک گنبد زرنگار ایسا مصیقل و مجلی ہے کہ نگاہ نہین ٹھہرتی شاہزادہ نے ایک در حجرہ کا وا کیا دیکھا کہ ایک شیر نر زنجیر طلائی مین بندھا ہے وہ شاہزادہ کو دیکھکے ایسا آواز مہیب سے غرایا کہ شاہزادہ نے خوف سے در بند کر دیا بعد اُسکے دوسرا در کھولا وہان بھی وہی شیر دیکھا وہ بھی بند کر دیا اس عرصہ مین در گنبد وا ہوا اُسمین سے ایک شیر سب سے زیادہ کلان باہر نکلا اور ایک سیہ گوش بھی ساتھ تھا اور طرفہ یہ امر تھا کہ شیر افشانی طلائی تھا اور ہودج زرین پشت شیر پر بندھا ہوا تھا شاہزادہ کو خوف طاری ہوا سیہ گوش بزبان فصیح بولا اے شاہزادہ والا قدر آپ کیون ڈرتے ہین کہ جتنے سکنائے مشکوئے شیر ہین سب آپکے مطیع ہین اور یہ شیر آفاق شاہ کا گھوڑا ہے آپکی سواری کو آیا ہے یہ آپ کو دربار ملکہ صبح دلکشا مین پہونچا دیگا شاہزادہ کو اس حیوان کے ہمکلام ہونے سے نہایت حیرت ہوئی اور پوچھا ملکہ صبح دلکشا کون ہے سیہ گوش نے کہا سرحد دار ممالک آفاق ہے اور شہر بیدار دلان ملکہ صبح دلکشا کا دار الخلافت ہے شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ شعر

از تماشاے عجائب اینجا	ہر زمان حیرت دیگر دارم	رازہا بسکہ گرہ شد بنفس	سر بسر رشتہ گوہر دارم
	طرفہ رازے کہ نمیگردد حل	تا کجا گام طلب بر دارم	

القصہ شاہزادہ قریب شیر آیا شیر بیٹھ گیا شاہزادہ سوار ہوا شیر مع سیہ گوش گنبد مین داخل ہوا جب گنبد سے باہر نکلے دور سے ایک شہر اس شان و شوکت کا نظر آیا کہ جسکے فصائل و بروج طلا سے اٹھکے تھے جسکی شعاع کئی فرسخ تک جاتی تھی صبح کو شاہزادہ داخل شہر ہوا دیکھا در شہر پناہ سے تا دیوان عام دونون طرف جوانان خوش جمال صف بہ صف تاج شاہی بر سر کھڑے تھے جیسے کسی کے انتظار مین کوئی ہوتا ہے بمجرد پہونچنے شاہزادہ کے سب نے آداب و مجرا کیا اور جلو مین ہمراہ ہوئے اور ایک شخص نے

بہ لباس ملوکانہ آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار نامدار یہ خادم ملک سقلاب کا حکمران تھا مگر چچا زاد بھائی
نے بھیر جبر کرکے نام میرا دفتر شاہی سے خارج کردیا ہے اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے لہذا فدوی اس آستان
ہدایت نشان پر حاضر ہوکر دادخواہ ہوا ہے کہ میں داد کو پہونچوں بندگان عالی سے امیدوار ہوں کہ حضور
اس غلام کی نسبت ملکہ صبح دلکشا سے زبان مبارک سے سفارش فرمائیں کہ بدستور سابق فرمان حکومت
دفتر سلطانی سے بنام فدوی جاری ہوجائے بعید از غلام نوازی و بندہ پروری نہوگا شاہزادہ سکوت
میں تھا کہ کیا جواب دیا جائے کہ سیہ گوش نے عرض کیا حضور فرمادیں کہ ہم سفارش ملکہ سے کردینگے شاہزادہ
نے سقلاب شاہ کو بھی جواب دیا وہ آداب بجالاکر داخل جلوس ہوگیا بعد ازاں ایک اور بادشاہ سے
عرض کیا کہ میں شاہ بجکلاہ ملک ارمن کا شاہ ہوں میرے وزیر نے بعد فوت جنت آرامگاہ کے ایک محل سے
تخفی رسم کرکے مجھے سوتے میں باندھکر ایک صندوق میں بند کیا اور دریا میں پھینکدیا لیکن پیمانہ عمر لبریز
نہ ہوا تھا میں کنارہ پر دریا کے زندہ و سلامت نکل آیا لہذا غلام بھی امیدوار پرورش ہے کہ حضور کے
تصدق سے میں اپنے حق کو پہونچوں شاہزادہ نے فرمایا اچھا ہم تمھاری بھی سفارش کرینگے شاہزادہ
ہر کوچہ و بازار کا سیر و تماشا کرتا چلا جاتا تھا کہ سب دوکانیں جواہر نگار ہیں کاریگر اور خلائق تونگر و آسودہ تھی
قصہ کوتاہ دولتخانہ شاہی پر پہونچا کہ ایک طفل بارہ برس کا حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار باپ میرا
کشور چین کا بادشاہ تھا اُسنے اپنی حیات میں مجھکو تاج شاہی دیدیا تھا اور خود ایک غار میں کسی پہاڑ کے
عبادت خدا میں مشغول ہوا میں نو مہینہ تک فرمانروا رہا کہ ایک مرد دیوانی نے تغلب کیا وہ میرے باپ کے
وقت کا ملازم قدیم تھا میں خاموش ہو رہا اُس نمکحرام نے جو سُنا کہ بادشاہ کو خبر ہوگئی اور بادشاہ نے دانستہ
سکوت کیا اُسنے شاہ ماچین سے نوشت و خواند شروع کی بادشاہ ماچین بالشکر جرار چڑھ آیا چونکہ خدمت
اخبار بھی اُسی کو تھی اُسنے مجھے خبر نہ کی اور چند سواران لشکر کا بھی غنیم سے ساز کردیا مجھے اُسوقت خبر ہوئی
کہ جب لشکر غنیم دارالسلطنت میں پہونچگیا فدوی دست پاچہ ہوا مگر ایک نقب کہ وہانہ اُسکا باہر شہر کے ایک
غار میں نکلا تھا اُسی راہ سے میں والدہ کو لیکر بھاگ آیا جب سے اسی غار میں بسر کرتا ہوں بادشاہ ماچین نے
ہرچند تلاش کیا لیکن مجھکو نہ پایا اب حضور کو اس حال میں ہماری دستگیری لازم و واجب ہے شاہزادہ نے
اس طفل کی خاطر جمع کی بعد اسکے دولتخانہ شاہی میں تشریف لایا وہاں دیکھا کہ تخت یاقوت نگار پر ایک
نازنین مہر تمکین بہ تمام عز و وقار رونق افروز ہے الا ایک ستارہ مثل ستارہ صبح اُسکی پیشانی میں روشن دیکھا
اور خواصیں حور وش پری تمثال چپ و راست دست بستہ کھڑی ہیں جسوقت شاہزادہ نے ملکہ کو دیکھا
تمام نازنینیں نظر سے گرگئیں مگر ملکہ صبح دلکشا نے مطلق شاہزادہ کی تعظیم نہ کی اور کہا اے معز الدین

سلام علیکم قلبی لدیکم شاہزادہ نے جواب سلام دیا ملکہ کے پہلو مین تخت پر جا بیٹھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا
ای معزالدین مین جسطرح تجھسے پیش آئی ہون کسی سلاطین عالم کو یہ مرتبہ میسر نہین ہوا بلکہ اکثر شاہزادے اسی
تمنا و آرزو مین زیر خاک پنہان ہوگئے شاہزادہ نے دل مین بہ نظر انصاف جو غور کیا کہا یہ ملکہ سچ کہتی ہے کسواسطے
کہ اسکے در دولت پر کسقدر شاہان ذیمرتبہ حاضر رہتے ہین اور مجال باریابی نہین اس سے زیادہ رتبہ کیا ہوگا
اورحسن وجمال بھی بے مثال خداوند عالم نے عنایت فرمایا ہے رباعی

دل را ازو سرور بود دیدہ را ضیا | برجاست نام او کہ بود صبح دلکشا
گر نو بہار من شدہ خوبان عالمی | این را اگر وزیر بخوانم بود بجا

اور کہا سبحان اللہ نازنینان مشکوے حیرت میری مہمانی کی تمنا رکھتی تھین یہان برعکس ہوا مین خود ہی خواہش
کرتا ہون کہ بعد ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ملکہ صبح دلکشا میرے عقد مین آئے پس شاہزادہ کے اس
خیال کرنے پر ملکہ صبح دلکشا نے قہقہہ مارا اور کہا جو وسوسہ خیال اقدس مین گذرا اسے گرہ مین
باندھ رکھیے کہ اظہار اسکا مناسب نہین ہے عصمت بخاری

این نہ کعبہ است کہ بے پا و سر آئی بطواف | یا نہ مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش
این خرابات مغان ست درو مستانند | از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش

بعد اسکے خواصون کو حکم دیا کہ غرفون کو کھول دو جب غرفے کھلے شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے
اور اسمین بے شمار آدمی سر و پا برہنہ کھڑے حرکات مجنونانہ کرتے ہین پس جسوقت ملکہ صبح دلکشا کی صورت
دیکھی ایک آہ دل پُر درد سے کھینچی اور ہر ایک دور سے تصدق ہونے لگا اور بعض مشتاق دیدار رقص کرنے لگے
ملکہ نے شاہزادہ سے کہا دیکھو یہ سب شاہ و شہریار ہین اور یہ حال انکا فقط میرے سودا ے وصال مین ہوا ہے
شاہزادہ یہ حال دیکھ کے متعجب ہوا اور کچھ جواب نہ دیسکا الغرض اول سقلاب شاہ کا قصہ ملکہ نے کہا
ملکہ صبح دلکشا نے کہا وقت مراجعت سقلاب شاہ سے کہنا کہ تونے بھی فلان امیر کی رخصت کے بعد حق پدری
اسکے فرزند کو نہ دیا تھا اور وہ یتیم ایک درویش کی خدمت مین حیران و پریشان پہونچا اسکی خدمت بجالایا اس
درویش کی نفرین سے تیرا یہ حال ہوا خیر اب تو فلان پہاڑ پر جا اور اس یتیم سے اپنا عفو تقصیر کرا اور اسکے ہمراہ
دشت قبچاق مین جا وہان اس طفل کے خویش و اقربا ہین انسے ملاقات کر اور بہ مدارات پیش آ بعد ازان
ہمراہ انکے دامنہ کوہ سرخ مین جا وہان زیر کوہ ایک درخت چنار کا ہے اور اسکی جڑ مین خزانہ جمع ہے بافقص
بن اغلبی کا وہ خزانہ ہے تو لینا اور فوج ترک نوکر رکھنا اور اپنے ملک پر جانا جب تو فتحیاب ہوگا تو اس
طفل کے بھی مال کو دینا تاکہ حق حقدار کو پہونچے پھر شاہزادہ نے اسکی سفارش کی جسے دریا سے مازندران مین

بہادیا تھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا اُسکو یہ جواب دینا کہ تیرا بھائی چھ برس کا تھا اُسکو تیرے باپ نے صندوق مین
بند کرکے دریا مین بہادیا لیکن وہ بچہ فضل الٰہی سے ساحل نجات پر پہونچا رئیس ملک گیلان نے وہ صندوق
دریا سے نکلوا لیا اور بچہ کو پرورش کیا اگر تو عہد کرے کہ بعد فتحیابی حصہ سوم اپنی ریاست مین سے اُس طفل کو
دونگا تو یقین ہی کہ سبحانہٗ تعالیٰ تجھے تیرا حصہ بھی عطا فرمائے اور اب تو گیلان مین جا تیرا چچا وہان کا حاکم ہی
اُس سے اپنا حال بیان کر وہ پوچھے گا تمنے کیون تکلیف کی تو اپنی سرگذشت بیان کرنا اور تم سوداگر بنکے
لشکر کو قافلہ تجار مشہور کرنا اور آپ قافلہ سالار ہونا جب با این سامان ملک ارمن مین پہونچوگے وزیر شہر تمکو
بُلائیگا تم پہلوانون کو مسلح صندوق مین بجائے اجناس بند کرکے دربار مین لیجانا جب وزیر اسباب دیکھنے کا
حکم دے تم صندوقون کو کھول دینا سب جوان بآسانی نکلکر وزیر کو گرفتار کر لینگے تم اُسکو قتل کرنا بعد ازان
حصہ سوم ملک کا اپنے چچا کو دینا اور بقیہ عمر بہ عدل و داد بسر کرنا پھر شاہزادہ نے حقیقت اُس بچہ کی کہ در شہزادہ
پر موجود تھا ملکہ صبح دلکشا کے سامنے بیان کی ملکہ صبح دلکشا نے سیہ گوش سے یہ حال پوچھا
سیہ گوش نے عرض کی کہ ای ملکہ دوران محرر کے باپ کو اس طفل کے باپ نے اپنے ایام سلطنت مین بیگناہ
قتل کرایا اس وجہ سے وہ محرر نمکحرامی کا مرتکب ہوا ملکہ نے کہا اگر یہی بات تھی تو پاس نمک ملازم کو ضرور چاہیے
بلکہ واجب ہی سیہ گوش نے کہا اگر مرضی مبارک مین یہ ہی تو یہ طفل اپنے باپ کے ہوا خواہون اور نمکخوارون
سے ملکر اُنکے روبرو حقیقت اپنی بیان کرے تو وہ اُس کو اپنے ہمراہ ملک بلغار کی طرف لیجائینگے جب
نواح بلغار مین پہونچینگے وہان یہ سامان نظر آئیگا کہ ایک شیر ببر پر شاہ بلغار سوار ہوگا یہ طفل ایک تیر
جانستان شیر کو ایسا لگائیگا کہ شیر مر جائیگا اور بادشاہ کو پنجۂ موت سے نجات ہوگی وہ بادشاہ شکریہ مین
اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیگا یہ سرگذشت اپنی بیان کرے بادشاہ فوج و لشکر دیگا یہ اُس فوج کو وہی
غار مین پنہان رکھے اور جب وہ بادشاہ ماچین پر فوج کشی کرے تو محرر کو وہ اپنا نائب کرکے ماچین کو
ضرور جائیگا پس بلغاریہ سے نکلکر محاصرہ کرکے شہر کو غارت کرکے محرر کا قصور معاف کرے بلکہ اُسسے عہدۂ
دیوانی پر مقرر کرے پھر یقین ہی کہ آیندہ کوئی حرکت نمکحرامی کی اُس سے ظہور مین نہ آئے شاہزادہ نے کہا
ایک اور بیچارہ کچھ حال اپنا کہا چاہتا تھا شیر کے نعرہ سے چُپ ہو رہا ملکہ نے کہا وہ مردک مزدک ملعون
کی اولاد مین ہی اور اُسنے حسب شریعت مزدکی اپنی دختر سے زنا کیا اس سبب سے عادل حقیقی کا اُس ملعون پر
ایسا غضب نازل ہوا کہ تاج و تخت سے بے نصیب ہوگیا ادبار سے اقبال بدل گیا اب پھر نہین سکتا شاہزادہ
نے کہا تمنے جو شاہزادۂ ماچین کے مقدمہ کو سیہ گوش سے پوچھا اسکا کیا سبب ہی سیہ گوش کو امور سلطنت مین
کیا دخل ہی ملکہ صبح دلکشا نے کہا اسکا جواب مرغ اسرار سے لینا مین نہین جانتی شاہزادہ نے کہا اس شہر کو

بیدار دلان کیون قرار دیا ہی ملکہ نے کہا ہمارے ملک مین سونا حرام ہی اگر کوئی سہواً بھی سو رہے وہ بھی
غضب سلطانی مین داخل ہوتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تمھارے باپ کا نام کیا ہی ملکہ نے کہا آفاق شاہ یقین
ہی وہ بھی دو ایک ساعت مین تشریف لائین شاہزادہ بولا خوب بات ہی مین بھی ملاقات کرکے جاؤنگا ملکہ
بولی یہ خیال خام ہی دل سے اسے دور رکھیے کوئی آفاق شاہ کی ملاقات کی تاب نہین لا سکتا شاہزادہ نے
کہا سبحان اللہ اگر ایسا جلال ہی تو پھر تم کیونکہ دیکھ سکتی ہو ملکہ نے کہا ہرچند کہ مین اُنھین کے نطفہ سے پیدا ہون
الا آج تک مین نے صورت نہین دیکھی کہ ناگاہ ایک شاطر نے عرض کی کہ ای ملکہ آفاق شاہ ظلمات سے
برآمد ہوا ہی اور شعاع اُسکے علمہاے زرین کی پہاڑون پر نمایان ہوئی ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ بلاشک
شعاع علم پہاڑون پر نظر آئی لیکن ملکہ صبح دلکشا کو پہلو مین نہ دیکھا اِس اثنا مین ایک شاطر اور آیا اور
اُسنے کہا ای شاہزادہ تم متحیر کیون ہو ملکہ اپنے مقام اصلی کو روانہ ہوئی اب تم اس گھوڑے پر سوار ہوکر
دیوان عام کے باہر نکلجاؤ اور اُن بادشاہون کو جواب دو کہ وہ تمھارے انتظار مین ہین ورنہ ملازمان
آفاق شاہ تمکو ایذا دینگے شاہزادہ متعجب و حیران مرکب پر سوار ہوا اور اُسوقت مشرق سے
ایسا غل اور شور اُٹھا تھا کہ مغز پریشان ہوا جاتا تھا آخر بہ تعجیل تمام قلعہ سے نکلکر اُن بادشاہون کو
جواب دیا مگر اُسوقت کوئی بشر وہان موجود نہ تھا شاطر شاہزادہ کو پھر اُسی گنبد طلائی کے دروازہ پر
لایا اور کہا کہ مرکب سے اُترکے گنبد مین داخل ہو اپنی منزل اصلی کو جا پہونچوگے شاہزادہ نے کہا تیرا
کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے مہتر شعاع کہتے ہین شاہزادہ نے پوچھا ای مہتر صبح دلکشا کہان غائب ہوگئی
مہتر نے کہا جسوقت تم علمون کی طرف متوجہ تھے وہ اپنے مقام کو چلی گئین اسواسطے کہ آفاق شاہ کا
سامنا نہین ہوسکتا شاہزادہ نے کہا صاف کہہ کہ سمجھ مین آئے مہتر بولا مُرغ اسرار بیان کریگا یہ کہا
اور غائب ہوگیا شاہزادہ مجبور تنہا داخل گنبد ہوا جب باہر نکلا درخت نہم اور مکان موجود تھا طلسم مرغ
ناچار درخت نہم کے سایہ مین آیا اور سرنگون بیٹھ گیا جانور اس درخت کے سُرخ تھے حسب معمول
عصر کے وقت اُسی ستارہ روشن نے نہر مین غوطہ مارا اور وہی لذت روحانی حاصل ہوئی جب آنکھ
کُھلی دیکھا ایک نازنین بہ لباس گلنار تاج یاقوت سر پر رکھے تخت یاقوت نگار پر بیٹھی ہی اور خواصین ہرکام پر
حاضر ہین مگر چہرے سے اُس نازنین کے کمال تکبر و استغنا پایا جاتا ہی اُس نازنین نے مثل کنیزون کے شاہزادہ
کو سلام کرکے تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی وہ بولی حمراے خونخوار گلگون پوش
شاہزادہ نے فرمایا کہ لقب خونخواری کا کیا سبب ہی کہا ای شہریار ہمارے رب النوع کے حکم سے میرے
روز ولادت مین ہزارہا آدمی قتل ہوئے تھے اور تین قطرے خون کے بطور شگون میرے حلق مین بھی

پٹکائے گئے تھے یہ وجہ لقب ہو شا [illegible] حمر اسنے کہا رب النوع سے واقف نہین نام
سنا ہی لیکن شاہزادہ۔ [illegible] بیٹھا اور حمر اسکے روبرو بھی تخت پر تیر و کمان
رکھا ہوا تھا شاہزادہ [illegible] مر اسنے کہا یہان کی رسم یہی ہی پھر صحبت شراب و کباب
کی گرم ہوئی رقص و س [illegible] اس نے دوسری خواص کے خنجر مارا اور باہم کشت و خون
ہونے لگا سب تین [illegible] ن ہو ہین شاہزادہ نے کہا ای حمر اتم منع نہین کرتین حمر انے ایک قہقہہ
مارا اور کہا حضور [illegible] رہا ہین یہ ابھی خود زندہ ہو جائینگی یہ اپنا ہنر دکھلاتی ہین شاہزادہ نے کہا لعنت
ایسے ہنر پر جو نا گ [illegible] ہو ملکہ نے خواص سے کہا کہ چند پتے درخت کے لا جب پتے آئے ملکہ نے سرون کو
جسم سے ملا کر [illegible] اُن پتون کا ٹپکا دیا سب زندہ ہو گئین شاہزادہ یہ دیکھکے نہایت خوش ہوا جب نصف شب
ہوئی ملکہ حمر اسے سرخ پوش شاہزادہ کو بالاے قصر لیگئی اور نہایت عمدگی سے کھانا کھلایا مگر در و دیوار
مع ظروف [illegible] سرخ تھے آخر آرام فرمایا جب صبح کو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک لالہ زار ہی کہ حد نظر سے باہر ہی شاہزادہ
تماشا دیکھتا ہوا ایک کوہ سرخ یاقوت رنگ کے دامنہ مین پہونچا کہ جسکے ہر چہار طرف بوے خون
پھیلی ہوئی تھی اور ایسا صحراے ہولناک تھا کہ خود بخود ایک دحشت ہوتی تھی چند قدم آگے گیا دیکھا کہ
ایک میدان وسیع ہی اور چارون طرف چار قلعہ سنگ سرخ کے بنے ہین اور وسط میدان مین ایک مینار
بلند ہی اور اُس مینار پر ایک برج نہایت خوش قطع بنا ہی شاہزادہ زیر مینار آکے بیٹھ گیا کہ یکایک دروازہ
برج مینار کا کھلا اور ایک نازنین سرخ پوش نے غرفہ سے سر باہر نکالا اور بنظر قہر آلود چہار طرف میدان کو
دیکھا اُن چارون قلعہ کے بھی دروازے کھلے اور ہر قلعہ سے ایک بادشاہ سرخ پوش مع فوج جرار
و لشکر [illegible] باہر نکلکر ایک طرف میدان مین صف آرا ہوا اور اُس نازنین مینار نشین نے ایک نظر
سب بادشاہون کو دیکھا وہ سب باری باری زیر مینار آئے اور اپنا اظہار عشق کیا اُس عورت نے کہا کہ
مین [illegible] صحبت تم چار مرد قوی ہیکل سے کیونکر سربراہ ہونگی تم سب ایک کو تجویز کرو تو مین بہ صلاح
تمہارا [illegible] قبول کرون ایک بادشاہ نے کہا ای جان جہان مجھسے زیادہ اور کوئی تیرے وصل کا
[illegible] ن ہی کہ مین ایک مدت سے تیری آتش فراق مین جلتا ہون اور خون جگر پیتا ہون آج میری خوش نصیبی
[illegible] بات بھی کی دوسرے بادشاہ نے بادشاہ اول سے کہا او بیوقوف اپنے تئین دیکھ اور اُس شعلہ رو
[illegible] اس لائق ہوا کہ اس محبوب لاثانی کا عشق ظاہر کرے خبردار اب کوئی حرف اسطرح کا زبان پر
[illegible] لایگا جبتک کہ جسم مین دم ہی کیا مجال کہ اغر اسے اب بھی بنظر محبت اسکی طرف دیکھ سکے
اول [illegible] کہا [illegible] مین تمیز کہین نہین سنی تجھے سخت کلامی بادشاہ سے لائق نہین بادشاہ سوم نے

ان دونون سے پوچھا آپسمین کیون فساد ... کی یہ بولا تم دونون سے
زیادہ احمق وبیہودہ گو جہان مین نہوگا تم ... نتے کہ مین عاشق زار
ملکہ کا ہون اور وہ بھی مجھے چاہتی ہی اور فون ... پھر تم میرے سامنے
اپنا عشق ملکہ کی نسبت ظاہر کرتے ہو اور تمکو ... زین بادشاہون
سے نے بھی جواب ترکی بترکی مین دیا اس حیص وبیص مین ... فو آدمی کو اپنے
رتبہ کے لائق کام کرنا چاہیے ورنہ پشیمان ہوتا ہی بچشم انصاف دیکھو ہم سے ... یہ نازنین
جوان صاحب جمال پھر کس صورت سے تمھین قبول کرے پس تم اس خیال محال سے ... احسان کو
غنیمت سمجھو چلے جاؤ بادشاہ اول کہ مسن تھا اُسنے جواب دیا کہ ای جوان اعتراض تیرا بیجا ہی الا

عاشقی را چہ جوان چہ پیر مرد	عشق در ہر دل کہ زد تاثیر کرد
اسکا افسانہ ہین دنیا مین بہت طول طویل	اس کا بیمار پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل

اور مین سودا ے محبت مین اس شعلہ رو کے تمام عمر اشک خونی رو یا ہون آج نصیب نے یاوری کی کہ جو اس
نازنین نے بخندہ پیشانی بات کی اب تمکو لازم ہی کہ تم برضامندی ہمارے ساتھ اسکا عقد کردو کہ زندگی بھر
شکر احسان تمھارا ادا کرونگا بادشاہ جوان نے کہا او مردک تونے ہمین قمر مساق بنایا ہی تجھے شرم نہین آتی
کہ یہ ملکہ تیری نواسی معلوم ہوتی ہی باین ریش فش خبردار بار دگر اس طرح کے کلام کیے تو تو جانیگا یہ سنکے شاہ
مسن پر ایسا غضب وطیش طاری ہوا کہ ایک تیغ بیدریغ شاہ کے سر پر ماری شاہ جوان نے ضرب تیغ دفع
کرکے ایک خنجر ایسا مارا کہ شاہ پیر کے سینہ سے پار ہوگیا شاہ پیر قتل ہوگیا نازنین نے قہقہہ مارا اور خوش
ہوئی شاہزادہ نے ملکہ کے خوش ہونے پر لعنت ملامت کی اور فرمایا تو نہایت سنگدل اور بیرحم ہی کہ وہ
بیچارہ اسی کے واسطے مارا گیا اور تو ہنستی ہی قصہ کوتاہ شاہ جوان بعد قتل شاہ پیر کے اُن دونون کے
پاس آیا اور کہا تمنے اس پیر نابالغ کا حال دیکھا اب تم بھی اس خیال خام سے باز آؤ ورنہ تمھارا بھی یہی حال
ہوگا یہ دونون باہم شاہ جوان پر حملہ آور ہوئے اور اُس جوان کو قتل کیا بعد اسکے ان دونون مین بھی باہم
نزاع ہوئی دونون لڑکے مارے گئے پھر لشکرون مین باہم جنگ شروع ہوئی کہ سوا آواز بزن و بکش کے
اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ وہ چار بادشاہ ناحق ایک امر بے اصل پر مارے گئے اور
لشکرون کا خون ہوتا ہی عجب حیرت کی بات ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ مینار تالاب خشک مین واقع تھا
اور چہار طرف زمین بلند تھی اسوجہ سے خون زیر مینار آکر جمع ہوجاتا تھا یہانتک کہ وہ تالاب خون سے
لبریز ہوگیا شاہزادہ حیران ہوکے زینۂ اول مینار پر جا بیٹھا خون بھی اس درجہ تک

وہان سے درجۂ دوم پر چلا گیا جب خون وہان بھی پہونچا اور طغیانی خون کو زیادہ دیکھا شاہزادہ نے فرمایا بار الہا
ایک درجہ مینار کا اور باقی ہی اگر یہ خون وہان بھی پہونچا پھر زندگی کہان آخر یہی ہوا کہ جب شاہزادہ درجۂ
سوم مین گیا خون وہان بھی پہونچا قصہ کوتاہ مینار خون مین غرق ہو گیا اور شاہزادہ غوطے کہانے لگا ناگاہ غیب سے
آواز آئی کہ ای جوان دریاے خون مین غوطہ لگا انجام بخیر ہوگا شاہزادہ نے آواز غیب پر عمل کیا اور غوطہ
لگایا جب آنکھ کھلی قصر دہم مین تھے اور درخت دہم سامنے تھا سجدۂ شکر بدرگاہ عالم پناہ بجالایا اور درخت دہم کے
سایہ مین تماشہ بسر کی طلسم مشتری جانور اسکے صندلی اور بعض مشتری رنگ و بادامی تھے یہ جانور بدستور تصدق
ہوئے اور میوہ نوش کیا بعد مشاہدۂ مرغ اسرار سعادت بانو ملکہ قصر دہم سے ملاقات ہوئی سعادت بانو
شاہزادہ کو حسب معمول نصف شب کو بالاے بام لائی اور کھانا کھلایا مگر سعادت بانو کو بہ نسبت اور نازنینون
کے فہمیدہ و سنجیدہ پایا اور ذی علم بھی تھی اور اکثر تسبیح و تہلیل مین مشغول رہتی تھی اور مکانات مع سازوسامان
سرخ صندلی رنگ کے تھے بعد آرام کے جب آنکھ کھلی ایک صحراے پر فضا مین درختان صندلی رنگ کے
سوا دوسرا رنگ نہ دیکھا شاہزادہ کو دوپہر دشت گردی مین بسر ہوئے سہ پہر کو ایک شہر معلوم ہوا اور بیرون
شہر ایک تکیہ فقیر کا تھا اس تکیہ مین ایک جوان بلباس درویشی نحیف و زار سرنگون دم بخود بیٹھا تھا اور ہاے کا
نعرہ مار رہا تھا اور چند ملازم و خدمتگار دست بستہ کھڑے تھے شاہزادہ نے سلام کیا بعد جواب سلام وہ
تعظیم کو سرو قد اٹھا اور خدمتگار کو قہوہ لانے کا حکم دیا اور کھانا رنگ برنگ کا طلب کیا شاہزادہ نے کہا جبتک
کہ تمہارے حال سے مطلع نہونگا ہرگز کھانا نہ کھاؤنگا اسنے کہا ای جوان تو مسافر ہی یہ ماحضر نوش کر اور اپنی راہ لے
تجھے میرے حال سے کیا سروکار عوض کھانے کے اگر تیر و تفنگ کھاؤن تو بہتر ہی بلکہ مین شب و روز مین دو چار
تیغ عشق کے کھاتا ہون شاہزادہ نے کہا وجہ بیان کرو پس وہ زار زار مثل ابر نوبہار رویا اور کہا ای جوان فلاور
اگر مین حال تجھسے کہونگا تو تو کمال مکدر ہوگا بقول سعدی رہ

در منزل خود راہ مدہ ہیچ مہی را — افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را
ای کہ راحت طلبی درد دل ما مشنو — جگر از بسکہ بمژگان کشد افسانۂ ما

جب مبالغہ زیادہ ہوا اسنے کہا ای جوان والاشان مین مہرامیہ کا بادشاہ ہون اور بہرام [illegible] میرا
نام ہی اور قوم ترک سے ہون ایک روز مین شکار کھیلتا ہوا اس نواح مین آنکلا پوچھا یہ کون شہر ہی لوگون نے
کہا سعد انیہر اور بادشاہ یہان کا سعدان شاہ ہی اور اسکو قاضی الملک بھی کہتے ہین مین شہر مین تماشا دیکھتا
مکانات شاہی کی طرف آنکلا دیکھا کہ ملکہ مشرف افزا بہنا کر بال سکھا رہی ہی مین اس فتنہ عالم سوز کی صورت
دیکھکر ایسا مبتلا ہوا کہ اپنی جان و مال کی خبر نہ رہی لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آفت جان

برباد کن دین و ایمان دختر سعدان شاہ کی ہی ہزار خرابی وہ شب سعدانیہ مین گذری دوسرے روز
اپنے شہر کو چلا آیا ملازمون نے اس حال کی بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے اُسی وقت قاضی الملک کو پیغام
شرف افزا سے نسبت کا بھیجا قاضی الملک نے جواب لکھا مجھے اُسکی نسبت کا اختیار نہین وہ خود مختار ہی
لیکن اُسنے بجاے خود چند سوال مقرر کیے ہین جو کوئی اُن سوالون کا جواب دیگا وہ اُس سے عقد کریگی اسمین شاہ ہو
یا گدا بادشاہ نے شرف افزا کے سوال طلب کیے قاضی الملک نے جواب لکھا کہ جس مرد کو شرف افزا سے
عقد کرنا منظور ہو وہ زیر غرفہ محل حاضر ہو سوال اول کا جواب حسب مراد دے پھر دوسرے سوال کی نوبت
آئیگی دوم سوال کے جواب کو ایک ہفتہ کی مدت مقرر ہی اور جو اُس مدت مین جواب نہ دیا پھر صورت اپنی
شرف افزا نہ دکھلائیگی بادشاہ یہ سُنکے برہم ہوا سعدانیہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور کہا کہ شرف افزا کو
بقوت تلوار لینگے اکابران سلطنت مانع ہوئے سرداران فوج نے بھی عرض کیا کہ یہ مصلحت وقت نہین ہی مین نے بھی
کہا مین اُسکا عاشق ہون عاشق کو معشوق کی رضامندی ضرور ہی حضور میری راے پر اس مقدمہ کو چھوڑ دین
غرض بادشاہ نے کہا تو دانی و کار تو ہم اب اس مقدمہ مین دخل نہ دینگے پس مین سعدانیہ مین آیا قاضی الملک
نے میرا آنا سُنکے استقبال کیا اور مجھے بڑی عزت سے لیگیا اُسوقت ملکہ شرف افزا غرفہ مین بیٹھی تھی مین نے
جو اس مرتبہ ملکہ شرف افزا کی صورت بخوبی دیکھی قریب تھا کہ جان قالب سے نکلجاے آخر بہزار دشواری
طبیعت کو قائم کیا اور زیر غرفہ پہونچا اُسوقت اُسنے باآواز بلند کہا اے بہرام مین سوال اول تجھسے کرتی ہون
اُسکا جواب معقول دینا مین نے کہا فرمائیے سوال اول ملکہ شرف افزا نے پوچھا وہ دو حیوان کون تھے جو
رسول خدا کے رسول ہوئے اور اُنمین ایک مورد لعن ہوا اور دوسرے کو خلعت آفرین و تحسین ملا اور اُسوقت
آفتاب نہ زمین کو دیکھتا تھا اور نہ زیر زمین تھا پس اسکا جواب دو بعد ازان سر غرفہ سے اندر کرلیا مین
مکان پر چلا آیا دوسرے روز پھر زیر غرفہ گیا شرف افزا نے پوچھا جواب لایا مین خاموش ہو رہا اسیطرح ایک
ہفتہ گذر گیا آٹھوین روز رفیقون نے کہا آپ اسی حیلہ و حوالہ مین رہینگے اور ایام جواب گذر جائینگے پھر آپ کو
صورت بھی شرف افزا کی دیکھنا نصیب نہو گی پس لازم ہی کہ سوال کا جواب دو یا اس خیال سے دست بردار
ہو مین نے ہرچند اہل شہر سے پوچھا کسی نے جواب نہ دیا آخر ناچار ہو کر اب صحرا نوردی اختیار کی ایک روز
ایک آدمی آیا اور رقعہ مجھے دیا مین نے پوچھا یہ رقعہ کسکا ہی اُسنے کہا دایہ ملکہ شرف افزا نے بھیجا ہی مین نے
رقعہ پڑھا اُسمین لکھا تھا اے بہرام تو دریافت جواب سوال کو ہرگز کہین نہ جانا کہ تمام عقدہ اور مسائل علمی تو
اس ملک مین حل ہوتے ہین آگاہ ہو کہ یہان سے بارہ فرسخ پر ایک دار العلم ہی اور وہان پانچ مدرسہ اس
طریق سے واقع ہین یعنی چار طرف چار ہین اور وسط مین ایک ہی اور ہر مدرسہ مین تین سو ساٹھ حجرے ہین

اور ہر حجرے مین ایک طالبعلم رہتا ہی تم وہان جاؤ اور ہر طالب علم سے سوال کا جواب پوچھنا جو جسطرح تمھارے
سوال کا جواب دے اُسکو یاد رکھنا مجھے تمھاری والدہ سے ایک طرح کی محبت ہی اور تمھاری جوانی کا بھی خیال
آیا کہ مفت برباد ہوجائیگی اسوجہ سے تمھین اطلاع کی مین نے اُسے دعاے خیر دی اور دار العلم مین آیا وہان
ہر ایک شخص سے بیان کیا کسی نے جواب نہ دیا آخر ایک شخص نے کہا کہ ہم جواب بتا دینگے مگر تم ہر روز ہمکو شہر سے
ایک درہم کا روغن اکیس روز تک لا دیا کرو مین نے کہا بارہ فرسخ ہر روز جانا آنا نہین ہوسکتا مین آپ کو اسقدر
روغن لا دون کہ سال بھر کو کافی ہو وہ طالب علم نہایت خفا ہوا اور کہا اگر نہین ہوسکتا تو جاؤ ہمسے بھی نہین ہوسکتا
آخر مین نے مجبور ہوکر قبول کیا ہر روز جاتا تھا اور روغن لاتا تھا دو تین روز مین میرے پاؤن مین چھالے
پڑ گئے آخر اُسے رحم آیا مجھے ایک شتر سواری کو دیا مین نے شکر کیا اور اکیس روز برابر تیل لایا کیا اور ایک
پارچہ نان وہ مجھے دیتا تھا مین کھاکر شکر پروردگار کرتا تھا اور وہین شب کو بسر کرتا تھا بائیسوین روز وہ ایک کرسی
پر بیٹھا اور مجھسے کہا تو سامنے کھڑا ہوکر سوال کر مین دست بستہ کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ وہ کون دو رسول
رسول خدا کے تھے جو ایک مورد لعن ہوا اور دوسرا سزاوار تحسین ہوا اُسوقت آفتاب نہ زیر زمین
تھا نہ زمین کو دیکھتا تھا طالب علم نے جواب دیا کہ وہ رسول خدا حضرت نوح علیہ السلام تھے یعنی جسوقت
حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو بددعا سے برباد فرمایا غضب الٰہی اُس اُمت پر نازل ہوا اور
ایک طوفان شدید آیا کہ تمام عالم غرق آب ہوگیا حضرت نوح علیہ السلام حسب احکام ایزدی اشتی نفر کو
ساتھ لیکے ایک کشتی مین سوار ہوئے اور ایک ایک جوڑا تمام حیوانات کا بھی اُس کشتی مین رکھ لیا ہر چند
کہ آفتاب اُس وقت خط استوا کے مقابل تھا لیکن طوفان کی شدت سے زمین کو نہ دیکھتا تھا جس وقت
رفع عذاب ہوا تب حضرت نوح علیہ السلام نے واسطے دریافت حال طوفان کے ایک کوّے کو حکم دیا کہ
تو جاکر خبر لا کہ کوئی موضع زمین کا پانی سے نکلا یا نہین اسواسطے کوّے کو رسول خدا کا رسول خطاب کرتے ہین
یعنی رسول کے معنی فرستادہ کے ہین کوّا مردارخواری مین مشغول ہوگیا اسوجہ سے مورد لعن ہوا پھر آپ نے
کبوتر کو روانہ کیا کبوتر خبر لایا اور مورد تحسین ہوا اس سبب سے یہ دونون یہ رسول خطاب کیے گئے اور چونکہ بسبب
طوفان کے کوئی زمین باقی نہ تھی اسوجہ سے آفتاب نے زمین کو نہ دیکھا اور نہ زیر زمین گیا یہ جواب تیرے
سوال کا ہی مین وہان سے رخصت ہوا اور شہر مین آیا زیر غرفہ پہونچا ملکہ نے پوچھا جواب لایا مین نے جواب
بیان کیا ملکہ نے کہا درست ہی سوال دوسرا یہ ہی کہ وہ کون موضع ہی جسے خدا و ند باطل نے بحکم اپنے نمونہ جہنم
کیا اور خداے برحق نے اُسے بہشت عنبر سرشت کیا اے جوان مین اسکا بھی جواب نہ دیسکا اسلیے دریچہ غرفہ بند کیا
مین اپنے گھر آیا اور دایہ کو رقعہ لکھا دایہ نے جواب دیا اب مدرسہ جنوبی مین جا وہان سے جواب حاصل کر

مین مدرسۂ جنوبی مین گیا اور ہر طالب علم سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حجرۂ آخر مین ایک طالب علم نے کہا
اگر تو پانچ ہفتہ ہماری بکریون اور بھیڑون کو صحرا سے چرا کر دانہ وغیرہ دے تو ہم جواب بتا ئینگے مین نے قبول کیا
صبح کو اُس طالب علم نے مجھے ایک نان جو دی اور کہا خبردار اسکے سوا اور کچھ نہ کھانا مین خوب جانتا ہون تو
شاہزادہ ہی اور نجز و گوسفند مجکو حوالہ کیے مین نے نان جوین پر اکتفا کی اور پانچ ہفتہ طوعًا و کرہًا بسر کی بعد ختم
مدت وعدہ اُسنے سب طلبا کی دعوت بہ تکلف کی بعدہٗ مجھسے سوال پوچھا مین نے سوال بیان کیا اُسنے فرمایا یہ نقل
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی یعنے جب نمرود نے اپنے کو خدا کہلوایا اور ناحق واہیت زبان سے کہلوایا
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش مین ڈالا خداے برحق نے اُس نار کو گلزار کر دیا وہ موضع زمین شام مین موجود ہی
اور حضرت محفوظ رہے مین بعد حاصل ہونے جواب کے وہان سے رخصت ہو کر شہر مین آیا اور زیر غرفہ پہونچا
ملکہ شرف افزا نے پوچھا جواب لایا مین نے وہی جواب دیا ملکہ بولی درست ہی اب تیسرا سوال سُن
وہ یہ ہی کہ وہ کون جانور ہی جو بھرت سے یعنی سونا چاندی لوہا تانبا وغیرہ کو ایک جا کرنے سے بھرت ہوتا ہی بنایا گیا
اور تین لاکھ آدمی کے قریب اُسکے باعث قتل ہوئے مین اپنے مکان پر آیا اور دایہ کو اطلاع دی دایہ نے
مدرسہ غربی کا حکم دیا مین وہان گیا اُسی طرح ہر ایک سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کے آخر مین
ایک مولوی نے کہا سات ہفتہ ہمارے واسطے آش بنایا کر تو ہم جواب دینگے مین نے بخوشی قبول کیا کہ
صحرا گردی سے بچے قصہ مختصر جب وعدہ پورا ہوا تب اُس مولوی نے سب طلبا کو جمع کیا اور مجھسے سوال پوچھا
مین نے وہی سوال بیان کیا اُسنے کہا کہ یہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہی جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر تشریف
لیگئے تو حضرت ہارون اپنے بھائی کو اپنا نائب کر گئے سامری نے حضرت کی غیبت مین بنی اسرائیل کے
زیور طلائی سے گوسالہ بنایا اور روح الامین کے زیر قدم کی خاک اُسکے حلق مین ڈالی اُس خاک کی برکت سے
وہ جانور گویا ہوا اور بنی اسرائیل نے اُسکی پرستش کی جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے تشریف لائے اور اس
معرکہ سے آگاہ ہوئے حضرت ہارون پر خفا ہوئے سامری بھاگ گیا گوسالہ جلایا گیا بنی اسرائیل نے اپنی
حرکت سے انکار کیا حضرت موسیٰؑ نے خداوند کریم سے عرض کی کہ یہ فعل بد سے انکار کرتے ہین حکم ہوا کہ
خاک گوسالہ سوختہ کو دریا مین ملا دو اور وہ پانی اُس قوم کو پلا دو حضرت نے موافق حکم کے تعمیل کی جب
پانی اُن لوگون نے پیا فورًا ایک نقطۂ طلا زبان پر گوسالہ پرستون کی نکلا حضرت موسیٰ نے بموجب حکم خدا
اولًا یوسف کو حکم قتل کا دیا جب تعداد مقتولون کی تین لاکھ کے قریب پہونچی اُسوقت حضرت موسیٰؑ نے
اُنکی جان بخشی کی جب یہ جواب مین نے پایا وہان سے مکان پر آیا اور دوسرے روز زیر غرفہ گیا ملکہ کو
یہی جواب دیا ملکہ شرف افزا نے سوال چہارم بیان کیا کہ وہ کون حیوان تھا جو دو جزو سے خلق ہوا

جب جزو سوم اُسکا خلق مین نہ ہوگا مرتبہ چار عنصری کو نہوگا توکیونکر مرتبہ چار عنصری کو پہونچیگا مین مکان پر
آیا اور مدرسہ شمالی کو گیا حسب معمول سب طلبا سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا آخر طالب علم درجہ آخر نے کہا کہ
اگر تم ایک لباس میرا ہر روز نہر سے دھلوا یا کرو تو مین جواب دونگا مین نے قبول کیا جب ایام وعدہ پورے
ہوگئے اُسنے سب طلبا کی دعوت کی اور کہا یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی کہ ایک روز حضرت عیسیٰ ؑ نے
ایک جانور خاک و آب سے بنایا بعد اسکے بجاے باد اپنا نفس اُسکے مُنھ مین پھونکا بحکم الٰہی وہ جانور زندہ ہوکے
اُڑ گیا اور اُس جانور کو مُرغ عیسیٰ کہتے ہین اور بعض چمگادڑ کہتے ہین بعد اُسکے مین وہان سے آیا اور جو
سُنا تھا ملکہ سے کہا شرف افزا نے کہا اے بہرام سوال پنجم یہ ہی کہ وہ کون جانور ہی کہ جسنے جرم سنگ سے
پیدا ہوکر ایک قوم کو بزبان فصیح ہدایت کی مین مدرسہ پنجم مین جو وسط مین سب مدرسون کے ہی گیا اور حجرہ
آخر کے ایک طالب علم نے کہا کہ یہ مدرس المدارس ہی اگر تم خوان کھانے کا بارہ ہفتہ تک ہر ایک طالبعلم کو
پہونچا دیا کرو تو مین جواب دونگا مین نے بمجبوری قبول کیا جب وعدہ پورا ہوا مدرس نے ایک تخت بچھوایا
اور مجھے ایک کرسی مرحمت کی پھر سوال پوچھا مین نے بیان کیا اُسنے کہا یہ معجزہ حضرت سرور کائنات خاتم المرسلین
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی یعنی چند کفار عرب نے حضرت سے کہا کہ ہم آپکی رسالت کے جب معتقد ہونگے
کہ سنگ سے ایک درخت مرصع نگار پیدا ہو اور اُسپر ایک جانور بیٹھا ہو اور وہ جانور بہ زبان فصیح آپکی
نبوت کا اقرار کرے حضرت نے دعا کی اُسی وقت پتھر سے درخت جواہر نگار پیدا ہوا اور ایک جانور کہ
چونچ اُسکی زمرد سبز کی تھی شاخ درخت پر بزبان فصیح گویا ہوا اور کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا
عبدہ ورسولہ پس اکثر قریش مسلمان ہوئے پس تمھارے سوال کا جواب یہ ہی بعد اسکے اُس مولوی نے
ایک خلعت فاخرہ مجھے دیا مین وہان سے ملکہ شرف افزا کے پاس آیا اور یہ جواب دیا راوی کہتا ہی کہ
ایک روایت یہ بھی ہی کہ ملکہ نے یہ سوال کیا کہ دو حیوان ایک زورآور اور دوسرا کمزور تھا کمزور زبردست
سے بھاگا اور حیوان قوی پیچھے دوڑا حیوان ضعیف ایک مکان مین داخل ہو گیا حیوان قوی بخوف
صاحب خانہ اندر نہ جا سکا اتفاقاً وہان دو شخص صاحب خانہ کے دشمن مخفی بیٹھے تھے وہ یہ امر دیکھ کے متعجب
ہوئے حیوان قوی بہ زبان فصیح گویا ہوا کہ تم ہمارے حال پر کیا متعجب ہو ہم تمھارے حال پر افسوس کرتے ہین
کہ مالک مکان ہمکو فہمایش بخوبی کرتا ہی کہ جس سے تمھارا دین و دنیا درست ہوا اور تم اُسکے قول کو خیال مین
نہین لاتے اور اپنے کو ضلالت مین ڈالتے ہو جب مین نے یہ روایت طلبا مدرس المدارس سے بیان کی
اُسنے کہا یہ حضرت رسالت مآب کے وقت کا ذکر ہی کہ ایک روز حضرت بیت الحرم مین زینت بخش تھے اور
ابوسفیان و ابن نوفل بھی حاضر تھے کہ ایک بھیڑیا ہرن کا پیچھا کیے چلا آتا تھا ہرن بیت الحرم مین داخل ہوگیا

بھیڑیا نہ آسکا ان دونون کو تعجب ہوا تب بھیڑیے نے بہ زبان فصیح ابو سفیان اور ابن نوفل سے کہا کہ ای دشمنان خدا تم ہمپر کیا تعجب کرتے ہو ہم تمپر تاسف کرتے ہین کہ محبوب خدا انکو اپنی رسالت کے باب مین ہدایت کرتے ہین اور تم رسالت سے انحراف کرتے ہو ؎

ای خسرو اقلیم عجم شاہ عرب | ایجاد دو کون را وجود تو سبب | بکشاد اگر گرگ بہ وصف تو زبان | نبود ز کمال معجزات تو عجب

جب یہ جواب بہرام نے دیا شرف افزا نے کہا ای بہرام یہ پانچون سوال جنکا جواب تو لایا یہ صفاتی تھے اب مین ایک سوال ذاتی کرتی ہون اگر تو اسکا بھی جواب معقول دیگا تو پھر مجھے کچھ عذر نہو گا و گر نہ تمام محنت و کوشش تیری ضایع ہو گی یہ کہکے ایک کاغذ منظوم مجھے دیا مین وہ کاغذ لیکر تمام مدرسون مین پھرا مگر کسی نے جواب نہ دیا مین مایوس ہو کر شہر مین آیا اور دایہ کو رقعہ لکھا دایہ نے بھی کہا توکل بخدا کر خداوند کریم کوئی شکل پیدا کر دیگا مین بکمال مایوسی و بے اختیاری بعد سرگردانی و حیرانی کے ناچار و مجبور ہو گیا اور یہ دل مین آیا کہ اس سے تو آستانۂ یار پہ مرنا بہتر ہی ای جوان ذیشان یہ کہکر تصور یار مین جو آنکھین بند ہوئین تو عالم واقعہ مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای بہرام تو ناامید ہوتا ہی خداوند کریم چارہ ساز عالم ہی خاطر جمع رکھ مطلب اسی جا سے حاصل ہوگا خبردار تو کہین نہ جانا پس فرط سرور سے آنکھ کھلگئی مین نے خرچ گھر سے منگوا کر یہ تکیہ بنوایا اور جب سے یہین بیٹھا ہون دیکھیے کب اس خواب کا ظہور ہوتا ہی لیکن ہر ماہ مین ایک مرتبہ اسکے دیدار سے دل کو نور حاصل ہوا کرتا ہی اور یہ دو چار شعر پڑھا کرتا ہون ؎

مرغ دل را گلشنی بہتر ز کوی یار نیست
گرچہ آن منصور باشد محرم اسرار نیست
گفتمش از عشق بتان ای دل چہ حاصل کردہ
پیش اہل دیدہ فرقی در گل و رخسار نیست

طالب دیدار را ذوق گل و گلزار نیست
گرچہ سر تا پای من در دست او بستہ برا
گفت ما را حاصلی جز نالہ ہای زار نیست
لذت درد محبت را ز بیدردان مپرس

ہر کرا در پای دل زنجیر از زلف تو نیست
مشکل درد ہجر از درد دگر آزار نیست
فی ز شادی شاد باشم فی ز غم آزردہ ام
قدر صحت را نداند ہر کہ او بیمار نیست

شاہزادہ معز الدین کو بہرام کی خستہ حالی و جگر افگاری پر کمال رحم آیا اور خیال کیا کہ اسکے سوال کا جواب بہم پہونچانا چاہیے بعد ازان شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بہرام سے بیان کی اور کہا وہ سوال کیا ہی بہرام نے ایک کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ یہ دستخط خاص ملکہ شرف افزا کے ہین شاہزادہ نے جو دیکھا تو یہ اشعار لکھے تھے ؎

چہ گوہر لیست کہ ادرا بزیر ہفتم بام
بخلق حسن و ملاحت از و شدہ اعیان
ازان بعلم نہ بیند نسبت دانش

ز لطف زد از ل بادشاہ داد کان
ہمیشہ در سفر ست و بیں از دو از دہ سال
کہ عالمان ببرا و بیند طفل ابجد خوان
بلند پایۂ دوم کششں دہند نشان

جمال روشن او ہست بسکہ گندم رنگ
بمنزلے کہ رود میکند گذار در ان
کمش خطاب نیابند نیک و نیک بزرگ

اور طرفہ یہ ماجرا دیکھا کہ جسوقت وہ اپنا منھ کھولتا تھا دروازہ معلوم ہوتا تھا اور جب وہ منھ بند کرلیتا تھا دروازہ
نہین معلوم ہوتا تھا غرضکہ شرف افزا و بہرام قریب دروازہ کے پہونچے دیکھا کہ لب خرچنگ وا ہوا اور دروازہ
بھی کھلا ہوا معلوم ہوا شرف افزا و بہرام و شاہزادہ خرامان خرامان اندر دروازہ کے داخل ہوے دروازہ
پھر بند ہوگیا اور وہان ایسی تاریکی معلوم ہوئی کہ ایک کو ایک نہ دکھائی دیتا تھا اس تاریکی مین شاہزادہ جسطرف
راہ پاتا تھا چلا جاتا تھا آخر بہزار مشکل و حیرانی باہر آیا وہان کسی کا نشان نہ ملا اور گیارھوان قصر و درخت نظر آیا
ایک حالت حیرت و عالم استعجاب مین درخت کے سایہ مین آئے یہ طلسم زحل ہی اور اس درخت کے جانور سبز
تھے شام کو وہ ستارہ و موج دریا دیکھی بعد ازان نازنینان ماہ جبین نظر آئین ملکہ سوداوہ مشکین طرہ نے بعزت تمام
تخت پر شاہزادہ کو بٹھایا اور دعوت و مہمانداری مین مصروف ہوئی شاہزادہ نے شراب مشک افزا و عنبر سرشت
نوش فرمائی اور پریزادون کا تماشا دیکھا جب نصف شب آئی ملکہ سوداوہ بالاے قصر لیگئی اور رنگ رنگ کا
خاصہ چنا گیا شاہزادہ نے نوش فرمایا اور آرام کیا جب آنکھ کھلی دیکھا کہ رات ہی روشنی طلب کی کسی نے جواب
نہ دیا آخر ناچار تاریکی مین باہر آیا کسی آدمی کا نشان نہ پایا وہان سے ایک سمت روانہ ہوا کہ ایک صحرا پر وحشت
دیکھا آگے بڑھا ایک مرد کریہ منظر سیہ فام پستہ قد بلباس سیاہ نظر آیا اُسنے بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا اور
زار زار رویا شاہزادہ نے پوچھا ای شخص تو کیون روتا ہی اُس نے کہا مین عرض حال پھر کرونگا اول حضور فرمائین
کہ حضور اس بیابان غریب مین کس تقریب سے تشریف لائے شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی وہ شخص
زیادہ تر رویا اور کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک جزیرہ رقار ہی مین وہان کا شاہزادہ ہون ایک روز
شکار کھیلتا ہوا ایک جزیرہ مین پہونچا وہان کی خلقت نہایت حسین و صاحب جمال تھی مین نے پوچھا اس
جزیرہ کا نام کیا ہی اور حاکم کون ہی ایک مرد نے کہا جزیرہ گلزار ارم یہ اسکا نام ہی اور فرمانروا یہان کی سمن بانو کنیز
ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ملک ارض الذہب کی شاہزادی ہی مین یہ سنتے
ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور بہزار دقت و جانفشانی سمن بانو کے پاس پہونچا اور رسم پیدا کی شاہزادہ
نے کہا میری معشوقہ کا نام بھی یہی ہی اُسنے کہا بلاشک یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز حضور کی معشوقہ ہی اگر آپ
عہد واثق فرمائین کہ مین بعد ملاقات ملکہ کے تیرا عقد سمن بانو سے کرادونگا تو مین حضور کو ابھی ملک گلزار ارم مین
پہونچادون پھر وہان سے سمن بانو کی معرفت ملکہ کے پاس پہونچنا کیا دشوار ہی شاہزادہ نے فرمایا ای شخص
تونے سچ سمجھا ہی مین قسم شرعی کہتا ہون کہ اول تیرا کام کرادونگا بعد اپنا لیکن تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا
میرا نام بہتان شاہ ہی شاہزادہ نے کہا ایسا نام سوا تیرے کسی کا نہین سنا بہتان شاہ نے کہا
حضور میرے باپ کی کوئی اولاد نہ جیتی تھی ایک منجم نے کہا اگر آپ کی کوئی اولاد ہو تو اسکا نام اسی طرح رکھنا کہ دنیا مین

کوئی نہ رکھے قدرت خدا سے مین پیدا ہوا پس میرا نام بہتان شاہ رکھا گیا شاہزادہ نے کہا مجھے اس سے
کیا غرض مجھے جزیرہ گلزار مین پہونچا دے بہتان شاہ شاہزادہ کو ایک شہر مین لایا شاہزادہ نے کہا تو
اسی شہر کا شاہزادہ ہی بہتان شاہ بولا نہین جب حضور شہر مین پہونچینگے خلائق شہر خود بیان کریگی اسعرصہ
مین خلقت شہر جمع ہوگئی اور غل وشور مچایا کہ وہ بھاگا ہوا غلام پھر آیا بلکہ ایک غلام اور ساتھ لایا شاہزادہ نے
کہا ای بہتان یہ خلائق تجھے کیا کہتی ہی بہتان بولا آپ بکنے دیجیے میرے ساتھ چپکے چلے آئیے اور کچھ جواب
نہ دیجیے میرا جھوٹ سچ تھوڑی دیر مین معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے کہا اہل شہر تجھے غلام کہتے ہین بہتان
نے کہا یہان کی رسم یہی ہی بادشاہ کو یہان یہی خطاب دیا جاتا ہی شاہزادہ حیران ومتعجب بہتان شاہ کے
ساتھ چلا جاتا تھا کہ دیوان شاہی مین پہونچے شاہزادہ نے تمام اہل شہر کو سیاہ و بدصورت دیکھا یہان تک
کہ بادشاہ بھی سیاہ فام تھا جسوقت بادشاہ نے بہتان شاہ کو دیکھا کہا کہ او غلام تو اپنے ذوق سے بھاگا اور
پھر اپنے شوق سے آیا اسکا کیا سبب مگر یہ جو مرد تیرے ساتھ ہی ہمین اس کام کا معلوم ہوتا ہی بہتان شاہ نے
بادشاہ کے کان مین کچھ کہا بادشاہ اول کچھ سوچا پھر حکم دیا کہ اس غلام تازہ کو حمام مین لیجاؤ
اور موافق رسم شہر کے پوشاک پہناؤ ہم اسے ولیعہد اپنا کرینگے شاہزادہ نے بہتان شاہ سے کہا او دروغگو
تو نے کیا وعدہ کیا اور کہان لایا بہتان شاہ نے چپکے سے کان مین کہا کہ ای شاہزادہ بلکہ نوبہار گلشن افروز
خود یہان آئیگی یہ آپ کی خوش نصیبی کا باعث ہی کہ شاہ غلامان نے آپ کو اپنی فرزندی مین لیا ہی اور داماد
اپنا قرار دیا ہی شاہزادہ اس بیان سراسر بہتان پر خوب ہنسا اور فرمایا اسی وجہ سے نام تیرا بہتان رکھا گیا
کہ پھر ایک بندۂ خدا پر افترا بندی اور بہتان کرے ای بیوقوف ارض الذہب کی شاہزادی کی کیا شامت ہی
جو ایسے روسیاہ کی فرزندی اختیار کریگی بہتان نے کہا ابھی تو میرا جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی آپ حمام مین
غسل تو کیجیے شاہزادہ نے کہا خیر غسل کا کچھ مضائقہ نہین لیکن کتخدا ہونا میرا ممکن نہین کہ تیری دروغگوئی ظاہر
ہوگئی وہ جزیرۂ گلزار کہان ہی جسکا تو نے اقرار کیا تھا بہتان نے کہا آپ کو جزیرۂ گلزار یہین ہوجائیگا آپکو
میوہ کھانے سے غرض ہی یا درخت گننے سے شاہزادہ ناچار حمام مین گیا خدمتگاران سیاہ رو لباس سیاہ
شاہزادہ کیواسطے لائے اور انگوٹھی سواد نگار ہاتھ مین پہنائی پھر شاہ غلامان کی دامادی کی مبارکباد دی شاہزادہ
نے انکو برا بھلا کہا اور کہا تم دیوانے ہو مین مرد آزاد ہون مین نکاح ہرگز نہ کرونگا ملازمون نے مع بہتان کہا
ای جوان اگر برضا و رغبت فرمان ہمارے بادشاہ کا قبول نہ کریگا تو ہم اسی وقت گوشت و پوست تیرا ہڈیون
سے پرزے پرزے کردینگے جسکی تلاش مین تو سرگشتہ وحیران ہی یہ وہی تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی پھر سے
انکار سے کیا فائدہ چنانچہ ان لوگون نے اس امر کو بقسم بیان کیا شاہزادہ کو یقین ہوا کہ شاید ایسا ہی ہونا چاہ

خاموش ہو رہا جب لباس کی نوبت آئی شاہزادہ نے پوچھا سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہی وہ بولے یہان داماد کو یہی لباس پہناتے ہین شاہزادہ نے جبرًا و قہرًا لباس سیاہ پہنا بہتان شاہزادہ کو شاہ غلامان کے پاس لایا اس مرتبہ شاہ نے سرو قد تعظیم کی اور اپنے پہلو مین تخت پر جگہہ دی پھر قاضی کو حکم دیا کہ تم عقد اس غلام کا ہماری دختر مرغولہ سے پڑھدو قاضی نے بلا ایجاب و قبول خود وکیل طرفین ہو کے تمام رسوم عقد طو کردیے شاہزادہ حیران تھا کہ عجب معاملہ ہی کہ جسکا آغاز و انجام مطلق معلوم نہین ہوتا آخر کہا او بہتان لعین یہ بتا کہ مرغولہ کون چڑیل ہی جس سے بغیر میری رضامندی کے قاضی مردود نے نکاح کردیا بہتان نے کہا اے شہریار مرغولہ دختر شاہ غلامان کی تھی جب وہ مرگئی تو بادشاہ نے بمحبت ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بھی یہی نام رکھا ہی میرے بیان مین ایک حرف دروغ نہین ہی کسواسطے کہ مین کبھی جھوٹ نہین بولتا بادشاہ نے بھی یہ قسم کہا کہ بہتان جو کہتا ہی سچ ہی اب شاہزادہ کو خواجہ سرا محل مین لیگئے جسوقت شاہزادہ نے اندر محل کے قدم رکھا ایک ہجوم کنیزان پیچیدہ موو مشکین روکا واسطے استقبال کے آیا اور شاہزادہ کو لیجا کر پہلو مین عروس کے بٹھادیا اور سب عورتین محل کی ہٹ گئین شاہزادہ نے جو بخیال ملکہ نوبہار گلشن افروز نقاب چہرہ سے دور کی ایسی صورت کریہ و زشت نظر آئی کہ خواب مین بھی کوئی دیکھتا تو چونک پڑتا شعر

ابرو چشم ست بر یوسف نکوئی | تو گوئی تا قیامت زشت روئی

جب کہ شاہزادہ نے ایک عورت بست سالہ سیاہ رو فتیلہ مو بدہیبت دیکھی بے اختیار نعرہ آہ کا مارا اور کہا سبحان اللہ

بامید گل آمدم خار دیدم | بجاے پری دیو غدار دیدم

لعنت خدا شاہ و سیاہ پر کس قدر دروغگو اور مفتری ہین خدا وندکریم اسکے شر و فساد سے بچائے دیکھئے کیا معاملہ پیش آتا ہی اسی رنج و ملال مین علیحدہ تخت پر سو رہا بعد نصف شب کے خلخال پا کی آواز آئی آنکھ کھول کے دیکھا کہ مرغولہ تخت سے اترکر صحن مکان مین آئی شاہزادہ بھی پوشیدہ اسکے عقب مین گیا دیکھا کہ مرغولہ آہستہ زیر دیوار محل کے گئی اور کمند کے ذریعہ سے اترگئی وہان ایک حبشی کا مکان تھا شاہزادہ بھی ایک گوشہ مین مخفی کھڑا ہو رہا وہ حبشی ایک مرد مجرد بیباک بلا قید تھا اسنے مرغولہ کو گلے سے لگا لیا اور پوچھا اے جان من کیا شوہر تیرا نامرد ہی جو تو اسکو چھوڑکر یہان آئی ہی مرغولہ بولی اے یار غار محرم راز ایک عجب ہی کہ رنگ اسکا سرخ و سفید ہی دوسرے مین تیرے شوق وصل مین ایسی بیچین تھی کہ مجھے کسی پہلو آرام و قرار نہ تھا جب وہ سو رہا تو مین تیرے پاس چلی آئی شاہزادہ کو اس بات سے مرغولہ کی بہت غصہ آیا اور کہا کہ مین اس ملعونہ سے کسی طرح کی غرض نہین رکھتا لیکن ان دونون کو زندہ رکھنا مقتضا سے غیرت نہین ہی اتفاق سے زنگی پیشاب کو پاخانہ مین گیا وہان ایک چور رکھا اسنے اسے مارڈالا بعد اسکے وہ چور

مرغولہ کے پاس آیا اور پوچھا تو کون ہی مرغولہ نے چور کو ایک جوان زبردست دیکھا ہٹ گئی اور کہا مین عورت
عیش پرست ہون اور مرد توانا کی عاشق ہون چور نے کہا میرے ساتھ چل مرغولہ بولی یہ مکان میرا انواع واقسام
کے تکلفات سے آراستہ ہی یہین آرام کر چور بولا یہ مکان غیر کا ہی اسمین مجھے خوف معلوم ہوتا ہی صحرا مین چل کسی
درخت کے نیچے تجھے سیراب کردونگا مرغولہ راضی ہوگئی چور گھوڑے پر سوار ہوا مرغولہ کو پیچھے بٹھایا اور
شہر سے باہر نکلا شاہزادہ بھی ایک عالم غیظ و غضب مین پیچھے چلا صبح کے وقت وہ دونون ایک خرابے مین
پہونچے چاہتے تھے کہ عیش مین مشغول ہون شاہزادہ نے ایک تیر ایسا مارا کہ دونون کے پار ہوگیا اور دونون
اسی حالت مین جہنم واصل ہوئے اور آپ خود اسی چور کے گھوڑے پر سوار ہوکر ایک طرف روانہ ہوا
اور دل مین ہزار ہزار شکر پروردگار کا کیا کہ تونے بہ حفظ آبرو بہتان و شناعت غلامان سے نکالا دو فرسنگ
راہ چلی کی تھی کہ دور سے کچھ سوار مسلح آتے نظر آئے کہ خیزاخیز اسی طرف چلے آتے ہین جب قریب پہونچے
اُن سوارون نے آواز دی کہ ای جوان تونے ہمارے بھائی کو بے گناہ قتل کیا اب تو ہمارے ہاتھ سے
بچ کے کہان جائیگا یہ کہا اور چارون طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے چار جوانون کو تیر سے مارا اور گھوڑے کو
ایسا دوڑایا کہ پتہ نہ لگا وہ چور بھی پیچھا کیے چلے آتے تھے جب قریب آتے تھے شاہزادہ دوچار کو تیر سے
مارتا تھا اور پھر آگے بڑھتا تھا اسی طرح پچیس چور مارے گئے باقیماندہ بھاگ گئے شاہزادہ وہان سے
ایک صحراے پر بہار مین پہونچا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ شکار کھیل رہا ہی اُسنے شاہزادہ کو اپنے پاس
بُلایا اور استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا کہ پہلے اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور یہ مقام کون ہی وہ بولا
اسے بہستان کہتے ہین اور سب باشندے یہان کے کاشتکار ہین بعدہ شاہزادہ نے کہا کہ مین ایک مرد
مسافر غریب الوطن آفت کا مارا ہون اتفاق سے ادھر آنکلا پھر شاہزادے نے اُس جوان سبزہ رنگ سے پوچھا آپ کا
کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے شاہزادہ سبز بخت نوجوان کہتے ہین اور اسم مبارک والد ماجد کا ہزار زیخ شاہ ہی
اگر غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایئے تو چندے صحبت حضور سے یہ خادم بھی فیض یاب ہو شاہزادہ اُسکے ہمراہ
ایک گانون مین آیا وہ گانون خوش آب و ہوا تھا شاہزادہ سبز بخت نے دعوت کی شاہزادہ نے چند روز
وہان قیام کیا باہم جواب رشتۂ محبت بڑھا تو دونون شاہزادہ ہمراہ شکار کو جایا کرتے تھے ایک روز اُن
چورون مین سے چار آدمیون نے شاہزادہ کا سراغ لگایا اور اُسکے قتل پر کمر باندھے وہان پہونچے شاہزادہ
اسوقت چوکی پر گیا تھا اُن چورون نے شاہزادہ کے شبہہ مین شاہزادہ سبز بخت کو قتل کیا جب شاہزادہ
بیت الخلا سے باہر آیا اور یہ واقعہ دیکھا اُسوقت شعلۂ آتش شجاعت شاہزادہ کا مشتعل ہوا اُن چارون
چورون کو قتل کیا صبح کے وقت ہزار زیخ شاہ کو جو ہین اس سانحۂ غم فزا و حال جانکاہ کی خبر ہوئی اُسنے

دونون ہاتھون سے سینہ و سر کو پیٹ لیا اور زار زار رونے لگا جب شدت رقت سے کچھ افاقہ ہوا شاہزادہ
سے تمام حال پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی مزارع شاہ نے کہا کہ میرا فرزند تمھاری وجہ
سے قتل ہوا گو کہ قاتل اُسکے مارے گئے لیکن میرے دل کی سوزش کسی طرح کم نہین ہوتی خیر بوجہ بیگناہی کے
مین تمھین قتل تو نہ کرونگا الا ایسی سزا دونگا کہ میرے دل کو سکون ہو اور تم بھی مدت العمر یاد کرو یہ کہکے ملازمون
کو حکم دیا کہ اسے کشتی مین سوار کرکے ایک ہفتہ کی خوراک رکھکے کشتی دریا مین بہا دو جو اسکا نوشتۂ تقدیر ہوگا
پیش آئیگا ملازمون نے حسب الحکم بادشاہ کے اُسے اُسی طرح کشتی پر بٹھا کے بہا دیا شاہزادہ کشتی پر سوار
یاس و حسرت کرتا دریا مین ڈوبتا تیرتا چلا جاتا تھا مگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی یاد سے غافل نہ تھا غرضکہ
پانچ روز اسی کیفیت سے گذرے چھٹے روز دور سے ایک کشتی نظر آئی جب وہ کشتی قریب آئی تو اُسکے لوگون نے
شاہزادہ کو اپنی کشتی مین سوار کرلیا اور حال پوچھا شاہزادہ نے کہا کہ ایک مرد نا انصاف نے بیگناہ مجھے یہ
ایذا دی ہے اُن لوگون نے شاہزادہ کی خاطر جمعی کی اور کہا جہان تم کہوگے ہم تمکو پہونچا دینگے شاہزادہ نے
اُسی کشتی مین ایک جوان خوشرو کو دیکھا کہ ایک مہجبین کی لاش پر اس درد سے روتا ہے کہ کلیجہ منھ کو آتا ہے شاہزادہ
نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون مرد ہے اور یہ زن مُردہ کون ہے اُسنے کہا یہ مرد قولک نام شالک ملک صاحب کشتی
کا بیٹا ہے اور شالک ملک زمین نیک کا رئیس ہے اور یہ عورت مُردہ قولک کی زوجہ ہے اور رشتہ مین چچا کی
بیٹی ہے قبل اسکے اس جوان نے اسپر عاشق ہوکر بصد شوق و آرزو اس عورت کے ساتھ شادی کی ہنوز
نوبت وصل کی نہ آئی تھی کہ اس عورت کو ایک سانپ نے کاٹا یہ عورت فوراً مرگئی جب سے یہ مرد دیوانون
کی طرح حیران و پریشان رویا کرتا ہے کوئی دم گریہ و زاری اسکی موقوف نہین ہوتی اور دیوانہ ہوگیا ہے
شاہزادہ نے کہا خیر جو ہونا تھا سو ہوگیا اب اسکو دفن کرنا چاہیے وہ بولے ہماری قوم مین ایک علاج اسکا
معین ہے ہم اُسی کی تلاش مین سرگردان ہین شاہزادہ نے پوچھا وہ علاج کیا ہے اُسنے کہا آذرکیوان نامے
ایک بزرگوار نہایت پرہیزگار رونما ز گذار جزیرۂ دریاے محیط مین نظر خلائق سے پوشیدہ رہتے ہین جو کوئی
سانپ کا کاٹا مرتا ہے اعزا اُسکے کشتی مین لاش کو لیکر طواف دریا کرتے ہین اگر حیات اُسکی باقی ہوتی ہے تو آذر سے
ملاقات ہوتی ہے اور میت کے عزیز و اقارب اُسکی منت و سماجت کرتے ہین وہ ایک افسون سے اچھا کردیتا
ہے اور سانپ کا زہر دفع ہوجاتا ہے اور وہ اپنی ہیئت اصلی پر آجاتا ہے اور یہ بھی سُنا ہے کہ آذرکیوان پردہ دار
شہر کرسی کا ہمیشہ ہوتا آیا ہے شاہزادہ نے پوچھا پردہ دار شہر کرسی کیا چیز ہے اُنھون نے کہا سُنا ہے کہ کوئی
شہر ہے اور وہان کا پردہ دار کیوان آذر ہے شاہزادہ کو شہر کرسی کے دیکھنے کا ازحد شوق پیدا ہوا غرض
جب وہ کشتی روانہ ہوئی تو جس جزیرے مین کشتی جاتی تھی اہل کشتی وہان کی زمین سونگھتے تھے رفتہ رفتہ ایک شہر

پر فضا مین وارد ہوئے معلم کشتی نے زمین سونگھی اور با آواز بلند کہا شکر ہی کہ ہملوگ بہ فضل خدا اپنی منزل مقصود پر پہونچے اہل کشتی وہان اُترے اور ایک ہفتہ تک افسون اور دعا کا ورد کیا جب نماز اور دعا سے فراغت ہوئی سب نے فریاد کرنا شروع کی کہ یا آذرکیوان اس مظلومہ کی جان بچاؤ تین مرتبہ یہ الفاظ کہے اور آنکھین بند کرلین ناگاہ ایک مرد کوتاہ قد سیاہ فام سفید ریش نمودار ہوا تمام معلم و اہل کشتی اُس سے قدمبوس ہوئے اور تعظیم کی بعد حال اُس عورت مردہ کا بیان کرکے لاش سامنے رکھدی آذرکیوان نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا ای بیوقوفو تم جو سانپ کا زہر مجھسے دور کرواتے ہو اس سے کیا فائدہ کہ فقط پانچ ساعت اسکی حیات مین اور باقی ہین اُسکے شوہر نے کہا ای بزرگ اگر ایسا ہوا تو اس صدمہ جانکاہ سے میری زندگی بھی محال ہی واسطے خدا کے میرے حال زار پر آپ رحم فرمائیے آذرکیوان نے فرمایا کہ اگر تو نصف عمر اپنی اسے بخش دے تو بیشک اسکا زندہ ہونا ممکن ہی تو لک نے کہا مین نے بخوشی دل نصف عمر اپنی اسے بخشی آذرکیوان بولا ای احمق تو نے تو نصف عمر اپنی بخشی لیکن قضاے الٰہی کہین رُک سکتی ہی مگر تیری نالہ و زاری سے مین علاج کرتا ہون آیندہ جو انجام ہوگا ظاہر ہو جائیگا الغرض آذرکیوان نے اُس لاش پر ایک ایسا افسون پڑھکے دم کیا کہ تمام بدن سے اُس مُردہ کے عرق سیاہ جاری ہوا بعد ایک دم کے وہ اپنی ہیئت اصلی پر آکے زندہ ہوگئی شاالک وغیرہ آذرکیوان کو دعائین دیتے ہوئے وہان سے روانہ ہوئے بعد اسکے شاہزادہ نے آذرکیوان سے عرض کی ای حضرت مجھے شہر کرسی کا نہایت اشتیاق ہی آذرکیوان بولا کیا شہر کرسی تمھارے دیکھنے کو بنایا گیا ہی لیکن خیر بالفعل دریا کے کنارہ کنارہ ان اہل کشتی کے ساتھ تم جاؤ یہ ایک رات دامنہ سبزکوہ مین مقام کرینگے رات کیوقت فلان درخت کے سایہ مین تم چھپکے اُنکی حرکتین دیکھنا شاہزادہ نے کہا پھر حضرت سے کیونکر ملاقات ہوگی اُسنے کہا کل ہفتہ کو ضرور مہمان آؤنگا اور جو تمکو دیر ہو جائیگی تو پھر مین آٹھوین روز یہین ملونگا شاہزادہ آذرکیوان سے رخصت ہوکر اہل کشتی کے ہمراہ ہولیا جب دامنہ سبزکوہ مین پہونچا یہان یہ قافلہ سے دور ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ رہا بعد چار گھڑی رات گذرنے کے وہ تمام روسیاہ باہم فعل بد مین مشغول ہوئے شاہزادہ نے آنکھین بند کرلین تو لک کی زوجہ نے شوہر کو اُس حرکت مین مبتلا دیکھا فوراً اپنے پھوپھی زاد بھائی کے پاس کہ آشناے قدیم اُسکا تھا آئی وہ بولا جب تک تیرا خاوند زندہ ہی مین تجھسے کوئی حرکت نہ کرونگا عورت نے جوش مستی مین شوہر کو زہر دیدیا شعر

	جان شیرین ز تن برون آمد	چونکہ زہر از گلو درون آمد	

اور یار کو اپنے اس کار نمایان کی اطلاع دی اُسنے کہا او قحبہ فاحشہ جسنے محبت سے آدھی عمر اپنی تجھکو دی اُسکو تو نے مار ڈالا مجھسے تو کیا سلوک کریگی یہ کہکے اُسکو مار ڈالا ایک ملازم نے شاالک کو خبر کی کہ اُس عورت کو تیرے ہمشیرہ زادے نے ہلاک کیا شاالک مالک نے بغیر تحقیق اپنے بھتیجے کو قتل کیا اس عرصہ مین ایک اژدہا پیدا ہوا

اُسنے سب قافلہ کو کھا لیا شاہزادہ کو یہ دیکھ کے نہایت عبرت ہوئی اور اسی افسوس مین سو رہا علی الصباح
آذرکیوان کی خدمت مین روانہ ہوا کہ اثنا راہ مین ایک روشنی معلوم ہوئی اور غائب ہو گئی بعد چند قدم
کے دوسری طرف پھر وہی روشنی معلوم ہوئی شاہزادہ نے جو غور سے دیکھا تو ایک دولاب نہایت بزرگ
معلوم ہوا کہ بلندی مین آسمان تک اور عرض مین جنوب سے شمال تک احاطہ کیے تھا اور کبھی نظر آتا اور کبھی
غائب ہو جاتا تھا اور ایک روشنی ایسی اُسمین سے ظاہر ہوتی تھی کہ محسوس نہوتی تھی کہ کس شے کی ہے شاہزادہ
متحیر تھا کہ ایسی عجیب شے کسی طلسم مین بھی نہین دیکھی اور وہ دولاب کبھی مغرب اور کبھی مشرق مین ایسا جلد جلد پھرتا تھا کہ
آنکھ نہ ٹھہرتی تھی جب خوب غور کیا تو دولاب کے بیچ مین ایک قلعہ جسکے بارہ برج ایسے چمکتے تھے کہ بیان نہین
ہو سکتا دوسرے دولاب ایک طرف گردش مین تھا اور قلعہ برعکس اُسکے پھرتا تھا اسیطرح بروج بھی ایک
دوسرے کے خلاف پھرتے تھے شاہزادہ عرصہ تک یہ تماشا دیکھا کیا اور ایسا محو ہو گیا کہ آذرکیوان کا وقت
ملاقات گذر گیا آخر دوسرے ہفتہ کو موافق فرمانے آذرکیوان کے پھر گیا دیکھا آذرکیوان اپنے وعدہ پر موجود
ہے شاہزادہ نے سلام کیا اور کیفیت قافلہ کی بیان کی آذرکیوان نے کہا مین نے کہا تھا کہ جو امر تقدیری ہے وہ
کسیطرح رد نہین ہو سکتا مجھے تمام حال آیندہ معلوم تھا لیکن اظہار کرنے کا حکم نہ تھا شاہزادہ نے دولاب کی
کیفیت پوچھی آذرکیوان نے کہا یہ طلسم اجرام و اجسام چار عنصریہ فلک کا حساب ہے اور طلسم سازون نے چودہ
منزلین قرار دی ہین اُنمین سے گیارہ منزلین مین نے دیکھی ہین تین منزلین اور باقی ہین اول طلسم فلک البروج
دوم طلسم فلک معدل النہار جسے فلک اطلس و فلک اعظم بھی کہتے ہین سوم قصر نادرہ راز دار ہے کہ منزل اعلیٰ
اور قصر اسرار مشہور ہے اور طلسم فلک البروج کرسی کو کہتے ہین اور وہ دولاب جو تمنے دیکھا ہے فلک نہم کی مثال ہے
کہ جو اپنے بیچ مین تمام افلاک کو لیے ہوئے گردش دیتا ہے شاہزادہ نے فرمایا حضرت ملکہ نو بہار گلشن افروز
کے تصور کے سوا کسی کے کہنے سننے کی کیفیت ذہن نشین نہین ہوتی آذرکیوان نے کہا جبتک نیرنگی لیل و نہار
نہ دیکھو گے بارگاہ رنگ تک پہونچنا دشوار ہے لیکن اب یہ حال سُن لو کہ وہ درخت و قصر اور نہر وغیرہ جو سامان
تمھاری نظر سے گذرا ختم ہوا اسوا سطے کہ وہ قصر و اشجار ہفت کواکب سے متعلق تھے اور طلسم فلک البروج دوسری
شکل سے واقع ہوا ہے شاہزادہ نے کہا حضرت اُس سے بھی مجھے آگاہ فرمائیے آذرکیوان نے کہا پہلے
اس چشمہ مین غسل کیجیے پھر مین تمکو طلسم کرسی کا نشان بتاؤنگا شاہزادہ نے حسب ارشاد آذرکیوان
لباس زحل یعنی سیاہ اُتار چشمہ مین کودا اگرچہ ایسا پانی سرد تھا کہ غوطہ کی جرأت نہوئی آذرکیوان نے کہا اے
شاہزادہ اگر ایسی ہی جان عزیز کرو گے تو شہر کرسی کا تماشا کیونکر دیکھو گے شاہزادہ نے ناچار غوطہ مارا
جون ہی سر پانی سے باہر نکالا آذرکیوان کو نہ پایا

اب شاہزادہ کا شہر کرسی مین تشریف لیجانا اور فلک البروج کے طلسم کا حال عرض بیا کمین آگاہی
جسوقت کہ شاہزادہ چشمہ سے باہر آیا پوشاک شاہزادہ کی کنارۂ چشمہ سے غائب ہوگئی اور سوا ایک
لنگی کے اور کوئی کپڑا نہ رہا اس عرصہ مین ایک مرد مسن دست بقچہ لیے حاضر ہوا اور وہ بقچہ شاہزادہ کے آگے
رکھدیا اور خود غائب ہوگیا جب بقچہ شاہزادہ نے کھولا دیکھا کہ دستار و جامہ و کمربند زرین مغرق زردوزی
جسمین کہ ریزہ ہاے الماس جڑے تھے رکھا ہی الغرض شاہزادہ نے وہ لباس پر تکلف زیب جسم کیا اور براہ راست
روانہ ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک باغیچہ معلوم ہوا جب وہان سے آگے بڑھے ایک قلعہ دیکھا جسکے
برج فلک ہفتمی سے بھی بڑھے ہوے تھے اور ہر ایک برج کا فاصلہ دو دو منزل کا تھا اور بعض کا فاصلہ اڑھائی
منزل کا تھا اور ہر گنبد پر ایسا جواہرات خوش آب و گران بہا نصب تھا کہ اُسکے سبب سے ایک شکل
دیکھنے مین نہ آتی تھی اور ایک گنبد کی شکل گوسفند قوی الجثہ کی تھی اور دوسرے کی ہیئت گاؤ کلان کی اور تیسرے
گنبد کی صورت نصف مرد اور نصف عورت کی تھی باقی احوال عنقریب بر وقت موقع و محل کے بیان ہونگے الغرض
جب شاہزادہ نے قلعہ کو غور سے دیکھا اُسمین ایک دروازہ معلوم ہوا اور زیر برج حمل دو منازل یعنے
شرطین و بطین جسکو ہندی مین اشنی و بھرنی نچھتر کہتے ہین نظر آئے اور اُن منازل مین بجاے ستارہ کے سات
شکل کے ہیرے کے نصب تھے اور ہر ٹکڑا ہیرے کا مثل ایک سنگ کلان کے تھا اسی طرح برج حمل جسے ہندی
مین میکھ کہتے ہین ایک ستارہ سرخ رنگ دیکھا وہ مالک برج حمل مریخ تھا اور خلائق شہر نہایت حسین اور خوبصورت
نظر آئی لیکن سب اپنے اپنے کاروبار مین مصروف تھے شاہزادہ دروازۂ شہر مین داخل ہوا چاہتے تھے کہ یکایک
پتھر کی چوٹ ایسی انگشت پا مین آئی کہ بیہوش ہوگئے جب ہوش مین آئے تو قلعہ دروازہ کا نشان نہ پایا ایک صحراے
لق و دق مین مضطر و حیران اپنے کو کھڑا دیکھا آخر ایک طرف روانہ ہوئے تمام دن راہ چلنے مین گذری شب کو
ایک جگہ آرام کیا رات کے وقت ذرا آنکھ جو کھلی تو وہی قلعہ نظر آیا اور قلعہ کے اندر بڑے بڑے درخت اس کثرت
سے دیکھے کہ شمار مین نہ آتے تھے اور پتے اُن درختون کے مثل ستارون کے چمکتے تھے اور جب ہوا سے اُن درختون
کو جنبش ہوتی تھی تو پتے اُنکے مثل جگنو کے قلعہ مین جابجا اُڑتے پھرتے تھے عجیب سمان تھا اتفاقاً اُن درختون مین
ایک درخت سیب کا بھی تھا ہوا کے جھونکون سے اُسمین سے ایک سیب ٹوٹ کے شاہزادہ کے دامن مین
آگرا شاہزادہ نے وہ سیب نوش فرمایا اور پانی پیکے پھر آرام فرمایا صبح کو جو آنکھ کھلی وہ قلعہ نظر نہ آیا شاہزادہ نے
لباس شب اپنے جسم مین نہ پایا حیران پریشان اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ واہ یہ کیا خوب تماشا ہی کہ کپڑے بھی
بدن سے غائب ہوگئے پھر چشمۂ آب مین نظر پڑی غسل کیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ہاتھ مین بقچہ اور ایک قاب مین کھانا
لیے سامنے سے آیا اور اُس مرد پیر نے وہ بقچہ پوشاک اور قاب کھانے کی شاہزادہ کے آگے رکھدی اور

خود غائب ہو گیا غرض شاہزادہ نے کپڑے پہنے اور کھانا کھایا جب درختون سے آگے بڑھا وہی قلعہ
اور وہی شہر دیکھا لیکن ابکی مرتبہ دروازہ شہر کا باب الثور تھا جسے ہندی مین برکھ کہتے ہین یعنی گاؤ کی شکل تھا
اور جو منازل بروج ثور سے متعلق تھے اُنکے اشکال ظاہر نہین تھے شاہزادہ کو وہان بھی ایسی بیہوشی طاری
ہوئی کہ اندر دروازہ کے داخل نہوسکا اور پھر اُسی صحرا مین پہونچا اور وہی حال شب اول کا یہان بھی ہوا
آخر آرام فرمایا جب بیدار ہوئے غسل کیا اور چشمہ سے باہر آئے لباس جسم اور خاصہ موجود پایا مگر کھانا اور لباس
کالانیوالا نظر نہ آیا غرض کھانا نوش فرمایا اور پوشاک زیب جسم فرمائی اور اُن درختون سے آگے بڑھا اب
باب الجوزا تھا جسے ہندی مین متھن کہتے ہین نصف مرد اور نصف عورت اور برج جوزا سے جو ستارے تعلق رکھتے ہین
وہ بھی موجود تھے شاہزادہ نے دل مین کہا یا رخدایا مین ہر روز شہر دیکھتا ہون اور شہر مین نہین جا سکتا اس
اثنا مین ایک ہوا ایسی سرد و خوشگوار آئی کہ شاہزادہ نے آرام فرمایا جب بیدار ہوئے وہی صحرا دیکھا
اور بدستور غسل کیا جب پانی سے باہر آئے لباس اور کھانا کنارہ پہ چشمہ کے رکھا دیکھا لباس پہنا اور کھانا نوش
فرمایا اور اُن درختون سے آگے بڑھے اب باب السرطان جسے ہندی مین کرکھ کہتے ہین بلا بہ شکل خرچنگ تھا یعنی
کیکڑا اور جو منازل کہ اس برج سے متعلق تھے وہ بھی موجود تھے اسی طرح باب الاسد جسے ہندی مین سنگھ کہتے
ہین و باب السنبلہ جسے ہندی مین کنیان کہتے ہین باب العقرب جسے ہندی مین برچھیک کہتے ہین اور
باب الجدی جسے ہندی مین مکر کہتے ہین اور باب الدلو جسے ہندی مین کنبھ کہتے ہین اور باب المیزان جسے
ہندی مین تلا کہتے ہین باب القوس جسے ہندی مین دھن کہتے ہین اور ان برجون کے منازل بھی جو تھے
وہ دیکھے مگر قلعہ مین داخل نہوسکے باب الحوت جسے ہندی مین مین کہتے ہین وہان پہونچا تو ایک مرد کھانا
اور کچھ کپڑون کا لیے موجود تھا شاہزادہ نے اُس مرد کا دامن پکڑا اور فرمایا جبتک کہ تو میری بات کا
جواب با صواب نہ دیگا مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اور کھانا و پوشاک کچھ نہ لونگا کہ آج بارہ روز سے صحرا مین سرگردان
پھرتا ہون اور شہر مین نہین جا سکتا اُس مرد نے اشارہ سے کہا پہلے کھانا کھا لو پھر یہ عقدہ بھی حل ہو جائیگا شاہزادہ
نے کہا مین اشارہ نہین سمجھتا تو خدا جانے کیا کہتا ہے جب اُسنے یہ قسم کہا کہ اگر آج تمھارے عقدہ سے نہ حل ہو جاوین
تو تم مجھے لعنت ملامت کرنا شاہزادہ نے خاصہ نوش فرمایا جب کھانے سے فارغ ہوئے بدستور وہ مرد غائب
ہو گیا لیکن جیب قبا سے ایک کاغذ نکلا اُسمین لکھا تھا اے شاہزادہ معز الدین اگر تمھین شہر کی سیر دیکھنا منظور ہو
اور شوق تماشائے طلسم منظور ہو تو ان درختون مین جاؤ جو سامنے نظر آتے ہین وہان سات درخت جدا جدا اپنی
جگہ تھے درخت کے سایہ مین ایک لمحہ توقف کرنا اور قلعہ کے دروازہ کو بغور دیکھنا جب خوب نظر قائم ہو جائیگی
تو ایک خط مستقیم سیاہ مثل خط شعاع درِ قلعہ سے تا بیخ درخت نظر آئیگا جسکو خط استوا کہتے ہین اُس خط پر ہوشیاری تمام

قدم رکھنا کہ پاؤن کو لغزش نہو اور روانہ ہو جانا جب دروازۂ قلعہ مین پہونچیگا ایک پردہ زنگاری پڑا ہوگا
تم اُس پردہ کے اندر داخل ہونا وہان ایک شاہ نشین مین داروغہ شہر کرسی جسکا نام رفیع کرسی نشین ہی کرسی
زرنگار پر بیٹھا ہوگا اُسے سلام کرنا اور یہ کاغذ دینا اور زبانی کہنا کہ مین شہر کرسی کے تماشے کا مشتاق ہون وہ
تمکو بخوبی تمام سیر شہر کرسی کی کراویگا والسلام

آب داخل ہونا شاہزادہ کا شہر کرسی مین اور ملاقات کرنا رفیع کرسی نشین داروغہ شہر کرسی سے

القصہ شاہزادۂ عالیجاہ بموجب ہدایت رقعہ خط استوا سے رفیع کرسی نشین کے پاس پہونچا اور وہ کاغذ
حسب ہدایت دیا اور کہا مین شہر کرسی کا تماشا دیکھا چاہتا ہون رفیع کرسی نشین نے وہ رقعہ آنکھون سے لگایا
اور شاہزادہ کو نہایت عزت و توقیر سے شہر کرسی مین لیگیا شاہزادہ نے مکانات نہایت خوش قطع دیکھے
اور ہر مکان مین ایک پردہ زنگاری پڑا ہوا تھا شاہزادہ نے پوچھا اس پردہ مین کیا شی ہی رفیع کرسی نشین
نے کہا حال پردون کا حضور کو معلوم ہو جائیگا اور غلامون کو حکم دیا کہ پردے باندھ دو پردون کا بلند ہونا تھا
کہ ہر پردے سے غول کے غول گروہ کے گروہ نازنینان ماہ جبین کی آمد شروع ہوئی اور ایک آن مین محفل
نشاط جمع ہو گئی صراحی اور جام آیا رفیع کرسی نشین نے ایک جام شراب ارغوانی کا شاہزادہ کو دیا اور کہا
ای جوان یہ جام ہاتھ سے مجھ غلام کے نوش فرمائیے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھیے کہ نام اس کا شراب
ظہور المثال ہی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہان پینے سے حال معلوم ہوگا شاہزادہ نے وہ جام شراب نوش کیا
واقعی ایک ہی جام مین کسل راہ دور ہو گیا اور قوت دل و دماغ عود کر آئی اور یاد ملکہ نو بہار گلشن اِرم ورد دل مین
پیدا ہوئی حتی کہ تین روز و شب یہی صحبت رہی چوتھے روز شاہزادہ نے کہا کہ نادرہ رازدار اور مجمع اسرار
کی ملاقات کا مشتاق ہون رفیع کرسی نشین نے کہا جبتک کہ بتفصیل تمام مقامات شہر کرسی بخوبی نہ دیکھ لوگے
اور تماشائے فلک معدل النہار نظر سے نہ گذریگا نادرہ رازدار کے قصر مین پہونچنا دشوار ہی ہان سے پہلے
مرحلات فلک البروج طی کیجیے بعدہ فلک اطلس کو تشریف لیجائے کہ عمدہ ترین تماشاگاہ اس شہر مین پانچ مقام
ہین اول بارہ بروج اور اٹھائیس منازل جنکی خدمت اس غلام سے متعلق ہی اور میرے گیارہ نائب ہین
کہ وہ شہر کے ہر دروازے پر تعین ہین اور ہر نائب سے ایک یا دو دو منازل متعلق ہین ابھی آپ نے ایک
برج کی بھی پوری سیر نہین کی پھر فلک اطلس پر کسطرح جائیگا ابھی یہ منزل شرطین مین آپ وارد ہین منزل
بطین باقی ہی مگر ہان اگر آپ کا دل چاہے تو ایک روز مین سیر کیجیے خواہ ایک ماہ مین یہ آپ کو اختیار ہی اگر
بسرعت تمام کام فرمائیے گا سیارہ قمر رفتار خطاب ہوگا اور اگر تساہل و درنگ کروگے تو سیارہ زحل صفت

لقب ہوگا غرضکہ موافق سرعت و بطی ہونے کو اکب کے خطاب دیا جائیگا دوم قصر مربع جسکے چار طبقے ہین اور تماشاگاہ
سیوم قصر سمین ہی دیکھا دونون قصرون کا نہایت سعد ہی سعید لوحدار داروغہ ہی اور سعید وہی ہے مرتبہ مین زیادہ تر
ہی گو فدوی امیر الامرا ہی اور تماشاگاہ چہارم حصہ چہارم مثلثہ ہی جسکی کلید محفوظ قلعدار کے پاس ہی اور محفوظ سعید سے کہین ذی مرتبہ
ہی یعنی مزید اعظم ہی پنجم بہترین سیرگاہ منزل خاص ہی جسکا تعلق خاص بادشاہ کی ذات سے ہی کہ ہم مین سے کوئی
عہدہ دار اسکی ماہیت سے واقف نہین ہی شاہزادہ نے جو یہ حال سنا ایک اور اشتیاق اسکے دیکھنے کا
دل مین پیدا ہوا اور نام بادشاہ کا پوچھا رفیع کرسی نشین نے کہا غلام کی کیا مجال جو نام بادشاہ کا لے سکے
اگر طالع یاور و مددگار آپ کا ہی تو نام سے بھی آگاہ ہو جائیے گا خیر اب ہمراہ غلام کے چلیے آپ کو منزل اطبین دکھاؤن
شاہزادہ رفیع کرسی نشین کے ہمراہ پیادہ پا روانہ ہوا ایک پردہ بلند دیکھا وہان ایک قصر رنگین معلوم ہوا
کہ ہزار درجہ مکان اول سے منقش و آراستہ و پیراستہ پر ضیا تھا شاہزادہ وہ دن اور ساری رات وہان رہا
خوب عیش کیا دوسرے روز رفیع کرسی نشین کے پاس تشریف لائے رفیع کرسی نشین نے ایک گھوڑا
صبا رفتار منگوایا اور کہا حضور سوار ہو کر سیر برج سور ملاحظہ فرماوین شاہزادہ نے گھوڑا اگلدار کہ گل اسکے جسم پر
مثل ستارہ کے درخشان تھے دیکھا جب گھوڑے پر سوار ہو چار سو بازار مین گیا دیکھا کہ دوکانین زر پختہ و
سیم خام کی ہین اور جتنے آدمی دیکھے سب حسین اور خوبصورت دیکھے وہ گھوڑا شاہزادہ کو برج ثور مین لایا تاب
رفیع کرسی نشین حسب الحکم علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسنے ثریا اور دبیران دونون منازلون کی سیر کروائی
شاہزادہ نے ایک منزل کو دوسری منزل سے بہتر و خوشتر دیکھا اور وہان کی نازنینون سے رقص اور سرود مین بھی
کمال کیفیت حاصل ہوئی قصہ مختصر باب الجوزا مین ہقعہ و ہنعہ نظر سے گذرین اور باب السرطان مین ذراع اور نثرہ
و طرفہ اور باب الاسد مین جبہہ دوم زبرہ سوم صرفہ اور باب السنبلہ مین عوا و سماک اور باب المیزان مین غفر و زبانہ
اور باب العقرب مین اکلیل و قلب اور باب القوس مین شولہ اور نعائم و بلدہ اور باب الجدی مین ذابح و بلع اور
باب الدلو مین سعود و اخبیہ اور باب الحوت مین مقدم و موخر اور رشا کا سیر و تماشا دیکھا نائب رفیع کا شاہزادہ کو
ایک برج سے دوسرے برج مین اسیطرح لیجاتا تھا اور ہر مکان کا دریچہ کھولدیتا تھا اور شاہزادہ کو دریچون
سے باغہائے دلکشا و فرحت افزا نہایت وسیع الفضا عجیب کیفیت و خوش قطع دکھاتا تھا کہ نمونہ فردوس اُسے
کہیے تو بجا تھا الغرض شاہزادہ دلدادہ سیر کرسی سے بارہ برجون کی بخوبی مثل مہر و ماہ کے جب کر چکا تو
رفیع کرسی نشین کے پاس آیا رفیع کرسی نشین نے کہا اے شہریار عالم غلام حضور کو سعید لوحدار کے
پاس روانہ کرتا ہی وہ داروغہ ہر مربع و مثمن کا ہی آخر رقعہ مُہری اور گھوڑا برق رفتار شاہزادہ نامدار کو دیکر
روانہ کیا شاہزادہ رفیع کرسی نشین سے رخصت ہو کر روانہ ہوا راہ مین صدہا مکانات خوش قطع و مرغوب طبع

اور بازار خوب اجناس مرغوب ہر دوکان خوش اسلوب نظر سے گذری قصہ کوتاہ وہ اسپ فلک سیر شہزادہ کو
تھوڑی دیر میں ایک مکان عظیم الشان کے دروازہ پر پہونچا کر ٹھہر گیا شاہزادہ گھوڑے سے اترا اندر مکان
کے داخل ہوا دربانون نے پوچھا ای جوان ذیشان کہان سے آنا ہوا اور کہان جائیے گا شاہزادہ نے فرمایا
رفیع کرسی نشین کے پاس سے آیا ہون اور سعید لوحدار کے پاس جاؤنگا دربان سعید کے پاس
شاہزادہ کو لائے شاہزادہ نے سعید لوحدار کو دیکھا ایک مرد سفید ریش نورانی شکل صحن مین مسند زرنگار
پر بیٹھا ہی اور غلامان ماہرو وعنبر بوپری پیکر زرین کمر دست بستہ گرد وپیش استادہ ہین شاہزادہ نے
سلام کیا اور رقعہ دیا سعید لوحدار نے شاہزادہ کو بکمال توقیر وتکریم ایک مکان مین اتارا اور کہا آج نان خشک
یہین نوش فرمایئے کل دیکھا جائیگا یہان شاہزادہ نے کنیزان رنگ برنگ پری تمثیل حور بے شمار ہر ایک
اپنے عہدہ پر سرگرم تیار دیکھین سعید لوحدار نے کہا حضور بعد اسکے اور تخت پر اجلاس فرمائین
اور آواز دی کہ ای فرزند منطقہ زرین کمر مہمان کی خاطر ومدارات کرنا ضرور ہی اندر سے آواز آئی کہ ای پدر
والا قدر حاضر ہوئی اور شاہزادہ سے عرض کی کہ غلام کو بوجہ پیری کے طاقت ادائے لوازم مہمانی نہین ہی
اب دختر کو خدمت عالی مین دے کر امیدوار رخصت ہون امید کہ حضور غلام کو معاف فرمائین شاہزادہ نے
فرمایا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے اور آرام کیجئے سعید لوحدار آداب عرض کرکے رخصت ہوا یہان
منطقہ زرین کمر بعوض باپ کے خدمتگزاری مین حاضر ہوئی شاہزادہ نے اس رات صحبت ناچ ورنگ
موقوف رکھی اور منطقہ زرین کمر سے حرف وحکایات مین وہ رات گذاری منطقہ زرین کمر ایسی لطیف مزاج
وظریف وشیرین بیان تھی کہ شاہزادہ نہایت محظوظ ہوا خوانین خاصہ لائین شاہزادہ نے خاصہ تناول
فرمایا اور آرام فرمایا منطقہ زرین کمر بھی اپنی خوابگاہ مین گئی شاہزادہ نے ابھی آرام نہ فرمایا تھا کہ
ایک آواز دردناک کان مین آئی شاہزادہ تاب ضبط نہ لاسکا اور اس آواز پر جا پہونچا دیکھا کہ منطقہ
زرین کمر بکمال گریہ وزاری درگاہ باری مین مناجات کر رہی ہی کہ بار خدایا حفیظ کو میرے ضعیف باپ
کے حال پر مہربان کر کہ مین سوزش باطنی روزمرہ سے نجات پاؤن شاہزادہ کے خیال مین آیا کہ یہ
عورت کسی پر فریفتہ ہی کہ منطقہ نے شاہزادہ کو دیکھ لیا اور شرم زدہ رہ گئی شاہزادہ منطقہ کو اپنے
آرامگاہ مین لے آیا اور بقسم نہایت شفقت سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی منطقہ نے کہا کہ ہمارا شریک کار
محفوظ قلعدار کا بیٹا حفیظ ثریا مکان ہی کہ نہایت رشید وجوان ہی اور میرا حال جسکے غائبانہ عاشق ہوگیا ہی
جب محفوظ اس امر سے آگاہ ہوا اسنے میرے باپ سے پیغام شادی کا دیا میرے باپ نے ایک لوح سیمین
اسکو بھیجدی کہ اسپر تصویر اسکی ہین بھیجدو کہ ہم اسکے قیافہ سے حال بخوبی دریافت کرلین تو پھر جواب

مناسب دیکھے محفوظ قلمدار نے حفیظ کی تصویر لوح پر کھینچکے بھیجدی میرے باپ نے تین روز خوب اُس تصویر
کو دیکھا اور پسند کیا اور رضامندی کا پیغام بھیجا چاہتا تھا کہ کسی بدخواہ و بدگو نے کہا کہ محفوظ اپنی صحبت میں
علانیہ یہ کہتا تھا کہ سعید جو اسقدر تحقیق مین کوشش کرتا ہی شاید جہیز مین گوہر سہیل دیگا یہ کلمہ طنز یہ میرے باپ
کو ناگوار معلوم ہوا اور محفوظ کو لکھا کہ ہم یہ نسبت جب منظور کرینگے کہ جب تم گوہر سہیل عروس کے مہر مین دوگے
اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تم اسے ہرگز ہمین پیغام نسبت کا نہ بھیجنا ہر چند کہ محفوظ اپنے قول بیہودہ سے
پشیمان ہوا لیکن کدورت طرفین کے دل مین پیدا ہو گئی اور اس غبار خاطر طرفین سے یہ نتیجہ ہوا کہ ستارہ اوج
حفیظ پست ہو گیا اور ادبار ایسا بلند ہوا کہ تخت دولت و اقبال خاک مذلت مین ملکر برباد ہو گیا اب سُنا ہی
کہ حفیظ کو دو دو دن تین تین دن فاقہ کشی مین گذرتے ہین اور اس تکلیف سے افاقہ نہین ہوتا اور رات و
دن نالہ وزاری و بیقراری مین بسر ہوتی ہی مجھے بھی اسکے حزن و ملال سے کمال ملال ہوتا ہی اور ایک شعلۂ
آتش جگر و سینہ مین مشتعل ہوتا ہی مگر لاچار ہون دردیش برجان درویش مجھکو کچھ بن نہین آتی شاہزادہ نے
کہا کہ مین مسافر ہون مجھے فرصت کہان ورنہ مین کوئی نہ کوئی صورت تم دونون عاشق و معشوق کے وصلت
کی نکالتا اور تمھارے درد کا ضرور شریک ہوتا غرض تمام رات اسی قصہ و افسانہ مین گذری صبح کو سعید لوحدار
شاہزادہ نامدار کے پاس آیا اور دروازہ قصر مربع پر لیگیا شاہزادہ نے وہ قصر ہشت گوشہ دیکھا اور ہر گوشہ کا
رنگ علحدہ پایا یعنی اول طبقے کا رنگ آتشی اور ادنی طبقہ کا رنگ خاکستری اور اوسط کا رنگ سفید و سبز معلوم
ہوتا تھا جب اندر باغ کے داخل ہوا تو باغ عجیب پُربہار و فرحت افزا دیکھا زمین اُسکی سیم خام کی تھی اور
در و دیوار طلائی جس مین کہ یاقوت و زمرد وغیرہ کی پچیکاری کی ہوئی تھی شاہزادہ سیر کرتا تماشا دیکھتا
ایک بارہ دری مین گیا وہان ہجوم ماہرویان و ہنگامہ ناچ و رنگ برپا دیکھا اور ایک شاہ نشین پر پردہ
زنبوری زرنگار مرصع کار پڑا تھا لیکن اندر اُسکے تاریکی از حد تھی اور چند نازنین ماہ جبین چپ و راست
پردہ کے موافق مرتبہ اپنے کے داہنے بائین کھڑی تھین اور کچھ بیٹھی تھین اور ایک نازنین زہرہ جبین
باحسن و جمال آگے پردہ کے کرسی زرنگار پر نہایت تکبر و تجمل سے بیٹھی ہوئی تھی لیکن سب کا خیال ہمہ تن
پردہ کی جانب تھا کہ گویا کوئی اندر سے کلام کرتا ہو اور یہ جواب دیتی ہوئی اپنے مخاطب معلوم نہ ہوتی تھین
شاہزادہ کو صورت آشنا وہ مہ جبینان معلوم ہوئین لیکن یہ خیال مین نہ آیا کہ کہان دیکھا تھا تمام دن سیر باغ
مین گذرا وقت شب محفل رقص مین گیا نازنین کرسی نشین نے اول شاہزادہ کو دیکھکے کچھ پردہ کیا شب
کہا بعد اسکے بہ تعظیم و تکریم پیش آئی اور سامان دعوت و مہمانداری کا مہیا کیا شاہزادہ نے ناچ دیکھا اور سرود
دلکش سُنا اور طعام نوش فرمایا پھر آرام فرمایا جب صبح ہوئی شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ مین دوسرے مکان

مین ہون اور یہان بھی ایک شاہ نشین اور پردہ زرنگاری ہی لیکن کوئی اور نظر نہ آیا الا تمام دیوار و در تصویرون سے
بھرا تھا اور قد آدم تصویرین ایسی باحسن وجمال تھین کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی شاہزادہ تمام دن تصویرین دیکھا کیا
یہان تک کہ وقت کھانے کا آیا اور کھانا بھی نوش نہ فرمایا جب اشتہا ہوئی کچھ میوہ باغ سے کھا لیا جب
شام ہوئی پھر ایک تصویر بصورت انسان ہوگئی اور ناچ وگانا شروع کر دیا اور شاہزادہ کی دعوت کی
جب شاہزادہ نے حال شاہ نشین پوچھا اُنھون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ ہی الغرض پہلے مکان مین تصویرین
خاکی تھین اور دوسرے مکان مین تصویر آبی اور تیسرے مکان مین تصویرین بادی اور چوتھے مکان مین آتشی
تصویرین تھین اسیطرح چار شبانہ روز یہی کیفیت رہی کہ دن کو تصویر اور شب کو نازنین ہر تصویر کا ناچ و رنگ
سرود و نغمہ رہتا تھا اور جب پوچھا کہ پردہ کے اندر کیا ہی کہا کہ ہمارا بادشاہ ہی اور روز پنجم سعید لوحدار کے
مکان مین اپنے کو پایا سعید لوحدار سے شاہزادہ نے سب حال بیان کیا سعید لوحدار نے کہا اے شہریار
یہ تصویرین قصر مربع کی ہین یہ طلسم عنصری مین ہی اور جو آپ نے طلسم افلاک مین ملاحظہ فرمایا وہ قصر مثمن مین ملتا ہی
صورت ہوگا شاہزادہ نے کہا پردہ کے اندر کیا اسرار ہی سعید لوحدار نے کہا
کہ حقیقت قصر مثمن اور قصر مربع کی مفصل حضور کو منزل خاص مین معلوم ہوگی اور حضور قصر
مثمن مین تشریف لے چلین اور وہان کا بھی سیر و تماشا دیکھین شاہزادہ سعید لوحدار
کے ہمراہ قصر مثمن پر پہونچا یہ قصر ہشت پہل تھا شاہزادہ نے آٹھ روز مین آٹھون پہلون کی
سیر کی اور جو کنیزین کہ راہ مین دیکھی تھین اُن سے ملاقات ہوگئی اور اُسی طرح شاہ نشین اور
پردہ بدستور ہر مکان مین دیکھا شاہزادہ نے جب یہان کسی کو نہ دیکھا تو دل مین آیا کہ اب
شاہ نشین مین دیکھنا چاہیے کہ کیا ہی جب پردہ شاہ نشین اُٹھایا وہان ایک مکان نہایت عمدہ
پر تکلف دیکھا اور ایک دیوار پر تصویر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی دیکھی پس بمجرد دیکھنے تصویر معشوقہ کے
ایک نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ شب ہوگئی اور محفل عیش گرم ہی اور اُس
نازنین نے جو کرسی پر بعہدۂ وزارت برابر پردہ کے بیٹھی تھی شاہزادہ کو اپنے برابر ایک کرسی زرنگار پر بٹھا لیا
شاہزادہ ایسا اشتیاق ملکہ مین تھا کہ سوا پردہ کے اور کسی جانب خیال تک نہ کرتا تھا اور ہر مرتبہ یہی
قصد کرتا تھا کہ پردہ اُٹھا کے اندر چلیے اور معشوقہ کے خیال سے دل کو خوش کیجیے اور یہ شعر پڑھتا تھا

در پردہ نشستہ نہاشد نواے تو ۔ عالم پرست از تو و خالیست جاے تو

آجتک جلوہ نہ دیکھا برق روے یار کا ۔ جذبۂ دل توڑ دیگا رخنہ اُس دیوار کا

ایک ہی جینا ہی جینا ناتوان و زار کا ۔ نور ہی پیش نظر آنکھون کی خواہش ہوگئی

مجھ سے باہر نہین آتے نہ آئین شوق سے ۔ شوق اپنے کان رکھتے ہین تری گفتار کا

کیا عجب حلقہ ہماری چشم کا ہالہ بنے ہر تصور رات دن اُس چاند کے رخسار کا
دیدۂ تصویر کی صورت کھلی رہتی ہے آنکھ اب یہ نقشہ ہے تمہارے طالب دیدار کا

وہ نازنینیں سب مانع ہوئیں اور کہا اے جوان تیری جرأت سے یہ خوف ہے کہ ہم لوگوں پر کوئی بلا نازل ہو شاہزادہ نے اصلا اُنکی بات کا جواب نہ دیا اور بے تکلف پردہ اُٹھا دیا شعر

اُس پردہ میں اک نور کا جلوہ نظر آیا اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کس ناز و انداز سے تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہے جبکہ آنکھیں ملکہ کی شاہزادہ سے چار ہوئیں ملکہ نے تبسم کیا اور مسکرا کر کہا کہ اے جوان چالاک تجھے ملکہ صبح دلکشا کی ملاقات مبارک ہو ہمنے سب حال بخوبی سنا ہے کہ تو جس لطف تکلف سے طلسم آفتاب اور شہر بیدار دلان میں گیا اور تیری ملاقات ملکہ صبح دلکشا سے ہوئی یقین ہے کہ اسوقت بھی تو نے اُسی کے خیال اور تصور میں پردہ اُٹھا دیا یہ خیال تیرا محض غلط نکلا ملکہ صبح دلکشا یہاں کہاں اگر وہ یہاں ہوتی تو ہم تجھے بخوبی ملاقات کرا دیتے اور تیرے قلب سوختہ فراق کو آب وصال سے اُسکے سرد کرا دیتے شاہزادہ نے جو یہ کلمہ زبان معجز بیان ملکہ سے سنا یہ شعر پڑھا شعر

دل کی جو امید تھی بر آگئی صورت محبوب نظر آگئی

لیکن روح جسم سے نکل گئی آئینہ وار حیران ہوا گویا سکتہ ہو گیا اور ملکہ کی صورت دیکھا کیا پس ایک مرتبہ جو گرا بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا اپنے کو سعید لوہدار کے مکان میں دیکھا سعید نے کہا اے شہریار یہ تمہارا حال کیا ہوا چہرہ کو نصیب اعدا تغیر کیوں ہے شاید کوئی تماشا تازہ دیکھا شاہزادہ نے سعید سے فرمایا کہ تم کیا حال پوچھتے ہو میرا پس نہایت مہربانی کرو ایک بار اس قصر مثمن میں مجھے اور پہونچا دو اور اپنی سرگذشت بیان کی سعید نے کہا اس امر کا میں مجاز نہیں ہوں کہ ایک مکان میں دوسری بار بھیج سکوں میں مجبور ہوں کہ یہ خلاف قاعدہ ہے مگر خاطر جمع رکھو خدا نے چاہا تو جلد مطلب سے کامیاب ہوگے اب میں تمھیں محفوظ قلمدار کے پاس بھیجتا ہوں تم اُس سے حصہ چہار مثلثہ کی سیر کو کہنا کیا عجب کہ وہاں بھی صورت دلدار نظر آئے شاہزادہ نے کہا بدون تمہاری کوشش کے میرا وہاں پہونچنا محال ہے سعید بولا کہ ہرچند میرے اُسکے ایک صورت کشیدگی کی ہو گئی تھی لیکن میں تمکو وہاں ضرور پہونچا دونگا پھر سعید نے ملازموں کو حکم دیا فلان صندوقچہ لاؤ جب صندوقچہ آیا اُسمیں سے ایک لوح یاقوت لالی کی نکالی جو پانچ بالشت کی مربع تھی اور اُسپر کچھ خط سبز لکھا تھا سعید نے ایک کاغذ سفید اُس لوح پر رکھا فوراً وہ حروف سبز رنگ کاغذ پر ہوگئے پھر اپنی مہر کی اور وہ کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ جب آپ یہاں سے روانہ ہونگے تھوڑی دور پر ایک کنواں ملیگا جسے فارسی میں چاہ زنان اور عربی میں بیر النسوان کہتے ہیں وہاں عورات نیک جمیلہ بارہ بارہ برس کی پانی بھرنے آئینگی اُنمیں ایک لڑکی نہیں گھڑا سونے کا مینا کار لیے ہوگی تم اُسکے ساتھ چلے جانا

وہ تمکو محفوظ کے گھر کا پتہ بتا دیگی جب وہان پہونچیگا تو اندر جانا دربان سے کہنا کہ مین محفوظ کے پاس جاؤنگا
وہ تمکو وہان پہونچا دیگا محفوظ تجسے پوچھیگا کہ آپ نے تکلیف کہان کی بس تم یہ رقعہ دیدینا القصہ شاہزادہ سعید سے
رخصت ہو کر چاہ کی طرف چلا جب چاہ پر پہونچا دیکھا کہ ہزارہا ماہرو و سنبل مو پانی کو آتی جاتی ہین جب وہ عورت
بارہ برس کی گھڑا سونے کا مینا کار سر پر رکھ روانہ ہوئی شاہزادہ بھی ہمراہ ہو لیا وہ ایک بارگاہ عالیشان پر پہونچی
اور ایک ساعت کے بعد اُسنے اپنے مکان کی راہ لی شاہزادہ دروازہ پر حیران کھڑا رہ گیا دربان نے پوچھا
تم کون ہو شاہزادہ نے فرمایا مین محفوظ کے پاس جانا چاہتا ہون دربان نے محفوظ کو اطلاع دی محفوظ نے
اندر بُلایا لیکن کمال بے التفاتی سے پیش آیا یہانتک کہ بیٹھنے کا بھی حکم نہ دیا شاہزادہ نے ایک مرد ریش سفید
پچاس برس کا سن ضعیف خوش قیافہ دیکھا کہ کرسی زرنگار پر بحشمت و اجلال بیٹھا ہے اور لوگ دست بستہ گرد کھڑے ہین
محفوظ نے کہا اے جوان تو کون ہے اور تیرا کیا مطلب ہے شاہزادہ نے بہ اکراہ تمام وہ رقعہ سعید کا دیا محفوظ نے
بمجرد دیکھنے رقعہ کے سرو قد تعظیم دی اور کرسی زرنگار پر بٹھایا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غلام کا قصور معاف
فرمائین کہ مین ایک ایسے رنج مین ہون کہ آنکھون مین دین و دُنیا اندھیر معلوم ہوتی ہے اپنے جامہ سے باہر ہون
شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ عذر بدتر از گناہ ہے کسواسطے کہ مہمان سے کوئی شخص ایسی کج خلقی سے پیش نہین آتا جیسا
کہ تمنے کیا محفوظ نے کہا آپ ہمارے ولی نعمت ہین ہماری مجال ہے کہ ہم آپ سے کسی طرح کی گستاخی کرسکین اور
ملازمون کو حکم دیا کہ آج ہمارے آقا نے اس غریب خانہ کو اپنے نور جمال سے منور کیا لہذا سامان دعوت جلد مہیا
کرو خادمون نے ایک چشم زدن مین سب سامان شاہانہ جمع کر دیا جب دسترخوان آیا اور رنگ برنگ کا کھانا چنا گیا
تب شاہزادہ نے کہا مین بے تمہارے کھلائے کھانا نہ کھاؤنگا محفوظ سکوت مین گیا شاہزادہ کو شک واقع ہوا
کہ کوئی اسمین بھید ہے بعد اسکے محفوظ نے عرض کیا حضور نوش فرمائین میرا کھانا ابھی تیار نہین ہوا شاہزادہ نے
فرمایا شاید تمہاری غذا اس کھانے کے علاوہ اور کوئی شے ہے کہ اس عرصہ مین ایک کاسہ چینی خدمتگار نے لا کر دسترخوان
پر رکھدیا محفوظ بولا حضور فدوی کا رزق بھی آگیا شاہزادہ نے جو دیکھا تو اُسمین آش جو تھے شاہزادہ نے فرمایا
اسکا کیا سبب ہے محفوظ بولا اے شہریار حفیظ کا حال عاشقی اس نوبت کو پہونچا ہے کہ صبح سے صحرا کو نکل جاتا ہے جب
ملازم از حد کہتے ہین کہ ماں باپ تمہارے مرجائینگے تو یہ آش جو کچھ کھا لیتا ہے جو اُس سے بچتا ہے وہ مین کھاتا ہون
اور جس روز وہ نہین کھاتا مین اور والدہ اُسکی بھی نہین کھاتی شاہزادہ نے کہا تمکو اُسکا علاج کرنا واجب ہے ورنہ
وہ ضایع ہو جائیگا محفوظ نے کہا جناب عالی جبتک سہیل دستیاب نہوگا اُسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے اور سہیل
زنبور شاہی سے پھر بھلا کسطرح سے مل سکیگا شاہزادہ نے کہا حفیظ کہان ہے محفوظ نے کہا پہاڑ پر مجنونانہ پھرتا ہوگا
اگر ہم قید کرتے ہین تو وہ ہلاکت کا اپنے قصد کرتا ہے شاہزادہ کو از حد رنج ہوا لیکن کوئی صورت مصالح محفوظ و سعید کے

کیا عجب حلقۂ ہماری چشم کا ہالہ بنے | ہی تصور رات دن اُس چاند کے رخسار کا
دیدۂ تصویر کی صورت کھلی رہتی ہی آنکھ | اب یہ نقشہ ہی تمھارے طالب دیدار کا

وہ نازنینین سب مانع ہوئین اور کہا ای جوان تیری جرأت سے یہ خوف ہی کہ ہملوگون پر کوئی بلا نازل ہو شاہزادہ نے اصلا اُنکی بات کا جواب نہ دیا اور بے تکلف پردہ اُٹھا دیا شعر

اُس پردہ مین اک نور کا جلوہ نظر آیا | اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا ملکہ نو بہار گلشن افروز کس ناز و انداز سے تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہی جبکہ آنکھین ملکہ کی شاہزادہ سے چار ہوئین ملکہ نے تبسم کیا اور مسکرا کر کہا کہ ای جوان چالاک تجھے ملکہ صبح دلکشا کی ملاقات مبارک ہو ہم نے سب حال بخوبی سُنا ہی کہ تو جس لطف تکلف سے طلسم آفتاب اور شہر بیدار دلان مین گیا اور تیری ملاقات ملکہ صبح دلکشا سے ہوئی یقین ہی کہ اسوقت بھی تو نے اُسی کے خیال اور تصور مین پردہ اُٹھا دیا یہ خیال تیرا محض غلط نکلا ملکہ صبح دلکشا یہان کہان اگر وہ یہان ہوتی تو ہم تجھے بخوبی ملاقات کرا دیتے اور تیرے قلب سوختہ فراق کو آب وصال سے اُسکے سرد کرا دیتے شاہزادہ نے جو یہ کلمہ زبان معجز بیان ملکہ سے سُنا یہ شعر پڑھا شعر

دل کی جو امید تھی بر آگئی | صورت محبوب نظر آگئی

لیکن روح جسم سے نکلگئی آئینہ وار حیران ہوا گویا سکتہ ہوگیا اور ملکہ کی صورت دیکھا کیا پس ایک مرتبہ چیخ مارکر بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا اپنے کو سعید لوحدار کے مکان مین دیکھا سعید نے کہا ای شہریار یہ تمھارا احوال کیا ہوا چہرہ کو نصیب اعدا تغیر کیون ہی شاید کوئی تماشا تازہ دیکھا شاہزادہ نے سعید سے فرمایا کہ تم کیا حال پوچھتے ہو میرا پس نہایت مہربانی کرو جو ایک بار اس قصر مثمن مین مجھے اور پہونچا دو اور اپنی سرگذشت بیان کی سعید نے کہا اس امر کا مین مجاز نہین ہون کہ ایک مکان مین دوسری بار تمھیں بھیجون مین مجبور ہون کہ یہ خلاف قاعدہ ہی مگر خاطر جمع رکھو خدا نے چاہا تو جلد مطلب سے کامیاب ہوگے اب مین تمھین محفوظ قلمدار کے پاس بھیجتا ہون تم اُس سے قصر چہار منزلہ کی سیر کو کہنا کیا عجب کہ وہان بھی صورت دلدار نظر آئے شاہزادہ نے کہا بدون تمھاری کوشش کے میرا وہان پہونچنا محال ہی سعید بولا کہ ہر چند میرے اُسکے ایک صورت کشیدگی کی ہوگئی تھی لیکن مین تمکو وہان ضرور پہونچا دونگا پھر سعید نے ملازمون کو حکم دیا فلان صندوقچہ لاؤ جب صندوقچہ آیا اُسمین سے ایک لوح یاقوت لال کی نکالی جو پانچ بالشت کی مربع تھی اور اُسپر کچھ خط سبز لکھا تھا سعید نے ایک کاغذ سفید اُس لوح پر رکھا فوراً وہ حروف سبز رنگ کاغذ پر چھپ گئے پھر اپنی مہر کی اور وہ کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ جب آپ یہان سے روانہ ہونگے تھوڑی دور پر ایک کنوان ملیگا جسے فارسی مین چاہ زنان اور عربی مین بیر النسوان کہتے ہین وہان عورات ہمیشہ بارہ بارہ برس کی پانی بھرنے آئینگی اُنمین ایک نازنین گلرخ اسود نے کا مینا کا رہے ہوگی تم اُسکے ساتھ چلے جانا

وہ تمکو محفوظ کے گھر کا پتہ بتا دیگی جب وہان پہونچیگا تو اندر جانا دربان سے کہنا کہ مین محفوظ کے پاس جاؤنگا وہ تمکو وہان پہونچا دیگا محفوظ تمسے پوچھے گا کہ آپ نے تکلیف کہان کی بس تم یہ رقعہ دیدینا القصہ شاہزادہ سعید سے رخصت ہو کر چاہ کی طرف چلا جب چاہ پر پہونچا دیکھا کہ ہزار ہا مہر وسنبل مو پانی کو آتی جاتی ہین جب وہ عورت بارہ برس کی گھڑا سونے کا مینا کار سر پر رکھکر روانہ ہوئی شاہزادہ بھی ہمراہ ہو لیا وہ ایک بارگاہ عالیشان پر پہونچی اور ایک ساعت کے بعد اُسنے اپنے مکان کی راہ لی شاہزادہ دروازہ پر حیران کھڑا رہ گیا دربان نے پوچھا تم کون ہو شاہزادہ نے فرمایا مین محفوظ کے پاس جانا چاہتا ہون دربان نے محفوظ کو اطلاع دی محفوظ نے اندر بلا لیا لیکن کمال بے التفاتی سے پیش آیا یہانتک کہ بیٹھنے کا بھی حکم نہ دیا شاہزادہ نے ایک مرد ریش سفید بچاس برس کا ہون ضعیف خوش قیافہ دیکھا کہ کرسی زرنگار پر بحشمت و اجلال بیٹھا ہے اور لوگ دست بستہ گرد کھڑے ہین محفوظ نے کہا اے جوان تو کون ہے اور تیرا کیا مطلب ہے شاہزادہ نے بہ اکراہ تمام وہ رقعہ سعید کا دیا محفوظ نے بمجرد دیکھنے رقعہ کے سرو قد تعظیم دی اور کرسی زرنگار پر بٹھایا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غلام کا قصور معاف فرمائین کہ مین ایک ایسے رنج مین ہون کہ آنکھون مین دین و دُنیا اندھیر معلوم ہوتی ہے اپنے جامہ سے باہر ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ عذر بدتر از گناہ ہے کس واسطے کہ مہان سے کوئی شخص ایسی کج خلقی سے پیش نہین آتا جیسے کہ تمنے کیا محفوظ نے کہا آپ ہمارے ولی نعمت ہین ہماری مجال ہے کہ ہم آپ سے کسی طرح کی گستاخی کر سکین اور ملازمون کو حکم دیا کہ آج ہمارے آقا نے اس غریب خانہ کو اپنے نور جمال سے منور کیا لہذا سامان دعوت جلد مہیا کرو خادمون نے ایک چشم زدن مین سب سامان شاہانہ جمع کر دیا جب دسترخوان آیا اور رنگ برنگ کا کھانا چنا گیا تب شاہزادہ نے کہا مین بے تمہارے کھلائے کھانا نہ کھاؤنگا محفوظ سکوت مین گیا شاہزادہ کو شک واقع ہوا کہ کوئی اسمین بھید ہے بعد اسکے محفوظ نے عرض کیا حضور نوش فرمائین میرا کھانا ابھی تیار نہین ہوا شاہزادہ نے فرمایا شاید تمہاری غذا اس کھانے کے علاوہ اور کوئی شے ہے کہ اس عرصہ مین ایک کاسہ چینی خدمتگار نے لا کر دسترخوان پر رکھدیا محفوظ بولا حضور زندگی کا رزق بھی آگیا شاہزادہ نے جو دیکھا تو اسمین آش جو تھے شاہزادہ نے فرمایا اسکا کیا سبب ہے محفوظ بولا اے شہریار حفیظ کا حال عاشقی اس نوبت کو پہونچا ہے کہ صبح سے صحرا کو نکل جاتا ہے جب ملازم از حد کہتے ہین کہ مان باپ تمہارے مرجائینگے تو یہ آش جو کچھ کھا لیتا ہے جو اُس سے بچتا ہے وہ مین کھاتا ہون اور جس روز وہ نہین کھاتا ہین اور والدہ اُسکی بھی نہین کھاتی شاہزادہ نے کہا تمکو اسکا علاج کرنا واجب ہے ورنہ وہ ضایع ہو جائیگا محفوظ نے کہا جناب عالی جبتک سہیل وستیاب نہو گا اسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے اور سہیل نزد پر شاہی سے ہے بھلا کسطرح سے مل سکیگا شاہزادہ نے کہا حفیظ کہان ہے محفوظ نے کہا پہاڑ پر مجنونانہ پھرتا ہوگا اگر ہم قید کرتے ہین تو بوجہ ہلاکت کا اپنے قصد کرتا ہے شاہزادہ کو از حد رنج ہوا لیکن کوئی صورت سوا ئے محفوظ و سعید

کی ذہن مین نہ آئی آخر محفوظ سے فرمایا ہمارے نزدیک اول تم باہم صفائی کرلو بعد اسکے تم دونون باہم بادشاہ
سے گوہر سہیل مانگ لو محفوظ بولا ای شہریار ہماری کیا حقیقت ہی اچھے اچھے معزز ملازم گوہر سہیل شاہ سے طلب
کر نہین سکتے اور یہ ایک ادنی خادم کیا قدرت رکھتا ہی شاہزادہ نے کہا پھر عرض و معروض کی کیا صورت ہی محفوظ
نے کہا یہان ہمیشہ ایک طرح سے طرز حکومت قانون سابق سے چلا آتا ہی اسمین کم و زیادہ نہین ہوتا نوبت حکم احکام
کی نہین آتی یہانتک کہ ہم باوجود اس عہدہ کے کبھی صورت سے بادشاہ کی واقف نہین ہان ہر سال ایک مرتبہ منزل خاص
مین حاضر ہونا ہوتا ہی وہان سرنگون کھڑا ہونا ہوتا ہی اگر احیاناً کسی کی حاضران دربار سے آنکھ اونچی ہوگئی تو فوراً
ایک تیغ برق غیب سے گرتی ہی کہ سر اسکا جدا ہو جاتا ہی شاہزادہ نے کہا یہ رسم قدیم ہی یا اب تمہارے بادشاہ
نے اختیار کی ہی محفوظ نے کہا ہمارے ہوش سے یہی قاعدہ چلا آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا نام تمہارے شاہ کا
کیا ہی محفوظ بولا کہ باوجودیکہ کنجی قصر مثمن اور قصر مربع کی میرے اور سعید کے پاس ہی لیکن آج تک ہمنے یا سعید نے کبھی اپنی
آنکھ سے بھی نہین دیکھا کہ وہ قصر کیسے ہین اور نہ نام بادشاہ سے واقف ہین مگر یہ جانتے ہین کہ تمام کارخانہ طلسم اجرام
اجسام مین ایک بادشاہ ہی اور ہر جا ایک ایک نائب اُنکا ہی شاہزادہ نے کہا یہ بات عقل مین نہین آتی کہ باوجود
کلید برداری قصر کے اور پھر قصر کو نہ دیکھے تو اس قصر کا کام کسطرح سے کریگا ممکن نہین کہ سعید نے یہ مقام نہ دیکھے ہون
محفوظ نے کہا خداوند نعمت دیکھنا ان مقامون کا اجازت بادشاہ پر موقوف ہی شاہزادہ نے کہا اجازت بادشاہ
کوئی امر دشوار نہین ہی محفوظ نے کہا حضور بادشاہ بھی تو ایک ذات قدسی البرکات کا محکوم حکم ہی جسکو طلسم [illegible]
عقلاے بزرگ حکمت کہتے ہین اور ساکنان طلسم کواکب مین ذراہی دانش مشہور ہی اور طلسم سفر کرسی و فلک البروج مین گوہر [illegible]
اسکا نام ہی اور طلسم فلک اطلس مین شاید کوئی اور نام ہوگا کہ اس سے ہم واقف نہین حاصل کلام یہ کہ کل کائنات
عجائبات کا بادشاہ عالیجاہ بالاستقلال وہی ذات بابرکات ہی شاہزادہ نے کہا تمنے اُسے دیکھا ہی محفوظ
نے کہا حاشا ہماری مجال کہان جو نظارہ اُسکا کرین شاہزادہ کو کمال حیرت ہوئی اور فرمایا شعر

نہ زین رشتہ سر میتوان تافتن	نہ سر رشتہ را میتوان یافتن

غرض کہ دوسرے دن محفوظ شاہزادہ کو شہر سے باہر لایا اور کہا ذرا آنکھون کو بند کیجیے شاہزادہ نے آنکھون کو
بند کیا پھر سات قدم چلنے کے بعد کہا آنکھون کو کھولدو شاہزادہ نے ایک حصار سنگ کبودی کا دیکھا جسکے ہر گوشہ مین ایک
برج اتنا بڑا تھا کہ شمار انسانی سے باہر ہی لیکن دروازہ معلوم نہین دیتا تھا محفوظ نے کہا حصار مثلثہ یہی ہی شاہزادہ
نے کہا دروازہ اسکا کہان ہی محفوظ نے کہا ان درختون مین حضور تشریف لے چلین وہان دروازہ کا بھی پتہ لگ جائیگا
جب درختون مین پہنچے وہان ایک مسجد دیکھی کہ در و دیوار و حصار و بروج اسکے سب طلائی تھے محفوظ نے کہا
حضور نے ایسی مسجد بھی کہین دیکھی ہی شاہزادہ نے کہا دیکھنا کیسا سنا بھی نہین محفوظ نے کہا یہ مسجد عالم طلسم مین

بیت المعمور مشہور ہی اور یہی دروازہ حصار مثلثہ کا ہی اب ایک اسم مین عرض کرتا ہون اُسے شروع کیجیے لیکن
ہنگام اسم خوانی اقسام اقسام کے اشکال مہیب و خوفناک وغیرہ دیکھیے گا لیکن آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے گا اور
پڑھے جائیے گا بعد ایک ساعت کے آنکھین بند ہو جائینگی اور خواب مین جتنے مراتب کہ سیر حصار مثلثہ کے ہین وہ سب
یاد کر لیجیے گا جو آپ کو ہدایت ہوگی موافق اُسی ہدایت کے کام کیجیے گا یہ کہکے محفوظ رخصت ہوگیا شاہزادہ تمام دن
اُس مسجد مین رہا لیکن جب کھانا میسر نہ آیا ناچار فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یہ پڑھنا شروع کیا ناگاہ ایک
حجرہ مین سے مسجد کے دیگ و کفگیر کی آواز آئی اور دروازہ حجرے کا کھلا پھر آواز آئی کہ ای مہمان خدا کھانا حجرہ مین موجود
ہی شاہزادہ حجرہ مین گیا دیکھا دسترخوان پر تکلف بچھا کھانا اقسام اقسام کا چُنا اور ایک گلاس بلور مین پانی سرد موجود
ہی غرض شاہزادہ نے خاصہ تناول فرمایا پانی نوش کیا اتنے مین وقت نماز عشا آیا نماز ادا کی اور اسم پڑھنا شروع
کیا ابھی چار ہی پانچ بار اسم پڑھا تھا کہ اشکال خوفناک دکھائی دینا شروع ہوئے لیکن شاہزادہ باطمینان تمام
پڑھے گیا خوف کو خیال مین نہ لایا اسم تمام کرکے آرام فرمایا رات کو جس وقت آنکھ کھلی ساری مسجد مین فرش زربفت و
مخمل کا بچھا دیکھا اور فانوس جھاڑ ہانڈیان و قندیلین جواہر نگار روشن دیکھین یعنی نو قندیل ہر در مین زمرد و
یاقوت کی اور ہر صحن مسجد مین چہل چراغ روشن تھا تمام مسجد روشن و منور تھی اور ایک ایک منبر ہر در کے مقابل تھا
اب لوگون کا آنا شروع ہوا اور آٹھ مولوی زاہد و ابرار ہر منبر پہ جا بیٹھے اور وعظ شروع کر دیا شاہزادہ نے
ایک سے پوچھا کہ یہ واعظ کون ہین اور یہ لوگ کہان سے آئے ہین اُسنے کہا تمھین اُنکے حال دریافت کرنے سے
کیا فائدہ شاہزادہ نے کہا مجھے راہ حصار مثلثہ پوچھنی ہی اُسنے کہا اگر تمھین راہ کا دریافت کرنا منظور ہی تو واعظ
اُٹھینگے اُنکے پاس جاؤ کہ وہ بوجہ احسن راہ بتا دینگے باقی اور واعظ طلسمات افلاک سبعہ کی خبر دیتے ہین شاہزادہ
پھر اب آٹھوین کے واعظ کے پاس گیا واعظ نے کہا ای شخص سیار طلسم اجرام و اجسام اگر تم سیر حصار چار مثلثہ کی چاہتے ہو
تو سُن لو کہ اس حصار کے چار طرف بادشاہ جلیل القدر سلطنت کرتے ہین تمھین ہر ایک کے ملک مین جانا چاہیے
اسی طرح منزل خاص مین بھی پہونچ جائیے گا جو کہ خاص مقام شاہ ہی اور مینار مسجد مین راہ حصار کی ہی پس شاہزادہ
پر ایسا نوم غالب ہوا کہ بے خبر سو گیا جب صبح کو آنکھ کھلی کسی کا نشان نہ پایا شاہزادہ نے کہا یہ خواب تھا کہ بیداری
لیکن جب ارشاد واعظ زینہ مینار پر گئے دیکھا نہ مسجد ہی نہ وہ مینار ہی ایک صحرا ہے لق و دق کہنہ دشت بیابان ہی
آگے بڑھے چند قدم کے بعد ایک گرد نظر آئی جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نوجوان با تاج مرصع نگار عربی گھوڑے
پر سوار فوج دریا موج کو ہمراہ لیے چلا آتا ہی جب شاہزادہ کے قریب پہونچا کہا ای جوان ذی شان آپ کس طرح
یہان وارد ہوئے اور کہان جائیے گا شاہزادہ نے جو جوان عالی شان آفتاب مثال صاحب جمال جو اکثر
ظہور شعار دیکھا فرمایا ای مہا در پہلے تم اپنے اسم گرامی سے آگاہ فرماؤ پھر مین اپنی سرگذشت بیان کرونگا اُسنے کہا

نام میرا اقبال شاہ بن آذر الزمان شاہ ہی میرا کام یہی ہی کہ مین ہر دردمند کا شریک حال رہتا ہون اور جو کار سخت کسی کو لاحق ہوتا ہی مین اُسے اُسپر آسان کرتا ہون شاہزادہ معز الدین نے کہا کہ مین بھی کبھی ایک ملک کا شاہزادہ تھا مگر اب تو بقول اس غزل کے غزل

زلف شبگون کا ہمارے سر کو سودا ہوگیا
دیر مسجد ہو گئی کعبہ کلیسا ہوگیا

کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہوگیا
بیٹھے بٹھلائے ہمارے دلکو یہ کیا ہوگیا

ایک بُت کا فریفتہ دل اپنا جو شیدا ہوگیا
وہ اُٹھے پہلو سے دل مین درد پیدا ہوگیا

خاک چھانی کو بکو ایسی تلاش یار مین
جامۂ ہستی ہمارے تن پہ میلا ہوگیا

ایک نازنین کی زلف مین دل ایسا گرفتار ہوگیا ہی کہ اُسکی تلاش مین ہیچ و تاب کھاتا ہوا کہانتک اندر آوارہ دشت و دیار مین پھرتا ہون اور کہین وہ صورت زیبا نظر نہین آتی بلکہ شعر

کس شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہی
صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی

اور جو کبھی نشان بھی ملا تو اُسکا اعتماد نہین اقبال شاہ نے کہا تم میرے ساتھ چلو مین تمکو تمھاری معشوقہ کے پاس بخوبی پہونچا دونگا شاہزادہ نے پوچھا اب تمھارا کہان جانا ہوگا اقبال شاہ بولا مین شہر سرکشان مین جاؤنگا شاہزادہ نے کہا اس حصار مین کوئی شہر بھی ہی اقبال شاہ نے کہا ہان گو کہ حصار معلوم ہوتا ہی لیکن ہر گوشۂ حصار مین ایک شہر عظیم ہی اور ہر ملک مین ایک بادشاہ ہی یعنی جو شہر کہ مشرق کی طرف واقع ہی اُسے شہر سرکشان اور وہ ملک مثلثۂ آتشی مشہور ہی وہان کی خلق صفراوی المزاج ہی اور نام بادشاہ کا طاقی شاہ ہی اور سمت جنوب شہر سودائیان اور شہر بیچارگان ہی اور اُسے ملک مثلثۂ خاکی بھی کہتے ہین وہان کی خلائق سوداوی مزاج ہوتی ہی اور نام بادشاہ کا راسب شاہ سوم شمال کی طرف مثلثۂ ہوائی واقع ہی اور شہر کا نام شہر عاقلان ہی وہان کے لوگ دموی مزاج ہوتے ہین اور بادشاہ وہان کا عادل شاہ ہی چہارم جو ملک مغرب سے منسوب ہی وہ مثلثۂ آبی ہی دار الملک اُسکا شہر سفیہان ہی اور شگناسے شہر بلغمی مزاج چھوٹے بڑے قد کے ہوتے ہین اور وہان کے بادشاہ کا نام مرطوب شاہ ہی اور یہ مملکت شرقیہ و غربیہ و شمالیہ و جنوبیہ بھی مشہور ہی اور یہ چارون بادشاہ ایک شہنشاہ عالیجاہ کے خراج گذار ہین اور ملک اُس شہنشاہ کا وسط مین ان چارون بادشاہون کے واقع ہوا ہی اور عرصہ چند سال سے آپسمین بادشاہانہ چارگانہ مین نفاق بالاتفاق ہوا ہی ازین جہت سب نے شہنشاہ سے بغاوت و تمرد کی پر کمر باندھی ہی اور رئیس اعظم کا اور وہ اور حیات و ممات کا اُن چارون کی فقط اطاعت ان چارون سلاطین پر ہی لہذا ہر وقت اسی فکر مین غلطان و پیچان رہتا ہون کہ کسی طرح آپس مین اتفاق ہو جائے اور میری اعانت ترک نہ کرین کہ دوسرے اطراف و جوانب کے لوگ بھی خروج کرینگے تو مین بے دست و پا کیا کرونگا اسی رنج و الم مین نوبت بہلاکت پہونچیگی اور حکما نے بھی یہی تجویز کیا ہی کہ جب تک ان چارون بادشاہون مین صلح نہ ہوگی ان کا

اچھا ہونا غیر ممکن ہی جب شاہنشاہ مجبور و مایوس ہوا تو اپنی بیٹی ناطقہ روشن بیان کا عقد باین شرط مشروط کیا کہ جو کوئی ان چارون مین صلح کرا دے تو ہم اُسکا عقد ملکہ سے کر دینگے اب تم بھی آگاہ ہو کہ ہمارا ایک مرشد و ہادی ہی اور ہم اُس مرشد کے دو مرید ہین ایک اقبال شاہ دوسرا مقبل لیکن مین مقبل سے ایک نوع کا رتبہ زیادہ رکھتا ہون مرشد نے روز ازل سے اُسکی تمام امورات دنیاوی کی کفالت میرے پاس نام کی ہی اور فرمایا ہی کہ ہر وقت و ہر ساعت مقبل کا حال دیکھتے رہنا حسب الاتفاق مقبل کسی تقریب سے ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہو گیا جب مجھے اس کیفیت سے اطلاع ہوئی مین کوہ خفا اپنے دار القرار خاص سے واسطے عقدہ کشائی مقبل کے اُس ملک کو چلا کہ یہان تم ملے تو تم بھی شاہزادہ بلند اقبال اور باہنی وضع و شمائل مین عدیم المثال ہو اور مقبل سے اتحاد کامل رکھتے ہو اسی وجہ سے مین کہتا ہون کہ ایسا ہی ضمن مین تمھارا کام بھی ہو جائے شاہزادہ کو اس بیان سے کمال حیرت ہوئی پھر ناطقہ روشن بیان کے باپ کو پوچھا اقبال شاہ نے کہا نام اُسکا سلطان روح الملک ہی اور اُسکو ظہورستان بھی کہتے ہین شاہزادہ نے پوچھا کوہ خفا تمھارے ملک سے اور مقبل کے مکان سے کتنے فاصلہ پر ہی اقبال شاہ نے کہا کوہ خفا اور ملک مقبل برابر مقابل مین ہی آخر الامر شاہزادہ معز الدین اقبال شاہ کے ساتھ گیا اور چالیس روز مین قریب شہر سرگشتان کے پہونچا اور ایک نامہ باین مضمون طاقی شاہ کو لکھا کہ اگر وانند و گر ندانند بدانند کہ تم چارون سلاطین باہم صلح کر کے بالاتفاق و بہ صفائی دل سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر ہو ورنہ اس امر نافذہ سے جو سرتابی کریگا تو سُم اسپان لشکر فیروزی اثر سے ملک و مال اُسکا تاراج کر دیا جائیگا اور ہر رئیس اپنی شامت اعمال کو پہونچیگا والسلام بعد اسکے نامہ زود رآور خان امراے نامدار لشکر کے ہاتھ طاقی شاہ کو روانہ کیا اور یہ بھی روح الملک سے منحرف اور باغی تھا وہ اس تہدید اقبال شاہ کو مطلق خیال مین نہ لایا اور کہلا بھیجا کہ صفائی قلبی ہم رؤسا سے اب غیر ممکن ہی جب جواب صاف ملا دوسرے روز بارستان کو کوچ کیا ادھر طاقی شاہ بھی حرب گاہ تیار کر کے باہر آیا اقبال شاہ نے دوسرا نامہ نصیحت آمیز نصیحت عمیار کے ہاتھ بھیجا کہ ہمکو تمھارے طرز کلام اور انداز تحریر سے معلوم ہوا کہ تم راہ راست پر نہ آؤ گے تم جانو اور تمھارا کام مگر یہ محض جہالت ہی اور رکار رجل خراب کرن انسانیت ہی فقط لیکن بابدولت و اقبال بدون جنگ منظور ہی ایک متنفس کو حکم جنگ نہ دینگے لہذا انھین لائق ہی کہ تم خون بندگان خدا سے باز آؤ اور بہ نفس نفیس خود ہمارے اور تمھارے مقابلہ ہو آیندہ فتح اور شکست خدا کے ہاتھ ہی طاقی شاہ نے جواب مین لکھا مجھے تمھارے قول سے کیا کام مجھکو ایسی ضرورت نہین کہ جو زرنگار خان و کراش خان سپہ سالار لشکر کے ہوتے جو ہر ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہین خود حرب و پیکار کرون اور رجال جوانمردی ان پہلوانون کا عرصۂ کارزار مین تجھ کو بھی معلوم ہو جائیگا اقبال شاہ چپ ہو رہا لیکن دلاوران لشکر نے کہا حضور خود نہ تکلیف فرمائین مردان لشکر کو حکم دین کہ وہ

مقابلہ کرین اقبال شاہ نے کہا جب کہ طاقت دست و پا مین نہ پاؤنگا خود چلا آؤنگا غرض رات کو طاقی شاہ نے
طبل جنگ بجوا دیا صبح کو بعد تسویہ صفوف عساکر طرفین کراث خان مردار خوار میدان جنگ مین آیا اسطرف اقبال شاہ
شاہزادہ معزالدین سے اجازت لیکر میدان وغا مین پہونچا دونون پہلوان بعد فنون سپہگری زور کشتی مین
مصروف ہوئے تا غروب آفتاب خوب زور ہوا کیے شام کو اپنے اپنے لشکرون مین چلے آئے تا اینکہ تین روز
اُنھین کی حرب وضرب مین گذرے چوتھے روز نماز کے وقت کراث خان کو اقبال شاہ کمند مین بستہ و گرفتہ
اپنے لشکر مین لے آیا طاقی شاہ کراث خان کے گرفتار ہونے سے ایسا گھبرایا اور بدحواس ہوا کہ قلعہ بند ہوگیا
لیکن زرنگار خان نے جب بہت کچھ کہا کہ ایک پہلوان کے دستگیر ہونے سے ایسا بدحواس نہ ہونا چاہیے تم
میرے نام پر طبل جنگ بجوا دو تب آخر شب لاچار ہوکر زرنگار خان کے نام طبل جنگ بجوا دیا تمام رات سامان
کارزار مین گذری صبح کو صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور زرنگار خان اجازت میدان لیکر رزم گاہ مین آیا
ادھر شاہزادہ معزالدین نے کہا اے برادر آج ہمکو اجازت حرب ملے اقبال شاہ نے کہا ابھی ایسا امر نہین ہے
کہ جو مین تمکو تکلیف دون مگر ہان ایک وقت ایسا ہوگا کہ بدون تمھارے عقدہ حل نہوگا شاہزادہ چپ ہو رہا
اور اقبال شاہ حرب گاہ مین آیا قصہ کوتاہ ایک ہفتہ تک برابر زور ہوا کیے آٹھوین روز زرنگار خان نے کہا
کہ اب زور میرا ٹوٹ گیا ہے لہذا تم ایک ہفتہ کی مہلت لو آخر طاقی شاہ نے دس روز کی مہلت شاہزادہ سے لی
جب چند روز جنگ وجدل موقوف رہی قراولون نے عرض کی اے شہریار یہان شکار خوب ہے اقبال شاہ نے کہا
مجھے فرصت خوف دشمن سے نہین ہے شاہزادہ معزالدین نے کہ شوقین شکار تھے کہا اچھا تم لشکر مین رہو ہم دو تین
روز شکار کھیلین اقبال شاہ نے کہا بہتر جائیے مگر جلد تشریف لائیے گا شاہزادہ قراولون کو لیکر روانہ ہوا
یہان طاقی شاہ کو خوف اقبال شاہ از حد تھا رات دن اسی تردد مین رہتا تھا کہ ایک روز ادبار نامے
ایک عیار طاقی شاہ نے جو اپنے مالک کو متردد دیکھا کہا کہ آپ کیون اسقدر فکر مین ہین مین آج جسطرح سے
کہ ہوگا اقبال شاہ کو گرفتہ و بستہ حاضر کرونگا طاقی شاہ نے ادبار کو انعام بہت دیا ادبار عیار لباس شب روی
سے آراستہ ہوکر لشکر اقبال شاہ مین پہونچا رفتہ رفتہ خیمۂ خاص اقبال شاہ مین در آیا اقبال شاہ نصف رات
کو دربار سے اپنے آرام گاہ مین آکر سو رہا ادبار نے اول تمام چوکیدارون کو بیہوش کیا پھر دارو سے بیہوشی دماغ
اقبال شاہ مین پھونکی جب ادبار نے بخوبی اطمینان کرلیا تب اقبال شاہ کو چادر عیاری مین باندھ لشکر سے نکلگیا اتفاقاً
طلایہ دار لشکر اقبال شاہ خبردار و ہوشیار تھا ادبار نے خوف سے طلایہ دار کے پہاڑ کا راستہ لیا مگر غلطی راہ وہان
ادبار کو لائی جہان شاہزادہ شکار مین تھا اور مقبول عیار اقبال شاہ شاہزادہ کے ساتھ آیا تھا وہ اُسوقت
بالا دوہی کو چڑھ گیا درہ کوہ سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک شخص عیار وضع پوشاک شب روی پہنے پشتارہ دوش پر رکھے

خیز اخیز چلا جاتا ہی مقبول سد راہ ہوا اور پوچھا تو کون ہی اور پشتارہ تیرے دوش پر یہ کیسا ہی ادبار بولا مین مرد
مفلس رہنے والا گانون کا ہون مقبول نے کہا مین پشتارہ کو پوچھتا ہون تو سکونت بیان کرتا ہی ادبار نے کہا
پشتارے مین میری جورو ہی مقبول بولا اگر تیری جورو ہی پھر اسطرح کیون لیے جاتا ہی ادبار نے کہا ای جوان اصل
حقیقت یہ ہی کہ اس عورت کو مین اسقدر چاہتا ہون کہ ایک دم جدا نہین رہ سکتا پس کل یہ مجھسے آزردہ ہو کر اپنے
میکے چلی گئی تھی اور اقربا اسکے روپیہ والے ہین مین جبر سے نہ لا سکا اور وہ لوگ منت و سماجت کو خیال مین نہ لائے
آخر ناچار سب قریبون سے پوشیدہ اسطرح لیے جاتا ہون مقبول بولا تو کہتا ہی مین غریب ہون اور پوشاک تو
اسقدر بھاری پہنے ہی کہ یہ امیرون کو بھی میسر نہین آتی تو بیشک عیار ہی اور پشتارے مین کسی کو لیے جاتا ہی تو ایک
نظر مجھے دکھلا دے مین دیکھون وہ کیسی عورت ہی جسکے عشق کا تو یہ قصہ بیان کرتا ہی ادبار بولا اور جو خدمت
کہو مین بجا لاؤن لیکن یہ دل قبول نہین کرتا مقبول بولا سبحان اللہ ایک غریب ذلیل عورت کے دکھلانے مین
تو عذر کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ بوقت ضرورت بادشاہزادیان ہمسے پردہ نہین کرتین دوسرے یہ کہ آجتک ہمنے
نگاہ بد سے کسی عورت کو نہین دیکھا خصوص عورت شوہردار کو مین اپنی مان بہن جانتا ہون بہرحال پشتارہ
کھول اور دکھلا جب ادبار نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین مانتا تب اسنے ایک یاقوت بیش قیمت بغل سے نکال
مقبول کو دیا اور کہا یہ تحفہ قبول کرو اور برائے خدا اس خیال محال سے درگذر کرو کسواسطے کہ میرے مذہب
مین اگر کوئی مرد غیر کسی کی عورت کو قصدًا دیکھ لیتا ہی پھر وہ عورت شوہر پر اپنے حرام مطلق ہو جاتی ہی مقبول نے
یاقوت لیکر اُسے چھوڑ دیا ادبار ہوا ہو گیا بعد جانے ادبار کے مقبول کو خیال آیا کہ بلاشبہہ یہ عیار ہی اور یہ
عبارت ادبار نے سب غلط بیان کی بہرطور پشتارہ دیکھنا ضرور ہی آخر پھر ادبار کو جا لیا اور کہا ای عزیز
دل میرا گواہی دیتا ہی کہ تو عیار ہی بغیر دیکھے پشتارہ کے تجھے جانے نہ دونگا ادبار نے پھر وہی تقریر مذہبی نکالی
مقبول نے کہا ہم ایسے مذہب کو نہین مانتے کہ ایک نظر دیکھنے سے بی بی شوہر پر حرام ہو جاوے پس یہ مذہب
باطل ہی اور تو جھوٹا ہی ادبار نے دیکھا کہ کسی طرح یہ نہین مانتا پشتارہ زمین پر رکھدیا اور خنجر نکال کر اس پھرتی سے
مارا کہ اگر مقبول غافل ہوتا تو قبول ہی کر لیتا پھر کام تمام تھا مقبول نے وار خنجر رد کیا اور خود ایک خنجر مارا اس
عرصہ مین ملازم شاہزادہ کے آن پہونچے اور ادبار کو گرفتار کر لیا جب پشتارہ کھولا دیکھا اقبال شاہ بیہوش
ہی مقبول نے ادبار سے کہا ادبار بخطا سخت حرمزدگی تو نے کی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا پھر تو ادبار کو
مارتے پیٹتے شاہزادہ معز الدین کے پاس لائے اور حال گذشتہ بیان کیا شاہزادہ نے دو رکعت نماز
شکرانہ کی ادا کی کہ عجب بلا سے بیرسے اقبال شاہ کو تو نے بچایا جب اقبال شاہ ہوش مین آیا ادبار کو
قید کیا اور دوسرے روز اپنے لشکر کو روانہ ہو گیا شاہزادہ نے کہا ای برادر والاقدر مصرعہ رسیدہ بود بلا ئے

وبلے بخیر گذشت * راوی کہتا ہی کہ ایک گانون طاقی شاہ نے اپنے شہر ابدار کو معافی مین دیا تھا اور نام اسکا فریب تھا اور وہ فریب اپنے گانون مین بہ رخصت آیا تھا اتفاقًا اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین شاہ اسطرف سے نکلے اور فریب نے ادبار کو مقید دیکھا ادبار نے برمز وکنایہ کہا اے بھائی تو دیکھتا ہی کہ مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا اگر تجھسے ہو سکے تو کسی طرح سے میری جان بچا قضارا فریب کے گانون مین ادبار کی مان ملعونہ نحوست نام بھی رہتی تھی اسوقت فریب سے سوا اسکے اور کچھ نہو سکا کہ ادبار کے حال سے اسکو خبر کر دے کہ وہ غدارہ جہان کوئی شکل اپنے بیٹے کی رہائی کی نکال لیگی آخر فریب نے حال ادبار نحوست سے بیان کیا نحوست نے جو یہ سنا ایک عورت عابدہ کی شکل بنکر اور چند خوان نقل و میوہ کے لیکر فریب کے ہمراہ اقبال شاہ کے پاس لشکر مین آئی اور چوکی پہرہ والون سے کہا کہ میری اطلاع شاہزادون سے کردو مقبول نے اقبال شاہ سے کہا ایک عورت معمر باین شکل و لباس در دولت پر حاضر ہی اقبال شاہ نے کہا بلالو نحوست نے اول دست بستہ شاہزادہ کو آداب و تسلیمات عرض کیا اور کہا کہ مین ایک عورت راندۂ قائم اللیل و صائم النہار ہون شب گذشتہ مین مجھکو بشارت ہوئی ہی اور یہ حال معلوم ہوا کہ جو میرے گانون کی طرف شاہزادگان تشریف لائے ہین کل عملداری انھین کی ہو جائیگی لہذا مین اسواسطے حاضر ہوئی ہون کہ بعد تسخیر ملک میرے قصبہ کو تاراجی سے محفوظ رکھیے گا بلکہ ایسا فرمان واجب الاذعان اس کنیز کو مرحمت ہو جائے کہ اس دارو گیر مین قصبہ میرا آفات لشکر ظفر پیکر سے محفوظ رہے اقبال شاہ کو طرز گفتگو نحوست کی نہایت پسند آئی اور ایک فرمان اسکو عنایت فرمایا نحوست تمام شب حکایات عجیب و قصص غریب و افسانہ شیرین بیان کیا کی صبح کو اس غدارہ نے عرض کی کہ حضور براہ غربا پروری و شرفا نوازی اس ادنی غریبہ کی نان و نمک قبول فرمادین تو زہے عز و شرف میری تمام زمینداروں مین عزت و آبرو بڑھ جائیگی اور خداوند تعالی نے آپکو آفتاب عالمتاب کیا ہی آپکی روشنی ہر جگہ موجود ہی اقبال شاہ کی مرضی نہ تھی مگر شاہزادہ معز الدین کے اصرار سے قبول کیا نحوست بخوشی تمام اپنے قصبہ مین چلی آئی اور کھانے انواع اقسام کے نہایت عمدہ و تحفہ تیار کرائے اور سب مین دارو بیہوشی ملائی دوسرے روز شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ مع لشکر نحوست کے گھر آئے اور باطمینان تمام کھانا کھایا ایک ساعت کے بعد تمام خدمتگار اور ملازم مع شاہزادہ و اقبال شاہ بیہوش ہو گئے نحوست نے خوب مضبوط شاہزادون کے لوگون کے ہاتھ پانون باندھے اور ادبار کو رہا کیا بعد اسکے تمام اسیرون کو عرابون پر لاد چار سو نفر سوار و پیادہ کی جمعیت ہمراہ کر شہر سرکشان کو روانہ کیا فریب اور ادبار کو اسیرون کا قافلہ سالار کیا جب اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ایک منزل کے بعد ہوشیار ہوئے اپنے کو دام قضا مین گرفتار پایا

درگاہ پروردگار مین مناجات کی اور بار بار بکار ہر روز اُن امرا کو ایذا ے سخت دیتا تھا اور کلمات درشت کہتا تھا قریب اور بار کو سمجھاتا تھا کہ یہ شاہزادے ہین تجھے انھین سخت کلمہ کہنا زیبا نہین ہی مگر وہ کب سُنتا تھا آخر قریب شہر سر کشان کے پہونچا کہ ناگاہ ایک گرد گوشۂ بیابان سے پیدا ہوئی اور اُس گرد سے ایک لشکر چار سو سوار و پیادہ کا نمودار ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ سعادت بانو خواہر اقبال شاہ اپنے باپ نور الزمان شاہ سے رخصت لیکر زیارت بیت المعمور کو گئی تھی اور بعد زیارت کے اپنے وطن کو پھری جاتی تھی اور یہ شاہزادہ عام تھا لہذا حسب اتفاق اسی راہ سے گذر ہوا اور اہل لشکر نے اقبال شاہ کو زنجیر و سلاسل مین مسلسل عرابون پر سوار دیکھا ملکہ سعادت بانو سے اطلاع کی اُسنے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ چار طرف سے ان گواروں پر حملہ کرو اور ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑنا لشکر اُسی طرح اُس گروہ متفرق و بے خبر پر حملہ آور ہوا اور طرفۃ العین مین انھین قتل و غارت کر کے اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین کو خیمہ ملکہ سعادت بانو مین لاکر پہونچا دیا لیکن قریب بہ شواری تمام مکمل گیا اقبال شاہ نے اپنی ہمشیرہ سے ملاقات کر کے اپنی سرگذشت بیان کی دوسرے روز ملکہ اپنے مکان پر گئی یہ اپنے لشکر مین داخل ہوئے یہان فریب بحال خراب افتان و خیزان طاقی شاہ کے پاس پہونچا اور تمام حقیقت بیان کی یہان زرنگار خان بھی اچھا ہوچکا تھا اُسنے کہا اے شاہ جبتک اقبال شاہ اپنے لشکر مین نہ آئے اُسکے لشکر کو قتل و غارت کرنا چاہیے طاقی شاہ نے صبح کو طبل جنگ بجوایا صف آرائی ہوئی زرنگار خان طاقی شاہ سے رخصت لیکر حربگاہ مین آیا اس طرف اقبال شاہ مقابلہ حریف کو آیا قصہ مختصر اقبال شاہ نے بعد رد و بدل و فنون سپہگری مثل کراشخان کے زرنگار خان کو بھی قید کرلیا اور کہا اگر تو آتش پرستی کو ترک کرے اور اسلام کو قبول کرے تو جان کو امان ہی زرنگار خان نے قبول نہ کیا اور نہایت سخت کلامی کی اقبال شاہ نے دونون پہلوانون یعنی کراشخان و زرنگار خان کو قتل کیا طاقی شاہ نے جب دونون جوانون کو قتل ہوتے دیکھا آنکھون مین تمام جہان تیرہ و تار ہوگیا آخر لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا ہرچند کہ لشکر اقبال شاہ قلیل تھا لیکن ایسی جراُت و جانفشانی و سرفروشی سے دادمردانگی دی کہ طاقی شاہ کے لشکر کو شہر بند کر دیا جب محاصرہ کو عرصہ گذرا طاقی شاہ نے اقبال شاہ کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اصل مطلب جو آپ کا ہو سہے فرمائیے کہ ہم اُسکی تعمیل کرین اقبال شاہ نے یہ مصرعہ لکھا مصرعہ بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم ۞ مین چارون کو سا سے صلح چاہتا ہون اور اطاعت سلطان روح الملک بدل منظور ہی پس طاقی شاہ نے دوسرے روز دروازے شہر کے کھلوا دیے اور خود اقبال شاہ کی ملاقات کو حاضر ہوا اقبال شاہ نے طاقی شاہ کی نہایت تعظیم و تکریم سے ملاقات کی اور حال پوچھا طاقی شاہ نے کہا اے شہریار آپ نے ایسا مطلب سخت و دشوار ارشاد فرمایا ہی کہ خواہ مخواہ مجھے آپ سے ملاقات کرنا واجب ہوئی اقبال شاہ نے کہا فرمائیے وہ کیا امر ہی طاقی شاہ نے کہا سرزمین

حصار چار مثلثہ ایک شہنشاہ کے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جسکی شان و عظمت بیان نہین ہوسکتی اور اُس
بادشاہ عالم پناہ کو جاودان شاہ کہتے ہین ہم بزرگون سے بھی یہی سُنتے چلے آتے ہین کہ وہ ہمیشہ زندہ
ہی اور فنا اُسکو نہین ہی اور جب اُسکو آبادی سرزمین حصار منظور ہوئی تو چار شخص اپنے معتمدان خاص سے
چار سمت سرزمین حصار مین معین و مقرر فرمائے اور چارون کو فرمان حکومت چارون سرحدون کا دیا ازانجملہ
سرحد مشرقی ہمرے بزرگون کو مرحمت ہوئی بعد اسکے ملک وسط ظہورستان سلطان روح الملک کو بخشا
اور ہم چارون کو سلطان کا مطیع و فرمانبردار اور ممد و معاون کیا اور ہر وقت حاضری خدمت سلطان کا حکم دیا
مگر سلطان روح الملک جسوقت ارکان سلطنت مین سے کسی کو انعام و اکرام زیادہ دیتا ہی وہی اُس سے
باغی ہو جاتا ہی اور عالم انحراف مین مردمان اطراف و جوانب اُسکے پاس جمع ہو جاتے ہین ہم تینون رئیس
باہم اتفاق کرکے اصلاح فساد کرا دیتے ہین لیکن ابکی مرتبہ سلطان ہر ایک سے ایسی سخت کلامی سے پیش آیا
کہ چارون آزردہ خاطر اپنا اپنے ملک کو چلے گئے چنانچہ اسیطرح زمانہ سابق مین بھی ہوا تھا تو شاہ ظہورستان
کی زوجہ خونخوار آدم خوار نے روح الملک کے باپ کو ہلاک کرڈالا تھا بعد اسکے چارون رئیس بھی ہلاک
ہوگئے اسواسطے کہ تنہا کوئی رئیس اُس زن سفاک کا مقابلہ نہین کرسکتا بدون چارون کے یکدل ہوے وہ
زیر نہین ہوتی اقبال شاہ نے پوچھا نام اُسکا کیا ہی طاقی شاہ نے کہا فتنیہ آدمخوار اور دار السلطنت فتنیہ کا
کوہ عدم ہی بعد اسکے روح الملک کا بیٹا روح الملک کے تخت پر بیٹھا اور ہم بھی چارون اپنی اپنی ریاست
پر اپنے باپ کی جگہ مقرر ہوئے اور روح الملک ثانی کے تابع رہے چنانچہ پھر اب وہی معاملہ ہین معلوم ہوتا ہی
کہ فتنیہ آدمخوار روح الملک پر خروج کریگی اور سلطان ملک عدم کو روانہ ہوگا اور ہم چارون بھی ہلاک ہونگے
شاہزادہ معز الدین نے پوچھا نام تمھارے باپ کا کیا تھا طاقی شاہ نے کہا طاقی شاہ شاہزادہ نے کہا یہ کیا
تم بھی طاقی وہ بھی طاقی یہ بولے کہ یہ قدیم سے دستور چلا آتا ہی کہ پدر کے نام پر پسر کا نام ہوتا ہی اقبال شاہ نے کہا
کہ فتنیہ نے آجتک خروج کیون نہ کیا طاقی شاہ بولا وہ خروج پر موجود ہی الا اُسنے مخبرون سے سُنا کہ اقبال شاہ
برائے صلاح چارون رؤسا کے آگئے ہین لہذا چندے عزم جنگ موقوف رکھا اگر یہ امر طے نہوا اور آپ چلے گئے
تو وہ خروج کریگی اقبال شاہ نے کہا کہ دختر روح الملک کے عشق مین ہمارے بھائی مقبل کا حال ابتر ہی اور
روح الملک نے بھی یہی شرط عقد اپنی بیٹی کی مقرر کی ہی لہذا ہمکو تمھارا بھیجنا اُسکے پاس واجب ہی کہ بدون
اُسکے پاس جائے چارہ نہین ہی طاقی شاہ نے کہا مین بھی اسی واسطے حاضر ہوا ہون کہ اول عذر کرون اگر آپ
عذر نہ قبول کرین تو ہلاک ہوجاؤن اور میرا ہلاک ہونا اُن تینون رئیسون کا ہلاک ہونا ہی شاہزادہ معز الدین
نے کہا یہ بات قیاس سے باہر ہی کہ تم ہلاک ہو تو وہ بھی چارون ہلاک ہوجائین طاقی شاہ نے کہا حضور اسکی

یہ وجہ ہی کہ ہم چارون رئیسون کی فنا ایک ہی دن مقرر ہوئی ہی اور ایک ہی دن اور ایک ہی ساعت
مین ولادت بھی مقرر ہی پھر کیا روح الملک کو منیہ ایک ہی ساعت مین روانہ سرحد ملک عدم کردیگی شاہزادہ
معزالدین نے کہا سرحد عدم کیا شی ہی طاقی شاہ نے کہا سرحد عدم ایک قلعہ ہی جسے حصار اسرار کہتے ہین کہ جو
انسان اُس قلعہ مین محبوس ہوا وہ تا قیامت وہین رہا شاہزادہ نے کہا اگر یہی قاعدہ مقرر ہی تو تم کیون روح الملک
سے خلاف ہو تم لوگون کو خود تابع حکم روح الملک رہنا چاہیے طاقی شاہ نے کہا ای شہریار مخالفت و نفاق
ہمیشہ بادشاہ کی جانب سے ہوتا آیا ہی ہمارا قصور نہین ہی اقبال شاہ نے کہا اس سے ہمین کچھ غرض نہین ہی
ہم زمین کا حال کہتے ہین تم آسمان کی کیفیت بیان کرتے ہو آخر طاقی شاہ نے ایک کتاب اقبال شاہ کو
دی اور کہا کہ پہلے حضور اس کتاب کو ملاحظہ فرمالین پھر جو ارشاد ہوگا اُسکو ہم عمل مین لائینگے اقبال شاہ نے
کہا یہ کیسی کتاب ہی طاقی شاہ بولا یہ کتاب ہمارے بزرگون کا وصیت نامہ ہی بطور امانت ہمارے پاس
پشت در پشت سے چلی آتی ہی اور حکم ہی کہ جب کوئی مشکل سخت ہو تو اسے دیکھو اور جو جب اسکے عمل مین لاؤ
چنانچہ مین اسوقت جو متردد ہوا تو مین نے کتاب دیکھی یہ عبارت نکلی کہ ایام مخالفت مین تم چارون رئیسون کے
فلان تاریخ اور فلان روز شاہزادہ کوہ خطا کا برادر اقبال شاہ بقصد اصلاح و صلح تمھارے ملک پر فوج کشی
کریگا اور تم اقبال شاہ سے مغلوب اور عاجز ہوگے تو کہنا کہ پروانہ مہری ارباب مثلثہ آتشی کا دربارۂ
اطاعت و فرمانبرداری روح الملک کے تم لادو پھر ہم بہر صورت تمھارے مطیع اور فرمانبردار رہینگے ورنہ
درصورت دیگر ہمکو ہلاک ہونا اپنا منظور ہی لیکن تمھارے ساتھ ہم نجائینگے شاہزادہ معزالدین نے کہا
ایک نشد دو شد این گل دیگر شگفت وہ ارباب مثلثہ کون ہین طاقی شاہ نے کہا مین اُنھین نہین جانتا اور نہ
کبھی صورت سے آشنا ہوا ہون مگر یہ سُنا ہی کہ اس درہ کوہ مین جو سامنے نظر آتا ہی اور ایک بڑی نہر
جاری ہی اور اُس پار نہر کے تین گنبد عالیشان برابر برابر واقع ہین اگر کوئی انسان اُن گنبدون کے پاس
جانے کا قصد کرے پہلے نہر کے کنارے ہاتھ پاؤن دھوئے اور دیکھے کہ کون سے گنبد کا دروازہ کھلتا ہی
اگر خوش نصیب ہوا تو دروازہ گنبد سوم کا کھلا دیکھے گا پھر بلاخوف و خطر اُس طرف نہر سے گذر جائیگا اور جو
دروازہ گنبد دوم کا کھلا دیکھے تو جسقدر بھاگا جائے بھاگے کہین دم نہ لے ورنہ ایک جوان سُرخ چشم مریخ صولت
سُرخ پوش گینڈے پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے گنبد سے نکلکر اُسکو قتل کریگا اور اُسکی حرب کا یہ حال ہی کہ
ذرا سی حرکت دست مین لاکھون آدمیون کے سر تن سے جُدا ہو جاتے ہین مگر دروازہ گنبد کے کُھلنے کا نہر سے
ہاتھ دھونے پر موقوف ہی اقبال شاہ نے کہا یہ کتاب تمھارے بزرگون کا وصیت نامہ ہی اور ارباب مثلثہ
تمھارے مربی و پشت پناہ ہین پھر تم خود ہی نہ جاکر کاغذ پر مہرین کروالو طاقی شاہ نے کہا مجھے تو یہ یعنی

گینڈہ سوار کی تلوار کا ڈر ہی اقبال شاہ نے کہا ہمین بیان تمھارا سراسر جھوٹ معلوم ہوتا ہی اور کتابین بھی
کیا عجب ہی ایسی ہی ہون طاقی شاہ نے کہا مین اپنے صداقت قول کو نہر تک ضرور چلونگا اور جو کچھ کہ مین نے
عرض کیا ہی وہ سب دکھا دونگا آخر دوسرے روز اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین و طاقی شاہ سب
درۂ کوہ مین داخل ہوئے جب وسط درہ مین پہونچے وہان ایک نہر نظر آئی اور وہی تینون گنبد عالیشان بھی
دیکھے اقبال شاہ و معز الدین کنارہ نہر کے ٹھہرے اور چند آدمی قیدی جو کہ واجب القتل تھے اُن کو حکم دیا کہ
تم نہر مین ہاتھ منھ دھوؤ وہ بیچارے ہاتھ بھی تر کرنے نہ پائے تھے کہ یکایک دروازہ گنبد دوم کا کھلا اور ایک جوان
سُرخ پوش فوج دشتی پر سوار گنبد سے باہر نکلا اور آدھی تلوار میان سے کھینچی کہ سر اُن مظلومون کے تن سے اُتر گئے
پھر وہ سوار اُسی گنبد مین چلا گیا طاقی شاہ نے کہا حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ میرا قول اور کتابین دونون سچی ہین یا کہ
افسانہ ہی اقبال شاہ نے کہا بیشک سچ ہی اب تم شہر کو جاؤ ہم کوئی صورت اور نکالینگے طاقی شاہ کو رخصت کیا
اقبال شاہ نے تمام شب یاد الٰہی مین وہان بسر کی اور وقت صبح شاہزادہ معز الدین سے کہا اے برادر اگر تم
کسی بندۂ خدا کے کام آؤگے خدا تمھاری مشکل بھی آسان کریگا اگرچہ مین نے تمھین کسی طرح کی تکلیف نہین دی لیکن
بالفعل بمجبوری تم سے کہتا ہون کہ بدون تمھاری ذات کے وہ کام اور کسی سے ممکن نہین کہ حل ہو شاہزادہ نے
کہا وہ کیا کام ہی اقبال شاہ نے کہا کہ مین رات کو جو سویا تو اپنے مرشد کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتے ہین کہ یہان
ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کے عاشق کا ہونا ضرور ہی یا جوانسان اُسکی صورت سے مشابہ ہو ورنہ یہ عقدہ حل نہوگا
اور کل مقبل کا خط بھی آیا ہی اُسمین لکھا تھا کہ آج کل مین ایک ایسے مرض سخت مین مبتلا ہو گیا ہون کہ وہان میرا
آنا ممکن نہین ہی اور دوسرے شکل تمھاری اُسکی صورت سے مشابہ ہی اور سوا تمھارے اور کوئی مجھے نظر نہین آتا
ورنہ تمکو تکلیف نہ دیتا اس وجہ سے لازم ہی کہ جو مین عرض کرون وہ قبول ہو انشاء اللہ تعالیٰ اسی مقبل کی
ذیل مین تمھارا بھی کام جلد تر انجام کو پہونچیگا شاہزادہ معز الدین نے کہا شعر

ہر کار را تابع ہادے ام
ہر چہ فرمان کنی را ستے ام

مین ہر طرح موجود ہون بسر و چشم بجا لاؤنگا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار بعد ایک گھڑی رات گئے تم دو فرسخ نہر
کے کنارہ کنارہ جانا وہان ایک ماہی کلان خاک مین غلطان نظر آئیگی تم بعد سلام کہنا اے سمک القعر تو آبی جانور ہی
تیرا خاک مین کیا کام ہی وہ جواب دیگی کہ مجھے ایک بچھو نے ڈنک مارا ہی اس سے مین اس روز بد کو پہونچی تم
پوچھنا کہ بھلا تجھ سے بچھو کو کیا عداوت تھی وہ کہیگی کہ شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین ست
مقتضائے طبیعتش این ست

پھر تم پوچھنا کہ کسی تدبیر سے تو اچھی بھی ہو سکتی ہی وہ کہیگی ہان یہان سے تین فرسخ پر فلان غار ہی اور اُس غار مین دو

درخت ہین ایک کے پتے سبز ہین اور دوسرے کے زرد اگر کوئی بندۂ خدا رحم دل وہان سے پتے اُن درختون کے لائے
اور سبز پتون کا عرق مجھے پلا دے تو مین اچھی ہو جاؤن اور زرد پتے کا عرق اُس پانی مین کہ جہان وہ بچھو رہتا ہی
ملا دے تو بچھو مر جائیگا پھر تم پوچھنا کہ اس خدمت کا عوض کیا ہی وہ کہیگی جو فرمائیے تم کہنا کہ تو اپنی پشت پر مجھکو سوار
کرکے نہر کے پار اُتار دے وہ سمکت القعر منظور کر لیگی تم وہ پتے لاکر سمکت القعر کو اچھا کرنا اور بچھو کو مار ڈالنا بعد اسکے
اُسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمھین پار نہر کے پہونچا دیگی جب نہر کے پار ہو جاؤ گے فوراً گنبد اول و دوم کا دروازہ
کھل جائیگا تم چھپ جانا اور اس اسم کو پڑھنا گنبد دوم سے وہی فوج کا سوار صحرا کی طرف روانہ ہوگا بعد اسکے
گنبد اول سے ایک شیر سوار باوقار تاج یاقوت نگار سر پر رکھے فوج سوار کے عقب مین روانہ ہوگا تم اُس وقت
اسم دوم کا ورد کرنا مگر شیر سوار کے تاج کی ایسی روشنی ہوگی کہ شعاع اُسکی کوسون جائیگی اور تمام صحرا منور دکھلائی دیگا
جب وہ روشنی دور ہو جائے تم گنبد سوم کے در پر اس اسم سوم کو پڑھنا برکت اسم سے دروازہ گنبد سوم کا کھل جائیگا
پھر تم شوق سے اندر گنبد سوم کے جانا وہان از حد تاریکی معلوم ہوگی کہ کوئی شی نظر نہ آئیگی مگر تم اسم سوم کو پڑھتے چلے جانا
قدرت خدا سے بعد چند قدم کے وہ گنبد روشن ہو جائیگا اُس روشنی مین گنبد کی چھت مین ایک کمان دیکھوگے کہ
مثل قوس قزح کے ہوگی اور وسط کمان مین ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوگا تم اُسکو بہ ادب سلام کرنا اور کہنا ای
سید الارباب مین خدمت سمکت القعر کی بخوبی بجا لایا اور اُسی کی پیٹھ پر سوار ہوکر آپ کی خدمت باسعادت مین پہونچا
وہ بزرگ یہ کہیگا تو کس لیے یہان آیا کہنا کہ مطلب میرا یہ ہی کہ آپ ایک فرمان ملک ارباب کا طاقی شاہ کے
نام ایسا لکھوا دین کہ وہ بلا عذر میرے ساتھ ملک ظہورستان کو جائے اور روح الملک کی خدمت مین جا حاضر
ہو کہ میرا ایک مطلب عظیم وہان درپیش ہی وہ برآوے بہ برکت اُس اسم پاک کے اُسی وقت وہ اپنے ہاتھ سے فرمان
لکھکر مُہر کر دیگا جب شیر سوار اور فوج سوار گنبد سید الارباب مین داخل ہونگے وہی بزرگ مُہر شیر سوار کی پیشانی پر
فرمان کی کر دیگا اور پھر فوج سوار کی مُہر آخر مین کرکے کاغذ تمکو دیدے گا تم فرمان لیکر پھر نہر کے کنارے جانا
وہان کشتیان بے حد جمع ہونگی اور ہر کشتی والا چاہیگا کہ تم ہماری کشتی پر سوار ہو لیکن تم اُس کشتی پر سوار ہونا
کہ جسمین بوے صندل آتی ہو وہ کشتی تمھین نہر کے پار پہونچا دیگی پھر مطلب تمھارا خدا کے فضل سے حاصل ہو جائیگا
شاہزادہ معز الدین نے کہا یہ عجب قصہ دلچسپ ہی کہ مجھے اس راہ خوفناک و پرخطر مین برآمد کار کو اپنے بھیجتا ہی
اور خود نہین جاتا اب اگر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل کس واسطے کہ جانے مین خوف جان اور عذر مین خلاف وضع وہمت
مردان ہی آخر شاہزادہ نے کہا خیر اگر تمھاری کاربر آری قرار واقعی ہو تو مین حاضر ہون اقبال شاہ نے کہا
برادر ہمارا اور تمھارا دونون کا مطلب ایک ہی ہی جدا نہین ہی الغرض شاہزادہ معز الدین یوم چہارشنبہ کو بعد
ایک ساعت رات گئے توکل بخدا کرکے روانہ ہوئے اور برگ درخت سے سمکت القعر کو اچھا کیا بچھو کو جان سے مارا

سمکت القہر نے شاہزادہ کو نہر کے پار پہونچا دیا دروازہ گنبد دوم کا کھلا قوچ سوار بشکل مہیب نکلکر روانہ ہوا بعد گنبد اول سے شیر سوار بصلابت تمام برآمد ہوا اور عقب گینڈے سوار کے چلا اور وہ روشنی لعل تاج شیر سوار جب کم ہوئی اور در گنبد سوم وا ہوا شاہزادہ اسم پڑھتا ہوا اندر گنبد کے داخل ہوا وہان ایک بزرگ کو دیکھا تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا بعد اسکے حال اپنا بیان کیا اُس بزرگ نے بغور شاہزادہ کو دیکھا پھر کتاب مین کچھ دیکھ کے کتاب کو رکھدیا اور ایک کاغذ صندلی لیکر فرمان لکھا اور حاشیہ پر مُہر کی اس اثنا مین شیر سوار اور قوچ سوار دونون آگئے اور سید الارباب کے گنبد مین داخل ہوئے سید الارباب نے شاہزادہ سے فرمایا تم کہین چھپ جاؤ شاہزادہ گوشہ مین پوشیدہ ہوگیا جب شیر سوار اور قوچ سوار ایک جا جمع ہوئے تو سید الارباب نے ملک ارباب یعنی شیر سوار سے کہا کہ ایک جوان آفتاب مثال باحسن وجمال بخواستۂ خدا طالع ہوکر ذرہ وار یہان پہونچا ہی اور ہماری مہرون کا فرمان پر طالب ہی بہر کیف مطلب اُسکا روا کرنا لازم ہی یہ کہکے اُس فرمان کو پیش کیا پھر شاہزادہ کو بُلایا شاہزادہ حسب الطلب سید الارباب کے آیا ملک الارباب نے بھی از سر تا پا شاہزادہ کو بغور دیکھا پھر مہر پیشانی فرمان شاہزادہ پر کردی اور قوچ سوار نے جو کہ ترک الارباب تھا آخر فرمان مین مُہر کی جب فرمان مسجل ہوگیا شاہزادہ کو حوالہ کیا اور رخصت کیا شاہزادہ جس وقت وہان سے رخصت ہوکر کنارۂ نہر پہونچا دیکھا کہ کنارۂ نہر روشنی چراغان ہورہی ہی اور ہزار ہا کشتیان جمع ہین شاہزادہ حسب ہدایت اقبال شاہ جس کشتی مین بوے صندل آتی تھی اُس کشتی مین سوار ہوکر پار پہونچا دوسرے روز لشکر مین تشریف لایا اقبال شاہ بغلگیر ہوا اور وہان کا حال پوچھا شاہزادہ نے سب ماجرا وہان کا بیان کیا پھر اقبال شاہ مع شاہزادہ طاقی شاہ کے پاس آئے اور وہ فرمان دکھایا طاقی شاہ نے فرمان کو آنکھون سے لگایا اور کہا اب مین تابع فرمان ہون لیکن یہ فرمان مرحمت ہو کہ مین اسے دستاویز اپنی گردانونگا اقبال شاہ نے کہا یہ فرمان ہم ابھی نہین دیسکتے کہ ہمین اور سرحدارون کو دکھلانا ہی اور تمکو بھی ہمارے ہمراہ چلنے کا سامان کرنا چاہیے طاقی شاہ نے کہا کہ جس حال مین کہ مین آپکا مطیع اور فرمانبردار ہوچکا تو پھر ابھی میرے جانیکی کیا ضرورت ہی جب آپ ظہورستان مین تشریف لیجائیے گا مین وہان مع اہل وعیال حاضر ہو جاؤنگا اقبال شاہ طاقی شاہ سے ظہورستان مین حاضر ہونے کا ایک اقرارنامہ لکھا کر دوسرے روز وہان سے روانہ ہوا

راوی یہ داستان یہان موقوف رکھکر دو کلمہ حال اُن دونون عاشق و معشوق یعنی حفیظ ثریا مکان پسر محفوظ قلعدار اور منطقۂ زرین کمر دختر بلند اختر سعید لوحدار کا گذارش کرتا ہی

اول یہ بیان ہوا ہی کہ حفیظ ثریا مکان شورش عشق وسودائے محبت منطقۂ زرین کمر مین دیوانہ وار بیابان و

کوہسار اور دشت ادبار ہین لیل و نہار سرگردان و حیران و پریشان پھرتا ہی ملازم محفوظ کو تلاش کرکے بہزار حیلہ و
بہانہ لاستے ہین اور اُسکو آش وغیرہ کھلاتے ہین شہر کرسی مین عالیہ خاتون حقیقی خالہ حفیظ کی رہتی تھی قضارا
ایک روز عالیہ خاتون سیر باغ کو گئی تھی اور تمام شب وہین رہی کہ یکایک نصف شب کو ایک طرف سے آواز
غل و شور پیدا ہوئی اور عالیہ خاتون نے اُس آواز دردناک کو سُنکے ملازمون سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ غل کیسا ہی
ملازمون نے دریافت کرکے کہا یہ آواز تمھارے خواہرزادے حفیظ ثریا مکان کی ہی عالیہ خاتون اس خبر کو
سُنکے زار زار روئی اور خواجہ سرا سے فرمایا ای یاقوت جسطرح ہو حفیظ ثریا مکان کو بُلالا یاقوت حفیظ کے پاس
گیا اور کہا ای صاحبزادے تمکو تمھاری خالہ صاحبہ نے یاد کیا ہی اگر تم نہ جاؤگے تو وہ خود سر و پا برہنہ یہان چلی آئینگی
اسمین تمھارے واسطے موجب بدنامی کا ہوگا حفیظ ناچار خواجہ سرا کے ساتھ چلا آیا عالیہ خاتون نے حفیظ کو
گلے سے لگا لیا اور خوب روئی حفیظ بھی رو یا بعد اسکے حفیظ سے پوچھا ای فرزند کوئی علاج بھی تیرے درد کا بہم
پہونچا یا نہین حفیظ نے کہا امور تقدیری سے کچھ بس نہین چلتا عالیہ خاتون حفیظ کو لیکر اُسکی والدہ کے پاس آئی
اور کہا شاید تم اپنے فرزند کے تمام فرائض سے ادا ہوگئی ہو جو تمکو اُسکی آوارگی کا کچھ خیال نہین ہی بخدا یہ مظلوم
ایسی مصیبت مین گرفتار ہی کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے روز قیامت تم خدا کو کیا جواب دوگی پھر رات کا سارا حال
بیان کیا یہ حال سُنکے سب عورات محل اسقدر روئین کہ وہ گھر ماتم سرا ہوگیا عالیہ خاتون نے حفیظ سے کہا اگر
تین چار روز فقط زیارت معشوق کرلے اور قائم مزاج رہ تو ایک تدبیر معقول میرے خیال مین آئی ہی مین اُس
تدبیر کو تجھسے بیان کرون کیا عجب ہی کہ اُس تدبیر سے تیری کار برآری ہوجائے اس خبر خوش سے حفیظ کے
ہوش و حواس درست ہوگئے اور کہا ای خالہ جان جو آپ فرمائینگی مین بدل جان اُسکو بجالاؤنگا عالیہ خاتون
نے کہا بعد چار روز کے ملکہ منطقہ کی سالگرہ ہی مین تمکو بلباس زنانہ اپنی خاصون کے ساتھ سعید لوحدار کے
یہان لیچلونگی پھر وہان تم بدلجمعی تمام منطقہ کو دیکھ لینا مگر خبردار ایسا نہو کہ وہان تمسے ضبط نہ ہوسکے تو
پردہ فاش ہوجائے اور مین تمام محلسرا مین رسوا ہوجاؤن حفیظ نے کہا کیا مجال میری طرف سے آپ خاطر جمع رہین
اور یہ احسان آپ کا تا زیست مین نہ بھولونگا عالیہ خاتون حفیظ کو اپنے گھر لائی اور خط و خال سب درست کیا
بروز سالگرہ محل مین سعید کے حفیظ ثریا مکان کو لیگئی کوکبہ خاتون سعید کی بی بی نے عالیہ خاتون کی نہایت
تعظیم و تکریم کی جب دونون یعنی صاحب خانہ و عالیہ خاتون مسند پر بیٹھین اور حفیظ ثریا مکان بھی پس پشت بیٹھ کے
مگس رانی کرنے لگا کوکبہ نے عالیہ خاتون سے پوچھا کہ یہ کنیز تمنے کب مول لی عالیہ خاتون نے کہا چند دن ہوے کہ
کہ پانچ ہزار دینار سُرخ کو مین نے خرید کیا ہی کوکبہ بولی دس ہزار کو بھی یہ کنیز ارزان ہی کیونکہ آدمی خوبرو
اور قطعہ دار نہین ملتا ای خواہر عزیز اگر تم آزردہ نہو تو مین بھی کچھ کہون عالیہ خاتون نے کہا نہین آپ فرمائیے

کوکبہ نے کہا مین چاہتی ہون کہ مین اس تمھاری کنیز نوخریدہ کو منطقہ کی خدمت کے واسطے لون کہ وہ آج کل نہایت پریشان مزاج رہتی ہی کیا عجب ہی کہ اس کنیز سے اُسکا دل بہلے عالیہ خاتون بولی کہ باوجود اس دولت وحشمت کے منطقہ بید ماغ و پریشان خاطر رہے یہ خلاف قیاس ہی کوکبہ بولی خدا جانے کس خیال وفکر مین مبتلا رہتی ہی مجھے خود حیرت ہی کہ خدا کی عنایت سے اُسے کسی چیز کے تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہی سب موجود ہی لیکن روز بروز اُداس ہی رہتی ہی اور تحلیل ہوئی جاتی ہی عالیہ خاتون نے کہا بلاؤ تو منطقہ کو مین تو دیکھون کیا حال ہی کوکبہ نے منطقہ کو کنیز سے بلوا بھیجا کہ تمھاری خالہ تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہین اور یہان حفیظ کی یہی دعا تھی کہ عالیہ خاتون مجھے کوکبہ کو دیدے الین کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اس عرصہ مین منطقہ آئی اور تسلیم کی اور سرو قد تعظیم دی مگر حفیظ یہ جو دیکھا ضبط نہو سکا ایک نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہو گیا منطقہ نے جو صدا اُسے نعرہ سُنی اور حفیظ کو دیکھا فوراً سمجھ گئی کہ یہ کنیز نہین ہی حفیظ ہی اور عالیہ خاتون کے ساتھ محل مین آیا ہی اور چونکہ عشق صادق تھا جذب کامل ہوا حال منطقہ کا بھی غیر ہو گیا مگر شرم وحیا کے سبب نہایت ضبط کیا اور طبیعت کو قائم کرکے خاموش ہو رہی لیکن تغیر حال منطقہ کا ایسا ہو گیا کہ سب کو ایک حیرت ہو گئی اور ایک شور محل بھر مین ہو گیا اور ہرایک علاج مین منطقہ کے مصروف ہوا عالیہ خاتون نے کہ نہایت عاقلہ تھی کوکبہ سے کہا مین اسی وجہ سے اس کنیز کو تمکو نہ دیسکی کہ کبھی کبھی اسکا ایسا ہی حال ہو جایا کرتا ہی پھر کنیزون سے کہا جلد اُسے یہان سے لیجاؤ کہ راز افشا نہ ہونے پائے کوکبہ بولی تم کیون ایسا تردد کرتی ہو اُسے یہین رہنے دو یہان علاج ہو جائیگا عالیہ خاتون نے کہا ای بہن اسکا اپنے گھر ہی مین جانا بہتر ہی آخر اُسی حالت بیہوشی مین حفیظ کو گھر روانہ کر دیا یہان سب عورتین محل کی گرد وپیش منطقہ زرین کمر کے جمع تھین اور موافق اپنے اپنے ذہن کے باتین کر رہی تھین عالیہ خاتون نے کہا تم نہایت عبث وسواس کرتی ہو اس کنیزہ کو جو دفعتہً غش آگیا منطقہ کہ ابھی بچہ ہی اُسے دیکھنے کی تاب نہ آئی سہم گئی کوکبہ نے کہا تم درست کہتی ہو یہی بات ہی منطقہ جب اپنے محل خاص مین گئی عالیہ خاتون نے کہا اب مین بھی رخصت ہوتی ہون کوکبہ نے کہا کہ تم دو تین روز اور رہو اس غریب کو سرافراز کرو بعد دو تین دن کی چلی جانا اور مجھے تمسے کچھ حال بھی دریافت کرنا ہی عالیہ خاتون نے کہا بہتر آخر وقت شب تخلیہ مین عالیہ خاتون سے کوکبہ نے پوچھا کہ تم کو محفوظ کی بھی کچھ خبر ہی اور حفیظ کا کیا حال ہی عالیہ خاتون نے بچشم پُر آب ایک آہ دردناک کھینچی اور کہا ای خواہر تمام خویش واقربائے محفوظ بفضل الٰہی اچھے اور خوش وخرم ہین الا حال حفیظ کا عشق منطقہ مین ایسا بد ہو گیا ہی کہ دیکھا نہین جاتا ابیات

گاہ گریبان ہی گاہ حیران ہی	کبھی کچھ آپ ہی آپ خندان ہی	تنگ ہمسایہ ہو رہے ہین سب
اُسکے رونے پر رو رہے ہین سب	کیا خبر دونون مین چاک دامان کی	دھجیان اڑتی ہین گریبان کی

کوئی کہتا ہی اسپہ سایہ ہی	کوئی کہتا ہی سوانگ لایا ہی	دیکھتا ہی جو اسکا حال عجیب
کہتا ہی ہاے اس جوان کے نصیب	مرض اسکو ہی درد فرقت کا	اس مرض کی بھلا دوا ہی کیا
سرمگین چشم پریا ہی یہ	کسی بے درد پر فدا ہی یہ	گر یہی حال ہی تو پھر تا کے
	زندگی اور کوئی دن کی ہے	

اے خواہر یہ جو مین نے کہا ہی اسکی کچھ حقیقت نہین ہی عنقریب اب تم سن لینا کہ حفیظ خدا نخواستہ مر گیا خلاصہ یہ ہی بعد اسکے اور حال اسکی سرشاری اور صحرا نوردی کا بھی بیان کیا کو کبہ بھی حال حفیظ کا سن کے بے اختیار رونے لگی اور کہا کہ اے خواہر یہ مین فقط حفیظ کے حال پر نہین روئی بلکہ مین منطقہ کے حال کو بھی ہر روز دیکھتی ہون اور کہتی ہون دیکھیے اسکا انجام کار کیا ہوتا ہی اگرچہ وہ بوجہ شرم و حیا کے کچھ منہ سے نہین نکالتی الا مجھے یقین کامل ہی کہ منطقہ کو بھی محبت دلی حفیظ سے ہی اور زیادہ تر پریشان اس امر سے مین بھی ہون کہ کوئی صورت صفائی کی نظر نہین آتی یعنی سعید کے دل مین محفوظ کی طرف سے ایسا غبار کدورت آگیا ہی کہ اسکا جانا دشوار ہی لیکن ایک تدبیر میرے خیال مین آئی ہی اگر خدا راست لاوے بلکہ مین حفیظ کی مان کو یہ پیغام بھیجا چاہتی تھی کہ تمھارا آنا عین وقت پر ہو گیا عالیہ خاتون نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی کوکبہ نے کہا ایک روز کا ذکر ہی کہ مین بیٹھی تھی اور سعید لوح اسم کو بہ تن غور سے دیکھ رہا تھا مین نے پوچھا کون ایسا امر دشوار ہی کہ جسے تم اس غور سے دیکھ رہے ہو سعید نے کہا ہان ایک اسم ہی کہ جو کوئی شخص زیارت بیت المعمور کو جائے اور پہلے حوض مسجد مین غسل کرے اور تا بہ گردن پانی مین غرق رہے اور اس اسم پاک کو پڑھے پھر کیسی ہی مشکل سخت تر ہو وہ سہل سے حل ہو جائیگی اور جو عامل عمل کے سر سے پانی اونچا ہو گیا تو پھر عامل اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کر جائے گا مین نے کہا وہ اسم کیا ہی سعید نے یہ اسم بتایا یَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالَنَا اِلٰی اَحْسَنِ الْحَالِ تو تم یہ اسم والدہ کو حفیظ کی کہلا بھیجنا وہ حفیظ کو بتا دیگی حفیظ بیت المعمور مین جا کر اور اسی ترکیب مذکورہ سے اسم پڑھے کیا عجب ہی کہ برکت سے اس اسم پاک کے اپنی مراد کو پہونچے عالیہ خاتون نے کہا مین اسی وقت محل مین جا کر حفیظ کی مان کو سمجھائے دیتی ہون اتفاقاً ایک کنیز خاص منطقہ کی موجود تھی اسنے بھی سنا اور منطقہ سے مفصل یہ سب ماجرا بیان کیا اور نام اس کنیز کا ذکا تھا اور یہ بھی کہا کہ برکت اس اسم سے دعا جلد قبول ہوتی ہی منطقہ یہ سنکے چپ ہو رہی مگر دل مین عہد کیا کہ ایک بار زیارت بیت المعمور کو ضرور جانا چاہیے یہی شکل مواصلت حفیظ کی خوب ہی قصہ کوتاہ دوسرے روز عالیہ خاتون وہان سے محفل محفوظ مین آئی اور بی بی سے محفوظ کی حال بیان کیا محفوظ کی زوجہ نے کہا اے خواہر جب سے تمنے حفیظ کو یہان بھیجا دو تین دن تو وہ بیہوش رہا بعد اسکے ہوش مین آیا اور اسی طرح دیوانہ وار صحرا کو چلا گیا کئی آدمی اسکے ساتھ کر دیے تھے کہ یہ ہلاک نہو حفیظ نے

اُن لوگون سے کہا اگر تم میرے ساتھ رہوگے تو مین اپنے کو ہلاک کر دونگا آخر لاچار ہوکر وہ سب چلے آئے اب نہین معلوم وہ کہان چلا گیا ہی زندہ بھی ہی یا خدا نخواستہ مان بندی ہلاک ہوگئی عالیہ خاتون نے کہا افسوس ہی کہ اسکی ایک شکل نکلی تھی سو وہ معلوم نہین کہان ہی مرضی خدا کی یون نہین تھی پھر عالیہ خاتون نے ذکر اسم کا محفوظ اور حفیظ کی مان سے کیا محفوظ نے پھر ملازمون کو بتلاش حفیظ بھیجا بعد ایک ہفتہ کے وہ ملازم چلے آئے اور جواب دیا کہ حفیظ کا کہین نشان نہ ملا اب حقیقت منطقہ زرین کمر کی سُنو کہ ایک روز منطقہ نے دایہ سے کہا اے دایہ جان تم اپنی طرف سے ایک رقعہ باین مضمون عالیہ خاتون کو لکھو کہ تمنے اُس بلاکش غریب از خود گم کردہ یعنے حفیظ کو کار معلومہ کیواسطے بھی بھیجا یا نہین دایہ نے رقعہ عالیہ خاتون کو لکھا عالیہ خاتون نے جواب لکھا کہ مین فقط اسی کام کو وہان گئی تھی لیکن قبل میرے جانے کے حفیظ تمھارے سوزش عشق مین سر و پا برہنہ نہین معلوم کہ کس طرف نکل گیا کہ ہرچند تلاش کیا لیکن کہین پتہ نہین لگا دایہ نے جواب نامہ منطقہ کو دکھا دیا منطقہ بہت روئی اور کہا مین باپ سے باغ جانے کی رخصت لیتی ہون پھر وہان سے تمکو اور ذکا کو ہمراہ لیکے زیارت بیت المعمور کو جاؤنگی کہ وہ باغ بیت المعمور سے نزدیک ہی الغرض جب سعید لوحدار محل مین آیا منطقہ نے کہا اے پدر بزرگوار مین نے فلان باغ کی آپ کے نہایت تعریف سُنی ہی سو مدت سے اُسکے دیکھنے کی مشتاق ہون اول تو سعید لوحدار نے منع کیا جب منطقہ نے اصرار کیا تو کہا مین لوح سے استخارہ کرلون اگر اجازت لوح ہوئی تو تم جانا منطقہ چین بجبین ہوئی اور کہا آپ نے لوح شاہی کو کھیل مقرر کیا ہی کہ ذری ذری سے کام کو استخارہ دیکھا جاتا ہی خیر مین سمجھی کہ تمکو میری تفریح منظور نہین ہی سعید کو جو پاس بیٹی کا زیادہ تھا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا خفا نہو جاؤ بیٹی بخوشی و رضا اجازت دی لیکن زیادہ نہ رہنا منطقہ نے کہا آج جاؤنگی اور کل چلی آؤنگی سعید نے چند ملازم معتمد ہمراہ کیے منطقہ پہلے باغ مین گئی تمام دن سیر باغ کی کی شب کو تمام ملازمون کو پہرے چوکی پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوئی آنے نہ پائے ملکہ شب مہتاب مین سیر صحرا کرینگی اور آپ اور ذکا کنیز ملکہ کو پا پیادہ بیت المعمور کو لیگئی راوی کہتا ہی کہ راہ مین ایک درہ کوہ تھا وہان درندے جانور از حد تھے اور شیر و چیتے وغیرہ کے بھی مسکن تھے کہ انسان کا گذر ہونا وہان سے دشوار بلکہ ممکن نہ تھا مگر شاہزادہ معز الدین کو جو محفوظ اُس راہ سے لیگیا اور جانوران موذیہ ایذا نہ پہونچا سکے اُسکا سبب یہ تھا کہ ایک اسم شاہزادہ پر حفیظ نے دم کر دیا تھا برکت سے اُس اسم اعظم کے شاہزادہ محفوظ رہا الغرض منطقہ مع دایہ اور ذکا کنیز کے جب داخل درہ کوہ ہوئی دایہ نے کہا اے ملکہ مین نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب بھی کہتی ہون کہ یہ راہ نہایت پُر خطر ہی اسمین جانور موذیہ بہت ہین برائے خدا تم اس قصد سے درگذرو منطقہ نے کہا اے دایہ شعر

قدم وہ محفل جانان مین بیخوف و خطر رکھے
ہتھیلی پر جو رکھ لے شمع کے مانند سر اپنا

تم کیا کہتی ہو سوختہ آتش عشق کو کوئی ایذا نہین پہونچا سکتا اور وعدہ برابر آگیا ہی تو کسی کے روکے سے رُک بھی نہین سکتا
اس کش مکش و جان کنی سے تو مرجانا بہتر ہی کہ یہ کسی نے سچ کہا ہی **شعر**

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو | دم نکلجائے بلا سے پہ یہ آزار نہو

بعد اسکے ایک اسم منطلقہ نے ڈکا و دایہ پر پڑھکے دم کر دیا اور توکل بخدا زندہ و سلامت درہ کوہ سے نکلگئی و اقعی بحکم ومن یتوکل علے اللہ فہو حسبہ کوئی بھی درندہ سدراہ نہوا اور یہ تینون عورتین بیت المعمور مین داخل ہوئین اسقدر در و دیوار مسجد مین جواہرات بیش بہا نصب تھا کہ جسکا شمار نہوسکتا تھا منطلقہ یہ دیکھکے دنگ ہوگئی کہا سبحان اللہ کیا قدر ہی صاحب البیت ہی دایہ نے کہا داری چونکہ رات تھی وہ جانور نہ ملے مگر اب دن کو جانا دشوار ہوگا منطلقہ نے کہا شاید یہ آیہ وافی ہدایہ لاتحزن ان اللہ معنا تو نے نہین سُنی جوکہ تو ہر بار نصیحت بیجا کرتی ہی دایہ نے کہا اور یہ کیسی رسوائی ہی کہ دن کو پا پیادہ یہان سے چلینگی منطلقہ نے کہا ای دایہ **مسدس**

دل کا آجانا حقیقت مین ہی اک قہر خدا | دین و دنیا مین بشر کا نہین لگتا ہی پتا | کچھ نہین سوجھتا آنکھون سے کہ کرتا ہون کیا
آبرو جائے کہ عزت نہین اصلا پروا | چھوٹے ذلت سے اگر موت کی ایذا سے بچے | منھ کفن مین جو چھپا لے تو یہ پردہ رہجائے

ای دایہ اور یہ مخمسہ حسب حال پڑھا **مخمسہ**

دل کا جو حال ہی مین کسسے کہون کیا دایہ | اس مصیبت مین پڑی ہائے غضب ای دایہ | کب تلک صورت تصویر رہون چُپ دایہ
مین بھی ہون آدمی حیوان نہین ای دایہ | دل کے بہلانے کو کسطرح نہ باہر آتی | اپنا دم گھوٹ کے اس قید مین کیا مرجاتی

اس زندگی سے وہ رسوائی کہین بہتر ہی کہ مین مفارقت مین حفیظ کے خون جگر کھاتی ہون دایہ خاموش ہورہی منطلقہ پوشاک اُتار حوض مین کود دی اور اسم کو شروع کیا اب کارنمائی جذبہ عشق بلاخیز و آفت انگیز کی غور فرمایئے کہ حفیظ بھی آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کا نعرہ مارتا ہوا دیوانہ و بیقرار بہ تلاش دلدار بیت المعمور مین پہونچا اور یہ چند شعر پڑھنے لگا **ع**

سودا ہی سنبلم کو دو گیسوے یار کا
شہرہ ہی آسمان تلک روے یار کا
نرگس ہی کیا نشان ہی جادوے یار کا
رکھا ہی نام نکہت گل بوے یار کا
گہ مثل مشک نافہ آہو مین رہ گیا
چھو لون کبھی وہ اگر لب معجز نما ہلائے
دم نکلے سامری کا مسیحا کی جان جائے

بندہ ہی ماہ عارض گل روے یار کا
تعویذ آفتاب ہی گیسوے یار کا
شمشاد بندہ ہی قد دلجوے یار کا
بن کر ہلال گہ خم ابرو مین رہ گیا
دیکھی جو آنکھ کو خم گیسو مین رہ گیا
دم مین ہرا ایک قالب بیجان مین جان آگئے
اعجاز ہی یہ نرگس جادوے یار کا

مفتون ہلال ہو گیا ابروے یار کا
سنبل ہی کیا خطاب ہی گیسوے یار کا
گل ہی لقب جہان مین گل روے یار کا
پھنس کر اندھیری رات کے قابو مین رہ گیا
صحرا ختن ہی وحشی آہوے یار کا
تیغ نگاہ یار جو وان رخنہ کرنے پائے
کیونکر نہ مثل لالہ ہو سینہ مین میرے داغ

نہ وصل ہی نصیب نہ اس غم سے الفراغ
دیوانہ ہون مین نکہت گیسوے یار کا
جز شربت وصال دوا اسکی کچھ نہین
آیا وہ ماہرو جو بس مدت مدید

آنکھون مین مثل خار بھلا ہوے جبکہ داغ
کہدے یہ اس مسیح سے جاکر کوئی قرین
سرسام عشق مجکو ہی جوش جنون نہین
اک نور دیکھا قمقمۂ دل سے نے یہ جدید

موج نسیم سے نہ پریشان ہوکیون دماغ
آیا ہی اب قریب مرا وقت واپسین
لازم ہی نخلۂ عرق روے یار کا
غل تھا کہ دیکھون قدرت باری ہوئی پدید

خورشید حشر پر نظر آیا ہلال عید
پرتو پڑا جو حوض مین ابروے یار کا

پیکشش جذبۂ دل منطقہ بھی جسنے حفیظ کو کشان کشان بیت المعمور مین پہونچایا جسوقت کہ عاشق و معشوق اور محب و محبوب کی آنکھین چار ہوئین منطقہ تو غرق بحر شرم ہوئی غوطہ لگا گئی یعنی چادر آب مین اس تن نازک و صاف کو چھپا دیا اور سعید سے نے کہ اس ترکیب سے اور ادا اسم مین قطعی غوطہ کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ عامل عمل کو ضرور ہی کہ پانی سر سے بلند نہو ورنہ دوسرے عالم مین جا پہونچے گا الغرض حفیظ منطقہ کو حوض مین دیکھکر خود بھی کود پڑا اور غوطہ کھایا اور اسی طرح ذکا و دایہ بھی بخوف سعید حوض مین کود ین اور پھر کوئی حوض سے باہر نہ آیا

اب دیکھیے کہ یہ غریق بحر محبت یعنی حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر اور دایہ اور ذکا کنیز کہان نکلتی ہین اور انکے سر پر کیا راحت و مصیبت گذرتی ہی انشاء اللہ تعالے عند الذکر حال انکا بیان کیا جائیگا اور بار دگر احوال شاہزادہ معز الدین بیان کیا جاتا ہی

جب طاقی شاہ نے اقبال شاہ کی اطاعت قبول کی اور اقرار نامہ لکھدیا کہ جب تم ظہورستان مین پہونچوگے مین بلا عذر خدمت مین سلطان روح الملک کے حاضر ہونگا اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین مثلث شہر خاکی کیطرف روانہ ہوئے جو شہر سودائیان اور ملک ترابستان اور جنوب بیہ بھی مشہور ہی اور اقبال شاہ نے پروانہ مہری بطریق سند اپنے پاس رکھا تھا اور طاقی شاہ نے بھی ایک منزل مشایعت اقبال شاہ کی کی اور کہا ای شہریار دو مرحلہ سخت و دشوار راہ مین واقع ہونگے تم نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے اُن مرحلون کو طی کرنا پہلا مرحلہ دشت گاوان بلند شاخ ذبیر گاو مثل فیل کے کلان ہی دوسرا مرحلہ شہر کے نزدیک مزرعۂ گندم آدم سد راہ ہوگا اگرچہ ایک طرف شہر کے دشت گوسفندان فیل زور ہین لیکن وہ سد راہ نہین ہوتین جب ان مرحلون کو طی کرلوگے تو بادشاہ سودائیان یعنی راسب شاہ تمھاری اطاعت قبول کریگا پھر کوئی عذر باقی نہین رہیگا اقبال شاہ نے فرمایا خدا ہمارا کفیل حال ہوگا تو ہمکو کچھ خوف نہین ہی یہ کہکے آگے چلے کہ ایک درہ کوہ نظر آیا اور دامنہ کوہ مین ایک صحراے پر فضا معلوم ہوا کہ ہر جا بہ نہر اور چشمہ ہاے شیرین جاری تھے

الغرض جہانتک نظر کام کرتی تھی سوائے گل و ریحان و آب شیرین و سبزہ کے اور کچھ معلوم نہ ہوتا تھا اقبال شاہ نے وہان مقام کیا اور مردمان لشکر برائے سیر صحرا روانہ ہوئے ناگاہ قریب سو گاؤ کے کہ سینگ اُنکے مثل نیزہ تھے درۂ کوہ سے باہر نکلین اور مردمان لشکر پر حملہ آور ہوئین چند آدمی ہلاک ہوئے باقی لشکر کو بھگا دیا اور گاوان اپنے چراگاہ کو روانہ ہوئین جب شام ہوئی ہزارہا وحشی گاوان سینگ بلند پہاڑ سے نیچے اُترین اور سب نے ایسا شور مچایا کہ تمام لشکر کے کان بہرے ہو گئے لیکن شاہزادہ کو سودائے عشق بلکہ نو بہار گلشن افروز کا ایسا تھا کہ کچھ خبر نہ معلوم ہوئی اور یہ اشعار زبان زد تھے اشعار

سگی شود یار سبا کہ سر در پاے آن دلبر نہم
در تلاش او نخواہم داشتم خود را معاف
ای سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے

و سپدم از اشک خود در دامنش گوہر نہم
یا بصحراے عدم در ہر بیابان سر نہم
کوئی نہین جو یار کی لا دے خبر مجھے

الغرض تھوڑے سے عرصہ مین وہ گائین خونخوار زیادہ حد و شمار سے ہو گئین اور مردمان لشکر کو زخمی و ہلاک کرنا شروع کیا صبح کو اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا ای شہریار اگر اس آفت ناگہانی کا تدارک نہو گا تو تھوڑے عرصہ مین سارا لشکر پائمال ہو جائے گا اور دعا کی شعر

سعی کن در کار خلق ای کردگار | تا کند کار تو ہم پروردگار

ای شاہزادہ مطلب میرا یہ ہے کہ یہ کام بھی تمھاری ذات ستودہ صفات سے متعلق ہے اسواسطے مین نے گذارش کیا کہ اس مثلثۂ خاکی مین بھی تمھاری ہی توجہ سے مطلب برآری ہو گی شاہزادہ نے کہا کہ صاف صاف کہو کہ میری سمجھ مین آوے اقبال شاہ نے کہا وہ مثلثۂ آتشی تھا جو تمنے فتح کیا اور کواکب مثلثۂ آتشی مریخ و آفتاب و مشتری تھے اور وہ پیر مرد کمان نشین مشتری کے موکل کی شکل تھا اور شیر سوار موکل آفتاب اور قوچ سوار موکل مریخ اسی طرح وہ نائب مثلثۂ خاکی زہرہ و عطارد و زحل ہین آج شب کو مین نے طرف مرشد کے رجوع کی حکم ہوا کہ یہان بھی مقبل کا ہونا یا جو اُسکی شکل سے مشابہ ہو اُسکا ہونا ضرور ہے اور مقبل کا یہان آنا کسی طرح سے ممکن نہین ہو سکتا اور مشابہ اُسکا سوا حضور کے اور کوئی نہین ہے یہی وجہ تمھاری تکلیف دہی کی ہے کہ آپ یہ کاغذ لیکر درۂ کوہ مین تشریف لیجایئے وہان پہونچکر دیکھنا اور بموجب حکم کاغذ کے عمل کرنا بلکہ وہ فرمان مہری آتشی بھی لیتے جانا کہ شاید کہین اُسکی احتیاج ہو شاہزادہ معز الدین نے کہا ای جوانمرد مجھے اسی واسطے پھرتا ہے کہ اپنے عوض مجھے عول دیدے اقبال شاہ نے کہا نہین واللہ مین مصلحتاً کہتا ہون غرض شاہزادہ بروز سہ شنبہ کو بساعت سوم کہ زہرہ سے متعلق تھی روانہ ہوا اقبال شاہ نے کہا ای شہریار یہ فرمان مثلثۂ آتشی سر پر باندھو اور کاغذ میرا دست راست مین لو جسوقت کوئی مشکل پیش آئے

اُسکو دیکھ لیا کرنا انشاء اللہ تعالے آسان ہوجاویگی اور برکت سے فرمان کے کوئی ضرر اور آسیب تمکو نہین پہونچے گا
یہ سنکر شاہزادہ معز الدین نے درہ کوہ مین قدم رکھا تھا کہ چارطرف سے وہی گاوان جنکی سینگین مثل نیزہ کے
تھین بیشمار جمع ہوگئین اور شور وغل بے حد وحساب مچایا لیکن شاہزادہ نے فرمان سربستہ کو دکھایا پھر کوئی گاؤ
آگے نہ بڑھی شاہزادہ نے کاغذ کو دیکھا اُسمین یہ عبارت دیکھی کہ ای وارد درگاوان آگاہ ہو کہ یہ سچ نورہر
جب تم درگاوان بلند شاخ پر پہونچے اور گاوان سدراہ ہون تو فرمان متعلقہ آتشی اُنکو دکھانا گاوین تیرے
روبرو سے بھاگینگی اور تو اُنکا پیچھا کرنا وہ ایک ساعت مین درخت عظیم النشان کے قریب پہونچینگی وہان ایک چشمہ
پانی کا ہوگا اور کوسون تک سبزہ زار نظر آئیگا اور کنارہ چشمہ کے ایک گاے سُرخ سوتی ہوگی ان گاوان کے
شور وغل سے اُسکی آنکھ کھل جائیگی تم پھر وہی فرمان اُسکو دکھانا پھر گاوان وہان سے بھی بھاگینگی لیکن وہ سُرخ
گاؤ وہین رہجائیگی اُسکے آگے جاکر کہنا ای بقرۃ الحمرا واسطے اُس گاؤ کے جسنے حضرت موسی علیہ السلام کے
زمانہ مین عامیل کی گواہی دی تھی اپنی پُشت پر مجھے سوار کرا اور قصبہ مین عین الثور کے پہونچا دے جب
بقرۃ الحمرا تجھے عین الثور کے قصبہ مین پہونچا دے اور عین الثور تیرے مقابل ہو اُس وقت پھر یہی کاغذ دیکھنا
اور موافق احکام کاغذ عمل مین لانا قصہ مختصر شاہزادہ بقرۃ الحمرا کی پشت پر سوار ہوکر قصبہ عین الثور مین پہونچا
ایک لحظہ کے بعد فوج گاؤ سواروں کی دیہہ کے باہر نکل میدان مین صف آرا ہوئی شاہزادہ نے اُس
فوج مین ایک مرد بعینہ شکل گاؤ کا دیکھا لیکن تمام جسم اُس گاؤ کا انسانی تھا اور مثل آئینہ کے چمکتا تھا اور گاؤ
مرد صورت چارون طرف دیکھ رہا تھا باقی تمام گاؤ سوار گرد وپیش اُس مرد عجیب الخلقت کے صف بستہ
کھڑے تھے اس اثنا مین چہرہ گاؤ سامنے شاہزادہ کے آیا اور باواز بلند کہا او بقرۃ الحمرا تو میری سواری
کا ہوکر تو نے ایک شخص غیر کو اپنی پُشت پر سوار کیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی معاملہ سخت تجھے پیش آیا ہی
وہ بولا کہ مین مجبور ہون کہ طالع اس جوانمرد کا زائد النور ہی عین الثور نے یہ سُنکے گاؤ سوارون کو حکم دیا
کہ یہ جوان نام اپنا صف شکن رکھا چاہتا ہی خبردار یہ زندہ وسلامت یہان سے نہ جانے پائے کہ یہ اسنے
انتہائی گستاخی وبے ادبی کی ہی کہ میرے مرکب خاص پر یہ سوار ہوا اور راستہ تجھے خوف نہ آیا پس بمجرد سُننے
اس حکم کے وہ گاؤ سوار گُرز گران سر لیے چارطرف سے حملہ آور ہوئے اور کہا کہ اگر اپنی سلامتی جان چاہتا ہی
تو فرمان کو سر سے کھولکر سامنے رکھدے پھر ہم تجھے قتل نہ کرینگے پس یہ لفظ سُنکے شاہزادہ کی ہمت نے جوش
مارا اور شمشیر خون آشام غلاف سے نکالی اور مانند رستم واسفندیار کے جنگ مین مشغول ہوا مگر شاہزادہ کی
تلوار جس گاؤ سوار کی گردن پر پڑی سر تن سے اُڑ گیا لیکن جسم پر اُس گاؤ سوار کے کارگر نہوتی تھی اور طرفہ
یہ معاملہ تھا کہ سر قلم شدہ کو اور جسم مقتول کو جب عین الثور اپنا جسم آئینہ کی طرح دکھاتا تھا تو جسم عین الثور کے

جسم کا عکس پڑتا تھا پس وہ سر دھڑ سے ملجاتا تھا اور زندہ ہو کر پھر جنگ کرنے لگتا تھا
مگر شاہزادہ کو بھی بہ برکت فرمان سربستہ کے کسی طرح کا آسیب نہ پہونچتا تھا آخر کار جب
شاہزادہ کے دست و پا مین طاقت نہ رہی بوجہ کثرت جنگ کے اور یقین تھا کہ غش کھا کر گر پڑے کہ
درگاہ خدا مین دعا کی بمجرد دعا کے ایک سوار نقابدار سبزپوش کبود گھوڑے پر سوار پردۂ غیب سے پیدا ہوا
اور شاہزادہ کا بازو پکڑ کر علیحدہ کر دیا اور کہا اے جوان کاغذ کا دیکھنا بھول گیا کہ اس عذاب مہلک مین پھنسا
خراب جلد کاغذ کو دیکھ تا کہ ان لعینون کے ہاتھ سے نجات ہو شاہزادہ نے دست جیب سے کاغذ کو دیکھا
اسمین لکھا تھا کہ جس وقت گاؤ عین الثور کے پاس جاتا پہلے کاغذ دیکھنا اور جو دیکھنا کاغذ کا فراموش
ہوگیا ہو تو بروقت ہجوم گاؤ سوارون کے ضرور دیکھنا اور کچھ خوف نہ کرنا کہ برکت فرمان سے تجھے مطلق آسیب
نہ پہونچیگا اور جو شاید کسی وجہ سے نوبت تلوار گشت و خون کی پہونچے تو انکے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہے
اور بعد اقبال دوسرا امر ہے ورنہ علاج اسکا یہ ہے کہ اس فرمان کو اس ترکیب سے بند کرنا کہ مہر فقط قوج لینی
گینڈے سواری کی آخر مین ہے کھلی رہے اور وہی فرمان مثل تلوار کے ان پر مارنا اور ایک نعرہ اخشیا یا مریخ
کا مارنا یقین ہے کہ ایک ہی وار مین چہارم حصہ لشکر عین الثور کا بے سر ہو جائیگا بار دیگر ایک بار پھر ایسی
حرکت دینا جب تین حصہ لشکر بے سر ہو جائیگا عین الثور پاس تمھارے آئیگا اور بہ نہایت عجز و انکسار پوچھیگا
کہ تیرا مطلب ہمارے قتل سے کیا ہے کہنا کہ مجھے باغ مین ملکہ زہرۃ المثال کے پہونچا دے وہ کہیگا میری
کیا مجال و قدرت کہ مین قدم باغ مین ملکہ کے رکھ سکون اور اگر پہونچا ہی دیا تو پھر میری زندگی محال ہے
تو کہنا خیر مجھے دروازہ تک پہونچا دے آیندہ پھر مجھے اختیار ہے عین الثور راضی ہو جائیگا تم فرمان
مثلثہ آتشی بدستور بغل جیب مین رکھ لینا اور کاغذ ہاتھ مین لینا جسوقت دروازہ پر باغ کے پہونچو پہلے کاغذ
دیکھنا بعد ازان باغ مین داخل ہونا ورنہ پشیمان ہوگے آخر جب عین الثور تین حصہ قتل ہو چکا اسنے شاہزادہ
سے مطلب پوچھا شاہزادہ نے مطلب بیان کیا عین الثور نے اپنی پشت پر سوار کر کے بال و پر پرواز کی
اور شاہزادہ کو ایک باغ فرحت افزا کے دروازہ پر پہونچا دیا اور شاہزادہ سے کہا اے جوان عالیشان
برائے خدا میرے حال پرملال کو ملاحظہ کر کہ مین ایک عذاب سخت مین پھنس گیا ہون شاہزادہ نے
عین الثور کی صورت دیکھی تو وہ جسم جو اسکا روشن و صاف تھا سیاہ ہو گیا تھا پوچھا کہ یہ حال تیرا کس وجہ سے
ہوا عین الثور نے کہا بوجہ تیرے حکم بجا لانے کے خیر بروقت ملاقات ملکہ زہرۃ المثال کے میری اور
بقرۃ الحمرا کی سفارش ضرور کرنا کہ ہم اپنی صورت اصلی پر آجائین شاہزادہ نے کہا خاطر جمع رکھ انشاء اللہ
مین ضرور تیرا کام کرونگا پھر کاغذ دیکھا اسمین لکھا تھا کہ جب تو باغ مین داخل ہوگا ہر چمن مین نازنین

ماہ جبین پھرتی ہوئی ملینگی اور تجھے بُرا بھلا کہتی ہوئی ملکہ زہرۃ المثال کے سامنے لیجائینگی ملکہ زہرۃ المثال
تیرا حال پوچھینگی کہنا بندہ ایزد غفار شاہزادۂ عالی وقار عاشق ملکہ نوبہار ہے سنکے زہرۃ المثال ایک
قہقہہ باآواز بلند مارینگی کہ تمام گل باغ شگفتہ ہوجائینگے اور طاوسان باغ رقص کرنے لگین گے پھر پوچھینگی کہ
یہان کیونکر پہونچا کہنا بتائید ذوالجلال وہ کہینگی غلط تو جھوٹ کہتا ہے تجھے بقرۃ الحمرا اور عین الثور نے پہونچایا ہے
تو کہنا مین اُنھین نہین جانتا خدا جانے وہ کون جانور ہین زہرۃ المثال اس قیل و قال سے غضب ہوجائینگی
اور اُسکے غضب ہونے سے برگ درختہا سے باغ گرجائینگے اور شاخہا سے درخت تلوار آبدار نظر آئینگی پھر تجھے
کنیزان حبشیہ و ترکیہ سے حکم قتل دیگی وہ کنیزین تجھے قتل گاہ مین لیجائینگی جب جلاد تیرے سر پر تلوار علم کریگا ملکہ
زہرۃ المثال پھر تجھے اپنے پاس بُلاکر وہی سوال کریگی تو پھر وہی جواب دینا وہ پھر قتل گاہ مین بھیجدے گی اور
کنیزان ملکہ زہرۃ المثال دھمکائینگی کہ اگر تو جواب معقول نہ دیگا تو ہم تجھے مقراض سے پُرزے پُرزے کرینگے
تو جواب کچھ نہ دینا تیسری بار پھر زہرۃ المثال تجھے بُلاکر بقسم شرعی پوچھینگی کہ تو یہان کس طرح آیا اب کہنا کہ مین
بہدایت سعد اکبر آیا ہون ملکہ زہرۃ المثال کہینگی کہ اگر تو صادق ہے تو سعد اکبر کے بھائیون کے حال سے
مطلع کر تو نے جو تماشا مثلثۂ آتشی مین دیکھا ہے بہ تفصیل بیان کرنا ملکہ زہرۃ المثال بعد دریافت کرنے حال کے
بہ تکلف تمام تیری دعوت کریگی اور پوچھیگی کہ آپ نے کس مطلب سے اس غریب خانہ کو سرفراز فرمایا کہنا کہ تم
ایک فرمان راسب شاہ بادشاہ ملک جنوبی کے نام اس مضمون کا لکھدو کہ وہ اول اپنے بھائیون سے
صلح کرے اور خدمت مین سلطان روح الملک کے حاضر ہو ملکہ زہرۃ المثال کہینگی یہ کام بے رشوت کے
ممکن نہین ہے یہ فرمان مثلثہ اُسکے حوالہ کردینا وہ فرمان اپنے پاس رکھ لیگی اور دوسرا فرمان مُہری عوض مین
اسکے تیرے حوالہ کریگی بعد لینے فرمان کے کہنا اے ملکہ مین بڑی محنت شاقہ اُٹھاکر یہان آیا ہون لیکن تمنے بطریق
یادگار کوئی شے مجھے نہ دی ملکہ زہرۃ المثال تمام دنیا کے تحفے تمھارے سامنے رکھیگی تم کہنا مین اسکا مستحق نہین ہون
اگر لوح الماس عنایت فرماؤ تو لیلون ملکہ زہرۃ المثال بمجبوری لوح الماس تیری تواضع کریگی تم لوح کو بازو پر
باندھکر جنکی سفارش منظور ہو ملکہ زہرۃ المثال سے کرنا مگر جس وقت بستر خواب پر جانا اپنے جسم سے نہایت
ہوشیار رہنا اور جو کوئی امر تازہ پیش آئے تو ایک بار پھر کاغذ کو دیکھنا والسلام القصہ شاہزادہ نے موافق
حکم کاغذ کے فرمان مُہری مع لوح الماس زہرۃ المثال سے حاصل کیا بعد ازان بقرۃ الحمرا اور عین الثور
کی سفارش کی ملکہ زہرۃ المثال نے بقرۃ الحمرا اور عین الثور کو حوض خاص مین غسل دلوایا وہ اُسی وقت
درست ہوگئے شاہزادہ نے بعد محفل رقص و سرود کے آرام فرمایا ابھی ہنوز آرام نہ فرمایا تھا کہ ایک نازنین
مہ جبین وہان آئی شاہزادہ نے جو غور سے ملاحظہ کیا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے لیکن کس ناز و انداز سے

چلی آتی ہی کہ شاہزادہ نے بے اختیار پلنگ سے اُتر کر سینہ سے لگا لیا اُس نازنین نے کہا ای شہریار تمنے میری مفارقت مین کیا کیا شدائد اُٹھائے اور کہان کہان آوارہ و سرگشتہ صحرا بصحرا پھرے شاہزادہ نے فرمایا خیر آیندہ را یاد و گذشتہ را صلواۃ لیکن تم جسوقت سے جدا ہوئین پھر تمکو مین نے نہ دیکھا اور گاہ بگاہ دیکھا تو عجب طرح سے دیکھا لیکن کلمہ و کلام کی نوبت نہ آئی اب کس شغل مین ہو ملکہ نے شاہزادہ کی بات کا جواب نہ دیا شاہزادہ خاموش ہو رہا اس نازنین نے کہا وہ جو لوح الماس ملکہ زہرۃ المثال نے تمکو دی ہی ہم بھی اُسکے دیکھنے کے مشتاق ہین شاہزادہ نے کہا ای آرام روح و جان لوح حاضر ہی مجھے تمسے عزیز نہین ہی مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی کاغذ کو دیکھنا چاہیے آخر کاغذ کو دیکھا لکھا تھا کہ کوئی نازنین ہمصورت ملکہ نو بہار اگر لوح مانگے فوراً اُسکے گلے مین ڈال دینا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شاہزادہ نے حکم کی تعمیل کی یعنے لوح گردن مین اُس نازنین کے ڈال دی پھر لوح گلے مین پڑنے کے وہ نازنین ایک عورت کریہ منظر نظر آئی جلدی سے شاہزادہ نے بجا لا کی تمام اُس حبشیہ کے گلے سے وہ لوح اُتار کے اپنے بازو پر باندھ لی اور آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوا اور کاغذ کو نہ پایا متعجب ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ لشکر اقبال شاہ چلا آتا ہی اس عرصہ مین اقبال شاہ درہ کوہ تک استقبال کو آیا اور بعد ملاقات کے مبارکباد فرمان کے دستیاب ہونے کی دی شاہزادہ نے جو جو کہ تماشا طلسم زہرہ مین دیکھا تھا بیان کیا اور فرمان مع لوح روبرو اقبال شاہ کے رکھدیا اقبال شاہ نے کہا یہ لوح و فرمان دونون آپ بحفاظت تمام اپنے پاس رکھیے کہ یہ ایک وقت مین آپ کے کام آوینگے اور دوسرے روز جنوبیہ حصار اور شہر سوداگیون کیطرف کو روانہ ہوئے

اب راوی انکو حصار و شہر جنوبیہ مین چھوڑتا ہی اور دو کلمہ حال پُرملال منطقہ زرین کمر گذارش کرتا ہے

یہ جملہ بیان ہوا ہی کہ سعید نے کوکبہ خاتون سے تاکیداً منع کیا ہی کہ عمل خوانی مین پانی حوض کا سر سے بلند نہو ورنہ اکثر قباحت عامل کو ضرور ہی منطقہ کو رُعب و داب و شرم حیا محبت حفیظ ثریا مکان کی ایسی غالب ہوئی کہ نصیحت سعید کا مطلق خیال نہ رہا اور حوض مین غوطہ زن ہوئی اور تحت الثریٰ کو پہونچی جب آنکھ کھلی دیکھا نہ وہ مکان ہی نہ وہ مسجد ہی نہ وہ حوض ہی فقط ایک قصبہ سامنے ہی لیکن وہ قصبہ آتش پرستون کا تھا اور اتفاقاً اُنکے یہان وہ روز عید کا تھا اور وہ موافق اپنے رسم کے صحرا مین آگ جلاتے تھے اور اُس آگ کے گرد سب قصباتی و شہری افسون پڑھتے تھے اور ایک قاعدہ یہ تھا کہ بعد فراغ اوراد افسون ایک

لڑکی ناکتخدا کو لباس سرخ پہنا کر خداوند آتش کی نذر کرتے تھے چنانچہ اُس روز رئیس قصبہ کی لڑکی کی نوبت تھی اور وہ رئیس نذر دینے مین لڑکی کے عذر کرتا تھا لیکن اہل قصبہ بجز اُس لڑکی کے اور کسی کو سُرخ لباس نہ پہناتے تھے کہ یکایک اُن مین سے ایک نے منطقہ زرین کمر کو دیکھا کہ ایک عورت ناکتخدا بالغہ صحرا مین رو رہی ہے اُسنے رئیس کو اس حال سے اطلاع کی کہ تیری لڑکی کے عوض خداوند آتش نے ایک اور لڑکی بھیجدی ہے رئیس نے پیشکے ملازمون کو حکم دیا کہ ہان اُس نازنین کو جلد لاؤ ملازم منطقہ زرین کمر کو پکڑ لیگئے رئیس نے بلا دریافت حال منطقہ زرین کمر کو وہ لباس سُرخ پہنایا اور کہا کہ ای نازنین تیری خوبی قسمت تھی کہ جو ایسے وقت مین یہان آئی خاطر جمع رکھ کہ چند ساعت مین جسم خاکی تیرا خداوند آتش سے وصل ہو جائیگا اور تو مرتبہ اعلے کو پہونچے گی منطقہ زرین کمر چُپ ہو رہی کچھ جواب نہ دیا اور دل مین کہا کہ یہ مرد و دکیسے سنگدل ہین کہ مطلق خوف خدا نہین کرتے اور کیسا انکا مذہب ہے کہ اس عرصہ مین رئیس کی بی بی بھی وہان آئی اور منطقہ کو دیکھا گلے لگا یا قربان ہوئی اور کہا ای عطیہ خداوند آتش تو ہماری لڑکی کی فدیہ ہے لہذا ہم کو بھی تیرے قربان ہونا چاہیے منطقہ نے کہا ای عورت اگر تو اپنی لڑکی کے فدیہ پر فدا ہے تو خداوند آتش پر خود کیون فدا نہین ہوتی تو خداوند آتش تجھے اجر عظیم دیتا اس بات سے منطقہ زرین کمر کی تمام عورتین خوب ہنسین اور وہ ملعونہ منفعل ہوئی آخر کنیزون نے منطقہ کو کرسی زرنگار پہ بٹھایا اور چند افسون بزبان گبری دم کیے رئیس نے ایک گلاب کا پھول منطقہ زرین کمر کے ہاتھ مین دیا اور ماتھے پر ٹیکا سیندور کا لگایا پھر سب نے پاؤن کو بوسہ دیا جب رسم سب ادا کر چکین رئیس نے حکم دیا کہ تخت موصل لاؤ کہ ایک گبر ایک پنجرہ کاٹھ کا نکال لایا کہ چارون طرف اُسکے چھید تھے اور ایک پیچ ایسا لگا تھا کہ جب اُسے گردش دین تو وہ ایک حد معین تک جا پہونچے اسی وجہ سے اُسے تخت موصل کہتے تھے کہ وہ آگ سے وصل ہو جاتا تھا الغرض منطقہ زرین کمر کے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگائی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب خداوند آتش سے کہلا بھیجے کہ ہماری طرف سے یہ کہنا اور یہ کہنا اور اُس قفس مین بند کیا اور اُس پیچ کو حرکت دی وہ پنجرا فوراً آگ مین داخل ہوا اُسوقت منطقہ زرین کمر نے یہ اشعار پڑھے

اشعار

نگہدار یارب مرا زین بلا
بحق محمد شفیع الوریٰ
نہ آتش ربا ید نہ آتش بسوزد
ز آفات کس را چو محفوظ دار
چراغ مراد دلش بر فروزد
مراد دل مستمندان برآر

بقول سعدی ؏ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست پس قدرت کاملہ خداوند قادر سے ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور اس شدت سے بارش ہوئی کہ تمام آگ ایک لمحہ مین بجھ گئی لیکن آنکھین منطقہ زرین کمر کی بند تھین کہ ناگاہ اثناے بارش مین ایک برق خاطف اُن گبرون پر گری کہ کوئی مرد و زن اُنمین سے

زندہ و سلامت نہ رہا منطقہ زرین کمر بھی قفس اجل مین سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوئی اور شکر منتقم حقیقی کا بجالائی
بعد چند قدم کے دو مرد قزاق وضع دور سے آتے معلوم ہوئے منطقہ زرین کمر بخوف اُنکے ایک درخت کے سایہ مین
چھپ رہی وہ دزد منطقہ زرین کمر کے پاس آئے اور اُنھون نے جو پوشاک سُرخ و زیور بیشمار دیکھا عاشق ہوگئے
اور اُن دونون مین یہ گفتگو ہوئی کہ ایک شخص زیور سے اور دوسرا اس نازنین کو لیلے آخر دونون مین اسقدر
بحث ہوئی کہ نوبت مار پیٹ کی پہونچی اس عرصہ مین اور دو قزاق آئے اور بعد دریافت حال منطقہ زرین کمر کو
مع اُن دونون قزاقون کے شامیل کہ جو افسر قزاقون کا تھا اُسکے پاس لیگئے شامیل نے زیور منطقہ زرین کمر کا
چارون کو تقسیم کر دیا اور منطقہ زرین کمر کو اپنے پاس رکھ لیا آخر دوسرے روز نشہ شراب مین شامیل نے
وہ سوال منطقہ زرین کمر سے کیے کہ دفعتہً درد دل اُس کُشتۂ فراق کو ایسا عارض ہوا کہ حالت غیر ہوگئی شامیل
نے اپنے رفقا سے کہا کہ یہ عورت عالی خاندان معلوم ہوتی ہی جبتک کہ یہ حقیقت مفصل اپنی نہ بیان کریگی مین اس
سے سروکار نہ رکھونگا راوی کہتا ہی کہ یہ مقام سرحد مین طاقی شاہ کے واقع تھا اور طاقی شاہ کو ان قزاقون کی
بڑی تلاش تھی کئی آدمی شب و روز تجسس مین حیران و پریشان پھرتے تھے ایک روز جاسوس نے فوجدار
طاقی شاہ کو خبر دی اور وہ فوجدار بالشکر جرار اُن قزاقون کے مکان پر اُسوقت پہونچا کہ شامیل وغیرہ سب
خواب غفلت مین مبتلا تھے فوجدار نے سب کو قتل کیا بعدہ روشنی مشعل سے دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جبین گوشۂ
مکان مین بیٹھی زار زار مانند ابر نوبہار رو رہی ہی فوجدار منطقہ زرین کمر کو اپنے مکان پر لا یا اور سب کو منع کر دیا
کہ اسکا کوئی ذکر نہ کرے اور تمام مال و اسباب شامیل کا مع اور قزاقون کے طاقی شاہ کے حضور مین گذرانا
بادشاہ نے فوجدار کو خلعت بیش بہا عنایت فرمایا فوجدار جب اپنے مکان پر آیا منطقہ کو بُلایا اور کہا کہ اگر تو راضی
ہو تو مین تجھسے نکاح کرون منطقہ زرین کمر نے کہا مین مظلومہ آفت رسیدہ فلک زدہ وطن آوارہ مجھے آپ
معاف فرمائین فوجدار بولا با وجودیکہ تم ایسی مصیبت و تکلیف مین ہو مگر ہماری صحبت سے انکار کرتی ہو کیا وہ قزاق
شکل و شمائل مین مجھسے بہتر تھا کہ اُس سے روز و شب خلط ملط رہتی تھی خاطر جمع رکھ مین تجھے کسی سوداگر عمدہ کے ہاتھ
بیچ ڈالونگا آخر حسب اتفاق اُنھین دنون مین ایک سوداگر بھی خواجہ سیار نام سے وہان وارد ہوا فوجدار نے
ہزار مشرقی طلا کو جو دس ہزار اشرفی طلائی کے برابر ہوتی ہین اُس تاجر کے ہاتھ منطقہ زرین کمر کو بیچا اور
بعد چند روز کے ناصح الملک وزیر طاقی شاہ نے منطقہ زرین کمر کو دو ہزار اشرفی کو مول لیا اور حکم دیا
کہ اس کنیز کو حمام کرا کے پوشاک عروسانہ پہناؤ منطقہ زرین کمر نے کہا اگر دستور معظم مین لیاقت پہننے پوشاک
عروسی کی نہین رکھتی مگر اور جو کوئی کام ہو اُسے مین بجا لاؤن لیکن اسکے زفاف مین نہین چاہتی لوگون نے
جواب دیا کہ او بیوقوف عورت اور عورتین اس بات کی آرزو کرتی ہین اور تو انکار کرتی ہی اتنی بڑی نعمت سے

دولت کو غنیمت نہین سمجھتی منطقہ زرین کمر نے جواب دیا کہ یہ امر تقدیری ہی کسواسطے کہ اگر مین رتبۂ خاتونی کو
پہونچنے والی ہوتی تو کنیزی مین کیون آتی القصہ رفتہ رفتہ یہ خبر کافیہ خاتون وزیراعظم کی بی بی کو پہونچی کہ ایک
کنیز نو خرید نے وزیراعظم سے ایسے جواب وسوال کیے کہ وزیر کو ساکت کر دیا کافیہ خاتون کو منطقہ
زرین کمر کا انکار کرنا بدل پسند آیا اور اسکو بلاکر اپنے پاس رکھا اور پوچھا کہ ای عورت تو نے وزیراعظم کا کہنا کیون نہ
قبول کیا کہ تجھکو بھی بوجہ زوجیت وزیراعظم کے ایک رتبۂ عظیم ملتا منطقہ زرین کمر نے کہا ای خاتون انسان کو اپنی آبرو کا
خیال کرنا ضرور ہی ورنہ انجام اسکا خراب ہوتا ہی اور یہ بات شیوۂ شرافت وانسانیت سے نہایت بعید ہی کہ مین وزیراعظم
کے کہنے سے آپ کو اپنا رقیب گردانون اس امر سے مجھے آپ کی خدمت کرنا منظور ہی لیکن وزیراعظم کی خوشی
منظور نہین ہے یہ کنیزی خاتونی سے پسند ہی کافیہ خاتون نے منطقہ زرین کمر کو گلے سے لگا لیا اور وزیراعظم یعنی
اپنے شوہر سے کہلا بھیجا کہ ایسی مظلومہ ستم دیدہ آفت رسیدہ کو کہ جسے اپنے تن بدن کا ہوش نہین ہے احباب سے کہ
کہان کہان سے حیران وپریشان ودل خستہ ہوتی ہوئی اس ملک مین پہونچی تم ستاتے اور ارادہ فاسد رکھتے ہو
خوف خدا نہین کرتے یہ عبرت کا مقام ہی کہ وہ تو فلک کی ستائی اپنے گھر سے آوارہ وسرگردان عزیز واقارب سے
چھوٹی کنیزی مین آئی اسے زمانہ اندھیر معلوم ہوتا ہی تمہین شادی ونکاح سوجھتا ہی دوسرے یہ کہ خواصون کو تم نے
سرافراز کیا اپنے کام مین لائے مین خاموش ہو رہی لیکن اس بیچاری کی مین تمسے سفارش کرتی ہون کہ تم اپنے ارادہ
سے باز آؤ اور مجھے اسکو واسطے خدمت کے حوالہ کر دو ورنہ مین تمسے ناراض ہونگی وزیراعظم نے اس وقت
بی بی کے خوف سے کچھ نہ کہا لیکن درپی رہا کہ وقت بیوقت ضرور اسے خدمت مین لاؤنگا کافیہ خاتون ملکہ حمرا
خاقی شاہ کی بی بی سے بھی سلسلہ ملازمت رکھتی تھی اسنے ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ وزیر نے ایک کنیز کسی
سوداگر سے خریدی کی ہی اور وہ نہایت صاحب حسن وجمال ہی کہ تعریف اسکی مجھسے نہین ہوسکتی بلکہ مجھے وہ نجیب الطرفین
اور رئیس زادی معلوم ہوتی ہی اور ابھی اس سرو گلشن خوبی کو ہوا سے حوادثات زمانہ نہین لگی اور نخل قامت اسکا
ثمر آور بارور نہین ہوا ہی یعنی ابھی ناکتخدا ہی اور مرد کے نام سے اسکو نفرت کلی ہی کہ آپ کے وزیر نے ہر چند
چاہا لیکن اسنے جواب سخت دیا اور کہا اگر کوئی جبر کریگا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگی جب مین نے یہ سنا اسے
وزیر سے منگوا لیا اسواسطے کہ آپ نے بارہا مجھے فرمایش کی تھی کہ کوئی شریف زادی حسین وعقیل وصاحب فہم
لگے تو ہم فرزندی مین لین اگرچہ یہ کنیز چودہ برس کی ہی الا آثار نجابت وشرافت وعقلمندی اسکے چہرۂ زیبا سے ظاہر ہین
اور نوشت وخواند مین بھی بہت خوب لائق وفائق ہی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یا تو کسی بادشاہ کی بیٹی ہی یا کوئی امیرزادی
ہی میرے نزدیک یہ لڑکی لائق فرزندی کے ہی اور اگر میری گذارش کا یقین نہو تو حضور اپنے وزیر سے طلب فرماکر
ملاحظہ فرمائین تو میرا جھوٹ سچ کھل جائیگا ملکہ نے بعد ملاحظہ عرضی کے اسی وقت روشن خرد خواجہ سرا کے ہاتھ

ناصح الملک وزیر سے کہلا بھیجا کہ کل محل مین ہمارے جادوان شاہ کی نذر ہو تم اپنی بی بی کو محل مین بھیجدو اور کافیہ خاتون سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ساتھ اُس کنیز کو ضرور لانا ناصح الملک وزیر نے بمجبوری اپنی بی بی کو محل مین بھیجدیا کافیہ خاتون ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور وہ کنیز ملکہ کو نذر دی ملکہ حمرا منطقہ کو دیکھ کے بے اختیار عاشق ہوگئی اور ایسی محبت دلی ہوئی کہ مثل اپنی دختر حقیقی کے سمجھنے لگی اور وزیر سے کہلا بھیجا کہ خوشا نصیب تمھارے کہ جو تمھاری کنیز تو خرید ہماری فرزندی مین داخل ہوئی وزیر نے کہا فدوی نے یہ کنیز حضور ہی کے واسطے خرید کی تھی شکر خدا کہ حضور نے بھی قبول فرمائی بعد چندروز کے ملکہ حمرا نے ملکہ منطقہ زرین کمر سے بکمال مہربانی و دلداری پوچھا کہ اے دختر حال واقعی اپنا بیان کر کہ تو کس خاندان سے ہے اور کس ملک کی باشندہ ہے اور کیا وجہ تیری کنیزی مین آنے کی ہوئی منطقہ زرین کمر نے ابتدا سے انتہا تک اپنا کل حال بیان کیا ملکہ نے حال منطقہ زرین کمر سنکے ایک نعرہ آہ کا مارا اور کہا سچ ہے شعر

اگر بہر سر موئیت ہنر دو صد باشد	ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

مگر حال حوض بیت المعمور کو کہا کہ یہ امر ہماری عقل گوارا نہین کرتی منطقہ زرین کمر نے کہا مین ایک حرف زیادہ خدمت مین عرض نہین کرتی درحقیقت یہی معاملہ پیش آیا جو مین نے گذارش کیا ملکہ نے کہا کہ ہمنے شہر کرسی کا نام بھی نہین سنا مگر بیت المعمور کی تعریف تو بیشک سنی ہے کہ بہت بڑی معبدگاہ ہے لیکن کوئی شخص بدون حکم جادوان شاہ کے وہان نہین جاسکتا طاقی شاہ محل مین آیا ملکہ حمرا نے کہا اے بادشاہ مجھے تمنا تھی کہ کوئی دختر عاقلہ حسینہ نجیبہ ایسی ملے کہ مین فرزندی مین لون خداوند کریم نے وہ آرزو میری پوری کی کہ یہ لڑکی عاقلہ دانا مجھے عنایت فرمائی لیکن مظلومہ اپنی عجیب وغریب حکایت بیان کرتی ہے کہ فہم مین نہین آتی طاقی شاہ نے منطقہ زرین کمر کو دیکھا قیافہ سے اُسکے نجابت وشرافت دریافت کی اور وہی حال منطقہ زرین کمر کی زبانی سنا طاقی شاہ نے کہا یہ بیان اسکا کہ حوض مین غوطہ مارا اور یہان نکلی درست ہے کہ ایک روز مین نے ایک کتاب مین یہ عبارت دیکھی کہ سوا سے سرزمین حصار ایک اور طلسم ہے بیت المعمور حصار چار مثلثہ اُس طلسم کے درمیان واقع ہوا ہے بلکہ ایک راہ پوشیدہ بیت المعمور مین سے بھی آئی ہے شاید وہ یہی راہ ہو جو کہ منطقہ زرین کمر بیان کرتی ہے پھر منطقہ زرین کمر نے کہا عجب حیرت کی بات ہے کہ ساکنان شہر کرسی حصار چار مثلثہ کو طلسم کہتے ہین اور باشندگان حصار کے زعم مین شہر کرسی طلسم ہے طاقی شاہ نے کہا اے دختر جو تکلیف کہ تمنے اُٹھائی یہ امر تقدیری تھا اب بآرام تمام یہان بسر اوقات کرو اگر خدا نے چاہا تو حفیظ شہ یا مکان کا بھی پتہ ملجائیگا اور جہانتک ہو گا ہم ضرور تلاش کرائینگے

راوی منطقہ کو مجلس امین طاقی شاہ کے لطیفہ غیبی کا منتظر رکھتا ہے اور بار دگر داستان

ندرت بیان شاہزادۂ معز الدین اور اقبال شاہ کی بیان کرتا ہی

اول یہ گذارش ہوا ہی کہ وقت روانگی طاقی شاہ نے اقبال شاہ سے کہا تھا کہ اثنا ے راہ مین شہر سودائیون
کے دو مرحلے سخت ہین ایک دشت گاوان بلند شاخ دوم مزرعۂ گندم آدم اگرچہ دشت گوسفندان فیل زور بھی
شہر کے ایک سمت ہی لیکن وہ سد راہ نہین ہوتی ہین کہ جو شمال کی جانب سے شہر سودائیون کو جاوے از انجملہ
طلسم دشت گاوان شاہزادۂ معز الدین نے فتح کیا جیسا کہ اول ذکر ہوا ہی اب یہ دو مرحلے اور باقی رہے ہین
القصہ اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین وہان سے ملک جنوبیہ کی طرف روانہ ہوے راوی کہتا ہی کہ
اقبال شاہ کا ایک جوان نامدار مسعود شاہ نام جو ہراول لشکر ہی کہ وہ ہمیشہ تین منزل پیشتر لشکر سے روانہ ہوتا
ہی اور سات ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب اُسکے رہتے ہین قضارا مسعود شاہ تیسرے روز ایک کشت زار
پر پہونچا کہ وہان سواے گیہون کے اور کوئی درخت نہ تھا اور وہ گیہون ان گیہون سے دس حصہ زیادہ بڑے تھے
ملازمون نے چند بالیان گیہون کی لاکر سامنے رکھدین مسعود شاہ نے جو دیکھا کہ گیہون پختہ اور رطب کلان کے
برابر ہین اور اسقدر شاداب تھے کہ شیرہ ہاتھ مین مسعود شاہ کے بھر گیا مسعود شاہ نے جو تھوڑا شیرہ چکھا
عجب طرح کا ذائقہ پایا کہ تمام عمر کوئی چیز اس ذائقہ کی نہ کھائی تھی رفقا سے کہا کہ بظاہر تو یہ گیہون ہین مگر مزہ
گیہون کا نہین ہی کوئی شیرہ دار میوہ اسکے ذائقہ کو نہین پہونچتا اسکو تحقیق کرو اگر کوئی مالک اسکا ہو تو ہم تھوڑی
بالیان مول لین کہ یہ ایک عجیب چیز ہی رفقا نے ہر چند تلاش کیا لیکن کسی مالک کو نہ پایا مسعود شاہ نے وہین
خیمہ استادہ کرایا اور لشکر کو حکم دیا کہ فاصلہ سے خیمہ زن ہو ایک لمحہ کے بعد ایک ایسی ہوا آئی کہ ہر شخص کو نہایت
بھوک معلوم ہوئی اور مسعود شاہ کو بھی از حد اشتہا کا غلبہ ہوا مسعود شاہ نے کھانا مانگا بکاول نے جو
دیگین دیکھین تو جو دیگین پر از طعام تھین اُنمین کیڑے رنگا رنگ کے پڑ گئے تھے بلکہ نان کلچہ مین بھی ایسا ہی کچھ نظر آیا
یہ حقیقت بکاول نے مسعود شاہ سے بیان کی مسعود شاہ نے تمام کھانا پھکوا دیا اور کہا کوئی اور چیز
ہمارے واسطے لاؤ لوگ ہر چہار طرف میوہ صحرائی کی تلاش مین گئے لیکن میوہ کہین نہ ہاتھ آیا اور نہ کوئی آبادی
ملی اور نہ درخت میوہ دار ملا لیکن ایک جگہ چند درخت انجیر کے دستیاب ہوے اہل لشکر نے بھی خوب کھائے
اور مسعود شاہ کیواسطے بھی لائے الا اشتہا دفع نہوئی جب مسعود شاہ کا حال گرسنگی سے غیر ہوا بمجبوری
دو چار دانہ گیہون کی بالی مین سے لیکے کھائے اور جو رفیق کہ موجود تھے اُنھون نے بھی کھائے تا اینکہ چار ہزار
آدمیون نے وہ خوشۂ گندم کھائے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے لباس پارہ پارہ کر کے
مثل دیوانون کے گرد مزرع کے پھرنے لگے اور جنھون نے کہ وہ گیہون نہ کھایا تھا وہ اُنکا تماشا دیکھ رہے تھے
اور بحیرت کہتے تھے کہ خدایا دم بھر مین یہ انکی کیا کیفیت ہو گئی کہ دفعتہً سب کے سب از خود رفتہ ہوگئے مع افسرو

پیادہ گرد مزرع کے چرخ لگا رہے ہین اور یا حضرت آدم مدد کیجیے کہتے جاتے ہین اور مسعود شاہ تمام جماعت کے آگے تھا اور یہی کلمہ زبان زد تھا جب اسکو عرصہ گذرا اور مزاج اصلاح پر نہ آیا اور جو لوگ نصیحت کرتے تھے انکا مآل کار یہ ہوا کہ دو چار دیوانون نے زبردستی ناصحون کو زمین پر گرا دیا اور منھ مین اُنکے وہی شیرۂ گندم ٹپکا دیا پھر کسی کو جرأت نصیحت کی نہوئی اور وہ رات اسی کیفیت مین گذری جب صبح ہوئی دیوانون کو بھوک کا غلبہ ہوا سب لوگ صف بستہ گرد مزرع کے جا کھڑے ہوئے اور مسعود شاہ اُسیقدر دانہ ہائے گیہون سب کو دیتا تھا جسقدر کہ روز اول کھایا تھا اور جب پیاسے ہوتے تھے وہان سے سمت جنوب ہوا روانہ ہو جاتے تھے اور لشکری جو واسطے دریافت حال کے اُنکے پیچھے جاتے تھے کیا دیکھتے ہین کہ کنارہ ایک آبجو کے سب دیوانے گئے اور جتنے دانے گیہون کے جسنے کھائے تھے اُس نے اُتنے ہی چلو پانی کے بھی پیے پھر وہان سے مزرع مین آئے اور اپنے شغل مین مشغول ہوئے اسی طرح رات دن مین ایک بار گیہون کھاتے ہین اور جسقدر دانے کھاتے ہین اُتنے ہی چلو پانی پیتے ہین اہل لشکر نے جب بخوبی یہ حال دیکھا اقبال شاہ کو اس مضمون کی ایک عرضی روانہ کی اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین فوراً بمجرد سننے اس خبر کے مع لشکر روانہ ہوئے جب ایک فرسخ وہ مزرع رہا تب خیمہ و خرگاہ لشکر کے وہین برپا کر دیے اور حکم مقام کا دیا اور خود مع شہزادۂ معز الدین کنارہ مزرع کے آیا عجب تماشا دیکھا کہ مسعود چار ہزار دیوانون کے ساتھ مزرع کے گرد شلنگ لگا رہا ہی اور ہر ایک دیوانہ بآواز بلند کہتا ہی کہ یا حضرت آدم مدد کیجیے اقبال شاہ نے اول ایک نگاہ حیرت سے اُنکو دیکھا بعد اُسکے ایک افسون پڑھا شاہزادۂ معز الدین نے کہا ای برادر والاقدر رباعی

بازاین چہ طور تازہ در آمد بچشم ما	بازاین چہ ماجراست در ینجا شدہ بپا
آہ این چہ گندم ست کہ آدم زخورد لیک	خود را باین و تیرہ فگندست در بلا

اقبال شاہ نے کہا سبب اسکا تمہین بھی معلوم ہو جائیگا ابراہیم دانا مسعود کا چچا باجازت اقبال شاہ مسعود شاہ کے پاس گیا اور اُسنے باتین نصیحت کی کین دیوانون نے حسب قاعدہ ابراہیم کو بھی زمین پر گرا کے شیرۂ گندم زبردستی منھ مین نچوڑ دیا وہ بیچارہ بھی باوجود عقلمندی کے اُنکا شریک حال ہو گیا تب اقبال شاہ نے عبادت گاہ استادہ کرائی اور اپنے رہنما کی خدمت مین رجوع کی صبح کو شاہزادۂ معز الدین نے کہا کہ چار ہزار بندگان خدا کس بلا سے جانکاہ مین مبتلا ہین انسان کو چاہیے کہ اگر کسی کو کسی بلا مین گرفتار دیکھے تو لازم ہی کہ جہانتک ہو سکے اُسکی رہائی مین کوشش کرے اور اُسکی مدد سے غافل نہو اقبال شاہ نے کہا رحمت خدا جو ایسی نیت کریگا خداوند کریم اُسکی بھی کوئی غرض باقی نہ رکھیگا حاجت اُسکی روا کر دیگا اور ناصر حقیقی اُسے مظفر و منصور کر دیگا میری بھی یہی غرض تھی کہ ان دیوانون کا اچھا ہونا

فقط تمھاری ذات پر موقوف ہی شعر

مشکل ز توجہ تو آسان	آسان ز تغافل تو مشکل

ب ہین یار دیگر تمکو تکلیف دیتا ہون اسواسطے کہ بدون تمھارے انکا چھوٹنا غیر ممکن ہی شاہزادہ نے فرمایا
ہم جوانمرد ہین اور کام جوانمردون کا یہی ہی کہ جو منھ سے کہتے ہین وہی کرتے ہین اور جسکی رفاقت کرتے ہین
ہرحال مین اُسکے شریک رہتے ہین جس وقت کہ ہمنے روز اول تمھاری رفاقت قبول کی تو اب جو تم کہوگے بسر وچشم
بجا لائینگے مگر پہلے یہ کہو کہ اگر مین نہوتا تو تم کسکو اس کام پر بھیجتے یہ کلمہ سنکے اقبال شاہ نے کہا بس امر کا مرغ ہزار
جواب دیگا مجھے معلوم نہین شاہزادہ نے بعد مدت کے نام فرخ اسرار کا سنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا
خیال آیا اور ہاے کا نعرہ مارا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار تحمل اگر مرہون باوفا تھا آپ خاطر جمع فرمائین
انشاء اللہ تعالی بہت جلد عروس مراد پہلوے مطالب مین جلوہ گر ہونیوالی ہی آگاہ ہو کہ شب کو عالم رویا مین
مجھسے میرے مرشد نے کہا کہ شہزادے سے کہدے کہ لوح الماس ولادن زہرۃ المثال لیکر تیسری ساعت شب پنجشنبہ کو کہ عطارد
سے متعلق ہی تنہا مزرع گندم مین جانا اور نصف شب کو جب ستارہ کبودی برآمد ہو اور دیوانے پانی پینے کو
جوے ہلیون کو روانہ ہون وہ رات نہایت تیرہ و تار ہوگی اُس وقت لوح الماس کو کف دست پر رکھ لینا اُسکی
روشنی سے تمام کشت زار روشن ہو جائینگے تم اُس روشنی مین وسط مزرع مین جانا وہان ایک درخت گندم
صورت آدم کے گیاہ دیکھوگے جسے اہل عرب بیروج الصنم کہتے ہین تم اُس گھاس کے گرد و پیش کی بالیان تین تین
گز کاٹ لینا اور ایک جگہ رکھکر برجوع قلب کہنا اے قبول کنندۂ توبہ آدم مجھے اس وقت ایسا زور عنایت فرما
کہ اس درخت کو جڑ سے کھینچ لون قدرت الٰہی سے اُس درخت گیاہ کو تم بزور قوت بازو جڑ سے نکال لوگے
پس وہان ایک غار نمایان ہوگا اور اُس غار مین دو زینہ ہونگے تم بلا خوف وخطر اُن زینون سے چلے جانا رفتہ رفتہ
ایک مکان مین پہونچوگے وہان ایک صندوقچہ رکھا ہوگا اور اُس صندوقچہ پر ایک سانپ کبود رنگ بیٹھا ہوگا
جب وہ سانپ تمکو دیکھے تم کہنا کہ اے ارزاق صندوقچہ کے پاس سے چلے جاؤ تا مین اپنی امانت لیلون کہ مجھے
ایک کام درپیش ہی اور عوض مین اُس امانت کے یہ لوح الماس صندوقچہ مین رکھدونگا افعی تمھین غور سے دیکھیگا
تم لوح الماس دکھانا وہ صندوقچہ چھوڑ دیگا تم دلیرانہ قفل صندوقچہ کا کھول کے لوح زبرجد نکال لینا اور لوح
الماس رکھدینا پھر بحکم لوح کاربند ہونا مگر درخت گندم قبل آنے دیوانون کے کندہ کرنا ورنہ وہ مانع ہونگے اور
زیادہ مشکل یہ ہی کہ کوئی حربہ اُنپر کارگر نہین ہوتا الغرض شاہزادہ اقبال شاہ سے رخصت ہوکر مزرع گندم مین
پہونچا ابھی دیوانے پانی پینے نہ گئے تھے جب بعد ایک ساعت کے دیوانے جوے ہلیون کو روانہ ہوئے
شاہزادہ نے مزرع مین قدم رکھا وہان ایسی تاریکی دیکھی کہ خدا نہ دکھلائے کسی کو زمین و آسمان نہ معلوم ہوتا تھا

جب شاہزادہ نے موافق وصیت اقبال شاہ کے لوح الماس کو ہاتھ پر رکھا تو تمام مزرع گندم روشن ہوگیا
اور وہ درخت آدم گیاہ بھی نظر آیا شاہزادہ نے اول تین تین گز بالیان درخت کے چار طرف سے کاٹکر
ایک جا انبار کردین بعد اُسکے درخت پر زور کیا اور آنکھون کو بند کرکے یہ کلمہ پڑھا یا قابل التوبۃ من آدم ہَبْ لی
قوت لاینبغی لامر خدا کی قدرت سے درخت زمین سے نکل آیا اور ایک غار عمیق وہان ہوگیا شاہزادہ اندر غار
کے داخل ہوا لوح الماس سانپ کو دکھائی سانپ لوح کو دیکھ کے ہٹ گیا شاہزادہ نے صندوقچہ مین سے
لوح زبرجد لی اور لوح الماس اُسمین رکھدی جب لوح زبرجد کو مطالعہ کیا تو یہ عبارت نظر آئی کہ ای فاتح طلسم
دست راست تیرے ایک مقفل دروازہ ہی لوح زبرجد کو قفل پر مل قفل کھلجائیگا دروازہ کے اندر جانا وہان ایک
نقب ہی روشنی مین لوح کے نقب کو طی کرنا جو سے ہلیون پر نکلیگا پھر جو سے ہلیون کے کنارہ پر اس اسم کو پڑھنا
ایک کشتی پانی سے باہر آئیگی اور ایک مرد ضعیف ملاح ہوگا تو اُسکو سلام کرنا وہ تجھسے مطلب پوچھیگا کہنا مجھے شہر
سنبلستان مین پہونچا دے مین فیروزہ پوش سے ملاقات کیا چاہتا ہون وہ بڈھا تجھے کشتی مین سوار کرکے
راہ مین چند در چند کلمہ فیلسوفانہ کریگا تو کچھ جواب نہ دینا اور اسم پڑھے جانا جب کشتی قریب شہر پہونچے تو اُترکر شہر مین
داخل ہونا لوح کو دیکھکر جیسا وہ حکم دے کرنا مگر خبردار بدون دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا وگرنہ کسی بلاے تازہ مین
پھنس جائیگا قصہ کوتاہ شاہزادہ حسب تحریر لوح دروازہ کھول کے نقب مین گیا اور نقب سے جو سے ہلیون کے
کنارہ پر نکل کے کشتی پر سوار ہوا جب وہ کشتی زیر فصیل ایک شہر کے پہونچی شاہزادہ نے اس شہر باغبان کلان
کو زیب و زینت سے کمال آراستہ و پیراستہ دیکھا رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع الشان کے قریب پہونچا کہ نام
اُسکا کبودی تھا اور بلندی مین فلک چہارم سے ہمسری کرتا تھا اور تمام در و دیوار ایسے منبت بانقش نگار سے تھے کہ
قابل دید تھا شاہزادہ نے ایک مرد سے پوچھا کہ یہ کیا مقام ہی اور کس نے اسے تعمیر کرایا ہی والی یہان کا کون ہی
اُسنے کہا تو شاید یہان کبھی نہین آیا شاہزادہ بولا مین تازہ وارد ہون اُس مرد نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور غل مچایا
کہ ای سکناے سنبلستان یہ مرد مسافر تمھارے شہر مین تازہ وارد ہی جلد اسکی مہمانی کا سامان کرو یہ سنتے ہی
ساکنان شہر با تیغہاے عریان شاہزادہ کے گرد جمع ہوگئے شاہزادہ نے جلدی سے لوح کو دیکھا معلوم ہوا
کہ جب تو ایسے مخمصے مین پھنسے تو کہنا یہ مرد مجھپر بہتان کرتا ہی مین ایک بار اور اس شہر مین آیا تھا خلائق تیرے آنے کا
نشان پوچھیگی تو کہنا کہ مین بنیاد محل سے بخوبی واقف ہون کہ یہ محل ملکہ کبودان ماہ منظر کا ہی اور فیروز شاہ
فیروزہ پوش نے سال گذشتہ مین اپنی بیٹی کے واسطے بنوایا ہی اس بیان سے خلق اُس مرد کو قتل کریگی جسنے
تیرے حق مین وہ کلمہ کہا تھا آدھی رات تک شہر کا سیر و تماشا کرنا اور جب بھوکا ہو تو کچھ بازار سے لیکر کھا لینا
اگر اور کوئی معاملہ درپیش ہو پھر لوح کو دیکھنا شاہزادہ نے ویسا ہی کیا کہ اُن لوگون سے کہا مین ایک مرتبہ

اور بھی یہان آیا تھا یہ محل ملکہ کبودان ماہ منظر کا ہی اور سال گذشتہ مین فیروزشاہ فیروزہ پوش نے اپنی
بیٹی کے لیے بنوایا تھا یہ سُنکے اُن سب نے اُس مرد کو قتل کیا شاہزادہ آدھی رات تک سیر دیکھتا رہا بعد اُسکے
پھر دن شہر گیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک مرد سیاہ پوش محل کی طرف سے چلا آتا ہی شاہزادہ سمجھا شاید یہ وہ مرد تازہ
جسکی لوح نے خبر دی تھی نہو پھر لوح دیکھی معلوم ہوا کہ تو بھی اُس سیاہ پوش کے عقب مین جا ناکہ یہ ملکہ کبودان
ماہ منظر کا عاشق شاروف نوجوان ہی اور شاہ فیروز کے وزیر کا بیٹا ہی جدھر سے محل مین یہ جائے تو بھی
چلا جانا جب عاشق و معشوق بہم ہون اور صحبت گرم ہو لوح کو بازو پر باندھ لینا پھر مردمان محل کو نظر نہ آئیگا پھر
اُنکی صحبت کا تماشا دیکھنا جب شاروف محل سے نکلے تو بھی نکلنا قصہ مختصر شاہزادہ نے ویسا ہی کیا کہ شاروف
کے ہمراہ ہوا شاروف ایک کنوین مین اُتر گیا شاہزادہ بھی پہونچا زیر چاہ ایک نقب تھی وہ جوان و شاہزادہ
نقب کی راہ سے داخل محل ہوا دیکھا تو ایک بزم عیش آراستہ اور ایک نازنین مہ جبین صاحب حُسن و جمال
رشک بدر غیرت ہلال تخت فیروزہ پر بہ تجمل تمام بیٹھی ہی اور صدہا نازنینان زہرہ جبین اور حوروشان مہر تمکین
اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم خدمت ہین ملکہ کبودان نے شاروف نوجوان کو تخت پر اپنے پہلو مین بٹھالیا شاہزادہ
بھی برابر بیٹھ گیا جب صحبت گرم ہوئی شاروف نے ملکہ کبودان سے کہا کہ ای ملکہ اب میرا دل صحبت مصاحبت سے
سیر نہین ہوتا برای خدا کوئی صورت وصل پیدا کرو ورنہ تمام عمر اسی تمنا مین گذر جائیگی ملکہ کبودان نے شرم سے
مسکرا کے کہا امید بحال رکھو کہ وہ جمیع مرادمندون کی آرزو پوری کرتا ہی آج کل ایک وسیلہ تیری حصول مراد کا پیدا
ہوا ہی اگر تو کوشش کرے تو مین بیان کرون شاروف نے پوچھا وہ کیا وسیلہ ہی ملکہ کبودان نے کہا کہ لوح زبرجد
کہ جسکی حفاظت آبائی ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی وہ گم ہو گئی ہی اور فیروزشاہ کو رات دن اُسی کی تلاش مین
گذرتا ہی اگر تو اُس لوح کو بحفاظت میرے باپ کو لادے تو فیروزشاہ بلاشک میرا عقد عوض مین اس خدمت کے
تجھسے کر دیگا کیونکہ مدار سلطنت کا ہمارے خاندان مین حفاظت لوح زبرجد پر ہی اور تو نے یہ بھی سُنا ہوگا کہ شاموس
جنی نے بادشاہ کو میری نسبت کا پیام دیا تھا لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اب خود شاموس جنی کو درخواست دی ہی
کہ اگر تم لوح زبرجد پیدا کر دو تو ہم ملکہ کبودان کا عقد تمسے کر دین تو اس صورت مین اگر تجھسے یہ کام ہو تو گویا
حق حقدار کو پہونچا نہایت عمدہ بات ہو جائے شاروف نے کہا کہ ای ملکہ مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
یہ جائے غور ہی کہ لوح کا لیجانا کسی ایسے ویسے کا کام نہین اور چھین اُنسے لے لینا بشر کی مجال نہین ہی ایک حال
تازہ سُنو کہ آج ایک جوان عالیشان پریزاد صاحب جمال کو زیر قصر تمھارے خلائق شہر نے بعلت اس بیان کے
کہ مین مسافر ہون قتل کرنا چاہا تھا پھر اُسنے کہا کہ یہ قصر میرے سامنے بنا ہی اور مین باشندہ یہان کا ہون تب
بیان اُسکی بھی ملکہ کبودان نے کہا پس بیشک وہی جوان صاحب لوح ہی کس واسطے کہ مین نے اپنے استاد سے

طفولیت مین سُنا تھا کہ اسیطرح کا جوان صاحب لوح ہوگا شاروف نے کہا اگر مجھکو ملجائے تو مین ہزار حیلہ و حوالہ لوح اُس سے لیاون ملکہ کبودان نے کہا بفریب یا زبردستی اُس سے کوئی جہان مین نہین لے سکتا تو بھلا کیا چیز ہی ہان اگر بمنت ملجائے تو عجب نہین ہی الغرض صبح کو شاروف ملکہ سے رخصت ہوکر اُسی چاہ سے باہر آیا شاہزادہ بھی چلا آیا بعد اُسکے لوح کو دیکھا لکہا تھا کہ شاروف تیری دعوت کریگا اور لوح کا طالب ہوگا تو کہنا کہ تجھے لوح درکار ہی یا کوئی کام مطلوب ہی وہ کہیگا کہ اصل مدعا میرا وصال ملکہ کبودان ہی تم کہنا کہ انگوٹھی خزینۃ السلاطین تیری دادی کے ہاتھ مین ہی جب جمعہ کو غسل کے لیے وہ انگوٹھی اُتار کر کسی خواص کو دے تو آنکھ بچا کر اُٹھا لا کیسے مین مدعا تیرا پورا کرونگا جب شاروف وہ انگشتری لا دے پھر لوح کو دیکھنا غرض دوسرے روز شاروف نے شاہزادہ کو در مسجد پر بیٹھے دیکھا وہ گھوڑے سے اُترکے باادب سلام بجا لایا پھر دست بستہ کہا حضور نان خشک غریبون کی بھی قبول فرمائین کہ میرا باعث افتخار ہو الغرض شاہزادہ شاروف کے مکان پر آیا شاروف نے نہایت تکلف سے دعوت ملوکانہ کی بعد فراغ اکل و شرب شاروف نے ایک نعرہ آہ کا

مارا اور یہ شعر پڑھا ؎

کاش اِس زندگی سے موت آئے
یا خدا شکل تیری دکھلائے

اور زار زار رونا شروع کیا شاہزادہ نے پوچھا خیر ہی شاروف نے عرض کی اے پیر و مرشد شعر

کیا پوچھتے ہو حالت اِس جسم ناتوان کی
رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہان کی

مین اُس درد بے درمان مین مبتلا ہون کہ جسکا کوئی چارہ کار نہین ہی اور حال میرا موافق قول شاعر کے ہی ؎

دوستو حال مرا قابل اظہار نہین
دیکھکر نبض مری کہتا ہی ہر ایک طبیب

کیا کہون کسسے بھلا
نہ بچیگا یہ مریض

دل ہی مجروح یہ ظاہر کوئی آزار نہین
کشتہ ہجر غم یار ہی بیمار نہین

کیا کرون اسکی دوا
وصل ہی اسکی دوا

علاج اس درد لا علاج کا فقط توجہ حضور پر موقوف ہی شاہزادہ نے فرمایا مفصل بیان کرو تو مین جواب دون پھر شاروف نے قصہ اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ نے وہ انگشتری خزینۃ السلاطین کی طلب کی شاروف نے بروز جمعہ جب دادی اُسکی غسل مین مصروف ہوئی انگوٹھی لا دی شاہزادہ نے دیکھا تو انگوٹھی فیروزہ کی نہایت خوشرنگ تھی اور نگینہ کندہ تھا پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ بازار مین جا کر اور بکریون کے دل بہت سے خرید کر اور شاروف کو ہمراہ لیکے جانب جنوب صحرا کو روانہ ہو جب تو دس فرسخ پہونچیگا تو ایک کوہ بلند ملیگا اُس کوہ پر جانا وہان کوے بہت جمع ہونگے اور ہر کوے کی چونچ مین ایک ایک خوشہ ہوگا تو وہ دل بکریون کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر کوے کے آگے رکھدینا کوے بوٹی لے لینگے اور خوشہ رکھدینگے مگر ایک کوا خوشہ نہ چھوڑیگا تو وہ انگوٹھی اُسے دکھانا وہ انگوٹھی کو دیکھکے خوشہ چھوڑ دیگا اور انگوٹھی لیکر پرواز کریگا تو سپاہی

خوشہ کو اپنے پاس رکھ لینا بعدہ ایک تیر کوّے کو مارنا اور انگوٹھی لے لینا تمام کوّے گوشت اُس کوّے کا
کھا لینگے اور رخصت ہو جاینگے تو مع شاروف ایک سمت کو روانہ ہونا چند قدم کے بعد ایک حجرہ مقفل ملیگا تو
اُس خوشۂ زاغ کو قفل پر ملنا دروازہ حجرے کا کھل جائیگا تم دونوں اندر حجرے کے داخل ہونا وہاں چھت میں
ایک تابوت لٹکا ہوگا اور ایک ہاتھ تابوت سے باہر ہوگا تم انگوٹھی اُس ہاتھ میں پہنا دینا وہ مُردہ فوراً زندہ
باہر تابوت سے نکل آئیگا شاروف اُسے سلام کرے اور کہے یا حبیب ایک کام سخت درپیش ہے دگر نہ میں آپ کو
تکلیف نہ دیتا یعنی یہ جوان میری کارروائی کا اقرار کرتا ہے اور کتاب ہفت ورق مجھسے مانگتا ہے اگر آپ کتاب
ہفت ورق عنایت فرمائیں تو میں اپنی مراد کو پہنچوں وہ مردہ کتاب شاروف کو دیدیگا پھر تم باہر چلے آنا
اور لوح کو دیکھنا الغرض شاہزادہ شاروف کو لیکے پہاڑ پر گیا اور کتاب ہفت ورق لی پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ نیچے پہاڑ کے چار درخت بید کے ہیں سایہ میں اُن درختوں کے دوسرے ورق کتاب ہفت ورق کے دیکھنا
ایک ساعت کے ایک قلعہ کبودی نظر آئیگا کتاب کو اُسیطرح کھلا رکھنا اور ایک دائرہ کھینچنا پھر مع شاروف
اندر قلعے کے جانا وہاں در قلعہ پر ایک بڈھا نگہبان کبود ریش بیٹھا ہوگا اُسے سلام کرنا اور کہنا کہ بادشاہ کو خبر کرو
ایک شخص اسرار شاہ کا بھیجا ہوا آیا ہے بادشاہ تمکو بلا لیگا تم دونوں شاہ زبرجد پوش کو سلام کرنا اور کہنا کہ
ہمیں اسرار شاہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے بادشاہ پوچھیگا کہ کیا مطلب ہے کہنا کہ دو مطلب تم سے ہیں اول یہ کہ
شاروف مستحق سلطنت ہے اور آپ غاصب سلطنت کی بیٹی پر عاشق ہیں اگر انگوٹھی فیروزہ اُسکے پاس نہ ہوتی
تو کام اُسکا کل تمام ہو جاتا پھر کسی صورت سے اپنی مراد کو نہ پہنچتا اسرار شاہ کی یاوری اقبال سے شاروف
انگشتری فیروزہ لایا اور اُسنے اسود حبشی کو ہلاک کیا جو کرگس کی شکل سے بنا ہوا ہمیشہ پوشیدہ رہتا تھا اور شب پناہ
شاہ کا صاحب مال ہو گیا تھا بعد اسکے وہی انگوٹھی اُنگلی میں فیروز شاہ اول کے پہنائی جو جد کلاں شاروف نوجوان کا
تھا فیروز شاہ نے ایک کتاب ہفت ورق شاروف کو دی شاروف مع اُس کتاب کے آپکے پاس
حاضر ہوا ہے آپکو بھی شاروف کی مدد کرنا ضرور ہے دوسرے زہرۃ الشمال نے ایک فرمان مُہری [illegible] شاہ
بادشاہ [illegible] کے نام اس مضمون کا لکھا ہے کہ خدمت میں سلطان روح الملک کے حاضر ہو لہذا حضرت بھی
اُس فرمان پر اپنی مُہر کریں تا کہ شاہ ظہورستان کہ آج کل خلیفۃ الرحمن ہے بالاستقلال و دلجمعی تمام فرمانروائی کرے
اور آفات لشکر [illegible] آدم خوار کے محفوظ رہے شاہ زبرجد پوش حسب درخواست تمہارے مُہر فرمان پر
کر دیگا اور شاروف نوجوان کے مقدمہ میں کہیگا کہ ہمنے اُسکے نیک و بد کا تمہیں مختار کیا بعد حاصل ہونے جواب کے
قلعے سے باہر آنا باقی والسلام قصہ مختصر شاہزادہ نے موافق حکم لوح کتاب ہفت ورق کو اُسی جا کھلا رکھا اور خود
شاروف کے ساتھ قلعہ کبود میں داخل ہوا اور معرفت صاحب ریش کبود خدمت [illegible] شاہ میں پہنچا

ہوکہ بادشاہ قلعہ دوم اور رب دوم مشاشہ خاکی کا تھا بعد ازان تمام قصہ تیران شاہ نے بیان کیا تیران شاہ
نے صاحب کبود ریش سے فرمایا کہ دو روز مہمانی آپکی کرونگا بعد سے روز رخصت کرونگا صاحب کبود ریش نے
حسب الحکم دو روز مہمانی کی اور روز سوم بعد مجرا کردینے کے کہا ای جوان ہمارے بادشاہ نے فرمایا ہی کہ بہ پیشکار وفا
کے مقدمہ کا تعین مختار کردیا جو امر اُسکے حق مین مناسب ہو کرنا جس حال مین آئینہ عشیہ دہندہ تمہارے پاس
موجود ہی پھر ہماری مدد کی کیا ضرورت ہی شاہزادہ نے کہا ای صاحب کبود ریش بادشاہ نے تمہارے سب
اراکین طلسم کے خلاف مجھے اپنی فیض صحبت سے محروم رکھا فقط ایک ملاقات سرسری کے بعد رخصت کیا یہ کیا بات
ہی دربان نے کہا تیران شاہ نے حضور سے اس سبب سے ملاقات نہ کی کہ وہ اکثر اوقات زرین شاہ کی
خدمت مین حاضر رہتا ہی باقی تمہارے سوال کا مرغ اسرار جواب دیگا شاہزادہ نے فرمایا خدا جانے
مرغ اسرار کیا اسرار ہی کہ تمام عجائبات مین کوئی جگہ ایسی نہین کہ جہان پر تو اُسکا نہو یہان جا بے دم زدن نہین ای
اور زرین شاہ کون ہی دربان نے کہا سبحان اللہ آپ اُسے ہر روز دیکھتے ہین اور ہر حال مین پوچھتے ہین
شاہزادہ نے فرمایا واللہ مین زرین شاہ سے آگاہ نہین دربان بولا اسے بھی مرغ اسرار کے حوالہ کیجیے
اور آپ تشریف لیجائیے شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا

اب یہ قصہ یہان موقوف رکھا جاتا ہی اور حال شاموس جنی کا بیان کیا جاتا ہی

راوی کہتا ہی کہ جس وقت شاموس جنی کو فیروزشاہ کا پیام پہونچا کہ بشرط پیدا ہونے لوح زبرجد کے ملکہ کبودان
سے تیرا عقد کردینگے وہ اس مژدہ جان بخش سے گویا شادی مرگ کے قریب ہوگیا اور سالوس جنی اپنے وزیر کو
بلاکر لوح کے باب مین مشورہ کیا سالوس بولا جو مرد غیبی کہ لوح لیگئے ہین اُن سے لوح کا ملنا خارج از قیاس ہی
مگر ایک تدبیر ہی شاید اس فریب سے عقد ملکہ کبودان تمہارے ساتھ ہوجائے شاموس نے کہا وہ کیا تدبیر ہی
سالوس نے کہا بالفعل بالشکر جرار مع ساز و سامان عروسی فیروزہ حصار کو چلو اور فیروزشاہ کو باین مضمون
نامہ لکھو کہ ہم حسب طلب تمہارے باساز و سامان عروسی یہان آئے ہین پہلے تم ملکہ کبودان کا ہمسے عقد
کردو بعد ہم اور تم بالاتفاق لوح کو تلاش کرین بقول شاعر شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ÷ پراگندگی آرد انبوہ را
اور اگر تمکو کوئی عذر درپیش ہوگا تو ہم اُسکا دفعیہ بجنگ کرینگے اب ہم بے حصول مراد یہان سے پھر کر نہ جاینگے
کس واسطے کہ جب ہم اس قصد سے تمہارے ملک مین آئے اور تمنے ہمین پھیر دیا تو ہمین اپنے ہم چشمون مین کسقدر
شرمندگی ہوگی پھر ہمین اُس وقت بجز جان دینے اور دوسرے کی جان لینے کے کچھ بن نہ آویگا اور ہماری
جان کے ساتھ ایک عالم کی جان ہی یقین ہی کہ اس تہدید و شکر لوح کے تردد مین فیروزشاہ سے کچھ نہ بن آوے

اور خواہ مخواہ عقد ملکہ کا تمھارے ساتھ کردے اور مدعا تمھارا بے کد و کوشش بر آوے اور ایسے ترددات مین ارکین سلطنت بھی یہی راے دینگے کہ عقد ہو جاوے کہ نوبت بہ فساد نہ پہونچے شاموس کو مشورہ سالوس جنی کا نہایت پسند آیا آخر بالشکر جرار مع سامان عروسی فیروزہ حصار مین پہونچا جب فیروز شاہ کو شاموس کے آنے کی خبر پہونچی فیروز شاہ نے کہلا بھیجا کہ شاید تمکو لوح دستیاب ہوگئی کہ جو یہان کا قصد کیا شاموس نے حسب فرمایش سالوس کے فیروز شاہ کو وہی جواب کہلا بھیجا فیروز شاہ خاموش ہو رہا اور اس وقت بجز عقد کر دینے کے کوئی صورت مفر نظر نہ آئی جبراً و قہراً سامان عروسی شروع کر دیا تمام شہر مین آئینہ بندی کرائی اور شاموس نے بھی اپنے لشکر سے تا شہر فیروز حصار دونون طرف چراغان کی آرایش کرا دی لیکن ملکہ کبودان کو شاروف نوجوان سے تعلق تھا شب و روز درگاہ خدا مین دعا کرتی تھی کہ بارالٰہا میری عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تو ہی شرم رکھیگا کہ تمام مردان عالم کو سوا شاروف کے مین حرام مطلق جانتی ہون

احوال شاہزادہ معز الدین اور شاروف کا سنو

کہ جسوقت وہ قلعۂ کبود سے باہر نکلے شاہزادہ نے لوح مین دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے اُسی حجرے مین جا کر کتاب ہفت ورق حرقل شاروف کے جد کلان کو دیدینا بعد ازان انگوٹھی فیروزہ اُسکی اُنگلی سے اُتار لینا وہ اُسی وقت اپنی ہیئت اصلی پر آجائیگا پھر تم دونون وہان سے کوہ زاغان پر جا کر باواز بلند کہنا اے قطران قطران بحر دکھاری ہر یا دکے ایک زاغ وہان آئیگا تم وہ خوشہ اسود حیلہ گر کا زاغ کو دیدینا اور کہنا اے قطران اس دربیدہ کو نہایت نگہبانی و ہوشیاری سے اپنے پاس رکھنا اور خبردار اسود کی طرح خیانت و مکر نہ کرنا ورنہ ویسا ہی نتیجہ ہوگا جیسا کہ تو نے دیکھا ہے جب اس کام سے فارغ ہونا پھر فیروز حصار مین آنا اور باغ مین فیروز شاہ کے فروکش ہونا اور لوح کے مطالعہ پر کام کرنا قصہ کوتاہ شاہزادہ معز الدین نے تمام مقدمات مذکورۂ بالا حسب ہدایت لوح زبرجد کے تمام کیے اور باغ فیروز شاہ مین قیام کیا شاروف نے عرض کی اے شہریار والا تبار اگر حکم ہو تو مین بھی ایک نظر شہر کو دیکھ آؤن شاہزادہ نے فرمایا بہتر شاروف جو شہر مین آیا دیکھا کہ ہنگامۂ شادی چار طرف گرم ہے اور ایک لشکر جرار مثل مور و ملخ کے بیرون شہر مقیم ہے اور دروازۂ شہر سے تا لشکر چراغان کی روشنی کا سامان ہو رہا ہے اور تمام خلائق بلباس مکلف ہر ایک کام مین مصروف ہے شاروف نے ایک شخص سے پوچھا یہ کیسا ہنگامہ ہے اُس نے کہا آج ملکہ کبودان ماہ منظر کا عقد شاموس جنی بادشاہ قلعۂ دوم سے ہوگا شاروف نے جو یہ سُنا زمین و آسمان نظر مین سیاہ ہو گیا اور شاہزادہ کے پاس آکر ایک نعرہ آہ کا مارا اور غش کھا کر گر پڑا جب ہوشیار ہوا شاہزادہ نے پوچھا خیر ہے شاروف نے حقیقت شاموس کی بیان کی اور زار زار رونے لگا شاہزادہ نے فرمایا خاطر جمع رکھو نکاح ملکہ کبودان کا

بجز تیرے اور کسی مرد سے نہین ہوگا بعد اسکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ نصف شب کو لوح بازو پر باندھ تا کہ خلائق
کی نگاہ سے پوشیدہ ہو جا پھر محلسرا مین عروس کے پاس جا کہ وہ بموجب قاعدہ کے تنہا حجرے مین ہوگی یعنی
انکی قوم کا قاعدہ ہی کہ قبل عقد کے عروس کو حجرہ خالی مین بند کرتے ہین اور کچھ اسم واسطے سازگاری کے
پڑھتے ہین اُسوقت تو بھی عروس کے ہمراہ حجرے مین ہونا جب عورات عروس کو چھوڑکر باہر نکل آئین اور
دروازہ اندر سے بند کر دین تو لوح بازو سے کھول کر وہان ظاہر ہونا ملکہ کبودان پوچھیگی تو کون ہی اور یہان کیونکر
آیا تو کہنا ای ملکہ اگر شاروف سے کچھ محبت اور رغبت ہو تو میرے ساتھ چل مین تجھے شاروف کے پاس
پہونچا دون ملکہ کبودان تیرے ہمراہ ہولیگی اُسکو باغ مین شاروف کے پاس پہونچا دینا مگر یہ بھی کہدینا کہ
تیرے جانے کے بعد شاموس جنی فیروزشاہ کو قتل کریگا شاہزادہ موافق ہدایت لوح کے تنہا فیروزشاہ
کی محلسرا مین آیا دیکھا کہ ملکہ کبودان زانو پر سر رکھے اندوہناک بیٹھی ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین تمام
عورات محل گرد و پیش جمع ہین شاہزادہ سمجھا کہ بلاشبہہ ملکہ کبودان کو خیال شاروف کا ضرور ہی جب
عقد کا وقت آیا عورات نے ملکہ کبودان کو حجرۂ خاص مین لیجا کر اسم و دعا کا ورد کروایا اور کہا ای ملکہ
تم یہان ٹھہرو ہم دولھا کو بھی لاتے ہین یہ کہکر حجرہ سے باہر نکل آئین اور دروازہ حجرہ کا بند کر دیا ملکہ کبودان
نے بچشم پُرآب یہ دعا کی کہ خدایا بحق خاصان درگاہ مجھے وصل شاروف سے مشرف کر شاہزادہ بھی
حجرہ مین پہونچا اور اپنے کو ظاہر کیا ملکہ کبودان خوف زدہ ہوئی شاہزادہ نے دلاسا دیا اور فرمایا کہ مین فقط
تیرے لیجانے کو یہان آیا ہون اگر تیری مرضی ہو تو مین تجھے شاروف کے پاس پہونچا دون لیکن تیرا باپ
ضرور قتل ہو جائیگا ملکہ کبودان پہلے خاموش ہو رہی بعد ازان کہا ای جوان دلاور خیر ہرچہ بادا باد میرا دل
کسی طرح شاروف کی مفارقت گوارا نہین کرتا شاہزادہ نے فرمایا میرے ساتھ چل ملکہ کبودان نے کہا
ایک لحظہ توقف کر مین آتی ہون راوی کہتا ہی کہ ملکہ کبودان کی ایک دایہ پیر فرطوت ایسی قطامہ تھی کہ
ہمیشہ شاروف کی ملاقات سے سرزنش کیا کرتی تھی اور کہتی تھی ای دختر شاروف کو محل مین نہ بُلا ورنہ
مین تمھارے باپ سے کہدونگی اسی وجہ سے ملکہ کو اُس دایہ سے عداوت قلبی ہو گئی تھی الغرض اُسوقت ملکہ
کبودان کی خاطر مین خوش طبعی گذری اور کہا کہ ای دایہ اگر تمکو میرا سلوک داماد سے منظور ہی تو جو مین کہون
وہ قبول کرو دایہ نے کہا بسر و چشم ملکہ کبودان نے کہا کہ تم میری پوشاک عروسی اپنے جسم پر آراستہ کرو اور میری
جگہ پر خاموش بیٹھ جاؤ جب داماد تمھارے پاس آئے اور ہاتھ تمھاری پُشت ناپاک پر رکھے تم دونون ہاتھون سے
اُسکے فوطے خوب مضبوط پکڑ لینا اور جب تک مین نہ آؤن تم باواز بلند یہ اسم پڑھے جانا یاقوی القضیب بحق
شیخ حبیب بکشا مرا القضیب ہرچند داماد شور و غل مچائے لیکن خبردار تم اپنی حرکت سے باز نہ آنا اور پڑھے جانا

جب مین خود اُسکو تمھارے ہاتھ سے نجات دونگی پھر وہ تا قیامت میرا تابعدار و فرمانبردار رہیگا دایہ نے کہا اي بیٹی
تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس عمل سے باہم یہ سلوک ہوتا ہی ملکہ کبودان نے کہا تم نہین جانتین کہ معلم میرا منجم اور
طالع شناس تھا اُسنے ایک روز مجھسے کہا تھا کہ اس اسم کی برکت سے داماد تمام عمر فرمانبردار رہتا ہی لیکن یہ
اسم یا مان عروس کی پڑھے یا دایہ اسی وجہ سے مین نے تمکو تکلیف دی کہ تم بجاے میری والدہ کے ہو سوا اُسکے
والدہ سے یہ بات بیشرمی کی ہونا ممکن نہین اور نہ مین اُنھین بتا سکتی ہون دایہ نے کہا یہ کیا مشکل ہی ہمکو
تمھاری سازگاری درکار ہی ملکہ کبودان نے لباس عروسی دایہ کو دیا اور وہ قحبہ پہنکر حجرہ مین بیٹھی اور ملکہ کبودان
خود حجرے سے باہر آئی شاہزادہ نے بطور عیاری کے ملکہ کبودان کو ایک چادر عیاری مین باندہ کے شاروف
کے پاس پہونچا دیا شاروف شاہزادہ کے تصدق ہوا اور نہایت شکرگذار ہوا کہا اي شہریار تمھارے صدقے
مین یہ روز مبارک مین نے دیکھا شاہزادہ نے کہا تم اپنی معشوقہ سے گرم صحبت رہو مین ابھی بعد ایک ساعت کے
آتا ہون الغرض شاہزادہ فیروزشاہ کی محلسرا مین پہونچا اور ایک گوشہ مین چُھپکا بیٹھ رہا اس اثنا مین قاضی نے
عروس اور داماد کا عقد پڑھا خواجہ سراے محل شاموس کو محلسرا مین لائے خادمان محل نے شاموس کو
اُسی حجرے مین پہونچا دیا جہان وہ قحبہ بیٹھی تھی شاموس ایک حالت شوق اور اشتیاق مین حجرے کے اندر آیا اور
دروازہ حجرے کا اندر سے بند کر لیا وہان کیا دیکھا کہ ملکہ کبودان سرنگون بیٹھی ہی اور اُسکے لباس کی خوشبو سے
تمام حجرہ معطر ہو رہا ہی شاموس نے بہزار شوق پشت عروس پر ہاتھ رکھا وہان بجاے طاؤس ایک اژدہا
آتش فشان بیٹھا تھا کہ ناگاہ وہ دایہ فرتوتہ موافق فہمایش ملکہ کبودان کے آہستہ آہستہ ہاتھ اپنا زیر دامن شاموس
کے لیگئی اور کمال چالاکی سے دونون فوطہ معلق پکڑ لیے بعد ازان باواز قبیح جس طرح مُردہ صد سالہ کفن سے
فریاد کرتا ہی پکارنا شروع کیا یا قوی القضیب بحق شیخ حبیب بکشا مرا نصیب شاموس نے بے اختیار نعرہ
ہاے کا مارا اور فرش پر لوٹ گیا الا وہ قحبہ اسی طرح سے عضو تناسل اُسکا مضبوط پکڑے ہوئے اپنے ذکر مین
مصروف رہی شاہزادہ معز الدین ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ گیا یہان تک کہ شاموس کے فریاد و نالہ
کی آواز حد سے گذر گئی جو خواصین کہ در حجرہ پر فریاد عروس کی منتظر تھین اُنکو حیرت ہوئی کہ یا الہی یہ کیسا ہوا
عروس کی فریاد کیوقت دولہا فریاد کرتا ہی آخر اُنھون نے ملکہ کبودان کی مان کو خبر دی کہ اي ملکہ عالم
طرفہ تماشا ہی کہ برعکس صداے عروس کے داماد کے شور و فریاد کی آواز حجرہ سے آتی ہی خدا جانے
وہان کیا معاملہ گذرا والدہ ملکہ کبودان کی حجرہ کے در پر آئی فی الواقع اُسنے بھی وہی صدا سُنی اس عرصہ مین
تمام عورات محل جمع ہو گئین یہان دایہ قحبہ نے دیکھا کہ ملکہ کبودان نہین آتی ناچار پکاری اي دختر شاید
ساعت مقرری ٹھیری ختم نہین ہوئی عورتون نے جو دروازہ کے باہر سے دایہ کی آواز سُنی دروازہ حجرہ کا

محل کے اندر گھس گئین وہان یہ تماشا دیکھا کہ ددا دونون ہاتھون سے فوطے داماد کے مضبوط پکڑے ہے کسیطرح نہین چھوڑتی اور وہ بیچارہ فرش پر مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہی خواصون نے بمشکل تمام ددا سے شاموس کو نجات دلوائی بعد ازان اس حرکت کا باعث پوچھا ددا نے کہا مین نے یہ عمل ملکہ کبودان کے کہنے سے کیا ہی اُنھون نے پوچھا ملکہ کبودان کہان ہی ددا نے کہا مجھے کیا معلوم خدا جانے کہان غائب ہو گئی ملکہ کبودان کو تمام محلسرا مین ڈھونڈھا جب کہین نشان نہ ملا ایک شور قیامت برپا ہو گیا تا اینکہ فیروز شاہ کو خبر ہوئی وہ بھی افتان و خیزان وہان پہونچا شاموس جنی جو مطلق العنان ہوا اول اُسنے ددا فرتوت کو جان سے مارا بعد ازان تمام مستورات محل کو درہم و برہم کر دیا عورات بیچاری ہر طرف بھاگی بھاگی پھرتی تھین اور کسی طرح مفر نہ ملتا تھا کہ اُس ہنگامے مین فیروز شاہ آیا اور کہا او نامرد یہ کیا حرکت بیہودہ کرتا ہی شاموس نے ایک تلوار اسی زور سے فیروز شاہ کے سر پر لگائی کہ تا بہ ناف اُتر آئی وہ بیگناہ دار العدم کو روانہ ہوا شاہزادہ نے لوح کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ اب شاروف کو جلد بلا اور انگوٹھی اُسکی اُنگلی مین پہنا اور شاموس کے مقابلہ کا حکم دے کر اجل شاموس کی شاروف کے ہاتھ ہی اور اشرف وزیر شاروف کا باپ شاموس کے لشکر کو قتل و غارت کرے جب ان کامون سے فارغ ہونا تو شاروف کو بجاے فیروز شاہ کے تخت پر بٹھا دینا اور عقد ملکہ کبودان کا شاروف سے کر دینا اگرچہ طلسم سنبلہ تمام ہوا الا لوح زبرجد ہنوز تیرے کام آیگی القصہ کوتاہ شاہزادہ نے بعد فیصل ہونے ان مقدمات کے شاروف کا ملکہ کبودان سے عقد کر دیا شاروف اور اشرف باپ بیٹے شکر و احسان شاہزادہ والا جاہ کا بجا لائے اور دو روز تک دعوت شاہانہ شاہزادہ کی کی تیسرے دن جو خواب راحت سے شاہزادہ کی آنکھ کھلی نہ وہ تہ خانہ تھا نہ لوح زبرجد اور نہ مزرع نہ وہ دیوانے روبرو لشکر اقبال شاہ موجود پایا شاہزادہ لشکر مین تشریف لایا اور اقبال شاہ سے ملاقات کی پھر دیوانون کا حال پوچھا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار کل بعد زوال آفتاب دیوانون نے آبجو سے پانی پیا اور وہ درہ کوہ مین چلے گئے پھر ہمکو معلوم نہین کیا ہوئے القصہ دوسرے دن اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اُسی درہ کوہ مین داخل ہوئے اور راہ جستجوے شہر سودائیان کو روانہ ہوئے

اب گروہ مجنونون کا بھی حال گذارش کرنا ضرور ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ جب چار ہزار نفر دیوانون نے مزرع کی قید سے رہائی پائی شہر سودائیان تک کہین دم نہ لیا اور سرحد شہر مین پہونچے وہان جو کچھ کہ میسر آیا اُنھون نے کھایا لیکن الجوع الجوع کی دیوانون مین صدا بلند تھی اہل شہر نے جو بیرون شہر یہ ہنگامہ برپا دیکھا دروازے شہر کے بند کر لیے لیکن یہ دیوانے اُن دروازون کا

کب خیال مین لاتے ہین سب نے ملکے وہ زور کیا کہ دروازے اور قفل سب توڑ کر پھینک دیے اور شہر مین دراتہ
چلے آئے راسب شاہ بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو قرار واقعی گوشمالی دو خلائق شہر نے پہلے چوب وچماق سے
خوب خبر لی جب دیکھا کہ یہ دیوانے چوب وچماق کی ضرب کو خیال بھی نہین کرتے ناچار تلوار وخنجر ہر طرف سے
لے لیکر حملہ آور ہوئے جب دیکھا کہ تلوار بھی اُنکے بدن پر اثر نہین کرتی اور دیوانے آدمیون کے غُل اور
ہنگامہ سے تنگ آئے اور ایک ایک دیوانے نے دو دو آدمیون کو پکڑ پکڑ کے ایسا آپسمین ٹکرایا کہ اُنکے
مغز سر نکل پڑے غرض از صبح تا شام یہی ہنگامہ برپا رہا جب راسب شاہ نے واسطے تنبیہ وتادیب دیوانون کے
لشکر کثیر بھیجا دیوانے انبوہ خلائق دیکھ کے باہر شہر کے چلے گئے اور صحرا کی راہ لی یہان اہل شہر اور سپاہ نے
چلا جانا انکا غنیمت جانا تعاقب نہ کیا راسب شاہ نے محترق الملک وزیر اعظم سے بُلا کر پوچھا کہ آیا تم اس
بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی سے واقف ہو کہ یکایک یہ دیوانے کہان سے پیدا ہوگئے اور اب کہان
غائب ہوگئے محترق الملک وزیر نے کہ اہل شہر سے سوختہ و برشتہ تھا عرض کیا غلام انکی ماہیت سے لاعلم ہے
نہ مین نے کبھی ایسے آدمی دیکھے نہ ایسی حرکت دیکھی بلکہ سُنی بھی نہین اب سُنا کہ یہ دیوانے یہان سے جاکے شام کو
قلعہ داغ کے پاس پہونچے تمام شب وہان رہے صبح جب تک کہ اہل قلعہ کو خبر ہو یہ قلعہ مین داخل ہوگئے اور جہان
جہان اشیا خوردنی پائی سب بے خوف وخطر مفت بے اجازت مالک کے صرف مین لائے یہان تک کہ محروق داغی
کے باورچیخانہ مین کہ جو راسب شاہ قلعہ دار یعنی جنو بیہ قدیم کا حاکم تھا وہان جسقدر کہ باورچیون نے پخت کی تھی
مع پختہ وخام سب کھالی اور جو مانع ہوا اُسکو ہلاک کیا عملہ نے محروق شاہ کے محروق شاہ سے اطلاع کی
محروق نے لشکر سے دیوانون کا محاصرہ کیا اور بگیر اور بزن کا حکم دیا جب کوئی حربہ اُن دیوانون پر کارگر نہوا اور
اُنھون نے قیامت برپا کی محروق کو سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا آخر مع اہل وعیال قلعہ سے نکل کے
شہر سوداٸیون کیطرف روانہ ہوا خلائق شہر بھی بھاگ گئی قلعہ داغ خالی ہوگیا دیوانون نے قبضہ کر لیا محروق
بحال خراب راسب شاہ کے پاس آیا اور تمام کیفیت بیان کی راسب شاہ نے محترق الملک وزیر
سے کہا کہ ان دیوانون کی کچھ تدبیر کرنی چاہیے وزیر نے عرض کیا حضور شکر کرین کہ اُنھون نے فقط قلعہ داغ پر
اکتفا کی دار الخلافت کی طرف توجہ نہ کی ورنہ مشکل سخت کا سامنا ہوتا غور فرمایئے جسکے بدن پر کوئی حربہ کارگر
نہو اُسکو کیونکر کوئی دفع کر سکتا ہے اور اُس مین فکر کو کیا دخل ہے غرض ایک ہفتہ قلعہ مین دیوانے غلہ وغیرہ خوب
کھا پی گئے جب کوئی چیز باقی نہ رہی پھر ہر طرف کھانے کی فکر مین مصروف ہوئے قضارا ایک روز ملکہ سوداوہ
سیمیر نقاب بنت راسب شاہ کی سواری باغ سے شہر کو جاتی تھی دیوانے سمجھے اسمین کھانیکی کوئی چیز ہے
جب تک مردمان ہمراہی ہوشیار ہون دیوانون نے خوب مار پیٹ کی اور جو سامان کھانے کا تھا سب کھا لیا

ملکہ سوداوہ نے محافہ سے نکل کے ایک تیر جان ستان مسعود کو مارا لیکن تیر نے کچھ اثر نہ کیا اتفاقاً بند نقاب ملکہ کا ایک طرف سے جو کھل گیا اور صورت دلپذیر مثل ماہ منیر ملکہ کی مسعود نے دیکھی بے اختیار رہا وجد خود رفتگی و مجنونی سے عاشق زار ہوگیا اور یہ واسوخت حسب حال پڑھا واسوخت

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
تا بمقدور محبت نہ کرے بہتر ہی

دم نکلجائے بلا سے پہ یہ آزار نہو
زہر کھا جائے کہین ڈوب مرے بہتر ہی

بوجھ اسکا نہ کسی شخص پہ ڈالے اللہ
خرمن عمر کو اک پل مین کرے خاک سیاہ
یہ وہ آسیب ہی سینہ جو کرے دیو کا شق
یہ ہی وہ بھوت سیانون کو جو سمجھے احمق

کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو ہو صورت کاہ
یہ وہ بجلی ہی فلک آگے سے جسکے ہٹ جائے
سایہ پریون پہ پڑے اسکا تو مستوجب موت
نقش و تعویذ سے آسیب ہی مارا جاتا

یہ وہ پرکالہ آتش ہی کہ خالق کی پناہ
برق پر برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جائے
اسکی ہین صورتین وہ جان کو ہو جسسے قلق
یہ وہ جن ہی کہ نہین سر سے اُتارا جاتا

غرض سوداوہ کو مسعود بغل مین لیکے داخل قلعہ داغ ہوا اور تمام دیوانے بھی قلعہ مین آگئے ہر چند ملازمون نے ملکہ کے چھڑانے کی تدبیر کی لیکن کوئی صورت کارگر نہوئی آخر داد بیداد الغیاث و فریاد کرتے روتے پیٹتے راسب شاہ کے پاس پہونچے اور ساری حقیقت بیان کی اس واقعہ ہوش ربا سے راسب شاہ بدحواس ہوگیا اور کوئی شکل عافیت کی نظر نہ آئی یہان ملکہ سوداوہ نے جو اپنے تئین بلاے ناگہانی مین مبتلا دیکھا مسعود سے کہا اے جوان مجنون اگر مجھے تو دوست رکھتا ہی تو خبردار قلعہ سے باہر نہ جانا اور کسی کو ایذا نہ دینا مین تمکو کھانا یہین منگا دونگی بعد ازان ملکہ نے چند خواصون کو بلا لیا اور دایہ سے کہا کہ میرے باپ کو اس مضمون کی عرضی لکھو کہ حضور میری طرف سے غافل ہوجائین اور ہزار من غلہ اور ہزار گوسفند ہر روز واسطے دیوانون کے مقرر کر دیجیے تاکہ ملک اور رعایا شہر کی محفوظ رہے اور تھوڑا زہر ہلاہل بھی بھیج دیجیے کہ مین وقت فرصت انکو ہلاک کرونگی جب وہ عرضی راسب شاہ کو پہونچی متحرق وزیر سے کہا کہ یہ معاملہ خدا کی طرف سے پیدا ہوا کہ ملکہ سوداوہ قید مین دیوانون کے گرفتار ہوئی والا دیوانون سے نجات ملنا اور انکا ہلاک ہونا ممکن نہ تھا غرض راسب شاہ نے ہزار من غلہ اور ہزار گوسفند کا روز راتب مقرر کیا

اب راوی مسعود ناجو اور ملکہ سوداوہ کو قلعہ داغ مین باہم گرم صحبت رکھتا ہی اور حال حفیظ ثریا مکان بن محفوظ قلعدار کا جو سوداے محبت منطقہ زرین کمر مین بیت الحکمۃ کے حوض مین غرق ہوا بیان کیا جاتا ہی

اوپر گذارش ہوا ہی کہ جسوقت منطقہ نے لحاظ سے حفیظ کے حوض مین غوطہ لگایا اور حفیظ نے منطقہ کو حوض مین

دیکھا وہ بھی اُسی حوض مین کو داجب تہ کو پہونچا آنکھ کھلی اور اہل طلسم نے پردۂ غفلت چہرہ سے اُسکے دور کیا تو اپنے کو دریاے محیط کے کنارہ پر دیکھا اور منطقہ زرین کمر کا نشان نہ ملا حفیظ نے ایک نعرۂ آہ ایسا مارا کہ اُسکی آواز دردناک سے ساکنان بحر و بر کے دل ہل گئے آخر یہ بیچارہ آفت کا مارا حیران و پریشان یہ شعر پڑھتا دریا کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا اور یہ کہتا جاتا تھا شعر

کوئی نہین جو یار کی لادے خبر مجھے	اے سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے

چند قدم چلا تھا کہ ایک قافلہ کنارۂ دریا فرد کش نظر آیا لیکن سامان روانگی مین اہل قافلہ سرگرم تھے حفیظ نے اہل قافلہ سے پوچھا کہ یہ قافلہ کہان سے آیا ہی اور اب کہان جائیگا اور قافلہ باشی کا نام کیا ہی اتفاق سے وہ مرد ملک التجار کا غلام تھا اُسنے کہا اے جوان سردار قافلہ خواجہ قوام الدین رقیق القلب ہی یعنی مالک قافلہ ایسا رحم دل و خدا ترس ہی کہ اُسے اس نام سے مشہور کرتے ہین اور اہل قافلہ شمالیہ حصار شہر عاقلان کا رہنے والا ہی اور اب قصد شہر بیہ حصار اور شہر ابلہون کا رکھتا ہی حفیظ نے پوچھا کہ شاید ان ملکون مین ہر شخص عاقل و احمق ہوتا ہی اُسنے کہا اگرچہ یہ امر کلیہ نہین ہی مگر شہر شمالیہ مین اکثر انسان ذیعقل و صاحب فہم ہوتے ہین اور ملک شہر بیہ مین بوجہ مرطوب ہونے ملک کے اکثر بے وقوف ہین بعد اسکے غلام نے اپنے آقا سے حقیقت حفیظ کی بیان کی کہ ایک جوان خوش شکل و صاحب حسن و جمال وطن آوارہ اس شکل سے قافلہ مین وارد ہوا ہی کہ آثار رنج و مصیبت و شدائد اُسکے چہرہ سے آشکار و ہویدا ہین خواجہ نے اُسی وقت حفیظ کو اپنے پاس بُلا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی حفیظ نے کہا مین کیا حال بیان کرون کہ گردش گردون دون نے مجھے ایسا منقلب الحال کر دیا ہی کہ مجھے مطلق معلوم نہین کہ مین کس طرح یہان تک پہونچا اور کہان سے آیا خواجہ قوام الدین نے پوچھا کہ اب کہان جانے کا قصد ہی حفیظ نے کہا ارادہ میرا خدا پر روشن ہی خواجہ نے کہا ہمارے ساتھ شہر بیہ حصار کو چلو ہم تمھاری خدمت بوجہ احسن کرینگے حفیظ نے کہا شعر

رشتہ در گردنم افگندہ دوست	میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اے خواجہ مین ایسی سخت مصیبت مین گرفتار ہوا ہون کہ انجام اُسکا نظر نہین آتا اور مجھے دُنیا و مافیہا کی خبر نہین خواجہ نے کچھ زر نقد دیا اور اپنے ساتھ کشتی مین سوار کر لیا قضاے کار و اتفاق روزگار بعد ایک ہفتہ کے جہاز فرنگیان جو دشمن مسافران دریا کے تھے نمودار ہوا اور جنگ طرفین سے ہونے لگی اور فرنگی کشتیون پر غالب آئے اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا اُسمین سے چند کشتیان بقدرت خدا صحیح و سلامت اُنکے قبضہ سے نکل گئین لیکن حفیظ اسیرون مین رہ گیا سردار فرنگیون کو کہ جسکا نام کیسی جوان تھا اسکو حفیظ کی شکل و صورت دلپذیر پسند آئی وہ اپنے وطن بندر ترسا کو لیگیا چند روز مین اسے خیال آیا کہ یہ جوان شکیل ہی اسکو ملک

فرمانوس کے ہاتھ بیچنا چاہیے آخر حفیظ کو ملک فرنگ مین لایا اور معرفت ایک مصاحب ملک فرمانوس کے حفیظ کے
حسن وجمال کی نہایت تعریف کی بادشاہ فرنگ نے باشتیاق تمام حفیظ کو کیسی جوان سے خرید کرکے ایک
خدمت لائق دی حفیظ نے چند روز کے بعد اپنے حسن خدمت سے ایسا رتبہ بہم پہونچایا کہ مقرب خاص بادشاہ
کا ہوگیا راوی کہتا ہے کہ بادشاہ فرنگ کو تصویرات سے کمال شوق تھا چنانچہ اسی واسطے خاص شہر مین
ایک مکان خاص نہایت تحفہ بنایا تھا اور نام اُس مکان کا نگارستان فرنگ رکھا تھا بلکہ اکثر تجار سوداگرون
کو روپیہ واسطے تصویرات خرید کرنے کے دیا گیا تھا کہ جہان کوئی تصویر خوش ترکیب ملے خرید کر لاوین لیکن
شرط یہ تھی کہ تصویر خیالی نہو اور جو کوئی تصویر چھوٹی لاتا تھا تو بادشاہ اُسے بڑھا کر فریم کلان مین لگاتا تھا کہ اُسکے
تمام مکان مین تصاویر قد آدم لگی تھین اور ایسا اُس مکان کو آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ لوگ دور و دراز سے
اُسکے دیکھنے کو آتے تھے اور ہفتہ مین ایک روز جلسۂ عام بطور میلہ کے مقرر کیا تھا کہ تمام خلائق شہر مشتاق دید
ہوکر واسطے دیکھنے اُن تصویرات و مکان کی آرایش و زینت کے آتے تھے اور دوکانات ہر قسم کے سودے کی
لگاتے تھے یہ روز گویا نہایت اژدہام کا ہوتا تھا لیکن رات کو اُس مکان تصویرات مین رہنے کا حکم نہ تھا کہ جو
شب کو وہان رہے صبح کو قتل کیا جاوے اتفاقاً ایک روز حفیظ جو واسطے سیر و تماشے کے بازار مین گیا اور
دروازۂ نگارستان پر پہونچا وہان اژدہام خلائق دیکھا حفیظ کو بھی دید نگارستان کا شوق پیدا ہوا
اور تنہا نگارستان مین داخل ہوا اور ہر ایک درجہ کو خوب بغور دیکھا کیا مگر کسی تصویر کو موافق اعضاے
منطقہ زرین کمر کے نہ پایا اور جو کوئی تصویر مشابہ دیکھتا تھا روتا تھا کہ درجۂ سوم مین پہونچا کہ وہ تمام درجون سے
بلند تر تھا وہان ایک جانب دیوار پر منطقہ زرین کمر کی تصویر لگی ہوئی تھی بس اُسے دیکھ کے ایک نعرہ آہ کا
مارا اور بیہوش ہوگیا جب وقت برخاست نگارستان ہوا تمام تماشائی باہر نکل گئے مگر حفیظ درجۂ سوم مین
بیہوش رہ گیا خادمون نے نگارستان کے بدستور تین بار پکار دیا کہ اب دروازہ نگارستان کا بند ہوتا ہے
کوئی تماشائی نہ رہے سب باہر نکل جاوے حفیظ کہ بیہوش تھا اُسکے کان تک آواز نہ گئی اور دروازہ نگارستان
کا بند ہوگیا حسب اتفاق دوسرے روز صبح کو ملکہ فرنگ سلطان مرصع کمر رشک قمر پری پیکر ملک فرمانوس کی
دختر معشوقان فرنگ کی سر دفتر سیر کو نگارستان کے آئی اور اُس روز بخوبی نگارستان کا بند و بست
ہوا تھا یہانتک کہ وہ ملکۂ جہان سیر کرتی ہوئی تماشا دیکھتی درجۂ بالا پر پہونچی جہان کہ یہ غمزدہ تفتیدہ جگر مضطر حیران و
پریشان حفیظ ثریا مکان از خود رفتہ افتادہ تھا دیکھا کہ ایک جوان خورشید رو پریزاد صاحب حسن وجمال
باشوکت وجلال ایک گوشہ حجرہ مین بیہوش پڑا ہے اور سراپا سے اُسکے ضعف ناتوانی ظاہر ہے اگرچہ طبیعت
ملکہ فرنگ کی اُسپر مائل ہوئی لیکن بخوف دایہ اور کنیزون کے دم نہ مارا خواصون نے حفیظ کو دیکھکر شور و غل

سمجھا کہ یہ مرد کون شخص ہی اور کس وجہ سے یہان خلاف حکم رہ گیا کنیزون کے غل سے حفیظ بھی چونکا اور بمشکل تمام حجرہ سے باہر آیا خواصون نے گرفتار کرکے دربانون کے حوالہ کیا دربان حفیظ کو بادشاہ فرنگ کے پاس لیگئے اور کیفیت ساری بیان کی ہرچند کہ بادشاہ فرنگ حفیظ کو عزیز رکھتا تھا لیکن بوجہ عدول حکمی کے شعلہ غضب شاہ مشتعل ہوا اور کہا او غلام بد انجام تیرا یہ حوصلہ ہوا کہ تونے ہمارے حکم کی مطلق پابندی نہ کی تمام شب نگارستان مین رہا حفیظ نے جو بوجہ تصور ملکہ منطقہ زرین کمر کے از خود رفتہ تھا یہ بھی نہ سُنا کہ بادشاہ کیا کہتا ہی اور کس سے کہتا ہی بادشاہ کو اس خاموشی سے اور غصہ زیادہ ہوا اور حکم قتل کا دیا اتفاقًا اُس وقت پادری جاروس ایک معلم قوم نصارا کا دربار مین موجود تھا اُسنے کہا ای بادشاہ ہماری راے مین یہ آتا ہی کہ اُسکو بروز عید عیدگاہ مین قتل کرانا چاہیے تاکہ جملہ خلائق کو بھی رُعب شاہ زیادہ ہوتا آیندہ کوئی ایسی حرکت ناجائز نہ کرے بادشاہ کو پادری کا کلام پسند آیا یہان ملکہ فرنگ سوا سے عشق و محبت مین حفیظ کے ایسی بیقرار ہو رہی تھی کہ کسی پہلو قرار نہ آتا تھا بقول سعدی مصرعہ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ۔ اور جو کوئی ہمراز پوچھتی تھی کہ ملکہ کیسا مزاج ہی یہ کیا ماجرا ہی تو کہتی تھی شعر

کیا کہون دل مائل زلف دوتا کیونکر ہوا | یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

کہ اس عرصہ مین ملکہ نے سُنا کہ وہ بیچارہ مظلوم بیگناہ بجرم حکم عدولی شاہ قتل کیا جاتا ہی ایک خدمتگار معتمد کے ہاتھ پادری جاروس سے کہلا بھیجا کہ وہ غلام عجمی حفیظ نام کہ جو میرے باعث سے بیجرم و بیگناہ قتل کیا جاتا ہی اگر تمسے کسی تدبیر سے جان اُسکی بچ سکے تو ہزار اشرفی مروج مین تمھاری نذر کرونگی پادری نے کہلا بھیجا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تا بمقدور اُسے قتل نہونے دونگا آخر ایک روز پادری نے نشہ مین شراب کے بادشاہ کو پاکر کہا کہ یہ غلام عجمی جو بعلت شب باشی نگارستان گرفتار ہوا ہی حضور اُسکے خون ناحق سے درگذرین ورنہ کوئی آفت آسمانی اس ملک پر نازل ہوگی بلکہ شب کو مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای جاروس اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ ایسے تھوڑے سے قصور پر بڑا گناہ کرنا یعنی ایک بندہ خدا کو بے گناہ قتل کرنا اچھا نہین ہی لہذا خون ناحق سے باز آ کہ تو غضب الٰہی سے نہین ڈرتا خصوصًا جو غیر ولایت کا باشندہ ناواقف ہو وہ مہمانی کے مستوجب ہی کہ لائق قتل ہی اور مہمان ہدیہ خدا کہلاتا ہی بادشاہ جو اُس وقت نشہ مین مخمور تھا فہمایش پادری کام کر گئی فورًا رہا کیا اور کہا کہ ہمارے ملک سے نکلوا دو پادری نے اُسی وقت حفیظ کو محبس سے بلا کر کچھ زر نقد دیکر رخصت کیا اور کہا خبردار بار دگر اس شہر مین نہ آنا حفیظ ایک عالم محویت مین وہان سے روانہ ہوا یہان ملکہ فرنگ نے حکم دیا تھا کہ جس وقت وہ قیدی رہا ہو فورًا ہمارے پاس لاؤ حسب الحکم حفیظ کو ملازمان ملکہ فرنگ ملکہ کے پاس لیگئے ملکہ نے حفیظ کو نہایت حفاظت سے

باغ مین ایک جاے محفوظ مین مخفی رکھا اور نگہبانان باغ کو تاکید کی کہ تم ہر وقت اسکے نگران حال رہنا خبردار
باغ سے یہ باہر نہ جانے پائے اب جو بادشاہ نشہ سے ہوش مین آیا پادری سے پوچھا کہ تمنے اُس غلام کے
حق مین کیا کیا پادری نے کہا اے شہریار فدوی نے اُسی وقت حفیظ کو حسب الحکم حضور حضور کی سرحد سے باہر
نکلوا دیا بادشاہ نے فرمایا ہمنے فقط بوجہ عدول حکمی کے حکم قتل دیا تھا ورنہ وہ آدمی لائق سزا نہ تھا تم جلد
تلاش کرو کہ ہم اُسسے پھر وہی خدمت مرحمت کرینگے پادری نے کہا اب اُسکا ملنا دشوار ہے خدا جانے کہ وہ کہان
چلا گیا ملک فرنگ چھپا ہو رہا ایک روز ملکہ فرنگ سلطان اُسی باغ مین آئی جہان حفیظ نظر بند تھا اور
اپنا اظہار عشق حفیظ کی نسبت دایہ سے ظاہر کیا دایہ نے حفیظ سے کہا اے جوان تجھی طالع بلند تیرا فلک اقبال پہ
چمکا نصیبا جاگا ملکہ فرنگ تجھ ایسے ضعیف و ناتوان پر عاشق ہوئی اور ملکہ وہ نازنین شہرۂ آفاق ہے کہ جسکے
حسن و جمال کی تمام ممالک فرنگ مثال دیتے ہین حفیظ نے یہ بھی نہ سُنا کہ دایہ بکتی کیا ہے جسطرح کہ سکوت مین
بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا مطلق جنبش نہ کی دایہ نے کہا اے ملکہ مین نے سب طرح تیرا اظہار محبت اُس جوان سے
کیا لیکن وہ خبر بھی نہوا نہ کچھ جواب دیا تم اُسے اپنے پاس بُلا کر بہ تشفی و دلاسا اُسکا حال پوچھو کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ
وہ مثل مجنون کے کیون ہو رہا ہے اپنے ہوش مین نہین ہے ملکہ نے حفیظ کو اپنی صحبت مین بُلایا اور پوچھا کہ تو
کس ملک کا باشندہ ہے اور یہان کیونکر آیا حفیظ نے ملکہ کی بات کا بھی جواب نہ دیا ملکہ نے فرمایا اے دایہ مجھے
یہ مرد آسیب زدہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان اسکی بند ہے دایہ نے کہا بلا لون آسیب زدہ نہین ہے یہ کسی پر عاشق ہے کہ
اُسی کے تصور مین رات و دن غرق رہتا ہے رنگ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد حواس گم صم بکم یہ ساری
علامتین حضرت عشق کی ہین جاری بقول اس شعر کے شعر

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	دل بدست دگرے دادن و حیران بودن

ملکہ نے فرمایا یہ میری خرابی کا باعث سب سے زیادہ ہے یعنی مین اسکی عاشق یہ دوسرے پر مائل یہ بھی خدا کا دیا
سر پر لیا اول مجھے اسکی معشوقہ کو تلاش کرنا پڑا بعد ازان اپنا اظہار مطلب ہو تو شاید کوئی صورت مطلب براری
کی ہو لیکن یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کس پر عاشق ہے دایہ نے کہا یہ امر سہل ہے تم ایک بار پھر سیر نگارستان کو چلو اُس
عقدے کو پھر مین حل کر دونگی ملکہ فرنگ سلطان دوسرے روز پھر سیر نگارستان کو مع دایہ کے گئی دایہ
نے خواصون سے پوچھا کہ یہ جوان کہان غش مین بیہوش پڑا تھا خواصون نے وہ حجرہ بتا دیا کہ جہان ایک
تختہ پر چھ تصویرین لگی تھین دایہ نے ایک مصورہ کہ وہ نہایت شوخ مزاج و تیز فہم ہوشیار فن تصویر کشی مین
کامل ہمراہ ملکہ فرنگ کے حاضر تھی اُسکو حکم دیا کہ چربہ ہر ایک تصویر کا جدا جدا تیار کرو مگر مثل اصل تصویر کے
سر مو فرق نہو بمجرد اس حکم کے مصورہ نے ایک روز مین وہ چھون تصویرین تیار کر دین دایہ نے یہ کام کیا کہ

اپنی رائے سے علیحدہ ملکہ مین جدا جدا موقع ومحل دیکھکے برمحل وہ چھوٹی تصویرین لگا دین اور حفیظ کو وہان لیگئی جب ملکہ منظم روشن بیان کی تصویر حفیظ نے دیکھی فورًا ایک نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا ہزار ہزار بار اس تصویر کی بلائین لین اور تصدق ہوا دایہ اور ملکہ فرنگ اس حرکت سے سمجھ گئین کہ بلا شک یہ شخص اسی صاحب تصویر پر عاشق ہی آخر ایک روز وقت شب ملکہ فرنگ سلطان نے صحبت شراب وکباب گرم کی اور عالم سرور مین حفیظ سے کہا ای جوان عجمی آیا یہ بھی تو کچھ جانتا ہی کہ مین تجھے چاہتی ہون اور تو اس صاحب تصویر پر عاشق ہی مگر مین نے عہد کیا ہی کہ جب تک تیری معشوقہ کو مین پیدا نہ کرلونگی اپنے مطلب دلی سے تمکو آگاہ نہ کرونگی بلکہ باز رہونگی اب تو رنج وغم نہ کھا خاطر جمع رکھ اور عیش وعشرت مین بسر کر مین انشاء اللہ بہت جلد اسکا سامان کرتی ہون ملکہ نے ایسے کلمات دلجوئی و دلاسے کے کہے کہ حفیظ کے ہوش وحواس جمع ہوئے اور ملکہ کی ہمت ووفا پر آفرین کی اتفاقًا تھوڑے روز مین ملک فرنگ یعنی سلطان قرناقوس نے قضا کی ارکین سلطنت نے ملکہ فرنگ سلطان کے سر پر تاج شاہی رکھا اور تخت نشین کیا ملکہ باوجود بند وبست ملکی کے ہمہ تن معشوقہ حفیظ کے تجسس مین سرگردان رہتی تھی غرضکہ ایک روز ملکہ نے کرناروس منجم کو تخلیہ مین بلاکر مافی الضمیر اپنے سے سوال کیا منجم نے بعد زائچہ کرنے کے عرض کی کہ ای ملکۂ آفاق حضور غربیہ حصار کو نہضت فرماوین وہان چند عاشق ومعشوق ہر طرف سے سرگردان وپریشان حال جمع ہوئے ہین یقین ہی کہ اس ذیل مین اُس جوان کی بھی معشوقہ کا پتہ ملجائیگا ملکہ فرنگ سلطان نے وزیر اعظم کو بلاکر ملک فرنگ کا نائب کیا اور خود چالیس ہزار فرنگی جرار کی جمعیت سے مع عیاران چابکدست وہوشیار تیز رفتار اور حفیظ ثریا مکان کے روانہ ہوئی یعنی ملک غربیہ حصار کو گئی

اب راوی داستان ملکہ فرنگ سلطان کو جستجو ے معشوقہ حفیظ ثریا مکان کی موقوف رکھکر بار دگر حال سرگردانی شاہزادہ معز الدین بلند قدر کا بیان کرتا ہی

کہ جب شاہزادہ معز الدین نے طلسم سنبلہ کو فتح کیا جو کہ برج دوم مثلثہ خاکی کا تھا اور اُن دیوانون نے قید سے مزرع گندم کے نجات پائی اور قلعہ داغ مین پہونچے بعد اسکے شاہزادہ نے اقبال شاہ سے ملاقات کی اقبال شاہ نے کہا ای شہریار کامگار پھر تم لوح زبرجد کو مطالعہ کرو دیکھو کہ اب کیا ہدایت ہوتی ہی شاہزادہ نے لوح کو دیکھا یہ مشورہ پایا کہ ای شکنندۂ طلسم سنبلہ وہ ریشہاے درخت گندم جسقدر تین تین گز قطع کیے ہین اپنے ہمراہ لو اور نہایت حفاظت سے رکھو کہ وقت ضرورت کے کام آوینگے اور لوح زبرجد کو بھی پاس رہنے دو کہ یہ لوح بھی بطریق لوح الماس کے عوض لوح جدید کے جاننا شاہزادہ نے یہ عبارت لوح

اقبال شاہ سے بیان کی اقبال شاہ نے کہا ای شہریار جب تک ہم شہر ظہورستان مین پہونچینگے سرکردگی امورات ظاہری مجھسے مطلق نہوسکے گی اورامورات باطن طلسم کو تم خود انتظام کرو اور جو مین کہون اُسکو عمل مین لاؤ شاہزادہ نے کہا بیان کرو اُسکو کہ وہ کیا ہی اقبال شاہ نے کہا کہ جب ہم ملک جنوبیہ اور شہر سوداکیون کے قریب پہونچین تم بطریق رسالت شاہ کے پاس جاکر نامہ میرا اُسے دو اور زبانی بھی کہنا کہ تجھے شاہ کی خدمت مین حاضر ہونا ضرور چاہیے کسواسطے کہ اب کوئی جاے عذر باقی نہین ہی اور جو وہ کوئی صورت عذر پیش کریگا تو ہم بھی بُری طرح پیش آئینگے اور تجھکو بجبر ملک ظہورستان کو لے چلینگے راسب شاہ جواب دیگا کہ اول اُن دیوانون کا بندوبست کرو جنھون نے تمام بندگان خدا کو عاجز کر رکھا ہی اور خلائق کو انواع انواع طرح کی تکلیف و ایذا دیتے ہین اور بعد ختم ہونے اس کام کے جو ارشاد ہوگا عمل مین لاؤنگا اور بسر و چشم قبول کرونگا تم لوح زبرجد کو دیکھنا جیسا وہ ہدایت کرے عمل مین لانا اور مین بھی بعد آپ کے یہان سے روانہ ہونے کے جاتا ہون شاہزادہ نے کہا ای برادر جو کہ تمنے حکم دیا مین نے اُسکی تعمیل کی مگر ہمکو میرے حال سے کچھ مطلق خبر نہین ہی کہ شب و روز ہم کس حال پُر ملال و خیال مین مبتلا رہتے ہین اقبال شاہ نے کہا مین فقط تمھارے ہی حصول مطلب کی تدبیر مین جاتا ہون شاہزادہ نے کہا شعر

کردہ ام پاے طلب در دامن صبر استوار
تا چہ پیش آید مرا در عشق یار از روزگار

القصہ اقبال شاہ نے شاہزادہ کو بجمعیت ہزار سوار خود ایلچی بعہدۂ رسالت جنوبیہ حصار کو روانہ کیا اور خود بھی بعد تین دن کے روانہ ہوا شاہزادہ معز الدین چند روز مین قریب شہر سوداکیون کے پہونچے اور باہر شہر کے خیمہ زن ہوئے جب ایلچی کے ورود کی خبر راسب شاہ کو پہونچی محترق الملک وزیر کو واسطے استقبال ایلچی کے بھیجا اور بعد تحفہ و ہدایہ بھیجنے کے شاہزادہ سے ملاقات کی شاہزادہ نے نامہ اقبال شاہ کا دیا اُس نامہ کا یہ مضمون تھا کہ ای راسب شاہ اول تم چارون رئیس باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر ہو راسب شاہ نے محترق الملک سے اس بارے مین صلاح کی محترق الملک کو حشم و خدم سے اقبال شاہ کے بخوبی آگاہی تھی اور یہ خبر بھی عام ہوگئی تھی کہ شہر آتشی فتح ہوگیا اور طافی شاہ دائرۂ اسلام مین داخل ہوا اور اطاعت بجان و دل قبول و منظور کی اُسنے عرض کی ای بادشاہ تم ایلچی کو یہ جواب دو کہ آج کل ہم ایسی بلا مین مبتلا ہین کہ جسکا علاج احاطۂ قدرت سے باہر ہی اور اُس سے ہمین کسی طرح نجات معلوم نہین ہوتی اگر آپ ہمکو اس آفت ناگہانی سے بچالین تو ہم جو ارشاد ہوگا بدل و جان قبول کرینگے راسب شاہ نے یہی عذر شاہزادہ سے کیا یعنی ایک فرقہ بہیمہ ہماری سرحد مین نازل ہی کہ الجوع الجوع کہتا ہی اور تمام عالم کو تکلیف دے رہا ہی ہر چند کہ جمعیت اُنکی

بہت کم ہی لیکن ہم باوجود اس کثرت سپاہ کے اُن سے عہدہ برا نہین ہوسکتے کہ اُن پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا اب وہ قلعۂ داغ مین مقیم ہین ہزار من غلہ اور ہزار راس بکریان اور بھیڑ اُنکے واسطے مقرر کردی ہین جب یہ صورت اُن کی ہوئی ہی اور طرفہ تماشا اور عجب طرح کی مشکل سخت یہ ہی کہ ملکہ سوداوہ کو بھی گرفتار کرلیا ہی ہم کسی صورت سے ملکہ سوداوہ کو اُن سودائیون سے چھڑا نہین سکتے پھر راسب شاہ نے وہ رقعہ شاہزادہ کو دکھایا جسمین کہ حال زہر دینے کو ملکہ سوداوہ نے لکھا تھا شاہزادہ نے کہا کل ہم جواب دینگے راسب شاہ نے لازمہ سامان دعوت و مہمانداری کا شاہزادہ کو بھیجا اور ایک باغ واسطے قیام کے دیا شاہزادہ نے لوح زبرجد شب کو دیکھی اُسنے یہ ہدایت کی کہ ای سیر کنندۂ عجائب روزگار و محرم راز سپہر جلی و خفی دو واقف اسرار جب راسب شاہ تجھسے شکایت دیوانون کی کرے تم وہ خوشہ ہاے گندم جو کہ تمہارے پاس جمع ہین اُس مین سے تھوڑے گندم اس گیہون کے آٹے مین ملاکر روٹی خمیری پکواکر اور اُنھین سودائیون کو کھلاؤ فوراً وہ دیوانگی زائل ہو جائیگی شاہزادہ نے صبح کو راسب شاہ کے پاس جاکر پوچھا کہ تمہارے یہان سے راتب دیوانون کا کون لیجاتا ہی اور کسوقت بھیجتے ہو راسب شاہ نے کہا اگر غلہ چاشت کے وقت وہان نہ پہونچے تو تمام شہر وہ غارت کردین لہذا باین خوف وہ راتب فلان ملازم وزیر قبل آپکے تشریف لانے کے لیگیا ہی شاہزادہ نے فرمایا خیر کل بغیر اجازت ہماری راتب ہرگز بھیجا نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہی کہ کل راتب ہماری سرکار سے لیکر بھیجا جائے وزیر و بادشاہ دونون حیران ہوئے کہ دیکھئے الٰہی کیا تدبیر کرتا ہی غرض شاہزادہ نے چند نان پز بلاکر روٹی خمیری اور گوشت کی یخنی تیار کرواکر خوانون مین چنواکر دیگچہ ہاے یخنی ہمراہ لیے خود قلعۂ داغ مین تشریف لیگیا اور محقق الملک وزیر کو بھی ساتھ لیا

اب راوی کو فی الجملہ حال ملکہ سوداوہ سیہ نقاب بنت راسب شاہ کا بھی ضرور بیان کرنا بلکہ واجب و لازم ہی

رقعہ کا حال معلوم ہوا کہ ملکہ سوداوہ اول زہر دینے کو موجود و مستعد تھی لیکن جب سوداوہ کو چار روز مسعود کی صحبت مین گذرے اور اُسنے بنظر خریداری مسعود کو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور اپنے ارادے سے نہایت پشیمان ہوئی بلکہ اکثر راسب شاہ نے لکھا کہ کار معلوم مین کیون تاخیر کی ملکہ نے یہی جواب دیا کہ پکانے کھانے سے فرصت نہین ملتی انشاء اللہ بوقت فرصت اس کام کا سرانجام ہوگا آپ میری عصمت سے خاطر جمع فرمائین جب شاہزادہ معز الدین قلعہ داغ کے قریب پہونچے سایۂ درخت مین وہ خوان کھانے کے رکھوا دیے بعد اسکے حصہ ہر دیوانے کا ایک ظرف مین نکلواکر دسترخوان پر رکھا

اور ایک ایک دست بقچہ لباس بھی برابر دسترخوان کے رکھدیا جب دیوانے وقت معمول پر کھانے کو آئے
اور دماغ مین یخنی اور روٹی کی بو گئی جو کہ مدت سے جو وغیرہ اور گوشت خام کھا رہے تھے کہ یکایک یہ بوے خوش
کھانے کی اُن دیوانون کے دماغ مین پہونچی چنانچہ بمجرد اس خوشبو کے پہونچنے کے ہر دیوانہ آپ سے گذر گیا
اور ناچنے لگا اور نہایت خوشی خوشی گرد دسترخوان کے بیٹھ گئے اُنکے بعد مسعود نام جو کہ سردار تھا وہ بھی چند
دیوانون کے ساتھ قلعہ سے باہر آیا اور اُسنے بھی یخنی کے ساتھ روٹی کھانا شروع کی ملکہ سوداوہ ایک برج
سے اُنکے کھانے کا تماشا دیکھ رہی تھی کہ دیوانے عجیب وغریب خوش فعلیان کرتے جاتے تھے اور کھانا کھاتے
جاتے تھے آخر اُنھون نے ایک ایک روٹی سے زیادہ نہ کھائی تھی کہ یکایک سب بیہوش ہوگئے بعد ایک
ساعت کے جو مسعود ہوش مین آیا اور اُسنے اپنی عریانی دیکھی وہ لباس بے تکلف پہن لیا اسی طرح
ہر ایک شخص نے اپنے اپنے لباس پہنے اور ہوش مین آئے پھر سب نے شاہزادہ کو سلام کیا جب
مسعود کے بخوبی ہوش درست ہوئے شاہزادہ نے پوچھا ای مسعود یہ تیرا کیا حال ہی اور یہان کسطرح آیا
مسعود نے عرض کی ای شہریار بس اسقدر ہوش مجھے ہی کہ مین ایک مزرعہ گندم پر پہونچا اور چند دانہ گندم
کے مین نے کھائے پھر کچھ معلوم نہین کہ کیا ہوا شاہزادہ نے بھی حال گذشتہ مسعود سے بیان کیا پھر
مسعود کو ہمراہ لیکر راسب شاہ کے پاس آیا اس عرصہ مین اقبال شاہ بھی پہونچا شاہزادہ نے
اقبال شاہ سے ملاقات کی اور دیوانون کی تندرستی کا حال بیان کیا راسب شاہ نے سُنا کہ دیوانے اچھے ہوگئے
ملکہ سوداوہ کو قلعہ سے محلسرا مین بلوالیا اور دوسرے روز خود شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہو کر شکریہ
احسان بجالایا پھر اقبال شاہ نے راسب شاہ کی دعوت کی راسب شاہ نے مسعود وغیرہ کے
دیوانے ہونے کا حال پوچھا اقبال شاہ نے مزرعۂ گندم کی حقیقت اور کیفیت فتح ہونے طلسم کی شاہزادہ
کے ہاتھ سے مفصل بیان کی راسب شاہ نے پوچھا شاہزادہ معز الدین کون صاحب با شوکت و اقبال ہین
اقبال شاہ نے کہا میرے آقاے نامدار ہین مگر از راہ مہربانی مجھے بھائی کہتے ہین شاہزادہ نے کہا
ای راسب شاہ یہ جو اقبال شاہ بیان فرماتے ہین گویا مین کہتا ہون یعنی یہ میرے مربی و سرپرست
ہین اور مین انکو پشت پناہ اپنا جانتا ہون بعد اس گفتگو کے اقبال شاہ نے کہا اب کہو تمکو کیا منظور ہی
یعنی تمکو فرمانبرداری مین سلطان روح الملک کے کیا عذر ہی راسب شاہ نے کہا ای شہریار
طافی شاہ نے کیفیت اسکی ضرور بیان کی ہوگی کہ ہر سہ سردار چار مثلثہ کے بجاے خود ایک طلسم کا حکم رکھتے ہین
اور ہر ایک طلسم مین ایک حاکم ہی اور ہر حاکم کا حکم ہم چارون سرحدارون پر یکسان جاری ہی اسی صورت مین
جسطرح طافی شاہ نے بعد حصول اجازت ارباب مثلثہ کے تمھاری اطاعت قبول کی مین بھی وہی اپنے

ارباب مثلثہ کی اجازت چاہتا ہون اقبال شاہ نے وہ مہری فرمان موکل برج سنبلہ کا راسب شاہ
کو دکھایا راسب شاہ نے قبول و تصدیق کیا اور کہا کہ مہر حاکم مختوم طلسم مثلثہ خاکی کی نہین ہوئی
وہ بھی ہو جائے تو مین حاضر ہون پھر مجھے کسی نوع کا عذر نہوگا اقبال شاہ نے پوچھا کہ تمہارے حاکم سوم
کا مقام کہان ہی ہمکو نشان دو کہ ہم وہ بھی بفضلہ طی کرین راسب شاہ نے کہا کہ مین نہین واقف ہون اور نہ
کبھی وہان گیا اقبال شاہ نے کہا کہ نہ تم اپنے حاکمون سے واقف اور نہ انکی کبھی صورت دیکھی پھر معاملات
سلطنت کس طرح طی ہوتے ہین راسب شاہ نے کہا اے شہریار یہ سلطنت جس طرح سے کہ واضع نے وضع
کردی تھی اسی طرح سے برابر چلی آتی ہی کوئی امر جدید نہین ہوا کہ جو ہمکو رجوع بحاکم کرنا ہو یا اجازت کی حاجت
پڑے اور ہمین سے اگر کسی نے کوئی امر خلاف حکم کیا پس وہ قتل کیا گیا یا معزول ہوا دوسرے ہمارے بزرگون کو
ایک کتاب جاودان شاہ سے مرحمت ہوئی ہی کہ وہ ہمارے خاندان مین پشتہا پشت سے چلی آتی ہی جو کوئی
کام اہم پیش آتا ہی تو اُس کتاب کو دیکھ لیا اور موافق حکم و ہدایت اُسکے کام کیا چنانچہ جب آپ وارد طلسم ہوئے
ہمنے کتاب کو دیکھا تھا معلوم ہوا کہ بدون اجازت ارباب مثلثہ کے اقبال شاہ کے ساتھ ظہورستان کو
نہ جانا اور وہ کتاب اقبال شاہ کے سامنے رکھدی اور کہا کہ یہ وہی کتاب ہدایت ہی حضور ملاحظہ فرمائین
اقبال شاہ نے فرمایا تم اول حال جاودان شاہ سے ہمکو مطلع کرو کہ وہ کیا شی ہی ہرچند کہ ہمنے طافی شاہ
سے بھی سُنا تھا لیکن ہماری سمجھ مین نہین آیا عجب حیرت کی بات ہی کہ تم اپنے حاکمون کے مقام تک سے واقف
نہین اور نہ نام جانتے ہو فقط ایک داستان بے اصل بیان کردیتے ہو یہ نہین معلوم کہ کیا بات ہی راسب شاہ
نے کہا اے شہریار یہ لوگ اس اسرار سے آگاہ نہین ہین اور بعد اسکے راسب شاہ نے کہا اے شہریار
اس شہر سے چار فرسخ ایک صحراے لق و دق ہی جسکو دشت سواد کہتے ہین وہان سے ہر سال گاہے گاہے
ایک بزکوہی اس ہیئت سے خوفناک آواز دیتی ہی کہ خلائق شہر کا زہرہ آب ہو جاتا ہی اس دلیل سے معلوم ہوتا
ہی کہ شاید حاکم سوم کا وہی مقام ہوگا اقبال شاہ نے کہا خیر توکلت علی اللہ ہم اب آپ جاتے ہین اور جسطرح
سے ہوتا ہی ہم یہ عقدہ بھی حل کیے لاتے ہین یہ کہکے اقبال شاہ اُس صحرا کی طرف روانہ ہوئے راسب شاہ
نے شاہزادہ معز الدین سے کہا اے شہریار اقبال شاہ وہان تشریف فرما ہوئے اب تم بھی لوح زبرجد کو
ملاحظہ کرو جیسا کہ لوح سے ہدایت ہو عمل مین لاؤ شاہزادہ نے جو لوح دیکھی لکھا دیکھا کہ اے جوان مہر سوم
برج جدی سے متعلق ہی اور اُسکی خبر دہندہ لوح جدید ہی اور لوح جدید بدون جائے دشت سواد کے
دستیاب نہوگی اور وہان ایک بزکوہی اس شکل کی ایسی نظر آئیگی جسکی ایک شاخ زمین مین ہی اور ایک شاخ
آسمان پر تو تم اُس بزکوہی کو یہ لوح زبرجد دکھانا اور کہنا یا راس الجدی مجھے لوح جدید چاہیے اور یہ لوح زبرجدی

برای نشان لایا ہون وہ اسقدر شور و غل کریگی کہ طرفۃ العین مین تمام جز ہاے صحرائی وہان جمع ہو جاینگی اور
اُن مین ایک جز سیاہ گول سر راس الجدی کی اس سرعت سے چرخ ماریگی جسطرح چاک کمہار کا پھرتا ہی
راس الجدی اشارہ اُس سے کریگی وہ جز وہان سے روان ہو جائیگی تم بھی پیچھے اُسکے چلے جانا وہ ایک درخت
عظیم الشان کے قریب جاکر تھوڑی دیر مین سب پتے اُس درخت کے چر جائیگی بعد اُسکے ایک ٹکر اس زور سے
درخت پر ماریگی کہ درخت زمین پر گر پڑیگا اور اُسی وقت دوسرا درخت وہان پیدا ہو جائیگا اور اُس درخت
مین سات لوح بجاے پتے کے آویزان ہونگی تو تم لوح زبرجد کو ہاتھ پر رکھکر اس اسم کو کہ دعوت زحل ہی
اُنیس مرتبہ پڑھنا لوح تمھارے ہاتھ سے درخت مین جاکر لٹک جائیگی اور لوح جدید تمھارے ہاتھ مین آجائیگی
پھر جو معاملہ درپیش ہوگا اُس مین دیکھنا والسلام القصہ شاہزادہ نے لوح جدید اسی صورت سے حاصل کی
پس فوراً وہ صحرا بدل گیا اور مثل صحراے اول کے ہوگیا اور ہر چہار طرف سے بوے مشک ایسی آئی کہ دماغ
معطر ہوگیا پھر شاہزادہ نے جو غور سے دیکھا تو اپنے تئین ایک دائرہ ہفت رنگ پر پایا کہ خط پہلا کا سیاہ دوسرا
صندلی تیسرا سرخ چوتھا زرد پانچوان سپید چھٹا کبود ساتوان سبز تھا شاہزادہ نے لوح جدید کو دیکھا
اُس مین لکھا تھا ای طالب اسرار الٰہی و سیار عجائبات نامتناہی یہ دائرہ دعوت کواکب زحل ہی جسکو سبعہ سیارہ
کہتے ہین اگر تجھے مہر سوم ارباب مثلثہ خاکی فرمان پر اپنے مطلوب ہو تو سات روز دائرہ سیاہ مین تسخیر موکل
برج جدی کے مشغول ہو لیکن سواے برگ درخت سیاہ جو کنارہ صحرا کے ہی اور کچھ نہ کھانا اور اُس اسم بزرگ کو
بآئین تعداد پڑھنا روز ہفتم ایک مرد فیل سوار بلباس سیاہ بشکل مہیب نظر آئیگا وہ فرمان اُسے دینا وہ مہر کردیگا
لیکن ہنگام اوراد عجیب و غریب اشکال خوفناک پیدا ہونگی تم خوف نہ کرنا اور نہ قدم دائرہ کے باہر رکھنا و گرنہ
سرگردان ہوگے آخر شاہزادہ نے حسب ہدایت لوح اوراد عمل زحل کیا اور اشکال خوفناک نے کوئی درجہ
ڈرانے کا باقی نہ رکھا آخر روز یعنی ساتوین روز دیکھا ایک عورت جمیلہ چار برس کا لڑکا بغل مین دبائے اور پیچھے
اُسکے ایک مرد سیاہ رنگ مسلح خنجر آہنین بھاگا چلا آتا ہی جب وہ عورت و مرد قریب دائرہ پہونچے ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھ گئے بعد ایک ساعت کے اُس مرد نے خنجر پتھر پر تیز کرنا شروع کیا اور وہ عورت بہ آواز دردناک
و باچشم پرآب اُس مرد سے بولی ای مرد ناانصاف تو نے میرے مان باپ و شوہر کو تو قتل کیا اور اب اس
بچہ بے گناہ سے باز آ مین بہرصورت تیری تابع فرمان ہون اُس مرد نے کہا کہ جب تک مین تیرے تمام
خرد و کلان کو قتل نہ کرونگا مجھے قرار نہوگا اسیواسطے خنجر تیز کر رہا ہون کہ بچہ کو ذبح سے تکلیف نہو پھر اُس عورت نے
بہ نگاہ حسرت شاہزادہ کو دیکھا اور کہا ای جوانمرد تم میرا حال سنو کہ مین کیسی آفت مین گرفتار ہون اس
ظالم ناخداشناس کو سمجھا دو کہ شاید تمھارے کہنے سے اس ظلم صریح سے باز آوے مین رئیس مراد کی بیٹی ہون

اور مین مراد ایک قصبہ کا باشندہ ہی اتفاقات سے یہ مرد میری صورت دیکھکے عاشق ہوا اور مجھے پیام بھیجا
کہ اگر تو مجھسے عقد کرے تو مین تیرا تمام عمر تابع فرمان رہونگا چونکہ شوہر میرا زندہ تھا مین نے جواب صاف دیا
پس ایک روز آدھی رات کو یہ میرے مکان مین آکر پوشیدہ ہو گیا میرے بھائی نے اسکو دیکھکر آواز دی تو کون ہی
اسنے اُسے قتل کیا اتنے مین میرے باپ کی آنکھ کھلی اسنے اسے بھی مارا غرض اس مردود نے مان باپ
بھائی شوہر سب کو بیگناہ قتل کیا اور مجھسے کہا اب تو تجھے کوئی عذر باقی نہین ہی جب کہ میرا کوئی وارث باقی
نہ رہا تب مین ناچار اس بچہ کو لیکر سر و پا برہنہ بھاگی یہ بھی میرے پیچھے ہو لیا کہ یہان تک نوبت پہونچی اب مین
اس ظالم سے کہتی ہون کہ مین تجھسے نکاح کرونگی اس بچہ کو تو چھوڑدے یہ میری منت و زاری پر بھی نہین مانتا اور یہی
کہتا ہی کہ جب تک اس بچہ کو بھی قتل نہ کرلونگا ہرگز دست بردار نہونگا ابھی وہ مظلومہ شاہزادہ سے کل حال بیان
نہ کر چکی تھی کہ اُس مرد نے بچہ کو زبردستی بغل سے عورت کے چھین لینے کا قصد کیا اور وہ عورت اُٹھکر ایسی بدحواس
بھاگی کہ قریب دائرہ کے آکر گر پڑی اور بآواز دردناک رونے لگی شاہزادہ نے اُس مرد زنگی کو سمجھایا کہ اے
ظالم ناانصاف تجھے قتل کرنے سے اس بچہ بیگناہ کے کیا فائدہ بہتر یہ ہی کہ تو اسکے خون سے درگذر زنگی بولا تو ہمارا
حاکم ہی جو انصاف کرتا ہی شاہزادہ کو اس کلام سخت سے ایسا غیظ و غضب طاری ہوا کہ بے تکلف دائرہ کے
باہر نکل آیا پس بمجرد نکلنے کے دائرہ سے ایک آندھی ایسی آئی اور طوفان سیاہ اُٹھا کہ تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا
جب تاریکی دفع ہوئی نہ وہ قصبہ تھا اور نہ وہ دائرہ نہ عورت نہ مرد شاہزادہ حیران و پریشان خود کردہ پشیمان
ایک جنگل ویران مین اپنے کو کھڑا دیکھتا تھا اُسوقت لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے مرد ناتجربہ کار تجھسے یہ عجب غلطی
فاش ہوئی کہ تو فریب مین شیاطین طلسم کے آگیا اور کام اپنا آپ خراب کیا اب عوض مین اس خطا کے تیری یہ
سزا ہی کہ تو ایک سال حیران و سرگردان رہے جو کچھ کہ ہوا سو ہوا خبردار خبردار اب بے دیکھے لوح کے کوئی
کام نہ کرنا ورنہ اور کسی بلا مین گرفتار ہو جائیگا شاہزادہ دل دادہ تین روز تک اطراف و جوانب مین پریشان
خراب و خستہ سرگردان رہا اور ہر ہر قدم اپنے پر نفرین کرتا رہا لیکن کوئی بستی نظر نہ آئی اور جو کوئی گانون ملا بھی
تو باشندے وہان کے ایسے حیوان خصلت تھے کہ اُن سے صحرا بہتر تھا آخرالامر شاہزادہ چھ مہینے کامل اسیطرح
آوارہ و سرگردان حیران و پریشان پھرا کیا ایک روز ایک شہر دور سے نظر آیا جب شہر مین داخل ہوا
دیکھا کہ ہر فرد بشر کے پاس ایک ایک بکری ضرور ہی کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے پاس بکری نہو شاہزادہ سیر کرتا ہوا
چاندنی چوک مین پہونچا وہان بھی ہر دکاندار کے پاس بکری دیکھی شاہزادہ حیرت زدہ کہتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی
کہ کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکے پاس بکری نہو کوئی انسان ازکہتا ہے بکری نہین ہی غرض ایک مرد سے پوچھا
کہ نام اس شہر کا کیا ہی اور حاکم وقت یہان کا کون ہی اُسنے کہا کہ اس شہر کو شہر بازیگران کہتے ہین اور بادشاہ

یہان کا چند روز ہوئے کہ مرگیا اب اُسکی بیٹی لاعبہ بازی گوش ہی اور وہی حکمرانی کرتی ہی شاہزادہ نے
کہا اس شہر مین بکری کو بہت عزیز رکھتے ہین اور انسان کی کوئی قدر نہین کرتا یعنی جب سے مین یہان آیا ہون
کسی نے نہ پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے کہا جب تک کہ تو کسی بکری والے کی نوکری نہ کریگا اُس وقت تک کھانا پانی
میسر نہ آئیگا شاہزادہ نے پوچھا کہ نوکری کو کہان جاؤن مجھے بجز بکری والون کے کوئی شریف معلوم نہین ہوتا
اُس نے کہا عصر کے وقت معرکہ مین جاؤ وہان کوئی شکل نوکری کی نکل آئیگی شاہزادہ بولا معرکہ کیا چیز ہی اُسنے کہا
مصرع آنچہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ٭ یعنی عیان کو کیا مین بیان کرون خود تم جاکر یہ ہنگامہ دیکھ لوگے
ہم کیا بتائین شاہزادہ تین پہر کامل تشنہ و گرسنہ شہر مین سرگردان رہا جب عصر کا وقت آیا خلائق شہر چار طرف
سے اپنی اپنی بکریان لیکر بازار کی طرف روانہ ہوئے شاہزادہ سب کے ساتھ چلا دیکھا کہ خلائق ہر طرف سے
آتی ہی اور ایک میدان وسیع مین جمع ہوتی جاتی ہی الا کوئی شخص بے بکری کے نہ تھا شاہزادہ نے اُس
میدان مین ایک مکان کھپرون سفال سبز کا بنا ہوا دیکھا اور اُسمین ایک شاہ نشین بطور جہان نما کے ایسی
بنی تھی کہ جس سے کل بازار کا تماشا بخوبی دکھائی دے اور اُس شاہ نشین مین چھت پردے اور شیشہ آلات
سجا ہوا تھا نوکر چاکر اپنی اپنی خدمت پر موجود تھے اس اثنا مین ایک ڈھول نواز اُس معرکہ مین آیا اور اُسنے
ڈہل کو خوب بجایا کہ تمام خلائق اُس شاہ نشین کی طرف متوجہ ہوئی شاہزادہ بھی دیکھنے لگا پھر دیکھا
کہ ایک نازنین ماہ جبین تاج مرصع نگار سر پر رکھے ہوئے بالاے قصر تشریف لائی بقول میر حسن شعر

برس پندرہ ایک کا سن و سال | نہایت حسین اور صاحب جمال

بقول امانت

غور سے مین نے جو وہ نور کی صورت دیکھی | جلوۂ حسن مین اللہ کی قدرت دیکھی | ٹکٹکی بندھ گئی میری ہوئی حالت جو تباہ
مسکرانے لگا منہ پھیر کے وہ غیرت ماہ | کی لگاوٹ سے پھر اُسنے مری جانب جو نگاہ | کر گئی ذبح مجھے تیغ نظر خاطر خواہ

حسن کی چار طرف جلوہ گری کو دیکھا | تخت پر صحن مین اس رشک پری کو دیکھا

جامی فرماتے ہین اور یہ ابیات اسی کی گویا صفت مین ہین ابیات

چاردہ سالہ بتی بر لب بام | چون مہ چاردہ در حسن تمام | بر سر از ناز کلہ گوشہ شکست
ہر گل از سنبل تر سلسلہ بست | او فسون سازان چو مہ کردہ ہجوم | بر در و بامش اسیران چو نجوم

جب وہ نازنین شمع رخسار آفت جان عاشق زار تخت جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئی ایک خواجہ سرا نے
باواز بلند اس تقریر سے کہا کہ اے طالبان امور سلطنت و عاشقان ملکہ ماہ طلعت جس کسی کی بکری اپنے
ہنر و فن مین تیار ہو معرکہ مین لاوے کہ جلوہ گاہ انصاف گرم ہی خلائق نے اول طبلہ بجایا بعدہ چند پایہ

لکڑی کے تلے اوپر مثل بندروالون کے رکھے جیسے کہ بندر والے تماشے کے وقت تلے اوپر پائے رکھکر بکرے کو
کھڑا کرتے ہین اُسی طرح ہر ایک نے اپنی بکری کو کھڑا کیا الغرض کسی کی بکری پانچ پاؤن پر کھڑی ہوئی اور
بعض کی سات پاؤن پر اور کسی کی بکری نو پاؤن پر اس سے زیادہ کسی کی بکری کھڑی نہو سکی اور جو بکری کہ اس
تماشے کو کرتی تھی اسکو فندی کہتے تھے تو اُسی وقت ڈھول بجاتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ جانم فندی
واہ قربانت شوم شاہزادہ اس تماشاے حیرت افزا سے نہایت متحیر تھا اور کہتا تھا کہ اسطرح کا تماشا کبھی
کبھی نہین دیکھا اور وہ سب شریف قوم معلوم ہوتے تھے کوئی پاجی اور بد قوم نظر نہ آیا بلکہ ہاتھی نشین اور
پالکی نشین تھے جب اہل شہر یہ تماشا کر چکے تو ملکہ لاعبہ بازی گوش خود ایک بکری سیاہ ابلق جسکے سینگ
طلائی مرصع نگار تھے لیکر صحن مین تشریف لائی اور خود آپ وہی پایہ تلے اوپر رکھے اور بکری کو اُس پر چڑھایا
اور چارون طرف سے محل کے عجیب و غریب باجے بجنے لگے اور تمام کنیزین اور خواصین خوش گلوئی سے
جانم فندی قطعہ دیگر کہتی تھین کہ کسی اہل معرکہ مین جان باقی نہ رہی تھی الغرض ملکہ کی بکری چودہ پائے
پر گئی اور بکریون سے بہت زیادہ قائم رہی جب آفتاب عالمتاب قریب غروب ہوا اُسی خواجہ سرا نے
ندا دی کہ اب سب رخصت ہون اور کوئی بکری ایسی پیدا کرے کہ جو ملکہ کی بکری سے زیادہ بڑھ جائے خلائق
وہان سے اپنے اپنے مکان کو گئی فقط شاہزادہ رہ گیا مگر اب بھوک کی شدت نہایت ہوئی کہ حال غیر ہونے لگا
شاہزادہ نے کہا خدایا اب مین کہان جاؤن اور کسکے در پر کھانا جاکر مانگون ناچار لوح کو دیکھا یہ ہدایت ہوئی
کہ اے جوان سر راہ ایک مرد مسن بالباس سفید عمامہ سبز سر پر رکھے تجھے ملیگا اور ایک لڑکا اُنیس برس کا
زرد پوش اُسکے ساتھ ہوگا تم بھی اُسکے ہمراہ ہو جانا جب وہ اپنے مکان پر پہونچین اُنسے بیان کرنا کہ مین غریب
مسافر ہون یقین ہے کہ وہ تجھے نوکر رکھ لے اور یہ شہر کہ برج جدی کے منسوبات سے ہے یہان زہرہ اور زحل
کے قران کا نمونہ نظر آتا ہے یہی وجہ ہے جو خلائق یہان کی فن بازیگری اور بکریون کو معزز و ممتاز سمجھتی ہے غرض
شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے ملاقات کی اور اُسکے ہمراہ مکان مین گیا جب وہان صحبت گرم ہوئی تو فرمایا
اے بزرگ مین مسافر ہون اور کوئی صورت معاش شہر مین مجھے نظر نہین آتی اُس بڈھے نے چار بکریان
شاہزادہ کو حوالہ کین اور کہا انکے دانے پانی کی خبر لینا بس یہی تمہاری نوکری ہے شاہزادہ نے دل مین
کہا واہ سبحان اللہ کبھی بکریان نہ چرائی تھین سو یہان یہ خدمت بھی کرنی پڑی جو نوشتہ تقدیر ہو وہ رد نہین
ہو سکتا چار و ناچار وہ خدمت قبول کی بڈھے نے شاہزادہ کو حمام مین بھیجا اور لباس شاہانہ دیا اور کہا
اے جوان اس خدمت سے آزردہ نہونا کہ یہان کوئی مرتبہ اس سے زیادہ معزز نہین ہے کہ تو خود آپ دیکھ چکا
ہے کہ ہر امیر و غریب یہی کام کرتا ہے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ لڑکا زرد پوش ہر وقت آہ کرتا ہے پوچھا اے عزیز

تیرا کیا حال ہی اُسنے کہا ای جوان مین شاہزادہ اسی شہر کا ہون اور یہ لاعبہ نازنین جو بادشاہی اس ملک کی
کرتی ہی میرے چچا کی بیٹی ہی اور یہان کی بادشاہت اس شرط پہ ہی کہ جسکی بکری چودہ پایہ پر سوار ہوجاوے
وہ بادشاہ ہوگا چنانچہ ملکہ لاعبہ بازی گوش بعد انتقال اپنے باپ کے بادشاہ ہوئی کہ بکری اُسکی چودہ پایہ
پر سوار ہوتی ہی اور مین مدت دراز سے ملکہ لاعبہ پر عاشق ہون اور رات دن اُسکے ہجر مین بیقرار رہتا ہون
ہرچند مین نے ہزار بکریان فقط اس نظر سے تعلیم کی ہین کہ شاید کوئی بکری ملکہ کی بکری سے زیادہ ہو لیکن آجتک
ممکن نہوئی بلکہ اورا اور بھی اُمرا زادے اسی فکر مین ہین جیسا کہ تو نے دیکھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ بڈھا
تیرا کون ہی اُسنے کہا میرا پدر بزرگوار ہی اور بادشاہ مرحوم کا بھائی حقیقی ہی شاہزادہ کو اسکے حال پر بہت رحم آیا

یہان شاہزادہ کو خدمت بکریون مین مشغول رکھکر داستان صفوانہ دایہ اور منطقہ زرین کمر کی بیان کیجاتی ہی

راوی کہتا ہی کہ جسوقت دایہ صفوانہ نے بطلب محبت منطقہ زرین کمر کے اور بخوف سعید لوحدار کے
بیت المعمور کے حوض مین غوطہ مارا اسکو اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی اور چند ساعت بیہوش رہی
بعد اسکے جسوقت کہ ہوش مین آئی کیا دیکھا کہ صحراے لق و دق ہی اور اُس مین درخت سایہ دار کثرت سے
ہین اور ہر درخت کے سایہ مین عورات نازنین جمع ہین لیکن کہین جانے کی تیاری پائی جاتی ہی دایہ صفوانہ
نے قریب جاکر اُنکی گفتگو سُنی تو ایک عورت نے دوسری سے کہا مین تو اب کی مرتبہ اپنی مراد کو عبادت خانہ عظمی مین
جاؤنگی دوسری نے کہا مین اپنے بیٹے کے بیاہ کی دعا مانگونگی دایہ صفوانہ سمجھ گئی کہ یہ عورات کسی سجدہ گاہ
مین جائینگی آخر دایہ صفوانہ نے اُنسے پوچھا کہ تم کہان جاؤ گی اور یہ کون ملک ہی اُنھون نے کہا کہ یہ ملک
طلبستان ہی اور شہر جنوبیہ بھی اسے کہتے ہین اور شہر سوداییان بھی نام ہی اور یہان ایک مقبرہ
حضرت حوا علیہ السلام کا ہی اور نام اُسکا معبد بزرگ ہی مرادمند وہان ہر سال جمع ہوکر اپنی مراد بذریعہ
اُس صاحب مقبرہ کے درگاہ مجیب الدعوات سے دعا مانگتے ہین اور خداوند کریم اُسکی برکت سے مقصد ہر ایک کا
حسب دلخواہ برلاتا ہی اگر تیری کوئی مراد ہو تو ہمارے ساتھ چل دایہ صفوانہ اُنکے ہمراہ روانہ ہوئی القصہ
پانچوین روز شہر جنوبیہ مین پہونچی دایہ صفوانہ نے ایک جانب لشکر قاہرہ کو خیمہ زن دیکھا جب دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر اقبال شہنشاہ کا ہی موسم زیارت مین سب کاروان سراؤن مین ہو جایا کرتے ہین کہ
عورات وہان اُترتی ہین دایہ صفوانہ بھی مع اپنے ہمراہیون کے ایک سرا مین مقیم ہوئی دوسرے روز
شیرینی اور پھول اور شمع لیکر معبد بزرگ مین گئی دایہ صفوانہ نے گنبد عالیشان سنگ یشب کا دیکھا اور

انواع انواع طرح کے بچھونے کی بچی کاری بڑی تیاری سے تھی اور نہایت پُر تکلف بنا تھا اور اسقدر ہجوم عورات نظر آیا کہ کوئی جگہ خالی نہ تھی کہ جہان عورات کے غٹ کے غٹ اور گروہ کے گروہ نہ تھے آخر دفعہ تمام عورات معبد بزرگ مین جاتین اور نذر و نیاز کرتی تھین

اَب راوی کو حال ملکہ سوداوہ سیہ نقاب کا بھی ضرور بیان کرنا ہی

واضح ہو کہ مسعود نام جو ملکہ سوداوہ کو ایک عالم جنون مین قلعہ داغ مین لیگیا تھا یہ حرکت اُسکی مجنونانہ تھی بلکہ طرفہ یہ تھا کہ جب سے ہوش مین آیا تھا پھر کبھی نام سوداوہ کا زبان پر نہ لاتا تھا عشق و عاشقی تو چیزے دیگر ہی مگر سوداوہ کو ایسا سودا سے عشق مسعود نا مجو کا ہوا تھا کہ ایک لحظہ قرار و آرام اُسکو نہین آتا تھا یہی وجہ اسکی تھی کہ جو اُسنے واسطے مراد دلی کے معبد عظمی کا قصد کیا تھا اور اپنی مراد اُسنے صاحب ادلیہ سے طلب کی تھی جب زیارت سے فارغ ہوئی تو سر راہ ایک کرسے پر براے سیر آیندہ و روندہ بیٹھ رہی خواہین اکثر عورات مفلسہ کی کچھ اعانت کرتی تھین اور کہتی تھین کہ تم دعا کرو کہ خداوند تعالی ہماری ملکہ کو بھی مراد دلی عطا کرے اتفاقاً صفوانہ بھی اُدھر سے گذری تو خواصون نے صفوانہ کو بھی کچھ دیا اور دعا کی فرمایش کی صفوانہ نے کہا تم کیون مجھے دیتی ہو کہ مین کبھی یہ دعا نہین کرونگی ملکہ نے صفوانہ کو بلا کر پوچھا کہ ای ضعیفہ تو کیون دعا نہین مانگتی صفوانہ نے کہا ای ملکہ آفاق مین تمھاری دشمن نہین ہون کہ جو دعا مانگون اسوجہ سے عذر کرتی ہون کسواسطے کہ درگاہ باری مین وہ دعا مستجاب ہوتی ہی کہ جو شخص اول بندہاے خدا کے حق مین دعاے خیر کرے بعدہٗ اسکے طفیل مین اپنے واسطے دعا مانگے تو خداوند کریم اُسکی دعا جلد مستجاب کرتا ہی ملکہ کو یہ بات صفوانہ کی پسند آئی اور پوچھا تم کہان کی باشندہ ہو صفوانہ نے کہا قصہ بابت شوم میرا قصہ ایک داستان طول و طویل ہی اور یہان اسقدر فرصت نہین کہ جو مین اپنا حال گذارش کرون ملکہ نے کہا اگر تیرا جی چاہے تو میرے پاس رہ مین تجھکو نہایت عزت سے رکھونگی صفوانہ نے کہا مین اقرار ہمیشگی کا نہین کر سکتی البتہ چندے کے واسطے مضائقہ نہین ہی مین حاضر ہون ملکہ صفوانہ کو محل مین لیگئی صفوانہ جو منطقہ زرین کمر کی دایہ تھی چند روز مین ایسی مصاحبت کی کہ ملکہ سوداوہ کو ایک لحظہ بدون صفوانہ کے قرار و آرام نہ تھا ایک روز ملکہ سوداوہ نے فرمایا کہ ای صفوانہ تو نے اقرار کیا تھا کہ مین وقت فرصت کے حال اپنا بیان کرونگی اب بیان کر کہ وطن تیرا کہان ہی اور حال کیا ہی صفوانہ نے ابتدا سے انتہا تک حال گذشتہ اپنا بیان کیا یعنی قصہ منطقہ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان اور حوض بیت المعمور مین داخل ہوکر غائب ہو جانا کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ملکہ سوداوہ کہ خود دردمند و درد رسیدہ تھی وہ بھی رونے لگی پھر اپنی حقیقت اور مسعود کے عشق کی بیان کی اور کہا مین نے اسی کے واسطے تجھے تکلیف دی تھی کہ تو دعا کر

صفوا نہ نے پوچھا کہ ای ملکہ اب مطلوب تمھارا کہان ہی سودا وہ بولی کہ مطلوب میرا لشکر کا ہراول ہی جو تونے
بیرون شہر دیکھا اور سردار لشکر اقبال شاہ جو میرے باپ سے ملازمت روح الملک کا در پی ہی اور اسکا
بھائی شاہزادہ معز الدین واسطے اجازت ارباب مثلثۂ خاکی کے طلسم جدی مین گیا ہی تاکہ باپ کو
میرے کوئی حیلہ باقی نہ رہے دایہ نے کہا شاہزادہ معز الدین سے تو مین بھی واقف ہون الا کم یہ کہو
کہ مطلوب تمھارا تمسے کچھ ملتفت ہی یا نہین ملکہ سودا وہ بولی ای صفوا نہ مین اور وہ ایک مدت تک ایک جا
رہے ہین لیکن اُس بے مروت کی آنکھ مین مطلق نور محبت نہین ہی صفوا نہ بولی اُس زمانہ مین مسعود کے ہوش
کب درست تھے یقین ہی کہ اُس نے تمھاری صورت بھی بدیدہ ہوش نہ دیکھی ہوا اگر اب وہ تمکو دیکھے
تو ضرور تم پر فریفتہ ہو جائے جس طرح سے کہ ممکن ہو تم ایک بار اُس سے ملاقات کرو ملکہ نے کہا یہ عقدہ
بجز تیری ذات کے حل نہو گا اور یہ اشعار پڑھے اشعار

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد	در آید جلوۂ حسن از در گوش
ز جان آرام بر باید ز دل ہوش	ز دیدن ہیچ اثرے در میانہ	کند عاشق کسان را غائبانہ

صفوا نہ نے کہا خاطر جمع رکھو مین مسعود کے پاس جاکر استمزاج لیتی ہون لیکن دربانون کو حکم دیدو کہ مین
جسوقت آؤن کوئی معترض حال نہو صفوا نہ بلباس فقیرانہ مجلسرا سے نکل عابدہ نام اپنا بیان کر تمام شہر مین
پھرتی ہوئی لشکر اقبال شاہ مین پہونچی اور دو ایک روز مین خدمتگارون سے مسعود کے ایسی ملی اور آشنائی
پیدا کی کہ وہ مرید ہو گئے قضارا ایک روز مسعود واسطے سیر باغ کے آیا تھا صفوا نہ بھی وہان پہونچی اور ایک
مصاحب سے مسعود کے کہا کہ مین تمھارے صاحب سے ملاقات کیا چاہتی ہون مصاحب نے مسعود سے کہا
کہ ایک زن عابدہ نام خدا رسیدہ آپ سے ملاقات کو کہتی ہی اور وہ ایسی باصفت ہی کہ زبان اُسکی تعریف سے
قاصر ہی کبھی کبھی وہ ہمارے لشکر مین بھی آتی ہی مسعود نے باشتیاق تمام صفوا نہ کو بلایا چونکہ خدا نے شان نسوان
مین اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم فرقان مین فرمایا ہی صفوا نہ نے باندازِ تمام و تمکنت مالا کلام مسعود سے ملاقات کی
مسعود نے کہا ای زاہدہ صاحبہ تم گاہے گاہے ہمارے غریب خانہ کو بھی سرفراز فرمایا کرو صفوا نہ نے کہا
اگرچہ فقیر کا شیوہ یہ نہین کہ کسی کی صحبت مین جائے مگر ہان بنظر اخلاق تمھارے وقت فرصت کبھی آجایا کرونگی الغرض
چند صحبتون مین صفوا نہ مسعود کی ایسی مصاحب خاص ہوئی کہ مسعود کو بغیر صفوا نہ ایک دم قرار نہ آتا تھا
آخر ایک روز صفوا نہ نے خلوت مین مسعود سے کہا ای فرزند تو نے کبھی کسی سے محبت بھی کی تھی یا اسی طرح
اوقات لڑائی بھڑائی مین گذرائی مسعود نے کہا مین محبت کا نام بھی نہین جانتا کہ کیسا ہوتا ہی اور یہ جانا کہ عشق
مین نہین جانتا کہ کیا چیز و بلا ہے بد ہی صفوا نہ نے کہا قول بزرگون کا ہی ہی

گر عشق نبودی بخدا کس نرسیدی | این جام محبت بجہان کس نچشیدی

محبت مسبب محبت سبب | محبت سے ہوتا ہی کار سے عجیب

افسوس ہزار افسوس اور حیف کی جا ہی کہ جسے ایام جوانی خداوند تعالے نے عطا فرمائے وہ نعمت و لذت دنیا سے
محروم رہے اور محبت کا کبھی دل مین خیال بھی نہ آئے کہ حدیث وآیہ ہی المجاز قنطرۃ الحقیقۃ تونے سنا ہوگا کہ
خداشناسی خاص عشق مجازی سے ہی غرض صفوانہ نے مسعود کے روبرو ملکہ سوداوہ سیہ نقاب کا ذکر
چھیڑا اور اسقدر تعریف کی کہ دل نادیدہ کو مشتاق ملاقات کا کردیا مسعود نے کہا ای عابدہ مجھے اور ملکہ سوداوہ
سے ایک عالم بیخودی مین یکجائی رہی لیکن مجھ مین ایسے حواس نہ تھے کہ جو مجھے فقط ملکہ سوداوہ کی یاد رہتی
عابدہ نے کہا کہ اگر تجھکو ملکہ سوداوہ کا دیکھنا منظور ہو تو میرے ساتھ بہانہ شکار فلان کوہ پر چل کہ وہان ایک باغ
ملکہ سوداوہ کا ہی اور آٹھوین روز وہ وہان آتی ہی مین تجھے دور سے ایک نظر دکھا دونگی پھر تو جانیگا کہ ایسا
بھی حسن جہان سوز دنیا مین ہوتا ہی مسعود کہ عین شباب مین تھا عابدہ کے کلام سے بیقرار ایسا ہوا کہ تاب
ضبط کی نہ لا سکا آخر اقبال شاہ سے رخصت شکار لیکر صفوانہ کے ساتھ پہونچا اور صفوانہ ملکہ سوداوہ
کے پاس گئی اور اُس سے کہا کہ ای ملکہ سوداوہ مبارک ہو مین تیرے شکار کو لگا لائی ہون اور بیقراری مسعود کی
ملکہ سوداوہ سے بیان کی ملکہ سوداوہ بھی اُسی وقت سوار ہوکر باغ مین آئی اور تینون سمت چوکی پہرہ رکھا
ایک طرف واسطے سیر و تماشے کی خالی رکھا جب نصف شب گذری صفوانہ مسعود کے پاس آئی اور کہا چلیے
دیکھیے کہ کیا قدرت خدا نظر آتی ہی مسعود تنہا صفوانہ کے ہمراہ ہوا یہان ملکہ سوداوہ نے بیچ باغ مین ایک
چبوترہ پر فرش مکلف بچھوایا اور ہر چہار طرف روشنی کروائی صفوانہ نے مسعود کو ایک غنچہ درخت مین لاکر
کھڑا کردیا اور کہا کہ نظر غور سے دیکھ وہ ملکہ سوداوہ بیٹھی ہی مسعود نے جو ملکہ سوداوہ کو دیکھا کہ ایسی ایک
نازنین خوبصورت شمع رخسار پری پیکر حور وش باحسن و جمال ہی کہ اگر فرشتہ بھی دیکھتا تو پرواز آسمانی بھول کر
گر پڑتا اور مصاحبت ہاروت و ماروت مین چاہ بابل کو چلا جاتا پس مسعود بے اختیار اُس صورت دلفریب
و ماہ طلعت عابد فریب و زاہد کش پر عاشق زار ہوگیا اور نشۂ بیخودی مین ایسا از خود رفتہ ہوا کہ مطلق خبر دنیا و مافیہا
کی نہ رہی جب ذرا ہوش آیا اُسوقت سے صبح تک اُسی کی صورت دیکھتا رہا اور یہ شعر پڑھا کیا شعر

کاش کہ تصلت آئینہ مین پیدا کرتا | وہ مجھے دیکھتا اور مین اُسے دیکھا کرتا

اب صفوانہ کا یہ حال ہوا کہ کبھی مسعود کے پاس اور کبھی ملکہ سوداوہ کے پاس آتی تھی ملکہ سوداوہ بولی ای
صفوانہ تو مسعود کو میرے پاس کیون نہین لائی صفوانہ نے کہا ایسا نہو کہ مسعود اس حرکت سے گستاخ ہوکر
تمہارے عز و وقار مین کسی طرح کا فرق لائے دوسرے ہر شے کا ایک وقت اور موقع ہوا کرتا ہی آیندہ جو حکم ہو

مین بسر و چشم بجا لاؤن ملکہ سوداوہ چپ ہو رہی اور کچھ جواب نہ دیا غرض صبح کو صفوانہ نے بجبر مسعود کو باغ سے باہر نکالا مسعود نے ایک ہفتہ صفوانہ کا انتظار کیا بعدہ ملازمون کو حکم تلاش عابدہ کا دیا کہ جہان عابدہ کو پاؤ ہمارے پاس بلا لاؤ ملازمین ہر چہار طرف سرگردان پھرے لیکن صفوانہ کا کہین نشان نہ پایا اور بعد دو ایک ہفتہ کے خود عابدہ شہر مین آئی ملازمون نے جو دیکھا کہا کہ اے عابدہ تم کہان چلی گئی تھین ہمارے آقا نے تمھین ہر چند تلاش کرایا لیکن تمھارا پتہ نہ لگا ہر روز تمھاری یاد رہتی ہے عابدہ بولی کہ ایک کار ضروری آج کل مجھے ایسا درپیش تھا جس سے مین نہین آئی ملازم فوراً صفوانہ کو مسعود کے پاس لیگئے مسعود بولا شعر

	غمم دادی و غمخواری نکردی		دلم بردی و دلداری نکردی	

اور اس غزل کے چند شعر پڑھے غزل

وفا را خانمان بر باد دادی	بدشمن ساختی جانان چہ کردی	مرا آتش زدی با جان چہ کردی
شمیم زلف مشک افشان چہ کردی	نبودی خاطر یارا پریشان	چہ کردی خانہ آبادان چہ کردی
پریشان ساختی اوراق گل را	دگر دردمرا درمان چہ کردی	نمک برزخمہاے دل فشانی
بہارستان مشتاقان چہ کردی	زدی در جیب صبرم چاک چون گل	خزان با بلبل نالان چہ کردی
سپردی دل بآن بے باک [illegible]	سراپا آتش سوزان چہ کردی	بہشتت خون کہ آن را دل لقب بود
	حسبہ کردی آہ اے نادان چہ کردی	

سبحان اللہ تمنے ایک مجھ بیچارے عشق بستہ زدہ آوارہ و ناتجربہ کار کو دام اجل مین گرفتار کر دیا اور آپ الگ ہوگئین شاید دنیا مین شہود صورت اسی کا نام ہے غور کرو کہ مین تمھارے فرمانے سے باغ مین گیا اور ایک بلاے ناگہانی مین پھنس گیا اور تم جو اُس روز سے غائب ہوئین تو کچھ پتہ نہ لگا آج صورت دکھائی دی اب حیران ہون کہ انجام کار ہمارا کیا ہوگا صفوانہ نے کہا اے صاحب مین نے ایک تماشا تمکو دکھا دیا الا یہ قرار تو نہین کیا تھا کہ مین ایک بادشاہ کی بیٹی سے تمھین ملا دونگی آخر میری بھی آبرو ہے یا نہین اگر کوئی دیکھے یا سنیگا تو کیا کہیگا کہ یہ عورت عابدہ کاسے کو ہے بلکہ مشاطہ اور مکارہ ہے اور بہ تقدیر اگر حال تمھارا ایسا ہی نقیہ و زار ہوگا تو ایک بار اور تمکو لیجا کر ملکہ سوداوہ سے ملاقات کرا دونگی آیندہ تم جانو اور تمھارا کام اور یا وہ معشوق تمکو [illegible] مسعود بولا کہ میری بھی یہی رائے ہے کہ ایک بار صورت اُس ماہ لقاے آفت جان دلبلاے بے درمان [illegible] سوداوہ کی اور دیکھ لون کہ اس دل مشتاق دیدار کو تسکین ہو جس طرح سے کہ ماہی بے آب تڑپ رہا ہے کسی طرح قرار نہین لیتا صفوانہ ملکہ سوداوہ کے پاس آئی اور اُسنے مسعود کی بیقراری کا حال بیان کیا ملکہ سوداوہ بولی کہ مین باغ مین جاتی ہون تم مسعود کو بلا لاؤ صفوانہ مسعود کے پاس آئی اور ساتھ لیکے

باغ مین جانے کا حال بیان کیا مسعود شکار کے حیلہ سے باغ مین پہونچا اُس روز ملکہ سوداوہ دو چار
خواصین ہمراز فقط ہمراہ لائی تھی اور کوئی غیر نہ تھا صفوانہ نے مسعود کو بُلایا اور تمام شب عاشق ومعشوق
باہم صحبت عیش وعشرت مین رہے صبح کو مسعود ملکہ سوداوہ سے رخصت ہوکر لشکر مین آیا اور ملکہ سوداوہ
باغ مین اشتیاق مسعود مین رہی اور مسعود ہر روز آیا کیا مگر سوائے بوس وکنار اور نوبت بوجہ پابندی شرع کے نہ آئی فقط

عاشق ومعشوق کو یہان عیش وعشرت مین مشغول رکھا جاتا ہی اور بار دیگر داستان شاہزادہ معز الدین والامکان کی پھر شروع کیجاتی ہی

اول یہ قصہ یہان تک گذارش ہوا ہی کہ شاہزادہ معز الدین شہر بازیگرون مین بکریون کی پرورش
کرتا ہی اور بڈھا یعنی سالوط چچا ملکہ لاعبہ کا اور فرزند اُسکا لوط زردپوش بھائی مین شاہزادہ کی
مصروفت رہتا ہی اب شاہزادہ نے پھر لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نکلی کہ شہر سے پندرہ فرسخ پر ایک
قصبہ ہی کہ وہان ایک بڑھیا سمنانہ نام رہتی ہی اُسکی بکری نے شب گذشتہ کو دو بچے دیے ہین ایک سیاہ ابلق
اور دوسرا سیاہ مطلق تو قصبہ مین جاکر وہ بچہ سیاہ مطلق جتنے کو دے خرید کر لا جب وہ بچہ دودھ پینا ترک
کرے تو چھوارہ اُس درخت کا جو پادشاہی باغ مین ہی اور پنج برگا یعنی پانچ پتے اُس کی ہر شاخ مین ہین اور
نام اُسکا درخت ناشناس ہی یعنی اصل خدا جانے کیا نام ہی اور رات اُس بکری کا وہ تل جو کہ تیس برس کے ہون
وہ کھلانا کہ اُن تلون پر ایک دورہ زحل کا گذر گیا ہوگا اور سات روز یہ اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہی اُن
سیاہ تلون پر پڑھنا جب وہ بچہ دو مہینے کا ہو تب اُسے تعلیم دینا یقین ہی کہ وہ ایک ہی ہفتہ مین اکیس پاؤن
پر چڑھ جائے پھر بعد شہر والے جیتنے کے کالوط زردپوش کا ملکہ لاعبہ سے عقد کر دینا پھر اُس روز سے بچا
لاعبہ کے کالوط بادشاہی کریگا اور کوتوالی شہر تھوڑے دنون کے واسطے تو لے لینا اور ہر دم ان شہر
کو خوب غور سے دیکھنا ساتوین روز کوتوالی سے ایک لڑکا چار برس کا خانمان آوارہ پیادے کوتوالی کے
تیرے پاس لاوینگے تو اُس بچہ کو اپنے پاس رکھنا اور شہر مین منادی سے ندا کرا دینا کہ جس کا بچہ چار برس کا
گم ہو گیا ہو وہ خود آکر لیجائے اکثر آدمی بیان کرینگے کہ یہ بچہ ہمارا ہی تو اُنسے نام پوچھنا جس وقت نام اصلی بچہ کا
شنگال کوئی بیان کرے اور یقین ہی کہ تو بھی اُنسے شناسا ہو اُس وقت تو اُس عورت کو علحدہ لیجا کر کہنا
کہ منجملہ شوہر اور پسر تیرے کے ہاکو ایک آدمی درکار ہی وہ سبب پوچھیگی اُس وقت تم کہنا کہ آج کل بادشاہ
کا حسینہ ضعیف ہو گیا ہی چنانچہ حکیمون نے تیرے شوہر یا لڑکے کا جگر واسطے دوا کے تجویز کیا ہی وہ عورت بہت
شور وغل مچائیگی اور کہیگی کہ آج تک کسی نے اپنے شوہر یا بچہ کو بخوشی قتل کرایا ہی جو مین واسطے قتل کرنیکے دون

اس وقت تو کہنا کہ ای مُردار تجھے یاد ہوگا کہ تو نے اور تیرے خاوند نے لاعبہ بازی گوش کے باپ کا دل اور جگر کس مزے سے کھایا تھا اور فلان جا بے کفن اسکو دفن کیا تھا وہ عورت ایک لحظہ چپ ہو گئی بعد اسکے کہیگی کہ خاوند مجھکو بہت عزیز ہی بچہ کو مین دے سکتی ہون تم کہنا ای قحبہ خاوند تیرا فلان درخت کے سائے مین اسی بچہ کو ذبح کرتا تھا تو ہرگز راضی نہوتی تھی بلکہ تو نے میری پناہ لی تھی اور مجھے دائرۂ محفوظات سے باہر نکلوا دیا تھا اور مین ایک سال کامل تیرے سبب سے جنگل بہ جنگل صحرا بصحرا حیران و پریشان سرگردان پھرا اب آج کیسی محبت خاوند کی ہو گئی کہ بچہ کو خاوند کے عوض قتل کرنے کو دیتی ہی پھر اُس ملعونہ کو قتل کرنا اور کلیجہ اسکا کہ سیاہ ہوگا اُسے آگ مین جلانا جب وہ خاک ہو جائے اُسے آنکھون مین لگانا آیندہ جو معاملہ غیب کا درپیش ہو اُسے لوح مین دیکھنا قصہ مختصر شاہزادہ **معزالدین کالوط** سے رخصت ہوکر قصبہ مین پہونچا اور اُس بڑھیا سے ملاقات کی وہ بڑھیا نہایت ضعیف تھی **شعر**

زبیری پیکرش مشت خمیرے ‖ روان از ہر تن موجے تغیرے

اور فی الحقیقت ایک بکری بھی سمنانہ کے پاس اُسی صورت کی دیکھی کہ تمام شہر مین کسی کے پاس نہ تھی اور اُسنے دو بچے بھی اُسی رنگ کے دیے تھے سمنانہ نے شاہزادہ معزالدین سے پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی شاہزادہ نے فرمایا مین تمھارا مہمان ہون سمنانہ نے کہا بسر وچشم آئیے اتنے مین سمنون بن سمنانہ آیا سمنانہ بولی ای جان مادر آج ہمارے غریب خانہ مین ایک مہمان نے قدم رنجہ فرمایا ہی تمکو اُسکی مہمانداری لازم ہی سمنون دعوت مین شاہزادہ کی مصروف ہوا شاہزادہ شب کو وہان رہا صبح کو سمنانہ سے فرمایا خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے مین تمسے ایک چیز طلب کیا چاہتا ہون اگر انکار نہ کرو تو مین کہون سمنانہ بولی کہ سوا اس بچہ سیاہ بکری کے اور جو چیز چاہو حاضر ہی شاہزادہ نے فرمایا ای مادر مہربان مین نے تو اسی بچہ کیواسطے تمھین تکلیف دی تھی وگرنہ میرا یہان کیا کام تھا اور مین قیمت چاہتا ہون جو تم کہو مین قیمت بچہ بکری کی دینے کو حاضر ہون سمنانہ بولی تمسے اس بچہ بکری کی قیمت نہ دیجائیگی شاہزادہ نے کہا ایسی کیا قیمت ہی معلوم تو ہو سمنانہ نے کہا کسی زمانہ مین ہمارے گھر مین گلہ گوسپند کا تھا جب وقت انتقال سمنون کے باپ کا پہونچا اُسنے کہا بعد ہمارے یہ سب بکریان تباہ و غارت ہو جائینگی لیکن ایک بکری حاملہ فقط باقی رہیگی تو اُسے بہوشیاری تمام رکھنا اُسکے دو بچے ایک ابلق دوسرا سیاہ مطلق ہوگا اور اُسی زمانہ مین ایک شاہزادہ بخواہش بچہ بکری سیاہ کے آئیگا کہ اُس بچہ سے اُسے سلطنت ملیگی تو جسوقت تک اُسکی خواہر سے اپنے بیٹے کی شادی کا اقرار نہ کرا لینا اُس وقت تک ہرگز بچہ نہ دینا شاہزادہ اِس بیان سے ضعیفہ کے متعجب ہو رہا اور لوح کو دیکھا لوح سے ہدایت ہوئی کہ جو کچھ ضعیفہ کہے قبول کرنا شاہزادہ وہان سے کالوط کے پاس آیا اور فرمایا ای [illegible]

اگر تو اپنا مطلب چاہتا ہی تو جو مین کہون اُسکو عمل مین لا ورنہ تجھے اختیار ہی سالوط بولا ای جوان ذیشان
مین کل کانون سے اسکو مقدم جانتا ہون شاہزادہ نے کہا میرے ساتھ چلو سالوط بکریان کالوط کے
سپرد کرکے شاہزادہ کے ہمراہ ہوا شاہزادہ اُسی قصبہ مین سالوط کو ہمراہ لیکر سمنانہ کے مکان پر
آیا اور کہا یہ بچہ بکری کا جب تک نہ ملیگا تیرا کام ہرگز نہوگا سالوط نے اُس ضعیفہ سے بچے کی قیمت پوچھی ضعیفہ
نے وہی عبارت بیان کی سالوط نے کہا مجھے اس امر کا کس طرح اعتماد ہو شاہزادہ نے لوح دکھائی
اُس مین لکھا دیکھا کہ برکت قدم بچے سے اگر درخت خرما جو کہ سالوط کے گھر مین خشک ہوگیا ہی وہ ہرا ہوجائے
تو قول ضعیفہ کا درست ہی مطلب تیرا بھی حاصل ہوگا شاہزادہ نے یہ جملہ سالوط سے کہا سالوط بولا مجھے
قبول اور منظور ہی بعد شاہزادہ نے سمنانہ سے کہا یہ مقدمہ اس طرح قرار پاتا ہی کہ اول یہ بچہ
بکری کا سالوط گھر لیجائے امتحان کرلے تو پھر تمہارا کہنا قبول کیا جائیگا سمنانہ نے کہا بہتر ہی مجھے بھی یہی
منظور تھا سالوط جس طرح چاہے اپنا اطمینان کرلے لیکن میرا بیٹا بھی ساتھ جائیگا شاہزادہ بولا کیا مضائقہ ہی
غرض سالوط وہ بچہ ہمراہ شاہزادہ مع سمنون کے لیکر اپنے مکان پر آیا یہان سالوط کی بی بی نے
یہ خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ کہتا ہی کہ صبح کو سالوط اپنے داماد کو مع ایک بچہ سیاہ بکری کے لائیگا اور برکت سے
اُسکے یہ درخت خرما جو صحن مین خشک ہوگیا ہی سرسبز ہوجائیگا وہ اس خواب کی تعبیر مین حیران تھی جب سالوط
آیا بی بی نے وہ خواب بیان کیا سالوط خاموش ہوگیا اور کارخانۂ قضا و قدر سے متعجب ہوکر شاہزادہ سے
یہ خواب بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا ای برادر انسان مجبور ہی کارخانۂ خدا مین کسی کو کیا دخل جو امر تقدیر ہی
وہ ضرور ہوگا جلد محلسرا مین پردہ کرادو سالوط پردہ کراکے انھین اندر لیگیا ہنوز قدم بچہ بکری کا زمین تک
نہ پہونچا تھا کہ وہ درخت خرما سرسبز ہوگیا اور فورًا باروری بھی ہوا تمام اہل محلہ کو اس امر عجیب سے حیرت ہوئی
اور کہا شادی امر خواہ مخواہ ہوا چاہیے پردہ سے سالوط کی بیٹی نے کہ جسکا نام دردانہ تھا جو سمنون کو
دیکھا فورًا عاشق ہوگئی پس سالوط نے بلا عذر دردانہ کا عقد سمنون کے ساتھ کردیا اور بچہ بکری کا لیکر
شاہزادہ کو دیدیا شاہزادہ نے حسب ہدایت لوح کے بچے کو پرورش و تعلیم کیا اور بزمشکین نام رکھا پس اُس بچہ بکری
کو دو مہینے کے عرصہ مین اسقدر تعلیم دی اور سکھایا کہ اکیس ۲۱ پایہ پر چڑھنے لگا اور تا دیر قائم رہا سالوط نے حکم
سے شاہزادہ کے لاعبہ بازی گوش کو کالوط کی نسبت کا پیام دیا لاعبہ نے پوچھا شاید کوئی بکری تمکو
دستیاب ہوگئی ہی کہ جو تمکو اسقدر جرأت ہوئی سالوط بولا ہان اور بکری دونون حاضر ہین لیکن معہد کرین
ہم نہین چاہتے کہ مقابلہ خلائق مین آوین ہان مقابل اپنے قصر کے ہمکو ایک مکان ملے تو ہم روز معرکہ کا مقرر کرین
اور خلائق دیکھے کہ بکری ہماری اکیس قطعہ پایہ پر کسرت کرتی ہی اور کسقدر قائم رہتی ہی کہ کسی بادشاہ کو ایسی بکری

میسر نہ آئی ہوگی راوی کا یہ بیان ہے کہ یہ ملک جو برج جدی سے متعلق ہے اور جدی آخر برج مثلثہ خاکی کا
ہے اور سلطنت شہر اس شرط پر قائم ہے کہ جسکی بکری زیادہ پاؤن پر سوار ہو وہ بادشاہ کیا جائے اسی وجہ سے
ہر شخص بکریون کو تعلیم کرتا ہے غرض بروز جمعہ تمام خلائق شہر زیر قصر معرکہ مین جمع ہوئی ملکہ نے ایک قصر مقابل
اپنے محل کے سالوط کو دیا کالوط بن سالوط نے تمام خلائق کے روبرو اپنی بز مشکین کو اکیس قطعہ پاؤن
پر سوار کیا تمام معرکہ مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی طبل شادیانے بجنے لگے ملکہ لاعبہ بازیگوش
محل مین داخل ہوئی اور حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو غرض دوسرے روز برسم و آئین اوس ملک کے عقد
ملکہ لاعبہ بازی گوش کا کالوط کے ساتھ کیا گیا اور بادشاہت بلا شرکت غیرے کالوط کو ہوئی سالوط
و کالوط دونون باپ بیٹے نے شاہزادہ سے عرض کی کہ اے شہریار روزگار حضور اس تخت سلطنت کو
قبول فرماوین اور ہمکو آپ کی غلامی کافی ہے اسواسطے کہ یہ مرتبہ ہمکو حضور کے تصدق مین میسر آیا ورنہ
ہمکو یہ لیاقت کہان تھی کہ ہم تخت سلطنت اس شہر کا پاتے شاہزادہ نے فرمایا کہ سلطنت تمکو مبارک رہے
لیکن کوتوالی شہر چند روز کو ہمین درکار ہے کالوط نے کہا یہ امر خوش طبعی سے ارشاد ہوتا ہے شاہزادہ نے
فرمایا نہین اسمین ہمارا ایک مطلب ہے القصہ کوتوالی شہر کی شاہزادہ نے کالوط سے لی چند ایک ہفتہ
کے پیادے کوتوالی کے وہی لڑکا چار برس کا گرفتار کر لائے اور شاہزادہ نے اوس لڑکے کو نظر بند کیا
اور شہر مین منادی کرا دی کہ جسکا بچہ گم ہو گیا ہو وہ کوتوالی سے آکر لیجائے دوسرے روز صبح کو ایک مرد
اجنبی آیا اور اوسنے کہا یہ بچہ ہمارا ہے شاہزادہ نے نام پوچھا اوسنے نام صحیح نہ بتایا شاہزادہ نے اوسے
سزا دروغگوئی کی دی غرض چوتھے روز ایک عورت اور ایک مرد اجنبی آئے اور اونھون نے ٹھیک نام
لڑکے کا نام بتایا شاہزادہ نے جو غور کیا تو پہچانا عورت کو ایک گوشہ مین لیجا کر کہا کہ ان دونون باپ بیٹون
مین سے ایک شخص کو ہمکو دے عورت نے پوچھا تم اسکو کیا کروگے شاہزادہ نے فرمایا کوتوالی شہر کو بالفعل
ایک عارضہ عارض ہوا ہے اور حکیمون نے تیرے شوہر یا بچہ کا جگر دوا اوس عارضہ کے دفع ہونے کی
تجویز کی ہے اوس وقت اوس عورت نے ایسا شور و غل مچایا کہ جسکی حد نہین شاہزادہ نے آہستہ کان مین
عورت کے کہا اے مردار تو نے اور تیرے خاوند نے بادشاہ کا دل کس مزے سے کھایا تھا اور اب تو غل
اور فریاد کرتی ہے وہ ملعونہ چپ ہو رہی اور کہا مرد کو مجھے دیدو اور بچہ کو تم لیلو اور ذبح کروا اور اپنے
کام مین لاؤ شاہزادہ نے فرمایا اے قحبہ شاید یہ تجھکو نہین یاد کہ اوس روز یہ زنگی اس بچہ کو غضب سے
ذبح کرتا تھا اور تو نے ایسی منت و زاری میری کی کہ مجھے دائرہ سے باہر نکلوا دیا اور تیرے [illegible]
سال بھر مین آوارہ اور سرگشتہ پھرا اب شوہر کے بدلے بچہ کو دیتی ہے یہ سنکے عورت [illegible]

دیکھنے لگی اور اس چالاکی سے ایک خنجر شاہزادہ کو مارا کہ اگر غافل ہوتا تو کام تمام کر دیا تھا شاہزادہ نے وہی خنجر ہاتھ سے چھین کر عورت کا پیٹ چاک کر کے اور کلیجہ نکال کے دیکھا تو واقعی جگر اُس روسیاہ کا سیاہ تھا پس بہ ہدایت لوح اُس زنگی کا بھی جگر نکال لیا ہرچند کہ زنگی نے بھی حملہ شمشیر کا خاطر خواہ شاہزادہ پر کیا لیکن خدا کے فضل سے کارگر نہوا بعد اسکے پھر لوح دیکھی تو لوح میں یہ لکھا تھا کہ جو جگر سیاہ ہو اُسکا سُرمہ بنانا اور جگر زنگی کا لیکر صحرا کو جانا وہاں پیر کوہی یعنی راس الجدی ملیگی وہ جگر اُسکے آگے رکھدینا وہ جگر کو لیکر غائب ہو جائیگی تو یہ سُرمہ اُسی وقت آنکھوں میں لگا لینا پھر اُسی دائرہ میں جا پہونچیگا پھر اوراد باقی کو تمام کرنا بعد ختم ہونے اسکے ایک مرد فیل سوار موکل برج جدی بلباس سیاہ نہایت حشم و خدم سے قریب دائرہ کے آئیگا فرمان اُسے دینا وہ مہر اُس فرمان پر کردیگا قصہ مختصر شاہزادہ نے موافق ہدایت لوح کے عمل کیا اور فرمان پر مہر کرالی یہاں پر بعض مورخ نے لکھا ہے کہ بجائے فیل کے وہ شخص بکری پر سوار تھا پھر شاہزادہ نے لوح دیکھی معلوم ہوا کہ طلسم جدی ختم ہوا اب تم اپنے مقام کو روانہ ہو جاؤ کہ یار و آشنا تمھارے انتظار میں ہین شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا بعد دو روز کے ایک تکیہ فقیر کا ملا دیکھا کہ صدہا مرد و زن وہاں جمع ہین لیکن سبکے سب شیرینی واسطے نذر و نیاز کے ہاتھوں میں لیے تھے اس طرح سے کہ گویا کسی کے انتظار میں ہین کہ ناگاہ حجرے سے ایک فقیر عمامہ سفید سر پر رکھے باریش ابلق یعنی کچھ سفید اور کچھ سیاہ باہر آیا تمام خلائق اُس فقیر کے قدمبوس ہوئی اور نذر و نیاز گذرانی فقیر نے نذر لیکر لوگون کو تقسیم کر دی اور پھر اُسی حجرے میں داخل ہوا بعد تھوڑی دیر کے اور ایک فقیر بے ریش حجرے سے باہر آیا لیکن قد و قامت اور شکل و شمائل میں فقیر اول سے نہایت مشابہ تھا شاہزادہ سمجھا کہ شاید یہ دونون فقیر برادر حقیقی ہین و یا توام پیدا ہوئے ہون سب لوگ اُسکے بھی قدمبوس ہوئے درویش نے اشارہ کیا کہ سب لوگ حجرے کے اندر جا کر دیکھین اکثر لوگ حجرہ میں گئے شاہزادہ بھی اندر گیا اور چار طرف جو بنظر غور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پھر سب کے سب حجرے سے باہر نکل آئے اور صاحب تکیہ کے قدمبوس ہوئے درویش پھر حجرے میں داخل ہوا اور اب جو وہ فقیر حجرے سے باہر آیا تو ریش دراز اُسکی دیکھی خلائق نے پھر حجرہ دیکھا کہین کوئی طاق وغیرہ بھی نظر نہ آیا شاہزادہ نے بھی خوب دیکھا مگر وہاں کوئی دریچہ وغیرہ بھی نہ دیکھا دل میں کہا یہ عجب شعبدہ ہے و یا سحر ہے سوا اسکے اور کیا تصور کیا جائے آخر ایک مرد سے پوچھا کہ یہ دونون فقیر جو حجرہ سے باہر نکلے شاید باہم دونون بھائی ہین اُسنے کہا یہ دو فقیر نہین ہین بلکہ ایک ہی فقیر ہے اور یہان کا یہ قطب اعظم ہے اور یہ صاحب کرامات ہین جو تمنے دیکھا شاہزادہ نے کہا شان فقرا میں جو کہا جائے وہ سچ ہے علاوہ اسکے تکیہ میں ایک درخت انار دیکھا کہ اُسمین چار شاخین ہین دو شاخون میں پتے زبرجد کے ہین شاہزادہ نے کہا ایسا درخت بھی نظر سے نہین گذرا

جب قریب درخت کے گیا کیا دیکھا کہ ایک سانپ کالا درخت کو حلقہ مین لیے بیٹھا ہی شاہزادہ نے دل مین کہا
اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہی دوسرے روز جو لوح کو دیکھا تو ایک حرف نظر نہ آیا شاہزادہ قطب اعظم کا
مرید ہوا قطب اعظم نے کچھ کلمات وحدت وجود کے تلقین کیے اتفاق سے ایک روز کچھ آنکھ مین خار رشت ہوئی مگر کہ
تو موجود تھا شاہزادہ نے سُرمہ آنکھون مین لگایا لیکن اُسکے خواص سے ماہر نہ تھا کہ سُرمہ لگانیوالا نظر خلائق سے
گم ہوجاتا ہی مرشد کے پاس جاکر با آواز بلند سلام کیا مرشد کو آواز معلوم ہوئی اور کوئی آدمی نظر نہ آیا اور مریدون
نے پوچھا کہ یہ کسکی آواز ہی مرید مرشد سے زیادہ حیران ہوئے شاہزادہ سمجھ گیا کہ مین سُرمہ کی جہت سے اُنھین نظر
نہ آیا فوراً سُرمہ دھوکر مرشد کے پاس پہونچا مرشد نے کہا ابھی ایک آواز بالکل تمھاری آواز کے مشابہ آئی تھی شاہزادہ
نے فرمایا اے قطب زمانہ واقعی آواز اسی مرید خاص کی تھی مین بوجہ صفائی باطن کے حضرت کو نظر نہ آیا ظاہر ابعد آپکے
میرے سوا کون مرتبہ خلافت کا رکھتا ہی درویش کو یہ کلمہ شاہزادہ کا سخت ناگوار معلوم ہوا اور خاموش ہو رہا
دوسرے روز درویش بزرگ کی جو زیارت کو خلائق آئی اور بعض اُن مین تازہ وارد تھے درویش جو نجا نظر اُنکے
حجرے مین گیا شاہزادہ بھی بعجلت تمام سُرمہ لگا کر حجرے مین داخل ہوا دیکھا کہ درویش نے ایک برگ درخت انار
کھایا بجرد کھانے اُس پتے کے ڈاڑھی ایسی غائب ہوگئی کہ اصلا نشان بالون کی جڑ تک کا باقی نہ رہا پھر حجرے سے
باہر نکل آیا خلائق بدستور دست بوس ہوئی اور نذر و نیاز گذرانی فقیر نذر قبول کرکے پھر حجرے مین گیا اس مرتبہ
ایک پتی سبز کھائی پھر ویسی ہی داڑھی ہوگئی شاہزادہ نے کہا واہ عجیب و غریب ترکیب ہی واہ اے قطب اعظم
اب حال معلوم ہوا یہ ساری کرامات درخت کی پتیان دکھاتی ہین پھر شاہزادہ چند پتے درخت کے لینے کی ترکیب
مین تھا اور دل مین کہتا تھا کہ کیا فکر کرین جو پتے اس درخت انار سے لیتے چلین قضا سے کار درویش کو حاجت پتون
کی ہوئی درویش نے سب کو ایک بہانے سے تکیہ کے باہر کردیا شاہزادہ فقط بوجہ نظر نہ آنے کے کہ سُرمہ
لگائے ہوئے تھا رہ گیا درویش نے ایک لکڑی مار چوبہ ہاتھ مین لیکر اول ادھر اُدھر دیکھا جب کہ تکیہ مین کوئی آدمی
نظر نہ آیا درخت کے پاس گیا اور لکڑی سے سانپ کو مارا واضح ہو کہ مارچوبہ ایک لکڑی ہی کہ اُسکو جب سانپ
دیکھتا ہی وہ بھاگ جاتا ہی چھوٹا بڑا کوئی ہو پاس نہین آتا غرض جب وہ سانپ باغ مین بھاگ گیا درویش اور شاہزادہ
نے تھوڑی وہ پتے توڑ لیے اور علحدہ دونون نے پتون کو رکھ لیا پھر درویش تکیہ مین اور شاہزادہ مریدون کے پاس
آیا شاہزادہ نے جب دیکھا کہ سب مرید جمع ہین اُس وقت درویش سے کہا کہ اے قطب دوران اب مجھے
آپ یہ اجازت دیکر رخصت کرین کہ مین بھی کسی شہر مین جاکر دوکانداری کو آپکی جاری کرکے رونق آپکی
مریدی کو دون درویش اس کلمہ سے نہایت خفا ہوا اور کہا اے فقیر سرا پا حقیر تجھکو ایک ہفتہ مین یہ مرتبہ حاصل ہوگیا
کہ ہماری خلافت کا دعوی کرتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ آپ تو ایک ہفتہ کو فرماتے ہین اور مین یہ کہتا ہون کہ جس

شخص کو آپ کا ہی چاہیے ایک آن مین سب کرامات بخشدین یہ فقط آپ کی لطف عنایت و مرحمت کا سبب ہی جو
مجھے آپنے ایک ہفتہ مین اتنی بڑی کرامت عنایت فرمائی حضور چاہین امتحان فرمالین اور جس مرید پر حکم ہو
وہ عمل حسب ہدایت حضرت کے بجا لائے اور آپ بچشم خود ملاحظہ فرمالین کہ آیا عمل درست ہی یا نہین علاوہ اسکے
بروقت تعلیم اس عمل کے حضرت نے وعدہ کیا تھا کہ مین تمام مریدون سے پہلے پگڑی فضیلت کی تیرے سر پر رکھونگا
مین نہین جانتا کہ اب انکار مین آپ کی کیا مصلحت ہی اور اگر آپ کو پوشیدہ کرنا منظور تھا تو مجھکو اس امر سے منع فرمایا ہوتا
تو مین سب کے سامنے یہ کلمہ کبھی نہ کہتا درویش کو ایسے کلمات سے زیادہ تر غصہ آیا اور کہا او دغا باز جھوٹے مکار
یہ عمل بزرگ تجھے بتایا ہی تو ایک مرید صاحب ریش پر ہمارے عمل کر ہم بھی دیکھین کسطرح عمل کرتا ہی شاہزادہ
نے فرمایا ہان آپنے یہ بھی تعلیم کیا تھا کہ بغیر آزمایش کوئی مرید مرشد کا قائل نہو اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ حضور کی خفگی محض واسطے
امتحان کے تھی خیر مین حکم آپ کا بسروچشم بجا لاتا ہون لیکن حضرت بھی بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین راوی کہتا ہی کہ جس
روز شاہزادہ نے دعواے خلافت درویش سے کیا تھا اول دو کلچہ پکائے تھے اور ایک مین برگ سبز جس سے داڑھی
نکل آتی ہی اور دوسرے مین برگ زرد جس سے داڑھی بالکل دور و غائب ہو جاتی ہی ملا کر لایا تھا قصہ کوتاہ سب
مریدون کے آگے ایک مرید ریش دراز کو کلچہ برگ زرد کھلایا بس ایکساہی لحظہ مین داڑھی اُسکی غائب ہوگئی بعد اسکے
دوسرا کلچہ شیرینی والا کھلایا بدستور فوراً لمبی داڑھی موجود ہوگئی درویش نیرنگ ساز نے جو یہ تماشا دیکھا ہوش اُڑگئے
اور حواس جاتے رہے اور تمام مرید اس امر عجیب سے درویش نیرنگ ساز سے بھڑک گئے بلکہ بدگمان ہوگئے اور
یقین ہوا کہ یہ درویش مکار و حیلساز ہی کہ مرید جدید کو تو عمل فوراً بتایا اور ہم لوگ اتنے دنون سے خدمت کرتے ہین
ہمکو نہ بتایا آخر ایک مرید نے منہ پیٹا ہم ہوکے طنز یہ کہا سبحان اللہ ہم اس مدت سے خدمتگذار ہی ہین اور
ایک حرف بھی ہمکو نہ بتایا خدا جانے اس مرید نووارد نے کیا حقوق خدمت حضور پر ثابت ہوئے کہ جو مرشد نے
تمام مریدون پر اسکو فضیلت دیدی اور کرامت باطنی بھی بخش دی بلاشبہہ یہ فقیر منافق و مکار ہی دوسرے مرید کہ جنکو
کچھ اعتقاد تھا اُنھون نے کہا ایسے کلمات سخت و کریہہ مرشد کو نہ کہنا چاہیے ای احمق راندۂ درگاہ مرشد کے حق مین
یہ بے ادبی مناسب نہین مرشد نے جسکو لائق و مناسب سمجھا اپنی نعمت بخشدی اگر تجھ مین یہ لیاقت ہوتی تو تجھے بھی
دیتا اسمین مرشد کا کیا قصور ہی تیرے لیے جو کہ آتش حسد مین جل بھن کے کباب ہوگیا تھا اُسنے اُس ناصح اور مرشد
دونون کو خوب گالیان دین اور ایک گھونسا زور سے کلہ پر ناصح کے مارا کہ منہ اُسکا ٹیڑھا ہوگیا اور مرید سوم نے بھی
ہوا سپ ٹکی بٹر کی دیا بعد اُسکے خوب مار پیٹ اور داڑھی نچول ہوئی جو لوگ کہ زیارت کو آئے تھے اُنھون نے
ہر چند سمجھایا لیکن فقیر باز نہ آئے آخر آدھے ایک سمت اور آدھے ایک طرف ہوے خوب چوب چماق چلی جب
درویش نے یہ تماشا دیکھا اور ہنگامہ قیامت برپا دیکھا سمجھا کہ بعد اس جنگ کے پھر مجھ تک بھی نوبت ضرور ہی آئیگی پس

ایک حجرے مین جاکر دروازہ حجرے کا اندر سے بند کر لیا اور دل مین کہتا تھا کہ افسوس نہ مین اسکو مرید کرتا نہ اس
بلا مین گرفتار ہوتا شاہزادہ بھی سرمہ آنکھون مین لگائے جنگ وجدل کا تماشا دیکھ رہا تھا اور انکے حرکات
مار پیٹ پر ہنستا تھا یہان تک کہ سب لوگ اس جنگ وجدل سے زخمی ہوکر اپنے اپنے بستر پہ بیٹھ رہے شاہزادہ
در حجرے پر آیا اور کہا اے قطب اعظم اب اپنے مرید خاص کے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہے درویش نے حجرہ کے اندر
سے کہا اے درویش مین خود ہی تیرا مرید ہوا اور تو میرا مرشد ہے اب جو کچھ کہ تو کہے مین منظور کرون لیکن اسوقت
ان مریدون مرتدون سے میری جان وآبرو بچا نہین تو یہ مردود مجھے بعذاب سخت ہلاک کرینگے شاہزادہ نے
کہا آپ خاطر جمع فرمائین مین ایک دم مین یہ فساد مٹائے دیتا ہون درویش بولا جتنی جلدی کیجیے بہتر ہے شاہزادہ
سرمہ دھوکر مریدون کے پاس گیا مریدون نے تعظیم دی شاہزادہ نے فرمایا قطب اعظم فرماتے ہین کہ اب
شور وفساد بیکار ہے جسوقت کہ تیر کمان سے گذر گیا پھر کمان مین نہین آتا اب تم صبر کرو بعد ایک سال کے تعین تک
کسی کو یہ دولت اور نعمت ضرور بخشدونگا کسواسطے کہ اگر مین یہ نہ کرتا تو میرے ہاتھ سے یہ دولت جاتی رہتی اور کسی کے
کام نہ آتی اب میرے خیال مین یہ ہے کہ ہر سال آیندہ سے ہر ملک مین ایک مرید کو سجادہ نشین اپنا کردونگا اور ہر سال
ایک ایک کو اپنا فیض باطنی بخشونگا مریدون نے جو یہ شاہزادہ کی زبانی سنا اپنے افعال سے منفعل ہوکر شاہزادہ
سے کہنے لگے کہ اب ہم آپکو اپنے مرشد سے زیادہ تصور کرتے ہین آپ کسی طرح سے ہمارا قصور مرشد سے معاف
کرادین شاہزادہ انھین تشفی دیکر حجرے کے در پر لایا اور انکی خطا معاف کرائی درویش بعد گفت وشنید کے حجرہ سے
باہر آیا اور چار ونا چار دستار اور جبہ اپنا شاہزادہ کو دیا شاہزادہ جبہ ودستار لیکر وہان سے جنوب حصار کو روانہ ہوا

اب راوی شاہزادہ کو راہ مین سرگرم رفتار رکھتا ہے اور بار دیگر حال مسعود ناکجو اور ملکہ سوداوہ سیہ نقاب کا بیان کرتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جس وقت ملکہ سوداوہ باغ مین آتی تھی مسعود بھی ضرور جاتا تھا ایک روز مسعود ملکہ سوداوہ کے
پاس گیا تھا یہان لشکر مین اقبال شاہ نے دریافت کیا لوگون نے کہا مسعود شکار کھیلنے گیا ہے اقبال شاہ نے کہا
روز شکار کو مسعود کا جانا خالی از علت نہین معلوم ہوتا ہے ایک درانداز نے کہا کہ حضور مسعود دراسب شاہ کی
بیٹی پر عاشق ہوا ہے اور وہان ہر روز بحیلۂ شکار جایا کرتا ہے اگر دراسب شاہ اس حال سے آگاہ ہوگیا تو کچھ
کار مرجوعہ مین فرق پڑجائیگا بلکہ کیا عجب ہے کہ ظلمورستان جانے مین بھی عذر کرے اقبال شاہ نے کہا تم
کیا کہتے ہو عشق کوئی امر اختیاری نہین ہے مسعود کو پوشیدہ جانے سے کیا حاصل ہم دراسب شاہ کو خود اسکی
نسبت کا پیام دینگے دوسرے روز جو مسعود دسلام کو گیا اقبال شاہ نے کہا اے مسعود پوشیدہ تمھارا جانا

اچھا نہین ہو کہ اسمین راسب شاہ کی بدنامی ہو دوم اس امرکا زیادہ تر لحاظ رکھنا چاہیے کہ مبادا دہان کسی علت مین گرفتار نہو جاؤ خاطر جمع رکھو ہم جب تک ملکہ سوداوہ سے تمھارا عقد نکر لینگے ہرگز یہان سے نجاینگے دوسرے روز راسب شاہ کو اقبال شاہ نے اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ مسعود نامجو ایک دلاور دوران اور بہادر زمان پہلوان ہمارے لشکر کا ہو اور حسب و نسب کا بھی اپنے نجیب الطرفین ہو بلکہ مین اسکو اپنا بھائی اور قوت بازو جانتا ہون لہذا تم اس گوہر صدف عصمت یعنی ملکہ سوداوہ کا حسب آئین شرع متین مسعود سے عقد کردو تاکہ سلسلۂ اتحاد و محبت و دوادنی مابین ہمارے ساتھ رہے کسواسطے کہ مسعود اور ملکہ سوداوہ عرصۂ دراز تک ایک جگہ رہے ہین اب انکا باہم رہنا ہی ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہو والسلام راسب شاہ نے بی بی سے کہا اور محقق الملک وزیر سے مشورہ لیا آخر یہ جواب راسب شاہ نے دیا کہ ہنوز وہ امر جسکے واسطے شاہزادۂ معزالدین تشریف فرما ہوئے ہین وہ طی نہین ہوا جب وہ تشریف لاوینگے تو انشاء اللہ تعالی جیسا ارشاد ہوگا ہم بجالاوینگے اقبال شاہ چپ ہو رہا مگر ملکہ سوداوہ کو تو عشق مسعود چڑھا ہوا تھا اتنا صبر کہا شعر

	کیا کیا گھٹنے لگتے ہین صبر و قرار کے	آشفتہ ہی یار کسے ہوئی اس درجہ بیکلی	

تاب ضبط مفارقت مسعود نہ لاسکی صفو اپنی سے مسعود کو بلا بھیجا کہ ہم فلان روز باغ مین آئینگے تم بھی آنا یہ تو کہتی ہی پھرتی تھی شعر

	دل لگتے ہی فلک نے جدائی نصیب کی	کس سے کہین ہم آہ برائی نصیب کی	

اور سچ تو یہ ہو کہ بقول کسی شاعر کے شعر

	اور آشنا بھی ہو تو کبھی وہ جدا نہو	یارب کسی پری کا کوئی آشنا نہو	

پس یہ تو صدمۂ مہاجرت سے بیتاب ہو رہا تھا کہ ابیات

تو ہی روح روان عاشق ہے مرض عشق کا حکیم ہے تو	مہربان میرے قاصد غمخوار غنچۂ دل کو بس نسیم ہے تو	اے شفیق و رفیق عاشق زار تو ہی گویا زبان عاشق ہے

یہ سنکے بدون اجازت اقبال شاہ پوشیدہ صفو اپنی کے ساتھ باغ مین ملکہ سوداوہ کے پاس پہونچا اور عاشق و معشوق باہم گرم صحبت ہوئے مگر قضاے کار و اتفاق روزگار راسب شاہ بھی اسی ایام مین شکار کو گیا تھا اور چار نفر خواجہ سرا بھی ہمراہ لئے شب مہتاب مین سیر کرتا ہوا ایک باغ مین گیا کہ وہ باغ قریب باغ ملکہ سوداوہ کے تھا کہ ناگاہ راسب شاہ نے آواز سرود کی سنی پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہو خواجہ سرا بولا ملکہ سوداوہ کا باغ ہو راسب شاہ نے یاقوت خواجہ سرا سے کہا کہ ہم اسطرح ملکہ سوداوہ کے پاس جاینگے کہ کسی کو ہماری خبر نہو یہ کہکے دیوار باغ پر چڑھ مع خواجہ سرا اون کے ساتھ باغ مین آیا اتفاقًا ایک کنیز کسی کام کو

باہر جو آئی اُسنے جو پانچ چار شخص کو مسلح دیکھا کہ دیوار باغ پر آتے ہین اُسیوقت ملکہ سوداوہ کو اطلاع کی ملکہ سوداوہ یہ خبر وحشت اثر سُنتے ہی ایک حجرہ مین پوشیدہ ہوگئی اور مسعود عالم اضطرار مین وہان آیا جہان راسپ شاہ باغ مین کھڑا تھا کہ اُن خواجہ سراؤن نے بخیال چور کے مسعود کو گرفتار کرلیا مسعود نے بخیال ناموس اپنی معشوقہ کے دم نہ مارا اور گرفتار ہوگیا راسپ شاہ نے تاریکی مین مسعود کو پہچانا نہین اور یاقوت کو حکم دیا کہ اس چور کو سرہنگون کے حوالہ کردو اور کہدو کہ اسی وقت کوتوال شہر کے سپرد کردے کل ہم صبح کو دربار عام مین سزا دینگے یاقوت نے حسب الحکم بادشاہ مسعود کو سرہنگ مجاہد کے حوالہ کردیا مجاہد نے حمید دلاور کوتوال کے پاس بھیجدیا صفوانہ نے جو یہ دیکھا کہ مسعود گرفتار ہوگیا اُسی وقت باغ سے باہر نکل اور گھوڑے پر سوار ہو بہ جلدی تمام لشکر مین اقبال شاہ کے پہونچی اور دربانون سے کہا کہ مجھے اس وقت شاہزادہ اقبال شاہ سے ایک کار ضروری ہی تم جلد اطلاع کردو دربانون نے اطلاع کی اقبال شاہ نے صفوانہ کو بُلا لیا صفوانہ نے بعد تسلیم کے کہا کہ مجھے تخلیہ مین کچھ عرض کرنا منظور ہی اقبال شاہ صفوانہ کو ایک مکان مین لیگیا وہان صفوانہ نے تمام حقیقت حال اقبال شاہ سے بیان کی اور کہا اگر اسی دوپہر رات مین مسعود کے رہائی کی تدبیر ہوگئی تو بہتر ہی والا اگر راسپ شاہ کو حال معلوم ہوگیا تو پھر کوئی تدبیر پیش رفت نجائیگی اور کیا عجب ہی کہ بیٹی کو بھی اپنی قتل کرے مین نے حضور کو آگاہ کردیا آیندہ حضور کو اختیار ہی اقبال شاہ نے پوچھا اب مسعود کہان ہی صفوانہ نے کہا کہ بحکم شاہ کوتوالی مین قید ہی اقبال شاہ نے کہا افسوس مین نے اُس بیوقوف کو اکثر منع کیا لیکن اُسنے میری فہمایش نہ مانی آخر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا

اب یہ قصہ یہان پر چھوڑا جاتا ہی اور پھر حال شاہزادہ معز الدین کا بیان کیا جاتا ہی

القصہ جب شاہزادہ درویش سے جبہ اور دستار لیکر تکیہ سے باہر آیا درویش نے بیس آدمی مرید اپنے جو کہ فن سپہ گری کا دعوی رکھتے تھے اُنھین شاہزادہ کے پیچھے روانہ کیا اور کہا مین تم مین سے ہر ایک کو قطب زمانہ کردونگا الا تم اُس فقیر کو دست و پا بستہ میرے پاس لاؤ یا اُسکا سر لاؤ یہ فقیر سیاہ پیشہ شاہزادہ کے تعاقب مین بے خوف و اندیشہ روانہ ہوئے اور تیسری منزل مین شاہزادہ سے ملاقات کی شاہزادہ نے دل مین کہا کہ یہ نیرنگیان نیرنگ شاہ کی ہین جو اُنھین میرے قتل کو بھیجا ہی اس گروہ مین وہ فقیر بھی شاہزادہ کے پاس آن ہی پہونچے اور ہر چہار طرف سے شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے تین چار کو جبہ پوش جان سے مارا باقی سمجھ گئے کہ شاہزادہ سے جنگ مین ہم سر بر نہونگے اب مکر و فریب سے کام نکالنا چاہیے آخر بالاتفاق سب فقیرون نے کہا اے جوان ہمین بجز اسکے اور کوئی کام نہین ہی کہ مرشد نے تمھین بُلایا ہی بخوشی تمام تم

ہمارے ساتھ چلو شاہزادہ نے کہا آج تم یہان رہو کل مین تمھارے ہمراہ چلونگا فقیر چُپ ہو رہے حسب اتفاق
اُن فقیرون مین آدھے فقیر داڑھی والے تھے اور آدھے بے داڑھی کے شاہزادہ شام کو ایک کاروان سرا
مین اُترا اور روٹی خمیری فقیرون کے واسطے پکوائی اور یخنی لیکن آدھے خمیر مین پتے زرد ملا دیے اور آدھے مین
پتے سبز جب کھانا تیار ہوا شاہزادہ نے داڑھی والون کے آگے زرد پتے والی روٹی رکھی اور بے داڑھی والون
کے آگے سبز پتے کی بعد اسکے خود سُرمہ آنکھون مین لگا کر وہان سے روانہ ہوا فقیرون نے جو وہ روٹی کھائی جنکی
داڑھی تھی وہ غائب ہو گئی اور جنکی داڑھی نہ تھی اُنکے داڑھی موجود ہو گئی تمام فقیر اس حرکت سے منفعل ہوئے
اور اُسی شکل سے مرشد کے پاس پہونچے مرشد نے پوچھا خیر ہی یہ کیا شکل ہی فقیرون نے کہا یا مرشد آپ ہر سال
ایک مرید کو کرامت بخشتے تھے اُس مرید نے تمام فقیرون کو ایک ساعت مین قطب زمانہ کر دیا یہان شاہزادہ اقبال شاہ
کے لشکر مین داخل ہو گیا اور وہ وہ وقت تھا کہ اقبال شاہ صفوانہ سے باتین کر رہا تھا جب اقبال شاہ کو
شاہزادہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تا بہ در واسطے استقبال شاہزادہ کے گیا شاہزادہ نے وہ فرمان مُہری
ارباب مثلثۂ خاکی کا اقبال شاہ کو دیا اور پوچھا کہ مین اسوقت تمھین فکر مین پاتا ہون اور یہ ضعیفہ کون ہی اقبال شاہ
نے حقیقت مسعود کے گرفتار ہونے کی بیان کی اور کہا یہی فکر مجھے اسوقت تھی کہ کسی صورت سے وہ مسعود احمق
چھوٹ آئے یہ ضعیفہ سچ کہتی ہی کہ اگر اسی شب مین وہ چھوٹا تو بہتر ہی ورنہ مسعود اور ملکہ سوداوہ دونون ضایع
ہونگے اور مُفت خون ناحق دونون کا ہوگا شاہزادہ نے کہا مین حاضر ہون جو کہو بجا لاؤن اتفاقاً اقبال شاہ
نے آب خاصہ مانگا آبدار آب خاصہ لایا اور صفوانہ نے آبدار کی صورت دیکھی اقبال شاہ سے کہا اے شہریار
تمھارے آبدار کی صورت یاقوت سے ایسی مشابہ ہی کہ گویا وہی بعینہٖ ہی دونون بھائی حقیقی معلوم ہوتے ہین پس
یہ فرق ہی کہ وہ بے داڑھی ہی اور یہ باریش شاہزادہ معز الدین نے پوچھا اب کسقدر رات باقی ہو گی اقبال شاہ
نے کہا کہ دو پہر پر ایک بجا ہی شاہزادہ نے کہا تم فکر نہ کرو مین ابھی مسعود کو کوتوالی سے بلوائے لیتا ہون بعد اسکے
سب کے سامنے وہ برگ سبز آبدار کو کھلایا بمجرد کھانے برگ کے داڑھی معلوم نہوئی کہ کہان گئی الغرض صفوانہ
آبدار کو لیکر وہان سے روانہ ہوئی آبدار نے موافق تعلیم صفوانہ کے دروازہ پر شہر کے جا کر دربانون سے کہا کہ یاقوت
ناظر بادشاہ کا واسطے کسی کام ضروری کے کوتوال کے پاس جاتا ہی تم دروازہ کھولدو دربانون نے دروازہ کھولدیا
یاقوت نقلی کوتوال کے پاس آیا اور کہا کہ بادشاہ نے اُس چور کو اسی وقت طلب کیا ہی کوتوال نے کہا اے ناظر صاحب
سرہنگ مجھا ہمنے تمھارے ہی زبانی یہین حکم دیا ہی کہ اس چور کو باحتیاط تمام قید رکھو اب آپ یہ فرماتے ہین
یاقوت نقلی نے کہا اے مرد کے تو کیا شاید دیوانہ ہوا ہی کہ معاملات شاہی مین دخل دیتا ہی خدا جانے بادشاہ
اس وقت کیا سوچا اور جب کیا سمجھا تھا یہ چور باغ سے گرفتار ہوا ہی بادشاہ کو اسکا افشا منظور نہین ہی کوتوال

مارے خوف کے چپ ہو رہا اور مسعود کو حوالہ کردیا مسعود شبا شب اقبال شاہ کے پاس پہونچا اقبال شاہ نے فرمایا اے مسعود آخر تنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اور خود اپنے کو بلا مین گرفتار کرایا تھا اگر شاہزادہ اس وقت نہ آجاتا پھر تیری جان و آبرو دونون جاتی رہتین مسعود نے ہاتھ شاہزادہ کے آنکھون سے لگائے اور کہا

اے شہریار کامگار

بود بدست تو گویا کشاد مشکل ہا | کہ شد ز آمدنت حل عقدۂ دلہا
برائے واشدن غنچہ دلم خوبیم | چہ خوب آمدۂ طی نمودہ منزلہا

پھر اقبال شاہ نے شاہزادہ کیواسطے محفل عیش و نشاط تیار و آراستہ ہونے کا حکم دیا الغرض تین روز تک تمام لشکر مین ہنگامہ عشرت و نشاط برپا رہا چوتھے روز اقبال شاہ نے مسعود کے ہاتھ پیغام راسپ شاہ کو بھیجا کہ الحمد للہ اب تمام کام حسب دلخواہ دوستون کے پورے ہوئے یعنی شاہزادہ معز الدین نصرت قرین بھی دشت سواد سے بخوشی تمام مراجعت فرما کر شب کو داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے اب تمکو بھی کوئی عذر و حیلہ یقین ہو کہ باقی نہ رہا ہو یہان راسپ شاہ بعد گرفتار کرنے مسعود کے ملکہ مسعود زادہ کے پاس گیا اور کہا اے جان پدر میں نے تجکو بارہا نصیحت کی کہ جس روز باغ مین رات کو رہو چارون طرف قرار واقعی باغ کا بند و بست کروالیا کرو تنے دیکھا کہ آج ایک چور رہنے تمھارے باغ مین گرفتار کیا ملکہ نے بادشاہ کی بات کا مطلق جواب نہ دیا اور چپ ہو رہی راسپ شاہ وہان سے شہر مین آیا اور صبح کو کوتوال سے چور کو طلب کیا کوتوال نے عرض کیا کہ میان یاقوت ناظر اسی وقت شب کو چور حسب الطلب حضور کے خود آکر لیگئے بادشاہ کو بیان سے کوتوال کے غصہ آیا اور فرمایا اوبے وقوف یاقوت ناظر تمام شب ہمارے پاس سے جدا نہین ہوا حاضر رہا اور تو کہتا ہے کہ یاقوت چور کو خود لیگئے کوتوال نے بادشاہ کے سر کی قسم کھائی اور تمام محلہ کوتوالی نے کوتوال کے صداقت کی گواہی دی بادشاہ کو ہرگز اعتماد نہوا اور قریب تھا کہ سزا سے چور کو کوتوال کو دیجائے اتنے مین محترق الملک وزیر پہونچا اور اسنے بعد دریافت مقدمہ کے عرض کیا کہ اے شہریار حضور غور فرمادین کہ کوتوال کو غلط بیانی سے کیا حاصل میرے نزدیک اسمین کوئی بھید ہے یقین ہے کہ دو ایک روز مین حضور پر ظاہر ہو جائیگا کہ درگہ سالار نے اطلاع کی کہ ایلچی اقبال شاہ کا دربارگاہ پر موجود ہے اور حضور کی اجازت چاہتا ہے راسپ شاہ نے مسعود کو اندر بلایا مسعود نے پیام اقبال شاہ دیا راسپ شاہ نے محترق الملک وزیر سے فرمایا واقعی اب ہمین کوئی حجت شرعی باقی نہین ہے محترق الملک نے کہا اول حضور اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین کی دعوت فرمائیے بعد اسکے مہر فرمان کو اپنے کاغذ سے مطابق کیجیے اگر وہ مہر مطابق ہو جائے پھر آپ کو اختیار ہے کہ ہمراہ تشریف لیجائیے خواہ وعدہ فرمائیے کہ بروقت ظہور رستان مین ہم بھی حاضر ہونگے راسپ شاہ نے کہا البتہ یہ راے تمھاری نہایت انسب ہے اور ملکہ مسعود زادہ کے مقدمہ مین بھی

جواب کافی ووانی ہی محرق الملک نے کہا یہ امر تو شدنی ہی کسواسطے کہ عورت کو خدا نے واسطے مرد کے
پیدا کیا ہی اور مسعود ایسا داماد ملنا آپ کو مشکل ہی کیونکہ وہ نہایت لائق و فائق ہی پس ہراسپ شاہ نے
اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین کی دعوت کی اور ٹھہرا ہے فرمان کو اپنی کتاب کی مہرون سے
ملایا اور اقبال شاہ سے کہا کہ اب مجھے تمہاری فرمانبرداری مین کسی طرح کا عذر نہین ہی جب تم مثلثۂ آبی
و ہوائی کو طی کروگے مین بھی طاقی شاہ کے ہمراہ بلا عذر حاضر ہونگا اقبال شاہ نے فرمایا کہ خیر اُسی وقت
ہم بلائینگے لیکن ملکہ سوداوہ کے باب مین کیا جواب ہی ہراسپ شاہ نے کہا جبتک ہم سلطان روح الملک
نے خلاف تھے ہر فعل کا ہمین اختیار تھا اور اب ہم بدون حکم اُنکے کوئی امر نہین کرسکتے کیونکہ پابند اطاعت
اُنکے ہوگئے ہین لیکن ملکہ سوداوہ کو بھی ہمراہ لیتا آؤنگا پھر وہان سلطان جس طرح حکم دینگے بجالاؤنگا پھر
اقبال شاہ نے پوچھا کہ تمہارے مُلک سے شمالیہ حصار یعنی شہر عاقلان کتنی دور ہی ہراسپ شاہ نے کہا
کہ چھ مہینے مین براہ راست پہونچیگا اور دوسری راہ دشت باد انگیز کیطرف سے ہی لا اس راہ سے
انسان کا گذر نہین ہی اور ہمکو نہین معلوم کہ کسقدر فاصلہ ہی بلکہ طلسم مثلثۂ ہوائی اُس دشت پُر خطر اور پُر خوف
سے عبارت ہی کہ بدون وہان جائے ارباب مثلثۂ ہوائی مین نہین پہونچ سکتے پس لامحالا وہان جانا حضور کو
ضرور ہوگا اقبال شاہ نے کہا اب ہمکو اُس دشت پُر ہول مین جانا لازم ہی

اب جانا اقبال شاہ کا مع شاہزادہ معز الدین دشت باد انگیز کی راہ سے شمالیہ حصار کو بیان کیا جاتا ہی

دوسرے روز اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ملک شمالیہ کو روانہ ہوئے ہراسپ شاہ بھی جہانتک
کہ دریا واقع تھا بمشایعت ہمراہ گیا اقبال شاہ نے لشکر ظفر پیکر کو دشت باد انگیز کی راہ سے روانہ فرمایا اور
ہراسپ شاہ سے رخصت ہوکر خود بھی روانہ ہوا چھ روز قریب شام ایک مقام مین پہونچے اور وہان مقام کیا کہ
یکایک بائین ہاتھ کیطرف ایک روشنی نظر آئی کہ گویا صد ہا مشعلین روشن ہین کچھ لوگ روشنی کو دیکھنے لگے جب قریب
روشنی کے گئے روشنی غائب ہوگئی وہان سے چلے آئے پھر بعد اسکے روشنی ہوگئی صبح لشکر کا کوچ ہوا پھر بعد قطع مسافت
قریب شام لب چشمہ خیمہ زن ہوئے یہان بھی وہی معرکہ روشنی کا معلوم ہوا تیسرے روز پھر جسوقت منزل پر پہونچے
وہی روشنی اور وہی چشمہ اور وہی درخت نظر آئے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اس علامت اور
آثار سے یہ سمجھے کہ ہم روز چلتے ہین لیکن پھر اسی جگہ پر مقام ہوتا ہی جہان سے کہ کوچ کرتے ہین آخر شب کو
اقبال شاہ نے اپنے مرشد ہادی الہدایت کی خدمت مین رجوع کی ہادی الہدایت نے اصل کیفیت سے

آگاہ کیا اقبال شاہ صبح کو مسرور و خندہ پیشانی بیدار ہوئے اور خیمہ شاہزادہ معزالدین میں آئے اور کہا
اے برادر والا قدر مجھے بشارت ہوئی کہ لوح جدید جو تمہارے پاس ہے وہ ہمارے کوچ کی مانع ہوتی ہے اگر آج کی
شب بھی روشنی نظر آئے تو تم روشنی کیطرف جانا وہاں ایک درخت عظیم الشان ملیگا اسمین بجائے پتی کے الواح
لٹکتی ہونگی تم لوح کو جس طرح سے لائے ہو پہونچا دینا شاہزادہ بعد نماز عشا روشنی کیطرف روانہ ہوا جب
قریب پہونچا ایک درخت مین لوحین آویزاں دیکھین شاہزادہ نے لوح جدید کو ہاتھ پر رکھا لوح خود بجائے
برگ درخت مین لٹک گئی بعد ازان درخت غائب ہوگیا شاہزادہ لشکر مین واپس آیا اور اقبال شاہ سے
کیفیت بیان کی اور پانچوین روز صبح کو کوچ کیا ہی چاہتے تھے کہ یکبیک شمال کی طرف سے ایک طوفان ایسا
شدید پیدا ہوا کہ اگر طوفان عاد کہیے تو بجا ہے کہ تمام زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا اور تمام بار جانورون کا
زمین پر گر پڑا اور جانور صحرا کو بھاگ گئے جب ہوا کم ہوئی اہل لشکر جانور باربرداری کو بدشواری تمام
جنگل سے پکڑ لائے اور بار کرکے روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ پھر وہی طوفان شدید ہوا بلکہ اول سے بھی
زیادہ بڑھ گیا اقبال شاہ نے کہا شاید وحشت یاد انگیز صحراے پر طوفان و خطر یہی ہے آخر وہین مقام کردیا
اور رات کو پھر ہادی الہدایت سے رجوع کی صبح کو اقبال شاہ نے شاہزادہ معزالدین سے کہا
بسم اللہ آپ میرے ساتھ چلیے کہ مجھے جو مرشد نے بشارت دی ہے مین تمکو سمجھا دون پھر سید سلطان بہادر
کو سالار لشکر کا کیا اور ایک اسم بتا دیا کہ بعد ہر نماز کے ستر مرتبہ پڑھا کرنا کہ یہ اعدا و اسم جو زائچے مین اور
تمام لشکر پر دم کرنا اور کوئی شخص تا آنے ہمارے لشکر مین نہ آنے پائے اور نہ کوئی فعل بد کرنے پائے اور حلقہ
سے باہر نہ جائے ورنہ آفات طلسمی مین گرفتار ہو جائیگا بعد اس فہمائش کے اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین
پا پیادہ و جان دادہ ایک سمت کو روانہ ہوئے دن مسافت مین گزرا شام کو دامن کوہ عالیشان مین پہونچے
رات کو وہان رہے صبح کو بوقت تمام اوپر پہاڑ کے گئے شاہزادہ کی طاقت رفتار طاق ہوگئی اقبال شاہ سے کہا اے برادر

دم اُلجھتا ہے دم بدم میرا	الہا کیونکر ٹھہرے جسم مین دم میرا

اقبال شاہ نے کہا اے برادر والا قدر تم ابھی سے گھبرائے اور اتنی سی بات مین پریشان ہوگئے جمال
معشوقہ دلدار بے خلش خار جگر افگار و درد وصال محبوبہ بے مطلب جدائی مصیبت و بلاے جانگداز ایسا کیا
شہد کا نوالہ ہے یہ دولت کہین میسر آتی ہے شعر

قدم وہ محفل جانان مین بیخوف و خطر رکھے	ہتھیلی پر جو رکھ لے شمع کے مانند سر پہلے

خاطر جمع رکھو اب جو قدم کہ رکھو گے گویا منزل مقصود کے قریب پہونچو گے شاہزادہ نے فرمایا جو کچھ فرماتے
ہیں درست و راست ہے الغرض بدشواری تمام بالاے کوہ پہونچے وہان سواے میدان سبزہ کے کچھ نظر نہ آیا

ناچار وہی کھایا اور تا شام رواروی مین چلے گئے ایک جا قیام کیا وہان دیکھا کہ ایک پتھر دس گز سے دس گز
مکسر مربع مین ہی اور تمام صفحہ پر انواع انواع طرح کے سنگ رنگ برنگ کے ایسے جڑے تھے کہ گویا قالین بنا ہوا
تھا اور بیچ مین صفحہ کے ایک تصویر از سر تا پا نصف مرد اور نصف عورت کی بنی ہوئی تھی اور طرفہ یہ تھا کہ ایک
نتھنے سے ناک کے اُس تصویر کے ہوا آہستہ آہستہ آنا شروع ہوئی اور اسقدر وہ ہوا تند ہوئی کہ نوبت طوفان کی
پہونچی شاہزادہ اس تماشاے عجیب و غریب سے نہایت متعجب ہوا اقبال شاہ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی
اور یہ تصویر نہ عورت کی نہ مرد کی ہی پھر یہ کیا چیز ہی اقبال شاہ نے کہا یہ تصویر سنگین برج جوزا کی ہی جو برج
اول مثلثۂ خاکی کا ہی اور مآل کار ہمارا اسی صورت سے ہی اب تمکو ایک اسم بزرگ بتاتا ہون ایک طرف تم
پڑھو دوسری جانب مین جب اسم تمام ہوگا وہ تصویر خود بخود گویا ہوگی اگر دست راست سے گویا ہوگئی تو فتح
طلسم تمکو مبارک ہو اور شاید اسکے برعکس ہووے تو پھر جو مراحل طلسم مین ہین وہ طی کرنا ہونگے شاہزادہ بولا اول
پتھر کی تصویر کا بولنا فہم مین نہین آتا اور اگر شاید ایسا ہی ہو تو پھر مین کیا جواب دون اقبال شاہ نے کہا کہ تم کہنا
دو مطلب ہمارے ہین اول یہ کہ روح الملک کا نفاق سرحدارون کی وجہ سے سخت مصیبت مین گرفتار ہون
کہ چند روز مین مہم آدمخوار اُسے نوش کر جائیگی دوم مین شاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہون اور بادشاہ
نے عقد کو صلح پر اُن چارون رئیسون کے قرار دیا ہی پس بہ برکت اس اسم کے جو برج جوزا سے متعلق ہی تم بھی
ارباب مثلثۂ آتشی و خاکی کے مثل ایک فرمان جہری ارباب مثلثۂ ہوائی کا دو تاکہ ملک عادل شاہ بادشاہ
شمالیہ حصار خدمت مین روح الملک کے حاضر ہون پس یہی ارشاد مرشد تھا جو کہ مین نے تمکو تعلیم کیا قصہ کوتاہ
دست راست سے شاہزادہ نے اور دست چپ سے اقبال شاہ نے اسم بزرگ شروع کیا جب تین روز و شب
متواتر اور ادخوانی مین گذرے چوتھے روز یکبیک وہی طوفان برپا ہونا شروع ہوا اور آواز مہیب و خوفناک
اُس تصویر سے آئی شاہزادہ نے خوف سے آنکھین بند کرلین بعد ایک لحظہ کے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ تصویر
سنگین داہنی طرف سے مجسم ہوگئی اور بآواز مہیب کہا کہ ای وارد طلسم جوزا بیان کر کہ مطلب تیرا کیا ہی شاہزادہ
نے دونون مطلب حسب تعلیم اقبال شاہ بیان کیے اُس تصویر نے کہا کہ ای جوان تا فتح جوزا وہ کرے کہ جسکے پاس
سرمۂ زحل ہو وہ شخص سرمہ آنکھون مین لگا کر زیر کوہ جا سکے بعد چند قدم کے شہر ہیچ در ہیچ ملیگا تمام روز
شہر مین رہنا اور سیر و تماشا کرنا اور رات کو ہر ایک مکان اور ہر ایک محلہ مین پھرنا جس جگہ دو آدمی باتین بانقل
کرتے ہین اُن باتون کو تم بگوش دل سُننا اگر نقل کنندہ مرد ہی تو ذکر صاحب مطلب کا ضرور آئیگا بلکہ اُسی کی وجہ سے
مشتہر موکل برج جوزا کی حاصل ہوگی اور اگر وہ عورت ہی تو بھی بغور سُننا خالی از اسرار نہوگا جب تک کہ کوئی
ایسی صورت نہ دیکھے پھرتا رہے اور صبح کو چشمۂ عطاردین غسل کرے جو شہر کے بیچ مین ہی اور شب کو گشت مین

رہے دوم وہ شہر کہ مخنثون کا ہی لا محالا علامت اُناس و ذکور آبی ہونگی یہ وجہ ہی کہ زن و شوہر بین شہر کے اتفاق ہی
اور جب وہ مرد مجلس مین دبیر بادشاہ کے جائے اور فرمان بر موکل جوڑا کی ہمسر ہو جائے پھر وہ مرد دبیر طلسم
سیزان سے بھی پوچھے کہ اُسکی فتح کا کیا طریقہ ہی دبیر اُسکو شہر زنان کی طرف کی راہ بتادیگا شاہزادہ نے جو یہ جملہ
سُنا ہوش جاتے رہے اور حواس بجا نرہے اور اقبال شاہ سے فرمایا سبحان اللہ عجیب و غریب معاملات
جان ستان در پیش ہوتے ہین خدا خیر کرے جبتک کہ یہ عقدے حل نہونگے منزل مقصود کو پہونچنا دشوار ہی

اقبال شاہ نے کہا واقعی بقول سعدی ؎

بدریا در منافع بے شمار است	اگر خواہی سلامت بر کنار است

بقول ناسخ مرحوم بعدہ روزون کے ہمیشہ غمزدہ ہی شوال کا خدمت سے غفلت رنج سے راحت زحمت سے
شکست ہی آخر جتنے کہ عاشق گذرے ہین مجنون و فرہاد و وامق و زلیخا یہ سب مصیبت جانکاہ مین اپنے
رہے کہ سب آگاہ ہین کچھ حاجت شرح اور بیان کی نہین یہان تو ابھی تک کوئی امر ایک شمہ بھی مثل اُن لوگون
کے نہین گذرا سوا اسکے مجھ ایسا خادم راہبر آپکے ساتھ سراسر کمر بستہ خدمت مین حاضر ہی اور ہر مشکل مین
سینہ سپر کرنے کو موجود ہی پھر آپکو کیا ڈر ہی شاہزادہ نے فرمایا الملک للہ والملک للہادی مین حسب ہدایت
تصویر سنگین چلا جاتا ہون آیندہ جو نوشتہ تقدیر ہو مرحم پیش آئی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی فکر یہ تو مجھے بتادو کہ
اکل و شرب کی کیا صورت ہوگی اقبال شاہ نے کہا کہ یہ امر بھی اُسی تصویر سے پوچھنا چاہیے شاہزادہ نے
تصویر سے سوال کیا کہ کھانے وغیرہ کی کیا صورت ہوگی اُس پیکر سنگین سے آواز آئی کہ اے جوان وہان یعنی شہر
مخنثان مین جو شی کہ وہ تجھے حلال ہی جو چاہنا کھانا مگر سرمہ سے غافل نہونا پھر شاہزادہ نے اقبال شاہ
سے پوچھا کہ سرمہ زحل کیا شی ہی اقبال شاہ نے کہا واہ خوب بھولے سرمہ زحل وہ ہی جسکی بدولت جبۂ دستار
شیر نگ شاہ سے لیا اور مسعود کو قید سے رہا کرایا شاہزادہ نے کہا اب یاد ہوا شاہزادہ زیر کوہ روانہ ہوا
اور اقبال شاہ لشکر مین آیا چند قدم شاہزادہ معز الدین نے طی کیے تھے کہ دور سے ایک شہر نظر آیا حسب اتفاق
سرمہ شاہزادہ لگانا بھول گیا جب در شہر پناہ پر پہونچا ایک مخنث صاحب ثروت نے نہایت ادب سے سلام
کیا اور قدمبوس ہوا اور اپنے مکان پر بہ منت لیگیا اور بکمال تکلف سے دعوت کی شاہزادہ نے کہ از حد بھوکا تھا خوب سیر
ہو کر کھانا نوش فرمایا اور اُس ہیجڑے نے عجیب و غریب نقلین اور حرکتین کرنی شروع کین اور خدمت لوازمی
بجا لایا لیکن اُسکے طرز کلام سے ایسا کچھ مترشح ہوتا تھا کہ جیسے کوئی عورت ناز و نیاز سے اپنے خاوند یا معشوق
سے باتین کرتی ہی شاہزادہ نے دل مین کہا خدا خیر کرے دیکھیے یہ امر کس ترکیب سے پیش آتا ہی جب شام ہوئی تب
وہ ہیجڑا ایک کوٹھری مین گیا اور لباس نو مع زیور بیش بہا جواہر نگار پہنا اور پہلو مین شاہزادہ کے آکر بیٹھ گیا

شاہزادہ نے کہا کہ ای مشفق اول تم حال اپنا مجھسے بیان کرو تاکہ مین اُسکا حسب خواہش تمھارے سامان کرون
وہ ہیجڑا بولا کہ اس شہر کا نام شہر مخنثان ہی یہان صورت مرد کی نظر نہین آتی جو لوگ کہ امیر ہین اُنکے پاس ایک
عورت اور ایک مرد ہی اور باقی غربا عورت مرد باہم ہین یعنی کبھی عورت بنتی ہی اور کبھی مرد غرض ان دو صورتون
سے کوئی خالی نہین ہی اگرچہ میرے پاس بھی دو نفر شوہر و زن تھے لیکن تھوڑے دنون سے میری بی بی اپنے
عزیزون مین گئی ہی اور شوہر بھی سیر اصفہان گیا ہوا ہی اس وجہ سے بلاے خواہش نفسانی نے دونون کی جدائی سے
اسقدر تنگ کیا ہی کہ ایک لحظہ قرار نہین آتا اتفاق سے جو آج مین نے تجھے پایا تو گویا نعمت غیبی پائی اور اُسی
تمنا مین مین تمکو یہان لائی کہ تجھسے صحبت کراؤنگی شاہزادہ نے جو یہ سنا کہا واہ واہ خوب بیٹھے خوب شغل کر لیجیو
یعنی اسکو اگر عورت کی خواہش ہوئی تو بڑا غضب ہوتا خدا نے اپنا بڑا فضل کیا ورنہ مجھے کام عورت کا دینا پڑتا آخر
شاہزادہ نے ہر چند کہا کہ مین تمھارے کام کا آدمی نہین ہون تم کوئی اور مرد جبر تلاش کرلو لیکن وہ کب سنتا تھا
کہا مجھے کچھ رغبت نہین ہی تم ہی مین اب سوا تیرے اور کس سے اپنے مرض کا علاج کرون اور کہان تلاش کرتا پھرون
ادھر آ جالا کی گذارم کہ از دست من مفت مسلم بدر روی اور اختلاط شروع کر دیا شاہزادہ نے کہا یا الٰہی
عجب بلا مین گرفتار ہوئے کہ جسکا درمان نہین ہوتا چار بتلاش تمام ایک میخ کلان چار پہلو جسمین مکان مین سے
لاکر ہاتھ مین پھر اُس ہیجڑے کے رسی سے باندھے ہیجڑے نے کہا یہ کیا حرکت کرتا ہی شاہزادہ نے کہا ہمارے
ملک کا یہی قاعدہ ہی اور اسی طرح علاج مخنث کا کرتے ہین ہیجڑہ سمجھا کہ شاید سچ ہی اُسی طرح کرتے ہونگے چپ ہو رہا
شاہزادہ نے ہاتھ پاؤن ہیجڑے کے خوب مضبوط باندھے بس ایکبارگی وہ میخ اُس کی گیدی کے مقام مقصود سے
بضرب زمین زور سے کر دی بعد اُسکے سر پر لگا کر آنکھون مین روانہ ہوا اور ہیجڑے نے شور و غل مچانا شروع کیا آخر
ملازمون نے بمشکل وہ میخ نکالی اور اُسکی جان بچائی شاہزادہ وہان سے اور مکان مین گیا وہان ایک ہیجڑہ زنانی پوشاک
اور زیور پہنے بیٹھا تھا ایک لمحہ کے بعد اُسنے دستک دی پس اُسی صورت کا ایک مرد بھی حجرہ سے نکل اُس زنانہ سے حرکت
ناسزا کرنے لگا اور بعد فراغ پھر حجرہ مین چلا گیا اور وہ ہیجڑہ آب سرد سے بدن دھوکر مسند زرنگار پر مردانہ لباس پہنکر
بیٹھا اور دست چپ کی طرف دستک دی کہ حجرہ سے ایک ہیجڑہ مستعد و جوان لباس زنانہ پہنے باہر نکلا اور اُس ہیجڑہ
مسند نشین کے پہلو مین بیٹھ گیا اُسنے اُس سے صحبت کرکے تھوڑی دیر مین جبر و نقصان برابر کر دیا شاہزادہ نے
اُن بےحیاؤن کے آئین پر لعنت کی اور وہان سے اور مکان پر پہونچا مگر کہین حرف مطلب نظر نہ آیا اسی طرح تمام شب
خانہ بخانہ پھرتا رہا اور صبح کو ایک مکان بلند پر سو رہا اتفاقاً وہ مکان ممریج شاہ بادشاہ جلیل القدر مخنثون کا تھا
جب شاہزادہ کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ معلوم ہوئی بادشاہ نے امیر کے ایک قاب پُر از پلاؤ کو سکھے پر لاکر خوب
نوش جان فرمائی اور قاب صاحب مکان کے سر پر ماری اس امر سے وہ شور و غل مچا کہ جسکی حد نہین ملازمان

اوس بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا بلا ہی کہ جسنے قیامت برپا کر رکھی ہی ملازمون نے کہا کہ ہم نہین جانتے شاید کوئی جن
زبردست وارد ہوا ہے کہ اُسنے یہ تہلکہ مچا رکھا ہی اسکا علاج کرنا چاہیے شاہزادہ وہان سے باہر آیا اور تمام شب
سرگردان رہا جب صداے مطلوب کان مین نہ آئی تب اور مکان مین ایک سردار کے بیٹھ رہا اور آرام کیا صبح کو
بعد کھانا کھانے کے قاب کو پھینک دیا تمام شہر اور ہر محلہ مین یہی غوغا تھا کہ واقعی کوئی دیو نازل ہوا ہی کہ سوا کھانے
اور کسی نے قاب کے اور امر ہی او اس بات کو بھی غنیمت جانتا شاہزادہ انکی گفتگو سے نہایت خوش ہوتا تھا
ایک روز ایک ملازم امیر نے کہا کہ ایک شخص صاحب تسخیر ملا آدمی ہی اگر حکم ہو تو بلا لاؤن سردار نے کہا کہ جلد لا
ملازم ایک ملا کو کہ کتاب بغل مین دبائے تھا بلا لایا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ اس ملا کا تماشا دیکھیے کہ یہ کیا کرتا
ہی ملا نے کتاب کھول کر یہ اسم پڑھنا اوس شروع کیا شاہزادہ کے دل مین اوس وقت جو خوش مزاجی آئی تو پگڑی
ملا کے سر سے اُتار صاحب خانہ کے سر پر رکھدی اور چیرہ صاحب خانہ کا ملا کے سر پہ رکھدیا اس امر سے سب اہل محفل
قہقہہ مارکے ہنسے ایک مسخرہ ظریف نے کہا کہ دیو نے ملا کو پگڑی بدل بھائی دینی کر دیا اب تم برابر مال تقسیم کر لو اور
صاحب خانہ چیرہ اُتروائی دیو دیگا کہ اُسکا چیرہ اُتارا ہی آخر وہ روز بھی اسی واہیات مین گذرا ایک روز شاہزادہ
ایک شخص کے گھر آیا کہ وہ خلاف دستور ایک بوریے پر چپ بیٹھا ایک عورت کے پاس بیٹھا تھا شاہزادہ کو گمان ہوا کہ
شاید یہان مطلب برآری ہو آخر اس مکان کے ایک گوشہ مین چپ چاپ خاموش بیٹھ رہا بعد ایک ساعت کے
عورت بولی کہ ای طالقوس تو شہر مین اتنا بڑا منجم اور حکیم مشہور ہی لیکن مجھے یہ نہین معلوم کہ شہر مین آج کل دیو یا جن کا
ایسا شور مچا ہی کہ جس سے ہر شخص حیران ہو رہا ہی آخر یہ بلا کیا ہی اسکی اصل کیا ہی مرد نے جواب دیا کہ ای مجسم عاقلہ
مین تجھے حال اصلی سے آگاہ کرونگا جو تو مجھے پہلے نقل پریزادون کی سنا دے مجسم عاقلہ نے کہا نقل بیان کرنے مین مجھے
عذر نہین ہی لیکن اس شدت سے بھوکی ہون کہ زبان میری اختیار مین نہین ہی اگر ایک ٹکڑا روٹی کا کہین سے
لاؤ تو مین کہا کہ شکر خدا کرون طالقوس نے کہا شعر

دل خوردن است قسمت کاسہ کہ ماہ نو	روزی خورد ز پہلوے خود چون تمام شد

ای خاتون اس شہر مین مردون کو خدا نے کم رزق پیدا کیا ہی اور دنیا مین دولت و نعمت نامردون کو دی ہی شاہزادہ
دل مین سوچا کہ شہر مین ایسا کوئی زن و مرد نہ دیکھا کہ جیسے یہ عورت و مرد نیک معلوم ہوتے ہین طالقوس بولا ای
مجسم عاقلہ تو خاطر جمع رکھ ایک موکل کی معرفت رزق ہمین پہونچیگا کہ ہم اُسکے قدم مبارک کے انتظار مین ہین شاہزادہ
نے دل مین کہا دیکھیے وہ موکل کون ہی جسکا انھین انتظار ہی اُنکے واسطے کھانا لانا چاہیے شاہزادہ نے ایک امیر
کے باورچی خانہ سے جسقدر کھانا دستیاب ہوا نہایت تحفہ لاکر اُنکے مکان کے گوشہ مین رکھدیا مجسم عاقلہ کے
دماغ مین بو کھانے کی گئی طالقوس سے کہا آج خلاف دستور کھانے کی بو آتی ہی طالقوس بولا دیکھو شاید موکل

کھانا لایا ہو نجمہ عاقلہ نے جو دیکھا تو واقعی کھانا طرح طرح کا دسترخوان پر رکھا ہی اُسنے طالقوس کو اطلاع کی طالقوس نے خوان کھانے کا دیکھکر موکل کو دعا دے پھر کہا نقل پریزادون کی مجھے سُنا نجمہ عاقلہ نے کہا تم بھی شریک کھانے مین ہو طالقوس بولا کہ مین بھی کھاؤنگا کہ یہ رزق مجھے اور آورندۂ رزق کو حلال ہی آخر نجمہ عاقلہ اور طالقوس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور شاہزادہ بھی مشتاق حال پریزادان ہو رہا تھا دل مین کہتا تھا یقین ہی کہ اُس تصویر سنگین نے مجھسے اُنھین عورت اور مرد کا حال بیان کیا ہو گا جب دونون کھانے سے فارغ ہوے موکل رزق کو دعا دی طالقوس نے نجمہ عاقلہ سے کہا اب پریزادون کے حال کا بیان ضرور ہی کہ موکل بھی ضرور یہان ہو گا وہ بھی سُنے

تصویر نجمہ عاقلہ بیان کنندۂ حال پریزادان اور طالقوس کی اور شاہزادۂ معز الدین کا سُننا متوجہ ہو کر

آسپ نقل کرنا نجمہ عاقلہ کا داستان شاہزادۂ شمسون مہر طلعت کی جو ملکہ نوبہار گلشن افروز کا پدر بزرگوار ہی اور استماع فرمانا شاہزادۂ معز الدین کا اس نقل عجیب و غریب کو

قصہ کوتاہ نجمہ عاقلہ نے کہا اے طالقوس یہ نقل میری مادر مرحومہ نے اسطرح بیان کی تھی اور مان نے ہمارے نانا سے اس داستان کو بخوبیون سے سُنا تھا کہ قلعۂ چہارم مین کوہ قاف کے ایک ملک ارض الفضہ نام ہے اور دار الملک اُسکا عجائب نگار مشہور ہے وہان ایک ملکہ بالقیس ثانی ملکہ شفر قیہ گل اندام نام سترہزار دیو اور پریزادون کی جمعیت سے فرمانروائی کرتی ہے اور سامان دولت وحشمت اور شوکت سلطنت اُسکے پاس اسقدر موجود ہے کہ جسکا حساب وہم وگمان محاسب مین نہین آسکتا اور شوہر ملکہ شفر قیہ گل اندام کا سلطان یکتانوس ہے طالقوس نے کہا اے خاتون مین تمھاری بات قطع کرکے کہتا ہون کہ یہ جو تمنے باوجود شوہر ہونے کے نقل ملکہ کے نام سے شروع کی اسکا سبب کیا ہے نجمہ عاقلہ نے جواب دیا کہ پریزادون کی نقل اکثر عورات کے نام سے شروع کیجاتی ہے اسواسطے کہ پردۂ قاف مین شوہر عورت کا تابعدار ہوتا ہے طالقوس نے کہا خوب جواب دیا واہ آفرین نجمہ عاقلہ نے کہا اے طالقوس اگرچہ ملکہ شفر قیہ کی سرکار مین دولت وحشمت بے قیاس تھی لیکن روشنی شمع چراغ خانہ و باعث اقبال کا نشانہ نہ تھا اور نخل مراد ثمر لطف حیات سے بارور نہ تھا یعنی نعمت فرزندی سے بے نصیب محض تھی اور رات دن اسی آرزو مین مبتلا رہتی تھی جبکہ ملکہ شفر قیہ گل اندام کی عمر قریب چالیس برس کے پہونچی ایکروز اُسنے بچشم پرآب بادل کباب شوہر سے کہا اے یکتانوس افسوس صدہزار افسوس کہ ہم ضعیف ہوے اور نخل حیات ہمارا ثمر مراد فرزندی سے بارور نہوا بس اب مین تاج سلطنت تجھے دیکر گوشۂ عبادت اختیار کرنا چاہتی ہون یکتانوس اور تمام اراکین سلطنت نے ملکہ کو سمجھایا کہ درگاہ خدا سے مایوس نہونا چاہیے اور اُسکی درگاہ مین رجوع کرنا چاہیے یقین ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تمھاری دعا کو قبول فرماوے اور فرزند عطا فرماوے ملکہ نے کچھ نصیحت پر خیال نہ کیا اور ایک غار جبل فیروزہ مین

جو عجائب نگار سے قریب تھا گوشہ نشین ہوئی اور تاج وسلطنت شوہر کو دیدیا اُسی طالقوس ایک دیو فرشنگ مردار خوار
کہ دشمن جان ملکہ شرقیہ گل اندام کا تھا اسواسطے کہ اُسکے گھربار کو ملکہ نے بارہا برباد کیا تھا اب جو فرشنگ نے سُنا کہ
ملکہ شرقیہ گل اندام گوشہ نشین تنہائی ہوئی ہے یہ سُنکر با چند مصاحبوں کے غار میں پہونچا اور ملکہ کو وہان سے لے اُڑا
اثناء راہ میں ایک مکان قدیم مکانوں سے تھا فرشنگ مع مصاحبوں کے اُس مکان میں آیا قدرت کاملہ خداوند قدیر
سے اُسوقت بارش ایسی شروع ہوئی کہ سب ایک جا بیٹھے فرشنگ نے کہا کہ اس دشمن قوی کو کس عذاب سخت
سے ہلاک کریں بعض نے کہا قتل کرو بعض نے کہا دریا میں ڈبو دو فرشنگ نے کہا میں اسطرح ہلاک کرونگا کہ طرز ناحق
بھی ذمہ میرے نہو اور یہ خود ہلاک ہوجائے مصاحبوں نے کہا وہ کیا ترکیب ہے فرشنگ نے کہا میں اسے درخت میں
باندھے دیتا ہوں کہ یہ عنصر آتشی سے ہے اور دشمن قوی اسکا پانی ہے لا محالا چند ساعت میں بارش سے آپ ہی
ہلاک ہوجاویگی اور میں اسکے خون سے بچونگا مصاحبوں نے کہا واقعی یہ خوب بات آپ نے تجویز کی ہے ہم سب نے آخر
فرشنگ ملکہ شرقیہ گل اندام کو ایک درخت سے باندھکر آپ تماشا دیکھتا رہا حسب اتفاق وہ درخت سفرجل (بہشتی)
ہی کا تھا اور حضرت آصف بن برخیا زوجہ مطہرہ معصومہ پاک طینت کے ہاتھ کا بویا ہوا تھا اسی وجہ سے نام اُسی
درخت کا سفرجل نجابت مشہور تھا جس طرح درخت سیب آصف بن برخیا کا لگایا ہوا ہے اور اسکا نام سیب مراد
رکھا ہے بروقت موقع و محل اُسکا بیان ہوگا الغرض پاکان وصالحان دین وصاحبان یقین نے برسوں عبادت الٰہی
اس درخت کے نیچے کی تھی کہ برکت عبادت سے وہ درخت نظر کردہ باری ہوگیا تھا جب ملکہ شرقیہ گل اندام نے
یہ حال پر ملال اپنا دیکھا نہایت رجوع قلب سے درگاہ باری میں بالحاح وزاری اپنی نجات کے لیے دعا کی منتقم حقیقی
نے اپنی قدرت کاملہ سے دعا اُس مظلومہ کی قبول کی یعنی وہ عمارت مع کنگرہ ہزار سالہ اُن ملعونوں کے اوپر گر پڑی کہ
ایک ظالم زندہ وسلامت نہ بچا پس ملکہ شرقیہ گل اندام شکر خدا بجا لائی اور سجدہ میں ایسی محو ہوئی کہ اپنے حال سے
اصلا خبر نہ رہی اور اُسی حالت میں آواز ہاتف غیب کان میں آئی کہ اے شرقیہ جانتی ہے تجھے ایک دختر رشک قمر
صاحب حسن وجمال بایں حسن وجمال عطا کی کہ جسکا نظیر جن وبشر میں کوئی پردۂ دُنیا پر نہیں ہے اور نہوگا ایک بہی اسی
درخت سے کھا اور شوہر کے پاس رجا اور جب اُس اختر برج شرف کا شرف عروج ہو تو جو شخص خواہ انسان یا پریزاد
سیب مراد لادے بلا دریافت حال نسب عذر و تکرار اُسکے ساتھ اُسکا عقد کر دینا اور چالیس شتر مروارید بیش قیمت بھی
لینا اور نام اسکا سلطان او قمر ماہ رخسار رکھنا اور لانے والا سیب مراد کا شوہر اس دختر پری پیکر کا ہوگا
ملکہ شرقیہ گل اندام ہوش میں آئی اول سجدۂ شکر بجا لائی اور اس مژدۂ جانفزا اور راحت افزا کو سُنکے مارے خوشی
کے پیراہن میں نہ سماتی تھی اور سب مصیبت اپنی بھول گئی اور ایک بہی اُسی درخت سے لیکر تناول فرمائی یہاں سلطان
بکتا نقش نے جو ملکہ شرقیہ گل اندام کو غار میں نہ پایا نہایت پریشان اور بدحواس ہوا اور ہر چہار طرف

پریزادان تیز پرواز کو بتلاش ملکہ شرقیہ گل اندام روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو ملکہ شرقیہ گل اندام کا پتہ لگائیگا مین اُسکے پر جواہر بے بہا کے لگا دونگا اور یہ اشعار قلق اس قلق مین پڑھے اشعار

ای شفیق و رفیق عاشق زار
مہربان میرے قاصد غمخوار
پہلے تو اپنی چشم تر کرنا
مرے قاصد تجھے خدا کی قسم
میرے رونے کی پھر خبر کرنا
جلد ہو تو روانہ سوے صنم

اب بیقراری سلطان بکتا توس کی جستجو سے اس گم گشتہ یار غمگسار مین قابل تحریر نہین اور شرح سوز قلب و جگر اس جویاے خبر کی اسقدر ترقی پر تھی کہ قابل بیان کے نہین ہی اور سوداے عشق ملکہ شرقیہ گل اندام مین یہ اشعار پڑھے

کئی دن ہوے جب نپائی خبر
گئے اُسپہ جب دن کئی اور بھی
تو اندھیرا آنکھون مین چھایا ادھر
تو بگڑا یہان حال کچھ اور بھی
بڑھا ہجر مین اسقدر اضطراب
لگا کہنے سب سے یہ کیا ہو گیا
دیوانہ سا ہر طرف پھرنے لگا
خور و خواب چھوٹا بحال خراب
نصیبا مرا جاگ کے سو گیا
پہاڑون مین جا جا کے گرنے لگا

اور کبھی کہتا تھا شعر

فلک نے تو ایسا ہنسایا نہ تھا
کہ جسکے عوض یون رُلانے لگا

اس عرصہ مین ملکہ شرقیہ گل اندام خود شہر مین پہونچگئی اور تمام سرگذشت اپنی اپنے شوہر سے بیان کی سلطان بکتا توس کو کمال حیرت ہوئی اور سجدہ شکر پروردگار عالم بجالایا قدرت الٰہی سے اُسی روز ملکہ شرقیہ گل اندام حاملہ ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل کے وضع حمل ہوا اور ایک دختر بلند اختر اس شکل و شمائل کی پیدا ہوئی کہ آنکھین دیکھنے والون کی خیرہ ہوئی جاتی تھین ملکہ شرقیہ گل اندام نے حسب بشارت سلطان اوقیہ ماہ رخسار نام رکھا جب اُس دختر رشک قمر کا سن تمیز کو پہونچا اور بجمیع صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے شہرہ آفاق ہوئی تا اینکہ پردۂ قاف مین ہر ایک شخص اُسکی عقل و شعور اور فہم و ذکا کی مثال دیتا تھا اور اکثر سلاطین زادگان ملک قاف ہواے وصل اور شوق وصال اُس یگانۂ آفاق مین تخت سلطنت سے خاک مذلت مین ملگئے مگر بوجہ عقد شرطیہ کے جو کہ کمال سختی سے مشروط تھا کسی سلاطین قاف کو بجز بیابان گردی و خاک نشینی کے اور کچھ حاصل نہوا جب اوقیہ ماہ رخسار پندرہ برس کی ہوئی عالم خواب مین اُسی مقدسہ نے ملکہ شرقیہ گل اندام سے فرمایا کہ تم ایک قصر دلکشا عالیشان فرحت افزا اوقیہ ماہ رخسار کے لیے بنواؤ اور بیچ مین اُسکے ایک برج نہایت بلند تیار کرا دو اور نام اُس برج کا برج طلعت رکھو اور چودھوین تاریخ ہر ماہ کو ملکہ اوقیہ ماہ رخسار اپنے نور جمال جہان آرا سے دیدہ ہاے خلائق شہر کو روشن و منور کیا کرے اور جو شخص کہ درخواست نسبت کی کرے تم وہی شرط کہدیا کرو کہ چالیس بار شہر مرواربد اور ایک سیب مراد جو لاوے وہ عقد کرے اور جو کوئی نشان و پتہ اُس سیب مراد کا پوچھے تو کہنا کہ سیب مراد یاقوت درخشان کے مانند باغ امسیا و گلشن طالع مین پیدا ہوتا ہی ملکہ شرقیہ گل اندام نے صبح کو سلطان بکتا توس

خواب بیان کیا سلطان بکنا قوس نے اُسی وقت تعمیر قصر اور برج کا حکم دیا کہ چند روز مین وہ سب عمارت تیار ہو گئی
اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار حسب ہدایت و بشارت چودھوین تاریخ طلیح کو برج طلعت مین آکر اجلاس کرتی تھی
اور اپنے حسن و جمال کا وہ شمع رخسار و غیرت حور خلائق کو جلوہ دکھلاتی تھی اور اکثر شاہزادگان اطراف و جوانب
بشوق زیارت جمال اُس ماہ تمثال کے آتے تھے اور جو ایکبار اُس گلعذار شعلہ رخسار کا حُسن دلفریب دیکھتا تھا زندگی
سے بیصبر ہو جان کھوتا تھا جب تجمہ تا قلہ نے یہان تک داستان کو بیان کیا طالقوس سے کہا کہ اب اس قصہ
کو موقوف رکھکر دوکلمہ دوسری جا کے بیان کرتی ہون جو کہ شمال کی طرف ارض الفضہ اور ایک سرزمین اخوان کر
نام واقع ہوئی ہے اور دار الخلافت اُسکا شہر صبح نگار دامنہ کوہ یاقوت ہے کہ عجائب نگارستہ وہ زیادہ تر آباد
ہے وہان ایک بادشاہ عظیم الشان و عالیجاہ سلطان قیصر نوس قمر رکاب و آسمان جاہ ایک لاکھ دیو و پریزاد کی
جمعیت سے حکم رانی کرتا ہے اور سلطان بکنا قوس کی حشمت کو خیال مین بھی نہین لاتا کہ کیا چیز ہے شاہزادہ بیہوشنگ
نہایت خوش ہوا کہ ملک و دیار یار کا ذکر اب ہوگا غرضکہ تجمہ تا قلہ نے کہا کہ اے طالقوس سلطان قیصر نوس
کا ایک فرزند ارجمند غیرت قمر شکست بدر و خورشید انور ایسا صاحب حسن و جمال ہے کہ آفتاب عالم تاب اُسکے پرتو
حسن و شعلہ رخسار سے عرق خجالت مین ڈوب جاتا ہے اور اُس شاہزادہ والا قدر کو شمسون مہر طلعت سے
خطاب کرتے ہین ہرچند کہ ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے حسن و جمال کا شہرہ ہفت قلعہ قاف مین تھا لیکن شمسون
مہر طلعت اپنے غرور حسن اور مرتبہ و جاہ مین ایسا مستغنی تھا کہ ملکہ کی طرف ایک ذرہ التفات نہ کرتا تھا بلکہ جو کوئی
کہتا بھی تھا تو اُسے سنتا نہ تھا اتفاقاً ایک روز شمسون شکار کو نواح مین ارض الفضہ کے پہونچا وہان مغارات
پہاڑ مین اکثر شاہزادگان قاف کو پریشان حال فقیرانہ لباس گوشہ نشین دیکھا شاہزادہ نے مصاحبین سے پوچھا کہ
یہ کون لوگ ہین اُنھون نے عرض کی کہ سلطان زادے پردۂ قاف کے سودا سے فراق ملکہ اوقیہ ماہ رخسار مین
اس درجہ کو پہونچے ہین شاہزادہ شمسون مہر طلعت نے فرمایا کیا انھین اپنے ملک مین کوئی عورت حسین میسر نہ آئی
جو اُنھون نے اپنی سلطنت ترک کرکے گدائی اختیار کی کیا بے عقل ہین جو ایسی حماقت مین گرفتار ہین کہ جنکو اپنے ننگ و نام
کا بھی خیال نہین ہے جبکہ اُن شاہزادون خاک نشینون نے یہ سنا پہلے تو خوب روئے بعدہ یہ شعر پڑھے ابیات

طعن ملامت این قدر ای بخود مغرور اگر بطلعت آن ماہ رو کنی نظرے	ترا کہ نیست ز احوال عاشقان خبرے شوی باتش عشقش دوچار اگر یکبار	ہزار مرتبہ بدتر شوی ز حالت ما دگر بجاے نماند ز ہستیت اثرے

شاہزادہ شمسون کو اُنکے کلام سے ایسا غصہ آیا کہ جھنجھلا گیا اور چاہا کہ تلوار آبدار سے جواب دے لیکن
عقل و دانشمندی مانع ہوئی آخر خاموش ہو رہا اور کہا کہ پہلے ایک نظر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو دیکھ لون تو ان سب
لوگون حماقت آپ کو ضرور جواب دون بعد اسکے مصاحبین سے پوچھا کہ شہر ارض الفضہ یہان سے کتنی دور ہوگا

اُنھون نے عرض کیا کہ یہان سے دو منزل ہی لیکن ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار چودھوین تاریخ ہر ماہ کو برج طلعت مین اجلاس کرتی ہی حضور تا زمانہ تاریخ جلوہ ملکہ شکار کھیلین تیرھوین تاریخ کو جاکر ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار کا حُسن و جمال ملاحظہ فرمائین شاہزادہ کو یہ راے پسند آئی آخر بارھوین تاریخ تک صید و شکار مین مشغول رہے اور تیرھوین کو روانہ ہوے سلطان یکتانوس نے جو سُنا کہ شاہزادہ شمسون ملک عجائب نگار مین تشریف لایا ہی اُسنے سامان ضیافت نہایت تکلف اور بڑی دھوم سے شاہزادہ شمسون کا کیا اور خود بھی ملاقات کو آیا شاہزادہ شمسون نے سلطان یکتانوس سے فرمایا کہ تمنے یہ کیا امر خلاف ذی شان سلاطین کے اختیار کیا ہی کہ اپنی دختر کو بازار عام مین ایک قصر خاص مین بٹھاتے ہو تمھین شرم نہین آتی ہمارے نزدیک یہ امر نہایت خراب اور باعث کسر شان سلاطین کے ہی اس سے تمھارے واسطے دُنیا مین بڑی بدنامی کا باعث ہوگا سلطان یکتانوس نے کہا ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار کے مقدمہ مین اُسکی مان کو اختیار ہی مجھے کچھ دخل نہین ہی بعد اسکے ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار کی پیدایش کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہزادہ شمسون چُپ ہو رہا اور سمجھا کہ یہ مکر و فریب عورات کے جیسے ہوا کرتے ہین ویسے ہی ہوسے ہین پھر کہا کہ ہم بھی ایک نظر ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار کو دیکھینگے سلطان یکتانوس نے کہا بہتر قصہ کوتاہ جب ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار دوسرے روز موافق قاعدہ معینہ کے برج طلعت مین جلوہ گر ہوئی شاہزادہ شمسون بھی زیر قصر گیا دیکھا کہ چارطرف تماشائیون کا ہجوم ہی اور بیشتر وہی شاہزادے اور اُمرازادے جو کہ سوداے عشق ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار مین گرفتار تھے ہرطرف دیوانہ وار نعرہ ہاے ہاے کے مارتے پھرتے ہین کہ یک بیک برق چمکی اور تمام تماشائی بیخود و بیہوش ہو گئے شاہزادہ شمسون نے بھی متحیر ہو کر نظر اپنی بلند کی اور ملکہ او قیمہ ماہ رُخسار کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور حواس بجا نہ رہے ایک عالم حیرت مین تا دیر چُپ سکتے مین رہا اور اُس آئینہ رُخسار کو بغور دیکھا کیا شعر

اُس حور کا جس وقت کہ چہرہ نظر آیا	بس قدرت اللہ کا جلوہ نظر آیا

اور پھر شاہزادہ شمسون نے کہا کہ شعر

عالم مین دھوم حُسن رُخ دلربا کی ہی	ہی عالم شباب کہ قدرت خدا کی ہی

ابیات حال مین عاشق ہونے شاہزادہ شمسون کے اور جواب اُسکا جو کہ شاہزادگان کشتہ فراق سے طنزیہ کلام کیے تھے ابیات

دید شہزادہ چون منظر او	ہوش برد از کرد از سر او	بر دلش تیر عشق او چو رسید	ہمچو بسمل بخاک و خون غلطید
ھمسر آن نازنین مہر رخسار	کرد از دور ہوش و صبر و قرار	ہمچو دیوانہ گفت و گو سر کرد	در رہ وصل جستجو سر کرد
آن جوانے کہ شاہزادہ باو	بردہ بودی بہار رشک می شو	دید شہزادہ را چو با آن حال	ہمچو گل بشگفت و کرد سوال

کے شہنشاہ کشور خوبی ماہ تابان اوج محبوبی
دل تو درد چون کشید آخر نالہ ات بر فلک رسید آخر
این زمان حال خود چہ می بینی از فلک فال خود چہ می بینی
این تغیر بگو مجالت چیست ہمچو دیوانہ قیل وقالت چیست
زآن گفتگو کہ می سفتی خاطرت ہست آنچہ می گفتی
گفت شہزادہ حرفہاست بجاست عشق در گفتگو نیاید راست

ارکان دولت سنے جو یہ حال شاہزادہ شمسون کا دیکھا صلاح کی کہ بکتا نوس سے اضطرابی قلب شاہزادہ شمسون کی کہنا چاہیے آخر قویل داناوزیرزادہ سنے عالم خلوت مین سلطان بکتانوس سے کہا کہ تم شوکت و اجلال سلطان قیصر نوس سے بخوبی واقف ہو تمسے حاجت شرح و بیان کی نہین اس صورت مین اگر علاج شاہزادہ شمسون کا ہو گیا تو بہتر ہی کہ ایک طریقہ محبت و اتحاد کا دوسرا پیدا ہو جائیگا ورنہ جیسا ہونا ہوگا وہ ہوگا سلطان بکتانوس نے کہا اے قویل دانا مین اول ہی سے شاہزادہ شمسون کیخدمت مین عرض کر چکا تھا کہ مین ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے مقدمہ مین مجبور ہون اُسکی والدہ کو اختیار ہی جو اصل مین اس ملک کی بادشاہ ہی بلکہ وہ بھی ایک شرط سے مشروط ہی جسکا ذکر تمنے بھی سنا ہوگا اور اُس شرط مین لحاظ کسی ادنی اور اعلی کا نہین ہی کوئی ہو خواہ شاہ یا گدا یا پریزاد یا انسان مگر بجا آوری شرط ضرور ہی کسی کی سفارش اور سعی کی کیا ضرورت ہی جسے منظور ہو وہ سیب مراد لادے اور چالیس بار شتر گوہر آبدار کے دیوے تو ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو لیوے قویل نے کہا یہ بیہودہ بات خلاف رسم بے اصل تمنے اختیار کی ہی سلطان بکتانوس بولا جو امر واقعی تھا وہ ہمنے کہا اب تم چاہو مانو یا نہ مانو قویل دانا وہان سے شاہزادہ شمسون کے پاس آیا اور سب حال جو کہ سلطان بکتانوس سے سنا تھا وہ عرض کیا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ خدا ہی جانے سیب مراد کس چیز کو کہتے ہین ہم اُس سے واقف بھی نہین مصاحبون نے کہا حضور یہ حیلہ سازی ہی آپ تشریف لیچلیے سلطان قیصر نوس کے پاس وہ خط سلطان بکتانوس کو لکھے گا پھر سلطان بکتانوس کا کوئی عذر بادشاہ سے پیش رفت نہ جائیگا اور بر تقدیر اگر عذر کیا تو پھر لیتا ہوا اسکے مصرع کا رے کہ بصلح بر نیاید دیوانگی در و باید بزور قوت بازو سلطان بکتانوس کو تصرا روا قعی گوشمالی دیکر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو لینگے غرض شاہزادہ شمسون مہر طلعت ملکہ تمجانب نگارستہ ملک ارض الذہب کو روانہ ہوا جب اپنے شہر مین پہونچے قویل دانا وزیرزادہ خوش تدبیر نے خلوت مین سلطان قیصر نوس سے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا قیصر نوس نے کہا کہ ہمنے بھی سنا ہی کہ سلطان بکتانوس نے بجاے خود ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہی پھر سلطان بکتانوس کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ بعد اظہار محبت و اخلاص کے سلطان بکتانوس کو معلوم ہو کہ اپنی دختر بلند اختر کا ہمارے فرزند بخت بلند سے عقد کردو تو بہتر ہی والسلام یہ محبت نامہ سلطان بکتانوس کو پہونچا اُسنے ملکہ شہر قیہ گل اندام کو دکھلایا ملکہ شہر قیہ گل اندام سنے بعد لوازم آداب شاہی دہی شرط عقد مفصل جواب نامہ مین لکھی سلطان قیصر نوس نے بار دگر اس جواب کے جواب مین لکھا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ تمہین جنسے اہل ملک و مال اور دولت و اقبال کا زوال منظور ہی

جو تم ایسے عذر بیجا پیش کرتے ہو بس بجائے سیب مراد نخدان ہمارے فرزندار جمند کی کہ عین نونہال باغ مراد ہو اور بجائے چالیس ہزار شتر مرد وارید کے ہماری قرابت کو سمجھو بلکہ اور اپنا افتخار جانو اور اگر تمکو پاس قول عہد ہی تو ایک چیز یعنی چالیس بار شتر گوہر کو لینا منظور ہو تو خیر گوہر لیلو اور سیب مراد کو معاف کرو گرنہ تمہارے حق میں بہتر نہو گا زیادہ زیادہ جب یہ جواب نامہ سلطان بکتانوس کو پہونچا تب ملکہ شرقیہ گل اندام نے خود بدست خاص لکھا کہ اگر یہ بادی ہمارے ملک کی پیش نہاد ہمت بلند حضور کے ہم خیر مبارک الاعقد ملکہ او قیہ ماہ رخسار کا بدون ادائے دونوں شرطوں کے ممکن نہیں ہی سلطان قیصر نوس نے جواب نامہ کا شاہزادہ شمسون کو دکھایا شاہزادہ شمسون نے عرض کی کہ ای شہریار زنہار حضور قصد جنگ نہ فرمائین اسواسطے کہ جب ملکہ او قیہ ماہ رخسار زندہ نہ رہیگی پھر کوشش بیکار ہی خیر مین تلاش سیب مراد کو جاتا ہون اگر اجل نے مہلت دی اور سیب مراد ملگیا تو فہو المراد ورنہ مصرع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد جیسا مناسب وقت ہو گا کیجیگا شعر

میروم یک چند روزے صبر پیدا میکنم	باز یاد ش می روم یاد ر دلش جا میکنم

غرض شاہزادہ شمسون مع قوبیل و دانا وزیر زادہ اور ہزار سوار نہایت ہوشیار و آزمودہ کار کی جمعیت سے روانہ ملک عجائب نگار ہوا جب نواح مین ملک عجائب نگار کے پہونچا دیکھا کہ ایک لشکر جرار بے شمار ہر چہار طرف ملک عجائب نگار کے سرحد پر مثل مور و ملخ کے یورش کر رہا ہی اور سلطان بکتانوس بیچارہ شہر بند ہوا اور ایک دیو کوہ پیکر قوی ہیکل نہایت عظیم الشان درخت کو دوش ناپاک پر رکھے ہوئے لشکر کے آگے آگے قریب دروازہ شہر کے پہونچگیا ہی اور چاہتا ہی کہ اندر شہر کے داخل ہوا اور تمام خلائق شہر کی سر و پا برہنہ دعا اور مناجات پروردگار عالم سے کر رہی ہی شاہزادہ شمسون نے ایک دیو سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی وہ بولا ای جوان پری زاد چند روز کا ذکر ہی کہ دیو فرشنگ مردار خوار ملکہ شرقیہ گل اندام کے سبب سے مع مصاحبین اپنے کے ہلاک ہوگیا ہی اب جو خواہر فرشنگ مردار خوار کی فرشانہ گندہ دہن ہی اسنے اپنے بھائی کے خون کے دعوے مین اپنے شوہر سمر دنگ کوہ شگاف کو بمعیت ایک لاکھ نرہ دیو کے یہان بھیجا ہی اور چند پہلوان سلطان بکتانوس کے سمر دنگ کوہ شگاف کے ہاتھ سے ہلاک ہو چکے ہین جب سلطان بکتانوس نے اپنے مین طاقت مقابلہ کی نہ دیکھی تو ناچار قلعہ بند ہو گیا جب نجم عاقلہ نے یہانتک داستان بیان کی طالقوس نے کہا کہ مجھے اس جگہ ایک شبہہ گذرا ہی اسکا جواب دیکر پھر آگے کا حال بیان کرنا نجمہ عاقلہ نے کہا وہ شبہہ کیا ہی بیان کرو طالقوس نے کہا کہ خداوند تعالے نے دیو اور پریزادون کو طاقت پرواز کی بھی عنایت کی ہی پھر اُنکے ہاتھ سے قلعہ بند ہونا قیاس قبول نہین کرتا نجمہ عاقلہ نے کہا ای طالقوس ہمنے اکثر متقدمین سے سُنا ہی کہ قوم آتشی کو خدا نے ایک حد پرواز معین کی ہی کہ وہ اُس حد سے زیادہ پرواز نہین کر سکتے بس جسطرح کہ انسان اپنی جائے امن بناتے ہین اُسی طرح اگر وہ بھی اپنی جائے پناہ بناتے ہون تو کیا عجب ہے

دوسرے ایک بند طلسم بھی ہوتا ہے کہ کوئی دیو یا پری بدون اجازت مالک مکان کے اس طلسم سے گذر نہیں سکتا اور
جو کسی صورت سے وہ داخل بھی ہو جائے تو بال و پر فوراً جل جاتے ہیں طالقوس نے کہا کہ جواب تونے خوب دیا
آفرین بسم اللہ اب قصہ شروع کرو منجمد عاقلہ نے کہا اے طالقوس شاہزادہ شمسون نے جو یہ حال سنا عرق حمیت
نے جوش مارا اور غضب یہ کہ اس صدمہ میں دیکھا نہ گیا آخر شمشیر دیو کش جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے
میراث میں چلی آتی تھی میان سے کھینچی اور نعرہ مردانہ و دلیرانہ کرتا چلا سمر دنگ کوہ شگاف ہنوز شاہزادہ شمسون
کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ قوطیل دانا وزیرزادہ نے پس پشت سے ایک قارورۂ آتش سمر دنگ کوہ شگاف کو مارا اور
ادھر شاہزادہ شمسون نے وہ ضرب سخت تلوار آہن شکن لگائی کہ سمر دنگ کوہ شگاف کے تا بہ سینہ اتر آئی
اور روانہ جہنم کر دیا اور لشکر سمر دنگ کوہ شگاف ہر چہار طرف سے حملہ آور ہوا اور دو ہزار سوار بہادر و تہور شعار
آفت روزگار با تیغ و تیر و خنجر لشکر حریف پر مانند قہر داور گرے لیکن از جہت قلت لشکر شاہزادہ شمسون کے سخت
لڑائی ہوئی عرصہ جنگ تنگ ہوا چاہتا تھا کہ سلطان یکتا قوس بھی کمک کو شاہزادہ شمسون کے مع فوج کثیر
جسم غفیر کے نکلکر پہونچگیا پس ایک آن واحد میں کشتوں سے پشتے بھر دیے قرشانہ مردار خوار شوہر کی لاش لیکر
میدان جنگ سے فرار ہو گئی پھر تو بھگدر پڑگئی سلطان یکتا قوس نے کئی خوان جواہر سر مبارک شاہزادہ شمسون
پر نثار کیے اور کہا قسم اپنے تمہاری بہادری و جوانمردی کی کس زبان سے ادا کروں اور شکریہ احسان تمہارا کہانتک
بجالاؤں اگر ہر مو سے تن میرا زبان ہو تو بھی نہیں بیان ہو سکتا اب حضور غریب خانہ حقیر کو روشنی نور قدم سے اپنے
منور فرماویں قوطیل دانا نے کہا اے یکتا قوس ہمارا شہر میں لیجانا اچھا نہیں ہے ایک امر زاید کو راہ نہ دو کسواسطے
کہ شاہزادہ شمسون بھی بقول تمہارے کس آفت و مصیبت میں مبتلا ہو گیا باوجودیکہ لاکھ سوار اور پیادہ کے لشکر پر
ہزار سوار کی کچھ اصل اور حقیقت نہیں اگر وہ ادھر سے بھاگتے بھی تو ہم پامال ہو جاتے مگر واہ شاباش و ہزار آفرین اس
ہمت و جرأت پر شاہزادہ رستم زمان پر فوق لیگیا اور کیا کام بہادرانہ اور دلیرانہ کیا کیا مجال ہے کسی کی کہ جو تعریف بھی
کر سکے اور اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ کیا اور تمہارا احسان نہ دیکھ سکا اور سلاطین زادے ولداوے سے کوئی نہ آیا
اور ہم دیدہ و دانستہ اس سے عجیب و غریب حکایتیں بیان کرتے ہو سلطان یکتا قوس بولا کہ اے قوطیل دانا تمکو
یہ خیال ہے کہ ہمکو باطنی شاہزادہ شمسون سے نسبت کرنا منظور نہیں ہے واللہ یہ گمان تمہارا غلط ہے کسواسطے کہ اگر ہم
عقد بلا اداے شرط کر دیتے تو اسی وقت کوئی بلا یا آفت غیبی ہمارے سر پر نازل ہو کہ پھر اسکا علاج غیر ممکن ہو جب تقریر
قوطیل دانا نے شاہزادہ شمسون کی خدمت میں یہ جملہ عرض کیا شاہزادہ شمسون نے سکوت کیا اور ہمراہ سلطان
یکتا قوس کے شہر میں تشریف لایا سلطان یکتا قوس نے کہا کہ حضور تخت پر جلوس فرماویں شاہزادہ شمسون نے
کہا کہ تخت تمہارا تمکو مبارک رہے ہمکو یہاں جب خداوند کریم تخت نشینی کے لائق کریگا اسوقت مضائقہ نہیں ہے سلطان

یکتانوس نے بہ آئین شاہانہ و سامان ملوکانہ دعوت شاہزادہ شمسون کی کی اور تحفہ و تحائف ملکی بھی پیش کش کیے
شاہزادہ شمسون نے قویل دانا سے کہا ایک بار اور تم ذکر نسبت کا سلطان یکتانوس سے کرو دیکھو کہ کیا جواب
دیتا ہی قویل دانا نے حسب الحکم شاہزادہ شمسون کے پھر نسبت کا ذکر سلطان یکتانوس سے کیا سلطان یکتانوس
ملکہ شفر قیہ گل اندام کے پاس گیا اور کہا کہ ای شفر قیہ خاتون احسان شاہزادہ شمسون کا ہم پر جو کہ ہی اُسکا ہم شکریہ
ادا نہین کر سکتے اور عوض تو چیز دیگر ہی اس صورت مین جواب صاف صاف دینا کمال بے شرمی اور خلاف انسانیت
کے ہی شفر قیہ خاتون نے کہا واقعی تمھارا کہنا بہت درست ہی اور شرط آدمیت یہی چاہتی ہی لیکن کیا کرون کہ مجبور ہون
کوئی صورت ایسی خیال مین نہین آتی کہ اس احسان شاہزادہ سے سبکدوش ہون مگر ہان آجکی شب کو مین پھر بپاس
خاطر شاہزادہ کے اسم بزرگ کو پڑھتی ہون خدا کرے کہ اجازت عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار ہو جاوے کہ مجھے بھی
شاہزادہ شمسون کی دامادی بدل منظور ہی غرض شب کو بعد اوراد اسم کے ملکہ شفر قیہ گل اندام جو سوئی عالم خواب
مین وہی بزرگ تشریف لائے اور کہا ای شفر قیہ گل اندام بیان کر کہ کیا تیرا مدعا ہی ملکہ شفر قیہ گل اندام نے یہ قصہ شاہزادہ
شمسون کا بیان کیا اُس بزرگوار سیدہ نے فرمایا یہ سفارش تیری محض بیجا و بے سود ہی عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا
بدون سیب مراد کے لائے کسی طرح ممکن نہین تم اُس خواستگار سے کہو کہ سیب مراد مین چند خاصیتین ہین اول یہ کہ
درخت سیب مراد آتش سوزان مین خود بخود سرسبز ہو جاتا ہی اور بقدرت خداوندی بار آور ہوتا ہی دوم یہ کہ
رکھنے والا اُسکا عزیز خلائق ہوتا ہی اور جس سے کہ مفارقت ہو گئی ہو وہ ملجاتا ہی سوم یہ کہ بو اُسکی نابینا کو بینا کرتی ہی
چہارم یہ کہ کھانیوالے کے فرزند حسن و جمال مین بے مثال پیدا ہوتا ہی پنجم یہ کہ رنگ سیب مراد کا بعینہ یاقوت رمانی سا
ہوتا ہی یہ کہکر وہ مقدس غائب ہوگئے صبح کو ملکہ شفر قیہ گل اندام نے سلطان یکتانوس سے یہ خواب بیان کیا اور
شاہزادہ شمسون کو محل مین طلب کیا اور خود ہی حال خواب کا بیان کیا اتفاقاً شاہزادہ شمسون نے بھی اُسی شب کو
عالم رویا مین اُسی مقدس کو دیکھا تھا کہ وہ فرماتے ہین ای شاہزادہ شمسون مضطرب اور پریشان ہونا شرط ہمت
اور مردانگی سے بہت بعید ہی شاید تونے من طلب شیئاً و وجد وجداً نہین سُنا شعر

سخت مشکل ہی کسی حور پہ آنا دل کا | سہل سمجھے تھے مگر جان لگانا دل کا

بس ایک شرط سیب مراد نہ ادا کر سکے اسی حوصلہ پر عشق کا دم بھرتے ہو کیون عشق کو بدنام کرتے ہو ایسے عشق کو
عشق نہین کہتے بلکہ خود غرضی کہیے تو بجا ہی اور بوالہوس کہنا تو عین سزا ہی طالب وصال جانان کو کمر ہمت چست
کرنا چاہیے فرہاد کو دیکھو کہ پہاڑ خارا کا کاٹنا نہر کا لانا بشر کا کام نہ تھا اور مجنون کو دیکھو کہ ایک مشت گوشت
کے لیے تمام بدن کا گوشت کاٹ کر بھیجدیا اس گمان پر کہ خدا جانے کس جگہ کا گوشت معشوقہ نے طلب کیا ہو اور چارہ [illegible]
کی بندہ پروری کو دیکھو کہ فرہاد و سمندر کو اُلچ کر گوہر مراد کو لایا جو وہم و خیال مین بھی نہین آتا ہی وہ ہمت اُسکی تھی

اور عنایت اس پروردگار عالم کی کہ جو چارہ ساز دو عالم ہے بس دیکھیے عاشق زار کو اور اسکی دلیری و ہمت کو کم بھی جو
کمر ہمت مضبوط باندھو گے تو خداوند قدیر سبب مراد کیا چیز ہے بلکہ ثمر مراد عطا فرمائیگا غرض شاہزادہ شمسون گھبراکر
خواب سے بیدار ہوا اور اسیوقت ملکہ شرقیہ گل اندام سے جو خواب دیکھا تھا شاہزادہ شمسون عالیجاہ سے
بیان کیا مگر ملکہ شرقیہ گل اندام نے جو صورت دلپذیر شاہزادہ بے نظیر کی دیکھی عاشق و فریفتہ ہو گئی اور درگاہ
جناب باری مین یہ دعا کی کہ یا بارالہا واسطہ اپنی وحدانیت کا مجھے بجز شاہزادہ شمسون کے اور کوئی داماد نہ دینا
اور شاہزادہ شمسون سے کہا کہ ای جوان کوئی بیٹی کو جہان مین بیٹا نہین رکھتا اور سوا اسکے آپکے جو کہ احسانات ہین
انکا کیا بیان ہو لیکن ہمت و شجاعت و شرافت و لیاقت دولت و حشمت و صورت و سیرت مین کوئی تمسا جہان مین
اگر ہزار برس فلک چرخ مارے اور ہم بمشعل آفتاب عالمتاب تمام جہان مین تلاش کرین تو ہمکو ممکن نہوگا اور ہماری بھی
عین تمنا ہے دلی یہی ہے کہ ہم ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کی نسبت آپ سے کرین کہ ہمارا باعث فخر و مباہات کا ہے چہ جائکہ
آپ سا جوان خود درخواست نسبت فرماوے اور ہم مضائقہ کرین مگر افسوس ہزار افسوس کہ ہمارا اس امر مین کچھ اختیار
نہین ہے مجبور محض ہین کیا کرین شعر

زمین سخت اور آسمان دور ہے	غرض بندہ ہر طرح مجبور ہے

شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ آپ کا کہنا مجھے دریاے عرق انفعال مین ڈبوئے دیتا ہے آج شب کو مین نے بھی عجیب واقعہ
عالم رویا مین دیکھا کہ قابل بیان کے نہین مگر ہر چہ باداباد توکلت علی اللہ اب مجھے بدون لائے سبب مراد کے قرار و
آرام کہان جو نوشتہ تقدیر ہے وہ پیش آئیگا مصرعہ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید ملکہ شرقیہ گل اندام نے
چند خوان جواہر اور نذر کے پیشکش کیے شاہزادہ شمسون نے کہا اسکے قبول کا وقت جب آئیگا دیکھا جائیگا اب مین
فقط رخصت اور دعاے خیر کا امیدوار ہون اس عرصہ مین ملکہ اوقیہ ماہ رخسار نے بھی محل کے جھروکے سے وہ شکل
دلپذیر شاہزادہ آفاق گیر کی دیکھی بہزار دل و جان عاشق و فریفتہ و شیدا ہو گئی اور کہا مصرعہ ایسے بھی بندے ہوتے ہین
قدرت خدا کی ہے پس سواے خاموشی و ضبط طبیعت کے اور کوئی چارہ گر نہوا لاچار یہ شعر مرزا محمد عباس خلف الصدق
جناب ناظم صاحب بہادر کا زبان پر آیا شعر

وہ کون ہے جو جسم پہ تاسف نہین کرتا	یہ میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

شاہزادہ شمسون لشکر مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ تم سب صاحب وطن کو روانہ ہو جاؤ ہم تن تنہا اس جادۂ عشق کو
طے کرینگے مصاحبین والاتمکین نے بالاتفاق کہا کہ ای شہریار والا تبار پروردگار عالم ہمکو وہ روز بد نہ دکھائے کہ ہم اپنی حیات
مین حضور کے قدم سے جدا ہون اور یہ ہرگز نہوگا کہ ہم دامن دولت حضور کو چھوڑ دین کیونکہ ہم لوگ سرفروش اور جان نثار
شہریار مشہور ہین شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ اگر جنگ و پیکار کا معاملہ ہوتا تو یہ کلمہ تمھارا بجا تھا یہ راہ عشق ہے اسمین

اپنے جسم کی پوشاک بھی بار خاطر ہوتی ہی مگر چونکہ خلش خار بیکار نہو اسواسطے کہ شعر

مانع دشت نوردی پانوں کی ایذا نہین	دل دکھادیتا ہی لیکن ٹوٹ جانا خار کا

پس حق تعالے میری تنہائی و جفاکشی پر زیادہ رحم فرمائیگا **قویل دانا** نے کہا کہ مقدمہ ملازمین تو جدا ہی مگر مین بجز ذات والاصفات کے جہان مین کوئی نہین رکھتا اس صورت مین حضور مجھے قتل فرمائین ورنہ فدوی سایہ وار ہمراہ اپنے آقا ے نامدار کے موجود رہیگا آخر کار ناچار شاہزادہ **شمسون** نے **قویل دانا** کو ہمراہ لیا اور تبدیل لباس کر ایک طرف کو روانہ ہوا اور بعد مدت مدید و عرصۂ بعید کے شاہزادۂ دل دادہ اور وزیرزادہ پاپیادہ دشت و صحرا مین حیران و مضطر آوارہ و سرگردان پھرتے پھرتے چند روز مین ایک باغ مین پہونچا وہان بجز درختان سیب کے اور کوئی درخت ثمردار اور بے ثمر نظر نہ آیا شاہزادۂ **شمسون** نے **قویل دانا** سے فرمایا کہ کیا عجب ہی کہ نشان سیب مراد اسی باغ مین ہو فتہ فتہ درمیان مین باغ کے پہونچے تو ایک گنبد عالی شان دیکھا شاہزادۂ **شمسون** مع **قویل دانا** اندر گنبد کے گیا وہان ایک زاہد کو دیکھا کہ سجادۂ عبادت پر سرنگون یادخدا مین بیٹھا ہی شاہزادۂ **شمسون** نے سلام کیا اور حال باغ دریافت کیا درویش نے باغ سیب نام بتایا اور کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیوقت سے یہ قاعدہ ہی کہ سیب اس باغ کے بادشاہ **قاف** کو ہر سال بطور تحفہ کے جایا کرتے ہین اور میرے نام داروغگی اس باغ کی ہی اور نام میرا ارطوس زاہد ہی شاہزادۂ **شمسون** نے پوچھا کہ ای حضرت سیب مراد بھی یہان پیدا ہوتا ہی درویش بولا کہ ای شاہزادے آپ نے سیب مراد کا نام کسی انسان یا پریزادے سے سُنا ہی یا دل سے یہ مضمون تراشا ہی اُسوقت شاہزادۂ **شمسون** نے اپنی سب حقیقت بیان کی درویش نے کہا یہ تو مین نے بھی سُنا ہی کہ ایک درخت سیب **آصف** نے اپنے دست مبارک سے لگایا ہی اور گرد اُسکے بند طلسم سے باندھا ہی اور ثمر اُسکا سوختہ آتش کو بہت نفع دیتا ہی یہی وجہ اُسکے سیب مراد کہنے کی ہی نہین معلوم کہ سچ ہی یا جھوٹ پس شاہزادۂ **شمسون** اور **قویل دانا** دونون درویش سے رخصت ہوکر روانہ ہوے شب کو ایک دشت پُرخار مین پہونچے اسوقت وہ دشت طوفان گرد سے تیرہ و تاریک ایسا ہوا تھا کہ تمام دشت آنکھون مین سیاہ ہوگیا تھا اور وہ سیاہی اسقدر پھیلی کہ **قویل دانا** ساتھ سے شاہزادۂ **شمسون** کے چھوٹ گیا جب وہ سیاہی دفع ہوئی شاہزادۂ **شمسون** کو **قویل دانا** کا پتہ نہ ملا اسکا الم اپنی تنہائی کا غم اُسوقت کا عالم قابل لحاظ ہی پس اپنی بیکسی اور تنہائی کے حال پر ایسا زار زار مانند ابر نوبہار کے شاہزادۂ **شمسون** رویا کہ جسکے بیان سے جگر اہل درد کا شق ہوجاے اور اسی یاس اور ہراس مین بلا وسواس مثل شتر بے مہار ایک سمت کو روانہ ہوا بعد چند روز کے ایک شہر ملا کہ تمام خلائق وہان کی زرد پوش نظر آئی ایک مرد سے شاہزادۂ **شمسون** نے پوچھا کہ یہ شہر کون ہی اور حاکم یہان کا کون ہی تو اُسنے کہا کہ ہمارے ملک مین یہ لباس ماتمی ہی شاہزادۂ **شمسون** نے سبب ماتم داری کا پوچھا اُسنے بیان کیا کہ ای جوان یہان کے بادشاہ کی ایک دختر ماہ پیکر تھی اُسپر شتر **قول دیو** عاشق ہوا اور اُسنے اپنی نسبت کا اُس

ماہ پیکر سے پیام بادشاہ کو بھیجا بادشاہ نے نسبت دیو بچہ کی نامنظور کی آخر نوبت مجادلہ و مقاتلہ کی آئی اور اُس
دیو کو شکست ہوئی آخر وہ بھاگ گیا اور اُسکی مان ملعونہ نے ایک سرمہ جادو سحر فریبی محلسرا مین بادشاہ کے پہونچا
اُس دختر ماہ پیکر کی آنکھون مین ایسا لگا دیا کہ دونون آنکھین اُس نور نظر شہر یار کی جاتی رہین اور وہ مجھ بھاگ گئی
جب بادشاہ نے دیکھا کہ بیٹی اندھی ہوگئی اُس وقت بادشاہ نے اشرف نوجوان کو حکم دیا کہ شہر قول دیو
کو مع اُسکی مان کے گرفتار کر لاؤ یا قتل کرو اشرف نے اُس دیو کو ایسا تنگ کیا کہ وہ خوف سے چشمہ گہر ریز
مین غرق ہوگیا اشرف بھی ساتھی اُسکے چشمہ مین داخل ہوا پھر اُن دونون کا پتہ و نشان نہ لگا خدا جانے
کہ وہ کہان غائب ہوگئے حریم شاہ بادشاہ والی ملک اپنی شہر کا اس صدمہ جانکاہ سے نہایت پریشان ہوا
اور چاہا کہ مین بھی اُسی چشمہ مین ڈوب جاؤن کہ اس زندگی سے مرنا کہین بہتر ہے ارکین سلطنت نے سمجھایا کہ یہ چشمہ
طلسم ہے وہان سے جاکر واپس آنا بہت دشوار ہے آخر بسکہ سمجھانے سے سرداروں کے چپکا ہو رہا لیکن مفارقت مین اپنے
فرزند کی ایسا رویا کہ آنکھون سے معذور ہوگیا اور اُسکی بی بی کا بھی یہی حال ہوگیا ہے اور نام اپنا جب سے محروم
زردپوش رکھا ہے وزیر اعظم نے جب یہ حال دیکھا چھوٹے بیٹے کو حریم شاہ کے خطاب دیکر تخت پر بٹھا دیا
شاہزادہ شمسون دوسرے روز وہان سے بھی روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر مین پہونچا وہان کے
حاکم کا دیو نازیل ارزق چشم نام تھا نازیل کو فرقہ خدا پرستون سے عداوت قلبی تھی اُسنے حکم دیا تھا کہ جہان
خدا پرست دیکھو میرے پاس لے آؤ اہل شہر شاہزادہ شمسون کو بوضع خدا پرست دیکھکر گرفتہ و بستہ
دیو نازیل کے پاس لیگئے دیو نازیل نے اُسی وقت حکم قتل کا دیا قضا را فرشانہ ملعونہ فرشنگ دیو کی بہن
کہ نازیل دیو سے رابطہ برادری رکھتی تھی اور دیو نازیل کی بہن بھی ہوتی تھی اور اُسوقت واسطے ملاقات دیو نازیل
کے آئی تھی اُسنے جو شاہزادہ شمسون کو دیکھا دل مین نہایت خوش ہوئی اور دیو نازیل سے کہا کہ اے برادر
یہی جوان میرے شوہر کا قاتل ہے تم از راہ مہربانی مجھے دیدو تو گویا جہان کی سلطنت مجھے دیدی مین اسیوقت اسکو
لیجا کر قتل کرونگی تاکہ دل میرا ٹھنڈا ہو اور اس ضعیفہ نے اس خوشامد سے کہا کہ نازیل نے شاہزادہ شمسون کو حوالہ
فرشانہ کے کیا فرشانہ اپنی خوشدامن کے پاس لائی اُس ملعونہ نے کہا کہ اس قاتل شوہر دنگ کو اسیوقت ہلاک
کرنا چاہیے فرشانہ نے پوچھا کس عذاب سخت سے اسے ہلاک کریں وہ بولی کہ مین ایک باغ مین گئی تھی وہان مین نے
تمام درخت باغ کے خشک دیکھے ہین تم اُسی باغ مین اسے لیجا کر ایک درخت سے باندھکر چارون طرف سے آگ
لگادو کہ یہ جلے اور ہم تماشا دور سے دیکھین آخر الامر چند دیو کہ حاضر تھے اُنھون نے از راہ ظلم و زبردستی کے شاہزادہ
شمسون کو باغ مین لاکر ایک درخت خشک مین باندھکر پھر چہار طرف سے آگ لگادی تمام درخت خشک ایک
لحظہ مین مانند مشعل کے جلنے لگے اور حرارت اُسکی جسم شاہزادہ شمسون کو محسوس نہوئی خاموش بیٹھا رہا جب

اس آگ نے کچھ اذیت نہ پہونچائی شاہزادہ شمسون نے دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بخضوع و خشوع کی اور کہا
کہ بار الٰہا خلیل کیطرح مجھے بھی اس آگ سے نجات دے کہ آگ واسطے کفار کے ہے نہ واسطے مومن کے اور
مین تو تیری واحدانیت اور تیرے رسول کی رسالت کا قایل ہون کہ ناگاہ ایک درخت اس جلتی آگ مین سے
سرسبز ہو گیا اور اسیوقت اس مین بلا تاخیر ثمر آیا شاہزادہ شمسون نے غور سے دیکھا تو وہ درخت سیب کا تھا
اور شاہزادہ بھی از خود کھل گیا اور درخت سیب کے سایہ مین تشریف لایا اور آتش مطلق محسوس نہوئی بعد
چند ساعت کے اس شاخ درخت مین ایک پھل سیب کا مثل یاقوت کے ایسا مجلی نظر آیا کہ آنکھ خیرگی کرتی تھی اور
اسکی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا تھا شاہزادہ شمسون نے سیب کی طرف ہاتھ دوڑایا سیب خود بخود دامن مین
آ گیا پھر یہ دیکھا کہ چند دیو فریاد کرتے ہوے اس آگ مین گر پڑے اور جلکر کوئلہ ہو گئے قصہ مختصر اسی طرح سے سب دیو
جسقدر کہ دیوار پر واسطے دیکھنے تماشے کے کھڑے تھے سب دیوار پر سے خود بخود آگ مین گر پڑے اور جلکر خاک
ہو گئے یہانتک کہ فرشانہ گندہ دہن اور اسکی ساس ملعونہ بھی وہان فریاد کرتی دوڑی اور آگ مین گر پڑی اور
فی النار ہو گئی شاہزادہ شمسون اس تماشاے عجیب سے حیرت مین تھا اور کہتا تھا کہ کیا تیری قدرت ہے کسطرح
تو نے دشمن کے ہاتھ سے نجات دیکر کفارون کو داخل جہنم کیا اس عرصہ مین ایسا پانی برسا کہ سب آگ سرد ہو گئی
جب دھوین اور غبار کی تاریکی دفع ہو گئی اور مطلع صاف ہوا چند پریزادین ایک تخت زرنگار لیکر حاضر ہوئین اور
دست بستہ شاہزادہ شمسون سے عرض کیا کہ حضور سوار ہون اور تشریف لیچلین ہمارا بادشاہ حضور کی ملاقات کا
مشتاق ہے شاہزادہ شمسون تخت پر سوار ہوا اور سیب مراد جیب مین رکھ لیا اور پریزاد شاہزادہ شمسون کو
ایک بادشاہ عظیم الشان کے پاس لیگئے کہ وہ تخت یاقوت نگار پر تاج شاہی سر پر رکھے بشوکت تمام متمکن تھا اور
تمام ارکین سلطنت صف بہ صف اپنے اپنے قرینہ سے کرسیون زرنگار اور دنگل پر بیٹھے تھے کہ بادشاہ تخت نشین
سرو قد واسطے تعظیم شاہزادہ شمسون کے اٹھا اور بتعظیم دیگر اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور بعد رسم ملاقات کے کہا
کہ اے عالی ہمت و بلند مرتبہ ہمکو تمہارا حال بخوبی معلوم ہوا کہ تم پر عشق مین کیسے کیسے شداید اور مصایب گذرے
کہ جسکا حد و حساب نہین ہے لیکن ہمت مردان و مدد خدا اب حصول مدعا کا وقت موجود ہے شاہزادہ شمسون نے
پوچھا کہ اسم مبارک حضور کا کیا ہے اُسنے کہا یا رستم شاہ اس حقیر کو کہتے ہین اور یہ ملک پریزادون کا ہے اور ملک
شگوکیتہ کا بادشاہ ہون اور ملک شگوکیتہ دار السلطنت خاص قلعہ ہفتم پردہ قاف کا مین بادشاہ ہون مگر اسوقت
میرے آنے اور مدد کرنے کی یہ وجہ ہے کہ درخت سیب مراد آصف برخیا نے اپنے دست خاص سے لگایا اور
گرد اسکے بزور علم جفر و نیز نجاسات طلسم بندی کر کے مجھے داروغہ کر دیا تھا اور یہ داروغگی پشتین سے میرے نام چلی آتی
ہے اور ایک کتاب وصیت نامہ خاندانی میرے پاس موجود ہے اور اس مین لکھا ہے کہ جو انسان وہ پریزاد اس سیب مراد کا

مالک ہو ہر کام مین اُسکی مدد کرنا اور یہ امانت جو تمھارے پاس ہی اُس جوان کو دینا پس مین نے مدد اور ملعون ذبون کو داخل جہنم کیا اور نام مالک سیب مراد کا شمسون ہوگا اور نام اُسکی معشوقہ کا اوقیہ ماہ رخسار ہی شاہزادہ شمسون کو اس بیان بالستم شاہ سے زیادہ تر حیرت ہوئی اور کہا باوجود اسقدر مسافت کے آپ کو کیونکر اطلاع ہوئی کہ آپ اس عجلت سے شریک مدد ہوے بالستم شاہ نے کہا اے شہریار کامگار ایک درخت سیب میرے بھی مکان خاص مین اُسی وقت کا موجود ہی اور تاثیر طلسمی سے ہر وقت اسمین ایک سیب تیار رہتا ہی پس یہ حکم ہی کہ جسوقت سیب مراد درخت سے گرے اُسی وقت مدد کو روانہ ہونا چنانچہ جیسے ہی وہ سیب زمین پر گرا مین اُسیوقت اپنے مکان سے روانہ ہوا اور یہان آکر یہ تماشا دیکھا کہ لشکر فرشاہ نے چہار طرف سے باغ کو گھیر لیا تھا اور آگ لگا دی تھی اور آپ بیچ مین کھڑے تھے مین نے اُنھین اُسی آگ مین جلا دیا اور تمکو اُس آتش سے نجات دی شاہزادہ شمسون نے پوچھا وہ کیا امانت ہی جو تمھارے پاس رکھی ہی بالستم شاہ بولا ایک صندوقچہ سربمہر ہی نہین معلوم اُس مین کیا شی بند ہی آخر شاہزادہ شمسون مع طلعت شہر شوکتیہ مین مع بالستم شاہ کے تشریف لایا اور بالستم شاہ نے پہلے دعوت و مہمانی کی بعد اُسکے وہ صندوقچہ سربمہر حوالہ کیا شاہزادہ شمسون نے قفل صندوقچہ کا کھول کر دیکھا اُس مین ایک لوح اور کاغذ نکلا اُس کاغذ مین یہ عبارت تھی کہ اے شمسون بن قیصر نوس فتح طلسم چشمہ گہر ریز اور عقد اس اوقیہ ماہ رخسار بنت شرقیہ سلطان کا روز ازل سے تیرے نام مقدر ہی اور لوح رازدار طلسم لیکر طلسم مین جاؤ اور شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کو قید طلسم سے نجات دو دوسرے ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کی ایک دختر صاحب حُسن و جمال رشک خورشید پیدا ہوگی اور عقد اُس گوہر بحر شرافت کا قوم سادات مین ایک سلاطین زادے سے کیا جائیگا جب لوح کے مطالعہ سے فارغ ہوے بالستم شاہ سے شاہزادہ شمسون نے رخصت طلب کی بالستم شاہ نے کہا تا پہونچنے وطن مالوف کے اور فارغ ہونے امورات دنیوی سے مین خدمت بابرکت مین حاضر رہونگا بعد اسکے باجازت آپکی اپنے مکان پر جاؤنگا شاہزادہ شمسون بالستم شاہ کے ہمراہ پہلے ملک دیوتا زیل مین تشریف لایا وہان خواص اور تاثیر سیب مراد سے وہ دیوتا بکار مع تیغ و کفن کے حاضر ہوا اور فرمانبرداری شاہزادہ شمسون کی اختیار کرکے ہمراہ ہوا شاہزادہ شمسون وہان سے ملک حریم شاہ مین آیا بادشاہ نے جو تشریف لانا شاہزادہ باشوکت و ذی جاہ کا سُنا وزیر سے دریافت کیا کہ تو بھی جانتا ہی کہ یہ شاہزادہ کس قصد سے یہان تشریف فرما ہوا ہی وزیر نے کہا اگر حکم ہو تو مین تحفہ و تحائف لیجاکر دریافت کر آؤن حریم شاہ نے اجازت دی وزیر خوش تدبیر شاہزادہ شمسون کی خدمت مین حاضر ہوا اور تحفہ گذرانا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ اے برادر وزیر اعظم میری طرف سے بعد سلام کے حریم شاہ سے کہنا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو مین شاہزادہ اشرف کو چشمہ طلسم گہر ریز سے نکالنے آیا ہون

اور جو آپ آنکھون سے معذور ہوگئے ہین بفضل خدا آنکھین روشن و منور ہو جائینگی وزیر نہایت مسرور و خوش حریم شاہ کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا حریم شاہ اُسی وقت سوار ہو کر شاہزادہ شمسون کی خدمت مین پہونچا شاہزادہ شمسون نے بطور بزرگانہ حریم شاہ کی ملاقات کی بلکہ یہ کلمہ کہا کہ مین تمکو اپنا عمنامدار سمجھتا ہون حریم شاہ نے شاہزادہ شمسون کی دعوت نہایت دھوم اور تزک سے کی شاہزادہ شمسون نے وہ سیب مراد حریم شاہ کو دیا کہ تم بو اسکی سونگھو بس جیسے ہی حریم شاہ نے بو سونگھی فوراً آنکھین روشن ہوگئین حریم شاہ شکریہ احسان بجالایا بعد اسکے حریم شاہ کی بی بی اور لڑکی کی بھی آنکھین روشن ہوگئین حریم شاہ نے فرمایا کہ اے شہریار ذی اقتدار جیسے آپ نے حریم گل رخسار کو از سر نو حیات تازہ بخشی اُسی طرح اُسکے عقد کا بھی حضور کو اختیار رہے جس سے حضور چاہین فوراً بلا عذر کر دین شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ یہ مقدمہ وقت پر معین ہے اب چشمہ گھر ریز پہ پہونچ جاؤ اور اسکی علامت بتاؤ حریم شاہ نے کہا یہ مرشد چشمہ گھر ریز یہان سے تین روز کے فاصلہ پر ہے مگر براہ دیو و پری کے اور علامت یہ ہے کہ جو شخص اُس چشمہ مین قدم رکھتا ہے ایک آواز اندر چشمہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اپنے شوق سے گور مین آیا اور تلاطم پانی مین پیدا ہوتا ہے اور موتی چھوٹے بڑے کنارہ چشمہ پر جمع ہو جاتے ہین اور کوئی غیب سے کہتا ہے کہ یہ مروارید اس بحر غریق کے وارثون کا حصہ ہے غرض دوسرے روز شاہزادہ شمسون اور حریم شاہ اور بابستر شاہ کنارہ چشمہ گھر ریز کے آئے شاہزادہ شمسون نے دیکھا کہ وہ چشمہ تین تین گز مدور ہے شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ تم کسی شخص واجب القتل کو چشمہ مین داخل کرو تاکہ ہم دیکھین اگر طلسم فتح ہوگیا تو وہ زندہ نکلے گا ورنہ خیر اتنے مین ایک بڈھا جس نے اشرف شاہزادہ بن حریم شاہ کو پرورش کیا تھا اُسنے شاہزادہ شمسون سے کہا کہ مجھے اپنی زندگی مفارقت شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ مین بدتر مرگ سے ہے اگر حکم ہو تو مین جاؤن شاہزادہ شمسون نے کہا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے پس یہ سنتے ہی وہ بڈھا داخل چشمہ ہوا حسب معمول وہی صدا آئی کہ اپنے شوق سے گور مین آیا اور ایک ساعت کے بعد گویا کسی نے چھوٹے موتی کنارہ پر رکھدیے شاہزادہ شمسون نے فرمایا دادا اہل طلسم نے بھی عجیب اور امیر مین امتیاز رکھا ہے دیکھو کہ شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کے موتی بڑے تھے اور یہ موتی اُس بڈھے بیچارے کے حصہ مین چھوٹے ہین

اب داخل ہونا شاہزادہ شمسون مہر طلعت کا چشمہ گھر ریز مین بیان

قصہ مختصر شب کو بعد عبادت کردگار شاہزادہ شمسون نے لوح کو دیکھا اُس مین یہ عبارت لکھی تھی کہ اگر
بدست آرندۂ لوح طلسم گہر ریز صبح کو سامنے جانا ایک درخت زیتون کا ملیگا اُسپر ایک جانور عجیب الخلقت
بزبان خوش الحان بولتا ہوگا تم تیر سے اُسے مارنا اور خون اسکا جلدی سے ایک پیالہ بلوری مین لیکر پانی چشمہ مین
ملا دینا چشمہ مین تلاطم شدید پیدا ہوگا اور ایک کشتی مدور پانی سے باہر آئیگی تم اُس کشتی مین جا بیٹھنا وہ کشتی پھر
چشمہ مین داخل اور غرق ہو جائیگی پھر جہان پہونچنا بموافق حکم لوح کے کام کرنا شاہزادہ شمسون نے
حسب ہدایت لوح کے خون اُس جانور کا چشمہ کے پانی مین ملایا فورًا اُس چشمہ سے ایک کشتی نکلی شاہزادہ شمسون
اُس کشتی مین سوار ہوا پھر کشتی غرق ہو گئی شاہزادہ شمسون نے خوف سے آنکھین بند کرلی تھین جب
آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک قلعہ بلور کا ہی اور زیر فصیل قلعہ پر ایک دریاے زخار نہایت زور و شور سے بہتا ہی کہ
کشتی موج دریا پر اسقدر بلند ہوئی کہ فصیل پر پہونچی شاہزادہ شمسون نے ایک شہر بارونق ایسا ملاحظہ کیا کہ جسکے
مکانات کل صدف و گوہر کے تھے اسی طرح آراستگی بازار اور نقش و نگار ہر در و دیوار کے قیاس کرنا چاہیے اور
درمیان شہر کے ایک عمارت عالیشان دولت خانۂ شاہی صدف خالص کا اور اندر محل کے ایک باغ رشک ارم

کمال فرحت فزا اور اُس باغ مین ایک صفۂ مربع پر صدہا نازنین قمر طلعت مروارید و جواہر نگار کے زیور سے آراستہ اور مروارید پوش ایک ملکہ تخت نشین ہو اُسکے آگے عجیب لطف سے نغمہ و سرود ہو رہا ہی شاہزادہ شمسون نے جو ملکہ تخت نشین کو غور سے دیکھا تو سر سے پا تک جسم مین اُسکے بجز زیور مروارید کے دوسری چیز نہ دیکھی اور ملکہ کے جو گرد کنیز و خادم جسطرح سے گرد ماہ کے ستارے ہوتے ہین اُس محفل بہشت منزل مین نظر آئین اور اسقدر مروارید کی کثرت تھی کہ درخت کو بھی بدون گوہر شبنم کے نہ دیکھا اور پہلو مین دیوان عام کے ایک بادشاہ مروارید پوش تخت مروارید نگار پر بشوکت تمام بیٹھا تھا اور تمام اراکین سلطنت حاضر تھے کہ یکایک کشتی غرق ہوئی اور تحت الثریٰ کو پہونچی وہان شاہزادہ نے زندان خانہ دیکھا اور چند نفر دیو و پری زندان مین محبوس زنجیر آہنی مین مسلسل تھے اُس مین ایک دیو بچہ ایک جوان صاحب جمال سے کچھ تکرار کر رہا تھا اور وہ جوان ہر لحظہ کہتا تھا کہ او مادر بخطا نامرد باوجود اس دون ہمتی کے تو میرا مقابلہ کرتا ہی اور مجھے بھی زندان خانہ مین گرفتار کرا دیا شاہزادہ شمسون سمجھ گیا کہ یہ اشرف بن حریم شاہ ہی غرض جب موج دریا کشتی کو بلند کرتی تھی تماشا قلعہ اور باغ کا معلوم ہوتا تھا اور جب تحت مین وہ کشتی پہونچتی تھی تو نزاع لفظی دیو بچہ اور اشرف کی سُنائی دیتی تھی بموجب اس آیہ کے ذلک تقدیر العزیز العلیم آخر لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جسوقت موج دریا قلعہ کے برابر کشتی کو لائے تو دیوان عام مین داہنے ہاتھ بادشاہ کے ایک مرد کرسی نشین صندلی پوش کتاب کا مطالعہ کرتا ہوگا جب وہ پیر بزرگ تجھکو دیکھے اسوقت تم پشت لوح اُسے دکھا دینا اسی طرح ایک نازنین بنفشہ پوش پیر زال پہلو مین ملکہ کرسی نشین کے مطالعہ کتاب مین ہوگی اُسے بھی پشت لوح دکھانا جب وہ مرد و زن لوح کو دیکھین گے بادشاہ اول مروارید پوش کو سلطنت سے معزول کرینگے اور اُسکی جا پر تمکو مقرر کرینگے بعد اُسکے جو ہدایت لوح سے ہوگی اُسپر عمل کرنا غرض چند بار کشتی قلعہ کے برابر آئی لیکن شاہزادہ شمسون کی طرف اُن مرد و زن نے نہ دیکھا ناچار شاہزادہ شمسون نے پھر لوح مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ قلعہ کی فصیل پر وزہ نام اسیرون کے واسطے ہر روز کھانا پکاتی ہی تم اُس سے کہنا کہ نصف حصہ اشرف بن حریم شاہ کا ہمکو دے کیونکہ مین مستحق ہون فروزہ کہیگی علامت دوم جبتک مین نہ دیکھونگی اعتماد نہ کرونگی تم لوح اسے دکھا دینا وہ ایک کاسہ شیر برنج کا فصیل قلعہ پر لاکر رکھدیگی تم وہ شیر برنج نوش فرمانا پھر کام مین مصروف ہوجانا شاہزادہ شمسون نے تین روز اسیطرح بسر کی چوتھے روز صبح کو عورتون کی محفل مین اُس بنفشہ پوش نے شاہزادہ شمسون کو دیکھا شاہزادہ شمسون نے پشت لوح دکھائی وہ سرنگون ہوئے پھر بڈھے صندلی پوش نے دیکھا اُسکو شاہزادہ شمسون نے رو سے لوح دکھایا وہ بھی چپ ہو رہا جب تین مرتبہ ایسا ہی کیا گیا تو محفل عورات مین اس صندلی پوش نے دربار مین بادشاہ کے پگڑی اور چادر سر سے اُتار لی اور ایک چرخ مارا اور فریاد کی معشر الجنیات بدانید و آگاہ باشید کہ صدف فلکی سلطنت سے معزول کیا گیا اور کاروبار طلسم صاحب سیب مراد کے سپرد ہوا پھر دو آواز فریاد کے بادشاہ سبز پوشش

تخت سے اُترا اور شاہزادہ شمسون کو باعزت تمام کشتی سے دیوان عام مین لاکر تخت شاہی پر بٹھادیا اور مبارکباد دی جب شاہزادہ شمسون تخت حکومت پر اجلاس فرما چکا سب اراکین سلطنت معرفت اُس بزرگ صندلی پوش کے ملازمت شاہزادہ شمسون بجالائے شاہزادہ عالیجاہ نے تمام دن عدل و داد رعایاے شہر مین مصروف رہا شام کو اُس پیر بزرگ نے آکر عرض کیا کہ ای شہریار دولت مدار ملکۂ شبنم گوہر پوش ملازمت عالی کی مشتاق ہی شاہزادہ شمسون نے پوچھا کہ ملکۂ شبنم گوہر پوش کون ہی اُس پیر بزرگ نے کہا کہ بادشاہ زادی شاہ معزول کی زوجہ مطلقہ ہی شاہزادہ شمسون نے کہا کہ مین کسی کی زوجہ مطلقہ سے سروکار نہین رکھتا دوسرے یہ کہ صدف پوش نے کیون طلاق دی صندلی پوش نے کہا کہ اس طلسم کا قاعدہ قدیم سے یہی ہی کہ جو حاکم وقت ہو وہ بادشاہ معزول کی ملکہ سے نکاح کرے اور حاکم معزول طلاق دے شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ اس عورت کے کتنے نکاح ہوے ہین پیر مرد بولا چودہ شاہزادے نے کہا اچھا سمجھ کے اسکا جواب دیا جائیگا پھر شاہزادہ شمسون نے لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوا ملکۂ شبنم گوہر پوش کے سب عورات تمکو مباح ہین اور جب وہ ملکہ تمسے نہایت منت و سماجت سے پیش آئے تو پھر لوح دیکھنا اور جو حکم لوح ہو وہ عمل مین لانا شعر

کہ ہمان روز روز رخصت تست	درمیان بہر عیش فرصت تست

اب تم دیوان عام مین اسیران طلسم کو بُلاکر فیصلہ کرو یعنی جو دو مدعی کہ باہم نزاع رکھتے ہون انھین اجازت دو وہ باہم فیصلہ کرین جو اُن مین غالب ہو وہ تمھارا عزیز ہی اور جو وطن کو جائے اُسے بعزت تمام رخصت کرو شاہزادہ شمسون بموجب حکم لوح کے تمام روز امورات سلطنت مین رہا شام کو محل مین تشریف لایا ملکۂ شبنم گوہر پوش مثل طاؤس طناز بہزاران ناز و عشوہ و انداز حاضر ہوئی شاہزادہ شمسون نے تمام نازنینان محل سے ملکہ شبنم گوہر پوش کو باحسن و جمال پایا اور ہر ایک عضو اُسکا پرتکلف دیکھا شاہزادہ شمسون بھی باختلاط و گرمجوشی کے پیش آیا اور آدھی رات تک حرف و حکایات مین گذری بعد اُسکے ملکہ کو رخصت کیا ملکہ ایک مایوسی کے عالم مین مجبورانہ چلی گئی شاہزادہ شمسون نے دوسرے روز اسیران طلسم کو بُلایا پیر صندلی پوش رکن سلطنت نے چودہ نفر اسیر پیش کیے اُنمین ایک جوان خوبرو زنجیر طلا مین مسلسل تھا اور کچھ صورت آشنا بھی معلوم ہوا اور دیو بچہ زنجیر آہنی مین جکڑا تھا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ آج اشرف اور شرقول کی روبکاری کرونگا پھر اشرف سے پوچھا کہ ای عزیز تو دیدہ و دانستہ کیون قید طلسم مین پھنسا اشرف نے عرض کی کہ ای آزاد کنندۂ بیچارگان مجھے اسی دیو بچہ نے گرفتار کیا دیا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی پھر شرقول سے فرمایا او مردود جو تو قابل مقابلہ نہ تھا پھر کسواسطے مقابلہ کیا دیو بچہ بولا ای شاہ طلسم جب اشرف کے باپ نے اپنی بیٹی مجھے نہ دی مجھکو سوا اسکے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا اسواسطے کہ یہ قید دائمی مین گرفتار رہو لیکن جبتک مین گرفتار نہوتا یہ اشرف قید نہ کیا جاتا لہذا مین نے

اشرف شاہزادہ کو خود بھنس سے قید کرایا پھر شاہزادہ شمسون نے فرمایا تم دونون ہمارے سامنے زور کرو
تو ہم دیکھین کہ تم دونون مین سے کون زبردست ہی شترقول نے عرض کیا یہ پریزاد کسیطرح میرا مقابلہ نہین کرسکتا
شاہزادہ شمسون نے اشرف سے فرمایا کہ سُنا تمنے شترقول کیا کہتا ہی اشرف بولا غلام کو اس قید سے
حضور آزاد فرماوین تو پھر تماشا دیکھین کہ مین اس حرامزادہ کے ساتھ کیا کرتا ہون یہ تابعدار فقط حکم کا منتظر ہی
شاہزادہ شمسون نے خود دونون کے بند طلسم کھول دیے اور دونون اُسیوقت حرب وضرب مین مشغول ہوے
آخر شاہزادہ شمسون نے شترقول کو قتل کرکے آگ مین لاش اُسکی جلوادی اور اشرف کو کرسی خاص رحمت کی
شاہزادہ شمسون نے کہا مین تیری رہائی کیواسطے فقط یہان آیا ہون بعد اسکے کل حقیقت اپنی بیان کی اشرف
نے دست شاہزادہ شمسون پر بوسہ دیا اور حال نابینا ہوجانے والدین کا سُنا اور یہ بھی سُنا کہ شاہزادہ
عالیجاہ سے آنکھین بھی بدستور کردین پس بمجرد سننے اس حال کے نہایت خوش ہوا شاہزادہ شمسون نے
فرمایا اب اپنا حال بیان کر اشرف نے عرض کی کہ جب مین چشمہ مین کودا اور تحت الثرے کو پہونچا جبکہ مجھے ہوش
ہوا دیکھا کہ دیوان عام مین بیٹھا ہون پیر صندلی پوش نے مجھے حمام کرایا اور لباس شاہانہ پہنایا اور تخت شاہی پر
بٹھادیا بادشاہ اول گوہر پوش نے نذر دی اور مثل ملازمون کے حاضر رہا مین نے تمام روز حکمرانی کی اور شب کو
مجلس مین ایک نازنین گوہر پوش سے بے اختیاری مین صحبت کی وہ صحبت نہ تھی بلکہ قیامت تھی کہ مین بیہوش ہوگیا
جب ہوش مین آیا اپنے کو اُسی دیوان عام مین مقید پایا اور وہی بادشاہ اول گوہر پوش تخت نشین ہوگیا
اور حکم تعزیر مقررہ سلاطین مجھے ہوا اُس صندلی پوش نے چند چھڑیان پھول کی مجھے مارین اور موتی برابر بیضہ
انجشک کے دکھائے کہ یہ تیرے عوض مین ہم تیرے وارثون کو دیتے ہین مین چپ ہو رہا پھر مجھے تہ خانہ مین قید کیا
اور دو کاسہ شیر برنج کے غذا مقرر کی یہ سنکر شاہزادہ شمسون نے اشرف کو ایک محل مین رہنے کا حکم دیا اور چند
پریزادین خدمت کو مقرر کین دوسرے روز پیر بزرگ سے کہا کہ ایک اسیر کو لاؤ پھر مرد اول ایک مرد ضعیف کو لایا
شاہزادہ شمسون نے اُس سے بھی حال پوچھا اُسنے بعد دعا اور ثنا کے عرض کیا کہ مین کوہ کبود کا بادشاہ ہون
جس زمانہ مین ہیکل شاہ جنی باپ میرا زندہ تھا اور عمر میری پچیس سال کی تھی ایک روز جو مین شکار کو گیا اور اس
چشمہ پر پہونچا اور حاضری کھائی ایک مصاحب نے کہا کہ اے شاہزادہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کہ یہ چشمہ طلسم ہی
مجھے یہ خیال بیہودہ بشامت اعمال سے پیدا ہوا کہ اسکے اندر کا حال دیکھنا چاہیے مین نے بخواہش دل فقیہان جنی
پیش معلم سے اس کیفیت کو بیان کیا معلم نے کہا کہ ایک کتاب پشت نامہ کے طور سے ہمارے خاندان مین چلی آتی
ہی اور اُس کتاب مین چند نقش ہین اور اُنکی یہ صفت لکھی ہی کہ جو اس نقش کو بازو پر باندھکر جس طلسم مین جاوے
اُسے کسی نوع کا آسیب نہ پہونچیگا مین ایک نقش کو بازو پر باندھکر چشمہ مین داخل ہوا قصہ کوتاہ اول مین بادشاہ ہوا

اور رطب کو ملکہ شبنم گوہر پوش ایک نازنین سے ہم صحبت ہوا ایسی قیامت ہو گئی اور زندان مین قید ہو گیا مجھے
چالیس برس قید مین گذرے ہین کہ مین اور وزیر میرا قیدی ہی شاہزادہ شمسون نے قربل بن ہیکل شاہ جنی
کو مع وزیر کے خلعت مرد ارید عنایت فرمایا اور موکلان طلسم کو حکم دیا کہ اسکو اسکے وطن مین بآرام تمام پہونچا دو
بعد اسکے اور اسیر طلسم کو بلایا اور حال پوچھا اُسنے عرض کی کہ ای شہریار ا بد قرار غلام سرخون شاطر ہی اور مین
اللہ خاکریز کے بادشاہ کا عیار ہون قضارا ایک روز میرے آقا نے مجھے ایک کام کو بھیجا مجھے راہ مین
یہ چشمہ ملا مین بوجہ کسل راہ کے اس چشمہ پر واسطے آرام کے بیٹھ گیا وہان دیکھا تو سفید پتھر پر یہ شعر لکھا ہی شعر

در ین چشمہ مردے کہ زد غوطہ چیست	بہ بخش کشا شند روز نخست

مین دل مین فال نیک سمجھکر چشمہ مین واسطے غسل کے اُترا کہ مرتبہ اوّل ہی لینا چاہیے جیسے ہی مین نے غوطہ مارا مثل
اور اسیرون کے مین بھی قید ہو گیا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ مین تجھے تیرے وطن کو روانہ کر دون سرخون شاطر
بولا کہ اب مین یہ چند نفس حضور کے زیر قدم بسر کرونگا شاہزادہ شمسون نے اُسے اپنی خدمت مین رکھا پھر
اسیر چہارم آیا وہ مرد ضعیف و زار و نحیف تھا پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین بادشاہ مینا نگار کا بیٹا ہون جو مضافات
قلعہ پنجم قاف کا ہی ایک روز میرے ہم صحبت نے ملکہ سرو بالا پری بادشاہ قلعہ ششم کی بیٹی کی ایسی تعریف کی
کہ مین نادیدہ اُسکا عاشق ہو گیا اور باپ ملکہ کا میرے باپ سے کہ مرتبہ مین زیادہ تھا اسوجہ سے میرے باپ کو
جراءت پیغام نسبت کی نہوئی آخرکار سودائے عشق مین اُسکے نوبت قریب بجنون پہونچی مین دیوانہ وار ز بیابان سواد
شہر مین نکل گیا وہان تمام دن کوچہ گردی مین گذرتا اور شام کو زیر قصر اُس گلعذار کے فقیرانہ بسر کرتا رہا یہ داستان
میرے سودائے عشق کی اسقدر مشہور ہوئی کہ ملکہ کو بھی خبر ہو گئی جب ملک ارشون ملکہ سرو بالا کے باپ کو خبر
پہونچی اُسنے چاہا کہ اس فساد کو رفع دفع کر دون کہ شاید بادشاہ چہارم اس قصہ کو سنے اور نوبت فساد کی پہونچے
کیونکہ قلعہ چہارم کے بیٹے سے ملکہ کی نسبت ہو چکی ہی اور یہ باعث بڑی بدنامی کا ہوگا آخر ایک روز ملک ارشون نے
ایک ملازم کے ہاتھ میرے پاس پیغام بھیجا کہ اگر ملکہ سرو بالا سے عقد چاہتا ہی تو طلسم گوہر ریز سے تھوڑے موتی
آبدار لا دے تاکہ زیور عروسی تیار ہو یہی مہر ملکہ کا ہی مین نے ملازم سے پوچھا کہ طلسم گوہر ریز کہان ہی اُس ملازم نے
مجھے اس چشمہ پر لاکر کھڑا کر دیا اور کہا اسمین غوطہ مار یہان سے یقین ہی کہ تیری مراد بر آئیگی مین بوجہ خود رفتگی کے
چشمہ مین کود پڑا پھر یہی مصیبت مجھ پر بھی گذری جو کہ حضور نے اور اسیرون سے سُنی پھر ای شہریار چند روز کے بعد
ایک جوان مہ جبین خورشید طلعت کو جو مین نے قید مین دیکھا مجھے خود بخود محبت اُسکی پیدا ہو گئی مین نے پوچھا
ای جوان تو کون ہی اُسنے بیان کیا کہ مین ملک ارشون کی بیٹی ہون اور نہایت آبدیدہ ہو کے نام سرو بالا بتایا
مین ایک عالم تحیر مین ہو گیا اور کہا کہ سبحان اللہ تیری قدرت کہ اس قید خانہ مین اور سرو بالا خود پہونچے پھر

مین نے پوچھا کہ اے جان جہان تو کیونکر یہان آئی اُسنے کہا کہ جب مجھکو میرے باپ نے فریب سے طلسم مین گرفتار کرادیا مین نے سُنا کہ تیرے سودائے عشق مین اُس عاشق رنجور کا یہ حال ہوا مجھے بھی ایک ولولہ دلی پیدا ہوا کہ جس طرح ممکن ہو تو بھی اپنے کو اپنے عاشق کے پاس پہونچا اور یہ دو چار شعر میر کے حسب حال اپنے پڑھے شعر

سُنکے یہ حال زار عاشق زار
خاطر افگار خار خار ہوئی

بستر خاک پر گری اکبار
جان تمنا کش نگار ہوئی
رفتہ رفتہ سخن ہوئے نالے

طیش غم نے ہی کردیا بیکار
دل نہ ٹھیرا اور اضطراب کیا
لگے اُڑنے جگر کے پرکالے

درد کا گھر ہوا دل بیمار
آتش شوق نے کباب کیا

پس اسقدر رنج مفارقت و مہاجرت سے حال درہم و برہم ہوا کہ جسکی وجہ سے صاف تپ محرقہ کا وہم ہوا اور ہوش و حواس نے بھی جواب دیا اور ننگ و ناموس کا اشتباہ ہوا چرچے آپس مین جب یہ ہونے لگے دوست دشمن ہمارے ہونے لگے ایک ہمراز ہماری دمساز نے کہا کہ ای ملکہ کیون جان شیرین مفت برباد کرتی ہی اور کس کی اُلفت کا دم بھرتی ہی یہ خیال محال اپنے دل سے نکال ڈالو اور زورق زندگانی سفینہ نوجوانی دیدہ و دانستہ ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈالو اور دل خود رفتہ اپنا سنبھالو شعر

سہل سمجھے ہو کہ آسان لگانا دل کا
جان لینا ہی میری جان لگانا دل کا

پس مین آخرکار اپنے ادریگان سے پوشیدہ محل سے نکل چشمہ مین داخل ہوئی اور تیری رفاقت مین پہونچی مین نے جب یہ حال اُس سرو بالا کا سُنا خوب رویا اور شکر پروردگار کیا کہ خدا نے زندہ معشوقہ سے ملایا الغرض ہم مین برسون سے قید ہین اور ابتک کوئی صورت نجات کی نظر نہین آئی شاہزادہ شمسون نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ حسان پریزاد غلام کو کہتے ہین شاہزادہ شمسون نے فرمایا اگر مرضی ہو تو تجھکو مع ملکہ سرو بالا کے وطن مین پہونچا دون حسان پریزاد بولا کہ ای شہریار نامدار مین اب حضور کو چھوڑکر کہان جاؤنگا غرض ایک محل حسان پریزاد کو بھی عنایت ہوا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کتخدائی تمھاری بعنوان شایستہ کرینگے چندے تم دونون عاشق و معشوق صحبت یکبازی مین رہو پھر اسیر پنجم کو طلب کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا ای بادشاہ جم جاہ طلسم میرا حال میرے بھائی بڑے سے دریافت فرمایئے غرض بھائی کو اُسکے بُلاکر پوچھا تو اُسکا ایک اور بھائی بزرگ تھا اُسنے کہا کہ مین بھی نہین جانتا میرا بڑا بھائی جانتا ہی پھر تیسرے بھائی کو بلایا اُسنے بھی یہی کہا جب وہ چارون بھائی ایک جا ہوے تب شاہزادہ شمسون کے دل مین خود بخود محبت اُن چارون شخصون کی پیدا ہوئی کہ بدون دریافت حال امکان اُنکو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ آج مین ان چارون کی مہمانی کرونگا پھر قیدی دوسرا طلب کیا اس مرتبہ ایک عورت بڑھیا کریہ منظر کوزہ پشت و زشت رو ازرق چشم سراپا خراب حال حاضر ہوئی شاہزادہ شمسون نے بکمال کراہت فرمایا کہ تو کون بلا ہی اُسوقت اُن چارون بھائیون نے اُس مکارہ و غدارہ کو دیکھکے ایک شور و غل مچایا

اور کہا کہ ای شہریار فلک اقتدار عدالت شعار ہم چارون بھائی اسی مکارہ غدارہ کے سبب سے اس بلاے طلسم مین مبتلا ہوے اسی ملعونہ نے وطن سے ہمکو آوارہ کیا اور تخت حکومت کو ہمارے خاک مذلت مین ملا دیا شاہزادہ شمسون نے فرمایا ای جوانان و دلاوران براے خدا اب تم اپنا قصہ بیان کرو

بیان کرنا بڑے بھائی کا اُن چارون بھائیون مین سے قصہ اپنا شاہزادہ شمسون کے روبرو

بڑے بھائی نے شاہزادہ شمسون کی خدمت بابرکت مین عرض کیا کہ ای شہریار والا تبار ہمکو یہ خوف ہی کہ قصہ ہمارا نہایت طول وطویل ہی ایسا نہو کہ حضور کو تکدر خاطر ہو شاہزادہ شمسون نے فرمایا تم کہو کہ مجھے خود تمہارے حال حیرت انگیز کے سننے کا کمال اشتیاق ہی بعدہ بڑے بھائی نے قصہ اپنا بیان کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ ای شہریار کامگار ہم چارون بھائی حقیقی بادشاہ ارض الذہب سلطان قیصر وس کے فرزند ہین ایک مان باپ سے اور ہم چارون آپس مین ایسی محبت رکھتے ہین کہ ہمین ایک دم کی جدائی شاق تھی اور کبھی علیحدہ نہین رہے ایک روز ہمنے اپنے باپ سے رخصت شکار طلب کی اور صحرا کو روانہ ہوے شاہزادہ شمسون کو یہ بات سن کے کمال حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ بادشاہ ارض الذہب کا سوا میرے اور کوئی فرزند مین نے سنا بھی نہین دیکھنا کیسا شاید ہمنام کوئی اور ملک و بادشاہ ہوگا خیر سنا چاہیے ہم چارون بھائی دار الخلافت مرجع نگار سے

چار سو فرسخ نکل گئے کہ ایک ہرن جسکی نقرئی و طلائی جواہر نگار کی سنگوٹیان جڑی ہین اور جھول زر بافت کی پڑی
گھنگرو سے پہنے چوکڑیان بھرتا سامنے سے آتا نظر آیا ہر چند ہمنے قصد گرفتار کرنے کا کیا لیکن گرفتار نہو سکا اسقدر
حیران و سرگردان ہوے کہ گھوڑے بھی ہلاک ہوے اور ہم بھی نہایت خستہ ہوگئے اور وہ ہرن غائب ہوگیا
ہم جو نہایت خراب و خستہ و حیران و پریشان ہوگئے تھے اس وجہ سے جا بجا سکونت ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ
ایک باغ مین پہونچے وہان ایک مکان عالیشان دیکھا کہ جہان صدہا نازنین پریزاد دلکش زاہد فریب عابد کش
ماہ رو جمع ہین اور ایک خورشید رو صاحب حسن و جمال حور تمثال با جاہ و جلال تخت نشین ہی اور سامنے اُسکے
ناچ گانا ہو رہا ہی ہملوگ تماشے مین اُن پریزادون کے ایسے محو ہوے کہ ہمکو مطلق خبر نہ رہی اور اپنی خرابی و حیرانی و
پریشانی سب بھول گئے ملکہ نے ہمین نہایت عزت و احترام سے بُلایا اور تخت پر اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور شراب و
کباب کی صحبت گرم ہوئی اور اُس عالم بے خودی کے نشہ مین ہر ایک بھائی کو شوق وصال پیدا ہوا لیکن شرم و
حجاب سے کوئی اظہار مطلب نہ کرسکا جب آدھی رات آئی ہم چارون بھائیون کے لیے علحدہ علحدہ مکان واسطے
آرام کے فرش و فروش سے آراستہ ہوے اور کنیزان ماہ رو ہر ایک کی خدمت کیواسطے معین ہوئین مگر ہم شوق
وصال ملکہ مین ایسے محو ہوگئے تھے کہ اپنے حال کی مطلق خبر نہ رہی شاہزادہ شمشون نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ نام
ہمارا ہمرون اور جو مجھسے چھوٹا بھائی ہی اُسکو شمعون کہتے ہین اور اُس سے چھوٹا بھائی جو ہی اُسکو قمرون
اور اُس سے چھوٹا جو ہی اُسکو بدرون کہتے ہین اور اسیطرح ہر ایک مین ایک سال کی چھوٹائی بڑائی ہی قصہ کوتاہ
ہم تو خیال وصال ملکہ مین تھے آخر خواص خدمتی اپنی یعنی رو کشادہ سے کہا کہ میرا دل شوق وصل تمھاری ملکہ مین
تڑپتا ہی اُسنے کہا کہ ہان یہ امر ممکن ہی الا کبھی کبھی تو میرے کام بھی آوُ گے مین نے رو کشادہ کا کہنا قبول کیا وہ
کنیز میرے پاس سے چلی گئی اور بعد ایک لحظہ کے پھر آئی اور کہا کہ مین نے بڑی مشکل سے ملکہ کو راضی کیا ہی مگر
خبردار اس بات کا خیال رکھنا کہ جو ملکہ عالم فرمائے اُسکو بدل و جان قبول کرنا کیونکہ ہماری ملکہ فقط اطاعت
چاہتی ہی مین یہ سُنکے رو کشادہ کے ساتھ بشوق تمام چلا رو کشادہ نے مجھے ملکہ کے پاس پہونچا دیا اور سرگوشی
کرکے روانہ ہوگئی مین ملکہ کے پہلو مین بیٹھ گیا اور عجز و نیاز کی باتین کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین دولہ شوق
سے ایک بوسہ بھی لے لیا ملکہ کے منھ سے ایسی بو بدآئی کہ دماغ پریشان ہوگیا اور یقین تھا کہ قے ہو جاوے
اور نشہ بالکل جاتا رہا اور نوبت غشی کی آگئی ملکہ نے جب مجھے متنفر دیکھا رو کشادہ سے کچھ اشارہ کیا رو کشادہ
نے مجھسے علحدہ نفرت کا باعث پوچھا مین نے کہا کہ تمھاری ملکہ کے منھ مین ایسی بدبو آتی ہی کہ میری جان
نکل گئی ہوتی رو کشادہ نے کہا کہ ای جوان یہ نازنین حکیم وسواس کی بیٹی ہی اُس حکیم نے کسی وجہ سے اسکا کسی سے
عقد نہ کیا پس یہ ناکتخدا رہ گئی مگر جب طعن و تشنیع خلائق سے عاجز آیا اُسوقت اُسنے ایک عطر ایسا بنایا کہ جسکی بو سے

مرد عورت کی طرف رغبت نہ کرے اور تمام عمر عورت سر بمہر رہے آخر وہ عطر اپنی بیٹی کے جسم میں ملا اور کہا کہ ہمنے
اجازت دی تو جسکے پاس چاہے جا میں نے جو یہ داستان سراپا بہتان سُنی حکیم وسواس کو لعنت و ملامت کی
اور پوچھا کہ بھلا اسکے دفع ہونے کا بھی کوئی علاج ہی روکشادہ نے کہا ای جوان عجب واللہ کا ملکہ اپنی بیٹی کے
حال سے آگاہ ہوئی کمال رنج و الم ہوا کیونکہ عورت کو بیٹی کے عقد سے زیادہ تر خوشی ہوتی ہی اُسنے حکیم وسواس
شوہر سے اپنے کہا کہ او ظالم اس عطر کی مالش سے تو یہ بہتر ہی کہ تو اپنی بیٹی کو ہلاک کرتا تو اس سے اچھا تھا کہ یہ بیچاری
مظلومہ تمام عمر اپنی عذاب الیم سے نجات پاتی افسوس کہ اس حسینہ کو تمام عمر لذت نفسانی سے محروم و بے نصیب رکھا
حکیم وسواس منت سے بی بی کے بولا کہ تم جس مرد کا اس سے نکاح کرو اول یہ روغن ملنا بعد اسکے اسی چشمہ میں
غسل کرانا کہ اسکا پانی زمین کے اوپر ابلتا ہی یقین ہی کہ بعد غسل کے پھر پوشاک و عنبر سے زیادہ تر ہو جائیگی اب
اجل میری قریب ہی کہ جو میں نے یہ علاج بتا دیا ورنہ ہرگز زبان سے نہ نکالتا اور ای شہریار واقعی بعد گذرنے
چار روز کے وہ حکیم رحلت کر گیا میں نے روکشادہ سے کہا کہ براے خدا مجھے وہ روغن دے اور وہ چشمہ بتا دے
میں تمام عمر تیرا شکرگذار رہونگا روکشادہ نے ایک شیشی میں روغن دیا اور اسی وقت یہ چشمہ بتا دیا میں نے وہ روغن
اپنے جسم میں خوب ملا اور اندر چشمہ کے داخل ہوا اور غوطہ مارا الغرض پھر دم مارنے غوطہ کے گرفتار ہو کر قید ہوا اور چند
ساعت کے بعد میرے آگے پیچھے قمرون و بدرون و نجمون بھی طلسم میں آئے اور قید ہو گئے اسی طرح
ہم چاروں بھائی قید طلسم میں گرفتار ہوے ہمیں آئے دو روز کا عرصہ ہوا تھا کہ نگہبانان طلسم نے اس ملعونہ کو بھی
زندان قید میں بھیجی یا پہنچا جو اسکو دیکھا ہرگز صورت سے واقف نہوے آخر ایک روز ہمسے اسنے کہا کہ ای جوان دلاور
تم مجھے بھی واقف ہو کہ میں کون ہوں ہمنے بالاتفاق جواب دیا کہ خدا نہ کرے کہ ہم تیرے حال سے واقف ہوں
خدا جانے تو کون بلا سے بد ہی اُسنے کہا کہ میں وہی نازنین صاحب باغ ہوں جسکے شوق وصل میں تم گرفتار ہوے تھے
اصل صورت میری یہی ہی اور وہ شکل زیبا جو تمنے باغ میں دیکھی تھی وہ عارضی تھی اب یہ ملعونہ بھی حضور میں حاضر ہی
شاہزادہ شمسون نے فرمایا ای ضعیفہ تو نے سُنا کہ شاہزادوں نے تیری نسبت کیا بیان کیا وہ بولی ای شہریار
یہ مقام طلسم ہی میں سچ کہونگی اصل پیشہ میرا ساحری ہی اور شعلہ ساحرہ میرا نام ہی میں نے یہاں بوجہ آب و ہوا کے
خوش کے ایک باغ نہایت وسیع و پرفضا بنوایا اور بیس برس اوقات اپنی یہاں بسر کی اور خوب عیش و آرام
کیا اس عرصہ میں جو جوان خوش جمال نظر آیا میں نے کسی نہ کسی بہانہ سے بلا کر جبتک اسمیں طاقت رہی کام لیا
بعد اسکے اور مرد کی تلاش رہی اور جس نے کہ بوسے دہن سے میرے نفرت کی اُسکو میں نے اسی چشمہ میں ڈبوا دیا
اسیطرح بیس برس گذر گئے حسب اتفاق یہ بھی چاروں بھائی آئے انسے بھی میں نے اپنا اظہار مطلب کیا اور جب انکو
متنفر دیکھا انکو کنیزوں سے کہا کہ انکو چشمہ میں غوطہ دیدو کنیزوں نے ایک داستان بے سر و پا بیان کرکے انھیں مشتاق کیا

کہ یہ خود غوطہ کھا گئے شاہزادہ شمسون نے کہا پھر تو کسطرح چشمہ مین آئی شعلہ نے کہا اے شہریار بعد گرفتار ہونے
ان چارون جوانان نامدار کے ایک مرد بزرگ سبز پوش عصائے سبز ہاتھ مین لیے ہوئے باغ مین تشریف لائے
اور مجھسے فرمایا کہ اب جا تو خراب کنندۂ سلاطین قاف کب تک تو بندگان خدا کو فریب و مکر سے قید طلسم مین گرفتار
کرائیگی اور روسیاہی دین و دنیا کی محض لذت نفس شوم کیواسطے اختیار کیا کریگی آیا تو یہ نہین جانتی کہان کونہالان
چمن اقبال کی جدائی مین مان باپ کا ان نوجوانون کے کیا حال ہوا ہوگا اگر خداوند تعالے انکی حفظ جان نہ کرتا تو تونے
کوئی دقیقہ انکی جان جانے مین باقی نہ رکھا تھا یہ کہکے وہی عصاے سبز میرے سر پر مارا پس فوراً میرا علم و فضل رخصت
ہو گیا اور حسب الحکم اُسکے مین بھی چشمہ مین داخل ہوئی یہ کنیز کی حقیقت ہے شاہزادہ شمسون نے پوچھا بھلا کسقدر تونے
آدمی چشمہ مین قید کرائے ہونگے شعلہ بولی کہ سوا اسکے سات مرد اور خوش جمالون کو مین نے قید طلسم مین پھنسایا ہے
شاہزادہ بولا اب جو تو چھوٹے تو کہان جائیگی شعلہ بولی کہ اب مین ضریح اقدس پر جاکر باقی عمر اپنی توبہ و استغفار مین
گذرانونگی شاہزادہ نے کہا ضریح مقدس کس سے مراد ہے شعلہ نے کہا مزار حضرت آصف بن برخیا علیہ السلام سے
مراد ہے کہ گنہگاران خلق کا وہی مقام ہے شاہزادہ شمسون نے موکلان طلسم کو حکم دیا کہ شعلہ کو پہونچا دو اور چارون بھائیون
سے کہا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہے وہ بولے ہم خدمت عالی مین حاضر رہینگے شاہزادہ شمسون نے اُنکے رہنے کو ایک بارگاہ
عالی شان عنایت فرمائی اور اسیر گیارھوین کو بلایا یہ وہی بڈھا اشرف کا خدمتگذار تھا اور وہ دیوانگی کی وجہ سے کچھ نہ
کہسکا شاہزادہ شمسون نے اُسے رہنے دیا اور ملکہ سرو بالا پری کو بلایا اور حقیقت پوچھی اُسنے عرض کی کہ اے شہریار نامدار
مین بلباس مردانہ چشمہ مین داخل ہوئی اہالیان طلسم نے اول مجھے تخت پر بٹھایا اور رات کو محل مین لے گئے اُسوقت ملکہ
گوہر پوش بناز معشوقانہ میرے پاس آئی اور مجھسے اظہار مطلب کیا مین خوب ہنسی جب ملکہ گوہر پوش میرے حال سے
آگاہ ہوئی فوراً مجھکو زندان خانہ مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ خبردار بدون تحقیق کے کسی اسیر کو ہمارے پاس نہ لانا پس مین
محفوظ رہی شاہزادہ شمسون بعد استفسار حال اسیرون کے دیوان عام مین تشریف لایا اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو کرسی
زرنگار مرحمت فرمائی تا نصف شب صحبت ناچ و رنگ رہی اُسکے بعد ایک پری کو ہمبستری کیواسطے بلایا اور ملکہ شبنم
گوہر پوش کو رخصت کیا ملکہ کو یہ امر ناگوار گذرا لیکن داب و رعب شاہزادہ سے دم نہ مارا غرض اسیطرح
چند روز بسر ہوئے کہ دن کو دربار کرتا اور رات کو عیش و عشرت مین رہتا ملکہ شبنم گوہر پوش آتش فراق مین جلتی تھی
آخر ایک روز ملکہ نے سب پریون پر قدغن کی کہ خبردار کوئی پری شاہزادہ کے بلانے سے ہرگز نہ جائے جب
شاہزادہ محل مین آیا حسب معمول ایک خواص کو طلب کیا وہ کام کے حیلہ سے ٹل گئی آخر جس خواص کو بلایا سب نے
بہانہ کیا آخر ایک خواص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ جب مین کسی کنیز کو بلاتا ہون وہ چلی جاتی ہے میرے پاس
نہین آتی اُسنے اشارہ سے کہا کہ ہمکو ملکہ شبنم گوہر پوش نے منع کیا ہے شاہزادہ سمجھا کہ خود ملکہ آئیگی آخر چند ساعت

تنہائی مین کاٹین مگر جب پلنگ پر گیا نیند نہ آئی یہ بھی قاعدہ طلسم کا تھا کہ بدون عورت کے قرار و آرام نہ آتا تھا
دوسرے شاہزادہ شمسون کا عین شباب تھا آخرش ملکہ شبنم گوہر پوش بصد اعزاز شاہزادہ شمسون کے پاس
آئی اور کہا ای مرد بے مروت میرا کیا قصور یا اور خطا تھی کہ جو تُونے مجھکو آتش فراق مین جلایا اور طرہ یہ کہ خواصون کو
مجھ پر خوش دیا جائے انصاف یہ ہے کہ مین کبتک ضبط کرون اور یہ خون جگر کہاؤن واللہ اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا اور
میرا ہاتھ اور حضور کا گریبان ہوگا جبتک کہ مقاصد دلی میرا حاصل نہوگا کبھی ہاتھ گریبان سے جدا نہوگا شاہزادہ
شمسون نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو گلے سے لگایا اور بوسے لب و رخسار کے لیے اور خواہش دل نے ولولۂ شوق
ذوق کو دونا کیا تھا کہ خیال آیا کہ حکم لوح کا یہ ہے کہ بدون دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی بلاے
تازہ مین گرفتار ہو جاؤن اور ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا کہ ایک لحظہ توقف کرو مین بعد الفراغ حاجت کے
آتا ہون ملکہ شبنم گوہر پوش خاموش ہو رہی شاہزادہ نے ایک گوشہ مین جا کر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ جب
ملکہ شبنم گوہر پوش حد سے زیادہ مبالغہ کرے تو تم کہنا کہ مین کشل اور وارد ان طلسم کے نہین ہون مین اس شرط
سے تمہارے پاس رہتا ہون کہ مجھکو مع میرے رفقا کے مقبرۂ مہیا فران مین پہونچا دے اور وہان جو قبر
روز ازل سے میرے واسطے مقرر ہی اُسکا نشان بتا دے ملکہ شبنم گوہر پوش اس فرمایش سے آزردہ ہوکر
چلی جائیگی اور مدت تک تیرے پاس نہ آویگی تو بھی خبر نہ ہونا اور رات دن عیش و عشرت مین اوقات اپنی بسر کرنا
پھر آخر ایک شب عالم مستی مین عام خواصون کی نظر بچا کر پوشیدہ تیرے پاس آکر کہیگی کہ علاوہ اس امر کے اور
جو تو فرمائے مین بسر و چشم بجا لاؤن مگر یہ بات میرے قبضۂ قدرت مین نہین ہی مگر تم اپنی بات پر قائم رہنا اور
کہنا میرا ایک ہی قول ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کہیگی کہ قہر درویش بر جان درویش اگر آپکو تنہا چلنا ہو تو میرے ساتھ
چلیے تم کہنا کہ مین بغیر رفیقون کے ہرگز جا نہین سکتا پھر ملکہ شبنم گوہر پوش کہیگی کہ اول میری حاجت روائی کرو تم کہنا
کہ مین اول مقبرہ مین جاؤنگا ملکہ شبنم گوہر پوش پھر خفا ہو جائیگی پھر تم روز سہ شنبہ کو کنارہ کنارہ دریا کے روانہ ہونا
چند فرسخ کے بعد ایک فقیر ہندی کے پاس پہونچیگا اور وہ بصورت جوگی بیٹھا ہوگا پھر تو جوگی کو سلام کرنا اور خاموش
چپ بیٹھے رہنا جوگی پوچھیگا ای بادشاہ طلسم گھر ریز تیرا کیا مطلب ہی تم کہنا ای گرو مقصد یہان تک طی ہوا اور
اب پورا ہونا اُسکا فقط تمہاری مہربانی پر باقی ہی آیندہ جو جوگی کہے عمل مین لانا القصہ شاہزادہ سہ شنبہ کو
پربت ناتھ جوگی کے پاس پہونچا اور اُسکے روبرو کل حقیقت اپنی بیان کی پربت ناتھ نے کہا ای بادشاہ طلسم
تیرا عمل جوگ سے متعلق ہی شاہزادہ شمسون نے کہا مین عمل جوگ سے واقف نہین جوگی بولا اہل ہنود کے
فرقہ مین ایک جوگ شاستر ہی اُسمین اکثر جابجا لکھا ہی کام دیو ایسا جاندار چیز ہی کہ حساب تتھ ہندی کے ایک ایک موضع پر
رہتا ہی جو اُسوقت صاحب علم اُس اعضاے عورت کو کہ جہان وہ اُس روز ہی حرکت دے تو فوراً عورت فریفتہ خود بخود

مسمر یہ ہوجاوگی تم اول ملکہ شبنم گوہر پوش سے عہد کر لینا کہ نصف تیرا کام آج کردونگا اور پورا کام تیرا مین اُسروز
کرونگا جس روز مقبرۂ مسافران مین پہونچا دیگی بعد اسکے جس اعضا مین کہ اُسکے اُس روز کام دیو ہوا اُس جا پر
یہ بزی تمام ہاتھ پھیر نا یقین ہی کہ تجھسے کچھ راضی ہوجائیگی اور آیندہ کی امیدوار رہیگی قصہ کوتاہ شاہزادۂ
شمسون پربت ناتھ سے رخصت ہوکر ملکہ شبنم گوہر پوش کے پاس آیا اور بعد عہد و پیمان کے ملکہ شبنم گوہر پوش
سے وہی عمل مذکور کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کچھ راضی ہوئی اب راوی ذی ہوش گذارش کرتا ہی
کہ نجم عاقلہ نے یہ داستان یہانتک بیان کی اور شاہزادۂ معز الدین سرمۂ زحل آنکھون مین لگائے
ہوے سن رہے تھے طالفوس سے کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ عمل جوگ اور علم کوک خاکیون کے واسطے مخصوص ہی اور
وہ جوگی پربت ناتھ پردۂ قاف مین تھا اور قاف ملک پریزادون کا ہی اسوجہ سے مجھے شبہہ واقع ہوا کہ اگر پربت ناتھ
خاکی تھا تو پردۂ قاف مین کیونکر پہونچا اور جو قوم جنات سے تھا تو علم خاکیون کا کیونکر اخذ کیا طالفوس نے کہا
اے خاتون چونکہ زمانہ اہل ہند کا بہت قدیم سے ہی کیا عجب کہ اُس زمانہ مین قوم آتشی اور خاکیون سے رابطہ ہوا اور وہ
پربت ناتھ کو پردۂ قاف مین لیگئے ہون اور بزور علم سحر جوگی نے پریزادون کو تسخیر کیا ہو دوم یہ احتمال قوی ہی کہ
جوگی خود صاحب علم آتشی تھا جسطرح طہمورث دیو بند کہ دیوان قاف نے عوض خون سیامک کے نوشت و
خواند کی تعلیم کی جسکا حال تاریخ عجم مین مفصل لکھا ہی نجم عاقلہ نے کہا شاباش آفرین خوب جواب دیا اور معقول کردیا
خیر اب سنو کہ جب شاہزادۂ شمسون بہر طلاقت سے ملکہ شبنم گوہر پوش راضی ہوئی اور اُسنے وعدہ کیا کہ مین تمکو
مع رفقا کے مقبرۂ مسافران طلسم مین پہونچا دونگی لیکن تعین روز نہین کرتی اسوجہ سے کہ شریک دار میرے راضی
نہین ہین آخر جب ملکہ شبنم گوہر پوش کو موقع ملا اُسنے شاہزادۂ شمسون کو اطلاع دی شاہزادہ نے اشرف
بن حریم اور سمر خون شاطر اور ریحان پریزاد اور رہرون اور قمرون اور شمعون اور بدرون اور ملکہ
سرو بالا پری وغیرہ رفقا کو ہمراہ لیا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ مین خوف سے شرکا کے راہ مشہور سے
تمکو نہ لیجاؤنگی آخر نقب کی راہ سے مقبرہ مین لائی شاہزادۂ شمسون نے مقبرہ چار فرسخ مربع مین دیکھا کہ
قبور بے شمار تھین لیکن کسی پر لوح تھی اور کسی قبر پر نہ تھی اور ایک دروازہ تھا شاہزادۂ شمسون نے لوح مزار
کا حال پوچھا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا جو قبور کہ لوح مزار رکھتی ہین وہ واردان طلسم کی قبرین ہین اور جو
بے لوح قبرین ہین وہ خالی ہین اُسمین آپ دفن کیے جائینگے شاہزادۂ شمسون نے جو لوح کو دیکھا واقعی یہی
لکھا تھا کہ فلان شخص فلان تاریخ داخل طلسم ہوا اور اتنے روز طلسم مین رہا اور فلان تاریخ انتقال کیا شاہزادۂ
شمسون نے فرمایا کہ میری قبر اور میرے رفقا کی قبرون کا نشان بتا ملکہ شبنم گوہر پوش نے نشان بتایا کہ یہ تمھاری
قبر اور وہ تمھارے رفقا کی قبرین ہین کہ ایک گنبد سیپ کا نظر آیا شاہزادۂ شمسون نے پوچھا کہ اس گنبد کا کیا قصہ ہی

ملکہ شبنم گوہرپوش بولی کہ اسکا حال مجھکو نہین معلوم اور نہ بتاؤنگی شاہزادہ شمسون نے پھر لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ ایک بار اور تو جوگی پاس جا اور زرک خواب ملکہ شبنم گوہرپوش کو دریافت کرنا جب یہ سمجھ مین بخوبی آجائے اُس
شب کو رفقا کو حکم دینا کہ سب قریب منتظر آواز کے رہین اور تم زرک خواب ملکہ شبنم گوہرپوش کو خوب ملنا جب وہ
بیہوش ہوجائے اُسوقت چادر عیاری مین اُسے باندھکر اپنے رفیقون کو آواز دینا کہ سب جمع ہوجائین اور وہ پشتارہ
اپنے کندھے پر لیکر براہ نقب روانہ ہونا جب قبرستان مین پہونچوگے ہر ایک رفیق اپنی اپنی قبر مین داخل ہوجائین
اُسوقت تم بھی مع اپنے پشتارہ کے اپنی قبر مین چلے جانا اور رفقا پر تاکید رہے کہ جبتک طاقت رہے چلے جانا کہین
دم نہ لینا صبح کو تم سب ایک جا جمع ہوجاؤگے اُسوقت ایک لشکر عجیب و غریب صورت کا تمھارا پیچھا کریگا اور ملکہ
شبنم گوہرپوش کو تمسے مانگیگا تم اُس سے جنگ مردانہ کرتے ہوے چلے جانا اور اُنکو جواب نہ دینا اور جو شاید کوئی
رفیق بھی زخمی ہوجائے تو کچھ خوف نہ کرنا اور خیال مین نہ لانا کہ وہ زخم مہلک نہ ہوگا ظہر کے وقت وہی گنبد جو
قبرستان مین دیکھا تھا نظر آئیگا اُسوقت پشتارہ ملکہ شبنم گوہرپوش کا شاہزادہ مہرون کو دیکر لڑتے بھڑتے
سایہ گنبد مین پناہ لینا جب وہان جاؤگے اُسوقت سردار کتنے پیغام دینگے کہ ملکہ شبنم گوہرپوش کو ہمین دیدو تم
خاموش رہنا اور شام کو ایک پیرمرد مکرم گنبد سے نکلکر تمسے لشکر کی سفارش کریگا تم کہنا کہ مین ایک شرط سے صلح
کرتا ہون کہ چالیس بار شتر گوہر مجھے دو دوسرے دروازہ طلسم کا کہ جسکو چشمہ گہر ریز کہتے ہین اُسکو اسطرف سے بند کرلین
اور خطا مارنی کی طرف کھولدین تاکہ کسی بندۂ خدا کو آسیب طلسم نہ پہونچے پھر جبتک کہ وہ پڑھا نہ جاوے لیکن تم قریب مین
نہ آنا اور اپنے قول پر مستحکم رہنا وہ پیرمرد سرداران طلسم کو بلائیگا وہ چار شخص ہونگے اُنہین ایک ملکہ شبنم گوہرپوش
بھی ہے دوم بادشاہ گوہرپوش ہے جو تخت شاہی سے معزول ہوا تھا سوم پیر صندل پوش وزیر اُسکا چہارم کبود پوش
بڈھا جب یہ تینون ارکان طلسم تمھارے پاس آئین اور کہین کہ ہمین آپکا کہا بجان و دل قبول و منظور ہے تو تم اُنسے
حضرت آصف بن برخیا کی قسم لینا بعدہ ملکہ شبنم گوہرپوش کو حوالہ کردینا آخر شاہزادہ شمسون مہر طلسمات نے
حسب الحکم لوح کے سرداران طلسم سے صلح کی سرداران طلسم اُنکو گنبد مین لیگئے بادشاہ گوہرپوش نے شاہزادہ
شمسون کی دعوت شاہانہ کی شاہزادہ شمسون نے بعد تناول فرمانے خاصہ کے آرام فرمایا صبح کو جب بیدار ہوا
نہ وہ گنبد تھا نہ وہ سردار فقط شاہزادہ اور رفیق ایک عالم تحیر مین ایک طرف روانہ ہوے رفتہ رفتہ ایک جا پر
پہونچے کہ زمین وہان کی بالکل سیاہ مخملی کی تھی اور ایک قلعہ عظیم الشان کہ جسکے برج و فصیل بھی سیاہ کے تھے کہ ناگاہ
جلوس و سامان شاہی قلعہ سے برآمد ہوا اُسوقت قریب شاہزادہ کے وہ سامان پہونچا تو دیکھا کہ وہی سرداران طلسم
ہین اُنھون نے آداب عرض کیا اور شاہزادہ کو تخت پر سوار کرا کے مع جلوس بکمال جاہ و حشمت شہر مین لائے کہ
جسکی تمام عمارت اور دوکانین سیاہ کی تھین اور موتی بجائے دام و درم فقط صرف مین آتے اور رعیت سپاہ اور رعایا بھی

اور شاہی اور محمدی و ہزار دیناری اور اشرفی طلائی تا خر مہرہ یہ کچھ نہین تھا فقط موتی ہی کا لین دین تھا اور تمام
اہلکار شاہی دو ہفتہ تک دعوت مین مصروف رہے شاہزادہ نے عین صحبت عیش و عشرت مین ملکہ شبنم گوہر پوش
اور سرداران طلسم سے فرمایا اگرچہ یہ صحبت مغتنمات سے ہی الاتشنۂ وصال محبت کو بدون دیدار یار کے
قرار و آرام کہان بقول شخصیکہ شعر

لاکھون طرح کا سیر و تماشا بہار ہو		دل اپنا وان لگے کہ جہان اپنا یار ہو	

مین ملکہ او قیہ ماہ رخسار کا عاشق صادق ہون اور اُسکی مفارقت مین کوئی لحظہ مجھے خوشی نہین گذرتا پس
مجھے جسقدر جلد رخصت کرو عین احسان ہی اور تمھارا شکر گذار ہونگا سرداران طلسم نے کہا اے شہریار نامدار
ہمنے اُسی روز مہری موس پرہیزگار کو آپکے کام کیواسطے روانہ کیا ہی لیکن وہ ہنوز نہین آیا فقط اُسی کا انتظار
ہی شاہزادہ شمسون نے پوچھا مہری موس کون بزرگ ہی اور میرا مطلب کیا ہی جسکے واسطے تمنے اُسے
بھیجا ہی اُنھون نے کہا مہری موس وہ شخص ہی جسنے ہمارے اور آپکی صلح کرا کے باہم فیصلہ کرا دیا اور کام
آپ کا یہ ہی کہ چالیس بار شتر موتیون کے اور وہ گوہر بغیر پاسنے غربال گہر بیز کے ممکن نہین ہین اور وہ غربال

تصویر مہری موس پرہیزگار و غربال گہر بیز اور دیو شکال سخت وندان کی ہے

حضرت آصف نے شنگال سخت دندان نام ایک دیو زبردست کی تحویل مین رکھی ہے اسواسطے
ہرمی موس پرہیزگار کو شنگال دیو کے پاس بھیجا ہے اور چھلنی طلب کی ہے جبتک کہ اس چھلنی سے پانی
نہ چھانا جائیگا موتی حسب خواہش تمہارے نہ ہاتھ آئینگے انشاء اللہ تعالی عنقریب یہ تماشاے عجیب وغریب حضور
کی نظر سے گذریگا شاہزادہ شمسون کو اس کیفیت سے نہایت حیرت ہوئی آخر دوسرے روز ہرمی موس نام پرہیزگار
آگیا اور ارکین سلطنت نے بعزت تمام ہرمی موس پرہیزگار کی دعوت کی اور حال غربال کا ہرمی موس سے پوچھا
ہرمی موس نے کہا آجکل اسیر دیو ابلیس پرست شنگال کا ایسا دوست جانی ومحب روحانی ہو رہا ہے کہ بغیر
اسکے ایکدم اسکو قرار وآرام نہین اور اسی دیو نابکار کے ورغلانے سے شنگال دیو نے وصیت نامہ آصفی
کو طاق نسیان پر رکھدیا اور جواب صاف دیا کہ غربال میرے پاس موجود نہین اور اگر ہوتی بھی تو ہرگز نہ دیتا
مین نے بہت سمجھایا لیکن اس پلید نے نہ مانا اور جواب بھی نہ دیا ملکہ شبنم گوہر پوش اور سب سرداران طلسم
بیان ہرمی موس سے تا دیر سرنگون رہے آخر کہا کہ اے شہریار بجز جنگ وجدل کے شنگال سے کوئی علاج
اور نظر نہین آتا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ کوئی جگہ تردد کی نہین ہے تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی تدبیر کرتے ہین آخر
بعد نماز عصر کے لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک تلوار برق خارا شگاف امانت ہرمی موس کے خاندان مین
چلی آتی ہے تم اس سے لیکر شنگال دیو پر لشکرکشی کرو کہ اجل اس دیو کی اسی شمشیر برق خارا شگاف پر منحصر ہے
شاہزادہ شمسون نے دوسرے روز ہرمی موس سے فرمایا کہ تم شمشیر برق خارا شگاف مجھے لادو کہ مین اسی سے
شنگال دیو کو قتل کرونگا ہرمی موس نے دست شاہزادہ شمسون کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ درست فرماتے ہین اور وہ شمشیر خارا شگاف
لاکر نذر شاہزادہ شمسون کے کی شاہزادہ وہ تلوار زیب کمر کرکے دوسرے روز با لشکر جرار شنگال دیو کیطرف روانہ ہوا اور چند روز مین
لشکر طلسم دامنہ مین کوہ سنگنام کے جا پہونچا چونکہ مسکن شنگال دیو بد فرجام کا تھا شنگال دیو نے جو سنا کہ اہل طلسم مقابلہ کو آئے ہین اسنے بھی لشکر
اپنا تیار کیا تمام شاہزادہ شمسون نے لوح کو ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ جبتک ملکہ شبنم گوہر پوش خود میدان کا قصد
نہ کرے تم تماشا دیکھنا بعد اسکے ملکہ شبنم گوہر پوش کو باز رکھنا اور خود جا کر جنگ کرنا اور شمشیر خارا شگاف سے
اسکو قتل کرنا کہ بجز اس تلوار کے اور کوئی حربہ اسکے جسم پر کارگر نہوگا شاہزادہ شمسون دوسرے روز صبح کو با جمعیت
سرداران طلسم میدان جنگ مین صف آرا ہوا شنگال نے جو اپنے کو تمام سرداران طلسم پر غالب دیکھا خود میدان
مین آیا چنانچہ ایک دیو نامی شنگال دیو کے مقابل ہوا شنگال نے زخمی کیا اور پانچ روز مین تمام دیوان لشکر طلسم کو
قتل اور مجروح کیا آخر چھٹے روز خود ملکہ شبنم گوہر پوش مستعد میدان جنگ ہوئی شاہزادہ شمسون نے کہا اے ملکہ
شبنم گوہر پوش تم بیٹھو ہم جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش چپ ہو رہی اور شاہزادہ شمسون میدان جنگ مین آیا
شنگال دیو نے جو شمشیر خارا شگاف شاہزادہ کے ہاتھ مین دیکھی بھاگا اور کوہ سنگنام مین جا کے دم لیا

ہرچند اہل طلسم نے للکارا اور لعنت ملامت کی لیکن اُسنے کچھ خیال نہ کیا جب وہان بھی جاے امن نظر نہ آئی تو شباقب
وہان سے بھی مع اپنی عیال کے کوہ امن مین پہونچا اور وہان پناہ لی شاہزادہ شمسون نے کوہ سنگنام کو فتح کرکے
خیمہ خاص حضرت آصف کو لیا اور وہان سے روانہ کوہ امن کو ہوا شنکال تمام راہین اور رخنہ بند کرکے
باطمینان تمام قلعہ مین جاکر بیٹھ رہا شاہزادہ شمسون بھی پہونچا اور ہرچند کوشش کی لیکن کوئی صورت فتحیابی کی
نظر نہ آئی آخر ناچار ہوکر لوح کو دیکھا اُسمین بھی بجز اسکے کہ قلعہ فتح ہو جائیگا اور کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی شاہزادہ نے
قلعہ کا محاصرہ کرکے ہر چہار طرف راہ کو بنظر غور دیکھا سرخون عیار نے جو شاہزادہ کو فکرمند دیکھا وہ اس خیال
مین ہوا کہ کسیطرح شنکال دیو کو شاہزادہ شمسون کے مقابل کرنا چاہیے آخر ایک روز گرد کوہ کے پیش روی
کرتا ہوا اور اطراف کو دیکھتا ہوا چلا اتفاق سے چند نفر نگہبانان دیو شنکال کے دکھائی دیے اور سردار اُنکا
بلہان کج فہم کہ نہایت اپنی قوم مین بیوقوف اور احمق تھا دکھائی دیا سرخون نے غار کوہ مین جا ایک دیونی کیصورت
نہایت حسین اور خوش جمال مقوہ کی بنا اور خول مین اُسکے آتشی قارورہ اور روغن نفت وغیرہ سامان عیاری جابجا
نصب کرا لیا ایک روغن ملا کر اصلی صورت مین ملا دیا کہ سرمو فرق نہ رہا بعد اسکے خود اندر پیکر کے داخل ہوا اور
رفتہ رفتہ اُس جا پہونچا جہان وہ نگہبان مقیم تھے اور نغمہ سرائی شروع کی بلہان وغیرہ پاسبانون نے جو یہ صداے
خوش سُنی بیقرار ہوگئے اور زیر کوہ نظر کی دیکھا کہ ایک دیونی نہایت خوبصورت عالم شوق مین نغمہ سرائی کر رہی ہی
بلہان اُسکے جمال جہان آرا پر بصد جان و دل عاشق و مبتلا ہوگیا اور اپنے ملازم سے کہا کہ تو جاکر اس سے پوچھ
کہ تم کون ہو اور یہان تمھارا اسطرح سے آنا ہوا ایک دیو نے کہا یہ دیونی شاید لشکر حریف کی ہو دوسرے نے کہا کہ اگر
یہ لشکر حریف کی دیونی ہوتی تو یہان ہرگز نہ آتی اور وہ دیو حسب الحکم بلہان کے زیر کوہ آیا اور اُسنے سرخون سے
کہا کہ اے نازنین ہمارے سردار کج فہم پوچھتے ہین کہ تم باین حسن و جمال اس کوہ ویران مین کیونکر آئین یہان سے
لشکر حریف کا قریب ہی ایسا نہو کہ وہ تمھین کسی طرح کی تکلیف و ایذا دے سرخون عیار نے اُس پیکر سے جواب دیا
کہ اے مرد تو کیا بکتا ہی اور تیرا سردار احمق کیون ہو گیا ہی جو ہمکو یہ پیام بھیجا ہی کیا مجال کسی دیو یا پری کی کہ جو نظر کج سے
مجھے دیکھ سکے یا بدون مرضی میرے پاس آسکے سُن لے ذرا گوش دل سے کہ مین نظر کردہ ابلیس علیہ اللعنۃ کی ہون
بلکہ تعلیم علم موسیقی کی خود مجھے ابلیس نے دی ہی اسیوجہ سے شوہر کی مقید بھی نہین ہون اور مین خود صاحب اختیار ہون
مگر مرد صاحب حُسن و جمال سے آگے نغمہ سرائی ضرور کرتی ہون کیونکہ طبیعت میری حسن پرستی پر نہایت مائل ہی لہذا
تمھارے سردار بلہان کی بھی صورت اچھی معلوم ہوئی اور موافق قاعدہ طبعی کے میرے دل نے کہا کہ چند ساعت
اسکی صحبت بھی ضرور ہو دیو نے یہ سب ماجرا بلہان سے جاکر بیان کیا بلہان زیادہ مشتاق ہوا یہان سرخون نے
اس پیکر کو غار مین پوشیدہ کر دیا اور خود خدمت شاہزادہ شمسون مین حاضر ہوا شاہزادہ نے پوچھا کہ اے سرخون

تم کہان چلے گئے تھے سرخون بولا اے شہریار غلام نے ایک جال و مکر پھیلایا ہے یقین ہے کہ ایک دو روز مین قلعہ فتح ہو جائے پھر ساری حقیقت بیان کی شاہزادہ شمسون نے سرخون کو خلعت اور انعام مرحمت فرمایا سرخون دوسرے روز پھر غار مین پہونچا اور نغمہ سرائی شروع کی بلہان نے ایک دیو کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے آرام جان اگر آپ چند ساعت ہمارے پاس قدم رنجہ فرمائین تو آپ کے مشتاق فیض صحبت سے مسرور ہو جائین سرخون نے جواب سخت دیا کہ خبردار پھر اس امر کا ہمارے سامنے ذکر نہ آئے ورنہ ہم یہان سے چلے جائینگے اور بیوقوف ہم بیان کر چکے ہین کہ ہم صاحب شوق ہین ہمین کسی کی فرمایش گوارا نہین اُس دیو نے بلہان سے یہ جواب بیان کیا اور کہا وہ نازنین ماہ جبین نہایت تند خو اور نازک مزاج ہے اور ہمارے کہنے کو خیال بھی نہین کرتی شاید تمھاری منت و سماجت سے چلی آئے تو عجب نہین غرض سرخون تین روز برابر صبح کو غار مین نغمہ سرائی کرتا رہا یہان تک دیو آپس مین کہتے تھے کہ بلا شبہہ یہ نازنین نظر کردۂ ابلیس ہے کسواسطے کہ ایسا حسن اور نغمۂ دلکش بغیر عنایت و پرورش ابلیس کے حاصل نہین ہوتا آخر روز چہارم جو سرخون وہان گیا اُس روز بلہان بھی زیر کوہ آیا اور دست بستہ ہو کر منت عرض کیا کہ واسطے ابلیس لعین کے اوپر تشریف لیچلیے کہ ہم آپکی مہمانی بجا لائینگے سرخون بولا یہ شرط کہ جو مین کہون وہ قبول کر کیونکہ تیری صورت دیکھکر مجھے بھی ایک نوع کی تجھسے محبت ہو گئی ہے اور مین بھی ڈھونڈھتی تھی کہ کوئی شخص خوبصورت وجیہہ موافق طبع میری کے ملجائے تو مین اُس سے عقد کر لون کہ یہ چند روز عیش و آرام مین ساتھ اطمینان کے گذرین کہ مین نے تجھے دور سے دیکھا اور پسند کیا اور دل نے بھی گواہی دی کہ اس مرد سے بہتر کوئی شخص نہ ملیگا اب تو بیان کر کہ آیا تجھے مجھسے عقد کرنا منظور ہے یا فقط صحبت آزادانہ گرم کرنا ہے بلہان بولا قربانت شوم زہے قسمت زہے نصیب کہ جو مین ایسی نازنین ماہ جبین کہ جسکا عدیل و نظیر نہین اور نظر کردۂ ابلیس ہو اُس سے پیوند ہون شعر

مجھ حقیر کو دیا معشوق نازنین	یہ بندہ پروری یہ عنایت خدا کی ہے

سرخون بولا کہ اب مجھے تیری اُلفت کا یقین ہوا اب مین اپنے رسوم نکاح کو بیان کرتی ہون کہ شریعت ابلیس مین یہ رسم ہمارے یہان مقرر ہے کہ بوقت عقد تمام حاضرین محفل کے ہاتھ سے نوشاہ کے ایک روغن خوشبو ملا جاتا ہے دوم ایک ہزار دیو ہنگام عقد عروس و داماد کے گرد و پیش حلقہ کرتے رہین اور عروس اور داماد کو ایک عالم سرور و خوشی مین کہ وہ عالم وجد کا ہوتا ہے نغمہ سرود کرتے ہوے تمام شہر مین گشت کراتے ہین بلہان نے کہا کہ سات سو دیو میرے پاس موجود ہین باقی تین سو دیو اور سردار مغربی سے لیلونگا آخر ایک شب عقد مقرر ہوئی اور وہان سے سرخون اپنے لشکر مین آیا اور شاہزادہ شمسون کی خدمت مین عرض کیا کہ اے شہریار اب آپ بجمعیت ہزار فرد دیو کے تشریف لے چلیے اور جہان مین عرض کرون وہان تشریف رکھیے

لیکن پوشیدہ جسپر وہ واسطے عقد کے زیر کوہ آوین آپ اُنکے مقامون کو دیکھکر بندوبست کرلین فی الفور شاہزادہ
شمسون ہزار دیو کی جمعیت سے سرخون کے ہمراہ چلا سرخون نے سب کو جابجا پوشیدہ کردیا اور بہمان
بلہمان نے خود مورچہ مغربی کے سردار پاس جاکر سب حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ تین سو دیو سے آپ
بحشمت و اجلال وقت عقد کے غریب خانہ کو سرفراز فرمائیے کہ باعث سربلندی اس خاکسار کا ہوگا وہ بولا کہ
اگر شنگال کو خبر ہوگی تو کیا علاج ہوگا بلہمان نے کہا کہ وہ جنگ و جدل حریف مین ایسا مصروف ہے کہ اُسکو
اپنے حال و مال کی خبر نہین اُسے کون اطلاع دیگا غرض شب عروسی کو سرخون ایک شمع روشن کرکے غار مین
گیا بلہمان وغیرہ دیو کہ اُسوقت کے منتظر تھے زیر کوہ آئے اور پیکر علی کے گرد و پیش سب جمع ہوگئے سرخون نے
پہلے وہ روغن نفت تمام دیوؤن کے بدن پر ملا اور عرصہ تک اُنسے حرف و حکایات مین مشغول رہا جب دیکھ لیا کہ
شاہزادہ شمسون کا لشکر کمین گاہ سے مورچال پر پہونچگیا اور اب باطمینان ہمارا تماشا دیکھ رہا ہے بلہمان سے کہا
کہ اب تم تال دیتے ہوے ہمارے ہمراہ چلو تاکہ ہمکو ایک حالت وجد حاصل ہو اور مین نغمہ سرائی شروع کرتی ہون
دیو ملعون کہ اُس روز مارے خوشی کے شراب بے حد پی گئے تھے ایسے مست اور ازخود رفتہ ہوگئے تھے کہ اپنے سر و پا
کی خبر اور ہوش نہ تھا آخر بموجب حکم سرخون کے ناچتے اور گاتے ہوے ہمراہ عروس اور داماد کے روانہ ہوے
سرخون نے کہا یارو یہ شب وصل ہے اب حالت خوشی مین ایک شعلۂ عشق میرے سینہ سے نکلیگا جسے اہل ہند
راگ دیپک کہتے ہین خبردار اُسوقت کوئی مجھسے جدا نہو تاکہ مین ایک ولولۂ ذوق شوق مین ہر ایک سے گلے
ملونگی لیکن اُسیکے وہ شمع روشن قالب کے اندر لیگیا اور یک بیک اُن قارورہ ہاے آتشی اور آتش بازی کو آگ
دیدی کہ ایک شعلۂ آتش پیکر کے اندر سے نکلکر فلک اول تک پہونچا سرخون نے اُسوقت ہر ایک دیو سے بلا سے
بے دریان ہوکر دستگیر ہونا شروع کیا جسطرح سے کہ چراغ سے چراغ روشن کرتے ہین جس دیو سے ملا وہ دیو مشل
مشعل لکڑی کے جلنا شروع ہوا اور جو دیو کہ اُسکو پکڑنے یا چارہ جوئی کو گیا وہ بھی بوجہ اُس روغن کے جلنا شروع ہوا
قصہ مختصر چند ساعت مین سب دیو مثل سرو چراغان کے روشن ہوگئے اور اُدھر سے شاہزادہ شمسون نے
تیر و تفنگ کا مینہ برسانا شروع کیا زیر کوہ ایسی قیامت برپا ہوئی کہ ہنگامۂ حشر بپا ہوگیا اس اثنا مین شاہزادۂ
نامدار بالشکر جرار نعرۂ مردانہ وار مارتا ہوا برابر قلعہ کے پہونچگیا اور دیوؤن کو بجز اپنے اور کسی کے حال کی خبر نہ رہی
کہ اس شور و غل سے اہل قلعہ کو خبر ہوئی اُنھون نے شنگال کو اطلاع دی شنگال افتان و خیزان معرکہ گیرودار مین
آیا اور یہان اُسنے یہ ہنگامہ برپا دیکھا شاہزادہ سے کہا اے پریزاد ضعیف البنیاد تجھ مین یہ قدرت و جرأت ہوئی
کہ تو ہمارے مقابلہ کو آیا اب مجھے بھی تیرا قتل کرنا واجب ہوا دیکھون کہ تجھکو کس پر گھمنڈ ہے شاہزادہ شمسون نے
دہی شمشیر برق خارا شگاف نیام سے لی شنگال بولا سوا اس تلوار کے اور کوئی حربہ تیرے پاس نہین ہے شاہزادہ

بولا او ملعون گریز پا تیرے واسطے بھی کافی ہو آخر سنگال ملعون قتل ہوا باقی دیو حلقۂ اطاعت مین آئے
کر لشکر طلسم بھی پہونچا اور ہر ایک نے مبارکباد دی اور خزانہ دار نے غربال گہر بیز نذر شاہزادہ والاتبار کی وہ
چھلنی بارہ گز کی تھی اور ہر چہار طرف اسمار الہی اُسپین کندہ تھے شاہزادہ نے عقل و فہم حکماے سابق پر آفرین
فرمائی اور کمال معرف صنعت ہوا پھر نوشاہ مرواریدپوش اور ملکہ شبنم گوہر پوش اور پیر صندلی پوش
اور زال کبود پوش اور مہری موس پرہیزگار سرداران طلسم نے عرض کی کہ اب حضور بدولت و اقبال کنارہ
چشمۂ گہر ریز کے تشریف لیچلین شاہزادۂ شمسون اُسکے ہمراہ چشمہ پر آیا یہان حریم شاہ انتظار مین شاہزادہ کے
مع اہل و عیال مقیم تھا کہ ناگاہ وقت صبح حریم شاہ کو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ جواہر نگار نظر آیا کہ جسکے بروج و کنگورہ
ایسے درخشان تھے کہ نظر کام نہین کرتی تھی حریم شاہ بحیرت قلعہ کو نگران تھا کہ جلوس شاہی قلعہ سے باہر آنا شروع
ہوا بعد اسکے ایک بادشاہ باشوکت و جاہ تخت مرواریدپر سوار کنارہ چشمہ کے تشریف لایا جب حریم شاہ کو معلوم
ہوا کہ یہ شاہزادۂ شمسون مہر طلعت ہی سر و پا برہنہ ملازمت کیواسطے حاضر ہوا شاہزادہ اشرف نے باپ کو
سلام کیا حریم شاہ نے بعد پانچ برس کے فرزند کے دیدار سے مسرور ہوکر فرزند کو گلے سے لگالیا اور خوب رویا
شاہزادۂ شمسون نے بلحاظ بزرگی حریم شاہ سے بتوقیر تمام ملاقات کی حریم شاہ بھی دست ادب بستہ شکر یہ احسان
بجالایا بعد ازان سرداران طلسم شاہزادۂ شمسون کو کنارہ پر چشمہ کے لیگئے شاہزادہ نے ہزار ہا سوراخ چھلنی
مین مثل بیضۂ کبوتر کے ملاحظہ فرمائے اور وہ روز جمعہ کا تھا ملکہ شبنم گوہر پوش اور مہری موس پرہیزگار نے
پانچوین ساعت مشتری مین ایک ظرف بہت بڑے سے پانی چشمہ کا چھلنی مین ڈالنا شروع کیا اور اہل طلسم کچھ پڑھنے
لگے بقدرت کاملہ ربانی و بہ برکت اسماے سبحانی پانی چشمہ کا منجمد ہوکر موتی چھلنی سے نکلنا شروع ہوے یہانتک
کہ موتی چالیس بار شتر کے جمع ہوگئے اہل طلسم نے وہ شاہزادۂ شمسون کے تواضع کیے شاہزادہ سجدۂ شکر
بجالایا اور اہالی طلسم نے ایک مٹھی خاک قلعہ گوہر نگار کی اپنے ہاتھ سے پانی مین چشمہ گہر ریز کے ملادی بمجرد ڈالنے
اُس خاک کے چشمہ غائب ہوگیا اور بعد فراغ جملہ کامون کے اہالیان طلسم نے شاہزادہ سے رخصت طلب کی
شاہزادہ نے بعد مطالعہ لوح کے اہالیان طلسم کو رخصت کیا حریم شاہ نے محفل نشاط آراستہ کی اور شاہزادہ
سے باطن طلسم کا حال پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اُسکے سُننے سے اہل محفل کو نہایت حیرت
ہوئی حریم شاہ نے کہا وہ چشمہ اب کیا ہوگیا شاہزادہ نے کہا وہ طلسم کا دروازہ تھا چنانچہ ظلمات کی طرف کھولدیا گیا
اور ادھر بند کرادیا گیا پھر دوسرے روز شاہزادہ نے رفقا کو بُلاکر کہا کہ اب جو تمکو منظور ہو تو اپنے اپنے وطن کو جاؤ
اور جو یہان رہو تو مین بھی تمھاری خدمت کو حاضر ہون شاہزادہ مہرون وغیرہ نے عرض کی ہر چند کہ حضور کی
مفارقت ہم پر نہایت شاق و دشوار ہی لیکن عرصۂ دراز سے کچھ حال ان باپ سے آگاہ نہین کہ اُنکا صدمۂ مفارقت

ہمارے کیا حال ہوا ہوگا اور حقوق والدین کا بھی ایک امر فرایضات مین سے ہی انشاء اللہ تعالی ہم چند روز کے بعد بدلجمعی تمام خدمت عالی مین حضور کے حاضر ہونگے شاہزادہ نے اُن چارون بھائیون کو با تحفہاے لایق و فایق ہزار پریزاد کی جمعیت ہمراہ کرکے رخصت فرمایا اب شاہزادہ نے چاہا کہ ملکہ سرو بالا پری کا حسان سے عقد کردے جب ملکہ سرو بالا نے سُنا عرض کیا کہ اے شہریار نگار عرصہ تک ہم زن و مرد ایک جا رہے لیکن شادی بدون اجازت والدین کے مناسب وقت نہین ہی اب ہم اپنے ملک کو روانہ ہون بعد ازان حسان میرے باپ سے میری خواستگاری کرے کہ اس صورت مین آبرو طرفین کی رہتی ہی حسان بولا کہ یہ راے تیری نہایت اولی و انسب ہی مگر مجھکو یہ اندیشہ ہی کہ تیری نسبت پہلی شاہزادہ قلعۂ چہارم سے ہوئی ہی یقین یہ ہی کہ تیرا باپ میری نسبت کیسے قبول نہ کریگا ملکہ سرو بالا نے کہا اے صاحب تین برس کا عرصہ ہوا اب تک کیا وہ نسبت رکھی ہی اور سوا اسکے اب مین بجز تیرے تمام جہان کے مردون کو اپنے اوپر حرام جانتی ہون شاہزادہ نے بہ آبروے تمام و بحفاظت ملکہ سرو بالا پری کو بھی رخصت کیا اور ایک نامہ سفارشی حسان کے بارے مین ملک ارشون ملکہ سرو بالا کے باپ کو لکھا بعد اسکے حسان پریزاد بھی اپنے شہر مینانگار کو روانہ ہوا حریم شاہ نے عرض کی کہ حضور اب شہر مین رونق افروز ہون اور چند روز دعوت میری قبول فرماوین شاہزادہ شمسون شہر مین تشریف لایا اور ایک ہفتہ تک حریم شاہ دعوت مین شاہزادہ کی مصروف رہا لیکن قوبل دانا وزیرزادہ کا کہین نشان نہ ملا شاہزادہ نے کہا خدا جانے وہ بیچارا کس بلا مین گرفتار ہوگیا زندہ بھی ہی یا مرگیا

اب راوی حال قوبل دانا وزیرزادہ کا بیان کرتا ہی
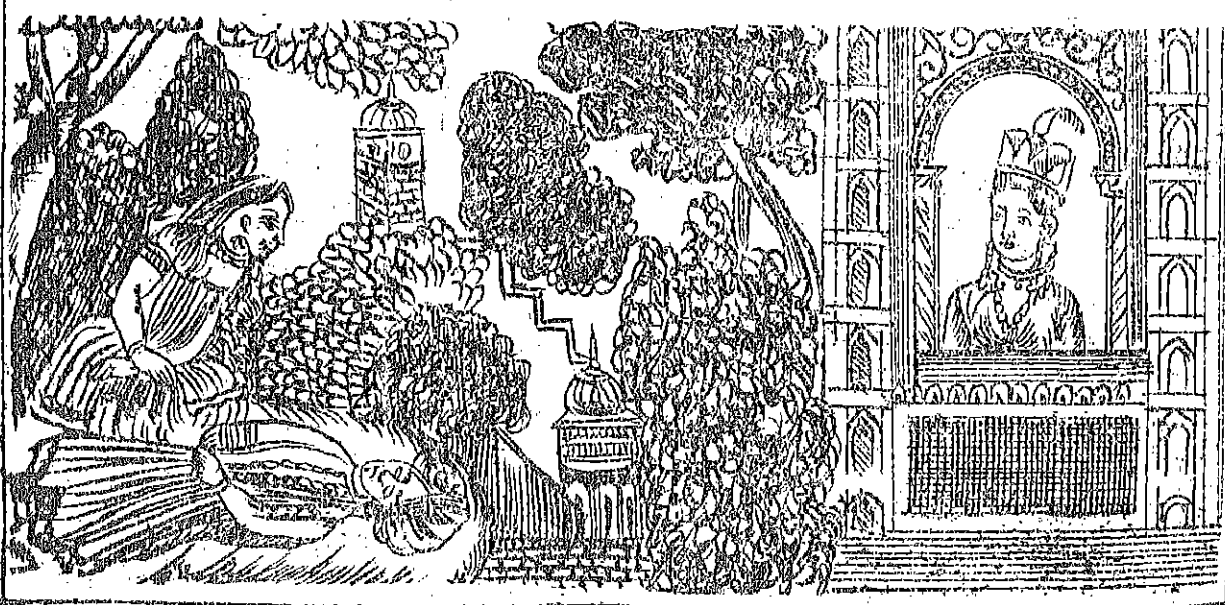
قویل دانا جو بوجہ تاریکی کے شاہزادۂ شمسون سے جدا ہوا تو ایک مدت دراز مین وہ مصیبت بے شمار کے
بعد ملک مین حریم شاہ کے وارد ہوا اور وہ وہ وقت تھا کہ شاہزادۂ شمسون چشمہ گہر ریز مین داخل ہو چکا تھا
اور یہ بشدت گرمی اور تمازت آفتاب کی وجہ سے ایک باغ مین واسطے آرام کے گیا اتفاقاً وہ باغ حریمۂ گل رخسار
بنت حریم شاہ کا تھا اور قریب شہر کے بھی تھا یہ اُسی باغ مین ایک درخت کے سایہ مین سو رہا اور اُسی روز
حریمۂ گل رخسار بھی باغ مین آئی تھی اور سیر و تماشا سے چمن مین مشغول تھی کہ یکایک وہ سیر کرتی ہوئی اُسی
درخت کے پاس پہونچی جہان قویل دانا سوتا تھا حریمۂ گل رخسار نے جو غیر مرد کو باغ مین دیکھا غصہ سے
چہرہ اُسکا سرخ ہو گیا اور چاہا کہ خود اُسے اُسی وقت قتل کرے راوی کہتا ہی کہ جو پریزاد سکنۂ پردۂ قاف
مین اُنکے پاس سوا اور حربہ کے گوے آتشین ایک حربہ ہر وقت پاس موجود رہتا ہی اور وہ گوے آتشین چند
پارہ ہاے سنگ اور آتش سے مرکب ہی اور وہ گیند کی شکل بنا کر اوپر سے اسقدر گلہاے خوشبودار اور رنگین لگاے
جاتے ہین کہ اصل جسم اُسکا نظر نہین آتا پس جس پر وہ حربہ لگاتے ہین تو ہر پارۂ سنگ سے آگ کا شعلہ نکلکر طرفۃ العین
مین جسم کو جلا دیتا ہی اور اُسکی پناہ نہین ہی مگر بوجہ نایابی پتھر اور گرانی قیمت کے پردۂ قاف مین ہر ایک کو یہ حربہ میسر
نہین آتا حریمۂ گل رخسار کی ایک کنیز سرو ناز نام ہی اُس سے فرمایا کہ تو اس جوان برگشتہ تقدیر و خوابیدہ بخت کو
میرے پاس بُلا لا تاکہ یہ اپنی شامت اعمال کی سزا پاے اور گوے آتشین کے مزے کو چکھے سرو ناز قویل دانا
کے پاس آئی اور اُس بیچارہ کو انگشت پا سے جگا کر کہا کہ اے شوریدۂ بخت جلد بیدار ہو کہ تجھے تیری اجل نے بلایا ہی
قویل دانا جو بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین سرو قامت سرو پا قیامت بالین سر کھڑی ہی قویل دانا
نے ہنسی سے کہا ہان صاحب سچ ہی بُلانا کیسا اجل خود مجھسے ہم کلام ہی اور یہ شعر پڑھا شعر

لایق قتل ہین اور قابل تلوار ہین ہم	ہان میان سچ ہی کہ ایسے ہی گنہگار ہین ہم

اب جو سرو ناز نے بنظر غور دیکھا بے ساختہ زبان سے فتبارک اللہ احسن الخالقین نکل گیا اور بآہ سرد دل پُر درد سے
کہا افسوس کہ یہ ایسا جوان رعنا با قامت زیبا مسافر ملک عدم کا ہوگا خدا اس عمر کا درخت بھی قطع نہ کرے لیکن ناچار
ملکہ حریمۂ گل رخسار کے پاس لائی ملکہ نے جو وہ صورت باشوکت و حسن و جمال نازپرور کش و آدم فریب دیکھی
ہلاک کرنا کیسا خود ہی کا بچنا محال ہوا اور عقل و خرد و ہوش و حواس کا زوال ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی قویل دانا
کی بلا رد ہوئی وہ حملہ گوے آتشین ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دل ملکۂ حریمۂ گل رخسار کا دریا سے عشق مین
ڈوب گیا اب بہانہ سوچنے لگی وہی سرو ناز جو ملکہ کی دمساز و محرم راز اور مزاج دان تھی
اُس نے دو چار کلمے بطریق سفارش قویل دانا کی طرف سے خدمت مین ملکہ کے عرض کیے
ملکہ نے فرمایا اے سرو ناز تو اسکو میرے سامنے تو لائی لیکن پہلے اس سے یہ تو پوچھ کہ تو کیونکر یہان آیا یقین ہی کہ

اسکو میرے آنے کی خبر ہوگی ورنہ یہ دانستہ اس عذاب مہلک مین گرفتار ہوتا جب قوبیل دانا ملکہ حور پیکر گل رخسار
کے سامنے گیا ملکہ نے بچشم شرم آگین پوچھا کہ اے جوانمرد تو کون ہے اور کہان کا باشندہ ہے قوبیل دانا نے کہا
مسافر ہون غلطی راہ سے تمھارے ملک مین آگیا ہون اور اسوقت دھوپ کی شدت سے خیال مین آیا کہ کسی
باغ مین چلکر دو گھڑی آرام کیجے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس باغ کی تم مالک ہو تو مین ہرگز نہ آتا ملکہ حور پیکر گل رخسار
نے دایہ اور سمرو ناز سے فرمایا کہ واقعی یہ شخص بیگناہ محض ہے افسوس کہ اس غیظ و غضب مین مین ناحق خون ناحق
مین مبتلا ہوئی تھی بارے بخیر گذشت اب ہمین اسکی خاطر اور مہمانی لازم بلکہ واجب ہوئی اسواسطے کہ مہمان ہدیۂ
خدا مشہور ہے اور مہمانی طریقہ ارباب کرم کا ہے آخر ملکہ قوبیل دانا کو وہان سے مکان مین لائی اور حال مفصل پوچھا
قوبیل دانا نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی ملکہ نے حکم دیا کہ شراب ارغوانی لاؤ خواصین شیشہ شراب ناب
حاضر لائین ملکہ نے ایک گلاس اپنے دست نگارین سے لبریز بادۂ روح بخش کا قوبیل دانا کو دیا پھر قوبیل دانا
نے بھی گلاس پر از بادۂ ارغوانی ملکہ کو دیا اسیطرح سے پے درپے دو تین جام گردش مین آئے اور پردۂ حجاب و شرم
درمیان سے اٹھ گیا دایہ نے ملکہ کو خفا ہوکے کہا کہ ایک مرد اجنبی سے صحبت بے تکلفانہ دفعتہً لازم نہین ہر کام کو
سلیقہ چاہیے عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دایہ خاموش ہو رہی آخر ایک ہفتہ اسیطرح صحبت
رہی آٹھوین روز ایک خواص نے خبر دی کہ بادشاہ اس شاہزادۂ عالیقدر کو شہر مین لائے ہین جس نے
تمھارے برادر عالیقدر کو قید طلسم سے چھڑایا ہے ملکہ حور پیکر گل رخسار نے سجدہ شکر ادا کیا اور قوبیل دانا سے
کہا کہ تم یہان باغ مین آرام کرو مین اپنے بھائی سے ملنے جاتی ہون کہ بھائی کو میرے خدا نے از سر نو عمر تازہ
بخشی ہے انشاء اللہ تعالے دو روز کے بعد پھر آؤنگی قوبیل دانا نے پوچھا بھائی تمھارا کس وجہ سے
طلسم مین گرفتار ہوگیا تھا حور پیکر گل رخسار نے تمام حقیقت شمر قوبیل دیو بچہ کے جنگ و محاربے کی اور
اپنے نابینا ہونے کی قوبیل دانا سے بیان کی اور کہا کہ ایک شاہزادۂ والا قدر نے میرے بھائی کو عرصہ
دراز کے بعد طلسم سے نکالا ہے قوبیل دانا نے پوچھا نام اس شاہزادہ کا کیا ہے حور پیکر نے کہا نام مجھکو یاد
نہین ہے قوبیل دانا بھی تو اپنے حال مین مبتلا تھا خاموش ہو رہا اور اچھی طرح سے نہ پوچھا حور پیکر شاہ نے
شاہزادۂ مسعود کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور تخت پر اجلاس فرماوین شاہزادہ نے فرمایا تخت تمھارا
تمکو مبارک رہے شاہزادۂ اشرف نے محلسرا مین جاکر اپنی مان اور بہنون سے ملاقات کی حور پیکر گل رخسار
دو روز کے بعد پھر قوبیل دانا کے پاس باغ مین گئی اور تخلیہ صحبت مین جو حال باطن طلسم کا بیان شاہزادہ
سے سنا تھا وہ سب مفصل بیان کیا قوبیل دانا نے کہا آخر نام اس شاہزادہ کا کیا ہے ملکہ حور پیکر گل رخسار نے
کہا نام اسکا پھر آفتاب سے مشابہ ہے قوبیل دانا خاموش ہو رہا

اب حقیقت سرو ناز کی سنو جو کنیز ملکہ حریمہ گل رخسار کی ہے

سرو ناز سودا سے محبت قویل دانا مین شب و روز ایسی بیقرار رہتی تھی کہ کسی وقت آرام و قرار نہ تھا مگر
کوئی وقت فرصت نہ پائی تھی کہ اپنے حال مضطر سے قویل دانا کو مطلع کرے اتفاقاً ایک روز قویل دانا تنہا باغ مین
سیر کرتا تھا کہ سرو ناز بھی وہان آئی اور کہا اے جوان دلاور تجھے کچھ معلوم ہے کہ مین تیرے تصور و خیال مین رات و دن
حیران و پریشان رہتی ہون قویل دانا نے کہا یہ تجھے زبان سے کہنا مناسب نہین ہے کہ دیوار ہم گوش دارد اگر
ملکہ حریمہ گل رخسار سن پاویگی پھر خدا جانے تیرا کیا حال کریگی حسب اتفاق ایک کنیز خرد سال تیز ہوش نام سوال و جواب
قویل دانا اور سرو ناز کا سنتی تھی اُسنے اُسیوقت ملکہ حریمہ گل رخسار کو اس امر کی اطلاع کر دی ہر چند ملکہ
حریمہ گل رخسار نے مصلحتاً اُسوقت کچھ نہ کہا الا باطن مین درپے آزار ہوگئی کہ کسی روز سرو ناز کو سزا اسکے بد
دینی چاہیے آخر ایک روز کسی کام کے بہانہ سے خوب مارا اور ایک عالم غضب مین بے اختیار یہ زبان سے نکل گیا
کہ اے مردار پلشت شاید یہ لقمہ لطیف تیرے دہن ناپاک کے لائق تھا اور تو ایسی دلیر و شریر ہوئی کہ تجھے ہمارا بھی خیال و
خوف مطلق نہ رہا اچھا دیکھ لیا جائیگا سرو ناز نے دم نہ مارا مگر جسوقت ملکہ حریمہ محل مین تشریف لائی اُسنے خلوت مین
حریم شاہ سے تمام حال قویل دانا اور حریمہ گل رخسار کا باہم رہنا اور عشق و عاشقی کا سب بیان کیا اور کہا
کہ دونون رات و دن محفل عیش و عشرت گرم کرتے ہین اور ہر وقت بے تکلف شراب و کباب کا دور چلتا ہے حریم شاہ
نے جو یہ حال سُنا آتش غیرت سینہ مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ افسوس ہزار افسوس مجھ ایسے بادشاہ کی بیٹی ناکتخدا
ایک مرد غیر مجہول النسب سے بجاے خود عشق پیدا کرے اور اپنے ننگ و ناموس کا کچھ خیال نہ کرے اے سرو ناز
تو سچ کہدے کہ یہ صحبت پاکبازانہ گرم ہوتی ہے یا کوئی اور امر بھی وقوع مین آیا سرو ناز نے کہا اے شہریار ابھی تک

عصمت ملکہ قائم ہی مین نے اسی واسطے حضور مین عرض کیا کہ مبادا ایسا نہو کہ فانوس عصمت سنگ نشہ شراب سے چور ہوجاے کہا خیر ابکی جو وہ گیسو بریدہ باغ مین گئی تو مین بھی مخفی ضرور جاکر دیکھونگا تو اسکا خیال رکھنا اگر اس بیحیا نے کسی حجرے مین اس مرد کو بند کردیا تو تو قفل لگا نا مین بآسانی گرفتار کرلونگا آخر دوسرے روز موافق معمول کے ملکہ حریمۂ گل رخسار باغ مین گئی اور عاشق ومعشوق دونون باہم گرم صحبت تھے کہ حریم شاہ آدھی رات کو مع چند ملازمون کے سر پر پہونچگیا اور ملکہ کو اسوقت خبر ہوئی جب بادشاہ قریب آگئے اور وہ صحبت عیش ونشاط چشم زدن مین درہم وبرہم ہوگئی اور کنیزین بخوف جان بہاگ گئین ملکہ حریمۂ گل رخسار نے اس یاس وہراس مین دایہ سے کہا کہ برائے خدا تو قویل دانا کو کسی مکان محفوظ مین چھپا دے ورنہ جان اسکی مفت جائیگی اتنے مین حریم شاہ بھی پہونچگیا اور قویل دانا کو گرفتار کرلیا قویل بیچارہ جو دام بلا مین پھنسا اپنے حال زار پر خوب رویا اور کہا کہ افسوس یہ جان عزیز یہان مفت ضایع ہوئی اور قدمبوسی شاہزادہ کی میسر نہوئی خیر جو نوشتۂ تقدیر اب افسوس سے کیا فائدہ حریم شاہ نے مع قویل دانا باہر شہر کے ایک میدان مین شب گذاری اور حکم دیا کہ ابھی ایک دار کھڑی کرو تاکہ ہم صبح کو اس چور کو سزا دینگے اور بعد سزا دینے کے شہر مین جائینگے اسیوقت دار کھڑی ہوئی اور صبح کو قویل بیچارہ کو دار کے نیچے لائے یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے شب کو باغ مین اپنی بیٹی کے ایک چور جوان گرفتار کیا ہی سو وہ اسوقت تیرباران کیا جائیگا تمام خلائق شہر تماشے کیواسطے جمع ہوئی لیکن جسنے قویل دانا کو دیکھا نہایت افسوس کیا اور کہا سبحان اللہ یہ چور کس درجہ کا صاحب جمال ہی خدا جانے کس تقریب مین یہ باغ کو گیا ہوگا کہ بلاے ناگہانی مین گرفتار ہوا راوی گذارش کرتا ہی کہ شاہزادۂ شمسون کا قاعدہ تھا کہ ایک روز خود ملاقات کو حریم شاہ کی جاتا تھا اور ایک روز حریم شاہ حاضر ہوتا تھا اتفاق سے وہ روز حریم شاہ کے آنے کا تھا جب حریم شاہ کو عرصہ ہوا شاہزادۂ شمسون نے فرمایا کہ آج حریم شاہ ہمارے پاس نہین آیا ملازمون نے عرض کیا کہ آج شہریار رات کو حریم شاہ نے اپنی بیٹی کے باغ سے ایک چور جوان گرفتار کیا ہی اور اسوقت وہ سزایاب ہوگا شاہزادہ نے فرمایا کہ ایسے چور دلیر کو ہم بھی دیکھینگے یہ کہکے اسی وقت دارالامارۃ مین تشریف لایا یہان تیرانداز تیر کولیس کیے ہوے حکم ثانی کے منتظر تھے کہ شاہزادۂ شمسون نے وہان پہونچا اور حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اس چور کو ہم دیکھینگے کوتوالی والے قویل دانا کو شاہزادہ کے پاس لائے شاہزادہ نے جو اس بلاکش وادی فراق کو دیکھا ایک نعرہ آہ کا مارا اور خود دلگیر ہوا اور اس آواز دردناک سے رویا کہ تمام حاضرین معرکہ کا قلب ہل گیا حریم شاہ نے دل مین کہا کہ یا بار خدا یہ کیا اسرار ہی مگر بعض سمجھ گئے کہ یہ شاید وزیر ہی القصہ شاہزادۂ شمسون نے قویل دانا کو کرسی زرنگار پر اپنے بائین پہلو مین بٹھایا اور حریم شاہ سے کہا یہی جوان دلاور میرا یار جانی اور دوست روحانی ہی کہ جسکی یاد مین مجھے ایک ساعت خوشی نہ گذرتی تھی

حریم شاہ اپنے دل مین نہایت منفعل ہوا اور سمجھا کہ ملکہ حریمہ گل رخسار کا اسی جوان سے عقد مقدر ہوا ہوگا
شاہزادہ شمسون وہان سے شہر مین آیا اور قوبل دانا سے روئیداد پوچھی قوبل نے کہا اے شہریار باوقار
غلام اس طوفان تاریک مین خدمت عالی سے جدا ہوکر شہر مین دیوان زنگی کے پہونچا جو ایسے کالے ہین کہ حبشی
مشہور ہوگئے ہین بلکہ ستارہ اُنکے ملک کا بھی وہی ستارہ بلاد البربخ کا ہر وہ ملعون خدا پرستون کے دشمن جانی
ہین اُنھون نے مجھے بھی اسی علت مین قید کیا اور بعد مدت کے بیٹی زنگول بادشاہ کی نجات کی باعث ہوئی
یعنی اُس بادہ دیو نے کسی تقریب مین میری صورت دیکھ کے ایک روز وقت فرصت پاکر عیار بچہ کو بھیجکر زندان سے
مجھے باغ مین بلایا اور کہا کہ اے جوان مین تیری صورت دلپذیر پر فریفتہ اور شیفتہ ہون اگر مجھے تو اپنے وصل سے
کامیاب کریگا تو مین سمجھے بآرام تمام اپنے پاس رکھونگی مین نے کہا کہ بالفعل مین بوجہ تکلیف قید کے ایسا ضعیف اور
ناتوان ہوگیا ہون کہ تمام اعضا میرے تھکر بیکار ہوگئے ہین پھر اس دیونی نے مجھے باغ مین اپنے نظر بند کیا اور
ایک ہفتہ مین دو مرتبہ آیا کرتی تھی اور پریشان حال ہوتی تھی کہ اب طاقت ہاتھ پیرون مین آئی یا ابھی نہین مین بھی
بظاہر نہایت خوشامد کرتا تھا اور کوئی عذر اور حیلہ کردیا کرتا تھا مگر اسی فکر مین تھا کہ جب فرصت ملے نکل جاؤن
اس عرصہ مین اُسکے بھائی کی شادی پہلی ہین دل مین نہایت خوش ہوا کہ اب یہ دیونی میرے پاس نہ آئیگی
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک ہفتہ اُس شادی سے اسکو فرصت نہوئی مین باغ سے ایسا بھاگا کہ کہین دم نہ لیا آخر کار
بہزار محنت و خرابی اس ملک مین پہونچا آیندہ جو ہمان ہوا وہ تو حضور پر روشن و ہویدا ہے شاہزادہ شمسون نے
فرمایا کہ اگر ایک لمحہ مجھے دیر ہوتی تو اس عشق کی بدولت تیری جان ضایع ہوئی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ مین
بروقت پہونچگیا نوشتۂ تقدیر بہرحال ہوا چاہیے اب ملکہ حریمہ گل رخسار کو تو اپنے پہلو مین جان پھر شاہزادہ
نے اپنی تمام سرگذشت قوبل دانا سے بیان کی قوبل دانا نے عرض کیا کہ حضور کی زیارت اور قدمبوسی
قسمت مین تھی ورنہ کوئی صورت زندگی کی نہ تھی شاہزادہ نے دوسرے روز حریم شاہ سے فرمایا کہ اے
بادشاہ ہمارے نزدیک ملکہ حریمہ گل رخسار کا عقد قوبل سے کردینا مناسب ہے حریم شاہ نے فرمایا پیر و مرشد
آپ میری جان اور مال اور زن و فرزند کے مالک ہین جیسا کہ مناسب ہو حکم فرمائین کوئی عذر نہین کرسکتا
بلکہ مجھسے تو پوچھنے کی کیا حاجت ہے قوبل نے عرض کی کہ اول حضور اپنے کام سے فارغ ہولین بعد اسکے اس
غلام کی سرپرستی فرمائین شاہزادہ نے فرمایا خیر جو تیری مرضی الحاصل ایک روز شاہزادہ شمسون کو ایک
چوبدار نے ایک کاغذ سربمہر دیا شاہزادہ نے وہ کاغذ ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ اے نجات بخش بیچارگان و
دادرس عاجزان مظلوم نواز رفیق پرور بعد الواقع کنیز سے ایسی خطا سرزد ہوئی ہے کہ ملکہ حریمہ گل رخسار جس
عذاب سے چاہے ہلاک کرے حق بجانب ہے لیکن مین خدا کو شاہد کرتی ہون کہ یہ گناہ مجھسے ایک عالم بے اختیاری مین

سرزد ہو گیا اب بجز دامن دولت کے مجھے کہین پناہ نہین ہی لہذا مین حضور سے امیدوار ہون کہ میری
جان ملکہ کے ہاتھ سے بچایئے ورنہ مین دو ایک روز مین اس دار فانی سے فنا ہو جاؤنگی شاہزادہ نے وہ عرضی
قویل کو دکھائی قویل نے عرض کی کہ اگرچہ سرو ناز کنیز واجب القتل ہی الا بوجہ معذرت و منفعلی کے ہلاکت
سے بچ جائے تو انسب ہی سرخون عیار نے عرض کی کہ مین محلسرا کی طرف ابھی گیا تھا تو وہان بھی یہی ذکر تھا کہ
سرو ناز کا ملکہ کے ہاتھ سے زندہ رہنا مشکل ہی شاہزادہ کے خیال مین آیا کہ سرو ناز کا عقد اگر
سرخون عیار سے ہو جائے تو نہایت خوب بات ہی سرخون سے شاہزادہ نے فرمایا کہ ای سرخون تم بلباس
عیاری آج محلسرا ے ملکہ مین جاکر دیکھ تو آؤ کہ سرو ناز کس شکل و شمائل کی عورت ہی لیکن ای مہتر تم اسکی تقصیر اور گناہ پر
ہرگز لحاظ نہ کرنا کیونکہ جامہ بشریت ہر وقت خطا سے مملو ہوا کرتا ہی اور پیدا کیا فرشتہ بھی خطا سے نہین بچا دوسرے
جو قصور کہ سرو ناز سے ہوا وہ اکثر عورتون سے جو کہ صاحب شرم و حیا ہین سرزد ہوا کرتا ہی یہ آتش رشک سے کوئی جا خالی
نہین ہی کوئی بری ہوتی ہی سرخون حسب الحکم بلباس شب روی محل ملکہ حور پیکر مین گیا دیکھا کہ چند خواصین ملکہ جمشید کی آپس مین باتین کر رہی ہین
سرخون نے سنا کہ ایک خواص نے دوسری خواص سے کہا کہ ای طرہ کچھ بات کرو طرہ نے کہا ای سمن بو
کیا بات کرون کہ سرو ناز کو ہر وقت ایک رنج اور فکر مین دیکھتی ہون تو نہایت دل پر قلق ہوتا ہی تیسری
نے کہا سچ تو ہی سرو ناز سی عورت خوبصورت و صاحب جمال کہین پیدا ہوتی ہی پھر چوتھی بولی کہ حیف کی بات ہی
کہ ایسی دانا اور عقلمند ہو کر ایسی حرکت بری کرے مصرع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ سب بولین تو
سچ کہتی ہی لیکن اگر لذت عاشقی اور معشوقی چکھے ہوے ہوتی اور ذائقہ محبت سے آگاہ ہوتی تو یہ کلمہ ہرگز نہ کہتی
قدر عافیت آن داند کہ بمصیبتے گرفتار آید یہ گفتگو تھی کہ سرو ناز بھی وہان آئی سب خواصون نے پہلے اسکی
تعظیم دی بعد ازان پوچھا ای خواہر سرو ناز اب تمہارے اور ملکہ کے درمیان کیا امر قرار پایا ہی سرو ناز نے کہا
میرا اور ملکہ کا کیا امر پوچھتی ہو بس یہ تصور کر لو کہ گاے اور قصاب و کارد بہ استخوان کا معاملہ ہی خواصون نے
سرو ناز کے حق مین دعاے خیر کی سرخون عیار نے بنظر خریداری سرو ناز کو دیکھا بے اختیار عاشق زار ہو گیا
اور ایسا بے خود ہوا کہ وہان سے نکلنا دشوار ہو گیا آخر بمشکل تمام وہان سے خدمت مین شاہزادہ کے
پہونچا شاہزادہ نے کہا کہ ای مہتر کہو تمنے کیا تماشا دیکھا سرخون نے عرض کی کہ پیر و مرشد حضور نے مجھے ایسی جگہ
بھیجا تھا کہ زندہ آنا دشوار ہوا بعد ازان سرو ناز کی تعریف بہت کی شاہزادہ نے فرمایا اگر مرضی ہو تو ہم تیرا
عقد سرو ناز سے کر دین سرخون شاہزادہ کے شہون کے سات بار تصدق ہوا اور کہا شعر

بہ این مژدہ گر جان فشانم رواست	کہ این مژدہ آسایش جان ماست

دوسرے روز شاہزادہ نے حکیم شاد سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ مہتر سرخون کا سرو ناز سے عقد کر دین

اس امر مین مختار ہی کیا ہے حریم شاہ نے عرض کی کہ مین نے تو خدمت عالی مین پہلے ہی عرض کیا ہے کہ میری جان اور مال کا حضور کو اختیار ہے شاہزادہ نے اسی روز سرو ناز کا عقد سرخون سے کر دیا اور خود اژدر القصف کی طرف روانہ ہوا اشرف بن حریم شاہ اور دیو نازیل خونخوار اور بایستمر شاہ بادشاہ شوکتیہ بھی بہ جمعیت و حشمت و جاہ ایک لاکھ سوار اور پیادہ کے انبوہ سے اور وہی مرد دیوانہ مجہول الاحوال اسی شکل سے کہ جسطرح شاہزادہ کے ہمراہ تھا اور موافق اپنی عادت کے ایک روز کے بعد کچھ قلیل سا کھا لیا کرتا تھا اور اس عرصہ مین ہرچند شاہزادہ نے اسکا حال پوچھا لیکن اسنے مطلق بات نہ کی اور اسیطرح حیرت زدہ ایک ایک کا منہ دیکھتا تھا جب یہ داستان یہان تک پہونچی نجمہ عاقلہ نے طالفوس سے کہا کہ اب شاہزادہ شمسون کی داستان موقوف رکھکر دو کلمہ حال ان چارون شاہزادگان عالیقدر مہرون و بدرون و نجمون و قمرون کا بیان کرتی ہون شاہزادہ معزالدین سرمہ زحل آنکھون مین لگائے ہوے اسی گوشہ سے نجمہ کی داستان سن رہا تھا

داستان اُن چارون شاہزادون کی جو کہ شاہزادہ شمسون سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوے ہین

القصہ نجم عاقلہ نے کہا کہ وہ چارون شاہزادہ عالیقدر شاہزادہ شمسون مہرطلعت کے حقیقی بھائی تھے ان چارون شاہزادون کے گم ہونے کے تین برس کے بعد شاہزادہ شمسون پیدا ہوئے تھے اور یہ پانچون فرزندارجمند سلطان قیصرنوس کے ہین ایک منجم نے جو زائچہ کرکے طالع دیکھے تو سلطان کی خدمت مین عرض کی کہ ای شہریاران چارون شاہزادون کے حال سے یہ شاہزادہ آگاہ نہ ہونے پائے اسی سبب سے بادشاہ نے حکم مطلق دیدیا تھا کہ خبردار کوئی اس شاہزادہ سے اسکے بھائیون کی خبر نہ کہے پس یہی وجہ ہوئی کہ جو شاہزادہ شمسون اپنے بھائیون کے حال سے مطلق خبردار نہ تھا طالفوس نے کہا کہ انکا قصہ بیان کرو کہ وہ لوگ قید سے چھوٹ کر کس طرف کو روانہ ہوئے نجم عاقلہ نے کہا کہ جب یہ چارون شاہزادہ شاہزادہ شمسون سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے تو راہ مین باہم یہ صلاح کی کہ بیس برس کے بعد جو ہم گھر جائینگے تو کوئی لیاقت ملکی و مالی اسمین ایسی بہم پہونچانا چاہیئے کہ جس سے ہمین لوگ دیکھ کے خوش ہون اور ارکان سلطنت کی نظرون مین ہم حقیر معلوم نہ ہون گو بظاہر کسی نے نہ کہا لیکن دلون مین ضرور کہینگے کہ یہ شاہزادہ بیس برس تک نہین معلوم کہ کہان رہے دریوزہ گری کیا کیے اگر صاحب اقبال ہوتے تو کوئی تو شوکت شاہانہ ضرور پیدا کرتے اسواسطے کوئی شکل اپنی ترقی جاہ وحشمت شاہی کی پہلے پیدا کرلین بعدہ وطن کو چلین ورنہ بدون اسکے ہم کسی کو منہ کیا دکھائینگے شاہزادہ مہرون کہ سب مین بڑا بھائی تھا وہ بولا کہ اگر ہم بیس برس قید طلسم مین نہ رہتے تو تمام عالم مین کوس لمن الملکی بجاتے اب ہرچند کوئی صورت نام اور نشان واقبالمندی کی بظاہر نظر نہین آتی چھوٹا بھائی کہ مجھون تھا وہ بولا کہ ای بھائی کمرہمت مضبوط باندھو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی بموجب اس مثل کے

ہمت مردان مدد خدا است

بہر کاری کہ ہمت بستہ گردد	اگر خاری بود گلدستہ گردد

خدا کی ذات سے بندہ کو مایوس ہونا نہ چاہیئے قصہ کوتاہ دن بھر تو صید و شکار مین مشغول رہتے تھے اور شب کو ایک جا جہان آب وہوا مرغوب طبع پاتے آرام کرتے ایک روز جو شکار کو گئے تمام دن سرگردان وحیران جنگل بہ جنگل صحرا بصحرا تلاش شکار مین پھرتے رہے اور کہین شکار میسر نہ آیا خستہ و برگشتہ تھکے ماندے شام کو ایک میدان دلکشا مین پہونچے وہان ہر چہار طرف میدان مین مسند وچراغان اور مشعل کی روشنی ہورہی تھی اس روشنی و نور سے اسکے خیال مین یہ آیا کہ شاید ہم راہ بھول گئے جب قریب روشنی کے پہونچے دیکھا کہ ایک دروازہ عالیشان ہی اور ہزارہا دیو

پریزادے سرگرم نگہبانی و پاسبانی ہین آخر شاہزادون نے ایک سپاہی زادے سے فرمایا کہ ہم بھی
سردارزادے ہین راہ بھول گئے ادھر آنکلے تم ہمین کچھ اسباب ضروری کسی سے منگوا دو تاکہ ہم یہ شب
یہین بسر کرین صبح کو چلے جاوینگے سردار دربانون نے کہا اے صاحب زادے زر کی تو کچھ ضرورت نہین
مگر جو آپ فرمائین وہ حاضر ہو سکتا ہی اور ایک دربان سے کہا جو شئے کھانے پینے کی آپ فرمائین
وہ لا دے اور ایک مکان معقول شاہون کے رہنے کے لایق بتا دیا شاہزادہ مہرون نے
پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اور مالک یہان کا کون ہی افسر دربانون نے عرض کی کہ اسکو ملک درخشانیہ
کہتے ہین اور بادشاہ اس ملک کا فرقوت درخشندہ تاج ہی اور پچاس ہزار دیو و پریزاد کی
جمعیت سے فرمانروائی کرتا ہی اور اس میدان کا نام میدان زیبا ہی اس وجہ سے کہ اس
میدان کے چارون گوشون پر چار باغ چار شاہزادیون کے واقع ہین شاہزادہ مہرون
نے پوچھا شاہزادیون کا نام کیا ہی اُسنے کہا کہ ایک کا نام زیبا نگار ہی اور دوسری کا زیبا طلعت
اور تیسری کا زیبا قامت اور چوتھی کا زیبا طراز نام ہی اور یہ چارون شاہزادیان آج یہان
واسطے سیر باغ کے تشریف لائی ہین ان شاہزادون نے جو یہ سنا ہر ایک کو شوق ملاقات
شاہزادیون کا پیدا ہوا آخر باہم یہ صلاح ہوئی کہ ہر ایک بھائی اپنی طالع آزمائی کرے
اور ہر ایک شاہزادہ موافق اپنے مرتبہ اور سن و سال کے ہر ایک شاہزادی کے باغ مین
جا کر پوشیدہ ہو رہے اور محفل کا تماشا دیکھے پھر جیسا کہ مناسب ہوگا کیا جائیگا لیکن پہلے باہم
عہد کرنا چاہیے کہ خدا نخواستہ جو کوئی بھائی کسی مصیبت مین گرفتار ہو جاوے تو دوسرا بھائی اُسکی
مدد کو پہونچے شاہزادہ بدرون نے کہا کہ اگر ہم چارون بھائی کسی بلا مین گرفتار ہو گئے تو کیا
علاج کیا جائیگا شاہزادہ قمرون نے کہا جس خدا نے قید طلسم سے ہمکو نجات دی ہی وہی
ہر آفت اور ہر بلا سے ہمکو نجات دینے والا ہی اور دیگا قصہ کوتاہ جب شاہزادہ آب اور طعام
سے فارغ ہوے تو دربانون سے نشان اور پتہ ہر شاہزادی کے باغ کا پوچھکر شاہزادۂ کلان
یعنی شاہزادہ مہرون زیبا نگار کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ نجمون طرف زیبا طلعت
کے اور شاہزادہ بدرون شاہزادی زیبا قامت کیطرف اور شاہزادہ قمرون زیبا طراز کیطرف روانہ ہو
چونکہ کمند عشق کو کشش قوی خدا نے بخشی ہی لامحالہ طبیعت عاشق اور معشوق کی مثل کاہ و کہربا و آہن
و مقناطیس کے جذب اور خود بخود کشش کرتی ہی

اب راوی کو فی الجملہ حال شاہزادیون کا بھی بیان کرنا واجب ہی

الغرض چارون شاہزادیان تین برس پہلے اس معاملہ کے ہمراہ اپنی والدۂ مہربان روشن پری کے تقریب شادی مین ملک صقلیہ مین گئی تھین کہ صیقل پری حاکم ملک صقلیہ ان شاہزادیون کی حقیقی خالہ ہی بعد فرصت شادی کے وقت مراجعت باغ مین شعلہ ساحرہ کے بھی گذر ہوا تھا اور ایک مقام بھی کیا تھا اور شعلہ ساحرہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جو مرد شاہزادگان قاف سے اس سے ملتفت ہوتا تھا وہ اُسے چشمۂ گوہر ریز مین غرق کرا دیتی تھی اور ایک تصویر اُسکی اپنے مکان خاص مین لگا رکھتی تھی اور اُسے رات دن بنظر حسرت دیکھا کرتی تھی چنانچہ ان چارون شاہزادون کی بھی تصویرین دیوار مکان مین لگی ہوئی تھین جب ملکہ روشن پری ان چارون شاہزادیون کی والدہ شعلۂ ساحرہ کے باغ مین آئین دیکھا کہ تمام باغ ویران و برباد ہو گیا ہی لیکن وہ چار چمن باغ مین سرسبز و شاداب ہین روشن پری نے کہا کہ آج ہم یہین مقام کرینگے اور شاہزادیان بھی

مثل شاہزادون کے نہایت کمسن تھین آخر وہ شاہزادیان آپسمین کھیلتی سیر باغ کرتی ہوئین جو اُس مکان مین آئین کہ جہان وہ تصویرین شاہزادون کی لگی ہوئین تھین پس بمجرد دیکھنے اُن شاہزادون کی تصویرون کے عاشق وشیدا ہوگئین لیکن بوجہ شرم وحیا کے اپنی دائیون سے بھی کسی نے اس امر کا ذکر نہ کیا مگر ایک مصورہ بانو کہ وہ نہایت ہوشیار اور عاقل تھی اور فن تصویرکشی مین بھی مشاق تھی وہ محرم راز ان شاہزادیون کے ساتھ تھی پس شاہزادیون نے مصورہ بانو سے فرمایا کہ ان تصویرون کا چربہ نہایت صحیح چپکے سے کھینچ لانا مگر کسی کو خبر نہو خبردار جسوقت کہ مصورہ بانو نے اُن چارون شاہزادون کی تصویرین کھینچ کے شاہزادیون کی خدمت مین حاضر کین پس ان شاہزادیون نے اپنے اپنے معشوق کی تصویر اپنے اپنے پاس مثل تعویذ جان کے رکھلین اور دوسرے روز وہان سے روانہ ہوئین جب اپنے مکان مین پہونچین اور جسوقت کہ یاد دلدار مین نہبت بیقرار ہوتی تھین تو اُن تصویرون کو نکالکر دیکھ لیتی تھین اور ہر وقت یہی دعا رہتی تھی کہ بارخدایا ہمین ان صاحب تصویر کا وصل جلد نصیب ہو قضارا ایک روز جو اُسی تصویر کے خیال مین سوگئین تو عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ خضر صورت نورانی شکل تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کل اپنے باغ کو صحبت غیر سے خالی کر رکھنا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے دلدار کا دیدار نظر آئیگا صبح ہوتے ہی ایک نے ایک سے حال خواب کا بیان کیا اور یقین ہوگیا کہ اس خواب کی تعبیر حسب دلخواہ ہمارے ضرور ہوگی آخر ہر ایک شاہزادی نے اپنے اپنے باغ کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور چند خواصین جو کہ محرم راز تھین اور دایہ کو رہنے دیا اور باقی کو رخصت کر دیا

اَب راوی شیرین بیان پہلے شاہزادۂ مہرون کا حال گذارش کرتا ہے

کہ شاہزادۂ مہرون لباس عیاری زیب جسم کیے ہوے شاہزادی کلان کے باغ مین آیا اور رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا وہان پہونچا جہان ملکہ زیبانگار منتظر دیدار یار تھی کہ یکایک آواز پانون کی کان مین ملکہ زیبانگار کے آئی پس بمجرد سننے آواز پا کے ملکۂ زیبانگار خود گھبرا کے بیتابانہ باہر مکان کے چلی آئی اور دیکھا کہ ایک جوان ذی شان جسکے چہرہ سے شان وشوکت نمایان ہے سامنے خرامان خرامان ٹہلتا سیر کرتا چلا آتا ہے مگر بنظر حیرت ہر چہار طرف نگران ہے ملکہ زیبانگار نے جو نہین شاہزادہ مہرون کے جمال جہان آرا کو دیکھا تو یہ کہا کہ ای جوان بلند مکان مین اپنے دلمین کہتی تھی کہ شعر

بے سبب کیونکر کہون ہر گل ہے خندان باغ مین	کچھ تو دیکھا ہے جو یون نرگس ہے حیران باغ مین

بعد اسکے ہاتھ شاہزادہ مہرون کا پکڑ لیا اور کہا شعر

پھیرو چہرہ سے یہ کہ ہم ہین عذاب مین	انجیل چاہیے تمھین کار ثواب مین

۱۶۲

اور مکان خلوت میں لا مسند زر نگار پر بٹھایا شاہزادہ ایک عالم حیرت میں مسند پر بیٹھ گیا ملکہ زیبا نگار نے
چپکے سے دایہ کو بلایا اور کہا وہ مرقع جو ہمارے صندوقچہ میں رکھا ہے لے آو دایہ مرقع لائی ملکہ زیبا نگار
نے اُس مرقع کو شاہزادہ کی صورت سے ملایا تو مشابہ تام نکلا بلکہ ایک سر مو فرق نہ پایا بعد ازان دل سے
مشورہ کیا کہ اب اس سے اسکا حال پوچھنا چاہیے مگر چند بار دل ہی کہتا تھا ابیات

ببین که زلف کج و چشم سرمه سا اینجاست	هر آنچه می طلبی حاجت از خدا اینجاست
دل گواهی میدهد کین دلبری جانی بود	لیک چشم از کم سوادی در غلط خوانی بود

پھر ملکہ زیبا نگار نے جام و صراحی طلب کی اور چند جام شراب ارغوانی شاہزادہ کو اپنے دست نگارین
سے متواتر پلائے جب دماغ شاہزادہ کا نشۂ بادۂ سرجوش سے گرم ہوا اُسوقت ملکہ زیبا نگار نے کہا کہ اے
نونہال چمن خوبی و سرو بوستان دلبری و محبوبی ہر چند کہ عالی مرتبتی تیری تیرے چہرہ سے ہویدا اور نشان
کشور ستانی تیرے حشمت و اجلال سے پیدا ہے لیکن اب وجہ نزول اجلال اس باغ سراپا زوال کی ارشاد ہو
کہ باعث تردد و دفع حیرت ہو کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین شعر

تا مرد سخن نگفته باشد	عیب و هنرش نهفته باشد

ابیات

ہوش ربا ستمگرا ماہ لقا تو کون ہے	صبر و قرار لیگیا سچ تو بتا تو کون ہے	دیکھتے ہی پھڑک گیا پہلو مین مرغ دل مرا
حور ہے یا پری ہے تو مرد خدا تو کون ہے	بھید تو اپنا دے بتا محسن خستہ حال کو	پردہ مین دلکے بن کہے بول اٹھا تو کون ہے

شاہزادہ نے بھی ایک عالم سرور مین فرمایا ابیات

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے	بھٹک کر راہ ہم کس وادی پرخار مین آئے	اٹھا کر بار عشق اس عالم غدار مین آئے
کہان سے ہم کہان پکڑے ہوے بیگار مین آئے	نہ دی بو ایک نے اے گلبدن تیرے پسینے کی	ہزارون عطر کھیکر طبلہ عطار مین آئے
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے	

بعد اسکے فرمایا اے ملکہ ہم چار بھائی حقیقی سلطان قیصر نوس ملک ارض الذہب کے فرزند ہین حسب اتفاق
ہم شکار کو اپنے ملک سے جو نکلے اور شکار کھیلتے ہوے باغ مین شعلہ ساحرہ کے پہونچے اُسنے ہم چارون کو
ایک طلسم مین گرفتار کر دیا ہم ایک مدت تک وہان قید رہے آخر ایک شاہزادہ عالیقدر نے ہمکو اُس بلا
طلسمی سے رہا کیا اب ہم اپنے ملک کو جاتے تھے کہ راہ بھول کے اس تمہارے ملک مین آ نکلے اور یہان آکر سنا
کہ اس شہر کے سلطان کی چار بیٹیان ہین اور وہ چارون شاہزادیان آج اپنے اپنے باغ مین جلوہ آرا ہونگی
ہمارے دل مین خود بخود تمہارا اشتیاق ملاقات ایسا پیدا ہوا کہ کچھ خیال انجام کا بھی نہ کیا اور بیباکانہ یہان

چلے آتے ہیں بعد ملکہ زیبا نگار نے پوچھا کہ باغ شعلہ ساحرہ کس نواح مین ہی شاہزادہ نے کہا کہ نام اُس نواح کا ذہین فراموش ہوگیا الا نقشہ عمارت باغ کا البتہ معلوم ہی اب ملکہ زیبا نگار کو یقین کامل ہوا کہ بلا شبہہ و شک وہ تصویر دلپذیر اسی ماہ منیر کی ہی پھر ملکہ زیبا نگار نے وہ ورق تصویر شاہزادہ کو دکھایا اور کہا کہ آپ بغور ملاحظہ فرمائین کہ یہ کسکی تصویر ہی شاہزادہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ اس تصویر سے میری تصویر عالم طفولیت کی نہایت مشابہ ہی بلکہ ایک سر مو کا فرق نہین ہی ملکہ زیبا نگار سے ضبط نہ ہو سکا اور اُسیوقت اُٹھی اور بسیار تصدق شاہزادہ کے تصدق ہوئی شاہزادہ نے کہا کہ یہ کام تو ہمارا ہی تم کیون تصدق ہوتی ہو خیر اب اپنے حال سے مجھے آگاہ کرو کیونکہ آپ نے اسقدر مسافر نوازی اور مہربانی مجھ ایک حقیر ناآشنا کے حال پر فرمائی اسکا کیا باعث ہی

ملکہ زیبا نگار نے کہا شعر

ای ہمنشین کہ بنشست عرض حال خود کنم	نقل رنگینی برایت از ماہ و سال خود کنم

بعد ازین کیفیت اپنی بہنون کی ابتداے سفر صقلیہ سے تا مراجعت اور شعلہ ساحرہ کے باغ مین اُترنا اور شاہزادیون کی تصویرین دیکھکر عاشق ہونا ہر ایک کا ہر ایک تصویر پر مفصل بیان کیا اور آج جو ہمنے تمہارے آنیکی خوشخبری سُنی آراستگی باغ کی گئی اور منتظر بیٹھے تھے اسکا یہ سبب ہی کہ ایک بزرگ نے عالم رویا مین مجھسے فرمایا کہ کل فلان شاہزادہ جو کہ تمکو مطلوب ہی باغ مین تشریف لائیگا تم باغ کو غیر شخص سے خالی کر رکھنا سو الحمد للہ کہ حسب بشارت اُس بزرگ کے ہم اپنے مقصد دلی کو پہونچے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ ہمکو اپنے بھائیون کے حال سے اصلا خبر نہین ہی کہ وہ کہان ہین لہذا ہمکو ایک طرح کا از حد تردد ہی ملکہ زیبا نگار نے کہا کہ مین بھی اسی فکر مین ہون کہ خدا جانے میری بہنون کسطرح شاہزادون سے پیش آئی ہونگی اگر حضور تشریف لیچلین تو شاہزادون کا حال بخوبی دریافت ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا بہت مناسب ہی غرض شاہزادہ ملکہ زیبا نگار کے ساتھ ملکہ زیبا طلعت کے باغ کیطرف روانہ ہوا جب قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ اسطرف سے تین چار آدمی لطیفہ بازی کرتے ہوے چلے آتے ہین جب قریب تر پہونچے تو دیکھا کہ ملکہ زیبا طلعت و شاہزادہ قمرون تشریف لاتے ہین الغرض دونون بھائیون مین باہم ملاقات ہوئی اور ایک نے دوسرے کا حال پوچھا شاہزادہ قمرون اول شکر پروردگار بجالایا اور کہا کہ واسطے دریافت حال آپکے جاتے تھے پھر وہان سے ملکہ زیبا قامت کے باغ کو روانہ ہوے جب باغ مین پہونچے ملکہ زیبا قامت کو باغ مین نہ پایا خواصون نے کہا کہ ملکہ زیبا قامت شاہزادہ بدرون کے ہمراہ اپنی چھوٹی بہن کی ملاقات کو گئی ہین پس یہ بھی وہین اپنی بہن کی ملاقات کو روانہ ہوئین اثناے راہ مین دیکھا تو ملکہ زیبا قامت اور ملکہ زیبا طراز شاہزادہ مجھون و بدرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے انکے پاس آتی تھین جب آپسمین باہم ملاقات ہوئی ملکہ زیبا نگار اور زیبا طلعت نے ملکہ زیبا طراز اور ملکہ زیبا قامت سے کہا کہ ای بہن قدوجدا

ربنا حقاً فہل وجدتم ما وعد ربکم حقاً قالوا نعم رباعی

گفتند از نشاط بزرگان بکوچگان	کاے خواہران بداده حق شاکریم ما
آیا شما ہر انچہ مراد ست یافتید	ہر چند شامل است بما نیز این عطا

بعد اسکے شاہزادیان اور شاہزادے صبح تک اسی صحبت بادہ نوشی مین سرگرم و مشغول رہے اور نظارۂ جمال جہان آرا سے ایک دوسرے کے محظوظ و خوش و خرم رہے صبح کو شاہزادیون نے ان شاہزادون سے کہا کہ تم چند روز یہان تشریف رکھو اور لشکر کو بھی اپنے بلا لو پھر ملک درخشندہ تاج کو ہماری نسبتون کا پیام بھیجو دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتا ہی آخر شاہزادے سات روز وہان مہمان اسطرح رہے کہ دن بھر تو قلات کوہستان مین رہتے تھے اور شب کو شاہزادیون سے صحبت عیش گرم کرتے تھے آخر آٹھوین روز شاہزادے اپنے لشکر مین آئے نوبہین پریزاد کہ وہ لشکر کا سردار تھا اور انکی مفارقت مین قریب بہلاکت پہونچگیا تھا اور ہر روز صحرا اور کوہستان مین شاہزادون کو تلاش کرتا پھرتا تھا جب شاہزادون سے ملاقات ہوئی تو گویا قالب بیجان مین جان آگئی یا چمن خزان دیدہ بہار آگئی نوبہین پریزاد نے کہا اے شہزادو واسطے خدا کے تمھارا تنہا جانا بے اطلاع ہم جان نثارون کے شکار کو کسی طرح مناسب نہین ہی اگر خدا نخواستہ کوئی زخم چشم تمکو پہونچے تو پھر مین اپنے آقا کو کیا جواب دونگا شاہزادے نوبہین پریزاد کی خاطر جمع کرکے مع لشکر وہان سے شہر درخشانیہ کیجانب روانہ ہوئے جب سرحد مین کوہ درخشانیہ کے پہونچے ایک جاے خوش آب و ہوا مین خیمہ زن ہوئے اور خلوت مین نوبہین پریزاد کو بلا کر پوچھا کہ اے نوبہین پریزاد سچ کہو شاہزادہ شمسون نے تمام کام و خدمت کیواسطے ہمارے ساتھ کیا ہی یا فقط وطن مین پہونچا دو اور کسی حال مین شریک نہو نوبہین نے کہا مین حاضر ہون مجھے کسی کام مین حضور کے عذر نہین ہی ہر حال تمھارے حکم کا تابع فرمان ہون جو فرماؤ بدل و جان بجالاؤن شاہزادون نے فرمایا ہم امروز فردا مین تمھین بطریق رسالت ملک فرقوت شاہ بادشاہ کے پاس بھیجا چاہتے ہین نوبہین پریزاد نے کہا کہ مین حاضر ہون بسر و چشم جاؤنگا پھر شاہزادون نے ملک فرقوت درخشندہ تاج کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد از حمد خداے جہان و نعت پیغمبران اے شاہ دلاوران ہمنے سُنا ہی کہ خداوند تعالی نے چار بیٹیان تمکو عنایت فرمائی ہین اور ہم چار بھائی حقیقی شاہزادگان ملک ارض الذہب حسب اتفاق تمھارے ملک مین وارد ہوے ہین اور اب ہمارا قصد ہی کہ اُن چارون گوہر شہریاری کو اپنے رشتۂ سلک ازدواج عقد شرعی مین منسلک کرین پس آپکو بھی مناسب ہی کہ ایسی نسبت کو باعث افتخار حیات و دولت زیست کا سمجھکر تعمیل احکام شریعت بجالاؤ کہ خداوند کریم نے آپکو گوہر مقصود دلی و دُر مراد مطلوبی گھر بیٹھے صدقہ تمنا مین دیا

اور پھر ایسی نسبت اگر چراغ لیکے ڈھونڈھو گے تو تمکو میسر نہ آئیگی کہ چارون شاہزادیان ایک ہی جا پر آرام تمام
محفوظ و مسرور رہینگی باقی والسلام نوبین پریزاد نامۂ عالی لیکر شہر درخشانیہ مین آیا اور بارگاہ سلطانی مین ملک
فرقوت درخشندہ تاج کے پہونچا قضارا نوبین پریزاد کے وارد ہونے سے پہلے ایک ایلچی سوال نامے
بادشاہ زنگبار قاف کا دیو زنگول کی طرف سے اس مضمون کا نامہ لایا تھا کہ تم دو بیٹیان اپنی سوال کے
ہاتھ ہمکو بھیجو کہ ایک کا ہم اپنے ساتھ اور دوسری کا اپنے بیٹے کے ساتھ عقد کر دین اور باقی ماندہ دو لڑکیان
بعد کو بھیجدینا کہ ایک کا وزیرزادہ کے ساتھ اور دوسری کا وزیر کے ساتھ عقد کر دینگے اور ہرگز ان دونون
شاہزادیون کے بھیجنے مین توقف نہ کرنا تا رسم محبت و اخلاص آپسمین جاری رہے ملک فرقوت درخشندہ تاج
کی نظر سے جو یہ نامہ گذرا بسان مار دم بریدہ کیطرح سے پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہا اور بنظر کثرت فوج اور شرارت
ذاتی زنگول کے دم نہ مارا اور یہ بھی ایک باعث تھا کہ یہ ملک فرقوت مسلمان خدا پرست تھا اور وہ کافر
ابلیس پرست تھا اور کنارہ پر کوہ قاف کے ایک زمین طویل زنگبار قاف کے نام سے مشہور ہی اور جو دیو
اُس سرزمین مین پیدا ہوتا ہی رنگ اُسکا سیاہ ہوتا ہی اور سب دیوؤن سے قوی تر ہوتا ہی اس وجہ سے
وہان کے لوگ زنگی خطاب کیے جاتے ہین دوسرے ستارہ بھی اُنکے ملک کا بلاد المریخ و بلاد السودان ہی
اور بادشاہ وہان کا قدیم سے زنگول کے خطاب سے چلا آتا ہی اب آمدیم برسر مطلب کہ نوبینہ پریزاد
نے نامہ شاہزادون کا بھی ملک فرقوت درخشندہ تاج کو دیا بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر وزیر کو دیا اور کہا
یکہ نشد دو شد یعنی این گل دیگر شگفت وزیر نے عرض کی کہ جناب عالی غلام کے نزدیک یہ نسبت شاہزادوں کا
نہین ہی بلکہ یہ حضور کو ایک وسیلہ غیبی ہاتھ آیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی ملک فرقوت درخشندہ تاج نے کہا
خیر اب اس ایلچی زنگول کو کیا جواب دینا چاہیے یہ باتین تو ہو رہی تھین کہ سوال بداعمال نے وزیر کے
ہاتھ سے وہ نامہ شاہزادون کا چھین لیا اور دیکھکے آگ ہو گیا اور نوبین پریزاد سے کہا کہ اے مردک
شامت زدہ تیرے شاہزادہ انھین ہزار دیو کی جمعیت سے زنگول سے مقابلہ کرینگے جو فی زمانہ تمام دشت
قاف کا بادشاہ ہی اور ایک لاکھ دیو خونخوار و آزمودہ کار ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب موجود رہتے ہین اور
ہرچند کہ تیرے شاہزادے بیچارہ نادانست ہین مگر تو اپنی چشم کور سے نہین دیکھتا کہ سفیر بادشاہ زنگبار
دربار مین موجود ہی اور تجھے اتنی جرأت نامہ گذرانے کی ہوئی اور تو نے کچھ خوف نہ کیا پس اس تیری حرکت
بیہودہ سے صاف ظاہر ہی کہ تو اپنے شاہزادون کا خیر خواہ نہین ہی اور جان و مال اُن بیچارون کا مفت ایسے
بادشاہ جلیل القدر کے ہاتھ سے برباد کرایا چاہتا ہی اور یہ خوب یاد رکھ کہ جسوقت زنگول کو خبر اس امر کی ہوگی
فورا تیرے شاہزادون کو مثل ایک حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹا دیگا کہ نام و نشان بھی کسی کو نہ ملیگا

نوبین پریزاد کے اس سخت کلامی سے کبھی کان بھی آشنا نہ تھے کمال غضب کے ساتھ یہ جواب دیا کہ او روسیاہ دیو دراصل تو پاجی بلکہ اتیچ ہی اور تیرا آقا بھی کہ جسنے تجھ ایسے حرام خور دریدہ دہن کو عہدۂ رسالت و پیکر خدمت مین بادشاہون کے بھیجا ہی آگاہ ہو و بگوش سُن کہ جب نوبت تلوار پہونچتی ہی اُسوقت ہزار پر ایک جوان بھاری ہوتا ہی اوران ہزار سوار پہ کیا موقوف ہی اگرچہ مین ایک جزو ضعیف ہون مگر جسوقت کہ ارادہ کرون تو فوج ولشکر دو لوبری تمام عالم بھر دون پھر ہمارے شاہزادون کی برابری وہ ہیچیشی اُس کا فرمردار خوار راندۂ درگاہ حضرت سلیمانؑ سے کہ جسکو تو اپنا سردار قرار دیتا ہی کرنا ننگ وعار ہی پس تمام اہل دربار نے روبرو ملک فرتوت درخشندہ تاج کے نوبین کی حسن تقریر اور شیرین بیانی پر تحسین وآفرین کی اور کہا کہ خوب دندان شکن جواب دیا سودال بدبال نے کہ نوبین سے کہین قوی تر تھا ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ نوبین بیہوش ہوگیا اہل دربار نے بمنت نوبین کو اس بد آئین سے نجات دلوائی جب نوبین ہوش مین آیا سودال نے اُسکو ایک ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور کہا کہ ای پریزاد ضعیف البنیاد تونے اپنی سخت کلامی کی سزا پائی یا ابھی باقی ہی نوبین بولا ای ملعون اگر تلوار کی نوبت آتی تو مین تجھے بتاتا کہ پریزاد ضعیف الخلقت ایسے ہوتے ہین عقاب کے غائب ہوجانے سے بہادری شہباز کی جاتی نہین رہتی سودال قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ مین تیری سخت زبانی و نزاکت بیانی سے خود ہی قتل ہوگیا اور پھر کسی نے تیرے ہی حسب حال شاید کہا ہی شعر

خود گلا کاٹون اگر خنجر عنایت کیجیے | دیکھیے دُکھ جائیگی نازک کلائی آپکی

اور وہان جب شاہزادون کو نوبین کے حال کی خبر ہوئی ہر ایک نے سودال کی گوشمالی کا قصد کیا مگر بھجون کہ سب سے چھوٹا بھائی تھا سوار ہوکر بارگاہ مین ملک فرتوت درخشندہ تاج کے تشریف لایا اور نوبین کو ستون سے کھول دیا پھر سودال سے فرمایا کہ او حرامزادے مغرور مصرعہ بیاتا چہ داری زمردی نشان سودال نے چاہا کہ ہاتھ بڑھاکے گریبان شاہزادہ کا لے کہ شاہزادۂ بھجون نے خنجر سے ہاتھ اُسکا قطع کردیا سودال نے دوسرے ہاتھ سے وار شمشیر کا سر پر شاہزادہ کے کیا شاہزادہ نے اُسکا وار رد کرکے ایک ہی ضرب شمشیر مین اُسکو جہنم واصل کیا پس تمام دیو ہمراہی اُس مادر بخطا کے شاہزادہ پر ہر چہار طرف سے گھیر کے حملہ آور ہوے شاہزادۂ بھجون اور نوبین پریزاد نے جنگ رستمانہ ایسی کی کہ تھوڑے عرصہ مین پچاس دیوون کو داخل جہنم کیا اور باقی لاش سودال کو لیکر قاف کو روانہ ہوے ملک فرتوت نے بتعظیم وتکریم تمام شاہزادہ کو اپنے پہلو مین جگہ دی اور نہایت مدارات سے پیش آیا اس عرصہ مین یہ تینون شاہزادے بھی داخل بارگاہ ہوے ملک فرتوت نے محفل نشاط آراستہ کی اشعار

مغنی گلبانگ در میان آمد | بربط وچنگ در فغان آمد
خستہ دہ جام وگریۂ مینا | شست گرد ملال از دلہا

ملک فرتوت درخشندہ تاج نے شاہزادہ مہرون سے پوچھا کہ اے دلاور یونتو آپنے غریب خانہ کو نور قدم
فرخندہ پئے سے روشن و منور فرماکے اس خاکسار کو سرفراز فرمایا اور مجھے ممنون و مشکور کیا لیکن باعث ان
عنایات و اشفاق کا معلوم نہوا شاہزادہ مہرون نے کہا اے شہریار ذی اقتدار ہم چارون بھائی حقیقی سلطانہ
قیصر نوش بادشاہ ارض الذہب کے فرزند ہین اور بیس برس ہوے کہ ہم زیارت والدین سے
بوجوہات چند در چند محروم رہے اب ہم بشوق زیارت والدین جاتے تھے کہ اثناے راہ مین ہمنے سنا
کہ یہان کے فرمانروا کی بھی چار دختر بلند اختر ہین ہمنے صلاح کی کہ ظاہرا اسباب ایسی نسبت اور کہین
میسر نہ آئیگی کہ ہم چارون بھائی اور وہ چارون بہنین ایک ہی خاندان کی ہین اسیواسطے تمکو پیام بھیجا
ملک فرتوت درخشندہ تاج نے کہا کہ مجھے بھی تمھاری نسبتین بدل قبول منظور ہین بلکہ اپنا فخر
جانتا ہون لیکن تمنے اس بلاے بے درمان کو مثل خانہ زنبور کے چھیڑ دیا ہے خدا خیر کرے
کسواسطے کہ مین تاب مقابلہ اُنکا نہین لاسکتا شاہزادہ مہرون نے فرمایا کہ بعد نسبت تمھارے
قبول کرنے کے وہ زنگیان جنھین تم بلاے بے درمان اور فوج کو اُسکی خانہ زنبور جانتے ہو اُنکا مطالبہ
ہمارے ذمہ ہے تم کچھ خوف نہ کرو ملک فرتوت نے کہا تم پریزاد وہ دیوزاد و غول صحرائی تمھارا
اور اُنکا مقابلہ کیونکر ہوسکتا ہے شاہزادہ مہرون نے فرمایا کہ ایک تھوڑی مدد بھی اگر تم دو
تو ہم اُنکی ایسی گوشمالی قرار واقعی کرین کہ وہ مدت العمر یاد کرین ملک فرتوت نے کہا کہ جان و
مال سے جس طرح کہو مین حاضر ہون شاہزادون نے فرمایا کہ خیر اب ہم جب تک کہ یہ معاملہ
جنگ ایک سو نہ کرلینگے اسوقت تک تمھارے یہان عقد بھی نہ کرینگے ملک فرتوت نے پھر
ایک بارگاہ عالیشان فرش و فروش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرائی اور
شاہزادون کی دعوت شاہانہ کی اور وہی مقام آرامگاہ قرار دیا شاہزادے دن بھر تو حرف و حکایات مین
رہتے تھے اور شب کو اپنی اپنی معشوقون کے پاس عیش کرتے تھے

اب ملک زنگبار کا حال گذارش ہوتا ہے

کہ جب دیوزادون نے لاش سودال کی ملک زنگول کے پاس پہونچائی اور تمام کیفیت بیان کی پس زنگول کا
یہ سننا تھا کہ آتش غضب سر سے تا پا ایسی مشتعل ہوئی کہ دُھوان سینہ اور دماغ کے پار نکلگیا اور اُسی وقت
افسران فوج کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسیوقت ہمارا لشکر ظفر پیکر تیار ہو اور پیش خیمہ بیرون شہر استادہ کیا جاے غرض
اسّی ہزار دیوان آزمودہ کار مثل زنگال فیل سر اور بارنا یک خوک پیشانی اور دیو سارے رعد آواز اور سہمگین بنا
خا فیل اور خر پشتر و ثعبان کو روانہ شہر درخشانیہ کیا جب آمد لشکر زنگول ملک فرتوت نے سنی اُسنے بھی آراستگی کا لشکر کو حکم دیا

تصویر شاہزادہ مجنون کا معرکہ جنگ مین آنا اور مارا جانا زنگول کا اور ملک فرتوت کا
فتح یاب ہونا
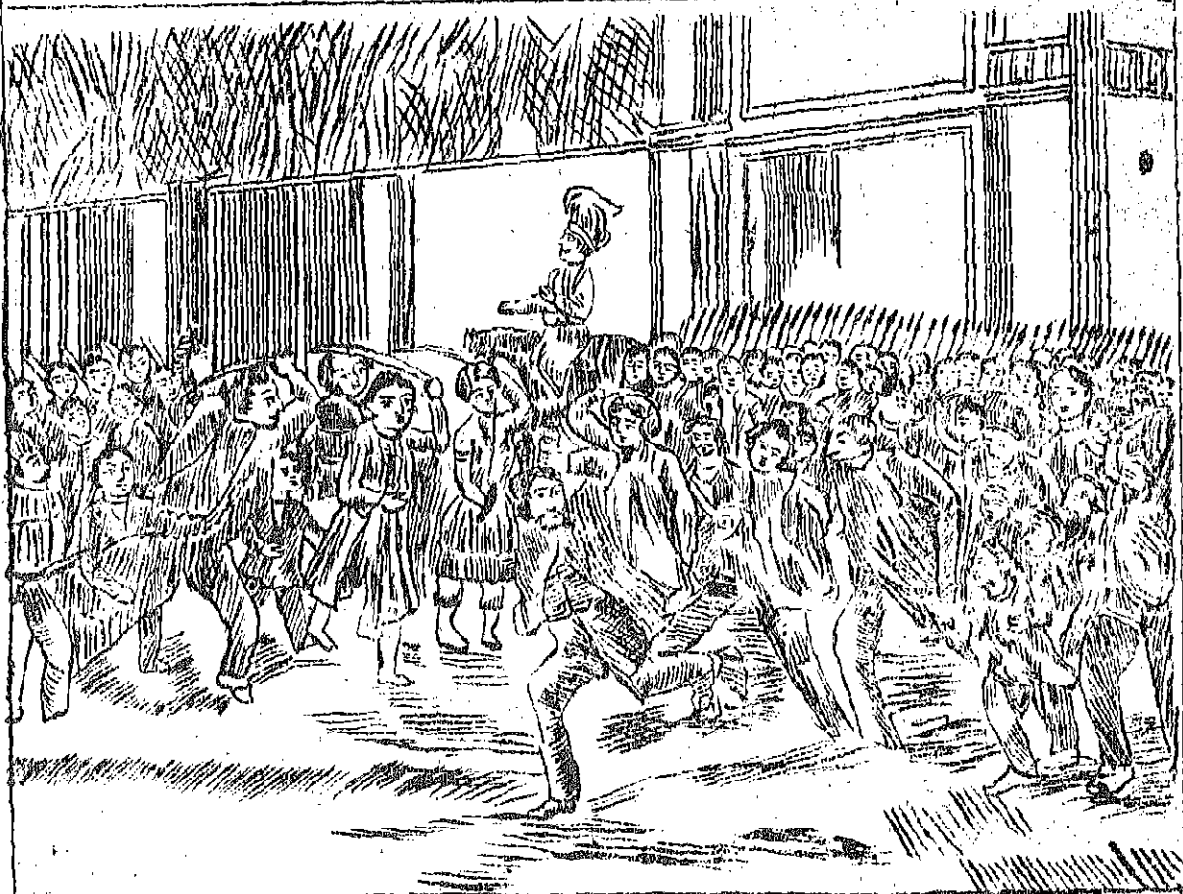
اس عرصہ مین لشکر شرارت اثر زنگول بدسیر کا قریب شہر کے پہونچ گیا ملک فرتوت نے باہر شہر کے ایک
میدان وسیع مین اپنا لشکر آراستہ کیا تھا زنگول نے پہلے ایک دیو چرب زبان کو ملک فرتوت کے پاس
بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ہم معاملہ گذشتہ سے درگذرے اور ہمکو کسیطرح کا فتور منظور نہین ہے الا تمکو مناسب ہی
کہ اب بھی تم اپنی دو بیٹیان بلا عذر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ تم صدمہ لشکر قیامت اثر سے محفوظ رہو آیندہ
تمکو اختیار ہی شعر

منت آنچہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

ملک فرتوت درخشندہ تاج خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن شاہزادون نے اس پیام کا جواب
سخت دیا کہ طرفین سے صف آرائی شروع ہوئی اور زنگول فیل سر میدان مین آیا اور ادھر طرف سے

دیو شہرنگ سپہ سالار ملک فرتوت مقابل ہوا اور ایک ہی ضرب دار شمشاد سے زنگول کو زخمی کیا کہ شانہ زنگول کا بیکار ہو گیا اُسکے بعد ارناہک خوک پیشانی کے ہاتھ سے پانچ دیو ملک فرتوت کے قتل و زخمی ہوے دوسرے روز غزیو شتر دندان معرکہ آرا ہوا اسطرف شاہزادہ مجنون جنگ گاہ مین تشریف لایا اور غزیو کو قتل کیا قصہ کوتاہ پانچ سردار لشکر زنگبار کے پے در پے مقابلہ پر شاہزادۂ مجنون کے آئے دو زخمی ہوے باقی قتل ہوے زنگول نے دیکھا کہ ایک ایک دیو ان پریزادون کا مقابلہ نہین کرسکتا تب جنگ مغلوبہ کا حکم دیا دونون لشکر بایکدگر باہم وصل ہوگئے اور تیر تبر و شمشیر و گرز و نیزۂ و پیکان ایسے چلنے لگے کہ اپنے اور بیگانے کی تمیز نہ ہوئی شاہزادۂ مہرون نے ارناہک کو قتل کیا اور اسی طرح شاہزادۂ بدرون اور شاہزادۂ قمرون نے بھی چند پہلوان نامی و گرامی کو قتل کیا اور اب ہجوم دیوان شاہزادہ مجنون پر زیادہ ہوا اور شاہزادہ بھی بڑی مردانگی سے لڑا لیکن بوجہ کثرت فوج زنگول کے لشکر مین گرفتار ہو گیا اور زنگول نے اسیوقت شاہزادۂ مجنون کو اپنے عیار کے ہاتھ قاف کو روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی اس امر کی اطلاع نہ کرے آخر تین روز اسی صورت سے جنگ و پیکار رہی اور کشت و خون اس کثرت سے ہوا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہو گئی اور کشتون کے پشتے اور سرون کے انبار اور خون کے دریا جاری ہوگئے تھے چوتھے روز بوق بازگشت کی آواز حرب گاہ سے بلند ہوئی اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے شاہزادون نے جو شاہزادۂ مجنون کو نہ دیکھا تمام قتل گاہ مین تلاش کیا لیکن کہین پتا نہ پایا ایسا صدمہ سخت ہوا کہ تینون بھائیون نے گریبان اپنا از سر تا پا چاک کیا اور نوبت بجنون پہونچی اور اس حال سے ملکہ زیباطراز شاہزادۂ مجنون کی معشوقہ کو جو خبر پہونچی اُسکو بھی ایسا اپنے معشوق کے گم ہونے کا صدمۂ جانکاہ ہوا کہ غش کھاکے زمین پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی جب ہوش مین آئی تو اپنے آپے مین نہ تھی جب زنگول نے فہرست مقتولان لشکر کی اپنے دیکھی تو دو حصہ لشکر اپنا قتل اور زخمی پایا اور جنگ کی اپنے مین طاقت نہ پائی دوسرے روز مع اپنے لشکر کے فرار ہو گیا اور اثناے راہ مین سرداران لشکر سے اپنے کہا کہ ایک جوان رستم توان ایسا ہمارے ہاتھ آیا ہی کہ ہمین لشکر کے قتل و غارت ہونے کا کچھ غم نہین ہوا مگر افسوس کی بات ہی کہ اُن جوانان باقی کا ہمسے کچھ تدارک نہوسکا تنجار گندہ دہن عیار نے زنگول سے کہا کہ اے بادشاہ تم ناحق تردد کرتے ہو مین دو روز کے عرصہ مین اُن تینون جوانون کو بھی گرفتہ و بستہ تمہارے پاس لاکر حاضر کر دونگا زنگول نے کہا اگر ایسا تو کریگا تو مین تجھکو انعام بے حد و شمار اسقدر دونگا کہ تجھے مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا وہ حرامزادہ تین نفر دیو ہمراہ لیکر کوہ درخشانیہ کو روانہ ہوا اور یہان گم ہونے سے شاہزادۂ مجنون کے ایسی پریشانی ہوئی کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی آخر شاہزادون نے فغفور کلنگ پرواز عیار کو ملک فرتوت داشمند قنیر

کے لشکر مین برائے تلاش بھیجا کہ شاہزادہ مجنون کو تلاش کرکے پتا لگائے قنطور رکانگ پرداز عیار جو
ملک زنگبار مین گیا اُسنے شاہزادہ کا کہین مذکور بھی نہ سُنا مجبور ہوکر شاہزادون کے پاس واپس آیا اور
کہا کہ زنگول کے لشکر مین ہے کسی کی زبانی شاہزادہ مجنون کا ذکر بھی نہین سُنا اس خبر وحشت اثر کے
بیان سے اور زیادہ تر تشویش ہوئی اور ملکہ زیبا طراز معشوقہ شاہزادہ مجنون غلبۂ جنون وسوداے
عشق سے ایسی از خود رفتہ ہوئی کہ دین و دُنیا اندھیر ہوگئی تھی آخر ایک روز جوش سوداے عشق مین ایسی
بیخود ہوئی کہ بے اطلاع ایک طرف کو نکل گئی نوبین پرپیزاد عرصۂ دراز تک اسکے چلنے کا منتظر رہا آخر کار ناچار
وہ بھی شاہزادہ شمسون مہر طلعت کیخدمت مین روانہ ہوگیا

اب راوی تنجار گندہ دہن عیار کا حال بیان کرتا ہی

کہ وہ عیار نابکار مع تینون نفر دیو اشرار کے کوہ درخشا نیمروز مین آیا وہان اُسنے سُنا کہ شاہزادے
اپنے بھائی کی تلاش مین نکل گئے تنجار بلباس فقیرانہ کوہستان کی راہ سے روانہ ہوا بعد ایک ہفتہ کے ایک
تکیۂ فقیر مین وارد ہوا اتفاقاً شاہزادے بھی حیران و پریشان سرگردان ہوتے ہوے اُسی تکیہ مین پہونچے
تنجار اور دیوؤن نے جو شاہزادون کو دیکھا اُسوقت چھپکے ہو رہے رات کو بیہوشی سے اُن آوارگان قسمت ادبار

کو بیہوش کیا اور جدا جدا پشتارہ باندھکر بطرف قاف زنگبار ہوے اور ادھر نوبہین پریزاد بعد چند روز کے
شہر استبرقیہ کے قریب لشکر ظفر پیکر شاہزادہ شمسون مہر طلعت دلاور مین پہونچا اور بعد ملازمت کے تمام
سرگذشت شاہزادون کی شاہزادہ شمسون سے بیان کی شاہزادہ نے جو یہ خبر جگر خراش سنی
تو ان نے جوش مارا آنکھون مین زمین و آسمان تاریک ہو گیا اور کمال درجہ ملال طبع نازک پر گذرا قویل دانا
سے کہ یہ وزیرزادہ فن نجوم مین یکتاے روزگار تھا احوال شاہزادون کا پوچھا قویل دانا وزیرزادہ نے
قرعہ پھینکا اور حال سب دریافت کرکے شاہزادہ شمسون سے بیان کیا اور کہا کہ اے شہریار غلام کو معلوم
ہوتا ہے کہ شاہزادے ملک زنگبار مین نہایت قید سخت مین گرفتار ہین اتنے مین قنطور کلنگ پرواز عیار
ملک فرتوت کا بھی معرفت نوبہین پریزاد کے خدمت مین شاہزادہ شمسون کے حاضر ہوا اور
عرض کی کہ ملک فرتوت درخشندہ تاج نے مجھے واسطے دریافت حال شاہزادہ نجمون کے
بھیجا تھا اے شہریار غلام نے اکثر لوگون کی زبانی سنا کہ شاہزادہ نجمون نہایت سخت مصیبت مین
گرفتار ہے بلکہ زنگول نے شاہزادہ نجمون کو قتل کا حکم دیا تھا لیکن شاقول بن زنگول نے
منع کیا اور اپنے باپ کو اس حرکت سے ابھی تک باز رکھا اور کہا کہ اے شہریار تجار عیار اسکے
ان تینون بھائیون کو لے آوے تو چارون بھائیون کو ایک ہی بار قتل کرنا چاہیے خانہ زاد
یہ سنکے وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ تجار عیار ان تینون شاہزادون
کا بھی پشتارہ باندھے خیزا خیز لیے چلا جاتا ہے اور تین نفر دیو بھی اسکے ساتھ تھے غلام سے بوجہ
تنہائی کے کچھ علاج نہ ہو سکا آخر مجبور و مایوس وہان سے بجلدی تمام آکر غلام نے اپنے آقا سے
اس خبر کو بیان کیا آقا نے فورا حضور کی خدمت مین روانہ کیا اور کہا کہ اسیوقت جا اور جسقدر جلد
ہو سکے جلد اسکی اطلاع حضور سے کر شاہزادہ شمسون نے نازیل دیو قوی ہیکل کو پچاس ہزار
دیو کی جمعیت سے کہ ہر ایک ان مین اپنے وقت کا رستم و اسفندیار نہایت ہوشیار و کارگذار
جنگ آزما چالاک تھا ملک زنگبار و قاف کو روانہ کیا اور نہایت تاکید کی کہ خبردار بہت جلد
پہونچنا اور جس طرح سے کہ ہو سکے جان لڑا دینا اور شاہزادون کو ان نابکارون کے ہاتھ سے
چھین لینا خبردار یہی وقت جانبازی اور سرفروشی کا ہے کہ یہ وقت و معرکہ بھی یادگار زمانہ ہو جائیگا
اور لوگ جو کہ صاحب ہمت اور قدردان ہین وہ تواریخون مین آب زر سے اس معرکہ کو لکھینگے
پس بمجرد پانے اس حکم کے فورا فوج مین نقارہ کوچ کا بجگیا اور کمربندی ہو گئی اور نازیل دیو اسیوقت
معہ فوج کے روانہ ہوا دوسری عرضی حسان پریزاد کی اس مضمون کی گذری کہ اے بادشاہ جمجاہ

غلام اپنے ملک مین آیا اور مین نے سنا کہ قمران بن شہرروم نے اس عرصہ مین دوسری جگہ نکاح کیا اب سرو بالا پری سے اسکو کسی طرح کی غرض نہین ہی مین باسامان عروسی شہر جزیرہ مین پہونچا کہ وہ دار السلطنت ملک ارشون ہی ملک ارشون نے دوسرے روز بتزک تمام سرو بالا سے میرا عقد کر دیا اور بعد چند روز کے مین ملک جزیرہ سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو مع عروس کے روانہ ہوا کہ کسی در اندازنے قمران کو خبر دی کہ تمہاری نامزد کو فلان شخص لیے جاتا ہی قمران فوراً بمجرد سننے اس خبر کے چالیس ہزار دیو و پری کی جمعیت سے اثنار راہ مین ہمارا سدّ راہ ہوا ہمنے پہلے نرم زبانی و منت و سماجت کی جب ہماری انکساری کو وہ خیال مین نہ لایا آخر ناچار نوبت حرب و ضرب کی پہونچی اور طرفین سے کشت و خون بہت ہوا تا اینکہ فدوی بھی ہاتھ سے قمران کے زخمی ہو گیا اور لشکر بھی میرا پس پا ہو گیا اور مجھکو چند رفقا ایک غار کوہ مین لیگئے اور وہان لیجا کر پوشیدہ کر دیا اور اب میرا وہین علاج ہوتا ہی اور قمران سرو بالا کو اپنے مکان مین لے گیا غلام نے بھی ایک مخبر معتمد کو واسطے استخبار حال کے روانہ کیا تھا اُسکی زبانی یہ معلوم ہوا کہ راہ مین قمران نے سرو بالا سے پوچھا کہ اب تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا کہ جو نوشتۂ تقدیر تھا وہ ہو چکا قمران نے کہا سچ ہی مجھے بھی اب تیری خواہش نہین رہی لیکن مین تجھے ایسی قید سخت مین بھیجونگا کہ تو اپنی زندگی کو بدتر از مرگ سمجھے گی یہ کہکے جب اپنے ملک مین پہونچا تو سرو بالا کو ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین قید کیا اور ایک وقت کھانے کو دیتا ہی اور اُسکی جورو ایسی محیط ہی کہ اُسکی وجہ سے سرو بالا کا نام بھی نہین لے سکتا اور فدوی بھی اب اچھا ہو چکا ہی انشاء اللہ تعالے عنقریب با جمعیت قلیل حاضر خدمت ہوتا ہی یہ فقط اطلاعاً حال گذارش خدمت کیا ہی اور ملک ارشون آپ کے خسر نے بھی پوشیدہ کچھ فوج میرے ہمراہ کر دی ہی امیدوار ہون کہ حضور بھی اس غلام خاص کو بمدد و امداد یاد فرماوین شاہزادہ شمسون نے فرمایا کیا خوب شعر

ہردم ز زمانہ داغ غم بر جگر نہند	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہند

مین خود شاہزادون کے حال مین متردد ہون یہ قصہ دوسرا درپیش رہا حیران ہون کہ کسکو واسطے مدد حسان کے بھیجون کہ شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ نے دست بستہ عرض کی کہ فدوی اس خدمت کے لائق ہی شاہزادہ شمسون مہر طلعت نے خلعت شاہانہ شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ کو دے کے اُسیوقت چالیس ہزار دیو و پری کی جمعیت سے واسطے امداد حسان پریزاد کے روانہ کیا

اب دو کلمہ حال شاہزادۂ نجمون کا گذارش ہوتا ہی
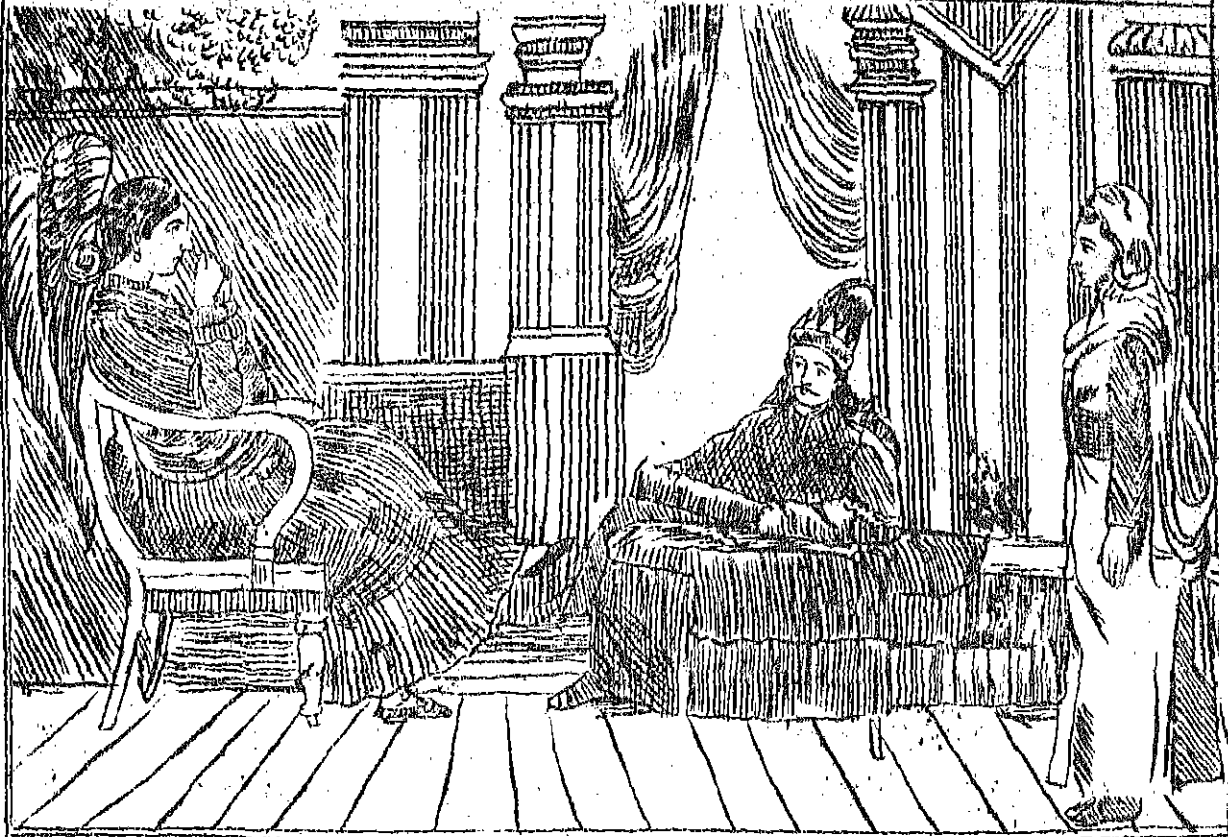
بیا ای بریشم زن طرفہ رود | کہ ہم طرفہ روی و ہم طرفہ گوی
بیک نغمہ دلکشم بندہ کن | ز چشمم بکش ور لبم زندہ کن

راوی کہتا ہی کہ جب زنگول دیو نے شاہزادۂ نجمون کو کوہ درخشان سے ملک زنگبار کو روانہ کیا اور خود داخل شہر ہوا تو اُسکی بیٹی زنگولہ فتنیلہ مو نے کسی تقریب سے شاہزادۂ نجمون کو دیکھ لیا اور بے اختیار اُسکے عشق مین مبتلا ہو گئی آخر ایک مرد معتمد کی معرفت زندان مین شاہزادہ کو یہ پیام بھیجا کہ ای جوان پریزاد اگر تو مجھسے ہم صحبت ہو تو مین تیری رہائی مین کوشش کردن نہین تو کوئی صورت تیری رہائی اور جان بری کی نظر نہین آتی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا آخر تنجار عیار اُن تینون شاہزادون کو بھی لے آیا اور زنگول نے حکم دیا کہ جلد چار دارین بازار چوک مین استادہ ہون کہ مین دشمنان جان و تشنہ خونون کو اپنے تیرباران کرونگا شاقول بن زنگول کہ یہ بھی پریزادے ہی سو جسسے ایک گونہ پریزادون سے میلان طبع رکھتا تھا اُسنے باپ سے کہا کہ ای پدر بزرگوار اُنکے قتل مین اسقدر تعجیل کیا ضرور ہی بلکہ اُنکو الگ الگ بازارون کے چوراہے پر قتل کرنا چاہیے تاکہ اور لوگ بھی دیکھین اور دوسرون کو رعب و عبرت ہو اور زنگولہ فتنیلہ مو نے

پھر اپنے عیار بچے سرگین بن تنجار کو شاہزادہ بجھون کے پاس بھیجا اور کہا اے بیوقوف آخر تو نے اپنی ہلاکت
قبول کی اور میرے کہنے کو ٹال دیا خیر اب بھی باغ مین جو میرے پاس پہونچ جا تو پھر مین سمجھ لونگی شاہزادہ بجھون
ناچار عیار بچے کے ساتھ بحفاظت تمام زندان خانہ سے زنگولہ کے پاس پہونچا شاہزادہ نے زنگولہ کو حد سے
زیادہ سیاہ فام دیکھا لیکن چہرہ پر نمک و شوخی حد سے زیادہ پائی کہ گویا شوخی ہر رگ و پے مین کوٹ کوٹ کے
بھری تھی ہر ایک ریشہ ریشہ سے شرارت ظاہر ہوتی تھی زنگولہ فتیلہ مو نے نہایت خاطر و مدارات شاہزادہ
کی کی شاہزادہ بجھون بھی بظاہر داری تمام خوش اختلاطی و خوش مزاجی و گرمجوشی سے پیش آیا اور کہا اے
زنگولہ فتیلہ مو اگر تجھکو میری خوشی منظور ہے تو میرے بھائیون کو بھی اسیطرح باغ مین اپنے پاس بلا لے زنگولہ فتیلہ مو
نے کہا کہ صبر کرو کل مین انکو بھی بلوا لونگی جب صبح ہوئی نگہبانان نے رپورٹ داروغہ زندان سے کیا کہ شاہزادہ
بجھون خود بخود زندان سے غائب ہو گیا اور دروازے زندان خانہ کے سب بدستور مقفل رہے داروغہ نے
بادشاہ زنگول سے عرض کی کہ شاہزادہ بجھون خود بخود زندان سے غائب ہو گیا اور طرفہ یہ تھا شاہا کہ
دروازے زندان کے ہنوز مقفل موجود ہین زنگول نے تنجار عیار سے کہا کہ اے مادر بخطا جسطرح ممکن ہو جلد
اس جوان کو پیدا کرو ورنہ تو عوض مین اسکے قتل کیا جائیگا اور حکم دیا کہ ان تینون شاہزادون کو ہمارے پاس
لاؤ اور تیر انداز کرو مبادا ایسا نہو کہ یہ بھی اسیطرح غائب ہو جائین اتفاق سے شاہ قول اسوقت دربار مین
نہ تھا کہ بسفارش پیش آتا آخر جلادون نے شاہزادون کو لاکر زیر دار کھڑا کیا اور منتظر حکم کے تھے کہ سرگین عیار بچہ
نے شاہزادہ بجھون اور زنگولہ فتیلہ مو کو اس حال سے اطلاع دی کہ اسوقت تینون شاہزادے تیرباران
ہونے کو آئے ہین شاہزادہ بجھون نے زنگولہ فتیلہ مو سے کہا کہ میرے ہتھیار جلد منگوا دے کہ مین تیرا کمال
ممنون و احسانمند ہونگا اور اگر زندہ رہا تو بصحت و عافیت ابھی تیرے پاس آیا ورنہ میرے حق مین دعا سے
خیر کرنا زنگولہ نے کہا کہ اے جوان دلاور ہتھیار تیرے اول ہی سرگین عیار لے آیا ہے اور وہ حاضر ہین میری
دانست مین تیرا وہان جانا مصلحت نہین ہے شاہزادہ بجبر زنگولہ سے رخصت ہو کر مثل شیر ژیان باغ سے نکلکر
زیر دیوار تشریف لایا اور وہان دیکھا کہ شاہزادہ مہرون اور قمرون اور بدرون بپا بہ جولان طوق و زنجیر
مین مسلسل سرنگون چپ و خاموش کھڑے ہین اور جلاد تلوار علم کیے منتظر حکم شاہ کھڑا ہے اور ہر چہار طرف تیر
نگران ہے شاہزادہ بجھون نے اول سنگ اندازون و جلاد کو قتل کیا اور زنجیر انکی اسی تلوار آبدار سے قلم کر کے
اپنے بھائیون کو رہا کیا کہ اتنے مین تمام محافظان و نگہبانان زندان نے شاہزادون کو چہار طرف سے گھیر لیا
اور حملہ آور ہوے شاہزادون نے بھی زنگیون کو قتل کیا اور کچھ زخمی ہوے اسی ہنگامہ مین زنگول بھی آیا
اور اسنے عجب حشر برپا دیکھا کہ ہر چہار طرف سے صدا سے بکش اور بزن آرہی ہے اور کسی دیو پا ہزاد کو اپنے

بیگانہ کا ہوش نہین ہوا آخر تا وقت زوال یہ معرکہ جدال و قتال گرم رہا کہ تلوارین آرہ ہوگئین اور دست و پا مین طاقت نرہی ناچار ہوا ایک عالم مایوسی مین شاہزادون نے طرف آسمان کے دیکھکر دعا کی کہ خدایا تو ہی محافظ جان و آبرو ہوا ابھی پوری دعا تمامی کو نہ پہونچی تھی کہ خداوند چارہ ساز دو عالم کی یہ قدرت ظاہر ہوئی کہ اسیوقت ناز بل ہو یوقوی ہیکل معرکہ جنگ مین پہونچا اور یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر جو حملہ آور ہوا تو ایک دم واحد مین تمام زنگیان روسیاہون کو خاک مذلت مین ملا دیا اور زنگول بھی شاہزادہ مہرون کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا جب زنگول قتل ہوچکا تو باقی ماندون نے امان مانگی شاہزادون نے شاقول بن زنگول کی خطا معاف فرمائی اور تخت سلطنت زنگول کا اُسی کو بخشا شاقول نے ایک ہفتہ تمام لشکر کی مہمانداری کی اتفاقاً دیو ناز بل نے زنگولہ قتیلہ مو کے حسن و جمال کی تعریف سنی اور شاہزادون سے عرض کیا کہ غلام نے زنگولہ قتیلہ مو کی تعریف از حد سنی ہو امیدوار ہون کہ اُسکا عقد میرے ساتھ حضور کرادین شاہزادہ مہرون نے شاقول سے کہا شاقول نے اسیوقت بلا عذر اپنی بہن کا عقد دیو ناز بل سے کر دیا وہ بیچاری بعد مدت دراز کے اپنی آرزوے دلی کو پہونچی اور بعد طی ہونے ان مرحلہ جات کے شاہزادے وہان سے ملک درخشان مین آئے اور دیو ناز بل نے رخصت طلب کی شاہزادون نے فرمایا کہ ہم بعد جشن کتخدائی کے تمکو رخصت کرینگے یہ کہکر روانہ ہوے جب ملک فرتوت درخشندہ تاج نے سُنا کہ شاہزادے کا صاحب تشریف لاتے ہین برسم استقبال تا در شہر پناہ آیا اور بڑی عزت و کر و فر سے زر سرخ شاہزادون پر سے نثار کرتا ہوا اندر شہر کے لیگیا اور شاہزادیان اس مژدہ جان بخش کے سُننے سے نہایت مسرور ہوئین اور سجدۂ شکر پروردگار عالم کا بجا لائین قصہ مختصر ملک فرتوت نے کتخدائی شاہزادیون کی ایسی دھوم سے کی کہ اگر سامان اُسکا لکھا جاے تو ایک دفتر ہو لہذا حوالہ قصہ خوان کیا گیا خلاصہ یہ کہ ملک فرتوت نے جتنے حاجتمند کہ اُسکے ملک مین تھے سبکی حاجت بعنوان شایستہ پوری کردی

اور عام فقرا و مساکین کے کاسہ طمع کو زر و جواہر سے بھر دیا اور غنی کر دیا ابیات

حریفان از مدام لالہ گون مست
سہ ماہی پی بہ پی ساغر کشیدند

ز مستی چون سبو گردید ہمدست
دران بزم اہل دانش بر نشستند

ز سامان جہان عشرت گزیدند
دو گوہر سپار نوبت عقد بستند

شاہزادے بعد ادا سے رسوم عقد ایک ماہ کامل ملک فرتوت درخشندہ تاج کے یہان مہمان رہے بعد ازان پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے بسامان ملوکانہ روانہ ملک ارض الذہب ہوے اور اپنی اپنی عروسون سے کہا کہ جسوقت ہم سعادت قدمبوسی والدین سے مشرف ہونگے بعدہ تمکو بلا لینگے خاطر جمع رکھنا اور کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا ملک فرتوت درخشندہ تاج ایک منزل تک داما دون کو رخصت کرنے گیا بعد اسکے شاہزادے مسلح نقاب پوش ہوے اور نام اپنا شہنشاہان قاف مشہور کیا اسواسطے کہ قریب خطا ستوا پردۂ قاف مین ایک

شہر شہرا ستوا ہے وہان کے چار شاہزادے بڑے بہادر ہین کہ اہل قاف اُنکو پہلوانان قاف سے مشہور کرتے ہین اور اس پردہ مین یہ چارون شاہزادے بڑے کروفر سے اپنے پدر بزرگوار یعنی سلطان قیصر نوس ملک ارض الذہب کیخدمت مین روانہ ہوے

اب راوی داستان ان چارون شاہزادون کی پھر بیان کریگا اب پہلے دو کلمہ حال اشرف بن حریم شاہ کا گذارش کرتا ہے جو بعد دستان پریزادے کے روانہ ہوا ہے

القصہ شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ حسب الحکم شاہزادۂ شمسون مہر طلعت بہ جمعیت چالیس ہزار دیوان و پریزادان کے کہ ہر ایک اُنمین خونخوارۂ دشمن فگار دلاور آزمودہ کار تھا ملک شہر دمیہ کو روانہ ہوا اور شہر دمیہ طبقۂ سوم و قلعہ چہارم قاف کا دار السلطنت ہے جب شاہزادۂ اشرف شہر دمیہ مین پہونچا ملک ارشون سمرو الا پری کا باپ باستقبال تمام شاہزادۂ اشرف کے پاس آیا شاہزادۂ اشرف نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ بڑی شرم کی جا ہے کہ تمھاری بیٹی کو قران بن شہرو ظلم جبر لیجا سکے اور داماد تمھارا شکست کھاسکے اور تم اُسکی امداد نہ کرو اور چشم پوشی اور تغافل شعاری کو کام فرماؤ ہمارے نزدیک یہ حرکت آپکی بہت ہی نامناسب اور طریقۂ مردی سے نہایت بعید ہے ملک ارشون نے کہا کہ اے شاہزادۂ والا جاہ تو نہ جانے ہے کہ وہ بلاے سیاہ درمان ہے ہر بایان لحاظ مین اس سے مقابلہ نہ کرسکا اسوجہ سے مین نے تغافل کیا ہے

چشم پوشی کو اختیار کیا مگر مین نے کچھ فوج اپنی خفیہ طور پر حسان کے ہمراہ کردی ہی اور مین مقابلہ ملک شہروم کا بظاہر نہین کرسکتا کہ وہ مجھسے کہین زبردست ہی شاہزادہ اشرف نے کہا کہ جب مخالف ہوا تو پھر تھوڑے اور بہت سے کیا کام پھر تو سب یکسان ہین اب تم میرے ساتھ چلو ملک ارشون اسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا بسم اللہ مین حاضر ہون

اب دو کلمہ حالات مین حسان پریزاد کے واجب البیان ہین

راوی کہتا ہی کہ جب حسان پریزاد شہروسیہ مین پہونچا اُسنے ملک شہروم کو باین مضمون نامہ لکھا کہ اے بادشاہ جمجاہ مقبول کردگار عدالت شعار شاید طریقۂ عدل و انصاف مین یہی ہی کہ جو تمھارے فرزند ارجمند نے کیا خیر اب جو کچھ گذشت گذشت الماضی لا یذکر اب تمکو لازم و مناسب بلکہ واجب ہی کہ سرچو بالا پری کو کہ وہ عقد مین ہمارے ہی بحفاظت تمام ہمارے پاس بھیجدو کہ ذلیل و خوار کرنا ناحق کوکسی کا اچھا نہین ہوتا ہی اور غضب الٰہی سے کیا تم نہین ڈرتے یہ امر خلاف شان بادشاہان عادل کے ہی کہ کسی کی جورو کو بجبر لے لینا کسی مذہب و ملت مین جائز نہین ہی بلکہ تمکو اس جگہ عدل نوشیروانی کرنا ضرور ہی کہ باعث خوشنودی خدا و رسول ہی ورنہ ہم مشتاق جنگ مردانہ کے قران نامردے ہین اگر ہم قران بدآئین کے ہاتھ سے مارے گئے تو درجۂ شہادت اور مرتبۂ اعلیٰ کے درگاہ خداوندکریم سے مستحق ہوینگے اور جو قتل کیا تو وہ سزایاب اور ہم غازیون مین شمار کیے جاینگے والسلام ملک شہروم نے وہ نامہ حسان کا قران کو دکھا کر کہا کہ او نا انصاف و ناحق شناس یہ تو نے کیا حرکت نالایق

خلاف آئین شاہزادگان سے کی کہ ہمکو باعث خجالت خلائق کا کیا اب لوگ ہمین کیا کہینگے مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی ٭ جب ہم ایسا جبر بیہودہ کرینگے تو مابین خلایق کیا انصاف اور عدل کرینگے پس مناسب یہ ہی کہ
تو جلد اسیوقت سرو بالا پری کو حسان کے پاس بھیجدے کہ خدا و بندہاے خدا سب تجھسے راضی ہون قہران
نے جواب دیا کہ ای شہریار مجھے سرو بالا پری سے کسی طرح کا سروکار نہین ہی اور نہ اُسکے بھیجنے مین کسی طرح کا
عذر ہی لیکن حسان نے جو یہ لکھا ہی کہ مجھے قہران سے آرزوے جنگ مردانہ ہی اب مین جبتک کہ اُسکی آرزو
پوری نہ کرلونگا ہرگز سرو بالا پری کو نہ دونگا اور حضور کو اس مقدمہ مین اصرار و تکرار کرنا نہ چاہیے ملک شہروم
چُپ ہو رہا اور قہران نے طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر کو شہر کے باہر نکالا جب صبح ہوئی قہران خود میدان جنگ مین
آیا اور کہلا بھیجا کہ مین تمھارا منتظر ہون حسّان بھی بشوکت تمام بمقابلۂ قہران میدان مصاف مین آیا آخر بعد
امتحان جنگ وسپاہ گری کے حسّان نے ایک ضرب تیغ بیدریغ سر پر قہران کے اس زور سے ماری کہ اگر
دستانہ فولادی سے نہ روکتا تا بہ سینہ دو پارہ ہو جاتا تاہم وہ تلوار چار انگشت کاسہ سر مین در آئی قہران نے
فوراً اپنے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا چونکہ لشکر حسّان پریزاد کا کمتر تھا ناچار فرار ہونا پڑا اور ایک کوہ کے
دامنہ مین پناہ لی قہران نے تمام کوہ کا محاصرہ کرلیا اور تین روز تک طرفین سے تیر و تفنگ چلا کیے چوتھے روز
قریب تھا کہ لشکر حسّان پریزاد کا مع حسّان کے قتل ہو جائے کہ ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک تتق گرد نمایان ہوا
جب دامن گرد چاک ہوا تو احسن شاہ حسّان پریزاد کا باپ بیس ہزار پریزاد کی جمعیت سے جلو ریز قہران
کے لشکر پر آگرا اور اسطرف شہروم نے بھی کمک سے جدا اپنے فرزند قہران کو بھیجی اور فوج قہران نے چار و نظر
سے یورش کیا اور لشکر کو احسن شاہ کے بھی شکست فاش ہوئی آخر احسن شاہ بھی اُسی کوہ کے دامنہ مین
داخل ہو گیا اور لشکر قہران نے اُسی طرح محاصرہ کرلیا اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جبتک ہم اپنی زخمداری سے
فرصت نہ کرلین تم محاصرہ رکھنا بروقت صحت ہم جنگ و محاربہ کرینگے راوی کہتا ہی کہ حسّان پریزاد کا ایک عیار
قنطار تیز رفتار تھا اُسنے ایک روز حسّان سے کہا کہ ای شاہزادۂ عالم مجھے اندیشہ ہی کہ سرو بالا پری کو قہران
بحالت غیظ و غضب کے ہلاک نہ کر ڈالے اگر مجھے حکم دو تو مین سرو بالا پری کو لے آؤن پھر جو مقتضا سے وقت
ہوگا وہ کرنا حسّان نے کہا بہتر ہی مجھکو بھی اس بات کا خوف ہی بلکہ دن رات اسی خیال مین رہتا ہون آخر
قنطار عیار حسان سے رخصت ہوا اور ایک زن عابدہ کی شکل اپنی بنا کے شہر مین آیا اور رفتہ رفتہ معرفت
ایک ملازم خاص کے محل مین گلرخ پری کے جو کہ بی بی قہران کی تھی پہونچا اور ایسا ماحب تھوڑی ہی عرصہ
مین گلرخ پری کا ہو گیا کہ ایک لحظہ بغیر قنطار کے گلرخ پری کو قرار و آرام نہ آتا تھا ایک روز فرصت پاکر گلرخ پری
سے کہا کہ ای ملکہ ایک ایسا اسم مجھے یاد ہی کہ مین خواب مین صفیہ خاتون پاک حضرت آصف کی بی بی سے

ملاقات کرتی ہون اور جس حال کو اُن سے دریافت کرتی ہون وہ بتا دیتی ہین گلرخ پری نے کہا کہ اے عابدہ
صاحبہ تم ایک روز میری خاطر سے اُن مقدسہ کو عالم خواب مین بُلا کر پوچھو کہ یہ لشکر جو بمقابلہ میرے شوہر کے
آیا ہے اُسکا انجام کار کیا ہوگا قنطار عیار نے کہا خاطر جمع رکھو مین آجکی شب یہ عقدہ تمھارا حل کر دونگی آخر
دوسرے روز قنطار عیار نے گلرخ پری سے کہا کہ اے ملکہ اُن عذار رسیدہ نے فرمایا ہے کہ جبتک سرو بالا پری
تمھاری قید مین رہیگی یہ آفت سخت شہر سے ہرگز نہ جائیگی مناسب ہے کہ تم سرو بالا پری کو محل سے نکالدو گلرخ پری
نے کہا کہ یہ بدون اطلاع قمران کے کیونکر ہو سکتا ہے اگر وہ طلب کرے تو مین کیا جواب دونگی قنطار عیار نے
کہا تم جانو حکم یہی ہے کہ شوہر کو اپنے اس حال سے ہرگز آگاہ نہ کرو ورنہ وہ سرو بالا پری کو قتل کریگا اور یہ زیادہ تر
باعث غضب الٰہی کا ہوگا گلرخ پری بولی پھر کیا علاج کرنا چاہیے قنطار عیار نے کہا کہ اے ملکہ پشت کوہ پر ایک
قصبہ ہے سرو بالا پری کو مین وہان پوشیدہ چھوڑ دونگی جب وہ قصبہ مین چلی جائیگی تو گویا وہ اپنے لشکر مین چلی گئی
پھر کوئی دعوےٰ نہ کریگا پھر تمکو اُسکے ہلاک کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے قنطار عیار کے اس کہنے نے ایسی تاثیر کی
کہ فوراً گلرخ پری نے سرو بالا پری کو قنطار عیار کے حوالہ کر دیا قنطار عیار سرو بالا پری کو اپنے لشکر
مین لے آیا اثنائے راہ مین سرو بالا پری نے پوچھا کہ اے ماما تو کون ہے اور مجھے کہان لیے جاتی ہے قنطار نے
جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم تمھارے شوہر کا عیار ہون اور قنطار میرا نام ہے اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی
سرو بالا پری خوش وخرم ہمراہ قنطار عیار کے اپنے لشکر مین آئی جب حسّان کو سرو بالا پری کے آنیکی
خبر ہوئی مجلس اُسکے خیمہ مین آیا اور طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا قنطار عیار نے کہا پیر و مرشد ہنوز اس مقدمہ کا حال
مخفی رکھنا چاہیے مناسب و مصلحت وقت یہی ہے دیکھیے کہ انجام کار اسکا کیا ہوتا ہے یہان قمران کا قصد ہوا کہ
اب قصہ سرو بالا پری کا تمام کر دینا چاہیے تاکہ مقصود دشمن کا حاصل نہو آخر سرو بالا پری کو اپنی زوجہ سے
طلب کیا گلرخ پری کو بجز راست بیانی کے اور مفر نہوا اُسنے صاف صاف اپنے شوہر سے بیان کر دیا کہ مین نے
ایام زحمداری مین تمھارے بابین نذر سرو بالا کو قتل کروایا تاکہ تم جلد تندرست ہو جاؤ قمران نے پوچھا کسکے
مشورہ سے تو نے یہ حرکت کی گلرخ پری نے کہا کہ ایک عابدہ محل مین آئی تھی اُسنے مجھسے کہا تا وقتیکہ سرو بالا
قتل نہوگی خریطہ کے ہاتھ سے نجات کا ہونا نہایت دشوار ہے ہرگز نجات نہوگی مین نے بے تکلف سرو بالا کو اُسی
عابدہ کے حوالہ کر دیا کہ تمکو اسکی مرگ و زیست کا اختیار ہے قمران نے کہا عابدہ کو بُلاؤ مین اُس سے پوچھون کہ
تو نے سرو بالا کو کیا کیا گلرخ پری نے ملازمون کو حکم دیا کہ عابدہ کو جہان دیکھنا میرے پاس بلا لانا ملازمون نے
بعد دو روز کے جواب دیا کہ عابدہ نہین معلوم کہان چلی گئی ہمکو نہین ملتی قمران گلرخ پری اپنی زوجہ پر نہایت
غضبناک ہوا اور کوس حربی بجانے کا اُسی غیظ وغضب مین حکم دیا اور صبح کو خود میدان مین آیا اور ادھر حسّان شاہ

مقابلہ کو گیا احسن شاہ قمران کے ہاتھ سے زخمی ہوکر اپنے لشکر مین چلا آیا تا اینکہ شام تک پانچ نفر پہلوانان نامی
وگرامی حسان کے لشکر کے قتل و زخمی ہوے قصہ مختصر چار روز مین کوئی پہلوان لایق مقابلہ کے لشکر مین
حسان کے باقی نرہا اور قمران خود میدان مین آیا اور بآواز بلند نعرہ مارتا تھا کہ اگر کوئی مرد مقابل تمھارے
لشکر مین ہو تو مقابلہ کو آوے ورنہ جنگ یکسو کرون اب ایسا خراب حال وتباہی لشکر حسان واحسن شاہ کا
ہوا کہ نوبت بدعا پہونچی کہ یکایک گوشۂ بیابان سے ایک طوفان گرد تیرہ و تار ایسا اٹھا کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا
اور اُس گرد سے ستر علم زرنگار مع ستر ہزار فوج جرار و لشکر آتشبار کے نمودار ہوے احسن شاہ نے قنطار عیار
کو واسطے خبر کے روانہ کیا قنطار خبر لایا کہ سردار اس لشکر قیامت اثر کا ایک ملک ارشون سرو بالا پری
کا باپ دوسرا شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ ہین اور تمھاری مدد و امداد کیواسطے یہان آئے ہین احسن شاہ
اور حسان پریزاد اس خبر فرحت اثر سے نہایت خوش ہوے ملک ارشون باوجود ضعیفی و ناتوانی کے اُسیوقت
میدان مصاف مین گیا اور قمران نے ملک ارشون سے کہا کہ ای ملک شاید سلاطین کا قاعدہ یہی ہوتا ہی
کہ ایک کے نامزد کا دوسرے سے نکاح کردین اور اپنی حرکت سے نادم نہون ملک ارشون نے جوابدیا
کہ ای قمران تمنے خود ہمین اسقدر ذلیل و نالایق سمجھا کہ دوسری جگہ نسبت کرلی تمھین لازم تھا کہ اول اپنے قصد
سے ہمین اطلاع دیتے پھر اپنے قول و فعل کے مختار تھے دوسرے حسان پریزاد خدا جانے کس وجہ سے
سرو بالا پری پر عاشق ہوگیا اور اپنی جان کا کچھ خوف نہ کیا اور طلسم مین چلا گیا سرو بالا بھی اُسکی وفاداری و
محبت پر آپ بھی طلسم مین پہونچی پھر تم خود انصاف کرو کہ میرا اسمین کیا گناہ لازم آتا ہی اور خیر تمھارے قول کو بھی
تسلیم کیا لیکن اب شکوہ و شکایت کا کیا محل رہ گیا جو نوشتۂ تقدیر تھا بہرحال ظہور مین آیا اب ہمارے اور تمھارے
بیچ مین انصاف کرنیوالی یہ تلوار آبدار ہی سوا اسکے اور کوئی چارہ کار نہین ہی آخر طرفین سے حرب و ضرب کی نوبت
پہونچی قمران کے ہاتھ سے ایک زخم ملک ارشون کے سر پر پہونچا شاہزادۂ اشرف نے ملک ارشون کو
لشکر مین روانہ کیا اور خود واسطے مقابلہ قمران کے گیا الغرض ایسی جد و جہد ہوئی کہ شاہزادۂ اشرف نے
قمران کے ہاتھ سے نیزہ زمین پر گرا دیا اور چاہتا تھا کہ قمران کو قاش زین سے اُٹھا لے کہ ملک شہروم نے
طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے رات کو ملک شہروم نے اپنے بیٹے قمران سے
پوچھا کہ کسقدر حریف تجھسے زبردست ہی قمران نے کہا زبردست تو ہی مگر نہ ایسا کہ جو مین اُس سے کسیطرح دبجاتا
آپ نے ناحق طبل بازگشت بجوا دیا ملک شہروم بولا اچھا ابکی مرتبہ سہی یار زندہ و صحبت باقی تم چند روز اور
ورزش کرلو مجھے حریف زبردست معلوم ہوتا ہی قمران نے موافق حکم باپ کے دو روز معرکۂ جنگ موقوف رکھا
تیسرے روز ایک نامہ باین مضمون آیا کہ ای ملک شہروم اول تم اس حرکت قبیح سے اپنے فرزند کو تنبیہ و تادیب کرو

دوسرے ملکہ سرو بالا کو ہمارے پاس بھیجدو تاکہ تمھارا قتل اور رعایا کی بربادی نہو وگرنہ ہم بموجب حکم شاہزادۂ
شمسون مہرطلعت کے تمھارا استیصال اور تمھارے شہر کو بے چراغ کردینگے آیندہ تمکو اختیار ہی قسطار عیار
نامہ لیکر ملک شہروم کے پاس پہونچا اور نامہ دیا ملک شہروم نے کہ دبدبہ و شوکت و جاہ شاہزادۂ شمسون سے
بخوبی واقف تھا اور مطلع ہوتا دیو تا زیل قوی ہیکل کا خود دیکھ چکا تھا قمران کو بُلا کر کہا کہ ای نالایق فرزند
نااہل تو نے ایسی حرکت بیہودہ کی ہی کہ مدت العمر ہمارے خاندان سے نجابینگی حالانکہ تجھے خود بھی سرو بالا پری
سے کسی طرح کا سروکار نہین ہی فقط بوجہ تعصب صدہا بندگان خدا کا خون ناحق کرواتا ہی ہماری راے مین
اب مصلحت یہی ہی کہ سرو بالا کو دیدے تاکہ یہ بلاے اجل ناگہانی ہمارے سر سے رفع دفع ہوجائے قمران نے
کہا ای شہریار قسم ہی آپ کے حق کی ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ سرو بالا خود بخود محلسرا سے غائب ہوگئی ورنہ مجھے
حکم عالی سے کچھ عذر نہ تھا ملک شہروم نے جو یہ حال سُنا خاموش ہو رہا اور کوئی تدبیر بجز جنگ کے نظر نہ آئی آخر
دوسرے روز پھر وہی معرکۂ کارزار گرم ہوا قصہ مختصر سات پہلوان لشکر قمران سے میدان جنگ مین گئے
مگر انمین سے دو قتل ہوے اور پانچ زخمی ہوے بعدہ ملک شہروم نے طبل بازگشت بجوادیا اور پھر رات کو
قمران کو لعنت و ملامت کی قمران نے پھر اپنے نام طبل جنگ بجوایا

روز دیگر کین جہان پر غرور | بانسبت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد باین زرین سپر | زنگی شب را بہ تیغ افگند سر

صبح کو قمران میدان جنگ مین آیا ادھر شاہزادۂ اشرف مقابلہ مین موجود ہوا اور بعد جنگ شمشیر و تیر کے کمربند
قمران مین ہاتھ ڈال کر صدر زین سے بلند کیا قضارا کمربند قمران کا صدمہ سے لنگر کے ٹوٹ گیا اور وہ زمین پر
گرا ہیاران لشکر قمران کو لشکر مین لے گئے اور پھر چند روز معرکۂ حرب و ضرب موقوف رہا لیکن باوجود مغلوب
ہونے کے شاہزادۂ اشرف نے مصلحتًا پھر واسطے طلب سرو بالا پری کے ملک شہروم کو پیام بھیجا اور کہا
کہ خدا جانے تم اپنے نزدیک کیا سمجھے ہو ملک شہروم نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ اگر سرو بالا پری زندہ ہوتی
تو ہمین دینے مین کچھ عذر نہ تھا اور نہ اب عذر کرتا ہون الا مجبور ہون کہ اُسنے قضاے الٰہی سے رحلت کی شاہزادۂ
اشرف نے بعد حصول جواب طبل جنگ کا حکم دیا جب صبح طرفین سے صف آرائی ہوئی اور ایک سردار نامدار
لشکر سے شاہزادۂ اشرف کے میدان مین آیا اور حریف کی طرف سے کسی واحد نے میدان کی جرأت نہ کی
اور ملک شہروم بیچارہ بے یار و مددگار خاموش و حیران عالم یاس و ہراس مین چارون طرف دیکھ رہا تھا
کہ ناگاہ ایک گرد تختہ صحرا سے اُٹھی اور اُس گرد سے ایک نقابدار گلگون پوش نکلا اور اُسنے طرفۃ العین مین
سردار شاہزادۂ اشرف کو چند زخم کاری لگائے دوسرا پہلوان آیا وہ بھی اسیطرح زخمی ہوا اسیطرح تا شام
چند پہلوان نقابدار کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہوے بعد ازان جدھر سے وہ آیا تھا چلا گیا دونون لشکر اسی

معاملۂ نقابدار سے حیران و متحیر تھے اور کہتے تھے کہ شاید یہ کوئی فرشتۂ آسمانی ہی کہ مثل بلاے ناگہانی کے
آتا ہی اور پہلوانان لشکر حریف کو قتل کرکے چلا جاتا ہی آخر دوسرے روز پھر نقابدار میدان جنگ مین آیا اور
حسان پریزاد کو زخمی کیا تیسرے روز شاہزادۂ اشرف نقابدار سے مقابل ہوا اور تا غروب آفتاب
رد و بدل رہی آخر بمشکل تمام نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے زمین پر گرا دیا نقابدار بولا کہ ای جوان دلاور اب
شام ہو گئی کل بشرط حیات پھر حاضر ہونگا یہ کہا اور مثل تیر شہاب روانہ ہو گیا چوتھے روز شاہزادۂ اشرف
پھر میدان مصاف مین آیا اور نقابدار کی راہ دیکھنے لگا لیکن وہ نقابدار نہ آیا اور کفران کی طرف سے بھی کوئی
پہلوان لشکر سے نہ نکلا آخر شاہزادۂ اشرف نے پھر نامہ لکھا کہ تا کجا ہم اپنی اوقات خراب کرین نہ تم شہر بالا
پری کو پھیر دیتے ہو اور نہ مقدمۂ جنگ یکسو کرتے ہو یہ کیا خیال خام دل سے پیدا کرتے ہو ملک شہر و سمن نے
جواب نامہ کا یہ لکھا کہ جو اصل کیفیت تھی وہ پہلے گذارش خدمت کر دی اور جنگ و صلح کا ایک ہفتہ مین جواب دینگے
شاہزادۂ اشرف نے ناچار قبول اور منظور کیا ایک روز شاہزادۂ اشرف مع مصاحبین آپس مین کچھ ذکر و اذکار
کر رہے تھے کہ ایک پریزاد نا آشنا ایک رقعہ سربستہ لایا اور شاہزادہ کو دیا شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا اسمین
مضمون لکھا تھا کہ نقابدار گلگون پوش کیطرف سے شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ کو معلوم ہو کہ جو تمکو تصفیۂ جنگ
منظور ہی تو فلان پہاڑ کے دامنہ مین بطریق صید و شکار تشریف لائیے ہم بھی آپکا انتظار کرینگے مگر شرط یہ ہی کہ اس راز
سے کسی کو اطلاع نہو پہنچے دلاور و جوانمرد تمکو سمجھکر یہ پیام بھیجا ہی شاہزادۂ اشرف نے دل مین کہا کہ اگر تنہا نہین
جاتا تو نقابدار کہیگا کہ میرے خوف سے نہ آیا اور جو جاتا ہون تو خدا جانے وہان کیا معاملہ درپیش ہو آخر دوسرے روز
پوشیدہ شکار کھیلتا ہوا اُسیطرف کو روانہ ہوا اور وہان پہونچا دیکھا کہ نقابدار منتظر بیٹھا ہی نقابدار نے جو نہین شاہزادہ کو
دیکھا ایک نیزہ سینۂ شاہزادہ پر مارا شاہزادۂ اشرف نے وہ ضرب نیزہ رد کی بعد ازان نیزہ بازی ہونے لگی جب نیزے
بیکار ہو گئے تو دونون نے دونون نیزے زمین پر پھینک دیے اور زور آپسمین ہونے لگا تا شام اسی کشمکش و
کوشش مین رہے آخر شاہزادۂ اشرف نے بین العصر و مغرب نقابدار کو سر زمین سے بلند کرکے نقش زمین
کرنا چاہا تھا کہ نقابدار نے ایک طرف کا گوشۂ نقاب اُٹھا دیا شاہزادۂ اشرف کو معلوم ہوا کہ جس طرح سے
ایک برق چمک جاتی ہی چمک گئی پس بے ساختہ آنکھ شاہزادہ کی بند ہو گئی اس حسن و جمال بے مثال کی نازنین
ماہ جبین خورشید طلعت نظر آئی کہ اُسکے شعلۂ رخسار انور سے آفتاب کو حجاب آئے اور زلف مشکین پر خم سے
سنبل پیچ و تاب کھائے میر حسن سے

برس پندرہ ایک کا سن و سال
پھسلتی ہی نگاہ ایسی یہ گالون کی صفائی ہی

نہایت حسین اور صاحب جمال
نہین ہین بال چوٹی کے گل رخسار جانان پر

خدا نے اُس حسین کی نوری صورت بنائی ہی
تماشا ہی گلستان مین گھٹا گھنگھور چھائی ہی

بقول خسرو

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری ۔ ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر ۔ شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

شاہزادۂ اشرف نے آہستہ سے اُس رشک قمر کو زمین پر رکھدیا اور کہا ای جان جہان و آفت جان عاشقان تو کون ہو وہ نازنین بولی کہ تو میرے ساتھ چل تو مین اپنی کیفیت بتفصیل تجھسے بیان کرونگی شاہزادہ مجبور ہو کر ساتھ اُس ماہ رخسار کے چلا وہ نازنین شاہزادۂ اشرف کو ایک مکان دلکشا مین لائی اور محفل نشاط آراستہ کی شعر

محفل آراستند و مے خوردند ۔ مے باواز چنگ و نے خوردند

جب بادۂ گلگون سے مست و لایعقل ہوے تب اُس گلعذار ماہ رخسار نے کہا کہ ای شاہزادۂ عالی وقار مین اس دیار نامدار کے بادشاہ کی بیٹی ہون فرزانہ پری اس کنیز کو کہتے ہین لیکن مین طفولیت سے مجھے علم و فنون سپہ گری سے ایک شوق ایسا پیدا ہوا ہی کہ تمام عمر مین نے اسی فن اور ورزش مین بسر کی تا ایکہ مین اپنے بھائی قہران پر اکثر غالب آئی جب بھائی میرا مجھسے زیر ہو گیا اور مقابل نہو سکا تب لاچار مین اپنے باپ سے اجازت لیکر نقاب سے منھ کو چھپا میدان حرب مین آئی اور تجھسے مقابل ہوئی تمھاری شکل و شمایل ایسی کچھ میرے دل کو پسند آئی کہ خود کمند عشق مین تمھارے گرفتار ہو گئی آخر اس حیلہ سے تمکو بلا یا کہ ہوس اس دل خانہ خراب کی جو سبب ہے وہ سو وا سے عشق مین تمھارے بیقرار ہو مجھسے نکالون اب آپ حال اپنا بیان کیجیے کہ آخر مقصد اصلی آپ کا کیا ہو شاہزادۂ اشرف نے فرمایا کہ ای جان جہان برہم کن گبر و مسلمان اول مین سرو بالا پری کو چاہتا ہون دوسرے اب جسو قت سے تمھاری صورت زیبا کو دیکھا ہو اپنے تن و بدن کا ہوش نہین اور دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہین ہو لہذا یہی دل پر ٹھنی ہو کہ پھر چہ باد اباد خواستگاری تمھاری مالک شہر دم سے اپنے ذمہ اب گردانی ہو فرزانہ نے کہا ای شہریار والا تبار خدا سرو بالا پری کی باتین مختلف روایتین سُننے مین آئی ہین کوئی کہتا ہو کہ محل سے عابدہ خاتون کوئی عورت لیگئی کوئی کہتا ہو کہ مارڈالی گئی مگر مین یہ جانتی ہون کہ کوئی سیار حسان پریزاد کا محل سے بعیاری سرو بالا پری کو لیگیا ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم کچھ نہین جانتے ہم جب تک کہ تمھارے باپ سے سرو بالا پری کو نہ لینگے آپ سے ہمکو زندہ نہ چھوڑینگے فرزانہ بولی یہ خوش جو معاملہ کہ اصل تھا مین نے عرض کر دیا آیندہ آپکو یقین کرنے نہ کرنے کا اختیار ہو شاہزادہ نے تمام شب صحبت فرزانہ پری مین گذرانی صبح کو رخصت ہوا اور کہا کہ جب آپ ہمکو یاد کرینگی مین حاضر ہونگا ملکہ بولی کہ میری یاد کو ایسا نہو کہ فراموش فرماوینگے شاہزادہ سے کہا خیر کل مین آؤنگا یہ کہکر شاہزادہ لشکر مین آیا حسان پریزاد نے کہا کہ تمام رات ہمکو تمھارے فراق مین شب اول گور سے بد تر گذری اور تمام لشکر حضور کی تلاش مین سرگردان رہا آپ کہان تنہا تشریف

لیکن تھے میں یہ خیال کرتا تھا کہ ملک بیگانہ ہر ایک سے معاملہ جریانہ تن تنہا اپنا نہ بیگانہ خدا نخواستہ اگر کوئی
معاملہ سخت پیش آتا تو پھر ہے اسکا کیا علاج ہو سکتا شاہزادہ اشرف نے کہا خاطر جمع رکھو کچھ اندیشہ کی جا نہیں ہے
فضل الٰہی شامل حال چاہیے اب تم اپنے قصد سے مجھے آگاہ کرو کہ تمکو اب کیا منظور ہے حسان پریزاد نے کہا
کہ مدعا ہمارا سرو بالا پری سے تھا سو وہ تمہارے اقبال سے ہمارے پاس موجود ہے ملک ارشنون سرو بالا پری
کے باپ نے کہا اے شہریار دولتمند اب تنے تو اپنے کام سے فرصت پائی لیکن مجھے تشویش ہی میں مبتلا رکھا شہزادہ
نے کہا کیا بات ہے فرمائیے ملک ارشنون نے کہا کہ آپ پر بخوبی روشن ہے کہ ہمارے ملک کی سرحد ملک شہر روم
کے ملک سے قریب ہے بلکہ ملی ہوئی ہے اور فوج ہمارے پاس ایسی نہیں ہے کہ جو ہم مقابلہ ملک شہر روم کا کر سکیں
پس غور فرمائیے کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے ملک شہر روم ہمارے ساتھ کیا صورت پیدا کریگا اس سے مناسب
یہ ہے کہ آپ اپنے روبرو اس ہمارے مقدمہ کو بھی فیصل کر دیجیے تو بہتر ہے شاہزادہ اشرف نے کہا سوا اسکے
ایک مطلب اور درپیش ہے پھر اپنا اور فرزانہ کا حال تمام و کمال بیان کیا ملک ارشنون اور حسان پریزاد نے
جو یہ حال سنا نہایت خوش ہوئے اور شکر خدا کا کیا کہ اب کسی طرح کا دغدغہ باقی نہ رہا قصہ مختصر یہ کہ رات کو
فرزانہ پری کے پاس جاتا تھا اور تمام روز صید و شکار میں اپنی اوقات گذرانتا تھا ایک روز اشرف نے
عالم سرور میں فرزانہ پری سے کہا کہ اب میں تیرے وصال حقیقی کی کیا تدبیر کروں (رباعی)

اے دل غم زلفت تو مرا کرد اسیر	اکنون چہ کنم بہر وصالت تدبیر	گفتم کہ بخواہش عقدم ز پدر	لولوے سخن آر بہ الماس تحریر

شاہزادہ اشرف نے کہا ہے

کبتک سہوں فراق کی تدبیر کیجیے نامہ میں حال وصل کا تحریر کیجیے	اللہ کوئی وصل کی تدبیر کیجیے باطل مرا نوشتۂ تقدیر کیجیے کبتک میں غم والم میں رہوں مبتلا اسیر	آئینہ نہیں دل عاشق ہے اے صنم بندوں پہ ظلم کرتا ہے خوف خدا نہیں امداد اپنی حضرت شبیر کیجیے	حیران ہے اسکو صورت تصویر کیجیے کیا شکوہ تیرا اے بت بے پیر کیجیے

فرزانہ پری بولی کہ میں خود خواہش وصال تجھ سے بجان و دل رکھتی ہوں لیکن کیا کروں کہ مجھے اس معاملہ میں اصلا
دخل نہیں ہے ہاں تم بادشاہ کو پیام نسبت کسی آدمی معقول کی معرفت بھیجو دیکھو کہ کیا جواب وہاں سے حاصل
ہوتا ہے شاہزادہ اشرف نے دوسرے روز بخواستگاری فرزانہ پری رقعہ لکھکر احسن شاہ پریزاد
کے ہاتھ ملک شہر روم کو بھیجا ملک شہر روم نے جو رقعہ شاہزادہ کا دیکھا تو مضمون اسکا یہ تھا کہ جو امر شدنی تھا وہ
ہوا اب ناحق تم اپنے تئیں زحمت میں ڈالتے ہو تمکو مناسب یہ ہے کہ سچے دل سے یقین کرو کہ تمکو میں بخوشی دل منظور
کرونگا اور سرو بالا پری کی تشویش نہ کرو کہ وہ زندہ و سلامت ہمارے پاس موجود ہے شرط اول یہ ہے کہ
تم اپنی بیٹی فرزانہ پری کا ساتھ ہمارے عقد شرعی کر دو اور شرط ثانی یہ ہے کہ ملک ارشنون سے ملاپ کرو اور آپس میں یکجا

طریقۂ محبت و اتحاد جاری رکھو باقی والسلام ملک شہروم تو اس امر کا منتظر ہی تھا لہذا ملک شہروم نے نہایت تکلف سے دعوت کی اور جواب مین لکھا کہ ہمین عقد ملکہ فرزانہ کا بدل و جان شاہزادہ سے منظور ہو لیکن شرط ایجاب و قبول بھی ایک امر شرعًا واجب ہو لہذا ملکہ فرزانہ سے بھی اس امر کا دریافت کر لینا ضرور رہی مگر یہ خیال ہو کہ اُسکا مزاج تند و سرکش حد سے زیادہ واقع ہوا ہو دیکھیے کیا کہے اور اس امر کا جواب کیا دے ورنہ مصرعہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ۔ اور شاہزادہ کے اخلاق و حسن اشفاق و جمال بے مثال کی حد سے زیادہ تعریف کرتا رہا ملک شہروم نے اس روز تو احسن شاہ کو مہمان رکھا اور کہا کہ کل مین جواب اسکا دونگا غرض رات کو ملک شہروم محل مین گیا اور دردانہ پری اپنی بی بی سے اس کیفیت اور گفتگو کا ذکر کیا دردانہ نے کہا کہ مین ملکہ فرزانہ کو راضی کر لونگی تم اس نسبت کو قبول کر لو ملک شہروم نے صبح کو احسن شاہ سے کہا کہ تم میری طرف سے شاہزادۂ اشرف کو دعاے درازی عمر و ترقی جاہ و حشمت دینا اور کہنا کہ مین اس قرابت کو تمھاری باعث اپنا فخر جانتا ہون بسم اللہ سامان عروسی تیار کرتا ہون احسن شاہ نے شاہزادہ اشرف کو اطلاع اور سارکباد دی شاہزادۂ اشرف نے کہا کہ تم پھر جاؤ اور میری طرف سے ملک شہروم سے کہو کہ بالفعل مجھے فقط رسم نامزدگی منظور رہی باقی شادی انشاء اللہ تعالی بعد عقد شاہزادۂ شمسون مہر طلعت کے حسب خواہش دل مین کرونگا کہ بدون شرکت اپنے آقا سے نامدار کے لطف شادی نہین ہو اور خلاف حمیت و انسانیت بلکہ خلاف آدمیت و محبت کے ہو ملک شہروم کہ جو حال سے شاہزادۂ شمسون مہر طلعت کے بخوبی واقف تھا اُسنے بخوشی دل یہ عذر قبول کیا اور کہا کہ ہم اس امر سے نہایت خوش ہوے کہ جو تمنے یہ کام جوانمردی کا فرمایا القصہ بعد ایک ہفتہ کے جب شاہزادۂ اشرف رخصت ہونے لگا ملک شہروم نے کہا کہ مین بھی کمال مشتاق ملازمت شاہزادہ شمسون مہر طلعت کا تھا اب خدا نے تمھارا ذریعہ نہایت خوب پیدا کر دیا مین بھی مع عیال و اطفال ہمراہ تمھارے چلتا ہون الغرض شاہزادۂ اشرف مع ملک شہروم وغیرہ سے نہایت تجمل و حشمت کے ساتھ روانہ ہوے بجمہ عاقلہ نے کہا کہ

یہ داستان یہان پر موقوف رکھی جاتی ہو اور حال اُن چارون شاہزادگان والاشان عالی خاندان والا دودمان یعنی شاہزادۂ مہرون و قمرون و بدرون و نجمون کا بیان ہوتا ہو

اول یہان تک بیان ہوچکا ہو کہ چارون شاہزادون نے نام اپنا پہلوانان قاف قرار دیکر نقاب پوشی اختیار کر کے ملک ارض الذہب کو روانہ ہوے اور تمام لشکر کو حکم مطلق دیا کہ کوئی ہماری حقیقت حال کو

کسی سے بیان نہ کرے بلکہ کسی کی زبان پر ذکر و چرچا بھی اس بات کا ہرگز آنے نہ پائے کہ دیوار ہم گوش دارد
القصہ جب شاہزادے نواح ارض الذہب مین داخل ہوئے اُسوقت سلطان قیصر نوس کو لکھا کہ اسقدر
نقد و جواہر مع باج بارگاہ قیصر نوسی بطریق ہدیہ ہمین جلد بھیجو کہ ہم بربادی و غارت سے تمھارے ملک کی دست بردار
رہینگے اور کسی اور سمت کو چلے جاوینگے ورنہ درصورت دیگر سامان جنگ جلد تیار کرو اور ہمین وہان پہونچا جانو
از بالفوس اس امر سے شاہزادون کو یہ منظور تھا کہ اکابران دولت و اراکین سلطنت کوئی دقیقہ ہماری تعظیم و
تکریم کا فروگذاشت نہ کرینگے بلکہ رعب و داب ہمارا اور اجب جان کے عمل مین لاوینگے کہ ہم مدت مدید و عرصۂ
بعید کے بعد اپنے ملک مین آئے ہین غرض وہ نامہ سلطان قیصر نوس کی نظر انور سے گذرا سلطان نے
اُسیوقت پیش خیمہ باہر شہر کے نکلوا دیا اور تیاری جنگ کا حکم دیا دوسرے روز خود بھی مع لشکر ظفر پیکر کے
باہر شہر کے آکر خیمہ زن ہوا اس عرصہ مین شاہزادے بھی قریب شہر کے آپہونچے اب دونون لشکر میدان دامن کوہ
کے قریب فروکش ہوئے اور نامہ و پیام سے اصلاح نہوئی آخر نوبت بہ صف آرائی لشکر پہونچی سلطان کیجانب
سے منظور پریزاد سپہ سالار لشکر میدان جنگ مین آیا اور تا غروب آفتاب معرکہ جنگ گرم رہا آخر شاہزادہ
مجنون کے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے روز شاہ مور پریزاد کو بھی شاہزادہ قمرون نے زخمی کیا قصہ مختصر
ایک ہفتہ مین تمام پہلوان نامی و گرامی لشکر سلطان قیصر نوس کے شاہزادون کے ہاتھ سے زخمی و مجروح و
گرفتار ہوئے اب چند روز معرکہ جنگ موقوف رہا

اب راوی ذی ہوش معرکہ آرائی شاہزادگان کو موقوف رکھا چاہتا ہے اور داستان سحر بیان شاہزادہ سلطان شمسون مہر طلعت خجستہ بیان مین لاتا ہے

واضح ہو کہ جس روز شاہزادہ شمسون نواح استبرق قیم مین وارد ہوا اُسی روز دیو نازیل قوی ہیکل سپہ سالار
لشکر ظفر پیکر نے بھی خدمت مین شاہزادہ کے حاضر ہو کر بعد ادائے مراتب قدمبوسی از ابتدا تا انتہا سرگذشت
شاہزادون کی بیان کی شاہزادہ نے دیو نازیل کو بعد عطائے خلعت و نعمت بے بہا نہایت عہدۂ جلیل
پر مامور فرمایا اس عرصہ مین شاہزادہ اشرف اور اخشین شاہ اور حسان پریزاد اور ملک ارشون اور
ملک شہر دم بھی داخل لشکر شاہی ہوئے شاہزادہ شمسون نے ان سب شاہون اور شاہزادون کا نہایت
اعزاز کیا اور ہر ایک کو حسب مراتب دربار مین بلا کر کرسیان و دنگل عطا فرمائین اور خلعت شاہانہ و انعامات
خسروانہ سے سرفراز فرمایا دوسرے روز وہان سے کوچ کیا اور شہر استبرق قیم خاص مین پہونچا استبرق پری
حاکم شہر کچھ تحفہ و ہدیہ ہمراہ لیکر ملازمت کو حاضر ہوئی شاہزادہ نے بھی محفل جشن آراستہ کی استبرق پری نے

اثنائے مکالمہ مین حال طلسم گوہر ریز کا پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت من وعن بیان فرمائی اور کہا کہ
ایک اسیر طلسم ایسا میرے ساتھ ہی کہ وہ کسی سے بات نہین کرتا اور عجیب وغریب حرکات اوس سے سرزد ہوتے
ہین کوئی کام نہین کرتی استبرق پری نے کہا حضور اوسکو بلائین کہ مین بھی دیکھون شاہزادہ نے تیرھوین
قیدی طلسم کو یاد فرمایا استبرق پری تادیر اسکو ازسرتاپا بغور دیکھا کی پھر عرض کی کہ اس مسلوب الحواس
کی صورت آشنا مین بھی ہون کل انشاء اللہ تعالے مفصل حال اسکا حضور مین عرض کرونگی شاہزادہ نے فرمایا
ہان اگر یہ عقدہ تو نے حل کر دیا تو بیشک کار نمایان کردی کیونکہ کچھ اصل کیفیت اسکی معلوم نہین ہوتی کہ یہ کس
بلا مین مبتلا ہی ہم بھی تیرے شکر گذار ہونگے جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور استبرق پری اپنے مکان پر
واپس آئی دوسرے روز ایک مرد بزرگ کو ہمراہ اپنے خدمت مین شاہزادہ کے لیجا کر عرض کی حضور اوس دیوانہ
کو بلائین پھر مین اس پیر مرد کا حال بھی گذارش کرونگی جب وہ سوختۂ فراق محبوب بارگاہ مین آیا اور پیر مرد نے اسکو
دیکھا بے اختیار باواز بلند ہائے کا نعرہ مارا اور زار زار مانند ابر نوبہار کے رونے لگا شاہزادہ نے پوچھا
ای عزیز یہ شخص تیرا کون ہی اوسنے عرض کیا کہ خداوند یہ بندہ زادہ ہی آج غلام نے پانچ برس کے بعد حضور کی بدولت
اسکی صورت دیکھی خداوند عالم حضور کو سریر عالم داجدون اور جیدرون کے تا صد و بیس سال سلامت باکرامت رکھے
کہ آپ کے قدمون کی بدولت یہ دولت گم گشتہ پائی کہ میری ساری عمر کی کمائی تھی اور حضور کے صدقہ مین مدت
کے بعد آج مجھکو اپنے پسر کا دیدار میسر ہوا شاہزادہ نے ملکہ سے کہا ای ملکہ سنتے ہیں پیر مرد سے کچھ اس نوجوان کی
گرفتاری کا بھی حال پوچھا کہ یہ دیوانہ گرفتار طلسم کیونکر ہوا استبرق پری بولی ای شہریار یہ پیر مرد تحویلدار
جواہر خانہ کشور چین کا ہی اور حسب ونسب مین سلسلہ اسکا ارفع الطیب بادشاہون سے ملتا ہی مگر بوجہ گردش
گردون دون و کج بہری واژگون سے سلطنت اسکی باقی رہی اب فقط نام نامی اسکا رہ گیا ہی ایک روز برسبیل تذکرہ
اس بزرگ سے مین نے یہ سنا کہ املح نوجوان فرزند دلبند میرا رات کو اکثر باہر نکلا نہ تھا اور دو دو پہر غائب
رہتا تھا ایک روز اسیطرح سے غائب ہو گیا کہ جو آجتک اوسکا نشان نہ ملا پھر مین نے غائب ہونے کی کیفیت پوچھی
اوسنے بیان کیا کہ یہ املح ہمارے وزیر کی بیٹی پر عاشق ہوا تھا اوسکے عشق و ولولہ شوق مین کہین نکل گیا اب اوسکے
زیست و مرگ کی کچھ خبر نہین ہی شاہزادہ نے کہا وزیر کی بی بی سے املح کا حال پوچھنا چاہیے کہ وہ بخوبی واقف ہوگی
استبرق پری اپنے محل مین آئی اور وزیر کی بی بی سے بلا کر فرمایا کہ ای عاقلہ پری مین نے سنا ہی کہ تیری بیٹی
حد بلوغ کو پہونچی اور تجھے کچھ اسکے عقد نکاح کی کچھ فکر نہین عاقلہ آبدیدہ ہو کر بولی کہ ای ملکہ عالم چار پانچ برس
سے وہ نامراد لڑکی ایسے سودے مین گرفتار ہی کہ کبھی آپ ہی آپ ہنستی ہی اور کبھی دو دو تین تین روز تک ایک
عالم سکوت مین رہتی ہی ہر چند ملا سیانے حکیم طبیب دعا تعویذ سب کچھ کیا مگر ایک کارگر نہوا اب چند روز سے

اسکا ایسا حال بد ہی کہ دیوارون سے سر ٹکراتی پھرتی ہی اور شب و روز روتی رہتی ہی مین حیران ہون کہ کن آنکھون سے
یہ حال اُسکا دیکھون کہ دیکھنے والون کا کلیجہ شق ہوا جاتا ہی میرا تو کھانا پانی حرام ہو گیا ہی جب زیادہ قلق ہوتا ہی تو
کہتی ہون آیا انجام اس لڑکی کی کتخدائی کا کیا ہوگا استبرق پری نے پوچھا کہ ابتدا اس مرض کی کیا ہی حاملہ نے
کہا مجھے معلوم نہین خدا جانے کیا ہوا استبرق پری بولی ظاہرا یہ ثابت ہوتا ہی کہ کوئی حرکت تجھسے ایسی ہوئی
کہ جسکے وبال مین یہ لڑکی تیری اس حال کو پہونچی اگر اب بھی سچ سچ اسکا حال مجھسے بیان کر دے تو مین تیری لڑکی
کے علاج مین ایسی کوشش کرون کہ مزاج اُسکا اصلاح پر آجائے حاملہ پری نے کہا اے ملکۂ آفاق اصل حقیقت
تو یون ہی کہ الملع نامے ایک نوجوان تمھارے جواہر خانہ کے داروغہ کا بیٹا اس شامت زدہ پر عاشق ہوا اور
یہ گیسو بریدہ بھی اُس سے محبت باطنی رکھتی تھی آخر الملع نے ایک عورت دلالہ کی معرفت اسکے پاس پوشیدہ
آنا جانا شروع کیا جب مین نے سُنا تو بوجہ ننگ و ناموس کے یہ چاہا کہ الملع کسی طرح ہلاک ہو کہ اسکا پیچھا چھوٹے
اور ہم بدنامی سے بچین کہ کنواری بیٹی کے واسطے یہ ستم ہی اسی فکر مین دن رات رہتی تھی کہ اتفاق سے ایک
عورت اجنبی میرے پاس آئی مین نے اُس سے یہ ذکر کیا اُسنے کہا اے خاتون آپ فکر نہ کرین خاطر جمع رکھین
مین اپنے خاوند سے تمھارے اس رنج و فکر کا بخوبی علاج کرادونگی کہ وہ خاص اسی کام کا اُستاد زمانہ ہی
مین سُنکے خوش ہوئی اور کچھ روپیہ اُسکو دیا اور اُسکی خاطرداری بہت سی کی وہ عورت دوسرے روز پھر آئی
اور کہا اے ملکہ میرے خاوند نے تمھارے دشمن ناموس کو چشمۂ طلسم گہر ریز مین غرق کر دیا اب آپ اُسکو کبھی
نہ دیکھیے گا بلکہ نام بھی اُسکا نہ سُنئیے گا پس اے ملکہ واقعی اُس روز سے الملع کی پھر شکل اس شہر مین کسی جا نہ دیکھی
جسوقت اس لڑکی خانہ خراب نے یہ حال سُنا کہ الملع کسی طرف نکل گیا اُسکے رنج و الم مین ایسی مبتلا ہوئی کہ
دو مہینے کامل نہ کھانا کھایا اور نہ کسی سے بات کی آخر کہانتک بیان کرون کہ اُسکے عشق مین یہ اس نوبت کو
پہونچی اب مجھے یہ امر ایسا شاق و دشوار ہی کہ قابل بیان کے نہین اگر گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل الخ کسی نے کہا ہی

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
آہ کرون تو لوگ سُنین اور چپکی لگی کھائے	ایسی کٹھن پریت کو کس سے بیان کرون او یا کہ

اب یہ بیمار غم لاعلاج ہو گیا کہ وہ دختر ہی کا دُکھ دور ہوگا اور اقصا ب پر دہوا اب آپکے سُننے سے اس حال کا کیا ذکر
لیکن آپنے جو ارشاد فرمایا مین نے تعمیل حکم کیا استبرق پری نے کہا اچھا اگر الملع نوجوان از سر نو پیدا ہو
تو تم اپنی لڑکی کا عقد اُسکے ساتھ کر دوگی یا نہین حاملہ پری نے کہا عقد کیسا جو کہوگی بسر و چشم بجا لاؤنگی استبرق پری
بولی تم خاطر جمع رکھو الملع نوجوان زندہ و سلامت ہی بعد ازان یہ قصہ شاہزادہ کشمون کو ظلمات کا سبب
بیان کیا حاملہ پری نے کہا مجھے شاہزادہ کی خدمت مین لیچلو استبرق پری و حاملہ پری کی ہمراہ شاہزادہ کا

شمسون مہر طلعت کی خدمت بابرکت مین آئین اور تمام و کمال حال بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا اب
معلوم ہوا کہ المع غریق بحر عشق ہی یہ گفتگو ختم نہوئی تھی کہ حاضر بارگاہ نے اطلاع دی کہ ایک بڑھیا حضوری کی
امیدوار ہی شاہزادہ نے فرمایا آنے دو جب وہ پیرزن آئی اُسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے جو
بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ شعلہ ساحرہ ہی شاہزادہ نے فرمایا ای شعلہ تو اسوقت کہان سے آئی شعلہ نے
عرض کی ای شہریار کامگار مین حضور سے رخصت ہوکر سیدھی حضرت آصف بن برخیا کی ضریح اقدس پر
پہونچی اور ایک ماہ کامل وہان مین نے توبہ و استغفار کی چالیس روز کے بعد حضرت آصف نے عالم واقعہ
مین مجھے فرمایا کہ ای شعلہ تھوڑی خاک میری تربت کی لیکر شہر استبرق مین جا وہان شاہزادہ شمسون
ایک فکر سخت مین گرفتار ہی شاہزادہ کو یہ خاک دینا اور کہنا کہ تھوڑی المع نوجوان کو کھلا دو اثر سحر اُسکا بالکل
زائل ہوجائیگا اور آج سے ہمنے شاہزادہ شمسون مہر طلعت کو شاہزادہ مراد بخش خطاب دیا لازم ہی کہ تمام
اہل لشکر کو اس خطاب سے آگاہ کردے شاہزادہ ضریح مقدس کی طرف آداب و تسلیمات بجالایا اور دو رکعت
نماز شکریہ ادا کی بعد ازان خاک تربت المع کو کھلائی تھوڑا خاک کا حلق سے اُترنا تھا کہ ہوش مین آگیا اب جو المع
نے وہ بارگاہ فلک اشتباہ دیکھی اور اپنے والد ماجد کو بھی موجود پایا پس المع گھبرا کر کھڑا ہوگیا اور استبرق پری کو
باادب سلام کیا شاہزادہ کے حضور مین استبرق پری المع کو لے آئی شاہزادہ نے نہایت شفقت و عنایت
سے المع سے پوچھا کہ تجھے اپنا حال کچھ معلوم ہی کہ تو کہان تھا المع نے عرض کی ای شہریار دولتمدار جس زمانہ مین
مین گلرخسار پری بنت حاملہ پری پر عاشق ہوا تھا ایک مرد غیر میرے پاس آیا اور اُسنے مجھے ایک چیز ایسی
کھلائی کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے بعد اسکے مجھسے کہا کہ چل مین تجھے ایک چشمہ مین غسل کروا دون تا پھر
تمام مطلب تیرے حاصل ہوجاینگے مین حالت بیخودی مین اُسکے ہمراہ ہولیا وہ مجھے کنارہ ایک چشمہ کے لایا اور
ایک افسون میرے اوپر دم کرکے مجھسے کہا تو اس چشمہ مین جا اور غوطہ مار مین نے موافق اُسکے کہنے کے چشمہ مین
غوطہ مارا پھر مجھے بطور خواب اتنا معلوم ہوا کہ مین کسی شہر مین گیا اور وہان ایک بادشاہ مروارید پوش نے مجھے
قید کیا بس پھر مین ایسا بیہوش ہوگیا کہ مجھے دین و دنیا کا ہوش نرہا پھر نہین جانتا کہ کیا ہوا باقی حال شاہزادہ نے
المع کا المع سے بیان کیا المع نے شاہزادہ کا ہاتھ چوما شاہزادہ نے گلرخسار پری کا المع سے نکاح کردیا
اور دوسرے روز وہان سے ارض الذہب کو روانہ ہوا جب شہر عجائب نگار قریب رہ گیا تا لشکر قہرمان
سلطان یکتا نویس کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ مابدولت نے سُنا ہی کہ تمنے اپنی تخت جواہر نگار ملکہ اوقیہ ماہ خیال
کا عقد اس شرط پر موقوف رکھا ہی کہ جو سیب مراد اور چالیس شتر مروارید لادے اُسکے ساتھ کرینگے لہذا الحمد
قادر حقیقی ہم دونون امر مطلوب کو لاتے ہین اب تمہیں دیکھنے اس نامہ نامی کے سامان عروسی تیار کرو والسلام

عنوان نامہ پر شاہزادہ مراد بخش کا نام لکھا اور شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ کے ہاتھ روانہ کیا شاہزادۂ
اشرف بہ جاہ و تجمل ملوکانہ عجائب نگار کو روانہ ہوا اور بعد دو روز کے شہر عجائب نگار میں داخل ہوا سلطان
یکتا نوس و ملکہ شر قیہ کو خبر ہوئی کہ ایک ایلچی کسی کا بڑے جاہ و حشم سے آیا ہے یکتا نوس نے غلمان خرد افروز
وزیر کو واسطے استقبال کے بھیجا غلمان وزیر شاہزادۂ اشرف کو نہایت عزت و تکریم سے شہر میں لایا اور
ایک قصر عالیشان میں فروکش کرا دیا اور خود یکتا نوس اور ملکہ او قیہ سے کہا کہ اب تمکو جائے عذر و حجت شرعی
باقی نہیں ہے شر قیہ نے کہا اے غلمان ہمیں افسوس اس بیچارہ شاہزادۂ شمشون مہر طلعت کے حال پر
آتا ہے کہ خدا جانے کس صحرا پر بلا میں سرگشتہ و حیران پھرتا ہوگا ہزار افسوس کہ اس کشتۂ محبت نے کسقدر
او قیہ ماہ رخسار کے عشق میں جانفشانی کی اور اس نعمت سے محروم رہا خیر جو مرضی خدا کی کیا چارہ عقد ملکہ کا
شاہزادۂ مراد بخش سے کاتب تقدیر نے مقدر کیا تھا جب شاہزادۂ اشرف دربار میں آیا یکتا نوس نے
سیب مراد اور گنج و گوہر کا حال پوچھا شاہزادۂ اشرف نے کہا کہ سیب مراد تو باغ میں شاہزادۂ اشرف مراد بخش
کے پیدا ہوا اور گنج مروارید اس عالی گوہر کے خزانۂ عامرہ میں موجود تھا اور ایسی تعریف سخاوت و ہمت شاہزادہ
کی بیان کی کہ حاضرین دربار کے ہوش جاتے رہے راوی کہتا ہے کہ جس روز شاہزادہ شمشون تلاش میں
سیب مراد کے روانہ ہوا تھا اسی شب کو ملکہ شر قیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اب تم قصر نشینی او قیہ کی ترک کرو اور
گوشہ نشین ہو پس بمجرد دیکھنے اس خواب کے شر قیہ نے او قیہ ماہ رخسار کا برج طلعت میں جانا ترک کر دیا تھا
آخر آپس میں یکتا نوس و شر قیہ کی یہ رائے قرار پائی کہ غلمان خرد افروز وزیر کو مع ہدیہ و تحفہ شاہزادہ مراد بخش
کی خدمت میں روانہ کریں کہ وہ بچشم خود وضع و طریقہ شاہزادہ کا دیکھ آئے بعد اسکے جو مصلحت وقت ہوگا عمل میں
آویگا القصہ غلمان وزیر اور چار شخص ارکین و مدبران سلطنت کو مع تحفہ و ہدایہ واسطے ملازمت شاہزادۂ
مراد بخش کے روانہ کیا جب لشکر فیروزی اثر کے قریب پہونچے شاہزادۂ اشرف نے شاہزادۂ مراد بخش
کو اطلاع دی کہ غلمان خرد افروز وزیر مع چند مردمان مشیران سلطنت یکتا نوس حضور کی ملازمت کو حاضر
ہوا چاہتے ہیں شاہزادہ نے آراستگی بارگاہ آصفی کا حکم دیا جابجا بارگاہ میں کرسیہاے نقرئی و طلائی و جواہر نگار
و مرصع کار و دنگل و صندلی وغیرہ کو قرینے سے بچھوایا اور فوج کو لباسہاے نو سے مزین کیا اور افسران فوج کو
تمغہاے طلائی سے پیراستہ کر کے خود نقاب چہرہ پر ڈال کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور فوٹیلی دانا وزیر
کو بھی نقاب پوش کر دیا غلمان خرد افروز جب بارگاہ عرش اشتباہ میں آیا تو یہاں کا سامان کہ جو اسکے
فرشتوں نے بھی نہ دیکھا تھا دیکھکر ہوش باختہ ہو گئے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ خواب ہے یا عالم بیداری
یہ بارگاہ ہے کہ قدرت باری یہاں یکتا نوس کی کیا حقیقت ہے یکتا نوس ایسے صدہا ملازم شاہزادہ کے ہیں

شاہزادہ نے کرسی غلمان کی اسقدر فاصلہ پر بچھوائی تھی کہ آواز اسکے کان تک نہ پہونچے غلمان نے وہ تحفہ
پیش کش کیا شاہزادے نے عمدہ پیام و سلام کا شاہزادۂ اشرف کو مرحمت فرمایا اول پیام دیا کہ غلمان
کس ارادہ سے آیا ہے یہان سے جواب ہوا کہ غلام واسطے زیارت جمال با کمال حضور کے حاضر ہوا دوسرا
پیام دیا کہ بکتانوس کو اب عقد کرنے مین اپنی دختر کے کیا عذر ہے غلمان نے عرض کیا کہ عذر کیسا وہ اپنا باعث
فخر و افتخار جانتا ہے پھر یہان سے سیب مراد وزیر کو دکھایا گیا غلمان نے عرض کیا کہ رنگ سیب کا وہی ہے جو کہ
ہم سنتے تھے لیکن خواص بروقت امتحان معلوم ہونگے شاہزادہ نے پوچھا خواص اسمین کیا ہین غلمان نے
عرض کیا کہ ایک تو یہ خواص ہے کہ درخت خشک سیب مراد کا آگ سے خود بخود سبز ہو جاتا ہے دوسرے اسکی خوشبو سے
نابینا بینا ہوتا ہے شاہزادہ نے فرمایا تمھارے شہر مین اندھے تو یقین ہے بہت ہون تم انھین حاضر کرو اسیوقت
معلوم ہو جائیگا بعد اسکے گنج گوہر دکھایا غلمان گنج گوہر ایسے نایاب دیکھکر بہت متعجب ہوا پھر شاہزادے نے
ایک خلعت گران بہا غلمان کو دیا کہ بکتانوس نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا پھر غلمان نے نقاب پوشی کا
باعث پوچھا شاہزادۂ اشرف نے کہا اے وزیر بادشاہ ظل اللہ کو چاہیے کہ کس و ناکس سے پوشیدہ رہے
اور رسم نقاب پوشی قدیم سے ملک گوہر نگار مین ہے پھر غلمان خرد افروز وزیر شاہزادہ سے رخصت ہوکر
بکتانوس کی خدمت مین آیا اور اسقدر عظمت و شان شاہزادہ کی بیان کی کہ بکتانوس اور ملکہ شرقیہ
کے بھی ہوش متغیر ہو گئے بکتانوس نے کہا سامان عروسی جلد تیار ہو ملکہ شرقیہ نے کہا مین نے بھی یہی خواب
دیکھا ہے لیکن میرا دل اسکی جانفشانی و صحرا نوردی پر شق ہوا جاتا ہے دوسری شب کو (وہی) مقدسہ شرقیہ کو بعینہ
عالم خواب مین نظر آئین اور فرمایا کہ اے شرقیہ جو تیری شرط پوری کرے اسمین کیا سوچنا ہے تو ملکہ کا عقد
بے تکلف کردے صبح کو ملکہ شرقیہ نے حال خواب شوہر سے بیان کیا بکتانوس نے سامان عروسی تیار کرایا اور
حکم آئینہ بندی شہر کا دیا اور شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ شعر

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست　　کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

شاہزادہ مشعوف وہان سے کوچ کرکے شہر مین داخل ہوا جب ملکہ اوقیہ ماہ رخسار نے سنا کہ ایک شاہزادۂ
مہر افروز بخش نامے ملک گوہر نگار کا گنج گہر اور سیب مراد لیے ہوئے واسطے عقد کے آیا ہے یہ خبر سنکر انتہا سے
درجہ غمگین و ملول ہو گئی اور دایہ کو بلا کر کہا کہ اے مادر مہربان مجھکو عجیب ایک تشویش لاحق حال ہوئی ہے دیکھیے انجام
اسکا کیا ہوتا ہے سکوت مین خدشۂ جان اظہار مین باعث کسر شان خاندان ہے اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بقول
کسی شاعر کے شعر

پاس ناموس جنون درس سکوتم داد است　　گوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد است

یہ کہا اور زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگی یہ حال دیکھکر دایہ کے ہوش جاتے رہے بد حواس ہو کر کھڑی ہو گئی اور بلائین لیکر کہا ہان ہان ای ملکہ صدقے ہو جاؤن یہ کیا حال ہی کچھ فرماؤ تو میرے جیتے جی تمکو صدمہ گذرے اور مین دیکھون کیا تشویش ہی ارشاد فرماؤ ملکہ نے فرمایا شعر

آنکہ دارد آرزو سے خاطر من دیگر است | وانکہ خواہد از جمالش دین روشن دیگر است

ای دایہ خدا جانے طالب و ہم مطلوب میرا کس صحرا ے وحشت ناک مین با دل غمناک و جگر چاک آشفتہ خاطر حیران و پریشان و سرگردان پھرتا ہوگا اور یہ شاہزادہ مراد بخش جسکے حال و افعال سے مطلق ہم آگاہ نہین ہین وہ میری خواستگاری کو یہان آیا اس صورت مین سوا اسکے کہ مین ابھی اپنی جان دیدون اور کوئی علاج نظر نہین آتا دایہ نے کہا ای سرمایہ حیات والدین وای شمع محفل زینت و زین تیرا طالع اقبال اس درجہ بلند ہی کہ سوا ے فضل پروردگار کے کوئی آسیب روزگار پھیر موثر نہوگا تم خود فتر بان جاؤن صاحب ادراک ہو اور لوگون کو سمجھاؤ راہ نیک بتاؤ نہ یہ کہ خود ہی نادان ہو جاؤ چشم انصاف سے دیکھو کہ خداوند کریم نے ایسا عقیل و فہیم و صاحب تاج و دیہیم و سعادتمند و صاحب اقبال و فرخندہ فال شوہر عطا فرمایا ہی کہ جسکے باغ مین سیب مراد پیدا ہوا اور خزانہ عامرہ مین جواہر خانہ ایسا ہی کہ جس سے چالیس شتر مروارید بار کرکے ادا ے شرط کو لایا ہی اسکا مقابلہ دنیا مین کوئی شہنشاہ نہین کرسکتا دوسرے امر عقد و مناکحت تقدیر سے متعلق ہی تقدیر کسی کے قبضۂ اختیار مین نہین ہوئی ہی جو امر تقدیری ہی ضرور ہوگا بقول شاعر شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو | سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

تیسرے یہ کہ شاہزادۂ ممدوح عالی مقام مبتلا ے رنج و آلام اس مدت کی مصیبت و عشرت مین خدا جانے زندہ بھی ہی یا دشمن اسکے ہلاک ہو گئے ہین درندے کھا گئے یا پیوند خاک ہو گیا اس امر موہوم پر تکیہ کرنا عقل سے بعید ہی اور اس آوارۂ دشت مصیبت کا بے نیل مراد واپس آنا عقل سے بعید ہی پس بے وصال یار حیات مستعار محض بیکار ہی دو مصلحت وقت یہ ہی کہ اب تم اس خیال بیجا سے درگذرو اور صبر کرو مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد دوسرے یہ امر ہی کہ شرط مین شاہ و گدا برابر ہین پہلے ہی اسکا خیال کرنا تھا کہ جہان سیب مراد و چالیس بار شتر کے وہان یہ بھی ہوتا کہ ادا کنندۂ شرط بھی فلان خاندان سے اس شکل و شمایل اور اس طور کا ہو یہ خدا کی دین ہی اگر وہ پروردگار عالم ایک چمار کو یہ رتبہ عنایت فرماتا کہ وہ تمھاری شرط ادا کرکے تمھاری خواستگاری کرتا کیا چارہ تھا کچھ بن نہ پڑتا یہ تو محض نادانی کی بات ہی کیونکہ غریب کا تو حسب و نسب پوشیدہ نہین رہتا بھلا شاہون کا حسب و نسب کب چھپ سکتا ہی دریافت ضرور ہوا ہوگا تمکو معلوم نہین تم کیون حیران ہوتی ہو ہان اگر ایسی بات یاد آئی ہی کہ جس سے بالکل تمھارا رنج و ملال دفع ہو جائیگا مگر یہ بتاؤ کہ عرض مین یہ دایہ کیا پائیگی ملکہ نے کہا جو اسوقت

تمھاری یہ باتین بنائین بڑی معلوم ہوتی ہین کہ میرے حواس ٹھکانے نہین ہین بس مختصر یہ جانتی ہون کہ جو مین خوش
ہونگی تو تم بھی خوش ہوگی دایہ نے کہا دو امر ہین ایک تو یہ کہ شاہزادہ کا نام ہی مراد بخش ہی یا واقعی مراد بخشی
کرتا ہی اگر نام ہی مراد بخش ہی تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ نام تم اپنا بدل ڈالو نام کا بدلنا سہل بات نہین ہی یہ سنکے
ہیچ کو شاہزادہ غائب ہو جائیگا اور سب مال و متاع یہین رہ جائیگا اور اگر واقعی مراد بخش ہی تو فہو المراد مطلب
ہمارا حاصل ہی اور دوسرے یہ کہ سبب مراد کی بھی یہی خاصیت ہی کہ جسوقت صاحب سبب مراد کی صورت دیکھیگی
ایکباری وحشت مزاج کی کلیۃً دفع ہو جائیگی بس ملکہ اوقیہ بانو غمگین و رنجیدہ بیٹھی تھی کہ یہ سنتے ہی بے اختیار ہنس پڑی
اور کہا اے دایہ عشق صادق بھی یہی تاثیر رکھتا ہی دایہ بولی واری تم خود پڑھی لکھی ہو خدا کے فضل سے تمھاری چار آنکھین
ہین ہم ناخواندہ اندھے ہین لیکن کچھ نیک و بد اپنا ضرور سمجھتے ہین اگر شاہزادہ شمسون کو تمھارا عشق صادق ہی
تو ضرور وہ تمھارا شوہر ہوگا اور کسی کی کیا مجال جو تمھارے محل مین قدم رکھ سکے ملکہ نے کہا اے دایہ ابھی تھوڑے ہی
روز کا ذکر ہی کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی اسکی تعبیر ٹھیک یہی ہی کہ ملاقات سے شاہزادہ شمسون کے جلد مسرور
ہونگی لیکن برعکس اسکے یہ ظہور مین آیا کہ دفعۃً شاہزادہ مراد بخش نہین معلوم کہ کہان سے پیدا ہو گیا کہ جسکے نام سے
ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شاید یہ وہی شاہزادہ شمسون ہی اسنے مصلحتًا یہ نام اپنا رکھا ہی دایہ نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین
اپنے فرزند ملعم عیار سے کہتی ہون وہ مفصل حال شاہزادہ مراد بخش کا دریافت کر لائیگا ملکہ نے فرمایا میری طرف
سے ملعم کو کہنا کہ اگر تو میرے اس عقدے کو حل کر لائیگا تو مین تیرے مرتبہ سے زیادہ انعام دونگی غرض کہ ملعم کو دایہ
نے واسطے دریافت حال شاہزادے کے روانہ کیا ملعم بلباس عیاری تبدیل صورت کرکے اسیوقت لشکر ظفر پیکر
مین گیا اور بعد آدھی رات کے خوابگاہ شاہزادہ مین پہونچا اور تمام [illegible] کو بیہوش کیا اور چاہا کہ لوح جمال
شاہزادے کو دیکھے کہ سرخون عیار کو شاہزادے نے کسی کار ضروری کو بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ جس حال مین
ہون مجھے جواب دینا قضارا سرخون عیار اسیوقت پہونچا اور روبرو خوابگاہ مین چلا آیا اور یہان جو نظر کی کہ سب
نگہبان چوکی پہرے کے بیہوش ہین اور شمعین وغیرہ بھی گل ہین چارون طرف اندھیرا ایسا ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین معلوم ہوتا
سرخون حیرت زدہ ہو کر بولا کہ بار الٰہا یہ کیا معاملہ ہی روشنی کا گل ہونا اور لوگون کا بیہوش ہونا یہ خالی از علت نہین ہی
جب قریب پلنگ شاہزادے کے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد سیاہ پوش چہرے کو شاہزادے کے بغور دیکھ رہا ہی
سرخون وضع و لباس ملعم کو دیکھ کے سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی اور ارادہ اسکا بد معلوم ہوتا ہی سرخون نے ملعم کو
گرفتار کرنے کا قصد کیا اور ملعم نے جو روشنی مین عکس اسکا دیکھا فورًا ایک خنجر کا وار کیا سرخون نے بچالاکی
ایسی ایک جست کی کہ اسکا وار خالی گیا ورنہ خنجر سینہ کے پار ہو جاتا ملعم جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے
روانہ ہوا سرخون نے اسکا تعاقب کیا اور کہا باش او مادر بخطا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون سرخون کی

آواز سے شاہزادہ کی بھی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ سرخون ایک مرد سیاہ پوش کا پیچھا کیے چلا آتا ہی شاہزادہ بھی پیچھے پیچھے سرخون کے روانہ ہوا ہرچند ملعم دوا دوڑ بھاگا جاتا تھا لیکن سرخون آگے بڑھکے سدراہ ہوا دونون عیار باہم خنجر بازی مین مشغول ہوے اس عرصہ مین شاہزادہ بھی پہونچگیا ملعم نے جو شاہزادہ کو دیکھا سمجھا کہ کوئی اور عیار بامداد سرخون آگیا آخر سرخون سے کہا کہ ای عیار دلاور تنہا سے دو شخصون کا مقابلہ خلاف مردانگی ہی سرخون نے پس پشت دیکھا کہ کون آتا ہی اس عرصہ مین ملعم مثل برق چمک کے نکل گیا سرخون نے کہا ای شہریار آپ ناحق تشریف لاے حضور نے تکلیف فرمائی مین جبتک اس عیار کی حقیقت دریافت نہ کرلونگا ہرگز اس سے دست بردار نہونگا آخر سرخون عیار ملعم کے پیچھے دوڑا قضارا شہر کے باہر ایک باغ ملکہ او قیمہ ماہ رخسار کا تھا اور لشکر شاہزادہ سے دو فرسخ کا فاصلہ تھا اتفاقًا ملکہ او قیمہ ماہ رخسار واسطے سیر باغ کے تشریف لائی تھی اور ملعم کو اس امر کی خبر نہتھی کہ ملکہ باغ مین ہین یہ اپنی پشت پناہ سمجھ کے باغ مین آیا دیکھا کہ ملکہ او قیمہ ماہ رخسار ایک کمرہ مین نازنینان مہوش کا ناچ دیکھ رہی ہین ملعم نے اپنی ماں کو آواز دی دایہ مجرد سننے آواز بیٹے کے باہر نکل آئی اور کہا ای جان مادر خیر ہی ملعم بولا کہ مجھے بات کرنے کی فرصت نہین موت قریب معلوم ہوتی ہی دایہ نے کہا آخر مفصل بیان کر ملعم نے کہا عیار شاہزادہ گوہر نگار کا میری گرفتاری کو ضرور آئیگا دایہ نے ملکہ کو اس حال سے مطلع کیا ملکہ نے فرمایا کہ ملعم سے کہدو کہ اس عیار کو باغ مین آنے دے ہم سمجھ لینگے یہان سرخون عیار نے دیکھا کہ عیار باغ مین گیا پس اسی راہ سے سرخون بھی باغ مین پہونچا لیکن نہایت ہوشیاری سے چارون طرف دیکھتا جاتا تھا ملعم نے چمن مین حلقہ کمند بچھا کر خاک سے پوشیدہ کردیے اور اپنی ماں سے کہا کہ جسوقت وہ عیار حلقہ کمند پر پاؤن دھرے تم آسے باتون مین لگانا مین بآسانی گرفتار کرلونگا آخر یہی معاملہ پیش آیا کہ جب سرخون عیار نے قدم حلقہ کمند پر رکھا دایہ نے سرخون سے کہا ای مرد تو کون ہی جو ہمارے باغ مین بیجا کا چلا آیا سرخون دایہ کیطرف مخاطب ہوا کہ ملعم نے فورًا گرفتار کرکے سرخون کو ستون بارہ دری سے باندھ دیا جب قصہ گو عاقلہ اس حال تک پہونچی طالقوس نے کہا ای قصہ گو بھلا مین پوچھتا ہون کہ جب وہ دونون عیار بقول تیرے پریزاد تھے پھر انکو ہشیاری سے باغ مین جانا اور دیوار پر چڑھنا کیا مشکل تھا قصہ گو نے کہا ای طالقوس جن و پریزاد آدم کی تقلید کرتے ہین کسواسطے کہ آدم اشرف المخلوقات ہی جسطرح عیار آدم زاد عیاری بقوت دست و بازو کرتے ہین اسیطرح جن و پریزاد بھی قوت بشری سے کاربند ہوتے ہین اور بال و پرون کو اپنے تکلیف نہین دیتے طالقوس نے کہا مرحبا خوب جواب دیا اب بیان کر کیا ہوا قصہ گو نے کہا کہ جب سرخون ستون سے بندھ گیا ملعم نے سرخون سے پوچھا کہ ای مہتر سرہنگان اب تم کیا قصد رکھتے ہو سرخون نے غصہ سے کچھ جواب نہ دیا جب شاہزادہ شمسون نے دیکھا کہ دونون عیار اس باغ مین جاکر غائب ہوگئے

اور جذبہ عشق نے بھی تاثیر کی کشش محبت نے شاہزادہ کو کشان کشان اُسی راہ سے باغ مین پہونچایا لمعہ اِسی خیال کہ دوسرا عیار باغ مین بامداد اس عیار کے نہ آجاوے زیر دیوار باغ گیا اور جا بیٹھا تھا کہ اُسکا بھی انتظام کرے کہ یہ بھی واجب ہی مگر لمعہ کے خیال و فکر کرتے کرتے شاہزادہ باغ مین داخل ہو گیا اب جو لمعہ نے نظر کی دیکھا شاہزادہ خود تشریف لایا ہی فوراً ملکہ کو اطلاع دی اور کہا اے ملکۂ عالم شاہزادۂ والا جاہ خود بنفس نفیس تنہا و پیادہ و دل از دست دادہ بہ دعوی عیار طرار تمھارے باغ مین تشریف لایا ہی پس اس خبر مسرت نمط سے اول ملکہ سیماب وار بیقرار ہو گئی اور خواب شب گذشتہ کی تعبیر برابر ہو گئی دایہ سے فرمایا مین نے بخدا اِس شب کو یہی خواب دیکھا تھا کہ شاہزادۂ شمسون سے اسی باغ مین مجھسے ملاقات ہو وے گی تم لمعہ سے کہدو کہ شاہزادہ کو نہایت عزت و تکریم سے مسند زرنگار پر بٹھائے اگر ہمارا مطلوب ہی فہو المراد و ورنہ اُسکے عیار کو حوالہ کر دینا آخر شاہزادۂ شمسون مہر طلعت خوف زدہ متحیر ہر ایک مکان کو دیکھتا چلا جاتا تھا کہ لمعہ عیار نے با دب تمام آداب و سلام کیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ سلاطین قاف حضور نے کسکی تلاش مین اس چمن پُرخار کو اپنے پرتو جمال سے رشک لالہ زار فرمایا اگر اپنے عیار طرار کی تلاش ہی تو یہ جان نثار اُسکو حاضر کرے اگرچہ شاہزادہ بھی شجاعت و جوانمردی مین یکتائے روزگار و شہرۂ آفاق تھا مگر اُسوقت خود بخود جسم مبارک مین ایسا لرزہ ہوا کہ مثل بید کانپنے لگا لمعہ سے پوچھا تو کون ہی کہ اسطرح ہمکلام ہوتا ہی شاید سرخون ہمارے عیار کو تو ہی اِس باغ مین لایا ہی لمعہ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دو چار قدم اور تکلیف فرمائین جو معاملہ واقعی ہی خانہ زاد عرض کریگا شاہزادہ لمعہ کے ہمراہ سرخون عیار جہان درخت سے بندھا ہوا تھا وہان آیا لمعہ نے جلد ہی تمام سرخون کو ستون سے کھول دیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ حضور تخت پر اجلاس فرمائین چونکہ جس حجرے مین ملکہ ادقیہ ماہ رخسار تھی وہ حجرہ متصل تھا اسوجہ سے صورت آنیوالے کی در حجرہ سے بخوبی معلوم ہوتی تھی اور اتفاق سے اُسوقت شاہزادہ بے نقاب تھا پس نظر ملکہ شاہزادہ پر پڑی ملکہ پہچان گئی کہ یہ وہی شاہزادۂ شمسون مہر طلعت ہی پس فوراً سجدۂ شکر پروردگار بجالائی اور دایہ سے چپکے سے فرمایا تم نے میرے خواب کی تعبیر دیکھی کیا جلد ظہور مین آئی ادھر شاہزادے کو بھی قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ ضرور معشوقہ میری اسی حجرے مین ہی پس ایکبارگی ولولۂ شوق نے جوش مارا بے ساختہ یہ اشعار پڑھے

اشعار

یاد ہی ہر دم کسی کے عارض پُرنور کی
حق نصیبون مین مرے ہی زخم کے انگور کی
تیرہ بختی کو کھینچے کیونکر قیامت تک نہ طول
بو سفیدی مین سحر کی آئیگی کافور کی

داغ دل سے لو نکلتی ہی چراغ طور کی
دیکھتا ہون راہ یارب کس سراپا نور کی
ہی غذا شیر سحر مار شب دیجور کی
آتش سوزندہ بن جائے مصور کا قلم

خون دل پیتا ہون یاد چشم مست یار مین
ہی عیان پتھرائی آنکھون مین تجلی نور کی
وصل کی شب مین جدا ہوگا اگر وہ جان جان
کھینچ کر تصویر عاشق کے تن مجروح کی

ملکہ نے دایہ سے بظاہر برہم ہو کر کہا کہ اس مرد بیہودہ وارفتہ مزاج سے کہو کہ باغ مین بادشاہون کے دڑانہ چلے آنا اور کلمات گستاخانہ زبان پر لانا اچھا نہین ہی معلوم ہوا کہ تو زندگی سے اپنی سیر ہی جو ایسی بیہودہ گوئی کرتا ہی اپنے خون مین آپ ہاتھ بھرتا ہی تجھے خوف خدا آتا ہی ورنہ ایک اشارہ چشم مین خاک سیاہ ہو جائیگا یہ سارا نشہ ہرن ہو جائیگا شاہزادہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ خوبان روزگار و مرہم زخم دل داغدار اشعار

جز وصال یار مطلب عاشقون کو کچھ نہین
بے گل روے صنم انکا تماشا کچھ نہین
اسکی حسرت کے سوا دل مین تمنا کچھ نہین
لوگ کہتے ہین کہ عالم مین بہت چیزین ہین خوب
سیر ہمنے بھی بہت کی بوستان دہر کی
آنکھ اٹھا کر ہمنے جب دیکھا تو اچھا کچھ نہین

آگاہ ہو کہ یہ مسافر ملک عدم ابتلاے رنج و غم و آوارہ و سرگشتہ و دل سوختہ و خاطر آشفتہ وہی تمہارا عاشق صادق الوعد ہی کہ جو پہلے تمہاری خدمت عالی مین حاضر ہوا تھا اور دوسری بار بحکم والا تبار بطلب سیب مراد آوارہ بیابان و کوہسار ہوا تھا آخرکار بقدرت قادر لم یزلی یہ عاجز و مجبور مراد دلی سے کامیاب ہوا سیب مراد دستیاب ہوا اور چالیس شتر گوہر بار سے بھی سبکبار ہوا تب عجائبات دہر کی سیر کرکے یہ شعر پڑھتا ہوا قریب دیار یار کے پہونچا شعر

یارب دل حزین کا یہ ارمان نکلجاے
سر زانو پہ اس بت کے ہو اور جان نکلجاے

اب اپنے قیام گاہ سے کشش جذب محبت نے بہزار حیلہ و بہانہ در جانان تک پہونچا دیا تا شیر عشق نے کاہ و کہربا کا عالم دکھا دیا ملکہ نے مسکرا کر دایہ سے فرمایا کہ اس مرد افسون ساز سے کہو کہ اب اپنی چرب زبانی و شیرین بیانی و طلاقت لسانی کو موقوف کرکے پہلے نام و نسب اپنا اظہار کیجیے بعد اسکے مطلب بیان کیجیے گا ہمکو آپکے قول کا اعتبار نہین مرد غیر کا یہان ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہی اور ہمکلام ہونا نامحرم سے عار ہی شاہزادہ نے حال زار اپنا دایہ سے بیان کیا اور کہا اے دایہ میری طرف سے دست بستہ کہنا کہ یہ محنت کشیدہ اتنا چاہتا ہی کہ نور جمال سے اپنے دیدۂ بے نور کو روشن کرے دایہ نے ملکہ سے باچشم پرآب اس حال خراب شاہزادہ دل کباب کو بیان کیا اور خود بھی سفارش کی ملکہ نے کہا اے دایہ کچھ خیر ہی تمنے دھوپ مین بال سفید کیے ہین یا شاید سیب مراد نے تم پر اثر کیا کہ تم اس مرد افسون ساز کی باتون مین آگئین مجھے اسطرح کی فرمایش بیہودہ خوش نہین آتی ایسی باتون سے نفرت ہی خداوند تعالی نے ہر کام کے لیے ایک وقت تعین کیا ہی دوسرے مرد نامحرم کے روبرو جانا جائز نہین دایہ نے کہا اے جان مادر تم بہت درست کہتی ہو لیکن اپنے عاشق زار صادق الاقرار کیواسطے کیا وقت درکار ہی نظر انصاف سے ملاحظہ فرماؤ اس بیچینی کی باتون کو جانے دو دیکھو ایک شخص نے تمہاری خوشی کیواسطے اپنی حکومت و فراغت عیش و عشرت کو ترک کیا غریب الوطنی و صحرا نوردی قبول کی صحرا بصحرا پھرا تمہاری شرط پوری کی کیسی کیسی مصیبتین تکلیفین اٹھائین سیب مراد لایا اب تمکو بھی ایسے شیفتہ کی دلجوئی مناسب ہی مصرع خدا سے ملے تو ملے آشنا نہین ملتا ملکہ نے کہا تمکو کیونکر یقین ہوا کہ یہ سچ کہتا ہی تنہا پیش قاضی روی راضی آئی شمر تھا ایک گواہ پر فیصلہ نہین ہوتا تمنے بلا گواہ فیصلہ

کردیا فی الواقع اگر وہ مالک سیب مراد ہی تو ہو مجھے کیا میرا مالک تو نہین ہی کہ جو مین خواہ نخواہ دست بستہ حاضر ہون
خبردار دایہ اب ایسی عبث گفتگو نہ کرنا اُس سے کہدو کہ اپنی جان سلامت لیجائے خدا جانے کس وجہ سے طرح دی شعر

کہو بلبل سے لیجائے چمن سے آشیان اپنا | پڑھے گر صد ہزار افسون نہو گا باغبان اپنا

دایہ نے اشارہ سے کہا اے شہریار تم خود اسوقت جرأت فرماکر داخل حجرہ ہو تمکو کسی غیر کی سفارش کیا ضرور ہی
شاہزادہ تو خود ہی اس بات کا منتظر تھا دایہ کا اشارہ کافی ہو گیا اور بے تکلف اندر حجرے کے داخل ہوا اور کہا بیت

دہان دہان سے لڑے اور زبان زبان سے لڑے | جو حکم ہو سکے تو بندہ فرشتہ خان سے لڑے

اب کیا حکم ہوتا ہی شعر

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین | دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور ہمین

اور سوا اسکے شعر

شتاب آکہ تری دید تک میسر ہو | یہ دم لبون پہ ہی اب دیکھیے رہے نہ رہے

ملکہ نے بظاہر نہایت بدمزاج ہوکر کہا ہان ہان ارے کیا اندھیر ہی دایہ تم بھی منع نہین کرتین یہ کون ہمارے پاس
بے حجاب چلا آیا یہ کہکے ایک گوشہ مسند کا خالی کردیا شاہزادہ نے چار برس کے بعد جو اس رشک قمر پری پیکر کو
دیکھا درگاہ مسبب الاسباب مین سجدۂ شکر بجالایا دایہ نے ارباب نشاط طلب کرکے حکم مبارکباد گانے کا دیا قصہ کوتاہ
جلسہ تو صحبت عاشق و معشوق تا وقت سحر گرم رہی مگر ملکہ کا یہ حال تھا کہ بار بار شاہزادۂ عالی وقار کو گوشہ چشم سے
دیکھتی تھی اور ہزار ہزار شکر پروردگار کرتی تھی شعر

سعدین را قرین شدہ در خانہ شرف | کم دیدہ این چنین نظر چشم روزگار

اس اثنا مین سمرخون عیار نے ملکہ اوقیہ سے کہا تم شاہزادہ کی خدمت مین عرض کردو کہ حضور یہان تشریف تشریف
کو ارزانی فرمائین انشاء اللہ یار زندہ و صحبت باقی شاہزادہ نے دایہ سے فرمایا کہ مین کل والدین ملکہ سے
اپنی کیفیت کہونگا یہ کہکر سمرخون و لمعہ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا اثنا سے راہ مین قوبل دانا وزیر سے ملاقات
ہوئی اُسنے پوچھا حضور کہان تشریف لے گئے تھے شاہزادہ نے فرمایا بر سر موقع بیان کیا جائیگا جب لشکر مین
پہونچا ایک مصور کو بلاکر تصویر اپنی کھنچوائی قوبل دانا نے کہا کہ ایک تصویر حضور کی میرے پاس موجود ہی شاہزادہ
نے قوبل دانا سے وہ تصویر لیکر ملاحظہ فرمائی اور قوبل کو حکم دیا کہ تو نقاب چہرہ پر ڈالکر یہ تصویر بکتا نوس کے
پاس لیجا اور کہہ کہ ہمارے شاہزادے نے ایک تحفہ تمکو بھیجا ہی لیکن جسوقت ملکہ مشرقیہ اور عاملان و زیرکان نکتہ دان
جمع ہون تو یہ تحفہ پیش کرنا اور کہنا کہ صاحب تصویر ہمارے شاہزادہ کا دوست جانی و مصاحب جاودانی تھا اگر
تم اُسکے حال سے واقف ہو تو ہمکو نشان بتادو قوبل دانا حسب ارشاد شہر مین آیا بکتانوس نے سُنا کہ شاہزادہ

پاس سے ایک نقابدار آیا ہی اُسنے اپنے دربار کو آراستہ و پیراستہ کیا اور قویل کو نہایت اعزاز و اکرام سے دربار مین بُلایا قویل دانانے کہا ای سلطان بیرے آقانے ایک تحفہ تمکو بھیجا ہی لیکن شرط یہ ہی کہ جبتک شرقیہ سلطان اور علمان نکتہ دان وزیر ایک جا نہونگے اس تحفہ کا دیکھنا محال ہی بکتانوس نے ملکہ شرقیہ کو اطلاع دی ملکہ شرقیہ نے قویل کو اندر محل کے بُلا لیا اور علمان نکتہ دان وزیر بھی ہمراہ قویل کے گیا حسب اتفاق اس روز سمن جان پری قویل دانا کی مان جو علمان کی حقیقی بہن تھی واسطے ملاقات شرقیہ کے آئی اور جلسہ مین موجود تھی قویل دانانے کہا ای شہریار ہمارے آقانے پوچھا ہی کہ تمکو سامان عروسی سے فرصت ہوئی یا نہین بکتانوس نے جواب دیا کہ ہم شب و روز اسی فکر مین ہین قویل نے وہ تصویر بکتانوس کو دی اور کہا یہ جوان عالیشان صاحب تصویر ہمارے شاہزادہ کا دوست قدیم ہی اگر تمکو اسکے حال سے اطلاع ہو تو ہمکو نشان دو کہ شاہزادہ ہمارا اسکی ملاقات کا کمال مشتاق ہی بکتانوس نے وہ تصویر خود دیکھی اور سب کو دکھائی اور پوچھا کہ تم سب کے خیال مین یہ تصویر کسکی ہی سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ تصویر شاہزادۂ شمسون مہرطلعت کی ہی سمن جان پری نے جو وہ تصویر دیکھی بے اختیار روئی اور ملکہ شرقیہ گل اندام سے کہا ای ملکۂ عالم خدا جانے کہ شاہزادۂ شمسون مہرطلعت کس جانب نکل گیا ہی کہ اُسکی مان یعنی ملکہ روشن گہر کا اُسکے فراق مین ایسا حال بد ہی کہ دیکھنے والون کو افسوس آتا ہی اور اسقدر روئی کہ آنکھون کی بصارت جاتی رہی بکتانوس اور ملکہ شرقیہ و وزیر علمان نکتہ دان اس کلام سے آبدیدہ ہوگئے اور قویل دانانے جو اپنی مان کی آواز سُنی نہایت بیقرار ہوگیا اتفاق سے قویل کی گردن کا خال اُسکی مان نے دیکھ لیا اُسکے خون نے جوش مارا اور اُسی اضطراب مین دروازہ سے باہر نکل پڑی اور نقاب چہرے سے قویل کے اُتار کے گلے سے لگا لیا اور زار زار رونے لگی پھر تو علمان نے بھی بھانجے سے ملاقات کی تمام مردمان محل کو از سر نو خوشی تازہ ہوئی گویا دولت بے اندازہ ملی اور آواز محل سے بلند ہوئی کہ الحمد للہ الذی اقام الحق فی مرکزہ بعد اسکے بکتانوس اور قویل دانا شاہزادے کے پاس آئے شاہزادے نے بکتانوس کو برابر تخت کے جگہ دیکر پوچھا اسوقت کیا باعث کہ آپ تشریف لائے بکتانوس نے کہا ای شہریار مین تمھارے حال سے نہایت متحیر تھا مگر اسوقت تمھارا حال سُنکے سجدۂ شکر بجا لایا اور براے تہنیت خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا شاہزادۂ شمسون نے بکتانوس کی دعوت شاہانہ کی اور کہا کہ ہماری راے یہ ہی کہ تم چندروز شادی کو موقوف رکھو کہ یہ رسم اگر بحضور والدین ہو تو نہایت مناسب ہی

بکتانوس نے جواب دیا کہ ای شاہزادۂ نامدار؎

جان و مال و ملک و فرزند انچہ ہست	بہر نذر شاہ خود دارم بدست
خواہ شہ اکنون ستاند خواہ باز	لطف می باید ز شہ از ما نیاز

آخر دوسرے روز شاہزادۂ عالی تبار نے بساعت سعید و فال نیک ارض الذہب کیطرف کوچ کیا پہلے خدمت مین گذارش ہوچکا ہی کہ بنی جان اکثر معاملات مین آدم کے مقلد ہوتے ہین اور بحکم و لقد کرمنا بنی آدم تمام کار انسانی عمل مین لاتے ہین اسی وجہ سے شاہزادۂ قلمسون مہرطلعت نے بھی دیو نازیل قوی ہیکل اور اشرف بن حریم شاہ پریزاد اور ملک ارشون اور ملک شہروم اور بالیمر شاہ بادشاہ شوکتیہ وغیرہ کو حکم دیا کہ تم مع لشکر و فر شوکت و حشمت سے طرف ارض الذہب کے روانہ ہو تاکہ جو دیکھے حیرت زدہ ہو اس تجمل کا لشکر جن و انس مین سے کسی کو نصیب نہین شعر تو گوئی سلیمان قاف از شکوہ ٭ روان شد کہ بادوست چندین گروہ ٭ جسوقت یہ لشکر مثل موج دریا قریب ارض الذہب کے پہونچا شاہزادہ نے پہاڑ کے دامنہ مین خیام فلک احتشام برپا کروائے اور رشب بھر جلسہ رہا صبح پرچہ نویس نے خبر دی کہ پہلوانان قاف نے سلطان قیصر نوس کے مقابلہ مین صف آرائی کی ہی اور زر کثیر اور جواہرات مع بارگاہ قیصر نوسی طلب کرتے ہین شاہزادہ کو اس خبر وحشت اثر سے کمال غیظ آیا اور جوش شجاعت مین رفقا سے فرمایا کہ ان پہلوانان قاف کے ایام بد آگئے ہین کہ بارگاہ قیصر نوسی سلطان سے اور زر و جواہر طلب کرتے ہین

جب شامت آنے کو ہوتی ہی تو ایسی ہی سوجھتی ہی

چو تیرہ شود مرد را روزگار	ہمان میکند کس نیاید بکار

شدہ شدہ یہ خبر شاہزادہ قہرون وغیرہ نے بھی سنی کہ بعد ہمارے گم ہونے کے ایک فرزند شمسون نام اور بھی خداوند کریم نے سلطان قیصر نوس کو مرحمت فرمایا تھا اور وہ بتلاش سیب مراد عشق مین ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے کسی طرف نکل گیا تھا اب بعد مدت دراز کے باقبال شوکت و حشمت پھر اپنے ملک کی طرف آتا ہی پس بمجرد اسکے یہ خیال آیا کہ وہ شاہزادۂ والا جاہ وہی ہی جسنے ہمکو طلسم گھریز سے نجات دی تھی اور جان ہماری بچائی ورنہ تا قیامت رہائی ممکن نہ تھی سب شاہزادون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک بار تو ضرور امتحان قوت شاہزادۂ شمسون واجب و لازم ہی پھر دیکھا جائیگا شاہزادۂ قہرون نے کہا وہ صاحبقران روزگار ہی اس سے مقابلہ کرنا دشوار ہی آخر ایک روز یہ چارون شاہزادے نقاب چہرہ پر ڈال تھوڑی فوج سے شاہزادۂ شمسون کے لشکر کیطرف روانہ ہوے اور اسی شب کو عالم واقعہ مین شاہزادۂ شمسون نے دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای شاہزادۂ شمسون کل صبح کو تیرے چارون بھائی حقیقی کہ جنکو تمنے قید طلسم گھریز سے نکالا تھا برائے امتحان تمھارے پاس آئینگے لوح طلسم گھریز بازو پر باندھنا اور ان سے کہنا کہ ہمکو تمسے کچھ حاجت حرب و پیکار نہین سب بیکار ہی تم فقط مجھسے پنجہ اور کلائی کرو تمکو غالب و مغلوبی کا بخوبی امتحان ہوجائیگا جو مغلوب ہو وہ واجب التعظیم و اطاعت ہوگا جب وہ راضی ہون تو تم کہنا کہ تم چارون اس ستون بارگاہ کو بلند کرو جب تم زور کرچکوگے تو پھر مین زور کرونگا پس اسنے

ستون جنبش نہ کھائیگا اور تم بفضل قادر بیچون و برکت لوح و بقوت صاحبقرانی بآسانی ستون کو بلند کر لوگے پھر اپنے بھائیون سے بسلوک و مدارات پیش آنا کہ تمھارے بڑے بھائی حقیقی ہین شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد فراغ حوائج ضروری انتظار مین بھائیون کے بارگاہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھا اس عرصہ مین درگاہ سالار سے اُن شاہزادون نے آکر کہا کہ تم اپنے بادشاہ کو ہمارے آنے کی اطلاع دو درگاہ سالار نے شاہزادہ کی خدمت مین عرض کی کہ چار جوان نقابدار واسطے ملازمت حضور کے حاضر ہین شاہزادے نے اُنکو اندر بارگاہ کے بُلا لیا اور بعد ادائے رسم سلام مثل اہل اسلام کرسی جواہرنگار ہر ایک کو مرحمت فرمائی اور استفسار کیا کہ آپنے کس غرض سے اس کاشانۂ فقیر کو سرفراز فرمایا شاہزادۂ بھروز نے کہا اے شہریار ہمارے اور بادشاہ ارض الذہب کے فی مابین نزاع واقع ہی اور فی الحال سُنا کہ سلطان قیصر نوس کا ایک فرزند ارجمند رشید دوران وحید زمان کہ وہ آپکی ذات والا سے مراد ہی بعد عرصہ کے اپنے ملک کو جاتا ہی اسواسطے اس قصد سے آپکے پاس آئے ہین کہ ایکبار آپ سے بھی امتحان زور و فنون سپہ گری کرین اگر آپ ہم چارون بھائیون پر غالب ہوے تو ہم بدل و جان آپکے مطیع و فرمانبردار ہونگے ورنہ یہ فتح ہمارے نام ہی شاہزادے نے فرمایا بہت مناسب تھوڑی دیر توقف کیجیے بندہ حاضر ہوتا ہی ناگاہ سلطان قیصر نوس بھی شاہزادۂ شمسون کی خبر سُنکے اُسیوقت عقیل خرد پرور وزیر کو ہمراہ لیکے واسطے ملاقات اپنے فرزند دلبند لخت جگر نور بصر کے روانہ ہوا اور قریب بارگاہ کے پہونچا تھا اثنائے راہ مین یہ سُنا کہ وہی پہلوانان قاف واسطے آزمایش زور و قوت کے شاہزادۂ شمسون مہرطلعت کے پاس بارگاہ مین آئے ہین غرض جن شاہزادون نے جب اصرار حد سے زیادہ کیا تو شاہزادۂ شمسون مہرطلعت نے پوچھا تم کس چیز کا امتحان مجھسے چاہتے ہو شاہزادون نے جواب دیا کہ آلات حرب سے خوف جراحت ہی چونکہ ہمکو فقط امتحان طاقت منظور ہی لہذا زور و قوت دست بازو کافی ہی آیندہ جو رائے اقدس ہو ہم عمل مین لاوین شاہزادہ نے فرمایا مین سب طرح سے موجود ہون مجھے کسیطرح کسی امر مین عذر نہین ہی مگر میری رائے یہ ہی کہ تم چارون بالاتفاق اس ستون بارگاہ پر زور کر کے بلند کرو اگر تمھاری قوت سے اس ستون نے دو چار انگشت بھی زمین چھوڑدی تو مین فرمانبرداری تمھاری قبول کرونگا اور اگر تمسے اس ستون نے جگہ نہ چھوڑی تو پھر مین زور کرونگا شاہزادے اس شرط پر راضی ہوے اور چارون بھائیون نے متفق ہو کر ستون بارگاہ پر حد سے زیادہ زور کیا لیکن ستون نے جنبش نہ کی شاہزادۂ شمسون نے کہا کہ ابھی تم چارون اس ستون کو نہ چھوڑنا اب مین زور کرتا ہون پس یہ سُنتے ہی چارون جوان لپٹ گئے اور لنگر اپنا سنگین کیا اور شاہزادۂ شمسون نے ستون کو بغل مین دبا کر لا الہ اللہ زبان سے کہکے زور کیا تو تائید الٰہی اور قوت صاحبقرانی سے ستون مع اُن چارون شاہزادون کے چار بالشت زمین سے بلند کر لیا اس اثنا مین سلطان قیصر نوس بھی بارگاہ مین تشریف لائے اور اُس زور و قوت کو شاہزادۂ شمسون کی ملاحظہ فرمایا تمام حاضرین بارگاہ بھی اُسی تماشے مین مشغول تھے اور کسی کو سلطان قیصر نوس کے آنے کی خبر نہ ہوئی شاہزادون

سے بعد امتحان شاہزادۂ شمسون مہر طلعت سے کہا اے شہریار للہ الحمد جو ہمکو منظور تھا وہ بخوبی ہو گیا اب ہم رخصت ہوتے ہین شاہزادۂ شمسون نے فرمایا ابھی کیا جلدی ہے ایک لمحہ اور توقف کرو بعد اسکے شاہزادۂ شمسون باپ کے قدمون پر گرا بادشاہ نے فرزند کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا شاہزادۂ شمسون نے بادشاہ کو تخت پر بٹھایا اور بھائیون کی کرسیان دست راست بچھوادین اور آپ بائین طرف تخت پر بیٹھا بادشاہ نے فرمایا اے نور دیدہ و آرام جان ہمکو تیرا بائین جانب بیٹھنا ناگوار ہے اسکا کیا سبب ہے بیان کر شاہزادۂ شمسون نے عرض کی پیر و مرشد تمام حال حضور کو ایک لحظہ مین معلوم ہو جائیگا بادشاہ خاموش ہو رہے جب صحبت گرم ہوئی شاہزادہ نے فرمایا غلام حضور کے واسطے ایک تحفہ لایا ہے کہ شاید کوئی فرزند اپنے والدین کے واسطے نہ لایا ہو گا بادشاہ نے فرمایا اس دُنیا مین اولاد سے بہتر خدا کا نام ہے باقی والسّلام شاہزادے نے عرض کی مین اُس تحفہ کو عرض کرتا ہون کہ جسکی آرزو مین حضور کی نصف عمر گذر گئی بادشاہ نے فرمایا ہم تمھارے سر سخن کو نہین پہونچے شاہزادہ نے فرمایا کہ بجز اس خانہ زاد کے اور بھی کوئی فرزند حضور کا تھا بادشاہ یہ سُنکے تا دیر سکوت مین رہا اور نہایت متعجب ہوا فرمایا اے فرزند اب دل و جگر دونون میرے اختیار سے باہر ہین جلد بیان کرو کہ یہ کیا اسرار ہے شاہزادہ نے عرض کی حضور کے نور نظر یہ چار جوان دلاور نقابدار ہین کہ ایک ایک انمین رستم و اسفندیار روزگار ہے جو حضور کے روبرو کرسیون پر بیٹھے ہین بادشاہ نے فرمایا شاید تمھارے مزاج مین اس سفر وسیلۃ الظفر سے تھوڑی خوش طبعی زیادہ بڑھگئی ہے مین ان نقابدارون کے حال سے مطلع نہین ہون اے فرزندان نقابدارون نے سارے میرے لشکر کے سردارون کو زخمی و گرفتار کرلیا ہے اور بارگاہ قیصر نوسی کی خواہش رکھتے ہین شاہزادے نے اپنے دست مبارک سے شاہزادۂ مہرون کے چہرے سے نقاب دور کی اور فرمایا کہ اے برادر والا قدر حجاب تا کے اب محل شکر الٰہی ہے نہ ہنگام نقابداری آگاہ ہو کہ یہ زور و قوت میرا داد الٰہی ہے کہ جو مین تمپر غالب ہوا ورنہ ہم تم تو برادر ہین پس وہ چارون شاہزادے بادشاہ کے قدمبوس ہوئے اور بادشاہ نے سر انکا سینہ سے لگایا لیکن نہایت حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے شاہزادۂ شمسون نے بادشاہ کی خدمت مین تمام و کمال قصہ انکا مفصل بہ تصریح بیان کیا بادشاہ نے فرمایا اے فرزند دلبند مین نے یہ روز فرخ و مبارک فقط تیرے طفیل دیکھا بعد اسکے بادشاہ نے چارون فرزندون کو سینہ سے لگایا اور خوب رویا شاہزادۂ شمسون نے عرض کی اب حضور بدولت و اقبال شہر مین تشریف لیچلین تاکہ فدوی یہ تحفہ بلکہ دولت غیر مترقبہ خدمت مین جناب والدہ ماجدہ مدظلہا کے گذرانے بادشاہ مع اُن شاہزادون کے داخل محلسرا سے خاص ہوا شاہزادۂ شمسون نے ماں کے قدمون کو بوسہ دیا اور دیکھا کہ نور بصارت بالکل جاتا رہا ہے ماں نے بہمہ شوق بیٹے کو چھاتی سے لگایا شاہزادہ نے وہ سیب مراد اپنی والدہ کو دیا اور کہا کہ حضور اسکو سونگھین بس ملکہ نے جیسے ہی اُس سیب کو سونگھا بمجرد اُسکی خوشبو دماغ مین پہونچنے کے آنکھون مین روشنی ہو گئی ملکہ نے فوراً

نماز شکریہ ادا کی بعد اُسکے فرزندون کے تصدق ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ تینون لشکر ایک جا جمع ہون اور شہر مرصع نگار سے تا کوہ سبز رنگ دور ویہ بازاری سرکار سے آراستہ و پیراستہ کیا جا وے اور کوہ سبز رنگ سے تا ملک عجائب نگار آرایش سلطان یکتا نوس کرین اور تمام سلاطین قاف کو اس جشن و شادی مین رقعے طلائی مرصع کار بھیجے جاوین خلاصہ یہ کہ یہ جشن شادی شاہزادہ شمسون اس زیب و زینت سے تین مہینے تک ایسا دھوم سے کیا گیا کہ پھر کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا یعنی غرۂ فروردین سے تا آخر خورداد ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہا کہ ملک ارض الذہب اور ملک عجائب نگار ایک ہو گئے تھے اور یہان سے وہان تک ہر خاص و عام کو ہر جگہ سامان عیش و نشاط مہیا تھا اور روشنی کا یہ عالم تھا کہ رات و دن مین فرق نہ تھا غرض کہ قاضی قضات نے شاہزادہ شمسون کا عقد صیغہ ملکہ اوقیہ ماہ رخسار سے بعد خطبہ طولانی پڑھا پھر اُن چارون شاہزادون کا بھی نہایت تجمل و شان سے عقد ہوا پھر شاہزادہ شمسون نے اپنے رفقا یعنی حسان پریزاد اور شاہزادہ اشرف اور دیو نازیل وغیرہ کی اُنکے مطلوبون کے ساتھ بڑے تزک اور شان سے شادیان کین اور یہ سب رفقا بھی شکریہ احسان شاہزادہ کا بسر و چشم بجا لائے اگر اُنمین سے ایک جشن عروسی کا بھی مفصل حال لکھا جائے تو ایک عمر نوح چاہیے اور پھر مطلب رہ جائے اور مطلب اصلی تک نہ پہونچے لہذا اسے حوالہ قصہ خوان سخن ساز کے کیا گیا کہ وہ آب و تاب کے ساتھ بلطف شیرین بیانی سامعین کے روبرو بیان کرین اور اس خاکسار نے اشہب مشک بار خامہ کو میدان طلب کے صفحہ مین یون جولان کیا کہ جب بعد ادائے رسومات کتخدائی شاہزادہ شمسون مہر طلعت ملکہ اوقیہ ماہ رخسار سے ہمبستر ہوا شب زفاف ہی کو ملکہ حاملہ ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل ایک دختر بلند اختر پیدا ہوئی کہ جو اپنے مان باپ کے حسن و جمال سے بدرجہا حسین تھی گویا صانع حقیقی نے نور کے سانچہ مین ڈھالا تھا سواے مادہ ذاتی والدین خواص اس ایک سیب مراد کا نرالا تھا یعنی خاصیت سیب مراد کی آگے بیان ہو چکی ہے کہ جو کوئی کھائیگا اُسکی اولاد حسن و جمال مین بے مثال ہوگی کہ جسکا نظیر و عدیل پردۂ دنیا پر نہوگا غرضکہ شادی تولد دختر بھی اُسی کروفر سے ہوئی کہ تمام سلاطین قاف جمع ہوے اور نام اُس ماہ برج شرف کا ملکہ نوبہار گلشن افروز رکھا جبکہ اس ہنگامہ عیش و نشاط سے فرصت پائی شاہزادہ شمسون کبھی سسرال اور گاہے اپنے گھر مین بخوشی و خرمی بسر کرنے لگا اسطرف شاہزادہ معز الدین خاموش ایک گوشہ مین یہ داستان فرحت نشان سن رہا تھا جب اُسنے منجم کی زبان سے اپنی معشوقہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا نام سُنا چاہتا تھا کہ نعرۂ آہ کھینچے مگر ضبط کو کام فرمایا اور دل مین کہا کہ اس نقل کو آخر تک سُن لینا چاہیے دیکھو کہ انجام کار اُسکا کیا ہوتا ہے اس اثنا مین منجم نے کہا اے طالقوس نوع انسان مین ایک حکیم عالی خاندان دالا دودمان مجمع علوم و فنون علامۂ عصر عالم علم نیرنجات حاکم رموز طلسمات حکیم قسطاس الحکمت دالانژاد کہ جو مدت سے شاہزادہ شمسون کو ابتداے طفولیت سے ایک طرح کا ذوق تھا وہ اُس دختر پری پیکر رشک قمر کو

حکیم صاحب کی خدمت مین لیگیا حکیم صاحب عالی منزلت نے بکمال شفقت و مہربانی دست حق پرست اپنا ملکہ نوبہار کی پشت پر رکھا اور فرمایا ای شمسون اس نونہال سرو چمن خوبی کو ہم اپنا لخت جگر و نور بصر سمجھین گے بعد اسکے طالع ولادت کا زائچہ کر کے دیکھا اور فرمایا کہ از روے علم نجوم ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی آدمزاد صحیح النسب سادات کے ساتھ اس عالی گوہر کا عقد ہوگا اگرچہ یہ امر شاہزادے کے خلاف طبع تھا لیکن بخوف حکیم صاحب کچھ جواب نہ دیا چپ ہو رہا جب ملکہ نوبہار سن تمیز کو پہونچی حکیم صاحب نے ملکہ کو اپنے عجائبات و طلسمات کا بادشاہ کردیا اور شاہ یکتانوس و سلطان قیصر نوس نے اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور اُن چار دن بھائیون نے بھی ریاست اور سلطنت ارض الذہب اپنی برضا و رغبت شاہزادہ شمسون کو سپرد کردی اور خود بقیہ عمر اپنی سلطنت ملک فرتوت درخشندہ تاج مین کہ جو سسرال تھی بسر کی فقط سلطان شمسون والد ملکہ نوبہار گلشن افروز کے باقی ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز محکوم حکیم قسطاس الحکمت ہی لیکن خود حاکم طلسمات و عجائبات ہی یہ قصہ یہان تک تو مجھے یاد تھا مین نے بیان کیا اب تم کہو کہ مآل کار ملکہ نوبہار گلشن افروز کا کیا ہوا آیا کسی آدم نیک نہاد کے ساتھ عقد ہوا یا نہین طالقوس نے کہا **شعر**

نوبت بہمین افتاد بگو نیک کہ دوران — آرا ستے از تو بلند مسند جم را

ای خاتون معظم مین چہار شنبہ کو اول چشمۂ عطارد مین غسل کرلون تو نوبت بیان آئیگی کسواسطے کہ بدون اس عمل کے مجھ مین کیا قوت فہمید داستان کی نہ ہوگی شاہزادہ معزالدین کہ سرمۂ زحل آنکھون مین لگائے ہوے داستان نجمہ سے سن رہا تھا بس جب طالقوس کے کہنے سے خیال آیا کہ مجھے بھی تو ہدایت پیکر جوزا کی تھی بس صبح کو شاہزادے نے چشمۂ عطارد مین غسل کیا دن تو سیر بازار مین گذارا اور شب کو کھانا نہایت نفیس بادشاہ و امرا کے باورچیخانہ سے نوش فرمایا اور نجمہ و طالقوس کیواسطے لایا اور خود اُسی گوشہ مین پوشیدہ ہوگیا نجمہ نے کہا ای طالقوس آج دو دن سے خداوند کریم بے منت خلق ایسی غذاے لطیف کھلواتا ہی کہ اُسکا شکر ادا نہین ہوسکتا اب جلد تم کھانا کھالو تو داستان بیان کرو کہ مین نہایت مشتاق ہون طالقوس نے کہا ای نجمہ مغرب مین ایک بادشاہ سلطان اسمٰعیل المنصور بقوۃ اللہ ہی خداوند تعالےٰ نے اُسے سلطان معزالدین ابوتمیم نام ایک فرزند ارجمند عنایت فرمایا ہی تب شاہزادہ نے کہا سبحان اللہ یہ تو میرا نسب نامہ بیان کرتا ہی ناظرین داستان سحر بیان کو واضح ہو کہ شاہزادہ معزالدین تاثیر طلسم سے ایسا محو ہو رہا ہی کہ اُسے سواے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے اور کچھ خیال نہین بقول شاعر **شعر**

مطلب ہی لامکان سے نہ کچھ کائنات سے — مجھکو فقط امید ہی تیری ہی ذات سے

نشۂ عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز ایسا چڑہا ہوا ہی کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہین ہی قصہ مختصر طالقوس نے

ابتداے عاشقی شاہزادہ سے یہان تک بیان کیا کہ اب وہ شاہزادہ گوشہ مین پوشیدہ موجود ہی اور ابوالحسن جہم
کار وانہ کرنا اور حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات جوہری کی ہونا اور سیر و تماشا عجائبات کا دیکھنا اور وارد ہونا
طلسم جوزا مین اور خود سرمۂ زحل آنکھون مین لگائے ہوے فلان گوشہ مین تشریف رکھتا ہی اور ہماری داستان
سُن رہا ہی یہانتک کے حالات بیان کیے اور بآواز بلند کہا ای شاہزادۂ معز الدین آپ کسطرح تم پوشیدہ ہو سکتے
ہو اب تم نکل آؤ کہ یہی مناسب وقت ہی اور ہم انشاء اللہ تمکو تمھاری منزل مقصود کو پہونچا دینگے اگر فرمان پر
تمھارے ارباب اول مثلثہ ہوائی کی مہر ہو جاے تو پھر عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کو تمھاری اطاعت مین
کسی طرح کا عذر نہوگا شاہزادہ سرمۂ زحل آنکھون سے دور کرکے بموجب ہدایت طالقوس کے پاس
تشریف لایا طالقوس نے سلام کیا اور کہا ای شہریار یہ خیر اندیش عرصہ سے حضور کے قدوم میمنت لزوم کا منتظر
تھا الحمد للہ کہ آج زیارت جمال باکمال سے مشرف ہوا شاہزادہ نے فرمایا اب آپ اس کشتۂ فراق کے باب مین
کیا ارشاد فرماتے ہین طالقوس نے کہا کہ آج چہارشنبہ ہی وقت عصر مخنثون کے معرکہ مین تمکو لیجاؤنگا اور حصول
مدعا کی تدبیر کرونگا وقت عصر طالقوس شاہزادہ کو ایک میدان وسیع مین لیگیا جہان مجمع عظیم مخنثون کا تھا
اور مرد کا نام نہ تھا گوشۂ میدان مین بادشاہ مخنثون کا تخت پر بیٹھا تھا اور آگے اُسکے تمام مخنث تالیان بجاتے
اور مٹکتے تھے شاہزادے نے طالقوس سے اُسکا نام پوچھا طالقوس نے کہا اُسکا نام فرخ شاہ ہی الغرض
جب سب امیر و غریب اُس فعل سے فارغ ہوے ایک پیر مرد دوات و قلم اور کاغذ لے کر معرکہ مین آیا
حکیم طالقوس نے کہا ای شہریار اسی پیر نویسندہ کاغذ سے کام ہمارا متعلق ہی شاہزادہ نے
کہا نام اسکا کیا ہی طالقوس نے کہا شادان واقعہ نگار اسکا نام ہی اور یہ ہر ایک کیفیت کو لکھا کرتا ہی ہمکو بھی
ان فردون سے ایک فرد کی ضرورت ہوگی یکایک ایسی ایک ہوا سے تند چلی کہ تمام فردین پریشان و ابتر ہوگئین
اور ایک فرد اُن فردون سے خود اُڑکر شاہزادہ کی گود مین آگئی شاہزادہ نے وہ فرد جیب مین ڈال لی بعد اسکے
اُس پیر مرد نے وہ سب فردین اُٹھالین غروب آفتاب تک وہ ہنگامہ موقوف ہوگیا اور وہ سب مخنث شہر مین
روانہ ہوگئے اور وہ مرد بھی پہاڑ پر چلا گیا بعد اسکے طالقوس شاہزادہ کو قریب پہاڑ اُس قصبہ مین جہان
نویسندۂ افراد کا مکان تھا لیگیا طالقوس نے پیر مرد کو سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا ای نجومی
تم یہان کہان طالقوس نے کہا ای حضرت وعدہ آپ کا گذر گیا جس مولود کے ہم اور آپ منتظر تھے وہ
یہان تشریف لایا ہی اب جو امانت اُسکی تمھارے پاس موجود ہی دیدینی چاہیے کہ وہ اپنی مراد سے کامیاب ہو
پیر مرد نے کہا ابھی مجھے حکم نہین پہونچا طالقوس نے کہا کیا مین تمسے جھوٹ کہتا ہون پیر مرد نے کہا مین بدون
اجازت کے نہین دیسکتا شاہزادہ اُنکے جواب و سوال سے حیران تھا کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا طالقوس نے کہا

دینے نہ دینے کا تمکو اختیار ہی مگر اپنی فردین تو دیکھو پیر مرد نے کہا جبتک مجھے حکم نہ پہونچے ہین فردین کیا دیکھون طالقوس نے کہا اگر تم نہین دیکھتے ہو مجھے ایک بار دکھا دو مین دیکھ لونگا کہ وہ فرد مطلب اُن فردون مین ہی یا نہین پیر مرد نے طالقوس کی اس تکرار سے فردون کو دیکھا اُسمین بادشاہ کے حال کی فرد نہ ملی اُسنے خوب غور سے شاہزادے کو دیکھا اور کہا اے شہریار نامدار سبحان اللہ فرد مطلب خود بخود تمھارے پاس پہونچگئی اور مین وقت بھول گیا برائے خدا میری خطا معاف کرو کسواسطے کہ مجھے یہی حکم تھا کہ جسوقت یہ فرد جسکے پاس پہونچ جائے وہی شخص صاحب مطلب ہی شاہزادے نے وہ فرد جیب سے نکال کے پیر مرد کو حوالہ کی پیر مرد بولا آج آپ میری دعوت نوش فرماوین کل انشاء اللہ آپ کو منزل مقصود پر پہونچا دونگا شاہزادے نے قبول کیا بعد فراغت اکل و شرب جب تھوڑی رات باقی رہی وہ پیر مرد شاہزادے کو ایک درہ کوہ مین لیگیا اور کہا تم اس فرد کو ایک پتھر پر رکھدو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو شاہزادے نے اُس فرد کو ایک پتھر پر رکھدیا پھر دیکھنے اُس فرد کے ایک ہوا ے تند ایسی چلی کہ اُس فرد کو لیگئی پیر مرد نے رخصت طلب کی اور کہا بعد ایک لحہ کے ایک بوریا آسمان سے اُڑتا ہوا آئیگا تم اُسپر بے خوف و خطر بیٹھنا وہ تمکو دربار مین ایک بادشاہ کے پہونچا دیگا تم اُس سے کہنا کہ مجھے شادان و فارغ نگار نے تمھارے پاس بھیجا ہی بعد اسکے اپنا مطلب اظہار کرنا وہ بادشاہ سوال کریگا کہ وہ سات قصر پست و بلند کون ہین جنہین چھ قصر کا رنگ صاحبان قصر کے رنگ سے خلاف ہی اور ایک قصر صاحب قصر کے رنگ سے مشابہ تر ہی تم جواب دینا کہ سات قصرون سے مراد ساتون فلک ہین اور از روے نجوم کے سات ستارہ بھی ہین اور منجمون کی اصلاح مین بحسب رویت ہر فلک کے رنگ کو کبودی قرار دیا ہی اور کوکب و عطارد کو بھی برنگ کبودی قرار دیتے ہین اسوجہ سے اُسکو مشابہ برنگ فلک بیان کرتے ہین اور افلاک اپنے اپنے کواکب کے رنگ سے خلاف رنگ ہین پس بادشاہ بعد حصول جواب فرمان پر تمھارے اپنی مہر کردیگا یہ کلمہ کہکر پیر مرد روانہ ہوگیا طالقوس نے کہا اے شہریار مجھے بھی رخصت کرو انشاء اللہ تعالےٰ مین اُسی شہر مین تم سے ملاقات کرونگا قصہ کوتاہ شاہزادہ اُسی حصیر پر سوار ہوکر بادشاہ کی مجلس مین پہونچا اور وہی جواب و سوال باہم ہوا بادشاہ نے تین روز مہمانی کی چوتھے روز شاہزادے کو اپنے ساتھ ایک گنبد کلان فلک نشان مین لے گیا شاہزادے نے دیکھا اندر گنبد کے ایک تخت فیروزہ رنگ پر ایک پیر مرد بیٹھا ہی لیکن صورت اُسکی بالکل اُسی پیکر سنگین کی ہی کہ جو برج جوزا کی شکل تھی مگر اسقدر فرق ہی کہ وہ تصویر سنگین تھی اور یہ انسان ہی بادشاہ نے اُس پیر مرد تخت سے دست بستہ عرض کی کہ اے بزرگ یہ جوان اپنے فرمان پر تمھاری مہر چاہتا ہی پیر مرد نے بادشاہ کو مہر کی اجازت دی بادشاہ نے فرمان پر مہر کردی شاہزادے نے وہ فرمان لیکے آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر اُس بادشاہ و گنبد کا نشان نہ پایا بلکہ دیکھا تو ایک دشت پر خوف تھا اور اسقدر آندھی تیز چل رہی تھی کہ قدم زمین سے اُٹھے جاتے تھے

آخر بمشکل تمام ایک جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین طالقوس بھی موجود ہوا شاہزادے نے طالقوس سے فرمایا
ای عالم رموز غیب و دانندۂ کواکب افلاک تا کجا اس دشت ہولناک مین خراب و سرگردان و حیران رہونگا بیت

بغیر یار بسر مے بریم عمر شریف	بہ تنگ تنگیتی ما ہیچکس بعالم نیست

طالقوس نے کہا حضور کسی نوع کا آپ اندیشہ نہ فرمائین کہ وقت مواصلت و ہنگام عشرت قریب تر آیا ایک مرحلہ
طے ہو گیا ہے دو اور باقی ہین بفضل ایزدی وہ بھی طے ہوے جاتے ہین شاہزادے نے پوچھا وہ مرحلے جو باقی ماندہ
کون ہین طالقوس نے کہا ایک شہر زنان جہان صورت مرد کی نایاب ہے دوم بیر العمیق جو دروازہ خروج دشت
باد انگیز کا ہے مین تمھارے ہمراہ بقالون کے قصبہ تک حاضر ہون وہان پھر زائچہ کرکے دیکھونگا شاہزادہ یہ سنکے
طالقوس کے ہمراہ روانہ ہوا ہواے تند کی وہی شدت تھی اور راہ مین بجز اخروٹ اور بادام و نارجیل کے
اور کچھ نہ تھا طالقوس سے شاہزادے نے کہا اس دشت مین سوا اس میوہ نفاخ کے اور کچھ نہین ہوتا طالقوس
نے کہا کہ جو میوے برج میزان سے متعلق ہین اس دشت مین پیدا ہوتے ہین آخر اکیس روز کے عرصہ مین رفتہ رفتہ
بعد طے منازل و قطع مراحل ایک قصبہ مین پہونچے کہ تمام مکانات اُس قصبہ کے سفید و پختہ گچ کے نہایت خوش وضع
و خوش قطع بنے تھے لیکن بجز بقالون کے اور کوئی قوم وہان نہ تھی اور سواے روغن زیتون اور گھی کے کسی
جنس کی خرید و فروخت نہ ہوتی تھی شاہزادہ نے حال اُس قصبہ کا اور خرید و فروخت کی وجہ پوچھی طالقوس
نے کہا یہ قصبہ برج میزان سے منسوب ہے اب تھوڑی دور یہان سے شہر زنان ہے یہان کے بقال شہر زنان مین
روغن لیجاتے ہین اور وہان سے عوض مین نقرۂ خام لاتے ہین شاہزادہ سیر کرتا ہوا ہمراہ طالقوس کے بازار مین
گیا دیکھا کہ ہر دوکان پر ایک ترازو لٹک رہی ہے اور ہر شخص اُسکی پرستش کرتا ہے ایک جا مجمع خلایق دیکھا شاہزادہ
جو وہان گیا تو یہ چرچا سُنا کہ ایک بنیے کا داماد سفر کو گیا تھا اور اُسکی بی بی نے اُسکے بعد اپنے چچا کے بیٹے سے زنا
کیا تھا اور اب وہ انکار کرتی ہے کہ یہ مجھپر گھر والے تہمت لیتے ہین حاکم نے حکم دیا کہ یہ مقدمہ یہان فیصل نہین ہو سکتا
مدعی و مدعا علیہ کو میزان العدل مین لیجاؤ وہان فیصلہ ہوگا طرفین راضی ہوے اُسکو وہان لاتے ہین شاہزادہ نے
طالقوس سے میزان العدل کی کیفیت پوچھی طالقوس نے کہا اے شہریار ذی وقار میزان العدل کو تم خود دیکھ لینا
میرے بیان کی کچھ ضرورت نہین ہے مگر پرستش ترازو کی یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ برج میزان نقلی کو بجاے اصلی کے
پوجتے ہین اب تم شہر زنان مین تشریف لیچلو اور جو کہون اُسپر عمل کرو کہ اپنی مراد دلی کو پہونچو پہلے تم سُرمۂ زحل
آنکھون مین لگاؤ دیکھنا کہ شہر زنان مین نازنینان ارباب نشاط و طرب ایسی صاحب حُسن و جمال ہین کہ ایسا حُسن
تمھاری نظر سے نہ گذرا ہوگا اور ہر وقت رات و دن عیش و نغمہ و سرود مین گذراتی ہین تمکو کوئی نہ دیکھیگی تم جہان
جاہنا عیش کرنا اور جو مرغوب طبع ہو کھانا کوئی تمھارا مزاحم حال نہوگا غرۂ ربیع الثانی کے جمعہ اول کو تمام زنان شہر

اپنی ملکہ کے ہمراہ شہر سے باہر پہاڑ پر جمع ہونگی وہان ایک ترازو آدہ کوس کے فاصلہ پر آویزان ہی کہ ایک پلہ
اُسکا آسمان پر اور دوسرا ایک پلہ زمین پر رکھا ہی اُسی کو میزان العدل کہتے ہین اور تمام اہل شہر اپنے اپنے اعمال
ایک کاغذ پر لکھتے ہین اور وہ کاغذ پلۂ بلند پر رکھتے ہین اور پلۂ زیرین پر خود بیٹھتے ہین اگر اعمال اُنکے نیک ہین
پلہ اُنکا زمین سے بلند ہو جاتا ہی اور بد کا پلہ زمین پر آجاتا ہی اور جو کسی عورت کا پلہ بلند نہوا وہ اُسیوقت اپنی
مرشدہ حسنہ کو وہ کاغذ اعمال نامہ دکھاتی ہی وہ مرشدہ اُسکو اُسکے اعمال سے آگاہ کرتی ہی کہ تجھسے فلان خطا سرزد
ہوئی ایک برس تو صوم و صلوٰۃ کر سواے عبادت کے اور دوسرا کام نہ کرنا ہروقت توبہ و استغفار مین مشغول رہنا دل
مین نادم و پشیمان ہونا اور جو مدعی و مدعا علیہ فیصلے کو جاتے ہین وہ دونون پلۂ میزان پر بیٹھتے ہین سچے کا پلہ بلند ہو جاتا ہی
اور جھوٹے کا پلہ اُسکو زیر کوہ پھینک دیتا ہی پس یہ قاعدہ مقررہ ہی شاہزادے نے کہا جب یہان کوئی مرد نہین ہی
تو پھر توالد و تناسل کسطرح ہوتا ہی طالقوس نے کہا اے شہریار جب کسی عورت کی زندگی مین تیرہ برس باقی رہتے ہین
آثار حمل خود بخود ظاہر ہوتے ہین جب وہ مر جاتی ہی تو اُسے دفن کر دیتے ہین بقدرت قادر مطلق بعد دو برس کے
اُسکی قبر سے ایک عورت جوان اُسی عورت مردہ کی شکل کی ظاہر ہوتی ہی اور وہ اپنی مان کی قایم مقام ہوتی ہی
شاہزادے کو اس حکایت عجیب سے کمال حیرت ہوئی اور فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ مَنْ لَہٗ فِیْ خَلْقِہٖ وَقُدْرَتِہٖ عَجَائِبُہٗ کَثِیْرَۃٌ
خیر یہ قصہ سُنا اب کوئی صورت کشود کار کی مجھے بتاؤ طالقوس نے کہا تم ایک ہفتہ یہان کی سیر کرو بعد اسکے
مین ایک اسم بزرگ بتادونگا تم شب جمعہ سے اُسکو پڑھنا اور ایک پلۂ میزان مین سوار ہونا جب میعاد پوری
ہو جائیگی یعنی جمعہ جمادی الاول کو ایک نازنین زہرہ جبین تمھاری خدمت مین حاضر ہو کر پوچھیگی کہ تمنے کس کام کو بلایا ہی
تم کہنا کہ مین برج دوم مثلثہ ہوائی کی سیر مانت پر پھر جاہتا ہون وہ تمکو پلۂ دوم میزان العدل مین سوار کریگی پلہ میزان
یک بیک زمین سے اسقدر بلند ہو جائیگا کہ تمام عالم مثل ایک شہر مختصر کے نظر آئیگا اُسوقت کسی طرح کا خوف و وسواس
نہ کرنا اور اسی اسم کو پڑھے جانا ایک ساعت کے بعد نازنین دوم نازنین اول سے زیادہ تر حسین و خوبصورت آکر
باواز نازک تمسے مطلب دریافت کریگی تم وہی مطلب اُس سے بھی بیان کرنا پس نازنین دوم اُسی پلہ کو گردش دیگی
تم مثل سنگ منجنیق یعنی جسکو گوپھن ہندی مین کہتے ہین پلہ سے جدا ہو کر زمین پر گروگے اور بدحواس ہو جاؤگے جب
ہوش درست ہونگے تو ایک باغ جنت نشان پر فضا مین اپنے کو پاؤگے کہ تمام باغ کے مکانات آئینہ وار روشن و
صاف ہونگے اور تمام میوہ جات گرم و تر شیرین ہونگے اور اُسکی بو سے خوش ایسی دماغ کو معطر کر دیگی کہ سالہاے
دراز تک اُسکی خوشبو دماغ سے نہ جائیگی اس اثنا مین ایک سمت سے آواز نغمہ دلسوز اور ندا سے سرود دلکشا آئیگی
کہ دل کو بیچین کر دیگی تم اُسی آواز پر چلے جانا وہان ایک مکان عالیشان کے اندر صدہا نازنینان زہرہ جبین و
پری رویان مہ جبین سرو قامت سراسر قیامت جمع ہونگی اُنمین سے ایک نازنین حور پیکر تاج مرصع نگار بر سر

بشوکت تمام تخت مروارید نگار پر جلوہ گر ہوگی کہ جسکی شعاع حسن سے تمام باغ و مکان روشن ہوگا اور اُسکے آگے
ایک کرسی زرنگار بچھی ہوگی تم اُس کرسی زرنگار پر بیخوف و خطر بیٹھ جانا اور اُس محفل عشرت منزل کا تماشا دیکھنا
اور کھانا بھی اُنھین محوشان کے ساتھ کھانا بعد ایک شب کے ہزارہا جانور خوش رنگ و خوش الحان شاخہا سے درخت
پر جمع ہوکر اس آواز خوش اور نغمات دلکش سے زمزمہ کرینگے کہ تمام عمر ایسے چہچہے کسی ہزار داستان کے نہ سُنے ہونگے
بلکہ اس شکل و شمایل کے جانور بھی نہ دیکھے ہونگے اور اُن جانورون مین ایک جانور اُلو کی آواز سے فریاد و شور
کریگا تم تیر و کمان پوشیدہ لیکر اُس جانور کو تیر سے مارنا اور دو قطرہ خون اُسکے اپنی آنکھون مین لگا لینا پھر اُن نازنینان
کو تم بخوبی نظر آؤگے اور اثر سرمۂ زحل کا بالکل زائل ہو جائیگا اور وہ ملکہ تخت نشین تمکو پہلو مین بٹھالیگی تم اُس سے
کہنا کہ اے ملکہ مین فقط اسواسطے تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ تم بھی بمہربانی میرے فرمان پر مہر کردو وہ جواب
دیگی کہ جبتک کوئی دستاویز مکمل نہ دیکھونگی مہر نہین کرونگی تم مہر ہیکل جوزا کی اُسکو دکھا دینا پھر وہ بلا حجت و تکرار مہر
کر دیگی پھر بعد اسکے مہر سوم از باب مثلثہ ہوائی کی اس فرمان پر باقی رہ جائیگی مگر اُس مہر کا ہونا پہونچنے پر بیر العمیق
کے موقوف ہے جسے زبان عجم مین چاہ درفش کہتے ہین انشاء اللہ وہان بھی مین تمھاری مدد کرونگا لیکن تم یہ امر بزرگ
شب جمعہ کو ساعت اول مین زہرہ کی شروع کرنا کہ اُسوقت ستارہ زہرہ کبود ری فلک مین پہونچیگا قصہ مختصر بعد اس
نمایش کے طالقوس شاہزادہ کو شہر زنان کی طرف روانہ کرکے آپ دوسری طرف چلا گیا شاہزادہ سرمۂ زحل
آنکھون مین لگائے ہوے شہر زنان مین پہونچا شہر کو کمال آسودہ و آباد و بارونق دیکھا ساکنان شہر سپید رنگ نہایت حسین
و خوش جمال و کشادہ ابرو و سیاہ چشم شوخ مزاج صاحب کرشمہ و ناز و معشوقانہ انداز تھے شاہزادہ جہان چاہتا سو رہتا
تھا اور جسکے ساتھ چاہتا کھانا کھاتا تھا اور جب وہ نازنینین کھانا صرف ہوتے دیکھتین اور کھانے والا نہ دیکھتین نہایت
متعجب ہوتی تھین حسب اتفاق شاہزادے نے زکیہ سپید پوش ملکۂ شہر کے ہمراہ کھانا کھایا ملکہ نے دایہ سے کہا
اے دایہ دیکھتی ہو کہ کوئی موکل میرے ساتھ کھانا کھاتا ہے دایہ نے کہا قربان جاؤن میری عقل بھی کچھ کام نہین کرتی کہ یہ
کیا عقدہ ہے غرض کہ شاہزادہ جس جگہ کھانا کھاتا تھا لوگون کو سوا سے حیرت و استعجاب کے پتہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا
اس عرصہ مین غرۂ ربیع الثانی کا آیا تمام زنان شہر مع ملکہ زکیہ سفید پوش پہاڑ پر میزان العدل کے پاس جمع ہوئین
بعدہ ہر ایک نے نامۂ اعمال اپنا پلۂ بلند پر رکھا اور خود پلۂ دوم مین سوار ہوئین قصہ کوتاہ دو عورتون کے سوا اور سب
عورتین پسندیدۂ اعمال ہوئین اور اُن دونون نے اُسیوقت لباس سپید اُتار کر لباس سیاہ پہنا اور سینہ پیٹتی اور نالہ و
زاری کرتی ہوئین جسنہ مرشدہ کی خدمت مین پہونچین شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ ہوا یہ عورتین شہر کے بازار مین قصر سپید
کے دروازہ پر آئین اور دق الباب کیا اندر سے آواز آئی کہ تم کون ہو اُنھون نے کہا گنہگار برائے استغفار آئے ہین
دروازہ کھلا یہ عورتین اندر گئین شاہزادہ بھی پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھا کہ ایک عورت ضعیفہ زانو پر تسبیح ہزار دانہ لیے

سجادۂ عبادت پر نماز مین مشغول ہین ان عورتون نے اپنا اپنا کاغذ پیش کیا زاہد نے غور سے دیکھا ایک سے کہا کہ
تو نے فلان روز ترک عبادت کی اور قضا کو ادا نہ کیا اسوجہ سے درگاہ خدا مین معتوب ہوئی اور دوسری سے کہا کہ تو نے
فلان روز خیال کیا تھا کہ مین بھی مردمان عالم ناسوت کے مانند اگر صاحب شوہر ہوتی تو کیا خوب اوقات بسر ہوتی اب
تم دونون عوض مین اسکے دو مہینے روزے رکھو اور شب و روز نغمہ و سرود مین بسر کرو ورنہ زیادہ تر گنہگار ہوگی
یہ توہم شدہ کو نذر دیکر باہر آئین اور ایک پہاڑ کے غار مین غائب ہوگئین شاہزادہ وہان سے میزان العدل مین پہونچا
اور زنان شہر کے اعمال کی سیر دیکھا کیا اتنے مین وہ عورت ہمراہ اپنے مع دیگر عورات کے آئی اور ملکہ زکیہ سفید پوش
سے حقیقت بیان کی مگر شاہزادہ کو یا کدامنی کا حال بنیے کی لڑکی کا بخوبی معلوم ہوگیا تھا غرض ملکہ زکیہ نے سب
عورتون کا اظہار لیا اُس لڑکی نے کہا اے ملکہ مین ہرگز واقف نہین یہ میری ساس ناحق مجھکو متہم کرتی ہے ضعیفہ نے کہا اب
انکار سے کیا ہوتا ہے مین نے خود دیکھا ہے کہ تم مرد و عورت باہم ایک جا پر تھے اول ملکہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم دونون
آپسمین فیصلہ کرلو ورنہ میزان العدل کے فیصلہ مین ایک نہ ایک جان سے جائیگی بقال کی لڑکی نے کہا کہ مجھے ہرگز
ملکہ کے کہنے سے انکار نہین ہے لیکن وہ ضعیفہ راضی نہوئی آخر ملکہ زکیہ نے پہلے بقال کی بیٹی کو پلۂ میزان مین بٹھایا
بسبکہ وہ بیچاری علت زنا سے پاک تھی پلہ اُسکا بلند ہوگیا بعد اسکے ضعیفہ سے کہا اب تو سوار ہو ہرچند کہ اُسنے عذر کیا ملکہ
نے ایک کو بھی سماعت نہ کیا اور زبردستی اُس قحبہ کو پلۂ میزان مین بٹھادیا پلہ نے ایسا چرخ کھایا کہ وہ ضعیفہ فوراً پلہ سے
زمین پر گری اگرچہ جان بچی لیکن آنکھین جاتی رہین شاہزادے کو اس تماشاے عجیب سے کمال حیرت ہوئی
القصہ تمام مہینہ ربیع الثانی کا اسی سزاے اعمال عورات مین گذرا بعد اسکے سب شہر مین چلی آئین اور دروازۂ شہر
بند ہوگیا اب پہاڑ پر سواے شاہزادے کے اور کوئی نہ رہا شاہزادہ موافق تعلیم حکیم طالقوس کے پلۂ میزان پر
جا بیٹھا اور وہ اسم پاک شروع کیا الغرض نازنین اول نے شاہزادہ کا حال پوچھا اور نازنین دوم نے جس طرح
زبانی طالقوس کے سُنا تھا شاہزادے کو باغ مین زہرۃ النشاط کے پہونچا دیا زہرۃ النشاط نے بعد ادائے
رسم مہمانی و دعوت فرمان پر مُہر کردی شاہزادہ جوشش محبت و سوداے عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز مین
ایسا محو و بیخود غلطاں ہو رہا تھا کہ کسی ماہ جبین پریزاد کی طرف آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا اور تن تنہا آرام کیا رات کو جب
آنکھ کھلی ایک در دروازۂ باغ مین دیکھا شاہزادہ دروازہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک دشت پر وحشت سنسان و ویران ہے

ز ہر سو باد سے آید دمادم | گرد برہم شدی احوال عالم
تو گوئی کوہ نیز از مرکز خاک | آبا سانی رسیدہ تا بہ افلاک

شاہزادہ حیران و پریشان درماندہ و دل دادہ ایک طرف روانہ ہوا مگر ہوا کے جھکڑنے پھر اُسے اُسی جا پہونچا دیا
جہان سے روانہ ہوا تھا غرض بمشکل تمام تا قریب شام دامنہ کوہ مین پہونچا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ نظر آیا کہ جسکے
بروج سب آہنی تھے اور ساکنان قلعہ نہایت کریہ منظر و سیاہ فام نظر آئے اور ہر ایک کے سر پر ایک شاخ بلند

رکھی تھی جب اُن روسیاہون نے شاہزادے کو دیکھا نیچے پہاڑ کے آئے اور دست بستہ کہا کہ حضور قلعہ مین تشریف لیچلین شاہزادے نے فرمایا میرا قلعہ مین کیا کام ہی وہ بولے کہ ہم لایق اپنے مقدور کے حضور کی دعوت وضیافت کرینگے شاہزادے نے فرمایا مجھے معاف رکھو اُن ملعونون نے دیکھا کہ یہ شخص کسیطرح قلعہ مین نہین جاتا زنگ آلود ایک تلوار غلاف سے نکالکر کہا کہ خیر اسی مین ہی کہ قلعہ مین چلو ورنہ ہم یہین تمھاری دعوت کرینگے شاہزادے نے فرمایا مجھے قلعہ مین لیجانے سے کیا فایدہ اُنھون نے کہا کہ ہماری خوشی یہی ہی کہ ہم تم آج پہلو بہ پہلو کھانا کھائین اور وقت صبح تمکو رخصت کر دینگے اور تمھارے حال سے تعرض نہ کرینگے شاہزادے نے کہا کہ خدایا اب مین کیا کرون اگر انکا کہنا نہین کرتا ہون یہ ملعون کثرت سے ہین مجھے ہلاک کرینگے بقول شیخ سعدی کے

خیر زبان را بود آشنہ پوست	مور چگان را چو بود اتفاق

مجبوراً یہ شب قلعہ مین بسر کرنی پڑیگی دیکھا چاہیے کیا معاملہ پیش آتا ہی آخر کار لاچار شاہزادہ اُنکے ہمراہ پیادہ عنان از دست دادہ روانہ ہوا اثناے راہ مین شاہزادے نے اُنسے پوچھا تمھارا مذہب کیا ہی وہ بولے جو طریق تمھارا ہی شاہزادہ نے فرمایا مین تو مسلمان ہون وہ بولے ہم بھی مسلمان ہین جب شاہزادہ قلعہ مین گیا اُنھون نے شاہزادے کو ایسے مکان تنگ وتاریک مین اُتارا کہ ہر گوشہ سے مکان کے بدبو آتی تھی شاہزادے نے پوچھا کہ تمھارے یہان مکان دعوت ایسا ہی ہوتا ہی اُنھون نے کہا ای جوان ہم مکان نظیف و پاکیزہ مہمان کو دیتے ہین تو دیکھ کہ اس سے زیادہ کوئی مکان عمدہ دوسرا قلعہ مین نہین ہی شاہزادے نے کہا سبحان اللہ پاکیزہ اسی کا نام ہی خیر قہر درویش برجان درویش اب بجز سکوت کے کیا چارہ تھوڑی دیر کے بعد ماشش پلاؤ تیل و نمک شور مین پکا ہوا شاہزادے کے آگے لاکے حاضر کیا اور کہا ای جوان دلاور جیسا کہ مکان ہی ویسا ہی دعوت کا سامان ہی اسے نوش کرو اور طعام پُرزی کا انعام دو شاہزادے نے دو لقمہ بضرورت اُس کھانے کے کھائے دسترخوان برخاست کیا پانی مانگا صاحبِ خانہ کی لڑکی سیاہ مٹی کے پیالہ مین پانی لائی شاہزادہ نے باکراہ تمام اُس پانی سے ہاتھ دھویا اُس قحبہ نے کہا اس وقت رومال موجود نہین ہی میرے دامن سے ہاتھ منھ پونچھ لو آخر اُسی کے دامن سے ہاتھ پاک کیا بعد تھوڑی دیر کے چند آدمی ایک دہل کہنہ پھٹا ہوا اور ایک شہنا دو قرنا لیکر وہان آئے اور گرد پیش شاہزادے کے بیٹھ گئے شاہزادے نے فرمایا ظاہرا یہ ساز و سامان واسطے تفریح مہمان کے ہوا ہی اس حرکت پر شاہزادے کو نہایت ہنسی آئی اور کہا

شکوہ از دہر کنم یا ز ستمگاری دوست	گلہ از چرخ کنم یا ز جفا کاری دوست
خندہ بر بخت زنم یا بوفاداری دوست	از پی دل بروم یا بطلبگاری دوست
	گریہ بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

غرض اُن سیاہ درون وسیاہ رویون نے متفق ہو کر گانا بجانا شروع کیا صدا سے خلاف آہنگ ہر ایک کی

بلند ہوئی یکا یک ایک مرد بصورت قاضی محفل مین آیا اور اُسنے لڑکی جہود کا دامن شاہزادے کے دامن سے باندہ دیا شاہزادہ حیرت زدہ قاضی سے پوچھنے لگا کہ قاضی صاحب یہ گرہ کیون بندھتی ہو قاضی سنے کہا تمنے اس عورت کے دامن سے ہاتھ پوچھا تھا اب دوسرے مرد پر یہ حرام ہو گئی اسواسطے ہم اسکا نکاح تجھسے کیے دیتے ہین شاہزادے سنے کہا یہ بھی قسمت کا لکھا پورا ہوا مین جانتا تو کیون اسکے دامن سے ہاتھ پاک کرتا یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا معاوضہ ہو بعد اسکے شاہزادے سنے کہا یارو مین تو تمھارا مہمان ہون تم اس عورت کا نکاح اور کسی سے کردو اُنھون سنے کہا اے جوان یہ تو سنے کیا کہا اب ہمارا ہاتھ تیرے گریبان پہونچ سکتا ہو یہ جاسے شکر ہو ورنہ ہم حشر مین تیرے دامنگیر ہونگے شاہزادہ چپ ہو رہا خدا کی قدرت نحوست برج دلو کی ایسی ہوئی کہ شاہزادے کو سر نہ زحل مطلق یاد نہ آیا غرض آدھی رات تک یک بیک رہی بعد اسکے شاہزادے کو اور اُس عورت کو ایک مکان تاریک مین بند کرکے قفل دیدیا شاہزادے کے اُس تاریکی اور تنگی نفس سے ہوش جاتے رہے اُن روسیاہون سنے صبح کو عروس کو اندر سے نکال کر حال شب کا پوچھا وہ بولی مین اُسیطرح سر بمہر ہون مجھسے یہ مرد مخاطب بھی نہوا وہ ملعون پھر سب جمع ہوئے اور قاضی کو بلاکر حال شب کا بیان کیا قاضی سنے فتوی دیا کہ مرد ناانصاف کو قتل کرو اور عورت کو اختیار ہو کہ جس کسی مرد کو وہ پسند کرے اُس سے وہ اپنی شادی کرلے باپ عروس کا اُس شہریار نامدار کو گرفتار کرکے باہر قلعہ کے ایک میدان وسیع مین کہ مذبح جانوران تھا لایا اور وہان کا رسم بھی یہی تھا کہ جو مرد یا زن بیمار ہوتا تھا اُسکو وہان لیجاکر ذبح کرتے تھے اور نصف گوشت اُسکا چیلون کو دیتے تھے اور نصف گوشت کو باہم تقسیم کرلیتے تھے شاہزادے کو اُسوقت بجز دعا اور مناجات کے کچھ بن نہ پڑا جب تربیع زحل ساتھ مریخ کے واقع ہوئی یعنی زحل دلو کے درجۂ اول مین تھا اور مریخ درجۂ آخر مین حمل کے شاہزادے کو وہ شب و روز عجب طرح کے شدائد و تکلیف و رنج مین گذرے جب ساعت نحس ختم ہوئی تیر دعا شاہزادے کا ہدف اجابت پر پہونچا طالقوس اُسیوقت مسلخ مین پہونچا اور شاہزادے کو اُس مصیبت مین دیکھا ایک مرد سے پوچھا کہ تم اس جوان کو کس علت مین قتل کرتے ہو اُسنے سب حقیقت گذشتہ بیان کی طالقوس نے اُس جہود صاحب دختر سے کہا تم قاضی کو بلاؤ مین اُس سے چند سوال کرونگا اتفاق سے قاضی بھی وہان موجود تھا طالقوس سنے قاضی سے کہا کہ اے قاضی باہم زن و شوہر کے کیا نسبت ہی قاضی سنے کہا جو زمین و آسمان مین نسبت ہی طالقوس سنے کہا جبکہ شوہر کو بہر نوع عورت پر فضیلت ہی تو لازم ہوا کہ رسم شوہر کو بھی رسم زن پر فضیلت ہو قاضی سنے کہا بیشک یہ بات سچ ہی طالقوس سنے کہا قاضی صاحب جسطرح کے رسم تمھارے ہین ہمارے یہان بھی یہ رسم قدیم ہو کہ جبتک کوئی بزرگ داماد کی جانب سے وقت عقد موجود نہو وہ نکاح درست نہین اسی وجہ سے میرا بھائی مرتکب حرام کا نہوا قاضی سنے کہا اگر یہ شخص رسم خاندان اپنا بیان کرتا تو ہرگز فتوا اسکے قتل نہ دیتا مین

یہ سمجھا کہ شاید اسکو زوجہ سے نفرت ہی اسوجہ سے یہ لایق سزا ہی اب جو یہ تمھاری زبان سے سُنا تو ہم بھی اسکے قتل سے
درگذرے الغرض وہ ملعون شاہزادہ کو پھر قلعہ مین لائے طالقوس نے کہا اب تم میرے سامنے پھر صیغہ عقد
پڑھو مین دیکھون کہ بھائی میرا کسطرح انکار کرتا ہی لیکن پہلے مین اپنے یہان کی رسم سے آگاہ کرلون اُنھون نے
کہا بہتر ہی طالقوس نے شاہزادہ کو ایک گوشہ مین لیجا کر کہا تم کسطرح یہان آئے اور اگر آئے تھے تو سُرمۂ زحل
لگا لیا ہوتا شاہزادے نے کہا کہ ای بزرگ مجھے سُرمۂ زحل مطلق یاد نہ رہا تھا اب تمھارے کہنے سے یاد آیا بہرحال
یہ تقدیر کا لکھا پیش آیا جاہے شکوہ نہین یہ فقط تمھارے موجود نہونے سے ہوا طالقوس نے کہا کہ [illegible] نے
انتقال کیا مین اُسکی تجہیز و تکفین مین تھا اسوجہ سے دیر ہوئی شاہزادے نے کہا اب ان ملعونون کو اس حرکت
کی سزا دینی چاہیے طالقوس نے کہا اس قاضی کی خطا ہی اسکی زندگی کے دن پورے ہوگئے ہین اسی نالایق نے
فتوی تمھارے قتل کا دیا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ تنہا قاضی کے قتل سے تسکین نہین ہوگی طالقوس نے کہا کہ
ابھی انکی ہلاکت کا وقت نہین آیا کہ منسوبات برج دلوا نکے زبردست ہین شاہزادے نے کہا پھر جو تم کہو عمل مین
لاؤن طالقوس نے کہا کہ ابھی تمکو اس عورت کے ساتھ حجرے مین بند کرینگے تم سُرمۂ زحل آنکھون مین لگا لینا
اور یہ پاؤن گدھے کا جو مین تمکو دیتا ہون اسکو پہلو مین عروس کے رکھدینا اور ایک پرچہ کاغذ مین یہ لکھنا کہ یہ
دست خر ازالہ بکر عروس کو کافی ہی بعد اسکے وہان سے نکلکر قاضی کے خوابگاہ مین جانا اور بآواز بلند سلام کرنا
قاضی متعجب ہوکر پوچھیگا ای مرد تو کون ہی تم کہنا مین فرشتہ رحمت ہون قاضی کہیگا میرے گھر مین فرشتہ رحمت کا کیا کام
ہی تم کہنا کہ تمھاری عبادت قبول ہوئی اور اب تمکو عالم بالا پر بُلایا ہی خاطر جمع رکھو کہ وہان مرتبہ اعلی تمکو ملیگا اس
خوشخبری سے قاضی اکیلا تمھارے ساتھ ہولیگا پھر اُسکو تم مسلخ مین لیجا کر پہلے اُسکا لباس اُتروانا بعد اسکے ہاتھ پاؤن
باندھ کے مسلخ مین چھوڑ دینا یقین ہی کہ تا صبح گوشت پوست اُسکا گیدڑ اور سیار کھا جاوینگے جب اس کام سے
فارغ ہونا پھر مین تمھین اپنے ساتھ ایسی جگہ لیجاؤنگا جہان تمھارے فرمان پر پھر سوم ارباب مثلثہ ہوائی کی ہوگی
القصہ دوسری مرتبہ اُن روسیاہون نے عقد شاہزادہ کا باندھا اور حسب معمول اُسی حجرے مین عروس کے
ساتھ بند کردیا طالقوس نے عروس کے باپ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ مجھے ایک ضرورت ہی یہ کہکر وہان سے
روانہ ہوا یہان شاہزادے نے سُرمہ آنکھون مین لگایا اور عروس کے ساتھ لیٹ رہا عروس نے پہلو بدلا شوہر کو
نہ پایا وہ سمجھی کہ کسی گوشہ مین شاید چھپ رہا ہوگا جب کہین نشان نہ ملا ناچار غُل مچایا اُسکی مان کو اُسکے شور سے
گمان گذرا کہ زفاف خوب درست ہوا وہ در حجرہ پر آئی اور کہا اولکا تہ یہ وقت عیش و عشرت کا ہی یا ہنگامہ [illegible]
زاری کا عروس نے جواب دیا کہ اگر عیش ہی ہوتا تو مین دیوانی تھی جو غل مچاتی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ [illegible]
غائب ہوگیا اور شاہزادہ معز الدین کونے مین کھڑا یہ سب سُن رہا تھا آخر دروازہ حجرے کا کھولکر [illegible]

تلاش کیا لیکن شاہزادہ کا پتا نہ پایا اس اثنا مین اسکا پدر ملعون بھی آیا شاہزادے نے وہی دست خنجر اس
مردود کے سر پر لگایا کہ مغز سر سے نکل آیا بعد اسکے شاہزادہ قاضی کے خوابگاہ مین آیا قاضی کو خواب مرگ مین
پاکر ایک لات ماری قاضی بیدار ہوا حیرت زدہ چارون طرف دیکھتا تھا جب کوئی نظر نہ آیا شاہزادے نے
باواز بلند سلام علیک کی قاضی نے کہا تو کون ہی شاہزادے نے کہا مین فرشتۂ رحمت ہون جلد اُٹھ میرے ساتھ
چل کہ مین تجھکو مرتبۂ اعلیٰ کو پہونچاؤن قاضی اس بات کو صحیح سمجھا شاہزادے کے ہمراہ ہوا جب مسلخ مین پہونچا
قاضی نے کہا اے فرشتۂ رحمت تو نے مجھسے کیا اقرار کیا اور کہان لایا شاہزادے نے کہا یہین سے مرتبۂ اعلیٰ ملتا ہی
اس عرصہ مین طالقوس بھی وہان پر آگیا اور کہا اے قاضی مین تیری نگہبانی لباس کو آیا ہون قاضی نے کہا یہان کیا
حمام ہی کہ تم غسل کراؤگے طالقوس نے کہا ہان جب تو برہنہ ہوگا حمام نظر آئیگا لیکن خبردار تو یہان کے اسرار کا
کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ سزاوار عقوبت ہوگا قاضی نے لباس اُتارا چونکہ آفتاب دلو مین تھا اُسوقت ہوا مین
اسقدر سردی تھی کہ تمام بدن قاضی کا سرد ہوگیا اُسوقت دلمین کہا افسوس بڑی خطا کی کہ اس فرشتہ رحمت کیساتھ
چلا آیا طالقوس نے کہا کیون قاضی جی حمام نظر آیا یا ابھی نہین قاضی بولا مجھے سردی سے جان بچانا مشکل ہی حمام
کیسا شاہزادے نے فرمایا تو نہایت سخت دل معلوم ہوتا ہی اب تجھکو بارگنہ سے سبکدوش کیے دیتے ہین بعد اسکے
طالقوس اور شاہزادے نے قاضی کے ہاتھ اور پاؤن خوب مضبوط باندھے اور مسلخ مین چھوڑکر طالقوس
شاہزادے کو ایسی جگہ لایا کہ وہ جگہ نہایت تنگ و تاریک تھی شاہزادے نے پوچھا اے طالقوس یہ کیا جگہ ہی
طالقوس نے کہا بیر العمیق یہی ہی اب تم میرا دامن پکڑے چلے آؤ ورنہ مجھسے جدا ہو جاؤگے اُدھر قاضی کو
جانوران صحرائی نوش جان کرگئے الغرض شاہزادہ طالقوس کے ہمراہ چلا جاتا تھا بعد ایک ہفتہ کے دو پہاڑ
سر بفلک کشیدہ دکھائی دیے اور یہ دونون اُس تاریکی سے باہر آئے اور درمیان اُن دونون پہاڑون کے
ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُس دروازہ مین آیا درمیان مین اُن پہاڑون کے ایک کنوان دیکھا کہ
چالیس گز کا دور اُسکا تھا عمق کا حال نہین معلوم کسقدر تھا اور ایک ڈول بڑا بھاری رسی مین بندھا رکھا تھا اور
کنوئین مین ڈول خود بخود جاتا تھا اور گاہ باہر آتا تھا لیکن رسی کا سرا معلوم نہوتا تھا اور ہر وقت برآمد ہونے ڈول کے
ایسی آواز خوش الحان آتی تھی کہ آدمی کو خود ایک عالم وجد ہو جاتا تھا اور ہزارہا مردان صحرائی سیہ فام کہ یہ منظر
درویشی لباس پہنے ہوے بیٹھے تھے اور اُسکی خوش الحانی پر مست ہو رہے تھے اور یہ شعر دلچسپ پڑھتے تھے شعر

کسانیکہ یزدان پرستی کنند	باواز دولاب مستی کنند

شاہزادے نے دیکھا کہ یہ آواز درہ کوہ مین پہونچتی ہی اور بعض درویش اُسی عالم مستی مین اپنے کو اُسی چاہ مین
گرا دینا چاہتے ہین اور وہ ڈول پھر اُنکو کنارہ پر پہونچا دیتا ہی اور تمام درویش اُسکے دست بوس ہوتے ہین اور پاؤن کو

آنکھون سے لگاتے ہین شاہزادہ اس تماشائے عجیب وغریب سے متحیر تھا طالقوس سے کہا کہ ای منجم یہ کیا ماجرا ہی
اور سرا اس رسی کا کہان ہی اور کھینچنے والا ڈول کا کون ہی اور یہ کنوان کیسا ہی طالقوس نے کہا ای شہریار یہ طلسم
برج دلو ہی تمکو بھی واسطے مہر کے اس چاہ مین جانا ہوگا اور یہ مشائخین اسی برج کے ہین اور کھینچنے والا ڈول
کا نہین معلوم کہ کون ہی اور ابتدائے رسن کی بھی خبر نہین ہی کہ کہان سے شروع ہوئی ہی مگر جب تم مع الخیر
نادرۂ رازدار کے مکان مین پہونچوگے تو مرغ اسرار سے یہ راز بستہ کھل جائیگا شاہزادے نے فرمایا
یہ طرفہ بات ہی کہ ہر جگہ ہر طلسم مین مرغ اسرار کو دخل ہی دیکھا چاہیے کہ اس مرغ اسرار سے کب ملاقات
میسر ہوگی طالقوس نے کہا خاطر جمع رکھیے اب تھوڑا عرصہ باقی ہی تمام منازل تکلیفات طی ہوچکے ہین اب ایام
عیش ونشاط قریب ہین شاہزادے نے فرمایا شعر

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ۔۔ می برد ہر جا کہ خاطرخواہ اوست

طالقوس نے کہا ان خیالات سے کیا فائدہ فکر حصول مقاصد دلی چاہیے شاہزادے نے فرمایا اب جو کچھ ارشاد ہو
بجا لاؤن طالقوس نے کہا یہ مشک وشکر سرخ اور اشیائے بخورات دعوت زحل تمکو دیتا ہون ایک جگہ
تین روز لاینقطع کا ورد کرو چوتھے روز ڈول سے آواز آئیگی کہ تسخیر کنندہ کوکب زحل چاہ مین داخل ہو جب تین بار
آواز آئے تو تم کنارہ چاہ کے جانا ڈول کنارہ پر خود بخود آجائیگا تم اس مین سوار ہونا وہ تمکو ایک جائے تاریک مین
پہونچا دیگا تم شمع مومی اپنے ہمراہ لیتے جانا وہان روشن کرلینا اس روشنی مین صدہا مشائخ باریش سفید جمع ہونگے
انمین ایک شخص لباس فاخرہ وتاج مرصع بجواہر نگار پہنے تخت پر بیٹھا ہوگا تم بے تکلف اس محفل مین جانا وہ درویش تمکو دیکھکر
ایک نعرۂ مستانہ بالاتفاق مارینگے اور وہ نعرہ مثل شعلہ کے منھ سے نکلیگا اور جو قندیلین اور فانوس چھت مین اور
دیوارون مین لٹکتی ہین اس شعلہ سے روشن ہو جائینگی پھر چند قوال خوش حال باریش سفید حاضر ہونگے اور گانا
شروع کرینگے ہر ایک درویش حال وقال مین مصروف ہوگا اور انپر ایک عالم وجد طاری ہوگا اور آنکھین سرخ ہو جائینگی
پس اسی حالت وجد وبیخودی مین وہ درویش تخت نشین وتاجدار تمھارے پاس آئیگا اور تمسے مطلب کو باشارہ
پوچھیگا تم وہ فرمان اپنا جسپر پیکر جوزا اور زہرۃ النشاط کی مہرین ہین درویش کو دکھانا وہ درویش اسیوقت
اپنی مہر فرمان پر کر دیگا پس بمجرد مہر ہونے کے تمکو دوران سر عارض ہوگا اور پھر اپنے حال کی خبر نہ رہیگی جب
ہوش مین آؤگے اپنے کو پھر اسی جا دیکھوگے جہان سے روانہ ہوے تھے بس اب مین رخصت ہوتا ہون کہ
مجھے اسیقدر تمھاری خدمت وہدایت کا حکم تھا شاہزادے نے فرمایا پھر بھی تمسے ملاقات ہوگی طالقوس
نے کہا انشاء اللہ مین وعدہ نہین کرسکتا شاہزادے نے باچشم پرآب طالقوس کو رخصت کیا اور آپ
دعوت موکل برج دلو شروع کی قصہ کوتاہ چوتھے روز شاہزادہ درویش تخت نشین کے پاس گیا اور

حسب ہدایت طالقوس مہر فرمان پر کرائی مگر دوران سیر ایسا پیدا ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا اپنے کو ایک بیابان سرسبز و پُر بہار لالہ زار مین پایا لیکن ہر ایک میدان ہر رنگ کا دیکھا جیسا کہ طلسم جوزا اور طلسم میزان اور طلسم دلو مین نظر سے گذرا تھا اس اثنا مین ایک گرد تیرہ و تار ایک بیابان پُر خار سے بلند ہوئی اور اُس دامن گرد سے ایک لشکر نمودار ہوا جب وہ لشکر قریب پہونچا معلوم ہوا کہ لشکر اقبال شاہ کا ہی غرضکہ اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے ملاقات کی اور باہم بغلگیر ہوئے بعد اسکے تمام سرداران لشکر نے شاہزادہ معز الدین کو نذرین دین اقبال شاہ نے وہین صحبت جشن بسبب ملاقات ہونے شاہزادہ معز الدین کے منعقد کی اور اس صحبت مین شاہزادے کا حال واقعات پوچھا شاہزادے نے ابتدا سے انتہا تک سب حقیقت حال بیان کی بعد اسکے اقبال شاہ سے پوچھا تمکو کسطرح میرے یہان آنے کی خبر ہوئی اقبال شاہ نے کہا ای شہریار نامدار جسوقت تمہارے فرمان پر پیکر جوزا کی مُہر ہوئی وہ ہوا سے تند چلی کہ جسنے تمام عالم کو پریشان کر دیا تھا جب موقوف ہوگئی ہمنے موافق ہدایت ہادی کے وہان سے کوچ کیا تین منزل راہ طی ہوئی تھی اور اُسوقت آفتاب برج جوزا مین تھا یکایک پھر ویسا ہی طوفان اُٹھا اور ہوا چلنے لگی اور تمام جانور پر دار جلنے لگے ہم بھی بمجبوری اُسی جا مقیم ہوئے بعد چند روز کے طوفان مین کمی ہوئی اور ہمکو مرشد سے حکم کوچ کا ہوا الغرض ایک مہینہ راہ مین گذرا جب آفتاب میزان مین آیا پھر ویسی ہی آندھی چلنا شروع ہوئی کہ ایک قدم چلنا دشوار ہو گیا مجبور ہو کر وہین خیمہ زن ہوئے تین روز مقام کیا اسی عرصہ مین تمنے موکل برج دلو کی فرمان پر مہر کرائی ہمکو پھر حکم کوچ کا ہوا ہم مجبور ہو کر چلے یکایک تمسے ملاقات ہوئی غرض تین روز جشن رہا بعد تین روز کے چوتھے روز اقبال شاہ نے مقبول عیار سے شمالیہ حصار ملک عادل شاہ کی مسافت راہ پوچھی مقبول عیار نے عرض کی حضور یہان سے دو فرسخ ایک قصبہ ہی غلام نے اُن قصباتیون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہر شمالیہ حصار یہان سے تین منزل ہی اور راہ صاف ہی کسی طرح کا خوف و خطر نہین ہی اقبال شاہ نے کہا تو جا اور وہان کے بادشاہ و رعایا کا حال بچشم خود دیکھ اور دریافت کر کے جلد ہمکو مطلع کر مقبول عیار دوسرے روز شہر شمالیہ حصار مین گیا خلایق شہر کو بنظر عیاری دیکھتا ہوا عادل شاہ کے دیوان عام مین آیا اسطرف اقبال شاہ و معز الدین شاہ والا جاہ روزانہ تین فرسخ کوچ کرتے ہوئے دامنہ کوہ مین پہونچے اور وہان بوجہ لطافت آب و ہوا کے مقام کیا کہ یکایک نصف شب کو ایک آواز دردناک اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین کے کان مین آئی شاہزادہ معز الدین کو تمام شب نیند نہ آئی آخر صبح کو یہ امر اقبال شاہ سے بیان کیا اقبال شاہ نے کہا ای برادر مین نے بھی سُنا تھا اگر راستے عالی ہو تو ہم تم پہاڑ پہ چلین وہان دریافت کر لینگے

اب ذکر ہی شاہزادۂ اصفر بن طاقی شاہ کے عشق و عاشقی کا اور رحم کرنا دونون شاہزادون کا اُسکے حال پُر اختلال پر

القصہ اقبال شاہ و شاہزادۂ معز الدین دونون شاہزادگان عالیقدر باہم پہاڑ پر تشریف لیگئے وہان دیکھا کہ ایک جوان رعنا بلباس درویشی پتھر پر درخت انار کے سایہ مین سر نیچے کیے بیٹھا ہی اور بآواز دردناک آہ و نالہ کر رہا ہی شاہزادے اُسکے قریب آئے اور بکمال شفقت پوچھا اے شخص تو کون ہی اور حال تیرا کیا ہی اُس نے باچشم اشکبار کہا کہ اے دلاور مین طاقی شاہ بادشاہ مشرق نگار کا بیٹا ہون اصفر میرا نام ہی اتفاقاً ایکروز میرے مصاحبون نے ملکہ حمراے گلرنگ بنت عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کا ذکر کیا اور ایسی تعریف کی کہ مین نادیدہ عاشق ہوگیا شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

تا اینکہ چار زنان مصورہ کو بھیجکے ملکہ حمراے گلرنگ کی تصویر کھنچوا منگائی اور بمجرد دیکھنے اُس تصویر دلپذیر کے میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے مین نے اپنے باپ کو اس حال سے اطلاع دی والد بزرگوار نے بہت تشفی کی اور کہا کہ ہم کوئی تدبیر تمہارے عقد کی کردینگے اے جوان دلاور باپ میرا رکیسان حصار چار مشارشم سلطان السلاطین یعنی سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر رہتا تھا اب پیام نسبت میرا عادل شاہ کے پاس بھیجا چاہتا تھا کہ یکایک زشتی طالع اور تیرہ بختی قسمت سے عادل شاہ اور میرے باپ مین فساد ہوگیا اور وہ مقدمہ نسبت کا رہ گیا اقبال شاہ نے کہا وہ مقدمہ کیا تھا جس پر فساد ہوا اصفر نے کہا کہ ایکروز سلطان روح الملک نے مرطوب شاہ بادشاہ غربیہ حصار کے حال زار پر مہربانی فرمائی اور انعام کثیر دیا میرے باپ کو بوجہ نازک مزاجی کے یہ امر مرطوب شاہ کا ناگوار گذرا حتی کہ سلطان کو بھی اسوقت سخت و سست کہا عادل شاہ نے میرے باپ سے کہا کہ تیرا منصب بادشاہ سے گستاخ ہونے کا نہین ہی باپ نے میرے عادل شاہ کو بھی بُرا کہا بلکہ نوبت دشنام کی آگئی اگرچہ عادل شاہ میرے باپ کا نہایت دوست اور ہر امر مین ممد و مددگار تھا لیکن اُسوقت اُسکو بھی ناگوار معلوم ہوا اور خود بھی آزردہ ہوگیا اور عادل شاہ کی جانبداری مرطوب شاہ نے بھی کی اور سب شاہ نے کہا مجھے تمہاری آپس کی نزاع اور قصہ مین کچھ دخل نہین ہی تم آپ ہی فساد کرتے ہو اور آپ ہی صلح آخر سلطان روح الملک باارون رکیسان اعظم پر غضبناک ہوکر اول بادشاہ سے کشیدہ خاطر ہوا بعدہٗ اُن مین بھی باہم فساد پیدا ہوا وہ سب اپنے اپنے ملک کو چلے گئے اب سلطان روح الملک بھی اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہی اور اس فکر مین مبتلا رہتا ہی کہ ہر دون ...

اُن رؤسا سے چارگانہ کے دشمن جانی یعنے ضیغم آدم خوار سے کیونکر نجات ہوگی اور ظاہرا کوئی صورت صلح کی نظر
نہین آتی ادھر مین نے مایوس ہوکر بحیلہ شکار پیادہ پا ملک شمالیہ حصار کی راہ لی بحسب اتفاق راہ مین ایک قافلہ
شمالیہ حصار کو جاتا تھا اہل قافلہ نے مجھے ایک ٹکڑا روٹی کا دیا اور حال پرسی کی مین نے کہا کہ مین سوداگرزادہ ہون
مال و اسباب میرا طوفان مین غرق ہوگیا مین ایک تختہ پر بہتا ہوا یہان پہونچا ایک شب قزاقون نے شبخون
مارا مین نے اُس ہنگامہ مین جانبازی کی اہل قافلہ نے میری بہادری سے میری عزت و توقیر کی مین چند روز
قافلہ مین رہا بعد ازان شہر مین پہونچا جب یہان کوئی صورت حصول مدعا کی نظر نہ آئی مجبور ہوکر اس پہاڑ پر آیا
اور یہان سکونت اختیار کی **اقبال شاہ** نے پوچھا یہان رہنے سے کیا حاصل اصغر بولا اے شہریار یہان
ہر سال ایک مرتبہ ملکہ مہر اسے گلرنگ واسطے زیارت کے اس درخت انار کے سایہ مین آتی ہی مین شکرگذار ہون
اُس قادر مطلق کا کہ ہر سال مین ایک بار صورت ہی معشوقہ کی دیکھ لیتا ہون شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ
کو اُسکے حال پر نہایت افسوس ہوا اور کہا کہ ملکہ کے آنے سے اور کیا ہوتا ہی اصغر نے کہا اس پہاڑ پر کالے
سانپ اس کثرت سے ہین کہ اُنکی وجہ سے کوئی یہان ٹھہر نہین سکتا مگر جب روز آمد ملکہ ہوتا ہی تو وہ سب
سانپ اپنی بانبی مین چلے جاتے ہین اور گرد اُس درخت انار کے قناتین اور سراپچے لگ جاتے ہین پھر
ملکہ مہر اسے گلرنگ اُس پردہ مین واسطے زیارت درخت انار کے آتی ہین اور قدرت خدا سے شاخ درخت
سے ایک انار تازہ ملکہ کے ہاتھ مین آجاتا ہی ملکہ بکمال فخر و مباہات انار کو شہر مین لیجاتی ہی اور یہ بھی مشہور ہی کہ
کوئی شہید مرد زبردست زیر درخت انار دفن ہین ایک روز مین اپنے خیال رزق مین زیر سایہ درخت بیٹھا تھا
کہ ناگاہ مار سیاہ بیشمار میری ایذا رسانی کو آئے مجھے بجز فنا کے کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آئی اس عرصہ مین
ایک افعی سیاہ ایک بالشت کا آیا اور ایک پتھر مثل مہرہ کے میرے روبرو رکھکے چلا گیا مین نے وہ
مہرہ بازو پر باندھ لیا پھر اُس مہرہ کے باندھنے کے وہ سب سانپ غائب ہوگئے پھر اُس روز سے
کوئی سانپ میرے پاس نہ آیا اور میرے رزق کی یہ صورت ہی کہ ایک انار خود بخود میرے دامن مین
آجاتا ہی مین اُسے کھاکر شکر خدا کرتا ہون ملکہ مہر اسے گلرنگ آتی ہی اور خواصین ملکہ کی مجھے اس درخت
انار کا مجاور سمجھکے میری خاطر حد سے زیادہ کرتی ہین بلکہ مجھے صاحب کشف جانتی ہین اس خیال سے کہ یہ شخص
ایسا خدا رسیدہ ہی کہ کوئی سانپ اسکو ایذا نہین پہونچا سکتا اور دوسری وجہ یہ بھی ہی کہ مین اپنے حال مین
ایسا غلطان و پیچان ہون کہ کسیطرف آنکھ اُٹھاکر نہین دیکھتا حالانکہ ملکہ جب زیارت کو آتی ہی بعد ادا
رسم زیارت مجھے خوب بچشم غور دیکھتی ہی ایک روز مجھے تاب ضبط نہ رہی بے اختیار مین رو دیا ملکہ نے
میرے رونے پر کچھ خیال نہ کیا اور بعد ایک ساعت کے روانہ ہوگئی جب اہل شہر نے میری سکونت اس پہاڑ پر دیکھی

سُنی سب متعجب ہوئے اور ولی اللہ مجھے کہنے لگے لیکن کوئی میرے پاس نہ آتا تھا غرض دوسرے سال ملکہ
حمراے گلزنگ پھر زیارت کو آئی اور اُس روز بکمال مہربانی مجھسے فرمایا کہ اے جوان ہمکو تو عاشق وضع
معلوم ہوتا ہی سچ بیان کر کہ تو کون ہی اور جلاے وطنی اور ترک دنیا کا کیا سبب ہی مین نے کچھ حال اپنی آوارگی
کا بیان کیا ملکہ نے کہا جاودان شاہ تیرا مدعا سے دلی بر لائیگا ہمکو اختیار نہین یہ کہکے ایک روانہ ہوگئی اب
تو صرف ایک ماہ کا ہوا کہ پھر ملکہ حمراے گلزنگ آئی اور مجھسے کہا اے جوان مین نے کل رات کو ایک خواب دیکھا ہی
کہ بالکل تیرے حصول مدعا کی صورت اُسکی تعبیر سے ظاہر ہوتی ہی مین چاہتا تھا کہ خواب کو پوچھون کہ خواصون نے
ملکہ حمراے گلزنگ سے کہا جلد تشریف لے چلیے کہ یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہی ملکہ خواصون کے کہنے سے
روانہ ہوگئی بس خلاصہ یہ کیفیت اس حقیر کی ہی اقبال شاہ نے اصفر کو گلے سے لگایا اور فرمایا اے اصفر
اگر اور رفاقت ہماری قبول کرے تو انشاء اللہ تعالے بحسن و خوبی ہم تیرا عقد ملکہ حمراے گلزنگ سے کرا دینگے
اور شاہزادہ معزالدین نے بھی فرمایا کہ ہم بھی اقرار کرتے ہین کہ بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوگا اصفر شاہزادون
کے ہمراہ لشکر مین آیا اور سُنا کہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین ارباب مثلثہ آتشی کی [illegible]
حاصل کر چکے ہین اور میرے باپ طافی شاہ نے بھی اطاعت و فرمانبرداری اُنکی قبول کی اور واسطے
حاضر ہونے سر پر اُنکے اقرار مکمل ہوگیا اور اسیطرح راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ اور اقبال شاہ
عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار بھی دائرہ اطاعت مین آگئے ہین ان اخبار فرحت آثار سے اصفر نوجوان
کو بھی اپنی حصول مراد کا یقین کامل ہوا

اب حال مقبول عیار کا بیان ہوتا ہی

کہ وہ عیار طرار دیوان عام شاہی مین پہونچا اور اُسنے شاہ و سپاہ کو بنظر غور دیکھا ناگاہ ایک جاسوس نے
عادل شاہ کی خدمت مین عرض کیا اے شہریار فلک اقتدار شاہزادہ کوہ خطا یعنی بھائی اقبال شاہ کا
جو سلطان السلاطین روح الملک بادشاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہی پہلے ملک سرکشان مین گیا
اور اُسنے طافی شاہ کو نامہ لکھا کہ تم چارون رئیسان اعظم باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک
کے پاس حاضر ہو طافی شاہ پہلے بجنگ و مقابلہ پیش آیا جب وہ مغلوب ہوا عذر کیا کہ ہم بے اجازت ارباب
مثلثہ کے صلح نہین کر سکتے اقبال شاہ نے حسب درخواست طافی شاہ کے عہد مین ارباب مثلثہ آتشی
کی اپنے فرمان پر کرالین طافی شاہ نے بدل اطاعت اقبال شاہ کی قبول کی اور ایک اس مضمون کا
نوشتہ لکھدیا کہ جب تم ملک ظہورستان کو پہونچوگے مین بلا حجت و تکرار وہان خود حاضر ہونگا اسی طرح

اُن روسا سے چار گانہ کے دشمن جانی یعنے ملیم آدم خوار سے کیونکر نجات ہو گی اور ظاہرا کوئی صورت صلح کی نظر نہین آتی ادھر مین نے مایوس ہوکر بحیلہ شکار پیادہ پا ملک شمالیہ حصار کی راہ لی بحسب اتفاق راہ مین ایک قافلہ شمالیہ حصار کو جاتا تھا اہل قافلہ نے مجھے ایک ٹکڑا روٹی کا دیا اور حال پرسی کی مین نے کہا کہ مین سوداگرزادہ ہون مال و اسباب میرا طوفان مین غرق ہوگیا مین ایک تختہ پر بہتا ہوا یہان پہونچا ایک شب قزاقون نے شبخون مارا مین نے اُس ہنگامہ مین جانبازی کی اہل قافلہ نے میری بہادری سے میری عزت و توقیر کی مین چند روز قافلہ مین رہا بعد ازان شہر مین پہونچا جب یہان کوئی صورت حصول مدعا کی نظر نہ آئی مجبور ہوکر اس پہاڑ پر آیا اور یہان سکونت اختیار کی اقبال شاہ نے پوچھا یہان رہنے سے کیا حاصل اصغر بولا اے شہریار یہان ہر سال ایک مرتبہ ملکہ حمرا سے گلرنگ واسطے زیارت کے اس درخت انار کے سایہ مین آتی ہی مین گذارہ ورن اُس قادر مطلق کا کہ ہر سال مین ایک بار صورت ہی معشوقہ کی دیکھ لیتا ہون شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ کو اُسکے حال پر نہایت افسوس ہوا اور کہا کہ ملکہ کے آنے سے اور کیا ہوتا ہی اصغر نے کہا اس پہاڑ پر کالے سانپ اس کثرت سے ہین کہ انکی وجہ سے کوئی یہان ٹھہر نہین سکتا مگر جب روز آمد ملکہ ہوتا ہی تو وہ سب سانپ اپنی بانبی مین چلے جاتے ہین اور گرد اُس درخت انار کے قناتین اور سراچے لگ جاتے ہین پھر ملکہ حمرا سے گلرنگ اُس پردہ مین واسطے زیارت درخت انار کے آتی ہین اور قدرت خدا سے شاخ درخت سے ایک انار تازہ ملکہ کے ہاتھ مین آجاتا ہی ملکہ بکمال فخر و مباہات انار کو شہر مین لیجاتی ہی اور یہ بھی مشہور رہی کہ کوئی شہید مرد زبردست زیر درخت انار دفن ہین ایک روز مین اپنے خیال رزق مین زیر سایہ درخت بیٹھا تھا کہ ناگاہ مار سیاہ بیشمار میری ایذا رسانی کو آئے مجھے بجز دعا کے کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آئی اسی عرصہ مین ایک افعی سیاہ ایک بالشت کا آیا اور ایک پتھر مثل مہرے کے میرے روبرو رکھکے چلا گیا مین نے وہ مہرہ بازو پر باندھ لیا پھر داُس مہرہ کے باندھنے کے وہ سب سانپ غائب ہوگئے پھر اُس روز سے کوئی سانپ میرے پاس نہ آیا اور میرے رزق کی یہ صورت ہی کہ ایک انار خود بخود میرے دامن مین آجاتا ہی مین اُسے کھاکر شکر خدا کرتا ہون ملکہ حمرا سے گلرنگ آتی ہی اور خواصین ملکہ کی مجھے اس درخت انار کا مجاور سمجھکے میری خاطر حد سے زیادہ کرتی ہین بلکہ مجھے صاحب کشف جانتی ہین اس خیال سے کہ یہ شخص ایسا خدارسیدہ ہی کہ کوئی سانپ اسکو ایذا نہین پہونچا سکتا اور دوسری وجہ یہ بھی ہی کہ مین اپنے حال مین ایسا غلطان و پیچان ہون کہ کسیطرف آنکھ اُٹھاکر نہین دیکھتا حالانکہ ملکہ جب زیارت کو آتی ہی بعد ادا رسم زیارت مجھے خوب بچشم غور دیکھتی ہی ایک روز مجھے تاب ضبط نہ رہی بے اختیار مین رو دیا ملکہ نے میرے رونے پر کچھ خیال نہ کیا اور بعد ایک ساعت کے روانہ ہوگئی جب اہل شہر نے میری سکونت اس پہاڑ مین

سُنی سب متعجب ہوئے اور ولی اللہ مجھے کہنے لگے لیکن کوئی میرے پاس نہ آتا تھا غرض دوسرے سال ملکہ حمراے گلرنگ پھر زیارت کو آئی اور اُس روز بکمال مہربانی مجھسے فرمایا کہ اے جوان ہمکو تو عاشق وضع معلوم ہوتا ہی سچ بیان کر کہ تو کون ہی اور جلاے وطنی اور ترک دنیا کا کیا سبب ہی مینے کچھ حال اپنی آوارگی کا بیان کیا ملکہ نے کہا جا دوان شاہ تیرا مدعا سے دلی بر لائیگا ہمکو اختیار نہین یہ کہکے روانہ ہو گئی اب عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ پھر ملکہ حمراے گلرنگ آئی اور مجھسے کہا اے جوان ہمنے کل رات کو ایک خواب دیکھا ہی کہ بالکل تیرے حصول مدعا کی صورت اُسکی تعبیر سے ظاہر ہوتی ہی مین چاہتا تھا کہ خواب کو پوچھون کہ خواصون نے ملکہ حمراے گلرنگ سے کہا جلد تشریف لے چلیے کہ یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہی ملکہ خواصون کے کہنے سے روانہ ہو گئی بس خلاصہ یہ کیفیت اس حقیر کی ہی اقبال شاہ نے اصغر کو گلے سے لگایا اور فرمایا اے اصغر اگر تو رفاقت ہماری قبول کرے تو انشاء اللہ تعالے بحسن وخوبی ہم تیرا عقد ملکہ حمراے گلرنگ سے کرا دینگے اور شاہزادہ معز الدین نے بھی فرمایا کہ ہم بھی اقرار کرتے ہین کہ بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوگا اصغر شاہزادون کے ہمراہ لشکر مین آیا اور سنا کہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ارباب مثلثہ آتشی کی ہمسری حاصل کر چکے ہین اور میرے باپ طافی شاہ نے بھی اطاعت وفرمانبرداری اُنکی قبول کی اور روا سے حاضر ہونے سر پر اعلے کے اقرار مکمل ہو گیا اور اسیطرح راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ اور اقبال شاہ وعادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار بھی دائرۂ اطاعت مین آ گئے ہین ان اخبار فرحت آثار سے اصغر نوجوان کو بھی اپنی حصول مراد کا یقین کامل ہوا

اب حال مقبول عیار کا بیان ہوتا ہی

کہ وہ عیار طرار دیوان عام شاہی مین پہونچا اور اُسنے شاہ وسپاہ کو بنظر غور دیکھا ناگاہ ایک جاسوس نے عادل شاہ کی خدمت مین عرض کیا اے شہریار فلک اقتدار شاہزادہ کوہ خفا یعنی بھائی اقبال شاہ کا جو سلطان السلاطین روح الملک بادشاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہی پہلے ملک سرکشان مین گیا اور اُسنے طافی شاہ کو نامہ لکھا کہ تم چارون رئیسان اعظم باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک کے پاس حاضر ہو طافی شاہ پہلے بجنگ ومقابلہ پیش آیا جب وہ مغلوب ہوا عذر کیا کہ ہم بے اجازت ارباب مثلثہ کے صلح نہین کر سکتے اقبال شاہ نے حسب درخواست طافی شاہ کے ہمرین ارباب مثلثہ آتشی کی اپنے فرمان پر کرالین طافی شاہ نے بدل اطاعت اقبال شاہ کی قبول کی اور ایک اس مضمون کا نوشتہ لکھدیا کہ جب تم ملک ظہورستان کو پہونچو گے مین بلا حجت وتکرار وہان خود حاضر ہونگا اسی طرح

اقبال شاہ نے راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ حصار کو بھی مغلوب کرکے نوشتہ لکھا لیا اور اب اقبال شاہ
دشت بادانگیز کی راہ سے اس ملک مین تشریف لایا ہی اور دامنہ کوہ ماران مین خیام فلک احتشام لشکر ظفر پیکر
کے برپا ہین بلکہ یہ بھی خبر مشہور ہی کہ فرمان مہری ارباب مثلثہ ہوائی بھی حاصل ہو گیا ہی اور یقین ہی کہ آجکل
مین کسی سردار لشکر کو حضور کی خدمت مین بھیجے عادل شاہ نے بعد سننے اس حال کے سرداران لشکر سے کہا
کہ ہمکو بجز اطاعت و فرمانبرداری کے اور کچھ چارہ نہین ہی دوسرے جنگ کا بھی اُسنے جو کہ نظر یافتہ ارباب نشاط
ہون کب یارا ہی محض جان و آبرو برباد کرنا ہی آخر عاقل الملک وزیر کو اقبال شاہ کی خدمت مین بھیجا
اور کہا مین بہر کیف آپکی اطاعت قبول و منظور کرتا ہون اگرچہ تمام اراکین سلطنت کو مع وزیر کے یہ راے
بادشاہ کی پسند آئی لیکن دو سردار نامدار سپہ سالار لشکر عادل شاہ کے ملک منافق گندہ بغل دوسرا
اقتم تیرہ فام نہایت ناراض ہوے اور کہا کہ ہماری دانست مین بزدلی و نامردی تمپر ختم ہی اور ابھی کوئی حالت
سخت درپیش نہین ہی مگر تمہارے ہوش و حواس جاتے رہے خیر تمکو اختیار ہی لیکن ہم صلح مین تمہارے
شریک حال نہین ہین کہ ہمکو خداوند تعالے نے محض واسطے جنگ و ستیز کے پیدا کیا ہی نہ واسطے صلح و اطاعت
کے آخر اسی غیظ و غضب مین بلا اجازت لشکر سے نکل گئے اور ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہوے اور طبل جنگ
بطور بغاوت بجا دیا کہ نہ ہم تمہارے ملازم نہ تم ہمارے بادشاہ فقط تم ہماری لڑائی کا تماشا دیکھو بعد اسکے جیسا کہ
حکم ہوگا تعمیل کرینگے مقبول عیار نے عادل شاہ اور اُن سردارون کے باہم نزاع و تکرار کا حال
سنکر اقبال شاہ کی خدمت مین آکر بیان کیا اقبال شاہ نے عادل شاہ کے باب مین کہا کہ وہ نہایت
مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہی اور اُسکی فرمانبرداری سے نہایت خوش ہوا دوسرے روز عاقل الملک بھی مع نامہ
عادل شاہ خدمت مین اقبال شاہ کے حاضر ہوا اور جو تحفہ تحایف کہ لایا تھا پیش کش کیا بعد اسکے عادل شاہ
کا پیام فرمانبرداری و حال گذشتہ بیان کیا اقبال شاہ نے فرمایا ای عاقل الملک ہمنے بھی سُنا ہی کہ دو سردار
تمہارے لشکر کے نمک حرامی و سرکشی پر آمادہ ہین بلکہ باغی ہو گئے ہین عاقل الملک وزیر نے کہا پیر و مرشد
اپنی سزا کو پہونچینگے چاہ کندہ را چاہ درپیش اقبال شاہ نے فرمان مہری ارباب مثلثہ ہوائی کا
عاقل الملک وزیر کو دکھایا اور فرمایا دیکھو یہ مُہرین صحیح ہین یا غلط وزیر نے کہا مُہرون کے صحیح ہونے مین
کیا شک ہی اقبال شاہ نے کہا یہ فقط بیامردی بھائی شاہزادہ معز الدین کے حاصل ہوئی ہین بعد اسکے
خلعت گرانمایہ عاقل الملک وزیر کو مرحمت فرمایا وزیر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا یہان
اقبال شاہ نے پھر مقبول عیار کو عادل کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ عادل شاہ اور اُن سردارون
کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آنا اور دوسرے روز خود کوچ کیا جب قریب شہر کے پہونچا تو مقبول عیار

نے خدمت اقبال شاہ مین آکر عرض کیا کہ قریب شہر آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر عادل شاہ حضور کے
استقبال کو آیا چاہتا تھا کہ ان دونون سردارون نے سدراہ ہو کر مقابلہ کیا اور چند سردار لشکر کے زخمی و
قتل کیے اور ابتک ہنگامۂ حرب و ضرب گرم کیے ہین اقبال شاہ نے کہا وہ بڑے سرکش و نمکحرام ہین آخر
اسیوقت اقبال شاہ و شاہزادۂ معز الدین مع لشکر ظفر پیکر کے معرکۂ جنگ مین پہونچے وہان دیکھا واقعی
جنگ مغلوبہ واقع ہے اور وہ نمک حرام حد سے زیادہ ظلم برپا کر رہے ہین اقبال شاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ ان
نمک حرامون کو چارون طرف سے گھیر لو اور خود منش گندہ بغل کو واسطے مقابلہ کے بلایا قصہ کوتاہ منش
گندہ بغل اقبال شاہ کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور شاہزادۂ معز الدین نے اقتم تیرہ فام کو قتل کیا
بقیہ ان لوگون نے امان مانگی شاہزادہ نے امان دی عادل شاہ بھی بمجرد تشریف آوری شاہزادہ کے
حاضر ہوا اور شاہزادون کو نہایت عزت و تکریم سے شہر مین لیگیا اور عرض کی کہ حضور تخت پر جلوس فرمائین
اقبال شاہ نے کہا مین لیاقت تخت نشینی کی نہین رکھتا شاہزادۂ معز الدین لایق تخت و تاج ہے جسنے تمام مراحل
طلسم کا سیر و تماشا دیکھا اور خدمت مین صاحب مثلثہ ہوائی کے پہونچا آخر تینون شاہزادے ایک ہی مسند پر
بیٹھے عادل شاہ نے محفل رقص و سرود گرم کی اقبال شاہ نے عادل شاہ سے پوچھا کہ شہر ابلہان اور
ملک سفیہان تمھارے ملک سے کے منزل ہے عادل شاہ نے کہا اے شہریار عالی جاہ شہر حصار اور ملک
ابلہان کی دوراہین ہین خشکی کی راہ سے آدمی کم از کم دو برس مین پہونچتا ہے اور براہ دریا اگر بحر طوفان خیز
مانع نہو تو چالیس روز مین پہونچتا ہے اقبال شاہ نے کہا بحر طوفان خیز کیا چیز ہے عادل شاہ نے کہا بحر طوفان خیز
خاص دروازہ طلسم مثلثہ آبی کا ہے اقبال شاہ نے فرمایا یقین ہے کہ مرطوب شاہ بھی تمھاری طرح فرمان مثلثہ آبی کا مطلب
کریگا عادل شاہ نے کہا اسمین کچھ شک نہین کیونکہ حل عقدہ ہم چارون بادشاہان حصار کا فقط حکم پر اپنے اپنے ارباب مثلثہ کے موقوف
منحصر ہے ہمکو دیگا اطاعت و بغاوت مین شاہ ظلمورستان کے اے شہریار اگر کوئی غیر بادشاہ بزور فوج و لشکر سلطان روح الملک
سے اور ہم سے صلح و اصلاح کرانے کا قصد کرے تو غیر ممکن ہے جب تک کہ ارباب مثلثات کی ہمین اجازت نہ لادے ہم اسکے
قول کو ہرگز معتمد نہ سمجھینگے اقبال شاہ نے کہا جب مرطوب شاہ بھی ایسے ہی عذر پیش کریگا پھر ہمارا خشکی سے
جانا محض بیکار ہے اور دریا کی راہ سے دو مطلب نکلینگے اول فرمان مہری حاصل کرنا ارباب مثلثہ آبی کا دوسرے
قطع کرنا راہ نزدیک کا مصرع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار اب تم کہو کہ دریا تمھارے شہر سے کتنی دور ہے
اور وہان کشتیان اتنی ملسکتی ہین کہ ہمارے لشکر کو کافی ہون جب عادل شاہ نے کشتیون کا نام سنا بے اختیار
آنکھون سے آنسو جاری ہوے اقبال شاہ نے کہا کہ اے عادل شاہ یہ کیا بات ہے کہ ہمنے کشتیون کا ذکر کیا
اور تم آبدیدہ ہوے عادل شاہ نے کہا اے شہریار یہ عجیب قصۂ جان گزا و فسانۂ حیرت افزا ہے کہ زبان سے

بیان نہین ہوسکتا اقبال شاہ نے کہا ہم بھی سُنین کیا معاملہ ہو عادل شاہ نے کہا اے شہریار اس مخلص کا ایک
پسر رشید احمد نوجوان گلگون قبا نام ہے کہ وہ پندرہ برس کی عمر مین علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوا تھا اور
اکثر واسطے شکار مچھلی کے کنارۂ دریا جایا کرتا تھا اور صبح سے تا شام اُسی وہی شغل رہتا تھا قضارا ایک روز
دریا مین احمد نوجوان کو ایک کشتی نہایت آراستہ و مکلف دور سے نظر آئی جب وہ کشتی نزدیک پہونچی احمد
نوجوان نے دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین حور صورت کشتی مین سوار ہو مگر وہ پریوش کسی ایسی فکر مین بیہوش تھی
کہ ذرا اپنے حال ومآل کی خبر نہ تھی احمد نوجوان بمجرد دیکھنے اُس بلاے روزگار و آفت جان کے دل وجان سے
فریفتہ وشیفتہ ہوگیا اس اثنا مین اُس غیرت حور ورشک پری کی بھی نظر احمد نوجوان پر پڑی اُسنے فرمایش کی کہ اے جوان
ایک کشتی تحفہ ہماری سواری کیواسطے تیار کرادے یہ کہکے نظر سے غائب ہوگئی بعد اُسکے جانے کے احمد کا حال دگرگون
ہوگیا تا اینکہ نوبت جنون پہونچی لیکن احمد نے عمدہ کاریگر شہر سے بلاکے حکم دیا کہ انواع اقسام کی کشتیان چھوٹی بڑی
تیار کرو اور کنارۂ دریا ایک جنگل مین کہ درخت خشک کثرت سے تھے وہان ایک مکان عالیشان اپنے سیر وتماشے
کیواسطے علیحدہ بنوایا اور تیاری کشتیون مین مشغول رہا جب مجھکو احمد نوجوان کے حال سے خبر ہوئی مین نے
احمد کو بُلاکے حال پوچھا اُسنے مثل دیوانون کے بکنا شروع کیا لیکن اُسکے رفقا سے حال مفصل معلوم ہوا مین نے
عاقل الملک وزیر سے اسکا مشورہ کیا وزیر نے کہا پہلے تحقیق ہو کہ وہ عورت کون ہو اور کس خاندان سے ہو
بعد ازان اُسکی تدبیر کیجاوے مین نے بہت آدمی واسطے دریافت حال نازنین کے بھیجے یہان اس عرصہ مین
ہزار کشتیان تیار ہوگئین احمد نے ان سب کشتیون کو کنارہ دریا کے رکھوا دیا اور رات دن انتظار مین اُس
پری پیکر کے کنارہ دریا منتظر رہا قضارا بعد دو ماہ کے پھر وہی نازنین کشتی نشین موج دریا سے تیز وتند کنارے
دریا کے آئی احمد نے باواز بلند کہا اے نازنین بفرمایش حضور یہ کشتیان حاضر ہین اُسنے پہلے بنگاہ غور احمد کو دیکھا
اور جواب دیا کہ ان کشتیون سے بھی بہتر اور خوش قطع کشتی ہمین چاہیے بعد اسکے پھر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف
روانہ ہوگئی احمد پھر کشتیون کی تیاری مین مصروف ہوا اس عرصہ مین وہ آدمی جو واسطے دریافت حال کے روانہ
کیے گئے تھے وہ بھی آگئے اُنھون نے بیان کیا کہ وہ نازنین رُقاشہ دُردندان ملک ارمن جزیرہ نشین کی
بیٹی ہو اور ملک ارمن یہان سے بارہ منزل ہو اور یہ بھی کہا کہ اسی شہر کے تجار اجناس متفرق کشتیون مین جزیرہ
ارمن کو لیجاتے ہین اور وہان سے عوض مین اُسکے عقاقیر و جوز وغیرہ لاتے ہین اور جیسا انار وہان ہوتا ہو
بردۂ دنیا پر کہین نہین پیدا ہوتا یہی وجہ ہو کہ جزیرہ کا انارستان نام رکھا ہو اور حاکم جزیرہ صاحب فوج اسقدر
نہین ہو لیکن مکان کے تین طرف عظیم الشان پہاڑ واقع ہین اور ایک طرف دریا ہو اسوجہ سے وہ مکان بمنزلہ
قلعہ کے ہو اور غنیم کے شر وفساد سے محفوظ ہو لیکن وہان کے باشندون کو شوق سواری کشتی بہت ہو لہذا اگر نامہ ہی

برای تفریح طبع کشتی پر ادھر اُدھر نکلجاتی ہی یہ سُنکر ایک نامہ ملک ارمن کو رُقانہ دُرِ دندان کی نسبت کا عادل شاہ نے روانہ کیا اور اُسمین یہ بھی لکھا کہ احمر نوجوان اُسپر فریفتہ ہی اور رُقانہ کا آنا بھی اُس نامہ مین مندرج کیا جب نامہ ملک ارمن کو پہونچا اُسنے اپنی بی بی سے لڑکی کا حال کہا اور یہ جواب لکھا کہ ای عادل شاہ بخدا مجھے اُس لڑکی کے باب مین اختیار نہین ہی بلکہ بپاس خاطر تمھارے حتی المقدور مین نے بھی کوشش کی ہی مگر رُقانہ کو غرور فہم و شعور اور عقل و دانش نے انسانیت سے خارج کر دیا ہی جب مین نے بموجب تحریر عالی کے حال آمد و رفت رُقانہ کے دریافت کیا رُقانہ نے یہ بیان کیا کہ ایک روز مین نے شاہزادہ احمر سے کشتی بنانے کی فرمایش کی تھی یہ وقت مجھے فکر تھی کہ ایک کشتی خوش قطع بنوانا چاہیے اس اثنا مین احمر نوجوان کو دیکھا مجھے گمان گذرا کہ یہ مرد کوئی قوم نجار سے ہی پس بلا دریافت میرے مُنھ سے بے ساختہ یہ نکل گیا کہ ایک کشتی ہماری سواری کو چاہیے دوسری مرتبہ جو مین آئی احمر نوجوان نے مجھے کہا کہ حسب الحکم تمھارے کشتیان تیار ہین مجھے کچھ یاد بھی نہ تھا مگر جب خوب خیال کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی ہمنے اُسی سے فرمایش کشتی کی کی تھی پھر بطور خوش طبعی کے یہ کہا تھا کہ ہم ان کشتیون سے زیادہ تر خوش وضع کشتی چاہتے ہین ای عادل شاہ جب ہمنے رُقانہ کی زبانی یہ کیفیت سُنی اُسکو بہت سمجھایا کہ احمر نوجوان عادل شاہ کا فرزند تیرے عشق مین مجنون ہو رہا ہی تو اُسکے ساتھ عقد کرلے ورنہ وہ بیچارہ ہلاک ہو جائیگا رُقانہ نے دایہ کے ہاتھ ایک کاغذ بعبارت منظوم بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین احمر کے حسب و نسب سے واقف ہون مگر یہ مجھے معلوم ہی کہ اُسمین کچھ عقل و فہم نہین بایین خیال یہ مسئلہ منظوم تمھارے پاس بھیجتی ہون کہ تم احمر سے جواب معقول لیکے ہمارے پاس بھیجو اگر اُسنے میرے سوال کا جواب معقول دیا تو مین بے تکلف اُس سے نکاح کر لونگی ورنہ اُس سے کہنا کہ تو اس خیال خام سے درگذرا اور وصال رُقانہ سے دست بردار ہو مین وہ سوال رُقانہ کا تمھارے پاس روانہ کرتا ہون تم احمر نوجوان سے کہدینا کہ ای فرزند دلبند خواہ بقدرت خود یا کسی کی رائے سے اس سوال کا جواب جب دوگے تب وصال محبوب ممکن ہی ورنہ کوئی شکل حصول مقصود کی تمھارے ممکن نہین مین خود حیران ہون کہ اُس علامہ عالی فطرت نے کیا اپنی فکر طبع سے اختراع کیا ہی اور مآل اُسکا کیا ہی ای شہریار روزگار جب وہ کاغذ میرے پاس آیا تو مین نے خود بھی دیکھا اور فکر کی اور اکثر علماے شہر کو بھی دکھلایا لیکن کسی سے یہ معمہ حل نہوا احمر آجتک اسی خیال خام مین دل وارفتہ ہو رہا ہی اور ہزار ہا روز کشتیان تیار ہو رہی ہین شاہزادہ معز الدین نے فرمایا ای عادل شاہ وہ سوال منظوم ہمکو بھی ایک نظر دکھا دو عادل شاہ نے کہا حاضر ہی حضور ملاحظہ فرمائین شاہزادہ نے وہ کاغذ دیکھا اُسمین یہ اشعار تحریر تھے ابیات

زیر این هفت گنبد افلاک
هر که جاندار بود در عالم

کشتی خلق کرده ایزد پاک
جنس حیوان و نوع انسان هم

که دران خلق اول و آخر
همه گشتند بر سفینه سوار

بر نشستند باطن و ظاهر
وه چه کشتی سپهر در مقدار

غیر ہفتاد ولیک از ایشان	بود باقی بہ پشت ملاحان پیش حق ہر کہ ارجمند بود	گرچہ اکنون نہ در کشتی نیست از سوارانش بہرہ مند بود	تا قیامت نمونہ اش باقیست

شاہزادہ معز الدین نے دل مین کہا کہ کسیطرح رُمّانہ کے سوال کا جواب پہونچنا چاہیے کہ احمر بیچارہ کامیاب ہو اقبال شاہ نے عادل شاہ سے کہا جس دشت مین احمر نوجوان رہتا ہی یہان سے کتنی دور ہی عادل شاہ نے کہا تین منزل اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا ای برادر والا چلو ہم بھی احمر نوجوان کو دیکھین صبح کو دونون شاہزادے کنارہ دریا تشریف لائے دیکھا تو واقعی احمر نوجوان اُسی خبط مین مبتلا ہی سوائے کشتی سازی کے اور دوسرا خیال نہین عادل شاہ نے کہا ای فرزند ان دونون شاہزادون کے قدمبوس ہو کہ یہ ہمارے حاکم و مالک ہین احمر نے یہ بھی نہ جانا کہ کوئی کیا کہتا ہی عادل شاہ اس حال بیخودی پر اپنے فرزند کے خوب رویا اقبال شاہ نے عادل شاہ کی تشفی خاطر کی اور کہا انشاء اللہ تعالی یہ اچھا ہو جائیگا اصفر بن طاقی شاہ کہ وہ بھی غرق دریاے عشق تھا احمر کو دیکھ کے آنکھون مین آنسو بھر لایا اقبال شاہ سے عادل شاہ نے پوچھا یہ جوان کون ہی اقبال شاہ نے فرمایا یہ بھی ایک مرد آفت رسیدہ و مصیبت زدہ ہی لیکن اسکے درد کی دوا محض تمھاری ذات پر منحصر ہی عادل شاہ نے کہا حضور صاف صاف ارشاد فرماوین کہ مین سمجھون اقبال شاہ نے فرمایا اچھا وقت پر سمجھا جائیگا اس رات کو شاہزادہ معز الدین خیال سوال رُمّانہ مین سو رہا عالم خواب مین دیکھا کہ حکیم فسطاس الحکمت تشریف لائے اور فرمایا ای فرزند تو سوال رُمّانہ مین متفکر کیون ہی آگاہ ہو کہ وہ کشتی حضرت نوح علی نبینا علیہم السلام کی ہی وقت طوفان مرد و زن اُسی کشتی مین سوار تھے اور اقسام پرندے بھی ایک ایک جفت حضرت نے رکھ لیا تھا باقی تمام مخلوق غرق بحر فنا ہو گئی اور ملاحون سے حضرت نوح اور اُنکی اولاد مراد ہی کہ جنکا حضرت سام اور حضرت حام اور حضرت یافث نام تھا اور سوال دوسرا کہ علاوہ اسّی آدمیون کے جو پشت مین ملاحون کے تھے اُسکی شرح یہ ہی کہ سوا اُسی اسّی نفر کے اور کوئی زندہ نہ بچا لیکن ہر ایک انسان اُنھین کی نسل سے ہی اور آیندہ بھی اُنھین کی نسل سے ہونگے اور پشت صلب سے مراد ہی یہی وجہ ظاہر و باطن کی ہے کہ ظاہر تو فقط اسّی نفر تھے اور باطن گویا تمام خلایق کشتی مین تھی اور یہ جو کہا ہی کہ نمونہ کشتی تا قیامت باقی رہیگا وہ نمونہ مراد اہل بیت علیہ السلام سے ہی یعنی حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ نے زبان معجز بیان سے فرمایا ہی اہل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق الغصہ بعد تعلیم کرنے اس معمے کے حکیم صاحب نظر سے غائب ہو گئے اور شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا اور اقبال شاہ سے کہا ای برادر الحمد للہ کہ رُمّانہ کے سوال کا جواب باصواب مجھے حاصل ہوا اسبات

احمر کو آگاہ کرتا ہون بشرطیکہ عادل شاہ اپنی بیٹی کا اصفر نوجوان سے عقد کر دے اقبال شاہ نے کہا
مین پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ یہ عقدہ بغیر ذات جناب کے حل نہوگا اب عادل شاہ کی کیا قدرت کہ جو اصفر کی
نسبت مین کسی طرح کا عذر کرے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عادل شاہ بھی وہان آیا اقبال شاہ نے پہلے
اصفر نوجوان کی نسبت کا عہد لے لیا بعد اسکے کہا مبارک ہو سمجھے کہ شاہزادۂ معزالدین نے عقدۂ سخت
تمہارے فرزند احمر نوجوان کا حل کیا عادل شاہ شاہزادۂ معزالدین کے تصدق ہوا اور کہا کہ
ہر بن مو اگر زبان ہو تو حضور کا شکریۂ احسان ادا نہین کر سکتا بعد اسکے اقبال شاہ اور شاہزادۂ معزالدین
اور عادل شاہ احمر نوجوان کے پاس آئے اب جو احمر نوجوان نے شاہزادۂ معزالدین کی
صورت دیکھی بے اختیار ہاتھون کو بوسہ دیا اور کہا اے شہریار عالی وقار اسوقت حضور کے جسم مبارک سے
بوے مقصود آتی ہے اسکا کیا سبب ہے شاہزادۂ معزالدین نے فرمایا اے احمر تیری محبوبہ و مطلوبہ نے
ایک سوال کیا ہے اور یہ شرط کی ہے کہ اگر تم اسکا جواب باصواب دو گے تو مین تم سے عقد کرونگی اور وہ کاغذ
منظوم احمر کو دیا احمر نے کہا مین یہ کاغذ کیا کرون حضور جیسا جواب مناسب ہو آپ ہی ارشاد فرما دیجیے
شاہزادے نے وہی مضمون جو خواب مین حکیم صاحب نے فرمایا تھا بیان کیا بعد اسکے اصفر بن
طائی شاہ کی سفارش کی عادل شاہ نے کہا کہ اے شہریار نامدار جبکہ ہم آپکے تابع فرمان ہین پس جو
فرمائیے گا بدل و بجان قبول و منظور کرینگے انکار تو کسیطرح ہم کر ہی نہین سکتے اور باپ اصفر کا ایسا بد مزاج
ہے کہ اگر حضور کا درمیان نہوتا تو مین ہرگز یہ نسبت قبول نکرتا بعد اسکے عادل شاہ نے احمر کی نسبت کے
باب مین اسیوقت ملک ارمن کو نامہ لکھا اور اسمین یہ بھی لکھا کہ تمہارے سوال کا جواب بھی موجود ہے
ہربد خان ایک سردار عادل شاہ کے لشکر کا نامہ لیکر جزیرۂ ارمن کیطرف روانہ ہوا عادل شاہ
نے اقبال شاہ اور شاہزادۂ معزالدین کی نہایت تکلف سے دعوت کی شاہزادہ گاہ گاہ سیر و
شکار مین مصروف رہتا تھا ایک روز شاہزادہ کے دل مین یہ آیا کہ سرمۂ زحل احمر و اصفر کو دین تاکہ
وہ اپنی معشوقہ و مطلوبہ کو دیکھ آوین اصفر سے کہا کہ ایک چیز ہم تجھے دین کہ تو اپنی معشوقہ کو دیکھ آوے اور
تجھکو کوئی نہ دیکھے اصفر نے کہا اے شہریار اگر حضور مجھکو ایسی چیز دیوین تو گویا کہ سلطنت کونین دیدی شاہزادے
نے سرمہ کی ایک سلائی اصفر کو دی اور اس سرمۂ طلسم کی کیفیت سب بیان کی کہ جسوقت تو سرمہ آنکھون مین
لگا لیگا پھر تجھکو کوئی نہ دیکھیگا اور تو سب کو دیکھیگا پس بے تکلف محل مین ملکہ کے جانا جبتک جی چاہے اپنی
محبوبہ کو دیکھنا پھر چلے آنا اصفر بموجب ارشاد شاہزادے کے سرمۂ زحل آنکھون مین لگا کے اور ایک
پنچہ بغل مین دبائے ملکہ حمرا کے گلزار کی محلسرا کیطرف روانہ ہوا اگرچہ یہ زیادہ تر لطف کی بات ہے کہ اصفر کو

یقین کامل تھا کہ مجھے کوئی نہین دیکھتا ہی اور اصل مین ساری خلقت اسکو دیکھتی تھی اسکی یہ وجہ تھی کہ خاص
سرمۂ زحل واسطے باطن طلسم کے تھا اور یہ مقام باطن طلسم نہین ہی بلکہ خارج طلسم ہی اور شاہزادہ اس
خواص خاص سرمۂ زحل سے واقف نہ تھا ورنہ اصفر کو کیون دیتا وہ تو یہی جانتا تھا کہ طلسم مین تاثیر سرمہ
کی برابر ہی اب ناظرین قصۂ عجائب نگار کو یہ بھی واضح رہے کہ شاہزادۂ معزالدین دروازۂ اول
سے عجائبات کی سیر کرتا ہوا جاتا ہی لہذا جبتک کہ شاہزادہ طلسم سے نہ نکلے گا اور حکیم صاحب سے
بار دیگر ملاقات نہو گی تمام عالم مین ہر مقام اسکو طلسم ہی لیکن وہ مقامات جہان شاہزادہ واسطے مہر کرانے
فرمان پر ارباب مثلثۂ خاکی و آبی و آتشی و ہوائی کے گیا وہ سب باطن طلسم تصور کیا جائیگا بلکہ
سکنائے حصار چہار مثلثہ اُن مقامات کو بجائے خود طلسم جانتے ہین غرض اس بیان سے یہ معلوم ہوا
کہ ان مقامات مذکورۂ بالا مین تاثیر سرمۂ زحل ہوتی ہی ورنہ ہر جا نہین ہوتی اور شاہزادے کو اس
حال سے خبر نہ تھی ورنہ سرمہ اصفر کو کیون دیتا اور اصفر کو فرمانا شاہزادے کا اصلاً و نقلاً مثل حدیث
تھا لہذا نہایت خوشی و خرمی سے سرمہ لگائے ملکہ حمراے گلرنگ کی مجلس اسکے دروازہ پر پہونچا اور
دروازہ کے اندر قدم رکھا قدرت خدا سے وہ وقت اطمینان کا تھا یعنی جسطرح کہ پاسبان شب کو بہت
بیداری و ہوشیاری سے پہرہ دیتے ہین اور جب صبح ہوتی ہی تب بیفکر ہو جاتے ہین کہ اب صبح ہوئی اسیطرح
ہر شخص اپنے حوائج ضروری کو چلا گیا تھا اور سب پاسبان بے خبر سوتے تھے اور جو کوئی جاگتا بھی تھا
تو اُسے نیند مین یاقوت خواجہ سرا کا گمان گذرا کہ یاقوت کے بھی ہر وقت ایک دوشالہ زرد دوش
پر پڑا رہتا تھا اور اتفاق سے اصفر بھی زرد دوشالہ اوڑھے تھا پس اسوجہ سے اور بھی پاسبانون کو یاقوت
کا خیال ہوا غرض اصفر نوجوان اس دلجمعی تمام و اطمینان سے مجلس مین گیا جسطرح کوئی اپنے مکان مین
جاتا ہی اور اتفاق کی بات یہ تھی کہ اسوقت ملکہ حمراے گلرنگ بھی ایک کرسی زرنگار پر بیٹھی تھی اُسنے
اصفر کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے کوہ ماران پر دیکھا تھا نہایت تعجب ہی کہ اسقدر
پہرہ چوکی مین یہ یہان کیونکر آیا آخر ملکہ نے اصفر سے اشارہ کیا کہ یہان سے چلا جا ورنہ جان تیری مفت جائیگی
اس اثنا مین کنیزان محل آکر جمع ہو گئین اور اصفر کو چار طرف سے گھیر لیا اور غل و شور مچایا اصفر نے جب
یہ ہنگامہ برپا دیکھا دلمین کہا خدایا یہ عجب طرح کا معاملہ ہوا پھر خیال آیا کہ شاید یہ بھی سرمۂ زحل لگائے ہین
بہرحال اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوا اور کہا اگر مین جانتا کہ محل والون کی نظرون سے پوشیدہ نہونگا
تو مین محل مین نہ آتا اس عرصہ مین حبشنین اور ترکنین اور خواجہ سرا جمع ہو گئے اور چاہا کہ اصفر کو گرفتار
کر لین ملکہ حمراے گلرنگ دور سے تماشا دیکھ رہی تھی اور کہتی تھی کہ اس بیچارے کی مفت جان گئی اصفر

نے جب دیکھا کہ اب گرفتار ہوا چاہتا ہون تو دوشالہ کو کمر سے باندھ نیمچہ کو مع غلاف ہلانا شروع کیا تا کہ یہ مجمع پراگندہ
ہو جائے سب گرد و پیش سے دور ہو جاوین مین نکل جاؤن آخر سب نے پوچھا کہ اے شخص تو کون بلا ہے یہان
ہی کسطرح آیا اصغر نے کہا اول تم کہو کہ تمنے مجھے کسطرح دیکھا کہ میری آنکھون مین سرمۂ زحل لگا ہوا تھا اس
گفتگو سے اصغر سے تمام کنیزین اور خواجہ سرا بحث کرنے لگے اور کہا بیشک یہ مجنون ہی کسی نے کہا دیوانون کی
وضع تو معلوم نہین ہوتی ایک نے کہا اگر دیوانہ نہوتا تو اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاکت مین کیون ڈالتا اس
شور و غل سے عادل شاہ بھی بیدار ہوا پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی خواجہ سرا نے اصغر کی کیفیت بیان کی
عادل شاہ سر و پا برہنہ وہان آیا ملکہ حمرا سے گلرنگ بادشاہ کو دیکھ کے دوسرے مکان مین چلی گئی
اور اصغر کے حال زار پر نہایت متاسف تھی جب عادل شاہ معرکہ مین پہونچا اور اصغر کو دیکھا سمجھا
یہ وہی طاقی شاہ کا بیٹا ہی پس بآواز بلند کہا یہ لوگ کیسے بے شرم بے حیا ہین کہ اپنا خیال تو کجا اور کسی
کے بھی ننگ و ناموس کا خیال نہین ہی کوئی بدنام و رسوا ہو تو بلا سے جبکہ ہمنے اس ناشدنی کی نسبت
قبول کرلی پھر کیا اضطراب و بیقراری تھی بعد اسکے ان کنیزون اور خواجہ سراؤن کو حکم دیا کہ ہٹ جاؤ اور
اس روسیاہ کو جانے دو لیکن بخوف شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ اسنے دم نہ مارا جب اصغر
محل سے باہر آیا پاسبان سد راہ ہوے اصغر پانچ چار کو قتل کرکے آپ صاف نکل گیا ادھر شاہزادے نے
جو حال پر اصغر کے مہربانی فرمائی تھی اقبال شاہ سے بیان کی اقبال شاہ نے جب سنا زانو پر ہاتھ
دے مارا اور کہا بڑا غضب ہوا جلد اصغر کو بلاؤ اس اثنا مین ایک ملازم نے کہا اصغر دوپہر کو بناؤ سنگار کرکے
برائے سیر بازار گیا ہی اقبال شاہ سمجھ گیا کہ بلاشبہہ و شک اصغر محل مین پہونچا اور خدا جانے کس مصیبت مین
پڑا شاہزادے نے فرمایا اے برادر تم متردد نہو اصغر آتا ہوگا اقبال شاہ نے کہا مجھے اسکی جان ہی بچنے
مین شک ہی اور اگر زندہ بھی بچا تو نہین معلوم کیا صورت بنکے آوے شاہزادہ معز الدین نے کہا مین نہین
سمجھا کہ تمنے یہ کیا کہا اقبال شاہ نے کہا تمنے اس خیال سے اصغر کو سرمہ دیا ہی کہ وہ کسی کو نظر نہ آوے
مگر یہ خیال نہ کیا کہ سرمۂ زحل خارج قسمت طلسم مین کام نہین آتا بالکل بیکار محض و بے اصل ہو جاتا ہی
شاہزادے نے جب یہ جملہ سنا حال اسکا دگرگون ہوگیا بدحواس ہوکر ایک ملازم کو بتلاش اصغر بھیجا
اس اثنا مین اصغر بھی بحال خراب لشکر مین آیا شاہزادے نے فرمایا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
سجدۂ شکر کیا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار تمنے اصغر کو قتل کرا ڈالنے مین قصور نہ کیا تھا مگر اسکی زندگی تھی
بچ گیا جب اصغر شاہزادون کی خدمت مین گیا اسنے شاہزادہ معز الدین سے کہا واہ پیر و مرشد
خوب حضور نے سرمۂ زحل عنایت فرمایا تھا کہ میری جان مفت گئی ہوتی برائے خدا ایسا کیا گناہ بندے سے

حضور مین ہوا تھا جسکی حضور نے ایسی سزا سے معقول دی کہ عمر بھر یاد رہیگی شاہزادہ نے فرمایا ای بھائی
بخدا مجھے اسکی خبر نہ تھی کہ سرمہ زحل خارج طلسم مین بیکار ہو جاتا ہی ورنہ مین ہرگز تمھین نہ دیتا خدا نے فضل کیا
اقبال شاہ نے پوچھا ای اصفر یہ تو بتاؤ کہ تم پر کیا گذری اصفر نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی شاہزادے
ہنستے ہنستے غش کر گئے دوسرے روز عادل شاہ آیا اور اسنے اصفر کی کمال شکایت کی کہ مین نے پہلے ہی
خدمت عالی مین عرض کیا تھا کہ یہ شخص انسانیت سے خارج ہی اسکے قول و فعل کا اعتماد نہ کرنا چاہیے آپنے دیکھا
کہ اس نابشدنی نے کیا بیہودہ حرکت کی واللہ مین حضور کے لحاظ سے چپ ہو رہا ورنہ ایسی بری طرح پیش آتا
کہ یہ بھی یاد کرتا اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین نے کہا ای عادل شاہ اصفر بیچارہ بے گناہ ہی قصور
ہمارا ہی بعدہ خاصیت سرمہ زحل عادل شاہ سے بیان کی عادل شاہ خاموش ہو گیا قصہ کوتاہ ایکروز اقبال شاہ
اور شاہزادہ معز الدین اور اصفر نوجوان وغیرہ موجود تھے اور باہم صحبت گرم تھی کہ ایک سوداگر شہر حصار
کا آیا اور اسنے ہر قسم کا اسباب تجارت شاہزادہ کی خدمت مین پیش کیا اور شاہزادہ معز الدین ہر ملک کا
حال اس سوداگر سے پوچھ رہے تھے اور سوداگر ہر ایک ملک کی کیفیت بیان کر رہا تھا کہ اس ذکر مین سوداگر
نے یہ کہا کہ ای شہریار نامدار آج کل غلام نے ایک لونڈی گیارہ برس کی بہت خوبصورت صاحب حسن و جمال
مول لی ہی اور سوا حسن و جمال کے عقل و فراست مین بھی بے مثل ہی لیکن افسوس کہ مجھسے اسکو مطلق
رغبت نہین ہی ورنہ مین اسکو مثل جان کے عزیز رکھتا اور ایکدم جدا نہ کرتا جس شخص سے مین نے خرید کی ہی
وہ بھی یہی شکایت کرتا تھا شاہزادہ معز الدین نے فرمایا تمنے اس عورت سے یہ بھی پوچھا تھا کہ آخر تیرا منشا
کیا ہی سوداگر نے کہا پیر و مرشد دن رات مجھسے ہر بار وہ یہی کہتی ہی کہ مجھے کسی بادشاہ کے ہاتھ بقیمت معقول
بیچ ڈالو اسلیے مین آپکی خدمت مین لایا ہون شاہزادہ معز الدین نے فرمایا اچھا ہم اسے ایک نظر دیکھ لین اگر ہماری
پسند ہوگی تو لے لینگے اور جو قیمت کہوگے دیدینگے خواجہ سلیم سوداگر اسیوقت لونڈی کو لے آیا شاہزادے نے
جو اسکو دیکھا تو وہ نظر مین کچھ شناسا سی معلوم ہوئی مگر یہ خیال نہ آیا کہ کہان دیکھا تھا شاہزادہ اسی فکر مین تھا کہ دفعتًہ
وہ کنیز بولی ای شہریار فلک مدار حضور ناحق اسقدر تشویش مین ہین بندگان عالی کو یاد ہوگا کہ جسوقت حضور محل مین
سعید فوجدار کے رونق افروز ہوے تھے جو شہر کبرسی کا بخشی تھا تو یہ لونڈی بھی حاضر ہوئی تھی اور آپ اسوقت
قصر مربع و قصر مثمن کی سیر کو سعید سے فرماتے تھے شاہزادے نے اسے آگے بلایا اور بشفقت فرمایا کہ تو اپنی
کیفیت مفصل بیان کر اور نام تیرا کیا ہی اس کنیز نے عرض کیا نام میرا ذکا ہی اور مین ملکہ منطقہ زرین کمر کی کنیز خاص
ہون پھر اپنی تمام داستان شاہزادہ کے روبرو بیان کی اور حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر کی عاشقی و
معشوقی کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا بعد ازان کہا کہ ہم چار دن عورت و مرد نے جسوقت صحن مسجد کے

حوض میں غوطہ مارا پھر ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہی کہ ہم کہاں اور دوسرا کہاں ہی خدا جانے وہ زندہ بھی ہیں یا اس
دار فانی سے رحلت کر گئے اور شاید زندہ بھی ہیں تو نہیں معلوم کہ کس بلاے ناگہانی میں گرفتار ہوگئے مگر اے شہریار
مجھپر یہ گذری کہ جو میں بیان کرتی ہوں کہ جب میں اپنے ہوش میں آئی دیکھا کہ میں دامنہ کوہ میں ہوں اور چند
قزاق پہاڑ پر نظر آئے اُنمیں سے ایک قزاق مجھے دیکھکے زیر کوہ آیا اور مجھے پہاڑ پر لیگیا وہاں جو دیکھا
تو دس قزاق تھے اُسمیں دو بھائی حقیقی تھے کہ وہ سردار تھے باقی نوکر چاکر وہ سب مجھے دیکھکے عاشق
ہوگئے اور پھر ایک میں مکالمہ سے نوبت مجادلہ کی آئی پہلے اصلاح کنندہ قتل ہوے اور بعدہ چھ آدمی مع
سردار مارے گئے صرف ایک حاکم دوسرا محکوم باقی بچے لیکن وہ سردار غم میں اپنے بھائی اور رفقا کے
ہمیشہ روتا تھا اور مجھسے کہتا تھا کہ اے نازنین تیری وجہ سے میرے رفیق و آشنا سب تلف ہوے لیکن جب میں
تجھکو دیکھتا ہوں اُنکا غم والم بھول جاتا ہوں مگر میں خدا کی درگاہ میں یہی دعا کرتی تھی کہ بارالٰہا تو ہی میرے
پردۂ ناموس کا نگہبان ہی آخر ایک روز میں نے کہا اے مرد میں تیری مفارقت میں رات دن جلتی ہوں
لیکن تیرے سردار کے خوف سے دم نہیں مار سکتی وہ چور بولا کہ جو تو مجھے اپنے عقد میں قبول کرے تو میں
ابھی سردار کو ہلاک کرتا ہوں میں نے کہا اس کام کو جلد کر دیر مناسب نہیں اُس چور نے دوسرے روز
اُس سردار کو زہر ہلاہل دیدیا بعد اسکے مجھسے پوچھا کہ اب تیرا کیا ارادہ ہی میں نے کہا کہ میرے کہنے پر
عمل کر ورنہ پشیمان ہوگا وہ چور بولا میں تیرا تابع فرمان ہوں جو حکم کر بجا لاؤں میں نے کہا اب تو مجھے اپنے ہاتھ سے
قتل کر یا اپنے ارادہ سے ہاتھ اُٹھا وہ چور بولا اے بے مروت عورت یہ کیا کہتی ہی میں نے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں
وہ مرد ایک لحظہ چپ ہو رہا بعد ازاں کہا کہ میں تجھے ناحق کیوں ہلاک کروں اور اپنی جان بھی عزیز ہی ورنہ خود
ہلاک ہو جاتا اگر تیری مرضی ہو تو میں تجھے کسی سوداگر کے ہاتھ بقیمت معقول بیچ ڈالوں کہ ہم اور تم دونوں ہلاکت سے
بچیں آخر اس سوداگر کے ہاتھ پچاس ہزار دینار کو بیچ گیا میں نے سوداگر سے بھی یہی کہا کہ اے خواجہ
میں تمھارے پاس نہیں رہونگی تمکو مناسب ہی کہ مجھے کسی شاہ و شہریار کے ہاتھ بیچ ڈالو ورنہ میں ہلاک ہو جاؤنگی
خواجہ ہر چند کہ مجھ پر مائل تھا لیکن بخوف اسکے کہ میں نے ہلاک ہونے کو کہا تھا مجھسے جبر نہوا اور میری
غرض اس گفتگو سے یہ تھی کہ میں کسیطرح دایہ صفوا نیز یا منطقہ زرین کمر کے پاس پہونچوں شاہزادے نے
ہزار یا اے ذکا حفیظ اور منطقہ بھی اسی شہر میں ہونگے ہم اُنکو ضرور تلاش کرینگے کہیں نہ کہیں بیٹھ مل ہی جاینگے
بعد اسکے شاہزادے نے خواجہ سلیم سوداگر کو پچاس ہزار دینار قیمت دیکے ذکا کو اپنے پاس رکھا

اب راوی حال بریدخان کا بیان کرتا ہی جو نامہ عادل شاہ بادشاہ کا

ملک ارمن جزیرہ نشین کے پاس لے گیا ہی

القصہ بُرید خان نے نامہ عادل شاہ کا ملک ارمن کو پہونچایا ملک ارمن نے بی بی کو پہونچا دیا اُسنے اپنی دختر
رُقانہ کو دکھایا رُقانہ نے نامہ دیکھتے ہی والدین سے کہا کہ جلد تر ساز و سامان سفر شمالیہ حصار کا تیار کرو
مین خود عادل شاہ کے ملک مین جاکر اپنے سوال کا جواب لونگی دیکھون کہ احمد بن عادل شاہ نے کیا جواب
تجویز کیا ہی ملک ارمن دوسرے روز مع زن و فرزند تھوڑے سے آدمی ہمراہ لے کشتی مین سوار ہوکر
شمالیہ حصار کو روانہ ہوا بُرید خان نے قبل روانگی ملک ارمن کے عادل شاہ و اقبال شاہ اور شاہزادہ
معز الدین اور احمد و اصغر تمام سردار جمع ہوے اور ایک میدان صاف مین خیمے بر پا ہوے
بعد چند روز کے ملک ارمن بھی پہونچا اقبال شاہ نے خلعت گران بہا ملک ارمن کو عنایت فرمایا اور وہین پر
جلسہ سوال و جواب بھی مقرر کیا گیا اور ایک طرف ایک خیمہ زنانہ بھی رُقانہ دردندان کیواسطے
برپا ہوا اُسمین سب عورات جمع ہوگئین اور باہر پردہ کے عادل شاہ و شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ اور
ملک ارمن وغیرہ بادشاہ اور شاہزادے جمع ہوے اور صحبت گرم ہوئی پردہ مین سے ایک خواجہ سرا
نے نکلکر احمد نوجوان سے کہا اے جوان ملکہ ہماری پس پردہ تشریف رکھتی ہین اور جواب اپنے سوال کا طلب کرتی ہین احمد
نے بفصاحت تمام وہ عبارت سامنے سب حاضرین محفل کے بیان کی اور اہل محفل نے بھی بالاتفاق کہا
واقعی اس سوال کا جواب یہی ہی ملکہ رُقانہ دُردندان نے بھی اپنے باپ سے کہا کہ مین نے اپنے سوال کا جواب
حسب دلخواہ پایا اب تمکو میرے رسم کتخدائی کا اختیار ہی جب چاہو اداکرو مجھے قبول و منظور ہی احمد
نوجوان نے جو شاہزادے کے حال عشق سے آگاہ تھا عرض کی کہ اے شہریار دولتمدار مین اپنے مطالب دلی کو
حضور کی بدولت پہونچا اب مین چاہتا ہون کہ حضور کے عقد کے بعد میرا عقد ملک ظہورستان
مین ہو تو بہتر ہی کہ تابع فرمان سبقت نہین کرسکتا کہ یہ باعث گستاخی ہی شاہزادے نے فرمایا ہمین بہرحال تیری خوشی
منظور ہی مگر بالفعل اصغر کا عقد ہونا مصلحت سے ہی اصغر نے کہا حضور احمد کا عقد ملک ظہورستان
مین ہوگا پس میرے عقد کی کیا جلدی ہی اقبال شاہ نے ملک ارمن کو حکم دیا کہ مع قبائل ملک ظہورستان
مین حاضر ہونا عادل شاہ بھی ہمراہ ہمارے جاوینگے شاہزادہ معز الدین نے ڈکا کنیز کو واسطے
خدمت گذاری ملکہ ہمراہ گلرنگ کے مقرر کیا اور کہا کہ خبردار اسے کسی طرح کی تکلیف نہو بعد اسکے ملک ارمن
سے فرمایا کہ بحر طوفان خیز کی علامت کیا ہی اور تمھارے ملک سے دریا کتنی دور ہی ملک ارمن نے
کہا اے شہریار ہمارے شہر سے دو منزل تک دریا مین کوئی خطرہ نہین ہی مگر جب آگے وہان سے کشتیان جاتی ہین
تو ایک موج اور ہوا سے تند ایسی آتی ہی کہ کشتیان وہین آجاتی ہین جہان سے روانہ ہوتی ہین اگر کوئی کشتی

اور طرف بھی نکل گئی تو پھر چند قدم کے فاصلہ سے ایسا صدمہ طوفان کا پہونچتا ہی کہ وہ کشتی سلامت نہین رہتی اقبال شاہ نے کہا کہ تم کشتیان جمع کرو ہم خود وہان جاکر تماشا طوفان کا دیکھینگے القصہ شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ و عادل شاہ و احمر نوجوان و اصفر نوجوان و حمراے گلرنگ بنت عادل شاہ یہ تمام مرد و زن کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے اور چند روز مین ملک ارمن مین جا پہونچے ملک ارمن نے دو روز دعوت ملوکانہ بتجمل تمام کی اور تحفہ اپنے ملک کا پیش کش کیا اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین ملک ارمن سے رخصت ہو کر روانہ ہوے دو روز بعافیت تمام چلے گئے تیسرے روز دریا مین ایک موجہ سر بفلک کشیدہ متلاطم ایسا پیدا ہوا کہ تمام کشتیان سرحد ملک ارمن مین پہونچگئین جب تین بار ایسا ہی وقوع مین آیا رات کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد کو یاد کیا

اب روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ کا مثلثہ آبی کی طرف حسب الارشاد جناب ہادی الہدایت بیان ہوتا ہی

راوی اخبار عجائب رقم و حاکی حکایات غرائب شیم اس داستان سحر بیان کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ وہ شب اقبال شاہ نے عبادت قاضی الحاجات مین گذاری اور صبح کو شاہزادہ معز الدین سے کہا ای تاجدار ہفت اقلیم ہمت و مروت مثلثہ آبی ہماری تمھاری منزل مقصود کا سد راہ ہوا ہی اور حل اس کار مشکل کا تمھاری ہی ذات بابرکات پر موقوف ہی جبتک تم متحمل شداید عظیمہ کے نہوگے وصل دلدار بسیر آنا مشکل ہی اور میرے بھائی عاقل کا کام بھی معطل و ناتمام رہیگا لہذا لازم یہ ہی کہ کمر ہمت کو چست کرو اور تعلیم اس اپنے خادم قدیم کی عمل مین لاؤ کہ شیوۂ مردان دین و آئین شاہان صاحب یقین یہی ہی شاہزادہ معز الدین نے جواب دیا ای برادر بجان برابر بلکہ از جان بہتر و خوشتر یہ آپ کیا فرماتے ہین جس کسی بندۂ خدا کا کام میری کوشش و سعی سے نکلے ہر گز مجھکو دریغ و افسوس نہین بلکہ ہزار کام اپنے حرج کرون اور اسکا کام بجان و دل بجالاؤن اسواسطے کہ حاجت برآری برادر ایمانی کی موجب خوشنودی خدا و رسول ہی

گر کنم تقصیر ما دارم نفس	گر بسعی من برآید کار کس	ہر چیز فرمان کنی راضی ایم	ہر کار ما تابع ہادی ایم

شاید اس سبب سے ایزد پاک میرے حال زار پر مہربان ہو جاے اقبال شاہ نے آفرین کی اور کہا آگاہ ہو کہ مرشد نے میرے وقت شب یہ ہدایت کی ہی کہ بحر طوفان خیز در بند خضر چشمک سے پیدا ہوتا ہی مین وقت شب تمھارے ہمراہ چلونگا اور اپنے روبرو تمکو روانہ کر دونگا مگر تم آج مین الصلوتین اس اسم بزرگ کا موافق اعداد قمر اور سرطان کے کہ جو چھ ہزار ساٹھ ہین ورد کرو اور بخورات قمری بھی کرتے جاؤ اور لباس سفید

زیب بدن کرو اور عطر بدن و لباس مین ملو جب فارغ ہوا اُسکے تم سے تو مین تمکو رخصت کرونگا غرض حسب ہدایت اقبال شاہ شاہزادہ
اور لوازم سے فارغ ہوا تو اقبال شاہ رات کو شاہزادہ معز الدین کو کنارہ دریا لایا اور ایک کشتی خرد مین سوار ہوا
جب ماہ کامل سمت الراس مین پہونچا اقبال شاہ نے ایک روغن سبز کے تین چار قطرے دریا مین ڈالدیے
بمجرد قطرے ڈالنے کے ایک جوش تلاطم پیدا ہوا اور بعد ایک گھڑی کے ایک کشتی چھوٹی دریا سے نکلی اُسمین
تین ملاح تھے ملاحون نے شاہزادہ معز الدین کو سوار کیا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار آپ سوار ہون
اور جہان یہ ملاح لیجائین بلا تکلف چلے جایئے گا اور یہ جو مین نامہ سربمہر تمکو دیتا ہون اپنے پاس رکھنا جب
کوئی قاصد تمھارے پاس آوے نامہ قاصد کو دیدینا اور جواب کے منتظر رہنا بعد دو گھڑی کے دو شاطر چالاک
ایک اسپ نقرہ لے آئینگے تم اُسپر سوار ہونا وہ شاطر تمکو پیر سبز پوش کے پاس پہونچا دینگے تم اُس بزرگ کو
سلام کرنا وہ تمسے مطلب پوچھیگا تم کہنا کہ مین بتلاش لوح طلسم برج سرطان آیا ہون آئندہ جو وہ بزرگ
فرمائے تم عمل مین لانا القصہ شاہزادہ معز الدین موافق ہدایات اقبال شاہ کے نقرہ گھوڑے پر سوار ہوکر
پیر سبز پوش کے پاس گیا اور اُس بزرگ سے لوح طلسم سرطان مانگی پیر مرد نے پوچھا تم یہان کیونکر آئے
شاہزادے نے کہا ہم کشتی پر آئے وہان ایک قاصد کو نامہ دیا وہان سے اس اسپ نقرہ پر سوار ہوکر
یہان آئے اُس پیر مرد نے شاہزادے کے بیان پر ایک قہقہہ مارا شاہزادے کو اس خندہ بے محل پر
حیرت ہوئی پھر خدمتگارون نے دسترخوان بچھایا اور طعام رنگارنگ چُنا اور میوہ گوناگون شاہزادے کے
روبرو لگایا جب اکل و شرب سے فارغ ہوے شاہزادے نے پھر وہی سوال کیا پیر مرد نے سوال کے
جواب مین کہا یہان تم کس طریق سے آئے شاہزادے نے پھر وہی جواب دیا پیر مرد یہ سُنکے اور زیادہ
ہنسا شاہزادے نے دل مین کہا کہ عجب مرد بیہودہ سے پالا پڑا ہے خدا خیر کرے آخر تیسری مرتبہ شاہزادے
نے پھر لوح طلسم طلب کی پیر مرد نے پھر وہی سوال کیا شاہزادے نے تنگ ہوکر جواب دیا اے پیر مرد کہانتک
تم یہی پوچھے جاوگے بس تم یہ سمجھو کہ خدا نے یہانتک پہونچایا پھر تو پیر مرد نے شاہزادے کو سینہ سے لگایا
اور فرمایا اے شہریار اب تمنے جواب معقول دیا اب تمھارا مطلب بھی بر آئیگا یہ انگوٹھی میری لیکر اس غار مین
جاو شام کو قصبہ بزازان مین پہونچوگے اور وہان بزازون کی لڑکی کا جشن عقد ہوگا تم بھی ایک گوشہ مین تماشا
دیکھنا جب عقد کا وقت آئے اور نکاح نامہ تحریر ہو عزیز و اقارب دُلھن کے واسطے مہر نکاح نامہ کے ہر اہل محفل
کے سامنے لائینگے جب تمھاری نوبت آئے تم اُسنے کہنا کہ میرے پاس مہر موجود نہین ہے اہل مجلس کہینگے کہ یہ انگوٹھی
زمرد کی موجود تو ہے تم کہنا کہ اس انگوٹھی کا نقش کاغذ پر نہوگا جب وہ بحث زیادہ کرین کہنا کہ مین تمسے برا نقل
نہین کہتا مہر حاضر ہے تم اپنے ہاتھ سے کاغذ پر کرلو میرا جھوٹ سچ معلوم ہوجائیگا جب اُسکے ہاتھ سے مہر نہ کھلیگی

قاضی باآواز بلند کہیگا ایہا النّاس اگر حاضرین محفل سے ایک کی بھی مہر اس نکاح نامہ پر نہوگی نکاح ناجایز ہوگا
باپ عروس کا تمہاری نہایت خوشامد و منت کریگا اور کہیگا اے جوان ذی شان اگرچہ مہمان ناخواندہ ہدیۂ خدا
مشہور ہی لیکن تیرے تشریف لانے سے ہمارے کام مین خرابی واقع ہوئی تم کہنا کہ اگر کاغذ دریائی پر نکاح نامہ
لکھا جاے تو مین مہر کردون اہل مجلس تمام قصبہ مین کاغذ دریائی ڈھونڈھینگے کاغذ دریائی نہ ملیگا پھر تمہارے
پاس آئینگے اور کہینگے کہ کاغذ دریائی ہمارے قصبہ مین نہین ہی اور کاغذ فروش کہتے ہین کہ ہمنے آج تک نام بھی
کاغذ دریائی کا نہین سُنا تم کہنا کہ سچ ہی لیکن تم کاغذ فروشون کے قصبہ مین جاکر تلاش کرو کہ آبی کاغذ دریائی
ہوتا ہی اس علامت سے ملیگا وہ سب وہان جاکر تلاش کرینگے وہان بھی نہ پائینگے تم کہنا مین چلتا ہون تم
ساتھ میرے چلو مین تلاش کردونگا جب تم قصبہ مین کاغذیون کے پہونچوگے چوک مین جانا وہان ایک لڑکا
سبزہ آغاز وسبز رنگ قرطاس نام دوکان پر بیٹھا ہوگا تم قرطاس سے کاغذ آبی طلب کرنا وہ ایک دستہ کاغذ
تمہارے سامنے رکھدیگا تم اُس انگوٹھی کو ہر کاغذ پر آزمایش کرنا جو کاغذ کہ نقش انگشتری کا قبول کرلے وہ کاغذ لیکر
بحفاظت تمام اپنے پاس رکھنا اور اہل محفل کو اور کاغذ دیدینا وہ نکاح نامہ اُس کاغذ پر لکھینگے پھر تم بھی اپنی
مہر نکاح نامہ پر کردینا یقین ہی کہ پھر مہر تمہاری بہ برکت اُس کاغذ کے ہوجاویگی اہل قریہ اُسکے شکریہ مین تمہاری
دعوت کرینگے اور کچھ تحفہ مثل سوغات کے بھی تمہاری نذر کرینگے تم وہ جنس نہ لینا اور کہنا یہ میرے کام کی نہین
اگر کوئی چیز قدیم لاؤ تو مین اُسمین سے کچھ لیلون وہ کہینگے قدیم وجدید ہم نہین سمجھے تم کہنا کہ تمہارے قصبہ مین ایک
پیرزن بدرہ رہتی ہی اُسکے پاس ایک جامہ وار پشتہا پشت سے چلی آتی ہی کہ اُسکے متن مین کچھ نام بزرگون کے
لکھے ہین تم اُس پیرزن سے جس قیمت کو ہوے دو پھر مین تمہاری نذر لیلون جب وہ لوگ بدرہ سے قیمت
جامہ وار پوچھینگے وہ کہیگی قیمت اُس جامہ وار کی یہ ہی کہ سردار بزازون کا میری بیٹی سے اپنے فرزند کا عقد
کردے اور مین وہ جامہ وار جہیز مین دونگی بزاز بہ امر بہ پاس خاطر تمہارے قبول کرینگے اور جامہ وار اُسی
بدرہ سے لیکر تمکو دیدینگے تم اُسنے قصبہ خیاطون کا دریافت کرنا جب قصبہ مین خیاطون کے پہونچنا وہان
ادریس نامے ایک درزی بھی رہتا ہی تم ادریس کو جامہ وار دیدینا اور کہنا کہ راتون رات اس جامہ وار کا
جامہ تیار کردے ادریس کہیگا کہ مزدوری کیا دوگے تم کہنا ایک درم سے ہزار درہم تک جو تم مانگوگے دینگے
ادریس کہیگا کہ اسکی مزدوری مین ایک مشکل سخت و دشوار ہین ہم گرفتار ہین وہ مشکل میری حل کردو تم یہ
جواب دینا کہ اگر تو میرے ساتھ چل تو مین تیری مشکل کو حل کردون ادریس تمہارے ہمراہ ہوگا اور اُسی رات کو
جامہ وار کا جامہ تیار کردیگا تم ادریس کو مع جامہ میرے پاس لے آنا جسوقت اُس جامہ کو زیب جسم کروگے
تب لیاقت لوح سرطان حاصل ہوگی غرض شاہزادہ زمرد کی انگوٹھی پیرمرد سے لیکر رخصت ہوا پہلے

قصبہ مین بڑا دون کے گیا اور بعد ۱۵ بدرہ پیرزن کے قصبہ مین پہونچا اور اُس سے جامہ وار لیکر ادریس درزی کے پاس گیا ادریس نے جب وہ جامہ وار دیکھی شاہزادے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ مین مدت مدید سے تمھارے قدوم میمنت لزوم کا امیدوار تھا فقط تمھارے واسطے مین نے یہ پیشہ خیاطی اختیار کیا الحمد للہ کہ آج وہ امر ظہور مین آیا اب حضور ارشاد فرماوین کہ یہ تھان جامہ وار خاص حضرت آصف کے توشہ خانہ کا ہی اور جامہ وار آصفی اسکا نام ہی اسکی اجرت مجھے کیا دیجیگا شاہزادے نے کہا جو تجھے منظور ہو ادریس نے کہا پیر و مرشد اجرت اسکی یہ ہی کہ مین ایک مصیبت سخت مین گرفتار ہون حضور مجھے اُس سے نجات دلاوین شاہزادے نے کہا کہ وہ مشکل کیا ہی ادریس نے کہا آج حضور میری دعوت قبول فرماوین شب کو مین اپنا حال مفصل بیان کرونگا شاہزادے نے ادریس کو ایک جوان خوش جمال ایسا دیکھا کہ آثار نجابت و شرافت اُسکی پیشانی سے ظاہر تھے جب اکل و شرب سے فرصت پائی ادریس نے داستان اپنی شروع کی

بیان کرنا ادریس نوجوان کا قصہ اپنا خدمت مین شاہزادہ معز الدین والا گہر کے

مین ملک نیمروز کا وزیرزادہ ہون ادریس نوجوان میرا نام ہی اکثر مین صید و شکار کو جایا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز مین ایک کوہ کے دامنہ مین پہونچا ملازمون نے میرے کہا کہ اسکا کوہ تماشا نام ہی مین نے پوچھا آخر کوہ تماشا کی کچھ وجہ تسمیہ بھی ہی اُنھون نے کہا ہمنے اکثر آدمیون کی زبان سے سنا ہی کہ جو تماشا دیکھنے پہاڑ پر جاتا ہی خدا جانے وہ کہان جاتا ہی کہ پھرنا اُسے نصیب نہین ہوتا اسی سبب سے اسے کوہ تماشا کہتے ہین اتفاقاً میرے رفیقون کے دل مین خود بخود ایسا شوق پیدا ہوا کہ روز و شب سوا اس خیال کے دوسرا کام نہین تھا آخر ایک روز جو مین شکار کو گیا دامنہ کوہ مین مقام کیا اور سب کی نظر سے پوشیدہ نصف شب کو تنہا پہاڑ پر چلا گیا وہان بجز تاریکی یا پتھرون کے اور کچھ نظر نہ آیا دل مین مین نے کہا کہ افسوس اسقدر مصیبت اُٹھا کر یہان آیا اور یہان کچھ نظر نہ آیا اس عرصہ مین ماہتاب نکلا اور دور سے اُس چاندنی مین ایک چار دیواری نظر آئی جب قریب چار دیواری کے پہونچا ایک باغ دیکھا اور اُس باغ سے آواز نغمہ و ساز کی ایسی خوش آیندہ و جان گداز آتی تھی کہ دل بیچین ہوا جاتا تھا مگر دروازہ باغ کا اندر سے بند تھا ناچار حالت یاس و ناامیدی مین دروازہ پر باغ کے بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت نے کچھ میوے کے چھلکے وغیرہ اندرون باغ سے پھینکے وہ میرے آگے زمین پر گرے مین نے کہا ای بندۂ خدا ہزار افسوس اس تکلیف و محنت سے یہان مین آیا کوئی تماشا بجز چھلکون کے نظر نہ آیا بعد ایک لحظے کے کسی نے ایک خوان رسی مین بندھا ہوا دیوار پر سے لٹکا اور آواز آئی کہ ای مشتاق تماشا اس خوان پر سوار ہو تو ہم باغ مین پہونچا دین مین بخوشی تمام اُس خوان مین

پہنچ گیا اُس عورت حبشیہ نے دیوار پر سے کھینچکر مجھے باغ مین پہونچا دیا اے شہریار عالم شب مہتاب کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی زبان سے بیان نہین ہو سکتا پس گویا بہشت کو پردۂ دنیا پر دیکھا اور اُسمین ایک قصر عالیشان تھا اُسکے کوٹھے پر صدہا نازنین ومہ جبین وپری پیکر خورشید رو وماہ طلعت طرح طرح کی پوشاکین وزیور جواہرات مرصع نگار پہنے اُس شکل وشمایل سے جمع تھین کہ اگر ہر ایک کو حوران بہشتی سے کہیے تو بجا ہے اُس مکان مین گویا عالم پرستان کا تھا جب مین نے اُن نازنینون کو بغور دیکھا تو اُنمین ایک شاہزادی روم اور ایک شاہزادی ایران کی تھی اور جسقدر کہ عربی وعجمی پوشاک مین فرق تھا اُسیقدر حسن وجمال مین بھی ہر ایک کے تفاوت وفرق تھا شعر

ہجوم ماہرویان اسقدر تھا ۔ مجھے بھی دل کے پس جانیکا ڈر تھا

از انجملہ ایک نازنین زہرہ جبین ہندی لباس اس درجہ صاحب حسن وجمال دلکش وزاہد فریب تھی کہ بے اختیار اُسکی صورت وناز وادا پر مین بصورت پروانہ دیوانہ وعاشق بلکہ از خود رفتہ ہوگیا وہ تمام پریزادین مجھسے بکمال تعظیم وتکریم پیش آئین اور بے تکلف ہر ایک نے مجھے پہلو مین اپنے بٹھا لیا خواصون نے جام یاقوت نگار ومینا کار وگلشو مع شیشہ ہاے شراب گلفام کی کشتیان حاضر کین اور ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ وگانا شروع ہوا اُسوقت کا آجتک آنکھون مین سمان سما یا ہوا ہے اور عشق دل پر اُس پری پیکر کا چھایا ہوا ہے بعد ازان ہر ایک نازنین نے بادۂ گلرنگ کا جام اُس گل سے ہاتھون مین لیکر بآئین دلبری وادا ہاے شیرین دفعہ دفعہ سب نے ساقی گری کی اور تمام اہل محفل کو جام مئے ناب وگزک وکباب ہا سے سیراب کر دیا اور جب نوبت ساقی گری اُس صنم حور سرشت آفت جان شیخ وبرہمن یعنی معشوقہ ہندی کی اُس انجمن مین پہونچی مین اُسوقت کا اپنا حال عرض نہین کر سکتا کہ دُنیا ومافیہا کی خبر نہ تھی بقول میر سوز

ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون ۔ پر یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون
نوبت ساقی گری چو آن مہ تابید رسید ۔ ہیچو زلفت او جہان را چشم من تار کرفتہ

مین نے ہاتھ سے اُسکے جام شراب لے لیا اور کچھ توقف کیا کہ ذرا قریب سے صورت زیبا اُس بت دلربا کی دیکھون اور یہ رباعی پڑھنے لگا

اے نظر با نگہت ہم مئی وہم میخانہ ۔ چشم مخمور تو ہم ساقی وہم پیمانہ
ہم مسلمان ز تو حاجت طلبند ہم کافر ۔ طاق ابروے تو ہم کعبہ وہم بتخانہ

اُس نازنینان باغ کو میری اس وحشت وطرز کلام سے میرا عاشق ہونا معلوم ہو گیا پھر تو مین ایسا نشہ مین مخمور ہو گیا کہ مطلق حجاب باقی نہ رہا مین نے اُس سبز پوش کا نام پوچھا اُسنے کہا کہ نام میرا رانی چندر بان ہے اور وزن اُسکا چندر کی

مین بیٹی ہون روپ نگر اسکا راجا ہی ملک سر اندیپ کہ دریاے شور سے قریب تر ہی وہ مکان ہمارا ہی اور آپ تشریف لیجائیے انصاف کو کام فرمائیے دل کو سمجھائیے اور کسی کی امانت دیکھکے پیر نہ پھیلائیے ذرا دل مین غور فرمائیے ان باتون سے جو کہ بے سود ہین باز آئیے بھلا ہم آپ سے کہتے ہین کہ کہین بھی قوم برہمن کا اہل اسلام سے پیوند ہوا ہی مین نے جواب دیا کہ اے جان جہان شعر

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

اُس نازنین ماہ جبین نے دوسرا جام مے ناب سے لبریز بھرا اور بکمال عشوہ و ناز میرے سامنے لائی اور یہ شعر پڑھا بیت

بنوش جام مے و چہرہ ارغوانی کن
بہار آمدہ سامان شادمانی کن

مین نے وہ جام بھی بصد تمناے دلی پیا اُن ماہرویان جلسہ نے التفات طبع میرا اُس رانی سے زیادہ پاکے خدمت ساقی گری اُسیکو دی مجھسے اور اُس گلفام سے دورہ جام کا چلتا رہا تھوڑی دیر مین مین مست ہو کر بیہوش ہو گیا بعدہ جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ باغ تھا نہ وہ ماہرویان تھین بلکہ ایک دشت بیابان بلاخیز مین اپنے کو پایا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی بجز صحراے پرخار و بیابان کوہسار اور کچھ نظر نہ آتا تھا مین اس حالت حیرت مین سرگردان و حیران ہر چہار طرف پھرتا رہا ابیات

چو قیس و چو فرہاد دور از گروہ
ز ملک و ز ملت ز خویش و تبار

سگے دشت پیمودم و گاہ کوہ
نماندہ بخاطر مرا غیر یار

بیابان بیابان ہمی تاختم
بہر سوے با نالہ ہمچون جرس

ز ہر دیدہ صد جوی روان ساختم
ہمین داشتم جستن یار و بس

آخر کار رات کو بہزار محنت و مشقت دامنہ مین ایک پہاڑ کے پہونچا اور بخیال حفاظت جان اور خوف سے جانوران موذیہ کے ایک غار مین چھپ رہا مگر یہ رباعی بر زبان تھی رباعی

اول تو مرا بعشق راضی کردی
لطف و کرم و بندہ نوازی کردی

من در دل تو وفا ندیدم ہرگز
اے دوست بما زمانہ سازی کردی

الغرض صبح کو بحال خراب وہان سے ایک سمت روانہ ہوا اور بعد دو روز کے رات کو ایک آبادی مین پہونچا باہر شہر کے ایک تکیہ تھا اُسمین ایک مرد پیر بصورت فقیر و زاہد کو ایک سنگ مربع پر بیٹھا دیکھکر مین نے سلام کیا اُسنے بعد رد سلام میری کمال تعظیم کی اس عرصہ مین چند آدمی ہندو تکیہ مین آئے اور اُنھون نے انواع اقسام کی پوریان کچوریان جسے ہندیان پکوان کہتے ہین میری تواضع کین وہ فقیر بیراگی تھا مگر اتفاقیہ میری زبان سے کچھ آشنا تھا مین نے اُس سے پوچھا کہ اس ملک کو کیا کہتے ہین اور فرمانروا یہان کا کون ہی فقیر نے کہا کہ یہ ہندوستان ہی نام اسکا روپ نگر ہی اور حاکم یہان کا راجہ اُگم چند ہی اور یہان سب قوم برہمن رہتا ہین

بہت کمال خوش ہوا کہ نام میرے معشوق کے شہر کا بھی یہی ہی مین نے پوچھا کہ اس راجہ کا کوئی فرزند بھی ہی فقیر نے کہا کہ اس راجہ کا کوئی فرزند تو نہین ہی لیکن ایک بیٹی رانی چندر رمان ہی مین اور زیادہ خوش ہوا کہ ہزار شکر اُس قادر حقیقی کا کہ جسنے مجھے بعد حیرانی دیار یار مین پہونچایا اب یقین ہی کہ کوئی صورت ملاقات اُس ماہ پیکر کی نکل آوے وہ رات مجھے اسی فکر مین گذری دن کو بیراگی نے کہا اے جوان کل سوموار ہی وہ رانی چندر رمان فلان کنوین پر پانی بھرنے گھڑا سونے کا لیکر آئیگی مین نے کہا کہ اے مرشد رانی کو پانی بھرنے سے کیا علاقہ بیراگی نے کہا بالکل دوشنبہ ہی جسے ہندی مین سوموار کہتے ہین اور سوموار قمر کو کہتے ہین اور اس فرقہ ہنود مین سوموار کو پانی کنوین کا اس نیت سے گھر مین لاتے ہین کہ شرع خانہ داری مین اس عبادت سے زیادہ کوئی عبادت نہین ہی اس عمل سے کوئی یہان خالی نہین ہی اسیطرح ہفتہ مین ایک روز رانی چندر رمان کنوین پر آتی ہی اور وہ کنوان اس تکیہ سے قریب ہی مین نے پوچھا کہ کسی سے پردہ تو نہین ہی فقیر نے کہا کہ ایک نقاب باریک مُنھ پر البتہ رہتی ہی اور کنیزین بھی آپ کشتی مین ہمراہ رہتی ہین مین نے جب یہ حال فقیر سے سُنا دل مین بہت خوش ہوا

بقول کسی شاعر کے شعر

وعدۂ وصل چون شود نزدیک — آتش شوق تیز تر گردد

دل مین یہی خیال تھا کہ بے شبہہ رانی چندر رمان سے ضرور ملاقات کرونگی کہ شب کو نہایت محبت سے پیش آئی تھی غرض اس خیال مین تمام شب نیند نہ آئی جیسے ہی صبح ہوئی سب سے پہلے کنوین پر پہونچا تھوڑی دیر کے بعد وہ نازنین خورشید جبین ایک گھڑا سونے کا سر پر رکھے عجیب ناز و انداز سے آئی اور صدہا کنیزان زرین کمر ہمراہ تھین لیکن اور سب کنیزون کے سر پر گھڑے نقرئی تھے قطعہ

یون وہ رخ تھا نقاب مین روشن — ماہ ہو جون سحاب مین روشن
ناک مین اُسکی وہ بلاق نہین — شمع ہی ماہتاب مین روشن

پہچانا کہ یہ وہی آفت جان و بلائے جہان ہی جسکی صحبت مین رات کو ہم تھے مگر جب مین آگے گیا کہ وہ بھی مجھے پہچانے اُسنے مطلق خیال نہ کیا دل مین میرے یہ خیال آیا کہ شاید اُسکی نظر نہین پڑی آخرکار مین نے ان حرکات سے اُسکے ایسا مضحکہ کیا کہ وہ سہیلیان اور رانی چندر رمان مجھسے مخاطب ہوئین اور خوب بنظر غور مجھکو دیکھا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا پھر مین سمجھا کہ شاید اسوقت ازدحام خلایق و ہجوم سے کنیزون کے بوجہ شرم کے نہین بولی کوئی آدمی تیرے پاس ضرور بھیجیگی غرض اسی انتظار مین چھ مہینے گزرے اور ہر ہفتہ پیر کو کنوین پر جاتا اور جمال محبوب مرغوب سے دل شاد کرتا لیکن بدالتفاتی و کج خلقی سے نہایت حیران تھا اور کہتا تھا یہ شعر

کیونکر کہون کہ وصل کی تدبیر کیجیے — اللہ کیا شکایت تقدیر کیجیے

تا اُسکی صورت ہی کو ایک مرتبہ ہفتہ مین دیکھ لینا غنیمت جانتا تھا اب قضاے کار و اتفاق روزگار اتوار کو یعنے شب دوشنبہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور کرب مین گذری آخر صبح کو مین اُسکی چاہ مین چاہ پر گیا اور زوال آفتاب تک وہان رہا لیکن رانی چندر مان نہ آئی دوسرے دوشنبہ کو بھی نہ آئی آخر مجبور و لاچار وہان سے تکیہ پر چلا آیا یہانتک کہ دو تین شنبہ گذر گئے اور اُس ماہ کی شکل نہ دکھلائی دی آخر تکیہ مین آیا اور کہا شعر

این راز کہ جویم و بین غصہ بلکہ گویم ... حیرانم و در ماندم در قدرت ربانی

اب میرا یہ حال ہوا کہ کھانا پینا سونا بالکل چھوٹ گیا اور ہر روز تحلیل ہونا شروع ہوا بلبیت

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم ... دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

آخر ایک روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل رانی چندر مان پانی بھرنے کنوین پر جائیگی اور پھر جانا اُسکا کنوین پر موقوف ہوگا مین نے بیراگی سے یہ خبر کہی اُسنے کہا کہ کل دوشنبہ کو چندر مان اور برسپت برج کرک مین جائینگے یعنی قران ہوگا کہ سرطان محل شریف یعنی سعد اکبر کا ہی اور روز دوشنبہ کوکب قمر سے منسوب ہی جبکہ طالع مین چندر مان کے بھی قمر داخل ہوا اسی سبب سے چندر مان رانی پانی کو جائیگی مگر اور حال مجھے معلوم نہین ہی شاید دورج بیاس کو معلوم ہوگا مین نے پوچھا دورج بیاس کون شخص ہی بیراگی نے کہا اس شہر کے اپرہت یعنی تمام پنڈتون کے اُلٹ اُسکو بیاس ثانی کہتے ہین اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ زمان سابق مین ایک شخص بیاس نام پنڈت بڑا عالم مترجم وید کا گذرا ہی اور اُس پنڈت نے بھی اپنے علم مین نہایت دستگاہ حاصل کی ہی لہذا راجہ نے اُسے بیاس ثانی خطاب دیا ہی مین یہ سنکے چپ ہو رہا جب صبح ہوئی تو مین اُسی چاہ مین گیا اُسکی چاہ پر دیکھا تو وہ ماہرو اُسی ناز و انداز سے گھڑا سر پر رکھے ہوے اور زیادہ اُس روز سے خلاف معمول یہ تھا کہ چند تھال مٹھائی کے بھی ہمراہ اُسکے تھے کنوین پر آئی جب پانی بھر چکی تب وہ مٹھائی اپنے ہاتھ سے حسب مراتب ہر شخص کو تقسیم کرنے لگی مین نے دل مین کہا کہ جب مجھے مٹھائی دینے لگے گی تو مین اپنا حال زار ضرور اُسکے روبرو کہونگا جب ازدحام خلق کم ہوا اور میری نوبت آئی مین نے مٹھائی کیواسطے ہاتھ پھیلایا اور آنکھ سے آنکھ لڑائی وہ آفت جان جہان و فتنۂ آشوب دوران بہم کن گبر و مسلمان غارتگر دین و ایمان اس میری حرکت سے نہایت برہم ہوئی اور اپنی زبان سے کلمات سخت مجھے کہے اور تو مین کچھ نہ سمجھا مگر موا دیوانہ میری سمجھ مین آیا اور وہ خواصین کہ جو اُسکی پیچھے کھڑی تھین اُنھون نے ہزار ہا گالیان مجھے دین مین رانی چندر مان کی کج خلقی سے مایوس مطلق ہو گیا اور کہا کہ عقلا نے سچ کہا ہی مصرعہ اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید لیکن پھر اُس روز سے اُسکی صورت کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی پھر مین نے دورج بیاس پنڈت سے رسم و راہ پیدا کی اور اُسکی صحبت سے مین زبان ہندی سے بھی آگاہ ہو گیا آخر ایک روز دورج بیاس پنڈت سے مین نے کہا کہ ای دقیقہ شناس وید برہمنان مین تجھسے ایک سوال کیا چاہتا ہون جواب معقول دو لیکن تمکو نرنکار کی دُہائی کہ تم کوئی امر

پوشیدہ نہ رکھنا دوج بیاس پنڈت نے کہا وہ کیا سوال ہی مین نے کہا کہ رانی چھندر رمان نے پانی کنوین کا بھرنا کہ یہ کار زنان ہی کیون موقوف کیا دوج بیاس نے مجھے خوب غور سے دیکھکر کہا کہ تجھے اس کے دریافت سے کیا فائدہ مین نے کہا کہ مجھے فقط اس نظر سے کہ ایک امر نیک کہ جسکو ہر کس و ناکس کرتا ہی بلکہ عبادت مین داخل ہی اسکو کوئی ترک نہین کرتا ہان کوئی ایسی ہی بات ہو کہ جسکا چارہ کار نہو تو البتہ ترک کرنا مضائقہ نہین ہی اور راجہ کو کہ وہ حاکم وقت ہی اُسکو کسی کا خوف نہین دوج بیاس پنڈت نے کہا کہ ای جوان ایک روز راجہ نے مجھسے رانی چھندر رمان کا زائچہ کرایا اور اُسکے طالع سے حال آیندہ پوچھا مجھکو از روے نجوم معلوم ہوا کہ رانی چھندر رمان کا عقد کسی مسلمان سے ہوگا مین نے وہی راجہ اگم چھندر سے کہدیا راجہ اگم چھندر نے اُسی روز سے حکم دیا کہ یہ ناشدنی غارت کن دین و ایمان آج سے پانی بھرنے کو نہ جائیگی کہ نہ باہر جائیگی نہ فساد پیدا ہوگا بلکہ شب و روز معبد مین تپشیر کرے مین نے جب یہ جملہ سُنا میرے حواس جاتے رہے حیران و پریشان اشتیاق مواصلت دلدار مین پھرا کیا آخر ایک روز دلمین یہ آئی کہ حیف اس زیست پر چلو اُس چاہ مین اپنی معشوقہ کے ڈوب مرین پس یہ دل پر ٹھان کے اُس کنوین پر گیا اور چاہتا تھا کہ کنوین مین گرون اور یہ شعر کسی شاعر کا پڑھا شعر

چھوٹ جاؤن غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین	حیف ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

یکایک ایک مرد بزرگ پوشاک سبز زیب جسم نقاب پوش نیزہ ہاتھ مین اسپ برق وش پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور آواز دی کہ باش او جوانمرد یہ کیا غضب کرتا ہی پس بمجرد اُس آواز کے مین حیرت زدہ چپ ہوگیا اور دلمین کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اور یہ سوار نہین معلوم مجھسے کیا سلوک کریگا کہ وہ بزرگ اور میرے قریب تشریف لائے اور مجھسے فرمایا تو نہین جانتا کہ خودکشی مرگ حرام کو کہتے ہین اور اس موت کا مرنے والا تا قیامت عذاب الٰہی مین گرفتار رہیگا اور حشر مین اپنے خون کا آپ ذمہ دار ہوگا تو ہراسان نہو میرے ساتھ چل مین تیرے حصول مطالب کی ایسی ایک تدبیر بتادون کہ تیرا کشود کار ہوجاوے مین خاموش ایک عالم محویت مین اُس بزرگ کے ہمراہ چلا راہ مین مجھسے فرمایا کہ نام تیرا ادریس ہی تجھی کو فن خیاطی مین دخل ہی مین نے عرض کی ای حضرت مین سینا نہین جانتا یہ سُنکے وہ بزرگ خوب ہنسا اور میری پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا کہ پھر اب کسیطرح تم کار خیاطی ضرور سیکھو اور اس قصبہ مین دوکان رکھو کہ ایک روز ایک شاہزادہ والاجاہ جامہ وار آصفی تیرے پاس واسطے تیاری جامہ کے لائیگا تو اپنی سرگذشت تمام و کمال اُس سے بیان کرنا یقین ہی کہ وہ شاہزادہ عالی تبار بعد پروردگار تیری اعانت کریگا بعد اسکے اُس بزرگ نے ڈورا دیا اور سوزن بھی اپنے پاس سے دی اور درزی کا کام مجھے خود تعلیم کیا اب مین اُسکی برکت تعلیم سے اس فن مین کامل ہوگیا مین سترہ برس سے اس قصبہ مین

حضور کا مشتاق زیارت تھا الحمد للہ کہ آج یہ دیدے دیدار کے ندیدے دیدے سے حضور کی سیر ہوئے اور جامہ والا
اصلی کی بھی زیارت میسر آئی شاہزادے نے فرمایا ای ادریس تیرا قصہ بھی عجیب و غریب ہے کہ میں جسکو سننے
اپنی سرگذشت بھی بھول گیا مگر اب جلد یہ جامہ تیار کر لو کہ میں بھی تمہیں ایک مرد بزرگ سبزپوش کی خدمت میں
لیجاؤنگا ادریس نے راتوں رات وہ جامہ تیار کیا اور صبح کو شاہزادے کے ساتھ اس مرد بزرگ سبزپوش کی خدمت
میں روانہ ہوا اور راہ میں اسطرح اپنا قصہ بیان کرنے لگا کہ ای شاہزادے جب روپ نگر میں مجھکو اس بزرگ سے آپکی
بشارت ہوئی تو میں حیران تھا کہ اب مکان کیسے پہونچونگا اتنے میں ایک شخص آپ ہی کی صورت کا سامنے آتا نظر آیا میں نے
اسکو فرشتہ غیبی سمجھکر اُس سے اپنا سب حال بیان کیا اُسنے رحم کھا کر مجھے ایک اونٹ پر سوار کیا اور خود گھوڑے پر سوار
ہوا ہم دونوں تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے کچھ آبادی معلوم ہوئی جب آبادی میں پہونچے اب جو میں نے
ادھر خیال کیا تو اُس شخص کو نہ پایا حیران ہوا کہ اب میں کیا کروں غرض کہ میں نے مہار شتر کی چھوڑدی پس وہ
شتر بے مہار چلا اور ایک مکان پر کہ وہ نہایت خوش قطع بنا ہوا تھا اور اُسمیں کچھ پھلواری بھی تھی وہ اونٹ وہاں
جاکر ٹھہر گیا میں اونٹ سے اُترنے ہی کو تھا کہ اونٹ بے تکلف غار میں کود اُس مکان میں چلا گیا وہاں دیکھا تو تخت کے
چوکے پر ایک بزرگ باریش سفید نورانی شکل بیٹھا عبادت پروردگار میں مشغول ہے میں اُسکے سامنے جاکر نہایت
ادب سے دست بستہ کھڑا ہوا بعد ایک ساعت کے اُس بزرگ نے آنکھ کھول کر مجھے دیکھا میں نے سلام کیا
اُسنے جواب سلام دیا اور مجھسے پوچھا کہ ای ادریس تو کسطرح سے یہاں آیا میں نے جسطرح سے آیا تھا بیان کیا
وہ بزرگ خوب ہنسا اور پھر مجھسے پوچھا ای ادریس تو یہاں کسطرح آیا پھر میں نے وہی جواب دیا جو کہ پہلے
کہا تھا پھر وہ بزرگ اور زیادہ ہنسا جبکہ تیسری مرتبہ میں نے یہ کہا کہ خداوند قادر و توانا مجھے جسطرح لایا میں آیا
تب اُس بزرگ نے میری خاطر کی اور کہا کہ مرحبا بعد ازان مجھسے پوچھا کہ آخر تمہارا یہاں آنے کا کیا باعث ہوا
میں نے اپنی سرگذشت از اول تا آخر سب بیان کی بعد سننے اس حال کے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ خاطر جمع رکھ
خداوند عالم بڑا کارساز ہے تمہارا سب کام پورا کریگا اور مجھکو اسطرف روانہ کیا اس اثنا میں دو شاطر بچے شاہزادے
کے پاس آئے اور کہا کہ حضور گھوڑے پر سوار ہوں اور اونٹ پر ادریس کو حکم سواری دیجئے شاہزادہ اور ادریس
غار کی راہ سے پیر سبزپوش کی خدمت میں پہونچے اُسوقت وہ پیر بزرگ کرسی زرنگار پر تشریف رکھتا تھا ادریس نے
دیکھتے ہی کہا ای شہریار یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے مجھے حرام موت سے بچاکر فن خیاطی تعلیم فرمایا تھا شاہزادے
نے فرمایا ہاں پھر شاہزادہ اور ادریس نے سلام کیا اُس بزرگ نے بعد جواب سلام ادریس سے پوچھا کہ
کسطرح ہمارے پاس آیا ادریس نے بموجب تعلیم شاہزادہ کے کہا خدا نے مجھے یہاں پہونچایا پھر پیر نے
کہا آفرین تیرے تعلیم کنندہ پر پھر ایک کرسی شاہزادے کو دی اور ادریس کو قالین پر بٹھایا بعد ایک گھڑی کے

ملازمان صافت باطن ایک شیشہ مین شراب گلرنگ مع جام بلورین لائے شاہزادے اور ادریس نے
شراب نوش فرمائی اور کھانا عمدہ و تحفہ تناول فرمایا جب تین روز اسی اکل و شرب مین گذرے چوتھے روز
شاہزادے نے درخواست مطلب کی اُس پیر روشن ضمیر نے ایک شیشہ روغن سبز کا شاہزادے کو دیا اور
کہا یہ پہاڑ جو سامنے تمھارے ہی اسکے پیچھے ایک تالاب ہی تم لب تالاب اس اسم کو پڑھو جب اسم ختم ہو
انگشت سبابہ سے پانی تالاب کا شگافتہ کرکے یہ کلمہ کہنا کہ ای خضر بحق خداے بزرگ و برتر جسنے بحر نیل کو شگافتہ کیا
اور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اپنے مطلب کو پہونچے اس عبد ذلیل کو بھی راہ دے پانی تالاب کا جوش کھاکر
درمیان سے جدا ہو جائیگا اور ایک مکان مقفل نظر آئیگا تم وہ قفل کھولکر اندر جانا صحن مکان مین ایک درخت بلند
تناور دیکھوگے اُس درخت کے نیچے اس اسم کو پڑھنا وہ درخت بھی نیچے سے شگافتہ ہو جائیگا اور اُسکے اندر سے
ایک مرد باریش و بلباس سفید باہر آئیگا اور گلے مین اُسکے ایک ہیکل بھی ہوگی تم اُسکو سلام کرنا وہ تمسے مطلب پوچھیگا
تم کہنا کہ مجھے لوح طلسم سرطان چاہیے وہ مرد ہیکل گلے کی تمکو دیگا اور کہیگا کہ اسمین سے لوح لیلو ہیکل مین بہت
اوحین ہونگی تم اُنمین سے اوس لوح کو جسمین جو بخط سبز لکھی ہو نکال لینا وہ مرد پھر اُسی درخت مین چلا جائیگا تم بھی وہان سے
چلے آنا بعد اُسکے وہی روغن سبز پانی مین ملا دینا جب شگاف پانی کا برابر ہو جائے تم مع لوح میرے پاس
تشریف لانا پھر مین تمھین منزل مقصود کو روانہ کردونگا الغرض شاہزادے نے حسب فہمایش و تعلیم پیر روشنضمیر
لوح سرطان حاصل کی اور خدمت مین اُس پیر بزرگ کے حاضر ہوا پیر بزرگ نے لوح کے ملنے کی مبارکباد
دی جب صحبت گرم ہوئی شاہزادے نے فرمایا کہ ای حضرت مین نے سُنا ہی کہ ہنگام عمل صاحب عمل کو ترک
حیوانات کرنا چاہیے مگر یہ عجیب عمل خوانی ہی کہ جہان شراب تک کی مخالفت نہین ہی پیر بزرگ نے کہا ای شہریار تمنے
جو شراب طلسم مین نوش فرمائی اور نوش فرماؤگے وہ شراب حکم شراب کا نہین رکھتی اسے دارو سے طلسم سے
خطاب کرتے ہین شاہزادے نے فرمایا ای جناب عالی مین اس ادریس کے قصہ مین ایسا متحیر ہون کہ کچھ
عرض نہین کرسکتا کجا ملک نیمروز اور کہان ملک روپ نگر آبادی برہمنون کی اور سوا اسکے وہ ہندو مذہب
رانی چندر رمان راجہ اتم چندر کی بیٹی اور سیر کوہ اور ادریس سے وہ گرمجوشی کی صحبت رات بھر رانی
چندر رمان سے رہی مگر اپنے ملک مین اُسنے یہ بھی نہ جانا کہ ادریس کو کہین بھی دیکھا تھا شناسائی کیسی حضور
اس معمہ کو بھی ارشاد فرماوین تاکہ میری حیرت دفع ہو پیر سبز پوش نے فرمایا کہ ای فرزند یہ راز ہاے طلسمی ہین
مین تمکو اس نقل سے آگاہ کرتا ہون کہ تم سیاح طلسم آسمان عجائبات ہو آگاہ ہو کہ کوہ قاف مین ایک پردہ ہی کہ
جسے پردہ شعبدہ کہتے ہین اور اُس پردہ کا شہر ملک شعبدہ نگار نام ہی اور شعبدہ نگار کی پریزادین کمال شعبدہ باز
ہین آدم زاد کو اکثر حیران و پریشان کرتی ہین یعنی ایک جا سے دوسری جا پہونچا دیتی ہین

اب قصہ ادریس نوجوان کا سنو

کہ وہ پریزادان شعبدہ باز ملک نیمروز مین کوہ تماشا پر کبھی کبھی جمع ہوکر اقسام اقسام کی شکل سے باہم صحبتین اور محفلین عیش و نشاط کی گرم کرتی ہین قضارا اُس شب کو اُن پریزادون نے صورت اپنی روم کے بادشاہ کی بیٹی کی اور پھر اُنکے شاہزادے کی اور پھر ہندوستان کی رانی کی بنائی جسبر ادریس کو چندر مالن رانی کیطرف راغب دیکھا تب ادریس کو خواب مین اپنے کاندھے پر سوار کرکے ملک روپ نگر مین پہونچا دیا ادریس کے طالع کی بلندی کو دیکھو اور یاوری اقبال ایسا ہوا کہ اتفاق سے اُن پریزادان شعبدہ باز مین سے ایک پری کا ادھر گذر ہوا اُسکو ادریس کے حال پر رحم آگیا آخر اُسنے ادریس کو اپنے وطن مین پہونچا دیا اب تم غور فرماؤ کہ اگر قدم مبارک تمھارا درمیان مین نہوتا تو اُس بندۂ خدا ادریس کی جان مفت گئی تھی شاہزادے نے کہا پیر و مرشد اب فرمایئے کہ مین کیا عمل مین لاؤن پیر بزرگ نے کہا پہلے اُس شہر یعنی روپ نگر مین جاکر ادریس بیچارہ کی مخلصی کرادو شاہزادہ نے فرمایا یہ تو میرا بھی جی چاہتا ہی لیکن اگر حکم ہو تو لوح سے مشورہ لون پیر بزرگ نے کہا لوح مقامات طلسم سے متعلق ہی اور شہر برہمنون کا خارج طلسم ہی وہان حشمت ظاہری و فوج و لشکر درکار ہوگا اسواسطے کہ اول برہمن تمسے بجنگ پیش آئینگے اور مقابلہ کرینگے جب مغلوب ہونگے دین اسلام قبول کرینگے شاہزادے نے فرمایا کہ یہ کلمہ حضرت خوش طبعی سے فرماتے ہین پیر مرد نے کہا ہم خوش طبعی نہین کرتے شاہزادے نے فرمایا پھر مین تن تنہا وہان کیا کرونگا خوش طبعی نہین تو کیا تصور کیا جائے پیر بزرگ نے کہا خاطر جمع رکھو خدا مالک ہی کل صبح کو ادریس کو شتر اعرابی پر سوار کرو اور آپ اُسی گھوڑے پر سوار ہو پھر یک بیک تمکو دریاے محیط کے کنارہ پر پہونچا دیوینگے وہان ایک سوداگر خواجہ ماہیار تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیے حسب بشارت ایک مرد غریب کا منتظر ہوگا کہ اُسکا پسر رہمان نامے فرزند طلسم سرطان مین غائب ہوگیا ہی لشکر مین جاکر خواجہ ماہیار سے ملاقات کرنا اور کہنا اے ماہیار اگر موافق میرے کہنے کے تو عمل مین لاویگا تو مین تیرے فرزند کو طلسم سرطان سے نجات دونگا خواجہ ماہیار کو تمھارے قول کا اعتقاد نہوگا تم لوح اُسے دکھا دینا جب خواجہ ماہیار کو تمھارے قدم مبارک کی بشارت ہوگی اور بعد دیکھنے لوح کے بدل و جان فرمانبرداری قبول کریگا اُس سے جسقدر مال و زر مہم برہمنون کے لیے درکار ہوگا قرض لیکر فوج کو نوکر رکھنا بعد ازان روپ نگر پر لشکر کشی کرنا غرض دوسرے روز شاہزادہ ادریس نوجوان کو ساتھ لے روانہ ہوا وہ دونون شاطر بچے بھی حسب الحکم پیر سبز پوش کے ہمراہ ہولیے دو ہفتہ کے بعد کنارہ پر بحر محیط کے پہونچے اور خواجہ ماہیار سوداگر سے ملاقات کی جب صحبت گرم ہوئی شاہزادے نے پوچھا تم کس خیال سے یہان مقیم ہو خواجہ ماہیار نے کہا اے جوان دلاور میرا فرزند جوان و رشید بدر رہمان نامے سفر دریا مین میرے ہمراہ تھا جب ہم بندر رختر چینگ کے قریب پہونچے جو سرحد طلسم ہی

ایک موج تند اس زور و شور سے دریا مین پیدا ہوئی کہ کشتیون کو ہماری تہ و بالا کر دیا نزدیک تھا کہ کشتیان آپس مین ٹکرا کر
ٹوٹ جائین وہ غلام زادہ جدا کشتی مین سوار تھا اُسنے بخوف طوفان بلا خیز کے لنگر ڈالدیا اور دعا و اسم پڑھنے لیکن
اُس تلاطم نے لنگر کو توڑ ڈالا اور وہ کشتی بدر جہان کی پُرزے پُرزے ہوگئی قدرت خدا سے سب رفقاے بدر جہان
زندہ بچے لیکن بدر جہان کا نشان نہ ملا مین غم مفارقت فرزند مین چاہتا تھا کہ غرق ہو جاؤن کہ ناگاہ ایک بزرگ
سبز پوش غیب سے وہان پیدا ہوے اور مجھے اُس حرام موت سے بچایا اور فرمایا اے خواجہ ماہیار کنارہ دریا کے
تو مقیم رہ چند روز کے بعد ایک شاہزادہ عالیقدر یہان تشریف لائیگا اور تیرے فرزند بدر جہان کو طلسم سرطان
سے نجات دیگا مین اُس روز سے یہین مقیم ہون اور رات و دن اُسی شاہزادے کے انتظار مین گذرتا ہے شاہزادے
نے کہا مین ایک شرط سے تیرے فرزند کو نجات دونگا کہ چند روز تو میرے پاس رہ اور میری اطاعت قبول کر خواجہ
ماہیار بولا چند روز کیسا جبتک کہ زندہ رہونگا تیرا بندہ ہون لیکن مجھے کیونکر یقین ہو کہ شاہزادہ مراد بخش آپ ہی
ہین شاہزادے نے لوح طلسم دکھا دی اور فرمایا کہ دیکھو یہی علامت ہے یا اور کچھ خواجہ ماہیار نے شاہزادے
کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اب غلام کو یقین کامل ہوا کہ مشکل میری آپ ہی سے حل ہوگی شاہزادے نے
خواجہ ماہیار سے پوچھا کہ خزانہ و لشکر کسقدر تمھارے پاس ہے خواجہ ماہیار نے عرض کیا کہ ایک ہزار سوار
جرار اور تین ہزار پیادے برق انداز و آتشبار میرے ہمراہ ہین اور زر در خزانہ خداے یگانہ نے بیشمار دیا ہے
شاہزادے نے فرمایا ہم بقدر ضرورت کچھ زر نقد تم سے قرض لینگے تاکہ فوج نوکر رکھین اور ملک روپ نگر
پر لشکر کشی کرین انشاء اللہ تعالی بعد فتح پانے ملک روپ نگر کے زر قرضہ تمھارا ایک مشت ادا کر دینگے بعد اسکے
قصہ ادریس نوجوان کا خواجہ ماہیار سے بیان کیا ماہیار نے کہا کہ غلام کی جان و مال حضور پر سے تصدق ہے
شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ خزانہ کیطرف سے خاطر جمع ہوئی اس عرصہ مین اُن شاطر بچون نے عرض کی یہان سے
تین فرسخ پر گانؤن بہت ہین اور باشندے وہان کے روزگار پیشہ ہین اور اکثر روم و حلب و فرنگ مین ملازم
ہین اگر حضور وہان تشریف لیچلین اور نگہداشت فرمائین تو بہت جلد لشکر کثیر تیار ہوجائیگا شاہزادہ بمجرد سننے
اس خبر کے گانؤن مین تشریف لیگیا اور نگہداشت شروع کی عرصہ قلیل مین بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے
ملازم ہوے شاہزادہ باہمین حشمت و جلال وہان سے روانہ ہوا اور ملک روپ نگر کیطرف کوچ کیا جب راجہ
اگم چندر کو اطلاع ہوئی کہ ایک لشکر جرار اہل اسلام کا مثل مور و ملخ کے بقصد جنگ یہان آتا ہے اُسنے بھی فراہمی
لشکر کا حکم دیا شاہزادے نے خواجہ ماہیار سوداگر کو واسطے پیغام و سلام کے بصیغہ سفارت راجہ اگم چندر
کے پاس بھیجا کہ ہم دو مقدمون کے واسطے تمھارے ملک مین آئے ہین اول یہ کہ تمکو دین متین اسلام قبول کرنا ہوگا
دوم رانی چندر مان اپنی دختر بلند اختر کا عقد ہمارے برادر عزیز القدر ادریس نوجوان سے حسب شریعت محمدی

کر دیتا ہوگا راجہ اگم چیندر نے مشورہ سے دوج بیاس کے جواب دیا کہ یہ دونون شرطین تمھاری کسیطرح
منظور و قبول نہین ہوسکتی ہین آخر طرفین سے لشکر صف آرا ہوئے راجہ اگم چیندر کیطرف سے بھیم سنگھ اور
ارجن سنگھ سپہ سالار لشکر باری باری میدان مین آئے اور اس نوجوان نے بھیم سنگھ کو قتل کیا اور ارجن سنگھ
شاہزادے کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوگیا بعد قتل و گرفتاری اُن دونون سردارون کے جنگ مغلوبہ واقع ہوئی
آخر لشکر اگم چیندر کو شکست ہوئی اور فرار ہوکر داخل شہر ہوگیا اگم چیندر نے دروازہ شہر کا بند کرلیا شاہزادے
نے شہر کا محاصرہ کرلیا ابھی محاصرہ کی نوبت بخوبی نہ آئی تھی کہ پیغام صلح آیا راجہ اگم چیندر نے کہلا بھیجا کہ ہماری
جان کے ضایع کرنے سے کیا فائدہ تم ہمسے حسب شریعت اپنی جزیہ لیکر چلے جاؤ اور اُن شرطون سے دست بردار
ہو شاہزادے نے فرمایا کہ زر و مال تمھارا تمکو مبارک رہے اگر تمکو صلح کرنا گوارا تھا تو پہلے ہی گوارا کیا ہوتا
نوبت جنگ کی کیون آتی اب ہم بدون ادائے شرایط کے ممکن نہین کہ اس مقدمہ کو واگذار کرین اسی واسطے
ہمنے اول بہ سہولت کہلا بھیجا تھا اور جنگ مین اسیوجہ سے تامل کیا گیا تھا مصرعہ کردنی خویش آمدنی است کہ می آید پیش
راجہ اگم چیندر جواب شاہزادے سے خاموش رہا مگر شاہزادہ کو یہ خیال تھا کہ پیر بزرگ نے فرمایا ہو کہ
راجہ اگم چیندر کو بسہولت مسلمان کرنا اب کیا کرنا چاہیے یہ تردد تھا کہ اُن شاطر بچون نے عرض کی کہ حضور
تردد نہ فرمائین پیر روشن ضمیر نے بوقت رخصت ایک رقعہ سربمہر غلامون کو دیا ہوا اور کہا ہو کہ جب شاہزادے
کو متردد دیکھنا یہ رقعہ دیدینا حضور ملاحظہ فرمائین شاہزادہ معز الدین نے وہ رقعہ دیکھا اُسمین یہ مضمون
تحریر تھا کہ جبوقت راجہ روپ نگر محصور ہو اور پیام عاجزانہ بھیجے تم کہنا کہ ہم تمکو بجبر مسلمان نہین کرتے اگر
خود تمھاری کتاب دین و مذہب ہمارے پیغمبر رسالت کی گواہی دے اور ہم ہی تمھاری کتاب مین دکھلادین
پھر اُسوقت تو تمکو کچھ عذر نہوگا اور اگر یہ مضمون تمھاری کتاب مین نہو تو ہم پھر جاینگے اور کچھ تمسے تعرض نہ کرینگے
لہذا تم ایک مجلس سوال و جواب کی مقرر کرو علما و فضلا جمع ہون اور دربار عام کا حکم دو اُن سب کے سامنے
کتاب نکلے اور مقابلہ ہو قایلی و معقولی کیجائے پھر جو معقول ہو وہ ادائے شرط کرے جب وہ مجلس مقرر ہوگی
اور برہمن کتب و پوتھیان متعدد لائینگے اُن کتابون مین ایک کتاب اتھرون بید ہی اُس کتاب مین بیسوین
اور تیسرے اور پانچوین ورق مین بزبان شاستر یہ عبارت لکھی ہوگی کہ پانچ سو برس بعد بکرماجیت کے
زمین عرب مین ایک شخص محمدؐ نام پیدا ہونگے اور دعوے نبوت کرینگے اور اُن سے معجزات ظہور مین آئینگے
ازانجملہ ایک معجزہ شق القمر بھی ہی یعنے چاندکا دو ٹکڑے کرنا جس سے عبارت ہی پس جو سعادتمند دین و مذہب
اُس برگزیدۂ داور کا قبول کریگا اور اُسکے قول و فعل کو صادق سمجھیگا وہی ایماندار ہوگا دوج بیاس
بعد دیکھنے اس عبارت کے تمسے سوال کریگا کہ معجزہ شق القمر کس صورت سے ہوا تھا اسوقت تم معجزہ نبوی

فصاحت و بلاغت سے بدلیل و برہان اُنکے روبرو بیان کرنا اکثر کا اُسی روز عقیدہ برگشتہ ہو جائیگا لیکن دوج بیاس
اور راجہ اٹم چیندر خاموش ہو رہینگے جواب نہ دینگے تم اُنسے کہنا کہ ایسی دلیلون پر بھی تمکو ایک نوع کا شک باقی ہو
خیر تم سب شب جمعہ کو بصدق دل یہ نیت کرو اور یسور رہو کہ ہم رسالت آپ کے اُس حال مین مقر ہونگے کہ جب عالم خواب
مین معجزہ شق القمر کا دیکھین بفضلہ خواب مین شب کو وہ معجزہ دیکھ لینگے پھر کوئی عذر و حیلہ اُنکو باقی نہ رہیگا تم بعد
طی ہونے اس مقدمہ کے ادریس کا عقد اُس گل ریحان چمن حسن و خوبی یعنی رانی چیندر رمان سے کر دینا
شاہزادہ اُس ہدایت اور تحریر دلپذیر رقعہ سے نہایت خوش ہوا بعد ازان ایک پیک بچہ کے ہاتھ کہ نام اُسکا
سہام شاطر تھا راجہ اٹم چیندر اور دوج بیاس کو پیام بھیجا دوج بیاس نے سوال اول مین تا دیر
سکوت کیا آخر تمام مراتب تحریر قبول کیے اور راجہ اٹم چیندر نے بشورہ دوج بیاس کے باہر شہر کے
اُسی کنوین پر جہان رانی چیندر رمان پانی کیواسطے جاتی تھی ایک میدان وسیع مین خیمہ برپا کرایا اور روز دوشنبہ کو
تقریب محفل قرار دی اور تمام مرد و زن وہان جمع ہوے راجہ اٹم چیندر نے چار طرف قنات و سراپچہ کھڑا دیے
تاکہ مستورات بھی پردہ سے یہ روایت سُنین اور باقی تمام رئیسان شہر و ملازمان سرکاری جمع ہوے اس عرصہ مین
شاہزادۂ عالی وقار اور ادریس نامدار اور خواجہ ماہیار ملک التجار محفل مین تشریف لائے راجہ اٹم چیندر
اور دوج بیاس نے شاہزادے کو مسند زرنگار پر کمال عزت و تکریم سے بٹھایا جب محفل خوب گرم ہوئی
پہلے دوج بیاس نے کھڑے ہو کر بعد اختتام مدح باواز بلند کہا اے قوم برہمنان آگاہ ہو یہ شاہزادہ فرماتا ہے
کہ مین کسی انسان پر جبر و تعدی نہین کرتا اگر ہمارے پیغمبر کی رسالت کی خبر تمھارے کتب شریعت مین بھی درج ہو
تو تم دین واسلام قبول کرو ورنہ خیر ملتوی رکھو آیا تمھاری اس مقدمہ مین کیا راے ہے تمام خلایق نے بالاتفاق
جواب دیا کہ ہم بہر حال اپنے پیشوا کے محکوم حکم ہین جو راے تمھاری دوج بیاس یہ کلمہ باواز بلند کہکر خاموش
ہوا قضارا اُس روز مجمع خلایق مین پردۂ زنبورے سے رانی چیندر رمان نے اُس نوجوان کو دیکھا کہ یہ وہی جوان
دیوانہ ہے جو ہر دوشنبہ کو کنوین پر آیا کرتا تھا اور عجیب و غریب حرکتین کرتا تھا آج شاہزادے کے پہلو مین کس شان و
شوکت سے بیٹھا ہے مجھے اب معلوم ہوا کہ یہ غریب میرے ہی عشق مین دو سال تک یہان پڑا رہا اور کوئی دقیقہ میرے ملنے
کے لیے اُٹھا نہ رکھا الغرض دوج بیاس نے اپنے طول کلام سے فرصت پا کے شاہزادے سے کہا کہ اے شہریار دولتمدار ہماری
کتاب موجود ہے اب حضور ہمکو وہ عبارت دکھلا دین شاہزادے نے اُکھر ولن بید کتاب سے بیس جزو اور
تین ورق کے بعد وہ عبارت کہ جو نامہ مین پیر سبز پوش کے لکھی تھی دوج بیاس کو دکھائی دوج بیاس نے
جو دیکھا اور عبارت پڑھی رنگ چہرے کا کافور ہو گیا حواس جاتے رہے تمام بدن مین رعشہ ہو گیا اور کہا تمھارے
پیغمبر نے کس زمانہ مین معجزۂ شق القمر کیا تھا اگر یہ امر واقعی ہوتا تو مندرج کتب تواریخ ضرور ہوتا شاہزادے نے

فرمایا ای دوج بیاس تمھارے بزرگ علمانے ضرور لکھا ہوگا لیکن متاخرین نے کہ انکو بغض و عناد زیادہ تھا لہذا اس امر کو پوشیدہ رکھا دوج بیاس نے کہا کہ اچھا آپ بتفصیل ارشاد فرماوین کہ اس معجزہ کی کیا صورت واقع ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای دوج بیاس چند مشرکین عرب نے مشورہ کیا کہ ایسا سوال کرنا چاہیے کہ جسمین یہ پیغمبر عاجز ہوا اور ہم ابطال رسالت کرین آخر یہ راے قرار پائی کہ چاند کے دو ٹکڑے کرنے کو کہین کہ یہ امر نہایت دشوار ہی کبھی نہو گا اس بات کو قرار دیکر خدمت مین رسالت پناہ کی آئے اور کہا کہ ہم جب آپکی رسالت کو برحق جانینگے کہ آپ چاند کے دو حصہ کر دین پس اُس سردار کائنات نے باجازت جبرئیل علیہ السّلام قبول فرمایا اور جسوقت کہ وسط آسمان پر ماہتاب پہونچا حضرت نے باشارہ انگشت سبابہ چاند کیطرف اشارہ فرمایا پس بمجرد اشارہ فرمانے کے نصف چاند آسمان پر قائم رہا اور نصف کوہ بوقبیس مین کہ جو پشت پر مکہ معظمہ کے واقع ہی پوشیدہ ہوگیا اُسوقت حاضرین کی زبان پر یہ رباعی جاری ہوئی رباعی

شاہا بجہان در نبوت استی | وز معجزہ جان دشمنان را خستی
شاہا مہ دو ہفتہ کردی دو نیم | مردانہ مصاف بدر را شکستی

اس بیان سے شاہزادے کے رانی چندر مان اور چند اشخاص کچھ ملائم ہوے لیکن راجہ اکم چندر و دوج بیاس خاموش ہو رہے شاہزادے نے فرمایا ای دوج بیاس ہم سمجھے کہ تمکو یقین کامل نہین ہوا اور تمھاری تشفی خاطر قرار واقعی نہین ہوئی لہذا ہم کہتے ہین کہ آج شب دوشنبہ کو تم بصدق دل یہ نیت کرو کہ یا الٰہی اگر یہ امر سچ اور حق ہی تو ہمکو آجکی شب ہماری آنکھ سے دکھا دے اور اگر تمنے نہ دیکھا تو ہمکو تمسے کچھ دعوی نہین اور جو تمنے اپنی آنکھ سے دیکھا تو پھر تم مسلمان ہو اور اس دین باطل کو چھوڑو اس شرط پر سب بخوشی راضی ہوے اور شہر مین اپنے اپنے گھر چلے گئے اور یہ کہا کہ لعنت خدا اُسپر کہ جو آنکھ سے یہ معجزہ دیکھے اور یقین نہ لائے القصہ شب کو جس بشر نے کہ صدق دل سے نیت کی صاف معجزۂ شق القمر دیکھا اور صبح کو راجہ اکم چندر و دوج بیاس مع اپنی قوم کے بصدق دل مسلمان ہوے شاہزادے نے راجہ کو قمر دین کے خطاب سے مخطوب کیا اور دوج بیاس کو عالم الہدی خطاب دیا اور رانی چندر مان کو ملکہ ماہ لقا روشن رخسار خطاب دیا راجہ اکم چندر نے دعوت شاہزادے کی نہایت تکلف سے کی شاہزادے نے حال گذشتہ ادریس نوجوان کا راجہ اکم چندر سے بیان کیا حاضرین صحبت کو نہایت تعجب ہوا راجہ اکم چندر نے نہایت آرایش و احتشام شاہانہ سے ملکہ ماہ لقا روشن رخسار یعنی رانی چندر مان کا عقد ادریس نوجوان کے ساتھ کر دیا اور عاشق و معشوق دونون شربت وصل سے سیراب ہوے جب شاہزادے نے ان امورات سے فراغت پائی مع رانی چندر مان اور ادریس نوجوان کے طلسم برج سرطان کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل و طی مراحل لشکر ظفر پیکر مع خواجہ ماہیار سوداگر کے داخل طلسم برج سرطان ہوا

اور موافق حکم پیر روشنضمیر کے ادریس نوجوان اور رانی چھند رمان کو شاطر بچون کے ہمراہ روانہ خدمت
کیا اور ایک ایک ماہ کا تنخواہ نوملازم کو انعام دیکے رخصت کیا اور شب جمعہ کی اول ساعت سے دعوت اسم
برج سرطان شروع کی چودھوین شہر جمادی الاول کو جب سات گھنٹے رات آئی صدا ہاے خوش کان مین
آئین شاہزادے نے دیکھا کہ روشنی مثل روشنی ماہتاب کے سامنے سے چلی آتی ہی ہرچند کہ روشنی بہت دور
تھی لیکن پرتو اسکا شاہزادے کے پاس تھا شاہزادے نے اس روشنی مین لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین
یہ مضمون تھا کہ ای شہریار وقت اسم خوانی ایک کشتی تیرہ نام مثل ماہتاب کے روشن آئیگی جب چالیس گز کے
فاصلہ پر رہے تم سرمۂ زحل آنکھون مین لگا کر زنگ شاطرون کا پانون مین باندھکر ایک ایسی جست کرنا کہ
کشتی مین جا پہنچو وہان ایک مرد سبزہ آغاز کرسی مروارید نگار پہ بیٹھا ہوگا تم پس پشت اسکے کھڑے رہنا وہ کشتی
طرفۃ العین مین حد خرچنگ سے گذر جائیگی پھر لوح دیکھنا جیسی ہدایت ہو عمل مین لانا شاہزادے نے فرمایا
اور سب ہو سکتا ہی مگر زنگ شاطر کہان سے آئیگا ناگاہ پس پشت سے آواز آئی کہ ای شہریار یہ غلام مع زنگ
حاضر ہی شاہزادے نے شاطر بچے سے زنگ لیا اور پوچھا کہ ای سہام تجھے کسطرح سے معلوم ہوا کہ زنگ کی
ہمکو ضرورت ہی سہام نے کہا کہ پیر و مرشد ہمے پیر سبزپوش نے پہلے ہی کہدیا تھا ہم بڑی دیر سے یہان
حاضر ہین شاہزادے نے سہام سے وہ زنگ لیکر پیر سبزپوش کو بدعا سے خیر یاد کیا سہام نے کہا غلام
رخصت ہوتا ہی کہ میرا کام تمام ہوا شاہزادے نے کہا میرا سلام پیر روشنضمیر کی خدمت مین عرض کر دینا سہام
ادھر روانہ ہوا یہان بعد روشنی معلوم ہونے کے کشتی موجود ہوئی شاہزادہ نے بتعجیل تمام سرمۂ زحل آنکھون مین
لگایا دیکھا کہ صدہا ماہرویان باساز ہاے ہندی اس کشتی مین موجود ہین اور اس خوش آوازی سے صدا ایسے
ساز آئی کہ شاہزادہ نہایت محظوظ ہوا اور اس کشتی کا وہ عالم تھا جیسے ماہ چہار دہ زمین پر اتر آیا ہی اور چند
جوان نوخیز آپسمین خوش فعلیان کرتے ہین اور درمیان کشتی کے ایک کرسی بلوری بچھی ہی اس کرسی پر ایک
جوان خوش جمال حسین و خوبصورت مرغولہ مو نرم اندام بلباس ہندی بغرور تمام عجب تجمل و شان سے بیٹھا ہی
اور ایک شمع مانند قندیل یا قمقمہ گلے مین ہی کہ اسکی روشنی تمام دریا کو روشن و منور کر رہی ہے شاہزادے نے
فرمایا کیا اسکی قدرت ہی کہ ہر جا ہر ایک طرح کا تماشا نیا دکھلائی دیتا ہی جب چالیس گز کا فاصلہ رہا بس اچک کر
شاہزادہ کشتی مین آیا اور پیچھے اس کرسی نشین کے کھڑا ہوا اس طفل کرسی نشین نے جب جانا شاہزادہ
مشغول اسم خوانی تھا ایک تیر اس زور سے مارا کہ سارا تیر زمین مین غرق ہو گیا لیکن وہ کشتی جسطرح تیر جاتا ہی
نکل گئی اور وہان پہونچی کہ جہان سے طوفان اٹھتا تھا شاہزادے نے ایک جانور بلند قد ایسا دیکھا کہ تمام
پانون اور ہاتھ اسکے گرداگرد تھے جب بغور دیکھا تو خرچنگ نہایت قوی الجثہ نظر آیا کہ جسوقت وہ دم کھینچتا ہی

آدھا پانی دریا کا کھینچ آتا تھا اور جب چھوڑتا تھا دریا جوش مارتا تھا دریا مین جزر و مد کی کیفیت اُسکے نفس کے
آمد و شد سے پیدا تھی یکایک اُس خرچنگ نے مُنھ مثل ایک غار کے کھولا وہ کشتی اُسکے مُنھ مین چلی گئی شاہزادہ
نے بسبب خوف کے آنکھین بند کرلین اور دلمین کہا کہ اب دابۃ البحر کے لقمہ ہوے نوشتہ تقدیر یونہین تھا
غرض عرصہ تک ایسی تاریکی رہی جب تاریکی دفع ہوئی شاہزادے کی آنکھ کھلی دریا مین ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ آبگینہ کا نظر آیا اور کنگرے اُسکے آسمان چہارم سے ہمسری کرتے تھے اہل کشتی قلعہ کیطرف
مع شاہزادہ روانہ ہوے جب دروازے پر قلعہ کے پہونچے شاہزادے کو خیال آیا کہ لوح کو دیکھکر
قلعہ مین جانا چاہیے آخر لوح کو دیکھا تو یہ ظاہر ہوا کہ جب ای سیار طلسم برج سرطان قلعہ آبگینہ پر پہونچو
جو خاص طلسم سرطان ہی تو تمہارا اہل کشتی کے ساتھ قلعہ مین نہ جانا چند قدم کے بعد داہنے ہاتھ قلعہ سے
ایک درخت عظیم الشان ہی اُسمین بجاے ثمر صدہا گیند نقرئی آویزان ہونگے لوح طلسم اُس درخت کو دکھانا
اور کہنا کہ ای شجرہ بطریق ایک لڑکا اپنا مجھے دے کہ سیر طلسم مین میرے ساتھ رہے ایک گیند چاندی کا تمھارے
دامن مین آجائیگا تم اُس گیند کو جیب مین رکھکر قلعہ مین جانا اور جو کوئی راہ مین ملے اُس سے قمران بن طرلوق
کا مکان دریافت کرنا جب قمران کے مکان پر پہونچو اور ملاقات ہو کہنا ای قمران تیرے باپ نے طلسم مین
مجھے بہت مدد گار کیا ہی قمران کہیگا کہ یہ بات کس سند سے آپ فرماتے ہین تم وہ گیند نقرئی قمران کو دکھانا
پس قمران اُس گیند کو دیکھکر تمھارے ساتھ ہوگا اور پوچھیگا آپکا کیا کام ہی کہنا کہ مہر اول مثلثۂ آبی کی اپنے
فرمان پر چاہتا ہون بعد ازان قمران جو کہے وہ عمل مین لانا اور لوح کو دیکھنا قصہ کوتاہ شاہزادے نے
قمران سے بعد تلاش ملاقات کی قمران نے پوچھا حضور کس مطلب سے تشریف لائے ہین شاہزادے نے
فرمایا مین فرمان پر مہر ارباب اول مثلثۂ آبی چاہتا ہون بعد اسکے مرطوب شاہ بادشاہ غربیہ حصار
کو پاس ملک ظہورستان کے بیجاؤنگا قمران نے کہا لکھنے والا فرمان کا تو غلام ہی ہی لیکن کاغذ آبی چاہیے ہی
بیچر دستی کے کاغذ آبی شاہزادے نے دیدیا قمران نے کہا حضور آج نان خشک یہین تناول فرمائین کل
حضور سے ملاقات بادشاہ کی بھی کرادونگا اور اُنھین کی اجازت سے مہر بھی کرادونگا شاہزادے نے فرمایا
ای قمران وہ درخت کیا شی ہی اور جو اُسمین گیند نقرئی ہین وہ کیا چیز ہین قمران نے کہا آپکو میوہ خوری سے
کام ہی درخت شماری سے کیا کام ہی غرض رات کو قمران نے شاہزادہ کی دعوت کی شاہزادے نے
قمران کو نہایت تیز طبع و ظریف پایا صبح کو قمران ایک گھوڑا شاہزادے کے واسطے مع شاطران بیشمار
ہمراہ رکاب لایا شاہزادے نے اہل شہر کو بلباس سفید و سبز دیکھا لیکن نہایت تیز قدم و زود رو شاہزادے
کو سیر و تماشاے شہر دکھاتا ہوا دربار بادشاہی مین لایا وہان کرسی نقرہ و طلائی جا بجا بچھی تھین اور ایک تخت

فیروزہ رنگ جواہر نگار بچھا تھا اُسپر ایک مرد سفید ریش بلباس مروارید با شوکت شاہانہ بیٹھا ہوا تھا قمران
بولا اے شہریار آپ یہین توقف فرمائیے مین حاضر ہوتا ہون قمران نے کان مین بادشاہ کے کچھ کہا بادشاہ
نے فرمایا بہتر ہے قمران شاہزادے کو وہان سے ایک گوشہ مین لے گیا اور کاغذ آبی پر فرمان لکھ کے
شاہزادے کو دیا اور کہا کہ بس میرا کام ختم ہوا اب حضور لوح سے مشورہ لین لوح مین یہ مضمون دیکھا کہ
ایک چشمہ عین السرطان ہے قمران سے کہو وہ تمھین اس چشمہ تک پہونچا دے شاہزادے نے قمران سے
فرمایا کہ اے برادر مجھے چشمہ عین السرطان تک پہونچا دے قمران نے شاہزادے کو کنارہ چشمہ عین السرطان
کے پہونچا دیا دیکھا کہ جوش و خروش خرچنگان سے پانی چشمہ کا متلاطم ہے پانی زیادتی جانورون سے چھپا ہوا تھا
نظر نہ آتا تھا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ ان خرچنگون مین ایک خرچنگ سفید رنگ ہوگا تم
یہ فرمان اُسے دکھانا اور کہنا کہ اے سرطان الابیض مین فرمان ہیراسپنہ موکل برج سرطان کی مہر چاہتا ہون
اس کہنے سے وہ کیکڑا غل مچائیگا تمام کیکڑے اُسکے ساتھ شور مچائینگے اور غائب ہو جائینگے اور پانی مین تموج بہم
متلاطم برپا ہوگا تم اس اسم کو جو لوح مین مرقوم ہے پڑھنا اور وہین کھڑے رہنا جب پانی گردن تک پہونچے تم
غوطہ مارنا اور پھر لوح کو دیکھنا شاہزادے نے تعمیل حکم لوح کی اور غوطہ مارا جب آنکھ کھلی ایک صحرا سے
سبز پُر فضا نظر آیا شاہزادہ ایک طرف روانہ ہوگیا بعد اسکے ایک میدان دلکشا مین پہونچا وہان دیکھا کہ
معرکہ پیکون کا ہو رہا ہے اور ایک پیک شلنگ لگا رہا ہے شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قمران
کے آنے کا انتظار کرو جب قمران آئے قمران سے پیک کو بلوانا جو شلنگ لگا رہا ہے جب وہ پیک آجاوے
یہ زنگ شاطران اُسکو دکھا دینا وہ اُس زنگ کی تعریف کریگا اور رستے مانگیگا تم کہنا اس شرط سے تجھے دیتا ہون
کہ بدر جہان بن ماہیار کو کہ گرفتار طلسم ہے میرے پاس بلا لا اور ایک گھوڑا بھی لانا پیک بدر جہان کو مع اسپ
تمھارے پاس پہونچا دیگا تم اُسی پیک سے کہنا کہ اسے خواجہ ماہیار کے پاس پہونچا دے پھر زنگ اُسکو
دینا اور تم وہان سے روانہ ہو جانا بعد اسکے ایک گنبد مقفل نظر آئیگا اُسمین خزانہ بیحد ہے تم قمران سے قفل
کھلوا کر اندر گنبد کے جانا اور وہان سے جسقدر مال و زر خواجہ ماہیار سے قرض لیا ہے ادا کرنا اور رسید
قمران سے لیلینا غرض شاہزادے نے بدر جہان کو معرفت پیک کے اُسکے باپ کے پاس روانہ کیا
اور گنبد سے زر لیکر قمران سے فرمایا کہ تم یہ زر قرضہ خواجہ ماہیار کو پہونچا کر رسید لا دو قمران نے کہا مین
یہان بار برداری کہان سے لاؤن شاہزادے نے کہا حسب الحکم لوح کے یہ مین نے کہا ہے قمران نے
کہا مین نے فقط بجوش طبعی واسطے امتحان لوح کے عرض کیا تھا حضور کا زر مرسلہ خواجہ ماہیار کو پہونچائے دیتا ہون
قصہ مختصر قمران وہ روپیہ لیکر روانہ ہوا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا یہ ہدایت ہوئی کہ اب انتظار قمران

کی کچھ ضرورت نہین ہی داہنے جانب تم روانہ ہو ایک باغ فردوس بریں و بہشت آئین مین پہونچوگے وہان
جو کچھ معاملہ پیش آئے پھر لوح مین دیکھنا شاہزادہ حسب الحکم لوح کے باغ مین آیا وہ باغ ایسا دلکشا و
پرفضا تھا کہ خود بخود دل کو تفریح ہوتی تھی اور صدہا پریزادین مثل شاطران طناز کے جست و خیز کرہی تھین
یعنی ایک حجرے سے دوسرے حجرے مین جاتی تھین اور پھر باہر نکل آتی تھین شاہزادہ تادیر انکی حرکتین
دیکھتا رہا آخر الامر وہان سے بھی روانہ ہوا تھوڑی دور کے بعد ایک دروازہ عالیشان دیکھا کہ وہ پینتیس ۳۵
گز زمین سے بلند تھا شاہزادہ زینہ سے اُس دروازہ پر گیا وہان ایک باغ اُس باغ سے بھی زیادہ
فرحناک نظر آیا لیکن کوئی انسان یا حیوان اُسمین نہ تھا اور بیچ مین ایک گنبد ایسا بلند دیکھا کہ جسکی بلندی پر
نظر کام نہین کرتی تھی اور در و دیوار اُس باغ کے ایسے مجلی و روشن تھے کہ عقل کام نہین کرتی تھی اور عکس اُن
درختان باغ کا اُس گنبد مین صاف نظر آتا تھا اور چند قندیلین بلوری الماس تراش اُس گنبد مین روشن تھین
اور باہستہ حرکت کرتی تھین اور ایک قندیل گاہے گاہے اس سرعت سے پھرتی تھی کہ نظر اُسپر قائم نہ ہو سکتی تھی
اور دروازہ گنبد کا معلوم نہ ہوتا تھا اور گنبد سے آواز خوش آتی تھی اور کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی رئیس کی
سواری جاتی ہی کبھی آواز گانے کی اور اہل حرفہ مثل سقہ و نانبائی وغیرہ کی آتی تھی شاہزادے نے جو یہ
تماشے عجیب و غریب دیکھا اور سُنا دلمین کہا کہ عجائبات طلسم ایسے ہی ہوتے ہین کہ عقل و فہم مین نہین آتے
غرض پھر لوح دیکھی نظر آیا کہ ای سیاح طلسم عجائبات اس گنبد کا نام گنبد سبز در ہی بعد نصف شب کے اس گنبد
سے ایک ستارہ روشن آسمان کی طرف روانہ ہوگا اور ایک درخت مین آکر غروب ہو جائیگا تم اُس درخت کے
قریب جا کر باواز بلند کہنا ای سدرۃ المراد اُس لوح کی برکت سے جو میرے ہاتھ مین ہی مجھے راہ دے تاکہ مین
اپنی مراد کو پہونچون وہ درخت بیچ سے دور ہو جائیگا تم اُس کے اندر جانا وہان ایک نقب ہی اُس نقب مین
بیخوف داخل ہونا جب نقب طی ہوگی خود بخود گنبد کے اندر پہونچ جاؤگے شاہزادہ موافق ہدایت لوح کے
نقب مین پہونچا وہان تاریکی از حد تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا جب لوح کف دست پر رکھی برکت لوح سے
روشنی مثل چراغ کے ہوگئی راستہ نظر آنے لگا شاہزادے نے اُس روشنی مین دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی
گنبد ہی گنبد معلوم ہوتا تھا بلکہ ایک بات نئی دیکھی کہ ہر گنبد کے گوشہ مین ایک صحرا سر سبز بہار و وسیع دکھائی دیتا تھا
عقل کام نہ کرتی تھی کہ کیا اسرار تھا اور ہر طرف چشمہ ہاے شیرین جاری تھے اس عرصہ مین شاہزادہ کنارے
ایک دریا کے پہونچا وہان دھوبی کپڑے دھو رہے تھے شاہزادہ وہان سے آگے بڑھا ایک دھوبی چھینکا
شاہزادے نے توقف کیا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا یہ ہدایت ہوئی کہ ان دھوبیون مین سے جو دھوبی کہ ریش سفید
ہو اس سے یہ کہنا کہ اپنے بادشاہ سے میرے آنے کی اطلاع کردے مین اسکے عوض مین تیرے لڑکے کا جو شاطرون کی

لڑکی پر عاشق ہوا ہی نکاح کرادونگا وہ دھوبی پوچھیگا کہ مین تمھاری طرف سے کیا خبر کرون تم کہنا کہ تو یہ کہدے کہ صاحب لوح طلسم برج سرطان آیا ہی شاہزادے نے دلہین کہا کہ واہ سبحان اللہ اب انجام کار یہ ہوا کہ پاجیون سے مقدمہ عرض و معروض کی نوبت آئی خیر ہرچہ بادا باد حکم لوح کی تعمیل کرنا چاہیے آخر شاہزادے نے ایک دھوبی کو کہ بریش سفید نہایت مسن تھا سلام کیا اور مزاج پوچھا دھوبی بولا ای جوان میرا مزاج اچھا ہی یا نہین تجھے اس سے کیا شاہزادے نے دلمین کہا واہ کیا پاجی ہی کہ ہم تو کس غربت سے مزاج پوچھتے ہین اور وہ کیا جواب دیتا ہی پھر شاہزادے نے پوچھا ای دھوبی تم کپڑے اسی دریا مین دھوتے ہو وہ بولا تو شاید قاضی ہی جو ہمسے ہر امر کو دریافت کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا اس حکم لوح کے قربان عجب خرنا شخص سے پالا پڑا ہی پھر شاہزادے نے فرمایا تم بادشاہی دھوبی ہو یا اور خلایق کے کپڑے دھوتے ہو وہ بولا کہ عجب ایک بلاے ناگہانی مین گرفتار ہوا ہون دیکھیے اس سے کب نجات ہوگی یہ کہکر سب دھوبیون کو بلایا اور کہا یارو یہ حساب تم لوگون سے نیا پوچھنے والا پیدا ہوا ہی تم سب روزمرہ کا حساب اسکو بتاتے جاؤ وہ سب دھوبی بولے ای شخص تجھے اس دھوبی سے کیا کام ہی شاہزادے نے فرمایا میرا مطلب اس قرم ساق سے یہ ہی کہ مین اسکے فرزند نطفہ ناتحقیق کا مقصد دلی حاصل کردونگا دھوبی نے جو یہ سُنا کنارہ پر دریا کے فرش سفید بچھا دیا اور آپ عرض کرنے لگا کہ ای جوانمرد اس غلام زادے کا کیا مقصد ہی شاہزادے نے کہا صدق رسول اللہ کلموا الناس علی قدر عقولہم مین نے پہلے ہی اس گیدی سے اس قبیل کے کلام کیے ہوتے تو کیون سخت کلامی سُنتا اب کیسا منت و سماجت کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا ای قرم ساق شاید تو نہین جانتا کہ تیرا وہ فرزند نالائق احمق ناتحقیق پیکون کے سردار کی لڑکی پر عاشق ہی دھوبی نے کہا حضور نے کمال عنایت و شفقت فرمائی کہ آپ تکلیف فرماکر یہان تشریف لائے اب حضور ارشاد فرمائین کہ آپکا کیا مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا جب پوشاک بادشاہ کی لیجانا کہدینا کہ صاحب لوح طلسم برج سرطان یہان آیا ہی اس عرصہ مین ہاتھی اور گھوڑے مع جلوس شاہی کنارے پر دریا کے آئے شاہزادے نے دلمین کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہان پاجی پروری بہت ہوتی ہی وہ دھوبی بشوکت و تجمل سوار ہوکر شہر کو روانہ ہوا شاہزادے نے اُسی بددماغی مین لوح دیکھی معلوم ہوا کہ ای جوان طلسم کشاے برج سرطان قمر سے متعلق ہی اور جوتش کی راہ سے برہمن اسکو تیج کا ستارہ شمار کرتے ہین اسواسطے اسکے لوازمات بھی اسی قبیل کے ہونا چاہیے اسیوجہ سے اس شہر مین عرض بیگی شاہی دھوبی ہوتا ہی اب یقین ہی کہ تمھارے واسطے بھی سواری آتی ہوگی بعد ایک لحظہ کے چند اُمراے نامدار مع جلوس و سواری حاضر ہوے اور شاہزادہ کو بعزت تمام شہر مین لیگئے شاہزادے نے شہر کو آباد اور خلایق کو سفید پوش بارہ یک اندام بادام چشم دیکھا شاہزادے نے پھر لوح دیکھی معلوم ہوا کہ ای جوان بادشاہ کا جب سامنا ہو لوح کو دکھادینا اور بادشاہ کو

تخت سے اُتار دینا اور کہنا تو کرسی وزارت پر بیٹھ اور خود تخت پر اجلاس کرنا بس بادشاہ کرسی پر بیٹھیگا کہ موافق رسم
اس ملک کے تخت نشین کا وزیر الملک خطاب ہوتا ہی جب وزیر الملک پوچھے کہ تم کس مطلب سے یہان آئے
تو کہنا کہ مین مہر ادل مثلثۂ آبی کی چاہتا ہون کہ میرے فرمان پر ثبت ہو جب شاہزادہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا
بادشاہ کو بھی دروازہ گنبد بلور پر موجود پایا اور سردار پیکان بھی حاضر تھا شاہزادے نے حسب الحکم لوح کرسی
وزارت وزیر الملک کو عنایت فرمائی اور آپ تخت پر اجلاس فرمایا وزیر الملک نے عرض کیا کہ حضور کس
مطلب کو تشریف لائے ہین شاہزادے نے فرمایا واسطے حاصل کرنے مہر موکل برج سرطان کے وزیر الملک
نے ایک ہفتہ شاہزادے کی مہمانی کی اور محفل عیش و سرور گرم رہی شاہزادے نے فرمایا مین نے باغ اول
مین کچھ عورتون کو اس صورت سے دیکھا کہ مثل شاطرون کے جست و خیز کر رہی تھین اور ایک مکان سے دوسرے
مکان مین جاتی تھین یہ کیا اسرار تھا وزیر الملک نے عرض کی ای شہریار عالم طلسم سرطان کے مالک کہ پاکیزہ ذات و
صفات و تیز و چست ہین اسی سبب سے وہ نازنین بعض مکان طلسم جردی ہین القصہ بعد ایک ہفتہ کے وزیر الملک
شاہزادے کو بیرون شہر میدان لق و دق مین لایا اور تمام میدان مین فرش پر تکلف پاکیزہ بچھوایا بعد ازان
علمائے شہر جمع ہوئے اور اسم مہر شروع ہوا تین روز اسم خوانی کی گئی روز چہارم اوج ہوا سے ایک مرد نقابدار
مجمع مین آیا اور وزیر الملک سے پوچھا کہ ہمین کیون بلایا ہی وزیر نے کہا کہ یہ جوان نامدار فرمان پر مہر چاہتا ہی
نقابدار نے مہر ہاتھ سے اُتار کے وزیر کو دیدی وزیر نے فرمان پر مہر کر لی اور انگوٹھی نقابدار کو حوالہ کی کہ یکبیک
آسمان و زمین تیرہ و تار ہو گیا اور وہ نقابدار بھی مثل ایک شعلہ کے روانۂ آسمان ہوا مگر چہرہ نقابدار کا ایسا روشن تھا
کہ نقاب سے شعاع اُسکی باہر مثل شعاع آفتاب کے نمایان تھی وزیر الملک شاہزادے کو پھر شہر مین لایا اور
کنجیان خزانون کی شاہزادے کے آگے رکھدین شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسمین ہدایت ہوئی
کہ ان اجناس سے جو چیز چاہو لیلو ورنہ مطلب تمھارا حاصل ہی اگر سیر کرنا منظور ہو تو مضایقہ نہین شاہزادے نے
تحایف طلسم سے ایک خنجر جسکا قبضہ زمرد نگار تھا پسند کیا اور تین روز قیام کیا بعد اسکے وزیر الملک کو تخت شاہی پر
بٹھا کر خود روانہ ہوا اور وہی اسپ نقرہ جسپر سوار ہو کر پیر روشنضمیر کی خدمت با برکت مین گیا تھا واسطے لینے
شاہزادے کے آیا اور تمام دھوبی جلو مین ہوئے اثنائے راہ مین وہی دھوبی حاضر ہوا اور عرض کی ای شہریار
اب اس غلام کا بھی وعدہ ایفا فرمائیے شاہزادے نے حسب الحکم لوح اُس لڑکے کا نکاح پیکوان کی لڑکی سے
کر دیا اور شہر سے باہر چلا تھا کہ ایک تمثال بھی راہ مین ملا اور اُسنے رسید خواجہ ماہیار کی شاہزادے کو
حوالہ کی شاہزادہ وہان سے چند قدم روانہ ہوا تھا کہ ایک دروازۂ عالیشان نظر آیا شاہزادے نے پوچھا یہ
کون مکان ہی تمثال نے کہا یہ اُسی گنبد کا دروازہ ہی حضور اندر تشریف لیجاین شاہزادے نے قدم

اندر رکھا دفعتہً دروازہ غائب ہو گیا شاہزادہ وہان سے باغ مین اُن نازنینان دونده کے پہونچا اس مرتبہ جو
اُن نازنینون نے شاہزادے کو دیکھا سب خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوئین اور آداب وتسلیمات
بجا لائین اور عرض کی کہ حضور دعوت ہماری قبول فرمائین شاہزادہ ایک رات دعوت مین اُنکی رہا گو کہ اُن
ماہوش پری رخسارون مین نمک نہ تھا لیکن شاہزادہ اُنکی شوخ مزاجی اور حسن سلیقہ محفل سے کمال محظوظ ہوا
بعدہ وہان سے گنبد مین تشریف فرما ہوا جہان خزانہ تھا ایک جوان نے گنبد سے نکلکر سلام کیا کہ وہ داروغہ خزانہ
طلسم تھا داروغہ خزانہ نے شاہزادہ کی دعوت کا سامان شاہانہ کیا اور شہزادہ سے

تا کہ آید بہ مسکن پیکان	صبح دم شد سوار وگشت روان	چیز را خورد وتا سحر خوابید	رقص را دید شاہ وانشنید

غرض جب شہر مین پیکون کے پہونچا سردارون نے پیکون کے بھی مہمانی کی شاہزادے نے وہ رات عیش و
عشرت مین بسر کی اور صبح کو سرخان سردار ج نورالعین حاضر نہ تھا قمران سے شاہزادے نے پوچھا
ای برادر سرخان پیک نہین آیا قمران نے کہا ای شہریار شاید بادشاہ عجائبات کا یہان وارد ہوا ہی جسکے
تمام شاہان طلسم محکوم اور خراج گذار ہین یہ پیک سب اُسکے استقبال کو گئے ہین شاہزادے نے پوچھا
کہ بادشاہ طلسم کون شخص ہی جسکا یہ شاطر ہی قمران بولا غلام نے سُنا ہی کہ بادشاہان طلسم حصار چار مثلثہ بلکہ
تمام اہالی طلسم ایک ایک بادشاہ کے فرمان بردار ہین اور روح الملک بھی اُس سے سرتابی نہین کر سکتا
لیکن اس بادشاہ کا عمالک طلسم مین کوئی مکان معین نہین ہمیشہ سیر وتماشے مین رہتا ہی اور کبھی کبھی ملک ظہورستان
مین تشریف لیجاتا ہی اور قوم پریزادے سے ہی اہل طلسم سے نہین ہی اسی سبب سے ہمنے اُسکی صورت نہین دیکھی
فقط اسیقدر حال سُنا ہی جو حضور مین گذارش کیا اور یہ شاطر بادشاہ کا دو سال کے بعد شہر مین پیکون کے آتا ہی
فقط واسطے تحصیل خراج کے شاہزادے نے پوچھا کیا یہ شاطر بھی قوم آتشی سے ہی قمران نے کہا مجھے نہین معلوم
پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صورت اُس شاطر کی کیسی ہی قمران نے کہا شاید آج حضور کی بدولت مین بھی زیارت
کر لونگا مجھے اپنے کام سے فرصت نہین اس سے کبھی یہان آنے کا اتفاق نہین ہوا شاہزادے
کو بیان پہ قمران کے کلمہ حکیم عاقلہ کا یاد آیا کہ طالقوس نے طلسم جوزا مین بیان کیا تھا کہ شاہزادہ
شمسون مہر طلعت اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو خداوند کریم نے ایسی دختر رشک قمر عطا
فرمائی ہی اور حکیم فسطاس الحکمت نے اُسکو اپنی فرزندی مین لیکر سلطنت
کل عجائبات کی اُسے دی پس یقین ہی کہ یہ وہی ماہ پیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کل
طلسمات کی بادشاہ ہوگی اور یہ شاطر بھی اُسی کی طرف سے تحصیل خراج کو آتا ہوگا اس عرصہ مین وہ سب پیک ایک
شاطر نقابدار کو ساتھ لائے شاہزادے نے جب شاطر کو بغور دیکھا ایسا ایک جوان برق رفتار نظر آیا کہ تیزی

اُسکے سراپا سے ظاہر تھی جب وہ شاطر دربار مین آیا سب اہل دربار سے بالا دست بیٹھا مگر شاہزادے سے پائین لیکن آداز زنانی محسوس ہوتی تھی سرعان پیک نے عرض کی ای شہریار عالی وقار یہی شاطر نقابدار بادشاہ کی طرف سے ہمارا حاکم ہی شاہزادے نے پوچھا نام اسکا کیا ہی سرعان پیک نے کہا ہماری کیا مجال ہی کہ جو ہم نام لین اتنے مین خود وہ شاطر بولا ای شہریار میرا نام برق بریق ہی شاہزادے نے فرمایا واہ اسم بامسمیٰ ہو اب بتاؤ تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہی جو کہ شہنشاہ ممالک طلسم مشہور ہی برق بریق نے جواب دیا کہ نام اُس شاہ والا مقام کا ایسا نہین ہی کہ ہر جا و ہر محل پر لیا جائے شعر

گدایا را کہ با آن احترامش	برد در ہر مکان بے صرفہ نامش

شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ اظہار نام مین کیا گناہ ہی برق بریق بولا ہم مجبور ہین کہ ہمین ہر جا پر اظہار نام کا حکم نہین شاہزادے کو اظہار نام سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی کیفیت دریافت کرنی منظور تھی کہ بادشاہی اُسی کے نام ہوگی اور پتہ ملجائیگا جب برق بریق نے نام بادشاہ کا نہ بتایا شاہزادے نے سرعان سے پوچھا کہ تو نے کبھی شکل بھی اس شاطر کی دیکھی ہی سرعان نے عرض کیا کہ ہمنے نام تک نہین سُنا صورت دیکھنا کیسا آج خدا جانے کیا بات تھی کہ حضور سے ملاقات کی اور اب تک موجود بھی ہی نقابدار نے کہا شاید حضور کو میری صورت دیکھنے کا بہت شوق ہی خیر آپ مہمان ہین اور مہمان کی خاطر داری ہر طرح لازم و واجب ہوتی ہی ورنہ شہر کے باشندون نے بھی میری صورت کبھی نہین دیکھی بعد ازان نقابدار نے نقاب چہرے سے اُٹھا دی اور کہا حضور بغور ملاحظہ فرمائین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہی کہ شعلہ حسن جسکا آنکھون کو خیرہ کیے دیتا تھا اور سن بھی قریب بیس سال کے ہوگا لیکن صورت سے اُسکی عیاری و طراری ظاہر تھی خیال ہوا کہ اسکو کہین دیکھا ہی برق بریق بولی حضور جو اس غور سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کچھ شبہہ واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ہان مین نے کہین تمکو دیکھا ہی برق بریق بولی کہ جب حضور دروازہ عجائبات مین تشریف لے گئے تھے تو یہ کنیز بھی سیر باغ عشرت کو گئی تھی شاہزادے نے کہا ہان اب یاد آیا تمہین نے عجائبات مین ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملاقات کرائی تھی فوراً شاہزادے کے خیال مین آیا کہ اب اسکو جانے نہ دینا چاہیے کہ یہ ملکہ سے ملاقات کرا دیگی یہین ہاتھ بڑھا کے دامن اُسکا پکڑنا چاہا فوراً تاثیر طلسم سے بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا اُس نازنین کا پتا بھی نہ پایا سرعان نے پیک سے پوچھا برق بریق کہان ہی سرعان بولا حضور جس وقت آپکو غفلت ہوئی وہ اُسی وقت سے غائب ہی شاہزادہ تصور ملکہ نو بہار گلشن افروز مین زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگا اور سب حاضرین بھی چشم پُر آب ہوے الغرض شاہزادہ روتا ہوا وہان سے روانہ ہوا اور چشمہ عین السرطان پر پہونچا وہان دیکھا تو خیمہ وغیرہ کثرت سے برپا ہین قمران سے پوچھا یہ خیمے کسکے ہین قمران نے عرض کی جناب عالی عیفون دارغہ

چشمہ خرچنگ ملازمت والا کا امیدوار ہی اُدہر اجہ ماہیار سوداگر کو رخصت کرکے آپ گھوڑے پر سوار ہو کے
چشمہ سرطان کیا چیز ہی قمران نے کہا پیر و مرشد خدمت مین پہونچا اُس روشن ضمیر نے فتح طلسم و حصول مہر رب اول
گنہگار کو ایک قطرہ پانی مطلق میسر نہین آتا اور صورت عیش کا عزم بالجزم کیا ہی شاہزادے نے فرمایا جو میرے دلمین ہی
شب مہمان رہا اور جو تحفہ کہ پیش کیا اُسمین سے ایک تسبیح مرادرسے مین جیسا ارشاد ہوگا عمل مین آویگا لیکن میرا
حاکم قلعہ ابرق سپید قبا واسطے استقبال کے آیا اور شاہزادے سے کوئی ایسی تکلیف نہین جو مین نے نہ اُٹھائی ہو مگر
نے ابرق سپید قبا کے تحائف مین سے ایک تلوار آبدار قبول فرنگا ملکہ سے ملاقات دشوار ہی اور درخت ظہورستان
کے پہونچا قمران نے عرض کی کہ اب حضور اس غلام کی دعوت قبول فرمائین شاہزادے نے فرمایا بہت اچھا
پھر شاہزادے کو سایہ مین اُس درخت کے لایا کہ ناگاہ اس شجرۃ الطریق سے آواز آئی کہ ای شہریار
سلام علیک شاہزادے نے جواب سلام دیا لیکن متحیر تھا کہ آواز کدھر سے آئی قمران نے زین پوش بچھا کر
عرض کی کہ حضور تشریف رکھین شاہزادے نے دلمین کہا اس شخص کی مہمانی فقط اسکے فرش سے ظاہر ہی
خدا جانے کھانے مین کیا تکلف ہوگا مصرعہ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست ؛ قمران حضور مین
شاہزادے کے بیٹھ گیا اور اُسنے حکایات رنگین و آیات و احادیث بیان کرنا شروع کین اب شاہزادے
نے دیکھا کہ کسیطرف کھانے وغیرہ کا کچھ سامان نہین ہی کہ یکایک ہوا سے سرد چلنا شروع ہوئی قمران نے کہا اگر
تشنگی ہو تو غلام آب سرد حاضر کرے شاہزادے نے فرمایا بہتر عوض مین کھانے کے پانی ہی سہی قمران نے کہا
حضور ابھی کھانے مین عرصہ ہی جبتک کچھ فواکہات نوش فرماوین شاہزادے نے فرمایا کیا مضایقہ قمران نے
درخت کیطرف کچھ اشارے سے کہا کہ خوان میوہ ہاے انواع و اقسام موجود ہوگئے گویا کسی نے زمین پر رکھدیا
شاہزادے کو اس معاملہ سے حیرت ہوئی اور فرمایا ای قمران شاید تیری دعوت کے لیے اسباب ظاہری
ضرور نہین ہین کیونکہ طلسم یہی درخت ہی جسکو تیرا باپ مشہور کرتے ہین قمران نے کہا پیر و مرشد مصرعہ فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست ؛ جب وقت شام ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ دفعۃً تنہ درخت شگافتہ ہوا اور اُسکے
اندر سے غلامان پری پیکر اور خدمتگاران زرین کمر نکلے اور اُس دشت کو مصفا کیا اور پانچ فرسخ تک فرش
پر تکلف بچھایا کہ بادشاہان با سلطنت کو میسر نہ آیا تھا اور جب شام ہوئی وہ گیندہاے سیمین درخت سے زمین پر
آئے اور مثل تیر شہاب کے آسمان کو روانہ ہوئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ آواز غلغال کان مین آئی اور گروہ
گروہ نازنینان زہرہ جبین درخت کے نیچے آکے جمع ہوئین بعد اسکے ایک بزرگ نورانی صورت فرشتہ خصلت
باریش سفید و لباس پاکیزہ و عمامہ زیب سر درخت سے ظاہر ہوا اور تخت زمردنگار بچھوایا اور شاہزادے
کو باعزت تمام تخت پر بٹھایا اور ارباب نشاط کو طلب کرکے حکم دیا کہ ناچ گانا شروع ہو پھر تو لالہ رخان ماہرو

اُسکے سراپا سے ظاہر تھی جب وہ شاطر دربار مین آیا سب اہل دربار نے اپنے دست حق پرست سے
پائین لیکن آواز زنانی محسوس ہوتی تھی سرعان پیک نے عرض کی بعد نوش فرمانے اس شراب خوشگوار کے
بادشاہ کی طرف سے ہمارا حاکم ہی شاہزادے نے پوچھا اب نوش فرمائیے جب سرور آنکھون مین ہوا تصویر
کہ جو ہم نام لین اتنے مین خود وہ شاطر بولا ای شہریار بیدار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور یہ شعر متواتر زبان پر لایا شعر
ہواب بتاؤ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہے رہو | دل اپنا وان لگے کہ جہان اپنا یار ہو
شاہ والا ... اقبال اضطراب کو کام نہ فرمائیے اب زمانہ ہوا مصلحت دلدار
جا بتا آیا ہی سر اُٹھا کر دیکھو قدرت خدا نظر آتی ہی شاہزادے نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ از زمین تا آسمان
شعلہاے نور و فانوسان بلور روشن ہین اور تخت زمرد نگار پر ایک نازنین مہ جبین تاج مرصع نگار سر پر
رکھے ہوے اور پریزادان پری پیکر گرد و پیش مجمع ہی شاہزادے نے خوب غور سے ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز بہزار ناز و انداز جلوہ گر ہی شاہزادے کو یاراے ضبط کہان تھا بے اختیار ایک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا پھر وہ سامان روح افزا نظر نہ آیا پیر بزرگ نے
پوچھا خیر تو ہی رنگ چہرۂ مبارک کا کیون متغیر ہوا شاہزادے نے فرمایا ای بزرگوار آپ میرے اضطرار و
بیقراری جان زار کو کیا پوچھتے ہین مین جسکے شوق مین تباہ و سرگردان و حیران و پریشان جنگل جنگل اور
بیابان بیابان پھرتا رہا اُس آفت جان و دشمن دین و ایمان کو ابھی دیکھا اور پھر چشم زدن مین آنکھون سے
نہان ہو گئی آپ براے خدا اُسکا مقام بتا دیجیے یا مجھے وہان تک اگر ممکن ہو پہونچا دیجیے تا دم مرگ احسان مند
رہونگا پیر بزرگ نے کہا ای شہریار قسم ہی اُس پاک پروردگار کی مین اُسکا مقام نہین جانتا اور نہ یہ قدرت ہی کہ
اُس تک تمکو پہونچا دون مگر اتنا مجھے خوب معلوم ہی کہ ایک بار پھر تمسے تمھاری معشوقہ سے ملاقات ہوگی لیکن یہ
نہین جانتا کہ کب ہوگی پھر دوسرے روز شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قمران کو رخصت کرو اور
خود وہان سے روانہ ہو خواجہ ماہیار سے ملاقات ہوگی اُسسے بھی رخصت کرنا بعد اسکے وہی شاطر اور اسپ نقرہ
آئیگا اور تمھین پیر سبز پوش پاس پہونچا دیگا پھر جو امر مصلحت وقت ہوگا وہ تمھین سمجھا دینگے کہ یہ طلسم برج سرطان
اول مثلثہ آبی کا تھا تمام ہوا والسلام شاہزادہ حسب الحکم لوح کے ایک لحظہ کے بعد لشکر خواجہ ماہیار مین
پہونچگیا شاہزادے کو کمال حیرت ہوئی کہ اتنے عرصہ مین کہان کہان کیسی کیسی مصیبت مین پڑا اور کہان آگیا
لیکن قلعہ بلور وغیرہ کہین نہ ملا یہان خواجہ ماہیار سوداگر منتظر تھا پھر تشریف لانے شاہزادے کے خواجہ ماہیار
مع اپنے فرزند دلبند کے قدمبوس ہوا اور دعوت بڑی دھوم سے کی شاہزادے نے خواجہ ماہیار سوداگر
سے پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی خواجہ ماہیار بولا حضور مین اب اپنے وطن سمندریہ کو جاؤنگا اتنے مین

شاطر بچہ اسپ نقرہ لیکر حاضر ہوا شاہزادہ خواجہ ماہیار سوداگر کو رخصت کرکے آپ گھوڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوا القصہ بعد چند لمحے کے پیر روشنضمیر کی خدمت مین پہونچا اُس روشنضمیر نے فتح طلسم و حصول مہر رب اول مثلثہ آبی کی مبارکباد دی بعد ازان فرمایا ای شہریار آپ کا عزم بالجزم کیا ہی شاہزادے نے فرمایا جو میرے دلمین ہی آپکی زبان پر ہی ابھی دو مہرین فرمان پر اور باقی ہین اُسکے بارے مین جیسا ارشاد ہوگا عمل مین آویگا لیکن میرا مطلب دلی طلب وصال ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی کہ جسکی وجہ سے کوئی ایسی تکلیف نہین جو مین نے نہ اُٹھائی ہو مگر یہ بھی مجھے خوب یقین ہی کہ مین جبتک کہ ملک خلورستان مین نجاؤنگا ملکہ سے ملاقات دشوار ہی اور ملک خلورستان کا جانا بغیر متابعت رئیسان اربعہ کی غیر ممکن ہی جبتک فرمان پر سب کی مہرین نہون اور مہرون کا ہونا آپکی ذات بابرکات پر منحصر ہی لہذا آپکو میرے حال پر توجہ فرمانا ضرور ہی کہ مین اپنے مدعاے دلی سے کامیاب ہون پیر بزرگ نے فرمایا کہ ای شہریار یہ دونون مہرین باقی ماندہ جب تمھین حاصل ہونگی کہ تم اپنے قلب کو جفاکشی و مصیبت کا متحمل کروگے اور امورات پرخطر سے خاطر کو پراگندہ نہونے دوگے شاہزادے نے فرمایا کہ ای بزرگ یہ مثل حضور نے شاید نہین سُنی چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست پیر مرد نے کہا خیر جو مرضی تمھاری اب لوح زمردین جہان سے لائے ہو وہان پہونچادو اور اب لوح نحاس کی تلاش مین جاؤ جو طلسم عقرب کی خبر دہندہ ہی شاہزادے نے حسب الحکم پیر سبزپوش کے لوح اُسی مقام پر پہونچادی اور پھر پیر سبزپوش کی خدمت مین حاضر ہوا پیر سبزپوش نے بعد اداے رسم دعوت و مہمانداری کے ایک انگشتری دی اور کہا تم کنارے کنارے دریا کے چلے جانا وہان تمکو پانی سُرخ رنگ مثل خون معلوم ہوگا تم اس اسم کو تین سو ستائیس مرتبہ پڑھنا یہی تعداد طلسم عقرب کی ہی بعد ختم ہونے اسم کے ایک سنگ پشت دریا سے نکلیگا تم کہنا ای دابۃ البحر مجھکو مؤکل عقرب یعنی سیفائیل مجھے اپنی پشت پر سوار کرکے جزیرۂ ترکون مین پہونچادے وہ کچھوا تمکو وہان پہونچادیگا تم شہر مین جاکر میرے چھوٹے بھائی صارم شیردل کو تلاش کرنا جب صارم سے ملاقات ہو انگشتری میری اُسکو دیکر سلام کہنا یقین ہی کہ وہ بھی تمھاری مدد بدل کریگا لیکن حلیہ صارم کا یہ ہی کہ بلند قامت گندم رنگ سُرخ چشم پیوستہ ابرو اور ہر وقت مُسلح و مکمل رہتا ہی جب اس صورت کا جوان خوش رو خندہ پیشانی دیکھنا پہچان لینا کہ صارم شیردل یہی ہی

روانہ ہونا شاہزادۂ نامدار کا طلسم عقرب کیطرف اور فتح کرنا اس طلسم کا بمدد صارم شیردل کے

القصہ شاہزادہ معز الدین پیر سبزپوش سے رخصت ہوکر کنارے پر دریا سے احمر کے روانہ ہوے اور آب سرخ رنگ تک پہونچے دابۃ البحر یعنی کچھوے نے جزیرۂ ترکون مین پہونچایا جب داخل شہر ہوے شہر تنگ اور خلایق شہر ازرق چشم بلند قامت مہیب صورت نظرآ ئے وہ لوگ نہایت بدصورت خانہ جنگ شریر و بدذات

وغریب آزار سے شاہزادہ سیر کرتا اور تلاش صارم شیردل مین کوچہ بکوچہ پھرتا تھا مگر کہین صارم شیردل کا پتا
نہ لگا آخر ایک مرد نے شاہزادے سے پوچھا اے جوان دلاور بظاہر تو مرد مسافر معلوم ہوتا ہے کیا کہین کوئی مکان واسطے
قیام کے میسر نہین آیا کہ جو تو پریشان پھرتا ہے میرے غریب خانہ پر چل مین بخوبی تمام خدمت مہمانی بجا لاؤنگا شاہزادے
نے کہا مجبور ہون دلمین خیال کیا کہ مصرعہ با ہمین مردمان بباید ساخت ؎ ہرچند کہ قیافہ سے اُسکی کوئی صورت
انسانیت کی ظاہر نہین ہے لیکن خیر یہ شخص بہ التفات پیش آیا ہے اگر نہ چلوگے تو اسکی دلشکنی ہوگی افوض امری الی اللہ
کہا اور ہمراہ ہوا اُس مرد نے شاہزادے سے راہ مین پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے اور یہان
کس وجہ سے آنا ہوا شاہزادے نے کہا مین صارم شیردل کی تلاش مین آیا ہون اُسنے کہا صارم شیردل کے
نام کا اس شہر مین کوئی مرد نہین ہے یا تو مین واقف نہین الغرض وہ ترک کہ نام اُسکا کیوس خان تھا شاہزادے
کو اپنے مکان پر لایا اور یخنی روٹی تیار کرا کے شاہزادے کے آگے حاضر کی شاہزادے نے جب کیوس خان
کو مفلوک الحال دیکھا چند دینار سرخ عنایت فرمائے اور تین روز وہان رہا اور ہر روز تلاش مین صارم شیردل کے
کے سرگردان پھرتا تھا اور ہر کس وناکس سے جویاے صارم شیردل تھا جب کہین نشان صارم شیردل کا نہ ملا
کہا افسوس اب کہان تلاش کرون کہ سواے بازار کے اور کسی مکان کا پتہ پیر سبز پوش نے نہ دیا کہ وہان بھی جاتا
اب سخت مشکل مین پھنسے دیکھیے کب صارم شیردل ملین اور اپنی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ شعر

کنی مانند طفلان خاکبازی	دلا تا کے درین کاخ مجازی

لیکن کیوس خان ہر وقت اس فکر مین تھا کہ کسیطرح اسکے ہتھیار چھڑانا چاہیے اور قاعدہ کلیہ اس شہر کا یہ ہے کہ
بظاہر تو مسافر کی خاطر و مدارات از حد کرتے ہین اور باطن مین تکلیف و ایذا کے درپے ہوتے ہین کیوس خان بھی
چاہتا تھا کہ جسطرح ممکن ہو خواہ بحیلہ یا زبردستی سلاح ضرور لیجیے آخر ایک روز شاہزادے سے کہا اے جوان
ذیشان ہمارے شہر مین ایک عورت مطربہ مستان آغا نام نہایت حسین وخوبصورت ہے اگر حکم ہو بہ تفریح طبع
بلا لاؤن شاہزادے نے فرمایا مجھے اس سے رغبت نہین ہان تو صارم شیردل کو اگر تلاش کر لا تو مین انعام
بے حد تجھے دونگا کیوس خان نے دیکھا یہ شاہزادہ اس دام مکر مین گرفتار نہین ہوتا دو چار روز کے بعد پھر کہا
کہ سواے حسن وجمال کے وہ عورت نہایت خوش وضع و لطیفہ گو اور حاضر جواب ہے شاہزادے نے فرمایا خیر
اگر تیری یہی مرضی ہے جا بلا لا دیکھین کیسی وہ عورت ہے کیوس خان نے کہا اگر حضور وہین تشریف لیچلین تو نہایت
مناسب ہے شاہزادہ کیوس خان کے ساتھ مکان پر مستان آغا کے آیا دیکھا تو واقعی وہ عورت مطربہ
ازرق چشم زرد مو ایسی ہے کہ خواہ مخواہ اُسکی صورت سے ہنسی آتی ہے اُس عورت نے شاہزادے کی تعظیم و
تکریم بہت کی اور ایک شیشہ شراب لالہ فام کا ہمارے روبرو لا رکھا اور ایسے سخنان مضحکہ شروع کیے کہ باوجود ملال

خاطر اقدس شاہزادہ نہایت خوش و محظوظ ہوا غرضکہ حالت نشہ مین ہتھیار رکھو کر شاہزادہ پیشاب کو گیا اب
جو آکر دیکھا ہتھیار ندارد کیوس خان سے کہا ای مرد ہتھیار ہمارے تو نے کہان رکھے ہین کیوس خان نے
کہا ہین نے ہتھیار تمہارے آنکھون سے بھی نہین دیکھے خدا جانے کیا کہتے ہو شاہزادے نے مستان آغا
سے فرمایا کہ شاید تو نے ہنسی مجھسے کی ہو وہ قحبہ بولی ای جوان مین خود چار پیسے کے لیے کسب کرتی ہون تو عجب طرح کا
تماشہ بین ہو کہ ہمارے گھر مین آیا ہو اور ہمین کو چوری کی تہمت لگاتا ہو شاہزادے نے کیوس خان سے فرمایا
کہ ای مردک تیرے کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ میرے پاس سلاح نہ تھے کیوس خان نے کہا ہونگے لیکن ہمنے
نہین دیکھے اسی بحث مین اور ایک حرام خور اسی قبیل کا وہان آیا اور اُسنے نزاع لفظی کی وجہ پوچھی شاہزادے
نے فرمایا ای عزیز اس مکار نے میرے سلاح چُرا لیے ہین اور اب انکار صریح کرتا ہو اُسنے کیوس خان سے
کہا یہ جوان کیا کہتا ہو کیوس خان نے کہا غلط کہتا ہو ہم سلاح کی صورت سے بھی واقف نہین اُس مرد نے شاہزادے
سے کہا ای جوان شہر مین دروازہ عدل و انصاف کا وا ہو قاضی شہر کے پاس جا کر اسباب گم گشتہ کا دعوے کر
جو امر حق ہوگا قاضی فیصلہ کر دیگا شاہزادے نے دلمین کہا دیکھیے قاضی صاحب کیا انصاف کرتے ہین الغرض
دار العدالت مین گیا دیکھا کہ قاضی بسطح مسند عدالت پر بیٹھا خلایق شہر کا انصاف کر رہا ہو جب قاضی کو مقدمات پیشی
دار العدالت سے فرصت ہوئی شاہزادے کا حال پوچھا شاہزادے نے مفصل کیفیت بیان کی قاضی نے کہا
تیرے دعوی کا کوئی زن و مرد گواہ بھی ہو شاہزادے نے فرمایا تمام مردمان خانہ کیوس خان نے میرے
پاس سلاح دیکھے ہین اگر اب گواہی نہ دین تو یہ بات دوسری ہو قاضی نے کیوس خان کو مع اُس عورت مستان
آغا کے دار العدالت قضا مین بلایا کیوس خان کے مع ہمراہیون کے یہی اظہار گزرے کہ ہم ہرگز واقف
نہین یہ مرد ناحق تہمت دھرتا ہو قاضی نے مستان آغا اور کیوس خان سے کہا تم دونون زن و مرد قسم کھاؤ کہ ہم
اس مسافر کے ہتھیارون سے واقف نہین اُن ملعونون نے حلفًا قسم کھائی قاضی نے شاہزادے سے کہا بلاشبہہ
تو نے دعوے غلط کیا ہو خبردار آیندہ پھر کسی پر اسطرح کا اتہام نہ کرنا ورنہ تجھے سزا سے بد ملیگی شاہزادے نے
فرمایا واقعی خوب انصاف ہوا اور اچھی داد کو پہونچا مستان آغا نے کہا ای قاضی صاحب اب میرا حق محنت
اس سے دلوا دو کہ مین نے تمام شب اسکے روبرو نغمہ سرائی کی ہو قاضی نے شاہزادے سے کہا ای جوان اول
تجھے اس عورت ناچنے والی کو بہر صورت راضی کرنا چاہیے تھا ہرگاہ تو نے اسکی اجرت نہ دی اور عدالت تک نوبت پہونچی تو
اب جو یہ مانگے گی تجھکو دینا پڑیگا غرضکہ اس قحبہ نے جبتک تمام نقد و جنس و اسباب شاہزادے کا نہ لے لیا کسیطرح
راضی نہ ہوئی شاہزادہ بیک بینی و دو گوش قاضی کے محکمہ سے باہر نکلا اور اُسوقت یہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

صبا بیار بگوش عرض حال زار مرا　بہار خاطر آشفتہ تو بہار مرا
کہ ہر قدم بر شگفتہ ای گل رعنا　برنگ سنبل تو عقدہ ہاست کار مرا

اور کبھی کہتا تھا اس ترک رہگیر نے کیا فیلسوفی کی بڑا مکار و فریبی ہی اور اُس عورت قحبہ مستان آغا نے کیا چالاکی سے میرا زر و جواہر لے لیا اور قاضی نے بھی خوب عدالت کی یہ نحوست کوکب مریخ کی ہی کہ جو طلسم عقرب مین پیش آئی ناگاہ سرمہ زحل یاد آیا شاہزادے نے سرمۂ زحل آنکھون مین لگایا اور کہا دیکھیے یہان بھی سرمہ کا عمل پورا ہوتا ہی یا مثل اصغر نوجوان کے مین بھی ذلیل و خوار ہونگا قصہ کوتاہ صبح کو بازار گیا جب چوک مین پہونچا دوکان نان بائی سے دو تین شیرمالین اُٹھالین نان پز نے جو غائب ہوتے شیرمالون کو دیکھا بے اختیار سلام کیا اور شور و غُل مچایا کہ دیکھو یارو شیرمالین میری دوکان کی خود بخود چلی جاتی ہین شاید میری دوکان پر پیر غیب کا قدم مبارک آیا ہی یہ سُنکے تمام دوکاندار جمع ہوگئے اور اُنھون نے بھی یہ تماشا دیکھا اتفاقاً کیوس خان بھی اُسیوقت واسطے پکوانے روٹی کے دوکان نانبائی پر آیا اور دو قُرص دیگر پنیر روٹی نان بائی سے لی اور حسب اتفاق اُس دوکان پر نانبائی کے پانچ اشرفیان اور تین انگوٹھیان سونے کی ایک کونے مین رکھی تھین شاہزادے نے چپکے سے وہ اشرفیان اور انگوٹھیان اُٹھالین اور جیب مین کیوس خان کے رکھدین اور کیوس خان اپنے مکان کو روانہ ہوا جب نان پز نے دوکان بڑھائی اور اشرفیان و انگوٹھیان نہ پائین اس عرصہ مین شاہزادہ جلدی سے سُرمہ دھوکر دوکان پر نان پز کے آگیا اور کہا کہ اشرفیان اور انگوٹھیان تمھاری فلان شخص جو کہ روٹی و پنیر لینے آیا تھا لے گیا اور اُسکی جیب مین مین نے بچشم خود دور سے دیکھی ہین نانبائی یہ سُنکے فوراً دوڑا اور راہ مین اُسنے کیوس خان کو گرفتار کیا اور کہا تو نے میری اشرفیان اور انگوٹھیان چرائی ہین کیوس خان نے کہا کیا بکتا ہی مین اشرفیان کیا جانون مین نے آنکھ سے بھی نہین دیکھین نانبائی نے کہا مین تیری تلاشی لونگا کیوس خان نے چونکہ چرائی نہ تھین کہا بسم اللہ دیکھ لے نانبائی نے جیسے ہی جیب مین ہاتھ ڈالا اشرفیان و انگوٹھیان دونون جیب سے نکال لین اور کیوس خان کو کھینچتا ہوا بازار مین لے آیا سب دوکانداروں نے ملکر اُسکو ایسا مارا کہ بیدم کردیا راہ گیرون نے جان کیوس خان کی بچائی کیوس خان زخمی و کوفتی خراب و خستہ مستان آغا کے مکان پر آیا شاہزادہ سُرمہ لگا کر پہونچا اُدھر چند اوباشون نے حال سُنکر کیوس خان سے کیفیت پوچھی کیوس خان نے سرگذشت بیان کی اکثرون کو کیوس خان پر افسوس آیا اور بعض کو یقین ہوا مستان آغا نے کہا مین اس حرامزادے کے افعال سے خوب واقف ہون بیشک اسنے اشرفیان چرائی ہونگی اب انکار کرتا ہی کیوس خان نے بقسم کہا کہ مین سچ کہتا ہون کہ مین ہرگز واقف نہین ہون غرض شب کو سب اوباش باہم شراب کے نشہ مین خوب سرشار ہوے شاہزادے نے ایک دھول کیوس خان کے سر پر لگائی کیوس خان کو شبہہ گذرا کہ جو پہلو مین شخص بیٹھا ہی اُسنے دھول لگائی کیوس خان نے بھی ایک مکہ اُسکی گردن پر لگایا پھر تو باہم دونون مین لات گھونسہ چلنے لگا اُسمین آدھے بہ معاش ایک طرف ہوے اور آدھے ایک طرف شاہزادے نے ایک کی

پگڑی اُتار کے دوسرے کے سر پر رکھدی وہ بدمعاش نشہ مین سمجھے یہ انھین لوگون کا کام ہی آخر اسقدر فصہ و فساد ہوا کہ چند نفر جان سے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوے باقی وہان سے بھاگے کیوس خان بھی بھاگا اور مستان آغا بھی بخوف حاکم ایک مکان مین ہمسایے کے چھپ رہی شاہزادہ بخاطر جمع تمام کل مال و جواہر اپنا مستان آغا کے گھر سے لیکر چلا آیا اور فکر مین رہا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ کیوس خان اپنی سزاے اعمال کو پہونچے کیوس خان حرامزادے نے چند اوباشون سے ملکر ایک رات قاضی کے گھر مین چوری کی اور وہ مال کچھ نشانی کے طور سے ایک عورت عفیفہ و صالحہ کے گھر رکھ آیا اور دوسرے روز آپ قاضی کے پاس گیا اور کہا فلان عورت کہ جو ہمارے ہمسایہ مین رہتی ہی اُسکے گھر اکثر مال چوری کا آتا ہی یقین ہی کہ آپکا مال بھی شاید وہان آیا ہو اگر آپ کسی آدمی کو میرے ساتھ کر دیجیے تو مین آپکا مال منگوا دون قاضی نے چند پیادے کوتوالی کیوس خان کے ساتھ کر دیے کیوس خان اُس بیچاری ضعیفہ کے مکان مین مع پیادون کے گھس گیا اور پیادون سے کہا کہ فلان جگہ مال قاضی کا رکھا ہی وہ ضعیفہ نماز مین مشغول تھی کہ پیادے مشکین اُس بیچاری عورت کی باندھ کے کھینچتے ہوے قاضی پاس لائے قاضی مردود نے بلا تحقیق اُس عورت صالحہ کو دُرّے لگائے اور قید کیا ہرچند کہ اُس مظلومہ نے کہا کہ مین بے قصور ہون نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سُنتا ہی جب کیوس خان وغیرہ حرامخورون کی خاطر جمعی و اطمینان ہوا تو وہ مال قاضی کا آپسمین تقسیم کر لیا کیوس خان قرمساق نے اپنے حصہ کا مال اپنے مکان مین دفن کر دیا اور اُسی جا شاہزادے کے ہتھیار بھی دفن تھے شاہزادے نے فرمایا ایسا ظلم اس حرامزادے کا حد سے گذر گیا ہی یقین ہی کہ جلد تر اپنی سزاے اعمال کو پہونچے دوسرے روز شاہزادے نے قاضی پاس جا کر پوچھا ای قاضی صاحب تمھارے مال کا بھی کہین پتا لگا قاضی نے کہا ایک ضعیفہ کو ہمنے چوری کی علت مین گرفتار کیا ہی لیکن ہنوز اُسنے اقرار اپنے فعل کا نہین ہی شاہزادے نے فرمایا مال تمھارا اُس شخص کے مکان مین دفن ہی کہ جسکے مکان مین ہمارے بھی ہتھیار چوری گئے ہین قاضی نے کہا ای جوان مہربان اگر تجھے علم ہی تو پھر کیون توقف کرتا ہی جلد ہمارے آدمیون کو لیجا کر اپنے سلاح اور ہمارا مال مع چور کے گرفتار کرلا شاہزادہ بجمعیت چند نفر کوتوالی کیوس خان کے مکان پر گیا اور ایک پیادے سے کہا کہ کیوس خان کو آواز دے جیسے ہی پیادے نے آواز دی کیوس خان باہر آیا شاہزادے نے حکم دیا کہ اب یہ اندر مکان کے نہ جانے پائے اور اس سے کہو کہ یہین سے کہدے کہ عورتین پردہ نشین پردہ کرلین کیوس خان نے جب شاہزادے کو دیکھا اور یہ حکم سُنا کہا ای مسافر کچھ خیر ہی دو روز ہوے کہ مین نے مال قاضی کا مع نشان چوری گرفتار کرایا ہی آج تو میرے سر پر ناحق یہ آفت ناگہانی لایا چاہتا ہی چل مین قاضی سے روبکاری کرلونگا شاہزادے نے فرمایا پہلے ہمارا تعمیل حکم ہولے پھر قاضی کے سامنے روبکاری ہوگی ہرچند کہ اُس مردود نے حیلہ و حوالے کیے لیکن اُس عالیجاہ نے ایک نہ سُنی

آخر ناچار کیوس خان نے پردہ کرایا شاہزادہ مع پیادہ کوتوالی داخل مکان ہوا اور جہان مال وسلاح دفن تھا کھدوایا وہ مال مع سلاح برآمد ہوا پیادہ ہاے کوتوالی کیوس خان کو مشکین کسے مارتے پیٹتے مع مال قاضی صاحب کے پاس لاے قاضی صاحب نے اُس ضعیفہ مظلومہ بیچاری کو رہا کیا اور اُس مردود کو داخل زندان کیا شاہزادہ اُس ضعیفہ کے ساتھ اُسکے مکان پر آیا اور اس سے اُسکی کیفیت دریافت کی اُس مظلومہ آفت رسیدہ نے کہا اے شہریار پروردگار تیرے مقاصد دلی بر لاے اور آسیب وبلاے ارضی وسماوی سے محفوظ رکھے کہ میری اسوقت مین ایسی مدد کی حال میرا یہ ہے کہ مین خواجہ ابراہیم سوداگر ایرانی کی زوجہ ہون اور سات اولادین خداوند کریم نے مرحمت فرمائین لیکن زندہ کوئی نہ رہی آخر مین نے غم اولاد مین ترک دنیا کی اور عبادت پروردگار شب وروز اختیار کی اور باجازت اپنے شوہر کے مین اپنے والدین کی خدمت مین آرہی یہان سامان تجارت درست کر کے مین ملک روم سے فرنگ کو کشتی پر جاتی تھی اثناے راہ مین بھی بخت ونحوست طالع سخت سے کشتی ہماری صدمہ باد تند سے سرگردان ہوتی ہوئی اس ملک ترکان مین پہونچی اور ترکون نے ہمکو گرفتار کیا اور شوہر نے بھی قضا کی اور تمام مال واسباب ہمارا لوٹ لیا اس عالم ہراس مین ایک جوان ناآشنا مجھے اپنے مکان مین لایا اور مجھسے کہا اے مادر مہربان قضاے الہی سے کیا چارہ اب تم صبر کرو اور یہان جسطرح ہوسکے اپنی بسر اوقات کرو تمھین کسی امر کی تکلیف نہوگی اور چالیس روز کے کھانے کا سامان مجھے لا دیا اور کہا مین واسطے عبادت خدا کے فلان پہاڑ پر جاتا ہون اسواسطے یہ چالیس روز کا سامان تمھین مہیا کر دیا ہے کہ تا آنے میرے تمکو تکلیف نہو مین بعد چالیس روز کے آؤنگا مین نے اُس مرد حق آگاہ کے حق مین دعاے خیر کی وہ پہاڑ پر گیا مین دروازہ بند کر کے عبادت معبود برحق مین مشغول ہوئی اب اُسکے وعدہ مین تین روز اور باقی ہین شاہزادے نے فرمایا نام اُس جوان کا کیا ہے ضعیفہ بولی نام مجھے معلوم نہین لیکن وہ اس شکل وشمایل کا ہے شاہزادے نے جب غور فرمایا معلوم ہوا کہ یہ حلیہ بالکل صارم شیردل کا حسب فرمان پیر سبزپوش معلوم ہوتا ہے الغرض بعد تین روز کے چوتھے روز وہ جوان ضعیفہ کے پاس آیا شاہزادے نے سلام کر کے پیام پیر سبزپوش کا بیان کیا اور وہ انگوٹھی دی صارم شیردل نے کہا شاہزادہ معزالدین شاید تمھارا ہی اسم گرامی ہے شاہزادے نے فرمایا ہان مشہور تو یہ نہین ہے صارم شیردل نے مصافحہ کیا اور پوچھا ایسا کیا امر مہم درپیش ہوا کہ جو حضور نے خاکسار وجان نثار کو سرفراز باین تکلیف شاقہ فرمایا شاہزادے نے کیفیت گذشتہ اپنی بیان کی اور کہا اب لوح طلسم عقرب کی جستجو مین آیا ہون صارم شیردل نے کہا اے جوان لوح عقرب کے حاصل کرنے کو پتھر کا جگر چاہیے بشر کا کام نہین شاہزادے نے فرمایا ہان خدا آسان کریگا تم خاطر جمع رکھو شعر

مرد باید کہ ہراسان نشود	مشکلے نیست کہ آسان نشود

اور جو یہ تمنے کہا کہ بشر کا کام نہیں بشر کو خدا وند جلیل نے افضل المخلوقات پیدا کیا ہی مصرعہ انسان تو وہ ہی کہ گیا لامکان تلک ٭ صارم شیر دل نے کہا اچھا اگر یو نہین مرضی مبارک مین ہی تو کل روز سہ شنبہ ہی جسکو فارسی مین کیوان مریخ بھی کہتے ہین تم قصابون مین جاؤ وہان ایک مرد سنگدل نام رہتا ہی وہ اسم بامسمی ہی اسکا قاعدہ یہ ہی کہ روز ایک آدمی کو واسطے خاصہ بادشاہ شہر کے ذبح کرتا ہی لیکن سرمہ زحل بھی تمھارے پاس ہی شاہزادے نے فرمایا موجود ہی اگر سرمہ نہوتا میری زندگی اس شہر مین دشوار تھی بعد ازان حال گذشتہ اپنا بیان کیا صارم شیر دل نے کہا سرمہ زحل آنکھون مین لگاؤ اور خوابگاہ مین اس ثانی ضحاک بادشاہ شہر کے جاؤ اور انگوٹھی پیر سبز پوش کی اسکی انگلی مین پہناؤ جب وہ بیہوش ہو جائے اُسے چادر عیاری مین باندھکر قصاب کے پاس لیجاؤ جب وہ تمسے پوچھے کہ یہ کیا شے ہی تم کہنا کہ بحکم شاہ تو اس آدمی کو ذبح کر دے اور دل و جگر نکال دے کہ مین کباب گزک بادشاہ کیواسطے تیار کرون وہ سنگدل دل و جگر بادشاہ کا تمکو نکال دیگا تم وہ دل و جگر لیکے داہنی طرف کو روانہ ہونا تھوڑی دیر کے بعد ایک عالیشان پہاڑ ملیگا اُس پہاڑ پر ایک پتھر سرخ پاؤگے جگر کو اس سرخ سنگ پر رکھدینا پس وہ پتھر ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اور پھر ٹکڑا مثل شعلہ کے ہوا سے آسمان ہوگا بعد ایک ساعت کے ایک مار سرخ یاقوت رنگ پتھر کے نیچے سے باہر آکر وہ جگر کھا لیگا اور اُسکے عوض مین لوح مسمی اُگل دیگا جب تم لوح مسمی کے لینے کا قصد کروگے ایک عقاب اس لوح کو پنجہ مین دباکر لیجائیگا تم آواز بلند کہنا اے عقاب اپنا حصہ لے اور لوح مجھے دے پس تم اُس دلکو اُسے دکھانا وہ لوح تمکو دیگا تم اُسے دل دینا وہ دلکو پنجہ مین پکڑ روانہ آسمان ہوگا پھر تم یہ لوح یہان تشریف لانا مگر سرمہ زحل سے غافل نہونا قصہ کوتاہ شاہزادے نے موافق ہدایت و تعلیم صارم شیر دل عمل کیا اور جگر بادشاہ کا سنگ سرخ پر رکھا ایک مار سرخ زہر آلود اُس سنگ سرخ سے باہر آیا کہ جسے دیکھکر روح انسان کی قالب سے نکل جائے غرض اُس آفت و مصیبت سے لوح مسمی لیکر روانہ شہر ہوا جب قریب شہر پہونچا دیکھا سارا شہر مسلح و مکمل تیر و کمان ہاتھون مین لیے جنگ پر تلے ہوئے ہین اور کوئی فرقہ ایسا نہین ہی کہ جو ہتھیار بند نہو اور چوک مین دورویہ سپاہ شاہی سرخ کپڑے پہنے صف بستہ کھڑی ہی لیکن آدمی خلقت ایک طرف تھی اور آدمی ایک طرف شاہزادے نے جو ایک ہنگامہ قیامت برپا دیکھا خیال مین آیا کہ سرمہ دھوکر کسی سے اس حال کو پوچھنا چاہیے پھر دلمین کہا صارم شیر دل نے سرمہ کی تاکید کی تھی آخر اُس ضعیفہ کے مکان مین پہونچا یہان صارم شیر دل منتظر تھا شاہزادے نے صارم کو سلام کیا صارم نے بعد جواب سلام کہا اے صاحب لوح و سرمہ ہم بہت مشتاق تمھارے تھے شاہزادہ سرمہ دھوکے صارم کے پاس آیا صارم شیر دل نے حصول لوح کی مبارکباد دی اور پوچھا تمنے لوح مین کوئی مطلب بھی دیکھا شاہزادے نے کہا دیکھا سب کچھ مگر مجھکو کوئی حرف نہ دکھلائی دیا صارم شیر دل بولا حرف بھی بوقت ضرورت سب ظاہر ہو جائینگے تم لوح ذرا مجھکو دو شاہزادے نے لوح

حوالی کی صارم شیر دل نے پہلے لوح کو چارون طرف مکان کے دکھایا بعد اسکے کوٹھے پر فرش بچھوایا اور کہا
اب تم بآرام تمام سیر جنگ ان ترکون کی یہان سے دیکھو شاہزادے نے پوچھا یہ قصہ و فساد کیسا ہی صارم شیر دل
بولا بوجہ قتل ہونے بادشاہ کے یہ فساد پیدا ہوا ہی بلکہ اور زیادہ ہوگا شاہزادے نے فرمایا آخر وجہ اسکی کیا ہی
صارم شیر دل نے کہا پیر و مرشد یہ ترک فلک کے منسوبات سے ہین اور طلسم عقرب اسکا نام ہی جبتک کہ ساکنان شہر
طریقہ شریعت و انصاف و عدالت پر قائم رہتے ہین کوئی صورت فساد کی پیدا نہین ہوتی اور نہ کوئی آفت آتی ہی اور
کل خلقت یہان کی آب ظلم سے خمیر کی گئی ہی لامحالہ ڈھائی برس کے بعد مریخ کے دورہ کامل مین اہل شہر جادۂ اعتدال
سے منحرف ہوکر ظلم و جور از حد اختیار کرتے ہین آخر خود اُسی وبال ظلم مین جہنم واصل ہوتے ہین اور جبتک خلاف
شرع کوئی امر واقع نہین ہوتا وہ محفوظ رہتے ہین اور بقدرت کاملہ اس کثرت سے پیدا بفضل الٰہی ہوتی ہی کہ شہر آباد
ہو جاتا ہی لیکن اس مرتبہ جو آپنے یہ صورت ملاحظہ فرمائی یہ بیس برس کے بعد ظہور مین آئی اس وجہ سے کہ
قرآن النحسین برج عقرب مین واقع ہوا ہی اور ظلم و ستم ان لوگون کا حد سے زیادہ ہو گیا ہی اور یہ آیہ متبرکہ پڑھی
وَاِذَا اَرَدْنَا اَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ای شہریار حالانکہ ظلم و جور بادشاہ
کا آگے بھی تھا کہ بے گناہون کو ناحق قتل کرواتا اور قافلون کو لوٹ لیتا اور مسافرون کو ایذا پہونچاتا تھا لیکن اب
جو کیوس خان نے اس عورت صالحہ و عفیفہ کو چوری کی علت مین متہم کرایا اور قاضی مردود نے بلا تحقیقات
دُرّے لگوائے اور بادشاہ نے تحقیق ہونے پر قاضی کو سزا نہ دی غضب ہو گیا شاہزادے نے فرمایا
سبحان اللہ الملک المستقیم الجبار ای برادر اہل شہر جو یہ خون کرتے ہین اسکا کیا انجام ہوگا صارم شیر دل نے کہا
جبکہ بادشاہ قتل ہوا تو قاضی و وزیر ہین واسطے ریاست کے جھگڑا ہوا آدھے لوگ اُدھر ہوئے آدھے ادھر
ہوئے اب جبتک ہزارہا آدمی طرفین کے قتل نہونگے یہ مقدمہ یکسو نہوگا بعدہ قاضی و وزیر دونون مع خلایق شہر
بکمر احمر پر جاکر رب النوع سے اپنا استحقاق ثابت کرینگے اور طلب حق کرینگے شاہزادے نے پوچھا رب النوع
انکا کون ہی صارم شیر دل نے کہا مریخ جلاد فلک کہ اُسی کے منسوبات سے یہ ہین شاہزادے نے فرمایا مریخ
کیونکر تصدیق حق کریگا عقل مین نہین آتا صارم شیر دل نے کہا یہ امر لایق بیان نہین ہی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی
انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ خود دیکھ لینگے کہ یہ سب معرکہ بھی آپکے روبرو گذریگا اسواسطے کہ رب النوع فقط تصدیق
حق ہی نہین کرتا بلکہ موافق ہر گناہ کے ہر شخص کو سزا سے عارضہ ملتی ہی ہر گناہگار اپنے کردار کی سزا پاتا ہی ابیات

گنگی و کوری و کری وجذام	فالج و لقوہ سوزش اندام ہر قدر شان گناہ خواہد بود	غالب آید بہ پیکر ایشان حالت شان تباہ خواہد بود	خار ریزد بہ بستر ایشان

اسی خوف سے لوگ وہان نہین جاتے جب مجبور ہوتے ہین اور کوئی صورت صفائی کی نہین نظر مین آتی اُسوقت جاتا ہی

پڑتا ہی اور سوا اسکے انکے لیے اُس قادر قدرت نے بھی یونہین مقدر کیا ہی کہ اُسکو اس قوم کا خود ہلاک کرنا منظور ہی
شاہزادے نے فرمایا انکو تا ہم صلح کرنا چاہیے صارم نے کہا پیر و مرشد مقدرات الٰہی کی کوئی اصلاح کر سکتا ہی نہ
انکو جنگ ہی کا اختیار ہی نہ صلح کا یہان تو دفعتہً بلواے عام ہو جاتا ہی اور پھر لاکھ کوشش کرین وہ ہنگامہ دفع نہین
ہوتا شاہزادے کو نہایت تحیر ہوا صارم شیردل نے کہا اب آپ تماشاے جنگ ملاحظہ فرمائین ناحق فکر
کیون فرماتے ہین کہ خود کردہ را علاجے نیست اور کردنی خویش و آمدنی پیش کا معاملہ ہی دیکھیے کسقدر بہادری و
مردانگی سے لڑ رہے ہین شاہزادے نے دیکھا تو واقعی جہانتک نظر کام کرتی تھی ایک دریاے خون جوش
مار رہا تھا لیکن صارم شیردل نے چونکہ پہلے لوح چارون طرف گھر کے دکھا دی تھی لہذا برکت سے اسکی
گولی و تیرون سے یہ مکان محفوظ تھا شاہزادہ اُنکی جنگ مغلوبہ دیکھ رہا تھا اور تعریف دل مین کر رہا تھا
جب نوبت طرفین مین دو چار ہزار آدمیون کے قتل کی پہنچی ایک آدمی نے بیچ میدان مین آکر چادر امان
ہلائی اور ایک آواز احقاق الحق کی بلند کی پس مثل طبل بازگشت کے دفعتہً وہ ہنگامہ موقوف ہو گیا اور تمام
خلایق نے قصد بحر الاحمر کا کیا کہ بروز سہ شنبہ کل امیر و فقیر صغیر و کبیر کنارے پر دریاے بحر الاحمر کے جمع ہونگے
صارم شیردل نے عرض کی کہ اب حضور تماشاے عدالت ملاحظہ فرمائین شاہزادے نے کنارے پر دریا
کے ایک محل عالیشان دیکھا کہ اسکے در و دیوار سر سے پا تک یاقوت احمر کے تھے وزیر مع اپنے آدمیون کے
داہنی طرف محل کے صف بستہ کھڑا ہوا اور قاضی شہر بائین طرف اور تمام خلایق عورت مرد بیچھے قاضی کے
خاموش کھڑی تھی عالمون نے طرفین کے ساعت اول مین دعوت مریخ شروع کی جب وہ دعوت ختم کر چکے
تب اُنھون نے خلایق کی طرف متوجہ ہو کر اشارتاً کچھ کہا تمام خلایق نے باواز بلند ایک مرتبہ احقاق الحق کہا
یکایک از زمین تا آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور اُس اندھیرے مین برج عقرب کی شکل نمودار ہوئی اور دریا مین ایسا
تلاطم پیدا ہوا کہ بے اختیار سب کی آنکھین بند ہو گئین بعد اسکے ایک شکل عجیب الخلقت اس ہیئت کی دریا سے
پیدا ہوئی کہ جس سے زہرۂ رستم پانی ہو جائے شاہزادے نے کبھی کسی طلسم مین اسطرح کی مہیب شکل نہ دیکھی تھی
حالانکہ بازو پر لوح نحاس بھی بندھی تھی اُسپر بھی خوف سے شاہزادے کے ہوش و حواس بجا نہ رہے اور تمام
بدن مثل بید کانپ رہا تھا کہ اس اثنا مین ایک بچھو اسقدر لمبا چوڑا قریب ہزار گز کے طویل اور پانچ سو گز کا چوڑا
اور دم بارہ سو گز بلند سر مثل چھتر کے اور نیش اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے معلوم ہوتا تھا دریا سے پیدا ہوا اور پشت پر
اُس بچھو کے ایک مرد سیاہ فام خونخوار پر ہیبت سوار تمام بدن اُسکا مثل آفتاب کے درخشان اور ناخون کی
بجگہ خنجر بُران تھے اور وقت چلنے کے پانی مین آگ لگ جاتی تھی جب تمام خلایق نے عقرب پر عقرب سوار کو دیکھا
عالمون نے چارون طرف سے الحق الحق کا شور کیا اور خلایق مین گویا جان نہ تھی کہ حق کو پکارتے پس ایک خنجر اور

سشرارۂ آتشی نے عقرب اور سوار عقرب سے جدا ہوکر جسم کو گناہگارون کے مبتلاے عوارض برودت وحرارت
کیا اور بے گناہ محفوظ رہے اور ارکان سلطنت نے بخشش خان کو جو وزیر تھا تخت فرمانروہی پر بٹھا دیا بعد اسکے
تمام خلایق شہر مین چلی آئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی دیکھا قاضی جلکر راکھ ہوگیا تھا اور ہمراہی بھی اسکے ایک حصہ
جہنم مین پہونچے تین حصہ امراض مختلف مین مبتلا ہوے باقی بیگناہ محفوظ رہے شاہزادہ صارم شیردل کے
ہمراہ ضعیفہ کے مکان پر آیا صارم شیردل نے کہا اے شہریار ایسا تماشا یقین ہے کہ کبھی چشم مبارک سے نہ گذرا ہو
شاہزادے نے کہا معاذ اللہ خدا نہ دکھلائے مدت العمر یہ ہنگامہ بھی یاد رہیگا صارم شیردل نے کہا حضور کو ابھی
اس عقرب سوار کے پاس واسطے مہر رب دوم مثلثہ آبی کے ضرور جانا ہوگا شاہزادے نے فرمایا اگر یہی
امر ہے تو اب دیر کیون ہو جہانتک کہ جلدی اس کام مین ہو بہتر ہے غرض دوسرے روز چہارشنبہ کی صبح کو صارم شیردل
نے شاہزادے سے کہا کہ دریاے احمر پر جاکر قریب محل پانچوین ساعت مین دریا کے پانی کو بغور دیکھیے گا
پانی وہان کا پیچدار ہوگا اور اسکی لہرون سے ایک عبارت پیدا ہوگی تم اس عبارت کو یاد کرنا اور اسی جا ہر
شہزادے پڑھنا بعد اسکے سات مرتبہ لوح کو پانی مین غوطہ دینا پھر جو سوال لوح سے کروگے جواب شافی حاصل
ہوگا قصہ کوتاہ شاہزادہ صارم شیردل سے رخصت ہوکر کنارۂ دریا زیر محل پہونچا اور موافق تعلیم صارم شیردل
کے دریا مین لوح کو مشغول کیا پھر جو دیکھا مطلب ظاہر ہوا کہ اے طالب سیر طلسم عقرب اس لوح کو آفتاب کے
مقابل رکھ عکس لوح سے محل کا دروازہ معلوم ہوگا محل کے اندر جانا وہا جو امر ہو لوح سے دریافت کرنا شاہزادہ
حسب الحکم محل کے اندر گیا وہان کسی جانور تک کو نہ دیکھا آدمی و پریزاد کیسا ناچار سیر کرتا تماشا دیکھتا محل کے
دوسرے دروازے سے باہر گیا اور بعد چند قدم کے ایک پہاڑ سرخ رنگ کا نظر آیا اور پہاڑ پر ایک مکان عالیشان
سرخ رنگ کا بنا ہوا دیکھا شاہزادہ اس مکان مین گیا وہان ایک باغیچہ تھا اور اسی باغیچہ مین چند قطعہ مکان تھے
اور ایک مکان مین ایک نازنین مہ جبین سرخ پوشاک پہنے ہوے تخت یاقوت پر غمگین وملول بیٹھی تھی شاہزادے
نے پوچھا یہ کون مکان ہے اور تیری یہ کیا کیفیت ہے اس شعلہ رو نے کہا اے جوان یہان سے نزدیک ایک شہر شوکت نگار
ہے وہان کے بادشاہ کی بیٹی ہون نام میرا ملکہ گلگونہ ہے اور میرے باپ کا نام حشمت شاہ ہے اور اس پہاڑ پر
ایک مکان ہے کہ اسمین ایک سو تیس ۱۳۰ چور رہتے ہین انمین انتیس نفر سردار ہین اور باقی نوکر اور یہ نابکار رہزنی
مین نہایت طاق ہین دوسرے ایسے بدفعل ہین کہ رات و دن فاعلی ومفعولی مین مشغول رہتے ہین ایک روز
ازراہ مذاق آپسمین کہا کہ کسیطرح اس شہر کے بادشاہ کی بیٹی چوری سے یا زبردستی یہان لے آئین غرض چار
چور انمین سے مستعد ہوے اور مجھے سوتے مین یہان اسطرح اٹھا لائے کہ مجھکو مطلق خبر نہوئی اور اس پہاڑ پر
ایک جانور سرخ رنگ مثل بچھو کے رہتا ہے مگر بچھو کی آنکھین ظاہر نہین اسکی ایک آنکھ مثل بیل کے ہے اور سرخ ہے

یہ چور اُس جانور کو تیر سے مارتے ہین اور چربی اُسکی نکال کے اپنے جسم مین ملتے ہین پھر کوئی حربہ تیر و تبر و تیغ جسم پر
موثر نہین ہوتا اور ایک بار کی مالش اُس چربی کی ایک سال کو کافی ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ روئین تن کہلاتے
ہین جب مین یہان بیدار ہوئی تو سب نے ملکر کہا کہ اے ملکہ ہمکو اور کسی بات سے غرض نہین ہے لیکن صرف تم
ہمارے واسطے کھانا تحفہ پکا دیا کرو مین درگاہ خدا مین شکر گذار ہوئی کہ خیر باعفت و عصمت تو رہی اس عرصہ مین
میرے باپ نے ان چورون پر فوج کشی کی لیکن کوئی صورت میری رہائی کی نہوئی لاچار ہو کر خاموش ہو رہا تم
نادانستہ یہان چلے آئے ہو اور وہ چور بھی ابھی نہین آئے ہین لہذا اب تم چلے جاؤ ورنہ اُنکی صورت ہی تمھارے
ہلاک ہونے کو کافی ہے کیونکہ آدمی کی صورت سے اُنکی صورت خلاف ہے قد اُنکا نو گز کا ہے اور ایک آنکھ مثل
شعلہ آتش کے پیشانی پر ہے اور ایک زخم جسطرح کہ تلوار لگی ہو ہر ایک نفر کے گال پر پیدا ہے شاہزادہ حیران
ہوا اور ملکہ گلگونہ سے فرمایا تو نے عجیب جملہ بیان کیا ملکہ گلگونہ نے کہا یہ ملعون غول ہین اور تھوڑے دنون سے
یہان رہتے ہین نہین معلوم کہ ملک اُنکا کہان ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ملعون آپہونچے اور جبتک شاہزادہ خبردار ہو
چند نفر نے شاہزادے کو پکڑ کر ایک طاق پر کہ زمین سے دس گز بلند تھا بٹھا دیا اور ملکہ گلگونہ سے کہا اے پریزاد
تو نے ہمارے واسطے خوب شکار پیدا کر رکھا ہے ہم مدت سے ایسی لذت کے کھانے کی تلاش مین تھے کہ یہان کے
آدمی سب بے نمک اور بد مزہ ہوتے ہین شاہزادے نے دلمین کہا کہ واقعی ایسا مفت کا شکار کہان ملیگا اور مین
تمھارے لئے ہی کیواسطے آیا ہون ملکہ گلگونہ حال پر شاہزادے کے نہایت افسوس مین تھی اور کہتی تھی
خدا جانے یہ بیچارہ کس مطلب کو یہان آیا تھا اور کس بلا سے ناگہانی مین پھنسا غرض اُن ملعونون نے ملکہ گلگونہ
سے کہا اے ملکہ آج تم اس شکار فربہی کے گوشت کے کباب لگاؤ کہ ہمارا نہایت جی چاہتا ہے ملکہ گلگونہ نے کہا ابھی تو
یہ دبلا لاغر ہے تم چندے صبر کرو جب خوب تیار ہو تو کباب خوب پکینگے وہ چپ ہو رہے اور جو شکار کر لائے تھے اُسکا
گوشت کھایا اور پھر اغلام مین مشغول ہوگئے ملکہ گلگونہ نے شرم سے آنکھین بند کرلین شاہزادے نے اُن کے
افعال بد پر لعنت کی اور لوح کو دیکھا اُسمین یہ ہدایت ہوئی کہ یہ مریخ و عقرب کے منسوبات ہین تم سرمۂ زحل آنکھو مین
لگاکر شہر حشمت نگار مین جاؤ وہان بقالون مین ایک سپید بقال رہتا ہے اُسکی دوکان پر سنگ وزن کے بہت ہین
اُسمین ایک پتھر ہے کہ جس پر سات بادشاہون کی سات مہرین ہین وہ تمکو جس قیمت کو دے تم خرید لو اور محلہ مین لوہارون
کے جاؤ وہان ایک بہرام لوہار رہتا ہے اُس سے کہو کہ اسکی مجھے ایک تلوار بنا دے جو مزدوری وہ مانگے دیکر تلوار
اس لوہے کی اُس سے بنوا کر حشمت شاہ بادشاہ عالیجاہ کے پاس جاؤ وہ پوچھیگا تم کس مطلب سے یہان آئے ہو
تم کہنا مین تمھاری صاحبزادی کو اُن یک چشم چورون سے چھڑا لاؤن تو عوض اُسکے مجھے کیا دوگے حشمت شاہ
نہایت تمھاری تعظیم کریگا اور کہیگا جو میرے قبضہ قدرت مین ہے وہ سب حاضر ہے تم حشمت شاہ سے فوج لے کر

ایک چشم چورون کے مقابلہ کو جاتا اور لوح کو بازو پر باندھتا کہ برکت سے لوح کے کوئی حربہ چورون کا تم پر کارگر ہوگا
اور چورون پر بھی سوا اس تیغ خانہ ساز کے اور حربہ موثر نہوگا بعد فتح ہونے کے اسد بن بہرام لوہار کے ساتھ
ملکہ گلگونہ کا عقد کر دینا کیونکہ پشتون سے سپہ سالار اس ملک کی فوج کا ہی اور اصل مین لوہار کی نسل سے ہی باقی کیفیت
وہ اپنی آپ تمسے بیان کریگا اور اگر حشمت شاہ تمھارے قول کا یقین نہ کرے تو یہ شمشیر خانہ ساز اُسے دکھلا دینا اور
بہرام سے بھی کہنا کہ تجھے بھی عوض مین اس عقد کے کچھ سلوک کرنا چاہیے وہ کہیگا جو ارشاد ہو تم کہنا کہ عمل حدید اور
دعاے سیفی ہمکو بتا دے بہرام عمل حدید اور دعاے سیفی اس ملک کی بتا دیگا تم بعد حصول عمل حدید پھر لوح کو
دیکھنا قصہ کوتاہ وہ ملعون تو اُس روسیاہی مین مشغول تھے شاہزادہ سرمہ لگا کر غائب ہوا چورون نے جو طاق
خالی پایا ملکہ گلگونہ سے کہا ای نازنین تو نے ہمکو ایسے گوشت لذیذ سے محروم رکھا ملکہ گلگونہ نے جواب نہ دیا شاہزادہ
شہر شوکت نگار مین پہونچا اور وہ سرمہ بقیمت ایک اشرفی کے عبید بقال سے مول لیکر بہرام لوہار کے پاس آیا
بہرام نے بادب سلام کیا اور شاہزادے کا حال پوچھا شاہزادے نے فرمایا مین مسافر ہون ایک کام کو آیا ہون
بہرام نے پوچھا کیا کام ہی فرمائیے کہ آپ ایسے کرمفرما کا کام کرنا عین سعادت ہی شاہزادے نے وہ سرمہ بطور نمونہ
دیا اور کہا ایک تلوار ہمین بنادو بہرام بولا تلوار اس لوہیکی نہایت دشواری سے تیار ہوگی مزدوری اسکی دیسیکئے ہو
شاہزادے نے فرمایا کیا ایسی اُجرت ہی بیان کر بہرام نے کہا آج آپ غریب خانہ کو سرفراز فرمائین کل مین عرض
کرونگا شاہزادہ بہرام کے مہمان آیا بہرام نے سامان دعوت شاہزادے کیواسطے مہیا کیا لیکن کھانا بے نمک
و بدمزہ ایسا تھا کہ کھایا نہ گیا

بیان کرنا بہرام کا اپنے قصہ کو شاہزادہ معزالدین عالی وقار کے روبرو

غرضکہ رات کو شاہزادے نے آرام فرمایا صبح کو بہرام نے یون قصہ اپنا شروع کیا کہ مین کاوہ لوہار کی قوم سے
ہون اور آبا و اجداد میرے اس شہر کے حکمران ہوتے آتے ہین بلکہ مین سپہ سالار بادشاہ حشمت شاہ کا تھا
آجکل مجھسے اور شاہ سے ایک نوع کی کشیدگی ہو گئی اور وجہ کشیدگی کی یہ ہی کہ ایک فرزند دلبند میرا بہادر زمان
اشجع دوران اسد نوجوان نامے ہی قضاے کار اتفاق روزگار شاہزادی ملکہ گلگونہ برائے سیر باغ کو گئی ہوئی تھی
اور وہ بندہ زادہ بھی شکار کو گیا تھا وقت واپسی شکار کے اتفاقاً اُسکا اُسکی طرف سے گذر ہوا اور ملکہ ایک چمن مین
پھول کھڑی توڑ رہی تھی کہ اسد نوجوان و ملکہ گلگونہ دوچار ہوے نظر سے نظر لڑی برچھی عشق کی جگر کے پار ہو گئی
اسکو تو ایک عشق سا طاری ہوا اور وہ معشوقہ وہان سے ایک مکان مین پوشیدہ ہو گئی اسد وہان سے بحال خراب و
با دل پر اضطراب اپنے گھر آیا اُس روز سے وحشت عشق نے ہوش و حواس اُسکے کھو دیے کاروبار چھوٹ گیا

خواب خور سے بالکل ناکام ہو گیا جب مین اُسکے حال سے آگاہ ہوا شب و روز اس فکر مین آلودہ رہتا تھا کہ کیا تدبیر
کرون جو اسکی جان بچے آخر یہ صلاح ہوئی کہ پیام نسبت بادشاہ کو بھیجنا چاہیے بعض لوگون نے پیام نسبت سے
پہلے اُسکی عاشقی کا حال نہایت بے عنوانی کے ساتھ بادشاہ سے کہدیا بادشاہ آگاہ ہوتے ہی ایسا غضبناک ہوا
کہ میری تمام املاک ضبط کر لی اور عہدہ سے بھی معزول کیا اور کہا کہ اگر تیرے حقوق خدمت ہمارے ذمہ نہوتے
تو ہم تجھکو مع تیرے فرزند نالایق کے قتل کرتے اُس مردک نے مطلق ہمارا پاس و لحاظ نہ کیا خیر اب یہی سزا تیرے
حق مین کافی ہی کہ تو ایک دوکان بازار آہنگران مین لے اور کاروبار سلح خانہ بادشاہی کا انجام دیا کر بقدرت
قادر حقیقی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ ملکہ گلگونہ سُرخ پوش شاہزادی کو دزدان یک چشم کہ جنکو نسناس عفر بلی کہتے ہین
محل مین سے اُٹھا لیگئے اور اسد بھی مجنون ہوکر ملکہ گلگونہ سرخ پوش کے عشق مین کوہ بکوہ سرگردان و حیران و
پریشان پھرتا رہا ای دلاور دوران ہم اُسکے فراق مین زندہ درگور ہو گئے ہین اور اُسکی مان کا حال دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہی ابھی ہفتہ عشرہ گذرا ہوگا کہ اسد نوجوان آیا اور کہا ای والد بزرگوار کل خواب مین ایک بزرگ نے
فرمایا ہی کہ ای اسد تو خاطر جمع رکھ عنقریب تیرا مقصد دلی پورا ہوا چاہتا ہی اور تو اس عارضہ مفارقت سے
چھوٹا چاہتا ہی مین اس خواب کی تعبیر کو دلمین پیغام مرگ سمجھکر حاضر ہوا ہون کہ ایک بار اور آپکی زیارت باسعادت
سے کامیاب ہون کیونکہ کون ایسا میرا ساعی و مددگار زبردست ہی کہ جو بادشاہ کو بزور زیر کرکے میرے مقصد کو
بر لادیگا اس وجہ سے مجھکو بجز مرگ کے اور کوئی تعبیر اسکی معلوم نہوئی مگر جب اُس بزرگ نے یہ کہا کہ ایک شاہزادہ
کہ اُسکے ہمراہ ایک سنگ وزن پر سات بادشاہون کی مہرین ہونگی تیرے باپ کے پاس تشریف لائیگا اور اُسکی
تلوار بنوائیگا اور اُسکی عنایت و مدد سے تیرا بھی مدعا بر آویگا پس اس بشارت سے دل شاد شاد ہوا اور انتظار مین
حضور کے شب و روز ہمہ تن چشم انتظار اور گوش بر آواز رہا کہ دیکھیے کس روز خداوند کریم حضور کے قدم دکھلاتا ہی
الحمد للہ کہ آج تعبیر خواب ظہور مین آئی کہ حسب بشارت صورت زیبا حضور کی خدا نے دکھائی شاہزادہ یہ داستان
اسد نوجوان کی سُنکے آبدیدہ ہوا اور فرمایا تم بخاطر جمعی کام ہمارا بناؤ انشاء اللہ تعالی جو معاملہ ہوگا تم بچشم خود
دیکھ لوگے بہرام شاہزادے کے گرد سات مرتبہ پھرا اور سات روز کے عرصہ مین تلوار تیار کر دی اور ساتون
مہرون کو بھی قایم رکھا ایسی اُستادی کو کام فرمایا کہ مہرون مین سر مو فرق نہ آیا شاہزادہ بہت خوش ہوا اور
ایک قبضہ جواہر نگار و مرصع کار اُس تیغ آبدار مین جڑا دوسرے روز حشمت شاہ بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ
نے پوچھا ای جوانمرد کس مطلب سے اس شہر مین تیرا ورود ہوا شاہزادے نے فرمایا قصہ میرا طول و طویل ہی
پھر کبھی بیان ہوگا بالفعل میرا مطلب یہ ہی کہ ملکہ گلگونہ سرخ پوش کو قید سے دزدان یک چشم کے نجات دون
بادشاہ نے بنگاہ حیرت شاہزادے کو دیکھ کے کہا ای جوان باین قد و قامت تیرا یہ دعوی محض لاف زنی ہی

دلالت کرتا ہی اسوجہ سے کہ مین با فوج و لشکر اُن سے مقابلہ نہ کر سکا اور تم تن تنہا کیا کام کر سکوگے شاہزادے
نے ہفت مہری تلوار دکھائی حشمت شاہ دیکھتے ہی تلوار کے قدمبوس ہوا اور کہا شاید شاہزادہ معز الدین
ہزاد بخش تو ہی ہی جسکے انتظار مین اتنی مدت گذری شاہزادے نے فرمایا تم میرا نام کیا جانو بادشاہ نے کہا
مجھے بشارت ہوئی تھی کہ شاہزادہ معز الدین تیری بیٹی کو قید دزدان یک چشم سے چھڑا دیگا اور ایک شمشیر
ہفت مہری اُسکے پاس ہوگی وہ جو کچھ فرماے عمل مین لانا شاہزادے نے فرمایا تم تیار ہو اور فوج ہمراہ لیکر
میرے ساتھ چلو حشمت شاہ مثل تابعدار کے با فوج بیشمار و لشکر جرار شاہزادہ عالی وقار کے ہمراہ رکاب
روانہ ہوا جب اُن غولان بدشعار کو لشکر ہاے جرار کی خبر ہوئی ایک میدان وسیع مین آکر صف آرا ہوے اور
تیر و کمان و نیزہ و پیکان چلنا شروع ہوا قصہ مختصر یہ کہ تین روز مین چورون کا خاتمہ بالخیر ہوا شاہزادے کو
بجلوس شاہانہ و اعزاز خسروانہ بادشاہ حشمت شاہ قصر شاہی مین لایا اور نہایت تجمل سے دعوت کی شاہزادے
نے اُسی صحبت مین حشمت شاہ بادشاہ سے فرمایا کہ بہرام لوہار تمھاری سرکار کا نمکخوار قدیم ہی اور نہایت
بہادر و شجاع و خیر خواہ و ہوا خواہ ہی اُسے تمنے معزول کیا اور بیٹا اُسکا صدمۂ فراق و ولولۂ عشق ملکہ گلگونہ سرخ پوش
مین دیوانہ وار کوہسار و بیابان مین سرگردان ہی تمکو مناسب ہی کہ بہرام کو پھر وہی منصب مرحمت کرو اور اُسکے
بیٹے اسد نوجوان ذیشان کو بصیغۂ دامادی منسوب کرو پس بموجب فرمانے شاہزادے کے حشمت شاہ نے
بہرام کو طلب کرکے خلعت سرداری عنایت فرمایا اور ملکہ گلگونہ کا عقد اسد نوجوان سے کر دیا جب جشن
عروسی سے فرصت ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای بہرام شکر ہی اُس پروردگار عالم کا کہ کام تمھارا
حسب دلخواہ ہوگیا اب ہماری محنت کا بھی کچھ عوض چاہیے بہرام نے دست بستہ عرض کی پیشتر کل غلام کو بھی
بشارت ہو چکی ہی اب حضور فلان سرداب مین تشریف لے چلین اور عمل حدید و دعاے سیفی یاد کرلین شاہزادہ
بہرام کے ساتھ سرداب مین گیا اور دو روز کے عرصہ مین عمل کو یاد کیا بعد حصول عمل حدید شاہزادے نے
لوح ملاحظہ فرمائی اُسمین یہ ہدایت ہوئی کہ جگہ اوراد و دعاے سیفی کی وہی قصر ہی جہان ملکہ گلگونہ سرخ پوش
قید دزدان یک چشم مین تھی شاہزادے نے بموجب بشارت لوح ایک ہزار تلوار و خنجر وغیرہ جمع کیے اور اُنکو
گرد اپنے زمین پر گاڑا اسطرح پر کہ سر اُنکے باہر رہے اور قبضہ اُنکے زمین مین اور اوراد مین سیفی کے مشغول ہوا
ابھی دو پہر روز نہ تھا کہ شیر اور چیتے اور خوک صحرائی وغیرہ جانوران درندہ ہر چہار طرف اُس قصر مین جمع ہوگئے
شاہزادہ اُنکو دیکھکر نہایت خوفناک ہوا پھر لوح کو بازو پر باندھ لیا اور کچھ خیال نہ کیا چوتھے روز اسقدر ہاتھی
سرخ رنگ کے جمع ہوے کہ جسکا شمار نہ تھا اور گھڑی بھر مین اُنھون نے تمام قصر کو کھود کر گرا دیا فقط حصار بھر
بچ رہا لیکن شاہزادہ اسم خوانی کیے گیا پانچوین روز وہ ہاتھی اپنے سونڈون کو اُن ہتھیارون سے جو زمین پر

کھڑے ہوئے گرجے بتے ملنے لگے اور اسقدر خون اُنکی سونڈون سے جاری ہوا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی ایک
دریا سے خون نظر آتا تھا تھوڑی دیر مین سوا سے حصار کے کل خون ہو گیا پھر اُس دریا سے خون مین کشتیان
سُرخ پیدا ہوئین اور اُن کشتیون مین جلوس شاہی اور سامان بادشاہی موجود تھا بعد اسکے ایک کشتی صندل سُرخ
کی پیدا ہوئی اُسمین ایک عورت سُرخ پوش مریخ صورت ہیبت ناک سوار تھی جسے دیکھکے زہرہ انسان آب
ہو جائے جب وہ کشتی قریب آئی دیکھا تو وہ عورت اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہی اُسنے ایک آواز خوفناک و صدا سے
مہیب سے پوچھا اے جوان تو نے ہمین کیون یاد کیا ہی شاہزادے نے حسب ہدایت وہ فرمان اُسکو دیا اور
کہا اس فرمان پر مہر رب دوم ارباب مثلثہ آبی چاہتا ہون وہ عورت یہ سُنکے تا دیر آسمان کو دیکھتی رہی شاہزادے
نے جو سر اُٹھایا تو عجب سامان نظر آیا یعنی مابین زمین و آسمان ایک پیکر سُرخ پوش ہی کہ جسکے ہر بن مو سے شرارہا سے
آتش نکلتے تھے اور یہ ہیبت تھی کہ دیکھا نہ جاتا تھا اور خون کے دریا کو ایک جوش و خروش و تلاطم تھا کہ پناہ بذات خدا
شاہزادے نے جب بغور دیکھا تو وہی سوار عقرب ہی جو رب النوع اُن ترکون کا تھا جب اُس عورت کشتی سوار
نے اُس عقرب سوار سے اجازت مہر چاہی اُسنے فوراً حکم مہر دیا اُس عورت نے آب دہن سے مہر اُس فرمان پر کر
حوالہ شاہزادہ کیا شاہزادے نے دوسرے روز وہ ہتھیار کہ جنسے حصار کیا تھا زمین سے نکال لیے تھوڑی
دیر مین وہ کارخانہ درہم و برہم ہو گیا نہ وہ کشتی نہ وہ دریا نہ کچھ سامان رہا مگر ایک صدا سے مہیب ایسی آسمان سے
آئی کہ شاہزادہ بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا دیکھا تو اپنے کو اُس قصر اول مین بیٹھا پایا اور جوق جوق پریزاد
سُرخ پوش وہان جمع ہین گویا وہ کسی کی منتظر ہین گلرخسار سُرخ پوش نے کہ ملکہ اُن شعلہ رخسارون کی تھی باادب
تمام شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے رخ کو دیکھا ہدایت ہوئی کہ یہ پریزاد بین سرحد دار طلسم عقرب ہا
ہین جبتک دل چاہے یہان بعیش و آرام رہو اور کلفت سفر مٹاؤ مہمانی و دعوت کھاؤ شاہزادہ پانچ روز روز وہان
مہمان رہا بعد اسکے ایک روز جب خواب سے بیدار ہوا کنارہ بحر احمر کا نظر آیا اور دیکھا کہ چند آدمی شہر ترکان سے
ایک جنازہ لیے آتے ہین اور صارم شیر دل بھی ساتھ ہی شاہزادے نے جب صارم شیر دل سے دریافت
کیا معلوم ہوا کہ اُسی ضعیفہ کا جنازہ ہی شاہزادے نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور خود بھی ایشایعت ہمراہ ہوا
بعد دفن اُس مرحومہ کے صارم شیر دل شاہزادے کو اپنے مکان پر لایا اور حال پوچھا شاہزادے نے
تمام سرگذشت اپنی بیان کی صارم شیر دل نے کہا الحمد للہ کہ مقصود حضور حسب دلخواہ بر آیا شاہزادے نے
فرمایا ابھی مہر رب سوم ارباب مثلثہ آبی باقی ہی جب وہ بھی ہو جائیگی تب نوبت ملاقات ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی آئیگی صارم شیر دل نے کہا اب فرمائیے کہ آپکا کیا عزم بالجزم ہی شاہزادے نے فرمایا کہ ضعیفہ نے جو بیان
جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی صارم شیر دل نے کہا مہر سوم برج حوت سے متعلق ہی تم وہ انگوٹھی پیر سبز پوش کی مجھے دو

اور اُسکے عوض مین انگشتری یاقوت مجھے لو اور لوح کو جہان سے لائے تھے وہان پہونچا دو شاہزادہ لوح کو
کوہ شرغ پر لے گیا وہ سانپ گویا منتظر ہی تھا شاہزادے نے لوح اُسے دی وہ لوح لیکر غائب ہو گیا شاہزادہ
صارم شیر دل کے پاس آیا صارم شیر دل نے دعوت کی اور صبح کو کہا ای شہریار عالی وقار آپ کنارے دریائے
احمر کے روانہ ہون جہان کا پانی غبار آلود ہی انگوٹھی کو پانی مین ڈبونا ایک کشتی فوراً پیدا ہوگی آپ سوار ہو کر فرمائیگا
ای سفینۃ السعادت مجھے گرداب ماہیان مین پہونچا دے کشتی گرداب ماہیان مین جاکر غرق ہوگی آپ
آنکھون کو بند کیجیے گا جب تہ پر پہونچیے گا ایک شہر دیکھیے گا کہ نام اُسکا گوہر آویز ہی اور اُسمین شہر کے بارہ
دروازے ہونگے اور ہر در مین ایک موتی بیضہ مرغ کے برابر لٹکتا ہوگا اسی وجہ سے نام اُس شہر کا گوہر آویز مشہور
ہوا ہی آپ داخل ہو کے ابو المحاسن معلم کا مکان دریافت کیجیے گا اور وقت ملاقات یہ انگوٹھی میری دکھا کر سلام
میرا کہنا پس شاہزادہ صارم شیر دل سے رخصت ہو کر مرحلہ مثلثہ آبی کیطرف روانہ ہوا

روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا طلسم برج حوت کیطرف واسطے مہر فرمان مثلثہ آبی کے مرحلہ سوم مین

راویان روایات صحیحہ و حاکیان حکایات نفیسہ و مورخان اخبار رنگین طراز و کاتبان مطالب افسانۂ لوا عجاز اشہب کلک
تیز رفتار کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ شاہزادۂ عالی وقار حسب ہدایت صارم شیر دل
یار غمگسار کنارے دریائے احمر کے بے خوف و خطر روانہ ہوا اور ہر لمحہ و ہر لحظہ پانی دریا کا دیکھتا چلا جاتا تھا
تھوڑی دیر مین ایک درخت صندل کا ملا لیکن بوے صندل اُسمین نہ تھی بلکہ ایسی بوے خوش اُس درخت مین تھی کہ
تمام صحرا معطر تھا شاہزادے نے تھوڑا پانی دریا سے چکھا تو نہایت شیرین و معطر پایا سمجھا کہ اب سرحد طلسم حوت
مین پہونچے انگشتری یاقوت کو دریا مین غوطہ دیا بمجرد دریا سے ایک کشتی ہویدا ہوئی شاہزادہ اُس کشتی مین سوار ہوا
لیکن کشتی جگہ سے نہ ہلی شاہزادے نے کہا ای سفینۂ سعادت بحق خدا سے بحر و بر مجھے گرداب ماہیان مین پہونچا دے
پس وہ کشتی مثل خدنگ روان ہوئی اور طرفۃ العین مین گرداب ماہیان مین پہونچگئی اور فوراً غرق ہوئی شاہزادے
نے آنکھون کو بند کر لیا جب کشتی کو سکون ہوا آنکھ کھولی شہر کا دروازہ دیکھا کہ اُسمین ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے
آویزان تھا اس نشان سے سمجھا کہ شہر گوہر آویز یہی ہی شاہزادے نے ایک اہل شہر سے پوچھا کہ ابو المحاسن
معلم کا مکان کہان ہی اُسنے کہا ای جوان ابو المحاسن سعدان شاہ بادشاہ شہر کا اُستاد ہی اور مجتہد عصر بھی ہی
بادشاہی مدرسہ مین رہتا ہی اور درس و تدریس مشغلہ ہی شاہزادہ مدرسہ مین تشریف لایا دیکھا کہ ایک شخص پیر مرد
مسند پر بیٹھا ہی اور گرد اُسکے طالب علم جمع ہین شاہزادہ بہزار مشکل طلبا کو ہٹا کے قریب معلم پہونچا اور سلام کیا معلم نے
لاپروائی سے رد سلام کیا شاہزادے کو ناگوار ہوا و لیکن کہا کہ ارباب کمال علی الخصوص عالم کو ایسا غرور زیبا

نکلنا نہ چاہیے خدا خیر کرے آخر کار بوقت بسیار جب درس سے فرصت پائی شاہزادے نے اُسی ازدحام خلایق مین مولانا سے کہا کہ صارم شیر دل نے آپکو سلام کہا ہی اور یہ انگوٹھی دی ہی مولانا نے کہ اُسکی شان مین مثل الحمار یحمل اسفارًا عائد ہی جواب نہ دیا اور اپنے مکان مین بغرور و تکبر داخل ہوا شاہزادہ افسردہ خاطر ہوکر ایک گوشہ مین جا بیٹھا اور کبھی گردش لیل و نہار و زمانہ ناہنجار پر ہنستا تھا اور گاہ یاد دلدار و اشتیاق وصال یار مین روتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے اب پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اس عرصہ مین وقت تقسیم کھانے کا طلبا کے آیا خادمان مدرسہ شاہزادے کیواسطے بھی کھانا لائے شاہزادے نے کھانا نوش فرمایا اور اُس رات کو آرام کیا دوسرے روز سہ شنبہ کو پھر معلم اپنے خانہ خاص سے باہر آئے اور مسند غرور پر اجلاس فرمایا شاہزادہ بھی معلم کے پاس آیا لیکن معلم نے پھر بات نہ کی اور نہ مخاطب ہوا قصہ کوتاہ اسیطرح ایک ہفتہ گذرا اتفاقًا قریب سکونت شاہزادہ ایک حجرہ تھا اور اُسمین ایک پیر صندلی پوش رہتا تھا دن و رات مین ایک مرتبہ واسطے رفع حاجت کے نکلتا تھا آخر ایک شب شاہزادے کے پاس آیا اور اُسنے سلام کیا اور بعد مزاج پرسی کے کہا اے جوان مین آپکو عجیب حال مین دیکھتا ہون آپ کون ہین اور یہان آنے کا کیا باعث ہی شاہزادے نے جو اُسکا اس دلجوئی سے حال پوچھنا دیکھا فرمایا اے مرد خدا ترس حیرت یہ ہی کہ تمام مدرسہ مین تو ایک حق شناس معلوم ہوا شاید تو ستفیضان مولانا سے نہین وہ مرد شاہزادے کو حجرے مین لے گیا اور کہا آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے شاہزادے نے از ابتدا تا انتہا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مجھے صارم شیر دل نے معلم کے پاس بھیجا ہی اُس مرد نے کہ شہاب جوان نام تھا کہا صارم شیر دل نے اس مکار کے پاس آپکو بھیجا ہی یا حکیم ابو المحاسن کے پاس بھیجا ہی کیونکہ زمانہ سابق مین یہ دار العلم اُسی حکیم والا مرتبت کے نام سے رونق پذیر تھا اور یہ خادم بھی تقاسم یافتہ اُنہین صاحب علوم کا ہی مگر ایک روز کا ذکر ہی کہ شاہزادۂ شہر سہم السعادت سعد الدنشاط کی بیٹی پر عاشق ہوا اور پیام نسبت اپنے پدر بزرگوار ملک سعیدون شاہ کی معرفت بھیجا سعدان شاہ کو عقد کرنا چونکہ منظور نہ تھا حکیم ابو المحاسن سے صلاح کی حکیم صاحب نے فرمایا ہمارے نزدیک بہتر ہی سعدان شاہ نے کہا حکیم صاحب سعیدون شاہ ہمارا ہم رتبہ نہین ہی حکیم صاحب کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ مرتبہ مین واقعی سعیدون شاہ تمھارے برابر نہین ہی بلکہ تمسے زیادہ ہی اور سوا اسکے کاتب قدرت نے یونہین اُسکی تقدیر مین لکھا ہی عذر تمھارا محض بیجا ہی سعدان شاہ کو یہ کلمہ حکیم صاحب کا ناگوار ہوا اور کہا علم غیب بشر کو نہین ہو سکتا حکیم صاحب اُسی روز سعدان شاہ سے ناراض ہوکر شہر سے چلے گئے اور دامن کوہ مین عبادت پروردگار کرتے ہین سوا میرے کوئی اُنکی عبادتگاہ سے واقف نہین یہان پھر بعد تشریف لیجانے حکیم صاحب کے سعیدون شاہ نے اپنی شاہزادی پوری مشتری طلعت کی نسبت کا سعدان شاہ کو پیام بھیجا سعدان شاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیلہ معقول سے یہ نسبت قبول نہ کرون

سعیدون شاہ کو جواب صاف دو دن آخر اس معلم حال نے جسکا نام غادی دانا ہی اور اسی حکیم والا جناب کا
شاگرد بھی ہی سعدان شاہ سے کہلوا بھیجا کہ بادشاہ سہیم السعادت سے کہلا بھیجو کہ اگر قصر قرآن السعدین سے عزآت الغیب
لاؤ تو البتہ ہم نسبت کو منظور کرتے ہین عذر نہین اور قرآن السعدین سے عزآت الغیب کا ملنا دشوار ہی پھر سعیدون شاہ
تمہارا کبھی پیام نسبت نہ بھیجیگا مطلب تمہارا سب لڑنے بھڑنے سے سہل مین حاصل ہی سعدان شاہ نے یہ بات بہت پسند
کی اور ایسا خوش ہوا کہ اسیوقت غادی دانا کو خطاب ابو المحاسن دیا اور مسند تعلیم عنایت ہوئی بعد اسکے
سعیدون شاہ کو وہی جواب پیام نسبت کے بابت لکھا شاہزادہ بہادری مشتری طلعت بن سعیدون شاہ
نے جب صورت مراد نہ دیکھی ناچار لشکر کشی کی ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوا حتی کہ
شاہزادہ مشتری طلعت بھی صولت شعار سپہ سالار سعدان شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور لشکر بھی اسکا شکست
کھا گیا شاہزادہ مشتری طلعت اسی حالت زخمداری مین بھاگ کر ایک پہاڑ مین چھپ رہا حکیم ابو المحاسن تشریف
لائے اور شاہزادہ مشتری طلعت کے زخم کا علاج کیا جب فضل الہی سے صحت ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند
ما بین ان پہاڑون کے ایک کوہ جبل مراد ہی وہان تم جاؤ اور چندے قیام کرو مین ایک تحریر بھیجونگا تم موافق اسکے
عمل مین لانا شاہزادہ مشتری طلعت حسب ہدایت اس حکیم عالی منزلت کے آجتک اسی پہاڑ جبل مراد پر منتظر
تحریر دلپذیر مین اس حکیم روشن ضمیر کے قیام پذیر ہی دیکھیے مآل کار اس شاہزادہ عالی وقار کا گردش زمانہ ناہنجار
و نیرنگی لیل و نہار سے کیا ظہور مین آتا ہی شاہزادہ معزالدین نے فرمایا ای برادر شہر سہیم السعادت شہر گوہر آویز
سے کس جانب اور کتنے فاصلے پر ہوگا اور سعدان شاہ کسوجہ سے نسبت قبول نہین کرتا اور عزآت الغیب کیا چیز ہی
شہاب نوجوان نے کہا ای شہریار شہر سہیم السعادت یہان سے شمال کیطرف تین مہینے کی راہ ہی اور بادشاہ
شہر سہیم السعادت سعیدون شاہ نجابت و اقتدار مین سعدان شاہ سے ہزار درجہ بڑھا ہوا ہی بلکہ کسی
زمانے مین بزرگ سعدان شاہ کا بادشاہ سعیدون شاہ کا ملازم تھا لیکن اس قصہ کو پانچ مین پشت ہی اور
ملازمی بھی سپہ سالاری کی تھی اور کوئی عہدہ نہ تھا اب کہ سعدان شاہ کو ایسی حشمت و قدرت بہم پہونچی کہ حق نمک
سعیدون شاہ کا بالائے طاق رکھا اور بجنگ پیش آیا اور کارخانہ قضا و قدر سے سعیدون شاہ ہزیمت اٹھاکر
فرار ہوا اور لشکر پراگندہ ہوگیا ارکان سلطنت نے شہر گوہر آویز مع چند ممالک جنوبی سعیدون شاہ کے بزرگ کو
دلوا کر صلح کرا دی لیکن ملکون پر قبضہ نہ کیا خراج گزاری پر معاملہ ہوگیا بعد چند روز کے یہ خراج بھی موقوف ہوگیا
اور اولاد سعدان شاہ بلا شرکت غیرے اس ملک پر فرمانروائی کرتی چلی آئی اور اب کو سبب بلندی اقبال یہ ہی کہ
سعیدون شاہ کو سعدان شاہ کے حشمت و اقتدار کی نسبت کچھ رتبہ نہین ہی پس یہ وجہ ہی کہ جو سعدان شاہ
نسبت شاہزادہ مشتری طلعت کی قبول نہین کرتا کہ سعیدون شاہ چونکہ دونون ملک کا بادشاہ ہی ایسا نہو کہ

میری سلطنت مین کسی طرح کا فتور پیدا ہوا اور مین ریاست سے معزول ہو جاؤن اور قصر قرآن السعدین ایک مکان طلسم ہی اُسکے حال سے کسی کو واقفیت نہین ہی اور مرآۃ الغیب ایک آئینہ کا نام ہی کہ حکما سے متقدمین سے وہ آئینہ اُسی طلسم مین امانت رکھا ہی اور خواص اُسکے از حد ہین چنانچہ ایک اُنمین سے یہ بھی ہی کہ جسکا حال غیب پوچھو تو وہ جواب دیتا ہی اور کیا عجب ہی کہ اُسے آئینہ جہان نما بھی کہتے ہون اور ایک روایت خارجًا سعدان شاہ کی نسبت سُنی جاتی ہی لیکن اُسکے اظہار سے کیا حاصل شاہزادے نے فرمایا مین تو مسافر ہون اور مین کسی سے کیا کہتا پھرونگا وہ بھی بیان کر شہاب نوجوان نے کہا اے شاہزادۂ بلند اقبال ملک سعدان شاہ ابتدا مین مذہب برہمنی کا معتقد تھا اور پھر مذہب زردشتی پر عمل رہا اب چند روز سے غادی واناکے اغوا سے مزدکی ہو گیا اسواسطے کہ یہ غادی ملعون اولاد خاص سے مزدک کی ہی جبکہ دین مزدکی مین بہن اور بیٹی مباح ہی اسواسطے سعدان شاہ اپنی دختر باکرہ سے ارادہ بد رکھتا ہی مگر بخوف خلائق خاموش ہی کچھ دم نہین مار سکتا شاہزادۂ معزالدین نے جو یہ سُنا فرمایا لعنت خدا سعدان شاہ کے دین و آئین پر بہرحال ہر مسلمان کو تا بمقدور ملک سعیدون شاہ اور شاہزادہ دری شہری طلعت کی مدد کرنا لازم و واجب ہی اور اُس کافر یعنی سعدان شاہ کو جہنم واصل کرنا ضرور ہی شہاب نوجوان نے کہا اُسکے ادبار کا زمانہ قریب ہی شاہزادے معزالدین نے فرمایا اے برادر مین نہایت ہی مشتاق ملاقات حکیم ابوالمحاسن کا ہون مجھے اُنکے پاس پہونچا دے شہاب نوجوان نے کہا مین تو اسی خدمت کیواسطے مدرسہ مین مقرر ہون اور ایک مدت سے تمھاری تشریف آوری کا منتظر تھا شاہزادے نے فرمایا اے بے انصاف در آنحالیکہ تیرا یہی کام تھا اور تو بیان بھی کرتا ہی کہ مین منتظر تھا تو اس سے ثابت یہ ہوا کہ تو نے دانستہ قصداً ملاقات نہ کی اور ناحق مجھے غادی ملعون کی کج خلقی سے ذلیل کروایا شہاب نوجوان نے کہا مین میری خطا نہین مجھے حکم تو یہی تھا کہ فلان تاریخ اسوقت اس صورت کا ایک شاہزادہ مدرسہ مین وارد ہوگا جبتک کہ غادی کی بے اعتنائی سے رنجیدہ خاطر نہووے اُس سے ملاقات نہ کرنا بعدہٗ اُسے میرے پاس لے آنا اے شہریار احکام قضا و قدر اسیطرح جاری ہوتے ہین کہ انسان کو بغیر ایذا پہونچے راحت نہین ہوتی غرض دوسرے روز صبح کو شہاب نوجوان شاہزادۂ معزالدین کو باہر شہر کے لیگیا شاہزادے نے وہان ایک گنبد زبرجد کا دیکھا کہ دروازے اُسکے چوب صندل کے تھے اور آگے دروازے کے ایک شیر ببر صندلی رنگ مہیب شکل بیٹھا تھا شیر نے جو شہاب نوجوان و شاہزادے کو دیکھا آواز خوفناک غرّایا شہاب نوجوان نے کہا یا لیث الجبل بحکم حکیم صاحب یہ جوان یہان تشریف لایا ہی تو ہٹ جا کہ ہم داخل گنبد ہون شیر ہٹ گیا شہاب اور شاہزادہ داخل گنبد ہوے دیکھا تو ایک مرد بزرگ سجادہ عبادت پر محو عبادت ہی اور نور جمال سے اُسکے تمام گنبد روشن اور منور ہی جب حکیم صاحب نے شاہزادہ کے چہرۂ بے مثال باحسن و جمال کو ملاحظہ فرمایا شاہزادے نے باادب سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دیکر فرمایا اے معزالدین الحمدللہ کہ تم تشریف لائے مین تمھارا منتظر تھا شاہزادے نے کہا صارم شیردل نے حضور کو سلام کہا ہی اور یہ انگوٹھی دی ہی حکیم صاحب نے صارم شیردل کا حال پوچھا

شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب حضور کی خدمت مین واسطے مہر رب سوم مثلثہ آبی کے بھیجا ہی
حضرت توجہ و عنایت فرماکر اس کام کو انجام تک پہونچا دیوین حکیم صاحب نے فرمایا تم راہ دور دراز سے آتے ہو
آجکی شب آرام کرو دو چار روز مین تمہارے کام کے انجام کے لیے تمکو روانہ کرونگا شاہزادے نے فرمایا بہت خوب
غرض شام کو حکیم صاحب نے ایک پانوٴن زمین پر مارا بمجرد مارنے کے زمین شق ہوئی اور غول کے غول نازنینان
مہروشان ماہ رو و عنبر بو خوش جمال و بے مثال بالباس زرین برنگ صندلی و زیور جواہر نگار مرصع کار مع سامان
طرب و اسباب عشرت اس شگاف زمین سے باہر آئین اور گنبد کے گرداگرد فرش قاقم و سنجاف سے آراستہ و پیراستہ
کیا اور طرح طرح کے میوہ ہاے تر و خشک و غذا ہاے لطیف و صاف ہر قسم کے ظروف چینی و بلورین مین زیب
دستر خوان کیے شاہزادے نے بخواہش تمام نوش فرمایا شب کو پریزادان کا ناچ و گانا سُنا صبح کو حکیم صاحب
سے طالب مطلب ہوا اور کہا اے گنجینہ اسرار معانی و اے عالم علم نکتہ دانی آپ میرے حالات دل تر دد منزل سے
بخوبی واقف ہین جیسا کہ مین شوق دیدار ملکہ نو بہار گلشن افروز مین بیقرار و دیوانہ وار ہو رہا ہون مجھے ایک
لمحہ اُسکی مفارقت مین ایک سال کے برابر ہی ایسی حالت مین جسقدر حضرت عجلت فرماوینگے میرے حال پُر ملال پر
عین مہربانی ہوگی حکیم صاحب نے فرمایا خیر مرضی تمہاری اب تم مہر رب سوم مثلثہ آبی کے لیے قصر قران السعدین
مین تشریف لیجاوٴ وہان گوشہ مین قصر کے ایک ہفتہ دعوت مشتری کرو جب دعوت ختم ہوگی تسخیر سعد اکبر کی حاصل ہوگی
تب مہر تمہارے فرمان پر ہوگی اور دعوت مین مشتری کے اشکال خوفناک دکھلائی دینگی تم خوف کسیطرح کا نہ کرنا
حکیم صاحب نے ایک کاغذ شاہزادے کو دیا اور فرمایا کہ بارہ منزل مغرب کیطرف تم جاوٴ وہان ایک کوہ جبل مراد
ہی اور اُس پہاڑ پر ایک قصر عالیشان ہی اور دروازے پر اُسکے سوار اور کچھ پیادے پاسبانی کرتے ہین تم بے تکلف
اندر اُس قصر کے چلے جانا اگر کوئی مانع ہو تو کہنا کہ ہم تمہارے شاہزادے کی معشوقہ کا پیام لائے ہین تم اپنے
شاہزادے کو اطلاع دو شاہزادہ فوراً تمکو بُلائیگا تم میرا سلام کہنا وہ پوچھیگا تم کیا پیام لائے ہو تم کہنا تمہارے
سلاح خانہ مین ایک صندوق ہی اُسمین زرہ درع الحفاظ بطور امانت پشتون سے تمہارے خاندان مین چلی آتی ہی
اُس صندوق کو منگوا کر ہمین دکھلا دو جب وہ صندوق تمہارے پاس آوے تم اُسمین سے وہ زرہ نکال لینا اُسکے
گریبان مین ایک حلقہ ماہی کی صورت کا ہوگا وہ حلقہ نکال کر اپنے پاس رکھنا بعد اُسکے کاغذ کو دیکھ کے موافق اُسکی
تحریر کے کام کرنا اور یہ دوسرا رقعہ مہری شاہزادہ مشتری طلعت کو دیدینا پھر وہ بجان و دل تمہارا فرمانبردار
ہو جائیگا شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہوکر بارہ روز مین کوہ مراد پر پہونچا وہان تھوڑی فوج دروازے
قصر پر دیکھی اور اندر سے اُس قصر کے آواز دردناک آرہی تھی دربان شاہزادے کو دیکھ کے اپنے سردار
کے پاس لیگئے سردار نے پوچھا کہ اے جوان والا شان عجب ہے کہ یہان ایک آفت مین مبتلا ہین کسی انسان کی

صورت نہین دیکھی تم کسطرح تن تنہا اس کوہ نامراد پر آئے شاہزادے نے فرمایا مین تمھین اپنے حال سے آگاہ
کرونگا پہلے تم کہو کہ اس مقام پرخوف مین کیون پڑے ہو اور اس قصر مین کون بندۂ خدا اس درد سے نالہ وبکا
کررہا ہی کہ اسکی آواز سے دل بیچین ہورہا ہی اس سردار نے باچشم پرآب کہا ای جوان نامدار مین کیا حال زار اپنا
بیان کرون یہ آواز دردناک شاہزادۂ مشتری طلعت کی ہی جو شہر سہیم السعادت کا بادشاہ ہی جب سے کہ وہ
عاشق وشیدا سعدان شاہ بادشاہ گوہر آویز کی بیٹی پر ہوا اور اسید کامیابی مواصلت دلربا سے مایوس ہوا ناچار
سرگشتہ وآوارہ دشت ادبار ہوکر اس کوہ مراد پر پہونچا اور اس قصر غم مین رات ودن گریہ وزاری مین بسر کرتا ہی
کوئی لحظہ آرام نہین کرتا شاہزادے نے فرمایا شاہزادۂ مشتری طلعت کی اس کوہ مراد پر سکونت سے
کیا مراد ہی اس پیرمرد نے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ بعد فوج کشی وشکست فاش کھانے کے شاہزادۂ مشتری طلعت
کے ایک عرصہ تک خدا جانے کہان کہان سرگردان وپریشان پھرا الغرض جب سے شاہزادے کی خبر ہوئی
مین بھی دیوانہ وار اسکی محبت مین بیقرار ہوکر سینہ زنان نوحہ کنان خاک بسر پھرتا رہا کہ ایک روز ایک مرد بزرگ
نورانی صورت خضر سیرت مجھے نظر آئے اور وہ مجھے یہان پہونچا گئے اور فرمایا جا تیرا شاہزادہ یہان ہی ہر امر مین
تو اسکے دخل دینا بیجانا لیکن شہر سہیم السعادت کیطرف ہرگز نہ جانے دینا جب مین قصر مین داخل ہوا شاہزادۂ
مشتری طلعت کو ایک کاغذ کے دیکھنے مین مشغول پایا قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کاغذ مین تصویر اسکی معشوقہ
کی ہی مین اس غرفہ سے جو کہ سامنے ہی کھانا پہونچا دیتا ہون اگر خواہش ہوئی تو کچھ کھا لیا ورنہ واپس دیا اور رفتہ رفتہ
یہ چارسو نفر یہان آکر جمع ہوگئے اور مین ہر وقت دست بدعا رہتا ہون کہ خداوند کریم کوئی صورت ایسی کرے کہ
شاہزادہ ہمارا اپنے ملک کو جاوے اور گاہ بگاہ اسکے حال سے اسکے والدینی ملک سعیدون شاہ کو بھی اطلاع
کردیتا ہون شاہزادے نے پوچھا تم اسکے کون ہو وہ بولا مین نے اسے طفولیت سے پرورش کیا ہی یہ فقط
مجھکو اسکے پالنے کی محبت ہی ای جوان ذی شان واے برحال مادر وپدر کے کہ مجھسے انکا حال بیقراری کا
بیان نہین ہوسکتا بلکہ ایک مرتبہ بموجب میرے لکھنے کے اسکے والد بزرگوار یہان تشریف لائے اور چاہا کہ اندر
قصر کے جاکر اپنے نور دیدہ کے دیدار سے مسرور ہو اور اپنے فرزند دلبند لخت جگر کو سینہ سے لگائے تاکہ دل کو
سرور ہو کہ مشتری طلعت نے اندر قصر سے کہا اگر آپکو میری حیات منظور ہی تو آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دین
ورنہ مین اپنے کو خود ہلاک کر ڈالونگا سعیدون شاہ ناچار پژمردہ خاطر ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوگیا شاہزادے
نے فرمایا وقت کھانے کا کون ہی پیرمرد بولا اب لیے جاتا ہون شاہزادے نے فرمایا تم اپنے شاہزادے
سے کہنا ایک شخص پیغام وصل دلدار لایا ہی اور حکیم ابو المحاسن کا سلام کہتا ہی اس پیرمرد ابو الوفا نام نے
جو نام حکیم ابو المحاسن کا سنا نہایت شاد ہوگیا اور شاہزادۂ مشتری طلعت کو اطلاع دی شاہزادے مشتری طلعت نے بمجرد سننے اس کلام کے

شاہزادہ معز الدین کو بلایا شاہزادہ معز الدین نے شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک جوان نہایت خوش رو اور صاحب جمال دیکھا الا چہرہ زرد شگفتہ دلمین درد شاہزادے نے رقعہ حکیم صاحب کا دیا شاہزادہ مشتری طلعت نے وہ رقعہ آنکھون سے لگایا پڑھا مضمون رقعہ یہ تھا کہ یہ شاہزادہ عالیجاہ بر آرندہ مدعا تیرا ہی لہذا اسپنے حاکم و فرمانروا کرکے بھیجا ہی تمکو چاہیے کہ جو یہ حکم دے فوراً تعمیل کرو اور تابع فرمان اسکے رہو شاہزادہ مشتری طلعت نے سروقد تعظیم دی اور بغلگیر ہوا شاہزادے نے فرمایا ای برادر تمھارے والد ماجد کے سلاح خانہ مین ایک صندوق ہی اسمین ایک زرہ درع الحفاظ پشتون سے امانت رکھی ہی اسکو منگوانا چاہیے شاہزادہ مشتری طلعت نے اسیوقت ابو الوفا کو اپنے باپ کے پاس واسطے اس صندوق زرہ درع الحفاظ کے روانہ کیا اور بعد چند روز کے ابو الوفا شہر سہیم السعادت مین پہونچا اور اسنے بیٹے کا آداب و تسلیمات کہا ملک سعیدون شاہ نے داروغہ سلحخانہ کو بلایا اور حال زرہ درع الحفاظ کا پوچھا داروغہ نے عرض کی غلام نے یہ نام کبھی نہین سنا لیکن مین سلاح خانہ مین تلاش کرتا ہون آخر داروغہ نے جائزہ سلحخانہ کا لینا شروع کیا بعد ختم ہونے کل سلاح کے ایک حجرے مین ایک صندوق تھا اسپر پانچ پشت کی مہر تھی داروغہ نے وہ صندوق بادشاہ کی نظر سے گذرانا بادشاہ نے بجنسہ ابو الوفا کے ہمراہ روانہ کیا ابو الوفا صندوق لیے ہوے شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس آیا شاہزادہ مشتری طلعت نے ہر چند قفل صندوق کھولا جب کسی طرح وہ قفل نہ کھلا تو شاہزادہ معز الدین نے قفل کھولکر صندوق مین سے زرہ نکال کے اسکے گریبان سے حلقہ نکالا کہ اسمین زرہ درع الحفاظ لکھا تھا اور اسماء الٰہی بھی کندہ تھے اور گریبان مچھلی کیطرح علیحدہ تھا حلقہ لیکے جیب مین رکھ لیا بعد اسکے کاغذ حکیم صاحب کا دیکھا حکم کاغذ یہ تھا کہ حلقہ زرہ کو شاہزادہ مشتری طلعت کو دینا اور تاکید کرنا کہ زرہ کو بدن سے جدا نہ کرنا پھر پنجشنبہ کو غرہ ماہ اسفندیار اور اول طلوع برج حوت ہوگا ساعت مشتری مین تم دونون جوان ہمراہ نیچے پہاڑ کے جانا سات فرسخ پر دریاے محیط ہی شاہزادہ معز الدین اس اسم بزرگ کا ورد کرے ایک ساعت مین وہان ہزارہا مچھلیان جمع ہو جائینگی حلقہ پر زرہ کے جوکا آٹا لگا کر دریا مین ڈالنا تمام مچھلیان آٹے کی بو سے دور بھاگ جائینگی اور ایک مچھلی کلان وہان ٹھہری رہیگی مگر ایسی صورت کی مچھلی کبھی نظر سے نہ گزری ہو گی یعنی از سر تا پا آدمی ہو گی جب وہ مچھلی حلقہ کو نگلجاے تم بقوت تمام مچھلی کو کھینچ لانا اسکی آنکھ سے مہرہ نکال لینا اور مچھلی کو دریا مین چھوڑ دینا اور کہنا ای ماہی یوشع علیہ السلام مجھے ایک کام اہم درپیش ہوا اس سبب سے مین نے تجھے تکلیف دی واسطے حضرت یوشع علیہ السلام کے قصور معاف کر کہ مین اپنی اصل مراد کو پہونچون اور بعد حل ہو جانے کام کے مین امانت تیری تجھکو پہونچا دونگا یہ کلمہ سنکے مچھلی فریاد و زاری نہ کریگی اور تلاطم دریا بھی نہوگا بعد ازان پھر کاغذ دیکھنا جو تحریر ہو عمل مین لانا شاہزادہ معز الدین اور شاہزادہ مشتری طلعت کنارے دریاے محیط پر پہونچے اور شاہزادے نے مہرہ مچھلی سے لیا اور مچھلی نے فریاد کی کہ دریا مین ایک

شور و طوفان برپا ہوا شاہزادے کے ہوش جاتے رہے اور شاہزادہ مشتری طلعت ایسا حواس باختہ ہوا کہ مثل بید کانپنے لگا جب شاہزادے نے کلمات مسطور مچھلی سے کہے تب وہ شور و غل موقوف ہوا اور طوفان برطرف ہوا بعد اسکے شاہزادہ معزالدین نے کاغذ دیکھا اُسمین یہ ہدایت تھی کہ بعد حاصل ہونے مہرے کے کنارے کنارے دریا کے جانا بعد تین روز کے ایک چاہ عمیق ملیگا کہ دن کو پانی دریا کا اُسمین داخل ہوگا اور نصف شبکو کنوین مین سے ایک پھول کنول چھ بالشت کا کہ جسکو گل نیلوفر کہتے ہین مثل حوضہ اندر سے کنوین کے نکلیگا تم پہلے مہرہ دیکھنا اور خود بے خوف و خطر اُسمین جا بیٹھنا کہ اصل مین وہ دروازہ طلسم ہی وہ تمھین قصر قمرآن السعدین مین پہونچا دیگا مگر شاہزادہ مشتری طلعت سے کہنا کہ تا آنے میرے تم اس اسم کو ترک نہ کرنا پڑھے جانا اور کنوین سے علاحدہ نہونا اگرچہ بباعث برکت درع الحفاظ کے آسیب سے محفوظ رہوگے لیکن تاہم احتیاط شرط ہو ایسا نہو کہ کسی آسیب مین گرفتار ہو جاؤ شاہزادہ معزالدین نے تمام مراتب مذکورہ شاہزادہ مشتری طلعت سے بخوبی کہدیے اور سمجھا دیے اور خود کنوین مین داخل ہوا

اب یہ داستان یہان موقوف رکھکے چند کلمہ حال سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کے گذارش ہوتے ہین

راوی صادق البیان اس داستان رنگین بیان کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو بھی یقین واثق ہوا کہ باپ میرا میری نسبت ارادہ فاسد باغواے شادی دانا کے رکھتا ہی اسی سبب سے ہر وقت

عجیب و غریب خیالات فاسد مین مبتلا رہتی تھی کہ کوئی موقع ایسا ملے کہ مین کسیطرف کو نکل جاؤن اور کسی سے اس
حال کا کہنا منظور نہ تھا اور چونکہ کسی خواص محل سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ شاہزادہ شہیر السعادت کا مشتری طلعت
کے عشق مین مجنون و دیوانہ وار ہو کر دشت و کوہسار مین خراب و خستہ پھرتا ہے یہ اور بھی سبب پریشان حالی
کا تھا کہ بالفعل انداز سخن ملک سعدان شاہ اپنے باپ کا خلاف وضع دیکھا یقین ہو گیا کہ بلاشبہ یہ کج بخت میری
عزت و عصمت کو ضرور برباد کریگا آخر الامر بجائے خود عزم بالجزم کیا کہ باغ کی سیر کے بہانے سے شہر سے نکل چلیے
پھر جو مصلحت وقت ہوگا دیکھا جائیگا الغرض دوسرے روز ملکہ باغ مین سوار ہو کے گئی اور کنیزان خاص و ہمراز و دمساز
کو خلوت مین بُلا کر ایک کاسہ زہر ہلاہل سامنے رکھا اُن کنیزون نے جو کہ اپنی حیات سے ملکہ کی خوشی و ملال کو افضل
و اولا جانتی تھین اُنھون نے پوچھا کہ کاسہ زہر کا سامنے رکھنے سے کیا منشا ہے ملکہ نے اپنے پدر بدگہر بانی فساد و شر کی
کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ تمھین بتاؤ کہ اب مجھے بجز اسکے کہ آبرو کے عوض مین جان دون کیا چارہ ہے سوا اسکے
اور کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی تم سب میری پاکدامنی اور عصمت کی گواہ رہنا اور خدا کو شاہد کرتی ہون کہ
مین مذہب اور ملت مین بھی باپ کی شریک نہین ہون کسواسطے کہ اس مردود نے دین مرتدگی جو بدترین مذاہب ہے
اختیار کیا ہے جسطرح کہ قباد ثانی نوشیروان کے باپ نے فقط لذت نفسانی کے لیے مذہب سراپا ذلت مرتدگی
اختیار کیا تھا افسوس کہ والدہ نے میری قضا کی ورنہ کیا مجال تھی کہ یہ الکفر کافر کسیطرح نظر بد سے میری طرف دیکھ سکتا
یہ کہا اور آبدیدہ ہو کر کاسہ زہر اُٹھا لب نازنین سے لگایا اور چاہا کہ نوش فرمائے دایہ نے ہاتھ سے وہ جام لے لیا
اور کہا اے ملکہ آفاق یہ کیا قیامت ہے خدا اُس روز کو ہمین پیوند خاک کرے ہم کس آنکھ سے آپکا یہ روز بد دیکھین گے
اور اُن خواہون نے بھی کہا قربانت شوم پہلے ہمین حضور قتل کر لیوین اُسوقت تو حضور کو اختیار ہے اور ہمارے جیتے جی
نہ یہ بھلا کا ہیکو ہوگا کہ دشمن تمھارے ہون اور ہم رہین دایہ بولی کہ بلا لون اس حرام موت مرنے سے تو تن بہ تقدیر
لباس مردانہ توکل بخدا کر کے کسیطرف نکل چلو کہ تم مظلوم ہو خدا کیطرح ضرور رحم فرمائیگا اور کسی جائے امن مین ایسی پہونچو گی
کہ جان و آبرو دونون محفوظ رہینگی ملکہ نے دایہ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے دایہ میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن بدون تمھاری
رائے کے کوئی بات نہین کر سکتی ہون الا نہین معلوم کہ حکیم ابوالمحاسن جسکی فیض صحبت سے مین دائرہ اسلام مین
داخل ہوئی کہان تشریف رکھتے ہین کہ بدون اُنکے کوئی میرا پرسان حال نہین دایہ نے کہا کہ باپ نے جو تمھارے اُس
عالی منزلت کے حق مین کلمہ سخت کہا وہ آزردہ ہو کر شہر سے نکل گئے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ عالی مرتبت بھی تمھارے
حال سے غافل نہو گا حیات شرط ہے کبھی نہ کبھی ہم تمکو دکھا دینگے غرضکہ دو روز مین دس عدد لباس مردانہ تیار کروا لیے کہ کسی
عورت و مرد کو خبر نہونے پاوے اور داروغۂ دواب کو حکم دیا کہ ملکہ چوگان بازی کریگی دس بارہ گھوڑے چالاک تیز رفتار
مع ساز و سامان دروازے پہ باغ کے تیار رکھنا اور خود چلے جانا اب سب سامان سفر تیار ہو گیا آدھی رات کو

ملکہ سعیدہ اور دایہ اور دس خواصین جو ہر ایک فن تیر اندازی مین بے مثل تھین گھوڑون پر سوار ہو کر ایک طرف
روانہ ہوئین جاڑے کی رات تھی اور گھوڑے بھی چالاک تھے نصف شب مین دور نکل گئین صبح کو ملکہ نے دایہ سے کہا
کسی رہرو سے پوچھا چاہیے کہ ملک سہیم السعادت کس طرف ہی کیونکہ ہمکو بجز وہان کے اور کہین آرام نہ ملیگا دایہ سمجھ گئی
کہ ملکہ کی طبیعت شاہزادہ مشتری طلعت پر مائل ہی خداوند کریم انجام بخیر کرے اور مراد دلی اسکی بر لاوے ناگاہ اُس
جنگل مین کچھ خیمہ استادہ معلوم ہوے دریافت ہوا کہ ایک سوداگر بخوف قزاقون کے مقیم ہی کہ وہان چالیس قزاق
راہ زنی کرتے تھے اور اُس سوداگر کے ساتھ کل بیس سوار تھے لہذا اس امید مین ہین کہ کوئی اور قافلہ آوے تو ہم اُسکے ساتھ
چلین الغرض سوداگر نے جب یہ بارہ سوار مسلح و مکمل گھوڑے بھی اُنکے چالاک اور تیز دیکھے خوش ہوا کہ خدا نے غیب سے میری
مدد کیواسطے یہ سوار بھیجے ورنہ ایسے جنگل مین ایسے سوار کہان اب ان قزاقون کا مزاج بخوبی پوچھ لینگے آخر ایک آدمی
کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر تم لوگ بتلاش روزگار نکلے ہو تو جو مشاہرہ مانگو گے ہم دینگے بلکہ بوقت پہونچنے کے آبادی مین جو
تمھاری احتیاج ہو گی وہ بھی ہم تا بمقدور روا کرینگے یہان سواے ملکہ سعیدہ تمام خواصین بے نقاب تھین اُس آدمی نے
پیام سوداگر دایہ کو دیا دایہ نے ملکہ سے کہا کہ اے فرزند اس امر کو تم منجانب اللہ سمجھو کہ واقف راہ نہ تھین ہمراہی کیواسطے
خدا نے ایک راہ بر پیدا کر دیا ملکہ بولی جو امر کہ مقتضاے وقت اور مصلحت سمجھو کرو دایہ نے اُس آدمی سے سوداگر سے کہا
ہم روزگار پر راضی ہین اُس مرد نے جا کر سوداگر سے کہا کہ وہ سوار روزگار پر راضی ہین مگر عجیب سوار ہین کہ جنکے مُنھ پر
ایک بال نہین ہی اور بظاہر کمسن اور کم عمر ہین مگر ایک اُنمین مُسن ہی سوداگر نے کہا ہمکو اپنے کام سے کام ہی اُنکی ڈاڑھی
مونچھون سے کچھ غرض نہین دایہ سوداگر کے پاس آئی اور کہا ہم دو شرط سے روزگار کرتے ہین اول یہ کہ ہم خال و خط
نہ لکھوائینگے دوسرے تمھارے قافلہ سے دور اُترا کرینگے سوداگر نے کہا ہمین منظور ہی بعد اسکے رات کو کھانا انواع
اقسام کا اُنکو بھیجا بعد فراغ کھانے کے دایہ واسطے اداے شکریہ کے سوداگر کے پاس آئی اور دو ساعت بہ تبدیل آواز
کلام کرتی رہی چونکہ دایہ [illegible] سے تھی ڈاڑھی مونچھ نے پردہ فاش نہونے دیا جب وہان سے ملکہ کے پاس آئی
کہا اے ملکہ مین نے سوداگر کو نہایت مشوش پایا قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید کوئی دشمن سخت سوداگر کا سد راہ ہی
ملکہ نے کہا درست ہی ہماری زیادہ تر خوشامد کا بھی یہی باعث ہی کہ دو ایک روز مین نوبت بجنگ آویگی دایہ نے کہا
خدا نہ کرے تم ایسی فال بد نہ نکالو کہ ہم بارہ عورتون مین کسی نے ایک چوہا بھی نہین مارا لڑائی بھڑائی تو امر دوسرا ہی
ہر چند کہ دہ خواصین تمھاری تیر اندازی بے بدل ہین لیکن جنگ غنیم مین دل و جگر چاہیے عورتون کو خداوند کریم نے
فقط واسطے خانہ داری و زینت مکان و آرام جان مردان کیواسطے پیدا کیا ہی ملکہ نے فرمایا اب چپ رہو ایسی
باتین بزدلی و پست ہمتی کی مجھکو پسند نہین آتین آگے وہ کیسی عورتین تھین کہ جنھون نے کارہاے مردانہ کیے کیا
شاید تمنے ملکہ شیرزن ملک سعیدون شاہ بزرگ کی دختر کا حال نہین سُنا سو سن ایک کنیز گستاخ و نہایت چرب زبان

تھی اُسنے کہا حضور اُسکا حال بیان فرمائین کہ یہ کنیز نہایت مشتاق ہی ملکہ نے کہا ای سوسن جس زمانہ مین کہ ملک
سعیدون بزرگ کی سلطنت مستقل ہوئی تھی اور وہ ہمیشہ اس سرزمین پر سرکشون سے معرکہ آرا رہا کرتا تھا کہ
ایک زمیندار پر فوج کشی کی دہنہ پہاڑ پر کہ نام اُسکا کوہ سعادت تھا لشکر کا قیام ہوا ناگاہ ایک مفسد عوج خان
نام نے راہ غیر متعارف سے لشکر پر شبخون مارا اور نہضت خان سپہ سالار لشکر بادشاہ بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا
اور لشکر کی نوبت بفرار ہی پہونچی ملکہ شیرزن بنت سعیدون شاہ آپ نقاب مُنہ پر ڈال کے مسلح و مکمل چند
خواصون کی جمعیت سے عوج خان سے مقابل ہوئی لشکریان دل دادہ نے جو ملکہ کو مقابلہ مین حریف کے دیکھا
صف شریک ملکہ ہوگئے عوج خان خود اس ہنگامہ مین بھی ملکہ کے سامنے گیا اور کہا ای ملکہ کیا تمھارے لشکر مین
کوئی مرد باقی نہین ہی کہ تمنے خود تکلیف حرب کی عوج خان کے منہ سے یہ کلمہ پورا نہ نکلا تھا کہ ملکہ نے ایک تیر
جانگزا ایسا مارا کہ عوج خان کے حلق کے پار ہو گیا اور عوج خان اُسی جگہ گھوڑے سے گرا اُسوقت ایک منجم
نے زائچہ کیا اور دیکھا تو طالع وقت سہم السعادت کو وتد الارض مین پایا جسکو چوتھے خانہ سے تعلق ہی اور
زبان عرب مین سہم کہتے ہین تیر کو ملک سعیدون شاہ نے تلاش کیا جس جگہ کہ ملکہ کا تیر گرا تھا وہین ایک شہر
آباد کیا اور نام اُسکا سہم السعادت رکھا اور اُس روز سے اپنی بیٹی کو ملکہ شیرزن شیر زبان خطاب دیا ای دایہ
عورتین ایسی جوالگ رہتی ہین اور خواصین بھی کیسی رفیق و دمساز تھین خواصون نے ملکہ سعیدہ سے جو یہ حال
سنا سب نے عرض کی ای ملکہ خوبان روزگار ہم حضور کے جان نثار و فرمانبردار ہین ہرچند کہ ہمکو آجتک کوئی سانحہ
ایسا روبکار نہین ہوا لیکن کیا کوئی مان کے پیٹ سے تھوڑی لڑتا ہوا پیدا ہوتا ہی یون ہی آزمودہ کار ہوجاتے
ہین انشاء اللہ دیکھیے گا کہ ہم بھی مثل پروانون کے حضور کے شمع رخسار پہ جان نثار کرینگے ملکہ نے خواصون کو
آفرین و تحسین فرمائی اس اثنا مین وہی مرد یعنی خادم سوداگر کچھ روپیہ واسطے خرچ ضروری کے لایا دایہ نے
بحکم ملکہ وہ روپیہ واپس کیا اور کہا کہ جب ہمارا حق خدمت خواجہ عالم کے اوپر ثابت ہوگا اُسوقت جو کچھ دینگے
ہمکو قبول و منظور ہوگا اور ابھی ہمارے پاس خرچ موجود ہی ہمکو ضرورت نہین قصہ کوتاہ وہ تمام رات ان عورتونکو
صفائی و درستی آلات حرب مین گذری صبح کو سوداگر نے کوچ کیا چھہ فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ وہ قزاق سرقان تیغ باز
چالیس نفر کی جمعیت سے قافلہ کا سد راہ ہوا اور سوداگر سے کہا کہ مال و اسباب اپنا ہمکو دیدو اور جان کو اپنی سلامت
لیجاؤ سوداگر نے کہا جب تک کہ ہمارے دم مین دم ہی ہم جیتہ نہ دینگے آخر فریق ثانی نے جو چالیس نفر تھے
چار حصہ ہو کر قافلہ کا محاصرہ کر لیا سوداگر نے ایک سمت سواران نو ملازم یعنی ملکہ کو مع خواصون کے مقرر کیا
اور تین طرف اپنے سواران قدیم کو متعین کیا اور بازار حرب و ضرب گرم ہوا اور پیام قضا تیران جفا نے پہونچانا
شروع کیے دایہ نے ملکہ سے کہا ای فرزند ابھی تک کوئی شخص طرفین کا ہمارے حال سے واقف نہین ہوا

اب مناسب ہی کہ تم کسی طرف نکل چلو دیکھا جو ہین نے کہا تھا وہی امر پیش آیا یاد رکھو عورتین محض واسطے امور خانہ داری
کے ہین نہ واسطے جنگ و جدل کے چنانچہ شارع فرماتا ہی اسکنو ہن من حیث سکنتم ملکہ نے فرمایا دور ہو سامنے سے اگر
حق خدمت تمھارا اپنے ذمہ نہوتا تو تمکو اسیوقت اس کلمہ کی ایسی سزا دیتی کہ تم یاد کرتین ای نالایق پہلے مجھے زہر
نہ کھانے دیا بیٹے اور اب ان قزاقون کے ہاتھ سے میری پردہ دری کرا دوگی دایہ خاموش ہو گئی ملکہ نے کمر ہمت
چست باندھ کے ان قزاقون سے مقابلہ کیا ہر چند کہ ملکہ کے سپرد ہوا تھا وہین سے ملکہ نے مع خواصون کے
تیر مارنا شروع کیے تا اینکہ نو نفر کو ملکہ اور ملکہ کی خواصون نے جہنم واصل کیا اور دو خواصین ملکہ کی شہید ہوئین اور
ان قزاقان باقیماندہ نے ہزار دقت ان قزاقون مین پہونچکر حال خرابی اور مارا جانا نو نفر کا بیان کیا وہ قزاق یہ سُن کے
ہر چہار طرف سے ملکہ پر حملہ آور ہوے سوداگر نے بھی اپنے سوارون کو ملکہ کی مدد کا حکم دیا اور کہا کہ ایسا نہو کہ قزاقون کے
ہاتھ سے یہ جوان ضایع ہون اتنے مین سرقان تیغ باز خود ملکہ کے مقابل آیا ملکہ نے اپنے حفظ ناموس کا خیال کر کے
ایک تیر سرقان تیغ باز کے گھوڑی کی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اس مرتبہ وہ پیادہ پا ملکہ کے
سامنے آیا ملکہ نے ایسی بدحواسی سے تیر مارا کہ گوشہ کمان نقاب پر لگا اور بند نقاب ٹوٹ گیا سرقان تیغ باز کی نگاہ
چہرۂ انور ملکہ پر پڑی بے اختیار عاشق و شیدا ہو گیا ادھر سواران سوداگر اور خواصان ملکہ نے ایسی تیر باری کی کہ کل
پانچ نفر چالیس قزاقون مین باقی رہ گئے اور سب جہنم واصل ہوے سرقان تیغ باز نے ان پانچون قزاقون سے کہا
کہ تم اپنی جان لیکر بھاگو اور زندگی کو غنیمت جانو اور خود بھی بھاگ گیا سوداگر نے انکے فرار ہونے کو غنیمت جانا اور
انکا پیچھا نہ کیا جب شام کو خیمون مین آئے تو سوداگر نے زر کثیر اور جراح علاج کو بھیجا ملکہ بدستور لشکر سے
علاحدہ خیمہ زن ہوئی اور ان دو کنیزون کو اسی لباس مردانہ مین دفن کیا مگر سرقان تیغ باز کا تصور مین ملکہ کے

عجب حال ہو گیا تھا آخر سرقان نے اُن پانچون نفر باقیماندہ سے کہا یارو ہزار افسوس کہ تمام رفیق اور یار میرے
جرار و آزمودہ کار مفت ہلاک ہوے کہ اب ایسے رفیق ملنا دشوار ہین اُن رفیقون نے کہا کہ ہم تمھارا زندہ رہنا
غنیمت جانتے ہین کہ اگر تم زندہ ہو تو ہزارون رفیق و یار ملجاوینگے سرقان تیغ باز نے کہا مجھے رفیقون کا تو کچھ ایسا
خیال نہین ہی مین تو ایک اور ہی غم مین مبتلا ہو گیا یہ ایسی بلاے ناگہانی ہی کہ اُسکا کسیطرح چارہ کار نظر نہین آتا وہ
بولے کہ ہمکو تمھارے دل کی کیا خبر سرقان تیغ باز نے کہا وہ جوان تھا بدار جو کہ رستم و اسفندیار کے مانند
جنگ کر رہا تھا تمکو معلوم ہی کہ وہ کون آفت روزگار و بلاے جان دل آزار تھا اُنھون نے کہا وہ وقت ایسا تھا کہ
ہمین اپنے حال کی خبر مطلق نہ تھی سرقان تیغ باز نے کہا وہ ایک نازنین مہ جبین تھی جوان نہ تھا جس نے میرے
خرمن ہستی کو اپنے شعلہ حسن سے جلا کر خاک کر دیا اب میرا جینا کیا بقول اس شعر کے شعر

بے تو عمر تلخ و شادمانی ما ہم | مرگ ما بہ تو نبود زندگانی ما ہم

تب پانچون قزاق بولے جو امر کہ شدنی تھا وہ ہوا اب اس بیقراری و اضطرابی سے کیا فائدہ سرقان تیغ باز بولا کہ
اگر تمکو میری جان عزیز ہی تو کسی تدبیر سے اس دشمن جان و ایمان کو میرے پاس پہونچا دو ورنہ مجھے بھی تم مرا ہوا
سمجھو قزاقون نے کہا یہ ہم مین قدرت کہان کہ ہم اُسے لا سکین سرقان تیغ باز نے کہا جو مین حکمت بتاؤن وہ تم
کرو اُنھون نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی سرقان تیغ باز حرامی کہ عیار پیشہ بھی تھا اُسنے ایک روغن ایک شاگرد کے
چہرے پر ملا کہ صورت اُسکی بدل گئی اور اُسنے کہا کہ فلان مقام پر ایک کنوان شیرین ہی مین بصورت فقیر وہان مقیم ہونگا
تم اگر قافلہ کو وہان پہونچا نا شاگرد بولا اس تدبیر سے تو قافلہ وہان نہین آسکتا سرقان تیغ باز نے دوسرے شاگرد
کی بھی صورت بدلی اور کہا تم دونون زخمی ہو کر قافلہ سالار کے پاس جاؤ اور کہو کہ سرقان تیغ باز قزاق سو نفر سواران
کی جمعیت سے فلان جا قافلہ کا انتظار کر رہا ہی بلکہ مجھے بھی قافلہ کا آدمی سمجھکر زخمی کیا ہی پھر دوسرا آدمی بھی جا کر یہی
بیان کرے اہالیان قافلہ پہلے ہی سے خایف ہین اب تمھارے بیان سے اور بھی اُنپر خوف غالب ہو جائیگا پھر مین
تیسرا شاگرد بھیجونگا تم دونون اُس سے پوچھنا کہ تو کہان سے آتا ہی وہ بیان کریگا کہ اس راہ مین پانی شیرین ہی اور
بے خوف جگہ ہی فلان تکیہ مین فقیر کے مسافر کو آرام بہت ملتا ہی پھر آگے وہان سے دو منزل تک پانی شیرین میسر
نہین آتا یقین ہی کہ اس تقریر و تدبیر سے قافلہ تکیہ مین آئے اور میرا مطلب دلی بھی بر آئے القصہ سرقان مکار نے
اس مکاری سے قافلہ کو تکیہ مین فقیر کے بلوایا اور اپنے کو عابد و زاہد مشہور کیا قافلے والون کو اس حرامزادے کا
اعتقاد ہو گیا آخر شب کو دارو بیہوشی پلا کر سب کو غافل کیا اور ملکہ سعیدہ کو عالم بیہوشی مین لے بھاگا اور وہ
چارون قزاق سوسن اور دو کنیزون کو چادر عیاری مین باندھ اور جسقدر مال و زر و اسباب تھا لیکر روانہ
ہوئے جب صبح ہوئی سردار قافلہ نے سُنا کہ سردار نو ملازم کو مع چار نفر سوارون کے کوئی عیار سرقان تیغ باز کا

لیگیا سوداگر کو نہایت قلق ہوا اور باقیماندہ خواصون سے کہ جنکی بنفشہ افسر تھی سوداگر کے پاس جاکر کہا کہ ہم تخلیہ مین کچھ کہینگے آخر تخلیہ مین بنفشہ نے ابتدا سے انتہا تک سب حقیقت ملکہ سعیدہ کی سوداگر سے بیان کی سوداگر نے جو سنا کہ یہ ملکہ سعدان شاہ بادشاہ ملک گوہر آویز کی بیٹی تھی غضب شاہی سے مانند بید کانپنے لگا اور کہا یہ کیا قیامت ہوئی اگر سعدان شاہ اس ماجرے کو سنیگا تخم تجارت کو جہان سے ناپید کردیگا آخر سوداگر نے یہ صلاح کی کہ یہان کے حاکم کو اس امر کی اطلاع کرنا مناسب ہی تاکہ مین الزام سے بچون الغرض دوسرے روز سوداگر وہان سے روانہ ہوا اور چوتھے روز شہر سیکلیہ مین پہونچا جو شہر گوہر آویز کی سرحد مین تھا اور ابطال قوی ہیکل ایک سردار سعدان شاہ کیطرف سے صوبہ دار تھا سوداگر نے وہ رات کاروان سراے مین بسر کی اور صبح کو ابطال قوی ہیکل کے پاس گیا ابطال اسوقت فرمان شاہی دیکھ رہا تھا اور اس فرمان مین یہ لکھا تھا کہ بارہ کنیز مین محل خاص سے گھوڑون پر سوار ہوکر کسیطرف نکل گئین ہین انکو تلاش کرکے اور گرفتار کرکے حضور معلی مین جلد روانہ کرو نامہ پڑھکے سوداگر سے مخاطب ہوا سوداگر نے خلوت مین ابطال سے سب ماجرا بیان کیا اور باقیون خواصون کو بھی حوالہ کردیا ابطال قوی ہیکل کو بیان سے سوداگر کے معلوم ہوا کہ یہ کام بجز سرقان تیغ باز قزاق کے اور کسی کا نہین ہی وہی ملکہ کو لیگیا ابطال نے اسی وقت چار سردار سو سو سوارون کی جمعیت سے چار طرف روانہ کیے اور ان سے تاکید کردی کہ جہان سرقان ملے زندہ میرے پاس لانا ہلاک ہونے پائے

ابتدا حال ملکہ سعیدہ فرخ طلعت اور سرقان تیغ باز قزاق کا بیان ہوتا ہے

کہ سرقان تیغ باز ملکہ سعیدہ کو تکیہ سے ایک گھاٹی مین پہاڑ کی لے گیا اور وہان جاکر فتیلہ رفع بیہوشی ملکہ اور خواصون کو سنگھا کے ہوش مین لایا اور ہاتھ جوڑکر سامنے کھڑا ہوا اور کہا اے نازنین تجھے کچھ معلوم ہی کہ میرے سب رفیق دیار دفا دار تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوے ورنہ سوداگر کی کیا مجال تھی جو ہمسے مقابلہ کرتا اور جو کام کہ تونے اور تیری خواصون نے رستمانہ کیا وہ افراسیاب و اسفندیار سے بھی نہین ہوسکتا مین اس خداوند کریم کارساز کا شکر گذار ہون کہ تو میرے ہاتھ آئی گویا مین نے دولت کونین پائی اور ایک عرصہ سے اسی تلاش مین تھا کہ کوئی نازنین مہ جبین صاحب حسن و جمال ملے تو مین اس سے عقد کرون اب وہ دعا میری خدا نے مستجاب فرمائی اور تجھ ایسی خورشید رو پری پیکر مجھے عنایت فرمائی اب تم یہان بعیش و آرام تمام رہو دنیا کی نعمت فضل خدا سے موجود ہی نوش فرمائیے اور ان چارون کنیزون کا میرے رفیقون کے ساتھ نکاح کردو اور سبکو عمر اپنا خدمت مین گزاردنا بعد از وفرمانبردار سمجھو ملکہ سعیدہ نے دلمین کہا کہ خدایا ایک بلا سے آسمانی سے بمشکل جان بچائی یہ دوسری بلا سے ناگہانی کہان سے آئی اس سے دیکھیے کسطرح نجات ہوتی ہی اگر اس قزاق سے

بے اعتنائی کرتی ہون تو ابھی ناموس مین فرق آتا ہی آخر ملکہ نے سرقان تیغ باز سے کہا کہ خیر جو نوشتہ تقدیر تھا
ظہور مین آیا مگر چندے توقف ضرور ہی کہ مین بھی بجائے خود مشورہ کرلون سرقان تیغ باز نہایت خوش ہوا اور
اپنے رفیقون سے کہا خبردار کسی طرح کی ان عورات کو تکلیف نہونے پائے جو یہ حکم دین بجان و دل بجالانا وہ چور
بہ تن انکی خاطرداری مین سرگرم ہوئے ایک روز دایہ نے باہر آکے سرقان تیغ باز کو مطلع کیا کہ اے سرقان
آیا یہ بھی تو جانتا ہی کہ یہ ملکہ خوبان عالم کس خاندان عالیشان سے ہی اور تو کمال خوش قسمت ہی سرقان تیغ باز بولا
واقعی میرا ایسا طالع کہان تھا جو ایسی معشوقہ مجھکو میسر آئی دایہ نے کہا اے شخص یہ ملکہ سعدان شاہ بادشاہ کی بیٹی
ہماری شاہزادی ہی سرقان تیغ باز یہ سنتے ہی دلمین نہایت شاد ہوا دایہ نے کہا ہماری ملکہ نے فرمایا ہی کہ غلہ
وغیرہ کا جلد بندوبست کردے ہم اب یہان خاصہ تیار کرائینگے کہ یہ کام عورات کا ہی مرد سے نہین ہوسکتا سرقان
تیغ باز نے تمام سامان خورد و نوش دایہ کے حوالہ کردیا خواصون نے ملکہ کی ایسا طعام لذیذ پکایا کہ سرقان نے
کبھی آنکھون سے بھی نہ دیکھا تھا کھانا کیسا مگر چونکہ وہ خود بھی فریبی اور قزاق تھا ہزارون کو مکر سے مار چکا تھا اسوجہ سے
پہلے وہ کھانا کسی کتے کو کھلاتا پھر آپ زہر مار کرتا تھا اور اگر وہ کتا نہ کھاتا تھا تو خود بھی نہ کھاتا تھا اور ایک کتے کو ایسا
تعلیم کیا تھا کہ طعام زہرآلود کی بو سے کمال قل و شور مچاتا تھا ملکہ کتے کی خصلت سے آگاہ ہوگئی تھی دایہ سے کہا
خبردار کھانے مین کوئی امر ایسا نہو کہ یہ قزاق ہمارے راز سے آگاہ ہوجاوین ایک روز سرقان تیغ باز نے
دایہ سے کہا اے دایہ جبکہ ملکہ عالم کے ہم غلام ہین تو پھر جسقدر ہمکو اپنی خلوت سے جلد سرفراز فرمائین عین احسان
انکا ہی کہ مین شوق وصل مین ملکہ کے دن رات مرتا ہون اور انکے ہجر و فرقت سے حال روز بروز میرا بدتر
ہوجاتا ہی دایہ نے ملکہ سعیدہ سے کہا کہ اے فرزند اب مجھے نیت اس حرامزادے کی فاسد معلوم ہوتی ہی ملکہ نے
فرمایا ابھی اسکو رسم کتخدائی مین مصروف کرو دیکھو کیا منظور خدا ہوتا ہی دایہ نے سرقان تیغ باز کو سات روز
ہر ایک طرح کے رسم مین مشغول رکھا آخر سرقان تیغ باز بولا اے دایہ رسومات شادی کی کچھ انتہا بھی ہی دایہ نے
کہا کیا سہل ہی شادی کا کرلینا بادشاہون کے مراسم ہین انکو بلاشبہہ عرصہ چاہیے سرقان تیغ باز بولا کہ مجھے
اب ایک ساعت برابر ایک برس کے معلوم ہوتی ہی آجکی رات ضرور ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوکر زفاف سے
کامیاب ہونگا میری طرف سے ملکہ کی خدمت مین عرض کردینا کہ بھلا جبتک رسومات کتخدائی تمام ہوین بوس و کنار
تو ہوتا کہ گوشہ میرے دل کو تسکین ہو ورنہ مشکل ہوگی دایہ نے ملکہ کو اطلاع دی ملکہ نے فرمایا سرقان تیغ باز سے
کہدو کہ خیر دو روز کے بعد تیرا کہنا قبول ہوگا سرقان تیغ باز خاموش ہو رہا ملکہ نے دایہ اور سوسن وغیرہ خواصون کو
اپنے پاس بلاکر کہا اے دایہ اگر اس روز مین زہر کھالیتی تو آج اس مصیبت مین کیون گرفتار ہوتی مگر تیرا کیا قصور اتنی
زندگی اور ہماری باقی تھی خیر تن بہ تقدیر جو ہونا ہوگا وہ تو ضرور ہی ہوگا بہرحال شکر کردگار کرنا چاہیے یہ کہکے

اور پھر دوبارہ اقبال شاہ شاہزادہ سے بغلگیر ہوا اور اسی حالت بغلگیری میں غائب ہوگیا بعد غائب ہو جانے
اقبال شاہ کے پھر شاہزادہ کے وہی خیال حشم و خدم و جاہ و شوکت کہ جو اول تھا دل میں پیدا ہوا اور خیالات طلسم دفعۃً
طبیعت سے بالکل دفع ہوگئے اس اثنا میں پھر آواز گریہ وزاری کان میں شاہزادہ کے آئی ابوالحسن جوہر نے کہا کہ
اہالیان طلسم رو رہے ہیں شاہزادہ نے فرمایا وائے برحال ملکہ نوبہار گلشن افروز خدا ہی اسکو صبر عطا فرمائے
ورنہ بظاہر کوئی سامان اسکی زندگی کا نہیں معلوم ہوتا

پہونچنا شاہزادہ نامدار کا عالم مثال میں شہر فردوس کے اندر اور دیکھنا ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان کو بالمشافہہ اور برآمد ہونا طلسم غرائب اساس سے اور آگاہ ہونا قصہ سے محمود خراسانی کے بعد ازاں ملاقات کرنا حکیم قسطاس الحکمت سے

سخن سنج دانائے شیریں کلام | چنین داد این داستان را نظام

کہ جب شاہزادہ عالی وقار و ابوالحسن جوہر نامدار گنبد گیتی نما کے دروازہ سے باہر آئے شاہزادہ قریب
اُس دروازے کے جسکی پیشانی پر عبارت عربی بآب زر لکھی تھی آیا ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے شہریار عالی جاہ
وہ دروازہ یہی ہے کہ جہاں سے میں جبل اعلےٰ میں گیا تھا شاہزادہ اُسی دروازہ میں داخل ہوا مگر اس روز کوئی
موکل سیر فرما موافق معمول روز مرہ حاضر نہوا اور خود بخود شاہزادہ بعد چند قدم کے قریہ فردوس میں
پہونچ گیا ابوالحسن جوہر نے جو وہ قبۂ طلائی دیکھا شاہزادہ سے کہا حضور ملاحظہ ہو کہ وہ قبہ طلائی قصر اخضر کا
ہے شاہزادہ نے زیر کوہ مجمع نوروز دیکھا کہ اژدہام خلائق حد سے زیادہ ہے ابوالحسن جوہر نے کہا اے جناب عالی
طرفہ یہ امر ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ صبح کو مجمع یہاں ہوتا ہے اور عصر کے وقت برخاست ہو جاتا ہے لیکن عالم مثال
میں فدوی نے مثل نوروز کے کل بھی مجمع دیکھا اور آج بھی ہے اور زیادہ تر عجب یہ ہے کہ تمام دن وہی ہنگامہ عظیم
نظر آتا ہے شاہزادہ نے فرمایا آج کوئی سیر فرما حاضر نہیں کہ ہم اُس سے یہ حال دریافت کرتے الغرض ابو عامر
و ابو حاکم کو ایک ہی تخت پر دیکھا اور ملکہ شمسہ تاجدار کرسی زرنگار پر جلوہ افروز تھی اور بادر سی اپنے دستور
موافق معمول کے خلائق کو افہام و تفہیم کر رہا تھا جب آفتاب قریب غروب پہونچا حسب دستور ملکہ شمسہ تاجدار
قصر اخضر میں داخل ہوئی اور خلائق اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئی اور ادھر ابوالحسن جوہر اور شاہزادہ
معز الدین بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے ساتھ قصر اخضر میں پہونچے ملکہ شمسہ تاجدار جب داخل قصر ہوئی نقاب چہرہ
سے دور کی بس معلوم ہوا کہ ابر سے آفتاب جہانتاب نکل آیا اور اس ناز و ادا سے ملکہ مسند عز و وقار پر رونق افروز

ہوئی کہ تحریر کرنا اُسکا ممکن نہیں شاہزادہ کو بمجرد دیکھنے اُس چہرہ آفتاب مثال ملکہ شمسہ تاجدار کے سکتہ ہوگیا اور وہ
مسند آرائے حسن تکیہ لگائے ایک پیر دوسرے گھٹنے پر رکھے ایک ورق تصویر کو بغور دیکھتی ہی تھی کہ جب شاہزادہ
کو ہوش آیا آگے بڑھکے اُس تصویر کو دیکھا وہ تصویر بعینہ اپنی صورت کی دیکھی نہایت حیران ہوکر ابوالحسن جوہر
سے فرمایا کہ الحمد للہ ملکہ شمسہ تاجدار کو بھی مجھ سے ایک لطف دلی پایا جاتا ہے ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد
جس وقت میں پروین کے ساتھ آیا تھا میں نے زبانی اہل شہر کے سُنا کہ ایک تصویر محل کے حجرے سے نکلی ہوا اور
ملکہ شمسہ تاجدار اس تصویر پر از حد فریفتہ ہوگئی اور کسی وقت اپنے پاس سے اُسے جدا نہیں کرتی مثل جان عزیز
کے رکھتی ہے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ تصویر حضور ہی کی ہے شاہزادہ نے فرمایا شاید تمنے اُس روز بوجہ لاعلمی یہ کہا تھا
کہ بلکہ خدا جانے کس گیدی کی تصویر پر عاشق ہوئی ہے ابوالحسن جوہر کو یہ سُنکے کمال انفعال ہوا اس اثنا میں
ملکہ شمسہ تاجدار نے دایہ سمن بانو سے ذکر شاہزادہ کا کیا اور بے ساختہ اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہوئے
شاہزادہ بھی بے اختیار رو دیا بعد تھوڑی دیر کے یہ خیال آیا کہ اب چل کے قصر کا رقبہ دیکھیں آخر شاہزادہ
معز الدین اور ابوالحسن جوہر پہاڑ کے نیچے آئے اور شہر فردوسیہ میں پہونچے واقعی اس شہر اور خلائق شہر
کو جیسا کہ ابوالمکارم سے سُنا تھا اُس سے وہ چند پایا یعنے نہایت آباد و رشاد دیکھا بعد اسکے ابوالحسن جوہر
وعدہ گاہ پروین میں یعنی اُس درخت کے سایہ میں جہاں کہ پروین اور ابوالحسن جوہر سے وعدہ ہوا
تھا شاہزادہ کو لایا شاہزادہ نے فرمایا کہ اب ایک لحظہ یہاں آرام کرنا ضرور ہے ابوالحسن جوہر نے فرش بچھایا
اور خود بھی بیٹھا اور شاہزادہ بھی جلوہ گر ہوا دفعۃً ایسی ہوا مفرح قلب و جگر آئی کہ شاہزادہ کی خود آنکھیں بند
ہو گئیں جو نہیں آنکھ کھلی دیکھا کہ اب اُس عالم مثال مادی میں ہیں یعنی وہ درخت مع شاخ و برگ و بار
معلوم ہونے لگا اور معاملات طلسمی خواب و خیال ہوگئے لیکن حال خواب یاد تھا اب شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر
کو معلوم ہوا کہ ہم طلسم سے نکلے ہیں لیکن حیرت زدہ تھے کہ کس نے ہمکو یہاں پہونچا دیا شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر
سے فرمایا اے برادر چلو ایک مرتبہ پھر ملکہ شمسہ تاجدار کی صورت دیکھیں ابوالحسن جوہر نے کہا اب وہاں حضور کا
جانا مناسب نہیں ہے پہلے حکیم قسطاس الحکمت کی ملاقات کیجیے جیسا وہ ارشاد فرمائیں عمل میں لائیے ابوالحسن جوہر
کو حکیم صاحب نے ایک روغن دیا تھا کہ جسکی بو سے جانوران موذیہ و درندہ بھاگ جاتے تھے اور وہ ایسی جاتے
کہ طلسم میں یاد نہ آیا مگر اُسوقت چونکہ ضرورت تھی موجود پایا اور ابوالحسن جوہر نے جس راہ سے کہ حکیم صاحب
کے پاس گیا تھا نشانات راہ کے یاد کر لیے تھے شاہزادہ سے کہا حضور اگر خدا نے چاہا تو میں آپ کو دو روز میں
حکیم صاحب کی خدمت میں اُسی راہ سے پہونچا دونگا آپ خاطر جمع رکھیے شاہزادہ کو یہ مشورہ ابوالحسن جوہر کا پسند
آیا اور وہ روغن جسم پر ملا اور کوہستان کی راہ لی۔

اب راوی تازہ خیال شاہزادہ معز الدین کو راہ مین سرگرم رفتار رکھتا ہی اور حال اُن اُمراے نامدار کا بیان کرتا ہی کہ جو اپنے اپنے طلسم سے نکلکر شاہزادہ والا جاہ کی تشریف آوری کے منتظر ہین

واضح ہو کہ جس وقت امیر جلال الدین فیروز منش اپنے گمان مین دو برس چھ مہینے کے بعد طلسم سے نکلے تو
اُنھون نے موافق ایام دنیا کے اپنی سکونت طلسم کا حساب کیا معلوم ہوا کہ بحساب ایام دُنیا کے ایک مہینہ
ہوا یعنے عالم اسباب مین ایک دورہ آفتاب کو جو سال شمسی مشہور ہی ایک دورہ شمسی سال سے زحل کے مطابق
آتا ہی یعنے ساکنان طلسم کو ایک روز و شب دُنیا کا ایک ماہ طلسمی معلوم ہوتا ہی پس یہ حساب حکماے متقدمین
نے مقرر کیا ہی اور یہ بھی کہتے ہین بروایت مشہورہ کہ ایک شخص طلسم مین سالہاے دراز تک رہا جب دُنیا مین آیا
ایک لحہ سے زیادہ نہ رہا الغرض ایسی حکایات ہفت پیکر ملا نظامی و ہشت بہشت امیر خسرو اور
ہفت منظر ملا ہاتفی مین لکھے ہین اور اسی طرح ابو الحسن جوہرا اپنے حساب سے طلسم مین دو مہینے رہا
اور امیرزادہ سیف الدین نے چار برس تک ممالک طلسم کا تماشا دیکھا کہ از روے حساب کے وہ سب
ایک مہینہ اٹھارہ روز ہوے ہوئے اور امیر خلیل و امیر سلطان پانچ برس طلسمی عجائبات مین سیر کرتے
رہے اور عیش و نشاط سے بسر کی وہ دُنیاوی دو مہینے ہوئے اور یہ بھی ایک طلسم سمجھنا چاہیے کیونکہ عجب نشست
بذریعہ علم و عمل حکما نے طلسم مین رکھی ہی کہ باوجود کمی و زیادتی سیر کی یعنی مثلاً کوئی دو برس رہا اور کوئی چار برس
لیکن بر وقت نکلنے طلسم سے راہ مین ضرور ملاقات ہوگی چنانچہ ان امرا سے بھی آپس مین ملاقات ہوئی اور
خیال مین آیا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ ہی طلسم سے نکلے ہین اسی طرح شاہزادہ نے آٹھ برس اور نو مہینے طلسم
مین عجائبات کی منزل بمنزل بالتفصیل سیر دیکھی کہ جو حساب سے دُنیا کے تین مہینے اور پندرہ روز ہوئے
اور ایام عاقبت و آخرت موافق اس آیہ کریمہ کے سمجھنا چاہیے تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان
مقدارہ خمسین الف سنۃ فصبر صبرا جمیلاً یعنی ایک روز آخرت کا دنیا کے روز سے پچاس ہزار برس کے
برابر ہوگا اسی وجہ سے روز قیامت کو اطول الاحوال کہتے ہین الغرض جب یہ امرا اپنے اپنے طلسم سے نکلے
اور معشوقان طلسمی کی مفارقت مین بیقرار ایسے ہوئے کہ کسی طرح آرام نہ آتا تھا شب و روز اُنھین کے
تصور و خیال مین رہتے تھے آخر ایک روز امیر جلال الدین اور امیرزادہ سیف الدین اور
امیر خلیل و امیر سلطان حکیم فسطاس الحکمت کی خدمت مین بقعۂ فیض کے دروازہ پر گئے
پروین نے حکیم کی طرف سے اُنکو کہا کہ آپ سب صاحب چند روز لشکر مین توقف کرین ہم بر وقت

تشریف لائے شاہزادہ معزالدین کے تمسے ملاقات کرینگے آخر یہ سب ناچار لشکر مین واپس آئے اور آپسمین صلاح
کی کہ ہم تو مفارقت مین معشوقون کی اپنے ہلاک ہوئے جاتے ہین اور حکیم صاحب کو کچھ خیال نہین آخر ضبط تا کے
اب بلباس قلندرانہ تلاش مین معشوق کے نکل چلین جو تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا **امیر جلال الدین** کی رائے یہ ہوئی
کہ تا تشریف آوری شاہزادہ معزالدین یہان سے جانا مناسب نہین ہے شاید شاہزادہ کی سفارش سے ہم
اپنے مقاصد دلی کو پہونچین جب **ابوالحسن** جوہر ان افسران فوج کے مشورہ وصلاح سے خبردار ہوا اُسنے ان
سب صاحبون سے کہا تم سب مجنون ودیوانے ہوئے ہو یہ حرکت تمھاری شان سے نہایت بعید ہے تو ان سب
امرا نے یہ جواب دیا کہ تمھاری بغل مین تو خانہ داماد رو موجود ہے تمکین کیا پروا ہے ہمکو تو کوئی وقت اور کوئی
ساعت اُنکی مفارقت مین قرار نہین ایک ایک لمحہ مثل ایک ایک سال کے گذرتا ہے اگر شاہزادہ کو بھی
ہمارے حال سے خبر نہوئی تو ہم تعلقات دُنیا کو ترک کرینگے اور جنگل مین رہینگے **امیر یوسف** وامیر تمر کمال
وامیر مظفر یہ جو سردار طلسم مین گئے تھے ان امرا نے بھی سمجھایا کہ مقدمات طلسمی مثل شعبدہ کے ہوتے ہین اُنپر عمل
کرنا حماقت ہے ہمنے ایسی ایسی نقلین اور حکایتین بہت سُنی ہین اور کتابون مین دیکھی ہین جس طرح تم کہتے ہو
بعینہ اسی طرح بہرام گور کے آگے سات لڑکیون نے بادشاہون کی سات نقلین جدا جدا بیان کی تھین اُنکا
بھی یہی نتیجہ تھا کہ جو شخص طلسم مین گیا پھر نہ نکلا اور جو نکلا بھی تو دیوانہ ہوگیا کسی کام کا نرہا بس آپکو شکر اُس
خالق بیچون کا ادا کرنا چاہیے کہ زندہ اور صحیح طلسم سے نکالا اور ہم اسکا شکر کرتے ہین کہ ہم طلسم مین نہ گئے ورنہ
ہمارا بھی یہی حال ہوتا **امیر جلال الدین** وامیر خلیل نے کہا کہ اب ہماری نوبت یہ جنون ایسی پہونچی ہے کہ
کسی کا سمجھانا موثر نہین ہوتا اور یہ **شعر** کسی اُستاد کا پڑھا **بیت**

	از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب		دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست	

ابوالحسن جوہر نے کہا آخر کیا قصد ہے امیرون نے کہا بس یہی قصد ہے شعر یا بانگہ بہ رنج یار خویش راہے یا از جہان
بر کنم بیرون یار خویش را ۔ الغرض جب ساڑھے تین ماہ کا عرصہ شاہزادہ کو طلسم مین گذرا ایک روز حکیم
قسطاس الحکمت نے تمام امرائے لشکر کو بقعہ فیض کے دروازہ پر بلوایا اور سہیل سے کہلا بھیجا کہ تم استقبال
کو شاہزادہ کے جاؤ صبح کو بعد چند قدم فلان راہ مین ایک دروازہ باغ کا نہایت عظیم الشان نظر آئیگا تم
اس باغ مین جانا اور تین روز وہان سیر کرنا چوتھے روز شاہزادہ باغ مین تشریف لائیگا بلکہ یہ تین روز افسران و اعلیٰ
لشکر کے حکیم صاحب کے مہمان ہین لیکن رات کو ہزار آدمی سے زیادہ باغ مین نہ رہین اور سہیل کو واسطے مہمانی امرا
کے مقرر فرمایا پس وزیرون کو لشکر کی مہمانی کا حکم دیا سہیل وزیرون نے منادی کرادی کہ آج سے تین روز تک تمام
لشکر کی مع حیوان وانسان کے حکیم صاحب نے دعوت کی ہے لیکن ایک شرط یہ ہے کہ جس خیمہ مین کہ جسقدر آدمی ہین

انہین سے پانچ آدمی سیر کو جائین زیادہ نجائین جب وہ سیر کر آئین پھر آدمی جائین غرض اسی طرح سے تمام لشکر سیر و تماشا دیکھے جب وہ رات گزر گئی تو دانہ و غیرہ جانوروں کا از خود موجود ہو گیا اور ایک حاطہ سرخ پتھر کا اسقدر بلند دیکھا کہ اُسکے برج وغیرہ کی تعداد معلوم نہو تی تھی سہیل و پرویز نے دیوار کے نیچے جانے سے ہر شخص کو منع کیا کہ جو کوئی ادہر جانے گا اُسکو مضرت کا حال ملیگی غرض اہل لشکر نے اُس باغ کو اور اُسکی آراستگی کو ایسا دیکھا کہ کبھی خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہوا تھا بس خلاصہ یہ ہی کہ نمونہ بہشت تھا اور ہر چہار طرف دوکانین اور بازار اور نہرین اور ہر دوکان مین تمام جہان کا اسباب اور سامان سب موجود تھا آخر سہیل و پرویز لشکر کے امرا کو ایک مکان عالیشان مین لیگئے وہان ساقی و اگر باشندہ اور منصدی وغیرہ اہل خدمت تھے بعد اسکے سب کو اہانا ہر طرح کا کھلایا اور طرفہ یہ بات تھی کہ جسنے جس چیز کی خواہش کی اُسکے واسطے وہی کھانا موجود تھا بعد وہ زر نقد علی قدر مراتب سب کو دیا اور ہر چہار طرف باغ کے قحبہ خانہ کثرت سے تھے اور عورتین فاحشہ ہر قسم کی موجود تھین سب نے اپنے عیش کیا مگر ایک یہ لطف اور تھا کہ ایک کی مطلوبہ دوسرے کی نظر مین مکروہ معلوم ہوتی تھی الغرض مجرا امیر جلال الدین و امیرزادہ سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان کے اور تمام سردار و غیرہ سردار بیت اللطف مین جا کر عجیب لطف سے شراب خواری مین مشغول تھے اور نشہ مین ایسے ایسے حرکات کرتے تھے کہ قابل بیان نہین اور اس باغ کے دروازہ پر بخط جلی لکھا تھا

لہم فیہا ما تشتہی الانفس

اب اہل لشکر کو اس عشرت کدہ مین مشغول بعیش رکھا جاتا ہی اور حال فرخ مآل شاہزادہ معز الدین اور ابو الحسن جوہر کا گذارش ہوتا ہی

راوی کا بیان یہ ہی کہ جس وقت شاہزادہ والا جاہ اور ابو الحسن جوہر عالم مثال سے عالم اسباب مین آکے حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ ہوئے اور تیسرے روز بعد طی مراحل و قطع منازل کے ایک دیوار ایسی بلند مثل پہاڑ کے نظر آئی کہ جسکی حد لایق بیان کے نہین شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر سے پوچھا کہ یہ دیوار کس مکان کی ہی ابو الحسن جوہر نے عرض کیا حضور جب مین پرویز کے ساتھ یہان آیا تھا تو یہ دیوار نہ تھی خدا جانے یہ مکان کسکا ہی کہ جسکی ایسی دیوار ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین تنہا یہان ٹھہرتا ہون تم جا کر دیکھو کہ کسی طرف اسکا دروازہ بھی ہی یا نہین ابو الحسن جوہر حسب ارشاد شاہزادہ چھ فرسخ تک گیا لیکن کہین دروازہ نہ دیکھا آخر شاہزادہ سے آکر عرض کیا کہ حضور مجکو تو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ دیوار اُسی طلسم کی ہی جہان سے ہم اور آپ آئے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر چلو کہین تو دروازہ اس دیوار کا ہوگا ابو الحسن جوہر نے کہا مین جو اُس طرف گیا تو دور سے مین نے کسی کے رونے کی آواز سنی حضور بھی اُس آواز پر تشریف لیچلیں یقین ہی کہ سراغ راہ کا ملجائے شاہزادہ اُسطرف روانہ ہوا جب چھ فرسخ راہ طی کی دیکھا کہ

ایک درخت سفر جل یعنی بہی کا اندر حصار کے ہی اور شاخین اسکی اسطرف دیوار کے ایسی خم کھا کر آئی ہین کہ آدمی ہاتھ سے انکو پکڑ کر چڑھ جائے اور ایک شخص آنکھین بند کیے نہایت ضعیف زیر دیوار بیٹھا ہی اور ہاے ہاے کر رہا ہی شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے کہا کہ یہ مرد خدا وردرسیدہ عشق مین مبتلا معلوم ہوتا ہی چلو اس سے اسکا حال دریافت کرین جب قریب پہونچے اور بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ محمود خراسانی عیار ہی محمود نے جو ہین شاہزادہ معزالدین اور ابوالحسن جوہر کو دیکھا قدمبوس ہوا شاہزادہ نے پوچھا ای محمود یہ تو کس حال مین گرفتار ہی اور یہ کون مقام ہی محمود نے عرض کیا ای شہریار کامگار جب حضور نے طلسم مین جانے کا حکم دیا تھا اسوقت کمبختی طالع سے مجھکو یہ خیال آیا کہ پہلے اس مکان کے رقبہ کو دیکھ لین پھر اندر جائین گے آخر مین نیچے نیچے دیوار کے چلا تمام دن مین چلا لیکن دیوار کی حد نہ معلوم ہوئی آخر مین نے کہا کہ جو ہو سو ہو اب جبتک کہ اسکی حد نہ دیکھ لونگا ہرگز نہ پھرونگا آخر مین روز مین اس درخت تک پہونچا اور شدت گرسنگی سے عجیب حال ہوا ہر چند چاہا کہ ایک بہی اس درخت سے توڑ کر کھاؤن لیکن جب مین ہاتھ بڑھاتا تھا کہ پھل توڑون درخت خود بخود بلند ہو جاتا تھا آخر بھوکھا پیاسا وہان سے آگے چلا چند قدم آگے گیا تھا کہ ایک اژدہاے آتش فشان سد راہ ہوا اس مین خوف زدہ وہان سے افتان و خیزان پھر اسی جا واپس آیا پھر تو جسطرف گیا ہی معاملہ پیش آیا آخر مایوس مطلق ہو کر ایک روز مین نے اژدہے سے کہا ای ثعبان بقدرت الٰہی یا تو مجھے ہلاک کر یا راہ دے تا مین اپنے مقام کو واپس جاؤن اس اژدہے نے بزبان فصیح کہا ای محمود خراسانی تجھسے خطاے فاش ہوئی کہ تو تحقیق دیوار مین یہان آیا ورنہ تو بھی مثل اور سرداروں کے کسی باغ مین جاتا اب تا تشریف آوری شاہزادہ جس طرح سے ہو سکے یہین بسر اوقات کر کہ وہی شیر شاہزادہ تجھے اس بلا سے نجات دیگا مین نے پوچھا کہ میرا شاہزادہ کب طلسم سے نکلے گا اژدہے نے کہا اسکے طلسم سے نکلنے مین آٹھ برس اور نو مہینے کا عرصہ ہی پھر مین نے کہا ای حیوان فصیح البیان بھلا اسقدر عرصہ تک مین کس شغل مین بسر کرون اور کیا کھاؤن اسنے کہا تو ہر روز اس اژدہے تک ہو آیا کر اور ایک دانہ بہی تجھکو کافی ہی مین نے کہا کہ مین عجب مصیبت سخت مین پھنسا دیکھیے کب شاہزادہ تشریف لاتا ہی کہ مین اس بلاے آسمانی سے نجات پاؤن

شعر

نوبت بما چو افتاد آتش بجام کردند	در بزم ہاے رندان شرب مدام کردند
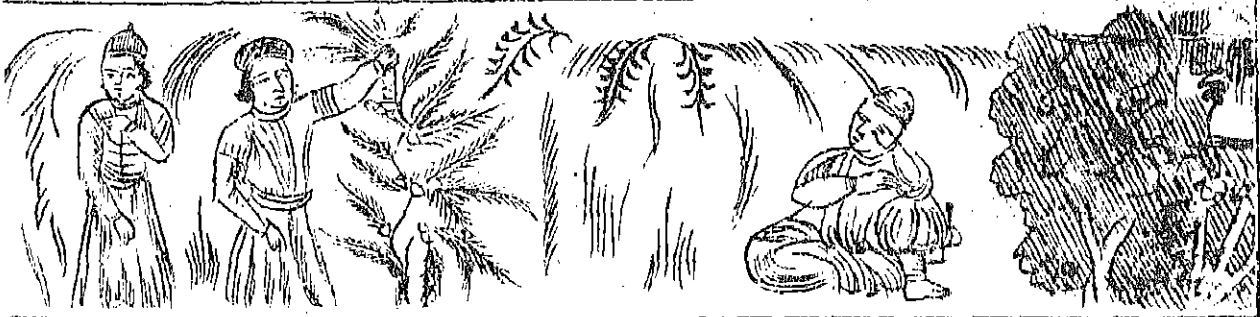
جب مین نے نام اُس اژدہے کا پوچھا کہا نام میرا حارس العجائبات ہی اور اس مقام کا نام برق برلیق ہی جسوقت
تجھے بھوک معلوم ہو کہنا ای درخت سفر جل برق برلیق کی خاطر سے ایک دانہ بہی مجھے دے بس اُسی وقت ایک بہی تجھے
ملجائیگی اُسکو کھا لینا مین نے پوچھا کہ یہ برق برلیق کیا چیز ہی حارس العجائبات نے کہا کہ وہ بھی اس درخت پر
ایک روز آئیگی تجھ سے ملیگی ای شہریار بعد اس سوال و جواب کے وہ اژدہا نظر سے غائب ہوگیا مین ناچار درخت
کے پاس آیا اور موافق تعلیم اژدہے کے جب مین نے بہی درخت سے طلب کیے مجھے ملگئے اور مین اُسے کھا کر ایسا
سیر ہوگیا کہ پھر کسی چیز کی خواہش نرہی اور اس چشمہ کا پانی پیا جو کہ زیر دیوار جاری ہی اور سو رہا آخر حضور چھ ماہ
کامل مجھے یہان گذرے ایک روز صبح کو جو مین اُٹھا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین و گلرخسار بالاے دیوار موجود ہی
بس دیکھتے ہی اُسکو مین اپنے ہوش مین نرہا اور وہ بھی مجھے بنگاہ التفات دیکھ رہی تھی لیکن بات نکرتی تھی آخر بعد
دو ساعت کے دیوار پر سے غائب ہوگئی میرا اُسکی مفارقت مین عجیب حال ہوگیا اور کسی طرح قرار و آرام نہ آتا تھا
شب و روز دیوار کو دیکھا کرتا تھا اس امید پر کہ شاید وہ آفت روزگار آوے اور مین نہون تو اُسکی زیارت سے بھی
محروم رہون آخر چار مہینے کے بعد پھر وہ نازنین دیوار پر آئی مگر بجاے زیور و لباس سامان عیاری سے آراستہ مین نے
بھی کوئی دقیقہ منت و سماجت مین نہین اُٹھا رکھا لیکن وہ مجھے دیکھکر مسکرائی اور چار گھڑی تخت دیوار پر بیٹھی رہی بعد
اسکے چلی گئی ابکی غلام کا حال زیادہ تر خراب و خستہ ہوا بعد تین مہینے کے ایک روز پھر آئی اور مجھسے کہا ای جوان
ناآشنا یہ جو عشق و عاشقی کا تو دعوی کرتا ہی آیا مجھ سے تجھے کیا مناسبت ہی مین نے کہا ای بادشاہ کشور
حسن و خوبی بس یہی مناسبت ہی کہ جو مجھ شیفتہ جمال کو اپنے غلامون مین سمجھو اُس وقت اُس آفت روزگار نے
نہایت ناز و شوخی سے کہا کہ تیری غلامی سے میرا کیا کام نکلے گا تو کون ہی اور یہان تو کس طرح سے آیا ہی مین نے
اپنی سرگذشت بیان کی پہلے تو وہ نازنین ہنسی اور بعدہ کہا کہ بارک اللہ عیارون کو بالا دوی ایسی چاہیے ہم کبھی
فن عیاری تجھے سکھین گے کہ تو اس فن عیاری مین کامل معلوم ہوتا ہی مین نے کہا ہان ای آرام جان پہلے مین بھی
اپنی حرکت سے نہایت نادم تھا لیکن جب سے کہ مین نے تمھارا جمال جہان آرا دیکھا سب خیالات دل سے دور
ہوگئے اُسنے جواب دیا کہ بوجہ تیرے کمال کے ہمکو بھی تیرا خیال ہی لیکن کوئی صورت وصل کی نظر نہین آتی اسواسطے
کہ مین قوم پری سے ہون تو انسان دوسرے خدمت عیاری و شاطری پر نزادون کے بادشاہ کی مجھسے متعلق ہی
لہذا ممکن نہین ہان اگر مرضی بادشاہ کی ہوگی تو البتہ میرا تجھ سے وصل ممکن ہی ورنہ خیر مین نے کہا تیری رضامندی
شرط ہی پھر بادشاہ کا راضی ہونا کیا مشکل ہی اُسنے کہا جو ہمارا بادشاہ ہی وہ ایک اور بزرگ کا محکوم ہی مین نے کہا
وہ بزرگ کون ہی وہ بولی تو بخوبی جانتا ہی لیکن مجھے نام بتانے کا حکم نہین ہی مین نے کہا تم اپنا نام تو بتاؤ
اُسنے کہا ابکی اگر آنا ہوا تو نام بھی بتا دونگی بس یہ کہکے روانہ ہوگئی بعد ایک ہفتہ کے پھر آئی اور مجھسے کہا کہ ای

محمود خراسانی اگر تیری مرضی ہو تو ہم تیرے پاس آئیں مین نے جو یہ کلمہ اسکی زبان سے سنا نہایت درجہ خوش ہوا اور کہا اے
آرام جان بسم اللہ تشریف لاؤ اور مجھ جگر سوختہ آتش فراق کو اپنے شربت دیدار سے تسکین بخشو وہ نازنین دیوار پر
سے میرے پاس آئی اور کہا نام میرا برق بریق ہے اب مین ہر ہفتہ کو تیرے پاس آیا کرونگی اے شہریار نامدار
وہ روز عجیب روز تھا کہ گویا سلطنت دونون جہان کی مجکو ملگئی تھی آخر ہر ہفتہ کو اُسے میرے پاس آنا اور محفل شراب
وکباب گرم کرنا اور چلے جانا دستور رہا بعدہ تیسرے روز آنا شروع کیا اسی طرح ایک مدت تک یہی قرینہ رہا
اب چار روز کا ذکر ہے کہ وہ ایک شب میرے پاس رہی اور صبح کو جاتے وقت کہا کہ اے محمود خراسانی اب مین
جاتی ہون اگر خدا نے چاہا تو پھر ہم تم عالم اسباب مین ملین گے بس یہ سنکے میرے ہوش جاتے رہے مین نے کہا
اے مایۂ زندگی تیری مفارقت مین میرا کیا حال ہوگا اُسنے کہا کہ تیرا شاہزادہ بھی تو ہماری خاتون پر عاشق ہے اور
یقین ہے کہ اب طلسم سے نکلے اگر شاہزادہ کا عقد ہماری خاتون سے ہوا تو پھر ہمارا بھی وصل تمسے ممکن ہے مین اس
جملہ کو سنکے چپ ہو رہا اور آنکھون سے آنسو بے اختیار جاری ہوگئے برق بریق نے میری نہایت گریہ وزاری
پر تشفی و دلاسا دیا اور روانہ ہوگئی غلام کو بعد اُسکے جانے کے ایسی تپ عارض ہوئی کہ دنیا اور مافیہا کی خبر نرہی
بلکہ اسی بیہوشی مین اُستاد ابو الحسن جوہر اور حضور کی آواز کان مین آئی اور ہان ایک بات باقی ہے وہ یہ ہے
کہ بروقت رخصت وہ یہ بھی کہگئی کہ شاید تمھارا شاہزادہ ادھر تشریف لائے اور دروازہ اس دیوار کا تلاش کرے
تم کہدینا کہ دروازہ اسکا نہین ہے لیکن راہ اس باغ کی اس درخت پر سے ہے جو سامنے نظر آتا ہے شاہزادہ نے فرمایا
اے محمود خراسانی ہم تیری معشوقہ برق بریق کے حال سے بخوبی واقف ہین کہ وہ طیرانہ پری کی بیٹی ہے اور
طیرانہ پری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی مقربان خاص سے ہے اگر مین ملکہ نوبہار گلشن افروز سے دلا
انشوکت تمھارا عقد اُس برق بریق سے ضرور ہوگا بعد اسکے شاہزادہ معز الدین و محمود خراسانی اور ابو الحسن
جوہر کے ساتھ درخت پر پہونچا اور اُس درخت پر ایک دروازہ معلوم ہوا سب دروازہ مین داخل ہوئے بعد
چند قدم کے ایک آئینہ بازار آراستہ مین پہونچے کہ جہان اسباب فسق و فجور جا بجا موجود تھا ؎

یک طرف باده یک طرف بوزه نازنینان ماه رخساره	یک طرف کاسه یک طرف کوزه زیر هر یک چو خربزه پاره	بنگ را خود حساب نتوان کرد هر یکی با حریف هم آغوش	بنگیان را خطاب نتوان کرد بر فلک رفته بانگ نوشانوش

بعض آدمی بیہودہ بدمست ہیچ بازار مین پڑے تھے اور بعض نشہ مین سرشار خوش فعلیان کر رہے تھے شاہزادہ
وہان سے بڑے باغ مین تشریف لایا یہان ایک مکان مین امیر ترکمان پریزادان مہوش کا ناچ دیکھ رہا تھا
اور جام مے گلگون گردش مین تھا بلکہ سب سرداران لشکر اسی عیش وعشرت مین مشغول تھے ناگاہ امیر ترکمان کی نگاہ
شاہزادہ پر جا پڑی اُسنے عالم محویت مین سروقد تعظیم دی اور قدمبوس ہوا شہزادہ نے کہ تشریف آوری شاہزادہ کی تمام مین

خبر عام ہوگئی امیر اور سردار واسطے ملازمت کے حاضر ہوئے بعدہ سہیل و پروین بھی حاضر ہوئے اور آداب تسلیمات بجا لائے اور شاہزادہ کو اُس باغ مین جو کہ خاص مہمانی شاہزادہ کے لیے آراستہ کیا گیا تھا لائے اور ناچ وغیرہ شروع ہوگیا اور مبارکباد کی صدا بلند ہوئی سرداران لشکر کی نذرین گذرنے لگین اور سب کرسی اور دنگل اور نیم تخت پر اپنے قرینہ سے مودب بیٹھے راوی بیان کرتا ہو کہ وہ وقت مین سو اکانون ہجری کا تھا ابو الحسن جہم اور شاہزادہ معز الدین کو ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار یاد آئین بے اختیار آنسو آنکھون سے جاری ہوگئے اور امراے گرامی قدر یعنے امیر جلال الدین اور امیر سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان بھی قدمبوس شاہزادہ کے ہوئے لیکن شاہزادہ نے اُن امرا کو عجیب حال پر ملال مین پایا شاہزادہ نے ہر ایک کی مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ یہ کیا حال تمھارا ہوگیا اُنھون نے اپنی پہلے سرگذشت بیان کی اور آخر مین جو کہ باہم صلاح و مشورہ ہوا تھا شاہزادہ سے سب بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا یہ حرکت تو کبھی لایق نہ تھی اگر مین اپنا حال عرض کرون تو بجا ہو کسواسطے کہ میری نظر سے ایسا تماشاے عجیب و غریب گذرا ہو کہ جسکے بیان کو عمر نوح چاہیے

امرا نے عرض کیا حضور والا ہم کسی تماشے کے مشتاق نہین ہین بیت

باغ بیان را تماشاے چمن درکار نیست	کار عاشق جز تماشاے جمال یار نیست

ہم فارغ ہین مخوف ان طلسمی کے ہلاک ہوئے جاتے ہین شاہزادہ نے فرمایا انصاف شرط ہو کہ جو تم ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار کو دیکھتے تو کہتے کہ پردۂ دنیا پر ایسی بھی عورتین خلق ہوئی ہین امیرون نے

کہا جس حال مین کہ حضور اور ابو الحسن جوہر کو خداوند کریم نے طلسم مین ملک نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار کو عطا فرمایا اور باہر طلسم کے ملک شمسہ تاجدار اور خلد آشیانہ ماہ رو موجود ہین تو آپ کو معشوقان طلسمی کی کیا پروا بخلاف ہمارے کہ ہم اپنی مرگ و زندگی کا سبب انھین کو جانتے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر اب جیسا ہو رہو جب حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات ہو گی تو جیسا ہو گا سمجھا جائیگا سہیل بولا کہ اے شہریار یہ امراے نامدار طالب وصال ہین آجتک یہ سُنا نہین کہ انسان مقیدات طلسمی کو خارج طلسم مین دیکھے حضور ابو الحسن جوہر سے دریافت فرمائین کہ اُنھون نے اول دوم طلسم مین کیا تماشا دیکھا اور خارج طلسم مین اُسکا کیا اثر پایا یہ سب امر اس امر سے لاعلم محض ہین کہ بجلی کو تکرار لازم نہین آخر وہ رات اُسی طرح ناچ وغیرہ مین تمام ہوئی صبح کو وہ باغ معلوم بھی نہوا کہ کہان تھا اور کہان گیا شاہزادہ سرداران لشکر کے ساتھ بقعہ فیض کی طرف روانہ ہوا اور جتنے ارکین و سرداران لشکر تھے سب ہمراہ ہوئے شاہزادہ یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا جاتا

جہان ہم اے برادر چون طلسم است	متاع دولت او ہم با طلسم است	بقاے نیست موجودات او را	ثباتے نیست احوالات او را
گداے را برآرد گر بشاہے	ببینی از دشمنان را در گدائی	کند امروز چیزے بر تو ظاہر	کہ در وصفش بود فہم تو قاصر
از و لیکن اثر فردا نہ بینی	درین حسرت اگر عمرے نشینی	مرا خوش آید این مضمون شاہ	کر رحمت بر روان پاک او باد
	بدنیا دل نہ بندد ہر کہ مرد است	کہ دنیا سر بسر اندوہ و درد است	

شاہزادہ ہنوز بقعہ فیض کے دروازہ تک نہ پہونچا تھا کہ پرورین نے حکیم قسطاس الحکمت کی طرف سے پیام دیا کہ تم دو تین روز لشکر مین آرام فرماؤ تاکہ کسل راہ دفع ہو پھر انشاء اللہ تعالی فلان روز حضور یہان تشریف لائینگے اور ہم بھی ملاقات کرینگے شاہزادہ وہان سے واپس آیا اور سب نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی ابو المکارم کو ایک خلعت فاخرہ مرحمت ہوا اور فرمایا کہ واللہ جو کچھ ہمنے تماشا دیکھا وہ فقط تمھاری وجہ سے دیکھا پھر ابو الحسن جوہر نے قصہ اپنا کہا بعدہ امیر جلال الدین بلخی نے حال اپنا بیان کرنا شروع کیا جب رئیس مقدم تک داستان پہونچی امیر جلال الدین کو سرتک لگا کر مصورہ بانو کے پاس جانا اپنا اور نہا بادشاہ نے اعادہ کیا امیر جلال الدین کو اس بات سے نہایت استعجاب ہوا الغرض اسی طرح سب امیرون نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی اور جہان جہان یہ لوگ غلطی کرتے تھے شاہزادہ متنبہ کرتا جاتا تھا اس اثنا مین حکیم صاحب نے سہیل سے کہلا بھیجا کہ شاہزادہ کو بغرض ملاقات بلایا ہے شاہزادہ ابو الحسن جوہر اور چند امراے نامدار کو ہمراہ لیکر بقعہ فیض کے دروازہ پر گیا جب گنبد مین داخل ہوا حکیم صاحب استقبال کو تشریف لائے شاہزادہ نے ادب سے سلام کیا حکیم صاحب نے شاہزادہ کو سینہ سے لگا لیا اور ہر ایک امیر کی پشت پر شفقت کا ہاتھ رکھا بعدہ حکیم صاحب نے فرمایا اے شاہزادہ معز الدین بیان کرو کہ تمنے عجائبات

ہین کیا کیا تماشا دیکھا اور کہانسے کہان پہونچے شاہزادہ نے فرمایا ای معدن علوم نامتناہی حضرت کے فیض باطنی و شفقت ظاہری سے ایسے معاملات کو عجیب و غریب نظر سے گذرے ہین کہ شاید سکندر ذو القرنین نے بھی بدولت علم ارسطو و فلاطون نہ دیکھے ہونگے میری زبان مین اسقدر یارا کہان جو مین حضور مین حال گذشتہ اپنا بیان کرون بلکہ اکثر عقدے ایسے طبیعت مین جمع ہوئے ہین کہ حل انکا بجز ذات فیض برکات حضور کے محال ہی پیر و مرشدا ابتدا سے سیر مین ایک نازنین کا عشق میرے دل مین ایسا پیدا ہوا کہ اُسکے تعشق مین وطن چھوٹا ہنوز اُسکی تلاش بخوبی ہونے پائی تھی کہ دوسرے کے عشق نے بالکل محو کر دیا خیر اُس کیفیت طلسمی کے معشوق کو معشوقہ پہلی سمجھا اور سالہا سال اُسی کے خیال مین مبتلا رہا جب کیفیت طلسمی طبیعت سے زائل ہوئی پھر اُسی عشق اول نے عود کیا اور اُس طلسم سے باہر آیا لیکن محبت نازنین دوم کی دل سے محو نہین ہوئی اسوجہ سے کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ملکہ شمسہ تاجدار اس شکل و شمائل کی عورتین ہین کہ شاید پردۂ دنیا پر انکی ثانی کوئی اور دوسری عورت پیدا ہوئی ہو اور یہ بھی حیرت ہی کہ بانی طلسم کون شخص تھا حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند تمہاری نقل بعینہ اُس عابد کی نقل سے مشابہ تر ہی جو کہ واسطے عبادت کے پہاڑ پر گیا تھا شاہزادہ نے فرمایا ارشاد ہو وہ کیا نقل ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ بلاد مشرق مین ایک عابد تھا خدا رسیدہ خلائق شہر نے اُسکے اوقات عبادت مین خلل اندازی کی وہ اپنی زوجہ حاملہ کو لیکر ایک ایسی گھاٹی مین پہاڑ کے منزل گزین ہوا کہ جہان آفتاب و ماہتاب دونون جانے سے معذور رہتے اور ایک سال کا سامان خورش اپنے ساتھ لے گیا تھا اور بی بی سے تاکید کی تھی کہ مجھے افطار کے وقت ایک روٹی دیدیا کرو قدرت الٰہی کا تماشا دیکھنا چاہیے کہ وہان ایک چشمہ پانی کا تھا بعد چند روز کے ایک لڑکا صاحب حسن و جمال پیدا ہوا جب وہ بچہ سن تمیز کو پہونچا حسب اتفاق ایک روز درہ کوہ سے آفتاب کی شعاع دکھائی دی عابدزادہ نے کبھی روشنی تو دیکھی ہی نہ تھی بے اختیار اُس روشنی پر عاشق ہوا جب تک کہ وہ روشنی اُس روزن سے معلوم ہوتی تھی یہ نہایت خوش ہوتا تھا اور عجیب عجیب خوش فعلیان کرتا تھا یکایک وہ روزن بند ہو گیا اُس عابدزادہ نے جو ایک روز اپنے معشوق کو نہ دیکھا گھبرا کر بلا اجازت باپ کے اس غار سے باہر نکل آیا یہان ماہتاب کی روشنی سے تمام عالم روشن تھا اس عابدزادہ کو یقین ہوا کہ یہی روشنی اُس روزن سے معلوم ہوتی تھی اور مین اسی کا عاشق ہوا تھا جب صبح کو وہ غروب ہوا اور آفتاب عالمتاب نکلا یہ عابدزادہ سمجھا کہ یہی مطلوب میرا ہی اور اُس روزن مین سے اسی کی روشنی نظر آتی تھی اُسنے اپنی غلط فہمی پر کمال افسوس کیا اور کہا کہ مجھ سے کمال خطا ہوئی کہ مین نے خلاف اسکے دوسرے کو معشوق اپنا قرار دیا اب شرط انصاف یہ ہی کہ اُس دوسرے کو بھی محبوب اپنا سمجھنا چاہیے کہ اُسکا مرتبہ بھی لائق اسی کے ہی گو مشاہدہ مین جدا ہو بعد اسکے وہ اپنے باپ عابد کے پاس آیا اور اُسنے اپنی طبیعت کی فریفتگی کا حال بیان کیا عابد نے ایک نصیحت ایسی کی کہ وہ اپنی مرادِ دلی کو پہونچ گیا شاہزادہ نے فرمایا کہ اُن کلمات نصیحت کو حضور ضرور ارشاد فرمائین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ابھی اُنکے اظہار کا وقت نہین ہی جب تم سب امور اتفا

دنیوی سے فراغت کرکے اپنے والدین کی خدمت مین پہونچو گے تو اُسوقت مین تمکو وہ کلمات بتا دونگا اب تم
رمز نقل کے بیان کرنے کا نشاسند و کہ جس واسطے یہ نقل ہمنے بیان کی پہلے تو تم ملکہ شمسہ تاجدار پر عاشق ہوئے اور اُسکے
عشق مین وطن اور والدین اور احباب کو چھوڑا اور راہ مین ایک طلسم مین داخل ہو گئے اور وہان تاثیر طلسمی نے
سب عشق آپکا بھلا دیا اور اُس عشق کے عوض دوسرا عشق پیدا ہو گیا اور جب عالم طلسم سے نکلے پھر وہی عشق
عود کر آیا حاصل کلام یہ کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ دونون آفتاب و ماہتاب کا حکم رکھتی ہین
شاہزادہ نے دست مبارک حکیم صاحب پر بوسہ دیا اور کہا حضور نے درست فرمایا اور نقل بھی تمثیلی خوب بیان
فرمائی ابھی یہ گفتگو ختم نہوئی تھی کہ وہ چارون امیر بادل کباب پہونچے اور دست بستہ عرض کیا کہ ای قبلۂ دین و دنیا
برای خدا ہم بیچارون پر بھی ایک نظر توجہ فرمائیے ورنہ ہم اس صدمہ سخت و دشوار سے ہلاک ہو جائینگے
حکیم صاحب نے شاہزادہ سے پوچھا یہ تمہارے امیر کیا کہتے ہین شاہزادہ نے فرمایا حضور پر سب روشن و ہویدا ہی
جو یہ کہتے ہین مجھکو حاجت شرح نہین ہی پرورین نے کہا جناب عالی یہ امرا طالب محال ہین یعنے جو تماشا کہ طلسم
مین دیکھا ہی وہ یہ لوگ خارج طلسم مین بھی دیکھنا چاہتے ہین یعنے معشوقان طلسمی سے خارجاً ملاقات چاہتے ہین حکیم صاحب
نے فرمایا بتان انشد بحصر علیکا سہاسے نہ آتش گرم تر اندہ اور کچھ نہ کہا شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہو کر
گنبد سے باہر نکلا اُن امیرون نے سہیل و پرورین سے پوچھا کہ حضرت نے ہمارے باب مین کیا ارشاد فرمایا
اُنھون نے کہا کچھ بے اعتنائی سے کہدیا اُنھون نے کہا حکیم صاحب کی اس بے اعتنائی اور جواب ندینے سے معلوم ہوا کہ ہماری
معشوقون سے ملاقات نہوگی شاہزادہ نے ہر چند سمجھایا لیکن اُنکی سمجھ مین کچھ نہ آیا اور یہ جواب دیا

تا جہان ہست در جہان باشی	بر ہمہ خلق حکمران باشی

ہم غلامون کو حضور آزاد فرماتے ہین ہم اپنے غلام بلا بہتر ہے شاہزادہ ملازم رکاب عالی ہین ہم نہوے تو دونون شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا سب امرا بھی اپنے اپنے خیمہ مین چلے گئے اور رات کو اپنے اپنے خیمون مین آگ لگا دی اور
شاہ ابدال کے تکیہ مین کہ وہان سے قریب تھا جا بیٹھے درویش بلباس تعظیم و تواضع پیش آیا اور جو کچھ کہ اُسوقت
ممکن ہوا حاضر کیا صبح کو شاہزادہ کو اس حال کی خبر ہوئی ابوالحسن جوہر سے فرمایا ای برادر ین امرا کے باعث
سے بعض مقدمات طلسم کا حکیم صاحب سے سوال نکر سکا اور یہ کسی طرح اپنے بیہودہ خیالات سے باز نہین آتے
اب تم مع چند سرداران لشکر جاؤ اور اُنکو جس طرح سے ہو سکے سمجھا کے لے آؤ کہ یہ امر باعث بدنامی کا ہی
آخر سب سردار اُنکے پاس گئے اور سب نے فہمائش کی امیر جلال الدین مینی و امیر خلیل نے یہی کہا کہ اب
آپ لوگ ہمکو ستاوین نا ہا شاہزادہ خود ابوالحسن جوہر کو ہمراہ لے تکیہ مین تشریف لے گیا اور فرمایا ای
صاحب نفس الامر یہ ہی کہ معاملات طلسم مین پریشان ہونا نچاہیے اسواسطے کہ امور طلسمی کا بیرون طلسم کسی طرح

موجود ہونا ممکن نہین ہی تمنے میری سرگذشت مفصل سنی ہی کہ نہین آگاہ ہو اس طلسم مین وہ تماشے کہ جو وہم وخیال مین
نہین آسکتے دکھلائی دیے اگر تم بنظر انصاف دیکھتے تو کہتے کہ شاہزادہ بیشک بے انصاف وبیمروت ہی کہ ایسے
معشوق حور پیکر سے بے اعتنائی کرتا ہی لیکن چونکہ مین خوب آگاہ تھا کہ یہ مقدمات طلسم این وجود محض مین انکا
تصور وخیال کرنا ایک فعل عبث ہی امیرون نے کہا اے شہریار ہمنے حضور کے خواب کی تعبیر جناب حکیم صاحب کی
زبان سے سنی ہی کہ حضرت نے آپ کی معشوقہ کو ماہتاب سے نسبت دی ہی اور ملکہ شمسہ تاجدار کو آفتاب
سے بس جائے انصاف ہی کہ جو انسان دنیا مین مثل ماہ وخورشید کے معشوقہ رکھتا ہو اسکو اور کسی معشوق
کے تصور وخیال سے کیا سروکار شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم تمکو اسی واسطے لائے تھے کہ راہ مین تم ہماری رفاقت
ترک کرو اور ہمکو چھوڑ دو اور اس عالم تنہائی مین جواب صاف دو واللہ یہ حرکت تمکو جائز نہین ہی اور تمکو
مناسب ہی کہ مین جبتک اس سفر دور ودراز سے فرصت کر کے حضور مین بادشاہ کے نہ پہونچون اسوقت تک
تم صبر کرو اور بعد وہان پہونچنے کے تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی دوسرے مین یہ بھی یقین کرتا ہون کہ جناب
حکیم صاحب ضرور یہی خیال فرمائین گے اسی طرح ابوالحسن جوہر اور ابدال شاہ نے بھی سمجھایا آخر امیران
مذکور مجبور شاہزادہ کے ساتھ لشکر مین آئے اور تمام روز خدمت مین حاضر رہے جب شام ہوئی اپنے خیمہ مین
گئے اور پھر باہم مشورہ کیا کہ ہم آسمان پر بھی جائین گے تو شاہزادہ کے ساتھ سے نجات مشکل ہی بس اب
بہتر یہ ہی کہ زہر کھا کر ہلاک ہو جائین کہ قصہ ہی پاک ہو آخر الامر ان امیرون نے اس طرح پوشیدہ زہر کھا لیا
کہ کسی ملازم تک کو مطلق خبر نہوئی جب رات گذری اور صبح ہوئی خدمتگار کیا دیکھتے ہین کہ سر سے پانوتک
تمام جسم انکا سبز ہو گیا ہی اور نبضین بھی ساقط ہین ملازمون نے شاہزادہ سے اطلاع کی شاہزادہ وحشت زدہ
امیرون کے خیمہ مین آیا دیکھا تو واقعی انکی حالت نزع ہی ابوالحسن جوہر سے کہا اے برادر جلد انکا علاج
کرو ورنہ یہ ایک دو لحظہ مین ہلاک ہین ابوالحسن جوہر نے کہا حضور خود جناب حکیم صاحب کی
خدمت مین جاکر اس حال کو بیان فرمائین تو البتہ کوئی صورت انکی جان بری کی ہو گی ورنہ کچھ علاج اسکا
نہین ہی شاہزادہ اسی وقت حکیم کی خدمت مین پہونچا حکیم صاحب نے پوچھا خیر ہی شاہزادہ نے عرض کیا
اے حضرت مین ان امیرون کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہون پہلے انھون نے خیمہ اپنے جلا دیے اب سب نے
بالاتفاق زہر کھا لیا اور کسی کو خبر نہوئی اگر یہ مر گئے تو پھر میری زندگی محال ہو جائے گی حکیم صاحب نے پوچھا
آخر ہلاکت کی کوئی علت بھی ہی شاہزادہ نے کہا کیا عرض کرون مرض عشق لا علاج ہی حکیم صاحب نے
ایک سیاہ پتھر دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو گھس کے تھوڑا پلا دو انشاء اللہ تندرست ہو جائین گے شاہزادہ نے
وہ پتھر ابوالحسن جوہر کے حوالہ کیا اور کہا مین جناب حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہون تم جاؤ اور
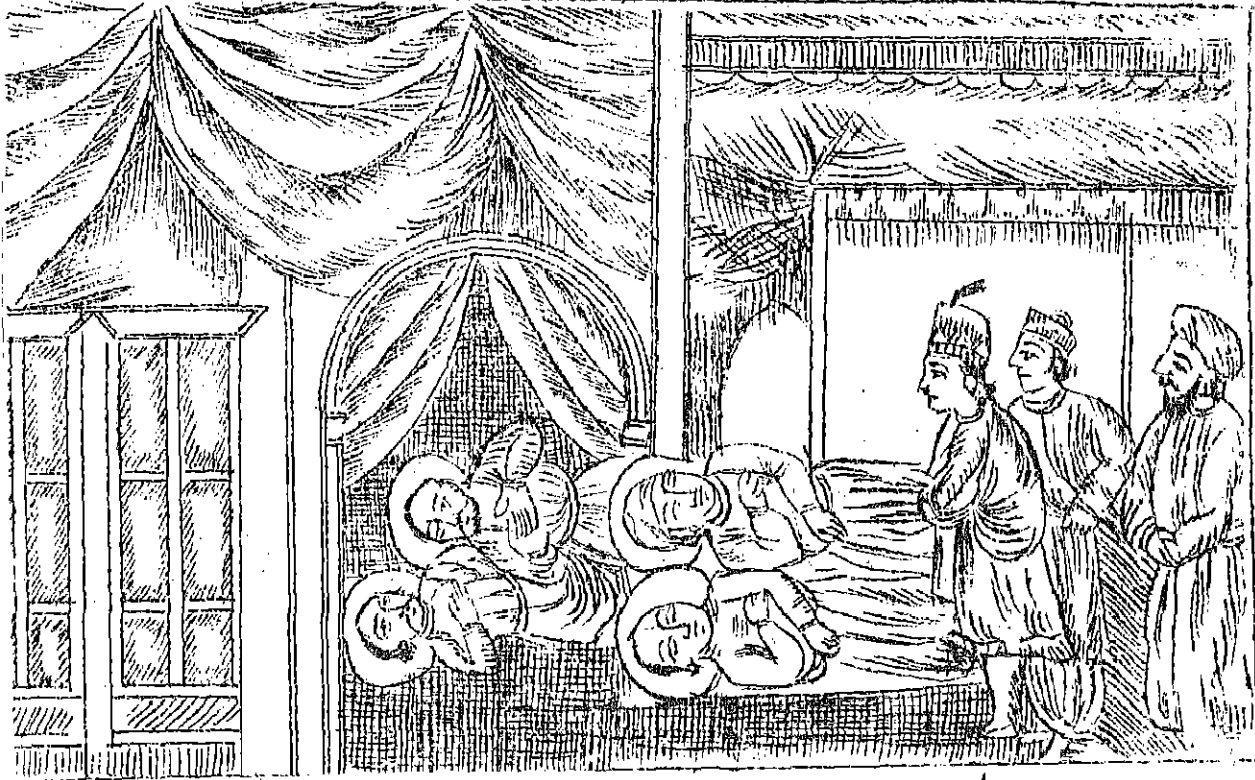
انکا جلد تر علاج کرو ابوالحسن جوہر نے پانی اُس پتھر کا امیرون کو پلایا بمجرد پلانے کے امیرون کو چند مرتبے قی ہوئی چند ساعت کے بعد امیر تندرست ہوگئے اور اُسی وقت حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچے اور ہاتھ باندھ کے مؤدب عرض کیا کہ ای قبلہ و کعبہ

سرشک از زخم پاک کردی چہ حاصل	علاجے کن کزدلم خون نیاید

اورای غواص بحر راز و اسرار الٰہی و اے معدن غموض و رموز نا تنناہی اس مرتبہ حضرت ہمارے حال سے آگاہ ہوگئے کہ علاج ہمارا عمل مین آیا اگر ہمارے درد دل کا علاج نفرمائینگے تو ہم ضرور اپنے جان کو ایسا ہلاک کرینگے کہ ملک الموت کو بھی خبر نہوگی حکیم صاحب نے فرمایا اگر مین جانتا تو ہرگز طلسم مین نہ بھیجتا شاہزادہ نے سر مبارک بطور سر نیاز آگے حکیم صاحب کے جھکایا کہ مین نے کوئی مطلب اپنا خدمت مین گذارش نہین کیا حالانکہ صدہا عقدہ اہم دل مین میرے جمع ہین اول یہ ہی کہ لوح طلسم بیضا کے راز سے مطلع فرمائیے دوسرے عقد کرنا ملکہ شمسہ تاجدار سے چاہتا ہون کہ یہ باعث نام آوری کل سلاطین مین ہی تیسرے اکثر مقدمات طلسمی ایسے ہین کہ بجز ذات والا در بیاہ کسی وہ کسی سے حل نہونگے مگر ان امرا نے ایسا حیران کیا ہی کہ کیا عرض کرون بلکہ مین اپنے کام پر مقدم انھین کے کام کو جانتا ہون حضور کو بھی ان بیچارون کے حال پر ملال پر توجہ چاہیے حکیم صاحب نے فرمایا خیر جب جبل اعلی پر پہونچوگے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے تمھارا عقد ہوگا تو ان امرا کا بھی مطلب دلی بر آئیگا شاہزادہ آداب بجا

اور دست حکیم صاحب پر بوسہ دیا لیکن امیرون کو حکیم صاحب کے ارشاد کا یقین نہوا آخر سہیل و پرویز نے
حکیم صاحب کے قول کی گواہی دی اور سہیل نے کہا ایسا نہین ہو کہ جو حکیم صاحب زبان مبارک سے فرمائین اور
وہ امر نہو تم اسکو نقش کالحجر سمجھو الغرض یہ امراے نامدار اور شاہزادۂ عالی وقار لشکر مین آئے شاہزادۂ دو روز
کے بعد پھر حکیم صاحب کے پاس گیا اور کہا اے عالم راز غیبی یہ کمترین بھی مع ابوالحسن جوہری حضور کی شفقت
بزرگانہ کا امیدوار ہو حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند درانحالیکہ تمھاری اور ابوالحسن جوہری کی معشوقین باہر
طلسم کے موجود ہین تمکو معشوقان طلسمی کی کیا پروا ہو ابوالحسن جوہری نے کہا پیر و مرشد معشوقان طلسمی کو ہمنے اپنی
پامردی سے پیدا کیا ہو اسمین کچھ حضور کا احسان نہین ہو اگر کوئی تحفہ طلسم مرحمت ہو تو البتہ باعث افتخار ہمارا ہو
حکیم صاحب نے پھر جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا اے برادر جو معاملات طلسمی نظر سے گذرے دل سے
فراموش نہین ہوتے حکیم صاحب نے فرمایا تمنے کیا دیکھا اور کیا سُنا شاہزادہ نے فرمایا پیر و مرشد مین نے
اکثر اہالیان طلسم سے سُنا ہو کہ میری قسمت مین روز ازل سے چار عقد مقدر ہوچکے انمین سے ایک
باہر طلسم کے بھی ہوگا اور تین نکاح طلسم مین ہونگے مگر حیرت ہو کہ مین نے صرف ملکہ نوبہار گلشن افروز
اور ملکہ صبح دلکشا کو دیکھا اور ناطقہ روشن بیان کا نام سُنا اسی طرح ابوالحسن جوہری نے
غمزۂ شیرین کار اور گلستان افروز اور نادرہ رازدار سے ملاقات ہوئی حکیم صاحب نے
فرمایا ہمنے فقط بلحاظ و پاس تمھارے امراسے وعدہ کیا ہو کہ انکا مطلب حاصل ہوگا اب تم انواع اقسام کے
مضامین پیدا کرتے ہو شاہزادہ نے فرمایا جناب عالی بروقت میرے طلسم سے باہر آنے کے ایک قیامت کبریٰ برپا
تھی علی الخصوص ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار کی پریشانی وگریہ وزاری قابل بیان نہین خدا جانے
میری مفارقت مین وہ زندہ بھی رہین یا نہ حکیم صاحب نے کہا خاطر جمع رکھیے ہمکو سب معلوم ہو عنقریب وہ اور تم
سب ایک جا ہوا چاہتے ہو شاہزادہ نے کہا حضور اکثر مقدمہ طلسمی ایسے ہین کہ وہ نادرہ رازدار اور مرغ اسرار
سے بھی حل نہین ہوئے انکا حل ہونا فقط آپہی کی ذات پر موقوف رکھا گیا امیدوار ہون کہ ان سوالون کا جواب
بھی مرحمت ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ علاوہ مقامات طلسمی کے اور کوئی مقام بھی ہو یا فقط یہی خیال ہو خیر کل شام کو
تم مع ابوالحسن جوہری ہمارے پاس آؤ تمکو اس سرزمین پر لیجاؤنگا جہان شجرۃ العقل سے ثمرۃ الفہم تمکو کھلانا
ہو کیونکہ جب تک ثمرۃ الفہم نہ کھاؤگے جسقدر کام تمسے متعلق ہین وہ سب بیکار رہینگے اور کل چہار شنبہ تحویل آفتاب
کے باقی ہین وہی دن ملک فردوس مین جشن نوروزی کا ہوگا اور تمکو خط لوح سے مطلع ہونا ضرور ہوگا پیراہین
اُن سوالون کا بھی جواب تمکو ملجائیگا مگر عقد ملکہ شمسہ تاجدار جو کہ مقدم ہو وہ انھین دو تین چیزون پر موقوف
ہو شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہوا اور لشکر مین آیا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ

اسباب رقص وغیرہ حاضر ہو کہ ہمکو نشاط سرداران لشکر کی منظور ہی ورنہ یہ محفل رقص وسرود اہالیان طلسم کو یاد دلا کر تحسین کرتا ہی ابوالحسن جوہر اور امیر خلیل وغیرہ نے عرض کیا حضور بجا ارشاد فرماتے ہین سرداران لشکر نے عرض کیا اے شہریار فلک اقتدار ہمکو طلسم دیکھنا نصیب ہوا اسواسطے ہمین یہی جلسہ غنیمت ہی شاہزادہ نے فرمایا سچ ہی۔
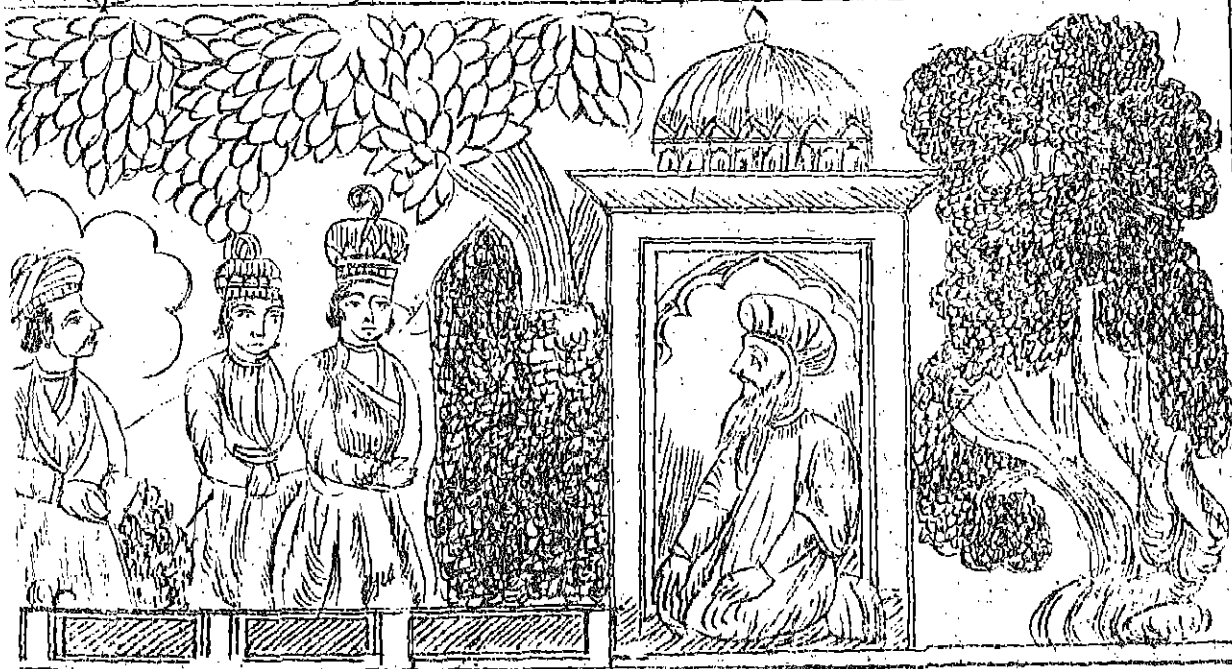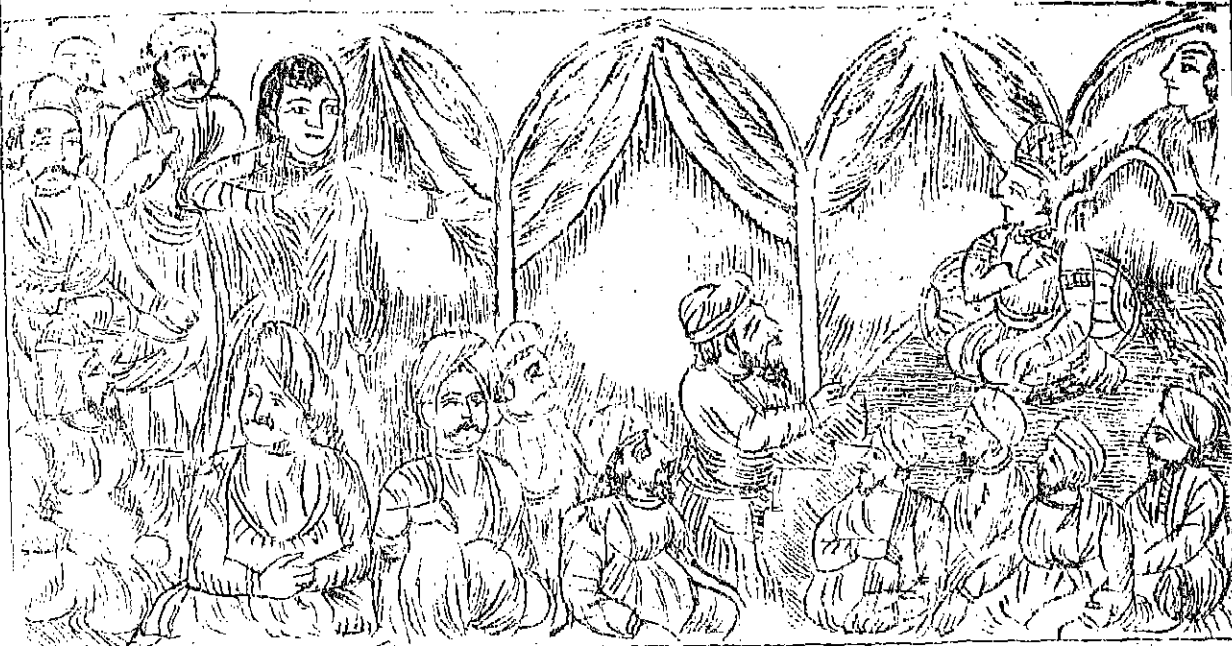
روانہ ہونا شاہزادۂ عالی وقار کا مع ابوالحسن جوہر وفا شعار حکیم صاحب کے ہمراہ واسطے

انگوٹھی ہیرے کی سوسن کو دی کہ اسے پیس لا اجل ہماری یونہی مقدر ہوئی تھی اور خواصون سے کہا کہ ہمنے تمھین
بخوشی آزاد کیا جہان تمھارا جی چاہے چلی جاؤ اگر ہر ایک اپنا اپنا قزاق سے نکاح کرے تو بھی بہتر ہی کہ زندگی تمھاری
اچھی طرح گذر جائیگی خواصون نے جواب دیا ای ملکہ آفاق اتنا ہیرا ہم سب کے لیے کافی و وافی ہی پہلے آپ ہمکو
عنایت فرمائین جب ہماری تجہیز و تکفین سے فراغت ہو پھر آپکو اختیار ہی ملکہ سعیدہ اس جواب سے خواصون کے
چپ ہو رہی الغرض جب سوسن نے نگینہ ہیرے کا جدا کیا اُسمین سے کچھ شی سرخ رنگ نکلی سوسن وہ شی ملکہ کے
پاس لے آئی اور اُس شی کو دکھلایا ملکہ بولی خدا نے اب اپنا فضل کیا اب ہمین ہیرے کی بھی ضرورت نہ رہی
ای سوسن یہ انگوٹھی فلان سرحددار نے والد کو دی تھی مجھکو قطع اسکی پسند آئی مین نے بادشاہ سے لیلی لیکن
بروقت انگوٹھی دینے کے یہ کہا تھا کہ ای فرزند آگاہ ہو کہ اس انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے ایک شی ایسی ہی کہ اگر اسکی
ہوا بھی کسی کو لگ جائے تو وہ خاک ہو جائے اور جو روغن زیتون ہاتھ مین لگالے تو ضرر کم ہو جاتا ہی یہ تحفہ مجھے
ایک سرحددار نے دیا تھا اور اُسکے خواص سے بھی آگاہ کیا اور کہا تھا کہ مین تجھے اس سے بہتر انگوٹھی منگوا دونگا
یہ نہ لو مین نے کہا تھا کہ مین یہی انگوٹھی لونگی بادشاہ نے مجھے دیدی سوسن نے کہا مجھے ایک تدبیر یاد آئی ہی اگر
حضور بھی پسند فرمائین ملکہ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہی بیان کر سوسن نے کہا کہ تھوڑے عطر مین اسکو ملاکر دایہ سے
سرقان تیغ باز کو یہان بلاکر اُسکے بدن پر ملین کہ داماد کے حالت عروسی مین عطر و روغن بدن پر ملتے ہین
جب وہ ملعون یہان آئیگا وہ سگ مردار خوار بھی ساتھ آئینگے ہم یہان سے کھانا زہر آلود بھیجینگے لامحالہ وہ
رفیق زہر مار کرینگے اور ہلاک ہونگے اور ہم یہان سے اس موذی کا کام تمام کر دینگے ملکہ سعیدہ کو یہ رای سوسن
کی پسند آئی غرض اُن عورتون نے اسی تدبیر سے اُن قزاقون کو مار ڈالا ملکہ سعیدہ نے شکر پروردگار ادا کیا اور
سوسن کو اس روز سے خواہر جان بخش خطاب دیا بعد اسکے ملکہ اور دونون خواصین اور دایہ بلباس مردانہ
گھوڑون پر سوار ہوئین اور جسقدر زر و جواہر و اشرفیان لیگئین لین اور باقی غار مین پوشیدہ کردین اس سگ کو
جبتک اپنے آقا کی زندگی کا خیال رہا بطرین اُسکے سگے کے موجود رہا سوسن نے ہرچند بلایا لیکن وہ کتا نہ آیا اور
کسی طرف کو چلا گیا یقین ہی کہ داستان اس سگ کی پھر بیان کیجائیگی الغرض ملکہ سعیدہ نے غار سے نکل ایک سمت کی
راہ لی یکایک دور سے چند سوار نظر آئے جنکو ابطال قوی ہیکل نے بتلاش ملکہ سعیدہ روانہ کیا تھا اور اُن
سوارون نے چارطرف سے اُن پانچون عورتون کو گھیر لیا اور پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آتی ہو اور کہان کا قصد
ہی اور سوداگر نے بھی واسطے شناخت کے دو چار آدمی ہمراہ کر دیے تھے اُنھون نے سوارون سے کہا کہ ملکہ یہی
نقاب پوش سوار ہی سردارون نے کہا ملکہ عالم اب تمھارا روپوش ہونا ناحق ہی ہمنے اب پہچان لیا اب آپ کو چلنا
ابطال قوی ہیکل کے پاس مناسب ہی کہ وہ آپکو بحفاظت تمام آپ کے والد ماجد کے پاس پہونچوا دیگا ہم سرقان تیغ

کی تلاش مین شب و روز سرگردان پھرتے تھے یقین ہی کہ تمنے اُس کافر کو ضرور مار ڈالا ہوگا ملکہ سعیدہ اور سوسن نے
پہلے چند تیر سوارون کو مارے لیکن اُنکو کچھ ضرر نہ پہونچا آخر مجبور ہوکر سوارون سے کہا تم ہمارے پاس نہ آنا ہم
تمھارے ساتھ چلتے ہین سوار دور دور محاصرہ کیے ہوسے ہمراہ ہولیے جب شہر ہیکلیہ کے قریب پہونچے سوارون نے
ابطال قوی ہیکل کو اطلاع دی ابطال ایک محافہ زرنگار لاکر نہایت عزت سے ملکہ کو شہر مین لے گیا اور دوسرے
روز اُسنے اپنے بیٹے ارجال سے کہا اے فرزند ہزار سوار کی جمعیت سے ملکہ کو بحفاظت تمام بادشاہ کے پاس پہونچادو
تاکہ ہم مستحق انعامات شاہی کے ہون ارجال اُسی روز ملکہ کو لیکر شہر گوہر آویز کی طرف روانہ ہوا ملکہ کو سوائے
گریہ و بکا کے اور کام نہ تھا خواصون سے ملکہ نے کہا کہ تمنے دیکھا کہ کس پریشانی و حیرانی مین گرفتار ہین اور رسوائی
بے آبروئی کا سامنا پھر ہی اب دیکھیے اُس ظالم اظلم و بے دین کے پنجہ سے کسطرح رہائی ہوتی ہی جو مرضی اسکی
دوسری منزل مین ملکہ نے ارجال قوی بازو کو بلا بھیجا ارجال چونکہ جوان تھا سمجھا کہ شاید ملکہ کچھ نیت بد میری
جانب رکھتی ہی فورًا حاضر ہوا ملکہ نے پوچھا شہر گوہر آویز کتنی دور ہی ارجال قوی بازو نے عرض کی کہ سات منزل ہی
پھر ملکہ نے پوچھا کہ تیری شادی بھی ہوئی ہی ارجال نے کہا اے ملکہ مین وہان اب عقد کرونگا جہان میرا خود جی چاہے گا
ملکہ نے پردہ محمل کا اونچا کر دیا اور اس حیلہ سے اپنی صورت دکھائی ارجال قوی بازو نے نور جمال ملکہ کو جو دیکھا کلیجہ
منھ کو آگیا نزدیک تھا کہ قالب سے جان نکل جائے ملکہ نے اُسکو عطر و پان دیکر رخصت کیا ارجال قوی بازو وہان سے
چپ شواری تمام اپنے خیمہ مین آیا اور رات بھر بیقرار مثل مرغ بسمل تڑپا کیا ملکہ نے حکم دیا کہ ہمارا مزاج بد مزہ ہوگیا ہی ہم دو دن
یہان کرینگے اور دوسرے روز پھر ارجال کو طلب کیا اور فرمایا تو مجھکو میرے باپ کے پاس لیے جاتا ہی خدا کو کیا جواب دیگا
شاید تو نیت بد سے اُسکی آگاہ نہین ہی بعد اسکے ساری کیفیت اُس سے بیان کی ارجال قوی بازو نے کہا قربانت شوم مین
تمھارا تابعدار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا بس خدمت میری یہی ہی کہ مجھے کسیطرف تو لے چل پھر مین تجھسے عقد کرونگی
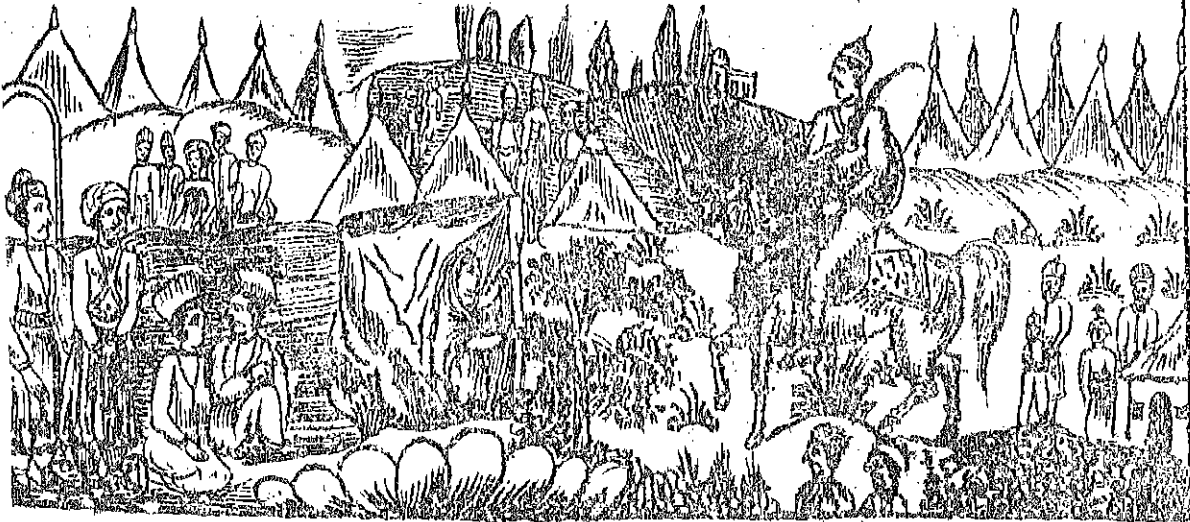
ارجال قوی بازو چونکہ اسی بات کا خواستگار تھا دوسرے روز مع ملکہ کے ایک طرف روانہ ہوا پانچ سو سوار
جو خاص ارجال سے تعلق رکھتے تھے وہ ارجال کے ہمراہ ہوے باقیماندہ لوگون نے ارجال سے کہا کہ انجام اسکا
اچھا نہوگا ارجال نے کہا کہ تم جاؤ اپنا کام کرو وہ ہیکلیہ کو روانہ ہوے ارجال نے اُن پانچ سو سوارون پر شبخون
مارا اُنمین سے جو چند سوار زندہ بچے بحال خراب ہزیمت خوردہ خراب خستہ ہیکلیہ مین پہونچے اور اُنھون نے تمام
حقیقت ارجال قوی بازو کی ابطال قوی ہیکل سے بیان کی ابطال اس خبر وحشت اثر سے ایسا غیظ و غضب
مین آیا کہ اُسیوقت دو ہزار سوار کی جمعیت سے ارجال قوی بازو کا تعاقب کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ
کو روانہ کی کہ نمکحرام ارجال مادر بخطا بدانجام امانت شاہی مین خیانت پیش آیا لہذا یہ غلام واسطے تادیب و گوشمالی
ارجال کے روانہ ہوا ہی باقبال شاہی عنقریب اُسی برگشتہ بخت کو باندھکر حضور معلی مین روانہ کرتا ہون

اب ابطال و ارجال کو اپنے حال مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال حکیم ابو المحاسن اور شہاب نوجوان کا گذارش کیا جاتا ہے

شہاب نوجوان اصل مین مرد شریف تھا اور باپ اُسکا قطب الدین ارباب ایک مرد عابد و زاہد تھا اور
نہایت معزز و معتبر ارباب طلسم مین تھا جب شہاب الدین واسطے تحصیل علم کے شہر گوہر آویز مین حکیم ابو المحاسن
کے پاس آیا حکیم صاحب نے فرمایا ای شہاب نوجوان مین اس شرط سے تجھکو درس مین شریک کرتا ہون کہ صید و
شکار موقوف کر اور تن تنہا ایک حجرے مین قیام کر پھر مین تجھے خود اجازت شکار دونگا شہاب نوجوان نے فرمانا
حکیم صاحب کا بدل قبول کیا اور تحصیل علم مین ہمہ تن مصروف رہا یہان تک کہ علم رسمیہ سے تھوڑے عرصہ مین فارغ ہوا
حکیم صاحب نے فرمایا اب سیر و شکار کیا کر شہاب نے تمام سامان ظاہری و اسباب ضروری اپنے بادشاہ سے جسکا [illegible]
نام تھا طلب کیا اور شہر گوہر آویز مین رہنا اختیار کیا اور ہفتہ مین ایک مرتبہ حکیم صاحب کی خدمت مین جایا کرتا تھا
ایک شب شہاب نوجوان ایک مرغزار مین پہونچا دیکھا ایک طرف سواے سوسن خودرو کے اور کچھ نظر نہین آتا
شہاب نوجوان باغ سوسن مین جاکر سو رہا ناگاہ عالم خواب مین عجیب تماشا دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین رشک قمر
پری پیکر ایک پھول سوسن کا ہاتھ مین لیے ہوے گشت کر رہی ہی اور صورت پُر ضیا اُسکی ایسی روشن و جلی ہی کہ نظر
کام نہین کرتی شہاب نوجوان ہزار دل و جان اُس پری پیکر پر عاشق ہو گیا اتنے مین وہ نازنین خراماں خراماں
خود شہاب نوجوان کے پاس آئی اور بیٹھ گئی شہاب نوجوان نے تعجب پوچھا کہ ای سرو چمن خوبی و گل گلزار
محبوبی اپنے نام و نسب سے بھی اس خاکسار کو آگاہ کر اُسنے کہا ای جوان نام میرا سوسن جان [illegible] ہی اور مین بادشاہ
کی بیٹی کی خواہر رضاعی ہون اگر تجھکو مجھسے کسی طرح کا میلان طبع ہو تو تو کوہ مراد پر جا اور حق [illegible] اپنا میری [illegible]

ثابت کرشاید تیرے حسن خدمت سے مقصد تیرا حاصل ہو بعد اس جملے کے نظر سے دفعۃً غائب ہوگئی جب شہاب نوجوان بیدار ہوا اپنے کو عجیب حال بد مین پایا اور وہان سے بدشواری تمام شہر مین پہونچا اور اُسنے ایک آدمی سے پوچھا کہ ملک سعدان شاہ کی بیٹی کوئی ہمن خطابی بھی رکھتی تھی اُنھون نے کہا ملک سعدان شاہ کی ایک بیٹی ہو وہ بھی چند روز ہوے کہ کہین چلی گئی ہو شہاب نوجوان بعد ایک ہفتہ کے حسب معمول حکیم صاحب کی خدمت مین گیا حکیم صاحب نے فرمایا اے شہاب نوجوان آج مین تجھے عجیب حال مین مبتلا دیکھتا ہون سچ بتا کہ یہ کیا بات ہو شہاب نوجوان نے حکیم صاحب کی دست بوسی کی بعدہ خواب بیان کیا حکیم صاحب نے شہاب نوجوان کے خواب کی تعبیر بحساب ستارۂ فلکی و تاثیرات کواکب کے استخراج کرکے کہا اے فرزند ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ کی ایک کنیز خاص دمساز دہمراز ہو اُسکو پروردگار عالم نے نجابت و شرافت و فہم و ذکا از حد عطا فرمایا ہو اور اجکل ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے اُسکی خدمت کے صلہ مین خواہر جان بخش اُسکو خطاب دیا ہو تم بہرحال خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالی قریب تر تو اپنے مدعاے دلی کو پہونچیگا شہاب نوجوان کو ارشاد سے حکیم صاحب کے فی الجملہ اطمینان ہوا باقی احوال شہاب نوجوان کا ضمن مین قصہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے بیان کیا جائیگا

اب عنان اشہب مشکین طرف میدان صفحہ حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پھرتی ہو

کدھر ہو تو اے ساقی بیخبر	خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہو
نہ کی لطف سے تم نے دن بھر نظر	یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہو
طپش سے تڑپ سے تو کر دے بہم	یہی ساتھ دیتا شب و روز ہو
کہ لکھتا ہون مین داستان الم	یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہو

غرض ارجال بن ابطال قوی ہیکل ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو لیکر روانہ ہوا ملکہ شکر پروردگار عالم بجا لائی کہ خداوندا تونے اس ظالم اظلم پدر بدسیر کے ہاتھ سے نجات دی آیندہ جو کچھ نقدیر نے تحریر کیا ہو وہ ضرور ہوگا چوتھی منزل تھی کہ پشت سے ایک گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا معلوم ہوا کہ ابطال قوی بازو آتا ہو ارجال نے جانا کہ باپ میرا واسطے تنبیہ کے آپہونچا اُسنے ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تم یہان کس ارادے سے آتے ہو اگر میرے واسطے ملکہ کے تکلیف کی ہو تو مین ہرگز تا حیات اپنی ملکہ کو کبھی نہ دونگا کہ خداوند زردشت نے ملکہ کو خاص میرے ہی واسطے خلق کیا ہو سو مجھ تک وہ بہزار خرابی پہونچی اب آپکو مناسب ہو کہ آپ واپس جائین ابطال کو یہ کلمہ ارجال کا ایسا برا معلوم ہوا کہ اُس آدمی کو ابطال نے اُسی غیظ و غضب مین قتل کیا بعد اسکے ایک رقعہ لکھا کہ او مادر بخطا نمکحرام بادشاہ کے حرم محترم خاص مین خیانت کرنا گویا اپنے خون مین آپ شریک ہونا ہو دوسرے مجھے تیری محبت مین اپنا ملک و مال و جان و آبرو بھر گز دینا منظور نہین ہو تجھکو چاہیے کہ اپنی خطا پر نادم ہو او تقصیر

باطل سے درگذرا اور ملکہ کو میرے ملازمون کو دیدے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا ارجال نے برہم ہو کے پیام آور
کو قتل کیا ابطال نے اپنے لشکر کو حکم جنگ مغلوبہ دیا ادھر ارجال نے بھی اُن پانچ سو سوار سے باپ کے لشکر پر
حملہ کیا اُس ہنگامہ جدال و قتال مین ملکہ نے فرصت غنیمت جانی اور فوراً محافہ سے نکل گھوڑے پر سوار ہو مع خواصون
کے اول چند تیر ابطال قوی ہیکل کے لشکر پر مارے اور خود ایک طرف مثل برق کے چمک کر نکل گئی یہان ایک
شبانہ روز ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا ہرچند کہ ارجال کے پاس فوج قلیل تھی لیکن کمال شجاعت و بہادری سے
لڑا ناگاہ اُس شور مین ابطال و ارجال کا مقابلہ ہو گیا بیٹے نے ایک تیر باپ کی پیشانی پر مارا باپ نے بھی ایک نیزہ
جگر شگاف قریب سے سینہ پر بیٹے کے مارا تیر سے باپ مجروح ہوا اور ضرب نیزہ سے بیٹا گھوڑے سے زمین پر گرا اور
فوراً باپ نے سر بیٹے کا اپنے ہاتھ سے قلم کیا بعد قتل ہونے ارجال کے لشکر اُسکا پراگندہ ہو گیا جب ابطال محافہ کے پاس
آیا ملکہ کو محافہ مین نہ پایا اہل لشکر سے پوچھا اُنھون نے کہا کہ ہنگام رزم ملکہ گھوڑے پر سوار تیر اندازی مین مشغول تھی
پھر ہمین نہین معلوم ابطال نے دونون ہاتھ زانو پر مارے اور سینہ و سر پیٹنے لگا اور کہا افسوس جسکے واسطے مین نے
اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا وہی سلامت جان بچا کر نکل گئی آخر ابطال نشان سم اسپان بادرفتار پر
روانہ ہوا ملکہ سعیدہ بھی بخوبی چالاکی سے راہ طے کرتی چلی جاتی تھی کہ تین روز برابر رات و دن چلی چوتھے روز جب
غشی کی نوبت پہونچی کنیزون نے کہا اے ملکہ آفاق ایک دو ساعت آرام کرو ایسا نہو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہو جائے
ملکہ ناچار سایہ مین ایک درخت کے سو رہی سوسن کی بھی آنکھ لگ گئی باقی خواصین گھوڑون سے اُتر زمین پر
بیٹھ گئین ملکہ سعیدہ نے خواب مین دیکھا کہ ایک کنوان نہایت گہرا ہے لب دریا اور جگت پر اُس کنوین کے
ایک جوان عالی شان باشوکت و شان سبزہ آغاز بیٹھا اوراد مین مشغول ہے ملکہ نے اُس جوان سے پوچھا نام و نسب
تیرا کیا ہے اور اس بیابان ویران مین تنہا بیٹھا کیا پڑھتا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین نے محض تیرے سوداے عشق
مین مبتلا ہو کر خانمان کو ترک کیا اور تمھارے شوق مواصلت مین اس حال کو پہونچا ہون نام میرا شاہزادہ مشتری طلعت
ابن سعیدون شاہ بادشاہ شہر سہیم السعادت ہے ملکہ کچھ اور پوچھا چاہتی تھی کہ یکایک دایہ نے پکارا اے فرزند
جلد اُٹھ سوار ہو کہ فوج دشمن آ پہونچی ملکہ کی آنکھ کھل گئی مگر چہرہ نہایت متغیر تھا خواب کے خیال مین تیر عشق دل پر
کھائے ہوئے دوسرے خوف دشمن مین مبتلا بے اختیار ایک نعرہ آہ کا نکل گیا اور دریاے اشک تھا کہ آنکھون
سے جاری ہو گیا بلکہ اسوقت سوسن کا بھی یہی حال تھا کہ زار زار مثل ابر نو بہار روتی تھی اور صورت ملکہ [illegible]
کی ایک عالم حسرت و یاس مین دیکھتی جاتی تھی یاسمن وغیرہ خواصین ملکہ کا حال دیکھ کے حیران تھین اور کہتی
کہتی تھین کہ خداوندا ابھی تو یہ اچھی سو رہی تھین دفعتاً انکا ایسا حال ہو جاتا تھا [illegible]
دم زدن کی نہ تھی کہ فوج حریف سر پر تھی ناچار بادل ناخواستہ اُن گھوڑون سے کہ مانند [illegible] سوار ہو کر ایک طرف

روانہ ہوئین ملکہ نے دایہ سے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ ابطال بدقتل ارجال ہمارے تعاقب مین آیا ہی دایہ
نے کہا واری تمھارا کہنا بجا ہی کہ ناگاہ دور سے ایک کوہ نظر آیا بلندی مین اسکو ہمرتبہ فلک چہارم پایا عورتین
افتان وخیزان باحال پریشان خوفناک نیچے اس پہاڑ کے پہونچین دیکھا تو چارطرف سے وہ پہاڑ ایسا بلند ہی
کہ پرندہ بھی پہونچ نہین سکتا اور ایک طرف راہ خارستان وہ بھی تنگ ایسی کہ ایک سوار بصد دشواری گذرے
اتنے مین وہ گرد قریب تر آگئی ملکہ نے دایہ سے کہا کہ اب اسی خارستان مین پناہ لینی چاہیے اور مصلحت وقت بھی
یہی ہی یہ کہکے اس خارستان مین داخل ہوئین دایہ نے کہا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ورنہ دشمن کے ہاتھ گرفتار
ہوجائینگے بہتر یہ ہی کہ بالاے کوہ تشریف لیچلیے ملکہ کو راے دایہ کی پسند آئی اور ایک فرسخ کی بلندی پر بمشکل تمام
تشریف لائین اتنے مین وہ فوج حریف اور قریب آئی ابطال نے دیکھا کہ پانچ چار سوار پہاڑ پر چڑھے چلے آتے ہین
سمجھا کہ بیشک یہ وہی ملکہ سعیدہ بنت سعدان شاہ ہی اسنے سرداران لشکر سے کہا یارو جن عورتون کی کہ مجھے
تلاش تھی یہ وہی عورتین لباس مردانہ پہنے پہاڑ پر جاتی ہین خبردار ہرگز اب یہ جانے نہ پائین گرفتار کرلو یہ کہکے
ابطال بدافعال نے خود ملکہ کے عقب مین گھوڑا اٹھایا اور فوج قلیل بھی ہمراہ اس بدافعال کے پہونچگئی انمین سے
پچاس سوار پہاڑ پر پہونچے ملکہ نے خواصون کو حکم دیا کہ اسی جگہ گھوڑے چھوڑدو اور علیحدہ علیحدہ پس وپیش بیٹھ جاؤ
خواصین حسب الحکم ملکہ پس وپیش بیٹھ گئین اور تیر وکمان لیکر تیر مارنا شروع کیے اسطرف بوجہ تنگی راہ ایک ایک سوار
آگے پیچھے روانہ ہوا جب قریب تیر کی زد کے پہونچے سوسن نے چند سوارون کو ناوک جانستان سے خاک مین
ملادیا جب وہ تھک گئی یاسمن نے تیر مارنا شروع کیے اسنے بھی بہت سے سوار جان سے مارے قصہ مختصر منجملہ
پچاس سوار کے دس سوار زندہ بچے اور سب راہی ملک عدم ہوے سو وہ بھی فرار ہوکر لشکر مین اپنے پہونچے
اور ابطال سے یہ ماجرا کہا ابطال نے کہا لعنت ہی تمھاری اس مردی ومردانگی پر کہ دس عورتون سے پچاس مرد
عہدہ برا نہوسکے انھون نے کہا کہ راہ ایسی تنگ وتاریک ہی کہ بجز ایک سوار کے دوسرا جا نہین سکتا وہ بھی ان
عورتون نے مسدود کر رکھی ہی اور عورتین بھی ایسی قدر انداز ہین کہ ہمنے اپنی عمر مین ایسی تیرانداز عورتین نہین دیکھین
ابطال خاموش ہورہا اور شام کو حکم دیا کہ کل سب فوج جمع ہوجاے ہم چارطرف سے پہاڑ کو گھیر لینگے دیکھین تو کہانتک
ان عورتون کے تیر مارنے سے لوگ ہلاک ہوتے ہین اب یہین مقام کرو اور صبح کو دوسری راہ بھی ڈھونڈھ لینگے
ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے دیکھا کہ لشکر ابطال قوی ہیکل زیر کوہ مقیم ہوا خواصون کو حکم دیا کہ گھوڑون کو چھوڑدو اور
آگ روشن کردو تاکہ گمان ہو کہ یہین یہ بھی مقیم وموجود ہین اور ہم تم پیادہ پا بالاے کوہ چلین آخرکار یہ مظلومہ و
آفت رسیدہ ناچار خراب وخستہ تمام رات راہ چلین صبح کو پہاڑ کی چوٹی پر پہونچین اتفاق سے یہ پہاڑ وہی پہاڑ ہی
جسے لوگ کوہ مراد کہتے ہین جہان ابوالوفا چار سو سوار وپیادے کی جمعیت سے انتظار ہین شاہزادہ مشتری طلعت کے

مقیم ہوا اور شاہزادۂ مشتری طلعت ہمراہ شاہزادۂ معز الدین کے طلسم قصر قرآن السعدین کی طرف روانہ ہوا
الغرض مردمان لشکر ابو الوفا نے جب ان عورات کو دیکھا انکے پاس آکر پرسان حال ہوے ملکہ نے فرمایا سبحان اللہ
مصرع ع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست ؛ یہان بھی ہمارے پوچھنے والے پیدا ہوگئے کس کس سے اپنا حال زار
بیان کیجیے اور کہان جائیے ابو الوفا نے جو سُنا کہ دس نقابدار بالاے کوہ وارد ہوے ہین خود انکے پاس آیا اور
کہا اے جوانان ذیشان و بلند مکان ہر چند کہ تم اسوقت بظاہر گرفتار مصیبت و آلام ہو لیکن ہمارے نزدیک تم
عالی مقام ہو اب تمکو لازم ہے کہ تم اپنے حال پر ملال سے ہمکو بھی آگاہ کرو شاید تمھاری راست گوئی سے پروردگار عالم
تمھارے حال پر مہربان ہو اور کوئی صورت رفع ملال کی پیدا ہو جائے سوسن نے ابو الوفا سے کہا اے پیر وفا کیش و
صاحب مروت و نیک اندیش ہمکو بھی تمھاری پیشانی نورانی سے آثار نیکی ظاہر ہوتے ہین ایسی حالت مین دلجوئی
و مدارات ہماری مثل وارد و صادر کے تمپر لازم ہے کیونکہ دُنیا معرض زوال و انتقال مین ہے وقت کو بقا نہین ہے اور
بات رہ جاتی ہے پہلے تم اپنے حال فرخندہ مآل بیان کرو کہ وجہ سکونت اس کوہ و میران کی کیا ہے اور نام و نسب
تمھارا کیا ہے بعد ازان ہم بھی اپنا حال رازہا افکار روزگار بیان کرینگے ابو الوفا نے کہا شاہزادۂ مشتری طلعت
بن سعیدون شاہ کا مین غلام ہون اور نام میرا ابو الوفا ہے اور ہمارا شاہزادہ ایک مدت سے اس قصر کے
اندر اپنی معشوقہ و مطلوبہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کے عشق مین شب و روز آہ و زاری و نالہ و
بیقراری مین بسر کرتا تھا اب تھوڑے دن ہوے کہ ایک شاہزادۂ گمنام اپنے ہمراہ شاہزادۂ مشتری طلعت کو
قصر قرآن السعدین کی طرف لیگیا ہے اور ہمارے شاہزادے سے یہ وعدہ واثق فرمایا ہے کہ مین تمھاری معشوقہ
کے پاس تمکو پہونچا دونگا اب مین فقط اپنے شاہزادۂ عالی وقار کے انتظار مین ہون ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے
جو یہ حال فرخندہ فال ابو الوفا کی زبانی سُنا فرط خوشی سے چہرے کا رنگ سُرخ ہو گیا اور رنج سفر دور ہو گیا تمام
مصیبت و غم و الم مبدل بسرور ہو گیا سوسن نے ابو الوفا سے پوچھا کہ آپکو سعیدہ قمر طلعت کے حال کی بھی کچھ خبر ہے
ابو الوفا نے کہا ہان اسقدر سُنا ہے کہ کسی وجہ سے ملکہ سعیدہ قمر طلعت اپنے محل سے مع بارہ خواصون کے فرار
ہو گئی ہے سوسن نے کہا کہ ایک مکان واسطے آرام کے دو کہ ہم بعد رفع ہونے کسل راہ کے اپنا حال مفصل تمسے
گذارش کرینگے ابو الوفا نے ملکہ کو اُسی قصر مین اُتارا اور اُنکی خاطر و مدارات مین مصروف ہوا اور کہا تم بدلجمعی تمام
یہان آرام کرو یقین ہے کہ عنقریب ہمارا شاہزادہ بھی تشریف لاتا ہے

اب حال ابطال بد مآل کا سُنو

کہ جب تمام و کمال لشکر راتون رات جمع ہو گیا صبح کو اُسنے پہاڑ پر یورش کیا ابو الوفا نے بھی کمر بندی کا حکم دیا اور کہا

کہ اپنے سامان حرب وضرب سے سب ہوشیار ہو جاؤ سرداران لشکر ابطال نے جب دیکھا کہ یہان چار سو سوار
پیادے با ساز و سامان جنگ با تیر و تفنگ موجود ہین ابطال کو اس حال کی اطلاع کی ابطال نے نیچے پہاڑ کے
جا کر باواز بلند کہا کہ ای اہل کوہ کتنے ہر مان سعدان شاہ کو پناہ دی ہی شاید اپنی جان و آبرو سے بیزار ہوے ہو
ابو الوفا نے کہا ای ناقص العقلو و نامرد و لعنت ہی تمھاری اس سپہ گری پر کہ دو چار عورتون مصیبت زدہ کو اتنے بڑے
لشکر سے گھیرتے ہو تمکو شرم نہین آتی لعنت ہی تمھارے دین و مذہب اور تمھارے بادشاہ پست ہمت پر جبکہ
تمھارے بادشاہ سے دو چار عورتون کا بندوبست نہو سکا تو کاروبار سلطنت کسطرح ہوتا ہوگا اور تمسے کسی مرد کا
مقابلہ کسطرح کیا جائیگا ابطال نے کہا ای پیر مرخرف تو اسی جمعیت چند مردمان مفلوک اور قلب جگہ ہونے پر
مغرور ہی یاد رکھ کہ اس حرکت کا بجز ہلاکت و ندامت کچھ نتیجہ حاصل نہوگا اگرچہ ابھی ہمارے پاس لشکر قلیل ہی لیکن ہمارے
شاہ کو جو خبر ہوگی تو قیامت کبری برپا ہو جائیگی اور یہ پہاڑ مانند تودہ خاک کے ہوا سے سم اسپان سے برباد
ہو جائیگا لہذا مناسب ہی کہ اس جہالت کو موقوف کرو اور اپنی جان و عزت کو غنیمت جان آیندہ تجھے اپنے فعل کا
اختیار ہی ابو الوفا نے کہا ہرچہ بادا باد جسنے ہمسے پناہ مانگی اسکو دشمنون کے حوالہ کر دینا اس سے زیادہ بزدلی و
نامردی کیا ہوگی دوسرے خوشنودی خدا اور رسول کو ہم واجب و لازم جانتے ہین تمھارے اور تمھارے بادشاہ کی
خوشی و ناراضی سے ہمکو کیا کیر مگس چہ خفتہ وچہ بیدار جب ابطال قوی بازو نے دیکھا کہ یہ مرد جاہل کسی صورت سے
نہین سمجھتا ناچار لشکر کو حکم دیا کہ اس پہاڑ کا راستہ اور کسی طرف سے بھی ہی یا نہین لشکریون نے خوب تلاش کیا
جب اور راہ نہ ملی ناچار ہو کر اسی راہ قلب و دشوار گذار سے یورش کیا اور ہر متنفس سے کہتا تھا کہ یارو یہ کام بادشاہ
ہی معاوضہ مین اسکے منصب جلیل ملیگا جہان تک ہو سکے کوشش مردانہ کرو جو کوئی انمین سے ضایع ہوگا اسکی
اولاد کو وظیفہ سرکار شاہی سے ملیگا ان چند مردمان مفلوک کو مار لینا کتنی بڑی بات ہی اور پسپا ہونا اس جگہ
سے بڑی شرم کی بات ہی اسطرف پہاڑ والے جنگ مردانہ مین مشغول تھے الغرض تمام روز بازار موت گرم رہا
اور تا شام چار سو آدمی لشکر ابطال کے زخمی و ہلاک ہوے شام کو طبل بازگشت بجا ابطال قوی بازو نہایت
غمگین و مضطر سارا اپنے خیمہ مین آیا اُس روز ابطال کے لشکر مین غلہ مطلق نہ تھا اسیوجہ سے دوسرے روز جنگ
موقوف رہی ملکہ سعیدہ اور سوسن جان بخش اور دایہ حمیدہ غرفہ محل سے سیر جنگ دیکھ رہی تھین اور ابو الوفا
کی جرات و بہادری دیکھکر تحسین و آفرین کرتی تھین دایہ حمیدہ نے ملکہ سے کہا قربانت شوم اگرچہ ایذاے
سفر و غریب الوطنی اور حریف سے جنگ و جدل اور خوف آبرو و جان یہ سب امورات باعث اضمحلال طبیعت ہین
لیکن جب سے کہ تم اس درخت کے سایہ مین سو کر بیدار ہوئی ہو تمھارا چہرہ نہایت متغیر ہو رہا ہی اور نالہ و زاری
بھی زیادہ پاتی ہون اور تمسے زیادہ سوسن کا حال ابتر ہو گیا ہی کہ کبھی مین نے اسطرح کے رنج و ملال مین مبتلا

نہین دیکھا ملکہ نے جو خواب دیکھا تھا دایہ سے بیان کیا دایہ کو کمال حیرت ہوئی اور کہا سبحان اللہ عجیب عجیب معاملات پیش آتے ہین دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی دوسرے روز صدا ے کوس حربی لشکر ابطال سے بلند ہوئی اور ابطال نے عہد کیا کہ آج جسطرح سے ممکن ہوگا پہاڑ پر چلینگے اور اگر آج ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو گرفتار نہ کیا تو کچھ بھی کام نہ کیا ادھر ابو الوفا اور سب اُسکے ہمراہی جان لڑا رہے تھے بہانتک کہ عرصہ قلیل مین بہت سے دلاوران لشکر ابطال کو زخمی و ہلاک کیا لیکن مردمان لشکر ابطال نے ابطال کی ترغیب سے ایسی کوشش و محنت کی کہ نیچے پہاڑ کے پہونچ گئے اُس روز اہل کوہ کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ یہ مردود آج بند و بست ہمارا توڑ دینگے انھون نے ابو الوفا کو اطلاع دی ابو الوفا خود بر سر کوہ آیا اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے کہلا بھیجا کہ درگاہ خدا مین دعا کرو آج کثرت افواج سے اُن ملعونون کے انتظام کوہ رہتا نظر نہین آتا ملکہ سعیدہ نے ایک غرفہ سے محل کے اس یورش کا تماشا دیکھا اور نہایت عجز و زاری سے مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کی جب اہل کوہ کا حال نہایت سقیم ہوا یکایک دامن صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور دامن گرد سے ایک نقابدار سُرخ پوش اسپ ابلق تند خرام پر سوار کمان کیانی کاندھے پر شمشیر مرصع نگار حمایل کیے سپر فولادی سے پشت کی پناہ کیے نیزہ خطی ہاتھ مین لیے مثل برق جہندہ کے لشکر ابطال مین داخل ہوا مگر نیزہ اُسکا بعینہ مثل چرخ کلان کے گردش کہا رہا تھا اور جو نیزے کے روبرو آتا تھا سیدھا جہنم کو چلا جاتا تھا غرض وہ نقابدار اُس نیزے سے سپر اور تلوار دونون کا کام لے رہا تھا تھوڑے عرصہ مین چند پہلوان لشکر ابطال کے ہلاک کیے ابطال نے مجبوری طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنے خیمہ مین چلا آیا

اب راوی تازہ خیال انکو سرگرم جنگ و جدال رکھتا ہی اور حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور سوسن وغیرہ کا بیان کرتا ہی

کہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت دایہ حمیدہ اور سوسن جان بخش اور یاسمن وغیرہ خواصین کو ہمراہ لیے غرفون سے
محل کے مجرا اہل کوہ اور غلبہ ابطالیون کا دیکھ رہی تھی اس اثنا مین وہ سوار نقابدار معرکہ جنگ مین آیا سوسن نے
جو نقابدار کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور بے اختیار ایک نعرۂ آہ مارا کہ تمام خواصین مع ملکہ متحیر ہوئین ملکہ نے
حیران ہوکر کہا یا الٰہی اس نقابدار سرخ پوش کے دیکھنے سے یک بیک سوسن کا کیا حال ہو گیا جب دو چار ساعت
کے بعد سوسن کو ہوش آیا ملکہ نے حال پوچھا سوسن نے کچھ جواب نہ دیا اور ایک نگاہ حسرت سے میدان جنگ کو
دیکھ رہی تھی اور جسم مثل بید کانپ رہا تھا وہ نقابدار بعد قتل کرنے چند پہلوانون کے لشکر ابطال سے سلامت
نکل گیا کسی اہل لشکر ابطال نے بخوف جان اسکا پیچھا نہ کیا یہان سوسن بھی ملکہ کے ساتھ سے دوسرے غرفہ مین چلی گئی
یاسمن بھی پیچھے سوسن کے گئی کیا دیکھتی ہی کہ سوسن تو غرفہ مین بیٹھی ہی اور نقابدار زیر کوہ کھڑا ہی اور قصر کو بنظر غور
دیکھ رہا ہی جب نقابدار نے یاسمن کو دیکھا مثل شرارۂ آتش نظر سے غائب ہو گیا یاسمن نے یہ معاملہ ملکہ سعیدہ
سے آکر بیان کیا ملکہ فوراً سوسن کے پاس آئی سوسن کو اسیطرح بیہوش پایا جب سوسن کو ہوش آیا ملکہ نے
اپنے سر کی قسم دی اور فرمایا ای سوسن تو اپنا حال مفصل مجھسے بیان کر سوسن نے عرض کی کہ ای ملکہ آفاق میرا حال
لایق بیان نہین مین آپ سے کیا عرض کرون اور آبدیدہ ہو گئی ملکہ نے فرمایا آخر ہم بھی سنین سوسن نے کہا اسی
سایہ درخت مین جہان حضور نے شاہزادہ مشتری طلعت کو خواب مین دیکھا تھا مجھے بھی عالم واقعہ مین عجیب
سامان نظر آیا اور تعبیر بھی اس خواب کی جلد ظہور مین آئی ملکہ نے پوچھا کیسا خواب تھا سوسن نے کہا مین نے دیکھا کہ مین
اسی غرفہ مین جہان اب ہون جنگ کا تماشا دیکھ رہی ہون اور یہی جوان سرخ پوش بعد ختم جنگ زیر غرفہ آیا اور مین
اوسکی صورت پر عاشق زار ہو گئی ملکہ نے دایہ سے کہا کچھ سنا سوسن کا کلام کیا کہتی ہی دایہ نے کہا مجھے خود حیرت ہی
کہ ایک معاملہ ختم نہین ہوا کہ دوسرا اور درپیش ہو گیا خدا انجام بخیر کرے غرض دو روز معرکہ جنگ موقوف رہا ابطال
نے جاسوس و عیار واسطے دریافت حال نقابدار کے روانہ کیے جب کسی کو نقابدار کا نشان نہ ملا تیسرے روز ابطال
نے پھر کوہ پر یورش کیا پھر نقابدار سرخ پوش آیا اور چند پہلوانان لشکر کو قتل و ہلاک کیا ایک پہلوان لشکر ابطال نے
نقابدار سے کہا ای جوان عجیب طرح سے تو نے طریقہ جنگ اختیار کیا ہی کہ دلمین بہادرون کی حسرت و آرزو رہجاتی
ہی اگر کچھ مردانگی رکھتا ہی تو ایک لحظہ نیزہ پھرانا موقوف رکھ تاکہ ہم تم باہم امتحان ہنر سپہ گری کرین نقابدار نے
نیزہ گردانی موقوف کی اوس پہلوان نے جسکا غولان غول پیکر نام تھا نہایت زور سے ایک تلوار سر نقابدار
کے لگائی نقابدار نے بعد رد کرنے کے اوسی نیزۂ خطی سے غولان غول پیکر کو قتل کیا بعد اسکے روانہ ہو گیا قصہ
کوتاہ جب ابطال کوہ پر یورش کرتا تھا نقابدار کے ہاتھ سے ہزیمت پاتا تھا یہان ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور ابوالوفا
حیرت مین تھے کہ خدایا نقابدار کو ہمارے ساتھ کہانکی دوستی تھی جو ایسے وقت مین شریک ہوا اور ابطال کے ساتھ

کیا دشمنی کی وجہ ہی القصہ جب ابطال بد افعال نے دیکھا کہ فتح ہونا کوہ کا بوجہ نقابدار کے مشکل ہی ناچار عرضی سرگذشت
کی سعدان شاہ کو روانہ کی اور یہ عرضی مین لکھا کہ جبتک حضور بدولت و اقبال مدد فدوی کی نہ فرمائینگے کارزار کا
یکسو ہونا دشوار ہی سعدان شاہ نے بمجرد پہونچنے اس عرضی کے فادی سوفسطائی کو ہمراہی افواج بیشمار روانہ کیا
دوسرے روز ابوالوفا نے بھی ایک عرضی سعیدون شاہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی اور اُسنے تمام حقیقت کوہ
مراد کی اور جانا شاہزادہ مشتری طلعت کا شاہزادہ معز الدین کے ساتھ طلسم قصر قرآن السعدین کی جانب
اور قصر مراد مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کا وارد ہونا اور تعاقب کرنا ابطال قوی بازو کا
اور حمایت کرنی اپنی ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی بپاس ناموس شاہزادہ مشتری طلعت کے اور ہر روز حملہ آور ہونا کوہ
مراد پر ابطال قوی بازو کا لکھا سعیدون شاہ نے عرضی کو ملاحظہ فرمایا وہ بھی بالشکر جرار و پہلوانان نامدار روانہ
ہوے کوہ مراد ہوے یہان ابطال قوی بازو نے سعدان شاہ کے پہونچنے تک جنگ موقوف رکھی راوی
کہتا ہی کہ سوسن کو ایک روز قصر مراد مین ایک دروازہ نظر آیا سوسن عالم وحشت مین دروازہ کھول کے اندر گئی
وہان ایسا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھلائی دیتا تھا سوسن نے شمع روشن کرکے جو دیکھا تو نقب معلوم ہوئی وہ
انتہاے نقب پر پہونچی وہان بھی ایک دروازہ پڑا نا دیکھا اور دروازے مین سوراخ تھا اُس سوراخ مین آدمی
معلوم ہوے جب بغور دیکھا تو دروازے کے آگے ایک سنگ مربع پر ایک مرد بزرگ بیٹھا ہی اور ایک درخت
انار بھی سایہ دار ہی سوسن سمجھی کہ خدا جانے یہ بزرگ کون ہی اور یہ مقام کیا ہی یکایک ایک جوان خوبصورت صاحب
جمال سبزہ آغاز وہان آیا اور اُسنے باادب سلام کیا پیر مرد نے فرمایا اے فرزند شہاب کوئی اخبار تازہ ہے
بیان کر اُس جوان نے کہا اے مخزن اسرار کبریائی آجکل مشہور ہی کہ ابطال قوی بازو نے اپنی مدد کیواسطے ملک
سعدان شاہ کو یہان بلایا ہی پیر مرد نے فرمایا ہمین گردش فلکی سے معلوم ہوتا ہی کہ دامنہ کوہ مین خونریزی بہت
ہوگی سوسن نے جو غور سے دیکھا تو وہ وہی جوان نامدار صاحب نقاب و سُرخ پوش ہی جسکو پہلے خواب مین دیکھا تھا
اور پھر معرکہ جنگ مین زیر غرفہ آیا تھا سوسن نے پھر اُسیطرح نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہوگئی یہان محل مین جب
تلاش ہوئی سوسن نظر نہ آئی خواصین ہر ایک جا تلاش کرکے شمع روشن کیے ہوے مع یاسمن اور سمن لو قریب
نقب پہونچین وہان سوسن کو غش مین پایا یاسمن و سمن بو نے آپسمین صلاح کی کہ ہم مین سے ایک یہان نگہبانی
کرے اور ایک ملکہ کو اس حال سے خبر کردے سمن بو نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ سعیدہ قمر طلعت چند خواصون کو
ہمراہ لے وہان پہونچی سوسن کو وہان از خود رفتہ و بیہوش دیکھا جب سوسن کے ہوش بجا ہوے ملکہ نے حال
پوچھا سوسن نے زبان سے تو کچھ جواب نہ دیا مگر نقب کیطرف اشارہ کیا ملکہ نے جب سوراخ در سے ملاحظہ فرمایا
دیکھا ایک بزرگ ہی اور آگے اُسکے ایک نوجوان صاحب حسن و جمال دست بستہ باادب تمام کھڑا ہی ملکہ اوسکی

ترکیب لباس سے گمان ہوا کہ مطلوب سوسن بہی جوان ہی پھر ملکہ نے اس بزرگ کی صورت بغور دیکھی اور فرمایا
اے دایہ تم بھی دیکھو کہ یہ بزرگ کون ہین دایہ نے دیکھ کے کہا ملکۂ عالم صورت اس بزرگ کی میرے نزدیک شناسا
معلوم ہوتی ہی لیکن بوجہ اختلال حواس کے عرض نہین کر سکتی ملکہ نے فرمایا یہ تو میرے استاد حکیم ابو المحاسن معلوم ہوتے ہین

دایہ بولی ہان آفرین تیری عقل و فہم کو خوب پہچانا وہی تو ہین اس اثنا مین حکیم صاحب سے شہاب نوجوان نے
کہا اے حضرت خلاف معمول دسترخوان پر حضور کے آج بارہ حصے رکھے ہین حکیم صاحب نے فرمایا یہ حال بھی تجھے
عنقریب ظاہر ہو جائیگا مگر پہلے جو مین پوچھون جواب صاف دینا شہاب نے کہا جو ارشاد ہو حکیم صاحب نے فرمایا
اے فرزند بارہ ۱۲ برس کامل مین نے تجھے علم نجوم بتایا ہی اب تو یہ بتا کہ اسوقت تیری معشوقہ اور ملکہ کہان ہی شہاب نے
زائچہ کر کے عرض کیا پیر و مرشد غلام کو از روے حساب معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت ملکہ اسی مکان مین موجود ہی
حکیم صاحب نے شہاب کو ایک کونے مین چھپا دیا اور آپ قریب نقب تشریف لائے اور فرمایا ملکہ سعیدہ اب
باہر نکل آ ملکہ سعیدہ نے خواصون سے کہا دیکھا مین نہ کہتی تھی اب جلد دروازہ کھولو غرضکہ دروازے سے باہر آئی
حکیم صاحب نے ملکہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھا کہ اس چند روز مین کیا کیا مصیبتین تجھپر گذرین اور کیسے کیسے سخت
معاملہ پیش آئے ملکہ نے روزگار کج رفتار اور اپنے والد نابکار کا حال مفصلاً حکیم صاحب کی خدمت مین بیان کیا
حکیم صاحب نے فرمایا اب خاطر جمع رکھ عنقریب زمانہ حسب مراد آیا چاہتا ہی اور رنج و الم شادی و خوشی سے مبدل
ہوا چاہتا ہی پھر سوسن سے فرمایا اے سوسن ہماری خوشی یہ ہی کہ تو شہاب نوجوان کے پاس جا تاکہ ایک دو ساعت
عاشق و معشوق بہم ہو جائین سوسن بشرم و لحاظ سر جھکائے رہی حکیم صاحب خود سوسن کا ہاتھ پکڑ کے شہاب
کے پاس لائے اور فرمایا اے شہاب یہ کنیز ملکہ کی زر خرید نہین ہی اور حسب و نسب مین تیرے ہم مرتبہ ہی بیگم کی

اسکی قدر و منزلت قرار واقعی کرنی چاہیے قصہ سوسن کا کسی وقت ہم تجھسے بیان کرینگے شہاب نوجوان خلوت مین
سوسن کے صدقے ہوا سوسن بعد ایک ساعت کے وہان سے چلی آئی ملکہ نے حکیم صاحب سے شاہزادہ مشتری طلعت
کا حال پوچھا کہ اب کس صحرا مین سرگشتہ و آوارہ پھرتا ہی حکیم صاحب نے بعد ملاحظہ کرنے زائچہ کے فرمایا سبحان اللہ عجیب وقت
تونے شاہزادہ مشتری طلعت کا حال پوچھا کہ اب وہ بیچارہ ایک بلاے سخت مین گرفتار ہی شاہزادہ معز الدین اور
درہی مشتری طلعت دونون دروازہ تک قصر قرآن السعدین کے بخوبی پہونچے بعد ازان شاہزادہ مشتری طلعت
سے شاہزادہ معز الدین نے کہا ای برادر کنوین پر تم اسم پڑھو اور خبردار سے نیچے جگت سے کنوین کے پاؤن نہ اتارنا
ورنہ کسی بلاے طلسم مین گرفتار ہو جاؤگے اور خود فہمایش کے بعد طلسم مین داخل ہو گیا ناگہان ایک رات کو عالم وہم
مین شاہزادہ مشتری طلعت نے تیری صورت دیکھی جب آنکھ کھلی بیتابی شوق مین اُسے اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی
پس اُس خوشی مین دائرہ محفوظ کے باہر چلا گیا وہان شیاطین طلسم فکر گرفتاری مین رہتے ہی تھے اُسکو گرفتار کر کے مکان مین
لے آئے اور حسب اتفاق اُس روز کیدانہ ملعونہ ملاقات کو اُس شیطان کے آئی تھی اُسنے جو شاہزادہ مشتری طلعت
کو دیکھا عاشق زار ہو گئی اُسنے حال مشتری طلعت کا اُس شیطان سے دریافت کیا اُسنے کہا یہ گرفتار طلسم ہی کیدانہ
نے کہا اگر گرفتار طلسم ہی تو اسکو مجھے دیدو مین بہت حفاظت سے رکھونگی شیطان نے شاہزادہ مشتری طلعت کو کیدانہ
کے حوالہ کیا کیدانہ شاہزادہ مشتری طلعت کو وہان سے اپنے ملک مین لے آئی ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے پوچھا
کیدانہ کا ملک کہان ہی حکیم صاحب نے فرمایا کیدانہ کا ایک بھائی اشتر جادو چالیس ہزار جادوگرون کا افسر ہی اور
اُسنے درمیان دشت قبچاق اور ظلمات کے ایک شہر شہر رنگار نام آباد کیا ہی وہ کیدانہ ساحرہ بھی اُسی شہر مین اپنے
بھائی کے پاس بحکومت بسر کرتی ہی ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے زار زار مثل ابر نوبہار کے رونا شروع کیا اور کہا افسوس
ہزار افسوس میری اسقدر پریشانی و سرگردانی مفت ضایع ہوئی مجھے اب بجز حرام موت کے اور کوئی صورت نجات
کی نظر نہین آتی مین خدا کو شاہد کرتی ہون کہ مین فقط امید وصال مین شاہزادہ مشتری طلعت کے ابتک زندہ رہی
ورنہ جب میرے پدر خانہ خراب نے مجھسے ارادہ بد کیا تھا اُسیوقت مین اپنے کو ہلاک کر ڈالتی حکیم صاحب نے بہت
دلاسا و تشفی سے فرمایا ای فرزند اسی قصر مراد مین تم عاشق و معشوق باہم عیش و آرام کروگے گھبراؤ نہین کسی کی محنت
رایگان نہین ہوتی نیت بخیر چاہیے مصرع بعد روزون کے ہمیشہ غرہ ہی شوال کا مین ابھی کسی آدمی کو واسطے رہائی
شاہزادہ مشتری طلعت کے روانہ کرتا ہون اور خود بھی قصر قرآن السعدین مین جاؤنگا کہ مجھے مدد شاہزادہ
معز الدین کی ضرور ہی کسواسطے کہ وہ کارخانہ عجائبات کا مہمان ہی ملکہ سعیدہ قمر طلعت حکیم صاحب سے رخصت ہو کر
اُسی نقب سے محل مین آئی بعد اسکے حکیم صاحب نے ایک نگینہ عقیق کا کہ اُسپر اسماء الہی کندہ تھے بازوے شہاب پر اپنے ہاتھ
سے باندھکر فرمایا کہ اس عقیق منقوش کو خدا سے بزرگ و برتر نے یہ کرامت و خاصیت عنایت فرمائی ہی کہ صاحب

اس نگینۂ عقیق کا کسی بلاے ارضی وسماوی مین گرفتار نہین ہوتا اب تو عوض مہر مین سوسن کے شاہزادہ مشتری طلعت
کو قید طلسم سے کیدانہ ساحرہ کے چھڑا لا شہاب نوجوان نے عرض کیا مین بہر نوع آپکا فرمانبردار ہون مجھے جو حکم ہو
بجالاؤن غلام کو کسی کام مین عذر نہین حکیم صاحب نے فرمایا یہان سے مغرب وشمال کے درمیان روانہ ہو بعد ایک
ہفتہ کے ایک لشکر ملیگا کہ سردار اُس لشکر کا ضرغام شاہ بادشاہ ہی وہ بھی اُسی جادوگر کے ہاتھ سے تنگ ہو رہا ہی
اور ستم رسیدہ ہی تم ضرغام شاہ سے ملاقات کرنا اور اُس سے اُسکا حال دریافت کرنا وہ اپنی کیفیت سب بیان کریگا
تم کہنا کہ ای ضرغام شاہ اگر تم میرے ساتھ چلو مین اس جادوگر کو قتل کرکے تمھین منزل مقصود کو پہونچا دونگا ضرغام شاہ
مثل ملازمون کے تمھارے ساتھ ہوگا جہان تم درماندہ و عاجز ہونا اس اسم کو جو کہ اس نگینہ مین کندہ ہی تین مرتبہ پڑھنا
پس فورًا آنکھین تمھاری بند ہو جائینگی اور عالم رویا مین ایک جوان نقابدار جو ہدایت کرے موافق اُسکے عمل کرنا
شہاب نوجوان حکیم صاحب سے رخصت ہوکے روانہ ہوا

داستان شہاب نوجوان کے روانہ ہونیکی واسطے رہائی شاہزادۂ دری مشتری طلعت گرفتار طلسم کے

شہاب نوجوان حسب الحکم حکیم صاحب کے روانہ ہوا اور سات روز کے بعد آکر لشکر ضرغام شاہ مین پہونچا کہ وہ ملک
ضرغامیہ کا فرمانروا تھا بتیس ہزار سوار کی جمعیت سے شہر شفر نگار کو جاتا تھا شہاب نوجوان نے قریب بارگاہ کے
جاکر دربانان شاہی سے کہا تم اپنے بادشاہ کو اطلاع دو کہ ایک بندۂ خدا مسافر راہ دور دراز سے باشتیاق ملازمت
حاضر ہوا ہی درگاہ سالار نے بادشاہ کو اطلاع دی ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان کو اندر بُلا لیا شہاب نوجوان
نے برسم اسلام سلام کیا ضرغام شاہ نے جواب سلام دیا اور کرسی پر پہلو مین بٹھایا اور پوچھا ای جوان دلاور اپنے
حسب ونسب اور قصد سے آگاہ کر شہاب نوجوان نے کہا اول اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے ضرغام شاہ نے ایک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا تمنے اہل لشکر کی زبانی جو سُنا ہی وہی بجا ہی دوبارہ حاجت بیان نہین دوسرے
غریب خانے مین تشریف لیچلیے کسل راہ دفع کیجیے نان خشک قبول فرمائیے پھر جو حال زار ہی بتوجہ سُنئے کہ آپنے اتنی
مسافت اُٹھا کر اس نالایق کو سرفراز فرمایا ہی بعید از انسانیت ہی کہ مین آپکی مہمانی نہ بجالاؤن بلکہ عوض مدارات کے
غمگین و منفعل کرون آدمیت کے خلاف ہی شہاب نوجوان نے کہا ایسا کوئی بشر جہان مین نہین ہی کہ رنج و اعلام مین
حوادثات زمانہ کے مبتلا نہو البتہ وہ ذات موصوف بہمہ صفات اُس خالق جل وعلی کی ہی کہ جو تمام علایق سے پاک ہی
اور قادر ہی تمام امورات پر ضرغام شاہ نے کہا خیر تمھاری مرضی اگر یہی ہی بسم اللہ دوسرے خیمہ مین تشریف لیچلیے اول
کچھ ماحضر نوش فرمائیے بعدہ میری سرگذشت کو ملاحظہ فرمائیے شہاب نوجوان ضرغام شاہ کے ہمراہ خیمہ خاص مین
آیا وہ خیمہ نہایت پر تکلف مثل مکان کے آراستہ تھا ضرغام شاہ نے خاصہ طلب فرمایا ملازمان بارگاہ ایک قاب مین

کباب مرغ اور کاسنہ مین شیر برنج لائے ضرغام شاہ اُس کباب و شیر برنج کو دیکھکر بہت رویا اس عرصہ مین ایک پیرزال پردے سے باہر آئی اور کباب و شیر برنج اُٹھا لیگئی بعد اسکے دسترخوان بچھا اور ہر قسم کا کھانا عمدہ و تحفہ چنا گیا ضرغام شاہ نے فقط آش جو پر اکتفا کیا اور شہاب نوجوان سے کہا بسم اللہ نوش فرمائیے شہاب نوجوان نے کہا جبتک کہ مین اس سمے کو سُن نہ لونگا کبھی کھانا نہ کھاؤنگا با اینہمہ نعمت فقط آش جو پر آپکا اکتفا کرنا کیا معنی ضرغام شاہ نے کہا اول طعام بعدہ کلام

قصہ ضرغام روبروے شہاب نوجوان عالی مقام بزبانی خود

ضرغام شاہ کو جب کھانے سے فراغت ہوئی شہاب سے کہا اے جوان عالی مقام ایک عورت ضعیفہ شہر نظیرستان کی عہدہ پر داستان گوئی کے ملازم ہماری سرکار مین تھی اور مین کبھی کبھی افسانہ زمانہ اُس سے سُنا کرتا تھا ایک بار روز ایک تصویر دیکھ رہا تھا اور جو خواصین اسوقت حاضر تھین اُنکو دکھا رہا تھا اور وہ ضعیفہ واسطہ بانو قصہ خوان بھی موجود تھی تب مین نے وہی تصویر کہ نہایت عمدہ تھی واسطہ بانو کو دکھائی واسطہ بانو نے تصویر کی کچھ تعریف نہ کی خاموش بیٹھی رہی میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ شاید تو نے کوئی صورت اس تصویر سے بھی بہتر دیکھی ہے کہ تعریف نہ کی واسطہ بانو نے جواب دیا کہ بیشک اے بادشاہ سلامت ہمارے ملک کی شاہزادی ایسی پری پیکر صاحب حسن و جمال ہے کہ اس تصویر کو اس سے کچھ مناسبت نہین اور مین نے اُسے چار برس کے سن مین دیکھا تھا نرگس شہلا اُسکا نام ہے اور مجھے وہان سے آئے سات برس کا عرصہ ہوا ہے اب یقین ہے کہ نام خدا اُسے گیارھوان برس ہوگا اگر آفت زمانہ سے وہ محفوظ رہی ہے تو ایسی حسین و شکیل صاحب حُسن و جمال ہوئی ہوگی کہ جسکے آگے آفتاب عالمتاب کی روشنی ماند ہوگی کہ جس خانہ تاریک مین وہ رہتی تھی حاجت شمع کی نہ ہوتی تھی مین اس کلام واسطہ بانو سے ایسا بیقرار ہوگیا کہ جسکی حد نہین آخر واسطہ بانو سے کہا برائے خدا تو نظیرستان کو جا اور اُس شاہزادی نرگس شہلا سے میرا حال بیان کر بلکہ تصویر بھی لیتی جا ایک نظر اُسکو دکھا دینا اور اُسکی تصویر مجھے لا دے مین تمام عمر تیرا شکر گذار ہونگا واسطہ بانو حسب فہمایش میری نظیرستان کو گئی اور میری تصویر نرگس شہلا کو دکھائی اور زبانی بھی میری تعریف بہت کی کہ نرگس شہلا میری ملاقات کی مشتاق ہوئی اور واسطہ بانو نے نرگس شہلا کی تصویر مجھے لا دی مین پہلے ہی سے نرگس شہلا کے عشق مین مبتلا تھا تصویر کے دیکھنے سے بالکل ازخود رفتہ ہوگیا الا واسطہ بانو نے یہ بھی کہا تھا کہ ہر سال نرگس شہلا کی سالگرہ ہوتی ہے اور اُس روز ایک صورت مہیب و خوفناک دکھلائی دیتی ہے اور وہ نرگس شہلا سے اپنا اظہار محبت کیا کرتی ہے اسی باعث سے خالہ زاد بھائی سے نرگس شہلا منسوب تھی بلکہ شکم مادر ہی مین نامزد کی گئی تھی مگر اب شوہر سے نسبت ترک ہوگئی مین اس خبر کو جھوٹ سمجھا جب والدین اس امر سے خبردار ہوے اُنھون نے کہا سوا نرگس شہلا کے اور جہان کہئے

عقد کر دین کیونکہ یہان تیری جان کا خوف ہی مین نے کہا سوا سے نرگس شہلا کے اور تمام جہان کی عورتین مین حرام مطلق
جانتا ہون اس عرصہ مین والد ماجد نے قضا کی اور مین صاحب حکومت ہوا جب تمام امورات ملکی و مالی سے فرصت
ہوئی ایک روز مین نے والدہ سے کہا کہ اگر آپکو میری زندگی منظور ہی تو میرا عقد نرگس شہلا سے کر دیجیے وہ سنکے
خاموش ہو رہین میرے دلمین خیال آیا کہ شکل ہیبت ناک کا دکھلائی دینا تو خلاف قیاس ہی اور اگر یہ امر واقعی سچ بھی
ہی تو برکت دعا و تعویذ سے دفع ہو جائیگا آخر مین نے انظار شاہ سے نسبت کا پیام بھیجا انظار شاہ نے بصدق دل
قبول کیا مین بسامان عروسی قطیرستان مین پہونچا اور وہان میرا عقد بآئین شایانہ ہوا جب نرگس شہلا کو مین اپنے
شہر مین لایا والدہ نے مجھے اور نرگس شہلا کو بٹھا کر ایک دسترخوان پر باعتبار رسوم شیر برنج اور کباب وغیرہ چنے
ہنوز نرگس شہلا نے دو لقمہ نہ کھائے تھے کہ یک بیک حال اسکا غیر ہو گیا اور چلائی کہ یہی بلا ہے بار مجھے ہر سال نظر
آتی ہی دفعۃً ایک پنجہ بلا آسمان سے پیدا ہوا اور نرگس شہلا کو لیگیا بعد ازان کسی نے آواز خوفناک پکار کے کہا
ای حضر خام یہ لقمہ لطیف تیرے دہان ناپاک کے لایق نہین مین نے مدت دراز سے اس نازنین کو پرورش کیا ہی اب
اپنی امانت لیے جاتا ہون مجھے اس آواز سے ایسا خوف پیدا ہوا کہ مین بیہوش ہو گیا والدہ نے میری عزیمت خوانون
کو بلوایا اور علاج کرایا جب ہوش مین آیا وہ دن مجھے نالہ و فریاد مین گذرا ایک روز چند ملازمون نے ایک منجم کی
تعریف کی اور اسکو بلا لائے مین نے منجم سے پوچھا اسنے زایچہ کیا اور ایک ہفتہ برابر غور و فکر کرکے کہا کہ ایک
جادوگر قوم مین آدم سے نرگس شہلا کو لیگیا ہی اور نام اسکا اشرار جادو ہی مین نے پوچھا کہ جادوگر اڑتے بھی ہین منجم
نے کہا ساحر بقوت سحر پرواز کرتے ہین مین نے ہر ایک وارد و صادر سے اشرار جادوگر کو دریافت کرنا شروع کیا آخر
ایک شخص سیاح سے معلوم ہوا کہ اشرار جادو شہر زنگار کا بادشاہ ہی اور چالیس ہزار جادوگرون کا سردار ہی اور شہر
زنگار دشت قبچاق و ظلمات کے درمیان مین واقع ہی واسطہ بانو یہ سنکر بشکل زن عابدہ پیادہ پا ملک شہر زنگار
مین پہونچی اور وہان اسنے مشہور کیا کہ مین اگر کوئی عورت یا معشوق کسی سے ناراض ہو راضی کر دیتی ہون شدہ
شدہ یہ خبر اشرار جادو نے سنی واسطہ بانو کو بلا کر کہا ای ضعیفہ ایک نازنین میری محبوبہ و مطلوبہ ہی اور وہ کسی صورت سے
مجھسے راضی نہین ہوتی تو اسے ایک نظر دیکھ اور ایسی تدبیر کر کہ جو مین کہون وہ منظور کرے واسطہ بانو کو اشرار جادو
اپنے ہمراہ نرگس شہلا کے پاس لیگیا نرگس شہلا نے جو واسطہ بانو کو دیکھا اشرار جادو کو سامنے سے ہٹا دیا اور کہا
کہ مین اس ضعیفہ سے کچھ باتین کرونگی اشرار جادو وہان سے باہر چلا گیا نرگس شہلا نے واسطہ بانو سے پوچھا کہ یہان تم
کیونکر پہونچین واسطہ بانو نے کہا پہلے تم اپنی کیفیت بیان کرو پھر مین بھی کہونگی نرگس شہلا نے کہا کہ مجھے ملک الموت کا
انتظار ہی واسطہ بانو نے کہا تم کسطرح دو برس کی مہلت اشرار جادو سے لو اگر اس عرصہ مین تیری کوئی صورت
رہائی کی نکل آئی تو خیر ہی ورنہ تمکو اپنی زیست و مرگ کا اختیار ہی نرگس شہلا نے کہا بہتر ہے

ہم کلام ہونا اشرار جادو کا نرگس شہلا سے

غرض ایک روز اشرار جادو نے نرگس شہلا سے کہا ای جان جہان مین تیری خدمت و مدارات مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتا لیکن تو مجھسے شگفتہ ہوکر کبھی خندہ پیشانی سے بات بھی نہین کرتی اب مین بھی تجھے ایسی ایسی تکلیف دونگا کہ تو بھی یاد کریگی نرگس شہلا نے کہا ای اشرار جادو تجھے معلوم ہی کہ مین کتخدا ہوگئی ہون اور تو مجھے میرے شوہر کے گھر سے لے آیا ہی اور ہماری قوم و مذہب مین جبتک کہ شوہر زندہ ہو تو مدت دو برس کی واجب ہو اگر تجھسے دوسال تک صبر ہوسکے تو خیر مین تجھے قبول کرونگی ورنہ میری جان مفت جائیگی اور تجھے کچھ حاصل نہوگا اشرار جادو بولا اسبات کا مضایقہ نہین ہی یہ عذر تمہارا لایق قبول ہی واسطہ بانو شہر رستگار سے پھر میرے پاس آئی اور اسنے کہا کہ اسے بادشاہ اتنا کام تو مین کر آئی ہون کہ دو برس تک تو نرگس شہلا کی عصمت مین کسیطرح کا فتور نہ آئیگا اس عرصہ مین جو آپ سے رہائی کی تدبیر ہوسکے کیجیے ورنہ بعد اسکے اس گرفتار پنجۂ بلا کی جان مفت جائیگی اور باقی خیریت ہے اسکو دن رات حضور ہی کا خیال ہی اور یہ شعر کہا ہی شعر

الفت ہوئی یار جانی تمہاری | وظیفہ ہی میرا کہانی تمہاری

جب مین نے یہ حال نرگس شہلا کا واسطہ بانو سے سنا اسکو بہت انعام دیا اور اس روز سے اسی فکر مین ہون کہ کیا تدبیر کرون

جو نرگس شہلا قید طلسم سے رہا ہوا اور جو ساحر کہ یہان آیا یا کہین سراغ ملا ہین نے اُسے بُلا یا اور ملاقات کی اشرار جادو کا حال سُنکر سب کانون پر ہاتھ رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمسے اُسکا مقابلہ نہوگا آخر جب ہین مجبور و مایوس مطلق ہوا ناچار یہ قصد کیا کہ ہرچہ باداباد زیر قصر معشوق جان ناتوان اپنی دینی بہتر ہی کہ اُسکے درد فراق ہین زندہ درگور رہین اس عزم بالجزم سے اپنے ملک کو ترک کرکے یہان پہونچا اور چند جاسوس واسطے خبر اشرار جادو کے بھیجے کہ دیکھو اشرار جادو کہان ہی وہ جاسوس خبر لائے کہ یہان سے تین منزل پر ایک نہر عمیق ہی اور اسمین ایسی آگ سحر کی روشن ہی کہ طایر کا گذر نہین ہوسکتا انسان کا ذکر کیا اور جو شاید کوئی انسان اُسطرف نہر کے گذر بھی جائے تو لقمۂ اجل ہوجاسے بلکہ چار نفر جاسوس بھی جلکر خاک ہوگئے بس یہ سُنکے ہین نا امید ہوگیا رات کو عالم واقعہ ہین دیکھا کہ ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا ای ضرغام شاہ اسی جگہہ تم خیمہ زن ہو کہ ایک مرد کشندہ اشرار جادو تمہارے پاس آئیگا تم اُسکی فرمانبرداری اختیار کرنا ہین حسب بشارت اُس جوان عالیشان کا منتظر ہون شہاب نوجوان نے کہا کہ ای ضرغام شاہ ہین محض واسطے قتل اشرار جادو اور رہائی ملکہ نرگس شہلا کے یہان آیا ہون ضرغام شاہ نے کہا ای جوان عالیشان قاتل اشرار جادو کے پاس ایک علامت بھی ہونی شرط ہی شہاب نوجوان نے کہا نگینہ عقیق کندہ تو نہین ہی ضرغام شاہ نے کہا یہی مجھسے اُس بزرگ نے بھی فرمایا تھا شہاب نوجوان نے وہ عقیق سُرخ وکندہ ضرغام شاہ کو دکھایا اور کہا دیکھو وہ علامت یہی ہی ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ای خضر راہ گم کردگان و مسیحای دردمندان ہین کس زبان سے تیرا شکریہ احسان تشریف آوری بیان کرون بس اب تم تخت سلطنت پر جلوس فرماؤ اور مجھے ایک خادم خاص اپنا تصور فرماؤ شہاب نوجوان نے کہا تخت تمکو تمھارا مبارک رہے لیکن لشکر کی سپہ سالاری چاہتا ہون الغرض دوسرے روز شہاب نوجوان اور ضرغام شاہ عالیشان مُلک شہر رنگار کی جانب روانہ ہوے

اب راوی یہ داستان عجائب یہان موقوف رکھتا ہی اور حال شاہزادہ معزالدین بلند اقبال کا گذارش کرتا ہے

ناظرین پر تمکین کو یاد ہوگا کہ شاہزادہ معزالدین نامدار چاہ نیلوفر کے کنارے جو خاص دروازہ طلسم قمر اِنس اقدس ہی شاہزادہ دری مشتری طلعت کو اسم خوانی ہین مشغول رکھکے آپ واسطے حصول مہر سوم ارباب طلسم آبی چاہ کے اندر داخل ہوا تھا باقی حال شاہزادہ مشتری طلعت کا ضمن ہین قصہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے حکیم ابوالمحاسن کی زبانی بیان ہوچکا ہی دوبارہ بیان کی حاجت نہین ہی الغرض شاہزادہ معزالدین موافق ہدایت کاغذ حکیم صاحب کے گل نیلوفر ہین سوار ہوا وہ پھول نیلوفر کا مثل کشتی کے پانی ہین روان ہوا تھا یکا یک اُسی

گل نیلوفر نے جلکر کھایا شاہزادے نے کاغذ ملاحظہ فرمایا اُسمین یہ ہدایت تھی کہ جہان خوف جانوران ہو مہرہ
چشم ماہی ہاتھ مین لیکر باواز بلند کہنا کہ ای جانوران بحر عمیق مین مالک مہرہ ہون یاد رکھنا کہ تمکو تمہارے عہدہ سے
معزول کر دونگا اس کلمہ سے وہ جانور غائب ہو جائینگے اور جو کاغذ مین تحریر ہی سب پہلے اسپر اوپر دم کرنا اور کہنا کہ ای
کشتی بحر سمجھے قصر قران السعدین مین پہونچادے کشتی ایک آن واحد مین ایک باغ مین پہونچادیگی پھر بوقت ضرورت
کاغذ کو ملاحظہ فرمانا اور موافق نوشتہ عمل مین لانا بعد اسکے شاہزادہ ایسی جگہ پہونچا جہان پانی سر سے بلند ہو جاتا تھا
اور گل بھی اونچا ہو جاتا تھا شاہزادے کو وہان روشنی اور ایک دروازہ نظر آیا کشتی نے ایسی حرکت کی کہ شاہزادہ
خود بخود دروازے کے اندر داخل ہو گیا چند قدم کے بعد ایک باغ مین جو مثل باغ ارم تھا پہونچا وہان دیکھا کہ درو
دیوار و مکانات باغ کے اسقدر بلند ہین کہ نظر کام نہین کرتی اور بیچ مین باغ کے ایک صفہ ستر آدمے فرسخ کا مربع ہی
اور اُس صفہ مین ایک مینار ہی کہ اُسمین چھ درجہ بہت بلند ہین اور نیچے مینار کے ایک پیر مرد قرعہ و تختی لیے بیٹھا کچھ
حساب مین مشغول ہی شاہزادے نے جاکر اُس پیر بزرگ کو سلام کیا پیر مرد جواب سلام دیکر خاموش ہو رہا لیکن قرعہ اندازی
کرتا رہا شاہزادے نے پوچھا ای بزرگ آپ کون ہین اور یہ زائچہ کسکا ہی جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہین پیر بزرگ نے کچھ
جواب نہ دیا اس عرصہ مین وقت ظہر آیا اُس پیر بزرگ نے آب نہر سے وضو کیا اور نماز مین مشغول ہو گیا شاہزادہ
مقتدی ہوا ابھی رکعت اول تمام ہوئی تھی کہ ایک عورت مینار پر آئی اور آواز دی کہ ای والد بزرگوار کھانا تیار ہی
پیر مرد بمجرد سننے آواز کے نماز کو توڑ صفہ پر سے نیچے اُتر درختون مین غائب ہو گیا شاہزادے نے بعد ختم نماز
پیر مرد کو درجہ سوم مینار مین دیکھا کہ کچھ کھا رہا ہی اور ایک نازنین مہ جبین بحسن ملیح ناکتخدا مگس رانی کر رہی ہی پیر مرد
نے مینار پر سے اشارہ کیا کہ آپ بھی نوش فرمائین شاہزادے نے کہا یہ اشارہ ہمارے فہم مین نہین آیا زبان سے
کہو کہ سمجھ مین آوے پیر مرد چپ ہو رہا اور شاہزادے کو اُسوقت ایسی بھوک تھی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا آخر
صفہ سے اُترکر درختون مین گیا جب راہ نہ ملی مجبور باغ کا میوہ کھایا اور سیر و تماشے مین مشغول ہوا جب عصر کا
وقت آیا زیر مینار پھر آیا پیر مرد کو پھر اُسیطرح زائچہ مین مصروف پایا شاہزادے نے کہا ای پیر روشن ضمیر افسوس ہی
اس صلاحیت و تقوی پر ایسی خوش طبعی مزاج مین واقع ہی پیر مرد نے اشارے سے کہا صبر کرو اس عرصہ مین مغرب کا
وقت آیا پیر مرد نے بعد ادا سے نماز مغرب فرمایا کہ مین نے بوجہ روزے کے تجھ سے بات نہین کی شاہزادے نے
دلمین کہا کہ اس بڈھے نے میرے سامنے کھانا کھایا ہی اور اب بیان کرتا ہی کہ مین روزے دار ہون کہا ای بزرگ
ہمارے سامنے آپ نے کھانا کھایا اور پھر دعوی روزہ داری کرتے ہو یہ کس ملت و مذہب مین ہی پیر مرد نے کہا شعر

ہم عشق کے بندے ہین مذہب نہین واقف — اگر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا

خلاف کو مین نے چند قطرون کو وصل ہونیکے واسطے اصل دریا مین اور بھی سواے طریقہ شریعت کے منزل مقصود کے

پہونچنے کے لیے اور راہین بھی پیدا کی ہین ہر فرقہ مین بجاے خود روزے کی قسمین ہین اُنہین سے ایک روزہ عام ہی
اور ایک روزہ خاص شاہزادے نے فرمایا مجمل میرے فہم مین نہین آتا بتصریح فرمائیے پیرمرد نے کہا روزہ عام وہ
ہی کہ تمامی اعضاے بدن سے ہو بلکہ اُسکو روزہ تام بھی کہتے ہین اور روزہ خاص ایک عضو خاص سے متعلق ہی جیسے
کہ آنکھ اور زبان وغیرہ غرضکہ مین نے ایک ہفتہ روزۂ زبان رکھا تھا آج تمہارے سامنے افطار کیا اور تمامی ہفتہ مین
بجز دعا و نماز کے کسی سے بات نہین کی اور بقدر تسکین کچھ کھانا کھالیا جو اس روزہ مین جسکا صوم الصمت نام ہی ممنوع نہین
شاہزادہ کو فصاحت بیانی مین پیرمرد کی عنایت و لطف معلوم ہوا بعدۂ زان پوچھا کہ اسم مبارک حضرت کا کیا ہی اور
یہان کب سے نزول اجلال ہوا اور اس مقام کا کیا نام ہی اور کیا یہ بھی داخل طلسم ہی پیرمرد نے کہا میرا نام عابد بن عابد
رمال ہی چار سو برس سے یہان رہتا ہون اور یہ باغ و مینار مرحلۂ ثالث طلسم مین داخل ہی اور حکما بروقت ترتیب طلسم
عجائبات کے بنی آدم اور قوم جن دو فرقون کو جمع کرتے ہین اور فرقہ اول کو ابرار لقب دیتے ہین اسوجہ سے کہ
اُسمین زاہد اور رمال و منجم وغیرہ انسان ذی لیاقت داخل ہین اور فرقہ دوم اشرار جادوگر اور کاہن سے مراد ہی
الغرض جادوگر وغیرہ اشرار طلسم فقط ایذا رسانی کے لیے مقرر ہین اور فرقہ ابرار طلسم واسطے نجات دینے بیچارگان کے
معین ہین لیکن جو خاکی و آتشی مراسم دنیاداری ترک کرتا ہی اور گوشۂ عبادت مین عمر بسر کرتا ہی وہی طلسم مین داخل ہوتا ہی
الا اُس شخص مذکور کو طلسم پاس انفاس کا بھی ہونا ضرور ہی کہ عمر اُسکی بڑی ہو اسیوجہ سے بنی آدم طلسم مین کم رہتے ہین اور
قوم جن کا فرپہ کیا موقوف اہل اسلام بھی بیشتر رہتے ہین دیگر یہ کہ بانی طلسم صاحب تسخیر ضرور ہوتا ہی اور قوم آتشی
پر دستگاہ و قدرت رکھنے کا یہی ذریعہ ہی شاہزادہ نے پوچھا بانی اس طلسم کا کون ہی پیرمرد نے کہا حکیم الحکما عدیم المثال
اشرف الناس حکیم قسطاس الحکمت شاہزادہ کو حکیم قسطاس الحکمت کا نام سنتے ہی فوراً یاد آیا کہ ہم بھی پہونچے ہوے
اُس حکیم عظمت مآب کے ہین مگر کیفیت طلسمی نے بھلا دیا اور بالکل غافل کردیا پھر شاہزادہ نے پوچھا وہ حکیم عالیجاہ
اب بھی کہین موجود ہی پیرمرد نے کہا ہان اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُونَ شاہزادہ نے فرمایا یہ نازنین جو منارہ پر ہی
کون ہی جسنے تمھین کھانے کو بلایا تھا پیرمرد نے کہا وہ ملاحت پری نام گل افروز شمالی پریزادون کے بادشاہ کی
بیٹی ہی اور میری فرزند اور شاگرد ہی کہ مین اُسکو قرآن شریف پڑھاتا ہون اور وہ میرے واسطے کھانا لاتی ہی شاہزادہ
نے کہا تم ان درختون مین غائب ہو کر منارہ پر ظاہر ہوے یہ کیا رمز ہی پیرمرد نے کہا تھوڑے عرصہ مین تمھین یہ بھی معلوم
ہو جائیگا پھر شاہزادہ نے کہا قرعہ اندازی اور زائچہ نویسی یہ کس کے واسطے ہی پیرمرد نے کہا کل دو سائل آئے تھے
اُنکے واسطے استخراج احکام کر رہا تھا شاہزادہ نے فرمایا اے دانائے روزگار و دانندۂ اسرار نہایت حیرت ہی کہ
مین ایسی راہ دشوار گذار سے آیا ہون کہ بشر یہان کسیطرح نہین آسکتا بلکہ وہم و خیال بھی کام نہین کرتا اور آپ
فرماتے ہین کہ کل دو سائل آئے تھے معلوم نہین وہ کس راہ سے اور کیونکر یہان پہونچے پیرمرد نے کہا اے عالیجاہ

ہر طلسم کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہی اور صفت ظاہر و باطن کی یہ ہی کہ ظاہر مثل عمارات حصار کے ہوا اور باطن طلسم
بطور قلعہ کے ہوتا ہی اور بعض طلسم کا ظاہر و باطن ایک ہی چنانچہ اس طلسم کا ظاہر و باطن دو دونون ہین ظاہر تو یہ ہی
جہان سے آپ وارد ہوے بلکہ شہر گوہر آویز و شہر سویم السعادت بتوابع اسکی ظاہر طلسم مین ہین اور ظاہر دوم
اس چاہ نیلوفر سے عبارت ہی جہان سے آپ تشریف لائے غرض ظاہر طلسم مین دنیا کی خلایق ہی اور باطن طلسم مین
خلاف اسکے مگر ظاہر اول بہت بڑا ظاہر دوم سے اور ظاہر دوم زیادہ تر ظاہر سوم سے ہوتا ہی اسی طرح اس پردے
مین بھی شہر ہین جیسے شہر آبگینہ حصار نام ہی اور بادشاہ عالی سلطان وہان کا حکمران ہی وہ دونون سائل واسطے
دریافت اپنے حال کے کل علیحدہ علیحدہ میرے پاس آئے تھے اور سوال کر گئے تھے ہر چند کہ وہ دونون رئیس و حکمران ہین
لیکن ایک فقیر زادہ ہی دوسرا شاہزادہ شاہزادہ معز الدین نے پوچھا انکا مطلب کیا ہی پیر مرد نے کہا ظاہرا انکے کلام سے
ثابت ہوتا ہی کہ باہم ایک دوسرے کی بہن سے مقاربت کرنا چاہتا ہی شاہزادہ نے دلمین کہا واہ ایسا صاحب کمال ہو کر
مخفی منہ سے کہنا چاہیے تھا پیر مرد فوراً طبیعت شاہزادہ سے آگاہ ہو گیا اور کہا مین نے مخفی نہین کہا بلکہ موافق خواہش
دل کے انکے کہا شاہزادہ نے کہا کل آپ نماز کو توڑ کر کہان کو چلے گئے یہ کیا سبب ہی پیر مرد نے کہا نماز مین تمام کر چکا تھا
دعا مانگتا تھا حسب خواہش دعا آواز آئی مین دعا کو چھوڑ کر چلا گیا نماز نہین قطع کی اب آپ اپنا حال فرمائیے کس غرض سے
آپ نے تکلیف کی شاہزادہ نے قصہ اپنا بیان کیا یعنی باغ نو بہار گلشن افروز کا حال اور ملاقات اقبال شاہ سے
اور ملنا ارباب مثلثہ کی عورتون کا اور کہا کہ اب حکیم ابو المحاسن کے کاغذ کے ذریعہ سے تلاش مہرو واژدہم رب سوم ارباب
مثلثہ آبی کے یہان آیا ہون پیر مرد نے کہا تمنے یہان آکر کاغذ کو بھی دیکھا یا نہین شاہزادہ نے فرمایا آپکی باتون مین
ایسا مصروف ہوا کہ کاغذ کا دیکھنا یاد نہ رہا عبیدون عابد نے کہا تمنے خطا کی شاید مفسدان طلسم کاغذ تمھارے پاس سے
اڑا لے گئے ہونگے شاہزادہ نے جو بغل مین دیکھا واقعی کاغذ گم تھا عبیدون عابد نے کہا مین نے پہلے ہی خدمت شریف مین
عرض کیا کہ آپنے خطا کی شاہزادہ نے فرمایا خدا تمھارے مینار وغیرہ کو غارت کرے جسکے تماشے نے میرا کاغذ گم کروایا
عبیدون عابد نے کہا شاید وغیرہ مین حضور سمجھے ہم داخل کرتے ہین سبحان اللہ ایسے رہنما کو پاس رکھنا اور ایسے غافل
ہو جانا یہ امر کم ایسے عقلمند سے بعید ہی شاہزادہ نے فرمایا مشیت خدا کو کیا کرین امر شدنی نہین ٹلتا ہی اب کوئی فکر ایسی
فرمائیے کہ کاغذ پھر ملے پیر مرد نے کہا کاغذ کہان رکھا تھا شاہزادہ نے فرمایا بغل مین تھا شاید وضو کرنے مین گرا ہو
عبیدون نے کہا اب تمھارے واسطے بھی زائچہ کرنا پڑا مگر افسوس مین بھی تمھارے ہمراہ باغ سے نکلوایا گیا یہ شیاطین
مجھے اب یہان نہ رہنے دینگے خیر اب مینار پر تشریف لیچلو ورنہ شیاطین تمکو گرفتار کرینگے اور تمھاری وجہ سے مجھے بھی ایذا
دینگے شاہزادہ نے فرمایا شیاطین مینار پر نہین جا سکتے پیر مرد نے کہا نہین وجہ یہ ہیکہ گرد مینار اسماء الٰہی لکھے ہین لہذا
وہان انکا دخل نہین ہو سکتا شاہزادہ ناچار عبیدون عابد کے ساتھ ہوا عبیدون عابد شاہزادہ کو درختون مین

لیگیا اور درخت کو زمین سے اُکھاڑا اُسکی جڑ مین نقب تھی اُس نقب مین گیا اور مینار پر پہونچا وہان زینہ تھا زینہ پر سے
درجہ سوم مینار پر پہونچا اور کہا ای والاجاہ یہی مقام میرا ہی یہان سے آگے نہین جا سکتا شاہزادہ نے اسکا سبب پوچھا
پیر مرد نے کہا تاریخ طلسم مین لکھا ہی کہ ان چھہ درجون کا تماشا وہ دیکھیگا جسکے پاس حضرت یوشع علیہ السلام کی مچھلی کی
آنکھ کا مہرہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا وہ مہرہ میرے پاس ہی عبیدون عابد نے کہا اگر آپ صاحب مہرہ ہین شوق سے
اوپر جاکر تماشا ملاحظہ فرمائیے ابھی عبیدون عابد شاہزادہ سے یہ باتین کر رہا تھا کہ باغ مین دفعۃً ایک روشنی ایسی
ہوئی کہ تمام باغ روشن ہوگیا اور ایک دیو ہاتھی کا قد بصورت انسان گرز ہاتھ مین نیچے مینار کے آیا اور پانچ شیاطین اُسکے
ساتھ تھے اُسنے باواز خوفناک کہا ای عبیدون عابد تو نہین جانتا کہ طلسم مین ہر شخص بجاے خود اپنا اپنے کام اور
خدمت پر معین ہی اور اپنے کام کی رونق چاہتا ہی اور مدت سے حکومت طلسم تمہارے پاس رہی اب ہماری نوبت آئی
لہذا تمہارا نکالنا طلسم سے ہمکو لازم ہی اور ہم تم ایک ہی ہین لہذا صلاح وقت یہی ہی کہ تم اس جوان کو ہمکو دیدو اور اُسکی
کمک نہ کرو تو تمکو شریک سلطنت طلسم رکھینگے اور اپنا تمہارا معاملہ ایک سمجھینگے اور یہ ہم فقط نصیحتاً تمسے کہتے ہین براہ دوستی ورنہ

ورنہ کہنے کی حاجت نہ تھی عبیدون عابد نے شاہزادہ سے کہا جو تمکو اسم یاد دعا یاد ہو اسوقت پڑھو اُس شیطان نے کہا
ای عبیدون عابد ہمکو ثابت ہوا کہ تو اس جوان کو ہمکو نہ دیگا خیر ہم بھی تمہاری خاطر سے چھوڑے دیتے ہین لیکن وہ
مہرہ ماہی اس سے لیکر ہمکو دیدو ہم عہد کرتے ہین کہ جہان یہ کہیگا پہونچا دینگے اور ہر وقت اسکی حفاظت کرینگے عبیدون عابد
نے چپکے سے کہا ہان ایک مہرہ اس بیچارہ کے پاس رہ گیا ہی وہ بھی تمھین مین دیدون کہ مطلب تمہارا حاصل ہو شاہزادہ
نے کہا یہ مرد عجیب الخلقت کون ہی کہ جو میرے درپی ہی عبیدون عابد نے کہا اسکو کہتے ہیں شیطان شہدروس آتش ذہن

کہتے ہین اے شہریار جو کہ آتشی مسلمان ہے اُسکو جن کہتے ہین اور کافر کو شیطان کہتے ہین اس طلسم کا بادشاہ شیاطین شدید روس آتش دہن ہے اور بادشاہ اجنہ مسلمان سلطان ارشیوس ہے اب تم اس حال سے بھی واقف ہو کہ مسلمان یا کافر دو صورت سے داخل طلسم ہوتا ہے یا خود یا بحفاظت محافظین طلسم کے اگر شخص مسلمان ہے اور اہالیان طلسم کی معرفت آیا ہے تو بعد سیر درجات طلسم پھر اُسکو طلسم سے باہر کر دینگے اور اگر وہ کسی غفلت سے کفار طلسم کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا تو وہ اُسکو اقسام اقسام کی ایذا اور رنج ابد دینگے لیکن جان سے نہین مار سکتے اسواسطے کہ بانیان طلسم اکثر حکماے خدا پرست سے ہوتے ہین اور جو معرفت کفار طلسم کے آیا اور خود بھی کافر ہے تو بلاشبہہ اُسکو مسلمانان طلسم قتل کر دینگے شاہزادہ نے پوچھا اسکی کیا وجہ ہے عبیدون عابد نے کہا کفاران طلسم کو ایسا اختیار نہین دیا جاتا کہ وہ صاحب اسلام پر غالب ہون اور اُنکو طلسم سے نکالدین ورنہ تمام طلسم کفرستان ہو جاوے اور اگر بانی طلسم ساحر ہے تو اُسکے مصاحب جن اور انسان جادوگر ہوتے ہین اور تمام احکام طلسم برعکس ہونگے لیکن یہان دونون فرقہ موجود ہین اور آپسمین عداوت بھی ہے جب تم عمدہ طلسم کے ارکانون کے معرفت طلسم مین آئے اور اُسنے ایک کاغذ بھی مثل سند تمکو دیدیا تو وہ تمھارے پاس سے جاتا رہا اور شیاطین طلسم در پے تمھارے ہین اور خدا نخواستہ مہرہ بھی لے لین پھر تمام اجنہ مسلمان کو طلسم سے نکالدین اور بے شرکت غیرے تمام مرحلات طلسم پر قابض ہو جائین آگاہ ہو کہ تم ساحر دجال الالقدر آجتک طلسم مین داخل نہین ہوا جسکے پاس حکیم ابو الحسان عمدۃ الاراکین طلسم کی دستاویز موجود ہو یہی مجھے حیرت ہے کہ چراغ طلسم جو مہرہ ماہی حضرت یوشع علیہ السلام سے مراد ہے تمھارے پاس رہگیا اور کاغذ حکیم صاحب کا گم ہو گیا یہ امر تقدیری تھا تمھارا کچھ قصور نہین اب مین صبح کو تمھارا زائچہ کرونگا اور حال آیندہ دیکھونگا حالانکہ مین خوب جانتا ہون کہ فضل الٰہی سے انجام کار اچھا ہے لیکن پھر بھی دل بے دیکھے نہین مانتا غرض تمام شب جوق جوق شیاطین مع اُنکے ہمراہی باغ مین آئے اور شور و غل مچایا کیے اور عبیدون عابد کو خوب سب نصیحت کیا کیے لیکن عابد نے ایک نہ سُنی اور جواب بھی نہ دیا اور اسماء الٰہی کا ورد کیا آخر صبح کو شیاطین غائب ہو گئے شاہزادہ نے بعد نماز صبح کے عبیدون عابد سے پوچھا کہ اب وہ شیاطین کیا ہوے عبیدون عابد نے کہا اور شیاطین کی اطلاع کو گئے ہین کہ یہ اپنی قوم مین کم طاقت ہین کسیطرح انکو قدرت نہین ہے اب جو کہ زبردست ہین اُنکو خبر دینگے شاہزادہ نے کہا مین مینار پر جاکر تماشا دیکھون اگر اجازت ہو اور آپ جبتک زائچہ درست کرین عبیدون عابد نے کہا بسم اللہ شاہزادہ درجہ چہارم مین گیا وہان سے ایک شہر خوب آباد دیکھا پھر پانچوین درجہ پر گیا وہان ایک باغ بہت عالیشان نہایت پر تماشا دیکھا جب چھٹے درجہ پر گیا ایک محل صندلی رنگ اس صورت کا دیکھا کہ جسکی روشنی مانند آفتاب کے تھی بلکہ حرارت اسکی اتنی دور سے شاہزادہ کے جسم مین محسوس ہوتی تھی شاہزادہ عقلیہ سمجھ گیا کہ قصر قرآن السعدین یہی ہے دیر تک تماشا دیکھا کیا بعد اسکے عبیدون عابد کے پاس چلا آیا دیکھا کہ ملاحت پری بھی موجود ہے ملاحت پری نے شاہزادہ کو سلام کیا شاہزادہ کو ملاحت پری کا وہ چہرہ نمکین نہایت پسند آیا بعد اُسکے جو تماشا کہ دیکھا تھا عبیدون عابد سے بیان کیا

پھر عبید ون عابد سے روشنی قصر قرآن السعدین کو پوچھا عبید ون عابد نے کہا وہ روشنی مرآۃ الغیب کی ہی جو دیوار قصر پر مشرق کی جانب نصب ہی اور ایک خواص اُس آئینہ مین یہ بھی ہی کہ جو شخص مخاطب ہو کر اُس آئینہ سے کہے کہ ای مرآۃ الغیب عن رجال الغیب اگر کام میرا ہونے والا ہی تو صورت مطلوب کی میرے آئینہ مین دکھلا دے تو صورت مطلوب ضرور آئینہ مین نظر آئیگی دوسرے یہ بھی صفت ہی کہ کسی انسان کا چہرہ آئینہ مین ظاہر نہین ہوتا مگر جو مالک آئینہ ہی اُسکی صورت ضرور آئینہ مین دکھلائی دیگی مگر یہ نہین معلوم کہ کون ہی شاہزادے نے کہا افسوس ای بزرگ کلید دریغی کا غذ حکیم صاحب کا میری غفلت سے گم ہو گیا اب تمکو براہ ہمدردی اسلام میری مدد واجب و لازم ہی عبید ون عابد نے کہا ای شہریار والاقدر سوا اسکے ہم مذہبی کے تم میرے مہمان بھی ہو اور مہمان کی خدمت واجب و لازم ہی اور مجھے زائچہ سے بھی معلوم ہو چکا ہی کہ تمھارے طالع مین شکل نصرت الدین کی موجود ہی اور یہ شکل برج حوت سے متعلق ہی جب اور شکلین بھی موافق ہین تو بلا شک و شبہہ تمام کام تمھارے بوجہ احسن اتمام کو پہونچینگے لیکن تمکو قصر قرآن السعدین مین تشریف لیجانا ضرور ہی دوسرے یہ بھی مجھے گمان ہی کہ جو بزرگ تمھارا مددگار ہی وہ اس طلسم مین بھی تمھاری امداد ضرور کریگا کہ تم طالع بہت زبردست رکھتے ہو اور مین بھی تمھارا رفیق بدل و جان ہون جہانتک مجھسے ہو سکیگا تمھاری معاونت مین حاضر ہون شاہزادہ نے فرمایا مین راہ سے قصر کی ناواقف محض ہون عبید ون عابد نے کہا مین تو حاضر ہون مگر راہ مین یہ خوف ہی کہ شیاطین طلسم تمکو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچائین شاہزادہ نے پوچھا اُنکو کسطرح کی ایذا رسانی کا اختیار ہی عبید ون عابد نے کہا پہلے تو جیسا تمنے رات کو دیکھا تھا ہدایت کرینگے بعدہ باشکال خوفناک مع حربہاے زبردست تمھارے سامنے آئینگے اس صورت مین اندیشہ ہی اور اسطرح بھی اگر تم نہ ڈرے تو انسان کی صورت ہو کر تمسے لڑینگے پھر فتح اور شکست خدا کے اختیار ہی شاہزادہ نے فرمایا خدا کا فضل شامل حال ہونا چاہیے انشاء اللہ مشکل آسان ہو جائیگی شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

اور مین نے زبانی حکیم صاحب کے یہ بھی سُنا ہی کہ مالک مہرہ ماہی کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچیگا اور اگر بوجہ غفلت کے نوبت جنگ کی پہونچے تو اُس مہرہ ماہی کو زمین پر رکھدینے سے اسکی شعاع کا حلقہ گرد ہو جاتا ہی پھر کسی شیطان کا اُس حلقہ مین گذر نہین ہو سکتا اور شاید کوئی قریب حلقہ گیا بھی تو زندہ نہین رہتا بلکہ جلجاتا ہی عبید ون عابد نے کہا تم مہرہ تو لائے لیکن خواص سے بھی اُسکے واقف ہو بہرحال یہ مین خوب جانتا ہون کہ آیندہ تمھارا مقصود دلی ضرور حاصل ہوگا بہرکیف تمکو خاطر جمعی رکھنا چاہیے پھر عبید ون عابد نے ملاحسن پری کو بُلایا اور کہا ای فرزند شاہزادہ کی خاطر و مدارات تجھے بھی واجب ہی ملاحسن پری نے کہا بسر و چشم جو حکم ہو عبید ون عابد نے کہا ابھی تو اتنا کام کر کہ جسقدر رہبان مسلمان ہین سب سے حال شاہزادہ کا بیان کر یقین ہی کہ حال شاہزادہ کا سُنکے وہ فرستادہ حکیم ابو المحاسن اور

ملاحسن

صاحب مہرہ ہی ضرور کمک اور عنایت کرینگے مجھے از روے علم رمل تب معلوم ہو چکا ہی کہ اس سال اجنہ مسلم اور شیاطین
کفار مین جنگ عظیم برپا ہوگی دیکھیے کسکی فتح ہو اور دوسرا کام یہ ہی کہ مجھے بھی اب میرے مکان مین پہونچا دے کہ میرا یہان
رہنا کسیطرح مناسب نہین ہی لیکن پہلے شاہزادے کو باغ سے لیجا کر کسی جا پہونچا دے بعد اُسکے عبیدون عابد نے
شاہزادہ سے کہا اے شہریار جب ملاحت پری کہین لیجائے تو تم دو پہر تک مشرق سے مغرب کو جانا اور بعد زوال آفتاب کے
مغرب سے پھر مشرق کو جانا اس عرصہ مین جہان راستا ہو جائے شب کو تم اُسی جا رہنا اور ایک قدم آگے قصد نہ کرنا ورنہ
راہ بھول جاؤگے شاہزادہ نے کہا واہ اس آمد و رفت سے کیا فائدہ عبیدون عابد نے کہا یہ سب راز کی باتین ہین
جو لیکو مرغ اسرار سے معلوم ہونگی شاہزادہ نے فرمایا صدہا اسرار ہین کہانتک مرغ اسرار بیان کریگا عبیدون عابد
نے کہا جو مرغ اقتصار نہ بیان کرسکیگا وہ اصل کار سے حل ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا اصل کار کوئی اور شخص ہی عبیدون عابد
نے کہا جب تم مرآۃ الغیب سے اصل کار کو دریافت کروگے تو آپکو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا این گل دیگر شگفت
غرض ملاحت پری نے شاہزادہ کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے جس مکان کا عبیدون عابد نے پتہ دیا تھا وہان پہونچا دیا
اور عرض کی کہ اے شہریار با وقار مین آپکی فرمانبردار ہون جا کر سب مسلمانان طلسم کو آپکی مدد کیواسطے روانہ کرتی ہون لیکن حق
خدمت کا صلہ بعد طی ہونے مقدمہ طلسم کے کنیز بھی ضرور پائے شاہزادہ نے فرمایا تو خاطر جمع رکھ ایسا ہی ہوگا ملاحت پری
اُدھر روانہ ہوئی اور شاہزادہ نے حسب ہدایت عبیدون عابد آمد و رفت مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کو
شروع کی ابھی چند قدم طی نہ کیے تھے کہ پشت سے آواز ہولناک آئی کہ باش او آدمزاد مغرور آخر تو سرحدات طلسمی آتشی و
خاکی و بادی طی کرچکا اور اب طلسم بارھوین مین پہونچا جو برج حوت سے متعلق ہی دیکھون تو کسطرح سے زندہ و سلامت
یہان سے جاتا ہی شاہزادہ حیرت زدہ ہر طرف دیکھنے لگا لیکن کوئی آواز دہندہ نظر نہ آیا یکایک گرد آگے سے نمودار ہوئی
اور اُس گرد سے ایک لشکر فیل سوار سر برہنہ گرز فیل سر ہاتھون مین لیے برآمد ہوا شاہزادہ اسمار الٰہی پڑھنے لگا اور
مہرۂ ماہی کو خوب حفاظت سے رکھا جب فوج نزدیک آئی کچھ تھوڑے سے اُنہین سے داہنے اور تھوڑے سے بائین ہو گئے سینہ کے بیچ
ایک مرد ہاتھی کی سونڈ پر سوار شاہزادہ عالی وقار کے سامنے آیا اور کہا اے جوان ذی شان مناسب یہ ہی کہ مہرۂ ماہی مجھے
حوالہ کر وہ کاغذ جو تیرا ہم لیگئے ہین اور یہ مہرہ دونون دروازہ طلسم پر لٹکا دینگے اور جو جن یا انسان یا دیو تجھسے لڑیگا اُس سے
ہم لڑینگے اور تیری حفاظت کرینگے شاہزادہ نے پوچھا نام تیرا کیا ہی اور وہ کسطرح کا غذ ہمارا لیگیا اُسنے کہا میرا اخوم مشعبدہ باز
شیطان نام ہی جب آپنے وضو کے لیے باغ مین کمر کھولی کاغذ کمر سے گر پڑا جبتک کہ تمھارے سایہ مین رہا ہم نہین لے سکے
جب تمھارے سایہ سے جدا ہوا ہمنے اُٹھا لیا لیکن ہمکو اُس کاغذ سے کچھ حاصل نہوا ہان اگر مہرہ بھی ہمکو ملتا تو البتہ کچھ کام
بر آتا اسلیے ہم عہد کرتے ہین کہ ہر وقت ہم تیرے شریک حال رہینگے شاہزادہ نے فرمایا مہرہ ہمارے پاس ہی اگر تجھسے لیا جا
لیلو اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ فریب مین نہ آئیگا اور نہ یہ خوف کریگا آخر گرز فیل سر اُٹھا کے حملہ کیا شاہزادہ نے بھی غور سے

گرز کو دیکھا تو ایک شاخ درخت انار ہی اور اُسمین ایک انار لگا ہی مگر دور سے وہ گرز معلوم ہوتا ہی شاہزادہ سمجھا کہ یہ
برکت مہرہ سے کارخانۂ طلسم صاف معلوم ہوتا ہی اور یہ زیادہ تر لطف دیکھا کہ سحوم شعبدہ باز جو کہ ہاتھی کی سونڈ پر سوار
معلوم ہوتا تھا وہ ایک فیل مرغ کے مضغہ منقار پر سوار ہی اور فیل مرغ کی سواری کے موافق اُسکا بھی قد ہی اس تماشے کو
دیکھ کے خوب ہنسا سحوم شعبدہ باز نے وہ شاخ زمین پر پھینک دی اور وہ سمجھ گیا کہ میری قلعی کھل گئی آخر بھاگ گیا
اس عرصہ مین دوپہر ہوگئی اب شاہزادہ مغرب سے مشرق کو روانہ ہوا اثناء راہ مین وہ دوسری صورت سے آکر مانع راہ
ہوا اور ہر طرح سے چاہا کہ شاہزادہ خوفناک ہو مگر شاہزادہ ہرگز خیال مین نہ لایا اور اُسی طرح اپنی راہ چلا گیا سحوم
شعبدہ باز شیطان بشکل انسان سر سے پانتک مسلح و مکمل شاہزادہ کے روبرو آیا اور کہا ای آدم سخت دل کسطرح تو ہمارا خوف
نہین کرتا خوب کسی اُستاد کامل کا پڑھایا ہوا ہے تو سامنے آ مین دیکھون کہ کسطرح مقابلہ کرتا ہی اور کیسا فن سپہ گری رکھتا ہی اس
آمادہ سے شاہزادہ برہم ہو کر آمادۂ جنگ ہوا ہرچند شیاطین نے فن نیزہ بازی رحم شہاب ثاقب سے تعلیم پائی تھی
لیکن شاہزادہ نے برکت مُہرہ چشم ماہی کے نیزہ سحوم شعبدہ باز کا اپنی ضرب نیزہ سے زمین پر گرا دیا جب تلوار کی نوبت
پہونچی برکت سے مُہرہ کے سحوم شعبدہ باز کی تلوار شاہزادہ پر کارگر ہوتی تھی اور بوجہ جسم لطیف کے تلوار شاہزادہ کی بھی
سحوم شعبدہ باز پر کارگر ہوتی تھی غرض سب شیاطین ہر چہار طرف سے ہاے ہاے کرکے شاہزادہ سے لڑنے لگے اور حملہ
کرنے لگے ہرچند کہ شیاطین کا بھی کوئی حملہ شاہزادہ پر اثر نکرتا تھا لیکن اُنکے شور و غل اور گرد و غبار سے شاہزادہ گھبرا گیا
اسی اثنا مین ملاحت پری با جمعیت تیس نفر جن مسلمان کے پہونچگئی اور وہ جن باشمشیر دشمن فگار اُس ہجوم شیاطین مین
در آئے تھوڑی ہی دیر مین بہت شیاطین مارے گئے اور باقی بھاگ گئے اور ایک تلوار اُن اجنہ نے شاہزادہ کو دی
اور کہا کہ حضور اس تلوار سے ان شیاطین کو قتل کرین شاہزادہ نے سحوم شعبدہ باز وغیرہ شیاطین کو قتل کیا بعد قتل ہونے
سحوم شعبدہ باز کے سب شیاطین غائب ہو گئے ملاحت پری افلون جنی کو کہ وہ سردار جنون کا تھا شاہزادہ کے پاس
واسطے ملازمت کے لائی افلون جنی نے بعد ملازمت شاہزادہ سے عرض کی کہ ای شہریار با اقتدار خداوند غفار نے
آدم زاد کو کرامت عظیم عطا فرمائی ہی اُنکی فضیلت اور بہادری کو کوئی نہین پہونچ سکتا حضور نے ایسی شکست ان شیاطین
ملعونون کو دی ہی ورنہ کیا مجال تھی اور کسی کی جو اُن سے سر بر ہو سکتا بعد دفع ہونے شیاطین کے شاہزادہ پھر جانب مشرق
روانہ ہوا شام کو ایک باغ مین پہونچا جسکا دروازہ عالیشان تھا شاہزادہ باغ مین گیا ایک میل بیچ مین باغ کے دیکھا فوق
ہدایت جمشید دون عابد زیر میل شاہزادہ نے آرام کیا لیکن ایسا وہ باغ باغ اول سے مشابہ تھا کہ شاہزادہ کو یقین ہوا
کہ مین شاید باغ اول ہی مین ہون اتنے مین وقت نماز آگیا شاہزادہ نے وضو کیا بعد ادا سے نماز کے کچھ میوہ باغ کا کھایا اور
زیر میل توقف کیا بعد ایک لحظہ کے روشنی نمودار ہوئی جب وہ روشنی قریب آئی دیکھا تو ملاحت پری مشعل کی روشنی مین
ایک خوان کھانے کا لیے آتی ہی شاہزادہ ازبسکہ گرسنہ تھا خوان کے آنے سے بہت خوش ہوا ملاحت پری نے شاہزادے

کے آگے خوان رکھدیا اور کہا ای شہریار یہ کھانا مین حضور کے واسطے لائی ہون شاہزادہ نے قصد کیا کہ کھانا نوش فرماے آواز
آئی ای شہریار یہ کھانا تمام غلیظ ہی نہ کھانا شاہزادہ نے سکوت کیا اور چہار طرف متوحش ہوکر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہ آیا
پھر چاہا کہ لقمہ اٹھاوے کہ پھر آواز آئی ای شاہزادے ہرگز ہرگز یہ کھانا نہ کھانا شاہزادہ متحیر تھا کہ آواز تو آتی ہی مگر صاحب آواز
معلوم نہین ہوتا یہ کیا معاملہ ہی اس عرصہ مین فریب سے آواز آئی کہ ای شہریار تمنے کاغذ کو تو کھو یا کیا اب اپنی جان سے بھی دشمن
ہوے ہو شاہزادہ نے ہاتھ روک لیا وہ عورت پریزاد کھانا رکھکے چلی گئی اور کہتی جاتی تھی کہ کون بے انصاف ہی کہ کھانا شاہزادہ
کو کھانے نہین دیتا اسکے بعد ملاحت پری اصل شاہزادہ کے پاس آئی اور اسنے کہا ای شہریار تمنے ستم کیا تھا اگر ایک بھی لقمہ
اس کھانے کا کھا لیتے پھر تا قیامت ایک ہی شکل پر رہتے شاہزادہ نے فرمایا واہ کیا طرفہ بات ہی کہ یہی کھانا لائی اور کھلانے پر
آمادہ ہوئی اور یہی کہتی ہی کہ خوب کیا نہ کھایا یہ کیا بات ہی ملاحت پری نے کہا وہ اجنہ باغ کے سرحددار آپکے واسطے کھانا
لائے تھے حضور اس کھانے کو ملاحظہ فرمائیے تو کیفیت معلوم ہو شاہزادہ نے جب وہ کھانا دیکھا تو واقعی ہر ایک رکابی مین کھا
نے کے کرم اور غلیظ تھا ملاحت پری نے کہا حضور یہ ایک کرم دس آدمی کے ہلاک کرنے کو کافی ہی شاہزادے نے کہا
شکر ہی خدا کا کہ مین اس فریب سے بچ گیا اور وہ کھانا کہ ملاحت پری لائی تھی نوش فرمایا بعد اسکے زیر سبیل آرام فرمایا ملاحت پری
نے شاہزادہ کے ہاتھ پانون دبائے تاکہ چندان راحت ملے صبح کو جب شاہزادہ بیدار ہوا موافق ہدایت عبیدون …
کے مغرب کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ مین دفعۃً بگولہ گرد ظاہر ہوا اور اس گرد سے ہزار شیاطین باصورت مہیب نکلے اور ان شیاطین
نے کوئی دقیقہ شاہزادہ کے دھمکانے مین باقی نہ رکھا لیکن شاہزادہ نے مطلق خیال نہ کیا اور بجاے خود قائم رہا

اب حال ان شیاطین کا سنو جو سحوم شیطان کے ہمراہ تھے

جب سحوم شیطان کو شاہزادہ نے قتل کیا لشکر نے سحوم کے شدید روس آتش دہن بادشاہ شیاطین کو اطلاع دی
کہ ایک آدم زاد مع دستاویز کاغذ حکیم ابو المحاسن کے جو عمدۃ الاراکین ظاہر طلسم کا ہی ظاہر دوم مین طلسم کے یعنی عبیدون عابد
کے باغ مین پہونچا الا وہ کاغذ شیاطین طلسم نے مکر و فریب لیلیا ورنہ ابتک اسنے طلسم مین مطلب اپنا حاصل کیا ہوتا اور …
رہنمائی سے عبیدون عابد کے ہر روز ایک منزل منازل طلسم سے طی کرتا ہی بلکہ سحوم شیطان کو بھی جو باغ کا سرحددار …
اسی آدم زاد نے قتل کیا شدید روس بادشاہ شیاطین نے پوچھا کہ شمشیر سے آدم زاد کی سحوم شیطان کے جسم پر …
انھون نے کہا اکثر جن مسلمان اسکے رفیق ہوے اور ایک تلوار انھون نے اپنے پاس سے دی اور اصل مین تمام فتنہ برپا کیا …
عبیدون عابد کا ہی شدید روس بادشاہ شیاطین نے کہا علاوہ کاغذ حکیم ابو المحاسن کے شاید اور کوئی شی بھی …
کے پاس ہی جس وجہ سے عبیدون عابد حرمت اور عزت کرتا ہی ایک شیطان نے کہا ہان مہرہ بھی حضرت یوشع علیہ السلام
کا ہی اور اسیکے باعث سے وہ آدمی حفظ و امان مین رہا جب یہ سنا تو شدید روس آتش دہن کے ہوش جاتے رہے …

مصاحبون سے کہا کہ بلا شبہہ صاحب مہرہ کسی جن و انس سے مغلوب نہین ہوتا مگر وہ شیطان کیا جسمین شیطنت نہو جہان تک
ہو سکیگا ہم اپنی حرکتون سے باز نآوینگے آخر خرتوس بدقیافہ کو ہزار شیاطین کی جمعیت سے واسطے ہلاکی شاہزادہ کے بھیجا
اور حکم محکم دیا کہ خبردار آدم زاد سے مقابلہ پر غائب نہونا بلکہ رات کو بھی تم مقابل رہنا آخر خرتوس بدقیافہ نے آکر چار طرف سے
شاہزادہ کو گھیر لیا اور حملہ کرنا شروع کیا شاہزادہ نے افلون جنی کی تلوار سے صدہا شیاطین کو جہنم واصل کیا اور خود برکت
مہرہ ماہی کے محفوظ رہا جب کثرت شیاطین سے شاہزادہ عاجز آیا درگاہ الٰہی مین دعا کی کہ اے مجیب الدعوات تو ان بلیات
سے نجات دے پس بعد دعا کرنے کے فوراً سقلان جنی وہان آیا اور شیاطین سے حرب و ضرب مین مشغول ہوا خرتوس بدقیافہ
نے اس جنگ مین ایک ضرب شمشیر افلون کے سر پر ایسی لگائی کہ درجہ شہادت پر فائز ہوا مرتے وقت شاہزادہ سے عرض کی
کہ اے شہریار کامگار یہ تلوار جو مین نے حضور کو دی ہے اسے حضور اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا آیندہ اسکا حال آپکو معلوم ہوگا
اور قصاص میرے خون کا اس خرتوس حرامزادے سے لیجیے گا اور مین حضور کے سر پر سے تصدق ہوا یہ کہا اور جان بحق
تسلیم ہوا چند جنون نے نعش افلون کی مقبرہ حضرت آصف بن برخیا مین دفن کی اور تمام رفیق افلون کے بوجہ قلت
فوج شیطانون کے ہاتھ سے قتل ہوے لاچار شاہزادہ نے مناجات درگاہ رب العزت مین کی ناگاہ ملاحت پری جمعیت
چار سو اجنہ قوی ہیکل کے معرکہ رزم مین پہونچی اور اہل لشکر فتح پیکر کا سپہ سالار فرمانوس جنی افلون جنی کا خالو تھا فرمانوس
نے ہر چہار طرف سے شیاطین کے لشکر کو گھیر کر حملہ کرنا شروع کیا شاہزادہ فرصت پا کے مغرب کی طرف سے روانہ مشرق ہوا
اور شام کو موافق معمول کے ایک باغ مین پہونچا وہان اُسی طرح کا ایک سیل بیچ مین باغ کے تھا جیسا کہ اور باغ مین تھا
شاہزادہ نے زیر سیل آرام کیا یکایک ملاحت پری کھانا لائی اور چند جن خدمتگذاری مین حاضر رہے اور روشنی بھی
افراط سے تھی شاہزادہ نے ملاحت پری سے حال روشنی دریافت فرمایا ملاحت پری نے عرض کی کہ اے شہریار کامگار داہنی طرف
حضور کے اجنہ اہل اسلام سے ہین اور بائین کو لشکر اجنہ کفار ہے اُس روز ہزار نفر سے خرطوم ابلیس منش اپنے لشکر نکبت اثر مین
داخل ہوا اور ہنگامہ کارزار درپیش ہوا آخر خرطوم کے ہاتھ سے خرتوس زخمی ہوا اور شاہزادہ نے خرطوم کو جہنم واصل کیا
اس عرصہ مین ارقیان درست یقین ایک جن مسلمان باشوکت و شان مدد اہل اسلام کو آیا خرطوم نے چند زخم سر و
گردن پر کھائے اور آپ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا جب شاہزادہ غلبہ شیاطین کی کثرت سے تنگ آتا تھا مہرہ ماہی
زمین پر رکھ دیتا تھا تمام جن اُس مہرہ کی نور شعاع مین پناہ بیٹھ جاتے تھے کسی شیطان کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ قریب اُسکے آسکے
الغرض اسی جنگ و جدل مین شام ہوگئی شاہزادہ کو حسب معمول باغ نظر آیا شاہزادہ نے زیر سیل بسر کی صبح کو شاہزادہ
سے ملاحت پری نے عرض کی کہ آج بادشاہ اجنہ شیدروس کے آنے کی خبر ہے یکایک شیدروس آتش دہن
بعد زوال آفتاب اپنے لشکر مین داخل ہوا اُس روز ملاحت پری نے ایک جا سے بلند پر شاہزادہ کو ٹھہرایا تھوڑی
دیر کے بعد اُن شیاطین اور رفیقان اسلام نے جنگ شروع ہوگئی اور شاہزادہ اُنکی حرب و ضرب کا تماشا دیکھ رہا تھا اور طرفین کی

تعریف کرتا تھا لیکن جو شاہزادہ پر حملہ کرتا تھا شاہزادہ اُسے قتل کرتا تھا ملاحت پری نے کہا حضور یہین تشریف رکھین
کہ غلبہ کفار بیحد زیادہ ہزار مسلمان نہایت قلیل ہین مجھے سخت حیرت ہو کہ سلطان ارقیموس ملک الجن باوجود آگاہی
کے معرکہ جنگ مین نہین آیا اور یہ وہ وقت تھا کہ ملک الموت کو فرصت حساب و کتاب کی نہ تھی بعد ازان شاہزادہ نے آوازۂ
اللہ اکبر اس زور و شور سے بلند کیا کہ تمام میدان قتال لرز گیا اور خود قلب مین لشکر کفار کے مثل شیر غران درآیا اور اُن
شیاطین کو تیغ آبدار سے مثل خیار دو اور دو کو چار کرتا تھا جب شید روس ملک الشیطان نے شاہزادہ کو حرب و ضرب
مین مصروف دیکھا خناس عیار سے اپنے کہا ای خناس عیار مین اس آدم زاد سے برسر مقابلہ ہوتا ہون تو کمین سے ایک
ضرب اسکے ہاتھ اور پاؤن پر ایسی لگا کہ مہرہ کا ڈورہ کٹ جاوے اور مہرہ زمین پر گرے پھر قتل کرنا اسکا کچھ مشکل نہین ہی یہ کہکر
شاہزادہ کے آگے آیا اور کہا ای آدم زاد خاکی و ضعیف الخلقت تو نے تمام شیاطین طلسم کا صفحہ ہستی سے مٹا دیا اب دیکھون کہ
تو میرے ہاتھ سے کہان سلامت جاتا ہی ملاحت پری نے اشارہ سے کہا ای شہریار یہی شید روس ملک الشیطان ملعون ہی
شید روس نے ایک وار تلوار کا کیا شاہزادہ نے وہ ضرب دفع کی کہ خناس ملعون نے کمین سے بازو سے شاہزادہ پر
ایک تلوار لگائی شاہزادہ باقبال صاحبقرانی کمین کینہ سے آگاہ ہو گیا تھا کہ خناس ولد الحرام نے حملہ کیا شاہزادہ نے وہی
تیغ ایمانی پہلے شید روس کو دکھائی اور خناس پر لگائی وہ تلوار خناس کے تا بہ سینہ اُتر آئی بمجرد قتل ہونے خناس کے
شید روس نے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ سب ایکبار باہم ہو کے اس آدم زاد کو زندہ پکڑ لو اس حکم سے تمام شیاطین نے
شاہزادہ کو گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا مگر جو قریب آتا تھا شاہزادہ اُسے قتل کرتا تھا جب شاہزادہ کے ہاتھون
مین طاقت نہ رہی ملاحت پری کو یقین ہوا کہ اب شاہزادہ شیاطین کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائیگا پس دعا درگاہ قاضی الحاجات
مین کی کہ ای چارہ ساز عالمیان و مجیب الدعوات دردمندان تو ہی حافظ و نگہبان اس شاہزادہ کی جان و آبرو
کا ہی یکایک دامن صحرا سے ایک گرد نمایان ہوئی اور اُس دامن گرد سے ایک لشکر جرار و خونخوار نمودار ہوا جسے دیکھ کے
شید روس کے حواس باختہ ہو گئے ادھر سے ملاحت پری اُدھر سے وسواس بن خناس عیار شید روس
روانہ ہوا پہلے وسواس خبر لایا کہ بادشاہ سلطان ارقیموس شاہ اجنہ اہل اسلام چالیس ہزار کی جمعیت سے
واسطے کمک شاہزادہ نامدار کے آیا ہی اور حکیم ابو المحاسن بھی ہمراہ لشکر ہین اس خبر وحشت اثر سے شیاطین کے
لشکر کی روح قالب سے نکل گئی اور شاہزادہ کے پاس سے ہٹ گئے شاہزادہ فرصت ملتے ہی گھوڑہ زین پر
رکھ کے اسکی پشت پر بیٹھ گیا اس عرصہ مین ملاحت پری نے شاہزادہ کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ ای شہریار
مبارک ہو کہ حاکم پردہ قاہرہ اول طلسم حکیم ابو المحاسن تشریف شریف لائے ہین شاہزادہ کو اس خبر فرحت اثر
سے نہایت خوشی حاصل ہوئی گویا قالب بیجان مین جان آگئی اور وہان میدان کارزار مین جنگ و پیکار ہونے لگی
اور ارقیموس شاہ بادشاہ جن نے شید روس [illegible] شاہزادہ ملک الشیاطین کو قتل کیا اور تمام لشکر کو اُسکے قتل و زخمی ایسا کیا کہ

باقی ماندہ تمام لشکر اسلام نہ لا سکے اور بھاگ گئے اور بقیۃ السیف نے دین اسلام قبول کیا شاہزادہ دایرۂ نور مین
بیٹھا تھا حکیم ابوالمحاسن واسطے ملاقات شاہزادہ کے تشریف لائے شاہزادہ حکیم صاحب سے بغلگیر ہوا حکیم صاحب
نے فرمایا اے شہریار عالیمقدار آپ نے ایسی غفلت کو باوجود فہمایش کے کام فرمایا کہ کاغذ کو ہارکے کھو دیا شاہزادہ نے
فرمایا کہ اگر کاغذ گم نہوتا تو مین اتنا جلد آپکو کب پاتا اس سعادت ملازمت سے محروم رہتا حکیم صاحب نے فرمایا خوب جواب
دیا لیکن یہ صاحبان ذی ہوش کی شان سے بعید ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جو مشیت ایزدی مین گذرتا ہے ضرور ظہور مین آتا ہے
حکیم صاحب نے فرمایا خیر مصرعہ رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت اب آپ اپنی مصیبت گذشتہ بیان فرمائیے شاہزادہ
نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت اپنی بیان کی الغرض بعد قتل ہونے شدید روس ملک الشیاطین کے بادشاہی ظاہر دوم
طلسم کی بلاشرکت غیرے سلطان ارقیموس جنی کے حصہ مین آئی اور داروغہ جواہرخانہ شدید روس نے وہ کاغذ حکیم ابوالمحاسن
جو شاہزادہ سے گم ہوگیا تھا سلطان ارقیموس کی خدمت مین گذرانا ارقیموس نے حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب ۲

نے شاہزادہ سے فرمایا کہ کیا کاغذ گم شدہ آپکا یہی ہی شاہزادہ نے فرمایا ہان کاغذ یہی ہی لیکن جب صاحب کاغذ موجود
ہو تو کاغذ کی کیا احتیاج مثل مشہور ہی کہ آب آمد تیمم برخاست ٭ ملاحت پری حکیم صاحب کی خدمت بابرکت سے
شرف یاب ہوئی شاہزادہ نے فرمایا حضور کی وجہ رونق افروزی اتفاقی ہی یا بارادہ حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار
عالی تبار آپکا احوال روزمرہ زائچہ مین بطور روزنامچہ کے ہمکو معلوم ہوا کرتا تھا تمنے جو خطاے فاش راہ طلسم مین واقع ہوئی
ہین اُسیوقت کوہ مراد پر گیا وہان سے شہاب نوجوان کو شہر زنگار کی طرف روانہ کیا اُسمین مطلب اُس جوان کا یہ تھا
کہ معشوقہ شاہزادہ مشتری طلعت ملکہ سعیدہ مہر طلعت بنت ملک سعدان شاہ کوہ مراد سے براہ نقب
میرے پاس آئی اور اُسنے اپنے مطلوب شاہزادہ دری مشتری طلعت کا حال بتفصیل مجھسے دریافت کیا اور حسب اتفاق
شاہزادہ دری مشتری طلعت کو چند شیاطین طلسم نے گرفتار کرکے ایک ساحرہ کی قید مین مقید کردیا تھا مین شہاب نوجوان
کو حکم زبانی اُس مشتری طلعت کا دیکر اسیطرف تمھارے پاس روانہ ہوا جب پردہ دوم و ظاہر دوم مین پہونچا وہان یہ سنا
کہ کاغذ میرا تمسے شیاطین طلسم لے گئے اور عبیدون عابد تمھارے واسطے کوشش مین ہی اور جنگ عظیم برپا ہی تو سلطان
ارقیموس حبشی کے پاس گیا جو کہ پردہ دوم اجمہ اسلام کا بادشاہ ہی وہان سے ارقیمان درست یقین کو بامداد تمھارے
بھیجا آخر خود سلطان ارقیموس حبشی کے ساتھ خدمت مین تمھارے حاضر ہوا شاہزادہ نے فرمایا آپکی عنایات مربیانہ سے
مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند کا اطمینان ہی لیکن دیدار ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ابتک محروم ہون اب
فرمایئے کہ انتظار دیدار مین کسقدر سختیان پیش آنیوالی ہین حکیم ابوالمحاسن نے فرمایا صبر کرو اور خدا پر شاکر رہو خاطر جمع فرماؤ
اب سب سہل ہی انشاء اللہ کل امور راست طی ہو گئے اور بقیہ بھی قریب اختتام ہین قصہ کوتاہ وہ شب اُسی صحرا مین بعیش گذری
دوسرے روز ارقیموس حبشی رخصت ہوا اور حکومت شیدروس آتش دہن کی ارقیمان درست یقین کو حاصل
ہوئی بعد اسکے ملاحت پری کو حکم ہوا کہ عبیدون عابد کو اُسی جا باغ مین پہونچا دے حکیم ابوالمحاسن کو حکومت عطا
فرمانیکی وجہ یہ ہی کہ حاکم ظاہر اول طلسم کا طلسم ظاہر دوم پر بھی حاکم و متصرف ہو سکتا ہی غرض بعد فارغ ہونے ان امورات
اہم کے حکیم ابوالمحاسن شاہزادہ کو لیکر طلسم قران السعدین کی طرف روانہ ہوا

اب حکیم ابوالمحاسن اور شاہزادہ معزالدین کو متوجہ طلسم رکھا جاتا ہی اور داستان ظاہر اوّل طلسم کی گذارش ہوتی ہی

راوی تازہ خیال گذارش کرتا ہی کہ ظاہر اول مین اس طلسم عجیب و غریب کی دو طرح پر داستان بیان ہوئی ہی ایک داستان
کوہ مراد کی اور دوسرے قصہ شہاب نوجوان کا

اب سعدان روسیاہ کا حال بیان ہوتا ہے

کہ وہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے لینے کو روانہ ہوا جب ابطال بد افعال نے کیفیت گذشتہ کوہ مراد کی ملک سعدان شاہ کو لکھی ملک سعدان شاہ نے غادی دانا کو بلاکر کہا اے غادی دانا اس نوبت کو تونے مجھے پہونچایا کہ تمام دنیا میں ہوا فضیحت ہوا غادی دانا نے کہا آپ اپنے حرکات سے رسوا ہوئے میرا اسمیں کیا قصور اب آپ کوہ مراد پہ چلیے اور اپنی دختر نیک اختر کو لے آئیے ملک سعدان شاہ پچاس ہزار سواران جرار اور پیادگان آتش بار کی جمعیت سے کوہ مراد کو روانہ ہوا اور القوم فیل قوت و ملقدم فیل زور اور سردوم کشتی گیر و غیظ تند خو اور سا ہول مہیب سیمہ اور شارو قی گردن کش وغیرہ سرداران قوی ہیکل ہمراہ رکاب تھے چند روز میں قریب کوہ مراد پہونچے اور وہیں خیمہ زن ہوئے ابطال قوی ہیکل حاضر خدمت ملک سعدان شاہ ہوا اور تمام کیفیت فساد و جدال و قتال کی بیان کی ملک سعدان شاہ نے اس فساد کو سنکے راس تیز پا عیار کی زبانی ابو الوفا سے کہلا بھیجا کہ اس گیسو بریدہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو اسی وقت ہمارے پاس لیکر حاضر ہوا اور ملازم ہمارے وہاں کا بندوبست کرینگے ورنہ اگر توقف کیا تو فوراً پہاڑ کو گرز بہادر ستم شعار سے پرزے پرزے کرکے سبکو خاک سیاہ کردونگا کہ پھر مجال گریز نہ رہیگی راجل تیز پا نے پہاڑ کے قریب جاکر یہی پیام بہ آواز بلند کہا عوض میں جواب کے چار پانچ تیر آئے راجل بھاگا اور ملک سعدان شاہ سے حال بیان کیا ملک سعدان شاہ اور حد سے زیادہ غضبناک ہوا ادہر ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جو سنا کہ پدر بد اختر با فوج و لشکر میرے لینے کو آیا ہے سوسن سے فرمایا اے خواہر مجان ہرا برا گرچہ عنایت پروردگار عالم کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے لیکن دیکھیے تقدیر اپنا ضرور تماشا دکھائیگی دایہ حمیدہ اور سوسن نے عرض کی حضور بجا ارشاد فرماتی ہیں دوسرے روز ملک سعدان شاہ نے خواجہ فیروز کو ملکہ سعیدہ کے پاس بھیجا خواجہ نے بھی نیچے پہاڑ کے آکر باواز بلند کہا کہ مجھے بادشاہ نے ملکہ کے پاس بھیجا ہے اور کچھ پیام بھی فرمایا ہے ابو الوفا نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو خبر کی ملکہ نے خواجہ کو پہاڑ پر بلایا خواجہ نے ملکہ کو نقاب پوش رونق افروز تخت پر دیکھا کمال متحیر ہوا اور عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپ خوب واقف ہیں کہ میں نے آپکو گودیوں میں کھلایا ہے اور حضور نے مجھسے پردہ فرمایا نہایت تعجب ہے شاید آپ نے مجھے اپنا خدمت گذار نہ سمجھا ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جواب دیا اے خواجہ فیروز اب میں دوسرے کے اختیار میں ہوں لہذا بے اجازت اسکی غیر مرد کے سامنے کسطرح ہو سکتی ہوں نافرمانی مالک مجازی کی عین عدول حکمی مالک حقیقی کی ہوتی ہے خواجہ فیروز نے عرض کی کہ کسکی آپ تابع ہیں ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے فرمایا وہ مظلوم شاہزادہ مشتری طلعت ہے کیا تو نہیں جانتا کہ وہ میرے سودا سے محبت میں اپنے گھر کی دولت و عیش و آرام چھوڑکر خاک مذلت میں مبتلا خراب و خستہ آوارہ و سرگردان صحرا بصحرا در بدر خاک بسر پھر رہا ہے خواجہ فیروز نے کہا آپ اپنے فعل کی مختار ہیں لیکن آپکے والد بزرگوار نے فرمایا ہے کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے اور باعث رسوائی خلائق کرے وہ روز قیامت

خداوند کریم کو کیا جواب دیگا ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے فرمایا اے خواجہ فیروز میری طرف سے یہ جواب دینا کہ اے ظالم
بیدین ولعین تیری بات کا جواب مذہب مرد کی مین ہوگا اور نیز جو تیری اولاد رشید یعنی غادی ملعون ہے وہی دیگا
مینے تجھے فضیحت کیا کہ تیرے اطوار تجھکو رسوا و فضیحت کرتے ہین جب مین نے دیکھا کہ تیرے ہاتھ سے ناموس و عزت کا
بچنا ممکن نہین ہے آخر بلاچاری بخوف عزت مین نے یہ حرکت کی اور حافظ حقیقی نے میری عصمت و ناچاری پر رحم
فرماکر مجھے بجاے محفوظ پہونچا دیا مین اُسکا شکر ادا کرتی ہون اور حاشا مجھے تجھسے کسی طرح کا سروکار نہین جب خواجہ
فیروز نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے یہ جواب پایا ملکہ سے رخصت ہو کر ملک سعدان شاہ کے پاس آیا اور جواب
ملکہ صاف لفظ بہ لفظ کہدیا ملک سعدان شاہ نے یہ سُنکے مثل مار کوفتنی پیچ و تاب کھایا اور خواجہ فیروز سے کہا
او مردک اجل گرفتہ تو نے سامنے سب کے یہ کیون کہا کہ بادشاہ نے مجھے اپنی دختر کے پاس بھیجا تھا ہر چند کہ تو جانتا تھا کہ
مین راز کو پوشیدہ سب سے رکھتا ہون بعد اسکے خواجہ فیروز کو چند ضرب تازیانہ خود مارے خواجہ فیروز نے کہا آپ
پوشیدہ رکھا کرین لیکن یہ معاملہ اب تمام خدائی مین طشت از بام ہو گیا ہے یہ کہکے اپنے مکان پر آیا اور دل سے مشورہ کیا
کہ اب اس کافر بے ایمان کے پاس رہنا اچھا نہین ہے اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پاس چلنا ضرور ہے دوسرے دن
ملک سعدان شاہ گرد پہاڑ کے خوب پھرا اور راہ اوپر جانیکی تلاش کی مگر کوئی راہ بجز خارستان کے نملی شاقول گردن کش
کو ہمراہی پانچ ہزار سوار کے حکم دیا کہ جاکر یورش کرے شاقول گردن کش پہلے زیر کوہ آیا اور چند کلمہ صلح آمیز پہونچاے
اہل کوہ نے جواب کے عوض مین تیر مارے کہ چند ہمراہی شاقول کے زخمی ہوے شاقول گردن کش دلیرانہ و مردانہ
آہستہ آہستہ لڑتا ہوا اوپر پہاڑ کے پہونچا اور سپر آہنی سے اپنی پناہ کیے ہوے تھا اور سب کے آگے آگے تھا اور دو
مرحلہ بھی فتح کیے تھے کہ ابو الوفا نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو اطلاع کی کہ آج انتظام کوہ دشوار ہے کہ دو مرحلہ شاقول
نے طے کیے اور برابر چلا آتا ہے ملکہ بحالت اضطراب نقاب سے چہرہ کو چھپائے کنارہ پہاڑ کے آئی اور شاقول گردن کش
پر ایک تیر ایسا مارا کہ سپر فولادی کو توڑ کر نشانے پر پہونچکر خود کا سر کو برماتا ہوا نکل گیا اہل لشکر شاقول گردن کش
کے مارے جانے سے بدحواس ہو کر شاقول کی لاش زیر کوہ لیگئے اور طبل بازگشت بجوا دیا شاقول کہ سردار ذی عزت
تھا ملک سعدان شاہ خود تعزیت کو خیمہ مین شاقول کے آیا اور اُسکے پسر کو اُسکا عہدہ دیا اور اُسکے رنج مین
چند روز معرکہ رزم موقوف رہا ایک شب راجل عیار تیز پا نے ملک سعدان شاہ کو متردد بہت دیکھا اُس
حرامزادہ نے یہ فکر کی کہ کسی تدبیر سے ملکہ کو کوہ مراد سے لاوے تاکہ فکر بادشاہ کی جاتی رہے اُسنے یہ کام کیا کہ ایک
میخ آہنی گاڑی اور اُسپر چڑھا دوسری میخ گاڑی اُسپر چڑھا قصہ کوتاہ اس شکل سے میخ کے اوپر میخ گاڑتا ہوا بالاے
قصر پہونچا وہان سے کمند پھینک محل مین آیا دیکھا کہ ایک مسند زر نگار پر کوئی عورت بے خبر آرام کرتی ہے راجل کو مسند
مکلف دیکھکر گمان ہوا کہ ملکہ سعیدہ یہی ہے اور دراصل وہ سوسن تھی راجل نے سوسن کو بیہوش کر چادر عیاری مین

باندھو محل سے باہر نکل گیا اور اُس پشتارہ کو کمند مین باندھ آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے پہونچادیا اور خود بھی کوہ سے اُتر آیا اور نہایت خوش وخرم لشکر کی طرف روانہ ہوا قضاے کار روا تفاق روزگار خواجہ فیروز ملک سعدان شاہ سے آزردہ خاطر ہو دو غلام ہمراہ لیے یابو پر سوار ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی خدمت مین کوہ کی طرف جاتا تھا خواجہ فیروز نے دیکھا کہ اندھیری رات مین ایک پیادہ سیاہ پوش پشتارہ بدوش خیزاخیز بھاگا جاتا ہی خواجہ فیروز نے راجل کو آواز دی کہ کون جاتا ہی راجل آواز فیروز کی پہچان کر بولا کہ مین راجل عیار بادشاہ ہون تم اسوقت رات کو کہان جاتے ہو خواجہ فیروز نے پوچھا اس پشتارے مین کیا ہی راجل نے کہا بڑی دقت ودشواری سے جان پیچ کے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو لایا ہون کہ بادشاہ کی طبع نازک سے رنج ملال ودفع تردد ہو فیروز نے غلامون سے کہا راجل عیار کو گرفتار کر لو کہ مین

پشتارے کو دیکھون غلامون نے راجل کو گرفتار کیا راجل نے کہا خواجہ صاحب مجھے بے قصور کیون گرفتار کیا خواجہ فیروز نے کہا اے راجل بادشاہ تیرا ظالم و بے ایمان و مردود درگاہ ایزد سبحان ہی کہ عابد کی ملعون مرد کی مدد سے اغوا سے اپنی دختر کیطرف ارادہ فاسد رکھتا ہی معاذ اللہ ایسے گمراہ کافر کی رفاقت و خدمت سے پرہیز واجب ہی راجل بولا اگر مین ایسا جانتا تو ملکہ کو کوہ مراد سے کبھی نہ لاتا میرے ہاتھ پاؤن کھلوا دو کہ مین بھی تمھارے ہمراہ کوہ مراد پر چلون جو حال تمھارا وہی حال میرا بھی ہوگا خواجہ فیروز نے راجل کو بند قید سے رہا کر دیا وہ حرامزادہ منافق جیسا مطلق العنان ہوا ایک غلام کو خنجر مارکر آپ صاف نکل گیا اور چاہا کہ فوج طلایہ کو بلا لاؤن مگر پشتارہ نہ لیجا سکا فیروز نے کافور غلام دوم سے کہا اے کافور اب کیا علاج اسکا کیا جائے کافور نے کہا کہ اب یہ تدبیر ہی کہ زیر کوہ چل کر شور وغل مچائین کہ ہم تمھارے خیر خواہ ہین شاید تمھاری راست بیانی سے وہ تمکو پہاڑ پر بلا لین سوا اسکے اور کوئی علاج نہین ہی خواجہ فیروز نے کہا یہی بہتر ہی چلو زیر کوہ پاسبانون کو خبر کرین آخر زیر کوہ جاکر آواز دی پاسبانان مرحلہ اول نے

پوچھا تم کون ہو کافور نے کہا ہم دوستدار ملکہ ہین ہمین اوپر آنے دو تو ہم اپنے حال سے تمکو آگاہ کرین پاسبانون نے مرزبان
دل کے حاکم ابو الوفا سے کہا کہ تین آدمی اسوقت رات کو اوپر کوہ کے آنیکی اجازت چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ خیرخواہ
ملکہ کے ہین ابو الوفا نے خواجہ فیروز کو بلایا فیروز نے وہ پشتارہ سوسن کا ابو الوفا کے روبرو رکھدیا اور ساری
کیفیت بیان کی ابو الوفا نے سلامتی جان ملکہ کا سجدہ شکر کیا اتفاق سے ملکہ بھی اسوقت بیدار تھین خواجہ فیروز نے
محل کے دروازہ پر جاکر اطلاع دی سرو ناز دروازہ پر آئی اور کہا خیر تو ہی اسوقت تم کہان خواجہ فیروز نے تمام قصہ
سرو ناز سے بیان کیا سرو ناز نے ملکہ سے عرض کیا اس اثنا مین سوسن کو بھی ہوش آیا اور خود آپ وہ اندر محل کے
گئی ملکہ نے کہا شکر خداوند کا تو نے عجیب دام قضا سے نجات پائی اسے تائید غیبی کہتے ہین بعد اسکے ملکہ نے خواجہ فیروز کو خلعت
محل خاص کی مرحمت فرمائی یہان راحیل دوادو لشکر کے طلایہ مین پہونچا اور حال خواجہ فیروز کا بیان کر کے طلایہ دار کو
ہمراہ لیکر وہان آیا جہانکہ خواجہ فیروز کو چھوڑ گیا تھا وہان خواجہ فیروز کو نہ پایا سبب خواجہ کا نشان نہ ملا اسوقت
سعدان شاہ سے تمام حقیقت بیان کی ملک سعدان شاہ نے صبح کو ساہول ہین سینہ کے نام طبل جنگ بجوایا
ساہول ہین سینہ اہل کوہ پر حملہ آور ہوا اور بڑی کوشش کی لیکن بہت لشکر کام آیا اور کوئی کام ظہور مین نہ آیا آخر
خود پیدل اوپر پہاڑ کے جانے کا قصد کیا تمام سردار بھی پیدل ہمراہ ہوے ادھر ابو الوفا نے بوجہ قلت لشکر مضطر ہوکر دعا مانگنا
شروع کی کہ خداوندا ملکہ کی آبرو کا تو ہی شریک ہو ناگاہ ایک تتق گرد گوشہ بیابان سے بلند ہوا اور گرد سے ایک لشکر جرار آتش بار
باہر نکلا جب قریب آیا معلوم ہوا کہ ملک سعیدون شاہ مشتری جاہ دو لاکھ سوار کی جمعیت سے بامداد ابو الوفا اور ملکہ
سعیدہ قمر طلعت کے تشریف لایا ہی اور تمام سرداران نامدار و پہلوانان آزمودہ کار مثل فارس خان شیر شکار و
رائض خان وفادار اور مضمار خان یکہ سوار و قورم خان ترک اور سردیوان بیگ ترک اور بہت پہلوان
ہمراہ رکاب فیض انتساب ملک سعیدون شاہ ہین ایک جانب پہاڑ کے یہ تمام سردار مع فوج جرار آمادہ کارزار ہوے
سرعت آہو قدم عیار نے ملک سعیدون مشتری جاہ کی خدمت مین عرض کی کہ اے شہریار کامگار اسوقت ساہول
ہین سینہ کوہ پر حملے متواتر کر رہا ہی اور دو مرحلون پر قبضہ بھی کر چکا ہی ملک سعیدون شاہ نے سردیوان بیگ ترک
کو پانچہزار سوار سے واسطے امداد اہالیان کوہ کے روانہ کیا سردیوان بیگ نے پائین کوہ جو فوج جمع تھی اُن پر حملہ کیا
سب پراگندہ ہو گئے کچھ زخمی اور قتل ہوے ساہول ہین سینہ نے جو یہ ہنگامہ زیر کوہ دیکھا وہان کا ہنگامہ ترک کر
زیر کوہ آیا اور باہم جنگ و جدل شروع ہوئی تا اینکہ ساہول ہین سینہ کو سردیوان بیگ نے قتل کیا اس حادثہ سے
ملک سعدان شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا ملک سعیدون شاہ کا خیمہ و خرگاہ ایک طرف پہاڑ کے برپا ہوا دوسرے
روز سعدان شاہ نے ملک سعیدون شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ اے شاہ فلک اشتباہ ہم واسطے گرفتاری چند
مستورات گریختہ کے جو ہمارے محل سے بھاگ گئی تھین اور یہان اُنکو امن ملی ہی آئے ہین پہلے ہمنے اہل کوہ سے اُنکو

طلب کیا جب اہل کوہ باغی ہوکر ہمسے بر سر مقابلہ پیش آئے تب ہم بلا چاری اہل کوہ کی گوشمالی اور اُن عورات کی گرفتاری
کو یہان آئے تھے مگر تم یہان آکر معلوم نہین کہ کس وجہ سے بے سبب و بے وجہ بر سر جنگ ہوے اور کتنے ہمارے پہلوانان
نامی کو قتل کروا ڈالا عوض دوستی و اتحاد کے عداوت و دشمنی ظاہر کی شاید تمکو ہمارے بزرگون کی تلوار آبدار یاد
نہین رہی جو تم اس بدسلوکی سے پیش آئے خیر گذشتہ را صلواۃ ابھی تک خیر ہی جو تمکو اپنی عافیت منظور ہی اور دوستی
ہماری رکھنی ہی تو بمجرد دیکھنے اس تحریر کے یہان سے بلا تاخیر روانہ ہوجاؤ اور بندگان خدا کے خون سے ہاتھ اُٹھاؤ اور
رعایا اور برایا کے مال و آبرو کو بچاؤ ورنہ تمھارے حق مین خوب نہوگا اطلاعًا ہم تمکو آگاہ کیے دیتے ہین آیندہ تمکو اختیار ہی
غیظ تند خو کا ایک سردار لشکر تھا اُسکے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا جب ملک سعیدون شاہ کو خبر ہوئی اُسنے دربار
عام مین نامہ بر کو بُلا کر نامہ طلب کیا غیظ تند خو نے نامہ دیا منشی کو نامہ دیکر حکم ہوا کہ باآواز بلند ہمکو سُنا دے منشی نے
وہ نامہ پڑھا اتفاقًا سحاب تند طبع ایک مرد بہادر حاضر دربار تھا اُسنے جو اس طرح کے خلاف تہذیب کلمات سُنے کہا
سبحان اللہ تمکو ادران قدیم کو یہ رتبہ ہوا کہ ان خاندان عالیشان کے حق مین ایسے الفاظ سخت لکھین اُنکو شرم نہ آئی
اور اپنے ولی نعمت کی شان مین ایسے گستاخانہ کلمات حوالہ قلم کیے گئے کہ تمھارے حق مین بہتر نہوگا غیظ تند خو نے
سحاب تند طبع سے کہا باش او پاجی بے ادب تجھکو معاملات شاہی مین کیا دخل ہی مصرعہ امور مملکت خویش
خسروان دانند ۔ نفرون کو دخل در معقولات دینا نہایت داب سلطنت کے خلاف ہی سحاب نے کہا اے خیر خواہ نمکحرام
ملازم ناحق شناس وہ آقا تیرا مثل تیرے پاجی ہی جسنے اپنے ولی نعمت کو ایسا لکھا اور کچھ خوف و لحاظ نہ آیا غیظ تند خو
نے ایک وار تلوار آبدار کا ایسا سحاب کے سر پر لگایا کہ وہ بیچارہ کشتہ ہوگیا اس حرکت سے تمام اہل دربار پیچ وتاب کھاکر
چاہتے تھے کہ قصاص خون سحاب کا لین بادشاہ نے منع فرمایا کہ اس سگ نامعقول نے حرکت ایسی ہی کی ہی کہ اسیوقت
اُسکو سزا دیجائے لیکن ہلاک کرنا ایلچی کا کسی آئین مین جائز نہین ہی معرکہ جنگ مین اسکا عوض ہو جائیگا تمام سردار
خون جگر پیکر خاموش ہو رہے ملک مشتری جاہ نے جواب مین اس نامہ کے یہ لکھا کہ اے سعدان شاہ اگر تم اپنی
دختر کے لینے کو یہان آئے ہو تو ہم حفاظت کو اپنی عروس کے آئے ہین کیونکہ تمھاری دختر ہماری عروس ہی ہمارے
تمھارے سلسلۂ دوستی کب تھا جواب خیال اُسکے قطع کا ہوتا ہان تمھارے آبا و اجداد نے ہمارے بزرگون کے
کارنمایان کیے اور ہمراہ رکاب رہے اس سبب سے اُنھون نے نام و نشان پایا اب کہ تمنے کورنمکی پر کمر باندھی اور
اپنے بزرگون کے ریاض و نام کے مٹانیکی فکر کی خیر خداوند عالم منتقم حقیقی ہی جلد اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے اب
وقت تمھارے استیصال اور زوال کا قریب تر ہی کہ تم دین حق سے پھر گئے اور مذہب باطل اختیار کیا پس یہی
علامت ہی کہ نام و نشان تمھارے خاندان کا باقی نہ رہیگا بعد از ان نامہ کا جواب غیظ تند خو کو دیکر فرمایا اے مردک
تیری اس حرکت سے ہم خاموش رہے لیکن منتقم حقیقی تجھے تیری حرکت کی سزا ضرور دیگا کہ تو نے خون ناحق کیا غیظ تند خو

جواب نامہ لیکے ملک سعدان شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا سرعت آہو قدم عیار بھی بہ تبدیل صورت و وضع حاضر
تھا غیظ تندخو نے جواب نامہ ملک سعدان شاہ کو دیا اور جرأت و دلاوری اپنی بیان کی ملک سعدان شاہ نے
اس حرکت و کارنمایان کے صلہ مین ایک خلعت گران بہا غیظ تندخو کو دیا اور کہا ای غیظ تندخو کمال تعجب ہی کہ کسی
بہادر نے ملک سعیدون شاہ کے تجھے کچھ نہ کہا کہ تو سلامت نکل آیا ایک نے کہا کہ یہ امر باعث سفارت کے درگذر
کیا غیظ تندخو بولا ای بادشاہ رعب میرا ایسا غالب ہوا کہ کسی کو جرأت انتقام نہوئی سرعت کو یہ کلمہ غیظ کا ناگوار
ہوا اور ایک خنجر مارا کہ غیظ کا پہلو توڑ کر باہر نکل گیا بعد اسکے کہا ای سعدان شاہ فقط ایلچی سمجھ کے سکوت کیا ورنہ دکھلا
تم نے ہلاک کرنا اس مردود کا کیا بات تھی ملک سعدان شاہ نے حکم دیا خبردار اس عیار کو زندہ نہ جانے دینا تمام
مردمان بارگاہ نے سرعت کو چار طرف سے گھیر لیا سرعت نے تھوڑی دیر مین کچھ لوگون کو قتل کیا اور کچھ زخمی ہوئے
اور ملک سعدان شاہ سے کہا ای بادشاہ تم جانتے ہو کہ مین کس مرتبہ کا عیار ہون اور پھر میری گرفتاری کا حکم دیتے ہو
یہ کہکر مثل برق کے بارگاہ سے نکل گیا اتفاق سے راجیل عیار کہ وہ بالا دوی کو گیا تھا وقت جانے سرعت کے
راہ مین دوچار ہو گیا سرعت نے ایک زخم کاری شانہ پر راجیل کے بھی دیا اور اپنے لشکر کی راہ لی دوسرے روز
ملک سعدان شاہ نے القوم فیل قوت کے نام طبل جنگ بجوایا صبح کو بعد صف آرائی صفوف لشکر طرفین
القوم فیل قوت میدان جنگ مین آیا ملک سعیدون شاہ کی طرف سے رائض خان وفادار مقابلہ کو آیا
القوم فیل قوت نے رائض خان وفادار کو زخمی کیا مضمار خان یکہ سوار نے القوم فیل قوت کو مارا
ملک سعدان شاہ نے فقط بعد قتل ہونے ایک ہی پہلوان کے طبل بازگشت بجوا دیا بعد ازان رات کو مشورہ کیا
کہ آدھی رات کو سرودم کشتی گیر با فوج کثیر کوہ پر یورش کرے اور قتل سے اہل کوہ کے دست بردار نہو ایسی حالت مین
اگر وہ گیسو بریدہ بھی آجائے تو قتل ہو جائے کچھ فکر کی بات نہین ہی بلکہ ہماری عین خوشی ہی آخر رات کو تمام فوج جانب
کوہ روانہ ہوئی اور تھوڑا لشکر سعیدون شاہ کے لشکر کا سد راہ ہوا تاکہ کمک اہل کوہ کی نہ کرسکین سرودم کشتی گیر
نے جبتک کہ اہل کوہ کو خبر ہو تین مرحلہ فتح کر لیے اسوقت آواز بزن و بکش کی بلند ہوئی ملک سعیدون شاہ کو
ہنگامہ کی خبر ہوئی ملک سعیدون شاہ نے چند مہتابین روشن کرا دین کہ رات کا دن ہو گیا اور اس روشنی مین
سرودم کشتی گیر کے حملون کو ملک سعیدون شاہ نے دیکھ کے قوروم خان بیگ ترک کو نصف فوج سے اپنے
ایک لاکھ کی جمعیت سے واسطے گوشمالی سرودم کشتی گیر کے روانہ کیا قوروم خان بیگ ترک چلا اسوقت جو
راہ مین فوج پڑی تھی مانع ہوئی قوروم خان نے چشم زدن مین سب کو پراگندہ و متفرق کر دیا ملک سعدان شاہ
بھی آپہونچا ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کسی کو اپنے اور بیگانہ کی خبر نہ رہی قوروم خان نے دیکھا کہ تین مرحلہ اسنے اس
اہل کوہ سے لے لیے ہین اور یہ مردود پہاڑ پر چلا ہی آتا ہی قوروم خان بیگ ترک نے ایک نعرہ مردانہ مارا

اور روا نہ کوہ ہوا تا اینکہ دونون لشکرون مین مجادلہ و مقاتلہ ہونے لگا اور رہتا بین طرفین کی روشن ہو گئین اُسوقت ایسا
ہنگامہ برپا تھا کہ اہل کوہ نے گویا تمام پہاڑ سر پر اُٹھا لیا اور زیر کوہ بھی قیامت برپا تھی آخر قو روم خان نے دونون
پاؤن سرو دم کے قلم کر دیے اُدھر ایک تیر پہاڑ پر سے آیا کہ سرو دم کو بیکار کر کے جہنم واصل کیا اب نوبت دونون
بادشاہون کی آئی ملک سعدان شاہ نے ایک نیزہ ملک سعیدون شاہ کی پیشانی پر لگایا ملک سعیدون شاہ
نے زخمی ہو کر اُسکا کمر بند پکڑ کے اُسکو پشت زین سے اُٹھا لیا مگر کمر بند ٹوٹ گیا اور منھ کے بل زمین پر گرا ازحل عیار
ملک سعدان شاہ کو لشکر مین لے بھاگا بعد ازان طبل بازگشت لشکرون مین بجا سب اپنے اپنے مقام پر چلے آئے
لیکن ملک سعدان شاہ نے ایسی شکست فاش کھائی کہ بسبب شرمندگی کے تین دن محل سے باہر نہ نکلا چوتھے روز
سرداران لشکر نے غادی سے کہا کہ اے حکیم صاحب یہ تو بڑی بدنائی کی بات ہے کہ بادشاہ محل سے باہر تشریف نہین لاتے
حریفون کو نہایت جرأت اور خوشی ہوگی اور لشکر بھی مایوس و ہراسان ہے اس حال مین آپ کوئی فکر معقول فرمایئے
غادی دانا یہ سنکے ملک سعدان شاہ کے پاس گیا سعدان نے غادی سے اپنے بخت ناساز کی شکایت کی
اور کہا کہ جبتک حکیم ابوالمحاسن میرے کار و بار مین شریک رہے کوئی آفت ارضی و سماوی سامنے نہ آئی اب مین
ایسے مخمصہ مین پھنسا ہون کہ دم نہین مار سکتا پہلے اُس دختر بد اختر کمبخت نے آوارہ و سرگردان ہو کر تمام عالم مین
رسوا کیا دوسرے یہ امر کہ نفس کمبخت کیواسطے دین مرد کی اختیار کیا وہ بھی راس نہ آیا اور دختر کش جہان مین نام مشہور
ہو گیا اور ہزارہا بندگان خدا کا خون میری وجہ سے ہوا خدا جانے مآل کار میرا کیا ہوگا غرض کہ اب بجز ہلاک ہونے کے
اور کچھ بن نہین آتا غادی دانا کہ سوفسطائی اور معلم الملکوت سلطنت ملک سعدان شاہ مین مشہور تھا کہا اے بادشاہ
دو ہفتہ کی ملک سعیدون شاہ بادشاہ سے مہلت لو تو مین ایک تدبیر معقول بتادون ملک سعدان شاہ
نے کہا اگر طرف ثانی مہلت نہ دے غادی نے کہا خاطر جمع رکھو جبتک تم جنگ طلب نہ کروگے اہل اسلام بھی جنگ
نہ کرینگے سعدان شاہ چپ ہو رہا غادی سوفسطائی اُسی دن سامان نیرنجات و آلات طلسمات لیکر ایک غار مین
گیا اور ایک غلام ہمراز تھا وہ تمام رات و دن مین ایک مرتبہ غادی دانا کے پاس جاتا تھا اور کوئی لشکری اُس سے
آگاہ نہ تھا دوسرے روز ملک سعیدون شاہ نے ملک سعدان شاہ کو پیام بھیجا کہ یا تو تم کسیطرف چلے جاؤ
یا سامان جنگ کرو ملک سعدان شاہ نے جواب مین کہا کہ بعد دو ہفتہ کے جواب اسکا ہم دینگے یہان غادی دانون
بعد دو ہفتہ کے غار سے نکلا اور ایک لوح تانبے کی کہ اُسپر شکلین شیاطین کی کندہ تھین ملک سعدان شاہ کو دی
ملک سعدان شاہ نے پوچھا کہ اسکا خواص بتاؤ غادی دانا نے کہا یہ لوح جسکے بازو پر باندھی جائیگی اُسپر کوئی
حربہ کارگر نہوگا کیونکہ مین نے بروقت ترتیب اس لوح کے تمام نام پہلوانان لشکر مین ملک سعیدون شاہ کے دم
کر دیے ہین اسوجہ سے ان لوگون کا حربہ کارگر نہوگا لہذا ہر پہلوان بے خوف و خطر جنگ کرے اور دیکھا دینا کہ کسطرح سے

پہلوانان لشکر ملک سعیدون شاہ گرفتار ہو کے تمہارے پاس آتے ہین اب کسی کے بازو پر یہ لوح باندھی جائے
ملک سعیدون شاہ نے غادی دانا کے ہاتھ آنکھون سے لگائے اور کہا حکیم صاحب جو کہ انہین سے بہادر اور
پہلوان اور اس کام کے لائق ہو اُسکے بازو پر باندھ دو اُسوقت تمام پہلوانان لشکر بھی حاضر تھے غادی دانا نے
ہر ایک پہلوان سے کہا کہ اگر لوح کو مین تمہارے بازو پر باندھ دون اور کوئی عیار لوح کے لینے مین کد و کوشش کرے
تو تم کیا کرو گے ہر ایک نے حسب راے اپنی تدبیر بتائی جب ابطال قوی ہیکل کی نوبت پہونچی کہ یہ لشکر مین بڑا
سرکش مشہور تھا اُسنے کہا کہ حکیم صاحب میرا بازو چیر کے یہ لوح رکھدیجیے تو خوب ہی زخم مرہم سے اچھا ہو جائیگا پھر
دیکھین کون عیار لیجاتا ہی غادی دانا نے کہا تیرے سوا کوئی اس کام کی لیاقت نہین رکھتا آخر لوح غادی دانا
نے ابطال قوی ہیکل کا بازو چیر کے رکھی اور بخیہ کر دیا جب ابطال قوی ہیکل کا زخم اچھا ہو گیا تب اُسنے اپنے
نام کا طبل جنگ بجوایا صبح کو طرفین کے لشکر جمع ہوے غادی دانا نے بعد عطاے جام شراب ابطال قوی ہیکل
کو اجازت حرب دی ابطال بکر و فر حربگاہ مین آیا ملک سعیدون شاہ کی طرف سے سمطور خان دلاور دوران
مقابلہ کو آیا ابطال قوی ہیکل نے سمطور خان کو فوراً قتل کیا اسیطرح اُس روز دو پہلوان اور ابطال قوی ہیکل
کے ہاتھ سے قتل ہوے شام کو طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقامون مین گئے ملک سعدان شاہ نے زر کثیر
ابطال قوی ہیکل کے سر پر نثار کیا اسیطرح ہر روز ابطال لشکر اسلام کے دلاوران نامور شعار کو قتل و گرفتار کرتا تھا

راوی یہان ان بادشاہون کو سرگرم رزم رکھتا ہی اور اب حال شہاب الدین دلاور کا بیان کرتا ہی

کہ جب شہاب نوجوان نے سپہ سالاری حضر غام کی اختیار کی دوسرے روز واسطے استیصال اشرار سحر کار
کے ملک شہر زنگار کی جانب روانہ ہوا جب پانچ منزلین طے کین دیکھا تمام جنگل جل رہا ہی اور جہانتک کہ نظر کام کرتی
ہی آگ معلوم ہوتی ہی ہر چہار طرف شعلہ ہاے آتش بلند ہو رہے ہین اور ایک نہر آگ کی جاری ہی شہاب نوجوان
سمجھ گیا کہ یہ جملہ کارخانہ سحر ہی پس وہین خیمہ برپا کیا اور شب کو بعد انفراغ امورات ضروری کے وظیفہ منقوش عقیق سرخ
حسب ہدایت حکیم صاحب کے شروع کیا اور بعد اختتام اسم کے سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نقاب پوش
فرماتے ہین کہ شہاب نوجوان ایک ظرف مین مٹی یا تانبے کے نہر کا پانی لے اور اسم کو چالیس مرتبہ پڑھ کے
دم کر پھر تو نہر کے اُسطرف جا انشاء اللہ آتش سحر تجھکو ضرر نہ پہونچائیگی اور جب قریب نہر کے پہونچنا تو یہ دم کیا ہوا
پانی تھوڑا نہر مین چھڑک دینا بجرد کرنے اس عمل کے ایک فرسخ تک آگ ہٹ جائیگی اور جہان تک آگ کتی ہو تو خیمہ پہا کرانا
بلکہ اشرار جادو کے پہونچنے تک یہی عمل کرنا اس عرصہ مین اشرار جادو اور اُسکے پہلوانان لشکر باآتش سحر تجھ سے

مقابلہ کرینگے جب وہ اپنے سحر کو بیکار دیکھینگے اور دلیری اور شجاعت و پہلوانی بھی بیکار ہو جائیگی پھر تمھارے سامنے سے بھاگ جاوینگے یا قتل ہونگے جب وہ بھاگ جائیں تو حسب معمول اس آگ کو تم اسی عمل سے پیچھے ہٹا دینا اور خود اسی جگہ قیام کرنا اسیطرح بعد ایک ہفتہ کے ملک شہر زنگار مین جا پہونچوگے ہر چند کہ سحر ساحرون کا تمپر اثر نہ کریگا لیکن قوت و پہلوانی مین تکو اختیار رہیگا الغرض صبح کو شہاب الدین دلاور جب بیدار ہوا اور حسب بشارت خواب پانی شہر کا ایک طرف مین لیکر اسم پڑھا اور قریب آگ کے پہونچا آگ آگے نہ بڑھی اور وہ جاسوس جو کہ پہلے خبر کو گئے تھے اور ملجمہ آتش نہ ہوسکے تھے آگ کے نہ بڑھنے سے متحیر ہوئے اور تمام لشکر ضرغام شاہ مین یہ خبر عام ہوئی کہ یہ جوان ملایک سے ہی کہ اسکو آتش طلسم ضرر نہین پہونچا سکتی شہاب نے دو چار قطرہ اسکے آب سے آتش سحر کو پس پاکر دیا اور وہین لشکر کو اپنے حکم قیام دیا ایک جادوگر نے اشرار جادو کو خبر دی کہ ایک جوان اسطرح کا آیا ہی کہ جسنے تیری آتش سحر کو ایک فرسخ ملک شہر زنگار کیطرف پس پاکر دیا اس خبر وحشت اثر سے اشرار جادو کے ہوش جاتے رہے اور آتش دست جادو کو بجمعیت ہزار جادوگرون کے مقابلہ مین شہاب نوجوان کے روانہ کیا یہان شہاب نوجوان نے پھر ایک فرسخ اور پیچھے اس آتش طلسم کو ہٹا دیا تیسرے روز آتش دست جادو اور ایک جادوگر کہ وہ پہلوان بھی تھا اپنے لشکر سے میدان کی اجازت لیکر نکلا ادھر سے بھی ایک جوان مرد دلاور میدان مین آیا
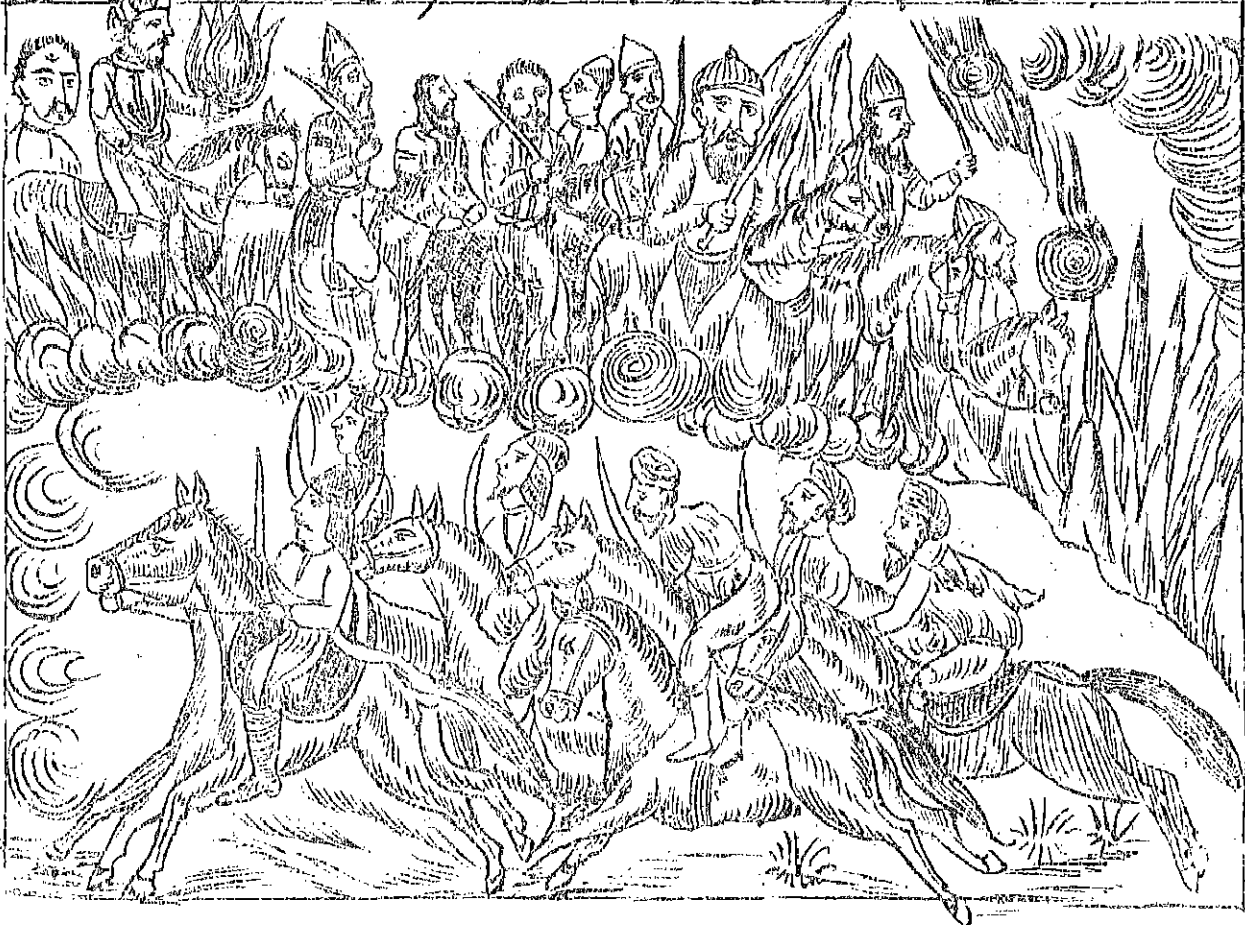
جادوگر نے بزور سحر اُس جوان کو کمند سے گرفتار کیا اسیطرح چار پانچ نفر لشکر ضرغام شاہ کے گرفتار ہوگئے شہاب نوجوان کو نہایت حیرت و افسوس ہوا اسی رنج مین بعد وظیفہ کے جب شب کو سویا اُسی نقابدار نے عالم رویا مین ہدایت کی کہ چند پہلوان تیرے لشکر کے جادو سے گرفتار ہوئے ہین اب تو خود کیون نہین جاتا اور اُسکو قتل کیون نہین کرتا شہاب نوجوان دوسرے روز میدان مین گیا اور آتش دست جادو نے ایک ساحر کو کہ علم و عمل سحر مین کامل تھا مقابلہ کو شہاب کے بھیجا شہاب نوجوان نے فوراً اُسکو قتل کیا پھر آتش دست جادو خود میدان مین آیا اور سب جادو خوب کیا جب دیکھا کہ جادو کا اثر مطلق نہین ہوتا مجبور ہوکر مخاطب بجنگ ہوا آخر شہاب نوجوان نے اُسے بھی قتل کیا لشکر اسلام مین طبل شادی بجے باقی تمام جادوگر بخوف جان ملک شرر نگار کی جانب روانہ ہوگئے بعد اُنکے بھاگنے کے پھر آتش سحر پیدا ہوئی شہاب نوجوان نے موافق اُسی قاعدہ کے پانی چھڑک کے ایک فرسنگ اور ہٹا دیا اور آپ مع لشکر وہین قیام کیا دوسرے روز اہل لشکر کو طرح طرح کے عارضے ہونے لگے تا اینکہ ضرغام شاہ بھی دردسر مین مبتلا ہوا شہاب نوجوان بہت سر بعد وظائف فکر مین سو گیا کہ نقابدار نے بشارت دی کہ اے شہاب نوجوان اشرار جادو نے ماہیار نامے جادوگر کو تمھارے مقابلہ کو بھیجا ہی اُسیکے جادو سے تمھارے لشکر مین عارضہ پھیلا ہی تم اُسی نگینہ عقیق کندہ کو آب نہر مین غوطہ دیکر سب کو پلادو فوراً صحت ہو جائیگی غرض صبح کو شہاب نوجوان نے اُسی نگینہ کا پانی تمام لشکر کو پلایا بفضل خدا سب کا مرض فوراً دفع ہوگیا دوسرے روز ماہیار جادوگر میدان مین آیا ادھر سے شہاب نوجوان بھی باشادہ و شان میدان مین پہونچا ماہیار کے ہوش گم ہوگئے اور بغیر مقابلہ بھاگ گیا اور فوج بھی اُسکی متفرق ہوگئی جب شہاب نوجوان نے پانی آتش سحر پر چھڑکا اُس آگ نے ماہیار جادوگر کو راہ مین لقمہ کیا ضرغام شاہ نے بجاے آتش مقام کیا اب دو فرسنگ ملک شرر نگار کل باقی رہ گیا اور آتش سحر کی شہر مین پہونچی اہل شہر نے اشرار جادوگر سے فریاد کی اور کہا اے شاہ ساحران فریاد ہی کہ ہم غریبون پر آتش سحر ہاتھ صاف کر رہی ہی اور حریف سے بھاگتی ہی اگر ابھی وہ جوان آگے بڑھا تو آگ ہم سبکو جلا کر خاک سیاہ کر دیگی اشرار جادو یہ سنکے دم بخود ہوگیا اور رات کو اپنے مصاحبون سے کہا کہ یارو مین نے محتال وزیر کی صحبت مین یہ آتش سحر واسطے محافظت کے روشن کی تھی لیکن حریف ایسا زبردست ہی کہ اسنے میرا حربہ مجھی پر کیا اور اُسکو اُس آگ نے مطلق ایذا نہ دی اب اسکے دفع کرنیکو بھی تین روز کامل چاہیے ہین اور سوا میرے یا محتال کے اور کسی سے یہ آگ بجھ نہین سکتی اور یہ بھی خیال ہی کہ نہین ہمارے بعد شہر پر اور کوئی بلا نازل ہو خلائق شہر نے کہا ہمین تیرے بیان سے ثابت ہوا کہ ہم اپنا مال و اسباب آتش سحر کے نذر کرین تنہا بیکس بیچی و دو گوش شہر کو چھوڑ دین اشرار جادو نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین جنوبی دروازہ سے شہر کے مقابلہ حریف مین جاؤنگا کیونکہ حریف کو فقط مجھسے غرض ہی تمہارے کیا واسطے تم محفوظ رہوگے آخر اشرار جادو در جنوبی سے شہر کے نکل کے ایک جگہ خیمہ زن ہوا اور رمیال جادوگر کین پوش جادوگر کے ہاتھ اس مضمون کا نامہ ضرغام شاہ کے پاس بھیجا کہ آپ نے میرے ملک پر کسواسطے فوج کشی کی اور

آپکو خرابی و بربادی ملک سے کیا حاصل ہوگا اور جو آپکو حرب و ضرب ہی درکار ہی تو فلان جگہ مین مقیم ہون آپ بھی بمقابلہ وہان تشریف لایئے اتفاقاً شہاب نوجوان بھی نامۂ ضرغام شاہ لیے ہوے جادوگرون کے پاس جاتے تھے اثناے راہ مین رمیال نامہ بردار اشرار جادو سے ملاقات ہوئی رمیال نے پوچھا اے جوان تم کہان جاتے ہو شہاب نوجوان نے کہا مین ضرغام شاہ کا سفیر ہون لشکر مین جادوگرون کے جاتا ہون رمیال نے کہا مین بھی ایلچی جادوگرون کا ہون اور آپ کے پاس جاتا ہون شہاب نے کہا تیرا لشکر اسلام مین کیا کام ہی میرے ساتھ تو چل جو سوال تیرا سردار مجھ سے کریگا مین جواب دونگا رمیال نے کہا اے دلاور ہمارے لشکر مین جادوگر ایسے ہین کہ سراسر جہالت مین مبتلا ہین ایسا نہو کہ تمکو کسی طرح کی ایذا اُنسے پہونچے شہاب نے کہا یہ اندیشہ تو نہ کر اور میرے ساتھ چل آخر ایسی ردوبدل مین نوبت ہتھیار کی آئی رمیال نے جادو شروع کیا جب کچھ اثر نہوا ایک ضرب تلوار سر پر شہاب نوجوان کے لگائی شہاب نوجوان نے تلوار کو سپر پر روک کے ایک ہی ضرب تیغ سے کام رمیال کا تمام کیا اشرار کو خبر ہوئی کہ سفیر یزدان پرست نے رمیال جادو کو واصل جہنم کیا اور آپ خود تنہا میرے پاس آیا چاہتا ہی بلکہ دروازہ پر بارگاہ کے کھڑا ہی اشرار جادو نے بارگاہ مین بلایا شہاب نوجوان نے بنام خدا سلام کیا اور بالادست جادوگرون کی کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا مین سفیر ضرغام شاہ ہون اشرار جادو نے پوچھا کون ضرغام شاہ شہاب نوجوان نے کہا ضرغام شاہ مظلوم اشرار جادو نے کہا کس ظالم نے اُنپر ظلم کیا شہاب نوجوان نے کہا تو نے اُسنے کہا مین نے کیا ظلم کیا شہاب نوجوان نے کہا نرگس شہلا کو جبر اُنکے پہلو سے لے آیا اور اس سے کیا زیادہ ظلم ہوگا اشرار جادو نے نامہ طلب کیا شہاب نوجوان نے کہا ہمارے یہان نامہ خود ایلچی پڑھتا ہی مصرعہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؀ اشرار جادو بولا تمہین پڑھو شہاب نوجوان نے باواز بلند کہا کہ اے اشرار جادو ہمین خوب معلوم ہی کہ خدا نے نرگس شہلا کو ابھی تک تیرے شر و فساد سے محفوظ رکھا ہی لازم ہی کہ اب نرگس شہلا کو ہمارے پاس بحفاظت تمام پہونچا دے دوسرے کیدانہ ملعونہ خواہر تیری شاہزادۂ مشتری طلعت کو بظلم یہان سے لے آئی ہی اور اپنا معشوق قرار دیتی ہی اُسکو بھی اپنی خواہر سے لیکر نرگس شہلا کے ساتھ بھیجدے تیسرے یہ کہ تو مع اپنی ہمشیرہ اور تمامی خلائق شہر کے اسلام بخوشی دل قبول کر کے مسلمان ہو اور اس جادوگری سے توبہ کر ورنہ عنقریب اپنی سزاے اعمال کو پہونچیگا اشرار جادو نے کہا اے جوان دلاور ضرغام شاہ کی یہی حقیقت ہوئی کہ اس مضمون کا نامہ لکھے ابتدا کیا مجال اور تاب و طاقت تھی کہ یہ بات کر سکتا قضارا ایک جادوگر نے اُن جادوگرون سے کہ اُسنے شہاب نوجوان کو میدان جنگ مین دیکھا تھا اشرار جادو سے کہا اے شاہ جادوان ضرغام شاہ نے اسی جوان کی قوت پر فوج کشی کی ہی بلکہ تمام کار سلطنت بھی یہی انجام دیتے ہین محتال وزیر نے کان مین اشرار جادو سے کہا کہ پھر آپکو ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا جسطرح ممکن ہو فوراً اس جوان مایۂ فساد کو گرفتار کرلو

اشرار جادو بولا سچ کہتا ہی جب مین دستک دون حاضرین دربار سب ملکے یکبارگی اسے دستگیر کرلین خدا کی قدرت سے
شہاب نوجوان کو بھی اس مشورہ کی خبر ہوگئی اشرار جادو نے پوچھا ای جوان تو نے میرے ایلچی کو کیون قتل کیا
شہاب نوجوان نے جواب دیا اجل اُسکی آگئی تھی میرا کیا قصور ہر چند مین نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنے
لشکر مین اُس اجل گرفتہ نے میرا کہا نہ مانا اور بمقابلہ پیش آیا اشرار جادو نے کہا ہمین کمال حیرت ہی کہ اسوقت
تمام حاضرین دربار سحر کرتے ہین اور تجھ پر مطلق اثر نہین ہوتا شہاب نوجوان نے کہا تم اپنے عمل مین کمال کو نہین
پہونچے اس سوال وجواب کے بعد اشرار جادو نے بشرق دستک ہاتھ مارا کہ پھر دستک دینے کے سب اہل دربار
نے چارون طرف سے شہاب نوجوان کو گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کرلین شہاب نوجوان دو چار جادوگرون کو قتل
کرکے اپنے گھوڑے پر سوار ہو روانہ ہوگیا اشرار جادو نے حکم دیا کہ خبردار یہ جوان جانے نہ پائے ہزار ہا سوار و
پیادے شہاب نوجوان کے تعاقب مین چلے شہاب نوجوان لڑتا ہوا دوا دو اپنے لشکر کیطرف چلا جاتا تھا جب
ہجوم جادوگرون کا زیادہ دیکھتا تھا دو چار ہاتھ تلوار و نیزہ کے مارکر دس پانچ کو قتل و زخمی کرکے سب کو متفرق کردیتا تھا
ناگاہ آتش سحر سامنے سے نمودار ہوئی اور قریب پہونچی مگر بوجہ نگینہ عقیق کندہ کے کچھ اثر نہوا شہاب نوجوان اُس
آگ سے مثل تیر شہاب نکل گیا اور چند قطرے اُسی آب نہر کے چھڑکے وہ آگ حسب قاعدہ اُسیطرف روان ہوئی اور
وہ جادوگر سوار و پیادے جو عقب مین شہاب نوجوان کے آتے تھے سب لقمہ آتش ہوے شہاب نوجوان
صحیح و سالم اپنے لشکر مین پہونچے اور ضرغام شاہ سے سب کیفیت بیان کی ضرغام شاہ نے چند خوان جواہر
شہاب نوجوان پر سے نثار کیے اور سجدۂ شکر سلامتی درگاہ پروردگار مین بجالائے یہان اشرار جادو نے
کیداللہ اپنی خواہر کو بلاکر کہا ای خواہر ہمین معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان بلاشبہ موید من الحکیم ہی یعنی جس شخص سے کوئی کام
زیادہ از قدرت انسانی ظہور مین آتا تھا اُسے اہل طلسم موید من الحکیم سے خطاب کرتے تھے مگر ملک سعدان شاہ
بدبخت روسیاہ بحکم اذا جاء القضا عمی البصر حکیم عالیشان کے مرتبہ سے واقف نہ ہوا سعدی بلیت

همه آن کند کس نیاید بکار	چو تیره شود مرد را روزگار

باوجود اسکے کہ حکیم ابوالمحاسن سعدان شاہ کا مدارالمہام بھی تھا اور خود بھی مقر اس بات کا ہی کہ جب سے حکیم
چلے گئے طرح طرح کے آلام و افکار مین پھنس گیا ہون اور جب تک وہ کفیل رہے اسوقت تک بے فکر رہا اب ناظرین
کتاب آگاہ ہون کہ قصر قمران السعدین شہر گوہر آویز کے مقامات مین واقع ہی اور طلسم حوت مین اس قصر سے
زیادہ کوئی جا معتبر نہین اس سبب سے متصدی کو ظاہرا اُسی شہر گوہر آویز مین سکونت واجب تھی کہ حکیم باوجود اسلام
کے اس شہر مین تھے غرض کیداللہ نے اشرار جادو اپنے بھائی سے کہا ای برادر اگر شہاب نوجوان موید من الحکیم
ہی تو تمکو بہرحال اسکی فرمانبرداری واجب ہی اشرار جادو نے کہا کہ شہاب نوجوان اس مضمون کا نامہ ضرغام شاہ کا

لایا تھا کہ نرگس شہلا اور شاہزادۂ مشتری طلعت کو بھیجدو اور خود مع خلائق شہر مسلمان ہو لیکن میرے نزدیک جب شاہزادۂ
مشتری طلعت کو شہاب نوجوان کو دیدینگے تو پھر نرگس شہلا سے کیا غرض رہیگی اور یقین ہی کہ ہمارے دین و مذہب
سے بھی وہ مزاحمت نہ کرے کس لیے کہ نرگس شہلا ضرغام شاہ کی جورو ہی شہاب نوجوان کو اُس سے کچھ غرض نہین
ہی کیمیدانہ دل مین سوچی کہ اس مردک نے اپنی معشوقہ کو بچایا اور میرے معشوق کو حوالہ کرتا ہی کہا ای اشرار جادو تیرا کیا
خیال خام ہی شہاب نوجوان بغیر لینے نرگس شہلا اور شاہزادۂ مشتری طلعت کے راضی نہوگا اور یاد رکھ کہ مسلمان
بھی کریگا اشرار جادو نے کہا کچھ ہو ہرچہ بادا باد نرگس شہلا میری جان کے ساتھ ہی مین زندگی مین نہین دونگا اسی
اثنا مین ایک جادوگر نے خبر دی کہ لشکر اسلام تمھاری درخواست کے موافق فلان جا خیمہ زن ہوا اشرار جادو نے کہا
آتش سحر اب کہان ہی وہ جادوگر بولا کہ تمھارے داہنی طرف اور لشکر اسلام کے بائین طرف ہی یہ سُنکے اشرار جادو اور
محتال وزیر اور کیمیدانہ یہ تینون عورت و مرد سکوت مین تا دیر رہے اور بعد صلاح و مشورہ کے اشرار جادو نے
محتال سے کہا کہ مین نے آتش سحر دشمن کیواسطے پیدا کی تھی اُسکے برعکس ہوا کہ وہ مجھی کو ایذا پہونچاتی ہی اتفاق سے
اُسوقت ایک خدا ترس بھی بیٹھا تھا اور نام اُسکا درست پیمان تھا لیکن تقیہ کیے تھا اُسنے اشرار جادو سے کہا

اے شاہ جادوان رباعی

چونکہ آتش نیز مخلوق خداست	حکم خالق ہر دم او را رہنماست
از پے برشے فروزان مے شود	بر خلیل اینک گلستان مے شود

اشرار جادو نے کہا ای درست پیمان آتش سحر بغیر تین دن کے بجھ نہین سکتی اسواسطے کہ جو کچھ زمین مین دفن ہی
وہ جب نکالا جائے تو آگ بجھے محتال نے کہا ای شہریار جادوان میرے پاس ایک زرہ درع المحافظ نام ہی اور
بجز شاہزادۂ مشتری طلعت کے اور کوئی اُسکا مالک نہین ہو سکتا اور اُسمین یہ صفت ہی کہ کوئی حربہ اُسپر کارگر
نہین ہوتا تم وہ زرہ شاہزادۂ مشتری طلعت کی اجازت سے لو اور کسی پہلوان کو دو کہ وہ پہن کر میدان جنگ
مین جاوے یقین ہی کہ وہ کسی پہلوان لشکر ضرغام شاہ سے مغلوب نہوگا مگر بے اجازت شاہزادۂ مشتری طلعت
کے کچھ نہوگا اور یہ سوال کرو کہ اس آگ کو جو بجھا دیگا ہم اُسکی فرمانبرداری بجالائینگے پس جب تک وہ دفینہ نہ نکلیگا
ہرگز نہ بجھیگی اور دفینہ سے کوئی ماہر نہین یہ تدبیر بہت معقول ہی اشرار جادو اچھل پڑا اور کہا واہ کیا تدبیر
معقول سوچی ہی لیکن شاہزادۂ مشتری طلعت بدل اجازت دے یہ قیاس مین نہین آتا محتال نے کہا
اگر ملکہ کیمیدانہ کو ناگوار نہو تو مین اسوقت زرہ لے آؤن ملکہ کیمیدانہ نے کہا میرا زرہ لینے مین کیا نقصان محتال
وزیر نے کہا مجھے فقط تمھاری آزردگی کا خیال ہی ورنہ مین دم بھر مین اُسکو بہلا پھسلا کر زرہ اُس سے لے سکتا ہون اچھا مین اپنی
تدبیر تو کرتا ہون اب آپ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی

اب حال شاہزادہ مشتری طلعت کا سنیے

کہ کیدانہ ملعونہ نے شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک مکان عالیشان مین نظربند کیا تھا اور روز طرح طرح کی خاطر و مدارات و دلجوئی کرتی تھی مگر شاہزادہ مشتری طلعت تصور ملکہ سعیدہ مین ایسا محو تھا کہ اُسے دُنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہ تھی علی الخصوص جسوقت سے کہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو چاہ نیلوفر کے کنارہ عالم خواب مین دیکھا تھا اور آنکھ کھلی اُسوقت سے ایکدم کسیطرح قرار نہ پڑتا تھا اور کھانا پینا بالکل ترک کردیا تھا لیکن شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس ایک تصویر ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی تھی اور اوپر تصویر کے ملکہ سعیدہ کا نام لکھا تھا وہ تصویر کو دیکھکے ہر وقت روتا تھا اور مجنونانہ اُس تصویر سے باتین کرتا تھا اتفاقاً وہ تصویر محتال نے دیکھ لی اُس سے سمجھ گیا تھا کہ شاہزادہ مشتری طلعت اس صاحب تصویر پر عاشق ہی غرض محتال نے شاہزادہ مشتری طلعت سے کہا کہ ای شاہزادہ عالی وقار مین تمھین تمھاری معشوقہ کے پاس پہونچا دونگا اس شرط پر کہ یہ زرہ مجکو بخشش دیجیے شاہزادہ مشتری طلعت کہ غلبہ عشق مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے از خود رفتہ تھا وہ زرہ برضا و رغبت حوالہ کردی محتال نے کہا آپ میرے دوش پر سوار ہو جیے مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پاس پہونچا دونگا شاہزادہ مشتری طلعت محتال کے کاندھے پر سوار ہوا محتال شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک محل عالیشان مین کہ کسی بادشاہ کا بنوایا ہوا تھا لیگیا اور کہا کہ ای شاہزادہ والاجاہ مین آپکی معشوقہ کی صورت سے آگاہ نہین اگر مجھکو آپ تصویر دیجیے تو مین تلاش کرکے لے آؤن اور تا واپسی میرے آپ یہین بآرام تمام تشریف رکھیے شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا ای مرد خدا تو کب آویگا محتال نے کہا مجھے تین روز کی مہلت دیجیے اور تین دن کا کھانا مین آپکو دیے جاتا ہون شاہزادہ مشتری طلعت نے محتال کو اپنا بڑا دوست جانی سمجھ کر بے تکلف تصویر ملکہ سعیدہ قمر طلعت حوالہ محتال کردی محتال تصویر اور زرہ درع محافظ لیے ہوے کیدانہ کے پاس آیا اور وہ تصویر کیدانہ کو دکھائی کیدانہ نے پوچھا یہ کسکی تصویر ہی محتال نے کہا یہ تیرے معشوق کی معشوقہ کی تصویر ہی دیکھ مین کس فریب سے یہ تصویر اور زرہ لایا ہون پھر محتال نے تمام قصہ بیان کیا کیدانہ نے کہا مین مطلق آگاہ نہ تھی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہی خدا جانے تجھے اُسنے اس راز سے کیونکر آگاہ کیا محتال نے کہا جب تو شاہزادہ کو لائی تھی اور مین تجھسے اجازت لیکر شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس گیا تھا اسوقت شاہزادہ مشتری طلعت عالم تنہائی مین اس تصویر کو دیکھ رہا تھا اور اُس تصویر سے دیوانون کی طرح باتین کر رہا تھا اور رو رہا تھا مین سمجھ گیا کہ یہ اسی صاحب تصویر پر عاشق ہی اور جب غور کرکے دیکھا تو پیشانی پر تصویر کے نام ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ لکھا تھا اُسوقت مین چپ ہو رہا تمکو بھی خبر نہ کی آج وہ امر کام آیا کیدانہ نے کہا اب شاہزادہ مشتری طلعت کہان ہی محتال نے کہا مین اُسکو قصر الجبال مین چھوڑ کر تین روز کا وعدہ کرآیا اور اسقدر کھانا اُسکو دے آیا کہ اُسے تکلیف نہو کیدانہ نے کہا اگر وہان شاہزادہ کو کوئی صدمہ پہونچا تو مین کیا کرونگی محتال نے کہا دیوانی تو

اس امر مین تمھارا بھی مطلب دلی حاصل ہوگا تم اپنی صورت کو بزور علم سحر مثل اس تصویر کے بناؤ شاہزادہ مشتری طلعت تمھین اپنی محبوبہ جاننے لگا اور جو کہوگی وہ منظور کریگا کیداانہ نے کہا مین اکثر اسکے روبرو خوبصورت بنکے گئی لیکن اُسنے خیال بھی نہ کیا محتال یہ تو کیا کہتا ہی مین سب کچھ کر تھکی مگر ہان یہ ترکیب معقول ہی شاید بن پڑے لیکن مجھے یقین نہین آتا کیونکہ میری قسمت بھلا ایسی کہان ہی جو ایسے نوجوان سے پہلو گرم کرون عمر بھر اسی حسرت مین رہونگی محتال نے کہا اس بات کا ضرور خیال رہے کہ تو اپنی طرف سے کسی امر مین پیش قدمی نہ کرنا بلکہ ایک مرتبہ شاہزادہ مشتری طلعت بھی اگر خواہش کرے تو تم ٹال دینا کیداانہ نے کہا مین خود چاہتی ہون کہ چند روز اُسے اشتیاق مین رکھون مگر مجھے چار کنیزین خدمت کیواسطے لادے غرض محتال اور کیداانہ بقوت سحر قصر الجبال مین آئے محتال حرامزادہ نے کیداانہ کو ایک حجرے مین پوشیدہ کردیا اور خود شاہزادہ کے پاس آیا شاہزادہ مشتری طلعت نے پوچھا اے شفیق مہربان میرے واسطے تنے کیا تجویز کیا محتال نے کہا اے شہریار آپ نے اپنی معشوقہ کا پتہ شہر گوہر آویز مین دیا تھا اور مین نے ملکہ کو شہر کے باہر ایک باغ مین دیکھا اب وہان سے اس مکان مین لے آیا ہون لیکن معلوم نہین یہ وہی نازنین ہی یا اور کوئی اُسکی ہم شکل ہی شاہزادہ مشتری طلعت محتال کا شکرگذار ہوا اور فرمایا سچ کہہ کہ ملکہ کو کہان رکھا ہی محتال نے کہا فلان حجرے مین تشریف لے چلیے ایک نظر دیکھ کے پھر آئیے جب وہ رضامند ہو جائیگی پھر آپکو اختیار ہی شاہزادہ مشتری طلعت موافق کہنے محتال کے دروازہ کی درار سے ملکہ سعیدہ کو دیکھنے لگا وہان کیداانہ ملعونہ نے ایسی صورت بنائی کہ اصل کو نقل سے ملادیا پس بے اختیار نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہو گیا محتال نے برمز وکنایہ کیداانہ کو مبارکباد دی جب شاہزادہ کو ہوش آیا در حجرہ کھول کرکے دست بستہ کہا اے جان جہان تم اتنی مدت کہان تھین یہ آوارہ و سرگردان تیری تلاش مین کہان کہان سر و پا برہنہ پھرا کیا اور طرح طرح کے صدمات مین مبتلا رہا مگر ہان بیت

بے تو تخم تلخ و شادمانی ہم تلخ
مرگ ہم تلخ و زندگانی ہم تلخ

بارے خداوند کریم نے اس مرد آشنا کو میرے حال زار پر مہربان فرمایا کہ یہ تمھین یہان لایا اور مین نور جمال خورشید مثال تمھارے سے مسرور ہوا ورنہ مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا بعد اسکے شاہزادہ مشتری طلعت اندر حجرے کے گیا کیداانہ ملعونہ نے غل مچایا کہ اے جوان اگر تو نے حجرے مین قدم رکھا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگی مین تیری صورت سے بھی واقف نہین خدا جانے تو کون بلا ہی اور یہ کافر یہان مجھے کسواسطے لایا اور محتال کو بہت سخت و سست کہا محتال نے کہا اے ملکۂ آفاق یہ افروختگی طبیعت اُسوقت شایان تھی کہ جو مین کسی جادوگر کی صحبت کیواسطے تمھین لایا ہوتا یہ جوان ذیشان عالی خاندان ملک سہیم السعادت کا شاہزادہ ہی اور عرصہ سے تمھاری شورش عشق مین آوارہ ہو رہا ہی اور تمھاری تلاش مین یہان آیا ہی اب اگر تم اپنے عاشق صادق سے تھوڑی دیر صحبت گرم کر لو تو کچھ مضائقہ نہین

اور نہ کچھ گناہ ہی یہ بیچارہ ایک ذرہ مایہ و بساط مین رکھتا تھا وہ بھی اشتیاق دیدار تمھارے مین دیدی
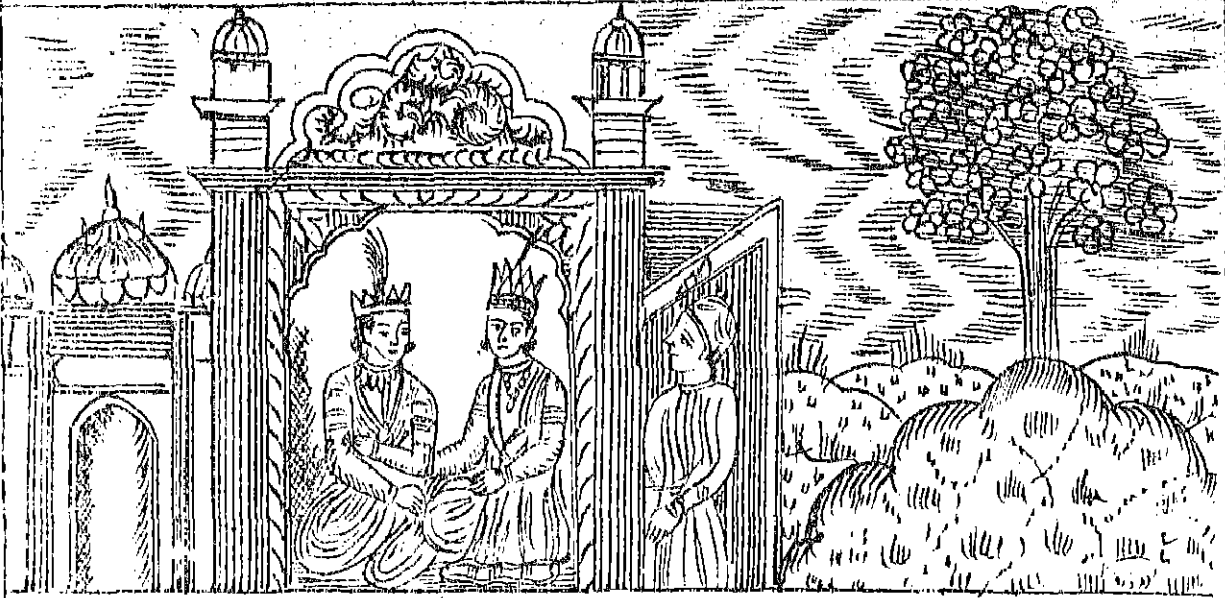
پھر محتال نے شاہزادہ مشتری طلعت سے کہا ای شہریار آزردہ خاطر نہو آہستہ آہستہ مزاج ملکہ کا راہ پر آجائیگا اب
مین خواصین ملکہ کی خدمت کیواسطے لاتا ہون آخر دو ساعت مین چار پانچ خواصین لا یا اور مینا سے شراب بھی لا یا
شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا مین کہانتک کس کس امر کا شکر تیرا ادا کرون محتال نے کہا کہ بغیر شراب و کباب
لطف صحبت معشوق نہین ہی تھوڑی شراب حجرے مین ملکہ کے لیجاؤ جب شراب تم دونون صاحب نوش فرماؤ گے
اُسکا غصہ اور تمھارا رنج دور ہو جائیگا اور پردہ حجاب بھی درمیان سے اُٹھ جائیگا مگر خبردار کیدانہ اس حال سے آگاہ
نہو ورنہ مجھے زندہ نچھوڑیگی شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا کیدانہ کہان ہی محتال نے کہا اپنے برادر نابکار کے
پاس گئی ہوگی مشق سحر کی غرض سے یقین ہی کہ عرصہ تک نہ آوے جبتک تم بے فکر و غش عیش و عشرت مین بسر کرو
شاہزادہ نے محتال کو دعاے خیر دی اور چند جام شراب نوش فرمائے راوی کہتا ہی کہ محتال بدافعال کو اس
شراب خواری سے یہ مفاد تھا کہ شراب کے نشہ مین بوے دہن کیدانہ نہ معلوم ہوگی اور جوش مستی مین یہ کیدانہ سے
ضرور بے خود ہوکر صحبت کریگا الغرض وہ درع الحفاظ محتال نے اشرار جادو کو دیدی اشرار جادو کا قصد ہوا
کہ خود میدان جنگ مین اسے پہن کر جاوے اور ضرغام شاہ سے مبارز طلب ہو کسواسطے کہ خوب واقف
تھا کہ اُسپر شہاب نوجوان کی وجہ سے سحر اثر نہین کریگا اور بہ برکت درع الحفاظ ضرغام شاہ کا حربہ بھی
مجھ پہ کارگر نہوگا اس حال مین بزور بازو حرب و ضرب ضرور ہی آخر رات کو اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان
جنگ مین آکر ضرغام شاہ سے مبارز طلب ہوا اور ایسے کلمات بکے کہ ضرغام شاہ کو بہت بڑا معلوم ہوا ...

شہاب نوجوان سے کہا اے برادر سنتے ہو کہ یہ کافر بد زبانی کر رہا ہے اب میرا میدان مین جانا مناسب ہے ورنہ اہل لشکر کے آگے مین ذلیل ہونگا اور سب مجھکو نامرد و بے غیرت کہینگے شہاب نوجوان نے عقیق منقوش کا یانی ضرغام شاہ کو پلاکر میدان کی اجازت دی ضرغام شاہ با غیظ و غضب میدان مین آیا اشرار جادو نے پہلے بقوت جادو ضرغام شاہ کو دستگیر کرنے کا ارادہ کیا جب دیکھا کہ جادو اثر نہین کرتا تلوار کی نوبت آئی اشرار جادو نے ایک ضرب شمشیر آبدار ایسی ضرغام شاہ پر لگائی کہ چار انگل کاسہ سر مین اتر گئی عیاران لشکر اسلام بہزار مشکل ضرغام شاہ کو میدان سے اپنے لشکر مین لے آئے شہاب نوجوان اس حال سے مطلق آگاہ نہ تھا کہ زرہ الحفاظ کا یہ فعل ہے دوسرے روز ایک سردار اور میدان مین گیا اشرار جادو نے اسے بھی فوراً گرفتار کر لیا اور دو پہلوانون کو قتل کیا شہاب نوجوان کو نہایت حیرت ہوئی اور کہا خدایا اشرار جادو اعمال سحر اگر ہزار کرتا لیکن ممکن نہ تھا کہ برکت اس نقش معظم کی جاتی رہتی یہ کیا معاملہ ہے کہ فہم مین نہین آتا آخر دوسرے روز خود شہاب نوجوان اسکے مقابلہ کو گیا اشرار جادو سے تا شام حرب و ضرب رہی لیکن کوئی دونون مین سر بر نہ ہوا اپنے اپنے خیمون مین چلے گئے شہاب نوجوان اور ضرغام شاہ اور نجم الدین بہادر اور اسد نامدار وغیرہ یہ سب سرداران فوج آپس مین حیرت زدہ تھے کہ یہ اشرار جادو کا فر پہلوانان لشکر اسلام کو قتل و زخمی ہر روز کرتا ہے اسکا سبب معلوم نہین ہوتا کیا علاج اسکا کرین کیونکہ جس لشکر مین یہ نگینہ منقوش ہوتا ہے وہان سحر اثر نہین کرتا مگر اب یہان اسکے خلاف ظہور مین آتا ہے کہ ہمارے سردار برابر قتل و مجروح ہوتے چلے جاتے ہین نہین معلوم یہ کیا اسرار ہے سب سردار متفق اللفظ بولے کہ ہمین بھی یہی حیرت ہے رات کو شہاب نوجوان بعد ختم وظیفہ جب سویا خواب مین نقابدار تشریف لائے اور یہ حال قتل سرداران لشکر بیان کیا گیا اور یہان اشرار جادو نے بھی اپنے مصاحبون سے کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہے کہ شہاب نوجوان کے پاس بھی کوئی ایسی شئی ہے کہ جس سے درع الحفاظ کا اثر جاتا رہا بلاشبہ اسکا مددگار حکیم داروغہ ہے یعنی باصطلاح جادوگران طلسم حکیم داروغہ حکیم ابو المحاسن کو کہتے ہین اور جو شخص کہ حکیم صاحب سے مستفیض ہوا ہے سو یدمن الحکیم خطاب کرتے ہین جادوگر ہون یا اہل طلسم ہون بعد اسکے اشرار جادو نے کیدا شاہ اور محتال کا حال اہل صحبت سے پوچھا کہ نہین معلوم وہ اب کس شغل مین ہین چند روز سے معلوم نہین ہوتے مگر محتال نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ شاہزادہ منشر حی والعنقا سے زرہ لایا اور لطف یہ کہ بر رضا و رغبت لایا ورنہ نہایت مشکل تھی اب مجھے جادو سے کچھ غرض نہین رہی مین اپنے کو منزور پست کرونگا اشرار جادو نے پوچھا اے سردار جادو ان اس آگ کے بجھانے مین کتنا عرصہ چاہیے اشرار جادو نے کہا مین اور محتال تین روز محنت کرون تو یہ آتش سحر خاموش ہو مگر محتال یہان نہین ہے مین ناچار ہون اور حریف سے مہلت ملے تو ایک ہفتہ مین محنت تنہا کرکے آتش سحر کو بجھا سکتا ہون اشرار جادو نے کہا اب تم اور شہاب نوجوان جسکا بڑا خوف تھا برابر رہے اگر تم اہل اسلام سے مہلت ایک ہفتہ کی طلب کرو

کہ اس عرصہ مین ہم اور تم دونون آرام کرلین تو کیا عجب ہی کہ مہلت حریف سے ملجائے اسواسطے کہ اُنکو بھی صدمہ پر صدمہ
پہونچا ہی اشرار جادو کو یہ مشورہ اترار کا پسند آیا اور کہا کہ ای اترار یہ کام تجھی سے ہوگا اور کسی جادوگر مین یہ لیاقت نہین
معلوم ہوتی اترار حسب اقرار صبح کو لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا یہان رات کو شہاب نوجوان سے نقابدار عالی وقار
نے عالم خواب مین فرمایا کہ ای شہاب نوجوان ایک زرہ الحفاظ ہی کہ اُسکے گلو پر اسم اعظم کندہ ہین اُسکی برکت سے
کوئی حربہ صاحب زرہ پر کارگر نہوگا اور وہ زرہ ملک مین شاہزادہ مشتری طلعت کے ہی اور جسکو کہ شاہزادہ مشتری طلعت
پہننے کی اجازت دیگا وہی پہنے گا اور اُسی پر یہ اثر مترتب ہوگا ورنہ بیکار رہیگا کہ بے اجازت ایک لمحہ جسم پر نہین رہ سکتی
اور آجکل محتال جادو وزیر اشرار جادو زرہ بمکر و فریب شاہزادہ مشتری طلعت سے لایا ہی اور تمھارے سرداران
لشکر کو ہلاک کرتا ہی اور محتال زشت اعمال شاہزادہ مشتری کو قصر الجبال مین لیگیا ہی اور وہان رات دن اس
فکر مین ہی کہ کسیطرح کیبدانہ ملعونہ کا شاہزادہ مشتری طلعت سے وصل کرادے اور کیبدانہ نے اپنی صورت عکس کو
بزور علم جادو بعینہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی شکل بنائی ہی شہاب نوجوان نے پوچھا ای حضرت قصر الجبال کسطرف ہی
نقابدار نے کہا تمھارے لشکر سے داہنے کو بیس فرسخ کے فاصلہ پر ہی اور کل اترار جادو تمھارے پاس ایک ہفتہ کی
مہلت مانگنے آئیگا تم مہلت دیدینا اشرار جادو ان ایام مہلت مین آتش سحر بجھا دیگا شہاب نوجوان نے پوچھا
پیر و مرشد یہ آتش سحر کیونکر بجھیگی نقابدار نے کہا اشرار جادو اور محتال نے ایک اسم سحر بیس روز پڑھکے ایک چراغ پر
دم کیا ہی اور وہ چراغ زمین مین دفن کیا اور ایک جانور سمندر کہ سرخاب کے برابر ہوتا ہی اُسکی نگہبانی پر مقرر کیا ہی
یہ آتش سحر وہی ہی اب پھر اشرار جادو دوسرا اسم پڑھیگا اور اُس چراغ پر دم کریگا وہ چراغ بجھ جائیگا اور سمندر مر جائیگا
اُسوقت یہ اثر آتش موقوف ہوگا لیکن تمھین بھی اسقدر مہلت درکار ہی کہ نرگس شہلا اور شاہزادہ مشتری طلعت کو
اشرار جادو اور کیبدانہ ملعونہ کی قید سے نجات دلاؤ شہاب نوجوان نے کہا جسطرح حضور فرمائین اُسی طرح
سامان اُنکی رہائی کا کیا جائے نقابدار نے فرمایا کل قبل طلوع آفتاب طرف مشرق کے روانہ ہونا جب حوض کے کنارہ پہونچو
وہان یہ اسم اکیسوان جو چالیسوان حصہ اسم اعظم کا ہی موافق عدد برج نبوت کہ چہل للہ انیس ہوتے ہین پڑھنا بعد ختم اسم کے
ایک اژدہا سے شعلہ فشان حوض سے سر باہر نکالیگا تم بے خوف و خطر بلا تامل اُسکے منھ مین چلے جانا بعد تھوڑی دیر کے
دروازہ قلعہ کا معلوم ہوگا تم یا مفتح الابواب ہزار مرتبہ پڑھ دروازہ قلعہ پر دم کرنا ایک مور اُڑتا ہوا آسمان سے آئیگا اور
کنگرہ قلعہ پر بیٹھ کر غل و شور مچائیگا تم اُس مور کو تیر سے مارنا اور خون اُسکا در قلعہ پر چھڑکنا پس وہ دروازہ کھل جائیگا اندر
قلعہ کے جانا وہان جوق جوق عورات بازاری و پیشہ ور اپنے اپنے کام مین سرگرم پھرتی ہونگی اُسکی وجہ یہ ہی کہ جب
نرگس شہلا نے ایک سال کی اشرار جادو سے مہلت لی ہی تو محتال نے نرگس شہلا کو اس قلعہ طلسم مین قید کیا ہی
اوران عورتون کو خدمت نرگس شہلا مین مقرر کیا ہی اور خود بھی آٹھوین دسوین آتا ہی جب تم بازار مین پہونچو گے وہ

عورات بازاری تمھین دیکھکر بے تحاشا شور وغل مچائینگی اور ایک آواز آویگی جو سنا بہ آواز کتے اور گدھے اور شیر اور چیتے اور چیل اور کوے اور الو وغیرہ کے ہوگی اور اس آواز سے سب جانوران چرند و پرند وہان جمع ہوجائینگے درندون مین سے شیر اور پرندون مین سے عقاب کو تم ہلاک کرنا پس تمام جانور غائب ہوجائینگے بعد اسکے ایک بڑھیا خسرانہ اشرار جادو کی مان ملعونہ لباس پر تکلف پہنے اور زیور مرصع و جواہر سے آراستہ تمھارے پاس آئیگی اور تمسے مطلب پوچھیگی تم جواب دینا کہ مین مجرد ہون اور ایک عورت واسطے رفع حاجت کے چاہتا ہون خسرانہ کہیگی کہ ان عورتون مین کوئی تمھارے پسند نہین تم کہنا جسکے پاس زیور زیادہ ہو وہ مجھے بہت مرغوب ہو وہ کہیگی اے جوان زیور زیادہ عورت سن رسیدہ کے پاس ہوتا ہے تم کہنا اس سے کچھ غرض نہین ہے ہمارے نزدیک جوان بڑھیا دونون برابر ہین جسکے پاس زیور زیادہ دیکھتا ہون بس بے اختیار ہوجاتا ہون خسرانہ بہت خوش ہوگی اور تمھین مکان خلوت مین پہونچائیگی جب تمسے قصد وصال کرے تم کہنا کہ اے خسرانہ مین تو ہر چند وصال چاہتا ہون لیکن مجھے تجھسے رغبت نہین ہوتی اگر تو مجھے سرخ گھاس لادے تو شاید مجھے جرات ہو وہ کہیگی سرخ گھاس کیا شے ہے کہنا کہ وہ گھاس خریطہ مین اشرار جادو کے موجود ہے خسرانہ اسیوقت گھاس سرخ لادیگی تم وہ گھاس لیکر پہلے خسرانہ کو سونگھانا جب وہ بیہوش ہوجائے تو تم اس گھاس کو اسکے منھ مین رکھکے جلا دینا پس اس آگ کی گرمی سے ایک کیڑا بالشت بھر کا نکلے گا تم فوراً اس کیڑے کو جوتے سے مار ڈالنا پس فوراً خسرانہ بھی اسی کیڑے کے ساتھ فی النار ہوجاویگی اور طلسم کا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا فقط ایک محل رہ جائیگا جس مین کہ نرگس شہلا اور چند خواصین قید ہین تم نرگس شہلا سے جاکر کیفیت ضرغام شاہ کی بیان کرنا اور اسکو اپنے لشکر مین لے آنا بعد اسکے پھر ہم جیسا مناسب ہوگا مشورہ دینگے والسلام الغرض جب شہاب نوجوان کی خواب سے آنکھ کھلی اسنے اشرار جادو کو مہلت ایک ہفتہ کی دی اور خود موافق ہدایت نقابدار کے طلسم اشرار جادو کو توڑکر نرگس شہلا کو ہمراہ لیے ہوے اس پہاڑ پر پہونچا جہان سے ملک شہر زنگار معلوم ہوتا تھا دیکھا ایک طرف شہر شہر زنگار ہے اور دوسری طرف لشکر ضرغام شاہ اور تیسری طرف آتش سحر ہے لیکن وہ تیزی آگ مین معلوم نہین ہوتی سمجھا کہ اشرار جادو بجھانیکی فکر کررہا ہے آخر دن کو پھر پہاڑ کی اور رات کو مع نرگس شہلا اور خواصون کے لشکر مین داخل ہوا شہاب نوجوان نے نرگس شہلا کو اپنے خیمہ مین با آرام تمام جگہ دی اور آپ ضرغام شاہ کے پاس گیا ضرغام شاہ نے کہا اے سر دفتر بہادران و سرکوب جادوگران آپ تین روز سے کہان تشریف فرما تھے کہ ہم مفارقت مین کمال بے چین تھے شہاب نوجوان نے کہا اے برادر والا قدر مین شکار پر تھا ضرغام شاہ نے کہا کچھ شکار ہاتھ آیا شہاب نوجوان نے کہا ہان ایک شکار بہت بھاری لایا ہون تم وہ خیمہ میرے دیکھیو جسمین تمنے پہلے روز مجھے کھانا کھلایا تھا اور آپ شام کو تشریف شریف لائیگا آج آپکی دعوت ہے ضرغام شاہ نے وہ خیمہ شہاب نوجوان کے پاس بھیجدیا اور شام کو خود بھی موجود ہوا راوی کہتا ہے کہ یہ خیمہ وہی ہے جسمین کہ ضرغام شاہ نے شیر برنج اور کباب مرغ تناول فرمائے تھے اور وہین سے اشرار جادو نرگس شہلا کو

لیگیا تھا یہی وجہ تھی کہ ضرغام شاہ وہ خیمہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا القصہ شہاب نوجوان نے نرگس شہلا کو پوشیدہ کردیا
اور ضرغام شاہ کو بٹھایا جب کھانے کا وقت آیا تو ضعیفہ کو جو ہمیشہ ضرغام شاہ کیواسطے شیر برنج اور کباب مرغ لاتی تھی
فہمایش کی کہ آج تو جسوقت ضرغام شاہ کے لیے شیر برنج لائے اور وہ اُسے دیکھکے نالہ و زاری کرے تو تو نرگس شہلا کو
اُس خیمہ مین بلا لینا یہ کہکے آپ خیمہ سے باہر چلے آئے ضرغام شاہ نے حسب عادت اپنے وہ شیر برنج اور کباب دیکھ کے
فریاد والغیاث کرنی شروع کی نرگس شہلا نے جو یہ حال ضرغام شاہ کا خیمہ سے دیکھا بے اختیار ایک آہ کی کہ ضرغام شاہ
نے وہ آواز آہ کی سُن لی اتنے مین اُس ضعیفہ نے پردہ خیمہ کا بلند کردیا اور عاشق و معشوق سے باہم ملاقات ہوگئی نرگس شہلا
اور ضرغام شاہ دونون ولولہ شوق و ذوق مین ہم بغل ہوے اور بیہوش ہوگئے ہرچند ضعیفہ نے علاج کیا ہوش نہ آیا
اب جو بغور دیکھا تو دونون کو شادی مرگ ہوگئی اس واقعۂ جان گزا سے شہاب نوجوان کو خبر کی شہاب نوجوان
کے ہوش جاتے رہے اور متحیر ہوگیا آخر شب کو عالم واقعہ مین شہاب نوجوان نے نقابدار سے یہ کیفیت بیان کی
نقابدار نے کہا ایسی کوئی حرکت کرتا ہی کہ جو عاشق و معشوق کہ مدہوش سرگشتہ بادیۂ فراق ہون دفعۃً اُنسے ملاقات
کرا دینا گویا مار ڈالنا ہی اور شادی مرگ اسی کا نام ہی تجھکو پہلے حال سے خبر کرنی تھی بعد اسکے باہم ملاقات کرانا تھا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب دیکھو اگر لعاب دماغ سے اُنکے جاری ہی تو البتہ صورت زندگی کی ہی ابھی ہلاک نہین ہوے
جذبۂ اشتیاق طرفین از حد تھا اور عین عالم یاس مین کہ جسکا ہونا ممکن نتھا یکایک ملاقات ہوگئی ایک عالم استعجاب انکو
ہوا اور گرمی عشق نے دماغ کیطرف صعود کیا جسکی وجہ سے مسامات بند ہوگئے اب جلد انکے دماغ پر پچھنے لگائے جائین
اور لعاب دہن ایک کا دوسرے کے دماغ مین ٹپکایا جاوے بعد اسکے ایک ہی پلنگ پر دونون کو سلایا جائے
تو یقین ہی کہ تندرست ہو جاوین اور جو لعاب اُنکے دماغ کا خشک ہوگیا تو بقاے زندگی کو پہونچے شہاب نوجوان
عالم خواب سے بیدار ہوا فورًا دوڑا اور اُن دونون کو دیکھا تو لعاب دماغ سے جاری تھا شکر خدا کیا اور حسب ہدایت
علاج کیا گیا غرض فورًا دونون عاشق و معشوق ایک ساعت مین ہوش مین آئے ضرغام شاہ شکر پروردگار عالم بجا لایا
اور شہاب نوجوان سے کہا اے دلاور دوران آپ حکیم حاذق عشق عاشقان اور معالج قالب بیجان ہین مین بندہ
بے زر آپکا ہوگیا اور نرگس شہلا کنیز خاص آپکی ہوگئی کسواسطے کہ آپنے وہ احسان ہم دونون پر کیا ہی کہ آپکے احسان کا اگر
ہر مو بجاے زبان کے ہون تو بھی تا زیست شکریہ نہ ادا ہو اب آپ محلسرا مین تشریف فرما ہون شہاب نوجوان نرگس شہلا
کے پاس آیا اور کہا آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر فرمائیے نرگس شہلا اور ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان
کے لیے دعاے خیر کی شہاب نوجوان وہان سے اپنے خیمہ مین آیا اور بعد ختم اسم معظم سو رہا نقابدار نے عین عالم واقعہ مین
تشریف لائے اور فرمایا اے شہاب نوجوان اب تم فکر رہائی شاہزادہ مشتری طلعت مین کل صبح کو قطب شمالی کیطرف سفر ہو
جاؤ تین فرسخ کے بعد پہاڑ ملیگا وہان ایک مکان قصر الجبال ہی اُسمین محتال جادو اور کبیدا نام ملعونہ مع شاہزادہ

مشتری طلعت کو شراب پلایا چاہتے ہونگے اسواسطے کہ کیدانہ ملعونہ کا مدعاے دل پورا ہو یعنی مستی شراب مین بوے دہن
کیدانہ ملعونہ دماغ مین نہ آئے اور عجیب و غریب راز و نیاز کی باتین معشوقانہ کیدانہ ملعونہ دورسے شاہزادہ مشتری طلعت سے
کر رہی ہوگی اور خود بزور سحر ملکہ سعیدہ کی ہمشکل بنی ہوئی ہوگی جسوقت کہ تم وہان پہونچوگے برکت سے اس نگینہ عقیق کے جادو محتال کا
باطل ہوجائیگا اور جو کچھ نقاب دار صاحب اسرار نے شاہزادہ مشتری طلعت کے باب مین ہدایت کی ہے آگے بیان ہوگی

القصہ صبح کو شہاب نوجوان بمجرد بیدار ہونے کے بطرف کوہ شمال روانہ ہوا اور جب قصر الجبال مین پہونچا ایک
مکان عالیشان سنگ یشب کا نہایت دلکشا و فرحت افزا دیکھا شہاب نوجوان سیر کرتا وہان پہونچا جہانکہ محتال جادو
اور کیدانہ بیٹھے تھے اور شراب کا چرچہ شروع تھا اور شاہزادہ مشتری طلعت بھی کیدانہ کو اپنی معشوقہ راحت جان سمجھ کے
جذبہ شوق مین خواہان وصال تھا دفعۃً محتال بد مآل کی نگاہ شہاب نوجوان با اقبال پر پڑ گئی ہوش اُس مے نوش
کے جاتے رہے اور نشہ ہرن ہوگیا جب شہاب نوجوان اور قریب آئے محتال نے للکارا کہ اے دشمن جان جادوان
تم کسطرح یہان آئے اور کس مخبر نے یہ خبر دی شہاب نوجوان نے جواب دیا او ملعون بعلم اللہ الجلیل ہمکو خبر ہوئی
محتال نے تیغ آبدار لیکے حملہ کیا اور ایک ساعت جنگ خوب رہی آخرکار شہاب نوجوان نے اُسکو قتل کیا مصرعہ
نکو شد کہ خس کم جہان پاک شد۔ بعد قتل محتال شہاب نوجوان داخل حجرہ ہوے دیکھا شاہزادہ دری مشتری طلعت
اور کیدانہ کی صحبت گرم ہے کیدانہ پر جو ہین سایۂ نقش معظم پڑا برکت سے اُس نگینہ کے سحر کیدانہ باطل ہوگیا اور اپنی
صورت اصلی پر آگئی اور بوے بد اُس ملعونہ کے دہن ناپاک سے ایسی پھیلی کہ تمام حجرہ متعفن ہوگیا شاہزادہ دری مشتری طلعت
نے دیکھا کہ ایک عورت خبیثہ و بد صورت پہلو مین بیٹھی ہے اور بنظر غور مجھے دیکھ رہی ہے شاہزادہ دری مشتری طلعت
متحیر ہوکر کیدانہ کے پاس سے ہٹ گیا اور اُس بوے بد سے ناک بند کر لی بعد اُسکے پوچھا او ملعونہ تو کون بلا ہے کہ

مثل گرگٹ رنگ بدلتی ہی کیدانہ نے جواب نہ دیا اور سحر کرنا شروع کیا کہ شہاب نوجوان سامنے آیا اور شاہزادہ دری مشتری طلعت کو سلام کیا شاہزادہ مشتری طلعت نے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان خوش آمدی بیت

بیا بیا کہ خوش آمدم از آمدنت	ہزار جان گرامی فدائے بر قدمت

شہاب نوجوان نے کیدانہ کو حجرے سے باہر لا کے ستون سے باندھ دیا شاہزادہ دری مشتری طلعت حجرہ سے باہر آیا دیکھا کہ مشفق و مہربان اپنا یعنی محتال مقتول پڑا ہی شہاب نوجوان سے کہا ای برادر بر اسے خدا یہ فرمائیے کہ آپ یہان کیونکر تشریف لائے اور نام آپکا کیا ہی شہاب نوجوان نے فرمایا ای شاہزادہ مین اس کافر سے فرصت کرلون تو کیفیت اپنی بیان کرون آخر کیدانہ کو بھی قتل کیا اور اپنی سرگذشت شاہزادہ دری مشتری طلعت سے بیان کی شاہزادہ دری مشتری طلعت نے شہاب نوجوان کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای برادر تمنے بڑا احسان کیا مین تمھارے بار احسان سے تمام عمر سر نہ اُٹھا سکونگا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے کہا اب کیا ارادہ ہی شہاب نوجوان نے کہا حسب ارشاد و ہدایت نقا بدار صاحب اسرار کے جبل الخیل کو جاؤنگا کہ عالم رویا مین حکم ہوا ہی کہ قصر الجبال جبل الخیل ستر فرسخ داہنی طرف ہی وہان چند دیو خدا پرست گھوڑے کی صورت بروزشنبہ آستے ہین وہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصر کے وقت اُن گھوڑون کو دیکھکر ایسے تماشے مین محو ہوے کہ نماز عصر قضا ہوگئی حضرت سلیمان عؑ نے فرمایا إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ اسوقت اُن گھوڑون کو راہ خدا مین قربانی کیا فوراً آفتاب نے رجعت کی یعنی پھر طلوع ہوا حضرت نے نماز عصر ادا کی اور اسیطرح ایک مرتبہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی جہاد مین نماز عصر قضا ہوگئی تھی تو دعاے یوشع بن نون عؑ سے آفتاب نے رجعت کی اور دُوم مرتبہ حضرت رسالت پناہ آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے وقت مین کہ جب وہ حضرت درۂ کوہ سے منزل صہبا مین تشریف لائے اور اُس مقام مین کہ جہان وحی نازل ہوئی اور یہ آیہ کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ حضرت سر مبارک اپنا زانوے حضرت شاہ ولایت حیدر کرار غیر فرار پر رکھ کے وحی مین مخاطب ہوے اور جب کلام راز و نیاز بے نیاز سے فارغ ہوے آفتاب غروب ہوچکا تھا پس حضرت نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا یا علیؑ تمنے نماز عصر ادا نہین کی فرمایا خدا اور رسول خدا پر ظاہر ہی کہ مجھے فرصت نہین ملی چونکہ حضرت کی نماز کبھی قضا نہین ہوئی تھی لہذا آفتاب بدعاے حضرت رسالت مآبؐ طلوع ہوا اور امیر المومنینؑ نے نماز عصر ادا کی اور چوتھے بعد وفات خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے جب شاہ ولایت وصی حضرت رسالت مآب علیہما السلام جنگ نہروان سے فارغ ہوکے طرف کوفہ متوجہ ہوے اور زمین بابل مین پہونچے جو جاے عذاب الٰہی تھی حضرت نے وہان مقام فرمایا تو جویریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین بھی حاضر تھا اور میرا قصد بھی تھا کہ مین اپنے امام کے ہمراہ نماز ادا کرونگا جب پُل جو سوری نام سے گذرے تو آفتاب غروب ہوگیا تھا مین نے دلمین کہا کہ وصی پیغمبر کی نماز کا قضا ہونا تعجب کا مقام ہی

حضرت میرے اس خطرہ پر مطلع ہوے اور مجھ سے فرمایا ای جویریہ شاید طبیعت مین تیری کچھ اندیشہ پیدا ہوا مین سنے جو دلمین خیال کیا تھا حضرت سے عرض کیا حضرت ولایت مآب نے اُسوقت کچھ کلمات ایسے فرمائے کہ میرے فہم مین نہ آئے مجرد ارشاد کے ایک آواز تکبیر آسمان سے آئی اور آفتاب طالع ہوا حضرت نے نماز ادا کی مین بھی مقتدی ہوا اور نماز پڑھی اور کہا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّۃَ اَھْلِ بَیْتِ حَبِیْبِکَ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلَیْہِ الغرض شاہزادہ مشتری طلعت نے کیفیت اُن گھوڑون کی سنکر شہاب نوجوان سے کہا ای برادر والاقدر اب جو فرمائیے عمل مین آوے شہاب نوجوان نے کہا تمکو جبل الخیل پر پہچاکے جو اسم کہ مجھکو تعلیم ہوا ہی مین تمکو تعلیم کرونگا تم اُسکو تعداد معینہ سے پڑھنا ایک گھوڑا مشکی ادہم وہان آئیگا تم بعد ختم تین مرتبہ باواز بلند یہ کہنا کہ ای ادہم بحق حضرت سلیمان علیہ السلام چند روز تو میرے پاس حاضر رہ اور جبتک کہ مین تجھے رخصت نہ کرون تو اپنی شکل تبدیل نہ کرنا ادہم تمھارا حکم بجالائیگا پھر وہان سے ہم مہم اشرار جادو کو جاوینگے قصہ کوتاہ شاہزادہ دری مشتری طلعت شہاب نوجوان کے ساتھ روانہ ہوے اور عصر کے وقت جبل الخیل پر پہونچے وہ پہاڑ از حد بلند تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور اشجار میوہ دار و آبشار شیرین و خوشگوار و سبزہ زار کو وہان کے دیکھا اور بیچ مین ایک چٹان سنگ مرمر کی ہموار تھی شہاب نوجوان اور شاہزادہ دری مشتری طلعت رات کو وہین رہے صبح کو وہ اسم شروع کیا تیسرے پہر کو ایک آندھی ایسی اٹھی کہ تمام گرد باد ہوگیا اور ہزارہا گھوڑے پر پرزاد سامنے سے نمودار ہوے شہاب نوجوان ایک جگہ پوشیدہ ہوگیا شاہزادہ دری مشتری طلعت بعد ختم اسم پاک کے اُن گھوڑون کے چراگاہ مین آیا اور تماشا گھوڑون کا دیکھ رہا تھا کہ گھوڑا ادہم مشکی بھی سر پر کلغی مرصع و جواہر نگار مثل تاج ساتھ سب گھوڑون کے چرتا پھرتا ہی غرضکہ سب گھوڑے پانی پیکر اُڑ گئے جب نوبت ادہم مشکی کی آئی شاہزادہ مشتری طلعت نے حسب تعلیم شہاب نوجوان اُس سنگ مرمر پر کھڑے ہوکر وہی کلمہ باواز بلند کہا ادہم نے پہلے بہ نظر غیظ شاہزادہ مشتری کو دیکھا بعد اُسکے قریب آیا شہاب نوجوان بولا جلد اسپر سوار ہوا اور اسکو تین بار پڑھو سبحان الذی سخر لنا ھذا غرضکہ شاہزادہ مشتری طلعت نے تین مرتبہ پڑھکر گھوڑے پر دم کیا فوراً تمام پروبال ادہم کے معدوم ہوگئے اور وہ مثل اور گھوڑون کے ہوگیا شہاب نوجوان نے کہا ای شہریار خاطر جمع رکھو جب ضرورت ہوگی خودبخود پروبال ادہم کے پیدا ہوجائینگے شاہزادہ مشتری طلعت ادہم پر سوار ہوکر لشکر کو روانہ ہوا

اب کمیت خامہ طرف پردۂ دوم طلسم کے جولان ہوتا ہی اور باقی حال فرخندہ فال شاہزادہ معزالدین والاتمکین کا بیان کیا جاتا ہی

یہانتک حال بیان ہوچکا ہی کہ خورشید فلک شوکت و وقار و نونہال گلستان ہمیشہ بہار واجب التعظیم و تکریم یعنی شاہزادہ معزالدین نے پردۂ دوم منزل چہارم قصر قرآن السعدین مین حکیم ابوالمحاسن سے ملاقات کی اور ملک الشیاطین یعنی شدید روس آتش دہن کو ملک الحق سلطان ارقیموس نے قتل کیا اور شاہزادہ معزالدین نے حکیم صاحب سے

فرمایا کہ ای آفتاب فلک اسرار تا کجا فراق یار و ہجر دلدار مین لاچار و دیوانہ وار رہون اب آپ جلد تر مجھکو قصر قرآن السعدین مین پہونچا دیجے
حکیمصاحب نے فرمایا صبر کرو کہ وہ قصر اب ایک میل سے زیادہ دور نہین ہی بعد اسکے حکیمصاحب اور شاہزادہ دلدادہ پیادہ قصر
قرآن السعدین کو روانہ ہوے شاہزادے نے فرمایا حکیمصاحب آپ حاکم طلسم جلیل القدر و صاحب اختیار ہین باوجود ان اختیارات
کے اتنی پیادہ روی کیون اختیار کی حکیمصاحب نے فرمایا یہ حضور کی بدولت ہی اگر آپ کاغذ نہ گم کر دیتے تو ہم تکلیف پیادہ پائی کیون
اٹھاتے اب اس خطا کے عوض ہر ایک تکلیف تسلیم کرنی پڑی تا کہ حصول مقصد مین فرق نہو اور ہین بوجہ آپکی حرمت و پاس خاطر کے
سوار نہین ہو سکتا القصہ بعد دو پہر حکیمصاحب نے بھی رجعت کو کام فرمایا یعنی مغرب سے مشرق کو پھرے شاہزادے نے حال
رجعت کا استفسار کیا حکیمصاحب نے فرمایا ای فرزند طلسم کے قواعد اکثر خلاف واقع ہو گئے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم برج حوت ہی اور جب آفتاب
برج جوزا مین جاتا ہی تو برج حوت بالاے آسمان طلوع کرتا ہی اور توجہ اسکی مشرق سے مغرب کیطرف ہوتی ہی اور جب زوال کے وقت
حوت غروب ہو جاتا ہی پھر موافق حرکت فلکی کے زیر زمین مغرب سے مشرق کی سمت حرکت کرتا ہی اسوقت ضرور ہی کہ متوجہ طلسم بھی موافق
رفتار حرکت اسکی کے راہ قطع کرے اگرچہ ستیارہ طلسم ہی عادت پر مراجعت کرتا ہی لیکن یہ امر در اصل نہین ہی جو وہ سمجھا بلکہ بانیان طلسم نے راہ
طلسم حوت اسی طرح مقرر کی ہی شاہزادے نے فرمایا مین نے کسی طلسم کی اسطرح راہ قطع نہین کی حکیمصاحب نے فرمایا کہ یہ لازم نہین ہی کہ
طریقہ سب طلسم کا ایک ہی ہو یہ طریقہ فقط برج حوت کے لیے مقرر ہی بعد اس سوال و جواب کے قریب شام حکیمصاحب و شاہزادہ
معز الدین ایک درہ کوہ مین داخل ہوے اور جب اس درہ سے نکلے تو ایک دریاے قہار ناپیدا کنار نظر آیا اور بیچ مین اس دریا کے
ایک قصر سبز رنگ بادامی نظر آیا اور دیوار شرقی قصر مین ایک آئینہ ایسا نصب تھا کہ اسکے عکس سے تمام دریا روشن تھا حکیمصاحب نے وہ
رات دریا کے کنارے بسر کی ملاحت پری طعام انواع و اقسام کے لائی دونون صاحبون نے نوش فرمایا صبح کو حکیمصاحب شاہزادہ
کو کنارے دریا کے لائے وہان دیکھا کہ دو مرد پشت بہ پشت بیٹھے چوب تر کا بیڑہ بنا رہے ہین مگر مابین ان دونون کے اتنا فاصلہ ہی
کہ ایک کی صورت دوسرے کو اچھی طرح محسوس نہین ہوتی شاہزادے نے حکیمصاحب سے پوچھا یہ دونون مرد کون ہین اور
کنارہ دریا پر کیا کام بناتے ہین حکیمصاحب نے کہا تم خود جا کر پوچھو شاہزادہ ایک مرد کے پاس گیا اور پوچھا ای جوان تیرا نام کیا ہی اور
یہ بیڑا کیون بناتا ہی اسنے کہا آپکو ہمارا حال دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ نے فرمایا شاید ہم تمھارے کام آوین اسنے کہا مین
بندۂ خدا شہر آبگینہ حصار سے ہون اور مجھے ایک امر دشوار درپیش ہی کہ کسی صورت سے وہ معاملہ حل نہین ہو سکتا لہذا مین یہان سیمرغ قاف
سے اپنے مطلب کا سوال کرنے آیا ہون اگر جواب باصواب حاصل ہوا تو خیر ورنہ جان اپنی ہلاک کرونگا لیکن جب مین اس بیڑے پر سوار ہو کر
اس پار جانے کا قصد کرتا ہون ایک ہواے تند و برخلاف ایسی چلتی ہی کہ مین پھر اسی پار آجاتا ہون اور وہ بیڑہ بھی پانی کے زور و شور
سے ٹوٹ جاتا ہی مین پھر اسے چوب تر لا کر بیڑا تیار کرتا ہون شاہزادہ نے کہا ناحق تو اسقدر محنت کرتا ہی یہ بیڑا کبھی اسیطرح ٹوٹ جائیگا
اسنے کہا ٹوٹ جائے مین تا قیامت یونہین بنایا کرونگا اس سے دست بردار نہونگا شاہزادے نے پوچھا اس دوسرے مرد سے کیا تو
واقف ہی اسنے جواب دیا کہ مین اپنے ہی حال سے واقف نہین دوسرے کو کیا جانون تم خود اسی سے پوچھو شاہزادہ دوسرے کے پاس

کیا دیکھا کہ وہ بھی پتھر ابنا رہا ہے شاہزادے نے اُسکا حال پوچھا اُسنے بھی یہی کہا کہ مین شہر آبگینہ حصار کا رہنے والا ہون ایک
مطلب کیواسطے یہان آیا ہون شاہزادے نے پوچھا وہ دوسرا مرد کون ہے اُسنے جواب دیا بیت

چو از بس شور لیلی در سرم ہست	کجا پرواے کار دیگرم ہست

شاہزادے نے جواب دیا رباعی

کہ مگر عاشقی ای شیفتہ مرد	کہ بدینگونہ شدے لاغر و زرد	گفت آرے بسرم شور کسی ہست	کس چو من عاشق رنجور بسی ست

پھر شاہزادے نے استفسار کیا تو نے کسقدر یہ پتھرے بنائے اُسنے کہا یہ تیسرا ہے شاہزادے نے کہا کہ جب تیرا پتھر اتلاطم موج کا متحمل
نہین ہے تو کیون اسقدر محنت کرتا ہے اُسنے کہا سوا اسکے اور کوئی تدبیر مجھے معلوم نہین اس امید پر محنت کر رہا ہون کہ شاید ابکی بار
اُس پار پہونچ جاؤن شاہزادے نے کہا شاید تیری معشوقہ اس قصر مین ہے جو تو اسقدر مشقت کر رہا ہے اُسنے کہا مین اپنا حال مفصل
نہین کہہ سکتا کہ شاید آپ افشا کر دین اور مین کسی بلا سے ناگہانی مین پھنس جاؤن شاہزادے نے وہ تمام کیفیت حکیم صاحب سے
بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کون ہین اگرچہ آپ صورت آشنا نہونگے لیکن عبیدون عابد سے سُنا ہوگا
کہ دو شخص زائچہ کھچوانے میرے پاس آئے تھے اور وہ آپسمین قرابت کرنا چاہتے تھے اب پھر دوبارہ مجھ سے سُنیئے کہ شہر آبگینہ حصار مین
ایک بادشاہ معالی سلطان اور دوسرا درویش صاحب خانقاہ اس رتبہ کا ہے کہ تمام خلائق شہر اُسے اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہے
لیکن اُس شہر مین نسبت غیر سے کرنا کمال معیوب جانتے ہین آپسمین شادی کرتے ہین تا اینکہ اگر بادشاہ فقیر سے نسبت چاہیگا تو
فقیر بادشاہ کو ذلیل جانکر ہرگز راضی نہوگا اتفاق روزگار معالی سلطان بن عالی سلطان دختر فقیر صاحب خانقاہ پر جسکا
کرشمہ خاتون نام ہے عاشق ہوا اور قدرت قادر حقیقی سے اُس درویش کا بھی فرزند نوجوان جمیل عرفان بادشاہ کی دختر بلند اختر
یعنی معالی کی ہمشیرہ پر عاشق و فریفتہ ہو گیا لیکن یہ دونون بخوف اپنے اپنے بزرگون اور رسم شہر کے اس امر کو کسی سے ظاہر
نہ کر سکے آخر ناچار ہو کر عبیدون عابد کے پاس اس غرض سے گئے کہ وہ علم رمل سے دریافت کر دے کہ انجام کار اس امر
دشوار کا کیا ہوگا آیا ممکن ہے یا نہ عبیدون نے اُنکو دوسرے روز بلایا یہ حسب وعدہ دوسرے روز عبیدون عابد کے
پاس گئے وہان عبیدون عابد کو نہ پایا آخر کار بعالم یاس و ہراس مین اُداس بیٹھے تھے یکایک شاہ و گدا دونون کے
خیال مین آیا کہ مطلب اپنا مرآۃ الغیب سے بیان کرنا چاہیے دیکھین وہان کیا جواب ملتا ہے شاہزادہ نے فرمایا یہ حال مجمل
سمجھ مین نہین آتا آپ مفصل بتصریح بیان فرمائیے کہ یہ دونون عاشق کسطرح ہوے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایک روز کرشمہ خاتون
فقیر خانقاہ کی دختر نیک اختر محل عالی سلطان مین مہمان گئی اور وہان معالی سلطان نے اُسے دیکھ لیا پس دیکھتے ہی
عاشق ہو گیا اور کرشمہ کو بھی معالی سے محبت دلی ہو گئی معالی پہلے عبیدون عابد کے پاس گیا جب عبیدون عابد باغ مین
نہ ملا دوسرے روز وحشت مزاج و شورش عشق مین بیتاب ہو کر دیوانہ وار شکار کے بہانہ سے صحرا کی طرف نکلگیا یکایک ایک
ہرن نظر آیا معالی نے کمند ہاتھ مین لیکر دل مین کہا مین اس نیت سے کمند اس ہرن پر مارتا ہون کہ جو یہ ہرن زندہ گرفتار ہو گیا

تو یقین ہی کہ میری معشوقہ بھی کمند عشق میں میرے آجائیگی اُس ہرن نے تین روز و شب اسقدر حیران و سرگردان کیا کہ گھوڑا بھی
پست ہو گیا اور سہرن ہاتھ نہ آیا چوتھے روز معالی خستہ و ماندہ ایک درخت کے سایہ میں سو گیا اُس عالم واقعہ میں کرشمہ خاتون کہ بال
نازو انداز معالی کے پاس آئی معالی نے کمال عجز سے کہا اے جان جہان اگرچہ تو مرشد عالم کی بیٹی ہی اور کرشمہ نام رکھتی ہی مگر افسوس صد
ہزار افسوس کہ اپنے عاشق زار کے حال سے واقف نہیں کرشمہ خاتون نے جواب دیا کہ اے معالی مصرعہ عاشق نشد کہ یار بحالش
نظر نہ کرد؛ معالی نے کہا خیر اب مجھے کوئی تدبیر وصال بتاؤ ورنہ میرا خون تمھاری مفارقت میں ہوگا کرشمہ خاتون نے کہا کہ قصر
قران السعدین میں جا کر مرآۃ الغیب سے اپنے حصول مدعا کا سوال کر معالی سلطان جب خواب سے بیدار ہوا بخیال مستقیم
طلسم قران السعدین کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا حکیم صاحب آپنے معالی سلطان کا حال اسطرح بیان فرمایا
گویا دیدہ تھا حکیم صاحب نے فرمایا میں احوال طلسم برج حوت کے اصل الاصول سے آگاہ ہوں بلکہ ماہیت کل طلسمات سے با جہان
آپنے تماشا دیکھا ہی شاہزادہ نے پوچھا اصل الاصول کیا شی ہی حکیم صاحب نے فرمایا علیبدون عابد نے تمسے ضرور تذکرہ مرآۃ الغیب
کا بیان کیا ہوگا کہ مرآۃ الغیب ایک آئینہ طلسم ہی اُسمیں اصل الاصول کی صورت نظر آتی ہی الا اُس شخص کو کہ جو آخر میں اُس آئینہ کا
مالک ہو شاہزادے نے فرمایا میں بھی مرآۃ الغیب سے ضرور اصل الاصول کا سوال کرونگا حکیم صاحب نے کہا اب آپ جمیل عرفان
بن مرشد عالم کا بھی حال سُنیے کہ جس روز معالی سلطان کرشمہ خاتون پر عاشق ہوا تھا اُسی روز علیا سے بلند ابرو خواہر
معالی سلطان ایک غرفہ میں محل کے بیٹھی سیر دریا کر رہی تھی اتفاقاً جمیل عرفان بھی اُسطرف آنکلا اُسکی علیا سے بلند ابرو
سے آنکھیں چار ہو گئیں فوراً نظر کے تیر سے دونوں کے دل کے پار ہو گئے اور برچھیاں عشق کی باہم دوسار ہو گئیں بیت

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ　　صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

جب جمیل کو کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا گھبرایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر

شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہی　　صورت یاس بھی بن بنکے بگڑ جاتی ہی

پس اُسی روز بعد عصر علیبدون عابد کے پاس آیا علیبدون عابد نے جمیل کو بھی دوسرے روز بُلایا جمیل جب اُس دن سرا
دوسرے روز جب آیا باغ میں بجز خار گل امید کو نہ پایا یعنے علیبدون عابد نظر نہ آیا مضطرب الحال ہوا اور گھبرایا اس عرصہ میں
جمیل کے باپ نے بھی یہ حال اپنے پسر نوجوان کا سُنا اُسنے بیٹے کو خلوت میں بلایا بہت سمجھایا اور کہا ع

گھر خوبی میں وفا کا پاس نہیں　　چمن گل کاغذی میں باس نہیں
منہ چھپایا ہی مہر سا جہت سے　　بے وفائی کا کچھ قیاس نہیں
کھینچے نخوت دل بھی اپنا نثار　　ہاں یہ تو بھی آنکھیں سے یاس نہیں
شکوہ ابنائے جنس کا ہی عبث　　پنج انگشت ایک راس نہیں

جمیل نے اپنے والد سے دست بستہ عرض کی کہ فدوی کو حضور کے ارشاد میں کچھ عذر نہیں ہی لیکن میں کیا کروں کہ دل پر میرا
اختیار نہیں ہی بقول اسکے کہ بیت

آنکھ نے دیکھا تھا اُسکو اسلیے زاری میں ہی　　دل نے کیا دیکھا تھا میں دیکھے گرفتاری میں ہی

جب کوئی امر پند و نصیحت کا کارگر ہوا تو کہا ای فرزند دلبند عاقل و ہوشمند تو نے بڑے شکار کا ارادہ کیا اپنے منھ سے لقمہ ہزار چند زیادہ چاہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہی بہر حال اب بہتر یہ ہی کہ تو تن تنہا دشت مغیلان کی راہ لے اور قصر قرآن السعدین میں پناہ لے اگر تیرا نصیبا یاور و مددگار ہی تو یار ہمکنار ہی ورنہ تجھے اپنی مرگ و زیست کا اختیار ہی لیکن بے نیل مرام تو نہ پھرنا اور مجھے صورت اپنی نہ دکھانا بیس جا خدا حافظ اور اللہ نگہبان ہی یہ سنکے جمیل باپ سے رخصت ہوا اور کہا جیسا کہ ارشاد ہوا ہی خدا نے چاہا تو یہی ہوگا اور قصر قرآن السعدین کو روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ یہ دونوں جوان مایوس حیران و پریشان ایک دن اور پانچ ساعت کے تفاوت سے جلاے وطن ہوے اور بعد روانہ ہونے کے بادشاہ جہجاہ نے مرشد عالم پاکدامن سے بلاکر حال فرزند پوچھا مرشد نے جواب میں کہا کہ ای بادشاہ مجھ سے آپ کیا پوچھتے ہین مصرعہ خویشتن گم ست کرا رہبری کند ۔ میرا دلبند بھی کل سے غائب ہو گیا ہی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا حکیم صاحب آیا معالی و جمیل کا مطلب بھی حاصل ہوگا یا نہین حکیم صاحب نے فرمایا ہان بیت

درین فال بیشک شوی بہرہ ور	ولیکن بدشواری سخت تر

شاہزادے نے فرمایا پھر اگر یہ دونوں آپس میں فیصلہ کرلین تو بہتر ہی حکیم صاحب نے فرمایا مانع عقد وہی رسم شہر ہی کہ غیر کفو مین نسبت مطلق منع ہی اور کفو یہان قوم سے مراد ہی شہر آئینہ حصار کی خلایق کا بموجب اس آیہ کریمہ کے عمل ہی کل حزب بما لدیہم فرحون اسی وجہ سے فقیر بھی بادشاہ کو خیال مین نہین لاتے شاہزادہ نے فرمایا ای رازدار اسرار خفی و جلی ہر چند کہ یہ رہنے والے ایک ہی شہر کے ہین لیکن آپس مین صورت آشنا نہین حکیم صاحب نے فرمایا کہ اول تو یہ اپنے کو پوشیدہ کیے ہین ہیئت بدلے ہوے ہین دوسرے باہم اپنے حال مین ایسے خود رفتہ ہین کہ اپنے حال سے خود آگاہ نہین تیسرے یہ بھی خیال ہی کہ اگر مین کسی سے حال پوچھونگا تو وہ بھی مجھ سے دریافت کریگا اور افشاے راز مین خرابی ہوگی مگر تم جاکر انسے کہو کہ حکیم ابو المحاسن آیا ہی اور وہ کہتا ہی کہ اگر تم ایک مرتبہ اس پتھر سے پر سوار ہوے تو ساتھ ہی اس پتھر کے تمھارے اعضا بھی ٹوٹ کر پرزے پرزے ہو جائینگے اور کہنا کہ تمکو بلایا ہی شاہزادہ پہلے معالی سلطان کے پاس گیا اور کہا ای شخص تیرے بخت نے یاوری کی جلد چل کہ حکیم ابو المحاسن نے بلایا ہی معالی سمجھ گیا کہ بیرون اظہار نام کے اُسنے میرا نام لیا بیشک یہ مرد بزرگ ہی غرض شاہزادہ معالی اور جمیل کو لیکر حکیم صاحب کے پاس تشریف لایا حکیم صاحب نے ہر ایک کا حال جداگانہ دریافت کیا بعد اذان کہا ای شہریارو مہرۂ ماہی حضرت یوشع دریا کو دکھاو شاہزادے نے وہ مہرہ ماہی دریا کو دکھایا یکایک آب دریا نے جوش کھایا اور بعد ایک ساعت کے ایک مچھلی نہایت بڑی دریا سے اُبھر کے کنارے پر آئی اور منھ اپنا کھولا شاہزادے نے حسب الحکم حکیم صاحب وہ مہرہ ماہی دہان ماہی مین ڈال دیا ماہی غائب ہو گئی ایک لحظہ نہ گذرا تھا کہ ایک کشتی دریا سے باہر نکلی اُسپر ایک نازنین اپنے ہاتھ سے کشتی کو کھینچتی ہوئی آئی اور حکیم صاحب و شاہزادہ معز الدین و معالی سلطان و جمیل کو سوار کرکے پار پہونچا دیا اور مہرہ شاہزادہ معز الدین کے حوالے کیا اور خود دریا مین غائب ہو گئی شاہزادے نے اُس قصر بادامی کو بہت تکلف کا پایا اور آگے اُس قصر کے ایک میدان وسیع دیکھا اور اُس میدان مین شعاع آئینہ مثل شعاع آفتاب پر تو فگن تھی شاہزادہ نے جو بغور ملاحظہ فرمایا تو آفتاب کا کہین نشان نہ تھا فقط وہ آئینہ ایسا روشن تھا کہ عکس سے وہ تمام مقام پر نور تھا

علاوہ اسکے وہ آئینہ مثل آفتاب کے طلوع وغروب ہوتا تھا شاہزادے نے حکیم صاحب سے اُس آئینہ کا حال پوچھا حکیم صاحب نے
فرمایا پہلے ان بیچارون کو کہ خانمان آوارہ ہوکر باسید حصول مراد یہان آئے ہین اجازت دو کہ آئینہ مین اپنے معشوقون کو دیکھین تاکہ انکا
مقصد دلی حاصل ہو کیونکہ تمھارے طفیل مین اکثر مرادمند اپنی مراد کو پہونچے ہین شاہزادے نے فرمایا یہ خوب بات ہے اور انکی حاجت برآری
ہو اور مین ناکام رہون حکیم صاحب نے فرمایا کریم کی یہی صفت ہے کہ غیر کے کام کو اپنے کام پر مقدم جانے بعد اسکے معالی سلطان کو ایک
اسم بتایا اور کہا کہ زیر قصر آئینہ کے مقابل آنکھین بند کرکے پڑھو اور آئینہ کو دیکھو اور کہو کہ اے مرآۃ الغیب بحق علام الغیوب میری محبوبہ
کی صورت آئینہ مین دکھا دے اگر وصال جانان تقدیر مین مقدر ہوا ہے تو ضرور معشوقہ کی صورت آئینہ مین نظر آئیگی لیکن اسم کو بعد سات بار
کے آنکھین کھول کے پڑھنا معالی سلطان نے کہا بہت خوب بعد ازان حکیم صاحب نے جمیل عرفان کو بھی اسیطرح تعلیم کیا جمیل
نے کہا یا حضرت بعد معالی سلطان کے مین شروع کرون کہ معالی سلطان اپنی ہمشیرہ کو نہ دیکھے کہ مجھے برا بھلا کہیگا حکیم صاحب نے
فرمایا کہ جب تم دونون ایک ساعت اور ایک وقت مین عاشق ہوے اور تمھاری بہن پر وہ عاشق ہوے اور اُسکی بہن پر تم
پس تمھارا اُنکا مرتبہ مساوی ہے اگر وہ کچھ کہیگا تو تم بھی کہنا جواب ترکی بترکی ہو بعد فیصل ہونے اس امر کے پھر تمھارا اُنکا فیصلہ کرادیا جائیگا
جمیل بھی عقب مین معالی سلطان کے گیا اور اسم شروع کیا اور حکیم صاحب نے شاہزادے سے کہا کہ اب آپ بھی تشریف لیجائین
اور وردخوانی کا ان دونون کی تماشا دیکھین شاہزادہ اور حکیم صاحب زیر دیوار قصر تشریف لائے اور آئینہ کو نزدیک سے
دیکھا تو اُسمین مثل تمام آئینون کے کسی کا عکس معلوم ہوتا تھا اور ایسا صاف مثل برق کے تھا کہ کسی کی نظر کام نہ کرتی تھی اور یہ دونون
معالی سلطان اور جمیل اسم خوانی مین مشغول تھے لیکن بوجہ اسکے کہ وظائف جمیل کو مہارت زیادہ تھی اُسنے معالی سلطان سے
پہلے اسم تمام کیا اور علیاے بلند ابرو بہزار ناز و انداز آئینہ مین جلوہ گر ہوئی اور اُسنے ایسی باتین باندازِ معشوقانہ محبت آمیز
اشارہ سے کین کہ جمیل محو مطلق ہو گیا اس عرصہ مین معالی سلطان نے بھی اسم ختم کیا دیکھا کہ ہمشیرہ علیاے بلند ابرو بے تکلف
آئینہ مین موجود ہے اس تماشاے حیرت افزا سے معالی سلطان کے ہوش جاتے رہے اور کہا واہ کیسا یہ آئینہ ہے کہ جسمین مان بہن مین
فرق و امتیاز نہین ہے یعنی معشوقہ کی جگہ ہمشیرہ کو دکھاتا ہے ابھی سات مرتبہ اور بھی آنکھین کھول کے پڑھنا باقی ہے وہ تمام کرلون تو جو چاہا ہوگا
دیکھا جائیگا الغرض بعد اتمام باقی ماندہ اسم کے معالی سلطان نے بکمال بددماغی پھر آئینہ کو دیکھا اور اپنے مطلب کی درخواست کی لیکن پھر
خود دیکھا کہ جمیل علیاے بلند ابروے باگردان ہو رہا ہے تو سمجھا کہ علیاے بلند ابرو جمیل کی معشوقہ ہے یہ امر نہایت شاق و دشوار گذرا
اور ایک حالت غیظ وکمال غضب مین جمیل سے کہا او گدازادے معشوقہ خور اس پیشہ دریوزہ گری سے اس رتبہ کو پہونچا کہ بادشاہ زادیون پر
عاشق ہونے لگا اور اپنی قدر و منزلت کو بھول گیا شاید سلسلۂ درویشی اپنے خاندان کا خاک وخون مین ملانا چاہتا ہے جمیل اُسوقت لطف دیدار
معشوق مین ایسا غرق تھا کہ یہ بھی نہ جانا کہ معالی سلطان نے کیا کہا اور کسکو کہا ناگاہ کرشمہ خاتون کی صورت آئینہ مین نمودار ہوئی جمیل نے
جو اپنی بہن کو آئینہ مین دیکھا وہ سمجھا کہ معالی سلطان کرشمہ خاتون پر عاشق ہوا ہے اور اُسوقت سرخ رو ہوئی معالی سلطان سے کہا او سگ دنیا
اس منصب سے کہ چار فلک تجھے سلام کرتے ہین ایسا مغرور و خود رفتہ ہو گیا ہے کہ عارف خداشناس بلکہ وہ جو تم سب کے پیشوا ہین اُنکی دختر کی

وہ تمھاری مرشد زادی ہوئی اس سے یہ رسم وراہ محبت پیدا کرتا ہی اور مطلق درویشی او پیشوائی کا لحاظ نہین کرتا ہی یہ حرکت قبیح باعث

روسیاہی کی ہی معالی سلطان نے کہا یہ تو کسو جہ سے کہتا ہی جمیل نے کہا جسو جہ سے تو کہتا ہی معالی سلطان نے جو آئینہ کی طرف دیکھا تو کرشمہ خاتون نظر نہ آئی پس بمجرد دیکھنے کے بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو دونون کو انفعال ہوا اور دیر تک اپنی اپنی معشوقون کو دیکھتے رہے بعد ایک ساعت کے آئینہ دیوار قصر مین غروب ہو گیا غرض حکیم صاحب نے معالی سلطان و جمیل مین صلح کرا دی بیت

	خواہر او نگار این خواہر این نگار او		ہر دو خجل ز روے ہم ہر دو ز ہم مراد جو	

شاہزادہ معز الدین کو ان دونون کی گفتگو پر کمال ہنسی آئی معالی و جمیل نے حکیم صاحب سے عرض کی کہ ای عالیجناب یہ تو آپکی بدولت ہوا لیکن اب ہم والدین سے کیا کہینگے کیونکہ پدر بزرگوار ہمکو ضرور سرزنش فرمائینگے حکیم صاحب نے فرمایا جب شاہزادہ معز الدین سیر طلسم سے فرصت کرینگے اور فرمان پریوں بار دوین مہر ہو جائیگی تو پہلے آئینہ حصار مین تمھارے ہی عقدہ کو حل فرمائینگے بعد اسکے پردۂ اول طلسم مین تشریف فرما ہونگے جبتک تمکو صبر کرنا ضرور ہی بعد اسکے حکیم صاحب نے فرمایا اب آپ اسم زیر دیوار قصر شروع کیجیے شاہزادے نے دوسرے روز صبح کو اسم شروع کیا جب اسم ختم کر چکے تو فرمایا بیت

	نہین تو مرا جی ٹھکانے لگا		مجھے شکل محبوب کی تو دکھا	

پس بموجب دستور بہال قامت ملکہ نو بہار گلشن فروز دکھلائی دیا کہ ملکہ عجیب ناز و کرشمہ و انداز سے بالب خندان جلوہ افروز ہین شاہزادے نے چونکہ بعد مدت دراز ملاحظہ فرمایا عرصۂ دراز تک متحیر رہا بعد ایک ساعت کے وہ آئینہ پس دیوار قصر غائب ہو گیا پھر وہ صورت کہان شاہزادے نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا حکیم صاحب سے فرمایا ایکبار اور وہ صورت اگر دکھا دیجیے تو بڑا احسان فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا آپنے پہلے بھی سُنا ہی کہ تجلی کو کسی صورت تکرار نہین ہوتی ہان اور جو کوئی امر سوا اسکے ہو تو ارشاد فرمائیے مین بجان و دل بجا لاؤن مگر ایک یہ امر میری قدرت سے خارج ہی کہ جسطرح جو بات منھ سے نکل گئی پھر منھ مین نہین آ سکتی شاہزادے نے فرمایا اصل الاصول یہی ہی کہ صورت دکھا دی لیکن مین نے بعضے عابدون سے سُنا ہی کہ آئینہ مین صورت

اصل کار کی نظر آتی ہے میں بھی دیکھوں کہ وہ کیا شی ہے حکیم صاحب نے فرمایا در اثنا لیکہ عجائبات خاص آپکے اور آپکی معشوقہ کے واسطے بنا ہوا ہے پھر آئینہ
کا بھی سوائے تمھارے کون مالک ہو سکتا ہے لہذا حجرۂ مبارک میں ہو آئینہ سے فرمائش کیجیے شاہزادے نے دوسرے روز بعد ختم اسم آئینہ سے
کہا اصل کار کی صورت دکھا یکایک حکیم قسطاس الحکمت کے جمال باکمال نفع الله به الناس کا مرآۃ الغیب میں ظہور ہوا بمجرد مشاہدہ کرنے
صورت حکیم صاحب کے تمام قصہ گذشتہ یاد آیا یعنی اپنا نسب نامہ اور پہونچنا سیر عجائبات کو حکیم صاحب نے مخاطب ہو کر فرمایا سبحان الله
اب لوگوں کو جامۂ بشریت میں یہ کمال عنایت ہوا ہے کہ اوصاف ملکوتی سے متصف ہیں اب فرمائیے کہ میں کیا کروں حکیم صاحب نے معالی سلطان
اور جمیل عرفان کو وہیں رہنے کا حکم دیا اور خود مع شاہزادہ معز الدین نیچے قصر کے تشریف لائے شاہزادے نے بجز دیوار کے اور کوئی
چیز نہیں دیکھی حکیم صاحب نے فرمایا اے شہریار ایک ساعت رات باقی ہے آپ زیر دیوار تشریف لیجائیں وہاں روشنی مایگی روشنی میں خندق
ہے تم اس خندق کے قریب توقف کرنا ایک حبشی شمشیر آبدار برہنہ لیے خندق سے باہر آئیگا تم چستی و چالاکی ایسی ایک تلوار اسکے مارنا کہ سر
تو باہر خندق کے اور دھڑ اندر خندق کے گرے بعد اسکے تم بشوق تمام اندر خندق کے جانا تھوڑی دیر میں قصر دکھائی دیگا اور میں بھی
دو مہینہ تک تمھارے ساتھ ہوں شاہزادہ موافق ہدایت حکیم صاحب کے کاربند ہوا اور زیر دیوار قصر پہونچکے حبشی کو قتل کیا اور خندق
میں داخل ہوا جب خندق سے باہر آیا حکیم صاحب کو موجود پایا چند قدم کے بعد ایک قلعہ تانبے کا معلوم ہوا کہ اسمیں اکیس برج تھے
چار چار جانب قلعہ کے اور ایک برج بڑا بیچ قلعہ میں اور ایک مکان صندلی رنگ درمیان برج کے اور وسط میں اتنا بلند تھا کہ
باہر قلعہ کے بخوبی دکھلائی دیتا تھا اور ان اکیس برجوں میں دو دو صورتیں غیر مکرر ایک تخت پر عجیب و غریب شکل سے نظر آتی تھیں
یعنی برج اول میں ایک زنگی قوی ہیکل کی صورت ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار اور انگیٹھی آگ کی آگے رکھے ہوئے اور دوسرا مرد داڑھی
سفید مصلاے عبادت پر بیٹھا ہوا تسبیح پڑھتا تھا اور حمائل گردن میں حمائل کیے اور دوسری طرف اصطرلاب رکھا ہوا یا ساز و سامان زنگی
کے برابر وہ بھی تخت پر بیٹھا تھا اسی طرح دوسرے برج میں وہی زنگی سیہ فام ایک مرد سپاہی سرخ پوش کے پہلو میں اس شان سے
بیٹھا تھا کہ ایک ہاتھ میں اسکے سر بریدہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں تلوار برہنہ اور خونچکان تھی مگر زنگی مرد سرخ پوش سے قد و قامت میں
زیادہ تر تھا بلکہ اور برجوں میں بھی یہی قیاس کر لینا چاہیے کہ تمام مردمان تخت نشین سے زنگی زبردست زیادہ ہیں الغرض برج سوم میں
وہی زنگی ایک مرد تاجدار زرین لباس کے ہمراہ تھا اور برج چہارم میں بھی ایک نازنین حسین کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا شاہزادے
نے نازنین تخت نشین کی صورت بغور دیکھی معلوم ہوا کہ اسے شدت کی حرارت کے سبب سے رنگ چہرے کا سیاہ ہو گیا ہے لیکن چنگ و رباب
شراب و کباب تمام سامان عیش و طرب گرد و پیش اس نازنین کے جمع ہے اور برج پنجم میں وہی حبشی ہمراہ ایک مرد سپاہی قدرانداز مقصدی کبود پوش
کے تھا اور برج ششم میں اسی زنگی کو ایک ایسے مرد جوان توانا کے پہلو میں دیکھا جسکے از سر تا پا چالاکی و چستی قیافہ سے نمایاں تھی اور لباس
زرہ پہنے تھا اسی صورت سے برج ہفتم میں ایک مرد صندلی پوش سپاہی سرخ پوش کے ساتھ تخت نشین تھا اور برج ہشتم میں وہ صندلی پوش
اور بادشاہ ایک جگہ تھے اور ایک دوسرے کو نظر تحسین سے نگران تھا اور برج نہم میں صندلی پوش اسی نازنین حسینہ جمیلہ کے ساتھ تھا
لیکن اس برج میں صورت نازنین پاک و صاف تھی اور برج دہم میں صندلی پوش اور مگر کبود پوش تھے اور برج یازدہم میں صندلی پوش کے

پہلو مین وہی جوان امرد شاطری لباس سے تخت نشین تھا اور بارھوین برج مین وہ سپاہی سرخ پوش بادشاہ کے ساتھ تھا تیرھوین برج مین سپاہی اور وہ نازنین حسینہ وجمیلہ ایک ہی جگہ تھے اور چودھوین برج مین ترک سرخ پوش متصدی کبود پوش کے پاس تھا اور پندرھوین برج مین سرخ پوش اور وہ جوان امرد شاطری لباس ایک جگہ تھے سولھوین برج مین بادشاہ نازنین جمیلہ کے ساتھ تھا اور سترھوین برج مین بادشاہ کے ساتھ مہر کبود پوش تخت پر جلوہ گر تھا اور اٹھارھوین برج مین بادشاہ ووزیر بالباس شاطری ایک مقام مین تھے اور انیسوین برج مین وہ نازنین متصدی کبود پوش کے پہلو مین تھی اور بیسوین برج مین وزیر شاطر لباس تھا اور اکیسوین برج مین کبود پوش متصدی وزیر کے ہمراہ تھا مگر ان صورتون کی حرکت معلوم ہوتی تھی لیکن ایک برج سے دوسرے برج مین نہین جاتے تھے اور وہ برج کہ جو قصر صندلی کے بیچ مین واقع تھا اسکی راہ سب برجون سے تھی کہ ہر ایک اپنا اپنے برجون سے آتے تھے اور پھر اُسی برج مین جاتے تھے اور اُس تخت مین پہنچنے لگے تھے جسطرح گاڑی مین ہوتے ہین سوا اسکے یہ طرفہ تماشا تھا کہ وہ صورتین کبھی رونق وزینت پیدا کرتی تھین اور گاہ رونق اُنکی اول سے زیادہ تر ہو جاتی تھی اور جب ایسا تغیر ہوتا تھا تو قلعہ سے نقارہ وساز وغیرہ کی آواز آتی تھی اور تمام صورتین مشک نافہ اور اخروٹ باہر قلعہ کے اسطرح پھینکتی تھین کہ زمین پر گر کے وہ ٹوٹ جاتے تھے اور انکے خوشبو کوسون پھیل جاتی تھی اور دو صورتین برج صندلی مین جو کہ بیچ مین واقع تھا قائم ہو جاتی تھین اور جب وہ صورتین دوسرے برج مین حرکت کرتی تھین یہ سب سامان موقوف ہو جاتا تھا ہر چند کہ شاہزادہ گرد قلعہ کے پھرا لیکن اور کوئی سیر نہ تھی سوا اسکے کہ دوسرے برج کے برابر جاتا تھا تو وہی صورتین مکرر دکھلائی دیتی تھین اور دوسری طرف جانے سے غائب ہو جاتی تھین شاہزادہ سبحان الذی خلق الازواج کلہا کہتا تھا یعنی کیا قدرت اُسکی ہے جسنے جوڑے خلق کیے اور حکیم صاحب سے کہا کہ ایسا تماشا کبھی نہین دیکھا تھا حکیم صاحب نے فرمایا جو حالات اور عجائبات آپنے دیکھے وہ تمام گزشتہ علم انسانی وحرکات فلکی وہیئت کواکب سے خبر دیتے تھے اور یہ طلسم قرآن السعدین ہے کہ ہر برج مین اس قلعہ کے دو ستارون کا قران ہوتا ہے کہ برج اول مین زحل ومشتری کی صورت ہے کہ اُسکو علویین کہتے ہین اور دوسرے برج مین زحل اور مریخ اور تیسرے برج مین زحل اور آفتاب اور چوتھے برج مین زحل وزہرہ اور پانچوین برج مین زحل وعطارد وچھٹے برج مین زحل وقمر ہی اسی طرح برج برج باقیہ مین سب ستارون کا قران ہوتا چلا آیا ہے اب آپ کو اس طلسم کے صاحب تاریخ سے ملاقی کیے دیتا ہون کہ وہ موافق ہدایت کتاب تاریخ تمکو سمجھا دیگا غرض حکیم ابو المحاسن شاہزادے کو قلعہ کی داہنی طرف کنارہ چشمہ کے لیگیا اور ایک اسم چشمہ پر دم کیا معًا ایک جوش پانی مین پیدا ہوا اور پانی سارا چشمہ کا ساکت ہو کر جمگیا بعد اسکے ایک طوفان عظیم ایسا آیا کہ تمام آب تیرہ و تار ہو گیا جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو بجاے آب ایک گنبد نظر آیا حکیم صاحب شاہزادے کو گنبد مین لیگئے وہان ایک مرد بزرگ باریش سفید پیشانی نورانی بیٹھا تھا اور کتاب تقویم آگے اُسکے رکھی تھی اور کچھ حساب مین مشغول تھا حکیم صاحب نے کہا اسلام علیک اے ہرجیس صاحب اُس بزرگ نے جواب سلام دیا حکیم صاحب نے کہا مین شاہزادہ معز الدین کو تمھاری ملاقات کے واسطے لایا ہون تم اُنکے حال سے بھی واقف ہو کہ یہ کون عالی قدر ہین ہرجیس نے پہلے شاہزادہ والاقدر کا بشرہ دیکھا اور کہا مرحبا اے باحشمت وخدم خورشید علم تمھارے ہی واسطے مادہ کائنات طلسم ترتیب دیا گیا ہے اور اسی قدم ہمایون مقدم کی بدولت عاشقان خستہ جگر و دردمندان بیبال وپر اپنی مراد مقاصد دلی کو پہونچینگے

ای مالک مرآۃ الغیب اس غریب خانہ کو اپنے نور قدم سے کیون منور فرمایا شاہزادہ نے حکیم صاحب کو دیکھا حکیم صاحب نے فرمان
مہری ارباب ثلثہ کا آبی حکیم برجیس محاسب کے آگے رکھدیا اور کہا ای بزرگ عیان راچہ بیان موکل برج حوت کی مہر چاہتا ہون
برجیس نے پوچھا مہرۂ ماہی حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے پاس ہی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا میرے پاس موجود ہی برجیس نے
ایک کتاب شاہزادہ کی خدمت مین حاضر کی اور کہا عبارت صفحہ پانسو چوبیس ملاحظہ فرما کر ازبر کیجیے غالباً آیندہ اسکا بھی بیان آئیگا حکیم صاحب
نے فرمایا کہ مین یہین ہون آپ قلعہ مین تشریف لیجائین شاہزادہ طرف قلعہ کے تشریف لیگیا مگر دروازہ نہ پایا مضمون کتاب یاد آیا پانی
چشمہ کا اُس برج کے آگے جہان وہ پیر صندلی پوش اور نازنین سفید پوش تھے چھینکا پھر دیکھنے کے دروازہ فوراً ظاہر ہوگیا لیکن بند تھا
پھر شاہزادے نے تھوڑی خاک اُس پانی مین ملائی اور غلہ بناکر زور سے دروازہ پر مارا اور دروازہ فوراً کھل گیا اور شاہزادہ
داخل قلعہ ہوا اور کتاب کو دیکھا لکھا تھا ای جوان ذی شان بلند مکان اس قلعہ مین بیس دیوان عام ہین اور دیوان خاص ایک یہین
برج سے متعلق ہی اور اکیس بازار ہین نہایت وسیع شاہزادہ بازار اول مین پہونچا وہان چوک مین ایک نہر جاری دیکھی وہان بازار کی
دو دوکاندار سب حبشی تھے اور دوسری طرف جوانان ذیشان وحسین سبز پوش اپنے اپنے کام مین مصروف تھے شاہزادہ بازار سبز پوش
مین گیا یکایک ایک حبشی نے شاہزادے کو بغل مین زبردستی دبا اپنے بازار مین پہونچا دیا اور کہا ای جوان ہمارے بازار سے
کیا قصور کیا کہ وہان سے چلا آیا شاہزادہ مجبور بازار زنگیان مین چلا گیا اس اثنا مین دو شاطر سبز پوش آئے اور ہاتھون ہاتھ اپنے
بازار مین لیگئے عجب تین بار یہی معاملہ ہوا کہ کبھی سبز پوش لیگئے اور کبھی زنگی لیگئے تو شاہزادے نے کہا عجب مخمصہ مین پڑے اس اثنا مین
برجیس نے جو اسم تعلیم کیا تھا یاد آیا کہ بروقت قلعہ مین جانے کے کہا تھا کہ جب مضمون کتاب بھولنا تو اس اسم کو پڑھنا تمام مضامین
کتاب یاد آجاینگے غرض شاہزادے نے وہ اسم شروع کیا مضمون کتاب یاد آگیا حسب ہدایت کتاب مہرہ ماہی حضرت یوشع علیہ السلام نہر کو
دکھایا دفعتاً ایک کشتی پیدا ہوئی شاہزادہ سوار ہوا تھوڑی دیر مین دیوان عام مین پہونچا شاہزادہ نے ایک حبشی اور ایک
سبز پوش کو تخت حکومت پر بیٹھا دیکھا اور وہ دربار نصف حبشیون اور نصف سبز پوشون سے بھرا تھا لیکن جب تک شاہزادہ کشتی سے
نہ اترا باہم زنگیون و سبز پوشون مین جنگ و فساد رہا جب شاہزادہ قریب تخت گیا بادشاہ زنگی نے کہا یہ ہمارا ہی ہم اسکو قتل کرینگے
سبز پوش نے کہا غلط کہتا ہی ہمارا مہمان ہی ہم اسکی تعظیم و تکریم کرینگے آخر دونون بادشاہون مین باہم نزاع لفظی شروع ہوئی شاہزادے
نے حکم کتاب سے تمام اہل دربار کو مہرہ ماہی دکھایا پھر دیکھنے مہرہ کے زنگی کافور ہو گیا مگر سبز پوش موجود رہا بادشاہ سبز پوش نے
شاہزادے کو پہلو مین جگہ دی اور اسباب دعوت مہیا کیا شاہزادے نے طعام لطیف و شراب ریحانی کو نوش فرمایا اور رات بھر
ناچ دیکھا صبح کو جب پیدا ہوئی تو شاہزادے نے اپنے کو دوسرے بازار مین پایا وہی نہر جو اس بازار مین تھی یہان بھی جاری تھی
اور ایک طرف بازار سبز پوشون کا تھا اور دوسری طرف صندلی پوش تھے اور ہر ایک کی یہی درخواست تھی کہ ہمارے بازار مین چلو لیکن
شاہزادہ حسب ہدایت مضمون کتاب عمل مین لاتا تھا غرض موافق ہدایت کتاب اُسنے کہا کہ تخت رواں سواری کے واسطے لاؤ
فوراً اُن دونون فریق کے بادشاہون نے دعوت شاہزادے کی باہم بڑی دھوم سے کی اور خود تمام شب حاضر رہے جب شاہزادہ

نصف شب تک ناچ دیکھکر آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوئے تو بازار سبز پوش و سرخ پوش نظر آیا آخرانکے آپسمین ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ تمام
پانی نہر کا سرخ ہوگیا پھر شاہزادہ ایک سبزہ اسپ پر سوار ہوکر دیوان سوم مین تشریف لایا بادشاہ سبز پوش نے کہا کہ ہم اس
شاہزادہ والاقدر کی دعوت کرینگے شاہ سرخ پوش نے کہا کہ ہم اسکے گوشت کے کباب شراب کے ساتھ کھاوینگے اور گزک بناوینگے بادشاہ سبز پوش
نے کہا لعنت خدا تمھاری دعوت پر بس یہ سنتے ہی سرخ پوش نے شمشیر آبدار سبز پوش کے سر پر ماری سبز پوش نے چستی و چالاکی تمام وہ
ضرب دفع کی اور آپسمین لڑائی ہونے لگی شاہزادے نے بحکم مضمون کتاب ایک حوض مین غوطہ مارا جب حوض سے باہر آئے سرخ پوشون
کا پتہ بھی نہ ملا بادشاہ سبز پوش نے دعوت شاہانہ شاہزادہ کی کی شاہزادہ نے سبز پوش سے کہا کہ مین تین روز سے ایک بازار دیکھتا ہون
اور آپسمین کشت و خون ہوتا ہی اسکا کیا سبب ہی سبز پوش نے کہا کہ چھ روز تک آپ ہمارے مہمان ہونگے بعد اسکے اور قوم مین آپ تشریف
لیجاوینگے پس اتنا ہمین معلوم ہی اور باقی اسرار سے ہمکو اطلاع نہین ہی مرغ اسرار یا نادرہ راز دار آگاہ ہونگے و یا اور سردار و مالک
جانتے ہونگے شاہزادے نے کہا مرغ اسرار و نادرہ راز دار کا بھی کوئی مالک ہی سبز پوش نے عرض کی ای شہریار کوئی ایسا جہان نہین
ہی کہ بے مالک ہو چنانچہ یہ آیہ کریمہ شاہد ہی اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ الغرض اسیطرح سبز پوش کے ساتھ کبھی زرد پوش
تھے مگر اب سبز پوش کے سر پر سرپیچ مرصع نگار دیکھا اور زرد پوش کے سر پر تاج یاقوت نگار دیکھا یہ بھی دونون فریق بکمال شفقت سے
شاہزادے کو لائے اور دعوت کی پھر جو بیدار ہوا تو سفید پوش اور سبز پوش ملے یہان ایک نازنین زہرہ جبین تخت پر جلوہ افروز تھی
اور سامان عیش سب مہیا تھا شاہزادہ بخوشی تمام وہان عیش مین رہا اور دعوت نوش فرمائی

اب ناظرین کتاب پر حال کواکب نحس و سعد بھی خالی کرنا ضرور ہی اسواسطے مع لوازم و خواص بیان کیا جاتا ہی

کہ زحل سیاہ مطلق اور نحس اکبر ہی جسے ہندی مین سنیچر کہتے ہین اور اسکے منسوبات سے دیہات و صحرا و مشائخ و خونی و قزاق و بیکار رہتے
ہین اور تمام پھل درختون کے بدمزہ و تلخ پیدا ہوتے ہین اور مشتری کہ جسکو ہندی مین برہسپت کہتے ہین یہ سعد اکبر ہی اور رنگ اسکا
صندلی و بادامی و جوزی و نخودی قرار دیا گیا ہی اور منسوبات اسکے زاہد و عابد و سادات و علما و فضلا ہین اور پھل درختون کے شیرین و بامزہ
ہین اور مریخ جسے ہندی مین منگل کہتے ہین سرخ رنگ سیاہی مائل جلاد فلک ہی منسوبات اسکے سپاہی پیشہ اور دہقان سنگدل ہین اور
میوہ ہاے ترش و تلخ ہین اور آفتاب جسکو ہندی مین سورج کہتے ہین یہ افسر ہی تمام کواکب کا رنگ اسکا زرد سرخی مائل ہی منسوبات
اسکے بادشاہ و سردار و عابد ہین اور میوہ ترش و خوش ذائقہ شراب وغیرہ کا باعث تولید ہی زہرہ جسکو ہندی مین شکر کہتے ہین رنگ
اسکا سپید و براق اور منسوبات اسکے زنان حسین و خوش جمال اور گانے بجانے والے ارباب عیش و طرب و جوانان خوش تن ہین اور
عطارد جسکو ہندی مین بدھ کہتے ہین نیلا رنگ اور منسوبات اسکے ہیجڑے و نامرد ہین اور قمر اصفر و سبز رنگ اور منسوبات اسکے شاطر اور
دھوبی اور کنجڑے وغیرہ ہین پس اب قران السعدین و قران النحسین کو ملاحظہ فرمائیے

داخل ہونا شاہزادہ عالی قدر کا قصر قران النحسین اور قصر قران السعدین مین

راوی کہتا ہی کہ جب شاہزادہ معز الدین خواب عیش سے بیدار ہوا تو اپنے کو ایک بازار مین دیکھا کہ بیچ مین اُس بازار کے
ایک نہر جاری تھی اور پانی نہر کا آدھا سیاہ مطلق اور آدھا سرخ مثل خون کبوتر تھا اور سیاہ پانی مین جانوران آبی سیاہ تھے اور
سرخ پانی مین سرخ رنگ کے اور ایک طرف کنارہ نہر کے حبشی کوئلے والون کی دوکانین تھین اور دوسری طرف قصابون وغیرہ کی اور
دونون طرف نہر کے دارین نصب ہو رہی تھین کیونکہ وہان خفیف قصور پر انسان دار پر کھینچ دیا جاتا تھا شاہزادے کے سامنے
بھی کئی آدمیون کو فقط ایک کلمہ فحش پر ادھیڑ شباب نہر کے کنارے کرنے پر سولی دے دی شاہزادہ نے کتاب عجیب کو دیکھا
خدا کی شان کہ ایک حرف بھی اسم کا شاہزادہ کو یاد نہ رہا کہ جس سے مضمون کتاب خیال مین آتا ناچار مقتولون کا تماشا دیکھ رہا تھا
اس اثنا مین کئی قصائی آئے اور گوشت لاشون کا صاف کیا اور باہم خرید لیگئے باقی خلق خدا نے خرید لیا شاہزادہ اور زیادہ
حیران ہوکر وہان سے روانہ ہوا ناگاہ ایک عورت نہایت بدصورت سیاہ رو کالے کپڑے پہنے ہوے آئی اور شاہزادہ
سے کہنے لگی ای جوان جیسا کہ تو ظاہر اچھا ہی یقین ہی باطن کا بھی درست ہوگا مین ایک حاجت تیرے پاس لائی ہون
شاہزادے نے کہا بیان کر اُس عورت نے کہا مین نے اپنی دختر کا ایک شخص سے عقد کر دیا تھا اب شوہر اُسکا میرے گھر آنے
نہین دیتا اور کہتا ہی کہ تو اگر کسی مرد معقول کی ضمانت دے تو تیری دختر کو تیرے گھر جانے دونگا برائے خدا میری غریبی و بیکسی کا
لحاظ فرما اور میرے ساتھ چلکے میری ضمانت کر دے کہ مین اپنی دختر کو گھر مین لے آؤن شاہزادہ یہ بیان اُسکا سُنکے متعجب ہوا
اور فرمایا ای نیک بخت اس شہر مین تیرا کوئی عزیز نہین ہی کہ جو مجھ شخص غیر سے ضمانت کو کہتی ہی عورت نے جواب دیا کہ
خویش و اقربا بہت ہین لیکن شوہر اُسکا ضمانت شہری کی قبول نہین کرتا لہذا تم مسافر ہو شاید تمھاری ضمانت قبول کرے
شاہزادے نے کہا جا اپنا کام کر مجھے کیا مطلب تیری ضمانت کرنے سے وہ عورت بولی آپ سچ فرماتے ہین المغرور لا یعرفون مجنون مرے
غرض مجکو دیوانی کیے ہو آپ مجھے عقلمند معلوم ہوے اس سے مین نے عرض کی شاہزادہ نے کہا ضمانت کیسی مین اس شہر کی خلائق
سے کچھ سروکار ہی نہین رکھتا اُسنے کہا اگر تمکو سروکار یہان سے نہ تھا پھر کیون آئے شاہزادے نے فرمایا آپ سے نہین آیا اُسنے کہا
اگر اسی طرح مجھ ستم رسیدہ کی بھی ضمانت کر دوگے تو کیا گناہ ہی شاہزادے نے کہا شاید تیری دختر فاحشہ ہی جو شوہر اُسکا قائل
نہین ہی وہ عورت بولی معاذ اللہ فاحشہ وہ ہی جو غیر مرد کے پاس جائے وہ سوا اپنے مرغ خانگی کے اور کسی مرد غیر سے واقف
نہین شاہزادے نے فرمایا لعنت خدا تیرے اور اُسکے قول و فعل پر او مجھ سے دور ہو سامنے سے اُس عورت نے شاہزادہ کے پیچھے
سے منہ پھیر لیا اور کہا اب تو اپنی غرض سے مین نے گالیان کھائین اور جب آپ نے کام کے پشت پناہی کی کرنی اب آپکو
جس طرح ہو میرے ساتھ جانا ضرور ہی شاہزادے کو پیچھا چھوڑانا دشوار ہوا آخر ناچار ہوکر فرمایا ای نیک بخت تجھے معاف کر
مین لائق ضمانت نہین ہون یہ کہکے وہان سے روانہ ہوے عورت نے دوڑکر گریبان مین ہاتھ ڈالا اور فریاد کرنا شروع کی

کہ ایسا ظلم مجھ پر کیا تھا ہو شاہزادہ متحیر ہوا کہ اب کیا کروں اس اثنا میں خلائق شہر نے ہجوم کر لیا اور حال پوچھا عورت نے کہا میری
حاجت اس جوان کے آگے لائی پہلے تو اقرار کیا اور اب انکار کرتا ہے شاہزادے نے فرمایا او قطامہ میں نے اقرار تیری حاجت روائی
کا کب کیا تھا عورت نے کہا پھر تم نے میری حاجت کیوں پوچھی تھی تم حاجت روائی کرو گے جب قصہ کو طول ہوا سب نے
کہا یہ معاملہ بدون قاضی کے فیصل نہ ہوگا آخر وہ ملعونہ شاہزادے کو زبردستی محکمۂ قضا میں لائی شاہزادے نے دیکھا کہ قاضی
سیاہ فام باریش سفید پگڑی سر پر باندھے برہنہ مسند قضا پر بیٹھا ہے اور تسبیح عقیق البحر کی ہاتھ میں ہے اور کباب گوشت
سور کے کھا رہا ہے شاہزادہ نے کہا واہ لعنت ہے اس کباب پر اور اس کے کھانے والے پر اس عورت نے اپنی کیفیت اس
قاضی ملعون کے روبرو بیان کی قاضی نے شاہزادہ سے کہا اے جوان اس عورت کا حق بجانب ہے تو نے نا حق حاجت پوچھی
ہمارے شہر میں یہ دستور ہے کہ اگر کوئی کسی سے حاجت کو اپنی کہے یا وہ اس سے پوچھے کہ تیری کیا حاجت ہے تو وہ اس کی
حاجت روائی کا مستحق ہو جاتا ہے جب تم نے اس عورت کی حاجت کو پوچھا تو اب واجب ہو گیا کہ تم ضمانت کر کے اس عورت
کی دختر کو اچھے شوہر سے دلا دو شاہزادے نے کہا حکم آپکا سر چشم لیکن یہ آپ اس حرکت میں مشغول ہیں قاضی نے کہا اے
جوان اہل شہر قاضی کے قول کو عروس اور داماد کو بلاتے ہیں کہ اس سے زیادہ کوئی رسم عمدہ نہیں ایک اس شہر [illegible]
ہے یہ طریقہ بہتر ہے غرض شاہزادہ لعنت کرتا ہوا وہاں سے پھرا اہل شہر شاہزادے کو اس عورت کے داماد کے پاس لیگئے
اور بجز ضمانت دلوا کر اس کی دختر دلوا دی اور وہ شخص یعنی داماد عورت کا تمام روز شاہزادہ کی خاطر داری کرتا رہا جب
شام ہوئی اس نے کہا اے جوان اب تم کوئی عورت واسطے شراب پلانے کے لاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کرونگا شاہزادے نے
جواب میں ایک مکا اس زور سے اس کے سر پر مارا کہ بھیجا اس کا ناک سے نکل گیا پھر خیال آیا کہ اب دیکھئے اس کے عزیز و اقارب
کیا کریں گے بہتر ہے کہ یہاں سے بھاگو جب قصد باہر نکلنے کا کیا دیکھا دروازہ میں باہر سے قفل ہے ناچار ایک کونے
میں خاموش بیٹھ رہے آخر صبح کو وہی عورت آئی اور اپنے داماد کو مردہ پایا شاہزادے کو گرفتار کر لیا اور قاضی کے پاس لیگئی
قاضی صاحب تمام خلائق کے سامنے کباب سور کھا رہے تھے جب یہ قصہ سنا حکم دیا کہ اس زن بیوہ کو اس کے شوہر کے
قاتل کے حوالہ کرو شاہزادہ نے پوچھا آج یہ آپ کیا نوش کر رہے ہیں قاضی نے جواب دیا یہ غذا بہت لطیف ہے جو میں
کھا رہا ہوں تیرا اس کے چند لوگوں نے زبردستی بیوہ کا دامن شاہزادے کے دامن سے باندھ دیا اور کہا
جو ہنر کو شکل آتا ہو اس سے معاش پیدا کرو اور جورو کو اپنی وہ بیوہ اس کے اس عورت کی ماں نے یعنی اس ملعونہ نے
کوئی چیز [illegible] شاہزادے کو دی شاہزادے نے پوچھا یہ کیا ہے وہ بولی تبرک ہے جو یہی بول قاضی صاحب کا شاہزادے نے
کہا یہ تبرک اپنے [illegible] قاضی [illegible] شاہزادہ سے اس قطامہ نے غل مچایا کہ واہ یہ داماد تو ایسی عمدہ رسم سے
انکار کرتا ہے [illegible] اہل محلہ نے عورت کو سمجھایا کہ [illegible] شہر کو چاہیے کہ ہمارا ایسا دختر کے عقد اول میں
یہ تو دوسرا نکاح ہے [illegible] شاہزادہ عروس کو لیے ہوئے باہر آیا

اولدی خان مع شاہزادہ اُس شخص کے مکان مین آیا جہان کا وعدہ تھا اور ایک شخص کی ناموس سے فعل بد کرنے لگا اُس عورت نے عین صحبت مین شاہزادے کا استفسار حال کیا اولدی خان نے کہا بندہ کا یہ داماد ہی مین اسے ایک دم جدا نہین کرتا پھر اولدی خان نے پوچھا شوہر تیرا کہان ہی اُسنے کہا جسطرح تو یہان آیا ہی وہ بھی کہین گیا ہوگا شاہزادے نے اپنے دل مین کہا اس شہر مین معلوم ہوتا ہی یہی رسم آپسمین جاری ہی اولدی خان بعد فراغت وہان سے نکلتا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا غرض اولدی خان اور اُسمین تلوار چلنے لگی اولدی خان نے ایک ہی ضرب مین تلوار کی اُسکا کام تمام کیا اور اپنے گھر چلا آیا یہان ایک مرد آزاد کو بی بی کے پاس ہم بغل دیکھا اُس مرد نے اولدی خان کو قتل کیا گلنار نے اپنے باپ کے قاتل کو مارا صبح کو شاہزادے نے سنا پچاس آدمی سواے اُن مردمان اوباش کے جنکا شرابخانہ مین مجمع تھا جہنم واصل ہوئے اہل محلہ نے شاہزادہ کی خاطر جمع کی اور کہا اگر ایک تمھارا مددگار مر گیا تو کیا فکر ہی ہم سب آپکی مدد کو موجود ہین چند روز کے بعد دختر گلنار رخ خونخوار بنت اولدی خان سے آپکا نکاح کر دینگے آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجیے اور اسطرف تمام سیہ پوش اُس عورت [illegible] کے ساتھ جسکی دختر کو شاہزادے نے قتل کیا تھا ہر روز قاضی کے پاس دعوی خون کرتے تھے کہ یہ جوان ہمارا مجرم ہی ہمکو ملے سرخ پوش جواب دیتے تھے کہ جب وہ اب سرخ پوشون مین داخل ہوا ہمارا مہمان ہی مہمان کو ہم کسطرح دشمنون کو دیدین اگر وہ تم سیاہ پوشون مین ہوتا اسوقت تمھارا مجرم تھا پھر ہمکو کچھ دخل نہ تھا قاضی طرفین اپنے اپنے طور پر فتوے لگاتے تھے اور ہزارون آدمی طرفین کے اسی قصہ و فساد مین قتل ہوتے تھے شاہزادہ نے دل مین کہا خدایا عجیب و غریب معاملہ درپیش ہی کہ کسی طرح فیصلہ نہین ہوتا خدا جانے مآل کار اسکا کیا ہوگا جب قاضیون سے طرفین کے یہ مقدمہ طی نہوا بادشاہون تک نوبت پہونچی شاہزادہ نے دیکھا دو بادشاہ سیاہ پوش و سرخ پوش ایک تخت پر پہلو بپہلو جلوہ افروز ہین لیکن ہر ایک بادشاہ کو اپنی قوم کی حمایت مدنظر ہی المختصر بعد اختتام بحث کے بادشاہون نے حکم دیا کہ اس جوان کو آج کی رات فلان مکان مین رکھو کہ جو لب نہر ہی اور کسی سمت مین دخل نہین ہی ہم صبح کو اپنے سامنے پھر ایکبار اس سے جست کرائینگے اگر اب یہ آب سیاہ مین گرا تو سیاہ پوشون کا مہمان ہی اور جو آب سرخ مین گرا تو سرخ پوش لیجائین آخر اسی مضمون کا ایک نوشتہ تیار ہوا اور سب ارکین و معززین کی مہرین ہوئین قاضیون نے طرفین کے شاہزادے کو قسم دی کہ تمکو قسم ہی اُسی کی جسکی تلاش مین تم سرگشتہ و حیران کہان کہان پھرے اور طلسمات و تمام مشکلات طلسم طی کیے خبردار تم جست کرنے مین کسی کی طرفداری نکرنا جسقدر کہ تم مین قدرت ہو سب خرچ کرنا شاہزادہ نے بھی اُنکی قسم سے دل مین عہد واثق کیا کہ مین ہرگز رعایت کسی کی نکرونگا جو نوشتہ تقدیر ہوگا پیش آئیگا شعر کردہ ام پاے طلب در دامن صبر استوار تا چہ پیش آید مرا از جور ہاے روزگار؛ القصہ کچھ مدت وہان شاہی شاہزادے کو مکان مذکور مین لائے بعد ایک لمحہ کے ایک شخص نے رقعہ شاہزادے کو دیا شاہزادہ اُس رقعہ کے مضمون سے مطلع ہوا اُسمین لکھا تھا اے جوان دلاور تم کسی طرح خیال و اندیشہ دل مین نہ لانا اگر ہزار آدمی تم قتل کروگے ہمکو منظور ہی کہ تم بہر نہج ہمارے مہمان ہو اور اب اس مقدمہ خاص کی بادشاہون تک نوبت پہونچی اور ناموس کا نام بھی ظاہر ہوا اب آپکو لازم ہی کہ آپ ایسی قوت و جوانمردی کو کام فرمائیے کہ آب سرخ مین داخل

ہو جاتے ہیں ہم تسخیر عقل اکبر کی کیا کریں کہتے ہیں کہ بعد طی ہونے اس مقدمے کے ہم اپنی دختر زنگولہ کا تمہارے ساتھ نکاح کر دینگے دو حکومت شہر کی بھی تمہارے باپ کے نام کر دینگے تھوڑی دیر میں اسی مضمون کا دوسرا نامہ آیا وہ رقعہ بادشاہ سرخ پوش کا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ خداوندا کوئی مرد آدمی نظر نہیں آتا کہ جس سے کچھ مشورہ کروں کیا کروں بیت

سیاہ و سرخ ز رنجم بدترانہ حیرانم
کہ گفتہ اند کہ کم راست گو کرا دانم
مگر کہ جستہ بہ دلبر مرا نجات دہد
کہ ہمچو کاکل او سر بسر پریشانم

جب صبح کو سیاہ پوش و سرخ پوش دونوں کنارۂ نہر صف آرا ہوئے اور خلائق شہر کا ہجوم اسقدر ہوا کہ جہاں تک نظر کام کرتی تھی نہر آدمیوں کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا دونوں بادشاہوں نے کہا ای جوان بسم اللہ جست کیجئے شاہزادے نے دل میں کردگار کو یاد کیا اور دل میں کہا کہ میں بلا رو و رعایت فقط اپنے دلبر کی قسم پر جست کرتا ہوں یہ کہا اور بقدرت تمام کنارہ پر سے نہر کے ایک جست کی بقدرت قادر مطلق بیچ میں نہر کے اصطلاح ہو گیا کہ ایک طرف سے لباس سرخ ہو گیا اور ایک طرف سیاہ پس دونوں بادشاہ گھوڑوں سے اتر پڑے اور کہا کہ اب یہ جوان مستحق اس امر کا ہی کہ ہم دونوں اپنی اپنی دختر کا اس سے عقد کر دیں اور رقعوں کی نوشت و خواند کا بھی آپس میں اظہار ہو گیا شاہزادے نے کہا میں اس شرط سے نکاح کرتا ہوں کہ وہ رسم عدہ کہ قاضی کے بول سے عبارت ہے دوریاں میں نہ آئے بادشاہوں نے کہا ای جوان دلا ورہا طرح رکھو ہم تمکو یہ تکلیف نہ دینگے کیونکہ تم مسافر ہوا آخر ایک شب میں زنگولہ و مرغولہ کا نکاح شاہزادہ سے کر دیا اور وہی قصر جو کہ بیچ میں سرحدوں کے تھا وہ واسطے عیش کے دیا شاہزادے نے دونوں کو دیکھا تو ایک سیاہ اور دوسری سرخ تھی اور عورتیں کہ سب ہنک تا چار عروسوں سے چالیس روز کی مہلت لی اور فرمایا کہ ہمارے ملک کی رسم یہی ہے کہ بعد چالیس روز کے رسم دنیا ادا کرتے ہیں انہوں نے بھی منظور کیا الغرض دختر سیاہ پوش اپنے فن میں کامل تھی اور دختر بادشاہ سرخ پوشان نہایت جرار دہا درتھی کہ ہر وقت تیر اندازی و شمشیر زنی کے سوا کچھ کام نہ رکھتی تھی قصہ کوتاہ دونوں شاہزادیوں کو یہ فکر ہوئی کہ ایک دوسرے کو مار ڈالے تاکہ بلا شرکت شاہزادہ سے عیش کریں زنگولہ ساحرہ نے سحر سے ایک صورت مٹی کی بنائی اور تیر و کمان ہاتھ میں اس تصویر کے دیا اور ایک افسون پڑھکر ایسا دم کیا کہ جسکے نام پر وہ پڑھا جاوے وہ شخص کہیں ہو ہلاک ہو جاوے اور یہاں مرغولہ کو یہ فکر تھی کہ جب تنہائی میں زنگولہ ملے تو ایک ہاتھ تلوار کا ایسا ماروں کہ اسکا کام تمام ہو جاوے آخر ایک رات کو خراب کے نشہ میں مرغولہ زنگولہ کے مکان پر تلوار برہنہ لیے پہونچی اور اسے وہم لینے کی فرصت نہ دی ایک ہی ضرب میں زنگولہ کو دو ٹکڑے کیا اور زنگولہ نے بھی سحر تیار کر رکھا تھا تیر تصویر کے ہاتھ میں دیکھی تھی کہ وہ کمان سے چھوڑا اور جگر مرغولہ کو توڑ کر نکلگیا مرغولہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور جان بحق تسلیم ہوئی اسی وقت کنیزوں نے بادشاہوں کو خبر دی دوسرے روز قاضی پھر دربار میں آیا اور ارکین سلطنت جمع ہوئے بادشاہوں نے قاضی سے پوچھا کہ جسکی نحوست قدم سے دو شاہزادیاں مر جائیں اسکی سزا کیا ہی قاضی سرخ پوش نے فتوی دیا کہ ایسے مجرم کو کسی جا سے بلند پر قتل کرانا چاہیے اور قاضی سیاہ پوش نے کہا ہمارے نزدیک ایسے مجرم میں مجرم زہر افعی سے ہلاک کیا جائے تو مناسب ہی بادشاہوں نے حکم دیا کہ مجرم کو شہر کے

یا ہر فلان بیچ پر لیجا کر پہلے سانپ سے کٹواؤ جب اثر زہر سے سیاہ ہو جاوے تو پھر جلاد سر اُسکا جدا کرے پس شاہزادہ کو اسیر کر کے
شہر کے باہر لیچلے تمام خلائق شہر تماشا دیکھتی ہوئی ہمراہ چلی ہر چند کہ خلائق از حد بیرحم و نا انصاف تھی لیکن بموجب آیۂ کریمہ خلق الانسان
میں تفاوت نہیں شاہزادے کے حسن و جمال پر روتے تھے آخر یا سال خستہ خوار شاہزادہ والا تبار کو بیچ پر لیگئے اور دونوں
بادشاہ بھی مع لشکر ہمراہ آئے سانپ والے نے پہلے سانپ کو تین مرتبہ سارے خلائق کو دکھایا شاہزادہ مضطر و حیران سکوت میں تھا

کر خدایا عجیب مصیبت میں گرفتار ہوں اس حالت یاس میں پڑھتا جاتے درگاہ قاضی الحاجات میں کی کہ خدایا اس وقت ملک
نوبہار گلشن افروز کو یہاں پہونچا دے کہ میں ایک مرتبہ اور اسکو دیکھ لوں بقدرت کاملہ اسوقت وہ اسم یاد آگیا پھر تو تین مرتبہ
نہ پڑھا تھا ایک دست غیب آسمان سے پیدا ہوا اور شاہزادہ کو بیچ میں وہاں سے لیگیا شاہزادہ بیہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا دیکھا کہ
ایک مکان عالیشان میں کھڑا ہوں اور وہ مکان جنت نشان اسقدر بلند ہے کہ وہ زمین بھی دکھائی دیتا ہے لیکن وہ صورتیں جو ان میں منقش
ہیں جیتی اور آواز گانے کی ہر گوشہ مکان سے آتی تھی اس مکان میں ایک جوان بڑی پیار [illegible] ہوا شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اور یہ
کیسا مکان ہے اسنے عرض کی میں بیچ حوض کا موکل ہوں اور میں ہی حضور کو یہاں لایا ہوں خاقیل میرا نام ہے شاہزادہ نے
کہا میرے ساتھ تونے کہاں کی دوستی ظاہر کی اسنے کہا میں آپ کی حفاظت کے لیے مقرر ہوں شاہزادہ نے فرمایا عجیب طرح کی
میری حالت ہو رہی ہے کہ میں ہر طرح کی مصیبت میں پڑتا اور تو خبر نہ ہوا خاقیل نے کہا میرا کیا قصور جب حضور نے یاد فرمایا میں حاضر ہوا
اس اسم کا پڑھنا گویا مجکو طلب کرنا ہے اور دوسرے تخویف تھا ان نحسین کی بھی تھی وہ نحوست زائل ہو گئی اب جنتی تقدیر [illegible]
سکے اور کچھ نہ ہوسکا اب حضور قلعہ میں تشریف لے چلیں اور جو چاہیں عرض کروں محل میں لائیں شاہزادہ نے فرمایا اس قلعہ [illegible]
جاؤں جہاں ایسے صدمات اُٹھائے اور خدا غارت کرے جان بچی خاقیل نے کہا حضور وہ دن گئے اب شہر آپ کے [illegible]
ہوگی شاہزادہ نے پوچھا میرے مخلص و مہربان حکیم ابو الحسن کہاں ہیں خاقیل نے کہا بعد [illegible] جانے کے

دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا اس اثنا مین خاقیل موکل بھی وہان آیا شاہزادہ نے پوچھا ای برادر کہان غائب ہوگئے تھے
خاقیل نے کہا ای شہریار عالی وقار یہی مکان فیض نشان تمھارا منزل مقصود ہے اب آپ بدولت و اقبال تشریف رکھیے اور
دعوت مشتری شروع کیجیے بعد ختم دعوت موکلان عالم بالا آپکے پاس آئینگے اور وہان پر آپکے مہر کرینگے بعد اسکے آپ سے
دریافت کرینگے کہ سوا مہر کے اور کوئی مطلب بھی ہے آپ کہیے گا ہان ایک ساعت اثر قران السعدین اپنے حال مین دیکھا چاہتا
ہون پھر اسوقت ملاحظہ فرمائیے گا کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شاہزادہ نے حسب تعلیم خاقیل دعوت مشتری شروع کی ہنوز
دعوت ختم نہوئی تھی کہ چھٹے روز سارا آسمان بجو کلون کی آمد سے پوشیدہ ہوگیا اُنمین ایک موکل نہایت حسین وجیہ وخوش جمال تخت
جواہر نگار پر سوار شاہزادہ عالی وقار کے پاس آیا اور اُسنے پوچھا ای جوان تو نے ہمین کس مطلب کے واسطے طلب کیا ہے شاہزادہ نے
فرمان مہری آگے رکھدیا موکل نے خود مہر بارھوین کردی اور پوچھا اور کوئی مطلب ہے شاہزادے نے فرمایا ہان ایک ساعت اثر
قران السعدین اپنے حال مین دیکھنا منظور ہے اُس موکل نے خاقیل سے حکم کیا کہ جو یہ جوان اپنا مطلب بیان فرمائے تم بجا لانا
اسواسطے کہ آپکی شان مین یہ آیہ مبارک نازل ہوئی ہے خلق الانسان موکل یہ کہا اور روانہ ہوگیا خاقیل نے کہا اے حضور یہان
بآرام تمام تشریف رکھیں مین ارشاد آپکا بسر وچشم بجا لاتا ہون شاہزادہ کو اس امر مین بھی ایک طرح کی حیرانی تھی کہ یہ شخص کیونکر
مجھے خوش کریگا ناگاہ تمام مکان مع دیوار و در روشن ومنور ہوگیا اور سواری اُس شمع شبستان انجمن افروز یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی نمودار ہوئی اور پریزادین تخت رواں ملکہ کا پہلوے شاہزادہ مین رکھکر خود ہٹ گئین اور وہان اتفاق سے اسوقت کوئی
رفیق وجلیس وخدمتگار حاضر نہ تھا شاہزادہ کی نظر جونہین چہرہ معشوقہ پر پڑی فوراً بیہوش ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ
حال دیکھکر گھبرا گئی اور چارون طرف بغور دیکھا جب کوئی نظر نہ آیا سامنے حوض سے گلاب لیا اور طاق سے شیشہ بید مشک
اُتارا دونون عرق آمیز کرکے چہرہ پر شاہزادہ کے چھڑکا اور سر شاہزادہ فرش سے اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھ لیا اور دامن سے
پنکھا ازکے ہوا دینا شروع کیا جب دیر ہوئی اور شاہزادہ کو ہوش نہ آیا بے اختیار آنسو ملکہ کے رخ پر شاہزادے کے ٹپک پڑے
شاہزادے نے آنکھین کھولکر ملکہ کو دیکھا ملکہ نے بسبب شرم کے زانو اپنا ہٹالیا اُس عالم شوق مین یہ اشعار شاہزادے کی زبان
پر جاری ہوئے

ابیات

زین قران بخت مرا خوش یار نیست
این تویی ای مہر اوج دلبری

یارب این خوابست یا بیداری است
با خیالم کردہ این صورت گری
طالعم اکنون مبین در یاوری ست

این تویی ای سرو که بر تو ناظرم
این تویی ای میوهٔ باغ امید
یا مگر طالع آفتاب افتادنیست

یا بچشم گشته شوق خاطرم
یا چو دل چشم ترا از شوق دید

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہزار غمزہ و ناز فرمایا ای شہریار قسم ہے جہاندار شاہ کی کہ مین ہزار درجہ زیادہ تر تجھسے تیری ملاقات
کی مشتاق تھی اور یہ ایام ہجر ایسے شاق تھے کہ اگر اب بھی آپکا جمال باکمال ندیکھتی تو یقین تھا کہ کسی عارضہ جانگزا مین مبتلا ہوجاتی
کیونکہ کوئی لحظہ تمھاری مفارقت مین قرار وآرام نہ تھا لیکن کیا کرتی زمین سخت تھی اور آسمان دور غرض بندہ ہر طرح مجبور ہے کل امور ہون

بادقا تھا خدا کے فضل سے سب مراتب طے ہو چکے سہل قصہ باقی ہے انشاء اللہ اب اچھی طرح ملاقات میسر آئیگی دوسرے مجھے چند امور کا
گلہ جو وقت پر ذکر کیا جائیگا شاہزادے نے جب یہ کلمہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی زبان سے سنا سر اپنا زانو پر ملکہ کے رکھدیا اور
دست بستہ کہا اے ملکہ خوبان روزگار وہ کیا گلہ ہے جو مجھ کشتۂ فراق سے کیا چاہتی ہو میں تمہارے شوق مواصلت میں کہاں کہاں حیران و
پریشان و آوارہ پھرا اور تم فرماتی ہو کہ مجھے کئی باتوں کا گلہ ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سر کو شاہزادے کے کمال ذوق و شوق زانو پر
رکھ لیا شاہزادے نے جب تخلیہ صحبت اغیار سے پایا دلمیں جوش محبت اور ولولۂ عشق نے زور کیا چند بوسے لب شیرین و جان بخش کے لیے
لیکن وہ بوسے نہ تھے گویا داروے جوش ربا تھی بس پھر بیہوش ہو گیا اور اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا وہ ایک ساعت کی مدت تمام
ہو گئی چونکہ شاہزادے نے فقط درخواست ایک ساعت کی تھی پھر دیکھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے باصد کرشمہ و ناز تخت پر سوار ہو کر کہا
اے شاہزادہ کشتۂ فراق و اے سیر کنندۂ عجائبات اب میں رخصت ہوتی ہوں اب انشاء اللہ الرحمن اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر ملاقات
ہو جائیگی اور جہاں مدعا ہے خبر یاد فرمانا اب جو شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا تو وہ تخت روان ہوا شاہزادہ ملکہ کی تاب مفارقت نہ لا سکا
سیماب وار بیقرار ہو کر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ قلعہ ہے نہ برج اور نہ وہ مکان شاہزادے نے ایک کوہ بلند
پر نہ دیکھا کہ کھڑا ہوں اور بائیں کوہ ایک دریاے ناپیدا کنار موج مار رہا ہے اور سامنے حکیم ابوالمحاسن اور معالی سلطان اور
جمیل عرفان بھی موجود ہیں حکیم صاحب نے شاہزادے کو پہلے طلسمات اربعہ کی مبارکباد دی بعد اسکے مرآت الغیب نذر کیا اور کہا
کہ یہ حکمائے پیشین کا تحفہ خاص تمہارے واسطے تھا کہ جس وقت تمکو کسی طرح کا رنج و ملال لاحق حال ہو آئینہ میں دیکھ لینا اور کہنا اے
مرآت الغیب مجھ مردان غیب یاران گم شدہ کے حال سے خبر دے یقین ہے کہ ہر ایک کا حال بخوبی دریافت ہو جائیگا اور یہ آئینہ
تجھ سے جدا نہ ہو گا تا وصال حقیقی معشوقہ تمہارے پاس رہیگا شاہزادے نے وہ آئینہ ہشت پہل دیکھا کہ ہر گوشہ الماس کا صاف شفاف
تھا اور چاروں طرف اس آئینہ کے بخط خفی اسماء الٰہی کندہ تھے لیکن بزبان عبرانی ایسی کتابت تھی کہ فہم کا منکر تھی تیسرے اسقدر
چھوٹا تھا کہ گریبان میں شاہزادے کے آ گیا پھر حکیم صاحب نے ملاحت پری سے فرمایا کہ سلطان ارقیموس جنی کو بلا لا جب
سلطان ارقیموس آیا حکیم صاحب اور شاہزادہ معزالدین تخت روان پر سوار ہوئے اور ایک تخت پر معالی سلطان اور
جمیل عرفان کو سوار کرایا اور آبگینہ حصار میں تشریف لائے عالی شاہ معالی سلطان کے والد و مرشد عالم خانقاہ ملازمت
میں حکیم صاحب کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت کے قدم کی بدولت اپنے فرزندوں کو دیکھ کے آنکھوں میں نور آ گیا اور سینہ کو سرور
ہوا ورنہ ہمکو امید انکی زیست سے قطع ہو گئی تھی حکیم صاحب نے جمیل عرفان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا یہ شخص ایک عرض آپ سے
رکھتا ہے عالی شاہ نے جمیل عرفان سے پوچھا کیا مطلب ہے بیان کر جمیل نے دست بستہ عرض کی بیت

عجز من و غرور تو شد آشنا بہم | رسم نوشت الفت شاہ و گدا بہم

عالی شاہ نے حیران ہو کر کہا کہ مطلب اس شعر سے معلوم نہ ہوا حکیم صاحب نے معالی سلطان اور جمیل عرفان کا حال بیان کیا
عالی شاہ نے عرض کی حکیم صاحب یہاں کے رسم و طریق سے آپ واقف ہیں کچھ حاجت بیان نہیں کہ سوائے ہم کفو کے دوسرے

کفو مین نسبت کا معاملہ ہو نہین سکتا حکیم صاحب نے فرمایا مقدرات الٰہی مین کسی کو کیا دخل ہی عالی شاہ نے کہا حضرت حکم الٰہی مین بیشک کسکی مجال ہی جو دم مار سکے آخرکار بڑی دھوم سے کرشمہ خاتون بنت مرشد عالم کا شاہزادہ معالی سلطان سے عقد ہوا اور علیا و بلند ابرو جمیل عرفان سے باہتمام تمام منعقد کی گئی حکیم اور شاہزادہ معزالدین عالی ایک ہفتہ تک شہر آبگینہ حصار مین مہمان رہے اور یہ پردہ شیاطین و کافران سے پاک ہو گیا اور حکمرانی یہان کی حکیم ابوالمحاسن نے سلطان ارقیموس ملک الجن کو مرحمت فرمائی اور خود مع شاہزادہ معزالدین تخت روان پر سوار ہو کر کوہ مراد کو روانہ ہوا جب تخت شاہزادے کا اوج ہوا پر پہونچا شاہزادے نے حکیم صاحب سے فرمایا کہ آپ راہ چاہ نیلوفر کی طرف سے کوہ مراد پر تشریف لیجیے تاکہ ہم شاہزادۂ دری مشتری طلعت کو بھی ہمراہ لیلین حکیم صاحب نے کہا آپ کو شاہزادہ دری مشتری طلعت کے حال سے بھی آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ بیچارہ کس مصیبت مین گرفتار ہی بعد اسکے تمام قصہ شاہزادہ دری مشتری طلعت کا سنکر شاہزادے نے کہا پہلے ملک شہر نگار مین چلنا چاہیے حکیم صاحب نے کہا شاہزادہ دری مشتری طلعت خود کوہ مراد پر آجائیگا وہان چلنے کی ضرورت نہین بعدہ حکیم صاحب شاہزادہ معزالدین کوہ مراد پر پہونچے ابوالوفا اور اسکے ہمراہی وہین ایک جا جمع تھے ناگاہ آسمان سے ایک تخت پہاڑ پر نازل ہوا ابوالوفا پہلے متحیر ہوا جب شاہزادہ معزالدین کو دیکھا پھر تو خوشی سے جامہ مین نہ سماتا تھا لیکن شاہزادہ دری مشتری طلعت کو نہ دیکھکر بہت گھبرایا پوچھا کہ میرا شاہزادہ کہان ہی حکیم صاحب نے ابوالوفا کی تسلی و تشفی کی اور فرمایا کہ عنقریب شاہزادۂ دری مشتری طلعت بھی آیا چاہتا ہی جبکہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو حکیم صاحب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی اُسنے حکیم صاحب کو محلسرا مین بلا کر ملاقات کی حکیم صاحب نے ملکہ سے فرمایا اے فرزند آج کل مین شاہزادہ دری مشتری طلعت بھی ضرور آئیگا ابوالوفا نے شاہزادہ معزالدین کو ایک مکان پاکیزہ و نفیس مین اُتارا اور تمام عورت اور مرد خدمت مین مصروف ہوے

اب حال پہاڑ کے نیچے کا بیان کیا جاتا ہی

پہلے داستان یہان تک گذارش ہوئی ہی کہ ابطال قوی ہیکل بد افعال ہر روز میدان جنگ مین جاتا تھا اور لوح طلسم کے اثر سے جو فادی ملعون نے اُسکے بازو کے اندر رکھدی تھی اکثر بہادران لشکر اسلام کو قتل و زخمی کرتا تھا اور مشتری جاہ یعنی ملک سعیدون شاہ اور سرداران لشکر حال سے لوح سحر کے مطلق آگاہ نہ تھے اب جس روز کہ شاہزادۂ معزالدین اور حکیم صاحب کوہ مراد پر پہونچے دوسرے روز بدستور طرفین مین صف آرائی ہوئی ملک سعیدون کے لشکر سے مختار خان دلاور واسطے مقابلہ ابطال قوی ہیکل کے گیا ابطال قوی ہیکل نے اُسکو بھی زخمی کیا فارس خان نے میدان جنگ مین جا کر ابطال قوی ہیکل کے مرکب کو نیزہ مارا بعدہ دونون پہلوان باہم پیادہ پا زور و قوت مین دست و بازو کے مشغول ہوئے اور دو روز و شب انکو اسی کشمکش و کوشش مین گذرے آخرکار روز چہارم ابطال قوی ہیکل لوح سحر کے باعث فارس خان کو بھی رشتۂ کمند سے باندھکر اپنے لشکر مین لے آیا شاہزادہ معزالدین کوہ پر بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ کافر اہل اسلام کو شہید

وگرفتار کرتے ہین شاہزادے نے حکیم صاحب سے پوچھا کہ کیون حضرت خلائق مین ملک گوہر آویز کے چند مدت سے دین زردشتی شائع ہو آپ کس وجہ سے انکی تعریف کرتے تھے حکیم صاحب نے فرمایا اے شہریار تین سو برس قبل اس معاملہ کے ملک سعیدون بزرگ زمین عرب سے یہان آیا تھا اور سعدان بزرگ جسطرح تمنے قصہ سنا سعیدون بزرگ کا ملازم تھا جب سر جہس کا زمانہ گذرا سعدان شاہ شہر گوہر آویز مین ایک مرد مرتد کے اغوا سے زردشتی ہوگیا پھر اُس زمانہ سے آج تک شہر گوہر آویز مین دین زردشتی رائج رہا مگر مین طلسم قران السعدین کا قدیم الایام سے داروغہ ہوتا آیا ہون اسی باعث سے کہ مین میل کبھی شہر گوہر آویز مقرر رہا اور یہان کی خلائق کا ہر مصیبت وراحت مین شریک حال تھا جب مین نے خلائق شہر کو دین خدا پرستی سے برگشتہ دیکھا ایک روز درگاہ جناب احدیت مین انکی اعانت اور غیبی عانت کی استدعا کی حکم ہوا کہ امور ظاہری مین انکی مدد کر داور جب بادشاہ ورعایا حد اعتدال سے گذر جائین اُسوقت عبادت کا گوشہ علیحدہ بنانا اور ستیصال اُنکا حوالہ بخدا کرنا مین نے حسب ہدایت عمل کیا جب مین نے ملک سعدان شاہ کی نیت ملکہ سعیدہ قمر طلعت کیطرف بدکہی تو مجھسے ضبط نہو سکا اسی روز شہر سے باہر نکلگیا شاہزادے نے کہا یہ طلسم کسنے بنایا ہو اور داروغگی آپکو کسنے دی اور سن آپکا سو برس سے زیادہ ہو یا کم حکیم صاحب نے کہا یہ طلسم ہمارے استاد حام اجلال نے ترتیب دیا ہو اور عمر ہماری چار سو برس سے زیادہ ہو اور ہمارے اُستاد کا سن سات سو برس کا ہو شاہزادے نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ کا ارشاد ہو کہ اکثر اعمار اُمتی بین الستین والسبعین حکیم صاحب نے فرمایا اے شاہزادہ عمر انسان کی خداوند کریم نے بعدد شمار نفس مقرر کی ہو نہ سال وماہ پر پس جو شخص کہ حبس دم کریگا عمر اُسکی ضرور زیادہ ہوگی چنانچہ پیغمبر حکما اس عمل کے عامل ملک یونان مین اب تک موجود ہین اور اکثر ہندوستان مین ہین کہ اُنکو جوگی کہتے ہین چنانچہ ایک حضرت سلیمان فارسی امت مین ہمارے پیغمبر کے تھے کہ عمر اُنکی بغیر حبس دم کے تین سو برس کی تھی بالاتفاق مورخین لکھتے ہین مگر یہ عمر اکثر یہ ہو کلیہ نہین ہو قصہ مختصر دوسرے روز البطال بد اعمال نے میدان مین جاکر طرقوس خان ایک پہلوان لشکر سعیدون شاہ کو قتل کیا شاہزادے کو طرقوس خان کے قتل ہونے سے ایسا غیظ آیا کہ چاہا کہ خود میدان کا قصد کیا حکیم صاحب نے کہا آپکا تکلیف کرنا عبث ہو اس پہلوان کی قضا آپ کے ہاتھ مقدر نہین ہوئی مین طالع دیکھ چکا ہون اور عمر اس نابکار و ناہنجار کی قریب اختتام ہو انشاء اللہ پردہ غیب سے اسکا قاتل ظاہر ہوگا اس عرصہ مین جن پہلوانون کی اجل اُسکے ہاتھ سے ہو اُنکو قتل ہونا چاہیے

یہ قصہ جنگ وجدل یہان موقوف رکھا جاتا ہو اور داستان شاہزادہ درّی مشتری طلعت

اور شہاب نوجوان کی بیان ہوتی ہو

کہ شہاب نوجوان اور شاہزادہ درّی مشتری طلعت جبل الخیل سے جو کہ کوہ اسپان مشہور ہو اسپ ادہم کو لیکر ملک شرق کو روانہ ہوے یہان اشرار بدکردار نے بھی آتش سحر فرو کی اور خود واسطے دیکھنے نرگس شہولا کے طلسم مین گیا وہان طلسم کا نشان تک نظر نہ آیا اور نہ نرگس شہولا کو پایا سمجھا کہ یہ کام سواے خدا پرستان کے دوسرے کا نہین ہو ساتھ ہی اس خیال کے آتش غضب

مشتعل ہوئی اور اُسی حالت غیظ مین کہا قسم ہو مجھے اپنے دین باطل کی جب تک مین لشکر اسلام کو قرار واقعی غارت نہ کرونگا قرار و
آرام نہ لونگا اور وہان سے اپنے لشکر مین آیا تمام جادوگر استقبال کو آئے اشترار جادو نے ہر ایک جادوگر سے معرکہ گذشتہ
بیان کیا اور کوس حربی بجانے کا حکم دیا سب جادوگر بانغ ہوئے اور کہا رات کو کوس حربی بجایا جائے صبح کو معرکہ جنگ گرم ہو
کیونکہ ابھی شہاب نوجوان سپہ سالار لشکر اسلام لشکر مین موجود نہین ہی نہین معلوم کہان اور کس فکر مین گیا ہی اشترار جادو
نے کہا مین خود چاہتا ہون کہ شہاب نوجوان میرے مقابل ہو بلکہ مین سوائے شہاب نوجوان کے اور کسی سے مبارز طلب
نہونگا کہ سوائے اُسکے اور کوئی کیا مال ہی جو میرے آگے آئیگا ادھر ضرغام شاہ کے طبل جنگ کی آواز سُنکے ہوش اُڑگئے کہا
شہاب نوجوان لشکر مین تشریف نہین رکھتا اور زخم سے اچھا نہین ہوا علاوہ برین مجھ سے عالم صحت مین کیا ہوا جو اب حالت
زخم مین ہوگا مگر بمجبوری فرمائے رزمی کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوئے اشترار جادو نے میدان مین ایک آواز دی کہ جسکو
جان اپنی دشوار ہو وہ آئے ضرغام شاہ نے داہنے اور بائین اپنے بہ نظر یاس وحسرت دیکھا کسی متنفس کو لشکر اسلام مین جرأت
مقابلہ اشترار سے نہوئی اور تمام پہلوان اور سردار سر اپنا جھکا کر مثل تصویر صم و بکم ہوگئے ضرغام شاہ لشکر سے ناامید ہو کر
آبدیدہ ہوگیا اتفاقاً مالک فائز نام ایک سردار مسن وجہان دیدہ لشکر مین موجود تھا اُسنے جوانی مین صدہا کارنمایان کیے
تھے اُسنے جب ضرغام شاہ کو رنج مین مبتلا دیکھا عرض کی اے بادشاہ جمجاہ آپ کیون ملول ہین مجھے اجازت جنگ کی مرحمت فرمائیے
سر لشکر کی آبرو مین فرق آتا ہی اور بڑی شرم کی جا ہی ضرغام شاہ نے فرمایا بابا کوئی لشکر مین نہین ہی جو تمہاری نوبت پہونچی
مالک فائز نے کہا اب مصلحت وقت یہی ہی کیونکہ جادوگر کافر میدان مین لاف وگزاف بک رہا ہی اور کوئی جواب نہین دیتا
ضرغام شاہ نے مالک فائز کو بمجبوری اجازت میدان دی مالک فائز نے بمجرد پہونچنے کے نیزہ کا وار اشترار نابکار پر کیا
اشترار جادو نے ایک ہی وار مین اُس مومن پاک کو شہید کیا شام کو لشکر طرفین کے اپنی اپنی جا پر واپس آئے ضرغام شاہ
کو مالک فائز کے قتل ہونے کا کمال صدمہ ہوا کہ اُس روز کھانا نہ کھایا اور نہ محل سے برآمد ہوا ملکہ نرگس شہلا نے کہا نہین معلوم
کہ شہاب نوجوان نے کہان دیر لگائی لیکن میرا دل گواہی دیتا ہی کہ کل ضرور شہاب الدین سے ملاقات ہوگی کیونکہ آج بائین
آنکھ میری پھڑکتی ہی اور تعبیر اسکی یہی ہی کہ شوہر یا برادر سے ملاقات ہو ضرغام شاہ نے کہا اے نرگس شہلا خدا ایسا ہی کرے
کہ فال تمہاری مطابق ہو اور ہمکو اس درد والم سے نجات ملے صبح کو ضرغام شاہ محل سے برآمد ہوا تمام ارکین سلطنت و سرداران
لشکر حاضر ہوئے دفعتاً لشکر حریف سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی ضرغام شاہ نے آواز طبل سنکے کہا اب مجھے بجز دعا کرنے کے
درگاہ مسبب الاسباب مین اور کوئی چارہ کار نظر نہین آتا تم سب سردار بھی میرے ساتھ آمین کہو شاید خداوند کریم تم بیکسون
پر رحم کرے اور ہمکو اس بلا سے محفوظ رکھے آخر ضرغام شاہ نے نہایت عجز و نیاز و زاری سے اپنی نجات کی دعا کی یہ خبر
اشترار جادو کو پہونچی اشترار جادو نے ایک عیار طرار کے ہاتھ ضرغام نیک انجام سے کہلا بھیجا کہ اے ضرغام شاہ بس آج تک اور
تمہاری زندگی ہی جس طرح سے چاہو یہ شب بسر کر لو یہان ابھی دعا ختم ہوئی تھی کہ شاہزادہ دری مشتری کی ملاقات اور

شہاب الدین فتح قرین سرکوب دشمنان دین بارگاہ شاہی مین داخل ہوئے ضرغام شاہ نے نہایت خوش ہوکے سجدہ شکر
درگاہ رب العزت مین ادا کیا شہاب الدین نوجوان نے شاہزادہ دری مشتری طلعت سے کہا کہ ضرغام شاہ کا قدمبوس ہو
اور ضرغام شاہ سے کہا یہ ملک سعیدون کا فرزند ارجمند ہے آپ بغلگیر ہون بعد اسکے نرگس شہلا کو بھی آمد شہاب نوجوان
سے اطلاع ہوئی نرگس شہلا نے شہاب نوجوان کو محلسرا مین بلایا ضرغام شاہ شاہزادہ دری مشتری طلعت سے
بغلگیر ہوا اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی اور صحبت شراب و کباب گرم ہوئی ضرغام شاہ نے حالت وجد مین یہ رباعی پڑھی

شادی مین نہ لطف ہے نہ ستم مین کچھ ہے	راحت مین نہ کچھ ہے نہ غم مین کچھ ہے
یاں رنگ زمانے کا دگرگون دیکھا	دم مین کچھ ہے تو ایک دم مین کچھ ہے

اسی اثنا مین عیار اشرار نابکار نے پیام اپنے آقا کا ضرغام شاہ کو دیا شہاب نوجوان نے کہا اے مردود اشرار جادو کو
ہماری طرف سے اس پیام کا یہ جواب دینا بیت

گر فلک را چو مہر از افق سر زند	بہ شمشیر گرا بر زمین بر زند

عیار نے اشرار جادو سے کہا اے شاہ جادوان آپ کے پیام کا یہ جواب شہاب نوجوان نے دیا ہے اشرار جادو کے ہوش
شہاب نوجوان کا نام سنتے ہی پران ہوئے مگر چونکہ طبل جنگ بجوا چکا تھا موقوف نہ کرسکا اسی طرح کی تیاری لشکر اسلام
مین بھی اس سے بہتر اشرار جادو کے لشکر مین ہوگئی ضرغام شاہ نے تمام سرگذشت اپنی شہاب نوجوان سے بیان کی
شہاب نوجوان کو فاتح کے شہید ہونے کا کمال تاسف ہوا رات کو شہاب نوجوان نے بعد رسم خوانی آرام کیا وہی نقاب دار
عالم رویا مین تشریف لائے اور فرمایا اے شہاب نوجوان اب یہ لڑائی آخری ہے جو کچھ تمھین پوچھنا ہو پوچھ لو بعد تیرے نہ پاؤ گے
اور چند باتین مین کہتا ہون انھین بگوش ہوش سن لو فراموش نہ ہون اول یہ کہ آب میدان شاہزادہ دری مشتری طلعت
کے ہاتھ ہے تم انکو سمجھا دو کہ جب اشرار جادو سے مقابلہ ہو تم اسوقت زرہ الحفاظ کی طرف متوجہ ہو کر آہستہ کہنا کہ اے
زرہ الحفاظ اگر حسب ارشاد تو میری ملک مین ہے پس میرے حکم سے اس جادوگر بادون کی چشم مین نگاہ ہو کر یہ ملعون تجھ سے
دغا و فریب سے لے گیا ہے بس اسکے کہنے سے وہ زرہ اشرار جادو کے جسم مین ایسی گران و تنگ ہوگی کہ وہ اتار کر میدان
مین رکھدیگا اور اپنے لڑکیون سے کہیگا کہ یہ زرہ شاہزادہ دری مشتری طلعت کو پہنچا دو جب وہ ملازم ہی نہ اٹھا سکین
اسوقت شاہزادہ دری مشتری طلعت بآواز بلند اشرار جادو سے کہے اے ملعون ہمارا مال دغا سے لیجانا سہل سمجھا تھا اب
ہم اپنا مال واپس لیتے ہیں بعد اسکے زرہ اپنے ملازم سے منگا کر پہنے اور اسپ باد ہم پہ سوار ہو کر اشرار جادو کے مقابلہ کو جائے پھر
نہ کوئی حربہ کارگر ہوگا اور نہ سحر اثر کریگا تب وہ شقی ازلی یعنی اشرار جادو آسمان پر بزور سحر پرواز کریگا اسوقت شاہزادہ
دری مشتری طلعت لگام گلگون کی بلند کرے اور ہم بھی جادوگر کے پیچھے روانہ ہوگا اشرار جادو آتے دیکھکر پریشان و حیران
ہوتا ہوا اس سرزمین پر وارد ہوگا کہ جہان سے جہنم کی راہ سیدھی ہے بس وہان راہی ملک عدم ہوگا اسکی نشان مین یہ آیہ کریمہ

دریا تہری نفس بای ارض تعت صادق آتا ہی بلکہ وہان اور اور مردود بھی ہلاک ہونگے شاہزادہ دری مشتری کو فہمائش کر دیا
کر ایک کوڑہ ہاتھ مین رکھے کر وقت پرواز جب اشرار جادو قریب آئے تو وہ کوڑہ مارے جب شاہزادہ دری مشتری طلعت
اور اشرار جادو تمھاری نظر سے غائب ہو جائین تم لشکر اشرار جادو پر حملہ کرکے قتل شروع کرنا اور جو مسلمان ہو اُسے امان دینا
اور ملک شہر زنگار کا نام اسلام نگار رکھنا اور وہانکی فرمانروائی بھی کسی انسان با ایمان و فاضل کو دینا بعد اُسکے کوہ مراد
کو روانہ ہونا کہ وہان دوست و آشنا تمھارے انتظار مین ہین شہاب نے کہا حضرت مین آپ کے جمال باکمال کا مشتاق ہون نقاب
چہرہ سے ہٹائیے اب جو شہاب نوجوان نے دیکھا تو حکیم ابو المحاسن ہین پس فوراً غائب ہو گئے صبح کو شہاب نوجوان نے
شاہزادہ دری مشتری طلعت سے حال خواب بیان کیا اور تمام ارشاد حکیم صاحب سنا دیا اس عرصہ مین لشکر طرفین کے آراستہ
ہوئے اور اشرار جادو لرزان و ترسان خائف و ہراسان میدان مین آیا مگر دل مین کہتا تھا شہاب الدین دلاور میرے
مقابلہ مین نہین آئیگا ناگاہ شاہزادہ دری مشتری طلعت گھوڑا چمکاتا ہوا میدان جنگ مین آیا اور وہ کلمات زرہ الحفاظ
سے مخاطب ہوکر بیان کیے فوراً زرہ اُس جسم ناپاک پر اسقدر بھاری ہوئی کہ گھوڑا بوجھ اُسکا نہ اُٹھا سکا اور زمین پر بیٹھ گیا
اشرار جادو نے گھوڑا بدلنا چاہا لیکن ایسا لنگڑا ہو گیا کہ خود ہل نہ سکا لاچار ہو کر زرہ اُتار کے زمین پر رکھدی اس اثنا مین
جو جادوگر کہ محتال و کہداش کو ہد بچانے گئے تھے وہ قصر الجبال سے واپس آئے اُنھون نے سر اُن ملعونون کے اشرار جادو
کے آگے رکھدیے اور ساری کیفیت بیان کی اشرار جادو دونون ہاتھون سے سر پیٹنے لگا اور کہا کہ اب میرے لیے بھی بجز چھوڑنے
ملک و مال کے کوئی صورت سفر کی نہین ہے خیریت سلامتی وقت یہ ہے کہ جان کا بچانا ضرور ہے یکایک شاہزادہ دری مشتری طلعت
نے مردانہ دلیرانہ آواز سے کہا او اشرار جادو خبردار دیکھون تو کیا ہنر سپاہگری کے اور جو صاحب مردانگی و سحر ساحری کا رکھتا ہے اور
کوڑا دکھا کر کہا تجھ ایسے اشرار نابکار کو بس یہ کوڑا کافی ہے اور تیرے خون ناپاک سے تلوار کو کیون خراب کرون اور زرہ کا حال
تو کہہ پہنے کیون نہ رہا اشرار جادو نے کہا زرہ زنگ آلودہ ہو گئی ہے مین دوسری زرہ پہنونگا شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا ای
ملعون تیرا دل بھی تو زنگ کفر سے بھرا ہے خاطر جمع رکھ مین اُسے بھی پاک کیے دیتا ہون او ملعون تیرے نوکر نالائق دغابازی مکر
اور جعلسازی کرکے میری زرہ لیگئے تھے ورنہ تیری یہ مجال تھی کہ تو بغیر اجازت میری ایک حلقہ زرہ کو اپنے نجس جسم پر رکھ سکتا اب چشم کور
سے دیکھ کہ کس طرح اپنا مال دشمن سے واپس لیتے ہین آخر شاہزادہ دری مشتری طلعت نے گھوڑے سے خم ہوکر زرہ زیب جسم کی
پہلوانان و سرداران لشکر طرفین کے متحیر ہو گئے اور اشرار جادو متوحش و دیوانہ وار ہر چہار طرف گھبرایا ہوا دیکھ رہا تھا شاہزادہ
دری مشتری طلعت نے کہا ای ملعون تیرے حواس ابھی سے جاتے رہے اس سے کیا ہوگا او مردود سامنے آ اب اشرار جادو نے
ایک نیزہ سینہ بے کینہ پر شاہزادہ دری مشتری طلعت کے مارا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے وہ نیزہ اس مردود سے
چھین لیا اور تلوار کی ایک اوجھڑ ایسی دی کہ تلوار اُسکی زمین پر گر پڑی جب اشرار جادو نے دیکھا کہ نہ زور مین مین سر بر
ہونگا اور نہ سحر کارگر ہوتا ہے آخر بزور سحر آسمان کی طرف پرواز کی شاہزادہ دری مشتری طلعت اُدہم پر سوار ہوا اور کہا کہ

تجھے قسم ہو حضرت سلیمان علیہ السلام کی تو بھی بال و پر نکال اور اس جادوگر کو لے جانے نہ پاوے پس پھر اس کلمہ کے او ہم بھی غضبناک ہوا اور عقب مین اشرار جادو کے دونو لشکر طرفین کے تماشا دیکھ رہے تھے او متحیر تھے کہ ایسا گھوڑا کبھی ہوتا ہو کہ مثل جانور کے پرواز کرتا ہو شاہزادہ دری مشتری طلعت نے قریب اشرار جا کر بقوت تمام ایک کوڑہ پشت پر ایسا مارا کہ اشرار جادو بے اختیار تلملا گیا اور غل مچانے لگا آخر اشرار جادو اور شاہزادہ دری مشتری طلعت دونون لشکر کی نظر سے غائب ہوگئے او شہاب نوجوان دلاور اشرار جادو کے لشکر کی جانب اشر پر حملہ آور ہوے اور تمام لشکر کو جادوگرون کے تباہ و غارت کر دیا جب کوئی متنفس لائق جنگ و جدل نہ رہا تب شہاب نوجوان داخل شہر ہوا اور اہل شہر کو بشرط قبول اسلام امان دی اور کفارون کو قتل کیا اور تمام شہر کا اسلام تکا رکھا اور حکومت شہر ایمان و درستی بیان کو بخشی کہ یہ درستی بیان سلاطین زادہ تھا جب شہاب نوجوان نے تمام امورات ملکی سے فرصت پائی کوہ مراد کی طرف چلے دوسرے روز ایک دوراہا ملا وہان سے ایک راہ طبرستان کو گئی تھی شہاب نوجوان نے حضر تمام شاہ سے کہا اے برادر اب آپ اپنے وطن کو تشریف لیجائیے ہم اپنے وطن مالوف کو روانہ ہونگے حضر تمام شاہ نے کہا یہ نہوگا کہ مین تمکو چھوڑ دون غرضکہ شہاب نوجوان کے ہمراہ ہوا

اب راوی انکو اثنا ے راہ مین رکھتا ہی اور کچھ حال کوہ مراد کا بیان کرتا ہی

کہ جب ابطال بدافعال چند پہلوان ملک سعیدون شاہ کے لشکر کے قتل کر چکا اسوقت ملک سعیدون شاہ نے ملک سعدان شاہ سے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی اسواسطے کہ اس عرصہ مین ہمارے یہان کے زخمی بھی صحیح و سالم ہوجائینگے ملک سعدان شاہ کو اگرچہ منظور نہ تھا لیکن غادی دانا کے کہنے سے بمشکل مہلت دی جب ہفتہ گذر گیا ابطال قوی ہیکل حرامزادہ نے نشہ مین شراب کے رات کو طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو بکرو فر تمام میدان جنگ مین آیا ادھر بعض سردار جو کہ لشکر مین نیم جان تھے میدان مین گئے اور ابطال قوی ہیکل کے ہاتھ سے شہید ہوگئے اب کوئی سردار قابل مقابلہ فوج اشرار کے لشکر مین باقی نرہا اور ادھر وہ کافر لا ف و گزاف بک رہا تھا یہان ملک سعیدون شاہ کو بجز دعا و مناجات کے کچھ اختیار نرہا آخر اسی روز ابطال قوی ہیکل نے قسم کھائی کہ آج تا شام انتظار مقابل کرونگا اور بعد اسکے جنگ مغلوبہ کرونگا

اب حال پرملال اشرار جادو نابکار اور شاہزادہ دری مشتری طلعت عالی وقار کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ اشرار جادو بقوت سحر سے بھاگا جاتا تھا اور ادہم گھوڑا بھی پیچھا کیے جاتا تھا اس دوا دوش مین جب شاہزادہ دری مشتری طلعت اور اشرار جادو قریب ہوجاتے تھے شاہزادہ دری مشتری طلعت ایک کوڑا اشرار جادو کی پشت پر زور سے مارتا تھا کہ اشرار جادو بلبلا جاتا تھا آخر اسی بدحواسی مین اشرار جادو کے خیال مین آیا کہ ظلمات مین چلنا چاہیئے پس وہ ملعون

ومردود شقی ازلی اُس واسطہ کوہ مین چوٹی کہ جہان دونون لشکر پڑے ہوئے تھے اور ابطال قوی ہیکل لشکر اسلام کو سخت شکست
کہہ رہا تھا یکایک شاہزادہ دری مشتری طلعت نے ایک اور تازیانہ اشرار جادو کی پشت پر زور سے مارا کہ نوک کوڑے
کی گدی کو توڑکے پیشانی سے نکلگئی اور مثل فوارہ کے خون جاری ہوا اشرار جادو اُسوقت ایسا چلایا کہ آواز اُسکی دونون لشکرون
نے سُنی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے تو ایک آدمی دراز قد ہوا پر معلق نظر آیا اور دوسرا ایک جوان عالیشان گھوڑے پر سوار
اُسکو کوڑے مار رہا ہی اور اِس مار پیٹ مین اشرار جادو سحر بھول گیا اب زمین کی طرف چلا اور یہان اُسی روز ملکہ
سعیدہ قمر طلعت کو حکیم ابو المحاسن نے مژدہ ملاقات دیا تھا اور شاہزادہ معز الدین سے فرمایا تھا کہ تم بھی آج غرفہ محل
سے تماشائے جنگ دیکھو کہ اب پیمانہ عمر ابطال پورا ہو چکا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے تمام مرد و زن اہل کوہ تماشائے
جنگ دیکھ رہے تھے اور اُسی آواز سے سبھون کی نظر آسمان کی طرف تھی اور اشرار اُسوقت زمین کی طرف چلا آتا تھا
ابطال قوی ہیکل بد افعال نے جب یہ کرشمہ دیکھا حیران ہوا دفعتًا اشرار جادو برابر سر ابطال قوی ہیکل کے آ پہنچا
جب تک ابطال قوی ہیکل ہوشیار ہو اشرار جادو ایسا مع سوزہ آہنی ابطال قوی ہیکل کے سر پر گرا کہ کاسہ سر چور ہو گیا قطعہ

ہمان لحظہ آن کافر کینہ خواہ	بدوزخ رسیدہ بحال تباہ
طلسمگر غادی نادان بہشت	خداوند دانا بہ یکدم شکست

ملائکہ آسمان نے اتنا تکو تو ایدرکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ غادی نادان اور سعیدان شاہ کو باواز بلند ندا آیا
اور وہ گھوڑا ہتیلیان جاکر اشرار جادو پر ایسا اترا کہ اُس لعین کے بدن کے سب جوڑ اور بند ٹوٹ گئے اور سیدھا جہنم کو گیا
دونون لشکرون کو اِس حال عجیب تماشائے غریب کے دیکھنے سے کمال حیرت ہوئی گویا گھوڑا نہ تھا بلکہ صورت مجسم اُس ناہنجار کی
واسطے تصور کرنا چاہیے ملک سعیدون شاہ کے لشکر مین نوبت خوشی کی بجی اور آواز مبارکباد بلند ہوئی اور لشکر کفار مین فریاد
اور نیابت کی صدا اٹھی ملک سعدان شاہ نے تاج سر زمین پر دے مارا اور طبل بازگشت بجوا دیا لیکن ملک سعیدون شاہ
بھی محو حیرت تھا کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہی جو ظہور مین آیا ایسا کام بشر سے قیاس مین نہین آتا یہ کوئی فرشتہ یا موکل ہی کہ جس سے
ایسا کام نمایان ہوا سر عشرت عیار کہ اُسوقت میدان جنگ مین موجود تھا جب اُسنے شاہزادہ دری مشتری طلعت
کو باین شان و عظمت دیکھا یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے گھبرا کر اور تو کچھ نہ کر سکا قدمون پر شاہزادہ دری مشتری طلعت
کے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا شاہزادے نے عشرت کو اُٹھایا وہ ہوش مین آیا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے عشرت عیار کو
سینہ سے لگایا عشرت نے فورًا ملک سعیدون شاہ کو شاہزادہ دری مشتری طلعت کے آنے کی خبر دی ملک سعیدون شاہ
اُسی وقت بیتابانہ پیادہ پا فرزند دلبند کے دیکھنے کو تشریف لایا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے باپ کے قدمون پر سر جھکایا
بادشاہ نے فرزند کو گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے ہمراہ فرزند کو لشکر مین لایا تمام لشکر مین ایسی خوشی ہوئی گویا اُس دن
عید تھی اور ویسا ہی رنج لشکر کفار مین ہوا حکیم ابو المحاسن اور شاہزادہ معز الدین بھی زیر کوہ آئے حکیم صاحب نے شاہزادہ

معز الدین سے فرمایا ای شہریار دولت مدار اشرار جادو کا جگر نکال کر اپنے پاس رکھ لیجیے کہ کسی وقت پر کام دیگا یعنے آپنے
جو کسی سے وعدہ کیا ہی اُسکے بھی ایفا کرنا ضرور ہوگا شاہزادہ معز الدین نے بموجب ارشاد حکیم صاحب کے جگر اشرار خونخوار
کا بکمال احتیاط نکال کر حکم دیا کہ اسے بحفاظت تمام رکھنا خبردار غافل نہو نے پائے کہ جب ہم مانگیں دینا اور شاہزادہ
دری مشتری طلعت سے ملاقات کی شاہزادہ دری مشتری طلعت نے ہاتھ حکیم صاحب کے آنکھوں سے لگا لئے
ملک سعیدون شاہ نے بھی بعد دست بوسی کہا حکیم صاحب ہمیں آپ نے گویا دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا کہ
ہماری روح و جگر و جان کو ہمسے ملایا ہم شکریہ احسان ادا نہیں کر سکتے حکیم صاحب نے فرمایا ای مشفق ہمکو فقط گوہر آفرین سے
مطلب تھا ملک سعدان شاہ سے ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جب سنا کہ حکیم صاحب تشریف لائے فوراً خوان زر و جواہر
تصدق کو بھیجے اور دو رکعت نماز شکریہ ادا کی دوسرے روز ملک سعیدون شاہ نے بمشورہ حکیم صاحب ملک سعدان شاہ
کو ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے عقد کا پیام بھیجا ملک سعدان شاہ نے جواب دیا کہ تم مرات الغیب بھی قصر قران السعدین
سے لائے جو ہماری شرط تھی ملک سعیدون شاہ نے کہلا بھیجا تم اُسکے خواص سے بھی آگاہ ہو جو ہر بار طلب کرتے ہو اور جو
ہر لقا پردہ آئینہ آتا بھی تو تمکو اُس سے کیا فائدہ ہوتا ملک سعدان شاہ چپ ہو رہا اور چاہا غادی دانا سے پوچھے کہ اس بات
کا کیا جواب دیا جائے ادھر غادی دانا بحیلہ داخل ہونے حکیم صاحب کے لشکر سے غائب ہوگیا تھا ملک سعدان شاہ
نے جب غائب ہونے کا حال غادی کے سنا نہایت صدمہ ہوا آخر یہ جواب دیا کہ آپ مسلمان ہیں زردشتی مذہب میں
تفرقہ ہے شادی کیونکر ہو سکتی ہی ملک سعیدون شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم تاریخ اعظم میں دیکھو کہ تمھارا جد اعلی سعدان
بزرگ مسلمان تھا کہ زردشتی دوسرے یہ پیام سمجھنے براہ انسانیت دوستی بھیجا ہو ورنہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت خود ہمارے
پاس موجود ہی اور وہ اپنے دین قدیم پر مستحکم ہو اُسنے تمھاری طرح دین آبائی اپنا ترک نہیں کیا اور وہ اسی سبب سے ہمارے
پاس نہایت خوشی سے پہونچی ہی اور تم خود جانتے ہو کہنے کی ہمارے کیا حاجت ہی بہر حال اب تمکو بھی لازم ہی کہ تم دین حق
اپنا قدیم بصدق دل اختیار کرو اور اس ملت وہمیہ کو لعنت کرو تا عقد ملکہ سعیدہ قمر طلعت کا تمھاری خوشی سے ہو
ملک سعدان شاہ نے تین روز کی مہلت مانگی کہ بعد تین روز کے جواب دیا جائیگا ملک سعیدون شاہ نے تین روز کی مہلت
قبول کی رات کو چند سردار ملک سعدان شاہ کے آئے اور کہا ای بادشاہ ہماری رائے بھی یہی ہی کہ آپ عقد ملکہ
سعیدہ قمر طلعت کا شاہزادہ دری مشتری طلعت سے کردیں مصلحت وقت یہی ہو ملک سعدان شاہ نے کہا میرا یہ
دل و جگر کہاں کہ میں ملکہ کے عقد کو اپنی زبان سے اپنی حیات میں کہوں ہاں مصرعہ بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد
مگر اسکو ایک شکل ایسی ہی جس سے کہ ان لوگوں سے جان بری ہو سکے معلوم نہیں ہوتی اس عرصہ میں ایک شخص خبر لایا اور ایک رقعہ
ملک سعدان شاہ کو دیکر روانہ ہوا ملک سعدان شاہ نے رقعہ کا مضمون دیکھا غادی دانا نے لکھا تھا کہ ای
ملک سعدان شاہ میں فقط بخوف حکیم صاحب روپوش ہوں لیکن ایک چیز ایسی بخوف سر کا تہائی ہو کہ اگر اُسکا وارث ملے کے

تمھارا مطلب دلی بر آوے وہ یہ ہی کہ کوہستان مین ایک چشمہ عین السموم ہی اُسمین چانول پیدا ہوتے ہین اگر اُن چانولون سے دو چانول دوسرے چانول خالص مین پکین تو وہ سب چانول زہر ہلاہل ہوجاوینگے اور وہ زہر بھی ایسا قاتل ہوگا کہ کوئی زہر اسکے مقابل نہین ہوگا کیونکہ دو چار چانول بھی ایک آدمی کو کافی و وافی ہین اسی واسطے پانچ سیر وہ چانول تمھارے پاس بھیجے ہین کہ اُسکے ذریعہ سے تم اپنے دشمن جان و ایمان کو ہلاک کردو تا یہ فتنہ و فساد مٹجائے اور پھر ہم تم بعیش بسر کرین ملک سعدان شاہ نہایت خوش ہوا اور دوسرے روز واسطے ملاقات ملک سعیدون شاہ کے لشکر سے چلا اور ملک سعیدون شاہ نے سُنا کہ سعیدون شاہ صلاح کو آتا ہی تا در بارگاہ استقبال کو آیا اور نہایت اعزاز سے لشکر مین لے گیا اور دل مین بہت خوش تھا کہ اب ملکہ سعیدہ قمر طلعت اپنے باپ کی خوشی سے خوشنود ہوگی اور حکیم صاحب آج کل عبادت الٰہی مین ایسے مشغول ہین کہ ملک سعیدون شاہ کے پاس کم آتے ہین غرض جب ملک سعدان شاہ و ملک سعیدون شاہ کے باہم ملاقات ہوئی ملک سعدان شاہ نے اسلام قبول کیا اور کہا کہ مین عقد ملکہ کا بھی برضا و رغبت شاہزادہ دری مشتری طلعت سے کیے دیتا ہون ملک سعیدون شاہ پھر اُٹھا اور بغلگیر ہوا ملک سعدان شاہ وہان سے اپنے لشکر کو پھر آیا صبح کو اُس منافق ملعون نے بہت سے چانول اور گوشت اور میدہ اور گھی مصالح وغیرہ تمام سامان تیار کیا اور تھوڑے سے چانول مسموم اُن چانولون مین ملاکر ملک سعیدون شاہ کو بھیجدیے اور ایک رقعہ لکھا کہ مین نے یہ سلم جدید پیدا کی ہی یہ تو اتحاد جدید کی دعوت طعام ہی اسکی دعوت پختہ ہوگی آج آپ مع سب اہل لشکر اسکو پکوا کر تناول فرمائین و السلام ملک سعیدون شاہ نے حکم دیا کہ دو چار ملازم معتمد ملک سعدان شاہ بھی حاضر رہین ہم اُنکے سامنے یہ دعوت کھائینگے اور حکیم صاحب سے کہا یہ جگہ متعفن ہی اور جہان مناسب ہو وہان خیمہ برپا کیا جاوے حکیم صاحب نے اُسی غار مین حکم دیا کہ یہین خیمہ و خرگاہ برپا کرائے جاوین یعنی قریب اپنے اور وہین سے شہاب نوجوان کو واسطے جنگ ابطال دیو ہیکل کے روانہ کیا تھا ملک سعیدون شاہ اور شاہزادہ دری مشتری طلعت مع چند مقرب خاص کے وہان تشریف لائے اور حکم دیا تھوڑا سا سامان دعوت کا یہان بھی آوے کہ ہم خود اپنے سامنے پکوا کر کھاوینگے اور باقی اسباب و سامان باورچیخانہ مین بھیجدیا کہ تمام لشکر کو تقسیم کر دیا جاوے الغرض چار سو دیگ اور دیکھیے یہان تیار ہوگئے اور باقی کھانا لشکر مین پکا اب بیان راوی کا بیان ہی کہ حکیم صاحب ایک مکان مین علیحدہ مصلا بچھا عبادت پر تھے اور ملک سعیدون شاہ اُس غار مین مجمل عیش و نشاط مین تشریف رکھتے تھے

اب حال بالا کوہ کا بیان ہوتا ہی

کہ ایک روز سوسن نے بطریق خوش طبعی ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے کہا ای ملکہ آفاق بفضل چارہ ساز بیچارگان شاہزادہ دری مشتری طلعت بھی تشریف لایا ہی اور ہر ایک طرح کا سامان بھی موجود ہی اب فقط اُسکے حکم کی دیر ہی امیدوار کو چاہیے کہ امید اپنی لگائے رہے ملکہ مسکرا کر بولی تجھے رشک کیون آیا تیری مراد مین کیا دیر ہی سوسن چپ ہو رہی اور ملکہ کے پاس سے چلی گئی

سرو ناز نے سوسن سے کہا اے بہن چلو ہم بھی محفل جشن کا تماشا دیکھیں سوسن بولی چلو غرضکہ سرو ناز اور سوسن اُسی نقب میں
پہونچیں اور دیوار سے دروازے کے نظر کی وہان فقط حکیم صاحب کو بوریا سے بچے بوریا پر دیکھا کہ عبادت الٰہی میں مشغول ہیں اس
اثنا میں ایک ملازم نے آواز دی کہ حکیم صاحب کھانا تیار ہے حضرت کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے ادہر ادہر ایک کتے کی آواز سوسن
نے سُنی کہ وہ فریاد کر رہا ہے سوسن نے سرو ناز سے کہا بہن اس کتے کی آواز میں پہچانتی ہوں بلکہ یقین ہے کہ یہ وہی کتا
سرقان تیغ باز قزاق کا ہے جو طعام زہر آلود کی بو سے شور و غل مچاتا ہے سرو ناز نے کہا سچ ہے یہ وہی کتا معلوم ہوتا ہے
سوسن نے کہا جلد جا اور دیکھ کیا معاملہ ہے سرو ناز نے کھڑکی سے دیکھا تو واقعی وہی کتا ہے سرو ناز وہان سے سوسن کے پاس
آئی اور کہا بہن وہی ابلق کتا قزاق کا قریب باورچیخانہ کے غل مچا رہا ہے سوسن نے کہا دروازہ پر دستک دے سرو ناز نے ایک
پتھر در پر زور سے مارا حکیم صاحب نے برہم ہو کر پوچھا کون ہے سوسن نے کہا حضرت میں سوسن ہوں حکیم صاحب نے دروازہ کھولا
جب سوسن قریب آئی سلام کیا حکیم صاحب نے فرمایا اس حرکت بیہودہ سے کیا حاصل سوسن نے دست بستہ عرض کی کہ کتا
سرقان تیغ باز قزاق کا شور و غل باورچیخانہ کے در پر کر رہا ہے اور اُسکا خواص یہ ہے کہ جب طعام زہر آلود کی بو پاتا ہے
تو ایسی ہی حرکت کرتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا جبکہ ملک سعدان شاہ نے نظیر نام بھیدی بھیجا ہے زہر کا کس طرح خیال و شک ہے
سوسن بولی درست ہے لیکن جب تک دشمن کا بخوبی امتحان نہ ہولے کیا اعتبار اور احتیاط میں کیا نقصان ہے حکیم صاحب
وہان سے ملک سعیدون شاہ کے پاس آئے اور فرمایا مجھے طعام دعوت میں ایک نوع کا شک پیدا ہوا ہے ملک
سعیدون شاہ نے اول دس نفر جو ملک سعدان شاہ کی طرف سے حاضر تھے اور محض لاعلم تھے اُنکو وہ کھانا کھلایا
ایک ساعت نگذری تھی کہ وہ سب غریب راہی ملک عدم ہوگئے اور یہ بھی خبر پہونچی کہ دس بارہ نفر باورچیخانہ کے نقد زندگی
میں کام آئے اور چند باورچی اُس کھانے کی بھاپ سے درد میں آلودہ ہو کر غش میں پڑے ہیں بادشاہ نے وہ سب کھانا
دفن کرا دیا اور منادی لشکر میں کرا دی کہ کوئی اس طعام زہر آلود کو نہ کھائے مگر جنکا وعدہ برابر ہو گیا تھا وہ کیونکر نہ مرتے
غرضکہ چار سو آدمی اُس طعام کو کھا بہشت عنبر سرشت میں پہونچے اور وہ دغا شعار اُن مظلوموں کے خون میں مبتلا ہوا
حکیم صاحب نے ملک سعیدون شاہ سے فرمایا شاید برنج میں سموم ان کچھ جانوروں میں ملا دیے ہونگے بعد اسکے
نقل جنسہٖ سمیت السموم بادشاہ سے بیان کی بادشاہ نے کہا کہ سعدان انتہا کا دغا شعار ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ جسنے اپنی
بیٹی سے ایسا ارادہ کیا اُس سے جو کچھ ہو تعجب ہے اور اُس سے جو کوئی امید نیکی رکھے خلاف عقل ہے غرضکہ اس اثنا میں
شاہزادہ دری مشتری طلعت نے طبل جنگ اپنے نام بجوایا ملک سعدان شاہ کو بھی خبر ہوئی سمجھ گیا کہ میرے
مکر و فریب سے یہ سب آگاہ ہو گئے دربار میں باعلان چلا کر رونے لگا سرداران لشکر نے کہا اب رونے سے کیا فائدہ اب
بغیر مقابلہ چارہ نہیں ہے ناچار ملک سعدان شاہ رزمگاہ میں آیا طرفین کے لشکر جمع ہوئے شاہزادہ دری مشتری طلعت
باجازت حکیم صاحب حرب و ضرب میں مشغول ہوا ملک سعدان شاہ کی طرف سے القوم فیل قوت مقابلہ کو آیا

تھا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے القوم فیل توت کو قتل کیا پھر ملقوم فیل زور میدان مین آیا شاہزادے نے اسکو بھی قتل
کیا اسی طرح دوسرے روز ساحول مہین سینہ قتل ہوا قصہ مختصر تین روز مین بہت سے پہلوان نامی و گرامی ملک
سعدان شاہ کے شاہزادہ دری مشتری طلعت نے جہنم واصل کیے جب کوئی سردار لائق رزم و پیکار لشکر اشرار
سعدان شاہ نابکار مین باقی نرہا ملک سعدان شاہ سر و پا برہنہ تھوڑی فوج لیکر بھاگ گیا باقی لشکر نے بعد فرار
ہونے ملک سعدان شاہ کے حاضر ہو کر اپنے مذہب باطل سے توبہ کی ملک سعیدون شاہ نے فرمایا خدا جانے وہ
کافر کہان چلا گیا عیاران لشکر کو بلا کے حکم دیا کہ جہان ملک سعدان شاہ ملے ہاتھ پاؤن باندھ کے پکڑ لاؤ حکیم صاحب نے
فرمایا اسکی تلاش کرنی کچھ ضرور نہین وہ خود حاضر ہوگا آخر کار یہی امر ظہور مین آیا کہ بعد پانچ روز کے ملک شہاب الدین دلاور
لشکر مین پہونچا اور ملک سعدان شاہ بھی دست و گلو بستہ اسکے ہمراہ تھا شاہزادہ دری مشتری طلعت کہ واسطے
استقبال شہاب نوجوان کے گیا تھا دیکھا کہ ملک سعدان شاہ مسلسل بطوق و زنجیر ایک شتر عربی پر سوار ہے اور
علاوہ برین ایک نعش کبود رنگ سڑی ہوئی عیار کھینچے لیے آتے ہین شاہزادہ دری مشتری طلعت نے شہاب نوجوان
سے پوچھا اے عالی قدر یہ نعش کسکی ہے شہاب نوجوان نے کہا غادی ملعون کی ہے جو باقی فساد تھا میرے ملازم واسطے سیر کے
گئے تھے ہم انھون نے دیکھا یہ نعش پڑی ہے اور دو غلام بیٹھے رو رہے ہین انسے پوچھا یہ لاش کسکی ہے انھون نے جواب دیا کہ یہ لاش
غادی دانا کی ہے غرضکہ وہ غلام بھاگ گئے اور لاش کو وہ لوگ میرے پاس لے آئے دوسرے روز ملک سعدان شاہ سے
ملاقات ہوئی اسنے مقابلہ کیا مین نے اسکو شکست دیکر گرفتار کر لیا بعد اسکے تمہاری خدمت بابرکت مین حاضر ہوا شاہزادہ
دری مشتری طلعت نے شہاب نوجوان کو سینہ سے لگا لیا اور کہا بھائی صاحب خدا نے یہ فتح تمہارے نام مقرر کی تھی اب
تمام کام حسب دلخواہ انجام کو پہونچے شہاب نوجوان ملازمت مین سعیدون شاہ کی حاضر ہوا اور حکیم ابو المحاسن سے بھی
مشرف ہوا حکیم صاحب نے دوسرے روز بفتوائے شرع شریف ملک سعدان شاہ بیدین و گمراہ کو قتل کرنیکا حکم دیا بیت

چو شد نام بخشش زاہل جہان کم ۔ فلک گشتہ خندان زمین گشت خرم

جب ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے خبر قتل پدر بدسیر کی سنی پہلے جوش خون سے آبدیدہ ہوئی اسواسطے کہ یہ سمجھتی تھی اگر بیدین نہوتا تو
اس نوبت کو کیون پہونچتا بعد اسکے ہوش ہوئی اور حکیم صاحب نے حکم واسطے کوہ مراد مین جشن عروسی کا دیا اور خیمہ ہائے سرخ و سبز و
طلائی و نقرئی استادہ ہو گئے جنکے قبون پر نظر خیرگی کرتی تھی اور آگے اسکے اتنی چوب کا نگیرہ جسکی طنابین کلابتون کی جھالر بادلہ
مروارید کی تھی نصب ہوا اور ناچ پریزادان خوش گلو و ماہرویان خوش رو کا شروع ہو گیا محفل شراب و کباب ہر جا گرم ہوئی کدورت سفر
بفضلہ تعالی دور ہوئی اور نہایت شان و شوکت ملوکانہ سے عقد ملکہ سعیدہ قمر طلعت کا شاہزادہ دری مشتری طلعت سے
ہوا بیان شادی و سامان آبادی بوجہ طول حوالہ قصہ خوان تیز بیان کے کیا گیا کہ وہ بعنوان شایستہ سامعین کو سنائین اور
زور طبیعت اپنا اپنا دکھائین اب گفتگو سے قصہ سوسن شروع ہوئی شہاب نوجوان نے عرض کیا کہ اس بارہ مین اگر خوشی والدین

کی بھی ہو تو مناسب ہے اسواسطے کہ ہر شخص کو اپنی اولاد کی شادی کی تمنا ہوتی ہے حکیم صاحب بھی اس امر سے خوش ہوئے
ملک نجم الدین ارباب باپ شہاب نوجوان کا ملک گوہر آویز کا حاکم تھا حکیم صاحب نے مع قبایل اسکو کوہ مراد پر
طلب کیا ملک نجم الدین ارباب مفارقت میں اپنے نور بصر و لخت جگر شہاب الدین ولاور کے قریب بمرگ ہوگیا تھا بمجرد
سننے اس امر کے خدمت میں حکیم صاحب کی حاضر ہوا اور اپنے فرزند دلبند کو گلے سے لگا لیا اور حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ
جناب میں ایک ہمشیرہ میری ہزار پرگنہ کی مالک ہے پندرہ برس کا عرصہ ہوا کہ ان بادشاہوں کے ہنگامہ میں میری ہمشیرہ کی ایک
لڑکی دولت زینت بخش نامے گم ہوگئی اور میری بہن اسکی فراق میں لب گور ہو اور روتے روتے آنکھوں کی بصارت جاتی رہی ہرچند
میں نے سمجھایا کچھ مفید نہوا اور اب میں نے بہت کچھ لکھا کہ بھتیجے کی شادی میں شریک ہو لیکن اسنے سوا رونے کے کچھ جواب ندیا بلکہ
یہ کہا کہ آپ میرے درپے شراکت نہوں کہ میں کسی تقریب میں جانیکے لائق نہیں بقول اس شعر کے بیت

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اور اسوجہ سے کہ تمامی قوم میں وہ بزرگ قوم ہے اور سوا اسکے میری حقیقی بہن ہے علاوہ بریں غمزدہ کا دل نازک زیادہ ہوتا ہے
اگر انکے سکوت پر میں بھی سکوت اختیار کروں تو اور زیادہ انکے لیے سبب ملال ہوگا لہذا بزم شادی بغیر انکے اچھی نہ معلوم
ہوگی اور بلکہ حضور اگر اس امر میں واسطہ نہوتے تو میں اسکو بغیر انکے جائز نرکھتا حکیم صاحب نے فرمایا اس کلام مطول سے کیا
حاصل آپ اصل مطلب بیان کیجیے ملک نجم الدین ارباب نے عرض کیا پیر و مرشد مطلب میرا یہی ہے کہ آپ بعلم نجوم ملاحظہ فرمائیے اگر
کوئی صورت حصول مراد ممکن ہو تو اسکی تدبیر کیا وے ورنہ اس امر سے ہم سب نا امید ہو کر بیٹھ رہیں حکیم صاحب نے فرمایا اے
ملک نجم الدین ارباب ہمشیرہ زادی تمھاری زندہ تو بیشک ہے لیکن جب تک تمھاری بہن یہاں نہ آئیگی میں حال اسکا بیان
نکرونگا اگر تمکو حال مفصل دریافت کرنا منظور ہے تو اپنی ہمشیرہ کو بلا بھیجو ملک نجم الدین ارباب نے اسی وقت اپنی بہن کو رقعہ
لکھا زیبا ملکہ فوراً کوہ مراد پر پہونچی اور بھائی سے کہا چلو مجھے حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچا دو ملک نجم الدین ارباب زیبا ملکہ کو لیکر
حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا حکیم صاحب نے زیبا ملکہ سے فرمایا کہ اگر میں تیری دختر کو یہاں بلا دوں تو کسطرح اسکو پہچانیگی
زیبا ملکہ بولی حکیم صاحب اب میرا ایسا مقدر کہاں کہ اسکو دیکھوں اور سوا اسکے اگر حضور ایسا چاہیں تو وہ کیونکر مجھے پہچانیگی اور
میری آنکھیں کہاں جو پہچانونگی اگر دیدار اسکا میری تقدیر میں ہوتا تو میں اندھی کیوں ہوتی حکیم صاحب نے فرمایا ہم تیری آنکھوں
کا بھی علاج کر دینگے اگر خدا چاہیگا تو آنکھیں تیری روشن ہوجائینگی مگر یہ بتا کہ کوئی ایسی علامت بھی ہے کہ جسکے سبب سے تو اسکو
پہچان سکے زیبا ملکہ نے کہا ہاں دو نشانیاں قابل پہچاننے کے ہیں ایک تو یہ کہ درمیان دونوں ابرو کے ایک خال ہے
دوسری نشانی یہ ہے کہ دائی کی غفلت سے اسکے سر میں ورانے کا کیڑا ایسا لگ گیا تھا کہ اسکی زندگی محال ہوگئی تھی جب وہ
اچھی ہوئی تو اس جگہ بدگوشت نکل آیا تھا یقین ہے کہ وہ ابھی موجود ہو حکیم صاحب نے شاہزادہ معز الدین سے فرمایا کہ اس
ضعیفہ کے حال پر تمکو بھی ترحم فرمانا چاہیے شاہزادے نے فرمایا کہ توجہ آپ کی ہونا ضرور ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ سرمہ زحل

تھوڑا دو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو شاہزادے نے سرمۂ زحل دیا حکیم صاحب نے زیبا ملکہ کی آنکھوں مین لگا دیا بس بمجرد سرمہ لگانے کے آنکھوں مین زیبا ملکہ کی روشنی آگئی حکیم صاحب زیبا ملکہ کو ساتھ لے محل مین تشریف لائے اور فرمایا اے زیبا ملکہ دیکھ تو ان مین کسی کی شکل تیری دختر کے مشابہ ہے اتفاق سے اسوقت سوسن کسی کام کو گئی تھی زیبا ملکہ نے سب کو بغور دیکھا لیکن کسی مین وہ نشان نہ پائے اور کہا ان مین تو معلوم نہین ہوتی اس اثنا مین سوسن بھی آئی زیبا ملکہ کی جو نہین نگاہ سوسن پر پڑی خود بخود دل مین اضطراب پیدا ہوا جب قریب سے وہ خال دیکھا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بیہوش ہوگئی ادھر قلب سوسن کا بھی بیتاب ہوا اور خون نے جوش مارا جب زیبا ملکہ کو ہوش آیا سوسن کو گلے سے لگا لیا اور اس درد سے روئی کہ تمام حاضرین محفل کے بھی بے اختیار آنسو نکل آئے اور یقین کا مرتبہ ہوگیا کہ بلاشبہہ سوسن زیبا ملکہ کی دختر ہے حکیم صاحب نے فرمایا اے زیبا ملکہ اب حقیقت اپنی دختر کی سن کہ اسپر جو مصیبت گذری یعنے جب اس تاراجی و غارت مین تیری دختر کو ایک لشکر کا پیادہ لے گیا آہستہ شہر گوہر آویز مین ایک دلالہ کو براے پرورش دیا اس عورت نے محل مین بادشاہ کے لیجاکر ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی مادر گرامی یعنے ساعدہ بانو مرحومہ کے ہاتھ عوض مین ایک انگشتری یاقوت اور ہزار دینار سرخ کے فروخت کر ڈالا اور اتفاق سے اس روز یہ لباس سوسنی رنگ پہنے تھی اور وہ رنگ اسکو نہایت ہی زیبا تھا بس اسی وجہ سے ملکہ ساعدہ بانو نے نام اسکا سوسن رکھا زیبا ملکہ نے یہ حقیقت سنکے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے میری آرزوے دلی بر آئی ورنہ مین کہان اور یہ روز برکت و مبارک کہان جب شہاب نوجوان نے یہ کیفیت سوسن کی سنی نہایت خوش ہوا اور کہا للہ الحمد کہ معشوقہ میری صحیح النسب ہے کنیز نہین ہے مین خیال کرتا تھا کہ بھلا کنیزون مین یہ فہم و ادراک حسن و جمال کہان جو باین لیاقت خدمت مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے تقرب حاصل کرے آخر کار بساعت سعید سوسن خدا مہر جان بخش کا عقد شہاب نوجوان سے کردیا اور کئی روز تک بزم عیش مہیا رہی بعد ازان غلام شاہ و نرگس شہلا بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئے اور ملک سعید دل شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور حکیم ابو المحاسن شہر سہیم السعادت مین تشریف لائے ملک سعید دل شاہ نے شاہزادہ معز الدین کی دعوت شاہانہ کی اور حکیم ابو المحاسن نے ملک گوہر آویز کی حکومت شہاب الدین دلاور کو دی اور بعد فراغ ان امورات کے شاہزادہ معز الدین نے وہ مہرہ اور قصعت جگر اشرار جادو کا حسب وعدہ ماہی کو دیا کیونکہ ماہی سے وعدہ کیا تھا کہ مہرہ مع شی زائد تجھے پہونچا دونگا اور شی زائد یہی جگر اشرار جادو ستمگار ہے بعد اسکے حکیم صاحب نے فرمایا اے عالیجناب

هر که دید در آئینهٔ دل روی نگار | غیر من کز غم دلدار شده ام حیران
تا کجا عقده بکارم فتد از گردش چرخ | چند بر کار صفت باشم از و سرگردان

حکیم صاحب نے کہا اے شہریار جو کریم الطبع اور سخی و شجاع ہین وہ غیر کے کام کو اپنے کام پر مقدم جانتے ہین اور انکے طفیل نامراد اپنی مراد کو پہونچتے ہین لہذا اب آپ اپنے رفقا و ہمراہیون یعنے اقبال شاہ سے ملاقات کیجیے وہ آپ کے منتظر ہونگے شاہزادہ نے کہا طریق ملاقات ارشاد ہو حکیم صاحب شاہزادہ کو کنارہ دریا لائے اور ایک اسم تعلیم کیا بمجرد پڑھنے اس اسم کے وہی کشتی

صندلی سفینۃ السعادت جس پر شاہزادہ سوار ہوکر شہر گوہر آویز میں تشریف لیگیا تھا دریا سے برآمد ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا
بسم اللہ کشتی میں سوار ہو جب شاہزادہ سوار ہوچکا حکیم صاحب نے فرمایا اے سفینۃ السعادت شاہزادے کو مقام مقصود پر
پہونچا دے کشتی یہ سنتے ہی غرق ہوگئی اور پھر پانی پر ابھری تو کشتیان صدہا اقبال شاہی نظر آئین بعدہ اقبال شاہ عادل شاہ
مع تمام سرداران لشکر ملازمت کو شاہزادے کی حاضر ہوئے اقبال شاہ نے بعد ادائے رسم سلام حال پرسی کی اور بار بار میں مہر
ہونے کی شاہزادے کو مبارکباد دی دوسرے روز وہان سے مرطوب شاہ کے ملک کی جانب روانہ ہوئے اور مرطوب شاہ کے
ملک کو شہر غربیہ حصار اور شہر سفیہان اور شہر ابلہان بھی کہتے ہین غرض چند روز کے بعد سواد غربیہ حصار نظر آیا اقبال شاہ
نے اسی جا لشکر کو حکم قیام دیا اور مرطوب شاہ کو بایں مضمون نامہ لکھا کہ ای مرطوب شاہ آگاہ ہو کہ ہم چاہتے ہین کہ تم چارون
رئیسان حصار چار مثلثہ کو ملازمت کے لیے شاہ ظلمورستان یعنے روح الملک کے لیجا دین اور باہم صلح کرا دین لیکن تمکو یہ امر
ناگوار ہوا کہ شاید تم لوگ بغیر حکم اپنے ارباب مثلثہ کے تجاوز و عذر پیش کرو لہذا ایک فرمان تمام ارباب کی مہرون سے
مرتب و مزین کرا دیا بعد اسکے ہر رئیس کو اپنی ملازمت کے واسطے طلب کیا اسمین بعض بمقابلہ پیش آئے جنھے تائید شاہ
جاودان انکو گوشمالی معقول دی جب مغلوب ہوئے تو یہ عذر شرعی پیش کیا کہ ہم بے اجازت ارباب مثلثہ کے آپکی
اطاعت نہ قبول کرینگے جب ہمنے فرمان مہری ارباب مثلثہ کا دکھلایا اور مہرین انکی کتب قدیمہ سے مقابلہ کرائین تو کوئی
عذر انکو باقی نرہا اور بسر و چشم ہماری فرمان برداری منظور و قبول کی اسی طرح طافی شاہ اور راسب شاہ اور عادل شاہ
نے بھی اطاعت قبول کی اب ہم تکو بھی آگاہ کرتے ہین کہ مہرین ارباب مثلثہ آپکی حاصل کرکے ہم تمہارے ملک مین آئے
ہین اب تمکو بھی واجب و لازم ہو کہ بجرد دیکھنے اس فرمان واجب الاذعان کے غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھکے ملازمت میں
باہر ولت و اقبال کی حاضر ہو مثل عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کے کہ وہ تمام بادشاہان حصار سے ممتاز ہو تم بھی رکاب
فیض انتساب کے ہمراہ ملک ظلمورستان کو چلو یقین واثق ہو کہ اور بھی بادشاہ مثل طافی شاہ اور راسب شاہ کے
موافق اپنے وعدہ کے حاضر ہونگے باقی والسلام اس نامہ کو مسعود نام لیکر کشتی مین سوار ہوا بعد چند روز کے
ملک غربیہ حصار مین پہونچا جب خبر آمد مسعود نامہ بر کی مرطوب شاہ کو پہونچی مرطوب شاہ نے نہایت اعزاز سے
مسعود کو دربار مین بلایا مسعود نے وہ نامہ مرطوب شاہ کے ہاتھ مین دیا مرطوب شاہ نے اپنے وزیر قریب الدم کو
دکھایا اور پوچھا کہ اس بارہ مین تمہاری کیا صلاح ہو قریب الدم نے عرض کی کہ اے بادشاہ جو انسان کہ عالم غیب سے
مامور ہو اسکی فرمانبرداری ضرور ہو آیندہ جو مرضی مبارک مرطوب شاہ نے قریب الدم کی بات کا کچھ جواب نہ دیا وہ بادشاہ
سے رخصت ہو اپنے مکان کو چلا گیا مرطوب شاہ نے بعد جانے وزیر اعظم کے حامض خان و مالح خان سپہ سالاران
لشکر کو بلا کر اس باب مین مشورہ لیا چونکہ وہ لوگ بدنفس تھے اور ضرر شاہی کو خیر خواہی جانتے تھے علاوہ برین قریب الدم
وزیر سے بھی ایک طرح کی عداوت رکھتے تھے انھون نے بالاتفاق جواب دیا کہ بادشاہ سلامت خود سلطان روح الملک

کی بدزبانی بخوبی جانتے ہین عرض کرنا کیا ضرور ہی اگر سلطان عدل و انصاف ہاتھ سے ندیتا کوئی رئیس تم چارون رئیسون
مین سے منحرف ہوتا دیگر یہ کہ اقبال شاہ نے جو طاقی شاہ وغیرہ رؤسا سے ثلاثہ مین باہم اصلاح و صلح کرائی اور اپنا
انکو فرمانبردار کیا یہ حال ان رئیسون سے دریافت کرنے کے قابل ہی کہ انھون نے فقط دنیا سازی کی یا واقعی بخواہش نفس
اطاعت قبول فرمائی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ اگر طاقی شاہ اور راسب شاہ بدل اطاعت قبول کرتے تو مثل عادل شاہ
اقبال شاہ کے ہمراہ رکاب ہوتے اس صورت سے ثابت ہی کہ انھون نے بمصلحت صلح کی اور اس فساد عظیم کو سر سے ٹالا
اور عادل شاہ کی ہمراہی کی یہ وجہ ہی کہ اسکے فرزند احمد نوجوان کا اقبال شاہ نے ملک ارمن مالک جزیرہ کی دختر
سے عقد کروا دیا ہی ورنہ وہ بھی ضرور عذر و حیلہ کر دیتا اور غور طلب یہ امر ہی کہ پھر کن بار دون ارباب ثلاثہ کی اقبال شاہ
کے فرمان پر تا قیامت قیاس مین نہین آتا ہی کسواسطے کہ پھر کرنا سو کلان عالم کا فرمان پر کسی صورت نہین ہوسکتا وہ مجبور نہین معلوم
کہ کس صورت سے ہین اور وہ اپنے نزدیک ارباب ثلاثہ کی مرجون قرار دیتے ہین مرطوب شاہ نے کہا ہم تمھارے قول کو تسلیم کرتے
ہین لیکن اب ہم انکو کیا جواب دین حامض خان اور مالح خان نے کہا در اصل کثرت افواج کے سبب آپ جنگ و پیکار
مین سر بر نہین ہوسکتے فریب و مکر سے کام نکالنا مصلحت وقت ہی آپ اپنے سرکاری پیراکون کو حکم دیجیے کہ فلان جا دریا مین حکم
کے منتظر رہین بعد اسکے جواب نامہ اس مضمون کا اقبال شاہ کو لکھو کہ ہمارا قدیم سے یہ دستور العمل ہی کہ جہان اس شخص کی فرمانبرداری
منظور ہوتی ہی جو فلان جا دریا مین ہمسے ملاقات کے واسطے آئے سفینہ پر تشریف لائے جو اس طرف سے آوینگے باہم بخوبی ملاقات
ہوگی یہ سلطان موافق تمھارے لکھنے کے کشتیون مین سوار ہوکر وہان آوینگے اس جگہ اپنی کشتیون مین جاکر سوراخ کردین کشتیان
غرق ہوجائینگی اور اگر اقبال شاہ کے ہوکلان عالم بالا ہمارا اکرو فریب ظاہر کرونگے تو ہم عذر کرینگے کہ یہ حرکت محض امتحانیہ مین
آئی ہمکو تمھارا حال دریافت کرنا تھا ورنہ ہم تمھارے بلا عذر و تکرار مطیع و فرمانبردار ہین راوی کہتا ہی کہ حماقت بلغمی مزاج کی ظاہر ہی
مرطوب شاہ کو سپہ سالارون کی یہ فہمائش نامعقول پسند آئی اور اقبال شاہ کو وہی جواب لکھا کہ جبکہ سب رئیس آپ کے
حلقۂ اطاعت مین ہین تو ہم کیا عذر کرسکتے ہین لیکن قاعدہ کلیہ خاندانی سے البتہ کسی قدر مجبور رہین کہ ہر حاکم سے دریا مین ملاقات
کیجاتی ہی کہ یہ ملاقات ہمارے حق مین مبارک ہوتی ہی لہذا آپ فلان جا پر تشریف لائیے اور ہم بھی حاضر ہون انشاء اللہ تعالے
پھر بخوبی ملاقات ہوجاویگی رسول مسعود جواب نامہ لیکر اقبال شاہ کے پاس آیا اقبال شاہ خوش ہوئے اور فرمایا
کہ مرطوب شاہ نے باوجود حماقت کے مقابلہ نہ کیا یہان بعد جاننے جواب نامہ کے مالح خان و حامض خان نے
آب بازان کامل کو بلاکے تمام مراتب اس مقام کے سمجھائے اور روانہ کیا اور کہا کہ تم نہایت ہوشیاری سے کام کرنا وہ
آب بازان اپنے کام پر مستعد و سرگرم ہوئے اور بروز معینہ اقبال شاہ اور شاہزادہ فخر الدین اور عادل شاہ اور
ملک ارمن وغیرہ تمام سردار کشتیون مین سوار ہوکر اس مقام مین پہنچے اس طرف سے مرطوب شاہ بھی ہمراہی
فریب الدم وزیر اور مالح خان و حامض خان کشتیون مین آئے اثنائے راہ مین سمک عیار نے

اب حال یہان کا سنیئے

کہ جب کشتیان اقبال شاہ کی آب بازون کے موضع پر آئین آن حرامزادون نے تمام کشتیون کے پیندے مین سوراخ کر دیئے اور کشتیان قریب غرق ہونے لگین اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین دوسری کشتی مین سوار ہوئے مگر اُس کشتی کو بھی اس بلا مین مبتلا پایا آخر کار جس کشتی مین سوار ہوتے تھے یہی معاملہ پیش آتا تھا قدرت خدا دیکھنا چاہیئے کہ اس وقت اقبال شاہ نے خیال کیا کہ شاید یہ شرارت مرطوب شاہ کی ہے یہ سوچکر درگاہ رب العزت مین دعا کی یکایک اس شدت سے ہوا چلی کہ مرطوب شاہ کی کشتیون کے لنگر ٹوٹ گئے اور بادبان صدمہ ہوا سے پرزہ پرزہ ہو کر اُڑ گئے اور وہ کشتیان اقبال شاہ کی کشتیون سے اسقدر متصل ہو گئین کہ باہم ٹکرا گئین اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین مع سرداران ہمراہی اپنی کشتیون سے مرطوب شاہ کی کشتیون مین اُتر آئے اور مرطوب شاہ کو مع وزیر فریب الدم گرفتار کر لیا بعد اسکے اپنے لشکر کے غوطہ خورون کو حکم دیا کہ تم غوطہ لگا کر دریا مین دیکھو کہ کیا ماجرا ہے اقبال شاہ کے آب بازون نے دریا مین غوطہ مارا وہان دیکھا کہ قریب چارسو نفر آب باز کے دریا کے اندر کشتیون کی تہ مین سوراخ کر رہے ہین ایک آب باز نے دریا سے نکلکے حقیقت اُنکی بیان کی اقبال شاہ نے اور چند نفر غوطہ خور امداد کے واسطے بھیجے الغرض دریا مین باہم غوطہ خورون مین خوب لات مکا اور گھونسا چلا اور خنجر و پیش قبض کی نوبت پہونچی تا اینکہ تمام پانی دریا کا خون سے سُرخ ہو گیا از بسکہ اقبال شاہ کا اقبال یاور تھا مرطوب شاہ کے غوطہ خور قتل و گرفتار ہوئے اقبال شاہ نے نجارون کو حکم دیا کہ جلد کشتیون کی مرمت ہو جو اس کشتیان کہ شکستہ ہو گئی تھین فوراً درست کر دین بعد اسکے اقبال شاہ نے مرطوب شاہ سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت تھی او احمق تجھے یہ خیال نہ آیا کہ اس فکر و فریب سے بجز ندامت کے کیا حاصل ہوگا مرطوب شاہ نے سر نیچا کر لیا اور عرق انفعال پیشانی پر آ گیا اور جواب دیا کہ ای شہریار میرا قصور نہین ہے یہ حرامزادے مالح خان و حامص خان کی شرارت ہے اقبال نے فرمایا حامص خان ہمارے پاس بھیج قضا مین گرفتار ہوا انشاء اللہ تعالے مالح خان کو بھی سزائے معقول ہم دینگے مگر تو نے جو دیدہ و دانستہ حرکت بیہودہ کی و باعث شرارت پیش آیا اب تیری کیا سزا ہے مرطوب شاہ نے کہا مجسے بھی خطا ہوئی مین آپکی تحریر کو اپنا سر نوشتۂ تقدیر نہ سمجھا اور نصیحت و پند کو فریب الدم وزیر نیک تدبیر کی خیال نہ کیا کیونکہ بار بار اس وزیر خوش تدبیر نے مجھ بیوقوف کو سمجھایا اور حضور کی اطاعت کے لیے فہمایش کی الا مین اُن شیاطین کے بہکانے سے مجبور ہو گیا بالذات میرا قصور نہین ہے یہ مفسدہ پردازی انھین ملعونون کی ہے اقبال شاہ نے اُسیوقت مرطوب شاہ کے سامنے حامص خان کو پانی مین ایسے غوطے دلوائے کہ وہ اپنی سزائے اعمال کو پہونچا بعد ہلاک ہونے حامص خان کے فی الجملہ مرطوب شاہ کے کچھ ہوش درست ہوئے اور خود اشتیاق ملازمت سلطان روح الملک پیدا ہوا اقبال شاہ نے کشتیان عزیمت حصار کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا جب کشتیان شہر کے نزدیک پہونچین دیکھا دروازے

شہر کے بند تھے اور سامان جنگ بروج وفصائل پر شہر کے آراستہ ہو رہا تھا آخر معلوم ہوا کہ مالح خان بذات نے جب
مرطوب شاہ کا گرفتار ہونا سنا دروازے شہر کے بند کروا دیے اور اب خود مستعد جنگ ہے یہ حرکت مالح خان کی نہایت
ناگوار گذری مرطوب شاہ نے بقسم کہا کہ میری کچھ خطا نہیں بلکہ اسی وقت مالح خان شوربخت کو کہلا بھیجا کہ اپنے اعمال کا
تجھے کچھ خیال نہیں ہے اس حرکت ناشایستہ سے باز آ ورنہ تیرے حق میں بہتر نہوگا مالح خان نے خود فیل بند دروازے پر
آکر با آواز بلند کہا اے بادشاہ نامراد جب تلک کہ میں زندہ ہوں شہر و قلعہ مفت دشمنوں کے حوالے نہیں کرونگا اگر تم اقبال شاہ
کے ہاتھ سے زندہ و سلامت بچے تو پھر ہمارے تم بادشاہ ہو اور نہیں تو ہمیں تمہاری کچھ پروا نہیں ہے تم کو بھی اب ہمارے حال سے
کچھ مطلب نہ رکھنا چاہیے پھر اقبال شاہ نے ایک نامہ مالح خان کو نہایت سخت لکھا اور سامعین خان کی کیفیت بھی لکھی
مالح خان نے وہی جواب دیا جو مرطوب شاہ کو دیا تھا اقبال شاہ نے اسی جا کشتیوں کے لنگر قائم کرنیکا حکم دیا شاہزادہ
معز الدین نے اقبال شاہ سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کو مرطوب شاہ سے غرض تھی وہ آپ کے پاس موجود ہے اب آپ
اسکو جس طرح سے چاہیں طلسم ہوستان لیجیے یہ قلعہ خدا جانے کب فتح ہو اقبال شاہ نے کہا اے عزیز یہ خیال کرنا چاہیے
کہ تمام طلسمات حصار چار رمضلتہ تمہاری برکت قدم اور زور بازو سے فتح ہوئے چنانچہ طاقی شاہ وغیرہ بادشاہان حصار
ملازمان عالی میں حاضر ہیں اگر اب ہم اس امر سہل کو فروگذاشت کریں کسقدر موجب بدنامی کا ہوگا دوم مرطوب شاہ کو
بھی عذر معقول کی گنجائش ہوگی کہ میرے ملک پر ایک شخص غیر قابض و متصرف ہے کیونکر تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں تیسرے
جبتک مالح خان زندہ ہے فساد ملک ہرگز دفع نہوگا شاہزادہ معز الدین خاموش ہو رہا وہاں مالح خان نے ملکہ
فرنگ سلطان کو تخت نشین کیا ملکہ فرنگ سلطان نے کہا میں تمہارے یہاں مہمان ہوں مجھے تخت نشینی سے کیا
سروکار ہاں اگر ارادہ جنگ کا رکھتے ہو لشکر میرا حاضر ہے مالح خان نے کہا اے ملکہ ہم مقابلہ اقبال شاہ کا کسی طرح نہیں کر سکتا
لشکر اسکا ہمارے لشکر سے دس حصہ زیادہ ہے سماک عیار نے مالح خان سے کہا کہ اے پہلوان تم خاطر جمع رکھو میں آج کی شب
جس طرح ممکن ہوگا مرطوب شاہ کو بزور عیاری وہاں سے لے آؤنگا مالح خان نے کہا اے سماک عیار اگر تو نے یہ کام کیا
تو میں انعام تیرے حوصلے سے زیادہ دونگا سماک عیار نے ایک مشک میں ہوا بھری اور اسپر سوار ہو کے قلعہ کے بدر رو سے
نکل رفتہ رفتہ اقبال شاہ کی کشتیوں کے قریب پہونچا قضارا اس شب اقبال شاہ نے تمام دریا میں روشنی چراغان
کی تھی اور آپ مع شاہزادہ معز الدین سیر چراغان میں مشغول تھا سماک عیار کو فرصت ملی اسنے مرطوب شاہ کو
بیہوش کر چادر عیاری میں پشتارہ باندھا اور اس چالاکی سے باہر نکلا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی اور وہ پشتارہ مالح خان کے پاس لیجا کر
رکھدیا مالح خان نے اسی وقت مرطوب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور نقارۂ شادیانہ بجانے کا حکم دیا ملکہ فرنگ سلطان
ہر وقت نقاب پوش رہتی تھی اسنے اسی نقاب پوشی میں مرطوب شاہ سے ملاقات کی اور کیفیت اقبال شاہ کی پوچھی
مرطوب شاہ نے تمام ماجرائے گذشتہ چار دن ریسان حصار کا اور آزردہ ہوجانا سلطان روح الملک کا اور تشریف لانا

اقبال شاہ کا واسطے اصلاح فساد کے ملک فرنگ سلطان کے روبرو بیان کیا ملکہ کا چونکہ اس ضمن مین ایک مطلب درپیش
تھا مالح خان سے کہا ای خانصاحب تم اپنی فسادنیت سے درگذرو اور نصیحت پر اقبال شاہ کی عمل کرو ہرطوب شاہ نے
کہا ای ملکہ میرا بھی یہی ارادہ ہے الا چند روز منتظر ہون کہ کیا ظہور مین آتا ہے مالح خان نے ہرطوب شاہ سے کہا خدا نے تمکو دشمن
کے چنگل سے چھوڑایا اگر اقبال شاہ محکم ارباب مملکت تمہارے ملک مین آن کر متعرض ہوتا تو پھر تمکو انکی قید سے نجات دلانی
مشکل تھی القصہ اقبال شاہ نے شہر طلوبیہ کا محاصرہ کرلیا اور اثناے محاصرہ مین بارہا اپنے مرشد ہادی الہدایت کی زیارت
مین رجوع کی تاکہ طریق فتح قلعہ ارشاد ہو کوئی حکم صادر نہو پس معلوم ہوا کہ اس کام مین توقف ہی زیادہ کرتا ہے کہ ایک روز احمد بن
عادل شاہ اور اصغر بن طاقی شاہ دونون شاہزادے چند مصاحبون کے ہمراہ کنارہ پر دریا کے ہوا خوری کر رہے تھے کہ ایک
جوان چھوٹی کشتی پر سوار دور سے نظر آیا اصغر نے احمد سے کہا برادر یہ مرد ظاہر مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکیلا بغیر ملاح کے
کشتی مین سوار ہے احمد نے کہا سچ ہے شاید کسی دشمن کے خوف سے بھاگا ہوا ہے کہ وہ کشتی دریا کے کنارے پہونچی اور دریا مین غرق
ہوگئی اس جوان نے غوطے کھائے اور مضطرب ہوکر فریاد کی کہ ای بندگان خدا مجھ کو برائے خدا مجھے گرداب بلا سے نکالو دونون شاہزادون
نے ملاحون کو حکم دیا کہ جلد اس کشتی کو نکال لاؤ غرض بمشکل تمام ملاحون نے دریا سے نکالا وہ بیچارہ بحال خراب انکے پاس خاموش بیٹھ گیا
شاہزادون نے دیکھا کہ ایک جوان خوش رو عمر مین بیس برس کا ہے مگر رنگ چہرے کا زرد ہے شاہزادون نے پوچھا ای جوان تم کون ہو
اور کس بلا مین مبتلا ہوئے ہو اسنے کہا ای شہریارو مین اسی شہر کا رہنے والا ہون اور باپ میرا سرکار شاہی مین عہدۂ جلیل پر
ممتاز ہے اتفاقاً مین دختر مالح خان لالہ رخ بانو پر عاشق ہوگیا جب میرے باپ کو میرے حال کی اطلاع ہوئی اسنے حد سے زیادہ
اس مقدمہ مین فکر کی لیکن کوئی صورت حصول مقصود نہوئی اس سبب تاب کہ آپ لوگ یہان وارد ہوئے تھے مین تنہا کشتی مین سوار
ہوکر جسطرح آج آپنے ملاحظہ فرمایا ہر روز شہر مین جاتا تھا اور بعد طواف دربار جانان کے چلا جاتا تھا اس عرصہ مین جب
کبھی وہ سپہر دلربا کو غرفہ محل مین آتی تو مین بھی ایک نظر دیکھ لیتا تھا بقول کسے یک نظر سے خوش گذرے آج جب میری
صبح کو آنکھ کھلی شوق دیدار مین حد سے زیادہ بیچین ہوا آخر یہ دل مین مقرر کیا کہ آج جو کچھ ہو لیکن جمال دلدار کی زیارت ہو جاے
تاکہ دل بیقرار کو قرار آوے یہ خیال کرکے زیر محل معشوقہ کشتی لایا یہان برگشتگی طالع نے کشتی کو بھنور مین ڈال دیا آخر کشتی غرق ہوگئی
اور مین بمدد ملاحون کے آپ کی خدمت مین پہونچا شاہزادہ اصغر نے نام پوچھا کہا اس خانہ برباد کو فقراک کہتے ہین شاہزادے کو
کہ رسم عشق وعاشقی سے واقف تھا اور صدمہ مفارقت جھیلے ہوئے تھا حال فقراک پر رحم آگیا اور کہا ای فقراک بعد فتح ہونے
قلعہ کے انشاء اللہ تعالیٰ جسطرح ممکن ہوگا ہم لالہ رخ بانو کے ساتھ عقد تمہارا کرادینگے غرض کہ فقراک نے شاہزادون کے حق مین دعاے خیر
دی اور ہر وقت خدمت مین حاضر رہنے لگا اور چونکہ نہایت عقلمند وہوشیار تھا اور آداب خدمتگاری سے بخوبی واقف تھا
تھوڑے ہی عرصہ مین تمام امورات خدمات شاہزادون کے اپنے ذمہ لے لیے تا انکہ خلوت وجلوت مین بھی شریک حال
رہنے لگا ایک روز فقراک نے شاہزادہ اصغر سے کہا کہ ای شہریار یہ گنہگار ایک کشتی چھوٹی درست ہوکر خود ہی آج اپنی معشوقہ کو

ایک نظر دیکھ آوے اصغر نے کہا ایک بار دیدار معشوقہ نے وہ مزہ چکھایا کہ غریق رحمت ہوا چاہتے تھے اب پھر غرق ہونے کا
ارادہ ہے یہ کہا اور ایک کشتی عنایت فرمائی اور کہا اگر کشتی غرق ہو لی تو کدھر سے شہر میں داخل ہوتے اور کشتی پر کس راہ سے
آتے فتراک نے کہا پیر و مرشد قلعہ کی کھڑکی کے نگہبان کو انعام دے کر اپنا کام نکال لیتا ہوں جس وقت چاہتا ہوں دربان
دروازہ کھول دیتے ہیں میں اندر شہر کے چلا جاتا ہوں شاہزادہ اصغر نے ملاح اپنی طرف سے فتراک کے ساتھ کیا کہ راہ قلعہ کو
بخوبی دیکھ کے بیان کرے ملاح چاروں طرف قلعہ کے دیکھتا ہوا چلا جب دروازہ پر پہونچا فتراک نے کہا خوبی قسمت ہے جو آج
نگہبان یہاں نہیں ہے خیر جو مرضی خدا یہ کہکے لشکر کی طرف چلا چند قدم راہ طے کی ہوگی کہ کنارہ دریا کے ایک مکان نہایت عمدہ
پسند خاطر ملاح ہوا ملاح نے فتراک سے کہا تو بھی اس مکان کو دیکھ کہ نہایت خوش قطع بنا ہے فتراک نے مکان کو دیکھکر ملاح سے
کہا عجیب اتفاق ہے کہ میں بارہا ادھر سے آیا ہوں لیکن یہ مکان نہیں دیکھا چلو اندر بھی ایک نظر دیکھ لیں ملاح نے کہا ایسا نہو کوئی
تعرض کرے اور دربان شاہی ہمکو گرفتار کرے فتراک نے کہا مرطوب شاہ ہے ملازم بخوف اقبال شاہ قلعہ بند ہوا کسیکا شہر کے
باہر نکلنا معلوم نہیں ہوتا ملاح نے کشتی ایک درخت سے باندھ دیا اور فتراک کے ساتھ داخل مکان ہوا مکان کو دیکھا تو واقعی مکان
کیا ایک نمونہ جنت تھا فتراک نے کہا اے یار تمہاری بدولت ایسا مکان خوشنما فرحت افزا ہمنے دیکھا اگر تم نہوتے تو ہمکو کاہے کو
دیکھنا نصیب ہوتا آگے بڑھے تو دیکھا صحن مکان چوکور ہے اور تین طرف صحن کے حاطہ ہے اور ایک جانب مکان عالیشان منقش و مذہب
نہایت پاکیزہ بنا ہوا ہے اور تمام صحن میں گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں اور درختان میوہ دار جھوم رہے ہیں اور نہریں اور کیاریاں
سب آراستہ و مصفا اور تمام در و دیوار میں نقش و نگار بنا کار ایسے عجائبات روزگار قطعہ اور خوشگوار ہیں جسکے دیکھنے سے دلکو فرحت
ہوتی ہے اور پشت پر بالا خانہ کے ایک بنگلہ کمال خوش وضع بنا ہوا ہے اور اسمیں ایک نازنین زہرہ جبین باساز ہندی مشغلہ کر رہی
ہے جسکی آواز سے بے اختیار دل بیقرار ہوا جاتا ہے اور نیچے اس بنگلہ کے ایک حوض بشکل گل نیلوفر اور برگ حوض مثل کنول کے پھول
کے خود بخود متحرک ہوتے ہیں کبھی تو مثل غنچہ اور گاہ مانند گل کے شگفتہ ہو جاتے ہیں اور آگے مکان کے ایک صفحہ مسطح صاف شفاف
ہے اسپر ایک عورت عابدہ دیرینہ [illegible] تسبیح ہزار دانہ ہاتھ میں لیے عبادت الٰہی میں مشغول ہے فتراک اور ملاح نے عابدہ کو بکمال ادب
سلام کیا عابدہ نے جواب سلام دیا اور محویت میں عبادت کیا کی مگر ملاح کہ اُسنے اس نازنین کو ساز چھیڑتے بنگلہ میں دیکھا تھا اور
علاوہ ساز نوازی کے بیہوشی بھی ہو رہی تھی حالانکہ بڈھا تھا مگر عاشق زار ہو گیا کبھی مکان کو طلسم تصور کرتا تھا اور کبھی بانی مبانی طلسم
اُس عورت عابدہ کو جانتا تھا اور کبھی دل میں کہتا تھا کہ خدا جانے میں کہاں آنکلا اور یہ تماشا روح افزا کیسا ہے فتراک نے
ملاح سے کہا اب جلد تر یہاں سے لشکر کو چلو کہ شام قریب ہے ملاح نے کہا اے فتراک ایسا تماشا ہے دیکھا ہے کہ ہمارا دل چاہتا ہے اور
تمام عمر یادگار رہیگا فتراک نے کہا سچ ہے میں بھی اس مکان اور صاحب مکان کو دیکھکر محو ہو گیا ہوں اور تمنا یہ ہے کہ ایکبار پھر تمہارے
ساتھ آکر خوب تماشا دیکھیں مگر کسی لشکری سے اسکا ذکر نہ کرنا غرض تھوڑی شام باولی ناکام فتراک اور ملاح لشکر میں چلے آئے اور فتراک
اُسکا خاموش رہا لیکن ملاح نے باوجود منع کرنے کے اپنے دوستوں سے یہ حال مفصل بیان کر دیا اور دوسرے روز فتراک کو پھر گھیرا

اور کہا کہ چلو وہان ابکی مرتبہ دو ملاح اور ہمراہ ہولیے اور اُس مکان عالیشان کی عرصہ تک کیفیت دیکھا کیے اور ذہن مین آیا کہ بنگلہ
پر جاکر نازنین ساز نواز کو دیکھین لیکن زینہ نملا فتراک نے اُس زن عابدہ سے کہا کہ اس بنگلہ کا زینہ کہان ہی اُس زن عابدہ
نے جواب ندیا فتراک نے کہا اس خاموشی سے معلوم ہوا کہ تمکو ہمارا بنگلہ پر جانا منظور نہین ہی خیر تم ہمین اپنا نام بتا دو کہ ہم
نام ہی سُن لین عابدہ نے ترش رو ہوکے کہا نام میرا ازرقہ ہی اور پھر اپنے وظیفہ مین مصروف ہوگئی پھر شام کو ملاح و فتراک اپنے لشکر
مین چلے آئے الغرض رفتہ رفتہ یہ خبر ملاحون مین مشہور ہوئی اور ملاحون سے اہل لشکر نے سُنا اہل لشکر بھی پہونچے قصہ مختصر یہ قصہ
شاہزادہ احمر نے بھی سُنا اور صبح کو بے اطلاع اقبال شاہ کے مع چند ملازم رفیق تنہا احمر و اصفر دونون شاہزادے اُس
مکان عالیشان مین پہونچے دیکھا واقعی مکان ہی کہ ایک طلسم ہی قدرت خدا معلوم ہوتی ہی آخر اُس نازنین ماہجبین کو بھی دیکھا
کہ بنگلہ پر شراب چل رہی ہی اور ساز چھڑ رہا ہی ہر ایک پیر و جوان کے دل مین شوق ملاقات اُس پریزاد کا پیدا ہوا لیکن زینہ
کا پتہ نہین ملتا فتراک نے کہا اے شاہزادہ عالی وقار یہ عورت عابدہ یہان کے حال سے ضرور واقف ہوگی اس سے چلکے پوچھیے
احمر و اصفر دونون عابدہ کے پاس آئے اور نہایت خوشامد و عاجزی سے راہ اُس بنگلہ کی پوچھی عابدہ نے موافق معمول کے
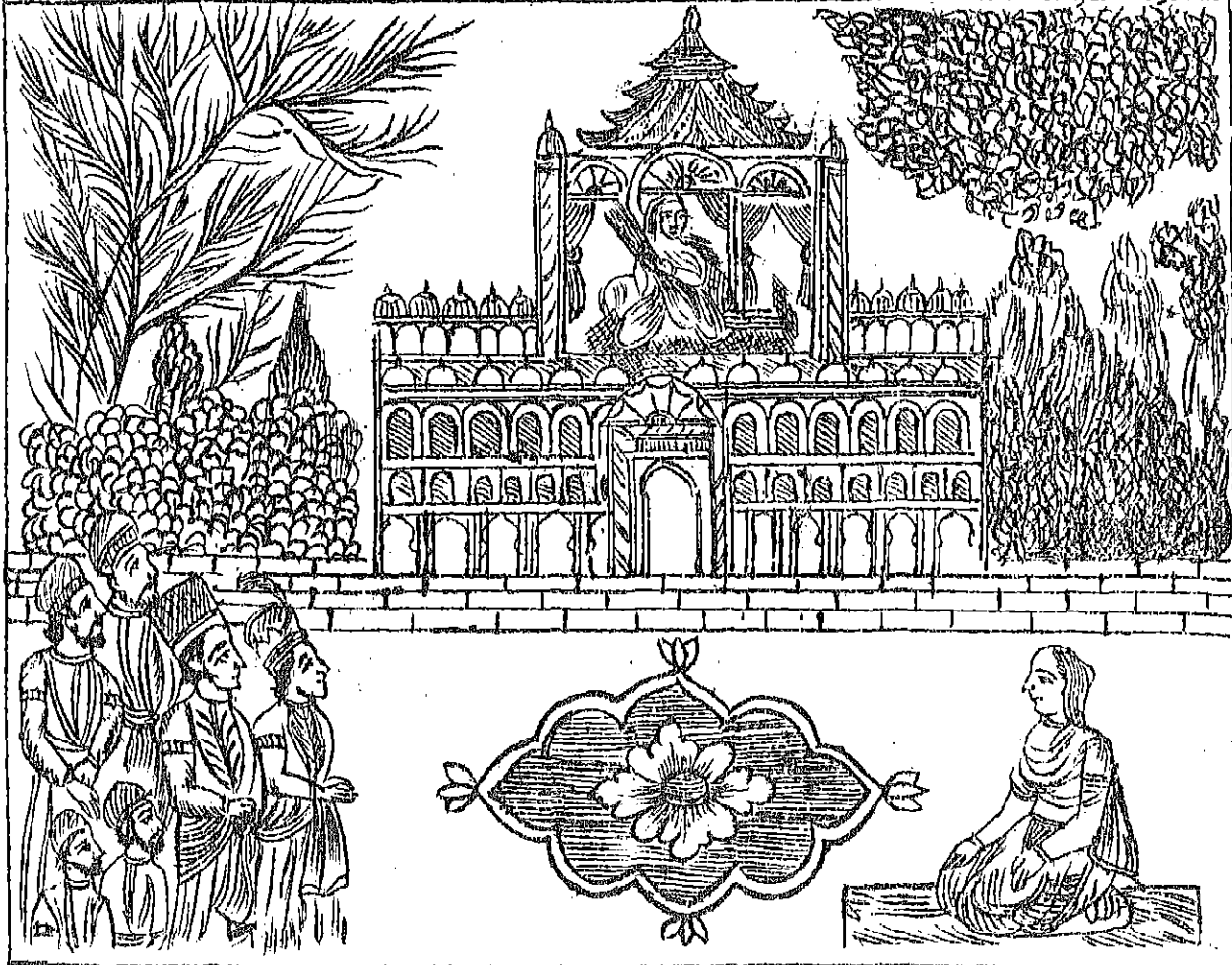
کچھ جواب نہ دیا جب ان دونون صاحبون نے اصرار حد سے زیادہ کیا ناچار عابدہ چپکے سے بولی تم ناحق مجھے ستاتے ہو
میرے وظیفہ مین خلل ہوتا ہی اس تکلیف دینے سے تکو کیا حاصل اصغر نے کہا ہماری یہی آرزو ہی کہ اس بنگلہ مین جائین اور
ہمین بتا دو عابدہ بولی راہ اس بنگلہ کی اس حوض مین سے ہی بس اس سے زیادہ مجکو معلوم نہین ہی فتراک نے
کہا حضور تماشا دیکھین اول مین جاتا ہون جو حال ہوگا معلوم ہو جائیگا اگر مین کسی بلا مین گرفتار ہو گیا تو حضور میری مدد کرین اور
جسطرح ہو سکے مجھے ضرور یہان سے نکالین شاہزادون نے فتراک سے کہا خدا نے چاہا تو ہم ضرور تیری مدد کرینگے آخر فتراک
نے عابدہ سے پوچھا اے عابدہ صاحبہ مع لباس یا برہنہ حوض مین جاؤن عابدہ نے کہا یہ اختیار ہی لیکن برہنہ حوض مین کودنا خلاف ہی
فتراک نے حوض مین غوطہ لگایا احمر اور اصغر دونون دیکھا کیے کہ بعد غوطہ کھانے فتراک کے برگ حوض جو گل نیلوفر کی شکل تھی وہ
سب ایک جا جمع ہو گئی اور حوض پوشیدہ ہو گیا اور پانی کے خالی ہونے کی صدا سب کے کان مین آئی بعد ایک ساعت کے
فتراک اس بنگلے مین پہونچا اور اس نازنین کے پاس بیٹھ گیا اور پکارکے فتراک نے کہا اے یارو مین یہان سے عجیب وغریب تماشا
دیکھ رہا ہون کہ قابل بیان کے نہین ہی بس ایک قدرت خدا نظر آتی ہی یہ کہا اور اس نازنین کے ساتھ بیہوشی مین مصروف ہو گیا احمر
اور اصغر جو تشنہ شوق لقاے محبوب مین از خود رفتہ ہو رہے تھے اپنے تئین ضبط نہ کر سکا اور بلا سوچے سمجھے حوض مین داخل ہو گئے
بعد اسی طرح دہانہ حوض کا پتیون سے پوشیدہ ہو گیا اور پانی حوض کا روان ہو گیا لوگون نے دیکھا کہ یہی فتراک کے مانند بنگلے مین
پہونچے اور مع نازنین مہجبین بیہوشی مین مشغول ہو گئے غرضکہ یہ چودہ آدمی ایک کے بعد ایک حوض مین کود کر نازنین کے سامنے
صورت بستہ بیٹھ گئے اور احمر و اصغر نے اپنے اپنے ملازمین کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یہین رہو دہان اثر دعا ہو جائیگا اسوجہ
سے تمام ملازمین کنارہ حوض کے جمع ہو رہے اور تماشا دیکھا کیے جسوقت یہ چودہ سردار بنگلے مین آئے فتراک نہ وہان سے
چلا آیا یہ لوگ کنارہ حوض منتظر تھے کہ فتراک ہمارے پاس آتا ہی جب فتراک پھر نہ آیا اور شام ہو گئی خدمتگارون نے
کہا اب حضور کو لشکر مین چلنا مناسب ہی تشریف لائیے اور دوسرے یہ ملک دشمن کا ہی خدا جانے کیا اتفاق ہو اگر ایسا ہی
ہو تو کل پھر تشریف لائیے گا بنگلے سے کچھ جواب نہ ملا یہان سب ایک عالم محویت مین مشغول رہے اور طرفہ حیرت یہ تھی کہ
تمام سردار اور شاہزادے اس نازنین کے پاس اس طرح سکوت مین بیٹھے تھے کہ مطلق ہاتھ پاؤن مین حس و حرکت معلوم
نہوتی تھی دست بستہ مثل تصویر کے سامنے بیٹھے تھے اس امر سے خدمتگارون کو زیادہ حیرت ہوئی انھون نے پھر آواز بلند سے
کہا لیکن کون سنتا ہی کسی نے جواب نہ دیا آخر ناچار ہو کر آپس مین صلاح ہوئی کہ ایک آدمی ہم مین سے بنگلے مین جا کے اور
شاہزادون کو لے آئے اور وہان کی کیفیت بھی دریافت کرتا آئے کہ یہ کیا معاملہ ہی غرض ایک آدمی حوض مین گیا غوطہ مار کے
بنگلے مین پہونچا باقی انتظار مین اسکے رہے جب وہ بنگلے مین گیا اور واپس نہ آیا تب پھر دوسرا آدمی گیا اسی [illegible] گیا اسکی خبر نہ ملی
کہ کیا ہو گیا پھر کسی کو جرات حوض مین کودنے کی نہوئی ناچار ہو کر عابدہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عابدہ تمہاری ہی تمنا [illegible]
سردار اور شاہزادے حوض سے بنگلے پر پہونچے اب وہ اس نازنین سازنواز کی صحبت مین اسقدر بیہوش ہین کہ انکو اپنے دنیا [illegible]

ہوش نہین ہی بلکہ ہر چند ہمنے یہان سے غل مچایا لیکن وہان سے کوئی جواب نہین دیتا واسطے خدا کے تم اُنکو کسی طرح ہم تک
پہونچا دو کہ ہم اُنکو لشکر مین پہونچائین ورنہ ہم تمھارے دست بگریبان ہونگے عابدہ نے کہا اے نامعقولو کیتنے اپنا وقت ضائع
کیا اب ہمکو کسواسطے ستاتے ہو جبکہ یہان جسطرح سے تم آئے مین بھی آئی پھر مجھے کیا معلوم کہ یہ لوگ کہان گئے اور کس بلا مین
مبتلا ہوئے خدمتگارون نے کہا تم کس صورت سے یہان آئین عابدہ نے کہا میرا قصہ طول و طویل ہی اور فرصت قلیل ہی کیا بیان
کرون خدمتگارون نے کہا ہم بھی سنین عابدہ نے کہا میرا حال پر اختلال یہ ہی کہ ایک فرزند میرا بیس برس کا نہایت متقی و پرہیزگار میرے
ہمراہ واسطے زیارت بیت المعمور کے جاتا تھا بعد چند روز کے جہاز ہمارا اس مکان کے قریب پہونچا مین نے ناخدا سے کہکے جہاز کو
لنگر کرایا اور ہم اس مکان کے دیکھنے کو یہان آئے جب وقت نماز مغرب آیا مین نے اور اصلح نوجوان میرے فرزند نے اسی
حوض کے پانی سے وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کہ اصلح نوجوان نہین ہی مین جہاز مین گئی اور
وہان تلاش کیا کہین پتہ نہ لگا وہ تمام رات مجھے روتے اور پیٹتے گذری جب صبح ہوئی سو گئی عالم رویا مین ایک بزرگ نے مجھے
فرمایا اے زاہدہ تو اندیشہ نکر تیرے فرزند نے حوض سے وضو کیا سو کلان طلسم اُسکو لے گئے ہین اور قیدخانہ مین قید کیا ہی جب
بارہ برس ہو جائینگے اور عمر اس طلسم کی تمام ہو جائیگی اصلح نوجوان تیرا فرزند صحیح و سالم طلسم سے نکلیگا اب تو مال اسباب
اپنا راہ خدا مین دیدے اور بارہ برس یہان عبادت پروردگار عالم کر کہ خداوند نے تیری حج و زیارت کو یہین سے قبول فرمایا
اب تو نہ جا تیرے جانے کی ضرورت نہین ہی اور بقدر تیری قوت کے خداوند عالم رزق یہان بھی پہونچائیگا کہ وہ رزاق مطلق
ہی ایک فرشتہ تجھے روز کھانا پہونچایا کریگا مین نے پوچھا یا حضرت آپکا اسم شریف کیا ہی اور مجھے یہان کسطرح معلوم ہوگا کہ
بارہ برس کب گذرے اور اصلح نوجوان کب نکلیگا بزرگ نے فرمایا کہ مدت ختم طلسم کی نشانی یہ ہی کہ جب بارہ برس ختم
ہونے لگینگے تو چند سردار اور شاہزادے بتائید ایزدی موکلان ارباب مثلثہ آبی کے یہان وارد ہونگے اور اس طلسم مین
وہ گرفتار ہو جائینگے پھر انکی کوشش و سعی سے طلسم فتح ہوگا اور تیرا فرزند اصلح نوجوان بھی سلامت نکلے گا مین اس
بشارت سے نہایت خوش ہوئی اور اُس روز سے آج تک اُس امر غیبی کے انتظار مین عبادت پروردگار کرتی رہی اب جو
مین نے حساب کیا تو بلاشبہہ وہ سال موعود یہی بارھوان سال ہی اور یہ علامت آمد و گرفتاری شاہزادگان بموجب
ارشاد اُس بزرگ کے ہی چنانچہ اسی وجہ سے مین نے شاہزادون کو حوض مین جانے سے منع نہین کیا بلکہ اور راہ بتادی ورنہ
وہ بھی پھنسنگے مین جو جاسکتے بہ برکت قدم اُنکے مین بھی اپنی مراد کو پہونچونگی تمکو چاہیے کہ تم اپنے شاہزادون کے نجات کی شکل پیدا کرو
اور تھوڑا قصہ رسیدہ و ستم دیدہ کو یاد الٰہی مین رہنے دو تکلیف ندو بس یہ کیفیت ہماری ہی وہ ملازم بیچارے پیشنکے خاموش لشکر
مین آئے اور شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ سے من وعن یہ سب کیفیت بیان کی اقبال شاہ نے جو سُنا ملازمون
کو بہت زجر و توبیخ کی اور فرمایا تم بے اجازت ہماری اور بدون اطلاع کسواسطے وہان گئے اُنھون نے عرض کیا ہمارا کیا قصور
ہم اُنکے ملازم تھے کسطرح انکے ہمراہ نجاتے انکی اطلاع کا ہمین کیا منصب تھا اقبال شاہ نے کہا کل ہم خود جاکر وہان

اُس مکان طلسم کو دیکھینگے غرض شب کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد کی خدمت مین بدل رجوع کی مرشد نے کشود کار کی تدبیر
بخوبی ارشاد فرمائی صبح کو اقبال شاہ مع شاہزادہ معزالدین وہان تشریف لایا جہان وہ مکان عالی شان فردوس
نشان اس عالم امکان مین واقع تھا جب وہ مکان اُس عالی خاندان والا دودمان نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا محو حیرت ہو گیا
زبان مین راوی خوش بیان کی ایسی طاقت کہان ہو جو شمہ اُس مکان طلسمات کا حال بیان کریگی غرضکہ اقبال شاہ اُن
سردارون کی طرف دیکھ کے خوب ہنسے جو بنگلے مین صحبت ساز نواز مین تھے اور شاہزادہ معزالدین سے کہا ای برادر عزیز القدر
اب یہ اشخاص بے اجازت یہان آئے اور نافرمانی کو کام مین لائے انکی سزا سے اعمال یہ ہو کہ پہلے اصفر بن طافی شاہ کو یہان
سے تیر مارد شاہزادہ معزالدین نے فرمایا حاشا مجھسے یہ امر کیونکر ممکن ہو سبحان اللہ ایک تو وہ بیچارہ وطن آوارہ تمھاری خدمت
مین بامید مطلب حاضر ہوا ہی اور ہنوز مواصلت معشوق سے بے نصیب و محروم ہی اور اب بے گناہ ہلاک کیا جائے کیا شرط
انصاف ہی اقبال شاہ نے کہا آپ تعلیل نفرمائین جو مین کہون عمل مین لائین شاہزادہ معزالدین نے فرمایا وہ الحق بین
بدنامی ہو کیونکر گوارا کیا جاسکے یہ مظلوم دردمند اسی واسطے تمھارے ہمراہ ہوئے ہین کہ ایک ادنیٰ گناہ پر ایسی سزا سے سخت
جو شرعاً اور عرفاً خلاف ہو دیجائے ای برادر جو شخص کہ اپنے ہمراہ ہو اُسکی مصیبت مین مدد کرنا لازم ہی اقبال شاہ نے کہا خیر آپکی
خاطر سے مین اُسکی خطا سے درگذرا ورنہ اس خفتہ بخت کی یہی سزا تھی جب شاہزادہ معزالدین دوسری طرف مخاطب ہے
اقبال شاہ نے ایک تیر جانستان شاہزادہ کی نظر بچا کر مارا کہ اصفر بن طافی شاہ کے سینہ سے گذر گیا اور آواز ایسی آئی کہ جیسے
خشک لکڑی پر کسی نے تیر مارا شاہزادہ معزالدین بسبب ہلاک ہونے اصفر کے زار زار رونے لگے اور اقبال شاہ سے
فرمایا واللہ تمھاری اس قساوت قلبی اور سنگین دلی سے رشتہ امید میرا بالکل قطع ہو گیا جب تمسا کریم ودانا مع اخلاق وعالی طبع
ایسی حرکت کرے پھر دوسرے سے کیا امید رکھی جائے اقبال شاہ نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہریار میرا ہمیشہ یہ نہین
اجل اصفر کی یونہین مقدر تھی لیکن آپنے یہ بھی دیکھا کہ ایسی آواز آئی جیسے چوب خشک پر تیر پڑا آپ خوب تصور فرمادین کہ یہ
دونون اصفر اور احمر میری نافرمانی سے مسخ ہو گئے اور اپنی نوع سے دوسری نوع مین داخل ہو گئے شاہزادہ معزالدین
چپ ہو رہے بعد ازان اقبال شاہ نے ملازمون کو حکم دیا کہ اس زن عابدہ کو گرفتار کر لاؤ مجھے کچھ حال دریافت کرنا ہی
شاہزادہ معزالدین کو کہ حال زرفا کا مفصل سن چکے تھے کہ فرزند اُسکا بارہ برس سے گم ہو گیا ہو اور یہ بیچاری ہاسے آنے کی
انتظار مین تھی زرفا کے حال پر کمال رحم آیا اقبال شاہ سے فرمایا کہ تمکو اس سفاکی اور بیرحمی کا عوض روز جزا ملیگا ایک کو بیگناہ
مارا اور دوسری بیچاری کو اس ذلت سے کھینچوا منگوایا خدا جانے تم کیا سوچے ہو خدا کو کیا جواب دوگے مین تمکو ایسا سخت دل نہ جانتا تھا ورنہ
واللہ تمھاری رفاقت ہرگز نہ قبول کرتا افسوس ہزار افسوس کہ ہماری محنت و شفقت مفت برباد ہو گئی اور تمنے میرے حق خدمت کا خیال نکیا
اقبال شاہ نے کہا مین بعد ایک لمحہ کے اس بات کا جواب دونگا غرضکہ جب ملازم شاہی عابدہ کو دست بستہ اقبال شاہ کے روبرو لائے وہ مضطر
چارون طرف دیکھنے لگی اور شفاعت اپنی ہر ایک سے چاہتی تھی شاہزادہ معزالدین نے جو یہ کیفیت دیکھا ضبط نہو سکا بے اختیار چشم پر آب اقبال شاہ

کو دیکھنے لگے اقبال شاہ نے شاہزادہ کو سینہ سے لگایا اور کہا اے شاہزادہ عالیجاہ معدلت پناہ جب تم اصل سے اس قصہ کی آگاہ نہیں ہو جو اعتراض کرو بجا ہے میری طرف مخاطب ہو جیے اور حال مفصل سنیئے اے برادر عزیز القدر رات کو مین مرشد کی خدمت مین پہونچا اور مرشد نے مجھے تعلیم کی اور اس زرفا کے حال سے بھی آگاہ کیا اور فتح قلعہ کو بھی چند تدابیر سے فرمایا اب انشاء اللہ تعالیٰ دو ایک روز مین قلعہ فتح ہوا جاتا ہے اور مالح خان بھی اپنی سزاے اعمال کو پہونچتا ہے اور ملکہ فرنگ سلطان جو آجکل مرطوب شاہ کے یہان آئی ہین اور بدذاتی مالح خان سے ناحق بند ہین انھین ملکہ صاحبہ کی ایک عیارہ زرفا نہایت حسین و صاحب جمال فن عیاری و نجاری مین بےنظیر ہے اور وہ زرفا عیارہ یہی ہے جو تمھارے سامنے کھڑی ہے اور آپ اسکے شفاعت خواہ ہین خال و خط و حسن و جمال روغن عیاری سے تبدیل کر ڈالا ہے کہ مطلق پہچانی نہین جاتی اور جو قصہ مالح کا اُسنے بیان کیا محض غلط ہے یہ مکاری اسکی ہے اور حوض و مکان کی بانی بھی یہی مکارہ ہے شاہزادہ نے فرمایا خلاصہ فرمائیے کہ ہماری سمجھ مین آوے اقبال شاہ نے کہا اے شہریار حسب اتفاق سماک عیار مرطوب شاہ زرفا پر عاشق ہوا اور کہا کہ ہمکو اقبال شاہ وغیرہ دشمنون کے ہاتھ سے کوئی شکل ایسی نظر نہین آتی کہ ہماری جان بچے تو دیکھتی ہے کہ ہم کس بلا مین مبتلا ہین زرفا نے کہا اے مہتر عیاران مین فن عیاری ایسی ہون کہ کیا مجال جو کوئی میرے دامن کو چھو جائے اور علم نجاری اور نقاشی بھی جانتی ہون کہ شاید کوئی دوسرا عیار اس صنعت کا دُنیا مین ہو منجملہ ان سب کے ایک فن نقاشی ہے کہ میرا مقابلہ مانی و بہزاد نہین کر سکتا اور ایک نسخہ عیاری ایسا مجھے یاد ہے کہ ایک روز مین تمام پہلوانان و سرداران اقبال شاہ کو گرفتار کر لون بشرطیکہ جو مین کہون وہ تو کرے اُسنے کہا یہ میری عین تمنا ہے زرفا نے کہا مصالح اور سامان مجھے جمع کر دے پھر دیکھ کہ مین کیا صناعی کر دکھاتی ہون سماک عیار نے کہا جو تو کہے وہ مین موجود کر دون زرفا نے کہا پہلے مرقع سرداران لشکر اقبال شاہ کا مع نام و عہدہ کے لا تاکہ مین موافق اُنکی لکڑی کے پتلے تراش کے روغن وغیرہ سے ایسے درست کرون کہ مطلق اصل و نقل مین فرق نہو اور ایک حوض کہ جسکے اوپر گل نیلوفر کے پتے ہون ایسا بناؤن کہ کوئی انسان اُس حوض مین سے جا نہ سکے اور ادھر وہ پھول کے پتے کھل کر ایک جا ہو جائین دوسری تہ مین حوض کے ایک سوراخ ایسا ہوگا کہ بالکل پانی حوض کا اُس سوراخ سے نکلجاے اور مرد غوطہ مارنیوالا جلد گرفتار ہو جاے سماک عیار نے کہا مفصل بیان کر کہ میری سمجھ مین آوے زرفا نے کہا چند کشتیون کو دریا کے تختہ بند کرونگی اور ان کشتیون پر ایک عمارت چوبی بناؤنگی اور اسکی چھت پر ایک بنگلہ نہایت خوش ترکیب دلچسپ ہوگا اور بنگلہ کے اندر ایک نازنین پری تمثال اس کیفیت و لطافت سے ساز ہندی بجاتی ہوگی کہ سننے والے بیقرار ہو جاوینگے اور نیچے بنگلہ کے وہی حوض ہوگا جسکا تونے ذکر سُنا اور اسکے نیچے کے درجہ مین ایسی درست ہوگی کہ انمین چند نفر پوشیدہ رہین کہ جیسے ہی پہلوان وہان آئین فوراً گرفتار کر لیے جاوین وہ نفر وہان پوشیدہ رہینگے اور تہ مین حوض کی ایک تختہ اس ترکیب سے لگایا جائیگا کہ جو شخص اُس حوض پر قدم رکھے فوراً وہ لوگ خبردار ہو جاوین کہ کوئی حوض مین آتا ہے پس اُس تختہ کو علٰحدہ کر کے اُس آدمی کو گرفتار کرین اور قلعہ مین داخل کر دین اور مین اسبات کی جگہ بصورت زن عابدہ عبادت الٰہی مین مشغول ہونگی اور جو آئیگا اُسکے سامنے ایک نقل بے اصل بیان کرونگی

اور کم کوئی عیار ہوشیار نہایت آزمودہ کار ایسا مقرر کرو کہ وہ اقبال شاہ کے سرداروں کو کسی نہ کسی صورت سے یہاں لائے
پھر گرفتار کر لینا انکا کچھ مشکل نہیں ہے اور تو خود دیکھ لینا کہ وہ تعداد میں سرداران لشکر اقبال شاہ جو صف بستہ شمال کی جانب کس
لطف سے محرک ہوتی ہیں اور گانا و بجانا ہوتا ہے کہ مطلق کوئی نہ پہچان سکے اور کاٹھ کے پتلے کس ناز و گرہ گیری سے ساز چھیڑتے
ہیں کہ ہرگز تمیز نہو گی بلکہ یہی گمان ہو گا کہ یہ سب سردار نازنین ساز نواز کی صحبت میں جمع ہیں اور دورہ شراب ناب نشین
چل رہا ہے اور ساز بج رہا ہے اور عالم محویت ہر ایک کو شامل ہے اگرچہ اس تدبیر سے سب سرداروں کا گرفتار ہونا معلوم الا اکثر گرفتار
ہو جائینگے پھر تمکو انکی قید و ہلاکت کا اختیار ہے سمک عیار نے جب زرفا سے یہ تدبیر سنی نہایت خوش ہوا اور مالح خان
کو اس کیفیت سے آگاہ کیا مالح خان نے مرطوب شاہ سے کہا کہ زرفا عیارہ ملکہ فرنگ سلطان کا قصد ہے کہ اس
عیاری سے سرداران لشکر اقبال شاہ کو قید کریں لیکن اپنی ملکہ سے اجازت خواہ ہے مرطوب شاہ نے تحسین رائے زرفا پر
آفرین کی اور اسکے کمال سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ میں بہر حال تیری خاتون سے اجازت دلوا دونگا آخر کار مرطوب شاہ
نے ملکہ فرنگ سلطان سے کہا ملکہ فرنگ سلطان نے زرفا کو لعنت و ملامت کی اور کہا او مردودہ تو نہیں جانتی
کہ میں مہمان یہاں آئی ہوں پھر کسی مہمان کو گرفتار کرانا یا ہلاک کرانا نامناسب ہے اور اس امر سے تجھے کیا سروکار ہے یہ باتیں
اور انکا کام جانے جو نوشتۂ تقدیر ہے ہوگا بہر حال ظہور میں آویگا ہماری مدد و امداد سے کیا ہوگا زرفا ملکہ فرنگ سلطان
کے خفا ہونے سے چپ ہو رہی اور اپنی حرکت سے منفعل و پشیمان ہوئی مالح خان نے ملکہ فرنگ سلطان سے زرفا کی
سفارش کی ملکہ فرنگ سلطان نے ناچار کہنے سے مالح خان کے زرفا کو اجازت دی الغرض زرفا اور سمک عیار اس
کام میں مصروف ہوئے یہانتک کہ چالیس روز کے عرصہ میں جسطرح تمنے ملاحظہ فرمایا یہ مکان انہوں نے بنایا اور صحن مکان میں
کھانے متعارف اہلی و نقل ہزار ہا رنگ کے لگائے اور پیشانی پر دروازہ کے بخط جلی عجوبۃ المنازل لکھا جب مکان تیار
ہو گیا مرطوب شاہ اور مالح خان اور ملکہ فرنگ سلطان بھی واسطے سیر و تماشے کے یہاں آئے اثنائے سیر میں ملکہ
فرنگ سلطان نے زرفا سے کہا او ناپاک مردار ایسا مکان تو نے بنایا ہے کہ دونوں ہاتھ تیرے قلم کرا دیے جائیں تو بہتر ہے
بعد اسکے زرفا عیارہ بشکل زن عابدہ مقدسہ تسبیح ہاتھ میں لیکر عبادت ربانی میں مشغول ہوئی اور سمک عیار نے اپنے ایک
شاگرد رشید فتراک کو ہمارے لشکر میں مقرر کیا تاکہ وہ سرداروں کو بمکر و فریب یہاں لائے فتراک ایک کشتی شکستہ پر دانستہ
سوار ہوا اور عمداً کشتی کو غرق کر دیا اور خود فریاد کرنے لگا احمر و اصفر نے اسکو دریا سے نکلوایا اور اپنے پاس رکھا پھر فتراک
نے دو چار روز کے بعد احمر و اصفر کو مع سرداران جنگجو یہاں لاکر چشم زدن میں گرفتار کروا دیا چنانچہ صورتیں احمر و اصفر
دونوں کی مع اور دلاوروں کے جو تمکو گرد و پیش نازنین ساز نواز کے جمع معلوم ہوتی ہیں وہ سب تصویریں کاٹھ کی ہیں اور اسی
بدبخت زرفا کی دستکاری ہے کہ پہلے اسنے چوب خشک سے تراشیں بعد اسکے روغن ملا اور پوشاک پہنا کے گرد بٹھا دیا کہ اصلی
اور نقلی میں بالکل تمیز نہیں ہوتی میں نے تمہاری آگاہی کے واسطے اصفر کو تیر مارا اور تمنے دیکھا کہ جسوقت تیر سینہ پر اصفر کے لگا

معلوم ہوا کہ گویا کسی چوب خشک پر ضرب لگی بس اب حضور کی سمجھ مین آیا اور بے دریافت حال جو کچھ کہ آپ عتاب فرمائین بجا ہی
شاہزادے نے جب یہ قصہ سنا اصغر نوجوان کی طرف سے خاطر جمع ہوئی اور صنعت و کارسازی زرفا کی نہایت تعریف کی اور
اقبال شاہ کی زبانی جو حال مفصل سنا یقین ہوا کہ شاہزادہ بلاشک تائید یافتہ ارباب طلسم کا ہی ورنہ بے دیکھے کسی کا حال
کوئی کیا جانے زرفا نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار نامدار آپکی نسبت تائید غیبی ہوتی ہی کسی طرح کا شک نہین ہی کہ جو اصل
حال تھا آپنے بیان کر دیا اور سر مو فرق نہین ہی اب برائے خدا اس کنیز سراپا تقصیر کا گناہ معاف فرمایا جاوے ہرچند میرے
لیے سزا ایسے قصور کی نسبت جو فرمائیے کم اندکم ہی لیکن بنظر اشفاق و پرورش خسروانہ والطاف کریمانہ امیدوار بخشش و عفو
ہون انشاء اللہ تعالے آیندہ ایسی کوئی خدمت لائق مجھسے ظہور مین آئیگی کہ اس قصور کی تلافی ہو جائیگی شاہزادہ نے بھی زرفا
کی سفارش کی اقبال شاہ نے بپاس خاطر شاہزادہ معز الدین زرفا کا قصور معاف فرمایا اور زرفا
کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین آئے اور مقبول عیار حسب الحکم اقبال شاہ وہان گیا دیکھا واقعی ایک مچھلی مری ہوئی پڑی ہی کہ جسکا
وزن قریب ہزار من پختہ کے ہوگا مقبول نے کہا افسوس یہ زندہ نہوئی ورنہ گوشت اسکا تمام لشکر کو کافی و وافی تھا نہین معلوم
کہ اقبال شاہ نے کس کام کے واسطے طلب کی ہی جب وہ مچھلی اقبال شاہ نے دیکھی لشکر سے نجارون کو بلایا اور حکم دیا کہ ایسی مچھلی
ایک لکڑی کی جلد تر بناؤ اور چھلکے اس ماہی مردہ کے اس چوبی مچھلی پر لگا دو اور ایسا روغن ملو کہ اصلی اور نقلی مین فرق مطلق
نہ معلوم ہو اور بو ایسی ہو کہ جا نوران سو دیہ اسکے قریب نہ آوین اور شاہزادہ معز الدین کو بلا کر کہا ای برادر عنقریب آپ
ملاحظہ فرمائینگے کہ قلعہ فتح ہوا جاتا ہی اور احمد و اصغر بھی قید سے رہا ہوئے جاتے ہین مین نے یہ ماہی چوبی اسواسطے بنوائی
ہی شاہزادہ معز الدین نے پوچھا کہ اس ماہی مردہ کا انجام کیا ہوگا اقبال شاہ نے کہا ای شہریار مرشد نے مجھے آگاہ کیا ہی
اور فرمایا ہی کہ تین روز سے مانح خان اور مرطوب شاہ اور ملکہ فرنگ سلطان فلان برج مین قلعہ کے مچھلی کا شکار
کھیل رہے ہین اور بڑی بڑی مچھلیان ہر روز گرفتار کرتے ہین لیکن بوجہ گرانی کے کانٹا شست کا ٹوٹ جاتا ہی بقدرت
خدا ایک مچھلی فلان جگہ کنارہ پر دریا کے مردہ پڑی ہی اسے منگوا کے ویسی ہی مچھلی چوبی تیار کراؤ اور بیچ مین اسکے ایسی جگہ ہو
کہ تین چار آدمی بیٹھ رہین اور ایسی ترکیب ہو اس مچھلی مین ہو کہ تم اندر سے اسکے شناوری کر سکو اور روزن انہین ایسی ترکیب سے
ہون کہ تم ان رخنہ اون سے دیکھتے رہو لیکن کوئی تمکو نہ دیکھے جب زیر برج اس ماہی مصنوعی کو شناکرتے لاؤگے وہ لوگ جو
مشتاق شکار برج مین بیٹھے ہین ضرور کانٹا پھینکینگے تم پہلے مچھلی ادھر ادھر پہنچانا تاکہ مصنوعی ثبوت نہو بعد اسکے وہ کانٹا منہ مین
دبا لینا جب وہ اوپر برج مین کھینچ لیجاوین تم تڑپنا لیکن وقت کا لحاظ رکھنا جب موقع ملے فوراً اندر سے مچھلی کے نکل کر جیسا مناسب
وقت ہو عمل مین لانا اور ایک افسون بھی تعلیم فرمایا کہ اسکو پڑھتے جانا اور ماہی چوبی پر دم کرنا کہ نظرون مین خلائق کی وہ مچھلی
اصلی معلوم ہوگی اور کوئی انسان اسکے راز سے مطلق آگاہ نہوگا شاہزادہ معز الدین اور مقبول عیار اس بیان و حکمت سے
حیران ہوگئے اور کہا باوجود اسکے کہ ہمارا یہ پیشہ ہی لیکن باین عیاری ہمکو مطلق ایسی عقل نہ آئی سچ ہی خداوند عالم بڑے آدمی کو

عقل بھی بڑی عنایت فرماتا ہے الغرض چار پانچ روز میں نجاروں نے نہایت صناعی سے وہ مچھلی تیار کی کہ اصل و نقل میں سرمو
فرق نہ رہا اور روغن کے ملنے سے بعینہ مچھلی ہوگئی اقبال شاہ نے اُن کاریگروں کو انعام کثیر عنایت فرمایا اور جو افسون
مرشد نے بتایا تھا مچھلی پر دم کیا بعد اسکے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور عادل شاہ اور مقبول عیار وغیرہ
سات نفر جوانان دلاور جوف میں مچھلی کے داخل ہوئے اور اُس آلہ کو حرکت دی جس سے مچھلی دریا میں رواں ہوئی تھی اقبال شاہ
نے ایک روغن اور اکسیر لا شاہزادہ معز الدین نے پوچھا اب روغن کیوں ملا اقبال شاہ نے کہا اس روغن کی بو سے جانوران موذی
دریا کے پاس اسکے نہ آوینگے قصہ مختصر وہ مچھلی رفتہ رفتہ عصر کے وقت زیر برج پہونچی حسب اتفاق اسوقت طربوب شاہ اور
مالح خان اور ملکہ فرنگ سلطان شست ہاتھ میں لیے ہوئے صید ماہی میں مشغول تھے ناگاہ وہ مچھلی چوبی انکو نظر آئی
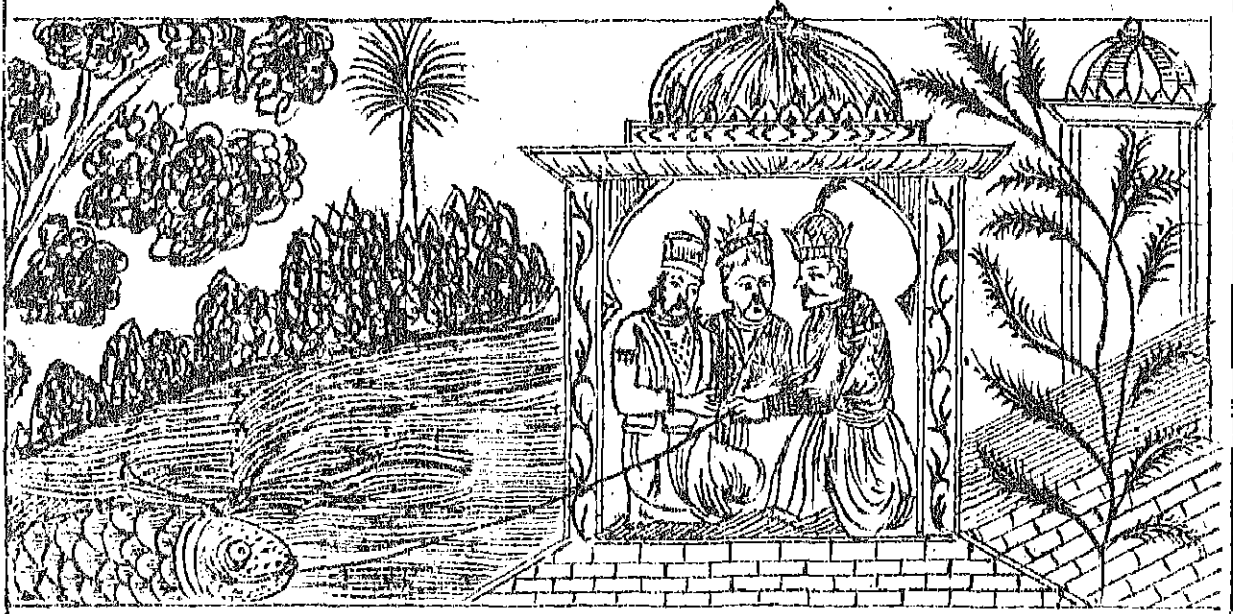
اُنھون نے کانٹا مضبوط و زبردست دریا میں پھینکا اُس مچھلی نے پہلے ادہر اُدہر جھکائی دی آخر وہ کانٹا منھ میں لے لیا
اور ایک غوطہ مارا طربوب شاہ اور مالح خان وغیرہ تمام حاضرین مجلس متفق ہوکر بمشکل تمام مچھلی کو اوپر برج کے کھینچ لائے
مالح خان نے کہا اے شہریار ہمنے اسوقت فال دیکھی تھی کہ جو ہم اس مچھلی کو شکار کر لائے تو سب کام ہمارے درست ہوجاینگے
الحمد للہ کہ فال ہماری درست آئی ناگاہ سہاک عیار داد و بیداد کرتا ہوا طربوب شاہ کے پاس آیا اور اُسنے کہا اے
بادشاہ افسوس ہزار افسوس زرفا ملکہ فرنگ سلطان کی عیارہ مدعیون میں گرفتار ہوگئی اور میں وہان سے جان بچا کر
بھاگ آیا ہون ورنہ میں بھی قید ہوجاتا مالح خان نے پوچھا کہ زرفا کی گرفتاری کی صورت کیا ہوئی سہاک عیار نے کہا
اقبال شاہ بذات خود اُس مکان میں تشریف لایا اور اُسنے زرفا کو دستگیر کر لیا بعد ازان اس مکان کا حال معلوم نہیں کہ کیا ہوا
لیکن زرفا کے گرفتار ہونے سے یقین ہوا کہ اقبال شاہ وغیرہ ارباب طلسم آلی کے تائید یافتہ ہیں مالح خان نے کہا

ای احمق تجھے عیاری مین دخل ہی کر امورات سلطنت مین ہمکو نصیحت و پند کرتا ہی دیکھو ہمارا اقبال کہ ہمنے آج اسی نیت سے
اس مچھلی کا شکار کیا تھا کہ اگر ہمنے اس مچھلی کو پکڑ لیا تو سب کام حسب مراد حاصل ہونگے خدا تعالی نے فال نیک ہماری ظاہر
کی اور مچھلی کو گرفتار کرلیا سماک عیار کو یہ کلمہ مالیح خان کا ناگوار معلوم ہوا اور اُسنے جواب دیا کہ خانصاحب مجھپر کیون آپ
خفا ہوتے ہین جو امر ہونیوالا ہی وہ خود بخود ظاہر ہوا جاتا ہی مرطوب شاہ نے کہا ای سماک تو ہمیشہ کہتا تھا کہ مین کباب مچھلی کے
تحفہ پکاتا ہون اب اس مچھلی کو باورچیخانہ مین لیجا اور جلد ہمارے واسطے کباب تیار کر کہ آج ہم مچھلی کباب کھاتے ہی اور کچھ نہ کھاینگے
سماک عیار نے عملہ کو باورچیخانہ سے بلاکر باورچیون کو وہ مچھلی سپرد کی باورچی بمشکل تمام اُس مچھلی کو باورچیخانہ مین لیگئے اور
صاف کرنے کا سامان درست کیا اقبال شاہ نے مقبول عیار سے کہا کیا وجہ ہی اب کل کو دیا کہ شکم مچھلی کا کھلے اور ہم باہر آوین
مقبول عیار نے فوراً سلاتم دیا ایک تختہ مچھلی کا اشکل ایک غار کے کھلگیا اور باورچی شور و غل مچانے لگے یہ طرفہ بات ہی کہ ماہی
مردہ شکم کھولتی ہی اس تماشے سے تمام باورچی گرد آکر جمع ہوگئے اس اثنا مین مقبول عیار اور اقبال شاہ وغیرہ سردارون نے نکلکر
چند سپاہی فرنگی باورچیون کو مارے مین چار نفر باورچی اُنمین سے مارے گئے باقی بھاگے اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین اور
عادل شاہ جوف سے ماہی کے باہر نکلے پہلے باورچیخانہ کا دروازہ بند کروا دیا بعد اسکے سماک عیار کو گرفتار کیا اور باقی
دلاورون نے کچھ نفر باورچی مارے باقی نے امان مانگی اقبال شاہ نے امان دی پھر سماک عیار سے پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہی
اُسنے کہا مین حضور کا فرمانبردار ہون اور زرفا کو آزاد کرا دیا مین غلام بھی حاضر ہی اگر زرفا قتل ہوئی تو فدوی کو بھی قتل فرمائیے اور مین
حضور کو موید من اللہ جانتا ہون اقبال شاہ نے فرمایا آفرین اب تو بتا کہ ہم کیا عمل کرین کہ قیدی اپنے چھوڑالین سماک عیار
نے عرض کی ای شہریار غلام کی رائے مین یہ ہی کہ حضور توقف فرمائین مین خاصہ تیار کرکے سب مالیح خان و مرطوب شاہ وغیرہ
کے واسطے لیجاؤنگا وہان کا مجمع کم ہو جائیگا حضور وہان جاکر مالیح خان و مرطوب شاہ وغیرہ کو گرفتار کرلین بعدہ باطمینان تمام
اپنے قیدیون کو چھڑا لیجے وہ تہخانہ مین قید ہین اقبال شاہ نے کہا کہ مجھے تیری آنکھون سے بوے صدق آتی ہی اگر یہ بات سچ ہی
تو یقین کر ہم اقرار کرتے ہین کہ جو تیرا مطلب ہوگا اُسکو بر لائینگے سماک عیار نے کہا ای شہریار غلام کا سوا اسکے اور کوئی مطلب نہین ہی
شاہزادہ معز الدین نے بھی سماک عیار کی سفارش کی اقبال شاہ کو مشورہ سماک عیار کا پسند آیا سماک عیار نے عملہ کو
باورچیخانہ کے خوب فہمائش کر دی کہ تمہاری زندگی اسی مین ہی کہ جو مین کہون عمل مین لاؤ اور اس امر کا افشا نکرنا کہ تمہاری مرگ و زندگی
انھین جوانان دلاور کے ہاتھون مین ہی اور خاصہ نہایت عمدہ و تحفہ تیار کرو اور جلد ان سب صاحبون کو کھلاؤ باورچی انواع اقسام
کا کھانا عمدہ و تحفہ لائے انھون نے خوب سیر ہوکر نوش فرمایا اور باورچیخانہ مین آرام کیا اور سماک عیار چند خوان کھانے کے
مرطوب شاہ کے واسطے لیگیا مرطوب شاہ نے کہا سماک تو نے بہت جلد کھانا تیار کرایا اور کباب بھی مچھلی کے بہت جلد تیار
ہوئے سماک نے کہا حضور آج کباب مچھلی کے تیار ہونا بہت مشکل تھے لہذا صبح پر موقوف رکھیے بلکہ سلطان فرنگ نے کہا سچ کہتا
ہی اتنی بڑی مچھلی کا صاف کرنا مشکل ہی سماک عیار نے جو کھانا مالیح خان کے سامنے لگایا اُسمین بیہوشی بھی آمیز تھی مالیح خان

۱۰

نے دو چار لقمہ کھا کر کہا کہ میرا سر پھرنے لگا اگر حکم ہو تو دو چار ساعت سو رہوں مرطوب شاہ نے کہا کیا مضائقہ مالح خان
تو اپنی خوابگاہ کو گیا ادھر مرطوب شاہ و ملکہ فرنگ سلطان بھی اپنی اپنی خوابگاہ میں داخل ہوگئے سمک عیار وہاں سے
پھرا اور اقبال شاہ سے کہا بسم اللہ اب میدان خالی ہے تشریف لے چلیے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین و لاور وغیرہ
سمک عیار کے ہمراہ خوابگاہ مالح خان میں گئے مالح خان کو مع ملازمان مفسدہ پرداز کے باندھ لیا بعد اسکے شمع روشن
کرکے سمک عیار آگے آگے اور پیچھے پیچھے سب صاحب تہ خانہ میں داخل ہوئے احمد و اصغر وغیرہ نے جو اقبال شاہ کو دیکھا
عالم استعجاب میں پوچھا ای حضرت آپ کہاں اقبال شاہ نے تمام سرگذشت بیان کی بعد اسکے اُن سب کو قید خانہ سے باہر لائے
اور راستے ہی میں حقیقت پوچھی اُنھوں نے کہا ای شہریار خدا جانے وہ نازنین سازنواز کون ساحرہ تھی کہ جسوقت سے دیکھا ہمکو ہوش
نرہا اور بشوق مواصلت حوض میں غوطہ مارا وہاں اندھیرا تھا کچھ معلوم نہ ہوا یکایک وہ تختہ پیر کے نیچے سے نکل گیا ہنوز قدم جما
ٹھہرا نہ تھا کہ چند آدمیوں نے ہمکو قید کرلیا اور قید خانہ میں بھیج دیا اقبال شاہ نے سمک عیار سے کہا کہ تو مالح خان کی رفع
بیہوشی کر سمک عیار نے فتیلۂ رفع بیہوشی دماغ میں دیا جب وہ ہوش میں آیا دیکھا کہ چند سردار اور سمک عیار میرے
پلنگ کے گرد ہیں مالح خان نے خوف سے آنکھیں بند کرلیں سمک عیار نے کہا خانصاحب یہ خواب ہے کہ بیداری کچھ یاد ہے
کل آپ نے کیا فرمایا تھا مجھ غریب پر ناحق ناراض ہوئے تھے اب آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمائیے اپنی حرکت بد کا نتیجہ دیکھیے مالح خان
خاموش ہو رہا جواب نہ دیا اقبال شاہ نے مالح خان کو عادل شاہ کے حوالہ کیا عادل شاہ اسکو باہر تہ خانہ میں لے آیا بعد
اسکے اقبال شاہ نے اصغر شاہ اور احمد شاہ کو مع تمام سرداروں کے دروازہ قلعہ پر بھیجا اور تاکید کی کہ تیغ کو جو مقابلہ پیش
آئے فوراً قتل کرنا اور فوج شاہی کو اندر قلعہ کے بلا لینا مقبول عیار شاہزادہ معز الدین کو ملکہ فرنگ سلطان کی خوابگاہ
میں لایا اور سمک عیار اقبال شاہ کے ہمراہ مرطوب شاہ کے محل میں پہونچا اور اسنے مرطوب شاہ کو خواب غفلت
سے جگایا مرطوب شاہ کی جب آنکھ کھلی اور اسنے اقبال شاہ کو دیکھا سمک عیار سے پوچھا یہ جوان کون ہے اور اسکو اسوقت
میرے پاس کسواسطے لایا سمک عیار نے کہا ای بادشاہ یہ جوان عالی قدر خیرخواہ تمھارا اور تمھاری رعایا و ملک کا شاہزادہ
اقبال شاہ ہے بعد ازاں تمام حقیقت گذشتہ بیان کی مرطوب شاہ نے جب سنا کہ مالح خان گرفتار ہوگیا طبیعت اسکی
خود بخود اصلاح پر آگئی اور اقبال شاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کی مجھے آپکی فرمان برداری سے کچھ عذر نہیں ہے جو حال
میں آپکا مطیع ہوں راوی گذارش کرتا ہے کہ روایت صحیح یہ ہے کہ جسوقت وہ ماہی چوبی بیچ میں پہونچی اُسی وقت اقبال شاہ اور
عادل شاہ سرداروں نے پتلی کے شکم سے نکلکے مرطوب شاہ و مالح خان کو گرفتار کرلیا بعد ازاں تمام شہر و قلعہ پر سرداروں نے [illegible]
اور مقبول عیار اور شاہزادہ معز الدین بخدا استقیم ملکہ فرنگ سلطان کے محل میں آئے اور دیکھا کہ ایک شہ نشین ہے اور پردہ پڑا
ہے اندر سے پردے کے ایسی آواز دردناک آئی کہ شاہزادہ بے چین ہوگیا جب ذرا غور کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ فرنگ سلطان ہے اپنے آپ
سے خطاب کرکے کہتی ہے کہ ای جوانمرد کب تک تو دیوانگی میں گرفتار رہیگا اب بھی اپنے حال سے آگاہ کر کہ تو کس نازنین پر عاشق ہے

اور یہ تصویر کسکی ہی کہ جسکو رات دن دیکھا کرتا ہی اگر تیری معشوقہ کا نام معلوم ہوتا تو ہم کچھ فکر کرتے اور تجکو اُسکے پاس پہونچا دیتے شاہزادہ معز الدین نے آہستہ پردے مین سے دیکھا کہ فرنگ سلطان ایک جوان ناتوان سے یہ باتین کر رہی ہی اور وہ کہتا ہی کہ اے ملکہ کشور غریب پرور خداوند کریم تمھاری عمر و دولت مین ترقی دے کہ تمنے میرے ساتھ ایسی دستگیری اور غریب نوازی کو کام فرمایا کہ جہان مین کوئی کسی کے ساتھ شاید ایسا کرتا ہو حاتم کا قصہ سُنا ہی لیکن آپ کو دیکھا مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ نازنین صاحب تصویر اس ملک کی باشندہ نہین ہی جو مین آپکو بتاؤن اور آپ اُسکا تفحص فرماوین ایک شہر کرسی ہی وہانکے لوحدار کی دختر بلند اختر ہی ملکہ فرنگ سلطان نے پوچھا نام اُسکا کیا ہی اور تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے حفیظ کہتے ہین اور وہ منطقہ زرین کمر بنت سعید لوحدار مشہور ہی اے ملکہ عالم بسبب اتفاق منطقہ زرین کمر مع دایہ اور ایک کنیز میرے ساتھ حوض مین کہ بیت المعمور ثانی کے داخل ہوئی جب مین نے پانی سے سر نکالا تمھارے ملک مین اپنے کو پایا اور اُن عورتون کا حال نہین معلوم کہ کہان پہونچین اور کیا ہوئین کسی مصیبت مین پھنسین یا عیش مین ہین زندہ بھی ہین یا نہین ملکہ فرنگ سلطان نے کہا اے حفیظ آجکی شب مبارک معلوم ہوتی ہی کہ تونے اپنی سرگذشت ہمکو سنائی معلوم ہوتا ہی کہ کسی بندۂ برگزیدہ خدا کا قدم مبارک یہان آیا ہی اُسکی یہ برکت ہی یا میرے بدبخت کی یاوری ہی مقبول عیار باہر پردہ کے کھڑا اُسن رہا تھا اُسنے بلند آواز سے کہا اے ملکہ فرنگ سلطان تمنے سچ ارشاد فرمایا کہ اندھیری رات مین یہ وقت مبارک صرف بہ برکت قدم شہنشاہ عالم و فخر بنی آدم و تابع احکام شریعت زیبندہ تخت و تاج سلطنت واجب التعظیم یعنی شاہزادہ معز الدین ابو تمیم نصیب ہوا آپکو واجب و لازم ہی کہ جلد تر حاضر ہوکر سعادت قدمبوسی حاصل کرو مین بھی سُنتے اس آواز کے ملکہ فرنگ سلطان اور حفیظ ثریا مکان کمال متحیر ہوئے اور کہا خداوندا یہ کیا امر ہی اس عرصہ مین شاہزادہ بدولت و اقبال اندر پردہ کے داخل ہوا ملکہ فرنگ سلطان نے گھبرا کے نقاب چہرہ پر ڈال لی اور جمال باکمال شاہزادہ صاحب اقبال کا بخوبی دیکھا بقول جامی بیت

جمالے دیدہ از حد بشر دور ندیدہ از پری نشنیدہ از حور

علاوہ جمال بیمثال کے اُس نونہال گلشن لایزال کا رعب عظمت و جلال ایسا تھا کہ ملکہ و حفیظ ثریا مکان کے ہوش بجا نرہے بیساختہ تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور باادب تمام سلام کیا اور مسند زرنگار خالی کر دی اور خود سرنگون مودب دور بیٹھین بیت

یکے در خموشی یکے در سکوت بفرمان حی الذی لا یموت

شاہزادہ معز الدین نے فرمایا اے ملکہ فرنگ سلطان تم کیون حیران ہو شاید آج کے قصہ کی تمکو خبر نہین ہی غرضکہ باغ خوان اور مردلوب شاہ کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ مین شکر گذار اُس خالق کا ہون کہ تمکو مین نے اپنا ہمدرد پایا اگرچہ مین منطقہ زرین کمر اور حفیظ کے حال سے بخوبی واقف تھا لیکن جسوقت ملاقات ہوئی حفیظ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اس غلام کے حال سے کیا آگاہ ہین شاہزادے نے فرمایا اے حفیظ ہرچند کہ تو فی الحال نشۂ محبت مین سرشار تھا لیکن تو نے ضرور سنا ہوگا کہ کوئی شخص مشتاق سیر قصر معروف شمن کا شہر کرسی سے آیا ہی حفیظ نے جونہین یہ سنا شاہزادہ کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا سبحان اللہ

اس مملکت طلسم میں کوئی ایسا نہیں کہ جو حضور سے واقف و آگاہ نہیں ملکہ فرنگ سلطان نے کہا کہ ہان مین نے بھی اپنے پادری سے سنا ہی کہ اس ایام فرخندہ فرجام مین ایک شاہزادہ عالیجاہ کائنات طلسم مین وارد ہوا ہی اور تمام اہالیان طلسم کو اسکی حرمت و عزت کا خیال واجب و لازم ہی اور جو کوئی تعظیم و تکریم مین کسی نہج کا فرق کریگا مجرم سرکار ہوگا الحمد للہ کہ یہ خادمہ بھی اس حیلہ سے قدمبوس ہوئی یہان یہ گفتگو تھی کہ ایک ملازم مرطوب شاہ کا بطلب ملکہ آیا اور کہا ہو ملکہ فرنگ سلطان آپکو مرطوب شاہ نے یاد کیا ہو ملکہ نے کہا تو جا تھوڑی دیر مین مین آتی ہون اور فوراً ایک اپنے ملازم کو واسطے دریافت مرطوب شاہ کے بھیجا ملازمہ نے آکے بیان کیا کہ مرطوب شاہ اقبال شاہ کے پاس ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہو ملکہ فرنگ سلطان نے شاہزادہ سے رخصت چاہی اور اپنی حفظ آبرو کے لیے عرض کیا شاہزادے نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو اور ہر چند کہ حفیظ ثریا مکان مجھے بھی بخاطر عزیز ہی اور جب تم اسکی فریاد رسی مین مصروف ہوئین تو مجھے اور زیادہ تر اسکا پاس ہوا اور وہ تینون عورتین جو حفیظ کے ساتھ بیت المعمور ثانی کے حوض مین غرق ہوئی ہین اسمین ایک کا نام فوکا ہی وہ میرے پاس موجود ہی اسی طرح اور رفتہ رفتہ دا یہ اور منطقۂ زرین کمر وغیرہ بھی مل جاتی ہین اور یہین عقد منطقۂ زرین کمر کا تمہارے حفیظ ثریا مکان کے ساتھ کردونگا ملکہ فرنگ سلطان کو یہ سنکر ایسی حیا و شرم دامنگیر ہوئی کہ کچھ جواب نہ دیا اور چپکی وہان سے روانہ ہوگئی جب مرطوب شاہ کے پاس آئی مرطوب شاہ و اقبال شاہ نے سرو قد تعظیم دی ملکہ فرنگ سلطان نے مرطوب شاہ سے پوچھا کہ آج شب کیسی گذری مرطوب شاہ نے کہا ہو ملکہ اقبال شاہ کے مو یمن الارباب ہونے مین کچھ شک نہیں ہی مین نے اپنے اعمال گذشتہ سے اب توبہ کی اور اطاعت اقبال شاہ کی بدل و جان قبول کی کل یقین ہی کہ مالح خان بھی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے ملکہ فرنگ سلطان نے بھی اقبال شاہ سے مصافحہ کیا اور کہا مجھے بھی اپنی کنیزان خاص مین تصور فرمائیے گا اتنے مین شاہزادہ معز الدین حفیظ کو ہمراہ لیکے وہان تشریف لایا اقبال شاہ نے حفیظ ثریا مکان کا حال پوچھا شاہزادہ نے فرمایا یہ بھی میرے متوسلان قدیم سے ہی اقبال شاہ نے کہا ایسا ضعیف و ناتوان یہ جوان کون ہی شاہزادے نے فرمایا عاشقونکی علامت یہی ہوتی ہی اقبال شاہ نے کہا شاید یہ ساکنان شہر کرسی سے ہی شاہزادہ بولا ہان واقعی یہ قلمدار کا فرزند ارجمند ہی غرض وہ رات اسی مکالمہ مین گذری صبح کو احمر نوجوان اور اصغر بن طاقی شاہ نے دربانون سے کہا شہر کا دروازہ کھول دو دربانون نے دروازہ کھولنے مین تامل کیا فوراً حکم مرطوب شاہ بھی واسطے کھول دینے دروازے کے پہونچا احمر اور اصغر دونون مع لشکر ظفر پیکر داخل شہر ہوئے ادھر عادل شاہ بادو چیچا زادے مالح خان کو دست و پا بستہ دیوان عام مین لائے چونکہ عادل شاہ اور مرطوب شاہ باہم قرابت رکھتے تھے لہذا مرطوب شاہ کو عادل شاہ نے لعنت و ملامت نافرمانی کرنے سے کی مرطوب شاہ نے عذر کیا بعد ازان صحبت گرم ہوئی ساقیان ماہوش مع جام و مئے ارغوانی حاضر ہوئے اور رقص و سرود شروع ہوا طبلہ پر تھاپ پڑی ساز بجنے لگے دورۂ شراب گردش مین آیا ؎

بعد ساز نو محفل آراستند | می و عود را مشکران خواستند
شده رشک افلاک آن بارگاه | بگردش در و جام شد مهر و ماه

ہرطوب شاہ نے بیچ صحبت میں فریب الدہر وزیر اعظم سے پوچھا اس مالح خان مفسد ناپاک کی کیا سزا ہو وزیر اعظم نے
عرض کی کہ حسب قاعدہ قدیم مالح خان کو غرق چاہ نمک کر دینا چاہیے اقبال شاہ نے کہا چاہ نمک کیا شے ہے فریب الدہر نے
کہا پیر مرشد بیرون شہر ایک کھاری کنواں ہے اسمیں جو مجرم شاہی ہو یا بفتواے قاضی اسی کنوئیں میں غرق کیا جاتا ہے بمجرد
غرق ہونے کے تمام گوشت و پوست کنوئیں میں رہجاتا ہے اور ہڈیاں نکل آتی ہیں اقبال شاہ نے اسی وقت تامی غلاموں کے
ساتھ مالح خان شوریدہ بخت کو اسی کنوئیں میں غرق کروا دیا اور وہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچا بموجب اس آیہ کے فذاقت وبال امرہ
وکان عاقبۃ امرہا خسرا بعد ازاں دوسرے روز اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور ہرطوب شاہ و عادل شاہ وغیرہ
ملک طوسیستان کی طرف روانہ ہوئے ملکہ فرنگ سلطان بھی بامید تقصد دلی ہمراہ رکاب ہوئی بعد ایک ہفتہ کے کشتیاں
ساحل مراد پر پہنچیں اثناے راہ میں طاقی شاہ بادشاہ شہر سرکشان یعنی بادشاہ مثلثۂ آتشی شہر قیہ حصار اور دراسب شاہ
بادشاہ مثلثۂ خاکی شہر سیہ رداتیان جسکا نام ملک حبشہ ہے اور قیرالبشتان بھی مشہور ہے موافق وعدہ کے لشکر ظفر پیکر میں آملے
اور یہ بادشاہان عالیشان یعنی عادل شاہ بادشاہ مثلثۂ شمالیہ حصار طلسم مثلثۂ ہوائی و شہر عاقلان اور ہرطوب شاہ بادشاہ
شہرپیہ حصار طلسم مثلثۂ آبی و شہر ابلہان اور ملک ارمن جزیرہ نشینیں واحمر بن عادل شاہ و جعفر بن طاقی شاہ اور
ملکہ فرنگ سلطان مع جمیع لشکر وغیرہ کے اپنی اپنی فوج و لشکر کے اول ہی خدمت بابرکت میں حاضر تھے شاہزادہ معز الدین نے جب یہ
حشمت و شوکت و کثرت اپنے ہمراہ رکاب دیکھی دل میں کہا سبحان اللہ باوجود اس اقتدار کے ہنوز وصال جان جہان آرام میسر
نہوا اور نہ کوئی صورت ہنوز نکلتی نظر آتی ہے اور نہ اقبال شاہ کو ہماری فکر ہے کہ اس کشتہ غم فراق پر کیا گذرتی ہے ہرچند کہ اسوقت
رتبۂ شاہنشاہی حاصل ہے لیکن بقول کسی کے سارے جہان کی شاہی سے کوے جانان کی گدائی بہتر ہے بیت

گدا باشم دیار باشد پر پر | پہ از شاہی باچنین کرو فر | باشم گدا دیار بود درکنار من | پہ از ملک شاہ باشم و بود نگار من

اقبال شاہ شاہزادے کو مکدر دیکھکر قریب آئے اور کہا اے برادر گرامی قدر ہرگاہ آپ کو بخوبی معلوم ہوا اور یقین واثق ہو کہ آپکا مقصد دلی برآئیگا پھر خیال محال کیوں فرماتے ہیں آپ خود بچشم انصاف ملاحظہ فرمائیے کہ سواے وقت موعود کے کوئی شخص اپنے مطلب کو پہونچتا ہی ہر ایک امر کیواسطے ایک امر مقرر ہی واضح ہو کہ شاہزادہ معزالدین کو بعد داخل ہونے عجائبات کے خیال والدین اور احباب کا البتہ ضرور آتا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد بسبب حالت طلسمی کے وہ سب محو ہو جاتا تھا چنانچہ ابتک بعد داخل ہونے قصر قران السعدین کے ہر روز ایک مرتبہ خیال آتا ہی کہ میں کون ہوں اور کسوجہ سے یہاں وارد ہوا ہوں اور دفعۃً تصور ملکہ

نوبہار گلشن افروز پھر اس خیال سے غافل کر دیتا تھا رباعی

ہر لحظہ زمن روایتے می شنوی | در قصہ من حکایتے می شنوی | سوز دل من فسانہ می پنداری | من مردم و تو حکایتے می شنوی

اوّل گذارش ہوا ہی کہ سلطان روح الملک کی ایکبار ان نوکروں سلیمہ آدمخوار دشمن آدمی اور عدو سے جانی ہی اور وقت مخالفت رئیسان حصار چار شاخہ سے ہر وقت و ہر ساعت استیصال خاندان سلطانی کی فکر میں رہتی ہی اور سلطان روح الملک بغیر اعانت و مدد رئیسان مذکور کے خود اوس بلاے جان کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتا اور سرحد ملک اوس سلیمہ آدمخوار کی ایک بیابان صحراے عدم نام وسیع ہی اور اوس صحراے عدم میں ایک پہاڑ ہی جسکا نام جبل التعاقب ہی اور وہی سلیمہ آدمخوار کا خاص دار الخلافت ہی اگر کوئی اہل لشکر سلطان کا سلیمہ آدمخوار کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا ہی پھر تا قیامت وہاں سے نجات نہیں پاتا اور اوس طرف جبل التعاقب کے ایک صحراے لق و دق و بیابان ہولناک ہی کہ جسے بیابان استقام کہتے ہیں وہاں کی خلائق مردم آزار و بد خلق و کج فہم و ناہموار ہی اور یہی سب سلیمہ آدمخوار کے تابع حکم ہیں اب سلیمہ آدمخوار کو خبر پہونچی ہی کہ چاروں رئیس سلطان روح الملک سے ناراض ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے پس وہ ایک زبردست و پر فضیلت سردار کو بیابان استقام سے باساز و سامان جنگ ملک ظہورستان کو روانہ کرتی ہی یہاں اگر سلطان روح الملک قلعہ بند ہو گا تو وہ یقیناً خود ملک ظہورستان میں پہونچیگی اور سلطان کو گرفتار کرکے جبل التعاقب و صحراے عدم کو روانہ کریگی قصہ مختصر جب سلیمہ ظالمہ کو سلطان روح الملک کے قلعہ بندی کی خبر نہیں پہونچی ایک سردار کے بعد دوسرا سردار دوسرے کے بعد تیسرا [illegible] بھیجا کرتی ہی اور اگر اوس عرصہ میں چاروں رئیسوں میں اتفاق ہو گیا تو سب ملکے اسکو شکست فاش دینگے اور اب فرمانبرداری سلطان روح الملک اختیار کرتے ہیں غرض آمدم بر سر مطلب جب بذریعہ اخبار رئیسان پر [illegible] فساد کی خبر سلیمہ آدمخوار کو پہونچی لقوات کج گردن کو با فوج کثیر حد سے سوا سپہ گیری سے بیابان استقام کی شہر ظہورستان کو روانہ کیا پہلے قلعہ درجہ کا محاصرہ کیا جو کہ سرحد ظہورستان کے ملحق تھا اور حاکم درجہ کا وزیر خان لقوات کے ہاتھ [illegible] آیا تھا بعد ازان لقوہ [illegible] انگشت [illegible] تسخیر قلعہ عصابیہ کے آیا اور عراق بن لتا نے قلعہ سابق [illegible] کیا اوسکے بعد [illegible] بیابان استقام کے [illegible] نے افواج بیشمار سے خاص شہر کا محاصرہ کر لیا اور لشکر کو اپنے [illegible]

وکثرت جنگ ہوئی کہ عنقریب سلطان روح الملک محصور ہونیکو تھا کہ ناگاہ اُسی عالم یاس و ہراس مین ہرکارون نے خبر دی کہ چارون رئیس اعظم آپکے مطیع ہین اور واسطے عذر کے آتے ہین اور شاہزادہ اقبال شاہ کسی کو اپنے ہمراہ حضور کی ملازمت کے واسطے لیے آتے ہین اس خبر فرحت اثر دمژدہ جان بخش سے ہوش و حواس سلطان روح الملک کے بجا ہوے اور اُسی وقت عاقل روشن تدبیر وزیر کو واسطے استقبال اقبال شاہ کے روانہ کیا ایک نامہ بھی مع بیداد و ظلم اعدا لکھ بھیجا عاقل روشن تدبیر نے ملک ظہورستان کے قریب اقبال شاہ سے ملاقات کی اور سب رئیسان اربع بھی وزیر اعظم سے بکمال خوش خلقی و اخلاص پیش آئے اقبال شاہ نے عاقل روشن تدبیر کی تبکلف تمام دعوت کی اور حال سلطان کا دریافت کیا وزیر نے دست بستہ عرض کی ای شہریار اگرچہ سرداران جاسر وسپہری کا قلعہ ہاے سرحد شہر پہ ہر روز یورش ہوتا ہی اور پہلوانان باغی حملہ آور ہوتے ہین لیکن کوئی حملہ کارگر نہین ہوتا اور وریدخان وغیرہ حاکم قلات نہایت مردی و مردانگی سے لڑرہے ہین لیکن جیسے کہ حماے آتش دست خاص شہر مین آیا ہی خلائق شہر نہایت ہراسان ہی اور امید حیات قطع ہوگئی ہی اور ہر ایک متنفس اپنے حال مین گرفتار ہی اور جیسے کہ زرنگار خان اور کراث خان سپہ سالار لشکر طاقی شاہ ملک ہوسے گئے حماے آتش دست کو بھی یقین ہوا کہ یہان کے فیصلے مین توقف ہی بعد غارت و تاراج کرنے قدرے شہر کے محاصرہ شہر سے دست بردار ہوا اور بیچ راہ مین خیمہ و خرگاہ برپا کرائے ہین جب راسب شاہ کے مفسدان ملک امر ض قتل مین آئے تین مردان سروسپہری بھی شکست ہوگئے مگر قلعون کے محاصرے سے دست بردار نہوئے جس وقت سے عادل شاہ اور مطرب شاہ کے مطیع ہونے کی خبر مشہور ہوئی دو چار سردار نامی تھوڑی فوج سے رہگئی باقی فوج کو رخصت کر دیا اسواسطے کہ رسد نہین پہنچتی اور اب تو یقین ہی فوراً حضور کے آمد کی خبر سنکے فراری ہو جائین یا شاید ایک دو مقابلہ کی نوبت آئے طاقی شاہ وغیرہ نے عاقل وزیر روشن تدبیر سے کہا کہ جب تک ہم اپنے دشمنون کا فیصلہ نکر لینگے سلطان کی ملازمت نکرینگے بلکہ سرہاے بریدہ اسقامیون کے بطریق تحفہ نذر سلطان کو لائینگے راوی کہتا ہی کہ چار طرف حصار چار شاہ کے ایک بیابان وسیع ہی اور ہر میدان سے ہر رئیس کا ملک ملحق ہی اور نام اس میدان کا خارستان ہی ہر چند کہ مردمان خارستان بدشکل ہین لیکن ایسے بہادر و دلیر و شجاع ہین کہ ان مفسدان اسقام سے بجز انکے اور کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اسی واسطے رئیسان اربع اکثر مردمان خارستان کو ملازم رکھتے ہین بلکہ ہر جا پر پلٹنین انکے ساتھ فوج بیابان خارستان کی رہتی ہی القصہ طاقی شاہ و عادل شاہ نے جمعیت افواج خارستان وغیرہ براہ راست قلعہ وجہ کی طرف روانہ ہوکر لقوات کج گردن کو ہلاک کیا لقوین بن لقوات لاش باپ کی لیکر بیابان اسقام روانہ ہوگیا خلائق نے دست ظلم سے اُس موذی کے نجات پائی بعد اسکے طاقی شاہ نے نقروس درشت انگشت اور نقراس بن نقرون کو بھی زدہ زدہ بیابان اسقام مین بھگا دیا عادل شاہ نے عراق بن نسان کو قتل کیا اور قلعہ سابقہ چھین لیا اسی طرح راسب شاہ و مطرب شاہ نے لشکر حماے آتش دست پر شبخون مارا اور حماے آتش دست کو زندہ گرفتار کرلیا اور اُسے اُسی وقت آگ مین جلوا دیا اور دختر اُسکی حمی بن حماے آتش دست بنظر خردسالی و بیگناہی آزاد کی گئی اور لشکر حمی کا ظہر لیا

خوردہ بیابان استقام کو روانہ ہو گیا بعد اسکے اخنوق شریر کو گرفتار کر لیا کہ یہ بھی ایک بہت بڑا مفسد تھا اور اُسنے قلعہ
حلقومیہ کا محاصرہ کر لیا تھا جب ملک طورستان اُنکے ظلم و ستم سے پاک ہو گیا اور میدان صاف ہوا چار دن رئیس
سر ہاے بریدہ کفاران بیابان استقام لیکر واسطے نذر سلطان روح الملک کے روانہ ہوئے جب منلیہ آدمخوار نے
خبر شکست لشکر نکبت اثر اپنے کی سُنی چار جامہ گھوڑے سے اُتروا دیا اور کہا اب ہم چند روز کی مہلت دیتے ہیں پھر دیکھا جائیگا
اسطرف سے سلطان بھی واسطے استقبال اقبال شاہ کے شہر سے نکلا غرض بیابان خرم میں جو شکارگاہ خاص سلطان تھا
وہاں اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین کی سلطان روح الملک سے ملاقات ہوئی رؤساے اربع بھی ملازمت
سلطان روح الملک کی بجا لائے اقبال شاہ نے گناہ و قصور اُنکا سلطان سے معاف کرا دیا بعد اسکے ہر رئیس نے اپنا
اپنا کارنمایاں جو محاربہ میں استقامیونکے واقع ہوا تھا سلطان روح الملک سے عرض کیا سلطان نے اقبال شاہ سے
کہا کہ ہر ایک رئیس کی اُسکی قدر مراتب تواضع کرنا ضرور ہے اور شاہزادہ والا جاہ عالم پناہ یعنی شاہزادہ معز الدین کا حال اقبال شاہ
سے دریافت کیا اقبال شاہ نے کہا یہ شاہزادہ بلند اقبال میرا برادر عزیز از جان اور آپکا مہمان ہے سلطان نے شاہزادے کو
سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے برابر بٹھا لیا اور اقبال شاہ کے کان میں آہستہ کچھ کہا اقبال شاہ نے کہا درست
شاہزادہ معز الدین نے خیال کیا کہ سلطان نے نہیں معلوم میرے حق میں اقبال شاہ سے کیا کہا بہت گھبرایا جب وہ دربار
برخاست ہوا اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین ایک جا ہوئے اُسوقت شاہزادے نے اقبال شاہ سے پوچھا کہ سلطان
نے جو تُمسے پوشیدہ کہا ہمارے سُنانے کے قابل نہیں ہے اقبال شاہ نے کہا آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے شاہزادہ جب مصر
ہوا اقبال شاہ نے کہا اے برادر جب میں نے تمھارا حال بیان کیا تو سلطان روح الملک نے کہا یہ وہی عالیجاہ ہے جس سے
میری دختر بلند اختر ناطقہ روشن بیان کی نسبت قرار پائی ہے میں نے کہا کہ ہاں وہی شاہزادہ نامدار ہے شاہزادہ معز الدین
نے کہا اس دروغگوئی سے کیا فائدہ اقبال شاہ نے کہا یہ دروغ مصلحت آمیز ہے اسواسطے کہ اگر میں سلطان سے بیان نہ کرتا
کہ یہ وہی شاہزادہ ہے پس ضرور وہ اس مقدمہ کو موجود ہونے پر مقبل کے موقوف رکھتا اور ممکن تھا کہ سلطان اپنے عہد و وعدہ
سے برگشتہ ہو جاتا اور فی الحال خدا جانے کیا معاملہ پیش آتا اب غور فرمائیے کہ مقابلہ میں ہم سلطان سے ہرگز سربر نہیں ہو سکتے
بلکہ عدول حکمی میں سلطان کی خوف جان ہے اس لحاظ سے میں نے اقرار کیا کہ یہ شاہزادہ مقبل ہے شاہزادہ معز الدین نے فرمایا
کہ تمنے جواب معقول دے دیا لیکن انجام بہتر نظر نہیں آتا اقبال شاہ نے کہا میں نے ایک خبر سُنی ہے اگر یہ خبر واقعی ہے تو پھر
یہاں مقبل کا آنا مشکل ہے شاہزادے نے پوچھا وہ کیا خبر ہے اقبال شاہ نے کہا میں بخوبی تحقیق کر کے بیان کرونگا شاہزادے
نے فرمایا کہ کیا بر وقت عقد کے کو رہینگے اقبال شاہ نے کہا ہم بخوشی تمھارا نکاح ناطقہ روشن بیان سے کرینگے شاہزادہ
خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا مگر سلطان روح الملک ہر روز بنظر دامادی شاہزادہ معز الدین کی عزت و توقیر
کرتا تھا اور شاہزادہ شرم سے منفعل ہوتا تھا اور کہتا تھا خدا خیر کرے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے آخرکار رفیقین میں سامان عروسی

تیار ہونا شروع ہوا اور خیمہ وغیرہ اقبال شاہ کے دشت خرم میں برپا ہوئے سلطان نے تمام شہر میں آئینہ بندی کا حکم دیا
اور خزانے کھولدیے طافی شاہ اور اصفر نوجوان اور مرطوب شاہ لشکر میں اقبال شاہ کے رہے اور عادل شاہ
اور حمراے گلنار پوش وزرا سب شاہ اور ملکہ سوداوہ سیہ نقاب مسعود نامجو کی معشوقہ یہ سب سلطان روح الملک
کے ہمراہ شہر میں چلے آئے الغرض دشت خرم سے تا قلعہ بادشاہی دو طرفہ بازار آراستہ تھا اور بارہ فرسخ تک شہر سے روشنی تھی
سلطان روح الملک نے حکم دیا کہ پہلے مسعود نامجو کی شادی ہو بعد اسکے اصفر بن طافی شاہ کی اُسکے بعد
احمر نوجوان بن عادل شاہ کا عقد ملکہ ارمن جزیرہ نشین کی دختر سے کیا جائے بعدہ اقبال شاہ کے بھائی شاہزادہ
معز الدین کی شادی ہونا چاہیے اتفاق سے ایک روز اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین ایک جا موجود تھے کہ سمک عیار
مرطوب شاہ کا حاضر ہوا اور اُسنے چند حکایتیں مضحک بیان کیں شاہزادوں نے پوچھا اے مہتر کیوں آئے ہو سمک عیار نے
عرض کی اے شہریار نامدار الکریم اذا وعدہ وفا اب غلام بھی حضور کے تصدق میں اپنے مقصد دلی کو پہونچے اقبال شاہ نے
فرمایا بہتر ہے جبتک سلطان ساز و سامان عروسی سے فارغ ہوں ہم یہی شغل کرینگے بعد ازاں شاہزادہ معز الدین سے کہا اے برادر
عالی قدر تم ملکہ فرنگ سلطان کو زرقا عیارہ کے عقد کا پیام بھیجو شاہزادہ اُسی وقت خود ملکہ فرنگ سلطان کے پاس
تشریف لایا اور فرمایا اے ملکہ میں زرقا کا سمک عیار سے عقد کردینا منظور ہے ملکہ فرنگ سلطان نے عرض کی کہ اے شاہزادہ
بلند اقبال اس امر میں مجھ سے ضرورت استفسار کی کیا ہے میں بھی کنیز حضور کی ہوں اور زرقا بھی کنیز حضور کی ہے غرضکہ زرقا کا نکاح سمک عیار
سے کیا گیا اور سمک شکر احسان شاہزادے کا بجالایا اب اس خادم کی خدمت ارباب شوق میں گذارش ہے کہ اگر جداگانہ ہر ایک شادی
کے لوازم تحریر کروں تو طول کلام ہو اور منظور نہیں لہذا اصفر بن طافی شاہ کا عقد ملکہ حمراے گلرنگ سے ہوا اور
احمر و اصفر اور مسعود نامجو کی بھی شادی بآرائش تمام وزینت مالا کلام وقوع میں آئی راوی کہتا ہے کہ فوکا زرین کمر کی
لونڈی تھی اور شاہزادہ کے حکم سے ملکہ حمراے گلرنگ بنت عادل شاہ کی خدمت میں رہتی تھی
اور بعد شادی ملکہ جہیز میں ملکہ حمراے گلرنگ کے آئی تھی جب فوکا محل طافی شاہ میں آئی یہاں اسنے منطقہ زرین کمر کو خاموش
ایک گوشہ میں بیٹھا دیکھا فوکا پاؤں پر منطقہ زرین کمر کے گر پڑی اور زار زار رونے لگی منطقہ زرین کمر نے سر فوکا کا سینہ سے لگایا اور
آپ بھی رونے لگی تا اینکہ دونوں بیہوش ہوگئیں تمام عورتیں محل کی ان دونوں کے رونے سے متحیر ہوئیں جب ہوش میں آئیں طافی شاہ
کی بی بی نے منطقہ زرین کمر سے کہا اے فرزند میں تمھاری بجاے ماں کے ہوں تم اپنے اس رونے کا حال بیان کرو اور یہ دوسری عورت
کون ہے منطقہ زرین کمر نے فوکا کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواتین محل سے اس حال کو سنکر آبدیدہ ہوئیں دوسرے روز
فوکا نے کسی سے سنا کہ حقہ نام ایک جوان ملکہ فرنگ سلطان کے ساتھ آیا اسکو گمان گذرا کہ بلاشک یہی شخص ہماری بی بی کا
مطلوب ہے اسکا حال شاہزادہ معز الدین سے دریافت کرنا ضرور ہے اور یہ رسم قدیم ہے کہ حرم سلطان روح الملک اس شخص سے
جو کہ رئیسوں او سلطانوں سے صلح کرائے یا جو ممالک اسلام میں مہمان ہوئے بیگمات اُن سے پردہ نکرتی تھیں اسی وجہ سے اقبال شاہ

اور شاہزادہ معز الدین جسوقت گھبراتے تھے جس لونڈی کے محل مین چاہتے تھے چلے جاتے تھے اور بیمبالغہ ان کی محل کنیزون کے حاضر رہتی تہین
لیکن شاہزادہ معز الدین کو کسی محل مین جانے کا اتفاق نہوا تھا اقبال شاہ بضرورت ایک دو بار نظر خاص مین ہو سار یہ سکے گئے تھے ایک روز
ذکا نے منطقہ زرین کر سے ایک عرضی اس مضمون کی لکھوا کے شاہزادہ معز الدین کی خدمت مین خفیہ روانہ کی کہ اس کنیز کو جمال مبارک
کی زیارت کا کمال اشتیاق ہے امیدوار ہون کہ ایک لمحہ کیواسطے حضور تجمل اسے طاقی شاہ مین قدم رنجہ فرماوین تاکہ یہ کنیز قدمبوسی سے
بہرہ یاب ہو بعید از بندہ نوازی نہوگا شاہزادہ معز الدین نے جب وہ تحریر ملاحظہ کی فرمایا سبحان اللہ مجھے آجتک کسی خاتون محل
نے بلایا اور نہ مین کبھی گیا اس کنیز کو کیا ایسا شوق ملاقات ہے مگر پھر خیال کیا کہ دیکھنا چاہیے دیکھین کیا معاملہ درپیش ہے اقبال شاہ
سے بھی ذکر کیا کہ ای برادر تمنے سنا کہ مجھے ذکا نے طاقی شاہ کے محل مین بلایا ہے اقبال شاہ نے کہا

ای باعث حصول مقاصد برای خلق ‖ حاصل ز مقدم تو همه مدعای خلق
چون از تو این مراد دل خویش یافتم ‖ حاصل شود مراد تو هم از دعای خلق

حضور تشریف لیجائیں نہین معلوم اس بیچاری کا کیا مدعا ہے دلی ہے کہ اسنے اتنی بڑی جرأت کر کے آپکو بلایا ہے اگر آپ تشریف نہ لیجائیے گا تو
اسکی کمال دلشکنی ہوگی شاہزادے نے فرمایا مین ابھی جاتا ہون مجھے کسی کی دلشکنی منظور نہین ہے اقبال شاہ نے کہلا بھیجا کہ آج شاہزادہ
والا جاہ تمہاری مجلس مین رونق افروز ہوگا خبردار اسکی تکریم مین قصور نکرنا طاقی شاہ نے حکم آراستگی مجلس مین پہونچا دیا اور فرش اور
لباس وغیرہ سے سبکو ہوشیار کر دیا بعد انتظام اور بندوبست عام کے بی بی طاقی شاہ کی خورد جنور دست نگارین مین لے واسطے تکس رانی
کے حاضر ہوئی منطقہ زرین کر نے جب یہ سامان و اہتمام دیکھا دل مین کہا یا الٰہی کس مرتبہ کا مہمان ہے جسکے لیے یہ سامان ہو رہا ہے پھر کہا
مجھے کیا سروکار مین اپنے حال مین مبتلا ہون دوسرے کے حال کو کیا جانون اور ماورا اسکے مین اس ملک کی باشندہ نہین جو یہان کے
باشندے ہون انپر مہمانداری واجب ہے سوا اسکے وہ شاہزادہ بھی جوان ہے ایسا نہو کہ اپنی صحبت کے واسطے مجھے پسند کرے مجھ غریب الوطن
و بیوارث کی کون مدد کریگا اور مجھے سوا چلے جانے کے اور کچھ چارہ کار نہوگا ہر چند کہ شاہ و شہریار کا مخاطب ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے
اور اسکو مرتبہ اعلیٰ نصیب ہوتا ہے لیکن میرے دل کا حال خدا جانتا ہے کہ مین بجز حفیظ ثریا مکان کے کسی فرشتہ آسمان کی بھی حقیقت نہین
جانتی اور بشر کیا چیز ہے آخر منطقہ زرین کر نے ذکا کو بلا کر اپنی طبیعت کے خیالات اور وہ اندیشیان بیان کین ذکا خوب ہنسی اور کہا کہ یہ
خیال تمہارا درست ہے تم بڑی خیر اندیش ہو عقلمند کا کیا کہنا منطقہ زرین کر نے کہا تو دیوانی ہو گئی ہے آجکل مصاحبت بادشاہ نے تیرا مزاج
بگاڑ دیا ذکا نے کہا ای ملکہ تم اپنے دل مین یہ خیال و توہمات بے اصل جمع کر رہی ہو جسکا عدم و وجود یکسان ہے اس سے کیا فائدہ مین نے
شب کو خواب دیکھا ہے کہ تمنے بڑے اخلاص و شوق سے شاہزادہ مہمان کے پاؤن پر سر رکھ دیا ہے اور اسنے تمکو سینہ سے لگا کر کمال دلجوئی کی تمہارا
حال کو پوچھا ہے اور تمکو نہایت رسوخ اسکی خدمت مین ہوا ہے منطقہ زرین کر نے کہا او مردار کیا بکتی ہے ہم تو اپنا درد دل بیان کرتے ہین تو
تمسخر لگاتی ہے ذکا نے کہا اگر یہ شاہزادہ تمہارے درد دل کے علاج پر قادر ہو اور خداوند خدا اسکے تم پر مہربان ہو جاوے اور تمہارا مدعا بر آوے تو
تم بتاؤ کیا انعام دوگی منطقہ زرین کر نے کہا اگر تو واقف راز ہے تو پھر اصل کیون نہین بیان کرتی ناحق پریشان کرتی ہے ذکا بولی ابھی کیا
دیر ہے تم آپ ہی دیکھ لوگی کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ مصرعہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ منطقہ زرین کر نے کہا کہ

کیا غرض کرنا محرم مرد کی صورت دیکھوں ذکا نے کہا بالفرض اگر شاہزادے نے خود تمھارا حال دریافت کرنے کو بلایا اسوقت کیا عذر
کروگی منطقہ زرین کمر نے کہا میرا ذکر کرنے والا کون ہے ذکا بولی اسوقت ہم سلام کرینگے جب ذکر کرنیوالا اور پوچھنے والا پیدا ہوگا اس
اثنا میں خواجہ سرا نے پکارا خبردار ہو جاؤ شاہزادہ مہان محلسرا میں داخل ہوا اپنے اپنے منصب و مرتبہ کا خیال رکھو مجرد سننے اس صدا
کے ملکہ سوداوہ مشکین نقاب اور رانہ و دوندان اور عصرائے گلگون پوش وغیرہ خواتین محل صف بستہ استادہ ہو گئیں لیکن
منطقہ زرین کمر جس گوشے میں بیٹھی تھی بیٹھی رہ گئی جب شاہزادہ عالی مقدار بصد جاہ و حشم داخل حرم ہوا پہلے طاقی شاہ کی بی بی بلاگردان
ہوئی بعد اسکے ملکہ سوداوہ وحمرا و رانہ وغیرہ نو عروسوں کو بلازمت سے سرفراز فرمایا شاہزادے نے دست شفقت و عنایت اسکے
سر و پشت پر رکھا اور فرمایا خداوند کریم تمھاری عمر دراز کرے اسوقت ذکا جلو میں حاضر تھی اصغر نوجوان کی دایہ نے زوجہ طاقی شاہ
سے کہا کہ منطقہ زرین کمر بیچاری گوشہ میں تنہا بیٹھی ہے وہ نہیں آئی زوجہ طاقی شاہ بولی وہ اپنی طبیعت کی مختار ہے مجھے اسپر اختیار نہیں
جو میں مجبور بلازمت شاہزادے کو بلاؤں سوا اسکے تم جانتی ہو کہ وہ کسقدر بد مزاج ہے دایہ نے کہا یہ سب میں جانتی ہوں لیکن میری اغراض فقط
اطلاع حال سے تھی غرض جب شاہزادہ تخت پر جلوہ گر ہوا سب خواتین محل اپنے اپنے قرینہ سے گرد و پیش بیٹھ گئیں اور دائی اپنے اپنے عہدہ
پر حاضر رہیں اور ذکا مگس رانی کرنے لگی اکثر عورتوں نے کہا اے منطقہ زرین کمر تم حجاب میں ہو اور کنیز تمھاری بکشادہ پیشانی شاہزادے کی
مصاحبت میں ہے اسمیں کیا اسرار ہے سچ بتا کہ یہ نئی بات ہے منطقہ زرین کمر نے کہا مجھے ایسی غرض نہیں کہ جو میں ایک مرد نامحرم سے آشنا کروں
ذکا سے کہیں کی شناسائی ہوگی جو آج وہ مصاحب ہو گئی وہ یہ سنکے خاموش ہو رہیں اتنے میں ساقیان ماہوش رقاصان حور پیکر
زرین کمر حاضر ہوئیں ناچ شروع ہوا جام شراب گردش میں آیا جب شاہزادے کو سرور ہوا خیال دنیوی دل سے دور ہوا ذکا نے کان
میں شاہزادے کے عرض کیا اے شہریار با وقار وہ عریضہ نیاز کنیز خاص نے خدمت میں بلازمان عالی کے ارسال کیا تھا اور مکلف خاطر اقدس ہوئی
تھی بے ادبی و گستاخی معاف ہو اگر جان کی امان پائے تو یہ کنیز کوئی حرف زبان پر لائے شاہزادے نے فرمایا ہم ابر کرم ہیں ہمیں کس و ناکس
کی دستگیری و فریادرسی کرنا اپنی ذات پر مقدم ہے بیان کر کیا کار اہم ہے ذکا نے عرض کیا کہ جناب عالی کی ذات مراد بخش عالم ہے اے حضور
حفیظ ثریا مکان ایک جوان جو سابق میں ملک فرنگ سلطان کی خدمت میں تھا اور اب وہ حضور کے ہمراہ رکاب ہے وہ کون شخص
ہے شاہزادے نے فرمایا یہ وہی حفیظ ثریا مکان ہے جسکے سودائے عشق میں تیری خاتون ملکہ منطقہ زرین کمر ایک عالم سے دوسرے
عالم میں گرفتار ہوئی اُن چاروں آدمیوں میں سے جو حوض میں بیت المعمور کے غرق ہوئی ایک تو دوسرا حفیظ ثریا مکان دستیاب
ہوئے منطقہ زرین کمر اور صوانہ دایہ کا پتہ نہیں ہے خواتین محل کو نہایت تحیر ہوا کہ یہ کنیز نہایت شاہزادے کی محرم راز ہے اور سبب اس
سرگوشی کا اور مصاحبت کا اسکی بی بی ہوگی یقین ہے کہ اسی کا ذکر چپکے چپکے کر رہی ہے آخر اس بات کا ایسا چرچہ ہوا کہ منطقہ زرین کمر
نے بھی سنا منطقہ زرین کمر کو بھی یہ سنکے ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ ضرور اس مرد نے میری شکل و شمائل کا ذکر کیا ہے اور یہی ذریعہ اپنے رسوخ
کا نکالا ہے اب خدا ہی حافظ ہے یہیں تک زندگی تھی ظاہر اسباب بجز مرگ حرام کے اور کوئی چارہ کار خیال میں نہیں آتا میں پہلے ہی سمجھی تھی
کہ اسکا سنا خالی از علت نہیں ہے آخر اسکا مآل یہ ہوا کہ ہزار افسوس ہزار افسوس کہ ہماری مفت جان گئی اور اُس دشمن دین و ایمان

نہین آیا وہانسے شاہزادے کے پاس چلی آئی اور آبدیدہ کھڑی ہورہی آخر منطقہ یہ سوچی کہ یہ بھی تو بجاے حاکم حقیقی ایک حاکم مجازی ہو
اسمین کوئی گناہ لازم نہین آتا اگر دل اور طرح نہ پیش آیا تو اپنا حال کہکے چلی آؤنگی ورنہ قہر درویش بر جان درویش غرضکہ بشکل
تمام ایک طرف طاقی شاہ کی بی بی دوسری طرف عادل شاہ کی بی بی منطقہ زرین کمر کو لیے ہوئے شاہزادے کی خدمت مین
لائین شاہزادے نے فرمایا اے منطقہ جیسی صورت ہے ویسی صورت سے واقف نہ تھین وہ پاہین تواضع وتعظیم پیش آئین اور افسوس تو باوجود
واقفیت کے اسطرحکی بیگانگی کرتی ہو کہ گویا ہمکو جانتی نہین ہو نہ ہماری صورت سے آشنا ہو منطقہ زرین کمر کے کان مین جونہین
شہزادے کی آواز آئی اور اُسنے وہ صورت قمر طلعت مثل آفتاب جہانتاب کے دیکھی پہچانا کہ یہ وہی شاہزادہ عالیقدر ہو کہ چند روز تک
ہمارے یہان مہمان رہا تھا اور باپ نے ہمارے ہمکو اسی کی خدمت پر تعین کیا تھا اور اسکی دعوت شاہانہ ہوئی تھی اور مین نے
حفیظ ثریا مکان کا حال انھین کے روبرو بیان کیا تھا بس دوڑ کر سر اپنا قدم مبارک پر شاہزادے کے رکھدیا اور چلا کر بے اختیار رونے لگی
تمام خواتین محل مین ایک کہرام ہوگیا شاہزادے نے سر منطقہ کا اٹھا کر سینہ سے لگا لیا اور آنسو آنکھونسے اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور فرمایا اپنا
حال اپنا بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری منطقہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے عالیجاہ کیا عرض کرون کہ حضور کو بھی ملال ہوگا شاہزادے
نے کہا ہرچہ بادا باد تو بیان کر ہم مشتاق ہین کسواسطے کہ صاحب درد حال دل دردمند خوب سنتا ہو منطقہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی کہ
سر تمام خواتین محل دلگداز و چشم پر آب ہوگئین شاہزادے نے فرمایا اب خاطر جمع رکھو کہ حفیظ ثریا مکان بھی ہمارے ساتھ ہو بس منطقہ زرین کمر
یہ کلمہ شاہزادے کی زبان مبارک سے سنکے سات مرتبہ تصدق ہوگئی اور غش کھا کر گر پڑی جب ہوش آیا ذکا سے کہا اے ملکہ میرا سلام
ہو اب فرمایئے میرا خواب کیسا تھا منطقہ زرین کمر بولی اے مردار تو بڑی شریر ہو اگر تو پہلے مجھے شاہزادے کے نام سے آگاہ کردیتی تو
اسقدر طول کیون ہوتا اور ایسے تخیلات فاسدہ میرے خیال مین کیون آتے ذکا نے کہا اگر مین کہدیتی تو طلبا کچھ کیون کھاتی آپکو کبھو
یقین آتا یہ سب صاحب کیون آپکو سمجھاتے شاہزادے نے کہا کہ مین ذکا کو عقلمند جانتا ہون یہ نہایت ذی شعور و فہمیدہ ہو اہل محفل
نے بھی ذکا کی وفاداری و ثابت قدمی کی تعریف کی اور منطقہ کی بھی عفت و عصمت پر اور عاشق صادق ہونے پر تحسین و آفرین کی
قضاے کار اتفاق روزگار صفوانہ دایہ بھی منطقہ زرین کمر کی بالکسود اور شکین نقابہ بنت زاسب شاہ کے ساتھ آئی تھی اور دیر
طاقی شاہ کے محل مین آئی تھی اور نگہبانی مکان کیواسطے بیٹھی تھی مگر اُسکو منطقہ اور ذکا کی خبر نہ تھی اتفاقاً اسوقت خود بخود دل صفوانہ
کا گھبرایا وہ بھی بطریق سیر شاہزادے کے دیکھنے کو نکلی یہان منطقہ کو دست بستہ روبرو شاہزادہ کے کھڑا دیکھا کہ حقیقت اپنی بیان
کررہی ہو بس صفوانہ کے منہ سے بے اختیار ایک آہ سرد نکل گئی اور بیہوش ہوکر گر پڑی جب ہوش آیا دوڑ کر منطقہ کے لپٹ گئی اور مثل
ابر نوبہار رونے لگی منطقہ نے صفوانہ کو گلے سے لگایا بعد اسکے صفوانہ شاہزادے کی بلا گردان ہوئی شاہزادے نے صفوانہ کا حال پوچھا
اقبال شاہ نے کہا اے شہریار نامدار مین نے بارہا عرض کیا ہو کہ اکثر دردمند تمھاری برکت قدم سے اپنے مقاصد دلی کو پاتے ہین اور
اس سرکار دولتمدار سے کامیاب ہوجاتے ہین جب طاقی شاہ نے سنا کہ اب منطقہ بھی بفضل باری کامیاب ہوگئی یعنی مطلب اسکا
حاصل ہو بہت خوش ہوا اور عرض کی اے شہریار ذوالوقار ارادہ تھا کہ منطقہ میرے بجاے فرزند کے ہو لہذا امیدوار ہون کہ اسکے سامان

عروسی کا مجھے حکم ہو جائے مرطوب شاہ نے عرض کی پیر و مرشد بندگان عالی کو خوب روشن ہے کہ میں اس دولت اولاد سے بے نصیب ہوں نخل امید بثمر مراد سے بارور نہوا اسی حسرت میں عمر عزیز تمام ہونے کو آئی لہذا امیدوار ہوں کہ حفیظ ثریا مکان کی بزم شادی کا انجام میرے سپرد کیا جائے اور اس تقریب میں اپنے بھائیوں کا شریک ہوں شاہزادے نے دونوں بادشاہوں کو خوشی دل باز رکھی ملکہ فرنگ سلطان نے نصف سے زیادہ مصارف شادی حفیظ ثریا مکان اپنے ذمہ لیا اور مرطوب شاہ کی یہ کیفیت حال ہوئی القصہ نہایت آرائش سے حفیظ کی برات کا سامان ہوا لیکن ایک طرفہ واقعہ ہوا کہ باوجود اسکے کہ اس شادی میں دو شاہ اور ملکہ سرگرم اہتمام تھے اور دو مرتبہ برات بھی واقع ہوئی مگر وصل حقیقی اس وجہ سے نہیں ہوا کہ جب شب عروسی منطقہ کو حمام میں لیگئے اور عورتوں نے پوشاک اتارنے کا قصد کیا دفعۃً ایک آواز مہیب آئی کہ سب خوفناک ہوگئیں یعنی ان کا نت لا تحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون اور بعض عورتوں کو غش آگیا جب ہوش آیا تو منطقہ اور ذکا کنیز اور صدقو اور دایہ تمام مفقود تھیں کہیں نشان نہ تھا سب لے جایا گیا طاقی شاہ کی بی بی نے بیان کیا سنتے حال کے اپنا گریبان چاک کیا بلکہ تمام زنانہ اسکو جو عشرت فضا تھی ماتم سرا ہوگئی شاہزادہ معزالدین اور اقبال شاہ اور سلطان روح الملک وغیرہ نے بھی یہ حال سنا باسب چشم پرآب افسوس کرنے لگے اور یہ قطعہ ہر فرد بشر کے ورد زبان تھا قطعہ

تکیہ بر گنبد گردون نہ کنی کین دولاب
کہ زدوران جہان دولت خوست جہان سان گردد
آسیا ہست کہ از خون عزیزان گردد
بہرہ زان کار دل خون شدہ نگرفتہ ہنوز
خود گرفتم کہ لبس از سخن و تلاش پیمایہ
آخر قسمت تا گردہ ز افلاک تا پایان گردد

حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں شعر منہ دل برین دہر ناپایدار * ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار * غرض کوئی عورت اور مرد ایسا نہ تھا کہ جسکو اس امر کا تاسف اور افسوس نہ تھا اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو اس غم سے افسردہ نہ تھا اور جب حفیظ ثریا مکان نے یہ حال سنا دو روز کامل مثل تصویر کے حیران و بیجان بیحس و حرکت بستر غم پر پڑا رہا کسی سے بات نہ کی آخر تیسرے روز ہوش آیا تو گریبان چاک کر کے عالم بیخودی میں صحرا نورد ہوا اور ہر وقت یہ شعر ورد زبان تھا اور سوے آسمان نگران تھا بیت کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے تو بھی ہوگئی خفا مجھسے * مگر اس حالت دیوانگی میں یہ قوت رفتار حفیظ ثریا مکان کو میسر ہوگئی تھی کہ مثل ہوا صحرا کی طرف چلا جاتا تھا اور عقب میں شاہزادہ معزالدین اور اقبال شاہ تاسف کرتے چلے جاتے تھے ایک بیابان میں پہونچکر وہاں بہجوم خلائق از حد تھا اور حفیظ ثریا مکان ایک طرف خلقت سے جدا وہی شعر پڑھتا ہوا اسطرف دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا یکایک ایک بگولہ گرد کا تیرہ و تار ایسا آیا کہ سب ششدر ہوگئے اور وہ بگولہ حفیظ کے گرد حلقہ ہوگیا جب وہ گرد برطرف ہوئی حفیظ بھی غائب ہوگیا بعد اس واقعہ کے تمام خلائق نہایت مغموم نوحہ و بکا کرتی شہر میں چلی آئی شاہزادہ معزالدین بھی دو روز حفیظ ثریا مکان کے رنج و الم میں با فاقہ کشی تناول نفرمایا اور ملکہ فرنگ سلطان سیاہ پوش ہوکے دوسرے روز شاہزادہ سے رخصت ہوکے اپنے ملک قیصر یہ فرنگ کو روانہ ہوئی وقت شب اقبال شاہ نے شاہزادہ معزالدین سے کہا اے شہریار خداوند کریم تمکو غم حفیظ ثریا مکان میں صبر عنایت فرمائے جس حال میں کہ انکی مرگ یقینی نہیں ہے تو بجز خدا نے بچایا تو آپ سے آملینگے لیکن عقدہ ملک ناطقہ روشن ہمایوں ہست سلطان روح الملک

مین توقف لازم نہین ہی کہ بفضل ایزد متعال تمام سامان و لوازمات موجود ہین شاہزادے نے فرمایا ای برادر مین تمسے کیا حال بیان کرون کہ مین شب و روز کس کس تصور و خیالات مین آلودہ رہتا ہون اور تم ہر بار تقاضا کرتے ہو کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد کر لو اور بغیر مواصلت ملکہ نوبہار کے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد کرنا بڑے شرم کی بات ہی اقبال شاہ نے کہا کہ دیوار ہم گوش دارد خاموش رہو ایسے الفاظ آپکو منہ سے نکالنے لازم نہین مبادا کوئی جا کر سلطان سے خبر کر دے پھر اصلاح مزاج طرفین مشکل ہو گی مین اس امر مین آپکو تکلیف دہ نہوتا لیکن مجبور ہون کہ برادر مقبل کا آنا یہان ممکن نہین شاہزادے نے کہا کہ مقبل تمہارا بھائی حقیقی ہی اقبال شاہ نے کہا ہان برادر روحی جو قریب تر حقیقی سے ہی یعنی میرا اور مقبل کا مرشد ایک ہی اور مرشد کو پدر روحی کہتے ہین لیکن چونکہ مقبل مجھسے چھوٹا ہی اسواسطے مرشد نے انکے تمام امورات دنیوی میرے متعلق کر دیے ہین الغرض جب ایک ہفتہ حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر کو گم ہوئے گذرا از سر نو سامان عیش و عشرت اور لوازمہ عروسی شروع ہوا

کتخدا ہونا شاہزادہ عالم کا دختر سلطان روح الملک یعنی ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بیان ہوتا ہی

قصہ مختصر یہ کہ دشت خرم سے تا شہر ظہورستان دو رویہ آرائش چراغان ہوئی اور حنا بندی بڑی دھوم سے ہوئی تیسرے روز بہ تجمل و جلوس شاہانہ اقبال شاہ مع رئیسان اربعہ شاہزادے کے ہمراہ رکاب بیاہنے کو روانہ ہوئے لیکن شاہزادہ متحیر تھا کہ دیکھیے انجام اس شادی کا کیا ہوتا ہی کیونکہ مین ایک شخص غیر کے عوض جاتا ہون آخر راہ مین اقبال شاہ سے شاہزادے نے کہا ای برادر ہم عروس کو لا کر کہان رکھینگے دوسرے قاضی کا بھی ساتھ ہونا اسوقت ضرور ہی کہ قاضی کے سامنے عروس کو طلاق دون اقبال شاہ نے کہا یہان رسم ہی کہ ایک ہفتہ داماد کو عروس کی صورت نہین دکھاتے اور نہ رخصت کرتے ہین شاہزادے نے اقبال شاہ سے کچھ اور پوچھا اقبال شاہ نے کہا کچھ اور نہین معلوم جو معاملہ پیش آئیگا آپ خود ملاحظہ فرما لیجیے گا شاہزادہ محفل عقد مین تشریف لایا سلطان روح الملک بھی موجود تھے تھوڑی دیر کے بعد موافق قرارداد سابق کہ جو اقبال شاہ سے گفتگو طی پائی تھی قاضی نے شاہزادے کا ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد پڑھا سلطان روح الملک نے اقبال شاہ سے پوچھا کہ مرآت الغیب کہان ہی جو بجاے مصحف و آئینہ عروس اور داماد کے روبرو رکھا جاے اقبال شاہ نے شاہزادے سے مرآت الغیب لیکے سلطان روح الملک کو دیا سلطان نے بلکہ تمام حاضرین محفل نے باتفاق گواہی دی کہ یہ وہی آئینہ ہی بعد ازان شاہزادے کو محل مین لائے امارہ خاتون جو کہ سلطنت کی اندرون و بیرون کی ملازمت کو حاضر ہوئی اور ہر ایک نے اپنے حال سے شاہزادہ معز الدین کو مطلع کیا شاہزادے نے بدولت و اقبال تخت کامرانی پر جلوس فرمایا مگر عروس کو نہ دیکھا خاتون سے پوچھا کہ عروس کہان ہی امارہ خاتون نے کہا ای شہریار ایک ہفتہ آپ ہمارے مہمان ہین بعد ایک ہفتہ کے باعث سعید عروس کو آپکے حوالہ کر دونگی اور جب تک کہ ساعت سعید نہو گی البتہ توقف ہو گا شاہزادے نے فرمایا یہ طرفہ رسم ہی کہ صیغہ عقد تو اب واقع ہوا اور رخصت عروس مین ساعت سعید دیکھی جاے گی امارہ خاتون بولی حضور ہر ملکے و ہر رسمے شاہزادے نے دل مین کہا کہ مجھے جب عروس سے کچھ غرض نہین تو دلیل زائدہ بیفائدہ ہی یہان رہنا توقف مین

کام کا البتہ ہرج ہوگا پھر شہزادے نے فرمایا جبکہ عروس موجود نہو پھر مین آئینہ مین کسکا منہ دیکھونگا امارہ خاتون نے کہا ای حضرت با وجودیکہ تم خود صاحب آئینہ ہو پھر کیا سوال دریافت فرماتے ہو یہ نہین جانتے کہ مقابل ہونا کسی انسان کا آئینہ مین لازم نہین ہی اسی وجہ سے نام اسکا مرآت الغیب پڑگیا ہی آپ مخاطب ہوکر فرمائیے کہ ای مراۃ الغیب بحق مردان غیب میری منکوحہ کی صورت مجھے دکھادے شاہزادے نے موافق تعلیم امارہ خاتون کے آئینہ کی جانب مخاطب ہوکے وہی کلمہ کہا ناگاہ اُس آئینہ مین اسطرح کی ایک شکل روشن وزیبا باحسن وجمال نظر آئی کہ تمام مکان روشن ومنور ہوگیا شاہزادے نے جو نظر امتیاز سے دیکھا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز با ہزاران ہزار غمزہ وشوخی سطح آئینہ مین جلوہ گر ہی بس بے اختیار دیوانہ وار آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور عالم محویت مین اُسوقت یہ شعر زبان پر جاری ہوا بیت ای ناموده رخ تو چه بسیار بوده ٭ در هیچ پیکرم تو نمودار بوده ٭ اور یہی کہتہ قطعہ

محو کن نقش دوئی از ورق سینهٔ ما ٭ ای نگاهت الف صیقل آئینهٔ ما ٭ وقت تاراج غم تست چه پیدا چه نهان
تا نگیرد رنگ از رخ عارفت دل از سینهٔ ما ٭ چه تماشاست ز خود رفتهٔ خویشتن بودن ٭ صورت نا شد و عکس تو در آئینهٔ ما

ایک ساعت کے بعد اس خورشید رو نے پھر آئینہ مین اپنے کو ظاہر کیا اور شاہزادہ پر بعد غائب ہو جانے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ایسی بیخودی ورفتگی کا غلبہ ہوا کہ بیہوش ہوگیا دوبارہ پردہ کی طرف دیکھ کے یہ اشعار غالب کے پڑھنے لگا اشعار

بیا که دل به ادای کرشمه جان نبرد ٭ فغان ز پرده نشینان که پرده داران اند ٭ در پرده چند باشی ای شاه عالم آرا
ز پرده روی خود را چو آفتاب بنما ٭ از حد گذشته شوق تو در دل نمانده صبر ٭ بر لب رسیده جانم رحمی بکن خدا را
آنانکه خاک را به نظر کیمیا کنند ٭ بی پرده گر به چشم ورا آل چه ها کنند

شاہزادہ نے امارہ سے فرمایا ای مکار یہ ہو سکتا ہی کہ قبل ساعت معینہ کے تم ہمکو ایک نظر صورت عروس کی دکھادو کہ مین ایک مدت دراز سے اسی صورت دلپذیر وقد رعنا کی تلاش وتجسس مین تمام جہان مین آوارہ وسرگشتہ خاک چھانتا پھرا ہون امارہ خاتون نے کہا ای حضرت یہ امر کسی صورت سے ممکن نہین اسواسطے کہ جہان خلاف ضابطہ کوئی کام نہین ہوسکتا شاہزادہ مجبور خاموش ہو رہا اور اُسی تصور مین آرام کیا جب بیدار ہوا تو تخت اپنا دلکشا باغ مین پایا امارہ خاتون سے فرمایا کیا ماجرا ہی یہ باغ کیسا ہی امارہ خاتون نے کہا ای شہریار جب آپنے آرام فرمایا تھا حکم آیا کہ شاہزادے کا تخت اسطرح باہستگی باغ مین پہونچا دو کہ اصلا خبر نہو تب آپکو مع تخت اس باغ مین پہونچا دیا اسواسطے کہ یہ مکان وباغ بطریق جہان خانہ محض تمہارے واسطے مقرر کیا گیا ہی اب یہان ایک ہفتہ عیش وعشرت مین اوقات بسر کرو اگر جی چاہے تو اقبال شاہ کو بھی بلا لیجیے ورنہ یہ سات کنجیان لیکر ہفت سیرگاہ کی ایک ایک روز سیر کرو کہ یہ مدت گذر کے نوبت وصال جانان آجاے شاہزادہ با جاے امارہ خاتون وہان سے اقبال شاہ کے پاس آیا سلطان روح الملک نے اقبال شاہ کو بھی ایک مکان مکلف قریب باغ رہنے کو دیا تھا لیکن شاہزادہ کو ہر وقت و ہر لحظہ یہی خیال آتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی کہ مرآت الغیب مین کبھی بجاے صورت ملکہ ناالطف روشن بیان ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت ہی اول تو اگرچہ اس طلسم سراپا نیرنگ مین جو تماشا نظر سے گذرا عقل بشری سے خلاف ہی سمجھ مین نہین آتا دوسرے یہ کہ

ناطقہ روشن بیان بجاے ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی یا صورت مین مشابہ تر ہو لامحالا دعوی مقبل کو خارج کرنا ہوگا کہ مین ہمیشہ ان
اسی صورت کا ہون اور انفعال لازم آئیگا تو اقبال شاہ کو مین تو مقبل کی صورت سے بھی واقف نہین غرض اسی طرح کے خیالات
و وسواس خاطر مالی مین گذرتے تھے بعدہ اقبال شاہ کے پاس تشریف لائے اقبال شاہ نے حال مزاج پوچھا شاہزادہ نے
قصہ گذشتہ بیان کیا بعد ازان فرمایا ای برادر سخت مشکل مین گرفتار ہون براے خدا اس مشکل کو میری حل کرو اقبال شاہ نے کہا
فرمایئے نصیب اعدا وہ کیا ایسی سخت مشکل پیش آئی شاہزادے نے فرمایا ای برادر عجب اتفاق و ماجراے غریب ہی کہ مین جسکی تلاش
مین آوارہ دشت ادبار و حیران و پریشان و دیوانہ وار ہوا اور آسایش وطن کو چھوڑا سیدیار ہوا اور طلسمات و عجائبات مین گرفتار
ہوا اور ابھی تک اسی فکر مین مبتلا ہون شب گذشتہ اسکی صورت مرآت الغیب مین بجاے عروس نظر آئی یعنے ناطقہ روشن بیان
کے عوض ملکہ نوبہار گلشن افروز اس آئینہ مین جلوہ افروز ہوئی پس بمجرد دیکھنے کے مجکو حیرت ہوئی کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہی
مرآت الغیب مین تو خاص صورت ملکہ نوبہار گلشن افروز نمودار تھی اور سب سے زیادہ یہ موجب تشویش ہوا اول تو میرا اس
شمع انجمن خوبی سے عقد نہین ہوا دوسرے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بھی بطور رسم ظاہری نکاح واقع ہوا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ایسا ہمشکل ہونا یہ بھی امر عجیب ہی یہ نیا معاملہ و طرفہ مقدمہ ہی اقبال شاہ نے جواب دیا ای شہریار
باوقار خیال تمہارا دو حال سے خالی نہین ہی اول یہ کہ تم ملکہ نوبہار گلشن افروز کو نہایت عزیز رکھتے ہو اور ہر وقت اسی کا
خیال و تصور مد نظر رہتا ہی شاید تمنے اسی تصور مین آئینہ دیکھا ہوگا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ہمہ تن خیال ہوگا دوسرے
خدا تعالی نے قوم پریزاد کو جوہر لطیف سے خلق کیا ہی اور انکو قدرت ایسی عنایت فرمائی ہی کہ جسکی صورت سے وہ چاہین ہمشکل ہو جاتین
جیسا کہ انکی تعریف مین فلسفی بیان کرتے ہین جسم ناری متشکل باشکال مختلفہ کیا عجب ہی کہ شاید ملکہ نوبہار گلشن افروز کو
جذب دل کا اثر ہوا ہو اور اسکا جی دیکھنے اور دکھانے کو چاہا ہو تو صورت دکھانے کے واسطے کا موقع پاکر ملکہ ناطقہ روشن بیان
کی صورت کو اپنی صورت سے بدل کے آپکو دکھا دیا ہو تیسرے یہ کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا ہمشکل ہونا بھی تعجب نہین ہی اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی آیندہ واللہ اعلم بحقائق الامور میرا ذہن ناقص تو یہی کہتا ہی
آیندہ جو امر غیب در حصل ہو غیب کا حال عالم الغیب جانے شاہزادہ نے پوچھا کہ تمہارے بھائی مقبل کی بھی کچھ خبر معلوم ہوئی
اقبال شاہ نے کہا مین بعد تین روز کے انشاء اللہ حال مفصل مقبل کا عرض کرونگا شاہزادہ نے فرمایا برادر ایک ہفتہ اس
باغ مین مہمان رہنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ کوئی امر ہو قید کے ساتھ طبیعت کو نہایت شاق گذرتا ہی
ایسی مہمانی سے کاش تمہارے پاس رہنا ہو تو بہتر ہی اقبال شاہ نے کہا آپ خاطر جمع فرمایئے اور مجھے اپنے ہی
پاس تصور فرمایئے مگر بالفعل کوئی امر خلاف آئین و رسم اس ملک کے کرنا مناسب نہین ہی لہذا جان اور تکلیفین ہین اور
آپنے انکو بخوشی گوارا کیا اسکو بھی اسی طرح گوارا کیجئے شاہزادہ بمجبوری اقبال شاہ کی خاطر سے پھر اسی باغ مین تشریف
لے آیا اور بعد تناول خاصہ آرام فرمایا جب بیدار ہوا بعد فراغت ظہرین اشارہ کیا تو ان محلدار وہ کنجیان لیے ہوے

حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اگر حضور کو کسل نہو تو سیر گاہ میں تشریف فرما ہوں شاہزادے نے فرمایا اچھا سیر میں کچھ گناہ نہیں ہے
امارہ خاتون محلدار شاہزادے کو ایک دروازہ سنہری بنگاسی پر لائی او قفل کھول کے شاہزادے سے کہا بسم اللہ حضور تشریف لیجائیں
شاہزادہ جو وہان گیا تو ایک باغ نہایت پاکیزہ دلپذیر فضا نظر آیا بیچ میں اس باغ کے ایک محل عالیشان تھا اسکے چبوترے پر
ایک تخت طلائی جواہر نگار بچھا تھا اور اسپر ایک نازنین سر و جبین قمر صورت سبز لباس پر تکلف پہنے زیور سے آراستہ بیٹھی ہے اور گرد
خواصین اپنے اپنے عہدوں پر کھڑی ہیں اور ایک نازنین پشت پر کھڑی مورچھل ہلا رہی ہے دو چار دو چار حسین سہی باہمن ہو دب بیٹھی ہیں لیکن
سب سبز پوش تھیں امارہ خاتون نے کہا ای ماہ پیکر بدر عالم یہ شاہزادہ والا مقام سر تاج عالم تمہارے مکان میں رونق افروز ہوا ہے
جلد آداب تسلیمات بجا لاؤ یہ سنکے پری پیکر نے سرو قد تعظیم کی سلام کیا اور تخت پر بٹھایا اور آپ مودب با ادب سامنے تخت کے
بیٹھ گئی شاہزادے نے اس ماہ پیکر کو کچھ صورت آشنا پایا فرمایا ای نازنین ہمنے تمہیں کہیں دیکھا ہے ماہ پیکر نے عرض کی او شہر طلسم
مین حضور کی ملازمت عالی سے بہرہ اندوز ہوئی ہوں اور حضور نے اس کنیز سے کچھ وعدہ بھی فرمایا تھا شاہزادے نے فرمایا واقعی اب
مجھے یاد آیا امارہ خاتون محلدار نے عرض کیا حضور نے کیا وعدہ فرمایا تھا شاہزادے نے فرمایا مین نے کہا تھا کہ بعد مواصلت
ملکہ بہار نگاشن افروز مین ایکبار تیرے مکان مین ضرور آؤنگا محلدار نے کہا اب حضور کو ایفاے وعدہ واجب ہو گیا کہ
فضل الٰہی سے عقد بھی وقوع میں آگیا اور مواصلت مین ظاہرا چھ روز باقی ہیں شاہزادے نے فرمایا ای محلدار بیت

خریدار دلم فنزل و ما دادیم کیسے سبقا	بیّے از بہا گم سر تو کسی نیست	جز حاصل الغش کر بدل ریئہ و دانا	در خاطر آشفتہ من جا کسی نیست

امارہ خاتون یہ سنکے خاموش ہو رہی شاہزادہ بعد سیر وہان سے باہر تشریف لایا اور راہ میں امارہ خاتون محلدار سے پوچھا
کہ باشندہ طلسم قمر تمہارے شہر میں کیونکر آئی امارہ خاتون محلدار نے کہا ہمارے بادشاہ نے انھین کے واسطے یہ سیر گاہ قرار دی ہے
یہی وجہ ہے کہ شہر طلسم کی نازنینان واسطے سیر کے یہان آتی ہیں انھین کی سکونت کے لیے یہ مکان تعمیر ہوا ہے شاہزادہ اپنے باغ میں آیا
بعد طعام نوش فرمانے کے آرام فرمایا جب خواب استراحت سے بیدار ہوا موافق معمول کے اپنے وطن و دوستان و احباب
عزیز و اقارب کو یاد کیا دل میں کہا میں یہان کیونکر آیا اور طلسم میں کیونکر پھنسا اول گذارش ہو چکا ہے کہ شاہزادہ کو قبل طلوع آفتاب
و قریب غروب آفتاب یاد وطن ضرور آتی ہے اسی طرح حسب عادت اب بھی یاد آئی آئینہ مرآت الغیب کو سامنے رکھکے
فرمایا ای مرآت الغیب کی مردان غیب مجھے حال یاران و رفقا سے آگاہ کر دے کہ انپر جدائی بات میں کیا کیا مصیبت
و راحت گذری اول ابوالحسن جوہری کی صورت نظر آئی ابوالحسن جوہری نے سلام کیا شاہزادے کو آواز سلام
ابوالحسن جوہری سے حیرت ہوئی فرمایا پہلے تو فقط صورت معلوم ہوتی تھی اب آواز بھی آتی ہے الغرض جوہری
نے تمام سرگذشت بیان کی اور تا غروب آفتاب آئینہ میں موجود رہا بعدہ غائب ہو گیا اس عرصہ
مین امارہ خاتون آئی اور عرض کیا حضور سیر گاہ مین تشریف لے چلیں کہ وہ خالی از لطف نہیں ہے
شاہزادہ امارہ خاتون کے ساتھ سیر گاہ دوم میں تشریف لایا یہان سامان طلسم بطور دیگر اور سے گذرا

اور ملکہ طلسم عطارد نے بھی حسب قاعدہ سابق مودب سلام کیا و بتعظیم و تکریم پیش آئی اور کہا ای شہریار ایفاے وعدہ اپ ضرور ہی
شاہزادے نے ماہ پیکر سے جو کہا تھا اُسے بھی وہی جواب دیا بعد اسکے آرامگاہ میں تشریف لا کر بعد تناول خاصہ آرام فرمایا جب
دوسرے روز صبح کو بیدار ہوا حسب معمول تمام و کمال قصہ امیر جلال الدین فیروز میمنی کا آئینہ مرآت الغیب میں سُنا اور بعد
بعد فراغ وظائف موافق معمول کے سیرگاہ سوم میں پہونچا وہاں طلسم زہرہ کی حاکم حسب قاعدہ بتعظیم و تکریم پیش آئی اور ایفاے
وعدہ کی درخواست کی شاہزادہ نے پھر وہی جواب دیا امارہ خاتون نے کہا ای شہریار اب آپ کا عین خودداری کو کام فرماتے
ہیں معلوم ہوا کہ حضور کو اس عیش خداداد کی قدر نہیں ہی شاہزادہ نے فرمایا ای امارہ خاتون مجبور ہوں کہ طبیعت میری کبھی طرف
رغبت نہیں ہوتی امارہ خاتون بولی خیر آپ کو اختیار ہی شاہزادہ وہاں سے آرامگاہ میں تشریف لایا اور بعد غذا آرام فرمایا
چاہتا تھا کہ ایک خواص نے عرض کیا کہ اقبال شاہ نے حضور کو بُلایا ہی شاہزادہ اقبال شاہ کے پاس گیا اور فرمایا ای برادر میں
دو تین روز اسواسطے تمھارے پاس نہیں آیا کہ مجھے اپنے رفقا کی خبر دریافت کرنی تھی اسمیں مصروف تھا فرصت نہیں ملی بعد اسکے
حال سیرگاہ و مرآت الغیب کی کیفیت بیان کی اقبال شاہ نے کہا ای شہریار آپ ہر روز سیرگاہ میں سیر فرماتے ہیں لیکن
امارہ خاتون محلدار کے کہیں مکر و فریب میں نہ آجانا نہایت ہوشیار رہنا کہ یہ عورت کسی جگہ آپ کو دہوکا نہ دے دوسرے مجھے
ایک کام ضروری ہی لہذا میں آپ سے رخصت چاہتا ہوں شاہزادہ لفظ رخصت سُنکے نہایت متاسف ہوا اور آنکھوں میں
آنسو بھر لاکے فرمایا ای برادر کیا ایسا کام ہی کہ تم اپنے بھائی مقبل کی بھی عروس کو میرے حوالے کیے جاتے ہو اقبال شاہ نے
کہا اب یہ عروس آپکو مبارک ہو کہ مقبل کو اس سے کسی طرح کا سروکار نہیں ہی شاہزادہ بولا سبحان اللہ جس مطلب کے لیے تمام
حصار چہار طلسم کو ہمنے فتح کیا اور بادشاہان عالیشان تمھارے فرمانبردار ہوئے اور میں نے تمھاری بدولت نیرنگی زمانہ سے خالی
جہاں میں جب صبح امید عیاں ہوئی تو اب تم دست بردار ہوتے ہو یہ امر خلاف قیاس ہمارے خیال میں نہیں آتا اقبال شاہ نے
کہا جو مرتبہ کہ مقبل کو حاصل ہوا ہی اگر تمکو حاصل ہوتا تو تم بھی بلاشک و شبہہ اس دُنیاے دون کے تعلقات سے بے تکلف دست کش
ہو جاتے کبھی اس امر ناپائدار سے تعلق نرکھتے شاہزادہ نے فرمایا اُس مرتبہ کو بیان کرو تو میں جواب دوں اقبال شاہ نے کہا
ای شہریار ہمارے مرشد ہادی طریقت کو گاہ گاہ ایک طرح کا جوش ہوتا ہی اور اُس بیخودی میں کف منہ سے جاری ہوتا ہی
اگر وہ کف کوئی مرید حاضرین سے بطور تبرک کھائے تو وہ تارک الدنیا ہو جاتا ہی اور جب تعلق دنیوی نرہا تو کچھ عالم اسباب کی
ضرورت نہیں رہتی بس جامہ بشری تو ہوتا ہی لیکن خواص و عادات ملکوتی ہو جاتے ہیں چنانچہ میں نے سُنا ہی کہ تائید بخت سعید مقبل
مرشد کی خدمت میں حاضر تھا اتفاقاً حالت وجد مرشد پر طاری ہوئی مقبل نے وہ کف خود بھی کھایا اور قدرے میرے واسطے بھی
تبرکاً رکھا اسواسطے میں تعجیل کرتا ہوں کہ جلد پہونچوں اور اس نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ مند ہوں ایسا نہو کہ وہ دولت بے قیاس میری
غفلت و دیری سے ضائع ہو جاے شاہزادہ نے فرمایا کہ شاید یہ دولت و حکمت کہ جو آپکو اسوقت میسر ہی اس سے وہ لذات میں افضل ہی
اقبال شاہ نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا بجا ہی اور بہت درست ہی کہ دینے والا ایک ہی ہی لیکن مجھے لذات نفسانی کا آل میں شوق نہیں

کرون اقتدار و حشمت و وقار ظاہری کا پابند ہون ہان یہ البتہ ہی کہ ابتداے ہوش سے جس کسی کو ادبار و آلام روزگار مین مبتلا دیکھتا
ہون صبر نہین آتا بیچین ہو جاتا ہون اور جسطرح سے کہ بنسکتا ہی ہمہ تن اسکا شریک ہوکر جہان تک کہ مجھ مین قدرت ہی اسمین کوشش
کرتا ہون پھر مجھے اپنے آغاز و انجام کا خیال نہین رہتا صدہا بندگان خدا کے کام تجھسے نکلے ہر دیکھے مین اسی کو اپنا فخر جانتا ہون
شاہزادہ نے کہا ہان بجز میرے اور سب کا کام تجھسے نکلا الا نہین نکلا تو میرا کام اقبال شاہ نے کہا گستاخی معاف یہ آپ غلط فرماتے
ہین جبکہ مقتبل کو ملکہ ناطقہ روشن بیان سے واسطہ نرہا اور تجسے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو اپنی معشوقہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے ہمشکل پایا پھر یہ محنت و مشقت کسکے واسطے ہوئی بلکہ یہ فرمایئے کہ مین نے جتنی سعی و کوشش کی وہ فقط آپ کے واسطے تھی شاہزادہ
یہ سنکے خاموش ہو رہا اور یقین ہوا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمصورت ہی یا شاید یہی نام ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا ہوا اور اگر یہ امر ہوا تو اور زیادہ باعث تعجب کا ہوگا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز قسم پر تیار دستہ ہی اور یہ فضل خدا ہی کہ مقتبل اس امر سے
دست بردار ہوا اور نہ مشکل امر تھا خداوند عالم چارہ ساز عالم ہی اسیطرح مشیت مین گزرا وہ جو کرتا ہی اپنے بندے کے حق مین بہتر کرتا ہی پھر
فرمایا اہو ہرا اور اب تم بھی وہ کفن مرشد کا کہا کہ دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤ گے پھر ہمسے ملاقات کیا بقول اسکے مصرعہ صلاح کار کجا و من
خراب کجا ہین گرفتار دنیاے ناپایدار تم اس سے دست بردار ہان ایک امر سے البتہ امید پائی جاتی ہی کہ عادت جبلی کسی کی خواہ
کسی حال مین ہو نہین جاتی علی الخصوص نیک دوسرے یہ کہ جتنی نعمتین خداوند کریم نے پیدا کی ہین وہ سب اپنے بندون کے لیے
بلکہ گناہگارون کیواسطے اور ایفاے وعدہ شیر طلیبہ ہی اور وعدہ وہ شی ہی کہ اسکا ایفا واجبات مین داخل ہی اس سے ہمکو امید قوی ہم
کرتے سے ضروری ملاقات ہوگی کیونکہ تمنے وعدہ واثق کیا ہی کہ ہم تمکو تمہاری معشوقہ کی منزل تک پہونچا دینگے اقبال شاہ نے کہا کہ وعدہ
تو ختم ہوا یعنی تم بخیریت تمام اپنی معشوقہ و محبوبہ کی منزل خاص مین پہونچے یہان تک کہ عقد بھی ہوگیا اب خلوت باقی رہی وہ بھی انشاء اللہ بفضل
خداے قدیر چندروز مین میسر ہو جائیگی اب اس راز کو یہین تک رہنے دیجیے زیادہ دلیل و برہان کی ضرورت نہین تھا مشی یہ ایام
مصاحبت گزار و لیکن مرآت الغیب کو ایک آن اپنے سے جدا نکرنا ورنہ پشیمان ہوگے غفلت کو ہرگز پاس نہ آنے دینا اگر وہ
جملہ ہماری سمجھ مین نہ آیا جو آپنے فرمایا کہ کل نعمتین خداوند کریم نے اپنے بندون کے لیے خلق کی ہین بلکہ اکثر بندگان خاطی کے
واسطے کیا بندگان صالح کے واسطے نہین ہین شاہزادے نے جواب پایا کہ مین نے اس معنی سے کہا کہ خداوند کریم کلام مجید مین اپنے پیغمبر
آخرالزمان کی نسبت فرماتا کہ پیغمبرون کو واسطے ہدایت خلق کے پیدا کیا ہی اور ہدایت ہی واسطے خاطی و گمراہ کے ہی اگر نہوتے پیغمبر
تو یہ آسمان و زمین خدا نہ پیدا کرتا اسی طرح اگر سب بندے صالح ہوتے تو ہادی کی ضرورت کیا تھی غرض بعد اس سوال و جواب کے
اقبال شاہ شاہزادے سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور بروقت رخصت یہ کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین انشاء اللہ تعالی جلد
ایک مرتبہ پھر ملاقات ہوگی شاہزادہ کو وہ شب کمال رنج و الم مین گذری اور یہ رباعی ورد زبان تھی رباعی

سیاہ و سرخ زہم پیچ اند جز اکثر	اگر گفتہ کہ کم زیاست گو کر ادائم	نگہ کہ چند بتو دلبر ہر ادائیات دہد	اگر ہمیو کامل ادراک بسر پریشانم

ہنوز طلوع آفتاب نہوا تھا اور شاہزادہ بھی وظیفہ سے فارغ نہوا تھا کہ امارہ خاتون حضور مین حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ شاہزادہ

کے آگے جانماز پر رکھدی اور کہا بسم اللہ تشریف لیجئے اے شہریار آج عجیب و غریب تماشا ملاحظہ فرمایئے گا شاہزادہ ہمراہ آفتاب
لیکے محلدار کے ساتھ سیرگاہ چہارم میں پہونچا اور ملکہ طلسم آفتاب خدمت میں حاضر ہوئی موافق قاعدے کے بعد تسلیم بعد تعظیم و تکریم
وہی درخواست اپنے ایفاے وعدہ کی کی امارہ خاتون محلدار نے بھی شاہزادے سے کہا افسوس اس عشرتکدہ میں ایسی
نازنینوں سے التفات نکرنا اور اپنے مشتاق کی آرزو دے دلی کو نہ نکالنا یہ کون شرط انصاف ہے شاہزادے نے وہی جواب یہاں
بھی دیکے پوچھا کہ جب ہر طلسم کی رہنے والی یہاں آتی ہے تو یقین ہے کہ ملکہ صبح دلکشا بھی ضرور سیر و تماشے کو یہاں آتی ہوگی کیونکہ وہ بھی
تو طلسم آفتاب سے متعلق ہے امارہ خاتون نے عرض کیا کہ ایک باغیچہ مختصر دوسری جانب ہے وہاں ملکہ صبح دلکشا تشریف
رکھتی ہے یہ سب نازنین اُسکی ندیم و مصاحبین ہیں شاہزادہ نے فرمایا جسطرح ہو ایک نظر ملکہ صبح دلکشا کو بھی دیکھنا ضرور ہے
امارہ خاتون شاہزادے کو داہنی طرف اُس باغ کے ایک مکان میں لائی اور وہ وقت مثل صبح صادق کے نظر آیا اور تمام فرش اور
سامان مکان کا مکانات گذشتہ سے نہایت تحفہ اور عمدہ و پر تکلف نظر آیا بلکہ ہر در و دیوار اس مکان کے ایک تجلی دکھائی دیتی تھی اور
قلب کو ایک طرح کی تفریح معلوم ہوتی تھی آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قصر عالیشان ہے اور صحن مکان میں ایک تخت یاقوت نگار پر
ملکہ صبح دلکشا نہایت عظمت و شان سے بیٹھی ہے کنیزان زرین کمر اور خواصان پری پیکر گرد و پیش جمع ہیں راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ
کو بھی کسی قدر میلان طبع ملکہ صبح دلکشا کی جانب تھا اور طلسم آفتاب میں ملکہ صبح دلکشا سے بوس و کنار بھی ہو چکا تھا مگر اس
عرصہ میں ملکہ کا باپ یعنی خاور شاہ وہاں تنہا تھا اور وہ بطرف اپنے باپ کے اپنے دار القرار کو روانہ ہوگئی تھی اب جو اس مکان میں
شاہزادے نے ملکہ صبح دلکشا کو عالم تنہائی میں دیکھا بے اختیار ایک ولولہ جوش پیدا ہوا یہاں تک کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا عشق فراموش ہوگیا اور کچھ خیال نہ رہا پس جذبۂ دل نے یہی کہا کہ کچھ ہو مگر ایک دو ساعت ملکہ صبح دلکشا سے اختلاط کیجئے بعد دیکھا
جائیگا لیکن ملکہ صبح دلکشا نے شاہزادے کی مطلق تعظیم و تکریم نہ کی فقط سلام کیا وہ بھی باکراہ تمام اور تخت پر بیٹھنے کا اشارہ کیا
شاہزادہ کو یہ کج ادائی اور غمزہ ملکہ کا سخت ناگوار معلوم ہوا امارہ خاتون محلدار سے فرمایا اے امارہ خاتون تونے کچھ نا قدری اس
نازنین کی دیکھی کہ مجھ سے کس بے اعتنائی سے پیش آئی امارہ خاتون نے کہا اے شہریار مرتبہ صبح دلکشا کا نہایت بڑا ہے کہ ہماری ملکہ
بھی اس سے بعزت پیش آتی ہیں اور نہایت توقیر فرماتی ہیں شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ جو نازنین کہ بخدمت خادمانہ پیش آئیں انسے
تو میں نے التفات ترک کیا اور جسکی صحبت کو دل چاہتا ہے وہ شرم و حیا سے کچھ بات نہیں کرتی امارہ خاتون نے کہا عورت دو آئیں
خوب ہے کہ صاحب شرم و لحاظ ہو نہ کہ خود مردوں سے آنکھیں چار کرکے باتیں کرے میں ہٹی جاتی ہوں آپ تخلیہ میں بے تکلف ملکہ سے
بوس و کنار شروع کریں شاہزادہ نے فرمایا اگر خدانخواستہ اس حرکت سے کسی بلاے ناگہانی میں گرفتار ہو جاؤں پھر میں کیا علاج کرونگا
امارہ خاتون نے کہا اے شہریار تم بادشاہ ہو اور بادشاہوں کو ایسے امورات کا خیال اُنکی شان سے بعید ہے دوسرے جو لوگ کہ
عالم تجرد میں ہوتے ہیں انکو اپنے انجام کار پر ہرگز لحاظ نہیں رہتا اور آپ تو مدت مدید و عرصہ بعید سے عجائبات و طلسمات کا سیر و تماشا
دیکھ رہے ہیں اور ہنوز کسی فعل کے مرتکب نہیں ہوئے آپ ناحق اپنے کو بیوجہ و بے سبب لذت دنیا سے محروم رکھتے ہیں اگر یہاں

ایک دو لحظہ آرزو سے دل نکال لیجیے گا تو کیا ہوگا آخر بارہ خاتون نے تمام خواصوں کو اشارہ کر کے ہٹا دیا اور خود بھی ایک طرف ہٹ گئی جب تخلیہ کامل ہو گیا شاہزادے نے اُس وقت جرأت کی اور ملکہ صبح دلکشا کو سینہ سے لگا کے چند بوسے لیے راوی کہتا ہے کہ باغ عشرت میں روز اوّل بر وقت ملاقات ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ایک ورق تصویر اپنا بطور یادگار شاہزادہ والا تبار کو دیا تھا اور شاہزادہ نے بھی مثل تعویذ جان اُس تصویر کو اپنے بازو پر باندھا تھا قضا را اُس کشاکش ملاقات میں وہ تصویر خود بخود بازو سے کھل کر تخت پر گر پڑی شاہزادے نے جو ملکہ کی تصویر کو دیکھا اور آنکھ ملائی بے اختیار شرم آئی ملکہ صبح دلکشا نے بنظر قہر شاہزادہ کو دیکھا اور ایک ایسا قہقہہ مارا معلوم ہوا کہ چھت اُس مکان کی اُڑ گئی اور ہر در و دیوار مکان سے ایک شعلہ آتش پیدا ہوا اور بانند بجلی کے چمک ہونے لگی شاہزادے نے مارے خوف کے آنکھیں بند کر لیں اور ایک عالم غشی طاری ہوا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا ملکہ صبح دلکشا کا نام و نشان تک نہ ملا اس سانحہ حیرت افزا سے متحیر ہوا اور دل میں کہا خدایا ان شعلہ ہائے آتشیں کا در و دیوار سے پیدا ہونا کیا سبب تھا اور فوراً غائب ہو جانا ملکہ صبح دلکشا کا یہاں سے عجب کا مقام ہے اس حال کو کس سے دریافت کروں غرض یا ہی تجسس میں تمام باغ کو چھان ڈالا لیکن کسی کا پتہ نہ لگا نا چار اپنی خوابگاہ کی طرف روانہ ہوا راہ میں ایک اور دروازہ دیکھا اُس پر پردہ زرنگاری پڑا تھا شاہزادے نے دروازہ میں قدم رکھا وہاں بجز تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا اور وہ دروازہ بھی غائب ہو گیا شاہزادہ اُس تاریکی میں حیران و پریشان ہر طرف پھرتا تھا اور کوئی راہ نکلنے کی نہ ملتی تھی ناگاہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی جب وہ روشنی کے قریب پہونچے ایک زینہ دکھائی دیا اور وہ زینہ اوپر کے جانے کا تھا شاہزادہ تلاش میں ملکہ صبح دلکشا کی اوپر گیا وہاں عجب تماشا نظر سے گذرا کہ جہاں تک نظر جاتی تھی ایک صحرائے لق و دق نا پیدا کنار اور بیابان ویران نظر آتا تھا جس میں برگ و شجر کا کیا ذکر گھاس تک نہ تھی شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ

گہی در گلشن عزت نشستم
گہی شاہ و گہی درویش گردم
خطا کردم گناہی شد ز دستم

گہی این دشت پر وحشت بہ بینم
گہی حیران کار خویش گردم
کہ جز دلبر نظر بر غیر بستم
ندانم تا چہ باشد آخر کار

گہی سلطان گہی شہزادہ باشم
بحکم نفس امارہ چنین شد
صبح دلکشا شاہ طلا بود
گرفتارم گرفتارم گرفتار

گہی ہر لقب آمادہ باشم
کہ غمہا با دل محزون قرین شد
کہ ازو قسمت من این شہزادہ

لیکن با ایں ہمہ بیکسی و تنہائی مرآت الغیب کو بغل میں مثل جان کے لیے تھے مگر وہ تصویر ملکہ نو بہار گلشن افروز کی التیام ہو گئی تھی شاہزادہ سمجھ گیا کہ میں جو ملکہ صبح دلکشا سے باختلاط پیش آیا یہ نتیجہ اُسی کا پایا کہ سیرگاہ سے نکالا گیا اور صحرا سے پر آفت میں گرفتار ہوا اب بجز صبر کے اور کیا چارہ ہے آخر الامر حدت آفتاب سے نہایت تپش چاروں طرف تشنہ و گرسنہ پھرتا رہا لیکن کوئی نتیجہ نیک پیدا نہ ہوا آخر شام کے وقت دور سے کچھ درخت گنجان معلوم ہوئے جب وہاں گیا دیکھا ایک تکیہ فقیر کا ہے اور اُس تکیہ میں فقیر بیٹھا ہے شاہزادے نے فقیر کو سلام کیا فقیر نے جواب سلام دیا شاہزادہ خاموش بیٹھ گیا فقیر نے شاہزادے کا بشرہ دیکھ کے ایک روٹی خشک شاہزادہ کے تواضع کی شاہزادہ نے شکر پروردگار کر کے وہ نان خشک نوش فرمائی بعد اس کے فقیر سے پوچھا تم یہاں کب سے ہو اور نام تمہارا کیا ہے درویش نے نام اپنا درویش بیابانی بتایا اور کہا باپ بھی میرا درویش تھا بعد اُس کے میں سجادہ نشین ہوا

لیکن اس مدت میں میں نے آبادی نہیں دیکھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیون یہان آئے اور کون ہوا ور تمھارے باعث سے آج مین بھوکا رہا کہ جو مجکو غیب سے قوت ملتا تھا وہ تمکو دیدیا شاہزادے نے کہا پھر تمنے کیون دیا اور جو دیا تو پھر اِس احسان کا ذکر کرنا کیا ضرور تھا درویش نے کہا کیا کرون کہ مہمان کی مدارات بھی ضرور تھی شاہزادے نے جو مہمان کا نام فقیر سے سُنا مہمانی حصار چارمثلثہ یاد آئی اور زار زار رونے لگا فقیر بولا بابا اب رونے سے کیا فائدہ اپنی کیفیت بیان کر دے شاہزادے نے فرمایا غالب

عالم من بگرد از عاقبت کار بیرا — عمر خود گشتم دو در غصہ بیابان زتم
سعی در باب ہائی نبود غیر فنا — دود آہم شدہ ام از در زندان فتم

اے درویش میں بھی ایک ملک کا بادشاہ ہون واسطے ایک پریزاد ماہ رو کے تمام مرحلات طلسم طے کیے اس تلاش مین خدا جانے کسقدر تماشے و عجائبات دیکھے اور انواع انواع اقسام کے مصائب کا متحمل ہونا پڑا اور کس کس طرح کی حیرانی و پریشانی مین آوارہ پھرا اور ابھی تک ہون لیکن ہنوز صورت وصل دلدار میسر نہین ہوئی درویش نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجسے کوئی امر خلاف مزاج دلدار واقع ہوا کہ جسکے مواخذہ مین تم آوارہ دشت و بار پھرے ورنہ اتنا طول نہوتا شاہزادے نے کہا ہان یہ قصور مجھسے وقوع ہوا اور مین خود اپنی خطا پر نادم و پشیمان ہون اور وہ قصور یہ ہے کہ مین ہر ایک سیر گاہ سلطانی مین ہر روز سیر کو جاتا تھا اتفاق سے سیرگاہ چہارم مین نازنین ملکہ صبیح دلکشا نام سے ملاقات ہوئی اور وہان ہنسانے سے امارہ خاتون ایک دلالہ کے مین اپنا نفس سے مطلب باختلاط ہوا اور نہ صرف یہ بلکہ ان خوش خصائل و پریرویان مہر تمثال میری نظر سے گذر گئین اور مین نے نظر اٹھا کے بھی نہین دیکھا کہ یہ کیا مال ہین درویش نے کہا اے مرد خدا حق بجانب تمھاری معشوقہ کے ہے اب غور کیجیے کہ ہنوز سو اصلیت حقیقی معشوقہ سے محروم ہوا در باغواے ایک زن دلالہ کے کسی غیر عورت کو بجاے اپنی معشوقہ کے تصور کیا یہ کوئی شرط الفت ہے

دو جا غیرت کند زد در آزما ئے — ببیند باز خود را پیش اغیار
چنان غیرت کرد نتوان رہائے — دوم آنجا کہ معشوق وفا کیش
یکے جائے کہ چشم عاشق زار — ببیند زو نگاہے با بلبل خویش

شاہزادہ نے فرمایا یہ سب تو بجا ہے اب یہ بیان کرو کہ نتیجہ اسکا کیا ہے مین خود احتیاط کرتا تھا مگر امورات تقدیری سے مجبور رہا کہ نوشتہ تقدیر یون ہی تھا وہ کسطرح مٹتا شعر چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن اب آپ فرمائیے کہ اس سرزمین مین کہین آبادی بھی ہے یا مثل مجھ خانہ برباد کے تمام جہان ویران ہے درویش نے کہا مین نے اپنے والد مرحوم سے سنا ہے کہ جو پہاڑ سامنے نظر آتا ہے اُسکی گھاٹی مین ایک ہیبت ناک خندق ہے اگر کوئی اُس غار مین جائے تو بعد مسافت چالیس روز کے ایک بستی مین پہونچے اور راہ مین اکثر میوہ جات و آب شیرین میسر آتا ہے شاہزادہ وہان سے اُٹھا اور درویش کی نشاندہی پر روانہ ہوا جب پہاڑ کے قریب پہونچا تو واقعی ایک درہ پہاڑ نظر آیا شاہزادہ بعد داخل ہونے اُس درے کے چالیس روز مین بعد قطع منازل و مراحل قریب آبادی کے پہونچا دل مین خیال آیا کہ حال ملکہ نوبہار گلشن افروز آئینہ مرآت الغیب سے دریافت کرنا چاہیے کہ دیدار جمال محبوب کبھی میسر ہوگا اور اُسکی آزردگی بھی معلوم ہو جائیگی یہ خیال کرکے آئینہ کو مقابل کرکے کہا یا مرآت الغیب بحق مردان غیب میری محبوبہ کی صورت مجھے دکھا دے پھر واس کلام کے بجاے ملکہ نوبہار گلشن افروز

ملکہ صبح دلکشا کی صورت دکھائی دی وہ بھی نہایت مکدر و پریشان اب شاہزادہ کو یقین ہوا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز و آفتاب و خلاوگہ ورنہ صورت ملکہ صبح دلکشا آئینہ مین نظر آتی بس آئینہ زمین پر رکھدیا اور ایک عالم جنون مین دیوانہ وار یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا: ابیات

بحکم نفس امارہ گرای دلبر خطا کردم
بجرم اینکہ با غیر تو او را آشنا کردم
بجای سارہ ہست از بس ہیچ نقش باشدم یکسان

ترحم کن بحال من کہ من بر خود جفا کردم
صدا سے من کنون از ضعف در گوشم نمے آید
بچشم جادہ گر آید بہست خود عصا کردم
بخون دیدہ در ہر جا کہ بنشستم دعا کردم

ز دیدہ از ندامت خون دل ہر لحظہ می بارم
ترا از بس درین کسار درد افزا کردہ
باین دردیکہ از تو شد دل بیچارہ عاجز

بس با چشم خونچکان دل در سینہ طپان وہان سے روانہ ہوا جب چالیسوین روز غار سے نکلا دور سے چند مینار یا قوت زمرد کے دکھائی دیئے بمشکل تمام قریب اُس مکان کے پہونچے دیکھا تو بیت المعمور ثانی ہے اور اسقدر اژدحام خلائق ہو کہ جسکی حد نہین ہو شاہزادہ دل مین خوش ہوا کہ خدا نے پھر مجھے شہر کرسی مین پہونچا دیا اب پہلے زیارت بیت اللہ تو کر لون یہ دل مین خیال کرکے دروازہ پر آیا وہان اژدحام خلائق سے راہ مسدود تھی غرض بمشکل اندر داخل ہوا اور بدستور طواف و زیارت کے بعد مسجد پر آیا وہان ایک جوان صاحب حسن و جمال نظر آیا جسکے ساتھ خادم و ملازم بکثرت تھے شاہزادہ نے بغور دیکھا تو حفیظ تھا تر یا مکان بھا حفیظ گھوڑے سے اُترکے شاہزادے کے قدم بوس ہوا شاہزادہ نے حفیظ کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا شکر ہی خدا کا کہ مین نے تمھین زندہ پایا مین تمھاری اور منظفر زرین کمر کی مفارقت مین بیقرار تھا خیر بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوا حفیظ نے کہا مین کیفیت اپنی بیان کرونگا لیکن اب فرمایئے کہ زیارت سے آپ مشرف ہوچکے یا نہین شاہزادہ نے فرمایا کہ زیارت سے مین مشرف ہوچکا حفیظ نے عرض کی حضور ایک لمحہ یہین توقف فرمائین مین ابھی حاضر ہوتا ہون اور میرے حاضر ہونے تک تشریف نہ لیجایئے گا شاہزادہ نے فرمایا بہتر حفیظ اندر مسجد کے گیا اور بعد حصول زیارت باہر آکے شاہزادے کو اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور آپ دوسرے گھوڑے پر سوار ہوا تیسرے روز جب قریب شہر کرسی پہونچا راہ مین سواری محفوظ قلبار ربیعا بوور ابر ور فیع کرسی نشین کی ملی وہ واسطے زیارت بیت المعمور ثانی کے جاتے تھے حفیظ نے کیفیت ورود شاہزادہ کی بیان کی وہ بھی دوڑے آداب و تسلیمات بجا لائے اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غریب خانہ کو تشریف لیچلیں ہم بھی بہت جلد حاضر ہوتے ہین شاہزادہ نے شہر سے مسجد تک اسقدر خلقت کا اژدحام دیکھا اگر اسکا قلمبند کیا جاوے تو ایک دفتر چاہیے اور مقصد عرض قوتین مین آ جانے کا نہ تھا کہ اندر جا چلنا تھا بار دھیا کو راستہ نہ ملتا تھا حفیظ سے پوچھا ای برادر آج کیا ہو کہ اسقدر انبوہ خلائق ہو حفیظ نے عرض کیا اس حضرت یہان کی خلائق ہر سال ایک مرتبہ زیارت بیت المعمور کو جاتی ہو اسواسطے کہ ایام زیارت مین خوف و خطر جانوران درندگان مین ہوتا اور خلاف وقت مین یہ راہ حیوانات موذی سے معمور رہتی ہو مگر جسکو کوئی حاجت نہ یا خلل دماغ بقول اسکے کہ اہل عشق مجنون انکو کچھ اندیشہ نہین وہ خلاف راہ بھی بلا خوف جاتے ہین اگر حیات مستعار ہوئی تو پہونچے اور زیارت کی اور اپنی حاجت برآری کی دعا کی اور چلے آئے ورنہ خیر شاہزادے نے پوچھا کبھی باشندے دودمار جیا نشتہ کے بھی واسطے زیارت کے آتے ہین حفیظ نے کہا غلام کے ہوتے ہوے مین ایک مرتبہ ملکہ سعادت یا نوبت نور الزمان شاہ آئی تھین بھر جب سے کسی کو آتے نہین دیکھا اور دودمار جیا نشتہ یہان سے

ایک سال کی راہ ہے اور بہت مخوف و دشوار ہے کہ صد ہا کوہ و بیابان او نشیب و فراز درمیان مین حائل ہین کوسون تک گھاس بھی نظر نہین آتی اور پانی تو نایاب ہی اور جو راہ قریب کی ہی وہ بسبب طلسم کے پوشیدہ ہی شاہزادے نے کہا تم تو مع منطقہ زرین کمر حوض مسجد سے ایک غوطہ مین حصار مین پہونچے اور اب یہ قصہ بیان کرتے ہو حفیظ نے کہا اے عالیجاہ وہ تائید ایزدی تھا جو ہمارے اوپر گذرا کہ ایک ہی غوطہ مین حصار مین جا پہونچے جسطرح حضور مینار کی راہ سے حصار مین داخل ہوئے ورنہ یہ دونون امر خلاف عقل ہین شاہزادے نے پوچھا تم شہر کرسی مین کیونکر پہونچے حفیظ نے کہا اگر منطقہ نہ ہوتی تو حضور مجھے بھی زندہ نہ پاتے اب حضور سے عرض بخانہ پہونچ حال مفصل عرض کرونگا شاہزادہ حفیظ کے ساتھ شہر کرسی کا تماشا دیکھتا اور سیر کرتا مکان پر تشریف لایا حفیظ نے منطقہ کو تشریف دری شاہزادہ کی خبر کی منطقہ زرین کمر نے چند خوان زر سرخ تصدق کو بھیجے جب محفوظ قلمدار بیت المعمور سے واپس آیا حفیظ باپ کی اجازت سے شاہزادہ کو محلسرا مین لے گیا او منطقہ زرین کمر کو شاہزادہ کی ملازمت سے سرفراز کرایا شاہزادہ نے فرمایا مین تمہاری کیفیت سننے کا بہت مشتاق ہون منطقہ نے عرض کیا جناب عالی حال میرا یہ ہی کہ جب صدمۂ آواز خوفناک سے مین بیہوش ہوگئی اور پھر ہوش آیا تو مین نے اپنے کو اور خدیجہ کا وصفوانہ دایہ کو اُسی حوض مسجد بیت المعمور ثانی پر پایا اور جو لباس کہ اُتار کے ہمنے غوطہ لگایا تھا بجنسہ کنارہ حوض پر ملا اور پانی کو حوض کے البتہ تلاطم تھا ہم تینون نے اپنا لباس پہنا بعد اسکے یہ فکر ہوئی کہ اب گھر چلین قدرت خدا سے وہ چاندنی تجہ کا تھا جسمین صبح ہوتا ہی ہم لوگ حجرہ مین مسجد کے پوشیدہ ہوگئے لیکن صفوانہ نے ایک شخص متعارف سے ہماری اطلاع سعید لوحدار سے کرا بھیجی سعید لوحدار بمجرد اطلاع کے فوراً خود مسجد مین آیا اور مجھے شہر مین لے گیا حفیظ شہر یا مکان نے عرض کیا حضور مین جو بگولہ گرد مین غائب ہوا تو تین روز کے بعد کسی مرد غیبی نے معلق مجھے کنارہ پر اُسی حوض کے کھڑا کر دیا مین وہان سے شہر مین آیا اور تمام اپنے بیگانون سے ملا سعید لوحدار منطقہ زرین کمر کا باپ اپنی حرکات سے اسقدر نادم ہوا کہ اُسیوقت میرا عقد منطقہ سے کردیا اب ہم باقبال حضور بآرام تمام اوقات بسر کرتے ہین اور دن رات حضور کو دعا دیتے ہین دوسرے روز سعید لوحدار محفوظ قلمدار و رفیع کرسی نشین ملازمت سے بہرہ مند ہوئے اور تعظیم و تکریم بجا لائے شاہزادے نے محفوظ و سعید سے فرمایا کہ تمنے کہا تھا منزل خاص بادشاہ کی حصار چار شلشہ مین ہی اس تمہارے بیان کا ہمنے کچھ نشان نہ پایا کہ حصار چار شلشہ مین مین نے خوب سیر کی لیکن کہین تمہارے بادشاہ کو نہ دیکھا اور نہ کسی مکان کا منزل خاص خطاب سنا محفوظ نے کہا اب حضور اپنی سیر کا حال بیان فرمائین کہ آپ نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا اور کہان کہان تشریف لیگئے اور کیا کیا تماشا حصار چار شلشہ کا نظر انور سے گذرا تو پھر مین عرض کرون شاہزادہ نے از ابتدا تا انتہا داخل ہونا اپنا حصار چار شلشہ مین سب بیان کیا جب شہر ظہورستان کی نوبت آئی صفت سیرگاہ کا قصہ شروع ہوا محفوظ نے کہا پیر و مرشد وہی باغ منزل خاص بادشاہی ہی شاید حضور کے ملاحظہ مین نہین آیا جب شاہزادے نے حکایت ختم کی محفوظ نے کہا ہمین آپ کے بیان سے ظاہر ہوا کہ ایسی کوئی خطاے فاش سرزد ہوئی کہ جو آپ منزل خاص تک نہ پہونچے شاہزادہ دل مین منفعل و معقول ہوا کہ اس سے زیادہ اور کیا خطا ہوگی جو مجھ سے ملکہ صبح دلکشا کی نسبت وقوع مین آئی بعد اسکے محفوظ سے پوچھا کہ دار الحکومت وہی منزل خاص تمہارے بادشاہ کی ملک ظہورستان مین ہی یا کوئی مہمان خانہ

سلطان روح الملک کی طرف سے بادشاہ نے تعین کیا ہی کہ جسکا منزل خاص خطاب ہی محفوظ نے کہا غلام اس حال سے آگاہ نہین
شاید سعید لوحدار واقف ہو بس اسقدر مجھے معلوم ہی کہ ملک ظہورستان مین بادشاہ کا خاص ایک مکان ہی جسکو تمام اہل طلسم منزل
خاص کہتے ہین سعید نے کہا ای شہریار مین نے ایک روز لوح مین دیکھا تھا کہ وہ مکان ملک ظہورستان مین بطور مہمانخانہ کے ہی اور
سلطان روح الملک کو ہمارا بادشاہ اپنے سے بزرگ سمجھتا ہی اور دولت وحشمت وقدرت ہمارے بادشاہ کی سلطان روح الملک
سے زیادہ معلوم ہوتی ہی شاہزادہ نے محفوظ سے پوچھا تم کس کام پر معین ہو اور سعید لوحدار کیا کام کرتے ہین رفیع کرسی نشین
کو کیا خدمت سپرد ہی محفوظ نے جواب دیا کہ فدوی کو قلمداری کی خدمت سپرد ہی شاہزادے نے فرمایا قلمداری کی خدمت کا کیا
طریق ہی محفوظ نے کہا میرے پاس ایک صندوقچہ ہی جب کوئی حکم ہوتا ہی وہ صندوقچہ خود میرے پاس آتا ہی اور فدوی اسمین
ایک قلم ہی کہ وہ میرے سامنے زمین پر خود بخود روان ہوتا ہی اور اس روانی مین جو نقش قلم سے زمین پر بنجاتے ہین یعنی وہ تحریر
زمین پر ہو جاتی ہی موافق اُس تحریر کے مین عکس اُسکا لکھ کے جاری کر دیتا ہون خلائق شہر میرے حکم کو حکم شاہ جانتی ہی کسی شہر کی
کیا طاقت جو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے سعید نے کہا مین پندرھوین شعبان معظم کو ہر سال لوح کا مطالعہ کرتا ہون اور اسمین سے
احکام آیندہ سال بھر کے ظاہر ہوتے ہین موافق اُن احکام کے رفیع کرسی نشین کو آگاہ کر دیتا ہون رفیع جو کہ ناظم شہر ہی
اُس حکم کے موافق شہر کا بندوبست کرتا ہی اور جو شاید کوئی امر ہوا تو اُسکا پھر لوح سے سوال کیا جسطرح بعد گم ہونے شہزادہ اور
منظر کے مین نے سوال کیا تھا جواب باصواب پایا جواب یہ کہ زندہ رہا شاہزادہ سے نے فرمایا کہ یہ بھی تو سنا ہی کہ سال مین ایکدفعہ
بادشاہ تمہارا شہر کرسی مین وارد ہوتا ہی اور دیوان خاص مین جلوس فرماتا ہی اور تمام رؤساے شہر دربار مین حاضر ہوتے ہین
لیکن کیا مجال ہی جو کوئی نظر بلند کرکے دیکھ سکے اور جسکی کہ نظر اونچی ہو گئی بس ایک تلوار مثل برق پردہ غیب سے پیدا ہو کے سر اُسکا تن
سے جدا کر دیتی ہی محفوظ نے کہا حضور درست فرماتے ہین اب بعد ایک ہفتہ کے کہ تاریخ اٹھارھوین ذیحجہ کی ہی بادشاہ کا نزول
اجلاس ہوگا شاہزادہ نے فرمایا اُس روز مین بھی تمہارے ساتھ دربار مین چلونگا کہ مین بھی تمہارے بادشاہ مہمان نواز کو ایکنظر
دیکھون سعید و محفوظ دونون نے کہا ای حضور یہ امر ہماری قدرت سے باہر ہی جب خود ہمین کو آجتک بادشاہ کی صورت دیکھنا
نصیب نہین ہوئی پھر حضور سے ہم کسطرح وعدہ کر سکتے ہین شاہزادہ نے فرمایا بادشاہ کی صورت دیکھنا کیا مشکل ہی بقول سعدی کے
ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید؛ اگر نوشتہ تقدیر یہی ہی تو چارہ کیا ہی بادشاہ کو تو دیکھینگے بعد جو کچھ ہو سو خوف کیا ہی
ہم بھی عذاب دُنیا سے چھوٹ جاینگے اور تمہارے بادشاہ کی مہمان نوازی بھی معلوم ہو جائیگی محفوظ نے کہا حضور بجا فرماتے ہین مجھے
ایک امر کا خیال ہی شاہزادہ نے فرمایا وہ کیا امر ہی محفوظ نے کہا پہلے جب حضور تشریف لائے تو دو روز قبل مین ایک صندوقچہ
کی معرفت حکم مدارات وتواضع کا بکمال عزت وتوقیر پہونچا تھا اور ہمنے بھی کوئی دقیقہ حضرت کی خاطر و مدارات مین باقی نہین رکھا تھا
تا اینکہ قصر مربع وقصر مثمن وحصار چار شکلہ کا تماشا بھی دکھایا اور تعجب کی بات ہی کہ آج کل خود بادشاہ موجود ہوا اور کوئی حکم کچھ
بارہ مین صادر نہین ہوا خدا جانے یہ کیا امر ہی اور ہم بوجہ اسکے کہ حضور کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے با این خدمت پہونچ گئے اور آپ سے

حسن و اخلاق کے ہم ممنون و مشکور ہین کہ آپ پرورش فرماتے ہین مگر ہان ہمکو صدور حکم ثانی کا ضرور خیال ہی شاہزادے نے دل مین
کہا یہ نتیجہ اسی آزردگی خاطر کا ہی جو مین نے ملکہ صبح دلکشا سے اختلاط کیا تھا بعد اسکے فرمایا تمھارا بادشاہ کتنے عرصہ سے شہر مین وارد
ہی محفوظ نے کہا کل شہر مین داخل ہوا ہی شاہزادہ نے کہا تعجب ہی کہ ہمین ورود بادشاہ کی خبر نہوئی محفوظ نے کہا کسی اہل شہر کو ورود
بادشاہ کی تحقیق نہوئی لیکن جب دروازہ محلسرا کا کھلنے لگا تمام خلائق کو خبر ہو جائیگی شاہزادہ نے کہا کب تک بادشاہ کا مقام یہان رہیگا
محفوظ نے کہا بظاہر ایک ہفتہ اور بعد ایک ہفتہ کے دیوان خاص کے دوسرے ملک کو تشریف فرمائینگے شاہزادہ نے فرمایا تم بھی
اس عرصہ مین جاؤگے محفوظ نے کہا مین اور سعید اور رفیع تینون ارکان شہر ہر روز عصر کے وقت زیر غرفہ حاضر رہتے ہین
اگر کوئی حکم صادر ہوا اسکی تعمیل کرتے ہین ورنہ بعد ایکساعت کے رخصت ہو آتے ہین اور آواز پردہ سے آتی ہی ہم نہین جانتے کہ
خود بادشاہ حکم دیتا ہی یا اور کوئی کہتا ہی بقول غالب ٭ آواز شنیدیم و ندیدیم کہ ہمانا ٭ معشوقہ تو انیست کہ از پردہ بر آید ٭ بلکہ آج کی
زیر غرفہ حسب معمول حاضر ہونگے شاہزادہ نے فرمایا یہ بھی ممکن ہی کہ خود میری اطلاع کردو اور شوق ملازمت بیان کرو محفوظ و سعید
نے کہا شعر ٭ کرا یارا کہ گوید این سخن را ٭ مگر در خون نشاند خویشتن را ٭ شاہزادہ چپ ہو رہا جب سعید رخصت ہوا شاہزادے نے
وہی مطلب محفوظ کے سامنے بیان کیا اور منطقہ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان نے بھی محفوظ سے کہا کہ اے بزرگوار رقم قلمدار شاہی
ہوا اگر شاہزادہ کی طرف سے تحریک کرو تو مضائقہ نہین محفوظ نے کہا اے حفیظ یہ راز شاہی ہی اسمین تجاہل بادشاہ لازم آتا ہی مبادا بادشاہ
فرمائین درحالیکہ ہمنے تمھین ایک بار حکم دیا اور وہ ابھی ملک مین موجود ہی پھر حکم ثانی کی کیا ضرورت تھی دوسرے شاید بادشاہ یہ فرمائے کہ ہم خود غافل نہین ہیچ تم
مکرر عرض کرتے ہو وہ حکم منسوخ نہین ہوا جو تم غافل ہو گئے اور اگر ایسے جوابات بادشاہ نے دیے تو سوائے خفت کے اور کیا چارہ ہی شاہزادہ آبدیدہ ہوا اور فرمایا
خیر میرا تمپر کیا اختیار ہی محفوظ کو شاہزادہ کے حال پر رحم آیا اور کہا اے شہریار تم خاطر جمع رکھو افسردہ نہو مین اس خوبصورتی سے تذکرہ کرونگا کہ باید و شاید شاہزادہ نے
کہا مین بھی ممنون تم کیا تمہید پیدا کروگے محفوظ بولا مین عرض کرونگا کہ ایک جوان مہمان بیت المعمور ثانی سے وارد شہر ہوا ہی ہم اسکی حقیقت سے واقف
نہین کہ وہی شاہزادہ مہمان ہی جسکی خدمت کو ہم مقرر کیے گئے تھے یا کوئی اور شاہزادہ ہی اختلاف وضع سے ظاہرا ہمکو محسوس نہین ہوتا
شاہزادہ نے فرمایا جیسی مصلحت دیکھو کہو کہ میرا یہان کوئی آشنا نہین ہی آخر الامر عصر کے وقت محفوظ اور سعید اور رفیع حضور معلی مین
روانہ ہوئے شاہزادہ بھی وحشت زدہ ایکطرف چلا گیا اور کنارہ دریا پہونچا وہان سیر و تماشے مین مصروف ہوا دیکھا کہ ایک آدمی
بیہوش پڑا ہی اور تمام بدن اسکا زرد ہو گیا ہی شاہزادہ اس شخص کو دو مزدورون سے اٹھوا کے حفیظ کے مکان مین لے آیا اور منطقہ
سے فرمایا اے خاتون آج مین ایک شخص بیمار کو لایا ہون کوئی جگہ علیحدہ اسکی تیمارداری کو بتاؤ منطقہ زرین کمر نے ایک مکان
مناسب بتلا دیا شاہزادے نے بیمار کو وہان رکھا اس عرصہ مین محفوظ و سعید دربار سے آئے شاہزادہ نے کیفیت دربار پوچھی
محفوظ نے کہا جناب عالی آج بادشاہ سے ملازمت نہین ہوئی شاہزادہ نے کہا تمکو حال ملازمت کیونکر معلوم ہوتا ہی محفوظ نے کہا بوقت
تشریف آوری شاہ کے صداے زنگ آتی ہی قاعدہ ہی کہ دروازہ پر زنگ رکھے ہین بمجرد آواز زنگ اول سب دروازون کے
زنگ بجتے ہین پس ان سبکی آواز ملکے ایک بڑی آواز ایسی ہو جاتی ہی کہ سارے شہر کو اطلاع ہوتی ہی سب مطلع ہو جاتے ہین کہ اجلاس

شاہ ہوا مگر آج نہیں معلوم کہ کیا اتفاق ہوا کہ وہ آواز نہیں آئی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے جلوس نہیں فرمایا ہا تک تا وقت معین حاضر رہے بعدہ
چلے آئے شاہزادہ نے اس بیمار کی کیفیت محفوظ سے پوچھی اور علاج و معالجہ کو بھی پوچھا محفوظ نے کہا تھوڑا روغن کدو و روغن [illegible]
ملا کر اسکے جسم میں مالش ہوتی ہیں ہر گز تقویت سے صحت نہیں ہوتی ہے جا کے شاہزادہ نے شفقت و غریب نوازی کو کام فرما کے خود دست مبارک
سے اپنے بیمار کے جسم پر روغن ملنے کا ارادہ کیا محفوظ نے کہا حضور ناحق تکلیف فرماتے ہیں ہم خدمتگار حاضر ہیں شاہزادہ نے فرمایا
میں اسوجہ سے خدمت کرتا ہوں کہ شاید خداوند کریم مجھ کو بھی شفا بخشے فرمایا مگر جب لباس جسم سے اسکے دور کیا معلوم ہوا کہ وہ مریض
عورت ہے محفوظ سے کہا کہ اپنی دو کنیزوں سے کہو کہ اسکی خدمت کریں کہ اسکے جسم کو نامحرم کا ہاتھ لگنا مناسب نہیں ہے محفوظ نے
منظور کی دو کنیزیں واسطے خدمت مریضہ کے مقرر کیں کہ وہ روغن وغیرہ ملیں اور خدمت کریں بعد دو روز کے وہ ہوش میں آئی اور آنکھ
کھولی شاہزادہ نے پوچھا اے خاتون تیرا کیا حال ہے اُسنے بآواز ضعیف و دردناک کہا اے جوان دلاور خداوند عالم تجھے جزائے خیر دے کہ
تُنے اس حال میں مجھ ستم رسیدہ پر رحم کیا یہ کہا اور پھر بیہوش ہوگئی بعد ایک ساعت کے پھر ہوش میں آئی شاہزادہ نے شوربا شیر کا
بلایا اور غذا دو سہ دن میں کہ قوت ایسی آئی کہ بات کرنے لگی اور ادھر دو سہ دن سے بادشاہ کی ملازمت نہ ہوئی شاہزادہ نے فرمایا محفوظ
کیا سبب کہ بادشاہ ہمارا بغیر اجلاس فرمائے بیرون شہر روانہ ہو جائے محفوظ نے کہا ایسا نہ ہوگا آپ خاطر جمع رکھیں ابھی پانچ روز
بادشاہ کے جانے میں باقی ہیں اس عرصہ میں بھی تو موقع عرض حال ہوگا اور میں جانتا ہوں کہ خود بادشاہ آپکی طلب پر بھی فرمائینگے
شاہزادہ نے فرمایا میں تمہارے بادشاہ کی بے اعتنائی خوب جانتا ہوں تمکو یہ راز معلوم نہیں ہم بھی دیکھتے ہیں کہ یہ بھی عجب [illegible]
رسیدگی محفوظ نے کہا ہم ملازموں کو بادشاہوں کے کاروبار میں کیا دخل ہے امور مملکت خویش خسروان دانند حضور درست
فرماتے ہیں شاہزادہ وہاں سے مریضہ پاس آیا اور بفضل الٰہی بہ نسبت سابق اسکو تندرست و توانا پایا اُسنے شاہزادہ سے عرض
کی کہ اے شہریار کامگار امیدوار ہوں کہ بجز حضور والا اور ان دونوں کنیزوں کے اور کوئی مرد یا عورت میرے جسم کو ہاتھ لگانے نہ پائے
حضور کو اپنے باپ اور ماں سے زیادہ جانتی ہوں جب حضور تشریف لیجاتے ہیں تو دل مجھسے کام نہیں کرتا گویا کہ میں شاہزادہ نے فرمایا اے
خاتون آج فی الجملہ تم تندرست ہو اگر زبان گویائی میں قدرت ہو اپنی کیفیت بیان کرو وہ مریضہ پلنگ سے نیچے اتر کے بیٹھی اور سلام کیا
بعد اسکے خوب بنظر غور شاہزادہ کو دیکھا شاہزادہ نے کہا تم مجھے غور سے کیا دیکھتی ہو اُسنے کہا میں نے یہ دیکھا اور شکر پروردگار کا کیا
کہ کسی نامحرم نے میرے جسم کو ہاتھ نہیں لگایا بلکہ میرے قبلہ و کعبہ نے میرا معالجہ کیا شاہزادہ نے متعجب ہوکر فرمایا کہ یہ کلمہ تم نے کیوں کہا
اُسنے کہا اے بادشاہ والا جاہ میں کنیز خاص آپ کی یعنی ملکہ فرخ لقا سلطان ہوں مجھے فراموش نہ فرمائیے
شاہزادہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو ملکہ فرخ لقا سلطان ہے اے یہ تیرا کیا حال ہے یہ تو کس مصیبت میں گرفتار ہوگئی ابیات

کجا رفت آن شکوہ و دولت تو
چسان شد دور آن جاہ و جلالت

چہ شد آن شکر و آن حشمت تو
چگونہ شد قرین با دل ملالت
مرا از حال زار خود خبر بخش

چگونہ لشکرت از دست افتاد
[illegible] حال و [illegible]
نہال این تمنا را ثمر بخش

چسان این [illegible]
[illegible]

ملکہ فرنگ سلطان نے بادیدۂ گریان ودل بریان اسطرح بیان کیا کہ ای شاہزادۂ عالیجا جب شہر ظہورستان مین حفیظ مبتلاے بلا
ہوا مین کمال حالت یاس و ہراس مین اپنے ملک کو روانہ ہوئی اور بدستور حکمرانی کرنے لگی لیکن دلکو میرے ایک طرح کا اضطراب ہا
قرار نہ آیا ایک منجم نے کہ نام اسکا ماروس تھا وہ میرے پاس قدیم سے آتا تھا بلکہ میری سرکار مین ملازم تھا مین کوئی راز اپنا اس سے
پوشیدہ نکرتی تھی بلکہ پہلے بھی اسی نجومی کے حکم سے مین ملک ظہورستان مین تلاش مین حفیظ کے گئی ایک روز مین نے منجم سے کہا ای ماروس
اکبر منجم اور تو زائچہ کرکے میرے طالع کو دیکھ کہ تقدیر مین میری ملاقات حفیظ کی شدنی ہی یا نہین اور اگر شدنی نہو تو اپنے کو ہلاک کر ڈالون
منجم نے بعد زائچہ کرنے کے کہا ای ملکہ آجکل جانا تمھارا شہر کرسی کو ضرور ہی کہ مصلحت وقت یہی ہی وہان تمھارا مطلب حسب دلخواہ ضرور ہوگا
اتفاق سے خواجہ پائیس ایک سوداگر ہمیشہ سے میرے ملک کو آیا جایا کرتا تھا اور ہر ملک کے تحفہ اکثر اس سے لیتی تھی ایک روز سوداگر
سے پوچھا کہ تم شہر کرسی مین بھی گئے ہو خواجہ پائیس سوداگر نے کہا وہان ایک مرتبہ گیا تھا پھر بسبب سختی راہ کے نہین گیا مین نے کہا وہانکی
راہ مین کیا تکلیف ہوتی ہی سوداگر نے کہا کہ علاوہ جانوران موذی کے جزائر زنگیان آدمخوار اکثر سدراہ ہوتے ہین انسے بچنا مشکل ہوتا ہی مین نے
کہا تم کیونکر انکے ہاتھ سے بچے تھے خواجہ پائیس نے کہا مجھے نصف مال دینا پڑا اور کبھی چوتھائی حصہ اور کہین دسوان حصہ اس سبب سے بمشکل میری
جان بچی مین نے کہا ای خواجہ میرا بھی دل چاہتا ہی کہ ایکبار مین بھی تمھارے ہمراہ چلکر شہر کرسی کو دیکھون سوداگر نے کہا ای ملکہ تمسے تکلیفین
نہ اٹھائی جائنگی تم نہایت پریشان ہوگی مین نے کہا مجھے کمال شوق ہی اسی سفر مین بیت المعمور ثانی کی بھی زیارت مجھے میسر آئیگی
سوداگر نے انکار کیا اور کہا کہ مجھ مین اتنی قدرت نہین کہ اتنے بڑے سفر کا متحمل ہون خلاصہ یہ کہ ہزار دقت سوداگر چلنے کو راضی ہوا مین نے
وزیر اعظم کو نائب سلطنت کیا اور زر و مال بے قیاس ہمراہ لیکر خواجہ پائیس کے ساتھ کشتی مین سوار ہوئی تمام ملازمان ہمراہی کو
تاکید کی کہ کوئی مجھے بادشاہ نہ کہے راہ مین چند جزائر سدراہ ہوے سوداگر نمک حرام نے بطریق دہائی اور پانچوین حصہ کے تمام مال حاکمان
جزائر کو دیدیا اور اپنا مال ایک حبہ نہ دیا یہانتک کہ اب نوبت کنیز و غلام کی آئی مین نے ذوق ملاقات حفیظ مین کچھ خیال نہ کیا کہ
اگر قسمت مین مواصلت حفیظ ہی تو مال کیا چیز ہی پھر ہوجائیگا اور کنیز و غلام بھی ملجائینگے جب میرے پاس کچھ نرہا خواجہ پائیس نالائق
نے مجھکو ایسا تنگ کیا کہ ذرہ ذرہ کا بھی خرچ باقی نرہا اب قرض سوداگر سے لیکر کھانے لگی سوا اسکے اسکا ارادہ میری نسبت بد معلوم ہونے لگا
لیکن میری تندی مزاج سے اظہار نکرسکا القصہ ایک رات ملاح نے دوسرے ملاح سے تذکرتا ذکر کیا کہ ایک دو روز مین اگر باد مراد
ملی تو ہم جزیرۃ الغیب مین پہونچینگے جہان کا مارقوس زنگی حاکم ہی پھر وہان سے شہر کرسی تین روز کی راہ رہجائیگا مین نے جب
ملاح سے یہ سنا دل مین نہایت خوش ہوئی کہ مال و زر جان کا صدقہ ہی سوداگر سے کچھ قرض لیکر سامان اپنا درست کرونگی جب
جزیرۃ الغیب مین پہونچے سوداگر نے مارقوس زنگی سے ملاقات کی زنگی نے نصف مال طلب کیا میرا مال و اسباب تو کچھ باقی نہ تھا
سوداگر نے اپنے مال کی حفاظت کے لیے مارقوس سے میری صورت کی ازحد تعریف کی اور مجھے فروخت کر ڈالا جب مجھکو خبر ہوئی مین
فریاد و زاری کرنے لگی اسوقت میری فریاد بیکار تھی مارقوس مجھکو اپنے مکان مین لیگیا اور رات کو بتکلف تمام نہایت ذوق و شوق
سے بارادہ شب باشی میرے پاس آیا مین نے جب اسکی نیت فاسد دیکھی دل مین کہا ای ملکہ اب بغیر مکر و فریب کے آبرو بچنی محال ہی

مارقوس سے کہا کہ اگر تجھے میری خاطر منظور ہو اور صحبت گرم کیا چاہتا ہو تو جو مین کہون عمل مین لا ورنہ مین اپنے کو اسی وقت ہلاک کرونگی
مارقوس نے کہا مین بہرحال تیرا فرمانبردار ہون مین نے کہا اب دریا ایک بیچ مین سامان عیش مہیا کر مگر وہان بجز میرے اور تیرے اور کوئی
نہو پھر اُس تخلیہ مین باہم صحبت ہونیکا مضایقہ نہین مارقوس نے کہ وہ مجھپر فریفتہ تھا قبول کیا قصہ کوتاہ بروقت شرابخواری مین نے
شراب کم پی اور اُسکو شراب خوب پلائی جب دور آخری ہوا اسمین زہر قاتل دیدیا جب زہر نے اپنا اثر بخوبی کرلیا اور حواس سے گذرگیا
مین نیچے آئی وہان کنارہ دریا بقدرت خدا ایک تختہ لگا ہوا تھا اور دو حلقے آہنی لگے تھے مین بلباس مردانہ اُس تختہ پر سوار ہوئی
اور رسی کو مضبوط اپنی کمر مین باندھکے قلابون مین باندھ دیا اور تختہ کو توکل بخدا چھوڑدیا تین روز تک مجھے مین ہوش رہا چوتھی روز ایسی بیہوشی
طاری ہوئی کہ مجھے کچھ اپنا خیال نرہا نہین معلوم کہ وہ تختہ کب یہان آیا اور خضر کب مجھے لائے شاہزادہ نے یہ سنتے اس حال کے فرمایا ای
ملکہ فرنگ سلطان تو محض عشق حفیظ مین اپنا ملک و مال برباد کرکے اس مصیبت جانکاہ مین گرفتار ہوئی ملکہ فرنگ سلطان نے کہا
ای شہریار شعر محبت است کہ دل را نمی دہد آرام ٭ ورنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد ٭ شاہزادہ نے جو نام محبت سُنا تصور ملکہ زیبا گلشن افروز
مین زار زار بے اختیار رونے لگا شعر تصور بندھ گیا جب اُس صنم کا ٭ لگا پانی ٹپکنے چشم نم کا ٭ ملکہ فرنگ سلطان نے پوچھا آخر حضور نے بھی
کہین نشان اپنی معشوقہ کا پایا یا ہنوز تلاش ہی ہی شاہزادہ نے فرمایا قصہ میرا طول وطویل ہے بوقت فرصت کے بیان کیا جائیگا ملکہ
فرنگ سلطان بولی خدا آپکا مقصد دلی برلائے کہ ہم بھی آپکے تصدق مین اپنی مراد کو پہونچین شاہزادہ وہانسے منطقہ اور حفیظ کے پاس
تشریف لایا اور فرمایا ای حفیظ ثریا مکان آجکل تم دونون بفضل الٰہی عیش مین بسر کرتے ہو آیا تمکو ملکہ فرنگ سلطان کا بھی کچھ خیال
ہی حفیظ نے کچھ اسکے جواب نہ دیا مگر منطقہ زرین کمر نے کہا ای شہریار جب سے حال ملکہ فرنگ سلطان کا مین نے حفیظ کی زبانی
سنا ہی بے اختیار یہی دل چاہتا ہی کہ مین خود ملکہ فرنگ سلطان سے ملاقات کرون اور بخوشی دل اُسکا عقد حفیظ سے کردون کہ وہ بیچاری
حفیظ کے سودائے عشق مین اسقدر آوارہ و سرگردان ہوئی ہی کہ جسکی انتہا نہین شاہزادہ نے فرمایا ای منطقہ جس مریضہ کو مین کنارہ دریا سے
لایا ہون اب تجکو معلوم ہوا کہ یہ وہی ملکہ فرنگ سلطان ہی بعد اسکے تمام قصہ جو زبانی ملکہ کے سُنا تھا بیان کیا حفیظ و منطقہ دونون
زن وشوہر اس حال پراختلال ملکہ فرنگ سلطان پر آبدیدہ ہوئے اور فوراً ملکہ سلطان کے پاس آئے ملکہ
فرنگ سلطان نے منطقہ سے ملاقات مسادی کی جب وہ رات گذرگئی دوسرے روز حفیظ نے حال ملکہ فرنگ سلطان
کا محفوظ سے سعید کے روبرو بیان کرایا اُن دونون کو بھی اس اتفاق سے کمال حیرت ہوئی آخر سب نے مشورہ کیا اور یہ امر قرار پایا کہ
رفیع کرسی نشین ملکہ فرنگ کو اپنی دختر نسبتی قرار دیکر محلسرا مین لیجاے اور بادشاہ سے اس حال کو گذارش کرے جیسا وہ حکم صادر
فرمادے مطابق اسکے عمل مین لادے علاوہ اسکے خواجہ بالیس سے اگر کا عقد ثانی بھی کچھ علاج کرنا ضرور چاہیئے آخر دوسرے روز بوقت معینہ محفوظ
و سعید اور رفیع اور حفیظ ثریا مکان زیر غرفہ حاضر ہوئے بعد ایک ساعت کے پردہ سے آواز بلند ہوئی محفوظ قلمدار جو زیادہ مقرب
ارکین سلطنت سے تھا قریب پردہ گیا اندر سے آواز آئی ای قلمدار شاہنشاہ جو عرض کرنا ہو کر محفوظ نے بعد دعا وثنا کے عرض کیا ای
ظل اللہ جس زمانہ مین خانہ زاد بیٹا حفیظ ثریا مکان طلسم چہار رہا ر[illegible] مین گیا وہان اسپر ملکہ فرنگ سلطان عاشق ہوئی

اور اسنے کوئی دقیقہ لوازمات خدمت و وفاداری سے باقی نہین رکھا اب جب حفیظ ثریا مکان باقبال بادشاہی و بافضال عنایت
الٰہی اپنی آرزوے دلی و مقصود قلبی کو پہونچا وہ ملکہ بھی بحال تباہ محض جیسا کہ دیدار خانہ زاد اپنے ملک سے بجذبۂ عشق ہمراہ ایک سوداگر
کے اس شہر مین وارد ہوئی اور اس سوداگر نے جیسی بدسلوکی ملکہ سے کی ... دشمن و ہم ہوا کہ حاجت بیان نہین فی الحال وہ سوداگر
ظالم اور وہ ملکہ مظلومہ اسی شہر مین حاضر ہین جو حکم نافذ ہو تعمیل کیجائے حکم ہوا کہ ملکہ اجنبیہ ملکہ فرنگ سلطان شہ ... طریقہ ... ہین تا ہمت قدم ...
عقد اسکا حفیظ ثریا مکان سے کر دینا مناسب ہے اور سوداگر خواہ ... کو سر بازار قتل کرنا لازم ہے اور جسقدر کہ مال و اسباب اسکا
سوداگر نے تاراج کیا ہے وہ ملکہ فرنگ سلطان کو دلوا دو اور اگر حفیظ ثریا مکان حکومت ملک فرنگ منظور کرے تو بہادر بہ حفیظ کا
بیٹا کار سلطنت اور انتظام دیا کرے گا محفوظ نے اسی جلسہ مین یہ بھی کہا کہ آجکل ایک جوان غریب الوطن کسی طرف سے آوارہ و سرگشتہ ہو
ہوا بسیطۃ المعمور مین وارد ہوا ہے اطلاعاً عرض کیا گیا اور اب وہ شہر مین بھی داخل ہوا ہے حکم ہوا جو بندہ خدا ہمارے ملک
مین وارد ہو وہ گویا مہمان ہمارا ہے اور مہمان کی عزت و حرمت ہم اپنے اوپر واجب جانتے ہین لہذا اسکو بھی لحاظ اس بات کا
ضرور ہے اور جہانتک کہ ممکن ہو حاجت مہمان کی روا کرنا چاہیے اور خاطر شکنی مہمان کی کسی طرح کسی مذہب مین جائز نہین ہے اور اگر
وہ مہمان حریص زیادہ ہو تو دختران ناکتخدا رئیسان شہر کی جسقدر ہین انکی صورت اسکو دکھا کر جو پسند خاطر ہو اسکے ساتھ عقد اسکا
کر دو اور ہمارے نزدیک اسکا اپنے وطن کو جانا مناسب ہے جسقدر زاد راہ کی ضرورت ہو دیکر ہمراہ ان خدمتی ہمراہ کر دو کہ وہ
بحفاظت تمام پہونچا دین محفوظ نے عرض کیا فدوی نے پہلے حکم حضور کے کوئی مرتبہ خدمت و اعزاز کا باقی نہین رکھا لیکن وہ مہمان
فقط جویائے ملازمت عالی ہے اب جیسا حکم عالی ہو عمل مین آئے بادشاہ نے فرمایا ہماری طرف سے یہ جواب دینا کہ اے بندۂ خدا ہم
تمہارے حال و افعال سے بخوبی واقف ہین تمہاری شرافت و عالی نسبی مین شک نہین اور اکثر اولاد ... مین ظلم محض تمہاری

پس اسکا نتیجہ نکلا کہ ہمیشہ قطعا سلوک ملاقات ہر ایک مہمان سے ترک کر دیا محفوظ اور سعید در رفیع کرسی نشین بعد حصول جواب تہنیت بیٹھ گئے اور ارشاد بادشاہ جہاں پناہ شاہزادہ سے بیان کیا شاہزادہ اس جواب طعن آمیز سے سمجھا کہ شہر کرسی کی بادشاہ یہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہو مگر جب خوب غور کیا تو بجز اپنے اور کسی کو ان اوصاف سے موصوف نہ پایا کہ سوا میرے کون طلسم مین آیا اور کسنے خیانت کی کہ جو اس دلربا و آفت جان نے اسکو بجاے سند لکھ رکھا ہو اور سراسر غلط مضامین طعن طلسم سے پیدا کرکے ہر مین ہیچ سواے ملکہ صبح ولکشا سے ملتفت ہونے کے اور کیا گناہ کیا یہ البتہ اسکو نا گوار گذرنے کی بات ہو مین نے حفیظ ثریا مکان کی منطقہ زرین کمر کو اس نظر سے کہ یہ بندہ خدا ناحق ہلاک ہوتے ہین اور انکے ساتھ انکے والدین کا بھی خون مفت ہوگا یہ خیال کرکے بخوف خدا

بکام کیا تو اسکا خطاب لال ہمکو ملا کیا کرون مجبور ہون کہ اسوقت مین موجود نہ تھا ورنہ اسکا جواب بتا دیتا مگر شعر

نہین پروا ہمارے قتل سے گر انکو نفرت ہو
بہت للچاینگے قاتل جو سر اپنا سلامت ہو

القصہ محفوظ اور سعید نے حسب الحکم بادشاہ کے ملکہ فرنگ سلطان کا حفیظ ثریا مکان سے عقد کر دیا اور خواجہ یاسمین سوداگر کو تو قتل کیا لیکن باوجود اس شادی و خوشی کے حفیظ ثریا مکان اور سلطان فرنگ بعد مدت مدید کے اپنے مقصد دلی کو پہونچے اور ہر وقت شاہزادہ کے بارہ مین دست بدعا رہتے تھے اس اثنا مین دوسرے روز بادشاہ نے تخت شاہی پر اجلاس فرمایا اور اہل دربار کو حکم طلب پہونچا یا مجرئی سلام سے بہرہ یاب ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل بعد اجلاس دیوان خاص کے بادشاہ منزل اعلی کو نہضت فرماینگے شاہزادہ نے محفوظ سے پوچھا کہ منزل اعلی کون جا ہو انھون نے کہا نام تو سنا ہو لیکن ہم واقف نہین اتنا جانتے ہین کہ تمام طلسم مین وہ مقام اعلی تر ہو اور زمین کی اس ملک کی سب ملکون کی زمین سے بلند تر ہو یہی وجہ ہو کہ اسے منزل اعلی کہتے ہین دوسرے بادشاہ کا مقام دار السلطنت وہی ہو اور وہین رہتے ہین اور بطور دورہ کے اور ملکون مین مسافرانہ تشریف لیجاتے ہین شاہزادہ نے فرمایا اے محفوظ اگر تمہارے بادشاہ کو بادشاہ کہتے کو دل گوارا نہین کرتا کہ واسطے کہ بادشاہ مین عمدہ صفت انصاف کی ہو ساتھ بردباری کے چنانچہ عدالت و انصاف یہان جانتے ہی نہین کہ کسے کہتے ہین اور خصائل کا کیا ذکر ہو محفوظ نے کہا استغفر اللہ بادشاہ ہمارا کسی پر ظلم نہین کرتا منصف رنا حق یہ کلمہ ارشاد فرماتے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ جسکو مین سمجھا ہون اگر یہ وہی بادشاہ ہو تو بلاشبہہ ایسا خفا بیشہ قاتل و بے درد و بے رحم جہان مین شاید دوسرا ہو بلکہ نہو گا کم خود منصف ہو کہ اس سے زیادہ اور کیا ظلم ہوگا کہ اسنے مجھے اپنی محفل مین آنیکا حکم دیا اور بجز نشست و سماعت کے کلمات سخت ناقابل کہلا بھیجے یہی شرط مہمان نوازی و خاطر و مدارات ہو سعید نے کہا اے حضرت اب آپ خاموش ہو رہین ایسے الفاظ گستاخانہ بادشاہ کی نسبت کہنا مناسب نہین ہین آپ غور فرمائین کہ ہم لوگ بادشاہ کے گویا ہاتھ ہین اور کل امور مالی اور ملکی کے ہم مختار ہین لیکن آجتک ہم نہین جانتے کہ جمال چہرۂ مبارک کیسا ہو آواز البتہ سنی ہو اور نہ یہ معلوم کہ بادشاہ خود ہم کلام ہوتے ہین یا کوئی متوسط ہو شاہزادہ نے فرمایا میرے اور تمہارے معاملہ مین فرق ہو اسواسطے کہ مین مہمان ہون اور تم ملازم ہو تمکو دعوی برابری کسی طرح لازم نہین محفوظ نے کہا ملازم کیسا بلکہ غلام شاہزادہ نے فرمایا اس سے مجھے کچھ غرض نہین ہو کہ تم ملازم ہو یا غلام مین یہ کہتا ہون کہ

بادشاہ کو مہمان سے ایسی کج خلقی لازم نہین ہی محفوظ نے کہا بادشاہ کے ملازمان سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی مہمان نے اُنسے کوئی حرکت ایسی لغو کی ہو کہ جس سے طبع نازک کو ملال ہوا ہی اس جہت سے آزردہ ہین۔ یہ کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ تُنے اُسوقت نہ پوچھا کہ وہ مہمان کون تھا اور اُسنے کیا قصور کیا اور کیا سبب ہی کہ ایک گناہ کے سبب گناہگار ہو جائین محفوظ نے کہا ہماری کیا مجال ہی ہم جبتک وہان رہتے ہین امید و بیم مین گذرتی ہی شاہزادہ نے کہا اگر ایسے ہی بادشاہ سے خائف ہو تو مجھے تمھارے مکان پر رہنا مناسب نہین ہی شاید میری وجہ سے تم کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤ آخر افسوس کرتا ہوا محفوظ کے مکان سے چلا آیا حفیظ نے عرض کی اے شہریار ہم غریبون سے ناراض ہونا حضور کا ناحق ہی ہم آپکے فرمان بردار ہین اور اُنکے ملازم ہین ہمکو بہر نہج دونون صاحبون کی طاعت واجب و لازم ہی شاہزادہ نے فرمایا و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ پھر ہر چند سبنے منت کی لیکن شاہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کہا جو امر تقدیری ہی وہ ہوگا وہانسے آکر بازار مین ایک دوکان پر بیٹھ گیا مالک دوکان نے بہت سلوک و مدارات پیش آیا اور ماحضر پیش کیا شاہزادہ نے کچھ نوش فرمایا اور پھر غم دلدار و فراق یار مین نالہ و زاری کرنے لگا جب چار گھڑی رات آئی حفیظ شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا برائے خدا حضور غریب خانہ کو سرفراز فرمائین شاہزادہ نے فرمایا اول یہ کہہ کہ جب بادشاہ تمھارا دیوان خاص مین اجلاس کریگا تو کسقدر لوگ ہونگے حفیظ ثریا مکان نے عرض کی قریب چار سو آدمی کے ہونگے اُنکا نام فہرست مین مندرج ہی شاہزادہ نے کہا جو کچھ ہونا ہی وہ ہوگا مین ضرور جاؤنگا اگر شمشیر طلسم کا ریسا ہی واسطے ہو تو خیر کچھ مضائقہ نہین بیت

من اگر کشته شوم با عشق یار نامی اوست
موجب شهرت و بیباکی و خودکامی اوست

حفیظ ثریا مکان سُنکر کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے اپنے مکان پر چلا آیا شاہزادہ دوسرے روز در قلعہ پر پہونچا تمام عمائد شہر آکر جمع ہوئے اور سبنے با دب سلام کیا اور بعض نے نصیحتاً شاہزادہ کو سمجھایا کہ بے اجازت قلعہ مین تشریف لیجانا آپکا مناسب نہین ہی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اُنکے ہمراہ ہوا وہ سب بعد طی کرنے سات دروازون کے ایک مکان تاریک مین پہونچے اور دونون طرف صف باندھ کے دست بستہ کھڑے ہوئے شاہزادہ نے دل مین کہا دیکھیے اندھیرے مین صورت بادشاہ کی کیونکر دکھائی دیتی ہی یکایک ایک روشنی خود بخود پیدا ہوئی اور سارا مکان تاریک منور و مصفا ہو گیا سب حاضرین دربار نے اپنا اپنا سر نیچا کر لیا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو وہان تخت ناز پر با وقار بیٹھے دیکھا اور ملکہ صبح دلکشا کو کرسی زری کرتے ملاحظہ فرمایا اور ایک لعل شب چراغ ایسا درخشندہ سر پر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے عقب مین رکھا تھا کہ اُسکی شعاع سے تمام مکان روشن تھا شاہزادہ بمجرد دیکھنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دل سے بلاگردان ہوا اور تیغ طلسم کا بھی خیال نہ رہا ملکہ نوبہار گلشن افروز چین بجبین ہو کر بولی اے صبح دلکشا

بر تخت فیض خاص خود پر ہم نشین رفتم
تجلی در میان آمد تو باشی پیچ گر من جتم

ملکہ صبح دلکشا نے جواب دیا اے ملکہ آفاق اگر مخل ہو تمھارا مہمان عزیز ہی اور اگر آئے رخصت ہی تمھاری شان مین نازل ہو

مجھے اس سے کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا الحق تجھے کچھ غرض نہیں ہو مگر وہ تیری طرف بالکل راغب و مائل ہو شاہزادہ نے
سوال و جواب ملکہ صبیح دلکشا کا سنا اور دفعتاً وہ تخت غائب ہو گیا اور وہ مکان اول سے زیادہ تاریک ہو گیا شاہزادہ نے
ایک آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو مکان محفوظ میں اپنے کو پایا بہت گھبرایا محفوظ اور ربیع کرسی نشین
بھی موجود تھے شاہزادہ بے اختیار اس درد سے رویا کہ سب غمگین ہو گئے اور فرمایا اب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہاری بادشاہ ملکہ
نوبہار گلشن افروز ہے اور طرز کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہے کہ مجھ سے کشیدہ خاطر ہے خیر خداوند عالم اس ظالم کو یہ توفیق عنایت
فرمائے کہ وہ میری خطا سے درگذرے ورنہ انجام مجھے اپنا اچھا نہیں معلوم ہوتا محفوظ و سعید نے عرض کیا کہ ای شہریار بخدا ہم
ایسے عاجز و مجبور و لا علم ہیں کہ ہماری فہم میں آپکی ایک بات بھی نہیں آئی واللہ اعلم نوبہار کسکا نام ہے اور عجائبات کیا شی ہے
شاہزادہ نے کہا ہم تم میں کسطرح پہنچے محفوظ نے کہا جب آپ دریا میں بیہوش ہو گئے ہم آپکو وہاں سے لے آئے
شاہزادہ نے کہا بادشاہ نے کسطرف نشست کی محفوظ نے کہا ہمارے بادشاہ کے ہزارہا مکان و مقام ہیں جہاں چاہا وہاں
تشریف لیگئے شاید بسبب شرم کے منزل اعلیٰ میں گئے ہوں تو تعجب نہیں ہے جسکو منزل گردان کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا
منزل گردان کہاں ہے محفوظ نے کہا صاحب ہمنے دیکھا ہو تو کہیں شاہزادہ نے غصہ سے کہا تمکو ہماری پریشانی کا مطلق خیال
نہیں ہے کہ ہم کیسی مصیبت میں مبتلا ہیں بیت

بھٹکتا ہوں رات دن سب تمنا میں یار کی	ڈھونڈھوں کہاں میں جاکے دوا اس بخار کی

محفوظ نے کہا ہم ہر کیفیت فرمانبردار ہیں جو کچھ فرمائیے بجا لائیں شاہزادہ نے فرمایا اول یہ بیان کرو کہ تمہارے بادشاہ کے
دل میں کینہ رہتا ہو یا جلد اصلاح پر مزاج آجاتا ہو اس سوال سے محفوظ اور سعید خوب ہنسے اور عرض کیا ای شہریار میں اول ہی
خدمت شریف میں التماس کر چکا ہوں کہ بادشاہ کو فدوی نے کبھی نہیں دیکھا اور حضور ہر مرتبہ حال بادشاہ کا پوچھتے ہیں یا حضور
براہ خوش طبعی فرماتے ہیں یا واقعی شاہزادہ نے فرمایا یہ جھوٹ تھا ہمارے قیاس میں نہیں آتا جس مکان میں ہیں تمام ہی موجود تھے
ان دیکھنے کے مقدمہ میں عذر تمہارا درست ہے کہ سرنگون استادہ تھے شاید نہ دیکھا ہو گا مگر کانوں سے ضرور سنا ہو گا کہ جب ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے ملکہ صبیح دلکشا سے کہا اور صبیح دلکشا نے جواب دیا محفوظ نے کہا حاشا ہمیں اس حال سے مطلق آگاہی
نہیں ہے اور نہ کوئی صدا ہمارے کان میں آئی شاہزادہ نے فرمایا خیر اب مفصل اپنے بادشاہ کے ممالک میرے آگے بیان کرو سعید
نے کہا ای شہریار عالیجاہ اس سرزمین کے ممالک مثل باختر کے بے حساب ہیں شاہزادہ نے پوچھا زمین باختر کہاں ہے سعید
نے کہا لفظ باختر لغت میں جانب مغرب کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک ملک وسیع ہے کہ اسکے شہروں کا حساب و شمار
نہیں ہو سکتا یعنی جو کتاب زمین باختر کے حال میں نظر سے گذری انمیں نام مختلف شہر و بلاد کے لکھے ہیں اور کسی کتاب
میں ان شہروں کا نام مکرر نہیں ہے اسی وجہ سے غلام نے عرض کیا اس سرزمین کے بھی شہر زمین باختر کیطرح بیشمار ہیں شاہزادہ نے
پوچھا تاریخ باختر میں کیا تحریر ہے سعید نے کہا باختر دوسری جلد ایک تاریخ کی ہے انمیں حالات تاریخی اس ملک کے بادشاہوں

کے ترقیم ہیں اور عوام اُسکو رموز حمزہ کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا شاید قصہ حمزہ واقعی ہو سعید نے کہا جو بات کہ زبان زد خلائق ہو
اُسکے بیان کی ضرورت کیا ہی اسیطرح اب غور فرمائیے کہ آپنے جو بات کا کیا کیا تماشا دیکھا اُسکا جواب دوسری جانب تھا اور وہ معاملات
نظر اقدس سے گذر رہے ہیں کہ اگر آپ کسی سے بیان فرمائیں تو اُسکو یقین نہ آئیگا اور آپنے واقعی ملاحظہ فرمایا ہی شاہزادہ نے فرمایا
درست کہتے ہو بعدہ وہاں سے سعید لوصدار کے مکان پر آئے اور لوصدار سے فرمایا ای یار میری تمنا درست ہی پھر دیکھو کہ مجکو بھی وصل ملکہ گلشن افروز
میسر ہوگا یا نہیں اور جو ملال کہ ملکہ کے دل میں میری طرف سے ہی وہ کبھی برطرف ہوگا یا نہیں سعید نے کہا پیرو مرشد میں نے لوح دیکھی وصلت
ضرور ہوگی الا بعد دفع ملال اور بغیر اسکے وصال ملکہ بہت دشوار معلوم ہوتا ہی شاہزادہ نے کہا کہ دفع ملال کا علاج غیر ممکن ہی

جلاد جفا پیشہ مسیحا شدنی نیست	از یار علاج دل شیدا شدنی نیست

خیر اب اس مقدمہ کو حوالہ بخدا کرو اور ایک التجا قبول کرو کہ وہ دعا جو حوض میں بیت المعمور ثانی کے ورد کرتے ہو مجھے تعلیم کرو
کہ اُسکی برکت سے انجاح مرام ہوتا ہی شاید مجھ پر وہ چارہ ساز عالم اپنا رحم فرمائے کہ میری بھی تمنائے دلی برآئے شاہزادہ کے اس
عاجزانہ کلام سے سعید آبدیدہ ہوگیا اور کہا ای شہریار آپکو خداوند جہان مقاصد دلی کو پہونچائے غلام فرمان بردار ہی دعا کیا میری
جان حضور پر سے نثار ہی الا آجکل راہ بیت المعمور بہت سخت و دشوار گذار ہی کیونکہ جانوران صحرائی مثل شیر وغیرہ کے اس فصل میں
سد راہ ہوتے ہیں اس دشت پرخار سے تنہا جانا حضور کا مناسب نہیں ہی تا زمان حج آپکو صبر ضرور ہی کہ انسان کو حفظ جان بھی ضرور
ہی شاہزادہ نے فرمایا ای برادر اگر ہم ایسی ہی پابندی کرتے تو آجتک نہیں معلوم کہاں ہوتے اور اس نوبت کو نہ پہونچتے طلسمات سے
زیادہ یہ راہ نہیں دشوار ہی تم اگر دعا بتاؤ تو خیر ورنہ خدا حافظ شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا سعید سمجھا اب اُنکا قیام غیر ممکن ہی کہا
بہت خوب بسم اللہ وہ اسم پاک یہ ہی اسے یاد فرمائیے شاہزادہ وہ اسم یاد کرکے وہاں سے روانہ ہوا دیکھا تو واقعی گرگ شیر وغیرہ
وبار اس راہ میں بکثرت ہیں لیکن شاہزادہ کو کوئی صدمہ نہ پہونچا شاہزادہ نے تیسرے روز بخیر و عافیت تمام بیت المعمور
میں داخل ہوکے مقام کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کرکے داخل حوض ہوا بعدہ اسم شروع کیا ہنوز اعداد اسم تمام ہونے نہ پائے تھے کہ دروازے
مسجد کے وا ہوئے اور ایک جوان صاحب جمال درویش صفت مسجد میں آیا اور شاہزادہ کو بکمال شفقت و محبت سلام کیا
شاہزادہ نے بعد جواب سلام غور سے دیکھا تو اقبال شاہ عالیجاہ ہی شاہزادہ بعد ختم اسم اقبال شاہ سے بغلگیر ہوا بعد ازاں
اقبال شاہ سے تبدیل لباس کو پوچھا اقبال شاہ نے کہا میں آپ سے رخصت ہوکر سیدھا اپنے مرشد کے مقام پر
پہونچا مستقبل کو خبر ہوئی مستقبل نے وہ کشف مرشد کا جسکا ذکر میں نے حضور سے کیا تھا ہر چند آپس میں مریدوں سے نہایت فساد
ہوا کہ ہر ایک کو اُسکی خواہش بجان و دل تھی جب میں پہونچا چونکہ میری قسمت میں تھا مجکو ملا میں نے کھا لیا بعد ایک لحظہ کے
حالت میری خود بخود غیر ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے سکون ہوا اور دل میرا بحال ہوگیا پردے حجاب کے اُٹھ گئے اور عالم ملکوت
نظر آنے لگا اب تمام جہان میری نظر میں ہی ہر شخص کے حال ظاہری و باطنی سے آگاہی ہی جہان جی چاہتا ہی بلا مشقت چلا جاتا ہوں
گویا تمام دنیا اس بدترین خلائق کی سیرگاہ ہی اور حاضر و غائب ہو جانیکا اختیار حاصل ہی جب یہ مرتبہ حاصل ہوا ایک روز خدمت

مین مرشد کے آپکا حال مفصل عرض کیا اور اپنے وعدہ کو بھی کہا کہ مین نے شاہزادہ معزالدین کو منزل مقصود پر وعدہ پہونچانے کا کیا ہی اسکا ایفا اب ضرور ہی مرشد نے فرمایا کیا مضائقہ ہی جا اور بہیت المعمور سے شاہزادہ کو منزل مقصود پر پہونچا لہذا حسب الحکم مرشد کے تمھارے پاس آیا ہون شاہزادہ نے فرمایا خوشا حال تمھارا کہ تم اس مرتبہ عالی کو پہونچے لیکن حیرت کی بات ہی کہ مقبل کا تمنے باوجود اس کوشش وسعی و جانفشانی کے عقد تو دختر سلطان روح الملک سے کردیا لیکن عروس کی صورت سے وہ بیچارہ آشنا ہوا یہ امر بدستور ہی رہگیا اور جو کچھ مصیبت کہ بعد تمھارے مجھپر گذری قابل سُننے کے ہی اور نہایت حیرت انگیز ہی اقبال شاہ نے کہا بیان کرو وہ کیا سرگذشت ہی شاہزادہ نے ملاقات کرنا ملکہ صبح دلکشا سے اور آوارہ دشت ادبار ہونا اپنا بیان کیا اب راوی گذارش کرتا ہی کہ بوجہ اسکے کہ اقبال شاہ نے شاہی دُنیا کو ترک کرکے فرقۂ فقیری اختیار کیا اور شاہی آخرت ہی بنا بر اسکے اب نام مین کچھ علامت تبدیل ہونا چاہیے تاکہ شناخت مراتب ہو لہذا اقبال شاہ کے نام کی شاہی جو کہ آخر مین تھی وہ اوّل مین آئی یعنی شاہ اقبال ہوگئے اور سامان سلطنت دُنیا کی شاہی آخر مین تصور ہونا چاہیے فقط القصہ شاہزادہ اپنی کیفیت اقبال شاہ سے کہچکا تب اقبال شاہ نے کہا ای شہریار بالکہ تا طلعت روشن بیان بنت سلطان روح الملک اور مقبل میرے بھائی کی حکایت عجیب وغریب ہی جب تمکو اس حال سے اطلاع ہوگی تم خود سمجھوگے کہ جس واسطے کوشش مین نے طلسم مین کی وہ سب گویا خاص اپنے ہی واسطے تھی مقبل کو کچھ اس سے سروکار نہ تھا یقین ہی کہ یہ حال عنقریب تم پر حالی ہوجائے اور بیان کی ضرورت نہ آئے بلکہ یہ آیہ وافی ہدایہ بھی گواہ ہی وان لیس للانسان الا ماسعی وان سعیہ سوف یری لیکن شکر کرتا ہون مین اس بات کا کہ تمکو معلوم ہوگیا کہ محبوبہ تمھاری تماشی عجائبات کی بادشاہ ہی اور تمھارے بیان سے ثابت ہی کہ وہ کسی وجہ سے تمسے کشیدہ خاطر ہی اور مجھے معاملہ راز و نیاز مین کچھ دخل نہین نہ مجھکو یہ قدرت ہی کہ مین جبر و تعدی ایسی کرون کہ معشوقہ تمھارے حال پر مہربان ہوجائے بیت

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

مگر یہ رنجش و برہمی مزاج باعتبار رشک معشوقی کے ہی انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا آئیگا کہ خود بخود وہ تمسے صاف ہوجائیگی اسواسطے کہ ہر امر کا ایک وقت معین ہی لیکن اب تصور فرمائیے کہ بارہ مرحلات طلسم اعظم کی سیر آپ نے کی اُن مین چار طلسم عناصر اور آٹھ طلسم فلکی اور طلسم نہم کی بھی سیر کی نوبت پہونچی ہی جسکا قصر نادرہ راز دار کہتے ہین اور نادرہ رازدار تمھاری سالی یعنی تمھاری معشوقہ کی رضاعی بہن ہی جب نادرہ کے قصر مین پہونچوگے تو وہان چند اشیا کی حقیقت معلوم ہوگی اب مین اسواسطے حاضر ہوا ہون کہ طلسم نہم مین آپ کو پہونچا دون شاہزادہ نے فرمایا ای برادر گرامی قدر جسقدر اس امر مین جلدی کروگے مجھپر احسان ہی اقبال شاہ نے پوچھا جب پہلے تم واسطے سیر چہار مثلثہ کے اس مسجد مین آئے تھے تو تمنے یہان کیا تماشا دیکھا تھا شاہزادہ نے کہا عالم واقعہ مین دیکھا کہ ہر محراب مین ایک منبر زرنگار رکھا ہی اور ہر منبر پر ایک واعظ وعظ کہرہا ہی دوسرے یہ کہ شمار مین نو منبر تھے لیکن نوین منبر پر کوئی واعظ نہ تھا مین نے پوچھا کہ نوان منبر کیون خالی ہی ایک شخص نے

نور سے تمام جہان روشن ہوگیا بعد ازان زینہ سوم پر قدم رکھا وہان سے بھی ایک ستارہ سپید رنگ چمکتا ہوا آسمان پر روانہ ہوا
اُسکی روشنی تمام مکانات پر نظر آئی اور ہر ایک نازنین زہرہ جبین اپنے اپنے مکان میں جدا جدا یا واتھی کرتی نظر آئین جب زینہ
چہارم پر گئے وہان آفتاب عالمتاب کو روشن پایا اور جو شی رنگینی وہ زرد و صاف و شفاف تھی قصہ کوتاہ زینہ پنجم مین ستارہ
شرخ رنگ اور زینہ ششم مین ستارہ صندلی رنگ اور زینہ ہفتم مین ستارہ سیاہ رنگ لیکن یہ سب نورانی نظر آئے اور منبر سے
جدا ہوکر آسمان پر پہونچے اور سبز رنگ ستارہ نے اپنے رنگ کے نور سے جہان کو ایسا روشن کیا کہ تمام اشیا اُسی کے رنگ سے ہمرنگ
نظر آتی تھین شاہزادہ فقیا نما سمجھا کہ یہان کی سیر کبھی ہیئت مجموعی معلوم ہوتی ہو خلاف سیر گذشتہ کے کہ وہ افرادی طور
سے منفصل تھی اسکے بعد بموجب حکم واعظ زینہ ہشتم پر قدم رکھا اس زینہ سے کوئی ستارہ پیدا نہو البتہ مختلف ستارے رنگ برنگ
معلوم ہوئے اور شہر کرسی وغیرہ تمام شہر حصار چار شہر فلک کے پیش نظر تھے علاوہ ازین افلاک قمر سے تا فلک زحل زینہ کے نشیب
مین معلوم ہوئے مگر نشیب ہر فلک کا موافق ہیئت افلاک تصور کرنا چاہیے اب واعظ نے بلند آواز سے کہا ای مہمان عزیز
اب زینہ نہم پر تشریف لاؤ تاکہ مین تجھسے ملاقات کرون شاہزادہ نے زینہ نہم پر قدم رکھا واعظ نے پہلو مین بٹھا لیا
اور کہا ای جوان ہمکو تمہارا زرد رنگ بسبب عارضہ عشق کے ثابت ہوتا ہی حال اپنا سچ سچ بیان کرو کہ عشق حقیقی ہی یا مجازی جسکو
خیال محض تصور کرتے ہین شاہزادہ نے تامل کیا کہ اس سوال کا جواب لحاظ طلب ہی بیان کیا جواب دینا چاہیے اگر حقیقی کہتا ہون
تو حقیقت مین نہین ہی اور اگر مجازی بیان کرتا ہون تو واعظ سمجھے گا کہ یہ شخص بوالہوس ہی جسنے خواہش نفسانی کے سبب عشق مجازی
اختیار کیا مگر ساتھ ہی عقل دوراندیش نے ہدایت کی کہ اس دلیل سے حقیقی بھی کہنا لایق ہی یعنی یہ طلسم چاردہ گانہ بحساب اعداد
کرہ ہاے آب و آتش اور افلاک ہشت گانہ بعینہ عالم اسباب کا نمونہ ہین اور معشوقہ میری ملکہ نوبہار گلشن افروز تمام عجایبات
کی بادشاہ ہی اور میرے دل کی لوح مین بجز خیال اُس کے عشیرہ نبی آدم کے نہین پیدا ہوا نہ کسی عورت کو تا اسندم نظر بد دیکھا
دوسرے باعتبار المجاز قنطرۃ الحقیقہ جو زینہ پر قدم رکھتا ہی بے تکلف پشت بام پر جا پہونچتا ہی غرض ان وجوہات کو دلیل اور
برہان قرار دیکر عشق اپنا حقیقی بیان کرون تو کیا عیب کی بات ہی آخر شاہزادہ نے واعظ کو یہی جواب دیا کہ عشق میرا
حقیقی ہی واعظ نے کہا آفرین نہایت دلیل معقول سے جواب دیا اب مجھے اصل حقیقت سے بھی آگاہ کیجیے کہ یہ عشق کسطرح ہوا
شاہزادہ نے از ابتدا تا انتہا تمام سرگذشت بیان کی واعظ نے جسکا نام نوران تھا کہا ای جوانمرد بیت

کسے را نظر سوے شاہد رواست		کہ داند بدین شاہدی عذر خواست

لیکن جب شاہزادہ پہلوے واعظ مین بیٹھا اُس وقت منبر اپنی ہیئت پر تھا یعنی نہ وہ سیر تھی اور نہ بلندی نہ وسعت واعظ
سے فرمایا ای بزرگ مین جب ہر زینہ پر قدم رکھتا تھا تو عجیب و غریب تماشا دیکھتا تھا اور اب کچھ نظر نہین آتا یہ کیا رمز ہی نوران نے
کہا کہ انسان کسی وقت عجیب و غریب تماشا دیکھتا ہی اور کبھی کچھ نظر نہین آتا مثل خواب کے شاہزادہ نے فرمایا خیر اب مجھے منزل المقصود
کی ہدایت کیجیے واعظ منبر پر کھڑا ہوا اور قبلہ اور قطب جنوبی کیطرف پشت کی اور ایک اسم پڑھکر پڑھکر مشرق طرف دم کیا بعد اسکے

شاہزادہ سے کہا اب بنظر غور آپ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا نظر آتا ہے شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ عجب طرح کی درازی
و وسعت منبر میں نظر آتی ہے کہ ایک زینہ گویا ایک فلک ہے سوا اسکے جو تماشا پہلے نظر سے گذرا وہی بعینہ ہر زینہ میں موجود ہے
ناگاہ منبر کے مقابل وہی چرخ دولابی شکل نظر آیا جو آخر طلسم افلاک میں فلک زحل کے اندر منزل آخر کیوان میں دیکھا تھا
اور بیچ میں اسکے تمام عالم نظر آتا تھا اُسے یہاں بھی دیکھا کہ مشرق سے مغرب کو اسقدر تیز روی سے حرکت کرتا تھا کہ
تمام اجزا چرخ کے ہرگز محسوس نہوتے تھے اور شہر کرسی وغیرہ حصار رحیار شلشلہ اسکے بیچ میں موجود تھے شاہزادہ
نظر حیرت سے چرخ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دروازہ نہایت عظیم الشان اس شکل کا چرخ میں نظر آیا کہ کبھی وہ دروازہ نیچا ہوتا تھا
اور گاہ اوپر مقابل منبر کے آجاتا تھا نوران واعظ نے کہا ای جوان مہمان جب دروازہ منبر کے مقابل ہو تم بے تکلف
جست کر کے اُس دروازہ میں داخل ہو جانا یقین ہے کہ منزل اعلیٰ میں جا پہنچو شاہزادہ نے چند مرتبہ دروازہ میں داخل
ہونے کا قصد کیا لیکن بخوف ممکن نہوا نوران واعظ نے کہا شاہزادہ بخوف جان سے دروازہ میں جا نہیں سکتے اب یہ اسم
تین مرتبہ پڑھکے دم کر لو بس برکت سے اس اسم کے ایسی ایک شکل دلفریب و طلعت ماہ منیر نظر آ جائیگی کہ خوف بالکل
جاتا رہیگا شاہزادہ نے وہ اسم تین مرتبہ پڑھا اور اپنے اوپر دم کیا ناگاہ سواری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی اندر سے
دروازہ کے نمودار ہوئی اور پریزادان زرین کمر جلو میں تھیں

داخل ہونا شاہزادہ عالی مقام کا طلسم فلک اعظم یعنی فلک اطلس میں اور دیکھنا منزل اول میں چند معاملات وغیرہ کو

القصہ جب شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت دیکھی ضبط نہو سکا اور دروازہ میں داخل ہو گیا
فوراً ملکہ نوبہار گلشن افروز غائب ہو گئی مگر رنگ اُس سرزمین کا معلوم نہوتا تھا اور درخت شکل وضع ان عالموں سابق کے
نہ تھے بلکہ اول سے خوب تر تھے شاہزادہ نے دل میں تصور کیا کہ دوسرے جہان میں ہم ہیں دیکھیے کہ یہاں کیا ہوتا ہے اتفاقاً
سے ایک ہرن روبرو سے آیا کہ اسکی جھول زرنفتی تھی سینگوں میں نقرئی و طلائی جواہر نگار تھیں شاہزادہ ازبسکہ شوقین
تھا ہرن کا قصد شکار کیا وہ ہرن خود شاہزادہ کے پاس آیا اور بزبان انسانی کہا ای جوان خوش نصیب خدا میری نسبت کیا
خیال میں گذرا شاہزادہ نے کہا میں نے شکار کا قصد کیا ہے ہرن بولا پھر موقوف کیوں رکھا شاہزادہ نے فرمایا
جمال ظاہری تیرا مانع ہوا ورنہ ضرور شکار کرتا اب زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں ہرن بولا میرا شکار و گرفتار ہونا ایک
امر محال ہے بلکہ کسیطرح سے ممکن نہیں ہاں اگر دل لگی گرفتاری میرا منظور ہو تو شاید ہو سکتا ہے شاہزادہ نے فرمایا
وہ طریق کیا ہے ہرن نے کہا میں دیوانہ نہیں جو آپ اپنا علاج بتاؤں اس امر کو اپنے استاد سے پوچھو وہ بتا دیگا
شاہزادہ نے پوچھا میرا استاد کون ہے آہو نے کہا میرے غریب خانہ میں چلیے وہاں تمہاری کمال تعظیم سے

دعوت کرونگا اور تمھارے اُستاد کا نام بھی بتا دونگا مین نے اکثر آدمیون کی دعوت کی ہی اُسی طرح تمھاری بھی دعوت کرونگا شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ ہمنے کبھی حیوانون کی دعوت نہین کھائی اب تیری دعوت ضرور قبول کرونگا وہ ہرن شاہزادہ کو ایک کنوین پر لایا اور خود کنوین مین داخل ہوگیا شاہزادہ نے جو چاہ کے اندر دیکھا طرفہ تماشا نظر آیا کہ ہوش جاتے رہے کمال وحشت ہوئی یعنی چاہ کے اندر ایک طرف دیوار پر ایک درخت چھوٹا سا جھربیری کا ہی اور ایک مرد دونون ہاتھون سے مضبوط اُسکو پکڑے ہوے دانتون سے بیر کھا رہا ہی اور جہان اس مرد کے دونون پاؤن ہین وہان چار سانپ موذی مختلف رنگ سُرخ و زرد و سفید و سیاہ ہر ساعت اُسکی ہلاکت کا قصد کررہے ہین علاوہ اسکے دو چوہے سیاہ و سفید دانتون سے درخت کی جڑ کاٹ رہے ہین اور بیچ مین کنوین کے ایک اژدہا ہے آتش فشان نہایت خوفناک مُنھ کھولے ہوے اس انتظار مین بیٹھا ہی کہ جسوقت وہ مرد بیر کھاکے گرے مین اُسکو نگل جاؤن اس تماشا سے ہوش اُڑ گیا سے تمام بدن شاہزادہ کا مثل بید کے کانپنے لگا اُس مرد بیر کھانے والے نے پوچھا اے جوان کیا تو بحیرت دیکھ رہا ہی شاہزادہ نے کہا مجھے حیرت ہی کہ اس جنگلی بیر کے کھانے سے تجھے کیا فائدہ جسکے واسطے اسقدر تونے اپنے اوپر مشقت گوارہ کی اور اگر کچھ حاصل بھی ہوا تو لعنت ہی ایسے کھانے پر کہ ادھر تو کانٹے جسم مین گڑے جاتے ہین دوسرے تھوڑی دیر مین چوہے جڑ درخت کی کاٹ کر گرا دینگے اور تو بمع درخت نیچے گریگا وہان اژدہا تجھکو نگل جائیگا اور اگر درخت کے گرنے مین عرصہ ہوا تو وہ سانپ تجھے ہلاک کرڈالینگے یہ سب سامان مرگ بڑے موجود ہین اور تو خدا جانے

کیا سمجھا ہی کہ اس ادنی چیز کو اسقدر مشقت سے کھا رہا ہی اُس مرد نے جواب دیا۔

کا کچوان گر چشم دل را وا کنی
در حساب خود تو ہم مثل منی
ہر یکے را بہر کارے ساختند
حب آن را در دلش انداختند

اب حال اپنا بیان کرو کہ اس چاہ کے کنارے کس چاہ مین آئے شاہزادہ نے فرمایا جیتے ایسا ہرن لایا ہی اُسنے کہا وہی ہرن ہر ایک انسان کو ورغلا کے یہان لاتا ہی اور اس چاہ مین گرفتار کراتا ہی شاہزادہ نے فرمایا معاذ اللہ مین دیوانہ نہین کہ خود دیدہ و دانستہ چاہ مین گرفتار ہو جاؤن اُس مرد نے کہا تم تو ایسے چاہ مین گرفتار ہو کہ رہائی جسکی اس چاہ سے بھی کہین دشوار ہی یہ عذاب کہ مجھ پر ہی اسکی کچھ حقیقت نہین ہی اب جسطرح سے ہوسکے جلد یہان سے روانہ ہو جاؤ ایسا نہو کہ میادا اسی حالت مین گرفتار ہو جاؤ شاہزادہ خوف زدہ وہان سے روانہ ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ عجیب و غریب تماشا دیکھنے مین آیا کہ قیاس سے باہر ہی رفتہ رفتہ اسی خیال مین ایک کشت زار مین پہونچا دیکھا ایک مرد دہقانی وہان آیا اور اُسنے ایک مشت گندم کھیت مین ڈالدیے اُنھین سے چند دانہ کنارے پر کھیت کے گرے اور چند دانے ایک پتھر پر آکے گرے اور اُسنے آسمان کیطرف دیکھکر کچھ دعا کی ایک ابر آیا اور وہ برسا لیکن اُن دانون تک پانی نہ پہونچا جو کہ کنارے پر کھیت کے گرے تھے اسی اثنا مین کچھ جانور آئے اور وہ دانے چر گئے اور جو دانے کہ پتھر پر تھے بوجہ خاک کے وہ روئیدہ ہوئے بعد اسکے خشک ہوگئے اور جو بیج کھیت مین پڑے تھے اُن مین تھوڑے جاے پر خار مین پڑے مگر جب وہ خوشہ نکلنے کے

قریب پہونچے وہ خار بارج ہوئے اور اُسی وجہ سے تا تمام رستے اور جو اچھی زمین پر پڑے تھے اُسیوقت روئیدہ ہوگئے اور اُن مین
خوشے آئے دہقان نے وہ خوشے اپنے ہاتھ سے صاف و پاک کیے بعد اسکے شاہزادہ کے سامنے رکھے شاہزادہ نے پوچھا یہ کیا ہی
دہقان نے کہا ای جوان مہمان یہ خوشۂ گندم تمہارے واسطے لایا ہون اسے کھائیے شاہزادہ نے وہ گیہون کی بالیان لے لین
مگر کھانے مین تامل کیا دہقان بولا سبحان اللہ اس نقش فالی کو بنظر توجہ دیکھا اور اس دولت ونعمت باقی کے کھانے مین تامل کرنا
یہ شیوۂ انصاف سے بعید ہی شاہزادہ کے دل مین اُس گنوار کے کہنے نے ایسی تاثیر کی کہ وہ گیہون فوراً کھا گئے واقعی وہ نہایت لذیذ
کے تھے اور اسی قدر گندم سے شاہزادہ سیر ہوگیا بعد اُسکے اُس گنوار سے کہا ای مرد مین پیاسا ہون اُسنے کہا وہ سامنے درختون
کے غنچہ مین چشمۂ شیرین ہی شاہزادہ نے جو درختون کیطرف دیکھا اُدھر گنوار غائب ہوگیا جب قریب پہونچا ایک دریاے
بے پایان موج زن پایا پانی نہایت صاف ولطیف نظر آیا شاہزادہ نے ہنوز پانی نہ پیا تھا کہ ایک جانور آسمان سے آیا
اور اُسنے ایک قطرہ اپنی چونچ مین لیکر مشرق کیطرف پھینک دیا بلکہ اسی صورت سے چارون طرف وہ پانی پھینکا اور ایک قطرہ دریا
مین سے لیکر پھر دریا مین ملا دیا شاہزادہ کو اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی ناگاہ ایک مرد عصا در دست شاہزادہ کے
پاس آیا اور اُسنے کہا ای جوان کس فکر بیجا مین مبتلا ہو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر نے بھی یہی تماشا دیکھا اور اصل کیفیت سے آگاہ
ہوے تم کس شمار مین ہو شاہزادہ تو پانی پیکر بے تشویش روانہ ہوا چند قدم کے بعد دور سے سواد شہر نظر آیا شاہزادہ نے بیرون شہر
ایک مرد سے حال شہر دریافت کیا اُسنے پہلے شاہزادہ کو بنظر غور دیکھا بعد ازان کہا ای مرد بخیر تمہارے آج تک کوئی مسافر
اس شہر مین وارد نہین ہوا شاید تم وہی مہمان ہو جسکا نام تمام شہر مین مشہور ہو رہا ہی شاہزادہ نے کہا اپنی حقیقت مین تیرے
سامنے کیا بیان کرون پہلے تو بیان کر کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور بادشاہ یہان کا کون عالیمقام ہی اور نام مہمان کس طرح
شہرت پذیر ہوا اُس مرد نے کہا ای جوان ذیشان اس ملک کو مقام حیرت کہتے ہین اور اس آبادی کو شہر صورت پرستان مشہور
کرتے ہین اور اگر زیادہ تر حال شہر تمکو پوچھنا ہی آگے جاؤ دروازۂ شہر پناہ پر دارونہ شہر ملک ارقع موجود ہی اُس سے
دریافت کر لینا شاہزادہ مہمان کی تشریف آوری کا وہ منتظر ہی لیکن دو کلمہ بطور نصیحت اگر جی چاہے تو مجھسے سن لو یقین ہی کہ تمھارے
مفید مطلب ہونگے شاہزادہ اُس سے بغلگیر ہوا اور فرمایا ای شفیق فرمائیے وہ کلمۂ نصیحت کون ہین اُسنے کہا ای جوان مسافر
روز گذشتہ شہر مین بادشاہ کیطرف سے منادی ہوئی ہی کہ جو انسان عشق وعاشقی یا محبت والفت کا ذکر کریگا بادشاہ کی ملازمت
سے آزاد کیا جائیگا شاہزادہ نے پوچھا آزادگی کس شے سے مراد ہی اُسنے کہا بیرون شہر ایک پہاڑ ہی سر بفلک کشیدہ اور اس طرف پہاڑ
کے کچھ دھوین اور تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا جب کوئی آدمی بادشاہ کی نافرمانی کرتا ہی اُسکو یہ سزا دیجاتی ہی کہ پہاڑ سے دو
مغاک تاریک مین پھینک دیا جاتا ہی تس حال مین تم غریب الوطن مسافر ہو اور پہلے مجھ سے ملاقات ہوئی اسواسطے بادشاہ
کے حکم سے مین نے تمہین مطلع کر دیا تاکہ تم ناواقفیت ہو ایسا نہو کہ تمہاری زبان سے کوئی بات عشق ومحبت کی نکل جائے تو اسوقت
پچھتا آپ بافرمان کریان کہ غریب ایک مرد نالائق سے ملاقات ہوئی جسنے مجھے اس امر سے آگاہ نکر دیا آئندہ آپکو اپنے قول وفعل کا

اختیار ہی شاہزادہ نے فرمایا ای عزیز حکم بادشاہ کا لا موزن کے واسطے ہی یا مہمان کے لیے میری نسبت ایسا حکم جاری نہین ہوسکتا بہر حال شاید حاکم شہر ملکہ نوبہار گلشن افروز ہوا سی نے یہ حکم جاری کیا ہو کچھ عجب نہین ہی اس مرد کی نصیحت پر عمل کرنا کیا گنا ہی بلکہ واجب ہی لیکن براہ خوش طبعی کہا کہ ای مرد ہم تو سمجھے تھے کہ تو خضر راہ ہی لیکن تو شیطان سے بھی بد تر نکلا یعنی ایسی خبر خوفناک تو نے بیان کی کہ مین متحیر ہوگیا ایسا کوئی عاشق جہان مین ہی کہ جو بخوف جان اظہار محبت نکرے ؎

نشنیدۂ کہ عاشق پرواے سر ندارد	جز قصۂ محبت دیگر خبر ندارد

آیا یہ بھی تمھین معلوم ہی کہ کس وجہ سے بادشاہ نے عشق و عاشقی کے اظہار کو منع کیا ہی اور اس منادی سے بادشاہ کو کیا منظور ہی اُسنے کہا مجھے بادشاہون کے امور مین کیا دخل ہی مین نے جو سُنا تھا اُس سے اطلاع کردی قبول کرنے نکرنے کا تمھین اختیار ہی شاہزادہ وہانسے روانہ ہوا

داخل ہونا شاہزادہ کا مقام حیرت اور شہر صورت پرستان مین

ایک ساعت روز باقی تھا کہ شاہزادہ در شہر پناہ پر پہونچا وہان ایک مرد سفید ریش بعظمت تمام وسط دروازے مین بیٹھا تھا اور غلامان و خادمان زرین کمر گرد و پیش دست بستہ کھڑے تھے اور آیندہ و روند شہر اُسکو سلام کرتے تھے شاہزادہ سمجھا کہ ارفع داروغہ شہر شاید یہی بزرگ ہی شاہزادے نے بھی داروغہ کو سلام کیا ارفع نے بعد جواب سلام نظر غور سے دیکھا اور دوسری نظر دیوار پر کی بعد ازان سرو قد تعظیم دی اور کہا ای عالی قدر شاہزادہ مہمان آپ ہی ہین جنکی خدمت کے لیے ہم مدت سے مشتاق تھے اور شب و روز تمھارے انتظار مین گذرتا تھا شاہزادہ نے فرمایا ای داروغہ صاحب اوّل تمنے دیوار کی طرف دیکھا اور پھر مجھکو دیکھکے متوجہ ہوئے یہ کیا بات ہی ارفع نے کہا جو مین نے دیکھا حضور بھی ملاحظہ فرمالین شاہزادہ نے دیوار پر ایک تصویر بعینہ اپنی صورت سے مشابہ پائی آخرالامر عالم استعجاب مین ارفع سے پوچھا کہ یہ تصویر میری تمنے دیوار پر کیون لگائی ہی ارفع نے کہا ہماری کیا مجال یہ خاص حضور معلے سے آئی ہی ہمنے حسب الحکم دیوار پر لگا دی شاہزادہ نے پوچھا تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی ارفع نے کہا نام بادشاہ کا بادشاہ ہی زیادہ اس سے حال ہمکو معلوم نہین شاہزادہ نے پوچھا کہ تمھارا بادشاہ کبھی دربار عام بھی کرتا ہی کہ رعیت بارگاہ مین باریاب ہو ارفع نے کہا کہ خلایق شہر نے کبھی بادشاہ کی صورت نہین دیکھی یہان یہ قاعدہ مقرر ہی کہ ہفتہ مین ایک بار تمام اہل شہر ادنی و اعلی دیوان عام مین جمع ہوتے ہین اور ملکہ شرف افروز بانو دایہ بادشاہ کی تشریف لاتی ہی اور تمام مشتاقون کو تصویر بادشاہ کی دکھاتی ہی اہل شہر اُسی تصویر کو بادشاہ سمجھتے ہین اور باادب سلام و مجرا کرتے ہین دوسرے کوئی امر تازہ یا معاملہ جدید یہان روبکار نہین ہوتا کہ جو خلایق شہر کی استغاثہ و فریاد بادشاہ تک جاوے ای شہریار اس شہر مین ایک مصور بہزاد ہی بادشاہ کیطرف سے وہ بھی ایک رکن اعظم ہی جو کوئی شخص بہزاد کو رشا مند کرتا ہی بہزاد ایک ورق تصویر بادشاہ اُسکو دیتا ہی پھر وہ صبح و شام بجاے بادشاہ

اُسی تصویر کی زیارت کرتا ہی بلکہ اُس روز سے تمام اہل شہر صاحب تصویر کو معزز و مقرب سلطان خطاب کرتے ہین شاہزادہ
نے پوچھا روز زیارت کون مقرر ہی ارفع نے کہا یوم چہارشنبہ حضور غریب خانہ کو تشریف لیچلین اور نان خشک خانہ زاد کی
قبول فرماوین شاہزادہ ارفع کے مکان پر تشریف لے گیا وہان دیکھا تو ایک جوان ضعیف و لاغر نہایت ناتوان
ہائے ہائے کر رہا ہی ارفع سے پوچھا یہ جوان دردمند کون ہی ارفع نے جواب نہ دیا شاہزادہ نے کہا ای ارفع چپ کیسے
کیا کہا ارفع نے کہا غلام نے سنا لیکن مین چاہتا ہون کہ یہ رفیق مین بیان نکرون اسواسطے کہ آنجناب آپکے سامنے زبان سے نکلنا
مناسب نہین شہر مین میرا بندہ وابستہ ہی شاہزادہ نے فرمایا آخر کچھ تو کہو ارفع نے کہا چند روز کا ذکر ہی کہ یہ غلام زادہ
رافع اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا اور چچا اسکا مرفوع مقام مثال کا حاکم ہی جب مین نے یہ حال سنا ملک مرفوع
کی دختر کا اُس سے عقد کر دیا لیکن وہ عقد نہ تھا گویا بلاے آسمانی تھی پس اُسی روز سے اسکا حال روز بروز بدتر ہوتا گیا اور
کسی طرح اچھا نہوا اور مین اسی رنج و فکر مین شب و روز مبتلا رہتا ہون ای شہریار اس ملک و دیار کا یہ رسم ہی کہ تمام عروسین
فصل بہار سے موسم بہار تک اپنے شوہر کے یہان رہتی ہین اور گرمی اور برسات مین اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہین چنانچہ
بموجب اسی رسم کے رافع کی بی بی بھی محل مین لاتی ہی لیکن ہنگام وصل بندہ زادہ ایسا بدحواس ہو جاتا ہی کہ اسکو سر و پا کا ہوش
نہین رہتا اور ایام مفارقت مین زیادہ تر بیقرار ہوتا ہی کہ تاب مفارقت کا متحمل نہین ہوسکتا جب بی بی کے آنیکا قریب زمانہ
ہوتا ہی تو مزاج درست ہو جاتا ہی اور وقت قربت افراط محبت سے ایسا دست و پا ہوتا ہی کہ کسی کام کا نہین رہتا اکثر مین نے
سمجھایا اور بہت تسلی و دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہوا واللہ اعلم کیا خیالات دل مین پیدا ہوئے ہین کہ بالکل ساقط ہو جاتا ہی
بلکہ قبل از نکاح دس بارہ کنیزین اسکی خدمت مین تھین اور یہ ہر ایک سے ہم صحبت ہوتا تھا اگر یہ اس کام کا نہوتا تو ہم عقد کیون
کرتے اسی حیرت مین مبتلا ہون اور کچھ تدبیر بن نہین آتی بقول جامی کہ وہ اپنی مثنوی تحفۃ الابرار مین ذوالنون مصری کا
قصہ نظم فرماتے ہین پس حضور ملاحظہ فرماوین بعینہ اس خادم کا حال مثل اُسکے ہی شاہزادہ نے فرمایا پڑھو مثنوی

ملا جامی ذوالنون مصری کے حال مین

والی مصر ولایت ذوالنون | آن باسرار حقیقت مشحون
تا کر آشفته جوانی دیدم | چه جوان سوخته جانی دیدم
کرکر عاشقی ای آشفته مرد | که بدین گونه شده لاغر و زرد
گفتمش یار تو نزدیک است | یا شب وصل تو تاریک است
گفتمش یکدل و یکرو است تو | یا ستمگار و جفا جو است تو
گفتمش یار تو ای غمزده | با تو همواره بود در شب ...
لاغر و زرد شده بهر چه | سر بسر زرد شده بهر چه

گفت در کعبه مجاور بودم | در حرم ناظر حاضر بودم
لاغر و زرد شده همچو هلال | کردم از وی سبب حال سوال
گفت آن کار که سر بسر گذشت | کس چو من عاشق دلخسته نیست
گفت در خانه ادهم همه عمر | خاک که کاشانه ادهم همه عمر
گفت ... هر شام و سحر | بهم آمیخته چون شیر و شکر
هست فرمان بر تو در همه کار | بر مراد تو بود ... گذار
گفت رو رو که عجب بیخبری | که زین گونه سخن درگذری

محنت قرب ز بعد افزون است	جگر از ہیبت قربم خون است	ہست در قرب ہمہ بیم زوال	نیست در بعد جز امید وصال
شاہزادہ سخن او چو شنید	لرزہ افتاد بر اعضاش چو بید	گفت اگر عشق چنین می باید	در جہان کم ز کسے می آید

الغرض شاہزادہ نے ارفع سے فرمایا ای ارفع تم سچ کہتے ہو مین نے یہ حال کسی کا نہین دیکھا مگر ہان عشق حقیقی اسی سے مراد ہی لیکن رافع میری راے مین فقط وصل حقیقی کا محتاج ہی جس وصل ہوا اور یہ سب امر رفع ہوجاینگے ارفع نے عرض کیا خدا جانے کہ وصل حقیقی کا کب موقع ہو مین نے بارہا اس نا شاد کو سمجھایا کہ جو لوگ عاشق ہوتے ہین کیا دیگر عورات سے وہ ہمبستر نہین ہوتے تو کیون نہین جرات کرتا وہ ہنس کے دم بخود ہوجاتا ہی کچھ جواب بھی نہین دیتا شاہزادہ نے دل مین کہا ان لوگون مین رافع نے مجھے داخل کیا اور یہ کنایہ میری طرف کیا غرض وہ تمام رات ملکہ نوبہار گلشن افروز کی یاد مین گذری صبح کو سیر بازار کو نکلا شہر کو کمال آباد و مسرور پایا اور خلایق شہر کو صاحب حسن و جمال دیکھا کہ کسی طلسم مین ایسے حسین نہ دیکھے تھے شام تک سب بازارون کا سیر و تماشا کرتا ہوا مکان پر آیا ارفع دوسرے روز شاہزادہ کو بہزاد مصور کے پاس لے گیا جب بہزاد مصور کو شاہزادہ کے آنے کی خبر ہوئی تا در خانہ واسطے استقبال کے آیا اور باکرام تمام مسند پر بٹھایا بعد ازان سامان عیش و عشرت و طرب حاضر کیا شاہزادہ ایک روز وہان مہمان رہا دوسرے روز پھر رافع کے مکان پر تشریف لایا اس عرصہ مین شب جمعہ بھی آئی تمام خلایق شہر نے لوازمہ شادی و سامان خوشی ہر ایک جا پر مہیا کیا اور ہر کوچہ و بازار مین شہرت ہوئی کہ کل تصویر بادشاہ کی دکھائی جائیگی اور ہر طرف شہر کے نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی اور سب اہل شہر حمام مین گئے اور پوشاک پر تکلف زیب جسم کی اور تمام شہر مین رات بھر دوکانین کھلی رہین اور سب باشتیاق دیدار تصویر بیدار رہے جب تھوڑی رات باقی رہی رافع نے عرض کیا کہ حضور کو بھی ایک لحظہ آرام فرمانا ضرور ہی مبادا طبع مبارک پر گرانی نہ گذرے شاہزادہ ارفع کے کہنے سے سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا حسب معمول پر رو ما در اور ملازم و ... یاد آئے اور یہ بھی خیال آیا کہ مجھے حکیم قسطاس الحکمت نے سیر عجائبات کے واسطے بھیجا ہی اور مین عجائبات مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نام ایک پریزاد پر عاشق ہوگیا ہون اول ملکہ شمسہ تاجدار کے اشتیاق مین وطن سے نکلا تھا سبحان اللہ کیا حیرت کی بات ہی کہ وطن سے کسی کے اشتیاق مین نکلا اور راہ مین دوسرے کی محبت مین گرفتار ہوگیا اس خیال مین تھا کہ آفتاب طلوع ہوا اور شاہزادہ کی پھر وہی حالت سابقہ ہوگئی یعنی کیفیت طلسمی نے غافل کردیا وہ خیالات طبیعت سے نہ رہے الغرض اس حالت مین رافع نے شاہزادہ کے پاس آکر کہا کہ اگر حضور کو زیارت بادشاہ کا ارادہ ہو تو بسم اللہ تشریف لے چلیے شاہزادہ نے فرمایا کہ وہان بادشاہ بھی تشریف لائیگا یا فقط تصویر ہی کی زیارت ہوگی رافع نے کہا پیر و مرشد ہم اسی تصویر کو بادشاہ جانتے ہین اور اس ادب و لحاظ سے سلام و مجرا بجا لاتے ہین کہ گویا بادشاہ کے حضور مین موجود ہین اور یقین ہی کہ بادشاہ بنظر خود ہماری طرف نگران ہو شاہزادہ نے دل مین کہا جس اعتقاد سے یہان کی خلایق اپنے بادشاہ کی بندگی کرتی ہی اگر کوئی اسطرح اپنے آقائے برحق کی عبادت کرے تو بلا شک مرتبہ ولایت اسے حاصل ہو جسطرح کہ

حضرت کی زبان مبارک سے ابو ذر غفاری کے نسبت جاری ہوا ہی یعنی یا ابا عبداللہ کانک تراہ وان کنت لا تراہ فانہ یراک
بعد ازان رافع سے فرمایا کہ تیرے باپ نے مجھ سے نہ کہا کہ تم بھی واسطے دیکھنے بادشاہ کے چلو رافع بولا حضور
جب ہم ہی اس کام مین مامور ہین نہ ممنوع پھر آپ کو کیون تکلیف دیتے اور مین نے یہ جملہ محض اسواسطے کہا کہ آپ ہمارے
حال پر شفقت مربیانہ فرماتے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر ہم ضرور تمھارے ساتھ چلینگے رافع پیادہ پا ہمراہ رکاب شاہزادۂ
عالی جناب روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ گو قلعہ دور نہین ہی لیکن تمھارا پیادہ جانا مناسب نہین موجب قباحت ہی رافع
نے کہا آج کے روز تمام ادنی و اعلی پیادہ پا قلعہ تک جاتے ہین ورنہ بادشاہ کی بندگی سے آزاد کیے جاتے ہین شاہزادہ سمجھا کہ
آزاد کرنا اس مرد نے جو بیان کیا تھا اسی سے عذاب مراد ہی مگر رافع سے پوچھا کہ آزاد ہونا کیا شی ہی رافع نے عرض کیا
ای شہریار گناہگار کو پہاڑ سے دریا دخان مین پھینک دیتے ہین اور وہ پہاڑ جبل العذاب مشہور ہی شاہزادہ نے
فرمایا کہ یہ بندوبست ہی رافع نے عرض کی ای شہریار جسقدر کہ ملک ہمارے بادشاہ کے قلمرو مین ہین ہر ایک کا ایک
اسم اور حکم جدا جاری ہی اور بادشاہ کی بندگی و زیارت اور گناہگارون کے واسطے عذاب بھی جداگانہ ہی لیکن آج تک مین نے
نہین سنا کہ کوئی شخص عذاب مین مبتلا ہوا ہو یا کوئی قصور کسی سے سرزد ہوا ہو اور یہان کی خلائق سے تو کبھی قصور ہوتا ہی نہین کیونکہ اسواسطے
کہ بادشاہ کو ظل اللہ کہتے ہین پس جسطرح کہ خداوند عالم کی شان مین فرشتون کی زبان پر لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون
جاری ہی اسی طرح بلا تشبیہ ہمارے بادشاہ کا بھی حکم تصور کرنا چاہیے شاہزادہ نے فرمایا سچ ہی اسمین کچھ شک نہین رافع
نے کہا ہمارے بادشاہ کا اس عالم سے علحدہ ایک اور عالم ہی جہان سے کہ بادشاہ نے نشو و نما پایا اور اس عالم کو عالم اسباب
کہتے ہین اور اسی عالم اسباب مین اکثر لوگون سے قصور بھی واقع ہوا ہی اور اس عالم عجائبات مین گرد گناہ کبھی تا دامن خلائق نہین
پہونچتی شاہزادہ کو اس بیان سے کمال تعجب ہوا اور فرمایا واقعی حکم کے یہی معنی ہین جو بادشاہ عجائبات کو حاصل ہی مگر دل مین کہا
کہ بنایا ہر بادشاہ یہان کا بھی وہی ملکہ نو بہار گلشن افروز ہی لیکن ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی رافع نے پوچھا کہ شاہا
حضور کو درد سر کی شدت ہی شاہزادہ نے فرمایا شاید تم کو کسی مرد آدمی سے صحبت نہین ہوئی ہی مین درد سر مین نہین بلکہ درد دل
مین گرفتار ہون رافع یہ سنکے خاموش ہو گیا شاہزادہ نے فرمایا کہ مین تجھ سے جو سوال کرتا ہون تم اسکا جواب نہین دیتے اصل
میرے بیان کا یہ ہی کہ مین ایک نازنین کے عشق مین کہان کہان سرگشتہ و حیران پھرا لیکن کہین جا اسکا پتہ و نشان نہ ملا رافع بولا
پیر و مرشد ایسی گفتگو سے کیا حاصل آپ خود واقف ہین کہ اس شہر پر آشوب مین ایسے ذکر کا قرار واقعی بندوبست ہی جا بجا
منادی ندا کر چکا ہی اسی وجہ سے غلام نے حضور کی بات کا جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا حکم بادشاہ کا غلام و رعیت کو
مبارک رہے تجھے کیا رافع نے کہا شاید آپ غلام ہمارے بادشاہ کے نہین ہین ورنہ ایسی دلیل نکرتے شاہزادہ نے فرمایا
اگر تمھارا بادشاہ جسکو مین سمجھتا ہون واقعی وہی بلا سے روزگار ہی تو مین اسکے غلام سے بدتر ہون کیا معنی کہ غلام کو نسبت
عاشق کے ایک طرح کی وقعت ہی بقول خسرو

محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت ‏ عشقش چنان گرفت غلام غلام شد

مگر ایسا مجبور ہون کہ مجھ سے اپنے دل مضطر کا علاج کچھ ہو نہیں سکتا اور اوجہ اس دل بیقرار کے بے اختیار رہون فدا جانے اس عالم بے اختیاری مین کیا کیا منہ سے نکل جاتا ہے بیت

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم ‏ دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

رافع نے عرض کیا کہ ان باتون کا یہ وقت نہین ہے اب حضور قلعہ مین تشریف لے چلین جب شاہزادہ قلعہ مین پہونچا وہان ایک عمارت مختصر مثل بارہ دری کے بنی تھی اور ہر در مین پردۂ زرتار پڑا تھا اور بعض دروازہ سے مکان اسقدر ہجوم خلائق تھا کہ نظر کام نکرتی تھی شاہزادہ نے رافع سے پوچھا اس کشمکش خلائق مین تصویر بادشاہ کیونکر نظر آئیگی رافع نے کہا حضور ایک لمحہ توقف فرمائین جو حال ہوگا خود ظہور مین آئیگا شاہزادہ نے فرمایا

عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل ‏ وہ کام تو کہتا ہو جو آتا نہین مجھکو

شیخ سعدی فرماتے ہین بیت

قرار در کف آزادگان نگیرد مال ‏ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

مگر اس وقت شاہزادہ کو رافع کا اتنا کہنا شاید ناگوار خاطر گذرا اور فرمایا

ما نمی فہمیم تمثیل و دلیل ‏ عشق ما را ساختہ اینجا ذلیل
عاشق دل خستہ بسمل بود ‏ عاشقان را صبر کے حاصل بود
دل پر از درد و زبانم پر گلہ ‏ درد سر سودا و در پا آبلہ
از برائے آن نگار تند خو ‏ از زمین تا عرش کردم جستجو
گر درین رہ موے ما ہم شد فتیلہ ‏ بوسہ زلف عنبرینش یافتیم
ہمچو ذات اقدس پروردگار ‏ جلوہ اش دیدم بہر جا آشکار
لیک سدا انکہ با من عتاب ‏ آمد آن پیچ شرف را آفتاب
مہربان کن اے خدا او را بمن ‏ تا نماید روے نیکو را بمن

رافع نے عرض کی کہ ان باتون سے حضور کا تو کچھ نقصان نہوگا لیکن ہم غریبون پر شامت آفت نازل ہوگی خیر اتنا کہ سوا غلام کے کسی غیر نے نہین سنا بہرحال آپ خاموش رہین شاہزادہ نے فرمایا ابیات

آمد از عشقم چو دریا دل بجوش ‏ تا کجا باشد زبان من خموش
من اگر با الفت شوم دل خون شود ‏ درد و غم در سینہ ام افزون شود
شد ازین حرفت خموشی گر ضرور ‏ چشمم از گریہ نخواہد بود دور
شمع سان آہ سحر باشم شکستہ تیر ‏ تا کسے با من نباشد در ستیز

اس عرصہ مین آواز چنگ و رباب ہر مکان سے آنے لگی بعد اسکے ایک خواجہ سرا نے باواز بلند پکارا اے حاضرین دربار ہمہ تن چشم ہو جاؤ اسوقت تصویر بادشاہ کیطرف متوجہ ہو معلوم نہین کہ ہفتہ آئندہ کوئی زندہ رہے یا نرہے بمجرد اس آواز کے نظر سبکی اس آواز کی طرف گئی یکایک پردے سب روزن سے اٹھے شاہزادہ نے اس مکان بارہ دری مین ایک صندوق کلان جو کہ رکھا ہوا دیکھا اور گرد اس صندوق کے تصویرین لگی تھین ہرچند کہ شاہزادہ قریب تھا لیکن بخوبی معلوم نہوا کہ تصویرین کسکی تھین آخر شاہزادہ نے جو دیکھا تو تمام خلائق سجدہ و سلام مین مصروف ہوا اور ایک شور برپا کہ زدنا کرنا یعنی ہمارے اوپر

زیادہ کرم کرامی اثنا مین ایک عورت تیس برس کی زیور جواہرنگار پہنے بالباس فاخرہ وہان آئی اور ایک گوہر شب چراغ بغل سے نکال کے صندوق مین رکھدیا اسکی شعاع سے اسقدر روشنی ہوئی کہ چارون تصویرین بخوبی تمام نظر آنے لگین بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تصویرین سب کے قریب کھڑی ہین اب جو شاہزادہ نے دیکھا تو وہ تصویرین ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہین شاہزادہ نے اسی حالت مین نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تو اپنے کو ملک ارشع کے مکان مین پایا اور رافع بھی موجود تھا شاہزادہ اضطراب قلب سے مثل ابر نوبہار زار زار رویا رافع نے عرض کی حضور خیر ہی آج حضور کو زیادہ تغیر معلوم ہوتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ میرا حال کیا پوچھتے ہو خدا جانے کس رنج و غم مین مبتلا ہون بیت

کیا پوچھتے ہو یار و جسم ناتوان کی ‖ رگ رگ مین بس رہا ہو غم ہو گیا کہان کی

رافع نے کہا کہ حضور کو کیا مرض ہی شاہزادہ نے فرمایا بیت

دارم سے چنانکہ سر انگشت رشک پیا ‖ بردا شتا تا نفس من اندر دہان گرفت

رافع نے کہا اگر مرضی مبارک ہو تو کسی طبیب حاذق کو حاضر کرون شاہزادہ نے فرمایا ع

طبیب عشق را دوکان کدام است ‖ علاج جان کنا ادراچہ نام است

ای رافع مین خوب جانتا ہون کہ تو دیدہ و دانستہ اغماض کرتا ہی لیکن تیرا اغماض ہمکو منظور نہین گذرتا ہو اور یہ اشعار پڑھے اشعار

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم ‖ کہ از دہ عارہ راہ روشنی نہ ہر سو یم

کہ من گم شدہ این رہ نہ بخود می پویم ‖ جلوہ معنی از و جلوہ صورت ہمہ از ست

جلوہ و دیدہ ام اول ز نگلے و بانغ ‖ کہ بہر جہ و نظر شفیر چہرہ بخون می شویم

رافع نے کہا کہ حضور ایسے کلمات خلاف وضع فرماتے ہین کہ مجھسے ہرگز سنے نہین جاتے اگر میرے باپ تک اسکی خبر ہوگی تو وہ مجھسے ازحد ناراض ہوگا کہ تو نے باوجود تنافع کسواسطے اسطرح کے کلمات سنے شاہزادہ نے فرمایا مین تمھاری تاکید سے ہر چند اپنا انتظام کرتا ہون لیکن ممکن نہین ہوسکتا بلکہ منع کرنے سے زیادہ دل کو اضطراب پیدا ہوتا ہی پہلے یہ بیان کرو کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے خلایق شہر کو عشق و عاشقی کی گفتگو سے کسواسطے منع کیا رافع نے کہا پیر و مرشد ایک کنیز خاص شہر دخت افروز بانو کی تھی ہے کہ سے میری محلسرا مین آئی تھی میری بی بی نے یہ حال اس سے پوچھا اسنے کہا کہ ہماری ملکہ نے ایک مرد کو عشق و محبت مین بوالہوس پایا اسی وجہ سے شہر مین منادی کرادی کہ خبردار کوئی اہل شہر عشق و عاشقی کا نام زبان سے نہ نکالے شاہزادہ دل مین متقول ہوا کہ یہ اشارہ بوالہوس کی جانب میری ہو دوسرے شخص پر عاید نہین ہوسکتا القصہ وہان سے رافع دارو غہ کے پاس تشریف لایا اور فرمایا دارو غہ صاحب آفرین ہی جو حق خدمت مہمان نوازی تھا تمنے ادا کیا اب مین تمکو تکلیف دیتا ہون کہ میرا باربند یا قوتی بازار سے بیچ لا دو اور اسکی قیمت مین تحفہ اسباب نفیس اور جنس پاکیزہ خرید کرو کہ مین واسطے نذر بہزاد مصور کے لیجاونگا اور اس سے ایک ورق تصویر بادشاہ کا لونگا مین نے سنا ہی کہ بدون حق کے بہزاد مصور تصویر بادشاہ نہین دیتا ملک ارشع خوب سمجھا بعد اسکے جوہر ان اجناس نفیسہ کے شاہزادہ کے سامنے لاکر رکھے

شاہزادہ نے پوچھا یہ کیا شی ہی رافع نے عرض کیا یہ تحفہ ہی جسکو حضور چاہین دین اور بازو بند بازوے مبارک پر باندھلیجے
اور یقین ہی کہ حضور سے بہزاد مصور بھی کسی شی کا طالب نہو لیکن بادشاہ سے اجازت ضرور لیگا اسواسطے کہ بغیر اجازت کسی کو تصویر
نہین دیتا اگر بادشاہ کی اجازت ہوگئی تو ضرور تصویر دیگا شاہزادہ وہ خوان اجناس لیکر رافع بن اربع کے ہمراہ بہزاد مصور
کے مکان پر تشریف لے گیا بہزاد نے اسی طرح باعزاز و افتخار شاہزادہ کو مسند زرنگار پر بٹھایا اور خود ملازمون کے مانند دوبدو
ہاتھ باندھکے بیٹھا شاہزادہ نے وہ خوان بہزاد کے روبرو رکھدیے بہزاد نے پوچھا کیا چیز ہی رافع نے کہا اے بہزاد
شاہزادہ تمھارے واسطے یہ تحفہ لایا ہی اور تمسے تصویر بادشاہ طلب کرتا ہی بہزاد بولا مجھے حضور کو تصویر دینے مین کیا
عذر ہی فقط اجازت بادشاہ ضرور ہی مین ابھی عرضی حضور مین بادشاہ کے روانہ کرتا ہون اگر اجازت آگئی تو ایسی نادر تصویر
حضور مین گذرانونگا کہ حضور نہایت خوش ہونگے شاہزادہ نے پوچھا کہ تمھاری عرضی کا جواب کب تک آئیگا بہزاد مصور نے
کہا کہ تین روز مین جواب آجائیگا حضور غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائین وہ عرضی دستخطی حضور کو ملاحظہ کرادونگا شاہزادہ نے
فرمایا اچھا مین ضرور آؤنگا بہزاد نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کمترین بھی خدمت عالی مین حاضر رہے شاہزادہ نے فرمایا
تمھارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی میرے شغل و اشغال کے واسطے رافع و اربع کافی ہین غرض شاہزادہ وہان
دیوان خانہ مین آیا رافع نے عرض کیا حضور محلسرا مین تشریف لیچلین شاہزادہ نے فرمایا محلسرا مین تمھاری مستورات مجھسے
پردہ کرینگی رافع نے کہا حضرت جس مرد کا مہمان خطاب ہوتا ہی اس سے تمام شہر کی عورتین پردہ نہین کرتین شاہزادہ
نے کہا یہی رسم شہر کی ہی اور حصار بہار شکستہ مین مین نے دیکھی ہی جب شاہزادہ محلسرا مین داخل ہوا تمام خواتین محل
خدمت مین حاضر ہوئین شاہزادہ نے رافع کی بی بی راشدہ کو نہایت صاحب حسن و جمال دیکھا لیکن وہ رنج
شوہر مین مبتلا تھی شاہزادہ نے دونون شوہر و زن کے حق مین دعاے خیر کی بعد ازان رافع سے فرمایا اے رافع حیف ہی
کہ تمکو اپنی بی بی حلالہ سے مطلق رغبت نہین رافع نے کہا حضور جب مین بی بی کے پاس جاتا ہون میرے ہاتھ پاؤن بیکار
ہوجاتے ہین کہ مین مطلق کسی کام کا نہین رہتا نہین معلوم کہ یہ کیا بھید ہی شاہزادہ نے کہا یہ رباعی تمھارے حسب حال ہی رباعی

چو خواہم با تو راز دل بگویم جا نمی یابم	اگر جاے شود پیدا ترا تنہا نمی یابم
ترا تنہا اگر یابم دگر جاے ہم شود پیدا	ز شادی دست و پا گم میکنم خود را نمی یابم

بعد اسکے فرمایا اے رافع ہمین تجھسے یہ گلہ ہی کہ ہر روز مجھکو تصویر بادشاہ کی دکھاتا ہی اور یہ بھی جانتا ہی کہ بادشاہ عورت
ہی مرد نہین ہی مگر تو نے ہمسے اسکا ذکر بھی نہین کیا رافع نے جواب دیا اے حضرت ہم صورت پر بادشاہ کے فقط اپنا مالک سمجھ
کے نظر کرتے ہین ہمین عورت و مرد ہونے سے کچھ غرض نہین ہی مگر تم ممالک طلسم مین مہمان و صاحب اختیار مشہور ہو
ہوچکے ہو فرماؤ تمھارا کوئی بندوبست کرنا ہمارا نہین بلکہ ہمین زیادہ تر اسی بات کی حیرت ہی کہ بادشاہ کے اور تمھارے درمیان
خدا جانے کیا ارادہ و رسم جاری ہی باوجود اس تناغ شدید کے چند بار ذکر عشق و عاشقی کا زبان پر لائے ہوا و پھر کوئی حکم تحفت

بادشاہ کا تمہارے نسبت صادر ہوا شاہزادہ نے فرمایا شاید تجھے منظور ہے کہ بادشاہ مجھے بھی مثل اور گناہگاروں کے دریا
دغا ان میں غرق کروا دے رافع نے کہا معاذ اللہ خداوند عالم نے ملک وہ مرتبہ بخشا ہے کہ تمہارے حق میں اس طرح کا
حکم جاری نہیں ہو سکتا شاہزادہ نے فرمایا میں خلوت میں ایک راز پوشیدہ اپنا تجھ سے بیان کرونگا رافع نے کہا بہتر ہے آخر
علیحدہ مکان میں شاہزادہ نے حقیقت اپنے التفات کی ملکہ صبح دلکشا کی جانب رافع کے روبرو بیان کی اور یہ بھی
کہا کہ بادشاہ تمہارا فقط اسی سبب سے آزردہ ہے کہ درمیان باغ عشرت میں روز و شب میرے اور تمہارے بادشاہ کی عجیب ملاقات سے
گذری اور خدا جانے کیا کیا عہد و پیمان باہم واقع ہوئے چنانچہ اسی امید میں اسوقت تک میں عالم بیخلیم آوارہ و سرگشتہ
پھر رہا ہوں اور اس عرصہ میں جو کسی نے تدبیر بتائی منظور کی اور ایک ورق تصویر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بطریق یادگار
مجھے دیا تھا اسکو میں اپنی جان کے برابر رکھتا تھا اتفاق کار و قضاے کردگار سیرگاہ چہار رم میں بہکانے سے ایک زن ضعیفہ
امارہ خاتون نام کے میں نے ملکہ صبح دلکشا سے ملاقات کی اور با التفات پیش آیا اور کچھ میلان طبع بھی ہوا لیکن فوراً
وہ تصویر خود بخود میرے پاس سے گم ہو گئی اسی واسطے اب میں بہزاد مصور سے دوسری تصویر چاہتا ہوں لیکن یہ واقعہ ہوا
ہے رافع نے عرض کی ای شہریار ہم فقط اپنی خلوص عقیدت و نیک نیتی کے سبب خدمت شریف میں گذارش کرتے ہیں
کہ براے خدا بار بار اس قصہ کو نہ بیان فرمایئے اسواسطے کہ مخبر بادشاہ کے ہمیشہ ہر جا پھرتے ہیں مبادا خدانخواستہ کوئی
آفت تازہ حضور کے سبب سے شہر پر نازل ہوئے تو پھر ہمیں زیارت جمال بھی میسر نہو گی کہ میں حضور کو اس خانہ تاریک
کا نور جانتا ہوں شاہزادہ نے فرمایا آفرین پھر مجملہ و حوالہ ہماری زبان بند کرتے ہو اور اپنے بادشاہ کے حکم کا
لحاظ رکھتے ہو قصہ کوتاہ چوتھے روز شاہزادہ بہزاد مصور کے پاس تشریف لے گیا اور حال عرضی کے جواب کا پوچھا
بہزاد مصور نے بکنبہ شاہزادہ کو وہ عرضی حوالہ کی اور کہا حضور ملاحظہ فرمائیں کہ پیشانی عرضی پر کیا دستخط ہے شاہزادہ
نے عرضی کو پہلے آنکھوں سے لگایا اور پھر کھول کر دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ اس مہمان نا خواندہ کیواسطے حضور عالی سے تصویر
ارسال ہوتی ہے شاہزادہ دل میں کمال خوش ہوا اور اسوقت یہ گمان گذرا کہ شاید وہ قصور و خطا میری معاف ہوئی ورنہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز ورق تصویر کیوں بھیجتی آخر وقت رخصت بہزاد مصور سے پوچھا وہ تصویر کب تک آ جائیگی
بہزاد مصور نے کہا خداوند نعمت میں یہ نہیں عرض کر سکتا کہ کب آئیگی مگر ہاں یقین ہے کہ جلد آ جائے یہ سنکے شاہزادہ
پھر اپنے رخصت ہوا اثناے راہ میں رافع سے کہا ای برادر دیکھا تم نے اب وہ ملال ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
دل سے رفع ہوا اور کیونکر نہ رفع ہوتا اگر وہ بادشاہ ظالم ہے تو ہم بھی مغرب و شام کے بادشاہزادے ہیں ملک افریقیہ
سے تا جزایر خالدات تمام ممالک میرے دائرۂ دولت میں داخل ہیں دوسرے حسب و نسب و صورت و سیرت میں کم
نہیں ہوں اور بحسب ظاہر و باطن اس نا انصاف سے کسی طرح کم رتبہ نہیں ہوں ابیات

گر او ماہ است من ہم آفتابم	گر او لعل است من در خوش آبم	گر او شاہ است من ہم شہریارم	اگر تریاک است او [illegible]

گر او نجم است من چون ماہ انور | گر او زہرہ است من چون سعد اکبر
گر او ماہیست تو من ہم ہلالم | گر او شمشاد من ہم تو نہالم
بنے جانم گر او را برگزیدند | ہرا ہم شاہ قوم خویش دانند

راقع نے عرض کیا ہم بیچارون کو معاملات راز و نیاز مین کیا دخل جو حضور بار بار ہمکو قصہ اپنا سناتے ہین القصہ شاہزادہ شب جمعہ تک تصویر کا منتظر رہا یہانتک کہ شب جمعہ دوم آئی اب شاہزادہ نے دل مین خیال کیا کہ تصویر نہ ملی تو کیا مضائقہ ہو اب صاحب تصویر کو دیکھینگے لیکن اُس جمعہ کو جسطرح کا کہ سامان بیشتر دیکھا تھا ویسی دھوم دھام نہ تھی راقع سے فرمایا ای برادر آج وہ سامان نظر نہین آتا راقع نے کہا ای شہریار ملکہ شرف افروز کے آنے کی بیشتر سے خبر ہو جاتی تھی مگر تعجب ہی کہ آج ابتک کوئی حکم نہین آیا خدا جانے کیا معاملہ ہی مصرعہ اور مملکت خویش خسروان دانند ۔ دوسرے جو دوست اور خیالات آپکی طبیعت مین پیدا ہوتے ہین آپ ہی اُنکو خوب سمجھتے ہین شاہزادہ کو تمام رات اختر شماری مین گذری صبح کو بہزاد مصور کا خدمتگار آیا اور کہا کہ بہزاد نے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کیا ہی کہ تصویر حضور کی میرے پاس آگئی ہی حضور قدم رنجہ فرمائین اور اپنی تصویر لیجائین شاہزادہ اُسی وقت ملک ارقع کے ہمراہ بہزاد مصور کے مکان پر گیا بہزاد مصور نے بعد ادائے تسلیم کے ورق تصویر شاہزادہ کو دیا اور عرض کیا ای شہریار مین نے اس تصویر کو نہین دیکھا سوا اسکے کہ جو شی حضور محلے سے آئی ہی ہماری مجال نہین کہ ہم اُسے دیکھ سکین

دیکھنا شاہزادہ کا بجاے تصویر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے تصویر ملکہ صبح دلکشا کی اور دیوانہ ہو جانا فراق دلدار مین جوش وحشت سے اور ملاقات کرنا ملکہ شرف افروز بانو سے اور آوارہ ہونا بیابان وحشت مین

القصہ جسوقت شاہزادہ نے عالم شوق مین اُس ورق تصویر کو دیکھا اسطرح کا تماشا سے عجیب نظر آیا کہ ہوش جاتے رہے یعنی اُس ورق مین ایک طرف تصویر ملکہ صبح دلکشا کی تھی اور مقابل مین شاہزادہ کی تصویر کہ پیشانی پر ملکہ صبح دلکشا کی تصویر کے فقط لفظ صبح لکھا تھا اور شاہزادہ کی تصویر پر لفظ کاذب جسکے جمع کرنے سے صبح کاذب حاصل ہوتا تھا شاہزادہ نے وہ ورق تصویر مع اپنے گریبان کے چاک کیا اور اس زور سے ایک آہ کی کہ جسکی آواز آسمان تک گئی اور سر و پا برہنہ بہزاد مصور کے مکان سے نکل کے کوچہ و بازار مین دیوانہ وار یہ بیت پڑھتا ہوا روانہ ہوا بیت

گاہ از خاک درت مرہم بزخم پا بندید | این چنین بگذار ما را بارہا کن پا بندید

ملا ظہوری ابیات

زغم مردہ ام زندہ ام چیستم | ستم چیست بیچارہ کیستم
شکایت ندارد جفا با کجاست | کہ گوید جفا محض مہر و وفاست

دل تیرہ ام را صفائی بدہ | اگر صفائے حیث ست لالی بدہ

اور کبھی دونوں ہاتھوں سے سر کو پیٹتا تھا اور کہتا تھا **بیت**

دستے کہ بجز یار زرد و بانسینہ | انجبست سز الیش کہ بسر میزنم اورا

مخلص کاشی بیت

میتوان گاہے بخود مردوہن | ای گل رعنا نگین پیکر و دہن

رافع اور بہزاد نے یہ حال دیکھ کے کہا حضور ایام میں یہ کیا وضع اختیار کی ہے شاہزادہ نے فرمایا

بر تنم تشریف عریانی خوش ست | خوب می افتد نگاہ او بمن

الغرض اسی طرح کے کلمات وحشت بکتا ہوا عالم بیخودی میں دیوانہ وار ہر طرف پھرتا تھا اور جو دل میں آتا تھا بکتا تھا مگر تمام خلایق اسی طرح عزت و تکریم کرتی تھی شاہزادہ کسی طرف مخاطب نہوتا تھا اور جو کوئی رحم کھاکے ٹکڑا روٹی کا یا میوہ دیتا تھا تو کھا لیتا تھا ارفع اور رافع اور بہزاد مصور یہ تینوں شخص نہایت منت و سماجت کرتے تھے اور کہتے تھے برائے خدا حضور کو ایسی خلاف وضع حرکتیں لایق نہیں ہیں غریب خانہ میں تشریف لیچلیے جو حضور فرمائینگے ہم بسر و چشم بجا لائینگے شاہزادہ یہ جواب دیتا تھا **قطعہ**

سنگ وخشت از مسجد ویرانہ می آرم بشہر | خانہ در کوے ترسایان عمارت میکنم
کردہ ام ایمان خود را دست مزد کافرین | می تراشم پیکر از سنگ و عبادت میکنم

اب میرا تمہارے گھر میں کیا کام ہی اور نہ تمکو میرے حال سے معترض ہونا چاہیے میں جبتک بادیہ پیمائی و دشت نوردی نکرونگا اس دل بیقرار کو آرام کہاں آخر ایک روز اسی وحشت وجنون میں شہر کے باہر نکل گیا خلایق شہر حسب لیاقت کھانا اور لباس لیکر عقب میں شاہزادہ کے روانہ ہوئی شاہزادہ نے کہا ای یارو **بیت**

دیوانہ براہے رود و طفل براہے | ای قوم مگر شہر شما سنگ ندارد

خلایق جواب دیتی تھی **بیت**

با مثل تو دیوانہ بجز آنکہ تو دانی | در کشور ما ہیچ کسے جنگ ندارد

آخر الامر اسی وحشت وجنون میں روز و شب صحرا نوردی کرتے گذری اس حالت گرسنگی میں اگر کچھ میوہ صحرائی پاگیا تو کھا لیا والا اسکی بھی پروا نہیں آخر چوتھے روز شاہزادہ کا ایک بیابان میں گذر ہوا وہاں ایک جگہ خیمہ برپا دیکھا اور رفیع کو بھی رستا دہ پایا اور ازدحام خلایق از حد دیکھا شاہزادہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہاں پر جمع لوگوں کا کیوں ہوا ہے اتنے میں رفیع نے شاہزادہ کو دیکھا بعد ازاں کہا ای جوان تم وہی شاہزادہ مہمان ہو الحمد للہ کہ اب تم اپنے جامے میں ہو اس عرصہ میں ارفع وارفع اور بہزاد مصور کی بھی سواری آ گئی اور انھوں نے گھوڑوں سے اترکے شاہزادہ کو سلام کیا بعد اسکے عرض کیا کہ

ای شاہزادۂ عالم یہ کیا طریقہ حضرت نے اختیار کیا ہی برائے خدا ان امورات سے باز آؤ اور شہر مین تشریف لیجاؤ ہم تمامی شہر کی زنان ناکتخدا ایک سے ایک حسین و طرحدار صاحب حسن و جمال آپ کو ملاحظہ کرائینگے انہین سے جو پسند ہوگی حاضر کرینگے اور اگر سلطنت کی طرف طبع مبارک مائل ہو وہ بھی حاضر ہی ہم دیوان شاہی سے فرمان سلطنت تمھارے نام لکھوا دینگے لیکن للہ اس دیوانگی سے باز آؤ اور کلمات لاحاصل ترک کرو یہان چند باغ جنت نشان نہایت فرحت افزا و دلکشا ہین ہر روز ایک باغ کی سیر دیکھیے اور دل کو بہلائیے ورنہ ہمکو جان کا خوف ہی شاہزادہ نے کہا کہ یہ آپکی خیر خواہی اور دل سوزی آپ کے آقا کیواسطے کافی ہی ؎

باغریبان را تماشای چمن در کار نیست — کار ما عاشق جز تماشای جمال یار نیست
از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب — دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست
باشم گدا و یار بود در کنار من — زین بہ کہ شاہ باشم و نبود نگار من
گل خار لالہ داغ نماید بدیدہ ام — در گلشنے کہ نیست درو نو بہار من
گر فی المثل بہر قدمے صد رنجے بود — خورشید من چو نیست نیاید بکار من
خواہم کہ نقش خویش نشانم بکوی یار — چندانکہ اید مرگ نخسید غبار من
رنجیدہ طبع نازک او گر ز من چہ باک — افزون شود بدیدہ من اعتبار من
گر اتحاد لطف من کرد یا نگہ — بیگانہ را چہ کار کہ آید بکار من

رافع اور ارفع نے عرض کیا کہ ہر امر کو ایک وقت چاہیے ہوا اور وہ وقت بالفعل قادر مطلق عنقریب آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا آج انبوہ خلایق کیسا ہی ملک ارفع نے کہا ای شہریار ہرماہ مین ایک بار یہان عدالت ہوتی ہی ادہر قاضی اکبر ایک بزرگ مسند قضا پر جلوہ افروز ہوتے ہین اگر کسی شخص پر کوئی دعوی کرے تو وہ محکمۂ قضا مین بمقابلہ مدعی و مدعا علیہ کے فیصل کردیا جاتا ہی لیکن یہ محکمہ اسوقت ہوتا ہی کہ جس جمعہ کو شرف افروز تشریف نہین لاتین اور تصویر بادشاہ خلایق کو نہین دکھاتین تو خلایق شہر کو خیال گذرتا ہی کہ ہمسے کوئی گناہ سرزد ہوا ہی کہ ہم زیارت بادشاہ سے محروم رہے چنانچہ آج وہی ہنگامہ برپا ہی شاہزادہ نے فرمایا ای رافع ہمارے ملک مین یہ قاعدہ ہی اگر کوئی شخص ملازم درگاہ مین سے بادشاہ پر بھی نالشی ہو تو قاضی شہر بادشاہ و صاحب دعوی کو ایک جا کھڑا کرتے ہین آیا یہان بھی یہ دستور ہی یا نہین رافع نے کہا کہ آجتک یہان کسی بشر نے بادشاہ پر دعوی نہین کیا اور اگر کبھی ایسا واقعہ وقوع مین آئے تو شاید ملکہ شرف افروز بالو وکالت بادشاہ کیطرف سے جواب دہی و نقل کرے اسواسطے کہ رواج ملک اور رسم عدالت موافق شریعت اور ملکون کے اس ملک مین زیادہ تر ہی شاہزادہ خاموش ہو رہا جب ازدحام خاص و عام زیادہ ہوا ایک مرد سپید ریش بلباس سفید کتاب بغل مین دبائے ایک جانب سے وہان آیا اور مسند قضا پر بیٹھ گیا شاہزادہ نے پوچھا شاید قاضی یہی ہی رافع نے عرض کیا

ہاں یہی بزرگ ہیں شاہزادہ نے فرمایا میں نے اس قاضی کو تمھارے شہر میں کبھی نہیں دیکھا رافع نے کہا یہ سبب بے انتہا پرہیزگاری کے اکثر مغارات کوہ میں عبادت الٰہی کیا کرتے ہیں بلکہ ایک قصبہ اکبر آباد کرکے انھیں کا ہی اسی قصبہ میں عیال انکی رہتی ہی ہر چند کہ یہ صاحب دولت ہیں لیکن وضع فقیری میں بسر کرتے ہیں غرض جب قاضی اکبر نے مسند عدالت پر بیٹھکے حکم دیا کہ جسکو جس کسی پر دعوی ہو پیش کرے کوئی مدعی پیدا نہوا شاہزادہ رافع کی نظر سے پوشیدہ آکر سامنے گیا اور فرمایا ای قاضی صاحب میں تمھارے بادشاہ کی نسبت ایک دعوی رکھتا ہوں وہ تمکو فیصل کرنا ہوگا قاضی اکبر نے کہا ای جوان دلاور ہیں تمھاری جرائت و دلاوری سے معلوم ہوتا ہی کہ تم کوئی دعوی سخت کروگے ہم بذات خود نہیں کرنے کا اقرار نہیں کرتے ہاں بذریعہ تحریر کے اس حال سے بادشاہ کو اطلاع کرینگے شرف افروز بانو وکیل سلطنت عدالت میں تشریف لاکر تمھارے دعوی کا جواب باصواب دیگی آخر الامر قاضی نے اسیوقت شاہزادہ کے روبرو ایک عرضی اسی مضمون کی بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی بعد ازان وقت برخاست عدالت شاہزادہ سے کہا کل صبح کو پھر عدالت میں حاضر ہونا دعوی تمھارا بخوبی فیصل ہوگا شاہزادہ وہان سے ارقع کے مکان پر آیا ارقع نے کہا ای شہریار برائے خدا ہمین بھی آگاہ فرمائیے کہ آپ نے کیا دعوی کیا شاہزادہ نے فرمایا کل خود تم سن لوگے میرے بیان کی کیا ضرورت ہی القصہ دوسرے روز بعد طلوع آفتاب شاہزادہ بلباس فاخرہ ارقع اور رافع اور بہزاد مصور کے ہمراہ عدالت میں تشریف لایا یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ شاہزادہ مہمان نے بادشاہ پر نالش کی ہی ادنی اور اعلی رعایا شہر سب محکمہ میں آکر جمع ہوئے شاہزادہ علیحدہ ایک گوشہ میں خاموش بیٹھ رہا جب قاضی اکبر آئے اور شاہزادہ کو دیکھا اُسنے کہا ای جوان تمنے خوب کیا کہ بے طلب حاضر ہوئے آپ سواری شرف افروز بانو کی بھی آتی ہی یکایک گوشہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور اُس گرد سے جلوس شاہی نمودار ہوا اور ایک تخت زرنگار پر سوار ملکہ شرف افروز بانو براہ راست عدالت میں آئی اور اُسکے ہمراہ رکاب جوانان صاحب جمال نازنینان پری تمثال اس کثرت سے تھیں کہ جسکا حساب کاتب قدرت کے سوا کوئی نہیں کرسکتا شاہزادہ نے جب یہ شوکت و شان ملکہ شرف افروز بانو کی دیکھی کہا سبحان اللہ میری معشوقہ کا کسقدر اقبال و اقتدار ہی کاش وہ روز سیاہ نہوتا کہ جس روز باغ عشرت میں میں نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھا اور جمال باکمال پر بصد جان و دل فریفتہ ہوگیا اگر اُس روز ملاقات نہوئی ہوتی تو میں اس مصیبت میں کیوں گرفتار ہوتا مگر یہ حیرت ہی کیا

	دل نے کیا دیکھا جو میں دیکھئے گرفتاری میں ہی		آنکھ نے دیکھا تھا اسکو اسلیے زاری میں ہی	

جب شاہزادہ نے قریب سے دیکھا تو بیس برس کی عمر اُس عورت کی پائی گئی مگر عقل و دانش وفہم و ذکا اُسکی پیشانی سے ہویدا رافع اور ارقع اور بہزاد مصور نے باادب ملکہ شرف افروز بانو کو سلام کیا ملکہ شرف افروز بانو تخت زرنگار پر داہنی طرف بیٹھی بعد ازان قاضی سے پوچھا کہ وہ جوان مدعی کہاں ہو جو دعوی جسنے ہمپر کیا ہی اسے ہمارا سامنا

فلک آستانہ میں قدم رکھا اور ایسے بادشاہ جمجاہ عدالت پناہ پر کہ جو حکمران وحش و طیر ممالک عجائبات ہی دعوی بے بنیاد کیا ہی قاضی نے شاہزادہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ مدعی یہ ہین شاہزادہ بھی ملکہ شرف افروز بانو کے برابر آیا شرف افروز بانو نے تعظیم کی اور مئودب آداب بجا لائی اور دوسری کرسی مرصع دست راست شاہزادہ کے واسطے بچھی شاہزادہ اسپر بیٹھا ملکہ شرف افروز بانو نے پوچھا وطن حضور کا کہان ہی قطعہ

نخستین باز گفتش از کجائی	بگفت از دار ملک آشنائی	بگفت آنجا بصنعت در چہ کوشند	بگفت اندوہ خرند و جان فروشند

بعد اسکے کہا جو دعوی ہو پیش کیجیے اسمین قاضی اکبر کو مداخلت نہین ہی آگاہ ہو مین وکیل سلطنت ہون تاکہ تمہارے دعوی کا جواب دون لیکن پہلے اقرار یہ کرو کہ اگر دعوی مین غلطی ہو تو کیا سزا دیجائے شاہزادہ نے کہا جو تعذیر ایسے گناہ کی تمہارے یہان مقرر ہو مجھے اُس سے انکار نہین ملکہ شرف افروز بانو نے کہا سخن مردان جان دارد شاہزادہ نے فرمایا بجز تمام اہل شہر شیخ و شاب ادنی اور اعلی حیران تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ہمنے تمام عمر ایسا مقدمہ نہ دیکھا نہ سُنا ملکہ شرف افروز بانو نے شاہزادہ سے کہا ای جوان آپ دعوی اپنا بیان کیجیے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ شرف افروز بانو تم خدمت مین اپنے بادشاہ کی عرض کرو کہ مشتاق جمال بیزوال و سوختہ آتش فراق عرض کرتا ہی مخمس

مشکہ با طوق وفا بند گیت را کردم	مکن آزاد کہ آوارہ ازین باغ شوم	خود بگو تا بکجا در رہ شفقت پوئیم	قہر سے ریختہ بالم بہ پناہ کہ روم
تا بکے سر کشی ای سرو خرامان از من			

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ای جوان آیا کوئی گواہ بھی رکھتے ہو یا فقط زبان آوری پر یہ دعوی ہی شاہزادہ نے فرمایا تم کس قدر گواہ چاہتی ہو ملکہ شرف افروز بانو نے کہا بموجب شرع محمدی دو گواہ کافی ہین شاہزادہ نے فرمایا تم دو گواہ کہتی ہو اور ہم اپنی صداقت دعوی پر جو گواہ رکھتے ہین انمین تین گواہ پردہ نشین ہین انکا بیان پردہ مین ہوگا جب یہ شاہزادہ نے فرمایا رافع وارفع اور بہزاد مصور یہ سنتے ہی زرد ہوگئے اور خون خشک ہوگیا باہم تینون شخصون نے کہا خدا خیر کرے ایسا نہو کہ شاہزادہ ہمین گواہ قرار دے ورنہ مشکل ہوگی بہزاد مصور نے کہا سچ ہی ای رافع شاہزادہ ہمین ضرور گواہی مین طلب کریگا اور یقین ہی کہ ہماری عورتین بھی بلوائی جائینگی آئندہ حکم ہے بادشاہ کے ہو در بارہ عشق و عاشقی جاری ہی اُس سے آپ خوب واقف ہین علاوہ اسکے جس امر سے ہم آگاہ نہین اُسکی کیا گواہی دینگے ارفع نے کہا سچ تو یہ ہی کہ یہ دیوانہ مہمان ہمارے سر پر ایک نہ ایک بلا ضرور نازل کرائیگا کاش ہم ملاقاتی شاہزادہ کی نکرتے مگر اسمین بھی مجبور تھے کیونکہ ہمین خاص حضور عالی سے حکم پہونچا تھا کہ خبردار شاہزادہ مہمان کی خاطر و مدارات مین کوئی امر فروگذاشت نکرنا بہزاد مصور نے کہا ہان تو حکم پہونچا تھا میری کیا شامت تھی کہ مین نے بے سبب بے وجہ ملاقات کی اگر تصویر کی خواہش تھی تو ایک تصویر دیتے سے کیا جاتا تھا اگر مین غضب مین ناحق گرفتار ہو جاؤنگا ارفع نے کہا کہ امر شدنی سے کچھ بس نہین چلتا خیر جب رہو جو ہوتا ہوگا وہ ہوگا اب شاہزادہ کی

روبکاری سنو القصہ شاہزادہ نے گواہون کا نشان دیا ملکہ شرف افروز بانو نے پوچھا تمھارے گواہ کہان ہین حاضر کرو شاہزادہ نے فرمایا حاضر ہین بلکہ رات اور دن مین کسی ساعت مجھ سے جدا نہین ہوتے بلکہ ایسے ایسے شدائد مین مدد کرتے ہین کہ مین اُنکا شکریہ احسان ادا نہین کرسکتا ملکہ شرف افروز بانو نے کہا بلاؤ ہم دیکھین کہ کیسے وہ گواہ ہین شاہزادہ نے فرمایا اے شرف افروز نادان عاشق صادق کے گواہ ہر وقت آستین مین موجود رہتے ہین آگاہ ہو
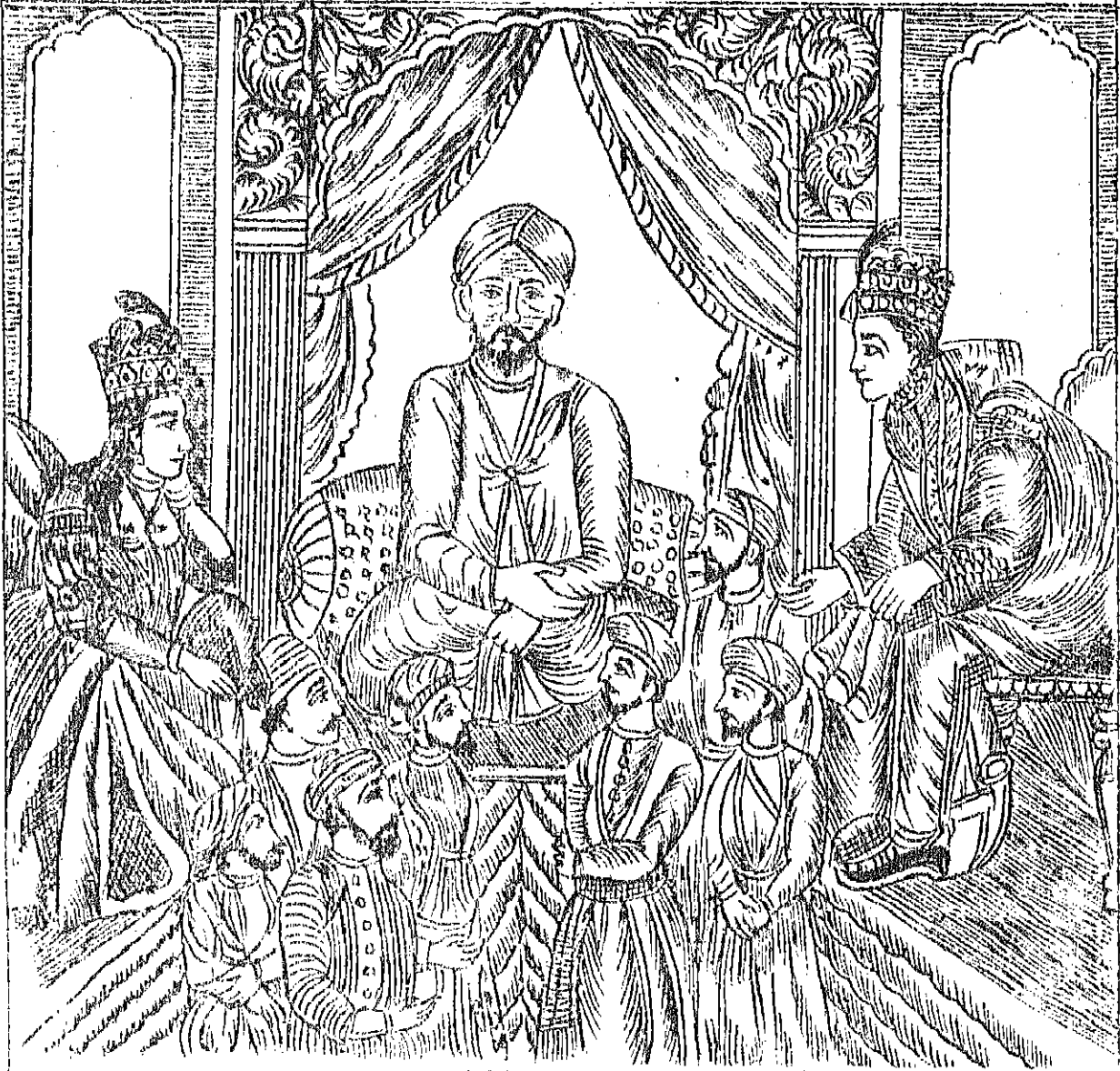
گواہ اوّل دل محزون گواہ ثانی جگر پرخون گواہ ثالث سینۂ پرغم یہ شاہدان پردہ دار ہین اور گواہ ظاہری چشم پرنم آہ سرد رنگ زرد ہین بس یہ چھ گواہ رفیق و ہمدم ہین ملکہ شرف افروز بانو نے سچ جان لیا اور دل مین شاہزادہ کی ہزار ہزار

آفرین کی راقع اور ارقع اور بہزاد نے جب نام گواہون کے سُننے سبکی خاطرجمع ہوئی ورنہ عجب حال بدبین گرفتار تھے ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ای جوان ذی شان دعوی تمھارا سچا اور گواہ تمھارے صادق و معتبر جانین یا جن لوگون نے تمھاری نسبت بوالہوسی وخیانت کی تہمت لگائی اُنکو پایۂ اعتبار مین لائین اب تمکو بیان کرنا چاہیئے کہ تمنے ہمارے بادشاہ کو کہان دیکھا ہے اور مفتون ہونے کی علت بتاؤ ہر چند کہ خلائق شہر نے عشق و عاشقی سے منع کیا اُسپر بھی تم اپنی حرکت دیوانگی سے باز نہ آئے اور عالم وحشت وجنون مین بادشاہ عالیجاہ کو کہان کہان بدنام کیا اگر لفظ مہمانی تمھاری شان مین عاید نہوتی تو ایسے شخص رسوا کنندہ کا ہر پارچۂ جسم ہر در شہر پناہ پر لٹکایا جاتا فقط بنظر مہمانی ہمنے مزاحمت نہین اور اب تک کوئی صورت صدق کلامی کی تمھارے بیان سے ظاہر نہین ہوئی شاہزادہ نے ناچار سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک ملکہ شرف افروز بانو سے بیان کی ملکہ شرف افروز بانو نے کہا کہ سب کہانی موقوف کرو فقط حال سیر چہارم کا بیان کرو کہ وہان کیا معاملہ پیش آیا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ ملکہ شرف افروز بانو کو فقط حال ملکہ صبیح دلکشا دریافت کرنا منظور ہے آخرالامر شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ شرف افروز بانو بیشک مجھے یہ خطا ہوئی اور اپنی خطا سے منفعل ہون کسواسطے کہ **بیت**

چو تیرہ شود مرد را روزگار ۔ ہمہ آن کند کش نباید بکار

اب للہ میری طرف سے اُس سرو چمن محبوبی سے عرض کرو کہ وہ بیچارہ کہتا ہے **ابیات**

نگہ این گنہ کرد خویش بہل ۔ چہ شد جرم این خستہ بیچارہ دل
من از غیر تو روے بر تافتم ۔ ز جرمے کہ کردم سزا یافتم
گناہم بہ بخشاے بہر خدا ۔ مرا باز مپسند از خود جدا
نظر بار این سنگ برداشتہ ۔ بحال تو کز دل خبر داشتہ
زناز تو خون شد دل و جان من ۔ زافلاک بگذشت افغان من

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا اب ہم مجبور ہین کہ تم خود اقرار گناہ کرتے ہو بہرحال سزاے سخت تمکو دینا چاہیئے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ شرف افروز بانو **رباعی**

ما ہمانیم وسیہ مستی ہر روز ہمان ۔ نہ شب جمعہ شناسیم و نہ ماہ رمضان
مست پیمانۂ پیمان الستیم بگذار ۔ منکہ مستم چہ شناسیم حدیث پیمان

الغرض اگر تمکو مجھے سزا دینا منظور ہے تو بس **ع**

لقمۂ منت آنکہ سرم بر دارند ۔ از پار خود ہم لیک جدا نگذارند

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا معاذاللہ تم ایسے صاحب آبرو و بلند مکان کو ایسی تقریر نہین ہو سکتی مگر بیابان وحشت کو ضرور جانا ہوگا تاکہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچو اور تھوڑا سا سرگردانی و پریشانی کا بھی مزا پاؤ شاہزادہ نے فرمایا مقامات مشکوے حیرت سے تا این مقام کیا کم ہو بدتر سے بدتر ہے مگر انصاف شرط ہے ملکہ شرف افروز بانو نے

کہا وہ مقام تمام مقامات گذشتہ سے جدا ہی جب وہان پہونچو گے تب معلوم ہوگا کہ کیا رنگ ہی شاہزادہ کو یقین ہوا کہ ملکہ شرف افروز بانو کو راہ بیابان وحشت سے مجھے نکالنا منظور ہی بیہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ملاقات کیا آخر ضبط نہوسکا بے اختیار رو دیا ملکہ شرف افروز بانو نے اُسیوقت اُس حالت گریہ مین شاہزادہ کو تخت پر سوار کرکے حکم دیا کہ اُنھین بیابان وحشت مین پہونچا دو حمالون نے تخت پر شاہزادہ کو سوار کیا اور روانہ ہوے یہانتک کہ کنارے بیابان وحشت کے لیجاکر تخت رکھدیا ملکہ شرف افروز بانو بھی ساتھ تھی شاہزادہ کو سمجھاتی تھی کہ ای شہریار کچھ معاملات چند در چند ایسے ہین کہ مفصل بیان خدمت عالی مین گذارش نہین کرسکتی آپ بجاے خود غور فرمائیے کہ طریقہ محبت مین ایسی خطاے فاش تمسے ہوئی ہی جسکے عوض جو سزاے سخت تمکو دیجاے بجا ہی کہ خداوند کریم بھی مجرم کو جبتک سزاے جرم نہین دیتا بہشت نہین عنایت فرماتا شاہزادہ نے فرمایا کہ ای ملکہ شرف افروز بانو

لایق قتل ہین اور قابل تلوار ہین ہم ۔۔ ہان بیان سچ ہی کہ ایسے ہی گنہگار ہین ہم

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا فضل خدا شامل حال چاہیے آپ گھبرائیے نہین انشاءاللہ تعالی عنقریب آپ اپنے مدعا کو پہونچیے گا اور رو سے مقصود آئینہ مراد مین جلوہ گر دیکھیے گا ہمارے بادشاہ نے کہ ظل اللہ ہی تمکو بیابان وحشت مین بھیجا ہی تاکہ تمھارے رگ و پے سے جرم و گناہ صاف ہوجائین اور سوا اسکے اور ایک یہ حال ہی کہ مین زبان سے نہین کہہ سکتی بلکہ یہ آیہ کریمہ دال ہی و ان منکم الا واردہا بہرحال فریاد و فغان کو موقوف کیجیے اور رضاے الٰہی پر شاکر رہیے دیکھیے پروانہ کو کہ عاشق شمع میں کسطرح خاموش جل جاتا ہی کہ آواز بھی نہین نکلتی لبپر بیت

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو ۔۔ جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

مخمس

فغان بجرم این انجمن نمی شاید نخست چشم تعلق ز کائنات بپوش	صد از کشتہ این تیغ بر نمی آید چو گشت دست تہی از دو من ہوس کوتاہ چو یافتی بسر ایر دہ تجلی راہ	اگر شراب محبت بکام دل باید بیا سے عشق رسی بحریم خلوت شاہ جمال یار ببین شراب وصل بنوش	اگر ترا ہوا است کہ ساقی جمال نماید ز لست زجام شوق چو بکشید آگاہ

سوا اسکے آپکو واسطے کوشش کرنے کو بدل و جان مین کبھی موجود ہون آپ مطمئن رہین شاہزادہ نے ملکہ شرف افروز بانو کے حق مین دعاے خیر کی اور کہا ای ملکہ شرف افروز بانو واللہ جو امر کہ مجھسے سرزد ہوا محض بے اختیاری سے ہوا میرا قصور کچھ اسمین نہین ہی آیندہ تمھارے بادشاہ کو میری ہلاکت اور تکلیف کا اختیار ہی بیت

اگر بخشئے زہے رحمت نبخشئے تو شکایت کیا ۔۔ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے

بعد ازان ملکہ شرف افروز بانو رخصت ہوئی اور شاہزادہ معزالدین بیابان وحشت مین داخل ہوا

راوی یہان داستان شاہزادہ معزالدین کی موقوف رکھتا ہی اور حال

ملکہ نوبہار گلشن افروز بنت سلطان شمسون مہرطلعت گذارش کرتا ہی

واضح ہو کہ معشوقہ شاہزادہ معزالدین ملکہ نوبہار گلشن افروز بنت سلطان شمسون مہرطلعت پریزاد حکیم
قسطاس الحکمت کے عجائبات کی بادشاہ ہی اور سلطان شمسون مہرطلعت بن سلطان قیصر نوس جنی پردہ قاف مین
ایک بادشاہ عالیجاہ صاحب حشمت و اقتدار ہی جیسا کہ حال اُسکا بیچ جوڑا مین بحجرۂ عاقلہ کی زبانی سنا ہی جبکہ ملکہ
نوبہار گلشن افروز ملکہ ادقنیہ ماہ رخسار کے بطن سے پیدا ہوئی سلطان شمسون مہرطلعت ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت مین لے گیا کہ حکیم کو تمام پریزاد بوجہ علم و عمل کے اپنا ہادی و پیشوا جانتے ہین بنابراسکے
کہ حسن کمال علیہ حکیم ہزارہا جن علم و حکمت مین شاگرد ہین انھین مین سلطان قیصر نوس جنی و شاہزادہ شمسون مہرطلعت
اور وہ چارون بھائی حقیقی شاہزادہ شمسون مہرطلعت کے شاہزادہ مہرون وغیرہ بھی حکیم صاحب کے شاگرد ہین
بقدرت خداوند قدیم محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خود بخود حکیم صاحب کے دل مین ایسی پیدا ہو گئی کہ حکیم صاحب نے
فرزند اپنا قرار دیکر جب طالع اُسکے دیکھے معلوم ہوا کہ ایسے طالع کسی خاکی و آتشی کے نظر سے نگذرے تھے اور تزویج مین
برج جدی و مشتری کو نہایت قوی پایا اس شکل سے یقین ہوا کہ یہ دختر پریزاد کسی آدمزاد قوم سادات صاحب فہم
و علم سے منعقد ہو گی کیونکہ برج جدی خاکی ہی وہ دلیل قوی ہی غرضکہ حکیم صاحب نے سلطان شمسون کو اس امر سے آگاہ کیا
کہ اس لڑکی کا کسی آدمزاد عالی خاندان و والا نسب سے نکاح ہوگا بلکہ شاہزادہ شمسون مہرطلعت کو اپنی دختر
کا عقد غیر جنس مین ہونا بالطبع ناگوار گذرا جب حکیم صاحب نے اس آدمزاد یعنی زوج ملکہ کی عالی خاندانی اور
فضیلت و علم و ذاتی کا تذکرہ کیا تب سلطان شمسون مہرطلعت کی خاطر جمع ہوئی القصہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز
سن تمیز کو پہونچی حکیم صاحب نے خود تمام علوم و کارگذاری کا درس دیا چندروز مین وہ ماہ زاید النور تیزی فہم و ذکا مین
کمال طاق بلکہ شہرۂ آفاق ہوئی اور تلاوت قرآن مجید اس لہجے سے کرتی تھی کہ اکثر پریزادان قالب مشتاق ہو کر آتی تھین
اور قرآن سنتی تھین حکیم صاحب نے حسب طبیعت ملکہ کو مائل بسیر باغ دیکھا طلسم قدیم مین ارسطو سے آئی کے کہ جسکے خود داروغہ
تھے اُسے بادشاہ کیا لیکن قدیم و جدید طلسم کا حال جس وقت شاہزادہ نادرہ راز دار کے قصر مین پہونچیگا مرغ اسرار
کی زبانی معلوم ہوگا یہان بیان کی کیا ضرورت ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ملک اعظم مین جو شہر طلیلین مشہور ہی اور اسکے قلعہ کو
سحر لیشہ کہتے ہین فرمانروائی کرتی ہی ملکہ کا وہی شہر طلیلین دارالسلطنت بنی ہی اس عرصہ مین شاہزادہ معزالدین نے حکیم
قسطاس الحکمت سے ملاقات کی حکیم صاحب نے جو علامتین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے شوہر کے طالع مین دیکھی
تھین وہ سب شاہزادہ معزالدین مین پائین اُنکو یقین واثق ہو گیا کہ یہی مرد زوج ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی اسیے
شوہر ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ شمسہ تاجدار کا ہونا مشکل ہونا یہ ایک امر اتفاقی ہی جب شاہزادہ معزالدین مرحلہ اول

طلسم یعنی باغ عشرت مین داخل ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حسب الحکم شاہزادہ سے ملاقات کی اور شاہزادہ بسبب کیفیت
طلسمی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے عشق مین ایسا مبتلا ہوا کہ مطلق ہوش نرہا اگرچہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بھی طبیعت کا
ایسا ہی کچھ حال ہوا کیونکہ شاہزادہ بھی حسن وجمال مین سحر سامری کا نمونہ تھا لیکن اُسنے بوجہ شرم وحیا کے خودداری
کو کام فرمایا اور ایک ہفتہ کے حسب ایما حکیم صاحب کے باغ سے بے اطلاع چلی آئی مگر حکیم صاحب کا منشا اس امر سے
یہ تھا کہ شاہزادہ بسبب ملکہ کے تلاش ملکہ مین تمام مرحلات طلسم دیکھیگا اور ہیئت افلاک سے باخبر ہوگا دوسرے اس
ضمن تلاش مین شاہزادہ کی ہمت عالی وثابت قدمی بھی معلوم ہوجائیگی ناگاہ طلسم آفتاب مین میلان طبیعت
شاہزادہ کا ملکہ صبیح ولکشا سے پایا گیا جب یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سُنا اُسکو سخت ناگوار گذرا حتی کہ اُسی
برہمی مزاج کے سبب سے ایک حیلہ وبہانہ پیدا کیا اور باین محبت والفت طریقہ شوخی وناز کو شاہزادہ کے ساتھ برتتی
تھی ہرچند کہ شاہزادہ سے زیادہ تر درد مفارقت مین بیقرار رہتی تھی اور حکم ملکہ تھا کہ کوئی اہل صحبت بجز ذکر شاہزادہ
کے دوسرا ذکر ہمارے سامنے نکرے لیکن بمصلحتاً بحسب ظاہر کوئی علامت محبت والفت کی چہرہ سے ظاہر نہونی تھی
اسیوجہ سے ملکہ نے واسطے دفع ملال اور امتحان طبیعت شاہزادہ کے بیابان وحشت مین شاہزادہ کو بھیجا اور دو نفر
جن واسطے دریافت کرنے حالات مخفی کے مقرر کیے کہ وہ متمثل کراماً کاتبین کے خبر ملکہ کو دیتے ہین القصہ ایک روز ملکہ
نوبہار گلشن افروز اپنے محل مین مسند زرنگار پر رونق افروز تھی اور اُسوقت پریزادان صاحب جمال مثل نادرہ ناز
اور شرف افروز بانو دایۂ ملکہ عالم اور بدیع الجمال وعدیم المثال وروح افزا ومحفل افروز وانجمن آرا وماہ طلعت
وماہ پیکر وحورنش وحورلقا وغیرہ کے حاضر تھین اور ان تمام نازنینان مذکور کو علی قدر مراتب خدمت مین ملکہ کے
اور پریزادون کی نسبت مراتب قرب زیادہ تر حاصل ہے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے ملک کی پردہ قاف مین سے شاہزادی
ہو ناگاہ اُس گرمی صحبت مین شاہزادہ معز الدین کا ذکر درمیان آیا شرف افروز ملکہ کی دایہ نے شاہزادہ کے
کمال وجمال وجرأت وہمت کی حد سے زیادہ تعریف کی اہل محفل کو بھی تعریف آدمزاد کی جرات ہوئی اتفاقاً اُسوقت چھوٹا
بھائی ملکہ نوبہار گلشن افروز کا شارون بن شمسون بھی بہن کی ملاقات کو آیا تھا اُسنے جب حال شاہزادہ کی بہادری
اور دلاوری کا سُنا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اے خواہر اگرچہ آدمزاد کے دلیر وشجاع ہونے مین شک نہین ہے
مگر نہ اسقدر کہ بعض انسانون نے دیو یا غول کو ہلاک کیا ہے اور کسی طرح قیاس مین نہین آتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
ملکہ شرف افروز بانو سے فرمایا اے دایہ شارون سچ کہتا ہے البتہ مجھے بھی آدمزاد کے دلیر ہونے مین شک ہے کیفیت شاہزادہ
کا امتحان کرنا چاہیے شرف افروز نے کہا حضور کو اختیار ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سات نفر دیو واجب القتل
زندان خانہ سے بلوا کر فرمایا کہ مجھے ایک آدمزاد کی شجاعت کا امتحان منظور ہے تم جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیسا بہادر ودلیر ہے اور
بھی کچھ اُسکے کان مین چپکے سے کہا اور دو پریزادون کو اُنکے ہمراہ کیا وہ دیو ایک طرف روانہ ہوئے

بالفعل حال شاہزادہ معزالدین کا بیان کرنا ضرور ہی

کہ اُس گرفتار دام محبت کو جو دشت وحشت مین بھیجا تو اُسپر کیا مصیبت گذری ہرچند باطن مین شعلۂ محبت شاہزادہ کا سینہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہر روز مشتعل ہوتا جاتا ہی الا ظاہر حال دل اپنا کسی محرم راز سے بیان نہین کرتی قصہ کوتاہ جب شاہزادہ نے بیابان وحشت مین قدم رکھا چند قدم کے بعد ایک دشت بلاخیز نظر آیا شاہزادہ نے جب وہ صحرائے پُرآفت دیکھا تمام جسم مثل بید لرزنے لگا اور ہوش و حواس بجا نرہے لیکن قہر درویش بجان درویش بغیر طی کیے چارہ کار نظر نہ آیا بہرحال راہ دشوار گذار کو طی کرتا تھا اور کہتا تھا ؎

ای خار دشت محنت ما ہم برہنہ پاکیم	آخر ترحمے کن دل وا نہ بلا یکم

آخر بعد چند قدم کے تشنگی کا غلبہ ہوا بہزار محنت و مشقت کشان کشان ایک چشمہ پر پہونچا لیکن پانی اس چشمہ کا نہایت غلیظ و سیاہ تھا شاہزادہ نے باوجود اس تشنگی کے وہ پانی نہ پیا اور آگے بڑھا جب کہین پانی صاف میسر نہ آیا آخر مجبوری چاہا کہ اُسی آب غلیظ سے رفع تشنگی کرے کہ دفعتہً شاہزادہ از خود رفتہ ہوگیا اور ایک کھیت پر پہونچا کہ اُسمین بیگن پھلے تھے شاہزادہ نے اُس عالم جنون مین اُسمین سے دو چار بیگن کچے توڑکر کھالئے بوقت عصر چند زنگی سیاہ رو ایک طرف سے وہان آئے اور شاہزادہ سے کہا کہ بیگن ہمارے کھیت سے بے اجازت تونے کیون توڑے شاہزادہ نے عالم محویت مین ایک لکڑی سے اُنکو ایسا مارا کہ دس حبشی جان سے مرگئے اور باقی بھاگ گئے شاہزادہ کو پھر غلبہ تشنگی کا ہوا اور تلاش مین پانی کے شام تک سرگردان رہا آخر شام کو ایک چشمہ ملا کہ پانی اُسکا نہایت صاف شیرین تھا شاہزادہ نے خوب پانی پیا اور کنارہ اُس چشمہ کے آرام کیا بعد ایک ساعت کے خود بخود مزاج اصلاح پر آگیا دل مین کہا کہ خداوندا یہ کیا خواب تھا کہ جسمین بیگن کھائے اور حبشیون سے لڑائی ہوئی اور پھر کچھ نہین اگر بیہوشی مین یہ ہوتا تو ہاتھ پانون مین فرود کسل ہوتا مگر اب تمام اعضا مین آگے سے زیادہ طاقت ہی واقعی یہ بیابان آفت خیز و وحشت انگیز ہی لیکن تعجب کا مقام ہی کہ ہمکو برائے امتحان یہان بھیجا ؎ گر خیر مصرعہ صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد ؎ آخر تمام روز اسی حال مین گذرا رات کو ایک طرف سے چند مشعلین روشن آتی معلوم ہوئین جب قریب وہ روشنی پہونچی دیکھا ایک لڑکا گیارہ بارہ برس کا تخت پر سوار آیا اور ایک صفہ پر اُس چشمہ کے فرش شاہانہ بچھوا کے وہ لڑکا بیٹھا اور چند رقاص وغیرہ بھی حاضر ہوئے آخر اُس لڑکے نے حکم ناچ ہونے کا دیا شاہزادہ پوشیدہ تماشا دیکھ رہا تھا اور کہتا تھا اس صحرائے ویران مین یہ سامان کہان سے آیا اور یہ لڑکا کون ہی آخر جب وہ ناچ گانا موقوف ہوا اور ملازمون نے دستر خوان بچھایا اُس لڑکے نے پہلے چارون طرف نظر کر کے دیکھا اور ملازمون سے کہا اس کھانے مین مہمان کی بو آتی ہی تلاش کرو کوئی مہمان اس بیابان مین ضرور ہی ملازمون نے بعد تلاش بسیار شاہزادہ کو دیکھا اور آقا کے سامنے لے گئے اُس طفل نے

شاہزادہ کو دیکھ سلام کیا اور کہا اے شہریار آپ یہاں تشریف لائیں اور کب سے طراوت نمود بشاشت شان اخلاق نمود
سے ہے شاہزادہ نے فرمایا اے برادر میں تمھارے حال سے واقف نہیں کہ تم کون ہو دوسرے یہاں ناخواندہ خدا کے گھر میں کبھی
نہیں جاتا اُس شخص نے کہا میں آپکا ملازم ہوں آپ اپنے حال خیریت مآل سے آگاہ فرمائیے کہ آپ یہاں کیونکر تشریف لائے
شاہزادہ نے فرمایا اگر میرا نسب دریافت کرتے ہو تو میں مالک مغرب کا شاہزادہ ہوں اور اگر شغل اوقات کو پوچھتے ہو تو
میں خود اپنے حال میں ایسا مبتلا ہوں کہ دُنیا و مافیہا کی خبر نہیں بعد اسکے شاہزادہ نے اپنی حقیقت گذشتہ اُس طفل سے بیان
کی اُسنے کہا کہ اے شہریار شہر مشکلی نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود شاہزادہ نے پوچھا تم کون ہو اُسنے
کہا کہ قوم میں پری زاد کا بادشاہ ہوں لیکن ہم کو جب اپنی سفر کے ابتدا سے ملاقات میں حال اپنا بیان نہیں کرتے آیندہ
جب ملاقات ہوگی تو ہم کیفیت بیان کرینگے شاہزادہ خاموش ہو رہا الغرض شاہزادہ نے اُس طفل کے ساتھ کھانا
کھایا اور رات شغل خوشی میں گذری قریب صبح شاہزادہ نے آرام فرمایا اور طفل اپنے خوابگاہ میں گیا صبح کو جب
شاہزادہ بیدار ہوا تو کسی کا نشان نہ ملا صرف وہی بیابان ویران نظر آیا اور پھر تشنگی کا غلبہ ہوا جب کنارہ چشمہ کے گیا
تو پانی کہ پاک و صاف تھا اُسسے پھر سیاہ و غلیظ دیکھا آخرالامر بقدر ضرورت کچھ پانی پیا اور پھر وہی نوبت جنون کی
آئی یکایک ایک ہرن مثل گھوڑے کے سامنے سے نظر آیا شاہزادہ نے کہا واہ کیا خوب گھوڑا خدا نے دیا ہے میں اسپر آج ضرور
سوار ہونگا جب ہرن قریب آیا شاہزادہ بے تکلف سوار ہو گیا ہرن نے دو تین ساعت کے عرصہ میں تین فرسخ راہ
طے کی اور شاہزادہ کو مطلق تکان معلوم نہوئی غرض عصر کے وقت وہ ہرن ایک مقام پر پہنچا کہ زمین وہاں کی نہایت
صاف اور مدور تھی اور چند فقرا جمع تھے شاہزادہ بھی پشت ہرن سے اُترا اور اس مجمع فقرا میں گیا دیکھا تو ایک شخص
بلباس درویشی ایک پتھر پر تکیہ کیے بیٹھا ہے اور باقی فقرا گرد و پیش جمع ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں اور ایک محافہ بھی رکھا
ہے اور ایک جوان ہاتھوں میں مہندی لگائے قریب محافہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ نے بآواز بلند اُن فقیروں کو سلام کیا کسی
فقیر نے سلام کا جواب تک نہ دیا شاہزادہ کو اس وجہ سے کہ اُن لوگوں نے جواب سلام ندیا نہایت غصہ آیا اور اُن
فقیروں کو لکڑیاں مارنے لگا افسر درویشوں کا شاہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی اے دلاور تجھے تمھارا کیا مطلب ہے
شاہزادہ نے فرمایا یہ کیسے ہیں اور سوا اسکے جواب سلام ندینا کس مذہب میں ہے وہ درویش چپ ہو رہا اور سب
فقیر کھانے سے دست بردار ہوئے شاہزادہ نے دس فقیروں کا کھانا بخوشی تمام نوش فرمایا بعد اسکے اُس درویش سے
پوچھا کہ تمھاری کیا قوم ہے اور یہاں کسواسطے جمع ہوئے ہو اور محافہ میں کون ہے درویش نے کہا اے جوان مرد تجھے
بیان کرنا دشوار ہے جب ہمارے تکیہ میں تشریف لیجائیگا تو ہم اپنی حقیقت بیان کرینگے شاہزادہ نے کہا میں تمھارے
ساتھ کیوں جاؤں جو کچھ کہنا ہے یہیں کہو درویش نے کہا اے جوان یہ سامنے جو پہاڑ نظر آتا ہے اُسپر ایک دیو
رہتا ہے ہم اُسکے خوف سے اپنا حال نہیں بیان کر سکتے شاہزادہ نے کہا اگر پہاڑ پر دیو رہتا ہے تو مجھ کو [illegible]

اور جب یہان آگئے ہو تو پھر خوف کرنا ناحق ہی فقیر نے کہا حسب ضرورت ہم یہان آئے ہین شاہزادہ نے فرمایا کیا ضرورت ہی
بیان کرو درویش نے کہا ای جوان نام میرا درویش موحش ہی شاہزادہ نے چونکہ ایسا نام اپنے ہوش مین کبھی نہین سنا تھا فرمایا
یہ نام ہمکو پسند آیا لہذا یہ نام ہمکو دے اور اپنا اور نام رکھ لے درویش بیچارہ خاموش ہو رہا شاہزادہ نے ایک تپانچہ
کلے پر فقیر کے مارا اور کہا اے مردک تو نے کیون میری بات کا جواب نہ دیا درویش نے کہا یہی جواب ہی کہ نام اپنا ہم اور
رکھ لینگے شاہزادہ نے فرمایا یہ نہ بتایا کہ یہان کسواسطے آنا ہوا درویش نے کہا ہمارے یہان کا یہ رسم ہی کہ نکاح اسی جا
ہوتا ہی اور کہین نکاح درست نہین ہی لیکن اب ہمارا یہان رہنا زیادہ تر خرابی کا باعث ہی اور وقت مقررہ سے دو تین
ساعتین زیادہ گذر گئین اب یقین ہی کہ دیو ناپاک عروس کو لیجائیگا اور خدا جانے اسکا کیا حال کریگا اسی واسطے ہم نکاح مین
جلدی کر رہے ہین کہ قبل وقت مقررہ حد سے اس دیو کی نکلجائین الا تمہارے آنے سے ہمارے کام مین حرج ہوگیا شاہزادہ
نے فرمایا بارک اللہ پہلے عروس کو ایک نظر مجھے دکھا دے پھر اپنے فعل کا اختیار ہی درویش نے کہا یہ دستور کس ملت و مذہب
مین ہی کہ عورتین غیر مرد کے سامنے ہو جائین شاہزادہ نے فرمایا جبکہ ہنوز عقد نہین ہوا پھر اسکے سامنے ہونے مین کیا نقصان
ہے اور اگر تم بخوشی نہ دکھاؤگے تو مین جبریہ دیکھ لونگا بعد ازان پھر ایک نفر کو بھی تم مین سے زندہ نہین رکھونگا اور
اسوقت شاہزادہ کو ایسا اپنی قوت پر گمان تھا کہ تمام فراسیاب کو بھی ہیچ و پوچ سمجھتا تھا درویش سمجھا کہ یہ دیوانہ
ہی کسی صورت سے باز نہ آویگا ناچار پردہ محافہ کا الٹ دیا اور صورت عروس کی دکھادی شاہزادہ نے جب عروس
کو دیکھا کہ نہایت ہی سیاہ ہی کہا کہ اس عروس سے ہم خلوت ابھی کرینگے درویش بولا ای جوان ہم داماد کو اپنے کیا جواب دینگے
شاہزادہ نے کہا تیرا داماد کون ہو درویش نے کہا جسکے ہاتھون مین مہندی لگی ہی شاہزادہ نے درویش کے داماد سے پوچھا
تیرا کیا نام ہی اسنے کہا مجنون شاہزادہ نے اس مرشد فقیر سے کہا تیرا نام ہمنے تجھے دیدیا اب ہم تیرے داماد کا نام رکھینگے
بعد اسکے درویش کے داماد سے کہا ای مرد ہم اور تو باہم زور اور قوت مین امتحان کرین جو غالب ہو وہ عروس کو لے آخر اسنے
لکڑی لیکر داماد فقیر پر حملہ کیا درویش یعنی عروس کا باپ درمیان مین آگیا اور اسنے بمنت و زاری دست بستہ کہا ای جوان
برای خدا اس خیال بیہودہ سے باز آؤ شاہزادہ نے فرمایا ہرگز شدنی نہین کہ مین عروس سے دست بردار ہون ناگاہ
اوج ہوا سے اس دیو نے آواز دی کہ ای برگشتہ بخت تمنے اسقدر توقف کیا کہ ساعت مقررہ گذر گئی یہ کہکر عروس کو مع محافہ
پہاڑ پر اٹھا لیگیا تمام درویش بالاتفاق نوحہ و زاری کرنے لگے شاہزادہ نے انکی تشفی خاطر کی اور فرمایا مین اسیوقت
عروس کو قید سے دیو پلید کے نجات دیتا ہون آخر وہی لکڑی ہاتھ مین لیکر کوہ کی جانب روانہ ہوا فقیر بھی روتا ہوا ہمراہ
ہو لیا جب زیر کوہ پہونچا درویش نے کہا ای جوان فقط اس لکڑی سے دیو کا مقابلہ کیونکر کریگا شاہزادہ نے فرمایا
تماشا دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہی کہ ناگاہ دیو نے بھی پہاڑ پر سے دیکھا کہ تمام خویش و اقارب عروس کے زیر کوہ جمع ہین آخر دیو
پا برہنہ وار تمشا زیر کوہ آیا اور کہا او فقیرو تم ایسے جری ہوے کہ میرے مقابلے کے واسطے آئے بعد اسکے وہی وار تمشا دسر

شاہزادہ کے لگائی شاہزادہ نے بالا کی ضرب دیو کی بچا کے درخت لکڑی دیو کے سر پہ ماری کہ دیو کا بھیجا ناک سے گر پڑا
اور واصل جہنم ہوا پس شاہزادہ کا یہ کار نمایان دیکھ کے سب اُسکے قدموں پہ گر پڑے اور کہا کہ اے جوان بے شبہہ تو کوئی ملائکہ
سے ہے شاہزادہ نے عروس کے باپ سے کہا کہ اب تجھے کیا عذر باقی رہا مناسب ہے کہ اب جلد اپنی دختر کا مجھ سے عقد کر دے
تاکہ تیرے ہی سامنے زفاف ہو جائے درویش نے کہا اے جوان شوہر عروس کا میرے بھائی کا فرزند ہے اور مدت سے
اس عورت کا عاشق ہے آپ حال پر اسکے رحم کیجیے اور عروس سے دست بردار ہو جیے ورنہ یہ اس غم میں جان سے گزر جائیگا اور
لڑکی الگ مر جائیگی آپکے ہاتھ کچھ نہ آئیگا اور اگر خدا ترسی سے چھوڑ دیجیے گا تو یہ مظلوم آپکے حق میں دعائے خیر کریگا بعد ازان میرے ساتھ تکیہ
پر چلیے وہاں عروس کی اور ایک بہن نہایت خوبصورت ہے میں آپ کا اُس سے عقد کر دونگا شاہزادہ نے فرمایا اُسکا
اپنے داماد کے ساتھ عقد کر دینا میں اسی عورت کا خواہان ہوں اس گفتگو میں وقت نماز عصر آگیا اور وہی تشنگی موافق معمول کے
معلوم ہوئی شاہزادہ نے درویش سے پانی مانگا درویش نے کہا کہ آب شیریں پہاڑ پر ہے شاہزادہ تلاش میں پانی کے پہاڑ
پر تشریف لے گیا فقیروں نے جب فرصت پائی بخوف جان بے تحاشا بھاگے شاہزادہ نے ایک چشمہ آب شیریں نہایت
صاف و پاک پاکر پانی نوش فرمایا بمجرد پانی پینے کے وہ حالت دیوانگی فوراً جاتی رہی اور حالت روز گذشتہ یاد آنے لگی
اپنے حرکات پر نہایت منفعل ہوئے اور فرمایا استغفر اللہ ان بیچارون فقیرون نے میرا کیا کیا تھا کہ میں نے انکو مارا
اور خداوند کریم نے مجھے اُس عورت سے خوب بچایا ورنہ جب مجھے ہوش آتا ضرور میں اپنے کو ہلاک کرتا شکر خداوند کار ساز
کا کہ ملک نوبہار گلشن افروز کا کوئی ملازم موجود نہ تھا اور اُس روز کھانا کس قدر میں کھا گیا اور پیٹ بھی نہ بھرا خیر جو ہوا
سو ہوا مگر اب اپنے حرکات ناشایستہ کا خیال رکھنا ضرور ہے اس اثنا میں پہاڑ پر ایک طرف کو ایک دروازہ پتھر کا دکھائی دیا
شاہزادہ اُس دروازہ میں داخل ہوا وہاں ایک باغیچہ چھوٹا مثل پائیں باغ کے دیکھا اور چند مکان بھی خوش ترکیب
وہاں تھے شاہزادہ کو اُس وقت اشتہا خوب تھی کچھ میوہ اُس باغ کا نوش فرمایا ناگاہ ایک حجرے سے آواز دردناک
آئی کہ کوئی دردمند نالے ایسے کر رہا ہے شاہزادہ اُس حجرے میں گیا دیکھا ایک نازنین پریزاد چھت میں لٹکی ہوئی
بالوں کو اُسکے باندھ کے لٹکا دیا ہے اور وہ بے اختیار نالہ و زاری کر رہی ہے شاہزادہ اُس مظلومہ کو وہاں سے کھول لایا اور
اُس سے کہا کہ اپنی حقیقت بیان کر اُسنے کہا اے جوان والاشان میں پریزاد ہوں نام میرا مہر جان پری ہے اور باپ میرا
ملک ریحان شاہ کا بادشاہ ہے جو کہ قلعہ دوم قاف کے مضافات سے ہے قضا سے گردش میں ایک روز اپنے ملک کے
واسطے شکار کے نکلی یہ دیو مردود زبردستی مجھے اس باغ میں لے آیا شاہزادہ نے پوچھا دیو کا نام کیا ہے مہر جان پری نے کہا
نام اُسکا خونخوار خشن بر دندان اور عرف سیلاب ہے اور یہ وزیر ظالم جہلادین دیو نے کہا اے نازنین میں تجھ سے ہمبستر ہونگا
میں نے جواب صاف دیا اُس ولد الزنا نے دیکھا کہ یہ پریزاد راضی نہیں ہوتی مجھے حجرے کی چھت میں باندھ کر لٹکا دیا
اور طرح طرح کی ایذائیں دینا شروع کیں شاہزادہ نے فرمایا اے مہر جان پری ایک دیو کو میں نے ہلاک کیا اُسکی

یہ نشانی اور علامت ہی کہ معلوم نہیں کردہ سیلاب تھا یا اور کوئی مرجانہ نے کہا بلا شبہ وہی ملعون تھا اب حضور اس مکان میں بآرام تمام تشریف رکھیں اور چند کنیزیں بھی موجود ہیں الغرض وہ گئی اور دو چار ساعت کے بعد مع سامان شراب وکباب ورقص وسرود حاضر ہوئی جب شاہزادہ کا دماغ بادۂ ارغوانی سے گرم ہوا مرجانہ پری سے فرمایا اے مرجانہ پری بغیر موجود ہونے اس دل آرام کے یہ نشہ شراب ریحانی میرے حق میں صدمۂ روحانی ہی یہ کہا اور تصور ملکہ نوبہار گلشن افروز بندھا اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور کہا

اگرچہ ہجر تو سے را علاج سیدانم
بے تو بہار جلوۂ باغ و بہار حیف
خدا بہ تیغ تو خون مرا حرام کند
گل خندہ رو بہ بیکسی ما ہزار حیف

اسی خیال میں تمام شب بسر کی قریب صبح کے غنودگی آگئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو زیر کوہ پایا اور اس باغ وچشمہ کا کہیں پتہ نہ ملا اور اسی طرح پیاس کی شدت ہوئی بعد چند قدم کے پھر اسی چشمۂ سیاہ وغلیظ پر پہونچے اور حسب ضرورت بلا چارہ وہی پانی پیا اور وہی دیوانہ پن عود کر آیا یکایک دور سے چند درخت گنجان نظر آئے شاہزادہ وہاں پہونچا مگر دل میں یہ خیال آیا کہ اس صحراے پرآفت ووحشتناک میں سواے ببول یا اندرایں کے ایسے درختوں کا ہونا عجیب کا مقام ہی شاید کسی فقیر کا تکیہ ہوگا

نکلنا شاہزادہ کا بیابان وحشت سے اور پہونچنا میخانہ ہوش ربا میں

القصہ جب شاہزادہ قریب درختوں کے پہونچا وہاں ایک عمارت مختصر نہایت خوش قطع وفرحت افزا دیکھی اور اندر سے مکان کے اسطرح کی بو سے خوش ومفرح دل ودماغ میں آئی کہ خود دماغ معطر ہوگیا اور ہزار ہا زن ومرد شراب کے نشہ میں باہم خوش فعلیوں میں مشغول تھے شاہزادہ نے ایک مرد سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اُسنے کہا اس مقام کو میخانہ ہوش ربا کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ میں بھی اس میخانہ میں جاؤں اُسنے کہا تجھکو کسنے منع کیا ہی شاہزادہ نے اولاً میخانہ میں قدم رکھا دیکھا ایک مکان دلچسپ وفرحت افزا آراستہ وپیراستہ ہی کہ جسکے در ودیوار سے بوے مشک وعنبرہ آرہی ہی اور سامنے دروازہ کے شاہ نشین ہی اُسمیں تخت جواہر نگار پر ایک بڑھیا مرصع پوش بڑی عظمت وشان سے بیٹھی ہی اور داہنے بائیں تخت کے چند طفلان خورشید طلعت ونازنینان ماہوش کہ جنکی عمریں زیادہ سے زیادہ چودہ یا پندرہ سال کی ہیں لباسہاے نو اور زیورہاے گونہ گون سے آراستہ وپیراستہ اور جام ہاے بلوریں اور شیشہ ہاے رنگین لیے ہوے صف بصف کرسی ہاے زرنگار ومرصع کار پر ہزار ہزار ناز وانداز سے بیٹھے ہوے اپنے اپنے شغل کر رہے ہیں اور اُس بڑھیا کے آگے بھی چند صراحیاں مے ارغوانی کی رکھی ہیں جب اُس بڑھیا نے شاہزادہ کو دیکھا تخت سے کھڑی ہوگئی اور کہا اے مہمان عالی قدر تشریف لائیے اور وہ ایک

جام مے گلفام کے نوش فرمائیے تاکہ کلفت راہ دور ہو اور آنکھون مین سرور ہو اور وہ آسیب کشیدنا کچھ حضور کی رگ تن
مین ہو دفع ہو شاہزادہ نے اُن نازنینون کی طرف بنظر غور دیکھا اور دل اشتیاق منزل مین یہ خیال گذرا کہ اگر
یہان کوئی مزاحم نہو تو ان نازنینون سے ایک دو نازنین زہرہ جبین کو واسطے خدمت و آرام جان کے ہمراہ لیجیا ہو
ہو اس اثنا مین اُس ضعیفہ نے خود پوچھا کہ ای شہریار آیا انہین سے کوئی نازنین حضور کے منظور نظر ہے شاہزادہ۔۔۔
جواب دیا ای یار مہربان۔۔

اسیر عشقم و ہر کس مرا غلام کند | بگوش حلقہ و ہم از خطا سے وا کند

اس بات سے شاہزادہ کی وہ نازنین خوب ہنسی ضعیفہ نے کہا اے جوانمرد تم میری صحبت کے لایق ہو شاہزادہ نے فرمایا خدا کرے جو مین تیری صحبت کے لایق ہون ضعیفہ نے کہا مجھکو اس نظر حقارت سے نہ دیکھیے شاید آپ اس حال سے واقف نہین ہین ؎

چون نشینی پیش من این جملہ خدمت میکنند		در بگوئی بہر تو سامان عشرت میکنند

شاہزادہ تخت پر پہلو مین اُس ضعیفہ کے جا بیٹھا اور فرمایا مادر مہربان مین تو تمہارا مہمان ہون جسقدر میری خاطرداری و مہمانی کروگی عین مہمان نوازی ہو ضعیفہ نے ایک جام شراب سوسنی رنگ شاہزادہ کو دیا شاہزادہ نے فرمایا عجب رنگ کی شراب ہو ضعیفہ نے کہا اس شراب کا کلفت انداز نام ہو جب حضور دو چار جام نوش فرماینگے تب کیفیت سے اسکی مطلع ہونگے شاہزادہ نے چند جام نوش فرمائے اور اُس نشہ شراب مین ہر ایک نازنین کو بہ نگاہ خریداری ملاحظہ فرمانے لگے اُس ضعیفہ کو جو یہ حال معلوم ہوا وہ وہان سے اور ایک مکان مین چلی گئی اور جاتے وقت کہا اے جوان ذی شان یہ سب آپکی کنیزین حاضر ہین جو خدمت فرمائیے گا بسر و چشم بجا لائینگی اور وہ لڑکے بھی ہمراہ ضعیفہ چلے گئے جب شاہزادہ اور پریزادین تنہا ہوئے شاہزادہ نے ایک کو بخواہش نفس اپنے پاس بلایا اُسنے عرض کی کہ مین ایک کار ضروری سے فارغ ہو کر حاضر ہوتی ہون شاہزادہ نے دوسری سے ارادہ کیا اُسنے بھی یہی عذر کیا جب زیادہ تر مصر ہوا اِن نازنینون نے متفق اللفظ کہا اے جوان ہم آپکے پاس موجود ہین آپ اسقدر کیون اضطراب فرماتے ہین دن واسطے صحبت کے ہو اور رات عیش کے لیے شاہزادہ اُنکے کہنے سے خاموش ہو رہا مگر اُسوقت تقاضائے خواہش نفس سے حال غیر ہو گیا تھا آخر بہزار مشکل وہ دن تمام ہوا اور رات ہوئی وہ لڑکے شمع و چراغ جلانے مین مصروف ہوئے بعد روشنی کرنے کے چلے گئے جب چار گھڑی رات آئی اُن نازنینون نے بہ تکلف تمام دسترخوان بچھا کر شاہزادہ کو کھانا کھلایا اور ہر طرح کی خدمت بجا لائین شاہزادہ نے بعد انفراغ اکل و شرب پھر وہی تقاضائے خواہش نفس کیا اور فرمایا کہ اب تو رات ہو تم باوجود میری تکلیف و بیقراری کے جواب صاف نہین دیتی ہو حیلہ حوالہ کرتی ہو کہ ایک نے دوسری کو دیکھا اور زور سے قہقہہ مارا شاہزادہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوگئین آخر ایک عورت سے دست درازی شروع کی ابھی فقط ہاتھ پائی کی نوبت آئی تھی کہ دوسری عورت پکارتی آئی عودان تجھے یاد بھی ہو کہ تو نے مجھسے کس چیز کا وعدہ کیا تھا واہ واہ بہت جلد بھولی عودان نے شاہزادہ سے کہا اے جوان مہمان میری خوشی ہو کہ پہلے اس عورت بے صبری کو لے کہ اِس سے ایک دو لحظہ کا صبر نہین ہوتا بعد اسکے مین حاضر ہون شاہزادہ نے فرمایا مین پہلے پیچھے نہین جانتا عودان بولی مین نے جب تم یہان آئے ہو اس عورت بے صبری سے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ جوان خواہش کریگا تو مین بعوض اپنے اُسکو تجھے دونگی پس نصیبہ اسکا زبردست تھا جو اوّل حضور مجھسے مخاطب ہوے لہذا مجھے ایفائے وعدہ کرنا واجب ہوا شاہزادہ کو اس حالت مستی مین یہ تمہید عودان کی سخت گران گذری لیکن جبراً قہراً جدا ہو گیا اور دوسری نازنین سے صحبت کا قصد کیا کہ

اسی طرح اور ایک عورت ہوگی ای عجائب عودان نے تو اپنے قول کی وفا کی پر تجھے بھی اپنے قول کا کچھ خیال ہی یا نہیں
عجائب بولی ای بہن تنے سچ کہا خاطر جمع رکھو ایسا نہیں کہ مین تم سے خلاف عہد کرون ضرور وعدہ وفا کرونگی بعد اسکے
شاہزادہ سے کہا ای جوان مجھے قسم ہو تیرے سر عزیز کی مین نے بھی یہی وعدہ اس عورت سے کیا ہو کہ مین اپنا حق تجھکو
دونگی شاہزادہ نے فرمایا عجب تماشے کی بات ہو کہ مین تو اپنے حال مین گرفتار ہون اور تم مجھے ایک دوسرے کے حوالے
کرتی ہو عجائب نے کہا کہ جب تمہارے نزدیک ہم سب برابر ہین پھر تمکو کیا عذر ہو مین نہ سہی وہ سہی شاہزادہ نے تماشا
سے عجائب کی چپ ہو رہا جب نازنین سدم سے عشرت کی نوبت آئی اُسنے بھی یہی فرمایش شاہزادہ سے کی اور کہا ای
شاہزادہ برائے خدا میرے عوض عجائب کے پاس تشریف لیجائیے ورنہ مین اپنی چشمون مین ذلیل ہونگی شاہزادہ نے
فرمایا کہ مجھ پریشان روزگار کو عیش سے کیا کام دوسرے مین کب تک ایک کو چھوڑون دوسری کو پکڑون اور اس کشمکش
مین گرفتار رہون آخر بہزار دشواری شاہزادہ نے جب چاہا کہ اختلاط کرون تو اُس عورت نے دونون لاتین اس زور سے
مارین کہ شاہزادہ سعد الدین گر پڑا اور بیہوش ہوگیا

نکلنا شاہزادہ کشورکشا کا بتخانہ ہوش ربا سے اور داخل ہونا مقام مثال و شہر آئینہ داران مین

راویان اخبار شیرین بیان اس داستان حیرت نشان کو ساعت مین نکتہ سنجان ذوی ہوش و دقیقہ رسان ہمہ تن گوش
کے یون پہونچاتے ہین کہ جب شاہزادہ ہوش مین آیا اور بتخانہ ہوش ربا کا نشان نہ پایا اور اپنے کو ایک صحرا لق و دق
مین ایک پل پر کھڑا پایا اور وہ پل مثل پل صراط دیکھا کہ دونون طرف اُس پل کے نشیب ہو کہ جسکا کہین پتہ نہین اور غار
مین آگ کے شعلے ایسے اٹھتے ہین کہ فلک تک پہونچتے ہین اور تمام جہان کے سانپ اور بچھو وغیرہ جانوران موذی
اُس آگ مین جلتے ہین اور وہ پل اسقدر تنگ ہو کہ ایک پانون کے سوا دوسرے کی گنجایش نہین اور طرفہ تر یہ کی
بات ہو کہ شاہزادہ بیچ مین پل کے تھا کہ جسقدر آگے جانے مین وقت تھی اُسی قدر واپس آنے مین دقت تھی شاہزادہ نے
جب یہ تماشا دیکھا ایسا خوف غالب ہوا کہ آنکھین بند کر کے بیٹھ گیا اور بدن مثل بید کے کانپنے لگا اور کہا کہ خدا کا غضب
نازل ہوا شہپر جنے مجھے اس بلا مین مبتلا کیا الٰہی تیری پناہ مصرعہ گرفتار شیر زد بیچ و در دسر مبتلا یک اُس غار سے
صدائے عجیب و مہیب کان مین آئی شاہزادہ نے جب بغور غار مین دیکھا تو کیا دیکھا کہ کراث خان اور زرنگار خان اور
مشتن گندہ بغل اور حامض خان وغیرہ پہلوان و سردار جو بردسا سے اربعہ کے مقاربات مین اقبال شاہ کے ہاتھ سے
ہلاک ہوے تھے آتش سوزان مین جل رہے ہین اور ایسی فریاد و بکا کرتے ہین کہ آواز رونے کی آسمان تک جاتی ہی
شاہزادہ کو کمال تعجب ہوا آخر کار ایک شعلہ آتش سے جسم مبارک شاہزادہ کو بھی گزند پہونچی اور اُسکی حرارت سے
ایک عرق سیاہ از سر تا پا جاری ہوا اور اُس پاس و [illegible] [illegible] شاہزادہ کے پاس آکر

موجود ہوگیا اور اشارہ کیا کہ میری پشت پر سوار ہوجیے شاہزادہ فوراً پشت آہو پر سوار ہوا وہ ہرن چشم زدن میں پل کی حد سے باہر ہوگیا اور ایک صحرائے پر بہار میں پہونچا شاہزادہ پشت آہو سے اُترکے سجدۂ شکر پروردگار بجا لایا اور دل میں کہتا تھا کہ چند تا غیے ایسے نظر سے گذرے ہیں کہ تمام عمر یادرہینگے مگر تکلیف بھی ایسی اُٹھائی ہی کہ تادم مرگ نہ بھولیگی

بعد مردن ز جہان گر یاد کنم	از کہن دوستان بدرون آرم و فریاد کنم

لیکن خیر یہ بھی سب سہل ہی اگر ملال خاطر اس ماہ کامل کا برطرف ہوا لقصہ شکوہ و شکایت بیان کرتا ہوا طرف شہر روانہ ہوا قریب شام دورسے سواد شہر معلوم ہوا شاہزادہ دروازہ شہر پناہ پر پہونچا اور چونکہ خستہ ہوگیا تھا وہیں بیٹھ گیا ایک شخص باشندگان شہر سے شاہزادہ کے پاس آیا اور کہا اے شخص مجھے تیرے بشرے سے ثابت ہوتا ہی کہ تو غریب الوطن ہی آیا یہ میرا گمان سچ ہی شاہزادہ نے فرمایا سچ ہی پس اُسنے مصافحہ کیا اور کہا دہ یہ خدا بسم اللہ میرے غریب خانہ کو نور قدم سے منور کر شاہزادہ اُسکے ساتھ ہوا وہ مرد صالح اپنے مکان پر شاہزادہ کو لایا شاہزادہ نے مکان اُسکا نہایت صاف و آراستہ دیکھا جب شام ہوئی روشنی وغیرہ ہوئی مگر پیشانی اُس شخص کی ایسی روشن و جھلکتی تھی کہ مثل آئینہ کے اُسمین انسان کا منہ معلوم ہوتا تھا بلکہ اُس شہر کے باشندے سب ایسے ہی تھے یہی سبب تھا کہ اُس شہر کے انسانون کو تمام خلائق پر فضیلت دیتے تھے شاہزادہ نے نام شہر کا پوچھا اُسنے کہا اس مقام کو مقام مثال کہتے ہین اور اس شہر کو شہر آئینہ داران مشہور کرتے ہین اور دروازہ یہان کا مرفوع بلند مکان ہی شاہزادہ نے پوچھا والی شہر کون ہی اُسنے کہا جو شہر کرسی اور کل عجائبات کا والی ہی وہی یہان کا بھی حکمران ہی اور مین ملک مرفوع کے خزانہ کا رشید تحویلدار ہون شاہزادہ نے وہان جسکو دیکھا اُسکی پیشانی آئینہ سان منور تھی شاہزادہ متحیر تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ الغرض جب آدھی رات گذری اور کل دستر سے فارغ ہوئے ارشد نے تذکرہ کیا کہ پرسون خلائق شہر جلوہ گاہ خاص مین جمع ہونگی اگر آپکو بھی تماشا دیکھنا ہو تو میرے ساتھ تشریف لیچلیے گا شاہزادہ نے کہا اول بیان کرو کہ جلوہ گاہ خاص و عام کون مقام ہی اور اُسمین کیا ہوتا ہی ارشد نے کہا بیرون شہر سے تین فرسخ پر ایک میدان وسیع ہی اور اُسمین دو قطعہ مکان عالیشان بنے ہوے ہین اُنمین سے ایک مکان شیشہ کا ہی اُسمین تمام رئیس و شریف شہر جمع ہوتے ہین اور ایک ساعت آنکھین بند کرکے اس دعا کو پڑھتے ہین

سبحان الذی بدیع السموات سبحان اللہ خالق العجائبات سبحان اللہ من ابدع ہذا النقش والزینۃ سبحان من خلق ہذا الصورت العجیب۔ جب یہ دعا تمام ہوتی ہی آئینہ خانہ مین ہر ایک کو صورت بادشاہ کی نظر آتی ہی اور جو دیکھتا ہی وہ بیہوش ہو جاتا ہی جب ہوش آتا ہی تو پھر آئینہ مین شکل بادشاہ کی نہین دیکھتا ہی اور ایک ساعت کے بعد سب اپنے اپنے مکان کو چلے جاتے ہین پس یہ مکان جلوہ گاہ عام ہی اور ایک جلوہ گاہ خاص ہی اُسمین متعدد حجرے ہین اور ہر حجرے مین بقدر قد آدم ایک آئینہ نصب ہی اور دروازہ پر ملک شرف افروز بانوہ ہاتھ مین فرد لیے کرسی پر بیٹھی ہی جس شخص کا نام فرد مین ہوتا ہی اُسے آواز دیتی ہی وہ شخص جس در حجرے پر اپنا نام لکھا دیکھتا ہی پس اُسکے اندر داخل ہوتا ہی اور اُس

آئینہ مین صورت بادشاہ کی بالمشافہ دیکھتا ہی لیکن بوقت مشاہدہ جمال شاہ آنکھین خود بخود بند ہو جاتی ہین اور بجز ذکر الٰہی کے اور کوئی ذکر نہین ہوتا بعدہ ہر شخص کے کان مین آواز رخصت آتی ہی سب باہر نکلتے ہین غرض ایک ساعت سے زیادہ وہان حکم قیام نہین ہوتا اور اسی کو مرتبۂ خاص کہتے ہین اور جسنے عبادت اور بندگی بادشاہ زیادہ کی ہوگی اسے جلوہ گاہ خاص کی زیارت نصیب ہوگی اور جلوہ گاہ عام ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو منعقد ہوتا ہی اور جلوہ گاہ خاص مین ممتازان شہر سال شمسی کے جمعہ اوّل کو جمع ہوتے ہین اور قدرت خدا سے اس مرتبہ یہ اتفاق ہوا ہی کہ کل غرۂ رجب اور جمعہ اول نوروز کا دونون مطابق ہونگے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہی کہ علاوہ باریابان قدیم کے تین چار سو آدمی اُسکے دوست و عزیز وغیرہ کبھی زیارت شاہ سے بہرہ مند ہوتے ہین شاہزادہ نے کہا خوب ہی پھر ہم بھی ضرور چلینگے غرضکہ ارشد اپنے محل مین گیا مگر شاہزادہ کو اشتیاق دیدار ملکہ نوبہار گلشن افروز مین تمام رات نیند نہ آئی گھبرا کر آسمان کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا ؎

از دست تو دل کباب تا کے	جان در طلبت خراب تا کے

بس ہر دم یہی خیال شاہزادہ کو رہا کہ شہر کرسی و مقام حیرت کیطرح اس شہر کی بھی بادشاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ہو مدت کے بعد وہ صورت دلپذیر معشوقۂ بے نظیر آئینہ مین نظر آئیگی اور اس دل مضطر کی کچھ تو فی الجملہ تسکین ہو جائیگی الغرض تمام رات اسی بیقراری و اختر شماری مین گذری اور صبح کو ارشد تحویلدار کے ساتھ جلوہ گاہ کو روانہ ہوا واقعی جسکو دیکھا اُسکی پیشانی تجلی مثل آئینہ کے تھی جب خاص دروازہ پر جلوہ گاہ عام کے پہونچے شاہزادہ کو تمام در و دیوار قصر بلور صاف کے نظر آئے اور قصر ایسا وسیع کہ ہزار آدمی ایک وقت مین داخل ہون اور دیکھکر کشمکش ہو ارشد شاہزادہ کو مکان مین لیگیا وہان ایک میدان لق و دق تھا اور بیچ مین اُس میدان کے ایک محل عالیشان تھا آئین بقدر قد آدم چارون طرف آئینہ نصب تھے اور خلایق شہر آنکھین بند کیے وہی دعا پڑھ رہی تھی شاہزادہ بھی ارشد کے ساتھ دعا مین مشغول ہوا الا آنکھون کو بند نہ کیا بعد ایک لمحہ کے تمام خلایق کو جلوہ بادشاہ نظر آیا لیکن شاہزادہ محروم رہا گھبرا کر ارشد سے کہا ای برادر ہمکو کچھ نظر نہ آیا شاید تمنے میری تشفی خاطر کو وہ عبارت غلط بیان کی ارشد نے کہا حضور نے آنکھین نہ بند کی ہونگی بقول صائب ؎

در چشم بستہ ہین است تماشا سے پردہ کوان	این کور باطنان زتماشا چہ دیدہ اند

شاہزادہ نے پھر آنکھین بند کرکے دعا کو پڑھا اور بعد ختم کے آنکھین بند کیے دیکھا کہ آئینہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز چین بجبین بیٹھی ہی بعد ایک لمحہ کے وہ صورت دلپذیر آئینہ سے غائب ہوگئی شاہزادہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا بقول کسی شاعر کے ؎

ہنوز آن کینہ دیرینہ دارد	ہنوز از من بخاطر کینہ دارد	ہنوز ازدر اگرہ در ابرو ان ست	ہنوز ش چین پیشانی عیان ست

ارشد بجو بلند اختر شاہزادہ کا یہ حال دیکھ کے فوراً باہر آیا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور نے اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کرایا
ہوتا آپ نے وہان کیا ملاحظہ فرمایا کہ جو نصیب اعدا اس طرح حالت متغیر ہوگئی شاہزادہ نے فرمایا اے ارشد قصہ میرا
جگر سوز و دل دوز ہی مین مدت بادید سے اس صورت زیبا پر عاشق و فریفتہ ہون اور اسی کی جستجو و تلاش مین شہر بشہر
و صحرا بصحرا آوارہ و خاک بسر با حال مضطر پھر رہا ہون جہان دیکھا عجیب طرح سے دیکھا چنانچہ آج جو دیکھا معلوم ہوا
کہ تمھارے بادشاہ کی ہمصورت ہی ارشد نے کہا آپ درست فرماتے ہین لیکن آئینہ مین کیسی صورت دیکھی شاہزادہ
نے فرمایا کہ کیا آئینہ مین ایک صورت کسی طرح نظر آتی ہی ارشد نے کہا ہمارے بادشاہ کو یہ قدرت ہی کہ انسان کو
ہر صورت دکھائی دیتی ہی شاہزادہ نے پوچھا تم نے کس صورت سے دیکھا ارشد نے کہا مین نے ایک مرد کم سن سبز پوش
دیکھا شاہزادہ نے فرمایا مجھے بلباس سرخ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت نظر آئی بلکہ زیور بھی سرخ یاقوت کا تھا
آخر شاہزادہ نے اور لوگون سے پوچھا ہر ایک نے نئی طرح اور ہر رنگ کے لباس سے بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا
یہ دوسرا مرحلہ ہی خیر میرا جو شخص منظور نظر تھا اور جسکی صورت زیبا کا مین مشتاق تھا اُسکی شکل کو آئینہ مین دیکھ لیا بعد اُسکے
ارشد سے فرمایا اب جلوہ گاہ خاص کو چلو وہان بھی ایک نظر دیکھ لین ارشد نے کہا میری لیاقت جلوہ گاہ خاص
مین جانے کی نہین ہی کہ وہان عابد متقی و پرہیزگار جاتے ہین میرا منصب جہان کا تھا وہین لے آیا وہ بھی آپ کو مہمان عزیز
از جان سمجھ کے اور یہ عشق و عاشقی کا جو حال آپ بآواز بلند فرماتے ہین اسمین شبہ کیا دخل ہی وہ سامنے دروازہ
جلوہ گاہ خاص کا ہی بسم اللہ تشریف لیجائیے مین بھی تا دربارگاہ حضور کو پہونچا دونگا شاہزادہ نے فرمایا خیر اسی قدر
مہمانی تمھاری کافی ہی مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ۔ آخر الامر شاہزادہ اور ارشد در جلوہ گاہ خاص پر پہونچے
وہان دروازہ مین ایک مرد بزرگ باریش سفید کرسی پر غمگین و ملول سرنگون بیٹھا دیکھا شاہزادہ نے ارشد سے پوچھا
کہ یہ کون مرد بزرگ ہی ارشد نے کہا مرفوع بلند مکان وارد غہ شہر ہی اور ملکہ شرف افروز بانو کا نائب ہی شاہزادہ
نے فرمایا کچھ ملول و غمگین معلوم ہوتا ہی ارشد نے کہا اُسکو ایک غم سخت درپیش ہی اُسی کے عالم مین گرفتار رہتا ہی
شاہزادہ نے فرمایا وہ کیا غم ہی ارشد نے کہا اسکی ایک دختر ماہ پیکر رافعہ بلند پیشانی تھی اُسکا نکاح رافع
بن ارفع سے ہوا تھا اور ارفع شہر صورت پیشان کا دارو غہ ہی اور تا مدت مدید دونون زن و شوہر مین
اتفاق رہا کہ قابل بیان نہین جب رافع کو جنون ہو گیا اور مرفوع کو بھی اطلاع ہوئی مرفوع نے صحت و تندرستی
داماد کی دعا کی آخر بعد چند روز کے یہ ہوا کہ ایک روز صحرا مین رافع گیا اور وہان ایک چشمہ تھا اُسمین غسل کیا
پھر وہان سے خدا جانے کہان غائب ہو گیا پھر نہ نکلا اور طرفہ تر یہ تھا کہ پانی اُس چشمہ مین ایک قد آدم سے زیادہ نہ تھا
ہر چند ملازمون نے تمام پانی چھانا لیکن کہین پتہ نہ لگا مرفوع ہمہ دانا دعاوین اس حال کو پہونچا بلکہ زیادہ تر اُسکو یہ
افسوس ہی کہ مجھ سے کونسا ایسا گناہ ہوا کہ جو میری دعا نے برخلاف اثر کیا شاہزادہ کو جنون کر رافع اور ارفع سے

محبت کمال تھی اور اسکے قصے سے بھی واقف تھا یہ شعر اور زیادہ ترلاحق حال ہوگیا

چو از لبس شور لیلی در سرم است	آیا یزداں سے کہ در نگیم زیست

شاہزادہ خاموش ہورہا اور دروازہ پر جلوہ گاہ خاص کے تشریف لایا اور چاہتا تھا کہ اندر داخل ہو سکتا تھا کہ نگہبانان دروازہ مانع ہوئے اور کہا یہاں بے اجازت مالک مکان کے فرشتہ کی مجال نہیں جو آسکے تم کون ہو کہ بے اجازت اس جرأت کو کام فرماتے ہو شاید تم نے ہارون شاہ سے زیادہ عبادت کی ہو جو ایسے متکبر و مغرور ہوا ہاں ایک لمحہ توقف کرو کہ ہم ملکہ شرف افروز بانو سے اطلاع کریں وہ فرماوینگی اسم تمہارا و کیفیت حال تمہارا دریافت کرینگی تب تم جا نا شاہزادہ نے فرمایا میں نے صاحب جلوہ گاہ کی اسقدر بندگی کی ہے کہ دل تو در منزل میں میرے نقش ہوا ہے اسکے اور دوسرے نقش نہیں ہے در بانوں نے شاہزادہ کے حال سے مرفوع کو اطلاع کی مرفوع نے شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا اور بکمال عزت و توقیر اپنے پہلو میں بٹھایا بعد اسکے کہا حضور اپنے حال سے اس غلام کو آگاہ فرمائیں شاہزادہ نے با چشم پر آب فرمایا اے مرفوع

چہ می پرسی ز حال ناتوانے	اسیر ہجر جانان خستہ جانے	ز یک جلوہ کہ از صیاد دیدہ	بعمر یک خوشی ہرگز ندیدہ
بآن حالت مراحل طی نمودہ	بہر منزل بغم مقصد فزودہ	دل خود را تہی از غیر کردہ	ہمہ شب ہا سے عالم سیر کردہ
بزندان محبت ہا گرفتار	بجان درد محبت را خریدار	بہر جا یافت از جانان نشانے	رسانیدہ بجانِ خستہ جانے

بعد ازاں کچھ حال مرفوع سے اپنا اور بھی بیان کیا اس عرصہ میں ایک ملازم ملکہ شرف افروز بانو کا آیا مرفوع سے کہا ای دارو غہ صاحب آپسے ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ہے کہ جن صاحبوں کا نام مندرج طومار الابرار ہے انکو اندر آنے کی اجازت دیجیے مرفوع نے ملازم سے پوچھا کہ ملکہ شرف افروز بانو کہاں ہیں اسنے کہا دوسرے دروازہ پر قصر کے تشریف رکھتی ہیں مرفوع نے شاہزادہ سے کہا حضور ایک لمحہ یہیں توقف فرمائیں میں حاضر ہوتا ہوں شاہزادہ ناچار وہیں بیٹھا رہا اور مرفوع ملکہ شرف افروز بانو کے پاس گیا اور بعد ایک لمحہ کے وہی ملازم ایک کاغذ طول و طویل لایا اور اسنے نام اہل فرد کے لیے سو اسم امراز ادے اور عابدوں کے تھے وہ جلوہ گاہ میں داخل ہوئے شاہزادہ نے جب یہ دیکھا کہ سب جاتے ہیں اور میں یہیں رہا جاتا ہوں نہایت برہم ہوا اور ان جانے والوں سے کہا خبردار جبتک کہ ہم نہ جائینگے ہم ایک کو جانے نہ دینگے کیا خوب ہم تو یہیں رہیں اور تم چلے جاؤ یہ ہرگز نہ ہوگا اور ایسا کہکر غضب طاری ہوا کہ فاصلہ در بانوں نے کہا حضور توقف فرمائیں بے سمجھے نہ ہوں اور مرفوع سے کہا کہ وہ جوان کسی کو آنے نہیں دیتا سب کو روکے کھڑا ہے مرفوع نے شاہزادہ کو بلایا شاہزادہ تشریف لے گیا ملکہ شرف افروز بانو نے سروقد تعظیم کی اور کرسی فاصلہ پر حاضر کی اور آپ ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑی ہوئی اور عرض کیا ای عالی جناب فلک انتساب ہم جانتے ہیں شاید آپ عبادت و طاعت بادوان شاہ کی ازحد کی ہو جو ان اہل عبادت سے اس سلوک سے پیش آتے ہو شاہزادہ نے جواب یا اسکے

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

ندارم احتیاج مسجد و محراب در طاعت
بود کافی برائے سجدہ ام طاق ابروے

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا الحمد للہ والمنۃ کہ حضور بیابان وحشت سے سلامت نکلے جو شہر آئینہ داران میں پہونچے

شاہزادہ نے فرمایا ؎

منم محو جمال او نمیدانم کجا بودم
شدم غرق وصال او نمیدانم کجا بودم

خیر جو کچھ گذری بہتر گذری مگر ہنوز ردے مقصود نظر نہیں آتا اور ای شرف افروز بانو اس مرتبہ تو تمنے ہماری بڑی عزت و توقیر کی اور کرسی ہمکو دی اور خود مثل کنیزوں کے کھڑی ہوگئی بڑے حیرت کی بات ہی کہ دربانوں نے ہمکو جلوہ گاہ میں نہ جانے دیا ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ہم عزت تمھاری فقط بنظر غریب الوطنی اور مہمان سمجھکے کرتے ہیں اور ذلت و سزا کا آپکی بادشاہ کو اختیار ہی اور جیسی حرکت آپنے اہل ریاضت سے کی اگر کوئی اس ملک کا کرتا تو ہر جزو بدن اسکا در شہر پناہ پر لٹکا ہوا ہوتا یہ فقط لحاظ مہمانی کا ہی جو آپکو ہم کچھ نہیں کہ سکتے بلکہ برعکس اسکے آپ سے بتواضع پیش آتے ہیں خیر پہلے حال آپکا مرفوع سے دریافت کرکے پھر بادشاہ کی خدمت میں عرضی ارسال کرتی ہوں آپ تا حصول جواب عرضی مرفوع کے مہمان رہیں وہاں حضور کی بخوبی مہمانی ہوگی اور بعد حصول اجازت اول حضور جلوہ گاہ میں تشریف لیجائینگے بعد ازان اور لوگ جائینگے مرفوع حسب الحکم ملکہ شرف افروز بانو کے شاہزادہ کو اپنے مکان میں لایا اور بزم نشاط آراستہ کی اثنائے صحبت میں معشوقان رقاص و مطربان خوش آواز نے شاہزادہ کے سامنے یہ غزل گائی

غزل

مشکل توان رسید بناز و نیاز عشق
سازیست بس بزرگ درین پردہ ساز عشق

آسان چگونہ فہم توان کرد راز عشق
سوز و گداز شمع بشبہا معین است

ہر زخمہ اش زند بجگر زخم تازہ
یکدم زسینہ صاحب سوز و گداز عشق

الغرض دوسرے روز حضور سے بادشاہ کے ملکہ شرف افروز بانو کی عرضی کا جواب یہ آیا کہ جس حجرے کی پیشانی پر مہمان اپنا نام لکھا دیکھے اسمین داخل ہو جاوے ملکہ شرف افروز بانو نے شاہزادہ کو حکم بادشاہ سے اطلاع دی شاہزادہ نے اندر قصر کے جاکر سب حجروں پر بنظر غور دیکھا لیکن کہین نام اپنا نپایا الا ایک حجرے پر بیت لکھی تھی بیت

بیا کز لطف تو چشمم سرمہ سا اینجاست
ہر آنچہ می طلبیدی تو از خدا اینجاست

شاہزادہ قیاس سے سمجھ گیا کہ یہ شعر میرے ہی باب میں لکھا گیا اسی حجرے میں جانا چاہیے آخر شاہزادہ پردہ اٹھاکے داخل حجرہ ہوا دیکھا کہ ایک آئینہ قد آدم دیوار حجرے میں نصب ہی اور دو عورتین حسین و خوش جمال و خورشید مثال اُس آئینہ میں معلوم ہوتی ہین کہ کبھی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتی جاتی ہین لیکن آئینہ میں تو عکس انسان معلوم ہوتا ہی بخلاف اس آئینہ کے یہان خود آدمی معلوم ہوتا ہی اب جو شاہزادہ نے قریب سے آئینہ کے جاکر غور کیا

تو وہ ایک ملکہ نوبہار گلشن افروز اور دوسری ملکہ صبح دلکشا ہو لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے صبح دلکشا کو زبردستی
شاہزادہ کے سامنے کردیا اور ایک بارگی دونوں ہاتھ اسکی پشت پر لپیٹ لیے کر وہ اور آگے شاہزادہ کے نزدیک آئی اور خود
اشارے سے شاہزادہ کو اسکی طرف اس طرح بتایا کہ جیسے کوئی کسی کی چشم دید کو دکھاتا ہے اور کہا اے جوان تم جسکی جستجو تلاش
مین یہان آئے ہو وہ یہی ہے شاہزادہ کو عالم محویت نے گھیر لیا اور کہا بقول کسی شاعر کے ابیات

بسر چون نبردیم جالت نگاہ	ہمہ ہفتہ ہفتہ ہمہ ماہ ماہ زاری ادا خوانی زبان کام یافت	مبادا از این ظلم بر چشم من کہ شہر شناسے تو در کام یافت	برانند با شما سخن تو آید چون

بعد اسکے ایسا دوران سر ہوا کہ شاہزادہ بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ مین مرفوع کے مکان مین بیٹھا ہون
مرفوع سے پوچھا اے برادر مجھے یہان کون لایا مرفوع نے کہا خداوند نعمت آپکے بیہوش ہونے کے بعد شہزادی فیروز بانو کو

خبر ہوئی اور جلوہ گاہ بھی برخاست ہوا مجھے حکم دیا کہ تم مہمان کو اپنے یہان لیجاؤ اور جو خدمت فرماییے بجان و دل بجالاؤ مین تمکو اُسی عالم بیہوشی مین لے آیا اب آپ آرام فرمائین اور سب کو اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھین شاہزادہ نے فرمایا مجھے تمہاری اور خلایق کی اطاعت سے کچھ فائدہ نہین ہی ہان اگر یہ کرتے ہو سکے کہ ایک بار اور مجھے اپنے بادشاہ کے پاس پہونچا دو تو یہ خدمت کو تمہاری تمام دُنیا کی خاطر و مدارات سے زیادہ سمجھونگا مرفوع نے کہا پیر و مرشد بھلا یہ میری مجال ہی کہ مین آپکو جلوہ گاہ شاہ مین پہونچا دون لیکن نادرہ رازدار اور اُسکی ماں شرف افروز یا تو اگر چاہین تو البتہ ہو سکتا ہی شاہزادہ نے فرمایا نادرہ رازدار کے مکان کا نشان دو مرفوع نے کہا بخدا مین نہین جانتا ورنہ مین حضور کے ساتھ جاکر پہونچا آتا مگر اسقدر سُنتا ہی کہ مکان نادرہ رازدار مرغ اسرار کا محل نزول ہو گیا ہی شاہزادہ نے پوچھا نادرہ رازدار کے مکان مین کیونکر جاؤن مرفوع نے کہا جسطرح کہ آپنے اور طلسم کی سیر کی اسی طرح خود بخود کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ہوگی کہ آپ وہان جا پہونچینگے اور وہانسے تعلیم عیش طلسم بطلسمی مین بھی کہ جو ہمارے بادشاہ کا خاص دارالسلطنت ہی پہونچینگے حافظ

ما بداں منزل اعلیٰ نتوانیم رسید	ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

اس بات سے مرفوع کی شاہزادہ کو تسکین ہوئی بعد اسکے فرمایا ای مرفوع مین نے سُنا ہی کہ رافع نے ایک چشمہ مین غوطہ مارا اور پھر غائب ہو گیا یہ کیا ماجرا ہو مرفوع نے کہا غلام کو بھی یہی حیرت ہو شاید خدا نے اُسکی اجل اسی طرح مقرر کی ہو لیکن اس دلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ رافع زندہ ہی یعنی ایک روز مین رافع کے غم مین روتے روتے سو گیا تو عالم خواب مین ایک بزرگ نے فرمایا ای مرفوع جب تیرا ہمراز مرآت الغیب پیدا ہو تو پھر تو خود حال رافع اپنی آنکھ سے دیکھنا تجھے انکشاف ہو جائیگا شاہزادہ نے مرآت الغیب کا نام جو سُنا بغل مین دیکھا تو مثل دل کے آئینہ موجود تھا آخر مرآت الغیب سے رافع بن الرفیع کا حال پوچھا رافع نے کہا ای شہریار نامدار وہ حالت کہ جو حضور نے ملاحظہ فرمائی تھی وہ اس سبب سے تھی کہ فدوی اپنے ہوش مین نہ تھا اسی محویت مین بیہوشی غالب ہوتا جاتا تھا اور پاؤن میرے سُست و ضعیف ہو جاتے تھے اور بعد اسکے مفارقت مین بیقرار ہو جاتا تھا مین پہ مصرع تھا مصرع نے تاب وصل دارو نے طاقت جدائی بہ مجھ پر صادق آتا تھا جب مرفوع میرے شوہر نے درگاہ الٰہی مین میری صحت کی دعا کی خداوند کریم نے دعا اُسکی مستجاب کی جب مین نے غسل چشمہ مین کیا ہین پھر دخوط ماسنے کے موکل آتشی مجھے شفا خانہ شیفتگان مین لے گئے اور وہ شفا خانہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہی اور وہان ایک حکیم طیمیون حبشی نام بادشاہ کیطرف سے واسطے علاج بیمارون کے مقرر ہی اور اُسنے پہلے فصد لی بعد ازان آب برگ نرگس سے کہ اُسے مزیل الارواح کہتے ہین میرے تمام جسم کو دھویا اور پھر روز مرہ ہوتا ہی اب بفضل الٰہی سے رو بصحت ہون یقین ہی کہ بعد غسل صحت جو حکم بادشاہ کا میرے واسطے ہو تعمیل ہوگا حضور میری صحت کی خبر میرے والدین سے فرما دین اور مرفوع کو کہ وہ میرے غم مین نہایت پریشان ہین اُنکو سمجھا دیجیگا تاکہ میرے غم سے ہلاک نہون اور خدا نے چاہا تو مین بہت جلد خدمت عالی مین حاضر ہوتا ہون بعد اسکے رافع نظر سے غائب ہو گیا

شاہزادہ نے مرفوع کو صورت رافع کی آئینہ میں دکھادی اور جو کیفیت اُسنے بیان کی تھی وہ بھی سُنادی مرفوع
نے جب صورت داماد کی دیکھی اور حال سُنا شکر الٰہی بجالایا اور شاہزادہ کے تصدق ہوا اور ایک زرہ صد مثقالی اور
ایک نیمچہ دو پیکش عوض اس احسان کے شاہزادہ کی نذر کیا شاہزادہ نے پوچھا یہ زرہ کیسی ہے مرفوع نے کہا غلام کے
پاس یہ زرہ اور نیمچہ نہایت تحفہ اور نادر ہے حکماے پیشین نے ان دونوں کو واسطے حضرت آصف بن برخیا کے
تیار کیا تھا اور وزن اسکا سو مثقال ہے اسی وجہ سے نام اسکا زرہ صد مثقالی رکھا گیا دوسری صفت یہ ہے کہ کوئی حربہ آتشی و
خاکی پہننے والے پر اسکے اثر نہیں کرتا اور اسی طرح یہ نیمچہ دو پیکش ہے کہ یہ بھی اسی زرہ کے ساتھ بنایا گیا ہے کہ دیو یا غول رویین تن
وغیرہ اسکی ضرب سے ہرگز جان بر نہیں ہوسکتے حضور نے مجھے دیدار رافع سے مسرور فرمایا غلام نے یہ دو تحفہ کہ نادر واسطے زمانہ کے
تھے حضور کی نذر کیے شاہزادہ نے فرمایا یہ تمنے میری نذر کی اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ میرے بکار آمد ہونگے لیکن یہ بھی
ایک قاعدہ ہے کہ پہلے علاج حیات کرنا چاہیے کہ بے زندگی سب بیکار ہیں مثلاً اگر کوئی تمام دنیا کی دولت مجکو دیدیتا تو وہ بغیر
رافع کے خاک تھی اور اب معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے اور عنقریب آیا چاہتا ہے پس اب یہ سب تحفہ بیکار ہے اسی طرح میرا
دل بھی میرے اختیار میں نہیں ہے اور زندگی بے یار دشوار ہے اوّل اُس راحت جان و مایۂ حیات جاودان سے
وصل و صحبت ہونے کی تدبیر بتاؤ پھر امید زندگی ہو تو یہ سب چیزیں کام کی ہو جائینگی مرفوع نے کہا پہلے ہی حضور
میں گذارش کر چکا ہوں کہ میں اس امر خاص میں مجبور ہوں بلکہ تمام اہالیان طلسم حضور کو یہی جواب دینگے ہاں
ایک امر غلام کی خاطر میں آیا ہے کہ اگر میں ایک اسم متبرک کا ایک ہفتہ اس ترکیب سے ورد کروں تو خدا کی ذات
سے امید قوی ہے کہ ایک برس کا کام ایک ہفتہ میں ہوجاوے شاہزادہ اس مژدہ جانفزا سے نہایت خوش ہوا
اور فرمایا کہ وہ ترکیب اور اوراد کیا ہے مرفوع نے عرض کیا کہ ترکیب اسم خوانی یہ ہے کہ تین روزہ بلافصل رکھے اس طرح
کہ روزہ اوّل تین روز کا اور روزہ دوم چار روز کا اور روزہ سوم سات روز کا ہو اور افطار میں کھانا پینا کچھ
نہیں کھانا چاہیے یعنی تین روز کے روزہ میں افطار تین بادام ہیں اور چار روز کے روزہ میں چار بادام اور سات روز
کے روزہ میں سات بادام کھائے جاتے ہیں اور اسی طرح پانی بھی موافق انہیں باداموں کے پینا چاہیے جب اسم
بزرگ ختم ہوتا ہے تو سال بھر کا کام دو ہفتہ میں تمام ہوتا ہے اب میں حضور کے واسطے یہ عمل شروع کرتا ہوں شاہزادہ
نے فرمایا کہ تم کیوں یہ تکلیف شاقہ اُٹھاؤ مجھے بتادو کہ میں ایسے اوراد کا خوگر ہوں تمہی کو یہ تکلیف دوں مرفوع نے کہا
کہ ہمارے یہاں مہمان کو کسی طرح کی تکلیف نہیں دیتے کہ یہ امر طریقہ مہمانی کے خلاف ہے آپ راحت سے یہاں عیش
و عشرت بسر فرمائیں اور جب دل گھبرائے باغ کی سیر سے دل بہلائیے اور جس قدر یہاں کنیز و غلام حضور کی نذر ہیں
حاضر ہیں اپنے کام سے بعد ازاں مرفوع شاہزادہ کو اندر محلسرا کے لے گیا اور رافعہ بلند پیشانی دختر مرفوع
حاضر ہوئی اور اُسنے بھی اپنے شوہر کی خیریت سنکر شکر ادا کیا شاہزادہ نے رافعہ بلند پیشانی کو بھی اسکے شوہر

کی صورت مرأت الغیب مین دکھادی غرض ہمرفوع نے اقرار کیا کہ پنجشنبہ سے مین اسم پاک شروع کرونگا شاہزادہ نے پوچھا اے ہمرفوع یہ زرہ اور تیغچہ تمھارے پاس کسطرح سے آیا ہمرفوع نے کہا چونکہ یہ مال آصف بن برخیا کا ہے اور مین آصف کی اولاد مین ہون لہذا مجھکو میراث مین یہ تحفہ ملا تھا شاہزادہ تین روز محاسرا مین رہا ہمرفوع نے پنجشنبہ سے اسم شروع کیا شاہزادہ نے زرہ صد مثقالی زیب جسم کی اور تیغچہ دیوکش کمر مین لگایا اور تن تنہا برائے سیر روانہ ہوا اسی طرح سرگرم و لولہ عشق مین بیابان اور کوہستان مین آوارہ و سرگردان پھرتا تھا

راوی یہان شاہزادہ معزالدین کو سیر و تماشے مین مشغول رکھتا ہے اور حال اُن سات نفر دیوان ملعون کا بیان کرتا ہے جنکو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے واسطے امتحان شجاعت و جوانمردی شاہزادہ کے روانہ کیا تھا

غرض اُن دیوؤن مین سے ایک دیو سیلاب تھا اور چھ دیو اُسکے فرزند تھے اور پردہ قاف مین تعلقہ زمینداری رکھتے تھے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اُنکو فقط عدم ادائے مالگذاری اور سرکشی کی علت مین قید کیا تھا بلکہ اسی علت مین واجب القتل تھے القصہ اُس روز ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اُنکو بلاکر حکم دیا کہ مین تمکو واسطے امتحان ایک آدمزاد کے بھیجتی ہون کہ جو آدمزاد واجب التعظیم ہمارا ہے تم ایک ایک نفر اُس آدمزاد سے مقابلہ کرنا اگر وہ تمسے قوت مین کم ہو تو تم طرح دینا اور اگر کوئی تم مین سے اُسکے ہاتھ سے قتل ہو تو مضائقہ نہین کہ تم واجب القتل ہو لیکن اس امر کا لحاظ رکھنا کہ خبردار اُسکے جسم نازنین پر کوئی کسی طرح کا ہاتھ سے صدمہ نہ پہونچے ورنہ مین تمھاری کل قوم و برادری کو قتل کرونگی اور مین بعد اس امتحان کے تمکو آزاد کر دونگی بلکہ انعام کثیر دونگی وہ چھ [illegible] بسر و چشم قبول کرکے ایک طرف روانہ ہوئے اور ملکہ نے چند اشخاص خفیہ مخبر اُنکی نگہبانی [illegible] مقرر کیے کہ وہ ہر وقت ہر امر کی خبر دیتے رہین اور پوشیدہ شاہزادہ اور اُن دیوؤن کا تعاقب کرتے رہین اور شاہزادہ کو کوئی آسیب ان دیوؤن سے نہ پہونچے یہ اُسکی حفاظت کرین اب حال اُن دیوان مردود کا سنو کہ سرگروہ دیوان یعنی سیلاب [illegible] کو اس حال سے مفصل اطلاع تھی کہ یہ شاہزادہ [illegible] ضرور مہمات طلسم کی بالتفصیل سیر دیکھیگا اسواسطے بیابان وحشت مین بھی اُسکا گذر ہوگا اسی وجہ سے بیابان وحشت مین اُس پہاڑ پر ایک باغ و مکان بنایا اور ایک پریزاد کو کہین سے اپنی صحبت کے واسطے لے آیا تھا کہ اس اثنا مین شاہزادہ بھی بیابان وحشت مین پہونچا اور اُسنے زنگیون کو جان سے مارا جو کہ اسے [illegible] کے تابع ہوگئے تھے وہ زنگی قوم شیاطین سے تھے حسب الحکم طلسم کشاے عالیقدر نے اُنکو بیابان وحشت مین آباد کیا تھا بلکہ وہ [illegible] شیاطین سے تھے اور عقد و نکاح اُنکی قوم کا حسب [illegible] طلسمی [illegible] پر موافق گردش اُس ستارہ کے قدیم سے چلا آتا تھا کہ جو ستارہ بیابان وحشت کا تھا القصہ جب دیو سیلاب نے حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز

کے پہاڑ پر مکان بنایا اور اُن فقیرون کو حکم دیا کہ اگر تم تقریب نکاح مین اپنی ساعت مقرری سے زیادہ توقف کروگے
تمھاری عروس کو لیجاؤنگا اور جبتک عروس کے عوض کچھ قسم طعام سے ہمکو ندوگے عروس کو ہرگز نہ دونگا اور عصر
شاہزادہ سے اور سیلاب سے ملاقات ہوگئی اور شاہزادہ سے سیلاب بر سر مقابلہ ہوا تمام اجنہ تا نظر حفاظت
رہے کہ شاہزادہ مغلوب ہو تو ہم مدد کرین مگر شاہزادہ نے فقط اپنی شجاعت ذاتی سے سیلاب کو قتل کیا اجنہ نگہبان
بعد قتل ہونے سیلاب تندخو کے مع نیلاب اور باغلہ اور شاغلہ اور سمردیول اور اردیول سیلاب کے بچے ملکہ
کے پاس گئے اور تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فقط اسی امتحان پر اُن دیوؤن کو تصدق
مین شاہزادہ کے آزاد کیا اور جو کہ زر مالگذاری اُنکے ذمہ باقی تھا وہ بھی بعد توبہ کروانے رہزنی اور قزاقی سے
معاف کیا وہ دیو بچے اپنی مادر ملعونہ زاغانہ کے پاس آئے اور اُنھون نے اپنے باپ کے قتل ہونے کا حال بیان
کیا زاغانہ نے جب سُنا کہ ایک آدم زاد ضعیف الخلقت نے میرے شوہر سیلاب کو قتل کیا اور یہ دیو بچے
اُسکے تصدق مین آزاد کیے گئے اُسنے دونون ہاتھ اپنے سر پر مارے اور کہا اہا ہا دیکھو تو تم چلو بھر پانی مین
ڈوب مرو بڑے شرم کی بات ہے کہ تم سات تھے تاہم ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے ہاتھ سے باپ کو قتل
کروا دیا اور تمسے کچھ نہوسکا یہ ننگ ہمیشہ ہمارے واسطے رہیگا ہر ایک دیو کو جا کے خبر دیگا یہ بات مشہور ہوگی
کہ ایک آدم زاد حقیر نے سیلاب دیو کو قتل کیا اب تمکو لازم ہے کہ یا اُس آدم زاد کو بھی قتل کر دیا تمھی سیلاب
کے ساتھ تم بھی پہونچاؤ کہ ہر روز کی سوزش باطنی سے نجات پاؤن نیلاب اور باغلہ وغیرہ نے کہا اے مادر گرامی
دیوانی ہوئی ہے آدم زاد کا ہلاک کرنا ہمارے مقدور سے خارج ہے کیونکہ وہ معشوق شاہ وقت ہے اور اہل طلسم کا [illegible]
واجب التعظیم ہے جس مقام طلسم مین وہ جاتا ہے باشندے وہان کے خدمت و مدارات اسکی کرتے ہین زاغانہ نے
کہا کیا بکتا ہے جو اپنی حیات کو بہ نسبت پدر دوسرے کا کیا خوف کرے دوسرے مجھے بتا کہ ہلاکت اس حالت بیغیرتی کی
زندگانی سے بہتر ہے اور تم چھ نفر ہو اور دیو کے بچے ہو اور وہ ایک آدم زاد ہے وہ بھی ضعیف البنیہ اگر تم دوڑ کر اسپر اپنے
کو گرا دو تو بھی وہ دب کر مر جائے مقابلہ کیسا غرض اُس دیونی نے ایسی لعنت و ملامت کی کہ وہ ناچار ہو کر دوسرے
روز تلاش شاہزادہ مقام شمال مین اس کوہ پر پہونچے جہان شاہزادہ صید و شکار مین مصروف تھا انمین سے
سمردیول اور باغلہ دو دیو بچے شکار کو صحرا مین گئے باقی چارون بھائی پہاڑ پر ایک جا موجود رہے اور افشردۂ
انگوری زہر مار کرنے لگے ناگاہ شاہزادہ عالیجاہ اُن دیوؤن کے روبرو سے گذرا اُن حرام زادون نے
جب شاہزادہ کو دیکھا نہایت خوش ہوئے کہ اس وقت ہمارے باپ کا قاتل تنہا ملگیا پھر ایسا وقت نہ ملیگا
بہر حال اسکو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ طعن و تشنیع سے مادر کی نجات ہو علاوہ اسکے اس حال سے کسی پری یا جن کو خبر
نہوگی آخر یہ چارون دیو بچے اپنا اپنا حربہ لیکر ہا ہا کرتے غل مچاتے شاہزادہ کے قریب پہونچے اور یہ آواز مہیب للکا

کے کہا اے آدم زاد نابکار فساد تو نے ہمارے باپ کو بے گناہ قتل کیا اب تو ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکر ایک آرہ پشت نہنگ
سر پر شاہزادہ ذوالاقتدار کے مارا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دو جنات ایک طیران دوسرا سیران خفیہ نویس واسطے
دریافت حال شاہزادہ کے تعینات کیے تھے کہ وہ ہر وقت کیفیت حال شاہزادہ کی خدمت میں ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے عرض کیا کرتے تھے اور انھیں اپنے اظہار کا حکم نہ تھا پس جب انھوں نے یہ ہنگامہ و محاربہ دیکھا خود بخود دیوان ان کے
گوشہ میں تماشائے جنگ دیکھ رہے تھے اور وجہ پوشیدگی کی یہ تھی کہ پریزادوں کی نظر سے بوجہ جنسیت چھپ نہ سکتے
لہذا پوشیدہ ہوگئے تھے اور تاب مقابلہ بھی دیوؤں سے نہ رکھتے تھے آخر سیران نے طیران سے کہا تم نگران حال شاہزادہ
کے رہو اور ہم کسی کو واسطے امداد شاہزادہ کے لاتے ہیں طیران نے کہا اے برادر جلد جاؤ اور نہایت جلدی خبر لیا
سیران وہاں سے روانہ ہوا یہاں جو شیلاسپ نے آرہ پشت نہنگ مارا شاہزادہ نے درگاہ خدا میں بکمال عجز و زاری
دعا کی اور دل میں کہا کہ افسوس وصل جانان سے محروم رہے اور اجل آگئی اب ان دیو بچوں سے بچنا مشکل ہے مگر لو
زرہ صمصام قتالی کے آرہ پشت نہنگ نے شاہزادہ پر مطلق اثر نہ کیا اور شاہزادہ نے تیغ دیوکش غلاف سے نکالا
ایک ضرب شیلاسپ پر اس قوت سے لگائی کہ قتل کیا اور دو ٹکڑے برابر ہوگئے اور دریائے خون زمین پر جاری ہوا
ہردیول چھوٹے بھائی نے اسکے شور و غل مچایا اور کہا خبردار خون شیلاسپ کا بموجب وصیت مادر ملعونہ کے جاری
نہ ہونے پاوے یہ کہکر خود دوڑا اور لپٹ کے خون اپنے بڑے بھائی کا نوش جان کرنا شروع کیا بلکہ شاغلم و باغلم
دونوں بھائی خون نوشی میں شریک ہوگئے اور قیلاسپ وارشمشاد برہنہ ہاتھ میں لیکر شاہزادہ کے آگے آیا اور کہا اے
آدم زاد بدبخت یہ حربہ دیوکش تجھے کس نے دیا یہ کہکے وہی وارشمشاد شاہزادہ کے سر پر مارا شاہزادہ نے بچا لا کے
جستی نوک تیغ کی سینہ پر اس دیو کے ایسی ماری کہ پشت سے باہر نکل آئی اور خون کا فوارہ اسکے جسم ناپاک سے جاری
ہوا مجبور قتل ہوئے قیلاسپ کے شاغلم نے غوغا مچایا اور شاہزادہ کے مقابل ہوا شاہزادہ نے فوراً اسے بھی جہنم واصل
باغلم نے اردیول کی پشت گردن پر دونوں ہاتھ مارے اور کہا اے مادر بخطا و بیوقوف تو نے نصیحت مادری کو بھلا دیا ہمیں
مفت میں ہلاک کروایا اب خون پینا چھوڑ جلد آ کہ باہم ہو کر اس آدم زاد کو قتل کریں اردیول نے کہا جو ہو سو ہو لیکن
خون تو اپنے بھائی کا آدمی کے ہاتھ سے زمین پر جاری نہیں ہونے دونگا اردیول اُسی طرح خون بھائیوں کا کھاتا رہا اسی عرصہ
میں سردیول بن سیلاسپ جو پیچھے باغ کے آتا تھا عین معرکہ میں پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ چار دیو بچے آدم زاد کے
ہاتھ سے قتل ہو چکے اردیول سے کہا اے نالایق چار بھائیوں کا خون تو کروا چکا اور ہنوز خون کے کھانے سے باز نہیں آتا
اُسنے جواب دیا کہ اگر تمام جہان کا خون ہو جائیگا تو بھی میں اپنی ماں کی وصیت ترک نہیں کرنے کا بھائی کیسا ناچار سردیول
بھی شاہزادہ سے حرب میں مشغول ہوا لیکن دور سے حملہ کرتا تھا قریب نہ آتا تھا شاہزادہ بھی ہوشیاری تمام ضربات د
سے اپنے کو بچا رہا تھا جب تا دیر یہی معاملہ رہا اور سردیول کسی طرح قریب نزدیک نہ آیا شاہزادہ نے ایک جست کر

ران پر اُس دیو بچے کے ایک زخم لگا چونکہ ضرب کاری تھی سردیول تمام ہوگیا بعدہٗ شاہزادہ جب اُسکے مارنے کو
اُترا تو اردیول جھکا ہوا خون اپنے بھائی کا نوش کر رہا تھا پس دونوں پانوں اُسپر ایسے آئے کہ جیسے کوئی گھوڑے پر
سوار ہو جاتا ہے اردیول نے فوراً دونوں پانوں شاہزادہ کے پکڑ لیے اور جانب آسمان اُڑا طیران یہ تماشا
دیکھ رہا تھا پس ہائے کرکے وہ بھی ساتھی پیچھے پیچھے اردیول کے روانہ ہوا مگر بخوف نزدیک نہ جاتا تھا کہ مبادا
شاہزادہ کو یہ مردود کسی ایسی جگہ پر پھینک دیوے کہ شاہزادہ ہلاک ہو جائے قصہ کوتاہ جب اردیول اونچا
ہوا پر پہونچا اور شاہزادہ سے کہا اے آدم زاد تو نے میرے باپ اور پانچ بھائیوں کو قتل کیا اور میں نے بھی خون
اپنے بھائیوں کا زمین پر گرنے نہیں دیا لیکن سردیول کا خون زمین پر چھوڑ کر آیا ہوں اب میں تجھے پردۂ دنیا پر تیری
قوم کے سامنے لیجا کر ذبح کرونگا اور گوشت دیو ست تیرا چکھ و تمام کھاؤنگا یہاں سیران پریزاد افتاں و خیزاں پہلے
مرفوع کے پاس آیا اور اُسنے مرفوع کو شاہزادہ کے حال سے اطلاع دی مرفوع چلہ خانہ سے بحال خراب باہر نکلا
اور چند ملازموں کے ساتھ پہاڑ پر پہونچا موقع واردات پر پانچ لاشیں دیوان کشتہ کی دیکھیں اور شاہزادہ کا نشان نہ ملا
قیاس یہ سمجھا کہ کوئی دیو اسمین کا بچا ہوا شاہزادہ کو یہاں سے لیگیا تھا اسیران پریزاد کو اُٹھا کے تلاش میں چند ملازم
پریزاد شرف افروز بانو کے راہ میں بھگئے کہ سردار اُنکا عامر پری تھا سیران نے عامر پری کو بھی اس حال سے خبر دی
عامر پریزاد اُسی وقت پہاڑ پر پہونچا وہاں دیکھا کہ مرفوع بحال خراب نالہ و زاری کر رہا ہے اور پانچ لاشیں دیوان مقتول
کی پڑی ہیں عامر پری نے سیران سے پوچھا کہ ان دیووں کو کس نے قتل کیا ہے سیران نے کہا یہ شاہزادہ کے مقتول
ہیں اور چھٹا دیو شاہزادہ کو یہاں سے کسی طرف لیگیا عامر پری نے زور بازوے نصرت قرین پر شاہزادہ کی تعریف و توصیف
کی بعد ازاں تلاش میں شاہزادہ کے سیران کے ہمراہ ایک طرف روانہ ہوا جب یہ قریب دریاے محیط کے پہونچے دیکھا کہ
اردیول دیو شاہزادہ کو گردن پر سوار کیے ہوئے لیے جاتا ہے ناگاہ اردیول نے بھی ان پریزادوں کو دیکھ لیا اور خوف
سے قوت پرواز اُسکی زائل ہوگئی آخر اوج ہوا سے زمین کی طرف متوجہ ہوا شاہزادہ بر وقت نزول باہوا تین گردن سے
اردیول کی جدا ہو کر دریا میں گرا خدا کی قدرت سے ایک مچھلی مردہ بہت بڑی طویل و عریض مثل کشتی کے سطح آب پر تھپیڑے
کھاتی ہوئی دریا میں چلی جاتی تھی شاہزادہ پشت پر اُس مچھلی کے گرا اور جسم نازنین کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا بعد اسکے
دیکھا کوئی غیب سے آکر اُس دیو کو پابند کر کے کسی سمت لے کر غائب ہوگیا شاہزادہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا دیکھیے
مچھلی اب ہمکو کہاں پہونچاتی ہے ایک مرکب زندہ تو یہاں لایا اب یہ مرکب مردہ دیکھیے کس طرف روان ہوا اب جو دیکھا یانو مچھلی
بموجب ہوا کے جاتی تھی اب یہ برعکس ہوا کے چلنے لگی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا مچھلی بطور کشتی کے جاتی ہے اور طرفہ تر یہ
دیکھا کہ تمام سامان کھانے کا بھی موجود ہے شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا اور کہا سبحان اللہ مصرع
رزق را روزی رسان پر میدہد · یہ قدرت اُسی قادر حقیقی میں ہے کہ جس جگہ وہ چاہے وہاں رزق بندہ کو پہونچا دے

الغرض تھوڑا شاہزادہ نے نوش فرمایا اور ایک ہفتہ تک اُس دریا مین سرگردان رہا اور ہر قسم کے جانوران دریائی دیکھنے مین آئے کہ اگر انکو بہ تفصیل لکھون تو طول ہو لہذا موقوف رکھا +

داخل ہونا شاہزادہ نامدار کا شہر حشمت نگار مین بروز موجودات اور دیکھنا اپنے دلبر قمر پیکر و مہر انور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو

واقفانے کہ در سخن فرد اند	شرح این داستان چنین لروند

کہ آٹھوین روز وہ ماہی مردہ کنارہ پر دریاے ناپیدا کنار کے پہونچی شاہزادہ مچھلی کی پشت پر سے اُترکے ایک طرف کو روانہ ہوا بعد چند قدم کے دور سے سواد شہر نظر آیا جب قریب پہونچے تو ایک تماشاے حیرت افزا دیکھا کہ ہوش جاتے رہے

چہ دید دید کہ دریاے قصر سلطانی	چمن چمن ہمہ جا نرگس ست گل کردہ
بقصر چون نظر افگند شاہزادہ بدید	ہزار نرگس دیگر شگفتہ در پردہ

راوی کہتا ہی کہ بیرون شہر ایک محل عالی شان تھا کہ دہنے بائین اُسکے ایک تختہ نرگس شہلا نہایت پربہار و فرحت آثار تھا کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا مہک رہا تھا اور ہنوز شعاع آفتاب عالمتاب اُس تختہ نرگس تک پہونچی تھی کہ شاہزادہ زیر قصر پہونچا چونکہ کئی دن سے تکلیف اُٹھائی تھی اب کہ ایسی جاے پربہار و خوشبو دار مین پہونچا دماغ معطر ہوگیا شاہزادہ وہان بیٹھ گیا اور اُن گلہاے نرگسی کا تماشا دیکھنے لگا اور شعر پڑھا

اگر فردوس بر روے زمین است	ہمین ست و ہمین ست و ہمین است

الغرض جب شمیم عنبر بیز اُس گوہر دریاے لطافت کی دماغ مین پہونچی اور یاد کاکل مشکین جانان کا خیال آیا اور اُن چشمان نرگسی سرمہ آلود کا تصور ہوا بس ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بے اختیار آبدیدہ ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگا

قرار پاتی نہین جان زار بن تیرے	ستا رہا ہی دل بیقرار بن تیرے
سر ورکشتۂ محبوب خاک سیر کرے	بسر جو کرتا ہی بلبل و نہار بن تیرے

پس یہ شعر پڑھکے اُس تختہ نرگس کی طرف سے منھ پھیر لیا بعد ایک لحظہ کے کیا دیکھتا ہی کہ صدہا چوبدار و عصا بردار عصاے نقرہ و طلائی ہاتھ مین لیے ہوے راست و چپ محل کے صف بستہ کھڑے ہین بلکہ تمام تجمل و جلوس شاہانہ موجود ہی پس یہ دیکھکے شاہزادہ کو ایک طرح کا خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا مالک باغ مانع سیر ہو پھر یہ دل مین کہا کہ ہم کسی کا نقصان تو کرتے نہین ہین کیا ڈر ہی بیٹھے رہو سیر دیکھکے جائینگے جو ہو سو ہو بعد اسکے جب عمارت اُسکی دیکھی اور نقش و نگار اُسکے دیکھے کہا سبحان اللہ ایسا قصر لاجورد ابناے روزگار مین کبھی کسی کی نظر سے نہ گذرا ہوگا اور اُس محل کے ایک غرفہ مین پردہ زرنگاری پر زر و مرصع کا پڑا ہوا تھا اور آگے اُسکے ایک شامیانہ مخمل

تھی الغرض اسطرح کے خیالات دل مین کرتا ہوا بازار مین پہونچا وہان ایک مرد مجید نام کی معرفت مکان کرایہ کو لیا جب
پوشاک اوتاری تو خیال آیا کہ جب شہر فوعیہ مین لباس تبدیل کیا تھا تو جیب مین کچھ اشرفیان پڑی رہگئی تھین وہ
نکلین شاہزادہ نے مجید کے اقربا سے ایک شخص کو واسطے خدمت کے نوکر رکھا اور ہر روز سیر و تماشے کو شہر کے جاتا تھا
جب وضع و طریقہ شہر سے آگاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ خلقت اس شہر کی خدا پرست تو ہی لیکن مسافر پروری کی رسم انمین
نہین ہی بلکہ ایک نوع کا انمین بھی تکلف کرتے ہین شاہزادہ نے بھی اپنے اظہار حسب و نسب مین تامل کیا
اور نام اپنا مرزا دہم مشہور کیا آخر ایک روز مجید سے نام شہر کا پوچھا اور کہا بادشاہ یہان کا کون ہی اور مذہب
اسکا کیا ہی مجید نے کہا جناب عالی نام اس مقام کا مقام تجمل ہی اور شہر کو حشمت نگار کہتے ہین اور بادشاہ
یہان کا سلطان والا مقام سپہر احتشام ہی اور دین و آئین یہان کا خدا پرستی ہی شاہزادہ نے خیال کیا کہ نام
ان شہرون کے آئینہ دار اور مقام مثال تھے اور اسکا نام مقام تجمل ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان کی بھی
حاکم مالک نوبہار گلشن افروز ہی ہوگی مگر بوجہ بہمی طبع کے اس شہر مین ہماری دعوت کا حکم نہین یا خبر
دنیا جائیگا لیکن مشکل ہی کہ بعد صرف ہونے ان سب اشرفیون کے پھر کیا کیا جائیگا یہ البتہ ایک محل تردد ہی پھر
مجید سے پوچھا کہ شہر رافعہ و شہر فوعیہ اسی بادشاہ کی دار الحکومت مین ہین مجید بولا اے اعلا ہم نے ان شہرون کا نام بھی نہین سنا
ہان اتنا جانتا ہون کہ ہمارے بادشاہ کا لشکر و فوج بے قیاس ہی اور ہمارا بادشاہ نقابدار ہی ہمنے آجتک جمال باکمال بادشاہ کی زیارت
نہین کی اور ایک یہ بھی ہمارے شہر مین قاعدہ ہی کہ ہر سال ایک مرتبہ لشکر کا جائزہ اسطرح ہوتا ہی کہ زیر محل شاہی میدان مین
سپاہ جمع ہوتی ہی اور وہ غرفہ جسپر کہ پردۂ زرنگاری پڑا ہی اس غرفہ کا پردہ خواجہ سرا اٹھائے رہتا ہی اور بادشاہ سپاہ کو
ملاحظہ فرماتا ہی اور تمام خلائق شہر و لشکر وغیرہ نقابداری مین بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہین شاہزادہ نے فرمایا
ہمارے شہر کا سا تمہارا بادشاہ صورت ہی مرد نہین ہی اگر مرد ہوتا تو ہر وقت نقابدار نہ رہتا کبھی تو بے نقاب کوئی اسکو دیکھتا
مجید نے کہا ظاہر تو تمام لباس مردانہ ہی آیندہ خدا جانے دوم یہ کہ ہم اس راز سربستہ کے اظہار سے ممنوع کیے گئے ہین
شاہزادہ نے پوچھا وہ روز جائزہ سپاہ کب ہوگا مجید نے کہا پندرہ روز باقی ہین شاہزادہ نے پوچھا سپاہ وغیرہ
کس جگہ جمع ہوتی ہی مجید نے کہا وہ محل جو کنارہ دریا کے ہی اسی محل مین بادشاہ جلوس فرماتا ہی اور صدہا کشتیان اطراف
و جوانب سے آکر جمع ہو جاتی ہین اور انھین کشتیون سے فوج اوتر کر کنارے دریا کے جمع ہوکر مجرہ و سلام کرتی ہی اور اپنے
اپنے ملک کو روانہ ہو جاتی ہی لیکن یہ نہین معلوم کہ وہ فوج کہان جاتی ہی اور کہان سے آتی ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہان
یہ تماشا تو ضرور دیکھنے کے لائق ہی القصہ شاہزادہ نے بہ ارادہ شہر کی اس خیال سے دعوت کرنا شروع کی کہ جب مین
مفلس ہو جاونگا تو یہ میری تواضع کرینگے آخر چند روز مین شاہزادہ کے پاس ایک حبہ باقی نہ رہا اور شہر مین سے کسی نے
بات تک نہ پوچھی ایک روز شاہزادہ اسی فکر مین متردد بیٹھا تھا کہ مجید آیا شاہزادہ نے پوچھا اے مجید اب جائزہ

لشکر مین کسقدر عرصہ باقی ہی نجیب نے کہا پیر و مرشد تین روز اور باقی ہین شاہزادہ نے کہا اس روز کوئی اہل شہر غرفہ کے نزدیک بھی جانے پاتا ہی نجیب نے کہا اس شہر مین ایک درویش شاہ آدم نام ہی اسکا فرزند شاہ جمال روز جائزہ اُس غرفہ کے سامنے جو صفہ واقع ہی اُسپر سرنگون آنکھین بند کیے کھڑا ہو کے بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہ کی بیان کرتا ہی اور زر کثیر سرکار شاہی سے عوض مین ثنا خوانی کے پاتا ہی لیکن اسوقت کوئی بخوف جان نظر اوپر نہین کر سکتا شاہزادہ نے یہ سنکے زرہ صد مثقالی اور نیمچہ دلکش و آئینہ مرآت الغیب رکھ لیا اور تمام مال و اسباب جو بیابان خریدا تھا وہ سب راہ خدا مین فقرا کو دیدیا عصر کے وقت شاہزادہ کی ملاقات کو شاہ آدم آئے اور بعد ملاقات کے کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ آپ نے ترک لباس کیا ہی چنانچہ مین اسی واسطے آیا ہون کہ آپ کے اوضاع و طریقہ کو بچشم خود دیکھ کے موافق رسم اس شہر کے تمہین بھی مریدون مین اپنے داخل کرون شاہزادہ نے فرمایا کہ اول رسم شہر بیان کرو کیا ہی شاہ آدم نے کہا کہ یہان یہ رسم ہی کہ جو تازہ فقیر ہوتا ہی اسکو مین اپنا مرید کرتا ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ مین ایک شرط سے مرید ہوتا ہون کہ تم مجھکو اپنے بیٹے کی جگہ بروز جائزہ لشکر اُس صفہ پر بادشاہ کے روبرو استادہ کرو شاہ آدم نے کہا یہ بات ممکن ہی تمکو ثنا خوانی شاہ کی کرنی ہوگی شاہزادہ نے فرمایا مین تمھارے بیٹے سے زیادہ ثنا خوانی مین قدرت رکھتا ہون شاہ آدم نے کہا بہتر ہی لیکن اگر بادشاہ نے شاہ جمال کو نہ دیکھا اور آپ کا استفسار حال کیا تو پھر کیا جواب دیجیگا شاہزادہ نے فرمایا جو جواب دونگا تم بھی سُن لینا شاہ آدم نے کہا قبول و منظور ہی آپ میرے ساتھ تکیہ مین چلیے شاہزادہ شاہ آدم کے ہمراہ تکیہ مین تشریف لایا شاہ آدم سے بیعت کی شاہ آدم نے نہایت عزت و حرمت سے شاہزادہ کی تواضع و مدارات کی ہرچند کہ بعض مریدان شاہ آدم کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا لیکن بخوف مرشد دم نہ مار سکے جب شاہ جمال شاہ آدم کے فرزند نے سُنا کہ ابکی مرتبہ ایک مرید تازہ اُسکی جگہ بادشاہ کے آگے صفہ پر کھڑا ہو کر ثنا خوانی بادشاہ کی کریگا تو اُسنے شاہزادہ سے امتحانًا طریقہ درویشی مین دلیل کی شاہزادہ نے بدلائل جوابات دیکر شاہ جمال کو معقول کیا شاہ آدم نے فرزند کو لعنت و ملامت کی اور کہا ای احمق دراصل لیکن تو رازو اسرار سے آگاہ نہین ہی یہ دلیلین تیری سب بیجا و بیکار ہین قصہ کوتاہ دو روز شاہزادہ تکیہ مین شاہ آدم کے پاس مہمان رہا تیسرے روز صبح کو شاہ آدم نے کہا ای بابا ادہم شاہ بسم اللہ میرے ساتھ چلو شاہزادہ بعد ادائے فریضہ سحری شاہ آدم کے ہمراہ روانہ ہوا شاہ آدم نے شاہزادہ کو زیر غرفہ لاکر جہان وہ تختہ نرگس زار کا تھا اُسی صفہ پر کھڑا کر دیا اور یہ فہمایش کی کہ جسوقت آواز زنگ کی پردہ سے تمہارے کان مین آوے بلا تکلف دعا و ثنا بادشاہ کی شروع کر دینا اب جو شاہزادہ نے وہ تختہ نرگس دیکھا حال گذشتہ یاد آیا شاہ آدم سے اپنی تمام کیفیت بیان کی درویش نے کہا ای بابا یہ اسرار اللہ ہین ہمکو ان امورات مین کیا دخل لیکن جو مین نے کہا ہی اسکا تم خیال ضرور رکھنا خبردار ثنا خوانی مین توقف نکرنا ورنہ عوض انعام کے سزا سے بچ نسکیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہو گیا شاہزادہ نے فرمایا ای بابا دی طریقت

اب تجسے کہان ملاقات ہوگی شاہ آدم نے کہا کہ فقیر کی جا تکیہ ہوتا ہی شاہزادہ خاموش اُس صفہ پہ بیٹھ گیا اس عرصہ مین آفتاب بھی بلند ہوا اور لشکر وسپاہ مثل مور وملخ کے ہر چہار طرف سے آکر جمع ہونی شروع ہوئی اور ہاتھی اور گھوڑے شتر سوار وغیرہ مع سامان وجلوس شاہانہ اسقدر جمع ہوگئے کہ جسکا حصر وحساب نہین ہوسکتا شاہزادہ ابھی یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ صداے زنگ پردہ سے کان مین آئی شاہزادہ بجرد سُننے آواز کے مودب کھڑا ہوگیا اور باواز بلند یہ اشعار پڑھنے لگا

بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی
کرم کردی الٰہی زندہ باشی
بملک دلبری پایندہ باشی
ستم چندان مکن بر من کہ فردا
بتیغ غمزہ کشتی عاشقان را
میان عاشقان شرمندہ باشی

ناگاہ دوسرا دروازہ کھلا اور ایک خواجہ سرا لباس فاخرہ ایک عصاے طلا مرصع نگار ہاتھ مین لیے ہوے برآمد ہوا اور اُسنے باواز بلند کہا اے جوان بادشاہ نے فرمایا ہی کہ یہ فقیر شاہ آدم کا فرزند نہین ہی یہ تازہ وارد ہی اسکی جگہ کون ہی اُس دریافت کرو کہ یہ اپنی کیفیت بیان کرے کہ کہان سے آیا ہی شاہزادہ نے کہا اے نواب ناظر میری طرف سے بادشاہ کی خدمت مین بعد سلام شوق کہو کہ اے بادشاہ فرخندہ بخت یہ خاکسار گرفتار ا علام دلفگار شہر محبت آباد سے آیا ہی خواجہ یہ جواب سُنکے روانہ ہوگیا اور بعد ایک لحظہ کے پھر آیا اور پوچھا کہ آپ کس راہ سے آئے ہین شاہزادہ نے فرمایا بیابان مشقت وصحراے پُرآفت کی راہ سے خواجہ سرانے پوچھا تمھارے شہر مین کیا پیشہ کرتے ہین اور کیا کام ہوتا ہی شاہزادہ نے فرمایا نقد دل دے کے سوداے درد مول لیتے ہین خواجہ سرانے کہا اے فقیر بادشاہ نے تیرا نام پوچھا ہی شاہزادہ نے کہا اصل نام میرا شگفتہ ہی لیکن اس شہر مین مجھے لوگ ادہم کہتے ہین ناظر نے پوچھا یہان آپ نے کس وجہ سے تکلیف فرمائی شاہزادہ نے فرمایا ہمنے سُنا تھا کہ بادشاہ تمھارا ایسا صاحب قدرت وحشمت ہی کہ کوئی سلاطین روزگار سے اُسکا ہمسر نہین لیکن اپنے مال کی زکاۃ نہین دیتا پس مین مستحق زکوۃ ہوکر بطلب زکوۃ آیا ہون کہ سوا میرے کوئی زکوۃ پا نہین سکتا خواجہ سرا یہ سُنکر روانہ ہوا اور بعد ایک لمحہ کے پھر آیا اور اُسنے کہا کہ اے فقیر بادشاہ نے فرمایا ہی کہ مال کثیر کی زکوۃ بھی کثیر ہونی چاہیے پس اُس بار گران کا متحمل ہونا بھی شرط ہی شاہزادہ نے فرمایا ایسی زکوۃ کی جا میرے سر وچشم پر ہی خواجہ سرانے کہا خیر اب یہ تقریر لاطایل ہی اسے موقوف کیجیے اور کوئی شے بادشاہ کی جناب سے طلب کیجیے شاہزادہ نے فرمایا ایسا نہو کہین کوئی شے بادشاہ سے مانگون اور وہ نہ عنایت ہو خواجہ سرانے کہا کہ یہ گمان محض غلط ہی کوئی ایسی شے دنیا مین ہی کہ بادشاہ کے امکان مین نہین اے جوان درویش مجھے قسم ہی بادشاہ کے سر نازنین کی کہ اگر بادشاہ تمھارے سوال مین مضایقہ فرمائیگا مین بزور دلوادونگا شاہزادہ نے فرمایا اے خواجہ سرا تمنے اب اپنے بادشاہ کے سر مبارک کی قسم کھائی ہی تو پہلے میری طرف سے ہاتھ باندھ کے بادشاہ کی خدمت مین یہ عرض کرو ملا ظہوری ؎

کہ دیگر مکن بر نگاہت جفا
بزنجیر تیرش مصر ساسے پا
دل تیرہ ام را صفائی بدہ
اگر صاف جیفست لالی بدہ

ہمہ کہنا کہ اپنے جمال بے زوال سے مجھے محروم نہ کیجیے بس اور کسی چیز کا خواستگار نہین مصرعہ در دمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

خواجہ سرا نے جب یہ جملہ سنا منفعل بیحد ہو گیا لیکن کیا چارہ تھا کہ زبانی حقوق خدمت نے پھر دستے پر عہد واثق کر لیا تھا
تا دیر سر گریبان تفکر مین ڈالے سرنگون بیٹھا رہا آخر دل مین کہا کہ ان پہ تقدیر جو ہو سو ہو یہ کہکے حضور مین بادشاہ کے حاضر
ہوا اور حال من وعن شاہزادہ کا عرض کیا اور شاہزادہ دل مین کہتا تھا دیکھئے کیا جواب آتا ہے بعد ایک لمحہ کے خواجہ
پھر آیا اور کہا ای شیفتہ و عریضہ ادہم آپکے سوال کا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا یہ تو ہمنے پہلے ہی
گذارش کیا تھا لیکن آپنے اصرار کیا بلکہ بادشاہ کے سر کی قسم کھائی اب آپکو بہر نہج اس اپنے قول کا وفا کرنا ضرور
ہی بلکہ واجب خواجہ سرا نے کہا مجھے نہ معلوم تھا کہ ایسی سخت فرمایش جو میری قدرت و اختیار سے باہر ہے آپ کرینگے ورنہ
ہرگز مین اقرار نکرتا مین سمجھا ہوتا کہ آپ خواہش دولت و حشمت رکھتے ہین اور یہان دولت و حشمت کی کمی نہین ہی
جسطرح ہوگا بادشاہ سے دلا دونگا بلکہ اب بھی اگر تمام دنیا کی دولت اور حکومت تمکو درکار ہو تو مین دلا سکتا ہون اور
آپ خود بنظر انصاف فرمائیے کہ وہ بادشاہ عالیجاہ اور مین ایک غلام ادنی پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین بادشاہ پر تمھارے
مطلب کے واسطے جبر کرون اور مطلب بھی ایسا سخت کہ جسکا ادا ہونا کسی صورت سے ممکن ہی نہین شاہزادہ نے فرمایا اب
عذر آپکا بیجا ہی اس عذر کا آپکو اول ہی خیال لازم تھا بقول اس مثل کے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد
دوسرے میرا سوال چندان سخت و دشوار نہین ہی اگر تمھارے بادشاہ مین میری روائے حاجت کی قدرت نہو تو مین بھی اپنے
سوال سے باز ہونگا ورنہ میرا ہاتھ ہی اور تمھارا دامن جہان آپ جائیگا وہان یہ دادخواہ بھی ہمراہ رکاب ہوگا خواجہ عنبر
کو اسوقت کوئی صورت بری الذمہ ہونے کی معلوم نہوئی آخر ناچار و مجبور شاہزادہ سے کہا ای فقیر اب تم میرے
غریب خانہ مین تشریف لانا جو کچھ کہ مجھ سے تمھارے اجراے کار کی تدبیر ہوگی کرونگا اور جہان تک کوشش بدیر
ہوگی بجان و دل اسمین کسی طرح کا قصور نکرونگا بہر نوع خاطر جمع رکھو کہ جلدی مین کام بنا بگڑتا ہے

بنوش جام می و چہرہ ارغوانی کن	بہار آمدہ سامان شادمانی کن

یہ کہکے خواجہ عنبر پردے کے اندر داخل ہوا اور شاہزادہ سیر افواج شاہی مین مشغول ہوا لیکن لشکر اول سے
اور زیادہ تر لشکر باکر و فر کشتیون مین سوار کنارہ دریا کے آگیا انہین نصف علم لشکر صندلی تھے اور نصف سرخ اور ہر علم
ہزار سوار کا نشان تھا اور جب وہ لشکر کشتیون سے کنارہ پر آیا تین شخص تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھے آگے آگے
لشکر کے جلوہ گاہ مین پہونچکر نہایت مودب آداب بجا لائے جب شاہزادہ نے بغور ملاحظہ فرمایا اور دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ ایک بہرام سبز پوش اور دوسرا قاضی الملک باپ شرف افزا کا جو طلسم مشتری مین سات سوال
بہرام سے گئے تھے جسکا اول بیان ہو چکا ہی انھون نے شاہزادہ کو بھی سلام کیا اور دور ہی سے مزاج پرسی کی شاہزادہ
نے بعد جواب سلام اشارہ سے حال پوچھا کہ کسطرح یہان آئے انھون نے کہا کہ ہم کو اسوقت مجال سخن نہین ہی شاہزادہ
نے تیسرے شخص کو پوچھا کہ یہ کون ہی بہرام نے کہا کہ یہ غلام ہے کہ پدر بزرگوار مین القصہ جب بہرام وغیرہ روانہ ہو گئے تو

اور کشتیان کنارہ پر دریا کے آئین کہ اُنکے علم منقشی تھے اور اُنکے علم کے پرچم پر کچھ زرین تحریر تابندہ تھی اور چار سرداران لشکر
عربی گھوڑون پر سوار تاج مرصع نگار سر پر بطرف عزقہ روانہ ہوئے شاہزادہ نے جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ رفیع
کرسی نشین اور سعید لوحدار اور محفوظ قلمدار و حفیظ ثریا مکان چارون تھے اُنھون نے بھی پہلے بادشاہ کو بادب
مجرا کیا بعد ازان شاہزادہ سے برمز وکنایہ کچھ کہا شاہزادہ نے بھی اُسکا جواب دینا چاہا تھا کہ وہ روانہ ہوگئے شاہزادہ کو
کمال حیرت ہوئی اور خیال کیا کہ مین نے کہین ان لوگون کو دیکھا ہی اور کہتا تھا سبحان اللہ خداوند کریم نے اُس نا انصاف
کو ایسا مرتبہ عالی عنایت فرمایا ہی کہ جسکے ادنیٰ ادنیٰ غلام بادشاہ اولوالعزم ہین اور جب باغ عشرت مین ملکہ کی وہ صحبت
یاد کرتا تھا فوراً بیتاب ہو جاتا تھا اور کہتا تھا خداوندا وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ وہ نامہربان مجھ پہ مہربان ہو تیری قدرت
سے تو بعید نہین اور میرا کچھ ایسا گناہ بھی نہین ہی اور اگر گناہگار بھی ہون تو گناہ کے لیے عفو بھی ہی بہرحال بیت

کاش اس زندگی سے موت آجائے	یا خدا شکل تیری دکھلا دے

آخر تصور ملکہ مین اس آواز دردناک سے رویا کہ تمام حضار میدان کے بے چین ہوگئے اس اثنا مین وہی خواجہ عنبر پھر شاہزادہ
کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ اے فقیر اگر ایسے ہی نازک مزاج اور ناتجربہ کار تھے کہ مفارقت عزیزان وطن کے متحمل نہو سکتے
تھے تو ناحق وطن کو چھوڑا کیا کسی نے جبر کیا تھا جو تم احباب و وطن کی مفارقت مین اسطرح نالہ و بکا کرتے ہو تمکو معلوم نہین
ہی کہ آج لشکر کا جائزہ ہی کہ جسکا نام یوم السرور و یوم الجمال ہی اس خوشی بادشاہ مین جو کوئی آج شہر مین حرف رنج کا
زبان پر لاتا ہی تو اُسکے حق مین حکم ناطق ہی کہ زبان اُسکی گدی سے نکال لیجاوے اور اگر آنکھ سے برابر پلک کے بھی آنسو
نکل آوے تو اُسے اُسی وقت قتل کرو مگر تم خدا جانے کیسے بے کلیجہ ہو کہ سامنے بادشاہ کے اس آواز سے روتے ہو تمکو کسی طرح کا
خوف جان نہین ہی اے فقیر حقیر ہم فقط اس وجہ سے تنبیہ نہین کرتے کہ تم اس شہر مین غریب و مسافر ہو ورنہ تمھاری اس حرکت
گستاخانہ و بیجا مین کی سزا سے مقتول ہوتے خیر اب بھی خاموش ہو رہو اور لشکر ظفر پیکر کا تماشا دیکھو بعد ختم ہونے اس
جائزہ کے تمکو تمہارے عزیزون کے پاس کہ جنکے غم مین تم اسقدر مبتلا ہو بحفاظت تمام پہونچا دینگے شاہزادہ نے باچشم پُر آب
یہ جواب دیا کہ اے خواجہ صاحب مجھ پریشان روزگار و بے دیار کا دیار کہان ہی جو پہونچا دوگے کسواسطے کہ مصرعہ درویش ہر کجا کہ
شب آمد سرای اوست علاوہ برین مین اس دنیا مین دوست نہین رکھتا کیونکہ مصرعہ غم ہی دوست وہ جو دوست کی خاطر
جلائے دل پہ مگر یان ہر کرا آن کند کہ باید آن بیند کہ نشاید جیسا کیا ہی اُسکی سزا لا پہونچی اور بادشاہان روزگار یقین ہی کہ جنکی
تمام ات خاص حال رعایاے شہر سے بخوبی واقف ہوتے ہین تو آپ وہ روزے بھی حال سے واقفیت رکھتے ہون اس سبب سے مجھے معلوم
ہی کہ تمھارے بادشاہ میرا حال بخوبی جانتے ہونگے اور اس صدمہ مفارقت و گریہ و بکا سے بھی بخوبی واقف ہین
اس سوال و جواب کے بعد وہ خواجہ سرا روانہ ہوگیا اور شاہزادہ لشکر کی آمد و رفت کا تماشا دیکھنے لگا اب جو دیکھا تا
کشتیون سے ہزارہا غلام زرد رنگ کا لباس پہنے اوترے اور سردار اُنکے حاتی شاہ اور اصغر نو جوان تھے اُنھون نے

بھی حسب قاعدہ بادشاہ کی خدمت میں آداب و تسلیم عرض کیا بعد ازان بخت شاہزادہ بھی دعاے خیر کی اور روانہ
ہو گئے بعد انکے راسب شاہ بھی جمعیت سے لاکھ سوار و پیادہ کی ملباس ماتمی وہان آئے اور سلام و مجرا کیا
اور روانہ ہوئے اسکے بعد عادل شاہ و احمر نوجوان اور ملک ارمن جزیرہ نشین آئے اور آداب و تسلیمات
بجا لائے اور راہی ہوئے مگر ہر شخص نے شاہزادہ کو بھی سلام مؤدب حضور کیا اور ہر ایک بادشاہ کہتا تھا کہ ہم کو بادشاہ
حاضر خدمت نہیں ہو سکتے بعد اسکے مرطوب شاہ با علمہاے سفید براق آئے انکے بعد ایک نقابدار کبود پوش
بجمعیت بیشمار زیر غرفہ آئے اور حسب قاعدہ آداب و کورنشات بجا لائے اور روانہ ہوئے شاہزادہ نے ہر چند
نقابدار کے حال کا تفحص کیا لیکن دریافت نہوا کہ کون تھا یقین ہے کہ عند الذکر معلوم ہو جائیگا بعد اسکے
جلوس شاہی مع نقارخانہ آہنی و شتری و فیلی بکر و فر تمام وہان آیا اور انکے علمہاے لشکر بھی ہر رنگ کے تھے وہ دو رویہ
میدان میں صف بستہ کھڑے ہو گئے بعد اسکے ایک بادشاہ عالیجاہ سپید پوش تخت روان پر سوار زیر غرفہ تشریف لایا اور
جب قریب غرفہ پہونچا تو اندرون غرفہ سے آواز سلام علیک آئی بادشاہ تخت نشین نے سلام کا جواب دیا اور شاہزادہ
نے بھی سلام علیک کی شاہزادہ نہایت متحیر تھا کہ خدایا یہ کون بادشاہ جلیل القدر ہے مگر آواز سے اتنا معلوم ہوا کہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے اس اثنا میں دو خواجہ سراؤن نے وہ پردہ غرفہ کا اٹھایا اور پھر دیر پردہ اٹھنے کے تمام
سرداران لشکر گھوڑون پر سے اتر اترکے آداب و سلام بجا لائے اور سب نے بادشاہ سلامت کیلئے دعائیں دین
شاہزادہ نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین سرو قامت ماہ طلعت با حشمت و جلالت باجمال خورشید مثال ایک تاج
یاقوت نگار بالاے سر رکھے سرو قد واسطے تعظیم بادشاہ تخت نشین کے استادہ ہو گئی اور باعزاز و اکرام مزاج پوچھا
اور پشت پر دو لڑکے نہایت حسین خواجہ سرا بال ہاے مگس رانی کر رہے تھے اب جو شاہزادہ نے بغور و تامل
ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ تخت نشین سلطان روح الملک ہے اور غرفہ میں وہی آفت روزگار شمائل
عاشق زار دشمن دین و ایمان برہم زن گبر و مسلمان شاہ شاہان بلاے بے درمان ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے
حسب الاتفاق ایک مکھی نقاب کے اندر اس شیرین لب کے رخسار پر بیٹھی اور خواجہ سرا نے ہر چند باحتیاط تمام گوشہ
نقاب سے مکھی کو دفع کیا مگر پھر بھی پردہ نقاب سے نصف چہرہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بخوبی شاہزادہ نے دیکھا
بے اختیار ایک آہ سینہ کینہ سے کھینچی اور اسی صفہ پر سے کہ زمین سے چار گز بلند تھا گرا اور بیہوش ہو گیا یہان جب
ہوش مین آیا تو اپنے کو بحال خراب و دل کباب اسی چمن نرگس میں پڑا دیکھا ناچار بادل فگار وہان سے نالہ و زاری
کرتا ایک طرف روانہ ہوا اثناے راہ میں شاہ آدھم سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا اے الہم بتا یہ کیا حال ہے
شاہزادہ نے فرمایا اے ہادی اللہ حال لایطاق شاہ آدھم نے کہا خیر اس جھگڑے سے ہمکو کچھ غرض نہیں مگر یہ
کہو کہ آج تمکو بادشاہ نے کچھ انعام بھی دیا اسواسطے کہ تمام فقرا تکیہ میں انعام کے انتظار میں ہیں شاہزادہ نے

فرمایا اے مرشد کچھ نہین خواجہ عنبر ناظر کا مکان مجھے بتلائیے کہان ہو شاہ آدم نے کہا کہ شاید اُس سے انعام لیجیے گا شاہزادہ
نے فرمایا ہان شاہ آدم نے کہا چلیے میرے تکیہ مین چلیے وہان خواجہ عنبر ناظر کا مکان بھی معلوم ہو جاییگا شاہزادہ شاہ آدم
کے ساتھ تکیہ مین تشریف لایا دیکھا تو فقیر جمع ہین اور انتظار انعام کا کر رہے ہین جب سب نے دیکھا کہ یہ فقیر تازہ وارد خالی
سے خالی ہاتھ آیا سب نے ایک آہ کھینچی اور ہاے کی آواز ہر چہار طرف سے بلند ہوئی شاہ جمال بن شاہ آدم نے اپنے
باپ سے کہا کہ بیگانہ کو بیگانہ سمجھنا اُسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے شاہزادہ نے جب یہ کلمہ طعن سنا حالانکہ اپنے حال مین تھا لیکن سخت دشوار
معلوم ہوا شاہ آدم نے اپنے بیٹے کو مع اُن فقرا کے نہایت سخت و سست کہا اور ملامت کی اور کہا یہ اسرار اللہ ہین تمکو ہر حال
اپنے اپنے حال پر صبر و شکر کرنا چاہیے فقیرون کو اسقدر لالچ و طمع نہ چاہیے شاید خواجہ عنبر نے اُدہم کو انعام ہی کے واسطے
بلایا ہو کر ادہم اُسکا مکان مجھسے دریافت کرتا ہے اس عرصہ مین ایک فقیر نے کہا یا مرشد چوک مین فلان محل عالی شان اُسی
خواجہ عنبر ذی شان کا ہے جب گھڑی بھر رات آئی تو چند مشعلون کی روشنی سامنے معلوم ہوئی وہ فقیر متوجہ طرف روشنی کے ہوئے

دیکھا ایک خواجہ سرا الحسن یاقوت نام بارہ خوان مزدوروں کے سر پر لیے تکیہ میں آیا اور شاہ آدم کو سلام کیا اور یہ قاعدہ
قدیم سے تھا کہ جمال شاہ بن آدم شاہ کو ایک خوان اشرفیوں کا سرکار سے بروز جائزہ ثنا خوانی میں ملتا تھا اب جو بارہ
خوان آئے تو فقرا کو گمان ہوا کہ بہ برکت قدم اس تازہ فقیر کے عوض میں اشرفیوں کے بادشاہ نے خوان کھانے کے واسطے فقرا
کے بھیجے ہیں اس خواجہ سرا نے وہ خوان پر از اشرفی وجواہر شاہ آدم کے آگے رکھ دیے اور کہا اے مرشد بادشاہ نے فرمایا ہے
کہ یہ بارہ خوان تمہارے مرید تازہ کی ثنا خوانی کا انعام ہیں جو بروقت جائزہ لشکر کلام بے ادبانہ و گستاخانہ زبان سے نکالا مگر
خبردار ایسے زبان دراز و یاوہ گو کو کبھی منصب ثنا خوانی نہ دینا ورنہ تم جانو گے ابکی مرتبہ اس نظر سے یہ انعام عطا فرمایا کہ وہ راہ
دور دراز سے بامید زکوۃ ہمارے ملک میں آیا ہے ورنہ سزاے اعمال اسکی یہ تھی کہ بذلت تمام ہم اپنے ملک وحکومت سے
نکلوا دیتے شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم اپنی سزاے اعمال کو پہنچیں گے کر دکر لیاقت بادشاہ تمہارا ناحق بہ بر بیتاب کرکے اپنی
طبیعت کو گرم کرتا ہے پھر اس خواجہ سرا نے کہا اے شاہ آدم ہمکو کمال ہے مرید تازہ کے قیافہ سے ہرزہ گردی ثابت ہوتی ہے

کیونکہ جسکو فی الجملہ صاحب اقتدار دیکھتا ہی اُسکے سامنے بے تکلف ہاتھ پھیلا دیتا ہی صبر نہین ہی جس فقیر مین کہ صفت قناعت و
توکل نہو وہ راندۂ درگاہ ہی یہ مرد مکار معلوم ہوتا ہی فقیر نہین ہی اگر ہم شان فقیری اُسمین پاتے تو بلاشبہ جس امر کی اُسنے
خواجہ عنبر سے خواہش کی تھی ہم اُسی وقت اُسے ادا کردیتے ورنہ کسی آنکھ کو قدرت کب ہی کہ جو جمال باکمال پادشاہون
کا دیکھے اور نہ ہر ایک کے کان کو یہ لیاقت ہی کہ کلمات بادشاہ سُنے شعر نہ ہر چشمی بود لایق کہ بیند جلوۂ جانان را بدیدہ
سالہا در انتظارش کور می باید ** شاہزادہ یہ کلمات اُس خواجہ سرا کی زبانی سُنکے خاموش ہو رہا کچھ جواب ندیا خواجہ سرا
یہ کہکے شاہ آدم سے رخصت ہوگیا شاہزادہ دوسرے روز خواجہ عنبر ناظر کے مکان پر گیا اور بعد ملاقات کے تمام
سرگذشت اپنی بیان کی خواجہ عنبر نے کہا ای شاہزادۂ عالیجاہ یہ نازنین مہ جبین ایسی آفت روزگار اور بلای بے درمان
ہی کہ ایک ادنی بات پر ملازمان قدیم کو خاک مین ملا دیتی ہی کچھ خیال قدامت و نمک حلالی نہین کرتی اور جس سے کوئی
بھی حرکت خلاف مزاج واقع ہوتی ہی وہ تمام عمر اسکے دل سے نہین جاتی مین تجسے اُس کی تنگ مزاجی و زود رنجی کی ایک
نقل بیان کرتا ہون سنو عجائبات مین ایک بادشاہ صاحب حشمت و جاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بھی زیادہ ترمالی تھا
ہی اُسکی بیٹی سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہنا پا کیا اور یہانتک نوبت اتحاد و اخلاص کی آپس مین پہونچی کہ ایک
لحظہ جدا نہوتی تھین ایک روز اثناے صحبت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اُس سے کلمۂ راز کہا اور یہ کہا کہ کسی سے نہ کہنا
اُس نیک بخت نے حسب اتفاق کہین اپنی مان سے اُسکا ذکر کردیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب سُنا کہ اُسنے وہ بات
اپنی مان سے کہدی ہی اُس روز سے آجتک پھر کبھی اُسکا نام نہ لیا ایسی زود رنج و بے مروت ہی کہ جسکا بیان مشکل ہی حتی کہ
پدر و مادر دونون اُسکے مزاج سے ڈرتے ہین ہان ایک مرد بزرگ کا ضرور خوف اسکو ہی ورنہ خدا جانے کیا آفت برپا کرتی
شاہزادہ نے فرمایا ای خواجہ صاحب آپ سچ کہتے ہین مجھسے بھی ایسا ایک قصور سرزد ہوا ہی کہ مین خود اپنے فعل کا منفعل
ہون کہ آئندہ میری شکل اُسکے سامنے نہین ہوتی اور ہر وقت اسی خیال مین رہتا ہون کہ اگر خدا نخواستہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی ناراضی کو عرصہ گذرا تو میری زندگی دشوار ہوگی بلکہ ہلاک ہو جاؤنگا مگر پھر یہ بھی خیال ہوتا ہی کہ اگر مہربان نہوتی تو ہر شہر مین
میری مہمانداری کا حکم نہ پہونچتا خواجہ عنبر نے کہا کہ مدارات و خاطر مہمان مہربانی مین داخل نہین ہی اول یہ کہ عمائدین زمانہ
سے ہو دوسرے کل کائنات عالم مین مہمانداری سے زیادہ بہتر کوئی شی نہین ہی بلکہ ہم سب دانستہ اغماض کرنا رسم دعوت مین
بدتر از گناہ کبیرہ جانتے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر آپ تمہارے پاس آیا ہون بہر کیف تمکو بھی میرے حال زار پر رحم فرمانا
ضرور ہی اور اپنے عہد و وعدہ کا خیال واجب ہی خواجہ عنبر نے کہا ہان مین نے بادشاہ کے سر کی قسم کھائی ہی اور تمھارا بھی
خیال مجھے انتہا ہی لیکن یقین جانو کہ اگر ملکہ نے یہ میرا عہد و وعدہ سُنا تو مجھکو زندہ کبھی نہ چھوڑیگی شاہزادہ نے کہا کہ
اگر آپ کو خوف جان ہی تو مین ہرگز اپنا مطلب نہین چاہتا آپ تکلیف نفرمائین خواجہ عنبر نے کہا ہر چہ باداباد
ایسا جو مین کہون اُسکو بگوش ہوش سنو اور خیال فرماؤ کہ دو فرسخ دریا کے سامنے ایک عبادت خانہ ہی جس کو

منزل جاودان شاہ کہتے ہین وہ مقام نازِ دنیا مشہور ہی وہان بجز بادشاہون اور انکے ساتھ عالیشان اولیٰ کے عمومیون کے کسی کو عبادت کرنے کا حکم نہین ہی اور کسی کی کیا مجال جو وہان قدم رکھ سکے اور وہان کی عبادت کا یہ طریقہ ہی کہ ایک اسم بزرگ کے عدد کا ورد کیا جاتا ہی اور تین ساعت مین تمام کیا جاتا ہی اور تمام داخلین سے تا طلوع آفتاب کوئی متنفس باہر نہین آسکتا اور ایک شرط یہ بھی ہی کہ حالت وظیفہ مین کوئی غیر جنس نہ آوے اور اگر اتفاقاً کوئی غیر جنس آ بھی جاوے تو پھر وہ تا طلوع آفتاب باہر نہین جاسکتا چنانچہ جب بادشاہ عبادت خانہ مین داخل ہوتا ہی تو بہت بڑا بند و بست کیا جاتا ہی بلکہ گرد و پیش عبادت خانہ کے ایک فرسخ تک فوج شاہی کا طلایہ پھرتا ہی اس بیان سے میری غرض یہ ہی کہ اگر کسی تدبیر سے آپ عبادت خانہ مین پہونچ جاؤ تو پھر بخوبی تمام شب بے نقاب ملکہ کی صورت دیکھا کرو کوئی تمسے مزاحم نہین ہو سکتا اور زیادہ تر لطف یہ ہی کہ روپوشی بھی عبادت خانہ مین منع ہی بلکہ بدعت جانتے ہین شاہزادہ نے کہا کس طرح فرمائیے مین عبادت خانہ مین جاؤن خواجہ عنبر نے کہا اسوقت آپ تشریف لیجائیے کل شب کو غریب خانہ پر ضرور تشریف لائیے گا بجائے خود دیکھ نہ کچھ ضرور فکر کی جائیگی شاہزادہ نے خواجہ عنبر کو دعائے خیر دی اور رخصت ہوکر تکیہ مین شاہ آدم کے پاس پہونچا تمام فقرا کو بہ تصدق شاہزادہ کے زر کثیر ہاتھ لگا تھا اس سبب سے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے تھے اور باربار تعریف و ثنا کرتے تھے شہزادہ اس شب وہین رہا

اب داخل ہونا شاہزادہ معز الدین کا عبادت خانہ مین اور ملاقات کرنی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے معرفت خواجہ عنبر کے

عروس سخن را چنین داد زیب	سخن سنج دانائے معنی فریب

کہ دوسرے روز بعد نماز مغرب مین شاہزادہ خواجہ عنبر ناظر کے مکان پر تشریف لایا بعد سلام علیک و مزاج پرسی کے خواجہ عنبر نے کہا ای شہریار باوقار مین خوب جانتا ہون کہ تمہاری رفاقت و خیرخواہی مین ضرور کوئی آفت عظیم میرے سر پر آئیگی پروردگار عالم انجام اسکا بخیر کرے شاہزادہ نے فرمایا ای خواجہ صاحب مین اب بھی یہی کہتا ہون کہ اگر آپکے حق مین کوئی امر خلاف ہو یا اندیشہ جان ہو تو مین اپنے مطلب سے باز آیا مجھے ہرگز منظور نہین میرے واسطے ناحق اپنا نقصان کیون کیجیے مصرع عمر گذشتم از سر مطلب تمام شد مطلب

باز یادش میدہم یا در دلش جا میکنم	میروم یکچند روزی صبر پیدا میکنم

خواجہ عنبر نے کہا بہرحال جسطرح ہو گا مین تمکو ایکبار ضرور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس پہونچا دونگا آیندہ جو ہو بعد اسکے ایک ملازم سے کہا کہ فتاح ملاح کو بلا لا جب فتاح ملاح آیا خواجہ عنبر ناظر نے کچھ کان مین کہا اور شاہزادہ کو اُسکے ہمراہ کردیا فتاح ملاح جب گھڑی بھر رات گذر گئی شاہزادہ کو کنارہ دریا کے لے گیا

ایک سور شکھی پر سوار کر کے ایک مقام پر پہونچا دیا وہان ایک مکان بشکل بیت المقدس بنا تھا اور دریا کی طرف دیوار مین
ایک بدرو ایسی کشادہ تھی کہ آدمی بخوبی چلا جاوے فتاح ملاح نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار یہی مکان ہے یقین ہے اسوقت
بادشاہ عبادت مین تنہا مشغول ہوگا آپ اسی بدرو کیطرف سے تشریف لیجائیے بعد طے ہونے اس بدرو کے ایک تختہ
آہنی کہ اسمین خانہ ہین بطور جالی کے لگا ہوا ملیگا یہ سوہن لیتے جاؤ دو تین سلاخین کاٹ کر عبادت خانہ مین داخل ہو جانا آئندہ
جیسا مناسب دیکھنا کرنا اب آپ رفاقت خواجہ عنبر ناظر کو ملاحظہ فرمائین کہ اُسنے اپنی جان بیچ کر آپکو یہان پہونچایا
ہے شاہزادہ حسب ہدایت فتاح ملاح بدرو سے داخل عبادت خانہ ہوا یہان بوجہ ایام سرما تمام مکان مین پردے
پڑے ہوے تھے اور دوسرے شب تار ایسی تھی کہ کوئی شی نظر نہین آتی تھی

اب حال عبادت خانہ سنیے

کہ ایک مکان ملکہ نوبہار گلشن افروز نے واسطے عبادت کے بنوایا تھا اور ہر روز عبادت معینہ کیا کرتی تھی چنانچہ
اُس روز بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز عبادت مین مشغول تھی اور ملکہ صبح دلکشا و نادرۂ راز دار اور ملکہ شرف افروز
بانو و گلرخسار و آئینہ دار پری وغیرہ پریزادین جدا جدا مکانون مین اُسی اسم بزرگ کا ورد کر رہی تھین شاہزادہ
معبد کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا چاہتا تھا کہ کوئی [illegible] دفعتاً مکان خلوت مین داخل ہو جاؤن بعد اسکے جو معاملہ پیش
آئیگا دیکھا جائیگا آخر کو ایک جا درخت چنبیلی کے نہایت گنجان نظر آئے اُنکے آگے صحن تھا اور صحن کے
مقابل مکان کا چبوترہ تھا شاہزادہ اُن درختون مین چھپ گیا کہ پہلے مکان خلوت ملکہ نوبہار گلشن افروز کا تحقیق کرلین
تو آگے بڑھین وہان دو کنیزین کمسن ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آپسمین باتین کر رہی تھین انمین ایک صباحت اور
دوسری ملاحت تھی ناگاہ صباحت کی نظر درختون پر پڑی وہان اُسکو کچھ سفیدی نظر آئی اُسنے ملاحت سے کہا او
دیکھنا یہ سفیدی درختون مین کیسی نظر آتی ہے اگر تو بتا دے تو مین تجھے بڑی عقلمند جانون وہان نرگس نام ایک اور کنیز
تھی اور حال اُسکا یہ تھا کہ فرصت ملی اور سو گئی ملاحت نے کہا شاید نرگس درختون مین سو گئی یہان بخیال اسکے وہ
نہ سوئی کہ جگائی جائیگی صباحت نے نرگس کو آواز دی جب نرگس کی آواز نہ آئی انھون نے کہا دیکھو نیند اسے کہتے
ہین کہ کسی طرح آنکھ نہین کھلتی آخر ملاحت نے کہا چلو ہین نزدیک سے نرگس کو جگا دین صباحت نے کہا میری پیزار جگا دے
آئینہ دار پری جو اُسکی خاتون ہے آکر جگا لیگی بعد ایک لحظہ کے پھر نرگس کو آواز دی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ
تیری قضا سر پر کھیل رہی ہے کہ جگانے پر بھی جواب نہین دیتی او آفت رسیدہ جلدی اُٹھ ورنہ آج تیری خاتون تجھکو اُلٹا
ٹانگیگی شاہزادہ نے دلمین کہا آج مجھکو عجب خطاب ملے اگرچہ خطاب سب خداوند کریم مجھکو شہزادہ کرے تو مین ان خطابون کو
بطور ان دشنام کے تصور کرونگا جو ہندو مین خصوصاً عورتین کو یا ہم دیتی ہین اگر ایک سے حسب دلخواہ ملاقات ہو گئی اس واسطے

بیان کردہ از قصۂ سوز تا کم | بہر گلشن بلبلان داستانی
جفا دیدہ و درد ہجران کشیدہ | یقین ہست کافر ہلاک تو گردم
بہر وصف تو پیوستہ رطب اللسانی | بنا شد مرا گر بہرت گمانی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو یہ اشعار سنے اور گفتگوے شاہزادہ کو غور فرمایا مثل غنچۂ سربستہ کے شگفتہ ہو کے دل مین نہایت خوش ہوئی لیکن ظاہر مین باندازِ معشوقانہ و ناز محبوبانہ لب سخن بیان سے فرمایا ؎

کھلے گل رخسار کے ہو چاہنے والے | کیون بلبل شیدا کی طرح کرتے ہو نالے
معشوق کی عاشق کی کسو نے نہین دیکھی | ملجائیگا چاہت کا مزا آپکو اس روز
اک آپ نظر آئے نئے چاہنے والے | پڑ جاوینگے جسدن کسی بیدرد کے پالے

اور یہ جو آپ اپنا حال محض مکر و فریب سے بیان کرتے ہین کہ مرتا ہون اور جلتا ہون یہ نئی بات نہین ہی ؎ بیت

خلق انسان ہوے جی سے گذر جانے کو | پھول اس باغ مین سب کھلے ہین کملانیکو

اور عشق ایسی چیز نہین ہی کہ ہر شخص کرے ؎

قدم در منزل جانان مین بے خوف و خطر رکھے	ہتھیلی پر جو رکھے شمع کے مانند سر پہلے

یہ بھی کوئی بات ہی کہ ہر کس و ناکس نے جسکو چاہا کہدیا کہ ہم فلان پر عاشق ہین نہ خیال کسی کی آبرو کا نہ لحاظ عصمت و عفت کا چاہیے کوئی بدنام ہو یا ذلیل اپنے مطلب سے غرض ہی ای نادرہ راز دار ای شرف افروز یا نو دریافت کرو کہ کس اجل رسیدہ و شوریدہ بخت نے اس مرد ناتجربہ کار یاوہ گو کو عبادت خانہ مین پہونچایا اور کسکے پہرے مین یہ یہان آیا کیسی نگہبانی ہوئی ہی ہم اسی وقت سزاے اعمال دینگے نادرہ راز نے کہا قربانت شوم حضور پر خوب روشن ہی کہ اس مقام مقدس مین کسی مقدمہ کی تحقیق منع ہی دوسرے جو شخص کہ ایسی فوج قاہرہ کی نگہبانی مین یہان پہونچ جائے کہ جہان فرشتہ نہ آسکے وہ بیشک نظر یافتہ و تائید یافتہ جاوداں شاہ ہی اور ہر کیف واجب التعظیم ہی سمجھنا چاہیے لہذا آپکو بھی مناسب ہی کہ از راہ کرم و مہمان نوازی کے حضور بھی شاہزادہ سے بعزت و آبرو پیش آئین اس گفتگو مین ملکہ صبح دلکشا بھی وہان آئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای نادرہ راز دار جبکہ یہ مکان مقدس معبد ہی پھر کسی نامحرم سے ہم کلام ہونا اور مدارات کرنا کیا ضرور ہی نادرہ راز دار نے چونکہ حکیم صاحب سے حسب و نسب شاہزادہ کا سن لیا تھا اُسنے جواب دیا کہ ای ملکہ عالم یہ جو آپنے فرمایا بجا ہی کسواسطے کہ ناز معشوقانہ اسی کو کہتے ہین خیر آپ نفرمائین مین آپکی طرف سے وکالتاً شاہزادہ کی خدمت و مہمانداری بجالاؤنگی اور شاہزادہ سے مخاطب ہوکے کہا ؎

رواق منظر چشم من آشیانہ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ راز دار کے اس کلام سے نہایت برہم ہوئی اور فرمایا کہ ای نادرہ راز دار اسوقت مین تجھ سے عجب کلمات گستاخانہ و بے ادبی کے سنتی ہون خدا خیر کرے شاید تیرے دماغ مین کچھ فتور ہو گیا ہی تجھے کیا غرض کہ مین ایک مرد نامحرم و بوالہوس جہان گرد سے ہم کلام ہون اور ناحق مدارات و مہمانی کرون ہان ملکہ صبح دلکشا کو یہ کہنا زیبا ہی بقول کسی شاعر کے بیت

خوش آمدی ز کجا میرسی بیا بنشین	بیا کہ سینہ تست در دو دیدہ جا بنشین

ملکہ صبح دلکشا کو یہ کلمہ طعن کا نہایت ناگوار گذرا اور اُسنے چین بجبین ہوکے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ آفاق میرا نام ناحق اس معاملہ مین داخل کرتی ہو یہ آپکی شوخی اچھی نہین ہی واللہ مین اس گفتگو طعن آمیز سے یک لخت سلام و مجرا تمہارا ترک کرونگی آپنے مجھے کیا سمجھ کر استہزا کیا ہی کہ ہر امر او بے بات مین نام میرا لیتی ہو ایسا تو مدعی و مدعا علیہ ایک جا قدرت خدا سے جمع ہو گئے آپ از روے حلف دریافت فرمالین کہ شاہزادہ کسکے سوداے محبت مین دیوانہ وار جہان کی خاک چھان رہا تھا اور دربدر خاک بسر پھر رہا تھا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا ؎

ای مہر جہان تاب زنیرنگی عشقت چون سایہ شدم دربدر و خاک بسرم

ملکہ صبح دلکشا نے کہا اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ شاہزادہ کیا کہتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان بجاے خود اپنے کو الزام سے بچاتا ہی ورنہ اسطرح کہتا مصرعہ ای صبح دلکشا ے زنیرنگی عشقت ٭ نادرہ راز دار نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار آپ نے سنا کہ یہ مصرعہ خود ملکہ نے اپنی زبان سے آپکے اور ملکہ صبح دلکشا کے معاملہ مین فرمایا و الشاء یہ وہی مثل ہی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہی بیت

گرچہ مخوا ہم دلم سے افتخار از زبان غیر میگو یم سخن

خیر اب یہان بآرام تمام تشریف رکھوا ور دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی شاہزادہ کی تو خود یہ آرزو دے دل تھی بے تکلف ملکہ صبح دلکشا و ملکہ نوبہار گلشن افروز کے بیچ مین بیٹھ گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے محبت باطنی سے گرظاہر غضبناک ہوکر شاہزادے کو صبح دلکشا پر ڈھکیلا دونون ہاتھ شاہزادہ کے لگے ایسی حلاوت حاصل ہوئی کہ جسکا بیان مشکل ہی نادرہ راز دار نے یہ دیکھ کے اہل طرب کی طرف اشارہ کیا اور اہل طرب نے نادرہ راز دار کے اشارہ سے یہ اشعار گانا شروع کیے

شاخ گل در پردہ میل وصل بلبل میکند گل ہنوز از بہر وصل او تامل میکند
راز پنہان محبت بین کہ چون گل میکند با طبع بلبل بر نگ لالہ گشتہ داغ داغ
بلبل بیچارہ در صحن گلستان آوارہ شد زین گل بے رحم در ظاہر تغافل میکند

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای نادرہ راز دار مجبور ہون کہ تو حکیم صاحب سے توسل رکھتی ہی ورنہ اسوقت مین تجھے اس چرب زبانی کا ایسا جواب دیتی کہ تو ہمیشہ یاد رکھتی لیکن حکیم صاحب کی خدمت مین ضرور عرض کرونگی کہ حضرت نے نادرہ راز دار کو عہدہ راز داری دیکے ایسا گستاخ کر دیا ہی کہ اسکو ذرا امتیاز و لحاظ باقی نہین رہا جو کچھ چاہتی ہی کہدیتی ہی میری بلا جانے کہ عشق و عاشقی کیا شی ہی اور گل و بلبل کسکو کہتے ہین شاہزادہ نے بمزاج ملکہ نوبہار گلشن افروز دیکھکے سر اپنا زانوے ملکہ پر رکھدیا اور بزبان عجز کہا کہ ای ملکہ خوبان روزگار بیت

خدنگ تو از سینہ ز لیسان گذشت گر سوفار بر جاے پیکان نشست

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شرم و حیا سے منہ اپنا نقاب مین چھپا لیا لیکن نگاہ ناز سے شاہزادہ کو از خود رفتہ کردیا شاہزادہ نے فرمایا

جانا بگو کہ از من بیدل چہ دیدۂ کز دام من چو آہوے وحشی رمیدہ

ای جان جہان اب تمکو اس عاشق زار سے اسقدر بیزار ہونا نہ چاہیے کیون مجھ غریب و سرگشتہ کو رنج و غم مین گرفتار کرتی ہو نظم

یاد ایامے کہ در باغ آن نگار مہربان بودی مرا در حال زار لطف میکردی و می گفتی سخن شمع سان بودم عزیز انجمن

بر من از لطف ای نگار من ببین	رحم کن بر حال زار من ببین	جسم و جانم سوخت در عشقت تمام	اینی جان چون شمع می سوزم مدام
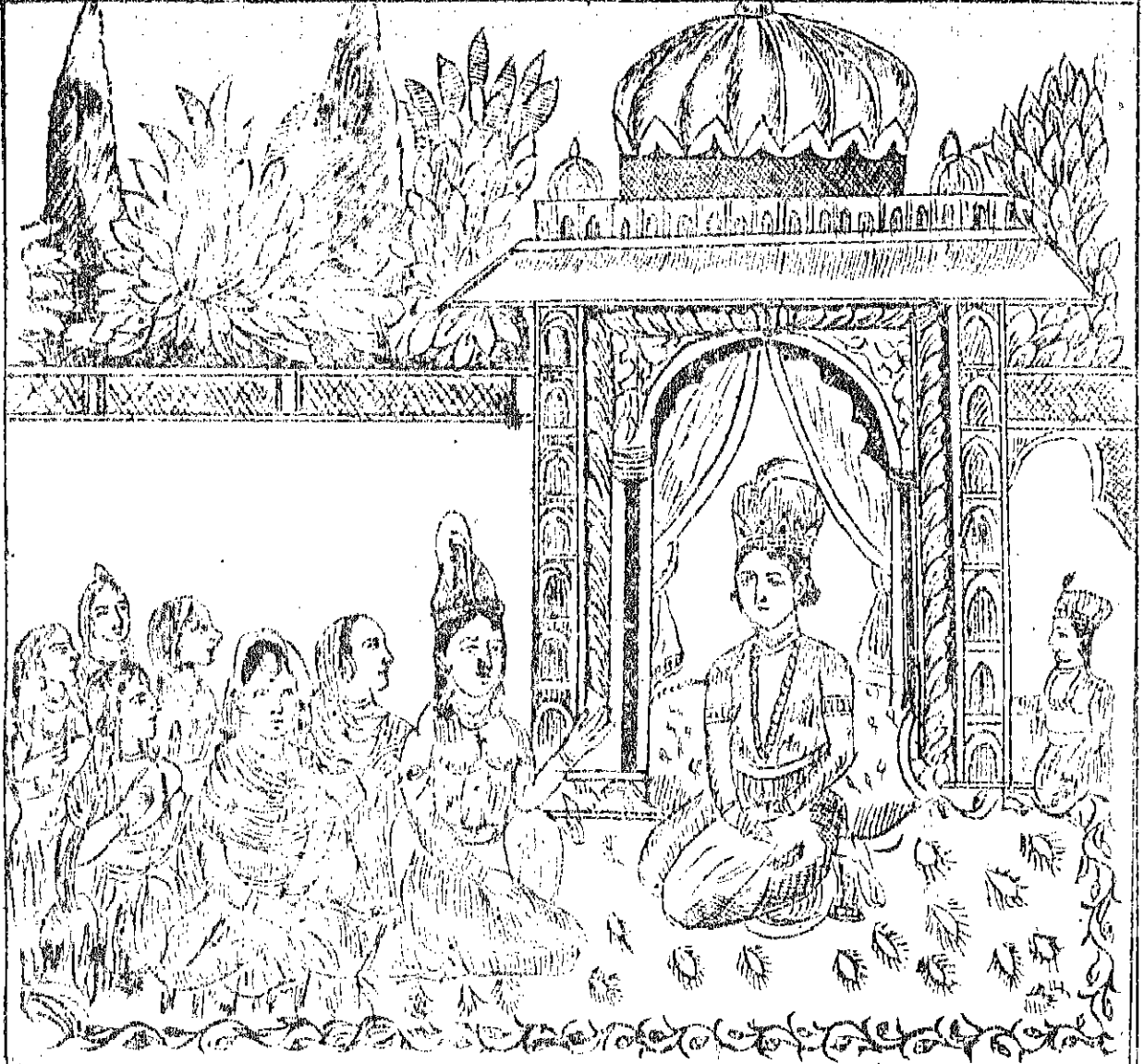
نادرہ رازدار نے کہا اے ملکۂ آفاق قسم ہے تمہارے سر نازنین کی شاہزادہ عالیجاہ کلمۂ حق فرماتا ہے مگر تم اسقدر سنگدل و بے رحم ہو کہ تمکو اس جگر سوختہ و ناتوان کے حال زار پر کچھ بھی رحم نہیں آتا ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی حسب اتفاق ایک ہوا کا جھونکا ایسا آیا کہ نقاب سے زلف ملکہ باہر نکل آئی ملکہ نے پھر اُسے نقاب سے چھپا لیا پس شاہزادہ نیم جان دو بھی بسمل ہو گیا اور بے اختیار یہ مخمس زبان پر جاری ہوا مخمس

کرد زلف ست گرد دام گرفتاری دل	قطرہ اشک صف زدہ یک بیک کاری دل	یک طرف از سنبل تاب دادہ بیقراری دل	ہو گر تمہاری سنو درپیچ بیقراری دل

کرد در موے تنیدہ ز بیماری دل

نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ بے وجہ شاہزادہ کے حال پر اب جفا کرتی ہو یہ امر اچھا نہین
یاد رکھو ایک وقت ایسا ہوگا کہ تم خود بخود اس ستم رسیدہ کے حال پر اختلال پر رحم کرو گی اور اسوقت کسی کی سعی و سفارش
کو دخل نہین ہوگا اب بہرحال تمکو شاہزادہ کے حال پر مہربانی و نوازش فرمانا چاہیے تمکو خوب ظاہر و روشن ہی کہ یہ
بیچارہ سوختہ آتش فراق فقط تمھارے اشتیاق مین کہان سے کہان آیا اور کیسی کیسی مصیبت مین گرفتار ہوا اور کوہ و دشت
مین آوارہ پھرا اسکی سزا یہ ہی کہ بخندہ پیشانی اس سے بات تک نہین کیجاتی یہان ہر مہمان خاص و عام کی تواضع و تکریم
بمنزلہ واجبات کے ہو لیکن تمنے اس واجب کو بھی ترک کیا غرضا القیافہ یہی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای
نادرہ رازدار مین نے ہزار بار سمجھایا اور منع کیا لیکن تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتی تیرے مزاج سے یہ خوش طبعی
و ظرافت بیجا نہین جاتی کہ ایسی باتین کرتی ہی اور بوجہ رازداری کے تجھکو پاس و لحاظ سب اٹھ گیا مطلق ہمارا خوف نہ رہا
مین دیکھتی ہون کہ تو اپنے جامہ مین نہین ہی ذرا اپنے ہوش مین آ ہنسی قرینہ کی بات اچھی ہوتی ہی ہر امر کا ایک موقع و محل
ہی ہنسی کی بھی ایک حد ہی شاید حکیم صاحب نے بوقت عہدہ دینے کے اس امر کا بھی تجھکو حکم دیا ہی کہ جو جسکو چاہے کہے
آج مین تیرے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوئی مگر نہین معلوم کہ مین کس امر کا پاس کرتی ہون ورنہ ایسی سزاے معقول
دیتی کہ یہ زبان درازی بھول جاتی ایک تو یہ کہ تو میری ہمشیرہ رضاعی ہی دوسرے حکیم صاحب کی جانب سے
منصب رازداری پر مامور ہو تیسرے اس مکان کا بھی مجھے پاس ہی کہ یہان کسی عورت اور مرد کو تکلیف دینا روا نہین ہی
نادرہ رازدار نے عرض کیا قربانت شوم آپ نے ایک بیچارہ کو دنیا سے اور دین سے کھو دیا کہین کا نہ رکھا اور پھر طبیعت
صاف نہین ہوا اب اسکے صبر سے ہم کنیزان خاص مبتلا ہوے ہین آخر کسی بندۂ خدا کا صبر ضائع نہین ہوتا عالم کے تو
پاپوش پر بھی اثر نہین ہوتا کہ دہان ساتھ دلیون کا سایہ ہی غریب ہی پر وبال اسکا ہوگا خداوندکریم ہمپر رحم فرمائے
مگر مجھے آپکی ترکیب مزاج سے خوف آتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای نادرہ رازدار تم بچشم انصاف دیکھو
کہ ہم پریان مین اور کہان آدم زاد خاکی و آتشی سے کہین کبھی پیوند ہوا ہی شاہزادہ نے فرمایا آپ نے شاید ترجمہ اس
آیۂ مبارک کا نہین سنا خَلَقتَنِی مِن نارٍ وَ خَلَقتَہٗ مِن طِینٍ پس یہ کہنا تھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نہایت افروختہ ہوکر
کہنے لگی اب ستغفر بس خوش ہو مین اس بندۂ خدا نے کیا کہا نادرہ رازدار نے کہا حضور مین تو نہ سمجھی کہ یہ کیا راز ہی
مفصل فرمائیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ کہتے ہین کہ جن آتش سے خلق ہوے اور راندۂ درگاہ خدا خطاب
دیا گیا تو اب مین جواب کیا دون سوا اسکے کہ جب ہم بیچارے عنصر آتش سے خلق ہوکے راندۂ درگاہ معبود ہوے
تو پھر ہمین خاصان و مقربان بارگاہ صمدیت سے کیا مطلب اور اس نا آشنا سے کیا مناسبت ہی کہ ہم آدم
خاکی سے ملکر اپنی قوم آتشی کو چھوڑ دین خداوند کریم ایسی خلقت سے جہانتک بچائے اسکا شکر ہی اور ای
نادرہ رازدار تمنے بھی سنا ہی ملائکہ مقرب جناب احدیت نے ان بزرگون کے حق مین ایک کلمہ کہا ہی یعنی

جسوقت کہ مشیت الٰہی مین گذرا کہ آدم خلق ہو تو ملائکہ کو حکم ہوا کہ تھ خاک لاؤ ملائکہ نے عرض کیا خداوندا قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدمائ یہ قوم مفسد ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ای ملکہ خداوند کریم نے یہی فرمایا ہی انی اعلم ما لا تعلمون اس آیت سے پیدا ثابت ہی کہ بنی آدم سے خونریزی ازراہ نادانی سرزد ہو گی ورنہ انسے زیادہ کوئی اشرف دنیا مین نہین ہی کہ خداوند عالم فرماتا ہی ولقد کرمنا بنی آدم ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا ہان صاحب سچ ہی اگر اس ترکیب کی خلقت نہوتی تو یہ کاہیکو ہوتا کہ دل مین تصور کچھ اور ظاہر نام دوسرے کا ورد زبان ہی شاہزادہ نے فرمایا

ای شاہ خوبان وجان جہان خداوند تقدیر عالم ہی

اگر جدا از تو می راحلال میدانم
چشم تو ربود ... ز من ہوش و حواسم

خدا بہ تیغ تو خون مرا حرام کند
بیتابم و بے طاقتم و بیخور و خوابم
گر حال دل خستہ بپرسی بسزد رفت

جانا بکم رودی تو اندر تب و تابم
ایساقی سرشار ببین چشم من زار
تا ید بزبان حرف بجز آہ جوابم

سوز جگرم آہ لسمہ تیرا آہم
در آتش غم سوختہ ام غرقہ آبم

قسم ہی اس خاک پای نازنین کی جسکو کحل بصر اپنا جانتا ہون اپنے خرمن زندگانی کو تمھارے ہی آتش فراق مین جلا دیا اور تمھارے ہی امید وصال مین مین نے اپنے کو مانند حرف غلط کے اس جریدۂ دنیا سے دون سے مٹا دیا اور آج تک

بجز اس جمال خورشید مثال کے دوسرا تصور نہین آتا ہی

آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگرے
توازپری چابکتری وزبرگ گل نازکتری
وزہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

یہ سوال و جواب عرصہ تک رہے اور آپسمین رد و بدل رہی الغرض ہرچند شاہزادہ نے منت و سماجت کی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کچھ خیال مین نہ لائی جب شاہزادہ کی لجاجت مطلق اثر پذیر نہوئی رونے لگا شاہزادہ کے رونے پر تمام حاضرین بھی رونے لگے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ضبط کیا اور آئینہ دار سری کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ عورتون کو بسبب ضعیف القلبی کے صدمہ قلیل مین رونا آجاتا ہی اور مرد انکو شگفتہ ... لیکن آج ہمنے دیکھا کہ مرد بھی فیلسوف و مکار ہوتے ہین کہ جب چاہا رونے لگے گویا آنسو اختیار مین ہین شاہزادہ نے کہا ای ملکہ آفاق مقام تعجب و جای افسوس ہی کہ تم میری اس گریہ وزاری و بیقراری دیکھ کر ... اتبک کدورت طبع کسی طرح دفع نہین ہوئی خیر یہ میری قسمت کا قصور ہی آپکا کوئی قصور نہین ... اپنے حق مین تمکو شفیق و مہربان سمجھنے لگا مگر اب تمھارے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تم ... دشمن جانی ہو خیر تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی یہ سنکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے آہستہ جواب دیا کہ ای نادرۂ روزگار اگر کسی سے سہواً خطا ہو تو اسکو اپنی خطا پر نادم ہونا چاہیے یا اور خطا آپکو معین کرکے دوسرے کو الزام ... ہوسکتا ہی شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ جہان

یون لاکھ ہون دنیا مین تو کچھ کام نہین ہی ۔ واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہین ہی

پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا کہ دخل در معقولات یعنی دوسرے کی بات مین بولنا نہایت
عیب ہی اور جو کہ گریہ و بکا کرتا ہی اسکی آواز حلق سے کبھی نہین نکلتی کلمہ و کلام کجا نادرہ رازدار نے کہا اب تم چاہو آزردہ
ہو یا خوش ہو مین یہ کہونگی کہ اب تمکو شاہزادہ کا ستانا نہین اچھا آیندہ تمکو اختیار ہی حکیم صاحب کو تو ایسی خاطر
شاہزادہ کی عزیز ہوئی کہ شاہزادہ کو واسطے سیر عجائبات کے بھیجا اور وہ یہان اسطرح حیران و پریشان ہون ہزارہا
شاہزادہ و امرازادے ایسے ہین کہ جنکا سلام تک بھی حکیم صاحب نہین لیتے باریاب ہونا تو چیز دیگر ہی بلکہ مرغ اسرار باصرار
کہتا تھا کہ حکیم صاحب نہایت ہی شاہزادہ کو چاہتے ہین اور پاسداری فرماتے ہین ملکہ نے فرمایا اگر شاہزادہ
بے مثل کوئی حسین و صاحب کمال باحشمت و شوکت از ابتدائے آدم تا ایندم نہین پیدا ہوا اور جناب حکیم صاحب
بھی نہایت مہربانی فرماتے ہین جیسا کچھ تو نے بیان کیا تو پھر مجھے کیا مین نے بھی حکیم صاحب کی خاطر سے جو مدارج کہ
مہمانداری کے تھے ادا کیے لیکن شاہزادہ کو چاہیے کہ ہمکو ناحق بدنام و رسوا نکرے یہ عاشقی و معشوقی کے
جھگڑے میری بلا جانے میرے عاشق بن کے مجھکو جہان مین رسوا و بدنام کرتے ہین محبت اسی کو کہتے ہین کہ جس سے محبت
کرے اسے دنیا و دین دونون سے کھوئے واہ ری محبت ایسی محبت سے تو عداوت بہتر ہی اب مصلحت وقت یہی امر ہی
کہ اپنی طرف سے تم شاہزادہ کو سمجھاؤ اور فہمایش کرو کہ تمہاری فہمایش کارگر ہوگی شاہزادہ سمجھ جائیگا اور ہماری
طرف سے بھی کہو کہ جسقدر کنیزان خاص ہماری ہین جسکی طرف آپکا میلان خاطر ہو ہم اسی وقت آپکی خدمت مین اسے
بھیجدین وہ عمدہ طور سے آپکی خدمت بجا لائیگی اور آیندہ خبردار ہماری محبت کا اظہار نکرے ورنہ اسکے حق مین خوب
نہین ہوگا اے خواہر تم خود انصاف کرو کہ مین بے فائدہ ایک مرد غیر جنس سے صحبت گرم کرون نامحرم کو اپنے پاس
بلاؤن مین کہان سے ایسا جگر لاؤن جو سنیگا وہ مجھے کیا کہیگا جناب حکیم صاحب خوش ہون یا ناخوش نادرہ رازدار
نے کہا اے ملکہ آفاق ہر چند کہ مین باغ عشرت مین موجود نہ تھی لیکن وہان کی صحبت کا حال مفصل سنا ہی اور خود آپنے
اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ شاہزادہ سے ایک ہفتہ صحبت رہی اور نہایت عیش و عشرت مین بسر ہوئی پھر
اب لونڈی کیا عرض کرے یہ امر بجز دلی کا خیال مین نہین آتا نہ کسی کا جبر ہی اگر آپکو یہی منظور رہتا تو کیون آپ شاہزادہ
سے بگرمجوشی و اختلاط پیش آتین پہلے آپکو خیال نہوا کہ ہم جو ایک آدمی سے اختلاط کرتے ہین تو اس بیچارہ کا کیا حال ہوگا ۔

دلون کے لینے پر آمادگی جو فرمائی ۔ تو کس بہانہ سے گھر مین بلا بلا کے لیے

حضور نے جو فرمایا کہ میری طبیعت تجھسے الفت کرتی ہی لیکن بسبب ننگ و ناموس کے بالطبع کوئی امر نہین کر سکتی پھر کس طرح
محبت شاہزادہ کو نہو ہان ایک بات اسوقت کنیز کے خیال مین آئی اگر حکم ہو تو عرض کرون ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا بیان کرو وہ کیا بات ہی نادرہ رازدار نے کہا اول حضور اقرار فرمائین کہ مین ناراض نہونگی اور محل مین لاؤنگی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہم ناراض نہونگے بیان کر نادرہ رازدار نے عرض کیا یہان ہم لوگ چند خواص خاص
ہین اور خاص سے مراد یہی ہی کہ محرم راز ہین اور شرط وفا یہی ہی کہ کوئی امر پوشیدہ بجز اپنے کسی پر ظاہر نہو ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا کہ بے فائدہ باتون سے کیا کام اپنا اصل مطلب بیان کر نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ شاہزادہ کو یہان سے
لیچلین کیونکہ جائے متبرک ہی یہان کوئی فعل نکرنا چاہیے بعد اسکے ایک گلاس شراب بیہوشی پلا دین جب یہ بیہوش ہوجائے
اسے ایک صندوق مین بند کرکے دریا مین ڈالدین کسی کو معلوم بھی نہوگا کہ کیا ہوا پھر آپکا یہ سب اندیشہ بدنامی و ذلت
و رسوائی جاتا رہیگا کسواسطے کہ بقول کسی شاعر کے بیت

زخمیست زخم عشق کہ مرہم پذیر نیست	زخم محبت ست یکے زخم تیر نیست

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا خوب تم نے میرے ساتھ سلوک کیا واہ کیا خوب بات بتائی اور کیا مشورہ نیک دیا
کہ دنیا و دین دونون خراب ہون تیرے فحوائے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ بالیقین بے تکلف پردہ ناموس کو چاک
کرون اور شاہزادہ سے بہ بے شرمی پیش آؤن ورنہ اپنے کو خون ناحق مین مبتلا کردون نادرہ رازدار نے کہا کہ
لونڈی کی کیا مجال جو حضور کے ایک ادنی ملازم کی بدخواہ ہو بلکہ مین یہ عرض کرتی ہون کہ حضور حسب سابق اُس سے
پیش آئین کہ اُس بیچارہ دردمند کی جان بچ جائے اسواسطے کہ جب آدمی اپنے اختیار مین نہو تو جو اُس سے نہو تعجب ہی
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے نادرہ رازدار تونے جو باغ عشرت کا حال بیان کیا مین نے حکیم صاحب
کے حکم کی تعمیل کی تھی کہ شاہزادہ کے پاس گئی اور جھوٹ سچ جو کچھ ہین اُسوقت آیا بیان کیا اور سنا نادرہ رازدار نے
کہا یہ تسلیم کیا لیکن آپ فرمائین کہ اب حکیم صاحب کی ممانعت ہوگئی جو آپ اس بدسلوکی سے پیش آئین اگر یہ حکم ہی تو
بسم اللہ پھر آپکا کیا قصور شوق سے ملکہ نے فرمایا افسوس مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ مرد بوالہوس خواہ مخواہ پیچھے لگنے کا باعث
ہوجائیگا اور حال اسکا یہ ہی کہ جہان کوئی صورت نرم و گرم دیکھی بس گرویدہ ہوگئے آدمی کو کچھ تو تحمل و بردباری بھی چاہیے
نادرہ رازدار نے کہا کہ اب عذر و حیلہ سے کچھ فائدہ نہین ان چوچلون کا وقت اور ہی ہو نہایت تعجب فرمایا کہ
اوّل میرا میلان طبع تھا مگر جب کہ امارہ محلدار خانہ خراب نے ورغلا کے شاہزادہ کو ملکہ صبح دلکشا کی طرف
مائل کیا اُسوقت سے دل میرا بیزار ہوگیا مگر مین بطور رعایت تقسیم کہتی ہون کہ شاہزادہ اُسوقت ایسا کیفیت ملکی
مین مبتلا تھا کہ ہوش و حواس مطلق بجا نہ تھے ورنہ کبھی یہ حرکت ظہور مین نہ آتی انصاف بھی کوئی چیز ہی جب آدمی
کے ہوش بجا نہون تو اُسکا کیا قصور ملکہ نے فرمایا کہ نادرہ رازدار تجھکو اپنے کام سے کام ہی کوئی بدنام ہو میری
بلا سے نادرہ رازدار نے کہا خیر حضور ہی کا قول درست ہوگا پہنچے تو کسی مرد کا دل ہاتھ سے ... کی محبت
مین گرفتار ہوتے نہین سنا اگر شاہزادہ نے بخواہش نفس کسی عورت کو بنظر التفات دیکھ لیا تو کیا گناہ کی
بات کی اور وہ بھی ورغلانے سے ایک زن مکارہ کے دوسرے شہر ہر وقت گناہگار رہو دل اسکا لیکر دو فرمائین پیدا کرے

اور ہم لوگ خیر خواہی کی نظر سے کہینگے جو کچھ کہینگے لیکن آپ کے خطاوار ہین قصہ کوتاہ نادرہ رازدار نے کہا اب آپ
رفع ملال فرمائین اور اُس سوختہ آتش فراق کی تقصیر و خطا سے درگذرین ملکہ نے فرمایا یہ تماشا لگی اور دلالہ گری کو
اپنی بغل مین رکھیے مجھے کسی کی چاپلوسی و خوشامد خوش نہین آتی اور تو تو دیوانی ہوگئی ہی تیرے حواس بجا نہین رہے تیری
بات کا اعتبار کیا اتنی مدت سے تو نے مجھے دیکھا اور آج تک میرا مزاج نہ جانا مین اپنے مزاج سے مجبور ہون ایسا نرم دل
کہان سے لاؤن کہ جسکو دیکھا بس فریفتہ ہوگئی حکیم صاحب میری عادت جبلی سے واقف ہین نادرہ رازدار نے کہا جب
آپ ظلم سے باز نہین آتین تو ہم نیکی سے کیون باز آئین ہم کلمہ حق شاہزادہ کی طرف سے عرض کیے جاینگے ملکہ
نوبہار گلشن افروز وہان سے اُٹھ کے دوسرے مکان مین چلی گئی راوی بیان کرتا ہی کہ وہ مکان نہایت عالیشان
تھا اور اُسکے صحن مین ہر سال چار طرف آتشبازی وغیرہ نصب ہوتی تھی اور بیچ مین ہنڈولہ نصب کیا جاتا تھا اور جب
ملکہ نوبہار گلشن افروز بعد فراغ عبادت اُس مکان مین جاتی تھی خواصین آتشبازی چھوڑتی تھین اور ملکہ ہنڈولہ مین
جھولتی تھی اور روشنی کا تماشا دیکھتی تھی اُس مکان کا نام عیش منزل اور سرور سلطانی تھا جب ملکہ اُس مکان مین تشریف لیگئی
خواصون نے حسب معمول آتشبازی چھوڑنا شروع کی جب شاہزادہ نے یہ ہنگامہ دیکھا وہ بھی اُس مکان کے پردہ تک
آن پہونچا مگر یہ خیال آیا کہ ایسا نہو یہ مکان بھی عبادت خانہ مین داخل ہو اگر مین بے تکلف چلا جاؤن تو ملکہ
نوبہار گلشن افروز خواص سے اپنی نکلوا دے تو بجز جان دینے کے اور کیا چارہ ہوگا اس سے مناسب یہ ہی
کہ دروازہ سے تماشا دیکھو اگر یہان سے کوئی متعرض ہوا تو پھر اندر چلے جائینگے آخر یہ سوچ کے سر پردہ سے نکال کر
نگاہ حسرت سے تماشا دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک خواص نے نادرہ رازدار کی شاہزادہ کے پاس آکر
کہا اے شہریار ہماری بی بی نے کہا ہی کہ آپ دروازہ پر کیون حیران و پریشان کھڑے ہین اندر پردہ کے
تشریف کیون نہین لاتے کوئی آپ سے مزاحم نہین ہوسکتا اور مبارک ہو کہ عنقریب بختاور ستارہ عروج کیا
چاہتا ہی انشاء اللہ تعالی تمکو خوشی ہوا چاہتی ہی شاہزادہ پیام اُس کنیز سے سُنکے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اللہ
مدت سے مین نادرہ رازدار کا نام سنتا تھا الحمدللہ کہ اب مین وقت پر خدا نے ملایا مگر واقعی جیسی صفت سُنی تھی
اُس سے زیادہ معائنہ مین آئی کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ اِس طرح کلمہ بکلمہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمکلام
ہوتا بعد ازان شاہزادہ نے روشنک کنیز کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
بھی اُسوقت گوشہ چشم سے دیکھ رہی تھی جسوقت شاہزادہ نے روشنک کنیز کو سینہ سے لگایا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے نادرہ رازدار سے کہا اے نادرہ رازدار شکر خدا کا کہ یہ مقدمہ کیا جلد فیصل ہوگیا نادرہ رازدار نے کہا کیا
ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اشارہ سے کہا اے بیوقوف جس نالائق کی تو بڑی طرفدار اور ساعی تھی دیکھ تو اپنے
دیدہ کور سے کہ وہ روشنک کنیز سے کیا کر رہا ہی نادرہ رازدار نے جب یہ دیکھا سمجھی کہ شاہزادہ نے محض

از فرطِ خوشی اور میری محبت سے روشنک کنیز کو سینہ سے لگا لیا اور کوئی بات نہیں آتے ایک قہقہہ مارا اور کہا واہ وا
ملکہ آفاق خوب سمجھیں اگر ناگوارِ خاطرِ اقدس نہو تو جواب اسکا عرض کروں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کیا
جواب ہی نادرہ رازدار نے کہا نعوذ باللہ خدا نے اس آتش رشک کو کسقدر تیز کیا ہی کہ کسی طرح سے نہیں بجھ سکتی
آپ خوب جانتی ہیں اور سب پر ظاہر ہی کہ جسطرح اور جس سبب سے شاہزادہ نے روشنک کنیز کو گلے سے لگا یا مگر
اسپر بھی آپ کو یہ حرکت ناگوار گذری ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ہنسی سے نادرہ رازدار کے رخسار کو چھو لیا اور کہا
اے غیرت اللہ رہی شتا تو اپنی حرکتوں سے باز نہ آویگی نادرہ رازدار نے کہا کہ جب حضور باز نہیں آتیں تو میں بھی
حضور ہی کی ساتھی ہوں کسطرح باز آؤں اس عرصہ میں شاہزادہ بھی وہاں آگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے از راہ
غضب سے شاہزادہ کو دیکھا کہ شاہزادہ کا خون خشک ہو گیا بعد اسکے ہنڈولہ میں سوار ہوئی اور یہ بھی معمول تھا
کہ ہنگام واپسی بطور فال کے ہنڈولہ میں بیٹھ کے پھرایا جاتا تھا اگر حسب دلخواہ وہ ہنڈولہ پھرا تو گویا دعا قبول ہوئی ورنہ گویا رد
دیا جاتا تھا اور دوسرے پلہ میں ملکہ نوبہار گلشن افروز کے مقابل ملکہ صبیح دلکشا بیٹھتی تھی اسی طرح ملکہ صبیح دلکشا
حسب معمول سوار ہوئی ہر چند خواصوں نے زور کیا اور جھج دیا لیکن ہنڈولہ نے جنبش نہ کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
فرمایا کہ اے نادرہ رازدار آج یہ ہنڈولہ بھی ہمسے ناراض ہی نادرہ رازدار نے عرض کی کہ ہنڈولہ ایک طرف آپکے حرکات
ایسے ناپسندیدہ ہیں کہ ہر ایک کو ناگوار معلوم ہوتے ہیں آخر ملکہ نے جس پری کو بٹھایا پلہ نے اصلا حرکت نکی چونکہ قبول عبادت
خاص گردش چرخ یعنی ہنڈولہ پر تصور کیا جاتا تھا لہذا طبیعت میں ملکہ کی ایک طرح کا وسوسہ پیدا ہوا آخر نادرہ رازدار سے
عالم غصہ میں فرمایا اے نادرہ رازدار جلد اس راز کو بیان کر کہ یہ آج چرخ کیوں بگڑا ہوا ہی نادرہ رازدار نے عرض
کی مجھسے آپ کیا دریافت کرتی ہیں آپ پہلے اپنے دل سے کیوں نہیں پوچھتی ہیں اگر آپ میرے ہی کہنے پر عمل فرماتیں تو یہ
معاملہ کیوں پیش آتا نوبہار گلشن افروز نے فرمایا خیر گذشتہ را صلوات اب تو بیان کر نادرہ رازدار نے جواب دیا
حضور میں نے ایک روز حکیم صاحب سے سنا تھا کہ ایک روز عبادت خانہ میں ہم پلہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا کوئی غیر شخص
ہوگا اور اگر نوبہار گلشن افروز امتحاناً کسی پریزاد کو مقابل پلہ کے چرخ میں سوار کریگی چرخ کو گردش نہوگی اور حکیم صاحب کا
فرمانا ایسا نہیں ہی کہ خلاف ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ شاید وہ غیر ملکہ صبیح دلکشا ہوگی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ
صبیح دلکشا کا یہ مرتبہ ہی کہ ہم پلہ ہو ہر چند کہ آپکی ایک ہمشیرہ خالہ زاد ہی لیکن ہم مرتبہ نہیں ہو سکتی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے اس سے فرمایا پھر کیا تدبیر کریں نادرہ رازدار نے عرض کی کہ جو جو یہاں موجود ہیں سب کا امتحان کر لیا جاوے ابھی ہم پلہ
معلوم ہو جائیگا کہ فلاں شخص ملکہ کا ہم پلہ ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ اچھا ہم اپنے بھائی کو بلا کر بٹھاتی ہیں وہ تو ہمارا
ہم پلہ ہی نادرہ رازدار نے عرض کی کہ حضور جس شخص سے عقد ہو وہ ہم پلہ ہو سکتا ہی اور کوئی بھائی بہن ہم پلہ نہیں ہو سکتا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نہایت ناراض ہوئی اور کہا اے نادرہ رازدار یہ بات کیوں کرتی ہی صاف صاف کیوں

نہین کہتی نادرہ رازدار نے کہا صاف تو یہی ہی کہ اس بیچارہ خانمان آوارہ کو اپنا ہم پلہ کرو دیکھو کہ امتحان بھی ابھی ہوا جاتا
ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا طلسم ہندی حکیم صاحب نے جگر شق کر دیا اور کچھ بن نہین آتا دوسرے نادرہ رازدار
تیری زبان درازی نے اور پریشان کیا ہی خدا کرے تو گونگی ہو جائے نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار آپ ان باتون
پر کچھ خیال نہ فرمائیے بسم اللہ ہنڈولہ مین سوار ہو جیے شاہزادہ نے یہ خیال کیا کہ اس چرخ کا پھرانا بمنزلہ عبادت کے ہی یہ
موقوف کر نہین سکتی اور کچھ پھیرے دوسرے سے یہ چرخ چلیگا بھی نہین پس فرمایا کہ ای نادرہ رازدار مہربان عزیز از جان
جب تک ملکہ مفصل نہ بیان کرین گی کہ انھون نے اپنے بھائی سے مجھے نسبت کیون دی اگر تو بہ کرین تو بہتر ورنہ
مین یہ چرخ کیا چرخ فلک پر بھی پاؤن نرکھونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا او مردار مین خوب
جانتی ہون کہ یہ ساری فتنہ پردازی تیری ہی ہی اب اپنے مہمان ناخواندہ کو دیکھ کہ وہ کیا غمزہ کرتا ہی ہمین خود یہ
منظور نہین ہی کہ ہم اپنے بھائی کو ایسے بیہودہ سے نسبت دین اسی سے ہم خود تو بہ کرتے ہین کہ ہمنے ایسی بات کہی
ہمین آپ شرم آتی ہی یہ بات بھی اسوقت بے ساختہ زبان سے نکلگئی نادرہ رازدار نے کہا ای ملکہ آفاق یہ بھی
اس رتبہ کو منظور نہین کرتا بعد ازان شاہزادہ سے کہا کہ ای شہریار والاتبار آپ نے سُنا کہ ملکہ نے اپنے اس کہنے
سے توبہ کی اب آپ شوق سے چرخ پر سوار ہون اور ان لوگون کو قدرت خدا کا تماشا دکھا دین پس شاہزادہ مالک
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون ہنڈولہ پر سوار ہوئے اور دونون طرف سے پریزادون نے اس چرخ کو گردش
دی چرخ پھرنے لگا اور قران السعدین بھی ہوا یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ دونون سوار ہوئے
اس قران سے عجیب و غریب شکلین معلوم ہونے لگین یعنی کبھی تثلیث جو کہ دوستی و محبت پر محمول ہی اور گاہ تربیع
کہ اس سے عتاب سلطانی ظاہر ہوتا ہی اور گاہ مقابلہ کہ عین زندگی کا نتیجہ ہی قصہ کوتاہ شاہزادہ نے بسبب
بلند و پست و برابر ہونے پلون کے ایسے تماشے و کرشمے اسکی حرکت سے دیکھے کہ جنکی تصریح محال ہی معلوم ہوتا تھا

کہ جان قالب سے نکل جاتی اور پھر قالب مین آجاتی ہی بیت

شہزادہ چو پس بود آن مہ چو قمر	بر چرخ فلک منزل شان ساخت قدر	تثلیث و مقابلہ قران و تسدیس	واقع شدہ بالکید دیگر اقسام نظر

راوی عرض کرتا ہی کہ شاہزادہ کو چونکہ حسن جمال ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بے چین کر دیا خیال آیا کہ اپنے پلہ سے
اوچک کے ملکہ کے پلہ پر پہونچے پھر یہ خیال گذرا ایسا نہو کہ ہنگام جست اگر صفہ بلورین پر گرا تو سر پاش پاش ہو جائے
آخر گیارھوین گردش مین ایسا جلوہ معشوق نظر آیا کہ پھر ضبط نہو سکا اور عالم محویت مین پلہ سے شاہزادہ نے جست کی اور
صفہ بلورین پر گرا اور وہ صفہ اصل مین بلور کا نہ تھا بلکہ ایک حوض پانی کا تھا جو صفہ بلور معلوم ہوتا تھا تا بشر طلسمی سے
سطح پانی بھرا تھا کہ بعینہ بلور کا ایک تختہ معلوم ہوتا تھا الغرض جب شاہزادہ حوض مین گرا اور غوطہ کھایا تمام عورتون
نے محل کی شور و غل مچانا شروع کیا نادرہ رازدار نے بمشکل تمام غواصون سے شاہزادہ کو حوض سے باہر نکلوایا بعد اسکے ایک

پریزاد علاج مین شاہزادہ کے مصروف ہوئی چونکہ جھولے کے تکان سے شاہزادہ کو گونہ درد سر لاحق ہوگیا تھا
یہی سبب بیہوشی کا بھی تھا نادرہ رازدار وہان سے مکان صدر مین لائی اور شاہزادہ کے گرد و پیش انگیٹھیان آگ
کی روشن کرائین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اگر شاہزادہ خدانخواستہ مرجاتا تو اسکے خون کا وبال
کسکی گردن پر ہوتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ اپنے خون مین آپ مبتلا ہوتا کیا کسی نے اُس سے کہا تھا کہ
تو حوض مین گر پڑ یا صبح دلکشا اسکے خون کی ذمہ وار تھی جسکی تلاش مین یہان تک پہونچا صبح دلکشا نے کہا ای ملکہ ناحق
تم اپنی بلا اورون کے گلے لگاتی ہو اور بہادر گستاخ کرتی ہو اب مین بھی صاف صاف کہونگی تو آپکو ناگوار گذرے گا
یہ وبال اُسی کی گردن پر ہوتا جسنے باغ عشرت مین سات روز تک مجلس شراب وکباب گرم کی اور قصر قران السعدین
مین باہم کیا کیا اقرار کیے اور اب تک امتحان ہورہا ہی لیکن حیلہ و بہانہ اورون کیواسطے ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ کلمہ
صبح دلکشا کا سخت ناگوار ہوا اور نادرہ رازدار کیطرف مخاطب ہوکے فرمایا جو ہوا سو ہوا اب ایسے کلمات لاطائل سے کیا
حاصل خدا کرے کہ یہ بیچارہ جس واسطے کہ اپنے وطن سے نکلا اور صعوبات مین گرفتار ہوا وہ مراد اُسکی برآوے اور جلد اپنے گھر کو بامراد
جاوے اور اپنے والدین سے ملے اس اثنا مین شاہزادہ کو بھی ہوش آگیا اُسنے تمام جواب سوال ملکہ اور صبح دلکشا کے سُنے آنکھ
کھولی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فوراً وہ گفتگو محو کردی اور کہا ای نادرہ رازدار جس سے نامزد شاہزادہ ہوا ہوگا خدا جانے اُس
بیچاری کا شاہزادہ کے انتظار مین کیا حال ہوگا خداوند کریم کسی کو مفارقت نصیب نکرے مگر اسکی دعا سے سحری نے تاثیر کی
اُسی کی تقدیر سے شاہزادہ نے اسقدر تکلیف و محنت شاق گوارہ کرکے تماشاے طلسم سے فراغت حاصل کی اب مناسب
یہی کہ اپنے وطن مالوف کو خیر و عافیت سے روانہ ہون کہ وہ بیچاری غمدیدہ و مصیبت کشیدہ بھی اپنی مراد کو پہونچے اور شربت وصال
سے شاہزادہ کے سیراب ہو شاہزادہ نے جب یہ سُنا سر اپنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے زانو پر رکھدیا اور کہا ابیات

ای شہنشاہ کشور خوبی	آفتاب سپہر محبوبی	پدر و مادرم فدای تو باد	سر و جان و تنم برای تو باد
دل و دین در رہ تو باختہ ام	با خیال رخ تو ساختہ ام	از خدا جز تو نیست مقصد من	طاق ابروے تست مسجد من
بلکہ در دام تو اسیر شدم	گشتہ دیگر بہ ہر نامزدم	جز تو گر نامزد شود منظور	آن نباشد مرا بغیر از گور
	کامران جہان جان باشی	ابسر بندہ مہربان باشی	

ملکہ نوبہار گلشن افروز خاموش شاہزادہ کے پاس سے دوسرے مکان مین چلی گئی یہان نادرہ رازدار نے سر سے پانک
شاہزادہ کی بلائین لین اور چند خوان زر سرخ سر پر سے نثار کیے بعد ازان آواز بلند کہا ای خواتین محل مین نے زبانی حکیما
کے سُنا ہی کہ آجکی شب عبادتخانہ مین حاضرین عبادتخانہ شاہزادہ کے ساتھ اسطرح پیش آئینگی جسطرح ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی خدمت کرتی ہین اگر خدانخواستہ ملکہ ناظم کو ایسا صدمہ شدید پہونچتا تو جتنے خدام و نمک خوار ہین سب تصدق و نذر ملکہ
کیواسطے لاتے بلکہ خود بلاگردان ہوتے تمام عورتون نے آپس مین اتفاق کیا اور کہا کہ نادرہ رازدار آپ بہت بجا فرماتی ہین

نادرہ رازدار نے کہا اب تمکو چاہیے کہ جسطرح جیسے تم لوگ ملکہ کی اطاعت کرتی ہو اسیطرح شاہزادہ عالی وقار کی بھی اطاعت
کرو اور بلاگردان ہو تمامی مستورات محل اسیوقت باتفاق خوان زر تصدق کو لائین اور آپ خود بلاگردانی ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے لوٹہ چوکی پر رکھنے کو حکم دیا اور ایک کنیز زکیہ الکن نام صبح دلکشا کی بسبب لکنت زبان کے تتلا کے بولتی تھی اور اسکی بات ملکہ
نوبہار گلشن افروز کو اچھی معلوم ہوتی تھی ملکہ اس سے اکثر ہنستی بھی تھی اور وہ کنیز ملکہ سے کسیقدر گستاخ بھی ہو گئی تھی الغرض ملکہ جب
چوکی پر تشریف لیگئی تو زکیہ الکن بھی ساتھ گئی وہان ملکہ کے دل مین خیال پیدا ہوا کہ مبادا میرے تصدق نہ پہونچنے سے اور بلاگردان ہونے
سے شاہزادہ کیواسطے یا میرے واسطے کوئی صورت قباحت ہوئے کہ طلسم مین عام شرایط اور اکرنا واجبات سے ہوتا ہے یہ سوچکر زکیہ الکن
سے ملکہ نے فرمایا کہ تو شاہزادہ کے پاس جا اور دونون ہاتھون سے بلائین لینا مین تجھے انعام دونگی اور دل مین یہ نیت کی کہ
مین زکیہ الکن کو اپنا نائب بنا بھیجتی ہون حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز کے زکیہ الکن شاہزادہ کی خدمت مین پہونچی
اور شاہزادہ اسوقت پوشاک زیب جسم کر رہا تھا اسنے جاتے بے تکلف دونون ہاتھون سے شاہزادہ کی ازسرتاپا بلائین
لین ملکہ صبح دلکشا نے جو اپنی کنیز کو شاہزادہ کی بلائین لیتے دیکھا دل مین سوچی کہ اسکا یہ امر میرے ذمہ عائد ہوگا ایک تو
ملکہ یونہین لوگ جھوک کرتی ہین اب بالکل انکو یقین کا درجہ ہو جائیگا کہ صبح دلکشا نے اپنی طرف سے اپنی کنیز کو
بھیجا ہوگا بس ضبط نہوا اور زکیہ الکن کو اس زور سے ایک جھڑکی دی کہ وہ سہم کر رہ گئی اور بسبب کم سننے کے بانخانہ
کی طرف دیکھکے توتلی زبان سے کہا اے ملکہ صاحبہ مین تو حضور کے حکم سے شاہزادہ کے تصدق ہوئی میری بی بی ملکہ
صبح دلکشا مجھپر ناحق خفا ہوتی ہین اس بات سے زکیہ الکن کے تمام محفل مع شاہزادہ کے خوب ہنسے اس اثنا مین
ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی چوکی سے فارغ ہوکر تشریف لائین اور زکیہ الکن کنیز باوجود کم سننے کے سمجھ گئی کہ اسمین کوئی بھید ہی
اتنا کہا اے حضور مین کیا جانون کہ حضور نے پوشیدہ مجھے بھیجا تھا آپ نے منع کر دیا ہوتا مین کسی کے سامنے نہ کہتی میرا اسمین کیا قصور
اسپر دوبارہ لوگ پہلے سے زیادہ ہنسے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے زکیہ الکن تو بڑی حرامزادی ہے اپنی بی بی کی طرف سے
بلائین لینے گئی اور اور دن کو ملزم کرتی ہے ہمارے سامنے ملکہ صبح دلکشا نے اشارہ سے کہلے تجھے بھیجا تھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا ہان
صاحب مین ہی تقصیر وار ہون خیر الغرض شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ تم کیون زکیہ الکن سے خفا
ہوتی ہو اگر زکیہ الکن تمھارے ہی طرف سے میری بلاگردان ہوئی تو کیا عیب کی بات ہے مین ابھی تمھاری بلائین پھیرے دیتا ہون
یہ کہکے شاہزادہ نے سر سے پانک ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بلائین لین نادرہ رازدار نے ارباب طرب کو حکم دیا کہ مبارکباد
گائین جب ملکہ نوبہار گلشن افروز مسند پر جلوس فرما ہوئی شاہزادہ نے بکمال عجز فرمایا اے ملکہ آفاق برائے خدا اب
عشق قصد رفو فرمائے میرے حال زار پر رحم فرمائین کہ اب مجھسے کسی طرح مفارقت کا یارا نہین اٹھ سکتا قطعہ

تکرار کے سر کو جان نذر دان مین تو کیا کرون
کب تک فراق یار کے صدمے سہا کرون
قابو مین دل کو اپنے نہ پاؤن تو کیا کرون
ہر چند چاہتا ہون نہ بولون مین یار سے

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا ای صاحب میں پری تم آدم زاد آشتی وفائی کی کس طرح صحبت برابر ہوگی آپ کو
چاہیے کہ اپنا جنس تلاش کیجیے اور خبردار آئندہ ایسے کلمات یاوہ گوئی کے زبان سے نہ نکالیے کہ آپکی زبان درازی یاوہ گوئی
باعث میری رسوائی کا ہی اگر خدا نخواستہ اس حال کی خبر میرے والدین کو پہونچی تو میری تو بیسی نفرین ہوگی ہوگی لیکن آپ کے
واسطے بھی قباحت عظیم ہوگی شاہزادہ نے فرمایا اگر میری گستاخی معاف ہو تو عرض کروں حضرت بلقیس بھی تو بروایت شہود
آپ ہی کے جنس سے تھیں پھر کیوں انکا عقد حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا سوا اسکے اور بھی پریزادیں آدم زاد سے
منسوب ہوئی ہیں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہماری قوم سے آجتک کوئی آدم زاد بے وفا سے منسوب نہیں ہوا
سوا اسکے جو صاحب حکومت ہوتا ہو وہ دوسرے کا محکوم نہیں بنتا اس لیے مجھے خود فرمان برداری کسی کی منظور نہیں
ہو لہذا آپ اس خیال خام سے باز آئیے اور میری خواہش ہے کہ یہ سب شاہزادیاں ہیں جسکو تم پسند کرو میں اسی کے ساتھ
تمہارا عقد کر دوں ملکہ صبح دلکشا جو تمہاری منظور خاطر ہی اور ہماری بہن خالہ زاد ہی اگر تم رضامند ہو تو میں انکے
والدین سے تمہاری نسبت کا پیام دوں شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ آفاق یہ باتیں تمہاری نشتر ہیں تم کہو تو اپنا
جگر چاک کرکے تمکو دکھا دوں کہ کس قدر تمہارے صدمہ مفارقت نے میرے دل و جگر کو گھائل کیا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا یہ صرف باتیں ہیں اسی کو مجتنے دیکھا نہیں کہ کوئی اپنا جگر چاک کرے شاہزادہ کو اس کلام سے نہایت غصہ آگیا
فوراً خنجر سینہ پر رکھ لیا اور چاہتا تھا کہ سینہ چاک کر ڈالے مگر نادرہ رازدار اور گلرخسار وغیرہ پریزادوں نے شاہزادہ
سے خنجر چھین لیا شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے کہا ای نادرہ رازدار تم میری طرح تم تو تمہاری ملکہ نے کسی کا زخم جگر
نہیں دیکھا ہی میں دکھائے دیتا ہوں دراتھا لیا اکثر میرا امتحان ہوا ہی یہ بھی امتحان کر لیں ملکہ صبح دلکشا اس وقت
وہاں موجود نہ تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ملکہ صبح دلکشا کو پکارا کہ او صبح دلکشا تم کہاں چلی گئیں بیچارہ
شاہزادہ تمہارے اشتیاق میں جان دیئے دیتا ہی جلد آجاؤ کہ تو جان لبوں پر جاری ہی بات رہ جائیگی اور وقت
نکل جائیگا شاہزادہ کو یہ بات ملکہ کی ایسی ناگوار ہوئی کہ از خود رفتہ ہو کر ہاتھوں سے ان پریزادوں کے نکل گیا
جب نادرہ رازدار نے دیکھا کہ شاہزادہ قابو سے نکل گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ [illegible] خدا جانے
اگر خدا نخواستہ صدمہ جان گزا شاہزادہ کو پہونچا تو خدا جانے اہل طلسم کے سر پر کیا آفت نازل ہوگی خنجر شاہزادہ
سے لیلو کہ یہ خودکشی نکرنے پائے ہم مجبور ہیں ہمارا زور کچھ نہیں چل سکتا اور تم ہمارا کچھ نہیں [illegible] کا زور [illegible]
سے چل نہیں سکتا ملکہ نوبہار گلشن افروز پہلے شاہزادہ اور خواصوں کی کشمکش کا تماشا دیکھا کی جب نادرہ رازدار
نے مجبور ہو کر یہ کلمہ کہا تب ہوش میں آیا کہ نادرہ رازدار سچ کہتی ہی کیا عجب ہی کہ شاہزادہ جان پر کھیل جاوے آخر
نادرہ رازدار اور خواصوں سے کہا تم سب ہٹ جاؤ ہم آپ اس [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] دوسری
کس قدر ہاتھ پاؤں میں قوت و طاقت ہی خواصیں ملکہ نوبہار گلشن افروز سے [illegible] ملکہ نوبہار گلشن افروز

نے دونون ہاتھ شاہزادہ کے اپنے دست حنائی سے پکڑے اور کہا او مکار تو اپنے حرکات سے باز نہ آئیگا جو نہین دوست نگارین ہاتھ مین شاہزادہ کے آئے گویا جان شاہزادہ کی جان مین آگئی اور نظر کا تیر دل کے پار ہوگیا ہرچند کہ نوبت غشی کی ہوئی تھی مگر شاہزادہ نے ضبط کو کام فرمایا اور جواب دیا اے ملکہ آفاق جب آپ کو میرے قول و فعل کا اعتبار نہین پھر اس ظاہرداری سے کیا حاصل آپ میرے حال سے خبر نہون کب تک کوئی اس بے اعتباری کی حالت مین زندگی بسر کرے آج مین اپنی جان پر کھیلونگا جب انسان کی بات ہی نرہی تو پھر لطف زندگی کیا آپکو بھی معلوم ہوجائیگا کہ محبت و وفا جہان مین ایسی ہوتی ہے کسواسطے کہ شعر

تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین ۔ بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تجھ پہ مرتے ہین

مین آپکی سنگدلی سے نہایت پریشان ہون حتی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کچھ جواب دیا لیکن خنجر ہاتھ سے چھینتی تھی اور شاہزادہ اس خیال سے خنجر نہ دیتا تھا کہ اگر ملکہ نے خنجر لے لیا تو یہ چلی جائیگی اور مجھے اپنے دیدار سے محروم رکھیگی آخرکار دانستہ شاہزادہ دونون ہاتھون مین خنجر کو داب کر دراز ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی خنجر کے لینے کو شاہزادہ کے سینہ پر سوار ہوگئی نوبت باینجا رسید کہ ایک ہاتھ ملکہ کا شاہزادہ کے گلے مین تھا اور دوسرا ہاتھ خنجر پر اور سینہ سینہ سے شاہزادہ کے وصل تھا اور اسقدر قوت و زور کیا کہ قطرہائے عرق جبین اُس نازنین کے
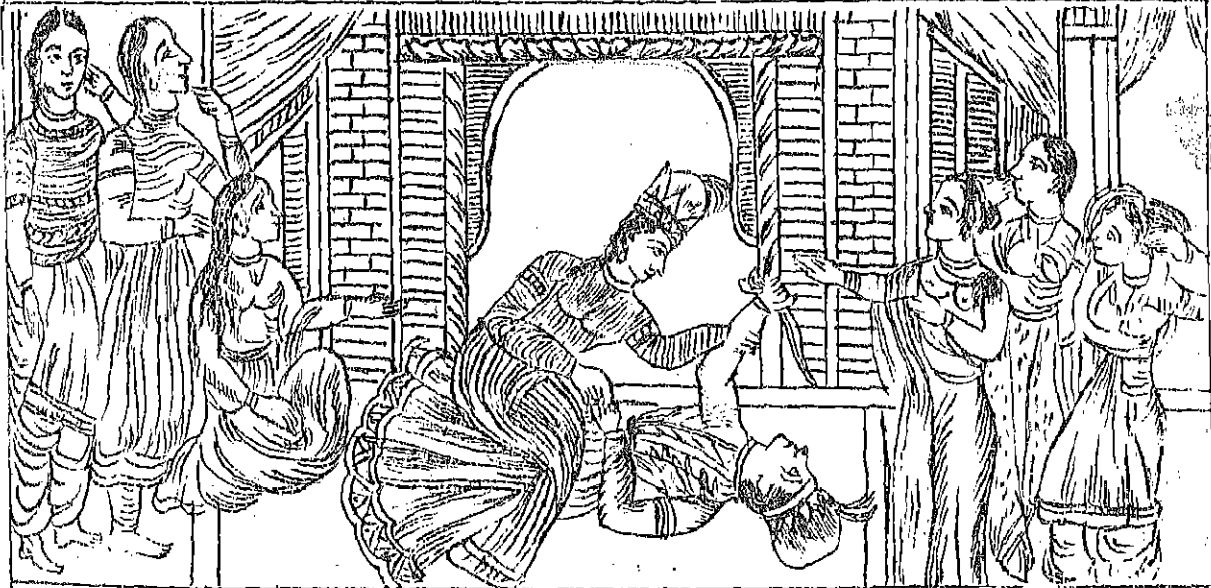
مثل شبنم کے چہرہ پر شاہزادہ کے گرنے لگے اور کاکل مشک بو بھی پریشان ہوکے رخسارون پر آگئی القصہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھون مین طاقت نرہی اُسوقت بہ نگاہ غضب شاہزادہ کو دیکھ کے فرمایا او بے وقوف و بے حیا تجھے شرم نہین آتی مجبا و اپنی مکاری سے دباتا ہے اور مثل عورتون کے غمزے کرتا ہے بس اب حق مین تیرے

ہیں بہتر ہی کہ خنجر نہیں دیوے ورنہ ہمارا بھی اب مزاج دگرگون ہوتا ہی پھر کل اچھا نہوگا یہ تمہاری ساری وحشت ایک دم مین نکال دونگی یہان شاہزادہ کو یہ نصیب کہان تھا صورت بھی دیکھنی نصیب ہوتی تھی افراط حیرت سے مثل تصویر ملکہ کی صورت دیکھ رہا تھا گویا آپ مین نہ تھا آخرکار زبردستی ملکہ خنجر شاہزادہ کے ہاتھ سے چھین کے اُسی مسند پر جا بیٹھی اور کہا استغفر اللہ آجکی شب عبادتخانہ مین عجیب فضیحت سے گذری دیکھیے کیا ہوتا ہی گلرخسار دریافت کر کہ رات کتنی باقی ہی گلرخسار نے عرض کیا کہ بقدر ایک گھنٹہ کے رات باقی ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایسی عذر و معذرت سے بھی غبار آئینۂ دل کا ملکہ کے دفع نہوا اور ساری رات بیکار محض تمام ہو گئی اور صبح قیامت سر پہ آگئی یعنی صبح کو پھر وہی مفارقت ہو دیکھا چاہی پس زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور کہتا تھا ؎

	موجب شہرت بے باکی دخود کامی ست		من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست

ملکہ نوبہار گلشن افروز کے بھی اُسوقت آنسو بھر آئے ہرچند ضبط کیا مگر نہو سکا اور حال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا متغیر ہوگیا اور تمام خواصین بھی ملکہ کی آبدیدہ ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا آج کی شب ایسی نحس تھی کہ میرے جسم مین ایک مرد نامحرم و ناآشنا کے ہاتھ بلا سبب لگے اگر اس امر سے مین اپنے کو ہلاک کرتی تو بجا تھا کیونکہ نادرہ راز دار سچ کہنا تجھے اپنے ایمان کی قسم باغ عشرت مین کہ وہان صحبت آزادانہ تھی مگر یہ سامان رو بکار نہین ہوا ہو یہان ہوا غضب ہوگیا طلسم قران السعدین مین اُن موکلان خانہ خراب نے مجھے ملکہ صبح دلکشا کے عوض عالم بیہوشی مین پہونچا دیا تھا لیکن ہرگز یاد نہین کہ مین نے وہان کیا دیکھا اور کس بلا مین گرفتار ہوئی خدا آجکی شب کو غارت کرے کہ مجھے ایکدم بھی آرام نصیب نہین ہوا اس اثنا مین صبح ہوئی اور شاہزادہ کو حسب عادت جس طرح اوّل ذکر ہوا ہی کہ دو وقت اپنی حالت اصلی پر طبیعت آتی تھی اُسوقت احباب وطن اور محبت والدین یاد کرتا تھا چنانچہ حشمت و سلطنت یاد آئی اور غرور و تکبر شاہی مزاج عالی مین پیدا ہوگیا پہلے آنسو آنکھون سے پونچھے بعد از ان ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ عالم ایسا مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ کسی صورت سے معاف نہین ہوتا اور آپ جو چاہتی ہین کلمات سخت فرماتی ہین ہماری کچھ آپکے نزدیک حقیقت ہی نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ تمہارا کچھ گناہ نہین مین اپنی عادت و خصلت پر نفرین کرتی ہون اور اپنی خلقت سے مجبور ہون شاہزادہ نے دل مین کہا اب جواب ترکی بترکی دینا چاہیے کیونکہ کوئی درجہ خوشامد و منت کا باقی نہین رہا تھی کہ گریہ و زاری کی نوبت پہونچی اور پھر بھی ملکہ کو مطلق خیال نہوا آخر شاہزادہ سامنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دو زانو ہو بیٹھا اور فرمایا اے پرمغرور و بے رحم تمام رات ہمنے عجز و زاری اپنا حال زار تمکو سنایا لیکن تمہارے دل پر کسی طرح اثر نہوا [illegible] و بیکسی مین تنہا اہل غرض مجھ کے ہر ایک طرح کے شداید و تکالیف مین گرفتار کر رکھا ہو ہم بھی اپنے [illegible] صاحب تخت و تاج تھے افسوس کہ باینہمہ جانفشانی و جانکاہی تمنے کچھ قدر نہ کی بلکہ اُسکے عوض مین الزام دیا

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا آپ یہ ناحق فرماتے ہیں میں آپکے حال سے بخوبی تمام آگاہ ہوں اگر اجازت ہو تو میں اول سے آخر تک حال آپکا سب بیان کر سکتی ہوں شاہزادہ نے فرمایا میں بھی سننا چاہتا ہوں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اب آپ بگوش ہوش میری طرف مخاطب ہوجیے اور سنیے اور یہ اشعار کسی کے پڑھے ؎

اول بود یکی قطرہ آب	کہ از وشستن تو بست صواب		از شکم تا بہ کنار آمدہ	از رہ بول دو بار آمدہ
آخر شش جیفہ افتادہ بخاک	کرد نہان بہ یکی تیرہ خاک		پر تو پردہ لبالب از بار رند	چشم نابستہ کسان کم گذرند
ور میانہ کہ سراپا خوشی ست	روز و شب کار تو سرکشی ست		ظاہر آراستہ با گو ہر و در	چون شکستہ شکم از سرگین پر
	زمین این نکتہ فراموش مکن		در حسرت طرح گران گوش مکن	

شاہزادہ نے فرمایا آمنا و صدقنا جو کچھ آپ نے فرمایا راست ہے تمام جہان میں بنی نوع کی اسطرح پیدائش ہوتی ہے لیکن یہ آیہ مبارک بھی اسی خلقت کے واسطے نازل ہے لقد کرمنا بنی آدم یہ خاص ہماری شان میں نازل ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا واقعی نوع انسان ایسا ہی ممتاز و معزز ہے غرضکہ یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ نسیم صبح کا یہ کیفیت اس محفل میں جھونکا چلا کہ تمام حاضرین مجلس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی آرام فرمایا صبح کو جو آنکھ کھلی شاہزادہ نے دیکھا کہ عبادتخانہ میں شور محشر برپا ہے شاہزادہ نے حیرت زدہ ہو کر فرمایا اے خداوند کریم یہ کیا انقلاب ہو گیا آخر سر و برہنہ معرکہ میں پہونچا وہاں دیکھا ایک عظیم الشان درخت کے سایہ میں وہ سبز پوش ماہ رخسار یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز ملبوس کنار تخت یاقوت نگار پر جلوہ گر ہے اور سرو پا سے ایک طرح کا غضب و غصہ ظاہر ہے اسوقت نادرہ رازدار اور ملکہ شوخ افروز پاؤں اور جملہ ارکین سلطنت مثل قالب بیجان کے دست بستہ خاموش سر نگون کھڑی ہیں اور سب کے بدن مثل بید کانپتے ہیں اس اثنا میں کچھ لوگ شاطر پیرزاد خواجہ عنبر ناظر کو دست و پا بستہ وہاں لائے اور انہوں نے زمین پر بٹھا دیا بعد اسکے ایک جلاد شمشیر آبدار برہنہ کیے پشت سر خواجہ عنبر ناظر کے کھڑا ہوا شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ ؎

	ہر کہ با عشق بتان کار ندارد کم		دیگر گون ہمی شود احوال عالم	

سب کو دہ عشرت و دلکشائی اور وہ لذتیں شوکت و فرمانروائی یہ کیا اسرار ہے علاوہ برین خواجہ عنبر ناظر نے کیا ایسی خطا واقع ہوئی کہ اسوقت قتل کیا جاتا ہے اس اثنا میں آئینہ دار پری نے جو وکیل سلطنت تھی باواز بلند خواجہ عنبر سے کہا اے خواجہ عنبر کچھ غضب سلطانی کا کچھ خوف نہ آیا تو نے ایک مرد غیر جنس نامحرم کو خاص خلوت سرا شاہی میں داخل کر دیا خواجہ عنبر نے جواب دیا اے آئینہ دار پری بلا شبہہ انتقام میں ایسے گناہ کے جو سزا دو عین انصاف و عدل ہے مگر میں نالکے اختیار نہ تھا اسطرح سے جرم کا مرتکب ہوا اس آدم زاد ناشاد کے حال زار و نالہ و فریاد پر مجھے رحم البتہ آیا کہ مجھے کچھ خوف غضب سلطانی کا نہ رہا سوا اسکے اور موجودات میں میں نے

بادشاہ کو بسر کی قسم بھی کھائی تھی کہ جو کچھ مین تیری روا ہے حاجت و مقاصد دلی مین کوشش کرونگا ورنہ مجھ ملازم کی کیا قدرت
و مجال تھی جو کسی غیر کو خلوت خاص مین داخل کرتا اب بادشاہ کو میرے نیک و بد کا اختیار ہے خواہ جان بخشی کرے خواہ سزا دے
آئینہ وار پری نے کہا یہ عذر تیرا قابل سماعت نہین لا سبب تجھے سزاے اعمال دیجائیگی تا اور کوئی شخص اس طرح کی دلیری و
حرکت گستاخانہ کا مرتکب ہو خواجہ عنبر ناظر بولا خیر جو رائے بادشاہ کی ہو مقصر ہون سر تسلیم خم ہے جو مزاج بادشاہ مین آئے وہ
آئینہ وار پری نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد خواجہ عنبر کا سر تن سے جدا کر شاہزادہ نے فرمایا افسوس ہے ناظر بیچارہ بیگناہ
محض میری وجہ سے قتل ہوتا ہے بہرحال کلمہ حق اس مظلوم کے واسطے کہنا مناسب ہے شاید تیری سفارش سے جان اسکی بچ جائے
آخر الامر شاہزادہ فوراً حرم مین پہونچا اور ملکہ نوبہار سے فرمایا اے بادشاہ نا انصاف و سفاک تجھے ایک بیگناہ کے
قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا اگر اس ناظر کے عوض مجھے قتل کا حکم دے تو بدل منظور ہے تا تیرے غم مفارقت اور ہر روز کے
جفا و ظلم سے نجات پاؤن ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادہ کیطرف مطلق مخاطب نہوئی اور حکم شدید جلاد کو ہوا کہ جلد
خواجہ عنبر ناظر کو قتل کر جلاد نے بحکم حاکم تیغ بیدریغ علم کی کہ یکایک ایک ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور ایک طمانچہ جلاد کو
اس زور سے مارا کہ جلاد زمین پر گر پڑا اور خواجہ عنبر کو وہی ہاتھ لیکر غائب ہوگیا بعد غائب ہونے خواجہ عنبر کے ملکہ نے
پریزادان تیز پر کو حکم دیا جلد جاؤ اور اس حال کو تحقیق کرکے ہمین خبر دو کہ خواجہ عنبر ناظر کو کون لیگیا اور کہان گیا
اور جو لیگیا ہو اُسے بھی بکمال ذلت و خواری ہمارے پاس حاضر کرو تاکہ وہ بھی خواجہ عنبر کیساتھ سزاے اعمال کو اپنی
پہونچے پریزادون نے حسب الحکم پرواز کیا بعد ایک لمحہ کے شکل بید کانپتی ہوئی حاضر ہوئین اور عرض کی کہ ای ملکہ آفاق
جب ہم قریب خواجہ عنبر کے پہونچے ایسی ایک آواز خوفناک و جگر شگاف آئی کہ ہمارے پر و بازو مین مطلق طاقت پرواز نرہی سب
قوت زائل ہوگئی اور قریب تھا کہ دم نکل جائے اور وہین ہم تھم گئے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دست کسی اہل اجرام کا تھا جو
خواجہ عنبر ناظر کو لے گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا کہ تم تو بیان کرو کہ کیا سبب ہے
نادرہ رازدار نے عرض کی قربانت شوم سوا حکیم صاحب کے اور کوئی کیا قدرت رکھتا ہے کہ جو خواجہ عنبر ناظر کو اٹھا
لیجاتا کسواسطے کہ کل اجرامی انکے فرمان بردار ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز تخت شگاف کے سوار ہوئی اور روانہ ہوئی
بعد ملکہ کے تشریف لیجانے کے کوئی ذی حیات بجز شاہزادہ عالی درجات کے عبادت خانہ مین باقی نرہا شاہزادہ نے پہلے
اپنی تنہائی و بیکسی پہ رویا اور بعدہ سیر چمن مین مشغول ہوا اور تمام مکان عبادت خانہ کے ملاحظہ فرمائے جب وہ دن
گذر گیا شام ہوئی کچھ میوہ باغ کا کھایا اور بعد الفراغ نماز و وظیفہ ایک مکان مین جاکر سو رہا مگر [illegible]
کیونکہ بیچارہ پر نہایت سختی سے گذرتی ہے علی الخصوص شاہزادہ کو کہ بیمار عشق ہو [illegible]

و [illegible] وصل باجنان [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]

آخر صبح کو شاہزادہ کے دل مین یہ آیا کہ اپنے کو دریا مین غرق کر دیجیے [illegible]

روز رونے کے صدمے اور رنج مفارقت اٹھانے کیسا طالع بد ہے کہ اللہ اکبر کسی طرح کوئی تدبیر نہین بنتی پس اب یہی امر خوب
ہے کہ جانوران دریائی کا رزق ہو جاؤن اس سے پردہ رہجائیگا اور اگر شاید قضا نہ آئی اور زندہ رہا تو جہان آب و دانہ
لیجائیگا جا پہونچونگا جب بدر رود کے اوپر پہونچا دیکھا کہ ایک کالا ناگ نہایت طویل بیٹھا ہے شاہزادہ دیکھ کے خوش
ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ چندے اور یہان رہنا ہوگا لیکن اگر قول حکیم راست گو کا درست ہے تو بلا شبہہ وشک وصال
معشوق میسر ہوگا وگرنہ در صورت دیگر کسیطرح سے ہو یہ حیات مستعار چند روز مصیبت و تکلیف ہی مین گذر جائیگی یہ سوچکر دل کو
تسکین دی اور یہ اشعار پڑھے ؎

بھٹکتا ہے کہان اقلیم ایمان کی یہ حد ہے
نظر مین اپنے فرش بوریا سلطان کی مسند

دل عارف تو کعبہ ہے سویدا سنگ اسود ہے
حقیقت مین یہ راہین ایک ہین یا دو خدا جانے

ودشالے پر شرف رکھتی ہے کملی ہم فقیرون کی
حرم ہے شیخ کا مرجع کلیسا اپنا معبد ہے

کنار یار کی حسرت مین اپنی جان جاتی ہے
یہی دو ایک دن ہین ہم ہین اور آغوش مرقد ہے

وارد ہونا شاہزادہ کا قصر اسرار اور مقام مین مرغ اسرار کے جسکو ہشت پرین بھی کہتے ہین اور ملاقات کرنا نادرہ رازدار سے

راوی شیرین زبان اس داستان سحر بیان کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ ساتوین روز شاہزادہ بالاخانہ پر ملکہ
نو بہار گلشن افروز کے قصور مین پڑا سیر دریا کر رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اس عبادتخانہ مین ملکہ سے ملاقات ہوئی اور
رات بھر ایک ہی جگہہ کلمہ و کلام مین گذری لیکن طبیعت اُس نا انصاف و سفاک ظالم کی کسیطرح صاف نہوئی اور اب یہان
سے کوئی شکل خلاصی کی بھی نظر نہین آتی دیکھیے قید غم سے کب خدا مجھکو آزاد کرتا ہے اور نہ کوئی صورت وصل معشوقہ سے
کامیاب ہونے کی نظر آتی ہے اس اثنا مین دفعتًا جو شاہزادہ کی نظر بلند ہوگئی ایک کاغذ پیچیدہ خود بخود دامن مین
شاہزادہ کے آگیا شاہزادہ نے جو وہ کاغذ ملاحظہ فرمایا تو اُسمین بخط سبز یہ عبارت لکھی تھی کہ اے شاہزادہ معز الدین ؎

آزردہ مباش کاشنہ کار
گردد بمراد چرخ دوار

کیون اے نونہال چمن شوکت و اقبال اسیر قید مصیبت مین تم گھبرا گئے بیت

مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود

اس عبادتخانہ مین ایک مکان عالیشان شرق رویہ ہے اس مکان مین ایک پتھر سبز مدور ہے کل تم روزہ رکھنا اور وقت
شب باوضو اس دائرہ سنگ سبز کے اوپر بیٹھ کے یہ اسم اس تعداد سے پڑھنا جب اُس اسم سے فارغ ہوگے ایک جانور
بہت بڑا ازبر دست تمھارے پاس آویگا اور زبان فصیح کہیگا کہ میری پشت پر سوار ہو تاکہ تمھین منزل مقصود کو پہونچا دون

پس بلاخوف و خطر اُس جانور کی پشت پر سوار ہو لیجیو شاہزادہ تمہین قصر مین نادرہ رازدار کے پہونچا دیگا کہ وہ مقام اسرار
بھی مشہور ہی وہان تین روز بعافیت تمام بسر اوقات کرنا چوتھے روز نادرہ رازدار سے ملاقات ہوگی بعد ازان
جو نادرہ رازدار کہے عمل مین لانا والسلام قصہ کوتاہ شاہزادہ موافق ہدایت کاغذ پشت پر مرغ اخضر کے
سوار ہوا مرغ اخضر اوج ہوا پر ایسا بلند ہوا کہ تمام جہان مثل ایک بیضہ مرغ کے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے اُسنے
شاہزادہ کو ایک مکان عالیشان جنت نشان مین پہونچا دیا اور خود راہی ہوگیا شاہزادہ نے وہ مکان اس کیفیت کا
دیکھا کہ جسکے در و دیوار زمرد سبز ایک ڈال کے تھے اور حوض سنگ مرمر کا اور تیاری باغ کی بھی اسیطرح قیاس کرنا چاہیے
پس مختصر یہ ہی عینہ نمونہ فردوس برین کا تھا جب شاہزادہ صحن مکان مین پہونچا ایک درخت اسقدر تناور بلند دیکھا
کہ جسکے دور مین سو گز ریسمان بھی کافی نہو اور شاخون کی بلندی کا کیا ذکر ہو قیاس بشر سے باہر تھا بلکہ شاہزادہ کو
گمان ہوا کہ طلسم کرہ خاک سے تا طلسم فلک زحل اسی درخت کی شاخین ہر طلسم مین دیکھی تھین حق یہ ہی کہ فردوس برین اگر
طلسم ہی تو یہ درخت طوبی ہی اور برگ درخت مثل زمرد کے آب و تاب مین چمک رہے تھے شاہزادہ مکان کے تکلفات سے
متحیر تھا مگر درخت کو دیکھکے محو حیرت ہوگیا اور نسیم باغ نے جگر کو ایسی فرحت بخشی کہ دماغ معطر اور دل بشاش ہوا اور
جب شاہزادہ اندر مکان کے تشریف لایا دیکھا کہ تمام مکان مین مخمل کاشانی کا فرش ہی اور طاقون مین انواع اقسام کا اچار
اور مربہ اچاریون مین اور ڈالیان میوہ ہاے خشک و تر کی جابجا چنی ہوئی ہین سبز و شگل [illegible] قرینہ سے چنے
ہوے ہین شاہزادہ سیر کرتا ہوا صحن باغ مین آیا وہان یہ قدرت خدا نظر آئی کہ تین حوض مربع تھے اور ان تین فوارہ ہاے
یاقوت و الماس و زبرجد نگار چل رہے تھے اور زیادہ تر تکلف یہ تھا کہ فوارہ یاقوتی سے سرخ پانی اور فوارہ الماسی سے سفید اور
فوارہ زبرجدی سے پانی دھانی اسیطرح ہر ایک فوارہ سے ہر ایک رنگ کا پانی جاری تھا شاہزادہ نے ہر فوارہ کا پانی
چکھا ذائقہ سے معلوم ہوا کہ کسی فوارہ مین شراب ناب دو آتشہ اور کسی فوارہ مین بید مشک اور کسی فوارہ مین شیر و شہد ملا
بھرا ہی دل مین کہا سبحان اللہ خداوند کارساز نے اپنے بندون کو کیا کیا عقل و فراست عنایت فرمائی ہی اور کیسی کیسی
قدرت و دستگاہ عطا فرمائی ہی کہ جنھون نے بزور علم و فن بہشت برین کو پردہ دنیا پر بنا دیا اور عقل و نقل کو ایک کر دیا ہی
ایک مدت سے نادرہ رازدار اور قصر اسرار کے دیکھنے کا مشتاق تھا الحمد للہ کہ آج [illegible] تمام سیر اس قصر کی [illegible]
شاہزادہ نے دیکھا تو جانور مختلف الرنگ و خوش الحان و بلبلان نغمہ سنج ہر شاخ درخت پر چہچہے کر رہے ہین اور [illegible]
مثل بعد اُن درختون کے جانورون سے جو کہ شگوفہ حیرت مین دیکھے تھے اور وہ شگوفہ درخت پر چہچہے کرتے تھے اور [illegible]
انسانی ہو جاتے تھے شاہزادہ نے جو انکی زمزمہ پردازی کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ سب جانور بزبان عربی و فارسی و ترکی و
ہندی ذکر الہی کر رہے تھے شاہزادہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی اور [illegible] آیا کہ وہان سے اُن جانورون کی
آواز سنے جب شاہزادہ قریب پہونچا تو جانورون نے وہ ذکر چھوڑ دیا اور بزبان فصیح بالاتفاق کہا السلام علیکم

نادرہ راز دار نے عرض کی حضور خاطر مبارک جمع فرمائیں مجھسے جسقدر آپ کے مقدمہ مین کوشش ہو سکے گی دریغ نہ کرونگی آیندہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا؎

نادر نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست — سو دے نکند یار سے ہر یار کہ ہست

شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ راز دار تم سچ کہتی ہو کہ بغیر وقت کوئی کام نہین نکلتا مین بھی ایسا تنگ آگیا دل کہ میری بھی اب یہی دعا ہے؎

یارب دل مجزون کا یہ ارمان نکلجائے — سر زانو پہ اُسکے ہو بسہولت جان نکلجائے

اور یہان کا یہ قصہ و افسانہ تو نہین بکیا البتہ بولی سننی چاہئے

تا چند بمن تغیر حالات شود — تا کے دل من حریف آفات شود
تا وقت رسد وقت شود تنگ بمن — شاید کہ بفردوس ملاقات شود

نادرہ راز دار نے کہا جہان یار سے ملاقات ہو وہی فردوس اعلی ہی پھر شاہزادہ نے کیفیت اُس درخت اور جانوران باغ کی پوچھی نادرہ راز دار نے کہا اس درخت کا نام شجرۂ طلسم ہی اور اسی جا پر مرغ اسرار نزول اجلال کرتا ہی اور جانور سب اسی صفت پر موصوف ہین شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ راز دار مین مدت سے مرغ اسرار اور قصر اسرار کا مشتاق تھا شکر اس خدا کا کہ جسنے اتنی مدت کے بعد یہ آرزو پوری کی کیونکہ مین نے بالاتفاق اہل طلسم سے سنا ہی کہ مرغ اسرار کے چہرہ پر کسی کی نظر نہین ٹھہرتی آیا یہ امر سچ ہی دوسرے حل عقدات طلسمات کل مرغ اسرار کی ذات پر موقوف ہین حیرت کی بات یہ ہی کہ ہر روز ہر منزل طلسم مین شام کو نہر سے ایک موج مثل سونے کے گنبد کی شکل نظر آتی تھی اور ایک ستارہ روشن اوج ہوا سے اُس موج مین داخل ہو جاتا تھا اور جب مین نے پوچھا تو اہل طلسم نے بیان کیا کہ یہ مرغ اسرار ہی مگر ہرچند مین نے غور کیا لیکن اُسکی چمک اور تڑپ ایسی تھی کہ مجھکو سوائے روشنی کے اور کچھ دریافت نہوا نادرہ راز دار نے کہا ہر ایک امر ہر ایک جگہ کیواسطے مخصوص ہی اب جو حضور قصر اسرار مین تشریف لائیں تو کوئی مشکل بافضال ایزد منان ایسی نہین ہی کہ جو حل نہو جائے ہرچند کہ اس عالم مین بھی مرغ اسرار کے مربی و مددگار ہونے مین شبہ نہین لیکن حکمائے طریقت نے حل معقدات طلسمی فقط اسی امر پر موقوف رکھا ہی کہ میرے غریب خانہ مین جب حضور بدولت و اقبال تشریف فرما ہون تو مین آپکے مقدمہ مرغ اسرار کے ذریعہ سے حل کرون شاہزادہ نے پوچھا مرغ اسرار تمہارے یہان کس وقت نازل ہوتا ہی نادرہ راز دار نے کہا سات روز نزول مرغ اسرار مین باقی ہین اور اب یہ فرمایئے کہ وہ نہر جسمین مرغ اسرار غوطہ مارتا تھا آپکے نزدیک اُسکا یہان سے کسقدر فاصلہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا مشکوئے حیرت یہان سے [illegible] کی راہ ہی نادرہ راز دار خوب ہنسی اور کہا اگر حضور ارشاد فرمائیں تو مین ایک لمحہ مین مشکوئے حیرت کا آپکو سیر و تماشا دکھلاؤن شاہزادہ نے فرمایا استغفر اللہ آپ ساحت کیونکر مجھے کوہ و دشت مین سرگردان پھراؤ گی

مین باز آیا ایسے تماشے بہت مین جہان ہون وہین غنیمت ہون جسقدر فرصت ہو اُسے غنیمت جانتا ہون نادرہ رازدار
نے کہا اے شہریار مجھے ایک دعا ایسی یاد ہی کہ چند قدم مین گویا وہین تھے شاہزادہ نے فرمایا اے نادرہ رازدار شاید
اہل طلسم معبود حقیقی کو شاہ جادوان کہتے ہین جو کہ پادشاہ لایزال ہی نادرہ رازدار نے کہا حضور درست فرماتے ہین
یہی بات ہی قصہ مختصر وہ روز و شب عیش و نشاط مین کٹی نادرہ رازدار نے عرض کی اب حضور مشکوے حیرت
مین تشریف لیچلین اور وہان کا بھی تماشا ملاحظہ فرمائین شاہزادہ نے فرمایا کہ اے نادرہ رازدار مین فقط
ملکہ نو بہار گلشن افروز کا مشتاق ہون نادرہ رازدار نے کہا یہ آرزو بھی انشاء اللہ تعالے عنقریب
برآئی جاتی ہی اب کچھ عرصہ باقی نہین ہی شاہزادہ نادرہ رازدار کے ہمراہ مجبوری ہوا نادرہ رازدار نے
تمام مکانات قصر اخضر کی شاہزادہ کو سیر مفصل کرائی بعد ازان ایک ایسی جا لائی کہ جہان ایک زینہ
تہ خانہ کا باقی تھا شاہزادہ اُس زینہ سے تہ خانہ مین گیا نادرہ رازدار وہان سے ایک دروازہ کھول کر
باہر نکلی شاہزادہ عقب مین نادرہ کے باہر آیا دیکھا تو مکان مشکوے حیرت مین موجود ہون کمال حیرت
ہوئی اور دیکھا تمام منازل طلسم نظر آرہے ہین لیکن یہ مکان کبھی نظر سے نہ گذرا تھا آخر نادرہ رازدار سے
پوچھا کہ اس مکان کو مین نے مشکوے حیرت مین نہین دیکھا نادرہ رازدار نے کہا فی الواقع قصر چہار دیگر
حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا شاہزادہ کو اور حیرت ہوئی اور فرمایا اے نادرہ رازدار اب ہم سمجھے کہ یہ خلاق
انسان کو ناحق بھٹکاتی ہی تاکہ سرگردان ہون افسوس کسی نے بھی مجھے ایسا راستہ نزدیک کا نہ بتایا اور مجھکو
ناحق تمام جہان مین حیران پریشان پھرایا نادرہ رازدار نے کہا اگر سرگشتہ نہوتے تو یہ تماشے عجائبات کیونکر
نظر آتے اور جن جن لوگون کو آپکی ذات سے نفع پہونچا ہی وہ محروم رہجاتے شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ اور
طرفہ بات ہی کہ اورون کو مجھ سے نفع پہونچے اور مین اپنے مطلب کا محتاج رہون نادرہ رازدار نے کہا
کہ قاعدہ کلیہ ہی کہ قافلہ سالار سبکے بعد منزل پر پہونچتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کاش مین بھی من قبیل کمترین
ہوتا تو جلد منزل مقصود پر پہونچتا الغرض جب نادرہ رازدار دریا کے کنارہ آئی یکبارگی دروازے سب
مکانون کے از خود کھلگئے اور جو جانور کہ درخت پر بیٹھے تھے آپسمین چہچہے کرنے لگے بعد ایک ساعت کے
خورشید جبین اور گلرخسار پری وغیرہ نازنین اور ملکہ طلسم زحل طرح طرح کی پوشاکین پہنین مکانون
سے باہر نکل آئے شاہزادہ عالیجاہ کی قدم بوس ہوئین بعد ازان اُنھون نے کنارہ پر نہر کے فرش مکلف
بچھایا اور مجلس عشرت گرم کی شاہزادہ نے محلات مین سے مشکوے حیرت کے کنارہ محل اس ترکیب کے
دیکھے کہ ہر بار ایک دروازہ سے دوسرے محل مین داخل ہوتا تھا مگر طلسم فلک البروج مین چشمہ کی راہ
سے موافق ہدایت آذر کیوان کے پہونچا تھا طلسم فلک اعظم مین منبر کے زینہ سے موافق نصیحت نوران و [illegible]

کے داخل ہوا تھا لیکن کیفیت سے نازنینان قصر یازدہم کے اس سبب واقف ہوئے کہ انکو منازل قمر مین رفیع کرسی نشین کی
معرفت شہر کرسی کے اندر دیکھا تھا اور نام اُنکے مطابق تھے لیکن سرطین بطین جنکو ہندی مین اسونی بھرنی کہتے ہین
تا آخر زینہ تیرھوین قصر کے نازنینون کو آج ملاحظہ فرمایا کہ تمام اطلس پوش تھین اور زیور و جواہر مین بھی انکے نازنینان
سابق کے نسبت تکلف ظاہری زیادہ پایا جاتا تھا اور سردار انکی نائنہ خاتون تھی جب نائنہ خاتون واسطے ملازمت
شاہزادہ کے حاضر ہوئی شاہزادہ نے پوچھا ای نادرہ رازدار بخلاف اور نازنینون کے نائنہ خاتون کے نام
عجائب سُننے مین آئے نادرہ رازدار نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار نام اس پیرزاد کا دراصل حسن افروز ہی اور
نائنہ خاتون نام خطابی ہی کہ اس کنیز کی مان نے دیا تھا اور طلسم فلک اعظم کے چار منازل القدر ہین اول مقام حیرت
و مثال کہ یہ دونون میری مان سے متعلق ہین دوم قصر تیرھوان مشکوے حیرت کا جو شہر آئینہ داران سے مشہور ہی
سوم مقام تجلی اور شہر حشمت نگار جہان عبادتخانہ منزل عباودان شاہ ہی چہارم قصر اسرار جسکو
بہشت طلسم اور محل نزول مرغ اسرار بھی کہتے ہین یہ قصر میری ذات خاص سے متعلق ہی اور مین نے اپنی طرف سے
عالم افروز پری کو مشکوے حیرت مین نائب کر دیا ہی پھر نادرہ رازدار نے عالم افروز کو بھی شاہزادہ کی ملازمت
سے سرفراز کر دیا اور کہا کہ قصر چودھوان اسی عالم افروز کا مکان ہی اور یہ قصر قصر اسرار کے توابعات مین ہی لیکن جو راہ باطن
مین ہی وہ براہ ظاہر نہین القول مختصر کہ

پاے استدلالیان چوبین بود | پاے چوبین سخت بے تمکین بود

شاہزادہ کو خوش بیانی نادرہ رازدار کی بہ لطائف نہایت پسند آئی اور فرمایا کہ دیکھیے خداوند کریم کب راہ باطن
سے آگاہ فرماتا ہی قصہ کوتاہ شاہزادہ کو تمام روز کنارہ نہر کے اسی شغل و اشغال و گفت و شنید مین گذرا کہ وقت عصر
آیا شاہزادہ کو مرغ اسرار کا انتظار رہتا تھا جب وہ ستارہ نہ دیکھا نادرہ رازدار سے پوچھا ای خاتون آج بخلاف
اُن ایام کے مرغ اسرار نے نہر مین غوطہ نہین کھایا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار مرغ اسرار کا قاعدہ یہ نہین کہ
ہر روز نہر مین داخل ہو جب کوئی مہمان تازہ مشکوے حیرت مین داخل ہوتا ہو اُس وقت نزول مرغ اسرار بھی
ہوتا ہو شاہزادہ نے اسکا سبب پوچھا نادرہ رازدار نے کہا اسکی وجہ سے حکیم کے سوا اور کوئی واقف نہین ہو اس
اثنا مین شام ہو گئی نادرہ رازدار نے حکم دیا کہ نہر پر روشنی چراغان ہوا اور ناچ وغیرہ کو تاکید کی کہ جلد محفل نشاط برپا
کی جاے غرض شاہزادہ نے ساری رات روشنی کی کیفیت کو ملاحظہ فرمایا اور گانا وغیرہ سُنا بعد اسکے آرام فرمایا
نادرہ رازدار بھی ایک مکان میں جا کر سو رہی پانچ روز تک یہی جلسہ رہا ایک روز شاہزادہ نے نادرہ رازدار
سے پوچھا کہ مرغ اسرار کس قدر رستے ہی اور کیا شی ہی نادرہ رازدار نے کہا آپ ایسا سوال سخت فرماتے ہین کہ جسمین
تمام ارکان طلسم عاجز ہین جواب نہین دے سکتے دانا لیکن ہم کو حالات روزمرہ مرغ اسرار سے اطلاع نہین ہی کبھی ہم

اُسکی خلقت و ماہیت سے کب آگاہ ہوسکتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ تمنے خود مرغ اسرار سے کیون نہ دریافت کیا
نادرہ رازدار نے کہا میری کیا مجال و قدرت جو مین کوئی کلمہ خلاف تہذیب مرغ اسرار کے سامنے کہہ سکون یا بجز ضروریات
طلسمی کے اور کلام زبان سے نکال سکون کہ وہ گستاخی مین شمار کیا جائے شاہزادہ نے فرمایا جب تم اسقدر ڈرتی ہو تو
پھر میرے سوالون کا جواب کسطرح پوچھوگی سوا اسکے جوشئی کہ مجسم نہو اور نظر بھی نہین آئے اُس سے عقدے کیونکر حل
ہوسکتے ہین نادرہ رازدار نے کہا آپ کو جن سوالات کے جوابات منظور ہون مجھسے فرمایئے مین بجاے خود سوال و جواب
اُنکا حاصل کرلونگی کہ مرغ اسرار بذات خود آپ سے ہمکلام نہین ہوگا مگر آپ دور سے اُسکا نور جمال ملاحظہ فرمایئےگا
لیکن درخت کے پاس تشریف نہ لایئےگا ورنہ آپکے سایہ سے وہ رخصت ہوجائیگا اور تمام مطالب رہ جائینگے پھر مجھے آپ
الزام دیںگے آیندہ آپکو اختیار ہے مین نے آگاہ کردیا شاہزادہ نے چار روز مین جسقدر امورات بعید از قیاس و عقل
طلسمات مین دیکھے تھے وہ سب نادرہ رازدار سے کہدیئے نادرہ رازدار نے بھی وہ سب محفوظ کرلیے جب دوپہر
آیا شاہزادہ سے کہا مین پھر عرض کیے دیتی ہون کہ آجکی رات مرغ اسرار شجرہ طیبہ پر ضرور نزول فرمائیگا آپ
کنارۂ حوض سے اُسکو ملاحظہ فرمایئےگا اور خبردار درخت کے قریب نہ تشریف لایئےگا ورنہ اکثر مطالب فوت ہوجائینگے
شاہزادہ نے فرمایا بہتر اس عرصہ مین شاہین زرین منقار آشیانہ مین داخل ہوا یعنی غروب آفتاب ہوا اور
شیر طائر قمر مزرعہ فلک مین واسطے دانہ خوری کے ظاہر ہوا شاہزادہ نے جلد نماز مغرب سے فراغت حاصل کی ابھی
سجدۂ شکر ادا نہوا تھا کہ ایک روشنی مثل ستارہ زہرہ کے آسمان کی طرف سے شجرۂ طیبہ پر نازل ہوئی کہ تمام باغ
مکان روشن و منور ہوگیا نادرہ رازدار نے پہلے ہی زیر درخت فرش وغیرہ کا سامان کر رکھا تھا اور بخورات عود و عنبر
وا گر طلائی و نقرئی انگیٹھیون مین روشن تھا اور خوشبوئین ہر طرح کی موجود تھین شاہزادہ بھی حوض پر تشریف لاکے
با موقع بیٹھ گیا جب عکس اُس شجرۂ طیبہ کا پانی پر پڑا شاہزادہ نے بنظر غور حوض مین دیکھا تو ایک شعلہ نور کہ کسی جا
اُسکو قرار نہین ہے ہر شاخ پر پھرتا معلوم ہوا اس عرصہ مین نادرہ رازدار با دب تمام صفت و ثنا کرتی ہوئی دست بستہ
درخت کے نیچے مرغ اسرار کی خدمت مین گئی اور عرض کیا اے شاہ اتقیا و ابرار و پرہیزگار ودا ای مرغ اسرار حسب اتفاق
ایک شاہزادۂ عالی وقار مہمان اس مکان عالیشان غرائب نشان مین وارد ہوا ہے اور حسب الحکم حضور فیض گنجور
کے واجب التعظیم و تکریم ہے اُسنے چند سوال کیے ہین اس سبب سے فدویہ تصدیعہ دہ حضور ہوئی ہے کہ ہر چند
تضیع اوقات شریف ہوئی لیکن جوابات سوالات مہمان ضرور ہین درخت کے اوپر سے آواز آئی کہ اے نادرہ رازدار
بیان کر کہ وہ کیا سوال ہین نادرہ رازدار حسب اجازت قریب گئی اور وہ شعلہ بھی از خود نزدیک آیا یہان
شاہزادہ نے جسوقت اُس مرغ اسرار کی آواز سُنی کچھ کان آشنا معلوم ہوئے نہایت متحیر ہوکے درخت کی طرف دیکھا
اور کبھی بکثرت حوض کے پانی مین نظر کی یہان نادرہ رازدار تھوڑی دیر تک مرغ اسرار سے سوال و جواب مین

سرگرم رہی ہر چند کہ شاہزادہ کان اس طرف لگائے رہا لیکن مطلق پھر آواز ہم کلامی نادرہ رازدار و مرغ اسرار کی کان میں نہ آئی آخر اضطرار ابانہ نادرہ رازدار سے پوشیدہ قریب درخت کے پہونچا کہ اب چند قدم سایہ رہ گیا تھا ناگاہ آواز آئی کہ او نادرہ رازدار وہ جہان عالیشان ہے تمھارا سایہ درخت کے قریب پہونچا آخر صبر نہو سکا کہ انتظار کرتا یہ کلمہ کہا اور وہ نور شعلہ طور درخت پر سے پرواز کر گیا نادرہ رازدار نے شاہزادہ کو کمال ملامت کی اور کہا افسوس تمنے سوالات کا اپنے ابھی جواب حاصل نکرنے دیا ایسے مضطرب و بے حواس ہو گئے لیکن شاہزادہ نے بغور سنا تو وہ آواز حکیم قسطاس الحکمت کی معلوم ہوئی شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے بیان کیا نادرہ رازدار نے کہا درست ہی مرغ اسرار اور حکیم صاحب کی آواز مین سر مو فرق نہین ہی جب نادرہ رازدار اور شاہزادہ عالی تبار مکان خلوت مین گئے شاہزادہ نے کہا ای خواہر اب بیان کرو کہ تمنے میرے سوالون کا مرغ اسرار سے کیا جواب حاصل کیا نادرہ رازدار نے کہا ابھی حضور ماحضر نوش فرمائین بعد اسکے تماشا دیکھین گا نا سنین کل بشرط حیات آپکے سوالون کا جواب عرض کرونگی جب وہ رات عیش و نشاط مین گذر گئی اور صبح امید نمایان ہوئی شاہزادہ نے بعد فراغ فرائض کے نادرہ رازدار سے فرمایا

مرحبا ای طوطی شکر شکن	قل فقد اوحیٰ بنی قلب الحزن	الا ای طوطی گویای اسرار	مبادا خالیت شکر ز منقار
	سر سبز و دولت خوش بادا و بید	اگر سازی مرا واقف ز اسرار	

نادرہ رازدار نے عرض کیا اب حضور سوال کرین مین انکا جواب دون شاہزادہ نے فرمایا کہ اول سوال میرا یہ ہے

من نمیدانم کہ آخر چیستم	روز تا شب در تلاش کیستم	عالمی دیدیم انسان عالم بدون	از زمین تا آسمان بی ستون
انچہ وصفش را شنیدم از کتاب	آتشش دیدم چو روشن آفتاب	انچہ باشد بر فلک زیر فلک	از تمنا جز کواکب یک عجیب
جملہ را دیدم بچشم خود عیان	گرچہ بیشک بر زمین ادم مکان	رنگہا دیدم نہ نیرنگی بدر	گرچہ آن نیرنگ بودہ سر بسر
باز این نیرنگی ولیدا چیست	درین تغافل ہا مجال راز چیست	از تو می پرسم سخن ای رازدار	لیک واقف دیدہ ام ز عجیبا
زانکہ شیر دایہ اش را خوردہ ام	سالہا با او بسر ہم بردہ ام	میکند آخر بو معلم کامیاب	یا بدامہم می پسندم دو غلیب
بر جہاد خدا بمرادون امان	میشود آخر بحال مہربان	عمرہا من میکنند چندان وفا	گر وصال یار یا ہجر مدعا
یا بہ تیغ ہجر خواہم شد ہلاک	در غم جانان برآید جان پاک	چون توئی ای شاہ خوبان رازدار	کشتہ باشی واقف ز انجام کار
	آگہی چون یافتی از حال من	باز گو با من ز استقبال من	

بیان کرنا نادرہ رازدار کا حقیقت طلسم کی شاہزادہ عالی جاہ کے روبرو اور واقف ہونا شاہزادہ کا تمام حقایق طلسم سے

راویان شیرین زبان ومورخان سحر بیان اس داستان شوکت نشان کو صفحۂ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ
پہلے شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے یہ سوال کیا کہ مجھے اپنے حال مین کمال حیرت ہے کہ

نہ ہندوم نہ مسلمان نہ کافر نہ یہود		بحیرتم کہ سرانجام من چہ خواہد بود	

مین اصل مین کون ہون اور دن رات کسکی تلاش وجستجو مین سرگردان ہون اور اس سرگردانی وصحرانوردی مین ایسے
سوانح وعجائبات نظر سے گذرے کہ جسطرح کتب متقدمین مین حال زمین وآسمان اور عناصر وکواکب وافلاک کا
شرح سے لکھا ہے وہ بچشم خود ہمنے دیکھ لیا اگرچہ وہ جملہ معاملات نیرنگی طلسم مین داخل تھے لیکن مین انکو واقعی اور اصلی
جانتا تھا دوسرے باینہمہ خرابی وپریشانی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبۂ فراق کشیدہ سے کبھی کبھی صفائی ہوگی یا
مین اسی رنج وغم مین مرجاؤنگا اے خواہر عزیز تمنے بھی ملکہ کی دایہ کا دودھ پیا ہے ابتدا سے آجتک اس مغرور جفا شعار
سے ایک لمحہ جدا نہین ہوئین ضرور اسکے خواص مزاج سے بھی بخوبی واقف ہوگی لہذا اب تم اس غفلت شعار کی طرف
سے میری خاطر جمع کردو نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار والاتبار یہ مکان غرائب نشان عالم طلسم اور فن طلسم سے
بنا ہے یعنی حکماے پیشین نے اجزاے سماوی اجزاے ارضی کے ساتھ بساعت سعید موافق حرکات کواکب کے اسطرح ترکیب دیا
ہین کہ صور وہمیہ واشکال خیالیہ انواع انواع صورت سے طلسم مین ظاہر ہوتے ہین بلکہ علم نجوم وعلم ہندسہ وعلم رمل اور
علم حساب وعلم سیمیا وریمیا وعلم جفر وغیرہ بدرجہ کمال اس طلسم غریب مین صرف ہوئے ہین اسی واسطے نام اس طلسم کا
طلسم اجرام واجسام اور طلسمات امہات وآبا اور طلسمات عناصر وافلاک قرار پایا اور حاکم بالاستقلال اس پردہ نیرنگ
کا حکیم اقسطاس الحکمت با فرہنگ ہے مگر موجودات ومحسوسات عجائبات دو قسم سے ہے اول صورت وہمیہ وخیالیہ کہ بزور
علم سیمیا وعلم توسیع الخیال ظاہر ہوتے ہین جنکو عوام مین نظر بندی مشہور کرتے ہین اور بعض صورتین اصلی ہین جنکا وجود
غیر از طلسم بھی موجود رہتا ہے لیکن ترتیب دنیا اسطرحکے طلسم کا نہایت مشکل واشکل ہے اسوجہ سے کہ اول فرمان روائی
ہفت اقلیم حاصل کرے بعد ازان جو طلسم کر ان دونون قسم کے موجودات کا جامع ہو وہ ترتیب دے بلکہ اقتدار سلطنت کے
سوا عالم وکامل علوم کا بھی ہونا ضرور ہے ورنہ طلسم کا ترتیب دینا مشکل ہے اور جن عجائبات کا حضور نے تماشا دیکھا ہے
وہ ایسا بے مثل وبے نظیر ہے کہ زمانہ اول سے تا امروز کسی جن یا پری وبشر کی نظر سے نہین گذرا جسمین کرۂ خاک سے
تا فلک الافلاک دونون جہان کا نمونہ موجود ہے اب آپ اپنی محبوب ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حال سنیے کہ وہ
سلطان شمسون بن سلطان قیصر نوس پریزاد کی دختر بلند اختر ہے اور نواسی ہے سلطان بگتا نوس پریزاد کی
لیکن تم جو اغواے امارہ خاتون سے ایسے خود رفتہ ہوگئے کہ اپنے آغاز وانجام کا کچھ خیال نکرکے ملکہ صبح دلکشا
سے خلط ملط ہوگئے یہ وجہ کشیدگی ملکہ کی ہے کہ وہ تمکو بوالہوس وہرجائی کہتی ہے اور محبت والفت کو بالاے طاق رکھا
حالانکہ ایک دوسرا امر بھی اسکے تغیر مزاج وناگوار خاطر کا باعث ہوا جسکے روبرو قصہ ملکہ صبح دلکشا کا محض بے اصل ہے

بلکہ بری مزاج کو اسی امر سے سمجھنا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ کیا امر ہے نادرہ رازدار نے کہا جبکہ تم خود نہیں جانتے پھر میں کیون بیان کرون کہ میرا بیان کرنا عبث ہے شاہزادہ نے فرمایا تو خواہر مین اپنے نزدیک یہی جانتا ہون کہ امارہ خاتون محلدار کے بہکانے سے مین ملکہ صبیح ولکشا کیطرف ضرور متوجہ ہوا تھا ورنہ اور کوئی گناہ مجھسے نہین سرزد ہوا نادرہ رازدار نے کہا ہان آپ نہایت چالاک و ہوشیار معلوم ہوتے ہین اور سیر کتب علمیہ بھی نظر اقدس سے گذری ہین یہ امر غور طلب ہے کہ جہان طاقی شاہ وراسب شاہ سلاطین عین سردار سلطان روح الملک ان رئیسون کا بادشاہ ہو پھر نام امارہ حکمت سے کیون خالی ہوگا کہ طاقی وراسب خلط سودا و صفرا کی صفت ہو تو لفظ امارہ بھی بجائے نفس امارہ سمجھنا چاہیے اور اسکے حکم سے احتراز واجب ہے شاہزادہ نے فرمایا پیغمبران خدا کی شان مین یہ آیہ مبارکہ وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء نازل ہوئی پھر مین بیچارہ کس شمار مین ہون بقول شخصیکہ بیت

چانکہ عقاب پر بریزد	از پشہ لاغری چہ خیزد

نادرہ رازدار نے کہا خیر اس عذر کے جواب کا اور وقت ہے اب آپ دوسرا سوال فرمائیے شاہزادہ نے فرمایا کہ شکوہ حیرت کیا چیز ہے نادرہ رازدار نے کہا یہ طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کا تصرف ہے شاہزادہ نے فرمایا یک لفظ دو شد قدیم و جدید کیسا اسکی شرح فرمائیے نادرہ رازدار نے کہا طلسم قدیم معلم اول حکیم ارسطوے الٰہی نے بحکم سکندر ذوالقرنین طیار کیا تھا اور طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کا مشہور ہوا ہے شہریار جب سکندر ذوالقرنین بعد طیار کرنے سد یاجوج و ماجوج کے ظلمات سے واپس آیا تو راہ مین ایک جزیرہ ایسا پُر بہار و خوش آب و ہوا ملا کہ اسکی فضا کا بیان نہین ہوسکتا اور وہ نہایت وسیع بھی تھا سکندر نے وہان قریب دریا ایک تختہ زمین کا نہایت ہموار و خوش قطعہ ایسا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی سوا درخت میوہ دار و گلزار کے کچھ نظر نہ آتا تھا سکندر کو وہ زمین نہایت پسند آئی اور ارسطو سے فرمایا کہ یہ قطعہ زمین اُس زمین سے نہایت مشابہ ہے جسپر تمھارے اُستاد فلاطون نے ہمارے لیے سیرگاہ تیار کی تھی ارسطو نے کہا بجا ہے سکندر نے فرمایا کہ کیا تمھارے اُستاد نے علم طلسم بندی تعلیم نہ کیا ہوگا ارسطو نے کہا اگر حکم ہو تو مین بھی ایک طلسم اُسی شکل کا ترکیب کرون کہ اسمین دونون عالم کا نمونہ ظاہر ہوجائے اور ایسا عجائبات کبھی کسی جن و انس کی نظر سے نہ گذرا ہوگا اور ایک مدت دراز تک آسیب خزان اس گلشن عجائبات کو نہ پہونچیگا اور نام اُسکا تا قیامت باقی رہیگا سکندر نے فرمایا کہ حکیم صاحب یہ سبب نام آوری دنیا کا بھی ہوا ورنام بانیان طلسم کا جریدہ روزگار سے محو نہوگا ارسطو نے چند اشخاص ذی علم و ہوشیار بغرض ہمسری سکندر و اسطے اپنی ہمراہی کے ہر ملک و دیار سے طلب کرائے اور چند اطفال خورد سال اور چند رؤسا و شرفا ہر قوم و ملت کے اور نیز چند نفر گبر وغیرہ بوساطت سکندر بھی بلوائے تاکہ طلسم مرتب کیا جاوے اور علی ہذا چند ساحر و عالم اور بہت سے اجنہ اور شیاطین بھی بغرض مصالح طلسم موجود کیے سکندر نے پوچھا کہ

شیاطین قوم جنی مین داخل نہین ہین جو آپ نے انمین تفریق کی ارسطو نے کہا قوم جن مین دیو پری محسوب ہین اور
فرقہ شیاطین جدا ہی سوا اسکے زر و جواہر بے حد و شمار تعمیر طلسم مین صرف ہوگا جبکہ یہ سب سامان بکوشش آپ کے
جمع ہو جائیگا ورہین فراہم کر لونگا تو چالیس برس کے عرصہ مین ایسا ایک طلسم ترکیب دونگا کہ انمین کل رموز غرضی
وسماوی موجود ہونگے سکندر نے فرمایا خیر اب جسطرح ہوسکے ان عجائبات کا تیار کرنا ضرور و واجب ہو غرض
اسی وقت سے سکندر نے حسب درخواست ارسطو حکیم بلنیاس فرنگی اور حکیم الکیمون خطائی اور حکیم ہیمون
ہندی کو ترتیب طلسم مین شریک کیا اور خود کار فرما ہوا حکما نے پہلے باتفاق بزور اسمار باطل ساحرون کی تسخیر کی
بعد ازان دعوت سے اسماء اعظم کے کواکب و موکل اور اجنہ و شیاطین مسخر ہوئے چونکہ اطفال بنی آدم ہر قوم و
مذہب کے سکونت طلسم کے واسطے طلب کیے تھے لہذا جب کل سامان مہیا ہوگیا ارسطو نے اسی جزیرہ پرفضا مین
عجائبات ترتیب دیکے بنی آدم کو بجاے مناسب انکے ساکن کیا چونکہ حکما کو بذریعہ علم نجوم یہ حال بخوبی معلوم تھا کہ
اختلاف قوم اور فساد دین و ملت کے باعث لامحالہ ایک قوم دوسری قوم کی دشمن ہو جائیگی انھون نے اجنہ مسلمان
کو بنی آدم مسلمان کا ہر ایک کام مین ممد و معاون کیا اور شیاطین کفار ان ساحر کے مددگار ہوئے اور ظاہر ہو کہ بغیر
موجود ہونے تمام فرقون کے طلسم یا عجائبات کی ترتیب غیر ممکن تھی تاکہ ایک فرقہ ہر طرح سے دوسرے فرقہ پر غالب
آئے پس ایسی حالت مین انتظام سفینہ اور پابندی عجائبات قابل اعتبار نہین لامحالہ چندہی روز مین ہر طرف فتور ہوگا
اسواسطے حکما نے ہر فریق کو بجاے خود اپنے اپنے محل و موقع پر برقرار رکھا اور قوانین طلسمی تعلیم کیے انمین بعض کو بادشاہ
اور بعض کو امرا اسی طرح ہر ایک کو بجاے خود ہر کام کے واسطے مقرر کرکے دو حصہ کل سلطنت طلسم کے لیے ایک حصہ
پریزادان مسلمان صاحب دیانت و امانت کو تفویض کیا اور دوسرا حصہ آدم اہل اسلام کو عطا کیا اگرچہ اسیقدر کفار
بنی آدم کے حصہ مین آئے مگر انکو حکومت خود ہی دی غرض جب ان کامون سے حکیم فارغ ہوئے تو ہر ایک جن و بشر کی
خصلت طبعی اور عادت جبلی کے بناپر طلسم بندی کی کہ انتظام طلسم کے خلاف کوئی امر نو بعد اسکے نوع انسان و پریزادان
و مسلمان مین سے جا بجا ہر کارخانہ مین ایک مرد عاقل مقرر ہوا کہ جسوقت وہ اپنا عمل یعنی ترتیب صدور ہمیہ و خیا
شروع کرین اسوقت فوراً عامل بھی موجود ہو جب یہ عجائبات حکماے عالی صفات کی محنت و کوشش سے چالیس
برس کے عرصہ مین مرتب ہو چکے بعدہ حکما نے سکندر ذوالقرنین کو تکلیف سیر و تماشاے طلسم کی دی
سکندر ذوالقرنین نے عجائبات کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمایا ارسطو و حکماے عالی وقار کے علم و کمال
کی حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا بلاشک کمال اپنا دکھا دیا بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت جو کہ شاگرد رشید
تھے اور علم و عمل و تجرد کی صفت مین یکتاے روزگار تھے انکو عجائبات کا داروغہ مقرر کیا اور اسکو وصیت یہ کی کہ
جب بارہ برس کا زمانہ تمھارے عہد کا اختتام عمر مین باقی رہیگا ایک عورت سے ایک فرزند ہم عمر تمھارا پیدا ہوگا

انکو اپنا قایم مقام طلسم مین کرنا کہ ہمکو علم نجوم سے دریافت ہوا ہے کہ عہدہ داروغگی اس طلسم کا متعلق بخاندان
پانچہزار برس تک باقی رہیگا اور بعد اسکے سلسلہ حکومت طلسم تیری اولاد سے قطع ہوگا اور پھر طلسم کا بھی باقی رہنا
مشکل ہے ہر چند کہ تا قیام دنیا طلسم کا بھی قیام ہے مگر نظر خلایق سے مخفی ہو جائیگا اور جو وارد طلسم تمھاری اولاد
ہوگا اُن سب کا نام ایک ہی ہوگا یعنی خطاب اُسکا قسطاس ہی ہوگا بلکہ نام طلسم بھی عجائبات قسطاس سے مشہور ہوگا
اے شہریار نامدار جو تماشا طلسم مین تمھاری نظر مبارک سے گذرا انمین اکثر صورتین خارج طلسم مین بھی موجود ہین اور
بعض بالکل وہمیہ و خیالیہ ہین شاہزادہ نے جب یہ قصہ عجیب و غریب سنا نادرہ رازدار کو سینہ سے لگا لیا
اور فرمایا اے رازدار بارک اللہ اس عجائبات کو خوب تفصیل بیان کیا نادرہ رازدار نے اس حرکت سے
شاہزادہ کی تبسم کیا اور کہا اے عالی جناب اسی حرکت سے ملکہ تسبیح و ملکشا بیچاری کو معتوب کرا دیا کیا
اب مجھے بھی کسی بلا مین گرفتار کیا چاہتے ہو خدا خیر کرے شاہزادہ نے فرمایا واللہ مین نے تمھین اپنی سالی
سمجھ کے سینہ سے لگا لیا کہ ملکہ کی ہمشیرہ ہو اور سوا اسکے مین تمھین بجاے اپنی ہمشیرہ کے جانتا ہون نادرہ رازدار
نے کہا مین نے یہ فقط خوش طبعی سے خدمت فیض درجت مین گذارش کیا حضور اسکا خیال نہ فرمائین شاہزادہ
نے فرمایا ہان قدیم کی تعریف تو ہو چکی اب جدید کی بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا جب حکیم قسطاس الحکمت
جال اپنے علم و کمال مین بے مثال ہوے انھون نے اپنی طرف سے ہر طلسم ارسطو کے انھی مین تصرفات کو
دخل دیا پس انھین تصرفات کا نام طلسم جدید رکھا اور طلسم معلم اوّل کو طلسم قدیم مشہور کرتے ہین اور جو
تشکلو سے حیرت آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کے تصرفات سے ہے انھون نے
اپنی طرف سے کسی جا کو ظاہر قرار دیا اور کسی جا کو باطن اور معلم اول نے شہر و عجائبات موافق اعداد فلکی و
بروج و کواکب کے آباد کیے تھے یعنی ہر شہر مین بتعلیم طلسم نمونہ ہر فلک و بروج و عنصر کا بنایا چنانچہ مشہور ہے کہ
شہر چین مین ایک مکان کے اندر نگارخانہ تھا اسی طرح تمام شہر کو قیاس کر لینا چاہیے کہ یہان بھی سیاح طلسم
کو اوّل مرتبہ ایک ہیئت مانند فلک کے مع کواکب نظر آتے ہین اور وہ شہر مع تمام اراکین سلطنت کے بھی
اُسی فلک کے نام سے منسوب ہوتے ہین مثلاً جہان فلک کرسی ہے اُس شہر کا نام شہر کرسی رکھا ہے اسی صورت
سے تمام شہرون کے ناموں کو قیاس کرنا چاہیے لیکن روزمرہ طریقہ معاش ہر شہر کے باشندون کا مثل عالم اسباب ہے
جس طرح آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے معلم اوّل نے جس جا پر علامت ستارہ و خاصیت کا نمونہ ظاہر کیا تھا
وہان ہمارے حکیم صاحب نے کسی جا ایک ظاہر اور کسی جا ایک باطن اور بعض جا دو باطن اپنی طرف سے
زیادہ تیار کیے اور ہر باطن و ظاہر مین ہر طلسم کی علامت و نشانی ستارہ اور ہیئت افلاک کا دخل رکھا اسی سبب
سے ہر طلسم کے ظاہر و باطن مین بعض صورتین خیالی اور بعض اصلی ہین اور جو نام و خطاب ہر ایک خدمت کے

ابتدا سے معین ہین وہی اسمار انکے فرزندون کے بھی تا زمانہ حال مقرر چلے آتے ہین جسطرح سلطان روح الملک اور
طافی شاہ و راسب شاہ و عادل شاہ و مرطوب شاہ وغیرہ ذالک قدیم الایام سے ابتک اسی خطاب
سے مشہور ہوتے چلے آتے ہین اور سلطان روح الملک کہ حکیم قسطاس الحکمت کا فرزند ہی اسوجہ سے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کی اطاعت کرتا ہی آخر شاہزادہ نے پوچھا باغ عشرت بخش کسکو کہتے ہین نادرہ راز دار
نے کہا وہ باغ بھی جدید ہمارے حکیم صاحب کا بنایا ہوا ہی شاہزادہ نے فرمایا مین نے جو نازنینان مشکوے حیرت کا
حال پوچھا انھون نے بیان کیا کہ صاحب اختیار ہمارا اور ہمارا پیدا کنندہ یہی ہی اور ہمکو جیسے ہوش آیا اسی طرح سے ہم دنکو
بشکل جانور اور رات کو بصورت انسان ہوجاتے ہین دوسرے یہ کہ جانوران طلسم ہر درخت بے ثمر سے قسم قسم کے میوے
ہمارے دامن مین بھر دیتے تھے یہ بھی خالی از اسرار نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار پندرہ برس قبل خلقت ان
نازنینون کے چھ نفر پریزاد مسلمان پاک اعتقاد جناب حکیم صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور اولاد کی خواہش
حکیم صاحب سے ظاہر کی حکیم صاحب نے ایک ہی اور ایک ایک سیب ہر شخص کو دیا اور فرمایا کہ سیب وہی تراش
کر دیکھنا جسمین تخم ہو اُسے کھانا اور جو بے تخم ہو اسے ہرگز نہ کھانا انشاء اللہ تعالے موافق اعداد تخم سیب کے
فرزندان نیک خصال پیدا ہونگے اور بحسب اعداد تخم ہی دختران خوش جمال بمشیئت کردگار سیب جسقدر تھے بے تخم
نکلے اور ہر ایک بھی مین سے دو دو تخم نکلے آخر الامر بموجب ارشاد حکیم صاحب انکو اُس میوہ سے یہ ثمر ملا کہ ہر ایک کے یہان دو دو
لڑکیان پیدا ہوئین وہ انکو حکیم صاحب کے پاس لے آئے حکیم صاحب نے کہ انکو لایق طلسم دیکھا اُنکے ماں باپ سے انکو لے لیا جب
وہ سن تمیز کو پہونچین تو تمام روز بصورت جانور رہنا اور رات کو صورت اصلی پر آجانا اور مہمان کی خاطر و مدارات
کرنا باادب تمام اُنکو تعلیم کیا جب اس کام مین خوب مشاق ہوئین پس انکو اپنے عجائبات مین داخل کیا چنانچہ یہی
وجہ ہی کہ انھون نے بیان کیا کہ خالق مجازی سردار ہمارے یہی ہین یعنی حکیم صاحب اور حسن افروز و عالم افروز
جنکو آپ نے مشکوے حیرت مین دیکھا تھا وہ میری والدہ کی نائب پردہ قاف کی رئیس زادیان ہین اُن نازنینون مین
نہین ہین چونکہ وہ نازنینین پریزاد ہین اور انکو قدرت پرواز حاصل ہی لہذا وہ ہر ایک جا سے اقسام اقسام کے
میوہ جات لاکر آپ کے دامن مین رکھدیتی تھین آپ کیفیت طلسم مین مبتلا تھے سمجھے کہ یہ میوہ میرے دامن مین انھین
درخت بے ثمر سے آگیا پھر شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ روشنی چراغان وغیرہ کہ طلسم چہار عنصر مین نظر آئی وہ کیا شی تھی
نادرہ رازدار نے کہا اُسکو تصور موجودات خیالی باطن طلسم اور صورت واہمہ سمجھنا چاہیے وہ سامان طلسم پیدا سے ظاہر
ہوا تھا لیکن وہ طلسم قدیم سے ہی بلکہ موجودات باطن طلسم ماسا تحر و موجودات باطن فلک عطارد اور موجودات باطن
فلک زہرہ کا بھی یہی حال سمجھو شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ جبکہ مین طلسم عطارد مین زینہ کی راہ سے گنبد پر گیا تحت الثریٰ
مین پہونچا اور جب تہ خانہ مین گیا تب گنبد پر پہونچا نادرہ رازدار نے کہا یہ مقدمہ تو سیع آلخیالی سے متعلق ہی یعنی

وہان تمہارا خیال منقلب ہوا کہ تمام معاملات برعکس خلاف فہم معلوم ہوئے شاہزادہ نے فرمایا اُسی طلسم عطارد مین ایک
بڈھا تھا اور اُسکے سامنے دو آدمی ایسے کھڑے تھے کہ ایک کا نصف جسم مرد کا اور نصف عورت کا اور دوسرے مرد کے تمام
سر پر بجاے بال کے بالیان گیہون کی تھین ہرچند کہ اس بڈھے نے مجھسے کیفیت بیان کی لیکن میری سمجھ مین نہ آیا نادرہ
رازدار نے کہا آخر اُس بڈھے نے اُنکی کیفیت بیان کی تھی شاہزادہ نے فرمایا جب مین نے حال پوچھا تو اُس بڈھے
نے کہا کہ ہم سات بھائی حقیقی ہین اور بارہ گھوڑے ہماری سواری کے روز ازل سے معین ہین اُنمین پانچ بھائی کے دو دو
گھوڑے ہین اور دو بھائی کے نام ایک ایک گھوڑا ہی اور ہر ایک بھائی ہمارا مدت سواری اپنی زیادہ کم نہین کرتا
اسواسطے کہ جس گھوڑے کی جس قدر سواری مقرر ہی اس سے زیادہ ہو نہین سکتی اسی واسطے
ہر گھوڑے کی سواری کا وقت و مدت معین ہی کہ اُس سے زیادہ ٹھہر نہین سکتا نادرہ رازدار
نے کہا اے شہریار وہ بڈھا بصورت عطارد تھا اُسنے یہ جو آپ سے بیان کیا موافق حرکت
ستارہ کے بیان کیا یعنی سات ستارہ کہ جسکو ستارہ ہفتگانہ کہتے ہین اُن سات ستارون کو سات بھائیون کا
خطاب دیا اور بارہ مرکب جو کہے وہ برج قرار دیے اور اُن سات ستارون سے دو ستارہ شمس و قمر ہین کہ یہ دونون
ایک ایک برج سے تعلق رکھتے ہین یعنی اسد جسے ہندی مین سنگھ کہتے ہین اور سرطان جسے ہندی مین کرک کہتے ہین
باقی حمل و عقرب جسے ہندی مین میکھ و برچھیک کہتے ہین یہ مریخ سے متعلق ہین اور ثور و میزان کہ ہندی مین
برکھ و تُلا کہتے ہین زہرہ سے تعلق رکھتے ہین اور جوزا و سنبلہ جسے ہندی مین متھن و کنیا ان کہتے ہین عطارد سے تعلق
ہی اور قوس و حوت جسے ہندی مین دھن و مین کہتے ہین مشتری سے متعلق ہی اور جدی و دلو یعنی مکر و کمبھ ہین
یہ زحل سے متعلق ہین دوسرے یہ حال جو اُس پیر مرد نے کہا کہ ہر ایک بھائی ہمارا مدت معینہ مین بارہ مرکبون
کی سواری سے فرصت پاتا ہی یہ گردش سیارگان اور بارہ برج سے تعلق ہی اور حرکت کو دورہ کہتے ہین
یعنی ستارہ زحل جسکو ہندی سنیچر ہی بطی السیر ہی یعنی کم رفتار چلتا ہی کہ تیس برس مین دورہ اسکا ختم ہوتا ہی اور ہر برج
مین تیس مہینے رہتا ہی اور مشتری یعنی جسے ہندی مین برہسپت کہتے ہین اُسکا دورہ بارہ برس کا ہی اور ہر برج مین
ایک برس رہتا ہی اور مریخ جسے منگل کہتے ہین اسکا دورہ بیس مہینے کا ہی اور ہر برج مین دو مہینہ پندرہ یوم رہتا ہی
اور شمس یعنی سورج یہ ایک برس مین دورہ کرتا ہی اور ہر برج مین ایک ماہ رہتا ہی اور عطارد جسے بدھ ہندی مین
کہتے ہین یہ نو مہینے مین دورہ ختم کرتا ہی اور ہر برج مین ساڑھے بائیس یوم رہتا ہی اور زہرہ کہ نام اسکا ہندی مین
سکر ہی اور دورہ اسکا تیرہ مہینے کا ہی اور ہر برج مین ایک مہینہ ڈھائی دن رہتا ہی اور قمر جسے ہندی مین چندرما
کہتے ہین اُسکا دورہ اٹھائیس روز کا ہوتا ہی اور ہر برج مین کچھ کم ڈھائی روز رہتا ہی اور سوا شمس و قمر کے اور
ستارون کو رجعت معینہ اُسی گردش جسے ہندی مین بکری کہتے ہین ہوتی ہی شاہزادہ نے فرمایا

علم نجوم سے بھی آگاہ کر دیا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار باطن طلسم زہرہ میں دیہات و زمین نقرئی و گنبد و مطرب و
رقاص جو تمہاری نظر سے گذرے وہ تمام وہمی و تقدیری تھے اسی طرح مرحلہ دوم میں طلسم آفتاب کے شہر بیدار ولان و آفاق
شاہ و سلاطین جنکی آپ نے ملکہ صبح دلکشا سے سفارش کی تھی وہ طلسم جدید میں داخل ہیں اور صورتیں انکی وہمیہ خیالیہ
تھیں اور جو قصہ اُن سلاطین نے تمہارے روبرو بیان کیا تھا بالفعل بعینہ عالم خارج میں گذرا ہی اگر والیت سقلاب
و فرنگین اور ارمن سے موافق بیان انکے حال دریافت فرمایئے تو آپکو یقین آئے باقی ملکہ صبح دلکشا کے حالات
تو خود بخوبی آپ واقف ہیں کچھ حاجت بیان کی نہیں ہی شاہزادہ نے فرمایا میں کیا جانوں صبح کون ہی اور شام کیا چیز
ہی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ صبح دلکشا موجودات طلسم سے اصلی و خارجی ہی ملک خاور شاہ باپ ملکہ صبح دلکشا
کا بھی موجودات طلسم سے خارج ہی اور پردۂ قاف میں ملک مشرق نگار کا بادشاہ ہی لیکن مدت سے بحکم حکیم صاحب
طلسم میں رہتا ہی اور وہ بھی ایک رکن طلسم ہی اسی طرح موجودات باطن طلسم مریخ یعنی مثال علم سیمیا سے ظاہر ہوا
تھا اور وہمی تھا غرض اُس نازنین سیمانشین خون فوارہ کے تمامی کارخانہ کو وہاں کے ہمیشہ وہمی و خیالی تصور کرنا چاہیے
شاہزادہ نے کہا طلسم مشتری کا حال بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا موجودات باطن طلسم فلک مشتری میں نجم بہرام
اور اُسکی معشوقہ شرف افزا اور آنکے والدین کے باقی تمام شکلیں خیالی ہیں اور حکماے پیشین نے عقد بہرام و شرف افزا
کا مخفی تمہاری ذات پر موقوف رکھا ہی قصہ کوتاہ موجودات طلسم فلک زحل کا بھی یہی حال ہی کہ تمام تماشا وہان کا
وہمی ہی لیکن باطن فلک البروج کی اکثر صورتیں اصلی اور اکثر وہمی ہیں از انجملہ فصیح کرسی نشین اور سعید لوح دار
اور منطقہ زرین کمر اور محفوظہ قلمدار اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ یہ انسان ہیں اور مکان طلسم فلک کرسی کی شکل
بیت المعمور ثانی اور حصار چار مثلثہ اصلی و قدیمی ہیں شاہزادہ نے پوچھا ای نادرہ رازدار اقبال شاہ
کون شخص ہی جسنے ایک مدت میری فرمان برداری کی اور آخر کو فقیر ہو گیا اور نام اپنا پلٹ دیا یعنی اقبال شاہ
شاہ اقبال کر دیا نادرہ رازدار نے کہا کہ اقبال شاہ کو شیخ اسرار سے پوچھو گے شاہزادہ نے کہا حال چار مثلثہ
کا بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا بجز طائی شاہ اور چند اشخاص کے تمام موجودات طلسم مثلثہ آتشی وہمی و خیالی ہی
اور بانیان طلسم نے ارض طلسم سے ایک قطعہ زمین جداگانہ کرکے پانچ حصہ کیے اور ہر حصہ میں ہر قسم کے انسان آباد کیے
بعد اسکے ہر مسکن کے موجودات میں سے انسان کے موافق خاصیت ہر عنصر کی طلسم بندی کی اور ہر حصہ پنجم کا نام کہ
وسط حقیقی میں تھا بلحاظ ظہور انسان ظہورستان رکھا اور ایک شخص کو انھیں میں سے سلطنت ظہورستان کی بخشی
جب زائچہ طالع سے حال آئندہ اسکا معلوم کیا کہ اصل مردی او لائق مستقل طور سے انتہاے طلسم تک سلطنت کرنے کی تھا
نے اُس تخت نشین کو روح الملک خطاب دیا اسی سبب سے حکم سلطان روح الملک کا حصار چار مثلثہ میں
مثل نفس ناطقہ کے جاری ہی اسی طرح چاروں سرحدوں میں ظہورستان کے جو چار حصے کیے تھے شرقی و غربی و جنوبی

رشتہ انی مین علم طلسم مین جسم انسان کیطرح چار شہر آباد کیے ہین اور ان شہرون مین چار شخص معتمد اسی سرزمین کے زمیندار و رئیس
بنظر ایں چار خلفا کے مقرر کیے اور حکومت وہانکی انکو عطا فرمائی کیونکہ صفرا بعد ملنے اخلاط کے اور حاصل ہونے مزاج کے
مثل کف تمام اخلاط کے اوپر آجاتا ہی ملک شرقی کے بادشاہ کو طافی شاہ خطاب دیا اس ترکیب سے کہ طافی کو بلغت
انتزاع کیا اور جو شے اوپر ہو اسکو طفو کہتے ہین مگر زنگباری دگراسی جو صفرا سے غیر طبعی کی صفت ہو اور موذی بدن بھی ہو اس سبب
طافی شاہ کے سپہ سالار اور مفسدان ملک اس لقب سے ملقب ہوے اسی صورت سے راسب سودا کی صفت یعنی رسوب
جوشش کہ تہ نشین ہو اور سودا بعد امتزاج کامل تہ بتہ بیٹھ جاتا ہی اسوجہ سے ملک جنوب کے رئیس کا نام راسب شاہ رکھا
اور شہر سودائیون کا بادشاہ مقرر ہوا اسی لحاظ سے سرداران راسب شاہ کو سوداے غیر طبعی کے نام سے خطاب دیا
تیسری خلط خون جو متوسط اور غذا سے معتدل بصفت عدل ہین ہو اسواسطے ملک شمالیہ کے رئیس کو عادل شاہ سے
مشہور کیا اور بادشاہ بلغم یعنی رئیس ملک مغرب کو باعتبار رطوبت مرطوب شاہ لقب دیا لیکن حکما نے آب و ہوا کو
ہر ملک کی ان چار عنصرون سے بزور علم طلسم ایسی تاثیر بخشی کہ اسی مزاج کے انسان ان ملکون مین پیدا ہون اور
ہر انسان کی خلقت مین وہی خلط غالب ہو جو یہان کے رئیس مین چنانچہ سرحد مشرق مین تمام انسان صفراوی
مزاج پیدا ہوتے ہین اور سرحد مغرب مین مرطوب مزاج غرض اسی صورت سے پیدائش و خاصیت سرزمین کی
قیاس کرنی چاہیے حاجت بیان نہین کیونکہ طول ہوگا مگر وہ طلسم ان چارون ملکون کے کہ جہانی آپ نے سیر کی
اور سوکل طلسم آتشی و خاکی وغیرہ سے آپ نے فرمان پر بھی بن کر آئین وہ وہمی و خیالی ہین سرحد ان چارون
ملکون مین کچھ فاصلہ و مسافت نہین ہی لیکن اثر طلسم سے خیال مین گذرتا ہے ایسا معلوم ہوا کہ چند قدم طی کرنے کو
مسافت بعیدہ معلوم ہوئی یعنی طلسم نگاوان و طلسم مزرعہ گندم اور طلسم گوسفندان بھی وہمی تھے اور نام بھی انکے باعتبار
بروج دوازدہ گانہ مقرر کیے جیساکہ طلسم برج ثور کو نگاوان کہا کہ ہندی مین ثور گاے کو کہتے ہین وعربی مین ثور ہی اور
طلسم مزرعہ گندم یہ طلسم برج سنبلہ ہی طلسم گوسفندان برج جدی کو کہتے ہین جو بزکوہی بھی مشہور ہی یہ برج مثلثہ خاکی سے
منسوب ہین حکما نے موافق معانی اسماء ان بروج پر طلسم بندی کی الغرض باطن طلسم سنبلہ مین شاہ روف نوجوان
اور ملکہ کیوان ماہ منظر معشوقہ شاہ روف کی مع متعلقات اصلی انسان ہین اسیطرح مثلثہ ہوائی مین عادل شاہ
اور اسکے توابعین گوا ور ملک ارمن اور احمر بن عادل شاہ وغیرہ موجودات طلسم سے اصلی و خارجی ہین
اور مرحلہ دوم مین مثلثہ ہوائی کی صورت برج جوزہ کی جو آپ نے دیکھی جسکا نصف بدن عورت کا اور نصف مرد کا
تھا اسکا حال یہ ہی کہ صورت اس برج کی اسی شکل سے ہی بلکہ شہر مخنثان بھی اسی برج کے منسوبات سے ہی اور ستارہ اسکا
عطارد ہی اور عطارد کو قسمہ و فساد سے نسبت دیتے ہین حکیم صاحب نے ملکہ نوبہار کی نسبت کا حال اور اسکے
آباؤ اجداد کا قصہ طلسم عطارد مین آپکو سنوا دیا شاہزادہ نے فرمایا ہونا درد حکیم طالقوس ہم دیکھ ہی قلم کرن

تھے نادرہ رازدار نے کہا وہ دونون جن شاگرد حکیم صاحب کے ہین حکیم صاحب نے ایک مدت تک اُنکو ہر علم کا سبق دیا ہے جب
وہ ایسے ہوئے قصہ مختصر میزان العدل در طلسم پیچ دلوا ور قلعہ جہودون کا اور قتل گاہ اور بیر العمیق اور مشایخ یہ سب وہمی
وخیالی وقدیمی ہین لیکن مرحلہ اوّل شلشہ آبی کے پیر سبز پوش اور شاطر بچے اور ادریس نوجوان وزیرزادہ ملک
نیم روز کا جو پردہ نیرنگ کی پریزادون کے ہاتھ گرفتار ہوا تھا آخر تمہاری سعی سے وہ اپنی مراد کو پہونچا یہ سب انسان ہین
باقی قلعہ بلور اور اُسکے مرحلے جہان سے آپ نے مہرین فرمان پر حاصل کین اُنکی کچھ اصل نہین ہے اور موجودات طلسم
پیچ عقرب ہین سوا اصابہم شیر دل کے کہ وہ بھی شاگرد حکیم صاحب کا ہے اور سب لوازمہ وہانکا بے اصل وبے بنیاد ہے
غرض کہ آپکا مناسبت کوئی شی طلسم مین نہ دیکھین گے مگر فہم وعقل شرط ہے اب حقیقت مرحلہ سوم شلشہ آبی کی سنیے کہ طلسم
طلسم پیچ جو ہے مین ایک باطن در دو ظاہر مین اُسمین شہر گوہر آویز اور شہر سہیم السعادت طلسم قدیم مین شمار کیے جاتے ہین
بلکہ تمام موجودات اُسکے اصلی وخارجی ہین یعنی عشق شاہزادہ دری مشتری طلعت امر واقعی تھا اور حکیم
ابو المحاسن یہ بھی انسان شاگرد رشید حکیم صاحب کے ہین اور شہاب نوجوان یہ حکیم ابو المحاسن کا
شاگرد ہے شاہزادہ نے پوچھا کہ کفار ان طلسم عجائبات مین کس حکیم نے داخل کیے نادرہ رازدار نے کہا اُنکو
حکیم سر ہمون ہندی نے داخل کیا ہے اور خضر قائم شاہ دعا لی سلطان اور درویش مرشد عالم یعنی صاحب خانقاہ
کے بزرگ طلسم مین ارسطو سے الٰہی کے طلب کیے ہوئے ہین پھر شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار بیابان اسقام
کیسا مکان ہے نادرہ رازدار نے کہا باشندے بیابان اسقام کے کل کافر و شیاطین ہین اور بانیان طلسم نے انکو
بمنزلہ مرض اہل اسلام کے مقرر کیا ہے اسیوجہ سے وہ ہر وقت وہر ساعت واسطے جنگ وجدل کے سلطان روح الملک
سے مستعد وآمادہ رہتے ہین اور نام اُن شیاطین کے اسمائے عربی سے نکالے گئے جو کہ ہر زبان سے افضل تر ہے
اگرچہ پیدایش ہمارے پیغمبر کی سکندر ذو القرنین کے زمانہ کے بعد ہوئی لیکن ارسطو نے اکثر جا ولایت عرب کی
صفت کی ہے بوجہ نزول اس آیہ مبارکہ کے انقلب یہودی لی انقلب روایت صحیح ہے کہ ایک روز ایک شخص نے
حضرت رسالت پناہ کے سامنے ارسطو کو کچھ نا سزا کہا حضرت نے فرمایا ای شخص خاموش ہو تو واقف نہین کہ کان نبیا
من الانبیاء جہلہ قومہ ارسطو کی شان مین وارد ہوا ہے بعد ازان نادرہ رازدار نے عرض کیا ای شہریار نام اُن شیاطین
بیابان اسقام کے اس ترکیب سے مقرر کیے کہ لقوہ سے لقوات نکالا اور حمی کو تپ سے اور عراق بن حسین عرق النسا
سے عبارت ہے جو پنڈلی مین انسان کے درد عارض ہوتا ہے اور خناق سے خنوق اسیطرح اور باقیات ہین بعد ازان مرد
مقابل اُن شیطانون کے مردان بیابان خارستان جو اجنہ مسلمان ہین مقرر کیے گئے اور اُنکے نامون کو اسمار
ادویہ پر مقرر کیا مثلاً باعود یا لالی جبلی اور فرع خان تردست اور فلافل خان تنگ چشم وملک خیارین فلوس شنبری
وعنبر خان بن اشہب اصفری وصعیر خان فارسی شاہزادہ نے فرمایا مین نے یہ نام نہین سنے نادرہ رازدار نے

کہا اے شہریار مین خلاصہ خدمت عالی مین عرض کرتی ہون کہ یہ طلسم ایک تماشا گاہ ہی جبتک کوئی تماشائی اسمین نہین آتا حقیقت اصلی اسکی ظاہر نہین ہوتی اگر کوئی وارد صاحب کمال بروقت اسکے کسی تماشائی کے موجود ہو تو وہ طلسم مثل صندوقچہ کے مانند ہی کہ جو استادان فرنگ اصالتًا یا تقلیدًا بناتے ہین اور اُسمین تصویرین کاٹ کے سایہ وار اسی ترکیب سے لگاتے ہین کہ ایک ناچنے والی اور پیچھے اسکے سازندے اسی طرح باغ اور کنوان اور نہرا در درخت وغیرہ کا نمونہ ظاہر کیا جاتا ہی بعد ازان جب حلقہ کو پیچ دیتے ہین سب تصویرین خود بخود اپنے اپنے کام مین مصروف ہو جاتی ہین یعنی جو ناچنے والی ہی وہ ناچتی ہی اور جو بجانے والی ہین وہ بجاتی ہین اور گانے والی گاتی ہین اور باقی لغویات سے ظہور پاتا ہی اسی طرح سب کام ہوتے ہین غرض جب حکمانے درستی طلسم سے فراغت پائی اور سکندر ذوالقرنین نے تماشا عجائبات کا بالتفصیل ملاحظہ کیا پھر حکمانے باہم صلاح یہ کی کہ ترکیب سیارہ اور حرکت فلکی سے یہ امر بھی دریافت کرنا ضرور ہی کہ کوئی انسان بھی اس تماشے سے کامیاب ہوگا یا نہین جب حال آیندہ دریافت ہوا کہ زمانہ حکیم قسطاس حکمت کی چوتھی پشت مین ایک شاہزادہ معز الدین قوم سادات سے عالی نسب فلان سال و فلان تاریخ سکندری اور فلان سنہ ہجری مین داروغہ طلسم سے ملاقات کریگا اور داروغہ اس عالیمقدار کو مع چند رفقا کے واسطے سیر و تماشے کے عجائبات مین لیجاویگا ارسطوے الٰہی نہایت خوش و خرم ہوا اور کہا زہے طالع وزہے قسمت اس طلسم کے جسکا تماشا اولاد رسول کے ملاحظہ مین آوے بعد اسکے ارسطو نے حکما سے کہا کہ اسپر واجب و لازم ہی کہ کوئی شَے بطور تحفہ ولایق ہدیہ واسطے سید عالی نسب کے امانت ہو بلیناس فرنگی نے ایک آئینہ آہنی جوہردار ایسا بنایا کہ وہ حال مخفی سے خبر دے اور تاثیر عمل سو برس تک اُسمین رہے حکیم برہمن ہندی نے کہا مین اِس آئینہ کا عمل تین سو برس سے زیادہ کر سکتا ہون اسی طرح حکیم ارسطو نے چارسو برس کا اقرار کیا مگر آپ کے داخلہ تک مدت طلسم چارسو برس سے بھی زیادہ تھی حکما نے نسخہ آئینہ کی ترکیب کا اس خط مین لکھا کہ بجز حکیم قسطاس حال کے دوسرے کے فہم مین نہ آوے بعد ازان وہ نسخہ مع اسباب و مصالحہ آئینہ سازی ایک صندوقچہ مین رکھکر ایک حجرہ مین طلسم کی امانت رکھدیا جب ہمارے حکیم صاحب کی نوبت آئی اُنھون نے موافق وصیت حکماے پیشین وہ آئینہ آپکے واسطے تیار کیا اور نادر آسمان مراۃ الغیب رکھا وہ اب بفضل الٰہی آپکے صرف مین ہی باقی مخالفت رئیسون کی سلطان روح الملک اور مجبور ہونا سلطان روح الملک کا رئیسون کی فرمان برداری پر اور مدد و عنایت اقبال شاہ کی جسکا حال ملاقات حکیم صاحب پر موقوف ہی اور مہردن کے کرانے کو بردار کرنا محض آپکے تماشے کیواسطے مخصوص کیا گیا تھا کہ تاثیرات کواکب عالم سفلی مین بچشم خود دیکھو اور ایک طرح کی عبرت تمکو حاصل ہو اور محبت عالم علوی کا لطف آوے جسطرح کہ یہ فرمودہ خداے تعالےٰ ہی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ یعنے صنعت الٰہی مین غور کرو اور اپنے مبدا پر نظر رکھو شاہزادہ نے جو یہ تمہید سنی عرصہ تک بحر حیرت مین غرق رہا اور فرمایا کہ خداوند کریم نے

بعد عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز کے اپنی محبت و الفت عطا فرمائی اور آئینہ دل کو میرے غبار غیر سے پاک و صاف کر دیا
نادرہ رازدار نے کہا حضور مجھے آپکے طرز کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ عشق مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نہایت مبتلا ہو
لیکن اسقدر آلودہ ہونا بہتر نہین ہی اسواسطے کہ مجھے رنجش ملکہ کی طبیعت سے بالفعل تمھاری جانب معلوم ہوتی ہی نظاہر اور
جس امر کی اصلاح غیر ممکن ہو یا صفائی طرفین کو عرصہ گذرے اُسکا انجام بھی بخیر معلوم نہین ہوتا بلکہ اندیشہ یہ ہی کہ
خدانخواستہ اس خیال محال مین آپکی نوبت بہ ہلاکت پہونچے مین یہ کلمہ بطریق خیر خواہی و دلسوزی خدمت مین
عرض کرتی ہون ہر چند کہ بالصریح ہی حاجت تشریح نہین یعنی **بیت** از یار علاج دل شیدا شدنی نیست ٭ جلا دجفا پیشہ
مسیحا شدنی نیست ٭ پس اس سے انسان کو اپنی حفظ جان اور خودداری بھی ضرور ہی بلکہ یہ کسی شخص نے خوب کہا ہی
بیت نہین پروا ہمارے قتل سے گر انکو نفرت ہی ٭ بہت ملجائینگے قاتل جو سر اپنا سلامت ہو ٭ ای شاہزادہ جی ز
تو جہان ہی شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار اگر عوض اس خیر خواہی کے ایک خنجر بران مارتین تو واللہ مین تسلیم کرتا
انصاف کرو کہ مجھے تمھاری ذات سے کیا کیا امید تھی اس کلمہ سے امید و توقع قطع ہو گئی بالائی فی الہواء لذر کی
مفتدۃ منی الیک و لو تعنفت لم **بیت** ای نصیحت کنندہ در عشقم ٭ گر کنی عدل می شوی ساکت ٭ نادرہ رازدار
نے کہا مین نے یہ کلمہ کسی اور غرض سے نہین کہا بلکہ بطریق نصیحت کہتی ہون اسواسطے کہ بہت گرویدہ ہونے سے بھی آدمی
آنکھون مین معشوق کے ذلیل ہو جاتا ہی اور جب ذلیل ہو گیا تو اُسکی کچھ حقیقت نہین رہتی انسانیت سے خارج ہو جاتا ہی
اور جب انسانیت نہ رہی تو صحبت معشوق کہان کہین جنگل مین جھک مارتے ہو نگے بقول سحر **شعر** زندگی بھرا نے جنون مین
کوے جانان مین رہا ٭ قیس دیوانہ تھا جو جا کر بیابان مین رہا ٭ ای شہریار وہ عشق اور ہی جو کہ لیلی و مجنون یا شیرین فرہاد
یا وامق و عذرا میں تھا اسواسطے کہ وہ عشق پاک تھا خواہش وصال نہ تھی حضور کا عشق بخواہش وصل ہی اور اِن
ضرور سامان و لوازمہ کو ہونا چاہیے جسطرح کہ یوسف زلیخا کا ماجرا ہی ہر چند کہ عشق ہوا لیکن حضرت
یوسف نے عذر بھی تو کیا کہ خداوندا یہ تو بڑھیا ہی جب خدا نے اُسے خلعت جوانی و خوبروئی عنایت فرمایا
تب حضرت یوسف نے قبول فرمایا عشق سے کچھ نہوا لیس آپ بھی اگر اپنی حیثیت سے گذر جائیے گا تو یہی عذر ہو گا
اب آئندہ آپ خود عاقل و بالغ ہین آپکو نصیحت کرنا حکمت بلقمان آموختن ہی شاہزادہ نے فرمایا مجھے
نصیحت آپکی درکار نہین آپ اس نصائح و پند سے مجھے معاف فرمائین نادرہ رازدار نے کہا مجھے بدل منظور
ہی خیر جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا تا بہ مقدور تمھارے معاملہ مین قصور نکرونگی بعد اسکے شاہزادہ نے
عبیدون عابد اور ملاحت پری کا حال پوچھا نادرہ رازدار نے کہا ملاحت پری و عبیدون عابد
ظاہر طلسم دوم مین داخل ہین مین نے مرغ اسرار سے اُنکا حال دریافت نہین کیا شاہزادہ نے پوچھا کہ تم نے
کچھ حال عجائبات سے واقف ہو یا مرغ اسرار ہی کی زبانی کچھ سنا ہی نادرہ رازدار نے کہا کچھ پہلے

مرغ اسرار نے آگاہ کیا تھا اور اکثر اب آپکے سوالات کے ذریعہ سے مرغ اسرار نے اطلاع فرمایا لیکن حالات تمام و کمال جزئی
وکلی طلسم کے بجز حکیم صاحب کے اور کوئی نہیں معلوم کرسکتا شاہزادہ نے فرمایا ملکہ نوبہار گلشن افروز جو حکیم صاحب کی
فرزند مشہور ہی البتہ جبکہ حال طلسم سے آگاہ ہوگی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بجز عیش و عشرت
کے کچھ کام نہیں بلکہ مجھے بسبب رازداری کے زیادہ تر معلوم ہی شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار اس غادی
کی کیا کیفیت ہی نادرہ رازدار نے کہا غادی بدبخت فرزدک کی اولاد سے ہی اور ساحران طلسم کی معرفت طلسم میں آیا
ہی اور شاہ گوہر آویز نے بسبب مذہب زردشتی کے اُسے عزت دی ہی باقی جو حال گوہر آویز کا ہوا آپ نے دیکھا
کہ اُسکے ساتھ وہ فرزدک کی بھی ہلاک ہوا ای شاہزادہ ساکنان طلسم قدیم و جدید اور چرند پرند میں کچھ دستگاہ کلی رکھتے
ہیں اس سبب سے کہ معاملات ظاہری اُنکے بدستور مثل باشندگان ربع مسکون کے ہیں مگر امور کلی میں جسکا ارکان طلسم
کو اختیار ہی محض مجبور ہیں کسی کو یہ قدرت نہیں ہی کہ طلسم سے باہر جاسکیں یا بے اجازت درود فہ کسی غیر کو بلا سکیں ہر چند
کہ حکیم صاحب کفار طلسم کی اصلاح میں ہمہ تن مستعد رہتے ہیں لیکن یہ بد باطن اُس اصلاح سے اُنکو اپنا دشمن جانتے
سمجھتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا اب ملکہ فرنگ سلطان کا حال بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا ملکہ
فرنگ سلطان بھی موجودات طلسم سے خارجی داخلی ہی اور لباس فرنگی کی وجہ سے طلسم میں داخل کی گئی اور
عقد اُسکا بقدرت خدا حفیظ ثریا مکان سے ہوا اور بانیان طلسم نے ایک کتاب بطور تواریخ طلسم کی خاص اپنے
ہاتھ سے تحریر کی ہی اور طلسم میں امانت رکھدی ہی اس کتاب میں حال آیندہ یعنی جو ہونے والا ہی تحریر کیا ہی گویا
تمام معاملات طلسمی اُنکی نظر سے گذرے ہیں یہان تک کہ تمھارا وارد ہونا اور عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز کا
مفصل مشرح لکھا ہی شاہزادہ نے کہا وہ کتاب کہان ہی نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس ہی شاہزادہ
نے فرمایا کاش کسی طرح حکیم صاحب سے وہ کتاب ملتی تو انجام کار اپنا دیکھتا نادرہ رازدار نے کہا کہ خط اُس کتاب کا
طلسمی ہی آپسے کب پڑھا جاتا فہم میں کبھی نہ آتا شاہزادہ نے فرمایا اور سب شکوک جس جس طرح تھے وہ سب تو نے
صاف کردیے لیکن جس اندیشہ سے کہ دل بیقرار ہی اور سیماب وار کسیطرح قرار نہیں اُس سے تو نے آگاہ کیا وہ کیا ہی
نادرہ رازدار نے کہا جو آپکو اتنا ہی صبر ہوتا تو اچھا ہوتا یہ خرابیان کیون واقع ہوتیں اگر زیر درخت نہ آتے تو
سب معاملے حل ہو جاتے لیکن خیر اب آپ خاطر جمع فرمائیں بفضل خدا شامل حال ہونا چاہیے سب
مرحلے طی ہوجائینگے شاہزادہ نے کہا کہ اب تم ملکہ نوبہار گلشن افروز سے میری جانب سے یہ عرض کرو بیت

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد	بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم

نادرہ رازدار نے کہا بہت خوب جہانتک یارای گفتار ہی میں کمی نہ کرونگی [illegible] آرام فرمائیے [illegible]
خدمت گذار اسواسطے خدمت کے حاضر ہیں اور میں جاکر ملکہ کو آپکے حال زار سے اطلاع کرتی ہوں شاہزادہ نے

فرمایا ہان اب یہان بجز تمھارے میرے واسطے کوئی وسیلہ عالم طلسم مین نظر آتا نادرہ راز دار نے کہا یہ کلمہ حضور کا برائے محبت ہی ورنہ مین ایک کنیز خاص ہون غرض وہ رات اسی حرف وحکایات مین گذری صبح کو نادرہ راز نے اپنی کنیزون مین سے گلعذار اور مشکین خال اور روشنک کو شاہزادہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود تخت ہوا پر سوار ہو روانہ ہوئی اور شہر علیین مین پہونچی +

روانہ ہونا نادرہ رازدار کا خدمت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کی اور سفارش کرنی شاہزادہ کی اور قبول نکرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بعد ازان روانہ ہونا شاہزادہ کا حسب الحکم حکیم صاحب مقام ابتلا و اعتذار مین جس جگہ کو مقام الامتحان اور آزمایش گاہ عشق و ہوس بھی کہتے ہین
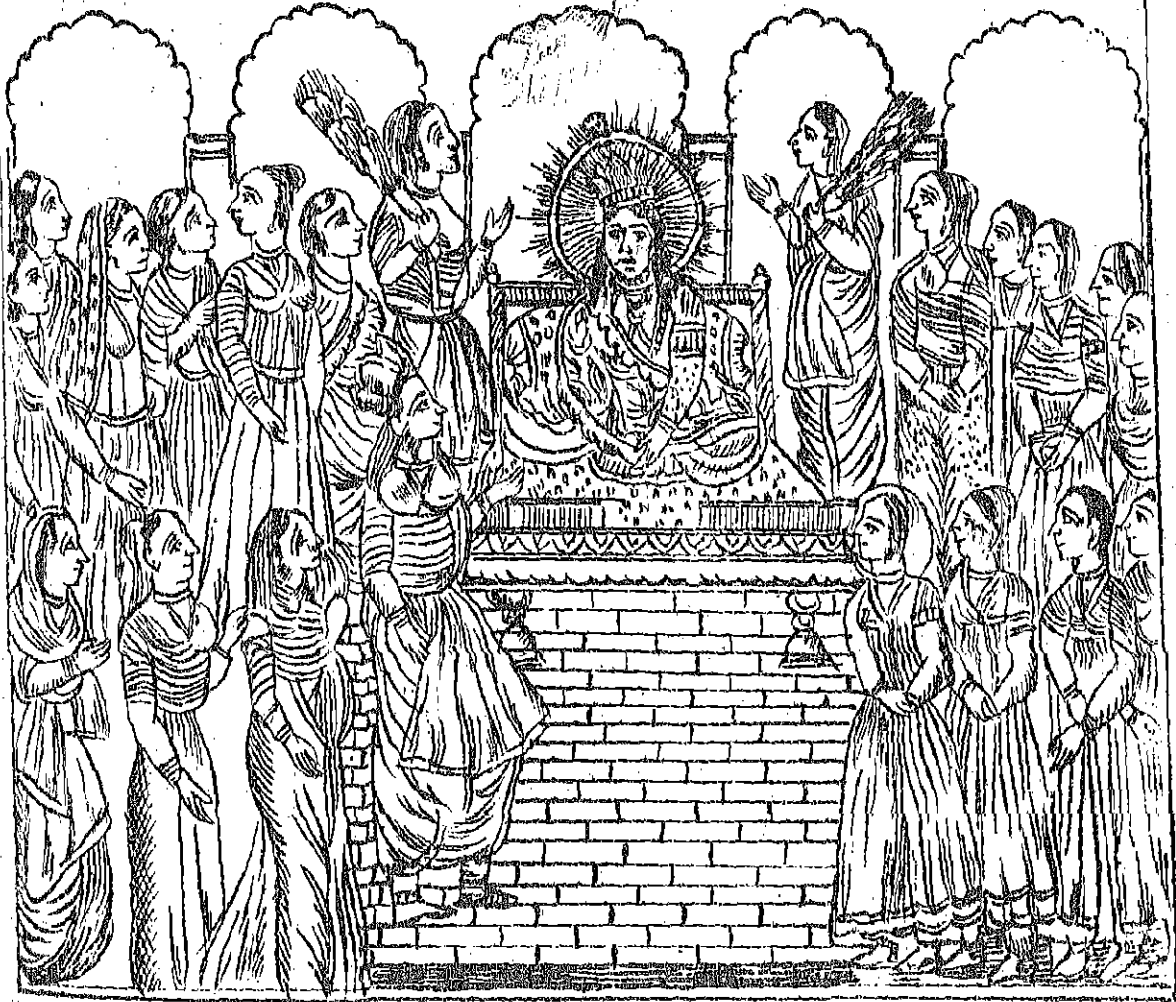
راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز جان جہان زبدۂ اولاد نبی جان کوکب برج عفت و عصمت آفتاب فلک شوکت و حشمت قوت بخش
دیدۂ انتظار تسکین دہ خاطر بیقرار یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز تخت دولت و حشمت پر جلوہ افروز تھی اور تمام کنیزان خوب رو و عنبر بو و
خواصان خوش رو ہر چہار طرف صف بستہ حاضر تھیں ناگاہ خبردار نے نادرہ رازدار کے آنے کی خبر دی ملکہ نے حسب قاعدہ عہدۂ رازداری
نادرہ رازدار کو حکم دست بدست کا دیا اور ملکہ صبح دلکشا کی کرسی دست چپ تھی لیکن صبح دلکشا کہ اُس روز عیادتخانہ سے
آزردہ ہوکر پردۂ قاف کو گئی پھر نہیں آئی اور یہ قاعدہ مقررہ ہے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار اور ملکہ
صبح دلکشا و حکیم طالقوس و صارم شیر دل وغیرہ یہ چند شخص ارکان طلسم حکیم صاحب کی طرف سے مجاز ہیں کہ
جبتک چاہیں طلسم میں رہیں اور جب چاہیں اپنے وطن کو چلے جائیں بخلاف اوروں کے خواصین طلسم کے کہ وہ بغیر اجازت
قدم بھی طلسم کے باہر نہیں رکھ سکتے اور شاید با اجازت کسی کام کو جائیں بھی تو فوراً چلے آئیں ورنہ مورد عتاب ہونگے
غرض جب نادرہ رازدار حاضر ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہی کرسی منصب رازداری عنایت فرمائی
بعد ازاں پوچھا کہ اے رازدار عالم طلسم تمنے جمیع حال کو شیخ اسرار کی زبان سے کیا اخبار سنا اگر کوئی خبر ہمارے سنانے
کے قابل ہو تو بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا قربانت شوم کنیز تخلیہ میں گذارش کریگی ملکہ نوبہار گلشن افروز
دربار سے خلوت خانہ میں تشریف لائی نادرہ رازدار نے کہا اے ملکۂ عالم وہی شاہزادہ مہمان اب قصر اسرار میں
وارد ہے چونکہ حکم ناطق حکیم صاحب کا خدمت کیواسطے اُسکی ہوا ہے فدویہ نے کوئی دقیقہ خدمت گذاری کا اُسکی
اُٹھا نہیں رکھا ہے تاکہ بپاس خاطر شاہزادہ تمام معاملات طلسمی بھی شیخ اسرار سے دریافت کرکے شاہزادہ
سے کہدیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا اب وہ شاہزادہ ہرزہ دوست کیا کرتا ہے نادرہ رازدار نے کہا
تا حکم ثانی جناب حکیم صاحب قصر اسرار میں مہمان رہیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اگر اُسکو تو اپنی
صورت پر فریفتہ کرلے تاکہ وہ مجھسے دست بردار ہو تو میں تیرا کمال احسان مانونگی دوسرے تیرے حق میں بھی
بہتر ہوگا اسواسطے کہ تجھے شاہزادہ کے حال پر حد سے زیادہ مہربان دیکھتی ہوں نادرہ رازدار نے جواب دیا اے ملکۂ
آفاق یہ کام اُسی آوارہ خاتون محلدار کا تھا ہم ملازموں کو یہ قدرت و مجال کہاں کہ جو اپنے ولی نعمت کے ذمہ کسی
احسان کو منسوب کریں ہاں احسان آقا کا ملازموں کے حق میں البتہ شایان ہے خیر اب یہ خوش طلبی ہو چکی دلگی سو تو ہنسے
سمجھیے اور جو میں عرض کروں اُسکو بغور سنیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہو کیا کہتی ہو میں بھی وہی قصہ سننا چاہتی
ہوں نادرہ رازدار نے کہا اے ملکہ خدا کے واسطے اب اُس عاشق دل ملول و مہجور کا عفو قصور فرمایئے اور بار منت
اُسکا اس کنیز خاص کی گردن پر رکھیے کہ وہ بیچارہ آفت کا مارا ستم کشیدہ غم دیدہ زار زار مانند ابر نوبہار روتا ہے
اور بار بار یہی کہتا ہے

دل خون شدم خراب شدم در بدر شدم	ہر جا شدم چو لالہ بخونی جگر شدم	کردم اگر چہ صبر عجائب چہ فائدہ	کاو دل بعشق یار ز خود بے خبر شدم

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا استغفر اللہ مین سمجھی تھی کہ کوئی بات میرے مطلب کی کہیگی مگر تو نے پھر وہی قصہ
شروع کر دیا اے نادرہ رازدار مین پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ تمھارے مہمان حسن پرست و جمال دوست نے کل
منازل طلسم کو بخوبی دیکھ لیا اب انکو اپنے عزیز و اقارب وغیرہ کے پاس بحفاظت پہونچوا دینا مناسب ہی
اسواسطے کہ وہ سب کے خصوصًا ماں اور باپ کے زیادہ مشتاق زیارت ہین نادرہ رازدار
نے کہا اے ملکۂ عالم مین آپ کے سر مبارک کی قسم کھا کر کہتی ہون مجھے قسم ہی پروردگار عالم کی اب
شاہزادہ تمھارے صدمۂ مفارقت مین اور شوق وصال مین اس حال کو پہونچا ہی کہ نشست و برخاست
کی طاقت نہین ہی دوسرے امتحان کا کوئی بھی درجہ باقی نہین رہا شاہزادہ اسمین بھی بفضل ایزدی ثابت قدم
نکلا اور بظاہر اب آپکو کیا حجت شرعی باقی ہی پس مناسب آپکو یہ ہی کہ آپ بکمال عزت و آبرو شاہزادہ
کو اپنے پاس بلا لین اور جو غبار اسکی طرف سے آپکے آئینۂ دل مین ہی اسکو دھو ڈالیے ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا واہ کیا تماشا ہی کہ ایک شخص کو تو ہرگز ہرگز ملاقات و رسم منظور نہین ہی تم خواہ مخواہ اسکی محبت مجھپر ثابت کرتی
ہو نادرہ رازدار نے سبحان اللہ یہ جامۂ نفاق خدا داد کرکیکے نے خاص تمھارے ہی جسم کیواسطے قطع کیا ہی
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا تیرے تراوش کلام سے صاف مترشح ہی کہ مین باطن مین شاہزادہ کو عزیز
رکھتی ہون اور بظاہر تیرے خوف سے صفائی نہین کرتی خیر یہ حال تو خدا کو معلوم ہی بیان سے کیا حاصل ہی
نادرہ رازدار نے کہا مین یہ پوچھتی ہون کہ باغ عشرت مین جو شاہزادہ سے ملاقات ہوئی اور مدارات تم سے
آپیش آئین اسوقت شاہزادہ مین کیا خوبی تھی اور اب کیا عیب ہی عجیب طرح کے عذر و بہانے بے محل اور
مہمل کرتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ باغ عشرت کی یہ حقیقت ہی کہ ایک رقعہ جناب حکیم صاحب
کا میرے پاس آیا کہ تیرے ایک مہمان کو واسطے سیر عجائبات کے بھیجا ہی اسکی مدارات اور مہمانی مین کوئی امر فروگذاشت
نکرنا مین نے بھی ابتدا سے شاہزادہ کی پاسداری اور حفظ مراتب مین کوئی درجہ فروگذاشت نہین کیا اور
ہر وقت خدمت گذاری مین حاضر رہی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اس مہمانداری و مدارات کا وبال میری ہی گردن پر
ہوگا مصرعہ اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ؎ اور البتہ ایک طرح سے تیرا کہنا سچ ہی اور تیرا خیال بھی درست ہی
یعنی بسبب ظاہر جمال و کمال شاہزادہ مین ایسا ہی تھا اور طبیعت ایک طرح کا تعلق رکھتی تھی لیکن جب مین نے
بچشم خود چند حرکتین خلاف وضع دیکھین اور سنین پس جسقدر کہ تعلق تھا اس سے زیادہ بالکل نفرت ہوگئی
اور خواہ تم خود غور کرو کہ یہ مقدمہ دل کا ہی اور دل کسی کا اختیار نہین اور تم خود میرے مزاج سے بخوبی واقف
ہو نادرہ رازدار نے کہا مین سمجھی اب آپکی طبیعت شاہزادہ سے صاف نہوگی خیر اب مین جاکر صاف صاف
شاہزادہ سے کہے دیتی ہون کہ ملکہ کے دل کا غبار ہرگز نجائیگا تمھین اپنے قول و فعل کا اختیار ہی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اچھا تمھارے کہنے سے کیا ہوگا جو تم اور شاہزادہ مجھے سمجھتے ہو دنیا نادرہ رازدا نے کہا تمھارے دشمنوں کو کیا ہوگا جو ہوگا وہ اُسی کمبخت بدنصیب کو ہوگا جب آدمی پاؤں میں ہوتا ہو تو پھر اُس سے جو کچھ نہو تعجب ہو یہ ضرور ہوگا کہ میں نے جسوقت جاکر یہ جواب صاف دیا پس یہ جان تو کہ اُسی وقت زہر کھا لیگا یا خنجر سے اپنے کو ہلاک کریگا آگاہ ہو مسدس

عشق کے نام سے یا رب کوئی بدنام نہو | خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہو
انتہا سوچکے وارفتہ وخود کام نہو | ابتدا عمر میں الفت کا سرانجام نہو
نہ گرفتار قد غیرت شمشاد رہے
سرو کی طرح سے اس باغ آزاد رہے

یا خدا حسن پری کا کوئی دیوانہ نہو | قصۂ عشق صنم خلق کا افسانہ نہو
کوئی دل شیفتۂ جلوہ جانانہ نہو | گل کا بلبل نہ بنے شمع کا پروانہ نہو
پیش آتش حسرت سے تپ دق ہووے
پر کسی رشک مسیحا کا نہ عاشق ہووے

سب میں آسیب پری سے ہے بُت عشق غضب | ہوتا ہو سایہ فگن دیو شب فرقت جب
ہوتے ہیں جاتا ہو عاشق نہیں چھٹتا کسی ڈھب | تب یہ جلاتا ہو انسان کی بھی جان پہ اب
جنکو دعوی ہو دم انکا بھی فنا ہوتا ہو
حسن پریون کا حقیقت میں بلا ہوتا ہو

جان پیاری ہو تو انسان نہ کرے حسن کو پیار | یہ مرض وہ ہو برا کہتے ہیں جسکو آزار
وصل جانان سے نکلتا جو نہیں دل کا بخار | جی تپ ہجر سے ہو جاتا ہو دق آخرکار
تن بدن غم کی حرارت سے پھنکا جاتا ہو
عشق کے نام سے لرزہ تپ آتا ہو

الغرض عشق سے محفوظ رکھے سب کو خدا | اس بلا میں جو پھنسا پھر وہ کہیں کا نہ رہا
ہائے شہزادہ عجب بیماری میں آکے پھنسا | عشق کی جان کو روگ لگی اسکی بلا
ایک پریزاد نے دیوانہ بنایا اسکو
تلخی مرگ کو فرقت میں چکھایا اسکو

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کیا خوب یہ ہمکو درپردہ دھمکانا ڈرانا ہوا شاید کہ تم نے کسی سے زبردستی پھانس لی ہا

اُسکے کسی امر مین دخل دیا کر وہ اپنی جان کو ضایع کرتا ہی تو تو احمق ہی سمجھتی ہی نہین مین سمجھی وہ مکار اسطرح ہمکو ڈراتا ہی کہ بزور حکومت قبضہ کرنا چاہتا ہی اے خواہر وہ محبت نہین کرتا میرا بُرا اور اپنا مطلب چاہتا ہی اب تم میری طرف سے کہدینا اے شخص بس تیرے حق مین بہتر و مناسب یہی ہی کہ جس راہ سے یہان طلسم مین آیا ہی اُسی راہ سے اپنے وطن شریف کو تشریف لیجا ہمنے بموجب رسم اپنے ملک کے مہمانی و مدارات کی غریب الوطن سمجھکے خاطر و تواضع کرتے تھے مہمان کو لازم ہی کہ دو چار روز رہا اور رخصت ہوا نہ کہ چھاؤنی چھائی ایک دو روز کا مہمان پھر آگے بے ایمان ہی مہمان کو فرمایش واہی تباہی کرنی لازم نہین ہی ہان جو خرچ کی ضرورت یا خطر راہ ہو اور اُسکی حفظ چاہتا ہو وہ البتہ ہمپر واجب و لازم ہی کہ ہم اُسکے وطن مالوف کو بحفاظت تمام پہونچا دینگے نادرہ رازدار نے کہا آپ جو چاہین فرمائین مگر شاہزادہ کا کلام یہ ہی

شعر خواہ نزدیک رکھو یا کر رکھو دور ہمین ⁂ دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور ہمین ⁂ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا وہ نوجوان بکتا ہی کچھ تجھی کو اُسکے قول و فعل کا اعتقاد ہوگیا ان دنون مین تیرا مہمان اے خواہر مین تیری نہایت شکر گذار ہونگی اور یہی تمھاری عقلمندی اور کارگذاری جانونگی جب تم بجاے خود اس مرد واہی مزاج ہرجائی کو کسی طرح ایسی فہمایش کرو کہ یہ میرے عشق و محبت کا ذکر بھی زبان پر نہ لائے اے نادرہ رازدار یہ شاہزادہ اگر میری خواہش رکھتا تو ملکہ صبح دلکشا کو کیون دیکھتا نادرہ رازدار نے کہا اے ملکہ عالم آپ نے خوب فرمایا مگر جاے غور ہی کہ سرگردانی طلسم اور بے اعتنائی آپکی کیا کم تنبیہ ہی مگر شاہزادہ اپنے حال سے ہرگز باز نہ آیا اور نہ آویگا بلکہ مین نے آپ کے فرمانے سے پہلے نصیحت و فہمایش کا کوئی درجہ اُٹھا نہین رکھا اور آپکی نازک مزاجی سے بھی بہت ڈرایا بلکہ یہ کہا کہ اب ملکہ تجھے ہرگز معاف نہونگی کہ خاصہ مزاج ملکہ کا یہی ہی لیکن شاہزادہ نے مجھے یہی جواب دیا ٥

مردمان منع کنندم کہ چرا دل بتو دادم	باید اول بتو گفتن کہ چنین خوب چرائی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہان صبح دلکشا کے عشق مین یہ شعر پڑھتا ہوگا یا تمھارے نادرہ رازدار نے کہا کیا غضب کی بات ہی کہ اپنی بلا اور بے گناہون کی گردن پر رکھتی ہو اے ملکہ آپ پر خوب روشن ہی کہ شاہزادہ مجھے خواہر کہتا ہی اور ملکہ صبح دلکشا کے نام سے اُسے نفرت ہی ہمنے اتنی مدت مین کبھی نام بھی اُسکی زبان سے نہین سُنا اور جب سُنا تمھارا ہی ذکر سُنا بقول کسی شخص کے بیت

یہ اُلفت ہوئی یار جانی تمھاری	وظیفہ ہی اُنکا کہانی تمھاری

ہر وقت و ہر لحظہ بجاے تسبیح زبان پر تمھارا ہی نام رہتا ہی اور اگر تمکو کلمہ حق میرا کہنا ناگوار خاطر ہی خیر آیندہ سے شاہزادہ کی سفارش کیسی ذکر بھی نہین کرونگی اور یہ بھی سچ ہی کہ مجھکو کسی کی خیرخواہی و دلسوزی سے کیا علاقہ مین نے خوف خدا کرکے جو حق تھا کہا ورنہ مجھے کیا غرض اب مین جاکر جو آپنے فرمایا ہی شاہزادہ سے کہدونگی اُسے اپنی مرگ و زیست کا اختیار ہی تم خود ابھی سُن لوگی کہ تمھاری مفارقت نے کیا کیا مین خوردہ نہ برد و مفت

دردگردہ مین گرفتار ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا شاہزادہ سے تو سوال وجواب بھی بے فائدہ دیکھا ہین
میرے نزدیک پہلے تم جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ اے قبلہ وکعبہ
شاہزادہ مہمان نے حالات طلسم مجملاً وتفصیلاً دیکھ لیے اُسکو اپنے وطن مالوف پہونچوا دینا مناسب ہے نادرہ رازدار
نے کہا مین قطع کلام آپکا کرکے کہتی ہون پہلے یہ فرمائیے کہ خواجہ عنبر ناظر کو عبادت خانہ سے کون لیگیا اُنکی کیفیت تو
آجتک معلوم نہین ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا مجھے بھی حیرت ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک پریزاد
نے رقعہ حکیم صاحب کا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہ رقعہ ملاحظہ فرمایا اُسمین
یہ لکھا تھا اے فرزند خواجہ عنبر ہمارے پاس موجود ہے اب ہم تمہارے پاس بھیجتے ہین بہتر یہ ہو کہ تم ہمارے خاطر سے
اُسکی عفو تقصیر کرو اور اُسے خدمت معینہ پر مامور کرو اسواسطے کہ اُسنے یہ کام ہماری اجازت سے کیا ہے نادرہ رازدار
نے کہا مین تو اُسیوقت تمہاری خدمت مین عرض کر چکی تھی کہ بجز حکیم صاحب کے اور کسی کی کیا قدرت ہے کہ
خواجہ عنبر ناظر کو عبادت خانہ سے لیجائے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا خیر اب وہ سفارش زبردست لایا
ہے اور معتمد خدمت بھی تھا ہر بہر حال ہمنے اُسکی عفو تقصیر کی نادرہ رازدار نے کہا قربانت شوم یہ وقت عفو قصور کا ہے اگر
خواجہ عنبر کی خطا معاف ہوئی ہے تو جسکی بدولت خواجہ عنبر قصوروار ہوگیا تھا اُسکا بھی قصور معاف ہونا چاہیے کہ
بعید از مسافر نوازی نہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کچھ دیوانی ہوئی ہے مجھے شاہزادہ سے وجہ ناراضی کیا
ہے اور مجھے شاہزادہ کے افعال سے کیا سروکار وہ جانے حکیم صاحب جانین جنہون نے سیر عجائبات کو بھیجا
نادرہ رازدار نے کہا مین جانتی ہون کہ شاہزادہ کے مقدمہ مین حکیم صاحب کی سفارش چاہتی ہو اب مجھے
حکیم صاحب کی خدمت مین تمام و کمال حال شاہزادہ کا تفصیل بیان کرنا پڑا حالانکہ حکیم صاحب حوال سے
شاہزادہ کے غافل نہین ہین مگر ہمکو عرض کرنا ضرور ہے راوی کا بیان ہے کہ شہر علیین مین ایک مکان حکیم صاحب
نے بنوایا ہے اور اُسمین ایک حوض ہے اور حوض کے پاس پردہ زربفت کا پڑا رہتا ہے اور نام اُسکا منزل حکیم مشہور ہے جب
ملکہ نوبہار گلشن افروز یا نادرہ رازدار کو کوئی کام ضروری درپیش ہوتا ہے تو پردہ کے سامنے جاکر ایک اسم
متعدد پڑھتی ہین اور بعد ختم اسم کے اُس پردہ کے اندر سے آواز آتی ہے کہ تمہارا کیا مطلب ہے بیان کرو دیگر
نادرہ رازدار بوجہ منصب رازداری کے اکثر جاتی ہے اور ملکہ گاہے گاہے جب کوئی ایسا ہی کار دشوار
ہوا تو گئی مگر اول معرفت نادرہ رازدار کے حکیم صاحب کو اطلاع ہوتی ہے جب حکیم صاحب طلب
فرماتے ہین تو ملکہ جاتی ہین اور اگر خود حکیم صاحب کا دل ملکہ کے دیکھنے کو چاہا تو خود تشریف لاتے ہین غرض
نادرہ رازدار کنارہ حوض کے گئی اور وہی اسم پڑھا پردہ کے اندر سے آواز آئی اے نادرہ رازدار کیون
خیر ہے نادرہ رازدار نے تمام حال شاہزادہ کا بیان کیا کہ شاہزادہ نہایت مضطرب و بیقرار ہے اور

نوبہار گلشن افروز کو غرور و اجتناب ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہم حال شاہزادہ معزالدین سے تمسے زیادہ آگاہ ہین سن اے نادرہ راز دار مشیت ایزدی یہ ہی کہ عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز کا شاہزادہ معزالدین سے ضرور ہو لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز جبتک کہ شاہزادہ کا امتحان قرار واقعی نہ کر لیگی راضی نہوگی نادرہ راز دار نے عرض کیا حضرت انکو کوئی صورت صفائی کی مہیا فرما دیجئے حکیم صاحب نے فرمایا ہان لیکن مجھے سفارش شاہزادہ معزالدین کی کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے صاف صاف مناسب نہین کہ مواجہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز سے شاہزادہ کی سفارش کرون یہ میرے شایان نہین ہی مگر ہان تو میری طرف سے اس تندخو نازک مزاج سے سمجھا دینا کہ اب شاہزادہ معزالدین سے صلح کر لینا مصلحت وقت ہی اور ان مقدمات گذشتہ کا خیال نکرو کیونکہ اگر شاہزادہ کا عالم موجود نہوتا تو تمھارا ہمسر ہوتا مشکل تھا ؎

	نہو دے گران مزاج کیا لیا		تراہم یکیتی نہ لیوی ہمال

نادرہ راز دار نے جب حکیم صاحب کی زبانی موافق اپنی مرضی کے کلمات سُنے بہت خوش ہوئی اور وہان سے رخصت ہوکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کی طرف سے جواب دیا کہ اے ملکہ آفاق گستاخی معاف اگرچہ باطن مین آپ مثل غنچہ شگفتہ ہین لیکن بظاہر جو مشیت ایزدی ہی وہ ہوتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے خواہر میری طرف سے بعد تسلیم کے حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کرنا کہ آپکو خوب ظاہر ہی کہ مین تمام عمر عقد و نکاح سے متنفر رہی مگر حضور مجھے ایسے ایک مرد غیر جنس و غیر کفو کے ساتھ پیوند کرتے ہین کہ جسکی خلقت مین محبت و وفا کا ذکر بھی نہین ہی اور طرفہ یہ کہ چند حرکتین بیہودہ اُسکی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہین خیر با اینہمہ اگر آپکی یہی مرضی مبارک ہی تو میری کیا مجال ہی کہ سرتابی کر سکون یہ تو بشکل انسان ہی اگر کسی حیوان مطلق سے حکم ہو تو بھی بجز قبول و منظور کے چارہ کیا ہی نادرہ راز دار نے پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچایا حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہنوز ملکہ نوبہار گلشن افروز کے عقد کی نوبت نہین پہونچی لیکن عجیب و غریب حکایات بیان ہونگی لیکن خدا خیر کرے میری طرف سے یہ جواب دینا کہ اے فرزند جب تمنے امارہ محلدار کو حصار چار مشلثہ مین بجاے نفس امارہ مقرر کیا پھر کسی وارد طلسم یا اہل طلسم کی کیا قدرت جو اُسکے خلاف کوئی امر یا حرکت کر سکے سواے اسکے ملکہ صبح و لکا سے بھی شاہزادہ نے کوئی حرکت ایسی نہین کی کہ جسکی وجہ سے ناخوش ہو ہان اسوجہ سے کہ عاشق صادق کو خطرہ نازک مزاجی معشوقہ کا ضرور ہو اسکے واسطے اسقدر آزردگی و بے اعتنائی تیری کافی ہی لیکن اب شاہزادہ کو ستانا بہتر نہین ہی کہ

ہر امر کی انتہا ہی انسان کیواسطے انصاف شرط ہی بعد حصول جواب نادرہ رازدار پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمودہ حکیم صاحب بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا
خیر جناب عالی کا ارشاد بسر وچشم قبول و بدل منظور لیکن بغیر شاہزادہ کا امتحان لیے میرا دل صاف نہوگا اور
صفائی دل شرعًا وعرفًا ضرور ہی نادرہ رازدار نے کہا سبحان اللہ اگر خدانخواستہ اس امتحان میں نوبت ہلاکت
شاہزادہ کی پہونچی تو آپکی بیزارت ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا تو شاہزادہ کی وکیل ہی جو اسطرح سے
دلائل پیش کرتی ہی نادرہ رازدار نے کہا یہ امر نہیں ہی بلکہ میں کلمہ حق کہتی ہوں شاہزادہ واقعی واجب الرحم ہی
اور یہ بھی مجھے خوب معلوم ہی کہ آپکو بھی تعلق دلی ہی گو بظاہر یہ سب ناز معشوقانہ ہیں لیکن اس کشمکش ناز و انداز میں
عاشق بیچارہ سے بار نہ اٹھ سکا تو اسکی جان مفت گئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ایسی تقریر بیہودہ سے کیا
فائدہ جو ہم کہتے ہیں حکیم صاحب سے کہدو نادرہ رازدار پھر حکیم صاحب کی خدمت میں آئی اور یہ کیفیت
بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا خیر ہم پاس خاطر ملکہ نوبہار گلشن افروز اقرار کرتے ہیں کہ شاہزادہ معز الدین
کا ایسا امتحان کرینگے کہ پھر کوئی وسوسہ خاطر باقی نرہیگا بعد اسکے کہا کہ ای نادرہ رازدار ایک مرد جو نہایت
ضعیف الباہ ہو تلاش کرکے ہمارے پاس لے آنا نادرہ رازدار نے عرض کی جناب عالی امتحان شاہزادہ میں
ایسے شخص کی تلاش کا کیا سبب ہی امیدوار ہوں کہ اس راز سے آگاہ کیجاؤں اور آپ سے بھی بمنصب رازداری امانت
رکھوں حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار منزل اعلیٰ ایک مقام ہی کہ اس سے باوجود رازداری
کے تو بھی آگاہ نہیں نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ اسکا نام کیا ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ اصل نام مقام الامتحان
ہی اور مقام الابتلا اور مقام الاعتذار اور مقام الاستغفار بھی کہتے ہیں اور ایک نام آزمایش گاہ عشق بھی ہی وہاں
جو جاتا ہی فوراً سزاے اعمال پاتا ہی اور شاہزادہ معز الدین بعلت خواہش نفس گناہ بدنظری میں متہم ہی
اسپر یہ عذاب کیا جائیگا کہ شہوت کی طغیانی ہوگی اور زنان مہر طلعت بے حیا و بے شرم حاضر ہوکر ہر ایک طرح کے
ناز و غمزے کرینگی اور رغبت دلائینگی اگر شاہزادہ معز الدین جوش مستی سے محفوظ رہا تو یقین کرنا کہ گناہ سے پاک ہی
اور نہیں تو گنہگار رہا اسیواسطے میں نے ایک ضعیف الباہ کو بلایا ہی کہ پہلے اسکو مقام امتحان میں بھیجونگا بعد ازان شاہزادہ
معز الدین کو نادرہ رازدار تم اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونوں ایک جا سے پوشیدہ بچشم انصاف ہر ایک شخص
صادق اور بوالہوس کا تماشا دیکھ کے جھوٹ اور سچ کو دریافت کر لینا نادرہ رازدار نے شرم سے کچھ نہیں نیچی گردن کرلی
جواب نہ دیا مگر دل میں سمجھی سچ ہی اس سے زیادہ اور کیا امتحان ہوگا الغرض حکیم صاحب سے رخصت ہوکر
ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی ملکہ نے پوچھا کہو نادرہ رازدار نے ساری کیفیت بیان کی ملکہ
نوبہار گلشن افروز کمال خوش ہوئی اور فرمایا او خواہر عالی گہر اب جسطرح ہو سکے کسی مرد ضعیف الباہ کو

جلد تلاش کرنا چاہیے اتفاقًا ایک خواص نیسا نہ پری اُسوقت حاضر تھی اُسنے ملکہ کی خدمت مین عرض کیا ای ملکہ آفاق
اس کام کو ارباق نام قصبہ جنگلو کے رئیس سے کوئی بہتر نہین ہو حضور اُسکو بلالین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا
وہ کون بلا ہو نیسا نہ پری نے کہا قربانت شوم ارباق ایک مرد ہو بوالہوس وضعیف الباہ آجکل موافق اپنے
معمول کے اپنے ہمسایہ کی دختر شمسہ بنت جمشمہ پر عاشق ہو اور وہ عجیب وغریب حرکتین کر رہا ہی یعنی طرفہ نقل یہ ہو
کہ جہان کسی زن خوب صورت کا ذکر سنتا ہو بس اسقدر شوق وذوق ومحبت کا زور ہوتا ہو کہ از خود رفتہ نفس ہوجاتا
ہو اور پھر اپنے حال کا اُسے ہوش نہین رہتا اور جس طرح ممکن ہوتا ہو اُس سے نکاح کرتا ہو لیکن جز ومردی کا یہ حال ہو
کہ کیا عرض کرون مثل بعض مریض نیم جان کے چلتی ہو کسی عورت پر قادر نہین ہوسکتا اب حال جمشمہ وشمسہ کا حضور
سنیے وہ بیچاریان ستم رسیدہ مدتہا سے مدینے قصبہ جنگلو کی رئیس وسردارزادیان ہین اور اسی قصبہ مین رہتی
ہین اور کچھ زمین اُنکی اوقات بسری کو سرکار شاہی سے مقرر ہو اور بعالم غربت مین وہ اپنی بسر کرتی ہین اور
ارباق کو بقول اُنکے کہ ہمارا ملازم تھا مطلق خیال مین نہین لاتین گو کہ یہ بالفعل حاکم قصبہ ہو ایک روز ارباق نے کسی سے
تعریف حسن شمسہ کی سُنی بے اختیار طبیعت نے اُسکی جوش کھایا آخر نہایت عجز وانکساری سے شمسہ کے عقد کا پیام بھیجا
جمشمہ اُسکی ماں راضی نہوئی جواب صاف دیا نادرہ رازدار نے کہا ہاں مین نے بھی سُنا ہو کہ رئیس قصبہ اُن بیچاریون
کے درپے ایذا رسانی ہورہا ہو بلکہ مین نے ارباق کے نسبت حکم سخت صادر کیا ہو کہ اگر بار دگر حرکت بیجا کی خبر پہونچی اور
اپنے شیوہ سے باز نہ آیا تو ریاست قصبہ کی تجھ سے ضبط کر لیجایگی بلکہ اور بھی سزا دیجایگی ورنہ اپنے اس شیوہ کو چھوڑ دے
نیسا نہ پری نے کہا ای رازدار خاتون شمسہ وجمشمہ دونون ماں بیٹیاں ملکہ کو ہزارون دعائین دیتی ہین اور نہایت
شکر گذار ہین اور قربانت شوم آجکل وہان عجب تماشا ہورہا ہو جسکا بیان نہین ہوسکتا ملکہ نوبہار نے فرمایا کیا تماشا
ہو نیسانہ پری نے کہا ای ملکہ عالم جب ارباق نے دیکھا کہ اب کسی طرح سے میری منت وسماجت کارگر نہین ہوتی اس
مردود نے اُن پر نہایت سختی کی اور طرح طرح کی ایذا دینا شروع کی اور صبح وشام اُنکے مکان کے گرد پھرتا ہو اور نالہ دلکا کرتا
ہو وہ مظلوم ایسی دقت مین پڑی ہین کہ اپنی زندگی سے عاجز ہین اور انھین کچھ بن نہین پڑتا لیکن کیا کرین بخوف عزت وآبرو
دم نہین مارتین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بلاشبہہ ارباق سے بہتر کوئی مرد اس وضع کا نہین ملیگا اسکو مع شمسہ
وجمشمہ جلد بلواؤ نادرہ رازدار نے اُسیوقت دونون زن ومرد کو پردۂ قاف سے بلوایا جب وہ حاضر ہوئے ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے جھروکے سے محل کے ملاحظہ فرمایا دیکھا ارباق ایک مرد ضعیف ستر برس کا ہو اور بوالہوسی
اُسکے قیافہ سے صاف ظاہر ہو لیکن شمسہ ایک نازنین پندرہ برس کی نہایت حسین وصاحب جمال تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے پہلے جمشمہ سے فرمایا کہ تم اپنی دختر کی شادی رئیس قصبہ سے کسواسطے نہین کرتی ہو یہ تو تمھارے قصبہ کا حاکم ہو
جمشمہ نے عرض کیا ای ملکہ آفاق حضور انصاف فرمائین کہ یہ لعل بے بہا سنگ خارا سے کیونکر وصل ہوسکتا ہو اور شاید حضور

حال سے رئیس قصبہ کے واقف نہین ہین کہ جو اسطرح فرماتی ہین یہ قرمساق ایسا بوالہوس ہو کہ شاید پردۂ دنیا پر ایسا خلق
ہوا ہو اس سن مین جہراً لطمع مال و زر پچاس عورتون سے نکاح کیا ہو اور جسقدر کہ اوّل اُنسے عشق اپنا ظاہر کرکے لایا
اب اُس سے سو حصہ زیادہ اُنسے بے اعتنائی اور زبان درازی کرتا ہو اور مال اُن بیچاریون کا بھی لے لیا اُنکو سوائے
سوکھی روٹی اور پرانے کپڑے کے کچھ میسر نہین ہو اور جب اُسکو عورتون کی طرف رغبت ہوتی ہو تو سب بی بیون کو
ایک جا جمع کرکے اُنکو ننگا کرتا ہو اور اُنکے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہو وہ بیچاریان جیسی کہ اپنے گھر سے بیاہ کر آئی تھین ابھی تک
ویسیہی صبر کیے ہوئے ہین اور جب زیادہ کھسیانہ ہوتا ہو تو اُن عورتون کا سینہ بزور ملتا ہو اور گالون کو کاٹ کاٹ کھاتا ہو کہ وہ
بیچاریان زخمی ہوجاتی اور زار زار روتی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا و درحقیقت طرفہ ماجرا ہو جمشید نے عرض کیا
کہ ابتدا مین الماق خان شمسہ کا باپ قصبہ جنگو کا مالک تھا اور ارباق کو چوکیداری دی تھی ارباق بعد چند روز
کے بدمعاشون سے ملکر ایک جمعیت سے الماق خان اپنے ولی نعمت کا درپئے ہلاکت ہوا اور پھر دیکر الماق خان کو
مار ڈالا اور سرکاری آدمیون کو رشوت معقول دیکر فرمان ریاست اپنے نام کرالیا اور تمام دولت و حشمت الماق خان
کی ضبط کرلی ایک تھوڑی زمین باقی ہو اسمین بسر اوقات کرتی ہون نہ جیتی ہون اور نہ مرتی ہون اور اس دختر ناکتخدا
کی پرورش کرتی ہون اب حضور انصاف فرمائین کہ مین اس نمکحرام بوالہوس سے کیونکر عقد کردون مگر ایسی سخت
مشکل درپیش ہو کہ جسکا دفع ہونا نہایت دشوار ہو اس زندگی سے تو مرنا مین بہتر جانتی ہون اس خیال مین سوچتی ہون کہ
ایک روز زہر منگاکر پہلے اس کمبخت بدنصیب کو دون بعد اسکے آپ کھالون کہ ہر روز کے عذاب سے نجات ہو لیکن بخیال
حرام موت کے سکوت کرتی ہون دوسرے ایک یہ امر مانع ہو کہ لوگ مجھی کو بدنام کرینگے کہ کچھ تو ایسی بات تھی کہ جو
اپنی بیٹی کو مار کے آپ بھی مرگئی اور یہ حرامزادہ کبھی دھمکاتا ہو اور کبھی عاجزی کرتا ہو اور پیام نسبت بھیجتا ہو اور تمام دن
دو چار بدمعاشون کو ساتھ لیکر میرے گھر کے گرد پھرتا ہو اور وہ بدمعاش لوگ پکار پکار کہتے ہین کہ اے جمشید بہتر یہی ہو
کہ اپنی بیٹی کا نکاح کردے ورنہ اس ذلت سے تجھے ہم اس قصبہ سے نکالینگے کہ بہت یاد کریگی اور اگر رئیس تیری دختر کے
عشق مین ہلاک ہوا تو ہم بھی تجھکو مع تیری لڑکی کے زندہ نہین رکھینگے مگر ہان یہ ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے کہنے
کو تو خیال مین نہ لائیگی تو ہم بجبر تیری لڑکی کو لیجاکر رئیس کے ساتھ عقد کردینگے آخر ایک روز مین نے شمسہ سے
پوچھا کہ ای فرزند اگر تیری مرضی ہو تو مین اس ارباق سے تیرا نکاح کردون شمسہ بولی کہ مجھے اس نکاح سے مرجانا
بہتر ہو لیکن مجھکو کسی طرح عقد منظور نہین ہو کسواسطے کہ جن بیچاری غریبون کو ہزار ہزار طرح وہ بیاہ کر کے اپنے گھر
لے گیا اب اُنکو ہر ایک طرح کی تکلیفات و ایذائین دے رہا ہو تو پھر کس امید پر کوئی قبول کرے ملکہ نے کہا شمسہ سچ
درست کہتی ہو اگر پہلے سے مجھکو معلوم ہوتا تو مین ارباق کو خوب گوشمالی دیتی کہ یاد کرتا خیر اب تو خاطر جمع رکھ خدا نے
چاہا تو اصل مقدمہ ہی نہ ادھیڑ دیتی ہون بعد اسکے ملکہ نے ارباق کو بلایا اور فرمایا کیون ارباق باوجود اسکے

سن وسال کے اسقدر عورتین تیرے عقد مین ہین اور پھر تو اپنے ظلم سے باز نہین آتا ارباق نے عرض کیا کہ مین عشق مین شمسہ کے
ایسا مبتلا و خودرفتہ ہو رہا ہون کہ مجھے دین و دنیا کا ہوش نہین ہے ہان اگر شمسہ راضی ہو تو سب بیبیون کو طلاق دیدون
ملکہ نے فرمایا ہمنے سُنا ہے کہ تو نے ہر ایک عورت سے اوّل عشق کیا اور بعد عہد و پیمان کے لایا ہے اور دو روز مین وہ عشق جاتا
رہا پھر دوسرے کو تیرے قول و فعل کا کیونکر اعتبار رہے ارباق نے کہا حضور اُن عورتون کا عشق اسی قابل تھا اور شمسہ
کے عشق نے تو میرے دل و جگر کو کباب کیا ہے اور کسی وقت خیال شمسہ کا دل سے نہین جاتا ملکہ نے فرمایا کہ شمسہ سے تو
درگذر ہم تجھکو اُس سے بہتر اور حسین و جمیل عورت تلاش کر دینگے ارباق نے کہا مین جب شمسہ کا عاشق ہوا تو پھر اور
عورت سے مجھے کیا سروکار ملکہ نے فرمایا خیر ہم تجھے ایسی ایک جا پر بھیجینگے کہ وہان زنان خوش جمال و پری پیکر از حد ہونگی
اگر تو اُنسے مخاطب نہوا تو پھر بے تکلف تیرا عقد شمسہ کے ساتھ کر دیا جائیگا اور جو شاید تو نے وہان اپنا کسی عورت سے کالا
مُنہ کیا تو اس جرم کے عوض کیا جرمانہ دیگا ارباق اول نہایت خوش ہوا اور دلمین کہا کہ میرے پاس وہ آلہ معصیت
کا نہین ہے جس سے کوئی حرکت سرزد ہوگی خواہ مخواہ محفوظ رہونگا پھر تو ملکہ عقد شمسہ کا مجھ سے کر دینگی اور یہ نہین
جانتا تھا کہ کھانا پانی وغیرہ مقام الامتحان کا بعینہ بایہ شہر اعرابی اور ماہی سقنقور کا خاصہ رکھتا ہے کہ بانیان طلسم نے خاص
اسی امتحان کیواسطے یہ مکان بنایا ہے ارباق نے کہا کہ اے ملکہ آفاق اگر مین نے وہان کوئی حرکت کی تو جسقدر میرے پاس
مال و اسباب ہے مع ریاست قصبہ وہ سب شمسہ کو دیدونگا اور کبھی شمسہ کا نام تک زبان پر نہ لاؤنگا ملکہ نے ارباق سے
اس بات کا نوشتہ لکھا لیا اور جمشید کی طرف سے یہ اقرار کیا کہ بعد امتحان کے ہم شمسہ کا تجھ سے نکاح کر دینگے بعد اسکے
نادرہ رازدار سے فرمایا کہ تو حکیم صاحب کی خدمت مین جا اور حال ارباق کا بیان کرنا درہ رازدار
حکیم صاحب کے پاس گئی اور ارباق کا حال عرض کیا حکیم صاحب نے ایک بوریا پورانا رازدار کو دیا
اور فرمایا کہ یہ بوریہ ملکہ کے پاس لیجا اور میری طرف سے کہنا کہ پہلے ارباق کو بوریہ پر بٹھانا اور اسکے بعد اس اسم کو
پڑھنا اور اس بوریے سے کہنا کہ بحق خداوند عزوجل جسنے تجھے حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا تابع کیا ہے ارباق
کو مقام امتحان مین پہونچا دے پس وہ بوریہ ارباق کو پہونچا کر تمھارے پاس پھر چلا آئیگا جب وہ چلا آئے پھر پہلے
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور چار خواصین جو کہ محرم راز ہون اس بوریہ پر کہ حصیر باد پیما اسکا نام ہے سوار ہو کر
مقام الامتحان مین چلی جائین اور باغ پر قیام کرین اور دروازون مین سے دروازہ کے وہان کا تماشا دیکھین
جو کچھ کہ وہان واقع ہوگا بخوبی نظر آئیگا اور سامان اکل و شرب پاس ہونا چاہیے کیونکہ میوہ وغیرہ باغ کا محض
طلسم ہے تماشائی اسکے کھانے کے قابل نہین ہے الا جو داخل طلسم ہو وہ کھا سکتا ہے دوسرے یہ بھی ضرور ہے کہ جو کوئی ہمارے
پاس آوے اسی بوریہ پر سوار ہو کر آوے اور آیہ و لسلیمن الریح بروقت سواری حصیر پڑھنا چاہیے اور بوریہ کو
خطاب کرنا چاہیے فوراً وہ شخص میرے پاس پہونچ جاویگا مگر بعد امتحان اس امر کے کہ ارباق باوجود ضعف کے

تاثیر طلسمی کے سبب بیقرار ہو جائیگا اور شاہزادہ ہر چند کہ جوان ہی لیکن خودداری کو کام فرمائے گا نادرہ رازدار یہ
جواب سنکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کے ارشادسے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے
فرمایا ای نادرہ رازدار اگر شاہزادہ معز الدین اس امتحان میں ثابت قدم رہا تو پھر مجھکو کسی طرح کا شبہہ اسکی نسبت
باقی نہ رہیگا الغرض پہلے ملکہ نے ارباق کو حصیر باد پیما پر سوار ہو کر مقام الامتحان پر پہونچوا دیا بعد اسکے خود ملکہ اور
نادرہ رازدار اور شیاشہ پری وغیرہ خواصون کے ساتھ حصیر باد پیما پر سوار ہو کر مقام الامتحان میں پہونچین اور باغ
کے دروازہ پر قیام کیا دروازہ کے روزنون مین سے باغ کو دیکھا درحقیقت عجیب کیفیت کا پر فضا فرحت افزا باغ تھا
کہ جسکی تعریف نہین ہو سکتی اور عمارت باغ کی نہایت خوبصورت تھی بلکہ تمامی سامان زینت وغیرہ سے آراستہ تھی اور
ارباق غول بیست کے مانند باغ مین سیر کر رہا تھا اور اسکے چہرہ سے نہایت خوشی و بشاشت ظاہر تھی اور
حال یہ تھا کہ کبھی ناچتا تھا اور کبھی مثل شاطر چالاک کے شلنگ مارتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار
ارباق کے حرکات دیکھ کے متحیر تھین جب ارباق نے اپنا حال دگرگون دیکھا دل مین کہا کہ ای ارباق آج جیسی
تجھے یہان خواہش نفس امارہ ہوئی کبھی اسطرح کا جوش جوانی مین بھی نصیب نہین ہوا اگر اسوقت کوئی تصویر ہستی
کی بھی ملجائے تو میرا محفوظ رہنا غیر ممکن ہی ناگاہ ایک زن کریہ منظر بدصورت بدسیرت لیکن جوان ایک جانب سے
ظاہر ہوئی ارباق اسی انتظار مین تھا بے اختیار اسکے پاس دوڑ کے گیا اور اختلاط شروع کر دیا اس عورت نے
پکار کر کہا ای ارباق تجھے ستمہ کا خیال مطلق نہین ایسا نہو کہ کوئی بلا نازل ہو آخر بمشکل جدا ہوا وہ عورت جسطرف
سے آئی تھی چلی گئی لیکن ارباق کو بعد اسکے چلے جانے کے ایسا جوش نفس ہوا کہ تمام باغ آنکھون مین تیرہ و تار
ہو گیا اور اپنے اوپر لعنت کی کہ تو نے ناحق اسے جانے دیا آخر ضبط نہو سکا اسکی تلاش مین تمام باغ مین پھرنے لگا
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار سب خواصون کے یہ تماشا دیکھ رہی تھین اور ہنستی تھین اسی اثنا مین ایک
اور عورت اگلی عورت سے کچھ حسین ارباق کے پاس آئی ارباق تو تلاش ہی مین تھا اسکو مثل گنجشک کے جسطرح باز
دبا لیتا ہی ارباق نے دبوچ لیا اور عہد و اقرار وغیرہ کا کچھ ہوش نہ رہا ہر چند اس عورت نے کہا ارے ارباق
دیکھ کیا غضب کرتا ہی پشیمان ہوگا ستمہ پھر تیرے ہاتھ نہ آئیگی اور سب مال و اسباب تیرا سرکار مین ضبط ہو جائیگا کہو تو
سنتا ہی بلکہ ارباق نے کہا ای جان من میری جان بھی اسوقت تیرے ناز و غمزہ پر سے تصدق ہی مین کیا جانون کیسی
ستمہ اور مال و زر تو مین ایک شے کے برابر کبھی نہین سمجھتا زندگی شرط ہی پھر پیدا کر لونگا اور یہ دولت اسوقت جو
ہاتھ آئی ہی پھر کہان آخر اس عورت کو ایک مکان مین لیجا کر اپنا مطلب حاصل کیا جب باہر آیا تو کچھ سیاہ دیکھا جو
لوح پیشانی پر لکھی تھی کہ ارباق محض بیہودہ وعدہ شکن و دروغ گو ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ نے جو یہ نوشتہ تقدیر
ارباق کا دیکھا سمجھ گئین کہ اس مرد کے نے اپنا انتقام نہ کیا ناگاہ ایک غیب سے ارباق کو ایک ناگہانی صدمہ پہونچا بعد

گم ہو جانے ارباق کے نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ آفاق الحمد للہ کہ حرکات ارباق بتا شیر اس مقام الامتحان کے بچشم خود دیکھ لین اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ارباق کا عشق صادق نہ تھا یہ محض جھوٹا تھا کہ ایک ایسی بدصورت عورت سے نہ بچ سکا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ صرف ارباق کا مین امتحان قبول و منظور نہین کرسکتی ہان اگر دو چار شخص اور بھی اسی صفت کے ہوتے اور اس باغ مین محفوظ نہ رہتے تو مین جانتی اور یقین کامل ہوتا کہ یہ جاے امتحان ہی نادرہ رازدار نے کہا اب مین پردۂ قاف مین جاکر وہان سے دو چار نامرد محض لاتی ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہان جبتک مین اس مقام کا امتحان بخوبی نہ کرلونگی ہرگز یہان سے نجاؤنگی نادرہ رازدار اسی وقت حصیر بادبہار پر سوار ہوکر پردۂ قاف مین گئی اور تھوڑی دیر مین چار نفر نامرد اپنے ساتھ لیے ہوئے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین پہونچی اور ان چارون کو اس مکان مین داخل کیا اور ہر ایک کو سمجھایا کہ خبردار کسی عورت سے ملتفت نہونا ورنہ جان تمھاری جاتی رہیگی

ہر چہ خواہی تو درین باغ بکن
تا فسانش سازد رہش برخیز

لیکن از صحبت زنہا بگریز
ورنہ برباد رود جان سرت

زن اگر نزد تو نشیند ہم
تیغ بر فرق تو آید چون ریز

ان چارون نے متفق اللفظ جواب دیا ای خاتون ہم اس کام ہی کے نہین ہین کسطرح فعل بد کرسکتے ہین نادرہ رازدار نے کہا اگر تم اس کار بد سے محفوظ رہے تو مین تمکو بہت اچھی طرح با عزت و حرمت تمھارے مکان کو پہونچا دونگی یہ کہکے انکو باغ مین داخل کردیا اور ایک روز و شب وہان گذرا اور یہی معاملہ پیش آیا جو ارباق سے روبکار ہوا تھا اور وہی دست غیب انکو بھی بدفعات باغ سے لیگیا اب ملکہ نوبہار گلشن افروز وہان سے اپنے مکان پر تشریف لائی اور نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی اور یہ سب حال گذشتہ حکیم صاحب سے عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن سے کہنا کہ اب مین فقط بپاس خاطر تمھارے شاہزادہ معز الدین کو کہ بجاے میرے فرزند کے ہی اور بوجہ سیادت تمام عالم کا صاحبزادہ ہی مقام الامتحان مین بھیجتا ہون اور کمتر تاثیرات وہان کے بچشم خود دیکھ لیے کہ کوئی انسان یا جن و پریزاد کسی طرح نہین بچ سکتا اسی واسطے اس مقام کا نام بزبان عجم امتحان گاہ عشق و ہوس ہی مگر بعد اس امتحان کے جو تمنے کسی طرح کی حجت و تکرار یا عذر یا کسی کے بہکانے سے برہمی مزاج کو کام فرمایا تو ہم تمسے نہایت بیزار ہونگے اور ہماری ناراضی باعث خرابی کا ہوگی یہ تم خوب اپنے دل مین تصور کرلو نادرہ رازدار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کا ارشاد ملکہ سے بیان کیا اور خود بھی کہا کہ ای ملکہ آفاق ابکی حکیم صاحب نے نہایت سختی سے فرمایا ہی دیکھو اس امر کو سہل اور امور کے سہل نہ تصور کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل مین سوچی کہ مبادا شاہزادہ بے اختیار ہی مثل ارباق کے کسی عورت سے باختلاط

پیش آیا یا کوئی حرکت کی اور وہ کسی صدمہ جانکاہ میں پھنسا تو میں جیتے جی ہلاک ہو جاؤنگی اور اگر امتحان کو موقوف
رکھتی ہوں تو یہ بھی مشکل ہے اسے کسی حیلہ و حوالہ سے ٹالوں بہرکیف اب خداوند کریم ہی میری جان اور شاہزادہ کی
جان کا حافظ ہے وہاں سے اٹھی اور ایک گوشہ میں جا کر پہلے دو رکعت نماز حاجت پڑھی اور نہایت گریہ و زاری
درگاہ پروردگار عالم میں واسطے اپنے محبوب کے کی اور کہا کہ خداوندا تو ہی شرم کا رکھنے والا ہے یہ کہکے پلنگ پر لیٹ
رہی نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچی اور انسے حکیم صاحب سے حال زار ملکہ نوبہار گلشن افروز بیان
کیا اور کہا حضور کے ارشاد کا ملکہ نے کچھ جواب نہیں دیا خاموش ہو رہی بظاہر یہ خاموشی رضامندی پر دال ہے لیکن
چہرہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا زرد ہو گیا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار شاہزادہ معز الدین کو بھی
اس عہد و اقرار سے مطلع کر دے اور کہنا کہ یہ اسم بزرگ بہ ترکیب تعلیم کرتے ہیں ہر وقت و ہر لحظہ اسکا ورد رکھنا
یقین ہے کہ برکت سے اس اسم پاک کے محفوظ رہیگا الا انا اگر ایک ذرہ بھی احتمال ہوس کا ہوگا تو پھر تمہارا محفوظ رہنا
مشکل ہے اسواسطے کہ اس وظیفہ میں ہزارہا نازنین ماہ جبین خورشید مثال خوش جمال تمہارے پاس آئینگی اور کوئی دقیقہ
بہکانے کا اٹھا نہیں رکھینگی لیکن خبردار تم اسم پڑھے جانا اور کسی طرف التفات نکرنا تا اینکہ ملکہ فصیح دلکشا بھی اگر آئے
اور پیام محبت آمیز کہیں تو جواب ندینا الغرض شاہزادہ معز الدین کو سب امور سمجھا کے دروازہ سے اپنے محل
کے باہر کر دینا وہ بخط مستقیم مقام الامتحان میں جا پہونچیگا بعد اسکے نادرہ رازدار سے فرمایا اریاق حجرہ دیوان عام
میں قید ہے اب موافق عہد و اقرار کے اسکو سزا دو نادرہ رازدار نے کہا حضرت ان چار نفروں کا حال نہیں معلوم کیا ہوا
جنہیں میں پردہ قاف سے لائی تھی حکیم صاحب نے فرمایا وہ اپنے اپنے مکان کو پہونچگئے کیونکہ وہ بیچارے محض
بے قصور تھے نادرہ رازدار حکیم صاحب کے پاس سے رخصت ہو کر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور جو کچھ
کہ حکیم صاحب سے گفتگو ہوئی تھی وہ بیان کی ملکہ نے اریاق کو بلا کر پوچھا کہ اب سمجھے کیا عذر ہے اریاق اپنے
فعل سے نادم و پشیمان ہوا ملکہ نے نادرہ رازدار کو حکم دیا کہ مال و اسباب مع ملک اریاق کا ضبط کرلوا دو شمشمہ
شمشمہ کو دیدو اور اس مردود کو یہاں سے نکلوا دو شمشمہ نے کہا اے ملکہ عالم مال اریاق سب مال غصب ہے کہ اس
حرام خور نے بظلم و ستم ہر ایک سے لیا ہے فدویہ کو ایسے مال کا لینا منظور نہیں ہے آپ اسی کو بخش دیں ملکہ اسکی دیانت
و امانت سے بہت خوش ہوئی اور ایک پریزاد کہ نام اسکا شمشاد تھا اسکے ساتھ نکاح شمشمہ کا کر دیا اور اریاق سے
مچلکہ لیا کہ بار دیگر نام شمشمہ کا زبان پر نہ لائے القصہ دوسرے روز نادرہ رازدار بطرف قصر اسرار روانہ ہوئی
یہاں شاہزادہ نادرہ کا منتظر تھا اور ہر روز روشنک سے پوچھتا تھا کہ دیکھیں نادرہ رازدار کب
آتی ہیں روشنک کہتی تھی کہ نادرہ رازدار آپ ہی کے کام کو گئی ہے اور کوشش کر رہی ہے انشاء اللہ تعالے
عنقریب آتی ہوگی جبتک حضور یہاں سیر فرما دیں اور دل بہلائیں شاہزادہ نے فرمایا کہ اے روشنک بہر چند

کہ بہتر از قصر اسرار تمام عجائبات مین سے کوئی مقام نہین ہی لیکن ای روشنک مین مفارقت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی ایسا بیقرار ہون کہ کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا روشنک نے کہا حضور خاطر جمع فرمائین عنقریب دولت وصال
یوسف جمال میسر ہوا چاہتی ہی حضور مطمئن رہین یہ گفتگو ختم نہوئی تھی کہ دیدبان گنبد گیتی نما نے نادرہ رازدار
کے آنے کی شاہزادہ کو خبر دی شاہزادہ نے یکایک دیکھا کہ تمام آسمان پر و بال سے پریزادون کے رنگین ہو گیا

اور اُس رنگ پر و بال سے جلوہ خدائی نظر آتا تھا شاہزادہ بطور استقبال نادرہ رازدار کے تا در بارگاہ گیا
کہ نادرہ رازدار وکیل مطلق شاہزادہ کی تھی اور بجان و دل کوشش کر رہی تھی الغرض نادرہ رازدار مع اُن
پریزادون کے شجرۂ طیبہ پر نازل ہوئی اور اُن پریزادون کے چہرے انسانی مصفا و براق اور پر و بال رنگ برنگ
کے مثل زمرد و یاقوت و زبرجد و الماس کے تھے اور لباس و زیور مرصع نگار تھا شاہزادہ کے دیکھتے ہی ہوش جاتے رہے
اور جو کہ بار آئینا مثلہ قبلہ شعا تھا جلوہ مین اُن پریزادون کے بچشم خود دیکھا نادرہ رازدار نے آداب و تسلیمات عرض
کیا شاہزادہ نے عالم محویت مین نادرہ رازدار سے فرمایا ؎

ای شفیق و رفیق عاشق زار
غنچۂ دل کو بس نسیم ہی تو

مہربان میرے قاصد غمخوار
مرض عشق کا حکیم ہی تو
قاصدا ہان تجھے خدا کی قسم

تو ہی روح روان عاشق ہی
خبر یار تو ہی لاتا ہی
جلد تو کر بیان حال صنم

تو ہی گویا زبان عاشق ہی
عاشق مردہ کو جلاتا ہی

نادرہ رازدار شہنشہی ہوئی پاس انداز و ناز سے شاہزادہ کے پاس آئی کہ شاہزادہ بیقرار ہو گیا اور دل مین کہا
کہ اگر خداوند کریم مجھے کامیاب کریگا تو مین نادرہ رازدار کا عقد جبر سے ضرور کر دونگا کیونکہ جسطرح وہ میرا اور رہنمائی

ہو اسیطرح یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خواہر رضاعی ہی اور یہ دونون زن ومرد باہم مزاج وشکل وخصائل مین بھی اتحاد کامل رکھتے ہین نہایت ہی مناسب ہوگا لیکن اب حال شاہزادہ کا سنکر حال آئندہ نہیں کرا سکتا تھی کہ پہلے یہ کیفیت تھی کہ صبح وشام یا د وخیال وطن واحباب ضرور ہوتا تھا جب سے کہ قصر اسرار مین داخل ہوا اور مرغ اسرار سے حال طلسم سنا وہ سب محو ہوگیا تھا اب منزل اعلی مین جو کہ فلک نہم مشہور ہی پھر وہی حالت ہونے لگی کہ اب ہر وقت کمال اپنا یاد کرنے لگے لیکن اب بجا سمجھتا تھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو جانتا ہی اور یہی سمجھتا ہی کہ مجھے ابوالمکارم نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تصویر دکھائی تھی اور مین اسی کے عشق مین وطن سے نکلا ہوا تھا خدا جانے اسمین کیا حکمت ہی کہ جبل اعلی اور قریہ فردوس کا حال ہوا فوق کیفیت طلسمی یاد نہین آتا اور دیکھیے کب تک یاد نہین آتا ہی اور جو یاد بھی آویگا تو انجام کار کیا ہوتا ہی القصہ جب نادرہ رازدار شاہزادہ کے پاس آئی شاہزادہ نے بکمال شفقت ومہربانی پیشانی پر بوسہ دیا نادرہ رازدار بعد آداب وتسلیمات کے دست بستہ سامنے شاہزادہ کے بیٹھ گئی اتفاقاً شاہزادہ نے اس شب مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کو خواب مین دیکھا تھا اب وہ خواب نادرہ رازدار کے سامنے بیان کیا یعنی فرمایا ای خواہر شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ مین بیمار ہون اور ملکہ نوبہار گلشن افروز میری عیادت کو آئی ہین مگر حال مزاج دریافت کرکے فوراً چلی گئین بعد اسکے یہ چند شعر نادرہ کے سامنے پڑھے

مرحبا ای پیک فرخ فال ما
بازگو آن ماہ دہر آرای ما
آنکہ از پا سیلاب فشاندہ و
دل پر از نو ... و یدار او
از درم ناگہ در آید بی حجاب
گفت ای شیدا دل مفتون من

مرحبا ای مایۂ اقبال ما
بازگو زان یار بی پروای ما
عہد را ببرید و پیمان را شکست
جان ملبب از حسرت گفتار او
لب گزان از رخ برافگندہ نقاب
وی بلاکش عاشق محزون من
یک دمی بنشست بربالین من

بازگو از عہد و از پیمان عہد
از زبان آن نگار تند خو
شب کہ بودم با ہزار اندوہ زار
کان قیامت قامت سیمین بدن
کاکل مشکین بدوش انداختہ
کیف حال القلب فی نار الفراق
رفت با خود برد عقل و دین من

تا در و دیوار را آراستہ بود
از پی تسکین من حرفے بگو
مہر افزوے غمش ہشتہ فرو
آفت دوران بلا مرد و زن
وز نگاہے کار عالم ساختہ
گفتمش دا اللہ حاسے لا الطاق

ای نادرہ رازدار محرم اسرار خواب شب مین مین نے اس نامہربان کو اپنے حال پر کمال شفیق ومہربان وپرسان حال پایا اب بیان کرو کہ میرے حق مین تمنے کیا صورت نکالی ہی ای نادرہ رازدار یقین کرنا کہ مین اپنی زندگی سے ایسا تنگ آیا ہون کہ قابل بیان نہین ہر وقت وہر لحظہ مجھے کسی طرح قرار وآرام نہین ہی بارے خدا کیجیو اگر تمنے کوئی شکل معقول میرے واسطے پیدا کی ہو تو مجھ سے اطلاع کرو کہ فی الجملہ قلب حزین کو قرار آوے ورنہ مجھکو

جواب دیکر میرا جی چاہتا ہے کہ گذر رون نادرہ رازدار نے عرض کی ای شہریار کامگار شاید سننے پہ آئی نہین دیکھی اور یہ شعر تونظر سے گزرا ہوگا

شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

دلمین تجارت سے اللہ جل جلالہ یعنی وصل تمھارا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ایک سنت الہی ہے کہ کسی صورت سے تبدیل نہین ہو سکتا مگر ہان ایک وقت پر موقوف ہے اور یقین ہے کہ وہ وقت بھی قریب ہو بعد اسکے جو گفتگو حکیم صاحب سے ہوئی تھی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو جوابات دیے تھے وہ سب مفصل شاہزادہ سے بیان کیے اور یہ بھی کہا کہ اب آپ کو مقام الامتحان مین جانا ہوگا کہ جو امتحان گاہ عشق و ہوس ہے اگر اُس امتحان مین پورے اُترے تو پھر کوئی حائل عذر چیارہ جوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز کو باقی نہ رہیگا شاہزادہ نے جو کیفیت مقام الامتحان کی نادرہ رازدار سے سُنی ہواس جاتے رہے اور ہوش بجا نہ رہے اور کہا ای نادرہ رازدار خدا ہی آبرو رکھے گا کسواسطے کہ بندہ عاجز ہے وہان کیا جانے کیا معاملات پیش آوین خیر سعدی علیہ الرحمہ برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + خداوند کریم مالک ہے اور حلال مشکلات ہے میری مدد کریگا نادرہ رازدار نے کہا آپ گھبرائیے نہین مسبب الاسباب سب سامان درست کر دیگا دو چار روز اور غریبخانہ مین آرام فرمائیے بعد ازان مین آپکو مقام الامتحان مین پہونچا دونگی اور خدا نے چاہا تو انجام بخیر ہوگا

روانہ ہونا شاہزادہ عالیجاہ کا مقام الامتحان مین اور دیکھنا بوالعجبی و نیرنگی زمانہ نا ہنجار و شعبدہ پردازی اُس مکان عجائب نشان مین اور سُننا قصہ ناصر و نصیر کا بہ تفصیل

شرح این داستان چنین کردند	واقفانے کہ در سخن فرد اند

القصہ جب شاہزادہ معز الدین عالی قدر والامقدار قصر اسرار سے روانہ ہوا اسطرح کا ایک صحرا لق و دق دیکھا
کہ جسے دیکھ کے رستم کا دل شق ہو جائے اور نیز جسکی ابتدا و انتہا نہ معلوم ہوتی تھی اور اسوقت اسقدر تمازت آفتاب
تھی کہ زمین سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے پاؤن بھنے جاتے تھے آخر شاہزادہ دل داد و بشکل تمام تا وقت زوال آفتاب
ایک درخت کے سایہ مین پہونچا وہان ایک چشمہ آب شیرین کا نظر آیا شاہزادہ نے منہ ہاتھ دھویا اور نماز ظہر ادا
کی بعد الفراغ نماز ایکبارگی جو نظر بلند کی دیکھا کہ ایک رومال بستہ بجائے ثمر اس درخت کی شاخ مین لٹکا ہے بس
شاہزادہ نے ازبسکہ گرسنہ تھا وہ رومال کھولا دیکھا دو روٹیان روغنی اور کباب و بیضہ مرغ بریان نہایت عمدہ
موجود ہین شاہزادہ نے یہ مصرع پڑھا اور وہ کھانا نوش فرمایا مصرعہ رزق را روزی رسان پر میدہد اور آرام
فرمایا جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک شخص شاہزادہ کا اولش کھا رہا ہے شاہزادہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ کھانا اسی کا
تھا میری وجہ سے یہ بیچارہ بھوکا رہا افسوس ناحق تو نے یہ کھانا کھایا یہ شخص اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا اس شخص نے
شاہزادہ کو سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام پوچھا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین مقام الامتحان کا نگہبان ہون
اور یہ کھانا مین نے فقط حضور کے واسطے اس درخت پر لٹکا دیا تھا الحمد للہ کہ حضور نے نوش فرمایا شاہزادہ نے
پوچھا تیرا نام کیا ہے اسنے کہا نام میرا ہیراس ہے بعد ازان ہیراس نے اپنے مکان پر شاہزادہ کو مہمان رکھکے
دعوت کی شاہزادہ شب کو وہان رہا صبح کو روانہ ہوا اور موافق معمول بوقت زوال دوپہر ایک جگہ فروکش
ہوا اور اسی طرح دسترخوان درخت مین بندھا پایا شاہزادہ نے بے تکلف وہ کھانا نوش فرمایا اور آرام کیا
جب بیدار ہوا اسی طرح ایک مرد کو اولش کھاتے دیکھا پوچھا تو کون ہے اور یہان سے مقام امتحان کا کسقدر فاصلہ
ہے اسنے کہا مین نگہبان راہ ہون اور نام میرا سماہون ہے اور حضور دو روز مین بخیر مقام الامتحان مین پہونچ جائینگے
شاہزادہ سماہون کے مکان پر تشریف لایا اور آرام فرمایا سماہون نے عرض کیا کہ حضور خادم کی
مہمانی مع ناچ وغیرہ کے قبول فرمائین شاہزادہ نے فرمایا کہ ہمنے چندروز سے ناچ و رنگ موقوف کیا غرض وہ شب
بھی عالم تنہائی مین گذاری اور صبح کو روانہ ہوا اور اسی قدر مسافت طے کی ہوگی کہ شاہزادہ مین طاقت رفتار باقی
نہ رہی آخر ہزار دقت و خرابی عصر کے وقت ایک باغ فردوس نشان مین پہونچا وہان دیکھا کہ علاوہ آرایش
و کیفیت کے باغ کے تمام طاقون مین طرح طرح کے میوہ تر و خشک چنے ہین اور طعام تحفہ رنگارنگ کے دسترخوانون
پر موجود ہین لیکن کوئی آدمزاد نہ پری زاد خالی مکان تھا شاہزادہ حیران ہوا کہ یہان کوئی نظر نہین آتا یہ سامان کیسا
پھر کہا کہ یہ شعبدہ طلسمی نہو اسکا تعجب کرنا ناحق ہے کہ دفعتاً خواہش نفس کی ایسا غلبہ ہوا کہ شاہزادہ بیقرار ہو گیا پس
اس سے شاہزادہ کو یقین واثق ہو گیا کہ مقام امتحان یہی ہے اور اسنے دل مین نہایت ڈرا کہ مین ایسی حالت مین مجھسے گناہ

نہ سرزد ہوجائے جو باعث ندامت و پریشانی ہو مگر پھر دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی اور اسطرف نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اطلاع کی کہ شاہزادہ مقام الامتحان مین پہونچا اب آپ بھی حصیر باد پیما پر سوار ہوکے باغ مین تشریف لیجائیے اور اپنے عاشق کی کیفیت و خودداری کو ملاحظہ فرمائیے آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار و چند خواصون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئین اور وہان پہونچکر تماشا شاہزادہ کا دیکھنا شروع کیا لیکن شاہزادہ کو ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کے آنے کی مطلق خبر نہین تھی مگر شاہزادہ کو لحظہ بلحظہ شدت شوق کی ترقی ہونا شروع ہوئی آخر شاہزادہ نے موافق تعلیم نادرہ رازدار کے وہ اسم پاک شروع کیا چند ساعت کے بعد چند نازنین خورشید مثال صاحب حسن و جمال نہایت چالاک ایک گوشہ باغ سے نمودار ہوئین اور شاہزادہ کو نہایت غمزہ و انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ حد سے زیادہ بیقرار ہوگیا بعد ازان ایک جام بلورین شراب ریحانی کا سامنے لائی اور کہا

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

شاہزادہ نے فرمایا کیا بکتی ہی ہم لوگ شراب کو حرام مطلق جانتے ہین وہ بولی تمھین کسنے تعلیم کیا ہی اور تم کس خیال مین ہو مین خوب جانتی ہون کہ میری منت تم نہ مانوگے مین تمکو زبردستی پلاؤنگی کیا معنی کہ آئین محبت مین معشوق کو عاشق پر تحکم لازم ہی یہ کہکے گلاس شراب کا شاہزادہ کے منھ سے لگادیا ہرچند کہ شاہزادہ کی شدت مستی سے حالت غیر ہوئی جاتی تھی لیکن طبیعت کو قایم رکھا اور فرمایا تو کون ہی جو مجھ سے عاشقی و معشوقی کا قصہ نکالا مین کیا جانون کہ تو کون بلا ہی

مجھ سے تجھے کیا سرو کار ہین تیری صورت سے بھی آگاہ نہین ہے

ناز بر آن کن کہ خریدار تست
پیش کسے رو کہ طلبگار تست

وہ نازنین بولی خیر اگر تجھکو میری محبت نہین ہی نہو مجھے تو تیری محبت ہی جبتک کہ میرا مطلب نہ بر آئیگا مین یہان سے جانے نہ دونگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ ہروار کسی طرح باز نہین آتی آخر ناچار ایک طپانچہ اس زور سے اسکے منھ پر مارا کہ اسکے منھ سے جوے خون جاری ہوئی وہ بحال خراب کنارہ حوض کے جاکر بیٹھ گئی اور زار زار رونے لگی شاہزادہ بھی ایک ستون مکان سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور پھر وہی اسم پڑھنے لگا اتنے مین ایک دوسری نازنین ماہ جبین پری پیکر نہایت حسین وہان آئی اور اسنے اس نازنین سے پوچھا اے بوا حرمت النسا تجھے کیا ہوا جو تو ایسی روتی ہی اور یہ خون کیسا تیرے منھ سے جاری ہی حرمت النسا نے کہا اس بے رحم و بے مروت نے بے گناہ مجھے مار کر اس حال کو پہونچایا اسنے کہا تو نے کوئی حرکت بیہودہ کی ہوگی جس سے اس شاہزادہ پریشان ... حرمت النسا نے کہا اے بوا تو کوئی مین نے ایسی حرکت نہین کی الغرض مین شراب زبردستی پلاتی تھی اسنے کہا اے قحبہ حرامزادی جیسی تو نے حرکت کی ویسی سزا پائی مین نے تجھے اس جوان کے پاس اسی واسطے بھیجا تھا کہ ایسا امر کرے چل دور ہو سامنے سے اگر پھر بار دگر مین نے تجھے اس باغ مین دیکھا تو ایسی کفش کاری کرونگی کہ یاد کریگی حرمت النسا ...

آ رہی تھی چلکی چلی گئی یہ نازنین مع جام صراحی مرصع نگار شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان ذیشان مین نہایت خوش ہوئی کہ تینے اُس قحبہ کو اس گستاخی کی سزا دی جب بی بی خود موجود ہو پھر کنیز کو اپنے ولی نعمت کیطرف نظر بد سے دیکھنا نہ چاہئیے بیت

من اینک بہ پیش تو استادہ ام ... تن و جان بروحش بتو دادہ ام

شاہزادہ نے فرمایا ای نیک بخت تیرا یہ خیال خام ہی تجھے کیون دم دیتی ہی مین تیرے لایق کا نہین ہون اور جو تو مجھ پر سبقت کریگی تو مین اُس کنیز سے زیادہ تیرا حال بد کرونگا اُسنے کہا ای جوان عالی شان میرا نام عزت ہی اور تجھے تم ایسی ذلت سے جواب صاف دیتے ہو

بہر کار ما تابع ہادی ایم ... بہر چیز فرمان کنی راضی ایم

مین ایک مدت سے آپکی ملاقات کی مشتاق تھی اور بحمد اللہ آپکی خبر تشریف آوری سنکے باغ مین آئی ورنہ میرا یہان کیا کام تھا شاہزادہ خاموش ہو رہا کچھ جواب ندیا عزت النسا بھی بعد دو ساعت کے چلی گئی اور جو جواب و سوال اُن نازنینون اور شاہزادے سے ہوئے تھے ماہ لقو بہار گلشن افروز و نادرہ و رازق وغیرہ نے سُنے آخر ایک اور نازنین خورشید جبین چہاردہ سالہ نہایت خوبصورت باغ سے آئی اور اُسنے از سر تا پا شاہزادہ کی بلائین لین بعد اسکے عرض کیا ای شاہزادہ عاشق تن اگر آپکو یاد ہو تو مین کچھ عرض کردن شاہزادہ نے نگاہ مست اُسکو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ کیا کہتی ہی اُسنے کہا کہ مین عورت بیوہ کی دختر ہون اور آتش پرستون کا فرقہ تھی اتفاقاً کل رات کو مین نے عالم خواب مین حضور کو دیکھا اور آپنے مجھے دولت اسلام عنایت فرمائی بعد اسکے اپنے عقد مین لائے اور وہ دونون عورتین جو پہلے آئین تھین وہ قسم شیاطین سے تھین اور اُنکو منظور تھا کہ مین محروم رہون اپنے حق کو نہ پہونچون بارے خداوند کریم نے خیر کی کہ آپ اُنکے دام مکر مین گرفتار نہوے ورنہ حق حقدار کو نہ پہونچتا اب مین اسی واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہون شاہزادہ کا دل بھی اُسکے کلمات شیرین دپرافسون پر مائل ہوا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسا نہو اسیقدر التفات پر کوئی بلاے ارضی و سماوی نازل ہو آخر خاموش ہوکے سو رہا وہ بیچاری بھی مایوس و غمگین وہان سے چلی گئی ناگاہ شام کے وقت چند کنیزین ملباس پُر تکلف باغ مین آئین اور اُنھون نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار دولتمدار آفرین ہزار آفرین کہ آپ کسی کنیز و خواص سے متحد نہین ہوئے جیسا ہی تو آپکے مزاج کا استقلال ہماری ملکہ کو نہایت پسند آیا اور دل و جان سے آپ پر عاشق ہوگئی ہین اب وہ خود بدولت و اقبال یہان تشریف لاتی ہین خبردار حضور کوئی کلمہ خلاف مزاج اُنکے نفرمائیے گا ورنہ آپسے دل اشتیاق منزل اُنکا جیسا کہ شگفتہ ہوا اُس سے زیادہ بیزار ہو جائیگا اور

شاہزادی کا مزاج برہم کرنا اچھا نہین ہوتا کیونکہ اُس سے نتیجہ بد پیدا ہوتا ہی شاہزادہ نے دل مین کہا لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم ہر گھڑی اس مقام فتنہ انگیز مین آفت تازہ نازل ہوتی ہی دیکھا چاہیے کہ تین دن کس طرح گذرتے ہین خدا بچائے یہان کے مکر و فریب سے اس عرصہ مین ایک نازنین مہ جبین مع چند زرین کمر و جواہر پوش خواصون کے اس شکل و شمائل سے باغ مین آئی کہ اگر فرشتہ بھی ایک نظر دیکھے تو از خود رفتہ ہو جائے شاہزادہ وہ صورت زیبا دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا لیکن خوف سے اُس مکان سرمایۂ فساد کے دم نہ مارا اور اسم معظم پڑھتے گیا اِس عرصہ مین وہ نازنین قریب شاہزادے کے آئی اور نہایت غمزہ سے کہا ای روشنی دیدار و دیدۂ مشتاقان مین نے پہلے محض واسطے امتحان کے اپنی خواصون کو تمھارے پاس بھیجا تھا جب مین نے امتحان کر لیا کہ آپ اُن سے ملتفت نہوئے تو مین خود حاضر ہوئی یہ کہکر قصد کیا کہ شاہزادے کے گلے مین ہاتھ ڈالدے شاہزادہ نے اُسکو اس حرکت سے منع کیا ایک کنیز خاص نے کہا ای شہریار اگر ہماری ملکہ سے تو منع و تکریم مین کسی طرح کا فرق کروگے یا انکے فرمانے مین کسی نوع کا انکار یا تامل ہوگا تو تم غضب سلیمانی مین گرفتار ہو جاؤگے شاہزادہ نے فرمایا دور ہو او مجسمہ پلشت [?] غضب تجھ یا تیری خاتون پر نازل ہوگا جو کہ جوش مستی مین یہانتک آئی مین کیا جانون تو کون بلا ہی اور تیری خاتون کون کتیا ہی پس وہ خاتون اس سخت کلامی سے شاہزادہ کی کنارہ حوض کے جا بیٹھی اور ارباب نشاط کو حکم دیا کہ ناچ اور گانا شروع ہوا اُنھون نے جو غزل شروع کی اُسکا مضمون یہ تھا کہ آتش و پنبہ یک جا ہی اور آگ اثر نہین کرتی اور عاشق باوجود عشق صادق کے معشوق سے التفات نہین کرتا اور وہ نازنین خود اس انداز و ناز سے گاتی اور ناچی کہ شاہزادہ بے چین ہو گیا بلکہ بار بار یہی جوش مستی و جوش سودا سے دل مین آتا تھا کہ لپٹ ہی جا ہر چہ بادا باد جو ہوگا وہ ہوگا پر ساتھ ہی اسکے کچھ خیال گذرا اور نصیحت نادرہ رازدار کی یاد آئی خاموش ہو رہا غرضکہ بہزار دقت و خرابی نماز مغرب و عشا ادا کی اور میوہ ہاے باغ سے اُتار کے نوش فرمایا مگر وہ نازنین فرخندہ جمال نام عجیب عجیب طرح کے حرکات معشوقانہ اور ناز و ادائے دلربانہ کرتی رہی جب اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ میرے فریب مین کسی طرح نہین آتا لاچار ہو کر بعد نصف شب کے چلی گئی شاہزادہ نے بھی آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوا اور نماز صبح ادا کی اور ستون مکان پر تکیہ کرکے بیٹھا ابھی بخوبی طلوع آفتاب نہوا تھا کہ گروہ گروہ نازنینان ہر ایک حسن و جمال مین بے مثال ہر طرف سے باغ کے آنا شروع ہوئین اور سب نے بہ ادب تمام سلام کیا اور کہا ای شہریار تمھین ملاقات اپنی ماہ پیکر کی مبارک ہو ہر چند کہ تمنے مفارقت مین ہماری ملکہ کے کمال تکلیف اٹھائی اور مدت مدید تک صحرا نوردی کے صدمے سے اسکی راحت یہان پائی کہ اب بفضل الٰہی ملاقات سے بہرہ یاب ہوئے اور مطلوب آپکا یہان ملا مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ابھی آپکی محبوبہ و مطلوبہ بلکہ آفاق تشریف لاتی ہین کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی یہ ہنگامہ انکا دیکھا اور کلمات انکے سنے

نادرہ رازدار سے کہا ہی نادرہ سنتی ہی حکیم صاحب نے اس مقام کا نام تو کچھ اور ہی بتلایا تھا نادرہ رازدار نے کہا
فقط مقام الامتحان نام ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اس مقام کو تجبہ آباد خطاب دیا جاے تو بہتر ہو اسواسطے
کہ ایک سے ایک بڑھکر تجبہ فاحشہ چلی آتی ہی اور کسی عورت کو میں نے باغیرت و شرم نہین دیکھا اور خوبی اُن حرامزادیون
کی سنو کہ جو آتی ہی وہ شاہزادہ کو وصل کی مبارکباد دیتی ہی نہین معلوم کہ وہ معشوقہ شاہزادہ کی کون ہی نادرہ رازدار
نے کہا کہ یہ سب بہکاتی ہین اور شاہزادہ کو فریب دیتی ہین دیکھیے اب بعد ایک ساعت کے حکم حکیم صاحب کا پہونچا
چاہتا ہی کہ شاہزادہ سے صفائی کرا دو کیونکہ مجھے قرار واقعی شاہزادہ کا استقلال دریافت ہو گیا اور اب جسقدر کہ
مدارج امتحان تھے وہ بھی طی ہو گئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا تو دیوانی ہوئی ہی زبان کو لگام دے اور ہوش
مین آ اگر خدانخواستہ حکیم صاحب میری نسبت ایسا حکم دینگے تو اسی وقت مین اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی کیا تو نے
مجھے بھی باغ کی عورتون مین سمجھ لیا ہی نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کو آزردہ خاطر دیکھکے خوب ہنسی اور چپکی رہی

اب شاہزادہ معز الدین کا حال سنیے

کہ وہ بحال خود حیران تھا اور دل مین کہتا تھا یا الٰہی این گل دیگر شگفت یہ خواصین مجھے فرداً فرداً وصل دیتی ہین معلوم
نہین کہ وہ کون محبوبہ میری ہی اور ایک نظر دیکھنا چاہیے لیکن اکثر خواصین صورت آشنا معلوم ہوتی ہین غرضکہ تمام باغ
کو اُن خواصون نے پاک و صاف کیا اور پانی ہر ایک حوض کا بدلا ناگاہ جلوس شاہانہ نظر آیا اور بعد جلوس کے ایک
نازنین ماہ پیکر تخت زرنگار پر سوار سامنے سے نمایان ہوئی شاہزادہ کو بھی خود بخود اشتیاق دید پیدا ہوا کہ وہی خواص
گرتی پڑتی شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا اے شہزادہ مشتاق لقاے دیدار معشوقہ طرحدار خبردار ہو ملکہ تشریف لاتی ہین
شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھکو بھی تو معلوم ہو کہ میری معشوقہ کون ہی اُس خواص نے کہا وہ ملکہ آفاق ہی جسکے سبب منزل
شاہی سے نکالے گئے اس عرصہ مین وہ نازنین تخت نشین بھی قریب آ پہونچی شاہزادہ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ
صبح دلکشا یعنی ملکہ طلسم آفتاب ہی شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ خدایا ملکہ صبح دلکشا یہان کہان
شاید ملکہ نوبہار گلشن افروز نے صلح قبول نہ کی اسواسطے ملکہ صبح دلکشا کو حکیم صاحب نے میرے پاس بھیجا ہی یہان
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو ملکہ صبح دلکشا کو دیکھا نادرہ رازدار سے پوچھا کیون نادرہ رازدار ملکہ صبح دلکشا
یہان تجبہ خانہ مین کیسے آئی نادرہ رازدار نے کہا جب آپ کسی طرح سے شہزادے سے راضی نہین تو حکیم صاحب نے لاچار ہوکر
تمہارے عوض ملکہ صبح دلکشا کو بھیج دیا ہین آپکو اب خاموش رہنا لازم ہی کسی امر مین آپ دخل دینا مناسب نہین ہی ملکہ
نوبہار گلشن افروز کا یہ سنکے چہرہ سرخ ہو گیا اور ضبط نہو سکا فوراً کہا کہ میری بلا پوش دخل دیتی ہی خدا کرے یہ بیچاری
شاہزادہ معز الدین کے وصل سے کامیاب ہو کیونکہ یہ پردۂ قاف سے بڑی کوشش اور سفارش سے یہانتک

پہونچی اور شاہزادہ کی بھی بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آرزوے دلی برآویگی اور میرا بھی شبہہ برطرف ہوجائیگا ایسا
وقت تخلیہ کا پھر کاہیکو ہاتھ آئیگا لیکن یاد رہی رکھنا کہ بعد ختم امتحان ملکۂ صبح دلکشا کو اس بیحیائی کی حرکت سے زندہ
نہین رکھونگی سبحان اللہ میری بہن ہوکر ایسی بےشرم و بےحیا ہی خدا اس ناشدنی کو زمین کا پیوند کرے کہ پھر مین اسکی
صورت نہ دیکھون ملکۂ نوبہار گلشن افروز کا جب نادرہ رازدار نے ایسا غضب کیا ایک قہقہہ مارا ملکۂ نوبہار گلشن فروز
کو کمال ناگوار معلوم ہوا اور کہا قسم ہی خدا کی کہ مین تجھین اپنا دوست جانتی تھی لیکن خندۂ بےمحل سے یہ معلوم ہوا کہ تو
میری دشمن جانی ہی اور نہین تو مجھے مسخرا بنایا نادرہ رازدار نے کہا ملکۂ صبح دلکشا کے حق مین فرماتی ہو کہ مین زندہ
نہین رکھنے کی اُسکے ساتھ تجھکو بھی اپنے ہاتھ سے سزا دونگی اسواسطے کہ مین ملکۂ صبح دلکشا کے حال پر ہنسی اے ملکہ اپنے کو
آپ عقلمند جانتی ہین مگر میرے نزدیک ابھی بچپنے کے حرکات مزاج عالی سے نہین گئے یہ خیال فرمائیے کہ ملکۂ صبح دلکشا
کہان اور یہ مقام کہان یہ سب صورتین خیالی و طلسمی ہین کہ جو بزور علم سیمیا یہان ظاہر ہوتی ہین اس بیان سے نادرہ رازدار
کے ملکۂ نوبہار گلشن افروز کی خاطر جمع ہوئی اور فرمایا بخدا میرے خیال مین یہ نہ آیا تھا بلکہ مین اسکو حقیقت سمجھی تھی
مجھے ایک طرح کا ایسا خیال آیا کہ طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی نادرہ رازدار نے کہا ہان صاحب رشک جہان مین
عجب بلا ہی یہان شاہزادہ نے جو ملکۂ صبح دلکشا کی صورت دیکھی محبت دیرینہ نے دل مین جوش کھایا اور خیال آیا
کہ استقبال کرنا چاہیئے مگر خوف نادرہ رازدار ایسا غالب ہوا کہ چپ ہو رہا اور اسم پڑھنے لگا ملکۂ صبح دلکشا حوض
کے کنارے فرش پر بیٹھی اور شاہزادہ کی طرف مطلق التفات نہ کیا مگر کبھی کبھی دزدیدہ نظر سے شاہزادہ کی طرف
دیکھ لیتی تھی جب شاہزادہ کی طرف سے سبقت نہوئی تب ایک خواص خاص کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اُسنے
سلام شوق ملکۂ صبح دلکشا کی طرف سے کہا اور کہا کہ ہماری ملکہ نے فرمایا ہی کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ جس
مکان مین ہم قید طلسم کے سبب سے مجبور محض تھے وہان تو آپ ہمارے حال پر مہربان تھے اور اب جو یہ صحبت
میسر آئی تو آپ بالکل بیگانہ ہوگئے اور اسقدر بےالتفاتی کو کام فرمایا کہ گویا صورت آشنا بھی
نہ تھے ہم تو مشتاق ہوکر بشوق تمام محض آپکی ملاقات کے واسطے یہان آئے ہین اور آپ ہمارے پاس تشریف
نہین لاتے معلوم ہوتا ہی کہ آپکو ہمارا باغ مین آنا ناگوار ہوا یہی بےالتفاتی کا باعث ہی شاہزادہ نے
فرمایا میری طرف سے جواب دینا کہ واقعی تمنے اس خاکسار کے حال پر کمال مہربانی فرمائی لیکن مین اسوقت
اسم پڑھتا ہون جبتک یہ اسم تمام نہین ہوتا میرا آنا نہین ہوسکتا بعد ختم اسم حاضر ہونگا اور واضح ہو کہ
نادرہ رازدار نے ایک اسم آیۃ الکرسی ہزار بار مع بسم اللہ شاہزادہ کو تعلیم کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر احیاناً
بھول جانا تو از سر نو پھر شروع کرنا یقین ہی کہ بہ برکت اس اسم پاک کے ہر آفت سے محفوظ رہوگے لیکن
بوقت شروع کرنے اسم پاک کے اکثر وسوسۂ شیطانی سے نفس امارہ سرکشی کریگا خبردار تم اپنی جگہ سے

حرکت نکرنا جبتک کہ اسم ختم نہو اور دلکو مضبوط رکھنا اور بعد ختم موکل اسم تمکو یہان سے نجات دینگے غرض جب ملکہ صبح دلکشا
کو شاہزادہ کی طرف سے بھی جواب پہونچا ملکہ صبح دلکشا نے اسی خواص سے پھر کہلا بھیجا کہ تمام کرنا اسم کا سہل ہی لیکن آزردہ
کرنا ہمارے دل کا آئین محبت و اخلاص سے نہایت خلاف ہی شاہزادہ نے دل مین کہا یہ وہی ملکہ صبح دلکشا ہی کہ
جسکی وجہ سے آجتک بلاے ناگہانی مین مبتلا ہون ایسا نہو کہ اس پیام و سلام سے کوئی بلاے تازہ مین پھر گرفتار
ہوجاؤن پس اس جگہ سے نقل و حرکت نکرنا چاہیے لیکن خواہش نفس یہی کہتی تھی کہ ایسا وقت فرصت پھر نہ آویگا
اور اسطرف ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار تماشا دیکھ رہی تھین اور جب کوئی حرکت شاہزادہ کی ملکہ
کو ناگوار ہوتی تھی اُسوقت نادرہ رازدار ملکہ کو سمجھا دیتی تھی کہ اے ملکہ عالم یہ حرکت شاہزادہ کی فقط قوت شہوانی کے
سبب سے ہی اور منشا اسکا ہوس ہی اور ہوس کا مقام نفس امارہ ہی اور جب کوئی حرکت اُسکا روح پرہیز کی سرزد
ہوتی تھی اُسوقت نادرہ راز ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہتی تھی کہ یہ قوت روحانی ہی جسکا مبدا عشق ہی اور مقام
عشق دل ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ راز کے کہنے سے خاموش ہورہتی تھی اور وہ ملال خاطر اقدس سے دور ہوجاتا
تھا قصہ کوتاہ ملکہ صبح دلکشا نے ہرچند پیام محبت آمیز بھیجے مگر شاہزادہ نے بخوف نادرہ رازدار جواب نہ دیا
جب ملکہ صبح دلکشا نے دیکھا کہ شاہزادہ پیام سلام سے رجوع نہین ہوتا پریزادان خوش رو کو حکم دیا کہ اگر تمکو
کوئی نقل عجیب و حکایت غریب عشق و عاشقی کے مقدمہ مین یاد ہو تو ہمارے سامنے بیان کرو ہم تمھاری قدر سے
زیادہ انعام دینگے اُن پریزادون مین ایک پریزاد شعبدہ پری سیر کردہ تھی اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق یہ
کنیز حسب الحکم عالی ایسی ایک نقل رنگین حضور کے سامنے بیان کرتی ہی کہ آپنے کبھی نہ سُنی ہو لیکن ایک
شرط ہی اگر آپ قبول فرماوین ملکہ صبح دلکشا نے کہا وہ شرط کیا ہی اُسنے کہا کہ مین نقل مین آپ کو بھی شریک
کرونگی ایسا نہو کہ اُسوقت طبع مبارک مین کسی طرح کا خیال اور گذرے کہ یہ کنیز کیسی حرکت گستاخانہ سے پیش
آئی اور حضور اُس سے انکار فرماوین ملکہ صبح دلکشا نے کہا نہین خاطر جمع رکھ جو تو کہیگی مین کرونگی شاہزادہ نے
بھی یہ سُنکر کہا دیکھیے کیا تماشا ہو شعبدہ پری نے کہا اے ملکہ آفاق مین آپسے عرض کیے دیتی ہون اگر حضور
وقت پر انکار نہ فرماوین کسواسطے کہ ہمارے اُستاد نے کہا ہی کہ یہ نقل کسی ایسے بادشاہ کے آگے کرنا کہ جسکے
قول و فعل کا اعتبار ہو ورنہ در صورت دیگر یا وہ نقل و ہنر اُس نقال سے سلب ہوجائیگا اور یا وہ نقل کرنے والا
کسی بلاے سخت مین مبتلا ہوگا ملکہ صبح دلکشا نے کہا بس اب تو ناحق اندیشناک ہی ہمنے تو اقرار ہی کر لیا
بعد اس قول و اقرار کے شعبدہ پری نے ایک شہر چین بنایا اور باشندے بھی فرض کیے اور
اُنکی شکلین طرح طرح کی بنائین بعد اُسکے اُس شہر چین کا ایک بادشاہ قرار دیا اسی طرح
امرا و وزرا مقرر کیے

نقل بادشاہ چین کی کہ مقام الامتحان مین شعبدہ پری نے شاہزادہ معز الدین نصرت قرین اور ملکہ صبح دلکشا کے روبرو بیان کی

ز راویان سخن پروران چنین مرویست — که اختصار سخن بهتر از زیاده رویست

کسی زمانہ مین ایک بادشاہ قندھار مین تھا اور اسکے دو بخشی سلطنت تھے ایک ناصر اور دوسرا نصیر اور ان بخشیون مین باہم ایسا ربط و اتحاد تھا کہ دونون بھائی حقیقی معلوم ہوتے تھے مگر خدا کی قدرت کاملہ سے دونون لاولد تھے اور شب و روز وہ رنج و صدمہ اولاد مین گرفتار رہتے تھے ایک روز انھون نے صیدگاہ سلطانی مین واسطے شکار کے اجازت مانگی بادشاہ نے دس روز کی رخصت فرمائی ناصر و نصیر

از صبح تا شام شکار کھیلتے تھے اور رات کو کسی درخت کے سایہ میں آرام کرتے تھے اسی طرح ایک روز شکار کھیلتے ہوئے
دور نکل گئے وہاں ایک چشمہ نہایت شیرین و صاف نظر آیا اور وہ صحرا نہایت فرحت افزا و پر بہار تھا کیونکہ
جہانتک نظر کام کرتی تھی بجز اشجار گل و ثمر کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا ناصر و نصیر دونوں وہیں خیمہ زن ہوئے
اور کباب شکار کے اپنے ہاتھ سے تیار کیے ناگاہ نظر انکی ایک درخت پر گئی دیکھا کہ قریب چشمہ کے ایک درخت پر
ایک جانور نے کہ اُسے حرل کہتے ہیں بچے دیے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو دانہ بھرا رہا ہے یہ دونوں بھائی
اُسکے دانہ بھرانے کا تماشا دیکھ رہے تھے اور وہ جانور چلا جاتا تھا اور دانہ کھا کر پھر آتا تھا اور اپنے بچوں کو بھراتا
تھا اس عرصہ میں ایک اور جانور اُس سے قوی تر آیا اور اُسنے اس جانور بچہ دار سے زبردستی وہ طعمہ چھین لیا اس
اثنا میں ایک اور جانور اُس جانور سے بھی زبردست آیا اور اُسنے جانور دوم سے چھین لیا اس رد و بدل میں وہ طعمہ
زمین پر گر پڑا یہ جانور اوّل بچہ دار کہ اسی امر کا منتظر تھا اور بشکل تمام آزوقہ واسطے بچوں کے لایا تھا وہ طعمہ لیکر بھاگا
اور اپنے بچوں کو دیا ناصر و نصیر کو اس حرکت سے جانور کی بے اختیار رقت قلب حاصل ہوئی اور ایک آہ کی
نصیر نے ناصر سے کہا ای بھائی تُمنے دیکھا کہ یہ جانور ضعیف الخلقت کس محبت سے بچوں کے واسطے طعمہ لایا اور آپ
رات بھر بھوکا رہا اس سے معلوم ہوا کہ محبت فرزندی عجیب نعمت خدا داد ہے افسوس ہے کہ ہم اس نعمت سے
بے نصیب رہے ناصر نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں اتفاقاً اسوقت ایک فقیر باکمال بزرگ صورت تشریف
لایا مگر ناصر و نصیر اپنے حال میں ایسے بے خبر تھے کہ اُس درویش کی طرف متوجہ نہوے وہ درویش کہ عارف
خدا تھا اُنکے درد باطنی سے آگاہ ہوگیا اور اُسنے کہا سبحان اللہ فرزند موہوم کا رنج اسقدر تمکو ہے کہ تمھارے ہوش
بجا نہیں ہیں کہ تم اپنے پاس موجود کی تواضع و تعظیم کا کچھ خیال کرو ناصر و نصیر نے جب یہ کلمہ فقیر سے سنا بس
یقین کامل ہوا کہ یہ درویش باکمال ہے آخر انھوں نے اپنا عذر تقصیر کیا اور ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہوئے اور
کہا ای خدا آگاہ ہمکو آپکی عنایت و افضال خدا سے سارے جہان کی دولت میسر ہے لیکن دولت اولاد سے
دامن خالی ہے اس رنج والم سے کوئی دم خالی نہیں فقیر صاحب نے ایک اسم اُن دونوں کو بطریق ترکیب سے
تعلیم کیا اور فرمایا اس اسم کو اسکی تعداد سے اکیس روز متواتر پڑھو اور ہر شب اپنی اپنی بی بی سے ہم بستر ہو
انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں روز فرزند دراز عمر کا تمہارے یہاں نطفہ منعقد ہوگا شعبدہ پری سے ہر جگہ منتقل
سے مع نقشہ اشارتاً و کنایتاً یوں ادا کیا یعنی اُن جانوروں کی صورت اور طعمہ کا نقشہ بنایا اور اُن دونوں بھائیوں
کی صورت اور درویش سے ملنا اور کہنا غرض سب بعینہ مصور کو دکھا دیا اسواسطے کہ اُنکو قدرت تھی جسکی چاہیں صورت
بن جائیں برخلاف انسان کے کہ اُنکو یہ قدرت نہیں ہے اور فقیر نے قبل از ولادت نام کو بھی بتا دیا کہ بیٹا ہو تو
اختر نام رکھنا اور بیٹی ہو تو کوکب نام رکھنا اور درویش رخصت ہو گیا اور یہ قصہ ختم ہوا [illegible]

تو پھر کبھی ہمارا پھرنا ہوگا ہرچند کہ ناصر و نصیر نے درویش سے بہانی کو کہا لیکن درویش نے قبول نہ کیا اور چلا گیا ناصر
و نصیر بھی اپنے مکان چلے آئے اور حسب ارشاد فقیر عمل مین لائے قدرت کاملہ خدا ے تعالیٰ کو دیکھنا چاہیے کہ ناصر کے
یہان لڑکا پیدا ہوا اُسنے نام اُسکا حسب ہدایت اختر رکھا اور نصیر کے یہان لڑکی پیدا ہوئی اُسنے اسکا نام کوکب
رکھا اور ناصر و نصیر کی بیبیون مین رابطہ و اتحاد زیادہ تھا ایک روز آپس مین کہا کر اگر یہ دونون جی بچے تو ہم آپس
اُنکا عقد کر دینگے آخر ایک روز اُنکے تعاہل مین شادی تھی لہذا دونون عورتین مع بچون کے وہان گئین حسب اتفاق
کوکب و اختر دونون کی دایہ دونون کو لیے تھین اور آپسمین کچھ باتین کر رہی تھین دونون بچے بھی باہم مخاطب
ہوگئے دونون کو ہرایک کی دایہ نے گود سے اتار اتار دیا ان دونون بچون مین ایسی باتین محبت کی ہوئین
کہ سب دیکھنے والے محو حیرت ہوگئے یعنی ایک نے دوسرے کے گلے مین باہین ڈالدین اور اختر کوکب کو
گلے سے لگا کے پیار کرنے لگا اور کوکب بھی اختر کے منھ سے منھ ملنے لگی اور آپسمین دونون خوب خوش ہوئے
یہ دونون دایہ دیر تک تماشا اُنکی محبت کا اور آپس کے اختلاط کا دیکھا کین اور دونون لڑکون کی ماؤن سے
اس امر کی اطلاع کی اختر کہ اُسکی مان کا نام ثاقبہ خاتون تھا اور کوکب کی مان نیرہ خاتون دونون
وہان آئین اور اُنھون نے بھی وہی تماشا اپنی آنکھ سے دیکھا تمام محلسرا مین جہان کہ یہ مہمان تھین اس بات
کا چرچا ہوا دائیون نے اُن دونون کو جب جدا کیا وہ دونون ایسے روئے کہ جسکی حد نہین اور کسی صورت سے
چپ نہوتے تھے جب ناچار پھر دونون کو ایک جا کیا تو چپ ہوگئے یہ خبر ناصر و نصیر کو بھی پہونچی اُنھون نے
اختر و کوکب کو بلا کے بچشم خود دیکھا نصیر نے ناصر سے کہا ای بھائی اب مناسب یہی ہو کہ ان دونون کی
نسبت کر دیوین ناصر نے کہا بہت خوب ارشاد ہوا یہی مناسب ہو الغرض اختر و کوکب جب دو برس
کے ہوئے نصیر و ناصر کو خبر ہوئی کہ وہی درویش جنکا نام شاہ الہام تھا تشریف شریف لائے ہین پس بمجرد
سننے اس خبر کے دونون بھائی یعنی نصیر و ناصر حاضر خدمت شاہ صاحب ہوئے اور باہم دونون کی
محبت و ارتباط کی خبر شاہ صاحب سے بیان کی شاہ صاحب نے یہ حال سُنکے فرمایا کہ پندرہ برس سے اکیس برس تک
طالع مین کوکب بیچاری کے ایک ستارہ نحس ایسا ہو کہ کیا عجب کہ وہ بیچاری کسی وبال مین گرفتار ہو جاوے
اور یقین ہو کہ سب عزیز و اقارب بھی کوکب کے ساتھ گرفتار ہون اور اختر کہ دوست صادق ہو یہ آوارہ دشت و بادیہ
ضرور ہوگا لیکن وہ ایسے بادشاہ عالیشان کی ملازمت پیدا کریگا جسکے ملک مین آفتاب و ماہتاب کا مطلق دخل
نہوگا اگر اُس بادشاہ سے کوکب کے علاج کی درخواست کرے تو البتہ اس تدبیر سے کوکب اپنی ماہیت اصلی پر
آجاویگی ورنہ اور کوئی شکل اُسکی زیست کی نہین ہو ناصر و نصیر فقیر صاحب کے اس رمز کو نہ سمجھے لیکن اس مضمون
کو بطور معمّا کے لکھ لیا اور وہ تعویذ بنا کے کوکب کے گلے مین ڈال دیا اور ایکی مرتبہ شاہ صاحب کو یہ دونون بھائی

شہر مین لائے اور دعوت بڑے تکلف سے کی اور ان بچون کا حال شاہ صاحب نے بھی دیکھا اور فرمایا بغیر تقدیر الٰہی سے
کیا چارہ کہ یہ رد نہین ہوسکتی مجبوری ہی بعد اسکے دونون کے حق مین دعاے خیر کرکے روانہ ہوگئے الغرض اختر و
کوکب کو بغیر دیکھے ایک دوسرے کے قرار و آرام نہ تھا انکے والدین نے حکم دیا کہ دونون بچے ایک ہی جا رہ
کے پرورش پائین آخر شدہ شدہ ان بچون کی محبت کا حال بادشاہ کو بھی معلوم ہوا شاہ فغفور نے دونون کو اپنے
پاس بلایا اور دونون کا آپسین اختلاط و ارتباط دیکھا اور تا دیر یہی تماشا دیکھا کیا جب وہ دونون لڑکے پندرہ برس کے
ہوئے بادشاہ اور ناصر و نصیر نے تیاری شادی کی کی چونکہ شہر چین مین یہ ضابطہ تھا کہ عروس و داماد تا صیغہ نکاح
رو پوش رہتے تھے اسواسطے اختر و کوکب مین چالیس روز تک جدائی رہی ان ایام مفارقت مین نہایت تکلیف
و بیقراری ہوئی لیکن رسم شہر سے کیا چارہ تھا دونون نے دم نہ مارا شعبدہ نے اپنے علم و فعل سے ایک کو اختر
قرار دیا اور دوسرے کو کوکب بنایا اسی طرح ناصر و نصیر وغیرہ ارکان مقرر ہوئے شاہزادہ معز الدین
چہرہ بتازہ قصہ گوش کر رہا تھا اور ایسا تماشا نظر آیا تھا کہ جسطرح کتاب مین لکھتے ہین اور ہر مقام بمقام تصویرین ہوتی
ہین الغرض جب شعبدہ پری یہان تک قصہ بیان کر چکی ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے شعبدہ پری جو مانگے دو قاف
مین تو پسند کرتی ہین تجھے دونگی حقیقت مین یہ تو نے طرفہ نقل بیان کی اور اس کیفیت سے بیان کی کہ نقل کو اصل کر دیا
شعبدہ پری نے کہا قربانت شوم چالیس روز تک کوکب و اختر جدا رہے باوجودیکہ بعد عقد سوا صلت باہمی
یقینی تھی لیکن کسی صورت سے قرار نہ تھا بلکہ ہر روز رقعہ بازی ہوا کرتی تھی اسپر بھی رات دن گریہ و زاری آہ بیقراری
مین بسر ہوتی تھی آخر وہ چالیس روز کہ بمنزلہ چالیس ہزار برس کے ہوگئے تھے بمشکل تمام ختم ہوئے اور اکتالیسوین رات کو
اختر واسطے نکاح کے بطور شاہانہ سوار ہوکر محفل عقد مین پہونچا اور عروس کو بھی مستورات محل براے غسل حمام مین لے گئین
بعد ایک لحظہ کے پردہ غیب سے ایک آواز ایسی خوفناک و مہیب آئی کہ سب بیہوش ہوگئین جب ہوش آیا اور اپنی
صورت کو عروس نے آئینہ مین دیکھا تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ چہرہ جو مثل آفتاب کے روشن و منور تھا گردن تک مانند سیاہ
ہوگیا کہ آنکھ سے دیکھا نہین جاتا اس حادثہ جانکاہ اور واقعہ ہوش ربا سے تمام محل مین دھوم ہوگئی شہیرہ خاتون کوکب
کی مان سینہ و سر پیٹتی ہوئی وہان آئی اور اسنے جو کوکب کو روسیاہ دیکھا زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگی کوکب
نے کہا اے والدہ صاحبہ اس آہ و زاری سے کیا حاصل بظاہر میری زندگی ابھی تک تھی اب افسوس نہ کیجیے کیونکہ اب
میرا بغیر ہلاکت کوئی علاج نہین ہی میری طرف سے اختر بلاکش و مصیبت زدہ کو کہہ دینا کہ تجھے خداوند کریم صبر عنایت
فرمائے جو اسکی مشیت مین تھا وہ ہوا ہمارے تمھارے وصل مقدر نہ تھا بلکہ میری تقدیر مین سم و الماس کھا کر مرجانا
تھا شہیرہ خاتون نے وہ ریزہ ہاے الماس کوکب کے ہاتھ سے چھین لیے اور کہا اے فرزند اس حرام موت سے کیا فائدہ
تم اب تقدیر پر اپنی رضا کر رہو جو خداے قدیر نے مقدر کیا ہوگا وہ ضرور ہوگا کوکب نے کہا اے والدۂ مہربان

آپ ہی انصاف فرمائین کہ اب تک تو مینے اس حسن و جمال سے بسر کی اور اب کس صورت مکروہ سے مین اختر کے گھر جاؤن حالانکہ اختر لحاظا و شرم کچھ نہ کہیگا لیکن باطن کا حال خدا ہی کو ظاہر ہو اس صورت مین تلخی ناتلخ ہلاکت ہونا نہ چاہیے الغرض کوکب کی وہ محفل عروس ماتم سرا ہوگئی اور کوئی زن و مرد ایسا نہ تھا جو روتا نہو اختر نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی گریبان تا بہ دامن چاک کیا اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو والدین سے کہا خیر تقدیر الٰہی سے کیا چارہ مین اس امر کا شکر کرتا ہون کہ کوکب زندہ و سلامت تو ہی دوسرے ناموس جلالہ جس شکل و ہیئت کی خدا نے عطا فرمائی بہرکیف تسلیم کرنا چاہیے جب کوکب نے یہ تقریر اختر سُنی کہا کہ اختر بلاشبہہ میرا محب ہی مجھ سے پرہیز و نفرت نکریگا لیکن مین اپنے دل کا کیا علاج کرون کہ وہ تو سسرال ہی مجھے اپنے گھر مین بھی تو اس صورت سے زندہ رہنا منظور نہین ہی جب فرصت پاؤنگی بلا تکلف زہر کھا کر مر جاؤنگی اس عرصہ مین نصیر کو قول شاہ الہام کا یاد آیا اور اُسنے وہ تعویذ گلے سے کوکب کے کھول کے دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ فلان سال اور فلان روز اور فلان وقت کوکب کے طالع کو ایسا افتراق ہوگا کہ تمام چہرہ اُسکا تا بہ گردن سیاہ مطلق ہو جائیگا کہ ہر ایک کو اُسکی صورت سے کراہت آئیگی لیکن اُس وقت چو دوست رنج عالی و محب عالی کوکب کا ہو وہ شہر بشہر و دیار بدیار آوارہ و سرگردان پھرے رفتہ رفتہ ایسے کسی بادشاہ کے شہر مین وارد ہوگا کہ جسکے کشور مین نام آفتاب و مہتاب کا دخل نہوگا اُس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر حال کوکب کا بیان کرے بادشاہ التماس اُسکا منظور کریگا اور حکم دیگا کہ کوکب کو ہمارے پاس لے آؤ کہ ہم کوکب کی صورت اپنی آنکھ سے دیکھین اختر و کوکب بالاتفاق بادشاہ کے پاس جائین اور جبکہ مشتری برج حوت مین ہو اور زہرہ برج سرطان مین وہ بادشاہ خود عریان ہوکر ایک حوض مین غسل کرے اور اختر و کوکب سے کہے کہ میرے سامنے کنارے حوض کے باہم صحبت کرو اختر و کوکب کو چاہیے کہ حسب الحکم بادشاہ کے عمل مین لاوین بادشاہ عین صحبت مین تین مرتبہ اپنی کلی کا پانی چہرہ پر کوکب کے زور سے مارے پس فوراً اس حرکت سے یقین ہی کہ کوکب اپنی صورت اصلی پر آجاوے اور اثر افتراق مطلق باقی نرہے غرض جب مضمون تعویذ تمام اہل محفل نے سُنا قاضی نے کہا یار و قول شاہ صاحب کا مسلم الثبوت ہی لیکن یہ فہم مین نہین آتا وہ کونسا ملک ہی جسمین آفتاب و مہتاب کا دخل نہو حاضرین نے کہا ہان ہم لوگ بھی نہ سمجھے کہ یہ کیا بات ہی شعبدہ پری نے کہا صورت اس محفل کی مالکہ صبح دلکشا اور شاہزادہ کے موافق ہی شاہزادہ کا محویت سے یہ حال تھا کہ اسم کا پڑھنا بھول گیا تھا اور کوکب کی حالت پر پیرا آب دیدہ ہوا کہ افسوس ایک آن واحد مین کیا تھا کیا ہوگیا بعد اسکے شعبدہ پری نے عرض کیا ای مالکہ آفاق جب اختر مصیبت زدہ مضمون رقم سے آگاہ ہوا اُسنے وہ کاغذ اپنے خسر سے لے لیا اور کہا ای پدر والاقدر آپ اپنی بیٹی سے تین برس کی رخصت مجھے دلوا دیجیے تاکہ مین ایک بار تمام جہان مین تلاش کرکے فقیر صاحب کے نوشتہ کو نوشتۂ تقدیر سمجھ کے عمل کرون اس عرصہ مین اگر مقصد دلی بر آیا فھو المراد ورنہ میری غیبت

مین کوکب کو اپنی زیست و مرگ کا اختیار رہا ماں باپ نے کوکب کو بہزار منت و سماجت راضی کیا کہ تجھے تین برس
صبر کرنا ضرور ہی خدا نے چاہا تو اختر کوئی صورت تمھاری تندرستی کی ضرور پیدا کریگا جب فغفور چین نے یہ سنا کہ
اختر سفر کو جایا چاہتا ہی نصیر و ناصر کو بلا کر کہا ہمنے سُنا ہی کہ اختر سفر کو جاتا ہی ناصر نے عرض کیا ای شہریار غلام کو
رنج کوکب کا تھا اب دوسرا رنج اختر کا بھی پیدا ہوا اب دیکھیے اختر زندہ بھی پھرتا ہی یا نہین شاہ چین نے
حکم دیا کہ اُن بادشاہون کے نام کی فہرست ہمکو دو جو کہ ہمارے ہمسر ہین دیکھین اس نام کا کوئی بادشاہ ہی یا نہین
متصدیون نے حسب الحکم سلاطین کی فہرست بادشاہ کی خدمت مین گذرانی لیکن کچھ حصول مطلب نہوا ایک روز
اختر پوشیدہ شکار کے بہانہ سے شہر سے نکلکے ایک سمت روانہ ہوا قصہ کوتاہ کوہ و دشت مین آوارہ پھرتا ہوا
چلا جاتا تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کہان جاؤنگا اوّل صدمہ جدائی احباب و وطن دوسرے مفارقت معشوق
نازک بدن کے سبب سے اپنے ہوش مین نہ تھا آخر بعد قطع مراحل و طے منازل کے ایک قافلہ مین پہونچا اور
گھوڑا بھی مشقت رفتار سے بغیر آب و دانہ کے ہلاک ہوگیا باوجود اور صدمات کے زیادہ پیادہ پائی کا صدمہ
تھا یہ اختر پریشان و سرگردان ایک خیمہ کے دروازہ پر تھک کر بیٹھ گیا صاحب خیمہ نے کہ ایک مرد رحم دل و
خدا ترس تھا حال اختر کا دیکھا اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور تیرے نالہ و فریاد کی کیا وجہ ہی
اختر نے کہا مین اپنے حال زار پر اس وجہ سے روتا ہون کہ تمام خویش و اقارب سے مفارقت نصیب ہوئی اور
پیادہ پائی سے نہایت تکلیف ہی اُس مرد نیک کا حسن نام تھا اختر کی ساری کیفیت خواجہ اکرام قافلہ باشی کے
روبرو بیان کی خواجہ باشی نے اختر کو کمال اعزاز و عزت اپنے پاس رکھا اختر خواجہ اکرام کی عنایت و
شفقت اپنے حق مین ایک امر غیبی سمجھا اور اس سبب سے رفاقت خواجہ کی قبول کی کہ تجار لوگ ملک در ملک
تجارت کرتے ہین کیا عجب ہی کہ کسی ملک مین میرا مطلب بھی بر آوے آخر بعد ایک سال کے خواجہ اکرام مین
سے ملک ختن مین پہونچا اور وہان خواجہ اکرام سے ایک سوداگر خواجہ ہرساق سے ملاقات ہوئی اور ہرساق
کو اُن دنون مین سفر ممالک کا در پیش تھا اختر نے خواجہ اکرام سے کہا ای خواجہ مین ہرساق کے ساتھ
ممالک کا اور کو جاؤنگا آپ بخوشی دل مجھے رخصت فرمائیے خواجہ اکرام نے کہا ای جوان ناحق سرگردان
ہوتا ہی خاص مطلب اپنا ہمسے بیان کر ہم اسی شہر مین تیرا بندوبست کر دینگے اختر نے کہا ای خواجہ بزرگ تم
میری سفارش کر دو بس یہی آپکی عنایت ہی خواجہ اکرام نے خواجہ ہرساق سے اختر کی سفارش کی اور ہاتھ
اختر کا ہرساق کے ہاتھ مین دیا خواجہ ہرساق بعد دو مہینہ کے ایک شہر مین جو پہنچا جسکو افق نام تھا اور اُن
کہتے تھے اختر نے وہ شہر نہایت آباد و خوش و خرم دیکھا مگر بادشاہ شہر ایک ملک فائق شاہ قضا الٰہی
سے مرگیا تھا چونکہ کوئی وارث سلطنت بجز ایک تاجدار ملکہ مہر سیما کے نہ تھا ارکان دولت نے ملکہ مہر سیما کو

روشن ضمیر سلطان خطا سے دیکر تحفہ پر بیٹھا دیا مگر یہ بات تمام ممالک خطا و چین میں مشہور تھی کہ ملکہ سحر سما کو علم قیافہ میں
کمال دخل ہے غرض جس وقت اختر شہر افق میں آیا خود طبیعت شگفتہ ہوئی اور دل نے گواہی دی کہ بلا شبہ سراغ
مطلب میرا یہاں سے ملجائیگا آخر دوسرے روز سیر بازار کو نکلا اور ہر ایک اہل شہر سے پوچھا کہ جس بادشاہ کے
کشور میں آفتاب و ماہتاب کا دخل نہیں آیا کوئی بادشاہ اس نام کا ہے ہر ایک نے جواب دیا ہم معما کو نہیں سمجھے
شدہ شدہ یہ خبر روشن ضمیر سلطان کو بھی پہنچی کہ ایک سوداگر ممالک ختن سے تازہ وارد شہر میں آیا ہے بادشاہ کو
تحایف ملک ختن سے کمال شوق تھا خواجہ سرساق کو اپنے پاس دربار میں بلایا اور تمام اسباب تجارت دیکھا
ناگاہ ملکہ سحر سما کی بھی نظر اختر پر پڑی اور عرصہ تک بغور دیکھا کی بعد ازان وقت رخصت خواجہ سرساق سے
فرمایا اے خواجہ تم اپنے مکان کو جاؤ ہم اس جوان کو دو چار ساعت کے بعد رخصت کرینگے جب خواجہ سرساق رخصت ہوا
ملکہ نے اختر کو ایک مکان خلوت میں بلایا اور فرمایا اے جوان ہمین تیرے قیافہ سے دریافت ہوتا ہے کہ تو کسی مصیبت میں گرفتار
ہے اور کسی امید و توقع پر تو نے اپنا تخت و سلطنت ترک کیا ہے اگر یہ ہمارا گمان سچ ہے تو حقیقت اپنی ہم سے بیان کر اختر نے
باچشم گریان و سینہ بریان تمام سرگذشت ملکہ کی خدمت میں بیان کی ملکہ سحر سما نے بعد سننے اس حال کے فرمایا اے
جوان اصل میں وہ بادشاہ میں ہون یعنی اصل نام میرا سحر ہے اور کشور سحر میں آفتاب و ماہتاب کا دخل غیر ممکن ہے بہرحال
چند ملازم معتمد تیرے ہمراہ کیے دیتی ہون تو شہر ختن میں جا کر اپنی منکوحہ کو ہمارے پاس لے آ خدا کے فضل سے مدعا تیرا
بوجہ حسن و خوبی کے حاصل ہوگا دوسرے تمہارے ضمن مطلب میں میرا بھی ایک کام ہے ملکہ صبح دلکشا نے پوچھا
اے شہیدہ پری ملکہ سحر سما کا کیا مطلب ہے شہیدہ پری نے عرض کیا اے ملکہ آفاق ملکہ سحر سما نے خواب میں ایک
شاہزادہ مغرب کو دیکھا ہے اور وہ اسیر عاشق و فریفتہ ہوا ادہر شاہزادہ مغرب بھی اسی وجہ سے ملکہ سحر سما
پر عاشق ہو کر اپنے وطن سے اسکے جذبۂ عشق میں نکل گیا ہے اور سارے جہان میں آوارہ پھرتا ہوا ہزار دقت و
جانفشانی اسی سال شہر افق میں پہونچا جس سال کہ اختر و کوکب شہر افق میں پہنچے تھے ہرچند کہ سراغ معشوقہ
کا شہر افق میں ملا لیکن بوجہ قیام اکال ہونے کے کوئی صورت ملاقات کی بہم نہ پہونچی اور ملکہ سحر سما کو اپنے
عاشق کے آنے کی خبر ہوئی بقدرت کاملہ خداوند قدیر اسی درویش یعنی شاہ الہام نے کہ جسکی دعا سے ناصر و نصیر
کے یہاں فرزند پیدا ہوئے تھے عالم واقعہ میں ملکہ سحر سما کو بشارت دی کہ جب اختر و کوکب تمہارے ملک میں
آئینگے اسی زمانہ میں شاہزادہ مغرب بھی یہاں ضرور آئیگا یہی وجہ تھی جو ملکہ سحر سما نے اختر کو تاکید کی
کہ اپنی بی بی کو جلد ہمارے پاس لاؤ ملکہ سحر سما کو یقین واثق تھا کہ کوکب کے ساتھ شاہزادہ مغرب بھی یہان
ضرور آئیگا القصہ ملکہ سحر سما کی راست بیانی پر اختر کو یقین ہوا اور وہ شہر ختن میں آیا بعد ازان اسنے ناصر
و نصیر اور مغفور کے روبرو حال گذشتہ اپنا بیان کیا آخرکار چند روز کے بعد اختر کوکب کو لیکے

۱۱۰

شہر افق کی جانب روانہ ہوا ناصر و نصیر بھی اپنے فرزند کے ہمراہ ہوئے فغفور نے ایک محبت نامہ یعنی خط اشتیاقیہ روشن ضمیر سلطان یعنی ملکہ سحر سما کو اس مضمون کا لکھا کہ اختر و کوکب ہمارے فرزند خاص تمھارے پاس پہونچتے ہین تم براہ مہربانی جسقدر کہ انکی پاس داری کروگے گویا وہ احسان ہمپر کیا الغرض چند روز مین یہ قافلہ بعد طی مسافت و قطع مراحل شہر افق مین داخل ہوا

ای ملکۂ عالم اب حال فرخندہ فال ملکہ سحر سما یعنی روشن ضمیر سلطان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جس روز اختر و کوکب وغیرہ اہالیان ختن شہر افق مین پہونچے اُس روز ملکہ سحر سما نقاب افگندہ واسطے شکار کے گئی تھی اور عقب مین ایک زخمی ہرن کے گھوڑا ڈالے ہوئے بے تحاشا چلی جاتی تھی قضاے کار و اتفاق روزگار راہ مین ملکہ سحر سما نے ایک جوان حسین و خوش جمال کو دیکھا کہ کنارہ ایک چشمہ کے بیٹھا ہی لیکن ایسا ضعیف و ناتوان ہی کہ فقط پوست و استخوان باقی ہین اور قریب بہ ہلاکت ہی ملکہ سحر سما نے جب قریب سے دیکھا خود بخود دل ملکہ کا ایسا مضطرب و بیقرار ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے غرض بہزار دشواری ضبط کیا اور قریب آکے پوچھا ای جوان ناکام تو کون ہی کہ خاص اس شکارگاہ سلطانی مین بے خوف و خطر بیٹھا ہی شاید تجھے اپنی جان عزیز نہین ہی اُسنے جواب دیا کہ ای نقابدار دراصل یہ مین خود بادشاہ کا شکار نیم جان ہون تو میرا خاص مسکن ضرور شکارگاہ ہی لیکن تو مجھے ظاہرا بادشاہ کا مقرب معلوم ہوتا ہی اگر تو واقعی مقربان شاہی سے ہی تو میری طرف سے خدمت شاہ مین عرض کرنا کہ ایک بیچارہ خانمان آوارہ کنارہ چشمہ شکارگاہ بچشم خون بار یہ عرض کرتا ہی کہ براے خدا

گاہے از خاک رہ تم برزخم ما بنہید		انچنین بگذار یار را یا رہا کن یا بہ بند	

ملکہ سحر سما نے کہا ای گدا مفلوک بادشاہ اس کلام گستاخانہ سے تجھے اور تجھے زندہ نہ رکھیگا شاہزادہ مغرب نے کہا زندہ کو ہلاک کرتے ہین مین تو خود کشتہ ہون مجھے ہلاک کرنے کی کیا حاجت ہی ملکہ سحر سما نے کہا اول تو صاف صاف حال زار اپنا بیان کرتا کہ ہمارے فہم مین آوے ورنہ ہم کیا حال تیرا بیان کرینگے شاہزادہ مغرب نے تمام حال از ابتدا تا انتہا یعنی ملکہ سحر سما کی تصویر دیکھ کر عاشق ہونا اور نکلنا جوش وحشت مین اپنے ملک سے اور آوارہ پھرنا بالتصریح بیان کیا ملکہ سحر سما یہ سنکے اپنے لشکر مین چلی آئی لیکن یہ سمجھ گئی کہ میرا عاشق ہی مگر شاہزادہ مغرب کو اصلا معلوم نہوا کہ یہ خود ملکہ تھی یا کوئی ملازم شاہ تھا جب شعبدہ پری نے نقل یہانتک بیان کی ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای شعبدہ پری اور تو نے سب بیان کیا لیکن شاہزادہ مغرب کا نام کہین نہ لیا کسواسطے پوشیدہ رکھا شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ عالم سچ تو یہ ہی کہ نام شاہزادہ مغرب کا مین خود بھول گئی مجھے یاد نہین ہی لیکن تصویر اُسکی میرے پاس موجود ہی بروقت ختم نقل کے خدمت مین حاضر کرونگی ملکہ صبح دلکشا نے کہا پھر کیا ہوا شعبدہ پری

نے عرض کیا اے ملکہ جسوقت ملکہ سحر سما محل مین تشریف لائی ناظر کو حکم دیا کہ ایک جوان اس صورت کا کنارۂ چشمہ شکارگاہ
زیر درخت بیٹھا ہی اُسکو شہر مین لاکر حمام کراؤ اور پوشاک مکلف پہناؤ علاوہ اسکے اُسکی خاطر و مدارات مین کمی نہ کرنا بعد
اسکے جب ہم بلائین ہمارے پاس لے آنا خواجہ سرا حسب الحکم شاہزادۂ مغرب کو شہر مین لایا اور ایک مکان پاکیزہ مین
جہان رکھا دوسرے روز ناصر و نصیر وغیرہ بھی پہونچے اور ملازمت شاہ حاصل کی اور نامہ فغفور چین پیش کیا
سلطان روشن ضمیر نے بعد ملاحظہ کرنے اُس خط کے فرمایا اے اختر مین روز جمعہ کو ساعت اوّل زہرہ مین تمھاری
خاطر سے خلوت خانہ کے حوض مین برہنہ ہوکر غسل کرونگی لیکن پہلے تجھے مجھ سے صیغہ برادری مستحکم کرنا ضرور ہی کسواسطے کہ ہمین
شب اول مین عروس کو ہم صحبت اکثر دیکھتی ہین قصہ کوتاہ جمعہ کو بعد پڑھنے صیغہ برادری در مجلس اپر اختر و کوکب گئے
ملکہ سحر سما نے اندر بلایا قضارا خواجہ سرا نے شاہزادہ مغرب کو بھی اُسی خلوت خانہ کی طرف ایک مکان مین فروکش
کیا تھا جہان بادشاہ یعنی ملکہ سحر سما نے اپنے لعاب دہن سے سیاہی کوکب کی دور کرنا چاہی تھی بلکہ ایک دروازہ
خلوت خانہ کی طرف بھی تھا اُسوقت شاہزادہ مغرب کو خود بخود خیال آیا کہ دروازہ کی درار سے دیکھین کیا معاملہ
درپیش ہی جب شعبدہ پری نے یہ نقل بیان کی اور شکلین کوکب و اختر اور ناصر و نصیر کی بعینہ عالم تقلید مین دکھائین
شاہزادہ معزالدین اُسوقت اسطرح محو حیرت تھا کہ اسم خدائی بھی بھولا نادرہ رازدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا بھی یہی حال تھا جاننا چاہیے کہ وہ بھی بحیرت اس نقل کو سن رہی تھین الغرض بعد بیان کرنے اس جملہ کے شعبدہ پری
نے ملکہ صبح دلکشا سے کہا اے ملکۂ عالم اب وقت ایفائے وعدہ کا آگیا ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے
شعبدہ پری نے کہا آپ برہنہ ہوکر حوض مین غسل کرین بعد ازان تین بار پانی کلی کا کوکب جبلی کے چہرہ پر چھڑکیے کہ
احتراق اُسکا دفع ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے شعبدہ پری یہ حرکت مجھ سے نہوگی اور جو کچھ کہو کرونگی لیکن برہنہ ہوکر
غسل نہین کرنے کی شعبدہ پری نے کہا خیر مرضی تمھاری لیکن قصہ ناقص رہا بلکہ اس بدعہدی سے خدانخواستہ
کوئی آفت آسمانی تمھارے اور ہم مقلدون کے سر پر ضرور نازل ہوگی راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ معزالدین نے
شروع قصہ مین یہ عزم کیا تھا کہ اگر اختر و کوکب اپنے مدعائے دلی کو پہونچینگے تو مین بھی ملکہ
صبح دلکشا سے ضرور کام دل حاصل کرونگا آخر اسی خیال مین ملکہ صبح دلکشا سے فرمایا اے ملکہ
جو عہد و اقرار آپسمین ہو وہ ہر کیف ایفا کرنا چاہیے ملکہ صبح دلکشا نے کچھ جواب نہ دیا
شعبدہ پری نے کہا اے ملکہ آفاق اب توقف بہتر نہین جلد تر لباس اوتار کر حوض
مین غسل کرو تاکہ یہ نقل تمام ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا خیر مین تیرے کہنے سے برہنہ
ہونگی لیکن اوّل بیان کر کہ حالت اصلی پر ہوجانا کوکب کا آب مضمضہ سے ملکہ سحر سما کے
اور حاصل ہونا اختر کے مقصد دلی کا اور پہونچنا اختر کا مع کوکب کے دوبارہ شہر افق مین ملکہ سحر سما

کے پاس اور وارد ہونا شاہزادہ مغرب کا جو ملکہ سحر سما کے عشق میں سرشار تھا اُسی زمانہ میں یہ کیا معاملہ ہی اور ملکہ سحر سما
نے کس وجہ سے حال زار پر اختر کے توجہ کی شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ آفاق جب فایق شاہ ملکہ سحر سما کے باپ
نے قضا کی اور یہ بادشاہ ہوئی اور آتش عشق شاہزادہ مغرب کی سینہ میں ملکہ سحر سما کے مدت مدید سے پوشیدہ تھی
اور دل و جگر کو جلائے دیتی تھی یہانتک کہ کار و بار سلطنت سے بیکار کر دیا تھا آخر مجبور ہو کر ملکہ نے منجمون کو جو علم
نجوم میں یکتاے روزگار تھے بلایا اور تخلیہ میں اُنسے حال اضطرابی دل بیان کیا اور کہا کہ خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا منجمون نے
زائچہ کر کے حال دریافت کیا کہ ای ملکہ آفاق ہمیں آثار کواکب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک زمانہ میں ایک مرد اختر نام
ساکنان ملک چین سے اپنی زوجہ کو ہمراہ لیے بغرض صحت دوبارہ آپکے پاس آئیگا انھیں ایام میں شاہزادہ مغرب بھی
ضرور داخل شہر ہوگا بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اختر کا اور آپکا کام ایک ہی روز ہوگا ملکہ سحر سما نے فرمایا کہ اگر اختر
آیا بھی تو میرے پاس کیون آویگا اور مجھ سے کسطرح ملاقات کریگا اور مجھکو کیونکر دریافت ہوگا کہ وہ آیا ہی اور میری
دعا کا وقت آیا ہی منجمون نے عرض کیا ہان ہمین ایسا کچھ معلوم ہوتا ہی کہ اختر کا مطلب آپ سے متعلق ہی بدون آپکے
حصول مطلب اختر کا بالکل غیر ممکن ہی اگر حکم ہو تو ہم ایک تعویذ ایسا تیار کرین کہ بغیر حصول ملازمت آپکے کسی طرح
کام اختر کا نہ نکلے ملکہ سحر سما نے کہا کہ اچھا بہتر ہی کسو واسطے کہ یہ باعث نام آوری کا بھی ہوگا دوسرے تمام اہل چین
ہمارے معتقد بھی ہونگے اور ہمارا احسان بھی مانینگے منجمون نے حسب الحکم ملکہ سحر سما بزور علم پہلے نام اختر کی زوجہ کا
اور عارضہ اُسکا دریافت کیا بعد ازان علاج اُسکا معلوم کیا کہ پانی سے ملکہ سحر سما کلی کرین پس یہ حقیقت ہی جو کہ گذارش کی ہی
اب حضور کو بھی کوکب مصنوعی پر کلی کرنا مناسب ہی کہ محترق کو صحت ہو راوی کہتا ہی کہ ما حصل اس فعل کا یہ تھا
کہ شاہزادہ کے سامنے ملکہ صبح دلکشا برہنہ ہو کہ عالم مستی میں شاہزادہ کو تاب ضبط نرہے مثل اندھون کے
ملکہ صبح دلکشا پر جا پڑے القصہ پہلے تو ملکہ صبح دلکشا باندازِ معشوقانہ ناز و نخرے اور عذر بہانے کرتی رہی جب
خوب تکرار کر چکی حیلہ و حوالہ کے بعد آخر لباس اُتار کر حوض میں داخل ہوئی اور تمام بال سر کے پریشان کیے شاہزادہ
معز الدین نے جو ملکہ صبح دلکشا کو برہنہ دیکھا اور جسم بلورین مثل آئینہ کے صاف نظر آیا شاہزادہ معز الدین
بے چین ہوا اور جوش مستی ایسا غالب ہوا کہ آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا لیکن خوف نادرہ رازدار کا ایسا غالب تھا
کہ دم نہ مارا اور برکت اسم پاک کے تحمل کیا ورنہ مثل شیر و شکر کے آمیز ہو جاتا اُدھر ملکہ صبح دلکشا بھی حوض مین
عجب عجب طرح کی حرکت کر رہی تھی کہ انسان تو کیا اگر فرشتہ ہوتا تو وہ بھی اُسکے فریب مین آجاتا اور طرفہ ادا یہ تھا
کہ اختر کوکب سے محبت داری کر رہا تھا اسوجہ سے بیقراری شاہزادہ معز الدین کو ہلاک کیے ڈالتی تھی آخر ملکہ
صبح دلکشا نے کلیان کوکب پر اُسی حال میں ڈالین وہ سیاہی چہرہ سے کوکب کے دفع ہو گئی اور اپنی حلیہ
اصلی پر آگئی بعد اسکے شعبدہ پری سے ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای شعبدہ پری تو نے کیفیت شاہزادہ مغرب

کی بیان نہین کی شعبدہ پری نے کہا ای ملکۂ عالم انجام کار شاہزادہ مغرب اور ملکۂ سحر سما کا یہ ہوا بگوش ہوش سنئیے
لیکن ایک شرط سے مین بیان کرونگی ملکۂ صبح دلکشا نے کہا وہ شرط کیا ہی شعبدہ پری نے کہا ای ملکۂ آفاق یہ تصویر
شاہزادۂ مغرب کی میرے پاس موجود ہی اسے آپ سینہ سے لگائیے اور رخسارۂ تصویر پر اپنے رخسارہ کو رکھیے
اور اُسکی پیشانی نورانی پر بوسے دیجیے ملکۂ صبح دلکشا نے کہا دیوانی ہوئی ہی حواس مین آکے بات کیا کر اب مین
اس نقل بے اصل کے شوق مین خصوص اُس شاہزادہ کے سامنے جسکے واسطے مین پردہ قاف سے آئی ہون ایک مرد
نامحرم کی تصویر کو سینہ سے لگاؤن اور بوسے لون یہ مجھ سے ہرگز نہوگا اور مجھ سے ایسی توقع کبھی نرکھنا شعبدہ پری
نے کہا آپ خفا نہون یہ حرکت واجبات سے ہی علاوہ برین تصویر کو سینہ سے لگانا کچھ عیب کی بات نہین ہی
غرضکہ پہلے ملکۂ صبح دلکشا نے خوب بنظر غور تصویر کو شاہزادہ مغرب کی دیکھا بعد ازان سینہ سے لگایا اور منہ سے
منہ خوب ملا یا شاہزادہ کو یہ حرکت ملکۂ صبح دلکشا کی ناگوار معلوم ہوئی اور کہا اس عورت نے کسی مرد شکیل
خوش جمال کی تصویر دیکھی ہی اس سبب سے فریفتہ ہو گئی ہمارا مطلق خیال نہ رہا اس اثنا مین ملکۂ صبح دلکشا وہ تصویر
ہاتھ مین لیے ہوے شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای شہریار تم بھی دیکھو کہ یہ تصویر کس شاہزادہ کی ہی شاہزادہ
وہ تصویر بعینہ اپنی دیکھکے حیران ہوگیا اور فرمایا وہ مین کہا اور یہ تصویر کہا ملکۂ صبح دلکشا نے کہا آپ کیون حیران
ہین خداوند کریم نے میری مواصلت آپ سے روز ازل سے مقرر کی ہی اور یہی وجہ میری اور تمھاری یہان ایک جگہ
وارد ہونے کی ہی ورنہ میرا یہان کیا کام تھا جو مین پردہ قاف سے آئی یہ باغ نہیں خلوت خانہ ہی کوئی یہان دوسرا
محل نہین ہی بے تکلف آرزوے دل مشتاق نکالو اور لطف زندگی حاصل کرو مجھے آپ سے کسیطرح کا عذر نہین شاہزادہ
نے جب ملکۂ صبح دلکشا سے جو باتین محبت کی سنین دل مین خیال کیا کہ یہ نازنین سچ کہتی ہی ای معز الدین لطف زندگی
حاصل کرو یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ ایک آواز نہایت مہیب و خوفناک کان مین آئی کہ ای جوان ناکام خبردار اگر
کسی فعل کا خیال بھی دل مین آیا تو تمام عمر ندامت و انفعال مین گرفتار رہیگا اور کسی صورت سے صفائی نہین
ہوگی اور علاوہ اسکے وہ اسم الٰہی جسے تمنے تمام نہین کیا بلکہ ہر در و دیوار سے اس آیہ ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان
را برہان ربہ کی صدا متواتر صاف آتی ہی شاہزادہ بمجرد سننے اس آواز کے ایسا خائف ہوا کہ پھر ملکۂ صبح دلکشا
کی طرف نظر بھی نکی ملکۂ صبح دلکشا نے دیکھا کہ یہ تدبیر بھی کارگر نہوئی اپنی خواصون سے ایسا ایک اشارہ کیا کہ وہ
دفعتاً منتشر ہو گئین جسطرح کوئی آفت نازل ہونیوالی ہو اور سب سراسیمہ و پریشان ہو جائین شاہزادہ نے ایک
خواص سے پوچھا کہ تم پر کیا ایسی آفت آئی کہ جو تم سب متفرق ہوگئین خواص نے کہا ای شہریار والا تبار ہمارا حال
پریشان اختلال نہ پوچھیے ہم فقط آپکی برکت قدم مبارک سے اس مصیبت سخت مین گرفتار ہوے اور اب بجز مرگ
کوئی صورت نجات کی نظر نہین آتی حضور ہماری ملکہ بیچاری کہ جسکے سینہ پر جان کو قربان کرین وہ چند ساعت

میں ہلاک ہوا چاہتی ہے کاش آپ باغ میں تشریف نہ لائے ہوتے اور اگر آپ آگئے بھی تھے تو ہماری ملکہ کو خبر نہوئی
ہوتی تو خوب تھا اور غرض ہی تقصیر ہمیں ہے کہ جس امر کے واسطے آپ نے تکلیف شاقہ اپنے اوپر گوارا کی وہ
بھی نہوا شاہزادہ نے فرمایا صاف صاف بیان کر کہ سمجھ میں آوے یعنی کیا کام ہے وہ جو نہوا اور کس امر میں ہیں بے مروت
ہوں خواصوں نے کہا اے شہریار اصل امر یہ ہے کہ جب ملکہ صبح دلکشا پوشیدہ حضور کی ملاقات کو باغ میں آئی
کسی جاسوس نے یہاں کی صحبت کا مفصل حال ملکہ کے والد بزرگوار یعنی ملک خاورشاہ سے کہدیا ملک
خاورشاہ یہ خبر پانے کے شعلہ آتش ہوگیا اور خود آیا چاہتا ہے اس سبب سے ہم لوگوں کو نہایت ہراس
ہے اور ملکہ کو بھی اسقدر اضطراب ہے کہ قابل بیان نہیں اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کیا عجب ہے کہ خاورشاہ
یہاں پہونچتے ہی ملکہ اور خواصوں کو قتل کرے شاہزادہ نے فرمایا آخر تمنے بجائے خود کیا تجویز کیا وہ بولیں یہ
امر ہے اگر حضور ورد اسم الٰہی کو واسطے ایک لمحہ کے موقوف کریں اور ہماری ملکہ کو بغل میں لیلیں اسواسطے کہ ایسے
وقت ناز کا قطع کرنا جائز ہے جو چاہئیگا وہ فیصلہ بعد اسکے خاورشاہ سے فرما دیجیے گا کہ اے سفاک ہر چند کہ ملکہ صبح دلکشا
مجھ سے منعقد ہو گئی لیکن ہنوز کوئی حرکت خلاف وضع ایسی سرزد نہیں ہوئی کہ جسکے عوض یہ مظلومہ قتل کیجائے
پھر کس علت میں اس بیگناہ کا خون اپنی گردن پر لیتا ہے چونکہ آپ کا ثبات طلسم میں محترم ہے یقین ہے کہ آپکی وجہ
سے خاورشاہ سمجھ جائیگا اور قتل سے ہم لوگوں کے باز آئیگا شاہزادہ نے اشارہ سے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں
موافق تمہارے ملک خاورشاہ کو ضرور سمجھا دونگا لیکن اسوقت خوف سے آواز غیبی کے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ بجز
اسم خوانی کے کسی طرف مخاطب ہوتا نہ تھا ناگاہ سامان جلوس سلطنت نہایت انتظام و احتشام سے باغ میں داخل
ہوا شاہزادہ نے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ عصاے جواہر نگار و مرصع کار ہاتھوں میں لیے ہوئے چلے آتے ہیں اور
ہزارہا شاطر و عیار گرد و پیش ایک تخت یاقوت نگار کے کہ اسپر ایک بادشاہ عالی وقار سوار ہے باہتمام دوڑے آتے
ہیں لیکن بادشاہ کی پیشانی سے ایسا خشم و غضب ظاہر تھا کہ خدا کی پناہ ملکہ صبح دلکشا نے جو ملک خاورشاہ
کو دیکھا حیران و پریشان ہو کر ہر طرف باغ میں گوشۂ عافیت تلاش کرنے لگی اس اثنا میں تخت بادشاہ کا
صحن باغ میں رکھا گیا بادشاہ نے باواز بلند سب شاطروں کو حکم دیا کہ اس گیسو بریدہ ناشدنی کو جلد
ہمارے پاس باندھ کر لاؤ چند نفر شاطر ملکہ صبح دلکشا کو کمال ذلت و خواری سے کشاں کشاں بادشاہ کے سامنے
لے گئے بادشاہ نے ایک طمانچہ اس زور سے ملکہ صبح دلکشا کے مارا کہ خون اسکے رخسار نازنین سے جاری ہوا
اور چاہتا تھا کہ خنجر سے سر اسکا جدا کر دے ملکہ صبح دلکشا نے باواز دردناک فریاد کی کہ اے شاہزادہ معز الدین
سنگدل و بے رحم میں فقط تمہاری محبت میں مفت قتل ہوتی ہوں براے خدا مجھے اس ظالم الظلم سے بچا شاہزادہ
چونکہ رحیم المزاج تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ ملکہ صبح دلکشا میرے عقد میں داخل ہوگی بس بے اختیار آتش غیرت

سینہ مین مشتعل ہوئی اور اسم بھی تمام ہوگیا تھا الغرض حسب درخواست خواصون کے ملک خاورشاہ کو تہدید کرنا
چاہتا تھا کہ پھر ایک آواز پہلے سے بھی زیادہ ترہیب نزدیک سے آئی بلکہ شاہزادہ کو گمان ہوا کہ کوئی شخص پشت
سے میرے کہتا ہی کہ او غافل خبردار اپنی جگہ سے حرکت نکرنا شاہزادہ نے پیچھے پھر کے دیکھا کہ ایک مرد سرخ چشم قددراز
شمشیر خون چکان ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہی اور آنکھین اُسکی مثل مشعل روشن ہین اور چند سر کٹے ہوئے گردن مین
پڑے ہوئے ہیبت سے دیکھ رہا ہی آخر ایک تلوار اُس مرد خونخوار نے ملکہ صبح دلکشا کے ایسی ماری کہ سر اُسکا
دھڑ سے گر پڑا اور دریاے خون اُس معرکہ مین جاری ہوا بعد اُسکے ملک خاورشاہ کو بھی قتل کیا اور جسقدر
زن و مرد وہان تھے سب مارڈالے گئے اور وہ مرد قاتل بھی غائب ہوگیا اُسوقت ایسی تاریکی کے ساتھ طوفان باغ
مین تھا کہ زمین و آسمان نظر نآتا تھا شاہزادہ بسبب مشاہدہ کرنے اس حادثۂ عجیب و غریب کے تمام رات
بیہوش رہا جب ہوش آیا تو اُن مقتولون کی لاش کا نشان تک نہ معلوم ہوا اور اپنے کو ایک باغ مین کہ
نمونہ فردوس تھا پایا وہان دیکھا کہ ایک جوان رعنا صاحب حسن و جمال بلباس مکلف بیٹھا ہی اُسنے بادب
تمام شاہزادہ والا مقام کو سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام پوچھا اے عزیز تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہی
اُسنے کہا اے شہریار باوقار مبارک ہو کہ آپ مقام الامتحان مین محفوظ و سلامت رہے اور کوئی حرکت بے اعتنائی
کی تمسے ظہور مین نآئی اب انشاء اللہ تعالے کام آپ کا درست ہو جائیگا اور مین اس باغ کا داروغہ
ہون نام میرا شکیبون ہی اور یہ مکان ریاض نشاط ہی شاہزادہ نے فرمایا اے شکیبون عجیب حیرت کی
بات ہی کہ ابھی تو ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا کہ قتل عام ہوا اور پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نہین شکیبون نے کہا جو کچھ
تماشا آپ نے مقام الامتحان مین دیکھا وہ ایک شعبدہ تھا اسکی کچھ اصل نتھی فقط آپکے بہکانے کے واسطے
یہ معرکہ آرائی تھی وگرنہ ملکہ صبح دلکشا کہان اور مقام الامتحان کہان وہ اس قدر و منزلت کی پری نژاد نہین کہ
بایں بےشرمی حضور کے پاس باغ مین آئے بلکہ وہ ایسی عالی دماغ و نازک مزاج عورت ہی کہ کسی غیر عورت
سے بات نہین کرتی نہ کہ مرد نامحرم کے آگے ننگی ہو کر حوض مین غسل کرتی پس یہ کام پریزادان شعبدہ باز کا ہی
جو خاص اسی کام کے لیے خلق ہوئی ہین اور ہر طرح انسان کو فریب دیتی ہین اگر آپ اسم پاک سے ایک
لحظہ بھی غافل ہوتے تو خواہ مخواہ آپ فریب مین آجاتے خصوصاً آخر مین کہ جو ملکہ صبح دلکشا نے مصنوعی نے
آپسے سفارش چاہی تھی اور آپ بھی ملک خاورشاہ سے سوال و جواب کو مستعد ہوگئے تھے اسمین آپکا کچھ
قصور نہین اسواسطے کہ جو رحیم الطبع ہوگا اُسے ضرور یہی خیال آویگا بلکہ دوسرے کو مبتلاے مصیبت دیکھکے
بیچین ہوجائیگا علاوہ اسکے آپکو ایک طرح کی محبت باطنی بھی مقتضی اس امر کی تھی کہ آپ سفارش
خاورشاہ سے ملکہ صبح دلکشا کی ضرور کرتے لیکن سفارش مین یہ خرابی واقع ہوتی کہ جو جاسوس ملکہ

نوبہار گلشن افروز کی طرف سے پوشیدہ نگران تھے وہ اسی وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اطلاع کرتے اور تمام عمر
اصلاح مزاج ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کسی طرح ممکن نہوتی خیر طالع اقبال آپکا مددگار تھا اور دعوت اسم پاک کبھی تمام
ہوگئی تھی جو صبر اتیل موکل نے آپکو محفوظ رکھا اور اُن شعبدہ بازون کو سزاے معقول دی اور وہ آواز مہیب
اُسی موکل کی تھی جسکے خوف سے آپ بیہوش ہوگئے اور مین اُسی حالت بیہوشی مین آپکو یہان لے آیا اب جبتک
کوئی علم نہ آوے آپ یہان بعیش و آرام بسر کیجیے اور مین آپکی خدمت کیواسطے موجود ہون شاہزادہ معز الدین
یہ حقیقت ہوشربا شکیبون سے سُنکے شکر الٰہی بجا لایا

اَب راوی نازک خیال شاہزادہ فرخ فال کو ریاض نشاط مین مشغول بعیش و آرام و محو سیر و تماشا رکھتا ہے اور حال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بیان کرتا ہے

قصہ مختصر چوتھے روز صبح کو مقام الامتحان مین نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین عرض کیا کہ اے
ملکہ آفاق شکر اُس پروردگار عالم کا کہ جسنے مدارج آزمایش و امتحان کے نہایت خوبی سے طے کرا دیے اور آپنے
بچشم خود ملاحظہ بھی فرمایا کہ شاہزادہ والا قدر کسقدر مستقل مزاج و ثابت قدم رہا وگرنہ انسان تو مرکب خطا و نسیان
سے ہی اگر فرشتہ بھی ہوتا تو فریب مین شیاطین کے آ جاتا اور اگر کسی عورت کی طرف کسی قدر مائل بھی ہوتا تو یہ امر قابل
اعتنا و نہ تھا کسواسطے کہ کیفیت طلسمی بہر صورت اپنی تاثیر کرتی ہی پھر شاہزادہ کا کیا قصور تھا غرض اب شاہزادہ کی
خطا و تقصیر بھی معاف ہوگی یا نہ اور فرمودہ جناب حکیم صاحب بھی یہی ہی کہ بعد ختم امتحان شاہزادہ اپنے مکان کو
چلا آوے مین اسی وجہ سے آپکی خدمت مین التماس کرتی ہون کہ اگر مرضی مبارک ہو تو شاہزادہ کو ہمراہ اپنے
حکیم صاحب کی خدمت مین اسی تصویر پادشاہ پر سوار کرکے شہر عرشیہ کو لے چلیے یقین ہی کہ حکیم صاحب آپکی اس
بات سے نہایت خوش ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ ہمین شاہزادہ کو لیجانے سے کیا سروکار جسطرح سے کہ وہ
مقام الامتحان مین آئے ہین اُسی طرح چلے جائینگے دوسرے یہ کہ شاہزادہ کے ہمراہ اگر اتفاق سے کسی پر نظر پڑ جاوے اور دیکھ
لیا تو وہ خدمت مین میرے باپ کے ضرور کہیگا پھر سخت مصیبت مین پڑونگی نادرہ رازدار نے کہا ورانحالیکہ تمہارے
والدین نے حکیم صاحب کے سپرد کیا اور کہا کہ آپکو اختیار رہی اور حکیم صاحب نے شاہزادہ سے منسوب کرنے کو راضی کیا
پھر کسی کا کیا خوف ہی یہ خیال آپکا بیجا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ ہی لیکن اسطرح کی بے شرمی و بیحیائی تو
لائق نہین ہی خیر جو امر تقدیری ہی وہ بہر حال ظہور مین آویگا نادرہ رازدار نے کہا مجھے یہ خیال ہی کہ شاہزادہ
یہان تنہا رہجائیگا آپ تو تشریف لیجائیے گا وہ کسطرح جا سکتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا جسنے یہان بھیجا ہی
وہی اُسکا محافظ بھی ہوگا نادرہ رازدار نے کہا شکر ہی خدا کا کہ اب شاہزادہ کی محبت نے آپکے دل مین تاثیر

کی کہ اُسے حفاظت مین جادوان شاہ کے دیتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ مین نے بات کا جواب جیسا کہ تمنے کہا تم جو چاہو سمجھو قصہ کوتاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور اور پریزادین اُسی تخت پر یا دیہا پر سوار ہو اپنے محل مین پہونچین نادرہ رازدار دوسرے روز حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچین اور تمام کیفیات مقام الامتحان کی حکیم صاحب سے بیان کین حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار ہمکو وہان کا حال بخوبی معلوم ہی حاجت تمھارے بیان کی نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا قبلہ و کعبہ میرے نزدیک مصلحت وقت یہ ہی کہ حضور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بلا بھیجین اور دونون کے مزاج کی اصلاح ہو جاوے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہمکو شاہزادہ کے باب مین گفتگو کرنا مناسب نہین ہی مگر تمکو ہماری طرف سے اجازت ہی ملکہ کا انتظار مزاج لو دیکھو کہ ملکہ کیا جواب دیتی ہی نادرہ رازدار حسب الارشاد ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور کہا کہ اے ملکہ

خوبان روزگار اب اُس بیچارہ دل دادہ خاطر شکستہ مخمس

دیکھ اپنے مریض غم فرقت کو خدا را	ہو نٹون پہ ہی دم اور وہ کوئی دم مین ہی مرتا
حسرت سے اسی شعر کو ہر وقت ہی پڑھتا	اوروں کو جلا دیتے ہو اے رشک مسیحا

بیمار کو کیون اپنے تم اچھا نہین رکھتے

یعنی شاہزادہ معز الدین کے حق مین کیا فرماتی ہو اب تو جھوٹ اور سچ کا بھی امتحان ہو گیا اب کیا عذر و بہانہ باقی ہی شاہزادہ کو اپنی محفل خاص مین بلاؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب ندیا نادرہ رازدار نے کہا کہ خاموشی بھی بمنزلہ راضی ہونے کے ہی اب شاہزادہ معز الدین کو بلا لاتی ہون اس گفتگو سے بعض خواصون نے جو زیادہ تر مقرب تھین اتفاق کیا اسی وقت ایک رقعہ سلطان روح الملک کے محلسرا کے خفیہ نویس نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس مضمون کا لکھا کہ ایک روز ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک نے بجائے خود اپنی صحبت مین ذکر کیا تھا کہ غمزہ و انداز ملکہ نوبہار گلشن افروز کے خاصہ پر ختم ہی سبحان اللہ باطن مین تو شاہزادہ کو اسقدر چاہتی ہین کہ اگر خوف حکیم صاحب نہو تو ایک دم اپنے سے جدا نکرین اور بسبب ظاہر اُس مسافر غریب الوطن مہمان کو ایسا پریشان و سرگردان کر رکھا ہی کہ وہ بیچارہ اپنی زندگی سے تنگ آ گیا ہی حق یہ ہی کہ ہر شی کی ایک حد ہی مثل مشہور ہی مصرع جو حال حد سے زیادہ بڑھا وہ مسا ہوا انسان کو چاہیے کہ ایسا بھی دو سرے کو مجبور نکرے اور اسقدر حسن و جمال پر غرور و تکبر خوب نہین ہی نص فضلنا بعضکم علی بعض خدا وند ازل نے علی قدر مراتب ایک سے ایک حسین و خوبصورت پیدا کیا ہی بالفرض کم با وشاہ حسن ہو مگر مصرع اُڑ جائینگے ہوا کی طرح دن بہار کے اوّل ملکہ نوبہار گلشن افروز کو جو ناطقہ روشن بیان سے ایک طرح کا ملال دلی تھا جیسا کہ خواجہ عنبر ناظر کی زبانی سنا تھا اب اس رقعہ کے دیکھنے سے زیادہ تر آزردہ ہوئی اور وجہ ملال کی یہ ہی کہ جب شاہزادہ معز الدین کا

عقد ناطقہ روشن بیان سے ظہورستان مین واقع ہوا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو نہایت ناگوار گذرا لیکن چونکہ
بحکم حکیم صاحب کے ہوا تھا اسوجہ سے دم نہ مارا اگرچہ ملکہ صبح دلکشا بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خالہ زاد بہن تھی
لیکن ہمرتبہ نہین تھی بلکہ ملازمون کے زمرہ مین تھی اور ناطقہ روشن بیان کے آبا و اجداد ارسطو کے وقت سے
طلسم کے بادشاہ ہوتے آئے ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حکیم صاحب نے بنظر محبت آپ اپنے طلسم کا بادشاہ
مقرر کیا بلکہ ایک نوع کی فضیلت سلطان روح الملک کو بھی ہو غرضکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب
طعن و تشنیع رقعہ مین ناطقہ روشن بیان کے دیکھی زمین و آسمان نظر مین بسبب غصہ کے سیاہ ہوگیا اور اُسوقت
بے اختیار یہ شعر زبان سے نکلا

با بے شراکت غیر با دلربا نشینم	یا با فراغ خاطر از مدعا نشینم

نادرہ راز دار نے اُسیوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آشفتہ مزاجی کا حال حکیم صاحب سے بیان کیا
حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ راز دار میری طرف سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو خوب سمجھا دینا کہ جو خطرہ تیرے
دل مین ہو اُسکا نتیجہ بجز پریشانی یا ندامت کے کچھ نہین ہو اور مین قاعدہ چندرہ سو برس کا تمہاری محبت مین موقوف
نہین کرسکتا یعنی نسبت ناطقہ روشن بیان کی شاہزادہ معز الدین سے معلم اوّل حکیم ارسطو مقرر کر گئے ہین
اور تمہاری نسبت ہمنے قرار دی ہو فقط بنظر محبت فرزندی اور علاوہ اسکے تمہاری عدیل سعادت ہو کہ ایک
عالی نسب سے منعقد کیجا ؤ اب خبردار آگاہ ہوکر اگر اب شاہزادہ سے بصلح و آشتی پیش نہ آؤ گی تو واللہ ایسی حالت
مین گرفتار ہوگی کہ تمام عمر ذایقہ اُسکا زبان پر آئیگا کیونکہ جب مشیت ایزدی مین شاہزادہ معز الدین کی تیرے
ساتھ نسبت مقرر ہو تو پھر اس جہل و غرور سے کیا حاصل نادرہ راز دار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
پاس آئی اور اُسنے ارشاد حکیم صاحب سے آگاہ کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے غصہ ہوکے کہا کہ جس خدا نے
پیدا کیا ہو اُسی کو ناپید کرنے کا بھی اختیار ہو عذر کیا چیز ہو اصل یہ ہو کہ ہمسے بے حقیقت بات کے واسطے جہنم
قبول نہین کیا جاتا نادرہ راز دار نے کہا حکیم صاحب سے ایسے کلام بیہودہ کہنا لائق نہین ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا بس چپ رہ تجھے ہمارے سوال و جواب مین کیا مداخلت ہو نادرہ راز دار خاموش ہو رہی پھر کچھ نہ کہا
ملکہ نوبہار گلشن افروز ایک مکان خلوت مین چلی آئی اور اسی رنج و الم مین تین روز خلوت خانہ
سے باہر نہ نکلی

نکلنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا واسطے شکار کے اور پہونچنا اُردوے قسمت
مین اور بجبر عقد ہونا اُسکا شاہزادہ معز الدین سے اور آگاہ ہونا تا ہنگام

عقدِ ایک دوسرے کے حال سے
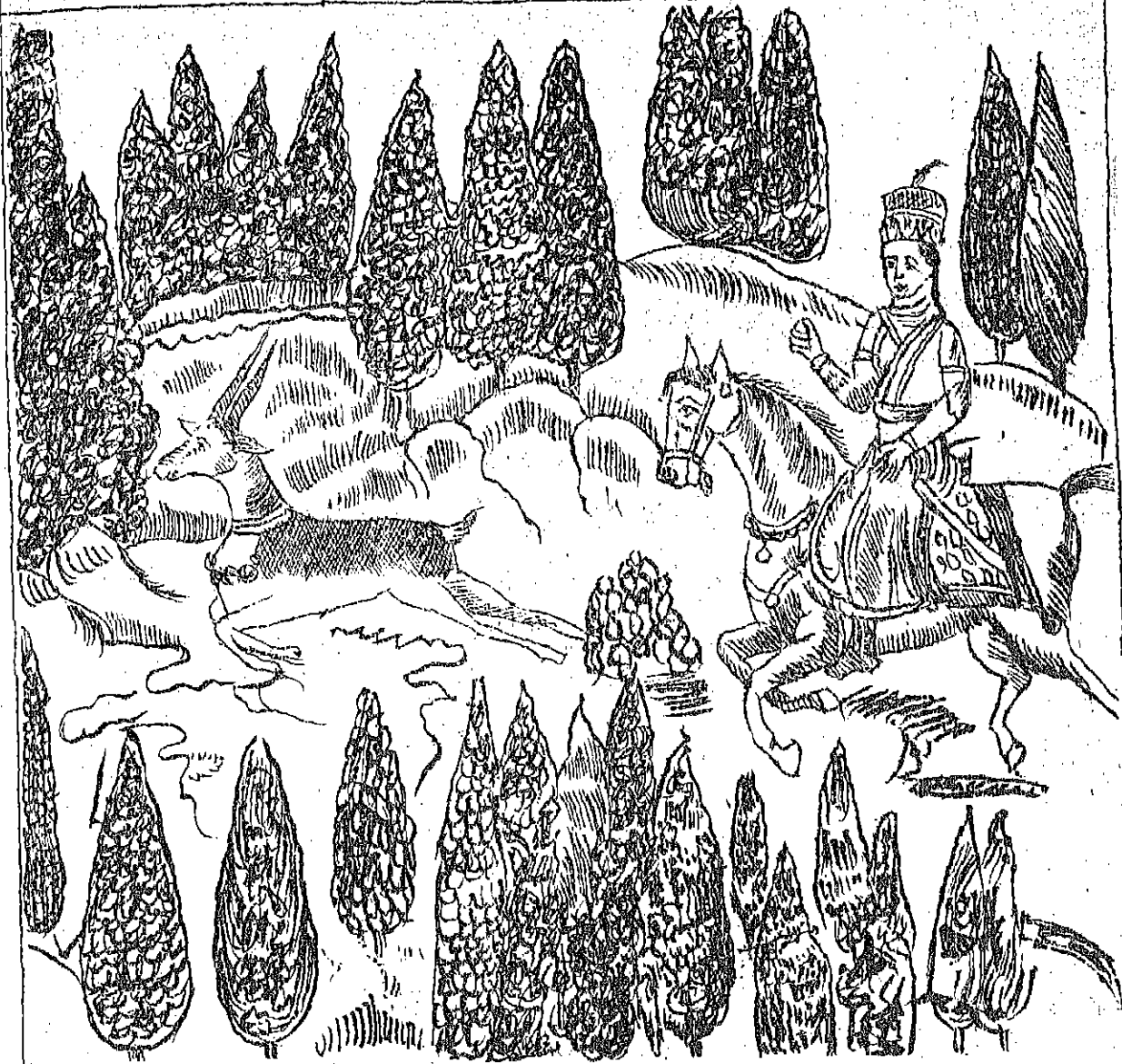
راوی گذارش کرتا ہی کہ روز چہارم مالک نوبہار گلشن افروز نے اسی حالت بے ہمی طبیعت مین واسطے سواری شکار کے حکم دیا فردوسی سے

بفرمود تا رخش را زین کنند	ہمہ دشت پر باز و شاہین کنند

الغرض بصورت انسانی جو باعتبار و لقد کرمنا بنی آدم بہترین و اشرف ترین مخلوقات سے ہی ملبوس و آراستہ مرکب بیچون پیکر پر سوار ہو کر شکارگاہ کی جانب روانہ ہوئی قدرت خدائے قادر و توانا سے جو صحرا کہ ہمیشہ سبزہ رنگ

سے آباد رہتا تھا اُس روز وہان وحوش وطیور کا نشان تک نظر نہ آیا ملکہ تمام روز ہر طرف شکار کی تلاش مین پھرتی رہی جب شام کا وقت ہوا کیا دیکھتی ہی کہ ایک ہرن جھول زربفتی پشت پر سنگوٹیان یاقوت نگار اور طلائی موتیون کا ہار گلے مین پانون مین گھنگرو چھم چھم کرتا ہوا صحرا مین چر رہا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بقصد گرفتاری عقب مین ہرن کے گھوڑا ڈالا ہرن نے مثل باد صرصر کے ایک طرف بیابان کی راہ لی ملکہ نے بھی گھوڑے کو ایسا دبایا کہ لشکر سے جدا ہوگئی یہانتک کہ جو پرنزاد ہر وقت پرہ بال کا سایہ ملکہ کے سر پر رکھتی تھی وہ بھی پیچھے رہگئی ملکہ نوبہار گلشن افروز یونہین خیزاخیز عطور ریز پیچھے ہرن کے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ آجتک اس جنگل مین ایسی شکل کا ہرن خوش نما نہین دیکھا ناگاہ اس دوادوش مین دور سے ایک دیوار اور چند درخت سرو کے ایسے نظر آئے کہ ہر سرو درخت خرما کے برابر تھا اور ایسے گنجان تھے کہ جانور بھی انمین داخل نہوسکتا تھا ملکہ نے دل مین کہا کہ آج شکار مین تماشاے عجیب وغریب نظر آیا القصہ ہرن ایک جانب سے سروستان مین داخل ہوا ملکہ بھی اسی راہ سے اُس باغ مین پہونچی ہرن نے ملکہ سے مخاطب ہوکے کہا ای ملکہ خیرہ نصیب ا عدا اسوقت کیا خیال فاسد طبیعت نازک مین گذرا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ میری گرفتاری کا قصد رکھتی ہو لیکن تم بہ نتیجہ تقدیر مین ایسی گرفتار ہوئی ہو کہ یہان سے نکلنا تمہارا محال ہوگا ہ

رسیدہ بتماشے زخود رسیدہ رسیدہ	کہ ہیچ دیدہ چنین جائے بو العجوبہ ندیدہ

یہ کہکے ہرن طرفۃ العین مین غائب ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو ہرن کی گویائی پر کمال حیرت ہوئی بعد اسکے مراجعت کا قصد کیا اور وہان پہونچی کہ جہان سے داخل باغ ہوئی تھی لیکن وہ راہ بند تھی ہرچند تلاش کی راہ نہ ملی اور تمام درخت گنجان ایک صورت کے تھے ناچار گھوڑے کو ایک چابک مارا گھوڑا ابھی بلندی تک درختون کی نہ پہونچا تھا کہ قوت پرواز زائل ہوگئی اور گھوڑا زمین پر گرا ملکہ گھوڑے سے اوتر زمین پوش بچھا بیٹھ گئی اور تھوڑا میوہ جو خرجی مین تھا نوش کیا اور وہ شب وہین بسر کی صبح کو پھر گھوڑے پر سوار ہوکے راہ کو تلاش کیا لیکن راہ کا پتہ نہ لگا تمام روز راہ کی تلاش مین سرگردان پھری آخر تھک کر گھوڑے سے اُتری اور گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑدیا اور آپ کنارے ایک چشمہ کے بیٹھ رہی اس صورت مین کئی مرتبہ چاہا کہ اپنی ہیئت اصلی پر ہوکے پرواز کر جاؤن لیکن نہوسکا بلکہ گھوڑا بھی بصورت جانور عنصری ہوگیا اور پرواز نکرسکا جب ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے کو اس بلا مین گرفتار دیکھا اور کسی طرح کی طاقت نہ پائی با چشم پرآب ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای نوبہار اگر حکیم صاحب کے حکم کی تابع رہتی تو کاہیکو یہ روز بد دیکھتی اب اس لاچاری و بے اختیاری مین کیا کرون ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ روانہ بیابان مرگ ہونگی اس تیری بد باطنی نے تجھے اس نوبت کو پہونچایا جو تو نے ملکہ ناطقہ بنت روح الملک کو شاہزادہ کی سلسلہ زوجیت سے خارج کروانا چاہا افسوس صد افسوس کہ ہم تو

یہان اس مصیبت مین ہلاک ہون اور شاہزادہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا سے عیش و آرام کرے مگر جائے انصاف و غور ہی کہ شاہزادہ نے میرے واسطے کیا کیا تکلیفین اُٹھائین اور کیسا کیسا سرگردان و حیران پھرا لیکن مین نے اُسکی قدر نکی اور میرے اس دو روز کی تکلیف مین ہوش و حواس بجا نہ رہے اور ساری سرکشی و شوخی ایک دو روز مین جاتی رہی سچ ہی مقولہ قدر عافیت آن کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید خداوندا صدقہ اپنی وحدانیت کا میرے گناہ و قصور کو معاف کر کہ مین اپنی سزاے اعمال کو پہونچی اب مین عہد کرتی ہون کہ اگر شاہزادہ معز الدین میرے سامنے ہزار نکاح کرے تو ہرگز رشک نکین کرنے کی فقط اُسکے جمال باکمال کی زیارت سے کام رکھونگی اگر پہلے مین نے ایسی تکلیف اُٹھائی ہوتی تو کبھی شاہزادہ کو ہرگز ایسی تکلیفات شاقہ نہ دیتی قصہ مختصر تمام شب ملکہ نوبہار گلشن افروز اسی افسوس و تاسف مین رہی اور صبح کو وہان سے ایک طرف روانہ ہوئی ناگاہ دور سے ایک برج طلائی نمودار ہوا جب نزدیک پہونچی تو دیکھا کہ ایک بارگاہ عالیشان ہی اور ایک لشکر ایسا عظیم الشان پڑا ہی کہ جسکے خیمہ و خرگاہ کی کچھ انتہا معلوم نہین ہوتی اور اُس برج طلائی کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کیے دیتی ہی اور ایک حصار چوبی ہی لیکن کل پر کام سونے کا بنا ہوا اور چار دروازے تھے اور چارون دروازون پر چار برج مثل بروج فلک بنے ہوے تھے ملکہ کو اس لشکر سے حیرت ہوئی کہ تمام عمر اس صحرا مین سیر و تماشا دیکھا لیکن یہ مقام کہین نہین دیکھا یقین ہی کہ یہ کسی بادشاہ عظیم الشان کا لشکر ہوگا اور کبھی یہ خیال مین آیا کہ شاید اپنی زشتی اعمال سے یہ سامان نظر آیا ہو آخر اسی حیرت و استعجاب مین ایک دروازہ پر حصار کے آئی اور لشکر مین جانے کا قصد کیا دربانون نے پوچھا ای جوان بے ادب تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کہان جائیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ مسافر ہون قصد ہی کہ چند روز تمھارے لشکر مین رہون اور سیر و تماشا دیکھون دربانون نے کہا دور ہو یہان سے پھر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اوبے وقوف سیر کا مقام صحرا و باغ ہی یا لشکر بادشاہون کا یہ جاے ادب و زیارت ہی بس حق مین تیرے یہی بہتر و انسب ہی کہ جہان سے آیا وہین چلا جا آج تک کوئی جن یا بشر ہمارے لشکر مین سیر و تماشے کو نہین آیا ملکہ نوبہار گلشن افروز سپاہیون کی اس سخت کلامی سے مایوس و آبدیدہ ہو کر وہان سے چلی آئی اور دل مین کہتی تھی سبحان اللہ کیا قدرت اسکی ہی وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز بادشاہ طلسم ہی کہ جسکی بارگاہ عالی جاہ مین پریزادان زرین کمر و ماہ رویان پری پیکر کا بھی دخل نہوتا تھا اور اب یہان دربان دروازہ کے اسطرح سخت زبانی سے مجھ سے پیش آئے اور لشکر مین جانے بھی نہین دیتے واقعی ہے

ورنہ ستانی بستم نمی رسد		آنچہ نصیب است ہم میرسد

دیکھیے اس ذلت و خواری مین کب تک گرفتار رہتی ہون آخر پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز رات کو اُسی جگہ رہی اور صبح کو پھر دوسرے دروازہ پر لشکر کے پہونچی مگر اُس روز بھی دربانون سے ویسے ہی جواب و سوال ہوئے اور

اس دفعہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سخت کلامی دربانون کی ایسی ناگوار ہوئی کہ یقین تھا اپنے کو ہلاک کر ڈالے اور
کہا اس بے شرمی و بیحیائی کے جینے سے مرجانا بہتر ہی مگر پھر اپنی سخت جانی سے بچ گئی اور اُسی یاس و ہراس مین
وہ رات بھی گذری آخر تیسرے دروازہ پر آئی ایک دربان ضعیف العمر نے ملکہ سے کہا اے جوان اگر کوئی دربان
دروازہ کا تجھ سے پوچھے کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور لشکر مین کس ارادہ سے داخل ہوتا ہی تو یہ جواب دینا
کہ مسافر ہون اور بقصد سکونت لشکر مین جایا چاہتا ہون جب یہ کلمہ کہیگا پھر کوئی دربان معترض نہوگا ورنہ ایسے سوال
و جواب مین عمر گذر جائیگی اور لشکر مین جانا نہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز چوتھے روز دروازہ چہارم پر قلعہ کے
تشریف لائی حسب ہدایت اُس ضعیف کے سپاہی سے جو دربانون کا سردار تھا یہی جملہ بیان کیا سردار دربانون کا
جسکا لقب حاجب باشی تھا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا بعد ازان کہا اے جوان مسافر اگر بارادۂ سکونت یہان
آیا ہی بسر و چشم آ لیکن ہمین تو لباس مردانہ مین ایک نازنین دوشیزہ نا کتخدا معلوم ہوتی ہی اور لشکر کے بادشاہ کا یہ
ضابطہ ہی کہ کسی مرد و زن کو اپنے لشکر مین نا کتخدا نہین رہنے دیتا یقین ہی کہ موافق اپنے دستور العمل کے تجھے بھی
کسی مرد سے ضرور کتخدا کر دیگا مگر خاطر جمع رکھ کہ نکاح تیرا غیر جنس و غیر کفو سے نہین ہوگا بلکہ جو تو اُس نسبت کو
قبول کریگی اسی طرح تیرے آنے سے پہلے چند زن و مرد لشکر مین وارد ہوے تھے اور بادشاہ نے ہمارے باہم اُنکا عقد
کر دیا تھا اب وہ سب بادشاہ کو دعائین دیتے ہین اور اوقات اپنی عیش و آرام مین گذارتے ہین انشاء اللہ تعالے
یہی صورت تیرے معاملہ مین بھی پیش آئیگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب یہ جملہ سُنا حاجب باشی کو سخت و سست
کہا اور وہان سے چلی آئی اور کہتی تھی الٰہی عجب مخمصہ مین پھنسی ہون کہ کوئی صورت نجات کی معلوم نہین ہوتی عجب
حیرت کی بات ہی کہ نہ تو راہ ملتی ہی اور نہ لشکر مین کوئی جانے دیتا ہی دوسرے قوت پرواز میری اور میرے گھوڑے
کی خدا جانے کس وجہ سے زائل ہو گئی خیر تن بہ تقدیر اس جینے سے مرجانا بہتر ہی آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
ایک سرا کمند کا درخت کی شاخ مین باندھا اور دوسرا سرا اپنی گردن مین باندھ کر درخت مین لٹک گئی جب حلق
بند ہوا اور نفس نے تنگی کی قدرت الٰہی سے خود بخود کمند دو ٹکڑے ہو گئی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بیہوش ہو کے
زمین پر گر پڑی اُسی عالم بیہوشی مین یہ آواز ملکہ کے کان مین آئی کہ اے ملکہ نوبہار گلشن افروز مرگ حرام ہے
تیرا لشکر مین داخل ہونا بہتر تھا کہ وہان نوشتۂ تقدیر پیش آتا جب ملکہ کے ہوش بجا ہوئے پھر اتنی بھی قوت باقی
کہ جو اپنے کو ہلاک کر سکتی القصہ دوسرے روز لشکر کی طرف روانہ ہوئی دروازۂ چہارم پر پہونچی وہی جواب
سوال دربانون سے ہوئے بعد ازان حسب ہدایت بشارت خواب لشکر مین گئی وہ لشکر کمال آراستہ و پیراستہ
دیکھا دل مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے ملکہ نوبہار جس طرح عجائبات کی تو بادشاہ تھی شاہزادہ
معز الدین کے واسطے وہ مقام حیرت تھا اور تو وہان کے معاملات سے بخوبی آگاہ تھی یہان خداوند کریم نے

تجھے بھی ایسے عجائبات مین پھنسایا ہی کہ اب تو شاہزادہ معزالدین سے زیادہ حیران ہی مگر حشمت و شوکت ہر ایک
کو اس لشکر مین میسر ہی شاید کسی سلاطین عالم کو میسر نہوگی جب چند قدم روانہ ہوئی ایک دربان دروازہ کا ملکہ
کے ساتھ ہوا ملکہ نے دربان سے پوچھا تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین تمھارے ساتھ ہون تا کہ تمکو اُس مکان
معلوم مین پہونچا دون ملکہ نے دریافت کیا کہ لشکر کا کیا نام ہی اور یہ خلق خدا کون ہی اور طریقہ اہل لشکر کا کیا ہی دربان نے
کہا نام لشکر کا **اصحاب الفوز** ہی اور بادشاہ کا نام **نصیب سلطان** ہی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا واہ ایسے
نام بھی تمام عمر نہین سُنے سبحان من لا یخفی عجائبہ وہ دربان ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اول چارچوک مین لایا
ملکہ نے دیکھا کہ بیچ مین چوک کے ایک صندلی بچھی ہوئی ہی کہ جسکے جواہر کی قیمت برابر خراج ایک ملک کے
ہوگی اور ایک فرد نقابدار صندلی پر بیٹھا ہی اور خدمتگار دست بستہ گرد و پیش کھڑے ہین دربان نے ملکہ کو
دور استادہ کر دیا اور خود نقابدار صندلی پوش کے پاس گیا اور کان مین نقابدار کے کچھ کہا اُس نقابدار نے خواجہ سرا
کو اشارہ کیا خواجہ سرا نے ملکہ سے کہا بسم اللہ یہان سے آپ بدولت و اقبال تشریف لیجایے ملکہ نو بہار نے
پوچھا اے ناظر یہ نقابدار کون ہی ناظر نے کہا اے جوان یہ نقابدار ہمارے لشکر کا بادشاہ ہی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے
فرمایا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا ناظر فیروز ہی اور اب بادشاہ نے مجھے آپکا تابعدار کر دیا ہی تمکو لازم ہی کہ جو مین عرض
کرون وہ قبول فرماؤ ملکہ نو بہار گلشن افروز خواجہ سرا کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی خواجہ سرا ملکہ کو ایک خیمہ
عالیشان مین لایا ملکہ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ قبہ طلائی جو دور سے معلوم ہوتا تھا اسی خیمہ کا کلس تھا اور
آگے اُسکے تھوڑا سا پائین باغ ہی نفضا چند درخت روئیدہ ہین اور گرد اُسکے ایک حصار چوبی ہی مگر چوب پر سونے
کا کام کیا ہوا اور نقش و نگار عجیب و غریب بنے ہوے تھے اور صحن مین جا بجا مختصر خوش ترکیب و نقش مہندی کی
اور اُنمین درخت چھوٹے چھوٹے پھولون کے اور میوہ کے تھے اور حوض طلائی و نقرئی جا بجا رکھے تھے مگر ایسی
صنعت سے جہان چاہو لیجاؤ اور اُنمین مچھلیان سرخ و سبز و سفید اور سنہری چھوٹی ہوئی تھین اور خواصان خوبصورت
سنبل بو و پری پیکر ملبوس فاخرہ پہنے پاک زیور مرصع نگار پہنے ہوے ہر طرف سے ہر کار مین مستعد و سرگرم تھین
اور ایک تخت جواہر نگار کنارہ پر حوض کے رکھا تھا اور مسند زر نگار نہایت پر تکلف تخت پر بچھی ہوئی تھی اس
اثنا مین ایک پیرزال مرصع پوش وہان آئی ناظر پیرزال کے کان مین کچھ کہکر خود روانہ ہوا پیرزال نے ملکہ
نو بہار گلشن افروز کو تخت پر بٹھایا اور خود زیر تخت بیٹھی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے مادر مہربان مین تجھسے
پوچھتی ہون کہ یہ لشکر کسکا ہی اور مالک لشکر کون ہی اور تیرا کیا نام ہی پیرزال نے جواب دیا کہ اے ملکہ آفاق مین
حال سے لشکر و بادشاہ کے مطلق آگاہ نہین ہون اور بالفرض اگر آگاہ بھی ہوتی تو بیان نکرتی لیکن تمھاری
وکیل ہون جو خدمت فرماؤ بسر و چشم بجا لاؤن اور جو آئین و سررشتہ لشکر کا ہی مین خود تمکو تعلیم کردونگی اور نام میرا

نرگس خاتون ہو آپ بدولت و اقبال بخاطر جمع اس بارگاہ فلک اشتباہ مین اوقات گذارین یہان تمام عیش و عشرت
کا سامان موجود ہی ملکہ نے پوچھا یہان کا رویہ کیا ہی نرگس خاتون نے کہا ہر روز ایک نازنین تازہ تمھاری ملاقات
کیواسطے آئیگی موافق میری تعلیم کے اُس سے ملاقات کرنا بعد ازان نرگس خاتون نے ارباب نشاط کو حکم دیا کہ
ناچ شروع ہو غرض ملکہ ناچ وغیرہ سے کمال محظوظ ہوئی لیکن خیال جدائی خانمان و تصور شاہزادہ کی مفارقت
کا کسی طرح دل سے دفع نہوتا تھا نرگس خاتون نے کہا قربانت شوم آزردہ خاطر نہو انشاء اللہ تعالی چند روز مین
تمام کام تمھارے حسب دلخواہ حاصل ہو جائینگے اگر میرا کہنا خلاف ہو مجھے نفرین کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا
ای نیک بخت میرا مدعا فقط یہ ہی کہ کسی صورت سے حال لشکر کا دریافت ہو کیونکہ مین نے اسطرح کا لشکر و سامان
کبھی نہین دیکھا نہ ایسی خلقت نظر آئی نرگس خاتون نے کہا ای ملکہ آفاق ایک نام میرا وکیلہ خاتون بھی ہی
اور لشکر کو قسمت آباد اور اُردوے قسمت کہتے ہین چونکہ ہر جا بادشاہ و رعیت کا ہونا لازم و ملزوم ہی اسی طرح
یہان بھی قیاس کرنا چاہیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای وکیلہ خاتون اب میرا حال پر اختلال ہی کہ مین نے
ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا اُسنے مجھے اجاڑ مین سروستان کے پہونچا دیا پھر مین نے ہر چند تجسس کیا اور سرگردان
رہی لیکن راہ کا نشان نہ پایا بلکہ قوت پرواز بھی میری اور میرے گھوڑے کی زائل ہو گئی آخر ناچار ایک طرف کی
راہ لی تھوڑی دور چلی تھی کہ ایک قبہ طلا ملا اور آگے گئی تو لشکر دیکھا جب دروازہ پر بارگاہ کے آئی تو دربانون سے
یہ جواب و سوال واقع ہوے وکیلہ خاتون نے کہا ای ملکہ آفاق حال اُس ہرن کا اور زائل ہو جانا تمھارے گھوڑے کی قوت
پرواز کا مجھے معلوم نہین بلکہ کسی واحد کو بھی لشکر کے معلوم نہوگا ہان مین فقط اس کام کی ہون کہ جو حکم کرو بسر و چشم بجا لاؤن اور
جو جواب و سوال تمنے اور دربانون سے ہوے وہ سب بجا اور درست ہین کہ اس لشکر مین قدیم الایام سے یہی رسم چلی آتی
ہی کہ اگر کوئی عورت یا مرد غیر ملک کا وارد ہوتا ہی تو اُسکا نکاح کر دیتے ہین خواہ مرد و عورت راضی ہون یا نہون
اس امر مین دونون کا اختیار نہین ہی ہمارے بادشاہ کو اختیار ہی کہ جسکا جس سے چاہین عقد کر دین بلکہ ابھی قبل
آپکی تشریف آوری کے چار عورتین نازنین وارد ہوئین اور بعد اُنکے چار مرد بھی اتفاق سے آگئے بادشاہ نے
اُن چارون عورتون کا اُن چارون مردون سے باہم عقد کر دیا حالانکہ وہ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ
نہ تھے ای ملکۂ عالم ہمارے بادشاہ کا یہی قول ہی کہ جو کوئی بندہ خدا میرے لشکر مین وارد ہوتا ہی وہ میرے
بجاے فرزند کے ہی اور فرزند کے حق مین مان باپ کو نیک و بد کا اختیار ہی اب وہ چارون زن و شوہر
باہم نہین راضی و خوش ہین اور بادشاہ کو دعائین دیتے ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو یہ سُنا وہ وہم
اور خیال بالکلیت سے زائل ہو گیا بلکہ اب یہ خیال آتا تھا کہ شاید اگر بادشاہ کا خود مجھ سے عقد کرنے کا ارادہ ہوا
کیا ہوگا کبھی یہ کہتی تھی کہ اس بادشاہ کو نقاب پوشی سے کیا فائدہ کہ ہر وقت نقاب سے منہ چھپائے رہتا ہی

قصہ مختصر تیسرے روز نرگس خاتون نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا آج اُن چارون نازنینون مین سے جنکا
اب عقد ہوا ہی ایک نازنین تمھاری ملاقات کو آئیگی تمھین لازم ہی کہ تم بھی نقاب منھ پر ڈال لو اور جب وہ تمسے سلام کرے
تم سیدھے ہاتھ سے جواب سلام دینا اور اسقدر فاصلہ پر کرسی بچھوانا کہ اسکی آواز تمھارے کان تک آوے بعد اسکے کسی خواص کی
معرفت پوچھنا کہ اے وارد آردوے قسمت تیرا کیا حال ہی اور کس طرح تیری بسر ہوئی ہی اور جو کھانے کا وقت
آجائے تو تم علیحدہ کھانا کھانا اور اسکو علیحدہ کھلانا اسی طرح سے ناچ وغیرہ کا بھی جلسہ دکھلانا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا اسکی کچھ وجہ بھی ہی نرگس خاتون نے کہا کہ اے ملکہ ہر ملکے و ہر بستے ہمارے لشکر کی یہی رسم ہی اور یہ حکم بادشاہ
ہی کہ کوئی امر خلاف رسم قدیم عمل مین نہ آوے اور رسم مین کوئی دلیل نہین کیجاتی کیونکہ حکم حاکم کی تعمیل واجب
ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ سنکے چپ ہو رہی لیکن دل مین کہتی ہی کہ یہ سب امور فقط بسبب برہمی مزاج جناب
حکیم صاحب کے ہین ورنہ مجھے ان قصون سے کیا کام تھا اب دیکھیے کہ غبار خاطر حضرت کب رفع ہوا اور کیونکر
مزاج اصلاح پر آئے ظاہر اسعلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر یہین ٹکڑا ٹکڑا کر مر جائینگے ہر چند کہ ہم لوگ آتشی ہین ہمکو خلقت
خاکی یعنی آدمی سے پہلے خبر ہوتی ہی لیکن یہ لشکر عجیب الخلقت خلق ہوا ہی کہ جسکا حال دریافت نہین ہوتا یہ کیا امر
ہی اور کیا اسرار ہی عجب نہین کہ جس طلسم کی مین بادشاہ تھی یہ مقام اُس طلسم مین داخل نہین بلکہ خارج طلسم ہوگا
اس اثنا مین ایک سواری خیمہ مین داخل ہوئی ایک خواص نے ملکہ کی خدمت مین عرض کیا اے ملکہ آفاق
ملکہ سیہ پوش حضور کی ملاقات کیواسطے آئی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دیکھا کہ ایک عورت بلباس سیاہ
چند خواصین ہمراہ نہایت کروفر سے بارگاہ مین آئی نرگس خاتون نے کہا اے ملکہ اگر تمنے کوئی امر خلاف رسم
یہان کے کیا یا کوئی شرط موافق شرائط کے نہ بجالائین تو پھر تمام عمر یہان سے نجات غیر ممکن ہی ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے بلا چارہ اُسیوقت نقاب چہرہ پر ڈالی اُس نازنین سیاہ پوش نے مجرہ گاہ پر سے
سلام کیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام لیا بعدہ ایک خواص
کے ذریعہ سے پوچھا کہ اے وارد اردوے قسمت تیرا کیا حال ہی اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
قدوم حدنا ماوعدنا ربنا حقا اگرچہ کنیز نے اول چند تکلیفین اُٹھائین مگر آخر اپنے مدعاے دلی کو پہونچی بلکہ جو ذی حیات
اس اردوے قسمت مین داخل ہوتا ہی وہ اپنی مراد کو ضرور پہونچتا ہی اس جواب سے ملکہ بہار گلشن افروز کی کچھ
تسکین ہوئی جب وقت نماز عصر آیا اُس نازنین نے رخصت چاہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے بہن اگر
رات کو اس غریب الوطن پر نوازش فرماؤ تو عین احسان ہی اُسنے جواب دیا کہ ہمکو حکم بادشاہ شب کو کہین رہنے کا
نہین ہی یہ کہکے وہ چلی گئی نرگس محلدار سے ملکہ نے یہ کیفیت بیان کی اور پوچھا کہ اسکا نام کیا ہی اور مقصد اسکا کیا تھا
اور یہ وارد لشکر کیونکر ہوئی بیان کر نرگس خاتون محلدار نے کہا اے ملکہ آفاق تمام حال لشکر کا بعد تمھارے عقد

کے تمکو معلوم ہو جائیگا ابھی سے ایسے سوالات سے کیا حاصل مجھے معاف فرمائیے اور عیش و آرام میں رہیے الا یہ خوب جانتی ہوں کہ جو اس لشکر میں وارد ہوتا ہی وہ اپنی مراد کو ضرور پہونچتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا دیکھیے میرا نوشتہ تقدیر کب پورا ہوتا ہی نرگس خاتون محلدار نے کہا اگر فضل الٰہی شامل حال ہی تو آپکا انجام بھی بخیر ہوگا جب شب تمام ہوگئی صبح ہوئی نرگس خاتون محلدار نے کہا آج نازنین نارنجی پوش آپکی ملازمت حاصل کریگی لیکن حضور اس سے بھی اسی طرح پیش آئیں غرض نارنجی پوش ایک نازنین چند خواصوں سے بدستور سابق آئی اور اُسنے بھی سلام و مجرا عرض کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نہایت تعظیم و تکریم سلام لیا اور مزاج پوچھا نارنجی پوش نے عرض کیا حضور کی عنایت سے بحمد اللہ اچھی ہوں تمام مقاصد دلی میرے بر آئے غرض وہ بھی عصر کے وقت رخصت ہوگئی اور تیسرے روز نازنین سرخ پوش آئی اور بعد ادائے شکر تا وقت مقرری حاضر رہی بعد اسکے روانہ ہوگئی ابکی دفعہ اسقدر فرق ضرور ہوا کہ کرسی نازنین اوّل سے قریب تر بچھوائی اور دومی کی دومی سے قریب تر الغرض روز چہارم ایک نازنین نقاب دار بنفشی پوش باجمعیت کنیزان نہایت شوکت و شان سے واسطے ملازمت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے آئی نرگس خاتون محلدار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس نازنین کے واسطے تم تخت بچھوا دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ ایک تخت ہمارے تخت سے اسقدر قریب بچھاؤ کہ ہماری بات کی آواز اُسکے کان تک جائے اس عرصہ میں نازنین بنفشی پوش بھی پہونچی اور بعد رسم سلام کے تخت پر بیٹھ گئی اور اپنے حصول مقصد دلی کا شکریہ ادا کیا ملکہ کو اُسکی آواز سے کچھ آشنا معلوم ہوئی کہ کہیں سُنی ہی جب وہ رخصت ہونے لگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نرگس خاتون محلدار سے پوچھا ای نرگس اس نازنین بنفشی پوش کی کس وجہ سے اور نازنینوں سے قدر و منزلت زیادہ ہی اور اسکی آواز میرے کان سے آشنا ہی نام اسکا کیا ہی میں کہاں تک اس بلائے بے درمان میں گرفتار رہونگی اب حال میرا جیسا نہیں ہی نرگس خاتون محلدار نے کہا خاطر جمع رکھو تمام عقدے تمھارے حل ہوے جاتے ہیں کیوں تم پریشان ہوتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ سنکے خاموش ہو رہی

اب یہ قصہ اس جا پر موقوف رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادہ معز الدین ابوالہیثم کا گذارش کیا جاتا ہی

سخن سنج دانائے شیریں کلام	چنیں داد ایں داستان را نظام

کہ جب شاہزادۂ معز الدین ریاض نشاط میں جو مقام الامتحان سے متصل تھا شگیبوں سوکل کی

بمعرفت پہونچا وہان تمام سامان بشری مہیا و موجود پایا دن تو خورد و نوش مین گذرا شب پریزادان شیرین گفتار
کی صحبت مین بسر ہوئی لیکن جو ہیجان طبیعت مقام الامتحان مین تھی وہ یہان نہ پائی گئی قصہ مختصر روز چہارم صبح کو
دروازہ سے باغ کے باہر نکلے ابھی ایک فرسخ راہ طے نہ کی تھی کہ دامنہ کوہ سے ایک آواز حزین و غمناک کان
مین آئی شاہزادہ وہ آواز سنکے بیچین ہو گیا اور آواز کے نشان پر پہونچا دیکھا کہ وہان ایک جوان صاحب
جمال بیس برس کا سن ایک کتاب و اسطرلاب بغل مین لیے نہایت درد سے روتا ہے شاہزادہ نے کہا ای عزیز
تو کیون اسقدر بیتاب ہوکے روتا ہے تجھپر ایسی کیا مصیبت پڑی ہے اُسنے با دب تمام شاہزادہ کو سلام کیا
اور عرض کیا خداوند تعالے حضور کو سلامت رکھے کہ آپ ایسے وقت مین تشریف لائے اور پریشان حال ہوئے
اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے تو مین شدت گریہ سے ہلاک ہوجاتا اب آپ ارشاد فرمائین
کہ آپ قوم جنات سے ہین یا آدم زاد شاہزادہ نے فرمایا کہ مین آدم زاد ہون لیکن پہلے تم بیان کرو کہ تمپر
ایسی کیا مصیبت پڑی ہے کہ ایسی بیقراری سے رو رہے ہو اُسنے کہا ای دلاور دوران مین سعد اللہ منجم کا بیٹا ہون
اور نام میرا بدر عالم ہے باپ میرا بادشاہ ملک غور یعنی شہاب الدین غوری کا منجم و مصاحب تھا قضارا
اُسے ایک روز مرض الموت عارض ہوا مین نے اپنے باپ کے واسطے کوٹھے پر فرش بچھا دیا اُس وقت بجز
میرے کوئی خویش و اقارب سے وہان موجود نہ تھا ناگاہ تین عورتین پریزاد نہایت صاحب حسن و جمال وہان
میرے پاس آئین اُسوقت میرے ہوش و حواس بجا نرہے اور اُنکے چہرے کی چمک پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی مین نہایت
متحیر ہوا کہ خدایا یہ کون عورتین ہین اور کہان سے آئی ہین اور یہان میرے پاس آنے کا کیا باعث ہے
لیکن ایک نازنین اُنمین تھی بیت

برس پندرہ ایک کا سن و سال	نہایت حسین اور صاحب جمال

اُسکی صورت پر مین مبتلا ہو گیا اور ایسا مدہوش ہوا کہ مجھے اپنے باپ کے کبھی جینے مرنے کی خبر نرہی وہ پریزادین
میرے باپ کے پلنگ کے پاس آئین باپ کو میرے اُس وقت کچھ تسکین تھی اُنھون نے اُن پریزادون سے
پوچھا کہ تمھارا کیا مطلب ہے اور تم کون ہو اور یہان کیونکر آنا ہوا پریزادون نے کہا ہم قوم پریزادین سے
ہین اور اسوقت اس غرض سے یہان آئے ہین کہ ہمارے بادشاہ نے تمھارے علم نجوم کی بہت تعریف سُنی ہے
لہذا ایک مطلب کے دریافت کیواسطے تمکو بلایا ہے مگر تم ایسے سخت عارضہ مین مبتلا ہو کہ ہم کچھ کہہ نہین سکتے میرے
باپ نے اُن سے کہا تم میری طرف سے بادشاہ کی خدمت مین بعد تسلیمات کے یہ بات عرض کرنا کہ اگر کچھ بھی
افاقہ مجھے ہوا تو مین بسر و چشم حاضر ہونگا لیکن تم میری خبرگیری ضروری رکھنا تا مجھے بھی خیال رہے
پریزادین یہ سُنکے روانہ ہوگئین اور میرا حال اُسکے عشق مین روز بروز بدتر ہونے لگا اور خواب و خور حرام ہوا

تا اینکہ بعد چار روز کے باپ نے میرے انتقال کیا لیکن مین اپنے حال مین ایسا مبتلا تھا کہ مجھے خبر بھی نہوئی کہ باپنے کب قضا کی اور کب دفن ہوے مین اُنکی تجہیز و تکفین مین بھی شریک نہوا ایک ہفتہ اُنکے انتقال کو گذرا تھا کہ مین ایک روز عالم مجنونیت مین سیر کرتا ہوا پہاڑ پر چلا جاتا تھا مگر تصور مین اُسی ماہ رو کے گریان ناگاہ وہی تینون پر نہادین میرے پاس آئین اور کہا ای جوان ہمنے سُنا کہ باپنے تیرے قضا کی خداوند کریم تجھے اُسکے غم مین صبر عطا فرمائے اور اب ہم تیرے پاس آئے ہین کہ اگر تو بھی مثل اپنے باپ کے علم نجوم مین دستگاہ رکھتا ہو تو ہم تجھی کو بادشاہ کے پاس لیچلین مین نے جواب دیا

بچہ بط اگرچہ دینہ بود	آب دریا بمش تا بہ سینہ بود

البتہ علم نجوم مین مجھے بھی بخوبی دخل ہی لیکن اس شرط سے تمھارے ہمراہ مین چلتا ہون کہ اس پرنزاد کا مجھ سے عقد کر دو کیونکہ مین اسکے عشق مین تمامی کاروبار عالم سے معزول و معطل ہوگیا ہون اُنھون نے جواب دیا کہ ای جوان اگر تو راہ وفا مین ثابت قدم رہے تو ہمکو تیرے ساتھ عقد کر دینے مین کیا عذر ہوسکتا ہی مین نے کہا تم اپنی شرائط مجوزہ کے نسبت مجھ سے نوشتہ لیلو تا کہ تمھارا اطمینان کامل ہوجائے اُنھون نے کہا بس اب کچھ نوشتہ کی ضرورت نہین ہی ہمکو فقط تمھارا قول زبانی نوشتہ ہی آخر کار کتاب احکام اور اسطرلاب لیکر اُنکے ہمراہ ہوا وہ پرنزادین باری باری اپنی پشت پر سوار کرکے آسمان کی طرف روانہ ہوئین اور مجھے ثابت ہوا کہ یہ مجھ سے محبت رکھتی ہین آخر تین شب و روز ہمکو راہ مین گذرے تھے روز صبح کو جب میری آنکھ کھلی تو وہ پرنزادین وہان پہاڑ پر نہ تھین مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ بہ مکر و حیلہ کہین چلی گئین تھوڑی دیر انتظار کرو بعد اسکے واپس چلو آخر جب نہ آئین تب مین ناچار بحال خراب و چشم پر آب زیر کوہ چلا آیا اور مین دل سے کہتا تھا افسوس ہزار افسوس جسکے عشق مین اس حال کو پہنچا وہ بھی دغا دے گئی کس مصیبت مین پھنسے اور اب کہان جائین اور کس سے کہین رہا ئی

آہ از عربدہ پردازی بخت سرکش	داد از خانہ براندازی چرخ کجباز
دل در اندیشہ و جان در غم و لب فریاد	خصم مغرور و جہان دشمن و طالع ناساز

کہ اس عرصہ مین حضور میرے پاس تشریف لائے گویا جان آگئی شاہزادہ نے بعد سُننے اس حال کے فرمایا ای بدیع عالم تم خاطر جمع رکھو اگر خداوند کریم نے مجھے میرے مطلب دلی پر فائز کیا تو پھر تمھارا مطلب بر آنا مشکل نہین ہی بدیع عالم نے کہا ای جناب عالی ہمت

در بادیہ پر گور غریبان ز چہ سوزد	آن شمع فروزان کہ بود در خور محفل

پھر حضور آپ اپنی کیفیت سے مجھے مطلع فرمائیے کہ اس بیابان پر خار و دشوار گذار مین کس طرح تشریف لائے اور شاید حضور کو معلوم ہو کہ یہان آبادی بھی ہی یا نہین شاہزادہ نے فرمایا ای بدیع عالم مین ملک مغرب کا شاہزادہ

ہون اور معز الدین میرا نام ہی ایک حکیم واجب التعظیم نے مجھے سیر عجائبات کے واسطے بھیجا ہی اتفاق سے ایک پریزاد ملکہ نوبہار گلشن افروز پر مین عاشق ہوگیا ابتدائے صحبت مین اُسکو بھی مجھ سے نہایت انس تھا لیکن کسی بدگو نے اُس سے ایسا کچھ کہا ہی کہ وہ مجھ سے کشیدہ ہوگئی ہی ہرچند کہ مین نے بظاہر کوئی قصور نہین کیا تھا تاہم حتی الامکان عذر کیا اب نہین معلوم وہ غبار کدورت اُسکے دل سے دفع ہوا یا نہین الغرض اسی تصور و خیال مین ہر طرف آوارہ و سرگشتہ صحرا بصحرا کوہ بکوہ پھرتا ہون لیکن ہنوز کوئی صورت ملاقات نظر نہین آئی ہان خداوند قدیر سے البتہ امید ہی کہ وہ انجام بخیر کرے اور یہ مکان بھی جہان کہ تم وارد ہوے داخل طلسم ہی بدر عالم نے دست حق پرست کو شاہزادہ کے بوسہ دیا اور ساتھ ہولیا چونکہ اُس صحرا مین درختان میوہ دار اور چشمہ ہاے شیرین کثرت سے تھے اس وجہ سے کھانے پینے کی تکلیف نہین ہوئی اور تین روز راہ روی مین گذرے چوتھے روز شاہزادہ نے بدر عالم منجم سے فرمایا کہ اے رازدان افلاک کتاب و اسطرلاب بھی تمھارے پاس موجود ہی پھر تم بعلم نجوم دریافت کیون نہین کرتے کہ کسقدر زمانہ تمھارے حصول مطلب مین باقی ہی بدر عالم نے عرض کیا اے حضور ایسا مین اس پریشانی مین مبتلا تھا کہ مطلق اسکا خیال نہ آیا اب حضور نے یاد دہی فرمائی ہی مین زائچہ کرتا ہون اور حال استقبال اپنا اور حضور کا دریافت کرکے عرض کرتا ہون آخر بدر عالم نے اسطرلاب کو آفتاب سے مقابل کیا اور طالع مسئلہ کو خوب بنظر غور سے دیکھا اور کہا اے شہریار عالم مدار تاثیرات بروج گردش کواکب سے دریافت ہوتا ہی کہ حضور دس روز کے عرصہ مین بخیر و خوبی اپنی معشوقہ کے وصل سے کامیاب ہونگے اور غلام بھی بدولت حضور کے مقصود دلی کو پہونچے گا جیسا کہ یہ آیہ کریمہ تلک عشرۃ کاملۃ میرے قول کا مصداق ہی آیندہ جو منظور خدا ہی وہ ہوگا بدر عالم کے بیان سے شاہزادہ کی فی الجملہ خاطر جمع ہوئی اس اثنا مین وہی آہو کہ جسنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سروستان مین پہونچایا تھا شاہزادہ کو بھی نظر آیا شاہزادہ نے بھی ہرن کے گرفتار کرنے کا قصد کیا ہرن موافق قاعدہ کے سروستان مین داخل ہوا شاہزادہ اور بدر عالم منجم بھی عقب مین ہرن کے سروستان مین پہونچے ہرن چند قدم کے بعد غائب ہوگیا بعد غائب ہونے ہرن کے ہرچند شاہزادہ نے چاہا کہ سروستان سے باہر جاؤن لیکن راہ نملی پھر وہی معاملہ پیش آیا یعنی تمام دن سرگردان رہا لیکن کا پتہ نملا شاہزادہ نے بدر عالم سے فرمایا اب بتلاؤ ہماری منزل مقصود پر پہونچنے کی علامت کیا ہی کہ ہم اس سروستان سے کسی طرح نکل نہین سکتے خیر جو منظور خدا الغرض چوتھے دن شاہزادہ کو سواد اُردوے قیمت اور قبہ بارگاہ سلطانی کا نظر آیا بدر عالم نے کہا اے شہریار کامگار ہم راہ کو بھول کر کہان آنکلے دیکھیے یہ بارگاہ وغیرہ کسکی ہی کہ جہان اسقدر لشکر بے قیاس مقیم ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی بجز خیمہ و خرگاہ کے اور کچھ معلوم نہین ہوتا شاہزادہ نے فرمایا مین تمسے زیادہ حیران ہون

داخل ہونا شاہزادہ کا اُردوے قسمت مین اور عقد ہونا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے

جب دروازہ حصار پر پہونچے اور اندر داخل ہونے کا قصد کیا حسب دستور شاہزادہ نامدار عالم سے
دربانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اور بے محابا کہان چلے جاتے ہو شاہزادہ کو پوچھنا دربانون کا ازحد ناگوار
ہوا اور جواب کے عوض ایک طمانچہ اُسکے کلے پر مارا اور کہا ای بیوقوف تو نہین جانتا کہ مین مہمان عزیز
عجائبات کا ہون داروغہ نے جو یہ کلمہ سنا بہ تعظیم و تکریم پیش آیا اور عرض کی کہ ہم نہین جانتے معذور کرو

شاہزادۂ والا تبار حضور ہی ہین ہمنے اپنے حاکم سے خطاب آپکا شمس القمرین سُنا ہی اور ہم تو آپکی تشریف آوری کے عرصہ سے منتظر تھے بسم اللہ حضور تشریف لے چلین بدر عالم بولا حضور نے خوب ورباؤن کو سزا دی اب تمام کام آسان ہوگئے شاہزادہ نے فرمایا ای برادر

	دیوانگیی درو بباید		کار یکہ بصلح برنیاید	

الغرض جب شاہزادہ آرزوے قسمت مین داخل ہوا داروغہ آرزوے قسمت ایک تخت زرنگار واسطے سواری شاہزادۂ نامدار کے لایا اور ایک گھوڑا بھی مع ساز وسامان تخت کے ساتھ تھا شاہزادہ تخت پر سوار ہوا اور بدر عالم کو گھوڑے پر سوار کرکے روان ہوا داروغہ شاہزادہ کو ایک بارگاہ مین لایا کہ جسکے کنگرے کی چمک فلک چہارم تک جاتی تھی اور قبہاے بارگاہ بعینہ مثل آفتاب و ماہتاب کے درخشان تھے جب شاہزادہ و بدر عالم دونون اندر بارگاہ کے داخل ہوئے وہان دیکھا تو ہزارہا تخت یاقوت نگار و زمردی جابجا بچھے ہین اور دنگل و کرسی و میز اور کوچ فرش اور قالین اور مسند اور انواع انواع ساز وسامان سے آراستہ ہی پردون اور قناتون وغیرہ مین اسقدر جواہرات بے بہا لگا ہوا تھا کہ جسکا حساب نہین ہوسکتا شاہزادہ نے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ بارگاہ ہمارے قبضہ مین ہو تو نہایت عمدہ بات ہی تاہم شاہزادہ کو معلوم نہ تھا کہ جبل اعلی مین یہی بارگاہ ملکہ شمسہ تاجدار کے روز عقد برپا ہوگی جب بارگاہ کے اندر گئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نقابدار سفید پوش تخت پر بیٹھا ہی اور چارون گوشون مین بارگاہ کے چار کرسیان زرنگار بچھی ہین اور اُن چار کرسیون پر چار نقابدار زرد وار یدپوش و سرخ پوش اور سبز پوش و زرد پوش بیٹھے ہین باقی کرسیون پر گرد پوش پڑا ہوا تھا اور خدمتگار و ملازم اپنے اپنے کام مین مصروف تھے جب شاہزادہ قریب پہونچا ہر نقابدار نے سواے سفید پوش کے سلام کیا اور سفید پوش نے ایک خواص کے ہاتھ سلام کہلا بھیجا بعد اسکے ناظر فیروز کو حکم ہوا کہ جبتک شاہزادہ شمس القمرین حسب قسمت منتظر نہو اسکو جہانی و دعوت مین رکھو ناظر فیروز شاہزادہ کو وہان سے دوسری بارگاہ مین لایا شاہزادہ نے یہ بارگاہ بھی آرایش و زینت مین بارگاہ کلان سے کسی طرح کم نہ دیکھی ناظر فیروزہ نے شاہزادہ کو تخت زرنگار پر بٹھایا اور بدر عالم کو دست راست کرسی عنایت فرمائی بعد ازان سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ ہونے لگا پریزادان خوب رو انواع و اقسام کی پوشاکین پہنے زیور جواہرات مین غرق و وہ روبرو اپنے اپنے ساز لیکر حاضر ہوئین شاہزادہ دل مین کہتا تھا دیکھیے اس بزم رقص و سرود کا کیا نتیجہ ہوتا ہی اسکا انجام قیاس سے باہر ہی اسی حالت استعجاب مین بیٹھا تھا مگر ضبط نہوسکا ناظر فیروز سے کہا اے عزیز یہ لشکر کسکا ہی اور یہ نقابدار سفید پوش و سردار یدپوش وغیرہ کون ہین اور یہان کا بادشاہ

کون ہی ناظر فیروز نے کہا ای شاہزادہ شمس القمر یہاں اہل لشکر کو اصحاب الفوز کہتے ہین اور نام بادشاہ سپید پوش
ہی جسکو نصیب سلطان کہتے ہین اور باقی حال ہمین خود نہین معلوم کیا عرض کرین شاہزادہ نے فرمایا یہ خطاب
شمس القمر ہین کیا تمنے مجھے دیا ہی ناظر فیروز نے کہا ہماری کیا مجال و قدرت کہ جو کسی کو خطاب دے سکین ای جناب عالی
ارو وسے قسمت یہان ہر شخص کا موافق اُسکے رتبہ کے بادشاہ کیطرف سے خطاب دیا جاتا ہی شاہزادہ خاموش ہو رہا
اور مشغول سیر و تماشا ے پر نیرادان ہوا لیکن بار بار گھبرا کے آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا تھا اور بدر عالم سے
کہتا تھا ای بدر عالم اُن دس روز کی جو تمنے قید لگا لی تھی اُسمین کئی دن تو گذرے مگر اس بیقراری دل سے یقین ہی کہ
خداوند کریم کوئی صورت ایسی پیدا کریگا کہ جس سے مراد دلی بر آویگی کیونکہ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

بدر عالم نے جواب دیا کہ ابھی اُن روز معینہ مین سے کل چار روز گذرے ہین اور چھہ روز باقی ہین لیکن انشاء اللہ تعالیٰ
وہ بھی دن آتا ہی جس دن کی امیدواری ہی ابھی یہ ذکر شاہزادہ و بدر عالم مین تھا کہ فیروز ناظر نے عرض کیا اگر
حضور ہمارے بادشاہ سے ملاقات کیا چاہتے ہین تو بسم اللہ تشریف لے چلیے لیکن طریقہ دربار جو یہان کا ہی اسکا لحاظ
ضرور رہنا چاہیے شاہزادہ نے فرمایا طریقہ دربار یہان کا کیا ہی ناظر فیروز نے کہا کہ کسی اہل دربار سے بات نکرنا شاہزادہ
نے فرمایا یہ ملازمین سرکار ہو رہا یا کو چاہیے کیا مین بھی ملازم تمھارے بادشاہ کا ہون جو خاموش رہون اور
دیوانہ وار ایک ایک کی صورت دیکھون ناظر فیروز نے کہا یہ امر ادب مین داخل تو نہین ہی مگر یہان رسم یونہی
اسی طرح واقع ہی لیکن ہمنے رازداران اسرار طلسم سے یہ بھی سنا ہی کہ ایک ہفتہ مین یہ مراسم بدل جاینگے
اور پھر واحد بذات خود کلام کریگا ورا نحالیکہ آپ وارد لشکر ہین اور مہمان ہین تو پھر ایسے سہل امر کو اسلئے خانہ
میزبان کے دل کو آزردہ کرنا نامناسب ہی اگر ایک ساعت وہان خاموش رہوگے تو کوئی گناہ لازم نہ
آئیگا شاہزادہ نے فرمایا خیر مجھے تمھاری خاطرداری ہر طور منظور ہی جو کہوگے اُسپر عمل کیا جائیگا ناظر فیروز
شاہزادہ کو دربار مین لایا تمام اہل دربار نے سروقد تعظیم دی اور بکمال ادب سلام کیا بادشاہ سپید پوش
نے اپنے پہلو مین شاہزادہ کو جگہ دی اور بدر عالم کو کرسی دی بعد ایک لمحہ کے خواجہ فیروز ناظر نے ایک ترنج
بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے وہ ترنج اس زور سے سینہ پر شاہزادہ کے مارا کہ پرزے ہو گیا اور ایسی خوشبو اُس سے پیدا ہوئی کہ
تمام دربار معطر ہو گیا بعد ازان سواے بادشاہ سپید پوش کے اور تمام اہل بارگاہ نے شاہزادہ کو مبارکباد دی
شاہزادہ نے حسب شرایط دربار مین کسی کو جواب نہ دیا اور وہان سے اپنی بارگاہ مین تشریف لے آیا اور
خواجہ فیروز سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ مین تو بموجب کہنے تمھارے کے خاموش رہا مگر تمام مردمان بارگاہ
نے بالاتفاق باواز بلند مجھے مبارکباد دی علاوہ اسکے وہ ترنج کیا تھا جو بادشاہ نے میرے سینہ پر مارا

غنواجہ فیروز ناظر نے کہا ای شہریار جو عورت یا مرد از روے قسمت مین وارد ہوتا ہی وہ بغیر نکاح نہین رہتا
اور یہ بہی قاعدہ ہی کہ اگر کوئی عورت وارد ہوئی ہی تو بموجب قسمت ایک مرد بہی اُسکے واسطے کسی نہ کسی تقریب سے
ضرور ہی پہونچتا ہی اور باہم اُنکا عقد ہوتا ہی جس طرح سے کہ وہ چارون نقابدار جو کہ دربار مین آپ نے ملاحظہ فرمائے
اوّل وہ دربار مین وارد ہوے بعد اُنکے چار عورتین بہی آئین ہمارے بادشاہ نے چارون مردون سے فوراً بے دریافت
کے نکاح کردیا کر کوئی بندۂ خدا لشکر مین ناکتخدا نرہے چنانچہ اب چندروز کا ذکر ہی کہ ایک نازنین خورشید جبین
زہرۃ الریاض از روے قسمت مین وارد ہوئی بادشاہ نے ہمارے موافق قسمت عقد آپکا زہرۃ الریاض
سے مقرر فرمایا ہی اسوجہ سے اُس روز وہ ترنج آپکے سینہ پر مارا اور تمام حاضرین دربار نے مبارکباد دی

پس یہی علامت نسبت کی ہے شاہزادہ نے فرمایا یہ امر خلاف قاعدہ ہے تمہارے بادشاہ کو پہلے پوچھے دریافت فرمانا تھا کہ یہ نسبت تمکو قبول و منظور ہے یا نہین بعد اسکے جیسا امر مقدر ہوتا عمل مین آتا ناظر فیروز نے کہا کیسے دریافت کی کیا حاجت ہے جبکہ لشکر کا نام ارو وے قسمت ہے پھر قسمت سے کسی کا کیا چارہ ہے شاہزادہ نے فرمایا اے مرد تجھکو شاید معلوم نہین کہ مین ایک مدت سے ایک پریزاد کے عشق مین سرگردان ہو رہا ہون اور وہ کل عجائبات کی بادشاہ ہے مین کسطرح سے کسی غیر عورت سے نکاح کرسکتا ہون چنانچہ صرف ایک مرتبہ ملکہ صبح دلکشا کو باغ والے ایک والا کے بنظر التفات دیکھا تھا جسکے مواخذہ مین اتبک گرفتار ہون اور تم میرا یہان نکاح کرواتے ہو اگر اس حال سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو خبر ہوئی تو پھر تمام عمر صفائی مشکل ہے خواجہ فیروز ناظر نے کہا ہمارے بادشاہ کو ان قضیون سے کیا غرض یہان تو بقول النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین کے کاربند ہین زہرۃ الریاض سے نکاح تمہارا ہونا مقدر ہوچکا ہے وہ کسی صورت سے رد نہین ہوسکتا ضرور ہوگا ؎

آنچہ نصیب ست بہم میرسد
ورنہ ستانی بستم میرسد

شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر قہر درویش بر جان درویش ؎

ببینم کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان

اے خواجہ فیروز ناظر میرا ایسے کام سے نہایت دل گھبراتا ہے بلکہ کلیجہ منھ کو آتا ہے بار دگر اگر ایسے کلام کروگے تو مین لشکر سے نکل جاؤنگا خواجہ فیروز ناظر نے کہا یہ آپکا خیال خام ہے کیا مجال کہ جو بے نکاح کیے نکل جایئے اور اگر آپکا اختیار ہوتا تو سروستان سے نکل گئے ہوتے یہان کیون تشریف رکھتے شاہزادے نے فرمایا کہ خیر اگر یہان سے نکلنا ممکن نہین ہے تو ہو لیکن انسان کو اپنی ہلاکت کا تو اختیار ہے خواجہ فیروز ناظر نے کہا ہمارے لشکر مین یہی اثر خداوند کریم نے بخشا ہے کہ انسان اپنی جان بے وجہ ضایع نہین کرسکتا فرض کرو کہ اگر زہر کھاؤگے وہ بمنزلہ گل شکر کے ہوجائیگا اگر کسی ہتھیار سے خودکشی کرنا چاہوگے تو وہ تمہارے اوپر کارگر نہوگا کیا مجال ہے کہ ضرر پہونچا سکے اور پانی مین ڈوب جانا ممکن نہین ہے شاہزادہ نے کہا خلاصہ یہ ہے کہ یہان کسی طرح کسی بشر یا جن یا پری کا اختیار نہین ہے خواجہ فیروز ناظر نے کہا یہ امر آپکو فرمانا ہرگز مناسب نہین ہے کسواسطے کہ خداوند کریم ہر کام کو ساتھ خیر کے انجام دیتا ہے یہ تو خیال فرمایئے کہ اگر عورت مرد کا اتفاق مقدر مین نہین ہے تو وہ کسطرح ارو وے قسمت مین آسکتا ہے شاہزادہ نے فرمایا خیر جو ہونا ہوگا وہ ہوگا خواجہ فیروز ناظر روانہ ہوگیا شاہزادہ نے بدر عالم سے فرمایا اے منجم تمنے کیا خوب حکم لگایا تھا کہ دس روز مین معشوقہ سے ملاقات ہوگی سچ ہے کہ اہل منجم خبر زمین و آسمان کی دیتے ہین مگر کبھی کاہ کی جگہ کوہ بھی تجویز کرلیتے ہین دوسرے ابھی تمہارے مطلب کا کوئی اثر ظہور مین نہین آیا بدر عالم نے کہا پیر و مرشد غلام کو جو حال زائچہ مین معلوم ہوا وہ عرض کردیا آیندہ عالم غیب کو معلوم ہے اس بحث مین خواجہ فیروز ناظر پھر آیا اسنے کچھ عطر اور پھول

بدر عالم کو دیکر کہا ای جوان مبارک ہو تو بھی منعقد ہو گا کہ جو عورت تیری تقدیر مین تھی وہ بھی لشکر مین آگئی شاہزادہ نے پوچھا کہ بدر عالم کی منکوحہ کا کیا نام ہی خواجہ فیروز ناظر نے کہا ابھی ہمکو نہین معلوم کیا معنی کہ جو خطاب تمکو ہمارے بادشاہ نے دیا ہر ایک کو یہ مرتبہ نہین ملسکتا ہی ہان اُس نقابدار مروارید پوش کو تو ہمارے بادشاہ نے البتہ خطاب صاحب المصاحبین دیا ہی باقی سب اپنے اپنے لباسی رنگ سے مشہور ہین جیسے کہ سرخ پوش سبز پوش وغیرہ شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ

نه زمین رسته سر میتوان تافتن	نه سر رشته را میتوان یافتن

الغرض جس روز کہ شاہزادہ پردہ تہ یخ خوشتبو بادشاہ نے مارا اُسی روز نرگس خاتون محلدار نے کہ جسکا نام دہکیلہ بانو بھی تھا ایک انگوٹھی الماس کی مرصع نگار بطریق نشان کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی انگلی مین پہنائی اور کہا ای ملکہ شاہزادہ شمس القمرین جو کہ روز ازل سے تمہارا شوہر مقرر ہی آرزوے قسمت مین تشریف لایا ہی اور ہمارے بادشاہ نے نسبت تمہاری اُسی شاہزادہ سے مقرر کر دی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو یہ لفظ نرگس خاتون محلدار کی زبانی سُنا فرمایا ای ضعیفہ تو دیوانی ہو گئی ہی شاہزادہ شمس القمرین کون بلا ہی جس سے میرا عقد ہو گا تو نہین جانتی کہ مین بجز ذات والا صفات شاہزادہ عالی درجات کے اور تمام جہان کے مردون کو حرام مطلق جانتی ہون اور ظاہرا مجھے تمہارے بادشاہ کے مزاج مین خفقان معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک کا بلا دریافت وایجاب وقبول بطور خود باہم عقد کر دیتا ہی نرگس خاتون محلدار نے عرض کیا فرمایا بنت شوہر ہمارے لشکر مین ہرگز کسی امر مین اختیار نہین ہی جس طرح سے ہو سکے صبر و شکر کرو اور خدا پر شاکر رہو کہ تجھے آپ ہی خود ہمارے نازنینان نقابدار کی زبانی اُنکا حال سُن لیا کہ وہ اپنے نوشتہ تقدیر پر کسقدر شاکر و رضامند ہین اگر کوئی امر خلاف مرضی اُنکے ہوتا تو وہ بیشک تمسے شکایت کرتین لہذا تمکو بھی اس مقدمہ مین زیادہ تردد کرنی مناسب نہین ہین دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی ہر چند کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نرگس خاتون کی بات کا جواب نہین دیا الا دل مین کہا ای نوبہار گلشن افروز خیر جو مرضی خدا ایام زندگی یہان تک تھے تو دنیا مین غضب الحلیم سنا تھا یہان غضب الحکیم بچشم خود دیکھا مین نہ جانتی تھی کہ یہ خیمہ خیمہ اجل ہی اور یہ آرزوے قسمت لشکر قضا ہی خیر یہ تقدیر پہلے ایک نظر شاہزادہ شمس القمرین کو کہ جو ہماری تقدیر مین مقرر ہو چکا ہی دیکھ لو بعد ازان اپنا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہین ہی آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے یہ قصد اپنے دل مین مقرر کر کے ایک خنجر چھوٹا سا اپنے پاس رکھ لیا کہ جس وقت شاہزادہ کسی طرح کی دست درازی کا قصد کرے پہلے اُسکو ایک خنجر سے ہلاک کرون بعد اپنی جان دونگی خدا اوندا کریم شاہزادہ معز الدین کو زندہ رکھے مجھ سی بہت حسین اور خوبصورت عورتین اُسکو میسر ہونگی ایک مین نہوئی تو کیا القصہ دوسرے روز بادشاہ سپید پوش نے تمام لشکر کو آئینہ بندی کا

حکم دیا اور شب کو روشنی فانوس و چراغان ایسی ہوئی کہ خورشید تابان کی بھی روشنی گرد ہو گئی بقول کسی شاعر کے بیت

ندیدہ چنین جشن چشم سپہر | کہ شمع و چراغش بود ماہ و مہر

جبکہ قران السعدین برج حوت مین واقع ہوا اور خانہ مشتری مین شرف زہرہ ہوا چار عورتین نقابدار آئین اور انھون نے دست و پا مین شاہزادہ کے مہندی لگائی اور انہین سے ایک نے بدر عالم منجم کے بھی دست و پا مین مہندی لگائی شاہزادہ نے دل مین کہا ای معز الدین اگرچہ پہلے بھی دو تین جا طلسم مین تیرا عقد ہوا اور سبھہ خدا وند کریم نے وہان سے محفوظ رکھا لیکن یہ سامان اسطرح کا نظر آتا ہو کہ یہان سے بچنا مشکل ہو آخرکار دوسرے روز شب جمعہ کو بادشاہ سپید پوش نے شاہزادہ کو ایک اسپ پری پیکر پر سوار کیا اور تمام لشکر کی اپنے سیر کرائی شاہزادہ نے اسطرح کی صورتین خوفناک اور شکلین عجیب و غریب دیکھین کہ کہین نظر سے نہ گذری تھین الغرض اسی طرح ہر جگہ گئے اور ہر مکان کی سیر و تماشا دیکھتے ہوئے اسی بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لائے اب جو اسکو دیکھا تو وہ ایسی وساپچ بارگاہ پائی کہ چار بارگاہین ویسی ہی بنین اور آراستگی و رونق کا کیا ذکر کیا جائے اور وہان چالیس نقابدار علاوہ نقابداران اول کے بلباس شاہانہ تخت اور کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے شاہزادہ نے خواجہ فیروز ناظر سے پوچھا کہ یہ اسقدر نقابدار اس تھوڑے عرصہ مین کہان سے آگئے خواجہ فیروز ناظر نے جواب دیا کہ بعد عقد کے خود ہی معلوم ہو جائیگا ابھی حضور خاموش رہین اور ناچ دیکھین بیت

ندیدہ نہ بیند دگر آسمان | چنین جشن عالی در اہل جہان

ناگاہ وقت عقد قریب آیا نقابدار سپید پوش تخت نشین ایک طرف گیا اور بعد ایک لمحہ کے دیا اپنے سے پھر آیا بعد اسکے نقابدار مروارید پوش سے جو پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھا تھا اُس سے کہا ای صاحب حکم محکم جناب عالی ہو کہ ملک و مال کے علاوہ پردہ سبز نگار کی حکومت اپنی دختر بلند اختر کے جہیز مین دو مروارید پوش نے جواب دیا کہ جناب عالی پر سب حال بخوبی روشن ہو کہ حکومت پردہ سبز نگار میری ملک مین داخل نہین ہو لیکن حاکم وہانکا میرا نوکر ہو نقابدار سپید پوش جواب لیکر روانہ ہو گیا شاہزادہ نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ یہ کہان جاتا ہو دیکھا کہ صحن بارگاہ مین ایک خیمہ نہایت با حشم و خدم استادہ ہو اور در خیمہ پر پردۂ مروارید نگار پڑا ہو اس نقابدار سپید پوش نے جواب نقابدار مروارید پوش وہان جاکر بیان کیا بعد ایک ساعت کے پھر وہان سے آیا اور کہا جناب عالی فرماتے ہین کہ ہمکو خوب معلوم ہو کہ حکومت پردہ سبزہ نگار تیری ملک نہین لیکن حاکم وہان کا بسر و چشم تمہارا ہی تابع ہے کہ جہیز مین دیا جائیگا مروارید پوش نے کہا اگر یہی اُنکی خوشی ہو تو مین منع نہین کرتا جب شاہزادہ نے یہ کیفیت دیکھی دل مین کہا خداوندا یہ جناب عالی کون بزرگ ہین کہ جنکے نام مین اسقدر ادب کا کام فرمایا جاتا ہو قصہ مختصر ایک نقابدار نے انہین سے شاہزادہ شمس القمرین کا ملکہ زہرۃ الریاض سے عقد پڑھا اور بدر عالم کا خوشنوا پری سے نکاح ہوا

ہر چہار طرف مبارکباد بلند ہوئی اور مہر عروس کا ستر ہزار بار شتر درہیم قرار پایا شاہزادہ نے جو آوازین حسینون کی سنین اکثر آوازین گوش آشنا
معلوم ہوئین شاہزادہ نے خواجہ فیروز ناظر سے پوچھا کہ یہ کون اشخاص ہین خواجہ فیروز ناظر نے کہا کیون آپ گھبراتے
ہین ایک لمحہ مین آپ کو بخوبی معلوم ہو جائیگا بعد اسکے نقابدار سپید پوش نے کہا ای شاہزادہ والا تبار حضور محل مین
تشریف فرما ہون اور جمال عروس کا مشاہدہ فرمائین شاہزادہ نے فرمایا ای برادر مین تمھاری آواز بھی پہچانتا ہون
مگر اسوقت چند در چند بلا مین ایسے افکار مین ہون کہ میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین کہ بتا سکون کہ مین نے
کہان یہ آواز سنی ہی سپید پوش نے کہا شاید ایسا ہی ہو ادھر ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بھی ایسا ہی معاملہ درپیش ہوا
کہ محل مین چند عورتین نہایت حسین و جمیل اور وہ چارون عورتین نقاب پوش جو سابق آئی تھین ملکہ کی خدمت
مین حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ اب آپ بھی حمام فرمائین ملکہ نے آہستہ بحسرت کہا کہ غسل عروسی بھی کم از غسل میت
نہین ہی نرگس خاتون محلدار نے کہا ای ملکہ آفاق یہ وقت ایسی بات منھ سے نکالنے کا نہین ہی مصرعہ
مزن فال بد کآورد حال بد القصہ جب ملکہ نو بہار گلشن افروز غسل عروسی سے فارغ ہوئی اور لباس فاخرہ
زیب جسم کیا ایک خنجر بھی پوشیدہ اپنے پاس رکھ لیا نرگس خاتون محلدار ہنسی اور کہا یہ خنجر آپ نے کیون اپنے
پاس رکھا ہی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ محافظ میری آبرو کا ہی اور ہر وقت میرے پاس رہتا ہی
نرگس خاتون محلدار نے کہا قربانت شوم پہلے آپ صورت شوہر کی دیکھ لین بعدہ ہم پھر پوچھینگے کہ حضور کا وہ
انکار اور عذر کہان گیا بیت

درآن حالت کہ بینی روی داماد ‌ ‌ یقین دان خنجر از دستت او فتاد
سر خود را بپایش او گذاری ‌ ‌ کہ تاب دیدن رویش نداری
چو تصویر آن زمان خاموش گردی ‌ ‌ عجب نبود اگر بیہوش گردی
بہوش آئی و بنشینی چو بر تخت ‌ ‌ گرفتہ در کنار خود سیہ بخت
ازین صحبت کہ می بینی بیاد آر ‌ ‌ چسان گرمست صحبت ہای دلدار

یہ باتین حسرت و افسوس کی ہو رہی تھین کہ شاہزادہ محفل مین داخل ہوا لیکن چہرہ انور پر بادشاہ سپید پوش نے
نقاب ڈال دی شاہزادہ نے فرمایا کہ نقاب پوشی کی یہان کیا وجہ ہی بادشاہ سپید پوش نے کہا کہ یہان کا رسم ہی کہ
جب یہ سب نقابدار چہرون سے نقاب دور کرینگے اسوقت آپ بھی نقاب دور کیجئے گا شاہزادہ بادشاہ سپید پوش
کے ہمراہ روان تھا کہ بادشاہ سپید پوش نے شاہزادہ سے کہا حضور نے کچھ ملاحظہ فرمایا شاہزادہ نے فرمایا کہان
بادشاہ سپید پوش نے کہا ذرا ادہر نگاہ فرمائیے جیسے ہی شاہزادہ نے سر اوٹھا کے دیکھا کہ ہزار ہا نقاب پوش تختہای زرنگار
پر لباسہای رنگ برنگ پہنے معلق ہوا پر قائم ہین اور جہان ملکہ نو بہار گلشن افروز تخت وقار پر رونق افروز

ہر وہان ایک سائبان زرجد کا مرصع نگار پڑا ہوا ہی جب شاہزادہ قریب پہونچا بادشاہ سپید پوش نے وہ سائبان اترو ا ڈالا تا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی کیفیت نقابدارون کی دیکھے بعد اسکے شاہزادہ سے کہا ای شہریار یہ فرمائیے کہ پہلے جمال جہان نما عروس کا ملاحظہ فرمائیے گا یا نقابدارون کو دیکھیے گا شاہزادہ نے فرمایا صورت عروس تو بعد مین دیکھونگا لیکن مین پہلے مشتاق نقابدارونکا ہون خصوصًا مین تمھاری صورت کا سب سے زیادہ مشتاق ہون کہ تمھاری آواز نے نہایت متحیر کر رکھا ہی بادشاہ سپید پوش نے اپنے چہرہ سے نقاب دور کی بس شاہزادہ نے دیکھا کہ اقبال شاہ ہین بے اختیار شاہزادہ نے فرمایا ای برادر تم کہان اور سینہ سے لگا لیا اقبال شاہ نے کہا کہ مین اپنا حال پھر بیان کرونگا بالفعل ان نقابدارون کو ملاحظہ فرمائیے اب جو شاہزادہ نے دیکھا تو تخت معلق پر حفیظ ثریا مکان اور احمر نوجوان اور مسعود نام جو اور ملکہ فرنگ سلطان اور ملکہ اژدر گلگون پوش اور ریانہ ورد ندان اور ملکہ سوداوہ سبز نقاب اور شہاب نوجوان وغیرہ تمام یہ لوگ تختہائے طلسمی پر سوار ہین اور علاوہ انکے ہزارہا پریزاد و آدمزاد ایسے جمع تھے کہ جنسے شاہزادہ واقف نہ تھا اور نہ صورت سے آشنا تھا جب یہ سامان دیکھا تو شاہزادہ نے قیاسًا کہا عجب نہین کہ معاملہ سب طرح درست ہوا اور عقد بھی ہمارا حسب دلخواہ ہوا ہوا ور ساعت حکم مدبر عالم منجم بھی قریب ہو بعد اسکے شاہزادہ عروس کی طرف مخاطب ہوا کہ نقاب چہرہ سے دور کرکے صورت دیکھے اتفاقًا ملکہ نو بہار گلشن افروز کی طبیعت مین بھی اسوقت یہی خیال آیا آخر ہاتھ شاہزادہ کا نقاب ملکہ پر پڑا اور ہاتھ ملکہ کا نقاب پر شاہزادہ کی پڑا دونون نقابین برابر چہرون سے دور ہوئین دونون نے بحیرت وحسرت ایک دوسرے کو دیکھا اور فورًا بیہوش ہو گئے

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

قصہ کوتاہ جب ملکہ نو بہار گلشن افروز ہوش مین آئی اپنے کو شہر عشرت شہر مین تخت سلطنت پر پایا اور پہلو مین شاہزادہ معز الدین کو دیکھا جب شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ معشوقہ سر زانو پر اپنے لیے ہوئے بنگاہ حسرت دیکھ رہی ہی مگر اب اُس خمار بیہوشی مین شبہ ہوا کہ یہ کون معشوق ہی نہین معلوم کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز ہی یا کوئی شعبدہ طلسمی ہی آخر نہ ضبط ہوسکا ملکہ نو بہار گلشن افروز کے سات بار گرد پھرا اور پانون پر سر رکھدیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بحیرت شاہزادہ کی صورت دیکھا کی اور دل مین ہزار ہزار شکر جامع المتفرقین اور کردگار ارحم الراحمین کی درگاہ مین ادا کیے اور تمام شب اسی صحبت استغنا سے مین گذری صبح کو نادرہ راز دار نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ عالم تا حق ان صحبت و استغنا سے مین گرفتار رہو ملکہ شکر خداوند دوجہان ادا کرو کہ تم اپنی مراد کو پہنچین شعر مژدہ ای بستان دست فرن پائے کو بہ پاشنند گھر درین جا کہ بیسا ز آمدہ

بعد ہوش بجا ہونے کے پہونچنا شاہزادہ نامدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا شہر عرشیہ مین

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار کو سینہ سے لگا لیا اور کہا اے خواہر عزیز افسوس تمہین میرے
حال کی مطلق اطلاع نہین کہ اس زمانہ مین میرے اوپر کیا کیا مصیبت گذری نادرہ رازدار نے کہا اے
اے ملکہ آفاق جس روز عالم بے دماغی مین شکار کے واسطے گئین شام کے وقت ایک پیرزاد خواص نے
مجھ سے کہا کہ ملکہ کا کہین سراغ نہین ملتا اس خبر وحشت اثر سے جہان میری آنکھون مین سیاہ ہو گیا اور کوئی جا ایسی
باقی نہ رہی جہان مین نے تمکو تلاش نہین کیا جب کہین نشان نہ ملا ناچار اسی وقت جناب حکیم صاحب کی خدمت
مین پہونچی اور تمام حال تمھارا بیان کیا حکیم صاحب نے میری نہایت دلجمعی کی اور کہا کہ چند روز مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
خود بخود محل مین آجائینگی ہرچند حکیم صاحب نے میری تسکین کردی تھی لیکن اسپر بھی کسی طرح دل ناصبور کو صبر نہ آتا تھا
ملکہ ابکی جو مین تمھارے فراق مین مضطرب الحال حکیم صاحب کی خدمت مین گئی تو حضرت نے خود مجھ سے فرمایا کہ اے
نادرہ رازدار ہمنے تمھاری ملکہ کو ایسی جا پر گرفتار کیا ہے کہ تھوڑی تکلیف کے بعد تمام غرور و تکبر اُسکا دفع ہو جائیگا اور
شاہزادہ معز الدین کی سرگردانی و جانفشانی کی حقیقت سمجھیگی بلکہ قدر کریگی اور ابکی عقد بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا شاہزادہ معز الدین سے ہو جائیگا مین نے عرض کیا کہ حضرت مجھے بھی وہان پہونچا دین تاکہ مین بھی اپنی
خاتون کے عقد مین شریک ہون حکیم صاحب نے فرمایا یہ عقد طلسمی ہے یہان ضرورت شرکت نہین ہے ہان تمھین نکاح ملکہ

نوبہار گلشن افروز کا بیرون طلسم ہوگا اُس وقت تمھارا ہونا ضرور ہی اب تم تنہا بتا ملکہ کے امورات سلطنت کو انجام دو کل تک خدا نے چاہا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ہمراہ شاہزادہ معزالدین کے آجائیگی بعد اسکے جو کیفیت نکاح کی تھی وہ سب بیان کی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مین خود شب عقد کو وہان جاؤنگا اور کل قبائل ملکہ و ساکنین عجائبات بھی حاضر ہونگے اے نادرہ رازدار اقبال شاہ جو کہ شاہزادہ معزالدین کا یار مخلص مین مددگار تھا وہ سردار لشکر ہوگا اور اہل لشکر اعلی طبقہ کے جمع ہونگے لیکن شاہزادہ معزالدین و ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ ہمارا نکاح کسکے ساتھ ہوگا اور عجائبات اُردوے قسمت کے انواع انواع طرح کے دیکھینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ ہی ایسی ایسی صورتین اور وہ وہ مصیبتین پیش آئی ہین کہ قابل بیان نہین اور ابھی تک حالات لشکر سے مطلق خبر نہین بلکہ اپنے حال کی بھی خبر نہین کمال تعجب و تحیر ہی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام سرگذشت اپنی نادرہ رازدار سے بیان فرمائی نادرہ رازدار نے کہا وکان امر اللہ قدرا مقدورا شکر اُس خدا کا کہ انجام اسکا حسب دلخواہ تمھارے بخیر ہوا اور کیون نہو مصرع بعد روزِ ون کے ہمیشہ غرہ ہی شوال کا اور جناب حکیم صاحب نے ایک پیغام اور آپکو دیا ہی اُسکو خوب طرح سے سُن لو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا حضرت نے فرمایا ہی کہ شاہزادہ معزالدین سے فقط لطف صحبت رہے خبردار خبردار ابھی بدون اجازت ہمارے وصل حقیقی نہوئے اسواسطے کہ یہ عقد طلسمی ہی اگر خدا نخواستہ یہان عالم طلسم مین جو کوئی امر دوسرا ہوگیا تو سمجھے شاہزادہ بالکل منحرف ہو جائیگا اور پھر عمر بھر یکشکل مزاج کی نہ رہیگی اور جسقدر تم یہان اپنی حفاظت کروگی اُسی قدر بیرون طلسم شاہزادہ تمھارا مشتاق رہیگا اور خاطرجمع رکھو انشاءاللہ تعالی جبل اعلی مین بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھارا بھی نکاح ضرور ہی ہوگا اور تم بھی مقابل مین ملکہ شمسہ تاجدار کے منکوحہ دوم قرار دیجاؤگی کہ خداوند کریم نے ازل سے چار بیبیان شاہزادہ کی مقرر فرمائی ہین انمین اوّل ہم قوم ملکہ شمسہ تاجدار دوسری ملکہ ناطقہ روشن بیان تیسری آتشی قوم ملکہ نوبہار گلشن افروز چوتھی ملکہ صبح دلکشا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ملکہ صبح دلکشا بھی عقد مین شاہزادہ معزالدین کے آئیگی نادرہ رازدار نے کہا ہان مجھسے حکیم صاحب نے یہی فرمایا ہی بلکہ یہ بھی حکم دیا کہ تم اپنی صحبت عیش مین ملکہ صبح دلکشا کو بھی رکھو اور جو کدورت تمھارے دل مین ہو اُسے نکالڈالو اور شاہزادہ کو سیر و تماشے مین مشغول رکھو مین نے یہ عقد فقط تمھارے اطمینان کے واسطے کر دیا ہی اور چونکہ عقد طلسمی مین غیریت نامحرمی باقی نہین رہتی لہذا اختلاط و بوس و کنار اسمین جائز ہی لیکن چند روز مصلحتاً معاملات خانہ داری کو معطل رکھنا مناسب ہی اور اگر شاید شاہزادہ زیادہ تر کسی امر مین مصر ہوا اور ضبط نہو سکے تو شاہزادہ کو سیر و تماشا سے مشکو سے حیرت مین مشغول کر دینا کہ اکثر نازنینان مشکو سے حیرت مشتاق لقاے شاہزادہ عالم پناہ

حد سے زیادہ ہین اور شاہزادہ نے بھی اُسنے خود وعدہ ملاقات کیا ہی وہ بھی ایفا ہو جائیگا اور تندمزاجی بھی شاہزادہ کی دفع ہو جائیگی اور وہ پری زادین بھی اپنی آرزوے دلی کو پہونچ جائینگی مصرع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار اور اسکا بھی خیال رہے کہ بزم عیش و نشاط مین حکیم صاحب کا دخل ضرور ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا سمعنا و اطعنا **قطعہ**

کنیزے کہ از حکم آقا برون شد	ز من پیس کو را دگر جا چون شد	دگر سر نہ پیچیم ز حکم مربی	ہر چیز گوییم ہو الامر ربی

اسی اثنا مین شاہزادہ نے ایک خواص خاص کے ذریعہ سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو کہلا بھیجا کہ اے ماہ خوبان جہان معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری طبیعت نازک سے غبار کدورت نہین گیا کہ مجھ سوختہ آتش فراق کو آب چشمہ دیدار خوش گوار کو فرصت آثار سے سرد نکرو کی نادرہ راز دار نے کہا اے ملکہ آفاق شاہزادہ کو بلا لو کیونکہ اب جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بظاہر نادرہ راز دار کے کہنے سے شاہزادہ کو وہین بلا لیا شاہزادہ ملکہ کے پاس تشریف لایا ملکہ نے نہایت اعزاز سے اپنے پہلو مین جگہ دی شاہزادہ نے اُسکے لب جان بخش کے چند بوسہ لیے بعد اسکے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ آفاق یہ صحبت ہی یا خواب ہم دیکھتے ہین **بیت**

دست در آغوش یار و روبرو یش بے حجاب	اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

البتہ آپکے فراق مین ایسے صدمے اور تکلیفین اُٹھائین کہ پناہ بذات خدا اور کیا کیا تماشے عجائبات طلسم مین دیکھے مگر مین اپنے حال مین ایسا مبتلا تھا کہ مجھے دین و دنیا کا مطلق ہوش نہ تھا خصوصاً جب یہ معلوم ہوا کہ تم مجھسے آزردہ ہو بس زندگی تلخ ہو گئی اور ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا واقعی یہ درد ہجر و فراق یار ایسی ہی بلا ہے بے درمان ہی کہ خدا وند عالم کسی کو ندے بقول امانت **؎**

یہ وہ موذی ہے کہ ایذا ہیں کئے سیل و نہار
یہ وہ زنبور ہے جو لینے نہ دے دلکو قرار
یہ وہ بجلی ہے فلک تک گئے سے جسکے شرار
یہ وہ اژدر ہے کہ اک شعلہ مین کردے فی النار
برق پہ برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جائے
یہ وہ کالا ہے کہ انسان کو دیکھے پیچ سے مار

مگر بفضل الٰہی سے انجام تو بخیر ہوا اب اُن ایام کا خیال کرنا عبث ہی شاہزادہ نے فرمایا اگر تمھارے فراق مین مجنون ہو جاتا یا تمھاری تلاش و جستجو مین کوئی دیو و یا غول صحرائی ہلاک کر ڈالتا تو آپکو خوشی تو کمال ہوتی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تمھارے تحوا سے کلام سے یہ مترشح ہوتا ہی کہ شاید ہمکو آپسے کچھ تعلق خاطر نہ تھا یہ جائے غور ہی کہ اگر مین تعلق دلی نہ رکھتی ہوتی تو مجھے تمھارے دریافت حال سے کیا غرض تھی دوسرے اگر ادھر آپ نے خلاف احکام طلسم کیے تھے ورنہ اور کسی کی مجال قدرت تھی کہ جو ایک ذرہ خلاف کر سکتا اور یہ بھی امر میرے تعلق خاطر کی دلیل ہی کہ ملکہ صبح و تماشا کی طرف جو آپ نے توجہ فرمائی ہمکو کیونکر خبر ہوئی اور کسی غول یا دیو یا جن کی قدرت و مجال تھی کہ جو آپ سے آنکہ ملا سکتا ہلاک کرنا تو شی دیگر ہی اس وجہ سے کہ مجھے ہر وقت آپکا حال معلوم ہوا کرتا تھا آپ سے غافل نہ تھی بلکہ اسی خوف سے دو پریزاد آپکے ہمراہ کیے تھے کہ ہر وقت و ہر لحظہ کا حال ہمسے بیان کرتے رہین وہی آپکے محافظ و نگہبان بھی تھے نام انکا طیران و سیران ہی اور جناب عالی نے جو فلان پہاڑ پر اردبول وغیرہ دیو بچون کو قتل کیا اور جس دیو نے آپکو بغل مین لیکر وہان سے پرواز کی وہ کیونکر گرفتار ہوا اور آپکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچی تاہم آفرین اور صد ہزار آفرین بیشک و شبہہ آپ اپنے وقت کے رستم و افراسیاب ہین جامہ شجاعت و مردانگی خدا نے تمھارے ہی واسطے قطع کیا ہی شاہزادہ نے فرمایا درحقیقت یہ تو کلمات خوش طبعی کے تھے لیکن اگر آپ کو میرا پاس خاطر ہوتا تو پھر کیسی دعوت و خاطر و مدارات کا ہونا محال تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے مسکرا کر فرمایا کہ خاطر و مدارات و مہمانی تو محبت مین داخل نہین ہی ہان آپکو فقط واسطے آزمایش کے سرگردان کرنا تھا پس آپکا ثابت قدم رہنا بہرحال ثابت ہو گیا بیشک آپ انتہا کے مستقل مزاج ہین یہ کہکر ہاتھ شاہزادہ کا آنکھون سے لگا لیا اور کہا یہ وہی دست نازنین ہی کہ جس سے وہ دیو بچے قتل ہوئے بس پھر تو شاہزادہ کچھ بے تکلف ہو گیا بیت

لبش نوشید و گفتا انگبین است
نشان دادش کہ جائے بوسہ این است

ناگاہ عنان صبر و تحمل ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ گئی اور توسن خواہش انتہا کا گرم ہو گیا ادھر سے دست ہوس بڑھا اُدھر شرم و حیا انگشت بدندان ہوئی اور فرمودہ حکیم صاحب پیش آیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب شاہزادہ کو جوش مستی سے از خود رفتہ دیکھا بحیلہ دوسرے مکان مین چلی گئی اور نادرہ رازدار سے حقیقت حال بیان کی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ آپ نے نہایت ہوشیاری کو کام فرمایا جو وہان سے تشریف لے آئین بلکہ آپکو ہر وقت اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ شاہزادہ تمکو زیر نہ کر سکے ورنہ تمھارے بنائے کچھ نہ بن سکیگا آخر

ایک تخت اور پہلوے ملکہ مین نادرہ راز دار نے شاہزادہ کے واسطے بچھوا دیا ملکہ نے جب کنارہ اختیار کیا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ شاید کوئی حرکت گستاخانہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو میری ناگوار ہوئی لیکن بجز سکوت کچھ زبان سے نکہا جب شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے اپنے تخت پر جلوہ گر ہوے نادرہ راز دار نے حکم دیا پریزادان ارباب نشاط کو کہ ناچ گانا شروع ہو شاہزادہ نے جو ایک طرف پریزادان خوبرو کو اور ایک طرف اپنی ماہ رو کو مشاہدہ کیا خوشی سے اپنے جامہ مین نہ سمایا آخر اسی عیش و نشاط مین وہ روز گذر ا رات ہوئی خاصہ تناول فرمایا نادرہ راز دار نے شاہزادہ کے واسطے علیحدہ مکان مین فرش کرایا شاہزادہ نے کان مین نادرہ راز دار سے فرمایا اے عزیز از جان میرے لیے تو ہنوز روز اوّل ہے یعنی شاید ابھی ملکہ نوبہار گلشن افروز میرے حال پر بظاہر مہربان ہے مگر باطن صاف نہین ہے نادرہ راز دار نے کہا اے شہریار عالم مدار باللہ کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اصلا تمھاری طرف سے غبار نہین رکھتی بلکہ اسقدر خوش ہے کہ گویا دولت کونین حاصل ہوگئی شاہزادہ نے فرمایا اگر تم سچ کہتی ہو تو پھر مجھے آوارہ و سرگشتہ کا مقصد دلی کیون حاصل نہین ہوتا حالانکہ عقد شرعی بھی تو ہو چکا ہے اور حیلہ شرعی بھی نہ رہا یا تو عفو تقصیر نہین ہوا یا ہمت رغبت نہین ہے جو اسطرح کا پرہیز ہوتا ہے نادرہ راز دار نے کہا وہ اہل مجلس کہان ہین آپ انکو بلا لیجیے ذرا ہم بھی تو دیکھین آپ کا دعوی سچ ہے یا جھوٹ ہے اتنے دن ہوے اس کارخانہ طلسم مین سیر کرتے لیکن ہنوز بسنت کی خبر نہین یہ کارخانہ طلسمی ہے انکی بھی کوئی اصل ہے ہر وقت ایک تماشا تازہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح ایک یہ بھی شعبدہ تھا کہ نکاح آپ کا ہوا آپ شکر درگاہ پروردگار مین نہین کرتے کہ پہلے فقط ایک نظر دیکھنے کی آرزو مین تھے اور اب جو صحبت بے تکلفانہ میسر آئی تو آپ کو کچھ اور سوجھا فقط آپ پر کیا موقوف ہے یہ تو قاعدہ کلیہ ہے کہ جب انسان کو حسب دلخواہ عیش و آرام نصیب ہوتا ہے تو وہ اپنے روز بد کو بھول جاتا ہے اب آپ ان خیالات سے باز آئیے اور اس عیش و صحبت یار کو غنیمت سمجھیے جس خدا نے اس امید کو پورا کیا وہ مسبب الاسباب ہے وصل کا بھی کوئی سبب پیدا کر دیگا شاہزادہ نے فرمایا فصبر جمیل دیکھیے کب تک وہ وقت نصیب ہوتا ہے شعر

ما کار خویش را بخداوند کارساز
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

اے خواہر نامدار یہ تو مین بخوبی سمجھا کہ شعر

ہو یار کی سو نگھا کے صبا نے اڑا لیے ہوش
باد مراد نے مری کشتی تباہ کی

مگر مجھے ان مقدمات کا سوال تم سے کرنا ہے کہ جنسے محض مین نابلد ہون نادرہ راز دار نے کہا فرمائیے وہ کیا سوال ہین شاہزادہ نے فرمایا پہلے پدر عالم سنجم کے حال سے مطلع ہونا چاہیے کہ آیا یہ شعبدہ طلسمی ہے یا اصلی نادرہ راز دار نے کہا پدر عالم بیچارہ بنی آدم ہے اور جو اسنے اپنا حال زار بیان کیا وہ سچ ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ اب وہ کہان ہے

نادرہ رازدار نے کہا شہر عشرت میں اپنے معشوقہ خوشنواز پری کے ساتھ عیش کرتا ہی بلکہ کل جب حضور تخت فرمانروائی پر اجلاس فرمائینگے پدر عالم بھی واسطے ملازمت کے حاضر ہوگا شاہزادہ نے فرمایا نہین معلوم کہ کس پریزاد نے پدر عالم کو پردہ قاف سے بلایا تھا اور راہ مین تنہا اُسے چھوڑ کے پہاڑ پر گئی تھی نادرہ رازدار نے کہا غریب پرور پدر عالم کو آپ کی عاشق صادق نے واسطے حال پوچھنے کے بلایا تھا کہ بزور علم نجوم بتادے کہ مین بھی لائق صحبت شاہزادہ کے ہون یا نہین خوشنواز پری تمھاری عاشق کی خواہر ہمشیر یعنی کوکہ ہی غرض کہ وقت کہ دلنواز و خوشنواز مان بیٹیان پدر عالم کو بلاکر پہاڑ پر لیگئین شب وہین بسر کی صبح کو جب وہ بیدار ہوئین کیا دیکھتی ہین کہ ایک دیو کوہ پیکر عشندیق حرام خوار جو مدت سے خوشنواز پری کا عاشق تھا حسب اتفاق اُس پہاڑ پر موجود ہوا پدر عالم سوتا تھا بس دیو نے دلنواز و خوشنواز کو لیجانے کا قصد کیا دلنواز تو دیو سے مقابلہ پیش آئی اور خوشنواز وہان سے فوراً بھاگی بقدرت خدائے قادر و توانا افتان و خیزان بخدمت مستقیم سرستان حیرانی مین پہونچی اور اُدھر اُس ملعون نے دلنواز کو مارڈالا لیکن ہر کہ کل جس وقت پدر عالم فیضیاب خدمت عالی ہو تو خوشنواز پری بھی پدر عالم کے ساتھ آئے اور اپنی مان کا دعوی خون سرکار عالی مین پیش کرے اور آپ افسران لشکر کو حکم دیجیے گا کہ عشندیق حرام خوار قاتل کو سزاے اعمال دیجائے شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ جو عاشق میرا ہی نام اُسکا کیا ہی اور وہ کس خاندان سے ہی اور رہنے والا کہان کا ہی نادرہ رازدار نے کہا آپ اُسے خوب جانتے ہین بلکہ اُسنے اکثر جا آپکی مدد اور کمک بھی کی ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ واللہ مجھے اسوقت مطلق خیال نہین آتا کہ وہ کون ہی نادرہ رازدار نے کہا شاہزادہ افسوس کہ اس بیچارہ نامراد و ناشاد نے تمھارے عشق مین جان و آبرو دونون کو برباد کیا اور تمکو ذرا بھی خیال نہین حق یہ ہی کہ تم کیا کرو معشوق کا نام ہی ایسا ہی شاہزادہ نے فرمایا ای خواہر بجد ابیت

	چو از بس شور لیلی در سرم بود	کجا پروائے کار دیگرم بود	

مجھے مفارقت ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دُنیا سے کھو دیا بلقو لے

	عقل و متاع و ہوش جو کچھ تھا وہ کھو چکے	ہمتو برون کی جان کو پہلے ہی رو چکے	

مین اس قابل نہین کہ کسی کا پرسان حال ہون اب مجھے میرے عاشق کے حال سے اطلاع کرو نادرہ رازدار نے کہا کہ جب تمھین نے اُس بیچارہ کو فراموش کیا تو میرے یاد دلانے سے کیا فائدہ

	قفس مین برگ گل رکھنے سے ای صیاد کیا حاصل	دلائی پھر اسیرون کو چمن کی یاد کیا حاصل	

جب شاہزادہ نے زیادہ اصرار کیا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار عاشق تمھاری طراحت پری ہی کہ اُسکے دل مین آتش محبت آپکی مشتعل ہی کسی پہلو قرار و آرام نہین ہوا کرتی ہی

این رازکہ جویم واین قصہ بکہ گویم | حیرانم ودرماندم در قدرت ربانی

تا اینکہ محض آپکی محبت مین اسنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کنیزی اختیار کی شاہزادہ نے نام ملاحت پری کا سنکے اُسکے حقوق کو یاد کیا اور کمال محجوب ہوا اور ملامت اپنے اوپر کی اور فرمایا کہ اُس بیچاری نے طلسم رنج حوادث مین میری خدمت ایسی کی کہ اُسکا شکر یہ مین نہین اداکرسکتا نہین معلوم کہ وہ کسطرح داخل کنیزون مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہوئی نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار یہ مسئلہ شرعی تو سب پر حالی ہو کہ چار بیبیون کے علاوہ پانچوین زوجہ حرام مطلق ہی مگر ہان حرمون اور کنیزون اور خواصون کی کچھ قید نہین ہی اور درحالیکہ چار بیبیان آپکی تجویز ہوگئین پھر ملاحت پری کا کس صورت سے عقد ممکن تھا شاہزادہ نے فرمایا کہ میری چارون بیبیون کا نام کیا ہی نادرہ رازدار نے کہا ایک ملکہ نوبہار گلشن افروز دوسری ملکہ صبح دلکشا یہ تو قوم آتشی مین سے ہین اور ایک ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک اور چوتھی منکوحہ سے مین آگاہ نہین ہون ٭٭

اب حال ملاحت پری کا سنو

جبکہ صباحت پری ملاحت پری کی مان نے انتقال کیا سلطان شمعون ملکہ نوبہار گلشن افروز کے والد ماجد نے ملاحت پری کو پردہ سبز نگار کا حاکم کیا قضارا ملاحت پری کو آپکا عشق ہوا اور آپنے حال عاشقی عبیدون عابد سے بیان کیا عبیدون عابد نے حکیم ابوالمحاسن سے ملاحت پری کی سفارش کی حکیم ابوالمحاسن نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملاحت پری کو بھی صحبت شاہزادہ کی میسر ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ بجز اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر ایسی نہین ہو کہ ملاحت پری زمرہ مین کنیزون کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے جہیز مین دیجائے ملاحت پری نے خوشی دل سے قبول کیا یہی سبب تھا کہ جو بوقت عقد نقابدار سپید پوش نے دوسرے نقابدار سردار بدپوش سے کہا تھا کہ پردہ سبز نگار کے حاکم کو اپنی دختر کے جہیز مین دے چنانچہ نام بھی نکاح نامہ مین درج کیا گیا شاہزادہ نے فرمایا خدا جانے چوتھی عورت کہ نام میری منکوحہ کون ہی دوسرے ملکہ صبح دلکشا جسکی بدولت مین نے کیسے کیسے رنج و صدمات اُٹھائے اور کیسی کیسی آفات طلسمی مین گرفتار رہا اور پھر وہی مجھسے منعقد کیجائے حالانکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو ناگوار بھی ہی تیسرے ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی اگرچہ میری منکوحہ ہی اور عقد بھی اُسکا عرصہ ہوا کہ ہوگیا پھر میرے سامنے آنے مین اُسکو کیا عذر باقی رہا مین نے اُسکی صورت تک نہین دیکھی اور اقبال شاہ کا بیان حصار چار مثلثہ مین تھا کہ برادر خورد میرا مقبل ملکہ ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہی اور فقط مقبل کے کام کیواسطے اپنے وطن سے آیا ہون نادرہ رازدار نے کہا مین عذر کرچکی ہون کہ مجھکو چوتھے محل کا حال نہین معلوم اسواسطے کہ جناب حکیم صاحب نے فرمایا ہی کہ شاہزادہ کے چار محل ہونگے لیکن انہین

تین محل کے مفصل نام ارشاد ہوئے اور جو تیسی کا نام بیان نہین فرمایا نہین معلوم کہ اس پوشیدگی مین کیا بھید ہے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اب کسی حرکت سے تمھاری آزردہ نہونگی وہ آزردگی کے دن تمام ہوگئے اور ملکہ ناطقہ روشن بیان بخوف ملکہ نوبہار گلشن افروز کے آپکے سامنے نہ آئی لیکن کسی وقت ضرور حاضر خدمت ہوگی اور یقین ہے کہ اقبال شاہ نے مقبل آپ ہی کو خطاب دیا ہو تو کیا عجب کوئی اسمین بھی مصلحت ہوگی ورنہ ایسے خیالات مین آپ مبتلا ہوتے شورش محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز مین کوئی آپ سے نکاح کا ذکر بھی کسی غیر عورت سے آپ کے سامنے بیان کرتا تو آپکو ناگوار ہوتا اور اگر آپکے سامنے اقبال شاہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کے نکاح کا تذکرہ بھی کرتے تو یقین تھا کہ آپ اقبال شاہ کی رفاقت ترک کرتے اور یہ عقل مین نہین آتا کیونکہ یہ حرکت خلاف قاعدہ بانیان طلسم کی تھی کہ حکماے متقدمین آپکا عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے پہلے ہی مقرر کر گئے ہین اور یہ عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ نوبہار گلشن افروز کا طلسمی ہے اسطور پر کہ جیسے آسمان پر شبیہ ایزدی مین گذرتا ہے جیسے عالم اسباب اور ہندی مین سن جوگ کہتے ہین بس یہ عقد آسمانی کافی نہین ہوتا وقتیکہ پردہ دنیا پر جلی روح الاشہاد عمل مین نہ آوے یہی وجہ ہے کہ حکیم صاحب نے یہ تینون عقد نکاح چہارم پر موقوف رکھے ہین کہ جب تک آپکا نکاح چوتھی بی بی بیرون طلسم سے نہوگا یہ عقد طلسمی بے اصل ہین اور عقد طلسمی مین صحبت بوسہ و کنار کو جائز رکھا ہے صحبت نہین کی شاہزادہ نے فرمایا اے رازدار طلسم حکمت سرشتان حیرانی کی کیا اصل ہے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وہان جانے کی کیا وجہ ہوئی اور ملکہ سودا و مدہوش و حیران کلرنگ وغیرہ نازنین کیونکر اور وسیے گشت مین وارد ہوئین اور طرفہ تر یہ کہ انکے شوہر بھی وہان موجود ہین اور سوا انکے ہزارہا زن و مرد کہ جنکے نام و صورت سے بھی مین واقف نہ تھا وہ بھی وہان تھے تا اینکہ سلطان فرخ الملک بھی وہین ہین تب اس رازدار نے کہا ابیات

که گیتی هست اهل گیتی بنده ات باد	زمانه سال و مه فرخنده ات باد	صبا وا آنکه او شادت نخواهد
خراب آن کس که آبادت نخواهد	جمالت با جوانی هم نفس باد	همیشه با مرادت دسترس باد

اے شاہزادہ عالی تبار سرزمین حیرانی مقام طلسم جدید بنایا ہوا ہمارے حکیم صاحب کا ہے جبکہ خداوند کریم نے حکیم قسطاس الحکمت کو فراست و تربیت مثل افلاطون و ارسطو اپنے کارخانہ حکمت سے عنایت فرمایا حکیم قسطاس الحکمت نے چاہا کہ آپکا عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز سے تجویز کرین لیکن علم نجوم سے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے مزاج مین تندی و سرکشی از حد ہے اور یہ طریقہ دلفریبان جہان کا ہے لیکن ظاہر یہ عذر و بہانہ بہت درمیان مین لائینگی اور ایسا اسکو ناز و غرور حسن پر ہوگا کہ یہ پاؤن زمین پر نہ رکھینگی اور شاہزادہ کو تمام جہان مین آوارہ و سرگشتہ پھرا دینگی اسواسطے ملکہ

نوبہار گلشن افروز کو ایسی جا بند کرنا چاہیے کہ جہان کچھ اُسکو بھی تکلیف ہوتا کہ اور کی بھی تکلیف کو خیال مین لائے پس
اُس وقت شاہزادہ کی ملاقات کو غنیمت بلکہ ایک دولت سمجھے گی آخر الامر وہی معاملہ ظہور مین آیا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
شہرستان حیرانی مین چار روز تک پریشان و سرگردان رہی اور از حد تکلیف اُٹھائی اور باقی لقا بدار نارنجی پوش
وغیرہ بھی زن و مرد حفیظ ثریا مکان و ملکہ فرنگ سلطان وہین موجود تھے جنکی آواز آپکے کان آشنا معلوم ہوئی تھی
اور صورتین بھی ملاحظہ مین آئی تھین شاہزادہ نے پوچھا کہ انکے وہان پہونچنے کا کیا باعث ہوا نادرہ رازدار
نے کہا جب آپکا عقد شہر ظہورستان مین ملکہ ناطقہ روشن بیان سے واقع ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو
نہایت ناگوار ہوا اور حیلہ و بہانہ چاہتی تھی کہ اُس حیلے سے رنجش پیدا کرون اس عرصہ مین سیرگاہ چہارم مین
باغواے امارہ خاتون محلدار کے ملکہ صبیح دلکشا کی طرف آپ مائل ہوئے اور یہ خبر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو پہونچی پس ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا مصرع دل ناخواستہ را عذر بسیار ؛ پس اس
خطا کو تمھاری دلیل گردانا اور تمکو منزل خاص جو کہ شہر ظہورستان مین واقع ہی وہان نکلوا دیا بعد اسکے اسی
غیظ و غضب مین حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر اور بہرام و ملکہ شرف افزا جن جنکا نکاح محض آپ ہی
کی کوشش و سعی سے ہوا تھا اور وہ بیچارے بدولت آپ کے اپنی اپنی مراد کو پہونچے تھے انھین ایسی تفرقہ اندازی
کی کہ ہر ایک کو صحراے ویران مین پہونچوا دیا وہ ناحق بیچارے ہلاکت مین پھنس گئے اگر جناب حکیم صاحب درش
اور رحم و کرم نفرماتے تو یہ سب بیچارے مفت ناکردہ گناہ ہلاک ہو جاتے آخر حکیم صاحب نے ہر ایک کو شہرستان
حیرانی مین پہونچا دیا کہ وہان ہر ایک کی ملاقات بھی ہو گئی ہر چند کہ سلطان روح الملک بحکم ارسطو کے وقت
سے طلسم کا بادشاہ ہوتا آیا ہی اور اُسکی شاہی آبائی ہی لیکن بخوف حکیم صاحب ملکہ نوبہار گلشن افروز کا تابع حکم ہی
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بوجہ فرزندی حکیم صاحب کے عام بادشاہان طلسم کو اپنا نوکر جانتی ہی اور کسی بادشاہ
کی حقیقت نہین سمجھتی اعزاز کرنا کیا چیز ہی

اب حال ملکہ فرنگ سلطان کا سُنیے کہ وہ قابل سننے کے ہی

اے شہریار ذی وقار ایک روز ملکہ فرنگ سلطان اور منطقہ زرین کمر مین باہم کسی ذکر پر نزاع لفظی واقع ہوئی
کس واسطے کہ عورتون کا قاعدہ ہی کہ جب چار پانچ مجتمع ہو کے بیٹھتی ہین انواع و اقسام کے ذکر ہوتے ہین اور اکثر باہم
نزاع کی بھی نوبت آجاتی ہی چنانچہ حفیظ ثریا مکان نے منطقہ زرین کمر کی طرفداری کی ملکہ فرنگ سلطان کو
طرفداری حفیظ ثریا مکان کی ایسی ناگوار ہوئی کہ وہان سے اُٹھکے ایک چھوٹی کشتی مین سوار ہوئی اور ریسمان کشتی
کی کاٹ دی قدرت خداے تعالی اور عنایات حکیم صاحب سے وہ کشتی کنارے دریاے آب الارباب کے پہونچی

اور وہان سے بخیر و سلامتی سرو ستان حیرانی مین داخل ہو گئی جب حفیظ ثریا مکان کو ملکہ فرنگ سلطان
کے چلے جانے کی خبر پہونچی وہ اپنی حرکت پر نہایت پشیمان ہوے بعد ازان وہ بھی ایک کشتی مین سوار ہو تلاش مین
ملکہ فرنگ سلطان کے روانہ ہوا اتفاقاً کشتی حفیظ کی طوفانی ہو کے پرزہ پرزہ ہو گئی اور حفیظ ثریا مکان
ایک تختہ پر معلق چلا قدرت خدا سے سرو ستان حیرانی مین پہونچ گیا اور اسنے ملکہ فرنگ سلطان سے عذر گناہ
کیا اور اپنی خطا معاف کروائی پھر کوئی صورت ملال باہم درمیان عورت و مرد کے باقی نہ رہی چنانچہ بروقت
اجلاس تخت فرمان روائی ہر ایک واسطے مجرے کے حضور مین حاضر ہوگا اور اپنا حال خدمت عالی مین گذارش
کریگا شاہزادہ نے فرمایا کہ ہمنے اقبال شاہ کے لشکر ادن کی عجیب و غریب صورتین دیکھی ہین نہین معلوم
کہ انکی کیا حقیقت ہے نادرہ رازدار نے کہا کہ اوّل تو اُن مین طبقہ اعلی کے جن تھے اور باقی
لشکر حصار چار مثلثہ کا تھا جسنے آپکے ساتھ ملک گیری کی شاہزادہ نے فرمایا کہ قوم اجنہ مین شاید یہی
طریقہ ہے نادرہ رازدار نے کہا غریب پرور اس قوم آتشی مین خداوند عالم نے تین طبقہ خلق فرمائے ہین اوّل
طبقہ اعلی کہ انہین اجنہ مسلمان با ایمان ہین اور امثال مین مثل فرشتون کے ہین بلکہ موکلان عالم سفلی انھین کو
مشہور کہتے ہین یعنی سواے خوشبویات کے اور کوئی چیز انکی خورش نہین ہے دوم طبقہ اوسط اور وہ ہماری قوم ہے
کہ جب ہم عبادت و ریاضت علوی کرین تو مرتبہ اعلی کو پہونچین اور اگر سفلی کی طرف راغب ہون تو آدم زاد
سے وصل اور ہم کفو ہوں اور انھین کی تقلید کرین اور ہماری قوم مین کافر و خدا پرست دونون ہین تیسرا طبقہ ادنی
جیسے فرقہ شیاطین مراد ہے اس فرقہ مین خدا پرست کم ہین اور کافر زیادہ ہین الغرض جو خدا پرست ہین انکو جن
کہتے ہین اور جو کافر ہین انکو شیاطین شاہزادہ نے فرمایا شاباش تمنے ایسا مفصل حال بیان کیا کہ میری سمجھ مین
بخوبی آگیا نادرہ رازدار نے کہا مین کیا اور میرا بیان کیا لیکن یہ تمام فیضان صحبت حکیم صاحب کا ہے اے شہریار
جناب حکیم صاحب نے ملکہ نو بہار گلشن افروز اور اس خادمہ کو اپنی زبان معجز بیان سے فرزند ارشاد
فرمایا اور انکو پادشاہی طلسم کی مرحمت فرمائی اور اس خاکسار کو بسبب لیاقت یہ عہدہ عنایت فرمایا اور مکان
میرا جاے نزول مرغ اسرار قرار دیا اور مرغ اسرار نے تمام حکمت و مقدمات رازداری و اسرار طلسم مجھے تعلیم کیے
راوی کہتا ہے کہ یہ صحبت تخلیہ کی نادرہ رازدار و شاہزادہ عالی وقار کی باہم اس وقت تک رہی جبکہ ملکہ
نو بہار گلشن افروز آرام خاص مین گئی اور وہ وقت چار گھڑی رات رہے کا تھا اور اسی گفتگو کے بعد
شاہزادہ نے بھی آرام کیا اور ایسا سویا کہ نماز صبح قضا ہو گئی غرض صبح کو حسب الحکم جناب حکیم صاحب کے
دیوان عام علیین از سر نو آراستہ کیا گیا اور تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور جلسہ کا مقام قرار پایا شادی دادی
خاص و عام سب جمع ہوے اور شاہزادہ ایسا سویا کہ مطلق خبر نہ ہوئی اور دن زیادہ آگیا نادرہ رازدار نے
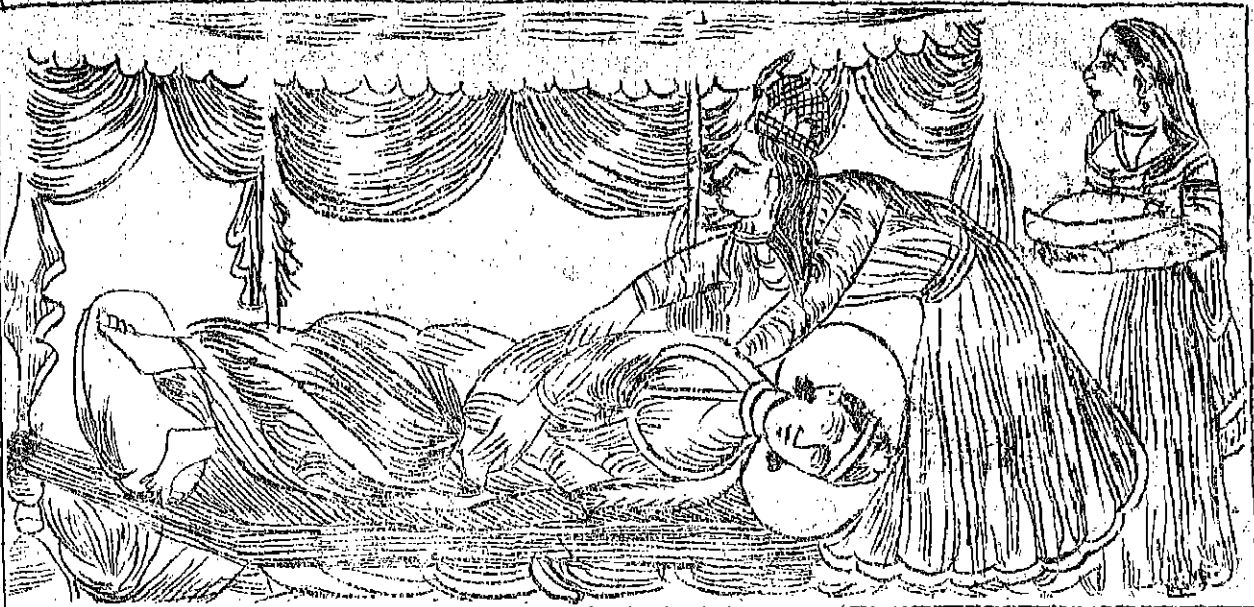
صحبت شب کا حال ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کیا اور کہا کہ آپ تشریف لیجا کر خود شاہزادہ کو خواب راحت سے بیدار فرمائیے کہ ساعت جلوس تخت قریب آئی غرض ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ نامدار کو بیدار کیا اور فرمایا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ یہی موافق اس آیہ کے آپکا حال ہو گیا یعنی کہ جبتک آپ اپنے خیال مین مبتلا رہے کبھی نماز صبح قضا نہین ہوئی جب بے فکر ہوے کہ خدا سے بھی غافل ہو گئے اور بے غسل وغیرہ آرام فرمایا کہاں کی نماز اور کیسا روزہ شاہزادہ نے فرمایا کہ واقعی اس صبح نے مجھے اسقدر حیران و پریشان کیا تھا کہ مین اسکی صورت و کیفیت ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا فی الحقیقت اس خواب سے بہتر اور کوئی خواب نہ تھا شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور چند بوسہ لب و دہن کے لیے اور جوش ولولہ ایسا شاہزادہ کی طبیعت مین پیدا ہوا کہ از خود رفتہ ہو گیا بیت

در کنار آنچنان کشیدش تنگ	کز طرب خون شدش نہال خدنگ

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ کو از خود رفتہ پا کے نادرہ رازدار کو آواز دی نادرہ رازدار اسیوقت فوراً ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی شاہزادہ بسبب شرم کے خاموش ہو رہا نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار آپ ناحق گھبراتے ہین اب خدا نے چاہا تو روز بروز صحبتین اور زیادہ ہونگی آپ کس خیال مین ہین بسم اللہ حمام فرما کے خلعت زیب بدن فرمائیے اور تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہو جیے کہ تمام اہل دربار حضور کے جمال بے مثال کے مشتاق ہین غرض شاہزادہ حمام مین تشریف لے گیا اور بعد غسل لباس شاہی زیب جسم کیا اور سرپیچ گوہر بیبہا جو کہ شاہون کے واسطے مخصوص ہے سر پر باندھ کے محل سے برآمد ہوا جب باہر آئے

ہونے کے ہر چہار طرف سے ندائے ہوشیار باش بلند ہوئی اور نوبت سکندری و سلیمانی کی صدا افلاک ہفتم تک پہونچی شاہزادہ
پیادہ خرامان خرامان دیوان عام کیطرف متوجہ ہوا اور بساعت سعید تخت عرش شبیہ و سریر سلیمانی پر جلوس فرمایا
مجرائیون کا مجرا ہوا شاہزادہ نے اسقدر کثرت انسان و پریزادون کی دیکھی کہ شمار انکا غیر ممکن تھا جہانتک نگاہ کام
کرتی تھی بجز انسان و پریزادون کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا اور اسطرح کی رونق و زینت دیکھی کہ کبھی نظر سے
نہ گذری تھی پہلے سب سے ایک مرد سفید پوش و خوش جمال نے سلام کیا شاہزادہ نے فرمایا اے جوان تم کون ہو کہ
ہمنے تمکو کہین دیکھا ہے اسنے جواب مین کہا کہ غلام رافع ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین نے تمکو مریض و
ناتوان دیکھا تھا اس وجہ سے پہچانا نہین اب اپنا حال بیان کرو کہ اس مرض سے نجات ہوئی یا ہنوز باقی ہے رافع
نے عرض کی پیر و مرشد جس وقت کہ مرحوم میرے خسر نے دعاے شفا میرے واسطے مانگی فوراً تیر بہ ہدف ہوئی اور
جس چشمہ مین مینے غسل کیا تھا وہان سے مجھے چند اجنہ لیگئے اور لیجا کر شفا خانہ سلیمانی مین پہونچایا جو کہ پردہ قاف
مین ہے داروغہ شفا خانہ نے کہ جسکا نام طیبوس جنی ہے میری نبض دیکھی اور کہا کہ تکو مرض محبت ہے یعنی حرارت و یبوست
عشق کی وجہ سے اپنی منکوحہ سے ہم صحبت نہین ہو سکتے اور یہ مرض مرض روحانی کہا جاتا ہے اے شہریار عالی وقار
وہان شفا خانہ مین ایک حوض ہے مخصوص اسواسطے کہ مریض اسمین اچھے ہوتے ہین پس طبیب نے مجھے اسی حوض مین
غسل کرایا جب غسل سے فرصت پاکے باہر حوض کے آیا بالکل اچھا تھا وہ مرض بالکل دفع ہو گیا مین نے
طیبوس جنی سے کہا کہ اے بزرگ مجھے خداوند تعالی نے تمہارے قدمون کی برکت سے صحت عنایت فرمائی
اب مجھے رخصت کرنا چاہیے طیبوس جنی نے فرمایا کہ اے جوان مین تمکو ایک اسم اعظم ایسا تعلیم کرون کہ تم عالم عجائبات
مین سلطان روح الملک کے نائب خدمت ہو جاؤ اور سبکے پہلے شاہزادہ معز الدین کو سلطنت طلسم کی
مبارکباد دو مین نے حسب ارشاد طیبوس جنی ایک ہفتہ وہ اسم پڑھا آٹھوین روز طیبوس جنی نے مجھے رخصت
کیا اور چند تحفہ پردہ قاف کے عنایت فرمائے مین براہ راست سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر
ہوا سلطان روح الملک نے فرمایا اے رافع ہم تجھے عہدۂ نیابت شہر عرش شبیہ کا دیا چاہتے ہین شاہزادہ
معز الدین کو ہماری طرف سے جلوس تخت کی مبارکباد دینا مین نے عرض کی بہت مبارک ہے مین حاضر ہون
سلطان روح الملک نے اسی وقت خلعت گران قیمت مع ہزار سوار جرار مسلح و مکمل دیکے شہر عرش شبیہ کو روانہ کیا
اس روز سے لباس ہمارا مع سوارون کے کبودی مقرر ہوا اور ایک اسپ صبا رفتار سلطانی کہ جو ہمیشہ نائب کے
متعلق رہتا ہے وہ بھی دیا شاہزادہ معز الدین نے فرمایا کہ ہمنے بھی بروز جائزہ لشکر حشمت نگار مین ایک نقابدار
کبود پوش دیکھا تھا مگر ہمکو اسوقت اس کیفیت سے اطلاع نہ تھی اب بحمد اللہ تمکو بہت خوشحال پایا رافع نے
عرض کیا غلام شب و روز حضور کی دعاے دولت و اقبال مین بسر کرتا ہے ابیات

چنین گفت آن سخن گوے کہن زاد | کہ بودش داستان ہاے کہن یاد
کہ چون مہ آمد اندر برج ماہی | معز الدین شد بر تخت شاہی
ز نورش زہرہ در خرچنگ برجیس | سعادت داد از تثلیث و تسدیس
ز پیکار زحل خورشید منظور | بدو اندر فگندہ پرتو نور
عطارد کرد ز اول خط جوزا | سوے مریخ شیر افگن تماشا
بدین طالع گزو فیروز شد بخت | معز الدین برآمد بر سر تخت
پریزادان مبارکباد گفتند | بمژگان خاک آن درگاہ رفتند
فلک زانوار از عکس جمالش | زمین را رونق از جاہ و جلالش
بمجلس آدمی زادان نشستند | پریزادان بخدمت دست بستند
بدیوان گرچہ کم بود آدمی زاد | وے قدرش زیادہ از پریزاد
سلیمان وار شاہنشاہ دوران | نشستہ بر سر تخت سلیمان
جہان روشن شد از نقش نگینش | ہمین خواند آفرینش آفرینش

الغرض جب شاہزادہ معز الدین والا جاہ تخت سلیمین پر جلوہ افروز ہوا تو اسطرح کا افتخار و اقتدار سلیمانی اور قدر و وقار و حشمت و اجلال خسروانی پیدا تھا کہ کبھی کسی جن یا بشر کو خواب مین بھی نصیب نہوا تھا اور پریزادان خوش جمال اپنے پر و بال کا سایہ کیے ہوئے اور پری رویان خورشید مثال بال ہما کے چنور لیے ہوئے تھین الغرض رافع بن ارقع کے بعد بہرام سرخ قبا اور قاضی الملک اور چارون رئیس حصار چار مثلثہ و سعید لوہدار و محفوظ قلمدار و فصیح کرسی نشین و حفیظ ثریا مکان و حکیم ابو المحاسن و عبید ون عابد و حکیم طالقوس و شہاب نوجوان و عالی سلطان و شاہ روف نوجوان وغیرہ انہون نے مبارکباد دی مگر جن پریزاد نے کہ طلسم مین شاہزادہ سے ملاقات کی تھی اور خارج طلسم مین موجود تھے وہ سب دیوان عام مین حاضر تھے بعدہ بدر عالم منجم بھی ملازمت عالی مین حاضر ہوا اور اسنے پایہ تخت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے حال پرسی فرمائی بدر عالم منجم نے عرض کی جناب عالی حضور تو اس شب عقد کو محلسرا مین داخل ہوئے او غلام کو چند ملازم ایک خیمہ مین لائے وہان مین اپنی معشوقہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوا لیکن متحیر تھا کہ یہ خواب ہی یا بیداری اسی حیرت مین سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا دیکھا تو مین ایک مکان عالی شان مین مع اپنی محبوبہ و مطلوبہ خوشنوا پری کے وارد ہون اس وقت بہ تصدق حضور عجب عیش مین بسر ہوتی ہی بیت

خلوت ہی وصل یار ہی بوسہ و کنار ہی | تقدیر اوج پر مرے بخت رسا کی ہی

اور دعاے دولت حضور مین مشغول رہتا ہون لیکن غلام کی منکوحہ دعوی خون اپنی مادر مظلومہ کا عنداق دیو پر کیا چاہتی
ہو کہ اُس ملعون نے بے گناہ اُس بیچاری کو قتل کیا شاہزادہ نے حکم دیا کہ عنداق دیو حرامخوار کو اسی وقت گرفتار
کرلاؤ غرض وہان حاکم کی دیہتی فوراً وہ دیو حرامخوار گرفتار ہوا پاشاہزادہ نے بعد تحقیقات کے اُسکے قتل کا حکم دیا
اور بدر عالم منجم سے فرمایا کہ یہ اشخاص جو حاضر دربار ہین حفیظ ثریا مکان وغیرہ تمام عشق پیشہ تھے اور تلاش مین اپنی
محبوبہ ومطلوبہ کے سرگردان ــــــ تھے ہمنے کس کس جد و جہد سے بفضل خدا انکی مشکلون کو حل کیا اور سب کو انکے مطالب
دلی کو پہونچایا الغاسم محروم یہ سب تو اپنی اپنی مراد دلی کو پہونچے لیکن ہمارے لیے ہنوز روز اول ہی اسی امر کو
مین غنیمت جانتا ہون اور شکر کرتا ہون اُس خداے کارساز کا کہ وہ ملال جو کہ دل مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے میری طرف سے تھا دفع ہوا بدر عالم منجم نے کہا پیر و مرشد جو امر دشوار و سخت ہوتا ہی وہ اسی دشواری
سے حاصل ہوتا ہی لیکن غلام کو زائچہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضور کے تمام کام بر آوینگے بعدہ شاہزادہ دیوان عام
سے محلسرا مین تشریف لیگیا یہان محل مین نازنینان پری تمثال و ماہوشان خوش جمال و آدم زاد و پریزاد گروہ گروہ
ہر طرف سے چلی آتی تھین اور مبارکباد دیتی تھین اور صدہا پریزادین خوش رو و عنبر بو رنگ برنگ کی پوشاکین
پہنے جواہرات مین غرق عطریات مین بسی ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حلقہ مین لیے ہوے تھین ہرگاہ شاہزادہ
قریب پہونچا شرف افروز اور منطقہ زرین کمر و سوداوہ سیہ نقاب حمراے گلگون پوش و کبودان
ماہ منظر و ریانہ دردندان و ملکہ فرنگ سلطان مرصع کمر و سعیدہ قمر طلعت و رانی چندرمان کہ جسکا
قمر اسے حور پیکر لقب تھا اور نرگس شہلا یہ سب نازنینین پہلے تصدق ہوئین بعد ازان سلطنت طلسم کی مبارکباد
دی غرض جسقدر شاہزادہ نے طلسم مین نازنینون کو ملاحظہ فرمایا تھا وہ سب حاضر تھین لیکن ملکہ صبح دلکشا آزردہ
ہو کر عبادت خانہ سے اپنے ملک قاف کو چلی گئی تھی پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس نہین آئی اول یہ کہ وہ
خود بھی عالی دماغ ہی دوسرے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خالہ زاد ہمشیرہ ہمپایہ ہی لہذا حکیم صاحب بھی اُسکا نہایت
پاس و لحاظ فرماتے ہین اور توقیر و عزت سے پیش آتے ہین انشاء اللہ تعالی ملکہ صبح دلکشا کا حال جلد اعلی مین
گذارش ہوگا اور ملاحت پری کو حسب ارشاد حکیم صاحب کے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے پاس بلالیا
تھا مختصر یہ ہی روز شاہزادہ نے اسی طرح بسر کی کہ دن کو دیوان عام مین حکمرانی فرماتا تھا اور شب کو محلسرا مین
پری رویان خوش جمال سے حرف و حکایات مین اوقات صرف کرتا تھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ــــــ نے
نادرہ رازدار سے کہا اے خواہر گرامی قدر اب میرا جی چاہتا ہی کہ جسقدر مین نے ملال اپنے دل کو دیا ہی اسیقدر
مین عیش و نشاط مین بسر کرون اور صحرا و کوہستان کا تماشا و کیفیت دیکھون تا کہ دل مین کسی طرح کی ہوس باقی
نرہے اے نادرہ رازدار اس شہر عشرت سمیر کے مرغزار مین چند صید گاہ کیفیت کے ہین چاہتی ہون کہ مین اور شاہزادہ

دونون وہان کی سیر سے حظ اُٹھائین بعد اُسکے نہر رشک سلسبیل کو دیکھین اور کنارہ نہر کے لطف جدا گانہ اُٹھائین وہان کبھی شکار گھوڑون پہ کرینگے اور گاہ پیدل کہ یہ دن درمیان کے کسی طرح جلد تمام ہون کیونکہ اب ایک دن ایک برس کے برابر معلوم ہوتا ہے تا وصل حقیقی بجز ایسے لہو و لعب کے طبیعت کا تھامنا مشکل معلوم ہوتا ہے اور دل آرزو مند کو بھی گونہ تسکین ہوگی یہ رشک سلسبیل وہ نہر ہے جو شہر علیین سے مشکوے حیرت کو گئی ہے اور مرغ اسرار مثل جانوران پرواز کے ہر روز اُسمین غوطہ مارتا ہے جیسا کہ اوّل ذکر ہوتا ہے جب نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی توجہ طرف شکار وغیرہ کے دیکھی اور لہو و لعب سے دل کا بہلانا سُنا دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر عالم تنہائی مین مبادا ملکہ نوبہار گلشن افروز خود شکار ہوگئی تو تو خوب تماشہ ہوا کیونکہ اُدھر جوش جوانی مین ولولہ اشتیاق ہے ادھر آرزوے وصال مین ملکہ بے ہوش ہے اور ظاہر عقد بھی ہوگیا ہے گو وہ عقد طلسمی ہے لیکن ایسا امر کا نہین دوسرے جب انسان کو غلبہ شوق و ذوق ہوتا ہے تو عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور دین و دنیا کا خوف جاتا رہتا ہے بہر حال ایسی حالت مین مخل ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے اور اگر بیرون طلسم شاہزادہ کے دل مین کوئی فتور پیدا ہوا تو دیکھ لیا جائیگا بالفعل اس عیش کا برباد کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا کیونکہ اسکے انجام کار سے یہ پرہیز ادا ہے لہذا انجام اس حرکت کا ایسا بد ہوگا کہ تمام عمر کا ریاض ایک لمحہ مین اکارت جائیگا اور پچھتاتا قیامت مبتلاے رنج و الم ہونا ہوگا آخر الامر نادرہ رازدار نے مزاحاً کہا اے ملکہ آفاق ایک دن وہ تھا کہ تمکو شاہزادہ کے آنے سے عبادتخانہ مین تکلیف ہوئی اور وہ تھوڑی سی رات دشوار ہوگئی تھی کیونکہ آپ ہر شب یہی کہتی تھین کہ جلد سحر ہو تو مین یہان سے جاؤن اور جو مین کوئی کلمہ سفارش زبان پر لاتی تھی تو مجھ سے آزردہ ہوتی تھین اور آج یہ معاملہ کیا ہے کہ عجیب و غریب ولولے آپکے دل مین پیدا ہوتے ہین اور اُسکے انجام کا کچھ خیال نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے خواہر مین تجھسے زیادہ کسی کو اپنا دوست و خیر خواہ نہین سمجھتی ہون جو تم مجھے فہمایش کروگی وہ مصلحت وقت ضرور ہے اسی نظر سے جو راز ہوتا ہے وہ مین تمسے بیان کردیتی ہون نادرہ رازدار نے کہا یہ تو سب آپکی عنایت پروری ہے لیکن میرے خیال مین یہ آتا ہے کہ پہلے حکیم صاحب سے اس امر خاص کی اطلاع کر لو تو پھر مضائقہ نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ کہتی ہو مین بھی تمھاری راے سے اتفاق کرتی ہون بس اسی وقت تم حضرت سے جاکر دریافت کر آؤ تاکہ میری تسلی خاطر ہو نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور ملکہ کے سوال کو بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار ہماری بھی خوشی ہے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ عالی وقار مرغزار شہر علیین مین جائین اور سیر و تماشا دیکھین جس طرح کہ خسرو شیرین کا واقعہ ملک ارمن مین ہوا تھا اور تو اسوقت بجاے مہین بانو کے ہے جو شیرین کی پھوپی تھی ہر وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ موجود رہنا نادرہ رازدار نے عرض کیا پیر و مرشد لونڈی نے یہ قصہ سُنا ہے

کہ زمانۂ سلف میں شاہزادہ خسرو نام ایک عورت شیرین پر عاشق و فریفتہ ہوا تھا اور باہم عیش و نشاط میں بسر کی لیکن
مفصل جو نہیں سُنا تو خیال میں نہیں آیا حکیم صاحب نے کتاب تاریخ خسرو و شیرین نادرہ راز دار کو دی اور
فرمایا کہ پہلے تم خوب بغور دیکھنا بعد اسکے بطور افسانہ عام جلسہ میں ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ کو سُنانا اور
نتیجہ اُسکا خلاصہ یہ ہی کہ مرد عورت کی ہر چند خواہش کرے لیکن عورت اپنے کو محفوظ رکھے اور گو کہ اُسے بھی غلبہ شوق ہو
لیکن وضع کو کام فرمائے ملکہ نوبہار گلشن افروز اس قصہ کو بخوبی سُنے گی اور دل میں خیال کریگی کہ ایک آدم زاد
عورت اپنی بیبی کی نصیحت کو عمل میں لائی اور عشق خسرو سے محفوظ رہی پھر میں تو پریزاد ہوں کیا مجھ سے تا ہنگام
عقد صحیح اپنی حفاظت نہو سکے گی کمال شرم کی بات ہی نادرہ راز دار نے عرض کی اگر حضور کی رائے ہو تو میں یہ کتاب
نیسان پری کو دیدوں کہ وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے روبرو بخوبی پڑھیگی حکیم صاحب نے فرمایا کیا مضائقہ ہی
القصہ نادرہ راز دار وہ کتاب تاریخ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس لائی اور فرمانا حکیم صاحب کا بیان کیا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے خواہر صبح کو شاہزادہ سے کہنا کہ حفیظ ثریا مکان اور مسعود نامجو و وامق نوجوان
و اصغر بن طاقی شاہ و ارفع بن رافع اور عالی سلطان و ادریس نوجوان و بہرام سنج کلاہ وغیرہ رفقا کو
لے کے مرغزار نشاط انگیز میں تشریف لیجائیے پھر میں بھی اُن نازنینوں کے ساتھ آؤنگی لیکن اسباب نشاط مع
سامان لہو و لعب موجود رہے اور جا بجا مرغزار میں روشنی فانوس وغیرہ ہوا اور خیمہ ہاے پر تکلف برپا کیے جائیں
اور دو رویہ کنارے نہر کے چراغان کی روشنی ہو نادرہ راز دار نے شاہزادہ سے پیغام ملکہ کا کہا شاہزادہ دل میں
نہایت خوش ہوا کہ اس سبب سے کسی دن بوقت فرصت یقین ہی کہ مطلب دلی بھی حاصل ہو جائے ابیات

سحرگہ کآفتاب عالم افروز	سر شب را جدا کرد از تن روز	ہما وار از حوصلۂ زاغ سیہ پر	بہ پیر بال طوطی بیضۂ زر
معز الدین شہنشاہ زمانہ	کہ باشد شرح حالش این فسانہ	ادا کردہ نماز بامدادان	بر آمد بر سمند از تخت شاہان
سلاطین دگر اندر رکابش	بسان ذرہ دور آفتابش	بدست ہر یکے فرخندہ بازے	کہ بر قصر فلک می کرد نازے
	باین شوکت روان شد جانب دشت	کہ دشت از مقدم او گلستان شد	

القصہ صبح کو شاہزادہ نامدار بجمعیت بادشاہان کامگار اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کے مرغزار نشاط میں تشریف فرما ہوا
وہ صحرا ایسے پر بہار ایسا فرحت آثار دیکھا کہ شاید ایسی لطافت بہشت عنبر سرشت میں ہو تو ہو اور نہر مثل چشمۂ آب حیوان
درمیان صحراے پر ضیا کے جاری تھی علاوہ برین جانوران وحوش و طیور کا شکار بھی موجود تھا یہ کیفیت دیکھ کے
شاہزادہ بہت خوش ہوا اور مع رفقا و یاران شکار کھیلنا شروع کیا اور سر شام خیمہ میں تشریف لایا رفقا نے شکار کو
باورچیخانہ شاہی میں بھیجا وہاں طرح طرح اور انواع انواع اقسام کے کباب تیار ہوے شاہزادہ نے فرمایا جو جو
شخص کہ جس جس طرح کے گوشت شکاری کے کباب تیار کرے قدرے اپنی معشوقہ کو بھی کھلاوے ہر ایک نے

اپنی اپنی معشوقہ کو حسب الحکم عالی طرح بطرح کے کباب بطریق تحفہ بھیجے شاہزادہ نے بھی کئی قسم کے کباب ملکہ نو بہار گلشن افروز کی
خدمت میں روانہ کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے ملکہ کی خدمت میں عرض کرنا کہ آپ کب تشریف فرمائے مرغزار نشاط انگیز
ہونگی کیونکہ ہمارا بغیر آپکے نہایت دل گھبراتا ہی جب کباب ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ملاحظہ میں پہونچے اور پیام شاہزادہ
کا سُنا ملکہ نے فرمایا کہ ہم مع الخیر صبح کو یہاں سے روانہ ہونگے اور خواتین محل کو آواز دی کہ اے بیبیو ہمارے پاس آؤ
اور اپنا اپنا حصہ لیجاؤ مثل طلعت زرین کمر وغیرہ حاضر ہوئیں اور اپنا اپنا حصہ لیگئیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بھی جھرکو
شاہزادہ کی آنکھوں سے لگا کے قدرے کباب نوش فرمائے لیکن نادرہ رازدار کو اُسوقت خیال آیا کہ افسوس ہزار افسوس
اگر مجھے کسی مرد سے تعلق ہوتا تو تیرے واسطے بھی تحفہ آتا اگرچہ کباب ہر ایک نے نادرہ رازدار کو بھی دیے لیکن وہ مزہ
کہاں آخر اس صدمہ نے ایسا دل کو نادرہ رازدار کے پریشان کیا کہ کوئی صورت دفع ملال کی پیدا نہو سکی بلکہ
وقتاً فوقتاً ملال زیادہ ہوتا گیا جب زیادہ بے چین ہوئی شب کو حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچی یکایک اندر ون
پردہ سے آواز آئی کہ اے نادرہ رازدار خیریت ہی آج تو خلاف وقت کیوں آئی نادرہ رازدار نے عرض کیا اے
حضرت کیا عرض کروں آج شاہزادہ نے اور اُنکے رفقا نے کباب شکار کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اور ہر ایک نے
اپنی اپنی معشوقوں کو بطریق تحفہ بھیجے حکیم صاحب نے فرمایا اسوقت تیرے دل کو سینہ پر درد پاتا ہوں اور ہر کلام سے تیرے
رنج ثابت ہوتا ہی نادرہ رازدار نے عرض کی حضور یہاں اسوقت مجھے کمال رنج ہی اور یہی وجہ اسوقت میری حاضری
کی ہی کہ شاید حضور کے ارشاد سے دل کو گونہ تسکین ہو حکیم صاحب نے فرمایا تو نے بہت خوب کیا جو تو میرے پاس چلی آئی
میں تجھے اسوقت بلایا چاہتا تھا اے نادرہ رازدار ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہو کہ تم اپنے اقبال محفل کو جا دو
کہ وہ خسرو شیرین کی نقل ابتداے عاشقی سے تا انتہا تواریخ سابقہ بیان کریں بلکہ اس طرح سے کہ بجائے خسرو
شاہزادہ معز الدین کو قرار دیں اور بجائے شیرین ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اور تیری والدہ ماہ شرف افروز
مہین بانو شیرین کی پھوپی معین ہوا اور سامان سب تیار رہے گا ... موجود ہو لیکن ہنگام نقل
ایک مرد مصور کی ضرورت ہوگی کہ وہ عیار کامل بھی ہو بلکہ عام صنائع میں بے مثل ہو جب ایسا مرد کہ
جسمیں یہ سب صفتیں ہوں دستیاب ہوگا تو وہ بجائے شاپور قرار دیا جائیگا کہ وہ خسرو کا ہمرنگ عیار تھا
اور اُسنے بلباس درویشی ملک ارمن میں اور خاص شکار گاہ میں شیرین کے ہر درخت میں تصویر خسرو
کی آویزان کی تھی جب شیرین نے تصویر خسرو کی دیکھی فوراً عاشق ہوگئی اے نادرہ رازدار جسوقت
ملکہ نو بہار گلشن افروز ظرف مرغزار عشرت کے توجہ کرے اُسکے ساتھ کنارہ کنارہ نہر رشک سلسبیل
کے جانا جب بارہ فرسخ پر پہونچوگی تو ایک عظیم الشان پہاڑ ملیگا نام اُسکا جبل رفعت ہی وہاں ایک جوان
عالیشان سے ملاقات ہوگی وہ شاہزادہ کا محرم راز ہی باقی احوال تمکو خود ہی معلوم ہوجائیگا نادرہ رازدار

حکیم صاحب سے رخصت ہوکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور تمام گفتگو حکیم صاحب کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ جلد اسکی تعمیل کیجائے نادرہ رازدار صبح ہوتے ہی پہلے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے جبل رفعت کی طرف روانہ ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی بعد روانہ ہونے نادرہ رازدار کے توسن گلفام پر سوار ہو مع تمام نازنینان ہمراہی کے کہ وہ کل دس عورتین تھین اور باقی خواصین تھین کہ ہر ایک فن سپہگری مین طاق بلکہ شہرہ آفاق تھی روانہ طرف جبل رفعت کے ہوئی گویا یہ اشعار انھین کی شان مین مولوی نظامی نے نظم کیے تھے

ابیات

بمردی کہ ہر یک اسفندیار ست
کہ گوئے از چرخ گردون ربودند
بہ تیر انداختن رستم شعار ست
ہمہ بر فتح فروہشتند چون ماہ
بچوگان خود چنان چالاک بودند
روان گشتند سوی خدمت شاہ

الغرض تمام پریزادین گھوڑا اڑاتی ہوئی اور شکار کھیلتی ہوئی مع ملکہ نوبہار گلشن افروز مرغزار عشرت مین پہنچین شاہزادہ آمد ملکہ کی خبر سنکے خیمہ سے برآمد ہوا اور خود بنفس نفیس چند قدم استقبال کرکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اپنے خیمہ مین لے گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے فرمایا کہ ای شہریار ہمارا دل چاہتا ہے کہ پہلے تمام زن و مرد آپس مین علاوہ شوہرون کے رشتہ خواہری و برادری جاری کرلین تاکہ کسی عورت کو کسی مرد سے غیریت نرہے شاہزادہ نے فرمایا نہایت مناسب ہے آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سب کو ایک جا بلاکے صیغہ خواہری و برادری مستحکم کرادیا اور پردہ مابین سے ہر ایک کے اٹھادیا بعد اسکے شاہزادہ سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ای شہریار فردوسی

بفرماے تا ترکش رازین کنند
دم اندر دم ناے زرین کنند

میری طرف منظفہ زرین کمر وغیرہ عورتین اور تمھاری طرف حفیظ قر یا مکان وغیرہ مرد ہون باہم چوگان بازی کرین دیکھین اس فن مین مرد عورتون پر غالب ہوتے ہین یا عورتین مردون پر شاہزادہ نے فرمایا یہ عورتین تیراندازی یا چوگان بازی سے واقف ہین ضرور سبقت لیجائینگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ یہ عورتین شاہزادیان ہین پھر کیا وجہ کہ یہ صفت انھین نہو بلکہ شاہزادیون کو یہ سب ہنر واجب و لازم ہین چنانچہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ سے تم خود واقف ہو باقی خواصون کو مین نے آپ خود تعلیم کیا ہے اور مین خود جناب حکیم صاحب کی تعلیم یافتہ ہون شاہزادہ نے فرمایا واہ جو معاملہ مین یہان دیکھتا ہون عجیب و غریب پاتا ہون بلکہ میں خود تمھارے کہنے سے چوگان بازی دیکھنے کا مشتاق ہون

نہ ہر غرض آن شیر دلان مقالان
روان شد ہمہ چون آفتابان
بشہرت سوی میدان شد شتابان
پدید آمد ز ہر سو کبک و عقابے
چو در بازی کہ میدان رسیدند
چو سلطان پدکان مرغان و ماند
پریزادان زشادی بر پریدند
چمن را تا نخستند و صید را باز

پدر بر گفت ہان تا اسپ تازیم ز چوگان گشتہ بے دستان ہمہ را	درین میدان زمانے گوئے بازیم زمین را بید و صندل سود ہر ماہ زیکسو ماہ بود و اختر انش	فلک را گوئے در چوگان فگندند بہر گوئے کہ بروی مادران بید ز دیگر سو مشہ فرمان بر انش	شگرفان شور در میدان فگندند شکستی در گریبان گوی خورشید
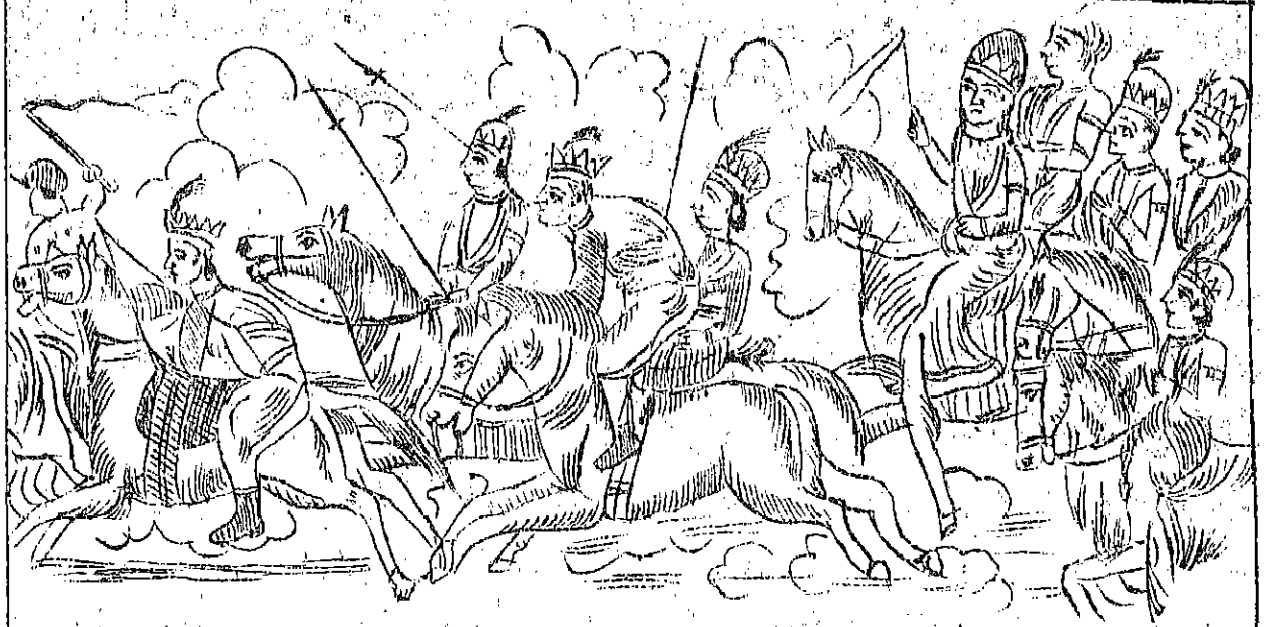
الغرض پہلی مرتبہ اسطرح چوگان بازی ہوئی کہ کوئی اُنمین غالب و مغلوب نہ معلوم ہوا بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ اب ہر ایک اپنے اپنے شوہرون سے جدا جدا چوگان بازی کرین اور مین شاہزادہ سے اس فن مین امتحان کرونگی ابھی معلوم ہو جائیگا کہ کون غالب ہوتا ہے اور کون مغلوب شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ آفاق یہ خلاف انصاف معلوم ہوتا ہے کس واسطے کہ آدمزاد سے پریزاد کا مقابلہ کسی طرح ممکن نہین ظاہر اجو پھرتی و چالاکی کہ جوہر لطیف قوم آتشی مین ہے وہ خاکی مین کیا خاک ہوگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ جو پریزاد اپنی ہیئت اصلی سے جامہ بشریت مین داخل ہوتا ہے پھر اس سے بجز کار انسانی کے کوئی کام اپنا اصلی نہین ہوسکتا بدر عالم منجم نے کہا اے ملکہ عالم مین ایک مرد غریب منجم ہون اگر کوئی مسئلہ نجوم کا حضور دریافت فرما مین تو خیر بوجہ اسکے کہ اس کام مین دستگاہ رکھتا ہون فوراً عرض کرونگا اور چوگان بازی فدوی نے کیا بلکہ میری ہفتاد پشت نے بھی کبھی دیکھی نہوگی کرنا کیسا مین کیونکر اُسے عمل مین لاسکتا ہون مین جانتا ہی نہین کہ چوگان کس چیز کا نام ہے شاہزادہ معز الدین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز عذر بدر عالم منجم سے خوب ہنسے بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سکوت کیا اور کہا خیر ملاحت پری نے بدر عالم منجم کو بلایا ہے وہی بدر عالم منجم کے عوض چوگان بازی کریگی بعدہ ملکہ قمر اسے حور پیکر نے بھی یہی عذر کیا یعنی رانی چھپا پیدا نے کہ مین برہمن زادی ہون میرے ملک مین

چوگان بازی

چوگان بازی کا مطلق رواج نہین ہوا امیدوار ہون کہ مجھے بھی معاف فرمائیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اچھا تمھارے عوض صارم شیر دل اور پیس نوجوان سے چوگان بازی کریگا اسواسطے کہ ادریس نوجوان اور رانی چیندر ما پیر سبز پوش کے متعلقات سے ہین اور صارم شیر دل پیر سبز پوش کا فرزند رشید ہی اگرچہ حقیقت صارم شیر دل کی مشلشہ آبی ہین شاہزادہ کو بھی دریافت نہین ہوئی کہ یہ پیر سبز پوش کا فرزند ہی الا اب اس تقریب سے معلوم ہوگیا آخر نوبت بنوبت آپس مین چوگان بازی شروع ہوئی اور امتحان گاہ مین بعض عورتین مردون پر غالب ہوئین اور بعض مرد عورتون پر بعد اسکے شاہزادہ نامدار مع رفیق دیار میدان آزمایش مین تشریف لایا اور اُس طرف ملکہ نوبہار گلشن افروز مع نازنینان آفت روزگار مقابلہ مین آئی اور یہ شعر پڑھے ابیات

زبس سوار بود دا ختر افلش　　ز دیگر سو شہ خسرو با نبرا لشکش
گوزان دستہ بازی می نمودند　　تندروان باز غالب می ربودند

الغرض ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین عالی تبار مین اسطرح چوگان بازی ہوئی کہ صدائے تحسین و آفرین ہر ایک آدم زاد و پریزاد کی زبان سے بلند ہوئی لیکن کسی کو غالب و مغلوب کی تمیز نہوئی اور یہ شعر کسی استاد کا پڑھا بیت

گہے خورشید بردے گوئی گرماہ　　گہے دل بر گرو بردے گہے شاہ

جب وہ ہنگامہ چوگان بازی ختم ہوا شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ خوبان جہان اب اسی طرح شکار اندازی مین بھی آزمایش ہو کہ ابیات

تعالی اللہ چہ خوش روزے رسیدہ　　جہان را تخت فیروزی رسیدہ
بس آن بہتر کہ سوے دشت تازیم　　پے صید افگنی گردن فرازیم
چو کام از گوے چوگان برگرفتند　　طوافے گرد میدان درگرفتند
بنگام ہوشباگون گرد میدان　　چو روز و شب ہمین گردند جولان
وز انجا سوے صحرا رخ نہادند　　بصید انداختن بازو کشادند
چندان صید گوناگون فگندند　　کہ در حد حساب آید کہ چندند
ز خشم تیرہا ہر نوجوانے　　زمین کردہ بگوزان خیستانے
ہنوک نیزہ ہر خاتون سوارے　　تہی کردہ ز آہو ہر مرغزارے

جب القصہ صید افگنی اُن نازنینان جہان رستم دوران نے صید ہاے مختلفت کے عقب مین گھوڑے پھینکے شاہزادہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر ایک نازنین صید افگنی مین بلاے روزگار ہی دل مین کہا اللہ اکبر

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شعر

ملک زان بادہ شیران شکار سے
کہ ہر یک بود در میدان ہما سے
شکاری مانند در پیچ یک سوار سے
بہ بو سے گاؤ نخچیر اژدہا سے

ہر چند کہ شاہزادہ معز الدین نے بھی بنفس نفیس پانچ ہرن نیزہ سے مارے اور دو ہرن کمند سے گرفتار کیے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تین آہوان صحرائی کا شمشیر سے شکار کیا اور ایک ہرن کو کمند سے گرفتار کیا لیکن وہ ہرن اس قوت سے تڑپا کہ ملکہ مع کمند اسکے کھنچی چلی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے چالاکی سے دوسرا حلقہ کمند اسکی گردن مین ڈالا مگر وہ ہرن اس زور سے بھاگا کہ دونون سرے کمند کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ سے چھوٹ گئے اور دست سیمین اس کی ریسمان کمند کے صدمہ سے فگار ہو گئے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اسوقت بڑی جوانمردی کو کام فرمایا کہ جب وہ ہرن مع کمند کے صحرا کو روانہ ہوا ملکہ نے اسکا تعاقب کیا قدرت خدا سے سرا کمند کا ایک درخت خاردار مین ایسا الجھا کہ ہر چند وہ تڑپا اور زور کیا مگر نہ چھوٹ سکا ملکہ نے فوراً گھوڑے سے جست کی اور اس ہرن کو بچالاکی تمام گرفتار کر لیا اور کشان کشان اپنے خیمہ مین لے آئی شاہزادہ نے دور سے جو یہ کیفیت دیکھی

غزالے مست شمشیر سے گرفتہ
بجائے آہوے شیر سے گرفتہ

یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز اس ہرن کو زندہ گرفتار کر لائی بس شاہزادے نے جرأت و قوت ملکہ پر آفرین کی اور فرمایا

کجا چون اوست صید افگن سوارے
کر کردہ چون معز الدین شکارے

الغرض وہ تمام روز شکار مین بسر ہوئی ابیات

فلک با دل فارغ از درد و غم
سگے باخت چوگان و گرگو سے بردہ
برافراخت بر چرخ ہفتم علم
سگے تاخت صید و سگے باوہ خورد

جب شام کا وقت ہوا شاہزادہ دالا جاہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے خیام فلک احتشام مین داخل ہوئے اور ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت نغمہ و سرود گرم ہوئی شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے پوچھا کہ ملکہ نادرہ رازدار کو مین نے نہین دیکھا وہ چوگان بازی مین بھی شریک نہ تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا شاید جب الحکم جناب حکیم کے بتلاش کسی مرد کے وہ گئی ہے شاہزادہ چپ ہو رہا

اب انکو کنارہ نہر شاہ سلسبیل کے عیش و عشرت اور صید و شکار مین

مصروف رکھا جاتا ہے اور چند کلمہ حال میں خارج طلسم کے گذارش کیے جاتے ہیں
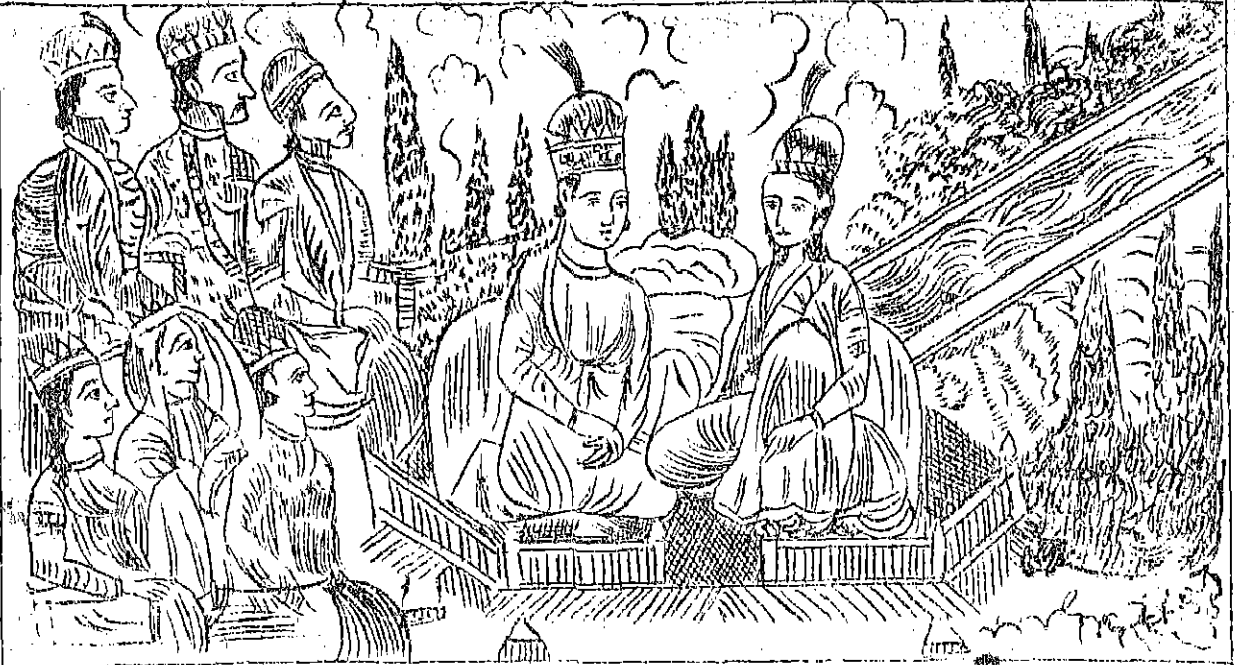
راوی کا بیان ہے کہ جس وقت سے ابوالحسن جوہر اپنے طلسم سے نکلا ہے ہر وقت و ہر ساعت تصور میں شاہزادہ معز الدین کے پریشان رہا کرتا ہے اگرچہ عمرو شیرین کار اور بستان افروز پری کا بھی خیال ہے لیکن زیادہ تر شاہزادہ کی یاد میں مضطرب و بیقرار رہے علاوہ اسکے حکیم صاحب نے سہیل کو حکم دیا کہ خبردار چالیس روز تک کوئی شخص دروازہ پر قبۂ فیض کے نہ آوے اسوجہ سے ابوالحسن جوہر اور زیادہ تر حیران تھا بلکہ امیر جلال الدین و امیر خلیل الدین و امیر سلطان وغیرہ بھی مفارقت میں اپنی اپنی معشوقان طلسمی کے ایسے بے چین تھے کہ انکو کسی طرح قرار نہ تھا اور حکیم صاحب کے پاس قطعاً جانا محال تھا اس روز زیادہ ہر ایک پریشان تھا ناگاہ قبۂ فیض سے آواز آئی کہ اے سہیل ابوالحسن جوہر کو جلد ہمارے پاس حاضر کرو سہیل نے اسی وقت ابوالحسن جوہر کو آستانۂ فیض نشان پر حاضر کر دیا حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر کو اندر بلایا ابوالحسن جوہر سلام کر کے باادب بیٹھ گیا اور دست مبارک کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے فرمایا اے ابوالحسن جوہر تمھیں میں نے اسواسطے بلایا ہے کہ پھر رات رہے تم چار فرسخ بیابان سے کوہستان میں جانا وہاں پہاڑ پر ایک درخت شفتالو کا ہے اور قریب اس درخت کے چودہ حوض ہیں اور ہر حوض کا پانی ہر رنگ کا ہے اور ہر ساعت متبدل ہوتا رہتا ہے تم برہنہ ہو کر اُس حوض میں غسل کرنا یقین ہے کہ وہاں سے فوراً ہمارے پاس پہونچو پھر جو ہم کہیں اُسپے عمل میں لانا ابوالحسن جوہر نے ارشاد حکیم صاحب

بدل وجان قبول منظور کیا اور تمام شب اختر شماری مین گذاری جب صبح ہوئی جلد جلد حوائج ضروری سے
فراغت کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور روانہ کوہستان ہوا واقعی ایسا سرسبز پہاڑ کبھی کاہیکو نگاہ سے
گذرا تھا اسکے آگے جبل علی کا رتبہ کیا تھا اور درخت شفتالو کے قریب چودہ حوض برنگ مختلف پہلو بہ پہلو
دیکھے اور پانی انکا جوش و خروش مین تھا اور ہر ایک حوض دوسرے سے شاید گز گز کے فاصلہ پر ہوگا اور
کنارے انکے انواع و اقسام کے پتھرون کا فرش تھا ابوالحسن جوہر نے کہا واہ کیا قدرت خدا کا تماشا ہے غرض
حسب الحکم حکیم صاحب ایک حوض مین کودا بعد اسکے پانی مین غوطہ مارکے جب سر باہر نکالا تو دیکھا کہ باہم
ہر ایک حوض دوسرے سے ملحق ہے بلکہ سب کا پانی ایک ہو گیا ہے تو جہان تک نظر نے کام کیا بجز پانی کے اور
کچھ نظر نہ آیا وہ سب ملکے ایک دریاے مواج ہوگئے اور اسمین ایک نہنگ نہایت مہیب منہ اسکا مثل غار کے
کھلا ہوا نظر آیا ابوالحسن جوہر نے جب اس نہنگ کو دیکھا کہا انا للہ وانا الیہ راجعون بس زندگی تو تمام ہوئی
یہ ملک الموت کی صورت ہے بعدہ وہ نہنگ قریب آیا ابوالحسن جوہر نے کہا نہین معلوم کہ مجھ سے کیا قصور سرزد
ہوا جو حکیم صاحب نے مجھ پر یہ بلا نازل فرمائی یہان مجھے محض ہلاکت کے واسطے بھیجا ہے مین نے تو یہ پانی بہت
صاف دیکھا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ اسمین ملک الموت کا گھر ہے ایک لحظہ مین یہ آب مصفا مجھ ہلاکت ہوگیا ناگاہ وہ
نہنگ قریب تر آگیا ہرچند کوشش کی کہ نکل جاؤن لیکن کچھ کوشش سے فائدہ نہوا سانس لینے کی فرصت نہ دی فوراً وہ نہنگ
ابوالحسن جوہر کو نگل گیا پھر ابوالحسن جوہر کو اپنے حال و مآل کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا تو دیکھا کہ نہ وہ نہنگ ہے نہ وہ دریا
بلکہ مین پہاڑ پر کھڑا ہون ابوالحسن جوہر نے اپنی سلامتی جان کا سجدہ شکر ادا کیا مگر اب سواے ایک لنگی کے
اور کچھ پاس نہین دل مین کہتا تھا کہ کیا کرون جو کوئی دیکھیگا کیا کہیگا واہ جناب حکیم صاحب نے خوب بھیجا غرض
یہی بکتا ہوا ایک درخت کے پاس آیا وہان ایک پیر خضر صورت کو سایہ درخت مین بیٹھا دیکھا اور ایک طرف
ایک خوان پر از طعام مختلف الالوان رکھا ہوا تھا اور ایک بقچہ اسمین کچھ بندھا ہوا رکھا دیکھا اسوقت دل مین
ابوالحسن جوہر کے خیال آیا کہ یہ بقچہ بہ عیاری اس مرد پیر سے لیجیے بمجرد اس خیال کے وہ پیر خوب ہنسا
اور کہا یہ آپ ہی کے واسطے مین لایا ہون آپ یہ کھانا نوش فرمایئے اور یہ پوشاک زیب جسم کیجیے باقی اور زیادہ
تکلیف کو کیون کام فرمایئے کہ ناحق گناہ کا سوچیے ابوالحسن جوہر اسوقت اپنے خیال بیہودہ سے سخت نادم
ہوکے سرنگون بیٹھ گیا جب بقچہ کھول کے دیکھا تو اسمین اپنے کپڑے جو کنارہ حوض اتارے تھے پائے اس امر
سے اور زیادہ حیرت ہوئی اور اپنے دل مین اپنے اوپر نفرین کی کہ ناحق حکیم صاحب کی بھی شکایت بیجا کی غرضکہ
وہ کپڑے پہنے اور یراق عیاری زیب جسم کیا بعد اسکے اس پیر مرد سے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک اور اس
مقام کا نام کیا ہے اور میرا اسباب یہان کیونکر آگیا دوسرا عجب یہ ہے کہ مجھے تو ایک نہنگ جانور دریائی نگل گیا تھا پھر

ہین کسطرح زندہ بچا پیر مرد نے کہا نام میرا خضر کوہستانی ہی اور اس پہاڑ کو جبل رفعت کہتے ہین ہین مدت العمر سے یہین رہتا ہون جب کوئی عورت یا مرد اس پہاڑ پر وارد ہوتا ہی وہ گویا میرا مہمان ہی یہی وجہ ہی کہ جو مین نے تمھاری عزت و توقیر کی اور تمھارا اسباب بھی وہان سے منگا دیا اور وہ جو گرتمکو دکھلائی دیا وہ جانور نہ تھا بلکہ بانیان طلسم نے راہ ہر طلسم کی خلاف اور غیر مکرر رکھی ہی کہ بعض طلسم کی راہ خوفناک ہی اور بعض کی عجیب و غریب ہی اسیطرح اس طلسم کی راہ وہان گرہ ہوا ہی خاطر جمع رکھو تمکو تکلیف کسیطرح کی نہوگی غرض ابوالحسن جوہر نے کھانا کھایا اور شراب نوش کی لیکن بوقت مے نوشی وہ پیر مرد وہان سے چلا گیا ابوالحسن جوہر کو اس نشہ شراب مین بستان فرد پری اور غمزہ شیرین کا خیال آیا اسی تصور مین کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے بعدہ کچھ خیال آیا کہ فوراً بقچے مین سے سامان مصوری نکالا اور چونکہ فن مصوری مین ابوالحسن جوہر یکتائے روزگار تھا اسیوقت ایک تصویر خیالی شاہزادہ معزالدین کی کھینچی اور حسن اور قبح تصویر کا بنظر اصلاح دیکھنے لگا

یہان ابوالحسن جوہر کو مشاہدۂ تصویر مین مشغول رکھا جاتا ہی اور حال نادرہ رازدار کا گذارش کیا جاتا ہی

جس وقت نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت سے حسب ہدایت حکیم صاحب کوہ رفعت پر پہونچی رفتہ رفتہ اُس درخت کے نزدیک آئی جہان ابوالحسن جوہر تصویر خیالی شاہزادہ معزالدین کی دیکھ رہا تھا نادرہ رازدار

نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا نہایت شکیل وجمیل زیر درخت بیٹھا ہی کہ جسکی روشنی حسن سے دھوپ بھی میلی و ماند معلوم ہوتی ہی لیکن کسی کاغذ کی طرف متوجہ ہی نادرہ راز دار بھی دوڑ دیکھنے اس صورت بے نظیر و دلپذیر ابوالحسن جوہر کے عاشق و فریفتہ ہو گئی ادھر ابوالحسن جوہر ایسا اُس تصویر کے دیکھنے میں مشغول تھا کہ اُسے نادرہ راز دار کے آنے کی مطلق خبر ہوئی نادرہ راز دار نے گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ دیا اور آپ برابر ابوالحسن جوہر کے جاکے تصویر کو بغور دیکھنے لگی نادرہ راز دار نے جو بغور دیکھا کہ وہ تصویر بعینہ شاہزادہ معز الدین کی ہی تو نادرہ راز دار حیران ہوئی ؎

مبارک آمدہ بر نوبہار این تصویر	کہ من مصورہ را در انجمن پسندیدم

لیکن چونکہ سامان مصوری تو موجود ہی تھا نادرہ راز دار سمجھی کہ یہ صناعی اسی جوان کی ہی اور اکثر جاترمیم بھی کر رہا تھا جب نادرہ راز دار کی آواز ابوالحسن جوہر کے کان میں آئی پس پشت دیکھا ایک نازنین ماہ پیکر رشک قمر صاحب جمال بے مثال پشت پر جسکی کھڑی تصویر کو دیکھ رہی ہی اسوقت نادرہ راز دار کی صورت ابوالحسن جوہر کو ایسی حسین معلوم ہوئی کہ گویا صانع حقیقی نے خود اُسکو بنایا ہی ابوالحسن جوہر اُسکی صورت دیکھتے ہی محو حیرت ہو گیا ابیات

شب افروزی چو مہتاب جوانی	سیہ چشمے چو آب زندگانی	دو لبہا چون عقیق آب دادہ	دو گیسو چون کمند تاب دادہ
حسنم گیسوش نازل کشیدہ	بیک سو سبزہ بر گل کشیدہ	کشیدہ قامتش چون نخل سیمین	دو رنگی بر سر نخلش رطب چین
نمک دار و لبش در خندہ پیوست	نمک شیرین نباشد لیک زہست	شدہ گرم از نسیم مشک بیزش	دماغ نرگس بیمار خیزش
فسون گر کردہ بر خود چشم خود را	زبان بستہ بافسون چشم بد را	زبس کاورد یاد آن نوش لب را	دہن پر آب شیرین شد رطب را
دو پستان چون دو سیمین نار در خیز	بدان پستان گل بستان درم ریز	زخش تقویم انجم راز دہ را	نشاندہ دستگہ خورشید در راہ
زلعلش بوسہ را پاسخ نخیزد	کہ از لعلش گر کشاید در بریزد	نہادہ گردن آہو گردنش را	بر آب چشم شستہ دامنش را
بچشم آہوان آن چشمہ نوش	وہ شیر افگنان ز خواب خرگوش	زرشک نرگس مستش خروشان	ببازار ارم ریحان فروشان
سر انگشتش خود را حال خواندہ	شب از خوابش کتاب فال خواندہ	حدیث و پیر از آشوب دلبند	لب او صد ہزاران بوسہ قند

ابوالحسن جوہر بھی ہزار جان سے نادرہ راز دار پر عاشق و شیدا ہو گیا اور ایسا محو ہوا کہ تمام خیالات گزشتہ کہ جسکے لیے بے چین ہو رہا تھا وہ سب دل سے محو ہو گئے قریب تھا کہ بیہوش ہو جائے لیکن بہزار دشواری اپنے کو سنبھالا اور ضبط کیا اور جو شعر کہ نادرہ راز دار نے پڑھا تھا اُسکا جواب دیا ؎

قربان صورت تو مصور ہزار بار	لیکن بحیرت ست کہ ناز تو چون کشد

اور یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا

درون سینہ ام زخم بے نشان زدہ	بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

بعد پڑھنے اس شعر کے ابوالحسن جوہر نے کہا اے بادشاہ کشور خوبی و گوہر بحر محبوبی تمنے کمال اس پریشان حال پر لطف واحسان فرمایا کہ جو اسوقت عالم یاس و ہراس مین مسافر نوازی و غریب پروری کو کام فرمایا اگر دولت خانہ سرکار دولت مدار اسی نواح مین ہے تو اس غریب الوطن بے یار و غمگسار کو مہمان اپنا تصور فرمایئے اور ایک ساعت توقف فرمایئے کہ مین اس قلب مضطر و حزین کو آپکے جمال با کمال کے مشاہدہ سے فی الجملہ تسکین دون نادرہ رازدار نے جواب دیا خدا خیر کرے آپ خواہ مخواہ اختلاط گرم کو کام فرماتے ہین آپ مجھے کیا جانین جو اس خوشامد سے پیش آتے ہین یا مجھے آپ در پردہ بناتے ہین ابوالحسن جوہر نے کہا یہ تو آپ نے سچ ارشاد فرمایا لیکن مشہور ہے کہ جس سے دنیا مین ملاقات ہوتی ہے اُس سے ازل مین ملاقات مقرر ہو چکتی ہے اس وجہ سے گو کہ مجھے آپکی خدمت مین بظاہر نیاز حاصل نہین ہے لیکن یہ بھی ملاقات ازلی تصور کرنا چاہیے نادرہ رازدار نے کہا خیر فرمایئے کہان بیٹھون ابوالحسن جوہر نے فوراً اپنے پہلو مین جگہہ خالی کر دی اور کہا

من نمی گویم کہ پا بر دیدہ نہ یا بر زمین
چشم من فرش است ہر جا کہ نہی پا بر زمین

نادرہ رازدار نے کہا خیر خدا تمکو سلامت رکھے ایسے قدردان کہین پیدا ہوتے ہین یہ کہکے پہلو سے ابوالحسن جوہر مین بیٹھ گئی ابوالحسن جوہر پہلے نادرہ رازدار کے تصدق ہوا بعد ایک عالم شوق مین یہ شعر پڑھا

یاری آید و من فکر نثارے دارم
کہ ندارم از من مردہ تو دل بشکار رسد دارم

نادرہ رازدار نے شرم سے مسکرا کر کہا اے صاحب وہ تمہارا یار و دلدار کہان ہے کہ جسکے آپ منتظر یہان ہین ابوالحسن جوہر نے کہا واقعی مجھسے غلطی ہوئی ورنہ مجھے اسطرح کہنا لائق تھا مصرعہ یار من آمد و من فکر نثارے دارم؀ نادرہ رازدار نے بناز معشوقانہ کہا اے زبان دراز یہ آشنائی تمنے ہمارے ذمہ ثابت کرنا چاہی ہے تو یہ دل سے دور رکھو اور ہوش و حواس اپنے درست کرو ابوالحسن جوہر نے دست بستہ نہایت عجز و انکسار سے کہا کہ اے ماہ دل افروز آپ اپنی زبان معجز بیان سے یہ ارشاد فرمائین کہ آپ کس گلستان خوبی کی ثمر ہین اور کس بحر حسن کی در لالا ہین نادرہ رازدار نے کہا مین یہ نزاد ون کے بادشاہ کی ہمشیرہ ہون اور آجکل ہمارے بادشاہ عالم پناہ کو نقل خسرو و شیرین کی بالتفصیل سننے کا شوق ہوا ہے اور سامان نقل مثل لباس وغیرہ کے ہماری سرکار مین موجود ہے لیکن کوئی نقال شاپور صفت کا جو خسرو کا عیار تھا موجود نہین ہے اُسکی تلاش کو ایک بزرگ نے جو کہ بیٹھا ہوا تھا راہ میں مجھکو رخصت یہ کیا ہے لہذا مین اسکی تلاش مین یہان آئی ہون اب جو پردہ غیب سے ظاہر ہوگا اسے دیکھتا ہے بہرحال ایک شخص تلاش کرکے خدمت مین بادشاہ کی بھیجنا ہے تاکہ نقل کامل ہو مین نے تجھکو یہان دیکھا اور خیال ہوا کہ شائد تو ہی اس کام کے لائق ہے کہ اس کم سنی مین تو نے ایسی تصویر خیالی بنائی ابوالحسن جوہر نے کہا کہ اے مایۂ آرام و جان جہان جو کچھ تمنے فرمایا بجا ہے ہر چند کہ حسب الارشاد تمہارے

یاقت نہین رکھتا اگرچند روز آپ میرے حال پر اختلال پر عنایت فرمائینگی تو کیا عجب ہی کہ یہ حقیر فیضان صحبت سے
تمھاری اس مرتبہ کے قابل ہو جائے لیکن تمھارے فحواے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ خادم تمھارا العہدہ تعالی مقرر
کیا جائیگا نادرہ راز دار اس بات سے ابوالحسن جوہر کے خوب سپاہی اور کہارنہیں زادے اور شاہزادے ہرایک
فن و ہنر سے ماہر ہوتے ہین کیونکہ بے ہنر ہنرمند کی قدر کیا جانے اب بتائیے کہ یہ تصویر جسکا آپ مطالعہ فرماتے ہین
اسکو کس نے بنایا ہی اور کسکی تصویر ہی اور اس صاحب تصویر سے تمکو کیا نسبت ہی ابوالحسن جوہر نے کہا سوائے غلامی
اور خانہ زادی کے اور کیا نسبت ہی بلکہ جو نسبت تمھارے بادشاہ سے تمکو ہی وہی نسبت میرے بادشاہ عالیجاہ سے
مجھکو ہی نادرہ راز دار نے کہا برادر رضاعی تمھین شاہزادہ معزالدین کے ہو ابوالحسن جوہر نے کہا ہان مشہور تو
یون ہی ہون نادرہ راز دار نے کہا نام تمھارا ابوالحسن جوہر ہی ابوالحسن جوہر نے کہا ہان یہی نام ہی مگر مجھکو
تمھارے اس دریافت کرنے سے یہ ثابت ہی کہ تم گویا میرے نام سے واقف ہو الا صورت کو نہین پہچانتین
نادرہ راز دار نے کہا ہان ہمنے اپنے بزرگون سے سنا تھا کہ ابوالحسن جوہر شاہزادہ معزالدین کا برادر رضاعی
ہی ابوالحسن جوہر نے کہا سبحان اللہ عجیب مرتبہ کے تمھارے بزرگ تھے جنھین حالات غیب سے بھی آگاہی تھی
یہ علم تو سوائے امام یا مرسل کے اور کسی کو نہین ہو سکتا نادرہ راز دار نے خداوند کریم نے علم کو عجیب رتبہ دیا ہی
اور انسان کو عقل الہی لطیف شی عنایت فرمائی ہی کہ جس سے ہر امر اہم کے حالات دریافت کر سکتا ہی اور دل مین کہا
کہ ہزار شکر اس پروردگار عالم کا کہ جس نے ایسے انسان سے مجھکو مانوس کیا جو شاہزادہ معزالدین کا برادر رضاعی
ہی یعنی بعینہ میرے مقابلہ کا ہی نادرہ راز دار نے پوچھا اب شاہزادہ معزالدین کہان ہین ابوالحسن جوہر
نے جواب دیا کہ ایک مدت سے حکیم قسطاس الحکمت نے اپنے عجائبات کی سیر کو بھیجا ہی بلکہ مین بھی ایک طلسم
مین گرفتار ہو گیا تھا وہان عجیب عجیب تماشے دیکھے اور مشقت و زحمت جھیل کر اب اس طلسم سے نکلا تھا کہ بعد
چندروز کے پھر حکیم صاحب نے یہان بھیج دیا ہی مگر مین جانتا ہون کہ شاید یہ سرزمین بھی عجائبات مین داخل ہی نادرہ رازدار
نے کہا ہوگی ہمین کیا معلوم ابوالحسن جوہر نے کہا شاید مثل میرے تم بھی لاعلم ہو نادرہ راز دار نے کہا مین یہ بھی
نہین کہہ سکتی کہ میری اصل و حقیقت کیا ہی اور مجھ سے کیا کام متعلق ہی ابوالحسن جوہر کو یہ معلوم ہوا کہ یہ دانستہ مجھ سے
پوشیدہ کرتی ہی پھر ابوالحسن جوہر نے پوچھا کہ مکان تمھارے بادشاہ کا یہان سے کسطرف ہی اور کسقدر دور ہی
نادرہ راز دار نے کہا قریب ہی بعد اسکے ابوالحسن جوہر نے ایک گلاس شراب ارغوانی کا نادرہ راز دار
کو دیا اور کہا بیت

بنوش بادہ و دل صاف کن ز دردکشان	بہ تشنگان ز سر لعل چرعہ بخشان

نادرہ راز دار نے جواب دیا کہ او صاحب ہمارا دل ہمیشہ سے ایسا صاف ہی کہ کدورت کا ذکر کبھی نہین آنے پاتا

لیکن وہ گلاس ابوالحسن جوہر سے لیلیا اور نوش کیا پھر ابوالحسن جوہر نے شیشہ و گلاس نادرہ رازدار کے آگے رکھ دیا اور خاموش ہو رہا نادرہ رازدار نے کہا کہ اس حرکت سے کیا حاصل ابوالحسن جوہر نے کہا بقول حضرت حافظ بیت

ساقیا برخیز و درده جام را — خاک بر سر کن غم ایام را

ای حضور آخر یہ غریب بھی تو حضور کا مہمان ہی اور مہمان پروری واجبات سے ہی مصرع گذشتہ نوبت ساقی رسید نوبت ما ✤ ایک جام شراب کی تاب آپ اپنے دست نگین سے بھی عنایت فرمائیے غرض نادرہ رازدار نے ایک جام شراب باین ناز و انداز ابوالحسن جوہر کو دیا کہ وہ بیقرار ہوگیا آخر نوبت چند جام کی آپہنچی ہر دو اول مست و مدہوش ہوگئے اتفاقاً ایک مکھی لب شیرین پر نادرہ رازدار کے ہر مرتبہ بیٹھتی تھی اور اڑ جاتی تھی اور نادرہ رازدار اسکو ہر مرتبہ دفع کرتی تھی ابوالحسن جوہر نے کہا یہ مکھی بے حیا بے میری مگس رانی کے دفع نہوگی آخر منہ اپنا قریب لب معشوق لے گیا نادرہ رازدار نے جھجک کے منہ اپنا بلند کر لیا لیکن اس بلند کرنے مین دونوں عاشق و معشوق کے منہ ایسے متصل ہوگئے کہ ابوالحسن جوہر نے بے تکلف ایک بوسہ لب نازک کا لیلیا نادرہ رازدار برہم ہوئی اور کہا او مرد نا انصاف شاید تیرے طریقہ مین اسی طرح مگس رانی کرتے ہین شعر گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہی موت آئی ہی سر چڑھتا ہی دیوانہ ہوا ہی ✤ ابوالحسن جوہر نے کہا یہ میری خطا نہین مثل مشہور ہی بیت ہر کجا چشمہ بود شیرین ✤ مردم و مرغ و مور گرد آیند ✤ اور علاوہ برین اگر ایسی ہی ناراضی ہی تو بیت

بوسہ لینے سے خفا ہوتی ہو بوسہ لیلو — تم بھی ہو جاؤ برابر کہیں بدلا لیلو

نادرہ رازدار نے کہا واہ ایسا بھی بیباک و بے شرم انسان کو ہونا چاہیے اگر خدا نخواستہ کوئی میرا آشنا یہاں ہوتا اور یہ تمھاری حرکت بیہودہ دیکھتا تو پھر کیا ہوتا ہر کام کے واسطے ایک وقت معین ہوا اور جو کام کہ عجلت سے کئے ہین وہ شیطانی ہین ابوالحسن جوہر نے کہا حضور خداوند تعالی قرآن مین فرماتا ہی کہ خلق الانسان عجولا پھر آدمی کی کیا مجال و قدرت ہی کہ خلاف اسکے کرسکے حکم الہی کہین ٹل سکتا ہی نادرہ رازدار اس تمہید سے اور آشفتہ مزاج ہوئی اور پاس سے ابوالحسن جوہر کے اٹھ کھڑی ہوئی ابوالحسن جوہر دست بستہ سامنے کھڑا ہوگیا اور کہا قربانت شوم واقعی مجھ سے حرکت بیہودہ ہوگئی اسکی جو سزا مجھے ملے بجا اور درست ہی مگر مین نہ جانتا تھا کہ لب بخت میرا عالم چشم زدن مین حضور کے لب نازنین سے مس ہو جائیگا نادرہ رازدار نے کہا واہ یہ بے اختیاری کیسی ابوالحسن جوہر نے کہا

ای خاتون اصل تو یہ ہی کہ بیت

ما چه گرسنه و در خانه خالی بر خوان — عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

نادرہ رازدار نے کہا شاید یہ آیہ تیری نظر سے قرآن مجید کا نہین گذرا ان الذین یلحدون فی آیاتنا ید خلون جہنم داخرین تو اپنے کو آپ ملحدوں سے تشبیہ دیتا ہی ابوالحسن جوہر نے کہا مین نے حضور کے مصرعہ ✤ ترح سے

کوئی بے ادبی ایسی نہیں کی گفتگو جب جنم کا ہون اور اگر آپ کو میرا ایک بوسہ لینا ایسا ناگوار گذرا تو شعر

بوسہ بمن وادی ورنجیدۂ
بازستان گر نہ پسندیدہ

بلکہ ایک بوسہ کے عوض دس بوسہ لیلو لیکن براے خدا آزردہ تو نہو اسواسطے کہ شرع مین عوض خون کے خون ہی
جواب ترکی بہ ترکی مشہور ہی نادرہ رازدار کو ابوالحسن جوہر کی اس گفتگو سے ہنسی آئی لیکن ضبط کیا باین
خیال کہ زیادہ گستاخی اور بھی پردہ اُٹھا دیگی بعد اسکے کہا ای عیار طرار البتہ مین نے آپ کے ایسی ہی کچھ اوصاف
حمیدہ و خصائل پسندیدہ سُنے ہین چنانچہ مشاہدہ مین بھی آئے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنی جگہ پر بعیاری و فیلسوفی
ہمارے دل مین بھی راہ پیدا کیا چاہتے ہین اور دل کو ہمارے آپ بجاے خود کوئی مکان تصور کیے ہین کہ جہان
نقب یا کمند لگا کر کام نکال لینگے ابوالحسن جوہر نے کہا کہ میرے پاس ایسے آلات ہین کہ میرا کام کسی جا پر بند نہین
رہ سکتا دل کیا شی ہی نادرہ رازدار نے پوچھا وہ کیا آلات ہین ہم بھی سُنین ابوالحسن جوہر نے کہا کہ تیشہ آہ اور کمند
نالہ وغیرہ سواے اسکے اور کیا شی مجھ غریب کے پاس ہی شعر

ما جوے خون ز سینہ بناخن روا کنیم
با تیشہ کوہ کن بکمند ابجہ ما کنیم

چونکہ غصہ نادرہ رازدار کا بناوٹ کا تھا خاموش ہو رہی ابوالحسن جوہر خاموشی نادرہ رازدار
کی نیم رضا سمجھا اور از سر تا پا بلائین لین نادرہ رازدار اس حرکت سے ابوالحسن جوہر کی آگ ہو گئی
اور چند گام ناراض ہو کے چلی تھی کہ ابوالحسن جوہر قدمون پر گر پڑا بس نادرہ رازدار
ٹھہر گئی مسدس

دیکھکر اُسکو بناوٹ سے وہ بگڑی ایکبار
سر کو نہوڑا کے یہ کی مکر سے اُسنے گفتار
یہ بھی قدمون پہ رہا اور نہ کچھ کی تکرار
ایسا بیباک زمانہ مین نہوگا زنہار
آبرو رنج سے شاید نہین تو ڈرتا ہی
غیر سے یہ حرکت کوئی بھلا کرتا ہی

غصہ جب اُس ستم ایجاد کا کچھ دور ہوا
دل کی بیتابی نے بیاری مجھے ناچار کیا
بیٹھکر پاس تب آہستہ سے اُسنے یہ کہا
تجھ پہ سو جان سے تصدق ہون فی الا سر تو اُٹھا
یاد رکھ تو مجھے ذلت ہی نہ رسوائی ہی
کشش جذبۂ دل کھینچ کے یان لائی ہی

نیم راضی سا جو اس بات پر اسکو پایا
آپ نے لطف کیا مجھ پہ کرم فرمایا
بے حجابانہ سخن وہ یہ زبان پر لایا
مجھکو حیرت ہی یہی جی مین مرے کیا آیا

ہاتھ بھی باندھے جھکے پانون پر سر دھرتے ہین
جو کہ تھا عذر نہین چاہیے ہم کرتے ہین

گو رکھائی سے کیا اُسنے سراسر انکار
دیر تک ردو بدل اُنمین ہی اور تکرار

ایک بھی بات سُنی اُسکی نہ اُسنے زنہار
دل سے دل لگیا نقشہ یہ ہوا آخرکار

گرد پھر پھر کے فدا اُسپہ وہ دیوانہ ہوا
شمع رخسار پہ وہ صورت پروانہ ہوا

مسکرا کر یہ شرارت سے جواب اُسنے دیا
مرنے جینے سے کسی کے نہین کچھ اپنا بھلا

مجھکو معلوم ہی کیا حال پرائے دل کا
کوئی بیچین ہو تو جا کے کرے اپنی دوا

مجھسے تدبیر دوا اسکی بھلا کیا ہووے
مردون کو زندہ کرے وہ جو مسیحا ہووے

الغرض اسی حرف و حکایات مین تمام روز دونون رہے اور خوب شراب پلی یہان تک خود رفتگی ہوئی کہ نادرہ رازدار کو ابوالحسن جوہر کا بیچا نا حکیم صاحب کی خدمت مین یاد نرہا جب رات ہوگئی تو بابا خضر کوہستانی شمع و فانوس روشن کرکے لائے اور دو بچھونے لا کے جُدا جُدا بچھا دیے اور خود بھی کنارہ بیٹھ گئے نادرہ رازدار اُس وقت شرم و لحاظ سے اُس خضر کوہستانی کے عرق عرق ہوگئی اور ابوالحسن جوہر کو بھی مخل صحبت ہونا خضر کوہستانی کا ناگوار خاطر ہوا بابا خضر کوہستانی نے جب ان دونون زن و مرد کو خاموش دیکھا نادرہ رازدار سے فرمایا ای نادرہ رازدار تم بحسب ظاہر عاقلہ و بالغہ نا کتخدا معلوم ہوتی ہو اور علی ہذا القیاس یہ صاحبزادہ بھی اور اس پہاڑ کا نام کہ جہان تم دونون وارد ہو جبل رفعت ہی لہذا تمھارا باہم نا محرم یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا نادرہ رازدار نے جو یہ سُنا دل مین کہا مصرع

سرگاو ے زدہ بودم سر خر پیدا شد

مین تو اس بڈھے کو خضر راہ سمجھی تھی سو یہ تو شیطان صفت نکلا مجھے بھی خیال آیا کہ استغفر اللہ ایک بزرگ نے تو کلمۂ حق بطور اطلاع کہ ہم نا واقف تھے کہا اور تو نے اُنکی نسبت اسطرح کا گمان بد کیا بابا خضر نے کہا ای نادرہ رازدار یہ خیال جو تمھارے دل مین ہی بیجا ہی اسواسطے کہ مجھے تم دونون کی طبیعت باہم فریفتہ معلوم ہوتی ہی بس تمھارے حق مین مناسب یہ ہی کہ تم دونون اسی جگہ زمین و آسمان کو گواہ قرار دیکر میرے ذریعہ سے یہ عقد پڑھوا لو تاکہ یہ رات عیش و آرام مین بے تکلفی سے بسر ہو اس بات کو بابا خضر کوہستانی کی سُنکے نادرہ رازدار کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور دل مین بابا خضر کوہستانی کو نہایت سخت و سست کہا مگر ابوالحسن جوہر نے جو یہ کلمہ بابا خضر کوہستانی کی

زبان سے سنکے دونوں ہاتھ اُنکے اپنی آنکھوں سے لگائے اور کہا **شعر**

تو دستگیر شو ای خضر پی خجستہ کہ من پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

نادرہ رازدار نے کہا ای ابوالحسن جوہر خاموش زبان بند کر دیکھا میں ایسی بے وارثی ہون کہ میرا نکاح ایسے
عالم مجبوری و تنہائی میں ہوگا بابا خضر کوہستانی نے فرمایا کہ بالغہ و بالغ کو کچھ ضرورت وارث کی نہین ہے
فقط رضامندی طرفین جسکو ایجاب و قبول کہتے ہین کافی ہے ابوالحسن جوہر نے کہا حضرت درست ارشاد
فرماتے ہین نادرہ رازدار نے کہا بس ایک تم درست کہتے ہو دوسرے حضرت لیکن مجھے حضرت کی بزرگی و
تقدس سے کمال تعجب ہے کہ بلا تحقیقات ایک مرد رومی کی لڑکی کا ایک مرد غیر سے زبردستی نکاح کیے دیتے ہین
بابا خضر کوہستانی نے نادرہ رازدار کے کان مین آہستہ سے کہا ای نادرہ رازدار تم اس حال سے خوب
واقف ہو کہ باوجود اس دولت و ثروت کے تمہاری ملکہ کا کس عالم بیکسی مین اژدرو سے قسمت کے اندر
نکاح ہوا اور تم باوصف رازداری کے وہان نہ پہونچ سکین پھر مین کس وجہ سے تمہاری ملکہ کو تمہارے نکاح
مین بلاؤن نادرہ رازدار نے کہا حضرت نے درست فرمایا لیکن مجھے رضامندی جناب عالی کا خیال ہے بابا
خضر کوہستانی نے کہا کہ میرا ذمہ اس امر کا ہے کہ جناب عالی خود تمہارے نکاح نامہ پر اپنی مہر بخوشی کر دینگے
نادرہ رازدار نے کہا اس وقت مین آپکو کہان ڈھونڈھون گی دوسرے عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز کا
جو شاہزادہ معز الدین سے اژدرو سے قسمت مین ہوا وہ قابل اعتبار نہین ہے جبتک کہ بیرون طلسم پھر عقد
نہو بابا خضر کوہستانی نے فرمایا تم عقد کو اپنا کس وجہ سے درست و معتمد سمجھتی ہو تمھین کیا یاد نہین کہ جس روز
ہر ایک رفیق نے شاہزادہ کے گوشت شکار کا اپنی اپنی معشوقون کو بھیجا تو تم کس قدر ملول ہوئین اور حکیم صاحب
کی خدمت مین گئین اور حال پر ملال اپنا بیان کیا اسی مصلحت سے جناب عالی نے حسب خواہش تمہاری تمکو
اس کوہ رفعت پر بھیجا بس یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر مرضی مبارک نہوتی تو وہ تمھین یہان کیون بھیجتے نادرہ رازدار
یہ سنکے خاموش ہو رہی پھر کچھ جواب نہ دیا آخرکار بابا خضر کوہستانی نے نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر
کا نکاح پڑھا بعد اسکے خود وہان سے روانہ ہوگئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ خدمتگار انواع اقسام کا کھانا اور میوہ ہاے
تازہ و خشک مع شراب وغیرہ لائے اور انھون نے دسترخوان بچھایا نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر نے
کھانا نوش کیا بعد فراغ اکل و شراب کے ایک ہی جا آرام کیا نادرہ رازدار نے کہا ای ابوالحسن جوہر
صدق اللہ العلی العظیم وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی باوجود منصب رازداری کے مجھے معلوم نہین ہوا کہ یہ
بزرگ کون تھا اور کہان سے تشریف لایا تھا ابوالحسن جوہر نے کہا جو امر اس بزرگ نے کہا بہت درست تھا
خداوند کریم انکو جزاے خیر دے نادرہ رازدار نے کہا کہ ہان ہان تم تو تعریف کیا چاہو کہ انکے طفیل مین تمہارا

مقصد حسب دلخواہ ہوا ابوالحسن جوہر نے کہا سچ تو ہی نادرہ رازدار نے کہا غلط ہوتے ہین کیا شک ہی ابوالحسن جوہر
نے کہا سچ کہنا تمھین اپنی ملکہ کے سر اقدس کی قسم کہ تمھین مجھ سے محبت ہی نادرہ رازدار نے کہا خیر قسم سے مین لاچار ہو گئی
کہنا ہی تو یہ ہی کہ اگر مجھے محبت نہوتی تو مین اپنی اوقات کیون ضایع کرتی مگر ایسی محبت نہ تھی کہ ایک بڈھا ناآشنا
غیب سے پیدا ہو کر میرا تمسے نکاح بجبر کر دے دوم رائے حکیم صاحب کی بھی مقدم تھی ؎

دلی دوارشامن قبلہ من ست حکیم	کہ سر ز حکم بلندش نمی توانم تافت

ابوالحسن جوہر نے کہا رضامندی تمھاری مقدم ہی بعدہ حکیم صاحب بھی راضی ہو جاینگے نادرہ رازدار نے
کہا ای ابوالحسن جوہر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے عاشق کو مدت تک اپنے فراق مین کوہ بکوہ صحرا بصحرا
آوارہ و سرگشتہ پھرایا بعد اسکے اسکے حال پر اختلال پر رحم آیا بعد اسکے آپہین پھر شراب کے دور چلے جبکہ نشہ شراب سے
سرشار و بدمست ہوے ابوالحسن جوہر نے نادرہ رازدار کو سینہ سے لگا کر دو چار بوسہ لب و رخسار کے لیے
نادرہ رازدار نشہ مین دانستہ غافل ہو گئی سر سے پانون تک دوپٹہ تان کے آنکھین بند کر لین گویا سو گئی اور
ابوالحسن جوہر سے کہدیا کہ ہم سوتے ہین ہمین ستانا نہین اورادھر ابوالحسن جوہر کی ہوس زیادہ ہوئی جب نادرہ رازدار
کو ابوالحسن جوہر کے تیور بد معلوم ہوئے اپنے سر کی قسم دے کے ابوالحسن جوہر سے کہا کہ خبردار اور کسی طرح کا ارادہ
نکرنا ابوالحسن جوہر نے جب دیکھا کہ نادرہ رازدار مانع وصل حقیقی ہی بس خود بھی شاہزادہ کے سر مبارک کی قسم کھائی کہ
بغیر رضامندی تمھارے مین کوئی حرکت نکرونگا اب تم بے خوف و خطر آرام فرماؤ الغرض نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر
ہم بغل دونون نے براحت تمام آرام کیا اور صبح کو باہم دوگانہ فجر ادا کی بعدہ باباخضر کوہستانی ایک اسپ خوش رفتار
نہایت چالاک و طرار لائے اور نادرہ رازدار سے کہا یہ گھوڑا ابوالحسن جوہر کے واسطے موجود ہی ابوالحسن جوہر
نے بعد سلام و دست بوسی دعائے خیر سے یاد کیا باباخضر کوہستانی نے نادرہ رازدار کو علیحدہ بلا کر چپکے
سے کہا ای نادرہ رازدار تم خاطر جمع رکھو کہ نکاح تمھارا حسب ایما حکیم صاحب کے ہوا ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نکرنا
لیکن پہلے ابوالحسن جوہر کو حکیم صاحب کی خدمت مین لیجانا اور جیسا وہ کہدین عمل مین لانا نادرہ رازدار نے کہا
ای حضرت ہر چند کہ مین عہدۂ رازداری رکھتی ہون لیکن مین اب تک آپکے حال سے آگاہ نہین ہون یہ بھی ایک محل
حیرت ہی باباخضر کوہستانی نے کہا کہ مثل ہمارے اکثر خدمت گذار خدمت مین اس حکیم عالی وقار کے شب و روز حاضر
رہتے ہین انہین سے ایک مین بھی ہون قصہ مختصر نادرہ رازدار ابوالحسن جوہر کو ساتھ لے اور باباخضر کوہستانی
کو رخصت کر ملک حشمت نگار کی راہ سے علیحدہ بالا بالا جناب حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی یکایک پردۂ
اسرار الغیب سے آواز آئی کہ ای نادرہ رازدار اب اگر تجھے اپنے بخت ناسازگار سے کچھ شکایت ہی تو بیان کر
نادرہ رازدار سمجھ گئی کہ باباخضر کوہستانی بہت درست کہتے تھے کہ یہ معاملہ بغیر رضا کے جناب حکیم صاحب

خلوت میں نہیں آیا آخر نادرہ رازدار نے نہایت شرم وحیا سے جواب دیا کر پیر ومرشد جبکہ حضور بشیر و پناہ ہون اُسے شکایت کسطرح ہوسکتی ہی علی الخصوص یہ کنیز خاص جو تا فی عمر حاضر خدمت رہی حکیم صاحب نے حکم دیا کر ابو الحسن جوہر کو ہمارے پاس بلالا نادرہ رازدار حسب الحکم ابو الحسن جوہر کو منزل خاص مین جناب حکیم صاحب کے لائی اور جو طریقہ آداب حضوری جناب حکیم صاحب کے تھے وہ ابو الحسن جوہر کو بخوبی تعلیم کردیے تاکہ کوئی دقیقہ تعظیم وتکریم کا فروگذاشت نہوئے غرضکہ ابو الحسن جوہر نے جب وہ عمارت عالیشان دیکھی حیران ہوگیا یعنی اس ترکیب سے ساختہ اُسکی تھی کہ تعجبات اُسکے بیان نہین ہوسکتے کیونکہ تمام علم ہر یا ضی اُسمین صرف کیا تھا وہ مکان گویا ایک طلسم معلوم ہوتا تھا اور بیچ مین اُس مکان کے ایک حوض سنگ مرمر کا تھا اور اُسطرف حوض کے ایک پردہ زرنگار وصرصع کار پڑا تھا نادرہ رازدار نے قریب پردہ جاکر پردہ کو حرکت دی پردے کے اندر سے آواز آئی کہ ای ابو الحسن جوہر سلام علیک ابو الحسن جوہر نے آواز کو حکیم صاحب کی پہچان کے جواب سلام دیا اور جسطرح سے طریقہ آداب حضوری جناب حکیم صاحب ابو الحسن جوہر کو تعلیم کیا تھا ابو الحسن جوہر مودب اُسی طرح زیارت حسب قاعدہ بجالایا اور یہ اشعار مدحیہ حکیم صاحب نہایت حسن وخوبی سے پڑھے ابیات

ای درون و بیرونت ز تو معمور
هیچ سر از کمال رفعت شان
هستی اگر هر چه کنی خواهی
حسبنا قادری که انسان را
داد حکمت بهر که رب قدیر
تو ئی ای پادشاه کشور جان

گاه در پرده و گهی بظهور
کرده بر سپهر گرچه مکان
سیر فرما ز ماه تا ماهی
این کمالات بخشد و شان را
داد او را ز لطف خیر کثیر
در زمانه ارسطوی دوران

ذات تو شکل تو نادر یکتا
بزمین نیز جلوه اعتبار پیداست
گر بری ذره را بروی سها
آنکه داؤد را نبوت داد
هم ز فیضش گرفت گرموئی
عالم از نور تو درخشان باد

بیتوان یافت در خلا و ملا
عقل هر کاملی درین شیداست
گر دهی بر زمین سها را جا
هم به لقمان کمال حکمت داد
شد ز تحصیل علم ارسطوئی
آفتاب کمال تابان باد

حکیم صاحب نے بوجہ خواہر رضاعی ہونے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نادرہ رازدار کی عزت وتوقیر فرمائی تھی اور منصب رازداری بھی عنایت فرمایا تھا جب شاہزادہ معز الدین نے تخت سلطنت طلسم پر بجای ملکہ نوبہار گلشن افروز اجلاس فرمایا تو حکیم صاحب نے ابو الحسن جوہر کو بھی خدمت رازداری مرحمت فرمائی اور نادرہ رازدار کے شریک کیا یہی وجہ ہوئی کہ ابو الحسن جوہر کو خلوت خاص مین بلا کے اپنا محرم راز فرمایا کیونکہ بجز نادرہ رازدار کے اور کوئی اس مکان خاص مین انسان یا پرندہ نہ آسکتا تھا بعد ختم اشعار مدحیہ کے حکیم صاحب نے نادرہ رازدار سے فرمایا کہ اب ابو الحسن جوہر کو حقیقت حال سے مفصل آگاہ کردو نادرہ رازدار نے تمام کیفیت شاہزادہ معز الدین کی از ابتدا تا انتہا ابو الحسن جوہر سے بیان کی اور بعد اسکے جس کام کے واسطے ابو الحسن جوہر بلایا گیا تھا اُس کام سے بھی یعنی تصویر کشی ونقالی وغیرہ قصہ خسرو وشیرین کے

کردیا ابوالحسن جوہر نے جو حال شاہزادہ معزالدین کی موجودگی کا سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز جو کل طلسم عجائبات کی بادشاہ ہی وہ شاہزادہ عالیجاہ کی معشوقہ ہی اور اب بزم عشرت ونشاط گرم ہوا چاہتی ہی اور اسی واسطے مجھے بھی حکیم صاحب نے یاد فرمایا ہی کہ مین بھی شریک جلسہ کیا جاؤنگا یہ سمجھ کے دل مین نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت یہ مضمون دل مین آیا کہ شاہزادہ سے اسطرح ملاقات کیجیے کہ شاہزادہ ہرگز نہ پہچانے اور اہل محفل کو نہایت حظ اُٹھے اور میری ظرافت وخوش طبعی کو سب لوگ مان جائین آخر ابوالحسن جوہر نے جو دل مین تصور کیا تھا حکیم صاحب سے اظہار کردیا حکیم صاحب نے فرمایا جسطرح تمھارا جی چاہے شاہزادہ معزالدین سے ملاقات کرو ہمنے تمکو اجازت دی اور گستاخی تمھاری معاف ہی ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ حضور نادرہ رازدار کو حکم دین کہ تم اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ہر کام مین ابوالحسن جوہر کے شریک ومددگار رہنا ابوالحسن جوہر حکیم صاحب سے رخصت ہوکر روانہ ہوا راہ مین نادرہ رازدار نے کہا اے ابوالحسن جوہر واہ عیار طرار مجھسے تو بیان کر کہ شاہزادہ سے کسطرح ملاقات کریگا ابوالحسن جوہر نے کہا خاموش ادب سے بات کرو کیونکہ حکیم صاحب نے تمکو میرا اتالیق مقرر فرمایا ہی یا تعلیم کنندہ کہ تم دخل درمعقولات کرتی ہو یہ اچھا نہین ہی خیر ابکی تو یوجہ ناواقفی معاف کیا مگر آیندہ خبردار کوئی کلمہ بیتہذیبی کا زبان سے نہ نکلے ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا نادرہ رازدار نے یہ باتین ابوالحسن جوہر سے سنکے قہقہہ مارا اور کہا سبحان اللہ واہ اور یہ مسدس کسی اُستاد کا پڑھا مسدس

اسقدر کس لیے کی آپنے اپنی تعریف ضبط دشوار ہی ازبسکہ طبیعت ہی ظریف	آپ تو فضل الٰہی سے ہین اشرف اشراف ایک فقرہ مین پڑھون آپ اگر ہون نہ خفا

منہ نہ کھلوائیے بس آپکا بیجا ہی غرور
اپنے منہ سے میان مٹھو یہ مثل ہی مشہور

کسی نے یہ مصرعہ بھی حضور ہی کی شان مین نظم کیا ہی مصرع روسیاہ کم بہا ہین کہ چہ در دماغ دارد، ابوالحسن جوہر نے کہا سیاہ تو غلام کو کہتے ہین مین غلام کسکا ہون جو تمنے میری شان مین یہ مصرعہ پڑھا نادرہ رازدار نے کہا ہمنے خود تمھاری زبان سے اکثر سُنا ہی کہ مین شاہزادہ معزالدین کا غلام ہون بلکہ خانہ زاد لیکن بوجہ کمال فن مہر سلطان اسمعیل نے ابوالحسن جوہر خطاب دیا ابوالحسن جوہر نے کہا غلط ہی مین شاہزادہ معزالدین کا برادر رضاعی ہون اور باپ میرا ابوصالح مصری علماے مصر سے تھا اور خطاب بادشاہی اسکا شرع وتقین بلکہ بعد انبیاء علیہم السلام اُنھین معظم ومکرم کا رتبہ ہی مگر ہان تم البتہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کنیز ہو چونکہ تم کاروبار مین ہوشیار تھین لہذا حکیم صاحب نے بتوجہ تمکو منصب رازداری کا عنایت فرمایا پس آپ اپنے تئین دیگر سے نسبت سمجھتی ہین نادرہ رازدار نے کہا اگر مین کنیز ہوتی تو نام بھی میرا گوہر نا فضہ ہوتا جس طرح حضور کو جوہر کہتے ہین

ابوالحسن جوہر نے کہا وہ نام جو ماں باپ بچپنے مین بوجہ پیار کے پکارتے ہین قابل اعتبار نہین ہی ہان معتبر نام وہ ہی جو مندرج دفتر شاہی ہو یا کندہ مہر ہوا ورچونکہ جوہر کمال مجھ مین تھا لہذا بادشاہ نے جوہر سے موسوم کیا لیکن دل مین معقول بھی ہوتا جاتا تھا کہ بیشک ایسا نام اکثر غلامون کا ہوتا ہی اور طرفہ یہ تھا کہ بیان ابوالحسن جوہر سے جسقدر نادرہ رازدار ہنستی جاتی تھی اسی قدر ابوالحسن جوہر خفیف ہوتا تھا اور اصل امر یہ تھا کہ حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر کے تمام حالات سے نادرہ رازدار کو آگاہ کر دیا تھا اور ابوالحسن جوہر نادرہ رازدار کی اصل سے ناواقف تھا آخر الامر نادرہ رازدار نے کہا ای ابوالحسن جوہر تمام دنیا کے نظائر و دلائل پیش کرو لیکن میرا شک نہین دفع ہوگا کسواسطے کہ کسی شریف کا نام آجتک جوہر نہین سنا ابوالحسن جوہر نے مجبور ہو کر کہا خیر مین غلام ہی سہی لیکن تمکو میری شان مین ایسے کلمات تحقیر نہ کہنا چاہیے کہ اب مین تمسے منعقد ہو چکا ہون بلکہ جو اور کوئی کہے اسکو تم منع کرو نہ کہ تم خود کہو نادرہ رازدار نے کہا ہان یہ کارخانے قضا و قدر کے ہین ایمین جاے دم زدن نہین کسواسطے کہ اکثر بادشاہزادیان اپنی زبونی طالع سے اور شومی بخت کے سبب بے حقیقت لوگون سے منسوب ہوگئی ہین اگر میرا بھی تمسے عقد ہوگیا تو کیا تعجب کی بات ہی بیت

کیون عبث پھرتا ہی اپنے کام کی تدبیر مین ... لکھدئے ہوتا ہی وہی لکھا ہی جو تقدیر مین

ابوالحسن جوہر نے نادرہ رازدار کو گلے سے لگا لیا اور کہا واللہ مین غلام نہین ہون نادرہ رازدار نے کہا قسم کھانے سے کیا ہوتا ہی لاعلم تمہاری قسم کا اعتبار کرسکتا ہی اور مجھے تو خوب تمہارا حال ابتدا سے انتہا تک مفصل معلوم ہی ابوالحسن جوہر نے کہا حکیم صاحب کی خدمت مین چلو کہ وہ خوب واقف اسرار غیب ہین اُن سے تصدیق کرلو نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس چلنے کی ضرورت کیا ہی عیان راچہ بیان آخر ابوالحسن جوہر کو غصہ آیا اور سلطان اسمعیل شاہ کے باپ کو سخت و سست کہنا شروع کیا نادرہ رازدار نے کہا ای بندہ خدا انکو تو کیون نفرین کرتا ہی انکا کیا قصور ہوا ابوالحسن جوہر نے کہا انکی یہ تقصیر ہی کہ انھون نے میرا نام ابوالحسن جوہر کیون رکھا کہ جو مین اس عذاب مین گرفتار ہوگیا اور ایک یہ بھی امر بجا ہی انکو کیا معلوم تھا کہ ایکبار کسی ناقص العقل سے یہ بحث ہوگی اور وہ تہمت خواہ مخواہ لگائیگی نادرہ رازدار نے دیکھا کہ آنکھون مین جوہر کے آنسو بھر آئے اور واقعی میرا کہنا برا معلوم ہوا پہلے آنکھون سے آنسو پاک کیے اور کہا واہ با این عیاری طراری تا ہنوز بوے طفولیت باقی ہی ای بیوقوف مین محض خوش طبعی سے کہتی تھی برہم ہونے کی کیا بات ہی تم یہ نہ سمجھے کہ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوتا تو حکیم صاحب میرے ساتھ تمہارا عقد کبھی نہ گوارہ کرتے خیر گذشتہ را صلوات لیکن آپ فرمائیے تو مین سب حال مفصل بیان کرون تمہارے باپ کا قزاقون کے ہاتھون سے شہید ہونا اور سلطان اسمعیل کا تمکو اپنے فرزند کے ساتھ پرورش کرنا مجھے سب معلوم ہی ابوالحسن جوہر نے جو یہ حال سنا خاطر جمع ہوئی اور کہا صدقت اللہ ان

گنبد کن عظیمہ راوی کا بیان یہ ہو کہ جس راہ مین نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر کے باہم یہ گفتگو واقع ہوئی وہ پوشیدہ حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچنے کی ایک راہ مثل نقب کے ہو اور اُس راہ کو منزل قدس کہتے ہین غرض جب نادرہ رازدار اپنے مکان پہ پہونچی ابوالحسن جوہر کو مسند پر تکلف پر بٹھایا اور خود پہلو مین بیٹھی بعد اسکے جوہر سے کہا کہ مین اب ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین جاتی ہون بعد دو روز کے آؤنگی لیکن اب کہو کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کس تقریب کی گفتگو کرون ابوالحسن جوہر نے کہا اوّل یہ بتاؤ کہ تمکو حکیم صاحب نے میرا نام بعدار واقعی کیا ہو یا بخاطر کردیا ہو نادرہ رازدار نے کہا آخر آپ اپنا مطلب بیان فرمائین ابوالحسن جوہر نے کہا اوّل تو میری خواہش وصل ہو بعدازان اور کہونگا نادرہ رازدار نے ایک ہاتھ پشت پر مارا اور کہا سبحان اللہ مصرعہ شتر در خواب بیند پنبہ دانہ ❊ یہ امر ایک امر پر موقوف ہو ابھی ایسے خیالات لاؤبالی سے باز آئیے دیکھیے شاہزادے نے آپکے ملکہ کے عشق مین کسقدر مصائب و آفات اٹھائے اور کہان کہان سرگردان و پریشان پھرا اور ہنوز وصل حقیقی نہین ہوا اور آپ مطلب اپنا شاہد بے دردسر نکالا چاہتے ہین شکر خداوند چارہ ساز نہین بجا لاتے کہ کسقدر جلد بے مشقت وہان پہونچا ہوا جہان شاہزادہ بمقدار مشکل تمام ایک مدت مدید مین پہونچا تھا ابوالحسن جوہر نے کہا مین عیار ہون اور عیاری ایک پیشہ جلد دستی اور ہر جا کے پہونچ جانے کو بھی کہتے ہین میرا ہر کام بہت جلد وقوع مین آنا چاہیے اور شاہزادہ جوکہ کوہ تحمل و آسمان وقار ہو اُسکے کام مین اگر عرصہ ہو تو کیا عجب ہو خیر اب اس گفتگو کو موقوف کرو اور جو کہون اُسپر عمل کرو ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا دران حالیکہ حکیم صاحب نے تمکو میرا مطیع و فرمانبردار کیا ہو پھر عذر و حیلہ کیا معنی یہ سبب ناحق اُنا نادرہ راز نے کہا کہ مین کسطرح سبقت کرسکتی ہون جس وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنی مراد کو پہونچیگی پھر مجھے بھی کچھ عذر نہوگا انصاف بھی دنیا مین ہو یا فقط خودغرضی ہو بلکہ اس امر مین تو تمکو بھی تقلیداً اپنے شاہزادے کی واجب ہو ابوالحسن جوہر نے کہا یہ سب صحیح ہو مگر ❊

ہجر و وصال یار مطلب عاشقون کا کچھ نہین
اسکی حسرت کے سوا دل مین تمنا کچھ نہین

گل بدستان مین نہ وہ شان و نہ وہ جلوہ کہان
بے گل روئے صنم اُسکا تماشا کچھ نہین

لیکن خیر جو تم کہتی ہو وہی سچ اور بجا ہے خود یہ خیال ہوا ❊

جفا کو جان عنایت نگہ ستم نکر
بگڑ کے یار سے اے دل نباہے گا پھر کیا

بعدہٗ ابوالحسن جوہر نے کہا کہ اچھا تو ان آپ پہنچیے مین لے شاہزادے کی ملاقات بطور سے تجویز کی ہو نادرہ رازدار نے کہا فرمائیے ابوالحسن جوہر نے کہا مین ایک نازنین ماہ جبین کی صورت اپنی بناؤنگا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے جاکر یہ عرض کرو کہ وہ مجھے بنا سنوا کر رو دو فرشتہ سے اپنے پاس بلائین اور شاہزادے سے فرمائین کہ فلان ملک کی شاہزادی میری ملاقات کو آئی ہو لیکن درمیان کلمہ سے پردہ کرتی ہو اور بروقت جو منا سب ہوگا کہتا جاؤنگا لیکن

اس صورت سے ملاقات ہو کہ شاہزادہ نہایت مشتاق ہو کر ملاقات کرے تاکہ اُسکو ایک طرح کی فریفتگی بھی ہو پھر آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا تماشا ہوتا ہے غرض نادرہ راز دار ابو الحسن جوہر سے رخصت ہو کر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی لیکن شاہزادہ شکار کیواسطے گیا تھا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کہین اور گئی تھی خواصون کے ہمراہ جب شام ہوئی شاہزادہ شکار سے واپس آکے خیمہ معلی مین تشریف لے گیا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے تذکرہ تا فرمایا کہ نادرہ رازدار ابھی تک نہین آئی خدا جانے کہان گئی ہے اور جس کام کو کہ وہ گئی ہے نہین معلوم وہ ہوا یا نہین سوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا مجھے بھی حیرت ہے نہین معلوم کیا معاملہ درپیش ہوا جو ابھی تک وہ نہین آئی ہر چند کہ مجھکو نادرہ رازدار کی طرف سے خاطر جمعی ہے مگر بے اُسکے ہماری صحبت کا لطف نہین ہے شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم تم یقین جانو مین نادرہ راز دار کو اپنی ہمشیرہ حقیقی کے برابر جانتا ہون اور عزیز رکھتا ہون اور اُسکے احسانات بھی ایسے ہین کہ شکر اُنکا نہین ادا ہو سکتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا درست آپ فرماتے ہین نادرہ رازدار ایسی ہی مرتبہ کی ہے

اب حاضر ہونا نادرہ راز دار کا خدمت مین ملکہ نو بہار گلشن افروز کے اور بیان کرنا احوال ابو الحسن جوہر کا اور پیام حکیم صاحب کا

القصہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ عالی وقار مین ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نادرہ رازدار بھی وہان

پہونچی ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اور شاہزادہ کو بادب سلام کیا شاہزادے نے پوچھا اے نادرہ رازدار تم کہان تھین واللہ مجھکو کمال انتظار تھا کہ کیا ایسا امر ہی جو نادرہ رازدار نہین آئین ملکہ ابھی تمھارا ہی ذکر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کر رہا تھا نادرہ رازدار نے کہا حضور جناب حکیم صاحب کو آپکا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا مثل خسرو شیرین کے عیش و عشرت کرنا منظور ہی چنانچہ اسیواسطے مجھکو تبلاش ایک جوان شاپور صفت کے بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر ملجائے تو اُسکو شاہزادے کی خدمت مین پہونچا دینا مین نے ہرچند پہاڑ پر جا کے تلاش کیا لیکن کہین نملا لاچار ہو کر واپس آئی اور حکیم صاحب کو اطلاع دی حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہ خود آملیگا کچھ تلاش کی ضرورت نہین ہی اسیوجہ سے مین حاضری خدمت حضور سے معذور رہی شاہزادے نے فرمایا اے نادرہ رازدار جو سیر و تماشا مجھے بدولت حکیم صاحب کے اس طلسمات مین میسر ہوا شاید کسی بادشاہ کو نصیب ہوا ہو تعجب ہی حالانکہ حکیم صاحب کی کمال عنایت اور توجہ میرے حال پر ہی لیکن کبھی مجھے یاد نفرمایا اور سعادت قدمبوسی سے ابتک محروم رکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار اسکا حکیم صاحب سے شکوہ ناحق ہی کسواسطے کہ مین اُنکی فرزند ہون اور کوئی درجہ مہربانی و عنایت کا میرے واسطے اُس جناب نے اُٹھا نہین رکھا اور یہ بھی مجھے یقین ہی کہ از حد مجھے چاہتے ہین میری ایذا و تکلیف اُنکو مطلق گوارہ نہین ہی الا پھر بھی میری کیا مجال و قدرت کہ جو مین بدون علت اُنکے پاس حاضر ہو سکون مگر ہان جب میرا دل بہت چاہتا ہی نادرہ رازدار سے کہلا بھیجتی ہون اگر مناسب و منظور ہوا تو مجھے بلا لیا ورنہ خود تشریف لائے غرض سوا اسے نادرہ رازدار کے کہ وہ منصب رازداری رکھتی ہی اور کوئی اُس مکان فیض نشان کا محرم راز نہین ہی اور اسی کی معرفت کل مقدمات طلسم فیصل ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا کہ اے شہریار ایک روز ایسا شدنی ہی کہ تم بھی حکیم صاحب سے ملاقات کروگے شاہزادے نے کہا اے ملکۂ آفاق ایسی آہ سرد بھرنے کی کیا وجہ کیا میری ملاقات حکیم صاحب سے ہونے مین کوئی قباحت ہم کہ تم چشم پُرآب ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا نہین مجھے اسوقت اپنا زمانہ بچپنے کا یاد آیا کہ حکیم صاحب وہ شفقت مبذول فرماتے تھے کہ جسکی حد و نہایت نہین غرض جب ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کے پاس آرامگاہ مین گئی نادرہ رازدار نے وہ ساری حقیقت ابوالحسن جوہری کی بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو سُنا کہ نادرہ رازدار سے ابوالحسن جوہری کی ملاقات ہوگئی تو نادرہ رازدار کو از سر تا پا بنظر غور دیکھا اور واقعی نادرہ رازدار کے چہرے سے آثار شگفتگی صاف پائے گئے آخر گلے سے لگا لیا اور فرمایا اے خواہر قسم جناب عالی کے سر مبارک کی مین ایک عرصہ سے اسی فکر مین تھی کہ کسی شاہزادے سے خواہ آدمزاد یا پریزاد ہو اگر حسب دلخواہ بہم پہونچے تو اُس سے تمھارا عقد کر دون مگر شکر خدا کا کہ تمنے آپ اپنا ایسا کفو ڈھونڈھ لیا کہ اس لیاقت و متانت کا کوئی شخص میری نظر سے نہین گذرا اور واقعی یہ امر ہی کہ ایسے ذی کمال شخص کا ہاتھ آنا نہایت مشکل ہی مگر ابوالحسن جوہر کے

حال سے میں محض لاعلم تھی وہ تو شاہزادہ عالی وقار کا بھائی ہے جسطرح سے کہ تم میری بہن ہو اور نہایت لایق وفایق
ہے اور شاہزادہ بھی اُسکے نہایت عزیز رکھتا ہے بلکہ اپنا فرزند جانتا ہے نادرہ رازدار نے کہا میں نے تو حال
ابوالحسن جوہر کا جناب عالی کی زبانی سُنا ورنہ میں کیا جانوں بالکہ اُسکا مجھے تو نکاح بھی ہو گیا جب تک حضرت
نے حکم اظہار فرمایا ورنہ پہلے تو راز میں داخل کیا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر شکر ہے خدا کا اب یہ بیان
کرو کہ وہ کس شان وشوکت کا شخص ہے اور تمھارے بھی حسب دلخواہ ہے یا نہیں اور عقل وفہم میں کیسا ہے اسقدر
تو میں جانتی ہوں کہ تصویر خوب کھینچتا ہے لیکن اور میں نہیں جانتی کہ کس کس صفت سے موصوف ہے نادرہ رازدار
نے کہا میری عقل نے جہانتک رسائی کی ہے میں نے تو اُسے ہمہ صفت موصوف پایا بلکہ یہ کہہ سکتی ہوں کہ شاید
اسطرح کا ظریف وطباع وجامع کمالات ودانا سے روزگار جہان میں خلق نہ ہوا ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا اے خداوند کارساز ہزار ہزار شکر پھر نادرہ رازدار سے کہا کہ اے خواہر اب یہ بتاؤ کہ قیافہ ابوالحسن جوہر کا کیسا
ہے اگرچہ مردوں کا دیکھنا مجھ جیسی عورت کے لیے بیکار ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ ایک تصویر خیالی اُسکی اسوقت
مجھے دکھاوے کہ میں ہر ایک عضو کو تفصیل معلوم کر لوں اور یہ امر میں نے اس وجہ سے کہا کہ ابھی کسی اہل طلسم
نے ابوالحسن جوہر کو نہیں دیکھا میں پہلے تمام حال ابوالحسن جوہر کا دریافت کر لوں تو بہتر ہے نادرہ رازدار
خاموش ہو گئی شرم سے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا یہ شرم عجیب طرح کی ہے
اری احمق کام شرم میں خراب ہوتا ہے یا دہے کہ تو نے میری ہی شان میں کیسے کیسے الفاظ کہے تھے اور میں جیب
ہو رہی تھی کچھ اچھا بُرا نہ کہا اب وہی بات درپیش ہے نادرہ رازدار نے اور شرم سے سر جھکا لیا ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے اپنے اور جناب عالی کے سر کی قسم دے کے پوچھنا چاہا نادرہ رازدار نے کہا
یہ کیا سوالات فضول کرتی ہو بس یہ کافی ہے کہ جو نوشتہ تقدیر تھا وہ ہوا اور تم اپنی جگہ یہ سمجھتی رہو کہ شاہزادہ
اور ابوالحسن جوہر دونوں ایک ہی دودھ سے پرورش ہوئے اس سے یقین ہے کہ خوبو ایکسا ہی ہو ملکہ
نے فرمایا دیوانی ہوئی ہے مفصل بیان کر نادرہ رازدار نے کہا اس دریافت امر فضول سے کیا حاصل ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے فرمایا سبحان اللہ فقط حال بیان کرنے سے ابوالحسن جوہر کے تم اسقدر شرماتی ہو
جسوقت بغل گرم کرو گی اُسوقت کیا حال ہوگا نادرہ نے کہا اب آپ کو پریشان کرنا منظور ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا کہ میں مزا تجھا دریافت حال نہیں کرتی بلکہ فی الحقیقت پوچھتی ہوں نادرہ رازدار نے کہا اگر سچ پوچھتی ہو
تو سنو یہ حلیہ ہے کہ ابرو پیوستہ رنگ سرخ وسفید قد میانہ لب باریک دندان مثل مروارید دست وپا متوسط
بینی بلند وباریک ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اسوقت تو منہ میں پانی بھر آیا ہوگا نادرہ رازدار نے
کہا مجھے نہیں معلوم کسواسطے کہ میری تو ابھی پہلی بسم اللہ ہے جو برائی ہو گئی ہیں جو اُسکا حال ہوا ہوگا وہی میرا حال

بھی ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا مردار کی شامت آئی ہے پہلے شرم سے بات نکرتی تھی آپ خردی و بزرگی سب بالائے طاق دو ہی دن کی صحبت مین حاضر جواب ہوگئین اب جو خاطر انکی ہوگی ہماری کجا اس اثنا مین اور چند خواصین محرم راز آگئین انھون نے جو دیکھا کہ بالفعل بیان قصہ تازہ در پیکار ہے نادرہ رازدار سے کہا اے رازدار ہمکو تو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم کوئی راز اپنا ہمسے پوشیدہ کروگی نادرہ رازدار نے کہا راز میرا کیا ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے دریافت کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام قصہ ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار کا خواصون سے بیان کیا بعد اسکے نادرہ رازدار نے پیام ابوالحسن جوہر کا بابت ملاقات شاہزادے کے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے عرض کیا ملکہ نے فرمایا بچشم یقین ہے کہ ایسی ملاقات مین عجب لطف ہوگا غرض ملکہ نے اسیوقت بہانہ پری کو حکم دیا کہ ابوالحسن جوہر کو بارہ ہزار پریزاد کی جمعیت سے باحشمت و سامان شاہی فلان پہاڑ پر لیجا و یقین ہے کہ مین بھی صبح کو وہان آؤنگی جب رات گذر گئی صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادۂ عالی وقار سے کہا اے شہریار فلان گھاٹی پر کوہ قاف کے ایک شہر عناصر حصار ہے اور اس شہر کا عناصر شاہ بادشاہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا اور اسکی دختر ملکہ حسن افروز بجائے اپنے باپ کے تخت نشین ہوئی اور وہ ایسی حسن و جمال مین یکتائے روزگار ہے بلکہ شہرۂ آفاق ہے کہ بادید و شاید اتفاقاً مین بطریق سیر اسکے ملک مین وارد ہوگئی وہ فوراً میرے استقبال کو آئی اور بجلوس شاہانہ مجھے شہر مین لیگئی اور میری بڑی دھوم سے دعوت کی اور اپنے حسن و سلوک سے وہ پیش آئی کہ مین نے اسے اپنی ہمشیرہ قرار دیا بعد دو چار روز کے پھر مین اپنے ملک کو واپس آئی آجکل ملکہ حسن افروز بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے باحشمت و شوکت میری ملاقات کیواسطے آئی ہے اور فلان پہاڑ پر ٹھیری ہے شاہزادے نے حسب ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ملکہ حسن افروز کے حسن و لیاقت کی تعریف سنی کمال مشتاق ملاقات ہوا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے پوچھا کہ ملکہ حسن افروز کی شادی ہوگئی یا نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا عقد ہونا اسکا بقول ایک حکیم کے محال مستند ہے اسوجہ سے وہ ابھی ناکتخدا ہے علاوہ اسکے خود ملکہ حسن افروز کو بھی نکاح سے نفرت ہے شاہزادے نے پوچھا آخر حکیم صاحب نے کیا تجویز کیا اسکے نکاح مین کہ غیر ممکن ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یار دوستا ہی ہے کہ ملکہ حسن افروز کو ایام طفولیت مین ایک مرض عارض ہوا تھا ایک حکیم نے تشخیص کیا کہ اگر کسی مرد کا خیال بھی ملکہ حسن افروز کے جسم کو ہاتھ لگا دیگا تو فوراً قالب بے جان ہو جائیگی شاہزادے نے کہا کہ قالب بے جان ہو جائیگی تو انواع و اقسام کے اشکال ہین انمین سے کوئی شکل بیان کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ وہان استقدر سنا ہے کہ نزاکت انتہا سے زیادہ ہے وہ متحمل مرد کی نہین ہوسکتی اگر اجازت ہو تو مین بھی اسکے استقبال کو جاؤن شاہزادے نے فرمایا بہرحال تمکو جانا لازم بلکہ واجب ہے لیکن وہان سے مراجعت کب تک ہوگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات بس ملکہ حسن افروز کو ہمراہ لیا اور چلی آئی شاہزادے نے کہا جلد تشریف لائیے گا کہ مجھکو ایک ساعت بے آپکے بجز ایک سال کے معلوم ہوتی ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے

کہا بجاے میرے میری ہمشیرہ نادرہ رازدار تو موجود ہی یہ خدمت مین حاضر رہیگی یہان چونکہ کل امور کی ابوالحسن جوہر نے جناب حکیم صاحب سے اجازت لے لی تھی اسوجہ سے ملکہ بھی جو ابوالحسن جوہر کہتا تھا وہ کرتی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ پردے وغیرہ کی بھی ضرورت نہین کسواسطے کہ عیار سے پردہ نہین ہوتا دوسرے شاہزادہ کا ہمشیر برادر بھی ہو لہذا اس سے روپوشی مناسب نہین ہو قصہ مختصر دوسرے روز صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کوہ خرم کو روانہ ہوئی یہان بعد جانے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نادرہ رازدار سے شاہزادے نے پوچھا کہ کیون نادرہ رازدار تمنے بھی ملکہ حسن افروز کو دیکھا ہو کس صورت کی وہ عورت ہو نادرہ رازدار نے کہا جیسی ہو حضور خود ہی دیکھ لینگے اب حضور شراب گلفام کا جام نوش فرمائین اور گانا اور ناچ وغیرہ پریزادون کا ملاحظہ فرمائین

اب حال ابوالحسن جوہر کا بیان ہوتا ہو

کہ جب بہانہ پری حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز باحشمت وسامان شوکت ابوالحسن جوہر کے پاس آئی جوہر نے خیمہ مین علحدہ جا کے بفن عیاری ایسی تبدیل ہیئت کی کہ اگر فرشتے بھی دیکھین تو دام فریب مین گرفتار ہو جائین جب ملکہ نوبہار گلشن افروز خیمہ مین ابوالحسن جوہر کے گئی اور ابوالحسن جوہر کو دیکھا ہر چند کہ مطلع تھی تاہم سمجھی کہ کسی پریزاد لشکری کی دختر ہو اور دیکھا غش کر گئی اور بے ساختہ سبحان اللہ زبان پر جاری ہوا ادہر ابوالحسن جوہر نے جو ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھا بے ساختہ ہنسا اور آداب بجا لایا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ابوالحسن جوہر سے کہا واہ برادر ہرگز مجھکو تمیز نہوئی کہ تمھین ذات پاک ہو بعد اسکے پہلے ابوالحسن جوہر سے صیغۂ اخوت ملکہ نے پڑھا تاکہ بیم نامحرمی درمیان سے دفع ہو جب ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ابوالحسن جوہر ہمنشین ہوے تو ابوالحسن جوہر نے کہا ائے ملکہ آفاق ہزار شکر خداوند عالم کا کہ جسنے میرے شاہزادہ والاجاہ کو تمسا معشوق پری پیکر کہ جسکا جہان مین عدیل ونظیر نہین ہو عطا فرمایا پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی ابوالحسن جوہر کی تعریف حد سے زیادہ کی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای برادر جو امر تمنے نادرہ رازدار کی زبانی کہلا بھیجا تھا مین نے اسکی تعمیل بخوبی کر دی ابوالحسن جوہر نے کہا آپنے خوب کیا اب مین نقاب چہرے پر ڈال کے شاہزادے سے ملاقات کرونگا آپ دیکھکر نہایت محظوظ ہونگی دیکھیے گا کہ کیا باغ سبز شاہزادے کو دکھاتا ہون الغرض دوسرے روز ملکہ نوبہار گلشن افروز ملکہ حسن افروز کو ساتھ لے خیمہ مین شاہزادے کے اسوقت داخل ہوئی کہ جسوقت شاہزادہ نادرہ رازدار سے ملکہ حسن افروز کا حال دریافت کر رہا تھا یکایک خبر ہوئی کہ ملکہ مع مہمان تازہ داخل خیمہ رفعت ہوئی شاہزادہ اسی وقت عالم اشتیاق مین ملکہ حسن افروز کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے پوچھا کہ وہ آپکا مہمان کہان ہو ہم بھی ایک نظر دیکھین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا وہ اس خیمہ زرنگار مین ہو لیکن وہ کسی غیر مرد کے سامنے

نہیں ہوتی اُسکو مرد کی صورت سے نفرت ہی شاہزادے نے فرمایا کہ کوئی عورت طلسمی ہمسے پردہ نہیں کرتی اُسکا چھپنا
ناحق ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ملکہ حسن افروز طلسم کی باشندہ نہیں ہی وہ تو فقط محبت میری ملاقات
کیواسطے آئی ہی شاہزادے نے فرمایا بالفرض وہ باشندۂ طلسم نہیں ہی لیکن وہ تمھاری بہن ہماری سالی تو ہی اگر
رشتہ سے سامنے ہوگی تو بھی کچھ گناہ نہیں ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کچھ آپ کو خبر ہی خواہ نخواہ وہ ایک
مرد نامحرم کے سامنے ہو جاوے یہ شرط داخل دوستی و محبت نہیں ہی اور فرض کیا کہ بوجہ میری دوستی و محبت کے اُسکو
تمسے بھی ایک نوع کی محبت یا انس ہو لیکن محبت میں یہ ضرور نہیں ہی کہ وہ تمھارے سامنے ہی ہو جائے اور تمکو اپنی صورت
بالمشافہ دکھا دے شاہزادے نے فرمایا کہ ہماری تو یہ غایت ہی کہ ہم بھی تو دیکھیں کہ حسن اُسکا موافق تمھارے بیان کے ہی
یا نہیں ایسا کبھی ہوتا ہی کہ جیسے دل چاہتا ہی وہ تمام دُنیا سے اچھا معلوم ہوتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ ایک
دو روز صبر کیجیے کہ وہ بھی تازہ وارد ہی میں کہونگی کہ شاہزادہ بھی تمھاری ملاقات کا مشتاق ہی تمھیں چاہیے کہ اب تخلیہ میں
نقاب کو چہرہ بے مثال سے اُٹھا دو اور صورت دلپذیر اپنی شاہزادے کو دکھا دو شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو گلے سے لگایا اور کہا خداوند کریم تمکو زندہ و سلامت رکھے اس سن و سال میں یہ ادراک و فہم تمکو خدا نے عنایت فرمایا
ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی شاہزادے کے مغز سخن کو پہونچ گئی اور کہا اب جلدی کیا ہی آج نہیں تو کل شاہزادے نے
کہا اے ملکہ آفاق میں جو ترکیب کہوں وہ عمل میں لاؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا فرمائیے وہ کیا ترکیب ہی شاہزادے
نے کہا کہ تم اپنے مہمان کو ایک خیمہ میں بٹھاؤ اور در خیمہ پر ایک پردہ ڈال دو میں دوسرے خیمہ سے پوشیدہ بخوبی اُسکی
صورت دیکھ لونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا مطابق اُسکے بجا لاؤنگی مجھے آپکی
خاطر ہر نوع منظور ہی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز وہاں سے ابوالحسن جوہر کے پاس آئی اور یہ تمام
سوال و جواب جو کچھ شاہزادے سے ہوئے تھے بیان کیے ابوالحسن جوہر نے کہا ہاں بہتر ہو میری صورت کسی طرح سے
خیمہ میں شاہزادے کو دکھا دو پھر دوسرے روز میں تمھارے شاہزادے کے خیمہ میں چلونگا لیکن خبردار شاہزادہ میرے حال سے
ہرگز آگاہ نہونے پاوے ورنہ ساری محنت میری برباد ہو جائیگی اور یہ سب تماشا بگڑ جائیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
کہا تم خاطر جمع رکھو پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے برادر نادرہ رازدار تمھارے پاس آئی یا وہ ابھی نہ آئی
ابوالحسن جوہر نے کہا میں نے تو نادرہ رازدار کی صورت بھی نہیں دیکھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ایک خواص
کو بھیجا کہ نادرہ رازدار کو بلا لا اور کہنا مصرعہ یار در خانہ و تو گرد جہان می گردی وہ خواص نادرہ رازدار کو بلا لائی
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے عورت تجھے ایک وہم ہی پہونچنا ہمارے برادر عزیز کے پاس ناگوار معلوم ہوتا ہی
نادرہ رازدار شرم سے خاموش ہو رہی جواب نہ دیا ابوالحسن جوہر نے کہا اے ملکہ آفاق تمنے جو فرمایا کہ اسکو
برادر عزیز کے پاس پہونچنا ناگوار ہی اسوجہ سے اُنکو لحاظ آیا ابوالحسن جوہر کے اس لطیفہ سے ملکہ خوب ہنسی

بعد اسکے باہر چلی آئی نادرہ راز دار بھی ہمراہ ملکہ کے چلی آئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا تو کسواسطے چلی آئی
نادرہ راز دار نے کہا کہ اے ملکہ عالمین ابو الحسن جو ہر سے ہر وقت خائف رہتی ہوں کہ مبادا کسی طرح کی
بے اعتدالی کو کام نہ فرمائے کسواسطے کہ اسکو نہ کسی کا خوف ہی اور نہ لحاظ ملکہ نے فرمایا اچھا اگر کوئی حرکت
بھی اسنے کی تو کیا عیب کی بات ہی کیونکہ تمہارا نکاح اسکے ساتھ تو ہو ہی چکا ہی نادرہ راز دار نے کہا
واہ جسوقت تک آپکا مقدمہ فیصل نہو مجھے کوئی حرکت کرنا زیبا و مناسب نہیں ہی اور شاہزادہ اس خوف سے
کہ ایسا نہو میں پھر کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤں دم نہیں مارتا اور ابو الحسن جو ہر ابھی تازہ وارد ہوا اسنے یہاں کی
کوئی آفت نہیں دیکھی ہی اور نہ کوئی مصیبت جھیلی ہی اگر خدانخواستہ تنہائی میں کسی طرح کی حرکت کر گذرے تو میں کیا کرونگی
اور کوئی اسوقت میری فریاد کو نہ پہونچیگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا سچ ہی تمہارا اندیشہ بیجا نہیں ہی القصہ
دوسرے روز شاہزادہ خیمہ میں چھپ رہا اور دوسرے خیمہ میں ابو الحسن جو ہر بیٹھا شاہزادے نے خیمہ میں سے
ایک شعلہ نور کا روشن دیکھا بیقرار ہو گیا اور دل میں کہا سبحان اللہ پروردگار عالم نے اس نازنین کو عجیب
طرح کا حسن و جمال عنایت فرمایا ہی بیکایک ابو الحسن جو ہر نے حاضرین محفل سے ایسے کلام شیرین اور نرم کیے
کہ سب حیران ہلکہ محو ہو گئے اور اس نازو انداز سے باتیں کرتا تھا کہ شاہزادہ بیقرار ہوا جاتا تھا آخر الامر
شاہزادہ اس امر پر مستعد ہوا کہ پھر بادا باد اسی خیمہ میں ملکہ کا حسن افروز کا حسن و جمال نزدیک سے
دیکھیں اور ہمکلام بھی ہوں پھر خیال آیا کہ مبادا ملکہ کو یہ حرکت میری ناگوار گذرے مگر مجھے حیرت ہی کہ طلسم میں جو
عورت دکھلائی دیتی ہی اسکی صورت دلپذیر ایسی ہی ہوتی ہی خیر اب بہتر ہی ملکہ ناراض ہوں یا خوش صبط شدنی
ہوگا میں ملکہ حسن افروز سے نکاح ضرور کرونگا کیونکہ ہنوز ملکہ نو بہار گلشن افروز سے وصل حقیقی ہونے میں عرصہ
معلوم ہوتا ہی دوسرے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اکثر کہا ہی کہ میری خواصوں میں سے جسکو پسند کرو لیکے
اپنے صرف میں لاؤ اگر ملکہ نو بہار گلشن افروز خواصوں کے عوض میں اسی اپنے مہمان کو دیدیں تو کیا لطف کی بات ہی
اس عرصہ میں ملکہ حسن افروز دوسرے خیمہ میں چلی گئی اور شاہزادہ دن بھر اسی خیال میں رہا قصہ مختصر جب ملکہ
حسن افروز ہزار سنت و سماجت نقاب چہرے پر ڈال کر محفل شاہزادے میں آئی شاہزادے نے مسند دولت پر تشریف
جلوس فرمایا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو داہنی طرف مسند پر بٹھایا اور ملکہ حسن افروز کو بائیں طرف بعد ازاں
ملکہ حسن افروز کو بنگاہ خریداری خوب دیکھا اور ابو الحسن جو ہر عالم سکوت میں عجیب و غریب حرکات معشوقانہ
کر رہا تھا اور عجیب شیرین زبانی سے باتیں کرتا تھا جب شاہزادہ اسکے حرکات سے زیادہ بیچین ہوا اسی عالم
بیقراری میں اٹھکے ایک خیمہ میں علیحدہ چلا گیا اور نادرہ راز دار کو بلا کر فرمایا اے نادرہ راز دار تمھیں وہ قول اپنا
یاد ہی نادرہ راز دار نے کہا کیا ارشاد ہوا شاہزادے نے فرمایا تمنے کہا تھا کہ اب ملکہ نو بہار گلشن افروز کو تمہاری

کوئی حرکت ناگوار نہین معلوم ہوگی بہرحال وہ تمہاری خوشی کی خواہان ہی علاوہ ازین یہی تمنے بارہا کہا ہی کہ خواصون کو ملکہ
نوبہار گلشن افروز کی اپنے تصرف مین لاؤ نادرہ رازدار مسکرائی اور کہا حضور کی اس بیان طویل و تمہید سے کیا غرض ہی
جو اصل مطلب ہو ارشاد فرمائیے شاہزادہ نے کہا ایک شرط سے مین اپنا راز بیان کرونگا کہ کوئی فساد پیدا نہو نادرہ رازدار
نے کہا فساد کیون ہونے لگا جو کہنا ہو صاف صاف فرمائیے شاہزادے نے فرمایا ای خواہر اصل مطلب میرا یہ ہی کہ کسی طرح ملکہ
حسن افروز سے نکاح شرعی کروا دے واللہ تمام عمر تیرا مین شکرگذار رہونگا جسوقت سے مین نے صورت ملکہ حسن افروز
کی دیکھی ہی دل میرا بیچین ہو رہا ہی ہرچند مین ضبط کرتا ہون لیکن مصرع ع بھولتا ہی نہین دل یار کی تصویر سمجھی +
نادرہ رازدار نے کہا کہ دو امر ایسے ہین کہ اُنکے سبب سے البتہ عقد نہین ہوسکتا ورنہ یہ بات کوئی مشکل نہ تھی شاہزادے
نے فرمایا وہ دو امر کون ہین نادرہ رازدار نے کہا ایک تو ملکہ حسن افروز کو خود مرد سے نفرت وانکار ہی دوسرے
مین نے حکیم صاحب کی زبانی سنا ہی کہ شاہزادے کے عقد مین چار بیبیان مقرر ہوچکی ہین جب مین نے نام اُن چار
بیبیون کا پوچھا تو حضرت نے ایک تو ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بتایا دوسری ملکہ ناطقہ روشن بیان تیسری ملکہ صبیح دلکشا
اور چوتھی بی بی کا نام نہین فرمایا کہ وہ بیرون طلسم عقد مین شاہزادے کے آویگی پھر آپ خود فرمائین کہ ملکہ حسن افروز
کس طرح آپکے عقد مین آسکتی ہی شاہزادے نے فرمایا اور جو چوتھی بی بی ہی ملکہ حسن افروز ہو تو کیا عجب ہی اب کم
بخاطر میری پہلے جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جاکر دریافت کرو کیونکہ جو اُس حکیم مردود نے ملکہ حسن افروز کے حق مین
یہ کہا ہی کہ مرد کے ہاتھ لگانے سے اُسکی قلب ماہیت ہوجائیگی یہ کیا بات ہی میرے کچھ قیاس مین نہین آتی اور اگر یہ
غلط ہی تو خیر ورنہ حضرت اس مرض کا علاج فہمایش کردیجئے نادرہ رازدار نے کہا اسطرح کے کلمات حضرت کی خدمت
مین مین تو عرض نہین کرسکتی حضور ایک سوال عبث سے ناحق فدویہ کو ذلیل کرادینگے پھر شاہزادے نے فرمایا اگرچہ
پانچوین عورت سے نکاح حرام ہی لیکن متعہ تو جائز ہی اگر نکاح نہوا تو متعہ ملکہ حسن افروز سے کرونگا نادرہ رازدار نے
کہا واہ ہمکو اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو آپنے اپنی کنیزون مین تصور کیا ہی جو ہمسے آپ اسطرح کی فرمایش کرتے ہین
ہان مین بغرض محبت آپ کے اتنا کرسکتی ہون کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس معاملے مین دخل نہ دینے دونگی اگر
آپکو یقین نہو تو ابھی آپ کے سامنے مین ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اقرار کرادون وہ خود اپنی زبان سے کہدینگی
کہ مجھے شاہزادے اور ملکہ حسن افروز کے معاملے مین حاشا کچھ سروکار نہین ہی مین بخوشی اجازت دیتی ہون شاہزادے کو
اختیار ہی شاہزادے نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی جب ملکہ میرے سامنے اپنی زبان سے اقرار کردینگی تو پھر میری
خاطر جمع ہوجائیگی نادرہ رازدار نے اُسی وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بلا کر شاہزادے کی گفتگو کو سنا دیا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای شہریار عاشق تن ہر دل عزیز جناب حکیم صاحب کے سر مبارک کی قسم مین بخوشی دل سے
اجازت دیتی ہون اگر ملکہ حسن افروز تمسے راضی ہو بسم اللہ تم شوق سے اپنے تصرف مین لاؤ میرا کیا نقصان ہی مین نے

اس اپنی آزردگی طبیعت کے سبب ایسی سزا کے کامل پائی کہ تمام عمر یاد رہیگی اور ملکہ حسن افروز سے تو مجھے ایسی کچھ محبت ہوگئی
ہے کہ دل یہی چاہتا ہے کہ یہ میرے پاس رہے اگر یہ امر خدا کرے کہ طے ہو جائے تو پھر میرے بھی دل کا گھبرانا جاتا رہیگا اور
کبھی کبھی جو وحشت سی ہو جاتی ہے وہ بھی دفع ہو جائیگی لیکن ملکہ حسن افروز کا قبول کرنا البتہ ایک امر محال ہے
اسواسطے کہ اسکو ایک رنج دلی ایسا ہے کہ قابل بیان کے نہین شاہزادے نے فرمایا اے مالکہ آفاق جسوقت مین
اپنے معاملہ کو تمہیداً ملکہ حسن افروز سے ذکر کرون تو تم اور نادرہ رازدار دونون میری بات کی تائید ضرور کرنا
نادرہ رازدار نے کہا آپ خاطر جمع فرمایئے جہانتک زبان گویائی دیگی خدا نے چاہا تو مین قصور نکرونگی شاہزادے
نے فرمایا حیف کی بات ہے کہ تم ایسی شفیق و مہربان ہو اور تمسے اتنا کام نہوسکے یہان پر اگر میرا برادر عزیز از جان بادشاہ
ابوالحسن جوہر ہوتا تو اب تک کہا مجھے کچھ کہنے کی نوبت آتی ایک ذرا میری توجہ وہ دیکھ لیتا پھر بھلا ملکہ حسن افروز
کی کیا حقیقت ہے اگرچہ راجہ اندر کے بھی اکھاڑے کی کوئی پری ہوتی تو وہ ہمارے پہلو مین پڑی ہوتی اسکو اسقدر
تاب کہان اور تم تو عورت ہو عورتون سے ایسے کام کا ہونا کیا مشکل ہے عورتون کے کہنے سے عورت کبھی عذر نہین
کر سکتی نادرہ رازدار خاموش ہو رہی پھر جواب ندیا جب وہ دن گذر گیا اور شب ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے شاہزادے سے کہا اے شہریار آج مین نے ملکہ حسن افروز کو ایسی لعنت و ملامت کی اور کہا کہ بھلا تجھے یہ زیبا ہے کہ
ہمارے شاہزادے سے پردہ کرے پھر ہمارے اور تمہارے درمیان محبت و اخلاص کہان باقی رہا اور وہ شاہزادہ
کہ جو عالم عجائبات مین مہمان مشہور ہے اور کوئی عورت ادنی و اعلی طلسم کی اُس سے آجتک بجز تمہارے روپوش نہین
ہوئی پھر تم مین کیا خصوصیت ہے ملکہ حسن افروز نے جواب دیا کہ مجھے کیا عذر ہے سامنے ہونے مین جیسے تمہاری کنیز
ویسے ہی اُنکی بھی خادمہ بے زر ہون لیکن اس امر مین ایک شرط ہے اگر آپ برا نمانین تو مین عرض کرون اے شہریار
مین نے کہا کہ تم شوق سے کہو کسواسطے کہ تمسے اور ہمسے کچھ مغایرت تو ہے نہین جو امر ہو وہ صاف ہو تو بہتر ہے ہم برا
نمانینگے ملکہ حسن افروز نے کہا مین تا ہم کہتے ڈرتی ہون کہ شاید آپکو اور اُنکو ناگوار ہو پھر اپنی صاحب سلامت مین بھی
فرق آجاوے مین نے کہا اے ملکہ حسن افروز تو یہ غمزہ ان مردون سے کہ جو تیرے خریدار ہون باقی جنھین تمہاری خریداری
منظور نہوگی وہ کبھی یہ غمزہ بیجا نہ اٹھاوینگے عرصہ ہوا ایک ذراسی بات کے لیے وہ کسی طرح سے صاف نہین ہوتی
ہزار مرتبہ مینے کہا کہ اے نیک بخت بی بی ہم ناراض نہونگے جو تیرے دل مین ہو وہ بیان کر اے شہریار اُسوقت اُسنے یہ کہا
کہ اچھا آپ شاہزادے سے بھی دریافت فرمالین شاید وہ ناراض ہون پھر مین نے کہا نہین اُنکی بھی مین ذمہ دار ہون
کہ وہ بھی ناراض نہونگے کسواسطے کہ اُنکے مزاج مین کسی سے ناراضی کا دخل ہی نہین ہے علی الخصوص تم بیچاری مہمان
سے اُسنے جواب دیا نہین آپ میری خاطر سے شاہزادے کی خدمت مین عرض کیجیے اگر وہ بھی اقرار فرماوین تو مین بیان
کرون شاہزادے نے جب یہ سوال و جواب طرفین کے سماعت فرمائے بیقرار تو ہو ہی رہا تھا اُسوقت ہرچند ضبط

مگر ضبط نہو سکا خود باواز بلند کہا میں صاحب میں کبھی ناراض نہونگا مجھسے نوشتہ لیلو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
بھی باواز بلند کہا لو اب تو کہو گی شاہزادہ ملکہ لکھنے کو موجود ہو یا شاید حقیقتاً نوشتہ ہی لے لوگی تب کہو گی ملکہ حسن افروز
نے پھر بہایت نازسے کہا دیکھیے ملکہ نوبہار گلشن افروز صاحب میں دست بستہ آپ دونوں صاحبوں کی خدمت میں عرض
کرتی ہوں کہ پھر آپ صاحب مجھسے خفا نہو جیے گا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اور نادرہ رازدار نے کہا حسن افروز
کیسے تمھیں نخرے آتے ہیں خدا نکرے کہ کوئی مرد تمسے محبت کرے اسکی تو پھر سچ یہ ہی کہ موت آئی ہی کسواسطے کہ یہ ایک
ادنی بات ہی اسکی کچھ اصل نہیں ہی محبت و اتحاد میں بہت بڑی باتیں ہو جاتی ہیں اور کسی کو کانون خبر نہیں ہوتی بس
ایک بات کافی ہی اگر منظور نہیں ہی سامنے ہونا شاہزادے سے تو صاف کہدو کہ ہم سامنے نہونگے اور اگر محبت کا خیال
ہو تو نقاب کو چہرے سے اتار کے پھینک دو ملکہ حسن افروز نے کہا میں ملکہ کی لونڈی ہوں مجھے عذر نہیں ابھی چاہیں
دو پیچ میں اگر میں عذر کروں تو تم سب مجھے نفرین ولعنت کرنا مجھے فقط نارائی کا خیال ہی نادرہ رازدار نے کہا
نہیں تم اسکا خیال نکرو کہو ملکہ حسن افروز نے نادرہ رازدار کے کان میں جھک کے یہ کہا اگر شاہزادے صاحب
مجھسے رشتۂ برادری و خواہری کرلیں تو مجھے کچھ عذر نہیں ہی مگر مجھے یہی خیال ہی کہ شاہزادہ اور ملکہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بھی
ہمسے دعوی برابری رکھتی ہی شاہزادے نے جو یہ جملہ نادرہ رازدار کی زبان سے سنا دلمیں کہا کیا خوب میرا اور
ارادہ ہی اور ملکہ حسن افروز ادہر بھی کچھ کہتی ہی ایسی صورت میں تو حصول مطلب محال ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا ملکہ حسن افروز کہتی ہی کہ میں اس رسم کی کبھی تکلیف دینے کی روادار نہوتی مگر اسکا سبب یہ ہی کہ ایک روز
ایک سوداگر نے ایک تصویر میرے نذر کی میں نے جب وہ تصویر دیکھی بے اختیار دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اسی
بے اختیاری میں زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ اگر مجھکو اپنی قابلیت کا اندیشہ و خوف نہوتا تو میں
صاحب تصویر سے ضرور نکاح کر لیتی اب جو میں نے شاہزادہ کو دیکھا تو اس تصویر سے مشابہ پایا اسی نظر سے
احتیاطاً صیغۂ برادری و خواہری شاہزادے کے مقابل میں ہونا مناسب جانا بعدہ انکے سامنے ہونے میں کچھ
عذر نہیں ہی شاہزادے نے فرمایا وہ تصویر ایک نظر میں تو دیکھوں کیسی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
نادرہ رازدار سے کہا وہ تصویر ملکہ حسن افروز سے لاکر شاہزادے کو دکھا دو نادرہ رازدار نے کہا ملکہ
حسن افروز ایک لحظہ تو وہ تصویر جدا نہیں کرتی ہاں کسی وقت موقع پاکے لے آؤنگی آخر دوسرے روز
نادرہ رازدار تصویر لائی اور شاہزادے کو دکھائی شاہزادے نے جو تصویر دیکھی تو بعینہ اپنی شکل کے موافق پائی
کمال حیران ہوا لیکن دلمیں کہا کہ بالفعل ملکہ حسن افروز سے سلسلہ برادری ہی کرنا واجب ہوا جب طرفین میں
رضامندی ہو جائیگی پھر متعقد کر لینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا خیر مجھے کہنا تمہاری ہمشیرہ کا قبول و منظور ہو ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے ابو الحسن جوہری کو اطلاع دی کہ اب شاہزادے نے وہ بھی قبول کیا ابو الحسن جوہری نے

کہا اے ملکہ آفاق اب ہوشیار ہو جاؤ وقت تماشے کا قریب آیا القصہ دوسرے روز ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ دونوں
باہم دوگانہ ہوئے واضح ہو کہ دوگانہ اصطلاح ہے ولایت ہند کی کہ جب عورتیں یا مرد باہم خواہری یا برادری کرنا چاہتی ہیں
تو بادام دومغز کھاتے ہیں اور دوگانہ مشہور کرتے ہیں یہاں شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر آپس میں دوگانہ ہوئے بعد اسکے
ملکہ حسن افروز بے نقاب محفل شاہزادے میں آئی جب شاہزادے نے صورت دلفریب ملکہ حسن افروز کی دیکھی
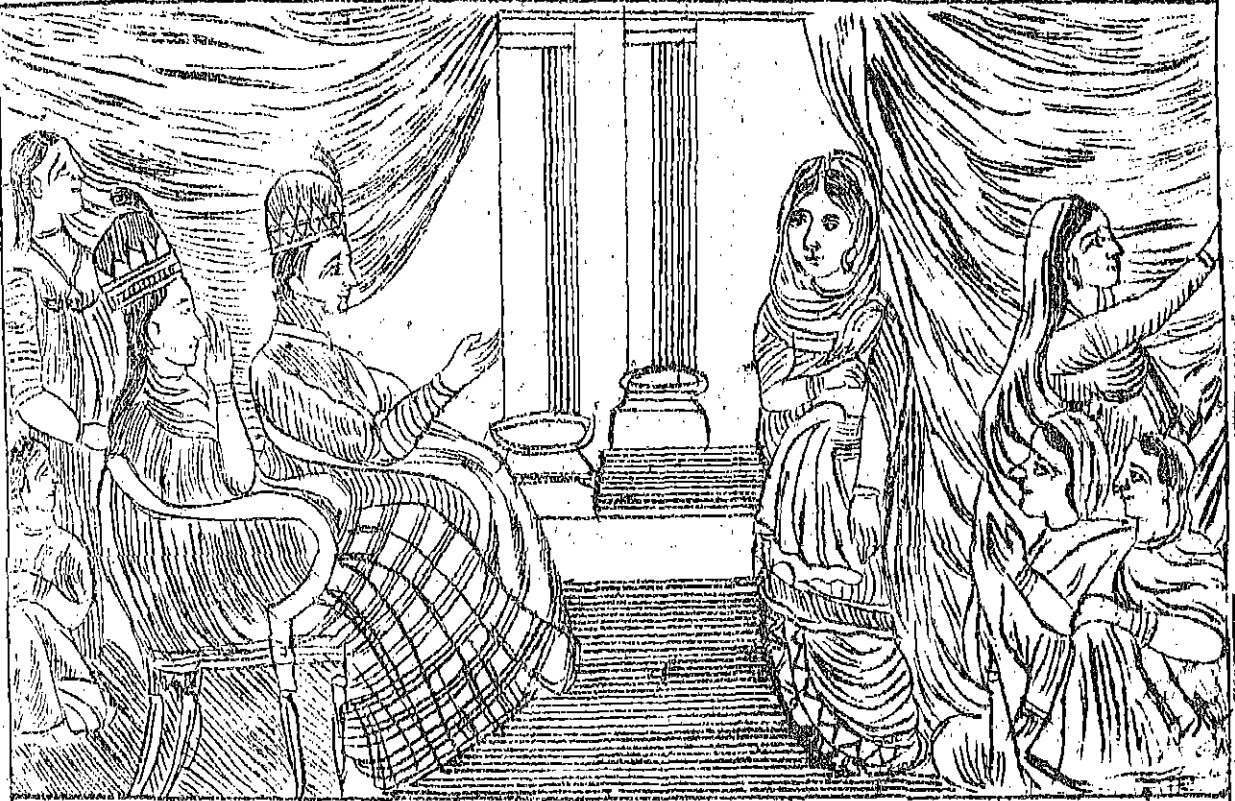
بے ساختہ کہا سبحان اللہ کیا تیری قدرت کاملہ ہے کہ تو نے کیسے کیسے بشر خلق کیے ہیں اب آپس میں شاہزادے اور ملکہ
حسن افروز کے کلام بہ لطافت و ظرافت اور نہایت خوش طبعی کے ساتھ ہونے لگے تمام اہل محل نے اس
لطیفہ بازی سے کمال حظ اٹھایا لیکن ملکہ حسن افروز اس ناز و انداز سے شاہزادے سے بات کرتی تھی کہ شاہزادے
کا دل بے چین ہوا جاتا تھا نادرہ رازدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور خواتین محل اور نوابین سب تماشے عالم محویت
میں بیٹھی ہوئی سیر دیکھ رہی تھیں اور دل میں ہنسی کے مارے بیتاب ہوئی جاتی تھیں جب اس صحبت کو بہت عرصہ گذرا
حسن افروز نے کہا اے شہریار اب میں رخصت ہوتی ہوں کل انشاء اللہ صحت و حیات خدمت میں پھر حاضر ہونگی شاہزادے
نے نادرہ رازدار سے کہا اے نادرہ رازدار میں نے سیر جہاں بہت کی ہے اور بہت حسین خوبصورت پریزادیں دیکھی ہیں لیکن یہ گری
اور صورت پر ملاحت و نرمی نہیں دیکھی اور نہ کسی کی طرف اتنی میری توجہ ہوئی مگر میں نہیں کہہ سکتا میرے قلب کا کیا حال ہو گیا ہے

۱

سے میں نے ملکہ حسن افروز کو دیکھا ہی خود بخود دل بیقرار ہوا جاتا ہی نادرہ رازدار نے کہا ہاں ہمکو حضور کے دل کی کیا خبر
الا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپکی نظر توجہ ملکہ حسن افروز پر ضرور ہی اور دل بھی حضور کا از حد مایل معلوم ہوتا ہی قصہ کوتاہ
اسی طرح ہر روز ملکہ حسن افروز کا شاہزادے کے پاس آنا اور صحبت گرم کرنا اور چلی جانا وروز رہا اور شاہزادہ تصور
میں ملکہ حسن افروز کے کمال پریشان و مضطرب تھا ایک روز ملکہ حسن افروز شاہزادے سے غمزہ و ناز کی باتیں
کر رہی تھی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے خیمہ میں چلی گئی نادرہ رازدار بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ اٹھ گئی
خواصیں بھی دہنے بائیں ہو گئیں شاہزادے کو ان سب کا چلا جانا غنیمت ہو گیا شاہزادہ ملکہ حسن افروز سے اسقدر قریب ہوا کہ
شاہزادے کا زانو ملکہ حسن افروز کا زانو برابر ہو گیا ملکہ حسن افروز نے اپنا زانو شاہزادے کے زانو پر رکھدیا شاہزادہ سمجھا کہ بخیال
ملکہ کے بظاہر تو یہ رشتہ خواہری ظاہر کرتی ہی لیکن باطن میں ضرور میری خواہش رکھتی ہی آخر شاہزادے نے ملکہ حسن افروز کو سینہ سے
لگایا اور کہا ای آرام جان کیا تم نہیں جانتیں کہ میرا تمہارے لیے کیا حال ہو گیا ہی اور یہ شعر اپنے حسب حال برجستہ زبان پر لایا بیت

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

یہ کہکے شاہزادے نے چاہا کہ بوسہ لوں اس جوش و ولولہ مستی میں جسم شاہزادے کا ران میں ملکہ حسن افروز کے لگا مجرد اس
حرکت کے ایک نعرہ ایسا ملکہ حسن افروز نے مارا کہ تمام تلسرا گونج گئی اور آنکھیں ملکہ حسن افروز کی سرخ مثل
خون کبوتر ہو گئیں اور منہ سے کف جاری ہو گیا اور تمام بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور فوراً اٹھکے ایک حجرے میں داخل
ہو گئی اور دروازہ حجرے کا بند کر لیا شاہزادے نے جب تغیر ملکہ حسن افروز کا دیکھا ہوش جاتے رہے اور حجرے
کی طرف خوف زدہ دیکھا کیا ادھر ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور ملاحت پری اور خواصیں دوڑیں
سب نے پوچھا ای شہریار عالم یہ کیا ماجرا گذرا ملکہ حسن افروز کہاں گئی شاہزادے نے تمام حقیقت بیان کی ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے کہا نہیں معلوم کہ تم اپنے افعال سے ہمارے سر پر کیا کیا بلا نازل کراؤ گے تمہاری
حرکتیں ایسی ہیں کہ جسکا بیان نہیں ایک خواص ملکہ حسن افروز کی بھی موجود تھی اسنے کہا ای ملکہ نوبہار گلشن افروز
حکیم صاحب مرحوم نے یہی علامت ملکہ حسن افروز کے تغیر حال کی بیان کی تھی جیسا کہ شاہزادے نے فرمایا ملکہ
نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار آپ ایسے عقلمند ہو کے ایسی حرکت کریں کمال تعجب
ہی شاہزادہ اپنے فعل پر ایسا پشیمان اور منفعل ہوا کہ جسکی کچھ انتہا نہیں اور بسبب خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا جب اس
قصہ کو طول ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا ای نادرہ رازدار بس اب زیادہ ہنسی
ہمیں خوش نہیں معلوم ہوتی دیکھتی ہو کہ شاہزادے کا شرم و ندامت سے کیا حال ہوا جاتا ہی نادرہ رازدار نے
کہا سبحان اللہ آپ شاہزادے کی ایسی درد خواہ ہیں کہ ایسی حرکت عظیم پر ایک لمحہ کی آزردگی شاہزادے
کی ناگوار ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بس اب آپکو یہ طعن کی باتیں زیبا نہیں ہیں کیونکہ اب آپ کا بھی خریدار

موجود ہو گیا ہو بلکہ یہ روشنی آپ ہی کی تو ہو مگر افسوس یہ ہو کہ شاہزادے کو اس حال سے مطلع نہین کر سکتی اور نہین تو کبھی کی ملکہ حسن افروز نادرہ راز دار کی بغل گرم کریگی نادرہ راز دار نے کہا کہ کیون ملکہ یہ وہی شاہزادہ ہو جسکی شکل سے آپ بیزار تھین اور بوالہوس و ہرجائی خطاب دیا تھا اور جب مین کوئی کلمہ سفارش کا کہتی تھی تو مجھے کیا کیا زبان مبارک سے فرماتی تھین اب نہین معلوم کہ کیون ہر امر مین طرفداری وحمایت کی جاتی ہو اور شاہزادہ کا حال یہ ہو کہ تیری میری عورتون پر گرے پڑتے ہین اور پھر خوف بھی بہت ہو ملکہ صبح دلکشا ہی نے ایسی خطا کی تھی کہ جسکے واسطے سارے جہان کی خاک چھنوائی ہرچند کہ وہ تو ایک دلالہ کے بہکانے سے کچھ رغبت ہو گئی تھی یہان تو شاہزادے صاحب قبلہ نما ہو گئے لیکن آپ خفا نہو ئین اور الٹے انھین کی حمایت کرنے لگین ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا شاہزادے نے میرے سودائے محبت مین کیسی کیسی تکلیفین گوارا کین کہ اگر دوسرا ہوتا تو اس عشق بازی ہی کو لعنت کرتا دوسرے کوئی درجہ محبت کی آزمایش کا نہ تھا جو مین نے اٹھا رکھا جب سب مین تمام ہمت قدم پایا تو مین نے خود اس سے اب عشق کر لیا اور جب خود عاشق ہو گئی تو پھر کوئی حرکت معشوق کی ناگوار نہین ہولی تیسرے مردون کے ملک کا کسی نے بھی انتظام کیا ہو جو مین کرون اور شاہزادے نے جو کیا میری اجازت سے کیا اول تو کیا اسنے کیا یہ بھی ایک شعبدہ تھا ہمارے والدین کا حال تو تمنے سنا ہی ہوگا کہ جناب والد با جدم حوم عشق مین جناب والدہ صاحبہ کے کہان کہان پھرے اور کیا کیا کچھ کیا مختصر یہ کہ سبب سبب مراد لائے تو عقد ہوا لیکن جب سب مقدمے طی ہو گئے پھر وفتا خدا جانے وہ محبت کہان گئی اور ایک عقد پر اکتفا نہ کیا پھر مردون انکو سب زیبا ہو بلکہ یہ روایت مشہور رہی ہو کہ عرب مین شاہ عرب یعنی سرور کائنات سے چند عورتون نے نالش کی تھی کہ یا حضرت یہ مرد پابندی عورت کی نہین کرتے ہمکو کیون آپنے پابند ایک مرد کا فرمایا ہو ہمکو بھی اجازت ہو کہ ہم بھی پابندی ایک مرد کی چھوڑ دین حضرت نے جواب مین فرمایا کہ اچھا علی آ دین تو تمھارے سوال کا جواب دین اس اثنا مین جناب امیر علیہ السلام بھی تشریف لائے حضرت نے ان عورتون کا مقدمہ پیش کیا اور فرمایا کہ جواب اسکا انکو دو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد اگر ایک شب مین جسقدر عورتون کے پاس رہے تو یہ یقین ہو کہ اتنے ہی لڑکے پیدا ہون اب ہم تم سے پوچھتے ہین کہ تم مین بھی ایسی قدرت ہو کہ جو ایک عورت کئی مردون کے پاس جا وے تو اتنے ہی لڑکے پیدا ہون سب نے کہا مولا یہ نہین ہو سکتا پھر حضرت نے فرمایا وہ کب ہو سکتا ہو آخر معقول ہو کے چلی گئین بس اسی نظر سے مین بھی نہین روکتی میری اجازت ہو شاہزادے کو بلکہ میری خواصون مین سے جسکو پسند کرے میری خوشی ہی ہو ہرچند کہ اسمین بظاہر ایک یہ بات ہو کہ خواص کو ایک گونہ دعوی برابری کا ہوگا لیکن ہمین کچھ اسکی بھی پروا نہین ہو اور یہ فقط اس نظر سے تھا کہ ابوالحسن جوہری کی ملاقات سے شاہزادہ از بس خوش ہوگا ورنہ مجھکو ایک دم کا بھی اسکا آزردہ خاطر کرنا منظور نہین ہو نادرہ راز دار نے کہا اس کنیز نے بھی حضور سے یہ بات مذاق

سے عرض کی تھی آپ کچھ اور نہ خیال فرمایئے اس گفتگو کے بعد ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار شاہزادہ والا تبار کی خدمت میں آئیں اور انھوں نے کہا اے شہریار ملکہ حسن افروز نے در حجرہ اندر سے بند کر لیا ہے لیکن حضور دراز سے ملاحظہ فرمائیں کہ زندہ بھی ہے یا خدانخواستہ مرگئی شاہزادے نے بمشکل تمام دروازہ حجرے کا کھولا اور دیکھا تو بجائے ملکہ حسن افروز کے ایک جوان وجیہ مسلح دو خنجر برہنہ لیے ہاتھوں میں بیٹھا ہے اور عیاروں کی طرح چرخ لگا رہا ہے شاہزادے کو اس تماشے سے اور حیرت ہوئی اور فرمایا کہ میں نہ جانتا تھا کہ حکیم ایسا حاذق ہے کہ جو تجویز و تشخیص کرتا ہے وہی اصل میں ہو جاتا ہے میں نے خود بچشم دیکھا کہ ملکہ حسن افروز کی قلب ماہیت ہوگئی اور در اصل اب اسکے مقابلے میں رستم و اسفندیار کی بھی حقیقت نہیں ہے اور لطف یہ ہے کہ سامان عیاری بھی سب موجود ہے جب خوب بنظر غور دیکھا تو مشابہ ابوالحسن جوہر کے پایا یکایک ابوالحسن جوہر نے بآواز بلند کہا اے فرزند سلطان اسمٰعیل و جگر بند عالیہ خاتون والے شاہزادہ معز الدین آخر تو نے مجھے اس حال کو پہونچایا اور اب بنظر حیرت دیکھ رہا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ اے حسن افروز میں یہ بحیرت دیکھ رہا ہوں کہ تو میرے بھائی ابوالحسن جوہر کی بعینہ صورت ہے ابوالحسن جوہر نے کہا کہ جو امر شدنی تھا وہ ظہور میں آیا اب حیرت سے کیا حاصل ہے کان امر اللہ مفعولا دوسرے جب تمنے اپنے بھائی کے ہمشکل مجھے دیکھا تو اب تمہیں چاہیے کہ مجھسے بغلگیر ہو غرض ابوالحسن جوہر نے دونوں خنجر غلاف میں رکھے اور خود باہر حجرے سے آکے بغلگیر ہوا شاہزادہ ابوالحسن جوہر سے بغلگیر ہوا مگر خایف اور ایسی تفریح قلب حاصل ہوئی کہ جیسے بھائی سے بھائی ملتا ہے اور پھر خیال گذرا کہ شاید حکیم صاحب نے طلسم میں ابوالحسن جوہر کو بھیجا ہو اور نادرہ رازدار لائی ہو اور اسنے اس طرح مجھسے ملاقات کروائی ہو ورنہ حسن افروز میرے ماں باپ کے نام سے کیونکر واقف ہو سکتی اور ابوالحسن جوہر وہ بلا ہے بد ہے کہ جسنے ارتقاقیل کوش کی فضیحت کی اور بلباس زنانہ ملکہ خلدانہ کے محل میں پہونچا کچھ عجب نہیں ہے کہ وہ یہاں بھی اپنی ظرافت سے پہونچا ہو اب ابوالحسن جوہر مسند پر پہلو بہ پہلو شاہزادے کے بیٹھا شاہزادے نے فرمایا اے حسن افروز ماضی اور ابوالحسن جوہر حال اگر تو میرے بھائی کی صورت سے مشابہ ہے تو یقین ہے کہ تو میرے لشکر سے بھی آگاہ ہوگا بیان کر کہ میرا بھائی ابوالحسن جوہر کہاں ہے جوہر نے جواب دیا کہا اے دوگانہ آفاق و شاہزادہ معز الدین سرداران لشکر تمھارے بخیر و عافیت ہیں لیکن تمھارے مشتاق زیارت ہیں اور سلطان جوہر ابوالحسن کا حال جو میرا ہے وہی حال اسکا ہے اب شاہزادے سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار جوہر سے لپٹ گیا اور دونوں ایسے باہم لپٹ کر بیہوش ہوگئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا اے خواہر دیکھتی کیا ہے گلاب و عرق بیدمشک وغیرہ دونوں کے منہ پر چھڑک نادرہ رازدار نے کہا ترک ادب ہے پہلے حضور شاہزادے کے منہ پر عرق چھڑکیں پھر میں چھڑکونگی غرضکہ دونوں ہوش میں آئے تب شاہزادے

نے فرمایا ای کارساز عجائب یہ تمہارے دل مین کیا آیا کہ تمنے مجھے ان پریزادون مین ذلیل کرایا تمام فنون
تمنے میرے ہی واسطے جمع کیے تھے خیر شکر یہ ہی کہ اسی ذریعہ سے تمہاری ملاقات میسر ہوئی اور حسن افروز سے
بھی تو مجھکو زیادہ عزیز ہوا بیات

دلم بود دایم بیادت قرین
که از تو نشد صید یک لحظه این

ترا دیدم و دیده شد نیز روشن
بعیاری از عمر بردی گرو را

برادرج کمالات آن شاه بازے
به تصویر شاپور در دشت ازمن

ابو الحسن جوہر نے بھی شاہزادیکو یہ دعا دی

که ای آفتاب سپهر کمال
بوَد هر حسابے که ایام را

ترا نیست هرگز بگیتی زوال
شود صرف عمرت همه ماه و سال
ز انوار حالت کنون بدر شد

باقبال اسکندر و عمر خضر
زشوق رخ مثل خورشید تو
رسے قدرت قادر ذو الجلال

دهد ایزدت دولت بے همال
تنم بود پیوسته همچون هلال

راوی کہتا ہی اس روز ملکہ زرین کمر اور بانو شرف افروز اور سوداوہ وغیرہ تمام عورتین محلسرا مین موجود تھین
اور انکی ملاقات کا تماشا دیکھ رہی تھین شاہزادے نے فرمایا کہ ارباب نشاط کو حکم ہو کہ تیار رہین آج بھائی
ابو الحسن جوہر ہمارا قوت بازو ہمسے ملا ابو الحسن جوہر نے عرض کی پیر و مرشد حضور کو ناگوار تو نہین ہوا کہ
بدون حکم عالی ملکہ نوبہار گلشن افروز غلام کے سامنے ہوگئین شاہزادے نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو ابیات

زن و خواهر و دختر و مادرم
بود دختر و مادر و خواهرت
درین هر دو قالب دو جان یکے

همین است عالم بناموس تو
خدا شاهد هم اینجا باورت

چه گویم دگر تا شود باورت

ای بھائی قسم ہی پروردگار عالم کی کہ مین اپنے اور تمہارے ناموس کو ایک جانتا ہون فرق نہین سمجھتا بلکہ تمہارے
ناموس کو اپنے ناموس پر فوقیت دیتا ہون ابو الحسن جوہر نے کہا یہ جو مین نے عرض کیا یا عرض کیا اور نہ حضور
سے امید و توقع سب طرح کی رکھتا ہون اور شاہزادے نے ابو الحسن جوہر کی ایسی صفت و ثنا کی کہ نادرہ رازدار
کا جامہ جسم مین تنگ ہوا ابو الحسن جوہر نے نادرہ رازدار سے کچھ اشارتاً کہا شاہزادہ اس اشارے سے ابو الحسن کا ہر
کچھ سمجھ گیا کہ کچھ انہین رمز ہی آخر فرمایا ای برادر یہ نادرہ رازدار قوم پریزاد مین سے اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی
وہ میرے عقل و فراست مین بھی اپنا جواب نہین رکھتی اور اکثر حرکات و سکنات بھی تمہارے حرکات سے مشابہ پائے جاتے
ہین اور میرے ساتھ بھی اسکو نہایت محبت ہی اور مین بھی اسکا اپنی ہمشیر حقیقی سے زیادہ چاہتا ہون ابو الحسن جوہر نے
کہا کہ اس بیان سے آپکا کیا مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا میرے کہنے کی وجہ یہ ہی کہ اگر تمکو منظور ہو تو ہم سلسلہ جنبانی
کرین ابو الحسن جوہر نے کہا مین بے وجہ کسی کا احسان کیون لون شاہزادے نے کہا تمنے کیا جو احسان ہوگا میرے اوپر
ہوگا ابو الحسن جوہر نے کہا حضور تو صلاح سمرقندی کرتے ہین مین بے وجہ ایک اور زاید بوجھ کے واسطے آپکو تکلیف

کیون دون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار ابوالحسن جوہر سچ کہتے ہین انکے معاملے مین آپ کی کوشش وسعی
کی کیا ضرورت ہے یعنی جوہر ایسا کب ہے کہ آپ کی سفارش چاہیگا وہ اپنا کام بالا بالا بغیر آپکے اور ہمارے درست
کرلایا شاہزادے نے کہا بسیار خوب ہم بھی سنین کہ کسطرح کام درست ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سب
کیفیت بیان کی اور کہا اُسکا نکاح بھی ہوگیا شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیون نہین کہتے کہ ہم بیگانے ہین ہمکو خبر
بھی نکی ہان صاحب اب زمانے کا یہی رنگ ہے خیر خوش رہو مصرع ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ہم ہین تو فقط
تمہاری خوشی سے غرض ہے خوش رہو بعد اسکے نادرہ رازدار سے کہا کہ اے نادرہ رازدار شوہر مبارک ہو
نادرہ رازدار نے جواب دیا ہان حضور کے تصدق سے یہ نعمت مجھے نصیب ہوا ورنہ حقدار کو حق ہرگز نہ پہونچتا آپنے
تو کوئی درجہ میری حق تلفی کا اُٹھا نہین رکھا تھا مگر میرے ایسے ہی طالع قوی تھے جو مجھکو حق پہونچا شاہزادے نے
فرمایا کہ کسقدر نادرہ رازدار تو حاضر جواب ہے کہ کسی جا نہین چوکتی یہ سارے تیرے کرشمے ہین آخر تا صبح اسی حرف
حکایات وعیش ونشاط مین بسر ہوئی اور شراب ناب کے خوب دور ہوے اور یہ شعر کسی اُستاد کا پڑھا بیت

اوازین خرم او ازین دل شاد	خانہ چشم شان ز ہم آباد

جب دوسرے روز خسرو زرین کلاہ تخت زمردین پر جلوہ گر ہوا شاہزادہ والا جاہ ابوالحسن جوہر کو ہمراہ لیکے
محل سے برآمد ہوا اور دیوان عام مین اورنگ جہانبانی پر بصد شوکت و اجلال متمکن ہوا اور ابوالحسن جوہر کو
دست راست تخت کے کرسی زرنگار مرحمت فرمائی اس عرصہ مین حفیظ ثریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ اکبر نوجوان
واصفر بن طاقی شاہ وغیرہ رفیق طلسمی بغرض مجرا وسلام حاضر ہوے اُن سب کے سامنے بھی شاہزادے نے محض
براہ عزت افزائی تعریف ابوالحسن جوہر کی فرمائی ہر ایک ابوالحسن جوہر سے بغلگیر ہوا اور حسب لیاقت انھون نے نذر گذرانی بعد
اسکے شراب ناب کا دور شروع ہوگیا اور محفل رقص وسرود گرم ہوئی جب چند دورے شراب کے ہوگئے شاہزادے کو عالم سرور مین خیال آیا
کہ اب کچھ زبانی ابوالحسن جوہر کے بھی گانا سننا چاہیے غرضکہ ابوالحسن جوہر کو سینے سے لگایا اور فرمایا اے برادر یہ
محفل عیش منزل اپنی ہے یہان غیر کا دخل نہین مین بہت تمہاری صدا کا مشتاق ہون اور ان پریزادون کو بھی معلوم ہو کہ
آدم زاد بھی کچھ علم موسیقی مین دخل رکھتے ہین کیونکہ یہ قوم اپنے گانے بجانے پر بہت نازان ہے چونکہ ابوالحسن جوہر بھی نشہ
مین شراب کے نہایت سرشار تھا بمجرد حکم شاہزادہ والا جاہ کے طنبورہ اُٹھا لیا اور اس لطف سے گایا کہ صدائے آفرین
از زمین تا چرخ ہفتمین بلند ہوئی اور سب محو ہوگئے شاہزادے نے اُسوقت ملبوس خاص مع جواہر بیبہا و طلاے
مرصع کار عنایت فرمایا ابوالحسن جوہر نے وہ خلعت ارباب طرب کو بطریق انعام بخشدیا شاہزادے کو یہ
حرکت ابوالحسن جوہر کی کمال ناگوار معلوم ہوئی اور فرمایا شاید ہمارا لباس تمہارے لائق نہ تھا ابوالحسن جوہر
نے کہا اے شہریار ہرچند کہ مین حضور کا برادر عزیز ہون الا اسوقت یہ بخشش میرے حق مین مناسب نہ تھی
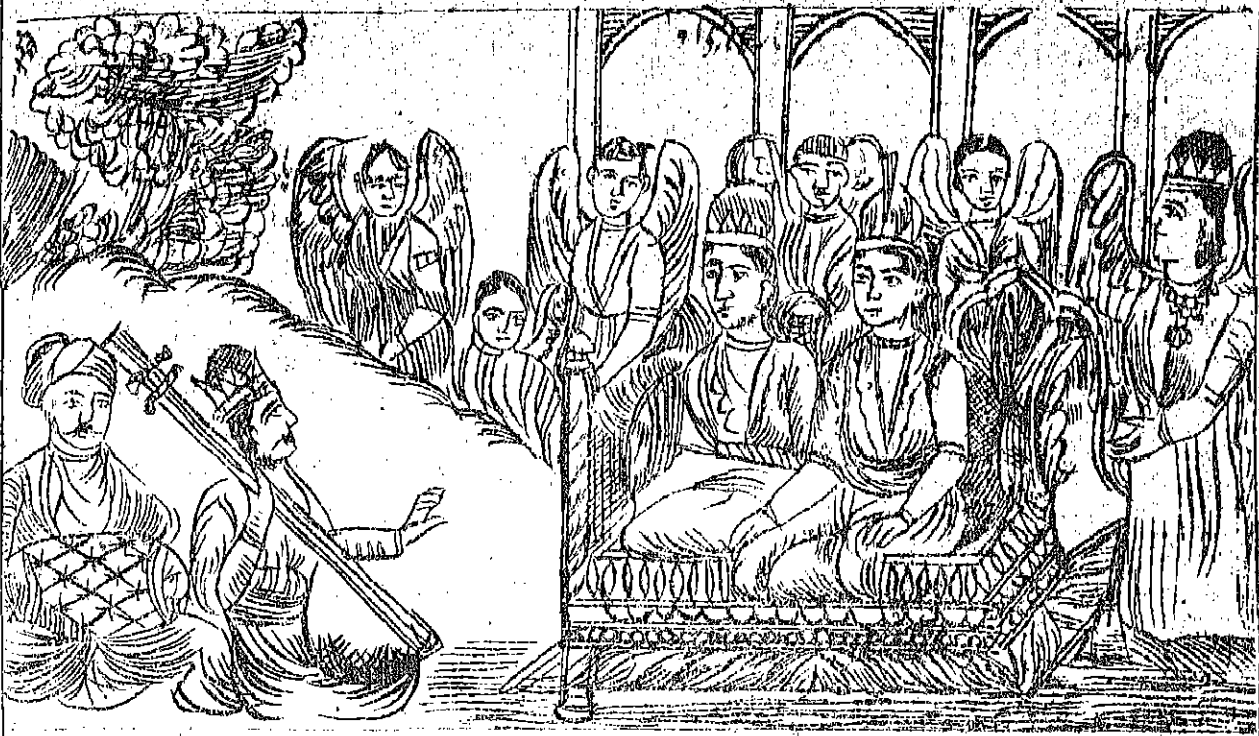
لہذا مین نے بیتامل سطر بون کو دیدیا دوم حاضرین محفل کو یہ معلوم ہو کہ عنایا بہی شاہزادے کا اسقدر عالی ہمت اور صاحب حوصلہ ہو شاہزادے نے فرمایا مین سمجہا تہا کہ تمہین میری بخشش ناگوار گذری بعدازان شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر محل مین داخل ہوے شاہزادے نے ابوالحسن جوہر کے گانے کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بہت تعریف کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے برادر تمہین آپ نے فیض کمالات سے محروم رکہا غرض محل مین بہی ابوالحسن جوہر خوب لطف سے گایا خواتین محل بہی محظوظ ہوئین اور سب نے نادرہ روزگار کو مبارکباد دی اور کہا واہ ری خوش قسمتی خداوند عالم نے تجہکو کیا با کمال شوہر عنایت فرمایا نکتہ سنجان خوبی روایات و شوریدہ بیانان خوش سلوبی حکایات سے اسطرح سماعت مین پہونچا کہ جب شاہزادہ عالی قدر و حبیب اللہ کرم رونق بخش تاج و دیہیم سلطان معزالدین ابوتمیم نے تمام سامان و اسباب عیش و طرب حسب مراتب مناسب جمع دیکہا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سی معشوقہ دلربا کو اور ابوالحسن جوہر سے رفیق و شفیق کو صحبت مین موجود پایا شکر درگاہ قاضی الحاجات مین بجا لایا ابیات

سراپردہ عشرت کہ جہان را	صلای عیش زد پیر و جوان را	کمر بست از پی ساغر کشیدن	بساط عیش و عشرت تازہ چیدن
بصد ارفتن و کردن شکار سے	بچوگان بازی و پای بپایم	بچہ ہر گفت کای جان برادر	بلند از گوہرت شان برادر
رہبر ایک ملک سن خرمی ہین	دران جوش پری و آدمی ہین	کز انسان ہر یکے صاحب جمال است	کلان و خورد شان بدر و ہلال است

زمین خاکیست با عنبر سرشته | جهان چون گلشن فردوس گشته
بروے گل شده بلبل غزل خوان | بشوق دل شده طاؤس قصبان
بیا باهم درآیم از در عیش | زمانے دور باشیم از ره طیش
چو جوهر گوش کرد این داستان را | زمین بوسیده و پاسخ داد آن را
کرای تابنده ماهے برج شاهی | بفرمان تو از مه تا بماهی
زمین را از قدوست سربلندی | سعادت را ز بخت ارجمندی
تو ای امروز ثانی سلیمان | پری فرمانبرت مانند انسان
پری و آدمی از جا گرانت | شیاطین دیو چون فرمانبرانت
جهان تا هست باشی در جهان شاد | بدوران صیت اقبالت فزون باد
وزین پس هرچه جوهر گفت با شاه | به شرح آن نظامی گشت آگاه
که از اخبار پیشین آگهی داشت | در اقلیم سخن شاهنشهی داشت
وزان گفتار من هم هیچم یاد | که رحمت بر روان پاک وی باد
نشاط عمر باشد تا بسی سال | چو چهل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجاه نباشد تندرستی | فتد تاب از تن و در پا سستی
چو شصت آمد نشست آید پدیدار | چو هفتاد آمد اعضا رفت از کار
به هشتاد و نود چون در رسیدی | بسا سختی که در پیری کشیدی
درآنجا گر بصد منزل رسانی | بود مرگت بصورت زندگانی
پس آن بهتر که خود را شاد داری | دران شادی خدا را یاد داری
خوش آن روز بسا کان روز جوانی | گزین عهدے که عهد زندگانی
به است آن زندگی بهتر شماری | نه چون رفته جوانی روزگاری
تو ای شهزاده سالار جوانی | جوانی و عجب خوش دل جوانی
نبود و نیست در اولاد آدم | جوانی از تو خوشدل در عالم
بخور دمی بے غنا یک جرعه باده | نه بے مطرب بشو طبیعت کشاده
شمار زندگی هرکه چنین است | که با هر یا سبت یکجا قرین است
شود کاسه پر از سیم هر دم | شود هر لحظه نقد زندگی کم
جوانی را بود پیری بدنبال | تغیر میرسد هر دم بهر حال
نباید عمل اندر دست و دل | که آید موسم از یاد قضا دل
جهان بهتر که جام باده گیرم | مراد دل ز روی ساده گیرم
بکن عیش که خسرو هم نکرد است | که چوگان تو گوے از جمله بردست
نه خسرو داشت این بخت یاری | نه شیرین داشت جشن نوبهاری
اگر شیرین و خسرو زنده گردند | درین محفل کنیز و بنده گردند

جب شب تمام ہوئی دوسرے روز صبح کو شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ کیا پھر اسی طرح کے سامان عیش و طرب کا حکم دو کہ ہم اب جشن جمشیدی کیا چاہتے ہیں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا جیسا ارشاد ہو سب سامان موجود ہے شاہزادے نے فرمایا کہ اپنے لشکر سے لوگ انتخاب کرو کہ جو عاشق مزاج اور جوان وجیہہ اور معزز ہوں اور باقی لشکر کو یہیں رہنے دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے چار ہزار آدم زاد و پریزاد کہ جو جوان و صاحب جمال تھے لشکر سے انتخاب کیے اور طائی شاہ وغیرہ سرداروں کو اپنے اپنے ملک کو رخصت کیا اور انکے فرزند معہ انکی بیٹیوں اور بیٹوں کے یہیں مقیم رہے بعد اسکے نادرہ رازدار کو حکم دیا کہ شہر علیین سے مرغزار عشرت تک تمام بیابان کو آئینہ بند کردو اور تمام درختوں کو زربفت و مشجر سے منڈھوا دو اور نہر شکستہ سبیل کے دونوں طرف کٹہرے روشنی کے نصب کیے جائیں اور جھاڑ اور فانوس اور ہر رنگ اور دوشالہ اور دیوارگیری وغیرہ سے جہاں جیسا مناسب و شایاں ہو لگایا جائے اور کنارے پر ہر چیز کے دیبا چینی اور پرنیان ختائی اور زربفت و اسپندی

اور زربفت و مخمل کاشانی اور بادلہ برہان پوری کا فرش کیا جائے اور پہاڑون پر اطراف و جوانب مرغزار عشرت کے برابر علمہاے زرین جنکے پھریرے طلائی عمارہ بنے ہوے ہون فاصلے پر دس دس قدم کے نصب ہون اور آئینہ حلبی کی جوڑیان اس ترکیب سے لگائی جائین کہ جہان سے جو دیکھے سارا جلسہ اُسے ایک جا نظر آئے اور خاک مین مرغزار کے مشک و عنبر ملا دو غرضکہ تین روز کے عرصہ مین اہلکاران سرکار یعنی پریزادان چابکدست نے کہ جنکی شان مین یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے یَعْمَلُونَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ صادق آتی ہے یہ سب سامان درست کردیا ابیات

وے گفت بہ بیہودہ گوئی زرہ جہل
گفتیم کہ او بنگر اعراض و جواہر

کاشہا کہ نوشتہ تو بہ با عقل قرین بود
میدانستی گر عقل ز فہم تو چنین بود

این حشمت و این لشکر و این گنج جواہر
شہری پری ملک عجائب چو شنیدی

باور نکند عقل کہ در روی زمین بود
بی صرفہ اگر رفت قلم صرفہ درین بود

اب چوگان بازی کرنا شاہزادے کا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اور ہر ایک عاشق کا اپنے اپنے معشوق سے گذارش ہوتا ہے

القصہ جب سامان درست ہوگیا شاہزادے نے فرمایا کہ پہلے ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار سے چوگان بازی ہوکہ یہ دونون پہلے چوگان بازی مین موجود نہ تھے غرض حسب الحکم باہم نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر نے مرکبان پری پیکر پر سوار ہوکر چوگان کھیلی اور دونون برابر رہے بعد اسکے ابوالحسن جوہر نے کہا

اے شہریار اب حضور حکم دین کہ نادرہ رازدار گھوڑے پر ہو اور غلام پیادہ ہو تب لطف چوگان بازی کا ہو ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ اے ابوالحسن جوہر تم گھوڑے پر چوگان بازی مین نادرہ رازدار سے برابر
رہتے اب پیادہ روی مین کیونکر پیش رفت ہوگے یہ قیاس سے باہر معلوم ہوتا ہے ابوالحسن جوہر نے
کہا آپ ملاحظہ تو فرمائین کہ مین کیا کام کرتا ہون غرض جب حسب خواہش ابوالحسن جوہر کے چوگان بازی ہوئی
ابوالحسن جوہر نادرہ رازدار پر اسطرح غالب آیا کہ تمام آدم زاد و پریزاد کے ہوش جاتے رہے بعد اسکے
حفیظ ثریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ وغیرہ کو حکم چوگان بازی ہوا ہر ایک اپنی اپنی معشوقون کو ہمراہ لیکے
چوگان بازی و شکار کو گئے اور خود شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر
ایک سمت کو روانہ ہوے حاصل کلام اُس روز خوب شکار اور شراب خوشگوار اور کباب وغیرہ کا مشغلہ رہا اور
رات کو کنارے نہر سلسبیل کے روشنی چراغان کی سیر ہوئی دوسرے روز شاہزادے نے ایک چمن مین خیمہ
برپا کرایا اور محفل شراب خوب گرم ہوئی تا اینکہ اُس نشہ شراب سے ہوش و حواس مطلق باقی نرہے آخر ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے شاہزادہ لپٹ گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب شاہزادے کو مدہوش دیکھا
بحیلہ درد جگر فرش پر لوٹ گئی شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے جدا ہو گیا اور فرمایا اے ملکہ آفاق تقربانت شوم
خیر ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو ہین فرصت پائی نیسانہ پری کو بلا کے کہا اے نیسانہ پری جلد نقل
خسرو و شیرین شروع کردے

نقل ہوئی خسرو اور شیرین کی حسب الحکم حکیم صاحب کے شاہزادے کے روبرو

نیسانہ پری نے عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق خسرو بن ہرمز بن نوشیروان کا ایام شاہزادگی مین ایک عیار طرار

شاپور مصاحب قدیم تھا اُسنے ایک روز خسرو کے روبرو یہ نقل بیان کی کہ ملک ارمن میں ایک زن پیرزال مہین بانو
نام حکمران ہی اُسنے اپنے بھائی کی دختر شیرین کو اپنا قایم مقام مقرر کیا ہی اور شیرین ایسی صاحب حسن و جمال ہی کہ اُسکے
حسن کا تمام بلاد میں بطور فسانے کے تذکرہ ہوتا ہی اور ایک گھوڑا شبدیز نام شیرین پاس اس صفت کا ہی کہ اکثر لوگ
اُسکے اشتیاق دید میں آتے ہیں خسرو نے جب شیرین کا حال شاپور کی زبانی سُنا نا دیدہ عاشق ہو گیا اور ایسا
فریفتہ ہوا کہ بالکل کاروبار دنیوی سے معطل ہو گیا آخر شاپور سے کہا کہ تو جسطرح ممکن ہو ملک ارمن میں جا اور ہر طرح
ایسی کوئی تدبیر کر کہ میری ملاقات شیرین سے ہو ورنہ میں ہلاک ہو جاؤنگا غرض شاپور مجبور بحکم حاکم ملک ارمن کو
روانہ ہوا اور اُسنے وہان پہونچکر یہ کام کیا کہ خسرو کی چند تصویرین خاص سیرگاہ شیرین میں ہر درخت پر آویزان
کر دین جب شیرین سیرگاہ میں آئی اور تصویر خسرو دیکھی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی آخر شیرین نے
شاپور کو بلوا اُسکے تصویر کا حال پوچھا شاپور عیار نے پہلے بخوف شیرین انکار کیا آخر حال شیفتہ و فریفتہ ہونے
خسرو کا شیرین سے بیان کیا اور کہا اگر حکم ہو تو خسرو کو آپکی خدمت میں حاضر کر دون شیرین نے کہا اچھا جا لیکن
جلدی اس کام میں کر دیر نکرنا شاپور نے کہا میں جاتا ہون اور اگر میرے آنے میں شاید دیر ہو تو آپ مرکب پر سوار ہو کے
بحیلہ شکار مداین کو روانہ ہو جیے مجھے یقین ہی کہ میں راہ میں آملونگا بلکہ کیا عجب ہی کہ خسرو کو راہ ہی میں آپ دیکھین
مگر علامت میں اُسکی بتائے دیتا ہون جس مرد کو اس وضع سے دیکھنا سمجھ جانا کہ خسرو وہی ہی یعنے سر سے پا تک سرخ
کپڑے پہنے ہوگا بس یہ نشانی شیرین کو بتا کے آپ مداین میں خسرو کے پاس آیا اور اپنی کارروائی کی خسرو سے
خبر کی اور ادھر بعد جانے شاپور کے شیرین موافق کہنے شاپور کے تمام اپنے بیگانون سے پوشیدہ روانہ ہوئی کہ جب
خسرو کے باپ نے سُنا کہ خسرو شیرین پر عاشق ہو گیا ہی چاہا کہ خسرو کو قید کرے خسرو نے جب اپنے قید ہونے کی
خبر سُنی فوراً اُسنے سر و پا ملک ارمن کی راہ لی حسب اتفاق خسرو کنارے ایک چشمے کے خاموش بیٹھا تھا کہ
شیرین بھی وہان آن ہی پہونچی لیکن خسرو نے بخوف دشمنون کے لباس اپنا تبدیل کر ڈالا تھا اس وجہ سے
شیرین نے اُسکو نہ پہچانا آخر شیرین تو مداین کو گئی اور خسرو ملک ارمن میں پہونچا یہان شیرین کے
گم ہونے کی خبر شہر ارمن میں عام ہوئی مہین بانو نے ہر طرف آدمی روانہ کیے اور آپ رنج و غم میں اپنی
دکھڑے کے گریان ہوئی اس عرصہ میں مہین بانو نے سُنا کہ خسرو بن ہرمز خورستان سے ملک ارمن
میں آیا اُسنے بہ شتک سامان دعوت مہمانی خسرو کے واسطے مہیا کیا اور خود بھی استقبال کو آئی

اب حال شیرین کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ جب وہ ملک مداین میں پہونچی خسرو کے ایک رفیق کے ذریعہ سے محل خاص میں داخل ہوئی لیکن خواصون

کے ہاتھ سے نہایت تکلیف پائی اور سنا کہ خسرو عشق مین شیرین کے ملک ارمن کو روانہ ہوا اس خبر سے
نہایت رنج ہوا اور یہ خیال آیا کہ وہ جو کنارے چشمے کے جوان بیٹھا تھا یقین کامل یہی ہے کہ شاید وہی خسرو تھا
دوسرے روز شیرین نے محلدار سے خسرو کے کہا کہ مجھے آب و ہوا یہان کی موافق نہین آئی مگر خسرو نے بروقت
جانے کے محلدار سے تاکید کی تھی کہ شاید شیرین یہان آ جائے تو اسکو فلان پہاڑ پر ایک مکان مع
ساز و سامان خوش قطع بنوا دینا تاکہ اسکا دل نہ گھبرائے محلدار نے حسب الحکم اپنے آقا کے نامدار کے شیرین
کیواسطے ایک مکان عالیشان نہایت فرحت افزا و دلکشا اس پہاڑ پر بنوا دیا چنانچہ اب تک وہی قصر
شیرین مشہور ہے جب نیلیانہ پری یہانتک نقل بیان کر چکی شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا
کہ تمنے سنا شیرین عشق خسرو مین کہان سے کہان پہونچی اور تم باوجود اس لطف و مہربانی کے اب تک مجھ سے
صاف نہین ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا صبر کرو اس نقل کو تمام ہونے دو اگر شیرین کا بے عقد کے
خسرو سے وصل حقیقی ہوا ہوگا تو مین بھی حاضر ہون شاہزادے نے فرمایا عقد تو ہو گیا ہے اسکا عذر ناحق ہے
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ عقد طلسمی کافی نہین ہو سکتا عقد صحیح باجازت والدین جب بیرون طلسم
ہو تو البتہ مستند ہے نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار آپ تو بڑے عالی ہمت ہین لیکن حیف کہ آپ سے
اسقدر صبر نہین ہو سکتا شاہزادے نے فرمایا قطعہ

ٹکرا کے سر کو جان نہ دون مین تو کیا کرون | کب تک فراق یار کے صدمے سہا کرون
ہر چند چاہتا ہون نہ بولون مین یار سے | قابو مین اپنے دل کو نہ پاؤن تو کیا کرون

ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد صحیح فرماتے ہین لیکن شاہون کا کسی کام مین جلدی کرنا اعلیٰ عظمت وشان
سے نہایت بعید ہے ہان اگر ہم ایسے عیار پیشہ بیچارے اپنے مقدمات مین جلدی کرین تو زیبا ہے اور بجا ہے کیونکہ
اگر چستی و چالاکی نہو تو اس پیشے کے خلاف ہے دوسرے ہمارے کام کی مقدار ہی کیا اسکا عدم و وجود برابر
ہے کیون نادرہ رازدار مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ نادرہ رازدار نے کہا معاذ اللہ آپ کے قول کو کون غلط سمجھے
خداوند کریم نے آپکو ایسا ہی مرتبہ عالی عنایت فرمایا ہے اے ابوالحسن جوہر یہ نقل مشہور ہے کہ ایک کتا خارشتی
کسی بادشاہ کے باورچیخانے مین گیا اور اسنے باورچیون سے کہا کہ مجھے سب مہمانون سے پہلے کھانا دے دو
باورچیون نے پوچھا تجھ مین کیا ایسا وصف ہے جو تو ایسا کلمہ کہتا ہے اس کتے نے کہا مجھ مین یہ صفت ہے کہ مین
شکاری ہون باورچی نے کہا اگر ہاتھ مین کچھ ہنر ہوتا تو تجھے مین مہمانون سے پہلے کھانا دیتا شاہزادہ اس نقل سے
نادرہ رازدار کی خوب ہنسا بلکہ ابوالحسن جوہر نے بھی اس برجستہ نقل پر تعریف کی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے نیلیانہ پری سے کہا ہان پھر کیا ہوا نیلیانہ پری نے کہا قربانت شوم جب خسرو ملک ارمن مین پہونچا اسے

پھر ایک سے حال شیرین دریافت کیا اہل شہر نے بیان کیا کہ شیرین یہان سے کسیطرف نکل گئی اس عرصہ مین شاپور ملک ارمن مین پہونچا اور اسنے جب شیرین کے گم ہونے کی خبر سنی خسرو سے کہا بظاہر شیرین سے صدمہ ہجر ضبط نہوسکا وہ مداین مین پہونچی خسرو نے کہا سچ کہتا ہے مجھے بھی راہ مین فلان چشمے پر ایک عورت ملباس مردانہ گھوڑے پر ملی تھی وہ اس چشمہ پر ایک ساعت ٹھہری بعد اسکے روانہ ہوگئی لیکن مین اسکے حال سے افسوس ہے مطلق آگاہ نہوا اب تو پھر مداین جا اور شیرین کو جلد یہان لے آ شاپور اسی وقت حسب الحکم خسرو کے گیا اور شیرین کو ملک ارمن مین لے آیا اور خسرو کو خبر کی خسرو نے دوسرے روز مہین بانو سے کہلا بھیجا کہ اگر ملکہ بھیجی تمہاری جو کہ گم ہوگئی تھی میرا عیار تلاش کرکے یہان لایا ہے مہین بانو بمجرد سننے اس خبر کے اسی وقت خسرو کے پاس آئی اور شیرین سے ملاقات کی ہر چند کہ مہین بانو حال عاشقی و معشوقی شیرین و خسرو سے واقف تھی لیکن بلحاظ بزرگی اسکا کچھ ذکر نہ کیا اور شیرین کو اپنے ساتھ محل مین لے آئی بعد ازان خلوت مین ادھر ادھر کے ذکر کیے اور کلمات نصیحت کے کہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا کہ وہ کلمات نصیحت کیا ہین اور اسکا نتیجہ مہین بانو کو کیا ملا تیسا نہ پہری نے عرض کیا اے ملکہ عالم جب شیرین مہین بانو کی خدمت مین حاضر ہوئی مہین بانو نے پیشانی کو اسکی بوسہ دیا اور یہ نصیحت کی کہ جسکی ملا نظامی نے اس طور سے شرح لکھی ہے ابیات

بشیرین گفت کای فرزانه فرزند — نه بر من بر همه خوبان خداوند
سعادت خواه باش سایهٔ تو — صلاح از جهان پیرایهٔ تو
تو گنج سر بمهری نا سوده — بد و نیک جهان نا آزموده
که این صاحبقران دل داده تست — شکار بس بزرگ افتاده تست
که مردان حیله با بسیار دانند — همه وقت افسون برکار دارند
فریبانند ترا آلوده خویش — هوای دیگری دارد فرا پیش
نه رفتی از طریق پارسائی — زبان دارد بکار پادشاهی
رخ چون مه بچنگ تنگ مخراش — اگر چه عاشقی آهسته می باش
اگر بر دست او فرسوده گردی — بدین پاکی به ننگ آلوده گردی
بسا باده که در ساغر کشیدند

یکی تار تو صد از پادشاهی — یکی موی تو از مه تا بماهی
جهان را از جمالت روشنائی — جمالت در پناه پارسائی
جهان نیرنگها داند نمودن — بدر در بیابان و یاقوت سودن
ولیکن گر چه هستی ناشکیبش — نخواهم گوش داری بر فریبش
نمی باید که از شیرین زبانی — خورد حلوای شیرین رایگانی
تو گر چه پارسای نیکنامی — وگر چه با جمالی چون نظامی
نه چون از نیکنامی دور گردی — بزشتی در جهان مشهور گردی
زبان گر خود همه شیر شیدند — که مردان بر زنان بسیار خندند
بسا گل را بمغز و تر گرفتند — بیفگندند چون بو بر گرفتند
بجز عقد [illegible] چون لب [illegible]

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا واقعی حال مردون کا ایسا ہی ہے بخلاف ہمارے شاہزادے کے کہ فضل الہی سے ایسا قایم مزاج کوئی مرد جہان مین نہوگا شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ عجیب و غریب باتین ہین بھلا کہین ان باتون سے تسکین تشفی ہوتی ہے ابوالحسن جوہری نے کہا اے ملکہ عالم اگر حضور قایم مزاجی میری شان مین فرمائین تو بجا ہے کہ مین

ہنر اور قایم مزاجی کا ہون نادرہ راز دار نے ایک دوہتٹر شانے پر ابوالحسن جوہر کے مارے اور کہا ای بیہودہ تو ناحق دخل در معقولات کرتا ہی دروغ گویم بروے تو گر بیابان میں منھ نہین ڈالتا ابوالحسن جوہر نے کہا ای بے ادب زبان کو لگام دے یہ نہین جانتی کہ حضور مین بادشاہون کے کلمہ گستاخانہ باعث آبروریزی کا ہوتا ہی نادرہ راز دار نے کہا خیر خطا ہوئی معاف فرمائیے مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ آپ بھی شاہون مین داخل ہین شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون ہنس پڑے شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا کیون مینے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ اچھا جوڑ ملا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نیسانہ پری سے فرمایا ہان صاحب پھر کیا ہوا نیسانہ پری نے کہا حضور بعد ازین مہین بانو نے شیرین سے کہا ای فرزند سنو ابیات

تو خود دانی کہ وقت سرفرازی
ولیکن گفت من با این درازی
چو شیرین گوش کرد آن پند نوشش
بہفتاد و رنگ وشن خورد و سوگند
چو بانو دید آن سوگند خواری

زنان شوئی بہ است از عشق بازی
ہمہ بازیست پیش عشق بازی
نہاد آن پند را چون حلقہ در گوش
بروشن نامہ گیتی خداوند
پدید آمد دلش را استواری
بشرط آنکہ تنہائی بجوید

اگرچہ تو بخیر و مہربانی
گزین بند ہرا باشی خبردار
دلش با این سخن ہمداستان بود
کہ گر خون گریم از ذوق جمالش
رضا داد و شکر رسیدان در کاخ
میان جمع گوید آنچہ گوید

من اینک گفتنی گفتم تو دانی
نباشی در بلا و غم گرفتار
کہ اندر نیز در خاطر ہمان بود
نخواہم شد بجز جفت حلالش
نشنید بالب گستاخ گستاخ

حاصل مطلب ان اشعار نصیحت و پند کا یہ ہی کہ جو عورت ایسی صاحب حسن و جمال ہو کر پردہ دنیا مین اسکا ثانی خلق نہوا ہو اور ہر شہر و دیار مین اسکے حسن کا شہرہ ہوا اور وہ ناکتخدا بھی ہو اور عفت و عصمت بھی رکھتی ہو وہ بوجہ سن و سال کے نیک و بد سے زمانے کے آگاہ نہو گی اور دنیا مین ہزارہا طرح کے مقدمات پیش ہو جاتے ہین بس اسکو لازم ہی کہ ہر ایک صحبت مین نشست و برخاست اختیار کرے لیکن اپنی وضع کو ہاتھ سے نہ دے خصوص حکام اور بادشاہان وقت کو اس بات کا خیال ضرور ہی کسواسطے کہ بغیر نشیب و فراز زمانہ کا دیکھے تجربہ نہین حاصل ہوتا صحبت صیقل انسان ہی بس اثر صحبت نتیجہ یہ دکھلائیگا کہ جب کسی بات مین عقل کو دخل دیگا ممکن نہین کہ بدی کو متحمل گوارا کرے القصہ مہین بانو نے شیرین سے یہ کہا کہ ای فرزند جگر بند خسرو پرویز تمہارے عشق مین اپنا ملک چھوڑ کر تنہا یہان آیا ہی اگر تمہارے دام مین گرفتار ہو جائے تو اس سے بہتر کیا ہی دوسرے یہ بھی ضرور ہی کہ جو کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہی تو معشوق کو بھی اسکا خیال ہوتا ہی بس ممکن نہین کہ تمہاری طبیعت بھی اسیر مایل نہو اسمین چارہ کیا ہی اور اس سلسلہ کو قطع کر دینا بھی نامناسب ہی لیکن عورت کو ہر وقت و ہر لحظہ اس امر کا خیال رکھنا واجب ہی کہ مردون کے حیلے پر ہرگز اعتماد نکرے ورنہ آخر پشیمانی حاصل ہو گی کیونکہ مرد بہر نوع اپنا مطلب اور کار برآری چاہتے ہین اگر خدا نخواستہ تمسے کوئی حرکت خلاف وضع ظہور مین آئی تو تمام دنیا مین فضیحت و رسوائی ہو گی کسواسطے

کہ جسقدر چہ مشہور ہوتا ہی اُسیقدر بلکہ اُس سے زیادہ اُسکی بدنامی مشہور ہوتی ہی انسان کی بات موتی کی آب گئی ہوئی پھر نہین آتی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ مرد ہو یا عورت ولولہ وشوق مین خیال تال نہین رہتا ایسی حالت مین محفوظ رہنا ہر ایک کا کام نہین ہان تنہائی مین مرد وعورت کبھی نہ بیٹھین تو ایسی آفتون سے بچنا ممکن ہی اور مردون کا خاصہ طبیعت یون واقع ہوا ہی کہ جبتک رنگ وروغن وغیرہ عورت کا درست ہی وہ کبھی موجود ہین اور جہان کچھ صورت مین نقص آیا پھر وہ گویا کبھی سے آشنا ہی نہ تھے اے فرزند ہر چند میرا کہنا تمھارے موثر نہوگا کسواسطے کہ نصیحت سبکو بُری معلوم ہوتی ہی لیکن جب وقت ہاتھ سے جاتا رہتا ہی بجُز افسوس فقط افسوس رہجاتا ہی لیکن مجھکو ایکبار حُسن وقبح سے آگاہ کردینا ضرور ہی تاکہ تم کسی رنج وبلا سے زمانہ مین از خود مبتلا نہو آئندہ تم جانو اور کام تمھارا شہزادی نے جب یہ کلمات نصیحت نہین بانو سے سُنے جان ودل سے قبول کیے اور عہد کیا کہ اگر مین جاؤنگی تو ہرگز بغیر عہد کے ہم صحبت نہونگی نہین بانو نے کہا بس یہی میرا بھی مطلب تھا اب یہ خیال رہے کہ تنہائی مین حسرو سے بے تکلف نہونا ورنہ وہ قابو پاکر تمکو مجبور کرلیگا اب جاؤ تمکو اجازت ہی کہ تم خسرو سے ہم پیالہ وہم نوالہ ہو جب یہ نقل بیان پر ختم ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادے سے کہا کیون آپنے سُنا کہ شیرین خدا ورسول سے آگاہ نہ تھی بلکہ کافر تھی لیکن کسقدر خودداری کو کام فرمایا کہ جبتک نام عفت عصمت کا اُسکے باقی ہی اور آفرین ہی ہمپر کہ ہم دین حق پر ہین اور کتاب وامادیث سے بھی واقف ہین اور مرتکب اُس امر کے ہون کہ جو خلاف شریعت ہو گستاخی معاف ہو آپ کیسے اولادِ رسول ہین کہ حکم خدا ورسول کا خیال نہین اگر ہمسے کوئی امر خلاف شرع ہو تو عجب نہین آپکو خوب معلوم ہی کہ ہمارا عقد آپ سے ضرور ہوگا اور پھر آپکو صبر نہین اب اس خیال لغو سے باز آؤ اور عیش وعشرت مین چندے بسر کرو اور اگر ایسا ہی حال ہی کہ ضبط نہین ہوسکتا تو ہماری خواصین حاضر ہین جسے چاہو اپنے کام مین لاؤ مین واللہ رشک نہین کرونگی شاہزادے نے کہا سبحان اللہ ملکہ صبح ولکشا کو بنظر التفات دیکھا تھا اُسکا مواخذہ تو آجتک باقی ہی اب مین اس صلاح سمرقندی کو تمھاری کب خیال مین لاتا ہون دوسرے جب تم سا معشوق بغل مین ہو تو حیف ہی کہ کسی غیر عورت کی طرف ملتفت ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ جو اصل حال تھا ہمنے کہدیا اب آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی ہر چند بظاہر شاہزادہ خاموش ہورہا لیکن باطنا اسی فکر مین رہا کہ جسطرح ممکن ہو وصل ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہونا چاہیے غرض غرہ فروردین سے چودھوین تک مرغزار عشرت مین کبھی صید وشکار اور گاہ شراب خوشگوار مین بسر کی قطعہ

گہ سیر گلشنکار کبھی بجام گردد مانند شمع کہ لیں زخمسہ گردنش		در ہر زمان بوضع دگر گرد عشرتے بر روی فلک در پی بکشا یزد ولتے

بعد اسکے شاہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ جہان اب اس مرغزار عشرت سے مرغزار نشاط مین چلنا چاہیے

اور شب اوّل کنارے نهر رشک سلسبیل روشنی چراغان ہوا اسکی سیر دیکھیے کہ وہان شب مهتاب کا لطف ہوتا ہی ملکہ نوبهار گلشن افروز نے فرمایا بہت خوب ابیات

شهنشه نشسته بسیر مرغزارے	دل افروزش گل چون نوبهارے	نشیمن سپهر تابنده گوهر	ندیمش نادره چون ماه انور
پریزادان دو انجم دررکابش	بسان ذره گرد آفتابش	ز اقبالش رسیده سربلندی	ز بخت سعد و پیدا ارجمندی
فلک را سائبان مرحمت یافت	زمین را بخت گاہ سلطنت یافت	کسے کاسباب دل خواه باشد	همه اسبابش تماشاگاه باشد
زسبزه یافته آرامگاہے	کہ جز سوسن نرست آنجا گیاہے	دران صحرائے دلکش جائے کردند	ز اطلس خیمه ها برپا کردند
پریزادان سه روکرده نظرگاه	ثریا وار گرد خرمن ماه	نشسته نوبهار و شه بیکجا	جو سرو استاده گلرویان یکجا
مغنی سازو را ایوان کشیده	خروش چنگ بر کیوان رسیده	بوصفت ساقی موزون دلکش	بیک جا جمع کرده آب آتش
	صراحی ہائے لعل از دست ساقی	بخنده گفت بادا عیش باقی	

القصه شاہزادهٔ والا تبار و ملکه نوبهار گلشن افروز نادره راز دار اور ابو الحسن جوہر نا بدار مرغزار تماشا دل
مین آئے ناگاه عالم سرور و سرشاری مین شاہزاده کو پھر جوش ہوا کہ آج شب کو جس طرح سے ہو ملکه
نوبهار گلشن افروز سے کام دل نکالیے آخر ابو الحسن جوہر سے اس بات مین مشوره کیا ابو الحسن جوہر نے
کہا حضور یه بات پوشیده نهین ہی کہ یہ پریزاد بغیر حکم حکیم صاحب کوئی کام نه کریگی شاہزادے نے کہا کہ تم ابھی
انکے حال سے واقف نهین ہو کیونکہ تم تازه وارد ہوا اور مین خوب جانتا ہون کہ یه لوگ فریب دیتے ہین اور
جھوٹ بولتے ہین اپنی نظیر نهین رکھتے اگر انکی فیلسوفی و مکاری کا حال سنو تو ہوش بجا نه ہین جبرا مرکو اپنا دل
نهین چاہتا حکیم صاحب پر محول ہوتا ہی اور جسکو کہ آپ چاہتی ہین اُسے خود کر گذرتی ہین ابھی برادر انکشاف شرط
ہی کہ ایسے امر خلاف کے منع کرنے سے کیا فائده اور میری طبیعت کا جو حال ہی اسکو کیا بیان کرون کہ ہر شب
ایک دن برابر ایک سال کے معلوم ہوتا ہی اور تمام رات نیند نهین آتی ابو الحسن جوہر نے کہا کہ مین بھی اُسیوقت
کا منتظر ہون کہ میری بھی امید بر آئیگی آخر ایک روز شاہزادے نے ملکہ نوبهار گلشن افروز سے فرمایا کہ آج اسپ شبرنگ
پر تم سوار ہو اور اسپ گلفام پر مین سوار ہوتا ہون میدان مین انکی چالاکی اور دوڑ کا امتحان کرین کہ انمین
کون زیاده دوڑنے والا ہی ملکہ نوبهار گلشن افروز نے کہا بہتر الغرض ملکه نوبهار گلشن افروز
اور شاہزاده نامدار دونون نے گھوڑون پر سوار ہو کر باگین اٹھائین دونون گھوڑے ایسی چالاکی سے
دوڑے کہ باد صبا بھی انکی گرد کو نه پہونچی قضارا اُسی دواد وین شاہزاده اور ملکہ نوبهار گلشن افروز ایسی جا
پہونچے کہ وہان چند درخت گنجان اور ایک چشمه پانی کا تھا شاہزاده سایه مین درختون کے تشریف لایا اور ملکه
نوبهار گلشن افروز سے فرمایا کہ ایک ساعت یہان دم لیلو غرضکہ گھوڑون کے زین پوش سایہ درخت مین

بچھا کے دونون بیٹھ گئے چونکہ سامان شراب وکباب وغیرہ خرجی مین موجود تھا باہم مینکشی شروع ہوئی ابھی دو ایک جام کی نوبت آئی تھی یکایک بادہ ارغوانی کا نشہ ہوا اور اُس نشہ کے عالم مین جوش جوانی و ولولہ شوق نے زور کیا شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا قربانت شوم یہ کہکے دو چار بوسے لیے اور کہا تمکو ہمارا دل بیقرار رکھنے سے کیا فائدہ جو ہر مرتبہ حیلہ وحوالہ مین ٹالتی ہو اب مجھ مین طاقت صبر و انتظار باقی نہین ہی اور تم جسقدر انکار کرتی ہو اودہر سے اصرار ہوتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای شہریار

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم
بلکہ ارشاد ز استاد چنین ہست مرا
کہ من دلشدہ این رہ نہ بخود می پویم
ورنہ من ہم دل گم گشتہ خود می جویم

شاہزادے نے فرمایا کہ تمھارا یہ عذر بیجا ہی اور غلط کہتی ہو کوئی اُستاد زن و شوہر کے باب مین کبھی یہ حکم نہین کریگا بقول شخصے بیت

بہانہ می کنی ای در مکنون
بچشم ناز سیداری دلم خون

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میرا بیان غلط نہین ہی تمھارے فہم کی غلطی ہی کہ تم میری بات کا یقین نہین کرتے ہو شاہزادے نے فرمایا جو کچھ ہو اسوقت میرا حال نہایت ابتر ہورہا ہی یہ کہا اور ہاتھ پکڑ کر زور سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو کھینچ لیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہت سمجھایا مگر شاہزادے نے کچھ نہ سنا جب ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دیکھا کہ اب میری نالہ وزاری اور بیقراری سے مفر غیر ممکن ہی بس نہ بان پریزادی اُن گھوڑون سے کچھ کہا مجرد اس کہنے کے شتابی دونون گھوڑے صحرا کو روانہ ہوئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے غل مچایا اور کہا کہ ای شہریار بڑا غضب ہوا اسوقت کوئی آدمی نہین کہ گھوڑون کو لاوے بخدا جلد آپ تکلیف فرماوین اور انکو لاوین ورنہ تا بلشکر پیادہ پا جانا ہوگا پیشتر ہی شاہزادہ کی حالت بیخودی جاتی رہی اور کہا استغفر اللہ یہی وقت ان جانورون کے بھاگنے کا تھا اگر مین اسوقت نہین جاتا ہون تو یہ پریزادین کہینگی کہ جن سے گھوڑے پکڑے نہین جاتے اُنسے اور یہ کیا ہوگا تا چار گھوڑون کے پیچھے شاہزادہ دوڑا اُن گھوڑون نے بہت شاہزادے کو حیران و پریشان کیا اور کسی طرح ہاتھ نہ آتے تھے اور نہ نظر سے غائب ہوتے تھے اُنھین درختون کے گرد پھرتے تھے جب شاہزادے کے ہاتھ پاؤن مین طاقت باقی نہ رہی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا اور عالم غیظ وغضب مین فرمایا ای صاحب یہ گھوڑے کا ہیکو ہین غول بیابانی ہین تمھین انکو بلاؤ میرے ہاتھ نہین آئینگے اور نہ یہ میری زبان سمجھینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز پہلے خوب ہنسی بعد ازان گھوڑون کو کچھ اشارے سے کہا فوراً گھوڑے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے شاہزادے نے فرمایا اب مین سمجھا کہ یہ حیوان تمھارے اشارے سے بھاگ گئے تھے اور میرے کام مین مخل انداز ہوے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ عالم تنہائی مین آپ اپنا مطلب نکالا چاہتے تھے اب آپ

دیکھا کہ جبتک جس کام کا وقت نہین ہو پہنچتا کوئی تدبیر بن نہین آتی شاہزادے نے فرمایا مین تجسے زیادہ جانتا ہون
لیکن مجبور ہون کہ دل نہین مانتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار مجھے اب تمسے کسی طرح کا انکار باقی
نہین رہا لیکن مین کیا کرون مجبور ہون کہ بغیر حکم جناب حکیم صاحب کے کوئی امر نہین کرسکتی کہ وہ مالک کل وجود
طلسم کے ہین خلاف اُنکے کرنے مین اُنکا تو کچھ نقصان نہین ہے لیکن مین نہین معلوم کس مصیبت و بلا مین مبتلا ہوجاتا
ہو مبادا مصرعہ خود کردہ را علاجے نیست نہ پیش آئے اور جب وہ وقت مناسب آئیگا تو ایک لحظہ دیر نہوگی
خود حکم ہوگا کہان اب دیر خطا ہے شاہزادے نے کہا کہ زن و شوہر کے ایک جا ہونے مین فرمایئے کہ کسی کا کیا نقصان
ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مجھے کیا معلوم ہین البتہ یہ جانتی ہون کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت اس عرصہ مین
نادرہ رازدار بھی وہان آگئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام حالت گذشتہ شاہزادے کی نادرہ رازدار کو کہہ
سنائی بعدہ شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وہان سے سوار ہوکر مرغزار نشاط مین آئے اور شام کے وقت
کنارے نہر شاہ سلسبیل کے آتشبازی اور چراغان کی سیر دیکھی وہان کی روشنی کا کیا بیان کیا جاے بس یہ
معلوم ہوتا تھا کہ از زمین تا چرخ برین منور ہو رہا تھا دن کو اس روشنی کے روبرو کیا رتبہ تھا شاہزادے کو اس
صحبت مین امیر خلیل و امیر سلطان کا خیال آیا اور فرمایا کہ افسوس ہمارے رفیق ہماری صحبت مین نہوے کہ
ایسے یہان واضح ہو کہ شاہزادے کو خیالات وطن اور احباب وغیرہ یاد آتے ہین لیکن اثر طلسمی ایسا ہے کہ کبھی
ملکہ شمسہ تاجدار کا خیال نہین آتا اور دیکھیے اگر یاد آجائے تو کیا ہوتا ہے قصہ کوتاہ شاہزادہ چار گھڑی رات
رہے وہان سے چمنستان سمن و یاسمن مین تشریف لایا دیکھا کہ جہان تک نظر کام کرتی ہے اُس شب ماہ مین
فرش سفید صاف بچھا نظر آتا ہے اور تمام درخت تمامی اور باولے سے منڈھے ہین اور بہت سے شجر سپید جواہر کے
اور انہین گل و ثمر بھی زمرد و یاقوت و مروارید کے موجود ہین اور بیچ مین اُس چمن کے ایک صفحہ بلور مین سوگز سے
سوگز مربع نہایت خوش قطع ہے اور اُسپر ایک مسند مروارید بچھی ہوئی ہے شاہزادے کامگار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
دونون عاشق و معشوق اُس مسند نور پر جلوہ گر ہوے باقی اور تمام پرینزادین اپنے اپنے قرینے سے بیٹھ گئین
ابوالحسن جوہری نے جو یہ سامان اور شب مہتاب کا سامان دیکھا بے اختیار اُسکی زبان سے نکلا سبحان الذی
هيّأ لنا اسباب النشاط و مهّد لنا العيش خير بساط جس طرف دیکھتا تھا نور ہی نور نظر آتا تھا شاہزادے نے ملکہ

نوبہار گلشن افروز سے فرمایا بیت

اے ساقی ستمگر بارے دے کرم کن	بادہ بیار خوبا صاف است عیش امشب

اس عرصے مین شراب اور جام وغیرہ اور مطربان خوب رو حاضر ہوے ناچ ہونا شروع ہوا اور دور شراب ارغوانی
کا حرکت مین آیا شاہزادہ نے اُس عالم سرور مین فرمایا افسوس یہ ہو کہ جان بخش و روح افزا [illegible]

مجبور ہون کہ کسی طرح کی قدرت مجھکو نہین ہی ورنہ مجھکو بجز تمھاری ذات بابرکات کے کوئی پردۂ دنیا پر اچھا معلوم نہین ہوتا مگر ابھی سخت مجبور ہون ؏

چسان دل چون تو جانان را نخواهد
ز وصل خود نخواهد داد دلش کام
ازین باده نمی بخشی چو کامم
شگفت از ناز ہم چون گل بخندید
بگفتش نوش کن این جام شیرین

دلے باشد کہ او جان را نخواهد
بلا بہ گفت کای ماہ شب افروز
بارہ بوسہ کہ من سخت تلخ کامم
حایل دست خود در گردنش کرد
کہ دورش حلقہ سازد نام شیرین
بحکم خواب گردیدند خاموش

شهنشه دیدگان ماه دل آرام
شنیدم از روئے تو روشن تر از روز
شکر لب این سخن از شه چو بشنید
عقیق خود بلعل شه در آورد
گرفت یکدگر را اندر آغوش

شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ خیر وہ آرزوے دلی میری بر لانا منظور نہین ہی الا بوس و کنار سے تو مجھکو محروم نرکھنا چاہیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اس حرکت کو مین نے کب منع کیا آخر الامر شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نشہ کے عالم مین اسی صفحہ پر آرام فرمایا ؛
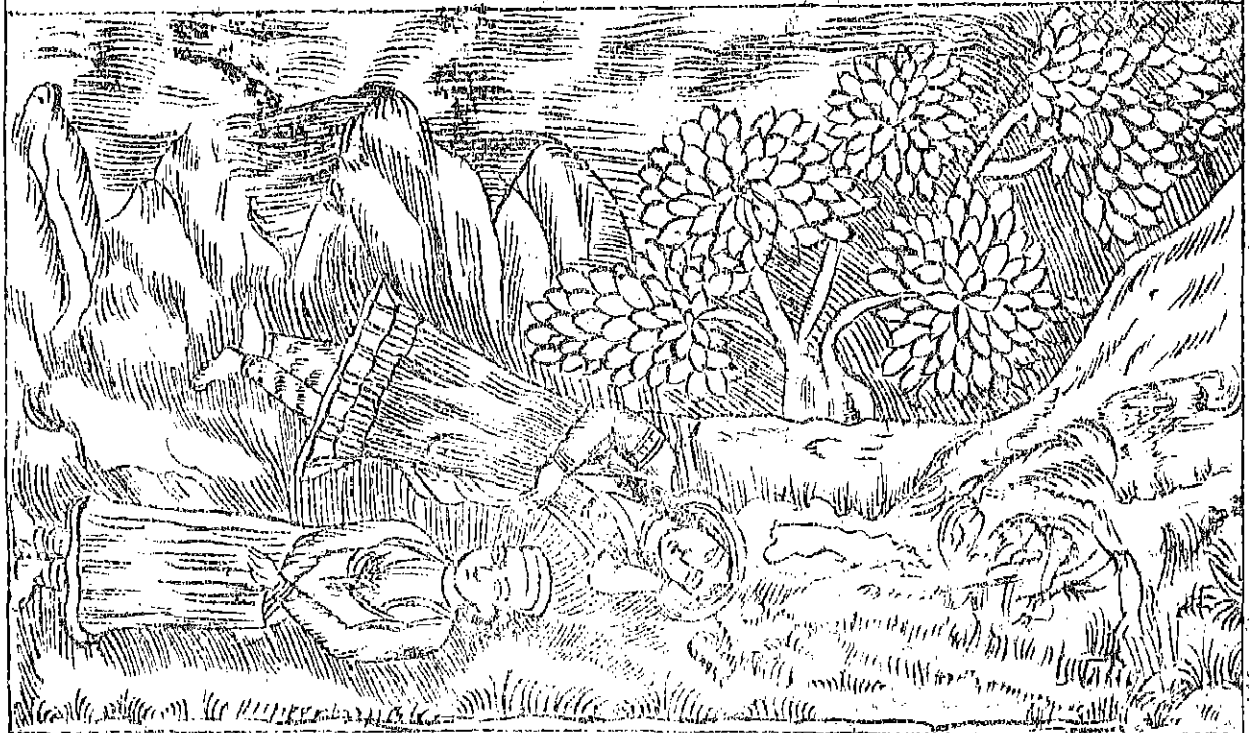
روانہ کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا نادرہ رازدار کو خدمت مین جناب حکیم صاحب کے

اور حال بیقراری اور بے اعتدالی کا شاہزادے کی بیان کرنا اور حکیم صاحب کا شاہزادے کو بلانا واسطے سیر طلسم حیرت کے

سخن دانے کہ معنی ساز کردہ ۔ سخن را این چنین آغاز کردہ

کہ جب وہ رات اس عیش میں گذری اور صبح صادق ہوئی شاہزادے نے شراب صبوحی کا شغل شروع کیا قطعہ

دو چیز است پیرایۂ کامرانی ۔ دو چیز است سرمایۂ زندگانی
نشاط شراب و شراب صبوحی ۔ صباح بہار و بہار جوانی

ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کے پاس سے اٹھی اور نادرہ رازدار کو اشارے سے بلا اور تخلیہ میں کہا ای خواہر تم دیکھتی ہو کہ اس آدمزادے نے کس مصیبت میں مجھے مبتلا کیا ہی کہ کسی حیلہ و بہانہ کو یہ نہیں مانتا اور مجھ کو بھی پریشان کرتا ہی اور آپ بھی ہلاک ہوتا ہی ابتک تو جس طرح سے ہو سکا اپنے کو ہر طرح محفوظ رکھا لیکن شاہزادہ ہر وقت و ہر لحظہ اپنی شرارت سے باز نہیں آتا مبادا کوئی حرکت خلاف مزاج جناب عالی کے ہو گئی تو اچھی بات نہیں ہی اور میں خوب سمجھتی ہوں کہ جو مناسب وقت ہی وہی حکیم صاحب میرے حق میں فرماتے ہیں مگر میں اپنے نفس شوم کی شرارت سے خوف زدہ ہوں کہ اگر میرا حال بھی موافق حال شاہزادے کے ہو گیا اور خودداری و حفاظت نہو سکی تو اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہی اب تک تو میں جس طرح سے ہو سکا امور شیطانی سے باز رہی لیکن اب اس آراستگی بزم شراب و کباب سے حفاظت مشکل معلوم ہوتی ہی دوسرے یہ کہ اب شاہزادے کو میں بدل و جان چاہتی ہوں ایک ذرا سی بھی بے چینی اسکی مجھے شاق معلوم ہوتی ہی تا کجا حیلہ و حوالہ کروں ہر ایک چیز کی ایک حد ہی اب تم جناب حکیم صاحب کے پاس جاؤ میری طرف سے از حد عذر کرنا اور شاہزادے کی منت و سماجت کا حال مفصل بیان کرنا بلکہ اسکے سوا اور جو مناسب جاننا عرض کرنا یقین ہی کہ حضرت کوئی صورت معقول اس امر کی نکالینگے ورنہ کشمکش ہر روزہ سے نوبت بہلاکت پہونچے گی نادرہ رازدار نے کہا ای ملکہ عالم قسم ہی مجھے آپکے سر عزیز کی میں بھی ہر وقت ابوالحسن جوہری کے ہاتھ سے عجب مصیبت میں گرفتار رہتی ہوں مگر کیا کروں کوئی چارہ کار نہیں اب میں جاتی ہوں امید خدا سے ہی کہ کوئی صورت نکل آوے آپ خاطر جمع رکھیں آخر یہ کہکے نادرہ رازدار پہلے شہر طلسمین میں آئی بعد اسکے اسی راہ عجیبہ سے حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچی حکیم صاحب نے فرمایا خیر تو ہی نادرہ رازدار نے بعد آداب و تسلیمات کے تمام حال مفصل بیان کر دیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنی خواہش سے ہمکو اجازت دے کہ وہ شاہزادے کی خدمت میں حاضر رہے تاکہ شاہزادے کو فی الجملہ سکون ہو سوا اسکے اور سہل تدبیر کوئی نہیں ہی نادرہ رازدار نے کہا پیر و مرشد ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا

لیکن شاہزادہ قبول نہین کرتا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار تو ابھی چھپر یا دیبا پر سوار ہو اور اس خزانہ کا پانی
جہان سے مقام الامتحان مین آتا ہے لاؤ اور تمام در و دیوار پر مشکوے حیرت کے چھڑک دو جب اس سے فارغ ہو تو
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادے کے روبرو مشکوے حیرت کا ذکر کرنا شاہزادہ تمھارے ہمراہ بوجہ ترغیب تمھاری
کے جائیگا پس ہر قصر کا مشکوے حیرت کے تماشا دکھانا وہ مہمان رہیگا ہمنے پہلے ہی مشکوے حیرت کی نازنینون کو جمع
کرکے ابوالحسن جوہر اور شاہزادے کی مہمانی کا حکم دیا ہے اس امر سے وہ بیچاریان بھی اپنی مراد دلی کو پہونچینگی اور شاہزادہ
بھی اپنے وعدہ سے فراغت پائیگا اور عہد و اقرار روز اوّل بھی پورا ہو جائیگا نادرہ رازدار نے کہا کہ جناب وہ اقرار
کیا ہے حکیم صاحب نے کہا اے نادرہ رازدار جب ہمنے اُن پریزادون کو رات کو انسان اور دن کو حیوان ہونے کو کہا
تو انھون نے قبول نہ کیا تب ہمنے شاہزادے کی اُنکو صورت دکھائی اور کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے کو قبول کروگی تو یہ جوان
مہمان ایک ایک شب تمھارے یہان رہیگا اور تم اُسکی دولت وصال سے بہرہ مند ہوگی جب کہ بانیان طلسم نے اس طلسم کو
محض واسطے سیر شاہزادے کے ترتیب دیا ہے تو اُن نازنینون کا عاشق ہونا بھی ضرور ہوا اور کبھی انسان وگاہ حیوان
ہونا بھی اپنا محض اسی امید پر گوارا کیا پھر اس صورت مین شاہزادے کو اُنکی تسکین خاطر کردینا ضرور ہوا جس طرح
راضی ہون راضی کرنا اُنکا واجب ہے شاہزادہ ایک شب ہر نازنین کے پاس رہیگا نادرہ رازدار نے کہا جناب عالی
شاہزادہ کیا کل طلسم کی سیر کر چکا یا کوئی مرحلہ باقی ہے حکیم صاحب نے فرمایا ہان ابھی ایک مرحلہ قبۃ المثال و
گنبد گیتی نما باقی ہے وہ گنبد بجاے خود ایک طلسم ہے اگر کوئی انسان یا پریزاد اسمین جائے تو تمام ارکان طلسم مین
اُسی وقت زلزلہ پیدا ہو جائے حکماے متقدمین سے منقول ہے کہ جب فتح طلسم کا زمانہ قریب ہوگا تو از خود وارد طلسم
کی زبان پر نام گنبد جاری ہوگا شاید اب زمانہ فتح طلسم قریب ہے کہ تمنے مجھسے پوچھا اور مین نے نام گنبد لیا
نادرہ رازدار کو اس بیان حکیم صاحب سے کمال تاسف ہوا اور کہا اے حکیم صاحب میرے نزدیک تو اُسکا نام لینا
مصلحت نہین ہے حکیم صاحب نے فرمایا تجھے خبط ہو گیا ہے ارے یہ امورات مقدری ہین کہین رد کرنے سے رُکتے
ہین کہ جو مین اُنکو روکون اب تم جاؤ اور کام کا اپنے بندوبست کرو نادرہ رازدار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور جو کچھ حکیم صاحب سے گفتگو ہوئی تھی وہ مفصل بیان کی

اب یہان حال ملکہ صبح دلکشا کا بھی بیان کرنا ضرور ہے

ملکہ صبح دلکشا کو بھی شاہزادہ معزالدین سے محبت قلبی ہے لیکن بظاہر اُسنے اپنی گرفتگی طبیعت کا حال
شاہزادے پر ظاہر نہین کیا ہے

لیکن کیونکر اگرچہ غلبۂ الفت کی شدت ہے	آنکھین ہے پاس رسوائی کا ہمین لوگونکی دہشت ہے

لیکن جب بانیان طلسم کی کیفیت معلوم ہوئی کہ انھون نے میرا عقد بھی شاہزادہ معز الدین سے قرار دیا ہی پھر تو وہ محبت
ہزار درجہ زیادہ ہوگئی تا اینکہ ایک لحظہ بغیر شاہزادے کے قرار و آرام نہ تھا طلسم آفتاب مین شاہزادے سے
ملاقات ہوئی اور کچھ خلقی پیش آئی تو وہ بقاعدۂ طلسمی یعنے وہان کی رسم کے بموجب تھا اور شاہزادے کو بھی ہرچند
ملکہ صبح دلکشا سے محبت تھی لیکن بخوف ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دم نہ مارسکتا تھا جبکہ شاہزادہ ظہورستان مین
پہونچا اور وہان بحسب تقدیر ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد ہوا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان ساتھ شاہزادے کے
نہ آئی اسمین دو سبب تھے اوّل وجہ تھی کہ یہ امر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس زمانے مین کمال ناگوار گذرا
تھا اور ناگواری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی حکیم صاحب کو گوارا نہین تھی دوسرے حکیم صاحب کل امور مین ملکہ
شمسہ تاجدار کو مقدم سمجھتے ہین اور اسی کے عشق مین شاہزادہ اپنا ملک افریقیہ چھوڑکے حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر
ہوا تھا اور حکیم صاحب نے اپنے طلسم مین جو امل کیا تھا خلاصہ اسکا یہ ہو کہ تاوقتیکہ ملکہ شمسہ تاجدار شاہزادے سے منعقد ہوکر
دولت وصل سے کامیاب نہوےگی تب تک ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا کی نوبت
نہ آئیگی اسواسطے کہ ملکہ شمسہ تاجدار سرخیل ازدواج شاہزادہ ہی ہرچند کہ سلطان روح الملک بخوف حکیم صاحب دم
نہین مارسکتا لیکن شاہزادے کا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کرنا باعث سوہان روح ہی
قصہ کوتاہ جسطرح سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام نازنینان مشکوے سے حسرت سے شاہزادے کے حال کو پوچھا
تھا اسی طرح ملکہ صبح دلکشا سے بھی دریافت کیا تھا ملکہ صبح دلکشا نے خوف سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے جو معاملہ
طلسم آفتاب مین گذرا تھا مفصل بیان کردیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو شاہزادے کا التفات ملکہ صبح دلکشا سے
ناگوار گذرا جب دوسری بار ملکہ صبح دلکشا حکیم صاحب کے ظہورستان کے اندر سیرگاہ چہارم مین آئی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے ملکہ صبح دلکشا سے تاکیداً فرمایا کہ اگر اس مرتبہ شاہزادے سے ملاقات ہو تو انکی طبیعت کا ضرور امتحان لینا اور دیکھنا
کہ اب کس ڈھنگ پر ہی لیکن خبردار کوئی حرکت خلاف مزاج میرے ہونے پائے ورنہ تا قیامت مین صاف نہونگی
اور میری آزردگی ہزار طرح کی آفت ڈھائیگی ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ نوبہار گلشن افروز میری کیا مجال جو مین
خلاف حکم کوئی حرکت کرون سواے اسکے اے ملکہ دوران مین خود ایسی بے تمیز نہین ہون کہ مجھے تم تنبیہ کیا کرتی ہو
چنانچہ سیرگاہ چہارم مین جو امارہ محلدار کے اغوا سے شاہزادے کی ملکہ صبح دلکشا سے ملاقات ہوئی تو ملکہ صبح دلکشا
حسب فرمایش ملکہ نوبہار گلشن افروز کے شاہزادے سے ملتفت نہین ہوئی بلکہ ایک قہقہہ مارکے وہان سے غائب
ہوگئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فقط اتنے ہی شاہزادے کے التفات پر شاہزادے کو بحال خراب ملک ظہورستان
سے نکلوادیا اور بیابان وحشت مین پہونچوادیا اور امارہ خاتون محلدار نے جو مشاطہ گری کی اسکی یہ وجہ تھی کہ
امارہ خاتون محلدار دایہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہی وہ یہ چاہتی تھی کہ شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نہ

میں ناموافقت ہوا کہ شاہزادہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بلا شرکت غیری عیش کرے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نہ
اور ملکہ صبح دلکشا سے جو دو چار باتیں رمز و کنایہ کی عبادتخانہ میں ہوئیں تو ملکہ صبح دلکشا کو نہایت ناگوار گذریں
اور اسی وجہ سے وہ اپنے ملک قاف کو گئی تو پھر نہیں آئی لیکن اب جو شاہزادہ معز الدین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے باہم صحبت عیش و عشرت کی خبر مشہور ہوئی اور ملکہ صبح دلکشا نے بھی یہ حال سنا ایسا رنج و ملال ہوا کہ چہرہ متغیر ہو گیا
اور آتش رشک و حسد نے ایسا سینہ و جگر کو سوختہ کیا کہ تاب ضبط نہ لا سکی آخر ایک رقعہ نادرہ رازدار لکھا کہ اے
خواہر عالی قدر میں ملاقات ملکہ ناطقہ روشن بیان کی چاہتی ہوں تم جناب حاکم صاحب سے اجازت حاصل کرکے
اطلاع دو نادرہ رازدار نے حسب درخواست ملکہ صبح دلکشا حکیم صاحب سے اجازت لیکر آپ موافق ارشاد
جناب والا مقام الامتحان کو روانہ ہوئی اور ملکہ صبح دلکشا بھی پانے اجازت کے ملک ظلورستان میں آئی ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے نہایت عزت و توقیر سے ملکہ صبح دلکشا کو محل میں بلایا ملکہ صبح دلکشا نے پہلے ملکہ روح افزا ملکہ ناطقہ روشن بیان
کی والدہ بزرگوار سے ملاقات کی ملکہ روح افزا نے پوچھا اے ملکہ صبح دلکشا تم بخیر و عافیت تو رہیں ہمنے تو ایک مدت
سے تمکو دیکھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ عالم حضور کے واسطے دعا گو رہی ہوں ہاں اس عرصہ میں حاضر ہونے کا
اتفاق نہیں ہوا ملکہ روح افزا نے کہا بارہا ہمارے دل میں خیال آیا کہ تمکو بلوا لیں مگر یہ خیال آیا کہ شاید تم ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے سبب ہمسے نفرت رکھتی ہو اور نہ آؤ تو رنج اور زیادہ ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے
فعل کی مختار ہیں مجھے انکی آزردگی و نفرت سے کیا سروکار مگر اس نظر سے فرمانا آپکا بھی درست ہے کہ میں بھی بخوف
ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حضور میں حاضر نہ ہو سکی اے ملکہ آفاق عجب شیوہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اختیار
کیا ہے اور طرفہ مزاج خداوند کریم نے اسے عطا کیا ہے کہ کسی طرح اصلاح پر آتا ہی نہیں شاید آپنے بھی سنا ہوگا
جو گفتگو میرے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے باہم عبادتخانہ جادوان شاہ میں ہوئی میں نے اسی روز سے
انکے پاس کا جانا قطعاً موقوف کر دیا ملکہ روح افزا نے کہا ہاں کچھ مجملاً ہمنے سنا ہے کہ تم ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے کچھ کشیدہ خاطر ہو حیرت کی بات ہے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کا خود حکیم ارسطو نے عقد کیا مگر انواع انواع
طرح کے رنج و ملال میں گرفتار رہی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز رات دن شاہزادے سے ہم صحبت ہے ملکہ
صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ عالم اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حکیم صاحب کا خوف ہوتا تو پھر ملاحظہ فرمائیں
کہ یہ پیرزاد کیا قیامت برپا کرتی اسیواسطے میں آپکے پاس آئی ہوں کہ آخر کب تک خاموش رہو گی اور اپنی حق تلفی
نکرو گی آگاہ ہو کہ اسی غفلت میں ملکہ ناطقہ روشن بیان کا کام تمام ہو جائیگا پھر بجز پشیمانی کے کچھ حاصل
نہوگا اور حسرت و تاسف ملکے رہ جائیے گا ہر چند کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی شاہزادہ معز الدین
کی بی بی ہے لیکن ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہم رتبہ کبھی صدور سے نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان

بھلی بی بی ہو اگر اب لاط بیسیان شاہزادہ کرے تو اسکے مقابل کوئی نہین ہوسکتی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا عقد تو حکیم صاحب
نے بباعث محبت فرزندی کے مقرر فرمایا جبتک کہ تم اس مقدمے مین خود حکیم صاحب سے فریاد و زاری نکروگی ہرگز کوئی
تمہارا پرسان حال نہوگا اسواسطے کہ وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو از حد عزیز رکھتے ہین ملکہ روح افزا نے کہا سچ کہتی ہو
ابھی تو چند روز توقف کرتی ہون بعدہ خود اپنے طلب حق مین کوئی دقیقہ باقی نرکھونگی بعد اسکے
ناطقہ روشن بیان ملکہ صبح دلکشا کو اپنے محل مین لائی اور دعوت شاہانہ بڑی دھوم سے کی جبکہ صبح دلکشا اور
ناطقہ روشن بیان شراب ناب سے خوب سرشار ہوئین ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا اے بہن صبح دلکشا کیا تماشا
ہے کہ تمہاری بہن ملکہ نوبہار گلشن افروز غیر کے شوہر کو زبردستی اپنا شوہر کیے لیتی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہین
ہے اور فرض کرو کہ وہ بھی بی بی صبح لیکن ایک بی بی تو فراق شوہر مین خون جگر پیے اور ایک روز و شب بغل گرم کرے
حکیم صاحب نے اسقدر بے انصافی اور عدم توجہی کو کام فرمایا ہے کہ بجز ملکہ نوبہار گلشن افروز دوسرے کے پرسان حال ہی
نہین ہوتے مین سچ کہتی ہون کہ اگر اس معاملے مین جناب حکیم صاحب کا قدم درمیان نہوتا تو پھر تم دیکھتین کہ کیا گل کھلتا
اور اب تو بجز غم کھانے اور خون جگر پینے کے کچھ علاج بن نہین آتا ملکہ صبح دلکشا نے کہا حکیم صاحب دانستہ تمہارے
مقدمے مین دخل نہین دیتے اور وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے سوا اور کسی پر نظر التفات نہین کرتے بس انصاف بھی
اسیقدر پر ختم ہے آپ نے سنا ہوگا کہ حکیم صاحب نے محض ملکہ نوبہار گلشن افروز کے رفع شک کیواسطے شاہزادے کو
مقام الامتحان مین بھیجا تاکہ عشق و ہوس کی تمیز ہو اور وہان بہت عورتین بفریب شاہزادے کے پاس آئین از انجملہ
ایک ہماری بھی ہمشکل تھی اور اسنے کوئی دقیقہ ناز و انداز کا باقی نرکھا لیکن شاہزادہ اُن شیاطین کے فریب مین
نہ آیا کمال ہمت مردانہ کو کام فرمایا مگر شاید یہی تھا سے ہی فضیحت و تضحیک کیواسطے ہوا ہو اور یہانتک تو ہوا کہ حکیم صاحب
کو خود کلاہ تخت ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کیے اور اسی وجہ سے خود بھی طلسم مین گرفتار ہوئی اور وہین نکاح شاہزادے
کا ہوا پھر ملکہ صبح دلکشا نے کہا جو کچھ کہ انکو اور خاطر جناب حکیم صاحب ہوا وہ کیا تھا کچھ تمنے بھی سُنا ہے یا نہین ملکہ
ناطقہ روشن بیان نے کہا بھلا مجھے مفصل کون سُناتا اب تم بیان کرو ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز کو تمہارا عقد فسخ کرانا منظور تھا کہ بلاشرکت غیرے عیش کرے ملکہ ناطقہ روشن بیان یہ کلمہ
سنتے ہی آگ ہوگئی اور رنگ چہرے کا سرخ ہوگیا اور غمزہ شیرین کار نامے اماوہ خاتون محلدار کی بیٹی سے کہا
تو نے سُنا ملکہ صبح دلکشا نے کیا کہا اسیوقت اماجان کی خدمت مین جاکر میری طرف سے کہ کہ اس مقدمہ مین
غفلت واجب نہین ہے ایسا نہو کہ تم غفلت مین امیدوار رہو اور حریف اپنا کام کر جائے غمزہ شیرین کار نے ملکہ
روح افزا سے پیغام ملکہ ناطقہ روشن بیان کا کہا ملکہ روح افزا نے کہا مجھے خود تم سے زیادہ فکر ہے تم بخاطر جمعی بیٹھی رہو
چند روز کے بعد کسی معتمد ذوی العقل کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین ضرور روانہ کرتی ہون غرض ملکہ صبح دلکشا

تو رخصت ہوکر اپنے مکان پر چلی گئی ٭

یہ قصہ پھر بیان کیا جائیگا اب حال نادرہ رازدار کا بیان ہوتا ہی

راوی تازہ فکر کا بیان ہی کہ بعد بحث و مباحثہ کے اور سُننے تمام قصہ کے نادرہ رازدار حسب الحکم جناب حکیم صاحب عالی وقار چھپر باد پیما پر سوار ہوکر مقام الامتحان مین پہونچی اور وہان سے پانی لائی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا کہان گئی تھین نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس اور حکیم صاحب ہی کہ شاہزادہ پھر مشکوے حیرت مین تشریف لیجائے اور اُسی ذکر مین قبۃ المثال اور گنبد گیتی نما کا ذکر بھی جس طرح کہ جناب حکیم صاحب کی زبان سے جزبیان سے سُنا تھا بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے گنبد گیتی نما کا نام کبھی نہ سُنا تھا ہوش جاتے رہے اور فرمایا ایسا خواہر یقین ہی کہ گنبد گیتی نما میرے اور شاہزادے کے درمیان باعث مفارقت ہی میرا دل گواہی دیتا ہی یہ کہکے بے اختیار ملکہ نوبہار گلشن افروز مثل ابر نوبہار رونے لگی نادرہ رازدار نے کہا ابھی سے اس گریہ وزاری سے کیا فائدہ جو امر کہ شدنی ہی بہر طور ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین کیا کرون مجبور ہون کہ میرا دل میرے اختیار مین نہین ہی خدا وہ روز بد مجھے نہ دکھائے کہ شاہزادہ مجھ سے جدا ہو نادرہ رازدار نے کہا اے ملکہ عالم یہ خیال تمھارا ناحق ہی شاہزادے کا عقد جو کہ اصل بی بی ہی اس سے ضرور ہوگا اور وہ بیرون طلسم ہی تو شاہزادہ شہر فردوس کو خواہ مخواہ تشریف لیجائیگا یہی وجہ ہی کہ جو یہ نکاح طلسمی کسی حساب مین نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ حکیم صاحب شاہزادے کا جو تمھا محل بھی طلسم مین بلالین تو کیا ممکن نہین ہی کہ چارون ایک ہی جا شریک رہین اور پھر شاہزادے کو کبھی طلسم سے نکلنے کا خیال نہوگا کسواسطے کہ ایسی عظمت وشان کی بادشاہی وشوکت وحشمت لشکر ظفر پیکر اور خزانہ جواہر بیشمار کسی سلاطین یا وقار کو پردۂ دنیا پر ممکن نہین جو کہ شاہزادہ عالیجاہ کے دست قدرت مین ہی اور پریزاد و انسان دونون فرمانبردار و تابع حکم ہین جب چاہیگا شاہزادہ اپنے والدین کو بھی یہین بلالیگا شکست طلسم سے کیا فائدہ ہوگا آیندہ مشیت ایزدی نادرہ رازدار نے کہا اگر عمر ہی طلسم کی ختم ہوگئی ہو تو پھر اُسکا کیا علاج ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ تم کس دلیل سے کہتی ہو کیا حکیم صاحب نے کچھ تم سے فرمایا ہی نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب تو نہین کہتے بلکہ مین کہتی ہون کہ ہر شی کیواسطے ایک عمر ہی بقا بجز ذات واحد کے اور کسی کیواسطے نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان یہ تو سچ ہی مگر انسان کو اپنا بند وبست کرنا ضرور ہی اب تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ گنبد گیتی نما کا ذکر شاہزادہ نہ سُننے پائے کہ نہ شاہزادہ اس حال سے واقف ہوگا نہ حکیم صاحب سے درخواست اُسکے سیر کی کریگا اور ایک مرتبہ اور جاکر حکیم صاحب سے میری طرف سے جاکر عرض کرنا کہ حضور ایسا کچھ انتظام فرمائین کہ شاہزادہ سیر گنبد گیتی نما کو نجانے نادرہ رازدار نے کہا تم خاطر جمع رکھو جبتک کہ شاہزادہ خود درخواست سیر گنبد گیتی نما نہ کریگا حکیم صاحب

اجازت کیون دینگے اور جو شاہزادے نے استدعاے سیر کی تو پھر حکیم صاحب کسی کا عذر سماعت نہ فرمائینگے بیشک حکم
سیر شاہزادے کو دینگے کسواسطے کہ تمام مرحلات طلسم کی سیر سیار طلسم کیواسطے ضرور ہی لیکن یہ بھی محض بخاطر تمھارے ہی کہ
جو شاہزادے کی درخواست سے حکیم صاحب اجازت دینگے ورنہ خود سیر گنبد گیتی نما کا حکم دیا جاتا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا خیر تن بہ تقدیر جو ہو لیکن شاہزادے کا آگاہ ہونا گنبد گیتی نما سے اچھا نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا جب یہ
جو نوشتہ تقدیر ہی وہ تو ضرور ہوگا لیکن مین بانی مقام الامتحان کا لائی ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
فرمایا البتہ یہ صورت بھی خوب ہی کہ جب جزو حرارت کم ہوگا پھر ولولہ بھی جاتا رہیگا یہ کہکے ملکہ نوبہار گلشن افروز
تو شاہزادے کے پاس آئی اور شاہزادے نے نشہ شراب مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے لب و رخسار کے
بوسہ لیے اور کہا خیر اگر تمسے ہماری آرزوے دلی نہین نکلتی تو تم ساقی گلفام ہماری ہو کر جام شراب ہی ہمکو پلاؤ
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے باندازِ ناز جام و صراحی اٹھا کر دو چار جام شراب شاہزادے کو دیے جب شاہزادہ
خوب نشہ مین سرشار ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار آپ نے سیر مشکوے حیرت کی بھی ملاحظہ
فرمائی ہی شاہزادے نے فرمایا ہان پہلے ہم مشکوے حیرت ہی مین داخل ہوے تھے اور وہان سیر و تماشا ہم نے
دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یونہین سرسری سیر کی ہوگی بخوبی وہان کا سامان نظر انور سے نہ گذرا ہوگا
آپ حضور بدولت و اقبال تشریف لیچلین اور بدلجمعی تمام سیر وہان کی ملاحظہ فرمائین اور جن جن سے کہ حضور نے
وعدہ ملاقات فرمایا ہی آسکا ایفا بھی ضرور ہی کہ وہ بیچاریان نازنین مشتاق لقاے حضور ہونگی شاہزادے نے کہ
چند بار خوبان تماشاے تازہ کا مشتاق رہتا تھا فرمایا اے ملکہ نوبہار گلشن افروز مجکو ان نازنینون سے تو کچھ چندان ملنے کی
ضرورت نہین ہی ہان مگر تمھارا حکم بہر طور مجھے قبول و بدل منظور ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ کشتیان
جلد آوین غرض صبح کو کشتیان حاضر ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین و ابوالحسن جوہر
ایک کشتی پر اور کشتیون مین تمام رفیق اور یار مع اپنی اپنی معشوقان باوقار کے سوار ہوکے روانہ مشکوے حیرت ہوے
اور یہان قبل تشریف لیجانے شاہزادے کے نادرہ رازدار مشکوے حیرت مین پہونچی اور اسنے تمام در و دیوار
پہ ہر قصر کے بانی مقام الامتحان کے حوض کا چھڑکا بعد ازان قصر چہار درہم مین آئی اور رات کو تمام نازنینان
مشکوے حیرت نادرہ رازدار کی خدمت مین حاضر ہوئین اور سب نے شکایت کی کہ افسوس اے نادرہ رازدار
ہم ہر روز اسی اشتیاق ہی مین رہے کہ کبھی تو ہمکو اپنی محفل عیش مین یاد فرماؤگی لیکن نہ آپ نے ہمکو یاد کیا اور
نہ خود تشریف لائین نادرہ رازدار نے کہا مجھے اسقدر فرصت کہان کہ مین تمھارے پاس آتی انھون نے کہا
سبحان اللہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین مہمان کے ساتھ کس کس طرح سے عیش کرتی ہو
لیکن کبھی ہمکو بھولے سے بھی یاد نہ کیا ہوگا نادرہ رازدار نے کہا واقعی جیسا کہ رشک عورتون کو دنیا مین ہوتا ہی

کسی کو ویسا نہو گا کیا تمکو ہمارا عیش کرنا ناگوار خاطر گذرا کہ جو تمنے ایسا کلمہ زبان سے نکالا انھون نے کہا کہ بھلا ہمارا ہی کیا مجال جو ہم کسی طرح کا گمان بھی کر سکین حسد و رشک کیسا نادرہ رازدار نے کہا تم کیا کرو اپنی مخالفت سے مجبور ہو خیر خاطر جمع رکھو اب شاہزادے صاحب خود ہی تشریف لاتے ہین انشاء اللہ تعالی تمہاری قرار واقعی خدمت کرونگی نادرہ رازدار کی اس بات کو سُن کے اُن سب نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ آپ ہم خادمون سے نہ ہنسیے نادرہ رازدار نے کہا خیر ہنسی ابھی معلوم ہوئی جاتی ہے وہ نازنینین خاموش ہو رہین نادرہ رازدار وہان سے سوار ہوئی اور سوار ہونے کے وقت حکم دیا کہ ہر ایک اپنے اپنے قصر مین جائین اور آراستگی قصر کا انتظام کرین کہ یہین شاہزادے کو لاتی ہون وہ سب اپنے اپنے قصر و مکانون کی آرایش مین مصروف ہوئین اور شاہزادہ مع رفقا تماشاء سیر دریا کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ راہ مین نادرہ رازدار سے بھی ملاقات ہوئی شاہزادے نے فرمایا اے نادرہ رازدار تم کہان غائب ہو جاتی ہو کہ ہماری صحبت بدون تمہارے بے لطف رہتی ہے ابو الحسن جو ہر بولا

کجا بودی کہ امشب سوختی آزردہ جانے را	بقدر روز محشر طول دادی ہر زمانے را

نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار نامدار کنیز آپ ہی کے کار ضروری کو گئی تھی باین وجہ حاضر خدمت نہوئی شاہزادے نے فرمایا میرا کام کیا تھا نادرہ رازدار نے کہا وہ یہ کام ہے کہ جب مین نے سُنا کہ حضور سیر مشکوے حیرت کا قصد رکھتے ہین تب مین وہان جا کر سبکو ہوشیار کر آئی اور سامان دعوت اور آرایش مکانات کو حکم دے آئی شاہزادے نے نادرہ رازدار کو بھی اپنے پاس بُلا لیا اور وہان سے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہ نہر بعض مقام پر تو ایسی عریض تھی کہ ایک دریاے ذخار معلوم ہوتا تھا اور بعض جا ایسی تنگ کہ ایک کشتی کے سوا دوسری نہ جا سکے اور انتہا کی گہری مگر پانی ایسا صاف کہ باوجود اسقدر عمق کے تہ کے پتھر اور صدف اور موتی وغیرہ بخوبی محسوس ہوتے تھے اور اسکو ایسی ایک زمین دریا مین ہوتی تھی اور ایسے جانوران عجیب الخلقت رنگین نظر آتے تھے کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا مصرع نہ در تقریر ما گنجد نہ در تحریر ما ۰٭ شاہزادہ یہ تماشاے عجیب و غریب دیکھکر محو حیرت ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ واہ ری قدرت کاملہ تیری کہ تو نے کیسی کیسی چیزین بحر و بر مین خلق کی ہین کہ جسکا بیان نہین ٭

اب راوی نازک خیال اس حال کو تو یہان موقوف رکھتا ہے اور حال فرخندہ فال ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کا گذارش کرتا ہے

القصہ جسوقت ملکہ صبح دلکشادہ آتش جان سوز دل و جگر مین ملکہ ناطقہ روشن بیان کے لگا کر اپنے ملک کو روانہ ہوئی ملکہ روح افزا اپنے شوہر سلطان روح الملک کے پاس گئی اور اس بات مین مشورہ کیا کہ کسی شخص معتبر کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ کرنا چاہیے اور اپنا حق طلب کرنا چاہیے جسطرح کہ نادرہ رازدار ملکہ

نو بہار گلشن افروز کی طرف جواب وسوال کیواسطے مقرر ہی اُسی طرح غمزہ شیرین کار کو بھی ملکہ ناطقہ روشن بیان
کی طرف سے وکیل مطلق کرنا ضرور ہی اور حال غمزہ شیرین کار کا یہ ہی کہ طلسمات ربع یعنے طلسم امیر جلال الدین
و امیرزادہ سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان اور ابوالحسن جوہر طلسم اجرام و اجسام کے پائین باغ
ہین اور بانیان طلسم نے جس طرح کہ عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شاہزادہ معز الدین سے مقرر کیا تھا اُسی طرح
ابوالحسن جوہر کا بھی عقد غمزہ شیرین کار سے مقرر ہوا ہی کہ ابوالحسن جوہر برادر رضاعی شاہزادہ معز الدین
ہی اور غمزہ شیرین کار بھی خواہر رضاعی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہی اور ہمارہ خاتون محلدار کی بیٹی ہی اور
اسی واسطے حکیم صاحب نے انھین باغ اول کا مختار کیا تھا کہ اس طلسم مین ابوالحسن جوہر کی ملاقات غمزہ شیرین کار
سے ہوا اور ابوالحسن جوہر چونکہ عیار پیشہ تھا لہذا غمزہ شیرین کار بھی اپنی عیاری ابوالحسن جوہر کو دکھا چکی ہی بعد اسکے
بستان افروز پری کے مکان مین کہ وہ بھی تیسری بی بی ابوالحسن جوہر کی طلسمی ہی ور دانش وہمی نے عقد
ابوالحسن جوہر کا غمزہ شیرین کار سے کر دیا لیکن ابوالحسن جوہر کا غمزہ شیرین کار سے وصل حقیقی نہین
ہونے پایا جب ابوالحسن جوہر نے خواہش وصل غمزہ شیرین کار سے کی وہ بحیلہ کا ٹل گئی اور ایک زن جادو کو
بشکل اپنی ابوالحسن جوہر کے پاس بھیج دیا اور ابوالحسن جوہر کہ تاثیر طلسمی مین مبتلا تھا اُسنے ہرگز تمیز نکی کہ
یہ غمزہ شیرین کار ہی یا کوئی اور عورت ہی بس جوش مستی مین اُسی سے ہم صحبت ہوا اور غمزہ شیرین کار فقط
بلحاظ اپنی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے کہ جبتک ملکہ ناطقہ روشن بیان کا وصل شاہزادے سے نہوگا ہمارا بھی
ابوالحسن جوہر سے وصل ہونا مناسب نہین ہی محفوظ رہی مگر اس اثنا مین جو غمزہ شیرین کار نے ملکہ
نو بہار گلشن افروز کا حال شاہزادے سے عیش وعشرت کرنیکا سنا اور عشق وعاشقی کی خبر معلوم ہوئی غمزہ شیرین کار
کمال متوحش ہوئی اور صدمہ و رنج حد سے زیادہ ہوا کہ وہ جانتی تھی شاہزادہ فقط ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شوہر
ہی چنانچہ اسی وجہ سے غمزہ شیرین کار نے ابوالحسن جوہر کو بستان افروز سے دست درازی کی تہمت
لگا کے طلسم سے نکلوا دیا اور آپ اپنی خاتون ملکہ ناطقہ روشن بیان کے پاس چلی آئی الغرض یہ وہی
غمزہ شیرین کار آفت روزگار عیار طرار بلاے بے درمان ناطقہ روشن بیان کی روح و جان عہدہ
رازداری مثل نادرہ رازدار کے رکھتی ہی اور حسب الحکم جناب حکیم صاحب کے چار دیو قوی ہیکل فرمان برداری
مین ہر وقت حاضر خدمت غمزہ شیرین کار کے رہتے ہین تاکہ جب ضرورت غمزہ شیرین کار کو ہو حکیم صاحب
کی خدمت مین پہونچا دین اب جو سلطان روح الملک اور روح افزا کو یہ ضرورت پیش آئی اُنھون نے
غمزہ شیرین کار سے کہا کہ اے فرزند تم جناب حکیم کی خدمت مین بعد تسلیمات کے عرض کرنا کہ حضور کو بنظر
لطف الطاف کو کام فرمانا ضرور ہی کہ حضور جامع اخلاق ہین بس ملکہ نو بہار گلشن افروز اور

ملکہ ناطقہ روشن بیان کے مقدمے مین دونون کو برابر سمجھنا چاہیے اسکی کیا وجہ ہو کہ حضور ملکہ نو بہار گلشن افروز
کو ترجیح فرماتے ہین ملکہ ناطقہ روشن بیان پر حالانکہ بوجہ حکم حکیم ارسطوے الٰہی ملکہ ناطقہ روشن بیان کو
بہرصورت تقدم حاصل ہی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا نام بھی حکماے سابق سے کہین سننے مین نہین آیا ہان
فقط حضرت کی مہربانی و توجہ سے اس مرتبہ کو پہونچی کہ شوہر ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بے غل و غش عیش و آرام
مین مصروف ہو اور ملکہ ناطقہ روشن بیان بلحاظ و شرم حضور کے کہ جو قرینہ صاحب عفت و عصمت ہی دم نہین
مارتی لیکن ہر وقت و ہر لحظہ اُسے بھی کوفت ہی اور کوئی لحظہ ایسا نہین ہی کہ اسکی آنکھ سے آنسو نہ بہتا ہو عجب
نہین کہ وہ اسی غم مین ہلاک ہو جائے ہرچند کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حضور نے اپنی فرزندی مین لیا ہی تو
ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی تو حضور سے دعوی خانہ زادی کا رکھتی ہی پس بجز حضور کے اور کس سے یہ جا کر فریاد
کرے اور اپنے درد دل کو کہے حضور کو ایسی تغافل شعاری کو کام فرمانا زیبا نہین ہی یہ کیا غضب ہی کہ ایک بی بی
تو شب و روز شوہر سے عیش کرے اور دوسری بی بی کو شوہر کی صورت بھی دیکھنا نصیب نہو اب حضور کو جسطرح
سے ممکن ہو ملکہ ناطقہ روشن بیان پر نظر توجہ بہرحال فرمانا ضرور ہی اور جو آنکا ہلاک ہو جانا ہی منظور خاطر ہو
اور اسیطرح مشیت ایزدی مین گذرا ہو کہ وہ غریب اشتیاق شوہر مین آغوش لحد مین آرام کرے تو مجبوری
ہو اسکا تو چارا ہی نہین مگر تا وقتیکہ معلوم نہو جاوے صبر نہین آتا اور اب اسکا یہ قول ہی بیت

گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مہر	این مہر بر کہ افگنم این دل کجا برم
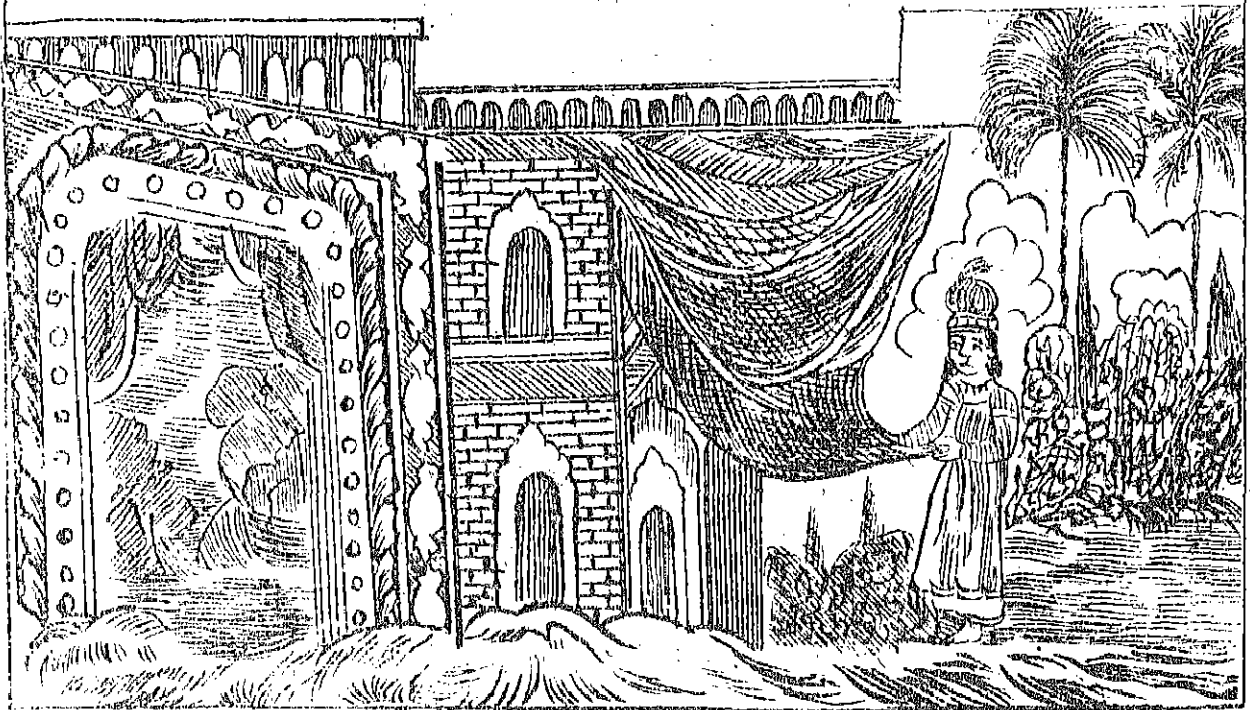
غمزۂ شیرین کار نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاکر حضرت سے پیغام حضور کا بیان کرتی ہون آخر اُن چارون دیوون مین سے
ایک کا نام خیزران جنی تھا اُسکو بلا کر کہا کہ جلد مجھے آستان حکمت پر پہونچا دے خیزران جنی اپنے دوش پر غمزۂ شیرین کار
کو سوار کرکے طرفۃ العین مین آستان حکمت پر پہونچا غمزۂ شیرین کار مکان مین گئی اور حسب قاعدہ پردہ ہلایا اندر سے
آواز آئی اے غمزۂ شیرین کار آج تیرا آنا خلاف دستور ہے کیا کام ایسا تھا غمزۂ شیرین کار نے بعد تسلیمات کے پیام
سلطان روح الملک و ملکہ روح افزا کا مفصل حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے
غمزۂ شیرین کار ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان جو کہے صحیح ہے ہمنے حسب احکام حکماے متقدمین عقد
ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شاہزادہ معز الدین سے کردیا بعد اُسکے عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز کا اردو سے قسمت مین
واقع ہوا اگر آج تک کوئی عمل در آمد حسب قاعدہ زن و شوہر کے نہین ہوا اور جب تک شاہزادہ طلسم سے باہر نہولیگا
ہمنے ازواج شاہزادے کے ہین بلکہ شاہزادے کے رفقا کے بھی ناموس وصل حقیقی سے محروم رہینگے اسمین ملکہ
نوبہار گلشن افروز ہون یا ملکہ ناطقہ روشن بیان ہون ہان ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اجازت واسطے
صحبت پاک بازانہ کے شاہزادے سے باین خیال دی ہے کہ وہ پریشان نہوا اسواسطے کہ مجھے ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے ایک طرح کی محبت ہے لہذا بہر حال اُسکے آرام کا خواہان ہون اے غمزۂ شیرین کار اب تم بگوش ہوش بلکہ بہمہ تن گوش
ہوکر سنو کہ گنبد گیتی نما مسالات طلسم سے ایک مرحلہ ہے اور بانیان طلسم نے وہی گنبد گیتی نما شاہزادہ معز الدین
کے برآمد ہونے کی راہ مقرر کی ہے چنانچہ اسی واسطے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بندوبست کیا ہے کہ کوئی شاہزادے
کو گنبد گیتی نما کی خبر نہ کہے تم کوئی ایسا آدمی ہوشیار بہم پہونچاؤ کہ کسی تدبیر سے تنہائی مین شاہزادے کے پاس جاکر حال
گنبد گیتی نما سے آگاہ کردے جسوقت کہ شاہزادہ نام گنبد گیتی نما سُنیگا ممکن نہین کہ نادرہ راز دار کے ذریعہ سے
سیر گنبد گیتی نما کی اجازت نہ مانگے اور ہرگز ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت پر نظر نہ کریگا ضرور ہی جاویگا غمزۂ شیرین کار
نے عرض کیا اگر مجھے حکم ہو تو مین یہ خدمت بجالاؤن حکیم صاحب نے فرمایا ہان بغیر تیرے کسی سے یہ کام معقول طرح سے
انجام کو نہ پہونچیگا غمزۂ شیرین کار نے عرض کی اے آفتاب سپہر قدر و جلال و اے کوکب برج کمال بے زوال ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے بعد آداب کے عرض کیا ہے کہ حضرت سے تو مجال سخن نہین ہے مگر مین پوچھتی ہون جو گستاخی میری ہو وہ معاف فرمائی جاوے
حکیم صاحب نے فرمایا کہو ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کیا کہا ہے غمزۂ شیرین کار نے کہا ملکہ ناطقہ روشن بیان نے یہ
عرض کیا ہے کہ کیا یہ فدویہ لایق نسبت کے نہ تھی کہ حضور نے غیر جنس کو فرزندی مین لیا ہے مگر یہان یہ بھی خوبی قسمت کہ
ہمارے ہوتے حضور غیر جنس کو اپنی فرزندی مین لین یہ بھی اُنکی قدرت کاملہ کا تماشا ہے حکیم صاحب نے فرمایا میری طرف
سے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بعد دعا کے کہنا اے فرزند دلبند بوجہ جنسیت کے تو مین تمھین بمنزلہ فرزند حقیقی کے جانتا ہون
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز تو فرزند خواندہ ہے یہی وجہ ہے کہ اگر غیر کی خاطر نہ کرے تو وہ خیال کرتا ہوا اسیکی وجہ سے

ہین ہر امر مین پاسداری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کرتا ہون غمزہ شیرین کار نے عرض کیا جناب عالی یہ بھی ملکہ
ناطقہ روشن بیان نے عرض کیا ہی کہ میرے وقت ولادت حضرت خود تشریف رکھتے تھے اور آپ نے خود زایچہ
میرا بنایا اور حال آیندہ بھی میرا میرے والدین سے فرمایا لیکن بوجہ پاسداری ایک غیر جنس کے اسقدر ذلیل اور
حقیر مجھے کر دیا کہ مجھے اپنون اور بیگانون مین منہ دکھلانے کی جگہ نہین رہی حکیم صاحب نے فرمایا ای غمزہ شیرین کار ملکہ نوبہار
گلشن افروز سے میرے محبت کرنے کی دو وجہین ہین ایک تو اُسکے والدین کا حق خدمت میرے ذمہ تھا دوسرے
ملکہ نوبہار گلشن افروز باوجود قوم آتشی ہونے کے اُسکو اس درجہ عقل و فہم ہی کہ خود بخود وہ واجب المحبت ہی
ورنہ در اصل تم دونون میری فرزند ہو اور مین تم دونون کا رتبہ برابر جانتا ہون جس طرح تمھارے نکاح کو ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے عقد پر ترجیح دی اسی طرح عیش چندروزہ کو شاہزادے کے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے ساتھ جایز رکھا حالانکہ عیش طلسمی کوئی چیز نہین ہی محض بے اصل ہی مگر تاہم صرف طبیعت کے واسطے
مضائقہ نہین ہی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس عیش بے فیض کا کبھی ایسا صدمہ ہوگا کہ تمام عمر بھر روئے گی
اور ملکہ ناطقہ روشن بیان بفضل الٰہی سب صدمات سے محفوظ رہیگی غمزہ شیرین کار بعد حاصل کرنے
جواب کے حکیم صاحب سے رخصت ہوکر سلطان روح الملک کی خدمت مین آئی اور ملکہ روح افزا کو
حکیم صاحب کے ارشاد سے مطلع کیا اور کہا کہ اب ایسے آدمی کی ضرورت ہی کہ شاہزادے سے جاکر گنبد گیتی نما کی
کیفیت بیان کرے ناطقہ روشن بیان نے جو یہ غمزہ شیرین کار کی زبان سے سنا اُسے گلے سے لگا لیا اور کہا
تجکو چھوڑ کے اور کسی مین یہ لیاقت نہین دیکھی جس طرح سے ہوسکے تم اپنی بہن کی بارے مین کوشش کرو غمزہ شیرین کار
نے کہا مجھسے جو ہوسکیگا بجا لاؤنگی انتظار کرو بلکہ تم خود اپنی آنکھ سے میری کارگذاری دیکھ لینا بعد اسکے جو کچھ
ناطقہ روشن بیان کی طرف سے غمزہ شیرین کار نے حکیم صاحب سے کہا تھا اور حکیم صاحب نے جواب دیا تھا
وہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے غمزہ شیرین کار نے کہا ملکہ ناطقہ روشن بیان بہت خوش ہوئی اور
کلمہ آفرین زبان پر لائی اور کہا کہ ہمشیر کو ہمشیر کی نسبت ایسی کرنا واجب ہی اب جس طرح سے ہو جاکر شاہزادے کو حال
گنبد گیتی نما سے آگاہ کرو غمزہ شیرین کار نے کہا مجھے یہ بھی خیال ہی کہ شاہزادہ طلسم سے نکل جائیگا اور ایک
مدت تک تمسے مفارقت شاہزادے سے رہیگی ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا اب مین کب ہم پیالہ و ہم نوالہ
عیش مین شاہزادے سے ہون کہ مجھے شاہزادے سے مفارقت کا قلق ہوگا ہان اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو جدائی کا قلق ہو تو بجا ہی اچھا تو پھر میرا نام کیون لیتی ہی صاف یہ کیون نہین کہتی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی مفارقت شاہزادے سے ہونا مجھے گوارا نہین ہی غمزہ شیرین کار نے کہا آپ برخاستہ کیون ہوتی ہین
حاشا مین دنیا مین تمھارے مقابلہ مین کسی فرشتہ کی بھی توحقیقت نہین جانتی ملکہ نوبہار گلشن افروز کیا چیز ہی

تو باشی در جہان گو کس نباشد	اگر گل ہست خار و خس نباشد

مجھے آپکے مقدمہ مین بخدا ایسا خیال ہی کہ مین شب و روز عجب کرب مین بسر کرتی ہون اور جبتک اسکا انتظام نہ کرلونگی کسی طرح مجھے قرار و آرام نہوگا اب انشاء اللہ تعالیٰ آپکو وہ ایک روز مین معلوم ہوا جاتا ہی

اب راوی نازک خیال ملکہ ناطقہ روشن بیان اور غمزۂ شیرین کار رکو اس کار کی فکر و اذکار مین مبتلا رکھتا ہی اور بار دگر داستان سحر بیان شاہزادۂ معز الدین والا قدر اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار کی گذارش کرتا ہی

کہ شاہزادۂ معز الدین نہر رشک سلسبیل کی راہ سے سیر کرتا اور تماشا دیکھتا ہوا مشکوے حیرت کی سرحد مین پہونچا پہلے عالم افروز پری نادرہ رازدار کی نائب مع اپنے ملازمین کے استقبال شاہزادے کو حاضر ہوئی اور بعد ادائے مراسم آداب و قدمبوسی عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے نور قدم سے فقیر خانے کو منور فرمائین مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ۔ نادرہ رازدار نے کہا ای عالم افروز پری انشاء اللہ تعالیٰ بر وقت مراجعت شاہزادۂ عالی قدر ضرور رونق افروز ہوگا سامان مہمانی تیار رکھنا عالم افروز پری کو رخصت کرکے شاہزادہ تیرھوین قصر کے قریب پہونچا یہان حسن افروز پری مالک قصر سیزدہم بھی استقبال شاہزادے کو حاضر ہوئی اسنے بھی مثل عالم افروز پری کے رخصت کیا قصہ مختصر اسی طرح رفعت پری خاتون اور مشکین طرہ اور سعادت بانو وغیرہ نازنینان مشکوے حیرت کو رخصت کرتا ہوا اور انکو اپنے اپنے قصر کی آراستگی اور چراغان کا حکم دیتا ہوا اور درختون کو بہیئت اصلی ملاحظہ کرتا چلا جاتا تھا لیکن وہ جانور درختون پر نظر نہ آئے آخر شاہزادے نے نادرہ رازدار سے ان جانورون کا حال پوچھا نادرہ رازدار نے کہا حضور وہ جانور نہ تھے وہی نازنینین تھین کہ دن کو جانور اور رات کو آدمی کی شکل سے متشکل ہوجاتی تھین اب انھون نے وہ پیشہ ترک کردیا کہ وہ سامان محض حضور کے تماشے اور استعجاب کیواسطے تیار ہوا تھا اور وہ جب نظر اقدس سے گذر گیا تو پھر دوسری بار کی کیا ضرورت ہی غرضکہ شاہزادہ کوشک پرمحل کے تشریف فرما ہوا وہان انکی سرور راحت افزا ہوا آئی کہ شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر دونون غلبہ شہوت کے سبب بیچین ہوگئے تاب ضبط نہ رہی شاہزادے نے دل مین کہا کہ خدا خیر کرے آج کچھ رنگ بیڈھنگ ہی ابوالحسن جوہر سے پوچھا کیون بہادر کیا حال ہی ابوالحسن جوہر نے کہا مین حضور سے زیادہ بیچین ہون شاہزادے نے فرمایا کہ ایسی کیفیت سے تو یہان مخدوم رہنا مشکل معلوم ہوتا ہی مین تو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ضرور ہم صحبت ہونگا

ابوالحسن جوہر نے کہا حضور درست فرماتے ہین اس وقت کی ترکیب سے ہم محفوظ رہ نہین سکتے ایسا نہو کہ کچھ صدمہ روح کو پہونچے شاہزادے نے فرمایا اے ابوالحسن جوہر خبردار بجز نادرہ رازدار کے اور کسی پریزاد سے ملتفت نہونا ہرچند خورشید جبین کی طرف میری طبیعت مائل ہے لیکن یہ لایق نہین کہ سواے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے غیر عورت سے ایسی حرکت کرون کہ اتنے روز کی محنت میری برباد ہوجائیگی ابوالحسن جوہر نے کہا اے حضور ان پریزادون کی وضع اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے وہ راضی نہونگی پس اس شکل مین شکار کو ہاتھ سے ضایع کردینا کام عقلمندون کا نہین ہے آیندہ آپکو اختیار ہے اس اثنا مین ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور خورشید جبین اور ماہ پیکر وہان آئین شاہزادے نے جام و صراحی محفل مین طلب کی ۞

مجلس آراستند و می خوردند | می با واز چنگ و نے خوردند

چونکہ مفصل تحریر کیفیت محفل سے طول بہت ہوگا لہذا تمامہ ایسا تفصیل کی ضرورت نہین فقط یہ کافی ہے کہ اور محفلون سے یہ محفل بدرجہا عمدہ اور بہتر اور پر کیفیت تھی غرض شام کو شاہزادہ نہر پر روشنی چراغان کا تماشا دیکھتا ہوا محفل مین تشریف لایا جب نصف سے زیادہ رات گذری اور ناچ وغیرہ موقوف ہوا شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ اے ملکہ آفاق اب آج تو کوئی حیلہ و حوالہ نہ کروگی کہ مین نہایت بیچین ہون اب مجھسے ہرگز صبر نہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ یہ سب نازنین اے مہ اسلئے

ہین جو لپسند خاطر ہوا سپنے کام مین لائیے شاہزادے نے فرمایا اگر مین اس شیوہ کا آدمی ہوتا تو آجتک خودداری
نکرتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر آج تمام شب اگر خورشید جبین سے کوئی حرکت نکروگے توکل مین حاضر
ہون کوئی عذر نہوگا شاہزادے نے فرمایا اگر اسبات کا اقرار دو تو البتہ درجہ یقین کا ہونا چاہیے ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا بس یہی قول ہی جو زبان سے کہا شاہزادے نے دل مین کہا اے معز الدین اسقدر مدت تو نے حفاظت کی ہی
ایک شب کا گذار دینا کیا مشکل ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ایک مکان علیحدہ واسطے خوابگاہ شاہزادے کے
فرش وغیرہ سے آراستہ کرایا اور ابوالحسن جوہر کو دوسرے مکان مین مقیم کیا ہنوز شاہزادہ مشغول بخواب نہوا تھا
کہ خورشید جبین صاحب قصر موجود ہوئی اور خورشید جبین کی خواہر رضاعی اور وزیر مہ جبین نام ابوالحسن جوہر
کے پاس پہونچی ہر چند شاہزادے کا حال اسوقت جوش جوانی و تجردی سے دگرگون ہوا لیکن بامید وصال ملکہ
نوبہار گلشن افروز خورشید جبین کی طرف متوجہ نہوا ادھر ابوالحسن جوہر نے دل مین کہا کہ نادرہ راز دار
بجز روز معین کسی طرح راضی نہوگی پھر ناحق تکلیف گوارا کرنے سے کیا فائدہ آخر ابوالحسن جوہر شب اول ہی
مہ جبین سے بے تکلف ہم صحبت ہوگیا اور تمام شب بآرام تمام عیش و عشرت مین بسر کی لیکن شاہزادے نے ہرگز
توجہ نہ کی حالانکہ نوبت بہ ہلاکت پہونچی پھر شاہزادے کو خیال ہوا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر مین ہی زندہ
نرہا پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے وصل کسکا ہوگا لعنت ہی کروا ایسے عہد و پیمان پر اب تو جان کا بچانا مقدم ہی
اور خورشید جبین بدصورت بھی نہین ہی غرضکہ عالم بے اختیاری مین خورشید جبین سے ہم صحبت ہوا اور
صبح تک باسائش تمام آرام فرمایا جب خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادہ والا تبار
کے پاس آئی اور ایک انداز ناز سے سلام کیا اور مسکرا کر خاموش پہلو مین بیٹھ گئی شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے سلام کرنے سے کمال محجوب ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز سمجھ گئی کہ یہ اثر آب حوض مقام الامتحان کا ہی ورنہ
شاہزادہ ایسی حرکت کا مرتکب نہوتا آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادے سے کہا خیر عہد شکنی آپنے
کی اب ندامت سے کیا فائدہ بسم اللہ اب حمام فرمایئے اور پوشاک زیب جسم کیجیے کہ پھر اب قصر دوم میں چلیئگے
آج گلرخسار پری کے مہمان ہونگے شاہزادے کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ایسے کلام محبت آمیز اور اپنا ایسی
حرکت بد کرنا نہایت متحیر کرتے تھے اور دل مین کہتا تھا کہ ناحق عہد شکنی کی آج پھر عہد کرنا چاہیے تاکہ ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے وصل ہوا ورنا گوار خاطر نہو القصہ شاہزادہ خوابگاہ سے باہر تشریف لایا اور
ابوالحسن جوہر بھی موجود ہوا اور نادرہ راز دار بھی ابوالحسن جوہر کو دیکھکر بے اختیار ہنسی ابوالحسن جوہر
نے کہا اے عورت اس خندہ بے محل سے کیا فائدہ اگر کوئی امر مجھسے تمہارے ناگوار ہوا تو آج سے نہ تمکو انکار ہی
نہ ہم کوئی حرکت کرین نادرہ راز دار نے کہا ہان صاحب میری ہی زشتی بخت تھی کہ جو مین ایسی دولت سے

محروم رہی مگر آپ ایسے بیحیا ہین کہ اپنی حرکت سے نادم نہین اور ہمین کو قائل کرتے ہو شاید سُنے یہ قول بزرگون کا نہین سُنا بیت

اگر آب چاہ نصرانی نہ پاک است	یہودی مردہ گر شوید چہ باک است

ابوالحسن جوہر نے جواب دیا اے صاحب وہ مردہ ایسی ہی تھا جسکے وجود فاض پر تمام جہان کا مدار ہے انشاء اللہ تعالے ایک روز تم بھی اُس مردے کو دیکھو گی تو پھر ہم پوچھینگے کہ اب کہو یہ مردہ ہے کہ زندہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ نامدار اس لطیفہ بازی پر نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر کے خوب ہنسے اور مسکرا کر نادرہ رازدار کو دیکھا نادرہ رازدار کھسیانی ہوئی غرض شاہزادہ والا تبار اور ابوالحسن جوہر دونون حمام مین گئے اور دونون نے اپنی اپنی شب کی کیفیت بیان کی شاہزادے نے فرمایا کہ رات ایسی بے لطف گذری کہ کسی طرح آرام و قرار نہ آیا جب خورشید جبین سے ہم صحبت ہوا تو نیند آئی ابوالحسن جوہر نے کہا غلام نے اول ہی عیش کیا اور تمام رات نہایت آرام سے سویا شاہزادے نے کہا مین اپنی حرکت پر ایسا پشیمان ہوا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کسی طرح آنکھین چار نہین ہو سکتین اور اگر مین مرتکب ایسے امر کا نہوتا تو ملکہ نو بہار گلشن افروز ضرور اپنا وعدہ پورا کرتین ابوالحسن جوہر نے کہا مین تو پشیمان نہین ہوا اسواسطے کہ جب کوئی مطلب بغیر وقت کے ممکن نہین ہے تو پھر کیون اسکے درپے ہون غلام نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ پریزادین کبھی راضی نہین ہونگی بغیر وقت معاشرت کے آپ ناحق درپے ہوتے ہین اور اپنا عیش ترک فرماتے ہین آخر آپنے ملاحظہ فرمایا وہی ہوا شاہزادے نے فرمایا آج پھر ضبط کرونگا تاکہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو ناگوار نہو لیکن پہلے اقرار وافق کر لونگا کہ اگر آج مین نے ضبط کر لیا تو پھر کل تمکو چارہ عذر نہ ہوگی ابوالحسن جوہر بولا حضور کو اختیار ہے الغرض شاہزادے نے بعد غسل پوشاک ہمہ رنگ قصر ہیجسم فرمائی نادرہ رازدار نے عرض کیا اے شہریار حضور آج تا شام یہان شکار فرمائین شام کو سیر دریا فرمائیے گا بعد اسکے قصر دوم مین تشریف لیچلیے گا شاہزادے نے فرمایا شکار یہان مرغزار عشرت سے زیادہ نہین ہے بیت

ہمان بہتر کہ در دریا در آییم	وسنا با کشتی صہبا در آییم

نادرہ رازدار نے کہا مین حضور سے اطلاع کرنا تھا اب جیسا مناسب جانیے شاہزادہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے مع رفقا کشتیون مین سوار ہوا اور خورشید جبین صاحب خانہ قصر اول بھی ساتھ کشتی مین سوار ہوئی لیکن شاہزادہ مطلق اُس سے ملتفت نہوا بلکہ ایک طرح کی بیزاری ہوئی کہ اسی کی وجہ سے مین نے عہد شکنی کی ورنہ آج وصل معشوق سے بہرہ مند ہوتا آخر فرمایا اے نیک بخت ہمارے ساتھ تو ناحق تکلیف کرتی ہے بس شاید ہو گئی ہم اللہ اب اپنے مکان مین جاؤ آرام کرو ہم بخوشی کہتے ہین خورشید جبین نے باشارہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کہا کہ اے

شہریار عالم مدار شاید انصاف و شرط محبت پردہ دنیا سے نیست و نابود ہو فقط غرض آشنائی باقی ہو کہ رات کو تو یہ گرم جوشی اور دن کو گویا صورت آشنا بھی نہ تھے سچ کہتے ہین کہ مرد کا کچھ اعتبار نہین اور بیچاری عورتون کو بیوفا کہتے ہین نادرہ رازدار نے کہا خورشید جبین بہت خوب کہتی ہو واللہ اسوقت کی تمہاری آنکھ پھیر لینے سے اور ایسی بے مروتی سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بھی قطع برید ہوئی جاتی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ مین نے فقط اس راہ سے کہا کہ مکان اُسکا وہان خالی پڑا ہوگا ایسا نہو کہ کوئی واردات ہو جاوے تو بیچاری کیون پریشان ہو خورشید جبین نے کہا جو چوری ہونے والی تھی ہو گئی اب اس سے زیادہ نہ چوری ہوگی اور نہ ایسا عالی مرتبہ چور آویگا شاہزادے نے فرمایا جب تو آپ چور کو بلا دے تو اُسکا کیا قصور خورشید جبین نے کہا کہ وہ منت و سماجت میری خاطر و مہمانداری اور شرط انسانیت مین داخل تھی نہ اسلیے کہ کوئی میرا خواہان آبرو کا ہو مسافر و مہمان کی خاطر شکنی کسی مذہب مین جائز نہوگی اور اُس منت و سماجت سے میری آپ نے کوئی خبر نہین لی بلکہ نہایت دیانت کو کام فرمایا لیکن کل تو مین نے منت نہین کی تھی کہ براے خدا آپ مجھے سرفراز فرمائیے اگر جو مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ آپ اسطرح آنکھ پھیر لینگے تو وہ وقت ایسا تھا کہ شاید جو مین عرض کرتی حضور اسے بشوق تمام منظور فرماتے نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار خورشید جبین اُسی وقت تک اپنے مکان کی مکین تھی کہ جبتک کہ وہان بتوجہ خاص نہ تشریف لے گئے تھے جب وہ حضوری مین سرفراز ہو چکی تو شرط انسانیت سے بعید ہو کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین حاضر نہ رہے شاہزادہ چُپ چاپ ہو رہا اس گفتگو مین کشتی قصر دوم مین پہونچی اور ملکہ گلرخسار پری واسطے استقبال کے حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ؎

کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست	رواق منظر چشم من آشیانۂ تست

شاہزادہ جسطرح سے کہ خورشید جبین سے محبت پیش آیا تھا اُسی طرح ملکہ گلرخسار پری سے بھی محبت پیش آیا تا اینکہ ہر وقت اُسی کے ناز و نیاز کی طرف بتوجہ نگران تھا شاہزادے نے دل مین کہا کہ مین سخت مشکل مین گرفتار ہون کیا کہون نہین معلوم کہ ان نازنینون نے کوئی سحر کیا ہو کہ میرا دل خود بخود مائل اُسی طرف ہوا جاتا ہو ورنہ یہ وہی پریزادین ہین کہ جنکی طرف مین آنکھ پھیر کے دیکھتا بھی نہ تھا توجہ کیسی یا اب جہان صورت دیکھی کا ٹھہرا کا نقشہ ہو گیا اور دل بھی تو مین اسی مشکوے حیرت مین آیا تھا مجھے ہرگز انسے محبت نہ تھی اب کیا ہو کہ شعلہ محبت انکا میرے سینے مین روشن ہو جاتا ہو بلکہ بھڑک گیا ہو تو فوت ہو دیکھو نہ یہی حال ابو الحسن جوہر کا بھی ہو نادرہ رازدار نے جو یہ حال شاہزادے کا متغیر دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اشارہ کیا کہ ذرا اپنے شوہر کا تو تماشا دیکھو ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کو دیکھکر خوب ہنسی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم تم کیا ہنسین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کچھ نہین شاہزادے نے نادرہ رازدار سے پوچھا کہ اے نادرہ رازدار

شاید طلسم مین روغن سحر بھی کسی ترکیب سے بنتا ہی اور وہ روغن زنان طلسم اپنے منھ پر ملتی ہین نادرہ رازدار نے کہا
ای شہریار منزل اعلی مین جسکا قصر سادہ خطاب ہی سحر و ساحری کا دخل نہین ہی لیکن طلسم چار مثلثہ مین تاثیر کواکب
کے باعث بیشتر رواج سحر ہی شاہزادے نے فرمایا اگر سحر نہین ہی تو پھر کیا بلا ہی کہ جسوقت سے مین نے ملکہ
گلرخسار پری کو دیکھا ہی دل بے قرار ہوا جاتا ہی اور اسکے حسن و جمال کے روبرو کوئی عورت نظر مین نہین سماتی
نادرہ رازدار نے کہا یہ حال اپنے دل سے پوچھو ہمکو کیا معلوم القصہ قصر دوم مین بھی تمام روز عیش مین گذرا اور
تا شام کنارے نہر کے سیر کشتی کی جب آفتاب غروب ہوا نادرہ رازدار سے شاہزادے نے کہا آج
مرغ اسرار نازل نہوا نادرہ رازدار نے کہا جب تک کہ نازنینان مشکوے حیرت اپنی تبدیل ہیئت کرتی
تھین مرغ اسرار کا بھی نزول ہوتا تھا جب انکی تبدیل ہیئت موقوف ہوئی نزول مرغ اسرار بھی موقوف ہوگیا
اب یہ مکان مشکوے حیرت آباد ہے واسطے قصر نشاط آراستہ کیا گیا ہی شاہزادہ بعد دو گھڑی رات کے بالاخانہ
قصر پر تشریف لیگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی پاس نشین شاہزادہ ہوئین آج شاہزادہ شب اول سے زیادہ
بیچین ہوا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا ای ملکہ آفاق اب بھی تم میرے حال زار پر رحم
فرماؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ تم اپنے عہد و شرط پر قایم نرہے اور پھر وہی تقاضا کرنے لگے بڑے شرم
کی بات ہی شاہزادے نے فرمایا انسان سے خطا ہو ہی جاتی ہی مجھے معاف فرماؤ بلکہ اب پھر اقرار کرالو ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے کہا کیا مضایقہ ہی اگر تم ملکہ گلرخسار کے پاس نرہے تو پھر مین حاضر ہون شاہزادے نے
دل مین عہد کیا کہ آج اگر ملکہ کبھی ہو جاؤن تو بلا سے لیکن یہ فعل ہرگز نکرونگا جب نصف شب گذری بستر راحت
پر آرام فرمایا تھا کہ پاس ملکہ گلرخسار پری حاضر ہوئی شاہزادہ ملکہ گلرخسار پری کو دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا مگر ضبط
کرکے اسی حالت بیقراری مین ملکہ گلرخسار پری سے فرمایا کہ ای عورت برائے خدا تو یہان سے چلی جا ملکہ گلرخسار
پری نے ناز و انداز سے دست بستہ کہا ای شہریار یہ کنیز اس مکان و صاحب مکان کی خدمت کیواسطے مقرر ہی
مین یہان سے کہان جاؤن غرض ہر چند شاہزادے نے ضبط کیا اور خودداری کو کام فرمایا لیکن کچھ نہوسکا اور
باہم صحبت ہو ہی گئی صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز بدستور ہنستی ہوئی شاہزادے کے پاس آئی اور کہا مبارک ہو
فرمائیے کہ یہ شب خیر و عافیت سے گذری یا آج بھی کوئی فتور واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ہان مجبور تو ہون
مین نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی مین ایسا بے خود ہو جاتا ہون کہ مجھے مطلق اپنے حال و استقبال کا ہوش نہین رہتا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ہان جو شخص قریب بہ ہلاکت پہونچے تو انسان اس فعل کو نکرنا منع ہی ورنہ اسکے
لیے باعث ہلاکت ہی اور اپنے خون مین آپ ماخوذ ہونا ہی شاہزادے نے فرمایا ؏

یون لاکھ ہون دنیا مین تو کچھ کام نہین ہی — وا فتنہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہین ہی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان آمین کیا شک ہی جو فرماتے ہو درست ہی لیکن جو امر جسوقت کے واسطے مقدر ہی وہ ابھی وقت ہوا چاہیے اب تم عبث اس فکر بیہودہ مین گرفتار ہوے ہو اور اپنے ساتھ اورون کو بھی پریشان کرتے ہو یہ گفتگو تھی کہ ابو الحسن جوہری بھی مع نادرہ راز دار کے وہان موجود ہوا اور کہا کہ حضور رات کیسی گذری شاہزادے نے کہا ویسی ہی جیسی اوّل گذری تھی بعد اسکے دونون حمام مین گئے اور بعد غسل کے تبدیل پوشاک ہوئی اور قصر سوم کی طرف روانہ ہوے جب قصر سوم مین پہونچے ملکہ سیم عشب مالک قصر شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئی شاہزادہ حسب معلوم تمام روز شکار و سیر و تماشے مین مصروف رہا شب کو شاہزادے نے نادرہ راز دار سے کہا کہ آج پھر ملکہ سے مین وعدہ کرونگا ابو الحسن جوہر نے کہا اے حضرت بے فائدہ آپ عہد فرما کر عہد شکن ہوتے ہین اگر نہ عہد فرمائیے گا تو کیا ہوگا اس شعر کے مضمون کو ملاحظہ فرمائیے اور ہر روز عیش کیجیے بقول کسی اُستاد کے بیت

کیون عبث پھرتا ہے اپنے کام کی تدبیر مین
اُدھر سے ہوتا ہی وہی لکھا ہی جو تقدیر مین

جناب عالی اب یہ خیال خام چھوڑ دیجیے مین حضور سے گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بیت

کون سے مرے ہین مری سرنوشت مین
پریان اگر یہان ہین تو حورین بہشت مین

قصہ مختصر شاہزادہ اُس شب کو ملکہ سیم عشب کے پاس رہا اور نیز ابو الحسن جوہر سیمین نائب ملکہ سیم عشب کے پاس شب باش ہوا صبح کو حسب معمول ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادے کو خوب چھیڑا ابو الحسن جوہر نے کہا مین پہلے ہی خدمت عالی مین گذارش کر چکا ہون کہ آپ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے خیال مین کیون اپنا لطف زندگی اور عیش بے وجہ برباد کرتے ہین یہ بھی بدون حکم جناب حکیم صاحب کوئی امر نہ کرینگی اور جناب حکیم صاحب جب تک وقت نہ آویگا ہرگز اجازت نفرمائینگے بیت

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے

شاہزادے نے کہا سچ ہی مین بھی خوب جانتا ہون کہ وہی طلسم ہی اور وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی القصہ جب قصر چہارم مین پہونچے ملکہ آتشین رخسار اور آتش طبع نائب اُسکی واسطے استقبال کے آئی شاہزادے نے جو آتشین رخسار کو دیکھا بس بیقراری ہاتھ پا ندھتے ہوے حاضر ہوئی غرض اس شب کو بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے وہی عہد ہوا اور حکم ہوا کہ شراب ہماری محفل مین نہ آوے اسواسطے کہ نشہ شراب کا مبطل حواس ہی نادرہ راز دار نے عرض کیا کہ خیر شراب نہ سہی عوض شراب کے معجون ہی سہی غرض بعد جلسہ رقص و سرود کے آرام فرمایا بعد ایک ساعت وہی کیفیت پیدا ہوئی اور ایسی بیقراری ہوئی کہ جسکی حد نہین لاچار ہو کر ملکہ آتشین رخسار سے ہم خواب ہوا اور صبح کو بانفعال تمام ابو الحسن جوہر کے ساتھ حمام مین گیا اور غسل و لباس سے فراغت حاصل کر کے قصر مین تشریف لایا ابو الحسن جوہر نے کہا آج کیا معاملہ درپیش رہا شاہزادے نے کہا کیا کہون کچھ عقل کام نہین کرتی عجب بات

ہی آخر پہلے بھی تو مین مشکوے حیرت مین آیا تھا پر ایکی کیا آفت ہی کہ جہان صورت دیکھی پھر ضبط نہین ہوسکتا ابوالحسن جوہر نے کہا اول حضور خیال ملکہ نوبہار گلشن افروز مین ایسے مبتلا تھے کہ اپنے جامہ کی خبر نہ تھی بقول سرور ؎

ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہین ۔ پر یہ خبر نہین ہی مین کون ہون کہان ہون

اسوجہ سے ان نازنینون کی طرف رغبت نہین ہوئی اور اب خدا کے لیے اطمینان خاطر ہی شاہزادے نے فرمایا درست یہی بات ہی غرض اب قصر پنجم مین شاہزادہ تشریف لایا یہان ملکہ قمر طلعت اور قمر دیدار نائب اُسکی حاضر خدمت ہوئی شاہزادہ موافق دستور کے ملکہ قمر طلعت کا عاشق ہوگیا نادرہ رازدار نے کہا حضور جو حکم فرمائین تعمیل کیا جائے شاہزادے نے فرمایا آج اشیا گرم کھانے مین نہون اور کل طعام بارد اور مفرحات ہون نادرہ رازدار نے کہا بہت خوب یکایک ملکہ قمر طلعت حاضر خدمت ہوئی اور اس ناز و انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ بیقرار ہوگیا اور بجز اُس کے ہم خواب ہونے کے اور کچھ بن نہ آیا صبح کو ابوالحسن جوہر نے کہا حضور جو آپ فعل کرتے ہین غلام بھی کرتا ہی لیکن اس بے لطفی سے کہ روز ندامت اور انفعال ہو اس سے کیا حاصل شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ حماقت میری بھی دامن گیر ہی کیا کہون یہی دل مین سوچتا ہون مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآید پر و بال ہ ابوالحسن جوہر نے کہا غلام نے تو عرض کیا کہ ؎

از یار علاج دل شیدا شدنی نیست ۔ جلاد و جفا پیشہ مسیحا شدنی نیست

جب وقت اُسکا آئیگا بے تردد وہ کام ہوجائیگا بعد اسکے شاہزادہ قصر ششم مین گیا اور تمام دن حسب معمول سیر و تماشے مین رہا شام کو سجادہ عبادت پر تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہم عبادت الٰہی مین بسر کرینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا خدا خیر کرے آج شاہزادے کا قصد نام خدا کچھ اور ہی نادرہ رازدار نے کہا آپ خاطر جمع فرمائین مقام الامتحان کا پانی ایسا نہین ہی کہ اُسکا اثر زائل ہوجائیگا یکایک ملکہ خرد آرا با نوبہار قصر ششم حاضر ہوئی اور خسرو افروز نائب اُسکی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار دونون سے وقت شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر کے پاس سے ہٹ گئین جب تخلیہ ہوگیا شاہزادے کو رکعت کا تمام کرنا مشکل ہوگیا آخر کار ایسا بیقرار ہوا کہ نماز کو قطع کرکے ہم صحبت ہوا صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا بیت

ای مصلی بگو کہ خیر گذشت ۔ یا بسجدہ خیال دیر گذشت

شاہزادے نے جواب دیا ؎

شیطان چو قوی بود مصلی چہ کند ۔ صد حیلہ اگر کند تسلی چہ کند

شاہزادہ نے فرمایا یہ ملکہ خرد آرا با نو ایسی شیطان صفت میرے پاس آئی کہ عبادت مین قصور واقع ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا واہ اس عشرت کدہ مین عبادت کرنا آپ ہی کا کام ہی ہر ایک سے نہین ہوسکتا

قصہ کوتاہ بعد فراغت غسل وغیرہ قصر ہفتم میں تشریف لائے ملکہ ناہید طلعت مالک قصر ہفتم مع نائب
زہرہ طلعت حاضر ہوئی اور روشنی چراغان کا کنارے نہر کے حکم دیا شاہزادے نے نادرہ راز دار سے کہا
آج کوئی عورت ہمارے پاس نہ آئے آج ہم تنہا آرام کرینگے نادرہ راز دار نے کہا سوائے ملکہ ناہید طلعت
کے اور کوئی عورت نہیں آئیگی شاہزادہ چپ ہو رہا اور دروازہ مکان اندر سے بند کر لیا جب آدھی رات گذری
یک بیک درد شکم ایسا عارض ہوا کہ کسی پہلو قرار نہ تھا آخر مکان سے گھبرا کر باہر تشریف لایا دیکھا کہ ایک خواص
قریب دروازہ سوتی ہے اسکے پاس جا کر ہم خواب ہوا اس سے اور زیادہ درد ہوا اور ایک خواص اتفاقاً وہاں کسی
کام کو گئی تھی اس سے زبردستی مرتکب فعل بد کا ہوا اسنے ایسا شور وغل مچایا کہ تمام خواصیں جاگ اٹھیں محل میں
ایک ہجوم خواصوں کا ہو گیا اور شاہزادے کو اس کثرت سے خواہش تھی کہ مطلق خبر نہ ہوئی ہنوز ایک سے فارغ نہ ہوا
تھا کہ دوسری کو پکڑا اور کسی طرح سکون نہ ہوا اور نہ درد میں تخفیف ہوئی اس ہنگامہ شور وغل سے ملکہ ناہید طلعت
بھی وہاں آئی اور اسنے کہا اے شہریار افسوس باوجود میرے موجود ہونے کے آپ میری خواصوں سے ایسی
حرکت نالائق فرماتے ہیں یہ آپکی شان سے خلاف ہے آخر شاہزادہ ملکہ ناہید طلعت سے ہم بغل ہوا اور
جب چند مرتبہ متواتر اختلاط ہوا تب درد سے جان بچی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار نے
شاہزادے کو حالت دیوانگی میں مبتلا دیکھکر ایسا مضحکہ کیا اور قہقہے مارے کہ جسکی حد نہیں اور کہا شہریار آجکی رات
قرار واقعی آپ نے داد اہی کی سچ تو یہ ہے کہ اس سے زیادہ مرتبہ خود داری کا کیا ہوگا جو آپ نے فرمایا شاہزادے
نے فرمایا کہ اب میں سمجھا کہ تردد وفکر میری محض بے فائدہ ہے کیا معنی کہ یہ امر محض بے اختیاری ہے یہاں عقل کو
دخل نہیں ہے میں تاثیر طلسمی میں مبتلا ہوں ابوالحسن جوہر نے سچ کہا تھا خیر اب سہی اب مقلد اس بات
میں ابوالحسن جوہر کا ہوا وہ باقی رات اسی لطیفہ وحکایت میں گذری صبح کو بعد غسل وتبدیل پوشاک قصر
ہشتم میں داخل ہوا ملکہ خورشید طلعت اور اسکی نائب مہر آرا حاضر ہوئی اور شرف قدمبوسی شاہزادہ
والا جاہ حاصل کیا شاہزادے نے فرمایا اے نادرہ راز دار میں یہاں ایک مکان میں سویا صبح کو دیکھا کہ خود بخود
دوسرے مکان میں چلا گیا اور سیر وتماشا بھی عجائب وغرائب کا دیکھنے میں آیا مگر اس مرتبہ وہ امر نہیں دیکھا
نادرہ راز دار نے کہا اے شہریار وہ باطن طلسم محض حضور کے ملاحظے کیواسطے تیار ہوا تھا جب آپ نے ملاحظہ فرمالیا
موقوف ہو گیا اسواسطے کہ ایک کو دوبارہ دکھلانے سے کیا فائدہ کہ وہ تجلی باطن طلسم ہے اور طلسم کا باطن حکم تجلی رکھتا ہے
اور شکوہ سے حیرت طلسم کا ظاہر ہے جسکے بانی مبانی ہمارے حکیم صاحب ہیں شاہزادے نے فرمایا پہلے طلسم آفتاب کی
ملکہ صبح دلکشا مالک تھی اب مالکہ خورشید طلعت ہے نادرہ راز دار نے کہا ملکہ صبح دلکشا اپنے ملک مشرق نگار میں ہے ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار اس استفسار حال کا سبب ملکہ صبح دلکشا سے ظاہر اثبات ہوتا ہے کہ ہنوز خیال ملکہ صبح دلکشا

خاطر اقدس سے دفع نہین ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ پوچھنے سے حال کے کچھ گناہ لازم نہین ہوجاتا بعدہٗ شاہزادہ بالاے
قصر تشریف لیگیا ملکہ خورشید طلعت سے ہم خواب ہوا اور صبح کو بعد حمام کے پوشاک گلناری زیب جسم کی اور قصر ہشتم مین تشریف لیگیا
ملکہ حمراے خونخوار ملکہ قصر ہشتم اور گلنار پری نائب اسکی حاضر ہوئین شاہزادہ نے ملکہ حمراے خونخوار سے فرمایا کہ اے خاتون جو
جو تمنے تماشا میرے داخل ہونے کے وقت کیا تھا اب بھی وہ تماشا دکھلاؤ ملکہ حمراے خونخوار نے عرض کیا وہ تماشا [illegible]
کیواسطے منحصر تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا وہ کیا تماشا تھا شاہزادے نے باہم خنجر بازی اور خون ریزی کا حال ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے سامنے بیان کیا نادرہ رازدار نے کہا وہ سامان جو حضور نے ملاحظہ فرمایا بعینہٖ قیامت کا
سامان ہی اب آپکو بجز عیش و آرام کے کسی سیر و تماشے مین مشغول ہونا نہ چاہیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا
قصہ کوتاہ آدھی رات تک تو ملکہ حمراے خونخوار سے ہم خواب ہوا صبح کو بعد غسل لباس زیب جسم کرکے قصر نہم مین
تشریف لایا ملکہ سعادت بخش مع نائب اپنی سعیدہ طالع پری کے حاضر ہوئی شاہزادے نے نادرہ رازدار
سے پوچھا کہ ای نادرہ رازدار حفیظ ثریا مکان وغیرہ میرے رفقا کہاں ہین مین نے چند روز سے انکو نہین دیکھا جب
مین شکوہ سے حیرت مین آیا تھا تو سب میرے ساتھ تھے نادرہ رازدار نے کہا سب رفیق حضور کے حاضر ہین اور اپنی اپنی
معشوقون سے شب و روز عیش مین بسر کرتے ہین اگر حضور چاہین انکے مکان مین تشریف لیچلین شاہزادے اور
ابو الحسن جوہر کو نادرہ رازدار قصر سے باہر لائی وہان سامنے قصر کے ایک دروازہ عالیشان لاجوردی دیکھا
نادرہ رازدار سے شاہزادے نے پوچھا کہ یہ دروازہ پہلے ہمنے نہین دیکھا تھا نادرہ رازدار نے کہا یہ قصر دوم کے مضافات ہین بلکہ
اسیطرح ہر ایک قصر دوم کے مضافات ہوتے ہین پہلے آپنے خیال نہ فرمایا ہوگا منجملہ ان سب مکانات کے ایک مکان کا دیکھنا کافی ہی
شاہزادہ اس مکان مین داخل ہوا وہان ایک قلعہ دیکھا کہ اسمین بازار اور باغیچے بہت تھے اور بیچ مین ایک باغ وسیع
نہایت آراستہ و پیراستہ تھا اور اسمین صدہا مکانات نہایت خوش قطع بنے ہوے تھے نادرہ رازدار شاہزادے
کو اس باغ مین لائی شاہزادے نے تمام رفقا کو اپنے موجود پایا انھون نے جو شاہزادے کے آنے کی
خبر سنی سب کے سب حاضر خدمت ہوے اور شاہزادے سے سب نے شکایت کی کہ ہمکو حضور نے کبھی یاد نہ فرمایا
شاہزادے نے فرمایا کہ مین ایسی فکر مین مبتلا تھا کہ تمھارا کیا ذکر مجھے اپنا ہی ہوش نہ تھا جب اس سے نجات ہوئی
تمھارے پاس مین خود ہی آیا حفیظ ثریا مکان و بہرام وغیرہ نے بزم نشاط آراستہ کی اور تمام روز و شب
بالاتفاق شراب و کباب اور ناچ وغیرہ مین مشغول رہے اور ملکہ شرف افروز بانو اور بہرام سے پوچھا کہ
شاید تمھارا ملک یہان سے قریب اسی سرحد مین واقع ہی نادرہ رازدار نے کہا بہرام کا ملک طلسم [illegible]
کے باطن سے متعلق ہی لیکن ملکہ شرف افروز بانو اس قصر کے مضافات سے ہی [illegible]
ہین شاہزادے نے کہا ای نادرہ رازدار تمنے کہا تھا کہ اب باطن مین اثر باقی نہین رہا اور

نہین ہوتی پھر یہ ملک کیونکر قایم ہی نادرہ راز نے کہا یہ شہر حکیم ارسطو کے وقت سے آباد چلا آتا ہی اور موجودات
اسکے خارج طلسم بین بھی ممکن ہین خلاف نیرنجات طلسم کے کہ وہ حکم تجلی کا رکھتے ہین اور ایک ساعت مین وہ ہزار
رنگ بدلتے ہین جسطرح آپ نے باطن طلسم مریخ مین ملاحظہ فرمایا تہا کہ وہ چارون بادشاہ با فوج قاہرہ
ایک ساعت مین فنا ہوگئے جب کچھ دن باقی رہا شاہزادہ باغ سے نکلکر واسطے سیر چراغان کے نہر پر
تشریف لایا اور بعد وہان کے براہ قیصریہ قصر وہم مین داخل ہوا نادرہ راز دار نے عرض کی کہ حضور
یہان جو مکان ایسی صورت کے ہین اُنکو قیصریہ کہتے ہین حضور نے ایک مکان جسمین کہ رفقا حضور کے ہین ملاحظہ
فرمایا بس سب اسی طرح کے ہین دوسری راہ قیصریہ کی قصر کے بالا بالا واقع ہی شاہزادے نے بعد فراغ
محفل جشن کے ملکہ سعادت بخش کے پاس آرام فرمایا اور صبح کو بعد غسل و تبدیل لباس کشتی مین سوار ہوگیا دسوین
قصر مین داخل ہوا ملکہ مشکین طرہ اور مشک فام پری دونون نائب و منیب حاضر ہوکر بعد قدمبوسی
کے شاہزادے کو اپنے قصر مین لائین شاہزادہ اس روز شکار کیواسطے سوار ہوا اور شام کو اپنے محل مین داخل
ہوا اور مع نازنینان پری پیکر روشنی چراغان کی سیر دیکھی اور خاصہ نوش فرمایا منطقہ اور سلطان فرنگ وغیرہ
رخصت ہوئین بعد جانے انکے ایک خواص نے عرض کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہ آج کل شاہزادے
کو کچھ کسی کی فکر نہین ہی جس صورت سے جی چاہتا ہی ہم بغل ہوتا ہی اگر حکم ہو تو ملاحت پری بھی اپنی مراد دلی
کو پہونچے وہ کیون آرزو مین رہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ کیا قباحت ہی وہ بیچاری اسی قصار ستہ
کنیزی مین آئی پھر مین اسکو کیون منع کرون یہ شرط انصاف سے بعید ہی مگر چونکہ میری ذات خاص سے تعلق رکھتی ہی
لہذا مین چاہتی ہون کہ اسکو بھی باعزت اور بطریق معقول شاہزادے کی خدمت مین بھیجون تاکہ اسکو بھی معلوم
ہو کہ کنیزی مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کی مجھے یہ رتبہ ملا ملاحت پری نے عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق بیت

	دامن وصل تو بدست من		ماہی عشرت آمدہ گشتہ اسیر شست من

یہ کنیز حضور کی بقسم عرض کرتی ہی کہ مین سواے خوشی مزاج عالی کے اور کسی شی کی طالب نہین ہون قصہ کوتاہ
شاہزادہ اس شب کو ملکہ مشکین طرہ سے ہمخواب ہوا اور ابو الحسن جوہر مشک فام سے صبح کو بعد غسل
و تبدیل پوشاک روانہ یازدہوین قصر مین ہوا اور رفعت پری خاتون و رفیعہ بلند پایہ یہ دونون مالکہ
قصر و وزیر شاہزادہ عالی وقار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین حاضر ہوئین نادرہ رازدار
نے شاہزادے کی خدمت مین عرض کی کہ نواح مین اس قصر کے سب سے زیادہ تر تماشا ہی اور صحرا ایکی بہار
وحبا نوران شکاری سے مملو ہی اگر حضور فرمائین تو

	ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف		بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

فردوسی بیت

بفرمائے تا خیل رازین کنند	ہمہ دشت پر باز و شاہین کنند

غرض شاہزادہ شکار کو روانہ ہوا اور پیچھے سب رفیق اور یار بھی ہمراہ رکاب فیض آثار ہوئے تمام روز تو شاہزادہ سیر شکار مین مشغول رہا وقت مراجعت ایک حوض اثنائے راہ مین ہزار گز کا مربع دیکھا کہ بے آب تھا اور چارون طرف قلابے آہنی بہایت پائداری سے نصب کیے ہوئے تھے شاہزادے نے اُسکی بے آبی پر افسوس کیا بدر عالم منجم نے کہا حضور مجھے بھی حیرت ہی کہ ایسا حوض اور پانی نہو کمال تعجب ہی قیاس مین نہین آتا اور یہ بھی عقل گوارا نہین کرتی کہ یہ کبھی لبریز نہوا ہوا اور بظاہر کہین منبع کا بھی نشان معلوم نہین ہوتا اور نہر سلسبیل یہان سے ساٹھ فرسخ ہی اور پانی نہر کا بھی بستہ ہی روان نہین ہی کہ جو خزانہ حوض اُسین تصور کیا جائے ہان شاید بارش کے پانی سے بھرتا ہو تو عجب نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا اگر حضور مجھے فرمائین تو ابھی اس حوض کو پر آب کر دون شاہزادے نے کہا ہان اُسکی قدرت سے دور نہین ہی ابھی ابر آئے اور حوض کیا چیز ہی دریا کے دریا پر ہو جائین نادرہ رازدار نے کہا حضور فقط آپکے حکم کی دیر ہی شاہزادے نے کہا کہ ہان تم رازدار جناب حکیم صاحب ہو تمکو معلوم ہوگا شاید اسمین کوئی راز ہوگا نادرہ رازدار نے کہا حضور تکلف تو یہ ہی کہ اگر حکم ہو تو آب سرد سے حوض پر ہوا اور جو فرمایئے تو گرم پانی سے لبریز ہو جائے شاہزادہ اور بدر عالم منجم کو زیادہ تر حیرت ہوئی اس اثنا مین ابوالحسن بجہ ہر سمتی وہان پہونچا اور اُسنے جو یہ حال سُنا شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ ناحق متحیر ہین نادرہ رازدار سچ کہتی ہی شاہزادے نے کہا ہان بھائی صاحب لیلی را بچشم مجنون باید دید آپ جو تعریف نادرہ رازدار کی فرمائین بجا ہی نادرہ رازدار نے کہا حضور مجھے اس پہاڑ پر جانے کی اجازت دین بعدہ جس طرح کا پانی بھرنے کا حکم ہو گرم یا سرد اُسی طرح کا پانی بھر جائیگا شاہزادے نے فرمایا اچھا ہم آب گرم حوض مین بھرنا چاہتے ہین نادرہ رازدار شاہزادہ عالی تبار سے رخصت ہوکر پہاڑ پر گئی تھوڑی دیر مین جو حوض کو دیکھا تو واقعی آب گرم سے لبریز ہو گیا نادرہ رازدار شاہزادہ کے پاس چلی آئی اور کہا حضور نے یہ تماشا دیکھا شاہزادے نے فرمایا واہ یہ تو خوب کل ہی اب اسکی حقیقت سے آگاہ کرو نادرہ رازدار نے اُن حلقون مین سے جو کہ چارون طرف حوض کے نصب تھے ایک حلقہ کو پیچ دیا فوراً آب گرم زمین سے اُبلنے لگا اسی طرح دوسرے قلابے کو پیچ دیا اس سے پانی سرد پیدا ہوا اور حوض پر ہو گیا شاہزادے نے فرمایا خزانہ آب سرد اور گرم کا کہان ہی نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار سو گز زیر زمین حوض خزانہ آب سرد ہی اور اسی طرح دوسرا خزانہ آب گرم کا ہی جب قلابہ شرقی کو پیچ دیتے ہین آب سرد خزانہ سے آتا ہی اور قلابہ مغربی کے پیچ دینے سے آب گرم جوش کھاتا ہی اور یہ دونون قلابے خالی کرنے کے ہین یعنے اُنکے پیچ دینے سے پانی نہر شکستہ سلسبیل کو چلا جاتا ہی مگر اصل پیچ آب سرد کا پہاڑ پر ہی کہ ایک چشمہ ہی اور اُسین سے آتا ہی اور آب گرم کے خزانہ کی تہ مین ایک چراغ ہی

اُسکی روشنی کے سبب سے پانی گرم ہوجاتا ہی اور وہ چراغ طلسمی ہی شاہزادے نے پوچھا اس حوض کا نام کیا ہی نادرہ رازدار
نے کہا برکۃ الغرایب شاہزادے نے عقل و فراست پر حکماے متقدمین کے آفرین کہی اور وہان سے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا اور تمام حقیقت حوض کی بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہان مین نے
بھی وہ حوض دیکھا ہی غرض پھر حسب معمول روشنی نہر کا تماشا دیکھا اور خاصہ نوش فرمایا اور ناچ دیکھا اور ملکہ رفعت خاتون
سے تمام شب صحبت رہی صبح کو بعد غسل کے قصر سیزدہم کی جانب روانہ ہوے وہان ملکہ حسن افروز اور حسن آرا
نائب و منیب دونون حاضر ہوئین شاہزادہ یہان بھی ناچ وغیرہ سے فراغت کرکے ملکہ حسن افروز سے عیش مین
مشغول ہوا اور ابوالحسن جوہر بھی اسی شغل مین حسن آرا سے غرض صبح کو غسل کیا پوشاک بدلی سہپہر کو نادرہ رازدار
نے کہا اس صحراے پر فضا کی بھی آب و ہوا نہایت خوب ہی اور مکانات خوش قطع ہین اور گلہاے پر بہار اور چشمہ آب شیرین
و خوشگوار اور مرغان خوش آواز و نغمہ سرا کو ملاحظہ فرمائیے کہ بیان اُنکا قلمبند نہین ہوسکتا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی
الغرض شاہزادہ اُس تیرھوین قصر مین بھی مہمان رہا چوتھے روز وہان سے چودھوین قصر مین تشریف لایا یہان ملکہ
عالم افروز اور اُسکی نائب حوران وحشت دونون حاضر ہوئین اور شاہزادے کو لے گئین شاہزادہ حسب معمول
بعد فراغت سیر و شکار صحرا کے پہاڑ مین کہ جو بہشت عجائبات مشہور ہی اور قصر اسرار بھی اسے کہتے ہین بفراغت تمام
عالم افروز پری سے ہم صحبت رہا اور حوران وحشت ابوالحسن جوہر کے تصرف مین آئی جب دوسرا روز ہوا
تخت دولت و کامرانی پر اجلاس فرمایا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اے ملکہ بیان کرو کوئی اور سیر بھی باقی
ہی یا تمام محلات طلسم ختم ہوے الحمد للہ کہ شکوہ حیرت کا تماشا بھی نظر سے گذرا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا اے شہریار جو شخص کہ دار الخلد مین داخل ہوتا ہی اُسے سیر کی کیا حاجت ہی یہ قصر اسرار عجائبات کا
دار الفردوس مشہور ہی شاہزادے نے فرمایا فردوس و خلد تو بعد مرنے کے میسر ہوتا ہی پس یہ بہشت طلسم تمھاری
ذات خاص کو مبارک ہو اگر مین خود یہان سے نکل سکونگا تو جان دیکر تو یہان سے نکلنا ہوگا تم غور کرو کہ کب تک
مین ایک جا پر عمر اپنی بسر کرون جبکہ دنیا و عالم کو قرار نہین ہی تو انسان کو قرار کجا اسطرح کی گفتگو سے شاہزادے
کی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہوش جاتے رہے اور سمجھی کہ اب شاہزادے کا قیام مشکل ہی اگر جناب
حکیم صاحب اجازت دین تو شاہزادے سے وصل حقیقی ہوجائے نہین تو یہ امید تا زیست دل مین باقی رہیگی
اور شاہزادہ بھی پراگندہ مزاج ہوگا اور مین ملکہ ناظمہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا کو بھی بلاؤنگی آخر جب
شاہزادے کو تین شب و روز اسطرح پریشان حالی مین گذرے چوتھے روز ملکہ نوبہار گلشن افروز اور
نادرہ رازدار سے فرمایا کہ تمنے میرے سوال کا کچھ جواب نہ دیا نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار بجز اسکے اور کیا
جواب ہی کہ بہشت سے زیادہ کوئی عمدہ جگہ نہین ہی جو مین عرض کرون شاہزادے نے کہا کہ بس بہشت دنیا کی سیر ہو چکی

اب دل نہین چاہتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا علاوہ ان قصرات اور محلات و نازنینان مشکوے حیرت
کے تمام خواصین میری جو ہر ایک صاحب جمال اور حسن و صورت مین بے مثال ہین وہ آپ کی خدمت مین
حاضر ہین انکو آپ تصرف مین لائیے غرض ملکہ نوبہار گلشن افروز کی یہ تھی کہ اس ترغیب نسوان
سے شاہزادے کا مزاج بہل جائے اور سیر گنبد گیتی نما کی خواہش نکرے اور یہین کے اشغال اور لہو ولعب مین
مشغول رہے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ نہ معلوم تھا کہ شاہزادے کے ولولۂ عشق ملکہ شمسہ تاجدار نے
قلب عالی مین رخنہ پردازی شروع کردی اور لطف یہ ہے کہ شاہزادے کو خود اپنے حال دل سے اطلاع نہین مگر
ہان خود بخود طبیعت یہان سے اوداس ہوتی جاتی ہے اور دل گھبراتا ہے اور ایک جوش وحشت پیدا ہوتا جاتا ہے
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ایک خواص حسین کو لباس پرتکلف و زیور جواہرات سے آراستہ و پیراستہ کیا
اور شاہزادۂ والا تبار کی خدمت مین بھیجا اور شاہزادہ اُس سے ہم صحبت ہوا قدرت پروردگار کی دیکھنا چاہیے
کہ یہ وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز عالی وقار ہے جسنے فقط نظر توجہ سے ملکہ صبح دلکشا کی طرف دیکھنے سے کیسا شاہزادے
کو پریشان کیا اور کوہسار مین حیران و سرگردان پھرایا اور اب بھی وہی ملکہ ہے کہ جسنے نازنینان مشکوے حیرت
کو خود شاہزادے کے ہم صحبت دیکھا بلکہ اپنی خواہش سے شاہزادے کی خوشی کو مقدم جانا اور اپنی خواص
خاص کو ان تکلفات سے آراستہ و پیراستہ کر کے بھیجا کہ کسی طرح شاہزادے کا دل بہلے اور یہان سے نجائے
اور شاہزادے کا بھی وہ حال ہوا کہ یا تو بدون دیکھے ملکہ نوبہار گلشن افروز کسی طرح ایک لحظہ آرام و قرار
نہ آتا تھا اور از خود فراموش تھا یا یہ کہ اب دم گھبراتا ہے اور خود کنارہ کرتا ہے اور بجان دنیا گوارا ہے مگر طلسم مین
رہنا گوارا نہین ہے غرض وہ خواص بڑے ناز و انداز سے شاہزادے کے پاس گئی اور ہم صحبت ہوئی اور کوئی درجہ
شاہزادے کی مدارات و خدمت گذاری مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے باقی نہین رکھا مگر ایک روز جو شاہزادے
کی خواب راحت سے آنکھ کھلی بعد اداے نماز صبح حکم دیا کہ اسپ شبگون کو حاضر کرو مین واسطے ہوا کھانے کے
جاؤنگا اور میرے ساتھ کوئی نجائے فقط ایک سائیس کافی ہے ابوالحسن جوہر نے کہا غلام تو ہمراہ رکاب
ضرور ہی ہوگا شاہزادے نے فرمایا کہ بدون تیرے کوئی امر ہو بے لطف ہے ابوالحسن جوہر ساتھ ہوا اور شاہزادہ
عالیجاہ سوار ہوا حسب الاتفاق اُس روز ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار ایسی خواب غفلت
مین سرشار ہوئین کہ مطلق شاہزادے کے سوار ہونے کی خبر نہوئی جب ملکہ نوبہار گلشن افروز بیدار ہوئی اور سنا
کہ شاہزادہ سوار ہوگیا اور تنہا واسطے ہوا خواری کے گیا ہے نادرہ راز دار سے کہا اے خواہر آج خلاف قاعدہ شاہزادہ
تنہا گیا ہے خالی از علت نہین ہے نادرہ راز دار نے کہا آپ کیون وسواس کرتی ہین وہ ایک گھڑی مین شاہزادہ آجائیگا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا چند پہر ادون کو خفیہ واسطے خبر کے ضرور بھیجنا چاہیے نادرہ راز دار نے کہا

ابوالحسن جوہر اور شاہزادہ سرمۂ سلیمانی آنکھوں مین لگایا کرتے ہین اُنسے پریزاد پوشیدہ نہین ہو سکتے مگر یہان
کوئی جانے اندیشہ نہین ہے جسکا تمکو خیال ہے بلکہ تو بہار گلشن افروز بولی اے بہن کچھ دل کو میرے خود بخود اضطرار
ہے خدا خیر کرے نادرہ راز دار بولی تم خفقانی ہو ناحق خیالات بیہودہ طبیعت سے پیدا کرتی ہو ادھر شاہزادہ
دامنہ کوہ مین پہونچا اور وہان شاہزادے کے کان مین ساز ہندی کی ایسی آواز آئی کہ دل تحسین ہو گیا بس شاہزادہ
سایہ درخت مین زین پوش بچھا کر بیٹھا اور ابوالحسن جوہر سے کہا اے برادر تم اس پہاڑ پر جاؤ دیکھو یہ ساز کون بجاتا ہے
ابوالحسن جوہر پہاڑ پر گیا دیکھا کہ درخت کے سایہ مین ایک جوان حسین وصاحب جمال پوشاک فقیرانہ پہنے
سجادۂ عبادت پر نماز مین مشغول ہے اور ایک ساز طرز نو کا پہلو مین رکھا ہے جب ابوالحسن جوہر نے بغور اُس
فقیر کو دیکھا صورت آشنا معلوم ہوا دل مین کہا مین نے اس درویش خیر اندیش کو کہین ضرور دیکھا ہے مگر معلوم
نہین کہان دیکھا جب اُس درویش نے عبادت سے فرصت پائی ابوالحسن جوہر نے مودب سلام کیا درویش
نے جواب دیا اور پوچھا کہ کہان سے آنا ہوا جو تم عبادت الٰہی مین مخل انداز ہوے ابوالحسن جوہر نے
کہا اے خدا آگاہ مین چونکہ فقیر مسلک کا بدل شایق ہون لہذا خداوند کارساز مجھے ایک نہ ایک اپنے بندۂ
خاص کی زیارت کرا دیتا ہے اگر حضور کی مرضی ہو تو مین بیٹھ جاؤن فقیر نے کہا اچھا کیا مضایقہ ہے بیٹھ جا
ابوالحسن جوہر دست بستہ فقیر کے سامنے بیٹھ گیا دل مین حسن وجمال خورشید مثال درویش باکمال کی کمال
تعریف کر رہا تھا آخر کہا کہ اے عارف درگاہ باری مجھے کچھ خیال سا ہے کہ حضور سے کہین ملازمت ہوئی ہے فقیر نے
کہا تو دنیا مین تو ملاقات کی خبر نہین لیکن عالم ارواح مین ضرور ہے کہ ملاقات ہوئی ہے جسکی وجہ سے آج اسکا ظہور ہوا
ابوالحسن جوہر نے کہا شاید ایسا ہی ہوا ہو فقیر صاحب نے فرمایا ہان ایسی ہوا ہوگا ابوالحسن جوہر
نے پوچھا اس ساز کا نام جسکو آپ اپنا ہمساز کیے ہوے ہین کیا ہے فقیر نے کہا ہان جب یاد الٰہی سے فارغ
ہوتا ہون تو اپنی تضیع اوقات کرتا ہون کہ مجھے حسن طفولیت سے اسکا کمال شوق ہے ادھر ابوالحسن جوہر
کو جب دیر ہوئی شاہزادے نے گھوڑا سائیس کو دیا اور خود پہاڑ پر پہونچا یہان آکر جو دیکھا تو ایک جوان
بائیس برس کا نہایت حسین وصاحب جمال درویش صفت زیر درخت سجادۂ عبادت پر بیٹھا ہے اور ابوالحسن جوہر
سامنے فقیر کے بیٹھا ہے اور کچھ گفتگو ہو رہی ہے جب درویش نے شاہزادے کو دیکھا ابوالحسن جوہر سے پوچھا
یہ کون جوان ہے ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد شاہزادہ معزالدین ہمارا آقا نامدار ہے درویش نے
فرمایا شاید اسیر طلسم بھی اسے کہتے ہین ابوالحسن جوہر نے کہا اسیر طلسم کے معنی فدوی کے خیال مین نہین آئے
اس عرصہ مین شاہزادہ بھی قریب پہونچا اور صاحب سلامت ہوئی فقیر نے شاہزادے کی تعظیم دی اور حسب تعریف
مصافحہ کیا شاہزادے نے ایسا صاحب حسن وجمال بیمثال فقیر باکمال کاہے کو دیکھا تھا بلکہ کبھی نظر سے نہ گذرا تھا دل مین سوچا

کہ ہرچند یہ فقیر کم سِن ہی لیکن آثار کرامت وخرق عادات مثل ولیون کے پائے جاتے ہین اور ظاہر بھی بشرہ سے جاہ وجلال سروارانہ پایا جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا ہان حرالاجناب مین نے آپکی زبان معجز بیان سے لفظ اسیر سُنا نہین معلوم کہ حضرت نے اس لفظ سے کسکو یاد فرمایا درویش بولا کہ بابا سبب اس جوان نے نام تمھارا معزالدین بیان کیا تب مین نے پوچھا کہ شاید اسکا نام اسیر طلسم بھی ہی شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے شاہزادۂ جہان اور شاہزادۂ شمس القمران مردان طلسم کہتے ہین مگراب یہ خطاب تازہ سرکار سے

مرحمت ہوا درویش نے کہا بخدا مین نے اس نام سے تمکو موسوم نہین کیا بلکہ تمام مخلوق خدا یہی کہتی ہی شاہزادے نے فرمایا ورانحالیکہ مین نے زندان طلسم کی صورت نہین دیکھی پھر مین کیونکر اسیر طلسم ہوا فقیر نے کہا اے جوان عاقل یہ تم خوب سمجھ لو کہ اصل زندان بنیاد طلسم ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ آپ کو طلسم سے باہر جانے کی کب قدرت ہی تو بس بدتراز زندان ہی مگر ہان جو کہ اسرار وانجام کار سے ماہر ہو اسکو نہین کہہ سکتے شاہزادہ دل مین متقول ہوا اور فرمایا کہ ای ہادی طریق واستاد شفیق اب حضور اپنے حال سے مطلع فرمائیے کیون یہ پہاڑ آپکا دارالقرار ہی غالبا بطریق سیاحی ورود اجلال ہوا ہوگا اور اسم پاک حضور کا کیا ہی فقیر نے کہا بابا اس فقیر مہجور سراپا قصور کو وصل جانان سے دور کو ارشاد کہتے ہین اور اب چندے سے بوجہ خوبی آب وہوا کے یہان بود وباش اختیار کی ہی اور باقی شب وروز سیاحی مین گذرتے ہین شاہزادے نے پوچھا وطن مالوف شریف درویش نے کہا عدم شاہزادے نے کہا کہ عدم سے کس ولایت مین وجود شہود مین آئے درویش نے کہا ولایت بدن مین شاہزادے نے فرمایا ایسا جواب دیجیے کہ ہر فرد بشر سمجھے اور شریک حال ہو

آخر والدین کا حضور کے کیا نام تھا درویش نے کہا افلاک میرے آبا ہیں اور عناصر مادر حقیقی شاہزادے نے فرمایا یہ تو رمز و کنایہ کی باتیں ہیں جو میں عرض کرتا ہون اُسکا جواب عنایت ہو فقیر نے کہا تمھیں فقیر کی حقیقت سے کیا کام جو اپنا مطلب ہو اُسے پوچھو ہم اپنی حقیقت تمسے کیا بیان کریں اور تمکو اُس سے کیا فائدہ ہوگا مصرع

از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد

شاہزادے نے فرمایا آپ جو اسیر طلسم مجھے ارشاد فرماتے ہیں یہ واقعی فرمایا یا خوش طبعی سے درویش نے کہا اگر واقعی نہوتا تو مخاطب بایں خطاب نہوتا اور جو کہنا ہمارا تمکو غلط معلوم ہو تو طلسم سے نکل کے دیکھ لو اگر اختیار میں تمھارے طلسم سے نکل جانا ہی تو تم اسیر نہیں ہو ورنہ بدتر از اسکے ہوا ہی جوان عقل ایک جوہر لطیف ہی کہ اُسکے سبب سے معرفت عبد و معبود حاصل ہوتی ہی چنانچہ اسی جوہر سے خداوند کریم نے انسان کو کل مخلوق پر شرف عنایت فرمایا ہی اور یہ آیہ شاید تمکو نہیں معلوم فَاتَّقُونِ یا اُولِی الالباب ہم تمسے پوچھتے ہیں کہ تم اپنی کیفیت بھولے ہو اور ہماری کیفیت دریافت کرتے ہو آیا تمھارے والدین بھی ہیں یا تم بھی کسو یا طلسم سے ہوا اور کیا صانع نے تمکو فقط اسی تماشے کیواسطے خلق کیا ہی شاہزادے نے فرمایا اے حضرت میں تو اس طلسم میں ایک پریزاد پر عاشق ہون جب وصل حقیقی اُس سے حاصل ہو جائیگا پھر طلسم میں نہیں رہونگا درویش نے کہا بشرطیکہ وصل حقیقی میسر ہو اور چاشنی فانیہ طلسمی بھی منزل مقصود کی خارج نہوا اسوقت باختیار خود طلسم سے نکلنا ممکن ہی اور جو عالم بے اختیاری میں نکالا گیا اور کیفیت طلسمی طبیعت سے محو نہوئی پھر سوائے ندامت اور پشیمانی کے کیا حاصل ہوگا اور خارج ہونا طلسم سے یہ امر یقینی ہی شاہزادے نے فرمایا کہ پہلے آپ نے اسیر طلسم فرمایا اور اب یہ کہا کہ طلسم سے نکالا جائیگا پھر کچھ میں نہیں سمجھا فقیر نے کہا بابا میں تو اختیار و بے اختیار میں گفتگو کرتا ہون ورنہ یہ بات تو صریح ہی کہ عمر طلسم اور عمر سیر طلسم اور عمر ساحر طلسم آخر ہو جائیگی اگر قابل و عاقل ہے تو بجائے خود دیکھ لے اور سمجھے کہ تمام طلسمات کی سیر کرلی یا کچھ باقی ہی آخرکار طلسم سے خارج ہونگا اور منزل مقصود میری عالم طلسم سے خلاف ہی تو البتہ اُسی مرد عقلمند کی نسبت وہ لفظ اسیری عائد نہیں ہوتی شاہزادہ نے فرمایا ہان اب میں بخوبی سمجھا کہ واقعی میں طلسم میں بے اختیار محض ہون ؎

طلسم بدام است از لعل دل خواہ	کارم بکار است الحمد للہ

درویش نے کہا کاش عیش مدام بھی نصیب ہو نہ کہ عیش غیر مدام کیواسطے آدمی اپنے کو ہزار آفت میں گرفتار کرے پھر کیا عقل کی بات ہی اے جوان اگر اسی شراب بیہوشی کا استعمال رہا تو نشہ اُسکا تمام معاملات اصلی سے تجھے بے نصیب محض کرے گا ہر چند کہ یہ جسم ہر دم عیار ریختہ اور ذی علم و ذی فنون ہی لیکن نادیدہ روزگار اور ناتجربہ کار ہی کہ جو دیکھا اُسکو یاد نہیں ابوالمحسن چہرہ خوف سے درویش کے ایسا دم بخود رہا کہ تصویر سا ہو گیا اور سب باتیں بگوش دل سنا کیا اور دل پر نقش کرلیا بعد اسکے درویش نے شاہزادے سے کہا اے جوان تمکو ایسی غفلت

زیبا نہین ہی کہ تم بادشاہ ہو اور بادشاہ بھی اولو العزم و صاحبقران روزگار جسکی ایسی صفت ہو وہ یون غافل ہو بڑا افسوس ہی اور نہایت شرم کی بات ہی ابو الحسن جوہر نے شاہزادے سے کہا ایسے کلمات با تہذیب و مفید و اثر پذیر تمام عمر سننے مین نہ آئے بیشک و شبہہ یہ درویش با خدا و اہل کمال و کرامات سے ہی شاہزادے نے فرمایا ای بابا دی اس سن و سال یکین جو خداوند کریم نے کمال آپ کو مرحمت فرمائے ہین ہمنے تو کسی بشر مین نہین دیکھے برائے خدا آپ یہ ارشاد فرمائین کہ اب کوئی اور مرحلہ طلسم ایسا ہی جو کہ میری نظر سے نہین گذرا درویش نے ارشاد فرمایا ایک مرحلہ ایسا ہی کہ تمام مرحلات طلسم کی اسکے آگے کچھ حقیقت نہین ہی وہ تمھاری نظر سے نہین گذرا اور وہی مرحلہ منزل مقصود کی راہ ہی مگر جبکہ طبیعت درست ہو اور مستقل مزاج ہو کسی کے بہکانے پر عمل نکرو تب وہان تک پہونچو گے ورنہ پہونچنا بہت دشوار ہی شاہزادے نے کہا کہ نام اس مرحلہ کا کیا ہی اسے کس طرح سے دیکھین درویش نے کہا نام اسکا قبۃ المثال و گنبد گیتی نما ہی لیکن وہان کی سیر جب تم دیکھو گے کہ اس حیثی طلسم سے دست بردار ہو اور نادرہ راز دار کی معرفت حکیم صاحب سے اجازت منگاؤ جب وہ مقام دیکھنے مین آویگا اسوقت تم ہمارے قول کو یاد کرو گے لیکن یقین ہی کہ محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز مانع سیر گنبد گیتی نما ہوگی مگر دار تم اپنے عزم بالجزم پر مستعد رہنا اور کیسی ہی کوئی منت و سماجت کرے تم ایک نہ سننا ورنہ انتہا سے درجہ کل ایک سال کی مدت تسخیر طلسم کی باقی ہی بعد اس مدت کے پھر نہ تم ہو سکوگے اور نہ مرحلہ طلسم مین پشیمانی اور بڑا صدمہ البتہ ہوگی بیت

	ای ز فرصت بی‌خبر در ہر چہ باشی زود باش		من نمی گویم زیان کن یا بفکر سود باش

انسان کو ہر کام و ہر امر مین مآل کار کا خیال رکھنا اور انجام پر غور کرنا ضرور بلکہ واجب ہی اور جو ملکہ نوبہار گلشن افروز از حد اصرار کرے تو تم یہ کہنا کہ اچھا میری سیر گنبد گیتی نما وغیرہ اس شرط سے ترک ہوتی ہی کہ اپنے شربت وصل سے مجھکو سیراب کر و لیکن یہ ہوا ہوا ایک ہزار جواب پہ ترجیح رکھتا ہی اگر وہ وصل قبول کرے تو تم کہنا کہ فقیر دروغ گو تھا لیکن جبتک نفس امارہ کی خواہش کو دفع نکروگے منزل مقصود کو نہ پہونچوگے

	تو دانی دگر بعد ازین والسلام		منت انچہ شرط بود گفتم تمام

شاہزادے نے شاہ ارشاد سے ساز و نغمہ کی فرمایش کی فقیر نے کہا یہ وقت میری عبادت کا ہی اسکو اور کسی وقت پر اٹھا رکھو انشاء اللہ تعالی یار زندہ و صحبت باقی کبھی ہمارا سانہ بھی سن لیجیے گا شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر دونون درویش سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے واضح ہو کہ یہ شاہ ارشاد وہی آفت روزگار و غیرت شیرین کار ہی کہ جسنے ملکہ روح افزا اور ملکہ نادرہ روشن بیان کا پیغام جناب حکیم صاحب کو پہونچایا تھا اور حسب الحکم حکیم صاحب کے شاہزادے کو گنبد گیتی نما کے نام سے آگاہ کر دیا القصہ شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر وہان سے روانہ ہوئے اثنائے راہ مین نادرہ راز دار سے ملاقات ہوئی شاہزادہ نے فرمایا

اے نادرہ رازدار ہمنے منع کیا تھا کہ کوئی واحد ہمارے ہمراہ نہ آوے پھر تمنے کسواسطے تکلیف کی نادرہ رازدار نے عرض کی حضور کو جو زیادہ تر عرصہ ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بعد انتظار بسیار مجھے بھیجا اور ابھی تک حاضری بھی نوش نہین فرمائی شاہزادے نے فرمایا کہ کیا ہم کسی بلا مین گرفتار ہوگئے تھے واہ فقط شکار کے جانے مین اسقدر بیقراری نادرہ رازدار نے کہا خیر ہے آج حضور کا مزاج مبارک کچھ برہم پاتی ہون شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا محل مین تشریف لایا جب مسند پر جلوہ گر ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جام بادۂ ناب شاہزادے کو دیا شاہزادے نے فرمایا اسوقت شراب پینے کو دل نہین چاہتا بلکہ ناچ بھی موقوف ہو کہ یہ ناحق کی دماغ خراشی ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز دم بخود ہوگئی نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار آج حضور کا مزاج کچھ مکدر معلوم ہوتا ہے خدانخواستہ کون سا امر خلاف مزاج وہان واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ظاہر ہے کہ مین ایک مرد سیاح ہون ہر لحظہ ایک تماشائے عجیب و سیرگاہ غریب کا جویان رہتا ہون اور تمھاری ملکہ میرے مطلب مین اقسام و انواع کے عذر و حیلے کرتی ہے پھر تمہین انصاف کرو کہ اس دل خواہان وصال کو کب تک سمجھاؤن اور کیونکر صبر آسکے اور کہان تک لہو و لعب مین عمر کو ضایع کرون نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار ملک شرف افروز کے شہر سے شہر علیین تک برابر شہر و بلاد آراستہ موجود ہین اور ہر شہر مین سواد شہر اور مقامات سیر و تماشا اور شکار موجود ہین جہان حکم ہو سامان عیش و طرب مہیا ہو جائے شاہزادے نے فرمایا یہ سب مقامات مین دیکھ چکا ہون نادرہ رازدار نے کہا حضور کا قول سچ ہے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز عذر و حیلہ کرتی ہین بخدا یہ خیال آپکا محض غلط ہے آپ تو فرمایئے کہ اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز حضور سے انکار و پرہیز کرینگی پھر جہان مین وہ کون شخص ہے کہ جس سے رضامند ہونگی مگر ہان ہر ایک امر کا موقع و محل ہے شاہزادے نے فرمایا کہ موقع و محل کو مین لیکر کہان رکھون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تمھاری آزردگی بیجا ہے مین تمسے ہزار بار کہہ چکی کہ تم خواصون کو اپنے کام مین لاؤ مین بخوشی کہتی ہون شاہزادے نے کہا کہ کہان تک مین اس شغل واہی مین بسر کرون آخر اسکی کچھ حد بھی ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان صاحب وہ بھول گئے اور وہ زمانہ اب کہان گیا کہ آپ شب و روز کس پریشانی اور رنج مین گرفتار رہتے تھے اور ہر وقت ایک نظر میری صورت دیکھنے کے مشتاق و آرزومند رہتے تھے اور جب سختی زمانے سے فرصت پائی اور میری صحبت ملی اور عجیب و غریب فرمایشین ہونے لگین آپ تو فرماتے تھے کہ مین فقط ایک نظر دیدار کا مشتاق ہون بلکہ وہ شعر آپکا موجود ہے

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور مجھے
دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور مجھے

جب آپکو صورت دیکھنا میسر آتی تھی اب دن رات مین مثل فرمانبردارون کے خدمت مین حاضر رہتی ہون

اور چندے صبر کرو وہ بھی دن آیا جاتا ہے جسکے تم طالب ہوا اور کیون صاحب؟

یہی اقرار یہی قول یہی وعدے تھے
غیر سے ملنے کے لکھے ستے یہ چھالے کیسے

عہد پر عہد کیے تھے یہی قسمین کھا گیے
یہی ہوتے ہین غرض اہل وفا کے شیوے

وہ محبت وہ عنایت وہ اطاعت کیا ہی
وہ خوش آمدوہ لجاجت وہ سماجت کیا تھی

شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ آفاق خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی سیرگاہ تازہ وتماشاے عجیب و نو میری نظر سے گذرتا رہے تو طبیعت میری پراگندہ نہو ورنہ شب و روز اسی رنج و غم مین مبتلا رہونگا آخر اُس شب کو شاہزادہ تنہا رہا اور صبح کو دیوان عام مین تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ رفقا دربار مین حاضر ہوے شاہزادہ چند ساعت کے بعد دربار سے پھر محل مین آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ تمنے میری پریشانی طبیعت کا کچھ علاج نہ کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین از سر نو مرغزار عشرت کی تیاری کراتی ہون شاہزادے نے کہا کہ رشک بہشت برین کی کبھی سیر ابھی معلوم نہین ہوتی مرغزار عشرت کیا چیز ہے خیر اب مین مفصل حال اپنا بیان کرتا ہون کہ عجائبات مین ایک مقام قبۃ المثال کنبد گیتی نما ہے اُسکی اگر سیر تمہارے اختیار مین ہو تو تم اجازت دو ورنہ جناب حکیم صاحب سے اجازت منگا دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو نام گیتی نما کا سنا رنگ چہرے کا فق ہوگیا اور نادرہ راز دار کی طرف دیکھا

نادرہ رازدار کو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے زیادہ تر استعجاب ہوا نادرہ رازدار نے اپنے سر کی قسم دی کہ
آپ بتائیے کہ یہ آپ سے کسنے کہا اور کون دشمن جانی ہمارا تھا کہ جسنے ہمارے سینے مین آگ لگا دی کہ دل و جگر
دونون جل گئے شاہزادے نے فرمایا کہ لفظ دشمنی مین نہین سمجھا مجھے سمجھا دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا دل تم
نام اُسکا بتادو تو پھر حال دشمنی مین بیان کردون شاہزادے نے کہا ایک شرط سے مین کہتا ہون کہ تم میرے کہنے
کی مانع نہو ورنہ مین از حد ناراض ہونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین مانع نہین آپ شوق سے
تشریف لیجائیے شاہزادے نے کہا اے ملکہ آفاق جس روز مین تنہا سیر کو گیا تھا فلان پہاڑ پر ایک درویش
خدا رسیدہ کو مین نے دیکھا اور اُسنے مجھے گنبد گیتی نما کے حال سے آگاہ کر دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
کہا یہان فقیر کا دخل نہین ہے نادرہ رازدار نے کہا مین ابھی جاکر فقیر کا حال دریافت کرتی ہون نادرہ رازدار
حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز پہاڑ پر گئی اور تمام پہاڑ چھان ڈالا فقیر کیسا کسی ذی حیات کا بھی
نشان نہین ملا لیکن زبانی جلودار کے بھی یہ سنا جو شاہزادے کے ساتھ گیا تھا کہ آواز نغمہ و ساز کی پہاڑ پر سے آتی
تھی اور شاہزادہ و ابوالحسن جو ہمراہ پہاڑ پر گئے تھے اور چار گھڑی کامل کے بعد وہان سے آئے تھے لیکن یہ
نہین جانتا کہ وہ کون تھا اور کیا معاملہ روبکار رہا جب نادرہ رازدار سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
یہ حال سُنا فرمایا بیشک یہ کام کسی دشمن سخت کا ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا نادرہ رازدار نے کہا اب اسکی یہی
تدبیر ہے کہ شاہزادے کو بہلا کے رکھو ایسا نہو کہ مجھسے کہے کہ تم جاکر جناب حکیم صاحب سے اجازت لا دو پھر
میری مجال نہین کہ جو مین ایک دم تامل کر سکون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ ممکن نہین کہ جو شاہزادہ
نہ کہے لیکن تو شاہزادے کی درخواست سے پہلے جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جا اور میری طرف سے
عرض کرنا کہ اے حضرت شاہزادے نے کسی گمنام فقیر سے گنبد گیتی نما کا نام سُنا ہے اور اصرار فرماتے ہین وہ حضور
سے ضرور مستدعا سیر گنبد گیتی نما کی کریگا لہذا حضور سے امیدوار ہون کہ حضور ازراہ بندہ پروری و
نوازش بزرگانہ ایسی تدبیر فرمائین کہ شاہزادے کا جانا ملتوی رہے اور طلسم سے باہر نہ نکلے اور اگر شاید وہ
والدین کی زیارت کا مشتاق ہو تو حضرت انھین کبھی یہین بلوالین دوسرے نام سے بھی اُس فقیر کے آگاہ فرمائین
جسنے کہ گنبد گیتی نما کا نام شاہزادہ عالی جاہ کو بتایا ہے نادرہ رازدار یہ پیام لیکے جناب حکیم صاحب کی
خدمت مین حاضر ہوئی اور پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار
ملکہ کو دعا کہنا اور جواب دینا کہ جو امر مقرر ہو چکا وہ کسی طرح بدل نہین سکتا اور شاہزادے کا طلسم سے
باہر جانا یقینی ہے تم ناحق اصرار کرتی ہو کسواسطے کہ اگر شاہزادہ ہزار برس طلسم مین رہیگا تو بھی مطلب دلی
طرفین کا حاصل نہوگا اور والدین شاہزادے کے کسی طرح داخل طلسم نہین ہو سکتے کسواسطے کہ بغیر اجازت

باغبان طلسم کوئی واحد داخل طلسم نہیں ہو سکتا لیکن خاطر جمع رکھو خدا کا فضل شامل حال ہوا انجام کار تمہارا اچھا ہوگا مگر
اب شاہزادے کو بخوشی تمام واسطے سیر گنبد گیتی نما کے جانے دو بعد اسکے جو معاملہ کہ پیش آئیگا آسے بیان کرا میرے
بیان کرنے کی اول ہی سے کچھ ضرورت نہیں ہی اور اُس فقیر کا حال دریافت کرنے سے بجز بیہودگی کے اور کچھ
حاصل ہونا ہو شاید تمنے ہمکو نمانا سمجھا ہو لیکن وہ دوست و خیر خواہ طرفین ہی جسنے کہ نام گنبد گیتی نما کا بتایا تمکو
شکر گذار ہونا چاہیے کہ اسنے میری تمہاری خاطر سے سیر گنبد گیتی نما کی شاہزادے سے بیان کی ورنہ مین خود بیان کرتا
باقی والسلام نادرہ رازدار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور جو کیفیت کہ جناب حکیم صاحب
سے سنی تھی بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ سنکے بے اختیار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا
زمانہ مفارقت و مہاجرت اب قریب آیا اور دیکھیے آتش فراق شاہزادے مین کب تک جلون خیر مصرعہ عمر
نوبت او گذشت نوبت ماست ۔ نادرہ رازدار نے کہا کہ مجھے بھی تو شاہزادے کو مدت مدید تک اسپنے
ہجر و فراق مین انواع واقسام کی تکلیفین دی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا
اے خواہر تم شاہزادے کے روبرو کہنا جو شخص گنبد گیتی نما مین جاتا ہو وہ زندہ و سلامت نہین پھرتا شاید وہ بیان سے
کچھ خوفزدہ رہجائے اور نہ جائے آخر دوسرے روز پھر شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا کہ شاید تمنے
نادرہ رازدار کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین نہین بھیجا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا نہین معلوم تمکو کیا
ہوگیا ہی بھلا مین تمسے پوچھتی ہون کہ گنبد گیتی نما مین تم کیا تماشا دیکھو گے اے جناب سیر گاہ ہون مین بیان کیا ایسا
تماشا ہی کہ اسکے آگے گنبد گیتی نما مثل ایک بیابان ویران کے ہی دوم یہ بھی سننے مین آیا ہی کہ جو شخص سیر گنبد گیتی نما
کو گیا پھر وہان سے نہین پھرا شاہزادے نے کہا کسقدر انسان یا پریزاد تمہارے زمانے مین گنبد گیتی نما کی سیر کو گئے
ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میرے زمانے مین تو نہین کوئی گیا اور زمانہ گذشتہ کا حال مین نہین جانتی
شاہزادے نے فرمایا جسے جناب حکیم صاحب بھیجینگے وہ بھلا مصیبت مین گرفتار ہو سکتا ہو تم بہت جلد نادرہ رازدار
کو جناب حکیم صاحب کے پاس واسطے اجازت کے بھیجو اگر انھون نے اجازت نہ دی تو مین البتہ نہین جاسکتا آخر
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار نے کوئی برائی گنبد گیتی نما کی بیان کرنے مین اٹھا نہین رکھی لیکن
شاہزادے نے یہی جواب دیا کہ ایک نظر مین ضرور دیکھونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ مین یہ جانتی ہون
کہ تم میرا کہنا نہ مانوگے اور ضرور جاؤگے مجھے زندہ درگور کروگے خیر بسم اللہ تشریف لیجائیے اب مین بھی زیادہ
اصرار نہین کرتی ہان اگر مناسب ہو تو چھ مہینے اور توقف کرو باقی پھر تمہین اختیار ہی کہ دفعتاً مجھ سے یا مفارقت تمہارا
نہ اٹھیگا شاہزادے نے دل مین تصور کیا کہ شاہ ارشاد کا کہنا راست ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز چھ مہینے کو منع کرتی ہی
اور اسیقدر عمر طلسم باقی ہو پھر آپ سے آپ نکالا جاؤنگا ابھی موقع نکلنے کا طلسم سے نہین ہی پھر تو طلسم کی عمر

ختم ہوئی تو مدت العمر طلسم ہی مین گرفتار رہے اور یہ جو چند نفس زندگی کے ہین وہ یہین صرف ہونگے آخر بخت بانی نے
نادرہ راز دار سے کہا کہ تو خدمت مین جناب حکیم صاحب کے نہین جائیگی مجھے بہر حال اپنی خاتون کا کہنا منظور ہے اور
ہمارے کہنے کا خیال نہین اور ہمارا سارا کام معطل ہو جائے یہی تیری اور تیری مالکہ کی خوشی ہے مالکہ نوبہار گلشن افروز
تو تجھ سے کہتی ہون مین اپنے مین طاقت ضبط چہ روز کی بھی نہین دیکھتا ہون نادرہ رازدار اگر تو خدمت مین جناب
حکیم صاحب کے بموجب میرے حکم کے نہ گئی تو تیرے حق مین اچھا نہوگا تو غضب سلطانی سے نہین ڈرتی بس نادرہ
رازدار شاہزادے کے برہم ہونے سے سہم گئی اور ہاتھ جوڑ کے عرض کیا کہ میری کیا مجال جو حکم سے حضور کے کوئی امر
خلاف کر سکون کل انشاء اللہ تعالی ضرور جاؤنگی اور پیغام حضور کا ضرور پہونچاؤنگی شاہزادے نے فرمایا یہ کیسی تعمیل
حکم کہ ہم تو حکم دیتے ہین کہ ابھی جا اور تو ٹالتی ہے اور کہتی ہے کہ کل جاؤنگی بس معلوم ہوا کہ تو تعمیل حکم نہین کرتی فقط
خاطر آکا مم کرتی ہے نادرہ راز دار نے کہا مین ابھی روانہ ہوتی ہون یہ کہکے نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور کہا اے ملکہ غضب ہوا آخر تمنے مجھے بھی شاہزادے سے سخت باتین سنوائین شاہزادے نے غصے مین مجھے حکم دیا
کہ ابھی جا ہر چند مین نے کہا کہ مین کل جاؤنگی ایک نہ مانا اور جو منہ مین آیا وہ کہا اب مین لاچار ہون خدمت
مین جناب حکیم صاحب کے مین ابھی جا کر پیام شاہزادے کا پہونچاتی ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ نادرہ
راز دار سے سنکے چلا کر رونے لگی اور کہا خیر جو مرضی خدا کی نادرہ راز دار نے کہا تم رنج کرتے کرتے ہلاک ہو جاؤگی
اور کچھ فائدہ نہین اس نئے شدت اندوہ ہی پر شاکر رہو جو ہونا ہے وہ تو ہو ہی گا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ وقت زیا
تو یہ کب رہیگا ملکہ نے کہا اے خواہر مجھ مین طاقت تحمل مفارقت شاق معلوم ہوتی ہے میری طرف سے حکیم صاحب
سے پوچھنا کہ کسی طرح شاہزادے کے ہمراہ سیر گنبد گیتی نما مین شریک ہو سکتی ہون غرضکہ نادرہ راز دار مجبورانہ
خدمت مین جناب حکیم صاحب کے پہونچی اور پیام شاہزادے کا عرض کیا حکیم صاحب نے ایک لوح ہفت جوش
کہ اسپر نقش کندہ تھے نادرہ راز دار کو دی اور کچھ کان مین کہا واضح ہو کہ اس راز مخفی کو کسی وقت
بیان کرنا ہوگا بعد اسکے نادرہ راز دار نے تذکرہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا کیا حکیم صاحب نے فرمایا اس سے کہنا
کہ تماشا گنبد گیتی نما کا خاص تمہین کہ عنصر خاک شریک ہو وہ دیکھ سکتا ہے یا فاتح طلسم دوسرے کو منصب نہین کہ
جو گنبد گیتی نما مین داخل ہو تم امورات سلطنت مین مشغول رہو بعد چند روز کے بیرون طلسم پھر شاہزادے
سے بوجہ احسن ملاقات ہوگی اور اس اضطراب سے کچھ حاصل نہوگا نادرہ راز دار جواب لیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی ملکہ کو تاب ضبط کہا گفتار نادرہ راز دار سنکے مثل ابر نوبہار زار زار رونے لگی اور یہ شعر پڑھنے لگی ع

تو نے وہ ظلم و ستم اور ستم ایجاد کیا	نام محبوبی و رعنائی کا برباد کیا
وہ کیا تو نے سیکھا ستمگر اے عہد شکن	دل مین واندہ مین داغم و اندہ دل مین

بعد اسکے نادرہ رازدار سے کہا اے خواہر اب مجھے یقین ہو کہ شاہزادہ طلسم سے ضرور نکلجائیگا اور دیکھیے کہ کب تک
اُسکی آتش فراق مین مجھکو جلنا ہو اور سواے اسکے پھر بھی ملاقات ہویگا تو شاید جیکہ صاحب سے تقدیری تشفی کے لیے
یہ لکھے گئے ہون نادرہ رازدار نے کہا باوجود اسکے کہ میرا گمان بھی یہی کہتا ہو کہ جو کچھ تم کہتی ہو لیکن ایک گمان ضعیف
یہ ہو کہ شاید شاہزادہ مراجعت فرمائے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا وہ گمان کس وجہ سے ہو نادرہ رازدار نے
کہا کہ جس روز ہم شاہزادہ کے ہمراہ دروازہ گنبد گیتی نما پر پہونچینگے اور شاہزادہ لوح کو صفت جوش
دکھائیگا فوراً دروازہ گنبد گیتی نما کا کھلیگا اور اندرون گنبد حکیم آتشی جان داروغہ گنبد گیتی نما کا باہر
گنبد سے آکر اول یہ شاہزادے کو فہمایش کریگا کہ جو کوئی انسان مکانات گنبد مین سے دوبارہ جاتا ہو اسکی حالت
غیر ہو جاتی ہو اسوقت ہم اور تم شاہزادے کو خایف کرین وہ شاید بکرر کسی مکان مین جانے کا قصد نکرے
تو البتہ اُسکا طلسم سے خارج ہونا محال ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان تدبیر تو اچھی ہو مگر موافق آنا
شرط ہو نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس سے شاہزادے کی خدمت مین پہونچی اور عرض کیا اے
شہریار جناب حکیم صاحب نے دعا فرمائی ہو اور اجازت گنبد گیتی نما مین جانے کی دی ہو انشاء اللہ تعالی الشنبہ کو
ہم حضور کو ایسی راہ سے لیجائینگے کہ جو شہر عجائبات کے نظر مبارک سے گذرے ہین انکو بار دیگر ملاحظہ فرمائیے گا شاہزادے
نے پوچھا کہ گنبد گیتی نما یہان سے کتنی دور ہو نادرہ رازدار نے کہا اگر ہم منزل بمنزل جاوین تو پہونچنے کی راہ
ہزار دن کے دوش پر سوار ہوکر انشاء اللہ شنبہ کو روانہ ہونگے اور جمعہ کو مع الخیر جا پہونچینگے اور
دوسرے شنبہ کو داخل گنبد گیتی نما ہونگے ادھر تو نادرہ رازدار شاہزادے سے حال گنبد گیتی نما بیان
کر رہی تھی اور شاہزادہ والا تبار دریافت کر رہا تھا ادھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آنکھون سے
دو دریا اشک کے جاری تھے اور کبھی حسرت سے نادرہ رازدار کو دیکھتی تھی اور گاہ شاہزادے کو لیکن
شاہزادے کو ایسا شوق گنبد گیتی نما کا پیدا ہوا تھا اور دوسرے وہ اثر دل مین شاہ ارشاد کی نصیحت کا ہوا
تھا کہ شاہزادے کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے رونے کا مطلق خیال نہ تھا بلکہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا خیال آتا تھا تو اپنی مصیبت کو خیال کرتا تھا کہ یہ وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہو کہ جسنے مجھے ایسا آوارہ و سرگردان
پھرایا تھا غرض جب یہ خبر عام ہوئی کہ شاہزادہ واسطے سیر گنبد گیتی نما کے تشریف لیجائیگا تمامی زن و مرد
کو ایسا غم ہوا کہ جیسے کوئی کسی کا عزیز مرجاتا ہو اور شاہزادے نے اُس روز سے محفل عیش و عشرت بالکل
ترک کر دی اور عبادت الہی مین ہر وقت مصروف رہنا شروع کیا اور اپنے رفقا کی خاطر داری بدل کرتا تھا اور
تمام خواتین محل اور نادرہ رازدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کو نہایت تشفی اور دلاسا دیتا تھا
قصہ کوتاہ سب کو اسی رنج و غم مین تین روز گذرے چوتھے روز شنبہ کو نادرہ رازدار سے کہا ہان آپ جلد

سواری طلب کرنا چاہیے نادرہ رازدار نے ایک تخت روان سواری شاہزادے کے واسطے حاضر کیا شاہزادہ نامدار اور ابوالحسن جوہر عیار تخت پر سوار ہوے اور لشکر کو حکم دیا کہ شارع عام سے کوہ زمرد کے دامنہ میں پہونچنا اور ہمارا انتظار کرنا جب لشکر کو روانہ کر لیا تو ایک جوپریزادان پری پیکر تخت روان دوش پر رکھکے سوے آسمان روانہ ہوئین پہلا مقام مقام الامتحان و سروستان مین ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادۂ عالی وقار نے کیفیت گذشتہ ابوالحسن جوہر سے بیان کی بعد اسکے حشمت نگار اور شہر آئینہ داران مین آئے جب مرفوع کو خبر ہوئی استقبال کو آیا اور تحفہ وہدیہ وغیرہ پیش کش کیا اور خود بھی ہمراہ ہوا وہان سے شہر صورت پیستان مین پہونچے بدستور مرفوع وارفع بھی ساتھ ہوے جب شہر ظہورستان مین پہونچے سلطان روح الملک اور ریحان ارلیع مع طاقی شاہ وغیرہ استقبال کو آئے قصہ کوتاہ شہرو بلاد و عجائبات کی سیر کر شاہزادے نے کی اور جسقدر رئیس ہر شہر کے تھے وہ سب ساتھ ہوے شاہزادہ اپنی مصیبت و پریشانی کا حال ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کرتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کہتی تھی کہ ہان آپکی مصیبت تو گذر گئی اب ہماری مصیبت کا وقت آیا اور کہتی تھی کہ تم نا دانستہ مصیبت مین گرفتار ہوے تھے لیکن ہمکو دانستہ مصیبت مین گرفتار کرتے ہو اور ذرا بھی خیال نہین اگر تمکو میری ہلاکت کا خیال ہوتا تو ابھی چندے سیر گنبد گیتی نما موقوف رکھتے کچھ مضائقہ کی بات نہتھی شاہزادہ فرماتا تھا کہ اے ملکہ آفاق تم خاطر جمع رکھو مین دو چار ہی روز مین تمام مقامات کی سیر کرکے گنبد گیتی نما کو دیکھکے پھر تمھارے پاس چلا آتا ہون تم تھوڑا صبر کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز کہتی تھی مصرع عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل ٭ ہر چند شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تشفی کرتا تھا اور دلاسا دیتا تھا لیکن وہ کہتی تھی ؎

وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جسکی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا

یہ کہتی تھی اور زار زار روتی تھی اور شاہزادے کے دل سے وہ اثر طلسمی زائل ہوتا جاتا تھا اور خیال احباب وطن آتا جاتا تھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی طرف سے دل برداشتہ ہو رہا تھا ظاہرا اطمینان خاطر کر رہا تھا الغرض بعد ایک ہفتہ کے سفر تمام ہوا بروز جمعہ نشانات کوہ زمرد نظر آئے اور اثناے راہ مین حکیم ابوالمحاسن اور طالقوس منجم نے بھی شاہزادے سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اے شاہزادہ عالم یہ خادم بھی حاضر ہوتا ہے جب شاہزادہ عالیجاہ کوہ زمرد کے دامنہ مین پہونچا ایک مکان عالیشان و فرحت بخش و دلکشا مین مقیم ہوا اور لشکر کی فرودگاہ جدا قرار دی گئی وہان خیمہ و خرگاہ جنگی برپا کراے گئے رات کو محلسرا مین شاہزادۂ والا تبار تشریف لایا اور نادرہ رازدار سے پوچھا کہ اب یہان سے گنبد گیتی نما کسقدر فاصلے پر ہے نادرہ رازدار نے کہا کل انشاء اللہ تعالے نماز ظہر وہین حضور ادا کرینگے

پھر شاہزادے نے پوچھا کہ لشکر قاہرہ ہمارا سب آگیا یا ابھی کچھ باقی ہی نادرہ رازدار نے عرض کی قربانت شوم
سوائے ارباب مشعلہ طاق شاد وغیرہ کے اور کل لشکر داخل خیام گاہ ہوگیا شاہزادے نے فرمایا ای نادرہ
رازدار اب کس روز داخل گنبد گیتی نما ہونگے نادرہ رازدار نے کہا یوم السبت یعنی شنبہ کو شاہزادے نے
فرمایا شنبہ تو کل ہی کل کس طرح داخل گنبد گیتی نما ہونگا قیاس مین نہین آتا نادرہ رازدار نے کہا ایک ہفتہ یہان
قیام کرنا پڑیگا اس عرصہ مین باقی ماندہ لوگ بھی لشکر مین آجائینگے اور ہم بھی ہمراہ آپ سے ملاقات کرینگے انعام و خلعت
حسب مراتب دینگے پھر جمعہ آیندہ کو انشاء اللہ تعالے یہان سے روانہ ہونگے آخر کار چہارشنبہ تک شاہزادے
نے دربار عام کیا اور تمام لشکر کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اور کل حاضرین مع آدم زاد و پریزاد شاہزادے
کے ثنا خوان ہوئے لیکن کہتے تھے ہمکو یقین ہی کہ کسی مصیبت سخت مین گرفتار ہون شاہزادہ بھی فرماتا تھا کہ واقعی
اپنے حال مین ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہی اور جب محل مین آتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو از حد مضطرب الحال پاتا
تھا اور فرمایا تھا کہ اضطراب کا حال نہین معلوم ہوتا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار یہین زیادہ تر خوف [illegible]
کہ جو انسان و پریزاد گنبد گیتی نما مین گیا پھر وہان سے نہین نکلا شاہزادہ نے فرمایا اگر گنبد گیتی نما کی سیر
مہلک ہوتی تو حکیم صاحب مجھے ہرگز سیر کی اجازت نہ دیتے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا چلو مجھکو تمہارے
واسطے کوئی صورت خرابی کی نہین ہی اسکا حال ہمسے پوچھو کہ جیسے اور آسمان کھٹ پڑیگا اب یقین ہوا کہ
آپ ہمسے فقط محبت ظاہری رکھتے تھے کہ چاہے ہم مرین یا جیین لیکن سیر گنبد گیتی نما موقوف نہو ورنہ ہمین آپکو
پروہ قاف مین لیجا کر عمارات سلیمانی کا تماشا دکھاتی شاہزادے نے فرمایا کوئی تماشا بھی اس سے بہتر پروہ دنیا پر
تو نہین ہی اور قاف کیا چیز ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا الٰہی غضب ٹوٹے اُس فقیر کی جان پر پھر اسے
دوسرا سال نصیب نہو جسنے تمکو یہ پکا سبق پڑھایا ہی کہ بھولتا ہی نہین اگر مین اُسے پاتی تو قیمہ قیمہ کرتی اور زاغ و زغن
کو اسکا گوشت کھلاتی مگر کیا کرون افسوس ہی کہ مجھکو اُسکا نشان نہ ملا شاہزادے نے جواب نہ دیا کہ کیا نتیجہ ہی
اور محلسرا سے دیوان عام مین تشریف لایا اور ہر روز یہی معاملہ درپیش رہتا تھا القصہ جمعہ کو شاہزادہ اور ملکہ
نوبہار گلشن افروز گنبد گیتی نما کی طرف روانہ ہوئے اس اثنا مین گنبد گیتی نما کا کلس آفتاب جہان تاب
سے زیادہ روشن معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای نادرہ رازدار اب سے کلس گنبد گیتی نما کی کس قدر درخشان
ہی نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار گنبد گیتی نما کے گرد ایک فرسخ ہر چہار طرف ابر محیط رہتا ہی اور کلس
گنبد گیتی نما کی مثل آفتاب کے رہتی ہی جب شاہزادہ قریب پہونچا دیکھا کہ گرد گنبد کے تمام مکانات وسیع
دلخوش قطع واقع ہین اور گنبد گیتی نما مثل آسمان کے بیچ مین ہی اور سو گز کا عرض و طول ہی اور بلند بھی از حد
ہی کیونکہ نیچے سے اوپر تک سات درجہ شمار ہین ہین اور ہر درجے مین سات گنبد متصلہ مثل آسمان کے ہین مگر

رنگ مین ایک دوسرے سے مختلف یعنی ایک گنبد سیاہ دوسرا صندلی تیسرا سرخ چوتھا زرد پانچوان سپید چھٹا کبود ساتوان
سبز تھا اور آٹھوین گنبد کا رنگ بوجہ بلندی کے ثبوت نہوتا تھا کہ کیسا ہی اور انمین نو طبقے تھے اور وہ شمسہ روشن بھی
مثل آفتاب کے طبقہ چہارم مین نصب تھا شاہزادے نے فرمایا بخدا فقط یہ ایک گنبد تمام عجائبات کی سیر سے
افضل معلوم ہوتا ہی سبحان اللہ عجب شان کا گنبد ہی افسوس ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اس تماشاے حیرت فزا
سے محروم رکھی گئی جب غروب آفتاب ہوا تو دیکھا کہ شمسہ مشعشعہ بھی درجہ چہارم مین گنبد کے غروب ہوگیا اور
قمر اول سے ماہتاب کی روشنی طالع ہوئی شاہزادے نے بعد ملاحظہ عجائبات رفقا کو رخصت کیا اور خود محلسرا مین
داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو تمام خواصین حلقہ مین لیے ہوے ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بے اختیار
زار زار رو رہی ہی ملکہ منطقہ زرین کمر و ملکہ فرنگ سلطان نے کہا اے ملکہ عالم ہم سب آپ کے شریک درد و الم ہین
لیکن آخر وجہ کیا ہی کہ جو آپ ایسی بے قرار ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کیا وجہ بیان کرون کچھ خود بخود دل
میرا بیٹھا جاتا ہی خداوند کریم اپنا فضل کرے کہ انجام بخیر ہو اتنے مین شاہزادہ تشریف لایا اور ہر ایک کو مبتلاے
درد و الم دیکھ کے خود بھی آبدیدہ ہوا اور یہ قطعہ پڑھا قطعہ

دلم بطرفہ تماشاے عجب مائل بود		کہ چشم من شدہ بے اختیار خونین بود
میان دیدہ و دل قتل و غارت افتادہ		بچشم کہ سرانجام من چہ خواہد بود

بعد اسکے نادرہ رازدار سے فرمایا اے خواہر کل گنبد گیتی نما مین داخل ہونے کی کیا صورت ہوگی کہ بظاہر کوئی دروازہ
معلوم نہین ہوتا نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار یہ لوح ہفت جوش جو حکیم صاحب نے دی ہی حضور آنکھین
بند کرکے لوح کو نزدیک سے گنبد گیتی نما پر مارین پھر در گنبد خود بخود ظاہر ہوگا اور حکیم آتشی جہاندار داروغہ گنبد
نکلکر آپ سے ملاقات کرینگے آپ اُنسے سیر گنبد کی فرمائش کیجیے گا شاہزادے نے اُس شب خیمہ عبادت کے آراستہ
ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ آج ہم تمام شب عبادت پروردگار عالم بجا لاوینگا ملکہ نوبہار گلشن افروز
اور نادرہ رازدار اور منطقہ زرین کمر وغیرہ سب عورتین محل کی بھی عبادت الٰہی مین مشغول ہوئین اور
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بعجز و نیاز درگاہ خداوند کریم مین دعا کی کہ اے چارہ ساز بیچارگان مجیب الدعوات
مصیبت زدگان و اے جامع المتفرقین و اے رب العالمین اگرچہ مین قوم آتشی ہون لیکن تیری مخلوقات سے
تو ہون صدقہ اپنی وحدانیت کا اور طفیل اپنے رسول مقبول کے میری حیرت کو درمیان سے دور فرما جب شب آخر ہوئی
اور طلوع صبح نمودار ہوئی نادرہ رازدار نے عرض کی اے شہریار بسم اللہ تشریف لیچلیے اور لوح کو دروازے
پر گنبد کے ماریے شاہزادہ قریب گنبد آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بہت سمجھایا کیونکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
بلباس مردانہ وہان موجود تھی نادرہ رازدار چالیس قدم گنبد سے شمال کی طرف ہٹ گئی اور کہا اب حضور آنکھین بند

کہ کے لوح کو گنبد پر مارین شاہزادے نے موافق ہدایت نادرہ رازدار بقوت تمام لوح کو گنبد پر مارا

نمودار ہونا دروازہ گنبد گیتی نما کا اور ملاقات کرنا شاہزادہ معزالدین کا وارد غہ گنبد گیتی نما یعنی حکیم آخشی جان سے
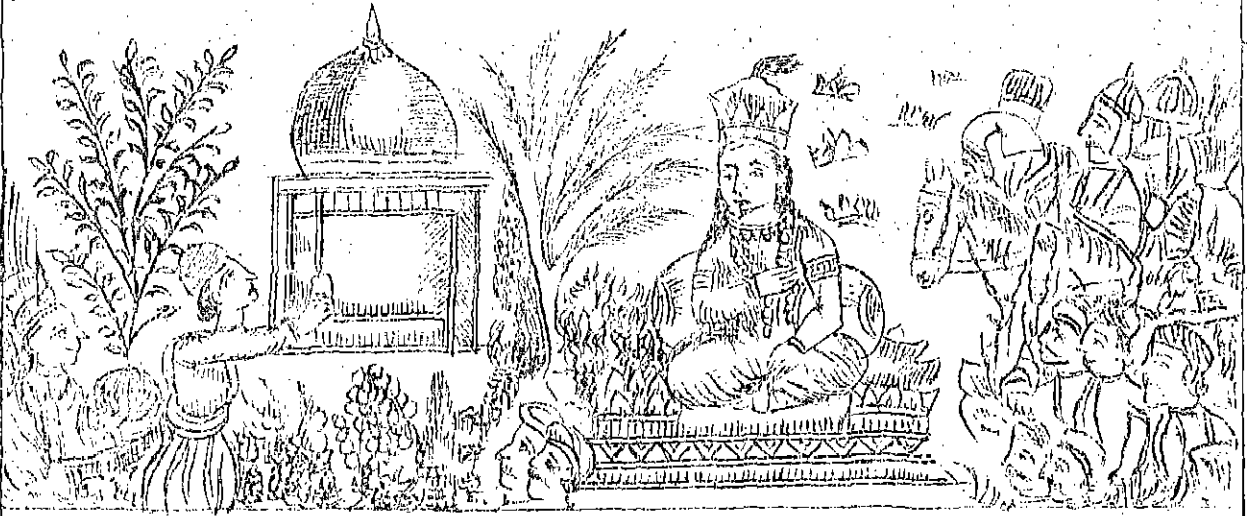
راوی کا بیان یہ ہے کہ جب شاہزادہ معزالدین نے آنکھ کھولی ایک دروازہ عظیم الشان مطلا منقش گنبد بے در سے پیدا ہوا شاہزادہ ابھی متوجہ نقش و نگار دروازہ تھا کہ اندر سے ایک پیرمرد باریش سفید برآمد ہوا عمامہ سبز برسر و عبا و قبائے سفید در بر موزہ سیاہ پاؤن مین عصائے مرصع لگا رہا تھا مین انگشتری فیروزہ داہنے ہاتھ مین شاہزادے سے مصافحہ کیا تمام زن و مرد نے سلام کیا پیرمرد نے بعد جواب سلام شاہزادے سے کہا الحمد للہ کہ بعد مدت دیدار فرحت آثار ہمکو میسر آیا بارے مزاج مبارک تو اچھا رہا شاہزادے نے فرمایا آپکی عنایت سے بہرحال شکر گذار پروردگار عالم ہون بعد اسکے زیر دیوار گنبد گیتی نما ایک قالین نہایت عمدہ زمین پر بچھا پیرمرد نے شاہزادے سے کہا حضور رونق افروز ہون شاہزادے نے فرمایا آپ بھی توجہ فرمائین غرض دونون صاحب اس غالیچہ پر بیٹھے نادرہ رازدار حکیم آخشی جان کے پس پشت دست بستہ کھڑی ہوئی شاہزادے کی مگس رانی کر رہی تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی قصد وہان آنے کا کیا مگر حکیم صاحب نے اجازت نہ دی غرض دو گھڑی کامل حکیم صاحب سکوت مین آنکھین بند کیے سرنگون بیٹھے رہے بعد اسکے شاہزادے سے پوچھا آپ نے کس قصد سے یہان تکلیف فرمائی شاہزادے نے کہا آپ سے حال ظاہر کا بیان کرنا فضول ہے کیونکہ آپ پر سب حال روشن ہے مجھے فقط اشتیاق و تمنائے سیر گیتی نما البتہ ہے حکیم صاحب نے کہا کہ اول تم حقیقت حال سے گنبد گیتی نما کے آگاہ

ہونا ضرور ہی بعد ازان اختیار ہی شاہزادے نے فرمایا آپ ارشاد فرمائین حکیم صاحب نے کہا کہ گنبد گیتی نما مین ایک
مکان سے دوسرے مکان مین مکرر جانے کا حال نہین ہی یعنی اگر تم ایک شہر یا کسی جا مین مکرر جاؤ گے یا کوئی تمہارے
ساتھ والا کہ وہ اول کسی مکان مین گیا ہو پھر دوبارہ جائیگا تو البتہ متغیر حال ہو جائیگا ہر چند کہ تمہارا وہان جانا پہلی مرتبہ
ہی مگر اُس شخص کی ہمراہی کی وجہ سے تمہارے بھی تغیر حال کا احتمال ہی البتہ اسقدر فرق ضرور ہوگا کہ اسکا حال بتغیر لذات
طلسمی کے سبب سے واقع ہوگا اور تمہارا اسکے سبب سے شاہزادے نے فرمایا اُس تغیر حال کی مفصل کیفیت بیان
فرمائیے تاکہ معلوم ہو کہ کیا تغیر ہوگا حکیم صاحب نے فرمایا مین نہین جانتا جو پیش آئیگا بچشم خود دیکھ لوگے شاہزادے
نے فرمایا مین بعض رفقا کو بھی اپنے شریک سیر و تماشا کیا چاہتا ہون اسواسطے کہ تنہا سیر کا لطف نہین ملتا جبتک
کہ کوئی دوست و آشنا نہو حکیم اخشی جان نے پھر مراقبہ کیا اور بعد ایک لحظہ کے فرمایا مین ایک اسم پڑھتا ہون
بعد تمام ہونے اسم کے ایک جانور بشکل طاؤس آسمان سے گنبد گیتی نما پر آئیگا تم اُسکی آواز بغور سننا اگر اُسنے
ایک مرتبہ آواز دی تو موافق عدد آواز رفقا کو قیاس کر لینا اور جو وہ خاموش بیٹھا پرواز کر گیا تو خود تنہا جانا اور
بروقت پرواز کے اپنے تمام رفقا کو صف باندھکے کھڑا کرنا وہ جانور سب کے سرون پر سے اُڑیگا تم اُسوقت ہر ایک
کے لباس پر نظر کرنا جسکا لباس سبز ہو اُسے ہمراہ لینا شاہزادے نے فرمایا بہتر حکیم اخشی جان نے اسم شروع کیا
ناگاہ ایک جانور بشکل طاؤس آسمان سے آکر گنبد گیتی نما کے قبہ پر بیٹھا اور تین آوازین متواتر دین شاہزادہ
سمجھا کہ تین رفیقون کی اجازت ہوئی شاہزادے نے حفیظ ثریا مکان اور بہرام شیخ کلاہ اور بدر عالم منجم و صفدر
داور و ادریس نوجوان وغیرہ کو برابر ایک جا کھڑا کیا وہ جانور پرواز کر کے اُنکے سرون پر سے گذرا شاہزادے
نے ہر ایک رفیق کے کپڑون کو دیکھا اُنمین سے اُنھین تینون رفیقون کا لباس سبز تھا باقی سب بطور خود تھے حکیم
اخشی جان نے کہا کہ آپ محل مین تشریف لیجائین زحل کی ساعت کہ آٹھوین ہی تم یہان آنا اور
گنبد گیتی نما مین داخل ہونا شاہزادہ بموجب حکم حکیم صاحب محلسرا مین آیا اور جو جو جواب و سوال حکیم
اخشی جان اور شاہزادے سے ہوے تھے وہ نادرہ راز دار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کیے
ملکہ نوبہار گلشن افروز اس درد سے روئی کہ شاہزادے کا بھی دل بے چین ہو گیا اور بے اختیار آنکھون سے
آنسو جاری ہوگئے مگر وہ نصیحت بھی شاہ ارشاد کی فوراً یاد آگئی اور دل مین کہا سچ ہی کہ جبتک محبت
ملکہ نوبہار گلشن افروز کی دل سے نہ جاویگی سیر گنبد گیتی نما میسر نہوگی غرض ظاہرداری کو کام فرمایا
ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اے ملکہ آفاق بیت

زودیدار تو ام دوری ضروری میشود ورنہ | نخواہم ہیچ موجودی کہ جان از تن جدا باشد

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا

بیک شمشیر بار سر جدا گردان ز دوش من	اگر قتل من بیچارہ شہ را مدعا باشد
وگر نہ ہر زمان ہجر تو آرد بر سرم مرگے	ازین بدتر غذا می نیست دل چون مبتلا باشد

اسی طرح ابو الحسن جوہر اور نادرہ رازدار مین بھی شکایات کی باتین ہوئین آخر شاہزادہ بساعت زحل ابو الحسن جوہر اور ادریس اور بدر عالم منجم کے ہمراہ گنبد گیتی نما مین داخل ہوا

داخل ہونا شاہزادۂ معز الدین کا گنبد گیتی نما مین اور دیکھنا تماشا ہفت اقلیم کا عالم مثال مین اور برآمد ہونا عجائبات سے

مخبران اہل دانش وکاتبان قصہ منش نے یہان اسطرح بیان کیا ہی کہ جب شاہزادہ قبۃ المثال مین مع اپنے رفقا کے پہونچا حکیم آتشی جان بھی ہمراہ رکاب تھے اب شاہزادے نے جسقدر کہ وسعت باہر سے گنبد گیتی نما کی دیکھی تھی اندر نہ دیکھی اور رنگ ہر دروازے کا بعینہ آسمان سا تھا اور ہر دروازے کی پیشانی پر بخط جلی ہر اقلیم کا نام لکھا تھا یعنی اقلیم اوّل اور دوم وسوم وچہارم وپنجم وششم وہفتم حکیم آتشی جان نے شاہزادے سے کہا پہلے ان دروازون کے ایک زینہ ہی اس مینہ سے تشریف لیجئے وہان عالم علوی وعالم سفلی کا تماشا نظر آتا ہی یعنی صورت اور صورت کا دخل ہی مگر مادہ نہین ہی یعنی حس لامسہ مین محسوس نہین ہوتا چونکہ عالم علوی کو فضیلت ہی لہذا تم بھی اوّل عالم علوی کا تماشا دیکھو اسی وجہ سے حکما نے اسکا اجرام واجسام نام رکھا ہی کہ یہان دونون عالم کا ہونا نظر سے گذرتا ہی شاہزادے نے فرمایا اوّل حضرت زینہ پر قدم رکھین بعد ازان آپکے عقب مین ہم آتے ہین غرض حکیم آتشی جان مقدم ہوے اور شاہزادہ مع رفقا انکے عقب مین روانہ ہوا داہنی طرف ایک دروازہ اور نظر آیا حکیم آتشی جان نے کہا اس دروازے مین کرہ ہوا کی مثال ہی جس حال مین کہ کرہ آب وکرہ خاک باہم ممزوج ہین انکی ہیئت اصلی سے ہفت اقلیم مین آگاہ ہوگے اے شہریار جو تماشا تمنے اوّل عجائبات مین دیکھا ہی وہ فقط آثار وترکیبات کو کب تھا مگر اب تشکلین ستارون کی اور ہیئت افلاک کی جو شہر کرسی مین اجمالاً نظر سے گذرین انکو تفصیلاً گنبد گیتی نما مین دیکھوگے پھر حکیم آتشی جان نے اپنے ہاتھ سے دروازہ کھولا اور شاہزادے کو مع رفقا دروازے کے اندر داخل کیا وہان انکو کوئی شئی نظر نہ آئی البتہ ہوا ایسی تند وتیز تھی کہ حواس پراگندہ ہوگئے شاہزادہ جلد باہر نکل آیا اور کیفیت تندی ہوا کی حکیم آتشی جان سے پوچھی حکیم آتشی جان نے کہا یہ کرہ ہوا کی شکل ہی اور جسم ہوا کا بسیط ہی اس سبب سے نظر نہین آتا بعد اسکے دوسرے زینہ سے دوسرے مکان مین گئے وہان کرۂ نار کی مثال دیکھی کہ بجاے خود ایک پہاڑ آگ کا روشن ہی لیکن حرارت وسوزش نہ تھی ابو الحسن جوہر اور بدر عالم منجم

نے حکیم آخشی جان سے سوال کیا کہ اے حضرت پہلے آپ نے فرمایا کہ نمونہ کرہ ہوا اور صورت افلاک محض عالم مثال ہے
صاحب مادہ نہیں اور فی الواقع کرہ آتش روشن تھا لیکن حرارت و سوزش نہ تھی لیکن تندی ہوا نے کیوں اسقدر
پریشان کیا یہ کیا بات ہے حکیم آخشی جان نے پوچھا آیا کرہ ہوا میں ہوا بھی تھی یا نہ ابوالحسن جوہر نے کہا ایسی تھی کہ
جسکی ہم شکایت کرتے ہیں حکیم آخشی جان نے فرمایا اے ابوالحسن جوہر جبکہ کسی شے کا خالی ہونا ہوا سے محال ہے وہ ہوا
ملی تھی کہ تھا جس لامسہ میں محسوس ہوئی دوسرے تم اسوقت کرہ ہوا کے تماشے میں ہمہ تن مصروف تھے اس سبب سے
زیادہ تر محسوس ہوئی لیکن کرہ آتش میں آتش حقیقی نہ تھی فقط صورت تمنے دیکھی ورنہ حرارت ضرور محسوس ہوتی پھر
حکیم آخشی جان شاہزادے کو اور دروازے پر لائے شاہزادے نے کہا یہ دروازہ کس رنگ پر ہے حکیم آخشی جان
نے کہا خود آپ جاکر اندر ملاحظہ فرماویں کہ کیا قدرت خدا کا ظہور ہے شاہزادہ مع رفقا دروازے میں داخل ہوا
وہاں چار فلک قد آدم بلند نظر آئے انمیں ایک فلک قمر بھی تھا باقی اور زیر پردہ بالائے افلاک تھے شاہزادے
نے حکیم آخشی جان سے پوچھا یہ بھی ہیئت افلاک ہے حکیم آخشی جان نے کہا یہ فلک قمر کی مثال ہے شاہزادے نے کہا
فلک قمر تو ایک سنا ہے یہاں چار افلاک کیسے نظر آتے ہیں حکیم آخشی جان نے بدر عالم منجم سے کہا تم تو آبائی
ہیئت داں ہو شاہزادے کے سوال کا جواب دو بدر عالم منجم نے کہا میری کیا قدرت جو میں آپ کے سامنے جواب
دیسکوں حکیم آخشی جان نے کہا اے شہریاران چاروں افلاک کے نام موافق علم ہیئت کے جدا ہیں یعنی ایک کا
نام ممثل اور دوسرے نام فلک خارج مرکز اور تیسرے کا نام فلک تدویر اور فلک چہارم کا نام جوزا ہے اے شہریار
غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے واسطے حصول علم و ہیئت علم تشریح کے اکثر مومنین کو حکم دیا
کہ وہ صنعت خداوند جلیل سے آگاہ ہوں اب یہاں مفصل بیان میں البتہ طول کا خیال ہے اس سبب سے فقط
اسی قدر اشارۃً بیان ہوا صاحب استعداد کو ایک نکتہ کافی ہے القصہ شاہزادے نے بعد دیکھنے ان عجائبات
کے ہیئت حکمائے متقدمین کی نہایت مدح کی بعد ازیں حکیم آخشی جان کے ساتھ دوسرے دروازے میں داخل
ہوئے وہاں بھی پانچ افلاک کی صورت دیکھی انمیں سے ایک فلک میں ایک ستارہ کبودی رنگ بھی تھا اور
وہ سب افلاک گردش میں تھے لیکن ایک کی گردش دوسرے کے خلاف تھی مثلاً ایک مشرق سے مغرب کو جاتا تھا
تو دوسرا مغرب سے مشرق کو غرض اسی طرح کی گردش فلک میں تھی شاہزادے نے نام افلاک پوچھے حکیم آخشی جان
نے کہا یہ فلک فلک عطارد کے مثال ہیں اور چار فلک جزدی اسکے تابع ہیں انمیں ایک ممثل ہے اور دو
فلکوں کو خارج مرکز کہتے ہیں ایک کو تدویر شاہزادے نے فلک زہرہ کو بھی دیکھا کہ خود کلی ہے اور تین فلک
یعنی ممثل و خارج مرکز اور تدویر ہمراہ تھے اور ایک ستارہ فلک تدویر میں نصب تھا جب دروازہ
چہارم میں داخل ہوئے حکیم آخشی جان نے کہا یہ مثال فلک آفتاب کی ہے جس سے دو فلک جزدی و ممثل

و خارج مرکز متعلق ہین اور ایکسین افلاک ہین ایک کا نام تدویر ہی قصہ کوتاہ اسی شکل سے فلک مریخ و
فلک مشتری اور فلک زحل بھی نظر سے گذرے کہ ہر فلک سے افلاک جزوی متعلق تھے جب فلک ہشتم پر پہونچے
خلاف ان ساتون کے کہ کلی تھے اس فلک کو ایک فلک سے زیادہ نپایا اسوجہ سے فلک ہشتم کو مفرد وکلی خطاب
کرتے ہین بعد ازان دروازہ دوم مین داخل ہوے وہان ایک فلک اس ہیئت کا دیکھا جسکے جوف مین تمام
فلک تھے حکیم آخشتی جان نے کہا ای شہریار یہ فلک اعظم کی مثال ہی اب بغور دیکھو کہ اسکے جرم مین کوئی ستارہ
نہین ہی یہ سادہ محض ہی اور فلک ہشتم مین تمام ثوابت یعنی اشکال ستارہاے غیر متحرک اور ہیئت بروج ومنازل
قمر اور شکل منطقۃ البروج کہ ایک خط فرضی دائرے کے مانند ہی جو تقاطع دائرہ فلک نہم کہ جسکو معدل النہار
کہتے ہین موجود ہین جسوقت علم نجوم وعلم ہیئت مین تمام وکمال شاہزادے کی نظر سے گذرے تو بہ درجہ عالم منجم اور
ابو الحسن جوہر کا درجہ علم الیقین عین الیقین کو پہونچ گیا شاہزادہ جس فلک پر جاتا تھا فلک التحت کو جوف مین
فلک اول کے دیکھتا تھا کہ سطح کوژ پشت فلک تحتانی تقعر فلک فوقانی سے متصل ہوتا تھا شاہزادے نے چند
ساعت مین سیر افلاک کلیہ وجزئیہ سے فراغت کی ایک کلی اور دو مفرد اور سات مرکب اور بائیس جزوی تھے اور حکیم
آخشتی جان شاہزادے کو وہان سے اوپر لیگئے شاہزادے نے پوچھا ای جناب فلک اعظم سے اوپر کوئی
منزل ہی حکیم آخشتی جان نے فرمایا جو ہوگا تمھاری نظر سے گذریگا شاہزادے نے وہان سات دروازے دیکھے
جب ان دروازون سے باہر آئے موافق روایت ملت بیضا وشریعت غرا ہیئت افلاک نظر آئی یعنی موافق حدیث
شریف کے بعض افلاک مس اور بعض طلا اور بعض نقرہ ومروارید اور زمرد ویاقوت کے تھے اور ہر فلک پر ملایک
و فرشتون کا جوش وخروش تھا اور وہ سب عبادت الٰہی مین مشغول تھے ازانجملہ حضرت عیسی علیہ السلام کو
فلک چہارم پر مقیم دیکھا غرض شاہزادے کو اس تماشاے عجیب وغریب کے استعجاب ہوتا تھا اور صنعت
حکما کی تعریف کرتا تھا آخر حکیم آخشتی جان سے پوچھا کہ یہ بھی عالم مثال ہی حکیم آخشتی جان نے فرمایا وہ ہیئت افلاک
کہ جو تمنے ملاحظہ فرمائی موافق تقسیم حکماے ریاضیہ کے ہی اور انبیا علیہم السلام نے زبان معجز بیان سے فرمایا ہی کہ
اس علم کو بجز انبیا اور آئمہ علیہم السلام کے اور کوئی بشر نہین جان سکتا اور اسکا مدار سماعت پر ہی عقل ناقص بشری
مجال نہین کہ دخل دے سکے مگر تصریح کرنے والے بظاہر عالم مثال کے قایل نہین ہین جو ہر عقل وفہم وادراک کی تقلید
کرتے ہین اور حکماے متقدمین نے جس طرح کہ حقیقت انبیا سے سنی اسی کے موافق ہر فلک کا نمونہ بنایا کہ حکماے
متکلمین سب شریعت کے مقلد ہوتے آئے ہین چنانچہ ہمارے استاد حکیم فیطاس الحکمت کا بھی یہی عقیدہ ہی
لیکن رصد بندی وترتیب طلسم واستخراج زیج مین علم حکمت کی پابندی ضرور ہی مگر موافق شریعت کے دونون طریق
باہم متفق ہین بلکہ کلام انبیا علیہم السلام کا بھی کہ حکماے حقیقی تھے انکے قول کے مطابق ہی اور بیشتر کلام انکا موافق

فہم فن طب کے ہوتا ہی جس طرح وکلموا الناس علی قدر عقولہم تمنے سنا لیکن انکے مغز سخن کو بشر دریافت نہین کر سکتا لیکن امور شرع مین عقل کو کیا دخل بعد ازان شاہزادے نے پوچھا ای حضرت آپ نے وقت جواب میرے سوال کے پہلے مراقبہ کیا بعد اسکے جواب دیا حکیم آتشی جان نے کہا مین نے مثل اشراقیین اپنے اُستاد کی خدمت مین توجہ کی تھی جو حکم ہوا عمل مین لایا شاہزادے نے فرمایا شاید حکماے اسلام مین بھی علم مراقبہ جاری ہی حکیم آتشی جان نے کہا البتہ صوفیہ اس طریقہ کے بہت پابند ہین القصہ آفتاب جب قریب پہونچا حکیم آتشی جان اور شاہزادہ معز الدین نیچے اُتر آئے حکیم آتشی جان نے کہا مکان مین تشریف رکھیے گا یا لشکر مین اور صبح کو پھر انشاء اللہ تعالے لے جیسا ہوگا دیکھا جائیگا حضور تشریف لائینگے تو سیر و تماشا ہفت اقلیم کا دکھاؤنگا شاہزادے نے کہا جس حال مین مجھکو آپ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس جانے کا حکم دیا پھر مین غیر جگہ کیون رہون حکیم آتشی جان نے شاہزادے کو رخصت کیا اور خود گنبد گیتی نما مین داخل ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو شاہزادے کو دیکھا بے اختیار ہاے کا نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی شاہزادے کو سینے سے لگایا اور بچشم اشکبار کہا بخدا یہ نعمت غیر مترقبہ ہی کہ مین نے پھر تمکو دیکھا ورنہ ہرگز یقین نہ تھا کہ مجھکو پھر ملاقات میسر آئیگی شاہزادے نے کہا سچ کہتی ہو مجھے خود اپنے آنے کا یقین نہ تھا خداوند کریم حکیم آتشی جان کی عمر دراز کرے کہ انکی اجازت سے مین تمھارے پاس آیا ہون بعد اسکے علم و عمل کی حکیم آتشی جان کے بہت تعریف کی اور کہا میرے نزدیک حکیم قسطاس الحکمت کے شاگردون مین حکیم آتشی جان اور حکیم ابو المحاسن شاگرد رشید و مقرب ہین اور ہم رتبہ ہین ملکہ نو بہار گلشن افروز بولی کہ حکیم آتشی جان کا مرتبہ حکیم ابو المحاسن سے کہین زیادہ ہی کیونکہ حکیم آتشی جان دارو غہ گنبد گیتی نما ہین اور حکیم ابو المحاسن کو امورات طلسم تفویض ہین بلکہ حکیم آتشی جان کو خلیفہ بزرگ سمجھنا چاہیے اب آپ بیان فرمائیے کہ آج گنبد گیتی نما مین کیا تماشا دیکھا شاہزادے نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ہمنے تمھاری زبانی آج گنبد گیتی نما کی حقیقت سنی آگاہی ہوئی ورنہ ہم باوجود شاہی طلسم کے وہان کے حالات سے مطلع نہین ہین مگر خداے تعالی اس سیر و تماشے کا انجام بخیر کرے جب شاہزادے نے آرام فرمایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا مین جانتی ہون کہ کل حکیم آتشی جان شاہزادے کے ہمراہ لیجانے کے بہانے سے پہلے گنبد گیتی نما سے نکلینگے تم حکیم آتشی جان کے پاس جاکر میری طرف سے سلام کہنا اور پوچھنا کہ اگر شاہزادہ کسی مکان مین بگڑ گیا اور حالت اسکی متغیر ہوگئی پھر بھی میرے پاس آسکتا ہی یا نہین اور یہ بھی چاہتی ہون کہ تمام دن سیر گنبد گیتی نما کرے اور رات میرے پاس آئے الغرض صبح کو شاہزادہ محلسرا سے برآمد ہوا اور دیوان عام مین آکر حکم دیا کہ سلاطین با وقار و شاہزادگان ذوی اقتدار و افسران نامور شعار باریاب دربار ہون جب سب حاضر دربار ہوے

شاہزادے نے تمام حقیقت گنبد گیتی نما کی سب سے بیان کی ادھر نادرہ رازدار قبل بر آمد ہونے شاہزادے کے
حکیم آخشتی جان کی خدمت میں پہونچی اور اُس نے پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا گذارش کیا حکیم آخشتی جان نے
فرمایا اے نادرہ رازدار اگر شاہزادہ خود یا دوسرے کے ساتھ دوبارہ کسی مکان میں متعلق گنبد گیتی نما کے جائیگا
بیشک تغیر حال ہوگا دوسرے یہ بھی شاہزادے کو اختیار ہے کہ ہر روز بعد سیر گنبد گیتی نما کے جہان جی چاہے شب
بسر کرے اور صبح کو پھر داخل گنبد گیتی نما ہو کر سیر کرے نادرہ رازدار جواب لیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور جو کہ حکیم آخشتی جان نے بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے نادرہ رازدار سے کہا اب میں ہر شب افسانہ تازہ مذمت گنبد گیتی نما میں شاہزادے سے بیان کرونگی
اسواسطے کہ سیر مکرر نکرے آخر شاہزادہ تا طلوع آفتاب عالمتاب رفقا سے گرم صحبت رہا بعد ازاں ابوالحسن
جوہر ادر و ادریس نوجوان و بدر عالم منجم کے ہمراہ دروازے پر گنبد گیتی نما کے تشریف لایا حکیم آخشتی جان
انتظار میں شاہزادے کے تھے شاہزادے نے حکیم آخشتی جان کو سلام کیا حکیم آخشتی جان نے بعد جواب سلام
فرمایا کہ اے شہریار با وقار اب آپ اپنے رفقا کو رخصت فرمائیں اور خود میرے ساتھ داخل گنبد گیتی نما ہوں
شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ کو رخصت کیا اور خود
حکیم آخشتی جان کے ساتھ داخل گنبد گیتی نما ہوا ابوالحسن جوہر ادر و ادریس نوجوان اور بدر عالم منجم بھی
ہمراہ شاہزادے کے ہوئے شاہزادے نے وہی سات دروازے برابر دیکھے جنکے اوپر نام ہفت اقلیم لکھا تھا
حکیم آخشتی جان نے فرمایا کہ پہلے آپ جس دروازے کے اوپر کہ باب الاقلیم لکھا ہے داخل ہوں شاہزادہ مع رفقا
حسب الاجازت باب الاقلیم میں داخل ہوا وہاں ایک سلامت کوچہ مسقف اسقدر وسیع نظر آیا کہ جسکی انتہا
معلوم نہوتی تھی غالباً عرض اسکا چالیس گز کا تھا اور برابر برابر اُسکے دروازے دونوں طرف دور تک صدہا
معلوم ہوئے اور ہر دروازے پر پردہ سیاہ رنگ کا پڑا تھا اور ایک کرسی صندلی رنگ کی بچھی تھی اور کرسی
پر گرد و پیش ایک پوشش نہایت مکلف پڑی تھی شاہزادے نے حکیم آخشتی جان سے پوچھا کہ یہ کون مقام
آخشتی جان نے کہا مقام قیصریہ اقلیم اول ہے یعنی جسقدر شہر کہ اقلیم اول میں ہیں وہ یہیں موجود ہیں اور ہر دروازہ ہر شہر کا ہے اور ہر شہر
میں قیصریہ قصبہ و دیہات کو کہتے ہیں جب تم اُن دروازوں میں سے کسی دروازے میں جاؤگے عالم مثال میں اس شہر کے اندر جا پہونچوگے
اور سیر دیہات و قصبہ منظور ہو تو وہ بھی ممکن ہے لیکن خبردار اسکا خیال ضرور رہے کہ دوبارہ کسی مکان یا شہر میں ہرگز نہ جانا ورنہ
تغیر ہوگا شاہزادے نے فرمایا کہ تغیر کیسی حال سے آگاہ فرمائیے حکیم آخشتی جان نے کہا یہ اسرار قابل بیان کے نہیں ہے خود آپکو
معلوم ہو جائیگا لیکن بتفصیل کرونگا اس تغیر کا مآل کار اچھا ہوگا اور یقین ہے کہ اسی تغیر میں اپنی منزل مقصود کو پہونچوگے شاہزادے
نے فرمایا تمام ممالک کا دیکھنا مشکل بلکہ محال ہے اور سیر کو بھی اسکی عرصہ چاہیے حکیم آخشتی جان نے کہا لوح میں دیکھ لو جو

صندلی پر نیچے غاشیہ کے رکھی ہی انہین کل شہرون کے نام لکھے ہوے ہین بس جس شہر کا تماشا دیکھنا منظور ہو وہان تشریف لیجا وے شاہزادہ اور اویس نوجوان اور بدر عالم منجم نے متفق ہو کر لوح کو دیکھا انہین وہ اقلیم اول کے شہر معلوم ہوے کہ جنکا ذکر تفصیل مندرج نقشہ ہی

نقشہ اقلیم اول

بلاد سودان	بلاد الزنج	مجسم	حصن بلوه	شرجه	جبیلہ	دیار جلی	اظفار	سرین	نجران	صنعا	بہشت شداد
مصره	خیوان	جرمش	مارب سبا	خضر موت	زبید	مرباط	قصبہ النعمان	ریحہ	بلدرہ	علاقہ کولم	جبال قامرون
جزیرہ سیلان	جزیرہ سوکن	سقوطرہ	جزیرۂ ملک	جزیرہ سراندیپ	جزیرۃ الامری	جزیرہ مہراج	مدینۂ علیا	کوکو حبشہ	جیمی	زغاوہ	بربر
مدینۃ الزرنج	مقدشو	قلوما	مغلی	اسنا	ماجه	خانقو	خانجو	بلاد میمون	بنواس	رامیشر	راج مندر

جو سراندیپ کی راہ مین ہی یہ نقشہ بطور نمونہ کے مختصر لکھا ہی کہ کل اقلیم کے بیان مین طول ہی جاننا چاہیے کہ اقلیم اول مین ایک ہزار تین شہر ہین انمین سے ہزار شہر چھوٹے اور آٹھ سو پہاڑ بلند بڑے اور تین شہر نہایت بڑے اور آباد ہین اور مضافات و منسوبات کی حد نہین اور یہ اقلیم کو کب زحل کی جسکو ہندی مین سنیچر کہتے ہین منسوبات مین ہی اور یہان سیاہ رنگ کے لوگ زیادہ ہوتے ہین اور جدول التعلیم وہان سے شروع ہوئی ہی جہان درازی روز کی تخمینا بارہ و نیم ساعت کی ہی اور درازی شب گیارہ و نیم ساعت کی اور اقلیم کے وسط مین دنکی درازی تیرہ ساعت تک ہو جاتی ہی غرضکہ مشرق اقلیم اول کے جزیرہ یاقوت سے شروع ہی اور جنوب بلاد چین اور شمال سراندیپ اور وسط بلاد سند و ہند اور ہند و کوہ سے گذر کر بحر فارس کو قطع کرتی ہی اور جنوب بلاد عمان اور وسط بلاد یمن

اور رودنیل اور دیار نوبہ اور بربر کو قطع کرتی ہوئی بحر محیط مین منتہی ہی یہ ذکر بھی بطور علم نجوم و علم ہیئت کے کچھ بیان
ہوگیا کہ ہر جگہ کار نگ مقتضی ہوتا ہی الغرض شاہزادہ نام شہرون کے سنکے پریشان ہوا اور حکیم آتشی جان سے فرمایا کہ مین
کہانتک شہرون کا تماشا دیکھونگا اب آپ کسی شہر کی کیفیت کا حال بیان فرمائیے کہ مین اسکا تماشا دیکھون حکیم آتشی جان
نے کہا پہلے بہشت شدادی کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تمام دنیا سے بہتر ہی شاہزادے نے فرمایا کہ اول یہ تو حضور بیان
فرماوین کہ ان ہفت اقلیم کو تقسیم کسنے کیا ہی حکیم آتشی جان نے کہا اے شہریار حکماے سابق نے پہلے ایک خط
معدل النہار کے مقابل زمین پر فرض کیا جسکو خط استوا کہتے ہین بعد اسکے اقلیم کی ابتدا خط استوا سے
نوے درجہ تک لگائی جو حصہ چہارم مین ۳۶۰ درجہ کا ہی اور ربع مسکون اسکا نام رکھا مگر تقسیم انکی موافق
علم کے ہی نہ بطور حقیقت جسکی ماہیت کسے عالم الغیب واقف ہی اور وہ حکماے پیشین ایک فریدون فرخ
دوسرا اردشیر فارسی تیسرا اسکندر رومی ہین کہ یہ حکیم بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے انکو اثناے سیر عالم مین
مشرق کی طرف بڑے بڑے پہاڑ اور دریاے تہار بے پایان سدراہ ہوے اور مغرب کی جانب بحر محیط
مانع ہوا اور شمال مین ظلمات یعنی اندھیرا جو کہ نبات النعش کے تحت مین ہی حایل ہوا اس سبب سے ظلمات
مین ہمیشہ سردی رہتی ہی تا انکہ اس برودت کی وجہ سے نباتات و حیوانات کا نشان تک نہین پایا جاتا ہی اور جنوب سہیل
کی طرف سہیل کی نظر سے اس شدت سے باد سموم چلتی ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھا جاتا نباتات کا پیدا ہونا کیسا غرضکہ
ان بادشاہون کو سیر اقالیم سے بخوبی معلوم ہوا کہ دنیا حصہ چہارم پر منحصر ہی موافق علم کے نہ بحسب حقیقت اس بیان کے
بعد شاہزادے نے حکیم آتشی جان سے بہشت شدادی کا دروازہ پوچھا حکیم آتشی جان نے کہا پیشانی دروازے
سے دریافت کرلو مگر خبردار مکرر کسی دروازے مین داخل نہونا ورنہ باعث خرابی کا ہی بلکہ رفیقون مین سے بھی کوئی شخص
دوبارہ کسی دروازے سے مکان مین گیا تو اسکے سبب سے ان باقی رفقا پر بھی تغیر حال ہوگا کما سبق بعبارۃ آخر علاوہ
رات کو نہ رہنا جب نیم ساعت روز باقی رہجاے تم فوراً گنبد گیتی نما مین داخل ہوجانا اور شاید جو کسی قریہ مین ہوگے
تو پھر تم گنبد گیتی نما مین ہوگے اور بانیان طلسم نے پھر آنے کا یہ طریقہ مقرر کیا ہی کہ پھرتے وقت تمکو آپ معلوم ہوگا
شاہزادے نے فرمایا یہ سب مجھکو قبول و منظور ہی آپ نے نہایت مہربانی کی جو مجھے یہ نصیحت فرمائی اب آپ
مجھکو شہنا ہیت فرماکر بہشت شدادی کا دروازہ بتادیجیے حکیم آتشی جان نے ایک دروازہ بتادیا جسکی پیشانی پر
بہشت شدادی لکھا تھا شاہزادے نے حکیم آتشی جان سے کہا پہلے آپ تشریف لیجیے حکیم آتشی جان نے فرمایا کہ
میری ہمراہی کی ضرورت نہین ہی کہ ایک نائب و کارندہ میرا ہر جگہ پر حاضر ہی وہ آپکو بخوبی تمام سیر کرادیگا
اور جو ارشاد ہوگا بجا لائیگا تم بوقت غروب آفتاب اس سے کہنا کہ مجھے گنبد گیتی نما کین پہونچا وہ تمکو پہونچا دیگا
غرض اس مرد کو بجاے خود اپنے شہر کا مختار سمجھا شاہزادہ حسب الاجازت مع رفقا کے داخل ہوا جب دروازے

سے باہر نکلا ایک صحرائے لق و دق معلوم ہوا شاہزادے نے بدر عالم منجم اور ابوالحسن جوہر سے فرمایا عجب
طلسم ہی کہ جسکا آغاز و انجام معلوم نہین ہوتا اور ہر واقعہ غریب تر دوسرے واقعہ سے معلوم ہوتا ہی سبحان اللہ
کیا صنعت حکماے سابق نے رکھی ہی غور فرمایئے کہ دروازے سے نکلتے ہی صحرا مین پہونچے ابوالحسن جوہر نے
کہا ای شہریار حکیم قسطاس الحکمت بھی حکماے متقدمین سے کم مرتبہ نہین شاہزادے نے کہا میرے نزدیک اُن
حکما کو بھی یہ قدرت نہ تھی جو کہ حکیم قسطاس الحکمت کو ہی بلا شبہہ حکما کی عقل کو عقل اول سے قیاس کرنا چاہیے
ابوالحسن جوہر نے کہا ہنوز نائب حکیم اخشی جان نہین آیا ناگاہ ایک جوان سیاہ پوش سبز رنگ ریش
داہنی طرف سے نظر آیا اور اُسنے شاہزادے کو سلام کیا اور کہا جس شخص کا آپ ذکر فرماتے تھے وہ حاضر ہی جو
حکم ہو بجا لاؤن شاہزادے نے پوچھا نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا عبداللہ اور مقربان درگاہ خداوند کریم کا فرمانبردار
ہون شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر وغیرہ عبداللہ کے ہمراہ ہوئے عبداللہ شاہزادے کو ایک باغ مین لیگیا
کہ وہ مثل فردوس بلکہ رشک ارم تھا اور بارہ فرسخ مربع تھا اور تمام درخت باغ کے بظاہر جواہر اور مروارید کے
تھے اور نہرون مین بجاے سنگ ریزہ وغیرہ کے ٹکڑے یاقوت کے تھے کہ وہ مثل شعاع آفتاب کے چمک رہے
تھے علاوہ اسکے ہزار ہا مکانات عالیشان وسیع و رفیع پر تکلف و آرایش و زینت کے ایسے دیکھے کہ اُنکی تعریف سے
زبان قلم عاجز ہی اور جو مکان وسط باغ مین تھا تمام در و دیوار اُسکے طلاے احمر کے اور نقرئی بھی تھے اور دیوارین
اُسکی نہایت بلند شاہزادے نے عبداللہ سے فرمایا کہ واللہ مین نے تمام عجائبات کی سیر مین یہ تکلفات نہین
دیکھے اور نہ ایسا کوئی باغ سکلمن نظر سے گذرا واللہ اعلم کس قدر مدت مین یہ بنا ہوگا عبداللہ نے کہا کہ لاکھ
نفر مزدور تھے اور چھ سو برس مین تیار ہوا تھا لیکن شداد حضرت ہود علیہ السلام کے کلام کا معتقد نہ تھا
لہذا اُسکو باغ دیکھنا نصیب نہوا جسوقت شداد واسطے دیکھنے باغ کے آیا ایک آواز مہیب و ہولناک ایسی
آسمان سے پیدا ہوئی کہ سو نفر وارو غہ اور لاکھ نفر مزدور و کاریگر اور ہزار کار فرما مع بادشاہ کے دفعۃً ہلاک ہوگئے ای
شہریار اس باغ مین طرفہ یہ کیفیت ہی کہ چالیس فرسخ سے اندر ہی اندر زمین سے نہرون مین باغ کے پانی آتا ہی
شاہزادے نے فرمایا کہ اگر ایسے صفات نہوتے تو خداوند کریم اُسکو نظر سے خلایق کے پوشیدہ نہ کرتا ابوالحسن جوہر
نے چند جواہر وہان سے لینے کا امتحاناً قصد کیا لیکن عالم مثال کے سبب کہ وہ مادہ مخفی تھا کچھ ہاتھ نہ آیا شاہزادے
نے بعد سیر اجمالی کے عبداللہ سے فرمایا کہ ای برادر ہم جس مقام سے یہان آئے ہین پھر اسی جا پہونچاؤ عبداللہ
نے کہا کہ تم آنکھین بند کرلو شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر وغیرہ نے آنکھین بند کرلین جب آنکھ کھلی دیکھا تو اپنے
کو قیصریہ اقلیم اوّل مین پایا لیکن عبداللہ بھی غائب ہوگیا شاہزادہ اُسی مرتبہ بلاد نوبہ کی طرف روانہ
ہوا جیسے ہی دروازے مین داخل ہوا چند قدم کے بعد دیکھا کہ مس اور کسکٹ وغیرہ کا زنانہ زیور ڈھیر ہی اور

مقابل اُس زیور کے سونا اور چاندی اور اشرفی اور روپیہ کا بھی انبار ہی شاہزادے نے عبداللہ سے پوچھا کہ یہ کون
مقام ہی عبداللہ نے کہا یہ بلاد نوبہ ہی یہان کا قاعدہ یہ ہی کہ جب کوئی سوداگر کسی طرف کا آتا ہی اسباب کا اپنے
جسطرح کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا ایک جا انبار کر دیتا ہی اور آپ وہان سے دور جا کر کھڑا ہوتا ہی رات کیوقت
باشندگان شہر حرارت آفتاب کے سبب تہ خانون سے نکلکر آتے ہین اور مقابل جنس کے کہ جو انکو خریدنی منظور ہوتی
ہی قیمت رکھ دیتے ہین اور پھر شہر مین چلے جاتے ہین اگر صاحب جنس اس قیمت پر راضی ہوگیا تو قیمت لے لی اور
جنس کو بجنسہ وہین رہنے دیا اور اگر صاحب مال اُس قیمت پر راضی نہین ہی تو جنس علیحدہ اور قیمت کو علیحدہ کر دیتا
ہی غرضکہ اسی طرح جب تک طرفین راضی نہین ہوتے یہی معاملہ درپیش رہتا ہی سونا چاندی انکے دیس مین بکثرت
پیدا ہوتا ہی اسی وجہ سے یہ لوگ بڑے مالدار ہین جب کوئی سوداگر وارد ہوتا ہی آواز طبل سے خلایق نوبہ کو آگاہ
کرتا ہی آج تک کسی سوداگر نے اہل نوبہ کی صورت نہین دیکھی باوراستہ ازین باب شریعت اور امور سلطنت مین
نہایت عادل و با انصاف ہین اگر اقلیم اول کا تمام حال مع انکے شہرون کے تفصیل لکھا جائے تو کتاب کو طول ہو
لہذا جہان کہین سیر عجایبات کا موقع ہوتا ہی وہان کا حال بیان کیا جاتا ہے اور اسی کے ذیل مین کچھ مجملاً اور بھی ذکر
کیا جائیگا تاکہ سلسلہ قطع نہو چنانچہ حضرموت ایک شہر ہی وہان گیہون موافق مقدار بیضہ مرغ کے پیدا ہوتا ہی
عبداللہ نے کہا اے شہریار زمانہ سابق مین حاکم کی عدالت و انصاف کی وجہ سے شہر مین تمام حبوبات اسی قدر
کلان پیدا ہوتے تھے جب ظلم مین زیادتی ہوئی حبوبات مین بھی قلت ہوتی گئی آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ
شاہزادہ وہان سے شہر سبا مین آیا عبداللہ نے کہا اس شہر مین حشرات الارض کی تولید نہین ہوتی اسیوجہ سے
مدینہ طیبہ رب غفور اسکا نام ہی شاہزادے نے کہا شہر صنعا مین ایک قصر عمدہ ایسا ہی کہ اسکے چار ستون
ہین اس رنگ کے یعنی ایک زرد ایک سرخ ایک سپید ایک سبز اور ہر ایک ستون پر ایک شیر بنا ہوا ہی جب ہوا
کی شدت ہوتی ہی تو اُس شیر مین سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی بعینہ شیر کی سی ایک روایت یہ ہی کہ عثمان غنی نے
اپنے عہد خلافت مین اُس قصر عمدہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا ہر چند لوگ مانع ہوے لیکن نہ مانا آخر خود بھی باعث
انہدام قصر کے قتل ہوے حالانکہ کاہنان پیشین نے خبر دی تھی کہ منہدم کرنیوالا اس قصر کا ہلاک ہوگا بعد انکی
وفات کے بادشاہ دیار بکر نے پھر وہی قصر بنوادیا شاہزادہ وہان سے ملک چین مین آیا اور ایک قصبہ مین
اسنے دیکھا کہ ایک چشمہ مین لوگون نے ایک اسپ بے لگام اتارا ہی اور لوگ اسکے باہر آنے کے مانع ہین اور
جسقدر کہ اُس گھوڑے کو حیران کرتے ہین اسی قدر بارش ہوتی ہی شاہزادہ اُس روز تا غروب آفتاب اقلیم اول
مین رہا اور پچاس شہرون کا تماشا دیکھا اور شام کو موافق معمول کے گنبد گیتی نما مین پہونچ گیا بعد اسکے فلک
اخضر وہان سے رخصت ہوکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نہایت

خوش ہوئی اور حقیقت حال پوچھی شاہزادے نے جو کچھ سیر کی تھی اور تماشا دیکھا تھا بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا دیکھو خبردار کبھی کسی مکان مین مکرر نہ جانا مین نے سُنا ہی کہ گنبد گیتی نما کے جو کسی مکان مین بار دگر گیا پھر وہ
قید خانہ دائمی مین گرفتار رہ جاتا ہی یا کسی بدصورت عورت سے صحبت اُسکو نصیب ہوتی ہی شاہزادے نے فرمایا کہ
مکرر سیر کیسی ایک ہی بار مشکل ہی صبح کو پھر شاہزادہ گنبد گیتی نما مین داخل ہوا حکیم اخشی جان نے کہا کہ اب اقلیم
دوم کا بھی حال لوح سے معلوم کرو شاہزادے نے کہا مجھے آپکا فرمانا کافی ہی حکیم اخشی جان نے کہا یہ اقلیم
کوکب مشتری سے منسوب ہی اور خلقت یہان کی گندم گون ہی اور طول روز ساڑھے تیرہ ساعت ہی اور رات
ساڑھے دس ساعت اور ابتدا اسکے اقلیم مشرق سے شروع ہی اور اوسط ولایت چینی اور شمال سراندیپ
اور شہر بلاد ہند و قندھار اور وسط بلاد کابل اور جنوب بلاد کرمان اور بحر فارس اور ولایت عمان
اور وسط بلاد مغرب اور بحر قلزم کو قطع کرتی ہوئی بحر المحور اور اوقیانوس مین ختم ہو جاتی ہی اور شہر
اور مواضع متبرکہ اقلیم دوم کے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور جدہ و حجاز و طائف ہین علاوہ اسکے تین سو
شہر بزرگ ہین اور دو ہزار شہر چھوٹے اور ستر پہاڑ بہت بلند اور دو سو نہرین بڑی ہین اب یہان راوی
کو فقط ذکر مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کا کرنا ضرور ہی واضح ہو کہ مکہ ایک شہر بزرگ ہی اور شان
کعبہ مین یہ قول مشہور ہی اَلطِّفْلُ مَا فِی ثَدْیِ اُمِّہٖ یعنے لیتا ہی بچہ جو کچھ کہ اسکی مان کے پستان مین ہوتا
ہی اسی طرح مکہ بھی عصیان کو جذب کرتا ہی لہذا یہی سبب اُسکے نام کا ہوا دوسرے بکہ یہ ہاے موحدہ
بھی اسم خانہ کعبہ ہی کہ بک بزبان عربی اژدہام کو کہتے ہین اور وہان اژدہام خلایق بہت ہوتا ہی
اللّٰہم ارزقنا وادخلنا فیہا وزدہ تشریفاً و تعظیماً ایک نام ام القریٰ بھی مشہور ہی اور خداوند تعالے نے
اول زمین کو مکہ کی کوہ بوقبیس کے تحت مین پیدا کیا ہی اور یہی پہاڑ اوّل بروۓ دُنیا پر پیدا ہوا اور کوہ صفوان
بھی مکہ معظمہ مین واقع ہی لیکن کوہ بوقبیس کی فضیلت زیادہ ہی شاہزادہ معز الدین عالم مثال مین مکہ کے
اندر گیا اور اتفاق سے موسم حج بھی تھا اور کثرت خلایق حد سے زیادہ تھی شاہزادے نے حجر اسود کو بوسہ
دیا اور بعد زیارت مقام ابراہیم و چاہ زمزم کے باہر آیا عبداللہ شاہزادے کو واسطے زیارت
مدینہ منورہ کے لے گیا جب وہان پہونچے تو عبداللہ نے کہا ایک نام اسکا یثرب تھا جب حضرت
سرور کائنات نے خطاب دیا جب سے مدینہ ہوا اور جانب شمال مدینہ منورہ کے کوہ احد ہی اور
دکھن کی طرف بیر فضا اور بیر اریس یعنی چاہ فضا اور چاہ اریس ہین اُن مین سے ایک چاہ مین
انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے گری ہر چند ڈھونڈھی گئی لیکن نہ ملی اور مین اب تمکو وہان لیے چلتا
ہون جہان مضجع حضرت رسول اللہ کا خانہ مبارک مین ہی اور اسی جا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے

وفات فرمائی ہی بلکہ اسی جا خوابگاہ غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مشہور ہی شاہزادہ
بھی وہان آیا اور سب کی زیارت اور وہ مسجد جو خود حضرت نے بذات خود بنوائی ہی موجود تھی الغرض شاہزادہ
اُس دروازے مین داخل ہوا جہان پیشانی پر ہندوستان لکھا تھا جب وہان آیا ہزار ہا بتخانہ دیکھے
اور اژدہام خلایق بکثرت تھا ابوالحسن جوہر سے فرمایا کہ اے ابوالحسن جوہر یہان کی بھی سیر ضروری ہی
جب قریب آئے دیکھا کہ ایک بت برابر قد آدم کے زمین پر کھڑا ہی اور اُس بت سے آواز پیدا ہوتی ہی عبید اللہ
نے شاہزادے سے کہا کہ اسکا نام مہارا ہم ہی اور یہ سال بھر ایک پہلو سے زمین مین پڑا رہتا ہی اور ہر سال مین ایک
مرتبہ اسی طرح کھڑا ہو جاتا ہی جس طرح کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اور خلایق اسکی آواز کو باعث ارزانی غلہ اور
سلامتی خلق تصور کرتی ہی اور اگر سال یا دو سال یہ بت کھڑا نہو تو قحط پڑ جاتا ہی اور ساکنان شہر انواع و اقسام
کے امراض مین مبتلا رہتے ہین شاہزادہ وہان سے شہر شیرزن مین آیا وہان ایک مینار دیکھا اور مینار پر جام
اور اُسپر ایک جانور سونے کا تھا اور ایک مرد ہر وقت مینار پر جانے کا قصد کرتا تھا جب وہ دو چار زینون پر
مینار کے جاتا تھا جانور طلائی سے ایک آواز خوفناک آتی تھی کہ تمام شہر مین زلزلہ پڑ جاتا تھا آخر اُسکو خلق
مینار پر جانے نہ دیتی تھی تو وہ جانور طلائی بھی چپ ہو جاتا تھا شاہزادے نے عبید اللہ سے اُس جانور کی
کیفیت پوچھی عبید اللہ نے کہا خلایق کو یہ یقین ہی کہ اس مینار پر خزانہ بےحد ہی اسی وجہ سے ہر شخص مینار پر
جانے کا قصد کرتا ہی اور جب ایک یا دو درجہ پر پہونچتا ہی تو یہ جانور طلائی شور کرتا ہی شاہزادہ وہان سے
اور ایک ملک مین ہندوستان کے پہونچا وہان بھی ایسا ہی ایک مینار بلند دیکھا اور اُسپر ایک بط پتھر کی دیکھی
اور نیچے مینار کے ایک چشمہ آب تھا عبید اللہ نے کہا اس مینار مین سے ہر سال عاشورے کو پانی اسقدر مترشح
ہوتا ہی کہ چشمہ نہر سی ہو جاتا ہی اور صرف خلایق شہر اسی چشمہ سے ہی اور نام شہر کا قریہ کلیبا ہی شاہزادے نے
پوچھا یہ بھی کارخانہ طلسم سے ہی عبید اللہ نے کہا یہ کارخانۂ طلسم قضا و قدر ہی اب راوی کا بیان ہی کہ شاہزادے
نے چالیس روز مین گنبد گیتی نما کی سیر تمام کی اسطرح کہ دن کو سیر گنبد گیتی نما مین مشغول رہتا اور رات کو
ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آتا تھا اور جو کچھ دیکھتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کر دیتا تھا
آخر شاہزادے نے ہر رفیق کو حکم دیا کہ تم علیحدہ علیحدہ جاؤ اور سیر کرو اور جو تماشا و سیر دیکھو مجھ سے بیان کرو
ورنہ سیر ہفت اقلیم کی ایسی نہین ہی کہ اس عمر مین تمام ہو ابوالحسن جوہر نے کہا حضور درست فرماتے ہین
شاہزادہ دل مین ایسا حیران ہوتا تھا کہ قابل بیان کے نہین ہی اسوجہ سے فرماتا تھا کہ نہین معلوم کیا بلا سے تازہ
مجھ پر نازل ہوا چاہتی ہی اور کیا مصیبت پیش آنے والی ہی بہر حال تم سب دعا کرو کہ انجام میرا بخیر ہو

ما کار خویش را بخدا وند کارساز
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

اب راوی اقلیم ثالث کے ممالک کی تفصیل اور تعداد کو بیان کرتا ہی

عجایب البلدان و عجائب المخلوقات و تحفۃ الغرائب و حبیب السیر و روضۃ الصفا کے خاتمہ مین لکھا ہی کہ اقلیم سوم کا مالک ترک فلک یعنی کوکب مریخ ہی اور خلایق اس اقلیم کی سرخ و گندم گون ہوتی ہی اور جدول اس اقلیم کی وہان سے شروع ہی کہ جہان طول روز ساڑھے تیرہ ساعت کا ہوتا ہی اور درمیان مین اقلیم کے چودہ ساعت تک پہونچ سکتا ہی اور رات دس ساعت کی اور اسکا جنوب بلاد یاجوج و ماجوج اور شمال ہندوستان اور مشرق بلاد ترکستان اور وسط بلاد کابل و قندہار و کرمان و سیستان اور فارس و اعراق اور جنوب پار کر اور شمال بلاد مغرب و بلاد شام و مصر و اسکندریہ اور فارسیہ و حران و طنجہ مغرب سے گذر کر بحر اعظم مین آخر ہو جاتی ہی اور شہر معروف اقلیم سوم اس نقشہ مین ہین قصبہ مختصر شہر ہاے کلان اقلیم سوم کے ایک سو بہتر ہین اور تین ہزار شہر خرد اور چہ پہاڑ بہت بلند اور باَیس نہرین بڑی ہین

نقشۂ اقلیم سوم

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
ایلہ	تجر	اشمونین	اسفا	مصر	قیروم	رشید	دمشق	حلہ	باصرہ	قلزم	احمیم	تیپاط
عین شمس	حمیدا	فاکسا	مراکس	تاہ	سبیا	ناہرت	صیقلیہ	سیراف	بافد	مصیصہ	خواش	قیروان
نوس	مہدیہ	صفاقس	روز	قرطبہ	طرانیس	غدامس	برقہ	جزیرۃ الجربہ	قبارہ	املہ	تنیس الحزن	مقبرہ خلیل
بیت المقدس	ایلس	عسقلان	طبریہ	صور	حلب	نصیبین	بزوسرو	بصرہ	سرخد	مہرہ	انبار	فلکبرہ
سامرہ	بغداد	مداین کسرا	علجون	بابل	نعمانیہ	مہروان	بیلقان	قستم	نہرالملک	وسط	کوفہ	عبادان
ہیئت	سوس	قرقوت	جندیشاپور	حسن مہدی	اہواز	نوذن	کاذرون	برقوہ	نوشجان	سیراف	شیراز	بیضا
اسطخر	شہرستان	داراب جبرد	سرگواسر	سیرجان	زرندہ	بم	مرابوط	قالبس	مرغش	بروان	تستر	فراۃ
ملتان	حدیہ	لاہور	جزیرۃ لار	فیروزکوہ	خضرنین	زرابل	کابل	نیمروز	طوسینا	پشاور	سیالکوٹ	راج گڑھی

شاہزادے نے نام شہرون کے مطالعہ لوح سے دریافت کیے حکیم اشتی جان نے کہا پہلے بیت المقدس کی زیارت ضرور ہی کہ وہ مقام قبلہ انبیا ہی شاہزادہ بیت المقدس مین داخل ہوا وہان سے ایک جوان سرخ رنگ صاحب جمال عبدالصمد نام شاہزادے کے ہمراہ ہوا راہ مین بدر عالم منجم اور ادریس نوجوان نے کہا کہ یہ سیرین اور زیارتین حضرت کے تصدق مین ہمکو میسر آئین ورنہ ہم کہان اور یہ کیفیت طلسمی کہان اگر ہم ہزار برس بھی جیتے تو یہ تماشا کہان نصیب ہوتا یکایک سامنے منارہ بیت المقدس کو دیکھا شاہزادہ ابوالحسن جو ہر

صلواۃ پڑھتے ہوئے مسجد مین آئے اور رداتم زیارت بجالائے عبدالصمد نے حضرت زکریا اور حضرت یحیی اور حضرت
مریم علیہم السلام کا شاہزادے کو مقام بتایا اور کہا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج کو اسی مکان سے
تشریف لے گئے تھے شاہزادہ بعد زیارت بیت المقدس کے ایک زاویہ مین پہونچا عبدالصمد نے کہا زمانہ
گذشتہ مین اس زاویہ کے اندر عصائے آبنوس رکھا تھا جو آدمی کہ اولاد پیغمبر کا دعوی کرتا تھا تو خلایق اسکو
کہتی تھی کہ ہاتھ سے اس عصا کو چھوؤ تو ہم تمہارا دعوی صحیح جانین اور خواص اسکا یہ تھا کہ اگر وہ صادق ہوتا تھا
تو کچھ نہین ورنہ بمجرد چھونے کے مرجاتا تھا شاہزادہ وہان سے اسکندریہ مین آیا وہان چار دیواری بہت بڑی
دیکھی اور تین دروازے بہت بڑے عالیشان تھے عبدالصمد سے پوچھا کہ دروازہ بند کیون ہے عبدالصمد نے
کہا حضور دروازہ اسکندریہ کا جمعہ کو کھلتا ہے اور اس شہر کو فیلقوس رومی نے آباد کیا ہے اور ایک دروازے
کا نام اس شہر کے باب الرشید اور دوسرے کا باب الصلا اور تیسرے کا باب الحجر اور چوتھے کا
باب الفتح ہے شاہزادہ وہان سے اور طرف روانہ ہوا وہان ایک قلعہ کے اندر ایک مینار دیکھا عبدالصمد
نے کہا اس مینار کو نظر تاسف سے دیکھو اور عمرو عاص کو کلمہ بد کہو شاہزادے نے فرمایا بروقت دیکھنے مینار کے
برا کہنے سے کیا مناسبت ہے عبدالصمد نے کہا اے شہریار بلیناس فرنگی نے حسب الحکم سکندر ذوالقرنین یہ
مینار اس خواص کا بنایا ہے کہ جب شہر قسطنطنیہ سے جہاز جنگی واسطے جنگ و جدل اہل اسلام کے روانہ ہوتے تھے
تو عکس انکا اس آئینہ مین نظر آتا تھا جو مینار پر نصب ہے اہل اسلام خبردار ہو جاتے تھے اور دفع فوج حریف
مین کوشش کرتے تھے اور جبتک کہ وہ طلسم قایم رہا کوئی صدمہ انکو نہ پہونچا اور سب اہالیان ملک اسکندریہ
بلائے غنیم سے محفوظ رہے جبکہ عمرو عاص کی اسکندریہ مین حکومت ہوئی اور فرنگیون نے عمرو عاص کو ایک
مرد احمق دیکھا چند آدمی فاضل و دانا قوم نصرانی کے ملک اسکندریہ مین جمع ہوئے اور انھون نے چند روز
اسقدر عبادت کی کہ خلایق شہر انکی تمام معتقد ہو گئی نصرانیون نے جو اپنے قول کو موثر دیکھا ایک روز اجتماع
خلایق مین کہا کہ زیر مینار گنج بے قیاس ہے عمرو عاص کو کمال درجہ طامع و احمق تھا انھنے حکم دیا کہ مینار کو گرادو
جب مینار گرادیا گیا تو ایک کوڑی بھی نہ نکلی فرنگی بعد خراب ہونے مینار کے راتون رات اپنے ملک کو روانہ
ہو گئے بعد اسکے عمرو عاص نے ہرچند چاہا کہ مینار تیار ہو لیکن اس طرح کا مینار تیار نہوا کیونکہ وہ مینار خاص جسد
کا تھا اور ایک فرہنگ طلسم کی پشت پر مینار کی بنیاد رکھی تھی شاہزادہ وہان سے سیر کرتا ہوا مصر مین آیا اسی
زمانے مین کافور اخشیدی خلفائے عباسیہ کی جانب سے وہان حکمران تھا عبدالصمد نے ابوالحسن جوہر سے کہا اے
ابوالحسن جوہر جو تمنے حکیم صاحب سے اقرار کیا ہے اسکو پورا کرنا ضرور ہوگا ابوالحسن جوہر نے کہا کیا عبدالصمد
نے کہا کافور کا قتل ابوالحسن جوہر نے کہا بچشم بعد اسکے شاہزادہ مصر کے نواح مین آیا وہان اور ایک دہانہ

پہونچا اور یہ تماشا دیکھا کہ پہاڑ سے پانی جاری ہی اور ایک جگہ جمع ہو رہا ہی اور جبتک کہ تمام پانی چشمہ کا نکل نہین جاتا
آب تازہ نہین آتا شاہزادہ وہان سے اہرام مصر مین آیا یعنی تین گنبد وہان نہایت بڑے تھے اُن مین دو گنبد
نہایت بلند تھے انکا نام ہرمین تھا عبد الصمد نے کہا کہ بانی ان گنبدون کے حضرت ادریس علیہ السلام ہین
اُن مین بڑا گنبد چار سو گز کا ہی اور دوسرا گنبد تین سو گز کا ہی شاہزادے نے اُن گنبدون مین عجیب صنعت
کے نقش و نگار ملاحظہ فرمائے بعد اسکے دشت ریگستان مین آیا وہان دیکھا ریگ مثل دریا کے روان ہی انتہا پر دشت
کے ایک تصویر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہی شاہزادے نے عبد الصمد سے پوچھا یہ کسکی تصویر ہی عبد الصمد نے کہا اس
مرد سنگی کا نام ابو الہول ہی یہ تصویر اسواسطے یہان بنائی گئی کہ ریگ کو روانی سے باز رکھے ورنہ ساری دنیا کو
خراب کر دیگی شاہزادہ وہان سے شہر سپیدہ مین آیا کہ یہ شہر قریب مصر کے ہی اُس نواح مین ایک غار دیکھا کہ اُسمین
لاشین از حد تھین عبد الصمد نے کہا ای شہریار اس شہر کا رواج یہ ہی کہ ایک روغن لاش پر ملا اور کفن دیا اور
اس غار مین پھینک دیا کہ چمڑا اور گوشت سڑ نجاے اور واقعی ایک مدت تک مردہ اپنی ہیئت اصلی پر
رہتا ہی بلکہ اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ موسیائی مصر اسی کے جسم سے نکلتی ہی شاہزادے نے کہا کہ یہ بھی اسرار تازہ
ہی بعد اسکے شاہزادہ عین الشمس مین آیا یہان بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے آتش پرستون نے
بتخانہ بہت بنوائے تھے اُن مین ایک مینار تھا اور اُسپر ایک تصویر تانبے کی بنی ہوئی تھی اور داہنے بائین
دو تصویرین اور تھین اور اُس مینار سے پانی اسقدر جاری تھا کہ تمام زمین نیچے مینار کے تر ہو گئی تھی اور کہین
سے خزانہ پانی کا معلوم نہ ہوتا تھا اور مینار ایک سنگ عجیب کا تھا کہ اُسمین جو ہر سیاہ تھے مثل خال کے
شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا اور شہر حلب مین پہونچا عبد الصمد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
جمعہ کو دودھ گائے بھینسون کا شہر کے مساکین کو تقسیم فرمایا کرتے تھے اور شیر کو زبان عرب مین حلب کہتے ہین
اور دودھ دوہنے کو بھی کہتے ہین اسی وجہ سے نام شہر کا حلب مشہور ہو گیا شاہزادہ وہان سے شہر دمشق کو
آیا وہان بھی یہی تماشا دیکھا وہان سے انطاکیہ مین پہونچا وہان چوہے کو بلی سے لڑتے دیکھا اور بلی سے لڑتے
ہوے دیکھا بعد اسکے شام کو پھر کنبہ گیتی نما مین پہونچ گیا حکیم اخشی جان نے شاہزادے کو محل مین روانہ
کر دیا اور راہ مین جو دروازے ملتے تھے انکو بتاتے تھے کہ یہ فلان شہر کا دروازہ ہی اور یہ فلان شہر کا دروازہ
ہی لیکن اُس روز کچھ مزاج شاہزادے کا مکدر تھا ناگاہ ایک دروازے کی پیشانی پر شہر افریقیہ کا نام لکھا تھا بس
دیکھتے ہی اس نام کے شاہزادے کو سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے والدین کا خیال آیا بے اختیار
اشک حسرت آنکھون سے جاری ہوے حکیم اخشی جان نے کہا کہ جب دروازے مین داخل ہوگے ملال تمھارا دفع
ہو جائیگا موافق معمول کے وہی عبد الصمد موکل آیا اور اُسنے دروازے پر شہر افریقیہ کے انکو پہونچا دیا شاہزادہ

۲۰

نے اپنی دانست مین کئی برس کے بعد وطن کی صورت دیکھی نہایت خوش ہوے اور دیوان عام مین چلے آئے وہان دیکھا جناب والد ماجد سلطان اسمعیل تخت حکمرانی پر اجلاس فرما رہے ہین اور مثل خواجہ شمس الدین وزیر اعظم اور امیر محمد کبیر خان سالار اور امیر نظام الدین ولاور اور امیر ناصر الدین یکتا نہ وغیرہ کے تمام سردار و امرا دربار مین حاضر ہین حسب اتفاق بادشاہ اسوقت شاہزادہ معز الدین ہی کا سرداران دربار سے ذکر کر رہے تھے ہرچند عالم مثال مین آواز نہ تھی لیکن بادشاہ نے جو فرمایا برکت سے اسمار الٰہی کے شاہزادے نے بخوبی سُنا اور وزیر اعظم سے فرمایا اے خواجہ بزرگ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ معز الدین بجہت فتح محلات عالیات اسقدر سفر دور و دراز کریگا تو ہرگز ہرگز مین نہ جانے دیتا اب ہم اُسکی کیفیت سے بھی آگاہ نہین ہین خدا جانے کس عالم مین وہ مبتلا ہو گیا اور کہان ہے خواجہ شمس الدین نے عرض کیا اے شہریار ہمنے سُنا ہے کہ شاہزادہ عالی تبار ابو عامر فردوسی کی بیٹی پر عاشق ہو گئے اور اسی کے عشق مین اس بہانہ سے گئے ہین فدوی نے اکثر جاسوس روانہ کیے ہین یقین ہے کہ دو چار روز مین خبر آوے بادشاہ اُس وقت خیال مین اپنے فرزند ارجمند کے آبدیدہ ہوا شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر قریب تخت واسطے قدمبوسی کے گئے لیکن جب وہان پہونچے بادشاہ کی صورت نہ دیکھی ناچار اپنے مقام پر چلے آئے اور پھر دیکھا کہ اُسی طرح بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین عبد الصمد نے کہا اے شہریار آپکو خبر ہے عالم مثال مین عالم اسباب کی کیفیت دیکھنا چاہتے ہین شاہزادے نے فرمایا مجبور ہون شوق قدمبوسی والدین بے اقرار کیے دیتا ہے عبد الصمد نے اُس حال کو دیکھکر یہ شعر پڑھا

این قران یار بانگر کہ در ہیچ مثال ۔۔۔ اختر از مہر خوشتر بین و مہر از خور نازل است

ناگاہ ایک عیار دربار مین حاضر ہوا اور اُسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ ابو زید مکتب وار زمانہ سابق مین باغی و سرکش ہو گیا تھا اب وہ بہ استقلال تمام طبقہ مغرب مین حکومت کرتا ہے اور شہر و قلعہ کا اُسنے ایسا انتظام کیا ہے کہ طایر کا بھی گذر نہین ہے اور یقین ہے کہ تھوڑے ہی روز مین وہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کریگا اسواسطے کسی کو واسطے تنبیہ و گوشمالی ابو زید کے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ انجام اُسکا بُرا ہوگا

درختے کہ اکنون گرفت است پاے ۔۔۔ بہ نیروے مردے برآید زجاے
وگر ہمچنان روزگارے ہلی ۔۔۔ بگردونش از بیخ بر نگسلی

سلطان نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور فرمایا

یکطرف فکر پسر یکسو خیال دشمن است ۔۔۔ وازتردد حال من بدتر ز حال دشمن است

امیر ناصر الدین نے کہا حضور ناحق تردد فرماتے ہین انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حضور حال غربت مآل شاہزادے سے مطلع ہوا چاہتے ہین دوسرے ابو زید کی کیا لیاقت ہے کہ لشکر ظفر پیکر شاہی سے مقابلہ کرے

مگر چند مردمان بے حقیقت کو اُس جا مجتمع کیا ہو لہذا بر سر پرخاش ہی اگر حضور اُنکی گوشمالی کا خادم کو حکم فرمائین تو
بس کافی ہو بادشاہ نے فرمایا ہان تم جاؤ اور اُس نمکحرام کو اُسکی سرکشی کی سزاے معقول دو امیر ناصر الدین بادشاہ
سے رخصت ہوکر باہر آیا اور بادشاہ محل مین تشریف لیگئے شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر بھی ساتھ بادشاہ کے
محل مین گئے مگر بدر عالم منجم اور ادریس نوجوان اور عبدالصمد موکل باہر رہے شاہزادے نے محل مین جناب
والدہ ماجدہ کو نہایت ملول و غمگین دیکھا تا اینکہ رنج و غم مین شاہزادے کے سیاہ پوشی اختیار کی تھی اور کوئی
لحظہ آنسو آنکھون سے موقوف نہوتے تھے بلکہ یہی حال ظما فیہ بانو ابوالحسن جوہر کی دایہ کا تھا اب پھر
شاہزادے نے چاہا کہ آگے بڑھکے قدمبوسی سے مشرف ہون پھر وہی معاملہ درپیش ہوا کہ قریب جاکر کچھ بھی
نہ دکھائی دیا اس اثنا مین باہر سے عبدالصمد موکل بھی آیا اور کہا ای شہریار یہان توقف زیادہ اچھا
نہین ہی کیونکہ اب شام قریب ہی شاہزادہ مجبور ہوکر محل سے برآمد ہوا عبدالصمد نے براہ تیہریہ اقلیم سوم
مین پہونچادیا شاہزادہ طلسم آتشی جان سے رخصت ہوکر عالم ہراس و یاس مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
پاس آیا اور تمام کیفیت گذشتہ بیان کی اور حال مزاج شاہزادے کا عجیب ہوگیا یعنی اپنی گرفتاری طلسم
و مجبوری ثابت ہوگئی کہ فی الحقیقت مین محض بے اختیار ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے
کا تکدر و ملال دیکھکر سمجھی کہ اب شاہزادے کا ٹھہرنا طلسم مین محال معلوم ہوتا ہی آخر وہ شب بھی شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر
کو آہ و زاری مین گذری اور صبح پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اب شاہزادے نے تجویز کیا کہ آج دو دو آدمی
سیر کرین اور اپنا حال ہمسے بیان کرین شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر چوتھی اقلیم مین گئے ادریس نوجوان اور
بدر عالم منجم سیر اقلیم سوم کو روانہ ہوے جب ادریس نوجوان نے دروازہ ملک نیم روز کا دیکھا اور
مدت دراز کے بعد وطن کا نام دروازے پر لکھا دیکھا بدر عالم منجم سے کہا ای برادر چلیے اپنے مادر و پدر کو
دیکھین جب دروازے مین در آیا موافق معمول کے عبدالصمد سے ملاقات ہوئی وہ شہر نیم روز مین
لے گیا اثناے راہ مین جو شہر کا آدمی ملتا تھا اُسکو بدر عالم منجم اور ادریس نوجوان بتاتے تھے کہ یہ ملازم
شاہی اور یہ شخص فلان ہی آخر دیوان عام مین پہونچے ادریس نوجوان نے ناصر شاہ بادشاہ ملک
نیم روز کو کہ جو منصور بن نوح سامانی کا نائب تھا تخت پر دیکھا اور کرسی وزارت باپ کی اپنے
خالی دیکھی گمان ہوا کہ شاید باپ میرا دربار مین بضرورت نہین آیا چلو محلسرا مین دیکھین آخر بدر عالم
اور عبدالصمد موکل دروازۂ محلسرا پر آئے اور بدر عالم سے کہا تم یہان توقف کرو مین بعد دو گھڑی کے
آتا ہون بدر عالم نے کہا اچھا لیکن جلد آنا عبدالصمد نے کہا ای ادریس نوجوان ایسا نہو کہ آفتاب
غروب ہو جاے اور تم کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤ تو پھر شاہزادے سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہو اور مین قتل

شاہزادے کے محلسرا سے تمکو بلانے نہ جاؤنگا کسواسطے کہ وہ فاتح طلسم ہوا اور سیاح عجائبات ادریس نوجوان نے کہا خاطر جمع
رکھو مین نہایت جلد آتا ہون یہ کہکر محلسرا مین داخل ہوا وہان دیکھا کہ باپ بستر بیماری پر پڑا ہی اور تمام اعزا و اقربا
چارون طرف پلنگ پر بیٹھے ہوے ہین اور اکثر زنان ہین ادریس نوجوان نے جو باپ کو اس حال مین دیکھا
بے اختیار رونے لگا اور چند ساعت اور وہان ٹھہر گیا کہ اب دیکھون انجام کار اسکا کیا ہوتا ہی آخر آفتاب قریب
غروب پہونچا بدر عالم منجم نے عبد الصمد سے کہا کہ وقت کم رہگیا ہی تم ادریس نوجوان کو محل سے پکار لو عبد الصمد
نے کہا اب تم ادریس نوجوان سے دست بردار ہو کہ اب اسکا آنا دشوار ہی اور مین بلانے نہ جاؤنگا بدر عالم منجم
نے کہا خیر تم نجاؤ گے ہم جاتے ہین عبد الصمد نے کہا دیکھو تم بھی ادریس نوجوان کے ساتھ کسی آفت مین نہ مبتلا
ہو جاؤ آخر بدر عالم بھی محلسرا مین گیا وہان اسنے دیکھا کہ فیروز کا نزع کا عالم ہی اور ادریس نوجوان باپ کو بحسرت
دیکھ رہا ہی بدر عالم منجم نے با آواز بلند کہا ای ادریس نوجوان عبد الصمد موکل بلاتا ہوا ادریس نوجوان نے
کچھ جواب نہ دیا بدر عالم منجم نے پھر کہا ای ادریس نوجوان تو کس خواب غفلت مین ہی وقت چلنے کا آگیا ادریس
نوجوان نے کہا ای بھائی ایک لحظہ توقف کرو مین اپنے باپ کو قریب ہلاکت ہی دیکھ لون ایسے حال مین دل
قبول نہین کرتا کہ مین چھوڑ کر چلا جاؤن بدر عالم منجم نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہی عالم مثال مین حال نیک و بد دیکھنے
سے کیا فائدہ ادریس نوجوان نے کہا پھر جو کچھ ہو باپ کی محبت ایسی نہین ہی کہ مین مفارقت گوارا کرون بدر عالم
منجم نے کہا مین سمجھا تم نہ آؤگے خدا حافظ مین جاتا ہون آخر بدر عالم منجم تو باہر چلا آیا اور حال ادریس نوجوان
کا عبد الصمد سے بیان کیا عبد الصمد نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ ادریس نوجوان نہین آئیگا تم جلد آنکھین
بند کرو کہ تمکو تو گنبد گیتی نما مین پہونچا دون غرض عبد الصمد نے بدر عالم منجم کو گنبد گیتی نما مین پہونچا دیا
اسی وقت ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ معز الدین بھی گنبد گیتی نما مین آئے اور حکیم سخن شی جان سے باتین
کر رہے تھے کہ بدر عالم منجم نے ادریس نوجوان کا حال بیان کیا شاہزادہ ادریس نوجوان کے حال پر
آبدیدہ ہوا اور حکیم سخن شی جان سے فرمایا کہ انسان ہر وقت خطاوار ہی اس مرتبہ خطا ادریس نوجوان
کی معاف فرمائیے اب ایسی حرکت نہوگی حکیم سخن شی جان نے فرمایا سبحان اللہ آپ سمجھتے ہین کہ شاید ادریس
نوجوان اس عالم مین پھر بھی آسکتا ہی بس اب آپ اسکے حق مین دعاے خیر فرمائیے اور

حسب حال ہو رہے قطعہ

کارے ز دست رفتہ تدارک پذیر نیست
سر رشتۂ بدست تو تا ہست فرصت ست

جان ہم بقید جسم تو دام اسیر ہست
بارا اگر گسیخت دگر دستگیر نیست

شاہزادہ دم بخود ہوگیا اور کچھ نہ کہا اور اسی حالت رنج و غم مین ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس تشریف لا

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا آج حضور کا بشرہ مجھے کچھ متغیر معلوم ہوتا ہے شاہزادے نے فرمایا زبانی پدر عالم منجم کے معلوم ہوا کہ ادریس نوجوان گنبد گیتی نما سے غائب ہو گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کیا ہوا جو ادریس نوجوان غائب ہو گیا شاہزادے نے فرمایا زبانی پدر عالم منجم کے معلوم ہوا کہ ادریس نوجوان محلسرا سے تا غروب آفتاب باہر نہ آیا پھر خدا جانے کیا ہوا رانی چندر مان یعنی ملکہ قمرا سے حور بیگم نے ادریس نوجوان کے الم مفارقت میں تا بدامن گریبان چاک کیا اور از سر تو لباس سیاہ پہنا ہرچند ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین نے ہر ایک طرح سے تسلی و تشفی کی لیکن اسکے دل کو کسی طرح قرار و آرام نہ آیا +

اب راوی ادریس نوجوان کا حال گذارش کرتا ہے

کہ ادریس نوجوان اپنے باپ کو نظر حسرت سے دیکھ رہا تھا جب چار گھڑی رات آئی یکبیک ایسا دوران سر پیدا ہوا کہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا اپنے کو باپ کے پلنگ کے پاس دیکھا اور تمام خواتین محل کو اسی طرح گرد پلنگ کے جمع پایا آخر والدہ نے ادریس جوان کی ادریس کو سینے سے لگایا اور پوچھا اے فرزند دلبند آیا تو درحقیقت ادریس ہے یا ہم خواب میں تجھے دیکھتے ہیں اور فیروز نے بعد ایک مدت کے بیٹے کی صورت دیکھی ایسا جوش محبت ہوا کہ وہ مرض فوراً جاتا رہا اور صحیح ہو گیا بعدہ سب نے حال ادریس نوجوان سے پوچھا کہ دفعۃً کیونکر تم یہاں پہونچ گئے اور سالہا سال سے کہاں غائب ہو گئے تھے ادریس نوجوان نے کہا میری سرگذشت ایک قدری سن لینا چاہئے تم یہ بتاؤ کہ میں کسطرح یہاں پہونچا انھوں نے کہا ہم تیرے باپ کے پلنگ کے پاس بیٹھے تھے کہ

ناگاہ ہمارے کان مین ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی چیز زمین پر دھم سے گری ہم چلے تو ڈرے بعد ازان جو بنظر غور دیکھا تو تمکو بیہوش یہان پڑا دیکھا ادریس نوجوان نے والدین سے کہا کہ میری نظر مین ایسے عجائبات گذرے کہ اگر بیان کرون تو آپکو ہرگز باور نہو آخر سارا حال از اوّل تا آخر بیان کیا کہ مین یون رانی جیند رمان پر عاشق ہوا اور شاہزادہ معزالدین سے ملاقات ہوئی انکی کوشش سے کامیاب ہوا اور رانی جیند رمان سے ملاقات میسر ہوئی سب کو اس بیان سے ادریس کے کمال حیرت ہوئی

باقی حال ادریس نوجوان کا جلد سوم مین بیان ہوگا اور اب قصہ شاہزادہ معزالدین کا گذارش ہوتا ہی

غرض دوسرے روز شاہزادہ اقلیم چہارم مین داخل ہوا حکیم اخشی جان نے کہا یہ اقلیم نہایت دلکشا و فرحت افزا منسوب بہ آفتاب ہی اور خلقت یہان کی اکثر زرد و سُرخ رنگ مائل بسفیدی ہوتی ہی اور وسط دنیا مین یہ اقلیم واقع ہی اور حکما کا قول ہی کہ اقلیم چہارم معدن انبیا و اولیا مخزن حکما و علما و ارباب دین و ارباب دولت ہی اور اسکو قلب الاقالیم بھی کہتے ہین یعنی یہ اقلیم اور اقلیمون کا دل ہی اور جو خصلت کہ اس اقلیم کے سکان کی ہی اور اقلیم کے لوگون کو نصیب نہین ہوتی اور خلائق بلاد الزنج و ملک حبش و عرب بہت سفید و متلون مزاج و بدباطن و طامع ہوتے ہین اور بالکل بندۂ زر ہین ایمان سے بہرہ نہین رکھتے اور سخت قلب ہین شاید ان اقالیم مین کوئی انسان لطیف مزاج خوش خلق و خوبصورت پیدا ہوا ہو یہ ارشاد ہی کہ ملک عرب کو محض ذات بابرکات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث فضیلت ہوئی ورنہ مردمان عرب سے زیادہ تر کوئی شدید القلب نہین ہی جنکی شان مین یہ آیہ اَلاَعرَابُ اَشَدُّ کُفرًا وَّ نِفَاقًا نازل ہوا چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین عرب مین پیدا کیا کہ جب ایسی قوم شدید القلب اطاعت قبول کریگی پھر کسی قوم کو نافرمانی کی مجال و قدرت نہوگی چنانچہ خداوند قہار عذاب الیم نازل کرے اُس قوم بے حیا پر کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال فرماتے ہی غدر کردیا اور آل اطہر پیغمبر کو کیسے کیسے رنج پہونچائے اور جسکو پیغمبر سب سے زیادہ چاہتے تھے اُسی کو سب سے زیادہ آزار دیے اور عشرہ محرم کو اعداے دین نے اپنی دانست مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا تا کہ اس خاندان کا نشان کبھی پردۂ دنیا پر نہ رہے القصہ جدول اقلیم چہارم وہان سے شروع ہوئی ہی جہان سے طول روز ساڑھے چودہ ساعت تک پہونچتا ہی اور ابتدا مشرق سے شمال تک بلاد چین سے بلاد تبت و ختا اور کشمیر بلاد بدخشان

شمار کیے جاتے ہین اور جنوب مین دیار یاجوج و ماجوج اور بلاد ترکستان اور شمال مین بلاد ہند و وسط بلاد
کرمان و فارس اور بلاد خوزستان اور وسط بلاد عراق اور دیار بکر و دیار ربیعہ اور شمال مین
بلاد شام اور بحر روم جزیرہ فرونس اور شمال مین مصر و اسکندریہ اور بلاد تارق و بلاد فرنج یعنی
فرنگ اور طلیحہ سے گذرتی ہوئی بحر محیط مین منتہی ہوتی ہے چنانچہ بلاد شہر اقلیم چہارم کا یہ نقشہ ہے

مربہ	سادہ	اشبیلیہ	قصر عبد الکریم	طنجہ	دلمان	جزیرۂ خضرا	قرطبہ	ملطہ	غرباطا	جزیرۂ یابسہ
مسیسہ	جزیرۂ سردانیہ	مدینہ رہا	جزیرہ روس	طرطوس	آباس	تل حمدون	مصیصہ	حمص	طرابلس	بعلبک
باب اسکندریہ	انطاکیہ	حصن کیفا	رقبہ بیضا	قرقیسا	قالیقلا	حصن منصور	سمیساط	نصیبین	جزیرہ ابن عمر	سنجار
دبیلی	موصل	ارمنیہ	مراغہ	رود نیل	بلخ	شہرستانی	بسطام	استرآباد	گرجستان	
بیناییہ	مراغہ طوس	تبریز	جرجان	شہر روز	قصر شیرین	کران شاہان	کرخ	طالقان	خراسان	فاریاب

اِس اقلیم مین پچپن شہر کلان اور چار ہزار شہر چھوٹے ہین اب بنا برضرورت بعض شہرون کا حال معرض بیان مین آتا ہے
شاہزادہ پہلے خطا مین تشریف لے گیا ملک خطا کو نہایت وسیع و آباد پایا یعنی ہر ایک قطعہ اُسکا بہشت دُنیا تھا
عبد الجمیل موکل سیر فرمانے شاہزادے سے کہا کہ ایک زمانے مین قبلا خان بن تولیخان ایک شہر یہان بالغ نام آباد کریگا
اور وہی اُسکا دار السلطنت ہوگا الحاصل خلقت اُس شہر کی مع شاہ و گدا بت پرست تھی اور بتخانے بہت کلان
سے ملو تھے اور جو سب سے بڑا بت تھا اُسکو سام کون خطاب کرتے تھے عبد الجمیل نے کہا اے شہر یار اہل خطا
چار منزل کا مکان چوبی بناتے ہین ایک طبقہ واسطے رکھنے دولت و اسباب کے واسطے کارخانجات کے سوم و چہارم اپنی
سکونت کے واسطے بناتے ہین اور چھت ایسی مضبوط و متصل ہوتی ہے کہ ایک آدمی چھت پر سے تمام مکان
مین پھر آئے فی الحقیقت شاہزادے نے عمارات ملک خطا موافق بیان عبد الجمیل کے دیکھی اور زن و مرد
نہایت صاحب جمال نظر سے گذرے جب دیوان عام شاہی مین آئے وسط مین دیوان عام کے سات صفہ مقطع و مربع
دیکھے وہان ہفت صحن اُنکو کہتے ہین اس وجہ سے کہ عہدہ دارون کے مکان دس گز سے دس گز مربع ہوتے ہین
اور تمام سامان دعوت مثل کاچہ و بشرہ و شربت و میوہ و غیرہ کے اُن صفون پر مہمان کے روبرو رکھا جاتا ہے
اور دعوت کو وہ لوگ اپنی زبان مین بشرہ کہتے ہین اور یہ بھی دستور ہے کہ حاکم ہر شہر آپ مجرم کو سزا نہین دیتا
ہاتھ پاؤن باندھ کے حضور معلی مین روانہ کر دیتا ہے بادشاہ کو سزا سے بد دینے کا اختیار ہے شاہزادے نے
ایک روز مین اکثر ممالک خطا کی سیر کی بعد اسکے پوچھا کہ یہ شہر کسنے آباد کیا ہے عبد الجمیل نے کہا کہ یہ ملک
یافث بن نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے شاہزادہ بدستور قدیم شام کو گنبد گیتی نما مین آیا اور رات کو

ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس رہا صبح کو پھر گنبد گیتی نما مین مع رفقا داخل ہوا اور اُس روز سیر و تماشے کو تشریف لیگیا اثنائے سیر مین عبد الجمیل نے کہا ای شہریار یہ شہر کو زبیدہ خاتون بانوے ہارون رشید نے آباد کیا اور چند مرتبہ زلزلہ سے خراب و ویران ہو گیا اور پھر اسی صورت سے آباد ہوا جب ابو طاہر منجم طالع مین برج سرطان کے اس زمانے سے سو برس کے بعد آباد کریگا پھر شہر ویران نہین ہونے کا شاہزادہ وہان سے ملک خراسان مین آیا اور وہان سے مشہد مقدس کی زیارت بجالایا بعدہٗ نیشاپور مین آیا عبد الجمیل نے کہا نیشاپور طہمورث دیو بند نے آباد کیا ہے وہان سے ملک ہرات مین آئے عبد الجمیل نے کہا ای شہریار ملک ہرات کے آباد ہونے کی عجیب نقل ہے یعنی سکندر رومی نے شہر کنندز کی علائق سے شنیدہ کیا کہ ہم ایک شہر آباد کیا چاہتے ہین اہالیان شہر کنندز سمجھے کہ بادشاہ ہمارے شہر کو اُجاڑ کے دوسرا شہر آباد کرنا چاہتا ہے آخر سب نے کہا کہ ہم آباد کرنا دوسرا شہر نہین چاہتے سکندر کو یہ کہنا کنندز والون کا ناگوار گذرا رفتہ رفتہ یہ خبر والدہ کو اسکی پہونچی اُس معظمہ نے رقعہ سکندر کو لکھا کہ تھوڑی مٹی کنندز کی ہمکو بھیجدو سکندر نے حسب الارشاد والدہ ماجدہ کے مٹی کنندز کی بھیجدی اُس معظمہ نے اُس مٹی کا ایک جگہ پر فرش کر کے عقلاے شہر کو بلا کے وہان بٹھایا اور سب سے مشورہ کیا کہ فلان سرزمین پر سکندر ایک شہر آباد کیا چاہتا ہے اس مقدمہ مین تم کیا کہتے ہو بعض نے کہا انسب ہے اور بعض نے کہا یہ صرف بے فائدہ اور زاید معلوم ہوتا ہے پس سکندر کی والدہ نے وہ مٹی علیحدہ کر دی اور پھر اُنکو بلا کر پھر وہی مشورہ کیا اب سب نے کہا کہ بادشاہ کو شہر کا آباد کرنا باعث بلندی نام کا ہے پس سکندر کی والدہ نے سکندر کو لکھا کہ تم کنندز کے لوگون سے شہر کے آباد کرنے کا مشورہ نکرو کہ رائے اُنکی صائب نہین بلکہ منقلب ہے سکندر نے بدون مشورہ ساکنان کنندز کے شہر ہرات کو آباد کیا شاہزادے نے ایک مسجد شہر ہرات مین دیکھی عبد الجمیل نے کہا کہ یہ مسجد ایک رات مین تیار ہوئی شاہزادے کو یقین نہوا عبد الجمیل نے کہا ای شہریار عبد اللہ بن ذو الیمین طاہر کے زمانے مین یہان ایک مسجد تھی اور پہلو مین ایک آتشکدہ تھا لوگ مجوس کے بادشاہ کو جزیہ دیکر علانیہ پرستش کرتے تھے آخر الامر یہ امر ضدیت اسلام سمجھ کے ایک شب تمام مسلمان جمع ہو کے اور کلند اور پھاوڑے لیکر اس آتشکدہ کو کھود کر بالکل صاف کر دیا اور وہان مسجد راتون رات بنائی صبح کو مجوس لوگ سب دربار مین عبد اللہ ابن ذو الیمین کے گئے اور فریاد کی اس طرف چار ہزار سادات و اہل شہر بہ نیت وقصد جہاد جمع ہو گئے اور دیوان عام مین پہونچے اور سب نے کہا کہ یہ مسجد قدیمی ہے اور ہمنے اپنی عمر مین یہان کوئی آتشکدہ نہین دیکھا شاہزادے نے مسلمانون پر نہایت آفرین کی اور فرمایا دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز بعد اسکے شام کو گنبد گیتی نما مین آیا اور ملکہ

نوبہار گلشن افروز کے پاس شب گذاری اور صبح پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اور رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا شہر
غفور مین پہونچا جہان کا بدر عالم منجم باشندہ تھا بدر عالم منجم نے کہا اگر حکم ہو تو مین
وطن کو ایک نظر دیکھ آؤن شاہزادے نے فرمایا بہتر بدر عالم منجم اپنے مکان مین گیا اور بجز اپنی والدہ کے
اور سب عزیزون کو جمع دیکھا غمگین وملول وہان سے پھر شاہزادے سے کہا حضور والدہ کو نہین دیکھا نہین
معلوم کہ وہ زندہ ہین یا رحلت کر گئین شاہزادے نے کہا کہین مہمان گئی ہونگی آخر شاہزادہ وہان سے
بعد فراغت گنبد گیتی نما مین آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آرام فرمایا صبح کو پھر گنبد گیتی نما مین
داخل ہوا اب ابوالحسن جوہر اور بدر عالم منجم کو حکم دیا کہ تم علیحدہ علیحدہ سیر کو جاؤ اور جو کچھ دیکھو
ہمسے بیان کرو اسواسطے کہ اس اقلیم مین شہر و بلاد کثرت سے ہین لیکن خبردار ادریس کی طرح تم نہ کہین
شام کر دینا بدر عالم منجم نے کہا ہم دیوانے نہین ہین جو ایسی حرکت کر کے آپ خرابی مین پڑین قصہ کوتاہ
شاہزادہ اور بدر عالم منجم و ابوالحسن جوہر جدا جدا سیر کو روانہ ہوے بدر عالم منجم پہلے آذربایجان
و قم قزوین وغیرہ مین گیا اسکے بعد پھر شہر غفور مین آیا تاکہ والدہ کا اپنی حال دریافت کرے اور وہان
بحکم اس آیہ کے اِذا جَاءَ القَضَاءُ عَمِیَ البَصَر جسوقت آتی ہے قضا اندھی ہو جاتی ہے بصیرت حکیم
نجومی جان کی مطلق یاد نرہی جب قدم دروازے مین رکھا خیال آیا کہ مجھسے غلطی واقع ہوئی مگر اب
کیا ہوتا ہے آخر وہی معاملہ پیش آیا کہ جسوقت بدر عالم منجم نے والدہ کی صورت دیکھی بس ایک ورم ان پہ
پیدا ہوا کہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا دیکھا کہ سر والدہ کے زانو پر رکھا ہے اور بہنین چلا چلا کر رو رہی ہین
بدر عالم منجم نے اسی حالت تحیر مین اُن سے پوچھا کہ مین کسطرح آیا اُنھون نے کہا ہمنے یہ دیکھا کہ تم ہمارے
پاس بیہوش پڑے ہوا اور ہم کچھ نہین جانتے اب اپنی کیفیت بیان کرو بدر عالم منجم نے از اوّل تا آخر سب
حال گذشتہ بیان کیا لیکن جب خیال خوشنوازپری کا آیا بس از خود رفتہ ہو گیا اور قرار و آرام جاتا رہا
ایک روز زائچہ کھینچ کے حال آئندہ دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ بلاک نیم روز کو جاؤ وہان کوئی شکل پیدا ہو جائیگی
بدر عالم منجم اپنی والدہ کے پاس گیا کہ آپ آپ دودھ بخش دیجیے اور رخصت فرمائیے اگر زندہ رہا تو پھر
حاضر ہونگا ورنہ بفاتحہ خیر یاد فرمائیے گا آخر بجبر والدہ سے رخصت لیکر بلاک نیم روز کو روانہ ہوا اب
حال بدر عالم منجم کا ادریس نوجوان کے ساتھ بیان ہوگا

اب راوی حال شاہزادہ معز الدین کا بیان کرتا ہی

کہ اُس روز بھی شاہزادے نے متعدد شہرون کی سیر ملاحظہ فرمائی اور شام کو گنبد گیتی نما مین تشریف لایا

اس اثنا میں ابوالحسن جوہری بھی آ پہونچا اور چند ساعت بدر عالم منجم کی راہ دیکھی سوکل سے پوچھا
کہ بدر عالم منجم کو کیا ہوا عبدالجمیل نے شاہزادے سے کہا آپ کس خیال میں ہیں وقت تنگ ہو شاید
آپ یہیں رہینگے شاہزادہ نے فرمایا کہ میں بدر عالم منجم کا انتظار کرتا ہوں عبدالجمیل نے کہا بدر عالم منجم سے
آپ دست بردار ہوں اور اپنی فکر کیجیے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ بدر عالم منجم کی فکر میں شاید کوئی صدمہ نکہت
آپ کو نہ پہونچے ابوالحسن جوہری نے کہا حضور بدر عالم منجم کو بھی بچاے اور ادریس نوجوان کو بھی شاہزادہ اور
ابوالحسن جوہری نے آنکھیں بند کیں اور فوراً گنبد گیتی نما میں داخل ہوگئے حکیم اخشی جان نے فرمایا کہ حضور
کے بشرے سے پھر کوئی ملال ظاہر ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ حکیم صاحب ہم چار آدمیوں میں سے اب یہی آدمی
رہ گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا دیکھیے ہمارا انجام کیا ہوتا ہے عبدالجمیل نے کہا تم خاطر جمع رکھو
اندیشہ نہ کرو خداوند کریم انجام بخیر کریگا ابوالحسن جوہری نے شاہزادہ سے کہا تم نے سنا کہ حکیم صاحب نے کیا
فرمایا یعنے حکیم صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم بھی طلسم سے نکلے جائینگے اور اُس روز یاد ہے کہ
شاہ ارشاد نے فرمایا تھا کہ سیر گنبد گیتی نما کی تمہارے حصول مقاصد کا دروازہ ہے شاہزادے نے فرمایا کہ بیشک
وہ درویش صادق ہے پھر شاہزادہ حکیم اخشی جان سے رخصت ہوکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا
اور بدر عالم منجم کا بھی کھو جانا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میں پہلے ہی
کہا تھا کہ سیر گنبد گیتی نما کی بہ ہیں ہے آپ نے نہ مانا اب بھی اسکی سیر سے باز آؤ اتنی ہی سیر پہ کفایت کرو
شاہزادہ نے فرمایا کہ چار اقلیم کی سیر میں کر چکا تین اقلیمیں اور باقی ہیں انشاء اللہ تعالی وہ بھی چند روز میں ختم ہوئی
جاتی ہیں ای ملکہ نوبہار گلشن افروز معلوم ہوتا ہے کہ ادریس نوجوان اور بدر عالم منجم ایسی کسی جا سے فرصت افزا
میں پہونچے ہیں کہ انکو ہماری یاد بھی نہ رہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ معشوقین تو انکی یہاں ہیں پھر
کس جگہ میں انکو چھوڑ کر گئے ہونگے ابوالحسن جوہری نے کہا شاید دل انکا کہیں لگ گیا ہوگا نادرہ رازدار نے
کہا ای ابوالحسن جوہری ادریس نوجوان و بدر عالم منجم تمہاری طرح سے ہرجائی و بیوفائی نہیں ہیں کہ جو انکے
حق میں یہ کلمہ کہتے ہو ہاں اگر تاثیر طلسم سے کوئی حرکت اُن سے ظہور میں آئے تو اُسکا گناہ اُنپر لازم نہیں آسکتا ادھر
خوش نواز پری نے جو گم ہونا بدر عالم منجم کا سنا ایسا سینہ و سر کو پیٹا کہ بیہوش ہوگئی الغرض سب خواتین محل نے
بعد ہوش میں آنے کے خوش نواز پری کو دلاسا اور تشفی دی کہ جو امر تقدیری تھا وہ تو ہوا اب اس گریہ وزاری سے
کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ صبر کرو آخر الامر دو روز میں شاہزادہ نے اقلیم چہارم کی سیر بخوبی کی اور تیسرے روز
اقلیم پنجم میں داخل ہوا حکیم اخشی جان نے کہا ای شہریار یہ اقلیم پنجم کوکب زہرہ سے تعلق رکھتی ہے اور جسقدر خلق
یہاں کی اکثر سپید رنگ ہے اور باریک بدن اور حد دل اقلیم پنجم وہاں سے شروع ہوئی ہے جہاں سے

چودہ ساعت اور چند دقیقہ ہی اور بیچ بین اقلیم کے پندرہ ساعت بین پہونچ جاتا ہی غرض تقسیم اقلیم پنجم اس طرح واقع
ہوئی ہی کہ وسط بلاد ترکستان اور ماوراءالنہر و شمال بلاد خراسان و کرمان فارس سے گذر جاتی ہی اور وسط بلاد
ارمنیہ اور روم اور جزیرہ یونان و جنوب سواحل الزہرہ اور وسط بلاد اندلس سے گذرتی ہوئی بحر اوقیانوس بین منتہی ہوئی
ہی پس اس تفصیل کا نقشہ یہ ہی

سعد	دعانہ	سلطانیہ	سروشتہ ختن	شہر ارمن	انگوریہ	عوریہ	فوشیہ	اقسرائی	سہواس	باران الروم	قیصریہ
آذربائیجان	موس	اخلاط	بصری	شماور	تفلیس	بیلقان	گنجہ	سلطانیہ	ہرباوغان	برجانیہ	خوارزم
گرگنج	ایکزمی	زمخشر	نوارست	درغان	بخارا	سمرقند	کسانیہ	اطلاق	ساباط	رنج	×

اس اقلیم بین بھی دو سو پندرہ شہر چھوٹے بڑے ہین شاہزادہ ملک روم کے دروازہ بین داخل ہوا ابوالحسن جوہر
نے کہا بین آج علحدہ سیر کرونگا شاہزادہ نے فرمایا بہتر ابوالحسن جوہر ایک طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے
دروازہ بین قدم رکھا تھا کہ ایک جوان عبدالرؤف نام آیا شاہزادہ کو ملک روم بین لے گیا شاہزادہ نے
شہر بین ایک قلعہ دیکھا کہ اُسکے دروازہ پر ایک گھوڑا بنا ہوا ہی اور وہ اپنی دم کو دروازہ پر مارتا ہی عبدالرؤف
نے کہا یہ گھوڑا پتھر کا ترکیب طلسم سے ہی کوئی اہل آدم اسکی کیفیت سے ماہر نہین ہی شاہزادہ وہان سے
شہر اخلاط بین آیا وہان یہ دیکھا کہ ابتداء موسم بہار بین تین روز متواتر جانوران خرد مثل گنجشک آسمان سے
نازل ہوتے ہین اور خلق اللہ اُنھین گرفتار کرتی ہی اور جب تین روز گذر جاتے ہین تو وہ پھر پرواز کر جاتے ہین
شاہزادہ نجف اشرف اور کربلاے معلّی کو روانہ ہوا اور عالم مثال بین زیارت سے مشرف ہوا بعد ازان
قیصر روم بین آیا وہان حکیم بلیناس فرنگی نے ایک حمام بنایا تھا اور طلسم سے یہ صنعت رکھی تھی کہ وہ حمام فقط
ایک چراغ سے گرم ہوتا تھا اُسکی نواح بین ایک مقام نظر سے گذرا کہ خلائق وہان واسطے زیارت کے جاتی تھی
شاہزادہ سے عبدالرؤف نے بیان کیا کہ یہان محمد حنیف حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے فرزند کا مزار مقدس
ہی شاہزادہ نے اُس مزار مقدس کی بھی زیارت کی بعد ازان شہر یونان بین آیا مگر یہ بھی خیال تھا کہ ابوالمکارم
نے کوئی تصویر کسی نازنین کی دکھلائی تھی اور بین اُسکے عشق بین اپنے وطن سے نکلا ہون اور وہ جو پیکر میری
جنس سے ہی بخلاف ملکہ نوبہار گلشن افروز کے یعنے آدم زاد ہی عبدالرؤف سے اس حال کو پوچھا
عبدالرؤف نے کہا بین نہین جانتا شاہزادہ یونان شہر ارمینیہ بین وارد ہوا وہان ایک آتشکدہ دیکھا کہ
نجا دریا کی حوض سے لیکر اُس آتشکدہ پر چھڑکتے تھے ناگاہ ایک لکہ ابر آسمان سے پیدا ہوا اور اس شدت
سے پانی برسا کہ طوفان کی نوبت پہونچی عبدالرؤف نے کہا اے شہریار جس سال شہر ارمینیہ بین خشک سالی

ہوتی ہی یہان کے رہنے والے اس آتشکدہ پر جمع ہوکر فریاد کرتے ہین اور خادم مجاور آتشکدہ پانی حوض کا ہر چہار طرف چھڑکتے ہین جس طرح اب آپ نے ملاحظہ فرمایا خدا کی قدرت سے بارش کامل ہوتی ہی اور قحط دفع ہو جاتا ہی شاہزادہ ارمینیہ سے اندلس مین پہونچا نواح اندلس مین ایک گھوڑے کی تصویر دیکھی اور رخ سوار کا آبادی کی طرف تھا جب کوئی آدمی سوار کے پاس جانے کا قصد کرتا تھا وہ ہاتھ کے اشارہ سے کہتا تھا کہ میرے پاس نہ آؤ عبد الرؤف نے کہا پشت کی طرف سوار کے صحراے مور چکان ہی اور ہر ایک چیونٹی مثل کتے کے ہی آدمی کو ایک لحظہ مین ہلاک کرتی ہی اسواسطے وہ سوار اپنے پاس نہین آنے دیتا اور منع کرتا ہی اتفاق سے ابو الحسن جوہری بھی سیر کرتا ہوا اُسی جا پہونچا جہان کہ شاہزادہ تھا شاہزادہ نے پوچھا تمنے کس کس شہر کی سیر کی ابو الحسن جوہری نے کہا مین نے خوارزم اور قوانیہ اور سمرقند کو دیکھا اور توران کے اکثر شہرون کے دروازے مثل خون کبوتر کے سرخ رنگ دیکھے اور انکے دیکھنے سے خود بخود وحشت ہوتی تھی مین نے اُس سُرخی کو عبد الرؤف سے دریافت کیا اُسنے کہا حکیم آختشی جان سے پوچھنا مجھے معلوم نہین ہی شاہزادہ نے فرمایا درست ہی مین نے بھی ایسی ہی سُرخی دیکھی ہی ہرات اور بغداد مین غرض شام کو ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ حسب معمول گنبد گیتی نما مین آئے اور بغداد و بخارا وغیرہ شہرون کی سُرخی کا حال پوچھا حکیم آختشی جان نے کہا جسکا حال آیندہ دریافت کرتے ہو وہ یہ ہی کہ تین سو برس کے اس زمانہ کے ایک بادشاہ چنگیز خان نام دشت قبچاق مین پیدا ہوگا اور وہ وہان اہل شہرون کو کہ جنکے دروازے سُرخ ہین قتل کریگا اُس ہنگامہ سخت مین اکثر خاندان عالیشان خراب و تباہ ہو جاوینگے اور اکثر بزرگان خدا آگاہ اور ہر دیار کے عارفان اُسکے دست ظلم سے قتل ہونگے یہان تک کہ سارا جہان تہ و بالا ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا خداوند کریم اُس ظالم اژدہا کے ہاتھ سے محفوظ رکھے بعد اُسکے حکیم آختشی جان سے رخصت ہوکر حسب معمول ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آیا اور ماجراے گذشتہ بیان کیا اور صبح کو پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اسباب سیر اقلیم ششم کی ہی کہ یہ کوکب عطارد سے متعلق ہی اور یہان کی خلایق اکثر سیاہ و سبز ہوتی ہی اور دیگر عجایبات ہین اور ابتدا اس اقلیم کی مشرق سے شروع ہوتی ہی اور شمال مین دیار یاجوج ماجوج اور بلاد خاقان چین ہین اور بعض نواح خوارزم اور سہائین اور شمال قسطنطنیہ اور جنوب بحر صقالیہ اور شمال ہیکل الزہرہ اور اندلس سے گذر کے بحر اعظم مین ختم ہوئی ہی چنانچہ نقشہ اقلیم ششم کا یہ ہی

رومیہ	قسطنطنیہ	جسند	باب الابواب	قرنیہ طراز	شلج	کاشغر	تیرہ	بسار قیہ	بیرشا اوش

قصہ کوتاہ چالیس شہر بڑے اور ہزار شہر چھوٹے اور بائیس پہاڑ بڑے اور بیس نہرین عظیم واقع ہین اسیواسطے شہر قسطنطنیہ کا حال بیان ہوتا ہی غرض شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر شہر قسطنطنیہ مین داخل ہوئے دیکھا کہ

دروازہ ہر شہر کا ایک فرسخ کی دوری پر ہے اور ہر ایک شہر کے دروازہ پر ایک تصویر گھوڑے کی سی بنی ہوئی ہے اور
ایک سوار بھی اُسی گھوڑے پر اس ہیبت سے ہے کہ ہاتھ میں کوڑہ لیے ہوئے شاہزادہ نے عبد الرحمن سے فرما سے
پوچھا یہ سوار کون ہے عبد الرحمن نے کہا اس سوار نے اس شہر کو آباد کیا ہے اور نام اسکا قسطنطین ہے اور ایک مقام
شاہزادہ کی نظر سے ایسا گذرا کہ جسکی دیوار پر ہزارہا تصویریں زن و مرد کی آویزان ہین عبد الرحمن نے کہا اے
شہریار جسکو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے اس مکان مین وہ جاتا ہے اور جو تصویر کہ اُسکی صورت سے مشابہ ہوتی ہے
اپنے عضو مخصوص کو اُس تصویر کے عضو سے مس کرتا ہے قدرت خدا سے وہ اُسی وقت صحت پاتا ہے شاہزادہ نے
دو روز مین اُس اقلیم کی سیر کی بعد ازان قیصریہ اقلیم ہفتم مین داخل ہوا اغشی جان نے کہا اے شاہزادہ کامگار
اقلیم ہفتم کوکب قمر سے منسوب ہے یہان کی خلقت اکثر سپید و سبز رنگ کے درمیان ہوتی ہے اور وسط مین اس
اقلیم کے طول روز سولہ ساعت کا ہوتا ہے اور ابتدا مشرق سے شروع ہوئی ہے یعنی بلاد یاجوج و ماجوج اور
کیماکس و اللان شمال بلاد شلخ اور جنوب بلاد ترخان سے گذر کر بحر اعظم مین داخل ہو جاتی ہے اس
اقلیم کے بلاد کا نقشہ یہ ہے

شنشیانوج	صفحیا	طرقو	قرقیار	قرقیز	صواری	کفا	کرسی	مق	صرائی	کاکسہ	بانغار	دیار یاجوج ماجوج	سیلوار	طیلاس

کہ جو شہر بحر محیط کے کنارہ پر واقع ہے قصہ کوتاہ اس اقلیم مین بھی پچاس شہر بڑے اور ہزار شہر چھوٹے اور دو پہاڑ
ہین بعد ازان شاہزادہ اور عبد الباری سیر فرماتے سد سکندر اور دریا ریاحیح مین پہونچے پہاڑ پر ایک دیوار
سفید بلند نظر آئی عبد الباری نے کہا سد سکندر یہی دیوار مشہور ہے درحقیقت ایسی وہ دیوار بلند تھی کہ اگر اُسکی
چوٹی پر سے کوئی نیچے دیکھے تو یہ آدمی بقدر ایک بالشت کے معلوم ہوتے ہین اور یہ دیوار تانبے اور کست
وغیرہ کی ہے اور تا قیامت اُسکو بھی قیام ہے اگر یہ دیوار درمیان مین مانع نہوتی تو یاجوج و ماجوج دنیا
کو خراب و ویران کر دیتے اُسکی تفصیل یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند زادے ہین جسوقت
یافث بن نوح کی اولاد دنیا مین منتشر ہوئی یاجوج و ماجوج بھی سرزمین مشرق مین آباد ہوئے اور اُنکی نسل
سے اسقدر مخلوق ہوئی کہ جسکا حد و حساب نہین چنانچہ اہل تواریخ لکھتے ہین کہ دس حصہ مین نو حصہ اولاد
یاجوج و ماجوج ہین اور ایک حصہ مین دوسری قوم ہے اور اُنمین دو فرقہ ہین دو بھائیون کی اولاد سے
اور ہر فرقہ نو قسمون مین منقسم ہوا ہے سوا اسکے جبتک کہ ایک سے ہزار نہ پیدا نہین ہو لیتے وہ فنا نہین ہوتے
اور عجیب خلقت ہر فرقہ کا عرض و طول ایک سو بیس گز کا مربع ہوتا ہے اور بعض کے ایک سر سے چالیس
سر تک ہوتے ہین اور ایسے زبردست ہوتے ہین کہ شیر اور ہاتھی اُنسے مقابلہ نہین کر سکتے اور ہمیشہ ملکی

اوڑتے ہین اور جو کوئی اُنمین سے مرتا ہی سب کے سب اُسکو کھا لیتے ہین اور کوئی مذہب اُنکا نہین ہی بعد ازان
شاہزادہ زندان دجال مین آیا دیکھا کہ زنجیر و سلاسل مین دجال گرفتار ہی مگر ایسا زبردست اُسکو دیکھا کہ کبھی ایسا زبردست
کسی کو نہ دیکھا تھا عبد الرحمن سے پوچھا کہ دجال کو کسی نے اس زمانہ مین بھی دیکھا ہی عبد الباری نے کہا
تمیم نام نصرانی کی کشتی طوفانی ہوکر یہان آئی تھی اور دجال اور تمیم سے کچھ سوال و جواب بھی ہوئے تھے بعد اسکے
تمیم حضرت رسالتمآب کی خدمت مین حاضر ہوا اور حال اپنا بیان کیا شاہزادے نے پوچھا کہ تمیم سے دجال نے
کیا سوال کیا اور تمیم نے کیا جواب دیا عبد الباری نے کہا پہلا سوال دجال نے یہ کیا کہ نخل بیسان باردار ہوتا
ہی یا نہین دوم یہ کہ چشمہ زغر مین پانی باقی ہی یا خالی ہوگیا سوم یہ کہ شجرۂ طیبہ مین برگ و بار آیا یا خزان آ گئی
دجال نے جو سُنا کہ نخل بیسان و چشمہ زغر اور شجرۂ طیبہ بحال خود ہین بس غضب مین آیا اور کہا
جسوقت شجرۂ طیبہ مین ثمر آئیگا اور چشمہ مین پانی بھریگا تو مین خروج کرونگا شاہزادہ وہان سے قیصر پیر اقلیم ہفتم
مین تشریف فرما ہوا ناگاہ ایک دروازہ جسکی پیشانی پر باب الطلسمات والعجائبات منقش لکھا تھا دیکھا
شاہزادہ نے اُس دروازہ کا حال حکیم اخشی جان سے پوچھا حکیم اخشی جان نے کہا جب دروازہ مین داخل
ہوگے تو تمام دنیا کے عجائبات تمھارے پیش نظر ہونگے اور جسقدر عجائبات مین بلاد مختلف دیکھے پھر وہ دیکھوگے
بعد ازان شاہزادہ شہر کرسی مین گیا تیغ کرسی نشین اور سعید ابو صدار اور محفوظ قاصد ارکو عالم مثال مین دیکھا
اور حسب الاتفاق ذکر شاہزادہ کا کر رہے تھے اسی طرح رؤساے اربع یعنی طاقی شاہ و عادل شاہ اور
راسب شاہ و مرطوب شاہ کے ملک مین پہونچے اور وہان سے ملک ظہورستان مین آئے وہان
سلطان روح الملک و روح افزا بھی موجود تھے لیکن ملکہ ناطقہ روشن بیان کو نہ دیکھا ابو الحسن جوہر
نے غمزۂ شیرین کار کو دیکھا کہ باغ مین عجیب ناز و انداز سے سیر گلستان کر رہی ہی ابو الحسن جوہر نے چاہا کہ یہ
نازنین میری منکوحہ ہی مگر عیاری سے نادانستہ حال غمزۂ شیرین کار کا پوچھا عبد الباری نے کہا تم خود
واقف ہو کہ یہ امارہ خاتون محلدار کی بیٹی ہی الغرض شہر کے عجائبات و شہر آئینہ داران و ملک حشمت نگار و
مقام الامتحان اور سروستان حیرانی تا عرشہ نظر سے گذرے شاہزادہ کو بارہا خیال آتا تھا کہ مین نے
تمام جہان عالم مثال مین دیکھا لیکن اقبال شاہ کو نہین دیکھا شاید اقبال شاہ نے کوئی گوشۂ عبادت ایسا
بنایا ہی کہ کوئی بشر وہان نہین پہونچ سکتا یا بانیان طلسم نے اُسکی صورت ظاہر نہین کی خیر حکیم اخشی جان سے معلوم
ہو جائیگا الغرض تمام دن تو شاہزادہ سیر گنبد گیتی نما مین رہتا تھا اور رات کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
پاس تشریف لاتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز ہر شب شاہزادہ سے کہتی تھی کہ بس اب سیر گنبد گیتی نما موقوف
کرو کہ ہفت اقلیم کی بھی سیر بخوبی دیکھ لی شاہزادہ جواب دیتا تھا کہ تھوڑے سے شہر اور باقی ہین وہ بھی تمام

ہوئے جاتے ہین اور اس مین قباحت کیا ہی رات کو تو تمھارے پاس پہونچ جاتے ہین اور اصل مین رات تو تمھاری
ہی تمکو دن سے کیا غرض لہذا تم مانع سیر نہو ملکہ نوبہار گلشن افروز کہتی تھی کہ سیر ہفت اقلیم بھی تمام ہوا اور آپکا وعدہ
ختم ہوا اب آپ مرغزار عشرت مین تشریف لیچلیے اور وہان عیش و آرام رہیے شاہزادہ نے فرمایا کہ اب دو ہی چار روز کا
بکھیڑا اور ہی پھر تو تم اور ہم تمام عمر جدا نہونگے اگر والدین بھی یہان آ گئے تو نہایت مناسب ہی کیونکہ مین انکی زیارت
کا نہایت مشتاق ہون علی الخصوص جس وقت سے کہ مین نے عالم مثال مین والدین کو اپنے غم مین از حد ملول دیکھا ہی
بس دل کو میرے بھی قرار و آرام نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خاطر جمع رکھو مین جناب حکیم قسطاس الحکمت
سے ضرور عرض کرونگی اور بلوالونگی جب رات گذر گئی تو صبح کو ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ داخل گنبد گیتی نما ہوئے
اور شاہزادہ نے چند دروازہ دیکھے ان پر پردے پڑے تھے شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ پردہ دار دروازے کس شہر و بلاد
سے تعلق رکھتے ہین حکیم انتشی جان نے کہا خود جاکر دیکھ لو جب شاہزادہ دروازہ کے اندر گیا معلوم ہوا کہ شہر مثالیہ
ہی اور ملکہ منصورہ بانو امیر جلال الدین کی معشوقہ اور خلیل قوی بازو اور حمائل شاہ وغیرہ اشخاص نظر سے
گذرے وہان سے شہر برزخیہ مین آئے عبد الباری نے تمام سرگذشت امیرزادہ سیف الدین کی بیان
کی اور طلسم مین پھر ایک جا کا نشان دیا کہ یہ شہر شعیبیہ ہی اور منوچہر شاہ ہی اور یہ ملکہ عقیلہ تندخو امیرزادہ
سیف الدین کی محبوبہ ہی اور یہ ملکہ قمراسے حور پیکر دوسری بی بی امیرزادہ سیف الدین کی ہی اور جبل عرب
ہی اور یہ جائے وہ ہی جہان امیرزادہ سیف الدین نے اژدہے کو مارا ہی اور یہ حدیقۃ العجائب ہی اور یہ سرطون وجیہ
بن سبطل شاہ جنی ہی ملکہ امیر سلطان و امیر خلیل کے طلسم کا حال بیان کیا اور حال محمود خراسانی نہین بیان کیا
کہ وہ بعد حال طلسم کے بیان کیا جائیگا عبد الباری نے کہا اب اس دروازہ مین تشریف لیجاؤ کہ جو پہلو مین ہی
شاہزادہ نے پوچھا یہ دروازہ کس ملک کا ہی عبد الباری نے کہا یہان تمام جہان کے عجائبات کا نمونہ ہی
شاہزادہ مع ابو الحسن جوہر کے اس دروازہ مین گیا اب اگر تفصیل سے یہان کا حال لکھا جائے تو طول ہوگا
لہذا مختصر بیان ہوتا ہی الغرض شاہزادہ نے اس دروازہ مین قدم رکھا جو عجائبات کہ ربع مسکون مین ہین نظر سے
گذرے اور موافق بیان صاحب کتاب حبیب السیر و روضۃ الصفا و عجائب المخلوقات و
عجائب البلدان شاہزادہ نے دیکھا اور ترکستان مین ایک پہاڑ بہت بڑا پر فضا تھا اور نیچے اسکے بہت زن و
مرد مع ساز اسطرف کو روانہ تھے شاہزادہ نے عبد الباری سے فرمایا کہ یہ معاملہ کیا ہی بیان کرو عبد الباری
نے کہا اے شہریار جو کوئی انکے گروہ مین بیمار ہوتا ہی وہ ایسے سامان سے پہاڑ پر جاتا ہی اگر وہان پہونچتے ہی بارش
ہوئی تو وہ فوراً تندرست ہو جاتا ہی ورنہ مر جاتا ہی اور آب بارش مین لاش بہ جاتی ہی اور بیابان توسہ مین
ایک سنگ مربع پر تخت پتھر کا رکھا ہی اور اس تخت پر ایک آدمی بے جان دھریان بیٹھا ہوا ہی جو حاجتمند اس سے

حاجت طلب کرتا ہی فوراً بر آتی ہی اور نواح مصر مین خلایق غول کا شکار کرتی ہی اور غول وہان کا زبان انسانی سمجھتا
ہی اور اپنے کہتا ہی کہ تم دعا کرو کہ بارش ہوا اور جو بارش نہوئی تو تمکو قتل کرونگا جب وہ علما سب دعا کرتے ہین تو بارش
بخوبی ہوتی ہی اور ہندوستان مین بہت بت پرست ہین کہ ہر سال عید کرتے ہین اور سردار قوم شراب پیتا ہی اور
بیلچہ تلوار کا سینہ پر رکھکے اس زور سے دباتا ہی کہ پشت سے پار ہو جاتا ہی اور اسی حال زخم داری مین حال آئندہ
بیان کردیتا ہی اور جب تلوار نکال لی تو جراح خاک رکھکر باندھ دیتا ہی پس قدرت خدا سے وہ زخم اچھا ہو جاتا ہی اور
ملک چین مین ایک چشمہ ہی کہ ہر مرض کے واسطے مریض کو پانی اس چشمہ کا دیتے ہین اگر موت اسکی ہی تو اسی وقت
مرجاتا ہی اور اگر زندگی ہی تو فوراً اچھا ہو جاتا ہی اور بلاد چین مین ایک مکان مین ایک مردہ کلان پڑا رہتا ہی جب
کوئی قریب جاتا ہی تو اس زور سے طمانچہ اسکے کلہ پر مارتا ہی کہ وہ فوراً مرجاتا ہی اور کوہ نہاوند مین ایک حوض مثل
بدرو کے ہی جب وہان خشک سالی ہوتی ہی تو خلقت وہان جاتی ہی اور اس شگاف زمین سے جو مثل بدرو کے
ہی پانی طلب کرتے ہین پس اس شگاف سے قدرت خدا سے اسقدر پانی آتا ہی کہ پھر حاجت نہین رہتی جب
کہتے ہین کہ ہمین حاجت نہین ہی تو پانی موقوف ہو جاتا ہی کوہ سراندیپ مین حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی
لنبائی ستر گز کی تخمیناً ہی اور ہر روز پانی برستا ہی اور مشرق کی طرف ایک جزیرہ ہی واق واق نام وہان
اسقدر سونا پیدا ہوتا ہی کہ برتن کھانے پینے کے بھی سونے کے ہین اور زیور عورتون کا جست اور تانبے کا ہوتا
ہی بصرہ اور اہواز کے درمیان ایک پتھر ہی کہ اسمین سے ایک آدمی بلند قد نکلتا ہی اور مثل دیو کے ہی اور
صدائے بوق و طبل ہر طرف سے آتی ہی مغرب مین ایک موضع کی زمین ہی کہ اسمین مثل گیاہ کے غول پیدا
ہوتے ہین لیکن اس مقام پر بجز سکندر اور کوئی نہین گیا ہی ہندوستان مین پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ ہی
کہ اسمین سے ایک جانور مثل طاؤس کے پیدا ہوتا ہی اور چونچ مین پانی لیکر اور جانورون کو دیتا ہی حدود
مغرب مین ایک جانور ہمیشہ آگے آگے کشتی کے چلتا ہی جب کوئی آفت کشتی پر آنے والی ہوتی ہی وہ جانور
چلاتا ہی اہل کشتی ہوشیار ہو جاتے ہین اور کشتی کو بچاتے ہین اب شاہزادہ ملک کرمان مین پہونچا وہان ایک
مینار مع زینہ دیکھا کہ اکثر آدمی مینار پر جاتے ہین شاہزادہ نے عبد الباری سے مینار کی کیفیت پوچھی
عبد الباری نے کہا یہان کے لوگون کو جب جلاب کی حاجت ہوتی ہی پس اسقدر زینہ ہین کہ اسپر چڑھنے
سے سب مادہ فاسد نکل جاتا ہی ولایت مزرعہ مین ایک جا سے دیکھی کہ سیاہ پتھر کو آدمی توڑ رہے تھے
عبد الباری نے کہا ای شہریار یہ پتھر مثل کوئلے کے جلتے ہین اور راکھ اسکی کپڑے دھونے مین کام آتی ہی اور
دیکھا کہ خط استوا کے نزدیک ایک پہاڑ ہی اور اس پر مینار کے اوپر ایک غار ہی اور اس غار مین ایک تصویر
جانور کی ہی اور منہ مین تصویر کے ایک چیز انجیر کی طرح ہی عبد الباری نے کہا ای شہریار یہ انجیر منجملہ تحفہ ہای

ہین حسب قاعدۂ طلسمی چند جانور پتھر کی صورت وہان سے منقارون مین انجیر لا کر اس غار مین جمع کرتے ہین خلائق
شہر بیمار پرسے انجیر لے آتی ہو منارہ ارمن مین دیکھا کہ پانی چشمہ درعم کا اسمین سے جاری ہو اس علامت سے معلوم
ہوا کہ نخل بیابان مین بھی پھل ہوگا بعد اسکے شاہزادہ بیت المقدس مین آیا اور وہان سے مجمع البحرین مین پہونچا
وہان ایک محل پر زاغ سیاہ بنا ہوا ہو عبدالباری نے کہا یہ محل رات کو مثل شمع کے روشن ہوتا ہو اور پہلو
مین محل کے تہخانہ ہو بس جسقدر مہمان شہر مین وارد ہوتے ہین یہ کوا طلسمی مثل آدمیون کے آواز دیتا ہو نوکر تہخانہ کے
ہوشیار ہوتے ہین اور مہمانون کے واسطے سامان مہمانی تیار کر لاتے ہین اسی وجہ سے نام اس تہخانہ کا
کنیسۃ الغرب ہو شاہزادہ نے فرمایا کیا قدرت اسکی ہو کہ تہخانہ مین کبھی وہ اپنی قدرت نمائی کرتا ہو عبدالباری
نے کہا نمرود نے بھی چند چیزین بنوائی تھین انمین ایک بط تھی کہ جب کوئی شہر مین مسافر داخل ہوتا تھا تو وہ
خود بخود ایسی آواز دیتی تھی کہ تمام شہر کو معلوم ہوجاتا تھا کہ کوئی شہر مین آیا اور مسافر خانہ کے لوگ اس مسافر
کی مہمانی کرتے تھے اور ایک طبل تھا کہ جسکے گھر مین چوری ہوتی تھی وہ ایک ہاتھ طبل پر مارتا تھا اور طبل سے
آواز پیدا ہوتی تھی کہ فلانے شخص نے مال لیا ہو اور فلان جا رکھا ہو اور شہر سوم مین ایک آئینہ ہر سال روز معین
کو حال آیندہ کی خبر دیتا تھا اور شہر چہارم مین ایک حوض تھا اسکے کنارہ پر نمرود دربار عام کرتا تھا اور اہل شہر
کو حکم ہوتا تھا کہ گلاب اور شربت و شراب و عسل و بید مشک پانی مین حوض کے ملا دو اور پھر اپنا اپنا جام بھر لینے
کا حکم ہوتا وہ لوگ جام حوض مین سے بھر لیتے تھے جسکا کہ شہد تھا اسکے جام مین حوض سے شہد ہی آتا تھا اور جو
گلاب ڈالتا تھا اسکے جام مین گلاب اسی طرح جو چیز کہ حوض مین ڈالتا تھا وہی چیز جام مین اسکے آتی تھی
پنجم یہ کہ ایک چشمہ تھا اسمین مدعی و مدعا علیہ کو حکم ہوتا تھا کہ تم اپنے اپنے پانون ڈالو جو سچا ہوتا تھا وہ اسی طرح
رہتا تھا اور جسکا دعوی جھوٹ ہوتا تھا وہ ڈوب جاتا تھا ششم مین ایک چشمہ کے گرد تمام شہر بابل کے نام
لکھے ہوئے تھے جب کوئی حاکم شہر نمرود سے بغاوت کرتا تھا اس چشمہ سے پانی روانہ ہوتا تھا یہان تک کہ اس شہر
کو غرق آب کر دیتا تھا اور شہر ہفتم مین کہ خاص دار الخلافت نمرود تھا دروازہ پر بارگاہ کے ایک درخت تھا سو تھا
جسقدر خلایق سایہ مین درخت کے جمع ہوتی تھی سایہ درخت بھی پھیل جاتا تھا چنانچہ جسقدر آدمی ہوتے تھے
اسی قدر سایہ بھی بڑھتا تھا مگر اس عجب پر بھی خدا سے انحراف کیا اور حضرت خلیل اللہ کو پیغمبر نہ سمجھا آخر ایک
پشہ نے ہلاک کر دیا شاہزادہ وہان سے حضرت نوح علیہ السلام کی مسجد مین آیا مسجد کے سات دروازے تھے
اور وہ مسجد کوہ جودی پر تھی عبدالباری نے کہا یہان حضرت نوح کا یہ معجزہ ہو کہ جو کوئی مسافر کسی مسافر کا
کچھ چراتا ہو پھر اسکو دروازہ معلوم نہین ہوتا تا وقتیکہ وہ چیز وہان نہ رکھدے الغرض ایسے ہی نقل و حکایات
کتاب لوائح مین مندرج ہین اگر سب لکھین تو طول ہو اور مطلب کتاب کا جاتا رہے لہذا موقوف رکھکے

کچھ حال بحار العظیم کا بیان کیا جاتا ہی بعد اسکے حال شاہزادہ کا بیان ہوگا مورخان صاحب تحقیق نے لکھا ہی کہ بحر اعظم پانچ ہین پہلے بحر ہند کہ جو بحر سندھ و بحر فارس اور بحر العمان و بحر چین کے نام سے مشہور ہوتے ہین اس دریا مین ہزار جزائر بڑے بڑے واقع ہین انہین ایک ولایت چین دوسرے بحر الشام ہی کہ جسکا بحر الروم و بحر افریقیہ و بحر الکبیر بھی نام ہی اس سلک بحر مین دوسو پچاس جزیرے معمور ہین سوم بحر مغرب اس در کو بحر اندلس و بحر طنجہ و بحر الاسود بھی کہتے ہین بلکہ جزائر خالدوث اسی بحر کے جزیرون مین داخل ہین چہارم بحر نیطس جسکا لقب بحر طراوندہ اور بحر الروس ہی پنجم بحر طبرستان کہ جو بحر گیلان اور بحر باب الابواب اور بحر الخزر خطاب کیا جاتا ہی اس بحر کے دہیات مدور ہین اور تمام دریاے عالم سے زیادہ تر خطرناک ہی اور نفط سیاہ و سپید کہ جسکو زبان ہندی مین رال کہتے ہین اسی دریا کے جزایر مین سے نکلتا ہی اور یہ پانچون دریا ملکے ایک بحر المحور اور بحر اعظم اور بحر اوقیانوس نام ہی یہ تمام دریاے مذکورہ بحر اوقیانوس مین مین شامل ہوجاتے ہین اور جو دریاے خرد انکی شعبہ ہین وہ ان ناموں سے مشہور ہین

بحر طبرز	بحر قلزم	بحر فارس	بحر سند	بحر سبتی جات	بحرات	بحر تروطیش	بحر جرمیوان
بحر اہز	بحر قلیچہ	بحر تبیس	بحر سوفون	بحر رطلیہ	بحر افاسیہ	بحر شتوبہ	بحر اہند
بحر فرغانہ	بحر آتجی	بحر تربخان	بحر کمران	بحر افلاطہ	بحر دشت	بحر راس	x

حضرت خضر علیہ السلام سے قعر و عمق دریا مین روایت ہی کہ حضرت نوح کی رسالت کے وقت ایک مرد دریا مین غرق ہوا تھا ابھی تک تین حصہ بھی دریا کے اسنے طی نہین کیے ہین ذکر انہار نہایت مختصر بیان ہوتا ہی کہ غار ہاے زمین مین بہت گہرے ہین اور بے شمار ہین آب باران و آب برف ان غارون مین داخل ہوتا ہی اور بعد اسکے درہ کوہ سے تھوڑا تھوڑا نکلتا ہی اور اسی سے نہرین ہوجاتی ہین اور جو خزانہ کوہ مین جمع ہوتا ہی اسکو اوسال کہتے ہین اگر اوسال کو قلعہ ہاے پہاڑ سے مدد نہ ملے تو پھر پانی بالکل خشک ہوجائے ورنہ جس طرف پانی نشیب پاتا ہی رواں ہوتا ہی اسی وجہ سے بعض نہرین مشرق سے مغرب کو جاری ہین اور بعض دکھن سے شمال کی طرف جاری ہین

نہر الی	نہر آذربا	نہر صغاد	نہر قستلم	نہر ورس	نہر طاب	نہر سیبہ	نہر سوس	نہر دجلہ	نہر اندلس	نہر سلمان
نہر اس	نہر کرد	نہر تبریز	نہر گنگ	نہر مرغاب	نہر نیل	نہر جیحون	نہر روم	نہر یاسین	نہر الحق	نہر زابین
نہر نہبدہ	نہر باسبان	نہر الاصواب	نہر بابل	نہر اصفہان	نہر المسیح	نہر عبدالرحمن	نہر ساباک	نہر سرخ	نہر العلم	x

ذکر العیون یعنی زمین اور مغارات سے چشمون کے برآمد ہونے کی یہ علت ہی کہ زمین کے اندر دروزن و شگاف

بیشتر ہوتے ہیں اور وہاں ہوا بھی موجود ہوتی ہے جب پانی ہوا پر غالب آتا ہے ہوا بھی پانی ہو جاتی ہے اگر پانی کو کسی جا سے سرد پہونچے اور زمین بھی سخت و ناہموار ہو تو پھر پانی وہاں سے نکلنے کا قصد کرتا ہے اور شگاف کوہ سے زمین پر جاری ہوتا ہے جس طرح کہ کنواں کھودا جاتا ہے دوسرے پانی کے گرم ہونے کا ایام سرما میں یہ سبب ہے کہ جب ہوا سرد ہوتی ہے تو حرارت زمین میں داخل ہوتی ہے اور پانی گرم ہوتا ہے نقشہ تفصیل چشمہ ہا

عین نہنگ	عین لاطیف	عین باد حال	عین البحراز	عین بیان	عین دوست	عین مابیط	عین نکورہ
عین الفلاح	عین البراہیم	عین المجید	عین النعیم	عین الذہب	عین الشمس	عین المسک	×

ذکر جزائر یہ ہے کہ ربع مسکون میں جو زمین ہموار اور جزائر آباد و ویران کثرت سے ہیں انہیں بعض میں قوت بشر خداوند کریم نے تقرر فرمائی ہے اور بعض واسطے منافع و فوائد کے مقرر ہوئے چنانچہ جہاں کہ زراعت ہوتی ہے وہ بنی آدم کے تصرف میں آئے اور اکثر زمین پر قوم آتشی کی بود و باش ہے حالانکہ بنی آدم بھی رہتے ہیں اور بعض زمین پر بکھرے ہیں اور بعض جگہ جو کانیں وغیرہ ہیں لیکن جو جزائر کہ مشہور ہیں انکا بیان ہوتا ہے نقشہ انکا یہ ہے

جزائر بادوستا	جزیرہ بیضا	جزیرۃ النقم	جزیرہ زنج	جزیرہ انوال	جزیرہ مبارک	جزیرہ کتہرطاب	جزیرۃ الفرج	جزیرۃ البرن
جزیرہ شاذلن	جزیرہ السفر	جزیرہ المجرب	جزیرہ افاح	جزیرۃ الحرفہ	جزیرۃ الناس	جزیرہ سنگساران	جزیرۃ الغار	جزیرۃ الملکیہ
جزیرہ مہاراج	جزیرہ نرسیرہ	جزیرہ عمان	جزیرۃ الرباجی	جزیرہ مانو	جزیرہ سرانذیب	جزیرہ قمری	جزیرہ زنگبار	جزیرہ مون
جزیرہ نیارشہ	جزیرہ سوالہ	جزیرہ خوزستیا	جزیرہ طریق	جزیرہ طریق	جزیرہ سوسماری	جزیرہ امراس	جزیرہ کوہ	×

اب کچھ پہاڑوں کا حال مختصر بیان ہوتا ہے کہ خلاق عالم نے اس دنیا میں بہت بڑے بڑے پہاڑ واسطے فوائد عظیم کے پیدا کیے ہیں اول یہ کہ اگر زمین ہموار ہوتی تو دریا اس کو غرق کر دیتے اور مخلوق ہلاک ہو جاتی دوم نباتات و معدنیات کے پیدا کرنے کی بھی غرض سے ہیں سوم بنی آدم کو آب شیرین میسر آتا تھا اسو جہ سے پہاڑ سر بفلک کشیدہ بلند پیدا کیے کہ ان سے آب برف و باران زمین پر جاری ہو اور انسان اور حیوان سیراب ہوں اور جو پانی غار میں پہاڑ کے جمع ہوتا ہے اس سے معدنیات پیدا ہوتے ہیں یہاں خیال یہاں تک کام کرتا ہے ورنہ اسکے مصالح وہی جانے الغرض شاہزادہ دوسرے روز باب الصحاری میں ابو الحسن جوہر داخل ہوا اور تا شام بیابان مغرب اور بیابان قصر وامون و بیابان حجاز و بیابان فلسطین و بیابان صحار و بیابان کیود و بیابان گو ہر کا سیر و تماشا دیکھا اور بلکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا نہیں معلوم تمکو اس

ذرہ صحبت نے کیا سبق پڑھایا اور کیا فسون کیا ہو کہ تکو سوائے بادیہ پیمائی کے اور دنیا و مافیہا کی خبر نہین ہو شاہزادہ نے
فرمایا اور دو روز کی سیر اس گنبد گیتی نما کی باقی ہو پھر مین تمہاری خدمت مین تمام عمر عیش و آرام سے رہونگا ہرچند
شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تسلی کرتا جاتا تھا لیکن طبیعت خود بخود و تلفکات طلسمی سے ہر روز برخاستہ
ہوتی جاتی تھی اور عجیب عجیب خیالات دل مین پیدا ہوتے تھے آخر ابوالحسن جوہر سے فرمایا ای برادر
اُس روز شاہ ارشاد نے ہمسے فرمایا تھا کہ گنبد گیتی نما دروازہ مقصود تمہارا ہو شاید وہ مقصد ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی خلوت صحیح سے مراد ہو یا شاید سعادت قدمبوسی والدین سے مراد ہو سو زیارت والدین عالم مثال مین میسر
آچکی یہ بھی اُسکا شکر ہو مجھے یقین ہو کہ اب بعد اختتام سیر گنبد گیتی نما وصل حقیقی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بھی
بہرہ مند ہو جاؤن ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد میرا دل گواہی نہین دیتا آپ ارشاد فرماتے ہین بلکہ یقین ہو
کہ کوئی مطلب تازہ بر آئے اور وقت اُسکا قریب آ گیا ہو الغرض انتالیسوین روز شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر
سے فرمایا کہ دو روز چالیس روز کے وعدہ مین باقی ہین تم ایک طرف جاؤ اور مین ایک سمت جاتا ہون
غرض شاہزادہ روانہ ہوا خدا کی قدرت سے اُس روز شاہزادہ کو سوائے بیابان گردی اور صحرا نوردی کے
اور کوئی سیر نظر نہ آئی مگر ابوالحسن جوہر نے ایک دروازہ با پردہ زرنگار دیکھا اور اُس پر یہ عبارت
بخط جلی لکھی دیکھی سبحان من جعل الشمس سلطان النجوم والشمسہ حسن الفنوان العلی ورفع الجبال الاعلی والذی
خلق الفردوس خیر الجنان ابوالحسن جوہر نے جو عبارت مسجع دیکھی عبد الباری سے پوچھا ای برادر یہ
دروازہ کس شہر کا ہو عبد الباری موکل نے کہا خیال اس دروازہ کا بعد داخل ہونے کے معلوم ہوگا
جب ابوالحسن جوہر دروازہ مین گیا بعد چند قدم ایک کوہ عظیم الشان نظر آیا اور اُسکی چوٹی پر
ایک قصر سبز رنگ بنا ہوا ایسا خوش آب و تاب تھا کہ سبزی اُسکی آنکھون مین کھپی جاتی تھی اور اُسکے
یاقوت نگار قبہ مثل آفتاب جہان تاب کے چمکتے تھے ابوالحسن جوہر اُس پہاڑ کے دامنہ مین پہونچا دیکھا
کہ وہ کوہ جبل اعلے ہو اور جشن نوروزی وہان برپا ہو اور خلق کا اژدہام ہو اور ابو طاہر و ابو عالم دونون
بھائی ایک تخت پر جلوہ گر ہین اور ملکہ شمسہ تاجدار بھی کرسی زرنگار و مرصع کار پر جلوہ فرما ہو اور پادری
ایدروس بھی بدستور خلایق کو افہام و تفہیم کر رہا ہو لیکن بہ نسبت سابق خلایق کم ہو ابوالحسن جوہر نے
دل مین کہا سبحان اللہ یہ مکان گویا ہفت اقلیم سے علیحدہ ہو داخل اقلیم نہین ہو کیونکہ تمام اقالیم مین میری
لیکن اسی کو نہین دیکھا اور آج یوم نوروز بھی نہین کیا معنی کہ آفتاب برج حمل مین نہین ہو پھر یہان جشن کیون ہو
آخر ابوالحسن جوہر نے عبد الباری موکل سے پوچھا کہ یہ کون مکان ہو اور یہ سامان جشن خلایق کیسا ہو
عبد الباری نے کہا
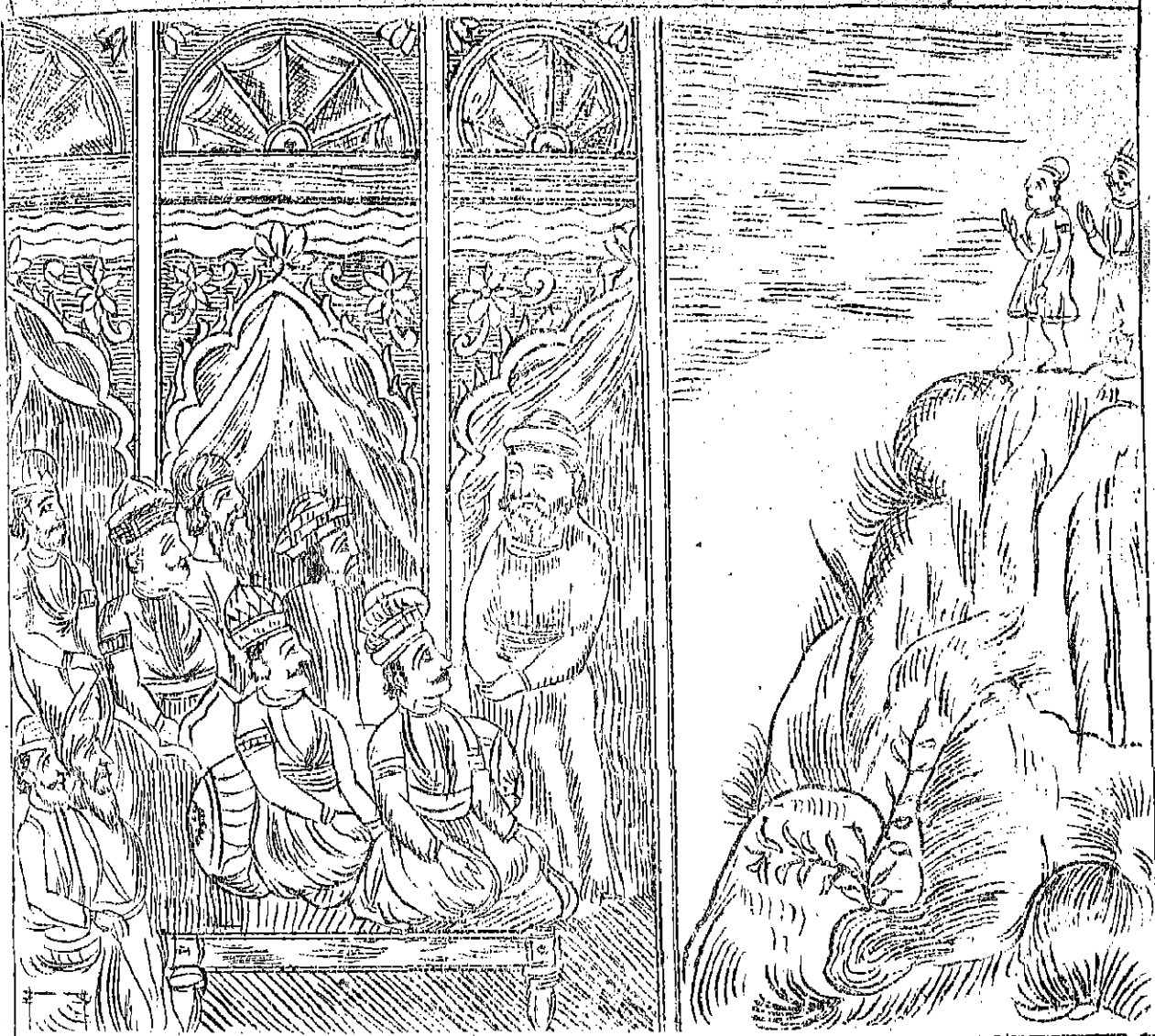
این چہ محتاج بیان ست تو ہم میدانی	این مکان طرفہ مکان ست تو ہم میدانی
چشم نرگس نگران ست تو ہم میدانی	از پئے گوہر مقصود ہمین ہر طرفے

ابو الحسن جوہر تمام روز اس گروہ خلایق کا تماشا دیکھتا رہا اور ہر مرتبہ یہی خیال دل مین آتا تھا کہ ایک وزیر
اور پیر دین اس مجمع نور و زمین آئے تھے اور چار گھڑی دن باقی رہے سب مستغرق ہو گئے تھے آج عجیب اتفاق ہی
کہ آفتاب قریب غروب پہونچا اور مجمع ختم نہین ہوا یا یہ کہ عالم المثال مین یہی قاعدہ ہو عبد الباری نے کہا
ای ابو الحسن جوہر اب وقت تنگ ہی جلد یہان سے چلو ابو الحسن جوہر مجبوری وہان سے روانہ ہوا اور
دل مین کہتا تھا عجیب ہی کہ شاہزادہ سیف الدین سودائے عشق مین ملکہ شمسہ تاجدار کے ملک افریقیہ سے
نکلا اور اسباب کیفیت طلسم کے ملکہ شمسہ تاجدار کا کبھی نام بھی زبان پر نہین آتا اسقدر طلسم مین گرفتار ہو

ہو مگر میرے دل سے معاملہ طلسم کیونکر فروگذاشت ہو گیا واہ کیا صنعت حکیم عالی منزلت ہو کہ جسکی تاثیر سے آدمی کو
دنیا و مافیہا کی خبر نہین رہتی اسیکا نام طلسم ہی خیر اب شاہزادہ کو حال ملکہ شمسہ تاجدار اور جبل اعلی سے اطلاع
کرین دیکھین ہماری یاد دہی سے کسی قدر یاد آتا ہی یا نہین اسیوقت قول شاہ ارشاد بھی کسی قدر سچا اور مستحکم تھا کہ جو کہا
وہی ظہور مین آیا مطلق فرق نہوا قصہ مختصر جب ابوالحسن جوہر گنبد گیتی نما مین آیا شاہزادہ حکیم اخشی جان سے
کہ رہا تھا کہ آج کوئی تماشا دلچسپ ہمکو نظر نہ آیا تمام روز ناحق خراب و خستہ صحرا نوردی ہوئی حکیم اخشی جان
نے کہا خاطر جمع رکھو یقین ہی آج ابوالحسن جوہر نے تمھارے حصہ کو بھی تماشا دیکھا ہوگا جب ابوالحسن جوہر
کی زبان سے سیر آج کی سن لوگے تو پھر تمھاری خستگی تمام دور ہو جائیگی اور اب چالیس روز وعدہ کے بھی
بفضل خدا پورے ہو گئے یکایک سامنے سے ابوالحسن جوہر بھی نمودار ہوا اور شاہزادہ کے پاس بیٹھ گیا
شاہزادہ نے فرمایا ای برادر ہم تو آج نہایت خراب رہے کہو تم پر آج کیا گذری ابوالحسن جوہر نے
کہا پیر و مرشد آج وعدہ مین سے ایک روز اور باقی رہا ہی حکیم اخشی جہان نے فرمایا وہ بھی کل ہو جائیگا صبح کو
اور سیر آخری گنبد گیتی نما دیکھو شاہزادہ حکیم اخشی جان سے رخصت ہوا ابوالحسن جوہر کو ساتھ لے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا ابوالحسن جوہر نے راہ مین تمام سرگذشت اپنے سیر کی بیان کی بس حضرت
وہ سرگذشت کیا تھی گویا ایک افسون زبردست تھا کہ بمجرد سننے نام ملکہ شمسہ تاجدار اور حال تیر قرد عین
کے شاہزادہ کو ایسا صدمہ سخت ہوا کہ قریب تھا کہ غش آ جائے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور آنکھوں مین
آنسو بھر آئے ابوالحسن جوہر سے پوچھا ای برادر والا قدر مین کس بلائے ناگہانی و آفات سماوی مین گرفتار
ہو گیا تھا کہ مجکو مطلق ملکہ شمسہ تاجدار کا خیال بھی نہین رہا واللہ شاہ ارشاد نے اسی جبل اعلی کو ہماری منزل مقصود
بتایا تھا سبحان اللہ عجب تاثیر طلسم ہی کہ یہ طلسم محبت پر بھی غالب ہو گیا وہ ملکہ شمسہ تاجدار کہ جسکے ہر موئے تن پر
سے میری جان فدا و قربان تھی اور مین محض اسی کے سودائے عشق مین آوارہ جہان ہوا اور پھر اسی کو ایسا بھولا
کہ کبھی خیال بھی نہ آیا زیادہ تر یہ عجیب کی بات ہی کہ باوجود اسکے کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت میرے
دل سے کم نہین ہوئی اور اسکی مفارقت کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا لیکن کیا کرون مجبور ہون اب مین ضرور تمھارے
ساتھ چل کے عالم مثال مین ملکہ شمسہ تاجدار کے جمال جہان آرا کی زیارت کرونگا ابوالحسن جوہر نے کہا حضور
آجکی سیر بھی کہ ایک قدرت خدا نظر آئی تھی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کل روز نوروز تھا جو تمنے ایسی کیفیت تماشاہ کی
ابوالحسن جوہر نے کہا ہان تو مجھے بھی حیرت ہی کہ فلان دن روز مجمع خلایق کا ہونا خدا جانے اسمین کیا اسرار ہی شاہزادہ
نے فرمایا کہ خیر جس طرح سے ہو سیر جبل اعلی ضرور ہی ابوالحسن جوہر نے کہا اب حضور کو معلوم ہوا ہوگا کہ شاہ ارشاد
نے کیا کہا تھا شاہزادہ نے فرمایا بیشک وہ فقیر یاوہ گو نہین تھا جو کچھ کہا سچ کہا ابوالحسن جوہر نے کہا یہ

حال حضور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے نہ ارشاد فرمائیے گا ورنہ غضب ہو جائیگا اپنی تو کیا اُسکی جان بھی دشوار
ہو جائیگی شاہزادہ نے فرمایا معاذ اللہ مین کیا ایسا دیوانہ ہون کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس قصہ سے
آگاہ کرونگا مجھے بعد ملکہ شمسہ تاجدار کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بھی خاطر منظور ہے کہ میرا حال اسکے
فراق مین اسطرح قیاس کرنا چاہیے ؎

چون ماہی ضعیف کہ افتد در آب تند | در عین اضطرار مرا اختیار نیست

بعد اس گفتگو کے شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر داخل محل ہوئے ملکہ نوبہار گلشن افروز کا یہان ایسا حال متغیر دیکھا کہ جسکا
بیان نہین شاہزادہ بعد نماز عشا خوابگاہ مین تشریف لایا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی شاہزادہ کے پاس آئی اور پوچھا
فرمائیے آج کیا سیر دیکھی شاہزادہ نے فرمایا آج بجز بیابان وصحرا کے کچھ نہین دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا
الحمد للہ کہ کوئی مقام گنبد گیتی نما ایسا نہوگا کہ جہان آپ نہ تشریف لے گئے ہونگے اور آپ نے نہ ملاحظہ فرمایا ہوگا
اور چالیس روز بھی گذر گئے وعدہ ختم ہوا اب مرغزار عشرت مین تشریف لے چلیے شاہزادہ نے فرمایا کل روز آخر
گنبد گیتی نما کی سیر کا ہے بعد اسکے جو فرماؤگی وہ کیا جائیگا آپ خود بخود دل ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ایسا
بیقرار ہوا کہ جسکا بیان نہین اور آنسو ہر وقت آنکھون سے جاری ہونے لگے جب آدھی رات گذری شاہزادہ
نے ابوالحسن جوہر کو یاد فرمایا اور تخلیہ مین فرمایا کہ بغیر تمھارے کہین میرا دل نہ لگے گا اور مجھے کوئی لطف نہ ملے گا
اور تمھارا ساتھ ہونا ضرور اور فراغت حکیم اخشی جان ہے اسواسطے کہ تم ایک مرتبہ وہان ہو آئے ہو ابوالحسن جوہر نے کہا
پیر و مرشد پہر قید تو گنبد گیتی نما کی ہے اور مین تو بالفعل ہو آیا ہون اسمین بیشک کوئی فساد پیدا ہوگا خیر جو مرضی الٰہی شاہزادہ
اولاد مرشد کا کیونکر ہو یہان ہمنا سب طلسمی اُٹھائے ہین یہ بھی گوارا کرینگے ابوالحسن جوہر نے کہا مین دروازہ تک
تو حضور کے ہمراہ ضرور ہی جاؤنگا آپ تنہا دروازہ کے اندر تشریف لیجائیے گا شاہزادہ نے فرمایا مجھے تنہا جانا
منظور نہین ہے اگر مین کسی بلا سے تازہ مین گرفتار ہوگیا تو پھر تمکو کہان پاؤنگا اور شاید بقول حکیم اخشی جان کے
وہان سے پھرنا نصیب نہوا تو ضرور ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے مع مردان طلسم کے رخصت ہونا
واجب ہے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حال پر نہایت تاسف کرنا چاہیے کہ خدا جانے میری جدائی مین
اسکا کیا حال ہوگا مگر مجبور ہون کہ محبت ملکہ شمسہ تاجدار بے اختیار اپنی طرف کشش کرتی ہے اور جب ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت کو مین مقابل کرتا ہون واللہ عقل و نقل کا
فرق معلوم ہوتا ہے ابوالحسن جوہر نے کہا حضور فدوی نے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
دونون کو ایک ہی صورت وشباہت کا دیکھا بعدہ شاہزادہ محل سے برآمد ہوا اور رفقاے طلسم کو بلایا
حفیظ شہ یا مکان اور احمر و اصغر وغیرہ حاضر ہوئے اور رسم قدمبوسی بجا لائے لیکن اسوقت جو انشان

یا پریزاد شاہزادہ کو دیکھتا تھا بے اختیار چشم پر آب ہوتا تھا بعد اسکے خوان جواہرات گران بہا طلب فرمائے فوراً شیائے مطلوبہ
حاضر ہوئین شاہزادہ نے علی قدر مراتب ہر ایک رفیق کو خلعت و نفست سے سرفراز فرمایا لیکن پھر تو صدائے الفراق الوداع
ہر طرف سے بلند ہوئی بعد ازان بہرام و حفیظ ثریا مکان نے عرض کیا کہ اس رنج و ملال و قلق کو ہم نہین جانتے کہ کیا
رمز ہی ظاہر کچھ ثبوت نہین ہوتا سوائے اسکے کہ شاید کوئی مصیبت سخت ہم پر آنے والی ہو شاہزادہ نے فرمایا جو
امر شدنی ہی کل صبح کو ظاہر ہو جائیگا مگر ہان کوئی امر تمہارے ملال و صدمہ کا ضرور ہی ورنہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
سیر گنبد گیتی نما سے منع نکرتی اگر کل مین آگیا تو پھر اور جو موافق ملکہ نوبہار گلشن افروز کے کسی بلائے تازہ مین
گرفتار ہو گیا تو میرے حق مین تم لوگ دعائے خیر کرنا اس بیان جگرخراش شاہزادہ سے تمام حاضرین دربار چلا کر اسقدر
رونے لگے کہ آواز گریہ و زاری کی محل خاص مین پہونچی یکایک اندر محل سے بھی ایک شور محشر برپا ہوگیا ابوالحسن یمن
اور شاہزادہ بیتابانہ محل مین آئے دیکھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ راز دارا و منطقہ زرین کمر وغیرہ
چار ہزار خواتین مع الشان و پریزاد ایک جا جمع ہین اور ہر ایک کے آگے جام زہر ہلاہل رکھا ہوا اور بے اختیار رو رہی ہین

شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ای ملکہ آفاق یہ کیا سامان مرگ پیش از مرگ ہے مہیا کر رکھا ہی ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے وفور گریہ سے شاہزادہ کی بات کا جواب نہ دیا مگر منطقہ زرین کمر اور نادرہ راز دار نے
کہا ای شہریار اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کی جو روتے روتے آنکھ جھپکی تو دیکھا کہ ایک گوہر گران بہا میرے
ہاتھ مین ہی اور مین اس گوہر کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تر رکھتی ہون یکایک وہ گوہر میرے ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹکڑے

گم ہونے کا ایسا صدمہ سخت میرے قلب و جگر پر ہوا کہ مین قریب مرگ ہو گئی ہون اسی حالت مین پھر دیکھا کہ کوئی شخص ہی گوہر شل پارہ دل کے مجھے دور سے دکھاتا ہی مین نے کہا یہ شخص یہ گوہر میرا ہی اسنے جواب دیا کہ موافق حصہ کے تجھے ملجائیگا مین نے قصد کیا کہ زبردستی اپنا گوہر اس سے لیلون کہ آنکھ کھل گئی تا ورہ رازدار نے کہا ای شہریار کنیز نے یہ خواب دیکھا کہ ایک انگوٹھی حکیم فسطاس الحکمت نے مجھے عنایت فرمائی ہی اور مین وہ انگوٹھی اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتی ہون قضارا وہ انگوٹھی میرے پاس سے غائب ہو گئی اور سب نے کہا کہ مینے بھی یہی دیکھا کہ گویا ایک ایک حجرہ ہم لوگون کا جدا جدا ہی اور ایک مکان ہی اسمین روشنی شمع وغیرہ کی از حد ہی اور ایسی روشنی تیز ہی کہ اسکی ضیا سے ہمارے حجرے بھی روشن ہین ناگاہ غیب سے کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی روشنی لے گیا بس اسی روشنی کا غائب ہونا تھا کہ ہمارے حجرے بالکل بے نور محض ہو گئے بلکہ قمراے سور بیکر اور خوش نواز پری کہ اور بس نوجوان اور مہ عالم ہیجم کی معشوقین ہین انھون نے اپنے خواب کی کیفیت سب سے زیادہ بیان کی شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا ای برادر تمنے بھی خواب ان عورتون کا سنا اب کیا تدبیر ہوگی

طرفہ شوریدہ دیدہ ام خوابے ستمرا | ہرکہ بینی بہ سر شوریدہ واسے ست
غلبہ ماتم شدہ این قیامت چیند | گرچہ ہر یک بہ صفت طوطی بہ ہند

شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگا لیا اور کہا کہ تمنے جو خواب دیکھے یہ جام ہلاہل سامنے رکھ لیے ہین آخر اس سے کیا فائدہ اور تعبیر ان خوابون کی کیا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اسطرح کے خواب کی تجز اسکے اور کیا تعبیر ہو کہ ہم تم جدا ہونگے اور پھر تمھاری مفارقت مین زندہ رہے نہ رہے اگر تمکو ہماری خاطر عزیز ہی تو براے خدا سیر گلشن کی بہتی تھا موقوف رکھو اور اوپر حال زار ہم مصیبت زدگان وادی محبت کے رحم کرو ورنہ اس زہر سے ہمکو منع نکرو شعر بیت انچہ حق بود گفتم تمام شہ تو دانی دگر بعد ازین والسلام وہ یہ کہکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہ جام زہر اٹھا لیا اور لب شیرین سے اپنے لگا لیا اور وہ چارون ہزار عورتین بھی موجود مرگ پر ہو گئین شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ سے وہ جام زہر لیلیا اور دل مین کہا کہ سبحان اللہ یہ وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی جسکے عشق مین آوارہ صحرا بصحرا و کوہ بکوہ پھرا ہون اور وہ اب میری جدائی مین اپنی زندگی سے بیزار ہی غرض ہزار ہزار طرح سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی شاہزادہ معزالدین نے دلجمعی کی اور تشفی فرمائی لیکن کچھ موثر نہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا

یا در فراق درد وداع تو نیم جان | یا برمراد بہر گردون نہیم سر
یا از لب تو قند شکر نصیب ما | یا زہر شد نصیب یا قصہ مختصر

شاہزادہ نے کہا جو تمنے کہو وہ زیبا ہی لیکن جو امر واقعی ہو وہ بیان کرو کہ تاکو کیا منظور ہی دوسرے یہ بھی لازم نہین ہی کہ جسطرح کی تعبیر خواب کا تصور کر رہی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ خواب خیالی نہین ہو سکتا کیونکہ ایک شخص نے نہین ہشتہ ہزار شخصون نے دیکھے شاہزادہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر یہ خواب جیسے کہ تمنے دیکھے ہین اسکی

تعبیر ہو تو بھی ابھی ظہور اُسکا نہین ہو سکتا پھر کیون مضطر و پریشان ہوتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اگر ہمارے
قول کا تمکو اعتبار نہین ہی چند روز صبر کرو مین نادرہ راز دار کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ کرتی ہون
اور خواب بھی کہلا بھیجتی ہون جیسا وہ ارشاد فرمائین تم عمل مین لاؤ کیونکہ اُنکا فرمانا تو ایسا نہین کہ جو کوئی نہ مانے
شاہزادہ نے فرمایا جواب آنے مین کسقدر عرصہ ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ایک ہفتہ کا شاہزادہ نے
فرمایا صبح کو ضرور گنبد گیتی نما مین جاؤنگا کہ آج آخر دن ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اگر چالیس روز مین
ایک روز سیر گنبد گیتی نما کرو تو کوئی مضایقہ نہین ہی علاوہ اسکے کوئی سیر و تماشا ایسا باقی نہین ہی کہ جو آپکی نظر انور
سے نہ گذرا ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ ایک دروازہ پردہ دار باقی ہی نظارہ اُسمین تمام عالم سے زیادہ کیفیت ہی
کیونکہ اُس دروازہ کا پردہ نہایت پرتکلف ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بقول سعدی ہے ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد	چون باز کنی مادر مادر باشد

بیساختہ یہ شعر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی زبان سے نکل گیا ابوالحسن جوہر اس لطیفہ پر خوب ہنسا اور شاہزادہ
سے اشارتاً کہا آپنے ملاحظہ فرمایا کیا برجستہ لطیفہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ پریزاد
شوخ طبع ہی ہر وقت لطائف زبان پر جاری رہتے ہین پھر شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ آفاق تمھارے خواب مین خوف
ہی اور کل کی سیر ملتوی نہین ہو سکتی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اگر یہ قصد مصمم ہی تو پھر آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی
ہمکو اپنے فعل کا ہین تو تمسے مزاحم ہو ہی نہین سکتی پھر تم کیون مزاحمت کرتے ہو کس واسطے کہ میری غایت یہ ہی کہ جو کچھ
ہونے والا ہی وہ تمھارے سامنے ہو جائے تا کہ بقسمت میرا انجام بخیر ہو شاہزادہ نے دل مین کہا کہ اب کیا کیا جاوے
کوئی صورت جان بری کی معلوم نہین ہوتی آخر کہا اچھا اے ملکہ تم ناحق پریشان ہوتی ہو اور مجکو بھی حیران کرتی ہو مین
حسب معمول شام کو پھر تمھارے پاس آؤنگا اور ان خوابون کی تعبیر معقول دونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا آپ کیا فرماتے ہین جناب عالی جو کچھ کہ ہونا ہی وہ اسی سیر مین تو ہوگا یہ بیفائدہ آپ دنیا سازی کی باتین کرتے
ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ امر جداگانہ ہی خواہ مخواہ جو خیال طبیعت مین آگیا پھر کسی طرح دور دفع نہین ہوتا ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے کہا آپ سچ فرماتے ہین ہر چند مین کہتی ہون کہ ایک دن کی سیر گنبد گیتی نما کی موقوف
کر دیجیے وہ جو خیال دل مین سما گیا ہی کسی طرح نہین جاتا خیر اب بے وجہ طول دینے سے کیا فائدہ اگر آپکو منظور ہو تو
ابھی یا آئندہ رات مین میری زیست کا بندوبست کر دیجیے ورنہ تم اُدھر سیر گنبد گیتی نما کو روانہ ہوئے اِدھر مین نے
اپنا خاتمہ کیا شاہزادہ چپ ہو رہا ابوالحسن جوہر نے کہا اے ملکہ عالم حکیم اخفشی جان حکیم قسطاس الحکمت کا شاگرد
رشید موجود ہی پہلے حکیم اخفشی جان سے تعبیر خواب کی دریافت کیجیے وہ تعبیر معقول دیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور
شاہزادہ معز الدین دونون کو یہ راے پسند آئی اور ابوالحسن جوہر اور نادرہ راز دار اسی وقت رات کو

گنبد گیتی نما کے دروازہ پر پہونچے اور انھوں نے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ کی گفتگو کو مع خواب و تعبیر
خواب کے بیان کیا حکیم آتشی جان نے بعد مراقبہ کے ایک اسم ملکہ ناورہ رازدار کو دیا اور فرمایا جن عورتوں نے
خواب دیکھا وہ اتنی مرتبہ اس اسم کو پڑھیں جو حال ہوگا وہ بخوبی معلوم ہو جائے گا ابوالحسن جوہری اور ناورہ رازدار
دونوں حکیم آتشی جان سے رخصت ہوکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئے اور وہ اسم ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیا
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناورہ رازدار اور منطقہ زرین کمر وغیرہ نازنین اسی وقت اوراد اسم میں مشغول ہوئیں
جب اس تعداد سے پڑھ چکیں پس خود بخود ہر ایک عورت پر نوم غالب ہوا اور سو گئیں خواب میں دیکھا ایک مجلس
میں حکیم فسطاس الحکمت تشریف لائے ہیں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سلام کیا حکیم فسطاس الحکمت نے
ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور فرمایا ای فرزند تقدیر الٰہی سے کسی صورت چارہ نہیں بہر صورت
اس وعدہ کا جو تمنے نشاط آرا و فرخ قسمت اور سرو بستان حیرانی میں کیا وفا کرنا لازم ہی جس حال میں کہ مرد کو
موافق شرع کے چار نکاح جائز ہیں لہذا شاہزادہ بھی چار عقد کریگا انمیں ایک تم بھی ہوگی اب انشاء اللہ تعالیٰ چالیس سال
طلسمی کے بعد پھر تم ہمراہ شاہزادہ کے بعیش بسر کروگی اور تمام مقصد دلی بر آئینگے اب خبردار شاہزادہ کے حال سے
متعرض نہو اور بخود کشی دل گرفتہ گیتی نما میں جانے دو اور تم یہ سمجھو کہ ہمارا شوہر سفر کو گیا ہی یا کسی مہم پر گیا ہی بہر حال چندے
صبر لازم ہی بعدہ انشاء اللہ بخوبی ملاقات ہوگی بلکہ ناورہ رازدار اور منطقہ زرین کمر اور حمرا کے حور پیکر وغیرہ
سب اسی وقت منعقد ہونگی جب تمہارا شاہزادہ سے عقد ہوگا قصہ کوتاہ تم تا ہنگام مفارقت و مہاجرت شاہزادہ
حالی دربارہ بدستور بشکر الٰہی کرو اور بخوبی عیش میں گذارو اور لطف و عنایت ربانی کی امیدوار رہو اور اگر ایسا نہ کروگی
تو ایام زندگانی تلخ ہو جائینگے اور ہم بھی ناراض ہونگے اور ہوگا وہی جو ہونا ہی غرض جب ان عورتوں نے یہ
خواب دیکھا اور آنکھ کھلی ہر ایک نے اپنے اپنے خواب کا حال بیان کیا اور سب کو یقین کامل ہوگیا کہ اب
شاہزادہ کسی صورت طلسم میں نہیں رہ سکتا اور سب اہالیان طلسم کو حکم پہونچ گیا کہ کل شاہزادہ طلسم سے
نکل جائیگا لازم ہے کہ تمام اہالیان طلسم فلاں وقت فلاں دروازہ پر حاضر رہیں اور شاہزادہ سے رخصت ہوں
کہ اب بعد چالیس سال طلسمی کے پھر ملاقات ہوگی اس عرصہ میں کیا معلوم کہ کون زندہ رہے اور کون راہی ملک عدم
ہو وقت صبح ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خواب وحشت انگیز سے آنکھ کھلی اس درد سے باواز بلند روئی کہ
مرغان صحرائی کو بھی اسکے حال زار پر رحم آیا اور تاسف ہوا شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا اور
اسکے چشم نرگسی سے آنسو پاک کئے اور کہا کیوں ناحق تم ہلاک ہوتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جوش رقت
میں یہ اشعار پڑھے

اشعار

دست فراقت [illegible] طرفہ ستم	دست دعا [illegible] جان ہاست	نتوان کرد چارۂ تقدیر	ہیچ سود [illegible] تدبیر

از تو ناچار چون جدا گشتم
گر فراقت مرا امان بخشید
بغم و درد مبتلا گشتم
بعد چل سال باز خواہم دید
روز محشر بگیرمت دامن
بخدا ای سپارمت ناچار
دگر از دست ہجر تو مردم
داد خود را ستانم از تو دامن
کہ بمانند لطف دیگر بار
ہمچو گل از غم تو افسردم

ای شہریار دادرس مظلومان وتسکین دہ مہجوران وپشت وپناہ مجبوران اب یقین کامل ہوگیا کہ رنج فرقت وصدمہ مہاجرت ہمکو ضرور مُنہ دکھلائیگا اور بحکم دم زدن نہین ہی نگر افسوس ہزار افسوس ؎

نہ تھا معلوم اُلفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہی
سسکنا آہ کرنا اشک بھرلانا بھی ہوتا ہی
کبھی پراپنے پھرآپ ہی کو دکھ پانا بھی ہوتا ہی
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہی
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہوجانا بھی ہوتا ہی
کف افسوس کو مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہی
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

ای شاہزادہ عالم واللہ سخت مصیبت مین مبتلا ہونگی مگر کیا چارہ ہی بجز اسکے کہ قہر درویش بجان درویش اور سہہ سکتی ہون سہنا اسکا افسوس ہی کہ اس چرخ ناہنجار وفلک جفا کار نے بجز رنج وغم کے کوئی روز خوش نہ دکھلایا کہ جسکا ایسا انتقام جو ظالم مجھہ خستہ جان سے لیا بہر حال پروردگار لایزال تا صدوہی سال تمکو سلامت باکرامت رکھے مگر مین ناشاد و نامراد تمھارے سر مبارک پر تصدق ہوئی اور ہرچند کہ مجھسے صدہا حسین وخوبصورت نازنین خدمت مین حاضر رہینگی مگر افسوس ہزار افسوس کہ راہ ورسم محبت والفت مین یہ جان پرحسرت وارمان میری مفت تلف ہوئی اور کوئی حسرت دلی نہ نکلی خدا جانے مجھنا تو ان کو کیا خیال تھا اور اب کیا ہوگیا مگر ای شاہزادہ عالی وقار چونکہ میرا بھی حق خدمت ثابت ہی لہذا اُسکے عوض مین امیدوار ہون کہ مجھہ گرفتار الم مفارقت ومبتلاے رنج ومہاجرت کو دل سے فراموش نہ فرمائیے گا بخداوند تمھارا اس نوبہار کا خیال ضرور رکھیے گا اگر تا تشریف آوری آپکے زندہ رہی تو حضور ری مین حاضر ہونگی اور اگر جان بحق تسلیم ہوئی تو ثواب فاتحہ سے محروم نہ رکھیے گا اور مین نے خون ناحق اپنا جان ودل تمکو بخشا اور جو تکلیف کہ آپکو میری ذات سے پہونچی ہو اُسے آپ بھی بصدق دل معاف فرمائیے کہ مین نادانستہ محض تھی مجھکو نہ معلوم تھا کہ عمر طلسم کی ایسی قلیل وبے بنیاد ہی اور جو امر کہ باعث شداید آپ کے ہوئے یہ سو تقدیری وتاثیرات طلسم سے ہوئے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ نوبہار گلشن افروز تمھارا بیان ہی کہ ایک ہر شیہ جگر خراش ہی کہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا ہی اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہی خداوند کریم وہ روز بد مجھکو نصیب نکرے کہ مین بے تمھارے اس دار ناپایدار مین با دل داغ دار وسینہ فگار زندہ رہون اب جو عالم رویا مین دیکھا ہی بیان کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو خواب شب کو دیکھا تھا بیان کیا شاہزادہ نے سُنا کہ ہمارے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے بعد چالیس سال طلسمی کے ملاقات ہوگی دل مین کہا واہ لطف ملاقات تو اب ہی کہ پندرہ برس کا سن ہو اور جب چالیس برس اور گزرے

پچپن برس کے سن مین ملاقات ہوگی تو ایسی ملاقات کا ہونا نہونا برابر ہی ہان اللہ اگر مثل زلیخا کے قدرت نمائی کرے تو کیا مضائقہ یہ امر حکیم صاحب سے ضرور گذارش کرنے کا ہی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے آرام جان تم کیون ناحق ایسے ایسے خیالات طبیعت سے پیدا کرکے ہلاک ہوئی جاتی ہو مین اگر خدانے چاہا تو حسب معمول شام کو پھر تمھارے پاس آؤنگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اس دنیا سازی سے آپ کی میری تشفی خاطر نہین ہوتی یہ میرے دل پر نقش کالحجر ہوگیا ہی کہ تم ضرور صبح کو واسطے سیر گنبد گیتی نما کے جاؤ گے پھر تمکو مین نہین پاؤنگی قطعہ

گوہم نفسے بعد ازین ای تاج سر من
تا عزم نمودی بسوے گنبد گیتی
با اشک بدامان رسد از چشم تر من
بشکست ز بار غم ہجران کمر من

الغرض ہرچند کہ شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سمجھاتا تھا لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کو کسی طرح قرار و آرام نہ تھا اور کہتی تھی شعر

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

القصہ وہ رات تمام ہوئی اور آثار صبح قیامت نمایان ہوئے ہنوز شاہزادہ نے عزم گنبد گیتی نما نہ کیا تھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے خواصون کو اشارہ کیا خواصون نے کشتیان سامنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حاضر کین جب کشتی پوش اٹھے تو دیکھا کہ لباسہاے زرد تھے کشتیون مین چنے ہوئے ہین پہلے خود ملکہ نوبہار گلشن افروز نے لباس زرد زیب جسم کیا بعد ازان ایک ایک جوڑا تمام خواتین محل کو مرحمت ہوا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے زرد پوشی کی وجہ پوچھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ ایک روز تم سے سوداے عشق مین سیاہ پوش ہوئے تھے آج مین تمھارے الم مفارقت مین لباس زرد ماتمی پہنتی ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم حقیقت زرد لباس کی پوچھتے ہین نادرہ رازدار نے کہا اے شاہزادہ والاتبار طلسم مین یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہی کہ جب عورت یا مرد مرجاتا ہی تو اہل طلسم اسکے غم مین سبز پوش ہوتے ہین اور عالم مفارقت و جدائی مین لباس زرد پہنتے ہین اسواسطے کہ اہل طلسم مفارقت کو زیادہ مرگ سے جانتے ہین بعد اسکے تمام زنان اس آواز درد ناک سے روئین کہ تمام محل ماتم سرا ہوگیا یکایک شاہزادہ محل سے برآمد ہوا اور ابوالحسن جوہر سے فرمایا اے برادر اب جلد چلو کہ حال میرا اچھا نہین ہی ابوالحسن جوہر نے کہا حکیم آتشی جان نے فرمایا ہی کہ چہارشنبہ کو ساعت زہرہ عصر کے وقت ہوگی بس اسوقت داخل ہوجیے گا شاہزادہ دیوان عام مین گیا اور سب کو یہان بھی زرد پوش پایا شاہزادہ نے حفیظ فرماکان سے پوچھا کہ تمنے زرد پوشاک کیون پہنی حفیظ فرماکان نے بچشم پر آب عرض کیا پیر و مرشد ہمکو حقیقۃً معلوم ہوگیا کہ صدمہ مفارقت و مہاجرت حضور مین مبتلا ہونگے لہذا یوم الوداع سے زرد پوش ہونا ضرور ہی اور سب شاہزادہ کو دیکھتے تھے اور روتے تھے شاہزادہ کو اپنے رفقا کی گریہ و زاری اور تمام لوگون کی آہ و بیقراری سے کمال پریشانی ہوئی آخر محل مین پھر تشریف لایا یہان بھی

وہی شور برپا تھا بلکہ تمام شہر میں ایک قیامت کبریٰ برپا تھی حفیظ فریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ و اصفر بن طاقی شاہ و احمر نوجوان و شاہزادہ مشتری طلعت دروازۂ محل سرائے عالی مرتبت پر حاضر ہوئے اور انھون نے اپنی اپنی بیبیون سے بلاکر کہا کہ تم ہماری طرف سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین دست بستہ جاکر عرض کرو کہ براے خدا کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ شاہزادہ آج گنبد گیتی نما مین تشریف نہ لیجائے اور یہ گریہ و بکا کو موقوف فرمایئے کیونکہ شاہزادہ نہایت پریشان ہو رہا ہی اُنھون نے ان لوگون کا پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین جاکر عرض کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ میری طرف سے جاکر اُنسے کہو کہ مین پہلے سے یہی پیام کہلا بھیجا چاہتی تھی تمنے خود کہا اور خواتین محل کو خاموش کیا جب شاہزادون نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے یہ جواب سُنا پھر ضبط نہو سکا اور دروازۂ محل پر خود بھی بیساختہ اس شدت سے رونے لگے کہ ایک غلغلہ عظیم برپا ہوگیا اور مستورات محل انکی گریہ وزاری سے اور زیادہ تر رونے لگین اسی اثنا مین

شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر داخل محلسرا ہوئے پس سب عورت اور مرد گرد شاہزادہ کے جمع ہوگئے اور نوحہ و بکا اس درجہ ہوا کہ سب مرد اور عورت ایک ہوگئے بلا پردہ و ستر اور ہر ایک کی نوبت غشی کی پہونچی

ابوالحسن جوہر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا باآواز بلند کہا اے صاحبو اس تمہاری گریہ وزاری سے کلیجے شق ہوئے جاتے ہین ایسا نہو کہ خدا نخواستہ شاہزادہ کو بھی کوئی صدمہ پہونچے خاموش ہوا اور شاہزادہ کو رخصت کردیا کوئی سفر نہین کرنا خدانے چاہا تو پھر بصحت و عافیت آملین گے ابوالحسن جوہر کی اس فہمایش سے سب چپ ہورہے لیکن ہچکیان بندھی رہین اور آنکھین سوجی ہوئی تھین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ مین شاہزادہ معزالدین کا ہاتھ اور یہ شعر کسی استاد کا بزبان تھا ؎

قمری سوختہ بالم بہ تنہا ئے کہ روم	تا بکے سرکشی اے سرو خرامان از من

آخر جب وہ غل وشور موقوف ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ عالی وقار سے عرض کیا کہ مجھے اپنے اس دل پر اضطرار کا کوئی وسیلہ صبر وقرار بجز ذات والا تبار کے نظر نہین آتا اور تمکو جو دیکھتی ہون تو مطلق آنکھون مین نور آشنائی نہین چاہیے کوئی مرے چاہے کوئی جیے آپ کو جو گنبد گیتی نما تسخیر کی سیر کا ولولہ ہے وہ کسی طرح دل سے نہین جاتا ابیات

یک بیک ہوگئے پھر کا ہے سے ایسے بدظن	غیر کے دوست ہوئے اور ہوئے جانی دشمن
وہ کیا تو نے مرے ساتھ سخن اے عہد شکن	دل مین و اندوہ مین اے غم دوانہ دل مین

شاہزادہ نے فرمایا تم سچ کہتی ہو واللہ یہی حال ہے مین خود حیران ہون کہ یہ کیا معاملہ ہے جس طرح کوئی شخص زبردستی طلسم سے باہر نکالے دیتا ہے اور میرے منھ مین ایسی مہر خاموشی لگادی کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا یکایک شاہزادہ کو اطلاع ہوئی کہ طاقی شاہ اور راسب شاہ اور عادل شاہ اور بہرام شاہ یہ سب رائین و تہنیت دربار مین حاضر ہین شاہزادہ دیوان عام مین تشریف لایا یہان بھی ہر ایک کو زرد پوش اور آبدیدہ پایا شاہزادہ نے علی قدر مراتب سب کو خلعت و جواہر عطا فرمایا انھون نے آداب و مجرے کی رسم کو حسب قاعدہ ادا کیا بعد اسکے شاہزادہ دیوان عام سے پھر محل سرا مین تشریف فرما ہوا اور منظلقہ زرین کمر و ملکہ فرنگ سلطان بلکہ سب خواتین محل کو بلاکر بعد تسلی خاطر کے فرمایا تم میری جدائی کا اسقدر رنج و صدمہ کیون کرتی ہو تمہارے شوہر فضل خدا سے طلسم مین موجود ہین الا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور قمر اسے ہو بیکر و خوشنواز بھی جسقدر اپنا حال پریشان وابتر کرین بجا ہے اسواسطے کہ یہ عالم سمجھ اور اور یہ نوجوان پہلے ہی سے غائب ہین آنکا کہین نشان اب تک نہین ملا اور میرا اور ابوالحسن جوہر کا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے منظلقہ زرین کمر اور شرف افروز نے کہا اے شہریار عالم طلسم مین رونق و زینت محفل حضور کے قدم مبارک سے تھی گویا آپ جان طلسم ہین جب جان نکل گئی پھر جسم معطل ہوگیا کہ بعد حضور کے تشریف لیجانے کے ہم کل تابع فرمان ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین حاضر رہینگے اور شوہرون کی اپنی صورت تک نہین دیکھینگے جبتک چارہ ساز بیچارگان اپنے فضل و کرم سے پھر ملکہ

نوبہار گلشن افروز کو آپکا وصل نصیب نفرمائے اور اس عرصہ دراز مین کس کو امید اپنی نسبت کی ہو اور غیر اگر
زندہ بھی رہے تو بیکار محض لب گور ہونگے اُس عالم پیری مین کیا نکاح اور کیسا وصل ہم آغوشی گور کا البتہ شوق
پیدا ہوگا الغرض جب سواری کی تیاری ہوئی شاہزادہ باچشم پرآب اہل طلسم سے رخصت ہوا ابوالحسن جوہر
بھی نادرہ رازدار سے طالب رخصت ہوا نادرہ رازدار نے ابوالحسن جوہر سے چند عہد و پیمان کروائے بعدازان
رخصت کیا اس اثنا مین ملاحت پری باسر عریان و حیران و پریشان چاک گریبان شاہزادہ عالیجاہ کی خدمت
مین حاضر ہوئی اور قدم مبارک پر بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ عالیشان و داور دردمندان
میری گستاخی معاف ہو کہ مین ایک عالم بے اختیاری مین ہون عرض میری بگوش دل سماعت ہو اور انصاف
میرے حق مین براہ غریب پروری فرمایا جائے شاہزادہ نے نہایت اشفاق و عنایات سے فرمایا کہو کیا
مطلب ہو ملاحت پری نے عرض کیا کہ جس روز سے کنیز حضور کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوئی کوئی
درجہ اطاعت و فرمانبرداری کا اُٹھا نہین رکھا تا اینکہ محض شوق زیارت حسن و جمال بے مثال سے مین نے اپنے کو
کنیزون مین ملکہ عالم کے داخل کیا اور اب کنیز تاب مفارقت حضور کسی طرح لا نہین سکتی ہو حضور سے خود مین انصاف
طالب ہون کہ ایام زندگی کنیز کے بے حضور کس طرح بسر ہونگے جبکہ حیات و حرات قبضہ مین حضور کے ہو پھر حضور
تشریف لیجائین اور یہ کنیز رہجائے استغفراللہ اگر مین مر بھی گئی تو روح حضور کے ہمراہ ہوگی مین امیدوار ہون
کہ مجھے حضور اپنے دست حق پرست سے کسی کے سپرد فرمائین تو مناسب ہو ورنہ مین جان اپنی حضور کے ناخن پا پر
تصدق کرتی ہون اور یہ شعر پڑھا شعر

شاہا گلہ ز پاے فضولی ز داما | ور ہم سخنے لطف فراوان گذارد

اس حال پر ملال ملاحت پری سے شاہزادہ محل مین آیا اور سب خواتین محل نے دیکھا کہ شاہزادہ نے فرمایا
ہان ای ملکہ آفاق تم ہمیشہ مجھ سے ملاحت پری کی سفارش کیا کرتی تھین اور تم بھی اُسکے حال پر نہایت لطف و
عنایات مرعی رکھتی تھین اب مین تمسے اسکی سفارش کرتا ہون کہ بعد میرے ملاحت پری سے نہایت دلجوئی و تسلی
سے پیش آنا یہ کہکے ہاتھ اسکا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ مین دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حالت گریہ مین
کہا کہ اچھا مجھے بدل منظور و قبول ہو لیکن ملاحت پری کو تو حضور نے مجھکو سپرد کیا اور مجھے آپ کسکے سپرد فرماتے
ہین شاہزادہ معزالدین نے فرمایا کہ تمہارا خدا حافظ ہو قصہ مختصر شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز و نادرہ رازدار
وغیرہ سے رخصت ہوکر برآمد ہوا اور کشتی تیار تھی دروازہ پر پہونچا اہالیان طلسم بھی بالباس زرد ہمراہ
شاہزادہ کے آئے شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے پوچھا کہ ہم آج کس وقت اور ساعت مین داخل کشتی کے
ہونگے ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ اول حضور یہ دریافت فرمائین کہ یہان اس وقت تمام اہالیان طلسم موجود ہین

کیونکہ شب کو حکیم خفتنی جان نے مجھسے فرمایا تھا کہ تا وقتیکہ تمام ارکین طلسم تحیر سلطان روح الملک مجتمع نہونگے دروازہ گنبد گیتی نما کا نہین کھلیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم طاقی شاہ یا محفوظ قلمدار سے دریافت کرو کہ تمام جزوارکین طلسم یہان موجود ہین یا نہین محفوظ قلمدار نے کہا اسد بن بہرام اور حشمت شاہ پادشاہ طلسم عقرب نہین ہین ورسب ہین شاہزادہ نے فرمایا مین نے بھی اُسدن سے اسد کو نہین دیکھا اب دن قلیل ہے ورنہ کسی پریزاد کو واسطے اسکی خبر کے بھیجنا ضرور ہے آخر حشمت اور اسد بن بہرام کے انتظار مین وقت زوال آگیا شاہزادہ نے بارفقا ادا نماز ظہر ادا کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو سنا کہ جب تک اسد بن بہرام اور حشمت شاہ نہ آوینگے دروازہ گنبد گیتی نما کا نہ کھلیگا نہایت خوش ہوئی کہ شاید اسی سبب سے شاہزادہ کا جانا ہو ناگاہ کوہ سنگ ہین کی طرف سے ایک گرد تیرہ و تار بلند ہوئی اور بعد چاک ہونے دامن گرد کے اسد بن بہرام اپنی جمعیت اور حشمت سے آکر موجود ہوگیا اور شاہزادہ نے فرمایا اے اسد بن بہرام تمھارے انتظار مین بہت بڑا حصہ گذرا تم کہان تھے اور کس شغل مین گرفتار تھے اسد نے عرض کیا اے شہریار چند روز ہوئے کہ حشمت شاہ نے قضا کی اور کل ارکین سلطنت نے فدوی کو بجاے حشمت شاہ تخت نشین کیا ہنوز مین نے انتظار ملکی سے فرصت نہ پائی تھی کہ شب گذشتہ عالم واقعہ مین مجھے جناب حکیم صاحب کا حکم محکم ہو چکا کہ فلان راہ سے جلد تر تم گنبد گیتی نما کو پہونچو اور شاہزادہ سے رخصت ہو پس غلام اسی وقت روانہ ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو اسد بن بہرام کو دیکھا پھر وہی گریہ وزاری شروع کی ادھر دروازہ گنبد گیتی نما کا وا ہوا شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر پھر دوبارہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار سے رخصت کو آئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے کہا کہ براے خدا ایک لحظہ توقف کرو مین حکیم صاحب کے پاس ہو آؤن شاہزادہ نے فرمایا بہتر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار کی زبانی حکیم صاحب سے کہلا بھیجا کہ اگر حکم ہو تو مین تا در گنبد گیتی نما شاہزادہ کے ساتھ حاضر ہوں کیونکہ اب جو دم ہے غنیمت ہے حکیم صاحب نے بعد مراقبہ کے فرمایا کہ اس شرط سے اجازت دیجاتی ہے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کوئی حرکت خلاف نکرے نادرہ رازدار نے جواب حکیم صاحب کا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو پہونچایا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے کہا اے شہریار و اے شاہ رحم میرے حال زار سے بخوبی آگاہ ہو امیدوار ہون کہ حضور مجھے بھول نجائین کہ مین قید طلسم مین بے اختیار ہون ؎

ای وای بر اسیری کز یاد رفته باشد	در دام مانده باشد صیاد رفته باشد

ابھینہ میرا یہ حال ہے شاہزادہ نے کہا اے سرو قد معشوقان جہان تمھاری محبت میری ہر رگ و پی مین موثر ہوگئی ہے مین ہرگز تمھارے خیال سے ایک لحظہ غافل نہین رہ سکتا لیکن کیا کرون بغیر جائے بن نہین پڑتا اس سے مجبور ہون
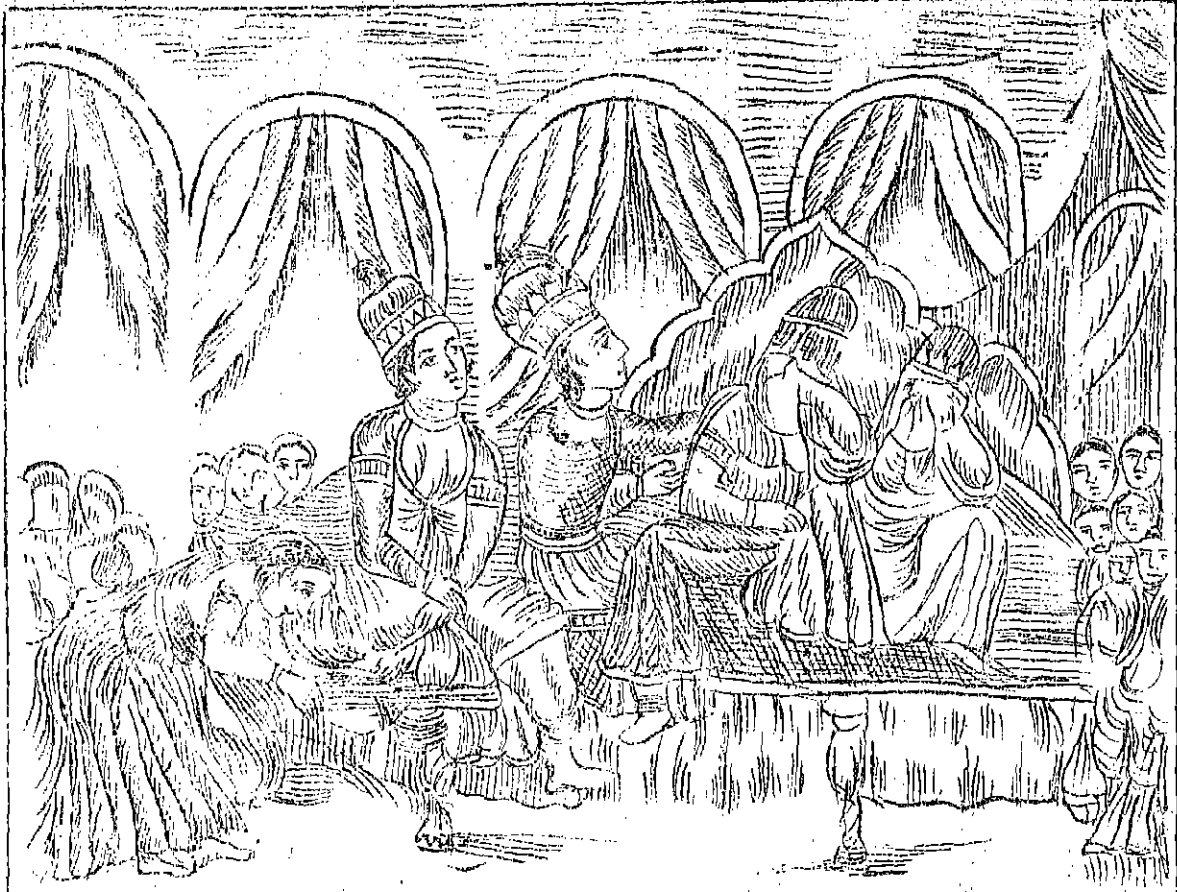
بشرط حیات مستعار پھر آملینگے یہ کہکے شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی مع خواصین محل
نالہ کنان پیچھے پیچھے شاہزادہ کے روانہ ہوئی ملکہ نوبہار گلشن فروز اور کل اہالیان طلسم فریاد و فغان
کرتے ہوئے ہمراہ تھے اور سب کی یہی دعا تھی کہ ایک بار پھر شاہزادہ سے قدمبوس ہون جب دروازہ
گنبد گیتی نما پر پہونچے حکیم اخشی جان کو بھی اسوقت باچشم پر آب دیکھا ابوالحسن جوہر نے حکیم اخشی جان
سے پوچھا حضور خیر تو ہے آپکا اسقدر ملال خالی از علت نہین معلوم ہوتا حکیم اخشی جان نے فرمایا ای
ابوالحسن جوہر یہین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حال زار پر افسوس آتا ہے یہ بیچاری معشوقیت سے گذرکر
عاشق ہوئی جب بھی کوئی صورت اسکے مفر کی نہین ہے خداوند کریم اسکے حال زار پر رحم فرمائے شاہزادہ نے
پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور بہت تشفی دی اور فرمایا کہ اب تم کبھی بخوشی ہمکو رخصت
کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین ایسا دل کہان سے لاؤن کہ اپنی زبان سے کہون جاؤ شاہزادہ
معز الدین نے پھر توقف نہ کیا اور دروازہ گنبد گیتی نما مین قدم رکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز بے اختیار
چلائی اور کہا ای شاہزادہ معز الدین برائے خدا ایک نظر لطف سے پھر مجھ شکستہ دل غم رسیدہ کی طرف دیکھ لو

کہ کچھ تو تسکین اس قلب حزین کو ہو اور یہ اشعار ملکہ کی زبان پر جاری ہوئے ؎

خدا را یک نظر بنگر بدین سو — کہ دیگر من کجا باشم کجا تو
نمیدانم کہ کی گردد ملاقات — زمانے من ترا بینم مرا تو

پس اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے قلب محزون نے یہ اثر کیا کہ تمام در و دیوار گنبد گیتی نما سے صدا سے آہ پیدا تھی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حال زار کسی سے دیکھا نہ جاتا تھا حکیم اخشی جان بھی بے اختیار رونے لگے اور کہا ای ملکہ نوبہار گلشن افروز صبر کرو تم خلاف اپنے وعدہ کے ملکہ واقعی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں جتنے کیا وعدہ کیا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای حضرت میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتی لیکن دل کو میں کیا کرون کہ مجھسے ضبط نہیں ہوسکتا ادھر شاہزادہ نے جو یہ حال پر ملال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا دیکھا قریب تھا کہ دروازہ سے قدم باہر نکالے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تسکین کرے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای شاہزادہ معز الدین دلکو سنبھالو یہ کیا غضب کرتے ہو بس ثابت قدم رہو ورنہ تمام محنت رائیگان ہوجائیگی ابو الحسن جوہر بولا ای شہریار ملاحظہ ہو کہ گنبد گیتی نما میں یہ کون جوان حضور کی ملاقات کو کھڑا ہی اتنے میں شاہ ارشاد قلندر یعنی غمزہ شیرین کار ایک جانب سے گنبد گیتی نما کے آئی اور باچشم اشکبار کہا ای شہریار فراموش کن عاشق زار اب تو آپکو بخوبی معلوم ہوا ہوگا کہ درویش خدا شناس جھوٹ نہیں بولتے ابو الحسن جوہر نے چاہا کہ غمزہ شیرین کار سے کچھ کہے دفعۃً وہ غائب ہوگئی حکیم اخشی جان نے فرمایا ای شہریار اب آپکو توقف ہرگز جائز نہیں ہی جلد تر گنبد گیتی نما میں جاؤ کہ وقت نہایت تنگ ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ اقبال شاہ گنبد گیتی نما میں کھڑے ہیں شاہزادہ بھی اشتیاق ملاقات اقبال شاہ میں داخل گنبد گیتی نما ہوگیا لیکن وہان اقبال شاہ کو گنبد گیتی نما میں نہ پایا اور دروازہ گنبد گیتی نما کا بند ہوگیا پس ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار و سنبلۃ زرین کمر وغیرہ اور سب اہالیان طلسم نے نعرے ہائے کے مارے حفیظ ثریا مکان اور محفوظ قلمدار و شرف افزا و گلگونہ و بہرام سرخ کلاہ سب زن و مرد وا ویلا و واحسرتا کہتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر واپس گئے اور اپنے اپنے بستر غم پر بیہوش ہوگئے ادھر شاہزادہ کو شوق عالم اسباب پیدا ہوا ناگاہ اقبال شاہ گوشہ گنبد گیتی نما سے شاہزادہ کے پاس آئے شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا اقبال شاہ یہی جوان ہی کہ جو عالم طلسم میں میرا کفیل حال تھا ابو الحسن جوہر نے کہا واقعی اقبال شاہ ایسے ہی مرتبہ کا جوان ہی کہ جسکی پیشانی نورانی سے آثار جوانمردی کے ظاہر ہیں شاہزادہ اقبال شاہ سے بعد سلام رسم اسلام بغل گیر ہوا اور فرمایا ای برادر گرامی قدر آپ کہان تھے کہ ہمنے آپکو عالم مثال میں بھی ہر چند تلاش کیا لیکن نہ پایا اقبال شاہ نے کہا ہم آپکو ہر روز دیکھتے تھے اور کسی وقت آپکے خیال سے غافل نہ تھے چنانچہ اب بھی میں فقط آپکو رخصت کرنے آیا ہوں کہ اب یہ ملاقات میری آخری ہی لیجئے اب عالم ظہور میں مجھکو آپ نہ دیکھئے گا لیکن حال میرا حکیم فسطاس الحکمت سے دریافت ہوگا یہ کہا

کھانا نزہۃ القصر کے اور حل ہونا راہ میں باقی مقدمات طلسم کا

القصہ روز سوم سہیل شاہزادہ کے پاس آیا اور کہا حضور کو جناب عالی نے بلایا ہو شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر
سہیل کے ہمراہ حکیم صاحب کے پاس آئے سلام آداب وقت بجا لائے حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں ہر دو نفر
کے واسطے کوئی شخص لایق واسطے سرانجام لشکر کے مقرر کرنا چاہیے شاہزادہ نے کہا حضور میں اپنے طلسم میں رہا اور لشکر میرا
پشت میں پڑا غائب رہا اب میں دو دن کے واسطے نائب کرتا کیا ضرور ہو حکیم صاحب نے فرمایا جب تمکو ایسی خبر ہی تھی
کی تھی آپ ہم بھی تمہارے ہمراہ چلتے ہیں غرض شاہزادہ نے امیر جلال الدین فیروز کشتی کو مقدمۃ الجیش مقرر کیا
بعد فراغ مغرب میں حکیم صاحب نے سہیل کو بلا کر کچھ اسکے کان میں کہا سہیل گنبد سے باہر آیا اور پروین نے دروازہ
گنبد کا بند کیا بعد اسکے دسترخوان بچھایا اور غذا سے لطیف انواع اقسام کی شاہزادہ کے سامنے حاضر کی حکیم صاحب
نے فرمایا بسم اللہ کچھ تناول فرمایئے شاہزادہ نے کہا حضور بھی تناول کریں حکیم صاحب نے کہا بس مجھے اسکی بو کافی ہے
غرض شاہزادہ جب خاصہ نوش فرما چکا پروین نے پہلوے گنبد میں ایک دروازہ کھولا شاہزادہ نے دیکھا اسمیں
ایک زینہ سرنگ کا تھا حکیم صاحب نے پہلے قدم مبارک زینہ پر رکھا اور شاہزادہ سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے قدم کے
نشان پر چلے آؤ شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر حیرت زدہ حکیم صاحب کے پیچھے اسی سرنگ میں روانہ ہوئے پروین
ایک شمع روشن کرکے سب کے آگے ہولیا ہر چند کہ شمع ایک انگشت سے زیادہ تھی مگر روشنی اسکی دس قدم کے فاصلہ تک
پہونچتی تھی راہ میں جہاں ایک دو لحظہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا پروین نے ایک روشن دان کھول دیا کہ اسی روشن دان
سے ہوا سے لطیف آتی تھی اور راہ اس نقب کی سیدھی نہ تھی بلکہ پیچ در پیچ تھی کاہے داہنے اور کاہے بائیں کو جاتی
تھی آخر کار صبح کو اس نقب سے باہر نکلے اور ایک دریاے بزرگ کے کنارہ پر پہونچے کہ نہایت عمیق تھا اور پانی اسکا
اس زور و شور سے بہتا تھا کہ کوسوں تک آواز جاتی تھی حکیم صاحب بعد نماز صبح لب دریا تشریف لائے اور ایک اسم
پڑھا جب وہ اسم تمام ہوا باواز بلند فرمایا اخرج یا دابۃ البحر یکایک ایک جانور دریا سے برآمد ہوا کہ وسعت
پشت کی اسکے دس گز سے بیس گز تھی جب وہ کنارہ پر آیا پروین نے اسکی پشت پر فرش کیا کہ شاہزادہ اور حکیم صاحب
وغیرہ اسکی پشت پر بیٹھے اور وہ جانور دریائی طرف شمال کے روانہ ہوا شاہزادہ نے اس جانور کا نام پوچھا حکیم صاحب
نے کہا یہ جانور تمکو سرحد تک یونان میں پہونچا دیگا شاہزادہ نے اثناے راہ میں اکثر آدمی عجیب الخلقت دیکھے اور
انہوں نے حکیم صاحب کو سلام کیا اور کچھ تحفہ دیا اور چلے گئے غرض از صبح تا نصف شب یہی تماشا رہا شاہزادہ نے
ابوالحسن جوہر سے کہا واہ کیا عالی مرتبہ حکیم صاحب کی ذات بابرکات ہو کہ خلقت بر و بحر سب اطاعت گذار
بلکہ خراج گذار ہیں ناگاہ بعد نصف شب دور سے کوئی شے مثل ستارہ کے روشن معلوم ہوئی شاہزادہ نے کہا

قبلہ وکعبہ ایسا ستارہ سرخ ہمنے کبھی نہین دیکھا حکیم صاحب نے فرمایا یہ وہی ثمرۃ الفہم ہی جسکے واسطے آپ کو تکلیف دی گئی ہی شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ عجیب پھل ہی جسکی روشنی مثل ستارہ کے ہی جب وہ جا نزدیک درخت کے پہونچا روشنی زیادہ نظر آنے لگی کیونکہ سوائے پھل کے پتے بھی روشن تھے وہ درخت نہ تھا گویا فرشی جھاڑ تھا جب ماہتاب قریب غروب پہونچا ایکسمت سے دریا بہتا معلوم ہوا اب جو شاہزادہ نے درخت کو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ ایک افعی سیاہ اُسمین لپٹا ہی حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند تم قریب درخت کے جاؤ اور اس اسم کو پڑھو اور کہو ای شجر طیبہ وسامی ثمر متبرکہ بحق کلمہ محمد و علی علیہ الصلوۃ والسلام اگر تجھے بزرگان ومعرفان صاحب یقین نے بہ نیت خیر و ثواب یہان لگایا ہی تو ایک ثمر مجھے دے مین بڑی دور سے اسی امید پر آیا ہون اور ایک مطلب عظیم اور مشکل سخت درپیش ہی کہ بدون اس پھل کے ثمر مقصود میرے ہاتھ نہ آئے گا اگر طالع تمہارا قوی ہی تو ایک ثمر شاخ درخت سے تمہارے دامن مراد مین آجاویگا شاہزادہ نے فرمایا پیرومرشد اگر مقدر مین یہ نہوچکا ہوتا تو حضور سا ذی کمال مجھے یہان کیون لاتا اور مین کس طرح یہان پہونچتا حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہی ظہور مین آتا ہی جو مقدر ہوچکا ہی ابوالحسن جوہر نے کہا حضور بسم اللہ تشریف لیجلین انشاء اللہ فتح ہوگی یہان تک پہونچنا دلیل مطلب براری کی ہی مصرع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست ۞ شاہزادہ نے فرمایا ای برادر اکثر یہ ہوا ہی کہ لقمہ منھ کا معدہ تک نہین پہونچتا ابوالحسن جوہر نے کہا یہ لازم نہین ہی کہ الناور کالمعدوم آپ ہی کے واسطے مقرر ہو پس شاہزادہ اپنی جا سے اُٹھا اور جانب درخت روانہ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند جب دس قدم وہ درخت رہے تب تم یہ اسم پڑھنا بعد اسکے اُس سانپ سے کہنا کہ ای خوفناک جسنے تجھے حکماے سابق نے نگہبان شجرہ العقل کیا ہی آگے تیرا باپ سانپ تھا اور دادا تیرا اُسکی ہمسایگی میں محافظ تھا اب تو درخت سے جدا ہوجا تا کہ مین اپنا مطلب حاصل کرلون قصہ مختصر شاہزادہ حسب ہدایت حکیم صاحب ثمرۃ الفہم لے آیا حکیم صاحب نے فرمایا بسم اللہ اس ثمر کو نوش فرماؤ شاہزادہ نے وہ ثمر نوش فرمایا بادشاہ نے کہا واقعی اس ذائقہ کا میوہ مین نے آج تک نہین کھایا بعد اسکے حکیم صاحب چند پتے اُس درخت سے خود لائے اور ابوالحسن جوہر کو کھلائے پس بمجرد کھانے اُس ثمر کے شاہزادہ کا فہم بہ نسبت سابق ہزار حصہ زیادہ ہوگیا اور حافظہ تو اس غضب کا ہوگیا کہ سن طفولیت کی باتین جو نسیاً منسیاً تھین وہ سب پیش نظر ہوگئین اور جودت طبع کا کیا ذکر کیا جائے ویسے ہی ابوالحسن جوہر کے فہم و ذکا کا حال ہوگیا جو شئی کہ ناقص تھی کامل ہوگئی بعد اسکے حکیم صاحب پھر وہان سے اُسی طرح پشت پر کچھوہ کے سوار ہوکر روانہ ہوئے اور رفتہ رفتہ ایسے شہر مین پہونچے کہ خلقت وہان کی نہایت خوبصورت وصاحب اخلاق تھی اور بادشاہ وہان کا مردار پہ پوش واسطے استقبال شاہزادہ کے آیا شاہزادہ نے حکیم صاحب سے مردار پہ پوش کا حال پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اسکا

نام ہمام شاہ جزیرہ نشین ہی اور نام جزیرہ کا بھی ہمام ہی وہان سے ایک اور جزیرہ مین پہونچے رئیس جزیرہ
نے حکیم صاحب کی خدمت مین تحائف وہدایا جواہرات کی قسم سے پیش کش کیے اور دعوت کا وعدہ لیا حکیم صاحب
نے فرمایا کہ مجھے فرصت نہین ہی معذور رہون جب وہان سے روانہ ہوئے دور سے ایک دروازہ معلوم ہوا نہایت
عظیم الشان منقش ورنگین حکیم صاحب نے اُس دابۃ البحر کو دروازہ کی طرف اشارہ کیا وہ جانور دروازہ کی طرف
روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا حضور نے فرمایا تھا کہ ہم سوالون کا جواب دینگے حکیم صاحب نے فرمایا بیان کرو
شاہزادہ نے فرمایا سوال اول یہ ہی کہ مرغ اسرار کیا شی ہی کہ جس پر تمام راز و اسرار طلسمی روشن وظاہر ہین
حکیم صاحب نے فرمایا کہ مین نے بزور ریاضت اسماء اعظم اپنے ہمزاد یعنے سیماب جنی کو ایسا مسخر کیا ہی کہ
وہ سب طرح فرمانبردار ہی چنانچہ وہی سیماب جنی حسب فہمایش میرے تمام امورات مالی و ملکی کو سرانجام
دیتا ہی اور میرا ہمزاد میری آواز کے موافق ہی شہزادہ بولا دوسرا سوال یہ ہے کہ اقبال شاہ کو بھی اب تک ہمنے نہین جانا
حالانکہ ہر طلسم مین میرے مددگار رہے حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند اقبال شاہ تمھارے برج اقبال کا موکل
تھا جب مجھے حصار چہار منزلہ مین تمھارے کارہائے مرجوعہ کا انجام دینا منظور ہوا مین نے بزور علم دعوت
عزائیل نامے موکل اقبال کو تمھارے مسخر کیا بعد ازان شہر خفا مین بھیجا کہ جس شہر کا نور الزمان شاہ بادشاہ ہی
اور اسکی دو اولادین تھین ایک لڑکی سعادت بانو اور ایک لڑکا صاحب جمال اقبال شاہ قضائے
کردگار سے اقبال شاہ بن نور الزمان شاہ پانزدہ سالگی مین عارضہ دق مین مبتلا ہوکر فوت ہوگیا اور
نور الزمان شاہ غم فرزند مین قریب بہلاکت پہونچا مین نے ایک شب عالم رویا مین نور الزمان شاہ کو ہدایت
کی کہ تم فلان پہاڑ پر جاؤ تمھارے فرزند کا ہم عمر وہم صورت ایک جوان ہی اور خصائل اخلاقیہ اقبال شاہ
سے بھی زیادہ اُسمین ہین تم اُسکو اپنی فرزندی مین لے آؤ اور اسی طرح عزائیل موکل کو بھی فہمایش کردی کہ
تا حکم ثانی خبر دار اپنی صورت کسی طرح تبدیل نہ کرنا بلکہ مہر خاموشی اُسکی زبان مین لگا دی تاکہ وہ اس راز سے
کسی کو آگاہ نہ کرے پس نور الزمان شاہ حسب ہدایت میرے عزائیل موکل کو شہر مین لے آیا اور یہ مشہور
کیا کہ میرے فرزند کو سکتا ہوگیا تھا جب قبر مین دفن کیا قدرت خدا سے ایک پتھر اُسکے دماغ پر لگا اور خون
مثل فوارہ کے دماغ سے جاری ہوا چند ساعت کے بعد خود بخود ہوش مین آگیا پس ہم اُسکو قبر سے نکال لائے
اقبال شاہ کو مرے ہوئے چونکہ عرصہ تین روز کا ہوا تھا خلایق شہر کو یقین آگیا نور الزمان شاہ نے اسی وقت
سے تمام کاروبار ملکی ومالی اقبال شاہ کے سپرد کیا اور آپ گوشہ نشین ہوا اقبال شاہ ایک عرصہ تک
بصورت انسان امورات مملکت کو انجام دیتا رہا اس عرصہ مین آپ شہر کرسی مین داخل ہوئے مین نے اقبال شاہ
کو ہر کام مین تمھارا شریک کیا اور بخوبی فہمایش کردی کہ وہ کچھ زبان سے نہ نکالے اب آپ اقبال شاہ کے

پیرادبر روحی یعنے مقبل کی حقیقت سنیے کہ مقبل نام صاحب اقبال کا ہی اور طلسم میں صاحب اقبال آپکی ذات
ستودہ صفات سے مراد ہی اس وجہ سے اقبال شاہ نے تمھارے آگے یہ تمہید بیان کی کہ ایک بھائی میرا مقبل جو
شاہ ظہورستان کی بیٹی یعنے ملکہ ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہی اور عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا زمانہ
پیشین سے رؤساے اربع کے باہم صلح پر موقوف تھا تم مقبل کے معاملہ میں کوشش کرو تاکہ تمھارا
مطلب بھی اس ذیل میں حاصل ہو اور اغلب ہی کہ اگر اقبال شاہ ایسی تمہید نہ اٹھاتا تو تم عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان
سے قبول نکرتے اور اقبال شاہ کی تمہید کو لغو وبیہودہ سمجھتے کہ تمکو عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز تھا تمکو ہوش خود
اپنی ذات کا نہ تھا اور یہ خلاف حکم حکماے متقدمین کے ہوتا اور مجھے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ
ناطقہ روشن بیان دونوں کا عقد تجھسے منظور تھا اسواسطے تمکو مغالطہ دے کے اصل مطلب کو پوشیدہ رکھا
اور عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان تجھسے کردیا کہ منشاء طبع بانیان طلسم کا یہی تھا کہ بعد فراغ اس عقد کے سیر طلسم
تمام مرحلات ومنازل طلسم کو بالتفصیل دیکھے اور صنعت حکما پر تحسین وآفرین کرے شاہزادہ نے کہا اے حضرت جبکہ
عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا پہلے سے مقرر تھا پھر وہ کیوں مجھسے روپوش ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا مصلحتاً
تجھسے پوشیدہ کیا ورنہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونوں تمھارے وصل سے
بے نصیب رہتیں کہ قالب انسان میں دو عشق کی گنجایش ممکن نہیں ہی اسی وجہ سے تمنے مراۃ الغیب میں بجاے
ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت دیکھی ہرچند کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو
عقد تمھارا ملکہ ناطقہ روشن بیان سے ایسا ناگوار گذرا کہ جسکا بیان غیر ممکن ہی لیکن بخوف میرے اسنے دم
نمارا اور جب تمنے سیرگاہ بہارم میں ارادہ خاتون محل ارکے ہلاک کرنے سے ملکہ صبح دلکشا کو بنظر التفات
دیکھا اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو پیمانہ صبر بھر آیا اور اسنے تمکو ملک ظہورستان سے نکلوا دیا اور
اقبال شاہ نے جو ملک ظہورستان میں تجھسے بیان کیا تھا کہ اب میرے بھائی مقبل کو ملکہ ناطقہ روشن بیان
سے کچھ سروکار نہ رہا مرشد کا کشتی کہا گیا اور مرشد اسلئے کو بھیجا اسکی کیفیت یہ ہی کہ گویا میں نے تمکو
بالنفس مطمئنہ مقبل خطاب دیا اور نفس مطمئنہ کا یہی کمال ہی کہ آخرا اپنے مرشد سے واصل ہوجاوے
سواے اسکے ایک فال نیک بھی تمھارے حق میں تھی جب دوسری مرتبہ اقبال شاہ نے بلباس درویشی
تجھسے ملاقات بیت المعمور ثانی میں کی وہ مکان قدسی نشان مرتبہ [illegible] ان تھا چونکہ تم فلک اطلس پر
جانیکی حاجت رکھتے تھے اوس واسطے عوض اقبال شاہ نے لباس درویشی زیب جسم کیا اور تمکو تکلیف
نہ دی تیسری مرتبہ [illegible] ان حوراقی میں بان شوکت وحشمت اقبال شاہ کی ملاقات کرنیکی یہ وجہ تھی
کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز تمسے ناراض تھی تقریب عقد درپیش تھی اور یہ تیسری مرتبہ [illegible] اقبال شاہ

کا تجھسے بغلگیر ہونا اور ملنا باشتیاق تمام اور غائب ہو جانا گویا یہ ملاقات آخری تھی جسلیئے اب بظاہر اقبال شاہ تجھسے
نہ ملیگا مگر ہان باطن مین ضرور تمہارا مددگار رہوگا اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ جو اُسوقت اقبال شاہ نہ آتا اور تجھسے ملاقات
نکرتا تو تم بلکہ نوبہار گلشن افروز کی اُلفت مین گنبد سے باہر چلے جاتے اور یہ حرکت خلاف حکم بانیان طلسم
کے ہوتی لیکن بہت بڑی خرابی واقع ہو جاتی شاہزادہ نے کہا اے مجمع کمالات خفی وجلی ومقبول بارگاہ عالم بزرگی بشر
کی کیا مجال ہی کہ اُسکی حقیقت کو دریافت کرسکے پھر شاہزادہ نے فرمایا کہ نور الزمان شاہ کیون نہ میری ملاقات
کو آیا حکیم صاحب نے فرمایا نور الزمان اُنھین ایام مین انتقال کرچکا تھا اور اُسکی جگہ پر ملکہ سعادت بانو
تخت نشین ہوئی تھی شاہزادے نے پوچھا کہ ملکہ سعادت بانو کی شادی نہین ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا ہان شاہزادے
نے کہا پیر و مرشد اگر امیر حیات الدین سے عقد اُسکا ہو جائے تو مناسب ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ اوّل تمکو ان کامون سے
فراغت ہولے جو مقدم ہین پھر جیسا مناسب ہوگا عمل مین آویگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بروقت نکلنے کے طلسم سے
ہرات النصیب اور زرہ حضرت شمالی و نیمچہ دیو کش کو مین نے اپنے پاس نہین دیکھا حکیم صاحب نے فرمایا جن موکلون کے تمکو
عالم ظہور مین پہونچایا تھا وہی تمھارے اسباب کے محافظ و نگہبان ہین انشاء اللہ تعالیٰ بروقت آجاوینگے شاہزادہ نے فرمایا کہ
حضرت کے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے باہر طلسم کے بھی ملاقات ہوگی مگر مجھے افسوس اسبات کا
ہی کہ اگر مین بیرون طلسم کوشش کرتا تو لشکر بے قیاس میرے پاس جمع ہو جاتا اور تمام جہان مین کوس صاحبقرانی بجاتا اور اب جو اپنی کیفیت
بیان کرونگا تو کسی کو یقین نہ آویگا حکیم صاحب نے فرمایا جو حشم و خدم تمھارے مقدر مین ہی وہ ہر جا موجود ہوگا شاہزادہ نے
کہا قبلہ من طلسم معدل النہار مین ایک آہوے صحرائی کہ جسکی سینگون میں زرنگار تھین وہ میرے پاس آیا اور اُسنے
بزبان انسانی مجھسے کلام کیا اور حیلے سے مجھے ایسی جا لیگیا کہ مجھکو کمال وحشت ہوئی وہان نہایت عمیق ایک اندارہ تھا
اُسکے اندر ایک درخت بیری کا دیکھا اُسمین ایک مرد خوفناک صورت درخت سے لٹکا ہوا تھا اور موشان سیاہ وسفید
شاخ درخت کو قطع کر رہے تھے اور چار موذی سانپ اُس درخت کی جڑ مین اسکے منتظر تھے کہ وہ مرد غافل ہو تو اُسکو
ہلاک کرین اور ثعبان آتش فشان منتظر تھا کہ جسوقت وہ شخص کوئین مین گرے مین فوراً نگلجاؤن مین نے اُس مرد
سے پوچھا اے شخص تجھے اس زحمت سے کیا حاصل اُسنے جواب دیا کہ جب تو مجھسے زیادہ تر ایک آفت مین گرفتار
ہی تو پھر کیون میرا حال پوچھتا ہی اُس کلمہ نے ایسی تاثیر کی کہ پھر مین اور کچھ نہ پوچھ سکا جلد قدم بڑھا کے دہان سے
روانہ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند طلسم فلک اعظم کا وہ نمونہ تھا اور فلک اعظم بحسب حکمت حکیم ازلی وہ ہی کہ
جسمین ستارہ وغیرہ نہین ہین بلکہ بموجب احکام شریعت عرش رحمٰن اُسے کہتے ہین اور فلک بزرگ بھی نام ہی اسواسطے
حکماے باشتین اور ارسطو کو منظور ہوا کہ فلک سادہ کہین دو ایک مثالین اور شکلین دُنیاے بے وفا کی بعلم حکمت ظاہر کرین
اُنہین سے وہ اندازہ جنجال دُنیا تھا اور وہ ہرن دُنیا کا نمونہ تھا جو تجھسے ہم کلام ہوا جیسے دُنیا در اصل بے وفا ہی اور ویسا اُسکا

اُسکا شیوہ اصلی مین داخل ہی لہذا اُس ہرن کو دنیا کی صورت بنایا اور وہ شخص جو درکی طرف راغب تھا وہ طالب دنیا کی
مثال تھی اور وہ درخت خاردار دولت دُنیا اور وہ دو نون چوہے سیاہ و سپید جو درخت کو قطع کر رہے تھے وہ روز و شب
ہین کہ روز بروز عمر آدمی کی تمام ہوتی جاتی ہو اور وہ درخت بیری کا عمر انسان ہو اور چارون سانپ چار عنصر ہین کہ
تھوڑی سی بے اعتدالی مین آدمی ہلاک ہوجاتا ہو اور یہ اژدہا مرگ ہو کہ وہ ساعت بساعت منتظر لقمہ ہی اور اس مرد پیر نے
جو یہ کہا کہ تو مجھسے زیادہ چاہ بلا مین گرفتار ہو اُسنے کلمہ حق کہا کہ تمہارا وقت حشمت و ثروت و سلطنت اور فکر معشوق مین گذرتا
ہی بلکہ یونہین تا زیست گذر یگا شاہزادہ کو اس بیان سے حکیم صاحب کے کمال عبرت ہوئی پھر عرض کیا کہ مین وہان سے روانہ ہوا
چند قدم کے بعد ایک مزرعہ خشک پر پہونچا اور مجھے اسوقت بھوک بہت تھی ناگاہ ایک دہقانی آیا اور اُسنے
دانہ افشانی اس مزرعہ مین کی الغرض جو کچھ طلسم فلک نہم مین بیان ہوا ہو اُسکی بابت سوال کیا حکیم صاحب نے
فرمایا وہ دہقان حکماے دُنیا کی مثال ہو اپنے سخنان حکمت سے گمراہون کو راہ راست پر لاتے ہین اور وہ دانے جو پتھر پر
گرے اور بسبب انکا دگل کے روئیدہ ہوئے اور پھر خشک ہوگئے وہ مراد اُنکے سخنان حکمت سے ہو جو بعض جہلا کے واسطے
نصیب ہوئے مگر بعد چندے بسبب خبث جبلی کے اُنکے وہ پھر بیکار ہو گئے جو دانے خالص زمین پر گرے وہ اپنی مراد کو پہونچے
اس سے غرض یہ ہو کہ بعض انسان اُن سخنان حکمت کے کاربند ہوئے اور انسان کامل ہوئے شاہزادہ نے فرمایا کہ حضور
میرے بزرگ ہین امیدوار ہون کہ مجھے بھی کچھ تلقین فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا بس تمکو تلقین یہی کافی ہو کہ تم اپنا کام حوالہ
بخدا کرو اور اسی کے فضل کے امیدوار رہو شاہزادہ نے کہا جب مین نے وہ دانے کھائے تو مجھپر تشنگی کا غلبہ از حد ہوا
اور اُسی دہقانی کی ہدایت سے کنارہ دریا کے گیا کہ جسکا کنارہ ناپیدا تھا پھر نقل اُس صیاد و جانور کی بیان کی حکیم صاحب
نے فرمایا کہ صیاد نے سچ کہا اسطرح کا تماشا حضرت موسے علیہ السلام نے بھی دیکھا لیکن اُسکے اصل مطلب کو نہ پہونچے
آخر ایک فرشتہ بصورت صیاد حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ یہ مثال رسول آخر الزمان
کے علم نا متناہی کی ہو یعنی ایک ایک قطرہ علم نے حضرت سرور کائنات کے چار سمت عالم کو معمور کیا اور وہ قطرہ پنجہ کہ
جانور نے پھر دریا مین ملا دیا اُسکا یہ حاصل ہو کہ بجز ذات بابرکات رسول و آل رسول کرام اطہار سے مراد ہو کوئی
عالم اس علم سے واقف نہین ہوا ہو اور نہو گا چنانچہ حضرت نے فرمایا انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا شاہزادہ نے
دست حق پرست حکیم صاحب پر بوسہ دیا اور کہا کہ خداے عزوجل آپکی ہدایت کے آفتاب کو تا قیام قیامت
تابان رکھے کہ آپ نے میرے عقدہاے لاینحل حل کیے اس اثنا مین واہمہ ابحر اُس دروازہ کے قریب پہونچا وہ
دروازہ عجیب و غریب ترکیب و نشان کا تھا کہ رنگ اُسکا معلوم نہوتا تھا یعنے ہر لحظہ رنگ بدلتا تھا شاہزادہ نے
پوچھا کہ یہ کون مقام ہو حکیم صاحب نے فرمایا اب تمکو وہ تماشا دکھاتا ہون کہ اول تمہاری نظر سے بالتفصیل گذرا ہو
ابوالحسن جوہری نے کہا اے قبلہ و کعبہ غلام بھی ایک سوال کیا چاہتا ہو حکیم صاحب نے فرمایا کیا سوال ہو جوہری نے

کہا جس وقت کمترین عالم مثال مین جبل اعلےٰ مین گیا اور شہر فردوسیہ مین پہونچا وہان مین نے بغیر روز نوروز مجمع دیکھا اور
دوسرے روز جو شاہزادہ لے گیا تو بھی مجمع دیکھا کیا آج کل ہر روز شہر فردوسیہ مین مجمع رہتا ہی حکیم صاحب نے فرمایا اے
ابوالحسن جوہر اہل فردوس کے وصیت نامہ مین سلطان البیضا خورشید تاج بخش کے وقت سے یہ لکھا ہی کہ
سات سو بیاسی برس بعد تولد صاحبقران اعظم کے وقت مجمع نوروز سال مین دو بار رہوا کرے ایک بر وقت نیر اعظم کے
نقطۂ اعتدال ربیعی مین کہ وہ اول درجہ برج حمل کا ہی اور روز نوروز سے مشہور ہی دوسرے بر وقت داخل ہونے
شمس و خاور نقطہ اعتدال خریفی مین کہ وہ درجہ اوّل میزان کا ہی لیکن تمنے جو دو روز علے التواتر مجمع دیکھا یہ تماشا فقط
بباعث طلسم کے عالم مثال مین نظر آیا بلکہ گنبد کی راہ سے اگر ایک ماہ کامل جبل اعلےٰ مین جاتے اسی صورت سے
مجمع برپا دیکھتے بعد اسکے حکیم صاحب نے تفریق ایام طلسمی ایام دنیا کی نسبت جس طرح سے اوّل ذکر ہوا
ہی بیان فرمائی شاہزادہ نے کہا عجیب حیرت ہی کہ ایک روز انسان کو ایک سال یا ایک ماہ معلوم ہو حکیم صاحب
نے فرمایا اس عمل کو عمل تصور و توسیع الخیال کہتے ہین جیسا کہ آدمی اپنی دانست مین مشرق سے مغرب تک
پھر آیا اور خارج طلسم مین ایک قدم بھی حرکت نہین ہوئی اے فرزند یہ علم کمال صفائی قلب اور اشراق باطنی
کے سبب سے حاصل ہوتا ہی یعنے اسقدر تصور کو قوی کرتے ہین کہ جو معاملہ خارج طلسم مین گذرے وہان نظر آئے
اور جو عمل بے ترتیب اجزاے علوی سماوی یا اجزاے سفلی ارضی یا بغیر دعوت اسماے الٰہی کسی انسان سے ظاہر
ہو وہ اعجاز مین داخل ہی جس طرح کہ قصہ معراج مین تاج الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قصہ یہود کا لکھا ہی کہ
ایک یہودی دریا مین غرق ہوگیا وہان اُسنے نکاح کیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور جب باہر نکلا ایک لحظہ سے
زیادہ نہ گذرا تھا مشہور ہی کہ وہ یہودی معراج حضرت کا منکر تھا جب طلسم سے نکلا بصدق دل مسلمان ہوا الغرض جو حکما ترتیب
جزاہر و اسماے اعظم طلسم ترتیب دیتے ہین اُس طلسم کو طلسم یا دعوت کہتے ہین اور بانی اُسکا حکیم مشہور ہوتا ہی اور دعوت بھی حکمت
کا ایک جزو اعظم ہی اور بعد انبیا علیہم السّلام حکماے خداپرست کا مرتبہ ہی مگر بشرط پابندی شریعت کیونکہ حکمت کا مرتبہ نبوت کا مرتبہ
کے مقابلہ مین ہی واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت لقمان کو نبوت و سلطنت و حکمت کے باب مین اختیار دیا حضرت
لقمان علیہ السّلام نے حکمت قبول کی اور الحاح و زاری کرکے سلطنت سے انکار کیا خداے تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السّلام کی شان
مین یہ آیہ وافی ہدایہ نازل فرمایا ولقد آتینا لقمان الحکمۃ اسی طرح حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت شیث علیہ السّلام اور حضرت ادریس نبی بھی ان
داخل ہین مگر حکمت الٰہی اور نبوت عام مین یہ فرق ہی کہ ہر نبی حکیم ہوتا ہی مگر حکیم نبی نہین ہوسکتا شاہزادہ نے
پوچھا کہ علاوہ خداپرست کے اور فرقے بھی حکیم ہوئے ہین حکیم صاحب نے فرمایا ہان بعض حکیم ایسے تھے کہ انکو علم
نیرنجات اور طلسم ہندی کا شوق تھا مگر منکر خدا تھے اس وجہ سے اس فرقہ کو طلسمیہ کہتے تھے اور حکماے
خداپرست کو الہیین کہتے تھے پس حکماے خداپرست الہیین مشہور ہین شاہزادہ نے پوچھا کہ اس زمانہ مین بھی

کوئی حکیم ہی حکیم صاحب نے فرمایا ہاں وہ ایک حکیم مصر میں ہیں شاہزادہ نے پوچھا ملکہ شمسہ تاجدار کے جد کلان
کو جو صاحبقران اعظم خطاب دیا ہی شاید اُس زمانہ میں اور کبھی صاحبقران تھا حکیم صاحب نے فرمایا صاحبقران دوم
خورشید تاج بخش کا چھوٹا بھائی شاہزادہ بدر منیر تھا اُسکو لوگ صاحبقران اصغر کہتے تھے اور یہ دونوں
ایک ہی روز پیدا ہوئے تھے ایک بھائی خوردسالی میں غائب ہو گیا اور بعد مدت پھر آیا اور خورشید تاج بخش
خواب میں اونگ جہان بادشاہ خطا کی بیٹی پر عاشق ہوا اور اُسی کے سودائے عشق میں صحرا نوردی اختیار کی
اور اُسی حالت عشق میں بہت کارنمایاں کیے انشاءاللہ ذکر اُسکا و نیز برادر خورد صاحبقران اصغر کا مفصل
شاہنامہ بزرگ یعنی شاہنامہ خورشیدی میں قلم بند ہوگا وہی کتاب بزرگ بروز نوروز ملکہ شمسہ تاجدار کے
سامنے کرسی جواہر نگار پر رکھی جاتی ہی شاہزادہ نے کہا شاہنامہ خورشیدی یقین ہی کہ نظر انور سے حضرت کے
گذرا ہو حکیم صاحب نے کہا میں نے دیکھا تو نہیں لیکن اُسکے حال سے بخوبی واقف ہوں اس وجہ سے کہ
اسقلینوس الٰہی فسطاس دوم کا ہم عصر تھا اُسنے مجمل حال لکھا ہی خلاصہ یہ کہ جب تک شاہزادہ اور حکیم صاحب
باہم سوال و جواب میں رہے وہ جانور وہ اژدہا اُسی دروازہ کے سامنے ٹھہرا رہا بعد اسکے حکیم صاحب اُسکی پشت سے
اُترے اور فرمایا ای جانور تو نے خوب حق خدمت ادا کیا آفرین اب جا تجھکو ہمنے رخصت کیا کل عصر کے وقت
یہیں آ جانا شاہزادہ دل میں کہتا تھا کہ یہ کون جا ہی کہ جہاں حکیم صاحب رات بھر تشریف رکھیں گے جب دروازہ
کے قریب پہونچے حکیم صاحب نے بزور اسم مقفل دروازہ کھولا اور داخل دروازہ ہوئے وہاں ایک ایسا باغ دلکشا
و فرحت افزا نظر آیا کہ باغہائے طلسمی سے بالکل مشابہ تھا بلکہ ترکیب تمام ترسب وہی تھی حکیم صاحب ایک مکان
میں تشریف لے گئے شاہزادہ سے کہا یہاں تشریف رکھیے پریوں نے طبقہائے میوہ تر و خشک و فواکہ لطیف
شاہزادہ کے سامنے رکھے شاہزادہ اور ابو الحسن جوہری نے وہ میوہ نوش فرمایا حکیم صاحب نے بھی با اصرار تمام
دو چار دانہ نوش فرمائے شاہزادہ نے کہا ای واقف اسرار خفی و جلی اس مقام کا کیا نام ہی کہ بعینہ طلسم اجرام و جہانہا
کی صورت ہی حکیم صاحب نے فرمایا آج یہاں آرام فرمائیے کل اسکا حال بیان کیا جائیگا القصہ وہ رات حکیم صاحب
نے عبادت پروردگار میں بسر کی اور صبح کو حکیم صاحب اور شاہزادہ اور ایک دروازہ پر تشریف لائے اور شاہزادہ
سے فرمایا کہ اس دروازہ میں بغور دیکھو کیا تماشا نظر آتا ہی شاہزادہ نے اُس دروازہ میں غور سے دیکھا تو ایک مکان
نظر آیا اور اُسمیں قریب ہزار چرخ کے رکھے ہوئے تھے اور ہر چرخ کا رنگ علیحدہ تھا شاہزادہ نے حکیم صاحب سے
کہا ای معدن دانش و فہم ہر چند میں نے اُن چرخوں کو دیکھا لیکن مجھکو معلوم نہوا کہ یہ کیا ہی حکیم صاحب نے
کہا آپ اس مکان کے کوٹھے پر جا بیٹھیے شاہزادہ اور ابو الحسن جوہری کوٹھے پر آئے وہاں دیکھا کہ جہاں تک
نظر جاتی تھی ایک کوٹھا نہایت وسیع و مسطح نظر آتا تھا اور تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلہ پر چبوترہائے بلند و رفیع

۱۰

بنے تھے اور بیچ مین انکے ایک صفہ تھا نہایت وسیع اور اُسی صفہ وسیع پر بہت سے صفہ خرد تھے جنپر تصویرین شہر کی اور
اہالیان شہر کی نیز بعض جانورون کی بنی ہوئی تھین و بلندا الی غیر النہایت اور ایک طرف کوٹھے کے ایک بوابہ بنی تھی اور اُس بوابہ مین
موافق اعداد صفہ کے دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک پردہ پڑا تھا شاہزادہ نے جب ان شہرون کو اور تصویرون
کو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ یہ شہر اور آدمی کہین دیکھے ہین اور اسی صورت سے مکان مین بھی بہت چرخ تھے اور ان مین چودہ
چرخ بڑے تھے اور ہر چرخ مین اکثر چھوٹے تھے غرض کہ تمام و کمال چھوٹے اور بڑے ہزار چرخ تھے شاہزادہ نے حکیم صاحب
سے پوچھا حضرت یہ چرخ کیسے ہین کہ سمجھ مین نہین آتے حکیم صاحب نے فرمایا کہ توقف کرو مین تمکو بخوبی دکھائے دیتا
ہون اور پردہ مین سے کان مین کچھ کہا پردہ وہان سے روانہ ہوا ایک ساعت کے بعد خود بخود ایک آواز پیدا ہوئی
حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا اس دروازہ مین جاؤ اور دیکھو کیا تماشا ہے ابوالحسن جوہر دروازہ
مین گیا یہان شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ تصویرین کہ جو صفون پر نصب تھین خود بخود متحرک ہوئین حکیم صاحب نے شاہزادہ
سے پوچھا کہو اب تمکو کیا تماشا دکھائی دیتا ہے شاہزادہ نے کہا قبلہ جو طلسم مریخ مین اُس نازنین مریخ پوش منارہ نشین
کے آگے ان چارون بادشاہون مین معاملہ ہوا تھا بعینہ یہان نظر آتا ہے حکیم صاحب نے کہا ابوالحسن جوہر وہان کا
حال بتفصیل بیان کرینگے اس عرصہ مین آواز موقوف ہوگئی یہان حرکت تصویرون کی بھی موقوف ہوگئی اور
ابوالحسن جوہر بھی دروازہ سے آئے حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا تمنے کیا سیر دیکھی شاہزادہ سے بیان کرو
ابوالحسن جوہر نے وہی حال بیان کیا کہ جو شاہزادہ نے باطن طلسم مریخ مین دیکھا تھا حکیم صاحب نے فرمایا اے
فرزند اب اندر سے چرخون کو دیکھو کہ چلنا پھرنا اُنکا اسماے الٰہی سے متعلق ہے یعنے ہر چرخ مین
ہر کام کے واسطے ایک اسم کندہ ہے اور جب طلسم ٹوٹنے کا وقت آئیگا یہ سب چرخ تمہارے ہاتھ سے
ٹوٹ جائینگے اور طلسم کا نشان بھی نہ معلوم ہوگا لیکن جو امرا و سلاطین جن یا بشر خارج طلسم مین
موجود ہین اور تم سے اُنسے ملاقات ہوئی ہے وہ بیرون طلسم مین بھی تمہارے لشکر مین داخل
ہونگے شاہزادہ نے کہا اس مقام کا نام کیا ہے حکیم صاحب نے فرمایا اس مقام کا نام مبدء العجائبات
اور اصل طلسمات ہے ابوالحسن جوہر نے کہا قبلہ و کعبہ غلام کو حکم ہو کہ مبدء العجائبات کی
سیر کرے کہ مجھ سے بھی مثل شاہزادہ کے کوئی مقام طلسم کا پوشیدہ نہ رہے حکیم صاحب نے فرمایا تمنے پہلے ہی اپنے حصہ کا
تماشا دیکھ لیا ابوالحسن جوہر نے کہا وہ تماشا پایہ اعتبار مین نہین ہے حکیم صاحب نے فرمایا خیر اب اس دروازہ قصر
قران السعدین مین جاؤ قصہ کوتاہ ابوالحسن جوہر بھی مثل شاہزادہ کے قصر قران السعدین مین گیا اور وہی
تکلیف اُٹھائی اور قران السعدین مین جس طرح شاہزادہ کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ملاقات ہوئی تھی ابوالحسن
جوہر سے اور بوستان افروز پری سے ملاقات ہوئی اور ابوالحسن جوہر سیر باب مبدء العجائبات کی [illegible]

پھر اُسی طلسم کلان مین پہونچا اور وہان سے اُسنے قصر قران السعدین اور قصر قران النحسین کا تماشا بخوبی دیکھا اور یہ خیال کیا
کہ گویا ایک مدت سے عالم طلسم مین ہین یہان شاہزادہ بھی بیرون دروازہ ویسا ہی تماشا دیکھ رہا تھا غرض جب بو الحسن بھی
طلسم سے باہر آیا پھر اُسنے کوئی تماشا دیکھنے کو نہ کہا اس اثنا مین حکیم طالقوس وحکیم اخشی جان اور حکیم دانشل فرزانہ
اور حکیم اسلیمون اور حکیم ارقیمون اور حکیم صدر اعلی اور حکیم عبد السلام وغیرہ اور اُنکے تمام شاگرد اور خدمتگار
شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنھون نے سیر طلسم کی شاہزادہ کو مبارکباد دی اور کہا کہ بگاڑ دینا طلسمات
کا حضور کی ذات بابرکات پر موقوف ہی اور وہ وقت بھی اب آن پہونچا ہی بس یہ کہا اور رخصت ہو کر اپنے اپنے
مسکن کو چلے گئے حکیم صاحب پھر اُسی کنارہ دریا پر تشریف لائے دیکھا وہ جانور دریائی انتظار مین حاضر ہی حکیم صاحب
اور شاہزادہ معز الدین اور ابو الحسن جوہر وپرورین اُسکی پشت پر سوار ہو کر اُسی سرنگ کی راہ سے گنبد مین
پہونچے کہ سہیل خدمت مین حاضر ہوا حکیم صاحب نے وہ تحفہ دریائی شاہزادہ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا ای فرزند
یکم رجب روز پنجشنبہ مشتری سے منسوب ہی تم پھر میرے پاس آنا کہ مین تمسے اول تصفیہ باطن کا عمل شروع کراؤنگا
جب علم اشراق مین تمکو دستگاہ ہو جائیگی اور صفائی قلب حاصل ہوگی پھر ہرمس الہرامسہ یعنے ادریس اول اور
حکیم سقراط اور حکیم افلاطون الہی کی تصانیف کا سبق دونگا تاکہ لوح طلسم بیضا کے خط سے تمکو آشنائی ہو جاوے
شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہو کر بقعہ فیض سے باہر آیا اور حکیم صاحب تشریف لیگئے یہان سب سرداران
لشکر ظفر پیکر واسطے استقبال کے حاضر ہوئے شاہزادہ نے وہ جواہر عطیہ حکیم صاحب رفقا کو عنایت فرمایا اور تمام ماہ
عیش ونشاط مین بسر کیا بعد ازان غرہ رجب المرجب روز پنجشنبہ ساعت اول مشتری مین حکیم صاحب کی خدمت مین
حاضر ہوئے حکیم صاحب نے شاہزادہ کو حکماے اشراقین کے طریقہ سے ایک اسم بزرگ واسطے صفائی قلب کے
تعلیم فرمایا اور کہا ایک گوشہ گنبد مین اس اسم کو شروع کرو شاہزادہ حسب تعلیم ہدایت اُس اسم کو پڑھنے مین
مشغول ہوا بس ترجمہ نگار شاہزادہ عالی وقار کو ورد اسماے پروردگار مین مشغول رکھ کے اس جلد کو تمام کرتا ہی
اگر زمانہ ناہنجار وسپہری فلک کجرفتار نے اس خاطی وعاصی کو فرصت دی اور نیز بشرط حیات مستعار انشاء الرحمن
جلد مابعد مین حال سلاطین ومشتقیہ کا بیان ہوگا علی الخصوص حال جمشید خود پرست کا کہ جو اپنے کو مقابل شاہزادہ
معز الدین کا جانتا تھا اور جبل اعلی مین پہونچنا امیر مجاہد الدین کا اور شہر فردوس مین روانہ ہونا ابو المکارم
کا بصیغہ سفارت اور قصہ باہم جمشید خود پرست اور امیر محمد بن امیر جلال الدین فیروز بخشی اور یعقوب جبرائی
کے اور روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا بعد تحصیل علوم غریبہ شہر فردوس کی طرف تا اینکہ پہونچنا جبل الصفا
مین اور صفوان جبل نشین کا مطلع ہونا اور جو کچھ کہ متعلق اُسکے ہی اُسکا بھی ذکر ہوگا

بحمد اللہ این داستان شد تمام	بسط وعیش ماند ارقم کلام	چو کلکم دران بود مقبول دل	لہذا همین ختم شد والسلام

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزار ہزار شکر و سپاس بیقیاس اُس معبود برحق و قادر مطلق کا کہ ترجمہ جلد دوم بوستان خیال موسوم بہ درۃ الابصار چھپکر تیار ہوا اسمین ذکر شاہزادہ معزالدین کے عاشق ہونے کا ہو ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن فرو زپر اور نیز سیر عجائبات کی کرنا اور مقابلہ کرنا دیوان ابلیس پرست سے بتفصیل تمام مذکور ہو۔ اگرچہ دہلی مین بھی اسکا ترجمہ ہوا مگر جیسی دماغ سوزی اور عرق ریزی عالیشان والا دودمان جناب مرزا محسن علیخان عرف آقا مجو صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے کی ہو وہ بنظر انصاف معلوم ہوسکتی ہو۔ ہان یہ البتہ کمال افسوس کی بات ہو کہ عمر نے اُن مرحوم کی وفا نہ کی تاکہ یہ تمام جلدین اُنھین کی حیات مین تکمیل کو پہونچتین۔ مگر خداوند عالم مسبب الاسباب ہو چونکہ اُسکو اُن مغفور کا نام نامی تا ابد الآباد باقی رکھنا منظور تھا یعنی ایک عالی ہمم والاشیم صاحب عظمت و حشمت ذی ہمت و رتبت والا تبار مالک التجار شریف پرور قدردان اہل ہنر جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم و مغفور۔ کی ہمت والا نہمت مقتضی اس امر کی ہوگئی کہ ایک رئیس باکمال کی محنت رائگان نہو لہذا بصرف زر کثیر اس قصہ عجیب و داستان غریب کو مرتب و مکمل فرمایا اور بعد طبع جلد اوّل موسوم بہ مہدی جامہ کے اس جلد ثانی کو بھی شرف اشاعت بخشا۔ واضح ہو کہ اب ترجمہ جلد سوم بوستان خیال موسوم بہ ضیاء الابصار و ترجمہ جلد چہارم موسوم بہ شمس النہار و ترجمہ جلد پنجم موسوم بہ مطلع الانوار و ترجمہ جلد ششم موسوم بہ خزینۃ الاسرار و ترجمہ جلد ہفتم موسوم بہ نور الانوار بھی نہایت حسن انتظام اور مزید اہتمام سے معرض طبع مین آکر ہدیۂ ناظرین والا مقام ہو رہے ہین اور اپنی خوبی و عمدگی سے ہر ایک جلد مقبول عام ہو چنانچہ بفضل ایزدی یہ ناظورۂ دلفریب بہزاران زینت و زیب مطبع نامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب الحکم آقائے نامدار راے بہادر جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع موصوف بماہ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ بار سوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر زینت بخش محفل مشتاقان ہوئی۔ حق سبحانہ تعالے اپنے فضل و کرم سے اس عروس زیبا کو حسن قبول عطا فرماوے۔

نام کتاب	قیمت
افسانہ پر فضا۔	۳/
قصہ گل و صنوبر	۱ر۶ پ
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔	۵/
قصہ اگر گل۔	۳/
سیر مقبول۔	۹ر۶ پ
قصہ گوپی چند بھرتھری۔	۱ر
لطائف ہندی۔	۳/
قصہ چہار گلزار۔	۴/
ریاض تحقیق نادر یعنی اردو شرح سکندر نامہ بری۔	۱ر۴/
قصہ دھرم سنگھ۔	۶ پ

قصہ جات نظم

نام کتاب	قیمت
الف لیلہ منظوم کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں۔	
کامل مجلد۔	۷ر پ
جلد اول از منشی طوطا رام شایان۔	۱۲ر پ
ایضاً۔ جلد دوم از منشی طوطا رام شایان کاغذ سفید۔	۱۰ر پ
ایضاً جلد سوم مترجمہ منشی طوطا رام شایان۔	۶ر پ

نام کتاب	قیمت
ایضاً۔ منظوم جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ ختائی و سفید۔	۱۳ر پ
مجموعہ قصص با تصویر شامل پانچ قصہ۔	۱ر۶ پ
قصہ سوداگر بچہ۔	۹ پ
بحر دانش۔ مطبوعہ غیر	۶ پ
قصہ ماہی گیر	۶ پ
ناٹک ہمت عالی معروف بہ گل بکاؤلی۔	۴/
قصہ ماہ رمضان۔	۳ پ
قصہ قاضی جونپور	۶ پ
قصہ جمہ۔	۶ پ
قصہ شاہ روم	۶ پ
قصہ شیخ منصور۔	۶ پ
سنگھاسن بتیسی	۴/
گلزار ابراہیم	۱۳/۳ پ
چشمہ شیریں۔	۱ر۳ پ
قصہ گلاب چنبیلی	۲ر۳ پ
ایجاد رنگین۔	۱/
مجموعہ چوسہ نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ۔ از منشی بنی رام۔	۱/
پدماوت بھاکا اردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع۔	۱۲/
پدماوت اردو ترجمہ از فارسی	

نام کتاب	قیمت
شعر بہ شعر ملک محمد جائسی۔	۱۰/
پدماوت اردو از عبرت و عشرت	۳/
فسانہ عجائب۔ منظوم	۱ر
نل دمن اردو۔	۱ر۳ پ
پرایہ انتظار۔	۶ پ
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۸/
قصہ عابد و شیطان۔	۳ پ
شیریں خسرو با تصویر۔	۲ر۹ پ
بنجارہ نامہ۔	۳ پ
لیلیٰ مجنوں۔	۴/
بہار دانش۔	۲ر۹ پ
مجموعہ قصہ سپاہی زادہ شامل بارہ قصہ۔	۱ر۳ پ
شاہنامہ۔ اردو با تصویر۔	۵ر۹ پ
طلسم شایان	۱۰ر۳ پ
بہٹ کہانی	۶ پ
سراپا سے تصویر نظم۔	۹ پ
قصہ گلفام۔	۹ پ
باغ عاشق۔	۴/
گلدستہ شجاعت ترجمہ سکندر نامہ	۷
بکری و بہری۔	
سراپائے پری۔	۶
قصہ شکنتلا۔ نظم معروف بہ رنگ گلزار اردو حصہ دوم باسم تاریخی نقد سیانہ	